إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون
إنه لقرآن كريم في كتاب مكنون لا يمسه إلا المطهرون تنزيل من رب العالمين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس کتاب کو پڑھنے اور اس سے فائدہ
اُٹھانے والے حضرات سے
درخواست ہے کہ وہ

بلال گروپ آف اِنڈسٹریز

کے

مالکان، اِن کے والدین، آل اولاد
اور اہل وعیال کو اپنی دُعاؤں میں ہمیشہ
یاد رکھیں، خصوصاً یہ دُعا کہ اللہ تعالیٰ تمام
لغزشیں مُعاف فرمائے اور حسنات قبول
فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین
ثُمّ آمین

مرکز ابو الکلام آزاد للتوعیۃ الإسلامیۃ
ABUL KALAM AZAD ISLAMIC AWAKENING CENTRE

وقف

The Holy Qur'an and the translation of its meanings
Published by
Abul Kalam Azad Islamic Awakening Centre
4-Joga Bai, New Delhi-110025 (INDIA)

وقف

قرآن کریم

ترجمانی

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ الدھلوی المتوفی ۱۲۲۵ھ

نواب وحید الزماں حیدر آبادی المتوفی ۱۳۳۸ھ

تفسیر

شیخ الحدیث محمد عبدہ الفلاح

شائع کردہ

مجمع البحوث العلمیۃ الاسلامیہ

ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سینٹر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

آیاتہا: ٧ — سورۃ الفاتحۃ مکیۃ — رکوعہا: ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے ف۳

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ

سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالموں کا ف۴ بخشش کرنے والا مہربان ف۵ خداوند

اصل تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے بڑا مہربان رحم والا انصاف

يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا

دن جزا کا ف۶ تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم ف۷ دکھا ہم کو

کے دن کا مالک ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں (یعنی تیری ہی پوجا کرتے ہیں) اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ

راہ سیدھی ف۸ راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے ف۹

سیدھے رستے پر چلا ان کا رستہ جن پر تو نے کرم کیا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

سوائے ان کے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کی ف۱۰

نہ ان کا جن پر غصہ ہوا اور نہ ان کا جو بہک گئے

المنزل ١ — ع ١

ف۱ اس سورۃ کو "الفاتحہ" اس لیے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی کتابت اور نماز میں قرأت اسی سے شروع ہوتی ہے اس اعتبار سے گویا قرآن کا دیباچہ ہے عہد نبوت میں اس کا مشہور تر نام یہی تھا اور اسی اعتبار سے اسے ام الکتاب اور ام القرآن بھی کہا جاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجملاً قرآن کے جمیع علوم پر حاوی ہونے کی وجہ سے اسے ام الکتاب سے ملقب کر دیا گیا ہو نیز ان کے نام الصلوٰۃ، السبع المثانی اور القرآن العظیم بھی مرفوعاً ثابت ہیں۔ صحابہ و تابعین سے اس کے بہت سے اور نام بھی منقول ہیں مثلاً الوافیہ، الکافیہ، اساس القرآن، الشفاء وغیرہ (قرطبی) احادیث میں اس سورۃ کے بہت سے فضائل منقول ہیں دارمی میں ہے فاتحۃ الکتاب شفاء من کل سم کہ سورۃ فاتحہ ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔ حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "ام القرآن" جیسی افضل کوئی سورت نہ تو اس سے پہلے تورات میں نازل ہوئی اور نہ انجیل میں (ترمذی) اس کے ہم معنی صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یہ سورہ سب سے افضل ہے (ابن کثیر) یہ سورۃ بالاجماع مکی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ یہ مدینہ میں نازل ہوئی مگر علماء نے لکھا ہے کہ اس کی فضیلت مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور بعض اس کا نزول مکرر بھی مانتے ہیں (ابن کثیر۔ قرطبی) ف۲ قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے وقت "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھ لینا چاہیے جیسا کہ سورہ نحل میں ہے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور ابوسعید الخدری سے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نماز میں سورۃ فاتحہ سے قبل تعوذ پڑھ لیا کرتے تھے (ابن کثیر۔ قرطبی) مسئلہ اس سورۃ کا نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے جیسا کہ عبادۃ بن صامت سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (صحاح ستہ) کہ جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں ہے اور یہ حکم ہر شخص کے لیے ہے خواہ وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو یا جماعت سے امام ہو یا مقتدی نماز جہری ہو یا سری، فرض ہو یا نفل اور حضرت عبادۃ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے صبح کی نماز پڑھائی آپؐ پر قرأت گراں ہو گئی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم لوگ امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو ہم نے عرض کی "جی ہاں" آپؐ نے فرمایا لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بہا۔ ایسا نہ کرو۔ مگر سورۃ فاتحہ ضرور پڑھ لیا کرو کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی (سنن ابو داؤد، ترمذی) ف۳ سورۃ نحل میں یہ جزو آیت ہے اور بالاجماع سورۃ فاتحہ اور دوسری سورتوں کے شروع میں لکھا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ اور دوسری اور سورتوں کی جزو ہے ورنہ فصل کے لیے کوئی اور علامت بھی متعین ہو سکتی تھی جہری نمازوں میں اسے جہر (بلند آواز) سے پڑھنا چاہیے یا سر (یعنی پوشیدہ) سے احادیث سے دونوں طرح ثابت ہے صحیحین میں حضرت انسؓ اور مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت اور خلفائے اربعہ نماز میں قرأت الحمد للہ رب العلمین" سے شروع کرتے تھے یعنی بسم اللہ سراً (آہستہ) پڑھا کرتے تھے دوسری روایات میں جہری نمازوں میں بالجہر (بلند آواز سے) پڑھنا بھی ثابت ہے (در منثور۔ نیل) حافظ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں پوشیدہ پڑھنے کو ترجیح دی ہے مگر احیاناً سراً اور احیاناً جہراً پڑھ لی جائے تو بہتر ہے تاکہ دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جائے (المنار) نماز دونوں طرح ہو جاتی ہے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے (ابن کثیر) ف۴ یہ کلمہ اظہار عبودیت اور اعتراف نعمت کے معنی پر مشتمل ہے اور شکر الٰہی کے اظہار کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ نہیں ہے حدیث میں ہے الحمد رأس الشکر فما شکر اللہ عبد لا یحمدہ۔ "رب" یہ اسمائے حسنیٰ سے ہے اور اضافت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر اس کا اطلاق جائز نہیں ہے۔ اَلْعٰلَمِیْن یہ عالَم کی جمع ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام کائنات پر اس کا اطلاق ہوتا ہے (قرطبی، حضرت ابن عباسؓ رب العالمین کی تفسیر میں فرماتے ہیں "الٰہ الخلق کلہ" تمام مخلوقات کا معبود۔ ف۵ یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں۔ رَحْمٰن بروزن فَعْلَان ہے جس میں کسی چیز کی کثرت پائی جاتی ہے اور رَحِیْم بروزن فَعِیْل ہے جس میں دوام کے معنی پائے جاتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا ہے اور ہمیشہ رحم کرنے والا بھی ہے بعض نے کہا ہے کہ دنیا میں عموم رحمت کے اعتبار سے رحمٰن ہے جو ہر مومن اور ہر کافر کو شامل ہے اور آخرت میں خاص طور پر اپنے فرمانبردار بندوں پر رحمت کے اعتبار سے "رحیم" ہے۔ ف۶ یوم الدین کے معنی یوم جزاء کے ہیں اس دنیا میں بھی مکافات یعنی جزائے اعمال کا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر اس جزا کا مکمل ظہور چونکہ قیامت کے دن ہو گا اس لیے قیامت کے دن کو خاص طور پر "یوم الدین" کہا گیا ہے (رازی) اور اللہ تعالیٰ کے اس دن کا مالک ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس روز ظاہری طور پر بھی مالکیت اور ملوکیت کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا اور مخلوقات سے جملہ اختیارات ظاہری بھی سلب کر لیے جائیں گے (قرطبی) ف۷ عبادت کے معنی ذلت اور انکساری کا اظہار کرنے کے ہیں۔ شرعاً یہ ذلت اور انکساری اس صورت میں عبادت بنے گی جب اس ہستی کو ماوراء الاسباب غیبی تسلط اور قدرت کا مالک سمجھ کر کمال محبت کے ساتھ اس کے سامنے ذلت و انکساری کا اظہار کیا جائے جیسا کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح کسی معاملہ میں ماوراء الاسباب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد مانگنا بھی جائز نہیں ہے مثلاً مرض کے علاج کے لیے دوا اور ان کا استعمال تو جائز ہے مگر دوا اور علاج کو چھوڑ کر محض غیبی شفا کسی اور سے طلب کرے تو یہ شرک ہو گا۔ اسی قسم کی استعانت کے متعلق فرمایا اذا استعنت فاستعن باللہ۔ مسئلہ عموماً دعاؤں میں بحرمت یا بطفیل فلاں بزرگ (یا خود آنحضرتؐ کی ذات گرامی) کے الفاظ رواج پا گئے ہیں مگر قرآن اور احادیث صحیحہ سے اس کی صراحت نہیں ملتی ہاں صرف حدیث پاک میں درود شریف کو قبولیت دعا کے اسباب میں سے قرار دیا گیا ہے (مشکوٰۃ ص۸۷) حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں "دعاؤں میں اس قسم کے الفاظ صحابہؓ، تابعینؒ اور سلف امت سے ثابت نہیں ہیں" (مختصر الفتاوی المصریہ ص ۱۹۵) اسی طرح الوسی زادہ اپنی تفسیر روح المعانی (ج ۲ ص ۳۰۰) میں لکھتے ہیں لم یعہد التوسل بالجاہ والحرمۃ عن احد من الصحابۃ لہٰذا یہ دعا بالتوسل بدعت ہے ف۸ طبعی اور فطری ہدایت کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مشاعر کے ساتھ عقل جیسی نعمت عظمیٰ سے بھی نوازا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے منافع و مضرات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اور سب سے بڑی نعمت ہدایت دین ہے جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں کے ذریعہ نازل ہوئی۔ ہدایت کی ان جملہ انواع کا ذکر قرآن میں مذکور ہے اور پھر سب سے بڑھ کر انبیاء کا "اسوۂ حسنہ" ہے جو ہدایت الٰہی کی عملی تعبیر ہے یہی وجہ ہے کہ دعا میں صراط مستقیم کی ہدایت کے بیان میں صراط الذین انعمت الخ لایا گیا ہے "صراط مستقیم" قرآن و حدیث کی اتباع کا نام ہے۔ اجتہادی مسائل میں غلطیوں کا زیادہ امکان ہے اس لیے پانچ اوقات نماز میں یہ دعا اسی شعور کے ساتھ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی لغزشوں سے محفوظ رکھے۔ ف۹ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین دیکھیے سورۃ النساء آیت ۶۹۔ ف۱۰ بھٹکنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو از راہ جہالت صحیح راستہ سے بھٹک گئے ہوں اور "جن پر غضب کیا گیا" سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے جان بوجھ کر صحیح راستہ اختیار نہ کیا۔ ایک مرفوع حدیث میں نصاریٰ کو "ضالین" اور یہود کو "مغضوب علیہم" قرار دیا گیا ہے متعدد آیات میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے (ابن کثیر) اور یہی تفسیر صحابہ اور علماء تفسیر سے منقول ہے (فتح البیان) مثلاً تفسیر در منثور میں ہے کہ جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو فاتحۃ الکتاب پڑھائی تو آخر میں کہا کہ آمین کہیے اس پر آنحضرتؐ نے آمین کہی۔ فائدہ آمین کے معنی ہیں "ہماری دعا قبول فرما" سورہ فاتحہ میں ولا الضالین کے نون کے بعد آمین کہنا مستحب ہے جہری نمازوں میں امام اور مقتدی دونوں کا باآواز بلند آمین کہنا متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو اس لیے کہ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی۔ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے۔ ایسے ہی حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ "ولا الضالین" کے بعد بلند آواز سے آمین کہتے تھے (ترمذی) مسئلہ سنت طریق یہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر قرأت کرے۔ ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ ہر آیت کو الگ الگ پڑھا کرتے تھے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پر ٹھہر جاتے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے اور ٹھہر جاتے (ترمذی) یہ سورۃ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی ہے (موضح)

ف۱ چند آیات کے علاوہ تمام سورۃ مدنی ہے۔ اس کا زمانہ نزول ہجرت کا ابتدائی زمانہ ہے۔ اس کا شمار "السبع الطول" میں ہے جن کی اہمیت کے پیش نظر آنحضرتؐ نے فرمایا: مَنْ اَخَذَ السَّبْعَ فَهُوَ حِبْرٌ کہ جس نے یہ سات سورتیں حاصل کرلیں وہ بہت بڑا عالمِ دین بن گیا۔ (ابن کثیر) اس سورۃ کے مواعظ و احکام کے معتدبہ حصہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اسے "سَنَامُ الْقُرْاٰن" فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم) حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت ہوتی رہے۔ (ابن کثیر) خالد بن معدان سے روایت ہے کہ سورۃ بقرہ حاصل کرو، اس کا سیکھنا باعثِ برکت ہے، اور اسے چھوڑ دینا موجبِ حسرت۔ (دارمی)

ف۲ سورتوں کے شروع میں جو حروف آئے ہیں اُن کو مقطعات کہا جاتا ہے کیونکہ یہ الگ الگ کرکے پڑھے جاتے ہیں۔ خلفاءِ اربعہ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر اکابر صحابہ کا خیال ہے کہ یہ حروف رازِ خداوندی ہیں، جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور آنحضرتؐ سے بھی ان حروف کی تفسیر میں کوئی بات ثابت نہیں ہے مگر بعض صحابہ مثلاً عبداللہ بن عباس اور بعض تابعینؒ سے اس کی تاویل میں مختلف اقوال مروی ہیں مگر صحت سند کے ساتھ ثابت نہیں ہیں۔ صرف ایک قول عبدالرحمٰن بن زید سے ثابت ہے کہ انہوں نے ان حروف کو اسمائے سور قرار دیا ہے۔ وھو الصحیح (کشاف، رازی) متاخرین علماء نے ان حروف کے لطائف، دقائق بیان کئے ہیں۔ مگر یہ سب فنی کاوش الغاز و تعمیہ کی حیثیت رکھتی ہیں ایک احتمال کچھ قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اوائل سور میں ان کے نزول سے تحدی مقصود ہو، اور عرب کے فصحا اور بلغا کو دعوتِ معارضہ دی گئی ہو کہ قرآن ان حروفِ تہجی سے مرکب ہے جن سے تم اپنا کلام ترکیب دیتے ہو۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنا لاؤ، ورنہ سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اس بارے میں توقف اور سکوت بہتر ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں "ہر اس شخص کے لئے جو نجات کا خواہاں اور سلف صالحین کی پیروی کا خواہشمند ہے اتنا جان لینا کافی ہے کہ ان حروف کے اتارنے میں کوئی ایسی حکمت ہے، جس تک ہماری رسائی ممکن نہیں ہے۔ پس اس سے زیادہ گہرائی میں جانے کی سعی کرنا لاحاصل ہے۔ (فتح القدیر)

ف۳ قرآن مجید کے جہاں اور بہت سے نام ہیں وہاں اس کا ایک نام "الکتٰب" بھی ہے یعنی وہ آخری کتاب جس کے نزول کی کتب سابقہ میں انبیا کی زبان پر خبر دی گئی ہے۔ (خازن) گویا "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" فرما کر یہود مدینہ کی تردید کی ہے جو اس کے آخری کتاب ہونے کے منکر ہیں۔

ف۴ ہدایت کے ایک معنی تو رہنمائی و ارشاد کے ہیں اس اعتبار سے تو قرآن پاک "هُدًى لِّلنَّاسِ" ہے اور دوسرے معنی تائید و توفیق کے ہیں۔ یعنی ہدایت سے بالفعل فیضیاب ہونا اسی اعتبار سے قرآن کو "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" فرمایا ہے (دیکھئے سورۃ قصص آیت ۵۶) اور متقی کا لفظ وقایہ سے مشتق ہے جس کے معنی بچاؤ اور حفاظت کے ہیں مگر اصطلاحِ شریعت میں "متقی" وہ ہے جو ہر ایسی چیز سے اپنے آپ کو باز رکھے جس کے کرنے یا چھوڑنے سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہو سکتا ہے (الکشاف) اور تقویٰ پیدا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ انسان سلف صالحین یعنی صحابہؓ و تابعین کی سیرت کا مطالعہ کرے اور ان کی اتباع اختیار کرے (ابن کثیر)

ف۵ ایمان تصدیق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اصطلاحِ شریعت میں قول و فعل اور اقرار کے مجموعہ کو ایمان کہا جاتا ہے (ابن ماجہ) اور یہاں الغیب سے وہ حقائق مراد ہیں جو عقل و حواس کی رسائی سے ماوراء ہیں۔ مثلاً ذاتِ باری تعالیٰ وحی الٰہی عذابِ قبر اور جملہ امورِ آخرت (قرطبی) پس اہل تقویٰ کی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بیان پر اعتبار کرتے ہوئے ان حقائق پر ایمان رکھتے ہیں اور عقل و حواس سے ادراک احساس کا مطالبہ نہیں کرتے۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

اٰيَاتُهَا: ۲۸۶ رُكُوْعَاتُهَا: ۴۰

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان سے رحم والا

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲

(ش) یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے راہ دکھاتی ہے واسطے پرہیزگاروں کے

ف۲ اس کتاب میں (یعنی اس کے سچے ہونے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کوئی شک نہیں ہے ف۳ ڈر والوں کو رستہ بتاتی ہے ف۴

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان کو

جو بن دیکھی باتوں پر یقین کرتے ہیں (اسی کو غیب کہتے ہیں) ف۵ اور نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں ف۶ اور جو ہم نے ان کو دیا

يُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو کچھ

اس میں سے خرچ کرتے ہیں ف۷ اور جو یقین کرتے ہیں اس پر جو اترا تجھ پر اور جو

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴

اتاری گئی پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں

اترا تجھ سے پہلے ف۸ اور آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں (قیامت اور حشر نشر کا) ف۹

ف۶ یعنی اس کو صحیح اوقات میں ارکان و سنن کی حفاظت اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور نماز با جماعت میں صفیں سیدھی باندھتے ہیں۔ کندھے سے کندھا، پیر سے پیر اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے۔ تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ (بخاری) ف۷ نفقہ عام اور جملہ حقوقِ مالی کو شامل ہے۔ ف۸ پہلی کتابوں پر ایمان لانا صرف یہ ہے کہ ان کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق کی جائے مگر عمل صرف قرآن و حدیث پر کیا جائے۔ (ابن کثیر)

ف۹ آخرت نشاۃ ثانیہ سے عبارت ہے مفردات سے اور بعث بعد الموت اور امورِ آخرت پر یقین رکھنا ایمان کا جزو ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٥ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے

یہی لوگ اپنے پروردگار کی راہ پر ہیں اور یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں ف۱ جو لوگ منکر ہوئے

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ

برابر ہے اوپر ان کے کیا ڈرایا تونے ان کو یا نہ ڈرایا تونے ان کو نہیں ایمان لاویں گے مُہر کی اللہ نے اوپر

ان کو برابر ہے تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ نہ مانیں گے ف۲ ان کے دلوں اور ان

قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝٧

دلوں ان کے کے اوپر اوپر کانوں ان کے کے اور اوپر آنکھوں ان کی کے پردہ ہے اور واسطے ان کے عذاب ہے بڑا

کے کانوں پر اللہ تعالےٰ نے مہر کردی ہے ف۳ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان پر (قیامت کے دن) بڑی مار پڑے گی

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝٨

اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور ساتھ دن پچھلے کے اور نہیں وہ ایمان لانے والے رش

کچھ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو (منہ سے تو) کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر ف۴ اور پچھلے دن (قیامت) پر مگر (دل سے) ان کو یقین نہیں ہے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩

فریب دیتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور نہیں فریب دیتے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے

اللہ اور مومنوں سے دغابازی کرتے ہیں وہ اپنے کو آپ دغا دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے ف۵

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا

بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے پس بڑھائی ان کی اللہ نے بیماری اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا بہ سبب اس کے کہتے

ان کا دل (پہلے ہی سے) بیمار تھا اللہ تعالےٰ نے اور زیادہ بیمار کردیا ف۶ اور جھوٹ بولنے کی سزا میں دکھ کی

يَكْذِبُونَ ۝١٠ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝١١

جھوٹ بولتے اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم سنوارتے ہیں

مار پڑے گی جب ان سے کہو (بھائی) ملک میں فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں اجی ہم تو سنوارنے والے ہیں ف۷

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝١٢ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا

خبردار ہو تحقیق وہی ہیں فساد کرنے والے اور لیکن نہیں سمجھتے اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے ایمان لاؤ

سن لو یہی لوگ فسادی ہیں پر نہیں سمجھتے اور جب ان سے کہو ایمان لاؤ جس طرح اور

كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

جیسا ایمان لائے ہیں لوگ کہتے ہیں کیا ایمان لاویں ہم جیسا ایمان لائے ہیں بے وقوف خبردار ہو تحقیق وہی ہیں بے وقوف

(دیکھو) لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کیا (ہم بھی اُلو بن جائیں) جس طرح اُلو ایمان لائے ہیں ہم بھی ایمان لاویں سن لو وہ خود اُلو ہیں

وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝١٣ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ

و لیکن نہیں جانتے اور جب ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں طرف

پر نہیں جانتے ف۸ اور یہ لوگ جب (ویسے) ایمانداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایماندار ہیں اور جب اکیلے اپنے

ف۱ یعنی اہلِ تقویٰ جو مذکورہ صفات سے متصف ہوتے ہیں وہی کامل فلاح سے سرفراز ہوں گے (قرطبی)۔ ابنِ عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ الٓمّٓ سے المفلحون تک اہلِ جنت کا ذکر ہے۔ اور پھر عظیم تک اہلِ دوزخ کا۔ (سلفیہ)

ف۲ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں کافر قرار پا چکے ہیں اُن کو انذار سے فائدہ نہیں ہوگا (قرطبی)۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انذار بالکل فضول ہے، نہیں بلکہ منذِر کو تو تبلیغ رسالۃ کا حق ادا کرنے کا ضرور ثواب ملتا رہے گا اس لیے یہ فرمایا کہ ان کے حق میں انذار اور عدمِ انذار برابر ہے۔

ف۳ یعنی گناہوں کی کثرت سے ان کے ضمیر مُردہ ہو چکے ہیں اور قبولِ حق کی استعداد جو فطرتاً ہر شخص میں ودیعت کی گئی ہے ان سے سلب ہو چکی ہے۔ اب ان میں حق ناحق کی تمیز باقی نہیں رہی گویا ان کے دل ایسے ہوگئے ہیں جیسے کسی چیز کو بند کرکے اس پر مُہر لگا دی جائے، یا یہ کہا جائے کہ ختم ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مگر ہے ان کے مسلسل گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے پھر اس نے توبہ کرلی تو بڑھنے سے رُک گیا اور گناہ سے بچنے کی کوشش کی تو اس کا دل صاف ہوگیا۔ اور اگر وہ گناہ پر گناہ کرتا گیا تو وہ سیاہ نقطہ پھیل کر سارے دل پر چھا گیا۔ فرمایا یہی زنگ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:
كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (ابن جریر)

ف۴ اہلِ ایمان اور کھلے ڈُلے کفار کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں اُن منافقین کا ذکر ہو رہا ہے جو بظاہر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے مگر حقیقت میں ان کے دل یقین و اذعان اور نورِ ایمان سے یکسر خالی تھے اور اُن کی تمام ہمدردیاں کفر اور اہلِ کفر کے ساتھ تھیں۔ یہ بیان تا آخر رکوع ۱۳ آیات میں پھیلا ہوا ہے۔

ف۵ یعنی زبان سے اسلام کا اظہار کرکے اور دلوں میں کفر چھپا کر آنحضرتؐ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مسلم معاشرے میں کچھ مراعات سے بہرہ مند ہوں اور ان کے راز بھی معلوم کرتے رہیں مگر یہ لوگ خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ گو یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی مگر ایک نہ ایک دن ان کے نفاق کی سزا ان کو مل کر رہے گی۔

ف۶ یعنی شک و نفاق، ریاکاری اور مومنوں سے حسد و بغض وغیرہ کے امراضِ قلبیہ میں مبتلا تھے ہی اسلامی اقتدار کی روز افزوں ترقی سے اور جل بُھن رہے ہیں (قرطبی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ایک بیماری یہ کہ جس دین کو دل نہ چاہتا تھا ناچار قبول کرنا پڑا۔ اور دوسری بیماری اللہ تعالیٰ نے یہ زیادہ کردی کہ حکم دیا جہاد کا جن کے خیرخواہ تھے ان سے لڑنا پڑا۔ (موضح)

ف۷ فساد دراصل صلاح کی ضد ہے اور اس کے معنی ہیں استقامت سے ہٹ جانا۔ یہاں فساد سے مراد ہے کفر و معصیت کا ارتکاب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہؓ نے یہی تفسیر کی ہے۔ (ابن کثیر)۔ یہ واقعہ ہے کہ ہر زمانہ میں مفسد اور گم راہ لوگ نشر و اشاعت کے لیے خوبصورت عنوان تجویز کرتے رہے ہیں جیسا کہ آجکل دُعا بتوسلِ غیر کے نام سے شرک ہو رہا ہے۔ (المنار)۔ ہمارے زمانے میں بھی ان منافقوں کی چھوٹی ذریت پیدا ہوئی ہے جن کا دعویٰ تو مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کا ہے۔ اور وہ خود کو پکے مسلمان سمجھتے ہیں مگر دراصل وہ اسلام کے ڈھانے اور اس کے عقائد و شرائع اور احکام کو نیست و نابود کرنے کی فکر میں ہیں۔ جس ترقی کے یہ لوگ خواہاں ہیں وہ مسلمانوں کی ترقی نہیں بلکہ کفر و نفاق کی ترقی ہے۔ (وحیدی)

ف۸ منافقین کا ایک شیوہ یہ بھی تھا کہ جو لوگ صدقِ دل سے اسلام قبول کرکے اپنے آپ کو تکالیف اور خطرات میں مبتلا کر رہے تھے اُن کو بے وقوف سمجھتے۔

شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ

سرداروں اپنے کی کہتے ہیں تحقیق ہم ساتھ تمہارے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم ٹھٹھا کرتے ہیں اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ان سے

شیطانوں کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں (اجی) ہم تو دل لگی کرتے ہیں اللہ جل شانہٗ ان سے دل لگی کرتا ہے

وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى

اور کھینچتا ہے ان کو بیچ سرکشی ان کی کے بہکتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے

اور ان کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے شرارت میں بھٹکتے ہوئے ف۱ یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے راہ کے بدلے گمراہی مول لی

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ

پس نہ فائدہ پایا سوداگری ان کی نے اور نہ ہوئے راہ پانے والے مثال ان کی جیسے مثال اس شخص کی ہے جو جلادے

تو نہ نفع ہوا ان کو سوداگری میں نہ انھوں نے راہ پائی۔ ف۲ ان کی کہاوت (مثل) اس شخص کی سی ہے جس نے (اندھیرے

نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا

آگ پس جب روشن کیا جو کچھ گرد اس کے تھا لے گیا اللہ روشنی ان کی اور چھوڑ دیا ان کو بیچ اندھیروں کے نہیں

جنگل میں رات کو) آگ سلگائی، جب آس پاس روشنی پھیلی (اور برا بھلا دکھلائی دینے لگا) تو (ایکبارگی) اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی میٹ دی (اور اس آگ کو بجھا دیا

يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ

دیکھتے بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں پھر آتے یا مانند مینہ کی آسمان سے بیچ اس کے

اور اندھیرے میں ان کو چھوڑ دیا کچھ نہیں دیکھتے ف۳ بہرے گونگے اندھے ہیں، وہ راہ پر آنے والے نہیں ف۴ یا ایسی مثال ہے جیسے مینہ برس رہا ہو آسمان سے اس

ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ

اندھیرے ہیں اور گرج ہے اور بجلی کرتے ہیں انگلیاں اپنی بیچ کانوں اپنے کے کڑک سے ڈر

میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی مارے کڑک کے موت کے ڈر سے انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس رہے ہیں۔

الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَآءَ

موت کے سے اور اللہ تعالیٰ گھیرنے والا ہے کافروں کو نزدیک ہے کہ بجلی اُچک لے جاوے آنکھیں ان کی جب روشنی دیتی ہے

اور اللہ تعالیٰ منکروں کو گھیرے ہوئے ہے ف۵ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو اوچک لے ف۶ ہر بار جب ان پر چمکتی

لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

ان کو چلتے ہیں بیچ اس کے اور جب اندھیرا کرتی ہے اوپر ان کے کھڑے ہو رہتے ہیں اور اگر چاہے اللہ لے جاوے کان اُن کے

ہے تو اس کی روشنی میں چلتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کان بہرے کر دے (بجلی کی کڑک سے)

وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ

اور آنکھیں اُن کی تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اے لوگو عبادت کرو پروردگار اپنے کی جس نے

اور ان کی آنکھیں اندھی کر دے (بجلی کی چمک سے)، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے ف۷ اے لوگو اپنے مالک کی بندگی کرو ف۸ جس نے

خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

پیدا کیا تم کو اور ان کو جو پہلے تم سے تھے تاکہ تم بچو جس نے کیا واسطے تمہارے زمین کو

بنایا تم کو اور تم سے پہلے (اگلے) لوگوں کو تم پرہیزگار ہو جاؤ گے ف۹ امید رکھو جس نے زمین کو تمہارا بچھونا بنایا

ف۱ عام محاورے میں ہر بُرے کام کی جزا یا جواب کو اسی برائی کا نام دے دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے کئی مقامات پر یہ محاورہ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ اسی محاورہ کے مطابق منافقین کے مکر و فریب اور ہنسی مذاق کے مقابلہ میں جو انھیں مہلت دی اور ان پر فوراً گرفت نہ کی اس کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہنسی ٹھٹھہ کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ ان منافقین سے ہمارا یہ برتاؤ اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم ان سے خوش ہیں بلکہ یہ ہمارا غضب ہے اور یہ امہال دراصل ان کے ہنسی مزاح کا بدلہ ہے جو وہ مسلمانوں سے کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنی سرکشی میں خوب قدم بڑھالیں جیسے فرمایا "اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا (آل عمران آیت ۱۷۸)۔ ابن عباس فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف سے استہزا کی یہ صورت آخرت میں پیش آئے گی (قرطبی)

ف۲ یعنی ہدایت و ایمان کی راہ چھوڑ کر اور کفر و ضلالت کی راہ اختیار کر کے انہوں نے بجائے فائدے کے نقصان اٹھایا دنیا اور آخرت کی ذلت میں مبتلا ہو گئے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو سنت کی راہ چھوڑ کر بدعت کی

ف۳ جب آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے تو کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا اور بعد میں منافق ہو گئے۔ ان لوگوں کے حال کی یہاں مثال بیان فرمائی کہ ایمان لا کر انھوں نے کچھ روشنی حاصل کی یعنی دین کی کچھ تمیز حاصل کی مگر پھر نفاق اختیار کر کے اس روشنی کو کھو دیا اور نفاق کے اندھیرے میں پڑ گئے اور وہ تمیز بھی جاتی رہی۔ (فتح القدیر)

ف۴ یعنی عقل و فکر کھو دیے ہیں زبان سے بھی بوجہ بُزدلی کے اعتراف حق نہیں کر سکتے تو پھر راہ حق کی طرف کیسے رجوع ہو سکتے ہیں؟

ف۵ یہ مثال اللہ تعالیٰ نے منافقین کے دوسرے گروہ کی بیان فرمائی ہے یعنی وہ لوگ جو بظاہر مسلمان تو ہو گئے تھے مگر ضعف ایمان کی وجہ سے ہمیشہ شک و تذبذب میں مبتلا رہتے تھے۔ راحت و آرام کی صورت میں مطمئن نظر آتے اور تکالیف کا سامنا ہوتا تو شک و شبہ میں پڑ جاتے۔ اگلی آیت میں ان کے اسی تذبذب کو بیان فرمایا ہے کہ جب کبھی ان پر روشنی پڑتی ہے تو چل دیتے ہیں اور جب اندھیرا ہوتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "دین اسلام میں آخر سب نعمت ہے مگر اول کچھ محنت ہے جیسے بارش کہ آخر اسی سے آبادی ہے۔ اور اول کڑک ہے اور بجلی ہے۔ منافق لوگ اول سختی سے ڈر جاتے ہیں اور ان کو آفت سامنے نظر آتی ہے۔ اور جیسے بادل کی چمک میں کبھی اُجالا ہوتا ہے اور کبھی اندھیرا۔ اسی طرح منافق کے دل میں کبھی اقرار ہے کبھی انکار۔ (موضح)

ف۶ اس آیت میں ان لوگوں کو متنبہ کیا ہے جو اپنی خداداد صلاحیتوں کو رضائے الٰہی کے خلاف صرف کرتے ہیں کہ مبادا اللہ تعالیٰ ان صلاحیتوں کو سلب کر لے اور تم اندھے گونگے اور بہرے بن کر رہ جاؤ۔ (جامع البیان)

ف۷ یہاں تک تو تمہید تھی کہ قرآن جو ہدایت کا اصلی سرچشمہ ہے اسے ماننے اور نہ ماننے کے اعتبار سے تین قسم کے لوگ ہیں۔ اب آگے بنی نوع انسان کے سامنے وہ اصل بات پیش کی جا رہی ہے جو قرآنی دعوت کا حقیقی نصب العین ہے اور جس کے لیے کتابوں کی تنزیل اور انبیا کی بعثت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے وہ ہے دعوت الی التوحید یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اس کی عبادت اور دعا میں کسی کو شریک نہ سمجھنا۔

ف۸ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ "اعبدوا" کے معنی ہیں وحّدوا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک مانو اور شرک سے بچو۔ (ابن کثیر) جب آیت سے مقصد یہی ہے تو "خلق" کا ذکر تو محض اقامت حجت کے طور پر ہے یعنی جس اللہ کو خالق کائنات مانتے ہو اور اس کا امور تکوینی پر تصرف اور اختیار تسلیم کرتے ہو عبادت بھی اسی کی کرو اور حاجات کے لئے دعا بھی اسی ایک سے مانگو۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر)

ف۹ اس کا تعلق "اعبدوا" سے ہے یعنی توحید کا عقیدہ اختیار کر لوگے تو یقیناً تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔ قرآن میں "لعل" کا اعتبار عموماً یقین کے معنوں میں ہوا ہے۔ (المنار)

وا السماء سے مراد اس جگہ بادل ہے۔ (ابن کثیر) و۲ "انداداً" کا واحد "نِدٌّ" ہے جس کے معنی ہمسر اور شریک کے ہیں یعنی جب تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور نفع و نقصان بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے تو پھر دوسروں کو اس کا ہمسر کیوں سمجھتے ہو شرک کے بہت سے شعبے ہیں اور آنحضرتؐ نے اس کا سدِّباب کرنے کے لئے ہر ایسے قول و فعل سے منع فرمایا ہے جس میں شرک کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرتؐ سے کہا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَمَا شِئْتَ اس پر آپؐ نے فرمایا: أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرا دیا۔ (نسائی ابن ماجہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ شرک بہت خفی ہے۔ ایک شخص کسی کی جان کی قسم کھاتا ہے۔ یا یہ کہتا ہے کہ فلاں بطخ نہ ہوتی تو گھر میں چور آجاتے وغیرہ کلمات بھی ایک طرح سے "ند" کے تحت آجاتے ہیں۔ (ابن کثیر)

فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا

بچھونا اور آسمان کو چھت اور اُتارا آسمان سے پانی پس نکالا ساتھ اس کے پھلوں سے رزق

اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسا کر وا میوے نکالے تمہارے کھانے کو

لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا

واسطے تمہارے پس مت مقرر کرو واسطے اللہ کے شریک اور تم جانتے ہو اور اگر ہو تم بیچ شک کے اس چیز سے کہ اتاری ہم نے

تو جان بوجھ کر اللہ تعالےٰ کے برابر کسی کو مت بناؤ و۲ اور اگر تم کو شک ہے اس کلام میں جو ہم نے اتارا

عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ

اوپر بندے اپنے کے پس لے آؤ ایک سورت مانند اس کی اور پکارو شاہدوں اپنوں کو سوائے اللہ کے اگر

اپنے بندے پر (یعنی قرآن میں) و۳ تو ایک ہی سورت اس کے جوڑ کی بنا لاؤ اور جو حمایتی تمہارے اللہ تعالےٰ کے سوا ہوں ان کو بھی بلا لو اور

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا

ہو تم سچے پس اگر نہ کرو گے تم اور ہرگز نہ کر و گے تم پس ڈرو اس آگ سے جو ایندھن اس کا

ان سے بھی (اس سورت کے بنانے میں) مدد لو اگر تم سچے ہو اگر ایسا نہیں کرتے اور البتہ نہ کر سکو گے و۴ تو اس آگ سے بچو جس کے ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آدمی ہیں اور پتھر تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

آدمی اور و۵ پتھر ہیں (جیسے لکڑیوں سے آگ جلتی ہے ویسے ان سے جلیں گے) وہ منکروں کے لئے تیار ہے و۶ اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کو خوشخبری سنا جو ایمان لائے اور اچھے کام

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ

یہ کہ واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں جب دیئے جاویں گے اس میں سے میووں سے رزق

کئے۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں جب اس باغ کا کوئی میوہ ان کے کھانے کو دیا جائے گا

قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ

کہیں گے یہ وہ چیز ہے جو دیئے گئے تھے ہم پہلے اس سے اور لائے جاویں گے ایک دوسرے کے ساتھ مشابہ اور واسطے ان کے بیچ ان کے بیبیاں ہیں

تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو پہلے ہم کو مل چکا تھا کیونکہ جو میوے وہاں لائے جائیں گے ان کی صورتیں ملتی جلتی ہوں گی (لیکن مزہ جدا جدا) و۷ اور ان کے لئے وہاں ستھری

مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا

ستھری اور وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں (ش) تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال کوئی سی

(پاکیزہ) عورتیں ہیں و۸ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے و۹ اللہ تعالےٰ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز کی مثال بیان کرنے

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا

مچھر کی پھر جو اوپر اس کے ہے پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے پس جانتے ہیں یہ کہ وہ سچ ہے پروردگار ان کی طرف سے اور لیکن

میں نہیں شرماتا جو ایمان والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ مثال ان کے مالک کی طرف سے ٹھیک ہے اور جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ

لوگ کہ کافر ہوئے پس کہتے ہیں کیا چاہا اللہ تعالےٰ نے ساتھ اس کے مثال لانا گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور راہ دکھاتا ہے

منکر ہیں وہ کہتے ہیں بھلا اللہ تعالےٰ کو ایسی مثال کی کیا غرض پڑی تھی (بات یہ ہے) کہ اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے اس سے (یعنی اس

و۳ گزشتہ دو آیتوں میں توحید کی دعوت اور شرک کا رد ہے۔ اب یہاں سے رسالت اور نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی جارہی ہے اور اس سلسلے میں قرآن کے معارضہ کی دعوت دی ہے اس سے پہلے یہی چیلنج مکے میں کئی بار دیا جا چکا ہے۔ (دیکھئے سورۃ یونس رکوع ۴، سورۃ ہود رکوع ۲ وغیرہ)

و۴ یعنی نہ گزشتہ میں تم سے یہ کام ہوا اور نہ آئندہ میں کبھی ہو سکے گا۔ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے چنانچہ آج تک کسی نے بھی یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہیں کی۔ (ابن کثیر)

و۵ حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ یہاں "حِجَارَةُ" سے گندھک کے پتھر مراد ہیں۔ یہی قول ابن عباس کا ہے۔ امام باقر اور دیگر تابعین نے اس سے وہ اصنام اور "انداد" مراد لئے ہیں جن کی کفار پوجا کرتے تھے۔ (دیکھئے سورۃ الانبیاء آیت ۹۸- (ابن کثیر- فتح القدیر)

و۶ ای قَدْ اُعِدَّتْ ... یعنی بتقدیر "قد" یہ جملہ حالیہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہنم اس وقت بھی موجود ہے۔ احادیث سے جنت و دوزخ کا اس وقت موجود ہونا ثابت ہے۔ اہل سنت اور سلف امت کا یہی عقیدہ ہے اور ان کے وجود کا انکار احادیث کی تصریح کے خلاف ہے۔ (ابن کثیر- رازی)

و۷ کفار کو تہدید کے بعد اب ترغیب دی جا رہی ہے اور قرآن میں عموماً یہ دونوں مقرون ہیں۔ اس اسلوب بیان کی وجہ سے اسے المثانی کہا جاتا ہے (ابن کثیر) ایمان کے ساتھ عمل صالح کی تصریح سے مقصد یہ ہے کہ جنت میں جانے کے لئے عمل صالح بھی ضروری ہے۔ کسی عمل کے صالح ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خلوص نیت کے ساتھ ہو اور سنت کے مطابق ہو۔ سنت کی مخالفت سے نیک عمل بدعت بن جاتا ہے اور عدم خلوص سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ اسی کو دوسرے الفاظ میں اسلام اور احسان سے تعبیر فرمایا ہے۔ (دیکھئے حاشیہ آیت ۱۱۲) نفاق اور بدعت سے عمل برباد ہو جاتا ہے۔ (ابن کثیر- سلفیہ)

و۸ دنیا کے میووں کے ہم صورت ہوں گے، یا آپس میں ہم شکل ہوں گے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتوں کے نام تو دنیا والے ہی ہوں گے مگر ان کی حقیقت سے آگاہی ناممکن ہے۔ حدیث میں ہے: مَالَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔ کہ نہ ان کو آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی آیا۔ (ابن کثیر)

و۹ یعنی جنتی عورتیں ہر قسم کی ظاہری اور باطنی آلائشوں سے پاک و صاف ہوں گی۔ (ابن کثیر)

و۱۰ یہاں خلود کے معنی ہمیشگی کے ہیں اور یہی اس کے حقیقی معنی ہیں۔ (قرطبی)

بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۶ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ

ساتھ اس کے بہتوں کو اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے مگر فاسقوں کو جو لوگ کہ توڑتے ہیں قول اللہ کا پیچھے

مثال سے) بہتیروں کو اور راہ پر لاتا ہے بہتوں کو اور گمراہ انہیں کو کرتا ہے جو حکم نہیں مانتے جو اللہ تعالیٰ کے اقرار کو پکا کرکے پھر

بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ

مضبوطی اس کی کے اور کاٹتے ہیں جو حکم کیا اللہ نے ساتھ اس کے یہ کہ ملایا جاوے اور بگاڑ کرتے ہیں بیچ زمین کے

توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ تعالےٰ نے حکم کیا اس کو چھوڑتے ہیں اور ملک میں فساد مچاتے ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۲۷ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ

یہ لوگ وہی ہیں ٹوٹا پانے والے کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اور تھے تم مردے پس جلایا تم کو پھر

یہی لوگ ٹوٹا اٹھائیں گے ف۱ تم خدا کو کیسے نہیں مانتے پہلے تم بے جان نہ تھے پھر تم میں جان ڈالی ف۲

يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۸ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ

مردہ کرے گا تم کو پھر جلا دے گا تم کو پھر طرف اسی کی پھیرے جاؤگے وہی ہے جس نے پیدا کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ زمین کے ہے

پھر تم کو مار ڈالے گا پھر تم کو جلائے گا پھر تم کو اسی کے پاس جانا ہے وہی خدا ہے جس نے تمہارے لئے سب کچھ جو زمین میں ہے بنایا

جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ

سارا پھر قصد کیا طرف آسمان کی پس درست کیا ان کو سات آسمان اور وہ سب چیز کو

پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا ف۳ اور سات آسمان ہموار بنائے ف۴ اور وہ ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ۝۲۹ ؑ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا

ع ۳ ‏ ۹

جاننے والا ہے اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں بنانے والا ہوں بیچ زمین کے نائب کہا انہوں نے

جانتا ہے اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کر جب تیرے مالک نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب (یعنی خلیفہ اور قائم مقام) بنانے والا ہوں ف۵ ف۶ وہ بولے

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ

کیا بناتا ہے بیچ اس کے اس شخص کو کہ فساد کرے بیچ اس کے اور ڈالے گا لہو اور ہم پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف تیری کے اور

کیا تو ایسے شخص کو نائب بنائے گا جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے اور ہم تو (ان آفتوں سے پاک رات دن) تعریف کے ساتھ تیری خوبی اور

نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ

پاکی بیان کرتے ہیں واسطے تیرے کہا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور سکھائے آدمؑ کو نام سارے پھر

پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں (اس میں جو مصلحت ہے) جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور اللہ تعالےٰ نے (ایسا کیا) آدمؑ کو سارے نام بتا ف۷

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۱

سامنے کیا اُن کو اوپر فرشتوں کے پھر کہا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر ہو تم سچے

دیئے (یعنی ہر ایک چیز کے نام ان کو معلوم ہوگئے) پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے ساتھ رکھا اور فرمایا ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو ف۸

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۳۲ قَالَ

کہا انہوں نے پاک ہے تو نہیں علم ہے ہم کو مگر جو سکھایا تو نے ہم کو تحقیق تو ہے جاننے والا حکمت والا کہا

فرشتوں نے عرض کیا تو پاک ہے ف۹ ہم کو کیا معلوم مگر جتنا تو نے سکھلایا بے شک تو ہی جاننے والا ہے اور حکمت والا فرمایا

ف قرآن پاک میں متعدد مقامات پر معنا کو واضح کرنے کے لئے مکڑی اور مکھی وغیرہ کی مثالیں بیان کی گئی ہیں اور ابتدا میں منافقین کی حالت سمجھانے کے لئے بھی ان کے متعلق دو مثالیں بیان کی ہیں۔ کفار اور منافقین اعتراض کرتے تھے کہ اگر یہ قرآن کتاب الٰہی ہوتی تو اس قسم کے حقیر جانوروں وغیرہ کی مثالیں بیان نہ ہوتیں۔ ان آیات میں انہی کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ "عھد اللہ" سے مراد وہ وصیت بھی ہوسکتی ہے جو انبیا کی زبانی، آسمانی کتابوں میں اپنے اوامر و نواہی بجالانے کے لئے کی ہے اور ہوسکتا ہے کہ تورات میں آنحضرتؐ پر ایمان لانے کا جو عہد اہل کتاب سے لیا گیا ہے وہ مراد ہو۔

ف۲ تعجب اور انکار کے طور پر فرمایا کہ توحید کے دلائل کی وضاحت کے بعد تمہارا شرک قابل تعجب ہے۔ (بیضاوی) یہاں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ انسان پہلے معدوم تھا پھر وجود میں آیا، عدم پہلی موت اور وجود پہلی زندگی ہے دوسری موت بر معروف موت ہے اور دوسری زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۳ یہی معنیٰ امام بخاریؒ نے ابو العالیہ سے اور ابن جریرؒ نے ربیع بن انسؓ سے روایت کئے ہیں۔ یہ یعنی استویٰ الی السمآء یا استویٰ علی العرش اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صفات الٰہیہ کے بارے میں سلف تاویل کے قائل نہیں بلکہ ان کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں۔ (ترمذی) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا کی گئی۔ اور یہی بات حٰم السجدہ کی آیات سے ثابت ہوتی ہے۔ مگر سورۃ النازعات میں "والارض بعد ذٰلك دحٰها" بظاہر اس کے خلاف ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ زمین کی تخلیق تو پہلے ہے مگر دحْو بعد میں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ حدیث میں ہے کہ دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (نیز) حدیث میں ہے کہ "جس نے ظلم سے کسی کی ایک بالشت زمین پر بھی قبضہ کر لیا قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینیں بھی سات ہیں اور آیت "ومن الارض مثلهن" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۵ اس آیت اور دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ انسان سے الگ اور مستقل ایک مخلوق ہیں اور تدبیر عالم ان کے سپرد ہے۔ اس کا ثبوت بہت سی احادیث سے ملتا ہے۔ حکمائے اشراق بھی ملائکہ کو ایک مستقل نوع مانتے ہیں۔ اس زمانہ کے طبیعیین کہتے ہیں کہ ملائکہ کائنات عالم کے قوائے فطریہ کا نام ہے۔ یہ نظریہ دراصل قدیم علمائے طبیعیین کا ہے جن سے آجکل کے تجدد پسند حضرات نے اخذ کیا ہے شیخ بوعلی سینا اپنے رسالہ "النبوۃ" میں لکھتے ہیں: فمن العادۃ فی الشریعۃ تسمیۃ القوی اللطیفۃ الغیر المحسوسۃ ملائکۃ۔ شریعت اپنی اصطلاح میں قوی لطیفہ غیر محسوسہ کو ملائکہ سے تعبیر کرلیتی ہے مگر اس نظریہ کو مان لینے سے ایمان بالملائکہ بے حقیقت ہو کر رہ جاتا ہے۔

ف۶ خلیفہ سے مراد جنس آدم بھی ہوسکتی ہے اور انسان کے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ (نائب) ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ احکام کو اس کی مرضی کے مطابق چلائے آدم کے قصہ میں اس کو خلیفہ فی الارض قرار دینے سے اوپر کی آیت خلق لکم ما فی الارض جمیعًا پر بھی دلیل قائم ہوگئی (المنار)۔ اور فرشتوں کا یہ استفسار دریافت حال کے لئے تھا، نہ کہ بطور اعتراض یا حسد و بغض کے۔ (فتح البیان)

ف۷ جیسا کہ حدیث شفاعت کبریٰ میں آدمؑ کے متعلق تحریر ہے" وعلمك اسماء كل شیء (ابن کثیر) اور یہ تعلیم القاء والہام کے ذریعہ تھی۔ (فتح القدیر) ف۸ یعنی اس بات میں کہ تم میں اصلاح و انتظام کی صلاحیت ہے اور خلافت ارضی کا کام سنبھال سکتے ہو۔ ف۹ سبحانك۔ یہ کلمہ تنزیہ ہے یعنی تیری ذات ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے اس میں فرشتوں نے اپنی عاجزی اور نادانی کا اعتراف کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے کمال علم و حکمت کا اعتراف۔ (ابن کثیر)

ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا علم جزوی حیثیت کا ہے اور وہ باوجود مقرب ہونے کے علم غیب نہیں رکھتے۔ حدیث عائشہؓ میں ہے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ آنحضرتؐ کل کی بات جانتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ (صحیح مسلم) پھر نجومیوں اور کاہنوں کے متعلق یہ اعتقاد کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں صریح نادانی اور جہالت ہے۔ (وحیدی) اور کوئی غیب کی بات پوچھنے کے لئے کاہن یا نجومی کے پاس جانا اور اس کی تصدیق کرنا کفر ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) ف۲ علم کے ذریعہ آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے بعد اب فرشتوں پر اسے دوسرا اشرف یہ بخشا کہ ان کو آدم کے سامنے سجدہ کا حکم دیا۔ اس سجدہ سے مراد محض تسخیر نہیں ہے بلکہ سجدہ اپنی ہیئت کے ساتھ ہے۔ علما نے بیان کیا ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو پہلی امتوں میں جائز چلا آ رہا تھا اسلام نے اسے ممنوع اور حرام قرار دیا ہے ورنہ سجدۂ عبادت تو غیر اللہ کے لئے شرک ہے اللہ تعالیٰ اس کا حکم فرشتوں کو کیسے دے سکتے تھے اور صحابہ کرام نے آنحضرتؐ سے اجازت مانگی کہ ہم آپؐ کو سجدہ کر لیا کریں تو آپؐ نے فرمایا: "اگر میں کسی بشر کو دوسرے بشر کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو سب سے پہلے عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (قرطبی۔ فتح القدیر) مگر افسوس ہے کہ جاہل صوفی اور عوام جب مشائخ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں تو اُن کو سجدہ انہوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔

يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

اے آدم بتا دے اُن کو نام اُن کے پس جب بتا دیئے اُن کو نام اُن کے کہا کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو

(اللہ تعالیٰ نے) اے آدمؑ فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دے آدمؑ نے یہ نام بتلا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں میں نے تم سے

اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

تحقیق میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جو ظاہر کرتے ہو اور جو تھے تم چھپاتے

نہیں کہا تھا میں آسمانوں اور زمین کی غیب کی باتیں جانتا ہوں اور جو تم کھولتے ہو اور جو چھپاتے ہو سب میں جانتا ہوں ف۱

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڦ وَ

اور جب کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو آدمؑ کو پس سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا اور

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدمؑ کو سجدہ کرو ف۲ تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (شیطان کا لقب ہے) اس نے نہ مانا اور شیخی میں آگیا

كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا

تھا کافروں سے اور کہا ہم نے اے آدمؑ رہ تو اور جورو تیری بہشت میں اور کھاؤ

وہ منکروں میں تھا ف۳ اور ہم نے کہا اے آدمؑ تو اپنی بی بی سمیت جنت میں رہ اور دونوں (میاں بی بی)

مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

تم اس میں سے بافراغت جہاں چاہو اور مت نزدیک جاؤ اس درخت کے پس ہو جاؤ گے ظالموں سے

فراغت کے ساتھ اس میں سے کھاؤ جس جگہ چاہو مگر اس درخت کے پاس مت پھٹکو اگر ایسا کرو گے تو گنہگاروں میں شریک ہوگے ف۴

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

پس ڈگایا ان کو شیطان نے اس سے پس نکال دیا ان دونوں کو اس چیز سے کہ تھے بیچ اس کے اور کہا ہم نے اُترو بعضے تمہارے

پھر ان دونوں کو شیطان نے پھسلا کر وہاں سے ہٹا دیا اور جس مزے میں تھے اس میں سے نکلوا کر چھوڑا اور ہم نے حکم دیا تم سب اتر جاؤ ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى

واسطے بعض کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور فائدہ ہے ایک وقت تک پس سیکھ لیں

دوسرے کے دشمن اور تم کو زمین میں رہنا اور وہاں کے مزے اٹھانا ہے ایک مدت تک ف۵ پھر آدمؑ نے اپنے

اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا

آدمؑ نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں ف۶ پس پھر آیا اوپر اس کے تحقیق وہی ہے پھر آنے والا مہربان کہا ہم نے اُترو

مالک سے چند باتیں سیکھ لیں (یعنی دعا کے چند الفاظ جو اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے دل میں ڈالے) اور اللہ تعالیٰ نے اسکا قصور معاف کر دیا بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے ف۷ ہم نے حکم دیا

مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ

اس سے سب پس جو آوے گی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے ہدایت میری کی پس نہیں ڈر

تم سب کے سب یہاں سے اترو ف۸ اب اگر میری ہدایت (شریعت یا کتاب یا رسول) تم تک آوے تو اس پر چلنا ف۹ جو میری ہدایت پر چلیں گے ان کو نہ ڈر ہوگا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ

اُوپر اُن کے اور نہ وہ غم کھاویں گے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو یہ لوگ

نہ غم ف۱۰ اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاویں گے وہی

ف۳ ابلیس کے متعلق اکثر علماء کا خیال یہ ہے کہ وہ فرشتوں میں سے تھا۔ ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (قرطبی) اور آیت كَانَ مِنَ الْجِنِّ (الکہف: ۵۰) کا جواب یہ دیا ہے کہ قرآن میں لفظ جن کا اطلاق فرشتوں پر بھی ہوا ہے۔ (الصافات: ۱۵۸) بعض نے لکھا ہے کہ اصل میں تو ابلیس جنوں میں سے تھا مگر بوجہ کثرت عبادت کے فرشتوں میں شمار ہونے لگا تھا اور اس کا نام عزازیل تھا پھر بعد میں نافرمانی کی وجہ سے ابلیس کے نام سے موسوم کر دیا گیا جس کے معنی ناامید کے ہیں۔ (قرطبی۔ وحیدی) اور کان من الکافرین کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں پہلے سے کافر تھا۔ (المنار)

ف۴ اس آیت میں آدمؑ کی تیسری فضیلت کا بیان ہے کہ فرشتوں سے سجدہ کروانے کے بعد انہیں جنت میں سکونت کی اجازت دی۔ بعض نے اس جنت سے زمین پر کوئی باغ مراد لیا ہے مگر صحیح یہ ہے یہ جنت آسمان پر تھی پھر جس درخت کے قریب جانے سے آدم کو منع فرمایا ہے اس کی تعیین میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن کثیر مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "قرآن نے اس کے نام یا خاصیت کی کوئی تصریح نہیں فرمائی اور نہ کسی حدیث سے اس کی تعیین ہوتی ہے پھر نہ اس کے جاننے میں کوئی علمی یا اعتقادی فائدہ پنہاں ہے اور نہ اس کے نہ جاننے میں کوئی ضرر ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کی تعیین سے احتراز کیا جائے۔ یہی رائے حافظ ابن القیم اور امام رازی کی ہے اور اکثر سلف امت کا بھی یہی قول ہے۔ (عصمت انبیا کے لئے دیکھئے سورۃ ص اور حوا کی پیدائش کے لئے نساء اور اعراف)

ف۵ شیطان کے اس ورغلانے کا سورۃ اعراف (آیت: ۲۰) میں ذکر کیا ہے کہ اس نے کچھ قسمیں کھا کر آدمؑ اور حوّا کے دل میں وسوسہ پیدا کر دیا اور "اِلٰى حِيْنٍ" کے معنی تا قیامت کے ہیں۔ بعض علما نے یہاں شیطان کے جنت میں چلے جانے کے متعلق ایک عجیب و غریب قصہ نقل کیا ہے جو اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یہ کلمات وہی ہیں جن کا ذکر سورۂ اعراف (آیت: ۲۳) میں ہے یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَا الخ۔ بعض تابعین نے کچھ ادعیہ ماثورہ بھی نقل کی ہیں اور تَلَقّٰى کے معنی بذریعہ وحی یا الہام اخذ کر لینے کے ہیں۔

ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کی توبہ قبول فرمائی۔ خالص توبہ کے لئے تین امور شرط ہیں، علم، حال اور عمل۔ گناہ کے ضرر کے احساس کو علم کہا جاتا ہے اور اس احساس کے بعد دل میں جو ندامت پیدا ہوتی ہے اسے حال کہتے ہیں، اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم عمل کہلاتا ہے اس جملہ سے معلوم ہوا کہ گناہ کے اثرات لازمی اور طبعی نہیں جن کی لامحالہ سزا ہی مل کر رہے بلکہ کسی چیز کے مؤثر ہونے کا مدار اللہ تعالیٰ کے اختیار اور مشیت پر ہے۔ انسان کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ کے اثر کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ (رازی)

ف۸ توبہ کی قبولیت کے بعد اس جملہ کا اعادہ اس غرض سے ہے کہ اب تم زمین پر ہی رہو۔ اب تمہیں نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اصل میں اس کا تعلق بھی پہلے اهبطوا کے ساتھ ہے دوبارہ اهبطوا کا جملہ لا کر اس ربط کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ ف۹ مخاطب تو آدمؑ اور ان کی زوجہ ہیں مگر مراد ان کی ذریت ہے یعنی تمہارے پاس میری طرف سے انبیاء و رسل وحی کی ہدایت لے کر آتے رہیں گے۔ (ابن کثیر) ہدایت کا یہ سلسلہ آدمؑ سے شروع ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور قرآن مجید آخری کتاب ہدایت ہے۔ تاریخ بخاری اور مستدرک حاکم میں ہے کہ انبیا کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے تین سو پندرہ نبی مرسل ہیں۔ (قرطبی) آج ہمارے پاس ہدایتِ الٰہی کے دو نوشتے ہیں یعنی کتاب و سنت۔ ان کے ساتھ تمسک سے ہی ہم ضلالت سے بچ سکتے ہیں۔ ف۱۰ حزن وہ افسوس جو مافات پر ہوتا ہے اور خوف آئندہ متوقع خطرے سے مقصد یہ ہے کہ متبعین ہدایت آخرت میں تو دنیا کی زندگی پر افسوس کریں گے جیسا کہ کفار کو افسوس ہوگا۔ (الانعام: ۲۷) اور نہ قیامت کے اہوال و شدائد ہی سے انہیں کوئی اندیشہ ہوگا۔ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ۔ (النمل: ۸۹۔ الانبیاء: ۱۰۳)

ع ١٠ ٤

أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ

رہنے والے آگ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہیں گے اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو نعمت میری جو

دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ف۱ اے اسرائیل (حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم) کی اولاد یاد کرو میرا احسان جو میں نے

اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٤٠﴾

انعام کی ہیں نے اوپر تمہارے اور پورا کرو عہد میرا پورا کروں گا عہد تمہارے کو اور مجھ سے پس ڈرو

تم پر کیا اور پورا کرو وہ اقرار جو تم نے مجھ سے کیا ہے ف۲ میں بھی اپنا اقرار جو تم سے کیا ہے پورا کروں گا اور میرا ہی ڈر رکھو

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ۠ وَلَا

اور ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے جو اتاری میں نے سچا کرنے والی ہے اس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے اور مت ہو پہلے کافر ساتھ اس کے اور مت

اور جو میں نے اب اتارا (یعنی قرآن) اس پر ایمان لاؤ وہ سچ بتاتا ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کی تصدیق کرتا ہے) اور مت تم پہلے منکر اس کے

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿٤١﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

مول لو بدلے آیتوں میری کے مول تھوڑا اور مجھ سے پس ڈرو اور مت ملاؤ سچ کو ساتھ جھوٹ کے

اور میری آیتوں پر تھوڑا مول مت لو اور میرا ہی ڈر رکھو ف۳ اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈ مڈ نہ کرو

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا

اور مت چھپاؤ حق کو اور تم جانتے ہو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو

اور جان بوجھ کر حق بات کو مت چھپاؤ اور نماز کو ٹھیک کرو (بلاناغہ اپنے وقت پر پڑھو) اور زکاۃ دو اور

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ

ساتھ رکوع کرنے والوں کے (ش) کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو ساتھ بھلائی کے اور بھولے جاتے ہو جانوں اپنی کو اور تم پڑھتے ہو

جھکنے والوں کے ساتھ جھکو ف۴ تم لوگوں کو تو کہتے ہو نیکی کرو اور اپنی خبر ہی نہیں لیتے اور کتاب پڑھتے ہو

الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ

کتاب کیا پس نہیں سمجھتے ہو اور مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے اور تحقیق وہ البتہ بڑی ہے

(توریت شریف) کیا تم کو عقل نہیں ہے ف۵ اور مدد لو صبر اور نماز سے ف۶ بے شک نماز بھاری ہے

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿٤٥﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ

مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے وہ لوگ کہ جانتے ہیں یہ کہ وہ ملنے والے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ کہ وہ طرف اس کی

مگر ان پر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ف۷ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو اپنے مالک سے ملنا ہے اور اسی کی طرف

ع ٥ ٥

رٰجِعُوْنَ ﴿٤٦﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ

پھر جانے والے ہیں اے بنی اسرائیل یاد کرو نعمت میری وہ جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور یہ کہ میں نے

پھر جانا ہے ف۷ اے اسرائیل کے بیٹو میرے اس احسان کو یاد کرو جو میں تم پر کر چکا اور وہ جو میں نے تم کو

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا

بزرگی دی تم کو اوپر عالموں کے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نہ

یعنی تمہارے باپ دادوں کو سارے جہان کے لوگوں پر بزرگی دی تھی ف۸ اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ کام نہ آوے گا نہ اس کی سفارش

ف۱ یاایھا الناس الخ سے لے کر یہاں تک عمومی انعامات ذکر فرمائے ہیں۔ اب خاص کر ان انعامات کا بیان ہے جو بنی اسرائیل پر کئے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام یا لقب ہے جس کے معنی ہیں اللہ کا بندہ یا برگزیدہ۔ بایں وجہ ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل میں پہلے پیغمبر یوسف علیہ السلام اور آخری پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (قرطبی) یہاں سے لے کر ایک سو سنتالیس آیات تک دس انعامات، دس قبائح اور دس سزاؤں کا ذکر ہے جو ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے ان کو دی گئیں۔ (صفوۃ)

ف۲ بعض نے عہدِ اوّل سے خاص کر آنحضرتؐ کی اتباع کا عہد مراد لیا ہے مگر عموم پر محمول کرنا بہتر ہے۔ (قرطبی) بنی اسرائیل کی طرح متعدد آیات میں اُمّتِ محمدی سے بھی ایفائے عہد کا تقاضا کیا گیا ہے۔

ف۳ یعنی طلب دنیا کے لئے احکامِ الٰہی میں تبدل و تغیر نہ کرو۔ حسن بصری فرماتے ہیں آیاتِ الٰہی کے بدلہ میں ساری دنیا بھی مل جائے تو متاعِ قلیل ہی ہے۔ (ابن کثیر) اور ہر وہ شخص جو رشوت لے کر غلط فتوے دیتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح البیان) اور اوّل کافر ہونے سے مراد یہ ہے کہ دیدہ و دانستہ پہلے کافر نہ ہو۔ مشرکین مکہ نے جو اس سے پہلے کفر کیا تھا وہ ازراہِ جہل تھا دانستہ نہ تھا۔ لہٰذا اشکال لازم نہیں آتا (بیضاوی)۔

ف۴ یعنی نماز باجماعت ادا کرو۔ بعض علما نے اس آیت سے نماز باجماعت کا وجوب ثابت کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت مؤکدہ ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (فتح القدیر)

ف۵ یا تم اپنے آپ کو کیوں نہیں روکتے۔ قتادہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہودی علما کے اس طرزِ عمل پر عار دلائی ہے جو دوسروں کے سامنے اسلام کی تعریف کرتے اور خود اسلام قبول نہ کرتے تھے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو شخص خود عمل پیرا نہ ہو وہ دوسروں کو بھی منع نہ کرے کیونکہ یہود کو زجر اُن کے امر بالمعروف پر نہیں ہے بلکہ ترکِ عمل پر ہے اور جو شخص داعی ہو کر خود عمل نہ کرے اس کو دوسروں سے زیادہ سزا ملے گی۔ حدیث میں ہے "قیامت کے روز ایک شخص کو دوزخ میں ڈالا جائے گا اس کی انتڑیاں نکل کر ڈھیر ہو جائیں گی اور وہ شخص آگ میں ان کے گرد یوں گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ لوگ اس سے دریافت کریں گے کیا تم ہم کو نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے اور بُرائی سے منع نہیں کرتے تھے وہ جواب دے گا "بیشک"، "مگر میں خود عمل نہیں کرتا تھا۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی مصائب کے برداشت کرنے میں ان دو چیزوں کا سہارا لو۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی ناگہانی حادثہ پیش آتا تو آپؐ نماز کی طرف لپکتے۔ اور مزید مروی ہے کہ تمام انبیاء کی یہی عادت تھی۔ (فتح القدیر) ایک حدیث میں ہے کہ صبر تین قسم پر ہے۔ "مصیبت پر صبر" "اللہ تعالیٰ کی طاعت پر صبر" "معصیت سے بچنے پر صبر"۔ (فتح القدیر)

ف۷ نماز کی پابندی ویسے تو ایک نہایت مشکل ذمہ داری ہے۔ مگر جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کا یقین ہے ان پر یہ بھاری نہیں ہے۔ (وحیدی)

ف۸ اوپر آیت ۴۰ میں اجمالی طور پر بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلائے۔ اب تفصیل کے ساتھ ان کا بیان شروع کرنے کے لئے دوبارہ خطاب کیا ہے اور وعظ کا یہ انداز نہایت بلیغ اور مؤثر ہوتا ہے (المنار) نیز ان کو توجہ دلائی ہے کہ نبی آخر الزمان کی مخالفت اور دوسری بیہودگیوں سے باز آجاؤ۔ "سارے جہان کے لوگوں پر بزرگی دی" یعنی اس دور کے لوگوں پر اور بنی اسرائیل کی یہ فضیلت توحید کا داعی ہونے کی وجہ سے تھی اور امتِ محمدیہ سے پہلے یہ مرتبہ بنی اسرائیل کے سوا کسی دوسری قوم کو حاصل نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد کنتم خیر امۃ فرما کر امتِ محمدیہ کو یہ فضیلت عنایت کر دی۔ (وحیدی) بنی اسرائیل پر جو انعامات کئے اور دوسروں پر ان کو جو فضیلت اور امتیاز حاصل ہوا بعد کی آیات میں اسی اجمال کی تفصیل ہے۔

يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ

قبول کی جاوے گی اس سے سفارش اور نہ لیا جاوے گا اس سے بدلہ اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے اور جب

سنی جاوے گی نہ بدلہ (یعنی روپیہ وغیرہ بطور فدیہ کے) منظور ہوگا نہ مدد ملے گی ف۱ اور (یاد کرو)

نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ

چھڑایا ہم نے تم کو قوم فرعون کی سے پہنچاتے تھے تم کو بُرا عذاب ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہاروں کو اور

جب ہم نے نجات دی تم کو (یعنی تمہارے باپ دادوں کو) فرعون کے لوگوں سے وہ تم کو بڑی تکلیف دیتے تھے تمہارے بیٹوں کا تو گلا کاٹتے اور

يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ

جیتا رکھتے تھے بیٹیوں تمہاری کو اور بیچ اس کے آزمائش تھی پروردگار تمہارے سے بڑی اور جب پھاڑا ہم نے ساتھ تمہارے

تمہاری عورتوں کو جیتا چھوڑ دیتے (لونڈیاں بنانے کے لیے) اور یہ سخت امتحان تھا تمہارے پروردگار کا ف۲ اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے

الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا

دریا کو پس چھڑا دیا ہم نے تم کو اور ڈبا دیا ہم نے لوگوں فرعون کے کو اور تم دیکھتے تھے اور جب وعدہ کیا ہم نے

لیے سمندر کو چیر دیا پھر تم کو تو بچا دیا اور فرعون کے لوگوں کو تمہارے دیکھتے ڈبو دیا ف۳ اور (یاد کرو) جب ہم نے

مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾

موسیٰ کو چالیس رات کا پھر پکڑا تم نے گائے کا بچہ پیچھے اس کے اور تم ظالم تھے

موسیٰ سے ٹھہراؤ کیا چالیس راتوں کا تم اس کے گئے پیچھے بچھڑے کو لے بیٹھے (اس کو پوجنے لگے) یہ تمہاری بے انصافی تھی ف۴

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

پھر معاف کیا ہم نے تم سے پیچھے اس کے تو کہ تم شکر کرو اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب

اس پر بھی ہم نے تمہارا قصور معاف کر دیا اس لیے کہ تم احسان مانو اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ

اور معجزہ تو کہ تم راہ پاؤ اور جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری تحقیق تم نے ظلم

شریف) دی اور فیصلہ کرنے والی (شریعت جس نے حق کو باطل سے اور حلال کو حرام سے جدا کر دیا) اس لیے کہ تم راہ پاؤ ف۵ اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے

اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ

کیا جانوں اپنی کو ساتھ پکڑنے تمہارے کے بچھڑے کو پس توبہ کرو طرف پیدا کرنے والے اپنے کی پس مارو جانوں اپنی کو یہ

کہا بھائیو تم نے بچھڑے کو پوج کر اپنے تئیں تباہ کیا اب توبہ کرو اپنے خالق کی جناب میں اور اپنی جان کھوؤ (یعنی ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤ) ف۶

خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ

بہتر ہے تم کو نزدیک پیدا کرنے والے تمہارے کے پس پھر آیا اوپر تمہارے تحقیق وہ ہے پھر آنے والا مہربان اور جب

یہ بہتر ہے تمہارے حق میں پروردگار کے نزدیک (اس لیے اس نے یہ حکم فرمایا) پھر (جب تم قتل ہو رہے تھے) اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تم کو بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے

قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ

کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم واسطے تیرے یہاں تک کہ دیکھیں ہم اللہ کو ظاہر پس پکڑا تم کو بجلی نے

اور (یاد کرو) جب تم نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ ہم کبھی ماننے والے نہیں تیری بات کو (کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے) جب تک کھلم کھلا ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہ لیں پھر تمہارے

ف۱ تذکیر نعمت کے بعد ان کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا۔ (ابن کثیر) بنی اسرائیل میں فساد کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے انبیاء اور علماء پر نازاں تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم خواہ کتنے ہی گناہ کر لیں ہمارے بزرگ اور آباء و اجداد ہمیں بخشوا لیں گے۔ ان کے اس زعمِ باطل کی یہاں تردید کی ہے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر محقق ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اذن کے بعد ہی شفاعت ہوگی اور احادیث صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ گنہگار موحدین کو شفاعت کے ذریعہ جہنم سے نکالا جائے گا۔ (قرطبی) ف۲ فرعون اس زمانہ میں مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ موسیٰؑ کے زمانے میں جو فرعون مصر تھا اس کے نام میں اختلاف ہے۔ تفاسیر میں عموماً ولید بن مصعب مذکور ہے اور آلِ فرعون سے اس کے اتباع اور ہم مذہب لوگ مراد ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی پیدائش سے قبل فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ بیت المقدس سے ایک آگ نکلی ہے جس نے مصر کا احاطہ کر لیا ہے اور تمام قبطی اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں صرف بنی اسرائیل اس سے محفوظ رہے ہیں۔ اس وقت کے کاہنوں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت اور تیرے دین کو تباہ کر دیگا اس پر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے ہاں جو لڑکا پیدا ہو اُسے مار ڈالا جائے اور جو لڑکی پیدا ہو اسے زندہ رہنے دیا جائے۔ چنانچہ اس منصوبے کے تحت ہزارہا بچے موت کے گھاٹ اتار دیے گئے مگر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو کون روک سکتا تھا۔ اسی ہنگامۂ کشت و خون میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے۔ فرعون کے گھر میں ان کی نشوونما کرائی اور انہی کے ہاتھوں آخر کار فرعون اور اس کی حکومت تباہ ہوگئی یہاں پر "بَلَآءٌ" سے مراد انعام و احسان ہے یا مصیبت و آزمائش۔ (ابن کثیر)

ف۳ بالآخر فرعون کے مظالم برداشت کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام ایک رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہو گئے اور راستہ بھولنے کی وجہ سے صبح کے قریب مصر سے مشرق کی طرف بحر قلزم کے شمالی تنگنائے پر پہنچ گئے۔ اب دائیں بائیں پہاڑیاں تھیں اور پیچھے سے فرعون کا لشکر تعاقب میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کا پانی سمٹ کر دونوں جانب پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا اور درمیان میں راستہ بن گیا۔ اسرائیلی سمندر پار کر گئے۔ ان کے تعاقب میں فرعونی بھی سمندر میں داخل ہو گئے اتنے میں سمندر کا پانی حسب معمول آ گیا اور فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہو گیا۔ مفصل دیکھئے (سورہ شعراء: رکوع ۴)۔ یہ واقعہ عاشورہ کے دن پیش آیا۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہود عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ دریافت کرنے پر انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک مبارک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دلائی تھی اس لئے حضرت موسیٰؑ نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: موسیٰ سے ہمیں زیادہ خصوصیت حاصل ہے۔ چنانچہ آپؐ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی حکم دیا۔ (ابن کثیر)

ف۴ فرعون سے نجات پانے کے بعد جب اسرائیل جزیرہ نمائے سینا میں پہنچے تو اب اُن کے پاس کوئی کتاب نہ تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن رات کے لئے کوہ طور پر بلایا تاکہ انہیں تورات عطا فرمائی جائے۔ بعد میں بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کی پُوجا شروع کر دی۔ اسی بنا پر یہاں ان کو ظالم قرار دیا ہے کہ وہ صریح طور پر شرک کے مرتکب ہوئے تھے۔ اور شرک سے بڑھ کر اور کونسا ظلم ہو سکتا ہے۔

ف۵ الکتاب سے مراد بالاتفاق تورات اور الفرقان سے مراد معجزات ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد وہ قوت ہے جو حق و باطل میں امتیاز کے لئے موسیٰؑ کو عطا ہوئی تھی۔ اگر واؤ کو زائدہ مان لیا جائے تو دونوں سے توراۃ مراد ہوگی۔ اس میں چونکہ حلال و حرام کے مسائل نہایت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اس لئے اسے الفرقان کہا ہے۔ (قرطبی۔ خازن)

ف۶ حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق اس کی صورت یہ تھی کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جو اس جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس پر عمل شروع ہونے پر اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔ اور آیت ۵۲ میں جس عفو کی خبر دی گئی ہے وہ اس قتل کے بعد کا ہے۔ (رازی۔ قرطبی) ارتداد کی سزا قتل ہے۔ حدیث میں ہے: مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔ کہ جو شخص مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔ (ابوداؤد) ف۷ جب موسیٰ علیہ السلام مع ستر آدمیوں کے توراۃ لے کر پلٹے تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے کہنے پر یہ باور نہیں کریں گے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ہم کلام ہوئے ہیں جب تک ہم خود اپنی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ لیں۔ اس پر وہ رجفۃ (زلزلہ) اور بجلی کی کڑک (صاعقہ) سے بیہوش ہو کر مر گئے پھر حضرت موسیٰؑ کی دعا سے دوبارہ زندہ ہوئے۔ (ابن کثیر۔ فتح البیان) یہاں موت کی تفسیر بے ہوشی سے کرنا تفسیر سلف کے خلاف ہے۔ (سلفیہ)

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا

اور تم دیکھتے تھے پھر جلایا ہم نے تم کو پیچھے موت تمہاری کے تو کہ تم شکر کرو اور سائبان کیا ہم نے

دیکھتے بجلی نے تم کو دبوچ لیا پھر مرے پیچھے ہم نے تم کو جلا اٹھایا اس لئے کہ تم احسان مانو اور ہم نے تم پر

عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ

اوپر تمہارے بادل کو اور اتارا ہم نے اوپر تمہارے مَن اور سلویٰ کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو

ابر کا سایہ کیا اور من اور سلویٰ اتارا ف۱ (اور ہم نے کہا) کھاؤ وہ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ

اور نہ ظلم کیا انہوں نے ہم کو ولیکن تھے وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس

اور انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا لیکن اپنا ہی بگاڑ کرتے رہے اور (یاد کرو) جب ہم نے کہا اس گاؤں میں جاؤ

الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا

گاؤں میں پس کھاؤ اس سے جہاں چاہو تم بافراغت اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو

اور وہاں بافراغت جہاں چاہو کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے گھسو اور منہ سے

حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

بخشش مانگتے ہیں ہم بخش دیں گے ہم واسطے تمہارے خطائیں تمہاری اور البتہ زیادہ دیں گے ہم نیکی کرنے والوں کو پس بدل ڈالا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا

حطہ کہتے جاؤ ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور نیکوں کو اور زیادہ ثواب دیں گے ف۲ پھر ان بے انصافوں نے بات بدل دی

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

بات کو سوائے اس کے جو کہی گئی تھی واسطے ان کے پس اتارا ہم نے اوپر ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے عذاب آسمان سے

جو بتلائی گئی تھی وہ نہ کہی اور کچھ بکنے لگے آخر ہم نے ان شریروں پر آسمان سے عذاب اتارا

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ

ع ۶ ۱۲ ۶

بہ سبب اس کے کہ تھے فسق کرتے اور جب پانی مانگا موسیٰؑ نے واسطے قوم اپنی کے پس کہا ہم نے مار تو ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو

ان کی نافرمانی پر ف۳ اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا ہم نے کہا اپنی لاٹھی پتھر پر مار

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا

پس پھوٹ نکلے اس میں سے بارہ چشمے تحقیق جانا ہر آدمی نے گھاٹ اپنا ف۴ کھاؤ

(مارتے ہی) اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر ایک خاندان نے اپنا گھاٹ پہچان لیا (ہم نے کہا) اللہ کی

وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ

اور پیئو رزق اللہ کے سے اور مت پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے ہوئے اور جب کہا تم نے

روزی دی ہوئی کھاؤ اور پیو اور ملک میں فساد مت پھیلاؤ اور (یاد کرو) جب تم

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

اے موسیٰ ہرگز نہ صبر کریں گے ہم اوپر کھانے ایک کے پس مانگ تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے نکالے واسطے ہمارے اس چیز سے کہ اگاتی

نے کہا اے موسیٰؑ ہم سے ایک کھانے پر کبھی صبر نہ ہو سکے گا تو دعا کر اپنے مالک سے وہ نکالے ہمارے لیے زمین کی پیداوار

ف۱ جزیرہ نمائے سینا میں ان کے غذا کے ذخیرے ختم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر خاص قسم کے بادل سے سایہ کیا اور کھانے کے لئے مَن وسلویٰ اتارا۔ اَلْمَنّ۔ دھنیے کے دانوں جیسی میٹھی چیز تھی جو ان پر اوس کی مانند رات کے وقت گرتی اور لشکر کے گرد ڈھیر لگ جاتے۔ مفسرین نے لکھا ہے ایک قسم کا گوند تھا جو نہایت شیریں اور لذیذ تھا۔ اور "سلویٰ" بٹیر کی طرح کا ایک پرندہ تھا جو شام کے وقت لشکر کے گرد ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتا اور بنی اسرائیل انہیں پکڑ کر کھا لیتے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) ف۲ یہ آٹھواں انعام ہے سابقہ انعامات کا تعلق دنیوی زندگی سے تھا اور اس کا تعلق دینی زندگی سے ہے۔ اس میں مقام تیہ کی شدتوں سے نجات اور گناہوں کی بخشش کا طریقہ بتلایا ہے۔ (کبیر) اس شہر سے کونسا شہر مراد ہے اس بارے میں علمائے تفسیر نے مختلف اقوال نقل کئے ہیں بعض نے کہا ہے کہ اس سے "اریحا" شہر مراد ہے مگر یہ بعید از قیاس ہے کیونکہ اسرائیل اس وقت بیت المقدس کو جا رہے تھے اور یہ اس راستے پر نہیں ہے۔ اور بعض نے مصر فرعون ہی مراد لیا جو پہلے قول سے بھی زیادہ مستبعد ہے لیکن زیادہ صحیح قول جسے اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ اس سے بیت المقدس کا شہر ہی مراد ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ میں ہے: یٰقوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم (اے میری قوم اس مقدس سرزمین میں چلے جاؤ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے) (ابن کثیر) یہاں پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بیت المقدس تو حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں فتح ہی نہیں ہو سکا حالانکہ "فبدل" کی فاء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے بعد وہ فوراً شہر میں چلے گئے۔ امام رازیؒ نے اس اشکال کا حل پیش کیا ہے کہ ضروری نہیں کہ یہ حکم موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر دیا گیا ہو بلکہ عین ممکن ہے کہ حضرت یوشعؑ کے دورِ نبوت میں یہ حکم ملا ہو جیسا کہ واقعات سے اس کی تائید ہوتی ہے تو مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی صحرا نوردی کے بعد حضرت یوشع کے عہدِ نبوت میں جب بیت المقدس فتح ہوا تو ہم نے ان کو حکم دیا کہ اس فتح کی شکر گزاری میں اللہ تعالیٰ کے عاجز بندوں کی طرح سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہوئے شہر میں داخل ہونا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں یہ حکم ویسے ہی تھا جیسا کہ آنحضرتؐ کو سورۂ نصر میں فتح پر تسبیح و استغفار کا حکم دیا گیا ہے اور آنحضرتؐ نے مکہ میں داخل ہونے کے بعد نمازِ فتح (آٹھ رکعات) ادا کی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ جس سے شہر میں داخل ہوئے "باب الحطة" کے نام سے مشہور ہے۔ "وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ" یعنی گناہوں کی بخشش کے علاوہ مزید درجات حاصل ہوں گے۔ "اِحْسَان" کے معنی اخلاص عمل کے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ سے "احسان" کی حقیقت کے متعلق سوال کیا گیا۔ جس کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا: ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو ورنہ یہ سمجھ کر کہ عبادت کرو کہ وہ ضرور تمہیں دیکھ رہا ہے۔

ف۳ مگر ان ظالموں نے اللہ کے اس حکم کا مذاق اڑایا اور حِطَّةٌ کی بجائے "حِنْطَةٌ فِي شَعْرَة" (یعنی گندم بالی میں) کہتے ہوئے بجائے نیازمندی اور سجدہ ریز ہونے کے اپنے سرینوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے۔ بتایئے کہ اس سے بڑھ کر عناد اور حکم الٰہی کی مخالفت اور کیا ہو سکتی تھی۔ اس عظیم نافرمانی کو قرآن نے "فسق" سے تعبیر فرمایا ہے جس کے معنی طاعت حدود سے کلیتہً نکل جانے کے ہیں اس بنا پر ان کو ظالم قرار دیا اور ان کے اس ظلم کی سزا میں ان پر طاعون کا عذاب نازل فرمایا ہے۔ "رجز" کے معنی گو مطلق عذاب کے ہیں۔ مگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ "طاعون" مراد ہے۔ سنن نسائی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "الطاعون رجز عذب بہ من قبلکم" کہ طاعون بھی رجز یعنی عذاب ہے جو تم سے پہلی قوموں پر نازل کیا گیا تھا۔ بعض نے اس کی تفسیر غضبِ الٰہی سے کی ہے جو پہلے قول کے منافی نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ قصہ سورۂ المائدہ میں بھی مذکور ہے۔ مگر وہ سورہ چونکہ مکی ہے اس لئے ضمیر غائب سے ان کو ذکر کیا ہے۔ اور یہ سورۃ مدنی ہے اور مدینہ میں یہود سامنے تھے اس لئے ضمیر مخاطب لائی گئی ہے۔ الغرض ان دونوں قصوں (بقرہ اور مائدہ) کے مابین باعتبار سیاق دس وجوہ سے فرق پایا جاتا ہے جن میں سے بعض کا تعلق الفاظ سے ہے اور بعض کا معنی سے علامہ زمخشری نے ان کی خوب وضاحت کی ہے اور اس سیاق میں بعد کی آیت بھی شامل ہے مگر امام رازی نے پہلی دو آیتوں کے تحت سوال و جواب کے رنگ میں ان وجوہ عشر کو بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

ف۴ بارہ چشمے اس لئے کہ بنی اسرائیل کے بھی کل بارہ اسباط (قبیلے) تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قبیلہ کے لئے الگ چشمہ نکال دیا۔ جزیرہ نمائے سینا میں اب بھی ایک چٹان پائی جاتی ہے جس پر چشموں کے شگاف ہیں اور سیاح اسے دیکھنے آتے ہیں اور جس مقام پر یہ چٹان موجود ہے وہ عیون موسیٰ کے نام سے مشہور ہے جس پتھر پر حضرت موسیٰؑ عصا مارتے تھے اس کے متعلق مفسرین نے عجیب و غریب حکایات نقل کی ہیں کہ وہ پتھر کس شکل کا تھا اور کہاں سے لایا گیا تھا مگر صحیح یہ ہے کہ وہ کوئی معین پتھر نہ تھا بلکہ بوقتِ ضرورت جس پتھر پر بھی عصا مارتے اس سے چشمے جاری ہو جاتے حسن بصری سے یہی منقول ہے وھذا اظھر فی المعجزۃ و ابین فی القدرۃ۔ (ابن کثیر)

ف۱ "من" اور "سلویٰ" دونوں کو "طعام واحد" ایک کھانا قرار دینا اس بنا پر ہے کہ روزانہ یہی کھاتے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوتی۔ یہ اُن پر اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی مگر اُن بدبختوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور اُن سے کمتر چیزوں کا مطالبہ کرنے لگے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ وہ مصر میں جس قسم کی چیزوں کے عادی تھے وہی طلب کرنے لگے۔ (ابن کثیر) ف۲ یہاں "مصرًا" کا لفظ متصرف اور تنوین کے ساتھ ہے کیونکہ مصاحف عثمانیہ کے رسم الخط میں الف موجود ہے لہٰذا اس سے مراد کوئی ایک شہر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی یہی تفسیر کی ہے بعض نے مصر فرعون مراد لیا ہے۔ (ابن کثیر) ف۳ غضب بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ بعض علما نے اس کی تاویل کی ہے اور اس سے ارادہ عقوبت یا نفسِ عقوبت مراد لی ہے۔ (قرطبی) مگر سلف صالح کا اس پر اتفاق ہے کہ صفاتِ الٰہی کو بلا تاویل ماننا ضروری ہے۔ (جامع البیان)

الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ

زمین ساگ اس کے سے اور ککڑی اس کی سے اور گیہوں اس کے سے اور مسور اس کے سے اور پیاز اس کے سے کہا کیا بدلتے ہو

ساگ اور ککڑی اور گیہوں (یا لہسن) اور مسور اور پیاز ف۱ موسیٰ نے کہا تم بڑھیا (اعلیٰ) چیز کے

الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ ۗ وَ

وہ چیز جو وہ ناقص ہے بدلے اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے اُترو کسی شہر میں پس تحقیق واسطے تمہارے ہے جو مانگا تم نے اور

بدلے گھٹیا لینا چاہتے ہو (اچھا تو) اتر پڑو مصر میں ف۲ تم کو ملے گا جو مانگتے ہو اور

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

ماری گئی اُوپر اُن کے ذلت اور فقیری اور پھر آئے ساتھ غصے کے اللہ سے یہ اس واسطے ہے کہ

ذلت اور محتاجی ان پر ڈال دی گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کا غصہ لے کر ف۳ لوٹے کیونکہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا

تھے کفر کرتے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو ناحق یہ اس واسطے کہ

وہ اللہ کے حکموں کو نہیں مانتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے ف۴ اس کے سوا

عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ

نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکل جاتے (ر) تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے اور عیسائی

وہ نافرمان تھے اور حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے ف۵ بے شک مسلمان اور یہودی اور عیسائی

وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

اور بے دین جو کوئی ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور کام کرے اچھے پس واسطے ان کے ثواب ہے

اور صابی ان میں سے جو لوگ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو اپنے مالک کے پاس

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

ان کا نزدیک رب اُن کے کے اور نہیں ڈر اُوپر اُن کے اور نہ وہ غم کھاویں گے اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا

ان کی مزدوری ملے گی نہ ان کو ڈر ہوگا نہ رنج ف۶ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے اقرار لیا

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

اور اُٹھایا ہم نے اُوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو جو کچھ دیا ہم نے تم کو زور سے اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کے ہے تو کہ تم

(توریت پر عمل کرنے کا) اور طور (پہاڑ اکھیڑ کر) تمہارے سر پر لٹکا دیا (اور ہم نے کہا) مضبوط تھام لو وہ کتاب جو ہم نے تم کو دی اور یاد رکھو جو اس میں ہے

تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

بچو پھر پھر گئے تم پیچھے اس کے پس اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اُوپر تمہارے اور رحمت اُس کی

تاکہ تم بچو ف۷ پھر تم پھر گئے اس کے بعد (یعنی اقرار پر قائم نہ رہے) اگر اللہ کی عنایت اور مہربانی تم پر نہ ہوتی

لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

البتہ ہو جاتے تم زیان پانے والوں سے اور البتہ تحقیق جانتے ہو تم ان لوگوں کو کہ حد سے نکل گئے تم میں سے بیچ ہفتے کے

تو خراب ہو چکے ہوتے اور جن لوگوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی ان کو تو جان چکے ہو

ف۴ حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: اشد الناس عذابًا یوم القیامة رجل قتلهٗ نبی او قتل نبیًا۔ کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جسے نبی قتل کر ڈالے، یا وہ نبی کو قتل کر ڈالے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدبخت لوگ ایسے بھی ہیں جن کے ہاتھ سے نبی قتل ہو سکتا ہے۔

ف۵ یہود اپنی نافرمانی اور سرکشی میں اس حد تک بڑھ گئے تھے کہ وہ آیاتِ الٰہی کے انکار اور انبیاء کے قتل سے بھی باز نہ رہے۔ احکامِ الٰہی کو سمجھنے کے باوجود انھیں بدل ڈالتے۔ اور انبیاء کے قتل کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ روزانہ بہت سے انبیاء کو قتل کر ڈالتے۔ جن انبیاء کو انہوں نے قتل کیا، ان میں شعیا، زکریا اور یحییٰ جیسے جلیل القدر انبیاء تک شامل ہیں۔ (ابن کثیر) اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ دی کہ ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی وہ جہاں کہیں رہے، دوسروں کے غلام بن کر رہے اور بعض اوقات انتہائی مال دار ہونے کے باوجود انہوں نے ذلیل و خوار ہو کر زندگی بسر کی۔ اگر کبھی دنیا میں انہیں امن چین نصیب ہوا بھی اور ان کی برائے نام حکومت قائم ہوئی بھی تو اپنے بل بوتے پر نہیں، بلکہ دوسروں کے سہارے پر۔

ف۶ اس آیت میں یہود کی عصبیت گروہی کی تردید مقصود ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ بس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نجات ہمارے لئے مخصوص ہے۔ یہاں پر قرآن نے نجاتِ اُخروی اور قربِ الٰہی کے لئے ایک اصول مقرر کر دیا کہ نجات کا مدار ایمان باللہ، عمل صالح اور ایمان بالآخرة پر ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان وہی معتبر ہو سکتا ہے جو انبیاء کے ذریعہ ہو۔ اور عمل صالح کی تعیین بھی انبیاء ہی کر سکتے ہیں اور آخرت پر ایمان کے لئے بھی انبیاء کی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ قرآن کا منشا یہ ہے کہ اپنے اپنے وقت کے انبیاء کی ہدایت کے تحت جو بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لائے گا اور اس وقت کے نبی کی شریعت کے مطابق اس نے عمل صالح بھی کئے ہوں گے اسے آخرت میں فلاح حاصل ہو جائے گی اس میں مسلمان، یہود اور صابی سب برابر ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان مذکورہ انبیاء کے علاوہ آنحضرتؐ پر ایمان لانا بھی شرط نجات ہے کیونکہ آپ کی آمد سے شرائع سابقہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ الصابی یہ صبا یصبو سے مشتق ہے جس کے اصل معنی کسی طرف دل سے مائل ہو جانے کے ہیں۔ اہلِ علم کا کہنا ہے کہ صابی ہر وہ شخص ہے جو ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرلے۔ اس بنا پر کفار عرب آنحضرتؐ کو "صابی" کہہ کر پکارتے کیونکہ آپؐ نے آبائی دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین کا اعلان کیا تھا۔ یہ لفظ حنیف کے بالمقابل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ سے قبل سب لوگ صابی دین کے حامل چلے آرہے تھے۔ یہ قوم حضرت شیث کے صحائف کی متبع تھی مگر تدریجًا ان میں شرک سرایت کر گیا اور کواکب سبعہ" کی پوجا کرنے لگے۔ یہ اپنے عقیدہ کے مطابق جملہ حوادث کو کواکب کی طرف منسوب کرتے حضرت ابراہیمؑ کی بعثت کے وقت کلدانی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور بابل شہر ان کا مرکز تھا حضرت ابراہیمؑ نے ہر قسم کے کواکب اور بُت پرستی سے برات کا اظہار کر کے ان کے بالمقابل حنیفیت کی بنیاد رکھی۔ پھر تدریجًا یہ لوگ نصاریٰ میں شامل ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے مذہب کا نہایت درجہ اخفا کرتے ہیں۔ شیعہ اسماعیلیہ نے کتمان مذہب انہی سے اخذ کیا ہے۔ اور ان کی دعوت کا منتہی بھی صابئین ہیں۔ ان کے اہلِ کتاب ہونے میں صحابہ و تابعین کے مختلف آثار ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے جصاص، الفہرست لابن ندیم، الملل والنحل) ف۷ یہ دسویں نعمت کا ذکر ہے کیونکہ اخذ میثاق بھی ان لوگوں کی مصلحت کے لئے تھا۔ (کبیر) جب توراة نازل ہوئی تو اسرائیلی شرارت سے کہنے لگے کہ اتنے احکام کی پیروی ہم سے نہ ہو سکے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ کو حکم دیا جو ان کے سروں پر چھتری کی طرح چھا گیا۔ آخر کار بنی اسرائیل نے کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر احکام کی پیروی کا اقرار کیا۔

فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا

پس کہا ہم نے اُن کو ہو جاؤ تم بندر ذلیل پس کیا ہم نے اس قصّے کو بندش واسطے اُن کے جو آگے اُن کے تھے

ہم نے ان سے کہا بندر بن جاؤ پھٹکارے ہوئے ف۱ پھر ہم نے اس واقعہ کو عبرت بنایا اس زمانہ والوں کے لیے

وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖٓ إِنَّ اللّٰهَ

اور جو پیچھے اُن کے تھے اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے اور جب کہا موسیٰؑ نے واسطے قوم اپنی کے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ

اور ان کے بعد آنے والوں کے لیے اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے اور (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اللہ کا حکم

يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوٓا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ

حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو تم ایک بیل کہا اُنہوں نے کیا پکڑتا ہے تو ہم کو ٹھٹھا کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے یہ کہ

تم کو یہ ہے کہ ایک گائے کاٹو ف۲ انہوں نے کہا کیا ہم سے دل لگی کرتا ہے موسیٰؑ نے کہا خدا کی پناہ اس سے

أَكُونَ مِنَ الْجٰهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهٗ

ہووٗں میں جاہلوں سے کہا انہوں نے دعا کر واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل کہا تحقیق وہ

کہ میں نادان بنوں انہوں نے کہا اچھا اپنے مالک سے دعا کر ہم کو بتلا دے وہ گائے کیسی ہے موسیٰؑ نے کہا اللہ تعالیٰ

يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۖ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا

کہتا ہے تحقیق وہ بیل نہ بوڑھا ہے اور نہ بچہ جوان ہے درمیان میں اس کے پس کرو جو کچھ

فرماتا ہے وہ گائے نہ بوڑھی ہے نہ بچھیا بیچ کی راس ہے اب جو حکم ہے

تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهٗ يَقُولُ

حکم کئے جاتے ہو کہا انھوں نے دُعا کر واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے رنگ اس کا کہا تحقیق وہ کہتا ہے

بجا لاؤ انہوں نے کہا اپنے مالک سے دعا کر اس کا رنگ کیا ہے ہم کو بتلا دے موسیٰؑ نے کہا وہ فرماتا ہے

إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

تحقیق وہ بیل ہے زرد ڈہڈہا ہے رنگ اس کا خوش کرتا ہے دیکھنے والوں کو کہا انہوں نے دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے

وہ گائے زرد ہے ڈہڈہاتے رنگ کی دیکھنے والوں کو بھلی لگتی ہے انہوں نے کہا اپنے مالک سے دعا کر

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾

بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل تحقیق وہ بیل مل گیا ہے اوپر ہمارے اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے البتہ راہ پانے والے ہیں

ہم کو بتلا دے وہ گائے کس قسم کی ہے بے شک ہم کو تو شبہ پڑ گیا ہے گایوں میں اور اللہ نے چاہا تو ہم ضرور (اس گائے کا) پتہ لگا لیں گے

قَالَ إِنَّهٗ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ

کہا تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل ہے نہ جوتا ہُوا کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی پلاتا کھیتی کو

موسیٰؑ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ گائے نہ کمیری زمین جوتتی ہے اور نہ کھیت کو پانی دیتی ہے (موٹھ چلاتی ہے)

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا

تندرست ہے نہیں ہے داغ بیچ اس کے کہا اُنہوں نے اب لایا تو سچ پس ذبح کیا اُنہوں نے اُس کو اور نہ

پورے بدن کی بے داغ ہے انھوں نے کہا اب تو نے ٹھیک بات کہی ف۳ آخر انھوں نے اس گائے کو کاٹا

ف۱ بنی اسرائیل پر انعامات ذکر کرنے کے بعد اب یہاں سے بعض تشدیدات کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ مفصل قصّہ سورۂ اعراف میں ہے کہ ہفتہ کے دن ان کو شکار کی ممانعت تھی مگر اس ممانعت کے باوجود انہوں نے فریب اور حیلہ سازی سے شکار کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جُرم کی سزا میں ان کی شکلیں مسخ کر کے بندروں جیسی بنا دیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مسخ شدہ قوم تین دن کے بعد زندہ نہیں رہتی۔ (قرطبی) ایک صحیح حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو صحیح مسلم (کتاب القدر) میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے بخاری میں جو بندروں کے رجم کا واقعہ ہے۔ اول تو یہ کہ عمرو بن میمون تابعی نے ایک جاہلی واقعہ بیان کیا ہے حدیث نہیں ہے اور اس میں بہت سے احتمالات ہو سکتے ہیں اور پھر بخاری کے اکثر نسخوں میں یہ واقعہ مذکور بھی نہیں ہے اس بنا پر یہ قابلِ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ (قرطبی) اس آیت میں امتِ محمدیہ کو بھی تنبیہ ہے کہ مبادا تم بھی یہود کی روش اختیار کر لو اور تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جائے۔ حدیث میں ہے کہ "یہود کی طرح ادنیٰ ترین حیلوں سے اللہ تعالیٰ کے محارم کو حلال بنانے کی کوششیں نہ کرنا۔ (ابن کثیر بحوالہ ابن ماجہ) مغرب کے یہود اور عیسائیوں کے ہاں سے علم اور ضرورت کے نام سے بعض مسئلے آتے ہیں تو مسلمانوں کا مرعوب ذہن ارتقائی ضرورتوں کی آڑ میں قرآن و حدیث سے ان کے جواز پر دلائل کشید کرنا شروع کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسلام کو ایسے نادان دوستوں سے محفوظ رکھے۔ (م۔ع)

ف۲ جیسا کہ آیت ۷۲ میں آ رہا ہے بنی اسرائیل میں ایک شخص قتل ہو گیا اور وہ ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے۔ اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی وجہ قدیم مفسرین نے عموماً یہی بیان کی ہے کہ اس طرح قاتل کی نشان دہی کی جائے۔ حاصل قصّہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص کو اس کے بھتیجے نے قتل کر دیا تاکہ اس کا وارث بن جائے۔ پھر رات کو لاش اٹھا کر دوسرے شخص کے دروازے پر ڈال دی اور صبح کے وقت اُن پر خونبہا کا دعویٰ کر دیا۔ اس پر لوگ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے، بالآخر حضرت موسیٰؑ نے ان کو یہ حکم دیا۔ حافظ ابن کثیر یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "اس واقعہ کی جملہ تفصیلات اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں اور ان پر کلی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ (ابن کثیر)

ف۳ اسرائیلی روایات میں یہ بھی ہے کہ آخر کار انہیں ان تمام صفات کی گائے ایک ایسے شخص کے پاس ملی جس کے پاس کوئی دوسری گائے نہ تھی اس لئے وہ کہنے لگا: میں اپنی گائے اس قیمت پر فروخت کروں گا کہ تم اس کی کھال مجھے سونے سے بھر دو۔" چنانچہ انہوں نے اسی قیمت پر ان سے یہ گائے خریدی۔ (ابن جریر) حدیث میں ہے کہ ابتدار میں اگر وہ کوئی سی گائے بھی ذبح کر دیتے تو کافی ہو جاتی، مگر انہوں نے تعنت اور بے جا سوالات کئے تو اللہ تعالیٰ نے تشدد برتا۔ (فتح القدیر)

ف۱ یہ گراں قیمت اور خصوصیت کے خطرے اور اُن کے تعنت کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسے ذبح کرنا نہیں چاہتے۔ حدیث میں ہے کہ اگر انشاء اللہ نہ کہتے تو آخر ابد تک حال گائے کا نہ کھلتا۔ اس کو ابن ابی حاتم نے ابوہریرۃ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (فوائد سلفیہ) مسئلہ۔ جس طرح اس ترسہ میں اوصاف کے بیان کرنے کو تعیین کیلئے کافی سمجھا ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے قتل خطا اور شبہ عمد میں دیت کے اونٹوں کے بھی اوصاف بیان کئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اوصاف کے بیان سے حیوان کی تعیین ہوجاتی ہے۔ لہٰذا حیوان میں بیع سلم جائز ہے یہی جمہور علماء سلف و خلف کا مسلک ہے مگر امام ابوحنیفہ اور علمائے کوفہ اس میں بیع سلم کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔ (ابن کثیر) اس قصہ سے یہود کو تنبیہ بھی مقصود ہے کہ جس طرح گائے کے ذبح کرنے میں طرح طرح کے جھگڑے نکالنے کی وجہ سے تمہارے بزرگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدائد میں گرفتار ہوئے اس طرح تم بھی نبی آخر الزمان کے اوصاف چھپا کر ان کی اتباع سے گریز کی راہیں نکالتے رہو گے تو تمہارا انجام بھی اچھا نہیں ہوگا۔ (قرطبی۔ رازی)

ع ۸ / ۸

كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا

نزدیک تھے کہ کریں اور جب مار ڈالا تم نے ایک جان کو پس اختلاف کیا تم نے بیچ اس کے اور اللہ تعالیٰ نکالنے والا ہے

اور امید نہ تھی کہ وہ کاٹیں گے ف۱ اور (یاد کرو) جب تم نے ایک خون کیا اور ایک دوسرے پر دھرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کھولنا

كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى

جو تھے تم چھپاتے پس کہا ہم نے مارو اس کو ساتھ ایک ٹکڑے اس کے کے اسی طرح زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مُردوں کو

جس کو تم چھپاتے تھے ہم نے کہا مُردے پر اس گائے کا ایک ٹکڑا مار دو اللہ تعالیٰ اسی طرح مُردوں کو جلا دے گا۔

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

اور دکھاتا ہے تم کو نشانیاں اپنی تو کہ تم سمجھو پھر سخت ہوگئے دل تمہارے پیچھے اس کے

اور تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اس لیے کہ تم عقل پیدا کرو ف۲ پھر اس کے بعد (یعنی اتنی نشانیاں دیکھنے پر) تمہارے دل سخت ہوگئے

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ

پس وہ مانند پتھروں کے ہے یا زیادہ سختی میں اور تحقیق بعض پتھروں میں سے وہ ہے کہ پھوٹ نکلتی ہیں اس میں سے

پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ اور بعضا پتھر تو ایسا بھی ہوتا ہے جس سے ندیاں

الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا

نہریں اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ پھٹ جاتا ہے پس نکلتا ہے اُس میں سے پانی اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے

پھوٹ نکلتی ہیں بعضا پھٹ جاتا ہے اس میں سے پانی جھرتا ہے (رستا ہے) بعضا

يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ

کہ گر پڑتا ہے ڈر اللہ کے سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم پس کیا طمع رکھتے ہو تم

اللہ کے ڈر سے گر پڑتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے ف۳ (اے مسلمانو) کیا تم کو

اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

یہ کہ ایمان لاویں واسطے تمہارے اور تحقیق تھا ایک فرقہ ان میں سے سُنتا کلام اللہ تعالیٰ کا پھر بدل ڈالتے تھے اسکو

توقع ہے کہ یہودی تمہاری بات مان لیں گے اور ایک فرقہ ان میں کا ایسا گزرا ہے جو اللہ کلام سنتا تھا اور سمجھ جانے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ

پیچھے اس کے کہ سمجھ لیا تھا اس کو اور وہ جانتے تھے اور جب ملتے ہیں اُن لوگوں سے کہ ایمان لائے کہتے ہیں ایمان لائے ہم

جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا ف۴ اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں

وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

اور جب اکیلے ہوتے ہیں بعضے ان کے طرف بعضے کی کہتے ہیں کیا کہہ دیتے ہو تم اُن سے جو کھولا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر تمہارے

اور جب اکیلے ہوتے ہیں اپنے لوگوں میں تو کہتے ہیں تم کیوں تبلا دیتے ہو مسلمانوں کو وہ باتیں جو اللہ نے تم کو تبلائیں

لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

تو کہ جھگڑیں تم سے ساتھ اس کے نزدیک رب تمہارے کے کیا پس نہیں سمجھتے کیا نہیں جانتے یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے

کیا اس لیے کہ وہ سند لائیں تمہارے مالک کے پاس (قیامت کے دن) کیا تم کو عقل نہیں ف۵ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی

ف۲ گائے کے کس عضو کو انہوں نے مقتول پر مارا اس کی کسی صحیح اثر یا حدیث سے تعیین ثابت نہیں ہے لہٰذا اسے مبہم ہی رہنے دیا جائے جیسا کہ قرآن نے اسے مبہم چھوڑا ہے۔ (ابن کثیر) كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس وقت ایک مردہ شخص کو گائے کا ایک ٹکڑا مار کر زندہ کر دیا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو زندہ کریگا۔ یہ خطاب ان لوگوں سے بھی ہو سکتا ہے جو اس واقع کے وقت موجود تھے، اور ان لوگوں سے بھی جو نزول قرآن کے زمانہ میں موجود تھے۔ (فتح القدیر) فائدہ۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ واقع پر موتیٰ کو زندہ کرنے کا ذکر فرمایا ہے: (۱) ثم بعثناکم من بعد موتکم۔ (۲) ان لوگوں کا قصہ جو ہزاروں کی تعداد میں موت سے ڈر کر اپنے گھروں سے نکل پڑتے تھے۔ (۳) اس شخص کا قصہ جو ایک برباد شدہ شہر سے گزرا۔ (۴) حضرت ابراہیم اور چار جانوروں کا قصہ۔ (۵) اس قتیل کا قصہ جو یہاں مذکور ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے بارش سے زمین کو زندہ کرنے سے اجسام کے دوبارہ زندہ کرنے پر استدلال کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ امام رازی لکھتے ہیں کہ جب ایک شئ میں دوسری شئ سے متاثر ہونے کی صلاحیت ہو اور پھر کسی عارضہ کے سبب وہ صلاحیت سلب ہو جائے تو عربی زبان میں اس پر "قاسی" کا لفظ بولا جاتا ہے یہی حال انسان کے دل کا ہے کہ اس میں دلائل و آیات سے متاثر ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے مگر جب عوارض کے سبب وہ صلاحیت سلب ہو جاتی ہے تو عدم تاثر میں اسے پتھر کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو سرزنش فرمائی کہ عجب کمبخت قوم ہو کہ مردہ کا جی اُٹھنا تک تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ مگر پھر بھی تم اپنے کفر اور سرکشی پر ڈٹے رہے اور تمہارے دل نرم ہونے کی بجائے اور سخت ہوگئے جیسے پتھر، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب کا رویہ اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے: وَلَا يكونوا كالذين اوتوا الكتاب من قبل فطال عليهم الامد فقست قلوبهم۔ (الحدید: ۱۶) یعنی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز گزرنے سے ان کے دل سخت ہوگئے۔ (ابن کثیر) بعض نے یہاں پتھر کی طرف خشیت کی نسبت کو مجاز پر محمول کیا ہے مگر اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جمادات میں شعور اور احساس متعدد آیات اور احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً آیت: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ (۷۲:۳۳)، يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ (۱۶:۴۸) لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ (۵۹:۲۱) قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ (۴۱:۱۱) وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا (۴۱:۲۱) احادیث صحاح میں ہے: هذا جبل يحبنا و نحبه۔ قصہ حنین جذع۔ اني لاعرف حجرا بمكة كان يسلم علي (صحیح مسلم) وغیر ذلک۔ (ابن کثیر) پھر اس کا انکار کرنا بڑی گمراہی و ضلالت ہے (فوائد سلفیہ)۔ ہم پر لفظ قرآن کا حجت ہے اتباع ظاہر لفظ کا فرض ہے۔

ف۴ یہ خطاب مسلمانوں سے ہے کہ یہود سے ایمان کی توقع بے سود ہے۔ ان کے اسلاف یہ ہیں کہ وہ دیدہ و دانستہ کلام اللہ یعنی توراۃ میں تحریف کر ڈالتے تھے۔ اس جگہ لفظ تحریف لفظی اور معنوی دونوں قسم کی تحریف کو شامل ہے۔ انہوں نے توراۃ کے الفاظ بھی بدل ڈالے تھے مگر زیادہ تر غلط تاویلوں سے معانی تبدیل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ موجودہ یہود کے علماء نے ان آیات توراۃ کو بدل ڈالا تھا جن میں آنحضرتؐ کے اوصاف مذکور تھے اور اپنے دل سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرا دیا ہے۔ (ملخص ابن کثیر و قرطبی) آجکل کے باطل پرست علماء بھی اپنے مزعومہ مسائل کی صحت ثابت کرنے کیلئے ہر قسم کے حوالجات قرآن و حدیث تراش رہے ہیں اور شریعت میں تحریف کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ (ترجمان)

ف۵ یہود کی اخلاقی پستی اور خدا سے بیخوفی کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے بعض لوگ جب مسلمانوں سے ملتے تو اپنے ایمان کا دعویٰ کرتے اور از راہ نفاق و خوشامد ان سے ان علامتوں اور پیشگوئیوں کا تذکرہ بھی کرتے جو توراۃ اور ان کی دوسری کتابوں میں نبی آخر الزمان کے متعلق موجود تھیں لیکن جب وہ آپس میں ملتے تو ایکدوسرے کو ملامت کرتے کہ تم ان مسلمانوں کو وہ باتیں کیوں بتلاتے ہو جو اللہ نے صرف تم ہی کو بتائی ہیں؟ کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ مسلمان آخرت میں اللہ کے سامنے تمہاری اپنی فراہم کردہ معلومات کی بنا پر تم پر حجت قائم کریں گے کہ تم نبی آخر الزمان کو جاننے اور پہچان لینے کے باوجود ان پر ایمان نہیں لاتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "عند" بمعنی فی ہو یعنی تمہارے پروردگار کے بارے میں تم پر غالب رہیں۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ

جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور بعضے ان میں سے اَن پڑھے ہیں نہیں جانتے کتاب کو مگر آرزوئیں

چھپی اور کھلی دونوں باتیں جانتا ہے اور ان میں سے بعض اَن پڑھ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو نہیں جانتے مگر آرزوئیں

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ

اور نہیں وہ مگر گمان کرتے ہیں پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کے کہ لکھتے ہیں کتاب ساتھ ہاتھوں اپنے کے پھر

اور گمان ہی گمان رکھتے ہیں ف۱ تو خرابی ہے ان کے لئے جو ایک کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ

کہتے ہیں یہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے ہے تو کہ لیویں بعوض اس کے مول تھوڑا پس وائے ہے واسطے ان کے

یہ اللہ کے پاس سے اتری ہے ان کا مطلب یہ ہے اس کو بیچ کر تھوڑا مول کمائیں ہائے خرابی ان کی

مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا

اس سے کہ لکھتے ہیں ہاتھ ان کے اور وائے ہے ان کو اس چیز سے کہ کماتے ہیں اور کہتے ہیں ہرگز نہ لگے گی ہم کو

اس لکھائی پر وائے خرابی ان کی اس کمائی پر ف۳ اور کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہم کو

النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ

آگ مگر دن گنے ہوئے کہہ کیا لیا ہے تم نے نزدیک اللہ تعالیٰ کے قول پس ہرگز نہ خلاف کرے گا

چھونے کی بھی نہیں مگر گنتی کے چند روز (اے پیغمبر تو ان کو جواب دے) کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی اقرار لے لیا ہے کہ وہ اپنے اقرار

اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً

اللہ تعالیٰ عہد اپنے کو یا کہتے ہو اوپر اللہ تعالیٰ کے جو نہیں جانتے ہو تم ہاں جو کوئی کماوے برائی

کے خلاف نہیں کرے گا یا تم اللہ پر وہ باتیں جوڑتے ہو جو نہیں جانتے ف۴ بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے گناہ کیا

وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗــــَٔــتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾

اور گھیر لے اس کو خطا اس کی پس یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے

اور گناہ کے پھیر میں آگئے وہی دوزخی ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ف۵

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ لوگ ہیں رہنے والے بہشت کے وہ بیچ اس کے

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنتی ہیں ہمیشہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا

ہمیش رہنے والے ہیں اور جب لیا ہم نے قول بنی اسرائیل کا نہ عبادت کرو تم مگر

رہیں گے ف۶ اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل (تمہارے بزرگوں سے) پکا قول لیا (اور ہم نے کہا) اللہ کے سوا کسی کو

اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ

اللہ تعالیٰ کی اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور

نہ پوجو اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اور ناطے رشتے والوں سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور

النصف

ع ۹/۱۱/۹

ف۱ بنی اسرائیل کے عناد اور سرکشی کو بیان کرنے کے بعد اب ان کے مختلف فرقوں کا بیان ہو رہا ہے۔ اس آیت میں عوام کی حالت بیان کی ہے۔ (کبیر) اُمّی وہ ہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ اور اَمَانِیَّ جمع ہے اُمْنِيَّةٌ کی جس کے معنی آرزوؤں یا من گھڑت روایات کے ہیں یعنی یہود میں ایک طبقہ جو اَن پڑھ اور عوام کا ہے جنہیں الکتاب یعنی توریت کا تو کچھ علم نہیں ہے مگر وہ اپنے سینوں میں بعض بے بنیاد قسم کی آرزوئیں پائے ہوئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان بزرگوں کی وجہ سے اللہ انہیں ضرور بخش دے گا یا یہ کہ جنت میں یہود کے سوا کوئی نہیں جائے گا وغیرہ قسم کی خرافات کا عقیدہ باندھے ہوئے ہیں۔ یہ اُن کی غلط آرزوئیں ہیں یا من گھڑت قصے ہیں جو انہوں نے سن رکھے ہیں اور یہ نری بکواس کرتے ہیں۔ (ترجمان)

ف۲ تعلیم یافتہ طبقہ کی حالت ہے جو خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے لئے فتوے دیتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ عوام کو محض دنیا کمانے کے لئے ان کی خواہشات کے مطابق باتیں جوڑ کر لکھ دیتے ہیں اور انہیں بڑی ڈھٹائی اور جرأت سے خدا اور رسول کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ (فتح البیان) ایسے لوگوں کے لئے "ویل" ہے۔ ترمذی میں مرفوعاً روایت ہے کہ "ویل" جہنم میں ایک وادی کا نام ہے۔ کافر ستر سال کی مسافت تک اس کی گہرائی میں چلا جائے گا مگر اس کی گہرائی تک نہ پہنچے گا۔ اور "ویل" کے معنی ہلاکت اور تباہی ہلاکت کے بھی آتے ہیں۔ (ابن کثیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ "مسلمانو! جب اللہ نے تمہیں بتا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنی کتاب کو بدل ڈالا ہے وہ خود اپنے ہاتھوں سے لکھ کر اور اسے اللہ کی کتاب ٹھہرا کر سستے داموں فروخت کر ڈالتے ہیں، اور تمہارے پاس اللہ کی تازہ کتاب قرآن مجید موجود ہے پھر تم کو اہل کتاب سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ (ابن کثیر) ابن عباس کے اس قول پر ان حضرات کو خاص طور پر غور کرنا چاہیے جو صحیح احادیث کو چھوڑ کر توریت، انجیل اور تلمود کے محرف اقوال سے شغف فرماتے ہیں۔ نیز اس آیت پر ان لوگوں کو بھی غور کرنا چاہیے جو کتاب و سنت کو چھوڑ کر ادھر ادھر کی بے سند کتابوں کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔ "مسئلہ:" "الدر المنثور" میں الجلال السیوطیؒ نے سلفؒ سے چند ایسے آثار نقل کئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مصحف (قرآن مجید) کی بیع مکروہ سمجھتے تھے۔ مگر اس کے برعکس سلف سے اس قسم کے آثار بھی مروی ہیں کہ مصاحف کی خرید و فروخت جائز ہے۔ لا باس بھا یعنی اس میں کچھ حرج کی بات نہیں ہے۔ (فتح القدیر)

ف۳ اس آیت میں یہود کی قوم گیر گمراہی کا بیان ہے جس میں عوام اور علما بھی مبتلا تھے۔ یعنی ہم اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں۔ ہم چاہے کتنے بھی گناہ کریں جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ اور اگر ڈالے بھی گئے تو چند دن وہاں رکھ کر نکال لئے جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یہود خیبر نے آنحضرتؐ سے کہا "ہم تھوڑے دن جہنم میں رہیں گے اور پھر ہماری جگہ تم لے لوگے، اس پر آنحضرت نے فرمایا: اِخْسَئُوْا لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا۔ (نسائی) یعنی تم جھوٹے ہو ہم تمہاری جگہ کبھی نہیں لیں گے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہودی کہا کرتے، دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ اس لئے ہم ہر ہزار سال کے بدلے صرف ایک دن جہنم میں رہیں گے کبھی کہتے کہ ہم نے صرف چالیس دن بچھڑے کی پوجا کی ہے اس لئے چالیس روز جہنم میں رہیں گے۔ ان کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ابن کثیر) اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا میں ہمزہ انکار کے لئے ہے۔ یعنی کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے اس پر کوئی عہد لے لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا؟ نہیں بلکہ تم محض جھوٹی اور باطل باتیں کرتے ہو۔ (فتح القدیر)

ف۴ اس آیت میں سیئۃ اور خطیئۃ سے مراد بعض مفسرین نے شرک، بعض نے گناہ کبیرہ اور بعض نے ایسے صغائر مراد لئے ہیں جو کبائر کا موجب بن سکتے ہیں۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ تمام اقوال تقریباً ہم معنی ہیں اور حدیث میں ہے اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهٗ، کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچتے رہو، اس لئے کہ یہ جمع ہو کر انسان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ ان آیات میں یہود کے نظریہ کی تردید کی ہے کہ آخرت میں فلاح و نجات اور عذاب تمہاری خواہش کے مطابق نہیں ہوگا بلکہ اعمال سیئہ اور حسنہ کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ کے معنی یہ ہیں کہ "جس کے پاس قیامت کے دن کوئی نیکی بھی نہ ہوگی"۔ لہٰذا اس سے مراد کافر یا مشرک ہیں ورنہ گنہگار مومن جنھوں نے شرک نہ کیا ہوگا آخر کار سزا پا چکنے کے بعد یا شفاعت کی بنا پر عذاب سے نکال لئے جائیں گے جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ اکثر صحابہ و تابعین اور اہلسنت والجماعۃ کا یہی مسلک ہے۔ (قرطبی۔ رازی) عمل صالح کے لئے دیکھئے آیت ۲۵۔

ف١ آیاتِ سابقہ میں بنی اسرائیل کو وہ تاریخی احسانات یاد دلائے گئے ہیں جو ان کے بزرگوں پر کئے گئے اور انہوں نے شکر گزاری کی بجائے کفر کیا جس کے نتیجہ میں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی بار عتاب نازل ہوا۔ اب یہاں ان کو وہ عہد یاد دلایا جا رہا ہے جو اصول احکام (عبادات و معاملات) دیتے وقت ان سے لیا گیا تھا اور بتایا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل نے اس عہد کی پابندی نہ کی اور اعراض و اہمال کو اپنا شعار بنا لیا اسی قسم کا حکم سورۃ نساء (آیت ۳۶) میں امتِ مسلمہ کو بھی دیا گیا ہے۔ (ابن کثیر) عبادت کی چار قسمیں ہیں: (۱) بدنی جیسے طواف، رکوع، سجدہ وغیرہ۔ (۲) مالی جیسے صدقہ خیرات کرنا اور نذر نیاز ماننا۔ (۳) لسانی جیسے کسی کے نام کا وظیفہ جپنا یا اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے کسی کا نام لینا۔ (۴) قلبی جیسے کسی پر بھروسہ رکھنا کسی سے خوف کھانا یا امید رکھنا۔

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا

کہو واسطے لوگوں کے بھلائی اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ پھر پھر گئے تم مگر تھوڑے

لوگوں سے نرمی کے ساتھ بات کرو اور نماز درستی سے ادا کرو اور زکوٰۃ نکالو پھر تم (اپنے قول سے) پھر گئے مگر تھوڑے

مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَاۗءَكُمْ

تم میں سے اور تم منہ پھیرنے والے ہو اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ ڈالو تم لہو اپنے آپس کے

(جو اپنے قول پر قائم رہے) اور تم بے پرواہ ہو ف١ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے قول لیا اپنے خون نہ کرو

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٨٤﴾

اور نہ نکال دو کسی آپس اپنے کو گھروں اپنے سے پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو

اور اپنے لوگوں کو جلا وطن نہ کرو ف٢ اور تم نے یہ قول منظور کیا اور تم خود اس کے گواہ ہو

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ

پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس اپنے کو اور نکال دیتے ہو ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں

پھر تم وہی ہو نا جو اپنوں کا خون کرتے ہو اور ناحق زبردستی بعضے لوگوں کی مدد لے کر اپنے لوگوں میں سے ایک

دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى

ان کے سے مددگاری کرتے ہو تم اوپر اُن کے ساتھ گناہ اور تعدی کے اور اگر آتے ہیں تمہارے پاس بندیوان ہو

فرقہ کا دیس نکالا کرتے ہو (یعنی ایک فرقہ کو زبردستی اپنا مددگار بنا کر اپنی ذات والوں کو شہر بدر کرتے ہو) پھر جن لوگوں کا دیس نکالا کرتے ہو اگر وہ قید ہو کر

تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

بدلے دے چھڑاتے ہو اُن کو اور وہ حرام ہے اوپر تمہارے نکال دینا ان کا کیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعضی کتاب کے

تمہارے پاس آئیں تو تم چھڑائی (فدیہ) بھر کر ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ ان کا نکالنا بھی تم پر حرام تھا کیا (اللہ کی) کتاب میں سے کچھ مانتے ہو کچھ

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي

اور کفر کرتے ہو ساتھ بعضی کے پس کیا سزا اُس شخص کی کہ کرے یہ کام تم میں سے مگر رسوائی بیچ

نہیں مانتے ف٣ پھر جو لوگ تم میں ایسا کریں ان کا بدلہ اور کیا ہے یہی کہ دنیا میں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ

زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے پھیرے جاویں گے طرف سخت عذاب کی اور نہیں اللہ تعالیٰ

رسوا ہوں اور قیامت کے دن سخت عذاب میں لوٹ پڑیں اور اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٥﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ

بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم یہ لوگ وہ ہیں کہ مول لیا زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے

تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدل دنیا کی زندگی مول لی

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٨٦﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پس نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے عذاب اور نہ وہ مدد کئے جاویں گے اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسےٰ کو

نہ ان کا عذاب ہلکا ہوگا اور نہ ان کو مدد ملے گی اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

ع ١٠

یہ سب عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ ان میں جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک بنایا وہ شرک کا مرتکب ہو گیا۔ (سلفیہ) "ماں باپ کے ساتھ نیکی کے ساتھ پیش آنے کو" اللہ تعالیٰ نے علاوہ اس آیت کے متعدد دوسری آیات میں عبادتِ الٰہی کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حقوق العباد میں سب سے افضل عمل یہی ہے۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت سے دریافت کیا "سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا: "اَلصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا" کہ نماز کو اوّل وقت پر ادا کرنا۔ پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ (ابن کثیر) اور قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ میں ہر وہ چیز داخل ہے جس پر شرعی لحاظ سے حسن ہونے کا اطلاق ہو سکتا ہو۔ اور یہ لفظ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی شامل ہے۔ (ابن کثیر) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَالْقَ اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ۔ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو۔ اگر تم کچھ اور نہ کر سکو تو کم سے کم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی ہی سے پیش آجاؤ (صحیح مسلم۔ ترمذی) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ پہلے احسان بالفعل کا حکم دیا ہے اور پھر قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا میں احسان قولی کا حکم ہے۔ اس کے بعد اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ میں اس عبادت اور احسان کو متعین کر دیا ہے اور اس سے وہ نماز اور زکوٰۃ مراد ہیں جو اُن کے مذہب میں تھیں) پس یہ آیت ہر قسم کی عبادت بدنی، مالی، قولی اور قلبی پر مشتمل ہے اور عبادات و معاملات کے اصول بحیثیت مجموعی اس آیت میں آ جاتے ہیں۔

ف٢ یعنی آپس میں ایک دوسرے کو نہ قتل کرو اور نہ گھروں سے نکالو کیونکہ ملی زندگی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ یہاں قرآن نے "آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے" کو اپنے تئیں قتل کرنا کہا ہے۔ کیونکہ افرادِ ملت بمنزلہ ایک جسم کے ہوتے ہیں تو گویا کسی کو قتل کرنا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔ حدیث میں ہے: مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَوَاصُلِهِمْ بِمَنْزِلَةِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰى وَالسَّهَرِ کہ اہلِ ایمان باہمی دوستی اور ہمدردی میں ایک بدن کی مثال ہیں کہ جب اس کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا بدن بخار اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۔ اسلام میں خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح اپنے گھر کو چھوڑ کر بن باسی اختیار کرنا بھی ممنوع ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون نے چند صحابہ کے ساتھ مل کر عہد کیا کہ وہ ٹاٹ کا لباس پہنیں گے اور گھر چھوڑ کر جنگلوں میں پھرتے رہیں گے۔ آنحضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا: "اَخِلَافٌ لِسُنَّتِيْ اَمْ عَلٰى غَيْرِ مِلَّتِيْ ...... فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ کہ یہ میری سنت اور ملتِ اسلام کے خلاف ہے جو میری سنت سے اعراض برتے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف٣ مدینہ منورہ میں یہود کے تین قبیلے تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ مدینہ کے عرب قبیلوں سے ان کے حلیفانہ تعلقات تھے۔ بنو قینقاع اور بنو نضیر قبیلہ خزرج اور بنو قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ خزرج اور اوس کی آپس میں جنگ رہا کرتی تھی۔ جب کبھی ان کے درمیان لڑائی ہوتی تو دونوں کے حلیف یہودی قبیلے بھی اپنے اپنے حلیف کا ساتھ دیتے۔ یہودی اپنے دشمن کو مارتا اور کبھی دوسرے یہودی کو بھی قتل کر دیتا اور اس کا گھر بار لوٹ لیتا۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا یہ فعل توریت میں دیئے ہوئے احکام کے خلاف ہے لیکن جب لڑائی ختم ہوتی اور مغلوب قبیلے کے کچھ آدمی غالب قبیلے کی قید میں آجاتے تو وہ خود ہی فدیہ دے کر غالب قبیلہ سے اپنے قیدی بھائیوں کو آزاد کراتے اور کہتے کہ ہمیں کتابِ الٰہی کا حکم ہے کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو اور انہیں قید سے آزاد کراؤ۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں کہ تم اس حکم کو تو یاد رکھتے ہو مگر اس چیز کو بھول جاتے ہو کہ تمہیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لڑنے اور ایک دوسرے کو گھروں سے نکالنے سے بھی منع کیا گیا تھا۔ گویا تم کتابِ الٰہی کے جس حکم کو اپنی مرضی کے مطابق پاتے ہو اسے مانتے ہو اور جسے اپنی مرضی کے مطابق نہیں پاتے اس کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ اگر تم واقعی خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جگہ چلو۔ (ابن کثیر) اہل علم فرماتے ہیں کہ ان سے چار عہد لئے گئے تھے۔ قتل، اخراج اور ایک دوسرے کے خلاف مدد نہ کرنا اور قیدی کو فدیہ دے کر چھڑا لینا۔ وہ صرف فدیہ پر عمل کرتے اور باقی تین کی مخالفت کرتے اور بے محابا ان کا ارتکاب کرتے۔ (قرطبی)

الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

کو کتاب اور پچھاڑی لائے ہم پیچھے اس کے پیغمبر اور دیئے ہم نے عیسیٰؑ بیٹے مریم کے کو

(توریت شریف) اور اس کے بعد پیغمبروں کا ہم نے تار باندھ دیا اور عیسیٰ بن مریمؑ کو کھلی نشانیاں

الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى

معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح پاک کے کیا پس جب آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے

دیں اور اس کو ہم نے روح القدس سے مدد دی ف۱ کیا پھر ہر بار جب کوئی رسول ایسا حکم لے کر آیا جس کو تمہارا جی نہ چاہتا تھا

اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

جی تمہارے تکبر کیا تم نے پس ایک فرقے کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو اور کہا انہوں نے دل ہمارے

تو تم نے اکڑ فوں کی (یعنی تکبر کیا اور شیخی میں آ گئے) پھر بعضوں کو جھٹلایا بعضوں کو قتل کیا ف۲ اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر

غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

غلاف میں ہیں بلکہ لعنت کی ان کو اللہ تعالیٰ نے بسبب کفران کے کے پس تھوڑے سے ایمان لاتے ہیں اور جب آئی ان کے پاس

غلاف چڑھا ہوا ہے ف۳ (نہیں یہ بات نہیں ہے) بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کر دی ہے تو بہت کم ان میں ایمان لاتے ہیں ف۴ اور جب

كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

کتاب نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے سچا کہنے والی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے اور تھے پہلے اس سے فتح مانگتے

خدا کی طرف سے ایک کتاب ان کے پاس آئی (یعنی قرآن شریف) جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس تھی (یعنی توریت شریف کی تصدیق کرتی ہے)

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ

اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے پس جب آیا ان کے پاس جو کچھ پہچانا تھا کافر ہوئے ساتھ اس کے پس لعنت ہے

اور اس سے پہلے کافروں کے مقابلے میں اس کی مدد مانگا کرتے تھے جب وہ چیز آ گئی جس کو پہچان چکے تھے تو لگے اس کا انکار کرنے خدا کی لعنت (انکار)

اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ

اللہ کی اوپر کافروں کے برا ہے جو کچھ بیچا ہے بدلے اس کے جانوں اپنی کو یہ کہ کفر کریں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری

کافروں پر ف۵ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کا انکار کر کے برے بدلے پر انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا (یعنی جان کے آرام و راحت

اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ

اللہ تعالیٰ نے سرکشی سے اس پر کہ اتارے خدا فضل اپنے سے اوپر جس کے چاہے بندوں اپنے سے پس پھر آئے

کو بیچ کر اس کے بدل عذاب مول لیا) وہ بھی ضد (حسد) سے (ضد اس بات پر آئی) کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وحی اتارتا ہے اب

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا

ساتھ غصے کے اوپر غصے کے اور واسطے کافروں کے عذاب ہے رسوا کرنے والا اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے ایمان لاؤ

انہوں نے غصے پر غصہ کمایا اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہو گا ف۶ اور جب ان سے کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ

ساتھ اس چیز کے کہ اتارا ہے اللہ نے کہتے ہیں ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس چیز کے جو نازل ہوئی اوپر ہمارے اور کفر کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے اور وہ

جو اتارا (قرآن) اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم تو اسی پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اترا (یعنی توریت شریف پر) اور اس کے سوا (یا اس کے بعد جو اترا اس کو نہیں مانتے حالانکہ

ف۱ یہاں الکتاب سے توریت مراد ہے جسے یہود نے بدل ڈالا تھا اور قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے پاس مسلسل پیغمبر آتے رہے۔ جیسے فرمایا: ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ (المومنون: ۴۴) اور آخر کار بنی اسرائیل کے انبیاء کا یہ سلسلہ عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا اور "بینات" سے معجزات مراد ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو دیئے گئے جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مٹی سے پرند بنا کر اس میں روح پھونکنا، کوڑھی اور اندھے کو صحتیاب کرنا وغیرہ جن کا ذکر سورۃ آل عمران (آیت: ۴۹) اور مائدہ (آیت: ۱۱۰) میں آیا ہے (قرطبی۔ ابن کثیر) اور "روح القدس" سے مراد حضرت جبریلؑ ہیں۔ اور ان کو روح کے نام سے اس لیے پکارا گیا ہے کہ وہ امر تکوینی سے ظہور میں آئے تھے جیسا کہ خود حضرت عیسیٰؑ کو "روح" کہا گیا ہے۔ اور "القدس" سے ذات الٰہی مراد ہے اور اس کی طرف روح کی اضافت تشریفی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "روح القدس" سے انجیل مراد ہو جیسا کہ قرآن کو روحًا من امرنا (۴۲: ۵۲) فرمایا ہے۔ مگر اس سے جبریلؑ مراد لینا زیادہ صحیح ہے ابن جریر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ آیت (۱۱۰۔ المائدہ) میں روح القدس اور انجیل دونوں الگ الگ مذکور ہیں اور ایک آیت (۲۶: ۱۹۳) میں حضرت جبریلؑ کو "الروح الامین" فرمایا ہے اور آنحضرتؐ نے حضرت حسان کے متعلق فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اے اللہ روح القدس سے اس کی تائید فرما۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: "وجبریل معک"، کہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔ معلوم ہوا کہ روح القدس جبریلؑ ہی ہیں۔ (فتح البیان۔ ابن کثیر)

ف۲ جن پیغمبروں کی انہوں نے تکذیب کی ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں اور جن کو قتل کیا ان میں حضرت زکریا، اور حضرت یحییٰ علیہ السلام داخل ہیں۔ (قرطبی)

ف۳ یہود کہا کرتے ہمارے دلوں پر غلاف ہیں یعنی تمہاری کوئی بات ہم پر اثر نہیں کرتی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے: قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ (یعنی جو دعوت دیتے ہو اس سے ہمارے دل پردہ میں ہیں) امام احمد بن حنبل نے مرفوعًا ذکر کیا ہے اور حضرت حذیفہ سے موقوفًا مروی ہے کہ دل چار قسم کے ہیں۔ ان میں سے ایک دل اغلف ہے یعنی کافر کا دل جس پر مہر لگا دی گئی ہے اور وہ حق سے متاثر نہیں ہوتا۔ بعض علمائے تفسیر نے "غلف" کے یہ معنی کئے ہیں کہ "ہمارے دل علم و حکمت سے پُر ہیں کسی دوسرے علم کی ان میں گنجائش نہیں ہے۔ اس پر قرآن نے فرمایا کہ حق سے متاثر نہ ہونا فخر کی بات نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی لعنت کی علامت ہے (ابن کثیر۔ فتح القدیر)

ف۴ یعنی ان کے دلوں پر کفر غالب ہے اور ایمان ہے بھی تو بہت کمزور اور نہایت قلیل۔ پس قلیلاً مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای لا یؤمنون الا ایمانًا قلیلاً۔ (قرطبی)

ف۵ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جب یہودی عرب کے مشرکین سے مغلوب ہوئے تو وہ دعا کیا کرتے تھے کہ نبی آخر الزمان جلد ظاہر ہوں تاکہ ہم ان کے ساتھ مل کر ان کافروں پر غلبہ حاصل کریں اس صورت میں یَسْتَفْتِحُوْنَ کے معنی نصرت اور غلبہ کی دعا کرنا ہونگے۔ (ابن کثیر) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی "خبر دینے" کے ہوں یعنی وہ کہا کرتے تھے کہ عنقریب نبی آخر الزمان ظاہر ہو گا اور ہم اس کے ساتھ مل کر تم پر غالب آئیں گے۔ چنانچہ عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے "عرب کے قبائل میں ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی نہ جانتا تھا اس لئے کہ ہم یہودیوں کے ساتھ رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست، وہ ہم سے کبھی مغلوب ہوتے تو کہتے کہ ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے اور اس کا زمانہ آپہنچا ہے اس کے ساتھ مل کر ہم تمہیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو ہم نے آنحضرتؐ کی پیروی اختیار کر لی اور یہ یہودی منکر ہو گئے۔ اللہ کی قسم یہ آیت ہمارے اور ان یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن جریر۔ فتح القدیر) بعض نے حضرت ابن عباسؓ سے "یَسْتَفْتِحُوْنَ" کے یہ معنی بھی نقل کئے ہیں کہ آنحضرتؐ کے ظہور سے پہلے جب یہودیوں کا عرب سے مقابلہ ہوتا تو وہ آنحضرتؐ کے وسیلے سے دعا کرتے، اور کہتے "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا فِي الزَّمَانِ اِلَّا تَنْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔ (کہ اے اللہ! ہم بحق نبی امی تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں دشمنوں پر غلبہ عنایت کر۔ مگر یہ روایت نہایت ضعیف ہے۔ قرطبی نے ابن عباس سے نقل کی ہے۔ (لباب النقول سیوطی۔ المستدرک حاکم مع تلخیص ج ۲۔ ص ۲۶۳)

ف۶ یعنی انہوں نے جو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کیا اس کی وجہ ان کا صرف یہ حسد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری نبی ان میں کیوں نہ بھیجا اور اپنے فضل سے ایک ان پڑھ قوم عرب کو کیوں نوازا؟ ان کے اس حسد کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اللہ کا دوسرا غضب مول لیا۔ پہلا غضب اس وجہ سے کہ انہوں نے توراۃ میں تحریفیں کیں انجیل اور عیسیٰؑ کا انکار کیا اور دوسرا غضب اس وجہ سے کہ وہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر محض ضد اور حسد کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ اسی طرح یہود نے اور بھی بہت سے جرائم کئے ہیں جن کی وجہ سے ان پر اللہ کا غضب اترا ہے پس غضب علیٰ غضب کے معنی پہلا اور دوسرا غضب نہیں ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا غضب نازل ہوا جس کی وجہ سے ان کو مغضوب علیہم فرمایا گیا ہے۔ (قرطبی)

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ

سچ ہے سچا کہنے والا اس کو جو ساتھ اُن کے ہے کہہ پس کیوں مار ڈالتے تھے پیغمبروں اللہ کے کو پہلے اس سے اگر

قرآن برحق ہے ان کی کتاب کو سچ بتاتا ہے کہہ (اے محمدؐ) اگر تم توریت پر ایمان لانے تھے تو پھر کیوں (تمہارے بزرگوں نے) اللہ تعالےٰ کے

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ

ہو تم ایمان والے اور البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس موسےٰ ساتھ دلیلوں کے پھر پکڑا تم نے بچھڑے کو معبود پیچھے

پیغمبروں کو قتل کیا ف۱ اور البتہ موسےٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا (جیسے ف۲ عصا اور ید بیضا وغیرہ) پھر تم اس کے پیچھے بچھڑے

بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۗ خُذُوْا

اس کے اور تم ظلم کرنے والے ہو اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا اور اٹھایا ہم نے اُوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو

بیٹھے ف۳ اور اس کو پوجنے لگے) یہ تمہاری بے انصافی تھی اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے (یعنی تمہارے بزرگوں سے) اقرار لیا (توریت پر عمل کرنے کا) اور طور (پہاڑ

مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۗ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ

جو کچھ دیا ہم نے تم کو زور سے اور سُنو کہا انھوں نے سنا ہم نے اور نہ مانا ہم نے ف۴ اور پلائی گئی بیچ دلوں اُن کے کے

تمہارے سر پر لٹکایا (اور ہم نے حکم دیا) وہ کتاب جو ہم نے تم کو دی مضبوط تھام لو اور اس میں جو لکھا ہے وہ مان لو۔ انہوں نے کہا ہم نے (کان سے) سن لیا لیکن دل نہیں مانتا

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۗ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ قُلْ

محبت بچھڑے کی بسبب کفران کے کے کہہ بُرا ہے جو حکم کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے ایمان تمہارا اگر ہو تم ایمان والے کہہ

اور دل میں تو ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی الفت رچ گئی تھی (محمدؐ) کہدے اگر تم (بالفرض) ایمان رکھتے ہو تو یہ ایمان تم کو بری بات کی طرف لے جاتا ہے ف۵ (محمدؐ)

اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

اگر ہے واسطے تمہارے گھر آخرت کا نزدیک اللہ تعالےٰ کے خالص سوائے لوگوں کے پس آرزو کرو تم

کہدے اگر آخرت کا گھر خاص تمہارے ہی لیے ہے اور لوگوں کے لیے نہیں (یعنی جنت میں صرف یہودی ہی جائیں گے اور لوگ سب دوزخ میں رہیں گے یہود ایسا

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ

موت کی اگر ہو تم سچے اور ہرگز نہ آرزو کریں گے اُس کو کبھی بہ سبب اس کے کہ آگے بھیجا ہاتھوں ان کے نے

سمجھتے تھے) تو پھر سچے ہو تو موت کی آرزو کیوں نہیں کرتے ف۶ مگر جو (بُرے) کام وہ پہلے کر چکے ہیں ان کی وجہ سے موت کی آرزو کبھی نہیں کرنے کے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ

اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے ظالموں کو اور البتہ پاوے گا تو اُن کو بہت حرص کرنے والا لوگوں سے اوپر زندگی کے اور اُن

اور اللہ تعالےٰ بے انصافوں کو خوب جانتا ہے ف۷ اور (محمدؐ) تو ان لوگوں کو سب لوگوں سے زیادہ زندگی پر ریجھے ہوئے پائے گا یہاں تک کہ

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ

لوگوں سے کہ شریک لاتے ہیں آرزو کرتا ہے ہر ایک اُن کا کاشکے عمر دیا جاوے ہزار برس کی اور نہیں وہ ہٹانے والا اُس کو

مشرکوں سے بھی زیادہ ان میں کا ایک ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر ہزار برس کی ہو حالانکہ اتنی عمر پانا بھی اس کو عذاب سے نہیں چھڑا

الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ

عذاب سے یہ کہ عمر دیا جاوے اور اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے جو کچھ کرتے ہیں کہہ جو کوئی دشمن ہے واسطے جبریل کے

سکتا اور اللہ تعالےٰ ان کے کام دیکھ رہا ہے (محمدؐ) کہدے جو کوئی جبریل (فرشتے) کا دشمن ہو

مع ع ١١

ف۱ یعنی اول تو تمہارا قرآن کو نہ ماننا بے معنی بات ہے کیونکہ وہ توراۃ کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے پھر اگر تمہارا یہی دعویٰ ہے کہ تم صرف توراۃ کو مانتے ہو تو تم نے پہلے انبیاء کو کیوں قتل کیا حالانکہ توراۃ میں تمہیں انبیاء کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ تمام انبیاء تمہیں توراۃ کی طرف دعوت دینے آئے ہیں معلوم ہوا کہ یہ تکذیب بغض وعناد اور تکبر کی وجہ سے کر رہے ہو۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم صرف توراۃ کو مانتے ہیں ایک دوسری وجہ سے بھی غلط ہے کہ تم نے حضرت موسیٰ سے کیا سلوک کیا جو اپنی نبوّت کی واضح نشانیاں اور ناقابلِ تردید دلیلیں لے کر تمہارے پاس آئے تھے جیسے طوفان، ٹڈی، مینڈک، خون، عصا، منّ و سلویٰ، ابر کا سایہ، دریا کا پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا اور پتھر سے بارہ چشموں کا جاری ہونا وغیرہ۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی ان واضح نشانیوں کو دیکھ لینے کے بعد یا حضرت موسیٰ کے طُور پر جانے کے بعد۔ (ابن کثیر، فتح البیان)

ف۴ یعنی ماننے کا اقرار کیا لیکن پورا نہ کیا۔ (وجیز)

ف۵ یعنی درحقیقت تم مومن ہو ہی نہیں اس لیے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے تم بچھڑے کی پوجا جیسا کھلا شرک اور آنحضرتؐ کی تکذیب کر ہی نہیں سکتے تھے۔ (فتح القدیر)

ف۶ یعنی اگر تم اس دعویٰ میں سچّے ہو کہ جنت میں تمہارے سوا کوئی نہیں جائے گا تو موت کی تمنا کرو کیونکہ جس شخص کو یقین ہو کہ مرنے کے بعد فوراً جنت میں پہنچ جائے گا وہ موت سے نہیں ڈر سکتا۔ ابن جریر اور بعض دوسرے علمائے تفسیر نے یہی معنی کئے ہیں۔ لیکن حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اہلِ کتاب یعنی یہود کو دعوتِ مباہلہ دی گئی ہے کہ اگر تم اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہو تو جو فریقین میں سے جھوٹا ہے اس کے لئے موت کی دعا کرو۔ حافظ ابنِ کثیر نے انہی دوسرے معنی کو صحیح کہا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی نظیر سورۂ جمعہ کی آیات (٦ تا ٨) ہیں جن میں ان کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران (آیت ٦١) میں نجران کے عیسائیوں کو دعوتِ مباہلہ دی گئی ہے اور جس طرح عیسائی ڈر گئے تھے یہود بھی بد دعا سے ڈر گئے اور تمنی نہ کی۔ معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے بھی اپنی کتاب "مدارج السالکین" (ج ٢ ص ١٥٤) میں انہی دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے۔

ف۷ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر یہودی ایک دن بھی یہ آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے وفدِ نجران پر حجت قائم کرنے کے بعد جب انہیں دعوتِ مباہلہ دی تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اگر تم نے اس نبی سے مباہلہ کیا تو تم میں سے کوئی شخص بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔ چنانچہ انہوں نے جزیہ پر صلح کر لی۔ (ابن کثیر)

ف١ یہاں قرآن کے نزول کا محل آنحضرتؐ کے قلب مبارک یعنی دل کو قرار دیا ہے۔ جس سے اشارہ ہے کہ حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو قرآن ایسے طریقہ سے پڑھایا کہ آنحضرت کے دل پر نقش ہوگیا۔ (رازی) ف٢ علمائے تفسیر نے اس کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند یہودی علماء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے "ابا القاسم"! ہم آپ سے چند سوالات کرتے ہیں اگر آپ نے ان کا جواب دے دیا تو ہم آپ کی اتباع اختیار کرلیں گے۔ ان میں سے ایک یہ کہ اللہ کے نبی کی علامت بتائیے اور ہمیں یہ بھی بتائیے کہ اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام نے کونسی چیز اپنے اوپر حرام کی تھی۔ آپؐ نے ان سوالات کے صحیح صحیح جواب دے دیئے۔ آخر میں کہنے لگے اچھا! ہمیں یہ بتائیے کہ فرشتوں میں سے آپ کا دوست کون ہے؟ یہ ہمارا آخری سوال ہے۔ اس کے جواب پر یا تو ہم آپ سے مل جائیں گے یعنی ایمان لے آئینگے اور یا آپ کو چھوڑ دینگے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "میرے دوست جبریلؑ ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے جبریلؑ ہی اس کے دوست رہے ہیں۔ یہودی علماء کہنے لگے: "تب تو ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اگر آپ کا دوست کوئی دوسرا فرشتہ ہوتا تو ہم آپ کی تصدیق کرتے اور آپ پر ایمان لے آتے"۔ فرمایا کیوں؟ کہنے لگے "یہ ہمارا دشمن ہے یہ حرب و قتال اور عذاب کا فرشتہ ہے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں بعض نے اس کی شانِ نزول میں حضرت عمرؓ کا یہود سے مناظرہ ذکر کیا ہے جس میں یہود نے حضرت جبریلؑ سے عداوت کا اظہار کیا اور حضرت عمرؓ نے کہا "انتم اکفر من الحمیر" (تم گدھے سے بھی زیادہ ضدی اور سرکش ہو۔ جبریلؑ اور میکائیلؑ دونوں اللہ کے فرشتے ہیں اگر ایک سے دشمنی ہے تو سب سے دشمنی ہے۔ اس پر یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا: "لقد وافقک اللہ یا عمرؓ" ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کو جبریلؑ سے دشمنی رکھنے کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ جبریلؑ یہ قرآن از خود نہیں بلکہ ہمارے پاس سے اور ہمارے حکم سے لاتے ہیں اس لحاظ سے کہ وہ ہماری طرف سے مامور ہیں۔ (رازی۔ ابن کثیر)

ف٣ یہود چونکہ میکائیلؑ کو اپنا دوست کہتے تھے اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان کا جبریل کے ساتھ ذکر فرمایا کہ ایک سے دشمنی بعینہ دوسرے سے دشمنی ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہے کیونکہ یہ مقرب فرشتے اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْحَرْبِ (بخاری) کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی رکھی وہ گویا مجھ سے لڑنے نکلا۔ یہی وجہ ہے کہ جبریل سے عداوت پر اللہ تعالیٰ نے غصہ کا اظہار فرمایا ہے۔ (ابن کثیر)

ف٤ "کھلی آیتیں" یعنی واضح نشانیاں جن میں آنحضرت کی نبوت کا بیّن ثبوت موجود ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن پاک کے علاوہ آنحضرتؐ کے جملہ معجزات اس کے تحت آسکتے ہیں۔ (ابن کثیر۔ رازی)

ف٥ یہاں سے یہود کی ایک اور عادتِ قبیحہ کا بیان ہو رہا ہے یہودیوں سے نبی آخر الزمان کی مدد کرنے اور اس پر ایمان لانے کا بھی عہد لیا گیا تھا مگر وہ اس عہد سے پھر گئے اور کہنے لگے ہم سے اس قسم کا کوئی عہد نہیں لیا گیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو تسلی دی ہے کہ عہد شکنی تو ان لوگوں کا پرانا شیوہ ہے۔ جب بھی ان سے کوئی عہد لیا گیا ان میں سے ایک گروہ نے اسے پس پشت ڈال دیا بلکہ ان میں بہت سے لوگ تو تورات پر سرے سے ایمان ہی نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ اگر اب عہد شکنی کرتے ہیں تو تعجب کی کیا بات ہے۔ (رازی)

ف٦ یعنی تورات اور دیگر آسمانی کتب (لِمَا مَعَهُمْ) میں نبیؐ آخر الزمان کے جو اوصاف مذکور تھے وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔ اس اعتبار سے آنحضرت تورات اور "مَا مَعَهُمْ" کے مصداق تھے مگر یہود کی بدنصیبی کہ انہوں نے آنحضرتؐ کی تکذیب کرکے تورات کو پس پشت ڈال دیا۔ گویا اپنی کتاب کا بھی پتہ نہیں۔ (ابن کثیر)

ف٧ یعنی یہود نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سحر یعنی جادو کی اتباع کرنے لگے ہیں۔ یہ قصہ یوں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے عہد میں شیاطین جادو کی نشر و اشاعت کرتے رہے حتیٰ کہ وہ علوم یہود میں رواج پاگئے اور عوام میں مشہور ہوگیا کہ حضرت سلیمان اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں تھے بلکہ جادوگر تھے پھر جب قرآن نے حضرت سلیمانؑ کو انبیاء کی صف میں شامل کیا تو یہود نے ان کے جادوگر ہونے کا طعن دیا۔ اس پر یہ دو آیتیں نازل ہوئیں اور انہوں نے بتایا کہ حضرت سلیمانؑ کا دامن ان سے پاک ہے یہ سحر وغیرہ شیاطین کی تصنیف ہے

فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَ

پس تحقیق اس نے اُتارا ہے اُس کو اوپر دل تیرے کے ساتھ حکم اللہ تعالےٰ کے سچا کرنے والا واسطے اُس چیز کے کہ آگے اس کے ہے اور ہدایت اور

(تو یہ اس کی بے وقوفی ہے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں) اس نے تو خدا کے حکم سے قرآن کو تیرے دل پر اتارا ہے ف١ وہ اگلی کتابوں کو سچا بتاتا ہے اور مسلمانوں

بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَ

خوشخبری واسطے ایمان والوں کے جو کوئی ہے دشمن واسطے اللہ کے اور فرشتوں اس کے کے اور پیغمبروں اس کے کے اور جبریل اور

کو ٹھیک رستہ سوجھاتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے ف٢ جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں پیغمبروں اور جبریل اور

مِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا

میکائیل کے پس تحقیق اللہ دشمن ہے واسطے کافروں کے اور البتہ تحقیق آتاری ہم نے طرف تیری نشانیاں ظاہر اور نہیں

میکائیل کا دشمن ہو (وہ گویا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے) تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے ف٣ اور ہم نے تجھ پر کھلی (اور صاف) آیتیں اتاریں ف٤ اور ان کو

يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ ۚ بَلْ

کفر کرتے ساتھ اُن کے مگر بدکار آیا جب باندھا اُنہوں نے عہد پھینک دیتا ہے اس کو ایک فرقہ اُن میں سے بلکہ

وہی نہیں مانتے جو نافرمان ہیں کیا یہ یہودی (ایسے نہیں) ہر بار جب کوئی قول و قرار کرتے ہیں تو ایک فرقہ ان میں کا اس قول و اقرار کو رد کر

أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا

اکثر ان کے نہیں ایمان لاتے اور جب آیا اُن کے پاس پیغمبر نزدیک اللہ تعالےٰ کے سے سچا کرنے والا واسطے اس کے

دیتا ہے بلکہ اکثر ان میں بے ایمان ہیں ف٥ اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس ایک رسول آیا (یعنی محمد صلعم) اس کتاب کو سچ بتاتا ہوا جو ان کے

مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ

جو پاس اُن کے ہے پھینک دیا ایک جماعت نے ان میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب کتاب اللہ کی کو پیچھے پیٹھوں اپنی کے گویا کہ وہ

پاس ہے (یعنی توریت کو کیونکہ توریت میں آنحضرتؐ کی بشارت دی گئی تھی) تو اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو (یعنی توریت کو) پیٹھ پیچھے ڈال دیا جیسے

لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ

نہیں جانتے اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیطان بیچ وقت سلیمانؑ کے اور نہیں کفر کیا تھا سلیمانؑ نے

ان کو خبر ہی نہیں تھی ف٦ اور سلیمانؑ کی بادشاہت میں شیطان جو پڑھا کرتے تھے اس کی پیروی کرنے لگے حالانکہ سلیمان کافر نہ تھے

وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ

اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا تھا سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور پیروی کی تھی اس چیز کی کہ اتاری گئی اُوپر دو فرشتوں کے

البتہ یہ شیطان کافر تھے جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اور وہ باتیں جو شہر بابل میں دو فرشتوں

بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ

بیچ شہر بابل کے ہاروت اور ماروت کے تئیں اور نہیں سکھاتے وہ دونوں کسی کو یہاں تک کہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم

ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی تھیں اور وہ دونوں (یعنی ہاروت اور ماروت) کسی کو (جادو) نہیں سکھلاتے جب تک یہ نہیں کہہ دیتے (ہم خدا کی) آزمائش ہیں

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا

آزمائش ہیں پس مت کافر ہو پس سیکھتے ہیں ان دونوں سے وہ چیز کہ جدائی ڈالتے ہیں ساتھ اس کے درمیان مرد کے اور جورو اس کی کے اور نہیں

تو کافر نہ ہو ف٧ اس پر بھی (جو لوگ اپنا ایمان جانا پسند کرتے ہیں) وہ ان سے ایسی باتیں سیکھتے ہیں جن کی وجہ سے جورو خصم میں جدائی کرا دیں حالانکہ

دوسری قسم جادو کی وہ تھی جس کی یہود اتباع کرتے تھے کہ ہاروت ماروت دو فرشتے بابل شہر میں آدمی کی شکل میں رہتے تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے سحر کا علم دے کر بطور آزمائش کے بھیجا تھا چنانچہ جو کوئی ان سے یہ علم سیکھنے جاتا تو وہ کہتے تم یہ علم نہ سیکھو تمہارا ایمان جاتا رہیگا اس پر بھی اگر وہ اصرار کرتا تو وہ اسے سکھا دیتے۔ (ابن کثیر) اس مقام پر بعض مفسرین نے ہاروت، ماروت کے متعلق عجیب و غریب داستانیں نقل کردی ہیں جن میں زہرہ نامی ایک عورت سے ان کا معاشقہ اور پھر زہرہ کے ستارہ بن جانے کا واقعہ بھی داخل ہے۔ علمائے محققین نے ان قصوں کو یہود کی افسانہ طرازی قرار دیا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں: "بعض صحابہ اور تابعین سے اس قسم کی روایات منقول ہیں مگر زیادہ سے زیادہ ہم ان کو توسلم یہودی عالم کعب الاحبار کا قول قرار دے سکتے ہیں۔ (ابن کثیر۔ البدایۃ ج١ ص ٣٧، ٣٨) حافظ منذریؒ بھی لکھتے ہیں: ان الصحیح وقفہ علی کعب (ترغیب ج ٢ ص ١٠٨) اس دور کے علامہ احمد شاکر مصری نے تعلیق مسند احمد (ج ٩ ص ٣٥۔ ٤١) میں بڑی عمدہ بحث کرکے حافظ ابن کثیر کی تائید کی ہے حضرت الامیر قنوجی لکھتے ہیں: قرآن پاک کا ظاہر سیاق اجمال قصہ ہے۔ بسط و تفصیل نہیں۔ اسلیے جس قدر قرآن میں آیا ہے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں باقی خدا جانے۔ (ترجمان ج ١ ص ٣٣)

مگر ہاروت ماروت کے متعلق یہ ساری بحث اس پر منحصر ہے کہ وما انزل علی الملکین میں "ما" موصولہ ہو اور اس کا عطف ما تتلوا الشیاطین پر اور پھر ہاروت ماروت کو "ملکین" سے عطف بیان تسلیم کیا جائے لیکن اگر اس "ما" کو نافیہ مانا جائے و ما کفر سلیمٰن پر اس کا عطف ہو
آیت کے معنی یہ ہونگے: "نہ تو حضرت سلیمان نے کفر کیا اور نہ دو فرشتوں پر کچھ نازل کیا گیا" اس سے یہودکے ایک دوسرے نظریے کی تردید ہوجائیگی کہ جادو وغیرہ جبریل اور میکائیل لیکر حضرت سلیمان پر نازل ہوئے تھے۔ اس صورت میں "ہاروت و ماروت" شیاطین سے بدل ہونگا ہیں اور
ماروت جو جن یا انسانوں میں سے دو شیطٰن تھے لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے وللہ الحمد۔ (رازی) "فلا تکفر" سے ثابت ہوتا ہے کہ جادو سیکھنا کفر ہے اور اگر وہ جادو کلمات کفر پر مشتمل ہے تو ایسا ساحر کافر ہوگا اور اس کی سزا قتل ہے۔ حدیث میں ہے: حدُّ الساحر
ضربه بالسیف کہ جادوگر کی سزا تلوار سے قتل کر ڈالنا ہے۔ ورنہ نجومی یا کاہن کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں تعزیر ہوسکتی ہے۔ (قرطبی) کاہن یا نجومی سے قسمت معلوم کرانا اور اس کی تصدیق کرنا کفر ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ المستدرک)

هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

وہ ضرر پہنچانے والے ساتھ اس کے کسی کو مگر ساتھ حکم اللہ تعالےٰ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز کہ ضرر دیتی ہے ان کو اور نہ

بے حکم خدا کے یہ جادو سے کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور ایسی باتیں سیکھتے ہیں جن میں فائدہ کچھ نہیں نقصان ہی

يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ

نفع دیتی ہے ان کو اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جو کوئی مول لیوے اُس کو نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ اور البتہ بُرا ہے

نقصان ہے اور البتہ یہودیوں کو یہ معلوم ہے کہ جو کوئی (ایمان دے کر) جادو خریدے وہ آخرت میں بے نصیب ہے بیشک اگر وہ سمجھتے

مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ

جو کچھ کہ بیچا ہے بدلے اس کے جانوں اپنی کو اگر ہوتے جانتے اور اگر تحقیق وہ ایمان لاتے اور پرہیزکاری کرتے البتہ ایک ثواب تھا

ہوتے تو برا بدلہ ہے جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا اور اگر وہ (حضرت محمدؐ پر) ایمان لاتے اور پرہیز کرتے اور ان کو سمجھ

عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا

نزدیک اللہ تعالےٰ کے سے بہتر اگر ہوتے جانتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہو راعنا اور کہو تم

ہوتی تو اللہ کے پاس جو ثواب ملتا وہ (ان کے حق میں) بہتر تھا ایمان والو تم راعنا نہ کہو انظرنا

انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

انظرنا یعنی انتظار کرو ہمارا اور سنو اور واسطے کافروں کے عذاب ہے درد دینے والا نہیں دوست رکھتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب سے

کہا کرو اور بات مانو اور کافروں کو دکھ کی مار ہوگی ف۱ اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ)

الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اور نہ مشرکوں سے یہ کہ اتاری جاوے اوپر تمہارے کچھ بھلائی پروردگار تمہارے سے اور اللہ تعالےٰ

اور مشرکوں میں سے جو کافر ہیں ان کا دل نہیں چاہتا تمہارے مالک کے پاس سے تم پر کچھ بھلائی اترے (یعنی وہ تمہارے دلی دشمن ہیں۔ بھلائی سے

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ

خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالےٰ صاحب فضل بڑے کا ہے جو موقوف کرتے ہیں ہم

مراد ہر قسم کی بھلائی ہے یا وحی) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی مہربانی کے لیے خاص کرلیتا ہے اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے ہم جو آیت منسوخ کر

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

آیتوں سے یا بھلا دیتے ہیں ہم اُن کو لاتے ہیں ہم بہتر ان سے یا مانند اُن کی کیا نہ جانا تونے یہ کہ اللہ تعالےٰ اُوپر ہر چیز کے

دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی دوسری لے آتے ہیں ف۲ کیا تجھ کو معلوم نہیں اللہ تعالےٰ سب کچھ

قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

قادر ہے کیا نہیں جانا تونے یہ کہ اللہ تعالےٰ واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور نہیں واسطے تمہارے سوائے

کر سکتا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور (مسلمانو) خدا کے سوا تمہارا

اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ

اللہ تعالےٰ کے کوئی دوست اور نہ مددگار کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ سوال کرو پیغمبر اپنے سے جیسا سوال کیا گیا تھا

کوئی حمایتی ہے نہ مددگار کیا تم بھی اپنے رسولؐ سے ایسی خواہشیں کرنا چاہتے ہو جیسے موسیٰ سے پہلے

ع ۱۲ / ۱۲

ف۵ یعنی بغض کا عمل۔ اس سے معلوم ہوا کہ جادو کا یہ اثر بھی ہوتا ہے کہ دو آدمیوں میں دشمنی پیدا ہوجائے۔ علاوہ ازیں جادو کی تاثیر احادیث سے بھی ثابت ہے۔ اکثر علما نے حُب و بغض کا عمل کرنا، اسی طرح طلسمات شعبدات، حاضرات اور مسمریزم کو سحر میں داخل کیا ہے جو شخص متبع سنت ہو اس کو ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے بعض عورتیں ایسے توہمات میں گرفتار رہتی ہیں۔ اگر وسوسہ آئے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِىْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَصْرِفُ السَّيِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ۔ (وحیدی)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی مجلس میں بعض یہود بھی شامل ہوجاتے مسلمان کوئی بات سمجھنا چاہتا تو "رَاعِنَا" کہتا یعنی ہماری رعایت کریں اور ہماری طرف متوجہ ہوں۔ یہود نے اپنے لہجہ میں اس کلمہ کو بطور شتم استعمال کرنا شروع کر دیا اور اسے زبان سے دبا کر "رَاعِيْنَا" کہنے لگے یعنی اے ہمارے چرواہے اور خود عبرانی زبان میں "راعنا" کے معنی احمق بھی آتے ہیں۔ اس اشتباہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس مشتبہ کلمہ کے استعمال سے منع فرمادیا اور اس کی بجائے "انظرنا" کی تعلیم دی۔ (قرطبی)

ف۲ "نَسْخٌ" کے معنی کسی چیز کو نقل کرنے کے ہیں اور "اصطلاح علماء" میں "ایک حکم شرعی کو دوسری دلیل شرعی سے موقوف کردینے" کو "نَسْخٌ" کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کردینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (دیکھئے النحل آیت ۱۰۱) نسخ کی دو صورتیں ہیں۔ صرف نسخ حکم یا مع تلاوت جمہور علماء نے یہاں نسخ کی یہی دو صورتیں بیان کی ہیں۔ اس آیت میں یہود کی تردید ہے جو توراۃ کو ناقابلِ نسخ مانتے تھے۔ اس بنا پر انہوں نے عیسیٰؑ کی تکذیب کی کہ وہ توریت کے بعض احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور قرآن پر بھی یہی اعتراض کیا کہ اس میں ناسخ و منسوخ ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہوسکتا۔ قرآن نے ان کے جواب میں فرمایا کسی حکم کو موقوف قرار دے دینا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ اللہ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے اور خلق و امر اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ جس طرح چاہے اپنی مخلوق اور احکام شریعت میں تصرف کرسکتا ہے۔ یعنی نسخ بھی منجملہ مقدوراتِ الٰہیہ کے ہے۔ لہٰذا اس کا انکار قدرت کے انکار کے مترادف ہے احکام کی تشریع مصالح عباد کے لئے ہے اور ان کا موقوف کردینا بھی مبنی بر مصلحت ہے۔ اگر کوئی حکم موقوف کردیا جاتا ہے، یا اس کی تنزیل مؤخر کردی جاتی ہے تو اس کی بجائے بہتر یا اسی جیسا دوسرا حکم اتار دیا جاتا ہے۔ (المنار۔ سلفیہ تصرف) واضح رہے نسخ بہر دو صورت قرآن و حدیث میں موجود ہے سلف اس پر متفق ہیں۔ سب سے پہلے ایک بدعتی فرقہ کے ایک سرکردہ عالم ابو مسلم اصفہانی (محمد بن بحر المتوفی ۳۲۲ھ) المعتزلی نے اس کا انکار کیا ہے اور علماء نے اس کی تردید کی ہے۔ (ترجمان نواب تصرف) بعض نے نسخ کے معنی میں توسع سے کام لے کر تقیید و تخصیص پر بھی اس کا اطلاق کردیا ہے۔ اس بنا پر آیات منسوخہ کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ ابن العربی اور سیوطی کے نزدیک بائیس، اور شاہ صاحبؒ نے "الفوز" میں صرف پانچ آیتیں تسلیم کی ہیں اور لکھا ہے کہ یہ بھی "بحث طلب ہیں"۔ ابن تیمیہ نے اس پر مفید مباحث لکھے ہیں۔ یاد رہے کہ احادیث میں ناسخ و منسوخ تو موجود ہے مگر نسخ اجتہادی باطل ہے۔ (ترجمان)

مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾

موسٰے پہلے اس سے اور جو کوئی بدل ڈالے کفر کو بدلے ایمان کے پس تحقیق گمراہ ہوا راہ سیدھی سے

کی گئی تھیں اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا ف۱

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا

دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب میں سے کاشکے پھیر دیویں تم کو پیچھے ایمان تمہارے کے کافر حسد سے

اہل کتاب میں سے بہت لوگ دل میں حسد رکھ کر یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر تم کو کافر بنا دیں

مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى

پاس جی اپنے کے سے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا واسطے اُن کے حق پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ

حالانکہ حق بات ان پر کھل چکی ہے تو اس وقت تک جانے دو اور درگزر کرو جب تک کہ

يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

لاوے اللہ تعالےٰ حکم اپنا تحقیق اللہ تعالےٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قائم رکھو نماز کو اور دو

اللہ تم (دوسرا کوئی) اپنا حکم بھیجے (یعنی جہاد کا اور ان کے قتل اور لونڈی غلام بنانے کا یا جزیہ مقرر کرنے کا یا جلاوطن کرنے کا) بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۲ اور نماز درستی

الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا

زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے واسطے جانوں اپنی کے بھلائی سے پاؤ گے اس کو نزدیک اللہ تعالےٰ کے تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے

سے ادا کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو نیک کام اپنی بھلائی کے لیے آگے بھیجو گے اس کا ثواب اللہ تعالےٰ کے پاس پاؤ گے (یعنی تمہارا عمل ضائع نہ کیا جائے گا)

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ

کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور کہا انہوں نے ہرگز نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر جو کوئی ہووے گا یہودی یا عیسائی

بیشک اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (یہود) کہتے ہیں کہ یہود کے سوا) اور (نصارےٰ کہتے ہیں کہ نصارےٰ کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ

یہ ہیں آرزوئیں ان کی کہہ لاؤ دلیل اپنی اگر ہو تم سچے بلکہ جو شخص کہ سونپ دے

یہ ان کی من مانی آرزوئیں ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے اگر سچے ہو تو اپنی سند لاؤ ف۳ بات یہ ہے کہ جس نے اپنا منہ

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

منہ اپنا واسطے اللہ تعالےٰ کے اور وہ ہو نیکی کرنے والا پس واسطے اس کے ثواب اس کا ہے نزدیک پروردگار اس کے کے اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ

خدا کے سامنے جھکا دیا اور نیک بھی ہے (یعنی سنت محمدی کا پیرو ہے اور شریعت کا پابند) اس کو اپنے مالک کے پاس اپنا ثواب ملے گا (اور آخرت

يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ

غمگین ہوں گے اور کہا یہود نے نہیں نصارےٰ اوپر کسی چیز کے اور کہا نصارےٰ نے نہیں

میں ایسے لوگوں کو نہ ڈر ہوگا نہ غم ف۴ اور یہود کہتے ہیں نصارےٰ کا دین کچھ نہیں اور نصارےٰ کہتے ہیں یہود کا

الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ

یہودی اوپر کسی چیز کے اور وہ پڑھتے ہیں کتاب اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے مانند

دین کچھ نہیں حالانکہ دونوں فرقے اللہ کی کتاب پڑھتے رہتے ہیں جاہل لوگ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں ف۵

ع ۱۳ / ۹ / ۱۳

یہود اعتراض کرتے اور بعض لوگ ازراہِ عناد سوال کرتے ان آیات میں ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی اور متنبہ کیا کہ پیش آمدہ مسائل کے علاوہ دُور از کار اور بے نتیجہ مسائل میں الجھنا جائز نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ سب سے بڑا مجرم مسلمانوں میں وہ ہے جس کے مسئلہ پوچھنے کی وجہ سے ایک حلال چیز مسلمانوں پر حرام کردی جائے۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام سے بہتر کوئی قوم نہیں دیکھی انہوں نے آنحضرتؐ سے ازخود صرف بارہ سوال کئے جن کا قرآن میں يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ..... وغیرہ الفاظ سے ذکر ہوا ہے۔ (ابن کثیر) متعدد احادیث میں "قیل وقال" کی مذمت آئی ہے۔ (ترجمان)

ف۲ مروی ہے کہ جنگِ اُحد میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا تو یہود نے اسلام کے خلاف نفرت پھیلانی شروع کردی اور بعض صحابہ کو یہودیت کی دعوت دی۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی گئی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلہ کے لئے دوسرا حکم نہ آجائے اس وقت تک عفو ودرگزر سے کام لو، اور ان کے اوچھے حملوں اور حسد وبغض کی وجہ سے بے قابو نہ ہوں۔ چنانچہ یہی حکم بعد میں اجازتِ قتال کی صورت میں آگیا۔ (ابن کثیر) اس دور میں بھی علماء یہود ونصاریٰ علم وتحقیق کے نام سے کتاب وسنت پر حملے کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے عقائد اور طریقِ سلفؒ سے برگشتہ کرکے بدعت وضلالت کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

ف۳ یہود ہر آن اس کوشش میں رہتے کہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کردیا جائے کبھی کہتے کہ جنت صرف یہودیوں کے لئے ہے اور نصاریٰ صرف اپنے آپ کو جنت کا حقدار ظاہر کرتے۔ قرآن نے بتایا کہ یہ جھوٹے دغاباز ہیں اور ان کی یہ جھوٹی اور بے بنیاد قسم کی آرزوئیں ہیں۔ جن کے صحیح ہونے کی سند ان کے پاس نہیں ہے۔ (فتح القدیر نیز دیکھئے آیت: ۸۰) آجکل مسلمان بھی محض آرزوؤں میں مبتلا ہیں اولیاء اللہ اور بزرگوں کے نام کا ختم پڑھنے یا ان کے مقبروں پر پھول چڑھا دینے کو نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ حدیث میں العاجز من اتبع نفسہ وتمنیٰ علی اللہ الامانی (رازی)

ف۴ "بلیٰ" یعنی ان کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے اُخروی نجات کے لئے تو اخلاص وعمل شرط ہے۔ من اسلم وجهہ للہ اخلاص کی طرف اشارہ ہے اور "وَهُوَ مُحْسِنٌ" کے معنی یہ ہیں کہ عمل سنت کے مطابق ہو ورنہ وہ عمل بدعت اور مردود ہے۔ (ابن کثیر) اور اخلاص نہ ہوگا تو ریاکاری اور منافقت ہے۔ (دیکھئے آیت: ۳۸،۲۸)

ف۵ یعنی عرب کے کافر جو اپنے دین کے سوا جملہ ادیان کو باطل سمجھتے اور آنحضرتؐ کو بے دین اور صابی کہتے اہلِ کتاب کے جُہلاء بھی مراد ہو سکتے ہیں اور یہود ونصاریٰ کے علماء پر بھی طنز ہو سکتا ہے کہ یہ جاہلوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ (معالم۔ وحیدی بتصرف)

قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ

بات ان کی کے پس اللہ تعالےٰ حکم کرے گا درمیان اُن کے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے اور کون ہے

تو اللہ تعالیٰ ان کا جھگڑا قیامت کے دن چکا دے گا ف۱ اور اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ

بہت ظالم اُس شخص سے کہ منع کرتا ہے مسجدوں اللہ تعالیٰ کی کو یہ کہ ذکر کیا جاوے بیچ ان کے نام اس کا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے ان کے کے

بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے اور ان کو اجاڑنا چاہے

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ

یہ لوگ نہیں لائق تھا واسطے اُن کے یہ کہ داخل ہوں اس میں مگر ڈرتے ہوئے واسطے اُن کے ہے بیچ دُنیا کے رسوائی اور

یہ لوگ خود مسجدوں میں نہ آنے پائیں گے مگر ڈرتے ڈرتے وہ دنیا میں ذلیل ہوں گے ف۲ اور

لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا

واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے مشرق اور مغرب پس جدھر کو منہ کرو

آخرت میں بڑی مار کھائیں گے ف۳ اور پورب اور پچھم دونوں اللہ کے ہیں تو جدھر تم منہ کرو

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ

پس وہیں ہے منہ اللہ تعالےٰ کا تحقیق اللہ تعالیٰ سمائی والا جاننے والا ہے اور کہا انہوں نے پکڑی اللہ تعالیٰ نے اولاد پاکی ہے اس کو

ادھر ہی قبلہ ہے بیشک اللہ گنجائش والا ہے (یعنی اس کی رحمت بہت وسیع اور سب کو شامل ہے) باخبر ف۴ اور کہتے ہیں (معاذ اللہ) خدا اولاد رکھتا ہے

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ

بلکہ واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے ہر ایک واسطے اس کے فرمانبردار ہیں پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور

وہ پاک ہے (سب سے نرالا کوئی اس کے جوڑ کا نہیں تو اس کی اولاد کہاں ہو سکتی ہے) آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اسکی ملک ہے سب اسکے تابعدار ہیں ف۵ نیا کالنے والا

الْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا

زمین کا اور جب مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اس کے ہو پس ہو جاتا ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جو نہیں

(یعنی ایجاد کرنے والا) آسمان اور زمین کا اور جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے ہو وہ ہو جاتا ہے اور جو لوگ (عرب کے کافروں میں سے

يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جانتے کیوں نہیں کلام کرتا ہم سے اللہ تعالیٰ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس نشانی اسی طرح کہا تھا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے

یا یہود و نصاریٰ میں سے) جاہل ہیں وہ کہتے ہیں اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی اگلے لوگوں نے بھی ایسی ہی باتیں

مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

مانند بات ان کی کی یکساں ہوئے دل ان کے تحقیق بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں تحقیق بھیجا ہم نے تجھ کو

کیں جیسے یہ کہتے ہیں ان کے اور اُن کے دل مل گئے جن لوگوں کو یقین ہے ان کو تو ہم نشانیاں دکھا چکے ف۶ ہم نے تجھ کو سچائی

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ

ساتھ حق کے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور نہیں پوچھا جاوے گا تو رہنے والوں دوزخ کے سے اور ہرگز نہ راضی ہوں گے تجھ سے یہود

کے ساتھ (مسلمانوں کو) خوشخبری دینے والا (اور کافروں کو) ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور دوزخیوں کی پوچھ تجھ سے نہ ہو گی ف۷ اور یہود اور نصاریٰ تو تجھ سے

ف۱ اس آیت کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وفد نجران کی آمد پر آنحضرتؐ کی مجلس میں چند یہودی علماء بھی جمع ہو گئے اور ان کا آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ ہر ایک گروہ نے دوسرے کی کتاب اور نبی کی تکذیب کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کا باہم تعصب اور عناد اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر کفر کا فتوےٰ لگاتے ہیں حالانکہ یہ تعلیم یافتہ ہیں اور ہر فرقے کی کتاب میں دوسرے کی تصدیق موجود ہے۔ (ابن کثیر)
نہایت افسوس ہے کہ آجکل امتِ محمدیؐ میں گروہ بندی کا یہ عالم ہے کہ سب قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ (رازی)

ف۲ ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ اس سے بخت نصر اور عیسائی مراد ہیں جنھوں نے بیت المقدس کی تخریب کی اور یہودؔ کو اس سے روک دیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی روایت ہے کہ عیسائیوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ انھوں نے محض عداوت کی بنا پر یہود کو بیت المقدس میں عبادت گزارنے سے روک دیا تھا۔ (قرطبی)
مگر بخت نصر کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے ۶۳۳ سال قبل کا ہے پھر وہ اور ان کے مددگار عیسائی کیسے مراد ہو سکتے ہیں۔ (المنار۔ الجصاص) لہٰذا اس سے مراد یا تو وہ عیسائی ہو سکتے ہیں جنہوں نے نطوس یا تیطوس رومانی کے ساتھ مل کر بنی اسرائیل سے جنگ کی اور بیت المقدس کو ویران کیا اور یا یہ آیت مشرکینِ مکہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے آنحضرتؐ اور صحابہؓ کرام کو عمرہ سے روک دیا تھا جس کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ ہوئی اور کسی مسجد میں لوگوں کو عبادت سے روکنا اس کو ویران کرنے کے مترادف ہے۔ (رازی۔ قرطبی) حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ آخری قول اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ **مسئلہ**۔ اہلِ کتاب کے معبدوں کی بے حرمتی تو ممنوع ہے مگر اولیا اور بزرگانِ دین کے مقابر پر جو مساجد بنی ہوئی ہیں۔ یہ چونکہ عبادت لغیر اللہ کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں اس لئے ان کا گرانا ضروری ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے مسجد ضرار کو گرا دینے کا حکم دیا تھا۔ (المنار بحوالہ الزواجر لابن حجر مکی) اس میں پیش گوئی بھی ہے کہ آئندہ یہ مشرک بیت اللہ (کعبہ) میں چھپ چھپا کر ہی داخل ہو سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۹ھ میں اَلَا لَا یحجن بعد العام مشرک کا اعلان کر دیا گیا (ابن کثیر)

ف۳ یہاں خِزیٌ سے ہر قسم کی رسوائی مراد ہو سکتی ہے اور اس رسوائی کی یہ سزا یہود و نصاریٰ اور مشرکین تینوں گروہ پا چکے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۴ بعض نے لکھا ہے تحویل قبلہ پر یہود نے اعتراض کیا تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت سفر اور خوف کی حالت میں نماز کے متعلق ہے کہ جس طرف موقع ملے ادا ہو سکتی ہے۔ ایک واقعہ ہے کہ صحابہؓ کرام نے سفر میں رات کے وقت غیر قبلہ کی طرف نماز ادا کی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ تمہاری نماز ہو گئی۔

ف۵ اس آیت میں اور اس سے اگلی آیت میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تردید ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ حضرت عزیرؑ اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دے رکھا تھا اور بتایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس کے فرمانبردار بندے اللہ تعالیٰ اس قسم کی نسبت سے پاک اور منزہ ہے۔ (ابن کثیر) قنوت کے معنی کے لئے دیکھئے آیت ۲۳۸۔ ف۶ ان فرق ثلاثہ کے عقیدۂ توحید پر قدح کے بعد اب نبوت پر ان کا اعتراض نقل فرمایا کہ بے علم لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہی چلے آئے ہیں۔ یہ لوگ توحید و نبوت کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں "تشابهت قلوبهم" یعنی ان سب کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں اور فرمایا کہ قرآن کریم سے آنحضرتؐ کی صداقت واضح ہے۔ اگر یہ لوگ اہلِ یقین میں سے ہوتے تو یہی دلائل کافی تھے۔ (المنار) ف۷ یعنی آپ سے اس کے متعلق باز پرس نہیں ہوگی کہ یہ لوگ مسلمان کیوں نہیں ہوئے۔

وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

اور نہ نصاریٰ یہاں تک کہ پیروی کرے تو دین ان کے کی کہہ تحقیق ہدایت اللہ تعالیٰ کی وہی ہے ہدایت اور اگر پیروی کرے گا تو

کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک تو ان کے طریق پر نہ چلے کہہ دے اللہ کی راہ وہی سچی راہ ہے اور اگر علم آنے کے بعد

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾

خواہشوں ان کی کی پیچھے اس چیز کے کہ آئی ہے تیرے پاس علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار

تو ان کی خواہشوں پر چلے تو اللہ سے تیرا حمایتی اور بچانے والا کوئی نہیں ہے ف۱

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ

جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب پڑھتے ہیں اس کو حق پڑھنے اس کے کا یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو کوئی

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے (توریت یا انجیل) اور وہ اس کو جیسے پڑھنا چاہیئے اس طرح پڑھتے ہیں وہی قرآن پر ایمان لاتے ہیں ف۲ اور جو

یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ

کفر کرے ساتھ اس کے پس یہ لوگ وہ ہیں زیان پانے والے اے بیٹو یعقوبؑ کے یاد کرو نعمت میری جو انعام کی میں نے

لوگ قرآن کا انکار کریں وہ نقصان اٹھائیں گے اے اسرائیل کی اولاد میرا وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا

عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ

اوپر تمہارے اور یہ کہ بزرگی دی میں نے تم کو اوپر عالموں کے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے

اور وہ جو میں نے سارے جہان میں تم کو بڑا کیا اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا

شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ

کچھ اور نہ قبول کیا جاوے گا اس سے بدلہ اور نہ فائدہ دے گی اُس کو شفاعت اور نہ وہ مدد دیئے جاویں گے اور جس وقت

نہ اس کی طرف سے بدلہ منظور کیا جائے گا نہ سفارش کچھ فائدہ دے گی نہ مدد ملے گی ف۳ اور (یاد کرو)

ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

آزمایا ابراہیمؑ کو رب اس کے نے ساتھ کئی باتوں کے پس پُورا کیا اُن کو کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کو واسطے لوگوں کے امام

جب ابراہیمؑ کو اس کے پروردگار نے کئی باتوں سے آزمایا اس نے ان باتوں کو پورا کیا ف۴ پروردگار نے فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا سردار بناؤں گا (کہ قیامت تک لوگ

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ

کہا اور اولاد میری سے کہا نہیں پہنچے گا عہد میرا ظالموں کو اور جب کیا ہم نے کعبے کو

تیری پیروی کریں) ابراہیمؑ نے کہا اور میری اولاد کو فرمایا جو ظالم (بے انصاف) ہیں ان تک یہ اقرار نہ پہنچے گا ف۵ اور (یاد کرو) جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوٹ کر

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ

جائے ثواب واسطے لوگوں کے اور امن والا اور پکڑو تم مقام ابراہیم کو جائے نماز اور عہد کیا ہم نے طرف ابراہیمؑ کی

آنے کی (یا ثواب کی) اور امن کی جگہ ٹھہرائی اور (لوگوں کو حکم دیا کہ) مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو ف۶ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ

وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ

اور اسمٰعیلؑ کی یہ کہ پاک کرو گھر میرے کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع سجود کرنے والوں کے اور جب

کو حکم کیا کہ میرے گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو اور (یاد کرو)

ف۱ اس آیت میں سخت وعید اور تہدید ہے کہ یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے اگر تم نے اپنے مشن کو چھوڑ دیا تو سمجھ لو کہ بس تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ اس آیت کے مخاطب گو آنحضرت ہیں مگر پوری اُمّت کے اہل علم حضرات کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ وہ اہلِ بدعت، اور پیروانِ مذاہبِ باطلہ کے پاس خاطر کے لئے سنت کی پیروی میں کسی قسم کی مداہنت سے کام نہ لیں۔ (فتح القدیر)

ف۲ یہود کے افعال قبیحہ کا ذکر کرنے کے بعد اب ان میں سے نیک اور خدا ترس لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ توریت کو غور و فکر سے پڑھتے ہیں اس وجہ سے وہ اسلام سے شرف یاب ہو چکے ہیں۔ ان سے مراد عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں۔ (رازی۔ ابن کثیر) قرآن کا حق تلاوت بھی یہی ہے کہ اسے غور سے پڑھے اور پھر اس کی ہدایت پر عمل کرے چنانچہ علما نے اس آیت کے یہ معنی کئے ہیں کہ اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور غلط تاویلات سے کام نہیں لیتے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یہاں سے دوبارہ اہلِ کتاب کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اوپر بیان کی ہوئی بدکرداریوں کی وجہ سے تم ظالم ٹھہرے ہو سو اب امامت و قیادت امتِ محمدیہ کو مل رہی ہے وہی حضرت ابراہیمؑ کے جانشین ہونگے۔ (ترجمان) اس سے دوبارہ آنحضرتؐ کی اتباع پر ابھارنا مقصود ہے۔ (شوکانی)

ف۴ ان کلمات کی تعیین میں علما کے مختلف اقوال منقول ہیں۔ مناسکِ حج، سننِ فطرت، دعوتِ توحید، ہجرت وغیرہ سب امور اس کے تحت ذکر کئے گئے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ جملہ آزمائشیں مراد ہوں جن پر حضرت ابراہیمؑ ثابت قدم اور پکے نکلے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو امامت اور پیشوائی کے شرف سے نوازا۔ (ابن جریر) امام شوکانی لکھتے ہیں جب ان کلمات کی تعیین کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں تو بہتر یہ ہے کہ بعد کی آیات کو ان کا بیان قرار دیا جائے۔ (شوکانی)

ف۵ جب حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کا امام بنا دیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کے حق میں دعا فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور قیامت تک کے لئے سلسلۂ نبوت ان کی اولاد میں ودیعت کر دیا۔ (دیکھئے عنکبوت آیت ۲۷) مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بتا دیا کہ تمہاری اولاد میں سے ظالم لوگ اس نعمت سے سرفراز نہیں ہو سکیں گے۔ اس سے گمراہ اہلِ کتاب اور بنی اسمٰعیل کے مشرکین کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ ان کے عقائد و اعمال خراب ہو چکے ہیں۔ محض حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہونا ان کے کام نہیں آسکتا۔

ف۶ "مقامِ ابراہیمؑ" کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں مگر متعدد احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے وہ پتھر مراد ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے واقعہ میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ طواف سے فارغ ہو کر اس پتھر کے پاس آئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور پھر وہاں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی جیسا کہ حاجی لوگ پڑھتے ہیں۔ (نیز) یہ آیت بھی حضرت عمرؓ کے موافقات میں سے ہے جن کی تعداد اٹھارہ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱ اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا ذکر ہے جو انہوں نے منصب امامت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور مکہ معظمہ کو امن والا شہر قرار دے دیا۔ اب حرم کی حدود میں اس کے درختوں کو کاٹنا، شکار کو بھگانا وغیرہ جائز نہیں ہے۔ دوسری دعا میں مومنوں کے لیے پھلوں سے رزق کی دعا کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رزق کا معاملہ امامت سے مختلف ہے۔ دنیا میں رزق ہر مومن کافر کو ملیگا مگر آخرت میں کفار کو سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑیگا۔ یاد رہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا حضرت اسمٰعیلؑ کے مکہ میں سکونت اختیار کرلینے اور حضرت اسحٰقؑ کی پیدائش کے بعد کی تھی حضرت اسحٰقؑ حضرت اسمٰعیلؑ سے تیرہ سال چھوٹے تھے۔ ف۲ اس آیت میں خانہ کعبہ کی تعمیر کا تذکرہ ہے۔ اس کی تعمیر پر مختلف ادوار گزر چکے ہیں۔ آیت سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اس کا

قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ

کہا ابراہیمؑ نے اے رب میرے کر اس جگہ کو شہر امن والا اور رزق دے رہنے والوں اس کے کو میووں سے جو کوئی

جب ابراہیمؑ نے (اپنے مالک سے) عرض کیا پروردگار (اس جگہ کو) ایک امن کا شہر بنا دے اور وہاں کے رہنے والوں میں سے جو ایمان لائیں اللہ اور پچھلے دن

اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ

ایمان لائے ان میں سے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے کہا اور جو کوئی کفر کرے پس فائدہ دوں گا اس کو تھوڑا پھر

(قیامت) پر ان کو میوے کھانے کو دے (اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور) فرمایا کافر کو بھی میں چند روز تک فائدہ اٹھانے دوں گا (کیونکہ دنیا میں اللہ مومن اور

اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ

بےبس کروں گا اس کو طرف عذاب آگ کے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی اور جب اٹھاتا تھا ابراہیمؑ نیویں یعنی بنیاد

کافر سب کو روزی دیتا ہے) پھر دوزخ کے عذاب کی طرف اس کو کھینچ لاؤں گا اور وہ برا ٹھکانا ہے ف۱ اور (یاد کرو) جب ابراہیم خانہ کعبہ کے پایوں کو اونچا کر رہا تھا

مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

گھر کی اور اسمٰعیلؑ اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا ف۲

(یعنی دیواریں بنا رہا تھا) اور ان کے ساتھ اسمٰعیل بھی (وہ پتھر لا لاکر دیتے تھے اور ابراہیمؑ بناتے تھے دونوں نے دعا کی) پروردگار ہمارے یہ خدمت ہماری قبول فرمائے تو (دعا کو)

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠

اے رب ہمارے اور کر ہم دونوں کو مطیع واسطے اپنے اور اولاد ہماری سے ایک جماعت فرمانبردار واسطے اپنے

سنتا ہے (دل کی نیت کو) جانتا ہے، پروردگار ہمارے اور ہم کو اپنا تابعدار کر اور ہماری اولاد میں سے ایک گروہ پیدا کر جو تیرا تابعدار ہو

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ

اور دکھا ہم کو طرح عبادت ہماری کی اور پھر آ اوپر ہمارے تحقیق تو ہے پھر آنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج

اور ہم کو حج کے طریقے بتلا دے اور ہمارے قصور معاف کر دے بے شک تو بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے پروردگار ہمارے (اس گروہ میں)

فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

بیچ ان کے پیغمبر انہیں میں سے پڑھے اوپر ان کے آیتیں تیری اور سکھلا دے ان کو کتاب اور حکمت

انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج جو تیری آیتیں پڑھ کر ان کو سنائے اور کتاب (قرآن شریف) اور حکمت (حدیث شریف) ان کو سکھلائے

وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ۧ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ

اور پاک کرے ان کو تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا اور کون پھر جاتا ہے دین ابراہیم کے سے

اور (شرک سے) ان کو پاک کرے بیشک تو زبردست ہے حکمت والا ف۳ اور ابراہیمؑ کے طریق سے وہی نفرت کرے گا

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

مگر جس نے بےوقوف کیا جان اپنی کو اور تحقیق پسند کیا ہم نے اس کو بیچ دنیا کے یعنی ابراہیمؑ کو اور تحقیق وہ بیچ آخرت کے البتہ

جو احمق ہوگا اور ہم نے اس کو دنیا میں چن لیا (اس کو پیغمبری عنایت فرمائی) اور آخرت میں وہ

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ

صالحوں سے ہے جب کہا اس کو رب اس کے نے کہ مطیع ہو کہا مطیع ہوا میں واسطے پروردگار عالموں کے اور

نیک ہے ف۴ جب پروردگار نے اس سے فرمایا اسلام پر مضبوط ہو جا تو کہنے لگا میں اللہ کا تابعدار بن گیا جو سارے جہان کا مالک ہے اور

ع ۱۵ / ۸ / ۱۵

سنگِ بنیاد رکھا اور پھر اس کی تعمیر کی۔ بعض مفسرین نے بیت اللہ (کعبہ) کی قدامت ثابت کرنے کے لئے اس کو آدم علیہ السلام سے بھی پہلے کا قرار دیا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ مِنْهَا دُحِيَتِ الْاَرْضُ اور یہ کہ خانہ کعبہ آسمان سے نازل ہوا طوفانِ نوحؑ کے وقت دوبارہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جملہ انبیا اس کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ عرفہ کے مقام پر حضرت آدمؑ اور حواؑ کا تعارف ہوا اور جدہ میں حضرت حواؑ کی قبر ہے وغیرہ۔ اسی طرح حجرِ اسود کے متعلق بھی عجیب و غریب حکایات نقل کردی ہیں۔ مگر کعبہ کا شرف تو محض اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبلہ قرار دیا ہے ورنہ وہ بھی ایک عمارت ہے جو مکہ کی پہاڑیوں کے پتھروں سے تعمیر ہوئی ہے جیسا کہ انبیا علیہم السلام جسم و لباس میں ہمارے جیسے بشر ہوتے ہیں مگر شرفِ نبوت سے سرفراز ہونے کی وجہ سے وہ دوسرے لوگوں سے افضل اور ممتاز ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حجرِ اسود کا استلام کرتے وقت فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جس میں نفع نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں ہے میں صرف اس لئے استلام کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا استلام کرتے دیکھا ہے۔ اب لوگوں نے کعبہ، حجرِ اسود اور غلافِ کعبہ کے متعلق مختلف قسم کی رسوم و بدعات اختیار کر رکھی ہیں جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (المنار)

جاہلیت میں جب قریش نے بیت اللہ کی تعمیر کی تو آنحضرتؐ کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی۔ قریش کے نزاع پر آنحضرتؐ نے حجرِ اسود کو اس کے مقام پر اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ دورِ اسلام میں پہلی مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیت اللہ دوبارہ تعمیر کیا اس کے بعد عبدالملک کے دورِ خلافت میں حجاج نے اس کی ازسرِنو تعمیر کی اور جاہلی طرز پر بنا دیا۔ حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں ایک حبشی خانہ کعبہ کو ویران کرے گا۔ (ابن کثیر)

ف۳ یہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی دعا کا خاتمہ ہے۔ "رَسُوْلًا" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ حضرت اسمٰعیلؑ کی ذریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا نبی نہیں ہوا۔ حدیث میں ہے آنحضرت نے فرمایا: "میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا، عیسیٰؑ کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔ زمانۂ حمل میں آمنہؓ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے ہیں۔" اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت کا تو قرآن نے ذکر کیا ہے۔ اور خواب میں شام کی تخصیص اس لئے ہے کہ آخر زمانہ میں شام ہی اسلام کا مرکز بنیگا اور حضرت عیسیٰؑ کا نزول بھی شام میں ہوگا اور حدیث میں جس گروہ کے تاقیامت رہنے کی خبر دی گئی ہے وہ بھی شام میں ہوں گے۔ (ابن کثیر بحوالہ مسند احمد) الکتاب سے مراد قرآن مجید اور الحکمة سے مراد حدیث پاک ہے اور اسلام کے یہی دو بنیادی اصول ہیں تعلیم کتاب سے مراد اس کے معانی و مطالب کی وضاحت کرنا ہے اور "پاک کرنے" سے مراد یہ ہے کہ انہیں شرک و معاصی سے پاک کرے، اطاعت و اخلاص کی تعلیم دے۔ (قرطبی - فتح القدیر)

ف۴ اس آیت میں کفارِ مکہ اور یہود کی تردید ہے جو ملتِ ابراہیمؑ کے مدعی تھے مگر انہوں نے ملتِ ابراہیمیؑ میں مختلف قسم کی بدعات اور محدثات شامل کرکے اصل دین سے انحراف اختیار کر لیا تھا۔ قرآن نے بتایا کہ دینِ ابراہیمؑ سے انحراف واقعی حماقت ہے حضرت ابراہیمؑ تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے اور وہ آخرت میں سعادت مندوں صالحین کے زمرہ میں شامل ہوں گے۔ یعنی تمہارا یہ ادعا غلط اور مبنی بر حماقت ہے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ

نصیحت کی ساتھ اس کے ابراہیمؑ نے بیٹوں اپنے کو اور یعقوبؑ نے اے بیٹو میرے تحقیق اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے واسطے تمہارے دین

ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں (اسماعیل اور اسحاق) کو اور یعقوبؑ نے بھی (اپنے بارہ بیٹوں کو) اسی دین کی وصیت کی۔ بیٹا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ دین

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ

پس نہ مرو تم مگر اور تم مطیع ہو کیا تھے تم حاضر جس وقت آئی

(یعنی اسلام) پسند کیا ہے تو (مرتے وقت) مسلمان ہی رہ کر مرنا ف۱ بھلا کیا تم اس وقت موجود تھے جب

يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ

یعقوبؑ کو موت جس وقت کہا اس نے واسطے بیٹوں اپنے کے کس چیز کو عبادت کرو گے تم پیچھے میرے سے، کہا انہوں نے عبادت کریں گے

یعقوبؑ مرنے لگا جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کو پوجو گے انہوں نے کہا ہم تیرے اور تیرے

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ

معبود تیرے کو اور معبود باپوں تیرے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کو معبود ایک کو اور ہم واسطے اس کے

باپ دادوں ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے خدا کو پوجیں گے ایک ہی خدا ہے اور ہم اس کے

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

مطیع ہیں یہ تھی ایک امت تحقیق گزر گئی واسطے اُن کے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے تمہارے ہے جو کچھ کمایا تم نے

فرمانبردار ہیں ف۲ یہ ایک اُمت تھی جو گزر گئی (یعنی ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد) ان کا کیا ان کے لئے اور تمہارا کیا تمہارے لیے

وَلَا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے اور کہا انہوں نے ہو جاؤ موسائی یا عیسائی

اور ان کے کیے کی تم سے پوچھ نہ ہوگی۔ ف۳ اور (مسلمانوں) سے کہتے ہیں یہودی یا عیسائی بن جاؤ

تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

راہ پاؤ گے تم کہہ بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم دین ابراہیمؑ کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا مشرکوں سے

سیدھی راہ پر آؤ (اے پیغمبر) کہہ دے نہیں ہم تو ابراہیمؑ کے دین پر ہیں جو سیدھی راہ پر تھا اور وہ مشرک نہ تھا ف۴

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

کہو ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتاری گئی طرف ہماری اور جو کچھ اتاری گئی طرف ابراہیمؑ کی اور اسمٰعیلؑ

(مسلمانو) تم کہو ہم تو اللہ تعالیٰ پر اور جو ہم پر اترا (قرآن شریف) اور جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا

اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کی اور اولاد اس کی کی اور جو کچھ دی گئی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو اور جو کچھ

اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر اترا ف۵ اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو اپنے پروردگار سے

اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ

دی گئی پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اس کے

ملا سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی الگ نہیں کرتے (جیسے یہود کرتے ہیں کہ ایک کو

ف۱ یہاں "الدین" سے ملّتِ اسلام مراد ہے جیسا کہ آیت کے خاتمہ میں صراحت ہے۔ اس آیت میں دین اسلام یا توحید پر سختی سے کاربند رہنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ خاتمہ بھی اسی پر ہو۔ (فتح القدیر) اس حالت پر موت گو انسان کے اختیار کی چیز نہیں ہے کیونکہ نیک خاتمہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے مگر عموماً ہوتا یہ ہے کہ انسان اپنے دلی لگاؤ کے ساتھ جو راستہ بھی اختیار کر لیتا ہے موت بھی اسی حالت پر ہوتی ہے کیونکہ اللہ کریم کی سنت یہی ہے کہ انسان نیک یا بد جو راستہ بھی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کی توفیق دیدی جاتی ہے۔ (دیکھئے آیت اللیل ۵: ۱۰) (ابن کثیر بتصرف)

ف۲ ان آیات میں بھی یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ کی تردید ہے جو اپنے آپ کو حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ان کا دین بھی یہی یہودیت اور نصرانیت تھا۔ قرآن نے بتایا کہ تم ان بزرگوں پر بہتان باندھ رہے ہو ان کا دین بھی یہی اسلام تھا جس میں توحید اور اخلاص کی تعلیم دی گئی ہے۔

ف۳ یہود کو تنبیہ کی ہے کہ وہ انبیاء اور صلحاء کی طرف انتساب پر مغرور نہ ہوں یہ انتساب تمہارے کچھ کام نہیں آسکے گا بلکہ نجات کا مدار انسان کے خود اپنے اعمال پر ہے ان کے اعمال ان کے ساتھ گئے اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہوں گے۔ (سلسلۂ بیان کے لئے دیکھئے آیت ۱۴۱)۔

ف۴ اہل کتاب مسلمانوں کو یہودیت اور نصرانیت کی دعوت دیتے اور ہدایت کو اپنے دین میں منحصر مانتے چنانچہ مروی ہے کہ ایک یہودی ابن صوریا اعور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا راہِ ہدایت صرف وہ ہے جس پر ہم گامزن ہیں لہٰذا آپ بھی ہمارا طریق اختیار کر لیجئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ حضرت ابراہیمؑ تو "ملتِ حنیفی" کے علمبردار تھے اور شرک و تقلید سے بیزار اور تم دونوں گروہ شرک اور تقلیدِ آباء (بزرگان) کے پھندے میں گرفتار ہو۔ (ابن کثیر)

اسلام دراصل عقائد اور اصول و احکام کے مجموعہ سے عبارت ہے۔ دین و ملت بھی عقائد و اصول سے عبادت ہے۔ اس لحاظ سے ملتِ ابراہیمی اور ملتِ محمدی دونوں ایک ہیں اگر کچھ اختلاف ہے تو شرائع اور احکام میں ہے۔ حضرت نواب صاحب لکھتے ہیں:

"اسی طرح آجکل اہلِ تقلید ہم سے کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب برحق ہے تم بھی ہمارے امام کی تقلید اختیار کر لو راہِ ہدایت پا لوگے"۔ سو ان کو ہمارا جواب بھی یہ ہے کہ ہم کسی خاص امام کی تقلید کرنا نہیں چاہتے۔ ہم تو براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع تھے۔ (ترجمان)

یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے ملتِ حنیفی کو ترک کر کے کچھ رسوم و بدعات کی پابندی کو دینِ ہدایت سمجھ رکھا تھا اور دوسروں پر ضلالت اور گمراہی کا فتویٰ لگاتے تھے جیسا کہ آجکل اہلِ بدعت نے اصل کتاب و سنت کو ترک کر کے عید میلاد النبی، عید معراج اور کچھ ایصال ثواب کے طریقے ایجاد کر کے ان کو شعائر اسلامیہ اور عبادات کا جزء بنا رکھا ہے اور بیت اللہ کی بجائے حج کے لئے بزرگوں کے مقبروں پر جاتے ہیں، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے تارک ہوتے ہیں۔ اگر کوئی توحید اور اصل دین کی طرف دعوت دے تو اس پر وہابیت اور بے دینی کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ (المنار بتصرف)

ف۵ اَلْاَسْبَاط۔ یہ سِبط کی جمع ہے حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے ہر ایک کی اولاد سِبط کہلاتی ہے۔ یہ لفظ قَبِیلَۃ کے مترادف ہے۔ (مفردات)

ف۶ اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت اور ایمان کی تعلیم فرمائی ہے۔ یعنی قرآن پاک سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں ہیں اور جتنے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہو گزرے ہیں سب پر مجملاً ایمان رکھا جائے مگر قرآن مجید پر تفصیلی ایمان یعنی اس کے احکام پر ایمان لانا اور عمل کرنا ضروری ہے اس سلسلہ میں بعض انبیاء کے اسماء صراحت سے اور بقیہ کی طرف اجمالی اشارہ فرما دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "تورات، انجیل اور زبور کے سچا ہونے کا اقرار کرو مگر عمل صرف قرآن پر کرو" کیونکہ قرآن کے نزول سے پہلی تمام کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک اور روایت میں ہے کہ اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھتے اور مسلمانوں کے سامنے عربی میں۔ اس کی تفسیر کر کے سناتے۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا "اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو، بلکہ ان سے یہ کہو "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ..... الآیۃ" (ابن کثیر۔ قرطبی) بعینہٖ یہی بات اہل سنت کا گروہ اہل بدعت اور اصحاب تقلید سے کہتا چلا آیا ہے کہ تم سب علماء اور اولیاء اسلام اور ائمہ دین کو مانو مگر قرآن و سنت کے سوا کسی کے قول کو سند نہ سمجھو عمل صرف قرآن پر کرو۔ (ت ن) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ عموماً فجر کی سنت کی پہلی رکعت میں یہ آیت اور دوسری رکعت میں آل عمران کی وہ آیت جس میں "تَعَالَوْا ..... اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ" آتا ہے پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد)

مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ

مطیع ہیں — پس اگر ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لاتے ہو تم ساتھ اس کے پس تحقیق راہ پائی — اور اگر

مانتے ہیں اور دوسرے کو نہیں مانتے اور ہم اسکے تابعدار ہیں۔ پھر اگر وہ (یعنی یہود اور نصاریٰ) تمہاری طرح ایمان لائیں تو راہ پا گئے — اور اگر نہ مانیں ط

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾

پھر جاویں — پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیچ خلاف کے ہیں پس شتاب کفایت کرے گا تجھ کو ان سے اللہ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

تو ضد میں گرفتار ہیں — قریب ہے (وہ زمانہ) کہ اللہ ان کے شر سے تم کو بے فکر کر دے گا اور وہ سنتا (ہے انکی باتوں کو) جانتا ہے ف۱

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾

رنگ دیا ہے ہم کو اللہ نے — اور کون ہے بہتر — خدا سے رنگ میں — اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں

(مسلمانو کہو) اللہ نے ہم کو رنگ دیا اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے — اور ہم اسی کی پوجا کرتے ہیں ف۲

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

کہہ کیا جھگڑتے ہو تم ہم سے بیچ اللہ کے اور وہ ہے پروردگار ہمارا اور پروردگار تمہارا اور واسطے ہمارے ہیں عمل ہمارے اور واسطے تمہارے ہیں

(اے پیغمبر) کہہ دے کیا اللہ (کے بارے) میں ہم سے جھگڑتے ہو (اس کے دین یا اس کے کاموں میں) وہ ہمارا تمہارا دونوں کا مالک ہے ہم اور ہمارے اعمال

اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ

عمل تمہارے — اور ہم واسطے اس کے اخلاص کرنے والے ہیں — کیا کہتے ہو تم — تحقیق ابراہیمؑ اور

اور تم اور تمہارے اعمال — اور ہم تو خالص اسی کے ماننے والے ہیں ف۳ — کیا تم کہتے ہو — کہ ابراہیمؑ اور

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ

اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد اس کی تھے یہودی یا نصاریٰ

اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اس کی اولاد یہ سب یہودی تھے یا نصرانی

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً

کہہ کیا تم بہت جاننے والے ہو یا اللہ تعالیٰ اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ چھپاتا ہے گواہی

(اے پیغمبر) کہہ دے تم بڑے جاننے والے ہو یا خدا ف۴ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا کہ خدا کی گواہی کو جو

عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ

جو پاس اس کے ہے اللہ کی طرف سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم یہ ایک امت تھی کہ تحقیق

اس کے پاس ہو چھپائے ف۵ اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے یہ ایک امت تھی جو گزر گئی

خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّا

گزر گئی واسطے ان کے تھا جو کچھ کمایا انھوں نے اور واسطے تمہارے ہے جو کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤگے اس چیز سے کہ

(یعنی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد) ان کا کیا ان کے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لیے اور ان کے کیے کی

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ ع

تھے وہ کرتے

تم سے پوچھ نہ ہوگی ف۶

۱۶ ع۱۲ ۱۶

ف۱ چنانچہ یہ وعدہ سچا ہوا۔ بنو قریظہ قتل ہوئے اور بنو نضیر جلاوطن کر دیئے گئے۔ (وحیدی) ف۲ اس آیت میں "اللہ کے رنگ" سے مراد دین اسلام یا وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (وحیدی) اور اس کو "صبغۃ اللہ" سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ نے عیسائیت کے لئے ایک زرد رنگ کا پانی مقرر کر رکھا تھا۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا یا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہوتا تو اُس کو اس پانی سے غسل دیتے اور کہتے کہ یہ اب پاک اور صحیح معنوں میں نصرانی ہوا ہے۔ اس رسم کا نام اُن کے ہاں "معمودیہ" یعنی بپتسمہ دینا ہے۔ (قرطبی) چنانچہ اس آیت میں ان کی تردید فرمائی کہ "سب سے بہتر رنگ اللہ کا رنگ ہے" یعنی دینِ اسلام ہے جسے حضرت نوح سے لے کر تمام انبیاء لیکر مبعوث ہوئے ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ اس کی پابندی کرو۔ یہاں صبغۃ اللہ منصوب علی الاغراء ہے۔ (ابن کثیر، شوکانی)

ف۳ یہود مسلمانوں سے نزاع کرتے کہ جملہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوئے ہیں پھر یہ آخری نبی عرب سے کیسے مبعوث ہو گئے۔ ہمارا دین بہتر اور تمام انبیاء کا دین ہے۔ اس آیت میں ان کی تردید فرمائی کہ ہمارا تمہارا سب کا پروردگار ایک ہے اور ہم عبادت میں مخلص بھی ہیں پھر تمہارا یہ کہنا کہ ہم بہتر ہیں صحیح نہیں ہے۔ (وحیدی)

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں یہ بتایا ہے کہ یہ انبیاء نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، اور تم ان کے یہودی اور نصرانی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ پھر تم ہی بتاؤ زیادہ علم تم کو ہے یا اللہ تعالیٰ کو؟

ف۵ یعنی تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ انبیاء یہودی یا نصرانی نہیں تھے بلکہ سب کا دین وہی اسلام تھا جس کی طرف آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دے رہے ہیں۔ مگر یا ایں ہمہ تم اس شہادت کو چھپا رہے ہو۔ نیز تمہیں اپنی کتابوں کے ذریعہ خوب معلوم ہے کہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری نبی ہیں جن کے متعلق تمہاری کتابوں میں بشارتیں موجود ہیں اور یہ بھی جانتے ہو کہ یہ قرآن واقعی اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے مگر تم ان سب شہادتوں کو محض تعصب اور حسد اور بغض کی بنا پر چھپا رہے ہو۔ پھر بتاؤ کہ تم سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی ظالم ہو سکتا ہے۔ (ابن کثیر، شوکانی)

ف۶ اس آیت میں دوبارہ تنبیہ اور تہدید کی ہے کہ آخری نجات اور سعادت کا تعلق تو کسب و عمل پر ہے اگر نجات چاہتے ہو تو عمل صالح میں ان انبیاء اور صالحین کی اتباع کرو ورنہ محض ان شخصیتوں کی طرف انتساب اور ان کی کرامتیں بیان کرنا چنداں مفید نہیں ہو سکے گا۔ ایک حدیث میں ہے: من ابطأ به عمله لم يسرع به نسبه۔ کہ جس کے عمل نے اسے پیچھے رکھا، اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکے گا۔ (ابن کثیر) اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو خود بے عمل رہ کر اور اپنے بزرگوں کے اعمال پر تکیہ کر کے اپنے آپ کو بے بنیاد اور غلط قسم کی آرزوؤں میں مگن رکھتے ہیں۔ (ترجمان)

ف۱ آنحضرتؐ ہجرت کے بعد مدینہ پہنچے تو اصح قول کے مطابق سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپؐ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آجائے۔ اس کے لئے اکثر دعا بھی فرماتے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھتے۔ آخر جب کعبہ کی جانب منہ کرنے کا حکم آگیا تو یہود، منافقین اور مشرکین عرب سبھی نے نسخ قبلہ کے حکم پر تبصرے شروع کر دیئے۔ یہود نے اسے اپنے خلاف حسد و بغض پر محمول کیا، منافقین نے شبہے ڈالنے شروع کئے کہ اگر یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہوتے تو بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو اپنا قبلہ کیوں بناتے۔ یہود کے ہاں شرائع میں بھی نسخ محال ہے لہٰذا اس پہلے نسخ کو انہوں نے آنحضرتؐ کی نبوت پر طعن کا سبب بنایا۔ قرآن نے "مَا وَلّٰىهُمْ" فرما کر جملہ اعتراضات کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ (کبیر۔ فتح القدیر)

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ

شتاب ہے کہ کہیں بے وقوف لوگوں میں سے کس چیز نے پھیر دیا اُن کو قبلے اُن کے سے جو تھے وہ اوپر اس کے کہہ

اب قریب میں بے وقوف لوگ کہیں گے مسلمانوں کا جو قبلہ پہلے تھا اس سے پھر جانے کی کیا وجہ ہوئی ف۱ (اے پیغمبر) کہہ دے

لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ

واسطے خدا کے ہے مشرق اور مغرب راہ دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے طرف راہ سیدھی کی اور اسی طرح سے

پورب اور پچھم دونوں اللہ ہی کے ہیں جس کو وہ چاہتا ہے سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے ف۲ اور (جیسے ہم نے تم کو قبلہ بتا دیا یا جیسے ہم نے ابراہیم کو چن لیا) ف۳ ویسے ہی

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

کیا ہم نے تم کو اُمت بیچ کی یعنی بہتر تو کہ ہو تم گواہ اوپر لوگوں کے اور ہووے پیغمبر

ہم نے تم کو (اے مسلمانو) ایک بیچ بیچ کی امت بنایا ف۴ تاکہ تم دوسرے لوگوں پر (قیامت کے دن) گواہ بنو اور پیغمبر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر

عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ

اوپر تمہارے گواہ اور نہیں کیا تھا ہم نے قبلہ جو تھا تو اوپر اس کے مگر تو کہ جانیں ہم اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے

گواہ ہوں ف۵ اور (اے پیغمبر) جس قبلہ پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) ہم نے اسی کو (دوبارہ) مقرر کر دیا اس کی غرض یہ تھی کہ ہم کو یہ بات کھل جائے کہ

الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ

رسول کی اس شخص سے جو پھر جاتا ہے اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے اور البتہ ہے یہ بڑی بات مگر اوپر ان لوگوں کے

کون پیغمبر کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ف۶ اور قبلہ کا بدلنا بھاری (شاق) ہوا مگر ان پر جن کو اللہ نے راہ بتلائی اور

هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

کہ راہ دکھائی ان کو اللہ نے اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرے ایمان تمہارا تحقیق اللہ تعالیٰ ساتھ لوگوں کے البتہ شفقت کرنے والا

اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو بے فائدہ کر دے یہ نہیں ہو سکتا ف۷ اللہ تو لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

مہربان ہے تحقیق دیکھتے ہیں ہم پھرنا منہ تیرے کا بیچ آسمان کے پس البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو اس قبلہ کی طرف کہ پسند کرے اس کو

مہربان ہے (اے پیغمبر) ہم تیرا منہ بار بار آسمان کی طرف کرنا دیکھ رہے ہیں جو قبلہ تو پسند کرتا ہے وہی ہم تجھ کو دیں گے

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ

پس پھیر منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کی اور جہاں کہیں کہ ہو تم پس پھیرو منہ اپنے کو

اب اپنا منہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف پھیرے اور (مسلمانو) تم جہاں کہیں ہو اسی طرف اپنا منہ کیا کرو ف۸

شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا

طرف اس کی اور تحقیق جو لوگ کہ دیئے گئے ہیں کتاب البتہ جانتے ہیں یہ کہ وہ حق ہے پروردگار اُن کے سے اور نہیں

بے شک اہل کتاب جانتے ہیں کہ کعبہ کی طرف قبلہ ہونا ان کے مالک کی طرف سے حق ہے ف۹ اور اللہ

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا

اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہیں وہ اور اگر لاوے تو ان لوگوں کو کہ دیئے گئے ہیں کتاب سب نشانیاں نہ

ان کے کاموں سے بے خبر نہیں ہے اور اگر تو اہل کتاب کو ہر ایک نشانی (معجزہ) تبلائے (یا سارے جہان کی دلیلوں سے سمجھائے) تو بھی

ف۲ یہ ان کے شبہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب امر اور حاکم مطلق ہے۔ مشرق و مغرب سب جہات اسی کے ہیں جس طرف قبلہ بنانے کا حکم دینا چاہے دے سکتا ہے۔ اصل بات اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری ہے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا نہ تو شرائع میں نسخ ہی محال ہے اور نہ یہ امر آنحضرتؐ کی نبوت و صداقت پر طعن کا موجب ہو سکتا ہے۔ (از کبیر)

ف۳ صراط مستقیم۔ اصل میں تو جملہ افکار و اخلاق اور اعمال میں راہ اعتدال کا نام ہے۔ یہاں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ کعبہ کو قبلہ قرار دینا بھی صراط مستقیم کی طرف ہدایت میں داخل ہے۔ یہود اور منافقین کے اعتراضات محض حسد کی بنا پر ہیں۔ حدیث میں ہے کہ تین باتوں پر یہود مسلمانوں سے حسد کرتے رہیں گے۔ کعبہ کے قبلہ ہونے پر، جمعہ کے دن پر اور امام کے پیچھے آمین کہنے پر۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۴ "اوسط" کے معنی بہتر اور افضل کے ہیں۔ اور ابو سعید الخدریؓ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ یہاں وسط بمعنی عدل ہے جس کے معنی ثقہ اور قابل اعتماد بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی کہ اعتقاد و اخلاق اور اعمال میں معتدل اور امم سابقہ کی افراط و تفریط سے پاک اور منزہ۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) "کذالک" اس تشبیہ کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جس طرح ہم نے تم پر ہدایت کی نعمت پوری کی ہے (جس میں قبلہ کی طرف استقبال کا حکم بھی داخل ہے) اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنا کر تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ جس طرح ہم نے کعبہ کو قبلہ قرار دیا ہے جو سب قبلوں سے افضل اور ابنیاء کے امام حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ ہے۔ اسی طرح ہم نے تمہیں سب امتوں سے افضل امت قرار دیا ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۵ یعنی تمہیں امت وسط قرار دینے سے غرض یہ ہے کہ تم کو دنیا اور آخرت میں لوگوں پر شاہد ہونے کا درجہ حاصل ہو جائے۔ تم قیامت کے دن انبیاء کے حق میں گواہی دو کہ انہوں نے اپنی امتوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور آنحضرتؐ یہ گواہی دیں کہ تم نے اس کے مطابق عمل کر کے دکھایا۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "میں اور میری اُمت قیامت کے دن ایک بلند ٹیلے پر بیٹھے ہوں گے جب کبھی کوئی امت اپنے نبی کی تکذیب کرے گی تو ہم گواہی دیں گے کہ بے شک اس نبی نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیئے تھے۔ امت کی یہ شہادت قرآن کے بیان پر مبنی ہوگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس شہادت پر امت محمدیہ سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں ان واقعات کا کیسے علم ہوا تو وہ کہیں گے۔ جَاءَ نَا نَبِيُّنَا فَاَخْبَرَنَا اَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوْا کہ ہمیں ہمارے پیغمبرؐ نے خبر دی تھی کہ تمام انبیا نے اپنی اُمتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیئے تھے۔ (ابن کثیر بحوالہ بخاری وغیرہ) اُمتِ محمدی کی دنیا میں شہادت کے متعلق بھی احادیث وارد ہیں۔ ایک حدیث میں ہے اچھے اور بُرے لوگوں کی تمیز اور معرفت تمہاری شہادت پر ہو گئی جس کی تم نے تعریف کر دی وہ اچھا ہے اور جس کی تم نے مذمت کر دی وہ بُرا ہے۔ ایک مرتبہ دو جنازوں کے بارے میں بھی آنحضرتؐ نے جنتی اور دوزخی ہونے کا حکم صحابہؓ کی شہادت پر ہی فرمایا تھا اور ساتھ ہی اس کی وجہ بیان فرمائی کہ "اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ" کہ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ ہو۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی پہلے بیت المقدس جو عارضی طور پر قبلہ قرار دیا تھا اور اب کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دے دیا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ لوگوں کے ایمان کی آزمائش ہو جائے اور تمہارے سامنے یہ واضح ہو جائے کہ کون متبع ہے اور کون مرتد۔ یہی وجہ ہے کہ بعض نے "السابقون الاولون" انہی انصار اور مہاجرین کو قرار دیا ہے جنہوں نے قبلتین کی طرف نماز پڑھی ہے۔ (ابن کثیر) ف۷ یعنی تمہیں دونوں قبلوں کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (ابن کثیر) بخاریؒ میں حضرت براءؓ بن عازب اور ترمذی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تحویل قبلہ پر مسلمان ان لوگوں کے متعلق تشویش میں پڑ گئے جو اس سے قبل وفات پا چکے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کو تسلی دی۔ (ابن کثیر) نماز، نیت، قول اور عمل جو اربعہ پر مشتمل ہے اور ان تینوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اسلئے نماز کو ایمان فرمایا۔ (قرطبی) ف۸ یہ تحویل قبلہ کا اصل حکم ہے مکہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں رکنوں کے درمیان کھڑے ہو کر صخرہ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے اس طرح نماز پڑھتے رہے کہ کعبہ بھی سامنے ہوتا اور

دونوں کی طرف رخ ہو جاتا مگر مدینہ پہنچ کر بیک وقت دونوں کی طرف رُخ کرنا ممکن نہ رہا۔ آپ کی خواہش پر تحویل قبلہ کا حکم آیا جیسا کہ مذکور ہوا۔ (ابن کثیر) مسجد نبوی میں کعبہ کی طرف منہ کر کے سب سے پہلے نماز عصر ادا کی گئی۔ بعض علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور آپؐ نے ظہر کی آخری دو رکعت کعبہ کی طرف رُخ پھیر کر ادا کیں اس لئے مسجد بنی سلمہ کو مسجد القبلتین کہا جاتا ہے۔ یہ قصہ بعض روایات میں بھی مذکور ہے۔ (قرطبی)

تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ

پیروی کریں گے قبلے تیرے کی اور نہیں تو پیروی کرنے والا قبلے اُن کے کی اور نہیں بعض ان کا پیروی کرنے والا قبلے بعضے کو

وہ تیرا قبلہ نہ لیں گے ور تو بھی ان کا قبلہ لینے والا نہیں ف۲ (یعنی اب پھر بیت المقدس کی طرف قبلہ کبھی نہیں بدلے گا) اور خود اہل کتاب بھی ایک دوسرے

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ

اور البتہ اگر پیروی کرے تو خواہشوں ان کی کی پیچھے اس چیز کے کہ آئی تیرے پاس علم سے تحقیق تو اس وقت البتہ

کا قبلہ نہیں لیتے اور تجھ کو جو علم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) پہنچا اگر اس کے بعد تو ان کی خواہشوں پر چلے تو تیرا

الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ

ظالموں سے ہوگا جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسا کہ پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو اور تحقیق

شمار بھی ظالموں میں ہوگا ف۳ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کو (یعنی قبلہ کے بدلنے کو یا حضرت محمدؐ کو) ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو

فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ

ایک فرقہ ان میں سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو اور وہ جانتے ہیں حق پروردگار تیرے کی طرف سے ہے پس ہرگز نہ ہو

اور ایک فرقہ ان میں کا جان بوجھ کر حق بات چھپاتا ہے ف۴ حق بات وہی ہے جو تیرا پروردگار فرمائے تو

مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا

شک کرنے والوں سے اور واسطے ہر کسی کے ایک طرف ہے کہ وہ منہ کرتا ہے ادھر پس دوڑو تم بھلائیوں کو جہاں کہیں کہ

شک کرنے والوں میں مت شریک ہو ف۵ اور ہر ایک دین والے کا ایک قبلہ ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے تم (اے مسلمانو) نیکیاں کرنے میں آگے بڑھو

تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ

ہو تم لے آوے گا تم کو اللہ تعالیٰ سب کو تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جہاں سے

تم جہاں رہو اللہ تم کو اکٹھا کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے ف۸ اور تو جہاں سے

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ

نکلے تو پس پھیر لے منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کی اور تحقیق وہ البتہ حق ہے پروردگار تیرے کی طرف سے اور نہیں اللہ

نکلے (یعنی جہاں ہو سفر میں) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر یہی بات حق ہے تیرے مالک کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ

غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم اور جہاں سے نکلے تو پس پھیر منہ اپنے کو طرف مسجد حرام کی

تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے (اے پیغمبر) تو جہاں سے نکلے اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا

اور جہاں کہیں ہو تم پس پھیرو منہ اپنے کو طرف اس کی تو کہ نہ ہو واسطے لوگوں کے اوپر تمہارے حجت (یعنی جھگڑا) مگر

(مسلمانو) تم جہاں ہو (نماز میں) اپنے منہ اس طرف (یعنی مسجد حرام کی طرف) کرو تاکہ لوگوں کو تم پر اعتراض کا موقع نہ رہے ف۹ مگر جو

الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ

جنہوں نے ظلم کیا ان میں سے پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے اور تو کہ پوری کروں میں نعمت اپنی اوپر تمہارے

بے انصافی کرتے ہیں تو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اور (دوسری غرض یہ ہے) کہ میں (شریعت کے سب احکام پورے کر کے) اپنا

ف۱ اس میں یہود کو تہدید ہے۔ یعنی یہود اپنی کتابوں کی پیش گوئی کی بنا پر خوب جانتے ہیں کہ نبی آخر الزمان کا قبلہ مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ ہوگا مگر وہ کفر حسد اور عناد کی بنا پر کتمان کر رہے ہیں۔ (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی وہ کعبہ کے قبلہ ہونے کو خوب جانتے ہیں مگر ان کا عناد اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ آپؐ اس کی حقانیت پر خواہ دنیا بھر کے دلائل پیش کر دیں وہ آپؐ کے قبلہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔

ف۲ اور آپ بھی حکم وحی کے پابند ہونے کی وجہ سے ان کے قبلہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔ (شوکانی)

ف۳ اور ان کے باہمی عناد کا یہ حال ہے کہ وہ ایک دوسرے کے قبلہ کو پسند نہیں کرتے۔ یہود صخرہ کی طرف رُخ کرتے ہیں اور نصاریٰ بیت المقدس کی مشرقی جانب کی طرف۔ (قرطبی)

ف۴ اس کے مخاطب تو آنحضرتؐ ہیں مگر مراد امت ہے اگر ایک شخص عالم دین ہو کر اہل بدعت و ہویٰ کی پیروی کرتا ہے تو اس پر بھی عتاب ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) پھر کیا حال ہوگا ان علما کا جو اہل بدعت کی مخالفت کی بجائے ان کی محفلوں (عید میلاد النبی، تعزیہ وغیرہ کے جلوس) میں شریک ہوتے ہیں۔ (المنار)

ف۵ اوپر کی آیت میں بیان ہو چکا ہے کہ اہل کتاب کعبہ کے قبلہ برحق ہونے کو خوب جانتے تھے مگر بوجہ ضد اور ہٹ دھرمی کے انکار کرتے تھے۔ اب اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ قبلہ کی طرح اہل کتاب کو آنحضرتؐ کے نبی آخر الزمان ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ مگر پھر بھی ان میں سے اہل علم کا ایک گروہ کتمان حق سے کام لے رہا ہے۔ (ابن کثیر) ایک گروہ اس لئے فرمایا کہ اہل کتاب میں سے بعض علماء جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ وہ بھی تھے جو آنحضرتؐ کی صداقت کو جاننے کے بعد مسلمان ہو گئے تھے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۶ اس میں تنبیہ ہے کہ منافقین اور یہود کے پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ آنحضرتؐ شریعت حقہ لے کر آئے ہیں جو شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ (قرطبی۔ المنار)

ف۷ اب اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ کسی بھی دور میں تعین قبلہ کے حکم کو اصول دین کی حیثیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس میں رد و بدل نہ ہو سکے بلکہ دوسرے احکام کی طرح اس میں نسخ ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ یہود صخرہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نصاریٰ بیت المقدس کی شرقی جانب کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے پہلی اُمتوں کے لئے بھی ایک سمت مقرر تھی اس اصل کے تحت تمہارے لئے کعبہ کو قبلہ قرار دے دیا ہے تمہیں چاہیئے کہ نیک کاموں میں سبقت کرو۔ (ابن کثیر۔ المنار) اس میں اشارہ ہے کہ نماز بھی اوّل وقت ادا کرنی چاہیئے حدیث میں ہے: خَيْرُ الْأَعْمَالِ الصَّلٰوةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا۔ کہ سب سے بہتر عمل اول وقت پر نماز ادا کرنی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے "الرد علی المنطقیین" (ص ۲۹) اور حافظ ابن القیمؒ نے بدائع الفوائد (ج ۴ ص ۱۴۸-۱۷۳) میں محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانا اجتہادی امر تھا اور اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو حکم نہیں دیا کہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھیں۔ (کتاب الایمان ص ۱۱۱)

ف۸ یعنی آخر تم سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہونا ہے اور نیک کاموں کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔ (قرطبی) ف۹ مسجد حرام کی طرف متوجہ ہونے کے حکم کا تین بار اعادہ کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ چونکہ اسلام میں پہلا نسخ ہے اس لئے یہ تکرار برائے تاکید ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ حکم اس شخص کو ہے جو قبلہ کے سامنے ہو اور دوسری مرتبہ اسے جو مکہ میں ہو مگر کعبہ اسے نظر نہ آتا ہو اور تیسری مرتبہ دوسرے ممالک کیلئے خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہوں۔ اس تکرار سے تحویل قبلہ کے اسباب و وجوہ کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے پہلی مرتبہ آپؐ کی دعا کی قبولیت کی طرف اشارہ ہو اور دوسری مرتبہ بیان سے اس کی حقانیت پر زور دینا مقصود ہو اور تیسری مرتبہ نسخ قبلہ پر معترضین کے اعتراض کو ختم کرنا ہو جیسا کہ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ سے معلوم ہوتا ہے یعنی اہل کتاب کے لئے اس اعتراض کی گنجائش بھی نہ رہے کہ نبی آخر الزمان کا قبلہ تو کعبہ ہوگا اور یہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف حی سنقبال کعبہ کا حکم بھی اتمام نعمت کے طور پر ہے ۔ (المنار) ف۲ اس تشبیہ کا مفہوم یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دے کر ہم نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا ہے جو انھوں نے کعبہ کے بارے میں کی تھی جس طرح

وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِنَا وَ

اور تو ۔ ۔ راہ پاؤ جیسا بھیجا ہم نے بیچ تمہارے پیغمبر تم میں سے پڑھتا ہے اوپر تمہارے نشانیاں ہماری ۔

احسان تم پر پورا کروں اور تیسری غرض یہ ہے کہ تم راہ راست پر آجاؤ ف (یہ احسان اسی طرح کا ہے) جیسے ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا تمہاری قوم

يُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝

پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور حکمت اور سکھلاتا ہے تم کو جو کچھ نہیں تھے تم جانتے ف۲

میں سے جو تمہاری آیتیں پڑھ کر تم کو سناتا ہے اور تم کو (شرک اور کفر کی نجاست یا برے اخلاق اور عادات سے) پاک کرتا ہے اور قرآن اور حدیث اور وہ باتیں جو

فَٱذْكُرُونِىٓ أَذْكُرْكُمْ وَٱشْكُرُوا لِى وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا

پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو اور شکر کرو واسطے میرے اور مت کفر کرو مجھ سے اے لوگو جو ایمان لائے ہو

تم نہیں جانتے تھے تم کو سکھلاتا ہے تم میری یاد کرتے رہو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرتے رہو ناشکری نہ کرو ف۳ مسلمانو صبر اور

ٱسْتَعِينُوا بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَن

مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے اور مت کہو واسطے ان لوگوں کے کہ

نماز سے مدد لو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ف۴ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں

يُقْتَلُ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتٌۢ ۚ بَلْ أَحْيَآءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُم

مارے جاتے ہیں بیچ راہ اللہ کے مردے بلکہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے اور البتہ آزماویں گے ہم

مارے جائیں ان کو مردے مت کہو بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں ف۵ اور البتہ ہم تم کو

بِشَىْءٍ مِّنَ ٱلْخَوْفِ وَٱلْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِ ۗ وَبَشِّرِ

ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے اور کمی مالوں کی سے اور جانوں کی سے اور پھلوں کی سے اور خوشخبری دے

کچھ ڈر کچھ بھوک کچھ مال کچھ جانوں کچھ پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے اور

ٱلصَّٰبِرِينَ ۝ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ

صبر کرنے والوں کو وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے ان کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور تحقیق ہم طرف اسی کی

صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے ان کو جب کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف

رَٰجِعُونَ ۝ أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ

پھر جانے والے ہیں یہ لوگ اوپر ان کے ہیں درود پروردگار ان کے سے اور رحمت اور یہ لوگ وہی ہیں

جانے والے ہیں ف۶ انہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مہربانی ہے اور یہی (جنت کی) راہ

ٱلْمُهْتَدُونَ ۝ إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ

راہ پانے والے تحقیق صفا اور مروہ نشانیوں اللہ کی سے ہیں پس جو کوئی حج کرے گھر کا

پانے والے ہیں ف۷ بے شک صفا اور مروہ (دو پہاڑ مکہ میں) اللہ کے نشان ہیں جو کوئی بیت اللہ کا حج یا

أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ ٱللَّهَ

یا عمرہ کرے پس نہیں گناہ اوپر اس کے یہ کہ طواف کرے بیچ ان دونوں کے اور جو کوئی خوشی سے بھلائی کرے پس تحقیق اللہ

عمرہ کرے اور ان دونوں کے بیچ میں پھیرے کرے تو ۔۔۔ اور جو کوئی شوق سے نیک کام کرے تو اللہ قدردان

کہ نبی آخر الزمان کو مبعوث فرما کر ان کی اس دعا کو قبول کیا ہے جو انہوں نے بعثتِ رسول کے بارے میں کی تھی۔ قرآن میں الکتاب و الحکمۃ سے مراد کتاب و سنت ہے اور ما لم تکونوا تعلمون سے مسائل ما بعد الطبیعیات (حشر و نشر، مبدء، نبوت وغیرہ) مراد ہیں (دیکھئے آیت ۱۲۹)

ف۳ فاذکرونی میں فا تفریع لا کر اشارہ فرمایا ہے کہ مذکورہ انعامات کا تقاضا یہ ہے کہ میری شکرگزاری کے لئے مجھے یاد کرنے، جو ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا نام ہے۔ ایک حدیث میں ہے مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ فَقَدْ ذَکَرَ اللّٰہَ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا، ویسے احادیث میں ذکر کی بہت فضیلت آئی ہے (ابن کثیر) ۔ (نیز دیکھئے سورۃ احزاب ۴۱)

ف۴ ذکر و شکر کے ساتھ صبر و صلوٰۃ کی تعلیم دی ہے احکامِ شریعت پر عمل کرنے میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں اور مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں صبر و صلوٰۃ پر دوام ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے بہترین معاون ہے حدیث میں ہے کہ مومن کیلئے ہر حال میں بہتری ہے تکلیف کی حالت میں صبر کرتا ہے اور خوشحالی میں شکرگزار رہتا ہے (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۵ اوپر کی آیت میں اقامتِ دین کیلئے صبر و صلوٰۃ سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب یہاں جہاد کی ترغیب ہے ۔ (کبیر) جب غزوۂ بدر میں کچھ صحابہؓ (چودہ) شہید ہوگئے تو بعض لوگ کہنے لگے فلاں مر گیا۔ اس سے زندگی کا عیش و آرام چھن گیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہدا کے متعلق کفار نے اس قسم کی باتیں کیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (فتح البیان، کبیر) شہیدوں کو برزخی حیات حاصل ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ ان کی روحیں جنت میں عیش و آرام سے بسر کر رہی ہیں۔ (دیکھئے آل عمران حاشیہ آیت ۱۶۹، ۱۷۰) اور قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد برزخ (قبر) میں ہر شخص کو زندگی حاصل ہے ۔ (دیکھئے سورۃ غافر حاشیہ آیت ۱۱، ۴۶ سورۂ نوح آیت ۲۵، ابراہیم ۲۷) مگر مومن کی روح راحت میں ہے اور کافر کی روح کو عذاب ہو رہا ہے ۔ مروی ہے اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ (مشکوٰۃ) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہر مومن کی روح جنت میں چلی جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ تَعْلَقُ فِى شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهُ (مسند احمد) کہ ہر مومن کی روح پرند کی شکل میں جنت میں درختوں میں جھولتی ہے اور یہ برزخی زندگی انبیا علیہم السلام کو علی الوجہ الاکمل حاصل ہے مگر شہدا کی تعظیم و تکریم کے لئے قرآن نے خصوصیت سے ان کو احیاءٌ کہا ہے ۔ (ابن کثیر، کبیر)

ف۶ مصیبت ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان کو اذیت پہنچے خواہ کتنی معمولی کیوں نہ ہو۔ (قرطبی، شوکانی) اِنَّا لِلّٰہِ کلمۂ استرجاع ہے جو رنج کے ساتھ یہ کلمہ زبان سے کہا جائے تو اس کا اظہارِ عبودیت بھی ہے اور دوبارہ زندہ ہو کر جتائے اعمال کا اعتراف بھی۔ (قرطبی، شوکانی) اور آیت اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ میں کلمہ اِذَا میں اشارہ ہے کہ مصیبت پہنچتے ہی صبر کرنا اور یہ کلمہ کہنا چاہئے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى (بخاری) کہ مصیبت جب تازہ ہو تو صبر ہے مصیبت پر استرجاع کی احادیث میں فضیلت بھی آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ کے بعد یہ دعا بھی پڑھلی جائے۔ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ هٰذِهٖ وَاَخْلِفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا (اے اللہ مجھے اس مصیبت کا اجر دے اور اس کے بدلے مجھے اس سے بہتر عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ مسلم)

ف۷ صلوٰۃ کے بعد رحمۃ کا لفظ تاکید اور اشباعِ معنوی کیلئے ہے، جیسے آیت لَا نَسْمَعُ

شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ

قدردان ہے جاننے والا ۔ تحقیق وہ جو لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ کہ اتارا ہم نے دلیلوں سے اور ہدایت سے

ہے (اس کی نیت کو) جانتا ہے ف۱ جو ہم نے اپنی قدرت کی کھلی نشانیاں اور ہدایت کی باتیں اتاریں اب اس کے بعد جو لوگ

بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾

پیچھے اس کے کہ بیان کیا ہم نے اس کو واسطے لوگوں کے بیچ کتاب کے یہ لوگ لعنت کرتا ہے ان کو اللہ اور لعنت کرتے ہیں ان کو لعنت کرنے والے

ان کو چھپاتے ہیں ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں ف۲

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾

مگر جنہوں نے توبہ کی اور نیکی کی اور بیان کیا پس یہ لوگ پھر آتا ہوں میں اوپر ان کے اور میں ہوں پھر آنے والا مہربان

مگر جنہوں نے توبہ کی اور نیک بن گئے اور کھول کر بیان کر دیا تو ان کے قصور میں معاف کرتا ہوں اور میں بہت معاف کرنے والا مہربان ہوں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ

تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور مر گئے اور وہ کافر رہے یہ لوگ اوپر ان کے ہے لعنت خدا کی اور فرشتوں کی

جو لوگ (جیتے جی) کافر رہے اور کفر ہی میں مر گئے ان پر اللہ اور فرشتوں اور سب

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ

اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے نہیں ہلکا کیا جاوے گا ان سے عذاب اور نہ وہ

لوگوں کی لعنت ہے ف۳ وہ ہمیشہ اسی (لعنت یا دوزخ) میں رہیں گے نہ ان کا عذاب ہلکا ہوگا نہ ان کو

يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ إِنَّ

ڈھیل دیئے جاویں گے اور معبود تمہارا معبود ایک ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی بخشش کرنے والا مہربان ہے تحقیق

فرصت ملے گی (لوگو) تمہارا خدا وہی ایک خدا ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں بہت رحم کرنے والا مہربان ہے ف۴ بیشک

فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي

بیچ پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے اور کشتیوں کے جو

عقلمندوں کے لیے آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ایر پھیر میں (یعنی ادل بدل میں کہ ایک کے بعد دوسرا ہے) اور کشتیوں میں

تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ

چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ اس چیز کے کہ نفع دیتی ہے لوگوں کو اور جو کچھ کہ اتارا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی

جو لوگوں کے فائدہ کا سامان لے کر سمندر میں چلتی ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ نے آسمان سے برسایا

مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَ

سے پس جلایا ساتھ اس کے زمین کو پیچھے موت اس کی کے اور کھنڈا دیئے بیچ اس کے ہر جانور سے اور

پھر مرے پیچھے زمین کو اس سے جلایا (یعنی تر و تازہ کیا) اور سب قسم کے جانوروں کو اس میں پھیلایا اور

تَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

پھیرنے باؤں کے اور بادلوں کے جو حکم کے باندھے ہیں درمیان آسمان کے اور زمین کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے گروہ

ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل (ابر) میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے (خدا کی قدرت کی)

ف۱ صفا اور مروہ مسجد حرام کے قریب دو چھوٹی پہاڑیوں کے نام ہیں۔ ان کے درمیان سعی کرنا حضرت ابراہیم کے زمانہ سے مناسک حج و عمرہ میں شامل تھا۔ مگر زمانۂ جاہلیت میں مشرکین نے حج اور عمرہ کے مناسک میں کئی رسوم شرکیہ شامل کر لی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ صفا اور مروہ پر دو بت نصب کر رکھے تھے۔ ایک کا نام "اساف" اور دوسرے کا "نائلہ" تھا۔ جب ان کے درمیان سعی کرتے۔ تو ان بتوں کا استلام بھی کرتے۔ مسلمان ہونے کے بعد ان کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ یہ سعی محض جاہلیت کی ایک رسم ہے۔ اسے نہیں کرنا چاہیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ سعی کے ضروری ہونے پر تو مسلمان متفق تھے تاہم آیت کے ظاہری الفاظ دیکھ کر بعض لوگوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوا کہ سعی نہ بھی کی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ حضرت عروہ نے اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کے سامنے اس شبہ کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر آیت کا یہی مفہوم ہوتا تو قرآن میں "أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا" ہونا چاہیے تھا۔ پھر حضرت عائشہؓ نے مزید وضاحت کے لئے بیان فرمایا کہ عرب کے بعض قبائل (ازد، غسان) "مناۃ الطاغیہ" بت کی پوجا کرتے تھے۔ یہ بت انہوں نے مشلل پہاڑی پر نصب کر رکھا تھا۔ یہ لوگ حج کے لئے جاتے تو اس بت کے نام کا تلبیہ کرتے اور اس کا طواف کرتے اور مکہ میں پہنچ کر صفا اور مروہ کے درمیان "سعی" کو گناہ سمجھتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد اس بارے میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری مسلم) یعنی ان لوگوں نے صفا اور مروہ کے درمیان طواف کو گناہ خیال کیا تھا۔ اس بنا پر قرآن نے فلا جناح الآیۃ کے الفاظ استعمال کئے ہیں ورنہ جہاں تک نفس سعی کا تعلق ہے اس کے متعلق تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ سعی آنحضرتؐ نے مقرر فرما دی ہے۔ اب کسی کو اس کے ترک کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ فَاسْعَوْا کہ اللہ تعالیٰ نے سعی فرض کر دی ہے۔ لہٰذا سعی کرو اور آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا لِتَأْخُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ کہ مجھ سے مناسکِ حج سیکھ لو اور ان میں سعی بھی داخل ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۲ یعنی ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ البینات سے مراد واضح دلائل اور الہدیٰ سے احکام شریعت مراد ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ دونوں سے ایک ہی مراد ہے۔ یہ آیت گو یہود کے حق میں نازل ہوئی ہے جو توریت میں ذکر کئے ہوئے آنحضرتؐ کے اوصاف اور شریعت کی بیان کردہ حدود کو چھپاتے تھے لیکن اس میں ہر شخص کے لئے وعید ہے جو حق کو جانتے ہوئے کسی دنیوی مفاد کے لئے اسے چھپائے رکھتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ۔ کہ جس شخص سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا اور اس نے اسے جانتے بوجھتے چھپایا تو قیامت کے روز اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (ابن کثیر) اگر کسی مسئلہ سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہو اور عوام میں فتنہ کا خوف ہو تو البتہ اسے عوام کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ (قرطبی)

ف۳ اوپر کی آیت میں بتایا کہ اس دائرہ لعنت سے نکلنے کی صرف ایک صورت ہے کہ یہ لوگ اپنی سابقہ کوتاہیوں سے تائب ہوں اور آئندہ لوگوں کے سامنے حق کو صاف طور پر بیان کریں ورنہ جو لوگ اس حالتِ کفر میں مر گئے وہ ہمیشہ کے لئے لعنت کے عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ مسئلہ اس آیت کی رو سے علما اس امر پر متفق ہیں کہ کفار پر عمومی لعنت کی جا سکتی ہے اور کسی کافر کا نام لے کر بھی یہ فعل جائز ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۴ اوپر کی آیت میں کتمانِ حق پر وعید فرمائی ہے۔ اب اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جس چیز کا اظہار ضروری ہے وہ مسئلہ توحید ہے۔ (قرطبی۔ نیز دیکھئے آل عمران آیت ۱)

يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ

کہ عقلمند ہیں اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں کہ پکڑتے ہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے شریک محبت کرتے ہیں ان سے

نشانیاں ہیں ف۱ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کا شریک دوسروں کو بھی بناتے ہیں اور اللہ کے برابر ان سے محبت رکھتے ہیں

كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ

جیسے محبت خدا تعالیٰ کی اور جو لوگ کہ ایمان لائے زیادہ ہیں محبت میں واسطے اللہ کے اور کاشکے دیکھیں وہ لوگ کہ ظالم ہیں جب

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت سب سے زیادہ رکھتے ہیں ف۲ اگر ان ظالموں کو وہ بات معلوم ہوتی جو

يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

دیکھیں گے عذاب یہ کہ قوت واسطے اللہ کے ہے ساری اور یہ کہ اللہ تعالےٰ سخت عذاب کرنے والا ہے

(قیامت کے دن) اللہ کا عذاب دیکھتے وقت معلوم ہوگی کہ سب کچھ قدرت (اور اختیار) اللہ ہی کو ہے اور اللہ کا عذاب بے شک سخت ہے ف۳

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

جس وقت کہ بیزار ہوں گے وہ لوگ کہ پیشوا تھے ان لوگوں سے کہ پیروی کرتے تھے ان کی اور دیکھیں گے عذاب کو اور کٹ جاویں گے

جب وہ لوگ جن کو مانتے ہیں اپنے ماننے والوں سے الگ ہو جائیں گے (یعنی گرو چیلوں سے بیزار ہو جائیں گے) اور (آنکھوں سے) عذاب دیکھ لیں گے اور آپس

بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ

ان کے علاقے اور کہیں گے وہ لوگ کہ پیروی کرتے تھے کاشکے ہو واسطے ہمارے پھر جانا طرف دنیا کی پس بیزاری کریں ہم ان سے

کے تعلق (اور محبت کے رشتے) کٹ جائیں گے ف۴ اور جو ماننے والے ہیں وہ کہیں گے کاش ایک بار اور ہم دنیا میں جاتے اور ہم ان سے الگ ہوتے جیسے

كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ

جیسے بیزار ہوئے وہ ہم سے اسی طرح دکھلاوے گا ان کو اللہ تعالیٰ عمل ان کے واسطے افسوس کے اوپر ان کے اور نہیں وہ

(آج کے دن) یہ ہم سے الگ ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالےٰ ان کے اعمال ان کو دکھلائے گا جو نرے افسوس ہی افسوس ہوں گے اور ان کو دوزخ

بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ

نکلنے والے آگ سے اے لوگو کھاؤ اس چیز سے کہ بیچ زمین کے ہے حلال پاکیزہ

سے نکلنا نصیب نہ ہوگا ف۵ لوگو زمین میں جو چیزیں حلال پاکیزہ ہیں ان کو کھاؤ

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ

اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر سوائے اس کے نہیں کہ حکم کرتا ہے تم کو

اور شیطان کی راہوں پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ف۶ وہ تو تم کو برائی اور

بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

ساتھ برائی کے اور بیحیائی کے اور یہ کہ کہو تم اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے تم اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے

بے شرمی کے کام اور اللہ پر بن سمجھے جھوٹ بولنے کو (یعنی بہتان کرنے کو) کہے گا ف۷ اور جب ان سے (یعنی مشرکوں

اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ

پیروی کرو اس چیز کی کہ اتاری اللہ تعالےٰ نے کہتے ہیں بلکہ پیروی کریں گے ہم اس چیز کی جو پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو کیا اگرچہ تھے

سے) یا ہو وے) کہو اللہ نے جو (حکم) اتارا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں نہیں ہم تو اس طریق پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو چلتے ہوئے پایا بھلا

ع ۲۰ / ۴

ف۱ اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے "اللہ واحد" ہونے کا بیان تھا اس آیت میں وحدانیت پر دلائل کا بیان ہے۔ قرآن نے ان "امور تمانیہ" کو وجود باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کے ثبوت میں متفرق طور پر جابجا ذکر کیا ہے مگر یہاں ان سب کو جمع کر دیا ہے۔ ان امور تکوینیہ کو خصوصیت سے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے متعلق خود مشرکین کو بھی اعتراف تھا کہ ان کی خلق میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ (کبیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لئے کوہ صفا کو سونا بنا دے اگر اس نے ایسا کر دیا تو ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ صفا کے سونا بن جانے کا کیسے مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کے بڑے بڑے دلائل موجود ہیں صرف عقل و فکر کی ضرورت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۲ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل بیان کرنے کے بعد اس آیت میں بتایا کہ اس قدر ظاہر اور بین دلائل دیکھنے کے باوجود دنیا میں ایسے بدبخت لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو "انداد" بناتے ہیں اور ان کی نہ صرف عبادت کرتے ہیں بلکہ ان کی محبت میں اتنا غلو کرتے ہیں جتنی کہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ (فالمصدر مضاف الی المفعول ای کحب المومنین اللہ۔ (شوکانی) یہاں "انداد" سے وہ اصنام مراد ہیں جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے۔ (قرطبی۔ روح) مگر یہ لفظ عام ہے اور "ند" ہر اس چیز کو کہہ سکتے ہیں جو انسان کے دل پر مسلط ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل اور مشغول کر دے جیسے فرمایا: "افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ" کہ ان لوگوں نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔ (کبیر) آج کل جن جنتوں اور قبروں کی پوجا کی جاتی ہے۔ ان کو یہ لفظ بالاولیٰ شامل ہے کیونکہ عوام ان کی تعظیم و تکریم میں اللہ تعالیٰ کو بھول چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی شریعت کی اتباع کی بجائے پیروں کی نذر نیاز اور قبر پرستی ہی دین بن گئی ہے۔ مشرکین اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں ان "انداد" کو بھی شریک کر لیتے ہیں مگر مومنین کی اللہ تعالیٰ سے محبت سراسر خالص اور ہر قسم کے شائبہ شرک سے پاک ہوتی ہے۔ (مدارج السالکین ج ۳ ص۱۳، ۱۴) نیز "انداد" کی تشریح کے لئے دیکھئے حاشیہ آیت ۲۲۔ مومنین کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا بیان۔ (آل عمران حاشیہ آیت ۳۱)

ف۳ یہاں جواب "لو" محذوف ہے۔ ای لو یری الذین ظلموا فی الدنیا عذاب الاخرۃ لعلموا حین یرونہ ان القوۃ الخ۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہاں یَرَیٰ بمعنی یَعْلَمُ کے ہے۔ ای لو یعلم الذین ظلموا ان القوۃ الخ۔ اور "لو" کا جواب محذوف ہے۔ ای لتبینوا ضرر اتخاذھم الالھۃ۔ یعنی اگر یہ ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت اور اس کے عذاب کی شدت کو صحیح طور پر جان لیں تو ان پر شرک کے مضرات از خود واضح ہو جائیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ مشرک کے دل میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی شدت عذاب کا صحیح تصور نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ دوسروں کو صاحب قوت و اقتدار سمجھ کر انکے سامنے سرنگوں ہوتا ہے۔ (شوکانی۔ کبیر)

ف۴ ان آیتوں میں قیامت کے دن مشرکین اور ان کے پیشواؤں کی حالت زار کا ذکر ہے کہ جن رؤسا اور پیشواؤں کی محبت کا یہ دم بھرتے ہیں قیامت کے دن وہ ان سے بیزاری اور لاتعلقی کا اظہار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھتے ہی ان کے باہم تعلقات قطع ہو جائیں گے آخر کار یہ اپنے پیشواؤں کی دیدہ شوئی کو دیکھ کر بایں الفاظ اپنے غیظ و غضب کا اظہار کریں گے کہ کاش ہمیں پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم بھی تم سے بیزاری کا اظہار کریں جس طرح آج تم ہم سے کر رہے ہو۔ ان کی بداعمالیاں ان کے دلوں میں حسرت بن کر رہ جائیں گی۔ "وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ" سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار ابدی جہنمی ہیں اور یہ کہ جہنم کبھی فنا نہ ہوگا۔ (قرطبی)

ف۵ سورۃ بقرہ میں یٰاَیُّھَا النَّاسُ کے لفظ کے ساتھ خطاب یہاں دوسری مرتبہ کیا گیا ہے۔ اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو "انداد" بنانے سے تحذیر کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ مشرکین ان "انداد" کی تعظیم و تکریم میں اس قدر غلو کرتے کہ عبادت و دعا میں بھی انہی کو پکارتے اور ان کے نام پر بہت سے مویشی بھی حرام قرار دے دیتے۔ ان پر نہ سواری کرتے اور نہ ان کا گوشت کھاتے اور ان کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے۔ (سورہ انعام ۱۳۸، ۱۳۹) چنانچہ اس آیت میں اس قسم کی تحریمات سے منع فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ حلال اور طیب چیزیں کھانے کا حکم دیا۔ صحیح مسلم میں آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو مال بھی میں نے اپنے بندوں کو بخشا ہے وہ اس کے لئے حلال اور طیب ہے ..... مگر شیاطین ان کو گمراہ کر دیتے ہیں اور وہ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرا لیتے ہیں چنانچہ یہاں بھی فرمایا کہ شیطان کی اتباع کر کے ان کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ سنن اور شرائع کے ماسوا ہر بدعت اور معصیت۔ خطوات الشیطان میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ آیت تلاوت کی گئی تو سعد بن ابی وقاص نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! دعا فرمائیے کہ میں مستجاب الدعوۃ بن جاؤں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: حلال اور طیب کھاؤ تو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی شیاطین ایک طرف تو معاشرے میں اخلاقی برائیوں (سوء، فحشاء) کو فروغ دیتے ہیں اور دوسری طرف دین میں بدعات پیدا کر کے لوگوں کے عقائد و اعمال خراب کرتے ہیں۔ ہر وہ بدعت جو کتاب و سنت سے ثابت نہ ہو وہ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں داخل ہے۔ سلسلہ بیان کیلئے دیکھئے سورۃ اعراف آیت ۲۸۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ السوء اس برائی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حد شرعی معین نہ ہو اور فحشاء وہ برائی ہے جس کے ارتکاب پر شرعی حد معین ہو۔ (قرطبی)

ف۱ آج کل اہل بدعت کا بھی یہی حال ہے کہ کتاب وسنت کی بجائے آباؤ اجداد کے رسوم کو سند سمجھتے ہیں۔ بقول ابن عباسؓ یہ آیت گو یہود کے حق میں نازل ہوئی ہے مگر اس میں ان تمام لوگوں کی سخت مذمت کی گئی ہے جو اپنے مذہبی پیشواؤں کے اقوال پر کسی نظر و استدلال کے بغیر چلے جا رہے ہیں چونکہ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے کہ کسی دوسرے کی بات کو اس کی دلیل معلوم کئے بغیر قبول کر لیا جائے۔ اس لئے جو لوگ ائمہ کے مسائل قیاسیہ کو ان کی دلیل معلوم کئے بغیر واجب العمل سمجھتے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ آیا وہ بھی تو اس مذمت کے تحت نہیں آجاتے۔ (سلسلہ بیان کے لئے دیکھئے سورۃ الاعراف آیت ۲۸)

آبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ

باپ ان کے نہیں جانتے کچھ اور نہ راہ پاتے تھے اور مثال ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے مانند مثال

اگر ان کے بزرگ (باپ دادے) بے عقل اور گمراہ ہوں ف (اور تیری) اور ان کافروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک

الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا

اس شخص کے کہ چلاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں سنتی مگر بلانا اور پکارنا بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں

شخص ایسے (جانور) کے پیچھے چلائے جو صرف پکارنا اور چلانا سنتا ہے ف۲ (لیکن مطلب خاک نہیں سمجھتا بس آواز اس کے کان میں جاتی ہے)

يَعْقِلُونَ ﴿۱۷۱﴾ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا

سمجھتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو اور شکر کرو

یہ کافر بہرے گونگے اندھے ہیں اس لیے کچھ نہیں سمجھتے مسلمانو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں کھاؤ اور اگر تم خاص اللہ کی بندگی

لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۱۷۲﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ

واسطے اللہ کے اگر ہو تم اسی کی عبادت کرتے سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور

کا دم بھرتے ہو تو اسی کا شکر بجا لاؤ ف۳ اس نے تو تم پر صرف مردار اور خون (جو بہتا ہو) اور

لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ زیادتی کرنے والا

سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر (کاٹتے وقت) اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے حرام کیا ہے پھر جو کوئی لاچار ہو جائے لیکن نافرمانی

فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۷۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنْزَلَ

پس نہیں گناہ اوپر اس کے تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۴ تحقیق جو لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ کہ اتارا ہے

اور سرکشی نہ کرتا ہو اور حد سے زیادہ نہ بڑھے تو اس پر ان چیزوں کے بھی کھا لینے کا گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ نے جو کتاب (توریت) میں اتاری

اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي

اللہ نے کتاب سے اور مول لیتے ہیں بدلے اس کے مول تھوڑا یہ لوگ نہیں کھاتے بیچ

(اپنے پیغمبر کے نشان اور دوسرے احکام) اس کو جو لوگ چھپاتے ہیں اور اس کے بدل تھوڑا سا مول لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں

بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ

پیٹوں اپنے کے مگر آگ اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے اور نہ پاک کرے گا ان کو اور واسطے ان کے

بھرتے اور قیامت کے دن اللہ نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو تکلیف

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۴﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ

عذاب ہے درد دینے والا یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے اور عذاب

کا عذاب ہوگا یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچی راہ کے بدل (دنیا میں) گمراہی مول لی (اور آخرت میں) بخشش کے بدل تکلیف

بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

بدلے بخشش کے پس کیا صبر کرتے ہیں وہ اوپر آگ کے یہ اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا کتاب کو ساتھ حق کے

(دوزخ) کی آگ پر صبر کرنا انہی کا کام ہے یہ (عذاب ان کو) اس لیے (ہوگا) کہ اللہ نے کتاب (توریت اور انجیل یا قرآن)

ف۲ ترجمہ میں کی ہوئی وضاحت کے مطابق کفار کو گمراہی اور ضلالت میں ان جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو راعی کی آواز تو سنتے ہوں مگر کچھ سمجھتے نہیں۔ ای مثلک یا محمد ومثل الذین کفروا الخ اور دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ کفار کو بتوں کے پکارنے میں اس "راعی" کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو جو بھیڑ بکریوں کو دور سے بلاتا ہے۔ ای مثل الذین کفروا و دعائهم الاصنام کمثل الذی الخ مفسرین نے اس مثل کے یہ دونوں مطلب بیان کئے ہیں مگر حافظ ابن کثیرؒ نے پہلی تشبیہ کو پسند فرمایا ہے۔ (البحر المحیط۔ ابن کثیر)

ف۳ اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور اہل ایمان کو حلال اور پاکیزہ روزی کمانے اور کھانے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی دعا اور عبادت قبول نہیں ہوتی حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب کے بغیر کچھ قبول نہیں فرماتا۔ اس نے اپنے رسولوں کو بھی پاک غذا کھانے کا حکم دیا ہے۔ (دیکھئے آیت ۵۱ سورۃ المومنون) اس کے بعد آنحضرتؐ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کرتا ہے گرد آلود ہے اور اس کے بال پراگندہ ہیں۔ ایسی حالت میں وہ ہاتھ اٹھا کر یا رب یا رب پکارتا ہے مگر اس کا کھانا حرام ہے اور لباس حرام ہے پھر بھلا اس کی یہ دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۴ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "انما" کلمہ حصر کے ساتھ صرف چار چیزوں کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں سب جانوروں کا گوشت حلال ہے ماسوا ان کے جن کو حدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے مثلاً درندہ جانور اور پنجہ سے شکار کرنے والا پرندہ اور الحمر الاھلیۃ یعنی گدھا۔ المیتۃ ہر اس حلال جانور کو کہا جاتا ہے جو بدون ذبح شرعی کے مر گیا ہو عام اس سے کہ طبعی موت مرا ہو یا کسی حادثے سے ہلاک ہو گیا ہو (دیکھئے سورۃ الانعام آیت ۱۴۵) اور حدیث میں ہے: "أحلت لنا میتتان الحوت والجراد ودمان الکبد والطحال" کہ دو مردہ جانور ہمارے لئے حلال ہیں یعنی مچھلی اور ٹڈی اور دو خون یعنی جگر اور تلی۔ (قرطبی بحوالہ دارقطنی) اور "الدم" سے "دم مسفوح" مراد ہے یعنی وہ خون جو جانور کی رگوں سے بہا دیا گیا ہو لہٰذا جو خون گوشت کے ساتھ ملا ہوتا ہے وہ بالاجماع حلال ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں گوشت پکاتی تو ہنڈیا کے اوپر خون کی وجہ سے زردی سی آجاتی آنحضرتؐ اسے تناول فرما لیتے اور اس پر انکار نہ فرماتے۔ (قرطبی) سوئر کی چربی بھی گوشت کی طرح حرام ہے۔ سمندر کے مردہ جانوروں کے لئے دیکھئے۔ (سورۃ المائدہ آیت ۹۶) اور "ما اھل لغیر اللہ" میں وہ تمام جانور اور دوسری چیزیں آجاتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی نذر نیاز کے لئے مخصوص کر دیا جائے ایسے جانور کا گوشت حرام ہے خواہ ذبح کے وقت کسی بزرگ یا قربابُت کا نام لیا جائے اور خواہ اسے بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے۔ مفسرینؒ نے اُھِلَّ لِغَيْرِ اللهِ کی تفسیر میں عند الذبح (یعنی ذبح کے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے) کی قید لگائی ہے تو یہ اس وقت کے عمومی رواج کے پیش نظر لکھ دیا ہے ورنہ خاص کر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لینا حرمت کے لئے شرط نہیں ہے اسی طرح غیر شرعی تہواروں پر جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں وہ بھی اھل لغیر اللہ میں داخل ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے استفسار کیا گیا کہ عجمی لوگوں کے تہواروں میں ذبح ہونے والے جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے یا نہیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو جانور خاص اس دن کے لئے ذبح ہوں ان کو مت کھاؤ۔ (قرطبی۔ کبیر) امام شوکانی فرماتے ہیں "اس حکم میں وہ جانور بھی آجاتے ہیں جو فرط اعتقاد سے بزرگوں کی قبروں پر ذبح کئے جاتے ہیں۔" (فتح القدیر) سلسلہ بیان کے لئے دیکھئے (سورۃ الانعام آیت ۱۴۵) ایک حدیث میں غیر اللہ کے نام پر ذبح کی وعید بھی آئی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ملعون من ذبح لغیر اللہ۔ یعنی غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کرنے والا ملعون ہے۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۶۶) نیز تفسیر نیشاپوری میں ہے: أجمع العلماء لو أن مسلماً ذبح ذبيحة ويريد بذبحها التقرب إلى غير الله صار مرتدا وذبيحته ذبيحة مرتد کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کرے تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔ (تفسیر عزیزی ص ۶۱۱) نیز سورۃ الانعام آیت ۳۔

ف۱ یہ آیات گو علمائے یہود کے حق میں نازل ہوئی ہیں جو دنیوی مال و جاہ کے حصول کی خاطر توریت میں ذکر کئے ہوئے آنحضرتؐ کے اوصاف چھپا رہے تھے۔ (دیکھئے آیت ۱۵۹) مگر اس سے ہر وہ شخص مراد ہو سکتا ہے جو دنیوی مفاد کی خاطر دین فروشی کرے۔ (قرطبی۔ بحر) ولا یکلمھم اللہ میں نفی خطاب بطریق لطف و عنایت ہے ورنہ بطریق عتاب و زجر تو باری تعالیٰ ان سے مخاطب ہوں گے۔ (دیکھئے المومنون آیت ۱۰۸) ۲ الکتاب میں اختلاف بطریق تحریف یا ایمان ببعض الکتاب اور کفر بالبعض کی صورت میں۔ (دیکھئے آیت ۸۵،۷۵، ۹۱)

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۷۶﴾ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ

اور تحقیق جنہوں نے اختلاف کیا بیچ کتاب کے البتہ بیچ خلاف دُور کے ہیں نہیں بھلائی یہ کہ

سچی اتاری اور جن لوگوں نے اختلاف کیا وہ ضد میں (سچائی سے) دور جا پڑے ہیں ف۱ نیکی یہی نہیں ہے کہ (نماز میں)

تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ

پھیرو تم منہ اپنے طرف مشرق کی اور مغرب کی اور لیکن بھلائی اس کو ہے جو ایمان لایا ساتھ اللہ کے

اپنا منہ پورب کو کرو یا پچھم کو نیک وہ شخص ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور پچھلے دن

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ

اور پچھلے دن کے اور فرشتوں کے اور کتاب کے اور پیغمبروں کے اور دیا مال اوپر محبت اس کی کے

(قیامت) پر اور سب فرشتوں پر اور کتاب (یعنی قرآن) پر (یا تمام آسمانی کتابوں پر) اور تمام پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت سے اپنا

ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی

قرابت والوں کو اور یتیموں کو اور فقیروں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور بیچ

پیسہ ناتے والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں پر اور گردنیں

الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا ۚ

چھڑانے گردن کے اور قائم کیا نماز کو اور دیا زکوٰۃ کو اور پورا کرنے والے عہد اپنے کو جب عہد کریں

چھڑانے میں خرچ کیا اور نماز کو درستی سے ادا کرتا رہے اور زکوٰۃ دیتا رہے اور جب (خدا کے بندوں سے) کوئی اقرار کیا تو اس کو پورا کیا

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ

اور صبر کرنے والے بیچ فقر کے اور بیماری کے اور وقت لڑائی کے یہ لوگ ہیں جنہوں نے

اور سختی اور تکلیف اور لڑائی میں صبر کیا یہی لوگ (ایمان و اسلام کے دعوے میں) سچے ہیں اور

صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ

سچ بولا اور یہ لوگ وہی ہیں پرہیزگار اے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا اوپر تمہارے

یہی پرہیزگار ہیں مسلمانو جو لوگ تم میں مار ڈالے جائیں ف۲ ان کا برابر کا بدلہ

الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ

برابری کرنا بیچ مارے گیوں کے آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے

تم پر فرض ہے آزاد کے بدل آزاد ف۳ غلام کے بدل غلام عورت کے بدل عورت ف۴

فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ ؕ

پس جو کوئی معاف کیا جاوے واسطے اس کے بھائی اس کے سے کچھ پس پیچھے لگنا ہے ساتھ اچھی طرح کے اور ادا کرنا طرف اس کی ساتھ نیکی کے

پھر جس خونی کو اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ بھی معافی دی جائے تو معاف کرنے والا دستور کے مطابق (یعنی بغیر سختی کے) قاتل سے

ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ

یہ آسانی ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے اور رحمت پس جس نے زیادتی کی پیچھے اس کے پس واسطے اس کے عذاب ہے

خون بہا وصول کرے اور قاتل اچھے طور سے وارث کو دیت ادا کرے یہ (عفو اور دیت کا حکم) تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے آسانی ہے اور مہربانی

ف۲ (ای لٰکن البر برّ من اٰمن) تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو یہ اہل کتاب اور بعض مسلمانوں پر بہت شاق گزرا۔ (ابن کثیر) اس میں بحث و جدال نے یہاں تک شدت اختیار کر لی کہ اس کو حق و باطل کا معیار سمجھا جانے لگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نیکی یہ ہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کی طرف اپنا رخ کرتے ہو۔ اصل مقصود اور اصل نیکی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کا ذکر فرمایا کہ ان پر عمل پیرا ہونا اصل نیکی اور تقویٰ ہے۔ (ابن کثیر۔ کبیر) دراصل یہ آیت جمیع "انواع بر" پر حاوی ہے اور "اصول عقائد" کے ساتھ اعمال و اخلاق کے تمام بڑے شعبوں کا اس میں بیان ہے۔ (البحر المحیط) ایمان باللہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں آمدہ صفات باری تعالیٰ کو بلا تاویل مان کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا دل و زبان سے اقرار کیا جاوے اور "الکتاب" سے سب آسمانی کتابیں مراد ہیں جو انبیاء پر نازل کی گئیں۔ ان پر ایمان میں یہ بات خاص طور پر ضروری ہے کہ معانی کے ساتھ ان کے الفاظ کو بھی منزل من اللہ سمجھا جائے۔ (دیکھئے سورۃ القیامۃ آیت ۱۸، ۱۹) اور قرآن پاک کو اشرف الکتب اور آخری کتاب مانا جائے اور یہ کہ پہلی کتابوں کی مصدق اور ان پر مہیمن ہے۔ (المائدۃ۔ آیت ۴۸) جملہ انبیاء کو بشر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث مانا جائے اور آنحضرتؐ کو خاتم النبیین تسلیم کیا جائے۔ (دیکھئے الاحزاب آیت ۴۰) صبر درحقیقت ایک جامع صفت ہے جو جملہ اخلاق پر حاوی ہے۔ (راغب) مگر الباساء (مالی اور معاشی پریشانیاں)، الضراء (بدنی امراض) اور حین الباس (جنگ کی حالت) ان تین حالتوں میں صبر نہایت مشکل اور دشوار ہوتا ہے اس لئے ان حالتوں کو خاص طور پر ذکر کر دیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص کسی دوسرے قبیلے کے آدمی کو قتل کر ڈالتا تو اس قبیلہ کے لوگ صرف قاتل کو قتل کرنے پر اکتفا نہ کرتے بلکہ اس کے بدلے متعدد آدمیوں کو قتل کئے بغیر صبر نہ کرتے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے دو عرب قبیلوں کی آپس میں جنگ ہوئی تھی ابھی انہوں نے آپس میں بدلہ نہ لیا تھا کہ مسلمان ہو گئے۔ ایک قبیلے والوں نے قسم کھائی کہ جب تک ہم اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلے کے آزاد آدمی کو اور عورت کے بدلے مرد کو قتل نہ کر لیں گے آرام سے نہ بیٹھیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) اور بدلہ لینے میں تعدی سے منع فرما دیا۔ القتلیٰ اس کا واحد قتیل ہے جو بمعنی مقتول کے ہے۔ (م۔ ع)

ف۴ اس آیت سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ غلام کے بدلے آزاد اور عورت کے بدلے مرد قتل نہیں ہو سکتا۔ پہلے مسئلہ میں تو اختلاف ہے مگر دوسرے مسئلہ میں اس پر اتفاق ہے کہ عورت کا قاتل اگر مرد ہے تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے گا۔ حدیث میں ہے۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَاؤُھُمْ کہ مرد عورت وضیع شریف الغرض سب مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ (قرطبی) اور الحر بالحر سے بظاہر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ یہ مسئلہ گو مختلف فیہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کافر کے بدلے مسلمان قتل نہیں ہو سکتا جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ (سلسلہ بیان کے لئے دیکھئے المائدۃ آیت ۴۵)

ولہ آیت میں فَمَنْ میں مَنْ سے مراد قاتل ہے اور اخیہ سے مقتول (جو مسلمان ہونے کے اعتبار سے اس کا بھائی ہے) ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخفیف یعنی آسانی کے معنی یہ ہیں کہ پہلی امتوں میں دیت کا حکم نہ تھا بلکہ قصاص ہی لیا جاتا ۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے دیت کی اجازت عطا فرما کر آسانی کردی ۔ (قرطبی) اور پھر اس کے بعد جو زیادتی کرے " یعنی دیت پر راضی ہوجانے یا خون معاف کردینے کے بعد بھی قاتل کو مار ڈالے تو اس کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے ۔ حدیث میں ہے "اگر کوئی شخص ملا گیا یا زخمی ہوا تو اسے تین چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے ۔ قصاص لے یا دیت یا معاف کردے ۔ فان اراد الرابعة فخذوا على يديه ۔ یعنی اگر وہ تین کے علاوہ کوئی چوتھا فعل کرنا چاہے تو تم اس کے ہاتھ پکڑ لو اس کے لئے نار جہنم ہے (ابن کثیر بحوالہ مسند احمد)

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

درد دینے والا اور واسطے تمہارے بیچ برابری کے زندگی ہے اے عقل والو توکہ تم بچو

پھر اس کے بعد بھی جو کوئی زیادتی کرے (یعنی خونی کو مار ڈالے یا زخمی کرے) تو اس کو تکلیف کا عذاب ہوگا عقلمند و قصاص کا قاعدہ تمہارے لیے زندگی ہے

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ الْوَصِيَّةُ

لکھا گیا ہے اوپر تمہارے جب حاضر ہو ایک تمہارے کو موت اگر چھوڑ جاوے مال وصیت کر جانا

تاکہ تم (خونریزی سے) بچو ولہ تم کو حکم دیا جاتا ہے جب کوئی تم میں سے مرنے لگے اگر کچھ مال چھوڑنے والا ہو تو ماں باپ

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ

واسطے ماں باپ کے اور قرابت والوں کے ساتھ اچھی طرح کے حق ہوا اوپر پرہیزگاروں کے ۔ پس جو کوئی بدل ڈالے اس کو

اور عزیزوں کے لیے واجبی طور سے وصیت کرے یہ ایک حق ہے پرہیزگاروں پر وسلہ پھر جو کوئی وصیت سنے بعد

بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾

پیچھے اس کے کہ سنا اس کو پس سوائے اس کے نہیں کہ گناہ اس کا اوپر ان لوگوں کے ہے جو بدل ڈالتے ہیں اس کو تحقیق اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا

اس کو بدل ڈالے (یعنی اس میں کمی بیشی کرے) تو اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہوگا جو بدلیں بیشک اللہ تعالیٰ (مردے کی وصیت) سنتا ہے (جو کوئی وصیت

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ

پس جو کوئی ڈرے وصیت کرنے والے سے کجی کو یا گناہ کو پس اصلاح کردے درمیان ان کے پس نہیں گناہ اوپر اس کے

بدلے اس کو) جانتا ہے پھر جس کسی کو وصیت کرنے والے کی خطا یا عمداً اس کا قصور معلوم ہوا اور وہ وارثوں اور موصی لہ میں صلح کرادے تو (وصیت

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا اوپر تمہارے روزہ

بدلنے کا) کچھ گناہ اس پر نہ ہوگا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے وسلہ مسلمانو جیسے اگلے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح تم کو بھی

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ

جیسا لکھا گیا تھا اوپر ان لوگوں کے جو پہلے تم سے تھے توکہ تم پرہیزگاری کرو روزے دن گنتی کے

گنتی کے کئی دن روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اس لیے کہ تم گناہوں سے بچو ولہ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى

پس جو کوئی ہو تم میں سے بیمار یا اوپر سفر کے پس گنتی ہے دنوں اور سے اور اوپر

سفر میں ہو (اور روزہ نہ رکھے) تو دوسرے دنوں میں وہ گنتی پوری کرلے اور جن کو روزے کی طاقت

الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ

ان لوگوں کے کہ طاقت رکھتے ہیں اس کی (اور روزہ نہیں رکھتے) بدلہ ہے کھانا ایک فقیر کا پس جو کوئی کرے زیادہ نیکی پس وہ بہتر ہے

ہی نہیں ہے تو وہ ہر روزے کے بدل ایک محتاج کو کھانا دیں ولہ پھر جو کوئی نفل طور پر زیادہ نیکی کرے تو اس کے لیے اور

لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ

واسطے اس کے اور یہ کہ روزہ رکھو تم بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے مہینہ رمضان کا وہ جو

اچھا ہے ولہ اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے حق میں بہتر ہے رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں

۲۲ ع ۶

ولہ قصاص میں زندگی کے معنی یہ ہیں کہ اس سزا کے خوف سے لوگ قتل سے رک جائیں گے اور کوئی دوسرے کے قتل پر جرأت نہیں کرے گا ۔ پس تتقون کے معنی یہ ہیں کہ تم دوسرے کو قتل کرنے سے بچو گے مگر اسے عام معنی پر محمول کرنا بہتر ہے کہ معصیت سے کنارہ کر کے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ ۔ علما نے لکھا ہے کہ یہ آیت ایجاز اور جامعیت میں بے نظیر ہے ۔ (کبیر)

ولہ جاہلی عرف کے مطابق اولاد کے سوا کوئی وارث نہیں بن سکتا تھا لہٰذا اس آیت میں والدین اور اقربا کیلئے وصیت فرض کردی تاکہ یہ لوگ بالکل محروم نہ رہ جائیں مگر وصیت کا یہ حکم شروع زمانے میں دیا گیا تھا بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے میراث کا قانون نازل فرمادیا ۔ دیکھئے سورۃ النساء ۱۱ تو ورثہ کے حق میں وصیت کا حکم منسوخ ہوگیا چنانچہ آنحضرتؐ نے آیت میراث کے نازل ہونے کے بعد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے ۔ لٰہذا اب کسی وارث کیلئے وصیت جائز نہیں ہے ۔ (ابن کثیر ۔ قرطبی) البتہ غیر وارث رشتہ داروں کے حق میں اب بھی وصیت جائز ہے مگر وصیت کا یہ حق کل مال کے ایک تہائی حصے سے زیادہ کیلئے نہیں ہے ۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے اپنی بیماری کے دوران میں آنحضرتؐ سے وصیت کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ۔ کہ ایک ثلث (تہائی) کی اجازت ہے اور یہ بھی بہت ہے ۔ (ابن کثیر بحوالہ بخاری)

ولہ فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ یعنی ورثہ کو سمجھا بجھا کر ان میں صلح کرادے ۔ وصیت کا بدلنا بڑا گناہ ہے اور اس میں کتمان یعنی وصیت کو چھپانا بھی داخل ہے لیکن اگر اس میں کسی کی حق تلفی ہو یا خلاف شریعت کسی امر کی وصیت کی جائے مثلاً شراب پلانے کی، ناچ کرانے کی، کسی قبر پر چراغاں کرنے یا میلہ اور عرس وغیرہ کرانے کی تو ایسی وصیت کا تبدیل کرنا واجب اور ضروری ہے ۔ (وحیدی) حدیث میں ہے : اَلْجَنَفُ فِي الْوَصِيَّةِ مِنَ الْكَبَائِرِ کہ وصیت میں کسی کی حق تلفی کبیرہ گناہ ہے اور سنن نسائی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ایسے شخص کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنے کی سرزنش فرمائی ہے ۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص ستر سال تک نیک عمل کرتا رہتا ہے مگر مرتے وقت وصیت میں ظلم کر جاتا ہے فرمایا: فَيُخْتَمُ لَهٗ بِشَرِّ عَمَلِهٖ فَيَدْخُلُ النَّارَ ۔ کہ اس کا خاتمہ بہت برے عمل پر ہوتا ہے جس کی پاداش میں آگ میں چلا جاتا ہے (قرطبی ۔ ابن کثیر)

ولہ اس آیت میں روزے کی فرضیت کا بیان ہے "اگلے لوگوں" سے جمیع امم سابقہ یا خاص کر یہود و نصاریٰ مراد ہیں اور کما کتب میں تشبیہ فرض ہونے کے اعتبار سے ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس تشبیہ میں وقت و ہیئت کا اعتبار بھی مقصود ہو کیونکہ بعض آثار اور ابن حنظلہ کی مرفوع روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ماہ رمضان کے روزے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے ۔ (قرطبی ۔ ابن کثیر) روزے کی فرضیت ۲ھ میں نازل ہوئی اور روزے نے موجودہ ہیئت بتدریج اختیار کی ہے ۔ ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر آنحضرتؐ حسب سابق عاشورہ اور ہر ماہ تین دن کا روزہ رکھتے رہے حتیٰ کہ رمضان کے روزے فرض ہوگئے (ابن کثیر) الصیام والصوم کے لغوی معنی ہر اس چیز سے رک جانے کے ہیں جو نفس کو مرغوب ہو ۔ (مفردات) اور شریعت میں روزہ کی نیت سے صبح صادق سے سورج کے غروب ہونے تک مفطرات ثلاثہ (یعنی کھانے پینے اور جماع) سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے "لعلکم تتقون" یہ روزے کی حکمت بیان فرمادی ہے کہ اسلامی روزے کا مقصد تعذیب نفس نہیں بلکہ دل میں تقویٰ یعنی "جی کو روکنے" کی عادت پیدا کرنا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ آیا ہے کہ روزہ گناہوں سے بچنے کیلئے ڈھال ہے اور صحیحین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ماہ رمضان کو "شہر الصبر" فرمایا ہے یعنی نفس پر ہر طرح کی بندش کا مہینہ ۔ (ترغیب) اور فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر دوسرے کی غیبت کرتا ہے یا جھوٹ بولتا ہے اس کا روزہ نہیں ہے ۔ (ترغیب)

ولہ آیت میں "يُطِيْقُوْنَهٗ" کے معنی حضرت ابن عباسؓ اور بعض علما نے جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں "يتجشمونہ" کئے ہیں یعنی جن کو روزے سے سخت مشقت ہوتی ہے وہ روزہ رکھنے کی بجائے ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کریں ، بوڑھے مرد اور عورت کیلئے اب بھی یہ حکم باقی ہے ۔ اکثر علما نے يطيقونه کے معنی روزے کی طاقت رکھنا ہی کئے ہیں اور بعد کی آیت سے اسے منسوخ مانا ہے ۔ (رازی ۔ ابن کثیر) بہر حال يُطِيْقُوْنَهٗ کا دیا ہوا ترجمہ "اور جن کو روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں ہے" محل نظر ہے ۔ (الکشاف)

ولہ مثلاً ایک سے زائد مسکینوں کو کھانا کھلادے ۔

أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن

اُتارا گیا ہے بیچ اس کے قرآن مجید ہدایت واسطے لوگوں کے اور دلیلیں ہدایت سے اور معجزے پس جو کوئی

قرآن اترا ف۱ راہ بتلاتا ہے لوگوں کو اور اس میں کھلی کھلی دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق کو ناحق سے پہچاننے کی پھر جو کوئی تم میں سے

شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ

حاضر ہو تم میں سے اس مہینے کو پس چاہیئے کہ روزہ رکھے اس کو اور جو کوئی ہو بیمار یا اوپر سفر کے پس گنتی ہے

یہ مہینہ پائے (یعنی صحیح اور مقیم ہو مسافر نہ ہو) وہ اس میں روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں

مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا

دنوں اور سے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ تمہارے آسانی کو اور نہیں ارادہ کرتا ساتھ تمہارے دشواری کو اور تو کہ پورا کرو

میں گنتی پوری کرے ف۲ اللہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا (جب تو مریض اور مسافر کو افطار کی اجازت دی) اور یہ

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾ وَإِذَا سَأَلَكَ

گنتی کو اور تو کہ بڑائی کرو اللہ تعالیٰ کی اوپر اس چیز کے کہ ہدایت کی تم کو اور تو کہ تم شکر کرو اور جب سوال کریں تجھ کو

چاہتا ہے کہ تم رمضان کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی کرو اس احسان پر کہ تم کو سیدھے رستہ چلایا اور تاکہ تم اس کا شکر کرو ف۳ اور (اے پیغمبر)

عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا

بندے میرے مجھ سے پس تحقیق میں نزدیک ہوں جواب دیتا ہوں پکار کا پکارنے والے کی کا جب پکارتا ہے مجھ کو پس چاہیئے کہ قبول کریں

جب میرے بندے تجھ سے میرا حال پوچھیں (کہ میں کہاں ہوں دور ہوں یا نزدیک تو کہہ دے) میں نزدیک ہوں جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا

لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

حکم میرے کو اور چاہیئے کہ ایمان لاویں ساتھ میرے تو کہ وہ بھلائی پاویں حلال کی گئی واسطے تمہارے رات روزے کی رغبت کرنی

کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں لوگوں کو بھی چاہیئے کہ میرا حکم مانیں (ایمان لائیں اور نیک کام کریں) اور ایمان پر قائم رہیں سیدھا راستہ پانے کی امید رکھیں ف۴

إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ

طرف بیبیوں اپنی کی وہ پردہ ہیں واسطے تمہارے اور تم پردہ ہو واسطے ان کے جانا اللہ تعالیٰ نے یہ کہ تھے تم

روزے کی رات میں (یعنی جس کی صبح کو آدمی روزہ رکھے) تم کو اپنی عورتوں سے صحبت درست کر دی گئی ف۵ وہ تمہارا جوڑا ہیں اور تم ان کے جوڑ ہو

تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا

خیانت کرتے جانوں اپنی کی پس پھر آیا اوپر تمہارے اور معاف کیا تم سے بس اب ملا کرو ان سے اور ڈھونڈو

اللہ کو معلوم ہو گیا تم اپنی آپ چوری کرتے تھے تو اس نے تم کو معاف کر دیا اور تمہاری خطا سے درگزرا اب ان سے صحبت کرو اور

مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ

جو لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تمہارے (یعنی اولاد) اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے واسطے تمہارے تاگا سفید

جو اللہ نے تمہارے لیے (تمہاری قسمت میں) لکھا ہے (لڑکا یا لڑکی) اس کی خواہش رکھو اور کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری

مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ

تاگے کالے سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک اور مت ملو ان سے

رات کی کالی دھاری سے تم کو صاف دکھائی دینے لگے ف۶ پھر روزے کو رات تک پورا کرو ف۷ اور جب تم مسجد میں اعتکاف

ف۱ یعنی وہ "ایام معدودہ" ماہِ رمضان ہے لہٰذا اس پورے مہینہ کے روزے رکھے جائیں۔ علاوہ ازیں ماہِ رمضان کی فضیلت یہ ہے کہ قرآن پاک بلکہ تمام آسمانی کتابیں اس مہینہ میں انبیاء پر نازل ہوئی ہیں۔ علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ اَوّلاً قرآن پاک شہر رمضان میں شب قدر کو لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر "بیت العزۃ" میں بتمام نازل کر دیا گیا۔ (دیکھئے سورۃ القدر آیت ۱) اس کے بعد ۲۳ سال میں بتدریج حسب ضرورت آنحضرت پر نازل ہوتا رہا۔ لہٰذا یہ بھی صحیح ہے کہ قرآن مجید رمضان میں نازل کیا گیا اور یہ بھی کہ "لیلۃ القدر" میں نازل ہوا اور یہ بھی کہ ۲۳ سال میں متفرق طور پر نازل کیا گیا۔ (ابن کثیر) یہی وجہ ہے کہ آنحضرت رمضان میں قرآن پاک کا حضرت جبریل سے دور فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری باب بدء الوحی) اور بہت سی روایتوں میں ماہِ رمضان کی راتوں میں قیام کی فضیلت آئی ہے اور فرمایا کہ اس سے سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ قیام آنحضرت کی سنت ہے۔ (ترغیب بحوالہ نسائی) سنن ابی داؤد میں ہے کہ آنحضرت نے ۲۳، ۲۵، ۲۷ تین روز تراویح کی نماز باجماعت پڑھائی۔ فتح الباری (ج ۱ ص ۵۹۱) میں بحوالہ "قیام اللیل" مروزی بروایت جابر لکھا ہے کہ آنحضرت نے آٹھ رکعت تراویح اور وتر سے قیام فرمایا۔ رمضان میں قرآن کی تلاوت سے خصوصی شغف احادیث کے علاوہ تعامل سلف سے بھی ثابت ہے جس سے رمضان اور قرآن کا تعلق بخوبی واضح ہو جاتا ہے

ف۲ یعنی سفر یا بیماری کی وجہ سے اگر رمضان کا روزہ نہ رکھ سکے تو دوسرے دنوں میں رمضان کے دنوں کی گنتی پوری کر لے۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر)

ف۳ اس سے علما نے عید الفطر میں تکبیرات کی مشروعیت اخذ کی ہے یعنی صبح کو عید نماز کے لئے جاتے ہوئے اور عیدگاہ میں پہنچ کر نماز کے کھڑا ہونے تک تکبیریں کہتا رہے۔ الفاظ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ (دار قطنی۔ ابن کثیر) (سلسلہ بیان کیلئے دیکھئے سورۃ الاعلیٰ آیت ۱، سورۃ الکوثر)

ف۴ ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ ہمارا رب نزدیک ہے تو ہم اس سے مناجات کریں۔ دور ہے تو ہم اس کو پکاریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ترغیب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو سنتا ہے لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ ماہِ رمضان کے سلسلہ میں اس آیت کے آجانے کا مطلب یہ ہے کہ ماہِ رمضان خصوصاً روزے کی حالت دعاؤں کے قبول ہونے کا خاص سبب ہے۔ (ابن کثیر) ایک حدیث کے ضمن میں ہے کہ روزے والے کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔ اس کی دعا کیلئے بھی آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (ترمذی، نسائی) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الدعوات) یہی وجہ ہے کہ ماہِ رمضان کے دوران میں کثرت استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ (ترغیب۔ در منثور)

ف۵ ابتدا میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو افطار سے صرف نمازِ عشا تک کھانا پینا اور عورت سے مقاربت جائز تھی۔ اگر کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھ لی یا وہ اس سے پہلے سو گیا تو اس کا روزہ شروع ہو جاتا تھا پھر اگلے روز افطار یعنی سورج غروب ہونے تک کھانا پینا اور جماع اس پر حرام ہوتا تھا بعض لوگ ضبط نہ کر سکے اور رات کو عشا کے بعد بیویوں سے مقاربت کر بیٹھے۔ ایک انصاری قیس بن صرمہ کے متعلق روایت ہے کہ وہ روزے کی حالت میں دن بھر کھیت میں کام کرتے رہے۔ افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے پوچھا کوئی چیز کھانے کیلئے ہے؟ بیوی نے جواب دیا نہیں۔ آپ ٹھہریئے میں جا کر پڑوسیوں سے لاتی ہوں بیوی کے چلے جانے کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے۔ بیوی کو دیکھ کر نہایت افسوس ہوا۔ پھر اگلے دن روزہ رکھنا پڑا ابھی آدھا دن نہیں گزرا تھا کمزوری کی وجہ سے غش کھا گئے۔ اس واقعہ کا علم آنحضرت کو ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح بخاری و ابوداؤد)

ف۶ صبح کی سفید دھاری سے مراد صبح صادق ہے۔ اس "خیط اسود" اور "خیط ابیض" کے سمجھنے میں بعض صحابہ کرام کو غلط فہمی ہو گئی تھی، آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے صبح صادق اور صبح کاذب مراد ہیں۔ (ابن کثیر) معلوم ہوا کہ قرآن فہمی کیلئے صرف عربی زبان کا جان لینا کافی نہیں ہے بلکہ حدیث کی بھی ضرورت ہے۔ مسئلہ رمضان کا روزہ رکھنے کیلئے رات کو نیت ضروری ہے جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا: من لم یجمع الصیام من اللیل فلا صیام لہ کہ جو شخص رات کو روزہ

ف۱ رمضان سے چونکہ اعتکاف کا خاص تعلق ہے اس لئے یہاں اعتکاف کے احکام کی طرف اشارہ فرمادیا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہا محدثین کتاب الصیام کے بعد کتاب الاعتکاف کا عنوان قائم کرتے ہیں۔ معتکف کے لئے بیوی سے مقاربت یعنی جماع اور جماع کے دواعی (بوس وکنار) سے مجتنب رہنا ضروری ہے۔ ہاں خانگی ضروریات کے سلسلہ میں عورت اپنے خاوند سے ملاقات کرسکتی ہے جیسا کہ بعض ازواج مطہرات نے مسجد میں آنحضرتؐ سے ملاقات کی اور بیوی خدمت بھی کرسکتی ہے۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر) اگر معتکف نے اپنی بیوی سے جماع کرلیا تو اس کا اعتکاف ختم ہوگیا اسے نئے سرے سے اعتکاف کرنا چاہئے۔ (فتح البیان) ف۲ یعنی یہ احکام اربعہ (مباشرت کی اباحت، صبح صادق تک کھانے پینے کی اجازت، طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزہ پورا کرنا، اعتکاف کی حالت میں عورت سے مقاربت کی ممانعت) حدود الٰہی ہیں۔ ان کی سختی سے پابندی کرو۔ (ابن کثیر) مسئلہ احادیث میں سحر کے وقت کھانا کھا کر روزہ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے فرمایا: تسحروا فان فی السحور برکۃ کہ سحری کھاؤ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔ ایک حدیث میں ہے "ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق صرف یہ ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں" لہٰذا سحری کے وقت کچھ کھائے بغیر روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ (ابن کثیر)

وَأَنتُمْ عَٰكِفُونَ فِى ٱلْمَسَٰجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ

اور تم اعتکاف کرنے والے ہو بیچ مسجدوں کے یہ ہیں حدیں اللہ تعالے کی پس مت نزدیک جاؤ ان کے اسی طرح

بیٹھو تو (مباشرت کرو بھی) عورتوں سے صحبت نہ کرو ف۱ یہ اللہ تعالے کی حدیں ہیں ان کے پاس بھی نہ جانا ف۲ اللہ تعالے اسی طرح اپنے حکم

يُبَيِّنُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم

بیان کرتا ہے اللہ تعالے نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تو کہ وہ بچیں اور مت کھاؤ مال اپنے درمیان اپنے

صاف صاف لوگوں کو بتلاتا ہے تاکہ وہ (حکم کا خلاف کرنے سے) بچے رہیں اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھا جاؤ

بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ

ساتھ باطل کے اور مت کھینچے جاؤ ان کو طرف حاکموں کی تو کہ کھاؤ ایک ٹکڑا مال لوگوں کے سے

اور نہ مال کا مقدمہ حاکموں تک کھینچے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے ایک حصہ تم جان بوجھ کر

بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ

ساتھ گناہ کے اور تم جانتے ہو پوچھتے ہیں تجھ کو چاندوں سے کہہ وہ وقت ہیں

ناحق ہضم کرو ف۳ تجھ سے چاندوں کو پوچھتے ہیں تو کہہ چاند سے (یعنی اس کے گھٹنے اور بڑھنے سے) لوگوں

ع ٢٣

لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ ٱلْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا۟ ٱلْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ

واسطے لوگوں کے اور حج کے اور نہیں بھلائی بیچ اس کے کہ آؤ تم گھروں میں پیٹھ ان کی سے ولیکن بھلائی

وقت معلوم ہوتے ہیں اور حج کا وقت معلوم ہوتا ہے ف۴ اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں چھت پر سے آؤ بلکہ نیکی اسی شخص کی

مَنِ ٱتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا۟ ٱلْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَٰبِهَا ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾ وَ

واسطے اس شخص کے ہے کہ پرہیزگاری کرے اور آؤ گھروں میں دروازوں ان کے سے اور ڈرو اللہ تعالے سے تو کہ تم فلاح پاؤ اور

ہے جو حرام کاموں سے بچا رہے اور گھروں میں دروازوں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو ف۵ اور

قَٰتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱلَّذِينَ يُقَٰتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوٓا۟ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ

لڑو بیچ راہ اللہ تعالے کے ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے اور مت زیادتی کرو تحقیق اللہ تعالے نہیں دوست رکھتا

اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں (یعنی دین کی حمایت میں نہ کہ دنیا کی غرض سے) ان سے لڑو اور زیادتی مت کرو

ٱلْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ وَٱقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ

زیادتی کرنے والوں کو اور مار ڈالو ان کو جہاں پاؤ ان کو اور نکال دو ان کو جہاں سے

اللہ تعالے زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ف۶ اور ان کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہوں نے تم کو جہاں سے نکالا (یعنی مکہ سے)

أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَٱلْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ ٱلْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَٰتِلُوهُمْ عِندَ ٱلْمَسْجِدِ

نکال دیا تم کو اور کفر سخت تر ہے قتل سے اور مت لڑو ان سے نزدیک مسجد

تم بھی ان کو وہاں سے نکال باہر کرو ف۷ اور دین کی خرابی قتل سے بدتر ہے ف۸ اور مسجد حرام کے پاس ان سے مت لڑو

ٱلْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَٰتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَٰتَلُوكُمْ فَٱقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَآءُ

حرام کے یہاں تک کہ لڑیں تم سے بیچ اس کے پس اگر لڑیں تم سے پس مارو ان کو اسی طرح ہے سزا

جب تک وہ تم سے اس جگہ نہ لڑیں پھر اگر وہ (مسجد حرام میں) تم سے لڑیں تو تم بھی ان کو قتل کرو کافروں کی یہی (قتل اور اخراج)

ف۳ جو مال بھی ناجائز طریقے سے حاصل کیا جائے خواہ مالک کی رضامندی بھی اس میں شامل ہو تو وہ باطل (ناحق) طریق سے کھانا ہے۔ مثلاً زنا کی اجرت، نجومی کی فیس، شراب کی فروخت، لاٹری یا جوئے کے ذریعہ کمائی یا گانے بجانے کی اجرت۔ الغرض تمام ناجائز وسائل اکل بالباطل کے تحت آجاتے ہیں۔ اسی طرح رشوت دیکر یا حکام کے سامنے جھوٹی گواہیاں پیش کر کے کسی کے مال پر قانونی تصرف حاصل کرلینا بھی حرام ہے محض حاکم کے فیصلہ سے کوئی حرام مال حلال نہیں ہوجاتا۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کسی فریق کے دلائل سُن کر میں اس کے حق میں فیصلہ کردوں تو میرے فیصلہ سے ایک کیلئے دوسرے کا مال حلال نہیں ہوجائیگا۔ اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس نے آگ کا ایک ٹکڑا حاصل کیا ہے۔ (بخاری ومسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظاہری بیانات کی بناپر ناحق فیصلہ سے حرام چیز حلال نہیں ہوجاتی۔ صحابہ، تابعین اور ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ سے ایک قول اسکے خلاف بیان کیا جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف۴ اَھِلَّۃ۔ یہ جمع ہلال کی ہے اور چاند کے پورا ہونے سے پہلے اسے ہلال کہا جاتا ہے۔ لوگوں نے اس کی کمی بیشی کا سبب دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے مواقیت للناس فرما کر حکیمانہ انداز میں اس کے فوائد کی طرف اشارہ فرمادیا کہ چاند کے بڑھنے گھٹنے کے فائدے یہ ہیں کہ عبادات اور معاملات جیسے طلاق کی عدت، حج، عید الفطر وغیرہ کے اوقات اس کے ساتھ متعلق ہیں ان کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے۔ (شوکانی)

ف۵ اس کا تعلق بھی چونکہ حج سے ہے اسلئے یہاں بیان فرمادیا جاہلیت میں توہم پرستی کا غلبہ تھا ان کے ہاں یہ رسم تھی کہ وہ حج کے لئے احرام باندھ لیتے اور پھر گھر میں آنے کی ضرورت پڑتی تو دروازے کی بجائے پیچھے سے چھت پر چڑھ کر آتے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ احرام باندھ لینے والے کیلئے جائز نہیں ہے کہ اس کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل ہو۔ اس آیت میں ان کی اس غلط رسم کی تردید فرمائی ہے۔ (شوکانی)

ف۶ اوپر کی آیت میں دو حکم مذکور ہیں۔ معرفت الٰہی میں استقامت جس کا تعلق علم سے ہے اور طاعت میں تقویٰ کی راہ اختیار کرنا جو عمل سے متعلق ہے۔ اس آیت میں جہاد کا حکم ہے جو عملاً تقویٰ کی مشکل ترین صورت ہے۔ (کبیر) جملہ اہل علم اس امر پر متفق ہیں کہ ہجرت سے قبل قتال ممنوع تھا۔ مدینہ میں ہجرت کے بعد یہ پہلا حکم ہے جو قتال کی اجازت میں نازل ہوا۔ اس آیت کے تحت جب تک کہ عام اجازت نازل نہیں ہوئی آنحضرتؐ انہی سے لڑتے جو پہل کرتے اس کے بعد عام اجازت ہوگئی۔ اس آیت میں اعتداء یعنی ہر قسم کے ظلم وزیادتی سے منع فرمادیا ہے۔ چنانچہ حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ (جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو) حکم دیتے "جاؤ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں لڑو مگر خیانت، بدعہدی اور مثلہ نہ کرو۔ بچوں، عورتوں اور درویشوں (راہبوں) کو قتل نہ کرو۔ (صحیح مسلم) معلوم ہوا کہ یہ جملہ امور اِعْتِدَا میں داخل ہیں جس سے منع فرمایا ہے۔ (ابن کثیر۔ کبیر) بعض نے اس آیت کو بلاوجہ منسوخ قرار دیدیا ہے۔ (کبیر)

ف۷ چنانچہ آنحضرتؐ نے جب مکہ فتح کیا تو اس آیت کے تحت حرم مکہ سے ہر شخص کو نکال دیا جو اسلام نہ لایا تھا اور پھر حرم مدینہ سے بھی یہود کو جلاوطن کردیا اور فرمایا: لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب کہ اب جزیرۂ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ (شوکانی۔ کبیر)

ف۸ یعنی مکہ کے حرم یا ماہ حرام میں مقابلہ بے شک جرم ہے مگر الفتنہ یعنی شرک اور دین سے برگشتہ کرنے کیلئے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا اس مقاتلہ سے بھی بڑا جرم ہے لہٰذا کسی اندیشہ کے بغیر مشرکین کو قتل کرو گویا اس آیت میں بھی حرم مکہ یا اشہر حرم میں مقاتلہ کی مشروط اجازت دی ہے۔ (کبیر۔ فتح القدیر)

وے یعنی سرزمین مکہ بے شک حرم یعنی جائے امن ہے اس میں قتل وقتال ممنوع ہے مگر جب ظلم وتشدد کی ابتدا ان (کفار) کی طرف سے ہوئی ہے تو اب لڑائی جائز ہے۔ پھر بھی فتح مکہ کے موقع پر آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اسی کو قتل کرو جو ہتھیار اٹھائے اور باقی سب کے لئے امن عام کا اعلان فرما دیا۔ ابن کثیر۔ بخاری وغیرہ) وے یعنی ان سے اس وقت تک برسرپیکار رہو جب تک کہ "فتنة" (شرک اور ظلم وستم) کا ہر طرح سے قلع قمع نہیں ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کا دین ہر طرح سے غالب نہیں آجاتا۔ ایک حدیث میں ہے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اس وقت تک لڑنے کا حکم ملا ہے جب تک وہ لا اله الا الله کے قائل نہیں ہو جاتے۔ جب وہ اس کے قائل ہو جائیں گے تو ان کے جان ومال محفوظ ہیں۔ الا یہ کہ ان پر اسلام کی رو سے کوئی حق عائد ہو تو اسے پورا کیا جائے گا۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیحین)

الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٢﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ

کافروں کی ۔ پس اگر باز رہیں پس تحقیق اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور لڑو ان سے یہانتک کہ نہ رہے

سزا ہے ول ۔ پھر اگر وہ (لڑنے سے) باز آئیں (اور اسلام قبول کریں) تو اللہ (اگلے قصوروں کو) بخشنے والا (اپنے بندوں پر) مہربان ہے ۔ ان سے

فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩٣﴾

کفر اور ہووے دین واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس نہیں زیادتی کرنا مگر اوپر ظالموں کے

یہاں تک لڑو کہ دین کی خرابی نہ رہے اور اللہ کا ایک دین ہو جائے (خدا کے سوا دوسرا کوئی نہ پوجا جائے) وس پھر اگر وہ (کفر یا مخالفت سے) باز آجائیں تو اب ان پر

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ

مہینہ حرمت والا بدلے مہینے حرمت والے کے ہے اور حرمتوں کا بدلہ ہے پس جو کوئی زیادتی کرے اوپر تمہارے

کوئی زیادتی نہ ہو گی مگر جو ظلم کریں وس حرمت (ادب) کا مہینہ حرمت کے مہینے کے مقابل ہے اور دوسری بھی ادب کی سب چیزوں میں برابر کا بدلہ ہے۔

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

پس زیادتی کرو تم اوپر اس کے مانند اس کے کہ زیادتی کی اوپر تمہارے اور ڈرو اللہ تعالے سے اور جانو یہ کہ تحقیق اللہ ساتھ

پھر جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اتنی ہی زیادتی اس پر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (ایسا نہ ہو تمہارا بدلہ اس کی برائی سے زیادہ ہو جائے) اور سمجھ لو کہ اللہ

الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ

پرہیزگاروں کے ہے اور خرچ کرو بیچ راہ اللہ تعالے کے اور مت ڈالو ہاتھوں اپنے کو طرف ہلاکت کی

پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (ان کی مدد کرے گا اور ان کو قوت دے گا) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو ۵

وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٩٥﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ

اور نیکی کرو تحقیق اللہ تعالے دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور پورا کرو حج کو اور عمرے کو واسطے اللہ کے پس اگر

اور احسان کرو اللہ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور حج اور عمرے کو اللہ کے لیے پورا کرو ول پھر اگر تم

اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ

بند کئے جاؤ تم پس جو کچھ میسر ہو قربانی سے اور مت منڈاؤ سروں اپنوں کو یہاں تک کہ پہنچے قربانی

(بیماری یا دشمن کی وجہ سے) روکے جاؤ تو جو میسر ہو قربانی بھیجو ک اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ

مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ

جگہ حلال ہونے اپنے کی پس جو کوئی ہو تم میں سے بیمار یا اس کو ایذا ہو سر اس کے سے پس بدلہ ہے

۵ اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو (تو بال اتارنے کا) فدیہ دینا چاہیے

صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۠ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ

روزوں سے یا خیرات سے یا ذبح سے پس جب امن میں ہو تم پس جو کوئی فائدہ اٹھا دے عمرے سے ساتھ حج کے

روزہ یا خیرات یا قربانی وہ پھر جب تم کو خاطر جمع ہو (یعنی بیماری نہ رہے دشمن کا خوف جاتا رہے) اور کوئی عمرے کو حج سے ملا کر تمتع کرنا چاہے

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ

پس جو کچھ میسر ہو قربانی سے پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے تین دن کے بیچ حج کے

تو جیسے میسر آئے قربانی کرے پھر اگر قربانی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے حج (کے دنوں) میں رکھ لو

وس یعنی اگر یہ شرک اور مسلمانوں کے ساتھ مقاتلہ سے باز آجائیں تو اس کے بعد جو شخص ان سے جنگ کرے گا وہ ظالم ہے اور اسے اس زیادتی کی سزا ملے گی۔ یہاں "عدوان" کا لفظ ایسی ہی سزا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (ابن کثیر)

وس آنحضرتؐ ذی القعدة ۶ھ میں جب عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو کفار نے مزاحمت کی اور عمرہ سے روک دیا مگر آخر کار صلح ہو گئی اور قرار پایا کہ مسلمان آئندہ سال عمرہ کریں یہ معاہدہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ پھر جب دوسرے سال ۷ھ میں مسلمان عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ ماہ حرام اور حرم مکہ میں لڑائی ممنوع ہے لیکن اگر کفار نے بدعہدی کی اور ہمیں عمرہ سے روک دیا تو ہم کیا کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ کبیر) یعنی اگر کفار حرام مہینوں کا لحاظ نہ کریں تو تم بھی نہ کرو اور اگر وہ بدعہدی کریں تو تم بھی حرم مکہ کا لحاظ مت کرو۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) فائدہ واضح رہے کہ اشہر حرم (حرام مہینے) چار ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب۔

وہ یعنی اللہ کی راہ میں جہاد اور مال خرچ کرنے سے دریغ کرنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا "یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے" اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اسلام پھیل گیا اور اسے قوت حاصل ہو گئی تو انصار جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب لڑائی بند ہو چکی ہے لہٰذا اگر ہم اہل وعیال میں رہ کر کچھ گھر کا دھندا کریں تو اچھا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) مگر آیت اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے اور سب نیک کاموں میں مال خرچ کرنے کا حکم ہے اور دینی اور دنیوی خطروں سے دور رہنے کا حکم ہے۔ (شوکانی)

ول یعنی ان کے ارکان پوری طرح ادا کرو، حج تو بالاتفاق فرض ہے اور ارکان اسلام میں سے ہے مگر عمرہ کے وجوب میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک واجب ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اور بعض سنیت کے قائل ہیں۔ احادیث میں دونوں طرح کا ثبوت ملتا ہے مگر احرام باندھ لینے کے بعد اس کا اتمام سب کے نزدیک واجب ہے۔ (شوکانی)

وک روکے جاؤ یعنی خانہ کعبہ تک نہ پہنچ سکو تو ایک بدنی (اونٹ، گائے یا بکری) حسب مقدور جہاں روکے جاؤ، ذبح کر کے احرام کھول ڈالو اور آئندہ سال حج یا عمرہ کر لو۔

وہ اس کا عطف "اتموا الحج" پر ہے اور یہ حکم حالت امن کے ساتھ مخصوص ہے یعنی حالت امن میں اس وقت تک سر نہ منڈاؤ (احرام نہ کھولو) جب تک کہ حج وعمرہ کے اعمال پوری طرح ادا کر کے فارغ نہ ہو جاؤ۔

وہ یعنی احرام باندھنے کے بعد تمہیں بیماری یا کسی عذر کی بنا پر سر منڈوانے کی ضرورت پیش آجائے تو سر منڈا کر تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو بطور فدیہ سرانجام دو۔ (۱) تین دن کے روزے (۲) یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (۳) یا ایک جانور کی قربانی جیسا کہ کعب بن عجرہ کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ابن کثیر)

ول حج کی تین قسمیں ہیں۔ حج اِفراد۔ یعنی میقات (مقررہ جگہ) سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھے۔ حج قِران یعنی حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کر کے احرام باندھے۔ حج کی ان دونوں صورتوں میں یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) سے پہلے احرام کھولنا جائز نہیں ہے حج تمتع۔ یعنی میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھے اور مکہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دے پھر آٹھویں ذی الحجہ (یوم الترویہ) کو مکہ ہی سے حج کا احرام باندھ کر اعمال حج ادا کرے اور فارغ ہونے کے بعد یوم النحر یعنی دسویں تاریخ کو احرام کھولا جائے۔ آیت میں اس تیسری قسم (حج) کے احکام کا ذکر ہے۔ یعنی ایسی صورت میں حسب توفیق دم تمتع (قربانی) ضروری ہے جو کم از کم ایک بکری ہے سب ائمہ اس پر متفق ہیں۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ

اور سات روزے جب پھر جاؤ تم یہ دس ہوئے پورے یہ واسطے اس شخص کے ہے کہ نہ ہوں اہل اس کے

اور سات جب لوٹ کر آؤ ف۱ یہ پورے دس ہوئے ف۲ یہ حکم (یعنی تمتع جائز ہونا یا تمتع میں قربانی یا روزے واجب ہونا)

حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾

رہنے والے مسجد حرام کے اور ڈرو اللہ سے اور جانو تحقیق اللہ تعالے سخت عذاب کرنے والا ہے

اس شخص کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں ف۳ اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَ

حج کے مہینے ہیں معلوم پس جو کوئی مقرر کرے بیچ ان کے حج پس نہیں رغبت کرنا طرف عورتوں کی اور نہ گناہ کرنا

حج کے کئی مہینے ہیں جو مشہور ہیں (یعنی شوال اور ذی قعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے) ف۴ پھر جو کوئی ان دنوں میں حج کا احرام باندھ لے ف۵

لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ

نہ جھگڑنا بیچ حج کے اور جو کرو گے تم بھلائی سے جانتا ہے اس کو اللہ تعالے اور خرچ راہ لیا کرو پس تحقیق

(یعنی حج کے ختم ہونے تک شہوت کی باتیں اور گناہ اور جھگڑا نہ کرے ف۶ اور جو نیک کام تم کرو گے اللہ کو معلوم ہو جائے گا اور راہ خرچ اپنے ساتھ

خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

بہتر فائدہ خرچ کا بچنا ہے سوال اور گناہ سے اور ڈرو مجھ سے اے صاحبو عقل کے نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ

رکھو اسی لیے کہ اچھا توشہ یہی ہے کہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچے ف۷ اور عقلمندو مجھ سے (میرے عذاب اور غصہ سے) ڈرتے رہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ

تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ

ڈھونڈو فضل پروردگار اپنے کے سے پس جب پھرو تم عرفات سے پس یاد کرو اللہ کو نزدیک

(حج کے دنوں میں) اپنے پروردگار کا فضل و کرم چاہو ف۸ پھر جب عرفات سے (نویں تاریخ شام کو) لوٹو تو (مزدلفہ میں آکر) اللہ کی یاد کرو

الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ﴿١٩٨﴾

مشعر حرام کے اور یاد کرو اس کو جیسا ہدایت کیا تم کو اور تحقیق تھے تم پہلے اس سے البتہ گمراہوں سے

ف۹ اور جیسے اللہ تعالے نے تم کو بتلایا اسی طرح یاد کرو اور اس سے پہلے تو تم گمراہ تھے

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

پھر پھرو جہاں سے پھرتے ہیں لوگ اور بخشش مانگو اللہ تعالے سے تحقیق اللہ تعالے بخشنے والا

ایک بات اور ہے کہ اسی مقام سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں ف۱۰ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو بے شک وہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ

مہربان ہے پس جب پورا کر چکو تم عبادتیں اپنی پس یاد کرو اللہ تعالے کو جیسا یاد کرنا ہے تمہارا باپوں اپنوں کو یا زیادہ تر

مہربان ہے پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو جس طرح (جاہلیت کے زمانہ میں) اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے تھے اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ اللہ کی

ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ

یاد کرنا پس بعضا لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے اور نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ

یاد کرو ف۱۱ تو بعضے لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے ہم کو جو دینا ہے) دنیا ہی میں دے دے ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہا

ع ۲۴/۸

ف۱ حج کے دنوں سے مراد ہے یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ سے پہلے کے آٹھ دن یعنی تین روزے تو ان دنوں میں رکھے اور سات روزے وطن پہنچ کر۔ (ابن کثیر) بعض نے لکھا ہے کہ کاملۃ کے لفظ سے اس معنی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ان روزوں سے "ہدیٰ" یعنی قربانی کا پورا ثواب مل جائے گا۔ (قرطبی)

ف۲ یہاں عشرۃ کے بعد کاملۃ کا لفظ بطور تاکید لایا گیا ہے اور

ف۳ یعنی حج تمتع کی اجازت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اہل حرم نہ ہوں اھد اہل حرم سے مراد یا تو وہ لوگ ہیں جو مکہ کے اندر رہتے ہوں اور یا باہر رہتے ہوں مگر ان کی مسافت قصر صلوٰۃ کی مسافت سے کم ہو۔ (ابن کثیر) اور بعض نے لکھا ہے کہ حدود میقات کے اندر رہنے والوں کو "من لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں) کہا جائے گا۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر)

ف۴ اشھر معلومات کی یہی تشریح حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہ و تابعین سے مروی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حج کا احرام بھی غرۂ شوال سے پہلے نہ باندھا جائے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: من السنۃ ان لا یحرم بالحج الا فی اشھر الحج۔ کہ سنت یہ ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں کے سوا دوسرے مہینوں میں نہ باندھا جائے۔ حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول مرفوع حدیث کے حکم میں ہے جس کی تائید حضرت جابرؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو مرفوع اور موقوف دونوں طرح سے مروی ہے اور یہی مسلک صحیح اور راجح ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) مسئلہ۔ عمرہ تو سارے سال میں جب چاہے کر سکتا ہے مگر حج کے لئے یہ مہینے مقرر ہیں اور عشرۂ ذی الحجہ میں اس کے مناسک اتمام پاتے ہیں اور یوم النحر کی رات گزر جانے کے بعد حج ختم ہو جاتا ہے۔ (ابن کثیر) مسئلہ حج کا احرام تو مکہ کے اندر سے ہی باندھا جا سکتا ہے مگر عمرے کے احرام کے لئے باہر حل میں جانا ضروری ہے اور اس میں آفاقی اور مکی دونوں برابر ہیں۔ (موطا)

ف۵ حج کو اپنے اوپر لازم کرنا یہ ہے کہ حج کی نیت کے ساتھ احرام باندھ لے اور زبان سے لبیک کہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی حج میں یہ سب باتیں حرام ہیں۔ رفث (شہوت کی باتوں) سے جماع اور تمام وہ چیزیں مراد ہیں جو جماع کی طرف مائل کرنے والی ہوں اور فسوق کا لفظ ہر قسم کے گناہ کو شامل ہے اور جدال سے لڑائی جھگڑا مراد ہے حدیث میں ہے کہ "جس نے حج کیا اور اس میں رفث و فسوق نہیں کیا" وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت تھا۔ (ابن کثیر)

ف۷ یہ معنی "التقویٰ" کے لغوی معنی کی بنا پر ہیں۔ (روح المعانی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اہل یمن حج کو نکلتے تو کوئی زاد راہ ساتھ نہ لیتے اور اپنے آپ کو "متوکل" کہتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی زاد راہ ساتھ نہ لینا اور اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالنا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ بہترین زاد تقویٰ یعنی منہیات سے بچنا ہے۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر)

ف۸ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگ ایام حج کو ذکر الٰہی کے ایام سمجھتے۔ اس لئے ان میں کسب معاش کو گناہ خیال کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ حج کے دوران خرید و فروخت ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ مال و دولت بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس لئے روزی کمانا منع نہیں ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۹ نو ذی الحجہ کو عرفات میں وقوف کرنا (از زوال آفتاب تا غروب شمس) حج کا سب سے بڑا رکن ہے۔ ایک طویل حدیث کے ضمن میں ہے "الحج عرفۃ" کہ عرفات میں وقوف ہی حج ہے۔ یوم النحر کی صبح سے پہلے پہلے جس نے وقوف کر لیا اس کا حج ہو گیا مشعر حرام سے مراد مزدلفہ ہے اور حرم کے اندر ہونے کی وجہ سے اسے "الحرام" کہدیا گیا ہے عرفات سے پلٹ کر حجاج رات یہاں بسر کرتے ہیں۔ صبح کی نماز غلس میں پڑھ کر قرب طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ آیت میں اسی کا حکم ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۱۰ عرفات کا میدان حرم کی حدود سے باہر ہے اس لئے قریش مزدلفہ سے آگے نہ جاتے۔ ان کو حکم دیا کہ سب لوگوں کے ساتھ عرفات پہنچ کر لوٹنا ضروری ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ اسلام سے پہلے اہل عرب لوگ حج سے فارغ ہوتے تو منیٰ میں میلہ لگاتے اور اپنے آباؤ اجداد کا خوب تذکرہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس طرح ذکر الٰہی کیا کرو۔ (شوکانی)

خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ

حصہ — اور بعضا ان میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو بیچ دنیا کے نیکی اور بیچ آخرت کے

اور بعضے ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ

نیکی اور بچا ہم کو عذاب آگ کے سے یہ لوگ واسطے ان کے حصہ ہے اس چیز سے جو کمایا انھوں نے اور اللہ تعالیٰ جلد

اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کی کمائی میں سے کچھ حصہ ملے گا اور اللہ بہت جلد

الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ

لینے والا ہے حساب کا اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو بیچ دنوں گنے ہوئے کے پس جو کوئی جلدی کرے بیچ دو دن کے

حساب لینے والا ہے ف۱ اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کی یاد کرو ف۲ پھر جو شخص جلدی کر کے دو ہی دن میں (منیٰ سے)

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

پس نہیں گناہ اوپر اُس کے اور جو کوئی پیچھے رہے پس نہیں گناہ اُوپر اس کے یہ واسطے اس شخص کے ہے کہ پرہیزگاری کرے اور ڈرو اللہ سے

چل دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو تیرہ تاریخ تک ٹھہرا رہے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ پرہیزگار ہو ف۳ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو

اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جانو یہ کہ تم طرف اسی کی اکٹھے کئے جاؤ گے اور بعض لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ خوش لگتی ہے تجھ کو بات اس کی بیچ زندگانی دنیا کے

کہ تم اس کے پاس (قیامت کے دن) اکٹھا ہو گے بعضا آدمی ایسا ہے جس کی باتیں تجھ کو دنیا کی زندگی میں بھلی لگتی ہیں

وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى

اور گواہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اوپر اس چیز کے کہ بیچ دل اس کے کے ہے اور وہ بہت جھگڑالو ہے اور جب حاکم ہوتا ہے کوشش کرتا ہے بیچ

اور وہ اپنے دل کی سچائی پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حقیقت میں وہ سخت جھگڑالو ہے جب لوٹ کر جاتا ہے (یا اس کو حکومت ملتی

الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾

زمین کے تو کہ فساد کرے بیچ اس کے اور ہلاک کرے کھیتی کو اور جانوروں کو اور اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا فساد کو

ہے) تو زمین میں دھند مچانے کی کوشش کرتا ہے (یعنی فساد کرنے کی) اور کھیتیاں اور جانیں برباد کرتا ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَ

اور جب کہا جاتا ہے واسطے اس کے ڈر تو اللہ سے پکڑتی ہے اس کو عزت ساتھ گناہ کے پس کفایت ہے اس کو دوزخ اور

اور جب اس سے کہو خدا سے ڈر تو شیخی میں آکر اور گناہ کرے تو جہنم اس کے لیے بس ہے اور وہ

لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ

البتہ بُرا ہے بچھونا اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بیچتا ہے جان اپنی کو واسطے چاہنے رضامندی اللہ تعالیٰ کے

بے شک برا مقام ہے ف۴ بعضا آدمی ایسا ہے جو اللہ کو راضی رکھنے کے لیے اپنی جان تک بیچ ڈالتا ہے

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَاۗفَّةً

اور اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے ساتھ بندوں کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو داخل ہو بیچ اسلام کے سارے

اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے ف۵ مسلمانو پوری مسلمانی میں آجاؤ (یا سب مسلمان مل کر ایک ہو جاؤ) ف۶

ف۱ (یعنی بہت جلد اور لامحالہ محاسبہ ہونے والا ہے) ذکرِ الٰہی کا حکم دینے کے بعد دعا کی کیفیت بیان فرمائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صرف دنیا کے طالب ہوتے ہیں ایسے لوگ آخروی نعمتوں سے یکسر محروم رہیں گے۔ (دیکھئے الشوریٰ آیت ۲۰) اور دوسرے وہ جو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی طلب کرتے ہیں۔ اصل کامیابی انہی لوگوں کی ہے۔ (رازی۔ شوکانی) دنیا کی بھلائی (حسنہ) میں صحت، وسعتِ رزق، علمِ دین اور عبادتِ الٰہی کی توفیق، الغرض سب نیک اعمال شامل ہیں اور آخرت کی بھلائی میں دوزخ سے نجات، جنت اور رضا الٰہی کا حصول، حساب میں آسانی وغیرہ داخل ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نماز اور عام اوقات میں بھی یہ دعا بکثرت فرمایا کرتے تھے۔ فی الجملہ یہ ایک نہایت جامع دعا ہے متعدد احادیث میں اس کی ترغیب آئی ہے۔ طواف کے وقت رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے مابین بھی یہ دعا مسنون ہے۔ (ابن کثیر۔ روح المعانی)

ف۲ ان ایام سے "ایام تشریق" یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن مراد ہیں ان ایام میں ذکرِ الٰہی یہ ہے کہ رمی جمار کے وقت ہر کنکر کے ساتھ باآواز بلند تکبیر کہی جائے۔ نیز عام اوقات خصوصاً فرض نمازوں کے بعد تکبیرات اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا جائے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے خیمہ میں اور چلتے پھرتے اور نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیرات پڑھتے۔ حدیث میں ہے: اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ۔ کہ تشریق کے دن کھانے پینے اور ذکرِ الٰہی کے دن ہیں۔ تکبیرات کی ابتدا اور انتہا میں گو اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ عرفہ کے دن صبح کی نماز سے شروع کی جائیں اور تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳ تاریخ کی نمازِ عصر تک تیئیس نمازوں کے بعد کہی جاتیں۔ یہی مسلک اکابر صحابہ کا ہے اور حدیث سے بھی مرفوعاً ثابت ہے اور تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ اکبر (تین مرتبہ) کہکر پھر کہے: لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ (اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لئے تعریف ہے) (فتح البیان۔ رازی) نیز دیکھئے (سورۃ الحج آیت ۲۸)

ف۳ یعنی گیارہ اور بارہ کو دو دن میں رمی جمار بھی جائز ہے اور اگر تاخیر کرے یعنی پورے تین دن منیٰ میں ٹھہرا رہے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ انسان کے دل میں تقویٰ ہو اور جملہ مناسکِ حج خلوص سے ادا کرے۔ (ابن کثیر)

ف۴ اوپر کی آیتوں میں فَمِنَ النَّاسِ سے لے کر دو قسم کے لوگ ذکر کئے یعنی طالب دنیا اور طالب آخرت۔ اب یہاں سے منافقین کے اوصاف کا بیان ہے۔ آنحضرتؐ کے عہد مبارک میں چند ایسے چالباز لوگ تھے ان آیات میں ان کی صفات بیان فرما کر ان سے برعکس رہنے کی ہدایت فرمائی ہے (قرطبی۔ فتح القدیر) علماء تفسیر کے بیان کے مطابق یہ آیت گو اخنس بن شُریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر اپنے معنی کے اعتبار سے ہر اس شخص کو شامل ہے جو ان صفاتِ خمسہ کے ساتھ متصف ہو۔ (رازی) اَلَدُّ الْخِصَامِ (سخت جھگڑالو)۔ ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُرا وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔ (فتح البیان بحوالہ صحیحین) اور حدیث میں ہے کہ منافق آدمی جب جھگڑتا ہے تو بدکلامی پر اتر آتا ہے۔ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے گناہوں میں داخل ہے کہ جب اس سے کہا جائے "اللہ تعالیٰ سے ڈر" تو اُلٹا نصیحت کرنے والے کو ڈانٹ دے اور کہے تم ہوتے کون ہو نصیحت کرنیوالے تم اپنی نبیڑو! (فتح القدیر) يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ یعنی دنیاوی زندگی اور اسباب معاش کے بارے میں حیرت انگیز معلومات رکھنے والا۔ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر اپنے ایمان و اخلاص کا یقین دلانے والے۔ مگر عملاً تخریبی کارروائیوں میں مشغول رہ کر لوگوں کے جان و مال کو تباہ کرنے والا فھذہ خمسۃ خصال (المنار)

ف۵ اوپر کی آیات میں اس شخص کا بیان ہوا ہے جو طلب دنیا کی خاطر دین و ایمان کو بیچ ڈالتا ہے۔ اب اس آیت میں اس شخص کا بیان ہے جو طلب دین کے لئے دنیا کو قربان کر دیتا ہے۔ (رازی) یہ آیت صہیب، عمار، بلال اور دیگر صحابہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کو کفار نے سخت سزائیں دیں مگر وہ اسلام و ایمان پر ثابت قدم رہے۔ حضرت صہیبؓ کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ ہجرت کرنے لگے تو مشرکین نے کہا کہ تم اپنا مال لے کر نہیں جا سکتے چنانچہ وہ سارا مال و متاع چھوڑ کر مدینہ چلے آئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی آنحضرتؐ نے فرمایا: صہیبؓ کو سودے میں نفع ہوا ہے۔ (ابن کثیر۔ رازی)

ف۶ مومن مخلص کی مدح و ستائش کے بعد تمام مومنوں کو حکم ہوتا ہے کہ تم بھی پورے اسلام اور ساری شریعت پر چلو۔ اس آیت کا نزول ان اہل کتاب کے بارے میں ہوا ہے جو مسلمان ہونے کے بعد بھی خود ساختہ بدعات اور محدثات پر عمل پیرا رہنا چاہتے تھے۔ (شوکانی۔ ترجمان) ان کو متنبہ کیا کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد اب زندگی کے دوسرے فلسفوں کو چھوڑ کر عقائد و اعمال اور اخلاق و معاشرت کے باب میں السلم یعنی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا پڑے گا اور اس سے کسی طور انحراف بھی شیطان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔ گمراہی کا سرچشمہ یا تو روشن خیالی اور جدت پسندی ہے اور یا پھر توہم پرستی اور اہلِ تصوف کی بدعات ہیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ

اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر پس اگر ڈگ جاؤ تم

اور شیطان کے راہوں پر مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اگر کھلی نشانیاں آنے کے بعد

بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

پیچھے اس کے کہ آئیں تمہارے پاس دلیلیں پس جانو یہ کہ اللہ غالب ہے حکمت والا نہیں انتظار کرتے

بھی تم پھسل جاؤ (اور شیطان کے پھندے میں پھنس جاؤ) تو سمجھ رکھو بے شک اللہ تعالےٰ زبردست ہے حکمت والا کیا یہ لوگ اس انتظار میں

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ ؕ وَ

مگر یہ کہ آوے ان کے پاس اللہ تعالیٰ بیچ سائبانوں کے بادلوں سے اور فرشتے اور تمام کیا جاوے کام اور

ہیں کہ اللہ تعالےٰ بادلوں کے چھتر لگائے ہوئے فرشتوں کو ساتھ لیے ہوئے ان کے پاس آجائے اور جو ہونا ہے وہ ہو جائے

اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ

طرف اللہ تعالیٰ کی پھیرے جاتے ہیں سب کام سوال کر بنی اسرائیل سے کتنی دیں ہم نے ان کو نشانیاں ظاہر

اور سب کام اللہ ہی کے سامنے پیش ہوں گے ف۱ (اے پیغمبر) بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے ان کو کتنی کھلی نشانیاں دیں اور

۲۵ ع ۹

وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

اور جو کوئی بدل ڈالے نعمت اللہ تعالےٰ کی کو پیچھے اس کے کہ آئی اس کے پاس پس تحقیق اللہ سخت عذاب والا ہے

جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمت پہنچ جانے کے بعد بدل ڈالے تو اللہ کا عذاب سخت ہے ف۲

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَ

زینت دی گئی واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے زندگانی دنیا کی اور ٹھٹھا کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور

کافروں کو دنیا کی زندگی بھلی معلوم ہوتی ہے اور مسلمانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور جو لوگ

وقف لازم

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں اوپر ان کے ہیں دن قیامت کے اور اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بے شمار

شرک سے بچے ہیں (یعنی مسلمان) وہ قیامت کے دن ان کے اوپر ہوں گے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے ف۳

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَ

تھے لوگ امت ایک پس بھیجا اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانیوالے اور

(پہلے) لوگ ایک ہی طریق (دین) پر تھے (پھر لگے اختلاف کرنے) تو اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کو بھیجا (مومنوں کو) خوشخبری سناتے ہوئے اور (کافروں اور

اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا

اتاری ساتھ ان کے کتاب ساتھ حق کے تو کہ حکم کرے درمیان لوگوں کے بیچ اس چیز کے کہ اختلاف کرتے تھے بیچ اس کے اور نہیں

بدکاروں کو) ڈراتے ہوئے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری اس لیے کہ جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ کر دے ف۴ اور صاف صاف

اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ

اختلاف کیا بیچ اس کے مگر ان لوگوں نے جو دیئے گئے تھے اس کو پیچھے اس کے کہ آئیں ان کے پاس دلیلیں سرکشی سے درمیان اپنے کے

حکم پہنچنے کے بعد آپس کی ضد سے انہی لوگوں نے اختلاف کیا جن کو یہ کتاب (اختلاف مٹانے اور دور کرنے کے لیے) دی گئی تھی پھر اللہ تعالےٰ

ف۱ زجر و تہدید ہے یعنی یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ یہی ناکہ جو کچھ قیامت میں ہونے والا ہے وہ آج ہی ہو جائے۔ (قرطبی) قیامت کے دن مذکورہ صورت میں اللہ تعالیٰ کا نزول احادیث سے ثابت ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفات و افعال اور شئوون کی طرح اس پر بھی بلا کیف اور بغیر تاویل کے ایمان لانا ضروری ہے۔ سلف صالح کا یہی مسلک ہے متکلمین اور عقل پرستوں کی تاویلات مذہب اہل حدیث اور سلف امت کے خلاف ہیں۔ (روح۔ ترجمان)، اور بقول امام رازی اگر یہ کہدیا جائے کہ اس آیت میں یہود کے عقیدہ کی حکایت اور ان کے خیال کی ترجمانی ہے قطع نظر اس سے کہ ان کا یہ خیال غلط ہے یا صحیح اور یہود چونکہ تشبیہ کے قائل تھے لہٰذا آیت اپنے ظاہر معنی پر محمول ہے اور تاویل کی ضرورت نہیں تو بالکل بجا ہے۔ (کبیر)

ف۲ یہ سوال بطور زجر و توبیخ ہے اور توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ بنی اسرائیل کی تاریخ سے عبرت حاصل کریں کہ حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیا کے ذریعہ ان کے پاس کس قدر دلائل بھیجے گئے لیکن وہ ان دلائل و آیات سے ہدایت اور راہ نجات حاصل کرنے کی بجائے ان میں تحریف و تاویل کر کے ضلالت و ہلاکت میں پڑ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں دنیا میں بھی سزا ملی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکینگے (رازی۔ ابن کثیر)

ف۳ یعنی ان کے اعراض اور کفر کا سبب یہ ہے کہ دنیا کے چند روزہ عیش و عشرت اور رنگ رلیوں میں مست ہو کر رہ گئے ہیں اور اہل حق کی تذلیل اور ان کی سادہ زندگی کا مذاق اڑانے کو انہوں نے مشغلہ بنا رکھا ہے مگر قیامت کے دن اہل تقویٰ ہر اعتبار سے ان پر فائق ہوں گے کیونکہ مومن علی علیین میں ہوں گے اور کفار اسفل السافلین میں۔ (بیضاوی) جنت میں رزق کا بغیر حساب ہونا یا تو دائمی اور غیر فانی ہونے کے اعتبار سے ہے۔ (دیکھئے ہود آیت ۱۰۸) یا اس اعتبار سے کہ انہیں مزید اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوازا جائے گا۔ (دیکھئے غافر آیت ۴۰) لہٰذا یہ "عَطَآءً حِسَابًا" (النساء ۳۶) کے منافی نہیں ہے۔ (رازی)

ف۴ اس آیت میں اس تاریخی حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے کہ انسانیت کی ابتدا کفر و شرک اور مظاہر پرستی سے نہیں بلکہ خالص دین توحید سے ہوئی ہے ابتدا میں تمام انسان ایک ہی دین توحید رکھتے تھے اور ایک ہی ان کی ملت تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حسب تصریح ابن عباس دس قرون (ایک ہزار سال) تک تمام لوگ موحد تھے اس کے بعد شیطان کے بہکانے سے ان میں شرک آیا اور اختلافات پیدا ہوئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا اور پھر مسلسل انبیا آتے رہے اور ان پر کتابیں نازل ہوتی رہیں تاکہ ان کو اختلافات سے نکال کر ہدایت الٰہی کی طرف لایا جائے پس آیت میں فبعث اللہ الخ۔ کا عطف محذوف پر ہے یعنی فاختلفوا فبعث اللہ۔ (کبیر، ابن جریر) دیکھئے سورۃ یونس آیت ۱۹۔

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ

پس راہ دکھائی اللہ تعالے نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں واسطے اس چیز کے کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے حق سے ساتھ حکم اپنے کے اور اللہ ہدایت کرتا ہے

نے اپنے حکم سے ایمان والوں کو ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کر رہے تھے سچی بات کی راہ بتلادی اور اللہ جس کو

مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ

جس کو چاہے طرف راہ سیدھی کی کیا گمان کیا تم نے یہ کہ تم داخل ہو بہشت میں اور ابھی نہیں آئی تم کو

چاہتا ہے سیدھی راہ بتلاتا ہے ف۱ (مسلمانو) کیا تم سمجھتے ہو (بے کھٹکے اور بے تکلیف اٹھائے) جنت میں چل دو گے

مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا

حالت ان لوگوں کی کہ گزرے پہلے تم سے لگی ان کو فقیری اور بیماری اور ہلائے گئے

اور ابھی تک تو تمہاری وہ حالت نہیں ہوئی جو اگلے لوگوں کی ہوئی تھی مصیبت اور تکلیف ان کو لگ گئی (یعنی مفلسی اور بیماری نے گھیر لیا) اور اس

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ

یہاں تک کہ کہا پیغمبر نے اور ان لوگوں نے کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے کب ہوگی مدد خدا کی خبردار ہو تحقیق مدد

درجہ تک جھڑجھڑائے گئے کہ خود پیغمبر اور ان کے ساتھ کے ایمان والے (گھبرا کر) بول اٹھے اللہ کی مدد کب آئے گی سن لو

اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

خدا کی نزدیک ہے سوال کرتے ہیں تجھ کو کیا خرچ کریں کہہ جو کچھ خرچ کرو تم مال سے پس واسطے ماں باپ کے

اللہ کی مدد نزدیک ہے ف۲ (اے پیغمبر) لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں (اور کن لوگوں پر خرچ کریں) تو کہدے جو کچھ خیر خیرات کے طور پر

وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

اور قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور مسافروں کے اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی سے

تم خرچ کرو تو ماں باپ اور ناتے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں پر اور جو بھلائی تم کرو اللہ اس

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا

پس تحقیق اللہ تعالے ساتھ اس کے جاننے والا ہے لکھا گیا اوپر تمہارے لڑنا اور وہ مکروہ ہے واسطے تمہارے اور شاید کہ مکروہ رکھو تم

کو جانتا ہے ف۳ (مسلمانو) تم پر کافروں سے لڑنا (جہاد) فرض کیا گیا اور وہ تم کو برا لگے گا اور ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک

شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

ایک چیز کو اور وہ بہتر ہو واسطے تمہارے اور شاید یہ کہ دوست رکھو تم ایک چیز کو اور وہ بری ہو واسطے تمہارے اور اللہ جانتا ہے اور تم

چیز تم کو بری لگے لیکن وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ایک چیز تم کو بھلی لگے لیکن وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ

نہیں جانتے سوال کرتے ہیں تجھ سے مہینے حرمت والے سے لڑنے سے بیچ اس کے کہہ لڑنا بیچ اس کے

جانتے ف۴ (اے پیغمبر) تجھ سے (مسلمان یا مشرک) پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنا کیسا ہے تو کہہ ماہ حرام میں لڑنا بڑا گناہ

كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ

گناہ بڑا ہے اور بند کرنا راہ خدا تعالے کی سے اور کفر کرنا ساتھ اس کے اور بند کرنا مسجد حرام سے اور نکال دینا لوگوں اس کے کا اس سے

ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور خدا کو نہ ماننا (یا حج اور عمرے کو) اور ادب والی مسجد سے روکنا وہاں کے لوگوں کو اس میں سے

ع ۲۶ / ۱۰

ف۱ یعنی پہلی امتوں میں ضد اور سرکشی کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے اور اس کی بدولت وہ گمراہ ہو گئیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری نبی بھیج کر اور ان پر اپنی آخری کتاب نازل فرما کر تمام اختلافات کا فیصلہ کر دیا اور اپنی توفیق خاص (باذنہ) سے مومنوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کر دی ہے۔ (بیضاوی۔ فتح البیان) واضح رہے کہ امت محمدیہ میں بھی شروع میں اختلافات نہ تھے۔ سلف صالح تمام کے تمام قرآن و حدیث کی بلا واسطہ اتباع کرتے رہے پھر جب دین میں غلط رائے، خام اجتہاد اور تقلید پر جمود پیدا ہو گیا لوگ آراء اور اہوا پرستی کو دین سمجھنے لگ گئے تو امت فرقوں میں بٹ کر تباہ ہو گئی، اس سے صرف متبع سلف (اہل حدیث) ہی محفوظ رہے۔ (للہ الحمد)۔ (بتصرف) صحیحین میں بروایت حضرت عائشہؓ مذکور ہے کہ آنحضرتؐ تہجد میں دعا استفتاح میں یہ پڑھا کرتے: اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ (ابن کثیر)

ف۲ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کو مشرکین، منافقین اور یہود سے سخت تکالیف پہنچیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (رازی) اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ دین کی راہ میں یہ مصائب و شدائد کچھ تم پر ہی نہیں آرہے ہیں بلکہ تم سے پہلے لوگ تو فقر و فاقہ، جانی و مالی نقصان اور سخت قسم کے خوف و ہراس میں مبتلا کر دیے گئے تھے حتی کہ الرسول (یعنی اس زمانے کا پیغمبر) اور اس کے متبعین "مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ" پکار اٹھے تھے پھر جیسے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نازل ہوئی تمہاری بھی مدد کی جائے گی۔ چنانچہ غزوۂ احزاب میں جب یہ مرحلہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ (دیکھئے سورۃ احزاب آیت ۱۰ تا ۲۰) ان کا "متی نصر اللہ" کہنا اعتراض و شکوہ کے طور پر نہ تھا بلکہ عالم اضطرار میں الحاح و زاری کی ایک کیفیت کا اظہار تھا اور نصر اللہ قریب فرما کر مومنوں کو بشارت دی ہے۔ (رازی۔ ابن کثیر) حضرت خباب بن ارتؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: پہلے لوگوں کے سروں پر آرہ چلا کر ان کو چیر دیا گیا اور لوہے کی کنگھی سے ان کے گوشت اور پوست کو نوچا گیا مگر یہ چیز ان کو دین سے نہ پھیر سکی۔ (بخاری مسلم)

ف۳ ایک شخص عمرو بن جموح بہت مالدار تھا اس نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ ہم کیا خرچ کریں اور کن لوگوں پر خرچ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا کہ خرچ تو ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق کرے مگر ترتیب کے ساتھ خرچ کے مصارف بتا دیئے۔ میمون بن مہران اس آیت کو پڑھ کر کہنے لگے "یہ ہیں مسلمان کے خرچ کرنے کی جگہیں۔ ان میں طبل، سارنگی، چوبی تصویروں اور گھر کی آرائش کا ذکر نہیں ہے"۔ (ابن کثیر۔ رازی) معلوم ہوا کہ اس قسم کے تمام فضول مصارف باطل اور اسراف میں داخل ہیں۔ آخر میں بتایا کہ جو خرچ نیک راہ میں ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی قدر دانی ضرور فرمائے گا اور اس کا پورا بدلہ دے گا۔ مسئلہ آیت میں صدقہ تطوع کا بیان ہے ورنہ ماں باپ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (دیکھئے سورۃ توبہ آیت ۶۰)

ف۴ آیت میں القتال سے مراد قتل نوع انسانی نہیں بلکہ جہاد ہے اور اسلام میں جہاد سے مقصود اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنا، کفر و شرک کی بیخ کنی کرنا اور مسلمانوں کو کفار کے شر سے بچانا ہے اور امت مسلمہ پر یہ فریضہ قیامت تک عائد رہے گا۔ حدیث میں ہے کہ میری امت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی یہاں تک کہ اخیر اُمت دجال سے جنگ کرے گی اور فتح مکہ کے روز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب فتح مکہ کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی ضرورت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ (ابن کثیر۔ وحیدی)

اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى

بہت بڑا گناہ ہے نزدیک اللہ کے اور کفر بہت بڑا گناہ ہے قتل سے اور نہیں ٹلیں گے کہ لڑے جاویں تم سے یہاں تک کہ

نکال دینا اس سے بھی بڑھ کر اللہ کے نزدیک گناہ ہے اور دین کی خرابی کرنا قتل سے بھی زیادہ ہے ف۱ اور یہ کافر تو ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے

يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

پھیر دیں تم کو دین تمہارے سے اگر سکیں اور جو کوئی پھر جاوے تم میں سے دین اپنے سے

اس غرض سے کہ اگر ان کا بس چلے تو تم کو تمہارے دین سے پھرا لیں (یعنی پھر کافر بنا لیں) اور جو کوئی تم میں اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے (اور کافر

فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

پس مر جاوے اور وہ کافر ہو پس یہ لوگ کھوئے گئے عمل ان کے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور یہ لوگ ہیں

بن جائے) اور کفر ہی میں مرے تو ایسے لوگوں کا کیا کرایا دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ف۲ اور وہ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور جن لوگوں نے وطن چھوڑا

دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے لیے) اپنا ملک چھوڑا (ہجرت کی)

وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾

اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ تعالےٰ کے یہ لوگ اُمیدوار ہیں مہربانی خدا کی کے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

اور خدا کی راہ میں لڑے انہی کو اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَ

سوال کرتے ہیں تجھ سے شراب سے اور جوئے سے کہہ بیچ ان دونوں کے گناہ ہے بڑا اور فائدے ہیں واسطے لوگوں کے اور

(اے پیغمبر) مسلمان تجھ سے پوچھتے ہیں شراب پینا اور جوا کھیلنا کیسا ہے تو کہہ ان دونوں چیزوں میں بڑا نقصان ہے اور (کچھ) فائدے بھی ہیں

اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ

گناہ ان دونوں کا بہت بڑا ہے نفع ان دونوں کے سے اور سوال کرتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں کہہ زیادہ حاجت سے اسی طرح

لوگوں کو مگر ان کا نقصان فائدے سے بڑھ کر ہے ف۴ اور تجھ سے پوچھتے ہیں (اللہ کی راہ میں) کتنا خرچ کریں تو کہہ جو بچ رہے ف۵ اللہ تعالے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے تمہارے نشانیاں تو کہ تم فکر کرو بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور سوال کرتے ہیں تجھ سے

اسی طرح اپنے حکم تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت میں غور کرو ف۶ اور (اے پیغمبر) تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

یتیموں سے کہہ سنوارنا واسطے ان کے بہتر ہے اور اگر ملا لو تم ان کو پس بھائی ہیں تمہارے اور اللہ تعالیٰ

یتیموں کے بارے میں تو کہہ ان کا سنوارنا اچھا ہے اور اگر ان سے مل جل کر رہو (ایک ساتھ کھاؤ پیو) تو وہ تمہارے بھائی ہیں

يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ البتہ محنت دیتا تم کو تحقیق اللہ تعالےٰ غالب ہے

اور اللہ جانتا ہے کون سنوارنا چاہتا ہے کون بگاڑنا اور اللہ چاہتا تو تم کو مشکل میں پھانس دیتا (اور بالکل الگ رہنے کا حکم دیتا) بے شک

ف۱ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ یہ چار مہینے حرمت والے ہیں۔ عہد جاہلیت سے ہی ان میں لوٹ مار اور خون ریزی حرام سمجھی جاتی تھی۔ واقعہ یوں ہے کہ ۲ھ میں آنحضرتؐ نے حضرت عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں ایک دستہ فوج جہاد پر روانہ کیا۔ انہوں نے کافروں کے ایک قافلہ پر حملہ کیا جس سے ایک آدمی مارا گیا اور بعض کو ان کے مال سمیت گرفتار کر کے مدینہ لے آئے۔ یہ واقعہ ماہ رجب میں پیش آیا کفار نے مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ تم نے رجب میں جنگ کر کے اس کی حرمت کو توڑا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ماہ حرام میں جنگ کرنا اگرچہ واقعی گناہ ہے مگر تم اس سے بھی بڑے گناہوں کا ارتکاب کر رہے ہو (جو آیت میں مذکور ہیں) لہٰذا اگر مسلمانوں نے تلوار اُٹھالی ہے تو قابل مواخذہ نہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) شہر حرام میں لڑائی کی حرمت سورۃ براۃ کی آیت، فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ سے منسوخ ہو چکی ہے جمہور فقہا کا یہی مسلک ہے۔ (ابن العربی۔ الجصاص)

قتال فيه بدل اشتمال من الشهر الحرام وصد عطف على كبير والمسجد الحرام عطف على سبيل الله واخراج اهله عطف على صد واكبر عند الله خبر صد وما عطف عليه۔ (شوکانی)

یہاں الفتنہ سے مراد ہے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ظلم و ستم کا نشانہ بنانا۔

ف۲ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص (نعوذ باللہ) مرتد ہو جائے تو اس کے تمام عمل ضائع ہو جاتے ہیں لیکن اگر پھر سچے دل سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لے تو ارتداد سے قبل کے اعمال ضائع نہیں جاتے بلکہ ان کا بھی ثواب مل جاتا ہے۔ (فتح البیان)

ف۳ ہجرت کے معنی ہیں "ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت پذیر ہونا" مگر اس ہجرت سے مراد ہے دارالکفر کو چھوڑ کر دارالاسلام میں چلے جانا۔ (مفردات راغب) عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں جب گزشتہ آیت اتری اور وہ لوگ ڈرنے لگے کہ شاید ہمیں کوئی ثواب بھی نہ ملے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح البیان۔ ابن کثیر)

ف۴ اس آیت میں گو شراب اور جوئے کی حرمت کی تصریح نہیں ہے مگر قطعی طور پر ان کی تحریم کیلئے تمہید ضرور ہے۔ آخرکار سورۂ مائدہ (آیت ۹۰-۹۱) میں ان کو قطعی اور صاف طور پر حرام کر دیا گیا۔ (ابن کثیر) حدیث میں ہے: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ (صحیحین) یعنی "ہر نشہ آور چیز خمر ہے" لہٰذا ہر نشہ آور شراب اس کے تحت حرام ہے خواہ وہ انگور سے کشید کی گئی ہو یا کسی اور چیز سے۔ اور احادیث میں شراب نوشی کی سخت مذمت آئی ہے اور پینے پلانے والوں کے علاوہ خرید و فروخت اور بنانے بنوانے اور حمالہ یعنی مزدوری کرنے والوں پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ (ابو داؤد) اور ایسے دستر خوان پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا جس پر شراب موجود ہو۔ (ترغیب) اور مَیْسِر قمار (جوئے) کو کہتے ہیں اور آجکل بانسے، لاٹری اور سٹے وغیرہ کے نام سے جو کاروبار ہو رہے ہیں سب قمار بازی کے شعبے ہیں اور علمائے سلف نے تو چوسر اور شطرنج کو بھی قمار میں شامل کیا ہے۔ (ترجمان۔ وحیدی) سلسلۂ بیان دیکھئے (سورۃ مائدہ آیت ۹۰)

ف۵ "عفو" سے مراد وہ مال ہے جو اہل و عیال اور لازمی ضروریات پر خرچ کرنے کے بعد بچ رہے اور جس کے خرچ کرنے کے بعد انسان خود اتنا محتاج نہ ہو جائے کہ دوسروں سے سوال کرنے لگے۔ حدیث میں ہے "بہتر صدقہ وہ ہے جو خوشحالی کے ساتھ ہو اور تم پہلے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو"۔ (بخاری) یہ حکم زکوٰۃ کے علاوہ نفلی صدقہ کا ہے اور حدیث میں ہے کہ "مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے"۔ (فتح القدیر)

ف۶ یعنی دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو مگر دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے لہٰذا بنیادی ضروریات کے بعد جو مال بچ رہے اس کا آخرت ہی کے لئے جمع کرنا بہتر ہے۔ کذا فی حدیث۔ (ابن کثیر)

ف ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا ..... تا سَعِیْرًا (النساء: ۱۰) نازل ہوئی تو جو لوگ یتیموں کے کفیل تھے وہ بہت ڈر گئے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام بھی کر دیا پھر بعض اوقات یتیم کے لئے تیار کی ہوئی چیز اس کے کام نہ آتی تو ضائع ہو جاتی۔ اس طرح کئی مشکلات پیش آنے لگیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اصل مقصود یتیموں کی بہتری اور ان کے مال کی اصلاح ہے لہذا اگر ان کے اموال کو ساتھ ملانے میں ان کی بہتری ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر یہ یتیم بچے تمہارے بھائی ہیں اگر کبھی تم نے ان کا اور انہوں نے تمہارا کچھ کھا پی لیا تو بھائیوں اور رشتہ داروں کے درمیان ایسا ہوتا ہی ہے اس پر لوگوں نے یتیموں کی کھانے پینے کی چیزوں کو پھر اپنے طعام و شراب کے ساتھ جمع کر لیا۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر) نیز دیکھئے۔ (سورۃ اسرائیل آیت ۳۴ الانعام آیت ۱۵۲)

حَکِیْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ

حکمت والا اور مت نکاح کرو شرک کرنے والیوں کو یہاں تک کہ ایمان لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے

اللہ تعالےٰ غالب ہے حکمت والا ف۲ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور شرک کرنے والی عورت

مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ

شرک کرنے والی سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو اور مت نکاح کر دو شرک کرنے والوں کو یہاں تک کہ ایمان لاویں اور البتہ غلام

گو تم کو بھلی لگے اس سے مسلمان باندی بہتر ہے اور مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مسلمان عورتوں سے ان کا نکاح نہ کرو اور مشرک مرد

مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ

ایمان والا بہتر ہے شرک کرنے والے سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے ہیں طرف آگ کی اور اللہ تعالیٰ

گو تم کو بھلا لگے اس سے مسلمان غلام بہتر ہے یہ مشرک مرد اور عورتیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ

یَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

بلاتا ہے طرف بہشت کی اور بخشش کی ساتھ حکم اپنے کی اور بیان کرتا ہے نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تو کہ وہ

اپنے حکم سے (جس کی قسمت میں ہے اس کو) بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنے حکم لوگوں سے اس لیے بیان کرتا ہے کہ وہ

یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ

نصیحت پکڑیں اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض سے کہہ وہ ناپاکی ہے پس کنارہ کرو عورتوں سے

یاد رکھیں ف۳ (اے پیغمبر) لوگ تجھ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دے وہ گندگی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں

فِی الْمَحِیْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ

بیچ حیض کے اور مت نزدیک جاؤ ان کے یہاں تک کہ پاک ہوں پس جب نہا لیں پس جاؤ ان کے پاس اُس

سے الگ رہو (ان سے جماع نہ کرو) ف۴ اور جب تک پاک نہ ہولیں ان کے پاس نہ جاؤ (یعنی جماع نہ کرو) پھر جب ستھرائی کر لیں تو جدھر سے اللہ

حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ

جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ تعالےٰ نے تحقیق اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی کرنے والوں کو بیبیاں تمہاری

نے حکم دیا ہے (یعنی فرج کی طرف سے) ف۵ ان کے پاس آؤ بے شک اللہ کو توبہ کرنے والوں سے محبت ہے اور ستھرائی کرنے والوں سے بھی محبت ہے عورتیں

حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح سے چاہو تم اور آگے بھیجو واسطے جانوں اپنی کے اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے اور جانو

تمہاری کھیتی ہیں اپنی کھیتی میں جس طرح سے (یا جہاں سے) چاہو آؤ ف۶ اور اپنے لیے کچھ آگے بھیجو (یعنی نیک عمل) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور

اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا

یہ کہ تم ملنے والے ہو اس سے اور خوشخبری دے ایمان والوں کو اور مت کرو اللہ تعالےٰ کو نشانہ واسطے قسموں اپنی کے یہ کہ بھلائی نہ کرو

سمجھ رکھو (کہ ایک دن) تم کو اس سے ملنا ہے اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو خوشخبری سنا (مسلمانو) قسمیں کھا کر اللہ کو نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں

وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ

اور پرہیزگاری اور صلح نہ کرو درمیان لوگوں کے اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا نہیں پکڑتا تم کو اللہ ساتھ بے قصد کے

میں ملاپ کرنے کی روک نہ بناؤ اور اللہ (تمہاری قسموں کو) سنتا ہے (تمہاری نیت و مقصود کو) جانتا ہے ف۷ اللہ تعالےٰ تم کو لغو قسموں

ف۲ حضرت حذیفہ یا عبداللہ بن رواحہ کے گھر میں ایک سیاہ فام لونڈی تھی۔ انہوں نے اسے آزاد کر کے نکاح کر لیا ان کے دوسرے لوگوں نے اس نکاح کو پسند نہ کیا اور ایک مشرکہ کا نام لے کر انہیں پیش کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) بعض نے لکھا ہے کہ ابو مرثد الغنوی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ اس نے مکہ کی ایک مشرکہ عورت "عناق" سے نکاح کا ارادہ کیا جس سے جاہلیت میں اس کے تعلقات تھے چنانچہ اس نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی) آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرک عورت سے مسلمان مرد کو نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح مومن عورت کا مشرک مرد سے نکاح حرام ہے۔ ہاں کتابیہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ دیکھئے سورۃ المائدۃ (آیت ۵) حدیث میں ہے کہ عورت سے نکاح کے وقت چار باتیں مدنظر ہوتی ہیں۔ مال حسب، خوبصورتی اور دینداری۔ تمہیں چاہیئے کہ دینداری کو دوسری باتوں پر ترجیح دو۔ (صحیحین)

ف۳ حیض کہتے ہیں خون کو جو عورتوں کی عادت ہے اور عادت کے خلاف جو خون آوے وہ استحاضہ (بیماری) ہے۔ حیض کے دنوں میں عورت سے مجامعت کرنا اور عورت کے لئے نماز روزہ سب حرام ہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہود حالت حیض میں عورت کے ساتھ کھانے پینے اور گھر میں اس کے ساتھ اختلاط کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ صحابہؓ نے اس بارے میں آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو یہ آیت اتری۔ اس پر آپؐ نے فرمایا، حالت حیض میں جماع کے علاوہ ہر طرح سے عورت کے ساتھ اختلاط جائز ہے اور اس حالت میں الگ رہنے کا مطلب صرف ترک مجامعت ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ مسلم وغیرہ)

ف۴ یعنی جب تک پاک ہو کر غسل نہ کر لیں اس پر جمیع علما کا اتفاق ہے۔ صرف امام ابو حنیفہؒ اس مسئلہ میں دوسروں سے منفرد ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر حیض اپنی پوری مدت یعنی دس دن پر موقوف ہو تو غسل سے پہلے ہی مجامعت درست ہے مگر یہ قول تطھرن کے خلاف ہے جس کے معنی "اچھی طرح پاک ہو جانا" کے ہیں۔ (ابن کثیر۔ ابن العربی)

ف۵ یعنی عورت سے اس کی آگے کی جانب شرمگاہ میں مجامعت کرو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے غیر فطری مجامعت حرام ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے اگر عورت کو پیٹ کے بل کر کے مجامعت کی جائے تو بچہ احول (بھینگا) پیدا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ عورتیں کھیتی ہیں جماع کے لئے کوئی آسن مقرر نہیں ہے ہر آسن پر جماع کر سکتے ہو مگر اولاد پیدا ہونے کی جگہ میں ہو۔

ف۷ بعض لوگ غصہ میں آ کر کسی نیک کام کے نہ کرنے کی قسم کھا لیتے اور پھر اس قسم کو نیکی سے باز رہنے کیلئے آڑ بنا لیتے۔ اس آیت میں اس قسم کے لوگوں کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اسلئے نہ کھاؤ کہ نیکی پرہیزگاری یا لوگوں میں صلح کرانے جیسے نیک کاموں سے باز رہنے کا بہانہ ہاتھ آجائے کیونکہ ایک غلط قسم پر اڑے رہنا گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے فرمایا، اگر تم قسم کھاؤ اور پھر دیکھو کہ غیر قسم بہتر ہے تو تم اس بہتر کام کو کرو اور اپنی قسم توڑنے کا کفارہ دو۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیحین) قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جو شخص ایسا نہ کر سکے اس کے لئے تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ (دیکھئے سورۃ المائدۃ آیت ۸۹)

ع ۲۷/۵ ۱۱

فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

بیچ قسموں تمہاری کے ویکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کمایا دلوں تمہارے نے اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے

پر نہیں پکڑے گا لیکن اس قسم پر پکڑے گا جو جان بوجھ کر دل سے کھاؤ اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے تحمل کرنے والا ف

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ

واسطے ان لوگوں کے کہ قسم کھاتے ہیں عورتوں اپنی سے انتظار کرنا ہے چار مہینے کا پس اگر پھر آویں پس تحقیق اللہ

جو لوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کریں ان کو چار مہینے کی مہلت ہے پھر اگر (اس مدت میں) اپنی قسم سے پھر جائیں

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ

بخشنے والا مہربان ہے اور اگر قصد کریں طلاق کا پس تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور طلاق والیاں

(اور اپنی عورتوں سے صحبت کریں) تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کی ٹھان لیں تو اللہ سنتا اور جانتا ہے ف۲ اور جن عورتوں کو طلاق

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْۗءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

انتظار کریں ساتھ جانوں اپنی کے تین حیض تک اور نہیں حلال واسطے ان کے یہ کہ چھپاویں جو کچھ کہ پیدا کیا ہے اللہ نے

دی جائے وہ تین طہر یا تین حیض تک اپنے تئیں روک رکھیں ف۳ اور اگر ان کو اللہ اور آخرت پر ایمان ہے تو جو کچھ اللہ نے

فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ

کے بیچ رحموں ان کے کے اگر ہیں ایمان لاتیں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور خاوند ان کے بہت حقدار ہیں ساتھ پھیر لینے ان کے

ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہو اس کا چھپانا ان کو درست نہیں اور ان کے خاوندوں کو اس مدت کے

فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَ

بیچ اس کے اگر چاہیں صلح کرنا اور واسطے ان کے ہے مانند اس کے جو اوپر ان کے ہے ساتھ اچھی طرح کے اور

اندر اپنی عورتوں کے پھرا لینے کا زیادہ حق ہے اگر وہ ملاپ کرنا چاہیں اور جیسے مردوں کے حق عورتوں پر ہے ویسے ہی دستور کے موافق عورتوں (کا بھی)

لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ

واسطے مردوں کے اوپر ان کے درجہ ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا یہ طلاق دو بار ہے پس بند کر رکھنا ہے

حق مردوں پر ہے اور مردوں کا مرتبہ عورتوں سے زیادہ ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۴ طلاق (جس کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے) دو بار ہے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دینا ساتھ اچھی طرح کے اور نہیں حلال واسطے تمہارے یہ کہ لے لو اس چیز سے کہ دیا ہے تم نے ان کو

پھر دو طلاقوں کے بعد یا تو دستور کے موافق اپنی بی بی کو رہنے دے یا اچھی طرح سے رخصت کر دے ف۵ اور جو تم اپنی بیوں کو دے چکے ہو اس کا پھیر لینا تم کو درست نہیں

شَيْـــًٔـا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ

کچھ مگر یہ کہ ڈریں دونوں یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدوں اللہ کی کو پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ قائم رکھیں گے حدیں

(یعنی جو حصہ مہر کا تم عورت کو دے چکے ہو) مگر جب میاں بی بی دونوں کو ڈر ہو کہ اللہ کے حکموں پر نہیں چل سکیں گے پھر اسے (حاکمو یا مسلمانو) اگر تم کو یہ ڈر ہو کہ میاں بی بی

اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِـيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا ۚ

اللہ کی کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے بیچ اس چیز کے کہ بدلا دے عورت ساتھ اس کے یہ ہیں حدیں اللہ کی پس مت گزرو ان سے

اللہ کے حکموں (اور قاعدوں) پر نہیں چل سکیں گے تو اگر عورت اپنا پیچھا چھڑانے کو کچھ دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا ف۶ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں ان سے

ف۱ لغو قسموں سے مراد وہ قسمیں ہیں جو بے ساختہ عادت کے طور پر یونہی زبان سے نکل جاتی ہیں۔ "نہیں پکڑے گا" یعنی ایسی قسموں پر کسی قسم کا کفارہ یا سزا نہیں ہے ہاں جو قسمیں دل کے ارادہ کے ساتھ کھائی جائیں اور پھر ان کی خلاف ورزی کی جائے تو ان پر کفارہ یا سزا ہے۔ فقہ کی زبان میں ایسی قسم کو منعقدہ کہتے ہیں مگر کوئی شخص عمداً جھوٹی قسم کھائے تو یہ کبیرہ گناہ ہے اس کا کفارہ نہیں ہے ایسی قسم کو "یمین غموس" کہا جاتا ہے۔ ف۲ ان دو آیتوں میں "ایلاء" کا مسئلہ بیان ہوا ہے ایلاء کے لغوی معنی قسم کھانے کے ہیں اور "اپنی عورتوں سے ایلاء" کے معنی یہ ہیں کہ مرد قسم کھالے کہ وہ اپنی عورت سے جنسی خواہش پوری نہیں کرے گا پھر اگر یہ قسم چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لئے کھائی ہو تو اسے اپنی قسم پورا کرنے کا اختیار ہے۔ اگر وہ مدت پوری کر کے اپنی بیوی سے تعلق قائم کرے گا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہوگا اور اگر اس مدت سے پہلے ہی تعلق بحال کرے گا تو کفارہ دینا ہوگا۔ آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ اپنی بیویوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھائی تھی جب مدت گذر گئی تو آپ نے ان سے تعلق قائم فرمالیا اور کوئی کفارہ ادا نہیں کیا۔ (شوکانی) اور اگر چار ماہ سے زیادہ مدت کے لئے یا مدت کی تعیین کئے بغیر قسم کھائے تو ایسے شخص کیلئے اس آیت میں چار ماہ کی مدت مقرر کر دی ہے کہ یا تو اس مدت کے پورا ہوتے ہی اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرے اور یا پھر سیدھی طرح سے طلاق دیدے۔ پہلی صورت اختیار کرے گا تو اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر دونوں میں سے کوئی صورت بھی اختیار نہ کرے تو حاکم وقت کو اختیار ہوگا کہ وہ اسے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کرے اکثر صحابہؓ اور جمہور ائمہ کا یہی فتویٰ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی خاوند جماع کے بعد اپنی عورت کو طلاق دے اور اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کے لئے عدت تین ماہ ہے اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل۔ (دیکھئے سورۃ الطلاق آیت ۴) اور اگر جماع سے پہلے ہی طلاق ہو جائے تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے۔ (دیکھئے آیت ۲۳۷) پس اس آیت میں المطلقات سے ان عورتوں کی عدت کا بیان کرنا مقصود ہے جن سے خاوند صحبت کر چکے ہوں اور وہ حاملہ نہ ہوں اور ان کو حیض بھی آتا ہو تو ان کی عدت تین طہر یا تین حیض ہے۔ (ابن کثیر، شوکانی) قُرُوْۗءٍ کا لفظ جمع ہے اس کا واحد قرء ہے اور یہ طہر اور حیض دونوں پر بولا جاتا ہے گو از روئے دلائل معنی اول راجح ہیں مگر فتویٰ دونوں پر صحیح ہے۔ (سلسلہ بیان کے لئے دیکھئے سورۃ الطلاق آیت ۱) حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ کا بیان ہے کہ پہلے مطلقہ عورت کے لئے کوئی عدت مقرر نہ تھی جب مجھے طلاق ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی حمل یا حیض کے بارے میں عورت غلط بیانی سے کام نہ لے اور یاد رکھو باہمی حقوق ادا کرنے میں میاں بیوی دونوں برابر ہیں مگر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ (دیکھئے سورۃ النساء آیت ۳۴) اس لئے عدت کے اندر اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو عورت کو لازماً ماننا ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف۵ حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابہ کی روایات کے بموجب ابتداء ہجرت میں جاہلی دستور کے مطابق مرد عورتوں کو کئی کئی بار طلاق دیتے اور عدت کے اندر رجوع کرتے رہتے تھے۔ مقصد بیوی کو تنگ کرنا ہوتا تھا اس صورت حال کو روکنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی کہ رجعی طلاق زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ ہے اس کے بعد "اِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ" یعنی یا تو عدت کے اندر رجوع کرنا ہے اور یا "تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ" یعنی حسن سلوک کے ساتھ تیسری طلاق دینا ہے۔ یہ تفسیر مرفوعاً ثابت ہے اور ابن جریرؒ نے اس کو ترجیح دی ہے۔ بعض نے "اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ" سے یہ مراد لی ہے کہ دو طلاق کے بعد رجوع نہ کرے حتی کہ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت خود بخود اس سے الگ ہو جائے۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر) ف۶ عورت اگر خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے اور خاوند طلاق دیدے تو اسے طلاق خلع کہتے ہیں یوں تو خاوند کے لئے عورت کو تنگ کر کے حق مہر واپس لینا جائز نہیں ہے مگر خلع کی صورت میں خاوند معاوضہ لے کر طلاق پر راضی ہو تو یہ واپسی جائز ہے۔ مسئلہ طلاق خلع کی عدت ایک حیض ہے۔ (ترمذی)

ع ۲۸ / ۱۲

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ

اور جو کوئی گزر جاوے حدوں اللہ کی سے پس یہ لوگ وہی ہیں ظالم پس اگر طلاق دے اس کو پس نہیں حلال ہوتی

آگے مت بڑھو (یعنی ان کا خلاف نہ کرو) اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے بڑھ جائے تو ایسے ہی لوگ گنہگار ہیں اب اگر پھر (تیسری بار) اس کو طلاق

لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ

واسطے اس کے پیچھے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے اور خصم سوائے اس کے پس اگر طلاق دے وہ اس کو پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے یہ کہ

دیوے تو وہ عورت اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے ف۱ اب اگر دوسرا خاوند اس کو طلاق دے دے تو پہلا میاں اور

يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

پھر آویں آپس میں اگر جانیں یہ کہ قائم رکھیں گے حدیں اللہ کی اور یہ ہیں حدیں اللہ کی بیان کرتا ہے ان کو

بیبی پھر ملاپ کر سکتے ہیں (یعنی نیا نکاح پڑھا کر) اگر دونوں یہ سمجھیں کہ اللہ کے حکموں پر چل سکیں گے ف۲ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جن کو سمجھ والوں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

واسطے اس قوم کے کہ جانتی ہے اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچیں وقت اپنے کو پس بند رکھو ان کو ساتھ اچھی طرح کے

کے لیے وہ بیان کرتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو (یعنی ایک یا دو) اور عدت پوری ہونے لگے (یعنی قریب ختم کے ہو) تو دستور کے موافق

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

یا نکال دو ان کو ساتھ اچھی طرح کے اور مت بند رکھو ان کو ایذا دینے کو تو کہ زیادتی کرو اور جو کوئی کرے گا یہ

ان کو رکھ لو (یعنی پھر ملاپ کر لو) یا دستور کے موافق رخصت کر دو اور تنگ کرنے کے لیے ظلم کی نیت سے ان کو اٹکائے نہ رکھو اور جو کوئی ایسا

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو اور مت پکڑو آیتوں اللہ کی کو ٹھٹھا اور یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے

کرے اس نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا اور اللہ کے حکموں سے ٹھٹھا نہ کرو ف۳ اور اللہ نے جو تم پر احسان کیا اس کو یاد کرو

وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

اور جو کچھ اتارا ہے اوپر تمہارے کتاب سے اور حکمت سے نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے اور ڈرو اللہ سے اور جانو

اور جو تم پر کتاب اور سنت (یعنی حدیث شریف) تمہارے سمجھانے کے لیے اتاری ف۴ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو

اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا

یہ کہ اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے اور جب طلاق دو تم عورتوں کو پس پہنچیں عدت اپنی کو پس مت

کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر ان کی عدت پوری ہو جائے تو ان کو (اگلے)

تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ

منع کرو ان کو یہ کہ نکاح کریں خاوندوں اپنے سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے یہ بات

خاوندوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے مت روکو اگر دستور کے موافق آپس میں رضامندی ہو جائے ف۵ ان حکموں سے اسی کو نصیحت

يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ

نصیحت کیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی ہو تم میں سے ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن قیامت کے یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے تمہارے اور

ہوگی (وہی فائدہ پاوے گا) جو اللہ اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے یہ حکم تمہارے لیے بہت پاکیزہ اور

ف۱ یعنی تیسری طلاق کے بعد اب جب تک عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کے بعد ایک مرتبہ مجامعت سے لذت اندوز نہ ہو لے اور پھر دوسرا خاوند اسے از خود طلاق نہ دے تو پہلے خاوند کے لئے اس سے نکاح حلال نہیں ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوسرے خاوند سے اس غرض سے نکاح کرے کہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے کیونکہ ایسے نکاح پر تو احادیث میں لعنت آئی ہے بلکہ دوسرے خاوند سے مستقل طور پر اس کی بیوی بن کر رہنے کے لئے نکاح کرے اور پھر کسی وجہ سے اسے طلاق ہو جائے یا دوسرا خاوند فوت ہو جائے تو اب سابقہ خاوند کے لئے اس سے نکاح جائز ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) مسئلہ ایک مجلس میں یک وقت تین طلاق دی جائیں تو وہ ایک ہی شمار ہوگی جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک مرفوع روایت میں ثابت ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر چاہو تو رجوع کر سکتے ہو۔ (ج ۵ ص ۲۶۳) نیز دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ (ج ۳ ص ۱۳۔ ۲۵ و ۳۶۔ ۴۳) اغاثۃ اللہفان ۲۸۳۔ ۳۳۸)

ف۲ یعنی دوسرا خاوند از خود طلاق دے یا اس کا انتقال ہو جائے تو عدت کے بعد وہ عورت اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے لیکن حلالہ کی شرط سے جو نکاح ہوگا وہ باطل ہے۔ حلالہ کرنے اور کروانے والے پر آنحضرتؐ نے لعنت فرمائی ہے۔ (مسند احمد وغیرہ)

ف۳ یعنی اگر تم اپنی بیویوں کو طلاق رجعی دو۔ ان کی عدت پوری ہونے سے پہلے تمہیں رجوع کا حق پہنچتا ہے مگر یہ رجوع محض ان کو ستانے اور نقصان پہنچانے کی غرض سے نہ ہو کیونکہ ایسا کرنا ظلم و زیادتی اور احکام الٰہی سے مذاق کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مذاق مذاق میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ای لا تتخذوا ولو مگر آنحضرتؐ نے اس طلاق کو نافذ فرما دیا۔ (ابن کثیر) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تین چیزوں میں مذاق بھی سنجیدگی قرار پائیگی یعنی نکاح، طلاق اور رجوع۔ (ابن کثیر بحوالہ جامع ترمذی)

ف۴ یہاں الحکمت سے مراد سنت ہے یعنی کتاب و سنت کی جو نعمت تم پر نازل کی ہے اسے مت بھولو۔ یہ دونوں وحی الٰہی ہیں اور دلیل ہونے میں دونوں برابر ہیں لہٰذا منکرِ حدیث کا بھی وہی حکم ہے جو منکر قرآن کا ہے۔ (ترجمان) مطلب یہ ہے کہ ان آیات میں بیان کردہ عائلی مسائل کو حدیث پاک کی روشنی میں زیر عمل لانا ضروری ہے (م۔ع)

ف۵ حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ میری بہن کو اس کے شوہر نے ایک طلاق دیدی اور رجوع نہ کیا حتیٰ کہ عدت گزر گئی پھر دونوں نے باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا۔ جب وہ میرے پاس پیغام لے کر آیا تو میں نے اسے خوب برا بھلا کہا اور قسم کھائی کہ اب تم دونوں کا دوبارہ نکاح نہ ہونے دوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لہٰذا میں نے نکاح کی اجازت دے دی اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ (صحیح بخاری) اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت خود بخود اپنا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ ولی کی اجازت ضروری ہے۔ حدیث میں ہے: لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَاِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا۔ یعنی کوئی عورت نہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے اور نہ کسی دوسری عورت کا نکاح کرا سکتی ہے جو عورت ولی کے بغیر از خود اپنا نکاح کرا لیتی ہے وہ زانیہ ہے۔ (ابن کثیر) اگر عورت خود اپنا نکاح کر سکتی تو عورت کے اولیاء کو قرآن مخاطب نہ کرتا کہ "تم ان کو مت روکو"۔ (معالم)

أَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ

بہت پاک ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور بچے والیاں دودھ پلاویں اولاد اپنی کو

بہت ستھرے ہیں اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ

دو برس پورے واسطے اس شخص کے جو کہ ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے دودھ پلانا اور اوپر اس شخص کے کہ لڑکا ہے اس کا کھانا ان کا

دودھ پلاویں جو کوئی دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے ف۱ اور بچے کے باپ پر ان کا کھانا

وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا

اور پہنانا ان کا ساتھ اچھی طرح کے نہیں تکلیف دیا جاتا کوئی جی مگر طاقت اپنی بھر نہ ضرر دی جاوے ماں ساتھ بچے اپنے کے

کپڑا ہے دستور کے موافق ف۲ کسی شخص کو اس کی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہ دی جاوے گی نہ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے

وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن

اور نہ بچے والا (یعنی باپ اسکا ساتھ بچے اپنے کے اور اوپر وارث کے ہے مانند اس کے پس اگر ارادہ کریں دودھ چھوڑانا

نقصان دیا جاوے گا نہ باپ کو اس کے بچہ کی وجہ سے ف۳ اور اگر بچہ کا باپ نہ ہو تو باپ کے) ف۴ وارث پر ایسا ہی کھانا کپڑا ہے پھر اگر ماں باپ

تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ

رضامندی آپس کی سے اور مصلحت سے پس نہیں گناہ اوپر ان دونوں کے اور اگر ارادہ کرو تم یہ کہ دودھ پلواؤ تم اولاد اپنی کو

دونوں اپنی صلاح اور رضامندی سے (دو برس سے پہلے) دودھ چھڑانا چاہیں تو کچھ گناہ ان پر نہ ہوگا اور اگر تم اپنی اولاد کو (ماں کے سوا) دوسری جگہ

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا

پس نہیں گناہ اوپر تمہارے جب سونپ دو تم جو کچھ دینا کیا ہے ساتھ اچھی طرح کے اور ڈرو اللہ تعالے سے اور جانو یہ کہ

دودھ پلوانا چاہو تب بھی کچھ گناہ نہیں تم پر بشرطیکہ جو دینا چاہا تھا ف۵ وہ دستور کے مطابق دے دو اور اللہ سے ڈرتے ہو اور یہ سمجھ رکھو

أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٣﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور جو لوگ کہ مرجاتے ہیں تم سے سے اور چھوڑ جاتے ہیں بی بیاں اپنی

کہ اللہ جو تم کروگے اس کو دیکھ رہا ہے جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور بی بیاں چھوڑ جائیں تو وہ (یعنی بی بیاں) چار مہینے

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ

انتظار دیویں جانوں اپنی کو چار مہینے اور دس دن کا پس جب پہنچیں وقت اپنے کو پس نہیں گناہ

دس دن تک اپنے تئیں روک رکھیں ف۶ پھر جب اپنی عدت پوری کرلیں تو دستور کے موافق اپنے

عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾

اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ کرتی ہیں بیچ حق جانوں اپنی کے ساتھ اچھی طرح کے اور اللہ تعالے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار

لیے کوئی کام کریں تو کچھ گناہ نہیں تم پر (اے مسلمانو یا عورت کے وارثو) اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي

اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ پردہ کیا تم نے ساتھ اس کے منگنی عورتوں کی سے یا چھپا رکھا تم نے بیچ

اور اگر (سوگ یا طلاق بائن کی عدت میں) تم ایک دوسری بات کی آڑ میں پیام کا اشارہ کرو یا اپنے دل میں چھپا رکھو تو کچھ گناہ نہیں

ف۱ نکاح و طلاق کے بعد اس آیت میں رضاعة (بچے کو دودھ پلانے) کے مسائل کا بیان ہے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک عورت کو طلاق ہوجائے یا اس کے شوہر کا انتقال ہوجائے اور اس کی گود میں دودھ پیتا بچہ ہو۔ اس سلسلے میں ماؤں کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کو دودھ پلانا ماں پر فرض ہے خصوصاً جب بچہ اس کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ پینے کے لئے تیار نہ ہو۔ (دیکھئے سورة طلاق) نیز اس سے دو باتیں اور بھی معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے لہٰذا اس دو سال کی عمر کے بعد اگر کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: إِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ۔ یہی قول جمہور ائمہ کا ہے۔ ان جمہور میں ائمہ اربعہ فقہا سبعہ اور اکابر صحابہؓ بھی شامل ہیں۔ ازواج مطہرات میں صرف حضرت عائشہؓ حرمت رضاعت کبیر کی قائل تھیں۔ (نیز دیکھئے سورة النساء آیت ۲۳)۔ دوم یہ کہ اس مدت کی تکمیل ضروری نہیں ہے اس سے پہلے بھی بچہ کا دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی ماں کو۔ جب کہ اسے طلاق ہوچکی ہو۔ عام معروف طریقہ کے مطابق کھانا اور لباس مہیا کرنا بچے کے والد پر فرض ہے۔ عام حالات میں جبکہ طلاق نہ ہوئی ہو بیوی کا کھانا اور لباس اس کے شوہر پر ویسے ہی فرض ہے (نیز دیکھئے سورة الطلاق آیت ۶)

ف۳ ماں کو تکلیف دینا یہ ہے کہ وہ مثلاً بچے کو اپنے پاس رکھنا چاہے مگر باپ اس سے زبردستی چھین لے یا یہ کہ اسے دودھ پلانے پر مجبور کرے اور باپ کو تکلیف دینا یہ ہے کہ ماں بچے کا سارا بوجھ اس پر ڈال دے یا دودھ پلانے سے انکار کر دے یا بھاری اخراجات کا مطالبہ کرے جو باپ کی وسعت سے باہر ہوں۔ اس آیت کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "نہ ماں نقصان پہنچا کر باپ کو تکلیف دے اور نہ باپ بچہ چھین کر ماں کو ضرر پہنچائے۔" پہلی صورت میں لا تضار صیغہ فعل مجہول ہوگا اور دوسرے ترجمہ کے اعتبار سے صیغہ معروف وَالْمَآلُ وَاحِدٌ۔ (ابن کثیر۔ رازی)

ف۴ یعنی اگر باپ مرجائے تو جو بھی اس کا وارث ہو اس پر فرض ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلانے والی ماں کے یہ حقوق ادا کرے۔ جمہور نے یہی تفسیر کی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی اگر تم بچہ کو اس کی ماں کے ماسوا کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہو تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ جو معاوضہ تم دینا چاہتے ہو وہ معروف طریقہ سے پورا پورا ادا کر دو۔ (رازی۔ ابن کثیر)

ف۶ یہ عدت وفات تمام عورتوں کے لئے یکساں ہے، عام اس سے کہ انہیں اپنے شوہروں سے مساس ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو، وہ جوان ہوں یا بوڑھی جیسا کہ آیت کے عموم سے معلوم ہوتا ہے اور ایک حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور بھی ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ جامع ترمذی) البتہ حاملہ عورت کی عدت وفات وضع حمل ہے۔ (سورة الطلاق آیت ۴) اس مدت کے دوران میں عورت کے لئے نہ صرف نکاح کرنا حرام ہے بلکہ سوگ منانا یعنی ہر قسم کی زینت سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ صحیحین میں حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں فرمایا: "عورت اپنے شوہر کی موت پر چار ماہ دس دن تک سوگ منائے گی"۔ نیز فرمایا: "اور وہ نہ شوخ رنگ کا کپڑا پہنے گی سوائے یمنی چادر کے، نہ سرمہ لگائے گی اور نہ خوشبو استعمال کرے گی۔" (ابن کثیر)

ف۱ یعنی عدت کے دوران میں عورت کو صاف الفاظ کے ساتھ پیغام نکاح دینا جائز نہیں ہے البتہ مناسب طریقے سے یعنی اشارہ کنایہ سے کوئی بات کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ حکم اس عورت کا ہے جس کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو اور مطلقہ ثلاث کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس سے فرمادیا تھا کہ جب تمہاری عدت گزر جائے تو مجھے اطلاع دینا مگر وہ عورت جسے رجعی طلاق دی گئی ہو تو اس کے شوہر کے سوا کسی دوسرے شخص کے لئے اشارہ کنایہ سے بھی بات کرنا جائز نہیں ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن

جانوں اپنی کے۔ جانتا ہے اللہ یہ کہ تم البتہ ذکر کروگے ان کا اور لیکن مت وعدہ دو ان کو چھپے ہوئے مگر یہ کہ

ف۱ اللہ کو معلوم ہے کہ تم کو ان عورتوں کا خیال پیدا ہوگا لیکن اندر ہی اندر ان سے وعدہ مت لو البتہ

تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ

کہو ان کو بات اچھی اور مت محکم کرو گرہ نکاح کی یہاں تک کہ پہنچے لکھا ہوا (حکم خدا کا) وقت اپنے کو

رواج کی بات کہہ سکتے ہو ف۲ اور نکاح کی گرہ باندھنے کا قصد مت کرو جب تک عدت نہ گزر جاوے ف۳

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

اور جانو یہ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ بیچ جیوں تمہارے کے ہے پس ڈرو اس سے اور جانو یہ کہ اللہ تعالے بخشنے والا

اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالے تمہارے دل کی بات جانتا ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا

حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ

تحمل والا ہے نہیں گناہ اوپر تمہارے اگر طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ہو ان کو یا نہیں مقرر کیا واسطے ان کے

بردبار ہے ف۴ اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے (یعنی جماع کرنے) اور مہر ٹھہرانے کے آگے ہی طلاق دے دو تو کچھ گناہ تم پر نہ ہوگا ان کو کچھ

فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ

مقرر کرنا اور فائدہ دو ان کو اوپر کشائش والے کے ہے قدر اس کی اور اوپر تنگی والے کے ہے قدر اس کی فائدہ دینا ساتھ اچھی طرح کے

تحفہ دو امیر اپنے موافق غریب اپنے موافق جیسا رواج ہو

حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ

حق ہوا اوپر نیکی کرنے والوں کے اور اگر طلاق دو ان کو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ ان کو اور تحقیق

نیک لوگوں پر اس کا دینا ضرور ہے ف۵ اور اگر جماع کرنے سے پہلے ان کو طلاق دو اور مہر ٹھہرا

فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَن يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي

مقرر کر چکا ہے واسطے ان کے کچھ مقرر کرنا پس آدھا اس چیز کا کہ مقرر کیا ہے تم نے مگر یہ کہ معاف کر دیں وہ یا معاف کرے وہ شخص کہ

چکے تھے تو جو ٹھہرا تھا اس کا آدھا دینا ہوگا (اور تحفہ لازم نہیں) مگر جب عورتیں خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس

بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَن تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ

بیچ ہاتھ اس کے کے ہے گرہ نکاح کی اور یہ کہ معاف کرو تم نزدیک تر ہے واسطے پرہیزگاری کے اور مت بھول جاؤ بزرگی

کے اختیار میں ہے نکاح باندھنا ف۶ اور معاف کر دینا پرہیزگاری سے بہت نزدیک ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنے

بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ

درمیان اپنے تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہے محافظت کرو اوپر سب نمازوں کے اور اوپر نماز

میں مت چوکو (عورت آدھا مہر چھوڑ دے اور مرد پورا مہر دے دے) بے شک اللہ تعالے تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے تمام نمازوں کا اور بیچ والی

الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ

بیچ والی کے اور کھڑے ہو واسطے اللہ کے چپکے پس اگر ڈرو تم پس پیادے یا سوار پس جب امن میں آؤ تم

نماز کا خیال رکھو ف۷ اور اللہ کے سامنے چپکے ادب سے کھڑے رہو ف۸ پھر اگر تم کو دشمن کا یا اور کسی کا ڈر ہو تو پیدل یا سوار رہ کر (جس طرح ہو سکے) نماز پڑھ لو

ف۲ یعنی ان سے خفیہ معاہدہ نہ کرو۔ ہاں معروف طریقہ سے نکاح کا تذکرہ کر سکتے ہو مثلاً یہ کہ تم تو ابھی جوان ہو یا میں بھی شادی کا خواہشمند ہوں وغیرہ۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی جب تک عدت پوری نہ ہو جائے نکاح کا عزم نہ کرو۔ اس پر تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں ہے۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر)

ف۴ اس میں نکاح کے سلسلہ میں شرعی احکام کے خلاف حیلے نکالنے پر وعید اور توبہ کی ترغیب ہے۔

ف۵ یعنی جس عورت کا عقد کے وقت کوئی مہر مقرر نہ ہوا ہو اگر شوہر اسے قبل از مسیس (مجامعت یا خلوت صحیحہ) طلاق دے دے تو شوہر پر مہر وغیرہ کی صورت میں کسی قسم کا مالی تاوان نہیں ہے۔ آیت میں "لا جناح" فرما کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ شوہر اپنی مالی حالت کے مطابق اسے کچھ دے کر رخصت کرے، اس اعانت کو "متعہ طلاق" کہا جاتا ہے۔ سورۂ احزاب آیت ۴۹ میں مزید بتایا کہ قبل از مسیس طلاق کی صورت میں عورت پر عدت بھی نہیں ہے بلکہ وہ شوہر سے رخصت ہو کر فوراً نکاح کر سکتی ہے۔ (شوکانی)

ف۶ یہ دوسری صورت ہے کہ مہر مقرر کیا جا چکا ہو اور شوہر نے قبل از مسیس (مجامعت یا خلوت صحیحہ) طلاق دے دی ہو تو اس صورت میں عورت نصف مہر کی حقدار ہوگی، ہاں اگر وہ عورت خود یا اس کے اولیا معاف کر دیں تو دوسری بات ہے بعض نے "بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ" سے شوہر مراد لیا ہے اور اس کی طرف سے عفو یہ ہے کہ وہ اپنی خوشی سے پورا مہر دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور پھر "اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى" فرما کر شوہر کو ترغیب دی ہے کہ پورا مہر دے دینا ہی اقرب الی التقویٰ ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) **مسئلہ** اگر اس صورت میں شوہر قبل از مسیس وفات پا جائے تو بیوی پورے مہر کی حقدار ہوگی اسے ورثہ بھی ملے گا اور اس پر عدت بھی ہوگی جیسا کہ بروع بنت واشق کی حدیث میں ہے۔ (شوکانی) **واضح رہے** کہ مطلقہ عورت کی دو قسمیں اور ہیں (۱) مہر مقرر ہو چکا تھا اور خاوند نے بعد از مسیس طلاق دے دی۔ دیکھئے آیت ۲۲۹۔ (۲) عقد کے وقت مہر مقرر نہ تھا مگر بعد از مسیس طلاق دی اس صورت میں عورت مہر مثل کی حقدار ہوگی یعنی جتنا مہر عموماً اس کے خاندان کی عورتوں کا مقرر ہوتا ہے اس کے مطابق اسے مہر دلوایا جائے گا جیسا کہ سورۃ نساء آیت ۲۴ کے تحت مذکور ہوگا۔ (شوکانی)

ف۷ "الصلوٰۃ الوسطیٰ" بیچ والی نماز" اس کی تعیین میں گو اہل علم کے مابین اختلاف ہے مگر جمہور علما کے نزدیک اس سے عصر کی نماز مراد ہے یہی اصح اور ارجح ہے۔ متعدد احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ صحیحین اور سنن کی کتابوں میں متعدد صحابہؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت نے غزوۂ احزاب کے موقعہ پر فرمایا: "شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر، ملاء اللہ قبورھم واجوافھم نارا" کہ انہوں نے ہمیں "صلوٰۃ وسطیٰ" یعنی عصر کی نماز سے غافل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے نیز بہت سے آثار صحابہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۸ "اور ادب سے کھڑے رہو" یعنی نماز میں کوئی ایسی حرکت نہ کرو جو نماز کی حالت کے منافی ہو جیسے کھانا پینا اور کلام وغیرہ۔ عربی زبان میں "قنوت" کے کئی معنی آئے ہیں مگر یہاں سکوت کے معنی میں ہے۔ صحیحین میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ہم نماز میں گفتگو کر لیتے تھے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو کلام کرنا منسوخ ہو گیا اور ہمیں سکوت کا حکم دیا گیا۔ (ابن کثیر)

۳۰ ع ۱۴

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

پس یاد کرو اللہ کو جیسا سکھایا تم کو جو کچھ نہیں تھے جانتے اور جو لوگ کہ مرجاتے ہیں تم میں سے

قبلہ کی طرف نہ ہو پڑھ لو) اور جب ڈر نہ رہے تو جس طرح اللہ نے تم سکھایا ہے جس کو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے اللہ کی یاد کرو ف۱ اور جو لوگ تم میں سے

وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ

اور چھوڑ جاتے ہیں بی بیاں وصیت کرجاویں واسطے بی بیوں اپنی کے فائدہ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا

مرجائیں اور بی بیاں چھوڑ جائیں (یعنی مرنے لگیں) تو وہ اپنی بی بیوں کے لیے ایک سال تک ان کو نہ نکالنے کی اور خرچ دینے کی وصیت کرجائیں

فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَ

پس اگر نکل جاویں پس نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ کیا انھوں نے بیچ حق جانوں اپنی کے اچھی چیز سے اور

اس پر بھی اگر وہ خود نکل کھڑی ہوں (تو میت کے وارثو) تم پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو وہ دستور کے موافق اپنے لیے کوئی کام کریں اور اللہ

اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾

اللہ غالب ہے حکمت والا اور واسطے طلاق والیوں کے فائدہ دینا ہے ساتھ اچھی طرح کے لازم ہوا اوپر پرہیزگاروں کے

زبردست ہے حکمت والا ف۲ اور طلاق والیوں کو رواج کے موافق تحفہ ملے گا یہ لازم ہے پرہیزگاروں پر ف۳

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تو کہ تم سمجھو کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ نکلے

اسی طرح اللہ تعالے اپنے حکم تم سے بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم سمجھو (اور اللہ کے حکموں کی مصلحت میں غور اور فکر کرو) ف۴ (اے پیغمبر) کیا تو نے نہیں دیکھا

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ

گھروں اپنے سے اور وہ ہزاروں تھے ڈر موت کے سے پس کہا واسطے ان کے اللہ نے مر جاؤ پھر

ان لوگوں کو جو اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے موت کے ڈر سے ہزاروں ہی آدمی تھے تو اللہ نے (راہ میں) ان سے فرمایا مر جاؤ (وہ مر گئے) پھر

اَحْيَاھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

جلایا ان کو تحقیق اللہ البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے و لیکن اکثر لوگ نہیں شکر کرتے

ان کو جلایا بے شک اللہ بڑا فضل کرتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ف۵

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ

اور لڑو بیچ راہ اللہ تعالے کے اور جانو یہ کہ اللہ سننے والا ہے جاننے والا کون ہے وہ جو

اور (مسلمانو) خداہ کی راہ میں (کافروں سے) لڑو (تم سن چکے کہ موت سے بھاگنا کچھ فائدہ نہیں) اور جانے رہو کہ اللہ سنتا ہے جانتا کون ہے وہ

يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ

قرض دے اللہ کو قرض اچھا پس دوگنا کرے اس کو واسطے اس کے دوگنا بہت اور اللہ تعالے بند کرتا ہے اور

جو اللہ کو قرض حسنہ دیوے پھر خدا اس کو دونا تگنا بہت گنے کردے گا ف۶ اور اللہ ہی (روزی) تنگ کرتا

يَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ

کشادہ کرتا ہے اور طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے کیا نہ دیکھا تو نے طرف سرداروں کی بنی اسرائیل سے پیچھے

ہے اور کشادہ کرتا ہے اور اسی کے پاس تم کو لوٹ جانا ہے (اے پیغمبر) کیا تو نے موسےٰ کے بعد بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو نہیں دیکھا ف۷ (یعنی

ف۱ اس آیت میں نماز کی حفاظت کی مزید تاکید کی ہے کہ خوف اور جنگامی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہے بلکہ پیدل سوار جس حالت میں بھی ممکن ہو خوف کے وقت نماز ادا کرلو، ہاں خوف زائل ہونے کے بعد نماز کو اُن پورے ارکان و شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کرو جن کی تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ تعلیم دی ہے صلوٰۃ خوف کے احکام کے لئے دیکھئے سورۃ نساء آیت ۱۰۲۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) ف۲ "وصیۃ لازواجھم" یعنی جو لوگ وفات پاجائیں ان کی بیویوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ وصیت کی ہے یا مرنے سے قبل ان کو چاہئے کہ وصیت کرجائیں۔ (ای اوصی اللہ وصیۃ او فلیوصوا وصیۃ)۔ (شوکانی) ابتدا میں یہ حکم تھا کہ جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے۔ اسے ایک سال کے لئے شوہر والے مکان میں سکونت پذیر رہنے کے حقوق حاصل ہیں اور اس مدت کے پورے مصارف متوفی کے اولیاء کے ذمہ ہوں گے۔ ہاں اگر بیوی چاہے تو سال پورا ہونے سے پہلے ہی رخصت ہوسکتی ہے اس صورت میں اولیاء قصور وار نہ ہوں گے اکثر علما کے نزدیک یہ دونوں حکم (نفقہ سنۃ وسکنیٰ) ہی منسوخ ہیں سورۃ نساء آیت میراث ۱۲ سے ایک سال کے مصارف اور حق سکونت کا وجوب منسوخ ہوگیا اور اوپر کی آیت ۲۳۴ میں متوفی عنہا کی عدت چار ماہ دس دن اور سورۃ طلاق آیت ۴ میں حاملہ کی عدت وضع حمل قرار پانے کے بعد ایک سال کی عدت بھی منسوخ ہوگئی۔ اب متوفی عنہا کے لئے لازم ہے کہ آیت ۲۳۴ کے مطابق شوہر والے مکان میں چار ماہ دس دن عدت گزارے یا اگر حاملہ ہے تو وضع حمل تک اسی مکان میں رہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سعید خدریؓ کی بہن فُریعہ بنت مالک کو اس کے شوہر کی وفات کے بعد حکم دیا تھا کہ "امکثی فی بیتک حتی یبلغ الکتاب اجلہ" اور بعد میں حضرت عثمانؓ نے ایک مقدمہ میں اس حدیث کے مطابق فیصلہ بھی فرمایا۔ (ابن کثیر۔ شوکانی بحوالہ سنن اربعہ و موطا مالک)

ف۳ اوپر کی آیت ۲۳۶ میں خاص صورت میں "متعہ طلاق" کا حکم تھا اب اس آیت میں ہر مطلقہ کے لیے "متاع" یعنی "متعہ طلاق" کا حکم دیا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقہ عورت کو کچھ دے کر رخصت کرنا چاہیئے تاہم اس کے وجوب پر اتفاق نہیں ہے۔ (در منثور۔ ابن کثیر)

ف۴ یہاں تک نکاح و طلاق وغیرہ سے متعلقہ مسائل ختم ہوئے۔ (موضح) آخر میں ان معاشرتی مسائل کی اہمیت کے پیش نظر اہل عقل کو مخاطب کیا ہے۔

ف۵ یہ لوگ کون تھے اور کہاں سے نکلے تھے اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے البتہ حضرت ابن عباسؓ اور بعض دوسرے مفسرینؒ کہتے ہیں کہ اسرائیلی تھے۔ جہاد میں قتل کے خوف یا طاعون سے بچنے کے لئے اپنے شہر سے بھاگے، جب ایک مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب مر گئے۔ اتفاق سے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا وہاں سے گزر ہوا اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کیا۔ (قرطبی۔ رازی) یوں آیت کے شروع میں لفظ "اَلَمْ تَرَ" سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قصہ نزول آیت کے وقت عام طور پر مشہور و معروف تھا۔ (فتح القدیر) یہ قصہ قیامت کے روز معاد جسمانی کی قطعی دلیل ہے اور اس کے یہاں ذکر کرنے سے مقصد جہاد کی ترغیب ہے۔ صحیحین میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ جس مقام پر وبا پھوٹ پڑے وہاں سے فرار کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اس مقام پر جانے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے۔ یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرے اور اس میں ریاکاری، یا کسی کو ستانے اور اس پر احسان رکھنے کا جذبہ کار فرما نہ ہو ایسے خرچ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ قرض قرار دیا ہے اور اس پر کئی گنا اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک مرفوع حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُضَاعِفُ الْحَسَنَۃَ اَلْفَیْ اَلْفِ حَسَنَۃٍ کہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کی بیس لاکھ نیکیاں بنا دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک شخص ابوالدحداح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا ایک باغ جس میں کھجور کے چھ سو درخت تھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۷ اوپر کی آیتوں میں جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا ہے اس کے بعد ان آیات میں بنی اسرائیل کی ایک قوم کا قصہ بیان کیا ہے جنہوں نے حکم جہاد کی مخالفت کی اس وجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ظالم ٹھہرے۔ اس قصہ سے مقصد جہاد کی ترغیب ہے۔ المَلَاِ شاہ رفیع الدینؒ نے اس کا ترجمہ "سرداران قوم" کیا ہے اور یہی انسب ہے۔ عموماً مفسرینؒ نے اس کے معنی اشراف و رؤسا کئے ہیں۔ (ابن جریر۔ رازی) اصل میں مِلَاءٌ کے معنی پُر کر دینے کے ہیں اور اشراف و رؤسا بھی اپنی ہیبت اور رُعب سے آنکھیں بھر دیتے ہیں اس لئے ان کو ملأ کہا جاتا ہے۔ (رازی)

مُوسَىٰٓ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۖ قَالَ

موسےٰ کے جب کہا انہوں نے واسطے نبی اپنے کے مقرر کرو واسطے ہمارے بادشاہ لڑیں ہم بیچ راہ اللہ تعالےٰ کے کہا

ان کے قصے پر نظر نہیں ڈالی) جنہوں نے اپنے پیغمبر (شموئیل یا شمعون یا یوشع) سے کہا ایک شخص کو ہمارا بادشاہ بنا دو (جس کی راہنمائی میں ہم ف۱) (اور) اللہ

هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۖ قَالُوا وَمَا لَنَآ أَلَّا نُقَاتِلَ

آیا نزدیک ہو تم اگر لکھا جاوے اوپر تمہارے لڑنا یہ کہ نہ لڑو تم کہا انہوں نے اور کیا ہے ہم کو یہ کہ نہ لڑیں گے

کی راہ میں لڑیں انہوں نے کہا میں تو سمجھتا ہوں اگر تم پر لڑنا فرض ہو تو تم نہ لڑو گے (اور اس وقت پورا پن کر کے اللہ کے گنہگار بنو گے) بنی اسرائیل نے کہا

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن دِيَارِنَا وَأَبْنَآئِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

بیچ راہ اللہ تعالےٰ کے اور تحقیق نکالے گئے ہم گھروں اپنے سے اور بیٹوں اپنے سے پس جب لکھا گیا اوپر ان کے

سبب کیا جو ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں ہم تو اپنے گھر بار بال بچوں میں سے نکالے گئے پھر جب لڑنا ان پر فرض ہؤا (اور جہاد کا حکم

الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ

لڑنا پھر گئے مگر تھوڑے ان میں سے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے ظالموں کو اور کہا واسطے ان کے نبی ان کے نے

آگیا) تو سب پھر گئے مگر کچھ تھوڑے لوگ (رہ گئے) اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے نافرمانوں کو اور ان کے پیغمبر نے ان سے کہا

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوٓا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا

تحقیق اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا ہے واسطے تمہارے طالوت کو بادشاہ کہا انہوں نے کیونکر ہو گی واسطے اس کے بادشاہی اوپر ہمارے

اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ کیا وہ کہنے لگے طالوت ہمارا بادشاہ کیونکر ہو سکتا ہے طالوت سے

وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ

اور ہم بہت حق دار ہیں ساتھ بادشاہی کے اس سے اور نہ دیا گیا وہ کشائش مال سے کہا تحقیق اللہ تعالےٰ نے

تو ہم زیادہ حق دار ہیں بادشاہت کے ف۲ اور اس کو مال و دولت کی فراغت بھی نہیں پیغمبر نے کہا اللہ نے تم پر

اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن

پسند کیا اس کو اوپر تمہارے اور زیادہ دی اس کو کشادگی بیچ علم کے اور بدن کے اور اللہ تعالےٰ دیتا ہے ملک اپنا جس

(حکومت کرنے کے لیے) اس کو پسند کیا ہے اور (دوسرے یہ کہ) اللہ نے اس کو علم اور جسم کی کشائش (تم سے) زیادہ دی ہے اور (تیسرے یہ کہ) اللہ

يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ

کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کشائش والا جاننے والا ہے اور کہا واسطے ان کے نبی ان کے نے تحقیق نشانی بادشاہی اس کی کی یہ کہ آوے تمہارے پاس

جس کو چاہتا ہے اپنی سلطنت دیتا ہے اور (چوتھے یہ کہ) اللہ بڑی کشائش والا ہے ف۳ اور سب کچھ جانتا ہے (کہ کون سلطنت کے لائق ہے) اور ان کے

التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ

صندوق بیچ اس کے تسکین ہے پروردگار تمہارے سے اور باقی ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئی قوم موسیٰ کی اور قوم ہارون کی

پیغمبر نے ان سے کہا طالوت کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تم کو وہ صندوق مل جائے جس میں اللہ کی طرف سے تمہاری تسلی ہے اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کی اولاد جو

تَحْمِلُهُ الْمَلَآئِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ

اٹھالاویں اس کو فرشتے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے پس جب جدا ہؤا

چھوڑ مرے ان کی کچھ بچی ہوئی چیزیں جس میں فرشتے اس کو اٹھا کر لائیں گے ف۴ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اس میں (یعنی صندوق کے اس طرح آجانے میں) تمہارے لیے

ع ۳۲ / ۱۶

ف۱ بائیبل میں اس نبی کا نام سموئیل (شموئیل) لکھا ہے جن کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً ایک ہزار سال پیشتر کا ہے۔ قدیم مفسرینؒ نے اس واقعہ کی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد کچھ عرصہ تک تو بنی اسرائیل کا کام ٹھیک چلتا۔ پا پھر ان میں بدعات نے راہ پالی حتیٰ کہ بعض لوگ بتوں کی پوجا کرنے لگے تب اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے جالوت بادشاہ کی سرکردگی میں ان کے بہت سے علاقے چھین لئے اور لاتعداد افراد کو غلام بنالیا۔ وہ لوگ بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اور اپنے نبی حضرت شموئیلؑ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ اس کے زیر کمان ہم اللہ کی راہ میں جہاد کر سکیں۔ شموئیلؑ نے انہیں اس بے جا مطالبہ سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر وہ اس پر سختی سے مصر رہے چنانچہ حضرت شموئیلؑ نے اللہ کے حکم سے طالوت کا انتخاب کر دیا مگر وہ لوگ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۲ اس لئے کہ بنی اسرائیل میں نبوت تو لادی کی نسل میں چلی آرہی تھی اور بادشاہی حضرت یعقوبؑ کے بڑے بیٹے یہودا کی نسل میں اور طالوت اس نسل سے نہ تھے بلکہ وہ ایک معمولی قسم کے فوجی تھے۔ اس پر بنی اسرائیل کے سرداروں نے اعتراض کیا۔ بائیبل میں طالوت کا نام ساؤل مذکور ہے اور لکھا ہے کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے بن یامین کی نسل سے تھے اور بنی اسرائیل میں اُن جیسا خوبصورت اور قد آور کوئی شخص نہ تھا۔

ف۳ یعنی طالوت کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ یہ علمی قابلیت اور جسمانی صلاحیتوں کی وجہ سے تم پر فائق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو موروثی طور پر بادشاہی کا حق نہیں ہے اور یہ کہ خلیفہ کا مالدار گھرانے سے ہونا بھی شرط نہیں ہے ہاں علم و فضل کے علاوہ فوجی صلاحیتوں کا مالک ہونا ضروری ہے تاکہ ملک کا دفاع کر سکے۔

ف۴ مفسرین کے بیان کے مطابق یہ "تابوت سکینۃ" ایک صندوق تھا جو بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے زمانے سے چلا آرہا تھا اور اس میں حضرت موسیٰؑ، ہارونؑ اور دوسرے انبیاء کے کچھ متبرک آثار (بقیہ) تھے۔ بنی اسرائیل اپنی لڑائیوں میں اسے آگے آگے رکھتے اور اسے دیکھ کر حوصلہ اور ہمت محسوس کرتے تھے مگر ان کی بداعمالیوں کے باعث ان کے دشمن یہ تابوت ان سے چھین کر لے گئے تھے۔ انہوں نے اسے اپنے معبد میں بت کے نیچے رکھ دیا تھا اس وجہ سے ان میں وبا پھوٹ پڑی اور تقریباً پانچ شہر ویران ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے اسے منحوس سمجھ کر اور رات کو بیل گاڑی پر رکھ کر بنی اسرائیل کی طرف دھکیل دیا۔ فرشتے بیلوں کو ہانک کر بنی اسرائیل کی بستی تک لے آئے اور وہ رات کے وقت طالوت کے گھر کے سامنے آموجود ہوا۔ اس سے بنی اسرائیل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ طالوت کے زیر قیادت اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے آمادہ ہو گئے۔ (ابن کثیر۔ معالم) (نیز سکینۃ کے لئے دیکھئے التوبہ آیت ۲۶ و الفتح آیت ۲۶) مگر قرآن کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تابوت کی آمد اعجازی حیثیت کی حامل تھی اس لئے اسے آیۃ قرار دیا ہے۔ (رازی)

طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ

طالوت ساتھ لشکروں کے کہا تحقیق اللہ آزمانے والا ہے تم کو ساتھ ایک نہر کے پس جو کوئی پیئے اس میں سے پس نہیں

(صاف) نشانی ہے ۱ پھر جب طالوت فوجوں سمیت (اپنے مقام سے) نکلا تو کہنے لگا اللہ تم کو (پانی کی) ایک نہر سے آزمانے گا جو کوئی اس میں سے (منہ لگا

مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا

مجھ سے اور جو کوئی نہ چکھے گا اس کو پس تحقیق وہ مجھ سے ہے مگر جو کوئی بھرے ایک چلو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس پی گئے

کر) پیٹ بھر کر) پی لے وہ میرا نہیں اور جو نہ پیئے اس کو وہ میرا ہے ف۱ مگر ایک چلو ہاتھ سے لے لے (اور پی لے تو قباحت نہیں) پھر سبھوں

مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ

اس میں سے مگر تھوڑے ان میں سے پس جب پار اترا اس سے وہ اور جو لوگ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے کہا انہوں نے نہیں طاقت

نے اس کا پانی پی لیا مگر تھوڑے لوگوں نے ف۲ جب طالوت اور اس کے ساتھ والے ایماندار نہر کے پار ہوئے تو کہنے لگے آج تو ہم کو

لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ

ہم کو آج کے دن ساتھ جالوت کے اور لشکروں اس کے کے کہا ان لوگوں نے جو جانتے تھے یہ کہ وہ ملنے والے ہیں اللہ سے بہت ہوا ہے

جالوت اور اس کی فوجوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ف۳ جن لوگوں کو خدا سے ملنے کا یقین تھا انہوں نے کہا ایسا بہت ہوا ہے

فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَ

کہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی ہے جماعت بہت پر ساتھ حکم اللہ کے اور اللہ تعالیٰ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے اور

کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب ہو گئی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

جب ظاہر ہوئے واسطے جالوت کے اور لشکروں اس کے کے کہا انہوں نے اے پروردگار ہمارے ڈال اوپر ہمارے صبر اور ثابت رکھ قدم ہمارے

اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابل ہوئے تو کہنے لگے پروردگار ہمارے اوپر صبر اتار دے اور ہمارے پاؤں (میدان جنگ

وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ۭ فَهَزَمُوْھُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ڐ وَقَتَلَ دَاوٗدُ

اور مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے پس شکست دی ان کو ساتھ حکم خدا کے اور قتل کیا داؤد نے

میں) جمائے رکھ اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح دے پھر اللہ کے حکم سے ان کو (یعنی جالوت والوں کو) شکست دی اور داؤدؑ نے

جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ

جالوت کو اور دی اس کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی اور حکمت اور سکھایا اس کو جو کچھ چاہا اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ تعالیٰ کا

جالوت کو مار ڈالا اور خدا تعالیٰ نے اس کو (یعنی داؤدؑ کو) بادشاہت اور پیغمبری دی اور جو چاہا اس کو سکھلایا ف۴ اور اگر اللہ تعالیٰ بعضوں کے

النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي

لوگوں کو بعضے ان کے کو ساتھ بعضے کے البتہ بگڑ جاتی زمین و لیکن اللہ تعالیٰ صاحب فضل کا ہے اوپر

ہاتھ سے بعضوں کو نہ روکے تو زمین (دنیا) بگڑ جاوے لیکن اللہ کا فضل تمام جہان

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

عالموں کے یہ نشانیاں ہیں اللہ کی پڑھتے ہیں ہم ان کو اوپر تیرے ساتھ حق کے اور تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے ف۵

پر ہے ف۶ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ٹھیک (یعنی یہ سب سچ قصے ہیں) جو ہم تجھ کو سناتے ہیں اور تو بیشک پیغمبروں میں سے ہے (کہ ان پڑھ ہو کر ایسے سچے واقعات بیان کرتا ہے

ف۱ اس نہر سے مراد دریائے اردن ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے جس کی فلسطین میں بہت اہمیت ہے۔ مطلب یہ تھا کہ جو شخص جہاد کی راہ میں بھوک پیاس اور تکالیف برداشت کرنے کی ہمت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ چلے اور جو یہ ہمت نہیں رکھتا وہ ابھی سے الگ ہو جائے۔

ف۲ اتنی تعداد جتنی کہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تھی یعنی تین سو تیرہ۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ بدر کے روز مسلمانوں کی تعداد اتنی تھی جتنی ان لوگوں کی جنہوں طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۳ بعض نے لکھا ہے کہ یہ کہنے والے وہی لوگ تھے جنہوں نے نہر پر پہلے ہی اپنی بے صبری کا مظاہرہ کر دیا تھا لیکن عبارت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ان مومنین نے کہی جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا تھا۔ ممکن ہے انہوں نے جالوت کے لشکر کی کثرت اور اپنی قلت کو دیکھ کر یہ کہہ دیا ہو۔

ف۴ انہی تین سو تیرہ میں سے ایک حضرت داؤدؑ بھی تھے۔ اسرائیلی روایات میں ہے کہ ان کے ہاتھ میں ایک غلیل تھی جس سے انہوں نے یکے بعد دیگرے جالوت کو تین پتھر مارے جو اس کے ماتھے پر لگے اور وہ مر گیا۔ طالوت نے ان سے وعدہ کر رکھا تھا کہ اگر وہ جالوت کو قتل کر دیں گے تو ان سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے گا اور سلطنت میں انہیں اپنا سہیم بنا لے گا چنانچہ طالوت نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے متعلق فرمایا: "اور اللہ تعالیٰ نے اسے سلطنت دی" یعنی وہ سلطنت جو طالوت کے پاس تھی "اور حکمت دی" یعنی حضرت شمویلؑ کے بعد نبوت۔ (ابن کثیر) اور علمہ مما یشاء سے ان آیات کی طرف اشارہ ہے جو حضرت داؤدؑ کو عطا ہوئی تھیں۔ (معالم) علاوہ ازیں مطلق علم دین بھی مراد ہو سکتا ہے۔ (رازی)

ف۵ نادان لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کرنا نبیوں کا کام نہیں۔ اس قصے سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ سے رہا ہے اور اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ شہروں کو ویران کر ڈالیں۔ (موضح) اور جملہ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی گروہ قوت و اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر انسانی حد سے آگے بڑھنا چاہتا ہے تو اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کسی دوسرے گروہ کو اٹھا کر اس کی سرکوبی کرا دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین میں کبھی امن قائم نہ ہو سکتا۔ سلسلہ بیان کے لئے دیکھئے سورۂ حج آیت ۴۰۔ (ابن کثیر) آیت میں مدافعت کرنے والوں سے انبیا، ائمہ اور نیک بادشاہ مراد ہیں جو شرائع کی حفاظت اور اس سے مدافعت کرتے رہتے ہیں۔ (رازی)

ف۶ یعنی پچھلی اُمتوں کے یہ واقعات جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں آپ کے نبی صادق ہونے کی واضح دلیل ہیں کیونکہ نہ آپ نے نہیں کسی کتاب میں پڑھا اور نہ کسی سے سنا۔ پھر بھی انہیں اس طرح ٹھیک ٹھیک بیان کر رہے ہیں کہ بنی اسرائیل بھی ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ (ابن کثیر۔ رازی)

وا "تلك الرسل" سے وہ رسولؑ مراد ہیں جن کا اس سورۃ میں ذکر آیا ہے۔ یہ عقیدہ کہ انبیاءؑ درجات میں مختلف ہیں اور اُن میں تفاضل پایا جاتا ہے اور پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں بالکل صحیح اور اُمّت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ امام رازیؒ نے انہیں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاءؑ پر فضیلت حاصل ہے اور اس سلسلہ میں شبہات کے جوابات دیئے ہیں۔ (کبیر) لیکن صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ" (کہ مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو) جو بظاہر اس آیت کے معارض ہے علما نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔ واضح ترین جواب یہ ہے کہ میری فضیلت ایسے انداز سے بیان نہ کرو جس سے دوسرے انبیاؑ کی کسرِ شان کا پہلو نکلتا ہو۔ امام شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے انبیاءؑ کے مابین تفاضل ثابت ہوتا ہے لیکن حدیث میں مقابلہ کی صورت میں تفاضل سے منع فرمایا ہے یا فضیلت جزوی مراد ہے۔ پس کتاب و سنت میں کوئی تعارض نہیں والحمد للہ علی ذٰلك۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر)

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ

یہ پیغمبر بزرگی دی ہم نے بعضے ان کے کو اوپر بعض کے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کی اللہ نے ان سے اور بلند

یہ پیغمبر (یا سب پیغمبر) ان میں ہم نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی وا ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام کیا وا اور بعضوں کے

بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

کیا بعضے ان کے کو درجوں میں اور دیں ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کے کو دلیلیں ظاہر اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ جان پاک کے

درجے بلند کئے وا اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس (جبریل) سے ان کی مدد کی

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ

اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ نہ لڑتے وہ لوگ کہ پیچھے ان کے تھے پیچھے اس کے کہ آئیں ان کے پاس دلیلیں ظاہر

(وہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے تھے) اور اگر اللہ چاہتا تو بعد والے لوگ کھلی نشانیاں آ جانے پر باہم اختلاف نہ کرتے

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟

ولیکن اختلاف کیا انہوں نے پس بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا اور بعض ان میں سے وہ ہے جو کافر ہوا اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے

لیکن (اللہ نے چاہا) انھوں نے اختلاف کیا کوئی مومن ہوا کوئی کافر اور اگر اللہ چاہتا تو یہ پھوٹ نہ پڑتی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ﴿۲۵۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ

ولیکن اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو

لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے وہ مسلمانو جو ہم نے تم کو دیا اس میں سے خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے

مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہیں خرید و فروخت بیچ اس کے اور نہیں دوستی اور نہ سفارش اور کافر وہی ہیں

جس دن کہ نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی نہ سفارش (کچھ کام دے گی بغیر اللہ کے حکم کے) اور کافر ہی (اپنی جانوں پر)

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ

ظالم اللہ تعالیٰ نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند

ظلم کرتے ہیں وٚ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

واسطے اسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے کون ہے وہ جو سفارش کرے نزدیک اس کے مگر ساتھ حکم اس کے کے

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے اس کے حکم کے کون اس کے پاس سفارش کر سکتا ہے وے جو اُن کے (یعنی لوگوں

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ

جانتا ہے جو کچھ آگے ان کے ہے اور جو کچھ پیچھے ان کے ہے اور نہیں گھیرتے ساتھ کسی چیز کے علم اس کے سے

کے) پہلے گزرا اور جو ان کے بعد ہوگا وہ سب جانتا ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو نہیں جانتے مگر جتنا

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

مگر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سما لیا ہے کرسی اس کی نے آسمانوں کو اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اس کو نگہبانی ان دونوں کی

وہ چاہتا ہے وٛ اس کی کرسی کے اندر آسمان اور زمین سب آ گئے ہیں اور ان کا تھامنا اس پر بھاری نہیں ہے

وٚ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحیح ابن حبان کی ایک حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کا بھی نبی مکلم ہونا ثابت ہے۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

وٚ چنانچہ آنحضرتؐ نے لیلۃ الاسراء میں بحسب مراتب آسمانوں پر انبیاؑ کو دیکھا۔ (ابن کثیر)

وٚ یہاں "البینات" سے مراد واضح دلائل اور معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے۔ (دیکھئے آل عمران آیت ۴۹) اور "روح القدس" سے حضرت جبرئیلؑ مراد ہیں۔ (بقرہ آیت ۸۷)

وٛ یعنی انبیاؑ کے متبعین میں یہ اختلاف اور پھر اس اختلاف کی بنا پر باہم قتال اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت سے ہے جس کی لم ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔ تقدیر کے متعلق ایک سائل کے جواب میں حضرت علیؓ نے فرمایا: "یہ ایک بھید ہے جو تم سے مخفی رکھا گیا ہے لہٰذا تم اسے معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ (فتح البیان) اس آیت میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے کہ کفر و ایمان میں لوگوں کا اختلاف تو پہلے سے چلا آتا ہے کوئی نبیؑ ایسا نہیں کہ ساری امت اس پر ایمان لے آئی ہو۔ لہٰذا ان کے انکار سے آپؐ رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ (کبیر)

وٚ انسان پر سب سے زیادہ مشکل جان و مال کی قربانی ہے اور عموماً شریعت کے احکام کا تعلق ان دونوں سے ہے۔ اس سورت میں پہلے "قاتلوا فی سبیل اللہ" فرما کر جہاد کا حکم دیا اور آیت "من ذا الذی یقرض اللہ" سے جہاد کیلئے مال خرچ کرنے کی ترغیب دی اس کے بعد قصۂ طالوت سے پہلے حکم کی تاکید کی اور اس آیت میں دوسرے امر کو مؤکد کرنے کیلئے دوبارہ صرف مال کا حکم دیا۔ (کبیر) مقصد یہ کہ انسان دنیاوی اسباب و وسائل کو چھوڑ کر اکیلا ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا لہٰذا آخرت میں نجات کیلئے صدقہ و خیرات ایسے نیک اعمال کو وسیلہ بناؤ۔ قیامت کے دن دنیاوی مودت، نسبی تعلق، شفاعت وغیرہ یہ چیزیں کام نہیں آئیں گی۔ (ابن کثیر) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا منکر کافر ہے چنانچہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کیا جیسا کہ کفار سے کیا جاتا ہے۔ (قرطبی)

وٛ قرآن نے متعدد آیات میں اس بات پر زور دیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی شخص کسی کی شفاعت نہیں کر سکیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیامت کے دن جو شفاعت فرمائیں گے اور آپؐ کی شفاعت قبول بھی کی جائے گی تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہی ہوگی جیسا کہ حدیث شفاعت میں ہے: اٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَخِرُّ سَاجِدًا ..... ثُمَّ یُقَالُ لِی ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ کہ میں عرش کے نیچے سجدہ میں گر جاؤنگا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ سجدہ سے اُٹھو جو بات کہو گے سنی جائے گی شفاعت کرو تو قبول کی جائے گی۔ اس آیت سے مطلقاً شفاعت کی نفی نہیں کی جیسا کہ معتزلہ (اہل بدعت) کا خیال ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

وٛ اللہ تعالیٰ کی "کرسی" کی وسعت کا بیان احادیث میں مذکور ہے یعنی یہ کہ سات آسمان اور زمین کی نسبت کرسی کے مقابلہ میں وہی ہے جو جنگل میں پڑے ہوئے ایک حلقہ کی ہوتی ہے پس صحیح یہ ہے کہ کرسی کے لفظ کو اس کے ظاہر معنی پر محمول کیا جائے اور تاویل نہ کی جائے کیونکہ یہ آیات صفات اور ان کے ہم معنی احادیث صحیحہ میں سب سے بہتر طریق سلف صالح کا طریق ہے یعنی "اَمِرُّوْهَا كَمَا جَآءَتْ مِنْ غَیْرِ تَقْیِیْدٍ وَّلَا تَكْیِیْفٍ" (ابن کثیر)

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ

اور وہی ہے بلند مرتبہ بڑا نہیں زبردستی بیچ دین کے تحقیق ظاہر ہوگیا راہ پانا گمراہی سے پس جو کوئی

اور وہ اونچا ہے بڑا وا دین میں زبردستی نہیں ہے نیک راہی اور گمراہی کھل گئی ہے وا پھر جو کوئی جھٹے

يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ

کفر کرے ساتھ شیطان کے اور ایمان لاوے ساتھ اللہ تعالےٰ کے پس تحقیق پکڑ رکھا اس نے کڑا مضبوط نہیں ٹوٹنا

خدا کو نہ مانے وٓ اور اللہ پر ایمان لاوے اس نے مضبوط کنڈا تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں

لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ اٰمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

واسطے اس کے اور اللہ تعالےٰ سننے والا جاننے والا ہے اللہ دوستدار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے

اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے ان کو (کفر کے) اندھیرے سے نکال کر (ایمان کی) روشنی

اِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِّنَ النُّورِ اِلَى

طرف روشنی کی اور جو لوگ کہ کافر ہوئے دوست ان کے شیطان ہیں نکالتے ہیں ان کو روشنی سے طرف

میں لاتا ہے ف اور کافروں کے حمایتی طاغوت ہیں ان کو روشنی سے (ایمان کی جو اللہ تعالےٰ نے ہر آدمی کی فطرت میں رکھی ہے)

الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٢٥٧﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي حَآجَّ

اندھیروں کی یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں کیا نہ دیکھا تو نے طرف اس شخص کی کہ جھگڑا کیا

نکال کر (کفر کے) اندھیرے میں لے جاتے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ۵ (اے پیغمبر) کیا تو نے اس شخص (کے قصے) پر

اِبْرٰهٖمَ فِي رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيٖ وَ

ابراہیم سے بیچ پروردگار اس کے کے اس واسطے کہ دی اس کو اللہ نے بادشاہی جس وقت کہا ابراہیم نے پروردگار میرا وہ ہے جو جلاتا ہے اور

نظر نہیں ڈالی جو اس وجہ سے کہ خدا نے اس کو بادشاہت دی تھی ابراہیم سے جھگڑا اس کے پروردگار کے بارے میں جب ابراہیم نے کہا میرا پروردگار تو

يُمِيتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ

مارتا کہا میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں کہا ابراہیم نے پس تحقیق اللہ لاتا ہے سورج کو

وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں ابراہیم نے کہا اچھا اللہ تو سورج کو پورب سے نکالتا ہے (اگر تو خدا ہے)

الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

مشرق سے پس لے آ تو اس کو مغرب سے پس بھچکا ہوا وہ جو کافر تھا اور اللہ تعالےٰ نہیں راہ دکھاتا قوم

تو اس کو پچھم کی طرف سے لا پس (یہ سن کر) وہ کافر (نمرود مردود) ہکا بکا (یعنی حیران اور خاموش) رہ گیا اور اللہ ہٹ دھرم لوگوں کو راہ

الظّٰلِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا قَالَ اَنّٰى

ظالموں کو یا مانند اس شخص کے کہ گزرا اوپر ایک گاؤں کے اور وہ گرا ہوا تھا اوپر چھتوں اپنی کے کہا کیونکر

پر نہیں لگاتا ف یا تو نے اس شخص (کے قصے پر) نظر نہیں ڈالی جو ایک بستی پر گزرا جس کے چھت گرے پڑے تھے (دیواریں کھڑی تھیں) اس

يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ

زندہ کرے گا اس کو اللہ تعالےٰ پیچھے موت اس کی کے پس مار ڈالا اس کو اللہ تعالےٰ نے سو برس پھر جلایا اس کو کہا کتنی دیر رہا تو

نے کہا بھلا اجڑنے کے بعد اللہ اس کو کیسے آباد کرے گا اللہ تعالےٰ نے اس کو سو برس تک مردہ رکھا پھر جلا اٹھایا فرمایا تو کتنی دیر (یہاں) رہا

وا اس آیت کو "آیۃ الکرسی" کہا جاتا ہے متعدد احادیث میں اس کی فضیلت مذکور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اعظم اٰیۃ فی کتاب اللہ اور سیدۃ اٰی القران وربع القراٰن فرمایا ہے۔ رات کو سوتے وقت اسے پڑھ لینا شیطان سے حفاظت کا ضامن ہے اور ہر نماز کے بعد پڑھنے والے شخص کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں اس کے ساتھ سورۃ اخلاص کو ملا لینے کا بھی ذکر ہے۔ یہ آیت دس جملوں پر مشتمل ہے اور ہر جملہ اسماء حسنیٰ یا صفات باری تعالیٰ کے بیان پر مشتمل ہے یہی خوبی اس کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ ایک روایت کی رُو سے یہ آیت اسم اعظم پر مشتمل ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) وٓ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ جاہلیت میں انصارِ مدینہ کے بعض لڑکے مختلف اسباب کے تحت یہودی یا عیسائی ہوگئے تھے ان کے والدین مسلمان ہوئے تو انہوں نے زبردستی ان کو دائرہ اسلام میں لانا چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ گو نزول خاص ہے مگر حکم عام ہے۔ (ابن کثیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اسلام میں جہاد زبردستی منوانے کا نام نہیں ہے بلکہ جس کام کو سب نیک کہتے ہیں اس کو کروانے کا نام جہاد ہے۔ (موضح بتصرف)

وٓ طاغوت (بروزن فعلوت) کا لفظ طغیان سے مشتق ہے جس کے اصل معنی کسی چیز کے اپنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں اس سے مراد شیطان بھی ہوسکتا ہے اور ہر معبود باطل بھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں طاغوت شیطان ہے۔ (ابن کثیر) نیز ہر وہ شخص جو راس الضلال بن کر لوگوں سے اپنی بندگی اور اطاعت کراتا ہے اسے طاغوت کہا جاتا ہے۔ (ترجمان)

ف قرآن پاک میں جہاں کہیں ظلمات اور نور کے الفاظ آئے ہیں، ان سے مراد کفر و ایمان ہی ہے ماسوائے آیت سورۃ الانعام "وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ" کے کہ یہاں رات اور دن مراد ہیں۔ (کبیر) اس آیت میں "نور" کا لفظ بصیغۂ واحد اور ظلمات کا لفظ بصیغۂ جمع استعمال ہوا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حق ہمیشہ اور ہر جگہ ایک ہی ہے اور کفر و شرک اور جہالت کی قسموں کا شمار نہیں اور وہ سب باطل ہیں۔ (ابن کثیر) آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان پہلے کافر ہوتا ہے اور ایمان لانے کے بعد کفر کی تاریکی سے نکل کر ایمان کی روشنی میں داخل ہوتا ہے مگر یہ معنی مراد نہیں ہیں بلکہ جو شخص ابتدا سے ہی مسلمان ہے اس کے حق میں بھی توفیق و رحمت کے اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے لیا مثلاً قرآن میں ہے: فَلَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ (یونس ۹۸) حالانکہ ان پر تا حال عذاب نازل نہیں ہوا تھا اسی طرح فرمایا: وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ (النحل ۷۰) حالانکہ وہ کبھی پہلے ارذل العمر میں نہ تھے جس کی طرف دوبارہ لوٹائے گئے ہوں۔ حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے ایک شخص سے سنا کہ اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو آپؐ نے فرمایا خَرَجَ مِنَ النَّارِ (یہ شخص آگ سے نکل آیا) حالانکہ وہ پہلے آگ میں نہیں تھا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا، تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ کہ میں نے ان لوگوں کی ملت چھوڑ دی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے حالانکہ یوسف علیہ السلام کبھی بھی ان کی ملت میں داخل نہیں تھے۔ الغرض قرآن و حدیث میں اس قسم کے محاورات بکثرت مذکور ہیں۔ خوب سمجھ لو۔ (کبیر)

۵ یعنی یہ کافر اور انکے باطل معبود سب جہنم میں ڈالے جائیں گے دیکھئے بقرہ ۲۴۔ الانبیاء ۹۸۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف اُوپر کی آیت میں بتایا کہ اہل ایمان اصحاب نور ہیں اور اہل کفر اصحاب ظلمت ہیں۔ اب تین قصے بیان کئے جن سے اہل ایمان اور اہل کفر کے احوال پر روشنی پڑتی ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں پہلے قصہ سے صانع کا اور دوسرے دونوں قصوں سے حشر و نشر کا اثبات مقصود ہے اور کافران دونوں (مبدء و معاد) کے منکر ہیں۔ (کبیر تصرف) مفسرینؒ نے اس بادشاہ کا نام نمرود بن کنعان لکھا ہے جو بابل (عراق) کا بادشاہ تھا اور صانع کی ہستی کا منکر تھا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ مناظرہ وجود باری تعالیٰ میں تھا کہ اس عالم کا کوئی صانع موجود ہے یا نہیں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے وجود باری تعالیٰ کی یہ دلیل دی کہ دنیا میں انسان سمیت تمام چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر وجود سے عدم میں چلی جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی فاعل مختار ہستی موجود ہے جس کے تصرف سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے کیونکہ جہاں میں وجود و فنا کا یہ سلسلہ از خود قائم نہیں ہو سکتا۔ نمرود نے دلیل کو سمجھ لینے کے باوجود ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیا اور جواب دیا کہ میں بھی یہ سب کچھ کر سکتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی ضد اور ہٹ دھرمی بھانپ کر دوسری دلیل پیش کی کہ اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق سے مغرب کی طرف سے جا رہا ہے اگر تم اسکے باوجود منکر اور خود خدائی کے دعویدار ہو تو اس نظام شمسی کو ذرا بدل کر دکھاؤ یعنی سورج کو مغرب سے مشرق کی طرف لے آؤ۔ اس پر وہ قطعی لاجواب ہو کر رہ گیا حضرت ابراہیمؑ کے مناظرہ کی یہ توجیہ نہایت بہتر ہے یہاں پہلی دلیل چھوڑ کر دوسری دلیل اختیار نہیں کی بلکہ پہلی دلیل کو دوسری دلیل کیلئے بمنزلہ مقدمہ قرار دے کر نمرود کے دعویٰ کا کلیتہً بطلان ظاہر کیا ہے۔ (ابن کثیر) حضرت ابراہیمؑ کا یہ مناظرہ آگ سے خروج کے بعد ہوا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ بتوں کو توڑنے کے بعد کا واقعہ ہے۔ (کبیر)

ف۱ یہاں "اَوْ" عطف کے لئے ہے اور باعتبار معنی پہلے قصہ پر عطف ہے "ای هل رایت كالذی حاجّ او كالذی مرّ علی قریة -" اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں کاف زائدہ ہو "ای الم تر الذی مرّ علی قریة "- (رازی، شوکانی) پہلے قصہ سے اثبات صانع مقصود تھا اب دوسرے قصہ سے اثبات حشر ونشر مقصود ہے کما مرّ (رازی) اس آیت میں جس شخص کا ذکر ہے حضرت علیؓ سے ایک روایت کے مطابق اس سے حضرت عزیرؑ مراد ہیں۔ یہی قول حضرت ابن عباسؓ اور بعض تابعینؒ سے بھی مروی ہے اور جس بستی میں ان کا گزر ہوا۔ مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد "بیت المقدس" ہے جب کہ بخت نصر نے اسے تباہ کر ڈالا تھا اور بنی اسرائیل کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر لے گیا تھا۔ (ابن کثیر) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عزیرؑ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے تو انہوں نے انّٰی یحیی ھٰذہ اللہ بعد موتھا (کہ اللہ تعالیٰ اسے کیسے زندہ کرے گا) بطور استبعاد یہ سوال کیسے کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عزیرؑ نے یہ سوال بطور استبعاد نہیں کیا تھا کہ انہیں قیامت کے آنے اور دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں کوئی شک تھا بلکہ اس سے طمانیت حاصل کرنا مقصود تھا اور وہ دوبارہ زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنا چاہتے تھے جیسا کہ انبیا کو ہر حقیقت کا عینی مشاہدہ کرا دیا جاتا ہے۔ ان ہر دو واقعات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس شخص کا دوست اور کارساز اللہ تعالیٰ ہوتا اسے کس طرح اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے۔ (کبیر) مروی ہے کہ جب حضرت عزیرؑ نے وفات پائی تھی اس وقت کچھ دن چڑھا ہوا تھا اور جب دوبارہ زندہ ہوئے تو سورج غروب ہونے کو تھا اس لئے انہوں نے باوجود سو سال تک فوت رہنے کے یہ سمجھا کہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ گزرا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۲ حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور حکم ان کے پاس آتے رہتے تھے ان کو مُردوں کے جی اٹھنے میں کوئی شک نہ تھا لیکن آنکھ سے دیکھ لینا چاہا۔ انسانی عادت ہے کہ وہ علم کے بعد عینی مشاہدہ چاہتی ہے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے علم الیقین کے بعد عین الیقین کا مرتبہ حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ (وحیدی۔ ابن کثیر)

ف۳ "فَصُرْهُنَّ" کے معنی عموماً "اَمِلْهُنَّ" کئے گئے ہیں یعنی ان کو "ہلالے"۔ شاہ صاحب اپنے فائدے میں لکھتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کو "ہلانے" کو اس لئے فرمایا گیا تاکہ زندہ ہونے کے بعد وہ خوب پہچانے جاسکیں کہ واقعی وہی ہیں جو ذبح کر کے پہاڑ پر رکھے گئے تھے اور کوئی اشتباہ نہ رہے۔ اس صورت میں ثُمَّ اجْعَلْ سے پہلے ثُمَّ قَطِّعْهُنَّ محذوف ماننا پڑے گا اور کہا جائے گا کہ بعد کا جملہ چونکہ اس پر دلالت کر رہا ہے اس لئے اسے حذف کر دیا گیا ہے۔ (معالم) صحابہؓ و تابعینؒ اور اہل لغت کی ایک جماعت نے صُرْهُنَّ کے معنی قَطِّعْهُنَّ بھی بتلائے ہیں یعنی ان کو پارہ پارہ کر دے چنانچہ ابن جریر طبری نے اس معنی پر بہت سے شواہد پیش کئے ہیں اصل میں یہ لفظ صار یصور یا یصیر سے امر کا صیغہ ہے جس کے معنی قطع کرنا بھی آئے ہیں اور مائل کرنا بھی اور اس میں قراءت کے اختلاف نے اور زیادہ اشتباہ اور وسعت پیدا کر دی۔ و علمائے لغت نے اسے اضداد میں ذکر کیا ہے۔ (اضداد ابی الطیب۔ مجاز ابی عبیدہ) اس جگہ سوال و جواب کے انداز اور سیاق کلام سے "قطع" کے معنی راجح معلوم ہوتے ہیں اور اس پر سلف مفسرین بھی تقریباً متفق نظر آتے ہیں واللہ اعلم۔ ان چار جانوروں کی تعیین میں علمائے تفسیر کا اختلاف ہے بعض نے مور۔ مرغ کوا اور کبوتر بتائے ہیں اور بعض نے دوسرے نام ذکر کئے ہیں اور پھر چار پہاڑوں پر ان کو الگ الگ رکھنے اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر ہر ایک کا نام لے کر پکارنے کی کیفیت بھی بعض تابعینؒ سے منقول ہے مگر حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں جانوروں کی یہ تعیین لاطائل اور بے فائدہ ہے اس کی کچھ اہمیت ہوتی تو

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ

کہا رہا میں ایک دن یا تھوڑا دن سے کہا بلکہ رہا تو سو برس پس دیکھ تو طرف کھانے اپنے کی

کہنے لگا ایک دن یا کچھ کم ایک دن فرمایا نہیں تو سو برس رہا اب اپنے کھانے پینے کو دیکھ

وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ

اور پینے اپنے کی کہ نہیں سڑا اور دیکھ طرف گدھے اپنے کی اور تو کہ کریں ہم تجھ کو نشانی واسطے لوگوں کے اور دیکھ

بگڑا تک نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ اور یہ ہم نے اس واسطے کیا کہ تجھ کو لوگوں کے لیے ایک نمونہ

إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ

طرف ہڈیوں کی کیونکر چڑھاتے ہیں ہم ان کو پھر پہناتے ہیں ان کو گوشت پس جب ظاہر ہوا واسطے اس کے کہا

بنا دیں (اپنی قدرت کا) اور ہڈیوں کو دیکھ ہم ان کو کس طرح جلاتے ہیں (یا ابھارتے ہیں) اور ڈھانچہ بناتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں جب اس

أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي

جانتا ہوں میں تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھلا مجھ کو کیونکر جلاتا ہے

پر یہ بات کھل گئی تو کہنے لگا (اب) مجھ کو (پورا) یقین ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۱ اور (اے پیغمبر یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا پروردگار مجھ کو دکھلا دے

الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ

مُردوں کو کہا کیا نہیں ایمان لایا تو کہا بلکہ لایا ہوں میں ولیکن تو کہ آرام پکڑے دل میرا کہا پس لے

(آنکھ سے) تو کیونکر مردوں کو جلاوے گا (خدا نے) فرمایا کیا تجھ کو یقین نہیں ابراہیم نے کہا کیوں نہیں (مجھ کو تیرے فرمانے سے یقین تو ہے) ف۲ لیکن (میں آنکھ سے

أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ

چار جانوروں سے پس صورت پہچان رکھ ان کی طرف اپنی پھر کر دے اوپر ہر پہاڑ کے ان میں سے

دیکھنا چاہتا ہوں) اس لیے کہ میرے دل کو تسلی ہو جائے فرمایا اچھا تو چار پرندے لے لے پھر ان کو اپنے ساتھ ہلا لے پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک

جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾ مَّثَلُ

ایک ٹکڑا پھر بلا ان کو چلے آ دیں گے تیرے پاس دوڑتے اور جان یہ کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا مثال

ایک ٹکڑا رکھ دے پھر ان کو بلا (اللہ کا نام لے کر) وہ لپکتے ہوئے تیرے پاس آ جاویں گے ف۳ اور یہ جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۴

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ

ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے بیچ راہ اللہ تعالیٰ کے جیسے مثال ایک دانہ کی کہ اگاوے سات بالیں

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں نکلیں

فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦١﴾

بیچ ہر بالی کے سو دانے اور اللہ تعالیٰ دونا کرتا ہے واسطے جس کے چاہے اور اللہ تعالیٰ کشائش والا جاننے والا ہے

ہر بالی میں سو سو دانے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اس سے دونا دیتا ہے (یا اس سے زیادہ) اور اللہ سمائی والا ہے جاننے والا

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا

وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے بیچ راہ اللہ کے پھر نہیں لاتے پیچھے اس چیز کے کہ خرچ کرتے ہیں احسان

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ (جس کو دیا اس کو) ستاتے ہیں

ع ۳۵ / ۲

قرآن خاموش نہ رہتا۔ (ترجمان نواب) تاہم ان جانوروں کے ذبح اور زندہ ہونے کی اجمالی کیفیت پر علمائے سلف کا اجماع ہے۔ (کبیر) اس اجماعی تفسیر کے خلاف سب سے پہلے ابو مسلم اصفہانی معتزلی نے اپنی ذاتی رائے سے اس کا نیا مطلب بیان کیا ہے جسے آجکل کے جدت پسند طبقے نے عمداً اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ فَصُرْهُنَّ سے صرف ان جانوروں کو ہلا لینا مراد ہے کاٹنا اور ان کے اجزا کو بکھیرنا مراد نہیں ہے، آلوسی زادہ ان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ تفسیر اجماع کے خلاف اور ایک قسم کی بکواس ہے۔ ارباب دین کے نزدیک یہ تفسیر قابل التفات نہیں ہے۔ ظاہر آیت کے خلاف ہونے کے علاوہ ان آثار صحیحہ رحمہ کے بھی خلاف ہے جن سے آیت کے ظاہری معنی کی تائید ہوتی ہے لہٰذا حق یہ ہے کہ جماعت کی اتباع کی جائے۔ (روح المعانی)

ف۴ [illegible] (رازی)

وَّلَآ اَذًى ۙ لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

اور نہ ایذا واسطے ان کے ثواب ان کا ہے نزدیک پروردگار ان کے کے اور نہیں خوف اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

ان کو انکے مالک کے پاس اپنا ثواب ملے گا اور نہ ڈر ہوگا ان کو نہ غم ف۱

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

بات اچھی اور بخش دینا بہتر ہے اس خیرات سے کہ پیچھے اس کے ہو ایذا اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے تحمل والا

نرمی سے جواب ف۲ دینا اور (مانگنے والے کی باتوں سے) درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو ف۳ اور اللہ بے پرواہ ہے تحمل والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت باطل کرو خیرات اپنی کو ساتھ احسان رکھنے کے اور ایذا کے مانند اس شخص کے کہ خرچ کرتا ہے مال اپنے

اے ایمان والو اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ستا کر بیکار مت کرو (جس میں کچھ ثواب نہ ہو) اس شخص کی طرح جو لوگوں کو دکھانے

رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ

لو واسطے دکھلانے لوگوں کے اور نہیں ایمان لاتا ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے پس مثال اس کی مانند مثال سل کی ہے اوپر اس کے

کی نیت سے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور پچھلے دن پر اس کو یقین نہیں ف۴ (یعنی منافق ہے) تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کی چٹان پر تھوڑی

تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ

ہو مٹی پس پہنچے اس کو مینہ پس چھوڑ دے اس کو صاف نہیں قدرت پاتے اوپر کسی چیز کے اس چیز سے جو کمایا انھوں نے اور اللہ

سی مٹی ہو پھر زور کا مینہ پڑے اور اس کو صفاچٹ کر دے (قیامت کے دن) ان لوگوں کو اپنی کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگے گا اور اللہ کافر

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَاۗءَ

نہیں راہ دکھاتا قوم کافروں کو اور مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے واسطے چاہنے

(ناشکرے) لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا ف۵ اور جو لوگ خدا کی رضامندی چاہنے کو دلوں میں ایمان رکھ کر اپنے مالوں

مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ

رضامندی خدائے تعالیٰ کے اور واسطے ثابت کرنے کے جانوں اپنی سے مانند مثال ایک باغ کی جو بلندی پر ہو پہنچا اس کو مینہ

کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو ایک ٹیلے پر ہو (یعنی بلند زمین پر) وہاں زور کا مینہ پڑا تو

فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پس لایا میوہ اپنا دگنا پس اگر نہ پہنچے اس کو مینہ پس شبنم کفایت ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم

دونا میوہ پیدا ہوا اور اگر زور کا مینہ نہ پڑا تو پھوہار ف۶ اور اللہ تمہارے کاموں کو

بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ

دیکھنے والا ہے کیا چاہتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ ہو واسطے اس کے باغ کھجوروں سے اور انگوروں سے چلتی ہیں

دیکھ رہا ہے کیا تم میں سے کوئی بھی یہ بات پسند کرے گا کہ اس کا ایک باغ ہو کھجور اور انگور کا اس کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ

نیچے اس کے سے نہریں واسطے اس کے ہے بیچ اس کے سب میووں سے اور پہنچے اس کو بڑھاپا

نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر طرح کے میوے اس کو میسر ہوں اور بوڑھا ہو گیا ہو اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہوں

ف۱ یعنی یہ ثواب صرف ان لوگوں کو حاصل ہوگا جو رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کے بعد نہ کسی پر احسان جتلاتے ہیں اور نہ زبان و عمل سے کوئی تکلیف دیتے ہیں کسی کو کچھ دے کر احسان جتلانا گناہ کبیرہ ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ احسان جتلانے والا ان تین شخصوں میں سے ایک ہوگا جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھے گا نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ (فتح البیان)

ف۲ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی بات صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ (فتح البیان)

ف۳ یعنی کسی کو صدقہ دینے کے بعد اس پر احسان جتلا کر یا اسے تکلیف دے کر اس منافق کی طرح اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو جو صرف ریاکاری کے جذبہ کے تحت اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی یہ ریاکار بظاہر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں وہ صدقہ اس مٹی کی طرح ہے جو کسی صاف چٹان پر جمی ہوئی ہو اور دیکھنے والا اسے قابل کاشت زمین خیال کرے لیکن جونہی بارش ہو اس کی تمام مٹی ڈھل جائے اور وہ صاف چٹان کی چٹان رہ جائے۔ اسی طرح ریاکاروں کے عمل ان کے صحیفۂ اعمال سے مٹ جائیں گے اور وہ ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اور نہ انھیں ان کا کوئی اجر ملیگا۔ اوپر کی آیت میں مثال تھی مخلص مومن کے صدقہ وخیرات کی جو محض رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرتا ہے اور یہ مثال ہے ریاکار کے خرچ کرنے کی جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یہ ریاکاروں کے مقابلہ میں مخلص مومنوں کی دوسری مثال ہے یعنی جو لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے خرچ کرتے ہیں اور دل کے اس اطمینان کے ساتھ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا وافر اجر عطا فرمائے گا اور ان کا عمل ضائع نہیں ہوگا۔ (کبیر) ان کے خرچ کرنے کی مثال اس باغ کی ہے جو کسی پُرفضا اور بلند مقام پر ہو اگر اس پر زور کی بارش ہو تو دوسرے باغوں سے دگنا پھل دے اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ہلکی بارش ہی کافی رہے۔ یہی حالت مومن کے عمل کی ہے وہ کسی صورت بھی ضائع نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "زور کے مینہ سے مراد زیادہ مال خرچ کرنا ہو اور طلّ (اوس) سے مراد تھوڑا مال۔ سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کرنا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے جیسے خالص زمین پر باغ ہے جتنا مینہ برسے گا اس کا فائدہ ہے بلکہ اوس بھی کافی ہے اور نیت درست نہیں تو جس قدر زیادہ خرچ کرے ضائع ہے کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوا بھی زیادہ ہے جیسے پتھر پر دانہ۔ جتنا زور کا مینہ برسے اور ضرر دے کہ مٹی دھوئی جائے۔ (موضح)

وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ

اور واسطے اس کے اولاد ہے ناتوان پس پہنچا اس کو بگولا بیچ اس کے آگ تھی پس جل گیا اسی طرح

(یا ناتواں بچے اور عورتیں) ایک دم اس باغ کو آگ کا بگولا مارے اور باغ جل جاوے ف۱ اسی طرح اللہ تعالے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا

بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں تو کہ تم فکر کرو اے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو

اپنی آیتیں تم سے بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم غور کرو اے ایمان والو جو اچھی عمدہ (یا حلال) چیزیں

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا

پاکیزہ اس چیز سے کہ کمایا تم نے اور اس چیز سے کہ نکالا ہے ہم نے واسطے تمہارے زمین سے اور مت قصد کرو

تم کماؤ ان میں سے خرچ کرو اور جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیں اور خراب چیز دینے کا قصد

الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا

خبیث کا اس میں سے کہ خرچ کرو اس کو اور نہیں تم لینے والے اس کے مگر یہ کہ چشم پوشی کرو بیچ اس کے اور جانو

بھی نہ کرو (تم اس کو اللہ کی راہ میں) خرچتے ہو اگر تم کو کوئی ایسی چیز دے تو نہ لو مگر ہاں آنکھ بند کر کے ف۲ اور یہ جان رکھو کہ اللہ

اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ

یہ کہ اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو فقر کا اور حکم کرتا ہے تم کو ساتھ بے حیائی کے اور اللہ تعالیٰ

بے پرواہ ہے خوبیوں والا شیطان تم کو ڈراتا ہے محتاجی سے اور بخیلی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش

يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۙ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ

وعدہ دیتا ہے تم کو بخشش کا اپنی طرف سے اور فضل کا اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے دیتا ہے حکمت جس کو

اور مہربانی کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ فراخی والا ہے سب جانتا ف۳ وہ جس کو چاہتا ہے دین کی سمجھ

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا

چاہے اور جو کوئی دیا گیا حکمت پس تحقیق دیا گیا بھلائی بہت اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب

دیتا ہے اور جس کو دین کی سمجھ ملی اس کو بڑی نعمت ملی ف۴ اور جو عقل والے ہیں وہی

الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ

عقل کے اور جو خرچ کرو تم کچھ خرچ کرنا یا منت مانو تم کچھ منت سے پس تحقیق اللہ جانتا ہے اس کو

نصیحت مانتے ہیں اور خدا کی راہ میں تم جو خرچ کرو (تھوڑا، یا بہت قبول ہو یا نہ ہو) یا کوئی منت مانو (اچھے کام کے لیے یا برے کام کے لیے) اللہ کو

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ

اور نہیں ہے واسطے ظالموں کے کوئی مدد دینے والا اگر ظاہر کرو تم خیرات کو پس اچھا ہے وہ اور اگر

معلوم ہے اور بے انصافوں کا ف۵ کوئی مددگار نہیں ہے اگر سب کے سامنے خیرات کرو تو بھی اچھا ہے اور جو

تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ

چھپاؤ تم اس کو اور دو اس کو فقیروں کو پس وہ بہت اچھا ہے واسطے تمہارے اور دور کرے گا تم سے بعض برائیاں تمہاری

چپکے سے فقیروں کو دو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے ف۶ اور کفارہ ہے تمہارے گناہوں کا

ف۱ یعنی نہ خود اس میں اتنی طاقت کہ باغ دوبارہ لگا سکے اور نہ اس کی اولاد اس قابل ہے کہ اس کی مدد کر سکے اسی طرح منافق صدقہ وخیرات کرتا ہے مگر ریاکاری سے کام لیتا ہے تو قیامت کے دن جو نہایت احتیاج کا وقت ہوگا اس کا ثواب ضائع ہو جائیگا۔ اور اس وقت ثواب حاصل کرنے کے لیئے دوبارہ نیکی کا وقت بھی نہیں ہوگا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے اس کی ایک دوسری تفسیر منقول ہے جسے حضرت عمرؓ نے بھی پسند فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ مثال اس شخص کی ہے جو عمر بھر نیک عمل کرتا رہتا ہے لیکن آخر عمر میں اس کی سیرت بدل جاتی ہے اور نیک عمل کی بجائے بُرے عمل کرنے لگتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی پہلی نیکیاں بھی برباد کر لیتا ہے اور قیامت کے دن جو کہ بہت تنگی کا وقت ہوگا وہ نیکی اس کے کچھ کام نہ آئے گی اور اس نازک وقت میں اس کا عمل اس سے خیانت کرے گا۔ (ابن کثیر) چنانچہ آنحضرتؐ ایسے شخص کی حالت سے پناہ مانگا کرتے تھے ایک دعا میں ہے: اَللّٰھُمَّ اجعل اوسع رزقک علیّ عند کبر سِنّی وانقضاء عُمُری۔ کہ یا اللہ بڑھاپے کی عمر میں مجھ پر اپنا رزق وسیع فرما دے۔ (مستدرک)

ف۲ اوپر کی آیات میں بتایا ہے کہ صدقہ وخیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کی قبولیت کیلئے شرط یہ ہے کہ اخلاص دایمان ہو اور یہ بھی بتایا ہے کہ ریاکاری، احسان جتلانے اور تکلیف دینے سے صدقہ ضائع ہو جاتا ہے اور پھر مثالوں سے وضاحت کر کے سمجھایا ہے۔ (کبیر) اب اس آیت میں قبولیت صدقہ کیلئے ایک اور شرط بیان کی ہے کہ صدقہ میں دی جانے والی چیز کا عمدہ اور طیب ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص ردی چیز دیگا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہوگی۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم انصار کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جب کھجور کا موسم آجاتا تو کچھ لوگ کھجوروں کی ڈالیاں لا کر مسجد نبوی کے ستونوں پر لٹکا جاتے۔ اصحابِ صُفّہ میں سے کسی کو بھوک لگتی تو وہ اس میں سے حسب ضرورت کھجوریں توڑ کر کھا لیتا۔ بعض لوگ نکمی اور سڑی ہوئی ڈالیاں بھی لٹکانے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) گو شان نزول میں نفلی صدقہ کا ذکر ہے مگر یہ حکم فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ دونوں کو شامل ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے دو قسم کی ردی کھجوروں (الجعرور وابن ابی الحبیق) کو صدقہ میں قبول کرنے سے منع فرمایا اور لفظ طیب جس طرح عمدہ مال کے معنی میں آتا ہے اسی طرح اس میں وہ مال بھی آجاتا ہے جو حلال طریقے سے کمایا گیا ہو۔ پس معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پاکیزہ اور حلال کے طریقے سے کمایا ہوا مال خرچ کرو۔ خبیث یعنی حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے: لا یکسب عبدٌ مالاً من حرام فینفق منه فیبارک له ولا یتصدق منه فیقبل منه کہ جو شخص حرام مال میں سے خرچ کرتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی اور اگر اس سے صدقہ کرے تو اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ (ابن کثیر)

ف۳ اوپر کی آیت میں عمدہ مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ اب یہاں شیطان کے وسوسہ سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ (کبیر) "ڈراتا ہے محتاجی سے" یعنی انسان کے دل میں وہم اور وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے کہ اگر نیک کاموں میں خرچ کرو گے تو فقیر ہو جاؤ گے اور فحشاء یعنی بخل کی ترغیب دیتا ہے اور اس پر اکساتا رہتا ہے اور "فحشاء" سے بدکاری اور بے حیائی کے کام بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ شیطان ان میں مال صرف کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ ہے کہ صدقہ خیرات تمہارے گناہوں کا کفارہ بھی ہوگا اور اس پر کئی گنا زیادہ اجر بھی ملے گا اور مال میں برکت بھی ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ ہر رات فرشتہ پکارتا ہے اَللّٰھم اعط کل منفق خلفاً کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اور زیادہ دے۔ ایک روایت میں ہے کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا (ابن کثیر۔ رازی)

ف۴ یہاں "الحکمہ" سے مراد دین کا صحیح فہم، علم وفقہ میں صحیح بصیرت اور خشیت الٰہی سب چیزیں ہو سکتی ہیں۔ حدیث میں ہے: رَاْسُ الحِکْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰہِ کہ اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت کی جڑ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جن دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہیئے ان میں سے ایک وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت دی ہو اور وہ رات دن اس حکمت سے لوگوں کے فیصلے کرتا ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیحین)

ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ ہر حال میں تمہاری نیت اور عمل سے واقف ہے۔ اس میں ایک طرف مخلصین کے لئے وعدہ ہے اور دوسری طرف ریاکار اور غیر اللہ کی نذریں ماننے والوں کے لئے وعید بھی ہے کہ ایسے لوگ ظالم ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی صورت رہائی نہیں ہو سکے گی۔ نذر یہ ہے کہ انسان اپنی مراد کے پورا ہو جانے کی صورت میں اپنے اوپر کسی ایسے نفقہ یا کام کو لازم قرار دے لے جو اس پر لازم نہ ہو۔ (کبیر) پھر اگر یہ مراد کسی جائز کام کی ہو اور اللہ تعالیٰ سے مانگی گئی ہو اور جس کام یا خرچ کی نذر مانی گئی ہے وہ بھی جائز ہو تو ایسی نذر کا پورا کرنا بھی واجب ہے ورنہ اس کا ماننا اور پورا کرنا لازم نہیں ہے۔

ف۶ یعنی صدقہ علانیہ دینا بھی گو اچھا ہے مگر پوشیدہ طور پر دینا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک اس سے نفلی صدقات مراد ہیں۔ (شوکانی) اس کے برعکس فرض زکوٰۃ گو پوشیدہ طور پر دینا جائز ہے مگر اس کا اظہار افضل ہے۔ امام طبریؒ لکھتے ہیں

کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۲) متعدد احادیث میں نفلی صدقات کو پوشیدہ طور پر دینے کی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نفلی صدقہ چھپا کر دینے والا قیامت کے دن ان سات شخصوں میں سے ایک ہوگا جنکو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز کہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ (بخاری مسلم) **فوائد صفحہ ہذا ف۱** اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم کے ساتھ صلہ رحمی جائز ہے اور اگر وہ محتاج ہو تو نفلی صدقات سے اس کی مدد کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ ہمیں حکم دیتے کہ صدقات صرف مسلمانوں کو دیئے جائیں مگر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے ہر ضرورت مند سائل کو صدقہ دینے کی اجازت دے دی۔ البتہ قرآن نے بتایا کہ اجر تب ملے گا جب وہ صدقہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیا جائے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ

اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے نہیں اوپر تیرے ہدایت کرنا ان کا اور لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے

اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے (اے پیغمبر) ان کو راہ پر لانا تیرا ذمہ نہیں ہے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے راہ پر

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ

جس کو چاہتا ہے اور جو کچھ خرچ کرو تم بھلائی سے پس نفع واسطے جان تمہاری کے اور نہ خرچ کرو تم مگر واسطے چاہنے رضامندی

لگاتا ہے اور تم جو مال (روپیہ یا چیز) خیرات کرو گے وہ اپنے لیے اور تم تو جو خرچتے ہو اللہ ہی کے لیے خرچتے ہو

اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ

اللہ کے اور جو کچھ خرچ کرو تم بھلائی سے پورا پہنچایا جاوے گا طرف تمہاری اور تم نہیں ظلم کئے جاؤ گے خیرات واسطے ان فقیروں کے ہے

اور تم جو مال خرچ کرو گے خیرات کے طور پر (قیامت کے دن) پورا بھر پاؤ گے اور تمہارا حق مارا نہ جاوے گا ف۱ خیرات (اول تو) ان محتاجوں

اُحْصِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِى الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ

جو بند کئے گئے ہیں بیچ راہ خدا کے نہیں سکتے چلنا بیچ زمین کے جانتا ہے ان کو

کو دیا چاہیئے جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے یا دین کا علم حاصل کرنے کے لیے) رکے ہوئے ہیں (اٹکے ہوئے ہیں گھر سے بیٹھے ہیں) کسی ملک کا سفر

الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْــَٔلُوْنَ النَّاسَ

جاہل دولت مند بے سوالی سے تو پہچانتا ہے ان کو ساتھ چہرے ان کے کے نہیں مانگتے لوگوں سے

نہیں کر سکتے جو ان کا حال نہیں جانتا وہ ان کو مالدار سمجھتا ہے کیونکہ وہ مانگتے نہیں تو ان کا چہرہ دیکھ کر ان کو پہچان لیتا ہے کسی سے لپٹ

اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

لپٹ کر اور جو کچھ خرچ کرو تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ ساتھ اس کے جاننے والا ہے جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے

کر نہیں مانگتے اور تم جو مال خرچ کرو گے خیرات کے طور پر اللہ کو معلوم ہے ف۲ جو لوگ اپنے مال رات اور دن چھپے

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

رات کو اور دن کو چھپے اور ظاہر پس واسطے ان کے ہے ثواب ان کا نزدیک پروردگار ان کے کے اور نہیں ڈر اوپر ان کے

اور کھلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں ان کو ان کا ثواب اپنے مالک کے پاس ملے گا نہ ان کو ڈر ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ کہ کھاتے ہیں سود نہیں کھڑے ہوں گے (یعنی قبروں سے) مگر جیسا کھڑا ہوتا ہے وہ

نہ غم جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (اپنی قبروں سے حشر کے دن) اس طرح سے

الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ

شخص کہ باؤلا کرتا ہے اس کو شیطان آسیب سے یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ سوداگری

اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جس کو آسیب نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو ف۳ یہ (عذاب ان کو) اس وجہ سے (ہوگا) کہ وہ کہتے تھے کسی چیز

مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ

مانند سود کے ہے اور حلال کیا اللہ نے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو پس جو کوئی کہ آئی اس کے پاس نصیحت

کا بیچنا بھی سود کی طرح ہے اور اللہ نے بیچنے کو درست کیا ہے اور سود کو حرام کیا ف۴ پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے (یہ)

لیکن واضح رہے کہ فرض زکوٰۃ صرف مسلمانوں کا حق ہے غیر مسلم پر اس کا صرف کرنا جائز نہیں ہے، اس پر تمام ائمہ کا اجماع ہے۔ (معالم السنن) صدقہ فطر بھی صرف مسلمانوں کا حق ہے۔ صرف امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غیر مسلم پر صرف ہو سکتا ہے۔ (المغنی۔ رد المختار)

ف۲ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد اصحاب صفہ ہیں۔ (شوکانی) مگر آیت اپنے عموم کے اعتبار سے ان سب فقرا کو شامل ہے جو مذکورہ صفات کے حامل ہوں اور آیت کا منشا یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کے اولین مستحق یہ لوگ ہیں یعنی مجاہدین اور علم دین کے طالب علم۔ (ابن کثیر۔ وحیدی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ فی زمانا جو لوگ علم دین کی نشر واشاعت کے لئے وقف ہو چکے ہیں اگر ان کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو تو ان کی مدد کی جائے۔ (موضح بتصرف) "الحافا" یعنی وہ لپٹ کر سوال نہیں کرتے جیسا کہ بھکاریوں کی عادت ہے اور یہ عادت بہت بری ہے۔ (رازی۔ وحیدی) یہ جملہ دراصل تعفف (سوال نہ کرنا) کی تفسیر ہی ہے۔ علمائے تفسیر نے اس کے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ "وہ بالکل سوال ہی نہیں کرتے"۔ (روح) ایک حدیث میں ہے مسکین وہ نہیں ہے جو لقمہ اور دو لقموں کے لئے در بدر پھرتا رہتا ہے بلکہ اصل مسکین وہ ہے جو لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتا۔ نیز احادیث میں بے حاجت سوال کی بڑی مذمت آئی ہے چنانچہ ایک حدیث کے ضمن میں ہے "جس کے پاس دوپہر یا رات کا کھانا ہے پھر وہ لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ دوزخ کے انگارے سمیٹتا ہے۔ (ابو داؤد)

ف۳ یعنی سود خوار قیامت کے دن مخبوط الحواس اور پاگل ہو کر اٹھینگے اَلرِّبَا (سود) کے لغوی معنی مطلق زیادتی کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں خاص شرح کے ساتھ جو اضافہ اصل (رأس المال) پر لیا جاتا ہے اسے "ربا" کہتے ہیں۔ (راغب) یعنی کسی قرض پر بغیر کسی مالی معاوضہ کے محض مہلت بڑھا دینے کی بنا پر زیادتی حاصل کی جائے (ابن العربی) جاہلیت میں عام طور پر سود کی صورت یہ تھی کہ جب ادائے قرض کا وقت آجاتا تو صاحب مال کہتا، یا تو قرض ادا کرو یا مہلت لے کر سود دینا منظور کرو۔ سود کی یہ شکل بالاجماع حرام ہے۔ (شوکانی) لفظ "ربا" اپنے وسیع تر معنی کے اعتبار سے مذکورہ صورت کو بھی شامل ہے لیکن یہ کل "ربا" نہیں ہے بعض قبائل میں تجارتی سود بھی رائج تھا۔ علامہ طبری لکھتے ہیں: کَانَ رِبًا یَتَبَایَعُوْنَ بِهٖ فِی الْجَاهِلِیَّةِ۔ (ج ۳، ص ۱۰۷) یعنی جاہلیت میں ایک صورت ربا کی یہ بھی تھی جو خرید و فروخت میں ہوتا۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں: نَزَلَتْ فِی الْعَبَّاسِ وَرَجُلٍ مِّنْ بَنِی الْمُغِیْرَةِ کَانَا شَرِیْکَیْنِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ سَلَفَا فِی الرِّبَا اِلٰی اُنَاسٍ مِّنْ ثَقِیْفٍ (ایضاً) کان بنو المغیرة یربون لثقیف (در منثور) یعنی ربا جس کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں وہ جاہلی دور میں بسلسلہ کاروبار (تجارت) تھا جو ثقیف اور بنو المغیرہ وغیرہ قبائل باہم بطور شرکت کیا کرتے اور جو سودی قرض کا لین دین جاری تھا موجودہ سودی نظام بھی اس کے تحت آتا ہے۔ (نیز دیکھئے آل عمران آیت ۱۳۰)

ف۴ یعنی ان کو یہ سزا اس لئے ملے گی کہ وہ سود اور تجارت میں کچھ فرق نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ آج کل بھی تجدد پسند طبقہ سود کو ایک کاروبار سمجھتا ہے حالانکہ تجارت اور سود میں بتعدد وجوہ فرق ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ تجارت میں نفع و نقصان دونوں کا احتمال موجود ہے مگر سود خوار اپنے مقروض سے اصل زر کے علاوہ ایک متعین رقم بہر حال وصول کر لیتا ہے جو مفت خوری کی ایک بدترین شکل ہے۔ (رازی)

رَبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

رب اس کے سے پس باز رہا پس واسطے اسکے ہے جو کچھ پہلے ہو چکا اور حکم اس کا طرف اللہ کی ہے اور جو کوئی پھر کرے پس یہ لوگ رہنے والے ہیں

نصیحت پہنچ گئی اور آئندہ وہ (سود کھانے سے) باز آیا تو جو (جاہلیت کے زمانہ میں یا سود حرام ہونے سے پہلے) کھا چکا وہ اس کا ہو گیا اور اس کا معاملہ

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا

آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیش رہنے والے ہیں مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیراتوں کو اور اللہ تعالیٰ نہیں

اللہ کے حوالے ہے (کہ اس کو عذاب کرے یا معاف کر دے) اور جو کوئی یہ نصیحت پہنچنے کے بعد پھر سود کھاوے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ف۲

يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

دوست رکھتا ہر کفر کرنے والے گنہگار کو تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور قائم رکھا نماز کو

اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے ف۳ اور اللہ تعالیٰ ناشکرے گناہگار کو پسند نہیں کرتا ف۴ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

اور دیا زکوٰۃ کو واسطے ان کے ہے ثواب ان کا نزدیک پروردگار ان کے کے اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

اور نماز کو درستی سے ادا کیا اور زکوٰۃ دی ان کا ثواب ان کے مالک کے پاس ان کو ملے گا نہ ان کو ڈر ہوگا نہ غم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہا ہے سود سے اگر ہو تم

مسلمانو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے (لوگوں کے ذمہ پر) اس کو چھوڑ دو (اب نہ لو) اگر تم ایمان

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ

ایمان والے پس اگر نہ کرو تم پس خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے اللہ سے اور رسول اس کے سے اور اگر

رکھتے ہو ف۵ پھر اگر ایسا نہیں کرتے (یعنی سود نہیں چھوڑتے) تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کیلئے ہوشیار ہو جاؤ ف۶ اور جو توبہ کرتے ہو

تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ

توبہ کرو پس واسطے تمہارے ہیں اصل مال تمہارے نہ ظلم کرو تم اور نہ ظلم کئے جاؤ تم اور اگر ہو

سود کھانے سے) تو اپنا اصل روپیہ لو نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے ف۷ اور اگر جس پر قرض ہے

ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

قرضدار تنگی والا پس ڈھیل دینا ہے فراغت تک اور یہ کہ خیرات کر دو بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم

اس کا ہاتھ تنگ ہو (یعنی مفلس ہو بے چارہ تکلیف میں ہو) تو اس کو مہلت دو جب تک اس کا ہاتھ کشادہ ہو اور اگر اصل روپیہ بھی چھوڑ دو (یعنی کل معاف

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ

جانتے اور ڈرو اس دن سے کہ پھیرے جاؤ گے بیچ اس کے طرف اللہ کی پھر پورا دیا جاوے گا ہر جی کو

کر دو یا اس میں سے کوئی حصہ) تو اور اچھا ہے تمہارے لیے اگر سمجھو ف۸ اور اس دن سے ڈرو جب تم کو لوٹ جانا ہوگا اللہ کے پاس (یعنی موت کا دن یا

مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ

جو کچھ کمایا ہے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے

قیامت کا) پھر ہر ایک شخص کو اس کے کاموں کا پورا بدلہ ملے گا اور ان کا حق نہ مارا جاوے گا ف۹ مسلمانو جب تم ایک مقرر میعاد پر ادھار کا معاملہ کرو

ع ۳۸

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے اب اس کا واپس کرنا ضروری نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عفا اللہ عما سلف ۔ کہ پچھلا اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) پس امرہٗ الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ سود کی تحریم یا ماسلف کا عفو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لہٰذا اس نے معاف فرما دیا۔ (شوکانی) یہ مطلب ترجمہ میں دی گئی وضاحت کی بہ نسبت قابل ترجیح ہے۔

ف۲ سُود خواروں کے لئے سخت وعید ہے۔ بعض نے ومن عاد کے یہ معنی کئے ہیں کہ تحریم کے بعد بھی اگر کوئی شخص بیع اور ربا کو یکساں قرار دے گا اور سُود کو حلال سمجھ کر کھائے گا تو ایسا شخص چونکہ کافر ہے اس لئے اسے ہمیشہ کے لئے دوزخی قرار دیا ہے۔ (شوکانی)

ف۳ یعنی سود کا مال بظاہر کتنا ہی بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت عطا نہیں فرماتا چنانچہ سُود خوار پر دنیا بھی لعنت برستی ہے اور آخرت میں بھی اسے وہ سزا ملیگی جو کسی دوسرے مجرم کو نہ ملیگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ سُود خواہ کتنا ہی بڑھ جائے انجام کار وہ کم ہی ہوتا ہے۔ (ابن کثیر) اس کے مقابلہ میں صدقہ و خیرات میں برکت ہوتی ہے۔ صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ دیا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور بڑھاتا ہے حتیٰ کہ وہ اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی مالدار ہو کر اپنے بھائی کو بلا سُود قرض نہ دے یہ نعمت الٰہی کی ناشکری ہے۔ (موضح بتصرف)

ف۵ یعنی حرمت آنے سے قبل جو کچھ وصول کر چکے سو کر چکے اب اس حرمت کے بعد لوگوں کے ذمہ جو بھی سُود ہوا ہے تم اسے لینے کا حق نہیں رکھتے چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام سُود باطل قرار دے دیئے جو قریش ثقیف اور دوسرے عرب قبائل میں سے بعض تاجروں کے اپنے قرضداروں کے ذمہ باقی تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے اعلان فرمایا، "جاہلیت کے تمام سُود باطل قرار دیئے جا چکے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان یعنی حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کا سُود باطل کرتا ہوں۔ لٰہذا وہ سارے کا سارا باطل ہے۔" (ابن کثیر)

ف۶ یعنی اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور وہ وعید ہے جو دوسرے کسی جرم کے بارے میں اللہ و رسولؐ کی طرف سے نہیں دی گئی۔ حضرت ابن عباسؓ، ابن سیرینؒ حسن بصریؒ اور بعض دیگر ائمہؒ کے نزدیک سُود خوار کو توبہ پر مجبور کیا جائے گا اگر پھر بھی روش نہ بدلے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (ابن کثیر)

ف۷ اصل زر سے زائد وصول کرو تو یہ تمہارا لوگوں پر ظلم ہوگا اور اگر تمہیں اصل زر بھی نہ ملے تو یہ لوگوں کا تم پر ظلم ہوگا اور یہ دونوں چیزیں ہی انصاف کے خلاف ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۸ تنگدست مقروض کو کشائش تک مہلت دینا یا معاف کر دینا بڑی نیکی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، من انظر معسرا او وضع عنه اظله الله في ظله ۔ کہ جس نے اپنے قرض دار کو مہلت دی یا اسے اصل زر ہی معاف کر دیا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنا سایہ عنایت کرے گا۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۹ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کی سب سے آخری آیت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد بعض روایات کے مطابق اکتیس روز اور بعض کے مطابق صرف نو روز زندہ رہے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو الربٰوا اور الدّین دونوں آیتوں کے درمیان لکھو۔ (ابن کثیر۔ روح المعانی)

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ

ایک وقت مقرر تک پس لکھ رکھو اس کو اور چاہیئے کہ لکھے درمیان تمہارے لکھنے والا ساتھ انصاف کے اور نہ انکار کرے

تو اس کو لکھ لیا کرو اور جو تم میں لکھنے والا ہو وا اس کو چاہیئے کہ انصاف سے لکھے اور لکھنے والے کو چاہیئے (جب اس کو

كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ

لکھنے والا یہ کہ لکھے جیسے سکھایا اس کو اللہ تعالےٰ نے پس چاہیئے کہ لکھ دے اور مطلب کہے وہ شخص کہ اوپر اس کے ہے حق

لکھنے کے لیے کہیں) جیسا اللہ نے اس کو سکھلایا (اور اپنے فضل و کرم سے اس کو لائق بنایا) وہ بھی لکھنے سے انکار نہ کرے اور لکھ دیوے اور لکھوا دے وہ

وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ

اور چاہیئے کہ ڈرے اللہ پروردگار اپنے سے اور نہ کم کرے اس میں سے کچھ پس اگر ہو وہ شخص کہ اوپر اس کے ہے حق

جس پر دینا ہو اور اللہ سے ڈرتا رہے جو اس کا مالک ہے اور جو دینا ہے وہ پورا پورا لکھوا دے) اس میں کمی نہ کرے اگر جس پر دینا ہو وہ کم عقل ہو یا معذور

سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ

بے وقوف یا ناتوان یا نہیں سکتا یہ کہ مطلب کہے وہ پس چاہیئے کہ مطلب کہے والی اس کا ساتھ انصاف کے

(مثلاً دیوانہ ہو یا نابالغ یا بوڑھا جو سٹھیا گیا ہو) یا لکھوا نہ سکتا ہو (مثلاً گونگا ہو یا زبان سے ناواقف) تو اس کا ولی (وارث یا وکیل یا مترجم یا حاکم یا قاضی)

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ

اور شاہد کر لو دو شاہدوں کو مردوں اپنے سے پس اگر نہ ہوں دو مرد پس ایک مرد

انصاف سے لکھوا دیوے اور اپنے لوگوں میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) جن کو تم پسند کرو دو مردوں کو گواہ کر لو اور اگر دو مرد گواہ نہ ہو سکیں تو ایک مرد

وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا

اور دو عورتیں ان میں سے کہ پسند کرتے ہو تم شاہدوں سے اگر ہو یہ کہ بھول جاوے ایک اُن میں سے پس یاد دلا دے ایک

اور دو عورتوں کو سہی وا اس لیے کہ اگر ایک عورت بھول جاوے (کیونکہ ان کا حافظہ ناقص ہوتا ہے) تو دوسری اس کو یاد دلا دے

الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا

ان دو میں کی دوسری کو اور نہ انکار کریں شاہد جب بلائے جاویں اور مت کاہلی کرو اس سے کہ لکھو اس کو چھوٹا

اور جب گواہ (گواہی کے لیے) بلائے جاویں تو انکار نہ کریں اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لکھنے سے

أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا

یا بڑا وقت اس کے تک یہ بہت انصاف والا ہے نزدیک اللہ کے اور سیدھا کرنے والا ہے واسطے شہادت کے اور بہت نزدیک

میعاد سمیت جی مت چراؤ یہ (لکھاوٹ) بہت انصاف کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور اس سے گواہی کی مضبوطی ہوتی ہے اور (آئندہ) کوئی شبہ نہ کرو اس کی

تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

اس سے کہ نہ شک میں پڑو مگر یہ کہ ہو سوداگری ہاتھوں ہاتھ کہ پھراتے ہو اس کو درمیان اپنے پس نہیں اوپر تمہارے

زیادہ امید بندھ جاتی ہے مگر جب نقد سودا ہو اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو تو نہ لکھنا کچھ گناہ نہیں تم پر

جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ

گناہ یہ کہ نہ لکھو اس کو اور شاہد کر لو جب سودا کرو تم اور نہ ایذا پہنچایا جاوے لکھنے والا اور نہ گواہ

وا اور سودا کرتے وقت گواہ کر لو اور لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ پہنچے وا اور اگر ایسا

ف اس آیت کو "ایۃ الدین" کہا جاتا ہے اور یہ قرآن کی سب سے لمبی آیت ہے۔ اس میں اُدھار یا قرض کے معاملہ کے احکام بیان فرمائے ہیں اور اصولی طور پر تین باتیں ضروری قرار دی ہیں۔ ایک تو تحریر ہو جانی چاہیے، دوسرے مدت کی تعیین، تیسرے گواہ بھی۔ عموماً لوگ اُدھار یا قرض کے معاملے میں تحریر کرنے اور گواہ بنانے کو معیوب اور باہمی بے اعتمادی کی علامت سمجھتے ہیں۔ آیت کے آخر میں اس کی حکمت بیان فرما دی گئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبنی بر انصاف گواہی کو زیادہ درست رکھنے والی اور ہر قسم کے شک و شبہ سے بچانے والی چیز ہے۔ بنا بریں ایسے معاملات میں اس قسم کی احتیاط مناسب ہے تاکہ آئندہ جھگڑا پیدا نہ ہو سکے۔ (ابن کثیر) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت سے "بیع سلم" کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ (شوکانی) اور بیع سلم یا سلف یہ ہے کہ کسی چیز کی پیشگی قیمت دے کر کچھ مدت کے بعد اس چیز کو وصول کرنا احادیث میں اس کے شرائط مذکور ہیں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو دیکھا کہ اہل مدینہ کھجور میں بیع سلف کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: من اسلف فی تمر ففی کیل معلوم او وزن معلوم الی اجل معلوم۔ کہ جو شخص بھی بیع سلف کرے تو ماپ تول اور مدت کی تعیین ہونی چاہیئے۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی جو دیانت و امانت اور اخلاق کے اعتبار سے تم میں قابل اعتبار سمجھے جاتے ہوں۔ قبول شہادت کے دس شرائط ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان، عاقل اور بالغ ہو، غیر مسلم کی شہادت قابل قبول نہیں ہوگی۔ (معالم)

ف۳ یعنی اگر تجارت میں لین دین نقد ہو اُدھار نہ ہو تو گواہ بنا لینے ہی کافی ہیں لکھنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اس میں کلفت ہے اور یہ بھی واجب نہیں ہے۔ مستحب ہے۔ (شوکانی۔ خازن)

ف۴ یہاں "یضار" فعل معروف بھی ہو سکتا ہے اور مجہول بھی۔ یہ ترجمہ مجہول قرأت کی بنا پر ہے اور اگر صیغہ معروف کی قرأت ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ لکھنے والے اور گواہی دینے والے کو چاہیئے کہ نقصان نہ پہنچائے۔ مثلاً لکھنے والا غلط بات لکھ دے جس سے صاحب حق یا مدیون کو نقصان پہنچے یا گواہ شہادت میں ہیر پھیر کر کے غلط گواہی دے اور کاتب اور شاہد کو نقصان پہنچانا یہ ہے کہ انہیں مشغولیت کے وقت تنگ کر کے بلایا جائے وغیرہ۔

ف۱ یہ بیع کی ایک دوسری شکل ہے۔ یعنی اگر تم سفر میں قرض کا معاملہ کرو اور تمہیں لکھنے والا یا ادوات تحریر میسر نہ ہوں تو تحریر کی بجائے مدیون کو چاہئے کہ صاحب دَین کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دے۔ سفر کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ چیز زیادہ تر سفر میں پیش آ سکتی ہے ورنہ رہن حضر میں بھی جائز ہے خود آنحضرتؐ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر عملاً اس کی وضاحت کر دی۔ (صحیحین) پس سفر میں تو رہن نص قرآن سے ثابت ہے اور حضر میں آنحضرتؐ کے فعل سے۔ (شوکانی)

وَاِنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاِنَّهٗ فُسُوۡقٌ ۢ بِكُمۡ‌ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ‌ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

اور اگر کرو تم پس تحقیق وہ گنہگاری ہے ساتھ تمہارے اور ڈرو اللہ سے اور سکھلاتا ہے تم کو اللہ اور اللہ ساتھ ہر چیز

گے (یعنی منشی اور گواہ کو نقصان پہنچاؤ) تو تم پر گناہ لازم ہوگا اور اللہ سے ڈرتے رہو (جو حکم اس نے دیا ہے بسر و چشم بجا لاؤ) اور اللہ تعالیٰ تمہاری تعلیم کرتا ہے

شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمۡ تَجِدُوۡا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقۡبُوۡضَةٌ‌ؕ

کے جاننے والا ہے اور اگر ہو تم اوپر سفر کے اور نہ پاؤ تم لکھنے والا پس گرو ہے قبضہ کی ہوئی

اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے (تو روپیہ کے بدل جو وصول کرنا ہے) یا چیز کے بدل جو وقت پر لینا ہے ف۱

فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا فَلۡيُؤَدِّ الَّذِى اؤۡتُمِنَ اَمَانَـتَهٗ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ‌ؕ

پس اگر امین جانے بعض تمہارا بعضے کو پس چاہیئے کہ ادا کرے وہ شخص کہ امین جانا گیا ہے امانت اس کی کو اور چاہیئے کہ ڈرے اللہ پروردگار

ہاتھ گروی رکھ لو اگر ایک کو دوسرے کا اعتبار ہو تو گروی بھی ضروری نہیں لیکن جس کا اعتبار کیا گیا اس کو چاہیئے کہ دوسرے کی امانت ادا کر دے اور اپنے مالک

وَلَا تَكۡتُمُوا الشَّهَادَةَ‌ ؕ وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ‌ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

اپنے سے اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو کوئی چھپاوے گا اس کو پس تحقیق وہ گنہگار ہے دل اس کا اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو

اللہ سے ڈرتا رہے ف۲ (امانت میں خیانت نہ کرے) اور گواہی کو مت چھپاؤ (جب گواہی دینے کے لیے بلائے جاؤ) اور جو گواہی کو چھپائے اس کا دل گنہگار ہے ف۳ اور اللہ

عَلِيۡمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ

جاننے والا ہے واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور اگر ظاہر کرو جو کچھ بیچ جیوں تمہارے کے ہے

تمہارے کاموں کو جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور تم اپنے دل کی بات کھولو یا اس کو

اَوۡ تُخۡفُوۡهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ‌ؕ فَيَـغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ

یا چھپاؤ اس کو حساب لیوے گا تمہارے ساتھ اس کے اللہ پس بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے

چھپاؤ اللہ اس کا حساب تم سے لے گا ف۴ پھر جس کو وہ چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب کرے گا

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ

اور اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ایمان لایا پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف اس کی پروردگار اس کے سے

اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے یہ پیغمبر (یعنی حضرت محمدؐ) ایمان لائے اس کتاب پر جو ان کے مالک کی طرف سے ان پر اتری

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ‌ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓـئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ

اور ایمان لاتے مسلمان ہر ایک ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اس کے کے اور کتابوں اس کی کے اور پیغمبروں اس کے کے نہیں جدائی ڈالتے ہم

اور ان کے ساتھ مسلمان بھی سب ایمان لائے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہم اس کے کسی پیغمبر کو جدا نہیں

اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ‌ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا‌ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ‏ ﴿۲۸۵﴾

درمیان کسی کے پیغمبروں اسکے سے اور کہا انہوں نے سنا ہم نے اور مانا ہم نے بخشش مانگتے ہیں ہم تیری اے رب ہمارے اور طرف تیری ہے پھر آنا

سمجھتے ف۵ اور کہتے ہیں (اے پروردگار ہم نے (تیرا ارشاد) سنا اور مان لیا (تسلیم کر لیا سر اور آنکھوں سے) ہمارے گناہ بخش دے (یا ہم کو تیری بخشش چاہیئے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا‌ ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ‌ؕ رَبَّنَا

نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ کسی جی کو مگر طاقت اس کی پر واسطے اس کے ہے جو کمایا اس نے اور اوپر اس کے ہے جو کمایا اس نے اے رب ہمارے

مالک ہمارے تیری ہی طرف ہم کو لوٹ کر جانا ہے ف۱ اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر جتنا وہ اٹھا سکے جو اس نے اچھا کام کیا اسی کو فائدہ ہوگا اور جو برا کام کیا اس

ف۲ یعنی قرضدار کا قرض ادا کر دے۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص قرض لینے والے کا اعتبار کرے اور اس کی کوئی چیز رہن رکھے بغیر اسے قرض دے دے تو اسے بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کا قرض ادا کر دے۔ حدیث میں ہے: علی الید ما اخذت حتی تؤدیہ کہ ہاتھ نے جو کچھ لیا ہے اس کے ذمہ ہے جب تک کہ ادا نہ کر دے۔ (ابن کثیر)

ف۳ اس میں اثم (گناہ) کی نسبت دل کی طرف کی ہے اس لئے کہ کتمان دل کا فعل ہے اور اسکے دواعی اولاً دل ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ وعید ہے کہ کتمان شہادت اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے دل مسخ ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک (شوکانی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جھوٹی گواہی دینا اور اسی طرح گواہی کو چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔ (ابن کثیر) سعید بن مسیّب اور ابن شہاب کا قول ہے کہ آیت ربا اور آیت دَین سب سے آخر میں نازل ہوئی ہیں۔ (شوکانی)

ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ خیالات پر بھی مواخذہ ہوگا مگر ان سے مراد وہ خیالات ہیں جن پر انسان کو اختیار ہو اور جنہیں وہ دل میں جاگزیں کر لے اور جو خیالات انسان کی طاقت اور اختیار سے باہر ہوں اور ان کو اپنے دل میں جگہ نہ دے تو ان پر محاسبہ نہ ہوگا جیسا کہ اگلی آیت: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ۔ الخ میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت: لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ ..... نازل ہوئی تو صحابہؓ پر گراں گزری اور انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہم نماز، روزہ وغیرہ اعمال بجا لا رہے ہیں اس آیت کے مطابق تو بڑی مشکل پڑے گی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم بھی پہلے اہل کتاب کی طرح "سَمِعۡنَا وَعَصَيۡنَا" کہنا چاہتے ہو بلکہ تم یوں کہو: "سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ"۔ جب صحابہؓ نے اس کا اقرار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت: "اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ ....." نازل فرمائی اور آیت: "اَوۡ تُخۡفُوۡهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ" کو منسوخ کر دیا اور جب اگلی آیت: "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ .... الخ" نازل فرمائی تو اس کے ہر دعائیہ جملہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے "قَدۡ فَعَلۡتُ" (میں نے ایسا کر دیا) فرمایا۔ (احمد، مسلم) واضح رہے کہ یہاں دوسری آیت سے پہلی کے منسوخ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ پہلی آیت میں جو ابہام تھا اس کی وضاحت فرما دی۔ حافظ ابن القیمؒ لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نسخ کا لفظ وضاحت کے معنی میں بھی استعمال کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لوگوں کو وہ خیالات اور وساوس معاف کر دیئے ہیں جو اُن کے دلوں میں آئیں تاوقتیکہ انکو زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔ (ابن کثیر، شوکانی)

ف۵ یعنی ایسا نہیں ہے کہ ہم بعض انبیاء کو مانتے ہوں اور بعض کا انکار کرتے ہوں بلکہ ہم تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔

ف۱ اس آیت اور اس سے اگلی آیت کی فضیلت میں متعدد احادیث ثابت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جس نے رات کو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اس کے لئے کافی ہو گئیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور ایک فرشتے نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی آپؐ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپؐ کو دیئے گئے اور آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے یعنی سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں اور سورۃ فاتحہ۔ (ابن کثیر)

لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا

مت پکڑ ہم کو اگر بھول گئے ہم یا خطا کی ہم نے اے رب ہمارے اور مت رکھ اوپر ہمارے بوجھ جیسا

کا وبال اسی پر پڑے گا اے رب ہمارے بھول چوک پر ہم کو مت پکڑ اے پروردگار ہمارے جیسے اگلے لوگوں پر تو نے بھاری بوجھ ڈالا تھا ویسا ہم پر مت ڈال

حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ

رکھا تو نے اس کو اوپر ان لوگوں کے کہ پہلے ہم سے تھے اے رب ہمارے اور مت اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں طاقت واسطے ہمارے ساتھ اس کے

مالک ہمارے جس بوجھ کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں وہ ہم سے مت اٹھوا اور ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمارے عیبوں کو ڈھانپ دے (ہم کو رسوا

وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾ ع ٣٨

اور معاف کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو تو ہے دوستدار ہمارا پس مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے

کر دنیا اور آخرت میں) اور ہم پر رحم فرما کہ ہم دوبارہ گناہ میں نہ پڑیں) تو ہی ہمارا خداوند ہے (حامی اور مددگار اور آقا اور صاحب) تو ہماری مدد کر کافروں کے مقابل میں ف۱

سورۃ آل عمران مدنیۃ (٣) (٨٩) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ٢٠٠ رکوعاتہا ٢٠

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان ہے ف٢

الم ﴿١﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴿٢﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

ف۳ اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ ہے قائم رہنے والا اتاری اوپر تیرے کتاب ساتھ حق کے سچا کرنے والی

اللہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا ف۴ اس نے (تھوڑا تھوڑا کر کے) تجھ پر سچی کتاب اتاری (قرآن) جو

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿٣﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ

اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے اور اتاری تورات اور انجیل پہلے اس سے راہ دکھانے والی واسطے لوگوں کے

اگلی کتابوں کو سچ بتاتی ہے ف۵ اور اسی نے تورات شریف اور انجیل مقدس ف۶ (قرآن مجید اترنے سے پہلے اتاریں (لوگوں کی ہدایت کے لیے) اور

وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ

اور اتارا معجزہ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں اللہ کے واسطے ان کے ہے عذاب سخت

اسی نے فیصلہ اتارا جن لوگوں نے خدا کی آیتوں کا انکار کیا ف۷ ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ

وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ

اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا تحقیق اللہ نہیں چھپی اوپر اس کے کوئی چیز بیچ زمین کے

زبردست ہے بدلہ لینے والا (اس سے) جو کوئی اس کی کتاب اور پیغمبر کو نہ مانے بے شک اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں نہ زمین میں

وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٥﴾ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ

اور نہ بیچ آسمان کے وہ ہے جو صورتیں بناتا ہے تمہاری بیچ رحموں کے جیسے چاہے

نہ آسمان میں وہی (ماں کے) پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری تصویر بناتا ہے اس کے سوا

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦﴾ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب ہے حکمت والا وہی ہے جس نے اتاری اوپر تیرے کتاب

کوئی سچا معبود نہیں زبردست ہے حکمت والا ف۸ اسی نے تجھ پر یہ کتاب اتاری (یعنی قرآن شریف) اس میں سے بعض

ف۱ مرسل روایتوں میں ہے کہ حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو تلقین کی کہ ان آیتوں کے خاتمہ پر آمین کہیں۔ چنانچہ آپؐ نے آمین یارب العالمین فرمایا۔ ایک متصل روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے اس سورۃ کے خاتمے پر سات مرتبہ "اللھم ربنا ولك الحمد" فرمایا۔ (درمنثور) بعض صحابہؓ سے بھی اس کے خاتمے پر آمین کہنا ثابت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ان آیتوں کے بعد آمین کی ترغیب دی۔ (ابن کثیر)

ف٢ اس سورت کے مدنی ہونے پر مفسرین کا اتفاق ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی پہلی ٨٣ آیتیں وفد نجران کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (فتح القدیر) یہ وفد کل ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا جن میں ۱۴ وہ ان کے معزز افراد شمار ہوتے تھے اور تین آدمی عاقب عبدالمسیح، السید الایہم اور ابوحارثہ ان سب میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے اور ابوحارثہ کو تو مذہبی رہنما ہونے کی حیثیت سے لاٹ پادری سمجھا جاتا تھا۔ ان سے دوسری باتوں کے علاوہ حضرت مسیحؑ کی الوہیت پر بھی آنحضرتؐ کا مناظرہ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا مسیحؑ فنا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ہی حیّ ہے یعنی ہمیشہ زندہ ہے اور رہیگا وغیرہ دلائل پیش کئے جس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ بقیہ تفصیل کے لئے دیکھئے آیت مباہلہ ۶۱۔ (معالم۔ ابن کثیر)

ف۳ حروف مقطعات کی تشریح ابتدا سورت بقرہ میں گزر چکی ہے۔

ف۴ "الحی القیوم" یہ اسماء حسنٰی صفات باری تعالیٰ میں۔ حیاۃ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں سے ہے۔ حدیث میں ہے کہ دو آیتوں میں اسم اعظم ہے جس کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا رد نہیں فرماتے۔ شروع آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وشروع آیۃ آل عمران۔ بعض روایات میں تین آیتیں مذکور ہیں اور تیسری آیت سورۃ طٰہٰ کی ہے فَعَنَتِ الوجوہ للحی القیوم۔ (ابن کثیر)

ف۵ یہاں "الکتاب" سے مراد قرآن مجید ہے اور بالحق سے اس کے سچا اور منزل من اللہ ہونے پر دلالت ہے اور اس سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کتب سابقہ میں جو خبریں اور بشارتیں مذکور ہیں اس میں بھی وہی خبریں اور بشارتیں ہیں۔ ایک خبر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر بھیجے گا اور بشارت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ان پر قرآن نازل فرمائے گا۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۶ توراۃ سے مراد وہ کتاب ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل کی گئی اور انجیل سے مراد وہ کتاب ہے جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل کی گئی۔ اس وقت یہ دونوں کتابیں اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہیں۔ توراۃ بائیبل کے عہد قدیم کی پہلی پانچ کتابوں کا نام ہے اور انجیل بائیبل کے عہد جدید کی پہلی چار کتابوں میں متفرق طور پر درج ہے۔ یہود و نصاریٰ نے انہیں بڑی حد تک بدل ڈالا ہے اور ان میں کچھ تشریحات اپنی طرف سے ملا کر خلط ملط کر دیا ہے۔ الفرقان سے مراد قرآن مجید ہے جس سے توراۃ و انجیل کے صحیح اور غلط اجزا کے مابین فرق کیا جا سکتا ہے (کبیر وغیرہ)

ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے سے انکار کر دیا۔ (شوکانی)

ف۸ اس آیت میں پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آسمان و زمین کی ہر بڑی اور چھوٹی، ظاہر اور پوشیدہ چیز کا علم ہے حالانکہ وہ عرش معلیٰ پر ہے۔ (وحیدی) اور پھر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک بندۂ مخلوق ہیں جس طرح دوسرے انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں پیدا کیا اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو بھی ماں کے پیٹ میں جیسے چاہا پیدا کیا۔ پھر وہ خدا یا خدا کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کا غلط عقیدہ ہے۔ کیف یشاء یعنی مذکر یا مؤنث اور اسود احمر تام ناقص وغیرہ اور انسان کی سعادت و شقاوت، عمر اور رزق بھی اسی وقت لکھ دیا جاتا ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں مذکور ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

بعضی اس کی آیتیں محکم ہیں یعنی ظاہر معنوں کی وہ جڑ ہیں کتاب کی اور اور ہیں متشابہ معنی کئی طرح ملتے پس وہ لوگ کہ

آیتیں کھلی صاف مضمون کی ہیں وہ تو قرآن شریف کی جڑ ہیں (جن کو محکم کہتے ہیں) اور بعضی آیتیں گول گول مضمون کی ہیں (کئی پہلو رکھتی ہیں) پھر جن

فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشٰبَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ

بیچ دلوں ان کے کے کجی ہے پس پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ شبہ ڈالتی ہے اس میں سے واسطے چاہنے گمراہی کے اور

کے دل پھیرے ہوئے ہیں (یعنی کج ہیں باطل کی طرف جھکے ہوئے) وہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور اصل حقیقت دریافت کرنے کی نیت سے گول گول آیتوں کے پیچھے

ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

واسطے چاہنے حقیقت اس کی کے اور نہیں جانتا حقیقت اس کی کو مگر اللہ تعالیٰ اور مضبوط لوگ بیچ علم کے

پڑ جاتے ہیں حالانکہ اصلی حقیقت ان کی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو پکے عالم ہیں (نہ کچھ طلا) وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ان

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞ (۷)

کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اس کے ہر ایک نزدیک رب ہمارے کے سے ہے اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل کے

پر یہ سب آیتیں (محکم ہوں یا متشابہ) ہمارے پروردگار کی طرف سے اتری ہیں اور جن کو عقل ہے وہی سمجھانے سمجھتے ہیں۔ ف۲

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

اے پروردگار ہمارے مت کج کر دلوں ہمارے کو پیچھے اس کے کہ راہ دکھائی تو نے ہم کو اور دے ڈال ہم کو اپنے پاس سے رحمت

(یہ دعا مانگتے ہیں) اے رب راہ پر لگانے کے بعد پھر ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول مت کر اور اپنی رحمت ہم کو عنایت فرما

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ (۸) رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

تحقیق تو ہی ہے دے ڈالنے والا اے رب ہمارے تحقیق تو اکٹھا کرنے والا ہے لوگوں کو اس دن کہ نہیں شک بیچ اس کے

بے شک تو بڑا دینے والا ہے ف۳ اے رب ہمارے جس دن کے ہونے میں شک نہیں اس دن تو لوگوں کو اکٹھا کرے گا (یعنی قیامت کے دن)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞ (۹) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

تحقیق اللہ نہیں خلاف کرتا وعدے کو تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ہرگز نہ کفایت کریں گے ان سے

بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا بے شک کافروں کے مال اور اولاد اللہ (کے عذاب) سے ان کو کچھ بچا نہ

اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۞ (۱۰)

مال ان کے اور نہ اولاد ان کی اللہ تعالیٰ سے کچھ اور یہ لوگ وہی ہیں ایندھن آگ کے

سکیں گے (یا اللہ کے پاس کچھ کام نہ آئیں گے) اور وہ دوزخ کے ایندھن بنیں گے

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ

جیسے عادت لوگوں فرعون کے کی اور ان لوگوں کی کہ پہلے ان سے تھے جھٹلایا انہوں نے نشانیوں ہماری کو پس پکڑا ان کو

ان کی گت بھی ویسی ہونے والی ہے جو فرعون والوں اور ان سے پہلے لوگوں کی ہوئی ہماری آیتوں کو جھٹلایا آخر اللہ نے ان کے

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞ (۱۱) قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ نے ساتھ گناہوں ان کے کے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے

گناہوں کی سزا میں ان کو پکڑ لیا اور اللہ کا عذاب سخت ہے ف۴ (اے پیغمبر) کافروں سے کہہ دے اب کوئی دن میں تم

ف۱ "محکمات" وہ آیات ہیں جن کا مفہوم بالکل واضح اور صریح ہے اور ان میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان کو ام الکتاب قرار دیا ہے۔ یعنی اصل اور بنیاد۔ انہی میں لوگوں کو دین کی طرف دعوت دی گئی ہے اور انہی میں دین کے بنیادی عقائد، عبادات اور احکام بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن مجید کے نصائح عبر اور انسانی گمراہیوں کی نشان دہی بھی انہی آیات میں لی گئی ہے۔ "متشابہات" جن کا مفہوم سمجھنے میں اکثر لوگوں کو اشتباہ ہو جاتا ہے یا ان میں تاویل کی گنجائش نکل سکتی ہے جن میں ایسے حقائق کا بیان ہے جن پر مجمل طور پر ایمان لانا تو ضروری ہے لیکن ان کی تفصیلات کو جاننا نہ انسان کے لئے ضروری ہے اور نہ عقلی استعداد کے ساتھ ممکن ہے، جیسے حروف مقطعات، مرنے کے بعد برزخی اور اخروی زندگی کی مختلف کیفیات وغیرہ۔ تفسیر وحیدی میں لکھا ہے کہ صفات الٰہیہ کے منکرین تو استواء، ید اور نزول وغیرہ کو متشابہات قرار دیتے ہیں مگر اہل حدیث ان کو محکم مانتے ہیں۔ نیز اس میں نصاریٰ کو بھی تنبیہ ہے کہ عیسیٰؑ کے متعلق کلمۃ وروح منہ وغیرہ آیات سے عیسیٰؑ کی الوہیت اور ابنیت پر تو استدلال کرتے ہیں مگر دوسری آیات ان ھو الا عبدٌ ان مثل عیسیٰ کمثل اٰدم پر دھیان نہیں دیتے۔ (ابن کثیر) متشابہاً کے معنی کے لئے دیکھئے۔ (الزمر آیت ۲۳)

ف۲ یعنی جو لوگ مخلص ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ علم و فہم بھی رکھتے ہیں وہ تو محکمات کو اصل سمجھتے ہیں اور متشابہات کے من عند اللہ ہونے پر وہ ایمان تو رکھتے ہیں لیکن ان کی تفصیلات سمجھنے اور تعین کرنے کے درپے نہیں ہوتے۔ اس کے برعکس جو لوگ اہل زیغ ہیں جن کا مشغلہ ہی محض فتنہ جوئی ہوتا ہے وہ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کی عقلی تاویلات کے چکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کو "اولوا الالباب" تک پڑھا اور پھر فرمایا، جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی فرمائی ہے سو تم ان سے بچو۔ (بخاری) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔ (ابو داؤد) پس ضروری ہے کہ قرآن کا جو حصہ محکم ہے اس پر عمل کیا جائے اور جو متشابہ ہے اس پر جوں کا توں ایمان رکھا جائے اور تفصیلات سے بحث نہ کی جائے۔ (فتح البیان - ابن کثیر)

ف۳ یہ وہ دعا ہے جو علم میں راسخ حضرات اللہ تعالیٰ کے حضور کرتے رہتے ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ (اے اللہ تعالیٰ میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ)۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن جریر)

ف۴ یعنی جس طرح کا عذاب قوم فرعون اور امم سابقہ کو ان کے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے دیا گیا اسی طرح کا عذاب ان مالدار کفار کو بھی دیا جائے گا۔ یہاں ان کفار سے مراد وفد نجران، یہودی، مشرکین عرب اور دوسرے تمام کفار بھی ہو سکتے ہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ

شتاب مغلوب ہوگے تم اور اکٹھے کئے جاؤگے طرف دوزخ کی اور برا ہے بچھونا تحقیق ہے واسطے تمہارے

مغلوب ہوتے ہو (یعنی دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھ سے) اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤگے (قیامت کے دن) اور وہ برا ٹھکانا ہے ۔ وا بے شک

اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

نشانی بیچ دو جماعت کے کہ ملیں آپس میں ایک جماعت لڑتی تھی بیچ راہ خدا کے اور دوسری کافر تھی

(اے یہودیو اے مشرکو یا اے مسلمانو) ایک بڑی نشانی (خدا کی قدرت کی) تمہارے سمجھنے کے لیے ہوچکی ہے ان دو فوجوں میں جو بھڑ گئیں (بدر کے دن) ایک فوج تو اللہ کی راہ

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ

دیکھتے تھے وہ کافر مسلمانوں کو دو برابر اپنے دیکھنا آنکھ کا اور اللہ تعالےٰ قوت دیتا ہے ساتھ مدد اپنی کے جس کو چاہے تحقیق

میں (اس کی رضامندی کے لیے) لڑتی تھی اور دوسری منکروں کی تھی وہ آنکھوں سے ان کو (اپنے سے) دو نا دیکھتے تھے (یا ان سے) اور اللہ جس کو چاہے

فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ

بیچ اس کے البتہ نصیحت ہے واسطے آنکھوں والوں کے زینت دی گئی واسطے لوگوں کے محبت خواہشوں کی

اپنی مدد سے زور دیتا ہے جو لوگ عقل کی آنکھ رکھتے ہیں ان کو اس میں (یعنی اس واقعہ میں) بے شک بڑی عبرت ہے ۲ لوگ رجھائے گئے ہیں مزوں

مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

عورتوں سے اور بیٹوں سے اور خزانے اکٹھے کئے گیوں سونے سے اور چاندی سے

کی محبت پر جیسے بی بیاں اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے اور گھوڑے پورے

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اور گھوڑے نشان کئے ہوئے اور چارپائے اور کھیتی سے یہ فائدہ ہے زندگانی دنیا کا

بدن کے (یا نشان لگے ہوئے یا موٹے تازے یا جنگل میں چرتے ہوئے یا تیار کیے ہوئے) اور مویشی (گائے بیل بھینس بکریاں) اور کھیت یہ سب دنیا کی (چند روزہ

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ

اور اللہ تعالےٰ نزدیک اس کے ہے اچھی جگہ پھر جانے کی کہہ کیا خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر کے اس سے واسطے ان لوگوں کے

زندگی کے مزے ہیں اور اچھا ٹھکانا تو اللہ کے پاس ہے وا (اے پیغمبر) کہہ دے کیا میں تم کو ان (دنیاوی فانی مزوں) سے بہتر مزہ بتلاؤں جو لوگ پرہیزگار

اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

کہ پرہیزگاری کرتے ہیں نزدیک رب ان کے کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے

ہیں (یعنی شرک سے بچے ہیں) ان کو اپنے پروردگار کے پاس باغ ملیں گے جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ

اور بی بیاں ۵ پاک کی ہوئی ہیں اور رضامندی ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالےٰ دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے وہ لوگ

اور ستھری بی بیاں اور (سب سے بڑی نعمت) اللہ جل جلالہ کی رضامندی (ملے گی) اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے وہ جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ ۚ

جو کہتے ہیں اے رب ہمارے تحقیق ہم ایمان لائے پس بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور بچا ہم کو عذاب آگ کے سے

کہتے ہیں مالک ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے ۶

وا عاصم بن عمرو سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کرکے فرمایا: "اے گروہ یہود تم مسلمان ہو جاؤ اس سے قبل کہ تمہارا بھی وہی حشر ہو جو قریش کا بدر میں ہوا ہے"۔ وہ بولے محمدؐ! تم اس گھمنڈ میں نہ ہو کہ تم نے قریش کے ایک ناتجربہ کار گروہ کو جو لڑنا نہیں جانتا تھا، مار ڈالا ہے۔ جب تمہارا ہم سے مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائے گا کہ اصل آدمی یعنی ماہرین جنگ تو ہم ہیں جن کا کوئی مقابلہ نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ اور اس سے اگلی آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر) اس کے نزول کے بعد بنو قریظہ کے قتل۔ بنی نضیر کے جلاوطن اور خیبر کے فتح ہو جانے سے قرآن کی یہ پیش گوئی بحمد اللہ حرف بحرف سچی ثابت ہوئی۔ (شوکانی)

و۲ یعنی متذکرہ بالا پیش گوئی کے مبنی برصداقت ہونے کے لئے "معرکۂ بدر" میں بہت بڑی آیت (دلیل) موجود ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) "یَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ" صیغہ غائب یا کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مسلمان کفار کو اپنے سے صرف دوچند دیکھ رہے تھے حالانکہ وہ سہ چند تھے تاکہ مسلمانوں کو ثبات حاصل ہو چنانچہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ دوم یہ کہ کفار مسلمانوں کو اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے حالانکہ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور مسلمان کل ۳۱۳ تھے مگر مسلمان دوچند اس لئے نظر آتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کے لئے فرشتے بھیج دیئے تھے۔ اکثر مفسرینؒ نے پہلے معنی کو ترجیح دی ہے اور بعض نے دوسرے کو۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) اور ترونهم پڑھیں تو معنی اور بن سکتے ہیں۔ (شوکانی) واضح رہے کہ دوچند دکھلانا لڑائی سے قبل تھا ورنہ لڑائی کے وقت تو ہر گروہ دوسروں کو اپنے سے کم خیال کر رہا تھا۔ دیکھئے سورۃ براءۃ آیت ۱۲۰۔ (وحیدی)

و۳ "الشھوات" یہ شہوۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں (کسی مرغوب چیز کی طرف نفس کا کھچ جانا)، یہاں الشھوات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو طبیعت کو مرغوب ہیں اور من النساء میں من بیانیہ ہے یعنی وہ چیزیں یہ ہیں۔ القناطیر کا واحد قنطار ہے۔ اس کی مقدار میں مختلف اقوال ہیں مگر سب کا حاصل یہ ہے کہ "مال کثیر" کو قنطار کہا جاتا ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) ہماری زبان میں اس کا ترجمہ "خزانے" ہو سکتا ہے اور "متاع" اس سامان کو کہا جاتا ہے جس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ "مزے" کا لفظ اس کا تعبیری ترجمہ ہے۔ حاصل یہ کہ انسان ان چیزوں کی محبت میں پھنس کر خدا اور اس کے دین سے غافل ہو جائے اور انہیں تفاخر اور زینت کا ذریعہ سمجھے اور غرور و تکبر پر اتر آئے تو یہ تمام چیزیں مذموم ہیں۔ ورنہ اگر ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت خیال کرتے ہوئے ذریعہ آخرت بنایا جائے اور شریعت کی حدود میں رہ کر ان سے فائدہ اٹھایا جائے تو یہ مذموم اور مبغوض نہیں بلکہ نہایت مرغوب اور محمود ہیں۔ اصل چیز نیت اور عمل ہے۔ اس لئے حدیث میں ایک طرف تو آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ "میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں ہے۔" (بخاری) اور دوسری طرف آپؐ نے یہ فرمایا ہے کہ "دنیا متاع ہے اور اس کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔" اور یہ کہ "دنیا میں میرے لئے عورت اور خوشبو پسندیدہ بنا دی گئی ہیں۔" (بخاری وغیرہ) یہی حال باقی تمام نعمتوں کا ہے۔ آیت کے آخر میں ان کو دنیاوی زندگی کا سامان قرار دے کر دنیاوی زندگی میں زہد اور آخرت میں رغبت پر زور دیا ہے۔ (ماخوذ از ابن کثیر و شوکانی)

و۴ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت "زین للناس" نازل ہوئی تو میں نے کہا یا اللہ! اب جبکہ تو نے خود ہی ان چیزوں کو ہمارے لئے پسندیدہ بنا دیا ہے تو ہم اس فتنہ سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

و۵ دیکھئے حاشیہ سورۂ بقرہ آیت ۲۵۔

و۶ یعنی اللہ تعالیٰ کے متقی بندے جنہیں آخرت میں مذکورہ نعمتیں حاصل ہوں گی وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں اور جن میں وہ صفات پائی جاتی ہیں جن کا اگلی آیت میں ذکر آرہا ہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

وہ جو صبر کرنے والے ہیں اور سچے اور فرمانبرداری کرنے والے اور خرچ کرنے والے اور بخشش مانگنے والے بیچ پچھلی رات کے

وہ صبر کرنے والے ہیں (مصیبت پر) اور سچ بولنے والے (گو کوئی خفا ہو جائے یا نقصان ہو) اور عاجزی کرنے والے (یا فرمانبردار) اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو استغفار (بخشش کی دعا) کرنے والے ف۱ ف۲

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ

گواہی دی اللہ تعالٰی نے یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ اور گواہی دی فرشتوں نے اور صاحب علموں نے حال یہ کہ اللہ قائم ہے ساتھ انصاف کے

اللہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی (گواہ ہیں) ف۳ انصاف کے ساتھ حکومت کر رہا ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں زبردست ہے حکمت والا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ؕ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ

نہیں کوئی معبود مگر وہ کہ غالب ہے حکمت والا تحقیق دین نزدیک اللہ تعالٰی کے اسلام ہے اور نہیں اختلاف کیا

جو دین خدا کو پسند ہے وہ اسلام ہے ف۴ اور اہل کتاب

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ

ان لوگوں نے کہ دیئے گئے کتاب مگر پیچھے اس کے کہ آیا ان کے پاس علم سرکشی سے درمیان اپنے اور جو کوئی

(یہود و نصاریٰ) نے جو (اس دین سے) مخالفت کی (یعنی اسلام کو قبول نہیں کیا) تو (یہ نہیں کہ اس دین کی سچائی ان کو معلوم نہیں ہوئی بلکہ) حق بات معلوم ہو جانے کے بعد آپس کی ضد ہٹ سے ف۵ اور جو کوئی اللہ کی آیتوں کا انکار کرے تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے ف۶

يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

کفر کرے ساتھ نشانیوں اللہ کے پس تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے حساب پس اگر جھگڑیں تجھ سے پس کہہ مطیع کیا میں نے

پھر بھی اگر وہ کٹ حجتی کریں (اور اسلام کو نہ مانیں اور تکرار کریں)

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ

منہ اپنا واسطے اللہ کے اور جس نے پیروی کی میری اور کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ دیئے گئے کتاب اور ان پڑھوں کو

(تو صاف) کہدے میں نے تو اپنا رخ اللہ کے لئے رکھدیا اور جس نے میرا ساتھ دیا اور اہل کتاب اور عرب کے جاہلوں سے پوچھ

ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ

کیا تم نے مطیع کیا پس اگر مطیع کریں پس تحقیق راہ پائی اور اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پہنچا دینا ہے

تم بھی اسلام لاتے ہو (یا نہیں) اگر مسلمان ہو جاویں تو راہ پر لگ گئے اور جو نہ مانیں تو تیرا کام (اللہ کا حکم) پہنچا دینا ہے

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ۧ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

اور اللہ تعالٰی دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے ہیں پیغمبروں کو

اور اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے ف۷ جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق قتل

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

ناحق اور مار ڈالتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں ساتھ انصاف کے لوگوں میں سے پس خوشخبری دے ان کو

کرتے ہیں اور جو لوگ انصاف کی بات کا حکم دیں ان کو قتل کرتے ہیں ان کو خوشخبری سنا

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَ

ساتھ عذاب دکھ دینے والے کے یہ لوگ وہ ہیں کہ ناپید ہوئے عمل ان کے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور

تکلیف والے عذاب کی ف۸ یہی ہیں وہ لوگ جن کے (نیک) اعمال اکارت ہوئے دنیا اور آخرت میں اور

ف۱ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کے محرمات سے پرہیز میں مشقت اٹھانے والے۔ ف۲ اس آیت سے خاص طور پر سحر (پچھلی رات) کے وقت استغفار کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ کتب احادیث میں متعدد صحابہؓ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب رات کا ایک تہائی یا نصف حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر اتر کر یہ فرماتے ہیں" ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو دوں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟" اور ہر رات پکار کر یہی پوچھا جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی قائما بالقسط حال من الاسم الشریف اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا خالق، رازق اور مدبر ہے وہ خود یہ گواہی دے رہا ہے اور اس کی گواہی سے بڑھ کر سچی اور مبنی بر حقیقت کس کی گواہی ہو سکتی ہے کہ اپنی مخلوقات کا صرف وہی معبود ہے اور اس کا ہر کام اور اس کا ہر حکم مبنی بر عدل و انصاف ہے اور اس کے علاوہ اس کائنات میں جو بھی ہستی ہے وہ اسی کی پیدا کردہ اسی کی محتاج اور اس کے رزق پر جینے والی ہے اور پھر یہی گواہی فرشتے اور وہ تمام اہل علم بھی دے رہے ہیں جو کتاب و سنت کے ماہر ہیں اور جنہوں نے اس کائنات کی حقیقت اور اس کے مبدا اور معاد پر خوب غور کیا ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۴ دین اسلام کا نام ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ پر ایمان اس کی عبادت کرنے اور اسی کے احکام کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارنے کا۔ اس آیت میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جس دین کا اعتبار ہے وہ صرف یہی اسلام ہے۔ نیز جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل نہیں ہے اور نہ آپؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنا عمل اور عقیدہ ہی درست کرتا ہے اس کا دین اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر نہیں ہے خواہ وہ توحید کا قائل ہو اور دوسرے ایمانیات کا اقرار کرتا ہو۔ (م۔ع) اسلام، ایمان اور دین اپنی حقیقت کے اعتبار سے تینوں ایک ہیں۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیا بھیجے ان سب کا دین یہی اسلام تھا۔ اہل کتاب نے اس حقیقت کو جان لینے کے بعد کہ اسلام دین حق ہے محض باہم بغض و عناد کی بنا پر اسلام سے انحراف کیا ہے۔ آج بھی ان کے لئے صحیح روش یہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آئیں اور دین اسلام کو اختیار کر لیں۔

ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلد محاسبہ ہونے والا ہے اور آیات الٰہی سے کفر کی سزا مل کر رہے گی۔

ف۷ اُوتُوا الکِتٰب سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں اور مشرکین عرب کو اُمیین اس لئے کہا کہ ان کے پاس پہلے پیغمبروں کا علم نہ تھا یعنی اہل کتاب اور مشرکین عرب سب کو بالعموم اسلام کی دعوت دو۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اس آیت کے مطابق عرب و عجم کے تمام ملوک و امرا کو دعوتی خطوط لکھے اور اپنی عمومی رسالت کا اعلان کیا۔ ایک حدیث میں ہے بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ۔ کہ میں عرب و عجم کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یَھُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ وَّمَاتَ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اس امت میں سے کوئی بھی یہودی یا نصرانی اگر میرا نام سن کر میری رسالت پر ایمان نہیں لائیگا تو وہ دوزخ میں جائیگا اور آنحضرتؐ کی بعثت کے عالمگیر اور تا قیامت ہونے پر کتاب و سنت میں بکثرت دلائل موجود ہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۸ اس میں اہل کتاب کی مذمت ہے جن کی پوری تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے نہ صرف احکام الٰہی پر عمل کرنے سے انکار کیا بلکہ انبیا اور ان لوگوں کو قتل کرتے رہے ہیں جنہوں نے کبھی ان کے سامنے دعوت حق پیش کی اور یہ انتہائی تکبر ہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب کس شخص کو دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: "اس کو جس نے کسی نبی یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے شخص کو قتل کیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر)

وا اس آیت میں کتاب اللہ سے مراد "توراۃ و انجیل" ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب انھیں خود ان کی کتابوں کی طرف دعوت دی جاتی ہے کہ چلو نبی کو حَکَم مان لو اور بتاؤ کہ ان میں آنحضرت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے یا نہیں تو یہ اس سے بھی پہلو تہی کر جاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں جیسے ان کو کسی چیز کا علم ہی نہیں۔ ف۲ یعنی جس چیز نے حق سے کھلم کھلا انحراف اور بڑے بڑے گناہ کا بے شرمی سے ارتکاب کر لینے پر دلیر و جری بنا دیا ہے وہ یہ ہے کہ انھیں خدا کی پکڑ اور سزا کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ ان کے آبا و اجداد انھیں طرح طرح کی خام خیالیوں اور جھوٹی تمناؤں میں مبتلا کر گئے ہیں۔ کبھی وہ خدا کے بیٹے اور چہیتے ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ (مائدہ: آیت ۱۸) اور کہتے ہیں کہ جنت بس ہی ہمارے لئے ہے (بقرہ: آیت ۱۱۱) اور کبھی کہتے ہیں کہ اگر ہمیں تھوڑی بہت سزا ہوئی بھی تو چند دن سے زیادہ نہ ہوگی۔ ہمارے بزرگوں کا جن کے ہم نام لیوا اور دامن گرفتہ ہیں، خدا پر اتنا زور ہے کہ وہ چاہے بھی تو ہمیں سزا نہ دے سکے گا (مزید دیکھئے بقرہ آیت: ۸۰) اور نصاریٰ نے تو کفارہ کا مسئلہ گھڑ کے معاصی پر سزا کا سارا معاملہ ہی ختم کر دیا ہے۔

مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ

ان کے کوئی مددگار نہیں ہیں (جو عذاب سے ان کو بچا لیں)۔ (اے پیغمبر) تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (اللہ کی) کتاب کا کچھ علم دیا گیا تھا (یا بہت علم دیا گیا تھا)

اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

ان کو اللہ کی کتاب کی طرف فیصلہ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تو ایک فرقہ ان میں کا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے اور وہ جان بوجھ کر تغافل کرتے ہیں ف۱

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا

یہ حرکتیں ف۲ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں ہم کو ہرگز (دوزخ کی) آگ نہ لگے گی مگر گنتی کے کئی دن اور جو باتیں انھوں نے دین میں بنا رکھی ہیں (جھوٹی)

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ

ان پر بھول گئے ہیں ف۳ پھر جس دن کے آنے میں شک نہیں (یعنی قیامت کا دن) جب اس دن ہم ان کو اکٹھا کریں گے تو ان کا کیا حال ہوگا اور ہر

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ

آدمی کو اس کے کیے کا پورا بدلہ ملے گا اور کسی کا حق نہ مارا جاوے گا ف۴ (اے پیغمبر) کہہ اے میرے خدا سارے ملک کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہ بنا دے

تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ

اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لیوے اور تو جس کو چاہے عزت دیوے اور تو جس کو چاہے ذلت دیوے

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ

ساری بھلائی تیرے ہی (مبارک) ہاتھ میں ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے ف۵ تو رات کو (کم کر کے) دن میں ملا دیتا ہے اور دن کو (کم کر کے) رات میں

فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ

ملا دیتا ہے ف۶ اور جیتا مردے سے نکالتا ہے (مثلاً نطفے اور انڈے سے جاندار) اور مردہ جیتے سے نکالتا ہے (مثلاً نطفہ اور انڈا جاندار سے) اور تو جس کو چاہتا

تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

ہے بے حساب رزق دیتا ہے ف۷ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناویں اور جو کوئی ایسا کرے (یعنی کافروں

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ

سے دوستی جوڑے) تو اس کو اللہ سے کچھ تعلق نہیں رہا (کیونکہ کافر اللہ کے دشمن ہیں ان سے دوستی کرنا اللہ سے دشمنی کرنا ہے) مگر ہاں جب ایسے امر کا ڈر ہو جس سے

ف۳ یعنی انھیں جان لینا چاہیے کہ قیامت کے روز جب ہمارے حضور جمع ہوں گے تو ان کا بہت برا حال ہوگا ان کے یہ من گھڑت عقیدے انہیں کوئی کام نہیں دے سکیں گے اور نہ انہیں اپنے بزرگوں سے جھوٹی محبت اور دامن گیری خدا کے عذاب سے بچا سکے گی۔ کوئی نبی یا ولی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر سفارش کا بھی مجاز نہ ہوگا۔ (ترجمان وحیدی)

ف۴ یہود اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ حکم و نبوت کا یہ سلسلہ ہمیشہ ان میں رہے گا۔ دوسری قوم اس کا استحقاق نہیں رکھتی مگر جب نبی آخر الزماں ایک امی قوم بنی اسمٰعیل سے مبعوث ہو گئے تو ان کے غیظ و غضب اور حسد کی انتہا نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود مختار اور مالک الملک ہے۔ وہ جس قوم کو چاہتا ہے دنیا میں عزت و سلطنت سے نواز دیتا ہے۔ لہٰذا نبوت جو بہت بڑی عزت ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا پسند فرما لیا۔ اللہ تعالیٰ پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔

یہاں دعا کے انداز میں مسلمانوں کو بشارت بھی دے دی کہ تمہیں اس دنیا میں غلبہ و اقتدار حاصل ہوگا اور آنحضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔

ف۵ اس سے موسموں کے اعتبار سے رات اور دن کے بڑھنے اور گھٹنے کی طرف اشارہ ہے۔

ف۶ حافظ طبرانیؒ نے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ "قُلِ اللّٰهُمَّ تا بِغَيْرِ حِسَابٍ" میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے جس کی تلاوت کر کے دعا کی جائے تو اسے قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت معاذؓ نے اپنے اوپر قرض بڑھ جانے کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس آیت کے تلاوت کرنے اور اس کے ساتھ یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی: "رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ، اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ"۔ دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والے تو جسے چاہتا ہے عنایت کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے مجھ پر ایسی رحمت نازل فرما کہ اس کے بعد دوسروں کی رحمت سے بے نیاز ہو جاؤں۔ اے اللہ مجھے فقر سے غنی کر دے اور میرا قرض ادا فرما دے۔ (ابن کثیر، شوکانی)

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِىْ صُدُوْرِكُمْ

اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ ذات اپنی سے اور طرف اللہ کی ہے پھر جانا کہہ اگر چھپاؤ تم جو کچھ بیچ سینوں تمہارے کے ہے

بچنا ضرور ہے اور اللہ اپنی ذات مقدس سے تم کو ڈراتا ہے اور اللہ ہی کے پاس جانا ہے ف۱ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے جو کچھ تمہارے جی میں ہے

اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

یا ظاہر کرو اس کو جانتا ہے اس کو اللہ اور جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور اللہ تعالیٰ اوپر

اس کو چھپاؤ یا کھولو اللہ کو معلوم ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب جانتا ہے اور اللہ سب کچھ

كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖۚ وَّمَا عَمِلَتْ

ہر چیز کے قادر ہے جس دن پاوے گا ہر جی جو کچھ کیا ہے بھلائی سے حاضر کیا ہوا اور جو کچھ کیا ہے

کر سکتا ہے جس دن ہر شخص جو بھلائی یا برائی اس نے کی ہے اپنے سامنے موجود پائے گا (یا پوری نہ کم نہ زیادہ)

مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ

برائی سے چاہے گا کاش یہ کہ درمیان اس شخص کے اور درمیان اس برائی کے ہو مسافت دور اور ڈراتا ہے تم کو اللہ ذات اپنی سے

آرزو کرے گا کاش یہ دن اس سے بہت دور ہوتا اور اللہ تم کو اپنی ذات مقدس سے ڈراتا ہے

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ

اور اللہ شفقت کرنے والا ہے ساتھ بندوں کے کہہ اگر ہو تم چاہتے اللہ کو پس پیروی کرو میری چاہے تم کو

اور اللہ اپنے بندوں پر شفقت رکھتا ہے جب تو نے ان کو خبردار کر دیا (اے پیغمبرؐ) کہہ دے (ان مشرکوں یا یہود یا نصاریٰ یا مسلمانوں سے) اگر تم کو اللہ کی

اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ

اللہ تعالیٰ اور بخشے واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ کہہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی

محبت ہے تو میری راہ پر چلو اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اللہ اور اس کے

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا

پس اگر پھر جاویں پس تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا کافروں کو تحقیق اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو

رسول کی بات مانو (ہر معاملے میں دین کا ہو یا دنیا کا) پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا ف۳ بیشک اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے لوگوں

وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ

اور کنبے ابراہیمؑ کے کو اور کنبے عمران کے کو اوپر عالموں کے اولاد تھے بعضے ان کے بعضوں سے اور اللہ تعالیٰ

میں آدمؑ اور نوحؑ کو اور ابراہیم علیہ السلام کی اور عمران کی اولاد کو پسند کر لیا ہے ف۴ ایک خاندان دوسرے خاندان کی نسل سے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ

سننے والا جاننے والا ہے جس وقت کہا بی بی عمران کی نے اے پروردگار میرے تحقیق میں نے نذر کیا واسطے تیرے جو کچھ بیچ پیٹ میرے کے

سنتا جانتا ہے (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر) جب عمران کی بی بی (حنہ بنت فاقوذام) نے (پروردگار سے) عرض کیا اے میرے مالک جو میرے پیٹ میں

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

کہ ہے آزاد کیا ہوا پس قبول کر مجھ سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا جاننے والا پس جب جنا اس کو کہا

ہے آزاد کر کے اسکو تیری نذر کر چکی اب قبول کر میری طرف سے بے شک تو سنتا جانتا ہے ف۵ جب انہوں نے بیٹی جنی تو کہنے لگیں اے رب

ف۱ اس آیت میں کفار کے ساتھ موالات اور دوستی رکھنے سے منع فرمایا ہے اور اس پر سخت وعید سنائی ہے ۔ صرف بچاؤ اور تدبیر سلطنت کی حد تک ظاہری طور پر اظہار موالاۃ کی اجازت دی ہے بشرطیکہ یہ اظہار دلی نفرت کے ساتھ ہو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں تَقِیَّہ صرف زبان سے اظہار کی حد تک جائز ہے نہ کہ عمل سے ۔ نیز حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعض یہودی رؤسا نے انصار کے ایک گروہ سے تعلقات قائم کر رکھے تھے ۔ ان کا خیال تھا کہ کسی موقع پر ہم ان کو دین اسلام سے پھیرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ (ابن کثیر ۔ شوکانی) دراصل یہ اور اس مفہوم کی دوسری آیات اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی وضع کرنے میں اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے مائدہ آیت ۵۱ - ۵۶ اور مسئلہ تَقِیَّہ کی تفصیل کیلئے سورۃ نحل آیت ۱۰۶ ملاحظہ فرمائیں۔

ف۲ یہود، نصاریٰ اور مشرکین سبھی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے ہیں اور یہود نے تو ان باتوں میں بہت مبالغہ کر رکھا تھا ۔ (دیکھئے مائدہ آیت ۱۸) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی اور آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ تم ان سے کہہ دو کہ اب اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ کا نبی مان کر میری اتباع اختیار کر لو ۔ (وحیدی) و اس خطاب کا تعلق مسلمانوں سے بھی ہے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہے تو اس کے لئے زبانی اظہار محبت کافی نہیں ہے بلکہ تمام اقوال و افعال میں میری پیروی اختیار کرو ۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شرک غلط محبت کی راہ سے سرایت کرتا ہے ۔ اور "الدین" نام ہے اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی کرنے اور اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی کرنے کا ۔ (شوکانی ۔ ابن کثیر)

ف۳ اس آیت میں اطاعتِ الٰہی کے ساتھ الرسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کی اطاعت کا مستقل حیثیت سے حکم دیا گیا ہے اور آنحضرتؐ کی وفات کے بعد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کی اطاعت سنّت کی پیروی سے ہی ہو سکتی ہے ۔ بعض لوگ غلط فہمی کی بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ حدیث وہی حجت ہو گی جو قرآن کے مطابق ہو حالانکہ قرآن نے متعدد موقعوں پر حدیث کو مستقل دلیل اور ماخذ شریعت کی حیثیت دی ہے ۔ لہذا قانون کا ماخذ قرآن و حدیث دونوں قرار پائیں گے ۔ حدیث میں قرآن سے زائد حکم تو ہو سکتے ہیں مگر کوئی صحیح حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہے ۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے تو یہ اس کے عقل و فہم کا قصور ہے یا اس کی نیّت کا فتور ۔ (سلسلہ کلام کے لئے دیکھئے سورۃ النجم آیت ۴)

ف۴ اوپر کی آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے اور اب اس آیت میں آپؐ کی رسالت کے اثبات کے سلسلہ میں فرمایا جا رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بھی اس خاندان نبوت سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے ۔ (شوکانی) عمران نام کی دو شخصیتیں گذری ہیں ایک موسیٰؑ و ہارونؑ کے والد اور دوسرے حضرت مریمؑ کے والد اکثر مفسرینؒ نے یہاں عمران ثانی مراد لیا ہے کیونکہ انہی کی آل ۔ حضرت مریمؑ و عیسیٰؑ ۔ کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے ۔ (ابن کثیر ۔ کبیر) غالباً اس سورۃ کا نام آل عمران بھی اسی قصہ کی بنا پر رکھا گیا ہے

ف۵ تفاسیر میں امرأۃ عمران کا نام حنۃ مذکور ہے اور ظاہر دمشق میں ان کی قبر ہے ۔ (ابن کثیر ۔ بحر) اس زمانہ میں دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیتے اور عبادت خانے کے سپرد کر دیتے ۔ عمران کی بیوی حاملہ تھیں انہوں نے بھی یہی نذر مانی ۔ اور محرراً کے معنی ہیں کہ خالصۃً کنیسہ کی خدمت کے لئے وقف رہے گا ۔ (قرطبی)

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰیؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی

اے رب میرے تحقیق میں نے جنا اس کو لڑکی اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا تھا جو کچھ جنا اور نہیں مرد مانند عورت کے

یہ تو میں نے بیٹی جنی اور اللہ خوب جانتا تھا جو وہ جنی تھیں ف۱ اور بیٹا (جوان کی مراد تھی) اس بیٹی کے برابر نہ تھا

وَاِنِّیْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾

اور تحقیق میں نے نام رکھا اس کا مریم اور تحقیق میں نے پناہ دی اس کو ساتھ تیرے اور اولاد اس کی کو شیطان راندے ہوئے سے

اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو مردود شیطان (کے شر سے) تیری پناہ میں دیتی ہوں ف۲

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًاۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّاؕ كُلَّمَا

پس قبول کیا اس کو رب اس کے نے ساتھ قبول اچھے کے اور اگایا اس کو اگانا اچھا اور سونپ دی وہ زکریا کو جب

پھر اس کے رب نے مریم کو اچھی طرح (خوشی سے) قبول کر لیا اور اچھے طور پر اس کو بڑھایا اور اس کو زکریا کے سپرد کیا ف۳ جب زکریا

دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰی لَكِ

جاتا اوپر اس کے زکریا محراب میں پاتا نزدیک اس کے رزق کہتا اے مریم کہاں سے آیا واسطے تیرے

مریم کے پاس حجرے میں جاتا ف۴ تو وہاں کھانا موجود پاتا (بے فصل کا میوہ) پوچھا اے مریم یہ کھانا تیرے پاس

هٰذَاؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

یہ کہتی وہ نزدیک اللہ تعالےٰ کے سے ہے تحقیق اللہ تعالےٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار

کہاں سے آتا ہے مریم نے جواب دیا اللہ کے پاس سے آتا ہے ف۵ بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةًۚ

اس جگہ پکارا زکریا نے پروردگار اپنے کو کہا اے پروردگار میرے دے ڈال واسطے میرے نزدیک اپنے سے اولاد پاکیزہ

اسی جگہ (یا اسی وقت جب حضرت زکریا نے یہ کرامت دیکھی) زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی مالک میرے مجھ کو بھی اپنی درگاہ سے (نیک اور) پاکیزہ اولاد

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِۙ اَنَّ

تحقیق تو سننے والا ہے دعا کا پس پکارا اس کو فرشتوں نے اور وہ کھڑا نماز پڑھتا تھا بیچ محراب کے تحقیق

عنایت کر (جیسے تو نے مریم کو اپنے ہاں سے خاص رزق پہنچایا) بے شک تو دعا سنتا ہے اور قبول کرتا ہے ف۶ پھر فرشتوں نے زکریا کو آواز دی وہ محراب میں کھڑا

اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰی مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ یحییٰ کے ماننے والا ہے ایک بات کو اللہ سے اور سردار ہے اور بند ہے عورتوں سے اور نبی ہے

نماز پڑھ رہا تھا بیشک خدا تعالےٰ تجھ کو (ایک فرزند) یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے کلمہ (بیٹے) کی تصدیق کرے گا ف۷ اور (اپنی قوم کا) پیشوا ہوگا

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰی يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ

صالحوں سے ہے ف۸ کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور تحقیق پہنچا ہے مجھ کو بڑھاپا اور بی بی میری

(یا حلیم اور بردبار) اور عورتوں سے کچھ سروکار نہ رکھے گا اور پیغمبر ہوگا نیک بندوں میں سے زکریا نے عرض کی مالک میرا لڑکا کہاں سے ہوگا بڑھاپے نے تو

عَاقِرٌؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰيَةًؕ قَالَ

بانجھ ہے کہا اسی طرح اللہ تعالےٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے کہا اے رب میرے مقرر کر واسطے میرے نشانی کہا

مجھ کو دے ڈالا اور میری عورت بانجھ فرمایا اللہ تعالےٰ اسی طرح جو چاہے سو کرتا ہے زکریا نے عرض کیا مالک میرے لیے ایک نشانی مقرر کر دے (جس سے

ف۱ یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور فرمان باری تعالیٰ ہے۔ (قرطبی) ف۲ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی۔ حدیث میں ہے آنحضرت نے فرمایا: مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ اِلَّا مَسَّهُ الشَّيْطٰنُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّهٖ اِيَّاهُ اِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا کوئی بچہ ایسا نہیں جس کو ولادت کے وقت شیطان مس نہ کرتا ہو مگر مریم اور اس کا بیٹا۔" (بخاری۔مسلم)

ف۳ ابن اسحاق نے اسکی وجہ حضرت مریمؑ کی یتیمی بیان کی ہے اور دوسرے مؤرخین نے بنی اسرائیل میں قحط سالی کو سبب کفالت قرار دیا ہے۔ حضرت زکریاؑ مریمؑ کے خالو تھے اور بعض نے بہنوئی بھی لکھا ہے۔ چنانچہ حدیث معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یحییٰؑ اور عیسیٰؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو ابنا خالۃ قرار دیا ہے لیکن شارحین نے اسے مجاز پر محمول کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ لفظ محراب سے مراد معروف محراب نہیں ہے جو مسجدوں میں امام کے لئے بنائی جاتی ہے۔ اس کے معنی تو اس چھوٹے سے کمرہ کے ہیں جو تنہائی کے لئے بنایا جاتا ہے یہود اور نصاریٰ عبادت خانہ سے الگ کچھ بلندی پر یہ محراب بناتے تھے جس میں کنیسہ کے مجاور رہتے تھے۔

ف۵ اسلوب کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ رزق خرق عادت کے طور پر حضرت مریمؑ کے پاس پہنچ رہا تھا۔ اکثر تابعینؒ سے منقول ہے کہ حضرت زکریا جب بھی مریمؑ کے حجرہ میں جاتے تو ان کے ہاں بے موسم کے تازہ پھل پاتے۔ اس رزق سے علم والہام لینا صحیح نہیں ہے۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر)

ف۶ حضرت زکریاؑ بوڑھے ہو چکے تھے اور ابھی تک بے اولاد تھے۔ بظاہر انہیں اولاد کی کوئی امید نہ تھی لیکن یہ دیکھ کر کہ کس طرح حضرت مریمؑ کو خرق عادت کے طور بے موسم کا رزق پہنچ رہا ہے ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ بے موسم کا رزق پہنچانے والا مایوسی کے عالم میں اولاد بھی عطا فرما سکتا ہے۔ چنانچہ اسی جگہ اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اولاد کی دعا کی۔ بعض علما نے حضرت مریمؑ کو خرق عادت میوے پہنچنے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ محاورہ ہے کہ خدا رسیدہ لوگ ہر نعمت کو (من عند اللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں مگر حضرت زکریاؑ کا اس حالت کو دیکھ کر اظہار تعجب اور دعا کرنا بتا رہا ہے کہ یہ رزق خرق عادت ہی مل رہا تھا۔ (م۔ ع)

ف۷ کلمۃ اللہ یہ حضرت عیسیٰؑ کا لقب ہے جیسے حضرت جبرئیل کا لقب روح القدس ہے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بھی بغیر باپ کے کلمہ "کن" سے پیدا ہوئے۔ جمہور مفسرینؒ نے یہی معنی کئے ہیں۔ (کبیر۔ شوکانی) حضرت یحییٰؑ حضرت عیسیٰؑ سے تین سال بڑے تھے اور سب سے پہلے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کی تھی۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) ف۸ حصور سے مراد ایسا شخص ہے جسے اپنی جنسی خواہشوں پر پوری طرح قابو حاصل ہو۔ (فتح البیان)

ف۱ یعنی تم تین دن تک صحیح سالم ہونے کے باوجود، ہاتھ یا ابرو کے اشارے کے سوا لوگوں سے بات چیت نہ کر سکو گے۔ اس حال میں تم اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر و شکر اور تسبیح میں صرف کرو۔ (ابن کثیر)

اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ

نشانی تیری یہ ہے کہ نہ بول سکے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کر رب اپنے کو بہت اور تسبیح کر

میں پہچان لوں کہ عمل رہ گیا) فرمایا نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے (دنیا کی بات) نہ کہے گا مگر اشارے سے (ہاتھ کے یا ابرو کے) اور (ان دنوں میں)

بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ ۠ ﴿۴۱﴾ وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَ

شام اور صبح کو اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تجھ کو اور

اللہ کی یاد بہت کر اور صبح اور شام نماز پڑھتا رہ ف۱ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور تجھ

طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۲﴾ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَ

پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر عورتوں عالموں کے اے مریم فرمانبرداری کر واسطے پروردگار اپنے کے

کو پاک کیا اور سارے جہان کی عورتوں میں تجھ کو چن لیا (خاص کیا بیٹے کی پیدائش کے لیے) ف۲ اے مریم اپنے پروردگار کے سامنے (دیر تک یا ادب سے

اسْجُدِیْ وَ ارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ

سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے یہ خبروں غیب کی سے ہے وحی کرتے ہیں ہم اس کو طرف تیری

کھڑی رہ اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تجھ کو بھیجتے ہیں (یعنی وحی سے تجھ کو یہ خبریں معلوم

وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ

اور نہ تھا تو پاس ان کے جس وقت ڈالتے تھے قلموں اپنی کو کون ان میں سے پالے مریم کو اور نہ تھا تو پاس ان کے

ہوتی ہیں) اور تو ان کے پاس اس وقت نہ تھا جب وہ اپنے اپنے قلم ڈال رہے تھے کون مریم کو پالے پوسے نہ تو اس وقت تھا جب وہ جھگڑ

اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖۗ

جب جھگڑتے تھے جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف

رہے تھے ف۳ (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے اپنے ایک کلمہ کی اس کا

اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۵﴾

نام اس کا ہے مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نزدیک کئے گیوں سے

نام مسیح ہوگا عیسیٰ بن مریم بڑے مرتبے والا دنیا اور آخرت میں اور مقرب بندوں میں سے ف۴

وَ یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ

اور باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ اور صالحوں سے ہے کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا

اور (دودھ پیتے ہیں) ماں کی گود میں (یا نہالچہ میں) اور بڑا ہو کر لوگوں سے بات کرے گا اور نیک بندوں میں سے ہوگا ف۵ مریم نے عرض کیا مالک میرا بچہ کیسے ہوگا

لِیْ وَلَدٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى

واسطے میرے بچہ اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب مقرر کرتا ہے

مجھ کو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کا حکم

اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ

کچھ کام کو پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے اسکو ہو پس ہو جاتا ہے اور سکھلاوے گا اس کو لکھنا اور حکمت اور تورات

دیتا ہے تو فرما دیتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے ف۶ اور اللہ اس کو (یعنی حضرت عیسٰی کو) لکھنا (یا آسمانی کتابیں) اور حکمت (عقل و فہم)

ف۲ اس آیت میں حضرت مریمؑ کے برگزیدہ ہونے کا دو مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محض تاکید کے لئے ہو یا پہلی برگزیدگی سے مراد بچپن میں حضرت مریمؑ کو شرف قبولیت بخشا ہو جو آیت: فتقبلها ربها بقبول حسن میں مذکور ہے اور دوسری برگزیدگی سے مراد اللہ تعالیٰ کا انہیں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے لیے منتخب فرمانا اور خصوصی فضیلت عطا کرنا ہو۔ نساء العالمین سے صرف اس زمانہ کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ احادیث میں حضرت مریمؑ کی طرح حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ کی فضیلت میں بھی اسی قسم کے الفاظ مذکور ہیں۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دنیا کی بہترین عورت خدیجہؓ بنت خویلد ہے۔ (بخاری و مسلم) دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "مردوں میں تو بہت سے لوگ کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں صرف حضرت مریمؑ بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں اور عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی باقیہ کھانوں پر۔ (بخاری و مسلم)

ف۳ یعنی یہ غیب کی باتیں ہیں جن کا علم آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی وحی کے سوا کسی اور ذریعے سے نہیں ہو سکتا تھا لہذا ان باتوں کا صحیح صحیح بیان کرنا آپؐ کے رسول ہونے کی صریح دلیل ہے۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۴ اس قرعہ اندازی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ حضرت مریمؑ یہودیوں کے بہت بڑے عالم عمران کی بیٹی تھیں۔ جب ان کی والدہ نے انہیں اپنی عبادت گاہ کی نذر کیا تو عبادت گاہ کے مجاوروں میں جھگڑا ہوا کہ ان کی سرپرستی اور نگرانی کا شرف کون حاصل کرے۔ آخر کار انہوں نے قرعہ اندازی کی اور قرعہ حضرت زکریاؑ کے نام نکلا۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۵ اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک "کلمہ" قرار دیا گیا ہے جس کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔ (دیکھئے آیت ۲۸ ص۲) مسیح کا لفظ "مسح" سے مشتق ہے جس کے معنی ہاتھ پھیرنے یا زمین کی مساحت کرنے کے ہیں لہذا حضرت عیسیٰؑ کو مسیح یا تو اسلئے کہا گیا ہو کہ وہ بیماروں اور کوڑھیوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور وہ تندرست ہو جاتے تھے یا اس بنا پر کہ آپ زمین میں ہر وقت سفر کرتے رہتے تھے۔ (ابن کثیر)

ف۶ سورۂ مریم آیت ۳۰-۳۳ میں وہ باتیں بھی مذکور ہیں جو حضرت عیسیٰؑ نے اپنی پیدائش کے بعد مہد میں کیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ماں کی گود میں چار بچوں نے کلام کیا۔ عیسیٰ بن مریمؑ، شاہد یوسف، صاحب جریج اور فرعون کی ماشطہ کے لڑکے نے۔ (فتح البیان)

ف۷ حضرت مریمؑ کو جب لڑکے کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے تعجب کا اظہار کیا (انی یکون لی ولد) کہ مجھے تو آج تک کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا پھر میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کذالك الله الخ فرما کر انہیں تسلی دی یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ مزید دیکھئے (سورۂ مریم آیت ۲۰-۲۱)

وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ

اور انجیل اور کرے گا اس کو پیغمبر طرف بنی اسرائیل کے یہ کہ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے

اور تورات اور انجیل سکھلا دے گا وہ رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر

رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ

پروردگار تمہارے سے یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے پس ہو جاتا ہے

آیا ہوں ف۱ میں مٹی کا ایک پتلہ چڑیا کی شکل پر بناتا ہوں ف۲ پھر اس پر پھونک مارتا ہوں وہ خدا کی

طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

جانور ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہوں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو ساتھ حکم اللہ کے

قدرت سے اڑنے لگتا ہے اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیتا ہوں اور مردے کو جلا دیتا ہوں خدا کے حکم سے ف۳

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

اور خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنوں کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے

اور تم جو کچھ کھا کر آؤ اور جو اپنے گھروں میں رکھ چھوڑو وہ سب میں تم کو بتلا دیتا ہوں اگر تم میں ایمان ہے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ

واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے اور سچا کرنے والا اس چیز کو کہ آگے میرے ہے تورات سے

تو یہ بڑی نشانی ہے تمہارے لیے ف۴ اور سچ بتاتا ہوں تورات کو جو مجھ سے پہلے اتری تھی اور میں اس لیے آیا کہ بعضی

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ

اور تو کہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعضی وہ چیز کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور لایا ہوں میں پاس تمہارے نشانی رب تمہارے سے

چیزیں (جو تمہاری شرارت کی وجہ سے) تم پر حرام ہو گئی تھیں ان کو حلال کر دوں (خدا کے حکم سے) اور میں نشانی لے کر آیا ہوں تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٥٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ ھٰذَا

پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور کہا مانو میرا تحقیق اللہ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا پس عبادت کرو اس کو یہ ہے

سے (میرا دعویٰ بے دلیل نہیں ہے) تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ف۵ بیشک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اسی کی پوجا کرو یہی

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ

راہ سیدھی پس جب دیکھا عیسیٰ نے ان سے کفر کو کہا کون ہیں

سیدھا رستہ ہے جب عیسیٰ نے دیکھا یہودی نہیں مانتے (اور ان کے قتل پر مستعد ہیں) تو کہا اللہ کی

اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ

مدد دینے والے مجھ کو طرف اللہ کی کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں مدد دینے والے اللہ تعالیٰ کے ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے

راہ میں کون میرا مددگار ہوتا ہے ف۶ حواری کہنے لگے ہم اللہ کے مددگار ہیں ف۷ اللہ پر ایمان لائے اور

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

اور تو گواہ رہ ساتھ اس کے کہ ہم مطیع ہیں اے پروردگار ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسول کی

تو گواہ رہ کہ ہم (اس کے) تابعدار ہیں مالک ہمارے جو تو نے اتارا (یعنی انجیل شریف) اس پر ہم ایمان لائے اور تیرے رسول (یعنی

ف۱ یعنی جب وہ رسول بن کر آئیں گے تو اُن کی دعوت یہ ہوگی ..... الخ ف۲ یہاں "خلق" کا لفظ ظاہری شکل وصورت بنانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جیساکہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تصویر بنانے والوں سے فرمائے گا: "اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ" (کہ تم نے جو خلق کیا اسے زندہ کرو) پیدا کرنے اور زندگی دینے کے معنی میں خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ف۳ یہاں "بِاِذْنِ اللّٰهِ" کا لفظ مکرر ذکر کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو حضرت عیسیٰؑ یہ معجزات نہ دکھا سکتے۔ اور یہی ہر نبی کے معجزات کا حال ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۴ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبیؑ کو اس کے زمانے کے مناسب حال معجزات عطا فرمائے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو اور جادوگروں کا دور تھا سو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ معجزات دے کر بھیجا جن سے تمام جادوگر دنگ رہ گئے اور ان کی عقل چکرا گئی۔ بالآخر خود مسلمان ہوتے اور اسلام کی راہ میں پھانسی تک کیلئے تیار ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب اور علوم طبیعیہ (سائنس) کا چرچا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ معجزات عنایت فرمائے جن کے سامنے تمام اطبا اور سائنسدان اپنے عاجز اور درماندہ ہونے کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت اور شعر و ادب کا ڈنکا بجتا تھا سو اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ کتاب نازل فرمائی جس نے تمام فصحا اور بلغاء کی گردنیں خم کر دیں اور وہ بار بار چیلنج سننے کے باوجود اس جیسی دس سورتیں تو کجا ایک سورت بلکہ ایک آیت تک پیش نہ کر سکے۔ کیوں؟ اس لئے کہ پروردگار کا کلام مخلوق کے کلام سے مماثلت نہیں رکھتا۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۵ حضرت عیسیٰ کے وقت تورات میں سے کئی حکم جو مشکل تھے موقوف ہوئے باقی وہی تورات کا حکم تھا۔ (موضح) حضرت عیسیٰؑ اپنی کوئی الگ مستقل شریعت لیکر مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ موسوی شریعت کی تائید و تصدیق کرنے اور بنی اسرائیل کو اقامت توراۃ کی دعوت دینے کیلئے آئے تھے۔ البتہ توراۃ میں بعض چیزیں جو بطور تشدید ان پر حرام کر دی گئی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حلال قرار دینا بھی ان کے مشن میں شامل تھا۔ جیسے اونٹ کا گوشت اور حلال جانوروں کی چربی وغیرہ۔ بعض علمائے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے صرف ان چیزوں کو حلال قرار دیا جنہیں یہود نے آپس کے اختلاف اور موشگافیوں کی وجہ سے حرام قرار دے لیا تھا۔ لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ انہوں نے بعض چیزوں کی حرمت کو منسوخ کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ "یعنی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں میرا مددگار بنے"۔ حضرت عیسیٰ کا یہ قول ویسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرتؐ ہجرت سے پہلے زمانۂ حج میں مختلف عرب قبائل سے فرمایا کرتے تھے "کون ہے جو مجھے پناہ دے تاکہ میں لوگوں تک اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں اسلئے کہ قریش نے مجھے یہ پیغام پہنچانے سے روک رکھا ہے تا آنکہ آپؐ کو انصارؓ مل گئے جنہوں نے آپؐ کو پناہ دی اور اپنے جان و مال سے آپؐ کی مدد کی۔ (ابن کثیر) ف۷ حواریوں کے قریب قریب وہی معنی ہیں جو ہمارے ہاں "انصارؓ" کے ہیں اور یہ بنی اسرائیل کا وہ طائفہ ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت قبول کر لی تھی۔ ان کی کل تعداد بارہ تھی۔ بائیبل میں ان کے لئے شاگردوں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ف۱ یہود کے علماء نے اس وقت بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد اور تورات کے احکام کو بدلنا چاہتا ہے اور اُن پر اتہامات لگائے تو اس بادشاہ نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے کے لئے کچھ آدمی مقرر کر دیئے۔ انہوں نے ایک مکان کے اندر حضرت عیسیٰؑ کا محاصرہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ (ابن کثیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اور ایک صورت ان کی ڈگئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھا دیا۔ (موضح) ف۲ "التوفی" کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لینے اور وصول کر لینے کے ہیں۔ اور یہ اس لفظ کے اصل معنی ہیں۔ اس بنا پر آیت میں "متوفیک" کے معنی ہیں میں تمہیں پورا پورا لینے والا ہوں۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو روح مع البدن اٹھا لیا جاتا۔ دہلوی مترجم "ثلاثۃ" میں بھی توفی کے اس مفہوم کو ملحوظ رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے اور اس کی ایک توجیہ وہ ہے جو مترجمؒ نے اختیار کی ہے یوں تو قرآن میں اس کے معنی "سُلا دینا" بھی آئے ہیں۔ جیسا کہ آیت وھو الذی یتوفٰکم باللیل۔ (الانعام آیت ۶۰) اور آیت والتی لم تمت فی منامھا (الزمر آیت ۴۲) میں مذکور ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے "الجواب الصحیح" میں لکھا ہے کہ لغت عرب میں توفی کے معنی استیفاء اور قبض کے آئے ہیں اور یہ نیند کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور موت کی صورت میں بھی۔ اور یہ "توفی الروح مع البدن جمیعاً" کیلئے بھی آتا ہے اور اس آیت میں یہی معنی مراد ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی اصح روایت میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ رفت، پھر قرب قیامت کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ السلام کا نزول اور دجال کو باب لُدّ میں قتل کرنا متواتر احادیث سے ثابت ہے اور امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ (ابن کثیر، تلخیص) آج تک کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور دوبارہ آسمان سے نزول نہیں فرمائیں گے۔ (وحیدی) اور آنحضرتؐ نے یہود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَ اِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ۔ کہ عیسیٰؑ نے وفات نہیں پائی اور وہ لوٹ کر آئیں گے۔ (ابن کثیر۔ ابن جریر) بقیہ بحث کے لئے دیکھئے (النساء۔ آیت ۱۵۸)

ف۳ حضرت عیسیٰؑ کے اول تابع نصاریٰ تھے پیچھے مسلمان سو ہمیشہ غالب رہے۔ (موضح) حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں ان سے مراد صرف نصاریٰ بھی ہو سکتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہود جو مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں ان پر عیسائی ہمیشہ غالب رہیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۴ یہ سورت شروع سے لے کر یہاں تک وفد نجران کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس وفد نے آنحضرتؐ سے بحث کے دوران میں حضرت عیسیٰ کی بُنُوّۃ (بیٹا ہونا) پر اس سے استدلال کیا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا "بُنُوّۃ" کی دلیل ہو سکتا ہے تو آدم علیہ السلام جو "ماں باپ" کے بغیر پیدا ہوئے وہ بالاولیٰ اللہ کا بیٹا کہلانے کے حقدار ہیں مگر یہ احتمال باطل ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے آدم کی طرح حضرت مسیحؑ کو بھی "کُن" سے پیدا کر کے اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ (ابن کثیر)

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے اور مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے مکر کرنے والوں کا ف۱

حضرت عیسیٰ) کے ہم تابع ہوئے تو ہم کو ان لوگوں میں لکھ لے جو گواہ ہیں اور انہوں نے (یعنی یہودیوں نے جو حضرت عیسیٰ کے دشمن تھے) خفیہ داؤ کیا اور اللہ نے

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ

جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو ف۲ طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان

ان سے داؤ کیا اور اللہ سب سے بہتر داؤ کرنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے (وقت پر) اپنی موت سے ماروں گا (یہ یہودی تجھ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ

لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کریں گے تیری اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے قیامت

کو نہیں مار سکتے) اور اپنی طرف تجھ کو اٹھالوں گا اور کافروں کی گندی صحبت سے پاک کروں گا اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے میں ان کو (تیرے) نہ ماننے

الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

کے دن تک پھر طرف میری ہے پھر آنا تمہارا پھر حکم کروں گا درمیان تمہارے بیچ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے اختلاف کرتے

والوں (یعنی یہود) پر قیامت تک غالب رکھوں گا ف۳ پھر تم (سب) کو ہمارے پاس لوٹ آنا ہے (خواہ عیسیٰ کے پیرو ہوں یا ان کے منکر) پھر جن باتوں میں تم دنیا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ

پس جو لوگ کہ کافر ہوئے پس عذاب کروں گا ان کو عذاب سخت بیچ دنیا کے اور آخرت کے

میں) اختلاف کرتے تھے ان کا فیصلہ کر دوں گا پھر جن لوگوں نے تجھ کو نہ مانا ان کو میں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کروں گا

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

اور نہیں واسطے ان کے مددگار اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے پس پورا دے گا ان کو

اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا (جو ہمارے عذاب سے ان کو بچا سکے) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کو (قیامت کے دن) پورا اجر

اُجُوْرَھُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ

ثواب ان کا اور اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو یہ پڑھتے ہیں ہم اس کو اوپر تیرے آیتوں سے

ملے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (تو خود کیا ہے کو ظلم کرنے لگا) یہ آیتیں اور چنی ہوئی باتیں ہم تجھ کو پڑھ کر سناتے ہیں

وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ

اور نصیحت حکمت والی سے تحقیق مثال عیسیٰ کی نزدیک اللہ تعالیٰ کے مانند مثال آدم کی ہے پیدا کیا اس کو

بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدمؑ کی (بلکہ اس سے بھی کم) اللہ نے آدم کا پتلا

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

مٹی سے پھر کہا اس کو ہو پس ہو گیا حق پروردگار تیرے سے ہے پس مت ہو

مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا آدم ہو جا وہ آدم بن گیا ف۴ یہ بات حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یعنی حضرت عیسیٰ کا بن باپ

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

شک لانے والوں سے پس جو کوئی جھگڑے تجھ سے بیچ اس کے پیچھے اس کے کہ آیا تیرے پاس علم سے پس کہہ

کے حکم خدا پیدا ہونا) تو شک کرنے والوں میں مت ہو ف۵ پھر جب تجھ کو عیسیٰ کا حال معلوم ہو چکا اب بھی کوئی تجھ سے اس کے بارے میں جھگڑے تو

ف۵ یعنی حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تمہارے سامنے جو کچھ بیان ہوا ہے وہ "حق" ہے اور اس میں شک و شبہ کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ (ابن کثیر) یہ خطاب بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر مقصود تمام مسلمانوں کو تنبیہ کرنا ہے۔ (رازی)

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ

آؤ بلاویں ہم بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہارے کو اور بی بیاں اپنی کو اور بی بیاں تمہاری کو اور جانوں اپنی کو اور جانوں تمہاری کو

کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاویں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو ہم اپنی ذاتوں سے شریک ہوں تم اپنی ذاتوں سے پھر خدا کے سامنے

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ

پھر التجا کریں پس کریں ہم لعنت اللہ تعالےٰ کی اوپر جھوٹوں کے تحقیق یہ البتہ ہے وہ بیان

گڑگڑائیں (روئیں اور عاجزی سے دعا کریں) اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں ف۱ بے شک یہی قصے (جو اللہ نے حضرت مریم اور بیٹے کے

الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ

سچا اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالےٰ اور تحقیق اللہ البتہ وہی ہے غالب حکمت والا پس اگر

بیان کئے ہیں) سچے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی زبردست ہے حکمت والا اس پر بھی اگر یہ نہ مانیں

تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى

پھر جاویں پس تحقیق اللہ تعالےٰ جاننے والا ہے ساتھ مفسدوں کے کہہ اے اہل کتاب آؤ طرف

(اور توحید الٰہی کو تسلیم نہ کریں) تو اللہ خوب جانتا ہے (دین) بگاڑنے والوں کو ف۲ (اے پیغمبر ان سے) کہہ اے کتاب والو (یہود اور نصاریٰ) ایسی بات پر

٦ ع ٩ ١٤

كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ

ایک بات کی کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ تعالےٰ کو اور نہ شریک لاویں ساتھ اس کے کچھ اور

آجاؤ جو برابر مانی جاتی ہے ہم میں اور تم میں یعنی ہم سوا خدا کے کسی اور کو نہ پوجیں اور اللہ کا شریک کسی چیز کو نہ بنائیں اور ہم آپس میں ایک دوسرے

لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا

نہ پکڑے بعض ہمارا بعض کو پروردگار سوائے اللہ تعالےٰ کے پس اگر پھر جاویں پس کہو گواہ رہو تم

کو رب نہ بنائیں اللہ ہی کو رب سمجھیں پھر اگر وہ اتنا سمجھانے پر بھی ف۳ نہ مانیں تو تم تو (اے مسلمانو اور پیغمبر) کہدو تم گواہ رہو ہم تو (ایک خدا کے) تابعدار ہیں

بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ

ساتھ اس کے کہ ہم فرمانبردار ہیں اے اہل کتاب کے کیوں جھگڑتے ہو تم بیچ ابراہیم کے اور نہ اتاری گئی تورات اور

ف۴ اے کتاب والو ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو اور تورات (جس سے یہود کی ابتدا ہے) اور انجیل (جس سے نصاریٰ

الْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ

انجیل مگر پیچھے اس کے کیا پس نہیں سمجھتے ہاں تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑے تم بیچ اس چیز کے کہ تھا واسطے تمہارے

کی ابتدا ہے دونوں) ابراہیم کے بعد اتریں کیا تم کو عقل نہیں ف۵ سنو (بے وقوف) لوگو تم نے ان باتوں میں جھگڑا کیا جن کو (صحیح یا غلط) کچھ نہ

عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

ساتھ اس کے علم پس کیوں جھگڑتے ہو بیچ اس کے کہ نہیں واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۶

کچھ جانتے تھے (جیسے تورات یا انجیل کے مضمون) اب ان باتوں میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں (جیسے ابراہیم کا معاملہ) اور اللہ جانتا ہے اور تم

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا

نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی اور لیکن تھا حنیف فرمانبردار اور نہ

نہیں جانتے ابراہیم تو نہ یہودی تھا نہ نصرانی تھا وہ تو ایک یکسو مسلمان تھا (یعنی ایک طرف والا اللہ کا تابعدار) اور

ف۱ جب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اظہارِ حق اور دلائل کے باوجود وفد نجران نے عناد کی راہ اختیار کی تو آخری فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو ان سے "مباہلہ" کا حکم دیا جس کی صورت یہ تجویز ہوئی (جیسا کہ آیت میں مذکور ہے) کہ فریقین اپنی جان اور اولاد کے ساتھ ایک جگہ حاضر ہوں اور جو فریق جھوٹا ہے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اس کے حق میں بددعا کریں کہ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "مباہلہ" کے لئے حضرت فاطمہؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ، اور حضرت علیؓ کو لے کر نکل آئے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ خلفائے اربعہ اور ان کی اولاد بھی ساتھ تھی۔ یہ منظر دیکھ کر نصاریٰ نے ایک دوسرے سے کہا کہ ہم ان سے "ملاعنہ" نہ کریں۔ خدا کی قسم اگر یہ اللہ کے نبی ہوئے اور اس کے باوجود ہم نے ملاعنہ کر لیا تو ہماری اور ہماری اولاد کی خیر نہیں ہوگی چنانچہ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کی آپؐ جو چاہتے ہیں ہم آپؐ کو دیں گے۔ لہٰذا آپؐ ہمارے ساتھ کوئی امانتدار آدمی بھیج دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کو کھڑے ہونے کا حکم دیا اور فرمایا: "هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ" کہ یہ اس اُمت کے امین ہیں۔ یہ حدیث صحیحین میں مذکور ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) اس آیت سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ "معاند عن الحق" سے مباہلہ ہو سکتا ہے۔

ف۲ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفد نجران والوں نے مباہلہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ لوگ محض دنیا کی خاطر آنحضرتؐ کی اتباع اختیار کرنے سے انکار کر رہے ہیں ورنہ ان کے پاس اپنی ضد پر اڑے رہنے کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے ایک حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اگر یہ لوگ مباہلہ کر لیتے تو یہ وادی ان پہ آگ برساتی۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مباہلے کے لئے نکلتے تو اپنے گھروں کو اس طرح لوٹتے کہ نہ کوئی مال پاتے اور نہ اہل و عیال۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۳ یعنی اہل کتاب کو اس مشترکہ عقیدہ کی طرف دعوت دو۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے جب ہرقل (شاہِ روم) کو خط لکھا تو یہی آیت لکھ کر اس کے سامنے دعوتِ اسلام پیش کی جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے اور مدینہ کے یہود کے سامنے بھی اسی "کلمہ سواء" کی دعوت پیش کی اور آپس میں ایک دوسرے کو رب بنانے کے مفہوم میں سجدہ کرنا بھی شامل ہے۔ اور یہ بھی کہ کسی کے قول کو بلا دلیل اسی طرح مان لینا کہ جس چیز کو حلال کہے اسے حلال سمجھا جائے اور جس چیز کو حرام کہے اسے حرام خیال کیا جائے اور کتاب و سنت سے صرف نظر کر لی جائے۔ مزید دیکھئے۔ التوبہ آیت: ۳۱۔ (شوکانی۔ وحیدی بتصرف) حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت پر ایک اشکال پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ محمد بن اسحاق کے بیان کے مطابق اگر آل عمران کی ابتدائی ۸۳ آیتوں کا سبب نزول وفد نجران کی آمد کو قرار دیا جائے جو بالاتفاق ۹ھ میں مدینہ آیا تو پھر آپؐ نے ہرقل کی طرف یہ آیت کیسے لکھ کر بھیجی جو ۶ھ کا واقعہ ہے۔ پھر اس کے چار حل پیش کئے ہیں۔ فی الجملہ یہ کہ آیت کا نزول دو مرتبہ تسلیم کیا جائے یا ۸۳ آیتوں کی تعیین کو محمد بن اسحق کا وہم قرار دیا جائے۔ آنحضرتؐ نے دعوتِ اسلام کے لئے یہ جملے اپنے طور پر لکھ کر بھیجے ہوں۔ بعد میں یہ آیت اس کے مطابق نازل ہوئی ہو جیسا کہ بہت سی آیات حضرت عمرؓ کے موافق نازل ہوئیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وفد نجران کی آمد صلح حدیبیہ سے قبل ہو۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی اگر اہل کتاب اس عقیدہ کے ماننے سے انحراف کریں تو تم اپنی طرف سے اس عقیدہ پر قائم رہنے کا اعلان کر دو۔ اس میں متنبہ کیا ہے کہ اہل کتاب اس عقیدہ سے منحرف ہو چکے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے قرار دے لیا تھا۔ (ابن کثیر)

ف۵ یہود حضرت ابراہیمؑ کے یہودی ہونے کے دعوے دار تھے اور نصاریٰ حضرت ابراہیمؑ کے نصرانی ہونے کے مدعی تھے اور یہ بات ایسی تھی جو بداہتہً غلط تھی حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ حضرت موسیٰؑ سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے کا ہے پھر وہ یہودی یا نصرانی کیسے ہو سکتے تھے چنانچہ اس آیت میں ان کے اس دعویٰ کی تردید فرمائی ہے۔ (ابن کثیر۔ ابن جریر)

ف۶ اس آیت میں نہ صرف غلط طور پر جھگڑا کرنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ مطلقاً مجادلہ سے گریز کی نصیحت بھی کی ہے۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر)

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

تھا شرک کرنے والوں سے تحقیق نزدیک تر لوگوں کے ساتھ ابراہیم کے البتہ وہ لوگ ہیں کہ پیروی کرتے ہیں اس کی

مشرک نہ تھا ف۱ سب لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ خصوصیت رکھنے والے (یعنی زیادہ مشابہ) تو وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی

وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ

اور یہ نبی اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اللہ تعالےٰ دوست ہے ایمان والوں کا دوست رکھتی ہے ایک جماعت

پیروی کی (یعنی ان کی امت میں تھے) اور (پھر) یہ پیغمبر اور ایمان والے (مسلمان) اور اللہ مسلمانوں کی مدد پر ہے ف۲ کتاب والوں کا ایک گروہ یہ

مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

اہل کتاب سے کاش کہ گمراہ کردیں تم کو اور نہیں گمراہ کرتے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے

چاہتا ہے کہ تم کو گمراہ کردیں حالانکہ وہ اپنے تئیں آپ گمراہ (خراب) کرتے ہیں مگر سمجھتے نہیں ف۳

يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰٓاَھْلَ

اے اہل کتاب کے کیوں کفر کرتے ہو ساتھ نشانیوں اللہ کے اور تم گواہ ہو اے

اے کتاب والو اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو اور تم دل سے قائل ہو ف۴ اے کتاب والو

الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع ۸ / ۱۵

اہل کتاب کیوں ملاتے ہو سچ کو ساتھ جھوٹ کے اور چھپاتے ہو حق کو اور تم جانتے ہو ف۵

تم حق کو ناحق کے ساتھ گڈمڈ کیوں کرتے ہو اور جان بوجھ کر حق بات کو چھپاتے ہو (حضرت محمد

وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَي الَّذِيْنَ

اور کہا ایک جماعت نے اہل کتاب سے ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے اوپر ان لوگوں کے کہ

کی بشارتوں کو) اور کتاب والوں میں سے ایک گروہ نے (اپنے لوگوں سے) کہا صبح کو تم جاکر مسلمانوں پر جو کتاب اتری ہے (یعنی قرآن پر) ایمان لاؤ (مکر

اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّھُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا

ایمان والے ہیں اوّل دن کے اور کافر ہو جاؤ آخر دن کے شاید کہ وہی پھر جاویں اور مت مانو مگر

اور فریب سے) اور شام کے وقت منکر ہو جاؤ (پھر اپنے دین میں آجاؤ) اسلام سے پھر جاؤ شاید (اس تدبیر سے) مسلمان بھی (اپنے دین سے) پھر جائیں ف۶

لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ

واسطے اس شخص کے کہ پیروی کرے دین تمہارے کی کہہ تحقیق ہدایت ہدایت اللہ تعالےٰ کی ہے یہ کہ دیا جاوے کوئی شخص جیسا

اور سوا اپنے دین والوں کے دوسرے کسی کی بات نہ مانو کیونکہ سوا تمہارے کوئی دوسرا ہدایت پر نہیں ہے کہہ اے پیغمبر کہہ دے ہدایت تو وہی ہے اللہ کی ہدایت ہو لایا

اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ

دیئے گئے ہو تم یا یہ کہ جھگڑا کریں تم سے نزدیک رب تمہارے کے کہہ تحقیق فضل بیچ ہاتھ اللہ تعالےٰ کے ہے دیتا ہے

نہ ہو کہ دوسرے کسی کو بھی وہ بات حاصل ہو جائے جو تم کو حاصل ہے یا وہ (قیامت کے دن) تمہارے رب کے پاس تم سے بحث کریں (اے پیغمبر) کہہ دے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ ڌ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ کشائش والا جاننے والا ہے خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جسے چاہے اور اللہ تعالیٰ

فضل کرنا اللہ کے اختیار میں ہے جس پر وہ چاہتا ہے فضل کرتا ہے (اس کو ہدایت دیتا ہے اور علم عطا فرماتا ہے تمہارے مکر سے کیا ہوتا ہے) اللہ کشائش والا ہے خبردار ف۷

ف۱ اس آیت میں اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو اہل کتاب کہلواتے ہیں مگر درحقیقت وہ مشرک ہیں۔ انہوں نے اپنے مشائخ اور علما کو خدا بنا رکھا ہے اور حضرت عزیرؑ اور عیسٰیؑ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ (وحیدی) ف۲ مطلب یہ کہ اگر تم اس معنی میں حضرت ابراہیمؑ کو یہودی یا نصرانی کہتے ہو کہ ان کی شریعت تمہاری شریعت سے ملتی جلتی ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ شریعت محمدی کو شریعت ابراہیمی سے زیادہ مناسبت ہے۔ تو اس اعتبار سے مسلمانوں کو یہ کہنے کا تم سے زیادہ حق پہنچتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ہمارے طریق پر تھے۔ (وحیدی) ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّي مِنْهُمْ اَبِي وَخَلِيْلِي کہ انبیا میں سے ہر نبی کا کوئی نہ کوئی دوست ہوا ہے جس سے ان کا خصوصی تعلق ہے اور میرا تعلق میرے باپ اور خلیل حضرت ابراہیمؑ سے ہے پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن جریر۔ ترمذی)

ف۳ یہاں طائفۃ اہل کتاب سے مراد بنونضیر اور بنوقریظہ ہیں جو بعض مسلمانوں کو یہودی بنانے میں کوشاں رہتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا، مسلمان تو ان کے بہکانے میں کیا آئیں گے وہ تو ایمان میں پختہ ہیں۔ یہ خود ہی ملے جائیں گے۔ (شوکانی۔ وحیدی بتصرف)

ف۴ آیات اللہ سے مراد نبوت محمدیہ کے بارے میں وہ بشارتیں ہیں جو اگلے انبیاؑ سے منقول تھیں۔ یہود ان کو اپنے طور پر صحیح سمجھتے تھے مگر آیات علی العموم بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ (شوکانی۔ وحیدی)

ف۵ اہل کتاب کی مذہبی شقاوتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اوپر کی آیت میں علمائے یہود کی یہ شقاوت بیان کی گئی ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی صداقت کے دلائل جان لینے کے باوجود کفر کر رہے ہیں۔ اب یہاں بتلایا جا رہا ہے کہ حق کو باطل کے ساتھ ملانا اور حق کو چھپانا ان کا عام شیوہ بن چکا ہے۔ پہلی آیت میں ان کی گمراہی کا بیان تھا اور اس آیت میں دوسروں کو گمراہ کرنے کا ذکر ہے۔ دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۴۲۔ (کبیر۔ ترجمان) یہ مقام عبرت ہے کہ ہمارے دور کے تجدد زدہ حضرات بھی دنیوی اور مادی اغراض و مصالح کے پیش نظر قرآن مجید کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو اُن کے پیش رو یہود و نصاریٰ تورات و انجیل کے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے بالکل صحیح فرمایا ہے لتتبعن سنن من کان قبلکم۔ کہ تم لازماً پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلو گے۔ (م۔ ع)

ف۶ کمزور دل مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے یہود مختلف سازشیں کرتے رہتے تھے یہ بھی اسی سلسلہ کی ان کی ایک سازش کا بیان ہے کہ صبح کے وقت قرآن اور پیغمبر پر ایمان کا اظہار کرو اور شام کو کفر و انحراف کا اعلان کر دو۔ ممکن ہے اس طریقہ کے اختیار کرنے سے بعض مسلمان بھی سوچنے لگیں کہ آخر یہ پڑھے لکھے لوگ مسلمان ہونے کے بعد اس تحریک سے الگ ہو گئے ہیں تو آخر انہوں نے کوئی خرابی یا کمزور پہلو ضرور دیکھا ہوگا؟۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۷ یہ بھی ان طائفوں کا کلام ہے جن کا اُوپر سے ذکر چلا آرہا ہے اور اس سے ان کا مذہبی تعصب اور حسد ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے متبعین کو تاکید کرتے رہتے ہیں الخ مترجم کی توضیحات سے آیت کا جو مفہوم ظاہر ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جملہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اور اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ کا تعلق لَا تُؤْمِنُوْٓا سے ہے اے لِئَلَّا يُؤْتٰى اَوْ لِئَلَّا يُحَاۗجُّوْكُمْ۔ مگر امام طبریؒ نے ایک دوسری توجیہ اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ دونوں جملے لَا تُؤْمِنُوْٓا کے تحت ہیں اور معنی یہ ہیں کہ اپنے ہم مشرب کے سوا کسی کی بات پر یقین نہ کرو نہ یہ تسلیم کرو کہ تمہاری طرح کسی کو علم و فضل ملا ہے اور نہ یہ مانو کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر تم پر کوئی حجت قائم کر سکیں گے بایں صورت قُلْ اِنَّ الْهُدٰى الخ جملہ معترضہ ہوگا اور اس کا ربط قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ کے ساتھ ہوگا۔ (ابن کثیر۔ ابن جریر) یہاں تک ان کی خیانت دینی اور مذہبی تعصب کا بیان تھا۔ اب اگلی آیت میں ان کی خیانت مالی اور مسلمانوں سے بغض کا بیان ہے۔ (کبیر)

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ

صاحب فضل بڑے کا ہے اور بعض اہل کتاب میں سے وہ ہے کہ اگر امانت دے اس کو خزانہ

جس کو چاہتا ہے اپنی مہربانی کے لیے خاص کرتا ہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے اور کتاب والوں میں کوئی تو ایسا ہے کہ اگر چاندی سونے کے ڈھیر اس کے

يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا

ادا کر دے اس کو طرف تیری اور بعضا ان میں سے وہ شخص ہے کہ اگر امانت دے اس کو ایک دینار نہ ادا کرے اس کو طرف تیری مگر

پاس امانت رکھاوے تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی ادا کر دے) اور کوئی ان میں ایسا ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھا دے تو پھر تجھ کو نہ دے

دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ

جب تک کہ رہے تو اوپر اس کے کھڑا یہ اس واسطے کہ کہا انہوں نے نہیں اوپر ہمارے بیچ اُن پڑھوں کے کچھ راہ

مگر جب سدا اس کے سر پر کھڑا رہے یہ بے ایمانی) اس لیے (کرتے ہیں) وہ (صاف صاف) کہتے ہیں کہ جاہلوں کا (عرب کے لوگوں کا جو اہل کتاب نہ تھے)

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ

اور کہتے ہیں اوپر اللہ تعالےٰ کے جھوٹ اور وہ جانتے ہیں نہ بلکہ جو کوئی پورا کرے عہد اپنے کو

مال ماریں تو ہم پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ف۱ کیوں نہیں (ان پر ضرور گناہ ہے) جو شخص اپنا اقرار

وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

اور پرہیزگاری کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو تحقیق جو لوگ کہ مول لیتے ہیں بدلے عہد اللہ کے

پورا کرے اور (شرک اور بدمعاملگی سے) پرہیز کرے تو اللہ محبت رکھتا ہے پرہیزگاروں سے ف۲ جو لوگ اپنے اقرار کے بدلے جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا

وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اور قسموں اپنی کے مول تھوڑا یہ لوگ نہیں حصہ واسطے ان کے بیچ آخرت کے اور نہ بولے گا ان سے

(کہ اس کے سب پیغمبروں پر ایمان لائیں گے) اور اپنی قسموں کے بدلے (قسم کھائی تھی کہ جب آخر الزمان ظاہر ہوں گے تو ان کے شریک ہوں گے) ایک ذرہ سا مول

اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

اللہ تعالےٰ اور نہ دیکھے گا طرف ان کی دن قیامت کے اور نہ پاک کرے گا ان کو اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا

لیتے ہیں (یعنی دنیا کا مال و متاع) ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات تک نہیں کرے گا نہ قیامت کے دن ان پر (رحمت کی) نگاہ ڈالے گا ع۳

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ

اور تحقیق بعضے ان میں سے البتہ ایک فرقہ ہے کہ مروڑتے ہیں زبانوں اپنی کو ساتھ کتاب کے تو کہ جانو تم اس کو کتاب سے

(گناہوں سے) ان کو پاک کرے گا اور ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا — اور کتاب والوں میں ایک فرقہ ہے جو توریت کو زبان مروڑ کر پڑھتا ہے اس لیے کہ تم سمجھو

وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ

اور نہیں وہ کتاب سے اور کہتے ہیں وہ نزدیک اللہ تعالےٰ کے سے ہے اور نہیں ہے وہ

توارت پڑھ رہا ہے حالانکہ وہ توارت کی عبارت نہیں ہے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے اترا ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں اترا ہے (بلکہ ان کا بنایا ہوا

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ

نزدیک اللہ تعالےٰ کے سے اور کہتے ہیں اوپر اللہ تعالےٰ کے جھوٹ اور وہ جانتے ہیں نہیں لائق واسطے کسی آدمی کے

ہے) اور جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ف۴ کوئی آدمی ایسا نہیں کرنے کا کہ

ف۱ یعنی خدائے تعالیٰ پر جان بوجھ کر الزام رکھ رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی امانت میں خیانت کا حکم نہیں دیا خواہ وہ اسرائیلی ہو یا عرب بلکہ اسلام نے تو کسی ذمی کے مال کو بھی بلا اجازت لینا جائز قرار نہیں دیا اور کسی حربی کافر کے مال کو خیانت سے کھانے کی اجازت دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کذب اعداء اللہ ما من شئ کان فی الجاھلیۃ الا وھو تحت قدمی ھاتین الا الامانۃ فانھا مؤداۃ الی البر والفاجر کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نے جھوٹ کہا زمانۂ جاہلیت کی سب چیزیں میرے پاؤں تلے آگئیں (یعنی باطل قرار دے دی گئیں) مگر امانت کہ اسے بہر حال ادا کیا جائیگا خواہ وہ امانت نیک کی ہو یا بد کی۔ (ابن کثیر)

ف۲ "بلیٰ" کیوں نہیں یعنی اس کی بدعہدی اور خیانت پر ضرور مؤاخذہ ہوگا اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور محبوب شخص تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندوں سے کیا ہوا عہد پورا کرتا ہے۔ (اس میں آنحضرتؐ پر ایمان لانے کا عہد بھی داخل ہے) اور پھر ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس شریعت کی اتباع کرتا ہے جو آنحضرتؐ لے کر مبعوث ہوئے۔

ف۳ عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بازار میں سامان لگایا اور جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے لگا تاکہ کوئی مسلمان خریدے اور اسے دھوکا دے سکے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی جو لوگ بدعہدی، خیانت اور جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کا مال کھاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مسلمانوں کا مال ہضم کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائی قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال سے ملیگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریں گے ان میں سے ایک وہ ہے جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۴ اس کا عطف پہلی آیت پر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اوپر کی آیت بھی یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے (کبیر) آیت کے معنی یہ ہیں کہ توراۃ و انجیل میں تحریف کرتے ہیں اور اس میں خصوصاً ان آیات میں جن میں آنحضرتؐ کی نعت مذکور ہے) کچھ چیزیں اپنی طرف سے بڑھا کر اس انداز اور لہجہ سے پڑھتے ہیں کہ سننے والا ان کو منزل من اللہ سمجھ لیتا ہے حالانکہ وہ منزل نہیں ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ ان کی خدا سے بے خوفی اور ڈھٹائی کی حد ہے کہ ان چیزوں کے خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ توراۃ و انجیل محرف ہیں اور اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہیں۔ علماء نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ (روح المعانی۔ ابن کثیر)

أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا

یہ کہ دیوے اس کو اللہ کتاب اور حکمت اور پیغمبری پھر کہے واسطے لوگوں کے ہو جاؤ تم

اللہ اس کو کتاب اور حکم اور پیمبری سے سرفراز کرے پھر وہ (اللہ کے یہ سب احسان اور سرفرازیاں فراموش کرکے) لوگوں سے کہنے لگے خدا کو چھوڑ کر میرے بندے

عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ

بندے واسطے میرے سوائے خدا تعالیٰ کے اور لیکن ہو جاؤ تم اللہ تعالیٰ کے لوگ اس واسطے کہ ہو تم سکھاتے

بن جاؤ ہاں یوں کہے گا اللہ والے بن جاؤ (یعنی خدا پرست یا لوگوں کو تعلیم و تربیت کرنے والے یا عالم باعمل) کیونکہ تم اللہ کی کتاب کو پڑھاتے

الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ

کتاب اور اس واسطے کہ ہو تم پڑھتے اور نہیں لائق کہ حکم کرے تم کو یہ کہ پکڑو تم فرشتوں کو اور

اور خود بھی پڑھتے رہے ہو ف۱ اور یہ وہ کبھی نہیں کہے گا کہ فرشتوں یا

النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع وَاِذْ

پیغمبروں کو پروردگار کیا حکم کرے گا تم کو ساتھ کفر کے پیچھے اس کے کہ ہو تم مسلمان اور جس وقت

پیغمبروں کو تم خدا بنا لو (جیسے نصاریٰ نے بنا لیا) بھلا یہ کوئی بات ہے کہ مسلمان ہو چکنے کے بعد وہ کہے کافر ہو جاؤ ف۲ اور (اے پیغمبر لوگوں

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ

لیا اللہ تعالیٰ نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس

کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ تعالیٰ نے (بنی اسرائیل کے) پیغمبروں سے اقرار لیا (یا ہر ایک پیغمبر سے) کہ میں جو تم کو کتاب اور شریعت دوں پھر اگر کوئی رسول ایسا

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

پیغمبر سچا کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو ساتھ اس کے اور البتہ مدد دینا اس کو کہا کیا اقرار کیا تم نے

آئے جو تمہاری کتاب کو سچ بتلائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) کیا تم نے یہ اقرار کیا

وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ

اور لیا تم نے اوپر اس کے بھاری عہد میرا کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے کہا پس شاہد رہو اور میں ساتھ تمہارے

اور میرے اس عہد کو قبول کیا (یہ بوجھ اپنے ذمے لیا) انہوں نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا فرمایا (دیکھو) گواہ رہو (ایک دوسرے پر یا فرشتو تم گواہ رہو) میں بھی

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

شاہدوں سے ہوں پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں بدکار

تمہارے ساتھ گواہ ہوں ف۳ پھر اس کے بعد (یعنی اس قدر پکا اقرار ہونے کے بعد) جو کوئی (اپنے عہد سے) پھر جائے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں ف۴

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا

کیا پس غیر دین خدا تعالیٰ کے چاہتے ہیں اور واسطے اسی کے مطیع ہوئے جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہیں خوشی سے

کیا اللہ کے دین (اسلام) کے سوا اور کوئی دین ڈھونڈتے ہیں (جب تو اقرار سے منحرف ہو رہے ہیں) حالانکہ آسمان اور زمین والے سب اس کے تابعدار ہیں خوشی سے

وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

اور ناخوشی سے اور طرف اسی کی پھیرے جاویں گے کہہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی اوپر ہمارے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی

یا زور سے اور اس کی طرف سب کو لوٹنا ہے ف۵ (اے پیغمبر) کہہ دے ہم تو ایمان لائے اللہ پر اور جو ہم پر اترا (قرآن) اور جو ابراہیم اور

ف۱ تورات وانجیل میں اہل کتاب کی تحریف بیان کرنے کے بعد اشارہ فرمایا ہے کہ انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے دعویٰ کی خاطر بھی تحریف کی گئی ہے ورنہ نبی تو بشر ہوتے ہیں اور وحی، نبوت ایسی صفات سے مشرف ہونے کے بعد ان سے اپنی الوہیت کا دعویٰ محال ہے۔ (کبیر) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نجران کے عیسائی اور مدینہ کے چند یہود علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے عیسیٰؑ اور عزیرؑ کی "بنوۃ" (خدا کا بیٹا ہونے) کا رد کیا اور ان کو مسلمان ہونے کی دعوت دی۔ اس پر ایک یہودی عالم ابورافع القرظی کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپؐ کی عبادت کرنے لگیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "معاذ اللہ کہ ہم غیر اللہ کی عبادت کریں یا کسی کو اس کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے نہیں بھیجا ہے اور نہ مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ایضاً کبیر) پھر جب نبی اس کا مجاز نہیں کہ لوگ اس کی عبادت کریں تو دوسرے مشائخ اور ائمہ اس مرتبہ پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں۔ انبیاء کی بحیثیت نبی ہونے کے اتباع واجب ہوتی ہے مشائخ اور ائمہ تو واجب الاتباع بھی نہیں ہو سکتے۔ (ابن کثیر بتصرف) الرَّبَّانِيُّ۔ رَبٌّ پر الف نون بڑھا کر یا نسبت لگا دی گئی ہے اور اس کے معنی عالم باعمل کے ہیں۔ مبرد فرماتے ہیں کہ رَبَّهٗ يَرُبُّهٗ فَهُوَ رَبَّانٌ" سے ہے یعنی صیغہ صفت رَبَّانٌ کے ساتھ یا نسبت ملحق ہے۔ (فتح البیان) "بِمَا كُنْتُمْ" میں باء برائے سببیت ہے یعنی چونکہ تم تعلیم ودراست کا مشغلہ رکھتے ہو اس لئے تمہیں عالم باعمل اور خدا پرست بننا چاہیے۔ (بیضاوی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "ہاں تم کو (اے اہل کتاب) یہ کہتا ہوں کہ تم میں جو آگے دینداری تھی کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی، اب میری صحبت میں پھر وہی کمال حاصل کرو"۔ اور یہ بات اب قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ فائدہ کسی شخص میں اگر علم اور کتب الٰہیہ کی دراست سے خدا پرستی کی خصلت پیدا نہیں ہوتی تو یہ مشغلہ تضیع اوقات ہے اور آنحضرتؐ نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے۔ ایک دعا میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ (اے اللہ! میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو غیر نافع ہو)۔ (رازی۔ فتح البیان)

ف۲ مضمون اور نزول کے اعتبار سے آیت سابق سے متعلق ہے۔ یہود و نصاریٰ میں نبیوں اور فرشتوں کی پرستش کی جاتی تھی۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ نصاریٰ نے انبیاءؑ اور فرشتوں کی تعظیم میں اس قدر غلو کیا کہ ان کو الوہیت کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ (جامع البیان) حدیث اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ اور صَوَّرُوْا فِيْهَا تِلْكَ الصُّوَرَ (کہ انھوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا اور وہاں میں ان کی تصویریں لٹکا دیں) سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبیؑ یا فرشتے کی پرستش صریح کفر ہے اور کوئی ایسی تعلیم یا فلسفہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی سکھائے یا اللہ تعالیٰ کے کسی نبیؑ یا بزرگ کو مقام الوہیت پر بٹھائے وہ ہرگز اللہ تعالیٰ یا اس کے نبیؑ کی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ اَيَاْمُرُكُمْ الخ میں استفہام انکاری ہے یعنی یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ انبیاء تو لوگوں کو عبادتِ الٰہی کی تعلیم دینے اور مسلمان بنانے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں نہ کہ اُلٹا کافر بنانے کے لئے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۳ ان آیات سے مقصود ایسے دلائل کی وضاحت ہے جو آنحضرتؐ کی نبوت پر دال ہوں۔ (کبیر) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور ان کے بعد ہر نبیؑ سے عہد لیا ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبیؑ کی تصدیق اور اس کی مدد کرے گا اور اس بارے میں کسی قسم کی گروہ بندی اور عصبیت اس کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔ اگر وہ نبیؑ اس کی زندگی میں آ جائے تو بذاتِ خود اس پر ایمان لائے گا اور اگر اس کی وفات کے بعد آئے تو وہ اپنی اُمت کو بعد میں آنے والے نبیؑ پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا حکم دے جائے گا۔ اس اعتبار سے گویا حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ پر اور حضرت عیسیٰؑ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا ہے۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے تمام انبیاءؑ سے فرداً فرداً یہ عہد لیا گیا تھا کہ اگر ان کے زمانہ میں نبی آخرالزمان ظاہر ہو جائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ہوگا۔ (وحیدی) بہر حال آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور واجب الاتباع ہیں۔ اب آپؐ کے سوا کسی اور نبی کی اتباع جائز نہیں ہے۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ میں چند اوراق تھے جو اُن کو کسی یہودی نے تورات سے لکھ کر دیئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے وہ اوراق پیش کرنے کی اجازت مانگی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آج تم میں موسیٰؑ بھی آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگو تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (دارمی)

ف۴ اس آیت میں اہل کتاب کو متنبہ کرنا ہے کہ تم آنحضرتؐ پر ایمان نہ لا کر دراصل اس عہد کی خلاف ورزی کر رہے ہو جو تمہارے انبیاءؑ اور ان کے ذریعہ تم سے لیا گیا ہے۔ اب بتاؤ کہ تمہارے فاسق ہونے میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی جب آسمان وزمین کی ہر چیز۔ فرشتے، جن وانس وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے قانونِ فطرت کے

عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی

اوپر ابراہیمؑ کے اور اسمٰعیلؑ کے اور اسحاقؑ کے اور یعقوبؑ کے اور اولاد اس کی کے اور جو دی گئی موسیٰؑ

اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اس کی اولاد (شعیا اور ارمیا اور داؤد اور تمام بنی اسرائیل کے پیغمبروں) پر اترا اور اس پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ

وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

اور عیسیٰؑ اور سب نبیوں کو پروردگار ان کے سے نہیں جدائی ڈالتے ہم درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اسی کے فرمانبردار ہیں ف۱

اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے ملا۔ ہم ان میں سے کسی کو الگ نہیں کرتے (سب کو مانتے ہیں اور سچا پیغمبر جانتے ہیں) اور ہم اسی (ایک خدا)

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ

اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے دین پس ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا اس سے اور وہ بیچ آخرت کے

کے تابعدار ہیں اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے تو ہرگز قبول نہ ہوگا اس سے اور آخرت میں ہوگا وہ

الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ

ٹوٹا پانے والوں سے ہے کیونکر ہدایت کرے اللہ تعالیٰ اس قوم کو کہ کافر ہوئے پیچھے ایمان اپنے کے اور گواہی دی یہ کہ رسول

نقصان اٹھانے والوں سے ف۲ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیوں راہ پر لائے گا جو کافر ہوگئے اپنے ایمان کے بعد اور بتا چکے کہ یہ رسول (حضرت محمد

حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ

سچ ہے اور آئیں ان کے پاس دلیلیں اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو یہ لوگ سزا ان کی یہ ہے کہ

صلی اللہ علیہ وسلم) سچے (پیغمبر) ہیں اور کھلی کھلی نشانیاں ان کو پہنچ گئیں اور اللہ بے انصاف لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا ف۳ ان لوگوں کی سزا یہ ہے

عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ

اوپر ان کے لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے

کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی پھٹکار ہے وہ ہمیشہ اس میں (یعنی اس پھٹکار میں یا دوزخ میں کیونکہ پھٹکار والوں کا ٹھکانا

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۪ فَاِنَّ اللّٰهَ

عذاب اور نہ وہ ڈھیل دیئے جاویں گے مگر وہ لوگ کہ جنہوں نے توبہ کی پیچھے اس سے اور نیکی کی پس تحقیق اللہ تعالیٰ

وہی ہے) رہیں گے نہ ان کا عذاب ہلکا ہوگا نہ ان کو مہلت ملے گی مگر جن لوگوں نے ایسا کرنے کے بعد توبہ کر لی (یعنی پھر صدق دل سے مسلمان ہوگئے) اور اپنا ایمان درست

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ

بخشنے والا مہربان ہے تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے پیچھے ایمان اپنے کے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جاوے گی توبہ ان کی

کر لیا تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۴ جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے پھر اور کفر میں بڑھ گئے (حضرت محمد کا بھی انکار کیا) ان کی توبہ کبھی قبول

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ

اور یہ لوگ وہ ہیں گمراہ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور مر گئے اور وہ کافر رہے پس ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا کسی ان میں سے

نہ ہوگی اور یہی لوگ ہیں جو گمراہ ہوئے ف۵ جو لوگ منکر ہوئے ہیں اور منکر ہی رہ کر مر گئے (یعنی کفر پر ان کا خاتمہ ہوا) ان میں سے اگر کوئی (قیامت کے دن)

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۹ ‏ ۱۷

بھر کر زمین سونا اور اگرچہ بدلہ دے ساتھ اس کے یہ لوگ واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور نہیں واسطے ان کے کوئی مدد دینے والا

زمین بھر سونا اپنی چھوڑائی میں دے تو بھی قبول نہ ہوگا یہی لوگ ہیں جن کو تکلیف کا عذاب ہوگا اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا ف۶

سامنے سرنگوں ہے اور اختیاری وغیر اختیاری طور پر اس کے تابع فرمان ہے تو یہ لوگ اس کے قانونِ شریعت - دین اللہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ کیوں اختیار کرتے ہیں - ان کو چاہیئے کہ اگر نجاتِ اُخروی چاہتے ہیں تو جو اللہ کا دین اس وقت آنحضرتؐ لے کر مبعوث ہوئے ہیں اس کو اختیار کرلیں - نیز دیکھئے ح آیت: ۸۴ - فوائد صفحہ ہذا - ف۱ تشریح کے لئے دیکھئے سورۃ بقرہ: آیت ۱۳۶ - ف۲ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد جو شخص آپؐ کی فرمانبرداری اور اطاعت کا راستہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کرے گا، یا کسی پہلے راستہ پر چلتا رہے گا وہ چاہے کتنا ہی توحید پرست کیوں نہ ہو اور پچھلے انبیاؑ پر ایمان رکھنے والا ہو، اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کی دینداری اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہ ہوگی اور وہ آخرت میں نامراد و ناکام ہوگا - اسی معنی میں آنحضرتؐ کا ارشاد بھی ہے: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ - یعنی جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقہ کے مطابق نہیں ہے وہ مردود ہے - (ابن کثیر - شوکانی)

ف۳ یعنی جو لوگ حق کے پوری طرح واضح ہو جانے اور آنحضرتؐ کے سچا نبی ہونے کے روشن دلائل دیکھنے کے باوجود محض کبر، حسد اور حُبِّ جاہ و مال کی بنا پر کفر کی روش پر قائم رہے یا ایک مرتبہ اسلام قبول کر لینے کے بعد پھر مرتد ہوگئے وہ سراسر ظالم و بدبخت ہیں - ایسے لوگوں کو راہِ ہدایت دکھانا اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں ہے - اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کافر سے زیادہ مجرم ہے - (ابن کثیر - شوکانی)

ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مرتد صدقِ دل سے توبہ کرے اور دوبارہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ اس کی پچھلی غلطی کو معاف فرما دیتے ہیں - حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی (حارث بن سوید) اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جا ملا - پھر وہ نادم ہوا اور اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہلا بھیجا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ آیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی - اس کے بعد اس کے بھائی نے اس کے پاس یہ آیت بھیج دی، وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا اور سچا مسلمان رہا - (ابن کثیر - ابن جریر) البتہ جو شخص ارتداد پر اصرار کرے اس کی سزا قتل ہے

ف۵ یعنی یہود پہلے اقرار کرتے تھے کہ یہ نبی تحقیق ہے جب ان سے معاملہ ہوا تو وہ منکر ہوگئے - (موضح) اور ایسے لوگ بھی اس کا مصداق ہو سکتے ہیں جو اسلام سے مرتد ہونے کے بعد موت کے وقت تک کفر پر قائم رہتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ حالتِ نزع میں اگر یہ لوگ توبہ کریں گے بھی تو ان کی توبہ قبول نہ کی جائے گی - آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: یقبل توبة العبد مالم یغرغر کہ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ جان کنی کی حالت تک نہ پہنچ جائے - (ترمذی - نسائی) نیز دیکھئے (النساء ح آیت: ۱۸) اور اَلضَّآلُّوْنَ سے مراد کامل درجہ کے گمراہ ہیں - (کبیر)

ف۶ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے اور کفر کی حالت میں جان دیتے ہیں - حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے روز جہنمی سے کہا جائے گا کہ اگر دنیا کی ہر چیز تمہاری ہو جائے تو کیا تم نجات حاصل کرنے کے لئے اسے فدیہ میں دے دو گے وہ کہے گا "ہاں" اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تم سے ایک نہایت آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا - میں نے تمہارے باپ آدمؑ کی پیٹھ میں تم سے یہ عہد لیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے مگر تم شرک کرنے سے باز نہ آئے - (ابن کثیر بحوالہ صحیحین) اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کفر کی حالت میں کافر کی کوئی نیکی، صدقہ و خیرات قبول نہیں ہوتی - چنانچہ آنحضرتؐ سے عبداللہ بن جدعان کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ بڑا مہمان نواز تھا - بھوکوں کو کھانا کھلاتا اور قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑاتا رہا ہے کیا اسے یہ نیکیاں کچھ فائدہ پہنچا رہی ہیں؟ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا "نہیں" کیونکہ اس نے عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی قیامت پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب نہ کی - (ابن کثیر) مگر ابو طالب کو آنحضرتؐ کی حمایت کی وجہ سے یہ فائدہ ہوگیا کہ اسے سب سے ہلکا عذاب ہوگا - حدیث میں ہے کہ اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اُبلے گا - (مسلم)

ف پہلی آیت میں بیان فرمایا ہے کہ کافر کو انفاق سے کچھ بھی نفع نہیں ہوگا۔ اب اس آیت میں مومنین کو انفاق کی کیفیت بتلائی جس سے وہ آخرت میں منتفع ہوں گے (کبیر) یہاں "مَا تُحِبُّوْنَ" عام ہے یعنی مال و دولت اور جاہ و عزت سب کو شامل ہے۔ خطاب یہود سے ہو تو ان کو تنبیہ ہوگی کہ جب تک اپنی جاہ و ریاست کو خیرباد کہکر آنحضرت ﷺ کی اتباع اختیار نہیں کروگے تم ابرار اور مومنین کے زمرہ میں شامل نہیں ہو سکتے (موضح) اور اگر خطاب مومنین سے ہو جیسا کہ عموماً تفاسیر میں مذکور ہے تو مقصد یہ ہوگا کہ انسان جو کچھ بھی فِي سَبِيلِ اللهِ صرف کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور انسان کو (بشرطیکہ مسلمان ہو اور اخلاص سے خرچ کرے) اس کا بدلہ ضرور ملے گا مگر نیکی میں کامل درجہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عزیز ترین چیز صرف کی جائے۔ حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری محبوب ترین جائداد بیرحاء (باغ) ہے جو عین مسجد نبوی کے سامنے ہے سو یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے (شوکانی۔ ابن کثیر) بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے بھی اس آیت سے متاثر ہو کر خیبر میں اپنا حصہ وقف کر دیا تھا (ابن کثیر)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ

ہرگز نہ پہنچو گے بھلائی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرو تم کسی چیز سے پس تحقیق

(لوگو) جب تک ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو جن سے تم کو محبت ہے نیکی کا درجہ ہرگز نہ پا سکو گے اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو اللہ کو

اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٩٢﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ

اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے جاننے والا ہے تمام کھانا تھا حلال واسطے بنی اسرائیل کے مگر جو حرام کیا تھا

معلوم ہے ف۱ کھانے کی سب چیزیں بنی اسرائیل پر حلال تھیں مگر جس کو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے

اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۗ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ

یعقوب نے اوپر جان اپنی کے پہلے اس سے کہ اتاری جاوے تورات کہہ پس لاؤ توریت کو

خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا توریت اترنے سے پہلے (اے پیغمبر) کہدے تم توریت لے کر آؤ

فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ

پس پڑھو اس کو اگر ہو تم سچے پس جو کوئی باندھ لیوے اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ پیچھے

اس کو میرے سامنے پڑھو اگر تم سچے ہو پھر جو کوئی اس کے بعد اللہ پر جھوٹ باندھے تو ایسے

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩٤﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۖ

اس کے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم کہہ سچ کہا اللہ تعالیٰ نے پس پیروی کرو دین ابراہیم حنیف کی

ہی لوگ بے انصاف ہیں ف۲ (اے پیغمبر) کہدے اللہ نے سچ فرمایا (کہ حضرت ابراہیم پر یہ چیزیں حرام نہیں ہوئی تھیں) تو ابراہیم کی راہ

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٥﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا

اور نہ تھا مشرکوں سے تحقیق پہلا گھر مقرر کیا گیا واسطے لوگوں کے ہے وہ جو بیچ مکہ کے ہے برکت والا

پر چلو جو ایک طرف لگا تھا (یعنی خالص خدا کی طرف) اور وہ مشرک نہ تھا ف۳ بے شک سب سے پہلے جو گھر لوگوں کے (عبادت کے) لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے

وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ

اور ہدایت واسطے عالموں کے بیچ اس کے نشانیاں ہیں ظاہر مقام ابراہیم کا اور جو کوئی داخل ہو اس میں ہوتا ہے

(یعنی کعبہ شریف) برکت والا اور سارے جہان کو ہدایت کرنے والا ف۴ اس میں یعنی خانہ کعبہ میں کئی کھلی نشانیاں ہیں (اللہ کی قدرت کی ان میں سے ایک) مقام ابراہیم

اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۗ وَمَنْ

امن میں اور واسطے اللہ تعالیٰ کے اوپر لوگوں کے حج کرنا اس گھر کا (یعنی کعبہ کا) جو کہ پا سکے طرف اس کی راہ اور جو کوئی

ہے ف۵ اور جو شخص اس کے اندر آئے اس کو امن مل جاتا ہے اور اللہ کا فرض ہے لوگوں پر حج کرنا بیت اللہ کا جو وہاں تک راہ پا سکیں ف۶ اور جو کوئی نہ مانے

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

کافر ہو پس تحقیق اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے عالموں سے کہہ اے اہل کتاب کے کیوں کفر کرتے ہو

(یعنی باوجود قدرت کے حج نہ کرے یا حج کو فرض نہ جانے) تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے ف (اے پیغمبر) کہدے کتاب والو تم کیوں اللہ کی آیتوں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

ساتھ نشانیوں اللہ کے اور اللہ گواہ ہے اوپر اس چیز کے کہ کرتے ہو تم کہہ اے اہل کتاب کے کیوں

(حکموں) کا انکار کرتے ہو اور تمہارے سب کام اللہ کے سامنے ہیں (اے پیغمبر) کہدے کتاب والو جو کوئی ایمان لایا (یا لانے کا قصد

ف۲ اوپر کی آیات میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کے اثبات میں دلائل پیش کئے اور اہل کتاب پر الزامات قائم کئے ہیں۔ اب یہاں سے اُنکے شبہات کا جواب ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر پیش کرتے تھے (کبیر) جب قرآن نے بیان کیا کہ یہود کے ظلم و بغی کی وجہ سے بہت سی چیزیں ان پر حرام کر دی گئیں (النساء آیت ۱۶۰ و الانعام آیت ۱۴۶) ورنہ یہ چیزیں حضرت ابراہیمؑ کے عہد نبوت میں حلال تھیں تو یہود نے ان آیات کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ چیزیں تو حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حرام چلی آتی ہیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں (شوکانی) بعض مفسرینؒ نے ان آیات "کل الطعام تا الظالمون" کی شان نزول میں لکھا ہے کہ یہود تورات میں نسخ کے قائل نہیں تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب بھی یہود نے اسی لئے کی تھی کہ وہ تورات کے بعض محرمات کو حلال قرار دیتے ہیں اسی طرح انہوں نے قرآن کے ناسخ و منسوخ پر بھی اعتراض کیا قرآن کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں کہ یہ نسخ تو خود تمہاری شریعت میں بھی موجود ہے جب تک تورات نازل نہیں ہوئی تھی تمام ماکولات تمہارے لئے حلال تھیں بعض اونٹ کا گوشت اور دودھ بھی شامل ہے پھر جب حضرت یعقوبؑ عرق النساء کے مرض میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے صحت یاب ہونے پر بطور نذر اونٹ کا گوشت حرام قرار دے لیا تھا اور تحریم حلال کی یہ نذر ان کی شریعت میں روا تھی خود آنحضرت ﷺ نے بھی ایک واقعہ میں شہد پینے کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا تھا گو یہ نذر نہ تھی مگر قرآن نے اس قسم کی نذر اور تحریم حلال سے منع فرما دیا اور کفارہ مقرر کر دیا" سورۃ التحریم) پھر جب تورات نازل ہوئی تو اس میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام قرار دے دیا گیا (ابن کثیر۔ الکشاف) بعض نے لکھا ہے کہ یہود آنحضرت ﷺ کی نبوت کے سلسلہ میں یہ اعتراض بھی کرتے تھے کہ یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) خود کو ملت ابراہیمیؑ کی اتباع کا مدعی بتاتا ہے اور اونٹ کا گوشت کھاتا ہے حالانکہ یہ گوشت ملت ابراہیمی میں حرام ہے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ نزول تورات سے قبل تو یہ سب چیزیں حلال تھیں پھر ملت ابراہیمی میں یہ کیسے حرام ہو سکتی ہیں اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو تورات میں دکھاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی افترا پردازیوں سے باز رہو (ابن کثیر)۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ بیان مبنی بر صداقت ہے کہ طعام کی یہ قسم پہلے حلال تھی اس کے بعد اسرائیل اور اس کی اولاد پر حرام کر دی گئی لہٰذا "نسخ" صحیح ہے اور تمہارا شبہ باطل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُن کی حلت کا فتویٰ دیا ہے یہ عین ملت ابراہیم کے مطابق ہے لہٰذا تم بھی ملت ابراہیم میں داخل ہو جاؤ اور دین اسلام میں داخل ہو جاؤ جو اصول و فروع کے اعتبار سے عین دین ابراہیم کے مطابق ہے (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۴ یہ یہود کے دوسرے شبہ کا جواب ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے شام کی طرف ہجرت کی اور ان کی اولاد میں سے تمام انبیاء شام میں ہوئے اُن کا قبلہ بیت المقدس تھا اور مسلمانوں نے اس قدیم قبلہ کو چھوڑ کر کعبہ کو قبلہ بنا لیا ہے پھر یہ ملت ابراہیمؑ کے متبع کیسے ہو سکتے ہیں۔ قرآن نے بتایا کہ دنیا میں سب سے پہلا عبادتخانہ تو کعبہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا۔ اس پر بہت سے واضح دلائل موجود ہیں جن میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ جاہلیت سے یہ محترم چلا آتا ہے کہ اگر کسی کے باپ کا قاتل اس میں داخل ہو جائے تو وہ اس سے تعرض نہیں کرتا نیز اس میں مقام ابراہیمؑ یعنی وہ پتھر موجود ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے بانی حضرت ابراہیمؑ ہیں اور یہ کہ یہی ابراہیمی قبلہ ہے کیونکہ بائبل کے بیان کے مطابق بیت المقدس کے بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں (کبیر۔ ابن کثیر)۔

ف۵ یعنی ہر عاقل و بالغ مسلمان پر جو کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہے عمر بھر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے اس پر امت کا اجماع ہے حدیث میں "استطاعة" کی تفسیر زاد راہ اور سواری سے کی گئی ہے (ترمذی) اور استطاعت کے مفہوم میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ راستہ پُرامن ہو اور کسی قسم کے جان و مال کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو عورت کے لئے کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۶ یعنی جس نے استطاعت کے باوجود انکار کیا۔ حدیث میں ہے جو شخص بلا کسی عذر کے حج کئے بغیر مر جائے۔ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا۔ (ابن کثیر)

تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا

بند کرتے ہو راہ خدا کی سے اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے چاہتے ہو واسطے اس کے کجی اور تم گواہ ہو اور نہیں

رکھتا ہے تم جان بوجھ کر اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو اس میں عیب نکالتے ہو اور اللہ تمہارے کاموں

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۤا اِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ

اللہ غافل اس چیز سے کرتے ہو تم اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کہا مانو گے تم ایک فرقے کا ان

سے بے خبر نہیں ہے (اس کو سب معلوم ہے) ف۱ مسلمانو اگر تم کتاب والوں میں سے کسی گروہ کا کہنا سنو گے

الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ كٰفِرِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَ

لوگوں میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب پھیریں گے تم کو پیچھے ایمان تمہارے کے کافر اور کیونکر کفر کرو گے تم

تو وہ ایمان لانے پیچھے پھر تم کو کافر بنا دیں گے ف۲ اور تم کیونکر کافر بنو گے

اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

حالانکہ پڑھی جاتی ہیں اوپر تمہارے نشانیاں اللہ کی اور بیچ تمہارے ہے رسول اس کا اور جو کوئی حکم پکڑے اللہ تعالیٰ کو پس تحقیق

حالانکہ اللہ کی آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور اس کا پیغمبر تم میں موجود ہے (یعنی حضرت محمدؐ) اور جو کوئی اللہ کی پناہ لے (اس کے دین اور

هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

راہ دکھایا گیا طرف راہ سیدھی کی اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے حق ڈرنے اس کے کا

شریعت کو مضبوط تھامے رہے) وہ سیدھے رستے پر لگ گیا ف۳ مسلمانو اللہ سے ڈرو جیسا حق ہے اس سے ڈرنے کا ف۴

وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا

اور ہرگز نہ مرو تم مگر اور تم مسلمان ہو اور مضبوط پکڑو ساتھ رسی اللہ تعالیٰ کی کے اکٹھے اور مت

اور مرنے تک اسلام پر قائم رہو اور سب مل کر اللہ کی رسی کو (یعنی اس کے دین کو) مضبوط تھامے رہو ف۵ اور جدا جدا نہ ہو اپنے اوپر

تَفَرَّقُوا ۪ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ

متفرق ہو اور یاد کرو نعمت اللہ تعالیٰ کی اوپر اپنے جس وقت تھے تم دشمن پس الفت ڈالی درمیان دلوں تمہارے کے

اور پھوٹ نہ ڈالو (پہلے یہود و نصاریٰ الگ الگ فرقے ہوگئے) اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو (اے اوس اور خزرج کے لوگو) جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ

پس ہو گئے تم ساتھ نعمت اس کی کے بھائی اور تھے تم اوپر کنارے ایک گڑھے کے آگ سے پس چھوڑا یا تم کو

(رات دن تم دونوں میں لڑائی رہتی) پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل ملا دیئے تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے ف۶ اور تم آگ کے گڑھے (دوزخ) کے کنارے آ گئے

مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ

اس سے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تو کہ تم راہ پاؤ اور چاہیے کہ ہو تم میں سے

تھے (اب اس میں گرنے والے تھے) اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا اللہ اسی طرح تم سے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم سیدھے راہ پر قائم رہو اور تم

اُمَّةٌ يَّدْعُونَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ

ایک جماعت کہ بلاویں طرف بھلائی کی اور حکم کریں ساتھ اچھی چیز کے اور منع کریں نامعقول سے اور

میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف (لوگوں کو) بلائیں اور اچھی بات کا حکم کریں اور بُرے کام سے منع کریں

ف۱ رد شبہات کے بعد ان آیات میں اہل کتاب کو زجر و توبیخ کی ہے کہ تم نہ صرف یہ کہ حق پر خود ایمان نہیں لاتے بلکہ جو لوگ اس پر ایمان لا چکے ہیں ان میں طرح طرح کے فتنے اور شکوک و شبہات پیدا کر کے حق کی راہ میں کجی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہو اور پھر یہ سب کچھ جان بوجھ کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کو تمہارے یہ کرتوت خوب معلوم ہیں۔ تمہیں اپنے اس جرم کی سزا بھگتنی پڑے گی (کبیر)

ف۲ اوپر کی دو آیتوں میں اہل کتاب کو وعید سنائی گئی جو لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے اب یہاں سے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی جا رہی ہے کہ ان سے ہوشیار رہیں اور گمراہی میں نہ پڑ جائیں (کبیر - فتح القدیر) شاہ صاحبؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شبہوں کا جواب دے کر مسلمانوں سے فرمایا کہ ان کی بات مت سنو یہی علاج ہے نہیں تو شبہے سنتے سنتے اپنی راہ سے پھسل جاؤ گے اب بھی ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اہل تشکیک کی بات نہ سنے اس میں دین کی سلامتی ہے اور بحث و جدال سے شبہے بڑھتے ہیں (موضح) انصارؓ کے دو قبیلوں (اوس و خزرج) کے درمیان اتحاد و اتفاق پر یہود کو بہت حسد تھا ایک روز شاس بن قیس یہودی ان کی مجلس کے پاس سے گزرا اور ان کو اکٹھے بیٹھے دیکھ کر غصے سے جل بھن گیا اس نے ایک نوجوان یہودی کو بھیجا کہ انصار کی مجلس میں جا کر جنگ "بعاث" کا تذکرہ شروع کر دو اور اوس و خزرج نے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اشعار کہے ہیں ان کو دہراؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین کے درمیان پرانی دشمنی کے جذبات بیدار ہوگئے اور ایک دوسرے کے خلاف تلواریں اٹھا لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو مہاجرین کو لے کر فوراً وہاں پہنچ گئے اور فریقین کو ٹھنڈا کیا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں (ابن کثیر)

ف۳ اوپر وعید کے بعد یہ وعدہ ہے یعنی جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط ہوگا وہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت پا سکتا ہے اس کے مخاطب ہر چند صحابہ کرامؓ ہیں لیکن نصیحت کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے آج گو ہمارے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موجود نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت موجود ہے جن پر عمل پیرا ہو کر موجودہ دور کے فتنوں اور ہر قسم کی بدعت و ضلالت سے مسلمان محفوظ رہ سکتے ہیں۔

ف۴ یعنی جہاں تک تمہارے بس میں ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن آیت ۱۶) لہٰذا یہ منسوخ نہیں ہے (کبیر - شوکانی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے (کبیر) مومنوں کو اہل کتاب کی تشکیک سے دور رہنے کی نصیحت فرما کر اب یہاں سے چند اصولی باتوں کا حکم دیا ہے جن کے التزام سے انسان ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف اعتصام بحبل اللہ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا (کبیر)

ف۵ یہاں "حَبْلِ اللّٰهِ" سے مراد قرآن ہے متعدد احادیث میں بھی قرآن کو حبل اللہ الممدود فرمایا گیا ہے (شوکانی) مسلمان موجودہ فرقہ بندیوں سے بھی اسی صورت میں نجات پا سکتے ہیں کہ قرآن کو لائحہ عمل قرار دیں اور ذاتی آراء و خیالات کو ترک کر کے سنت کی روشنی میں قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں اور ائمہ دین کے اقوال و فتاویٰ کو قرآن و سنت کا درجہ دے کر تحزب اختیار نہ کریں۔

ف۶ اسلام سے پہلے اوس و خزرج ہی نہیں بلکہ عرب شرک و کفر اور باہمی عداوتوں میں مبتلا تھے اسی کو یہاں "آگ کے کنارے کھڑا ہونے" سے تعبیر فرمایا ہے مقصد یہ ہے کہ اسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آگ میں گرنے سے بچا لیا اور عداوت کی بجائے اخوت پیدا کر دی (قرطبی - ابن کثیر)

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنۢ بَعْدِ

یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے اور مت ہو مانند ان لوگوں کے کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کیا پیچھے اس کے

اور یہی لوگ (آخرت میں) بامراد ہوں گے ف۱ اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے پھوٹ کرلی اور صاف صاف حکم آنے

مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَ

کہ آئیں ان کے پاس دلیلیں اور یہ لوگ واسطے ان کے عذاب ہے بڑا اس دن کہ سفید ہوں گے کتنے منہ اور

کے بعد اختلاف کرنے لگے اور یہی لوگ ہیں جن کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا ف۲ جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے کچھ

تَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

کالے ہوں گے کتنے منہ پس ایپر جو لوگ کہ کالے ہوئے منہ ان کے کیا کافر ہوئے تم پیچھے ایمان اپنے کے

کالے ہوں گے تو جن کے منہ کالے ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) تم تو ایمان لائے بعد پھر کافر ہو گئے تھے نا

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ

پس چکھو عذاب بہ سبب اس کے کہ تھے تم کفر کرتے اور ایپر جو لوگ کہ سفید ہوئے منہ ان کے

اب کفر کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو ف۳ اور جن کے منہ سفید ہوں گے

فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ

پس بیچ رحمت اللہ تعالےٰ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں یہ ہیں نشانیاں اللہ کی پڑھتے ہیں ہم ان کو اوپر تیرے ساتھ حق کے

وہ اللہ کی رحمت (یعنی جنت) میں ہوں گے اور ہمیشہ وہیں رہیں گے ف۴ (اے پیغمبر) یہ اللہ کی سچی آیتیں ہیں جو ہم تجھ کو (جبرئیل کی زبان سے)

وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى

اور نہیں اللہ ارادہ کرتا ظلم کا واسطے عالموں کے اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور طرف

پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ جہان کے لوگوں پر ذرہ بھی ظلم نہیں کرنا چاہتا ف۶ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے

اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

اللہ کی پھیرے جاتے ہیں سب کام ہو تم بہتر امت جو نکالی گئی ہے واسطے لوگوں کے حکم کرتے ہو ساتھ بھلائی کے

اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی انتہا ہے لوگوں کے (فائدے اور صلاح) کے لیے جتنی امتیں پیدا ہوئیں ان سب میں تم بہتر ہو تم اچھا کام

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا

اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو ساتھ اللہ کے اور اگر ایمان لاتے صاحب کتاب البتہ ہوتا بہتر

کرنیکا حکم دیتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اگر (تمہاری طرح) کتاب والے (یہود اور نصاریٰ) بھی ایمان لاتے تو

لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ

واسطے ان کے بعضے ان میں سے ایمان والے ہیں اور اکثر ان کے فاسق ہیں ہرگز نہ ضرر پہنچاویں گے تم کو مگر ایذا تھوڑی سی اور اگر

ان کے حق میں بہتر ہوتا (اس دنیا کی حکومت اور دولت سے) ان میں بعضے تو ایمان دار ہیں ف۸ اور اکثر نافرمان وہ (یعنی یہود) ستانے کے سوا کچھ تمہارا نقصان

يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١١١﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ

لڑیں گے تم سے پھیر دیں گے تم کو پیٹھ پھر نہیں مدد دیئے جاویں گے ماری گئی اوپر ان کے ذلت جہاں

نہیں کرسکتے اور اگر تم سے لڑیں گے تو بھاگتے ہی بن پڑے گی اور ان کو (آئندہ بھی) فتح نصیب نہ ہوگی ف۱۰ ان کی قسمت میں ذلت ہے جہاں دیکھیے

ع ۱۱

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑنے اور اختلاف وضلالت سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ تم میں سے ایک جماعت "امر بالمعروف ونهي عن المنكر" کا فریضہ سرانجام دیتی رہے جب تک اس قسم کی جماعت قائم رہے گی لوگ ہدایت پر رہیں گے ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی برائی دیکھے اسے چاہیئے کہ ہاتھ سے بدلنے کی کوشش کرے اگر ایسا نہ کرسکے تو بذریعہ تبلیغ کے اور اگر ایسا بھی نہ کرسکے تو دل سے اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وجوب کتاب و سنت سے ثابت ہے اور شریعت میں اسے ایک اصل اور رکن کی حیثیت حاصل ہے اس کے بغیر شریعت کا نظام کامل طور پر نہیں چل سکتا (شوکانی)

ف۲ اس آیت میں جس اختلاف کی مذمت ہے اس سے وہ اختلاف مراد ہے جو کتاب و سنت کے نصوص کو چھوڑ کر اختیار کیا جائے عام اس سے کہ اصولی ہو یا فروعی ورنہ اجتہادی مسائل میں اختلاف کی گنجائش چلی آئی ہے بشرطیکہ تعصب سے ہٹ کر اجتہاد کیا جائے اور اجتہادی مسائل پر عمل کرنے میں جمود نہ ہو بلکہ جس امام کا فتویٰ اقرب الی الکتاب والسنۃ ہو اسی پر عمل کر لیا جائے الغرض اجتہادی مسائل میں بھی تقلید شخصی کی گنجائش نہیں۔ "اَلَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا" سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں پھر اس امت کے اہل بدعت کے تمام فرقے بھی اس میں داخل ہیں جو اختلاف و تفریق میں یہود کی روش پر چل رہے ہیں ایک حدیث میں ہے پہلی امتوں کے بہتر فرقے ہو گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی فرمایا سب دوزخی ہیں مگر ایک فرقہ جو ما انا علیہ واصحابی پر عمل پیرا رہے گا۔

ف۳ "ایمان لائے بعد کافر ہو گئے تھے" اس سے بظاہر تو مرتدین مراد ہیں مگر درحقیقت یہ تمام کفار کو شامل ہے کیونکہ جب ثابت ہے کہ "روز اول" اول کے وقت سب نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہر شخص دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لہٰذا جو بھی کفر اختیار کریگا وہ ایمان لانے کے بعد ہی کافر ہوگا اس لئے علما نے لکھا ہے کہ اس آیت میں کافر اصلی مرتدین، منافقین اور پھر اہل بدعت سبھی آجاتے ہیں کیونکہ یہ سب ایمان لانے کے بعد کفر کر رہے ہیں۔ (کبیر۔ شوکانی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "معلوم ہوا کہ سیاہ منہ ان کے ہیں جو مسلمانی میں کفر کرتے ہیں منہ سے کلمہ اسلام کہتے ہیں اور عقیدہ خلاف رکھتے ہیں سب گمراہ فرقوں کا یہی حکم ہے" (موضح)

ف۴ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ سفیدی اور سیاہی قیامت کے دن ہوگی" اهل السنة والجماعة" کے چہرے سفید ہوں گے اور بدعتی فرقوں کے چہرے سیاہ ہوں گے ابو امامہؓ نے مسجد دمشق کی سیڑھی پر کچھ لوگوں خارجیوں کے سر رکھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: "یہ جہنم کے کتے ہیں آسمان کے نیچے سب سے برے مقتول ہیں جن لوگوں کو انہوں نے قتل کیا وہ بہترین مقتول ہیں۔" (ابن کثیر)

ف۵ یا یہ کہ دنیا اور آخرت کے معاملات کی اصل حقیقت تم پر واضح کرنے کے لئے نازل فرماتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۶ اور کفار کو جو سزا ملنے والی ہے اس سے ان کو آگاہ کر دیا ہے تاکہ کسی پر ظلم نہ ہو۔ (شوکانی) یعنی جہاد اور امر بالمعروف کا جو حکم فرمایا یہ ظلم نہیں خلق پر اس میں ان کی تربیت ہے۔ (موضح) جب اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم اور ہر چیز پر قدرت حاصل ہے تو اسے کسی پر ظلم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سب انبیا سے افضل ہیں اس لئے امت محمدی علی صاحبها الفتحیۃ والسلام تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہے جیسا کہ حدیث تفضیل علی الانبیاء میں ہے: وَجُعِلَتْ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَمِ کہ میری امت تمام امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے (نیز دیکھیے بقرہ آیت ۱۴۳) اور امت کی یہ فضیلت آیت میں مذکورہ صفات کی وجہ سے ہے ایک امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی جہاد فی سبیل اللہ دوسری ایمان باللہ یعنی خالص توحید کا عقیدہ۔ ایمان باللہ میں اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جو شخص افضل امت میں داخل ہونا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ اس مذکورہ شرط کو پورا کرے حضرت ابن عباسؓ اس "خیر امۃ" سے صرف مہاجرینؓ مراد لیتے ہیں مگر آیت عام ہے اور قیامت تک ہر قرن کے مسلمان اپنے زمانے کے اعتبار سے دوسروں سے افضل ہیں (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۸ اس میں اہل کتاب کو اسلام کی ترغیب ہے اور معاندین کی مذمت۔ (ابن کثیر) یہود نے صحابہؓ سے بحث کی اور کہا کہ ہم سب امتوں سے افضل ہیں اور ہمارا دین سب دینوں سے بہتر ہے تب یہ آیت اتری (وحیدی)

ف۹ جیسے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنا، کتابوں میں تحریف کرنا اور تم پر بہتان طرازیاں کرنا وغیرہ (شوکانی) گویا اس آیت میں ایک دوسرے طریق سے ایمان پر ثبات کی ترغیب دی ہے (کبیر)

ف۱۰ چنانچہ ایسا ہی ہوا یہود کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ہر جگہ شکست ہوئی اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا اور بالآخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے انہیں جزیرہ عرب سے جلاوطن کر دیا۔ یہ آیت اخبار بالغیب اور پیشین گوئی پر مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں فتح، کامیابی اور نصرت کی بشارت دی ہے کذا فی آیات (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۱ یعنی مغلوب ہونے کے ساتھ ہی ان پر ذلت بھی مسلط کر دی گئی دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۶۱۔ (کبیر) بعض کے نزدیک اللہ کی پناہ یہ ہے کہ مسلمان ہو جائیں اور لوگوں کی پناہ یہ کہ معاہد اور ذمی بن کر رہیں۔ (خازن) مگر یہ صحیح نہیں ہے بلکہ دونوں جگہ ہی حبل سے مراد عہد، ذمہ اور امان ہے اور معنی یہی ہیں کہ وہ امان میں آ جائیں اور معاہد اور ذمی بن کر رہیں۔ مگر ذمی کو جو امان حاصل ہوتی ہے وہ دو قسم کی ہے ایک جزیہ کی صورت میں جس پر قرآن نے "الا ان یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون" (التوبہ ۲۹) فرما کر تنصیص کی ہے اور حبل اللہ سے یہی مراد ہے دوسری وہ جس کی شرائط و اختیارات امام اور حکومت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں یعنی جزیہ میں کمی یا بیشی اسی کو اس آیت میں حبل من الناس سے تعبیر فرمایا ہے۔ (کبیر) حضرت شاہ صاحبؒ نے "حبل" کے معنی "دستاویز" کئے ہیں اور فائدہ میں لکھا ہے یعنی یہود کہیں اپنی اپنی حکومت سے نہیں۔ بچتے بغیر دستاویزات اللہ کے کہ بعض رسمیں توراۃ کی عمل میں لاتے ہیں اور اس کے طفیل پڑے ہیں اور بغیر دستاویز لوگوں کے یعنی کسی کی رعیت ہیں اس کی پناہ میں پڑے ہیں (موضح)

مَا ثُقِفُوٓا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ

پائے جائیں مگر ساتھ پناہ اللہ تعالیٰ کے اور پناہ لوگوں کی سے اور پھر آئے ساتھ غضب کے

مگر یہ کہ اللہ کی پناہ میں آ جائیں یا لوگوں کی پناہ میں ف۱ اور خدا کے غضب میں پڑ گئے

اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

نزدیک سے اور ماری گئی اوپر ان کے فقیری یہ اس واسطے کہ تھے وہ کفر کرتے ساتھ نشانیوں اللہ کے

اور محتاجی ان کو لگ گئی (یعنی جزیہ دینا پڑا یا مفلس ہو گئے یا ذلیل و خوار) یہ سب خرابیاں اس وجہ سے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے ہیں

وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾ لَيْسُوا

اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو ناحق یہ بسبب اس کے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکل جاتے نہیں

(جیسے رجم کی آیت کا) اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے ف۲

سَوَآءً ۗ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ

وہ سب برابر اہل کتاب سے ایک جماعت ہے قائم پڑھتے ہیں آیتیں خدا تعالیٰ کی اوقات رات کے میں اور وہ

سب کتاب والے برابر نہیں ہیں ف۳ (یعنی سب ایک طرح کے نہیں ہیں) ان میں بعضے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے حکم پر قائم ہیں ف۴ اللہ کی آیتوں کو رات کے وقت

يَسْجُدُونَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

سجدہ کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے اور حکم کرتے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہیں

پڑھتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں ف۵ اور اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١١٤﴾ وَمَا يَفْعَلُوا

برائی سے اور جلدی کرتے ہیں بیچ بھلائیوں کے اور یہ لوگ ہیں صالحوں سے اور جو کچھ کریں گے

منع کرتے ہیں اور نیک کاموں کو جلدی بجا لاتے ہیں اور یہی لوگ نیک بخت ہیں (اللہ کے نزدیک ان کا شمار صالحین میں ہے) ف۶ اور

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿١١٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ

بھلائی سے پس ہرگز نہیں کی جاوے گی ناقدری اس کی اور اللہ جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ہرگز نہ

جو نیکی کریں گے ہرگز یہ نہ ہو گا کہ اس کے ثواب سے محروم رہیں اور اللہ پرہیزگاروں کو جانتا ہے ف۷ جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد

تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْـًٔا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ

کفایت کریں گے اُن سے مال ان کے اور نہ اولاد ان کی اللہ تعالیٰ سے کچھ اور یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے

اللہ کے آگے کچھ کام نہ آئیں گے (یعنی اللہ کے عذاب کو روک نہ سکیں گے) اور یہ لوگ دوزخی ہیں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١٦﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ

وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے مثال اس چیز کی جو خرچ کرتے ہیں بیچ اس زندگانی دنیا کے مانند مثال

ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے یہ لوگ (یعنی کافر) دنیا کی اس زندگی میں جو خرچ کرتے ہیں اس کے (تلف ہونے کی) مثال ایسی ہے

رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ

باؤ کے ہے کہ تھا بیچ اس کے پالا پہنچی کھیتی ایک قوم کی کہ ظلم کیا تھا انہوں نے جانوں اپنی پر پس ہلاک کیا اس کو اور نہ ظلم کیا ان کو

جیسے ہوا جس میں پالا ہو (یعنی سردی) وہ ان لوگوں (بدکاروں) کے کھیت پر چلے جنہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا اور اس کو (یعنی سارے کھیت کو) ف۸

ف۲ یعنی نافرمانی اور اعتداء کا یہ اثر ہوا کہ لگے کفر کرنے اور پیغمبروں کو مارنے اور پھر کفر و قتل انبیاء کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اترا، ذلیل اور محتاج ہو گئے حکومت اور ریاست چھن گئی۔ (وحیدی) حاصل یہ کہ ذلت و غضب اور مسکنت کی علت کفر اور قتل انبیاء ہے اور کفر اور قتل انبیاء کی علت ان کی نافرمانی اور زیادتی ہے۔ پس ذالک بما عصوا سے علۃ العلۃ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ امام رازی نے لکھا ہے جو شخص ترک آداب کریگا اس سے ترک سنن کا ارتکاب ہوگا اور ترک سنن کا نتیجہ ترک فرائض کی صورت میں ظاہر ہوگا اور ترک فرائض سے شریعت کی اہانت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اہانت شریعت سے انسان کفر کے گڑھے میں گر جاتا ہے (کبیر)

ف۳ بلکہ بعض مومن اور بعض مجرم ہیں۔ (ابن کثیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہؓ بن سلام، اسدؓ بن عبید، ثعلبہؓ بن شعبہ اور ان کے رفقاء مسلمان ہو گئے تو یہودی علما کہنے لگے "ہم میں سے وہی لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے ہیں جو ہم میں سے بدترین لوگ شمار ہوتے ہیں اگر یہ بھلے لوگ ہوتے تو اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار نہ کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات (تا بالمتقین) نازل فرمائیں (ابن جریر)

ف۴ یہاں "قائمۃ" بمعنی مستقیمۃ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار اور شریعت کے متبع ہیں۔ (ابن کثیر) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قائمۃ بمعنی ثابتۃ ہو یعنی دین حق پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اس کے ساتھ تمسک کرنے والے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی رات کو قیام کرتے ہیں اور صلوٰۃ تہجد میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی خالص توحید کے قائل ہیں اور یوم آخرت کے ڈر سے معاصی کو ترک کرتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں مختصر یہ کہ مذکورہ تمام صفات سے متصف ہیں یہ اصل میں یہود پر طنز ہے کہ ایسے لوگوں کا شمار تو نیکوکار لوگوں میں ہوتا ہے نہ کہ ذلیل اور بدترین لوگوں میں (خازن۔ رازی)

ف۷ یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ بھی صفات مذکورہ سے متصف ہو جائیں گے انہیں صرف ان کے نیک اعمال کا ثواب ہی نہیں ملے گا بلکہ اسلام میں داخل ہونے سے قبل کی نیکیوں کا اجر بھی حاصل ہوگا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ تین شخصوں کو دوہرا اجر ملے گا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر مجھ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر (ابن کثیر) نیز دیکھئے سورۃ قصص آیت ۵۴۔

ف۸ یعنی جو مال خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر نہ ہو یا آخرت میں دیا نہ دیا برابر ہے۔ (موضح) اوپر کی آیات میں مومن اور متقی کے نیک اعمال کا انجام ذکر فرمایا کہ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ضائع نہیں ہوگی بلکہ اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اب اس آیت میں کافر کے صدقہ و خیرات اور رفاہی کاموں کو آخرت میں بے فائدہ اور ضائع ہونے کے اعتبار سے ظالم کی اس کھیتی سے تشبیہ دی ہے جو دیکھنے میں سرسبز و شاداب نظر آئے لیکن یکایک سرد ہوا چلے اور اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دے یہی حال کفار کے صدقہ و خیرات کا ہے۔ وہ چونکہ ایمان و اخلاص کی دولت سے محروم ہیں اس لئے آخرت میں ان کے اعمال تباہ و برباد ہو جائیں گے اور انہیں ان کا کچھ بھی اجر نہ ملے گا (قرطبی) کیونکہ آخرت میں نیک اعمال کی حفاظت کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ایمان و اخلاص کا حصار یہ نہیں تو تمام اعمال بیکار ہوں گے واضح رہے کہ قرآن میں عموماً ریح کا لفظ عذاب کے لئے استعمال ہوا ہے اور ریاح (جمع) کا لفظ رحمت کے لئے مفردات

اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ

اللہ نے ولیکن جانوں اپنی کو ظلم کرتے تھے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو دوست دلی سوائے اپنے سے

غارت کردے اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں ف۱ مسلمانو جو مسلمان نہ ہوں ان کو اپنا ہمراز نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کچھ

لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا

نہیں کمی کرتے تم سے تباہ کرنے میں دوست رکھتے ہیں یہ کہ ایذا میں پڑو تم تحقیق ظاہر ہوتی ناخوشی منہ ان کے سے اور جو کچھ

کمی نہیں کرنے کے تمہاری تکلیف سے ان کو خوشی ہوتی ہے ان کی باتوں سے دشمنی کھل گئی ہے اور جو دشمنی ان کے دلوں

تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ھٰٓاَنْتُمْ

چھپاتے ہیں سینے ان کے بہت بڑا ہے تحقیق بیان کیا ہم نے واسطے تمہارے نشانیوں کو اگر ہو تم سمجھتے خبردار ہو تم وہ

میں چھپی ہے وہ اس سے بھی زیادہ ف۳ ہم نے تم سے پتے کی باتیں کہہ دیں اگر تم سمجھ سکو ف۴ سنتے ہو

اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّھٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا

لوگ ہو کہ دوست رکھتے ہو ان کو اور نہیں دوست رکھتے وہ تم کو اور ایمان لاتے ہو تم ساتھ کتاب کے ساری کے اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں تم سے کہتے

تم ان کے دوست ہو وہ تمہارے دوست نہیں حالانکہ تم سب کتابوں کو مانتے ہو ف۵ اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں ہم بھی

اٰمَنَّا ڝ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ

ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں کاٹتے ہیں اوپر تمہارے انگلیاں غصہ سے کہہ کہ مرجاؤ ساتھ غصے اپنے کے

ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصے کے مارے تم پر اپنی انگلیاں دانتوں سے چباتے ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے اپنے غصے میں جل مرو (روز بروز اسلام کی ترقی ہوتی

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ

تحقیق اللہ جانتا ہے سینوں والی بات کو اگر لگے تم کو بھلائی ناخوش کرتی ہے ان کو اور اگر

جائے گی) بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی بات جانتا ہے اگر تمہارا فائدہ ہو تو ان کو برا لگے اور جو

تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ

پہنچے تم کو برائی خوش ہوتے ہیں ساتھ اس کے اور اگر صبر کرو تم اور پرہیزگاری کرو نہ ضرر کرے گا تم کو مکر ان کا

نقصان ہو تو خوش ہوں۔ اور اگر تم صبر اختیار کرلو اور (ان کی دوستی) سے بچے رہو تو ان کے فریب سے تمہارا کچھ بھی نہیں

شَيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ۧ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ

کچھ تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہے اور جب صبح کو نکلا تو لوگوں اپنے سے جگہ دیتا تھا

بگڑنے کا (اس لیے) وہ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو سب معلوم ہے ف۶ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب تو اپنے گھر (حضرت عائشہ کے پاس) سے

الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ۙ اِذْ ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ

مسلمانوں کو بیٹھنے کی واسطے لڑائی کے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے جب قصد کیا تھا دو فرقوں نے تم میں سے

نکل کر مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر بٹھانے لگا اور اللہ (جو کچھ اس کی سنتا ہے اور جو (دلوں میں ہو وہ) جانتا ہے ف۷ جب تم سے دو ٹکڑیوں نے ہمت ہار

اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّھُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ

یہ کہ نامردی کریں اور اللہ تعالیٰ دوست دار تھا ان کا اور اوپر اللہ تعالیٰ کے پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور البتہ تحقیق مدد دی تم کو

دینی چاہی (اور نامردی ان کے دل میں سمائی) اور اللہ ان کا مددگار تھا اس نے ان کو سنبھال لیا اور مضبوط کردیا) اور مسلمانوں کو چاہیے اللہ ہی پر بھروسا رکھیں ف۸ اور

ع ۱۲ / ۲

ف۱ یعنی ان کے اعمال جو ضائع و برباد ہوگئے یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم کیا ہے بلکہ خود ان کے اپنے اوپر ظلم کا نتیجہ ہے کیونکہ انہوں نے نہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور کتابوں کی تصدیق کی اور نہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کئے بلکہ ریاکاری کرتے رہے۔ ف۲ بطانۃ (رازدار) یہ باب نصر سے مصدر ہے اور واحد جمع دونوں پر بولا جاتا ہے "مِنْ دُوْنِكُمْ" (مسلمانوں کے سوا) اس کا تعلق آیت، وَاِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے ہے اور اس میں کفار کی طرف میلان سے ممانعت کی تاکید کی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مدینہ کے انصارؓ اور یہود کے درمیان میل جول اور دوستانہ تعلقات قائم تھے پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوگئے تب بھی ان میں سے بعض لوگوں نے یہودیوں سے ذاتی تعلقات برقرار رکھے جن کی وجہ سے بعض راز کی باتیں بھی ان پر افشا کر دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر) مگر یہ آیت عام ہے اور یہود و نصاریٰ، منافقین اور مشرکین سبھی "من دونکم" میں داخل ہیں اس بنا پر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اسلامی حکومت میں کسی اسامی پر غیر مسلم کو متعین کرنا ممنوع ہے اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں انتظامی امور میں کسی غیر مسلم سے مشورہ لینا منع ہے۔ (قرطبی - ابن کثیر)

ف۳ "خبالا" فساد اور شرارت۔ اس میں مذکور نہی (لا تتخذوا بطانۃ) کی وجہ اور علت کی طرف اشارہ ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ اپنی منافقت کی بنا پر تم سے ایسی باتیں کرنا نہیں چاہتے جن سے تمہیں ان کی اسلام دشمنی کا پتہ چل سکے مگر شدت عداوت کی وجہ سے ان کی زبان پر ایسے الفاظ آہی جاتے ہیں جن سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ یہ تمہارے خیر خواہ نہیں بلکہ بدترین دشمن ہیں اور تمہارے خلاف جو جذبات اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ (خازن)

ف۴ یعنی کفار سے ترک موالات کے سلسلہ میں یہودیوں کے بغض و عناد اور ان کے دلی حسد سے متعلق ہم نے پتے کی باتیں کہہ دی ہیں اب غور و فکر کرنا تمہارا کام ہے (روح)

ف۵ الکتاب سے تمام آسمانی کتابیں مراد ہیں یعنی تم تو سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور وہ کسی کتاب پر بھی ایمان نہیں رکھتے پھر بھی بجائے اس کے کہ تم ان سے نفرت کرو الٹی ان سے دوستی کرتے ہو اور وہ بجائے دوستی کے تم سے دشمنی رکھتے ہیں اور منافقت سے تمہیں بے خوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۶ اس آیت میں مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ دشمنوں کے مکر و فریب اور ان کی چالوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ تم صبر و استقلال اور تقویٰ سے کام لو اگر یہ اصول اپناؤ گے تو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے (مدارک) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "اکثر منافق بھی یہود میں تھے اس واسطے ان کے ذکر کے ساتھ یہود کا ذکر بھی فرما دیا اب آگے جنگ احد کی باتیں مذکور ہیں کیونکہ اس میں بھی مسلمانوں نے بعض کافروں کا کہا مان لیا تھا اور لڑائی سے پھر چلے تھے اور منافقوں نے اپنے نفاق کی باتیں ظاہر کی تھیں (موضح)

ف۷ اب یہاں سے جنگ احد کا بیان ہے۔ جنگ بدر میں ذلت آمیز شکست کے بعد مشرکین نے جوشِ انتقام میں مدینہ پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنایا اور اردگرد سے مختلف قبائل کو جمع کر کے تین ہزار کا مسلح لشکر لیا اور جبلِ احد کے قریب آکر ٹھہر گئے آنحضرتؐ بھی صحابہؓ سے مشورہ کرنے کے بعد ایک ہزار کی جمعیت لے کر باہر نکلے۔ مقام "شوط" پر عبداللہ بن ابی نے دھوکا دیا اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ لوٹ آیا اس سے بعض مسلمانوں کے حوصلے بھی پست ہوگئے جیسا کہ آگے آرہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ثابت قدمی بخشی۔ آنحضرتؐ سات سو صحابہؓ کی یہ جمعیت لے کر آگے بڑھے اور احد کے قریب وادی میں فوج کو آراستہ کیا جس کی طرف قرآن نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ اسلامی فوج کی پشت پر جبلِ احد تھا اور ایک جانب ٹیلے پر عبداللہ بن جبیرؓ کی سرکردگی میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ متعین تھا اور آپؐ نے ان کو حکم دیا تھا کہ یہ جگہ کسی بھی صورت میں چھوڑ کر مت آنا مگر وہ کفار کو پسپا ہوتے دیکھ کر نیچے اتر آئے اور اس گھاٹی کو چھوڑ دیا جس سے مشرکین کو عقب سے حملہ کرنے کا موقعہ مل گیا اس اچانک حملہ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ آنحضرتؐ اور چند صحابہؓ آپؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہوگئے اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہوگئی آخر کار صحابہؓ آنحضرتؐ کے گرد دوبارہ جمع ہوئے جس سے میدانِ جنگ کا نقشہ بدل گیا اور دشمن کو ناکام ہو کر لوٹ جانا پڑا۔ ان آیات میں بعض واقعات کی طرف اشارے آگے آ رہے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۸ ان دو گروہوں سے مراد انصارؓ کے دو قبیلے۔ بنو سلمہ اور بنو حارثہ۔ ہیں جو عبداللہ بن ابی کی جماعت کی واپسی دیکھ کر دل شکستہ ہوگئے تھے اور انھوں نے واپس آنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ (قرطبی)

اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ نے بیچ بدر کے اور تم تھے ذلیل پس ڈرو اللہ سے تو کہ تم شکر کرو جس وقت کہتا تھا تو واسطے مسلمانوں کے

البتہ اللہ تعالیٰ (ایک سال پہلے) بدر میں تمہاری مدد کر چکا تھا اس وقت تم تھوڑے سے تھے (اور بے سامان تھے) پس ڈرو اللہ سے تو کہ تم احسان مانو ف۱ جب تو مسلمانوں

اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ

کیا نہ کفایت کرے گا تم کو یہ کہ مدد کرے تم کو رب تمہارا ساتھ تین ہزار کے فرشتوں سے اتارے ہوئے بلکہ

سے کہہ رہا تھا کیا تم کو بس نہیں اللہ تین ہزار فرشتوں کو تمہاری مدد کے لیے بھیج دے وہ آسمان سے اتریں کیوں نہیں

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ

اگر صبر کرو تم اور پرہیزگاری کرو تم اور آویں تم پر اپنے جوش سے جو یہ ہے مدد کرے گا تم کو پروردگار تمہارا ساتھ پانچ

(یہ تم کو بس ہیں) اگر تم (میدان جنگ میں) جمے رہو اور (میری بات نہ سننے اور بھاگنے سے) بچے رہو اور دشمن اسی دم تم پر چڑھ آئیں تو تمہارا مالک

اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ

ہزار کے فرشتوں سے نشانی کرنے والے اور نہیں کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے مگر خوشخبری واسطے تمہارے اور تو کہ آرام پکڑیں

پانچ ہزار فرشتوں سے جن پر نشان ہوگا تمہاری مدد کرے گا ف۲ اور اللہ تعالیٰ نے یہ مدد اس لیے بھیجی کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے دلوں کو اس

قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

دل تمہارے ساتھ اس کے اور نہیں مدد مگر نزدیک اللہ غالب حکمت والے کے سے تو کہ کاٹ ڈالے ایک ٹکڑا

سے تسلی ہو ورنہ فتح تو خدا ہی کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا (دوسرا مطلب یہ تھا) کہ کافروں کے ایک گروہ

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

ان لوگوں سے جو کافر ہوئے یا ذلیل کرے ان کو پس پھر جاویں نامراد نہیں واسطے تیرے اس کام میں سے

کو کاٹ ڈالے یا ان کو ذلیل کرے وہ نامراد لوٹ جائیں (اے پیغمبرؐ) تجھے اس کام میں کوئی دخل نہیں

شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

کچھ یا پھر آوے اوپر ان کے یا عذاب کرے ان کو پس تحقیق وہ ظالم ہیں اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے

یا ان کو توبہ نصیب کرے (وہ مسلمان ہو جائیں) یا ان کو عذاب کرے اس لیے کہ وہ ناحق پر ہیں ف۳ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے بخشتا ہے جس کو چاہے اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا

زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (اسی کے ملک ہے اور اسی کا اختیار ہے) جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّ

مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ سود کو دگنا کئے ہوئے اور

مہربان ہے مسلمانو سود مت کھاؤ دونے پر دونا ف۴ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ ۚ

ڈرو اللہ تعالیٰ سے تو کہ تم چھٹکارا پاؤ اور ڈرو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے

اللہ سے ڈرو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار ہوئی ہے ف۵

ف۱ "اَذِلَّةٌ" کے لفظ سے مسلمانوں کی قلت تعداد اور ضعف حال کی طرف اشارہ ہے مقام بدر مدینہ سے قریباً ۲۰ میل جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ واقعہ بروز جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ (۱۳ مارچ ۶۲۴ع) کو پیش آیا۔ اس آیت میں جنگ اُحد میں شکست کے اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معرکہ بدر کے واقعات پر غور و فکر کی دعوت اور آئندہ ثابت قدم رہنے کے لئے تقویٰ کی تعلیم دی ہے۔ جنگ بدر کی تفصیل کے لئے سورۂ انفال آیت ۴۱ دیکھئے (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۲ "اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ" میں ظرف کا تعلق یا تو "وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ" سے ہے اور یا جنگ اُحد سے۔ امام طبری نے اول کو ترجیح دی ہے۔ یعنی جب کفار کی تیاری اور کثرت تعداد کو دیکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں تشویش پیدا ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرشتوں کی مدد کا ذکر کر کے ان کو تسلی دی۔ چنانچہ بدر میں فرشتے نازل ہوئے (ابن کثیر۔ شوکانی) اور "مُسَوِّمِيْنَ" سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ بدر کے دن فرشتوں کی تعداد ایک ہزار اور تین ہزار بھی منقول ہے جو بظاہر تعارض ہے۔ اس کا حل سورۂ انفال آیت ۹ میں ملاحظہ ہو۔ (ابن کثیر قرطبی) بعض کے نزدیک اس وعدہ کا تعلق جنگ اُحد سے ہے اور انہوں نے کہا ہے: چونکہ مسلمانوں نے توکل اور صبر سے کام نہ لیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مدد کو روک لیا اور ظاہر ہے کہ اگر فرشتے نازل ہوتے تو مسلمان شکست نہ کھاتے۔ (ابن جریر)

ف۳ اس آیت میں پیغمبر سے فرمایا کہ بندے کو اختیار نہیں ہر قسم کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ (از موضح) تفاسیر میں ہے کہ اُحد کے دن جب آپؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ اور بخاری میں ہے کہ آپؐ نے نمازوں میں قنوت بھی شروع کر دی جس میں نام لے کر مشرکین پر لعنت بھیجتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے وہ قنوت ترک کر دی اور یہ واقعہ ہے کہ جن کے نام لے کر آپؐ بددعا کرتے تھے وہی قبیلے بعد میں مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ کا منظر سامنے آگیا۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۴ جنگ اُحد کے تذکرہ میں سُود کی حرمت کا حکم بظاہر بے ربط سا معلوم ہوتا ہے مگر علماء نے لکھا ہے کہ اوپر جہاں "فَشَل" نامردی کا ذکر ہوا ہے اور سُود خواری سے قوم میں وھن اور بزدلی پیدا ہوتی ہے خود غرضی اور بخل کا جذبہ فروغ پاجاتا ہے اور سُود خوار قوم جہاد کے قابل نہیں رہتی اور پھر انصار کے یہود کے ساتھ سُودی لین دین کے تعلقات تھے اور اُحد میں منافقین یہود کی وجہ سے نقصان پہنچا تھا گویا اس کو حرام قرار دیکر ان تعلقات کو ختم کر دیا۔ (حواشی مختلفہ) زمانہ جاہلیت میں بہت سے لوگ دوسروں کو سُودی قرضے دیا کرتے جب قرض کی میعاد ختم ہو جاتی تو مقروض سے کہتے قرض ادا کرو ورنہ سُود میں اضافہ کرو۔ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں میعاد میں توسیع کر دی جاتی اور سُود کی مقدار میں اضافہ کر دیا جاتا۔ اس طرح کچھ عرصہ کے بعد سُود کی مقدار اصل زر سے بھی کئی گنا زیادہ ہو جاتی اور یہ سُود تجارتی اور غیر تجارتی دونوں طرح کا ہوتا تھا جیسا کہ آیت کی تفسیر کے تحت تابعینؒ نے تصریح کی ہے۔ سُودی کاروبار کی اس بھیانک صورت حال کی طرف قرآن نے "اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً" کے الفاظ سے اشارہ فرمایا ہے ورنہ یہ مطلب نہیں ہے کہ مرکب سُود حرام ہے اور سادہ جائز ہے۔ اسلام میں ہر قسم کا سُود حرام ہے اور اس کا ادنیٰ ترین گناہ ماں سے بدکاری کے برابر ہے۔ باقی دیکھئے بقرہ آیت ۲۷۵۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۵ اس میں اشارہ ہے کہ سُود کھانا اور کھلانا مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا جو شخص یہ کام کرتا ہے وہ صریحاً کافر ہے اور اسے اپنے آپ کو جہنم کی آگ کے لئے تیار رکھنا چاہئے۔ (قرطبی)

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار تو وہی شخص ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا فرمانبردار رہو۔ سُود کھانا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید رکھنا دو متضاد چیزیں ہیں اس میں ہر نافرمان کے لئے عتاب ہوسکتا ہے۔ (کبیر)
ف۲ یعنی جس طرح سود خوار کافر کے لئے دوزخ تیار کی گئی ہے اسی طرح تابعدار متقی کے لئے جنت تیار کی گئی ہے اور پھر جنت کے متعلق عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ فرما کر اس کی وسعت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اس آیت کے متعلق سوال کیا کہ اگر جنت کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے تو دوزخ کہاں ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ رات چھا جائے تو دن کہاں ہوتا ہے؟ اس نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہو۔ آپؐ نے فرمایا یہی حال دوزخ کا ہے یعنی تکون حیث شاء اللہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح ایک جانب رات ہوتی ہے اور دوسری جانب دن ہوتا ہے یہی حال جنت و دوزخ کا ہے۔ اس سوال کا یہی جواب حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔ (ابن کثیر) جنت اور جہنم کے جو اوصاف قرآن و حدیث میں مذکور ہیں ان پر بلا کیف ایمان رکھنا ضروری ہے خواہ ہمارے عقل و ذہن کی رسائی ان تک نہ ہو اور یہی نہیں بلکہ جملہ امور آخرت کا یہی حال ہے۔

وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن

اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی تو کہ تم رحم کیے جاؤ اور جلدی کرو طرف بخشش کی رب

اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اس لیے کہ تم پر (اللہ کا) رحم ہو ف۱ اور اپنے پروردگار کی بخشش اور

رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِينَ

اپنے سے اور بہشت کی کہ چوڑاؤ اس کا آسمان اور زمین ہے تیار کی گئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو لوگ

بہشت کی طرف لپکو جس کا چوڑاؤ آسمانوں اور زمین کے برابر ہے (تو لنباؤ کا کیا کہنا) ان پرہیزگاروں کے لیے تیار ہوئی ہے ف۲ جو

يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ

کہ خرچ کرتے ہیں بیچ خوشی اور سختی کے اور بند کرنے والے غصے کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے

فراغت اور تنگی (دونوں حالوں) میں خرچ کیے جاتے ہیں ف۳ اور غصہ پی جاتے ہیں ف۴ (کسی کو تکلیف نہیں دیتے باوجود قدرت کے) اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں ف۵

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو اور وہ لوگ جب کریں بے حیائی یا ظلم کریں جانوں اپنی کو

(ان کا قصور معاف کرتے ہیں) اور اللہ پسند کرتا ہے احسان کرنے والوں کو اور وہ جو اگر کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں (یعنی کبیرہ گناہ) یا اپنے تئیں نقصان پہنچا

ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَ

یاد کریں اللہ تعالیٰ کو پس بخشش مانگیں واسطے گناہوں اپنے کے اور کون بخشتا ہے گناہوں کو مگر خدا تعالیٰ اور

بیں (یعنی صغیرہ گناہ) تو خدا کو یاد کرکے اس سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں ف۶ اور خدا کے سوا بخشنے والا اور کون ہے اور

لَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۵﴾ أُولٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ

نہ ہٹ کریں اوپر اس چیز کے کہ کیا انہوں نے اور وہ جانتے ہیں یہ لوگ بدلا ان کا بخشش ہے

اپنے کیے پر جان بوجھ کے ہٹ نہیں کرتے ف۷ انہیں لوگوں کا بدلہ بخشش ہے

مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ

رب ان کے سے اور بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے اور اچھا

ان کے مالک کی طرف سے اور باغ جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور (نیک) کام

أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا

ثواب عمل کرنے والوں کا ہے تحقیق گزری ہیں پہلے تم سے راہیں پس سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو

کرنے والوں کی مزدوری کیسی عمدہ ہے تم سے پہلے بہت سے واقعے گزر چکے ہیں تو زمین کی سیر کرو دیکھو جھٹلانیوالوں کا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ

کیونکر ہوا آخر کام جھٹلانے والوں کا یہ بیان ہے واسطے لوگوں کے اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے

انجام کیسا ہوا ف۸ (عام) لوگوں کے واسطے تو یہ ف۹ ایک (تاریخی) بیان ہے اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے

لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾

واسطے پرہیزگاروں کے اور مت سستی کرو اور مت غم کھاؤ اور تم ہی بلند ہو یعنی غالب اگر ہو تم ایمان والے

ہیں ان کے لیے ہدایت اور نصیحت بھی ہے اور ہمت مت ہارو نہ آزردہ ہو اور اگر تم ایمان دار ہو تو (آخر میں) تم ہی غالب ہو گے ف۱۰

ف۳ اب ان آیات میں اہل جنت کی صفات کا ذکر ہے چنانچہ ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ خوشحالی اور تنگدستی ہر حالت میں وہ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتے رہتے ہیں اور نیک کاموں اور رضائے الٰہی کے لئے مال صرف کرنے سے انہیں کوئی چیز غافل نہیں کرتی۔ (ابن کثیر)

ف۴ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ غصہ سے مغلوب ہونے کی بجائے اس پر قابو پالیتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے "پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے" (بخاری مسلم) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ گھونٹ غصہ کا گھونٹ ہے جسے بندہ پی لیتا ہے۔ جو شخص اپنا غصہ پی لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔ (مسند احمد)

ف۵ یہ دراصل غصہ پی جانے کا لازمی تقاضا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا "جو کوئی عفو و درگزر سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت افزائی فرماتے ہیں اس باب میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ (ملاحظہ ہو ابن کثیر)

ف۶ یعنی اگر بشری تقاضے کے تحت ان سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرکے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ہیں۔ صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ نے فرمایا "جب کوئی بندہ گناہ کرکے توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر مؤاخذہ کر سکتا ہے (فرشتو گواہ رہو) میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ (ابن کثیر)

ف۷ "اصرار" کے معنی ہیں اڑ جانا اور لاپروائی سے گناہ کرتے جانا اور ان پر ندامت کا اظہار نہ کرنا اور نہ توبہ ہی کرنا اور نہ اگر کسی شخص سے سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد گناہ سرزد بھی ہو جاتا ہے تو اسے اصرار نہیں کہتے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے: مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً کہ سچے دل سے توبہ و استغفار کے بعد اگر کسی شخص سے ایک دن میں ستر مرتبہ بھی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے "مصر" نہیں کہا جائے گا۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) "وَهُمْ يَعْلَمُونَ" یعنی وہ جانتے ہیں کہ جو شخص توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۸ اوپر کی آیات میں طاعت اور معصیت سے توبہ پر غفران اور جنت کا وعدہ فرمایا۔ اب یہاں طاعت اور توبہ کی ترغیب کے لئے پہلی اُمتوں کی تاریخ پر غور و فکر کا حکم دیا ہے تاکہ ان میں سے مطیع اور عاصی کے احوال پر غور کرکے انسان اپنے لئے سامان عبرت حاصل کرے۔ (کبیر۔ ابن کثیر) سنت کے معنی طریق مستقیم اور اس نمونے کے ہیں جس کی اتباع کی جاتی ہے۔ یہ فُعلۃ بمعنی مفعولۃ ہے۔ آنحضرتؐ کا فعل چونکہ مسلمان کے لئے نمونہ اور طریق مستقیم ہوتا ہے اس لئے اسے سنت کہا جاتا ہے۔ (کبیر) جنگِ اُحد میں جب ستر مسلمان شہید ہوگئے اور کچھ زخمی ہوئے تو اس شکست سے مسلمانوں کو قدرتی طور پر بہت تکلیف ہوئی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ اس شکست سے افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہئے کہ یہ بات تو امم سابقہ اور انبیاءؑ کے متبعین میں ہوتی چلی آئی ہے کہ ابتدا میں ان کو تکالیف سے دوچار ہونا پڑا اور بالآخر جھٹلانے والے ذلیل و خوار ہوئے۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی قرآن میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے کہ پہلی اُمتوں کا ان کے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ میں کیا حال ہوا۔ چنانچہ قرآن نے جابجا متقین کے نیک انجام اور مکذبین کی ہلاکت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۱۰ اوپر کی آیت: "قد خلت الخ" اس بشارت کی تمہید تھی اور أَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ کے لئے بمنزلہ دلیل کہ امم سابقہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اہل باطل کو گو عارضی غلبہ حاصل ہوا مگر آخرکار وہ تباہ و برباد ہوگئے۔ یہی حال تمہارا ہے اس لئے کسی قسم کے وہن اور ضعف سے کام نہ لو۔ آخرکار تم غالب رہو گے چنانچہ اس کے بعد ہر لڑائی میں مسلمان غالب ہوتے رہے۔ (کبیر۔ وحیدی)

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا

اگر لگے تم کو زخم پس تحقیق لگا ہے اس قوم کو بھی زخم مانند اس کی اور یہ دن باری باری سے پھیرتے ہیں ہم

اگر (اس لڑائی میں) تم زخمی ہوئے ہو تو (بے دل مت ہو) وہ لوگ (کافر) بھی ایسے ہی (جنگ بدر میں) زخمی ہو چکے ہیں یہ (دنیا کے) دن ہیں جن کو

بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا

ان کو درمیان لوگوں کے اور تو کہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اور تو کہ پکڑے تم میں سے گواہ اور اللہ تعالیٰ نہیں

ہم الٹ پھیر کر لوگوں پر لاتے ہیں ف۱ اور (یہ جو کافروں کو اب کی فتح ہوئی) اس لیے (بھی تھی) کہ اللہ ایمان والوں کو (الگ کرکے) دیکھ لے اور چند لوگوں کو تم میں سے

يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿١٤١﴾

دوست رکھتا ظالموں کو اور تو کہ خالص کرے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور مٹا ڈالے کافروں کو

شہادت کا درجہ عطا فرمائے اور اللہ ظالموں کو (یعنی کافروں کو) پسند نہیں کرتا اور اس لیے کہ اللہ پرکھ لے ایمان والوں کو اور کافروں کو (بالکل) ستیاناس

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَ

کیا گمان کیا تم نے یہ کہ داخل ہو بہشت میں اور ابھی نہ ظاہر کیا اللہ نے ان لوگوں کو کہ جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور

کر دے ف۲ کیا تم یہ سمجھے کہ جنت میں چل دیں گے اور ابھی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں دیکھا کہ کون تم میں جہاد کرنے ہیں یا ورنہ یہ دیکھا کہ کون

يَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ

ابھی نہ ظاہر کیا صبر کرنے والوں کو اور تحقیق تھے تم آرزو کرتے موت کی پہلے اس سے کہ ملاقات کرو اس سے

ثابت قدم رہتے ہیں ف۳ اور تم تو خود موت آنے سے پیشتر اس کی آرزو کیا کرتے تھے اب تو

فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿١٤٣﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن

پس تحقیق دیکھ لیا تم نے اس کو اور تم دیکھتے ہو اور نہیں محمدؐ مگر پیغمبر تحقیق گزرے پہلے

تم نے آنکھوں سے اس کو دیکھ لیا ف۴ اور محمدؐ تو صرف رسول ہے (یعنی اللہ کا بھیجا ہوا بندہ) اس سے پہلے اور کئی

ع ١٤ / ٥

قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن

اس سے پیغمبر آیا پس اگر، مر جاوے یا مارا جاوے کیا پھر جاؤ گے اوپر ایڑیوں اپنی کے اور جو کوئی

رسول ہو گزرے ہیں کیا اگر وہ مر جائے یا مارا جائے تو تم الٹے پاؤں (اسلام سے کفر کی طرف) پھر جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پیروں

يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾

پھر جاوے اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے پس ہرگز نہ ضرر کریگا اللہ تعالیٰ کو کچھ اور البتہ جزا دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو

(کفر کی طرف) پھر جائے تو خدا کا کچھ نہیں بگاڑے گا (اپنا ہی بگاڑ کرے گا) اور اللہ جلد بدلہ دے گا شکر کرنے والوں کو ف۵

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ

اور نہیں ہے لائق واسطے کسی جان کے یہ کہ مر جاوے مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے لکھ رکھا ہے وقت مقرر کر کر اور جو کوئی چاہے

اور کوئی شخص مر نہیں سکتا جب تک خدا کا حکم نہ ہو اس نے لکھ رکھا ہے مقرر وقت پر (موت کا) اور جو کوئی دنیا میں (اپنے

ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي

ثواب دنیا کا دیں گے ہم اس کو اس میں سے اور جو کوئی چاہے ثواب آخرت کا دیں گے ہم اس کو اس میں سے اور شتاب جزا دینگے ہم

نیک اعمال کا) بدلہ چاہے تو ہم اسے یہیں سے اس کو دیں گے اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہے تو اس کو اسی میں سے دیں گے اور شکر کرنے والوں کو

ف۱ یعنی اگر اُحد کے دن تمہیں ان مشرکین کے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے تو تم بھی بدر کے دن انہیں اسی قسم کا نقصان پہنچا چکے ہو اور یہ کچھ پریشانی کی بات نہیں اَلْحَرْبُ سِجَالٌ۔ جب بھی دو گروہوں میں جنگ ہوئی ہے تو کبھی ایک کا پلڑا بھاری رہا ہے اور کبھی دوسرے کا۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) ف۲ جنگِ اُحد میں مسلمانوں کو سخت جانی نقصان پہنچا اور یہود و منافقین کے مطاعن مزید دل آزاری کا باعث بنے۔ منافق کہتے تھے کہ اگر آنحضرتؐ سچے نبی ہوتے تو مسلمان یہ نقصان اور ہزیمت کی ذلت کیوں اُٹھاتے وغیرہ۔ ان آیات میں مسلمانوں کو تسلی دی ہے کہ فتح و شکست تو اَدلتی بدلتی چیز ہے یہ حق و ناحق کا معیار نہیں ہے۔ آج اگر تم نے زخم کھایا ہے تو کل وہ جنگِ بدر میں تمہارے ہاتھوں اسی قسم کا زخم کھا چکے ہیں اور خود اس جنگ میں ابتداً ان کے بہت سے آدمی مارے جا چکے ہیں جیسا کہ آیت "اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ" سے معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے شکست کھانے کا فائدہ یہ ہوا کہ ایمان و اخلاص اور کفر و نفاق میں تمیز ہو گئی، مومن اور منافق الگ الگ ہو گئے، مومنوں کو شہادت نصیب ہوئی جو عند اللہ بہت بڑا شرف ہے۔ دشمن کی اس عارضی فتح کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ ظالموں اور مشرکوں کو پسند کرتا ہے بلکہ فتح و شکست کے اس چکر سے مومنوں کی تمحیص اور کفار کی طاقت کو ختم کرنا مقصود ہے اس طرح کہ وہ اپنی عارضی فتح پر مغرور ہو کر پھر لڑنے آئیں گے اور اس وقت ان کی وہ سرکوبی ہوگی کہ دوبارہ اس طرف رخ کرنے کا نام نہ لینگے چنانچہ غزوۂ احزاب کے موقع پر ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد کفار نے دفاعی جنگیں تو لڑی ہیں مگر خود حملہ کی جرأت نہ کر سکے۔ (ماخوذ از کبیر و شوکانی وغیرہ)

ف۳ یہاں اَمْ بمعنی بَلْ ہے۔ (قرطبی) یعنی ابھی اللہ تعالیٰ نے، اپنے علم میں جو کچھ تھا اسے ظاہر نہیں کیا اور کھول کر نہیں دکھایا کہ کون جہاد کرتے اور لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں کیا تم سمجھتے ہو کہ ایسی آزمائش سے پہلے تم کو جنت میں اعلیٰ مراتب مل جائیں گے! مطلب یہ ہے کہ جب تک اس قسم کی آزمائشوں میں پورے نہیں اترو گے جنت میں اعلیٰ مراتب حاصل نہیں ہو سکتے۔ (وحیدی بتصرف)

ف۴ "اَلْمَوْتَ" جنگ یا شہادت۔ (معالم) جن لوگوں کو جنگِ بدر میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا وہ تمنا کیا کرتے تھے کہ دشمن سے مقابلہ کا موقع ملے تو ہم بھی شہداء بدر کا درجہ حاصل کریں مگر جب جنگِ اُحد میں یہ موقع ملا تو ثابت قدم نہ رہے اور مقابلے سے بھاگ نکلے۔ اس آیت میں صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہاری تمنا کے مطابق اب یہ موقع آیا تو تمہیں چاہیئے تھا کہ پوری جوانمردی سے دشمن کا مقابلہ کرتے اور پامردی کا ثبوت دیتے۔ حدیث میں ہے کہ دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو لیکن اگر مڈبھیڑ ہو تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ (ابن کثیر از صحیحین)

ف۵ جنگِ اُحد میں بعض صحابہؓ نے تو مرتبۂ شہادت حاصل کیا اور بعض میدان چھوڑ کر فرار ہونے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے اور کسی شیطان نے آپؐ کی شہادت کی افواہ پھیلا دی صحابہؓ اس افواہ سے انتہائی شکستہ خاطر ہو گئے اور ہمت ہار بیٹھے اور منافقین نے طعن و طنز کے نشتر چبھونے شروع کر دیئے کہ اگر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہوتے تو قتل کیوں ہوتے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ کیا پیغمبر کے قتل ہونے یا طبعی موت مر جانے سے اللہ کا دین چھوڑ بیٹھو گے؟ تمہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے رہو۔ (ابن کثیر، قرطبی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اور اشارت نکلتی ہے کہ حضرتؐ کی وفات پر بعض لوگ پھر جاویں گے۔۔۔۔۔ اسی طرح ہوا کہ بہت سے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مُرتد ہوئے اور حضرت صدیقؓ نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا۔ (موضح) احادیث میں ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ اپنا ذہنی توازن برقرار نہ رکھ سکے اور لوگوں سے خطاب کیا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے اس کا سر تلوار سے قلم کر دوں گا۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لے آئے اور تقریر فرمائی کہ "جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا اسے جان لینا چاہیئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہو گئی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔" اس کے بعد آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ اس موقع کے لئے ہی یہ آیت اتری ہے۔ (ابن کثیر)

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ

شکر کرنے والوں کو — اور بہت نبی تھے — کہ لڑے ساتھ اس کے ہو کر — خدا کے لوگ بہت — پس نہ سست ہوئے واسطے اس کے

ہم جلد بدلہ دیں گے ف۱ اور کئی پیغمبروں کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں پھر جو تکلیف ان کو اللہ کی راہ میں پہنچی اس سے وہ

اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

جو کچھ پہنچا ان کو — بیچ راہ خدا کے — اور نہ ناتوانی کی — اور نہ — گڑگڑائے — اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے صبر کرنے والوں کو

ہمت نہیں ہارے — نہ سست ہوئے — نہ دب گئے (اپنے دشمن سے) اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا

اور نہ تھی — بات ان کی — مگر یہ کہ — کہا انہوں نے اے رب ہمارے بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور زیادتی ہماری بیچ کام ہمارے کے

اور انہوں نے جب کہا — یہی کہا — مالک ہمارے بخش دے ہمارے گناہ (کبیرہ) اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں (یعنی صغیرہ) اور ہمارے

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ

اور ثابت رکھ — قدم ہمارے — اور مدد دے ہم کو اوپر — قوم — کافروں کے — پس دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ثواب

پاؤں جما دے (دشمنوں کے مقابلے میں) اور کافر لوگوں پر — ہم کو فتح دے — پھر اللہ نے — دنیا میں — ان کا فائدہ کیا

الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

دنیا کا — اور خوبی — ثواب — آخرت کی — اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو — اے لوگو جو

اور آخرت میں اچھا خاصا ثواب دیا — اور اللہ نیکوں سے محبت رکھتا ہے ف۲ — مسلمانو اگر تم کافروں

اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

ایمان لائے ہو — اگر — کہا مانو گے تم — ان لوگوں کا — جو کافر ہوئے پھیر دیں گے تم کو — اوپر — ایڑیوں تمہاری کے — پس ہو جاؤ گے تم

کا کہا مانو گے — تو وہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر دیں گے — پھر — تم گھاٹے میں جا پڑو گے

خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَھُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ

زیان پانے والے — بلکہ اللہ تعالیٰ کارساز تمہارا ہے — اور وہ بہتر ہے مدد کرنے والا — شتاب ڈالیں گے ہم بیچ دلوں

ف۳ (کافر تمہارے دوست نہیں ہو سکتے) بلکہ اللہ تمہارا کارساز ہے — اور اس کی مدد سب سے بہتر ہے ف۴ — اب ہم کافروں — کے دلوں

الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ

ان لوگوں کے — کہ کافر ہوئے رعب — بہ سبب اس کے کہ شریک لاتے ہیں ساتھ اللہ کے وہ چیز کہ نہیں اتاری ساتھ اس کے — دلیل — اور

میں رعب — ڈال دیں گے — کیونکہ انہوں نے اللہ کا شریک بنایا اس کو جس کے (شریک ہونے کی) اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور — ان کا

مَاْوٰىھُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ

جگہ ان کی آگ ہے — اور بُری ہے جگہ — رہنے — ظالموں کی — اور البتہ تحقیق — سچا کیا ہے تم سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ اپنا جس وقت

ٹھکانا دوزخ ہے — اور ظالموں کا — برا ٹھکانا ہے ف۵ — اور اللہ نے تو اپنا وعدہ سچا کر دکھایا — جب تم اس کے حکم

تَحُسُّوْنَھُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓي اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ

کاٹتے تھے تم ان کو — ساتھ حکم اس کے کے یہاں تک کہ جب نامردی کی تم نے اور جھگڑا کیا تم نے بیچ کام کے — اور نافرمانی کی تم نے — پیچھے

سے کافروں کو بے دم کر رہے تھے — جب تم نے بودا پن کیا — اور حکم میں جھگڑا نکالا — اور نافرمانی کی جو چاہتے تھے (یعنی فتح)

ف۱ جب منافقین نے یہ افواہ اڑائی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو گئے اب اپنا آبائی دین اختیار کر لو یا صحابہؓ کرام جب جنگ اُحد سے واپس آئے اور ان میں سے کچھ صحابہؓ شہید ہو چکے تھے تو منافقین نے کہا لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا کہ اگر وہ مدینہ میں بیٹے تو قتل نہ ہوتے۔ پس اس قسم کے شبہات کو رفع کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ (کبیر) اس سے مقصود مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھانا ہے کہ موت سے فرار کی راہ اختیار کرنے سے انسان موت کے پنجہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر فرمایا ہے جس میں تقدم تاخر نہیں ہو سکتا۔ پس اِذن بمعنی علم ہے یعنی ہر شخص کی موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں مقدر ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اِذن بمعنی قضا و قدر کے ہو۔ الغرض تمہیں چاہئے کہ موت سے بھاگنے کی فکر چھوڑ کر بے جگری سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور اس جہاد سے تمہارا مقصود آخرت کا ثواب ہونا چاہئے ورنہ اگر تم صرف دنیا کا ثواب شہرت اور مالِ غنیمت وغیرہ۔ ہی چاہو گے تو تمہیں صرف وہی ملے گا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر۔ اور آخرت سے محروم رہو گے۔ یہاں كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا سے مراد وہ کتاب ہے جو آجال پر مشتمل ہے بعض نے لوحِ محفوظ مراد لیا ہے احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم سے فرمایا: "اُكْتُبْ فَكَتَبَ مَا هُوَ كَائِنٌ" کہ لکھ دے پس قلم نے جو کچھ ہونے والا تھا سب لکھ دیا۔ آیت میں اشارہ ہے کہ جنگِ اُحد میں حاضر ہونے والے لوگ اپنی نیتوں کے اعتبار سے دو قسم کے تھے۔ بعض غنیمت کے طالب تھے اور بعض آخرت کے۔ یہ آیت گو خاص طور پر جہاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر حکم کے اعتبار سے عام ہے اور تمام اعمالِ صالحہ کا مدار انسان کے ارادے اور نیت پر ہے۔ (کبیر) معلوم ہوا ہے کہ مقتول بھی اپنی اجل سے مرتا ہے اور اجل میں تغیر ممتنع ہے۔

ف۲ "رِبِّيُّوْنَ" یہ "رِبَّة" کی طرف منسوب ہے جس کے معنی جماعت کے ہیں اور یہ جملہ حالیہ ہے ای "مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ" اِسْتَكَانُوْا یہ سکون سے باب افتعال ہے اور کاف کے بعد الف برائے اشباع ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "کون" سے استفعال ہو لیکن پہلے اشتقاق کی آیت کے معنی سے زیادہ مناسبت ہے۔ (قرطبی) ان تینوں آیتوں سے مقصود ان لوگوں پر عتاب اور تنبیہ ہے جو اُحد کے دن شکست کے آثار دیکھ کر ہمت ہار بیٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ سن کر بالکل ہی پست ہو گئے پس فرمایا "تم سے پہلے انبیاء کے متبعین گزر چکے ہیں ان کی اتباع کرو اور اس قسم کی کمزوری نہ دکھاؤ۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) یعنی ان لوگوں میں بہت سے "رِبِّيُّوْنَ" اپنے انبیاء کے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے لیکن انہوں نے اپنی قلتِ تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود کبھی ہمت نہ ہاری اور نہ کبھی اپنے انبیاء کے وفات پا جانے یا شہید ہو جانے کی صورت میں وساوس میں مبتلا ہوئے بلکہ ہمیشہ اور ہر حال میں صبر و استقلال سے کام لیتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں پر عفو و درگذر کی درخواست کرتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت دونوں کے ثواب سے نواز دیا۔

ف۳ اُحد کی شکست کے بعد کفار نے۔ جن میں منافقین، یہود و نصاریٰ اور مشرکین سبھی شامل تھے۔ مسلمانوں کے دلوں میں مختلف قسم کے شکوک و شبہات پیدا کر کے ان کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ کفار کے فریب میں مت آنا ورنہ تم خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ پس یہ آیت بھی پہلی آیات کا تتمہ ہے یاد رہے کہ دنیا میں سب سے بڑا خسارا یہ ہے کہ کوئی انسان اپنے دشمن کے سامنے سپر انداز ہو جائے اور آخرت کا خسارہ ثواب سے محرومی اور عذاب میں گرفتاری ہے پس خسارہ عام ہے۔ (کبیر)

ف۴ یعنی تم کفار کی اطاعت تو اس لئے کرو گے کہ وہ تمہاری کچھ مدد کریں مگر یہ سراسر جہالت ہے۔ دراصل تمہارا حامی و ناصر تو اللہ تعالیٰ ہے اس پر بھروسا رکھو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کو "خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ" محاورہ کلام کے اعتبار سے فرمایا ہے ورنہ یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ بھی ان "نَاصِرِيْنَ" کی جنس سے ہے۔ (کبیر)

ف۵ آیت اپنے سیاق کے اعتبار سے اوپر کے بیان کا تتمہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مختلف وجوہ سے جہاد کی ترغیب دی ہے اور کفار کے خوف کو دلوں سے نکالا ہے۔ یہاں فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھو گے اور اسی سے مدد مانگو گے تو اللہ تعالیٰ کفار کے دلوں میں تمہارا خوف ڈال دے گا اس طرح تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے گا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ پس بِمَآ اَشْرَكُوْا میں با برائے سببیت ہے۔ (قرطبی۔ کبیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں مشرک چور ہیں اللہ تعالیٰ کے اور چور کے دل میں ڈر ہوتا ہے۔ (موضح) چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہوا اور اُحد میں باوجود غالب ہونے کے چکے سے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ علمائے تفسیر کا بیان ہے کہ راستے میں انہوں نے دوبارہ مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا مگر مرعوب ہو گئے۔ صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچ چیزوں میں مجھے پہلے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ماہ کی مسافت پر دشمن کے دل میں میرا رعب ڈال دیا گیا ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وعدہ کا تعلق خاص اُحد ہی سے نہیں ہے بلکہ عام ہے۔ (کبیر)

ف۱ جنگِ اُحد میں پہلے پہل اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے شاملِ حال رہی اور وہ مشرکین کے سر قلم کرتے رہے حتیٰ کہ جب فتح کے آثار نظر آنے لگے اور مشرکین نے بھاگنا شروع کیا تو پچاس سواروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جُبیرؓ کی سرکردگی میں ایک پہاڑی پر متعین کیا تھا تاکہ اُدھر سے مشرک حملہ آور نہ ہوں انہوں نے مالِ غنیمت دیکھ کر باہم جھگڑنا شروع کر دیا اور اُن میں سے اکثر آنحضرتؐ کے حکم کی نافرمانی کرکے اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت کی طرف دوڑ پڑے۔ اس سبب سے مشرکین کو عقب سے حملہ آور ہونے کا موقع مل گیا اور مسلمانوں کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (ابنِ کثیر۔ کبیر) جنگ کے بعد جب آنحضرتؐ مدینہ آئے تو بعض لوگ کہنے لگے کہ یہ مصیبت ہم پر کیسے آگئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی)

بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ

اس سے کہ دکھلایا تم کو جو چاہتے تھے تم بعض تم میں سے وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا دنیا کا اور بعضا تم میں سے وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا

اس کو دیکھ لینے کے بعد کوئی تو تم میں سے دنیا چاہتا تھا اور کوئی تم میں سے آخرت کا طالب تھا

الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْھُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ

آخرت کا پھر پھیر دیا تم کو ان سے تو کہ آزماوے تم کو اور البتہ تحقیق معاف کیا تم سے اور اللہ صاحب فضل کا ہے

ف۱ پھر خدا نے تم کو کافروں کی طرف سے پھیر دیا تم کو آزمانے کے لیے ف۲ اور البتہ تم کو معاف کر دیا (ورنہ اس نافرمانی کا تم پر عذاب اترتا

عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٢﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓي اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ

اوپر ایمان والوں کے جس وقت چڑھے جاتے تھے تم تھے اور نہ مڑ کر دیکھتے ہوتے تھے اوپر کسی کے اور پیغمبر پکارتا تھا تم کو

اور اللہ ایمان والوں پر فضل کرتا ہے ف۳ (اس وقت) جب تم بھاگے چلے جاتے تھے (یا چڑھے چلے جاتے تھے پہاڑ پر) اور مڑ کر کسی کو نہیں

فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ

بیچ پچھاڑی تمہاری پس دوبارہ دیا تم کو غم ساتھ غم کے تو کہ نہ غم کھاؤ تم اوپر اس چیز کے کہ چوک گئی تم سے اور نہ جو پہنچی تم کو

دیکھتے تھے (یا کہیں ٹھیرتے نہ تھے) اور پیغمبر تم کو پیچھے کھڑا بلا رہا تھا ف۴ آخر خدا نے تم کو دوہرے غم میں مبتلا کیا ف۵ (اس میں یہ حکمت تھی) تاکہ جو چیز ہاتھ سے

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً

اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم پھر اتارا اوپر تمہارے پیچھے غم کے امن

جاتی رہی اس پر رنج نہ کرو ف۶ اور نہ اس پر جو تم کو پیش آئے (یعنی بلا و مصیبت پر) اور جو تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے پھر غم کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم کو

نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْھُمْ اَنْفُسُھُمْ يَظُنُّوْنَ

اونگھ تھی کہ ڈھانکتی تھی ایک جماعت کو تم میں سے اور ایک جماعت تھی کہ تحقیق فکر میں ڈالا تھا ان کو جانوں اُن کی نے گمان کرتے تھے

اطمینان دیا تم میں سے بعضوں کو اونگھ آنے لگی ف۷ اور بعضوں کو جان کی فکر لگ گئی وہ اللہ کی نسبت

بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ

ساتھ اللہ کے سوا حق کے گمان جاہلیت کا کہتے تھے آیا ہے واسطے ہمارے اختیار سے کچھ چیز

جھوٹے جاہلوں کے سے خیال کر رہے تھے ف۸ کہہ رہے تھے کیا اب بھی کچھ ہم کو ملنا ہے ف۹ (اے پیمبرؐ) کہہ دے کام سب اللہ کے اختیار

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ

کہہ تحقیق اختیار سب واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے چھپاتے ہیں بیچ جیوں اپنے کے وہ چیز کہ نہیں ظاہر کرتے واسطے تیرے کہتے ہیں

میں ہیں (وہی فتح دیتا ہے وہی شکست) اپنے دلوں میں وہ باتیں چھپائے ہوئے ہیں جن کو تجھ پر نہیں کھولتے ف۱۰ کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ ملنے والا ہوتا

لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

اگر ہوتا واسطے ہمارے اختیار سے کچھ نہ مارے جاتے ہم یہاں کہہ اگر ہوتے تم بیچ گھروں اپنے کے

(جیسے پیغمبر نے وعدہ کیا تھا کہ اللہ تم کو فتح دے گا) تو ہم یہاں مارے کیوں جاتے ف۱۱ (اے پیمبرؐ) کہہ دے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی

لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ

البتہ نکل کھڑے ہوتے وہ لوگ کہ لکھا گیا ہے اوپر ان کے مارا جانا طرف جگہ پڑنے اپنے کی اور تو کہ آزماوے اللہ

قسمت میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنے گرنے کی جگہوں میں نکل کر آ جاتے ف۱۲ اور (اس شکست میں ایک حکمت یہ تھی) تاکہ اللہ جو کچھ تمہارے

ف۲ یعنی غلبہ کے بعد ان کے مقابلہ میں تمہیں پسپائی دلائی تاکہ تمہاری آزمائش ہو کہ کون سچا مسلمان ہے اور کون کمزور ایمان اور جھوٹا۔ (قرطبی)

ف۳ یعنی گو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور جنگ سے فرار کی راہ اختیار کرکے نہایت سنگین جرم کا ارتکاب کیا تھا جس کی تمہیں سخت سزا دی جا سکتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارا سارا قصور معاف فرما دیا۔

ف۴ یہ شکست کھائے ہوئے مسلمانوں کی کیفیت کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ میدانِ جنگ میں تمہیں پکار رہے تھے "اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ" مگر تم پہاڑ پر چڑھے چلے جا رہے تھے اور کسی کی بات پر دھیان نہیں دے رہے تھے۔

ف۵ یعنی ایک شکست کا غم اور دوسرا آنحضرتؐ کے شہید ہو جانے کی افواہ کا صدمہ جو پہلے غم سے سخت تر تھا۔ پس بِغَمٍّ کے معنی علیٰ غم کے ہیں اور بعض نے با کو سببیت کے لئے مانا ہے یعنی آنحضرتؐ کو مغموم کرنے کی وجہ سے تمہیں غم پہنچا۔ مگر پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۶ یعنی تمہیں دوہرے غم میں مبتلا کر دیا تاکہ تمہیں نہ تو مالِ غنیمت کے ہاتھ سے نکل جانے کا رنج ہو اور نہ شکست ہی پر کبیدہ خاطر ہو، کیونکہ متواتر سختیوں سے انسان تحمل مشاق کا عادی ہو جاتا ہے۔

ف۷ اس طائفہ سے مراد پکے اور سچے مسلمان ہیں یعنی ان پر امن و اطمینان کی کیفیت طاری کر دی اور ان کو اونگھ آنے لگی۔ حضرت ابو طلحہؓ کا بیان ہے کہ اونگھ سے میری کیفیت یہ تھی کہ بار بار تلوار میرے ہاتھ سے گرتی اور بڑی مشکل سے اس پر قابو پاتا۔ (ابن کثیر)

ف۸ اس طائفہ سے منافق اور ضعیف الایمان قسم کے لوگ مراد ہیں جو محض مالِ غنیمت کے لالچ میں لڑنے نکلے تھے۔ (قرطبی) "ظن الجاھلیہ" یہ "غیر الحق" سے بدل ہے۔ یعنی وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ دین اسلام اور اس کے حاملین بس اب ہلاک ہوگئے۔ مسلمانوں کی کبھی مدد نہ ہوگی اور نہ یہ دعوتِ حق ہی پروان چڑھیگی۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۹ یہ جملہ یظنون سے بدل ہے اور "مِنَ الْاَمْرِ" سے مراد فتح اور نصرت ہے یعنی بالکل مایوسی کا اظہار کرنے لگے اور یہ کہنا شروع کر دیا کیا ہمیں کبھی فتح بھی نصیب ہوگی اور کچھ ملے گا بھی؟ یا یہ کہ ہمیں تو مجبوراً ساتھ دینا پڑا ورنہ ہم تو باہر نکل کر لڑنے کے حق میں نہ تھے۔ بعض نے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کیا ہمارا اس میں کیا اختیار ہے۔ (فتح القدیر۔ وحیدی)

ف۱۰ یعنی نفاق اور مسلمانوں کی بدخواہی۔ (وحیدی)

ف۱۱ شاہ صاحبؒ کے ترجمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر ہماری یہ بات مان لی جاتی کہ شہر کے اندر رہ کر ہی جنگ لڑی جائے تو آج ہمارا یہ جانی نقصان نہ ہوتا مگر ہماری کسی نے نہ سنی۔ یہ بات یا تو ان منافقین نے کہی جو جنگ میں شریک تھے جیسا کہ حضرت زبیرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے مُعَتّب بن قُشَیر (منافق) سے اس قسم کے کلمات سُنے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بات ان منافقین نے کہی ہو جو ابن ابی کے ساتھ مدینہ کو لوٹ آئے تھے۔ اس صورت میں "ھٰھُنَا" کا اشارہ قریب "معرکۂ اُحد" کی طرف ہوگا۔ (قرطبی۔ شوکانی) ف۱۲ اس سے ان کے خیال کی تردید مقصود ہے یعنی اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے تب بھی جن لوگوں کی قسمت میں قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور اپنے گھروں سے نکلتے اور جہاں اب مارے گئے ہیں وہیں مارے جاتے کیونکہ قضائے الٰہی سے مفر کی کوئی صورت نہیں۔ (شوکانی)

ف ۱ یہ جملہ محذوف کی علت ہے یعنی جنگ اُحد میں جو کچھ ہوا اور جن حالات سے مسلمان دوچار ہوئے اس سے مقصود یہ تھا کہ تمہارے دلوں کی حالت ظاہر ہو جائے اور تمہارے دل وساوس سے پاک ہو جائیں یا یہ کہ منافقین کے دلوں کا نفاق باہر نکل آئے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُحد کی لڑائی بگڑنے سے یہ سارا بھانڈا پھوٹ گیا۔ (وحیدی) ف ۲ یہ اِسْتَزَلَّ کے متعلق ہے اور جملہ اس کی خبر ہے یعنی اُحد کے دن جو مسلمان میدان جنگ سے ہٹ گئے تو یہ ان کے کئے کی شامت میں یعنی گذشتہ گناہوں کا نتیجہ ہے من جملہ ان کے یہ بھی ہے کہ انہوں نے آنحضرتؐ کے حکم کی مخالفت بھی کی تھی۔ (شوکانی) سلف سے مروی ہے کہ ایک نیک کام کرنے سے دوسرے نیک کام کی توفیق ملتی ہے اور ایک گناہ دوسرے گناہ کے ارتکاب کا سبب بنتا ہے۔ (ابن کثیر) مقصد یہ کہ بعض مسلمان جو اس دن بھاگ کھڑے ہوئے وہ اس وجہ سے نہیں بھاگے کہ اسلام سے پھر گئے تھے یا منافق تھے بلکہ شامتِ نفس اور اغوائے شیطان کے باعث یہ گناہ ان سے سرزد ہوا۔ (وحیدی)

ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور ﴿۱۵۴﴾

اس چیز کو کہ بیچ سینوں تمہارے کے ہے اور تو کہ خالص کرے اس چیز کو کہ بیچ دلوں تمہارے کے ہے اور اللہ جاننے والا ہے سینوں والی بات کو

سینوں میں ہے اس کو (تمہارے دل کی باتوں کو) آزمائے اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اس کو صاف کر دے ف۱ اور اللہ تو دل کی سب باتیں معلوم کیا

ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن

تحقیق جو لوگ کہ پیٹھ موڑ گئے تم میں سے اس دن کہ ملیں دو جماعتیں سوائے اس کے نہیں کہ ڈگایا ان کو شیطان نے

جس دن دو فوجیں گتھ گئیں اس دن جو تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) بھاگ نکلے ان کو شیطان نے کچھ ان کے کیے کی شامت میں

ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم ﴿۱۵۵﴾

بعض اس چیز سے کہ کمایا تھا انھوں نے اور تحقیق معاف کیا اللہ تعالےٰ نے ان سے تحقیق اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے

بہکا دیا ف۲ اور البتہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا بے شک اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے ف۳

یایھا الذین امنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانھم

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو مانند ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے اور کہنے لگے واسطے بھائیوں اپنے کے

مسلمانو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جو کافر ہیں ف۴ اور اپنے بھائی بندوں کے حق میں جب وہ ف۵

اذا ضربوا فی الارض او کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا و

جس وقت چلتے بیچ زمین کے یا ہوتے لڑنے والے اگر ہوتے ہمارے پاس نہ مرتے اور

سفر یا جہاد کو جاتے ہیں یوں کہتے ہیں اگر ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے (سفر میں) نہ مارے جاتے (جہاد

ما قتلوا لیجعل اللہ ذٰلک حسرۃ فی قلوبھم واللہ یحیی و

نہ مارے جاتے تو کہ کرے اللہ اس کو پچھتاوا بیچ دلوں ان کے کے اور اللہ جلاتا ہے اور

میں) تم ان کی طرح ایسا اعتقاد مت رکھو) کیونکہ اللہ تعالےٰ ان کے دلوں میں ایسے اعتقاد سے (ساری عمر) حسرت رکھنا چاہتا ہے ف۶ اور جلانے مارنے والا

یمیت واللہ بما تعملون بصیر ﴿۱۵۶﴾ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ

مارتا ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہے اور اگر مارے جاؤ تم بیچ راہ اللہ کے

اللہ ہے ف۷ (سفر اور جہاد سے کوئی نہیں مرتا) اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور اللہ کی راہ میں اگر تم مارے جاؤ یا

او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون ﴿۱۵۷﴾ ولئن

یا مر جاؤ تم البتہ بخشش طرف اللہ کی سے اور رحمت بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں اور اگر

مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت (جو تم کو ملے گی) اس سے بہتر ہے جو وہ (کافر) بٹورتے ہیں ف۸ اور تم مرو

متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون ﴿۱۵۸﴾ فبما رحمۃ من اللہ لنت

مر جاؤ تم یا مارے جاؤ تم البتہ طرف اللہ تعالیٰ کی اکٹھے کئے جاؤ گے پس ساتھ رحمت کے اللہ سے نرم ہوا تو

یا مارے جاؤ (ہر حال میں) اللہ کے پاس اکٹھا ہونا ہے ف۹ (اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ تو ان پر (یعنی مسلمانوں پر) نرم دل

لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف

واسطے ان کے اور اگر ہوتا تو سخت خو سخت دل یعنی بے رحم البتہ بھاگ جاتے گرد تیرے سے پس معاف کر

ہے اگر کہیں تو اکھڑ سخت دل ہوتا تو تیرے گرد (ایک نہ پھٹکتا سب تیرے پاس) سے تتر بتر ہو جاتے ف۱۰ (جو تو ایسا ہوا تو اپنی نرم دلی کیوں چھوڑتا

ف ۳ یعنی جو واقعی دل میں اخلاص رکھتے تھے ان کی توبہ اور معذرت کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا۔ اب نہ ان پر کوئی گناہ ہے اور نہ کسی کو طعن کا حق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے بطور طعن پوچھا کہ کیا حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ صحیح ہے کہ وہ جنگِ اُحد کے دن فرار ہو گئے تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہاں ہے تو صحیح مگر قرآن نے ان کیلئے عفو اور مغفرت کا اعلان بھی تو کر دیا ہے۔ لہٰذا رافضیوں کا حضرت عثمانؓ پر طعن کرنا نری نادانی اور حماقت ہے۔ (قرطبی۔ وحیدی)

ف ۴ مراد منافقین ہیں جو ظاہر میں مسلمان اور درحقیقت کافر ہیں۔ یعنی تم اُن کی طرح مت ہو یعنی ان جیسے خیالات دل میں نہ لاؤ اور ان کی طرح یہ عقیدہ مت رکھو۔ مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے بئرِ معونہ کی طرف ایک دستہ بھیجا وہ شہید ہو گیا تو اس پر منافقین نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو اس قسم کے خیالات دل میں لانے سے منع فرما دیا۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) اسی قسم کے خیالات کا اظہار شہداءِ اُحد کے متعلق بھی کیا گیا تھا۔ (دیکھئے آیت ۱۶۸)

ف ۵ اپنے مسلمان بھائی بندوں کے حق میں یعنی لام سببیت ہے اور ان کو اپنا بھائی کہنا نسبی تعلق (رشتہ داری) کی بنا پر ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اخوان سے ان کے دوسرے ہم مسلک منافق بھائی مراد ہوں۔ اس صورت میں لام تبلیغ کا ہو گا یعنی "انہوں نے اپنے منافق بھائیوں سے کہا" ترجمہ میں پہلی شق کو اختیار کیا گیا ہے۔ (قرطبی۔ وحیدی)

ف ۶ غُزًّی یہ غازی کی جمع ہے۔ جیسا کہ راکع کی جمع رُکَّع آجاتی ہے۔ اور لِیَجْعَلَ اللّٰہُ میں لام کا تعلق "قَالُوْا" سے ہے یعنی ان کا یہ قول ان کے دلوں میں حسرت کا موجب بن رہا ہے۔ (شوکانی) پس مسلمانوں کو منع فرمایا کہ تم جلادت سے کام لو اور اس قسم کے کلمات زبان پر مت لاؤ تاکہ تمہارے اس عدم تاثر کی وجہ سے اس بات سے ان کے دلوں میں حسرت پیدا ہو۔ (المنار) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لام عاقبت کا ہو اور اس کا تعلق "لَا تَکُوْنُوْا" صیغہ نہی سے ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے ضعف اعتقاد کی وجہ سے اس قسم کے کلمات ان کی زبان پر جاری کر دیئے ہیں تاکہ وہ ساری عمر ایسی ہی واہی تباہی باتیں کر کے اپنے مقتول بھائیوں پر پچھتاتے رہیں۔ پس "لا تکونوا" فرما کر مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ تم اس قسم کے کلمات زبان پر مت لاؤ ورنہ تم بھی ان کی طرح حسرت و افسوس کی زندگی بسر کرو گے (المنار۔ وحیدی)

ف ۷ اس میں ان کے شبہ کا اصل جواب ہے کہ موت و حیات تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ پس جنگ یا سفر سے گریز کرنا موت سے نہیں بچا سکتا۔

ف ۸ یعنی اگر تمہارا مرنا یا قتل ہونا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے تو یہ یقیناً تمہارے لئے مغفرت اور رحمت کا سبب بنے گا اور یہ مغفرت و رحمت اس مال و متاع سے بہتر ہے جس کے جمع کرنے کی فکر میں یہ کفار اور منافقین ہر آن لگے رہتے ہیں۔ یہ ان کے شبہ کا دوسرا جواب ہے۔

ف ۹ اوپر کی آیت میں خاص قسم کے قتل اور موت کا ذکر تھا جس پر رحمت و مغفرت کی خوشخبری تھی۔ اب یہاں عمومی موت و قتل کا ذکر ہے (واتی سبب کان) مطلب یہ کہ تمہیں مر کر بہرحال ہمارے پاس آنا اور اپنے اعمال کا اچھا یا بُرا بدلہ پانا ہے۔ اگر تمہاری زندگی اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کی خاطر ہو اور موت اسی کی راہ میں ہو تو تم اپنے اعمال کا خوش کن بدلہ پاؤ گے۔ (شوکانی۔ المنار)

ف ۱۰ اُحد کے دن مسلمانوں نے خوفناک غلطی کی اور میدان چھوڑ کر فرار اختیار کیا۔ پھر جب آنحضرتؐ کی دعوت سے دوبارہ جمع ہو گئے تو آپؐ نے ان کو کسی قسم کی سرزنش نہیں کی بلکہ حسنِ اخلاق سے پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا یہ حسنِ خلق اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان اور رحمت کا نتیجہ ہے ورنہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی ناممکن تھی۔ (قرطبی۔ رازی)

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، "شاید حضرت کا دل مسلمانوں سے خفا ہوا ہوگا اور چاہا ہوگا کہ اب سے ان سے مشورہ نہ پوچھیے۔ سو حق تعالیٰ نے سفارش کی کہ اول مشورہ لینا بہتر ہے جیسے ایک بات ٹھہر چکے پھر پس و پیش نہ کرے۔ (موضح) اس آیت میں آنحضرتؐ کو حکم دیا جارہا ہے کہ جب کبھی جنگ یا انتظامی قسم کا کوئی ایسا معاملہ درپیش ہو جس میں ہماری طرف سے بذریعہ وحی کوئی متعین حکم نہ دیا جائے تو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لیا کرو تاکہ ان کی دلجوئی ہو اور انہیں بعد میں باہمی مشورہ سے مل کر کام کرنے کی تربیت بھی حاصل ہو۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اکثر اہم امور میں صحابہؓ کرام سے مشورے فرمائے اور ان پر عمل بھی ہوا۔ (دیکھئے ابن کثیر ج ۱ ص ۴۲۰) آپؐ کے بعد خلفاء راشدین بھی اسی سنت پر پوری طرح سے کاربند رہے۔ پھر اگر مشورہ کے بعد کسی چیز کا فیصلہ کر لیا جائے تو اسے پوری دلجمعی سے کر گزرنے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینے کا نام توکل ہے۔ چنانچہ مذکور ہے کہ جنگِ اُحد کے موقع پر کھلے میدان میں لڑائی کرنے کے فیصلے کے بعد جب آپؐ مسلح ہو کر تشریف لے آئے اور صحابہؓ نے اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے آپؐ کی رائے کے مطابق شہر ہی میں رہ کر مقابلہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی تو آپؐ نے فرمایا: "لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ إِذَا لَبِسَ سِلَاحَهُ أَنْ يَضَعَهَا حَتَّى يُقَاتِلَ۔ (قرطبی) یہ آیت اور آیت "وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ" (الشوریٰ آیت ۳۸) اسلامی طرزِ حکومت کے لئے اساسی حیثیت کی حامل ہیں مگر شارع علیہ السلام اور خلفائے راشدینؓ نے اس شورائی نظام کی کوئی ہیئت متعین نہیں کی اور اسے ہر دور کے تقاضوں پر چھوڑ دیا ہے۔ احادیث میں مشورہ سے کام کرنے کی ترغیب آئی ہے۔ چنانچہ فرمایا: "ما ندم من استشار ولا خاب من استخار" کہ مشورہ کے بعد انسان کو ندامت نہیں اٹھانی پڑتی۔ ابن عطیہ فرماتے ہیں: "شوریٰ" قواعدِ شریعت اور احکام عزیمت میں داخل ہے جو امیر علمائے دین سے مشورہ نہ لیتا ہو اسے معزول کرنا واجب ہے ولا خلاف فیہ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں "آنحضرتؐ کے بعد خلفاؓ برابر دیانتدار اہلِ علم سے مشورہ لیتے رہے۔ (قرطبی)

ف۲ اوپر کی آیات میں جہاد کی ترغیب ہے اور اس میں جہاد کے احکام کا بیان ہے۔ (رازی) جنگِ اُحد میں جو تیر انداز اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت کی طرف لپک پڑے تھے بعد میں آنحضرتؐ نے ان سے حکم عدولی کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے جب کمزور سا عذر پیش کیا ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان مالِ غنیمت پر قبضہ کر لیں اور ہم محروم رہ جائیں تو آپؐ نے فرمایا، "أَظَنَنْتُمْ أَنَّا نَغُلُّ وَلَا نَقْسِمُ" کہ تم نے یہ کیسے گمان کر لیا کہ ہم مالِ غنیمت میں غلول کریں گے اور مساوی تقسیم نہیں کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی غلول شانِ نبوت کے منافی ہے۔ (کبیر) بعض علمائے تفسیر کا بیان ہے کہ بدر کی لڑائی میں کوئی چیز غنیمت سے گم ہو گئی تو کسی نے کہا شاید آپؐ نے اپنے لئے رکھ لی ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم۔ رازی) شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ غلول کے معنی تقسیم میں جور کے بھی آتے ہیں اور یہی غلول ہے کہ تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز بلا اجازت اُٹھالی جائے (قرطبی) اور غِلٌّ کے معنی کینہ کے بھی آتے ہیں چنانچہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "اس (آیت) سے مسلمانوں کی خاطر جمع کرنی ہے تا یہ نہ جانیں کہ حضرتؐ نے ہم کو ظاہر معاف کیا ہے اور دل میں خفا ہیں کبھی خفگی نکالیں گے۔ (فرمایا) یہ کام نبیوں کا نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ۔ (موضح)

ف۳ مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں میں دیانتدار اور خائن برابر نہیں ہو سکتے تو پیغمبر جس کا درجہ بہت بلند ہے وہ یہ کام کیسے کر سکتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "نبی اور دوسری مخلوق ایک جیسی نہیں طمع کے کام تو ادنیٰ نبیوں سے بھی سرزد نہیں ہو سکتے۔" (موضح)

ف۴ اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہونے کے اعتبار سے آنحضرتؐ کا وجود تمام دنیا کے لئے احسان ہے مگر استفادہ کے پیشِ نظر یہاں صرف مومنین پر احسان کا ذکر ہے۔ (رازی) "من انفسھم" یعنی انہی کی جنس سے ان جیسے بشر ہیں۔ (قرطبی) اوپر کی آیت میں جب یہ بیان فرما دیا کہ خیانت اور غلول ایک نبی کی شان سے بعید ہے اور نبوت و خیانت یکجا جمع نہیں ہو سکتے تو اب اس آیت میں اسی کی مزید تاکید فرمائی کہ آنحضرتؐ کو ایک پاکیزہ اور اعلیٰ نصب العین دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ ان کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں کتاب و سنت کی تعلیم دی جائے اور رذائل سے پاک کیا جائے۔ پھر ایسی پاکیزہ ہستی کی طرف جو اتنے عظیم مقصد کے حصول کی خاطر مبعوث ہوئے ہوں کوئی عقلمند آدمی غلول کی نسبت کیسے کر سکتا ہے یا کسی کے دل میں یہ خیال کیسے آسکتا ہے کہ آپؐ خیانت جیسے کبیرہ اور مذموم فعل کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ (رازی) آنحضرتؐ نے بہت سی احادیث میں اس معصیت کو کبیرہ قرار دیا ہے حتیٰ کہ فرمایا کہ حکام کا ہدیہ قبول کرنا بھی غلول میں داخل ہے۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی اُحد کے دن جبکہ مسلمانوں کے ستر افراد شہید ہوگئے۔ (ابن کثیر)

عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ

ان سے اور بخشش مانگ واسطے ان کے اور مصلحت کر ان سے بیچ کام کے پس جب قصد مقرر کرے تو پس اعتماد کر

اب ان کا قصور معاف کر دے اور ان کے لیے بخشش کی دعا کر اور معاملے میں ان سے مشورہ لے پھر جب تو (صلاح و مشورے کے بعد) ایک بات ٹھہرا

عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ

اوپر اللہ تعالیٰ کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو اگر مدد کرے تمہاری اللہ پس نہیں کوئی غالب آنے والا

لے تو اللہ پر بھروسا کر (اور وہ بات گزر) بے شک اللہ محبت رکھتا ہے ان لوگوں سے جو اس پر بھروسا کرتے ہیں ف۱ اور اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی

لَكُمْ ۖ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ

واسطے تمہارے اور اگر چھوڑ دے تم کو پس کون ہے وہ جو مدد کرے تمہاری پیچھے اس کے اور اوپر اللہ تعالیٰ کے

تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر اور کون ہے جو اس کے بعد تم کو مدد دیوے اور مسلمانوں کو چاہیے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ

پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور نہیں لائق کسی نبی کو یہ کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے لے آوے گا

اللہ پر بھروسا رکھیں اور پیغمبر کا کام نہیں کہ لوٹ کے مال میں چوری کرے اور جو کوئی چوری کرے وہ قیامت کے دن

بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾

اس چیز کو کہ خیانت کی ہے دن قیامت کے پھر پورا دیا جاوے گا ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے

جو (چرائی) چیز لیے ہوئے آئے گا پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا بدلہ ملے گا اور ان کا حق مارا نہ جائے گا ف۲

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ

کیا پس جس نے پیروی کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ہوگا مانند اس شخص کے کہ پھر آیا ساتھ غصے کے اللہ سے اور جگہ رہنے اس کے کی دوزخ ہے

بھلا جو کوئی اللہ کی خوشی پر چلے (اور امانت میں خیانت نہ کرے) وہ اس کی طرح ہوگا جو اللہ کے غضب میں آگیا (چوری اور خیانت کر کے) اور اس

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾

اور بری ہے جگہ پھر جانے کی یہ لوگ درجوں پر ہیں نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور اللہ دیکھنے والا ہے اس چیز کو کہ کرتے ہیں

کا ٹھکانا دوزخ ہوا اور بری جگہ پہنچا اللہ کے پاس لوگوں کے الگ الگ درجے ہیں اور اللہ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے ف۳

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ایمان والوں کے جس وقت بھیجا بیچ ان کے پیغمبر آپس ان کے سے

اللہ نے مسلمانوں پر بڑا فضل کیا ان میں ایک پیغمبر بھیجا انہی میں کا (یعنی آدمی نہ فرشتہ نہ جن) جو اس کی آیتیں

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا

پڑھتا ہے اوپر ان کے نشانیاں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اور تحقیق تھے

پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور (شرک کی گندگی سے) ان کو پاک کرتا ہے اور قرآن اور حدیث ان کو سکھلاتا ہے اور بے شک وہ اس (نبی کے آنے

مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿١٦٤﴾ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ

پہلے اس سے بیچ گمراہی ظاہر کے کیا جس وقت پہنچی تم کو مصیبت تحقیق پہنچایا تھا تم نے

کے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ف۴ کیا جب تم پر ایک مصیبت آئی (احد کے دن کہ ستر آدمی تمہارے مارے گئے) جس کی دونی تم ف۵

مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

دو برابر اس کے کہا تم نے کہاں سے ہوا یہ کہہ وہ نزدیک جانوں تمہاری کے سے تحقیق اللہ اوپر ہر

(اپنے دشمنوں کو) پہنچا چکے ہو (بدر کے دن ستر مارے اور ستر قید کیے) تو تم (گھبرا گئے اور بیدل ہو کر) کہنے لگے یہ (مصیبت) کہاں سے آ ئی (اے پیغمبرؐ) کہدے

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ

چیز کے قادر ہے اور جو کچھ پہنچا تم کو اس دن کہ ملیں دو جماعتیں پس ساتھ حکم اللہ کے اور تو کہ ظاہر کرے

یہ مصیبت خود تم نے اپنے اوپر ڈالی ف۲ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جس دن دو نو جیں بھڑ یں (یعنی احد کے دن) اس دن جو مصیبت تم کو

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ

ایمان والوں کو اور تو کہ ظاہر کرے ان لوگوں کو کہ منافق ہوئے اور کہا گیا واسطے ان کے آؤ لڑو بیچ راہ

پیش آئی وہ اللہ کے حکم سے اور اس لیے کہ اللہ ظاہر کر دے ایمان والوں کو اور اس لیے کہ اللہ ظاہر کر دے منافقوں کو ف۳ اور ان سے (یعنی منافقوں سے)

اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ

خدا کے یا دفع کرو کہنے لگے اگر جانتے ہم لڑائی البتہ ساتھ چلتے ہم تمہارے یہ لوگ طرف کفر کی اس دن بہت نزدیک تھے

کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں (یعنی اس کی رضا مندی کے لیے) لڑو (اگر تم سچے مسلمان ہو) یا (اگر اللہ کی رضا مندی کا تم کو خیال نہیں تو) دشمنوں کو تو ہٹاؤ ف۴ وہ

مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

ان سے طرف ایمان کی کہتے ہیں ساتھ مونہوں اپنے کے جو کچھ کہ نہیں بیچ دلوں ان کے کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

کہنے لگے اگر ہم یہ سمجھتے کہ لڑائی ہوگی تو تمہارے ساتھ رہتے ف۵ وہ لوگ اس دن ایمان سے اتنے نزدیک نہ تھے جتنے کفر سے نزدیک تھے ف۶ منہ سے ایسی بات کہتے

بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ

جو کچھ چھپاتے ہیں جن لوگوں نے کہا واسطے بھائیوں اپنے کے اور آپ بیٹھ رہے اگر کہا مانتے ہمارا نہ مارے جاتے

ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ (اپنے دل میں) چھپاتے ہیں ف۷ انہی لوگوں نے یہ کہا کہ خود تو بیٹھ رہے اور اپنے بھائیوں کو (جو جنگ

قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ

کہہ پس ہٹا دو تم جانوں اپنی سے موت کو اگر ہو تم سچے اور مت گمان کر

میں مارے گئے) کہتے ہیں اگر ہماری بات سنتے تو مارے نہ جاتے (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہدے بھلا اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دو ف۸

الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾

ان لوگوں کو کہ مارے گئے بیچ راہ خدا کے مردے بلکہ زندہ ہیں نزدیک رب اپنے کے رزق دیئے جاتے ہیں

(اے پیغمبرؐ) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ مت سمجھ اور وہ اپنے مالک کے پاس زندہ ہیں ان کو روزی ملتی ہے

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا

خوش ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ان کو اللہ نے فضل اپنے سے اور خوشخبری لیتے ہیں ساتھ ان لوگوں کے کہ نہیں ملے

اور اللہ نے جو اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس پر خوش ہیں ف۹ اور جو لوگ ابھی ان کے پاس نہیں پہنچے ان کے

بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ

ساتھ ان کے پیچھے ان کے سے یہ کہ نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے خوشخبری لیتے ہیں ساتھ نعمت کے

پیچھے (دنیا میں زندہ ہیں (لیکن جہاد میں مصروف ہیں) ان کی خوشی مناتے ہیں کہ نہ ان کو ڈر ہوگا نہ غم ف۱۰ اللہ کی نعمت اور فضل کی خوشی کر رہے ہیں

ف۱ یعنی جنگِ بدر میں جب مشرکین کے ستر آدمی قتل ہوئے تھے اور اتنے ہی قیدی بن کر آئے تھے۔ (ابن کثیر) ف۲ (ای بذنوبکم او باختیارکم۔ فالقدیر) یعنی تمہاری اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے اور آنحضرتؐ کی نافرمانی کی وجہ سے جس کا تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑ کر ارتکاب کیا۔ (قرطبی) دوسری صورت میں اس کے یہ معنی ہوں گے کہ تمہارے فدیہ کو اختیار کرنے کی وجہ سے۔ آنحضرتؐ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہؓ کو اختیار دیا تھا کہ اگر تم فدیہ لینا چاہتے ہو تو اس کے بدلے آئندہ تمہارے ستر آدمی شہید ہوں گے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اسے منظور کر لیا تھا۔ قرآن نے یہاں "من عند کم" کے لفظ سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) ف۳ یعنی جنگِ اُحد میں تمہیں جس نقصان کا سامنا کرنا پڑا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیئت سے تھا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ اہلِ ایمان اور اہلِ نفاق کے درمیان تمیز ہو جائے۔

ف۴ آنحضرتؐ جنگِ اُحد میں ایک ہزار کی جمعیت لے کر اُحد کی طرف چلے۔ مقام شوط پر پہنچے تو عبد اللہ بن اُبَی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت وہاں سے لوٹ آیا۔ عبد اللہؓ بن عمرو بن حرام انصاری۔ اخو بنی سلمہ۔ حضرت جابرؓ کے والد ان کے پیچھے گئے اور ان سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہیں کر سکتے تو کم از کم مسلمانوں کے ساتھ تو رہو تاکہ کثرتِ تعداد کا دشمنوں پر اثر پڑے اور وہ آگے بڑھنے کی جرأت نہ کرے۔ اکثر مفسرین نے "او ادفعوا" کے یہی معنی بیان کئے ہیں مگر بعض نے "ادفعوا" کے یہ معنی بھی کئے کہ حمیتِ قومی اور حفاظتِ وطن کی خاطر ہی لڑائی میں شامل رہو۔ الغرض حضرت عبد اللہؓ بن عمرو نے ان کو ہر طریقے سے واپس لانے کی کوشش کی مگر وہ تیار نہ ہوئے اور وہ جواب دیا جو آگے آ رہا ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۵ وہ کہنے لگے کہ کوئی لڑائی وڑائی نہیں ہوگی "اگر واقعی لڑائی کی توقع ہوتی تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے"۔ یا مطلب یہ ہے کہ کوئی ڈھب کی جنگ ہوتی اور فریقین میں کچھ تناسب ہوتا تو ہم ضرور شرکت کرتے مگر اُدھر تین ہزار کا مسلح لشکر ہے اور اِدھر ایک ہزار بے سروسامان آدمی ہیں یہ کوئی جنگ ہے یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اس بنا پر ہم ساتھ نہیں دے سکتے (ابن کثیر۔ رازی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ کلمہ انہوں نے طعن کے طور پر کہا تھا اور مطلب یہ تھا کہ مسلمان فنونِ حرب سے بالکل ناآشنا ہیں ورنہ ہماری رائے مان لی جاتی تو مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کی جاتی۔ (موضح)

ف۶ یعنی اس سے قبل تو وہ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ شامل تھے گو اُن کے باطن میں کفر تھا مگر علانیہ اس کا اظہار نہیں کرتے تھے لیکن اس روز انہوں نے علانیہ ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ اس دن انہیں ایمان کی نسبت سے کفر کا مفاد زیادہ عزیز تھا اور انہوں نے واپس ہو کر مسلمانوں کو کمزور کیا اور کفر کو تقویت بخشی۔ (رازی۔ قرطبی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ کلمہ انہوں نے طعن کے طور پر کہا تھا۔ پس اس لفظ کی وجہ سے کفر کے قریب ہو گئے اور ایمان سے دُور۔" (موضح)

ف۷ یعنی بظاہر یہ کلمہ کہہ کر عذرِ لنگ اور بہانہ بناتے ہیں مگر جو جذبات ان کے دلوں میں مستور ہیں ان کا صاف طور پر اظہار نہیں کرتے در اصل یہ مسلمانوں کی ہلاکت کے متمنی ہیں۔ لیکن انہیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کی باتوں سے خوب واقف ہے۔

ف۸ جو مسلمان جنگ اُحد میں شہید ہوئے ان کے بارے میں منافقین نے اس قسم کا اظہار کیا تاکہ لوگوں کو جہاد میں شمولیت سے متنفر کیا جا سکے۔ قرآن نے ان کے اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر واقعی گھر دن میں بیٹھے رہنا تمہیں موت سے بچا سکتا ہے تو ذرا اپنے اوپر واقع ہونے والی موت کو ٹال کر دکھاؤ۔

ف۹ اس آیت میں منافقین کے اس شبہ کی دوسرے طریقے سے تردید کی ہے کہ جہاد میں شامل ہو کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ فرمایا کہ نہیں بلکہ اس سے دائمی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ شہدا کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند درجے ملتے ہیں، پروردگار کے ہاں انہیں ہر قسم کا تنعم اور تلذذ حاصل ہے۔ احادیث میں ہے کہ شہدا کی روحیں سبز پرندوں کے اجواف یا حواصل میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں کے ساتھ آویزاں رہتی ہیں۔ عالمِ برزخ کی یہ زندگی شہدا کو حاصل ہے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۴) ف۱۰ یعنی اپنے جن مسلمان بھائیوں کو جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول چھوڑ آئے ہیں ان کا تصور کر کے خوش ہوتے ہیں کہ ان کو بھی ہماری طرح پُر لطف اور بے خوف و خطر زندگی حاصل ہوگی۔ بعض روایات میں ہے شہداء بئر معونہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش کی کہ ہم جس عیش و خوشی میں زندگی بسر کر رہے ہیں ہمارے بھائیوں کو اس کی اطلاع پہنچا دی جائے تاکہ وہ بھی جہاد فی سبیل اللہ میں رغبت کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ التجا منظور فرمائی اور یہ آیات نازل فرمائیں۔ (کبیر)

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا

اللہ کی طرف سے اور فضل کے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتا ثواب ایمان والوں کا جن لوگوں نے قبول کیا

اور اس کی (خوشی کر رہے ہیں) کہ اللہ مسلمانوں کا ثواب نہیں کھوتا جو لوگ لڑائی میں زخمی ہوئے اور

لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا

واسطے اللہ تعالیٰ کے اور رسول کے پیچھے اس کے کہ پہنچا ان کو زخم واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کرتے ہیں ان میں سے اور پرہیزگاری کرتے

پھر بھی اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا (اور بلانے پر چل کھڑے ہوئے) ان میں جو نیک اور پرہیزگار ہیں ان کو بڑا ثواب

اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ

ثواب ہے بڑا وہ لوگ کہ کہا واسطے ان کے لوگوں نے تحقیق آدمی جمع ہوئے ہیں واسطے تمہارے

ملے گا ف۱ یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے (یعنی نعیم بن مسعود نے) کہا تمہارے مقابلہ کے لیے (مشرک) لوگوں نے لشکر اور سامان جمع

فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾

پس ڈرو تم ان سے پس زیادہ کیا ان کو ایمان اور کہا انہوں نے کفایت ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے ف۲

کیا ہے تو ان سے ڈرو یہ سن کر (وہ ذرا بھی بودے نہیں ہوئے) اور ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور وہ کہنے لگے اللہ ہم کو بس کرتا ہے وہ اچھا کام بنانے والا ہے

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ

پس پھر آئے ساتھ نعمت کے اللہ کی طرف سے اور فضل کے نہ لگی ان کو برائی اور پیروی کی رضامندی

پھر لوٹ آئے اللہ کی بڑی نعمت (صحت و سلامتی) اور اس کا فضل (دنیا کا فائدہ) لے کر ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور اللہ کی مرضی پر چلے (اس کے رسول

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ

اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل بڑے کا ہے سوائے اس کے نہیں کہ یہ شیطان ہے ڈراتا ہے تم کو دوستوں اپنے سے

کے حکم پر) اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۳ یہ شیطان تھا اپنے دوستوں سے (تم کو) ڈراتا تھا

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ

پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے اگر ہو تم ایمان والے اور نہ غمگین کریں تجھ کو وہ لوگ کہ

تو تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر سچے مسلمان ہو ف۴ اور (اے پیغمبر) جو لوگ دوڑ کر کفر کی مدد

یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ

جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے تحقیق وہ ہرگز نہ ضرر کریں گے اللہ تعالیٰ کو کچھ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ کہ نہ کرے

کرتے ہیں ان کی وجہ سے تو رنجیدہ مت ہو وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ یہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا

لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ

واسطے ان کے کچھ حصہ بیچ آخرت کے اور واسطے ان کے عذاب ہے بڑا تحقیق جن لوگوں نے مول لیا کفر کو

کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کو بڑا عذاب ہوگا ف۵ بے شک جن لوگوں نے ایمان دے کر

بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا یَحْسَبَنَّ

بدلے ایمان کے ہرگز نہ ضرر کریں گے اللہ تعالیٰ کو کچھ اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور نہ گمان کریں

کفر مول لیا وہ خدا کا کچھ بگاڑ نہیں کر سکیں گے (اپنا ہی نقصان کریں گے) اور ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا ف۶ اور کافروں کو یہ نہ سمجھنا

ف۱ یہ "حمراء الاسد" یعنی جنگِ اُحد سے اگلے روز کا واقعہ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اُحد سے پلٹ کر جب مشرکین چند منزل دُور چلے گئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے یہ کیا حماقت کی کہ مسلمانوں کا استیصال کئے بغیر واپس چلے آئے۔ چنانچہ مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے کا منصوبہ بنانے لگے۔ اُدھر آنحضرتؐ کو جب یہ اطلاع ملی تو آپؐ نے ان تمام مسلمانوں کو جو جنگِ اُحد میں شریک ہوئے تھے مشرکین کے تعاقب میں نکلنے کا حکم دیا تاکہ وہ واقعی پلٹ کر مدینہ پر حملہ نہ کر دیں۔ اس وقت اگرچہ شرکائے اُحد میں سے اکثر لوگ سخت زخمی اور تھکے ہوئے تھے لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کی تعمیل میں فوراً نکل کھڑے ہوئے۔ جب مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر مقام "حمراء الاسد" (جو مدینہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے) پر پہنچے تو مشرکین کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی اور انہوں نے آپس میں کہا کہ اس مرتبہ تو واپس چلتے ہیں، اگلے سال پھر آئیں گے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ چنانچہ آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور مسلمانوں کو بشارت دی۔ (ابن کثیر) یہاں "منھم" میں لفظ من محض تبیین کے لئے ہے کیونکہ جن لوگوں نے اس مہم میں اللہ و رسولؐ کی دعوت پر لبیک کہی وہ سب ایسے ہی تھے۔ (الکشاف)

ف۲ یہ آیت بھی واقعہ "حمراء الاسد" ہی سے متعلق ہے اور وہ اس طرح کہ جب ابُوسفیان کو۔ جو اس وقت مشرکین کی قیادت کر رہا تھا۔ مسلمانوں کے تعاقب کی اطلاع ملی تو اس نے ایک تجارتی قافلہ کے ذریعہ آنحضرتؐ کو یہ چیلنج بھیجا کہ میں نے بڑا لاؤ لشکر جمع کر لیا ہے اور میں مدینہ پر پھر سے حملہ کرنے والا ہوں۔ یہ سن کر مسلمانوں میں خوف یا کمزوری کے بجائے مزید ایمانی قوت پیدا ہوئی اور آنحضرتؐ اور صحابہؓ نے فرمایا: "حسبنا اللّٰہُ و نعم الوکیل"۔ (ابن کثیر) بعض نے لکھا ہے کہ یہ آیات غزوۂ "بدر الصغریٰ" کے متعلق نازل ہوئی ہیں جس کا پس منظر یہ ہے کہ جنگِ اُحد کے خاتمہ پر ابوسفیان نے اعلان کیا تھا کہ اگلے سال پھر بدر میں لڑائی ہوگی۔ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ منظور کر لو اور کہہ دو "ان شاء اللہ تعالیٰ"۔ جب اگلا سال آیا۔ ابُوسفیان مکہ سے فوج لے کر نکلا جب "مر الظہران" میں پہنچا تو مرعوب ہو گیا۔ قحط سالی کا عذر کر کے مکہ کو لوٹنا چاہا۔ اتفاق سے ابو نعیم بن مسعود الاشجعی سے ملاقات ہو گئی جو عمرہ کر کے واپس جا رہا تھا۔ اس کو کچھ اونٹوں کا لالچ دے کر کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہماری طرف سے خبر مشہور کر دینا کہ وہ بہت بڑی جمعیت لے کر آ رہے ہیں تاکہ مسلمان خوف زدہ ہو جائیں اور نکلنے کی جرأت نہ کریں۔ چنانچہ اس نے مدینہ پہنچ کر اسی قسم کی افواہیں پھیلا دیں۔ کچھ مسلمان مرعوب بھی ہوئے مگر آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا "میں ضرور جاؤں گا خواہ مجھ اکیلے کو ہی جانا پڑے"۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمت دی اور انہوں نے کہا "اللہ ہی ہم کو کافی ہے"۔ آخر مسلمان وہاں پہنچے۔ بدر الصغریٰ (ماء بنی کنانہ) میں بڑا بازار لگتا تھا۔ تین روز رہ کر تجارت کے ذریعے خوب نفع کمایا اور صحیح سلامت مدینہ لوٹ آئے۔ مشرکین بھی "مر الظہران" سے لوٹ گئے تھے۔ انہوں نے اپنی اس مہم کا نام جیش السویق رکھا۔ (رازی۔ ابن کثیر)

ف۳ یہاں فضل سے مراد وہی مالی فائدہ ہے جو انہوں نے تجارت سے حاصل کیا تھا۔

ف۴ وہ شخص، جو یہ افواہیں پھیلا رہا تھا اسے شیطان فرمایا اور بتایا کہ یہ اپنے منافق دوستوں کو ڈرا رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا اندیشہ دل میں نہ لائیں۔ (رازی)

ف۵ کفار اور منافق مختلف طریقوں سے آنحضرتؐ کی مخالفت کرتے رہتے جس سے طبعی طور پر آپؐ رنجیدہ خاطر بھی ہو جاتے، خصوصاً غزوۂ اُحد کے واقعہ کو منافقین نے بہت ہوا دی اور بعض مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت سے مایوس کر دیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور آنحضرتؐ کو تسلی دی کہ اس قسم کی مخالفتوں سے کفار اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ اس قسم کا رویہ اختیار کر کے خود ہی حظوظ آخرت سے محروم ہو رہے ہیں۔ (رازی۔ ترجمان)

ف۶ یعنی ایمان کے بجائے کفر اختیار کر کے خود اپنا بُرا کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

ف۱ یعنی مفید نہیں ہے بلکہ اس طرح کی زندگی سے ان کے گناہ دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ قیامت کے دن سب کسر نکل جائے گی۔ (ترجمان) ف۲ چنانچہ جنگِ اُحد میں کفر و نفاق اور ایمان و اخلاص الگ ہو کر سامنے آگئے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں اس آیت کا تعلق بھی قصۂ احد سے ہے۔ چنانچہ اس حادثہ میں قتل و ہزیمت، پھر دشمن کا تعاقب اور اس کے بعد ابوسفیان کے چیلنج کے جواب میں بدر الصغریٰ کا غزوہ وغیرہ سب ایسے واقعات تھے جن سے کفر و نفاق اور ایمان و اخلاص الگ الگ ہو کر سامنے آگئے اور مومن اور منافق میں امتیاز ہو گیا۔ چونکہ منافقین کا مومنوں کے ساتھ ملا جلا رہنا حکمت الٰہی کے خلاف تھا اس لئے یہ تمام واقعات پیش آئے۔ (کبیر)

الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّمَا نُمۡلِي لَهُمۡ خَيۡرٞ لِّأَنفُسِهِمۡۚ إِنَّمَا نُمۡلِي لَهُمۡ لِيَزۡدَادُوٓاْ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں یہ کہ جو ڈھیل دیتے ہیں ہم ان کو بہتر ہے واسطے جانوں ان کی کے سوائے اس کے نہیں کہ ڈھیل دیتے ہیں ہم ان کو تو کہ زیادہ ہو جاویں

چاہیئے کہ ہم نے جو ان کو ڈھیلا چھوڑ دیا ہے وہ ان کے حق میں بہتر ہے ہم نے اس لیے ان کو ڈھیل دی ہے کہ اور زیادہ گناہ کریں

إِثۡمٗاۚ وَلَهُمۡ عَذَابٞ مُّهِينٞ ۝١٧٨ مَّا كَانَ ٱللَّهُ لِيَذَرَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ عَلَىٰ مَآ أَنتُمۡ

گناہوں میں اور واسطے ان کے عذاب ہے ذلیل کرنے والا نہیں ہے اللہ کہ چھوڑ دے ایمان والوں کو اوپر اس حالت کے کہ ہو تم

اور ان کو ذلت کا عذاب ہوگا ف۱ اللہ تو مسلمانوں کو جس حال پر تم ہو (کہ مومن اور منافق سب ملے جلے ہیں) چھوڑنے والا

عَلَيۡهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ ٱلۡخَبِيثَ مِنَ ٱلطَّيِّبِۗ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى

اوپر اس کے یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ خبردار کرے تم کو اوپر

نہیں جب تک ناپاک کو (منافق کو) پاک (مومن) سے جدا نہ کر دے ف۲ اور اللہ تم کو غیب کی بات تبلانے والا نہیں

ٱلۡغَيۡبِ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَجۡتَبِي مِن رُّسُلِهِۦ مَن يَشَآءُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۚ

غیب کے ولیکن اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے

لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے (غیب کی بات تبلانے کے لیے اور اس کو کوئی کوئی بات تبلا دیتا ہے ف۳) تو اللہ اور

وَإِن تُؤۡمِنُواْ وَتَتَّقُواْ فَلَكُمۡ أَجۡرٌ عَظِيمٞ ۝١٧٩ وَلَا يَحۡسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبۡخَلُونَ

اور اگر ایمان لاؤ تم اور پرہیزگاری کرو پس واسطے تمہارے ہے ثواب بڑا اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ بخیلی کرتے ہیں

اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ (اور غیب کے پیچھے مت پڑو) اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور (شرک و نفاق سے) پرہیز کرو گے تو تم کو بڑا ثواب ملے گا ف۴ اور جن

بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦ هُوَ خَيۡرٗا لَّهُمۖ بَلۡ هُوَ شَرّٞ لَّهُمۡۖ سَيُطَوَّقُونَ

ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو اللہ نے فضل اپنے سے وہ بہتر ہے واسطے ان کے بلکہ وہ برا ہے واسطے ان کے البتہ طوق پہنائے جاویں گے

لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے کچھ (مال) دیا ہے اور وہ اس میں بخیلی کرتے ہیں (فرض زکوٰۃ ادا نہیں کرتے) تو اس کو (یعنی بخیلی کو) بہتر نہ سمجھیں اپنے حق

مَا بَخِلُواْ بِهِۦ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِۗ وَلِلَّهِ مِيرَٰثُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۗ وَٱللَّهُ بِمَا

وہ چیز کہ بخیلی کی ساتھ اس کے دن قیامت کے اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ چھوڑ گئے آسمانوں والے اور زمین والے اور اللہ ساتھ اس چیز کے

میں بلکہ بری ہے ان کے لیے جس (مال) میں انہوں نے بخیلی کی ہے وہی قیامت کے دن ان (کے گلے) کا طوق ہوا چاہتا ہے ف۵ اور آسمانوں اور زمین

تَعۡمَلُونَ خَبِيرٞ ۝١٨٠ لَّقَدۡ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوۡلَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ فَقِيرٞ وَ

کرتے ہو خبردار ہے البتہ تحقیق سنا اللہ تعالیٰ نے کہنا ان لوگوں کا جو کہتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور

کا وارث (آخر) اللہ ہی ہو گا ف۶ اور جو تم کرتے ہو (سخاوت یا بخیلی) اللہ کو اس کی خبر ہے البتہ اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جو کہتے ہیں اللہ

نَحۡنُ أَغۡنِيَآءُۘ سَنَكۡتُبُ مَا قَالُواْ وَقَتۡلَهُمُ ٱلۡأَنۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقّٖ وَنَقُولُ

ہم دولت مند ہیں اب لکھتے ہیں ہم جو کچھ کہ کہا انہوں نے اور مار ڈالنا ان کا پیغمبروں کو ناحق اور کہیں گے ہم

محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں ف۷ ہم ان کی اس بات کو اور پیغمبروں کے ناحق قتل کرنے کو ف۸ اب لکھ رکھیں گے اور (قیامت کے دن سزا

ذُوقُواْ عَذَابَ ٱلۡحَرِيقِ ۝١٨١ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ أَيۡدِيكُمۡ وَأَنَّ ٱللَّهَ لَيۡسَ

چکھو عذاب جلن کا یہ ہے بدلے اس چیز کے کہ آگے بھیجا ہاتھوں تمہارے نے اور یہ کہ اللہ نہیں

میں) کہیں گے جلانے والا عذاب چکھو یہ (عذاب) بدلا ہے ان کاموں کا جن کو تم نے اپنے ہاتھوں کر کے آگے بھیجا (یعنی بطور توشہ آخرت کے)

ع ۱۸

ف۳ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہیں براہِ راست غیب پر مطلع کر دے اور تم بُروں کو اچھوں سے الگ پہچان لو بلکہ منصب رسالت کے لئے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انتخاب فرماتا ہے اور اسے بذریعہ وحی اپنے غیب سے جتنی باتوں کا علم دینا چاہے دے دیتا ہے۔ (کذافی الروح) علم غیب پر بحث کے لئے دیکھئے۔ سورۃ انعام آیت ۵۹)

ف۴ قریش کے کافر اور مدینہ کے منافق کہتے تھے کہ اگر یہ سچا نبی ہے تو ہمیں نام بنام کیوں نہیں بتاتا کہ فلاں مومن ہے فلاں کافر ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی) فرمایا کہ تمہیں غیب کی باتوں سے کیا سروکار۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر موقوف ہے۔ تمہارا کام تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی باتوں پر ایمان لانا اور تقویٰ اختیار کرنا ہے تاکہ اجرِ عظیم کے مستحق قرار پاؤ۔ (وحیدی)

ف۵ اوپر ترغیبِ جہاد کے سلسلہ میں جانی قربانی پر زور دیا ہے اور جو حفاظتِ جان کی خاطر اس سے فرار کرتے ہیں ان کے حق میں وعید سنائی ہے۔ اب یہاں جہاد میں مالی قربانی پر زور دیا جا رہا ہے اور بخل کرنے والوں کی مذمت کی جا رہی ہے۔ (کبیر) مقصد یہ ہے کہ ان منافقین کو جس طرح اپنی جان پیاری ہے اسی طرح ان کو اپنا مال بھی پیارا ہے۔ جو لوگ مال کے حقوق ادا کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں قیامت کے دن یہی مال ان کے لئے وبالِ جان بن جائے گا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کچھ مال دیا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے مال کو ایک گنجے سانپ کی شکل دے دی جائے گی اور وہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اسے اپنے دونوں جبڑوں سے پکڑے گا اور اس سے کہے گا "میں ہوں تمہارا مال میں ہوں تمہارا خزانہ" پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن کثیر) یاد رہے کہ حقوقِ واجبہ کو ادا نہ کرنے کا نام بخل ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی سخت مذمت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے، وای داء ادوی من البخل کہ بخل سے بڑھ کر اور کون سا مرض ہو سکتا ہے۔ (قرطبی، نیز دیکھئے التوبہ آیت ۳۵

ف۶ یعنی جب زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی میراث اور ملکیت ہے تو جس مال کے بظاہر تم وارث بنائے گئے ہو اس میں بخل کیوں کرتے ہو۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اللہ وارث ہے آخر تم مر جاؤ گے اور مال اسی کا ہو رہے گا۔ تم اپنے ہاتھ سے دو ثواب پاؤ۔ (موضح)

ف۷ اوپر کی آیات میں انفاق فی سبیل اللہ پر زور دیا۔ اب ان آیات میں یہود کے شبہات کا بیان اور ان کا رفع کرنا مقصود ہے۔ دراصل یہود یہ شبہات نبوت پر طعن کی غرض سے کرتے تھے۔ (رازی) کتبِ تفسیر میں ہے کہ جب آیت "مَن ذَا الَّذِي يُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا" نازل ہوئی تو بعض یہود نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا "لو جی! اللہ میاں بھی فقیر ہو گئے ہیں اور بندوں سے قرض مانگنے پر اتر آئے ہیں۔ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ کبیر) یہود اس قسم کے شبہات عوام کو انفاق فی سبیل اللہ سے متنفر کرنے کی غرض سے وارد کرتے تھے ورنہ وہ بھی خوب جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کفر ہے۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی ان کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ گستاخی اور رسولوں کا ناحق قتل کرنا سب ان کے نامۂ اعمال میں درج کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے دن ایسے مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے گا اور عذابِ حریق کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ

ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے جن لوگوں نے کہا تحقیق اللہ نے عہد کیا ہے طرف ہماری یہ کہ نہ ایمان لاویں واسطے کسی پیغمبر کے

اور اس وجہ سے کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ف۱ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کہا بے شک اللہ نے ہم سے کہہ رکھا ہے کہ ہم کسی پیغمبر کو نہ مانیں

حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ

یہاں تک کہ لاوے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جاوے اس کو آگ کہہ تحقیق آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر پہلے مجھ سے

(یعنی سچا پیغمبر نہ جانیں) جب تک وہ ایسی نیاز ہم کو نہ دکھلائے جس کو آگ (آسمان سے آکر) کھا جائے ف۲ (اے پیغمبر ان کے جواب میں) کہہ دے تمہارے

بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ

ساتھ دلیلوں کے اور ساتھ اس چیز کے کہا تم نے پس کیوں مار ڈالا تم نے ان کو اگر ہو تم سچے پس اگر

پاس تو کئی پیغمبر مجھ سے پہلے کھلی نشانیاں اور یہ نشانی بھی جو تم نے کہی لے کر آئے (جیسے حضرت یحییٰؑ اور شعیاؑ وغیرہ) پھر اگر تم سچے تھے تو ان کو مار کیوں ڈالا

كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ

جھٹلاویں تجھ کو پس تحقیق جھٹلائے گئے پیغمبر پہلے تجھ سے آئے تھے ساتھ دلیلوں کے اور ساتھ چھوٹی کتابوں کے اور کتا

(اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تجھ کو جھٹلائیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے (تجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر جھٹلائے گئے جو معجزے اور چھوٹی کتابیں اور چمکتی کتاب

الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

روشن کے ہر جان چکھنے والی ہے موت اور سوائے اس کے نہیں کہ پورے دیئے جاؤگے تم بدلے اپنے دن قیامت کے

لے کر آئے ف۳ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت ہی کے دن تم کو پورے پورے (تمہارے اعمال کے) بدلے دیئے جائیں گے پھر جو

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

پس جو کوئی دور کیا گیا آگ سے اور داخل کیا گیا بہشت میں پس تحقیق مراد کو پہنچا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر

شخص دوزخ سے ہٹایا گیا (پل صراط سے جو دوزخ کی پیٹھ پر ہے پار ہوگیا) اور جنت میں اس کو لے گئے اس نے مراد پائی اور دنیا کی زندگی تو دغا کی پونجی

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

فائدہ اٹھانا فریب کا البتہ آزمائے جاؤگے تم بیچ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اور البتہ سنوگے ان لوگوں سے کہ

ہے اور کچھ نہیں ف۵ (مسلمانو) البتہ تم اپنی جان اور مال سے آزمائے جاؤگے اور البتہ تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی ہے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا

دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے اور ان لوگوں سے کہ شریک لاتے ہیں ایذا بہت اور اگر صبر کرو تم

(یعنی یہود اور نصاریٰ) ان سے اور (مکہ کے) مشرکوں سے تم کو بہت سی تکلیف کی باتیں سننا پڑیں گی اور اگر تم صبر کیے رہو

وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ

اور پرہیزگاری کرو پس تحقیق یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور جس وقت لیا اللہ نے عہد ان لوگوں کا

اور اللہ سے ڈرتے رہو (قصور سے زیادہ سزا نہ دو) تو بے شک یہ ہمت کا کام ہے ف۶ (اے پیغمبر اس وقت یاد کر) جب اللہ تعالیٰ نے کتاب والوں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ

کہ دیئے گئے ہیں کتاب البتہ بیان کروگے تم اس کو واسطے لوگوں کے اور نہ چھپاؤگے اس کو پس پھینک دیا اس کو پیچھے پیٹھوں اپنی کے اور

(یہود اور نصاریٰ) سے عہد لیا (ان کے پیغمبروں کے ذریعہ سے) کہ تم اس کتاب کو (جو تم کو دی گئی) لوگوں سے (صاف صاف) بیان کر دینا اور چھپانا

ف۱ اس مبالغہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ظلم کی نفی کے یہ معنی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعوذ باللہ رتی برابر بھی ظلم صادر ہو تو وہ ظلام ٹھہرے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات ظلم سے منزہ ہے۔ (کبیر) ف۲ یہ ان کا دوسرا شبہ ہے جو انہوں نے آنحضرتؐ کی نبوت پر ایمان نہ لانے کے سلسلہ میں پیش کیا کہ بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے یہ عہد لیا ہے کہ اگر کوئی نبی یہ معجزہ پیش نہ کرے تو اس پر ایمان نہ لائیں۔ (کبیر) حالانکہ ان کی کسی کتاب میں یہ حکم نہیں ہے۔ ہاں بعض انبیاؑ کے بارے میں یہ ضرور مذکور ہے کہ جب کوئی سوختنی قربانی (نذر) پیش کی جاتی تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ اس قربانی (نذر) کی علامت قبولیت کے طور پر آسمان سے آگ اُترتی جو اسے جلا ڈالتی جیسا کہ حضرت ایلیاؑ اور حضرت سلیمانؑ کے متعلق مذکور ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۳ یہ اُن کے اس شبہ کا جواب ہے جو اُوپر مذکور ہوا کہ اگر واقعی تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو پھر تمہارے آباؤ اجداد نے اُن بہت سے انبیاؑ کو قتل کیوں کر ڈالا جو اپنے دعوائے صدق نبوت پر دوسری واضح نشانیوں کے ساتھ (و بالذی قلتم) یہ معجزہ بھی لے کر آئے جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو۔ (کبیر)

ف۴ یہود کے تمسخر اور شبہات کا جواب دینے کے بعد آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے کہ اس قسم کے شبہات پیدا کرکے اگر یہ لوگ آپؐ کی تکذیب کر رہے ہیں تو یہ غم کی بات نہیں کیونکہ آپؐ سے پہلے بہت سے انبیاؑ کے ساتھ وہ یہی سلوک کر چکے ہیں۔ (کبیر) "البینات" سے دلائل عقلیہ اور معجزات دونوں مراد ہیں۔ الزبر یہ زبور کی جمع ہے اس سے وہ چھوٹے چھوٹے صحیفے مراد ہیں جو مواعظ و زواجر اور حکم پر مشتمل ہوتے۔ حضرت داؤدؑ کو جو کتاب دی گئی تھی قرآن نے اسے بھی زبور کہا ہے کیونکہ اس میں بھی زواجر و مواعظ کا پہلو نمایاں ہے اور قرآن کی اصطلاح میں الکتاب سے مراد وہ بڑی کتاب ہے جو احکام و شرائع سب پر حاوی ہو۔ مگر ان سب کتابوں میں قرآن مجید کے سوا کسی کتاب کو اعجازی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ (بیضاوی۔ رازی)

ف۵ بخیلوں کا حال اور ان کا کفر بیان کرنے کے بعد یہاں بتایا کہ دنیا کے جس مال و متاع کے جمع کرنے کے لئے انسان بخل کرتا ہے۔ یہ سب کچھ فانی اور نہ باقی رہنے والی چیز ہے اور آخرت کی زندگی ہی باقی اور ابدی ہے لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ آخرت کی فکر کرے اور اس میں کامیابی کے لئے کوشاں رہے۔ (قرطبی) اور یہ جو فرمایا کہ "قیامت ہی کے دن پورے پورے بدلے دیئے جائیں گے" تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو دنیا یا برزخ میں بھی کچھ نہ کچھ اعمال کا بدلہ ملتا ہے مگر پورا پورا بدلہ۔ ثواب و عقاب۔ قیامت کے دن ہی ملیگا۔ اس سے پہلے ممکن نہیں۔ (قرطبی۔ کبیر) اور دنیا کی زندگی "متاع الغرور" ہے اس کی ظاہری زیب و زینت سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ لا عیش الا عیش الاٰخرۃ (ابن کثیر)

ف۶ یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں سے ہے کہ آئندہ بھی جان و مال میں تمہاری آزمائش ہوگی اور تمہیں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنا ہوں گی جیسے اموال کا تلف ہو جانا، بیمار پڑنا وغیرہ۔ اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے تمہیں انتہائی دل آزار اور جگر خراش طعن و تشنیع، بیہودہ گفتگو اور جھوٹے الزامات سننا پڑیں گے جیسا کہ منافقین نے ہر طرح سے ستایا اور کعب بن اشرف یہودی نے آنحضرتؐ اور صحابہؓ کی ہجو اور مسلمان خواتین کی تشبیب میں قصائد نظم کئے۔ مگر ان سب کا علاج یہ ہے کہ تم صبر یعنی ثابت قدمی اور استقلال سے کام لو اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اپنے دلوں میں رکھو۔ اگر صبر و تقویٰ سے ان آزمائشوں کا مقابلہ کرو گے، تو یہ نہایت ہمت، حوصلہ اور اولوالعزمی کا کام ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کو جب تک قتال کی اجازت نہیں ملی آنحضرتؐ اور صحابہؓ کرام عفو اور درگزر سے کام لیتے رہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۱ یعنی اہل کتاب سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ ان کی کتابوں میں جو احکام دیئے گئے ہیں اور نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جو بشارتیں اور علامتیں بیان کی گئی ہیں ان کا علانیہ اظہار کریں گے اور اُن کو چھپانے کے جرم کا ارتکاب نہ کریں گے۔ مگر انہوں نے دنیا طلبی میں پڑ کر اس عہد کی کوئی پروا نہ کی اور ان احکام کی بھی لفظی اور معنوی تحریف کی اور ان بشارتوں اور علامتوں کو چھپایا "فبئس ما یشترون" اس آیت میں ضمناً مسلمان علماء کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ حق بات کو جانتے بوجھتے چھپانے کے جرم کا ارتکاب نہ کریں۔ حدیث میں متعدد طرق سے آنحضرتؐ کا یہ ارشاد مروی ہے: "مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ" کہ جس سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اسے چھپایا۔ قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (ابن کثیر)

اشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ

مول لیا بدلے اس کے مول تھوڑا پس برا ہے جو مول لیتے ہیں مت گمان کر ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں

نہیں پھر انہوں نے اس عہد کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑا مول لینے لگے ف۱ کیا ہی برا مول لے رہے ہیں جو لوگ اپنے کیے پر

بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں یہ کہ تعریف کئے جاویں ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کی پس ہرگز مت گمان کر ان کو بیچ خلاص کے

پھولے جاتے ہیں اور بن کیے چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو ان کو سمجھنا ہرگز نہ سمجھنا کہ وہ عذاب سے

الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ

عذاب سے اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور واسطے اللہ کے ہے ملک آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تعالیٰ اوپر

بچ جاویں گے اور ان کو دُکھ کا عذاب ہوگا ف۲ اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

ہر چیز کے قادر ہے تحقیق بیچ پیدائش آسمانوں اور زمین کے اور آنے جانے رات کے اور دن کے

سب کچھ کر سکتا ہے ف۳ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں (اس کی قدرت کی)

لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ

البتہ نشانیاں ہیں واسطے عقل والوں کے وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اوپر

نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے ف۴ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے

جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

کروٹوں اپنی کے اور فکر کرتے ہیں بیچ پیدائش آسمانوں اور زمین کے اے پروردگار ہمارے نہیں پیدا کیا تو نے

ف۵ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں ف۶ (اور کہتے ہیں) مالک ہمارے تو نے یہ سب کارخانہ

هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ

یہ بے فائدہ پاکی ہے تجھ کو پس بچا ہم کو عذاب آگ کے سے اے رب ہمارے تحقیق تو جس کو داخل کرے آگ میں

بیکار نہیں بنایا ف۷ تیری ذات پاک ہے (لغو اور بے کار کام کرنے سے) تو بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے ف۸ مالک ہمارے جس کو تو دوزخ میں لے

فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا

پس تحقیق رسوا کیا تو نے اس کو اور نہیں واسطے ظالموں کے کوئی مددگار اے رب ہمارے تحقیق ہم نے سنا پکارنے والا

گیا (ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے) اس کو تو نے رسوا (ذلیل و خوار) کیا اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں مالک ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کی سنی (یعنی

يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ

پکارتا ہے طرف ایمان کی یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ رب اپنے کے پس ایمان لائے ہم اے پروردگار ہمارے پس بخش ہم کو گناہ ہمارے اور دور کر

حضرت محمدؐ یا قرآن کی) جو ایمان کی منادی کرتا ہے ف۹ (کہتا ہے) ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر تو ہم ایمان لائے مالک ہمارے اب ہمارے گناہوں کو بخش دے اور

عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَ

ہم سے برائیاں ہماری اور مار ہم کو ساتھ نیک بختوں کے اے پروردگار ہمارے اور دے ہم کو جو کچھ کہ تو نے وعدہ کیا ہے ہم سے اوپر پیغمبروں اپنے کے

ہماری برائیاں اتار دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہم کو موت دے ف۱۰ مالک ہمارے جو تو نے ہم سے وعدہ کیا اپنے پیغمبروں کی زبان پر وہ ہم کو عطا

۱۹ ع ۱۰

ف۲ یہ کہ جو کام انہوں نے کئے ہیں ان پر اتراتے چلے جاتے ہیں اور جو کام انہوں نے نہیں کئے ہیں ان کے متعلق بھی چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے کارناموں میں شمار کیا جائے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ یہ آیت دراصل یہود اور ان کے منافقین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن جریر) چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے یہود سے کوئی بات دریافت کی۔ انہوں نے اس کا غلط جواب دیا پھر خوش ہوئے کہ ہم نے آنحضرتؐ کو مطمئن کر دیا اب انہیں ہماری تعریف کرنی چاہیئے۔ (بخاری مسلم) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ اس طرح کہ جب آنحضرتؐ جنگ کے لئے نکلتے تو وہ مدینہ میں بیٹھے رہتے اور اس پر خوش ہوتے۔ پھر جب آنحضرتؐ واپس تشریف لاتے تو آپؐ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کھا کر عذر پیش کرتے اور چاہتے کہ ان کی تعریف ہو۔ (بخاری) مگر یہ حکم اہل کتاب اور سب مسلمانوں کے لئے ہے جو بھی خوشامد پسند ہوگا اور اس قسم کا ذہن رکھے گا اس کے لئے وہ وعید ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۳ یعنی جب حقیقت یہ ہے اور تم بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کے انتقام سے ڈرتے ہوئے اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیئے۔ (ابن کثیر)

ف۴ حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ قریش یہود کے سکھائے پڑھائے آنحضرتؐ سے موقع بہ موقع یہ مطالبہ کرتے رہتے کہ جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ید بیضاء اور احیاء موتی جیسے معجزے تھے تو آپؐ بھی کم از کم کوہ صفا کو سونا تو بنا دیں۔ ایسے مطالبوں کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ایمان لانے کے لئے ایسی باتوں کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ سمجھدار لوگوں کے لئے کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لاکھوں نشانیاں موجود ہیں۔ (در منثور) مگر حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو شان نزول قرار دینا مشکل ہے کیونکہ یہ آیات مدنی ہیں اور صفا کو سونا بنانے کا مطالبہ مکہ میں کیا گیا تھا۔ (ابن کثیر) فائدہ اس آیت سے آخر سورۃ تک آیات کی بڑی فضیلت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو ان کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

ف۵ پہلی آیت میں ربوبیت کی تقریر تھی اب عبودیت کا ذکر ہے یعنی دل و زبان اور جوارح ہر حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ (بیضاوی) اس آیت کے تحت آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکو تو (لیٹ کر) پہلو پر پڑھ لیا کرو۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ نے جو حکمت رکھی ہے وہ اس پر غور و فکر کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں ایک ساعت کا غور و فکر رات بھر کے قیام سے بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں: زبان سے اللہ کا ذکر کرنا اچھا ہے لیکن اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنا اس سے بھی بہتر ہے۔ (ابن کثیر) علوم ہیئت، فلکیات اور ریاضی کو اگر دینی نقطۂ نظر سے پڑھا جائے تو فی الجملہ عبادت میں داخل ہے۔

ف۷ عبث نہیں بنایا یعنی اس عالم کی انتہا ہے دوسرے عالم میں۔ (موضح)

ف۸ یعنی غور و فکر سے ان پر یہ حقیقت کھلتی ہے کہ کائنات کا یہ سارا نظام یونہی بے مقصد نہیں پیدا کیا بلکہ اس کے پیچھے یہ مقصد کار فرما ہے کہ انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے تو اجر و ثواب پائے اور نافرمانی کرے تو آخرت میں عذاب کی سزا بھگتے اسلئے وہ اس سے محفوظ کئے جانے کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ (وحیدی)

ف۹ اس سے مراد آنحضرتؐ ہیں یا قرآن اور پھر ہر وہ شخص مراد ہو سکتا ہے جو دعوت الی الحق پیش کرے۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۱۰ "اَبْرَار" یہ بَرٌّ کی جمع ہے اور مطلب یہ ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا حشر فرما اور "ابرار" سے مراد خاص طور پر انبیاء بھی ہو سکتے ہیں یعنی مرنے کے بعد ہمیں ان کے غلاموں میں شامل فرما۔ (وحیدی)

ف۱۱ یعنی اپنے رسولوں کے ذریعے ان کی تصدیق اور اتباع کرنے پر دنیا اور آخرت میں جس نصرت

ف۱ یعنی ہمیں یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تو وعدہ کی خلاف ورزی کرے گا بلکہ ہمیں ڈر اپنے ہی اعمال سے ہے کہ یہ اچھے نہیں ہیں۔ اگر تو اپنی رحیمی و کریمی اور ستاری سے ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے تو ہماری عین سرفرازی اور تیری بندہ نوازی ہے۔ (وحیدی)
پس کلمہ "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" سے مقصد خضوع و ذلت اور عبودیت کا اظہار ہے نہ کہ اس کا مطالبہ۔ کیونکہ باری تعالیٰ سے خلف وعدہ تو ایک امر محال ہے۔ پھر مومنین اس کا تصور کیسے کر سکتے ہیں۔ (کبیر) قبولیت کا یہ وعدہ ایمان اور عمل صالح پر مترتب ہوتا ہے لہٰذا دعا کی قبولیت کے لئے کسی نیک ہستی کو وسیلہ بنانا کہ یا اللہ فلاں کی طفیل میری یہ مشکل حل فرما دے، قرآن و حدیث میں جو ادعیہ ماثورہ ہیں، ان کے خلاف ہے۔ (المنار) ف۲ یہاں قرآن نے استجابتِ دعا کو "فا" سببیہ کے ساتھ بیان فرمایا ہے یعنی اوصاف مذکورہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ پھر ان کی دعا کی قبولیت کی صورت اور کیفیت کا بھی ذکر فرما دیا ہے کہ بدولت باری تعالیٰ کسی عامل کے عمل کو ضائع نہیں ہونے دے گی یعنی ہر عامل کو اس کے عمل کی جزا اور ثواب مل کر رہے گا اور یہ دعا بھی من جملہ نیک اعمال کے ہے لہٰذا اس پر بھی جزا مترتب ہوگی اور جملہ انی لا اضیع عمل عامل منکم میں تنبیہ فرمائی ہے کہ اُخروی نجات اور حسنِ ثواب کے ساتھ فوز و فلاح کا مدار عمل میں احسان، واخلاص پر ہے نسبی شرف یا مرد ہونے کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ اُخروی نجات و عند اللہ درجات حاصل کرنے میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ عورت یہ خیال نہ کرے کہ مرد کو اجتماعی سیادت حاصل ہے لہٰذا اس کو نیک اعمال کا بدلہ بھی عورت سے زیادہ ملے گا۔ یہ نہیں ہے بلکہ جب یہ دونوں انسانیت میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں تو مکافات عمل میں بھی ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ قرآن نے من ذکر او انثیٰ بعضکم من بعض فرما کر عورت کے مقام کو مرد کے برابر کر دیا ہے اور آنحضرتؐ نے یہ فرما کر "النساء شقائق الرجال" (کہ طبائع و اخلاق میں عورتیں مردوں کے برابر ہیں) عورت کی حیثیت کو بلند اور ارفع بنا دیا ہے۔ قبل از اسلام عورت کو ایک بہیمہ سے زیادہ حیثیت حاصل نہیں تھی اور سمجھا جاتا تھا کہ وہ صرف مرد کی جنسی خواہش پوری کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے اور بعض لوگ تو عورت میں روح کے ہی قائل نہ تھے اور بعض مذاہب مرد کو محض مرد ہونے کی وجہ سے عورت پر فوقیت دیتے تھے۔ قرآن نے بعضکم من بعض فرما کر ان سب نظریات کی تردید فرما دی تاہم مرد و عورت کی جداگانہ ذمہ داریوں کے اعتبار سے فطرتاً ان کی صلاحیتوں میں بھی اختلاف ہے۔ اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں نہ مرد عورت بن سکتا ہے اور نہ عورت مرد کی جگہ لے سکتی ہے۔ (المنار) سلسلہ بحث کیلئے دیکھئے (سورۃ النساء آیت ۱، ۳۴)

لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ

اور مت رسوا کر ہم کو دن قیامت کے تحقیق تو نہیں خلاف کرتا وعدہ پس قبول کیا واسطے ان کے رب ان کے نے یہ کہ میں

اور قیامت کے دن ہم کو رسوا مت کر (سب لوگوں کے سامنے) بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ف۱ پھر خداوند کریم نے ان کی دعا اس طرح سے قبول کی (فرمایا) کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا (نیک) کام اکارت (ضائع) نہیں کرنے کا مرد ہو یا عورت سب برابر ہیں ف۲ پھر جن لوگوں

لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

نہیں ضائع کروں گا عمل کسی عمل کرنے والے کا تم میں سے مرد سے یا عورت سے بعضے تمہارے بعضوں سے ہیں

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا

پس جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور نکالے گئے گھروں اپنے سے اور ایذا دیئے گئے بیچ راہ میری کے اور لڑے

نے اپنا وطن چھوڑا (اور آنحضرت کی رفاقت اختیار کی یعنی ہجرت کی) اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے میری راہ میں ف۳ اور لڑے اور مارے گئے (اللہ کی راہ میں) البتہ میں ان کے گناہوں کو مٹا دوں گا (یا اتار دوں گا ان پر سے) اور ان کو ایسے باغوں میں لے جاؤں گا جن کے تلے

وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور مارے گئے البتہ دور کروں گا میں ان سے برائیاں ان کی اور البتہ داخل کروں گا ان کو بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے ان کے سے

الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ

نہریں ثواب نزدیک خدا کے سے اور اللہ نزدیک اس کے ہے اچھا ثواب نہ فریب میں ڈالے تجھ کو

نہریں بہہ رہی ہیں یہ اللہ کے پاس سے ان کو بدلہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اچھا بدلہ ہے (اے پیغمبرؐ) کافروں کے ادھر ادھر شہروں میں پھرنے سے تجھ کو دھوکا نہ ہو تھوڑا مزہ ہے پھر ان کا ٹھکانا وہی دوزخ ہے اور کیا برا سامان ہے ف۴ لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے مالک سے (اور ایمان لائے نیک اعمال کیے) ان کے لیے (آخرت میں) باغ ہیں جن کے تلے نہریں

تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ

پھرنا ان لوگوں کا کہ کافر ہوئے بیچ شہروں کے فائدہ ہے تھوڑا پھر جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور برا

الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہے بچھونا لیکن وہ لوگ کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ وَاِنَّ مِنْ

ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان کے مہمانی نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے اور جو کچھ نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے بہتر ہے واسطے نیکی کرنے والوں کے اور تحقیق بعض

بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کی طرف سے یہ ان کی مہمانی ہوگی اور جو سامان اللہ کے پاس ہے نیکوں کے لیے وہی بہتر ہے اور کتاب والوں میں بھی بعضے لوگ ایسے ہیں جو اللہ پہ ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تم پر اترا (یعنی قرآن پہ) اور جو ان پر اترا (یعنی توریت اور انجیل پہ) اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اللہ کی آیتوں پر تھوڑا مول نہیں لیتے (ان کو چھپاتے نہیں نہ ان میں تحریف کرتے ہیں دنیا کے طمع سے) ان لوگوں کو (بے شک)

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ

اہل کتاب سے وہ شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی طرف تمہاری اور اتاری گئی طرف ان کی عاجزی کرنے والے

لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ

واسطے اللہ کے نہیں مول لیتے بدلے نشانیوں اللہ کے مول تھوڑا یہ لوگ واسطے ان کے ہے ثواب ان کا نزدیک رب ان کے

دیکھئے (سورۃ النساء آیت ۱، ۳۴)

ف۳ یعنی جنہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت کے لئے اپنی خوشی سے ہجرت کی۔ اپنے وطن اور مال و منال کو خیر باد کہہ کر مرکز اسلامی میں پہنچ گئے اور وہ لوگ جن پر کفار نے ظلم و ستم ڈھائے، انہیں سخت اذیتیں پہنچا کر گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا انہیں کسی طرح چین سے نہ بیٹھنے دیا اور انہیں محض اس لئے تکالیف کا نشانہ بنایا کہ انہوں نے دینِ اسلام کی راہ اختیار کی جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ (سورۃ الممتحنہ آیت ۱) یعنی یہ کافر پیغمبرؐ اور تمہیں گھروں سے محض اس جرم کی پاداش میں نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔ نیز سورۃ البروج میں فرمایا: وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ کہ ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی ہے کہ وہ خدا پر ایمان لے آئے ہیں جو غالب اور قابلِ ستائش ہے ومثل ہذا آیات کثیرۃ۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۴ اوپر کی آیات میں مومنوں سے غفران ذنوب اور ثواب نعیم کا وعدہ فرمایا حالانکہ وہ فقر و فاقہ کی حالت میں بسر کر رہے تھے۔ ان کے بالمقابل کفار نہایت عیش و تنعم میں تھے ان کو دیکھ کر بعض اوقات مسلمان غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے اور مختلف خیالات کی دنیا میں چلے جاتے لہٰذا ان آیات میں مسلمانوں کا ذہن صاف کرنے کے لئے کفار کا انجام بیان فرمایا اور مسلمانوں کو تسلی دی ہے۔ (کبیر) مروی ہے کہ بعض مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے دشمن تو بڑی عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہم نہایت عسرت اور تنگی میں مبتلا ہیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فراء کا بیان ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (المنار) مقصد یہ ہے کہ کفار کے شہروں میں تجارتی کاروبار، اُن کی خوشحالی اور مال و دولت کی فراوانی کو دیکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں کسی قسم کا حزن و غم اور قلق نہیں آنا چاہئے نہ ان کو یاس کا شکار ہونا چاہئے اور نہ منافقین ہی کو جو شدت و خوف کے وقت پکار اٹھتے ہیں۔ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا۔ (احزاب آیت ۱۲) یعنی پیغمبر نے تو ہم سے محض فریب اور دھوکے کا وعدہ کیا ہے۔ اس سے استدلال کرنا چاہئے۔ یہ چند روزہ زندگی کا سامان اور عارضی بہار ہے مرنے کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ نہایت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اس کے مخاطب بظاہر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر مراد امت ہے۔ (المنار۔ شوکانی) اس کے بعد اگلی آیت میں مومنین کی جزا کا ذکر فرمایا تاکہ مزید تشفی حاصل ہو اور یہ چونکہ کفار کے مقابلہ میں بیان کی جا رہی ہے اس لئے لٰکن کا لفظ بطور استدراک ذکر فرما دیا۔ (المنار)

ف۱ یہ آیت اُن اہلِ کتاب (یہود اور عیسائیوں) کے حق میں نازل ہوئی ہے جو سچے دل سے مسلمان ہو گئے تھے۔ بعض روایات میں ان کی کل تعداد ۸۰ مذکور ہے جن میں عبداللہ بن سلام اور اصحمہ نجاشی بادشاہ حبشہ بھی شامل ہیں۔ نجاشی کی موت کی خبر آنے پر آنحضرتؐ نے مدینہ میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ (لباب النقول۔ کبیر) **ف۲** "اصبروا" یعنی دین اسلام پر ثابت قدمی سے جمے رہو۔ "صابروا" یعنی کافروں کے مقابلہ میں ان سے بڑھ کر دین اسلام پر پامردی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ "رابطوا" دشمنوں سے جہاد کے لئے ہمیشہ مستعد رہو۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں رباط (سرحدوں کی حفاظت) دنیا و مافیہا سے افضل ہے اور احادیث میں تکلیف کے اوقات میں پوری طرح وضو کرنے، مسجد کو چل کر آنے اور پھر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کو بھی آنحضرتؐ نے "رباط" فرمایا ہے۔ (ابن کثیر)

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَ

تحقیق اللہ تعالیٰ جلد لینے والا ہے حساب کا اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور تھام رکھو ایک دوسرے کو

پروردگار کے پاس ان کا اجر ملے گا بے شک اللہ جلد حساب کرنے والا ہے (آدھے دن میں ساری دنیا کا حساب لے لے گا) **ف۲** مسلمانو صبر کرو اور صبر

رَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

اور دل لگائے رہو بیچ لڑائی کے اور ڈرو اللہ سے شاید کہ تم چھٹکارا پاؤ

میں غالب آؤ اپنے دشمنوں (یعنی) ان سے زیادہ صبر کرو) اور مورچہ پر جمے رہو **ف۳** اور اللہ سے ڈرتے رہو اس لیے کہ مراد کو پہنچو (جنت اور مغفرت تم کو نصیب ہو)

ع ۲۰ / ۱۱ / ۱۲

سورۃ النسآء مدنیۃ (۹۲) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتھا ۱۷۶ رکوعاتھا ۲۴

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۴ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

اے لوگو ڈرو پروردگار اپنے سے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے اور پیدا کیا

لوگو اپنے مالک سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا **ف۵** اور اسی جان میں سے (پہلے) اس کی بی بی (حوا) کو پیدا کیا (آدم کی ایک پسلی سے) تھا کو

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

اس سے جوڑا اس کا اور پھیلائے ان دونوں سے مرد بہت اور عورتیں اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس کے نام سے مانگتے ہو

نکالا اور ان دونوں (یعنی آدم اور حوا سے) بہت سے مرد عورت پھیلا دیئے اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا واسطہ دیتے ہو

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ

آپس میں اور ڈرو قرابت سے تحقیق اللہ ہے اوپر تمہارے نگہبان اور دو یتیموں کو مال ان کے

آپس میں (مثلاً کہتے ہو خدا کے واسطے ہمارا یہ کام نکال دو) اور ناطہ توڑنے سے **ف۶** بے شک اللہ تم کو تک رہا ہے **ف۷** اور یتیموں کا مال ان کو دے دو

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ

اور مت بدل ڈالو ناپاک بدلے پاک کے اور مت کھاؤ مال ان کے ملا کر طرف مالوں اپنے کی

اور ستھرا (حلال) دے کر گندہ (حرام) مت لو اور ان کے مال اپنے مال میں گڈمڈ کر کے مت کھاؤ

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا

تحقیق وہ ہے گناہ بڑا اور اگر ڈرو تم یہ کہ نہ انصاف کرو گے بیچ یتیم عورتوں کے پس نکاح کرو

یہ بڑا گناہ ہے **ف۸** اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کا حق برابر نہ دے سکو گے تو

مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

جو خوش لگے تم کو سوائے ان کے عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کرو تم پس ایک ہی

(دوسری غیر) جو عورتیں تم کو بھلی لگیں ان سے نکاح کر لو دو دو تین تین چار چار **ف۹** پھر اگر تم کو (کئی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں) ڈر ہو کہ برابر

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ

یا جس کے مالک ہوئے داہنے ہاتھ تمہارے یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور دو عورتوں کو مہر ان کے

انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر قناعت کرو یا لونڈی پر یہ ظلم سے بچنے کی زیادہ نزدیک راہ ہے **ف۱۰** اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے ڈالو

ف۳ یعنی ان سب اعمال کی روح تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے باعث ہی یہ اعمال فلاح کا سبب بن سکتے ہیں۔

ف۴ یہ پوری سورۃ مدنی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سورۃ نساء اس وقت نازل ہوئی جب بناء (رخصتی) کے بعد میں آنحضرتؐ کے گھر آچکی تھی اور حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہجرت سے آٹھ ماہ بعد عمل میں آئی۔ (ابن کثیر۔ المنار)

ف۵ یعنی پوری نوعِ انسانی ابوالبشر آدم علیہ السلام کی نسل سے ہے۔ اسی ایک نفس سے اللہ تعالیٰ نے اس کا جوڑا (حوا) پیدا کیا۔ بعض نے منها کا ترجمہ ای من جنسها کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ نفس واحدۃ نہیں بلکہ دو نفسوں سے انسان کی تخلیق کی ابتداء ہوئی اور ظاہر ہے کہ یہ نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (روح المعانی) اب یہ سوال کہ آدم علیہ السلام سے ان کی زوج کی تخلیق کیسے ہوئی قرآن نے اسے بیان نہیں کیا اور احادیثِ صحیحین سے یہ تو ثابت ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور بعض روایات میں فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ بھی آیا ہے کہ سب عورتیں پسلی سے پیدا ہوئی ہیں مگر کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ خصوصیت کے ساتھ حضرت حواؑ (زوج آدم) آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ بلکہ یہ روایت حضرت ابن عباسؓ پر موقوف ہے اور یہی تصریح چونکہ تورات میں بھی وارد ہے اس لئے اغلب یہ ہے کہ یہ روایت اہلِ کتاب سے اخذ کی گئی ہے۔ اس بنا پر پسلی سے پیدا کئے جانے والی روایت کی علماء نے تاویل کی ہے کہ اس سے عورت کی فطرت اور طبیعت کی طرف اشارہ ہے اور بعد میں حدیث کا تتمہ فان ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا اَوْ كَمَا قَالَ سے مزید اس تاویل کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

ف۶ اس کا عطف "اللّٰه" پر ہے ای وَاتَّقُوا الْاَرْحَامَ یعنی قطع رحمی اور رشتے داروں کے ساتھ بدسلوکی سے بچو۔ اس کو "الارحامِ" کسرۂ میم کے ساتھ پڑھنا لحن ہے اور قواعد نحویہ کی رُو سے بھی ضعیف ہے ہاں معنی کے اعتبار سے صحیح ہے یعنی قطع رحمی سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ (کذا فی القرطبی) امام شوکانی فرماتے ہیں تمام علمائے شریعت و لغت کا اتفاق ہے کہ "ارحام" سے محرم اور غیر محرم تمام رشتے مراد ہیں۔ (فتح القدیر) قرآن و حدیث میں قطع رحمی کی بہت مذمت آئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ "رحم" عرش کے ساتھ معلق ہے اور کہہ رہا ہے جو شخص مجھے توڑے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے توڑے گا اور جو مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے جوڑے گا۔ (بخاری مسلم)

ف۷ یعنی تمہارے تمام احوال و اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ (ابن جریر)

ف۸ یعنی جب یتیم بالغ ہو جائیں تو اُن کے اموال اُن کے سپرد کر دو اور یہ نہ کرو کہ یتیم کے مال سے اچھی چیز لے کر اس کی جگہ رَدّی چیز رکھ دو۔ بعض نے طیب اور خبیث کے یہ معنی کئے ہیں کہ اپنا حلال مال چھوڑ کر دوسرے کا حرام مال مت کھاؤ۔ (ابن کثیر) اور آیت میں "اِلٰی" بمعنی "مع" کے ہے یعنی ان کے اموال کو ناجائز کھانے کے لئے اپنے مالوں کے ساتھ مت ملاؤ۔ ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ حُوْبٌ کے معنی گناہ کے ہیں ایک دعا میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ حُوْبَتِيْ اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ (قرطبی)

ف۹ آیت کی شانِ نزول کے بارے میں حضرت عائشہؓ عروہ بن زبیرؓ کے ایک استفسار کے جواب میں فرماتی ہیں کہ بعض یتیم لڑکیاں لوگوں کے دامنِ پرورش میں ہوتیں وہ ان لڑکیوں کے مال دار اور قبول صورت ہونے کی وجہ سے ان کے مال و جمال پر گرویدہ ہو جاتے اور اُن سے نکاح کر لیتے لیکن ان کو اپنے گھر کی لڑکیاں سمجھ کر پرائے گھر کی لڑکیوں جیسا نہ تو مہر دیتے اور نہ اُن کے دوسرے حقوق ہی ویسے ادا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا کہ اگر یتیم لڑکیوں سے تم اُن کے مہر و نفقات میں انصاف نہیں کر سکتے تو انکے علاوہ تمہیں دوسری عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی) اس آیت میں حضرت ابن عباسؓ اور جمہور علماء نے لکھا ہے کہ ایک شخص کیلئے بیک وقت چار سے زائد عورتیں اپنے حرم میں رکھنا جائز نہیں ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ سنت سے صراحت کے ساتھ یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: وهذا الذی قاله الشافعی مجمع علیه بین العلماء غیلان بن سلمہ الثقفی اور بعض دیگر صحابہؓ کے متعلق مذکور ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کے حرم میں چار سے زائد عورتیں تھیں۔ آپؐ نے ہر ایک سے فرمایا "اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا" کہ ان میں سے صرف چار کا انتخاب کر لو اور باقی کو طلاق دیدو۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں رافضی اور بعض دیگر علماء اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ چار سے زائد بھی جائز ہیں۔ مگر یہ لغت اور سنت سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کے تعدد ازواج کے مسئلہ پر معاندین نے اعتراضات بھی کئے ہیں جن کے علماء نے مسکت جوابات دیئے ہیں۔

ف۱۰ یعنی قرآن نے انصاف نہ کر سکنے کے اندیشہ کی بنا پر ایک سے

ف١ لیکن بعض مفسرین نے اس کے معنی واجبۃ اور فریضۃ کئے ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ شوہر کے ذمہ بیوی کا مہر ادا کرنا واجب ہے۔ (فتح القدیر) ف٢ ہاں اگر عورت اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے مہر معاف کردے تو نہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيٓـًٔا مَّرِيٓـًٔا ﴿٤﴾ وَلَا

خوشی سے اور اگر خوشی سے دیں تم کو کچھ چیز اس میں سے جی سے پس کھاؤ اس کو سہتا پچتا اور مت

ف١ اور اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ تم کو چھوڑ دیں (مہر میں سے) تو اس کو کھاؤ (نوش جان کرو) ف٢ اور اپنے

تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ

دو بے وقوفوں کو مال اپنے جو کی ہے اللہ تعالے نے واسطے تمہارے معیشت قائم رہنا اور کھلاؤ ان کو اس میں سے اور پہناؤ ان کو

مال جن کو اللہ تعالے نے تمہارا سہارا بنایا ہے بے وقوفوں کے حوالے مت کرو اور ان کو کھلاؤ اور پہناؤ اس میں سے

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٥﴾ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ

اور کہو واسطے ان کے بات اچھی اور آزمایا کرو یتیموں کو یہاں تک کہ جب پہنچیں نکاح کو پس اگر

اور اچھی طرح (نرمی سے) ان سے بات کرو ف٣ اور یتیموں کو آزماؤ یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر میں پہنچیں (یعنی جوان ہوں) پھر

آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوٓا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَآ إِسْرَافًا وَبِدَارًا

پاؤ تم ان میں سے ہوشیاری پس حوالے کرو طرف ان کی مال ان کے اور مت کھاؤ ان کو زیادتی اور جلدی سے

(اس عمر کو پہنچنے پر) اگر ان میں صلاحیت دیکھو (ہشیاری اور لیاقت نفع نقصان کی فکر) تو ان کے مال ان کے حوالے کردو ف٤ اور ان کے بڑے ہونے

أَن يَكْبَرُوا وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ

اس سے کہ بڑے ہو جاویں اور جو کوئی ہو بے احتیاج پس چاہیئے کہ بچے اور جو کوئی ہو فقیر پس کھاوے

کے خیال سے فضول خرچی کرکے جلدی جلدی ان کا مال مت کھا جاؤ اور یتیم کا سرپرست (یعنی ولی) اگر محتاج نہیں ہے تو یتیم کے مال سے بچا رہے اور جو

بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

ساتھ انصاف کے پس جب حوالے کرو طرف ان کی مال ان کے پس شاہد پکڑ لو اوپر ان کے اور کفایت ہے اللہ

محتاج ہے تو دستور کے موافق کھا لیوے ف٥ پھر جب تم ان کے مال ان کے حوالے کرو تو گواہ کردو اس پر اور اللہ بس ہے

حَسِيبًا ﴿٦﴾ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ

حساب لینے والا واسطے مردوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے

حساب لینے والا ف٦ جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑ مریں (یعنی مال و اسباب) اس میں مردوں کا حصہ ہے اسی طرح

مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿٧﴾ وَ

اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابتی تھوڑا ہو اس میں سے یا بہت ہو حصہ ہے مقرر کیا ہوا اور

عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت (ہر ایک کا) حصہ مقرر ہے ف٧ اور

إِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَ

جب حاضر ہوں بانٹنے میں قرابت والے اور یتیم اور فقیر پس کچھ دو ان کو اس میں سے اور

جب ترکہ بٹ رہا ہو اور (وہ) ناطے والے (جن کو حصہ نہیں پہنچتا) اور یتیم اور محتاج آجاویں (کچھ ملنے کی امید میں) تو ان کو بھی اس میں سے کچھ چٹا دو

قُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٨﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

کہو ان کو بات اچھی اور چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر چھوڑ جاویں پیچھے اپنے اولاد

یعنی ترکہ بانٹنے سے پہلے تھوڑا بہت مقدار ان کے ساتھ بھی سلوک کرو) اور نرمی سے ان سے بات کرو ف٨ لوگوں کو (دوسروں کی اولاد کی اتنی فکر کرنا چاہیئے (جیسے) اگر

ف٣ یہاں بیوقوفوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو مال کے انتظام کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ اس میں چھوٹے بچے اور ناتجربہ کار بیوی بھی آجاتی ہے اور نادان یتیم بھی۔ یعنی اگر یتیم ناتجربہ کار اور کم عقل ہوں تو وصی یا متولی کو چاہیئے کہ یتیم کے مال سے اس کے کھانے پینے اور لباس کا انتظام کرتا رہے مگر وہ مال اس کے سپرد نہ کرے۔ اس آیت سے علماء نے سفیہ (کم عقل) پر "حجر" کا حکم اخذ کیا ہے کہ حاکم وقت اس کے تصرف پر پابندی لگا سکتا ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف٤ یعنی یتیموں کا امتحان اور ان کی تربیت کرتے رہو جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ پہلے تھوڑا سا مال دے کر ان کو کسی کام پر لگا کے دیکھو کہ آیا یہ اپنے مال کو بڑھاتے ہیں یا نہیں۔ پھر جب وہ بالغ ہو جائیں اور ان میں "رُشد" ہو تو بلا توقف مال ان کے حوالے کردو۔ "رُشد" سے مراد عقلی اور دینی صلاحیت ہے پس بالغ ہونے کے علاوہ مال کی سپردداری کے لئے رُشد بھی شرط ہے۔ اگر کسی شخص میں رُشد نہیں ہے تو خواہ وہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہو جائے متولی یا وصی کو چاہیئے کہ وہ مال اس کے حوالے نہ کرے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف٥ یعنی جس سے کم از کم ضرورت پوری ہو سکے۔

ف٦ یتیم کے متولی یا وصی کو حکم ہے کہ گواہوں کے روبرو مال واپس کرے تاکہ کل کو اس پر کوئی الزام نہ آئے۔

ف٧ اس آیت میں ایک اصولی حکم دیا ہے کہ ماں باپ اور رشتہ داروں کی چھوڑی ہوئی جائداد میں چاہے وہ کسی نوعیت کی ہو جس طرح مردوں کا حق ہے اسی طرح عورتوں اور چھوٹے بچوں کا بھی حق ہے اس سے عرب کے جاہلی دستور کا رد کرنا مقصود ہے۔ وہ عورتوں اور بچوں کو میت کے متروکہ مال اور جائداد سے محروم کردیتے اور صرف بالغ لڑکے ہی جائداد پر قبضہ کرلیتے۔ آیت کی شان نزول اور مردوں اور عورتوں کے حصوں کی تعیین بعد کی آیات میں آرہی ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف٨ یعنی ورثہ کو چاہیئے کہ متروکہ مال میں سے کچھ حصہ بطور صدقہ و خیرات ان رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو بھی دیں جو خاندان میں موجود ہوں۔ تقسیم کے وقت موقع پر پہنچ جائیں اور اگر یہ لوگ زیادہ کی حرص کریں تو "نرمی سے ان سے بات کرو" یعنی معذرت کردو کہ یہ وارثوں کا مال ہے تمہارا حق نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرائض یعنی ورثہ کے مقررہ حصے نازل ہونے سے پہلے یہ حکم تھا۔ فرائض نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے اس لئے اب یہ بخشش نہیں ہے اور صدقہ و خیرات میت کی وصیت سے ہی ہو سکتا ہے۔ یہی مذہب جمہور فقہا، ائمہ اربعہ اور اُن کے متبعین کا ہے لیکن بعض اب بھی کچھ صدقہ و خیرات کے قائل ہیں۔ چنانچہ بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور ورثہ کو حکم ہے کہ تقسیم ترکہ کے وقت رشتہ داروں سے صلہ رحمی کریں۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۱ یہ حکم میت کی وصیت سُن کر نافذ کرنے والوں کو ہے اور اُن لوگوں کو بھی جو یتیموں کے سرپرست اور وصی مقرر ہوں۔ ان سب کو ہدایت کی جارہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے میت کی اولاد اور یتیموں کے مفاد کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی چھوٹی اور بے بس اولاد کے مفاد کا خیال رکھا جائے۔ لہٰذا انہیں یتیموں سے بہتر سے بہتر سلوک کرنا چاہیئے اور ان کی عمدہ سے عمدہ تعلیم و تربیت کرنا چاہیئے۔ یتیموں کے اولیاء سے اس آیت کا تعلق انسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعد میں یتامیٰ کی حق تلفی کرنے والوں کے متعلق جو وعید آرہی ہے اس کے ساتھ زیادہ مناسبت پائی جاتی ہے۔ ابن کثیر۔ قرطبی) ف۲ علاوہ ازیں احادیث میں بھی ایسے لوگوں کے حق میں سخت وعید آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" کہ سات مہلک گناہوں سے بچو، ان میں سے ایک گناہ یتیم کا مال کھانا ہے۔ (بخاری مسلم بروایت ابو ہریرہؓ) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "معراج کے موقع پر مجھے ایسے آدمیوں کے پاس لے جایا گیا جن میں سے ہر ایک کا ہونٹ اونٹ جیسا تھا۔ ان پر کچھ لوگ مقرر تھے جو اُن کے جبڑے اکھاڑتے اور آگ کا ایک پتھر اُن کے مُنہ میں ڈالتے تھے وہ پتھر اُن کے نیچے سے نکل جاتا اور وہ انتہائی زور سے چیختے چلاتے۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا "ظلم سے یتیموں کا مال کھانے والے"۔ (ابن کثیر)

ف۳ اب اس رکوع میں وَرَثہ کے تفصیلِ حصص کا بیان ہو رہا ہے۔ حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ یہ دونوں آیتیں اور اس سورۃ کے خاتمہ والی آیت علمِ وراثت میں اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ وراثت کے تمام مسائل ان تین آیات سے مستنبط ہیں اور وراثت سے متعلقہ احادیث بھی ان آیات ہی کی تفسیر ہیں۔ (تفسیر ابنِ کثیر) ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیمار ہوئے تو آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکرؓ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جابرؓ نے آنحضرتؐ سے اپنے مال کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ سعدؓ بن ربیع وفات پا گئے اور اُن کے بھائی نے ان کا سارا ورثہ سنبھال لیا۔ سعدؓ کی دو لڑکیاں تھیں اُن کی بیوی نے آنحضرتؐ سے ورثہ کا سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ جب اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں موجود ہوں تو لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملے گا۔ اس کو دو حصے دینے کی وجہ یہ ہے کہ مرد پر بہ نسبت عورت کے معاشی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں اس بنا پر اس کو عورت سے دوگنا حصہ دینا عین قرین انصاف ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۴ یہی حکم دو لڑکیوں کا بھی ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ سعدؓ بن ربیع کی دو لڑکیاں ہی تھیں جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کو دو تہائی حصہ کا حکم دیا۔ (ابو داؤد۔ ترمذی) پھر اس سورت کی آخری آیت میں جب دو بہنوں کو تہائی حصہ دیا گیا ہے تو دو بیٹیوں کو بدرجہ اولیٰ دیا جانا چاہیئے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ دو لڑکیوں کا دو تہائی حصہ قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے۔ (ابن کثیر) اس حکم سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں (۱) حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"۔ لہٰذا آنحضرتؐ کی میراث تقسیم نہیں ہوگی۔ (دیکھئے سورۃ مریم آیت ۶) (۲) عمداً قتل کرنے والا اپنے مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا یہ حکم سنت سے ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے (۳) حدیث میں ہے: "لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ" کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا لہٰذا کافر اولاد مسلمان باپ اور کافر باپ مسلمان اولاد کی وراثت سے محروم ہوگا۔ (قرطبی)

ف۵ اس سے بھی معلوم ہوا کہ جب ایک بیٹی کا حصہ نصف ہے تو دو یا دو سے زیادہ بیٹیوں کا حصہ دو تہائی ہونا چاہیئے۔

ف۶ یعنی میت کی اولاد ہونے کی صورت میں ماں باپ دونوں میں سے ہر ایک کو کل ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ ذوی الفروض میں دوسرا اور کوئی موجود نہ ہو۔ مثلاً میت کی ایک بیٹی اور ماں باپ ہیں تو ترکہ کے چھ مساوی حصے کئے جائیں۔ نصف (تین حصے) لڑکی کو ایک حصہ ماں کو اور باقی دو حصے باپ کو دے دیئے جائیں۔ (ابن کثیر)

ف۷ یہ ماں باپ کی دوسری حالت ہے یعنی اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا اور بقیہ دو تہائی حصہ باپ کو مل جائے گا اور اگر ماں باپ کے ساتھ میت کے مرد ہونے کی صورت میں بیوی اور عورت ہونے کی صورت میں اس کا شوہر بھی زندہ ہو تو شوہر کا حصہ۔ جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ پہلے نکال لینے کے بعد باقی ماندہ میں سے ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی حصہ ملے گا۔ اس صورت میں گو بعض علما کل مال سے ماں کو ایک تہائی دینے کے قائل ہیں مگر اصح یہی ہے

ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ناتوان ڈریں اوپر ان کے پس چاہیئے کہ ڈریں اللہ سے اور چاہیئے کہ کہیں بات محکم تحقیق وہ لوگ جو

اپنی اولاد اس طرح کم سن چھوڑ کر مرنے لگتے تو ان کی کتنی فکر کرتے اور اللہ سے ڈرنا چاہیئے اور سیدھی (سچی) بات کہنا چاہیئے ف۲ بے شک جو لوگ

يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ

کھا جاتے ہیں مال یتیموں کے ظلم سے سوائے اس کے نہیں کہ کھاتے ہیں بیچ پیٹوں اپنے کے آگ اور البتہ جاویں گے

یتیموں کا مال ناحق چکھ جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں (یعنی مرنے کے بعد ان کے پیٹ میں انگارے بھرے

سَعِيْرًا ﴿١٠﴾ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ

آگ میں وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تعالےٰ بیچ اولاد تمہاری کے واسطے مرد کے ہے مانند حصے دو عورتوں کے پس اگر

جائیں گے) اور (آخرت میں) وہ دوزخ میں جانے والے ہیں ف۳ اللہ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں تو مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا ف۴

ع ۱ ۱۲

كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا

ہوویں عورتیں زیادہ دو سے پس واسطے ان کے ہے دو تہائی اس چیز کی کہ چھوڑ گیا اور اگر ہو ایک عورت پس واسطے اس کے

اور اگر دو سے زیادہ عورتیں نری بیٹیاں ہوں (اور بیٹا کوئی نہ ہو) تو (بھی) ترکہ میں سے دو تہائی ان کو ملے گی ف۵ اور اگر ایک ہی بیٹی ہو

النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

ہے آدھا اور واسطے ماں باپ اس کے کے ہر ایک کو ان دونوں میں سے چھٹا حصہ اس چیز کا کہ چھوڑ گیا ہے اگر ہو واسطے اس کے اولاد

(اس کے ساتھ بیٹا نہ ہو) تو آدھا ترکہ اس کو ملے گا اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا جب میت کی اولاد ہو ف۶

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ

پس اگر نہ ہو واسطے اس کے اولاد اور وارث ہوئے اس کے ماں باپ اس کے پس واسطے ماں اس کی کے ہے تیسرا حصہ پس اگر ہوں واسطے اس کے کئی بھائی

اگر میت کی اولاد نہ ہو اور (صرف) ماں باپ اس کے وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی ملے گا (اور باقی سب باپ کو) ف۷ لیکن اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا

فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ

پس واسطے ماں اس کی کے چھٹا حصہ پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاوے ساتھ اس کے یا قرض کے باپ تمہارے اور بیٹے تمہارے

بہنیں ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا ف۸ (سب حصے) میت کی وصیت کو جو اس نے کی تھی پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد کیے جائیں گے) ف۹ باپ دادا

لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

نہیں جانتے تم کون ان میں سے بہت نزدیک ہے واسطے تمہارے نفع میں مقرر کیا ہوا ہے اللہ کی طرف سے تحقیق اللہ تعالےٰ ہے جاننے والا

بیٹے پوتے تم کیا جانو کس سے تم کو زیادہ فائدہ پہنچنے والا ہے یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا حصہ ہے (اس میں دخل در معقولات مت کرو) بیشک اللہ (اپنے

حَكِيْمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ

حکمت والا اور واسطے تمہارے آدھا ہے اس چیز کا کہ چھوڑ گئی ہیں بی بیاں تمہاری اگر نہ ہو واسطے ان کے اولاد پس اگر

بندوں کی مصلحت کو) جانتا ہے حکمت والا ہے ف۱۰ اور تمہاری بی بیاں جو (مال متاع) چھوڑ جائیں اس میں آدھا حصہ تمہارا ہے اگر ان کی اولاد (بیٹا یا بیٹی)

كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ

ہو واسطے ان کے اولاد پس واسطے تمہارے چوتھائی اس چیز کی کہ چھوڑ گئی ہیں پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاویں ساتھ اس کے

نہ ہو ف۱۱ اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو چوتھائی حصہ ان کے ترکے میں سے ملے گا مگر پہلے وہ وصیت پوری کی جائے گی جو انھوں نے کی اور

کہ بقیہ میں سے ایک تہائی دیا جائے گا چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: وھو قول الفقہاء السبعۃ والائمۃ الاربعۃ وجمہور العلماء (ابن کثیر) ف۸ یہ ماں باپ کی تیسری حالت کا بیان ہے یعنی اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور ماں باپ کے علاوہ صرف بھائی ہوں (خواہ ماں باپ دونوں سے یا صرف ماں سے یا صرف باپ سے) تو باپ کی موجودگی میں انہیں کوئی حصہ تو نہیں ملے گا البتہ وہ ماں کا حصہ تہائی سے چھٹا کر دیں گے اور اگر ماں کے ساتھ سوائے باپ کے کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو بقیہ سارا حصہ ۵/۶ باپ کو مل جائیگا اور یہ یاد رہے کہ اخوۃ جمع کا لفظ ہے اور یہ جمہور علما کے نزدیک دو کو بھی شامل ہے لہٰذا اگر صرف ایک بھائی ہو تو وہ ماں کا تہائی سے چھٹا حصہ نہیں کر سکتا۔ (ابن کثیر) ف۹ میت کے مال سے اول حقوق متعلقہ ادا کئے جائیں پھر کفن و دفن پر صرف کیا جائے پھر باقی ماندہ سے حسب مراتب قرض ادا کیا جائے پھر ثلث مال سے وصیت کا نفاذ ہو اس کے بعد ورثہ کے درمیان باقی ترکہ کے حصے کئے جائیں۔ (قرطبی) قرآن میں گو قرض کا ذکر وصیت کے بعد ہے مگر سلف و خلف کا اس پر اجماع ہے کہ ادائے قرض وصیت پر مقدم ہے لہٰذا پہلے قرض ادا کیا جائے پھر وصیت کا

کا انفاذ ہونا چاہیئے۔ اعلانِ نظر کے بعد آیت کے فوری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے نیز حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے وصیت سے قبل قرض ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ (ترمذی) اس حدیث میں حارث اعور گو مجروح ہے مگر کان حافظاً للفرائض معتنیاً بہا و بالحساب (ابن کثیر) لہٰذا یہ حجت ہے اور یہ روایت دارقطنی نے حارث اعور کی بجائے عاصم بن ضمرۃ عن علیؓ ذکر کی ہے اور قرآن میں اس تقدیم ذکری کے علماء نے متعدد جوابات دیئے ہیں۔ (قرطبی)

أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ

یا قرض کے اور واسطے ان کے ہے چوتھائی اس چیز کی کہ چھوڑ جاؤ تم پیچھے اگر نہ ہو واسطے تمہارے اولاد پس اگر ہو واسطے تمہارے

قرضہ ادا کیا جائے گا اور تم جو (مال متاع) چھوڑ جاؤ اس میں چوتھائی حصّہ تمہاری بی بیوں کا ہے اگر تم کو اولاد نہ ہو اگر تم کو اولاد ہو

وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ

اولاد پس واسطے ان کے آٹھواں حصّہ ہے اس چیز کا کہ چھوڑ جاؤ تم پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جاؤ تم ساتھ اس کے یا قرض کے

تو تمہارے ترکے میں سے ان کو آٹھواں حصہ ملے گا ف۱۱ مگر پہلے وہ وصیت پوری کی جائے جو تم نے کی اور قرضہ ادا کیا جائے گا

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ

اور اگر ہو وہ مرد کہ میراث لی جاتی ہے اس کی کلالہ یا وہ عورت ہو اور واسطے اس کے ہے ایک بھائی یا ایک بہن پس واسطے ہر ایک کے

اور اگر کوئی مرد کلالہ ہو ف۲ یا کوئی عورت کلالہ ہو اور (اس مرد یا عورت) کا (اخیافی یعنی صرف ماں کی طرف سے) بھائی یا بہن ہو ف۳ تو ہر ایک کو

مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ۚ مِن

ان دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے پس اگر ہوں زیادہ اس سے پس وہ ساجھی برابر ہیں بیچ تہائی کے پیچھے

چھٹا حصہ ملے گا اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے ف۴ یہ (ساری تقسیم بھی) جو وصیت کی جائے اس کے

بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

وصیت کے کہ وصیت کی جاتی ہے ساتھ اس کے یا قرض کے نہیں ضرر پہنچانے والا کسی کو مقرر کیا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ

پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی جب میت نے (کسی کو) نقصان پہنچانا نہ چاہا ہو ف۵ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ سب

عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿١٢﴾ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ

جاننے والا تحمل والا ہے یہ ہیں حدیں اللہ تعالیٰ کی اور جو کوئی کہا مانے اللہ تعالیٰ کا اور رسول اس کے کا داخل کرے گا اس کو بہشتوں میں

جانتا ہے تحمل والا (گناہ دیکھتا ہے پر فوراً سزا نہیں دیتا) یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلیں تو اللہ

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٣﴾ وَ

چلتی ہیں نیچے ان سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے اور یہ ہے مراد پانا بڑا اور

ان کو (آخرت میں) ایسے باغوں میں لے جائے گا جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور

مَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا

جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی اور گزر جاوے حدوں اس کی سے داخل کرے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے بڑھ جائے تو اللہ اس کو دوزخ میں لے جائے گا وہ ہمیشہ اس

وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٤﴾ وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا

اور واسطے اس کے عذاب ہے ذلیل کرنے والا اور وہ عورتیں کہ آتی ہیں بے حیائی کو عورتوں تمہاری سے پس گواہ مانگو

میں رہے گا اور ذلت کی مار کھائے گا (مسلمانو) تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں (اور خاوند دعویٰ کرے) تو چار مسلمان مردوں

عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ

اوپر ان کے چار گواہ اپنے میں سے پس اگر گواہی دیویں پس بند کر رکھو ان کو بیچ گھروں کے یہاں تک کہ

کی گواہی مانگو اگر وہ (چار گواہ) گواہی دیویں (کہ ہم نے اس عورت کو اپنی آنکھوں سے زنا کرتے دیکھا ہے) تو ایسی عورتوں کو گھروں میں قید رکھو

ع ۲ ۱۲

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ میراث کا یہ قانون اس لئے مقرر فرمایا ہے کہ تم اپنے نفع و نقصان کو نہیں سمجھتے اگر تم اپنے اجتہاد سے ورثہ تقسیم کرتے تو حصوں کا ضبط میں لانا مشکل تھا۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ان حصوں میں عقل کا دخل نہیں اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں وہ سب سے دانا تر ہے۔ (موضح)

ف۱۱ یہ بیوی کی ایک حالت ہے۔ اولاد کی عدم موجودگی میں پوتوں کا بھی یہی حکم ہے اس پر علما کا اجماع ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یہ دوسری حالت ہے پھر بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ، سب چوتھائی یا آٹھویں حصہ میں شریک ہوں گی۔ اس پر علما کا اجماع ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۲ کوئی مرد یا عورت مر جائے اور اس کا باپ اور اولاد نہ ہو تو اس کے ورثہ کو کلالہ کہا جاتا ہے۔ کلالہ کی یہی تشریح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے اور اسی کو جمہور اہل علم نے قبول کیا ہے بعض ایسی میت کو بھی کلالہ کہتے ہیں۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۳ بھائی بہن تین طرح کے ہوتے ہیں۔ عینی یعنی ایک ماں باپ سے، علاتی یعنی صرف باپ کی طرف سے، اخیافی یعنی صرف ماں کی طرف سے۔ یہاں بالاتفاق اخیافی بھائی بہن مراد ہیں جیسا کہ ایک قرأت میں بھی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ اور ان میں سے ہر ایک کو برابر کا حصہ ملے گا یعنی مرد کو عورت پر فضیلت نہیں ہوگی جیسا کہ آیت میں شرکاء فی الثلث (کہ ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے) سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی کے مطابق حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ ایسا فیصلہ محض اجتہاد سے نہیں ہو سکتا۔ (ابن کثیر) فائدہ اخیافی بھائی چار احکام میں دوسرے وارثوں سے مختلف ہیں (۱) یہ صرف ماں کی جہت سے ورثہ لیتے ہیں (۲) ان کے مرد عورت کو مساوی حصہ دیا جاتا ہے (۳) ان کو صرف میت کے کلالہ ہونے کی صورت میں حصہ ملتا ہے (۴) خواہ کتنے ہی ہوں ان کا حصہ ثلث سے زیادہ نہیں ہوتا مثلاً ایک میت کا شوہر، ماں، دو اخیافی اور دو عینی بھائی بھی موجود ہوں تو جمہور اہل علم کے نزدیک شوہر کو نصف، ماں کو سدس ملے گا اور بقیہ تہائی حصے میں اخیافی بھائیوں کے ساتھ عینی بھائی بھی شریک ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے اسی قسم کے ایک مقدمہ میں یہی فیصلہ صادر فرمایا تھا اور صحابہؓ میں سے حضرت عثمانؓ، ابن مسعود، ابن عباسؓ اور زیدؓ بن ثابت اور ائمہ میں سے امام مالکؒ اور شافعیؒ کا یہی مسلک ہے البتہ حضرت علیؓ اخیافی بھائیوں کو دیگر سگے بھائیوں کو عصبہ ہونے کی وجہ سے محروم قرار دیتے۔ شوکانی نے اس دوسرے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر)

ف۵ "غَيْرَ مُضَارٍّ" یہ منصوب علی الحال ہے اور اس کا تعلق وصیت اور قرض دونوں سے ہے۔ وصیت میں نقصان پہنچانا ایک تو یہ ہے کہ تہائی مال سے زیادہ وصیت کرے ایسی صورت میں تہائی سے زائد وصیت کا انفاذ نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی وارث کو مزید رعایت سے زائد مال دلوایا جائے اس کا بھی اعتبار نہیں ہوگا الا یہ کہ تمام ورثہ برضا و رغبت اسے قبول کرلیں اور قرض میں نقصان پہنچانا یہ ہے کہ محض وارثوں کا حق تلف کرنے کے لئے مرنے والا اپنے ذمہ کسی ایسے قرض کا اقرار کرے جو حقیقت میں اس کے ذمہ نہ ہو۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ "وصیت میں نقصان پہنچانا کبیرہ گناہ ہے" مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ستر برس تک نیک عمل کرتا رہتا ہے مگر مرتے وقت وصیت میں ظلم کرتا ہے تو جہنم میں چلا جاتا ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۱ اوپر کی آیات میں عورتوں کے ساتھ احسان اور ان کے مہر ادا کرنے اور مردوں کے ساتھ اُن کو وراثت میں شریک قرار دیکران کے حقوق کی حفاظت کا بیان تھا۔ اب یہاں سے عورتوں کی تادیب اور اُن پر سختی کا بیان ہے تاکہ عورت اپنے آپکو بالکل ہی آزاد نہ سمجھے۔ (از قرطبی) پہلی آیت میں زناکار عورتوں کی سزا بیان کی کہ زنا شہادت سے ثابت ہوجائے تو انہیں تا عمر گھر میں محبوس رکھا جائے یہانتک کہ وہ مرجائیں۔ یا اللہ تعالیٰ انکے بارے میں کوئی دوسری سزا نازل فرمادے۔ اسلام میں زناکار عورتوں کے لئے یہ پہلی سزا ہے جو بعد میں حدِ زنا نازل ہونے سے منسوخ ہوگئی۔ سورۂ نور میں جو سو کوڑوں کی سزا نازل ہوئی ہے یہاں "سبیلا" سے اسی طرف اشارہ ہے۔ دوسری آیت میں زانی مرد اور زناکار عورت کے متعلق یہ حکم دیا گیا کہ ان کو اذیت دیجائے اور ذلیل کیا جائے حتیٰ کہ تائب ہو جائیں یہ سزا بھی پہلی سزا کے ساتھ ہی ہے۔ بعد میں یہ دونوں سزائیں منسوخ ہوگئیں چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا، خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَالرَّجْمُ۔

یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ

اٹھا لے ان کو موت یا کرے اللہ واسطے ان کے کچھ راہ اور جو دو مرد آویں اس بے حیائی کو تم میں سے

یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کردے یا اللہ ان کے لیے کوئی دوسرا راستہ نکالے اور ان دو مردوں کو جو تم میں سے بدکاری

فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾

پس ایذا دو ان کو پس اگر توبہ کریں اور نیکی پر آویں پس منہ پھیر لو ان سے تحقیق اللہ ہے پھر آنے والا مہربان

(اغلام) کریں (یا مرد اور عورت کو جو زنا کریں) تنگ کرو پھر اگر توبہ کریں اور نیکی پر لگ جائیں (اس بُرے فعل کو چھوڑ دیں) تو ان کو چھوڑ دو (اب ان کو نہ

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ

سوائے اس کے نہیں کہ توبہ قبول کرنا اوپر اللہ کے واسطے ان لوگوں کے ہے کہ کرتے ہیں برائی ساتھ نادانی کے پھر توبہ کرتے ہیں

ستاؤ) بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے **ف۲** اللہ تعالیٰ پر انہی کی توبہ قبول کرنا ہے جو نادانی سے برا کام کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی سے

قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىِٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَیْسَتِ

جلدی سے پس یہ لوگ ہیں کہ رجوع کرتا ہے اللہ اوپر ان کے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا اور نہیں

(یعنی مرنے سے پیشتر) توبہ کر لیتے ہیں (دل میں نادم ہوتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اب ایسا نہ ہوگا) تو اللہ ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا

التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

توبہ واسطے ان لوگوں کے کہ کرتے ہیں برائیاں یہاں تک کہ جب حاضر ہوتی ہے ایک ان کے کو موت کہتا ہے

اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے رہتے ہیں جب موت ان میں سے کسی (کے سر) پر آن کھڑی ہوتی ہے تو کہنے لگتا ہے

اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ

تحقیق توبہ کی میں نے اب اور نہ واسطے ان لوگوں کے جو مر جاتے ہیں اور وہ کافر ہیں یہ لوگ تیار کیا ہے ہم نے واسطے ان کے

اب میں نے توبہ کی **ف۳** اور نہ ان لوگوں کی جو کفر میں مرتے ہیں (اور اللہ کا عذاب دیکھ کر مرنے کے بعد توبہ کرتے ہیں) **ف۴** ان (دونوں قسم کے) لوگوں کے لیے تو ہم نے تکلیف کا

عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ

عذاب دکھ دینے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہیں حلال واسطے تمہارے یہ کہ وارث ہو جاؤ عورتوں کے زبردستی

عذاب تیار کیا ہے مسلمانوں تم کو درست نہیں کہ عورتوں کو (مال واسباب کی طرح سمجھ کر) زبردستی ان کے مالک بن جاؤ اور

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ

اور مت منع کرو ان کو تو کہ لے لو بعضی وہ چیز کہ دی ہے تم نے ان کو مگر یہ کہ لاویں بے حیائی

ان کو قید مت کرو اس نیت سے کہ جو تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ اڑا لو **ف۵** مگر جب وہ کھلی بدکاری کریں

مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا

ظاہر اور صحبت رکھو ان کے ساتھ اچھی طرح کی پس اگر ناپسند رکھو ان کو پس شاید کہ مکروہ رکھو تم

ف۶ اور عورتوں سے اچھی گزران کرو **ف۷** پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو

شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ

کچھ چیز کو اور کرے اللہ بیچ اس کے بھلائی بہت اور اگر چاہو تم بدل لینا ایک جورو کا

اور اللہ اس میں بہت برکت دے **ف۸** اور (اس پر بھی) اگر تم ایک بی بی کو چھوڑ کر

کہ یہ لو..... اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق راہ نکالدی جب کنوار ا کنواری سے زنا کرے تو اس کیلئے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ شادی شدہ سے زنا کرے تو انکے لئے سو کوڑے اور سنگسار ہے۔ (مسلم۔ ابوداؤد) سلسلہ بیان کے لئے دیکھئے سورۂ نور آیت ۲۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۲ یہاں علی اللّٰہ کے معنی یہ ہیں کہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے ذمہ لے لیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ (قرطبی) بِجَھَالَۃٍ یعنی اگر کبھی نادانی اور جذبات سے مغلوب ہو کر گناہ کا ارتکاب کر بھی لیتے ہیں تو "مِنْ قَرِیْبٍ" یعنی جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہاں بِجَھَالَۃٍ کی قید احتراز کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ بیان واقعہ کیلئے ہے یعنی ہر گناہ ہوتا ہی جہالت اور نادانی کی وجہ سے ہے اور من قریب کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نزع کے آثار مشاہدہ کرنے سے پہلے پہلے تائب ہو جاتے ہیں۔ ان دو شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) توبہ کے شرائط کیلئے دیکھئے سورۂ مریم آیت ۸۔

ف۳ یعنی ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ" کہ اللہ تعالیٰ اسوقت تک اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک وہ جانکنی کی حد تک نہیں پہنچ جاتا۔ (ترمذی) اس معنی میں اور بھی بہت سی مسند اور مرسل روایات موجود ہیں۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۴ یعنی جو لوگ تادم مرگ شرک میں مبتلا رہتے ہیں اور موت کے آثار دیکھ کر توبہ کرنا چاہتے ہیں انکی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اسوقت تک قبول فرماتے ہیں جبتک کہ حجاب نہ گرے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حجاب گرنے سے کیا مراد ہے؟" فرمایا یہ کہ جان نکلے اور وہ مشرک ہو۔ (ابن کثیر) بعض نے لکھا ہے کافر مرنے کے بعد جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو اسوقت توبہ کرینگے مگر وہ توبہ قبول نہ ہوگی۔ (قرطبی)

ف۵ زنا وغیرہ کے سلسلہ میں ضمناً توبہ کے احکام بیان فرمانے کے بعد یہاں سے پھر عورتوں کے حقوق کا بیان ہو رہا ہے اور اس سے مقصد عورتوں کو اس ظلم وزیادتی سے نجات دینا ہے جو جاہلیت میں اُن پر روا رکھی جاتی تھی۔ (کبیر۔ قرطبی) اس کے مخاطب یا تو شوہر کے اولیاء ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ اور بعض دوسرے محدثین نے اس آیت کی شان نزول میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں میت کے اولیاء دوسری چیزوں کی طرح اس کی بیوی کے بھی مالک ہوتے۔ ان میں سے اگر کوئی چاہتا تو اس سے خود شادی کر لیتا یا کسی دوسرے سے اس کی شادی کر دیتے اور مہر خود لے لیتے اور اگر چاہتے تو عورت کو کلیتاً شادی سے ہی روک دیتے حتیٰ کہ وہ مرجاتی اور اس کے مال کے وارث بن جاتے۔ عورت کے اولیاء کو اس سلسلہ میں کچھ اختیار نہ ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور عورت پر انکے تسلّط کو ختم کر دیا۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے مخاطب شوہر ہوں چنانچہ بعض علماء نے اس کی شانِ نزول میں لکھا ہے کہ وہ عورتوں کو طلاق نہ دیتے اور تنگ کرتے رہتے تاکہ اگر مرجائیں تو ان کے وارث بن جائیں اور اگر طلاق لینا چاہے تو مہر میں سے کچھ مال بطور واپس کرے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پہلی صورت میں اس کا حاصل یہ ہے کہ خاوند کے مرنے کے بعد اسے نکاح سے روکنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اولیاء اسطرح زبردستی سے اسکے وارث نہیں بن سکتے اور دوسری صورت میں یعنی جب کہ شوہر مخاطب ہوں تو خلاصہ یہ ہوگا کہ شوہر کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ عورت سے مہر واپس لینے کی غرض سے اسے تنگ کرتا رہے اور طلاق نہ دے۔ یہ دوسری صورت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے اور ابن عطیہ وغیرہ نے اسی کو پسند کیا ہے اس لئے کہ آیت کے بقیہ حصے کا تعلق قطعاً شوہروں کیساتھ ہے کیونکہ فاحشہ کے ارتکاب کیصورت میں خاوند ہی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے روک رکھے تاکہ اس سے مہر وغیرہ جو کچھ دیا ہے واپس لیکر طلاق دے۔ شوہر کے اولیاء کو یہ اختیار نہیں ہے۔ (فتح القدیر۔ قرطبی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خطاب عام مسلمانوں سے ہو جس میں شوہر، اولیاء میت اور دوسرے مسلمان سبھی آجاتے ہیں۔ (فتح القدیر۔ کبیر)

ف۶ بعض صحابہؓ اور تابعینؒ نے کہا کہ یہاں فاحشہ مبینہ سے مراد زنا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اسے عام رکھا جائے اور یہ فحش کلامی، بدخلقی، ایذا رسانی، زنا اور اس قسم کے جملہ رذائل کو شامل ہو اور مطلب یہ ہوگا کہ اگر زیادتی عورت کیطرف سے ہو تو تم ان کو خلع لینے پر مجبور کر سکتے ہو تاکہ وہ لیا ہوا مال واپس کر دیں۔ اس پر یہ استثنا اخذ اموال سے ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عضل مذکور سے استثنا ہو یعنی تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان کو روک رکھو۔ الّا یہ کہ وہ "فاحشہ" کا ارتکاب کریں تو اس صورت میں ان کو روک سکتے ہو۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۷ یہ عورتوں سے متعلق تیسرا حکم ہے کہ بہتر طریقے سے اُن کے ساتھ بسر کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔ یعنی تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ (ابن کثیر) ف۸ یہ بھی حسنِ معاشرہ کا تتمہ ہے یعنی اگر کسی اخلاقی کمزوری یا بدصورت ہونے کی وجہ سے تمہیں ان سے نفرت ہوجائے اور ان کو طلاق دینا چاہو تو بھی فوراً طلاق نہ دو بلکہ بہتر طریق سے ان کو اپنے پاس رکھو ہوسکتا ہے کہ ان کی صحبت سے خیر کثیر یعنی اولاد حاصل ہوجائے اور تمہاری نفرت محبت میں تبدیل ہوجائے۔ ایک حدیث میں ہے کوئی مومن مرد کسی مومن عورت کو بنظرِ کراہت نہ دیکھے اگر اُسے اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری عادت اچھی بھی ہوگی۔ (ابن کثیر) اس کے دوسرے یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اگر نفرت کے سبب تم اُن سے مفارقت اختیار کرنا چاہو تو ہوسکتا ہے کہ اس مفارقت میں اُن کے لئے خیرِ کثیر مضمر ہو مثلاً ان کو بہتر خاوند مل جائے۔ (کبیر)

مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ۭ

جگہ ایک جورو اور دیا ہے تم نے ایک کو ان میں سے خزانہ پس مت لو ان میں سے کچھ

دوسری بی بی کرنا چاہو اور ڈھیر بھر مال اس کو دے چکے ہو (یعنی پہلی بی بی کو جس کو چھوڑنا چاہتے ہو) تو اس میں سے ایک حبہ واپس نہ لو

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ⁽²⁰⁾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى

کیا لوگے تم اس کو بہتان کر اور گناہ ظاہر اور کیونکر لوگے اس کو اور تحقیق ملے ہیں

کیا بہتان لگا کر اور صریح گنہگار بن کر واپس لینا چاہتے ہو ف۱ اور واپس کیسے لوگے اور تم وہ جڑ چکے (یعنی صحبت

بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ⁽²¹⁾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ

بعضے تمہارے طرف بعض کی اور لیا ہے انھوں نے تم سے قول گاڑھا اور مت نکاح کرو اس کو جو نکاح کیا

کر چکے) اور انھوں نے تم سے پکا عہد لیا ف۲ اور جن عورتوں کو تمہارے باپ نکاح میں لائے

اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَآءَ

باپوں تمہارے نے عورتوں سے مگر جو گزرا تحقیق یہ ہے بے حیائی اور ناخوشی اللہ کی اور بری ہے

اگر ان سے صحبت نہ کی ہو) ان سے تم نکاح نہ کرو مگر جو (جاہلیت کے زمانہ میں) ہوچکا بے شک یہ کام (بڑی) بے حیائی اور غضب کا ہے

سَبِيْلًا ⁽²²⁾ ع حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ

راہ حرام کی گئیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری اور بہنیں تمہاری اور پھوپھیاں تمہاری اور خالائیں تمہاری

اور برا طریق ہے ف۳ (مسلمانو) حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں

وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ

اور بیٹیاں بھائیوں کی اور بیٹیاں بہنوں کی اور مائیں تمہاری جنہوں نے دودھ پلایا تم کو اور بہنیں تمہاری

اور بھتیجیاں ف۴ اور بھانجیاں اور وہ عورتیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ بہنیں

مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ

دودھ سے اور مائیں بی بیوں تمہاری کی اور اولاد جوروں تمہاری کی جو بیچ گودیوں تمہاری کے ہے

ف۵ اور جوروؤں کی مائیں (ساسیں خوشدامنیں) ف۶ اور جوروؤں کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں

نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۡ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ

بی بیوں تمہاری سے جو صحبت کی ہے تم نے ان سے پس اگر نہیں صحبت کی تم نے ساتھ ان کے پس نہیں گناہ

جن سے تم صحبت کر چکے ہو لیکن اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو کچھ گناہ نہیں

عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَاۗىِٕلُ اَبْنَاۗىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا

اوپر تمہارے اور جوروئیں بیٹوں تمہارے کی جو صلب تمہاری سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو تم

تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) ف۷ اور تمہارے نطفے سے جو بیٹے ہیں ان کی بی بیاں ف۸ (نہ لے پالک کی بی بی وہ حلال

بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⁽²³⁾ ۙ

درمیان دو بہنوں کے مگر جو گزرا تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان

ہے) اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا (نکاح میں ف۹ مگر جو گزر چکا (اس کا گناہ اب تم پر نہیں) ف۱۰ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یہ عورتوں کے متعلق چوتھا حکم ہے۔ جب پہلی آیت میں بیان فرمایا کہ اگر سوءِ عشرت عورت کی جانب سے ہو تو مہر واپس لینے کے لئے اسے تنگ کرنا جائز ہے۔ یہاں بتایا کہ جب زیادتی شوہر کی جانب سے ہو تو پھر عورت سے فدیہ طلاق لینا ممنوع اور حرام ہے۔ (کبیر) یعنی بلاوجہ تنگ کرکے ان سے مہر واپس لوگے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی بہتان باندھ کر واپس لے رہا ہے اور اس صورت میں تم اُن پر دوہرا ظلم کروگے بلاوجہ تنگ کرنا اور مہر واپس لینا۔ اس لئے اسے "اثمًا مُّبینًا" فرمایا۔ (کبیر) آپ سے ثابت ہوا کہ جماع کے بعد دیا ہوا مہر واپس نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کرلیا۔ جب اس کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ زنا سے حاملہ ہے اس پر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کرادی اور مہر واپس لینے سے منع فرمادیا۔ (ابوداؤد) اس آیت سے دوسرا مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ زیادہ مہر کی کوئی حد معین نہیں ہے خاوند اپنی حیثیت کے مطابق جتنا مہر دینا چاہے دے سکتا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا کہ لوگو! زیادہ غلو کے ساتھ مہر نہ باندھا کرو۔ خطبہ کے بعد ایک بڑھیا نے یہی آیت پیش کی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: "یا اللہ! مجھے معاف فرمادے عمرؓ سے تو ہر شخص زیادہ فقیہ ہے۔" (ابن کثیر)

ف۲ پکا عہد سے مراد عقدہ نکاح ہے۔ بعض نے اس کی تفسیر خطبۂ نکاح سے بھی کی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ جاہلیت کے دستور کے مطابق بیٹے کیلئے اپنے باپ کی منکوحہ (سوتیلی ماں) سے شادی کرلینا جائز تھا۔ چنانچہ حضرت قیسؓ بن اسلت نے اپنے والد کی وفات پر جب اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا چاہا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی جو اسے سخت حرام قرار دیا۔ (ابن کثیر) حدیث سے ثابت ہے کہ ایسا نکاح کرنے والا واجب القتل ہے۔ (مسند احمد)

ف۴ قرآن نے چودہ ناتے حرام قرار دیئے سات نسبی اور سات رضاعی سسرال وغیرہ کی جانب سے۔ (ابن عباسؓ) یہاں تک سات نسبی رشتوں کی حرمت کا بیان تھا ماں کے حکم میں نانی اور دادی بھی شامل ہیں اور بیٹی کے حکم میں پوتی اور نواسی بھی آجاتی ہیں اور بہن سگی ہو یا علاتی یا اخیافی بہرحال حرام ہے اور پھوپھی میں دادا کی بہن بھی داخل ہے اور خالہ کا لفظ ماں نانی، دادی سب کی بہنوں کو شامل ہے اور بھتیجی اور بھانجی کے حکم میں پوتی اور نواسی بھی آجاتی ہے۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی نسبی ماں اور بہن کی طرح رضاعی ماں اور بہن بھی حرام ہے۔ ایک حدیث میں ہے ہر وہ رشتہ جو نسب سے حرام ہے رضاعت سے بھی حرام ہوجاتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ قرآن نے مطلق رضاعت کو حرمت کا سبب قرار دیا ہے۔

ف۶ یعنی مطلقاً حرام خواہ جماع سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دی ہو یا اس کا انتقال ہوگیا ہو جمہور سلف کا یہی مسلک ہے۔ (فتح القدیر) ف۷ "ربیبہ" یعنی بیوی کی دوسرے خاوند سے جو لڑکی ہو وہ بھی حرام ہے بشرطیکہ اپنی بیوی (اس لڑکی کی ماں) سے مباشرت کرلیا ہو اگر قبل از جماع طلاق دیدی ہو تو عورت کی لڑکی سے نکاح جائز ہے اس پر علما کا اتفاق ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) ف۸ یعنی صرف صلبی بیٹوں کی بیویاں نہ کہ منہ بولے بیٹوں کی بیویاں۔ دیکھئے سورۂ احزاب آیت ۴۰۔ ف۹ یہ محل رفع میں ہے ای وحرمت علیکم الجمع بین الاختین۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے ایک عورت اور اس عورت کی پھوپھی کو بیک وقت نکاح میں رکھنے سے منع فرمایا ہے نیز حدیث کی رُو سے عورت اور اس کی خالہ کو بیک وقت نکاح میں رکھنا بھی ممنوع ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے علاوہ سنت بھی ایک مستقل مآخذ شریعت ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) ف۱۰ یعنی پہلے جو ایسے رشتے ہوچکے ان کا کچھ گناہ نہیں ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کو برقرار رکھا جائے گا۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ

اور حرام کی گئیں بیاہی ہوئیں عورتوں میں سے مگر جن کے مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے لکھ دیا اللہ تعالیٰ نے اوپر تمہارے اور حلال کیا گیا

اور (حرام ہیں تم پر) خاوند والی عورتیں مگر جن کے تم مالک ہو جاؤ ف۱ یہ حکم ہے اللہ کا تم کو ف۲ ان کے سوا اور

لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ

واسطے تمہارے جو کچھ سوائے اس کے ہے یہ کہ طلب کرو تم بدلے مالوں اپنے کے قید میں رکھنے والے نہ پانی ڈالنے والے یعنی بدکار پس جو مال کہ فائدہ اٹھایا ہے

عورتیں تم کو حلال ہیں ف۳ اس طرح کو تم ان کو اپنے مال کے بدلے (مہر یا قیمت دے کر) لینا چاہو اور تمہاری نیت نکاح ف۴ یا لونڈی بنانے کی ہو نہ زنا کرنے کی

بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ

نے بدلے اس کے ان میں سے پس دو ان کو جو مقرر کیا ہے واسطے ان کے موافق مقرر کے اور نہیں گناہ اوپر تمہارے بیچ اس چیز کے کہ رضا مند ہو تم

پھر جن عورتوں سے تم مزا اٹھاؤ (یعنی صحبت کرو) ان کا حق جو ٹھہرا تھا وہ ان کو دے دو ف۵ اور ٹھہرانے کے بعد اگر آپس میں راضی ہو جاؤ تو اس میں کچھ

بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

ساتھ اس کے پیچھے مقرر کرنے کے تحقیق اللہ ہے جاننے والا حکمت والا اور جو کوئی نہ رکھے تم میں سے

گناہ نہیں تم پر ف۶ بے شک اللہ تعالیٰ خبردار ہے حکمت والا اور تم میں سے جس کو آزاد (جو کسی کی

مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

مقدور یہ کہ نکاح کرے بی بیوں ایمان والیوں کو پس اس چیز سے کہ مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے

لونڈی باندی نہ ہو) مسلمان بی بیوں سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو ف۷ تو جن عورتوں کے تم مالک ہو

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

لونڈیوں تمہاری ایمان والیوں سے اور اللہ خوب جانتا ہے ایمان تمہارے کو بعض تمہارے بعض سے ہیں

تمہاری لونڈیاں مسلمان ان میں سے سہی اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو تم آپس میں ایک ہی ہو ف۸

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

پس نکاح کر لو ان کو ساتھ حکم مالکوں ان کے کے اور دو ان کو مقرر ان کا ساتھ اچھی طرح کے قید میں رکھی ہوئیں

تو نکاح کر لو لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے ف۹ اور دستور کے موافق ان کے مہر ان کے حوالے کر دو ف۱۰ مگر (یہ ضرور ہے کہ) وہ

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ

نہ بدکاری کرنے والیں اور نہ پکڑنے والی یار چھپے پس جب نکاح میں آویں پس اگر کریں

لونڈیاں پاک دامن ہوں نہ رنڈیاں اعلانیہ زنا کرنے والی، نہ خانگیاں (چھپے یاروں والی) ف۱۱ پھر جب وہ نکاح میں آجائیں اور کوئی بے حیائی کا کام

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذٰلِكَ

بے حیائی پس اوپر ان کے ہے آدھا اس چیز کا کہ اوپر بی بیوں کے ہے عذاب سے یہ

(زنا) کریں تو آزاد عورتوں کی آدھی سزا ان کو ملے گی ف۱۲ یہ (لونڈی سے نکاح کرنا)

لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

واسطے اس شخص کے ہے کہ ڈرے بدکاری سے تم میں سے اور یہ کہ صبر کرو تم بہتر ہے واسطے تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اس کے لیے درست ہے جو تم میں ڈرے گناہ میں پڑ جانے سے ف۱۳ اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے ف۱۴ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ف۱ اُوپر آیۃ التحریم" میں مذکورہ محارم تو بہر صورت حرام ہیں خواہ وہ ملک یمین ہی میں آجائیں اس بنا پر علمانے لکھا ہے کہ ملک یمین کے ساتھ جمع بین الاختین بھی حرام ہے۔ (ابن کثیر) اب یہاں بیان فرمایا کہ شوہروالی عورتیں بھی حرام ہیں، ہاں دارالحرب سے قیدی بن کر آجائیں تو اموالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد جن کے حصہ میں آئیں گی ان کے لئے "استبراء" کے بعد ان سے صحبت جائز ہے خواہ دارالحرب میں ان کے خاوند موجود ہی کیوں نہ ہوں۔ "استبراء" یہ ہے کہ وہ عورت ایک حیض سے پاک ہوجائے یا اگر حاملہ ہے تو وضع حمل ہوجائے۔ صحیح مسلم اور سنن میں ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ ۸ھ میں غزوۂ اوطاس (دیارِ غطفان میں ایک وادی کا نام ہے) میں دوسرے اموالِ غنیمت کیساتھ عورتیں بھی قیدی بن کر آئیں صحابہ کرامؓ نے اس خیال سے کہ ان کے شوہر دارالحرب میں موجود ہیں۔ ان سے صحبت کرنے میں تامل کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (شوکانی۔ قرطبی) **فائدہ** ۔ اِحْصان کے معنی محفوظ ہونے کے ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ چند معانی میں استعمال ہوا ہے اور المحصنات کا لفظ شادی شدہ، نیز آزاد عورت پر بھی بولا جاتا ہے جیسے اگلی آیت میں، اور المائدہ آیت ۵ میں، اور پاکدامن پر جیسے محصنات غیر مسافحات، اور مسلمان ہونے پر جیسے فَاِذَآ اُحْصِنَّ ۔ (فتح القدیر)

ف۲ یعنی جن محارم کا اوپر ذکر ہوا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس کا ماننا تم پر لازم ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ بشرطیکہ حدیث میں ان کی حرمت نہ آئی ہو مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کے ساتھ اس کی خالہ یا پھوپھی کو بیک وقت نکاح میں رکھنے سے منع فرمایا۔ (ابن کثیر) ایسی ہی چند صورتیں اور بھی ہیں۔ (وحیدی)

ف۴ موضح میں ہے کہ ان مذکورہ محارم کے سوا سب حلال ہیں مگر چار شرطوں کے ساتھ، اول یہ کہ طلب کرو یعنی دونوں طرف سے زبانی ایجاب وقبول ہو۔ دوسرے یہ کہ مال یعنی مہر دینا قبول کرو۔ تیسرے یہ کہ ان عورتوں کو قید (دائمی قبضہ) میں لانا غرض ہو (صرف) مستی نکالنے کی غرض نہ ہو۔ (جیسے زنا میں ہوتا ہے) یعنی وہ عورت اس مرد کی بندی ہوجائے، چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی کسی مہینے یا برس (مدت) کا ذکر نہ آوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے اور حلالہ بھی، کیونکہ اس میں بھی جماع کے بعد طلاق کی نیت ہوتی ہے۔ چوتھی یہ کہ چھپی یاری نہ ہو یعنی لوگ نکاح کے شاہد ہوں، کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ یہی شروط اربعہ اس آیت سے مفہوم ہوتی ہیں۔ (م۔ع)

ف۵ یعنی نکاح کے بعد جن عورتوں سے صحبت کرو، ان کے پورے مہر ان کے حوالے کردو۔ اکثر مفسرین سلف وخلف نے یہی معنی کئے ہیں کہ "استمتاع" سے نکاح کے بعد صحبت مراد ہے۔ رافضیوں نے اس سے متعہ کا جواز ثابت کیا ہے مگر علمائے سنت بالاجماع اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ ہجرت کے ابتدائی برسوں میں بیشک آنحضرتؐ نے (اس آیت کی رُو سے نہیں بلکہ) بعض مواقع پر حسب ضرورت متعہ کی اجازت دی اور یہ اجازت جاہلی عرف کی بنا پر تھی جسے بطیل استصحاب کہا جاتا ہے۔ مگر بعد میں اس کی حرمت کا اعلان کردیا۔ خصوصاً حجۃ الوداع کے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ كُنْتُ اَذِنْتُ لَكُمْ فِى الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَآءِ وَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ کہ اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے "نکاح متعہ" کی اجازت دی تھی، اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کردیا ہے۔ بعض طرق میں حضرت ابن عباسؓ کی طرف اس کی حلت کی نسبت مروی ہے مگر انہوں نے اس سے رجوع کرلیا تھا۔ (ابن کثیر۔ معالم)

ف۶ یعنی اگر خاوند بیوی باہمی رضامندی سے طے شدہ مہر میں کمی بیشی کرلیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی اگر کسی شخص کی مالی حالت اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ آزاد مسلمان عورت سے نکاح کرے تو کسی دوسرے مسلمان کی لونڈی سے نکاح کرے بشرطیکہ وہ لونڈی مسلمان ہو کسی شخص کو اپنی لونڈی سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے مگر یہ کہ اسے آزاد کردے اور پھر اس سے نکاح کرے۔ (فتح القدیر)

ف۸ یعنی تم سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہو اور تمہاری ملت بھی ایک ہے پھر محض لونڈی ہونے کی وجہ سے اس سے نکاح میں تردد نہ کرو۔ (شوکانی) ف۹ یعنی جیسا کہ آزاد مسلمان عورت سے نکاح کے لئے ولی (سرپرست) کی اجازت ضروری ہے اسی طرح لونڈی سے نکاح کیلئے بھی اس کے مالک کی اجازت ضروری ہے۔ ف۱۰ "اُجُوْرَهُنَّ" کے لفظ سے بعض نے سمجھا ہے کہ مہر لونڈی کا حق ہے لیکن اکثر علمائے سلف کے نزدیک یہ مہر لونڈی کے مالک کا ہوگا اور ان کی طرف اجور کی اضافت مجازی ہے۔ (فتح القدیر) ف۱۱ چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد لازم ہوئے۔ (موضح) ف۱۲ یعنی آزاد مسلمان مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑے یا سنگساری ہے لیکن سنگساری کی تنصیف نہیں ہوسکتی اس لئے علمانے لکھا ہے کہ یہاں نصف عذاب سے مراد پچاس کوڑے ہیں مگر جب لونڈی شادی شدہ نہ ہو تو اس پر تعزیر ہے حد نہیں ہے۔ ف۱۳ یعنی مذکورہ شرطوں کے ساتھ لونڈی سے نکاح صرف اسی صورت میں جائز ہے جب بدکاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ (کذا فی القرطبی) ف۱۴ اس سے اکثر علما سلف نے استدلال کیا ہے کہ لونڈی سے نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ ایسی منکوحہ لونڈی کی اولاد بھی اس کے مالک کی غلام ہوتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام اس لئے بیان فرما رہا ہے کہ تم کو حلال و حرام کا پتا چل جائے اور پہلے لوگوں کے عمدہ طریق کی ہدایت ہو جائے "پہلے لوگوں" سے مراد انبیاء اور ان کی امتوں کے نیک لوگ ہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)۔

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ

ارادہ کرتا ہے اللہ تو کہ بیان کرے واسطے تمہارے اور ہدایت کرے تم کو راہیں ان لوگوں کی جو پہلے تم سے تھے اور پھر آوے

اللہ چاہتا ہے اگلے (نیک) لوگوں کی راہ تم سے بیان کردے اور تم کو اس پر چلائے اور گناہ سے (نیکی کی طرف) پھرائے

عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ

اوپر تمہارے اور اللہ تم جاننے والا حکمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے یہ کہ پھر آوے اوپر تمہارے اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ

اور اللہ جانتا ہے حکمت والا اور اللہ تو تم کو گناہ سے پھرانا (اور نیکی پر لگانا) چاہتا ہے ف۱ اور جو لوگ مزوں پر

يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ

کہ پیروی کرتے ہیں خواہشوں کی یہ کہ جھک جاؤ تم جھک جانا بڑا ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ ہلکا کرے

لگے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (ایک طرف) خوب جھک پڑو ف۲ اور اللہ تمہارا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے

عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم

تم سے اور پیدا کیا گیا ہے آدمی ناتوان اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ مال اپنے

اور آدمی پیدائش سے کمزور بنا ہے ف۳ مسلمانو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور سے مت کھاؤ

بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا

آپس میں ساتھ ناحق کے مگر یہ کہ ہووے سوداگری رضامندی تمہاری سے اور مت مارو

ف۴ مگر سوداگری کر کے آپس کی خوشی سے ف۵ اور نہ خون کرو

أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا

آپس اپنے کو تحقیق اللہ ہے ساتھ تمہارے مہربان اور جو کوئی کرے یہ تعدی سے اور ظلم سے

اپنا ف۶ بیشک اللہ تم پر مہربان ہے (تمہاری ہلاکت وہ نہیں چاہتا) اور جو کوئی ظلم زور سے ایسا کرے ف۷ (یعنی خون کرے یا کسی کا مال ناحق

فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ

پس البتہ داخل کریں گے ہم اس کو آگ میں اور ہے یہ اوپر اللہ تعالیٰ کے آسان اگر بچو گے تم بڑے گناہوں سے

اڑاوے) تو ہم ضرور اس کو (قیامت کے دن) دوزخ میں ڈالیں گے اور اللہ پر یہ (دوزخ میں ڈالنا) آسان ہے ف۸ اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہوگے ف۹

مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ وَلَا

جو منع کئے جاتے ہو اس سے دور کریں گے ہم تم سے برائیاں تمہاری اور داخل کریں گے تم کو جگہ عزت کی میں اور مت

جو تم کو منع ہوئے (یعنی کبیرہ گناہوں سے اور نیکیاں کرتے رہوگے) تو ہم (چھوٹے یعنی صغیرہ) گناہ تم پر سے اتار دیں گے ف۱۰ اور آبرو کی جگہ میں تم کو لے جائیں گے ف۱۱ اور

تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا

آرزو کرو اس چیز کی کہ بزرگی دی ہے اللہ نے ساتھ اس کے بعضے تمہارے کو اوپر بعض کے واسطے مردوں کے ہے حصہ اس چیز سے کہ

اللہ نے جو تم میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دیا ہے اس کی ہوس نہ کرو ف۱۲ مرد اپنی کمائی کا ثواب پائیں گے

اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ

کماتے ہیں اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ کماتیاں ہیں اور سوال کرو اللہ سے فضل اس کے سے تحقیق

اور عورتیں اپنی کمائی کا ثواب پائیں گی ف۱۳ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو ف۱۴ بے شک

ف۲ یعنی شہوت پرستوں کے کہنے میں نہ آؤ۔ مراد یہود و نصاریٰ یا مجوسی ہیں جو محارم کے ساتھ بھی نکاح جائز سمجھتے تھے۔ (رازی۔ قرطبی)

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کو انسان کی کمزوری کا خوب علم ہے اس لئے احکام شریعت میں اس کی سہولت کا خیال رکھا گیا ہے اور دین میں سختی نہیں برتی گئی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "میں تمہارے پاس نہایت آسان حنیفی شریعت لے کر آیا ہوں۔ (رازی۔ شوکانی) شاہ صاحب لکھتے ہیں: شرع میں تنگی نہیں۔ پس نہ کوئی حلال چھوڑے اور حرام کو دوڑے۔ (موضح)

ف۴ نفوس کے احکام کے بعد اب اموال میں تصرف کے احکام کا بیان ہے۔ (رازی) کسبِ معاش کے جتنے ناجائز ذریعے ہیں سب "بالباطل" میں آجاتے ہیں۔ حتیٰ کہ "حیلہ سازی" کے ساتھ کسی کا مال کھانا بھی حرام ہے اور اپنے مال کو غلط طریقوں سے اڑانا بھی اسی میں داخل ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۵ ہاں تجارت کے ذریعہ جس میں پورے طور پر رضامندی ہو کماؤ اور کھاؤ۔ پورے طور پر رضامندی میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ جب تک بائع اور مشتری اس مجلسِ بیع سے الگ نہ ہوں اس وقت تک ایک دوسرے کو بیع رد کرنے کا حق ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۶ خودکشی حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس آلہ سے کوئی انسان اپنے آپ کو قتل کریگا دوزخ کے اندر اسی آلہ سے اس کو عذاب پہنچایا جائے گا۔ (ابن کثیر) اور یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ معاصی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو یا ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ (شوکانی)

ف۷ "ذٰلِکَ" اشارہ قتل نفس کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور دوسروں کا مال باطل طریقے سے کھانے کی طرف بھی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابتدائے سورت سے یہاں تک جتنے مناہی بیان ہوئے ہیں ان سب کی طرف اشارہ ہے۔ (ابن جریر۔ کبیر)

ف۸ یہ اندازِ بیان تہدید میں مبالغہ پر دال ہے۔ (کبیر) موضح میں ہے: "یعنی مغرور نہ ہوں کہ ہم مسلمان دوزخ میں کیونکر جاویں گے۔ اللہ تعالیٰ پر یہ آسان ہے۔"

ف۹ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن کے متعلق قرآن یا حدیث میں صاف طور پر دوزخ کی وعید آئی ہو یا اللہ تعالیٰ کے غصہ کا اظہار ہو، یا شریعت میں اس پر حد مقرر فرمائی گئی ہو اور "سیئات" وہ گناہ ہیں جن سے صرف منع کیا گیا ہو اور ان پر وعید وارد نہ ہوئی ہو۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی اگر تم کبائر سے اجتناب کرتے رہوگے تو صغیرہ گناہ تمہارے نیک اعمال کی وجہ سے ہم معاف کر دیں گے بعض روایات میں کبائر کا شمار بھی آیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا کسی جان کو ناحق قتل کرنا۔ قمار بازی شراب خوری۔ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا وغیرہ، مگر ان کی کوئی تحدید نہیں ہے۔ اس لئے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: من السبع الی السبعین بل الی سبعمأئة۔ (رازی) اور روایات میں ہے کہ اصرار کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں ہے اور توبہ کے بعد کوئی کبیرہ نہیں ہے۔ (قرطبی۔ کبیر) ف۱۱ یعنی بہشت میں۔ (وحیدی)

ف۱ یعنی یہ نہ کہو کہ کاش یہ درجہ یا مال مجھے مل جائے۔ یہ حسد ہے اور احادیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔ حضرت ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مرد لوگ جہاد کرتے ہیں اور شہادت کے مراتب حاصل کر لیتے ہیں اور ہم اس سے محروم ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب نیک اعمال سے ہے۔ مرد کو محض مرد ہونے کی وجہ سے عورت پر عمل میں فضیلت نہیں ہے اور عورت محض عورت ہونے کی وجہ سے نیک عمل کے ثواب سے محروم نہیں ہے تم بجائے حسد کے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہا کرو۔ (ابن کثیر۔ معالم) ف۲ جاہلیت میں دو شخص آپس میں "عقد موالاۃ" باندھ لیتے جس کی رُو سے ایک دوسرے کی مدد کرتے، اور ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے۔ ابتدائے ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مہاجرینؓ اور انصارؓ کے درمیان "مواخاۃ" کا رشتہ قائم کیا تھا۔ آیت میں والذین عقدت الخ سے اسی عہد کی طرف اشارہ ہے۔ اس عہد کی رُو سے وراثت کا حکم بعد میں سورۃ الانفال کی آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (۵،) سے منسوخ ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے بھی اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دیدیا ہے اب آئندہ حلفے وارث نہیں ہو سکتے۔ آیت میں موالیٰ سے مراد عصبہ ہیں اور عصبہ کی وراثت میں الاقرب فالاقرب کا اصول مقرر ہے یعنی اول سب سے زیادہ قریبی، پھر دوسرا۔ اور ایک حدیث میں بھی فلاولی رجل ذکر کے الفاظ ہیں یعنی اصحاب فروض سے جو کچھ بچ جائے گا وہ عصبہ میں اس شخص کو ملیگا جو میت کے مردوں میں سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ اور اس پر علما کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔ لہٰذا صلبی لڑکے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہو سکتا۔ (دیکھئے فتح الباری، ج ۶، ص ۲۹۴، انصاری دبلی المحلی ج ۹ ص ۲۷۱ احکام جصاص ج ۲ ص ۲۲۴)۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

اللہ ہے ساتھ ہر چیز کے جاننے والا اور واسطے ہر شخص کے مقرر کئے ہیں ہم نے وارث اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ماں باپ

اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۱ ہم نے اس کے جو مال چھوڑ مریں اور ماں باپ اور ناطے والے

وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور قرابتی اور جن کو کہ گرہ باندھی داہنے ہاتھ تمہارے نے پس دو تم ان کو حصہ ان کا تحقیق اللہ ہے

وارث ٹھہرا دیئے اور جن لوگوں سے تم نے قسمیں کھا کر قول کیا (ان کو اپنا بھائی بنایا) ان کو ان کا حصہ دو ف۲ بے شک ہر

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ۧ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ

اوپر ہر چیز کے حاضر مرد قائم رہنے والے ہیں یعنی حاکم ہیں اوپر عورتوں کے بہ سبب اس کے کہ بزرگی دی اللہ نے بعضے ان کے

چیز اللہ کے سامنے ہے مرد عورتوں پر حاکم ہیں (ایک تو) اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر بڑائی

عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ

اوپر بعض کے اور بہ سبب اس کے کہ خرچ کرتے ہیں مالوں اپنے سے پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہیں نگہبانی کرنے والی ہیں بیچ غائب کے

دی ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنا مال عورتوں پر خرچ کیا ف۳ اب جو نیک بخت بی بیاں ہیں وہ (مردوں کا) کہا مانتی ہیں اور ان کی پیٹھ پیچھے

بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي

ساتھ محافظت اللہ کے اور جو عورتیں کہ ڈرتے ہو تم چڑھائی ان کی سے پس نصیحت کرو ان کو اور چھوڑ دو ان کو بیچ

عزت اور مال کا بچاؤ کرتی ہیں اللہ کے بچاؤ سے ف۴ اور جن بی بیوں سے تم کو شرارت کا ڈر ہو (نافرمانی اور سر چڑھنے کا) ان کو سمجھاؤ اور (اپنی) بسترپر تھام رہیں تو

الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

خواب گاہ کے اور مارو ان کو پس اگر کہا مانیں تمہارا پس مت ڈھونڈو اوپر ان کے راہ تحقیق اللہ

ان کا بستر الگ کر دو اور (اگر اس پر بھی نہ مانیں تو) ان کو مار ف۵ پھر اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں تو (ناحق کا) الزام لگانے کی فکر نہ کرو (یعنی ان کو مت ستاؤ) بے شک

كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ

ہے بلند بڑا اور اگر ڈرو تم خلاف سے درمیان ان دونوں کے پس مقرر کرو ایک منصف مرد کے لوگوں میں سے اور

اللہ سب سے اوپر ہے بڑا اور جو تم ڈرو کہ میاں بی بی میں کھٹ پٹ ہو گی تو ایک پنچ خاوند کے کنبے میں سے اور

حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

ایک منصف عورت کے لوگوں میں سے اگر ارادہ کریں یعنی دو منصف صلح کروانا توفیق دے گا اللہ درمیان ان دونوں کے تحقیق اللہ ہے جاننے والا

ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے مقرر کرو ف۷ اگر یہ دونوں (پنچ میاں بی بی کو) ملا دینا چاہیں گے تو اللہ ملا دے گا ان کو ف۸ بے شک اللہ تعالےٰ جانتا

خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي

خبردار اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور مت شریک لاؤ ساتھ اس کے کسی چیز کو اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور ساتھ

بے خبردار ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کا ساجھی کسی کو مت بناؤ (یا شرک نہ کرو نہ تھوڑا نہ بہت کھلا یا چھپا) ف۹ اور ماں باپ سے نیکی کرو اور

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰي وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور ہمسائے قرابت والے کے اور ہمسائے اجنبی کے اور صحبت رکھنے والے کے

ناطے والوں ف۱۰ اور یتیموں ف۱۱ اور محتاجوں ف۱۲ اور نزدیک ہمسایہ اور غیر ہمسایہ ف۱۳ اور پاس

ف۳ شریعت نے خانگی شیرازہ بندی کے لئے مرد کو گھر کا قوام (نگران، ذمہ دار) قرار دیا ہے اور عورت کو اس کے ماتحت رکھا ہے۔ قرآن نے اس کی دو وجہیں بیان کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مرد کو طبعی طور پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ منتظم بنے اور دوسرے یہ کہ گھر کے سارے اخراجات بیوی کے نفقہ سمیت مرد کے ذمہ ہیں۔ اس بنا پر گھر کا نگران بننے کا حق مرد کو ہے عورت کو نہیں۔ یہی حال حکومتی امور کا ہے کہ مسلمانوں کا امیر یا خلیفہ عورت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے اس کی مذمت فرمائی ہے۔ لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ۔ (کبیر۔ شوکانی)

ف۴ اس آیت کی تشریح وہ حدیث کرتی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "بہترین بیوی وہ ہے جسے اگر تم دیکھو تو تمہیں خوش کرے۔ اگر تم اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور جب تم گھر میں نہ ہو تو تمہارے پیچھے وہ تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔ (ابن کثیر، ابن جریر بروایت ابوہریرۃ)۔

ف۵ یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کو عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم دیکر ان کے حقوق محفوظ کر دیئے ہیں۔ اس کے بدلے میں وہ خاوندوں کی غیر حاضری میں انکے مال اور عزت و آبرو کی حفاظت رکھتی ہیں۔ (کذا فی فتح القدیر) یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق انکے مال و عزت و حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور خیانت سے کام نہیں لیتیں۔ (کذا فی الشوکانی)

ف۶ یعنی بالآخر اگر باز نہ آئیں تو ان کا چہرہ بچا کر تھوڑا سا مار سکتے ہو۔ (شوکانی) آنحضرتؐ نے بعض ناگزیر حالات میں مارنے کی اجازت دی ہے مگر ساتھ ہی اسے ناپسند بھی فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کیا کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے پھر رات کو اس سے ہمبستری کرتا ہے؟ اور کسی حالت میں ایسی مار پیٹ کی اجازت نہیں ہے جو جسم پر نشان چھوڑے یا جس سے کوئی ہڈی ٹوٹ جائے۔ (ابن کثیر)

ف۷ دو حکم (پنچ) مقرر کرنے کا اختیار حاکم کو ہے اور یہ اس وقت ہے جب تعلقات زیادہ خراب ہو جائیں اور جدائی کا اندیشہ ہو۔ اکثر علما کے نزدیک ان حکموں کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ اگر وہ صلح کرانے میں ناکام رہیں تو میاں بیوی کے درمیان تفریق کا فیصلہ کر دیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس پر علما کا اجماع ہے۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی وہ دونوں حکم اگر نیک نیتی سے صلح کرانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی کوشش میں برکت عطا فرمائے گا۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی یہ ہیچ صورت (شوکانی) اور اس کا ساجھی نہ بنانا، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو ہر چیز کا مالک و مختار تسلیم کیا جائے اور اس کی کسی صفت میں کسی زندہ یا مردہ مخلوق کو شریک نہ قرار دیا جائے۔ تمام مرادیں اور حاجات اسی سے مانگی جائیں کہ وہی عالم میں متصرف ہے اور کوئی نہیں۔ (م۔ع)

ف۱۰ توحید کا حکم دینے کے بعد درجہ بدرجہ رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اول حق اللہ تعالیٰ کا پھر ماں باپ کا، اور پھر ان کا درجہ بدرجہ (موضح) صحیحین میں بروایت انسؓ آنحضرتؐ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک عمر میں برکت اور رزق میں فراخی کا سبب ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۱ حدیث میں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "میں اور یتیم کی پرورش کرنیوالا جنت میں اس طرح ہونگے اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی اوپر اٹھاتے ہوئے اشارہ فرمایا۔ (صحیح بخاری) ف۱۲ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ محتاج کی ضرورت پوری کرنیوالے کو جہاد کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۳ قریبی ہمسایہ سے مراد رشتہ دار ہمسایہ ہے اور غیر ہمسایہ سے مراد غیر رشتہ دار ہمسایہ ہے۔ ہمسائیگی کے حقوق کی نگہداشت متعدد احادیث میں وارد ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جبریلؑ مجھے ہمسایہ کے بارے میں اتنی وصیت کرتے رہے کہ میں نے خیال کیا کہ شاید وہ اسے وارث قرار دیدینگے۔ (بخاری، مسلم بروایت ابن عمر) دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ تاکید فرمایا: اللہ کی قسم تم میں سے وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے امن نہیں پاتا۔ (صحیحین بروایت ابوہریرۃ)

بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ

کروٹ پر اور مسافر کے اور جن کے مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے

بیٹھنے والے ف۱ اور مسافر ف۲ اور لونڈی غلام سے ف۳ بے شک اللہ ان لوگوں کو نہیں چاہتا جو اتراتے بڑھ مارتے ہیں

مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ

تکبر کرنے والا شیخی کرنے والا وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو ساتھ بخیلی کے اور چھپاتے ہیں وہ چیز کہ دی ہے ان کو

(لوگوں پر اپنی بڑائی جتاتے ہیں تکبر اور خود پسندی کرتے ہیں) آپ بخیلی کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخیلی سکھاتے ہیں اور جو اللہ نے ان کو اپنے

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اللہ نے فضل اپنے سے اور تیار کیا ہے ہم نے واسطے کافروں کے عذاب ذلیل کرنے والا اور جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں

فضل سے دیا (حضرت کے پتے اور نشان یا دین کا علم یا مال و دولت) اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار رکھا ہے ف۴ اور جو

اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ

مال اپنے دکھانے کو لوگوں کے اور نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور نہ ساتھ دن پچھلے کے اور جو کوئی کہ ہووے

لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنے مال خرچ کرتے ہیں (نہ اللہ کی رضامندی کے لیے) اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں نہ پچھلے دن (قیامت) پر اور شیطان

الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

شیطان واسطے اس کے ہمنشین پس برا ہے ہمنشین اور کیا ہے اوپر ان کے اگر ایمان لاویں ساتھ اللہ کے اور دن

جس کا ساتھی ہو تو برا ساتھی ہے ف۵ اور ان کا کیا بگڑتا اگر وہ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے

الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا

پچھلے کے اور خرچ کریں اس چیز سے کہ دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اور ہے اللہ ساتھ ان کے جاننے والا تحقیق اللہ نہیں

اور اللہ نے جو ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے (اس کی راہ میں) اور اللہ خبردار ہے ان کے حال سے اللہ تعالیٰ کسی پر

يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا

ظلم کرتا برابر ایک جھنگے کے اور اگر ہووے نیکی دوگنا کرے گا اس کو اور دیوے گا اپنے پاس سے ثواب

ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور (بلکہ) اگر کوئی نیکی ہو تو اس کو دونا کر دیتا ہے اور (اس کے علاوہ) اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے

عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي

بڑا پس کیونکر ہوگا جس وقت لاویں گے ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا اور لاویں گے ہم تجھ کو اوپر

ف۶ پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت پر (گواہی دینے کو اس کے پیغمبر کو) ایک گواہ (بنا کر) لائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر

هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى

ان کے گواہ اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور نافرمانی کی پیغمبر کی کاش کہ برابر کی جاوے

گواہ (بنا کر) لائیں گے اس دن جن لوگوں نے کفر کیا پیغمبر کی نافرمانی کی وہ آرزو کریں گے کاش

بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا

ساتھ ان کے زمین اور نہ چھپاویں گے اللہ تعالیٰ سے کچھ بات اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ

(وہ زمین میں سما جائیں اور) زمین ان پر برابر ہو جائے ف۷ اور اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے (ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے) ف۸ مسلمانو جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے پاس

ف۱ "پاس بیٹھنے والے" سے مراد ہمنشین دوست بھی ہوسکتا ہے اور سفر کا ساتھی بھی۔ ف۲ مسافر سے مراد اکثر سلف کے نزدیک مہمان بھی ہے۔ ارشاد نبوی ہے "مسلمانوں کو چاہیئے کہ مہمان کی عزت اور خاطر داری کریں"۔ (ا،ت)۔

ف۳ صحیح احادیث میں ہے کہ مرض الموت میں آنحضرتؐ اپنی امت کو نصیحت کرتے ہوئے بار بار فرماتے :- "الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم"۔ دیکھو دو چیزوں کا خیال رکھنا، ایک نماز کا اور دوسرے لونڈی غلام کا۔ (ابن کثیر) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں سے اپنے ہاتھ کو روکے جن کی معاش کا وہ ذمہ دار ہے۔ (مسلم)

ف۴ اس آیت میں بخل کی مذمت کی گئی ہے اور بخیل کے لئے کافر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کو چھپانے والا ہوتا ہے۔ بعض سلف نے اس آیت میں بخل کے لفظ کو یہودیوں کے بخل پر محمول کیا ہے جو کہ آنحضرتؐ کی صفات اور علامات کو لوگوں سے چھپتے تھے۔ (ابن کثیر)

ف۵ بخیلوں کی مذمت کے بعد اب ریاکاری سے خرچ کرنیوالوں کی مذمت کی جارہی ہے اور انہیں شیطان کا ساتھی قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ تین آدمیوں کو سب سے پہلے آگ میں جھونکا جائے گا اور وہ ہیں: ریاکار عالم، ریاکار مجاہد، اور ریاکار سخی۔ (ابن کثیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "مال دینے میں بخل کرنا جیسا اللہ کے نزدیک برا ہے ویسے ہی خلق کے دکھانے کو دینا۔ قبول وہ ہے جو حقداروں کو دے جن کا اول مذکور ہوا، اور پھر خدا کے یقین سے اور آخرت کی توقع سے دے۔ (موضح)

ف۶ بخل اور ریاکاری کی مذمت کے بعد ایمانی طاعت اور صدقہ خیرات کی ترغیب دلائی پھر مزید ترغیب کے لئے فرمایا جب ذرا ذرا سی چیز کا اللہ تعالیٰ کئی گنا اجر دیتے ہیں، پھر لوگ کیوں نیک کاموں میں سستی کرتے اور ریاکاری سے کام لیکر اپنے اجر کو ضائع کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کی تمام نیکیاں لوگوں کو دے دی جائینگی حتیٰ کہ صرف ذرہ بھر نیکی اس کے پاس رہ جائیگی تو اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا بڑھا کر اسے جنت میں داخل فرما دینگے۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۷ اوپر کی آیتوں میں قیامت کے دن ظلم کی نفی اور کئی گنا اجر کا وعدہ فرمایا۔ اب یہاں بیان فرمایا جا رہا ہے کہ اچھا یا برا بدلہ پیغمبروں کی شہادت سے ملے گا جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر حجت بنا کر بھیجا ہے۔ (کبیر) اس سے مقصود کفار کو وعید سنانا ہے جو اس موقع پر آرزو کرینگے کہ کاش! ہم آدمی نہ ہوتے اور زمین میں مل کر خاک ہو جاتے۔ دیکھئے سورۃ النبا: ۴۰۔ بقرۃ: ۱۴۳۔ (ابن کثیر)

ف۸ کفار کے متعلق یہ بھی ہے کہ وہ اپنے شرک سے انکار کرینگے۔ (الانعام: ۲۳) مگر یہ آیت اس کے خلاف نہیں ہے کہ انکار کے بعد جب ان کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دینگے۔ (سورۃ فصلت آیت: ۲۱، ۲۲) تو پھر اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔ اور علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ قیامت کے دن بہت سے مواقع ہونگے کسی موقع پر وہ انکار کرینگے اور دوسرے موقع پر اپنے شرک اور بداعمالی پر افسوس کرینگے۔ دیکھئے سورۃ الانعام: ۲۳۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ

نماز کے اور ہو تم مست یہاں تک کہ جانوں کیا کہتے ہو اور نہ جنابت سے مگر گزرنے والے

بھی نہ جاؤ یہاں تک کہ (نشہ اتر جاوے اور) جو منہ سے نکالتے ہو اس کو سمجھنے لگو ولا اسی طرح جب نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے پاس

سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ

راہ کے یہاں تک کہ نہا لو اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا آوے کوئی تم میں سے

نہ جاؤ، مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو ول۲ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی پاخانہ سے آئے

مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

جائے ضرور سے یا صحبت کرو عورتوں سے پس نہ پاؤ تم پانی پس قصد کرو مٹی پاک کا

(یعنی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر) یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو (یا سطح زمین

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

پس پونچھ لو ساتھ منہ اپنے کے اور ہاتھوں اپنے کے تحقیق اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا کیا نہ دیکھا تو نے طرف

کا جو پاک ہو ول۳) اور منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لو ول۴ بے شک اللہ درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے (اے پیغمبر) کیا تو نے ان

الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ

ان لوگوں کی کہ دیئے گئے ایک حصہ کتاب سے مول لیتے ہیں گمراہی کو اور ارادہ کرتے ہیں یہ کہ

لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (توریت) کا ایک حصہ دیا گیا تھا (وہ ہدایت کے بدل) گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی

تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ

بہک جاؤ تم راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے دشمنوں تمہاروں کو اور کفایت ہے اللہ دوست اور کفایت ہے اللہ

گمراہ ہو جاؤ ول۵ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے (اس نے بتا دیا تو ان سے بچے رہو) اور اللہ بس ہے حامی اور اللہ تعالیٰ

نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

مدد دینے والا بعضے وہ لوگ جو یہودی ہیں بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ ان کی سے اور کہتے ہیں

بس ہے مددگار (یہ دشمن تمہارے یہودیوں میں سے) یہودیوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو لفظوں کو اپنے مقاموں سے پلٹ دیتے ہیں ول۶ اور زبانوں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا ۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى

سنا ہم نے اور نہ مانا ہم نے اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا پیچ دے کر زبان اپنی کو اور طعن کر کر بیچ

کو مروڑ کر اور دین پر طعنہ کرنے کو کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنو تم کو کوئی نہ سنائے اور راعنا اور اگر وہ (ان لفظوں کے بدل) یوں کہتے ہم نے سنا اور ول۷

الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ

دین کے اور اگر وہ کہتے سنا ہم نے اور مانا ہم نے اور سن اور نظر کر ہم پر البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے اور

مان لیا (سنا اور نہ مانا کے بدلے) اور سنو (سنو تم کو کوئی نہ سنائے کے بدل) اور انظرنا (راعنا کے بدل) تو یہ ان کے حق میں بہتر اور درست ہوتا ول۸

اَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بہت سیدھا ولیکن لعنت کی ان کو اللہ نے ساتھ کفران کے کے پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے اے لوگو جو

مگر ان پر ترک کفر کی وجہ سے اللہ نے پھٹکار کر دی ہے وہ ایمان نہیں لانے کے مگر تھوڑا سا ول۹ کتاب والو (یہودیو)

منزل ۱

ول۱ شراب کی مذمت اور قباحت کے سلسلے میں سب سے پہلے سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۱۹ نازل ہوئی جس میں شراب کو مضرت رساں قرار دیا۔ اس پر بہت سے مسلمانوں نے شراب چھوڑ دی۔ تاہم بعض لوگ بدستور پیتے رہے۔ اس اثنا میں ایک صحابی نشے کی حالت میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو سورۃ کافرون میں "لَا اَعْبُدُ" کی بجائے "اَعْبُدُ" پڑھا جس سے آیت کے معنی کچھ کے کچھ ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور لوگوں نے نماز کے اوقات میں شراب ترک کر دی تا آنکہ سورۃ مائدہ کی آیت ۹۰-۹۱ نازل ہوئی جس سے شراب قطعی طور پر حرام کر دی گئی۔ (ابن کثیر) بعض علماء نے یہاں "وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى" (جمع سکران) سے نیند کا غلبہ مراد لیا ہے اور اس کے مناسب صحیح بخاری کی وہ حدیث ذکر کی جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کی حالت میں نماز سے منع فرمایا کہ معلوم نہیں کیا پڑھے اور کیا نہ پڑھے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے نشہ شراب مراد ہے۔ یہی قول جمہور صحابہ وتابعینؒ کا ہے اور تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت شراب نوشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (کبیر، ابن کثیر)

ول۲ "مگر راہ چلتے ہوئے" یعنی سفر میں کہ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔ (موضح) لیکن اس تفسیر کی بنا پر سفر کے ذکر میں تکرار لازم آتی ہے۔ بنا بریں اکثر سلفؒ نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ جنابت کی حالت میں "الصلوٰۃ" یعنی مواضع صلوٰۃ (مسجدوں) میں نہ جاؤ۔ ہاں اگر مسجد سے گزرنا پڑے تو اضطراری صورت میں گزر سکتے ہو (ٹھہر نہیں سکتے) ابن جریر نے اس کو راجح قرار دیا ہے پس یہاں مضاف محذوف ہے "ای لا تقربوا مواضع الصلوٰۃ" (جامع البیان۔ ابن جریر) اور یہی جمہور علما کا مسلک ہے کہ جنبی یا حائضہ کے لئے مرور جائز ہے ٹھہرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "میں جنبی اور حائض عورت کے لئے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔" ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے۔ مگر امام احمد بن حنبل وضو کے بعد جنبی کے لئے مسجد میں ٹھہرنا جائز قرار دیتے ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام کا یہی عمل تھا۔ (ابن کثیر بحوالہ سنن سعید بن منصور) مستند روایتوں میں ہے کہ بعض صحابہؓ کے گھر مسجد کی طرف اس طرح کھلتے تھے کہ بغیر مسجد سے گزرے وہ مسجد سے باہر نہیں آ سکتے تھے اور گھر میں غسل کیلئے پانی نہیں ہوتا تھا۔ جنابت کی حالت میں یہ مرور ان پر شاق گزرتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

ول۳ سفر سے مراد مطلق سفر ہے۔ اکثر علما کے نزدیک مسافت قصر شرط نہیں۔ اور "جائے ضرور سے لوٹے" کے تحت ہر وہ چیز آ جاتی ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ عورتوں کو چھونے سے مراد (راجح مسلک کی بنا پر) جماع ہے۔ ورنہ مطلق چھونا ناقض وضو نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں گھر میں لیٹی ہوتی۔ آنحضرتؐ نفل نماز پڑھتے تو سجدہ کے وقت اپنے ہاتھ سے میرے پاؤں سامنے سے ہٹا دیتے۔ (صحیحین) "صعیدا طیبا" سے مراد پاک مٹی ہے مطلق جنس ارض نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے: وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا "کہ زمین کی مٹی خاص طور پر ہمارے لئے صحو بنائی گئی ہے۔"

ول۴ تیمم کے سلسلہ میں بعض احادیث میں ہے کہ مٹی پر دو مرتبہ ہاتھ مارے۔ پہلی مرتبہ اس سے چہرے کا مسح کرے اور دوسری مرتبہ کہنیوں تک ہاتھوں کا۔ مگر ان دو ضرب والی روایات میں ضعف پایا جاتا ہے۔ صحیح ترین روایت حضرت عمارؓ کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ کہ تیمم کے لئے صرف ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارا جائے اور پھر چہرے اور کلائی تک ہاتھوں پر مسح کر لیا جائے۔ امام مالکؒ، امام احمدؒ اور محدثینؒ اسی مسلک کے قائل ہیں۔ (نیل)

ول۵ یعنی یہود خود گمراہ ہیں اور تم کو بھی بہکانا چاہتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ول۶ اوپر کی آیت میں بیان فرمایا کہ وہ گمراہی مول لیتے ہیں۔ اب اس آیت میں چند امور کے ساتھ اس گمراہی کی تشریح فرمائی اور ان کو "اوتوا نصیبًا من الکتاب" اس لئے فرمایا کہ انہوں نے تورات میں موسیٰ علیہ السلام کی نبوت تو معلوم کر لی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ادراک نہ کر سکے۔ (کبیر) یعنی تورات کے احکام میں تحریف کرتے ہیں (دیکھئے سورۃ مائدہ: ۱۳: ۴۱) سورۃ مائدہ میں من بعد مواضعہ ہے یعنی تحریف لفظی کرتے ہیں اور ان الفاظ کو تورات سے نکال ڈالتے ہیں مثلاً یہاں "عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" سے مراد تحریف معنوی ہے یعنی تاویلات فاسدہ سے کام لیتے ہیں جیسے حضرت ابراہیمؑ کی اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی کے بیان میں اکلوتے بیٹے کی بجائے حضرت اسحٰقؑ کو بنا دیا ہے۔ (کبیر، شوکانی) ہمارے زمانے میں بھی تمام بدعتیوں کا شیوہ ہو گیا ہے کہ جو آیت یا حدیث امام مجتہد یا پیر و مرشد کے قول کے خلاف نظر آتی ہے اس کی تاویل کرتے ہیں اور خدا و رسولؐ سے نہیں شرماتے کہ پیر و مرشد اور امام مجتہد تو معصوم نہ تھے بخلاف پیغمبرؐ کے کہ ان سے خطا نہیں ہو سکتی۔ (وحیدی)

ول۷ یعنی زبان کو توڑ مروڑ کے رَاعِنَا کہتے ہیں جو کلمہ شتم ہے (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۰۴) ان کی ایک گمراہی یہ بھی ہے کہ جب آنحضرتؐ سے کوئی حکم سنتے ہیں تو ظاہر میں "سَمِعْنَا" کہتے ہیں مگر ساتھ ہی فرط عناد کی بنا پر "عَصَيْنَا" (نہ مانا) بھی کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرتؐ کو خطاب کرتے تو کہتے "سنو تم کو کوئی نہ سنائے"۔ ظاہر میں یہ نیک دعا ہے کہ تم ہمیشہ غالب رہو، کوئی تم کو بری بات نہ سنا سکے اور دل میں نیت رکھتے کہ تو بہرا ہو جائے ایسی شرارت کرتے۔ (کبیر، ابن کثیر)

ول۸ یعنی یہ سب حرکتیں کرتے ہیں اور پھر دین میں طعن کی غرض سے کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب معلوم کر لیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے خبث کو ظاہر فرما دیا اور وہی طعن الٹا آنحضرتؐ کی صدق نبوت کیلئے دلیل قاطع بن گیا۔ (کبیر)

ول۹ یعنی اگر یہ اس قسم کی حرکات اور طعن کی بجائے ایسے کلمات استعمال کرتے جن میں شرارت کی آمیزش نہیں ہو سکتی اور اخلاص سے پیش آتے مثلاً عصینا کی بجائے "اَطَعْنَا" کہتے اور "غیر مسمع" کی بجائے "انظرنا" تو ان کے حق میں بہتر ہوتا مگر افسوس ہے کہ یہ بہت ہی تھوڑے احکام پر ایمان رکھتے ہیں پس قلیلًا یہاں مصدر محذوف "ایمانا" کی صفت ہے۔

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

دیئے گئے کتاب ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہم نے سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ تمہارے ہے پہلے اس سے کہ مٹا ڈالیں ہم

ہم نے جو اُتارا (قرآن) اس پر ایمان لاؤ وہ سچ بتاتا ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کو) اس سے پہلے کہ ہم منہ کو میٹ کر

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ

مونہوں کو پس پھیر دیں ان کو اوپر پیٹھ ان کی کے یا لعنت کریں ان کو جیسا کہ لعنت کیا ہم نے ہفتے والوں کو اور ہے

گدی کی طرح (صاف وسپاٹ) کر دیں یا ان پر پھٹکار کریں جیسے ہفتے والوں پر پھٹکار کی تھی ف۱ اور خدا کا حکم تو ہو کر

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

کام اللہ تعالیٰ کا کیا گیا تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جاوے ساتھ اس کے اور بخشتا ہے سوائے اس کے واسطے جس کے

رہے گا (وہ کسی کے روکے رکنے والا نہیں) بے شک اللہ شرک کو تو بخشنے والا نہیں اور شرک کے سوا (جو گناہ ہیں) جس کو چاہے بخش دے (اور

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

چاہتا ہے اور جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق باندھ لیا اس نے گناہ بڑا کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی

جس کو چاہے نہ بخشے عذاب کرے ف۲) اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بڑا گناہ باندھا ف۳ (اے پیغمبر) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا

يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ

کہ پاک کہتے ہیں جانوں اپنی کو بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نہ ظلم کئے جاویں گے ایک تاگے برابر دیکھ

جو اپنے تئیں آپ پاک (اور مقدس) کہتے ہیں یہ سب غلط ہے، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک (اور مقدس) کرتا ہے اور ایک تاگے ف۴ برابر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

کیونکر باندھتے ہیں اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ اور کفایت ہے اس کو یہی گناہ ظاہر کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی

(اے پیغمبر) دیکھ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اور یہی (یعنی یہ جھوٹ) کھلا گناہ ہونے کے لیے بس کرتا ہے (اے پیغمبر) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں

اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ

جو دیئے گئے ہیں ایک حصہ کتاب سے یقین لاتے ہیں ساتھ بتوں کے اور شیطان کے اور کہتے ہیں واسطے ان لوگوں کے

دیکھا (کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی یہودی) جن کو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کا ایک حصہ ملا وہ بت اور شیطان کو ماننے لگے ف۵ اور کافروں (مکہ کے مشرکوں) کو کہتے

كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ

کہ کافر ہوئے یہ لوگ بہت پہنچے ہوئے ہیں راہ ان لوگوں کی سے کہ ایمان لائے راہ کر یہ لوگ وہ ہیں کہ لعنت کی ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے

ہیں کہ مسلمانوں سے تو یہ زیادہ ٹھیک راہ پر ہیں ف۶ ان ہی لوگوں پر اللہ نے پھٹکار کی ہے

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ ط اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا

اور جس کو لعنت کرے اللہ پس ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے اس کے مددینے والا کیا واسطے ان کے حصہ ہے بادشاہی سے پس اس وقت نہ

اور جس کو اللہ پھٹکارے اس کا کوئی مددگار تو نہ پائے گا (جو اس کو عذاب سے بچائے) بھلا ان کے پاس سلطنت کا کوئی حصہ ہے اگر ہو تو لوگوں کو

يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ لا اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

دیں گے وہ لوگوں کو کھجور کی شگاف برابر کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اوپر اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے فضل اپنے

کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی نہ دیں ف۷ یا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لوگوں کو دیا (قرآن شریف اور نبوت اور حکومت اور دشمنوں پر غلبہ)

ف۱ یہود کی شرارتوں کو بیان کرنے کے بعد اب اس آیت میں ان کو ایمان کی دعوت دی اور ہٹ دھرمی کی بنا پر احکام خداوندی بجا نہ لانے پر وعید سنائی۔ کیونکہ یہود عالم تھے اور علم و معرفت کے باوجود ہٹ دھرمی سے کام لے رہے تھے۔ (کبیر) اس وعید کا تعلق یا تو قیامت کے دن سے ہے یا دنیا میں چہرہ کو مسخ کر دینا مراد ہے اور اصحاب سبت جیسی لعنت سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ان کو بندر، خنزیر بنا دیا تھا انہیں بھی ویسا ہی بنا دیا جائے۔ "اصحاب سبت" کے قصہ کیلئے دیکھئے سورۃ اعراف آیت ۱۶۳۔ ف۲ یہود کو تہدید و وعید فرمانے کے بعد اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ یہ تہدید شرک و کفر کی وجہ سے ہے ورنہ دوسرے گناہ تو قابل عفو و مغفرت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہیں۔ جسے چاہے اللہ تعالیٰ معاف فرما سکتے ہیں۔ (کبیر) یہود و نصاریٰ کی طرح نام کے مسلمان جو شرک میں گرفتار ہیں، اولیاء اللہ کے نام کا روزہ رکھتے ہیں، ان کی قبروں کو پوجتے ہیں، ان کے نام پر جانور کاٹتے اور ان کی منتیں مانتے ہیں، اُٹھتے بیٹھتے ان کو پکارتے ہیں وہ بھی مشرکوں کے حکم میں آتے ہیں۔ (وحیدی)

ف۳ یعنی ناقابلِ عفو گناہ کا ارتکاب کیا۔ (مزید دیکھئے سورۃ لقمان: ۱۳)

ف۴ فتیل دراصل اس پتلے سے دھاگے کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی کے کٹاؤ پر نظر آتا ہے۔ یہ محاورہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا۔ (ابن جریر) یہود اپنے آپ کو مقدس و معصوم سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور محبوب ہونے کا دعوےٰ کرتے۔ ان کی تردید فرمائی کہ کسی کو پاکباز انسان قرار دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اپنی تعریف آپ کرنا انسان کیلئے مہلک ہے۔ حدیث میں ہے: اِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ فَاِنَّهُ الذَّبْحُ۔ کہ خود پسندی اور اپنی تعریف سے بچو۔ یہ تو اپنے آپ کو ذبح کرنے دینے کے مترادف ہے۔ نیز حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا: "مجھے تم سے جس چیز کے متعلق سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ اپنی ہی رائے کو پسند کرنا ہے۔" (ابن کثیر)

ف۵ "اَلْجِبْت"، بُت کو کہتے ہیں اور جادوگر، کاہن، ٹونے، ٹوٹکے اور اس قسم کی سب چیزیں الجبت میں داخل ہیں۔ حدیث میں ہے: "اَلطِّيَرَةُ وَالْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ" شگون لینا، پرندوں کو اُڑا کر اور زمین پر لکیریں کھینچ کر فال گیری کرنا "جبت" میں شامل ہیں۔ اور "الطاغوت" سے مراد شیطان ہے اور ہر وہ شخص جو معاصی کی دعوت دے اس پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ عرب میں بتوں کے ترجمان ہوتے تھے جو ان کی زبان سے جھوٹ نقل کرتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ان کو طاغوت کہا جاتا تھا۔ (کبیر)

ف۶ یہودیوں کی آنحضرتؐ سے مخالفت ہوئی تو انہوں نے مشرکین مکہ سے رابطہ قائم کر لیا اور ان سے کہنے لگے کہ تمہارا دین مسلمانوں سے بہتر ہے۔ یہ سب کچھ اس حسد کی وجہ سے تھا کہ نبوت اور ریاست دینی ہمارے سوا دوسروں کو کیوں مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کو الزام دیا۔ تفسیر معالم میں ہے کہ یہ یہودی کعب بن اشرف وغیرہ تھے جو غزوۂ احد کے بعد مکہ مکرمہ گئے اور مشرکین کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ان کے بتوں کو بھی سجدہ کر گزرے۔

ف۷ اوپر کی آیت میں یہود کی جہالت بیان کی کہ وہ بتوں کی پوجا کو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے بخل اور حسد کو بیان فرمایا۔ (کبیر) بخل تو یہ ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے کسی کو دی ہو دوسروں سے اسے روک لینا۔ اور حسد یہ ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو دی ہے اس پر جلے بھُنے اور آرزو کرے کہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ پس حسد اور بخل دونوں میں یہ بات قدرِ مشترک ہے کہ دوسروں سے نعمت کو روکنا اور یہ گوارا نہ کرنا کہ اپنی ذات کے سوا دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔ (کبیر، قرطبی) یہود میں یہ دونوں صفتیں اتم اور اکمل طور پر پائی جاتی تھیں۔ قرآن نے یہ بتایا کہ یہ مسلمانوں پر حسد کرتے ہیں اور ان کے بخل کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ملک و سلطنت میں ان کو اختیار ہوتا تو کسی کو "تل برابر" بھی کچھ نہ دیتے۔ "نقیر" دراصل اس نقطہ کو کہتے ہیں جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے اور یہ قلت ضرب المثل ہے۔

ف مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے اسحاقؑ کی اولاد میں مدت دراز تک نبوت اور بادشاہی رہی ہے اور حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور دوسرے اولوالعزم پیغمبر ہوگزرے ہیں۔ اب بنو اسمٰعیلؑ میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرما دیا گیا ہے تو کیوں حسد کر رہے ہیں۔ یہاں "مِنْ فَضْلِهٖ" سے مراد نبوت اور دین و دنیا کی وہ عزت مراد ہے جو نبوت کی برکت سے حاصل ہوتی۔ "الکتاب" سے مراد کتاب الٰہی اور "الحکمت" سے اس کا فہم اور اس پر عمل مراد ہے اور "مُلْکًا عَظِیْمًا" سے مراد سلطنت اور غلبہ و اقتدار ہے۔ (رازی۔ ابن کثیر)

ف۲ "اٰمن بہٖ" میں "بہٖ" کی ضمیر ابتلاء کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے جو "اٰتینا" سے مفہوم ہوتا ہے یعنی بعض تو اس ایتاء انعام پر ایمان لے آئے اور بعض نے اعراض کیا اور لوگوں کو بھی روکنے کی کوشش کی۔ لہٰذا آپؐ ان کے کفر سے دلگیر نہ ہوں۔ (ابن کثیر) اور اگر اس ضمیر کا مرجع آنحضرتؐ کو مانا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ یہ سب کچھ دیکھ لینے کے باوجود یہود میں سے کچھ لوگ تو آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے لیکن اکثر نہ صرف خود ایمان نہیں لائے بلکہ جو ایمان لانا چاہتے ہیں انہیں بھی روکنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی سزا کے لئے جہنم کافی ہے۔ (فتح القدیر۔ کبیر)

فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ

پس تحقیق دی ہم نے اولاد ابراہیم کی کو کتاب اور حکمت اور دی ہم نے ان کو بادشاہی بڑی پس بعض ان میں سے

اس پر جلتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) ہم نے ابراہیم کی اولاد (داؤدؑ اور سلیمانؑ) کو کتاب اور پیغمبری دی تھی اور ہم نے ان کو بڑی سلطنت بھی دی تھی ف۱ پھر ان میں سے

مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

وہ شخص ہے کہ ایمان لایا ساتھ اس کے اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ باز رہا اس سے اور کفایت ہے دوزخ جلانے والا تحقیق جو لوگ ف۲ کہ

(یعنی یہود میں سے یا ابراہیم کی اولاد میں سے) کوئی تو اس پر ایمان لایا اور کوئی رک رہا اس سے (ایمان لانے سے یا لوگوں کو اس نے روک دیا ایمان لانے سے) اس

كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا

کافر ہوئے ساتھ نشانیوں ہماری کے البتہ داخل کریں گے ہم ان کو آگ میں جب گل جاویں گے چمڑے ان کے بدل دیویں گے ہم ان کو چمڑے

کو دوزخ کی دہکتی آگ بس کرتی ہے جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا ان کو ہم آگ میں ڈالیں گے ہر بار جب ان کی کھال گل جائے گی تو ہم ان پر دوسری

غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

سوائے ان کے تو کہ چکھیں عذاب تحقیق اللہ ہے غالب حکمت والا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور

کھالیں چڑھائیں گے اس لئے کہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں بے شک اللہ تعالےٰ زبردست ہے حکمت والا ف۳ اور جو لوگ (سب کتابوں اور سب پیغمبروں

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ

کام کئے اچھے البتہ داخل کریں گے ہم ان کو بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے

پر) ایمان لائے (ہماری کسی آیت کا انکار نہیں کیا) اور نیک کام کیے ان کو ہم باغوں میں لے جائیں گے جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ

اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ

ہمیشہ واسطے ان کے ہیں بیچ ان کے بی بیاں پاک کی ہوئیں اور داخل کریں گے ان کو چھاؤں سایہ دار میں تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ

ان میں رہیں گے ان کو صاف ستھری بی بیاں ملیں گی (نہ ان کو حیض آئے گا نہ نفاس) اور ہم ان کو گھنے ہوئے سایہ میں لے جائیں گے ف۴ (مسلمانو) اللہ تم کو حکم کرتا ہے

تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ

پہنچا دو امانتیں طرف صاحبوں ان کے کی اور جب حکم کرو تم درمیان لوگوں کے یہ کہ حکم کرو ساتھ انصاف کے

کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ اور جب لوگوں کا (مقدمہ) فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۵۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا

تحقیق اللہ خوب ہے وہ جو نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے تحقیق اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو

اللہ تعالےٰ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ تعالےٰ سنتا دیکھتا ہے ف۵ مسلمانو اللہ تعالےٰ کا

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ

فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور صاحبوں حکم کے کا تم میں سے پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے

حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور حکومت والوں کا جو تم میں سے ہوں ف۶ پھر اگر تم (اور حاکم وقت) کسی بات میں جھگڑا

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ

پس پھیر دو اس کو طرف اللہ کی اور رسول کی اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ

کرو تو اس کو اللہ تعالےٰ اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم کو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان ہے ف۷ یہ تمہارے حق میں) بہتر

ف۳ یہاں بتایا کہ یہ سزا صرف اہل کتاب کے ایک گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ سب کفار کو ملے گی۔ (کبیر) "بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا" سے اہل جہنم کے عذاب کی سختی بیان کرنی مقصود ہے بعض آثار و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دن میں سینکڑوں مرتبہ چمڑوں کی یہ حالت تبدیل ہوگی اور ان کے چمڑے ستر گز موٹے ہوں گے اور ایک جہنمی کی ڈاڑھ احد کے مثل ہوگی۔ اس طرح ان کو دائمی عذاب ہوتا رہے گا۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۴ قرآن پاک میں عموماً وعدہ اور وعید کو ایک ساتھ بیان فرمایا گیا ہے اور اس اسلوب کی وجہ سے قرآن کو کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا فرمایا ہے اور وعظ و تذکیر کا یہ مؤثر ترین انداز ہے۔ آیت سے بعض نے سمجھا ہے کہ عمل صالح ایمان کا غیر ہے کیونکہ یہ دونوں عطف کے ساتھ مذکور ہیں مگر قرآن نے متعدد آیات میں عمل صالح پر زور دینے کے لئے عمل صالح کو الگ عطف سے ساتھ بیان کر دیا ہے ورنہ یہ بھی ایمان میں داخل ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) آیت میں "ظِلًّا ظَلِیْلًا" (گھنے سائے) نہایت درجہ کی راحت سے کنایہ ہے۔ (کبیر) "گھنے سائے" کی تفسیر میں امام ابن جریرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو برس تک چلے گا۔ پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا وہ ہمیشگی کا درخت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ درمیان میں کفار کے احوال اور ان کے حق میں وعید کا ذکر آگیا تھا اب دوبارہ سلسلۂ احکام کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ یہود امانت میں خیانت کرتے اور فیصلہ میں رشوت لے کر جوا کرتے۔ مسلمانوں کو ان باتوں سے دور رہنے کا حکم دیا۔ یہاں امانت سے مراد گو ہر قسم کی امانت ہے اس کا تعلق مذہب و دیانت سے ہو یا دنیاوی معاملات سے لیکن یہود کتمان حق کر کے امانت علمی میں خیانت کے مرتکب تھے بعض روایات میں ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ الحجبی سے کعبہ کی کنجی لے لی۔ اس پر جبریلؑ نازل ہوئے اور کنجی واپس کر دینے کا حکم دیا۔ (ابن جریر) آیت میں ہر قسم کے ذمہ کو اس کے اہل کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔ نیز حکم دیا ہے کہ ہر قسم کے فیصلوں میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھا جائے۔ صحیحین کی ایک روایت میں خیانت در امانت کو نفاق کی ایک خصلت قرار دیا ہے۔ نیز آپؐ کا ارشاد ہے کہ جب تک حاکم بے انصافی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رہتا ہے لیکن جب وہ بے انصافی پر اتر آتا ہے تو اللہ اسے اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور ایک اثر میں ہے کہ ایک دن عدل کرنا چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ موضح کا ترجمہ اور فائدہ یہ ہے "اُولِی الْاَمْرِ۔ اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور جو کسی کام پر مقرر ہو اس کے حکم پر چلنا ضرور ہے جب تک وہ خلاف خدا اور رسولؐ حکم نہ کرے اگر صریح خلاف کرے تو وہ حکم نہ مانئے۔" ایک امیر کی اطاعت کے سلسلہ میں آپؐ نے فرمایا: "اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ" کہ امیر کی اطاعت صرف معروف یعنی نیکی میں ہے۔ (ابن کثیر۔ بحوالہ صحیحین)

ف۷ اس آیت میں ایک نہایت اہم حکم دیا ہے یعنی باہمی نزاع کی صورت میں اللہ و رسولؐ کی طرف رجوع ہونا شرط ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو قرآن کی اتباع ہے اور رسول اللہ کی اطاعت ہے۔ آپؐ کی زندگی کے بعد۔ آپؐ کی سنت کی اطاعت ہے اور یہ اطاعتیں مستقل ہیں اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی اسلامی قانون کا مستقل ماخذ ہے۔ حضرت نواب صاحب لکھتے ہیں: "اس آیت سے مقلدین دلیل لیتے ہیں تقلید کے واجب ہونے پر لیکن یہ دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ ولی الامر سے بادشاہ اور حکام مراد ہیں۔ (دیکھئے فوائد موضح) لیکن اگر سلفؒ سے یہ منقول ہے کہ علمائے دین مراد ہیں تو اس میں اول تو کسی عالم کی تخصیص نہیں ہے۔ دوسرے بغرض تسلیم عالم کی تقلید کا حکم اسی وقت تک ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث کے موافق ہو پھر خود ائمہ اربعہؒ نے اپنی تقلید سے منع فرمایا ہے اور قرآن نے حکم دیا ہے کہ ائمہ کی اتباع میں جھگڑا ہو تو اللہ و رسولؐ کی طرف رجوع ہونا چاہیئے۔ (ترجمان)

خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ

بہتر ہے اور اچھا جزا میں کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں ساتھ اس چیز کے اتاری گئی

ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے ف (اے پیغمبر) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو منہ سے کہتے ہیں وہ ایمان لائے اور اس پر جو اترا

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ

بے طرف تیری اور جو کچھ کہ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے ارادہ کرتے ہیں یہ کہ حکم لے جاویں طرف سرکش کی اور تحقیق

تجھ پر (یعنی قرآن پر) اور جو اترا تجھ سے پہلے (اور پیغمبروں پر) باوجود اس کے، وہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ شیطان کے پاس لے جائیں اور ان کو

اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا

حکم کیے گئے ہیں یہ کہ کفر کریں ساتھ اس کے اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ گمراہ کرے ان کو گمراہی دور اور جب

حکم ہو چکا ہے کہ شیطان کی بات نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر دور پھینک دے ف۲ اور جب

قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ

کہا جاتا ہے واسطے ان کے آؤ طرف اس چیز کی کہ اتاری ہے اللہ نے اور طرف رسول کی دیکھتا ہے تو منافقوں کو کہ ہٹ رہتے ہیں

ان سے کہا جاتا ہے اس طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے اتارا اور رسول کی طرف (یعنی اللہ اور رسول کا حکم مانو انہی کے حکم سے اپنا جھگڑا فیصلہ کرو) تو منافقوں کو دیکھتا ہے

عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ

تجھ سے ہٹ رہنے کر پس کیونکر ہوگا جب پہنچے گی ان کو مصیبت بسبب اس کے جو آگے بھیجا ہے ہاتھوں ان کے نے پھر

تجھ سے رک کر منہ پھیر لیتے ہیں پھر اس وقت ان کا کیا حال ہوگا (کیسے ذلیل اور خوار ہوں گے) جب انہی کے کاموں کی سزا میں ان پر کوئی مصیبت آن

جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

آئے ہیں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے کہ نہ چاہا تھا ہم نے مگر احسان یعنی بھلائی اور موافقت کرنی یہ لوگ ہیں کہ

پڑے گی اور اللہ کی قسم کھاتے ہوئے تیرے پاس آئیں گے کہ ہم (جو دوسروں کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے تھے) تو صرف سلوک اور میل جول چاہتے تھے ف۳ یہی

يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

جانتا ہے اللہ جو کچھ بیچ دلوں ان کے کے ہے پس منہ پھیرے ان سے اور نصیحت کر ان کو اور کہہ واسطے ان کے بیچ دلوں ان کے کے

ہیں وہ لوگ جن کے دلوں کی باتیں اللہ جانتا ہے تو ان سے درگزر کر (یعنی ان کو سزا مت دے خاموش ہو جا) اور ان کو سمجھا دے اور ایسی بات کہہ جو ان

قَوْلًا ۢ بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ

بات اثر کرنے والی اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر واسطے اس کے کہ فرمانبرداری کیا جاوے ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور اگر یہ لوگ جس وقت

کے دل پر چوٹ لگائے ف۴ اور ہم نے جو رسول بھیجا وہ اسی لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کا کہا مانا جائے ف۵ اور اگر یہ لوگ جس وقت انہوں نے قصور

ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

کہ ظلم کرتے ہیں جانوں اپنی کو آویں تیرے پاس پس بخشش مانگیں اللہ سے اور بخشش مانگے واسطے ان کے رسول البتہ پاویں گے اللہ تعالیٰ کو

کیا تھا تیرے پاس آن کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور پیغمبر بھی (یعنی تو بھی) ان کے لیے معافی چاہتا تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا معاف کرنے والا

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

پھر آنے والا مہربان پس قسم ہے پروردگار تیرے کی نہیں ایمان لاویں گے یہاں تک کہ حاکم بنا دیں تجھ کو بیچ اس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان ان کے

مہربان پاتے ف۶ (اے پیغمبر) تیرے پروردگار کی قسم (اللہ تعالیٰ خود اپنی قسم کھاتا ہے) وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ سے

ف اگر دو مسلمان جھگڑتے ہیں ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کریں۔ دوسرے نے کہا میں شرع کو کچھ نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہیں، وہ بے شک کافر ہوا۔ (موضح) ف۲ اوپر کی آیتوں میں تمام مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اب یہاں فرمایا کہ منافق ہمیشہ رسول کی نافرمانی کرتے ہیں اور کبھی آنحضرت کے فیصلے و حکم پر راضی نہیں ہوتے۔ (رازی) اس حد تک تو جملہ مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیات بعض منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور ربط ہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں سے کسی منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ تاہم اس کے تحت مختلف اسباب نزول مذکور ہیں۔ (رازی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ معتب بن قشیر اور رافع بن زید منافق تھے ان میں اور انکے قبیلے کے چند مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا مسلمانوں نے ان سے کہا چلو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کراتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں جاہلی کاہنوں کے پاس چلتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح البیان) گو اس کی شان نزول خاص ہے مگر آیت میں ہر اس مسلمان کی مذمت ہے جو کتاب و سنت کو چھوڑ کر دوسرے باطل طریقے سے فیصلہ کروانے کی کوشش کرے اور اسی کا نام طاغوت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ آیت کا پہلا حصہ بلا تخصیص ہے اور ثُمَّ جَآءُوْكَ سے جو آیت ہے اس کے ساتھ موجود ہے۔ ان آیات کی دوسری شان نزول یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ مدینے میں ایک یہودی اور ایک مسلمان (منافق) کی کسی معاملے میں نزاع ہو گئی۔ یہودی کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق فیصلہ کریں گے اور رعایت سے کام نہیں لیں گے۔ اس لئے منافق سے کہا کہ چلو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فیصلہ کروا لیں۔ منافق نے کہا کہ یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کے پاس چلیں۔ آخر دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان سن کر یہودی کو سچا قرار دیا۔ منافق نے باہر آ کر کہا کہ اچھا اب عمرؓ کے پاس چلیں۔ یہ آنحضرت کے سامنے سے بھی فیصلے کرتے تھے۔ منافق نے غالباً یہ خیال کیا ہوگا کہ حضرت عمرؓ حمیتِ مذہبی کے باعث یہودی کے مقابلے میں اس کی رعایت کرینگے چنانچہ وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے سارا ماجرا کہہ سنایا کہ حضرتؐ کے پاس سے آئے ہیں اور انہوں نے مجھے سچا قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا "جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ پسند نہ کرے اس کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے۔" منافق کے ورثا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت عمرؓ پر قتل کا دعوی کر دیا اور قسمیں کھانے لگے کہ حضرت عمرؓ کے پاس تو اس لئے گئے تھے کہ شاید باہم صلح کرا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ یقین نہیں کر سکتا کہ عمرؓ کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دیں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو بتایا کہ عمرؓ نے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اس روز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو "فاروق" کا لقب عطا فرمایا۔ (قرطبی۔ فتح الباری باب سکر الانہار) اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ قصہ معالم اور ابن کثیر میں بھی مذکور ہے مگر ابن کثیر میں فاروق کی وجہ تسمیہ والا حصہ ساقط ہے۔ (م۔ ع)

ف۴ یعنی ان منافقوں کے دل کا چور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے۔ تم کو معلوم نہیں تم ان سے ظاہری معاملہ درگزر کا رکھو اور انکو دلپذیر نصیحت کرتے رہو۔ شاید کسی کے دل میں کوئی بات اتر جائے۔ (ابن کثیر)

ف۵ اطاعتِ رسول کی دوبارہ ترغیب دی ہے۔ (رازی) یعنی اللہ کے رسول دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ جمیع امور میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و اعانت سے ان کی اطاعت کی جائے۔ معلوم ہوا کہ ہر رسول صاحب شریعت ہوتا ہے۔ (ابن کثیر۔ رازی)

ف۶ جب ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے فیصلے سے انحراف کر کے معصیت کا ارتکاب کیا ہے تو ان کو چاہیئے تھا کہ بجائے حیلہ بازیوں اور سخن سازیوں کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے لئے مغفرت کی دعا کرواتے، اگر ایسا کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتا اور ان پر رحم کرتا۔ (تنبیہ) اس جگہ حافظ ابن کثیر نے ایک بدوی کی حکایت نقل کر دی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے پاس آ کر یہ آیت پڑھتے ہوئے کہا کہ یا حضرتؐ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور آپؐ کو شفیع بناتا ہوں۔ اس پر قبر انور کے پاس بیٹھنے والے ایک شخص نے کہا۔ خواب میں آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس بدوی کو بخش دیا گیا۔ لیکن یہ ایک حکایت ہے جو آیت کی مناسبت سے درج کر دی ہے، یہ آیت کی تفسیر یا حدیث نہیں ہے۔ الصارم المنکی (ص ۲۳۸) میں لکھا ہے کہ اس حکایت کی سند نہایت کمزور ہے۔ آیت سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی حیاتِ مبارکہ میں آپؐ سے دعائے مغفرت کرائی جا سکتی تھی مگر آپؐ کی وفات کے بعد قبر مبارک سے استشفاع پر استدلال کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ (ترجمان نواب)

ف۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے فیصلہ کے خلاف دل میں ذرہ بھر بھی تنگی اور ناپسندیدگی محسوس کی جائے تو یہ ایمان کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس میرے لائے ہوئے طریقہ کے تابع نہ ہو جائے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت پہلے قصے کے ساتھ ہی متعلق ہے، اور بعض نے لکھا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری کے درمیان "شراج حرۃ" کے پانی کے بارے میں نزاع ہو گئی۔ آنحضرتؐ نے حضرت زبیرؓ سے رعایت کی سفارش کی اور فرمایا، اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو۔ اس پر انصاری نے کہا: "یہ اس لئے کہ زبیرؓ تمہارے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔" مطلب یہ تھا کہ اس رشتے کی رعایت کی ہے۔ اس پر آنحضرتؐ کو تکلیف محسوس ہوئی اور فرمایا کہ زبیرؓ! اپنے باغ کو اتنا پانی دو کہ دیواروں تک چڑھ آئے پھر اس کے لئے چھوڑ دو۔ اس پر انصاری اور زیادہ تلملایا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری تفسیر و کتاب الشرب) معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کا ہر فیصلہ تنقید سے بالا ہے اور ہر حاکمِ وقت کے فیصلے سے بلند ہے اور یہ اس لئے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ (م-ع)

ف۲ اس آیت کا تعلق بھی منافقین سے ہے اور اس میں ان کو اخلاص اور ترکِ نفاق کی ترغیب دی گئی ہے۔ (رازی) یعنی چاہیے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں جان سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔ (مگر یہ ایسے ہیں کہ) اگر کہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنی جانیں ہلاک کر ڈالنے یا اپنے گھر چھوڑ دینے کا حکم دے دیتا تو یہ اس کو کب بجا لانے والے تھے جو حکم ہم نے انہیں دیئے ہیں وہ نہایت آسان اور ان کی خیر خواہی کے لئے آسان اور محض ان کی خیر خواہی کے لئے ہیں نصیحت مانیں اور ان احکام پر چلیں نفاق جاتا رہے گا ایمان کامل نصیب ہو گا۔ اس امر کو غنیمت سمجھیں۔ (از موضح) فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام چونکہ وعد و وعید ترغیب و ترہیب اور ثواب و عقاب سے متعلق ہیں۔ اس لئے ان کو لفظ "وعظ" سے تعبیر فرمایا ہے۔ (رازی)

ف۳ "صدیق" یہ صدق سے مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جو جملہ امورِ دین کی تصدیق کرنے والا ہو اور کبھی کسی معاملہ میں خلجان اور شک اس کے دل میں پیدا نہ ہو، یا وہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں سبقت کرنے کی وجہ سے دوسروں کے لئے اسوہ بنے۔ اس اعتبار سے اس امت کے صدیق حضرت ابوبکرؓ ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ دوسرے افاضل صحابہؓ کے لئے نمونہ بنے ہیں۔ حضرت علیؓ بھی اول مسلمانوں میں شمار ہوتے ہیں مگر چھوٹے بچے ہونے کی وجہ سے دوسروں کے لئے نمونہ نہیں بن سکے۔ چونکہ نبی کے بعد صدیق کا درجہ ہے اس لئے علماءِ اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرتؐ کے بعد سب سے افضل ہیں۔ شہداء یہ شہید کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جان دی اور امتِ محمدیہ کو بھی شہداء ہونے کا شرف حاصل ہے اور صالحین سے مراد وہ لوگ ہیں جو عقیدہ و عمل کے اعتبار سے ہر قسم کے فساد سے محفوظ رہے۔ (رازی) مجموعہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ صحابہؓ کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ جنت میں آنحضرتؐ کی رفاقت حاصل ہو جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ صحیح مسلم میں ربیعہ بن کعب سلمیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ جنت میں آپؐ کا ساتھ نصیب ہو۔ آپؐ نے فرمایا: "کثرتِ سجود (کثرتِ نوافل) سے میری مدد کرو۔" ترمذی کی ایک حدیث میں ہے: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ کہ امانتدار اور سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔ (ابن کثیر، رازی)

ف۴ یعنی اطاعت و اخلاص پر رفاقت کا یہ درجہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی حالت خوب معلوم ہے۔ (رازی)

ف۵ او پر کی آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اس کی ترغیب کے سلسلہ میں یہی بتایا کہ اطاعت سے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت حاصل ہو گی۔ اب اس آیت میں جہاد کا حکم فرمایا جو سب سے مشکل طاعت ہے اور منافقین کے بارے میں بحث شروع کر دی۔ (رازی)

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا

پھر نہ پاویں بیچ جیوں اپنے کے تنگی اس چیز سے کہ حکم کرے تو اور مان لیویں مان لینے کر اور اگر ہم

نہ کرائیں پھر تیرے فیصلے سے ان کے دلوں میں کچھ اداسی نہ ہو اور (خوشی خوشی) مان کر منظور کر لیں ف۱ اور اگر ہم ان کو (یعنی آج منافقوں کو)

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا

لکھ دیتے اوپر ان کے یہ کہ مار ڈالو جانوں اپنی کو یا نکل جاؤ گھروں اپنے سے نہیں کرتے اس کو مگر

حکم دیتے کہ اپنے آپ کو مار ڈالو (جیسے بنی اسرائیل کو بچھڑے پوجنے کی سزا میں دیا تھا) یا اپنے دیس سے نکل جاؤ تو ان لوگوں میں چند لوگ

قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ

تھوڑے ان میں سے اور اگر یہ وہ کریں جو کچھ نصیحت دیئے جاتے ہیں ساتھ اس کے البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے اور زیادہ تر ہوتا

کے سوا کوئی اس پر عمل نہ کرتا اور اگر یہ لوگ (یعنی منافق) جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے (کہ دل و جان سے اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو) اس پر

تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا

ثابت رکھنے میں اور اس وقت البتہ دیتے ہم ان کو اپنے پاس سے ثواب بڑا اور البتہ دکھاتے ہم ان کو راہ

چلتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور دین پر خوب جمے رہتے ف۲ (کیونکہ سچا مسلمان اپنے دین پر ثابت قدم رہتا ہے) اور اس وقت (جب وہ ایسا کرتے) ہم ان کو اپنے پاس سے

مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

سیدھی اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول کی پس یہ لوگ ساتھ ان لوگوں کے ہیں کہ نعمت کی ہے اللہ تعالیٰ نے

جزا ثواب دیتے اور ان کو سیدھی راہ پر ضرور لگا دیتے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول کا کہا مانیں وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ

اوپر ان کے پیغمبروں سے اور صدیقوں سے اور شہیدوں سے اور صالحوں سے اور اچھے ہیں

جن کو اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا یعنی پیغمبر اور صدیق اور شہید اور نیکوں کے ساتھ اور ان لوگوں کا ساتھ

اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یہ لوگ رفیق یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کفایت ہے اللہ جاننے والا اے لوگو جو

اچھا ساتھ ہے ف۳ یہ اللہ کا فضل ہے (کہ کہا ماننے والوں کو بھی بڑے درجے والوں کے ساتھ رکھے گا) اور اللہ کا جاننا بس کرتا ہے ف۴ مسلمانو

اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ

ایمان لائے ہو لو بچاؤ اپنا پس نکلو متفرق یا نکلو اکٹھے اور تحقیق بعضے تم میں سے

اپنا بچاؤ لیے رہو اور جتھے جتھے نکلو یا سب مل کر نکلو ف۵ اور تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے

لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ

البتہ وہ شخص ہے کہ دیر کرتا ہے نکلنے میں پس اگر پہنچ جاتی ہے تم کو مصیبت کہتا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر میرے جس وقت کہ

کہ وہ (جہاد کے لیے نکلنے میں) ضرور دیر کرے گا پھر اگر (اتفاق سے) تم پر کوئی مصیبت آن پڑے (مثلاً زخمی ہو یا مارے جاؤ یا شکست ہو) تو کہے گا اللہ نے مجھ

اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ

نہ ہوا میں ساتھ ان کے حاضر اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے گویا کہ نہ تھی

پر فضل کیا میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا (ورنہ میں بھی مارا جاتا یا زخمی ہوتا) اگر تم پر خدا کا فضل ہو (فتح ہو لوٹ کا مال ملے) تو اس طرح کہے گا جیسے تم میں اور اس میں

ع ۹

ف۱ مراد منافقین ہیں اور ان کو ظاہری اختلاط یا نسب کے اعتبار سے "مِنْكُمْ" کہہ دیا ہے مگر مفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ ان سے مراد ضعیف الایمان مسلمان ہیں۔ پس "مِنْكُمْ" اپنے اصلی معنوں میں ہے۔ (رازی) یعنی ان کو نہ تمہاری فتح کی خوشی ہے اور نہ تمہیں نقصان پہنچنے کا غم۔ انہیں تو صرف اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ فتح اور شکست دونوں حالتوں میں اس قسم کا وطیرہ اختیار کرتے ہیں جیسے بالکل اجنبی ہوتے ہیں اور تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس آیت "كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ" جملہ معترضہ ہے اور "يٰلَيْتَنِيْ" الخ "لَيَقُوْلَنَّ" کا مقولہ ہے۔ (رازی)

تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾

درمیان تمہارے اور درمیان اس کے دوستی اے کاش کے میں ہوتا ساتھ ان کے پس کامیاب ہوتا کامیابی بڑی

کبھی کی) دوستی نہ تھی کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور خوب فائدہ کماتا ف۱

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ

پس چاہیے کہ لڑیں بیچ راہ خدا کے وہ لوگ کہ بیچتے ہیں زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے اور جو کوئی

جو لوگ دنیا کی زندگی کو دے کر آخرت لیتے ہیں ان کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں لڑنا چاہیئے ف۲

يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا

لڑے بیچ راہ خدا کے پس مارا جاوے یا غالب آوے پس البتہ دیں گے ہم اس کو ثواب بڑا اور کیا ہے

اور جو کوئی اللہ کی راہ میں (اس کا بول بالا کرنے کے لیے لڑے (نہ دنیا کے واسطے) پھر وہ (لڑائی میں) مارا جائے یا (دشمنوں پر) غالب ہو (ہر حال میں) ہم اس

لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

تم کو کہ نہ لڑو بیچ راہ خدا کے اور واسطے ناتوانوں کے مردوں سے اور عورتوں سے

کو بڑا ثواب دیں گے ف۳ اور (مسلمانو) تم کو کیا ہوگیا ہے تم اللہ کی راہ میں کافروں سے نہیں لڑتے اور بے بس مرد اور عورتوں اور

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ

اور لڑکوں سے وہ جو کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے نکال ہم کو اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں رہنے والے اسکے

بچوں کے (چھڑانے کے لیے (جو مکہ میں کافروں کی قید میں ہیں اور سختی اور تکلیف اٹھا رہے ہیں، جو کہہ رہے ہیں (تنگ آکر یہ دعا کر رہے ہیں) مالک ہمارے ہم کو اس

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ

اور کر واسطے ہمارے نزدیک اپنے سے دوست اور کر واسطے ہمارے اپنے پاس سے مددگار جو لوگ کہ

بستی سے نکال جہاں کے لوگ ظالم ہیں (یعنی کافر اور مشرک یا ہمارے اوپر ظلم کر رہے ہیں) اور ہماری حمایت پر کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کر اور ہماری مدد کے لیے کسی کو اپنی

اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

ایمان لائے ہیں لڑتے ہیں بیچ راہ خدا کے اور جو لوگ کہ کافر ہیں لڑتے ہیں بیچ راہ

طرف سے مقرر کر جو لوگ ایماندار ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں

الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ ع

بتوں کے پس لڑو دوستوں شیطان کے سے تحقیق مکر شیطان کا ہے بودا

لڑتے ہیں تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان کا مکر (وفریب) بودا ہے ف۴

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ کہا گیا واسطے ان کے بند رکھو ہاتھوں اپنوں کو اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ

(اے پیغمبر) تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو حکم ہوا اپنے ہاتھ روکے رہو (یعنی لڑائی نہ کرو) اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ

پس جب لکھا گیا اوپر ان کے لڑنا ناگہاں ایک فرقہ ان میں سے ڈرتے ہیں لوگوں سے جیسا ڈر چاہیے اللہ کا یا

پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو ایک فرقہ ان میں کا لوگوں سے ایسا ڈرنے لگا (یعنی کافروں سے) جیسے وہ خدا سے ڈرتا تھا

ف۲ اوپر کی آیتوں میں جہاد سے "مبطئین" (پیچھے رہنے والے اور دوسروں کو روکنے والے) کی مذمت کے بعد اب مخلصین کو ترغیب دی جا رہی ہے (رازی) شری یَشْرِیْ کے معنی بیچنا اور خریدنا دونوں آتے ہیں۔ یہاں ترجمہ "بیچنا" کا کیا گیا ہے اور اکثر مفسرینؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن اگر اسے خریدنے کے معنی میں لیا جائے تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جو منافق گھر میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے آخرت کے بدلے دنیا خرید کر رہے ہیں ان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کو نکلیں۔ (فتح القدیر۔ ابن جریر)

ف۳ یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ زندگی دنیا پر نظر نہ رکھیں آخرت چاہیں اور سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہر طرح نفع ہے۔ (موضح) مطلب یہ کہ اللہ کی راہ جنگ کے دو ہی نتیجے ہو سکتے ہیں یعنی شہادت یا فتحمندی اور دونوں مسلمان کے حق میں خوش کن ہیں کیونکہ دونوں ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلص مجاہدین کیلئے دو چیزوں میں سے ایک کی ضمانت دی ہے۔ اگر شہید ہو جائے تو اسے جنت میں داخل کرے گا، اور زندہ واپس آئے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس آئے گا۔ (قرطبی)

ف۴ اس کا تعلق بھی ترغیب جہاد سے ہے یعنی دو وجوہ کی بنا پر تمہیں کفار سے لڑنا ضروری ہے اول اعلائے کلمۃ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے۔ دوم ان مظلوم مسلمانوں کو نجات دلانے کے لئے جو کفار کے چنگل میں بے بس پڑے ہیں (قرطبی) مکہ معظمہ میں بہت سے ایسے لوگ رہ گئے تھے جو آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے تھے اور ان کے اقارب ان پر تشدد کرنے لگے تھے تاکہ اسلام سے پھیر کر ان کو پھر سے کافر بنا لیں۔ پس "القریۃ الظالم اھلھا" سے مکہ مراد ہے۔ اور مشرک ہونے کی وجہ سے یا مظلوم مسلمانوں کو ستانے کی وجہ سے اس کے باشندوں کو ظالم فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "میں اور میری والدہ بھی ان بے بس مسلمانوں میں شامل تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا ہے۔ (رازی۔ ابن کثیر) مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ ان "مستضعفین" کے حق میں نام لے کر دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" یا اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ میں گھرے ہوئے دوسرے بے بس مسلمانوں کو رہائی دلا۔ (بخاری)

ف۵ جہاد کی فرضیت اور ترغیب کے بعد اس آیت میں بتایا کہ جہاد کی ظاہری صورت کا اعتبار نہیں ہے بلکہ جہاد اپنے مقصد کے اعتبار سے جہاد ہے۔ مومن ہمیشہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرتا ہے اور کافر کسی طاغوتی طاقت کو بچانے یا مضبوط کرنے کیلئے لڑتے ہیں۔ لہٰذا تم ان سے خوب لڑو شیطان خواہ اپنے دوستوں کو کتنے ہی مکر و فریب سمجھاوے مگر تمہارے خلاف وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (رازی)

ف۱ یعنی جب تک مسلمان مکے میں تھے اور کافر ایذا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لڑنے سے روکے رکھا اور صبر کا حکم فرمایا۔ اب جو (مدینہ منورہ) میں لڑائی کا حکم آیا ہے تو ان کو سمجھنا چاہئے کہ ہماری مراد ملی لیکن کچے مسلمان کنارہ کرتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے برابر آدمیوں سے خطرہ کرتے ہیں۔ (موضح) روایات میں ہے کہ مسلمانوں نے مکّی زندگی میں کئی دفعہ چاہا کہ ظالموں سے دو بدو نمٹیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو حکم ہوتا کہ ابھی نماز اور زکوٰۃ (انفاق مال) کا جو تم کو حکم ہوا ہے اس کی خوب عادت ڈالو تاکہ تمہاری تربیت ہو جائے۔ مدینہ منورہ میں بھی ہجرت کے ابتدائی برسوں میں مسلمانوں کی خواہش یہی تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے لڑائی کی اجازت آگئی تو اب بعض خام قسم کے مسلمان اس سے ہچکچانے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ

زیادہ ڈرنا اور کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے کیوں لکھ دیا اوپر ہمارے لڑنا کیوں نہ ڈھیل دی ہم کو ایک وقت

یا اس سے بھی زیادہ ڈرنے لگا اور کہنے لگا پروردگار تونے جہاد کیوں ہم پر فرض کیا ہم کو اپنی موت سے مرنے دیا ہوتا جو نزدیک ہے ف۲

قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ

نزدیک تک کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے واسطے اس شخص کے کہ پرہیزگاری کرتا ہے اور نہ ظلم کئے جاؤ گے تم

ف۳ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے دنیا کا مزہ چند روزہ ہے اور پرہیزگار (خدا ترس) کے لیے آخرت بہتر ہے (وہ کبھی فنا نہیں ہوتی) اور کھجور کی گٹھلی کے تاگے برابر بھی

فَتِيلًا ﴿٧٧﴾ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن

تاگے برابر جہاں کہیں ہو تم پا لیوے گی تم کو موت اور اگرچہ ہو تم بیچ برجوں بلند کے اور اگر

تم پر ظلم نہ ہوگا ف۴ تم جہاں رہو موت تم کو پکڑے گی (یعنی موت کے پنجے میں ضرور گرفتار ہوگے) گو کیسے ہی مضبوط قلعوں میں رہو ف۵ اور (اے پیغمبرؐ)

تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا

پہنچتی ہے ان کو بھلائی کہتے ہیں یہ نزدیک خدا کے سے ہے اور اگر پہنچتی ہے ان کو برائی کہتے ہیں

اگر ان کو (یعنی منافقوں اور یہود کو) کوئی بھلائی ہوتی ہے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے (یہاں تک تو سچ کہتے ہیں) اور اگر کوئی برائی (بلا) آتی ہے (مثلاً

هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ

یہ نزدیک تیرے سے ہے کہہ ہر ایک نزدیک اللہ کے سے ہے پس کیا ہے واسطے اس قوم کے کہ نزدیک نہیں

قحط و گرانی مال یا جان کا نقصان) تو کہنے لگتے ہیں یہ تیری وجہ سے ہے ف۶ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے سب خدا کی طرف سے ہے ف۷ تو ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے بات سمجھنے

يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِن

کہ سمجھیں بات جو پہنچتی ہے تجھ کو بھلائی سے پس خدا کی طرف سے ہے اور جو پہنچتی ہے تجھ کو

کے پاس نہیں پھٹکتے (قریب بھی نہیں آتے) ف۸ (اے بندے) جو بھلائی تجھ کو پہنچے وہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھ کو پہنچے (وہ بھی اللہ کی طرف سے

سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾

برائی سے پس جان تیری سے اور بھیجا ہم نے تجھ کو واسطے لوگوں کے پیغام پہنچانے والا اور کفایت ہے اللہ گواہی دینے والا ف۹

ہے لیکن) تیرے گناہوں کی شامت سے ف۵ اور (اے پیغمبرؐ) ہم نے تجھ کو اللہ کا پیغام لوگوں کو پہنچانے والا (بناکر) بھیجا اور اللہ کی گواہی (تیری پیغمبری پر) بس کرتی

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾

اور جو کوئی کہا مانے رسول کا پس تحقیق کہا مانا اللہ کا اور جو کوئی پھر جاوے پس نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اوپر ان کے نگہبان

جو رسولؐ کا کہا مانے اس نے اللہ کا کہا مانا ف۱۰ اور جو کوئی نہ مانے تو ہم نے تجھ کو ان پر سزاول نہیں کیا ف۱۱

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي

اور کہتے ہیں کام ہمارا فرمانبرداری ہے پس جب باہر نکلتے ہیں تیرے پاس سے مصلحت کرتی ہے ایک جماعت ان میں سے سوائے اس چیز کے کہ

اور (منافق) کہتے ہیں (جب تو کوئی حکم دیتا ہے) ہمارا کام ماننا ہے، مان لیا جب تیرے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں تو ان میں کا ایک گروہ جو (تو نے یا انہوں

تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ

کہتا ہے تو اور اللہ لکھتا ہے جو مصلحت کرتے ہیں پس منہ پھیرلے ان سے اور بھروسا کر اوپر اللہ تعالیٰ کے اور کفایت ہے

نے) کہا تھا راتوں کو (بیٹھ کر) اس کے خلاف تجویز کرتا ہے اور وہ جو راتوں کو صلاحیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ (سب) لکھتا جاتا ہے ف۱۲ تو ان سے درگزر کر اور اللہ

ف۲ شاہ صاحبؒ کا ترجمہ یہ ہے "کیوں نہ جینے دیا ہم کو تھوڑی سی عمر" جواب آگے ہے۔

ف۳ دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرکے جہاد کی ترغیب دی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جس طرح کوئی دریا میں انگلی ڈبو کر نکالے اور اس کی انگلی میں تھوڑی سی نمی رہ جائے ایسی ہی مثال دنیا اور آخرت کی ہے۔ نیز فرمایا کہ میری اور دنیا کی مثال ایک مسافر کی ہے جو ایک درخت کے نیچے دوپہر کو آرام کرتا ہے اور پھر روانہ ہو جاتا ہے۔ (معالم۔ قرطبی)

ف۴ یعنی جب موت سے تمہیں کسی حال میں چھٹکارا نہیں تو پھر اللہ کی راہ میں جہاد سے کیوں ہچکچاتے ہو۔ مقصد جہاد کی ترغیب ہے۔ (کبیر)

ف۵ اوپر بیان فرمایا کہ منافقین جہاد سے جی چراتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں۔ اب یہاں اُن کی ایک دوسری مذموم خصلت کا ذکر فرمایا جو پہلی سے بھی بُری ہے یعنی نحوست کہ آنحضرتؐ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ (کبیر) یہاں "الحسنہ" سے مراد نصرت، غلبہ اور خوشحالی وغیرہ ہے اور اس کے مقابلے میں "السیئہ" سے مراد بلا مصیبت، قتل و ہزیمت وغیرہ ہے۔

ف۶ یہ ان کے کلام کا جواب ہے کہ برائی اور بھلائی دونوں اسی کی طرف سے اور اسی کے حکم سے ہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا وہی ہے بلا اور مصیبت کو کسی کی نحوست قرار دینا قطعی غلط ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر تدبیر جنگ درست آئی اور فتح اور غنیمت ملی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی یعنی اتفاقاً بن گئی۔ حضرتؐ کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے تھے اور اگر بگڑ گئی تو الزام رکھتے حضرتؐ کی تدبیر پر۔ اللہ صاحب نے فرمایا کہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یعنی پیغمبر کی تدبیر اللہ کا الہام ہے غلط نہیں اور اگر بگڑی کو بگڑا نہ بوجھو یہ اللہ تم کو سدھاتا ہے تمہاری تقصیر پر۔ اگلی آیت میں کھول کر بیان فرما دیا۔ (موضح)

ف۷ یعنی تعجب ہے کہ اتنی بدیہی حقیقت بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی (رازی)

ف۸ اس میں برائی اور بھلائی کا ایک قانون بیان فرما دیا ہے کہ بھلائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جو برائی پہنچتی ہے اس کا بھیجنے والا بھی گو اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے مگر اس کا سبب تمہارے اپنے گناہ ہوتے ہیں۔ (دیکھئے سورۃ شوریٰ آیت ۳۰) اس لئے سلف صالحین کا عام قاعدہ تھا کہ جب کوئی اجتہادی رائے پیش کرتے تو کہتے کہ اگر یہ صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی کی توفیق سے اور اگر غلط ہے تو ہماری طرف سے اور شیطان کی طرف سے۔ (ابن کثیر) اوپر کی آیت میں خلق و ایجاد کے اعتبار سے حسنہ اور سیئہ دونوں کو من عند اللہ قرار دیا ہے اور اس آیت میں باعتبار کسب و سبب کے سیئہ کو انسان کی طرف منسوب کر دیا ہے لہٰذا تعارض نہیں ہے۔ (کذا فی الکبیر) موضح میں ہے بندہ کو چاہیے نیکی اللہ کا فضل سمجھے اور تکلیف اپنی تقصیر سے۔ تقصیروں سے اللہ واقف ہے اور وہی خبر دیتا ہے۔

ف۹ یعنی آپ کا اصل منصب رسالت اور تبلیغ ہے اور اللہ گواہ ہے کہ آپؐ نے اس امانت کے ادا کرنے میں کسی قسم کی تقصیر نہیں کی۔ پھر اس کے بعد بھی اگر کسی کو ہدایت نہیں ہوتی تو آپؐ کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ (کبیر) نیز آنحضرتؐ کی عمومی رسالت کا بیان ہے۔ دیکھئے اعراف ۱۵۸، سبا ۲۸

ف۱۰ یعنی آنحضرتؐ چونکہ اللہ کے رسول اور مبلغ ہیں اس لئے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام شریعت ایسے ہیں جن کو آنحضرتؐ کی توضیح کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں ہے لہٰذا قرآن فہمی کے لئے کوئی شخص سنت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی طاعت عین طاعت الٰہی ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو الرسالۃ للشافعی رقم ۵۷۔۵۰ ایضاً بحث البیان الرابع)

ف۱۱ یعنی اس کے بعد بھی اگر لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو اس کی ذمہ داری آپؐ پر نہیں ہے۔ اس میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے۔ (کبیر)

ف۱۲ یہاں منافقین کی ایک اور مذموم خصلت بیان فرمائی ہے اور ان کو سرزنش کی ہے اور آنحضرتؐ کو ان کی حرکات شنیعہ سے چشم پوشی اور اللہ تعالیٰ پر توکل کا حکم فرمایا ہے "بَیَّتَ" کا لفظ اصل میں بَیْتٌ (گھر) سے ہے اور انسان چونکہ عموماً رات کو اپنے گھر ہی میں رہتا ہے اس لئے بَاتَ کے معنی شب باشی کے ہیں پھر چونکہ رات کے فارغ اوقات میں آدمی اپنے معاملات پر غور و فکر کرتا ہے اس لئے بَیَّتَ کا لفظ کسی معاملہ میں نہایت غور و فکر کرنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا ہے۔ (رازی)

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ

اللہ کام بنانے والا کیا پس نہیں سمجھتے قرآن کو اور اگر ہوتا نزدیک غیر خدا کے سے

پر بھروسا کر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا ف۱ کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر وہ خدا کے سوا اور کہیں سے آیا ہوتا ریعنے کا فراللہ

لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ

البتہ پاتے بیچ اس کے اختلاف بہت اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات امن کی یا ڈر کی

منافق سمجھتے تھے) تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے ف۲ اور جب ان کے پاس کوئی امن یا ڈر کی خبر آتی ہے

اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ

پھیلاتے ہیں اس کو اور اگر پھیرتے اس کو طرف رسول کی اور طرف صاحبوں حکم کی ان میں سے البتہ جان لیتے اس کو وہ لوگ

اس کو اڑا دیتے ہیں ف۳ اور اگر اڑانے سے پہلے اس کو پیغمبر اور اپنے سرداروں کے پاس لے جاتے (ان سے اس خبر کی تحقیق کرتے) تو جن لوگوں کو خبر کی

يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا

کہ تحقیق کرتے ہیں اس کو ان میں سے اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اوپر تمہارے اور مہربانی اس کی البتہ پیروی کرتے تم شیطان کی مگر

تلاش رہتی ہے (ان اڑانے والوں میں سے) ف۴ وہ خود ان سے (یعنی پیغمبر سے اور سرداروں سے) اس خبر کو (اچھی طرح) معلوم کر لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا

قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

تھوڑے پس لڑ بیچ راہ خدا کے نہیں تکلیف دی جاتی تجھ کو مگر جان تیری میں اور رغبت دلا ایمان والوں کو

(یعنی کہ اس نے پیغمبر بھیجے اور کتابیں اتاریں) تو تم شیطان کے تابع ہو جاتے مگر تھوڑے ف۵ تو (اے پیغمبر) اللہ کی راہ میں (کافروں سے) لڑ (اگر تو اکیلا رہ جائے) تو

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

نزدیک ہے اللہ یہ کہ بند کرے لڑائی ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے بند کرنے میں

ذمہ دار نہیں مگر اپنا اور مسلمانوں کو بھی (لڑنے کے لیے) ابھار قریب ہے ف۶ کہ اللہ کافروں کے جنگ ہی کو روک دے اور اللہ کا زور بہت زیادہ ہے (قریش کے) کافروں کی

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

جو کوئی سفارش کرے سفارش اچھی ہوگا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور جو کوئی سفارش کرے سفارش بری

کیا حقیقت ہے) اور اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے ف۷ جو شخص اچھی بات کی سفارش کرے (خواہ وہ قبول ہو یا نہ ہو) اس کو ایک حصہ اس میں سے ملے گا (یعنی اس کے ثواب

يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ

ہوگا واسطے اس کے حصہ اس میں سے اور ہے اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے نگہبان اور جب دعا دیئے جاؤ تم ساتھ دعا کے

میں سے قیامت کے دن) اور جو شخص بری بات کی سفارش کرے اس کو ایک حصہ اس میں سے ملے گا (یعنی اس کے وبال میں وہ بھی شریک ہوگا) اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے ف۸

فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾

پس دعا دو ساتھ بہتر کے اس سے یا پھیر دو اسی کو تحقیق اللہ ہے اوپر ہر چیز کے حساب لینے والا

اور جب تم کو کوئی سلام کرے ف۹ تو تم (اس کے جواب میں) اس سے اچھا سلام کرو یا اتنا ہی کرو ف۱۰ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ

اللہ تعالیٰ نہیں کوئی معبود مگر وہ البتہ اکٹھا کرے گا تم کو طرف دن قیامت کے نہیں شک بیچ اس کے اور کون شخص

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ تم کو ضرور قیامت کے دن اکٹھا کرے گا اس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے

ف۱ ابتدائے ہجرت میں منافقین کی حرکتوں سے چشم پوشی کا حکم تھا۔ اس کے بعد آیت جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (کہ کفار اور منافقین سے جہاد کرو) سے یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ منافقین سے جہاد کے یہی معنی ہیں کہ ان کو زجر و ملامت کی جائے اور ان کی حرکتوں سے چشم پوشی نہ کی جائے (تفصیل کے لئے دیکھئے التوبہ آیت ۷۳) مگر امام رازی اس نسخ پر راضی نہیں ہیں۔ (کبیر) ف۲ منافقین کے مکر و فریب اور مذموم خصائل کے ضمن میں قرآن کی حقانیت کے اثبات کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ منافقین یہ سب مکر و فریب اور سازشیں اس بنا پر کر رہے تھے کہ وہ آپؐ کو سچا نبی نہیں سمجھتے تھے۔ لہٰذا یہاں آنحضرتؐ کے صدق نبوت پر بطور دلیل کے قرآن کو پیش کیا اور قرآن حکیم آنحضرتؐ کے صدق نبوت کی تین وجوہ سے دلیل بنتا ہے اول اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے۔ (دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۲۳) دوم امور غیب کی خبروں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے۔ سوم اختلاف و تناقض سے پاک اور مبرا ہونے کی بنا پر۔ یہاں اسی تیسری چیز کو بیان فرمایا ہے۔ (رازی) مطلب یہ ہے کہ ایسا ممکن نہیں کہ ایک انسان برس ہا برس تک مختلف حالتوں میں مختلف موضوعوں پر۔ خصوصاً امور غیب سے متعلق۔ اس قدر تفصیل سے گفتگو کرتا ہے مگر اس کی ایک بات بھی دوسری سے متصادم نہ ہو۔ یہ خصوصیت صرف قرآن میں پائی جاتی ہے جو غور و فکر کرنے والے کے لئے اس کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔ (شوکانی) اختلاف سے پاک ہونا دراصل فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کیونکہ کوئی انسان خواہ کتنا ہی فصیح و بلیغ کیوں نہ ہو جب اتنی بڑی کتاب لکھے گا تو اس کے کلام میں قدرے تفاوت ضرور ہوگا اور ساری کتاب بلاغت میں یکساں مرتبہ کی نہیں ہوگی اور پھر یہ منافقین خفیہ طور پر سازشیں کرتے رہتے ہیں اور وحی کے ذریعہ آنحضرتؐ کو ان کے بھید من وعن بتا دیئے جاتے ہیں اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ کسی ان کے افشا میں قرآن نے تھوڑی بہت بھی غلطی کی ہو۔ یہی اس کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔ (کبیر) **فائدہ** معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں تدبر کے بغیر انسان کے شکوک و شبہات دور نہیں ہو سکتے اور نہ قرآن صحیح طور پر سمجھ میں آسکتا ہے۔ (م۔ع)

ف۳ امن کی خبر یہ کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور خوف کی خبر یہ کہ فلاں مقام پر مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔ آنحضرتؐ مسلمانوں کے مختلف سرایا (دستے) لڑائی کے لئے بھیجتے رہتے تھے اس لئے اس قسم کی افواہیں مدینہ میں اکثر پہنچتی رہتی تھیں لیکن منافقین اور بے احتیاط قسم کے مسلمان بجائے اس کے کہ انہیں سب سے پہلے آنحضرتؐ یا آپؐ کے ذمہ دار اصحابؓ تک پہنچائیں از خود ان افواہوں کی تشہیر شروع کر دیتے۔ ان کے اسی طرز عمل کی یہاں مذمت کی جا رہی ہے۔ (شوکانی۔ قرطبی)

ف۴ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے تو اسے وہ لوگ جان لیتے جو ان میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) تحقیق کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر، شوکانی اور دوسرے اکثر مفسرین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ خبر سن کر از خود اس کی تشہیر کرنے کی بجائے اسے آنحضرتؐ اور آپؐ کے ذمہ دار اصحابؓ تک پہنچا دیتے تو وہ اس پر غور و خوض کر کے پہلے یہ فیصلہ کرتے کہ آیا یہ صحیح ہے یا غلط اور آیا اس کی اشاعت کرنی چاہیئے یا نہیں؟ اس کے بعد اگر وہ قابل اشاعت ہوتی تو اسے نشر کرتے ورنہ روک دیتے۔ اجتماعی زندگی میں اس ہدایت پر عمل نہایت ضروری ہے ورنہ جماعتی زندگی کو بے حد نقصانات پہنچ سکتے ہیں۔

ف۵ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ جو فرمایا "اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو شیطان کے پیچھے چلتے مگر تھوڑے" یعنی ہر وقت احکام تربیت کے پہنچتے ہیں تو کم لوگ ہدایت پر قائم رہیں۔ (موضح)

ف۶ اوپر کی آیات میں جہاد کی ترغیب دی اور اس کے بعد منافقین کی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ اب اس آیت میں فرمایا کہ آپؐ ان منافقین کے ساتھ ہونے یا نہ ہونے کی پروا نہ کریں۔ آپؐ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپؐ خود بھی جہاد کے لئے نکلیں اور دوسرے مومنوں کو بھی ترغیب دیں۔

ف۷ اللہ تعالیٰ کی طرف سے "عسیٰ" کا لفظ یقین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پس آیت میں وعدہ کیا جا رہا ہے کہ عنقریب کفار کا زور ٹوٹ جائے گا اور مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوگا۔

ف۸ اوپر کی آیت میں آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ مومنوں کو جہاد کی ترغیب دیں جو اعمال حسنہ میں سے ہے۔ یہاں بتایا کہ آپؐ کو اس پر اجر عظیم ملے گا پس یہاں شفاعت حسنہ سے ترغیب جہاد مراد ہے اور شفاعت سیئہ سے اس کار خیر سے روکنا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے "اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا" کہ نیک سفارش کرو اجر پاؤ گے۔ (رازی۔ ابن کثیر) ف۹ جہاد کا حکم دینے کے بعد فرمایا اگر کفار صلح پر راضی ہو جائیں تو تم بھی راضی ہو جاؤ یا یہ کہ جنگ میں اگر کوئی شخص سلام کہہ دے تو اسے قتل نہ کرو۔ (رازی) تحیہ کے معنی درازی عمر کی دعا کے ہیں اور یہاں مراد سلام ہے۔ (معالم) ف۱۰ گویا اتنا ہی جواب دینا فرض اور اس سے بہتر جواب دینا مستحب ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تحیہ کے ہر جملہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر (آنحضرتؐ نے فرمایا) تیس نیکیاں ملیں گی۔ (ابن کثیر)

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ

بہت سچا ہے اللہ تعالے سے بات میں پس کیا ہے واسطے تمہارے بیچ منافقوں کے دو فرقے ہو رہے ہو اور اللہ تعالے نے الٹا کیا ان

زیادہ کس کی بات سچی ہو سکتی ہے (مسلمانو) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے باب میں دو گروہ ہو گئے ہو اور ناحق آپس میں جھگڑتے ہو) اور اللہ

بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ

بہ سبب اس چیز کے کہ کمایا انہوں نے کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ تعالے نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ تعالے پس ہرگز نہ

نے تو ان کو ان کے کاموں کی سزا میں الٹ دیا، پھر ان کو کافر بنا دیا یا ان کو تباہ کر دیا، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس کو خدا نے گمراہ کیا اس کو راہ پر لاؤ اور جس کو اللہ گمراہ کر

تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا

پاوے گا تو واسطے اس کے راہ دوست رکھتے ہیں کاشکے کافر ہو جاؤ تم جیسا کافر ہوئے وہ پس ہو جاؤ تم سب برابر پس مت پکڑو

اس کے لیے تو ہرگز کوئی راہ نہیں نکال سکتا ف۱ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہو گئے اور سب برابر ہو جاؤ (گمراہی اور کفر میں) تو جب تک

مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ

ان میں سے دوست یہاں تک کہ وطن چھوڑ آویں بیچ راہ اللہ تعالے کے پس اگر پھر جاویں پس پکڑو ان کو اور مار ڈالو ان کو

یہ لوگ اللہ کی راہ میں اپنا وطن نہ چھوڑیں (اور مسلمانوں کے ساتھ مدینہ میں آن کر نہ رہیں) ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ اور اگر یہ لوگ نہ مانیں (ہجرت

حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

جہاں پاؤ ان کو اور مت پکڑو ان میں سے دوست اور نہ مدد دینے والا مگر وہ لوگ

نہ کریں اور کافروں کے شہر میں رہیں) تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ مگر جو لوگ ایسی قوم

يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ

کہ جا ملیں طرف اس قوم کی کہ درمیان تمہارے اور درمیان ان کے عہد ہے یا آویں تمہارے پاس کہ رک گئے ہیں سینے ان کے

سے مل گئے ہیں جن میں اور تم میں عہد ہو ف۲ یا وہ لوگ جو تمہارے پاس آ گئے جن کے دل (اپنی قوم کے ساتھ ہو کر)

اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ

اس سے کہ لڑیں تم سے یا لڑیں قوم اپنی سے اور اگر چاہتا اللہ البتہ مسلط کرتا ان کو اوپر تمہارے

تم سے لڑنے میں یا (تمہارے ساتھ ہو کر) اپنی قوم سے لڑنے میں ہچکچاتے ہیں ف۳ (تنگ ہوتے ہیں) اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو بھی تم پر چڑھا دیتا وہ تم سے

فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ

پس البتہ لڑتے تم سے پس اگر ایک طرف ہو جاویں تم سے پس نہ لڑیں تم سے اور ڈالیں طرف تمہاری صلح پس نہیں کی

ضرور لڑتے ف۴ پھر اگر ایسے لوگ تم سے الگ رہیں اور لڑیں نہیں اور تمہاری اطاعت کریں تو اللہ نے تم کو

اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ

اللہ نے واسطے تمہارے اوپر ان کے راہ البتہ پاؤ گے تم اور لوگ ارادہ کرتے ہیں یہ کہ امن میں رہیں تم سے اور

ستانے کی کوئی راہ نہیں رکھی ف۵ اب تم کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جو تم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے

يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ

امن میں رہیں قوم اپنی سے جب کبھی پھیرے جاتے ہیں طرف لڑائی کی الٹے گئے جاتے ہیں بیچ اس کے پس اگر نہ ایک گوشہ ہو جاویں تم سے

بھی جب ان کو کبھی فساد (یعنی شرک یا مسلمانوں سے لڑنے) کی طرف بلاویں تو (اسی وقت) پلٹ جائیں ف۶ ایسے لوگ اگر (لڑائی سے) الگ نہ رہیں اور

ع ۱۱ / ۸

ف۱ یہ آیات کب اتریں اور ان میں منافقین سے مراد کون لوگ ہیں، اس بارے میں صحابۂ کرام سے مختلف روایات ہیں۔ حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد کے لئے نکلے تو کچھ لوگ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر راستہ ہی سے واپس ہو گئے (ابن ابی اور ان کے ساتھی) اس کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ کہنے لگا کہ ہم انہیں قتل کریں اور دوسرا گروہ اس کے خلاف تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری و مسلم) امام شوکانی فرماتے ہیں: نزولِ آیت کے اسباب میں یہ روایت سب سے اصح ہے۔ دوسری روایت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ہے کہ عرب کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے پھر وہ بیمار ہو کر واپس چلے گئے۔ ان کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ انہیں منافق قرار دیتا تھا اور دوسرا مسلمان سمجھتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مسند احمد) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ میں کچھ لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے لیکن مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو رائیں ہو گئی تھیں لہٰذا اس آیت میں منافقین سے مراد یہی لوگ ہیں۔ (ابن جریر) چونکہ اگلی آیت میں ان منافقین کے مسلمان قرار پانے کے لئے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بطور شرط ذکر کیا گیا ہے اس لئے ابن جریر اور بعض دوسرے مفسرین نے حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کو بقیہ تمام تفاسیر پر ترجیح دی ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ اہلِ افک کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن کثیر۔ کبیر) آیت میں فئتین منصوب علی الحال ہے اور استفہام انکاری ہے۔ (شوکانی)

ف۲ یعنی اگر یہ منافقین کسی ایسے قبیلے سے اتصال رکھتے ہوں جس کا تم سے معاہدہ ہو چکا ہے تو تم انہیں قتل نہ کرو کیونکہ معاہدہ کا احترام اور اس کی پابندی لازم ہے۔ آیت کا یہ مفہوم صحیح ہے بعض نے "يَصِلُوْنَ" سے اتصال نسبی مراد لیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اتصال نسبی قتال کو مانع نہیں ہوتا۔ بلکہ اس آیت میں ان لوگوں کا استثنا ہے جو کسی معاہد قبیلہ کے جوار میں رہتے یا ان کے حلیف ہوتے۔ کیونکہ اس وقت قبائل عرب دو حصوں میں تقسیم تھے بعض کا معاہدہ مسلمانوں سے تھا اور بعض مشرکین مکہ کے حلیف یا اُن کے جوار میں رہتے تھے چنانچہ صلح حدیبیہ میں بھی یہ شق موجود ہے یہاں ان سے مراد بنو بکر، بنو مدلج اور خزاعۃ وغیرہم کے قبائل ہیں جو اس وقت قریش کے حلیف تھے۔

ف۳ یہ بھی استثنا کے تحت ہے اور "او جاءکم" کا عطف یصلون پر ہے ای اِلَّا الَّذِيْنَ جَآءُوْكُمْ اور "حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ" جاءوکم کی ضمیر سے جملہ حالیہ ہے۔ ای وَقَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ حاصل یہ کہ ان لوگوں سے لڑنا اور ان کو قتل کرنا بھی تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل و کرم ہے کہ یہ لوگ اگر تمہارے ساتھ مل کر اپنی قوم (قبیلے) سے لڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو اس کے ساتھ مل کر تم سے لڑنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ غیر جانبدار نہ رہتے اور اپنی قوم کے ساتھ مل کر تمہارے خلاف جنگ کرتے۔ (کبیر) "فَلَقٰتَلُوْكُمْ" میں لام تکرار کے ساتھ "لَوْ" کا جواب ہے۔ ای لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَقٰتَلُوْكُمْ (الکشاف)

ف۵ یعنی جب تک وہ غیر جانبدارانہ پالیسی پر کاربند رہیں اور تم سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کریں ان کو کسی طرح تکلیف پہنچانا صحیح نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی ایسے منافقین جو دل سے مشرکوں کے ساتھ ہیں لیکن محض مطلب براری اور موقع شناسی کی خاطر تمہیں اپنے مسلمان ہونے یا غیر جانبدار رہنے کا یقین دلاتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ تمہارے خلاف سازش کرتے اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ان سے اسد و غطفان کے بعض قبائل مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آتے اور ریاکاری سے مسلمان ہو جاتے پھر مکہ واپس جاتے تو بت پرستی شروع کر دیتے تو فرمایا کہ ایسے لوگ اگر کنارہ کش نہ رہیں تو ان سے لڑو۔ (شوکانی۔ کبیر)

ف۱ یہاں "سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا" سے یا تو مراد یہ ہے کہ ان سے لڑنے اور ان کو قتل کرنے کی تمہارے پاس صاف دلیل موجود ہے وہ یہ کہ بدعہد ہیں، کھلے دشمن ہیں۔ موقع ملے تو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے یا یہ کہ ایسے لوگوں سے لڑنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں کھلی اجازت ہے۔ (کبیر)

ف۲ کفار کے ساتھ جنگ کی اجازت نازل ہوئی تو یہ عین ممکن تھا کہ کسی شخص کو کافر حربی سمجھ کر مسلمان قتل کر دیں اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ مسلمان تھا۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے قتل خطا کے احکام بیان فرما دیئے۔ (کبیر) آیت میں الا بمعنی لکن ہے اور مستثنیٰ منقطع ہے یعنی کسی حال میں مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر غلطی سے مارا جائے تو اس پر کفارہ ہے جس کا بعد میں مذکور ہے۔ آیت کے سبب نزول میں مختلف روایات مذکور ہیں مروی ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ مسلمان ہونے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلا آیا اور یہ آنحضرتؐ کی ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے چنانچہ ابوجہل اور حارث بن زید بن ابی انیسہ مدینہ آکر اسے واپس لے گئے اور مکہ پہنچ کر اسے کوڑوں سے پیٹا اور اس کی مشکیں کس دیں۔ عیاش نے حارث سے کہا کہ ابوجہل تو ماں کی طرف سے میرا بھائی ہے تم کون مارنے والے ہو اور قسم کھائی کہ اگر مجھے تنہا مل گیا تو تجھے قتل کر ڈالوں گا۔ بعد میں حارث بھی مسلمان ہو گیا جس کا عیاش کو علم نہیں تھا وہ بھی غالباً ہجرت کر کے مدینہ آ رہا تھا کہ عیاش نے اسے قتل کر ڈالا اور پھر جب معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا تو اس پر پشیمان ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (کبیر۔ شوکانی)

وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

اور نہ ڈالیں طرف تمہاری صلح اور نہ بند کریں ہاتھوں اپنوں کو پس پکڑو ان کو اور مار ڈالو ان کو جہاں

تمہاری اطاعت نہ کریں اور اپنے ہاتھ (جنگ سے) روک نہ رکھیں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو

ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿٩١﴾ وَمَا كَانَ

پاؤ ان کو اور یہ لوگ کیا ہے ہم نے واسطے تمہارے اوپر ان کے غلبہ ظاہر اور نہیں لائق

اور ان لوگوں پر تو ہم نے تم کو کھلی دلیل دی ہے ف۱ اور مسلمان کو

لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ

واسطے کسی مسلمان کے یہ کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر انجانی سے اور جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو انجانی سے پس آزاد کرنا ہے

درست نہیں۔ مسلمان کا مار ڈالنا مگر چوک اور بات ہے ف۲ اور جو مسلمان کو چوک سے مار ڈالے تو ایک مسلمان بردہ (مرد ہو یا عورت)

رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ

ایک گردن مسلمان کا اور خونبہا سونپی ہوئی طرف لوگوں اس کے کی مگر یہ کہ خیرات کر دیں پس اگر ہووے

آزاد کرے اور جس کو مارا اس کے وارثوں کو دیت دیوے (خونبہا) مگر جب وہ معاف کر دیں ف۳ اگر جس کو مارا وہ دشمن لوگوں میں کا ہو (یعنی کافروں کے ملک میں رہتا ہو)

مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ

اس قوم سے کہ دشمن ہیں واسطے تمہارے اور وہ ہے مسلمان پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مسلمان کا اور اگر ہووے اس

اور وہ خود مسلمان ہو (اس کو کافر سمجھ کر کسی مسلمان نے مار ڈالا) تو ایک مسلمان بردہ آزاد کرے ف۴ اور اگر جس کو مارا وہ ایسے لوگوں میں کا ہو جن سے تم نے عہد کیا

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

قوم سے کہ درمیان تمہارے اور درمیان ان کے عہد ہے پس خونبہا سونپی ہوئی طرف لوگوں اس کے کی اور آزاد کرنا ایک گردن

ہے (مثلاً ذمی کافر ہو) تو جس کو مارا اس کے وارثوں کو دیت پہنچا دے اور ایک مسلمان بردہ آزاد کرے ف۵

مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَ

مسلمان کا پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے دو مہینے کے ہیں پے در پے توبہ خدا کی طرف سے اور

پھر جس کو مقدور نہ ہو (بردہ آزاد کرنے کا) وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے ف۶ اپنا قصور بخشوانے کو اور اللہ تعالیٰ

كَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ

ہے اللہ جاننے والا حکمت والا اور جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جان کر پس سزا اس کی دوزخ ہے

جانتا ہے (چوک سے مارنے والے کو) حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان کر (قصد کر کے) مار ڈالے تو اس کا بدلہ جہنم ہے

خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾

ہمیشہ رہنے والا بیچ اس کے اور غصے ہوا اللہ تعالیٰ اوپر اس کے اور لعنت کی اس کو اور تیار کر رکھا ہے واسطے اس کے عذاب بڑا

وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر اترے گا اور اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اس پر پڑے گی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے ف۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت چلو تم بیچ راہ اللہ کے پس تحقیق کر لو اور مت کہو واسطے اس کے

مسلمانو جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد میں) سفر کرو تو تحقیق کیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے (یا تمہاری اطاعت

ف۳ یعنی جب اس طرح کوئی مسلمان غلطی سے مارا جائے تو اس کے دو حکم ہیں ایک کفارہ اور دوسرے دیت (خون بہا)۔ کفارہ تو یہ ہے کہ مسلمان غلام کو آزاد کرے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور اسی کے وارثوں کو دیت ادا کرے۔ کفارہ تو کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا۔ ہاں دیت اگر وارث معاف کر دیں تو ساقط ہو سکتی ہے مگر یہ اس وقت ہے جب مقتول کے وارث بھی مسلمان ہوں یا کافر ہوں لیکن ان سے معاہدہ ہو یا ذمی ہوں جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

ف۴ لیکن اگر اس کے وارث حربی کافر ہوں تو پھر قاتل کے ذمہ صرف کفارہ ہے یعنی ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔ مقتول کے وارثوں کو خون بہا ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ دشمن ہیں۔ (قرطبی)

ف۵ اس جملہ کا بظاہر تو مطلب یہ ہے کہ اگر وہ مقتول مسلمان کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو جن سے تمہارا معاہدہ ہے یا ذمی ہیں تو اس صورت میں بھی دو چیزیں واجب ہوں گی کفارہ اور دیت (خون بہا) جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے مگر بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مقتول معاہد یا ذمی ہو (مسلمان نہ ہو) تو اس صورت میں بھی کفارہ اور وارثوں کو خون بہا ادا کرنا پڑے گا۔ حنفی مذہب میں تو پوری دیت ادا کرنی پڑے گی مگر دوسرے فقہا کے نزدیک نصف دیت ہو گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ کافر کا خون بہا مسلمان سے نصف ہوگا۔ (نسائی۔ ابن ماجہ) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خون بہا کی نقد قیمت آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار درہم تھی اور اہل کتاب کا خون بہا مسلمان سے نصف ہے۔ (ابن ماجہ)

ف۶ اگر کسی شرعی عذر۔ مرض حیض یا نفاس۔ کے بغیر ایک بھی روزہ چھوڑے گا تو دوبارہ نئے سرے سے دو مہینے کے روزے رکھنے پڑیں گے۔ (قرطبی)

ف۷ قتل خطا کا حکم بیان کرنے کے بعد اب اس آیت میں قتل عمد (قصداً قتل کرنے) کا حکم بیان کیا ہے۔ اس کا ایک حکم تو بیان ہو چکا ہے یعنی اس صورت میں قصاص یا دیت واجب ہے۔ (دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) یہاں صرف اس کے گناہ اور وعید کا ذکر ہے۔ متعدد آیات میں قرآن نے اس جرم کو شرک باللہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہاں فرمایا کہ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس بنا پر بعض علماء سلف سے منقول ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی مگر اکثر علمائے سلف کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ توبہ تو مشرک کی بھی قبول ہو جاتی ہے لیکن یہ توبہ اس وقت ہے جب اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش کر دے۔ (شوکانی) حدیث میں ہے کسی مسلمان کا خون صرف تین صورتوں میں سے ایک میں حلال ہے، اس نے کسی کو قتل کر دیا ہو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے یا شادی شدہ ہونے کے بعد جرم زنا کا ارتکاب کرے یا وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔ (بخاری۔ مسلم) مزید دیکھئے سورۃ الفرقان (آیت ۶۸)

أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ

کہ ڈالے طرف تمہاری سلام علیک نہیں تو مسلمان چاہتے ہو تم اسباب زندگانی دنیا کا پس نزدیک

قبول کرے یا کلمہ پڑھے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلعم) اس کو یہ نہ کہو تو مسلمان نہیں ہے ف تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو (کہ اس کو مار کر اس کا مال لے

اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا

اللہ تعالےٰ کے ہیں غنیمتیں بہت اسی طرح تھے تم پہلے اس سے پس احسان کیا اللہ نے اوپر تمہارے پس تحقیق کرلو

لیں گے) تو اللہ تعالےٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں پہلے تم خود بھی ایسے ہی تھے ف۲ پھر اللہ تعالےٰ نے تم پر احسان کیا (اسلام کو عزت دی یا تم کو

إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٩٤﴾ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار نہیں برابر ہوتے بیٹھ رہنے والے مسلمانوں سے

اسلام کی توفیق دی) تو تحقیق کر لیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے جو لوگ معذور (یعنی بیمار یا لولے لنگڑے اندھے) نہیں ہیں اور جہاد

غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

سوائے ضرر والے یعنی اندھے لنگڑے بیمار کے اور جہاد کرنے والے بیچ راہ خدا کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے

سے بیٹھ رہیں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں

فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً

بزرگی دی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اوپر بیٹھ رہنے والوں کے درجے میں

اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں بیٹھنے والوں پر (جو معذور نہ ہوں) ایک درجہ کی فضیلت دی ہے

وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا

اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا اور بزرگی دی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اوپر بیٹھ رہنے والوں کے ثواب

اور سب سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے زیادہ ایک بڑا ثواب دیا ہے ف۳ (وہ

عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٩٦﴾

بڑا درجے اپنی طرف سے اور بخشش اور مہربانی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

کئی درجے ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اور بخشش ہے اور مہربانی اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے

ع ۱۴ ۵ ۱۰

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا

تحقیق جو لوگ کہ قبض کرتے ہیں ان کو فرشتے کہ وہ ظلم کرنے والے ہیں جانوں اپنی کو کہتے ہیں کس دین میں تھے تم کہتے ہیں

جن لوگوں کی فرشتے جان نکالتے ہیں اور وہ گنہگار ہیں ف۴ تو فرشتے ان سے کہتے ہیں تم پڑے پڑے کیا کرتے رہے ف۵ وہ

كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً

تھے ہم ناتوان بیچ زمین کے کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین خدا تعالیٰ کی کشادہ

جواب دیتے ہیں کہ ہم اس ملک میں بے بس تھے (اس لیے مکہ سے مدینہ کو نہ جا سکے) فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالےٰ کی زمین کشادہ نہ تھی (یعنی تنگ تھوڑی تھی

فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا

پس وطن چھوڑ کر جاتے تم بیچ اس کے پس یہ لوگ جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی مگر

تم کو اگر مدینہ کو نہیں جا سکتے تھے اور کہیں) اس میں نکل جانا تھا تو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی مگر

ف۱ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا کہ مسلمانوں کا ایک سریہ (دستہ) اس کے پاس سے گزرا۔ اس نے السلام علیکم کہا لیکن مسلمانوں نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کا مال لے لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری وغیرہ) چنانچہ آنحضرتؐ نے مقتول کے وارثوں کے پاس اس کی دیت بھیج دی اور اس کی بکریاں بھی واپس کر دیں۔ (بخاری وغیرہ) اس قاتل اور مقتول کے بارے میں اختلاف ہے حافظ ابن عبدالبرؒ نے "الاستیعاب" میں نقل کیا ہے کہ قاتل محلم بن جثامہ اور مقتول عامر بن اضبط ہے۔ آنحضرتؐ نے محلم کے حق میں بددعا کی اور وہ ساتویں دن مر گیا اسے تین مرتبہ دفن کیا گیا جب بھی دفن کرتے زمین اس کی لاش باہر پھینک دیتی۔ آخرکار اسے کسی گھاٹی میں ڈال دیا گیا اور بعض روایات میں ہے کہ اس سریہ میں مقدادؓ بن اسود تھے۔ انہوں نے اس کو قتل کیا اس پر آپؐ نے مقدادؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: "تم نے کیسے ایک مسلمان کو قتل کر ڈالا جس نے "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کیا، کل اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا کیا جواب دو گے محض کچھ مال غنیمت کے لالچ میں تم نے یہ اقدام کیا۔" (فتح القدیر) علامہ قرطبی لکھتے ہیں "عین ممکن ہے کہ یہ مختلف واقعات یکے بعد دیگرے پیش آئے ہوں اور سب کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ (قرطبی شوکانی) یہاں تبینوا یعنی تحقیق کر لینے کا حکم سفر کے ساتھ خاص ذکر کیا ہے مگر یہاں سفر کی قید بیان واقعہ کے لئے ہے یعنی یہ حادثہ جس کے متعلق آیت نازل ہوئی ہے سفر میں پیش آیا تھا ورنہ تحقیق کا حکم جس طرح سفر میں ہے اسی طرح حضر میں بھی ضروری ہے۔ (قرطبی)

ف۲ یعنی یہی حالت پہلے تمہاری تھی۔ تم کافروں کے شہر میں رہتے تھے اور اپنے ایمان کو چھپاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کو غالب کر کے تم پر احسان کیا۔ (قرطبی)

ف۳ جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں تو کسی شخص کو بلا عذر گھر میں بیٹھے رہنے کی اجازت نہیں ہو سکتی اور ایسی صورت میں جہاد میں شامل نہ ہونا صریح نفاق ہے مگر جب نفیر عام نہ ہو اور امام کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے کہ جو شخص جہاد کے لئے نکل سکتا ہو نکلے اور جو اپنے کام کی وجہ سے نہیں نکل سکتا اسے اپنے گھر میں بیٹھے رہنے کی اجازت ہے۔ آیت میں اسی صورتحال کے پیش نظر فضیلت کا ذکر ہے کہ امام کی اجازت کے باوجود جو لوگ گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور جو اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہوتے ہیں یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ زیدؓ بن ثابت سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے مجھے بلایا۔ میں کتابت کے لئے حاضر ہوا تو عبداللہ ابن ام مکتومؓ جو نابینا تھے آ گئے اور کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ! اگر میں جہاد کر سکتا تو ضرور جہاد کرتا۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر وحی نازل فرمائی اور "غیر اولی الضرر" کا کلمہ نازل ہوا اور آنحضرتؐ نے مجھے لکھوا دیا۔ (بخاری مسلم) معلوم ہوا کہ جس شخص کی نیت جہاد کی ہو مگر کسی عذر کی بنا پر جہاد میں شریک نہ ہو سکے اس کو مجاہدین کے برابر ثواب ملتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی غزوہ سے واپس ہوتے ہوئے فرمایا "مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے کوئی وادی طے نہیں کی مگر وہ اجر و ثواب میں تمہارے شریک ہیں ان کو صرف عذر نے تمہارے ساتھ آنے سے روک دیا ہے۔" بعض دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص بیمار پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں "میرے بندے کے لئے اس عمل کا ثواب لکھ دو جو حالت صحت میں کیا کرتا تھا جب تک کہ یہ تندرست نہ ہو جائے یا میں اس کی روح قبض نہ کر لوں۔" (قرطبی)

ف۴ ان لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ معظمہ اور دوسرے مقامات پر اسلام لا چکے تھے لیکن کسی مجبوری کے بغیر مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کر رہے تھے اور دارالاسلام کی زندگی چھوڑ کر دارالکفر میں رہنے پر قانع تھے۔ روایات میں ہے کہ اہل مکہ کی ایک جماعت مسلمان ہو گئی اور ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے سامنے اظہار ایمان بھی کیا مگر جب آنحضرتؐ نے ہجرت کی تو انہوں نے مکہ میں اپنی قوم کے پاس رہنا پسند کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی) ف۵ یعنی فرشتے تقریع اور توبیخ کے انداز میں ان سے پوچھتے ہیں کہ تم مسلمان تھے یا کافر یا دارالکفر میں پڑے کیا کرتے رہے اور مدینہ کی طرف ہجرت کیوں نہیں کی؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ مسلمان ہونے کے باوجود بلا عذر ترک ہجرت کی بنا پر ظالم کی موت مرے ہیں۔ (قرطبی)

الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً

ناتوان مردوں سے اور عورتوں سے اور لڑکوں سے کہ نہیں کر سکتے بہانہ

جو مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بے بس ہیں کہ نہ ان کو کوئی تدبیر کرنی بن پڑتی ہے

وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ

اور نہیں پاتے راہ پس یہ لوگ شتاب ہے اللہ یہ کہ معاف کرے ان سے اور ہے

نہ رستہ معلوم ہے ف۱ تو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو معاف کر دے (اور ہجرت نہ کرنے کی پرسش نہ کرے) اور

اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ

اللہ تعالےٰ معاف کرنے والا بخشنے والا اور جو کوئی وطن چھوڑ کر جاوے بیچ راہ اللہ کے پاوے گا بیچ زمین کے

اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور جو کوئی اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑے ف۲ وہ زمین میں رہنے کی بہت جگہ اور روزی میں کشادگی

مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ ۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ

جگہ بہت اور کشادگی اور جو کوئی نکلے گھر اپنے سے وطن چھوڑ کر طرف اللہ کی اور

پائے گا اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر موت اس کو آن پکڑے (اپنے مقام پر

رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

رسول اس کے کی پھر پا لیوے اس کو موت پس تحقیق پڑا ثواب اس کا اوپر ذمے اللہ کے اور ہے اللہ

پہنچنے سے پہلے) تو اللہ تعالےٰ پر اس کا ثواب لکھ چکا ف۳ اور اللہ تعالےٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

بخشنے والا مہربان اور جس وقت چلو تم بیچ زمین کے پس نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ

بخشنے والا مہربان ہے اور جب تم مسافر ہو زمین میں تو نماز قصر کرنے میں (گھٹانے میں)

تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ ق اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ

کوتاہ کرو تم نماز سے اگر ڈرو تم یہ کہ فتنہ میں ڈالیں تم کو وہ لوگ کہ کافر ہوئے تحقیق کافر ہیں

تم پر کچھ گناہ نہیں ہے ف۴ اگر تم کو ڈر ہو کافروں کے ستانے کا ف۵ بے شک کافر تمہارے

كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ

واسطے تمہارے دشمن ظاہر اور جس وقت ہووے تو بیچ ان کے پس قائم کرے واسطے ان کے نماز پس چاہیئے کہ کھڑی ہووے

کھلے دشمن ہیں اور (اے پیغمبر) جب تو لوگوں میں ہو (اور دشمن کا ڈر ہو) پھر تو نماز پڑھانا چاہے ان کو تو (ان کے دو

طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ

ایک جماعت ان میں سے ساتھ تیرے اور چاہیئے کہ لیویں ہتھیار اپنے پس جس وقت سجدہ کریں پس چاہیئے کہ ہو جاویں وہ

گروہ کر) ایک گروہ ان میں سے تیرے ساتھ (نماز میں) کھڑا ہو اور اپنے ہتھیار لیے رہے جب وہ سجدہ کریں تو دوسرا گروہ (جو نماز نہیں پڑھتا) وہ

وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ

پیچھے تمہارے اور چاہیئے کہ آوے ایک جماعت اور کہ نہیں نماز پڑھی انہوں نے پس نماز پڑھیں ساتھ تیرے اور چاہیئے کہ لیویں بچاؤ اپنا

تمہارے پیچھے رہے (دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے) ف۶ اور دوسرا گروہ آوے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ (ایک رکعت) نماز پڑھے اور اپنا بچاؤ اور

ف۱ اس آیت میں ان لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو واقعی بے بس اور معذور تھے اور ہجرت نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں اور میری والدہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا ہے اور ان لوگوں میں عیاش بن ابی ربیعہ
بن ہشام وغیرہم بھی شامل ہیں جن کے حق میں آنحضرتؐ کفار کے پنجے سے نجات کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) **فائدہ** حضرت ابن عباسؓ کی والدہ ام الفضل بنت حارث ہیں اور ان کا نام لبابہ ہے جو میمونہؓ بنت حارث ام المومنین کی بہن تھیں
حارثؓ "نو بہنیں تھیں جن کے حق میں رسول اللہؐ نے "الاخوات المومنات" فرمایا تھا۔ ان میں ایک اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں جو ماں کی طرف سے میمونہؓ کی بہن تھیں اور جعفرؓ بن ابی طالب کی بیوی۔ جعفرؓ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور حضرت ابوبکرؓ کے
حضرت علیؓ کے نکاح میں آگئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (قرطبی) **ف۲** ہجرت کے ساتھ "فی سبیل اللہ" کا ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہجرت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہیئے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "جس شخص کی
ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہے اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی غرض سے ہے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ (بخاری و مسلم)

ف۳ مراغما یہ مُرغَم کی جمع ہے اور ہجرت کر کے نکلنے اور دار ہجرت پا لینے کو مراغماً اس لئے فرمایا ہے کہ جو شخص ہجرت کر کے نکلتا گویا وہ تمام قریش کی ناک کو خاک آلود کر دیتا۔ (قرطبی) اس آیت میں اگرچہ ان لوگوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو مکہ اور دوسرے مقامات پر دار الکفر میں پڑے زندگی بسر کر رہے تھے اور ہجرت نہیں کر رہے تھے۔ لیکن یہ آیت عام ہے اور متعدد احادیث میں ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ (فتح القدیر) عکرمہؒ بیان کرتے ہیں کہ جب ہجرت نہ کرنے کے بارے میں وعید نازل ہوئی تو جندعؓ بن ضمرۃ اللیثی (جو مکہ میں مستضعفین میں سے تھے بیمار تھے۔ چنانچہ انہوں نے حالت مرض میں سفر شروع کر دیا حتیٰ کہ تنعیم میں پہنچ کر انتقال کر گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اسی طرح خالدؓ بن حزام کے متعلق بھی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور راستہ میں سانپ کے ڈسنے سے وفات پا گئے۔ (قرطبی) **فائدہ** ہجرت کے معنی ہیں دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا۔ یہ آنحضرتؐ کی زندگی میں فرض تھی اور اس کی فرضیت تاقیامت باقی ہے۔ جس ہجرت کو آنحضرتؐ نے "لا ھجرۃ بعد الفتح" فرما کر منسوخ فرمایا ہے وہ خاص مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت تھی اسی طرح اہل بدعت کی آبادی سے بھی ہجرت کرنا چاہیئے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں "کسی شخص کے لئے ایسے مقام پر رہنا جائز نہیں ہے جہاں سلف کو گالیاں دی جاتی ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس جس علاقہ میں حلال روزی نہ ملتی ہو یا دین میں فتنہ کا خوف ہو وہاں سے ہجرت کی بھی ترغیب آئی ہے۔ (قرطبی)

ف۴ مغرب اور صبح کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں چار کی بجائے دو رکعت پڑھنے کا نام قصر ہے۔ "تم پر کچھ گناہ نہیں" کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت سفر میں قصر واجب نہیں۔ اس کی صرف اجازت ہے۔ یہی اکثر علمائے سلف کا مسلک ہے مگر آنحضرتؐ کی سنت کو دیکھتے ہوئے امام شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ اور اکثر محدثینؒ کے نزدیک قصر افضل ہے۔ بعض علماء نے حضرت عائشہؓ کی حدیث: فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ (کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوئی) کے پیش نظر قصر کو واجب مانا ہے مگر حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے اور حضرت عائشہؓ کا عمل اور فتویٰ اس کے خلاف ہے اور پھر حضرت ابن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ قصر کو سنت کہتے ہیں فاین المذھب عن قولھما۔ (قرطبی) سفر سے مراد بظاہر تو عام سفر ہے جسے عرف میں سفر کہا جاتا ہو اب رہی میلوں یا دنوں کی مقدار کی تعیین تو نہ قرآن کی کسی آیت میں اس کا صاف ذکر ہے اور نہ نبی صلعم کی کسی صریح حدیث میں۔ بنا بریں جن ائمہ اور علماء نے کسی مقدار کی تعیین کی ہے انہوں نے عموماً نبی صلعم کے سفروں کو دیکھتے ہوئے اپنے اجتہاد سے کی ہے تاہم سب سے بہتر دلیل تعیین مقدار سفر میں صحیح مسلم میں حدیث انسؓ ہے جس کی رو سے نو کوس تک کا سفر ہونا چاہیئے نیز کسی صحیح حدیث میں نبی صلعم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپؐ نے کسی سفر میں فرض نماز سے پہلے یا بعد میں سنت ادا کی ہو ہاں رات کے وتر اور صبح کی سنتیں آپؐ ہر سفر میں پڑھا کرتے تھے اور کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ (زاد المعاد) صحابہؓ میں سے ابوبکرؓ، عمرؓ اور ابن عمرؓ کا اسی پر عمل تھا۔ (بخاری) البتہ بعض صحابہؓ سفر میں فرض نماز سے پہلے اور بعد میں سنتیں اور نفل پڑھا کرتے تھے اسلئے یہ جائز ہیں۔ مسافر اگر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے گا تو قصر نہیں کریگا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "یہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی سنت ہے۔ (مسند احمد)

ف۵ کافروں کے ستانے کا ڈر اسوقت تھا جب یہ حکم آیا۔ اس تقریب سے ہر وقت کیلئے معافی ملی۔ (موضح) یہ آیت چونکہ جہاد کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اسلئے اس میں نماز میں قصر کی اجازت کیساتھ "تمہیں کافروں کے ستانے کا ڈر ہو" کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ باقی رہا عام سفر جسمیں دشمن کا خوف نہ ہو تو اسمیں قصر کے حکم سے یہ آیت ساکت ہے اسے نبی صلعم نے اپنے قول و عمل سے واضح فرمایا ہے حضرت عمرؓ سے ایک شخص نے سوال کیا "کیا وجہ ہے کہ لوگ ہر سفر میں قصر کر رہے ہیں حالانکہ قرآن میں خوف کیساتھ مقید ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا خود مجھے بھی اس سے تعجب ہوا تھا اور میں نے آنحضرتؐ سے اسکا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا: "یہ ایک صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔ لہٰذا تم اس کا صدقہ قبول کرو۔ (بخاری مسلم) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے اور اسوقت رب العٰلمین کے سوا کسی کا خوف نہ تھا مگر آپؐ نے دو ہی رکعت نماز پڑھی۔ (ترمذی۔ نسائی)

ف۶ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے "جب وہ سجدہ کر لیں (یعنی آپ کے ساتھ ایک رکعت پوری کر لیں) تو پیچھے

جائیں۔ (فتح القدیر)   ف یعنی آپ کی دوسری رکعت میں آپ کے ساتھ شامل ہوں اور ایک رکعت نماز پڑھیں۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یہ صلوٰۃ خوف کی صرف ایک صورت کا ذکر ہے جبکہ دشمن موجود ہو اور اس کے حملہ کا خطرہ ہو مگر عملاً جنگ نہ ہو رہی ہو۔ ابن العربی لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے چودہ مرتبہ صلوٰۃ خوف پڑھی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ پس صلوٰۃ خوف میں تمام احادیث صحیح اور ثابت ہیں۔ لہٰذا جس صورت میں نماز ادا کر لی جائے جائز ہے۔ حافظ ابن القیمؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں۔ سب احادیث کا مرجع چھ سات صورتوں کی طرف ہے جن میں ہر صورت پر حسب موقع عمل کیا جاسکتا ہے۔ (زاد المعاد)

وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ

اور ہتھیار اپنے   دوست رکھتے ہیں   وہ جو کافر ہیں کاشکے غافل ہو تم   ہتھیاروں اپنے سے   اور اسباب اپنے سے   پس جھک آویں

ہتھیار لیے رہے ف کافر تو یہ چاہتے ہیں اگر تم (ذرا) اپنے ہتھیار اور سامان سے غافل ہو جاؤ   تو وہ   ایک بارگی

عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم

اوپر تمہارے جھک آنا   یکبارگی   اور نہیں گناہ   اوپر تمہارے   اگر   ہو   تم کو   ایذا   مینہ سے   یا ہو تم

تم پر   ٹوٹ پڑیں   اور اگر بارش   یا بیماری کی   تم کو تکلیف ہو   تو ہتھیار

مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

بیمار   یہ کہ رکھ دو   ہتھیار اپنے   اور لو   بچاؤ اپنا   تحقیق اللہ نے تیار کیا ہے واسطے کافروں کے

اتار دینا   کوئی گناہ نہیں تم پر   مگر (دشمن سے) ہوشیار رہو ف۲   بے شک اللہ نے کافروں کے لیے ذلت کا

عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ

عذاب   رُسوا کرنے والا   پس جب تمام کر چکو   نماز کو   پس یاد کرو اللہ کو کھڑے   اور بیٹھے   اور اوپر

عذاب تیار کر رکھا ہے   پھر جب تم (خوف کی) نماز پڑھ چکو   تو کھڑے   اور بیٹھے   اور کروٹ پر لیٹے

جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى

کروٹوں اپنی کے   پس جب آرام پاؤ تم   پس سیدھا کرو نماز کو   تحقیق   نماز   ہے   اوپر

اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے رہو ف۳   پھر جب خاطر جمع ہو   تو نماز کو درستی سے ادا کرو ف۴   کیونکہ نماز مسلمانوں پر

الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ

مسلمانوں کے لکھی ہوئی   وقت مقرر کی ہوئی   اور مت سستی کرو بیچ   ڈھونڈنے   قوم کے   اگر   ہو تم   درد کھینچتے

واجب ہے بندھے وقتوں پر   اور کافروں کے پیچھا کرنے میں (ان سے لڑنے میں) ہمت نہ ہارو (یا نامردی نہ کرو) اگر تم

فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

پس تحقیق وہ بھی درد کھینچتے ہیں جیسے درد کھینچتے ہو تم   اور امید رکھتے ہو تم   خدا سے   جو کچھ کہ نہ امید رکھتے وہ   اور ہے   اللہ

ذلیل مت بناؤ ف۵ اگر تم کو (لڑائی میں) تکلیف پہنچتی ہے تو ان کو بھی تکلیف پہنچتی ہے جیسے تم کو تکلیف پہنچتی ہے اور تم خدا سے وہ امید رکھتے ہو جو کافر نہیں رکھتے

عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا

جاننے والا   حکمت والا   تحقیق نازل کی ہم نے   طرف تیری   کتاب   ساتھ حق کے   تو کہ حکم کرے تو   درمیان لوگوں کے   ساتھ اس چیز کے

اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے   (اے پیغمبر) ہم نے تجھ پر جو سچی کتاب آتاری تو اس لیے کہ لوگوں کا فیصلہ تو اس طرح کرے   جس طرح

أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

کہ دکھلاتا ہے تجھ کو اللہ   اور مت ہو   خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والا   اور بخشش مانگ اللہ سے   تحقیق اللہ   ہے

اللہ نے تجھ کو دکھلایا ف۶   اور دغا بازوں کا طرفدار مت بن ف۷   اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ ف۸ بے شک اللہ تعالیٰ

غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا

بخشنے والا   مہربان   اور مت جھگڑ تو   ان   لوگوں کی طرف سے کہ خیانت کرتے ہیں جانوں اپنی کو   تحقیق   اللہ نہیں

بخشنے والا   مہربان ہے   اور جو لوگ اپنے تئیں آپ دغا دے رہے ہیں   ان کی طرف سے مت جھگڑ (یعنی ان کا طرفدار مت بن) کیونکہ اللہ

ف۲ کہ مبادا تمہیں غافل پاکر وہ تم پر اچانک حملہ کر دے۔

ف۳ یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں معروف رہو۔ یہاں تک کہ عین اس وقت بھی جب معرکہ قتال گرم ہو۔ جمہور مفسرین نے اس کے یہی معنی کئے ہیں۔ بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ جب نماز پڑھنا چاہو تو معرکہ قتال گرم ہونے کی وجہ سے کھڑے، بیٹھے، لیٹے جس طرح نماز پڑھ سکتے ہو پڑھ لو، لیکن پہلا قول زیادہ ظاہر ہے۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی جب خوف کی حالت ختم ہو جائے اور تم میدانِ جنگ سے پلٹ کر اپنے گھروں میں آجاؤ تو نماز کو اس کے جملہ ارکان و شرائط اور حدود کے ساتھ مقررہ اوقات پر ادا کرو اور قصر نہ کرو۔ (قرطبی) دوسرا مطلب جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر خوف کے وقت نماز میں کوتاہی ہو تو نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کو اور طرح سے یاد کرو نماز میں قید ہے کہ وقت پر ہو اور اللہ کا ذکر ہر حال میں درست ہے۔ (موضح)

ف۵ بعض نے لکھا ہے کہ جنگِ اُحد کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ بہت سے مسلمان زخمی ہو چکے تھے مگر آنحضرتؐ نے دشمنوں کے تعاقب میں میں دوبارہ نکلنے کا حکم صادر فرمایا اور یہ حکم بھی صرف اُنہی کو تھا جو اُحد میں شریک تھے (دیکھیے آل عمران ۱۷۲) یعنی زخمی ہونے میں تو دشمن بھی تو تمہارے ساتھ شریک تھے۔ گو تمہیں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تم بوجہ ایمان کے اللہ کے ہاں اجر و ثواب کے امیدوار ہو اور ان کو بوجہ کفر کے یہ نعمت حاصل نہیں ہے لہٰذا ان کے تعاقب میں کمزوری مت دکھاؤ۔ (قرطبی)

ف۶ یعنی شریعت کے قواعد کے مطابق فیصلہ کرو "جیسے اللہ نے تجھ کو دکھلایا" یعنی وحی بھیج کر یا کسی اور طریقہ سے آپؐ کو سمجھایا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: یہ "اراک اللہ" آنحضرتؐ کے ساتھ خاص تھا کہ آپؐ کی رائے اللہ تعالیٰ کے سمجھانے سے ٹھیک ہوتی تھی اس لئے آپؐ کا فیصلہ واجب الاتباع ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد یہ منصب کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ اور امام یا مجتہد کی ہر بات صحیح نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس پر عمل کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۷ ان آیات کی شانِ نزول کے تحت عطاء نے لکھا ہے کہ انصار کے قبیلہ بنی ظفر میں ایک شخص طعمہ یا بشیر بن ابیرق تھا۔ اس نے ایک انصاری کی زرہ چرا لی اور اسے ایک یہودی کے گھر میں پھینک دیا۔ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا کہ بنی ابیرق (طعمہ اور اس کے بھائیوں) نے یہ زرہ چوری کر کے میرے گھر میں پھینک دی۔ جب بنی ظفر کے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے ایکا کر لیا اور پھر شور مچاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے کہ یہودی جھوٹا ہے، زرہ اسی نے چرائی ہے طعمہ اور اس کے بھائی اس الزام سے بری ہیں۔ قریب تھا کہ آنحضرتؐ اس یہودی کے خلاف فیصلہ صادر فرما دیتے اور بنی ابیرق پر الزام رکھنے پر اسے سرزنش بھی کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن جریر) آیت میں "دغا بازوں" سے مراد طعمہ اور اس کے بھائی ہیں یعنی آپؐ ان کی حمایت نہ کریں۔ اصل میں یہی مجرم ہیں معلوم ہوا کہ متہم شخص کی حمایت جائز نہیں ہے اور کافر ذمی کا مال بھی مسلمان کے مال کی طرح محفوظ ہے۔ (قرطبی)   ف۸ یعنی آپؐ نے جو طعمہ کو بری اور یہودی کو مجرم قرار دینے کا ارادہ کیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیجیے۔ (قرطبی) انبیاءؑ کو باوجود معصوم ہونے استغفار کا حکم رفع درجات کے لئے دیا جاتا ہے اور علماء تفسیر نے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ ان گنہگاروں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے۔

يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿۱۰۷﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ

دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے خیانت کرنے والا گنہگار چھپتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپ سکتے

تعالیٰ دغاباز بدکار کو پسند نہیں کرتا ف۱ لوگوں سے (اپنی چوری) چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپاتے ف۲ اور

اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا

اللہ سے اور وہ ساتھ ان کے ہے جس وقت مصلحت کرتے ہیں وہ چیز کہ نہیں پسند کرتا بات سے اور ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے

وہ ان کے ساتھ ہے ف۳ (ان کی ہر ایک بات دیکھتا اور سنتا ہے) جب رات کو ایسی تجویز کرتے ہیں جس سے وہ راضی نہیں ف۴ اور وہ جو کچھ کرتے ہیں

يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿۱۰۸﴾ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ

کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہاں تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑے کیے تم نے ان کی طرف سے بیچ زندگانی دنیا کے

اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے ف۵ سنو جی تم لوگوں نے دنیا کی (چند روزہ) زندگی میں تو ان کی طرف (یعنی چور اور اس کی قوم کی طرف) ہو کر

يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ

جھگڑے گا اللہ سے ان کی طرف سے دن قیامت کے یا کون شخص ہوگا اوپر ان کے کارساز اور جو کوئی

کرلیا اب، یہ تو کہو، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کون جھگڑے گا ان کی طرف سے یا کون ان کا وکیل بنے گا ف۶ اور جو کوئی

يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۱۱۰﴾

کام کرے برا یا ظلم کرے جان اپنی کو پھر بخشش مانگے اللہ تعالیٰ سے پاوے گا اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان

(دوسرے کے ساتھ) برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ف۷

وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۱۱۱﴾

اور جو کوئی کماوے گناہ پس سوائے اس کے نہیں کہ کماتا ہے اس کو اوپر جان اپنی کے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا

اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان آپ کرتا ہے ف۸ اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے حکمت والا

وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَ

اور جو کوئی کماوے کچھ خطا یا گناہ پھر تہمت لگاوے ساتھ اس کے بے گناہ کو پس تحقیق اٹھا لیا اس نے بہتان اور

اور جو کوئی خطا (صغیرہ) یا گناہ (کبیرہ) کرے پھر ایک بے قصور پر اس کو تھوپ دے (جیسے طعمہ نے کیا) تو طوفان اور کھلا گناہ

إِثْمًا مُبِينًا ﴿۱۱۲﴾ ع وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ

گناہ ظاہر اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ تعالیٰ کا اوپر تیرے اور رحمت اس کی البتہ قصد کیا تھا ایک جماعت نے ان میں سے

سر پر لیا ف۹ اور (اے پیغمبر) اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تجھ پر نہ ہوتی تو ان میں کا ایک گروہ (یعنی طعمہ کی قوم کے لوگ) تجھے بہکا دینے پر

أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَأَنْزَلَ

یہ کہ بہکا دیں گے تجھ کو اور نہیں بہکاویں گے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں ضرر پہنچاویں گے تجھ کو کچھ اور اتاری

مستعد ہو ہی گیا تھا ف۱۰ اور در حقیقت وہ اپنے تئیں بہکا رہے ہیں (کیونکہ اس کا وبال انہی پر پڑے گا) اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ف۱۱ اور اللہ تعالیٰ نے تجھ

اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ

اللہ نے اوپر تیرے کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ تھا تو جانتا اور ہے فضل اللہ تعالیٰ کا

پر کتاب اتاری (قرآن شریف) اور حدیث (شریف) ف۱۲ اور جو تو نہیں جانتا تھا وہ تجھ کو سکھلایا اور اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے تجھ پر

ف۱ مطلب یہ ہے کہ جو شخص دغا کرتا ہے سب سے پہلے اپنے آپ سے دغا کرتا ہے۔ ف۲ یعنی ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب کرنے میں لوگوں سے تو شرم کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے جو اُن کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے شرم نہیں کرتے۔

ف۳ یعنی جاننے، دیکھنے اور سننے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے ورنہ بذاتہٖ تو اللہ تعالیٰ "مستوی علی العرش" ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۴ جیسے جھوٹی شہادت پر ایکا کرنا اور بے قصور پر چوری کا الزام لگانا۔

ف۵ تو اس سے بچ کر کہاں جائیں گے۔

ف۶ جو اُن کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلا سکے۔ اس کے مخاطب بنی ظفر اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو طعمہ اور اس کے بھائیوں کی طرف سے جھگڑ رہے تھے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۷ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بنی ابیرق سے توبہ کے لیے کہا جا رہا ہے۔ آیت میں ہر قسم کے گناہوں کی لوث سے محفوظ رہنے کا راستہ بتایا گیا ہے، اور وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار "السوء" وہ گناہ جن سے انسان اپنے علاوہ دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ جیسے جھوٹی شہادت اور بے گناہ کو متہم کرنا۔ اور "اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ" سے ان گناہوں کی طرف اشارہ ہے جن سے انسان صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جیسے ترک صلوٰۃ اور شراب نوشی وغیرہ۔ ضحاک فرماتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے اپنے فعل پر سخت ندامت ہے، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حدیث میں ہے کہ کسی شخص سے گناہ سرزد ہو جائے اور وہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

ف۸ یعنی وہی اس کی سزا بھگتے گا، کوئی دوسرا اس گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔ "کسب" کا لفظ ہر اُس فعل پر بولا جاتا ہے جس سے کوئی نفع یا نقصان حاصل ہو۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف کسب کی نسبت نہیں ہو سکتی۔ (قرطبی)

ف۹ خطيئة کا لفظ غیر ارادی گناہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس "اثم" وہ ہے جو ارادی طور پر کیا جائے مطلب یہ ہے کہ خود گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد کسی بے قصور آدمی کو اس سے ملوث کرنے کی کوشش کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ کسی بے گناہ شخص پر تہمت لگانے کو بہتان کہا جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف۱۰ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ان کے بہکانے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اللہ کی رحمت یہ کہ آپؐ کو واقعہ کی حقیقت سے مطلع فرما دیا۔ ف۱۱ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت کا خاص انتظام کیا ہے۔

عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ

اوپر تیرے بڑا نہیں ہے بھلائی بیچ بہت مصلحتوں ان کی کے مگر وہ شخص کہ حکم کرے ساتھ خیرات کے یا

اکثر ان کے صلاح و مشورہ میں بھلائی نہیں ہوتی (جب کوئی صلاح کرتے ہیں بری ہی بات کے لیے) مگر وہ صلاح جو خیرات دینے ف۱

مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ

ساتھ اچھی بات کے یا صلح کر دینے کے درمیان لوگوں کے اور جو کوئی کرے یہ واسطے ڈھونڈنے رضامندی

یا اچھے کام کرنے یا لوگوں میں ملاپ کرنے کے لیے کی جاوے اور بے شک اچھی ہے ف۳ اور جو کوئی خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے (نہ ناموری

اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا

اللہ کے پس البتہ دیویں گے ہم اس کو ثواب بڑا اور جو کوئی برخلافی کرے رسول کی پیچھے اس کے

کے واسطے) تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے اور جو کوئی سچی راہ کھل جانے کے بعد (یعنی پیغمبر صلعم کی پیغمبری معلوم ہو جانے

تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ

کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور ڈال کر پہنچائیں گے

کے بعد) پھر پیغمبر کا خلاف کرے اور مسلمانوں کے رستہ کے سوا دوسرا رستہ لے ف۴ ہم اس کو اسی راہ پر چلنے دیں گے (اسی حال پر چھوڑ دیں گے) اور (آخرت میں)

جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿۱۱۵﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ

اس کو دوزخ میں اور بری ہے جگہ پھر جانے کی تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جاوے ساتھ اس کے اور بخشتا ہے جو سوائے

اس کو دوزخ میں لے جا کر ڈال دیں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی ف۵ بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشنے کا (جو کوئی مشرک مرا اس کی مغفرت نہ ہو گی) اور

ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۱۶﴾ إِن

اس کے ہے واسطے جس کے چاہے اور جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی دور نہیں

اس سے کم درجہ گناہوں کو جس کو چاہے بخش دیوے ف۶ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ پرلے سرے کا گمراہ ہو گیا ف۷ اللہ تعالیٰ

يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللَّهُ

پکارتے سوائے اس کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی ہے اس کو اللہ نے

کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ بس عورتیں ہی ہیں ف۸ بلکہ (درحقیقت) شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں ف۹ اللہ تعالیٰ نے اس پر (یعنی

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿۱۱۸﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ

اور کہا اس نے البتہ لوں گا میں بندوں تیرے سے ایک حصہ مقرر اور البتہ گمراہ کروں گا میں ان کو اور آرزو میں ڈالوں گا ان کو

شیطان) پر لعنت کی اور وہ (یعنی شیطان) کہنے لگا میں تو ضرور تیرے بندوں میں سے ایک معین حصہ مار لوں گا ف۱۰ اور ضرور ان کو بہکاؤں گا اور امیدیں دلاؤں گا

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَ

اور البتہ حکم کروں گا ان کو پس البتہ کاٹیں گے کان جانوروں کے اور البتہ حکم کروں گا ان کو پس پھیر ڈالیں گے پیدائش خدا کی کو اور

اور ان کو یہ سکھلاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیرا کریں ف۱۲ اور ان کو یہ سوجھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ بدل دیں ف۱۳ اور

مَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ﴿۱۱۹﴾

جو کوئی پکڑے شیطان کو دوست سوائے اللہ کے پس تحقیق ٹوٹا پایا ٹوٹا پانا ظاہر

جو کوئی خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بناوے وہ کھلے نقصان میں سر تا پا ڈوب گیا

ع ۱۷ / ۱۴ — وقف لازم

ف۱ یعنی وحی کے ذریعہ آپ کو وہ علم دیا جو آپ کو پہلے حاصل نہیں تھا۔ (دیکھئے سورۃ شوریٰ آیت ۵۲) اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ (قرطبی) ف۲ "نجوٰی" دوسروں سے علیحدہ ہو کر صلاح و مشورہ کرنے کو کہتے ہیں یہ مصدر ہے اور مبالغہ کے طور پر "عدل" و "رضی" کی طرح جمع پر بولا جاتا ہے اور اِلَّا کے بعد لفظ "نجوٰی" محذوف ہے ای اِلَّا نَجْوٰی مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَۃٍ الخ ف۳ معروف کا لفظ جمیع اعمال خیر کو شامل ہے حتیٰ کہ کسی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا بھی معروف میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے "ولو ان تلقی اخاک بوجہ طلق"۔ اور "اصلاح بین الناس" کا لفظ مسلمانوں کے درمیان ہر قسم کے اختلافات ختم کرنے کو شامل ہے۔ حدیث میں ہے جس نے دو مسلمانوں میں صلح کرا دی اس کے لئے آگ سے براءۃ لکھی جاتی ہے۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی جو شخص یا گروہ شریعت کے خلاف راستہ اختیار کرے اور حق معلوم ہو جانے کے باوجود مسلمانوں کی سیدھی اور صاف روش سے ہٹ جائے تو ہم بھی اسے اسی ٹیڑھی راہ پر لگا دیتے ہیں جو اس کو جہنم میں لے جا کر ڈال دیتی ہے۔ مومنوں کی راہ دراصل تو کتاب و سنت کی راہ ہے اور کسی اجماعی مسئلہ کی مخالفت کرنا بھی غیر مومنین کی راہ پر چلنا ہے۔ (قرطبی) امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اجتماعی طور پر غلطی اور خطا سے محفوظ رہی ہے اور رہے گی۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ ساری امت صدیوں ایک غلط راہ پر چلتی رہے۔ اس بارے میں بہت سی صحیح احادیث وارد ہیں حتیٰ کہ بعض علما ان کے تواتر کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ نے اجماع کے حجت ہونے کا اسی آیت سے استنباط کیا ہے اور یہ استنباط بہت قوی اور عمدہ ہے۔ (ابن کثیر) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "معارج الاصول" میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور امام شافعیؒ کے استدلال کی پرزور تائید کی ہے۔ (م۔ ع)

ف۵ مذکورہ بالا واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آجانے کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طعمہ بن ابیرق کی حد جاری کرنے کا حکم دیا تو وہ مرتد ہو گیا اور مدینہ سے بھاگ کر مکہ کے مشرکین سے جا ملا۔ اس آیت میں اس کے اسی طرز عمل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ویسے یہ آیت عام ہے اور اس میں ان لوگوں کیلئے سخت وعید ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سلف صالحین کے مسلک سے منہ موڑ کر دوسروں کی پیروی کرتے ہیں اور آئے دن نئی نئی بدعات ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تقلید کی ایجاد بھی بعد کی صدیوں میں ہوئی۔ سلف صالح کے دور میں اس کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ کتاب و سنت کی کسی دلیل سے اس کی گنجائش نکلتی ہے۔

ف۶ معلوم ہوا کہ شرک کے سوا مسلمان گنہگار ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے اس سے ان لوگوں کا رد نکلتا ہے جو مرتکب کبیرہ کو دائمی جہنمی کہتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۷ اوپر سے منافقوں کا ذکر آ رہا ہے جو پیغمبرؐ کے فیصلوں کو پسند نہ کرتے اور جدا راستے پر چلتے تھے۔ اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا، معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا کسی دوسرے دین و طریقہ کو محبوب رکھا جائے اور اس کو معمول بنایا جائے تو یہ شرک ہے۔ کیونکہ اسلام کے سوا جو دین بھی ہے سب شرک ہے اگرچہ پرستش کا شرک نہ بھی کیا جائے۔ (از موضح)

ف۸ "اناثا" سے مراد یا تو بت ہیں جن کے نام (اللات، منات، عزیٰ) سب مونث تھے اور یا فرشتے مراد ہیں جنہیں وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ آیت میں غیر اللہ کے پکارنے کو شرک قرار دیا ہے۔ جو شخص بھی غیبی مدد کے لئے کسی کو اللہ کے سوا پکارتا ہے وہ مشرک ہے کیونکہ عبادت دراصل اسی پکارنے کا نام ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۹ کیونکہ شیطان ہی نے انہیں بتوں یا فرشتوں کی پرستش پر لگایا ہے۔ (قرطبی)

ف۱۰ یعنی تیرے بندوں میں سے ایک گروہ کو اپنی راہ پر ڈال لوں گا وہ اپنے مال میں میرا حصہ مقرر کر رکھیں گے جیسے بتوں اور قبروں کے نام کی نذر نیاز نکالی جاتی ہے۔ (موضح) جتنے گمراہ دوزخی ہیں سب نصیب شیطان میں داخل ہیں۔ (قرطبی)

ف۱۱ کہ گناہ کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔ مسلمان کے دل میں ایمان ہونا چاہیئے نماز پڑھنے اور دوسرے نیک اعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے یا ابھی جلدی کیا ہے مرنے سے وقت توبہ کر لیں گے یا ان بزرگوں اور پیروں کا تم دم بھرتے ہو ان کا اللہ تعالیٰ پر بڑا زور ہے تم ان کا دامن تھام لینا وہ تمہیں سیدھے جنت میں لے جائیں گے وغیرہ۔ اس قسم کے تمام خیالات و ظنون شیطانی آرزوؤں میں داخل ہیں۔ کذا فی القرطبی وابن کثیر۔ (وحیدی) ف۱۲ البتک کے معنی قطع کرنا کے ہیں۔ یعنی پھر ان پر سواری کرنا حرام سمجھیں گے جن کو بحیرہ و سائبہ وغیرہ کہتے تھے۔ (دیکھئے سورۃ مائدہ آیت ۱۰۳) ف۱۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں ان کی شکل و صورت بھی تبدیل کریں گے اور حلت و حرمت کے اعتبار سے ان کے احکام بھی بدل دیں گے۔ اس میں رہبانیت، عمل قوم لوط، مردوں کو خصی کرنا، عورتوں کو بانجھ بنانا، ان کو گھروں سے نکال کر ان کے فطری فرائض سے سبکدوش کر کے مردوں کی صف میں کھڑا کر دینا یہ سب کام تغییر خلق اللہ میں داخل ہیں۔ (ماخوذ از قرطبی۔ ابن کثیر)

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲۰﴾ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ

وعدہ دیتا ہے ان کو اور آرزوئیں دلاتا ہے ان کو اور نہیں وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان مگر فریب کو یہ لوگ جگہ ان کی

شیطان (نے جیسے کہا تھا اسی طرح) لوگوں کو وعدے دیتا ہے (اور پورے نہیں کرتا) امیدیں دلاتا ہے اور شیطان جو کچھ ان سے وعدہ کرتا ہے وہ دغا ہی دغا ہے ف۱

جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دوزخ ہے اور نہ پاویں گے اس سے بھاگنا اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

ان لوگوں کا (جو شیطان کے دغا میں آگئے ہیں) ٹھکانا دوزخ ہے اور وہاں سے کہیں بھاگنے کی جگہ نہ پائیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ وَعْدَ

البتہ داخل کریں گے ہم انکو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے ہمیشہ وعدہ کیا

ان کو ہم باغوں میں لے جاویں گے جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ اللہ تعالےٰ کا

اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ

اللہ نے سچ اور کون ہے بہت سچا اللہ تعالےٰ سے بات میں نہیں موافق آرزو تمہاری کے اور نہ موافق آرزو

سچا وعدہ ہے اور اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر بات کا سچا اور کون ہے (مراد کو پہنچنا یا جنت ملنا یا اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہونا) ف۳ نہ تمہاری آرزو سے کچھ ہو سکتا

أَهْلِ الْكِتٰبِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا

اہل کتاب کے جو کوئی عمل کرے برا بدلہ دیا جاوے گا ساتھ اس کے اور نہ پاوے واسطے اپنے سوائے اللہ کے دوست

ہے نہ کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) کی آرزو سے (بلکہ) جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پانے گا (مسلمان ہو یا یہودی یا نصرانی) اور اللہ تعالےٰ کے سوا نہ اس کو کوئی

وَلَا نَصِيرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور نہ مدد دینے والا اور جو کوئی عمل کرے اچھا مرد کی قسم سے ہو یا عورت ہو اور وہ ایمان والا ہو

حمایتی ملے گا نہ مددگار ف۴ اور جو کوئی کچھ بھی نیکی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان دار ہو

فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا

پس یہ لوگ داخل ہوں گے بہشت میں اور نہ ظلم کئے جاویں گے کھجور کے شگاف برابر اور کون ہے بہتر دین میں

تو اس قسم کے لوگ جنت میں جاویں گے (فوراً اگر اللہ بخشدے ورنہ کچھ عذاب ہو کر) اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان پر ظلم نہ ہو گا ف۴ اور کس کا دین اس شخص سے اچھا

مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ

اس شخص سے کہ مطیع کرے منہ اپنا واسطے اللہ تعالےٰ کے اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور پیروی کرے دین ابراہیم کی حنیف کی اور پکڑا

ہو سکتا ہے جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور نیکی میں لگ گیا ف۵ اور ابراہیم کے راستہ پر چلا جو ایک لگا تھا (یعنی خاص خدا کی طرف کا) اور اللہ تعالےٰ نے

اللّٰهُ إِبْرٰهِيمَ خَلِيلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

اللہ تعالےٰ نے ابراہیم کو دوست اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور ہے اللہ ساتھ ہر

ابراہیم کو اپنا سچا دوست بنایا ف۶ اور اللہ ہی کا ہے (یعنی اسی کے ملک ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز اللہ کے علم میں ہے

شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿۱۲۶﴾ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى

چیز کے گھیرنے والا اور فتوےٰ پوچھتے ہیں تجھ سے بیچ عورتوں کے کہہ اللہ فتوےٰ دیتا ہے تم کو بیچ ان کے اور جو چیز کہ پڑھی جاتی ہے

(اس کا دائرہ علم سب کو گھیرے ہوئے ہے) اور (اے پیغمبرؐ) تم سے یہ لوگ عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دے اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے عورتوں کے باب میں اور جو قرآن

ع ۱۸ / ۱ / ۱۵

ف۱ یعنی شیطان کی مذکورہ بالا تمنائیں اور دعوے سب غرور (خدیعہ) ہیں بظاہر خوشنما نظر آتے ہیں اندر سے مہلک ہیں۔ ف۲ جس طرح شیطان اپنی پیروی کرنے والوں سے وعدہ کرتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے نیک بندوں سے جنت اور بلند درجات کے وعدے فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے سراسر یقینی اور قطعی ہیں درآنحالیکہ شیطان کے وعدے سراسر دھوکا اور فریب ہیں۔

ف۳ اہل کتاب کی تمنائیں بہت خوشنما تھیں۔ ہم اللہ کے محبوب اور بیٹے ہیں، ہمارے سوا کوئی جنت میں نہیں جائے گا ہمارے گناہوں پر ہم سے مواخذہ نہیں ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اسی قسم کے خیالات میں آجکل نادان مسلمان بھی گرفتار ہیں۔ فرمایا جو برا کام کرے گا اس کی سزا پائیگا کوئی ہو کسی کی پیش نہیں جاتی۔ (موضح)

ف۴ یعنی اصل چیز ایمان لاکر نیک عمل کرنا ہے جس کے عمل نیک ہوں گے وہ جنت میں جائے گا اور جن کے عمل برے ہوں گے ان کو برے اعمال کی سزا مل کر رہے گی۔ چاہے وہ نام کا مسلمان ہو یا یہودی نصرانی ہو۔ مسروق کہتے ہیں کہ مسلمان اور اہل کتاب آپس میں فخر کرنے لگے مسلمان کہتے کہ ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اور اہل کتاب کہتے کہ ہم تمہاری بہ نسبت راہ حق پر ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر۔ قرطبی) حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "جو برا عمل کرے گا اس کی سزا پائیگا" تو مسلمانوں کو سخت تشویش ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نیک اعمال میں کوشش کرو (سددوا وقاربوا) مسلمان پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی اسے چبھتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اس مضمون کی متعدد روایات کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۵ یعنی خالص توحید کی راہ اختیار کی اور ہر کام اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کرتا ہے۔ احسان یہ ہے کہ عمل خالص اللہ کے لئے ہو اور سنت کے مطابق ہو۔ اگر خلوص نہیں ہے تو ریاکاری ہے اور سنت کے مطابق نہیں ہے تو بدعت ہے۔ (م۔ع)

ف۶ جن کی دوستی میں کسی پہلو سے کوئی خامی نہ تھی۔ حضرت جندبؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کی وفات سے پہلے یہ فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی خلیل بنایا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا۔ (مستدرک حاکم بسند صحیح) ف۷ گو یہاں یہ صراحت نہیں ہے کہ عورتوں کے بارے میں کیا سوال کر رہے تھے لیکن اگلی چار آیات میں جو فتویٰ دیا گیا ہے اس سے اس سوال کا خود بخود پتا چل جاتا ہے۔ تفاسیر میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عورتوں کی وراثت اور ان کے متعلقہ چند احکام کے بارے میں استفسار کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (قرطبی)

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ

اوپر تمہارے بیچ کتاب کے بیچ حق یتیم عورتوں کے جن کو نہیں دیتے تم ان کو جو کچھ لکھا گیا ہے واسطے ان کے اور

میں پڑھا جاتا ہے تم پہاں یتیم عورتوں کے باب میں جن کو تم ان کا واجبی حق (مہر) نہیں دیتے ف۲ اور ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو (ان کی خوب صورتی اور مالداری کی وجہ سے)

تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا

رغبت کرتے ہو یہ کہ نکاح کر لو ان کو اور بیچ ناتوانوں کے لڑکوں سے اور یہ کہ قائم رہو تم

اور اللہ تم کو حکم دیتا ہے) بے بس (چھوٹے کم سن) بچوں کے باب میں ف۳ اور (یہ حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو

لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝١٢٧ وَاِنِ

واسطے یتیموں کے ساتھ انصاف کے اور جو کچھ کرو تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس کے جاننے والا اور اگر

اور جو کچھ تم بھلائی کرو گے (یتیموں سے یا عورتوں سے یا بچوں سے یا ہر ایک نیکی مراد ہے) بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور اگر

امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ

ایک عورت ڈرے خاوند اپنے سے لڑنا یا منہ پھیرنا پس نہیں گناہ اوپر ان کے یہ کہ

کسی عورت کو اپنے خاوند کی شرارت یا بے پرواہی کا ڈر ہو ف۴ تو (میاں بی بی) دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ

يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ

صلح کر لیں درمیان اپنے صلح اور صلح بہتر ہے اور حاضر کی گئیں جانیں بخیلی پر اور اگر

آپس میں صلاح کر کے صلح کر لیں (کچھ ٹھہرا لیں) ف۵ اور صلح ہر حال میں بہتر ہے ف۶ اور لالچ تو جان سے لگی ہوئی ہے ف۷ اور اگر تم بھلائی (اچھا سلوک) اور احسان

تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝١٢٨ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا

احسان کرو تم اور پرہیزگاری کرو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار اور ہرگز نہ کر سکو گے تم

کرو اور (بدسلوکی حق تلفی ظلم سے) بچے رہو تو اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ف۸ اور تم کتنا ہی چاہو کہ

اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

یہ کہ عدل کرو درمیان عورتوں کے اور اگرچہ حرص کرو تم پس مت جھک جاؤ جھک جانا پس چھوڑ دو ان کو

بی بیوں میں (پورا) انصاف کرو یہ تو تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا خیر اتنا تو کرو کہ بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ دوسری کو بیچ ادھر

كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝١٢٩ وَاِنْ

جیسے لٹکی ہوئی اور اگر صلح کر لو تم اور ڈرو پس تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور اگر

میں لٹکا رکھو ف۹ اور اگر درستی سے چلو (عورتوں میں انصاف کرتے رہو) اور ظلم و زیادتی سے بچے رہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان ف۱۰ اور (اگر

يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝١٣٠ وَلِلّٰهِ

جدا ہو جاویں دونوں بے پرواہ کر دے گا اللہ ہر ایک کو کشائش اپنی سے اور ہے اللہ کشائش والا حکمت والا اور واسطے اللہ کے

صلح نہ ہو سکے) میاں بی بی جدا ہو جاویں (خاوند طلاق دے دے) تو اللہ تعالیٰ اپنی گنجائش سے (فضل سے) کسی کو دوسرے کا محتاج نہ رکھے گا ف۱۱ اور اللہ تعالیٰ گنجائش

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور البتہ تحقیق وصیت کی ہم نے ان لوگوں کو کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے

حکمت والا ہے ف۱۲ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے ف۱۳ اور ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (یعنی یہود

ف۱ یعنی قرآن تم کو حکم دیتا ہے شروع سورۃ میں یتیم لڑکیوں کے بیان کردہ حقوق کی طرف اشارہ ہے۔ (دیکھئے آیت ۳) ف۲ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب ترغبون کا صلہ فی محذوف مانا جائے اور اگر اس کا صلہ عَن محذوف مانا جائے تو ترجمہ یوں ہوگا کہ تم ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتے۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اس دوسرے ترجمہ کی تائید ہوتی ہے زمانۂ جاہلیت میں یتیم بچیوں پر دونوں طرح ظلم کیا جاتا تھا۔ ابتدائے سورت میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ (قرطبی) اس آیت کے مطلب میں شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اس سورت کے اول میں یتیم کے حق کا ذکر تھا اور فرمایا تھا کہ یتیم لڑکی جس کا کوئی ولی نہ ہو مگر اس کا چچازاد۔ سو وہ اگر سمجھے کہ میں اس کا حق ادا نہ کر سکوں گا تو وہ اس کو اپنے نکاح میں نہ لائے کسی دوسرے سے اس کا نکاح کر دے اور خود اس کا ولی بن جائے۔ اب مسلمانوں نے ایسی عورتوں کو نکاح میں لانا موقوف کر دیا۔ پھر دیکھا گیا کہ بعض اوقات لڑکی کے ولی کو ہی اسے اپنے نکاح میں رکھنا بہتر ہوتا ہے۔ اس بنا پر حضرت سے رخصت مانگی گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اجازت مل گئی اور فرمایا وہ جو کتاب میں منع کیا گیا تھا اس وقت ہے کہ اس کا حق پورا نہ دو اگر ان کے حق کی بہتری سوچو تو رخصت ہے۔ (ماخوذ از موضح)

ف۳ یعنی ان کے بارے میں بھی اپنے احکام یاد دلاتا ہے جو اس سورت کے شروع میں بسلسلۂ میراث دیئے گئے ہیں۔ (دیکھئے آیت ۱۰-۱۲)

ف۴ "شرارت" یہ ہے کہ اس سے بدسلوکی کرے، اس کو حقیر سمجھے، اس کے پاس سونا بیٹھنا چھوڑ دے، اسے نان و نفقہ نہ دے، مارنے پیٹنے کے لئے بہانے تراشے وغیرہ

ف۵ مطلب یہ ہے کہ آپس میں مصالحت کر لیں اور شرارت یا بے پروائی کی کیفیت کو ختم کر دیں۔ اس سلسلہ میں مصالحت کی جو صورت بھی اختیار کر لیں وہ جائز ہے مثلاً یہ کہ عورت اپنی باری چھوڑ دے، مہر کم کر دے یا تھوڑے سے نان و نفقہ پر راضی ہو جائے۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سودہؓ ضعیف ہو گئیں اور انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ آنحضرتؐ ان کو طلاق نہ دے دیں تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو ہبہ کر دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابوداؤد۔ ترمذی) بعض نے اس کی شان نزول میں رافعؓ بن خدیج اور ان کی بیوی محمد بن مسلمہ کی لڑکی کا قصہ بھی بیان کیا ہے کہ رافع نے ایک جوان لڑکی سے نکاح کر لیا تھا کچھ عرصہ لڑائی جھگڑے کے بعد ان کی بیوی نے اس جوان لڑکی کو اپنے حقوق بخش کر رافع سے صلح کر لی کہ میں تمہاری بیوی بن کر رہنا پسند کرتی ہوں مگر پہلی شان نزول صحیح ہے۔ (ابن کثیر۔ لباب النقول)

ف۶ یعنی طلاق اگرچہ جائز ہے مگر وہ پسندیدہ فعل نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد)

ف۷ یعنی انسان کا بخل اور لالچ تو فطری امر ہے۔ مرد کا "شح" (بخل) یہ ہے کہ عورت سے استمتاع کرے مگر اس کے پورے حقوق ادا نہ کرے اور عورت کا "شح" یہ ہے کہ مہر اور نان و نفقہ تو پورا وصول کرے مگر حقوق ادا کرنے میں کوتاہی برتے۔

ف۸ یعنی اس لالچ کے جذبہ کے باوجود اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے احسان اور فیاضی کا سلوک کریں تو اس کا اجر اللہ کے ہاں ضرور پائیں گے۔

ف۹ یعنی دو یا دو سے زیادہ بیویوں کے درمیان ہر لحاظ سے پوری پوری مساوات برتنا انسانی طاقت سے باہر ہے کیونکہ عورتیں طبائع اخلاق اور شکل و صورت میں ایک دوسرے سے متفاوت ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں اگر مرد کا میلان ایک کی طرف زیادہ اور دوسری کی طرف کم ہو تو یہ ایک فطری امر ہے جس پر وہ چاہے بھی تو قابو نہیں پا سکتا لہٰذا قرآن نے اس بات پر زور دیا کہ تعدد ازواج کی صورت میں ایک کی طرف اس طرح جھک جانا کہ دوسری معلق ہو کر رہ جائے گویا اس کا کوئی شوہر نہیں ہے یہ تو حرام ہے۔ ظاہری حقوق میں عورتوں سے مساوی سلوک کیا جائے دل کے میلان پر گرفت نہیں ہے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا لَا اَمْلِكُ" اے اللہ یہ میری اپنی بیویوں کے درمیان اس چیز کی تقسیم ہے جس کا میں اختیار رکھتا ہوں (یعنی کھانا پینا، کپڑا، سونا بیٹھنا وغیرہ) لہٰذا تو مجھے اس چیز پر ملامت نہ فرما جس کا میں اختیار نہیں رکھتا یعنی دلی میلان اور محبت۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

ف۱۰ یعنی اس فرق کو جو تمہاری دلی محبت اور رغبت میں پایا جائے گا۔

ف۱۱ مرد کو دوسری بیوی مل جائے گی جو اسے پسند ہو اور عورت کو دوسرا شوہر مل جائے گا جو اس سے محبت کرے اور اس کی تمام ضرورتوں کا خیال رکھے۔ (قرطبی)

ف۱۲ یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ کسی کا رزق میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر میں نہ دوں گا تو وہ بھوکا مر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ رازق مطلق ہے اور اس کے انتظامات انسانی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اس نے جس طرح ملاپ میں حکمت رکھی ہے جدائی میں بھی رکھی ہے۔

ف۱۳ گذشتہ آیات میں عورتوں اور یتیم بچوں سے متعلق احکام بیان کئے گئے تھے۔ اب جو یہ فرمایا کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے تو اس سے لوگوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ ان احکام پر عمل کرنے میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے فائدہ و نقصان سے بے نیاز ہے۔

قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

تم میں سے اور تم کو یہ کہ پرہیزگاری کرو اللہ کی اور اگر کفر کرو پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور

اور نصاریٰ کو، اور خود تم کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کروگے تو خدا کو کچھ پرواہ نہیں (اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور

مَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور ہے اللہ بے پرواہ تعریف کیا گیا اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ

جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے (اس کو کسی کی کچھ حاجت نہیں) خوبیوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے

الْأَرْضِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ﴿۱۳۲﴾ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ ۚ

زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ کام بنانے والا اگر چاہے لے جاوے تم کو اے لوگو اور لے آوے اوروں کو

اور اللہ تعالیٰ بس ہے کام بنانے والا ف۲ لوگو! اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دیوے اور تمہارے بدل دوسروں کو پیدا کر دے اور

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

اور ہے اللہ اوپر اس کے قادر جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہے

اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتا ہے ف۳ جو کوئی دنیا کا فائدہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا اور

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

ثواب دنیا کا اور آخرت کا اور ہے اللہ سننے والا دیکھنے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو

آخرت دونوں کا فائدہ ہے ف۴ اور اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے (اس پر کوئی بات پوشیدہ نہیں) مسلمانو انصاف پر قائم ہو

كُونُوا قَوّٰمِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوٰلِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ

ہو جاؤ تم قائم رہنے والے ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے واسطے خدا کے اور اگرچہ اوپر جانوں اپنی کے ہووے یا اوپر ماں باپ کے اور قرابت والوں کے

اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دو (یعنی سچی بات کہو) اگرچہ خود تمہارے یا ماں باپ ف۵ یا عزیزوں کے خلاف ہو ف۶

إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى أَنْ تَعْدِلُوا ۚ

اگر ہو وہ شخص دولت مند یا فقیر پس اللہ بہت مہربان ہے ساتھ ان کے پس مت پیروی کرو خواہش کی بیچ اس کے کہ عدل کرو

اگر کوئی مال دار ہے یا مفلس تو اللہ تعالیٰ ان کا مالک ہے ف۷ تم (نفس کی) خواہش پر مت چلو انصاف کو چھوڑ کر اور اگر (گواہی میں)

وَإِنْ تَلْوُۥٓا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

اور اگر پیچ دو یا اعراض کرو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار اے لوگو جو

پیچ کروگے یا بچا جاؤگے تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ف۸ ایمان لانے والو

آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰى رَسُولِهٖ وَالْكِتٰبِ

ایمان لائے ہو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور کتاب کے جو اتاری ہے اوپر رسول اپنے کے اور کتاب کے

اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ ف۹ اور اس کے رسول (حضرت محمد) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (حضرت محمدؐ) پر اتاری اور ان کتابوں پر جو

الَّذِيٓ أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ

جو اتاری ہے پہلے اس سے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور کتابوں اسکی کے اور رسولوں اسکے کے اور دن

(قرآن سے) پہلے اس نے اتاریں (توریت انجیل زبور ہر ایک آسمانی کتاب پر ف۱۰) اور جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں

ف۱ یعنی اس کے دیے گئے احکام پر عمل کرو۔ یہ جملہ تمام آیات قرآن کے لئے بمنزلہ (رحی) چکی کے ہے کہ اس کی لٹھ پر ہی تمام آیات گھومتی رہتی ہیں۔ ف۲ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: تین بار فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے پہلی بار کشائش کا بیان ہے دوسری بار بے پروائی کا: اگر تم منکر ہو، اور تیسری بار کارسازی کا، اگر تم تقویٰ پکڑو۔ (موضح) ف۳ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "هُمْ قَوْمُ هٰذَا" کہ یہاں آخرین سے مراد یہ لوگ ہیں۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی شریعت کے احکام پر عمل کرنے میں دنیا و آخرت دونوں کا فائدہ ہے۔ لہٰذا دنیا کے لالچ میں آکر اللہ تعالیٰ کے احکام سے اعراض نہ کرو۔ (م۔ع)

ف۵ یعنی سچی شہادت دو چاہے وہ تمہارے خلاف ہی پڑے اور اس میں تمہارا ذاتی نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ (ابن کثیر)

ف۶ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد کی شہادت ماں باپ کے خلاف قبول ہوگی اور یہ ان کے ساتھ "برّ" یعنی احسان کے منافی نہیں ہے۔ والدین اور بھائی کی شہادت بھی سلف کے نزدیک مقبول ہے۔ مگر یہ اسی صورت میں ہے جب وہ عدل ہوں اور ان پر تہمت نہ ہو۔ اسی تہمت کے پیش نظر بعض ائمہ نے میاں بیوی کی ایک دوسرے کے حق میں شہادت کو جائز رکھا ہے اور بعض نے رد کیا ہے۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی جس کے خلاف تمہاری گواہی پڑ رہی ہے وہ دولتمند ہے تب اور غریب ہے تب کسی حال میں اللہ کی شریعت سے زیادہ تمہاری طرفداری کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا نہ تم دولتمند سے ڈر کر اس کی طرفداری کرو اور نہ غریب پر ترس کھا کر اس کی بے جا رعایت کرو بلکہ ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سچی گواہی دو۔ سُدّی کہتے ہیں کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا جھگڑا لے کر آئے۔ جن میں سے ایک دولتمند تھا اور دوسرا غریب۔ آپؐ کا دلی رجحان غریب کی طرف تھا کیونکہ آپؐ کا خیال تھا کہ یہ بیچارہ امیر آدمی پر کیسے زیادتی کرسکتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۸ یعنی اگر اس طرح بات بنا کر پیش کروگے کہ جس کے خلاف گواہی پڑنی چاہیئے وہ بچ جائے، یا سرے سے گواہی ہی نہ دوگے تو جیسا کروگے اللہ کے ہاں اس کی سزا پاؤگے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۹ یعنی ایمان پر ثابت قدم رہو یا اپنے ایمان میں اخلاص پیدا کرو۔ اس کے مخاطب تمام مومنین ہیں بعض نے لکھا ہے کہ اس کے مخاطب مومنین اہلِ کتاب ہیں لکن الصحیح هو الاول (فتح القدیر)۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ بعض کا خیال ہے کہ یہ خطاب منافقین سے ہے۔ ان کے بظاہر مسلمان ہونے کی وجہ سے "ایمان والے" فرمادیا اور معنی یہ ہیں کہ جب تک دل میں کامل یقین پیدا نہ کروگے اور خالص اللہ کو نہ مانوگے تو خدا کے ہاں مسلمان نہیں ہوسکتے۔ (کذا فی الموضح)

ف۱۰ پہلی کتابوں پر ایمان رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بھی قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں باقی رہا عمل تو وہ ان پر نہیں بلکہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر کیا جائے گا۔ ان کتابوں میں جو چیز کتاب وسنت کے مطابق ہوگی اس کی تصدیق کی جائیگی۔ اور جو اُن کے خلاف ہوگی اسے رَد کردیا جائے گا۔

ف۱ یعنی اگر ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کیا تو گویا تمام چیزوں کا انکار کر دیا۔ ف۲ ان لوگوں سے مراد، جیسا کہ آیت کے ترجمہ سے ظاہر ہے، یہود ہیں اور ان کے زیادہ کفر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کفر پر

الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ

پچھلے کے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی دور تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر

اور پچھلے دن (قیامت) کو نہ مانے وہ پرلے سرے کا گمراہ ہو گیا ف۱ جو لوگ ایمان لائے (توریت پر، پھر بچھڑا پوج کر) کافر ہو گئے پھر (جب موسیٰ کوہ طور

كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾

کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہیں اللہ یہ کہ بخشے ان کو اور نہ یہ کہ دکھاوے ان کو رستہ

سے لوٹ کر آئے تو) ایمان لائے پھر (حضرت عیسٰیؑ سے انکار کر کے) کافر ہو گئے پھر اور زیادہ کفر کیا (حضرت محمدؐ کا بھی انکار کر کے) اللہ ان کو بخشنے والا نہیں نہ راہ پر لگانے والا ف۲

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

خوشخبری دے منافقوں کو ساتھ اس کے کہ واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا وہ لوگ جو پکڑتے ہیں کافروں کو

(اے پیغمبرؐ) منافقوں کو تکلیف کے عذاب کی خوشخبری دے جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ

دوست سوائے مسلمانوں کے آیا چاہتے ہیں نزدیک ان کے عزت پس تحقیق عزت

کیا عزت کی تلاش وہاں کرتے ہیں تو عزت تو ساری

لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ

واسطے اللہ کے ہے تمام اور تحقیق اتارا اوپر تمہارے بیچ کتاب کے یہ کہ جب سنو تم نشانیوں

اللہ تعالیٰ کی ہے ف۳ حالانکہ اللہ کتاب (قرآن مجید) میں تم پر یہ اتار چکا ہے کہ جب تم سنو اللہ تعالیٰ کی آیتوں

اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ

اللہ کی کو کفر کیا جاتا ہے ساتھ ان کے اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ ان کے پس مت بیٹھو ساتھ ان کے یہاں تک کہ بحث کریں بیچ

سے کفر اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ (جو کفر اور ٹھٹھا کر رہے ہوں) مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ دوسری کسی بات میں لگیں ف۴ (اگر تم

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ

بات کے سوائے اس کے تحقیق تم اس وقت مانند ان کی ہو تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں کو اور کافروں کو

ایسا کرو گے تو تم بھی انہی کی طرح (کافر) ہو جاؤ گے ف۵ بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو سب کو

فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ

بیچ دوزخ کے سب کو وہ لوگ کہ انتظار کرتے ہیں ساتھ تمہارے پس اگر ہوئی واسطے تمہارے فتح

دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے (یہ منافق وہ ہیں) جو تم کو تکتے رہتے ہیں (یعنی منتظر رہتے ہیں) اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح دی (اور لوٹ کا

اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ

خدا کی طرف سے کہتے ہیں کیا نہ تھے ہم ساتھ تمہارے اور اگر ہووے واسطے کافروں کے کچھ حصہ کہتے ہیں کیا نہ غالب آئے تھے ہم

مال ملا) تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ف۶ اور اگر کافروں کی قسمت کھل گئی (ان کو کچھ فتح ہو گئی) تو کافروں سے جا کر یوں کہتے ہیں کیا ہم نے تم کو

عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ

اوپر تمہارے اور نہ منع کیا تھا ہم نے تم کو مسلمانوں سے پس اللہ حکم کرے گا درمیان تمہارے دن قیامت کے اور ہرگز نہ

گھیر نہیں لیا تھا اور مسلمانوں سے تم کو نہیں بچایا ف۷ تو مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم میں (اور منافقوں میں) قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا ف۸ اور

قائم رہے اور کفر ہی کی حالت میں مرے کیونکہ کفر کا یہی وہ درجہ ہے جس کی بخشش نہیں ہوتی لیکن اگر کوئی شخص تائب ہو جاتے اور ایمان لے آتے تو اس کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کے اسلام میں احسان ہو یعنی ثابت قدم رہے اور دوبارہ کفر کا ارتکاب نہ کرے۔ حدیث میں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے آنحضرتؐ سے سوال کیا ”اے اللہ کے رسولؐ! کیا اُن اعمال پر مواخذہ ہوگا جو ہم نے جاہلیت میں کئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ”جس نے اسلام لانے کے بعد احسان سے کام لیا اس سے تو مواخذہ نہیں ہوگا۔ مگر جس نے دوبارہ کفر کیا تو وہ تمام گناہوں میں پکڑا جائے گا۔ بعض مفسرین نے ان لوگوں سے منافق مراد لئے ہیں جنہوں نے ایمان و کفر کو کھیل بنا رکھا ہے جب ترنگ آئی ایمان لے آئے، جب دماغ میں دوسری لہر اٹھی کافر ہو گئے۔ جب ادھر مفاد دیکھا تو ایمان کا نعرہ بلند کر دیا اور دوسری طرف مفاد دیکھا تو کافر ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس لئے ان کے متعلق فرمایا گیا کہ ان کی بخشش نہیں ہو سکتی۔ بعد میں منافقین کے ذکر کے ساتھ یہ انسب معلوم ہوتا ہے۔

ف۳ آج کل بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ جو اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اور ان کی نظروں میں عزت کا مقام حاصل کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے صریح احکام کا مذاق اڑاتے ہیں۔

ف۴ اس سے پہلے سورۂ انعام میں یہ حکم نازل ہو چکا تھا۔ (دیکھئے آیت ۶۸) لیکن اس کے باوجود منافقین کی یہ روش تھی کہ مسلمانوں کی مجلسوں کو چھوڑ کر یہودیوں اور مشرکوں کی مجلسوں میں شریک ہوتے اور وہاں آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑایا جاتا۔ آیت میں اس روش کی طرف اشارہ ہے ویسے آیت عام ہے اور ہر ایسی مجلس میں شرکت حرام ہے جہاں قرآن و سنت کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔ چاہے وہ مجلس کفار و مشرکین کی ہو یا ان اہلِ بدعت کی۔

ف۵ جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کے عیب سنے پھر اس میں بیٹھے اگرچہ آپ نہ کہے وہ منافق ہے۔ (موضح)

ف۶ یعنی ہم بھی مسلمان ہیں اور تمہاری طرح کلمہ پڑھتے ہیں۔ لہٰذا مالِ غنیمت میں ہمیں بھی حصہ دو۔ (قرطبی) ف۷ یعنی ایسے وسائل اختیار کر کے جن سے مسلمانوں کے حوصلے میں پستی آگئی اور وہ شکست کھانے پر مجبور ہو گئے مطلب یہ ہے کہ جس فریق کا غلبہ ہوتا منافقین اپنے آپ کو ان میں شامل کرنے کی کوشش کرتے۔ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین غزوات میں شرکت کرتے اور مسلمان ان کو غنیمت میں سے حصہ نہ دیتے اور وہ اس کا مطالبہ کرتے۔ (قرطبی) ف۸ یعنی دنیا میں تو ان منافقین نے بظاہر کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو بچا لیا لیکن آخرت میں ان کی حقیقت کھول دی جائے گی اور تمہیں پتہ چلے گا کہ تم میں کون مومن تھا اور کون منافق۔

ع ۲۰ / ۱۷

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

کرے گا اللہ تعالےٰ واسطے کافروں کے اوپر مسلمانوں کے راہ تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو

اللہ تعالےٰ ہرگز کافروں کو مسلمانوں پر غالب نہیں کرے گا ف۱ منافق (سمجھتے ہیں) کہ وہ اللہ تعالےٰ کو فریب دیتے

وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ

اور وہ فریب دینے والا ہے ان کو اور جب کھڑے ہوتے ہیں طرف نماز کی کھڑے ہوتے ہیں کاہلی سے دکھلاتے ہیں لوگوں کو اور

ہیں اور (یہ نہیں جانتے کہ) اللہ تعالےٰ ان کو فریب دے رہا ہے ف۲ اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو الکساتے ہوئے (جیسے کوئی زبردستی کسی مصیبت میں

لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ

نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا دھگدھگی میں ہیں درمیان اس کے نہ طرف ان کی اور نہ

جاتا ہے) لوگوں کو دکھاتے ہیں ف۳ اور اللہ تعالےٰ کی یاد نہیں کرتے مگر تھوڑی ف۴ کفر اور ایمان کے بیچ میں ادھڑ (ڈانواں ڈول ہیں) نہ (پورے) ادھر

اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

طرف ان کی اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے اس کے راہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو

(مسلمان) نہ (پورے) اُدھر (کافر) اور اللہ تعالےٰ جس کو گمراہ کرے اس کے لیے تو کوئی راہ نہیں نکال سکتا (جس سے وہ حق پر پہنچ جاوے) ف۵ مسلمانو! مسلمانوں کو

لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا

مت پکڑو کافروں کو دوست سوائے مسلمانوں کے کیا چاہتے ہو تم یہ کہ کرو

چھوڑ کر تم کافروں کو دوست نہ بناؤ (کیونکہ یہ منافقوں کا طریقہ ہے) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا کا صریح

لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ

واسطے اللہ تعالےٰ کے اوپر تمہارے غلبہ ظاہر تحقیق منافق بیچ درجے نیچے کے ہیں

الزام اپنے اوپر لو ف۶ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں رہیں گے

النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا

آگ سے اور ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے ان کے مددگار مگر جنہوں نے کہ توبہ کی اور صلاحیت کی اور مضبوط پکڑا

اور کوئی ان کا مددگار (وہاں) تو نہ پائے گا ف۷ مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور اپنے تئیں درست کر لیا (کفر اور نفاق چھوڑ کر ایمان پیدا کیا

بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۤئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ

خدا کو اور خالص کیا دین اپنے کو واسطے اللہ کے پس یہ لوگ ساتھ مسلمانوں کے ہیں اور شتاب دیوے گا

اور اللہ تعالےٰ کو مضبوط تھاما (یعنی اللہ پر بھروسا کیا) اور خالص خدا کے لیے عمل کیا (نہ ریا اور دکھلانے کو) تو یہ لوگ (اچھے) مسلمانوں کے ساتھ (بہشت میں)

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ

اللہ ایمان والوں کو ثواب بڑا کیا کرے گا اللہ عذاب کر کر تم کو اگر شکر کرو گے تم

ہوں گے اور اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو بڑا ثواب دینے والا ہے اگر تم لوگ (اللہ تعالےٰ کا) شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تعالےٰ کو تمہارے عذاب دینے

وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

اور ایمان لاؤ گے تم اور ہے اللہ قدردان جاننے والا

سے کیا فائدہ ہے اور اللہ جل جلالہ (شکرگزاروں اور ایمانداروں کا) قدردان ہے جانتا ہے ف۸

ف۱ بشرطیکہ مسلمان صحیح معنی میں مسلمان ہوں اور اپنے دین کے تقاضوں کو پوری طرح ادا کرتے ہوں وہ اگر کافروں کے ہاتھوں مغلوب ہوں گے تو اپنے ہی کرتوتوں کی بدولت۔ (دیکھئے الشوریٰ آیت ۳۰) ابن عربی لکھتے ہیں کہ یہ توجیہ نہایت اچھی ہے اور صحیح مسلم میں حضرت ثوبانؓ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ہے کہ آنحضرتؐ نے امت کے لئے دعا کی۔ اَلَّا یُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا سِوٰی اَنْفُسِھِمْ۔ کہ ان کی ذات کے سوا باہر سے ان پر دشمن کا تسلط نہ ہو۔ (قرطبی) بعض مفسرین نے اس وعدہ کو صرف آخرت کے لئے مختص کیا ہے مگر پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں۔ (قرطبی)

ف۲ اللہ تعالیٰ کو فریب دینے سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے سامنے زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ دل میں کفر چھپائے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کا انہیں فریب دینا یہ ہے کہ وہ انھیں ان کی فریب کاریوں کا بدلہ دیتا ہے اور انہیں دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔ (دیکھئے سورۂ بقرہ آیت: ۹)

ف۳ یعنی وہ محض ریاکاری کی نمازیں پڑھتے ہیں مگر ان نمازوں میں غیر حاضر رہتے ہیں جن میں نمائش نہیں ہو سکتی ہے جیسے صبح اور عشا کی نماز۔ حدیث میں ہے منافقین پر صبح اور عشا کی نماز تمام نمازوں سے زیادہ گراں ہے۔ حالانکہ اگر وہ جانتے کہ ان کا کیا ثواب ہے تو وہ ان میں حاضر ہوتے چاہے ان میں گھسٹ کر آنا پڑتا۔ (بخاری، مسلم)

ف۴ یعنی جلدی جلدی جیسے کوئی بیگار ٹالنا مقصود ہے صحیح احادیث میں ہے کہ منافق بیٹھا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان (یعنی غروب ہونے کے بالکل قریب) ہو جاتا ہے تو کھڑا ہوتا ہے اور زمین پر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی جو شخص سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے باوجود خود گمراہی میں پڑا ہوا ہو اور باطل پرستی کی طرف راغب ہو تو اسے راہِ راست پر لانے کے لئے کوئی انسانی نصیحت اور کوشش کارگر نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی سزا کے طور پر گمراہی اور باطل پرستی میں پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جائے گا۔

ف۶ یعنی اس کے حکم کی خلاف ورزی کر کے عذاب الٰہی کے لئے ایسی واضح اور کھلی دلیل اپنے اوپر قائم کرنا چاہتے ہو کہ اس کے مستحق عذاب ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ ان آیات کی شان نزول میں لکھا ہے کہ بعض انصار اور یہود میں ہجرت سے پہلے دوستی اور رضاعی قرابت مندی تھی۔ ان انصار نے اس تعلق کے باقی رکھنے کا مسئلہ آنحضرتؐ سے پوچھا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خازن)

ف۷ آخرت میں دارالعذاب کے کئی درجے ہیں جن کا قرآن کی مختلف آیات میں ذکر ہوا ہے۔ پہلا درجہ جہنم دوسرا لظیٰ تیسرا حطمہ، چوتھا سعیر، پانچواں سقر، چھٹا جحیم اور ساتواں ہاویہ ہے۔ یہی ہاویہ جو سب سے نچلا درجہ ہے منافقین کا ٹھکانہ ہوگا۔ کھلے کافروں اور مشرکوں کو اس سے اوپر کے درجوں میں رکھا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ تین گروہوں کو قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ہوگا: منافقین، اصحاب مائدہ میں سے جنہوں نے کفر کیا اور آل فرعون۔ منافقین کے متعلق تو یہی آیت ہے اور آل فرعون کے متعلق فرمایا: اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ اور اصحاب مائدہ کے متعلق فرمایا: فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔ (قرطبی)

ف۸ جن منافقین کی اوپر مذمت کی ہے ان کی نجات کے لئے بطور استثنا، چار باتیں فرمائیں: ایک یہ کہ اپنے پچھلے رویہ پر نادم ہوں۔ دوسرے یہ کہ آئندہ کے لئے اپنی پوری طرح اصلاح کر لیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ کی رسی مضبوط پکڑیں یعنی اس کی کتاب کے احکام پر پوری طرح عمل کریں۔ چوتھی یہ کہ دین کا جو کام کریں خالص اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کریں۔ (احسن التفاسیر) یہ چاروں کام درجہ بدرجہ اور ایک دوسرے پر مترتب ہوتے ہیں۔ (رازی)

ف یعنی اگر کسی میں کوئی دینی یا دنیوی عیب پایا جاتا ہے تو اسے برسرِ عام رسوا نہ کیا جائے اور نہ ہر شخص کو بتایا جائے کیونکہ یہ غیبت ہے اور غیبت قطعی حرام ہے۔ البتہ جب کوئی شخص ظلم پر اتر آئے تو اس کے عیوب دوسروں کے سامنے بیان کرنے جائز ہیں۔ حدیث میں ہے: "اُذْکُرُوا الْفَاسِقَ بِمَا فِیْهِ کَیْ یَحْذَرَهُ النَّاسُ" کہ فاسق کے فسق کو لوگوں کے سامنے بیان کرو تاکہ لوگ اس سے محتاط رہیں۔ نیز کوئی شخص باوجود وسعت کے دوسرے کا حق نہ دیتا ہو تو اس کو طعن و ملامت جائز ہے۔ حدیث میں ہے: لَیُّ الْوَاجِدِ ظُلْمٌ یُحِلُّ عِرْضَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ کہ کسی غنی آدمی کا صاحبِ حق کو حق ادا نہ کرنا ظلم ہے جو اس کی آبرو اور عقوبت کو حلال کر دیتا ہے۔ اسی طرح جو پہلے زیادتی کرے۔ جیسے حدیث میں ہے، اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مِنْهُمَا مَا لَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ۔ کہ دو شخص آپس میں گالم گلوچ کریں تو سارا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے بشرطیکہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ اس آیت کے تحت علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ ظالم کے حق میں بددعا کرنی بھی جائز ہے۔ (دیکھئے شوریٰ آیت: ۴۱) ۔ حالتِ اکراہ میں بُرا کلمہ بھی الا من ظلم کے تحت جائز ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) ۔ "اِلَّا مَنْ ظُلِمَ" مستثنیٰ متصل بحذف مضاف ای الاجهر من ظلم وإن كان الجهر بمعنى المجاهر فلا حذف ويحتمل ان يكون منقطعًا ای لکن من ظلم فله ان يقول ظلمنی فلان۔ (قرطبی)

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

نہیں دوست رکھتا اللہ پکار کر کہنا بُری بات کو مگر جو کوئی ظلم کیا جاوے اور ہے اللہ

اللہ تعالیٰ بُری بات کو پکار کر کہنا پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم ہوا وہ ظالم کی برائی پکار کر بیان کر سکتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (مظلوم کی دعا) سنتا ہے اور (ظالم سے جو

سَمِیْعًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

سننے والا جاننے والا اگر ظاہر کرو تم بھلائی کو یا چھپاؤ اس کو یا درگزر کرو برائی سے پس تحقیق اللہ

کیا وہ) جانتا ہے ف۱ اگر تم (لوگوں کے ساتھ) کھلم کھلا بھلائی کرو یا چھپا کر کرو یا کوئی قصور معاف کردو تو اللہ تعالیٰ بھی

كَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا

ہے بخشنے والا قدرت والا تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور ارادہ کرتے ہیں یہ کہ جدائی ڈالیں

معاف کرتا ہے مقدور رکھ کر ف۲ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کو نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہیں (مثلاً

بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ

درمیان اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور کہتے ہیں ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ بعض کے اور کفر کرتے ہیں ہم ساتھ بعض کے اور چاہتے ہیں یہ کہ

خدا کو مانتے ہیں اور پیغمبروں کو نہیں مانتے) اور کہتے ہیں ہم بعضے پیغمبروں کو مانیں گے بعضوں کو نہیں مانیں گے اور ف۴ (کفر و ایمان کے) بیچ میں ایک رستہ

یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ

پکڑیں درمیان اس کے راہ یہ لوگ وہ ہیں کافر تحقیق اور تیار کیا ہم نے واسطے کافروں کے

بنانا چاہتے ہیں ف۵ یہی لوگ تو کٹے (پکے) کافر ہیں ف۶ اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا

عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

عذاب رسوا کرنے والا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور نہ جدائی ڈالیں درمیان کسی کے ان میں سے

عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کو جدا نہیں سمجھا (سب کو سچا پیغمبر مانا)

اُولٰٓئِكَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع ۲۱/۱۱ یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ

یہ لوگ البتہ دے گا ان کو ثواب ان کا اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان پوچھتے ہیں تجھ سے صاحب

ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر (آخرت میں) دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۷ (اے پیغمبر) کتاب والے جو تم

الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓی اَكْبَرَ مِنْ

کتاب کے یہ کہ اتار دے اوپر ان کے ایک کتاب آسمان سے پس تحقیق سوال کیا تھا موسیٰ سے بڑا اس

سے (یہ نشانی) مانگتے ہیں کہ تو آسمان سے ان پر ایک کتاب اتار لا دے ف۸ (لکھی لکھائی ہوئی آسمانی خط سے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں) ان لوگوں نے (یعنی ان

ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا

سے پھر کہنے لگے دکھلا دے ہم کو اللہ کو ظاہر پس پکڑا ان کو ف۹ بجلی نے بسبب ظلم ان کے کے پھر پکڑا تھا

کے باپ دادوں نے) موسیٰ سے اس سے بھی بڑی نشانی چاہی کہنے لگے ہم کو دکھلا اللہ کو سامنے لاکر آخر بجلی نے ان کو آ دبوچا ان کی شرارت پر پھر وہ بچھڑا لے بیٹھے

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَیْنَا مُوْسٰی

گائے کا بچہ پیچھے اس کے کہ آئی تھیں ان کے پاس دلیلیں پس معاف کیا ہم نے اس سے اور دیا ہم نے موسیٰ کو

(اس کو پوجنے لگے) کھلی نشانیاں ان کے پاس آجانے پر پھر ہم نے اس سے بھی درگزر کی اور موسیٰ کو کھلم کھلا

فائدہ: گذشتہ آیات میں منافقین کے عیوب کا بیان تھا۔ یہاں استدراک کے طور پر بتایا کہ یہ چونکہ ظالم ہیں اس لئے ان کے عیب ظاہر کرنے جائز ہیں۔ (از کبیر) تاہم حتی الوسع نام لے کر عیب بیان نہ کرے۔ (موضح)

ف۲ اس میں عفو کی ترغیب ہے۔ (قرطبی) یعنی اگرچہ ظالم کا شکوہ یا اس کے حق میں بددعا جائز ہے تاہم عفو و درگزر سے کام لینا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے: کہ لَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا۔ کہ جو شخص معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ (ابن کثیر) یہ دو جملے بر و خیر کے تمام شعبوں پر مشتمل ہیں۔ (کبیر)

ف۳ منافقین کے قبائح بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے خیالات اور شبہات اور انکی تردید کا بیان شروع ہو رہا ہے اور یہ سلسلہ بیان سورت کے آخر تک چلا گیا ہے۔ (کبیر) اللہ تعالیٰ کو ماننا اور رسالت و نبوت اور شرائع کا انکار کفر ہے۔ (قرطبی) اس لئے کہ اللہ کا ماننا یہی ہے کہ زمانے کے پیغمبر کا حکم مانے۔ اس کے بغیر اللہ کا ماننا غلط ہے۔ (موضح) نیز شرائع کا انکار عبودیت کا انکار ہے اور عبودیت کا انکار صانع کے انکار کو مستلزم ہے۔ (قرطبی)

ف۴ مراد اہلِ کتاب ہی ہیں اور عطف تفسیری ہے۔ (قرطبی، کبیر) یہود حضرت موسیٰ پر ایمان رکھتے اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے۔ اور نصاریٰ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو مانتے مگر محمد کا انکار کرتے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی سب کو ماننا ایمان ہے اور سب کا انکار کفر ہے اور یہ بعض پر ایمان لاکر اور بعض سے انکار کر کے ایک تیسری راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اس کا نام یہودیت یا نصرانیت رکھتے ہیں جیسا کہ فی زمانا مادہ پرستوں نے اسلام اور کفر کے آمیزہ کا نام مذہب رکھ چھوڑا ہے۔

ف۶ یعنی ان لوگوں کے کافر ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں "حقًا" مصدر محذوف کی تاکید ہے۔ (کبیر)

ف۷ مراد امتِ محمدیؐ ہے جو تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتی ہے لہٰذا ان کے لئے بشارت ہے۔ (قرطبی)

ف۸ اس آیت میں یہود کی دوسری جہالت کا بیان ہے اور اس سے مقصد اُن کے تعنت اور جبلی ضد و عناد کو بیان کرنا ہے۔ (کبیر) آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان تو لانا نہیں چاہتے تھے مگر از راہِ شرارت نت نئے شبہات وارد کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ یہود آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تختیاں ملی تھیں۔ آپؐ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اسی طرح کی کتاب لاکر دکھائیں تاکہ ہم آپؐ کی تصدیق کریں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ابن جریر) قرآن نے اس شبہ کے جواب میں پہلے تو ان پر الزامات عائد کئے اور پھر اِنَّآ اَوْحَیْنَآ الآیہ سے اس شبہ کا تحقیقی جواب دیا ہے۔ (کبیر) اور یہ سلسلہ بیان آیت ۱۷۰ تک چلا گیا ہے۔ اس کے بعد یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا سے نصاریٰ سے خطاب ہے۔ (فتح الرحمٰن)

ف۹ فرمایا کہ موسیٰؑ کتاب لائے تو تم نے اس سے بھی بڑا مطالبہ پیش کر دیا، یعنی یہ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو (دیکھئے سورۂ بقرہ۔ آیت: ۵۵)

ف۱ یعنی گو انہوں نے تعنت اور عناد سے کام لیا لیکن آخر کار موسیٰ علیہ السلام کو سلطنت و اقتدار حاصل ہوگیا اور یہ لوگ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرسکے - اس میں بر سبیل تنبیہ آنحضرتؐ بشارت دی ہے کہ آخرکار یہ معاند مغلوب ہوں گے - اس کے بعد ان کی دوسری جہالتوں کا بیان ہے - (کبیر) ف۲ یہاں سجدہ اپنے لغوی معنی میں ہے یعنی تواضع اور انکساری سے - (مفردات) نیز دیکھئے بقرہ آیت ۵۸ - ف۳ اصحاب سبت کے قصہ کی طرف اشارہ ہے جن کو ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا - (دیکھئے بقرہ آیت ۶۵ نیز سورۃ اعراف آیت ۱۶۳) ف۴ فَبِمَا نَقْضِهِمْ "اس میں" ما "زائدہ تاکید کے لئے ہے اور" با "متعلق بمحذوف ہے" ای لعناھم "- (قرطبی - رازی) یعنی تورات پر عمل کا عہد اور دوسرے عہود توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت مسلط کردی - بقیہ حواشی کے لئے دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۶۱ - ف۵ یہ غلاف کی جمع ہے - (کبیر) تو کسی کی بات ہم کیسے سن سکتے ہیں یا یہ کہ ہمارے دل علم کے خزانے ہیں - ہمیں مزید علم کی ضرورت نہیں یہ کہ وہ انبیا کی تکذیب کیا کرتے تھے - (رازی)

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ

غلبہ ظاہر اور اٹھایا ہم نے اوپر ان کے پہاڑ واسطے قول لینے کے ان سے اور کہا ہم نے ان کو داخل ہو دروازے میں

ان پر غلبہ دیا ف۱ اور ہم نے طور پہاڑ کو ان پر (یعنی ان کے سروں پر) اونچا کیا (وہ سائبان کی طرح ان پر چھا گیا) ان کا قول لینے کے لیے اور ہم نے

سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

سجدہ کرتے ہوئے اور کہا ہم نے ان کو مت تعدی کرو بیچ ہفتے کے اور لیا ہم نے ان سے قول گاڑھا

ان سے کہا کہ (بستی کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے (جھکے ہوئے) جاؤ ف۲ اور ہم نے ان سے کہا کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو (شکار نہ کرو) ف۳ اور ہم نے ان سے پکا قول لیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ

پس بہ سبب توڑ ڈالنے ان کے کے قول اپنے کو اور بہ سبب کفران کے کے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور بہ سبب مارنے ان کے کے پیغمبروں کو ناحق

تو انہوں نے جو اپنا اقرار توڑا ف۴ اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور

وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

اور بہ سبب کہنے ان کے کے دل ہمارے پر پردے ہیں بلکہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے بہ سبب کفران کے کے پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے

کہنے لگے ہمارے دل غلاف چڑھے ہوئے ہیں ف۵ (حالانکہ غلاف ولاف کچھ نہیں) اللہ نے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کردی ہے (یعنی ہم نے بھی ان کو پھٹکار دیا) ان

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ

اور بہ سبب کفران کے کے اور کہنے ان کے کے اوپر مریم کے بہتان بڑا اور بہ سبب کہنے ان کے کے کہ تحقیق ہم نے مار ڈالا مسیح

پر لعنت کردی، اور ایمان نہ لاویں گے مگر تھوڑے ف۶ اور اس وجہ سے بھی ہم نے ان پر لعنت کی کہ انہوں نے انکار کیا (حضرت عیسیٰ کا) ف۷ اور بی بی مریم پر بڑا طوفان جوڑا ف۸

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ

عیسیٰ بیٹے مریم کے کو کہ پیغمبر اللہ کا تھا اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دی اس کو اور لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور

اور کہنے لگے ہم نے مسیح بن مریم کو جو (اپنے تئیں) اللہ تعالیٰ کا رسول (کہتا) تھا مار ڈالا ف۸ حالانکہ نہ اس کو مار ڈالا اور نہ سولی دیا لیکن ان کو شبہ پڑ گیا ف۹ اور جو

اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ

تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے البتہ بیچ شک کے ہیں اس سے نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر پیروی کرنا

لوگ اس میں (عیسیٰ کے مقدمے میں) اختلاف کر رہے تھے وہ خود شک میں تھے ف۱۰ ان کو کوئی یقین نہ تھا (یا کوئی یقین نہیں ہے) مگر اٹکل پر چلتے تھے

الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

گمان کا اور نہ مارا اس کو بہ یقین بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا

(یا چلتے ہیں) اور (سچی بات تو یہ ہے) کہ ان یہودیوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا یہ یقین ہے بلکہ اللہ نے اس کو اپنے پاس اٹھا لیا ف۱۱ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ

اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا

اور کوئی کتاب والا ایسا نہیں جو عیسیٰ کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان نہ لاوے ف۱۲ اور پہلے قیامت کے دن ان پر

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ

اوپر ان کے گواہ پس بہ سبب ظلم کے ان لوگوں سے کہ یہودی ہوئے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں

گواہ ہوں گے ف۱۳ تو یہودیوں کی شرارت (مثلاً بچھڑے پوجنے اللہ کو دکھا دینے کی خواہش) کی وجہ سے ہم نے ان پر چند پاکیزہ چیزیں (جن کا

ف۶ جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے چند ساتھی - دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قلیلا مصدر محذوف کی صفت ہو یعنی "وہ ایمان نہ لائینگے مگر تھوڑا" یعنی حضرت موسیٰ اور تورات پر - یہ ان کے زعم کے اعتبار سے فرمایا ہے ورنہ ایک نبیؑ کی تکذیب جملہ انبیا کی تکذیب ہے - (رازی)

ف۷ "بِكُفْرِهِمْ" کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کو محال سمجھا جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرکے صریح کفر کا ارتکاب کیا اور پھر حضرت مریمؑ کی طرف زنا کی نسبت کرکے مزید بہتان باندھا - (رازی)

ف۸ یا یہودی انہیں محض طنزاً "رسول اللہ" کہا کرتے تھے اور پھر بزعم خود قتل کرنے پر اس طرح کا فخر - یہ ان کا انتہائی سنگین جرم تھا - (رازی - قرطبی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عیسیٰؑ کے قتل کا دعویٰ کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی رفعت شان کے پیش نظر یہ القاب ذکر فرما دیئے ہوں - (رازی)

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک صورت بنا دی اس صورت کو سولی چڑھایا - (موضح) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہودی حضرت مسیحؑ کو پکڑنے کے لئے گئے تو آپؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا تم میں سے کون شخص اس بات پر راضی ہے کہ اسے میرا شبیہ بنا دیا جائے - ایک حواری اس پر راضی ہوگیا چنانچہ حضرت مسیحؑ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا اور اس نوجوان کو حضرت مسیحؑ کی شکل و صورت میں تبدیل کردیا گیا - یہودی آئے اور اسے سولی دیدی - (ابن کثیر - ابن جریر بسند صحیح)

ف۱۰ ان اختلاف کرنے والوں میں یہود اور نصاریٰ دونوں شامل ہیں - یہود میں سے بعض تو کہتے ہیں کہ ہم نے واقعی مسیحؑ کو سولی دی اور بعض متردد ہیں اور نصاریٰ میں سے بعض تو کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کے "ناسوت" یعنی جسم کو سولی دی گئی اور "لاہوت" (خدائی) کو اوپر اٹھا لیا گیا اور بعض دونوں کی سولی کے قائل ہیں وغیرہ قرآن نے ان سب کی تکذیب کی - (وحیدی)

ف۱۱ یعنی جسم اور روح دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنی طرف آسمان پر اٹھا لیا جہاں وہ زندہ موجود ہیں - قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیں گے، کئی سال یہاں زندگی گزاریں گے اور دجّال کو قتل کرنے کے بعد اپنی طبعی موت مریں گے - حضرت مسیحؑ کا اپنے ناسوتی بدن کے ساتھ آسمان کی طرف رفع اور ان کی حیات! یہ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے جس کی بنیاد قرآنی تصریحات اور ان تفصیلات پر ہے جو احادیث میں وارد ہیں - حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "اتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علیٰ ان عیسیٰ رفع ببدنہ حیاً" (تلخیص الحبیر ۳۱۹) کہ تمام اصحاب تفسیر ائمہ حدیث اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے بدن سمیت زندہ آسمان پر اٹھائے گئے لہٰذا حیات مسیحؑ کے انکار سے قرآن و حدیث کا انکار لازم آتا ہے جو موجب تضلیل ہے -

ف۱۲ یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند واللہ اعلم - (فتح الرحمن) اور یہودی و نصاریٰ سب ان پر ایمان لاوینگے کہ بیشک مرے نہ تھے - (موضح) یعنی جب حضرت مسیحؑ قیامت سے کچھ پہلے نازل ہونگے تو ان کی طبعی وفات سے قبل جو اہل کتاب اسوقت موجود ہونگے سب ان کے رسول اللہؐ ہونے اور آسمان پر زندہ اٹھائے جانے پر ایمان لا چکے ہونگے - (ماخوذ از کبیر) واضح ہو کہ بل رفعہ اللہ جس طرح حضرت مسیحؑ کے رفع الی السماء پر نص ہے اسیطرح اس میں ان کے قرب قیامت نازل ہونے کی بھی پیش گوئی پائی جاتی ہے چنانچہ صحیحین میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب نزول مسیحؑ کی حدیث بیان کرتے تو فرماتے: فاقرؤا ان شئتم - وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی اگر تم بطور استشہاد چاہو تو یہ آیت پڑھو مطلب یہ کہ احادیث کے علاوہ اگر اس پیش گوئی کو قرآن کی روشنی میں دیکھنا چاہو تو یہ آیت پڑھ لو - (ابن کثیر - شوکانی) محققین کے نزدیک حضرت مسیحؑ کے قرب قیامت نزول کی روایات متواتر ہیں - (دیکھئے حج الکرامۃ ص ۴۲۹ - ۴۲۴) اور امام شوکانی نے "التوضیح بما تواتر من احادیث نزول المسیح" کے نام کا ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں پچاس سے زیادہ احادیث لائے ہیں حضرت النواب مذکورہ کتاب حج الکرامۃ میں تمام احادیث لے آئے ہیں - بنا بریں یہ مسئلہ اسلام کے ضروری عقائد سے شمار کیا گیا ہے چنانچہ ایک حنبلی عالم علامہ محمد بن احمد سفارینی (متوفی ۱۱۸۸ھ) علامت قیامت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں "و نزولہ ثابت بالکتاب والسنۃ والاجماع" پھر اسے بیان قرار دیا - (دیکھئے سورۃ مائدہ آیت ۳۰)

لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا

واسطے ان کے اور بہ سبب بند کرنے ان کے کے راہ خدا کی سے بہتوں کو اور بہ سبب لینے ان کے کے سود کو اور تحقیق منع کئے گئے

بیان سورۂ انعام میں آوے گا، جو (پہلے) حلال تھیں حرام کر دیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ خدا کی راہ سے (لوگوں کو) بہت روکتے تھے ف۲ اور ان کے سود کھانے کی وجہ

عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا

اس سے اور بہ سبب کھانے ان کے کے مال لوگوں کے ساتھ جھوٹ کے اور تیار کیا ہم نے واسطے کافروں کے ان میں سے عذاب

سے حالانکہ سود کھانا ان کو منع ہوا تھا ف۳ اور لوگوں کا مال ناحق کھا جانے کی وجہ سے ف۴ اور جو ان میں کافر ہیں ان کے لیے ہم نے تکلیف کا عذاب

أَلِيمًا ﴿١٦١﴾ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ

درد دینے والا لیکن مضبوط لوگ بیچ علم کے ان میں سے اور مسلمان ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری

تیار کر رکھا ہے لیکن جو ان میں (یہودیوں میں) پکے عالم ہیں ف۵ اور ایماندار (انہی یہود میں سے یا صحابہ مراد ہیں) وہ تو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تجھ

إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ

گئی ہے طرف تیری اور جو اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور قائم کرنے والے نماز کو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور

پر اتری (قرآن پر) اور اس کتاب پر جو تجھ سے پہلے اتری (توریت اور انجیل وغیرہ) اور (وہ پکے عالم ہیں ایماندار کیسے عمدہ لوگ ہیں) درستی سے ادا کرتے ہیں نماز کو اور

الْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٢﴾ إِنَّا

ایمان لانے والے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ لوگ البتہ دیں گے ہم ان کو ثواب بڑا تحقیق ہم نے

زکوٰۃ دینے والے اور اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لانے والے یہی لوگ ہیں جن کو ہم بڑا ثواب دینے والے ہیں بیشک ہم نے

ع ٢٤

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ

وحی بھیجی طرف تیری جیسے وحی بھیجی ہم نے طرف نوحؑ کی اور پیغمبروں کی پیچھے اس کے اور وحی کی ہم نے طرف

وحی بھیجی تیری طرف جیسے ہم نے وحی بھیجی نوحؑ اور اس کے بعد دوسرے پیغمبروں کی طرف۔ ف۶ اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیمؑ

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَ

ابراہیمؑ کی اور اسمٰعیلؑ کی اور اسحاقؑ کی اور یعقوبؑ کی اور اولاد اس کی کی اور عیسےؑ اور ایوبؑ کی اور

اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد اور عیسےؑ اور ایوبؑ اور

يُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ

یونسؑ اور ہارونؑ کی اور سلیمانؑ کی اور دی ہم نے داؤدؑ کو زبور اور بھیجے ہم نے پیغمبر کہ تحقیق بیان کیا ہم نے ان کو

یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عنایت کی ف۷ اور ہم نے کئی پیغمبر بھیجے جن کا حال ہم پہلے تجھ سے

عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾

اوپر تیرے پہلے اس سے اور پیغمبر کہ نہ بیان کیا ہم نے ان کو اوپر تیرے اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے باتیں کرنا

بیان کر چکے ہیں اور کئی پیغمبر ایسے بھیجے جن کا حال ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیا اور موسےٰ سے تو اللہ نے بات کی بول کر ف۸

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ

بھیجے ہم نے پیغمبر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تو کہ نہ ہو واسطے لوگوں کے اوپر اللہ کے الزام پیچھے پیغمبروں کے

ہم نے یہ سب پیغمبر جو خوشی سنانے والے تھے (نیکوں کو) اور ڈرانے والے تھے (بدکاروں کو) اس لیے بھیجے کہ پیغمبروں کے آ جانے کے بعد پھر کوئی عذر لوگوں کو اللہ کے سامنے

ف۱ ان کی شرارتوں کے ذکر کے بعد ان پر تشدید کا ذکر ہے۔ (کبیر) یہاں طیبات سے مراد ان انعامات کا موقوف کر دینا ہے جو بادشاہی، نبوت و نصرت وغیرہ کی شکل میں ان کو حاصل تھے۔ و ایں مشابہ ایں آیت است و ضربت علیہم الذلۃ۔ (فتح الرحمٰن)

ف۲ یعنی اوپر سب شرارتیں جو ان کی ذکر کیں بعض پہلے بیان ہوئیں اور بعض پیچھے۔ لیکن مجمل یہ کہ گناہ پر دلیر تھے اس واسطے ان کی شریعت سخت رکھی کہ سرکشی ٹوٹے۔ (موضح)

ف۳ اس وقت جو توراۃ موجود ہے اس میں بھی متعدد مقامات پر سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے کتاب خروج باب ۲۲: ۲۵-۲۷)

ف۴ یعنی رشوت، جوا، دھوکا اور دوسرے ناجائز ذرائع سے۔ تمام گناہ دو قسم پر ہیں ظلم علی الخلق و اعراض عن الحق آیت میں وبصدھم سے ظلم علی الخلق کی طرف اشارہ اور باقی کا تعلق اعراض عن الحق سے ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی اندھی تقلید نہیں کرتے۔ (وحیدی) یہ مومنین اہل کتاب کو بشارت ہے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لے آئے۔ (کبیر) اس آیت میں والمقیمین الصلوٰۃ منصوب علی المدح ہے (کبیر)

ف۶ یہ ان کے شبہے (ان تنزل علیھم کتابا من السماء) کا اصل جواب ہے۔ یعنی وحی اور دعوت الی الحق میں آنحضرتؐ کا معاملہ دوسرے انبیاء سے مختلف نہیں ہے۔ حضرت نوحؑ سے لے کر جتنے انبیاؑ و رسلؑ ہوئے ہیں سب کو الگ الگ معجزات ملے اور توراۃ کے علاوہ کسی کو بھی یکبارگی کتاب نہیں دی گئی پھر جب یکبارگی کتاب ان پر نازل نہ کرنے سے ان کی نبوت پر حرف نہیں آتا تو آپؐ کی نبوت کے لئے کیسے موجب قدح ہو سکتا ہے۔ حضرت نوحؑ سے پہلے بھی بہت سے انبیاؑ ہوئے ہیں مگر اولوالعزم اور صاحب شریعت نبی سب سے پہلے حضرت نوحؑ تھے اور حضرت نوحؑ ہی وہ نبیؑ ہیں جن کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ اور رد شرک کا وعظ بھی حضرت نوحؑ سے شروع ہوا اس لئے سب سے پہلے ان کا نام ذکر کیا ہے۔ (قرطبی۔ کبیر) وحی کے اصل معنی تو کسی مخفی ذریعہ سے کوئی بات سمجھا دینا کے ہیں اور "ایحاء" (افعال) بمعنی الہام بھی آجاتا ہے (بحث کے لئے دیکھئے الشوریٰ آیت ۵۱)

ف۷ یعنی تم زبور کو تو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم کرتے ہو حالانکہ وہ بھی حضرت داؤدؑ پر تورات کی مثل تختیوں کی شکل میں نازل نہیں ہوئی تھی پھر قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا کیوں انکار کرتے ہو۔ (کبیر) موجودہ زبور میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں جن میں دعائیں، نصیحتیں اور تمثیلیں مذکور ہیں، حلت و حرمت کے احکام نہیں ہیں (وحیدی)

ف۸ یعنی حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا جو اور کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ (دیکھئے سورۂ بقرہ آیت ۲۵۳) پھر اگر موسیٰ علیہ السلام کے اس شرف سے دوسرے انبیاؑ پر طعن نہیں آ سکتا تو تورات کا یک بارگی نزول کیسے موجب طعن ہو سکتا ہے۔ (کبیر)

ف۹ یعنی انبیاؑ کی بعثت کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لے آئیں اور اس کے مطابق اپنے آپ کو درست کریں۔ انہیں جنت کی خوشخبری دیں اور جو کفر و نافرمانی پر جمے رہیں انہیں ان کے غلط رویہ کے انجام بد سے متنبہ کریں تاکہ اس طرح ان پر اتمام حجت ہو جائے اور وہ اللہ کے ہاں کوئی عذر پیش نہ کر سکیں کہ ہمارے پاس تو تیری طرف سے کوئی خوشخبری دینے یا تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔ اور یہ مقصد کتاب و شریعت کے نازل کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے عام اس سے کہ وہ کتاب یک بارگی دے دی جائے یا تدریجاً نازل ہو۔ بعثت کے اس مقصد اصلی پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ کتاب کے حسب ضرورت تدریجاً نازل کرنے سے تو یہ مقصد علیٰ وجہ الاتم حاصل ہوتا ہے پھر ان کا یہ کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح یکبارگی کتاب لائیں گے تو مانیں گے ورنہ نہیں، یہ محض ضد اور عناد ہے۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف یعنی وحی ہر پیغمبر پر آتی ہی ہے پھر نیا کام نہیں۔ پر اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص علم اتارا اور اللہ تعالیٰ اس حق کو ظاہر کر دے۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ جس قدر ہدایت اس نبی سے ہوئی اور کسی سے نہیں ہوئی۔ (موضح) یہ آیت بھی یہود کے مذکورہ سوال کے جواب میں ہے کہ اگر یہود قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کا انکار کرتے ہیں تو اس سے قرآن کی صداقت مجروح نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ گواہی دیتا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور حکمت بالغہ کے ساتھ نازل کیا ہے جو اس کے انتہائی کامل ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں "بِعِلْمِهٖ" کا لفظ بطور محاورہ استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے فلاں نے یہ کتاب اپنے کمال علم و فضل کے ساتھ تصنیف کی ہے یعنی اپنے پورے علوم سے مدلل ہے جو اس کتاب کے نہایت عمدہ ہونے کی دلیل ہے۔ (کبیر) یا مطلب یہ ہے کہ اس نے یہ قرآن اپنے علم سے یعنی یہ خوب جانتے ہوئے اتارا ہے کہ دنیا بھر کے انسانوں سے بڑھ کر آپ ہی اس چیز کے اہل تھے کہ آپ پر یہ قرآن نازل کیا جاتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم نفس ذاتِ باری تعالیٰ سے الگ صفت ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ

اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا لیکن اللہ شاہدی دیتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری طرف تیری اتارا اس کو

باقی نہ رہے ف اور اللہ زبردست ہے حکمت والا (اگر کتاب والے تیری پیغمبری اور قرآن کو نہ مانیں تو نہ مانیں) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس کی جو اس

بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ساتھ علم اپنے کے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور کفایت ہے اللہ گواہی دینے والا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے

نے اتارا تجھ پر اس میں اس کا علم ہے ف۱ اور فرشتے بھی (اللہ کے ساتھ) گواہی دیتے ہیں اور اللہ بس ہے گواہ ف۲ بیشک جو کافر ہوئے

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا

اور بند کیا انہوں نے راہ خدا کی سے تحقیق گمراہ ہوئے گمراہی دور تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور ظلم کیا

اور اللہ کی راہ سے (اسلام لانے سے دوسروں کو بھی) روکا وہ بڑی گمراہی میں پڑ گئے (کیونکہ خود گمراہ تھے دوسروں کو بھی گمراہ کیا) ف۳ بیشک جو کافر ہوئے اور انہوں نے

لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

نہیں ہے اللہ کہ بخشے ان کو اور نہ دکھاوے گا ان کو راہ مگر راہ دوزخ کی کہ ہمیشہ رہیں گے

(اپنی جانوں پر) ظلم کیا ف۴ اللہ تعالیٰ ان کو بخشنے والا نہیں نہ ان کو کوئی (نجات کی) راہ سمجھاوے گا مگر جہنم کی راہ وہ اس میں

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ

بیچ اس کے ہمیشہ اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس

ہمیشہ رہیں گے اور اللہ پر یہ آسان ہے ف۵ لوگو یہ پیغمبر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس تمہارے مالک

الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي

پیغمبر ساتھ حق کے پروردگار تمہارے سے پس ایمان لاؤ بہتر ہوگا واسطے تمہارے اور اگر کفر کرو گے پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ

کی طرف سے سچی بات (یعنی قرآن یا دین اسلام) لیکر آیا ہے تو ایمان لاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا (یا وہ کام کرو جو تمہارے لیے بہتر ہے) اور اگر تم نہ مانو تو اللہ تعالیٰ کو کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا

بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا اے اہل کتاب مت زیادتی کرو

پرواہ ہے) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف۶ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے حکمت والا کتاب والو اپنے دین میں حد سے مت بڑھو ف۷

فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

بیچ دین اپنے کے اور مت کہو اوپر اللہ کے مگر سچ سوائے اس کے نہیں کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا

اور اللہ تعالیٰ پر وہی بات کہو جو سچ ہے سچ تو یہی ہے کہ مریم کا بیٹا عیسیٰ مسیح اللہ تعالیٰ

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

پیغمبر اللہ کا ہے اور حکم ہے اس کا ڈال دیا اس کو طرف مریم کی اور روح ہے اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے

کا پیغمبر تھا اور اس کا کلام تھا ف۸ جو مریم تک اس نے پہنچا دیا اور اس کی روح تھا ف۹ تو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ ف۱۰

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ

اور نہ کہو خدا تین ہیں باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ معبود اکیلا ہے پاک ہے اس کو اس سے کہ ہو

اور تین خدا نہ کہو ف۱۱ اس سے باز آؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا اللہ تو بس اکیلا معبود ہے ف۱۲ وہ بیٹا بیٹی سے پاک ہے

سے الگ صفت ہے۔

ف۱ "وَكَفٰى بِاللّٰهِ" ای کفی اللّٰہ والباء زائدۃ۔ (قرطبی) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ چند یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ نے ان سے فرمایا: "اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم کو میرے رسول اللہ ہونے کا خوب علم ہے"۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو اس کا علم نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر)

ف۲ ان لوگوں سے مراد یہودی ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خود بھی ایمان نہ لاتے تھے اور لوگوں کو بھی یہ کہہ کر روکا کرتے تھے کہ اس شخص کی کوئی صفت ہماری کتاب میں مذکور نہیں یا یہ کہ نبوت کا دائرہ تو حضرت ہارونؑ اور داوٗدؑ کی اولاد تک محدود ہے، یا یہ کہ حضرت موسیٰؑ کی لائی ہوئی شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی۔ انکی اس قسم کی کوششوں ہی کو قرآن نے "دور کی گمراہی" فرمایا ہے۔

ف۳ ان کی گمراہی کی کیفیت بیان کرنے کے بعد اب ان کو وعید سنائی جا رہی ہے۔ (کبیر) یعنی گناہوں کا ارتکاب کیا یا آخری نبی کی صفات کو چھپا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کیا یا دوسرے لوگوں کو اسلام کی راہ سے برگشتہ کر کے ان پر ظلم کیا۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی جب کفر ہی کی حالت میں مر جائیں گے اور مرنے سے پہلے توبہ نہ کریں گے تو سیدھے جہنم میں جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو جہنم میں لے جانا اور پھر ہمیشہ وہاں رکھنا اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں ہے (وحیدی) لہٰذا اب بھی ان کے لیے موقع ہے کہ کفر و عناد سے باز آ جائیں اور آنحضرتؐ کی اتباع اختیار کر لیں۔

ف۶ متعدد وجوہ سے یہود کے شبہ کی تردید اور قرآن کی حقانیت ثابت کرنے کے بعد اب سب لوگوں کو آنحضرتؐ کی رسالت اور قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی جا رہی ہے جس میں یہود بھی شامل ہیں کہ جب یہ رسول برحق اور قرآن بھی اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے تو تم کو چاہیے کہ اس دعوت کو قبول کر لو۔ اس میں تمہارا بھلا ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔ ورنہ یاد رکھو کہ زمین و آسمان میں جتنی مخلوق ہے سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہیں تمہارے برے اعمال پر سزا دینے کی بھی پوری قدرت رکھتا ہے۔ (کبیر)

ف۷ علامہ رازی لکھتے ہیں: یہود کے شبہات کا جواب دینے کے بعد اب اس آیت میں نصاریٰ کے شبہ کی تردید کی جا رہی ہے اور ان کو غلو سے منع کیا گیا ہے مگر بعض علما نے لکھا ہے کہ یہ خطاب یہود و نصاریٰ دونوں سے ہے اس لیے کہ "غلو" راہِ اعتدال کے چھوڑ دینے کا نام ہے اور یہ افراط و تفریط دونوں صورتوں میں ہے ایک طرف نصاریٰ نے حضرت مسیحؑ کے بارے میں افراط سے کام لیکر ان کو خدا کا بیٹا قرار دے رکھا تھا تو دوسری طرف یہود نے حضرت مسیح کے بارے میں یہاں تک تفریط برتی کہ ان کی رسالت کا بھی انکار کر دیا۔ قرآن نے بتایا کہ یہ دونوں فریق غلو کر رہے ہیں۔ اعتدال کی راہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نہ تو خدا کے بیٹے ہیں کہ ان کو معبود بنا لیا جائے اور نہ ہی جھوٹے نبی ہیں بلکہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (قرطبی) آجکل اس قسم کا غلو مسلمانوں میں بھی آ گیا ہے اور ایسے لوگ موجود ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کا درجہ اس قدر بڑھا دیتے ہیں کہ انہیں خدا کی خدائی میں شریک ٹھہرا دیتے ہیں اور پھر آنحضرتؐ کو بشر سمجھنا انتہائی درجہ کی گستاخی شمار کرتے ہیں حالانکہ اس غلو سے آنحضرتؐ نے سختی سے منع فرمایا ہے حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ یعنی مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو بڑھایا۔ میں صرف ایک بندہ ہوں لہٰذا تم مجھے صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہا کرو۔ (ابن کثیر بحوالہ مسند احمد)

ف۸ یعنی انہیں کلمہ "کُن" سے بنایا اور اس طرح ان کی پیدائش بن باپ کے ہوئی ورنہ یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ کلمہ ہی عیسیٰ بن گیا۔ (ابن کثیر) ف۹ یعنی اس کی پیدا کردہ روح۔ اس سے حضرت عیسیٰؑ کی عظمت کا اظہار مقصود ہے جیسا کہ نَاقَةُ اللّٰهِ (اللہ کی اونٹنی) بَيْتِيَ (میرے گھر) میں ہے ورنہ تمام لوگوں کی روحیں اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہیں جیسے فرمایا "جَمِيْعًا مِّنْهُ" (الجاثیہ) یعنی سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اسی کی پیدا کردہ ہیں اور یہ "مِن" تبعیضیہ نہیں ہے بلکہ ابتدائے غایت کیلئے ہے۔ (ابن کثیر) اور "روح" بمعنی رحمت بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ" کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوں اور اللہ تعالیٰ کے رسولؑ لوگوں کو روحانی زندگی بخشتے ہیں۔ اس معنی کو مسیح کہا جاتا ہے۔ (کبیر) ف۱۰ یعنی حضرت عیسیٰ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں پس تم دوسرے پیغمبروں کی طرح ان کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانو اور انہیں الوہیت کا مقام مت دو۔ (کبیر) ف۱۱ ثلاثۃ مبتدا محذوف کی

خبر ہے - ای الاقانیم ثلاثۃ او الھتنا ثلاثۃ۔ عیسائی بیک وقت خدا کو ایک بھی تسلیم کرتے ہیں اور پھر "اقانیم ثلاثۃ" کے بھی قائل ہیں۔ یہ "اقانیم ثلاثۃ" کا چکر بھی نہایت پُر پیچ اور ناقابلِ فہم ہے۔ (کبیر) جس طرح مسلمانوں میں "نور من نور اللہ" کا عقیدہ نہایت ہی گمراہ کن ہے۔ عیسائی کبھی تو اس سے مراد وجود، علم اور حیاۃ بناتے ہیں اور کبھی ان کو باپ، بیٹا اور روح القدس سے تعبیر کر لیتے ہیں اور پھر باپ سے وجود، روح سے حیات، اور بیٹے سے حضرت مسیحؑ مراد لے لیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ "اقانیم ثلاثۃ" سے مراد اللہ تعالیٰ، مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ اس آخری توجیہ کا قرآن نے بھی ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے المائدہ آیت ۱۱۶) الغرض عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث سے زیادہ بعید از عقل کوئی عقیدہ نہیں ہے اور اس بارے میں ان کے اندر اس قدر انتشار ہے کہ دنیا کے کسی عقیدہ میں نہیں ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر) اس لئے قرآن نے انہیں دعوت دی کہ تم تین خداؤں کے گورکھ دھندے کو چھوڑ کر خالص توحید کا عقیدہ اختیار کر لو۔

ف۲۲ یعنی نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ بیوی اور نہ کوئی رشتہ دار نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا۔ (ابن کثیر)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ اور جس کو تم نے اس کا شریک ٹھہرایا ہے وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح اس کا مملوک اور مخلوق ہے اور جو شخص مملوک یا مخلوق ہو وہ خالق یا مالک کا بیٹا یا شریک کیسے ہو سکتا ہے۔

ف۲ یعنی اس کو بیٹے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ سارے کام بنانے والا تو وہ خود ہی ہے۔ (از موضح)

ف۳ اس میں عیسائیوں اور مشرکین دونوں کے غلط عقیدہ کی تردید ہے کیونکہ عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دونوں خدا کی بندگی کا اقرار کرتے ہیں اور اس کا بندہ ہونے پر کچھ بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ یہی حال ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جب کوئی شخص آپؐ کو اللہ کا بندہ کہتا تو آپؐ کو بے انتہا خوشی ہوتی کیونکہ اس مالک الملک اور شہنشاہ مطلق کا بندہ ہونا انتہائی عزت و شرف کا مقام ہے نہ کہ کسی ذلت و رسوائی کا۔ امام ابن القیمؒ نے اپنی کتاب انوار القلوب میں لکھا ہے کہ آدمی کے لئے بندگی کے مقام سے زیادہ عزت کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اکرم الخلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مقامات پر جو کہ نہایت عزت کے مقامات ہیں۔ لفظ "عبد" (بندہ) کہہ کر ذکر کیا گیا ہے۔ (از فوائد سلفیہ)

ف۴ جب اللہ تعالیٰ نے تمام فرق ضالۃ۔ منافقین، کفار یہود، نصاریٰ۔ پر دلائل قائم کر دیئے اور ان کے شبہات کی بھی مکمل طور پر تردید فرما دی تو اب اس آیت میں آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان لانے کی عام دعوت دی ہے۔ یہاں "بُرْهَانٌ" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے کیونکہ آپؐ کا کام ہی اثباتِ حق اور ابطالِ باطل تھا۔ اور "نُوْرًا مُّبِيْنًا" سے مراد قرآن پاک ہے جو انسانوں کو ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لاتا ہے اور دل میں نورِ ایمان پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔ (رازی)

ف۵ سورۃ کی ابتدا احکام اموال سے ہوئی تھی۔ اب آخر میں انہی احکام کے ساتھ سورۃ کو ختم کیا جا رہا ہے۔ درمیان سورہ میں۔ مخالفین سے مجادلہ اور ان کی تردید ہے۔ (رازی) "کلالۃ" پر بحث آیت ۱۱ میں گزر چکی ہے۔ بخاری و مسلم اور حدیث کی دوسری کتابوں میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں بیمار اور بیہوش تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے تشریف لائے، آپؐ نے وضو فرمایا اور وضو سے بچے ہوئے پانی کے میرے منہ پر چھینٹے دیئے، جس سے مجھے ہوش آ گیا، میں نے عرض کی میں کلالہ ہوں میری میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر) ف۶ بعض علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جس کی اولاد نہ ہو خواہ اس کا باپ زندہ ہی ہو اُسے کلالہ کہا جائے گا مگر جمہور علماء کے نزدیک اس کی تعریف یہ ہے: من لا ولد له ولا والد۔ کہ جس کی نہ اولاد ہو اور نہ باپ، اس لئے تشریح میں "نہ باپ" کا لفظ بڑھا دیا ہے۔ مزید دیکھئے آیت ۱۱۔ (ابن کثیر) ف۷ یہاں بہن سے عینی یا علاتی بہن (صرف باپ کی طرف سے) مراد ہے کیونکہ اخیافی بہن (جو صرف ماں کی طرف سے ہو) کا حکم پہلے گزر چکا ہے۔ (ابن کثیر) ف۸ "ولد" کا لفظ بیٹا بیٹی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس بنا پر بعض نے کہا ہے کہ بیٹی ہونے کی صورت میں بہن محروم رہے گی۔ حضرت ابن عباسؓ، امام داؤد ظاہری اور علماء کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے لیکن اکثر صحابہ، تابعین اور بعد کے

لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾ لَنْ

واسطے اس کے اولاد واسطے اسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ کارساز ہرگز

اس کی تو ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف۱ اور اللہ تعالےٰ بس ہے کام بنانے والا ف۲ عیسیٰ مسیح

يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ

انکار نہ کرے گا مسیح اس سے کہ ہو بندہ واسطے اللہ کے اور نہ فرشتے مقرب اور جو کوئی انکار کرے گا

اللہ تعالےٰ کا بندہ ہونے سے کبھی برا نہیں ماننے کا اور نہ (خدا کے) نزدیک والے فرشتے (برا مانیں گے) ف۳ اور جو خدا کی بندگی میں

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

بندگی اس کی سے اور تکبر کرے گا پس اکٹھا کرے گا ان کو طرف اپنی سب کو پس اے پر جو لوگ کہ ایمان لائے اور

شرم کرے (اس سے کنیاوے) اور اپنے تئیں بڑا سمجھے تو خدا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا کرنے والا ہے پھر جو لوگ (دنیا میں) ایمان رکھتے تھے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

عمل کئے اچھے پس پورا دے گا ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دے گا ان کو فضل اپنے سے اور جن لوگوں نے

نیک کام کرتے تھے ان کو ان کا پورا ثواب دے گا اور اپنے فضل سے زیادہ بھی دے گا اور جن لوگوں نے (دنیا میں

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ

انکار کیا اور تکبر کیا پس عذاب کرے گا ان کو عذاب درد دینے والا اور نہ پاویں گے واسطے اپنے

اس کی بندگی سے) شرم کی اور اپنے تئیں بڑا سمجھا (جیسے فرعون یا نمرود نے خود اپنے تئیں خدا کہا) تو ان کو تکلیف کا عذاب کرے گا اور وہ اللہ تعالےٰ کے سوا نہ

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ

سوائے اللہ کے دوست اور نہ مددگار اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل

کوئی (اپنا) حمایتی پائیں گے نہ مددگار (جو اللہ کے عذاب سے ان کو چھڑائے یا کچھ سفارش یا مدد کرے) لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل

رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا

پروردگار تمہارے سے اور اتاری ہم نے طرف تمہاری روشنی ظاہر پس جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور محکم پکڑا

آ چکی ہے (یعنی سند وہ کیا ہے قرآن یا پیغمبر یا معجزے) اور ہم نے تم کو چمکتا نور بھیجا ف۴ پھر جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کا سہارا لیا ان کو

بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾ۭ

اس کو پس البتہ داخل کرے گا ان کو بیچ رحمت کے اپنی طرف سے اور فضل کے اور دکھلاوے گا ان کو طرف اپنی راہ سیدھی

اللہ تعالےٰ اپنی رحمت (جنت) اور فضل (دیدار الٰہی) میں داخل کرے گا اور اپنے تک پہنچنے کی سیدھی راہ ان کو سوجھائے گا

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ

فتویٰ پوچھتے ہیں تجھ سے کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو بیچ کلالہ کے اگر کوئی مرد ہلاک ہو جاوے نہیں ہو واسطے اس کے

(اے پیغمبرؐ) لوگ تجھ سے کلالہ کا حکم دریافت کرتے ہیں ف۵ کہہ دے اللہ تعالےٰ تم کو کلالہ کے باب میں یہ حکم دیتا ہے اگر کوئی آدمی مر جائے

وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ

اولاد اور واسطے اس کے ہو ایک بہن پس واسطے اس کے ہے آدھا اس چیز کا کہ چھوڑ گیا اور وہ وارث ہوتا ہے اس کا اگر نہ ہو واسطے اس کے اولاد

اس کی اولاد نہ ہو اور نہ باپ ف۶ اور اس کی ایک (حقیقی یا علاتی) بہن ہو ف۷ تو اس کو آدھا ترکہ ملے گا اور اگر وہ بہن مر جائے تو یہ بھائی اس کا وارث ہوگا (اس کا سارا

فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا

پس اگر ہوں دو بہنیں پس واسطے ان دونوں کے دو تہائی اس چیز سے کہ چھوڑ گیا اور اگر ہوں وہ وارث جماعت مرد

مال سے دے گا) اگر اس کی اولاد نہ ہو نہ ماں باپ، اگر دو بہنیں ہوں (اور بھائی مر جائے) تو دونوں کو دو تہائی ترکہ ملے گا ف۱ اور اگر کوئی کلالہ ہو کر مر جائے (اور اس کے)

وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ

اور عورتیں پس واسطے مرد کے برابر حصے دو عورتوں کے بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے ایسا نہ ہو کہ گمراہ ہو جاؤ

جو ماں باپ (اس کے وارث بھائی بہن یعنی مرد اور عورتیں (ملے جلے) تو مرد کو دوہرا حصہ ملے گا (اور عورت کو اکہرا حصہ) اللہ تمہارے نہ بھٹکنے کے لیے (یا

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾

اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے

تمہارے بھٹکنے کو برا جان کر یہ حکم) بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے

سورۃ المائدۃ مدنیۃ ۱۱۲ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۱۲۰ رکوعاتها ۱۶

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۲ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو پورا کرو ساتھ عہدوں کے حلال کئے گئے واسطے تمہارے چارپائے چگنے والے مگر

مسلمانو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرو ف۳ چارپائے چرنے والے جانور تمہارے لیے حلال ہیں ف۴ مگر جو آگے تم کو پڑھ کر سنائے جائیں گے ف۵

مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ﴿١﴾

جو پڑھے جاتے ہیں اوپر تمہارے نہ حلال جاننے والے شکار کو اور تم احرام باندھے ہو تحقیق اللہ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے

مگر جب احرام باندھے ہو (حج یا عمرے کا) تو شکار کو حلال نہ سمجھنا (جیسے ہرن یا نیل گائے) ف۶ بیشک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیوں اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ اس جانور کو کہ نیاز کعبہ کو گیا

مسلمانو اللہ کی نشانیوں (اور اس کے حکموں) کی بے عزتی نہ کرو ف۷ نہ حرمت والے مہینے کی ف۸ نہ نیاز کے جانور کی ف۹

وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَ

اور نہ جن کے گلے میں پٹہ ڈال کرے جاویں کعبے کو اور نہ قصد کرنے والوں گھر حرمت والے کو کہ چاہتے ہیں فضل پروردگار اپنے سے اور

نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹکن ہوں ف۱۰ نہ ان لوگوں کی جو عزت والے گھر (خانہ کعبہ) کو جا رہے ہوں اپنے مالک کا فضل اور اس کی رضامندی

رِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ

رضامندی اور جب حلال ہو تم پس شکار کرو تم اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اس واسطے کہ بند کیا تم کو

چاہتے ہوں ف۱۱ اور جب احرام کھول ڈالو تو شکار کرو ف۱۲ اور جن لوگوں نے تم کو مسجد حرام میں آنے سے روکا تھا (حدیبیہ کے سال) ان کی دشمنی تم سے زیادتی نہ

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا

مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکل جاؤ اور مددگاری کرو اوپر بھلائی کے اور پرہیزگاری کے اور مت مددگاری کرو

کرائے ف۱۳ اور آپس میں ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیزگاری میں مدد کرو اور گناہ

ف۱ اور یہی حکم دو سے زیادہ بہنوں کا ہے۔ (شوکانی) آج بتاریخ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ کو حاشیہ سورۃ انعام ختم ہوا۔ والحمد للہ علی ذلك۔

ف۲ سورۃ مائدہ کے مدنی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری کی پوری سورت بیک وقت نازل ہوئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "یہ سب سے آخری سورت ہے لہٰذا اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو"۔ (ابن کثیر)

ف۳ یہ عقد کی جمع ہے اور مراد احکام شریعت ہیں۔ قرآن نے ان کو عہود بھی فرمایا ہے دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۴۱۔ عام عہد و پیمان بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ یہ حکم ایک قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتا ہے اس کے بعد نیچے اس کی تفصیل بیان ہو رہی ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۴ بھیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے یعنی بھیمہ جانوروں میں سے صرف انعام حلال ہیں اور انعام سے مراد اونٹ گائے اور بھیڑ بکری ہے۔ دیکھئے سورہ نحل آیت ۵۔ انعام ۱۴۲-۱۴۴۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۵ یعنی اس سورہ کی تیسری آیت میں۔

ف۶ حالت احرام میں شکار بھی ممنوع ہے اور شکار کرنے والے کی کسی طریقے سے مدد کرنے کی بھی احادیث میں ممانعت آئی ہے اور حدود حرمین کے اندر بھی یہی حکم ہے۔ دیکھئے آیت ۹۵-۹۶ (ابن کثیر)

ف۷ شعائر۔ یہ شعیرہ (یا شعارۃ) کی جمع ہے اور شعیرہ (فعیلہ) بمعنی مُشْعَرَة (مفعلہ) ہے۔ یعنی وہ چیز جس پر نشان لگایا ہو یا جو بطور علامت مقرر کی گئی ہو۔ اس سے مراد شریعت کے علامہ و نواہی ہیں۔ ان کو حلال نہ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ترک نہ کرو یا بے حرمتی نہ کرو۔ بعض نے مناسک حج بھی مراد لئے ہیں۔ (کبیر)

ف۸ یہ چار مہینے ہیں ذوالقعدۃ، ذوالحجہ، محرم اور رجب مطلب یہ کہ ان میں جنگ کر کے ان کی بے حرمتی نہ کرو تفصیل کے لئے دیکھئے سورۃ توبہ ۳۶۔ (کبیر)

ف۹ ہدی (خانہ کعبہ کی نیاز کے جانور) یعنی جو قربانی کے جانور خانہ کعبہ بھیجے جائیں ان کو راستے میں مت روکو۔ یہ جانور گو شعائر اللہ کے تحت ہی آ جاتے تھے لیکن ان کے مزید احترام کی خاطر ان کو الگ بیان کر دیا گیا ہے۔

ف۱۰ یہ قلادۃ کی جمع ہے جس سے مراد وہ رسی ہے جس میں جوتی وغیرہ پرو کر ہدی کے گلے میں بطور علامت باندھ دی جاتی ہے۔ اس کا اطلاق اس جانور پر بھی ہوتا ہے جس کے گلے میں یہ پٹہ ڈالا ہوا ہو چنانچہ ترجمہ اسی کے پیش نظر ہے

ف۱۱ رب کے فضل سے مراد رزق ہے جو تجارت وغیرہ کے ذریعہ کمایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے مراد حج یا عمرہ ہے جو طلب ثواب کے لئے کیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ حج یا عمرہ میں تجارت کی نیت بھی کر لی جائے تو ممنوع نہیں ہے۔ بعض نے فضل سے ثواب ہی مراد لیا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مکہ جاتے ہیں (ابن کثیر) اگر اس کے تحت مشرک بھی داخل ہوں تو معنی یہ ہوں گے کہ وہ بھی اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں لہٰذا ان کو تکلیف مت دو مگر یہ حکم سورۃ توبہ آیت ۲۸ کی رو سے منسوخ ہو گا۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۱۲ یہ امر برائے اباحت ہے یعنی احرام کھولنے کے بعد شکار جائز ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۳ حضرت زیدؓ بن اسلم فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال تقریباً ڈیڑھ ہزار مسلمان عمرہ کئے بغیر واپس چلے آئے تو اُن کے دل میں نہایت غصہ اور اضطراب تھا۔ اسی سال نجد کے کچھ مشرک بھی عمرہ کے لئے مکہ معظمہ جا رہے تھے وہ مدینہ کے پاس سے گزرنے لگے تو مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ جس طرح مشرکین مکہ نے ہمیں عمرہ سے روک دیا ہے ہم بھی ان کو روک دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر) مطلب یہ کہ انہوں نے گو شعائر اللہ کی بے حرمتی کی ہے مگر تم اس دشمنی سے مغلوب ہو کر انتقامی کارروائی مت کرو۔

ف۱ ہر قسم کا نیک کام کرنے کا نام "برّ" ہے اور برائی کو ترک کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ باہم تعاون اور عدم تعاون کے لئے ایک اصول مقرر کر دیا ہے جس سے اسلامی معاشرہ میں برائیوں کا سدّباب ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے: اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُومًا کہ مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ وہ مظلوم یا ظالم ہی کیوں نہ ہو اور ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روکا جائے۔ (ابن کثیر) ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جانور ذبح ہو یا غیر خدا کی تعظیم میں، وہ مردار ہے (موضح) مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۱۷۳ ف۳ مثلاً کسی ایسے آلہ سے قتل کر دیا جائے جو تیز نہ ہو اور نہ اسے شرعی طریقہ ہی سے ذبح کیا گیا ہو۔ زمانہ جاہلیت میں جانور کو لاٹھی سے مارتے جب وہ مر جاتے تو اس کا گوشت کھا لیتے۔ اسی کو قرآن نے "الموقوذۃ" فرما کر حرام قرار دیا ہے۔ (ابن کثیر)

عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ حُرِّمَتْ

اوپر گناہ کے اور تعدی کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے حرام کیا گیا

اور ظلم میں مدد نہ کرو ف۱ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے حرام ہے تم پر

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ

اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سؤر کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے اور گلا گھونٹی

مردار (جو اپنی موت سے مر جائے) اور خون (بہتا ہوا جیسے دوسری آیت میں ہے) اور سور کا گوشت اور جس جانور پر خدا کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے

وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَ

اور لاٹھی ماری اور اوپر سے گر پڑی اور سینگ ماری اور جو کھا گیا ہو درندہ مگر جو ذبح کر لو تم ان میں سے اور

اور جو گلا گھٹ کر مرے اور جو چوٹ لگ کر مرے ف۳ اور جو گر کر مرے اور جو سینگ لگ کر مرے اور جس کو کسی درندہ نے پھاڑ کھایا ہو مگر جب تم اس کو مرنے سے پہلے حلال کر لو ف۴

مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ

جو ذبح کی جاوے اوپر تھانوں کے اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے یہ فسق ہے آج کے دن ناامید ہوئے

اور جو تھانوں پر ذبح کیا جائے ف۵ اور (حرام ہے) پانسے ڈال کر بانٹنا ف۶ (سب باتیں یا پانسے ڈالنا) گناہ ہے (اور حرام اور گمراہی) آج کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے

تمہارے دین کی طرف سے ناامید ہوئے تو ان سے (کافروں سے) مت ڈرو مجھ سے ڈرو ف۷ آج میں نے تمہارا دین پورا

دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ

دین تمہارا اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین پس جو کوئی

کر دیا اور تم پر اپنا احسان تمام کیا اور دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کیا ف۸ پھر جو

اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے بس ہو بیچ بھوک کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کی پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

بھوک سے بیقرار ہو جائے اور گناہ کرنا نہ چاہے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۹

يَسْـَٔــلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ

پوچھتے ہیں تجھ سے کیا حلال کیا گیا ہے واسطے ان کے کہہ کہ حلال کی گئی ہیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور جو سکھلاؤ تم

(اے پیغمبر) لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں (پھر) حلال کون کون سی چیزیں ہیں کہہ دے ستھری (پاکیزہ کھانے کی) چیزیں ف۱۰ اور شکاری جانور جو تم نے سدھا

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ

زخم دینے والوں کو شکار کرنے والوں کو سکھلاتے ہو تم ان کو اس چیز سے کہ سکھلایا ہے تم کو اللہ نے پس کھاؤ اس چیز سے کہ پکڑ رکھیں

رکھے ہوں جن کو تم ان باتوں میں سے کچھ سکھلاتے ہو جو اللہ نے تم کو سکھلائیں (یعنی شکار کا طریقہ اور ادب اور تمیز) اگر وہ (جانور کو) تمہارے لیے

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اوپر تمہارے اور یاد کرو نام اللہ اوپر اس کے اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا

دبوچ رکھیں (اور اس میں سے کھائیں نہیں) تو اس کو کھاؤ (اگرچہ وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا ہو) اور اللہ کا نام اس پر (یعنی شکاری جانور کو چھوڑتے وقت) لے لو ف۱۱

ف۴ یہ مستثنیٰ متصل ہے یعنی جو جانور مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا شکار ہو مگر ابھی اس میں جان باقی ہو اور تم اسے شرعی قاعدے سے ذبح کر لو تو وہ حرام نہیں رہتا اسے کھانا جائز ہے۔ بعض نے اسے مستثنیٰ منقطع مانا ہے یعنی مذکورہ چیزیں تم پر حرام ہیں لیکن جو تم ذبح کرو وہ حرام نہیں ہے۔ (قرطبی) ذکاۃ شرعی یہ ہے کہ بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر کسی تیز دھار والی چیز سے حلق کی رگوں کو غلصمہ کے نیچے سے کاٹ کر خون بہا دیا جائے۔ حدیث میں ہے: انما الذکاۃ فی الحلق کہ ذبح وہ ہے جو حلق میں ہو پھر بحالت اضطرار جس چیز سے بھی جسم کے کسی حصہ سے خون بہا دیا جائے اس ذبیحہ کا کھانا بھی جائز ہے۔ (قرطبی)

ف۵ "نُصُبٌ" (تھانوں یا استھانوں) سے مراد وہ پتھر ہیں جن کی مشرکین مکہ تعظیم و پرستش کرتے تھے اور ان پر اپنے جانور ذبح کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ان پتھروں کی تعظیم کے لئے جو جانور ذبح کیا جائے وہ حرام ہوگا ورنہ محض ان پتھروں پر ذبح کرنے سے جانور حرام نہیں ہو جاتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "علیٰ" بمعنی لام ہو۔ یہ بھی دراصل "ما اھل لغیر اللہ" میں داخل ہے مگر ان پتھروں پر بکثرت ذبح کئے جانے کے سبب اس کو الگ ذکر کر دیا گیا ہے۔ (کبیر قرطبی)

ف۶ بعض مفسرینؒ نے "الازلام" (پانسوں) سے مراد تقسیم کے تیر لئے ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں جانور کا گوشت بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے اور وہ جوئے کی ایک صورت تھی جسے ہمارے زمانہ میں "لاٹری" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ترجمہ میں اسی کو ملحوظ رکھا گیا ہے لیکن اکثر مفسرینؒ نے ان سے مراد وہ تیر لئے ہیں جن سے مشرکین مکہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ پیش آمدہ سفر، جنگ یا کسی معاملہ میں ان کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔ یہ تیر قریش کے سب سے بڑے بت ہُبَل کے پاس رکھے رہتے تھے۔ ان میں سے کسی پر "امرنی ربی" (مجھے میرے رب نے حکم دیا) لکھا ہوتا تھا، کسی پر "نہانی ربی" (میرے رب نے مجھے منع کیا) اور کسی پر کوئی تحریر نہ ہوتی تھی۔ عرب لوگ کسی پیش آمدہ معاملہ میں وہ تیر گھماتے اور جو تیر نکل آتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ نرد اور شطرنج بھی اسی میں داخل ہیں اور نجومیوں کا حساب لگا کر قسمت بتانا بھی اسی کے تحت آ جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی اب تمہاری طاقت اس قدر مستحکم ہو گئی ہے کہ تمہارے دشمنوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ اس چیز سے قطعی مایوس ہو گئے ہیں کہ تمہارے دین کو نیچا دکھا سکیں۔ "آج" سے مراد حجۃ الوداع (۱۰ھ) میں عرفہ کا دن ہے جس میں آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی)

ف۸ دین کو مکمل کر دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ارکان، فرائض، سنن، حدود اور احکام بیان کر دیئے گئے اور کفر و شرک کا خاتمہ کر کے اس نعمت کو مکمل کر دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ۸۱ دن زندہ رہے۔ بعد میں وفات پا گئے۔ علما نے لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آیت ربا (سود کی حرمت) اور آیت کلالہ نازل ہوئی ہیں۔ پس دین کے مکمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ "دین" کا بڑا حصہ مکمل کر دیا گیا ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۹ یعنی ایسا مجبور اور لاچار آدمی اگر مذکورہ بالا حرام چیزوں میں سے کچھ کھا لے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا بشرطیکہ خواہ مخواہ حرام کھانے کا شوق نہ ہو اور جان بچانے کی حد سے زیادہ نہ کھائے۔ (دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۱۷۳)

ف۱۰ مواشی کا حکم تو فرما دیا۔ پھر لوگوں نے اور چیزوں کو پوچھا تو فرمایا ستھری چیزیں تمکو حلال ہیں۔ سو حضرتؐ نے جو چیزیں منع فرمائیں معلوم ہوا کہ وہ ستھری نہیں جیسے پھاڑنے والا جانور مثلاً شیر، چیتا، باز یا چیل اور اس میں داخل ہوئے مردار خوار سارے کوّا وغیرہ اور جیسے گدھا اور خچر اور جیسے کیڑے زمین کے مثلاً چوہا وغیرہ۔ (از موضح)

ف۱۱ شکاری جانور سے ہر وہ درندہ یا پرندہ مراد ہے جس کو شکار کے لئے رکھا اور سدھایا جاتا ہے اور اس کے "سدھائے ہوئے" ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ شکار پر چھوڑا جائے تو اس کو اپنے مالک کے لئے پکڑے۔ اگر وہ شکار پکڑ کر خود کھانے لگے تو اس کا شکار کھانا درست نہیں ہے اور یہی معنیٰ "مما امسکن" کے ہیں۔ حضرت عدیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا اگر اسے (یعنی شکاری کتے کو) چھوڑتے وقت تم نے اللہ کا نام لیا ہے تو اسے کھاؤ ورنہ مت کھاؤ اور اگر اس نے شکار سے کچھ کھا لیا ہو تو بھی نہ کھاؤ کیونکہ اس نے دراصل وہ شکار اپنے لئے پکڑا ہے۔ (بخاری، مسلم)

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَ

آج کے دن حلال کی گئیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا کہ دیئے گئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور

لیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ آج تم کو سب ستھری چیزیں حلال ہوئیں اور کتاب والوں کا کھانا تم کو حلال

طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ

کھانا تمہارا حلال ہے واسطے ان کے اور پاک دامنیں مسلمانوں میں سے اور پاک دامنیں ان

ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے ف۲ اور مسلمان آزاد (یا پاکدامن) بی بیاں اور تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

لوگوں میں کہ دیئے گئے ہیں کتاب پہلے تم سے جب دو تم ان کو مہر ان کے نکاح میں لانے والے

(یہود اور نصاریٰ) ان میں کی آزاد (یا پاکدامن) بی بیاں ف۳ جب تم ان کا مہر ان کے حوالے کرو اور تمہارا ارادہ ان کو نکاح

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

نہ بدکاری کرنے والے اور نہ پکڑنے والے چھپے آشنا اور جو کوئی کفر کرے ساتھ ایمان کے پس تحقیق کھوئے گئے

میں لاکر زنا سے بچنے کا ہو نہ مستی نکالنے کا (کھلم کھلا زنا کرنے کا) نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا اور جو کوئی ایمان (کی باتوں) کو نہ مانے تو اس کا (اگلا) کیا

عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ

عمل اس کے اور وہ بیچ آخرت کے ٹوٹا پانے والوں سے ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کھڑے ہو تم

دھرا اکارت ہو گیا اور آخرت میں وہ ٹوٹا اٹھانے والوں میں ہو گا ف۳ مسلمانو جب تم نماز پڑھنا چاہو (اور بے وضو ہو)

اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا

واسطے نماز کے پس دھوؤ مونہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو

تو اپنے منہ دھوؤ ف۴ اور ہاتھوں کو (دھوؤ) کہنیوں تک ف۵ (یعنی کہنیوں سمیت) اور اپنے سر پر مسح

بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ

سروں اپنوں کو اور دھوؤ پاؤں اپنوں کو دونوں ٹخنوں تک اور اگر ہو تم ناپاک پس نہا لو اور اگر

کرو ف۶ اور دونوں پاؤں دونوں ٹخنوں تک (دھوؤ) ف۷ اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو تو اچھی طرح پاک ہو جاؤ (یعنی غسل کر لو) اور

كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ

ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا آوے کوئی تم میں سے مکان ضرور سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے

جو تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی پاخانہ پھر کر آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور پانی نہ پاؤ (پانی نہ ملے یا اس

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

پس نہ پاؤ تم پانی پس قصد کرو تم مٹی پاک کا پس ملو مونہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو

کا استعمال نہ کر سکے) تو پاک مٹی کا قصد کرو اور منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لو ف۸

مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ

اس سے نہیں ارادہ کرتا اللہ تو کہ کرے اوپر تمہارے کچھ تنگی و لیکن ارادہ کرتا ہے تو کہ پاک کرے تم کو

اللہ تعالیٰ تم کو تکلیف دینا نہیں چاہتا بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے (جب تو پانی کے بدل مٹی سے طہارت کرنے کی اجازت دی)

ف۱ حاصل یہ کہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کا طعام (جس میں ذبیحہ بھی شامل ہے) مسلمانوں کے لئے حلال ہے بشرطیکہ انہوں نے غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا ہو۔ حدیث میں ہے کہ ایک یہودی عورت نے آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی اور آپؐ نے اس میں سے کھا لیا۔ اسی طرح بعض صحابہؓ نے وہ چربی کھائی جو خیبر کی جنگ میں یہودیوں سے حاصل ہوئی تھی مگر جو چیزیں ہماری شریعت میں فی نفسہٖ حرام ہیں جیسے مردار، خون اور سؤر کا گوشت وغیرہ ان کا اہلِ کتاب کے دسترخوان پر کھانا بھی حرام ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) ف۲ یعنی ان سے نکاح کرنا درست ہے چاہے وہ اپنے دین پر قائم رہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ پاکدامن ہوں نہ کہ آزاد منش اور آوارہ قسم کی، جو انسان کے ایمان کو بھی تباہ کر ڈالیں۔ جمہور کے نزدیک یہاں "اَلْمُحْصَنٰتُ" سے یہی معنی مراد ہیں تاکہ حشفاً و سوءَ کیلۃ (ردی کھجور اور برا ماپ) کی ضرب المثل صادق نہ آئے۔ (ابن کثیر) گویا دوسری مشرک عورتوں سے ان کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور بہت سے صحابہؓ نے اس آیت کے تحت کتابی عورتوں سے نکاح کر رکھے تھے مگر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ صرف "مؤمنہ کتابیہ" سے نکاح جائز سمجھتے تھے۔ (شوکانی)

ف۳ اس میں تنبیہ کی گئی ہے کہ اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا صرف جائز ہے مستحب اور مستحسن نہیں ہے اور یہ کہ جو شخص اس اجازت سے فائدہ اٹھائے اسے اپنے ایمان کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی غیر مسلم بیوی سے متأثر ہو کر اپنے ایمان و اخلاق سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ (م۔ ع)

ف۴ اوپر کی آیات میں "اوفوا بالعقود" کے تحت حلال اور حرام چیزیں بتائی گئی تھیں۔ اب اس آیت میں اس کے تحت وضو اور تیمم کے احکام بیان فرمائے ہیں جو کہ عقود میں داخل ہیں اور سہولت پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے اتمام نعمت بھی ہیں۔ (کبیر۔ قرطبی) غزوۂ مریسیع (۵ ھ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا۔ ہار کی تلاش میں صبح ہو گئی اور پانی موجود نہ تھا، لوگ فکر مند ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت سے چونکہ صحابہؓ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی رخصت حاصل کی ہے کیونکہ وضو تو پہلے بھی معلوم تھا۔ اس لئے علما نے اس آیت کو آیتِ وضو کہنے کی بجائے آیتِ تیمم بھی کہا ہے۔ (قرطبی) "اور بے وضو ہو" کی قید جمہور اہلِ علم نے لگائی ہے کیونکہ اگر انسان پہلے سے باوضو ہو تو دوبارہ وضو کرنا فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (کبیر) اس آیت میں فرائضِ وضو کا بیان ہے۔ وضو میں سب سے پہلے نیت ضروری ہے کیونکہ حدیث میں ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کہ تمام اعمال عبادت کے لئے نیت ضروری ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "اس میں ایمان، وضو، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ، الغرض تمام اعمال داخل ہیں۔ پھر قرآن نے اعضاء اربعہ کا وضو ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ باقی سب آداب و سنن ہیں۔ (قرطبی) منہ دھونے میں کلی کرنا اور ناک صاف کرنا بھی شامل ہے جس کی تشریح احادیث میں مذکور ہے مگر یہ دونوں سنت ہیں واجب نہیں ہیں۔ (قرطبی)

ف۵ "یعنی کہنیوں سمیت"۔ حدیث میں ہے جب آنحضرتؐ وضو فرماتے تو اپنی کہنیوں پر بھی پانی ڈالتے۔ (دارقطنی) مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ گو علما نے لکھا ہے کہ سارے سر کا مسح فرض نہیں ہے بلکہ سر کے کچھ حصہ کا مسح کر لیا جائے تو بھی کافی ہے مگر قرآن کے ظاہر اور اکثر احادیث کی رو سے سارے سر کا مسح کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے ناصیہ (سر کے اگلے حصہ) کا مسح کیا۔ مگر صحیح مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ آپؐ نے باقی سر کا مسح عمامہ مبارک پر پورا کیا۔ لہٰذا اس حدیث سے بعض حصہ سر (خصوصاً ربع راس) کی تخصیص پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ (قرطبی) سر کے مسح میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے مگر چونکہ یہ احادیث سے ثابت ہے اس لئے بعض سلف نے اس کو مستقل سنت قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم (قرطبی) سر کے ساتھ گردن کے مسح کا کوئی ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ سے نہیں ملتا۔

ف۷ "وَاَرْجُلَكُمْ" میں لام کے زبر اور زیر کے ساتھ دو قراءتیں مروی ہیں۔ فتح لام والی قراءت کی رو سے تو ظاہر ہے کہ پاؤں کا ٹخنوں تک دھونا ثابت ہوتا ہے۔ جمہور بلکہ جمیع علمائے سنت کا یہی مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپؐ پاؤں دھویا کرتے تھے اور مسح نہ فرماتے تھے۔ صحابہؓ میں سے صرف حضرت علیؓ، ابنِ عباسؓ اور حضرت انسؓ سے (کسرۂ لام والی قراءت کی رو سے) وضو میں پاؤں پر مسح کی روایات ملتی ہیں مگر ان سے بھی رجوع ثابت ہے۔ (فتح الباری) لیکن مسح کے معنی غسلِ خفیف بھی آتے ہیں لہٰذا ان کی مراد یہی معنی ہیں۔ (قرطبی) ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہؓ کو وضو کرتے دیکھا کہ ان کی ایڑیوں کی خشکی چمک رہی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ فرمایا: "کہ ان ایڑیوں کے لئے آگ کا عذاب ہے" یعنی ایڑیوں کو اچھی طرح سے دھوؤ حتیٰ کہ خشک نہ رہنے پائیں۔ (بخاری، مسلم) فقہاء میں سے ابنِ جریر طبری کے متعلق مشہور ہے کہ وہ پاؤں کے غسل اور مسح دونوں میں تخییر کے قائل تھے۔ مگر حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں، دراصل طبری کا یہ مذہب نہیں ہے بلکہ مسح بمعنی "دلک" یعنی پاؤں کو مل کر دھونے کے معنی میں ہے۔ یعنی امام طبری صرف دھونے کے قائل نہیں تھے بلکہ مل کر دھونے کو ضروری قرار دیتے تھے۔ (ابن کثیر) مسئلہ وضو میں ترتیب بھی ضروری ہے جیسا کہ فَاغْسِلُوْا کی فاء سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ کا پہلے دھونا ضروری ہے لہٰذا باقی اعضا میں بھی ترتیب ضروری ہوگی ورنہ خرق اجماع لازم آئیگا اور پھر آنحضرتؐ نے ہمیشہ وضو مرتب کیا ہے۔ ف۸ تیمم کے لئے دیکھئے سورۂ نسا آیت ۴۳۔

وف اس آیت میں نعمت سے مراد اسلام ہے اور میثاق (اقرار) سے مراد وہ عہد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر آدمی سے مسلمان ہونے پر لیا کرتے تھے کہ وہ خوشی اور رنج ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی سمع و اطاعت کریگا۔ یہ عہد اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے لیکن چونکہ وہ اللہ کے حکم سے تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا: فَقَتَبَا لمنکرا السنۃ۔ اور اس سے مراد وہ عہد بھی ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ذریتِ آدم سے لیا تھا اور یہ بھی کہ یہود کو متنبہ فرمایا ہو کہ آخری نبی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت کا جو عہد تم سے لیا گیا ہے اسے پورا کرو۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ (ابن کثیر، قرطبی)

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٦﴾ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور تو کہ پوری کرے نعمت اپنی اوپر تمہارے تو کہ تم شکر کرو اور یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے

اور اپنا احسان تم پر پورا کرنا اس لیے کہ تم شکر کرو (اور شکر کا ثواب حاصل کرو) اور اللہ نے جو احسان تم پر کیا ہے اور اس اقرار کو

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ

اور عہد اس کا جو قول لیا ہے تم سے ساتھ اس کے جب کہا تم نے سنا ہم نے اور مانا ہم نے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ

جو پکا کر کے تم سے لیا اس کو یاد کرو جب تم نے کہا تھا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو (اپنا اقرار نہ توڑو) کیونکہ اللہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ

جاننے والا ہے سینوں والی بات کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قائم رہنے والے واسطے اللہ کے شاہدی دینے

دلوں کی بات جانتا ہے (تو کھلی بات کیونکر نہ جانے گا) وف مسلمانو خدا واسطے انصاف کے ساتھ گواہی دینے پر مستعد رہو۔

بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ

والے ساتھ انصاف کے اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اوپر اس بات کے کہ نہ عدل کرو عدل کرو وہ بہت نزدیک ہے

اور لوگوں کی دشمنی تم سے بے انصافی نہ کرائے انصاف کرو انصاف ہی پرہیزگاری تک پہنچنے

لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

واسطے پرہیزگاری کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے

کی نزدیک راہ ہے اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالےٰ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو وٹ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٩﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اور کام کئے اچھے واسطے ان کے بخشش ہے اور ثواب بڑا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا

نے ان کو بخشش اور بڑا ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

نشانیوں ہماری کو یہ لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو نعمت اللہ کی

وہ دوزخی ہیں مسلمانو اللہ کا وہ احسان تم پر یاد کرو

عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ

اوپر اپنے جس وقت قصد کیا ایک جماعت نے یہ کہ دراز کریں طرف تمہاری ہاتھوں اپنوں کو پس بند کئے ہاتھ ان کے تم سے

جب کچھ لوگوں نے تم پر ہاتھ چلانا چاہا تھا پھر اللہ تعالےٰ نے تم سے ان کا ہاتھ روک دیا

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾ ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

اور ڈرو اللہ سے اور اوپر اللہ کے پس چاہیئے کہ توکل کریں ایمان والے اور البتہ تحقیق لیا اللہ نے عہد

اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیئے وٹ اور اللہ تعالےٰ وائے مسلمانو تم سے پہلے (بنی اسرائیل

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ

بنی اسرائیل کا اور کھڑے کئے ہم نے ان میں سے بارہ سردار اور کہا اللہ نے تحقیق میں ساتھ تمہارے ہوں

سے اقرار لے چکا ہے اور ہم نے ان میں بارہ نقیب (سردار) مقرر کیے تھے وٹ اور اللہ تعالیٰ نے (بنی اسرائیل سے) فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ

ع ٢ / ٦

وٹ آیت کریمہ میں "قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ" سے حقوق الٰہی کی نگہداشت کی طرف اشارہ ہے یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے حق پر قائم رہو۔ اور "شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ" سے "حقوق العباد" کی نگرانی کا حکم ہے۔ (کبیر) یہ تمہید ہے اور اس کے بعد دشمنوں کے بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ اس لئے آگے انہی کی تفصیل ہے یعنی کسی نے تمہارے ساتھ کتنی ہی دشمنی کا معاملہ کیوں نہ کیا ہو تم بہرحال اس سے معاملہ کرتے وقت عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ یہ آیات یہود بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیت کے سلسلہ میں ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپؐ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ (ابن کثیر۔ ابن جریر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اکثر کافروں نے مسلمانوں سے بڑی دشمنی کی تھی پیچھے مسلمان ہوئے تو فرمایا کہ ان سے وہ دشمنی نہ نکالو اور ہر جگہ یہی حکم ہے۔ حق بات میں دوست اور دشمن برابر ہیں۔ (موضح)

وٹ عمومی انعامات کے بیان کے بعد اب خصوصی انعامات کا ذکر ہے۔ (کبیر) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر کے دوران میں (غزوہ ذات الرقاع میں) آنحضرتؐ نے ایک جنگل میں پڑاؤ فرمایا۔ صحابۂ کرام سائے کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ آپؐ بھی ایک درخت کے سائے میں لیٹ گئے اور تلوار درخت سے لٹکا دی۔ اتنے میں ایک بدو (غورث بن حارث) آیا اور تلوار سونت کر کہنے لگا اب آپؐ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "اللہ"۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپؐ نے اسے اٹھا لیا اور اس بدو سے فرمایا "اب بتاؤ، تمہیں کون بچائے گا" وہ کہنے لگا۔ "آپ بہترین پکڑنے والے بنیں" آپؐ نے فرمایا: "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسولؐ ہوں؟" وہ کہنے لگا میں عہد کرتا ہوں کہ نہ آپؐ سے خود جنگ کرونگا اور نہ آپؐ سے جنگ کرنے والوں کی مدد کرونگا۔ اس پر آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ قتادہؓ کہتے ہیں دراصل اس بدو کو دوسرے آدمیوں نے بھیجا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دیت کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر، مدینہ کے یہودیوں کا ایک قبیلہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو ایک دیوار کے سائے میں بٹھایا اور آپس میں اسکیم بنائی کہ ان کے اوپر ایک چٹان یا چکی کا پاٹ گرا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خبردار کر دیا اور آپؐ وہاں سے اٹھ گئے۔ (ابن کثیر۔ فتح البیان) ممکن ہے قرآن نے اس ایک آیت میں ان متعدد واقعات کی طرف اشارہ فرما دیا ہو اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک آیت ایک واقعہ کے متعلق نازل ہوتی ہے پھر یاددہانی کے لئے دوسرے واقعہ میں اس کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ (المنار۔ قرطبی)

وٹ یعنی سمع و طاعت کا یہ عہد تمہی سے نہیں لیا گیا بلکہ تم سے پہلے بنی اسرائیل سے بھی اسی قسم کا عہد لیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے عہد شکنی کی اور ذلت و مسکنت میں گرفتار ہو گئے لہٰذا مسلمانو! تم ان جیسے نہ بنو۔ (کبیر) بنی اسرائیل کے کل بارہ قبیلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک قبیلہ پر ایک سردار خود ہی اس قبیلہ سے مقرر کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ وہ ان کے حالات پر نظر رکھے اور انہیں اپنے عہد پر قائم رہنے کی ہدایت کرتا رہے۔ بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ یہ نقباء ان جبارین قوم کی خبر لانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ (ابن کثیر) ظاہر الفاظ سے پہلی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ نے لیلۃ العقبہ میں جب سمع و طاعت پر بیعت لی تھی تو ان پر بارہ نقیب ہی مقرر کئے تھے۔ (قرطبی)

لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَوٰةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَوٰةَ وَآمَنتُم بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَ

اگر قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکواۃ کو اور ایمان لاؤ تم ساتھ پیغمبروں میرے کے اور قوت دو ان کو اور

ہیں (تمہاری مدد کروں گا) اگر تم نماز کو درستی سے ادا کرو گے اور زکوٰۃ دیا کرو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے (جو پیغمبر میں بھیجوں) اور ان کی عزت کرتے

أَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ

قرض دو تم اللہ کو قرض اچھا البتہ دور کروں گا میں تم سے برائیاں تمہاری اور داخل کروں گا میں تم کو بہشتوں میں

رہو گے (یا ان کی مدد کرتے رہو گے) اور اللہ تعالےٰ کو قرض حسنہ دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم پر سے اتار دوں گا (معاف کر دوں گا) اور تم کو (آخرت

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ

کہ چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں پس جو کوئی کافر ہوا پیچھے اس کے تم میں سے پس تحقیق گمراہ ہوا راہ

میں) ان باغوں میں لے جاؤں گا جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں پھر جو کوئی ایسا (پکا) اقرار کر کے تم میں سے پلٹ جائے تو وہ سیدھے رستے سے

السَّبِيلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ

سیدھی سے پس بہ سبب توڑنے ان کے کے عہد اپنے کو لعنت کیا ہم نے ان کو اور کر دیا ہم نے دلوں ان کے کو سخت بدل ڈالتے ہیں

بہک گیا پھر ان لوگوں نے جو اپنا اقرار توڑا اسی وجہ سے ہم نے ان کو پھٹکار دیا اور ان کے دل سخت کر دیئے وہ (توریت شریف

الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ

باتوں کو جگہ ان کی سے اور بھول گئے حصہ اس چیز سے کہ نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اس کے اور ہمیشہ رہے گا تو خبردار ہوتا اوپر

کے) لفظوں کو اپنے اپنے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں اور جو نصیحت ان کو کی گئی تھی اس میں سے ایک حصہ بھلا بیٹھے اور چند آدمیوں کے سوا ہمیشہ ایک

خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

خیانت کے ان سے مگر تھوڑے ان میں سے پس معاف کر ان سے اور درگزر کر تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے

نہ ایک ان کی چوری تجھ کو معلوم ہوتی رہے گی (تو بالفعل) ان کا قصور معاف کر اور ان سے درگزر کر کیونکہ اللہ تعالےٰ نیکوں سے محبت

الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا

احسان کرنے والوں کو اور ان لوگوں سے کہ کہتے ہیں تحقیق ہم نصاریٰ ہیں لیا ہم نے قول ان کا پس بھول گئے

رکھتا ہے (جو قصور معاف کر دیتے ہیں) اور جو لوگ کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں ان سے (بھی) ہم نے اقرار لیا تھا (جیسے بنی اسرائیل سے لیا تھا) تو جو

حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ

حصہ اس چیز سے کہ نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اس کے پس لگا دی ہم نے بیچ ان کے دشمنی اور بغض دن قیامت تک

نصیحت ان کو کی گئی تھی اس کا ایک حصہ وہ بھی بھلا بیٹھے آخر (اس کی سزا یہ ہوئی) ہم نے ان میں (آپس میں، یا ان میں اور یہود میں) قیامت تک عداوت اور دشمنی

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ

اور البتہ خبردار کرے گا ان کو اللہ ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کرتے اے اہل کتاب تحقیق آیا تمہارے پاس

ڈال دی اور آخر (قیامت میں) اللہ تعالےٰ ان کو جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے بتلا دے گا کتاب والو تمہارے پاس ہمارا رسول (محمدؐ) آیا ہے

رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن

پیغمبر ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمہارے بہت اس چیز سے کہ تھے تم چھپاتے کتاب میں سے اور درگزر کرتا ہے

بہت سی باتیں کتاب (توریت اور انجیل) کی جو تم چھپاتے تھے ان کو کھول کر بیان کرتا ہے اور بہت سی باتیں چھوڑ بھی دیتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف

ف۱ یعنی اس کی راہ میں مال خرچ کرتے رہو گے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ اس کا کئی گنا بدلہ عنایت فرمائے گا اس لئے قرآن کی متعدد آیات میں اس مال خرچ کرنے کو "قرض" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خطاب یا تو تمام بنی اسرائیل سے ہے اور یا اس کے مخاطب صرف نقباء ہیں۔ (کبیر)

ف۲ یعنی ان کے دلوں میں نفاق بھر گیا۔ "قَسِيَّةً" یا "قَاسِيَةً" اصل میں اس سکے کو کہتے ہیں جس میں ملاوٹ ہو۔ یہ قسوۃ سے ہے جس کے معنی شدت اور سختی کے ہیں۔ خالص سونا اور چاندی نرم ہوتے ہیں اور جتنی ان میں ملاوٹ زیادہ ہو اتنا ہی وہ زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ اس تشبیہ کی رعایت سے ان کے دلوں کو جن میں نفاق بھرا ہوتا ہے "قَاسِيَةً" فرمایا ہے۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۳ یعنی ایک لفظ کی بجائے دوسرا لفظ رکھ دیتے یا اس کی غلط تاویل کرتے اور اپنے ہی کرتب سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات کو بدل ڈالا تھا جو توراۃ میں مذکور تھیں (قرطبی)

ف۴ یعنی توراۃ کے بہت سے حصہ پر عمل ترک کر دیا جیسا کہ آنحضرؐ پر ایمان لانا اور زانی کو سنگسار کرنا وغیرہ۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۵ "خَائِنَةٍ" بمعنی المصدر ای الخیانۃ او صفۃ ای علیٰ فرقۃ خائنۃ (کبیر) یعنی ان سے آئے دن کسی نہ کسی خیانت اور بدعہدی کا ظہور ہوتا رہے گا یا ان میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود رہیں گے جو خیانت اور بدعہدی کا ارتکاب کرتے رہیں گے اور آپؐ کو ہرگز ان کی طرف سے امن نصیب نہ ہوگا۔

ف۶ یعنی ان میں چند لوگ ایسے ہیں جو کسی خیانت و بدعہدی کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ ان سے خاص کر عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مراد ہیں یا پھر تمام وہ لوگ جنہوں نے کفر کے باوجود کسی قسم کی خیانت یا بدعہدی نہیں کی۔ (کبیر)

ف۷ یعنی ان کی انفرادی خیانتوں اور بدعہدیوں سے نہ کہ ان بدعہدیوں سے جو اجتماعی طور پر وہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں تو وہ واضح طور پر حربی قرار پائیں گے جن کی سرکوبی بہرحال کی جائے گی۔ (المنار) یا یہ کہ جو ان میں سے خیانت کا ارتکاب نہیں کرتے اور اپنے عہد پر قائم ہیں ان کی دوسری لغزشوں سے درگزر فرمائیں۔ (کبیر) ان دونوں صورتوں میں یہ آیت محکم رہے گی ورنہ اسے آیت قتال سے منسوخ کہا جائے گا۔ (کبیر)

ف۸ یعنی "اللہ کے مددگار" چونکہ یہ لوگ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے نصاریٰ سے اقرار لیا بلکہ یہ فرمایا کہ ہم نے ان لوگوں سے اقرار لیا جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہود کی طرح نصاریٰ سے بھی ہم نے توحید اور نبی آخر الزمان پر ایمان لانے کا عہد لیا مگر انہوں نے بھی اس عہد کو توڑ ڈالا۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۹ چنانچہ اس وقت بھی ان میں مذہبی عداوت پائی جاتی ہے اور پھر خود عیسائیوں کے بھی بہت سے فرقے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ (کبیر)

ف۱۰ یعنی دنیا میں اس سزا کے علاوہ آخرت میں ان کو سخت سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ جب (آدمی) اللہ کے کلام سے اثر پکڑنا اور حکم شرع پر محبت سے قائم رہنا چھوڑ دے اور فقط مذہب کا جھگڑا اور حمیت رہ جائے تو وہ راہ سے بہک جائے۔" (موضح)

ف۱۱ یہود و نصاریٰ کے "نقض عہد" اور "اعراض عن الحق" کا ذکر کرنے کے بعد اب ان کو آنحضرتؐ پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ (کبیر) اس آیت میں آنحضرتؐ کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ بہت سے احکام جو وہ چھپایا کرتے تھے ان کو بیان کرتے ہیں جیسے رجم کی آیت، سبت والوں کا قصہ جن کو مسخ کر کے بندر، خنزیر بنا دیا گیا تھا، اور آنحضرتؐ کی صفات سے متعلق آیات۔ الغرض یہود و نصاریٰ ان تمام باتوں کو چھپایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ چند یہودی آنحضرتؐ کے پاس آئے اور رجم کے بارے میں سوال کرنے لگے۔ آپؐ نے ان کے سب سے بڑے عالم ابن صوریا کو قسم دلائی اور اس سے دریافت فرمایا کہ رجم کی آیت توراۃ میں ہے یا نہیں؟ بالآخر اس کو قسم کی وجہ سے اعتراف کرنا پڑا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر)

ف۱ یعنی آنحضرتؐ کا دوسرا وصف یہ ہے کہ آپؐ ان کی بہت سی چوریوں اور خیانتوں سے درگزر کرتے ہیں تاکہ وہ متاثر ہو کر اسلام کے قریب آجائیں لیکن وہ ایسی باتیں ہیں جن کا دین میں اظہار ضروری نہیں ہے۔ (کبیر۔ قرطبی) ف۲ نور سے مراد شریعتِ اسلام ہے۔ اور کتاب مبین سے مراد قرآن پاک ہے یعنی یہ کتاب دین کے وہ تمام احکام بیان کرتی ہے جن کی لوگوں کو راہِ ہدایت پانے کے لئے ضرورت ہے۔ ف۳ یعنی جس شخص کا مطلوب رضا الٰہی اور دینِ حق کی پیروی کرنا ہے۔ اس کے لئے یہ کتاب راہ ہدایت کھلاتی ہے۔ مگر جنہوں نے نظر و استدلال کو چھوڑ کر اپنا دین ہی بزرگوں کی تقلید کو بنالیا ہے وہ اس کی ہدایت سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ (ماخوذ از کبیر)

كَثِيرٍ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ

بہت سے تحقیق آئی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرنے والی ہدایت کرتا ہے ساتھ اس کے اللہ اس شخص کو کہ

سے تمہارے پاس نور آیا ہے (یعنی حضرت محمدؐ یا دین اسلام) اور قرآن جو بیان کرنے والا ہے ف۲ اللہ اس سے (یعنی اس نور یا کتاب سے) ان لوگوں کو

رِضْوَٰنَهُۥ سُبُلَ السَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَٰتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِۦ وَ

پیروی کرتا ہے رضا مندی اس کی کی راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے ان کو تاریکیوں سے طرف روشنی کی ساتھ حکم اپنے کے اور

جو اس کی مرضی پر چلتے ہیں اپنے حکم سے (دوزخ سے) بچاؤ کی راہیں دکھلاتا ہے اور اندھیرے (کفر) سے ان کو نکال کر اجالے (اسلام) میں لاتا ہے اور ان کو (شریعت

يَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ

ہدایت کرتا ہے ان کو طرف راہ سیدھی کی البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں تحقیق اللہ وہی ہے مسیح

کا) سیدھا راستہ بتلاتا ہے (جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط) ف۳ بیشک وہ لوگ کافر ہوگئے جو کہتے ہیں مریم کا بیٹا مسیح

ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ

بیٹا مریم کا کہہ پس کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے کام سے کچھ اگر چاہے یہ کہ ہلاک کر ڈالے مسیح

وہی خدا ہے ف۴ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اگر اللہ تعالےٰ مریم کے بیٹے مسیح اور اس کی ماں اور زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کو تباہ کرنا چاہے

ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَ

بیٹے مریم کے کو اور ماں اس کی کو اور ان لوگوں کو کہ بیچ زمین کے ہیں سارے اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور

تو اس کے سامنے کسی کی کچھ چل سکتی ہے اور اللہ تعالےٰ ہی کی ف۵ بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ

زمین کی اور جو کچھ درمیان دونوں کے ہے پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور کہا

اور ان کے بیچ میں وہ جو چاہتا ہے بناتا ہے ف۶ اور اللہ تعالےٰ سب کچھ کر سکتا ہے اور یہود اور

الْيَهُودُ وَالنَّصَٰرَىٰ نَحْنُ أَبْنَٰٓؤُا اللَّهِ وَأَحِبَّٰٓؤُهُۥ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم

یہود نے اور نصاریٰ نے ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور پیارے ہیں اس کے کہہ پس کیوں عذاب کرتا ہے تم کو ساتھ گناہوں تمہارے کے

نصاریٰ کہتے ہیں ہم خدا کے بیٹے اور اس کے چہیتے (پیارے) ہیں (اے پیغمبرؐ) کہہ دے پھر تمہارے گناہوں کے بدلے تم کو

بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ وَلِلَّهِ

بلکہ تم آدمی ہو اس چیز سے کہ پیدا کیا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور واسطے اللہ کے

عذاب کیوں کرتا ہے ف۷ تم نہ بیٹے ہو نہ چہیتے جو آدمی اس نے پیدا کیے ہیں انہی میں سے تم بھی آدمی ہو وہ جس کو چاہے بخش دے جس کو چاہے عذاب دے ف۸ اور

مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَٰبِ

بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور طرف اسی کی ہے پھر جانا اے اہل کتاب کے

اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے بیچ میں اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۹ کتاب والو ہمارا رسول (محمدؐ)

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا

تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمہارے پیچھے موقوف ہو جانے پیغمبروں کے ایسا نہ ہو کہ کہو تم نہیں

تمہارے پاس اس وقت آیا جب رسولوں کا توڑ پڑ گیا تھا وہ (دین کی باتیں) تم سے بیان کرتا ہے ف۱۰ ایسا نہ ہو تم کہنے لگو (یا اس لیے کہ تم یہ نہ کہو)

ف۴ یعنی خدا اور مسیحؑ ایک چیز ہیں اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ زمانۂ قدیم میں یہ صرف عیسائیوں کے ایک فرقے یعقوبیہ کا عقیدہ تھا مگر اس زمانہ میں عیسائیوں کے تینوں فرقے۔ پروٹسٹنٹ، کیتھولک اور آرتھوڈکس۔ پائے جاتے ہیں، وہ سب کے سب اگرچہ تثلیث کے قائل ہیں لیکن ان کا اصل مقصد مسیحؑ کی الوہیت ہے۔ گویا وہ سب کے سب خدا اور مسیحؑ کے ایک چیز ہونے کے قائل ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان سب پر کافر ہونے کا حکم لگایا ہے۔ (المنار)

ف۵ وہ مالکِ کل اور مختار ہے اور سب چیزوں پر اسے قدرت اور تفوق حاصل ہے۔ وہ چاہے تو سب کو آن کی آن میں فنا کر سکتا ہے۔ اگر مسیحؑ خدا ہوتے تو کم از کم اپنی والدہ کو تو بچا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو فوت کر لیا اور ان کو بھی وقت مقررہ پر فوت کریگا تو یہ بچ نہیں سکیں گے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نہ تو خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے بلکہ اس کے بندے اور رسولؑ ہیں۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۶ اور جس کو جیسے چاہتا ہے بناتا ہے۔ آدمؑ کو اس نے ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیا تو عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کر دینا اس کے لئے کیا مشکل تھا۔ محض باپ کے بغیر پیدا ہونے سے کوئی بندہ خدا نہیں بن جاتا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تاکہ ان کی اُمّت والے ان کو بندگی کی حد سے زیادہ نہ چڑھائیں ورنہ نبی اس لائق کا ہے کو ہیں۔ (موضح)

ف۷ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے یہود کی ایک جماعت کو اسلام کی طرف دعوت دی اور ان کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ تم ہمیں اللہ کے عذاب سے کیسے ڈراتے ہو ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انجیل میں ہے کہ حضرت مسیحؑ نے نصاریٰ سے کہا: "میں اپنے اور تمہارے باپ کے پاس جاتا ہوں" جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں گروہ اللہ تعالیٰ کے ابناء اور احباء ہونے کے مدعی تھے۔ بعض نے یہاں مضاف محذوف مانا ہے۔ ای نحن ابناء رسل اللہ و احباءہ۔ حاصل یہ کہ اہلِ کتاب اپنے آپ کو دوسروں سے فائق سمجھتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ ہمارے اسلاف کی وجہ سے ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ قرآن نے ان کی تردید کی۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۸ یعنی یہ قانون ہے کہ گناہ کریگا اسے سزا ملے گی اور جس کے عمل نیک ہوں گے اسے انعام ملے گا جس طرح دوسرے لوگوں پر نافذ ہوگا تم پر بھی نافذ ہوگا۔ پھر تمہاری ایسی کونسی خصوصیت ہے جس کی بنا پر تم اپنے آپ کو اس کے بیٹے اور چہیتے کہتے ہو۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۹ اس میں یہودیوں کے لئے تنبیہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ آخرکار تمہیں اس کے حضور میں پیش ہونا ہے اور وہاں تمہاری جو بھی سزا ہوگی تمہیں مل کر رہے گی۔ لہٰذا تم اب بھی اپنی بداعمالی سے باز آجاؤ۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) ف۱۰ یعنی ایک مدت سے رسولوں کی آمد کا یہ سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے ان کی بعثت پر بھی تقریباً چھ سو سال گزر چکے تھے اور کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ پھر آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس آیت پر حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "حضرت عیسیٰؑ کے بعد کوئی رسول نہیں آیا تھا سو فرمایا کہ تم افسوس کرتے کہ ہم رسولوں کے وقت میں نہ ہوئے کہ تربیت ان کی پاتے۔ اب بعد مدت تم کو رسول کی صحبت میسر ہوئی غنیمت جانو اور اللہ قادر ہے اگر تم قبول نہ کروگے اور خلق کھڑی کر دیگا تم سے بہتر۔ یہ جیسے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ان کی قوم نے جہاد کرنا پسند نہ کیا اللہ نے ان کو محروم کر دیا۔ اور دوں کے ہاتھ سے ملک شام فتح کرایا۔ (موضح)

ف۱ اس آیت میں آنحضرتؐ کی بعثت کا اساسی مقصد بیان فرمایا ہے یعنی عرصۂ دراز سے کسی اولوالعزم رسول کے نہ آنے کی وجہ سے شرائع میں تغیر و تبدل اور تحریف ہوچکی تھی اور حق و باطل میں امتیاز باقی نہ رہا تھا جو لوگوں کے لئے شرائع سے اعراض کرنے کا واضح عذر تھا۔ پس آنحضرتؐ نے تبدل و تغیر اور تحریف سے ملتِ ابراہیمی کو پاک کر کے لوگوں کو شریعت حقہ سے روشناس کرایا تاکہ ان پر اتمام حجت ہوجائے اور عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔ (کبیر۔ قرطبی) ف۲ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، لہٰذا اب تم اپنے کفر پر جمے رہنے کے لئے اللہ کے ہاں کوئی عذر نہیں پیش کرسکتے۔ (کبیر)

جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

آیا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ ڈرانے والا پس تحقیق آیا تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا اور اللہ اوپر ہر

ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری سنانے والا نہیں آیا نہ ڈرانے والا تو اب تو تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانیوالا آچکا ف۲ اور اللہ سب کچھ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

چیز کے قادر ہے اور جب کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے

کرسکتا ہے (اے پیغمبر یاد کرو یا بنی اسرائیل کو یاد دلا) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا بھائیو اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسان کیا اس کو یاد کرو

اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

جس وقت کئے بیچ تمہارے پیغمبر اور کیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو جو کچھ کہ نہ دیا کسی کو سارے

اس نے تم میں کئی نبی پیدا کیے اور تم کو (غلامی سے) بادشاہ بنادیا اور تم کو وہ دیا جو دنیا جہان میں کسی کو

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا

جہان سے اے قوم میری داخل ہو زمین پاک میں جو لکھی ہے اللہ نے واسطے تمہارے اور مت

نہیں دیا ف۳ بھائیو پاک زمین (شام کے ملک یا بیت المقدس یا کوہ طور) میں داخل ہوجاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے (یعنی وہاں

تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا

پھر جاؤ اوپر پیٹھ اپنی کے پس پلٹ جاؤ ٹوٹا پانے والے کہا انہوں نے اے موسیٰ تحقیق بیچ اس کے قوم ہے

کی حکومت تمہاری قسمت میں رکھی ہے ف۴) اور پیٹھ موڑ کر مت پھرو پھر الٹے نقصان میں آجاؤ ف۵ وہ کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں

جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا

سرکش اور تحقیق ہم ہرگز نہ جاویں گے اس میں یہاں تک کہ نکل جاویں وہ اس میں سے پس اگر نکل جاویں گے وہ اس میں سے

(یعنی لمبے چوڑے بڑے تن و توش کے) ف۶ اور ہم تو ہرگز وہاں جانے والے نہیں جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو بیشک

فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

پس تحقیق ہم داخل ہونے والے ہیں کہا دو مردوں نے ان لوگوں میں سے کہ ڈرتے تھے انعام کیا تھا اللہ نے اوپر ان کے

ہم جا داخل ہوں گے ف۷ دو آدمی جو خدا سے ڈرتے تھے (یوشع اور کالب) اور خدا تعالیٰ نے ان پر فضل کیا تھا ف۸ کہنے لگے (ایکبارگی حملہ کرکے)

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

داخل ہو تم اوپر ان کے دروازے میں سے پس جب داخل ہوگئے تم اس میں پس تحقیق تم غالب ہو اور اوپر اللہ کے

ان کے دروازے میں گھس پڑو جہاں تم دروازے کے اندر گھس گئے پھر تم ہی غالب ہوگئے اور اگر تم کو ایمان ہے تو اللہ پر بھروسا رکھو (وہ

فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا

پس توکل کرو تم اگر ہو تم ایمان والے کہا انھوں نے اے موسیٰ تحقیق ہم ہرگز نہ داخل ہوں گے اس میں کبھی جب تک رہیں گے وہ

کمزوروں کو زور آوروں پر غالب کرتا ہے) کہنے لگے اے موسیٰ ہم تو ہرگز وہاں نہیں جانے کے کبھی نہیں جانے کے جب تک وہ لوگ

فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

اس میں پس جا تو اور پروردگار تیرا پس لڑو تم دونوں تحقیق ہم یہیں بیٹھے ہیں کہا موسیٰ نے اے رب میرے تحقیق میں

(عمالقہ) وہاں ہیں تو (ایسا کرو) تم جاؤ اور تمہارا پروردگار دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے ف۹ موسیٰ نے دعا کی پروردگار

ف۳ اس کا تعلق آیت: "وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِیْ اسرائیل" کے ساتھ ہے۔ یعنی ان سے عہد لیا اور حضرت موسیٰؑ نے ان کو انعاماتِ الٰہی یاد دلا کر جبارین (عمالقہ) سے جنگ کا حکم دیا۔ لیکن بنی اسرائیل نے عہد شکنی کی، اور عمالقہ کے ساتھ جنگ کرنے سے انکار کردیا۔ (کبیر)
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین نعمتوں کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے یعنی ان سے جلیل القدر انبیاء مبعوث کئے جیسے حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ علیہم السلام۔ دوم یہ کہ ان کو آزادی اور حکومت دی اور توحید کا علمبردار بنایا جبکہ دوسری تمام قومیں شرک میں مبتلا تھیں۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۴ یا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تمہارے دادا حضرت یعقوبؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ اسے آپ کی اولاد میں سے اہلِ ایمان کی وراثت بناؤں گا۔ (ابن کثیر) بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ جبلِ لبنان پر چڑھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دیکھو! جہاں تک تمہاری نظر پہنچے گی وہ ارضِ مقدس ہے اور تیری ذریت کی میراث ہے۔ (کبیر)

ف۵ حضرت موسیٰؑ کا بنی اسرائیل سے یہ خطاب اس موقع پر ہے جب وہ مصر سے نکلنے کے بعد جزیرہ نمائے سینا میں خیمہ زن تھے اور ان پر من و سلویٰ اتر رہا تھا۔ (ابن کثیر) تاریخی اور اثری تحقیقات کے مطابق خروج کا زمانہ ۱۴۴۰ ق م ہے، اور فلسطین پر فوج کشی کا زمانہ ۱۴۰۰ ق م ہے۔ گو اس مدت کے دوران میں موسیٰ علیہ السلام نے خطاب کیا اور صحیفہ استثناء کے بیان کے مطابق دریائے یردن کے اس پار رحاب کے میدان میں یہ تقریر ارشاد فرمائی۔

ف۶ قوتِ ایمانی کے کمزور ہونے کی وجہ سے اپنی مرعوبیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ (یہ اطلاع فاران کے مقام پر پیش کی گئی) لیکن جس انداز سے بعض تفسیری روایات میں ان لوگوں (جبارین) کا نقشہ پیش کیا گیا ہے وہ تمامتر اسرائیلی روایات ہیں جن کو ایک معمولی عقل کا انسان بھی تسلیم نہیں کرسکتا خصوصاً عوج بن عنق کا افسانہ جس کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ سب من گھڑت افسانے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ کا قد ساٹھ ہاتھ تھا اس کے بعد سے لوگ برابر گھٹتے رہے ہیں۔ (بخاری مسلم) پھر عوج بن عنق کا قد تین ہزار تین سو تینتیس ہاتھ کیسے ہوسکتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی ان کو آپ معجزانہ طور پر اس سرزمین سے نکال دیں تو ہم جانے کے لئے تیار ہیں۔

ف۸ اللہ تعالیٰ نے ان دو آدمیوں کا ذکر بطور نکرہ فرمایا ہے اور کسی حدیث میں بھی ان کے ناموں کی صراحت نہیں آئی۔ تاہم تورات کی ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے تمام مفسرینؒ نے ان کا نام یوشع بن نون اور کالب بن یافنا بتایا ہے اور یہ دونوں ان بارہ نقیبوں میں سے تھے جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۹ ان کے برعکس صحابہ کرامؓ نے ہر موقعہ پر عزم و ہمت کا ثبوت دیا۔ اس کا اندازہ جنگ بدر کے واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ جب مہاجرینؓ کے بعد آنحضرتؐ نے انصارؓ کی رائے معلوم کرنی چاہی تو حضرت سعد بن معاذؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا "اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپؐ ہمیں لے کر اس سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم میں سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔ ہم حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح نہیں ہیں جنھوں نے کہا تھا کہ آپ اور آپ کا پروردگار جاکر جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔" (ابن کثیر)

لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ

نہیں مالک مگر جان اپنی کا اور بھائی اپنے کا پس جدائی ڈال درمیان ہمارے اور درمیان قوم فاسقوں کے کہا

میرا زور اپنی جان پر چلتا ہے یا اپنے بھائی (ہارون) پر (میں ان لوگوں کو کیا کروں یہ میری سنتے ہی نہیں) تو ہمارا ساتھ اس نافرمان قوم سے چھڑا دے ف۱ پروردگا

فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى

پس تحقیق وہ زمین حرام کی گئی ہے اوپر ان کے چالیس برس سرگردان پھریں گے بیچ زمین کے پس مت غم کھا اوپر

نے فرمایا اچھا (ان کی سزا یہ ہے) چالیس برس تک اس ملک میں (بیت المقدس میں) جانا ان کو نصیب نہ ہوگا جنگل میں حیران پھرتے رہیں گے (کسی طرف رستہ

الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

قوم فاسقوں کے اور پڑھ اوپر ان کے خبر دو بیٹوں آدمؑ کی ساتھ حق کے جس وقت کہ نیاز لائے دونوں کچھ نیاز پس قبول

نہ ملے گا) تو ایسے نافرمان لوگوں کا رنج مت کر ف۲ اور (اے پیغمبرؐ) ان لوگوں کو آدمؑ کے دونوں بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کا سچا قصہ تو سنا ف۳ جب دونوں

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

کی گئی ایک کی ان دونوں میں سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے کہا اس نے البتہ مار ڈالوں گا میں تجھ کو کہا اس نے سوائے اس کے نہیں کہ قبول کرتا

نے نیاز چڑھائی پھر ایک کی (ہابیل کی) نیاز قبول ہوئی اور دوسرے (قابیل) کی قبول نہیں ہوئی قابیل (جل گیا حسد سے) کہنے لگا میں تو ضرور تیری جان لوں گا

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ

ہے اللہ پرہیزگاروں سے البتہ اگر دراز کرے گا تو طرف میری ہاتھ اپنا تو کہ مار ڈالے مجھ کو نہیں میں دراز کرنے والا ہاتھ اپنا

ہابیل نے کہا (کیوں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو پرہیزگاروں کی (نیاز) قبول کرتا ہے ف۴ اگر تو مجھ کو مار ڈالنے کے لیے اپنا ہاتھ مجھ پر چلائے گا تو میں تو اپنا ہاتھ تیرے

اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ

طرف تیری تو کہ مار ڈالوں میں تجھ کو تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ پروردگار عالموں کے سے تحقیق میں ارادہ کرتا ہوں یہ کہ پھر جاوے تو ساتھ گناہ میرے

مار ڈالنے کے لیے تجھ پر نہیں چلاؤں گا میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے ف۵ میں یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا (دونوں کا)

وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ

کے اور گناہ اپنے کے پس ہو جاوے تو رہنے والوں آگ کے سے اور یہ ہے بدلہ ظالموں کا پس رغبت دلائی اس کو

گناہ سمیٹ لے اور دوزخیوں میں شریک ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے ف۶ آخر قابیل کے نفس نے اس کو یہی

نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا

نفس اس کے نے مار ڈالنا بھائی اپنے کا پس مار ڈالا اس کو پس ہو گیا ٹوٹا پانے والوں سے پس بھیجا اللہ نے ایک کوا

سوجھایا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالے پھر اس کو مار ڈالا اور ٹوٹے والوں میں شریک ہو گیا ف۷ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا وہ زمین کو

يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى

کہ کریدتا تھا بیچ زمین کے تو کہ دکھاوے اس کو کیونکر ڈھانک دے لاش بھائی اپنے کی کہا اے وائے مجھ کو

کریدتا تھا (اور دوسرے مردہ کوے کو اس میں چھپاتا تھا) اس کو یہ بتلانے کو کہ اپنے بھائی کی لاش کیوں کر چھپائے ف۸ اس وقت قابیل کہنے لگا ہائے

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ

کیا نہ ہوا مجھ سے یہ کہ ہوں میں مانند اس کوے کی پس ڈھانک دوں میں لاش بھائی اپنے کی پس ہو گیا

خرابی (اس کوے سے بھی گیا گزرا) مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ اس کوے کی طرح ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پھر لگا

ع ۴ ۔ النصف

ف۱ یعنی ہم کو ان سے علیحدہ کر دے ایسا نہ ہو کہ تیرا عذاب نازل ہو اور ان کے ساتھ ہم بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں۔ (کبیر۔ ابن کثیر) ف۲ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہ لوگ چالیس سال تک بیابان (دشت فاران بیابان شور اور دشت صین) میں پڑے بھٹکتے رہے۔ جب چالیس سال گزر گئے (یعنی تقریباً) تو (اولاً) حضرت ہارونؑ (اور ان کے کچھ عرصہ بعد) حضرت موسیٰ علیہ السلام (کوہ عبادیم پر) وفات پا گئے۔ (حضرت موسیٰؑ کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال تھی) اور ہر اس شخص کا انتقال ہو گیا جس کی عمر چالیس سے زیادہ تھی جب چالیس سال گزر گئے تو حضرت یوشعؑ جو حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کے خلیفہ مقرر ہوئے باقیماندہ لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے (مشرق کی جانب سے دریائے اردن پار کر کے اریحا فتح کیا یہ فلسطین کا پہلا شہر تھا پھر تھوڑی مدت میں) بیت المقدس فتح کر لیا۔ (ابن جریر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اہل کتاب کو قصہ سنایا اس پر کہ اگر تم پیغمبر کی رفاقت نہ کرو گے تو یہ نعمت اوروں کو نصیب ہو گی۔ آگے اس پر قصہ سنایا ہابیل قابیل کا کہ حسد مت کرو حسد والا مردود ہے۔ (موضح)

ف۳ اوپر کی آیات میں یہ بیان فرمایا تھا کہ مخالفین ہر طرح سے مسلمانوں پر مصائب و شدائد لانا چاہتے ہیں (اذھموا ان یبسطوا الیکم الخ) مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کو تسلی دینے کیلئے کچھ واقعات بیان فرماتے جن سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیاوی نعمتوں سے نوازا ہے لوگ اس سے ہمیشہ حسد و بغض سے پیش آتے رہے ہیں چنانچہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت بھی ان کے تمرد اور حسد و بغض پر مبنی ہے "فلا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ" لہٰذا ان پر افسوس اور غم نہ کیجئے۔ اب یہاں "ابْنَيْ اٰدَمَ" کا قصہ بیان کیا جو اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کیونکہ ایک بھائی کا دوسرے کو قتل کرنا حسد کی بنا پر تھا۔ الغرض ان جملہ واقعات سے آنحضرتؐ کو تسلی دینا مقصود ہے اور ہو سکتا ہے کہ بتانا مقصود ہو کہ یہود اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں (نحن ابناء اللہ واحباءہ) اور انبیا کی اولاد ہونے پر ان کو فخر ہے مگر کفر اور حسد و عناد کے ساتھ یہ نسبی شرف ان کے لئے مفید نہیں ہو سکتا اور آدم کے دو بیٹوں کا قصہ اس پر شاہد ہے۔ (کبیر قرطبی) اس سے مقصد تحذیر عن الحسد ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آدمی بنی اسرائیل سے تھے یہود کا حسد بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بطور مثال یہ واقعہ بیان کیا ہے جیسا کہ من اجل ذٰلک کتبنا الاٰیۃ کی تفریع اس پر دال ہے۔ (کبیر۔ قرطبی) بِالْحَقِّ یعنی یہ کوئی باطل قصہ یا افسانہ نہیں بلکہ امر واقعی ہے۔ (کبیر)

ف۴ یہاں تقویٰ سے مراد شرک سے بچنا ہے کیونکہ معاصی (گناہ) قبولیت عمل کو مانع نہیں ہوتے۔ اس پر اہلسنت کا اجماع ہے (قرطبی)

ف۵ یعنی میں تیرے قتل کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا ورنہ مدافعت تو ضروری ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔ (قرطبی) اگر مقتول بھی اپنے قاتل کے قتل کے درپے ہو تو ایسی صورت میں دونوں جہنمی ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قاتل کے ساتھ مقتول بھی جہنم میں جائے گا کیونکہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے کے درپے تھا۔ (بخاری مسلم)

ف۶ میرے گناہ کے ساتھ یعنی جو مجھے اس صورت میں ہوتا جب میں بھی تجھے قتل کرنے کے درپے ہوتا جیسا کہ اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے یا یہ کہ میرے گناہوں کا بوجھ بھی تجھ پر ڈال دیا جائے گا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ظالم کو لایا جائے گا اور اس کی نیکیاں مظلوم کو دیدی جائیں گی اور مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (قرطبی) ف۷ یعنی اس کی دنیا بھی برباد ہو گئی اور آخرت میں بھی سخت ترین عذاب کا مستحق قرار پایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: دنیا میں کوئی شخص ظلم کی راہ سے قتل نہیں ہوتا مگر آدمؑ کا پہلا بیٹا یعنی قابیل بھی اس کے وبال میں شریک ہوتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کی سنت جاری کی۔ (بخاری مسلم) ف۸ اور نقل میں یوں آیا ہے کہ ایک کوے نے زمین کھود کر دوسرے کوے کو دفن کیا اس نے کوے کی خیرخواہی دوسرے کوے کیلئے دیکھی تو اپنے فعل پر پشیمان ہوا۔ (از موضح) مگر یہ اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے۔ قرآن کے ظاہر الفاظ سے جو چیز معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ اسے زمین کریدتے دیکھا تو اس نے سمجھ لیا کہ

النّٰدِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ

پشیمانوں سے اسی واسطے لکھا ہم نے اوپر بنی اسرائیل کے یہ کہ جو کوئی مار ڈالے

پچھتانے والا ف۱ اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ لکھ دیا کہ جو کوئی بے خون کیے یا ملک میں

نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا

جی کو بغیر بدلے جی کے یا بغیر فساد کے بیچ زمین کے پس گویا کہ مار ڈالا لوگوں کو سب کو اور جس نے جلا دیا اس کو

بے فساد کیے کسی کو ناحق مار ڈالے اس نے گویا سب آدمیوں کو مار ڈالا ف۲ اور جس نے ایک کو جلایا

فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۟ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ

پس گویا کہ جلا دیا اس نے لوگوں کو سب کو اور البتہ تحقیق آئے ہیں ان کے پاس رسول ہمارے ساتھ دلیلوں ظاہر کے پھر تحقیق بہت ان میں سے

تو گویا سب آدمیوں کو جلایا ف۳ اور البتہ ہمارے رسول ان کے پاس (یعنی بنی اسرائیل کے پاس) کھلی نشانیاں لے کر آئے اس پر بھی

بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ

پیچھے اس کے ہیں بیچ زمین کے حد سے نکل جانے والے سوائے اس کے نہیں کہ بدلہ ان لوگوں کا کہ لڑتے ہیں اللہ سے اور رسول اس کے سے اور

ان میں سے بہتیرے حد سے بڑھے ہوئے ہیں ف۴ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں

یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ

دوڑتے ہیں بیچ زمین کے فساد کو یہ کہ قتل کیے جاویں یا سولی دیئے جاویں یا کاٹے جاویں ہاتھ ان کے اور

دھند مچانے کو دوڑتے پھرتے ہیں ف۵ ان کی سزا یہی ہے کہ (ایک ایک کر کے) مار ڈالے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ایک طرف کا ہاتھ

اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا

پاؤں ان کے مخالف طرف سے یا کھوئے جاویں زمین سے (یعنی قید رکھے جاویں) یہ واسطے ان کے رسوائی ہے بیچ دنیا کے

دوسری طرف کا پاؤں ان کا کاٹا جائے (مثلاً داہنا ہاتھ بایاں پاؤں) یا قید کیے جائیں (یا دیس نکالا ہو) یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے

وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا

اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا مگر جن لوگوں نے توبہ کی پہلے اس سے کہ قدرت پاؤ تم

اور آخرت میں ان کو بڑی مار پڑے گی ف۶ مگر جو لوگ تمہارے ہاتھ میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں (یعنی گرفتاری سے پہلے)

عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اوپر ان کے پس جانو کہ تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے

تو جان رکھو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۷ مسلمانو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس تک (پہنچنے کا)

وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ

اور ڈھونڈو طرف اس کی وسیلہ اور محنت کرو بیچ راہ اس کی کے تو کہ تم فلاح پاؤ تحقیق

وسیلہ ڈھونڈو اور (دین کے دشمنوں سے) اس کی راہ میں (یعنی اس کی رضامندی کے لیے) لڑو تاکہ تم مراد کو پہنچو ف۸ جو کافر

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ

جو لوگ کافر ہوئے اگر ہو واسطے ان کے جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا اور مانند اس کی ساتھ اس کے تو کہ بدلہ دیں ساتھ اس کے

ہوئے اگر ان کے پاس زمین میں جو کچھ ہے (مال و متاع) ہو اور اتنا ہی اور اس لیے کہ اس کو دے کر اپنے تئیں قیامت کے عذاب سے چھڑا لیں تو بھی

ف۱ یعنی بھائی کے مرنے پر نہ کہ اپنے فعل پر، کیونکہ اگر وہ اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتا اور توبہ کرتا تو گناہ معاف ہو جاتا اور دنیا میں جو قتل ہوتے ہیں اس کا گناہ اس پر نہ ہوتا (قرطبی) ف۲ یعنی ایسے شخص کو ناحق مار ڈالے جس نے نہ کوئی خون کیا ہو، نہ ازراہِ بغاوت کوئی فساد برپا کیا ہو۔ گناہ کی شدت بیان کرنے کے لیے جمیعًا کہدیا ہے کہ گویا سب کو قتل کر ڈالا، ورنہ اسے گناہ تو ایک کے قتل کا ہی ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جیسے سب کے قتل کرنے سے انسان جہنم میں جائے گا کسی ایک مسلمان کے ناحق قتل کر دینے کی سزا بھی جہنم ہے یعنی یہ تشبیہ نفس عذاب کے لحاظ سے ہے نہ کہ کمیت و کیفیت عذاب کے اعتبار سے۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۳ یعنی اگر کسی ایک شخص کو ظالم کے ہاتھ سے بچا لے گا تو اس کا ثواب اتنا ہے گویا سب لوگوں کو بچا یا۔ (کذا فی الموضح)

ف۴ یعنی لوگوں پر ظلم اور دست درازی کرتے رہتے ہیں اور ناحق خون کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور سب سے بڑا تماشا حقہ کے قتل اور ایذا رسانی کے درپے ہیں۔ پھر ان کے مسرف ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے جو کھلے کھلے معجزات دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔

ف۵ یعنی اس حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں جو اللہ و رسولؐ کے احکام کو نافذ کرنے والی ہے اور اسلام کی سرزمین میں ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم رکھتے ہیں۔

ف۶ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ آیت قبیلہ عُکل اور عُرینہ کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا قصہ حضرت انسؓ نے یوں بیان کیا ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے لیکن وہاں کی آب و ہوا انھیں موافق نہ آئی وہ بیمار ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ سے باہر صدقہ کے اونٹوں میں رہنے کا حکم دیا کہ ان کا دودھ اور پیشاب پیئیں۔ یہ لوگ وہاں چلے گئے، تندرست ہونے کے بعد وہ اسلام سے پھر گئے اور چرواہے (یسار نوبی) کو قتل کر کے اونٹ ہنکا لے گئے۔ آنحضرتؐ نے ان کے تعاقب میں سوار بھیجے جو انہیں پکڑ کر مدینہ منورہ لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں اور اُن کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیری جائیں۔ یہ ۶ھ کا واقعہ ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے گرم سلائیاں پھیرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ انھوں نے چرواہے کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔ (بخاری، مسلم) یہ سزا ان حربیوں کی ہے جو حکومت اسلامی کے باغی بن کر ملک کے اندر فساد پھیلانے میں سرگرم رہتے ہیں۔ حاکم وقت ان سزاؤں میں سے جو سزا مناسب سمجھے ان کو دے سکتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ مشرک یا یہودی ہوں یا باغی مسلمان ہوں۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی ایسے لوگوں کا قصور معاف کر دیا کیونکہ ان کا گرفتار ہونے سے پہلے ازخود اپنے آپ کو حوالے کر دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ انہوں نے اپنے جرائم سے توبہ کر لی ہے مگر انہوں نے جو حقوق بندوں کے تلف کئے ہونگے وہ معاف نہیں کئے جا سکتے ان میں بہرحال ان کو پکڑا جائے گا۔ اسی طرح شراب، زنا، سرقہ وغیرہ کی حد بھی توبہ سے معاف نہیں ہو سکتی، ہاں ان گناہوں پر دنیا میں اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے تو عند اللہ توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی رسول کی طاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اس کے عقل سے کرو سو (وہ) قبول نہیں (موضح)

لفظ "وَسِیْلَة" تَوَسَّلْتُ اِلَیْهِ سے فَعِیْلَة کے وزن پر ہے اس کی جمع وسائل آتی ہے اور اس سے مراد ہر وہ نیکی یا عبادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور "وسیلة" جنت میں ایک بلند درجہ بھی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے حدیث میں ہے کہ جس نے میرے لئے "وسیلہ" کی دعا کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ (قرطبی) یہود کو اپنے نسب پر فخر تھا اور اس خوش فہمی میں ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب کرتے رہتے تھے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محبوب سمجھتے تھے جیسا کہ اوپر کی آیات میں گذر چکا ہے اب اس آیت میں مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ تم اگرچہ بہتر اُمت ہو اور تمہارا نبی بھی سب سے افضل ہے مگر تمہیں چاہیے کہ نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ آخرت میں فلاح حاصل کر سکو یعنی یہود کی طرح بدعمل نہ بنو۔ (کبیر)

مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾

عذاب دن قیامت کے سے نہ قبول کیا جاوے ان سے اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا

عذاب سے چھڑاویں تو بھی ان کی طرف سے قبول نہ ہوگا اور ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا ف۱

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ارادہ کریں گے یہ کہ نکل جاویں آگ سے اور نہیں وہ نکل جانے والے اس سے اور واسطے ان کے عذاب ہے

دوزخ کی آگ سے نکلنا چاہیں گے اور اس میں سے نکلنے نہ پائیں گے اور ان کو ہمیشہ عذاب ہوتا

مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا

ہمیش اور چور اور چورنی پس کاٹو ہاتھ ان دونوں کے سزا بدلے اس کے جو کمایا انہوں نے

رہے گا ف۲ چور مرد اور چور عورت دونوں کے داہنے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ سزا ہے ان کے کام کی اور عذاب ہے

نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ

عبرت خدا کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے پس جو کوئی توبہ کرے پیچھے ظلم اپنے کے اور

اللہ تعالےٰ کی طرف سے اور اللہ تعالےٰ زبردست ہے حکمت والا ف۳ پھر جو کوئی قصور کے بعد (یعنی چوری کرکے) توبہ کرے اور اچھے کام

اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

نیکی کرے پس تحقیق اللہ پھر آتا ہے اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا نہ جانا تو نے یہ کہ

کرنے لگے تو اللہ تعالےٰ اس کو معاف کردے گا۔ بے شک اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۴ اے چوری کی معافی پر تعجب کرنے والے

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

اللہ واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں وہ جس کو چاہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہے معاف کردیتا ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ

اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اے رسول نہ غمگین کریں تجھ کو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں

اور اللہ تعالےٰ سب کچھ کر سکتا ہے ف۵ اے پیغمبر جو لوگ کفر پر دوڑے پڑتے ہیں ان پر رنج نہ کر ف۶ (یہ لوگ یا تو منافق ہیں)

فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَ

بیچ کفر کے ان لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنوں کے اور نہ ایمان لائے دل ان کے اور

ان لوگوں میں سے جو منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے دلوں میں ایمان (کا نام) نہیں اور (یا) ان

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ

ان لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے کہ نہ آئی

لوگوں میں سے جو یہودی ہیں جھوٹی باتیں سننے والے جو لوگ تیرے پاس نہیں آئے ان کے جاسوس ف۷

يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ

تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو پیچھے جگہ ان سے کہتے ہیں اگر دیئے جاؤ تم

لفظوں کو اللہ تعالےٰ کے رکھے ہوئے ٹھکانے سے بے ٹھکانے کرتے ہیں ف۸ (اور اپنے لوگوں سے) کہتے ہیں اگر (حضرت محمدؐ کی طرف

ف۱ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک جہنمی کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ اگر تمہارے پاس زمین بھر سونا ہو تو کیا تم اسے اپنے فدیہ میں دے دو گے؟ وہ کہے گا ہاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جھوٹ بولتے ہو۔ میں نے تم سے اس سے کہیں ہلکی چیز کا مطالبہ کیا تھا (یعنی یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا) مگر تم نے اسے پورا نہ کیا۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم) آیت سے مقصود یہ ہے کہ ان کو لازماً عذاب ہوگا اور کسی صورت اس سے رہائی نہیں پاسکیں گے۔ (کبیر)

ف۲ یہ آیت کفار کے حق میں ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں ان کا بصراحت ذکر کیا گیا ہے۔ رہے گنہگار مسلمان تو صحیح احادیث میں ہے کہ ان کو گناہوں کی سزا بھگت لینے کے بعد جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ (ابن کثیر)

ف۳ اوپر کی آیت میں محاربین (جو فساد پھیلاتے اور لوٹ مار کرتے ہیں) کی سزا تو یہ بیان فرمائی کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اب اس آیت میں چوری کی حد (قانونی سزا) بیان فرمائی کہ مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں مگر آیت میں عموم اور اجمال ہے حدیث نے اس کی تشریح کی ہے۔ حدیث میں ہے: تقطع ید السارق فی ربع دینار فصاعدا کہ کم از کم چوتھائی دینار سرقہ ہو تو کلائی کے پاس سے اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ (قرطبی) (مسئلہ) اگر کوئی شخص قبر یا مسجد سے چوری کرے تو اس کو بھی یہی سزا دی جائے گی جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور "نکالا من اللہ" فرما کر اشارہ فرمایا کہ یہ عقوبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے علاوہ ازیں مسروقہ مال اس کے مالک کو واپس بھی کرنا پڑیگا۔ (دیکھئے قرطبی)

ف۴ یہاں ظلم سے مراد سرقہ (چوری) ہے یعنی جس نے چوری کے بعد توبہ کرکے اپنی اصلاح کرلی اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرمائیگا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ توبہ کر لینے سے چوری کی حد اس سے ساقط ہو جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چور توبہ کرتے ہوئے آتے لیکن آپؐ ان پر حد جاری فرماتے۔ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ آپؐ ایک چور کا ہاتھ کٹوایا اور پھر اس سے فرمایا: "تب الی اللہ" یعنی توبہ کرو اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف فرمائے (از فتح القدیر) یہ تو بالکل صحیح ہے کہ حدود کفارہ ہیں محض ان کی حیثیت زواجر کی نہیں ہو مگر ساتھ ہی توبہ کی بھی ضرورت ہے۔ (ماخوذ از قرطبی)

ف۵ یہ اس لیے فرمایا کہ کوئی تعجب کرے کہ چور کو تھوڑی خطا پر بڑی سزا فرمائی۔ (موضح) اس آیت کا خطاب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد تمام لوگ ہیں یا ہر شخص سے خطاب ہے۔ (فتح البیان) یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کسی کو رعایت نہیں مل سکتی جو کبھی جرم کا ارتکاب کریگا اسے ضرور سزا ملے گی۔ اس معاملہ میں کسی شریف کو وضیع پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔ پھر یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی جرم پر جو سزا چاہے مقرر فرمائے اسے مخلوق پر اختیار کلی حاصل ہے۔ (قرطبی)

ف۶ کفر پر دوڑے پڑتے ہیں، یعنی جب کبھی انہیں کوئی موقع ہاتھ آتا ہو تو فوراً کفر کی طرف پلٹ جاتے ہیں یا کافروں سے مل جاتے ہیں اس کا تعلق منافقین سے ہے۔ (کبیر)

ف۷ جھوٹی باتیں سنتے ہیں یعنی جو کچھ ان کے رؤسا تورات میں تحریف کر کے اور آنحضرتؐ کی نبوت پر طعن کے طور پر کہتے ہیں اسے قبول کر لیتے ہیں اور پھر یہ ان لوگوں کے جاسوس بن کر آپؐ کے پاس آتے ہیں جو ازراہ تکبر آپؐ کی مجلس میں آنا پسند نہیں کرتے۔ (کبیر)

ف۸ یعنی توراۃ میں تحریف کرتے ہیں اسکے الفاظ بھی بدل دیتے ہیں اور غلط تاویلیں بھی کرتے ہیں جس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیدیتے ہیں مثلاً انہوں نے رجم (سنگساری) کی بجائے "جلد" کوڑوں کی سزا مقرر کر رکھی تھی۔ (کبیر)

ف۱ علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ یہود میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کا ارتکاب کر لیا۔ وہ دونوں شادی شدہ تھے۔ ان کے علمائے نے باہم مشورہ کر کے طے کیا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا لیتے ہیں کیونکہ وہ نرم شریعت لے کر آئے ہیں۔ اگر انہوں نے کوڑے مارنے کا حکم دیا تو ہماری مراد بر آئے گی اور اگر انہوں نے سنگسار کا حکم دیا تو ہم ان کا فیصلہ ٹھکرا دیں گے۔ چنانچہ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) کتب صحاح میں ہے کہ جب یہودی اپنا یہ مقدمہ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں تورات پڑھنے کا حکم دیا تو چنانچہ ایک آدمی پڑھنے لگا اور جب وہ آیت رجم پر پہنچا تو اس پر ہاتھ رکھ کر اگلی آیت پڑھ دی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن سلام نے اسے ٹوک دیا اور اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت رجم پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے سامنے سارا معاملہ کھل گیا اور آپؐ نے زانی اور زانیہ کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: "اِنی احکم بما فی التوراۃ کہ میں تورات کے مطابق تمہارے مقدمہ کا فیصلہ دے رہا ہوں۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ

یہ پس لے لو اس کو اور اگر نہ دیئے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ گمراہ کرنا اس کا پس ہرگز نہ

ہے (کہ تم کو بھی یہ حکم دیا ہو یا ہے) ملے تو اس کو مان لینا (یا اس پر عمل کرنا) اور جو یہ حکم نہ ملے (بلکہ وہ بھی اس کے خلاف حکم دیں) تو نہ ماننا ف۱ اور اللہ

تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ

مالک ہوگا تو واسطے اس کے اللہ کی طرف سے کچھ یہ وہ لوگ ہیں کہ نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے

جس کو گمراہ کرنا چاہے تو اس کے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ پر تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا یہی لوگ (دونوں قسم کے جن کا اوپر بیان ہوا) وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کر

قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ؀

دلوں ان کے کو واسطے ان کے ہے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا

نہ چاہا وہ دنیا میں ذلیل ہوں گے اور آخرت میں ان کو بڑی مار پڑے گی

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو بہت کھانے والے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس پس حکم کر درمیان ان کے

جھوٹ بنانے کے لیے جاسوسی کرنے والے حرام مال خوب چکھنے والے (رشوت اڑانے والے) ف۲ پھر اگر یہ لوگ تیرے پاس آئیں تو خواہ ان کا

اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ

یا منہ پھیرے ان سے اور اگر منہ پھیرے تو ان سے پس ہرگز نہ زیان پہنچاویں گے تجھ کو کچھ اور اگر

فیصلہ کر خواہ ان سے الگ رہ ف۳ اور اگر تو ان سے الگ رہے تو تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے (اللہ تیرا بچانے والا ہے) اور جو تو ان کا فیصلہ

حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ؀ وَ

حکم کرے تو پس حکم کر درمیان ان کے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور

کرنا چاہے تو انصاف سے فیصلہ کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور

كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ

کیونکر حکم کریں تجھ کو اور پاس ان کے تورات ہے بیچ اس کے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں

(تعجب اس پر ہے) وہ لوگ تجھ سے کیوں فیصلہ کرانا چاہتے ہیں ان کے پاس تو خود توریت (شریف) ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے (اس کے موافق

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ؀ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا

پیچھے اس کے اور نہیں یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اتاری ہم نے تورات بیچ اس کے

کیوں نہیں فیصلہ کرتے) پھر اس کے بعد (بھی) (نہیں مانتے اور اصل بات یہ ہے کہ) ان میں ایمان ہی نہیں ہے ف۴ بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں

هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ

ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اس کے پیغمبر وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے ان لوگوں کے جو یہودی ہوئے اور

ہدایت ہے اور روشنی خدا کے تابعدار پیغمبر (جو حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں آئے) یہودیوں کو اسی کے موافق حکم دیتے رہے ف۵ اور (پیغمبروں

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ

حکم کرتے تھے خدا کے لوگ اور عالم ساتھ اس چیز کے کہ یاد رکھوائے گئے تھے کتاب اللہ کی سے اور تھے اوپر اس کے

کے علاوہ) درویش (مشائخ) اور مولوی (بھی اسی پر حکم دیتے رہے) اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے وہ حافظ بنائے گئے تھے (امانتدار) اور اس کی

ف۲ "سحت" کے لفظی معنی مٹانے اور ہلاک کرنے کے ہیں۔ گویا مال حرام وہ چیز ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو اکارت کر کے رکھ دیتی ہے اور ہر اس خسیس مال پر "سُحت" کا لفظ بولا جاتا ہے جس کے لینے میں عار ہو اور خفیہ طور پر لیا جاتے۔ اس میں رشوت بھی شامل ہے۔ اور احادیث میں زانیہ کی اُجرت کتے، شراب اور مردار بیچنے کو سُحت کہا گیا ہے۔ سود، چوری کا مال اور جوئے سے کمایا ہوا مال بھی سُحت میں داخل ہے۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۳ جس زمانے میں یہ آیت نازل ہوئی یہودیوں کی حیثیت محض ایک معاہد قوم کی تھی اور وہ ذمی یعنی اسلامی حکومت کی رعایا نہ تھے۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت کو اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو ان کے مقدمات کا فیصلہ کریں اور چاہیں تو انکار کر دیں اور یہی اختیار اسلامی حکومت کو کسی غیر مسلم معاہد قوم کے افراد کے درمیان فیصلہ کرنے کے بارے میں ہے۔ رہے ذمی لوگ سو اگر وہ اپنے مقدمات اسلامی عدالت میں لائیں تو ان کے مقدمات کا فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔ (المنار) یہی تفصیل امام شافعیؒ سے منقول ہے پس اس تخییر کا تعلق معاہد قوم سے ہے۔ (کبیر) مگر دوسرے علما کا خیال ہے کہ یہ تخییر منسوخ ہے جن میں حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ اور امام نخعیؒ بھی شامل ہیں۔ نحاس نے بھی ناسخ منسوخ میں یہی لکھا ہے اور حضرت عکرمہؓ سے بھی یہی مروی ہے کہ آیت وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ (مائدہ آیت ۴۸) سے یہ آیت منسوخ ہے۔ امام شافعیؒ کا اصح قول بھی یہی ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں: "شروع سے یہ طریقہ چلا آیا ہے کہ باہمی حقوق اور احکام وراثت میں اہل کتاب کا فیصلہ ان کے دین کے مطابق کیا جائے۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کے خواہشمند ہوں تو پھر اسی کے مطابق کر دیا جائے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ گو بعض جزئیات میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے تاہم ان کی اکثریت نسخ کی قائل ہے۔ (قرطبی)

ف۴ یہاں ان کی جہالت اور عناد کا بیان ہے یعنی وہ جانتے ہیں کہ جو مقدمہ آپؐ کے پاس لا رہے ہیں اس کا فیصلہ تورات میں موجود ہے۔ تاہم آپؐ کے پاس اس لئے مقدمہ لاتے ہیں کہ شاید آپؐ کا فیصلہ تورات کی نسبت کچھ ہلکا ہو لیکن جب آپؐ کا فیصلہ بھی وہی ہوتا ہے جو تورات کا ہوتا ہے تو وہ اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ تو وہ تورات پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آپؐ پر۔ اصل میں یہ اپنی اغراض کے بندے ہیں اور ان کا مقصد حیات ہی دنیوی مصالح کا حاصل کرنا ہے۔ (کبیر)

ف۵ اس میں یہود کو تنبیہ ہے جو حد رجم (سنگساری) کا انکار کرتے تھے اور ان کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے اسلاف۔ انبیاء، احبار اور علمائے ربانی کا مسلک اختیار کریں۔ (کبیر) بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تک سینکڑوں پیغمبر ایسے گزرے ہیں جن پر کوئی نئی کتاب نازل نہیں کی گئی اور وہ اپنے زمانے میں لوگوں کو تورات ہی پر عمل کرنے کی نصیحت کرتے اور ان کے مابین اسی کے احکام کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ خود حضرت عیسیٰؑ کو کوئی نئی شریعت نہیں دی گئی بلکہ ان کی بعثت کا مقصد تورات ہی کی شریعت کو زندہ کرنا تھا۔ اَلَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا یہ صفت مدح ہے اور ان انبیاءؑ کے مسلمان ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ دین ابراہیمؑ کے تابع تھے یا اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۱ آیت میں "بِمَا اسْتُحْفِظُوْا" کی "با" کا تعلق "الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ" سے ہے مطلب یہ ہے کہ جس زمانے میں کوئی نبی نہیں ہوتا تھا تو یہ درویش اور تعلیم یافتہ لوگ یہودیوں کے مابین توراۃ کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے کیونکہ انبیاء نے انہی کو اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ توراۃ۔ کا محافظ قرار دیا تھا اور ان کی ذمہ داری تھی کہ اس میں کوئی تحریف نہ ہونے پائے۔ اور "شُهَدَآءَ" کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ توراۃ کے من عند اللہ ہونے پر گواہ تھے بعض علماء نے "بِمَا اسْتُحْفِظُوْا" کی "با" کا تعلق "يَحْكُمُ" سے بیان کیا ہے کہ اللہ کی کتاب کی جو امانت ان کے سپرد کی گئی تھی وہ اس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۲ یعنی تم بھی اپنے انبیاء اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے توراۃ میں کوئی تحریف نہ کرو اور حق بات کہنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حالات اس میں مذکور ہیں ان کے بیان کرنے میں لوگوں کی پروا نہ کرو اور صرف میرے انتقام اور عذاب کا ڈر اپنے دلوں میں رکھو۔ (کبیر)

ف۳ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حکام پر اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں لازم کی ہیں: خواہش کی پیروی نہ کریں۔ صحیح فیصلہ کرنے میں کسی کی پروا نہ کریں۔ اور رشوت لے کر غلط فیصلہ نہ کریں۔ (قرطبی)

ف۴ یہ خطاب یہود سے ہے یعنی جب یہ عمداً توراۃ کے فیصلے کو چھپاتے ہیں اور اس پر عمل کرنا نہیں چاہتے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ باوجود زبانی دعویٰ کرنے کے درحقیقت یہ کافر ہیں مگر آیت کے الفاظ عام ہیں مسلمان حاکم پر کفر کا فتویٰ اسی وقت لگا سکتے ہیں جب وہ قرآن و حدیث کا انکار کر کے ان کے خلاف فیصلہ صادر کرے۔ ایسے شخص کے کافر ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا۔ اگلی آیات میں ایسے شخص کو ظالم اور فاسق بھی قرار دیا گیا۔ (قرطبی)

ف۵ اس آیت میں بھی یہود کو توبیخ ہے یعنی انہوں نے جس طرح رجم (سنگساری) کے حکم کو تبدیل کر دیا تھا۔ اسی طرح ان پر نفوس اور جروح میں برابری لکھی گئی تھی۔ جواب بھی توراۃ کی کتاب خروج باب ۲۱ آیت ۲۳-۲۵ میں موجود ہے مگر انہوں نے اس کو تبدیل کر کے معطل کر ڈالا اور عملاً اس کی خلاف ورزی کر کے ظالم بن گئے آنحضرتؐ کے زمانے میں یہودی قبائل میں سے بنی نضیر طاقتور اور بنو قریظہ کمزور تھے اس لئے یہودی بنو نضیر کا قصاص تو بنو قریظہ سے لے لیتے لیکن بنو قریظہ کا قصاص بنو نضیر سے نہ لیتے تھے۔ (ابن کثیر۔ کبیر) اس آیت کے مشمولات کے حجت ہونے پر اجماع ہے پس عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے عمرو بن حزم کو جو کتاب لکھ کر بھیجی اس میں یہ حکم بھی لکھا کہ "عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے۔" اور دوسری حدیث میں ہے۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَآؤُهُمْ کہ مسلمانوں کے خون کے برابر ہیں۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ احناف نے آیت کے عموم کے تحت کافر اور غلام کے بدلے مسلمان کو قتل کرنے کا حکم ثابت کیا ہے مگر صحیحین کی حدیث میں ہے: لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ کہ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اور متعدد آثار سے ثابت ہے کہ غلام کے بدلے آزاد کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ بنا بریں ان دونوں مسئلوں میں جمہور علماء نے احناف

شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

گواہ پس مت ڈرو لوگوں سے اور ڈرو مجھ سے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے مول تھوڑا

نگہبانی کرتے تھے ف۱ تو (اے یہودیو) لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو ف۲ اور میری آیتوں کے بدلے (دنیا کا) تھوڑا مول مت لو (رشوت کھا کر میرے حکم مت چھپاؤ)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ

اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر اور لکھا ہم نے اوپر ان کے

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی کافر ہیں ف۳ اور ہم نے تورات میں ان

فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ

بیچ اس کے یہ کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور

پر یہ فرض کیا کہ جان کے بدل جان (لی جائے) اور آنکھ کے بدل آنکھ (پھوڑی جائے) اور ناک کے بدل ناک (کاٹی جائے) اور

الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ

کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخموں کا بدلہ ہے پس جو کوئی خیرات کر ڈالے

کان کے بدل کان (تراشا جائے) اور دانت کے بدل دانت (اکھاڑا جائے) اور زخموں کے بدل (اگر ہو سکے) ویسے ہی زخم (لگائے جائیں) ف۴ پھر جو کوئی

بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ساتھ اس کے پس وہ کفارہ ہے واسطے اس کے اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں

(اپنا) بدلہ معاف کر دے تو اس کے گناہ اتر جائیں گے ف۶ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی ظالم ہیں وہی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا

ظالم اور پچھاڑی بھیجا ہم نے اوپر پیروں ان کے کے عیسیٰ بیٹے مریم کے کو سچا کرنے والا اس چیز کو

پھر بعد کو ہم نے انہی پیغمبروں کے (جو بنی اسرائیل میں آئے تھے) قدم بقدم مریم کے بیٹے عیسےٰ کو بھیجا وہ تورات کو

بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّ

کہ آگے اس کے تھی تورات سے اور دی ہم نے اس کو انجیل بیچ اس کے ہدایت اور روشنی ہے اور

سچ بتاتا تھا جو اس سے پہلے آئی تھی اور ہم نے اس کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾

سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے تورات سے اور ہدایت اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے

سچ بتاتی ہے اگلی کتاب توریت کو اور (خدا تعالیٰ سے) ڈرنے والوں کو راہ دکھلاتی ہے اور نصیحت کرتی ہے ف۷

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ

اور چاہیئے کہ حکم کریں اہل انجیل ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے بیچ اس کے اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتارا

اور ہم نے کہہ دیا کہ انجیل والے اس کے موافق حکم دیں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں اتارا ف۸ اور جو لوگ اللہ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی

اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق اور اتاری ہم نے طرف تیری کتاب ساتھ حق کے سچا کرنے والی

فاسق (گناہ گار بے حکم نافرمان) ہیں وہی اور (اے پیغمبرؐ ہم نے تجھ پر بھی) سچی کتاب اتاری (یعنی قرآن شریف) وہ

کی مخالفت کی ہے بلکہ امام شافعیؒ نے احناف کے خلاف اجماع نقل کیا ہے۔ (ابن کثیر) ف۶ حدیث میں بھی ہے کہ جس مسلمان کو دوسرے سے جسمانی اذیت (زخم) پہنچے اور وہ اسے معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ کم کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) ف۷ یعنی حضرت مسیحؑ کوئی نئی شریعت یا نیا دین لے کر نہیں آئے تھے بلکہ وہ توراۃ ہی کی تصدیق کرنے اور اسی کی شریعت کو زندہ کرنے آئے تھے۔ وہ خود بھی اسی کی شریعت پر چلتے تھے اور انجیل بھی اسی شریعت پر چلنے کا حکم دیتی تھی۔ (ابن کثیر، کبیر) توراۃ و انجیل اور پھر قرآن کریم کے متعلق هُدًى وَّ نُوْرٌ کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ ان کتب منزلہ کا ہدایت ہونا تو اس اعتبار سے ہے کہ یہ مبدأ و معاد کے حقائق کے بیان پر مشتمل ہیں اور نور (روشنی) ہونا اس لحاظ سے ہے کہ انسان کے لئے عملی زندگی میں رہنمائی کا کام دیتی ہیں۔ (کبیر) ف۸ انجیل کے مطابق ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انجیل میں جو نبی آخر الزمان کے متعلق پیش گوئیاں اور دلائل موجود ہیں ان کو چھپانے یا ان کی غلط تاویلیں کرنے کی کوشش نہ کریں یا یہ کہ نزول انجیل کے وقت جو نصاریٰ تھے ان کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ان کو یہ حکم اس وقت تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نہیں ہوئی تھی اب آپؐ کی بعثت کے بعد پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ (کبیر، قرطبی)

ف۱ اوپر کی آیات میں توراۃ و انجیل کے اوصاف بیان کئے اور اہل کتاب کو ان پر عامل نہ ہونے کی وجہ سے فاسق، کافر اور ظالم قرار دیا۔ اب اس آیت میں قرآن کریم کی توصیف بیان کی ہے اور آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرو۔ مُهَيْمِنٌ کے معنی محافظ، نگہبان اور شاہد کے آتے ہیں۔ قرآن پاک کتب سابقہ کا محافظ ہے یعنی جو کچھ ان کتب میں امانت و دیعت کی گئی ہے اس کو نہایت صحت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور یہود کی غلط تاویلات و تحریفات کو واضح کرتا ہے یا معنی یہ ہیں کہ آپؐ کو ہم نے اس قرآن کا امین مقرر کیا ہے۔ (کبیر۔ قرطبی) پس توراۃ و انجیل کے ہر مضمون کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا جائے گا۔ صحیح اترنے کی صورت میں قبول کر لیا جائے گا ورنہ رد کر دیا جائے گا۔

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ

اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے کتاب سے اور نگہبان اوپر اس کے پس حکم کر درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے

اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی حفاظت کرتی ہے ف۱ تو جو خدا نے اتارا اس کے موافق ان لوگوں کا (یعنی اہل کتاب کا)

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ

اور مت پیروی کر خواہشوں ان کی کی مڑ کر اس چیز سے کہ آئی ہے تیرے پاس حق سے واسطے ہر ایک کے کیا ہم نے تم میں سے گھاٹ اور

فیصلہ کر اور خدا کے پاس سے جو سچی بات تجھے پہنچی ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں پر مت چل ف۲ (لوگو یہود اور نصاریٰ اور مسلمان) ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ایک

مِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتٰىكُمْ

راہ اور اگر چاہتا اللہ البتہ کرتا تم کو امت ایک ولیکن تو کہ آزماوے تم کو بیچ اس چیز کے کہ دی تم کو

رستہ اور شریعت دی ہے ف۳ اور اگر اللہ چاہتا تو تم (تینوں) کو ایک ہی امت (ایک ہی دین ایک ہی شریعت) کر دیتا مگر تم کو جو (مختلف احکام) دیئے اس

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۚ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ

پس دوڑ کرو بھلائیوں کو طرف اللہ کی ہے پھر جانا تمہارا سب کا پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے

اس سے تمہارا آزمانا منظور ہے ف۴ بہر حال نیکیوں پر لپکو ف۵ تم سب کو اللہ تعالے کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ جن باتوں میں تم (دنیا میں) اختلاف کرتے

تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ

اختلاف کرتے اور یہ کہ حکم کرو درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے اور مت پیروی کر خواہشوں ان کی کی اور ڈر ان سے

تھے تم کو جتا دے گا ف۶ اور ہم نے تجھ پر یہ اتارا کہ تو اللہ کے اتارے موافق ان کا فیصلہ کر اور ان کی خواہشوں پر مت چل اور ڈرتا رہ کہیں

أَنْ يَّفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ

یہ کہ بہکا دیں تجھ کو بعض اس چیز سے کہ اتاری ہے اللہ نے طرف تیری پس اگر پھر جاویں پس جان تو سوا اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا

وہ تجھ کو کسی حکم سے جو اللہ تعالے نے تجھ پر اتارا بہکا نہ دیں ف۷ پھر اگر وہ (اس حکم کو جو اللہ تعالے کے اتارے موافق تو دے) نہ مانیں

اللّٰهُ أَنْ يُّصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُونَ ﴿٤٩﴾

ہے اللہ یہ کہ پہنچا دے ان کو سزا ساتھ بعضے گناہوں ان کے کے اور تحقیق بہت لوگوں میں سے البتہ فاسق ہیں

تو یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالے ان کو ان کے کچھ گناہوں کی سزا (دنیا ہی میں) دیا چاہتا ہے اور بے شک لوگوں میں بہتیرے نافرمان ہیں ف۸

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ ع

کیا پس حکم جاہلیت کا چاہتے ہیں اور کون شخص بہتر ہے اللہ تعالے سے حکم میں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں

کیا (اب) کفر کے وقت کا حکم چاہتے ہیں ف۹ اور کون ہے اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر حکم دینے والا

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرٰى أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو یہود کو اور نصاریٰ کو دوست بعضے ان کے دوست ہیں

مسلمانو یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ ف۱۰ وہ (تمہارے خلاف ہیں) ایک دوسرے کے دوست ہیں

بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٥١﴾

بعض کے اور جو کوئی دوست پکڑے ان کو تم میں سے پس تحقیق وہ انہیں سے ہے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو

اور جو کوئی ان سے دوستی رکھے وہ انہیں میں کا ایک ہے (اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا) خدا تعالے ایسے ظالم لوگوں کو (کبھی) راہ پر نہیں لانے کا

ف۲ مروی ہے کہ چند یہودی آنحضرتؐ کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے "آپؐ جانتے ہیں کہ ہمارا شمار یہود کے اشراف اور علماء میں ہوتا ہے اگر ہم آپؐ کے متبع ہو جائیں گے تو تمام یہود آپؐ کی پیروی اختیاراً کر لیں گے۔ ہمارا اپنے قبیلہ کے چند لوگوں سے نزاع ہو گیا ہے ہم آپؐ کے پاس مقدمہ لائیں گے کہ آپؐ ہمارے حق میں فیصلہ فرمائیں تو ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں گے اور آپؐ کی تصدیق کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ کو حق پر ثابت قدم رہنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۳ اس کے مخاطب یہود و نصاریٰ اور مسلمان ہیں یعنی گو تمام انبیا کا دین ایک ہے مگر اپنے اپنے وقت میں ہر امت کی شریعت (احکام فرعیہ) اور طریق مختلف رہے ہیں۔ ہر بعد میں آنے والے نبیؑ کی شریعت میں شرائع سابقہ سے مختلف احکام پائے جاتے ہیں۔ اس طرح نبی آخر الزمانؐ کی شریعت ہر لحاظ سے مکمل ہو، قیامت تک کے لئے ہے۔ ایک حدیث میں ہے: کہ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں جن کی مائیں مختلف اور باپ ایک ہے یعنی سب کا دین اور اصول تو ایک ہیں اختلاف جو کچھ بھی ہے وہ صرف فروعی احکام کی حد تک ہے۔

ف۴ یعنی شرائع کا یہ اختلاف تمہارا امتحان کرنے کے لئے ہے کہ کون حق پر عمل پیرا رہتا ہے اور کون اس سے انحراف اختیار کرتا ہے تاکہ اس پر جزا مترتب ہو سکے۔ (قرطبی۔ کبیر)

ف۵ یعنی خواہ مخواہ کی کج بحثیوں کو چھوڑ کر ان نیکیوں کو اختیار کرنے کی طرف سبقت دکھاؤ جن کا اب تمہیں اس آخری شریعت میں حکم دیا جا رہا ہے۔

ف۶ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا یہ جملہ مستانفہ ہے اور نیکیوں کی طرف مسابقت کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی علت ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس تم سب کو حاضر ہو کر جواب دینا ہے اور وہاں پہنچ کر ہر قسم کے اختلافات اور شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے اس لئے اس دنیا میں ہی نیکی کر لو تاکہ اچھا بدلہ مل سکے۔ (کبیر)

ف۷ یعنی یہ اہل کتاب آپس میں دست و گریباں رہیں مگر آپؐ ان کے باہمی اختلاف سے متاثر نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں، ایسا نہ ہو کہ ان کے کسی گروہ کو خوش کرنے یا ان سے مصالحت کی کوئی خواہش آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم سے برگشتہ کر دے۔ (دیکھئے ف۲)

ف۸ یعنی اسی دنیا میں ان کو جلا وطنی، جزیہ یا قتل کی سزا دے کیونکہ ان میں انصاف پسند اور حق پر چلنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۹ یعنی کیا اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق کئے ہوئے فیصلہ کو چھوڑ کر کفر و جاہلیت کے زمانہ کا فیصلہ پسند کرتے ہیں جس کی بنیاد سراسر ذاتی خواہشات پر ہوتی تھی اور جن میں کمزور کے مقابلے میں طاقتور کی طرفداری کی جاتی تھی؛ اسی کا نام یہودیت کہ وہ وضیع کے مقابلہ میں شریف کی رعایت کرتے، کمزوروں پر حد قائم کرتے اور مالدار طبقہ کی رعایت کرتے۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۱۰ یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع کی مسلمانوں سے جنگ ہوئی تو منافقوں کے سردار ابن اُبی نے یہودیوں کا ساتھ دیا کیونکہ اس کے قبیلے بنو خزرج کا ان یہودیوں سے معاہدہ تھا لیکن حضرت عبادۃؓ بن صامت بنو خزرج میں سے ہونے کے باوجود ان یہودیوں کا ساتھ نہ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے معاہدے اور انکی دوستی سے برأت کا اعلان کر دیا۔ اسی موقع پر "فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ" تک یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ابن جریر وغیرہ) اس آیت میں یہود، نصاریٰ بلکہ تمام کفار کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (دیکھئے سورہ آل عمران: ۲۸، ۱۱۸)

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ

پس دیکھتا ہے تو ان لوگوں کو کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے جلدی کرتے ہیں بیچ ان کے کہتے ہیں ڈرتے ہیں ہم یہ کہ

جن لوگوں کے دلوں میں (کفر اور نفاق کی) بیماری ہے وہ تو دیکھتا ہے کہ وہ ان میں (یعنی یہود اور نصاریٰ میں) دوڑے جاتے ہیں (ان کی دوستی پر مرے جاتے

تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى

پہنچ جاوے ہم کو گردش زمانے کی پس شتاب ہے اللہ یہ کہ لے آوے فتح کو یا کچھ بات اپنے پاس سے پس ہو جاویں اوپر

ہیں) کہتے ہیں ہم کو ڈر ہے ہم پر گردش (مصیبت زمانہ کا انقلاب) آجانے سو اب کوئی دن میں اللہ (مسلمانوں کو) فتح دیتا ہے یا اور کوئی کام اپنی طرف

مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ؕ ﴿٥٢﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا

اس چیز کے کہ چھپاتے تھے بیچ دلوں اپنے کے پشیمان اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کیا یہی ہیں وہ لوگ جو قسم کھاتے تھے

سے (کرتا ہے) اس وقت اپنے جی کی چھپائی ہوئی بات پر پچھتائیں گے ف١ اور (کوئی دن میں جب ان منافقوں کا نفاق کھل جائے گا) مسلمان (مسلمانوں

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

ساتھ اللہ کے سخت قسمیں اپنی کہ تحقیق وہ البتہ ساتھ تمہارے ہیں ناپید ہوئے عمل ان کے پس ہو گئے ٹوٹا پانے والے ف٣

سے) کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ف٢ ان کے سب کام (جو اچھے بھی کئے تھے) اکارت ہوئے اور نقصان میں آ گئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جاوے گا تم میں سے دین اپنے سے پس البتہ لاوے گا اللہ ایک قوم کو

مسلمانو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے (یعنی مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو جائے) تو آگے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جن سے اللہ محبت

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ

کہ پیار کرتا ہے ان کو اور پیار کرتے ہیں وہ اس کو نرمی کرنے والے ہیں اوپر مسلمانوں کے سختی کرنے والے ہیں اوپر کافروں کے جہاد کریں گے

کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے مسلمانوں پر مہربان کافروں پر کڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈریں گے ملامت کسی ملامت کرنے والے کی سے یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے اس کو جس کو چاہے

جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے دے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

اور اللہ کشائش والا ہے جاننے والا سوائے اس کے نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور رسول اس کا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں

اور اللہ کشائش والا ہے خبردار ف٤ (مسلمانو یہود اور نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے) تمہارے دوست اللہ اور رسول اس کا اور ایمان والے ہیں

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ

نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ رکوع کرنے والے ہیں اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور رسول اس کے کو اور

جو درستی سے نماز کو ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جھکے رہتے ہیں ف٥ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے دوستی

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا

ان لوگوں کو کہ ایمان لائے پس تحقیق گروہ اللہ کے وہی ہیں غالب اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو

رکھے گا (وہ اللہ تعالیٰ کے گروہ میں ہے) اور اللہ ہی کا گروہ غالب رہے گا ف٦ مسلمانو جن لوگوں نے تمہارے دین کو

ف١ یعنی منافقین جو یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کہیں مسلمان ان سے مغلوب ہو گئے تو ان کی دوستی ہمارے کام آئے گی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا تو عنقریب کافر ہلاک ہوں گے اور مسلمانوں کو ان پر فتح ہوگی یا یہ ملک سے جلاوطن ہونگے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، بنو قریظہ کے یہودی قتل ہوئے اور بنو نضیر کو سرزمین مدینہ سے باہر نکال دیا گیا اور یہ لوگ اپنے نفاق پر کف افسوس ملنے لگے۔ (قرطبی۔ کبیر) ف٢ اور کافروں کے طرفدار نہیں ہیں مگر اب تو ان کا جھوٹ صاف کھل گیا۔ (وحیدی) ف٣ دنیا و آخرت دونوں برباد ہوئیں دنیا میں ذلیل ہوئے اور آخرت میں سخت ترین عذاب کے مستحق قرار پائے۔ (وحیدی) ف٤ قتادہؒ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ اسے پہلے سے یہ معلوم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے عرب قبائل اسلام سے مرتد ہو جائیں گے چنانچہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو تین مقامات۔ مکہ، مدینہ، بحرین۔ کے علاوہ تمام مقامات سے عرب قبائل کے ارتداد کی خبریں آنے لگیں۔ وہ کہنے لگے ہم نماز تو پڑھینگے لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان مرتدین سے جہاد کیا اسی لئے حضرت علیؓ، حسنؒ، ضحاکؒ و بہت سے دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں جن لوگوں کا یہ کہکر ذکر فرمایا گیا ہے کہ "وہ اللہ سے محبت کریں گے اور اللہ ان سے محبت کرے گا" ان سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ان کے ساتھی ہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جب حضرتؐ کی وفات پر عرب دین سے پھرے تو حضرت صدیقؓ نے یمن سے مسلمان بلائے ان سے جہاد کروایا کہ تمام عرب مسلمان ہوئے۔ یہ ان کے حق میں بشارت ہے۔" (موضح) صاحب الکشاف نے لکھا ہے کہ "اہل ردہ" کے گیارہ فرقے تھے۔ تین فرقے تو آنحضرتؐ کی حیات میں ہی مرتد ہو گئے۔ بنو مدیح جن کا رئیس اسود عنسی تھا اور فیروز دیلمی نے اس کو قتل کیا تھا۔ مسیلمہ کذاب کی قوم بنو حنیفہ جس سے حضرت ابو بکرؓ نے جنگ کی اور حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کے ہاتھ سے مسیلمہ قتل ہوا۔ بنو اسد جن کا رئیس طلیحہ بن خویلد تھا آنحضرتؐ نے خالدؓ کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا۔ (کبیر) ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ھم قوم ھذا کہ وہ اس شخص کی قوم کے لوگ ہیں۔ (ابن کثیر)

ف٥ اوپر کی آیات میں کفار سے موالاۃ کو ممنوع قرار دیا۔ اب اس آیت میں "انما" کلمۂ حصر کے ساتھ مومنین سے "موالاۃ" کا حکم فرمایا یعنی یہود کو مددگار اور دوست نہ بناؤ بلکہ صرف مومنین کو اپنا دوست اور مددگار سمجھو۔ (کبیر۔ ابن کثیر) یہاں "وَهُمْ رٰكِعُوْنَ" کے معنی ہیں فروتنی اور عاجزی کرنے والے۔ چنانچہ قرآن میں دوسرے مقام پر ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون۔ ٦٠) کہ وہ لوگ جو صدقہ و خیرات اس حال میں کرتے ہیں کہ ان کے دل کانپ رہے ہوتے ہیں۔ (کبیر۔ شنائی) بعض علما نے وَهُمْ رٰكِعُوْنَ کو يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ کے فاعل سے حال قرار دے کر یہ ترجمہ کیا ہے کہ وہ رکوع کی حالت میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور پھر بعض روایات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے رکوع کی حالت میں انگوٹھی صدقہ کی تھی اس پر ان کی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی مگر یہ روایات بہت ضعیف اور کمزور ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے ان روایات پر سخت تنقید کی ہے اور ان کو بے اصل قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان روایات کی رو سے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ رکوع کی حالت میں زکوٰۃ ادا کرنا زکوٰۃ دینے کی افضل ترین صورت ہے مگر آج تک کسی عالم نے یہ فتویٰ نہیں دیا۔ (ابن کثیر۔ المنار) پس صحیح یہ ہے کہ یہ آیت عام مومنین کے حق میں نازل ہوئی ہے اور حضرت عبادہؓ بن صامت اور ان کے رفقاؓ اس آیت کے اولین مصداق ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہود کی موالاۃ سے برأت کا اعلان کر دیا تھا۔ امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؒ سے پوچھا گیا کہ ولیکم سے مراد حضرت علیؓ ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت علیؓ بھی من جملہ مومنین کے ہیں یعنی یہ آیت سب مومنین کے حق میں ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ یہاں اقامۃ الصلٰوۃ الخ میں جو صفات مذکور ہیں ان سے کیا مقصد ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ صفات سے منافقین پر طنز مقصود ہے جو ان صفات سے عاری تھے۔ (کبیر)

ف٦ شیعہ حضرات ان دو آیتوں سے حضرت علیؓ کی امامت بلا فصل ثابت کرتے ہیں ان کے استدلال کا مدار تو اس بات پر ہے کہ یہ آیت خاص کر حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے مگر ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ آیت عبادہؓ بن صامت اور ان کے رفقاؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے اور حضرت علیؓ فی الجملہ ان میں داخل ہیں اس کے علاوہ جب آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں۔ تو پھر صرف حضرت علیؓ کیسے مراد ہو سکتے ہیں اور پھر جب آیت کے نزول کے ساتھ ہی مومنین کی ولایت ثابت ہو گئی تو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد تک اس کو ملتوی رکھنا بے معنی ہے نیز ولی کے معنی دوست اور مددگار کے بھی آتے ہیں اور والی اور متصرف کے بھی سیاق و سباق معنی اول کا مؤید ہے تو بلا قرینہ سیاق کے خلاف دوسرے معنی لینے کیلئے کونسی وجہ جواز ہو سکتی ہے۔ امام رازیؒ نے آٹھ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آیت میں ولی کے پہلے معنی مراد ہیں اور دوسرے معنی دلائل کے خلاف ہیں۔ (کبیر)

ف۱ اوپر کی آیات میں خاص کر یہود و نصاریٰ کی موالاة سے منع فرمایا - اب یہاں بالعموم تمام کفار سے موالاة کو منع قرار دیا ہے۔ (کبیر) اس آیت کی رُو سے ان اہلِ بدعت سے دوستی رکھنا بھی حرام ہے جنہوں نے دین کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے۔ کیونکہ جب ان میں بھی وہی وصف پایا جاتا ہو جو اہلِ کتاب میں پایا جاتا ہے تو لازمًا ان کا حکم بھی وہی ہونا چاہیئے جو اہلِ کتاب کا ہے۔ (فتح القدیر) ف۲ یعنی اس کی نقلیں اتارتے ہیں تمسخر سے اس کے الفاظ بدلتے ہیں اور اس پر آوازے کستے اور شور و ہنگامہ بپا کرتے ہیں۔ (ابن کثیر، کبیر)

الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

ان لوگوں کو جو پکڑتے ہیں دین تمہارے کو ٹھٹھا اور کھیل ان لوگوں میں سے کہ دیئے گئے کتاب پہلے تم سے

ہنسی اور کھیل بنایا اگلی کتاب والے اور کافر (مشرک یا منافق) ان کو

وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

اور نہ کافروں کو دوست مت اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے اور جب پکارتے ہو تم طرف نماز کی

دوست مت بناؤ اور اگر تم میں ایمان ہے تو خدا تعالے سے ڈرتے رہو (کافروں سے دوستی نہ کرو) ف۱ اور جب تم لوگوں کو نماز کے لیے پکارتے ہو

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

پکڑتے ہیں اس کو ٹھٹھا اور کھیل یہ بہ سبب اس کے ہے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے کہہ اے اہل کتاب

(اذان دے کر) تو یہ لوگ نماز کو (یا اذان کو) ہنسی اور کھیل مقرر کرتے ہیں ف۲ یہ (جو نماز یا اذان سے ٹھٹھا کرتے ہیں) اس وجہ سے (کرتے ہیں) کہ وہ بے عقل لوگ ہیں ف۳

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ

نہیں عیب پکڑتے تم ہم سے مگر یہ کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف ہماری اور جو اتاری گئی ہے پہلے اس سے

(اے پیغمبر) کہدے کتاب والو! ہم میں کچھ نہیں مگر یہی عیب نکالتے ہو تا کہ ہم اللہ تعالےٰ پر اور جو ہم پر اترا اس پر (یعنی قرآن مجید پر) اور جو ہم سے پہلے اترا ف۴

وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ

اور یہ کہ بہت تمہارے فاسق ہیں کہہ کیا خبر دوں میں تم کو ساتھ بدتر کے اس سے جزا میں نزدیک

اس پر ایمان لائے اور یہی کہ تم میں اکثر فاسق (نافرمان) ہیں ف۵ (اے پیغمبر) کہہ دے میں تم کو وہ دین والے بتلاؤں جن کو اللہ کے پاس اس سے برا بدلہ

اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ

اللہ کے وہ شخص کہ لعنت کی اس کو اللہ نے اور غصہ ہوا اوپر اس کے اور کئے ان میں سے بندر اور سور

ملنے والا ہے ف۶ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غصہ ہوا اور ان میں سے کتنوں کو بندر اور سور بنا دیا

وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۶۰﴾ وَ

اور بندگی کی شیطان کی یہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھی سے اور

اور جنہوں نے شیطان (بچھڑے) کو پوجا ف۷ یہی لوگ بدتر ہیں درجے میں اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ف۸ اور یہ

اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

جب آتے ہیں تمہارے پاس کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور تحقیق داخل ہوئے ہیں ساتھ کفر کے اور وہ تحقیق نکل گئے ہیں ساتھ اس کے اور اللہ

لوگ ف۹ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ جب آئے تھے اس وقت بھی کافر تھے اور جب گئے اس وقت بھی کافر اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَ

خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ چھپاتے ہیں اور دیکھتا ہے تو بہتوں کو ان میں سے جلدی کرتے ہیں بیچ گناہ کے اور

خوب جانتا ہے جو وہ (اپنے دل میں کفر و نفاق) چھپائے ہوئے تھے ف۱۰ اور (اے پیغمبر) تو ان میں سے بہتیروں کو دیکھتا ہے وہ جھوٹ بولنے (یا شرک کرنے

الْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا یَنْهٰىهُمُ

تعدی کے اور کھانے ان کے کے حرام کو البتہ برا ہے جو کچھ تھے وہ کرتے کیوں نہ منع کیا ان کو

اور ظلم و زیادتی کرنے اور حرام مال کھا جانے پر دوڑے پڑتے ہیں ف۱۱ بے شک برے کام کرتے رہے ان کے مشائخ اور مولوی

ف۳ ان میں اگر کچھ بھی عقل ہوتی تو اذان کی آواز سُن کر ان کے دل نرم پڑتے اور وہ حق کی طرف متوجہ ہوتے، یا کم از کم مسلمانوں سے مذہبی اختلافات رکھنے کے باوجود اس قسم کی گھٹیا حرکات نہ کرتے۔

ف۴ یعنی پہلی کتابوں پر جیسے توراة، زبور اور انجیل، وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ ہمارا ایمان ان ہی چیزوں پر ہے جنہیں تم بھی صحیح مانتے ہو، پھر ہم سے کیوں دشمنی کرتے ہو۔ یہاں استفہام برائے تعجب ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہود کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت حاضر ہوا اور آپؐ سے سوال کیا کہ کن پیغمبروں کو سچا مانتے ہو۔ آپؐ نے منجملہ دوسرے پیغمبروں کے حضرت عیسیٰؑ کا نام بھی ذکر فرمایا تو انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی رسالت سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ پھر تو تمہارا دین بہت بُرا دین ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی اصل بات یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ فاسق اور بدکار ہیں اور تمہاری ساری مذہبی اجارہ داری گروہی تعصب اور غلط قسم کی روایات پر قائم ہے۔ اس لئے تم اپنے علاوہ کسی دوسرے میں بھی کوئی اچھی بات دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ یہاں فسق سے مراد فسق فی الدین ہے یعنی مذہبی روایات کے نقل کرنے میں عدل نہیں ہو (کبیر)

ف۶ (ای فی زعمکم) یعنی تم تو ہم میں عیب نکالتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمارا دین بُرا ہے لیکن ذرا اپنی تاریخ پر بھی غور کرو اور اپنے ان اسلاف کے بارے میں بھی کچھ کہنے کی جراَت کرو جن کا انجام اللہ کے ہاں اس سے بھی کہیں بدتر ہونے والا ہے جس کا تم ہمارے بارے میں دعویٰ کرتے ہو۔ (ماخوذ از کبیر)

ف۷ یعنی یہ لوگ تمہارے ہی آباؤ اجداد تھے جو دین کا مذاق اڑانے اور مختلف جرائم کے مرتکب ہونے کی وجہ سے اللہ کی لعنت اور اس کے غضب میں مبتلا ہوئے ہیں۔ ان ہی سے بہت سوں (اصحاب سبت) کی صورتیں مسخ کر دی گئیں اور وہ شیطان کی اطاعت میں اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ اسی کی عبادت شروع کر دی چنانچہ بچھڑے کی پرستش شیطان کے بہکانے سے تھی، دراصل شیطان کی عبادت تھی۔

ف۸ یعنی تم ہمیں کتنا ہی گمراہ کہہ لو لیکن یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں کہ تمہارے باپ دادا گمراہ تھے اور ان کا انجام اللہ کے ہاں ہم سے کہیں بدتر ہوگا۔

ف۹ یہود سے وہ منافق مراد ہیں جو مدینہ اور اس کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ (رازی)

ف۱۰ یعنی ان کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق نہایت ہی بغض و حسد بھرا ہوا ہے ورنہ ان پر کچھ نہ کچھ اثر تو ضرور ہوتا۔ (کبیر)

ف۱۱ اثم سے مراد وہ گناہ ہے جس کا نقصان کرنے والے کو ہوتا ہے جیسے جھوٹ، شرک، کفر و بدعت اور عدوان وہ گناہ ہے جس سے دوسرے کو بھی نقصان پہنچتا ہے جیسے ظلم و زیادتی، حق تلفی وغیرہ۔ سُحت حرام مال جو بھی ناجائز ذریعے سے کمایا جائے۔ (دیکھئے آیت: ۴۲)

ف جنہوں نے سچ بات کہنے اور منکرات سے روکنے سے اپنی زبانوں کو گنگ بنالیا ہے ایسے مشائخ اور مولویوں کو یقیناً گناہ کرنے والوں سے بھی سخت سزا ملے گی۔ (ابن جریر)

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا

درویشوں نے — اور عالموں نے — بولنے — ان کے سے — جھوٹ کو — اور کھانے ان کے کے حرام کو — البتہ برا ہے جو کچھ

جھوٹ بولنے — اور حرام کا مال — کھا جانے سے ان کو — منع کیوں نہیں کرتے — بے شک برا (کام)

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ

تھے — وہ کرتے — اور کہا — یہود نے — ہاتھ اللہ کے — بند ہیں — بند کیے گئے ہاتھ ان کے

کرتے رہے ف۱ — اور یہودی کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ (ان دنوں) تنگ ہے ف۲ — انہیں کے ہاتھ تنگ ہیں — اور وہ ایسا (بے ادبی

وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ

اور لعنت کئے گئے بہ سبب اس چیز کے کہ کہا انہوں نے بلکہ دونوں ہاتھ اس کے کشادہ ہیں خرچ کرتا جس طرح — چاہتا ہے اور البتہ زیادہ کرے گا

کا کلمہ) کہنے سے پھٹکارے گئے ف۳ — نہیں اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں — جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے ف۴ — (اے پیغمبرؐ) جو تیرے پروردگار کی طرف

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

بہت کو — ان میں سے — جو اتارا گیا ہے طرف تیری پروردگار تیرے سے — سرکشی — اور کفر — اور ڈال دی ہم نے درمیان ان کے

سے تجھ پر اترا ہے (یعنی قرآن) وہ ان میں سے (یعنی یہود و نصاریٰ میں سے) بہتیروں کی شرارت اور کفر کو ضرور بڑھادے گا ف۵ اور ہم نے ان میں (یعنی یہودیوں میں

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا

عداوت — اور — بغض — دن — قیامت — تک — جس وقت جلاتے ہیں — آگ — واسطے لڑائی کے بجھا دیتا ہے اس کو

آپس میں) قیامت تک دشمنی اور کینہ ڈال دیا ہے۔ ان میں کبھی اتفاق نہیں ہو سکتا) جب وہ (مسلمانوں سے) لڑنے کے لیے آگ سلگاتے ہیں (یعنی سامان کرتے ہیں)

اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ

اللہ — اور دوڑتے ہیں — بیچ زمین کے — فساد کو — اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنے والوں کو — اور اگر

اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیتا ہے ف۶ اور ملک میں فساد کے لیے دوڑے پھرتے ہیں — اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کو نہیں چاہتا — اور اگر

اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ

اہل — کتاب — ایمان لاتے — اور پرہیزگاری کرتے البتہ دور کرتے ہم ان سے — برائیاں ان کی — اور البتہ داخل کرتے ہم ان کو

کتاب والے (ان سب قصوروں پر بھی) (قرآن پر) ایمان لاتے اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے (یا گناہوں سے بچتے) تو ہم ان کے (اگلے) گناہ اتار دیتے (معاف کر دیتے)

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

بہشتوں میں نعمت کے — اور اگر وہ — قائم رکھتے — توریت کو — اور — انجیل کو — اور جو کچھ اتارا گیا ہے طرف ان کی

اور ضرور ان کو (مسلمانوں کے ساتھ) نعمت کے باغوں میں لے جاتے (یعنی بہشت میں) — اور اگر وہ توریت اور انجیل اور اور کتابوں کو جو ان کے پروردگار

مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ

پروردگار ان کے سے — البتہ کھاتے — اوپر اپنے سے — اور — نیچے — پاؤں اپنے کے سے — بعضے ان میں سے ایک جماعت بیچ کی

کی طرف سے ان پر اتریں قائم رکھتے تو (سرکے) اوپر اور پاؤں کے نیچے دونوں طرف سے کھاتے ف۸ — ایک گروہ تو ان میں سیدھا ہے ف۹

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ؑ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

اور بہت — ان میں سے برا ہے جو کچھ کرتے ہیں — اے — رسول — پہنچا دے — جو کچھ کہ اتارا گیا ہے طرف تیری

اور اکثر ان میں — بدکار ہیں ف۱۰ — اے پیغمبرؐ تیرے پروردگار کی طرف سے جو تجھ پر اترا وہ لوگوں کو (بے کھٹکے) پہنچا

(ربع — ع ۹ / ۱۰ / ۱۴)

ف۲ جب ان پر کوئی سخت وقت آتا اور تنگدستی میں ہوتے تو اس قسم کے کفریات بکتے جیسا کہ آجکل بعض جاہل قسم کے مسلمان اس قسم کے کلمات کہہ دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایک یہودی نے اللہ تعالیٰ کی طرف بخل کی نسبت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر)

ف۳ یعنی ان کے ہاتھ تنگ ہوں اور وہ بے شکار ہو جائیں۔ ان کے حق میں بددعا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی وہ انتہائی سخی اور فیاض ہے زمین و آسمان کے تمام خزانے اسی کے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اور اسے دن رات کا خرچ کچھ بھی کم نہیں کرتا۔ (بخاری، مسلم وغیرہ) قرآن و حدیث سے اللہ تعالیٰ کے لئے ید (ہاتھ) ثابت ہیں قدرت وغیرہ کے معنی کر کے اس کی تاویل کرنا سلفؒ کے خلاف ہے۔ اہل حدیث اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کے ظاہری معنی پر ایمان لاتے ہیں۔ اور کیفیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور اس کو کسی بھی مخلوق کی مشابہت سے پاک جانتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی بے مثل ہیں۔ (م۔ وحیدی)

ف۵ دراصل یہ لوگ دلائل کے واضح ہونے کے بعد آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار محض حسد و بغض اور حُبّ جاہ و مال کی وجہ سے کر رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن کے تدریجی نزول کے ساتھ ان کے کفر و انکار میں بھی اضافہ اور غلو ہو رہا تھا۔ قرآن نے ان کے دلوں کی اسی کیفیت کو بیان فرمایا ہے کہ نزول قرآن سے وہ اپنے کفر اور شرارت میں مزید ترقی کرتے جائیں گے (ماخوذ از کبیر)

ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کی ان پر دوسری پھٹکار یہ ہے کہ ان میں باہم فرقہ بندی اور عداوت پائی جاتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے خلاف جتنے منصوبے بناتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناکام بنا دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف جتنی شرارتیں کیں اور ان سے جتنی جنگیں لڑیں ان سب کی تاریخ اس حقیقت کی کھلی شہادت ہے۔

ف۷ یعنی ان پر عمل کرتے اور ان میں تحریف نہ کرتے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ، سے قرآن مجید مراد ہے۔ (ابن کثیر)

ف۸ ہر قسم کی فراوانی مراد ہے یعنی اوپر سے پانی برستا اور نیچے (زمین) سے غلہ اور میوہ پیدا ہوتا اور انہیں روزی کمانے کے سلسلے میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ چلنے والا، اس گروہ سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے جیسے عبداللہؓ بن سلام اور ان کے ساتھی۔ (کبیر)

ف۱۰ یعنی بقیہ یہودی جو ایمان نہیں لائے۔

ف یعنی اللہ تعالیٰ کے پیغام میں سے اگر کچھ بھی چھپا لیا تو گویا سرے سے اس کا پیغام ہی نہیں پہنچایا خصوصاً یہود و نصاریٰ اور منافقین کے متعلق اعلانات اس آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ آپ نے قرآن کی بعض آیات عام مسلمانوں تک نہیں پہنچائیں بلکہ صرف علیؓ اور اہل بیت کو بتائیں۔ حضرت علیؓ نے خود ان کے اس خیال کی تردید فرمائی ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ابو جحیفہ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ آپ (اہل بیت) کے پاس کچھ اور آیتیں ایسی ہیں جو اس قرآن میں نہیں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: "نہیں ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑ کر اگایا اور جان کو پیدا کیا۔ البتہ فہم ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کو قرآن کے بارے میں عطا فرماتا ہے۔ (بخاری) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کا کچھ حصہ چھپا لیا وہ جھوٹا ہے۔ (بخاری، مسلم) امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر چالیس ہزار کے مجمع نے "بلاغِ رسالت اور ادائے امانت" کی شہادت دی ہے اور آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ میں دریافت فرمایا: "تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا جواب دو گے" سب نے بیک آواز کہا: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے پہنچا دیا اور (اللہ تعالیٰ کی امانت کا) حق ادا کر دیا اور امت کی پوری خیر خواہی کی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ" کہ اے اللہ میں نے پہنچا دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" اے اللہ! گواہ رہیو۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ

پروردگار تیرے سے اور اگر نہ کرے تو پس نہ پہنچایا تو نے پیغام اس کا اور اللہ بچاوے گا تجھ کو لوگوں سے

دے اسناوے) اور اگر تو ایسا نہ کرے (کچھ پہنچائے کچھ نہ پہنچائے اور ڈرے) تو (گویا) تو نے اللہ کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا ف۱ اور اللہ تجھ کو لوگوں

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ

تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو کہہ اے اہل کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے

سے (جو تیری جان لینا چاہیں) بچائے گا ف۲ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا ف۳ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے کتاب والو جب تک تم توریت

حَتّٰى تُقِيمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَنَّ

یہاں تک کہ قائم کرو تم توریت کو اور انجیل کو اور جو کچھ اتارا جاتا ہے طرف تمہاری پروردگار تمہارے سے اور البتہ زیادہ کرے گا

اور انجیل کو اور جو کتابیں تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے اتریں ان کو قائم نہ کرو گے (ان پر عمل نہ کرو گے) اس وقت تک

كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ

بہتوں کو ان میں سے جو اتارا گیا طرف تیری رب تیرے سے سرکشی اور کفر پس مت غم کھا اوپر قوم

تمہارا دین کچھ بھی نہیں (اے پیغمبرؐ) اور تجھ پر جو اترا (قرآن مجید) تیرے پروردگار کی طرف سے وہ ان میں سے (یعنی اہل کتاب میں سے) بہتیروں کی شرارت

الْكٰفِرِينَ ﴿٦٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصّٰبِـُٔونَ وَالنَّصٰرٰى

کافروں کے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے اور بے دین اور نصاریٰ

اور کفر کو بڑھا دیگا تو کافر لوگوں کا رنج نہ کر ف۵ جو لوگ (زبان سے) مسلمان ہیں (اور دل میں منافق ہیں) اور یہودی اور صابی ف۶ اور نصاریٰ

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

جو کوئی ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور کام کرے اچھے پس نہیں خوف اوپر ان کے اور نہ وہ

(ان میں سے) جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لائیں (دل سے یقین کریں) اور اچھے کام کریں تو ان کو (قیامت کے دن) نہ ڈر ہوگا نہ غم (دنیا کے مال و اسباب

يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ وَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ

غم کھائیں گے تحقیق لیا ہم نے عہد بنی اسرائیل کا اور بھیجے ہم نے طرف ان کی پیغمبر

جاتے رہنے کا) ہم تو ان بنی اسرائیل سے عہد لے چکے ہیں ف۹ اور ہم نے ان کی طرف کئی رسول بھیجے ف۱۰

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا

جس وقت آیا ان کے پاس پیغمبر ساتھ اس کے کہ نہیں چاہتے تھے جی ان کے ایک فرقے کو جھٹلا دیا اور ایک فرقے کو

ہر بار جب کوئی رسول ان کے پاس ایسے حکم لے کر آیا جو ان کے دل نہیں چاہتے تھے ف۱۱ تو بعضوں کو جھٹلایا بعضوں کو مار ڈالا

يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوٓا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

مار ڈالتے ہیں اور گمان کیا انہوں نے یہ کہ نہ ہوگا فتنہ پس اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے پھر ساتھ رحمت کے پھرا اللہ اوپر ان کے

اور سمجھے کہ کوئی بلا نہیں آئے گی ف۱۲ تو اندھے اور بہرے ہو گئے ف۱۳ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا

ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ

پھر اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے بہت ان میں سے اور اللہ دیکھنے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ

پھر بہتیرے ان میں سے اندھے اور بہرے ہو گئے ف۱۵ اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے ف۱۶ بے شک وہ لوگ تو کافر ہو گئے

ف۲ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نگرانی میں لے لیا ہے چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا پہرہ موقوف فرما دیا۔ (حاکم۔ بیہقی) اور اور یہی بات دوسرے متعدد صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کفار کو ان کے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیگا۔ (کبیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی اگر وہ (وہ) دشمن ہوں (تو) تم بے خطر پہنچاؤ اور خطرہ نہ کرو۔ (موضح) یا مطلب یہ ہے کہ ہدایت و گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے اگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو غم نہ کرو۔ (ابن کثیر)

ف۴ توراۃ اور انجیل کی اقامت کے معنی یہ ہیں کہ ان میں جو عہد ان سے لئے گئے ان کو پورا کریں اور آنحضرتؐ کی بعثت پر ایمان لانے کے جو دلائل موجود ہیں ان کا اقرار کریں اور توراۃ و انجیل کے احکام و حدود پر عمل پیرا ہوں۔ (کبیر) مطلب یہ ہے کہ اگر پورے طور پر ان کتابوں پر عمل نہ کرو گے تو نہ تمہاری کوئی حیثیت اور نہ تمہاری کوئی دینداری۔ (ابن کثیر)

ف۵ تشریح کے لئے حاشیہ آیت ۶۴۔

ف۶ اس لئے کہ جو کچھ کر رہے ہیں اس سے اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچا رہے ہیں اور اس کا وبال خود بھگت کر رہیں گے۔ (کبیر)

ف۷ اوپر کی آیت میں بتایا کہ اہل کتاب جب تک ایمان لا کر عمل صالح نہ کریں ان کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ اس آیت میں بتایا کہ سب کا یہی حکم ہے۔ بظاہر تو "الصابئین" منصوب آنا چاہیے تھا مگر سیبویہ اور خلیل نے لکھا ہے کہ یہ "مرفوع بالابتدا علی نیۃ التاخیر" ہے۔ یعنی اصل میں ولاھم یحزنون کے بعد ہے۔ "ای الصابئون کذلک" اور اس کے مؤخر لانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ در اصل یہ سب فرقوں سے زیادہ گمراہ فرقہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان فرقوں میں سے جو بھی ایمان لا کر عمل صالح کریگا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائیگا حتیٰ کہ اگر صابی بھی ایمان لے آئیں تو ان کو بھی یہ رعایت مل سکتی ہے۔ (کبیر) "الصابئین" کی تشریح کے لئے دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۶۲۔ اور آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کے بعد آپؐ کی رسالت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ (ابن کثیر)

ف۸ یہ تشریح اس صورت میں ہے جب "ان الذین امنوا" سے منافق مراد لئے جائیں جو بظاہر مسلمان اور حقیقت میں کافر تھے۔ (م۔ع)

ف۹ اس سے مقصود بنی اسرائیل کی سرکشی اور وفائے عہد سے انحراف کو بیان کرنا ہے گویا اس کا تعلق ابتدائے سورۃ (اوفوا بالعقود) سے ہے۔ (کبیر) یعنی ان سے عہد لیا کہ توحید و شریعت پر قائم رہیں گے اور جو رسول ان کی طرف بھیجے جائیں گے ان کی بات سنیں گے اور مانیں گے۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی شرائع اور احکام کی تعریف اور تشریح کے لئے۔ (کبیر) ف۱۱ تو ان سے دشمنی کی پس "کلما" کا جواب محذوف ہے۔ "ای ناصبوہ" کیونکہ بعد کا کلام اس پر دال ہے۔ (کبیر) ف۱۲ لفظ "فتنۃ" کے اصل معنی "آزمائش" کے ہیں مطلب یہ کہ ہم کیسے ہی گناہ کر لیں خواہ انبیاء تک کو قتل کریں چونکہ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں اس لئے ہم پر دنیا میں کسی قسم کی ادبار و نحوست یا غلبۂ دشمن کی قسم کی کوئی بلا نازل نہیں ہوگی۔ (کبیر) ف۱۳ مگر ان پر بلا نازل ہوئی۔ چنانچہ جب وہ پہلی مرتبہ حضرت شعیبؑ کے زمانے میں حق سے بہرے اور اندھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بابل کے کافر اور ظالم بادشاہ بخت نصر کو مسلط کر دیا جس نے ان کی مسجد اقصیٰ کو جلا ڈالا۔ ان کے اموال لوٹ لے اور ان کی اکثریت کو لونڈی غلام بنا کر بابل لے گیا۔ (دیکھئے بنی اسرائیل آیت ۴ تا ۸) ف۱۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو بخت نصر کی غلامی سے نجات دی اور انہوں نے اپنی حالت سدھاری اور کچھ عرصہ کے لئے ٹھیک رہے۔ ف۱۵ یعنی پھر دوبارہ پہلے جیسی سرکشی پر اتر آئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ جیسے جلیل القدر انبیاء کو قتل کر ڈالا اور حضرت عیسیٰؑ سے انتہائی توہین آمیز

قَالُوٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ وہی ہے مسیح بیٹا مریم کا اور کہا مسیح نے اے بیٹو یعقوب کے

جو کہتے ہیں مریم کا بیٹا مسیح وہی خدا ہے اور مسیح (مریم کے بیٹے) نے (خود یوں) کہا ہے اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کو پوجو

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

عبادت کرو اللہ کی پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا تحقیق بات یہ ہے جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اس کے بہشت

جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے ف۲ کیونکہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر چکا اور

وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

اور جگہ اس کی آگ ہے اور نہیں واسطے ظالموں کے کوئی مددگار البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں

اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا (یعنی مشرکوں کا) کوئی مددگار نہ ہوگا ف۳ بے شک وہ لوگ تو کافر ہو چکے جو کہتے ہیں اللہ

اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا

تحقیق اللہ تیسرا ہے تین میں کا اور نہیں کوئی معبود مگر معبود ایک اور اگر نہ باز رہیں گے اس چیز سے

تین میں کا ایک ہے ف۴ جیسے اس وقت کے بھی نصاریٰ یہی کہتے ہیں) حالانکہ ایک خدا کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اگر ایسا کہنے سے یہ

يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى

کہ کہتے ہیں البتہ لگے گا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ان میں سے عذاب درد دینے والا کیا پس نہیں توبہ کرتے طرف

لوگ باز نہ آئیں گے ف۵ تو ان میں سے (اہل کتاب میں سے) جو (تین خدا کہہ کر) کافر ہوئے ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا تو کیا اس تند ڈرانے پر بھی

اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا

اللہ کی اور نہیں بخشش مانگتے اس سے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر

خدا کے آگے (تثلیث سے) توبہ نہیں کرتے اور اپنا گناہ اس سے نہیں بخشواتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۶ مریم کا بیٹا مسیح فقط ایک پیغمبر تھا

رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ

پیغمبر تحقیق گزرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر اور ماں اس کی صدیقہ تھی یعنی ولیہ تھی وہ دونوں کھاتے تھے

(جیسے اور پیغمبر نہ خدا) اس سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں ف۷ اور اس کی ماں (مریم) بڑی ایمان دار (یا بڑی سچی یا ولی تھی) دونوں کھانا کھاتے تھے

الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ

کھانا دیکھ کیونکر بیان کرتے ہیں ہم واسطے ان کے نشانیاں پھر دیکھ کہاں سے پلٹائے جاتے ہیں کہہ

(اے پیغمبر) دیکھ ہم کس طرح ان سے دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھ (ایسی روشن دلیلیں سننے پر بھی) وہ کیسے پھرے جاتے ہیں ف۱۰ (اے پیغمبر) کہہ دے

اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ

کیا عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا کے اس چیز کو کہ نہیں اختیار میں رکھتے واسطے تمہارے ضرر اور نہ نفع اور اللہ وہی ہے

کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہارے برے کا مالک ہے نہ بھلے کا اور اللہ تعالیٰ ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا

سننے والا جاننے والا کہہ اے اہل کتاب مت زیادتی کرو بیچ دین اپنے کے سوائے حق کے اور مت

سنتا جانتا ہے ف۱۱ (اے پیغمبر) کہہ دے کتاب والو اپنے دین میں ناحق بات کہہ کر حد سے مت بڑھو ف۱۲ اور ان لوگوں کے

سلوک کیا بلکہ انہیں بھی قتل کرنے کے درپے ہوئے بعض نے گمراہی کے پہلے دَور کو حضرت زکریا حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کے زمانہ کے ساتھ خاص کیا ہے اور دوسرے دَور کو آنحضرتؐ کے زمانہ کے ساتھ اور یہاں "کثیر منھم" فرمانے سے اشارہ ہے کہ ان میں سے بعض حق پرست مسلمان ہو گئے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے رفقا اور یہ ہو سکتا ہے کہ لتفسدن فی الارض مرتین ان دو دوروں کی طرف اشارہ ہو (کبیر) ف۱۶ اس سے تہدید مقصود ہے۔ (کبیر) **فوائد صفحہ ہذا۔** ف۱ سلسلہ بیان کے لئے دیکھئے آیت ۱۷۔ یہود کے بعد اب نصاریٰ کی گمراہیوں کا بیان اور ان پر تہدید شروع ہو رہی ہے۔ (کبیر) ان لوگوں سے عیسائیوں کا کوئی خاص فرقہ نہیں بلکہ سب کے سب عیسائی مراد ہیں کیونکہ وہ سب تثلیث کے قائل ہیں گو تعبیر و تشریح میں ان کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لئے صحیح یہ ہے کہ یہ سب کافر ہیں۔ (ابن کثیر۔ ابن جریر)

ف۲ حضرت مسیحؑ کا یہ بیان نصاریٰ کے عقیدہ کی تردید میں حجت قطعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ (کبیر) اور انجیل یوحنا باب ۷، آیت ۳ میں حضرت مسیحؑ کا یہ قول آج بھی موجود ہے "اور ہمیشہ رہنے والی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ حقیقی الٰہ کو اور اس یسوع مسیح کو پہچانیں جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا۔ (المنار)

ف۳ یہ وعید ہے یعنی عذاب سے کسی طور پر بھی نجات نہیں پاسکیں گے۔ (کبیر)

ف۴ یعنی باپ بیٹا اور روح القدس تثلیث کا ہر پہلو ذکر کرکے ان کی ضلالت کو واضح فرمایا ہے۔ (دیکھئے آیت ۱۷)

ف۵ اور خالص توحید اختیار نہ کریں گے جس کی طرف انبیاء دعوت دیتے رہے ہیں۔ (وحیدی)

ف۶ امر کا لفظ الاستفهام (کبیر) یعنی ان کا یہ جرم انتہائی سنگین اور صریحاً شرک کی حد تک پہنچا ہوا ہے تاہم اگر توبہ کرلیں تو ان کا یہ قصور معاف ہو سکتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ اور ان کی ذات سے بھی ایسے ایسے معجزات کا ظہور ہوا جو انسانی طاقت سے باہر تھے تو جس طرح یہ تمام انبیاء اپنے ان معجزات کی بنا پر خدا نہیں ہو گئے مسیحؑ بھی محض بن باپ کے پیدا ہونے اور اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفایاب کرنے کی وجہ سے خدا نہیں بن سکتے۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۸ یعنی عبودیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں جو نبوت کے بعد دوسرا درجہ ہے۔ (دیکھئے التحریم۔ آیت ۱۲۔ النساء: ۶۹) نبیہ نہیں تھیں جیسا ابن حزم وغیرہ کا خیال ہے کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک انبیاء رجال سے ہوتے ہیں۔ (دیکھئے سورۃ یوسف: ۱۰۹، النحل ۴۳، الانبیاء: ۷) ابوالحسن اشعری نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی یہ دونوں عام انسانوں جیسے انسان تھے جن میں تمام بشری خاصیتیں اسی طرح موجود تھیں جس طرح دوسرے انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی اب وہ اپنے گروہی تعصب کی بنا پر اپنے غلط عقیدے سے چمٹے رہیں تو چمٹے رہیں ورنہ کوئی عقلی یا نقلی دلیل ان کے پاس نہیں ہے جس کے بودے پن کو دو اور دو چار کی طرح واضح نہ کر دیا گیا ہو۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ یہ نصاریٰ کے عقیدہ کی تردید پر دوسری دلیل ہے (کبیر) مطلب یہ ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو ان میں الوہیت کا کوئی وصف بھی نہیں ہے۔ ان کا دوسروں کو نفع و نقصان پہنچانا تو کجا خود اپنے سے دشمنوں کے ظلم کو دفع کرنے کے لئے اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرتے رہے کہ اے اللہ! مجھ سے مصیبت کو وقت ٹال دے۔ پھر اس کے بعد بھی اگر تم اس سمیع و علیم کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰؑ کو اپنا معبود بناؤ تو اس سے بڑھ کر جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔ (ابن کثیر۔ رازی)

ف۱۲ یہود و نصاریٰ کی الگ الگ تردید کے بعد اب دونوں کو مخاطب فرمایا ہے۔ (کبیر) نصاریٰ نے حضرت مسیحؑ کے معاملہ میں غلو کیا ہے اور ایک بشر جسے اللہ تعالیٰ نے نبوت بخشی تھی اور اسے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی قرار دیا تھا۔ (زخرف ۵۹، مومنون ۵۰) اسے مقام الوہیت پر کھڑا کر دیا۔ دوسری طرف یہود نے ان کی تکذیب کی، ان سے انتہائی توہین آمیز سلوک کیا، ان پر اور ان کی والدہ پر تہمت طرازی کی اور ان کے قتل کے درپے ہوتے بلکہ بقول نصاریٰ یہود نے حضرت مسیحؑ کو سولی دے دی اور ان کی پسلیوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ (کبیر۔ ابن کثیر) حقیقت یہ ہے کہ دین میں جو بھی خرابی آئی ہے وہ اسی غلو (یعنی راہ اعتدال کو چھوڑنے) کی وجہ سے آئی ہے۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو بار بار نصیحت فرمائی کہ میرے معاملہ میں حد سے نہ بڑھنا اور مجھے بشریت کے مقام سے اٹھا کر خدائی کے مرتبہ تک نہ پہنچا دینا۔ (ماخوذ از وحیدی)

ف۱ پہلے فرمایا کہ گمراہ ہوتے، پھر فرمایا کہ سیدھی راہ سے بہک گئے۔ گو یہ دونوں بظاہر ایک ہی ہیں مگر علمار نے لکھا ہے کہ اوّل سے مراد یہ ہے کہ وہ گمراہ ہوئے اور دوسرے "ضلوا" سے مراد یہ ہے کہ وہ اب تک اس گمراہی پر جمے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلی گمراہی سے مراد عقیدہ کی گمراہی ہو، اور دوسری سے عمل کی گمراہی مراد ہو۔ (کبیر) ف۲ پہلے حضرت داؤدؑ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جنہوں نے "سبت" کا قانون توڑا اور پھر حضرت عیسیٰؑ نے اصحاب مائدہ پر لعنت فرمائی جو یہ معجزہ دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لائے۔ بعض علمار نے لکھا ہے کہ یہود اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہونے کا دعوے کرتے تھے۔ قرآن نے فرمایا کہ تم تو انبیار کی زبان پر ملعون ہو، اور فرمایا کہ یہ لعنت نافرمانی میں حد سے گذر جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ

پیروی کرو خواہشوں اس قوم کی کہ تحقیق گمراہ ہوئے پہلے اس سے اور گمراہ کیا بہتوں کو اور بہک گئے راہ

خیال پر مت چلو (اپنے باپ دادوں کے) (جو تم سے) پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتیروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے رستہ سے

السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَ

سیدھی سے لعنت کئے گئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے بنی اسرائیل سے اوپر زبان داؤد کے اور

بہک گئے تھے ف۱ بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤدؑ اور عیسیٰ بیٹے مریم کی زبان سے پھٹکار پڑ چکی ہے یہ پھٹکار اس لیے پڑی ف۲

ع ۱۱ / ۱۴

عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ

عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ بسبب اس کے کہ نافرمانی کرتے تھے اور تھے حد سے نکل جاتے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے

کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے ف۳ بری بات کر بیٹھتے تو اس سے

عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ

برے کام سے کہ کرتے تھے اس کو البتہ برا تھا جو کچھ کہ تھے کرتے دیکھتا ہے تو بہت کو ان میں سے دوستی کرتے ہیں

ایک دوسرے کو منع نہ کرتے بے شک برا کام کرتے تھے ف۴ (اے پیغمبرؐ) تو ان میں سے (اہل کتاب میں سے) بہتیرے

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ

ان لوگوں کی جو کافر ہوئے البتہ برا ہے جو کچھ کہ آگے بھیجا ہے واسطے ان کے جانوں ان کی نے یہ کہ ناخوش ہوا اللہ اوپر ان کے اور

یے دیکھے گا جو کافروں سے دوستی کرتے ہیں ف۵ انہوں نے اپنے لیے بری تیاری کی ہے وہ کیا جس سے اللہ ان پر غصے ہوا اور (آخرت میں)

فِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ

بیچ عذاب کے وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اگر ہوتے ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور نبی کے اور اس چیز کے جو اتاری گئی

ہمیشہ عذاب میں رہیں گے ف۶ اور اگر وہ اللہ تعالے (حضرت محمدؐ) پر ایمان لائے ہوتے تو کافروں

إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ

ہے طرف اس کی نہ پکڑتے ان کو دوست ولیکن بہت ان میں سے فاسق ہیں البتہ پاوے گا تو

کو دوست نہ بناتے لیکن بہتیرے ان میں نافرمان ہیں ف۷ (اے پیغمبرؐ) تو سب لوگوں

أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَ

زیادہ سب لوگوں سے عداوت میں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یہود کو اور ان لوگوں کو کہ شریک کرتے ہیں اور

میں مسلمانوں کا سخت دشمن یہود اور مشرکوں کو پائے گا اور

لَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

البتہ پاوے گا تو نزدیک ان کا دوستی میں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں تحقیق ہم نصاریٰ ہیں

دوستی (کے راہ) میں مسلمانوں سے نزدیک ان لوگوں کو پائے گا جو اپنے تئیں نصاریٰ کہتے ہیں ف۸

ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

یہ اس واسطے ہے کہ بعضے ان میں سے پڑھے ہیں اور عبادت کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ نہیں تکبر کرتے

اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ میں مولوی اور مشائخ ہیں (یعنی عالم بھی ان میں ہیں اور درویش بھی) اور وہ غرور نہیں کرتے ف۹

ف۳ یہ ان کی معصیت اور اعتدار کی تفسیر ہے۔ (کبیر) یعنی وہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا فریضہ بھلا بیٹھے تھے اور ان کے نیک لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اگر کچھ لوگ بُرے کام کر رہے ہیں تو کرتے رہیں ان کا وبال خود ان پر ہوگا ہم تو اپنی جگہ پر نیک ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کہ "بنی اسرائیل میں پہلے یہ خرابی آئی کہ آج ایک شخص دوسرے سے ملتا تو اسے بُرائی پر ٹوکتا اور اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا لیکن کل یہی شخص اس کے ساتھ کھانے پینے لگتا۔ جب یہ معاملہ حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل آپس میں ٹکرا دیئے"؟ اس کے بعد آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر صحابہؓ سے فرمایا: سُن رکھو یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں تم لوگ نیکی کا حکم کرتے رہو اور بُرائی سے روکتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر بھی اسی طرح لعنت فرمائے گا جس طرح اُس نے بنی اسرائیل پر لعنت فرمائی۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث میں ہے کہ جب کوئی قوم "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا فریضہ چھوڑ بیٹھتی ہے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی اسلاف کی وہ حالت تھی اور اب جو موجود ہیں ان کی یہ حالت ہے۔ (کبیر) جیسے کعب بن اشرف اور مدینہ کے یہودی قبائل کے دوسرے افراد جو مسلمانوں کی دشمنی میں مکہ کے مشرکین سے دوستی رکھتے تھے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ منافقین مراد ہیں جنہوں نے مومنین کی بجائے کفار سے دوستانہ تعلقات قائم کر رکھے تھے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۵ یعنی کفار (مشرکین مکہ) سے دوستی قائم کرکے انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جو تیاری کی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں ان پر اللہ کا غضب ہوا اور وہ آخرت میں بھی دائمی عذاب کے مستحق قرار پائے۔

ف۶ یا یہ کہ اگر وہ واقعی اللہ تعالیٰ پر اور اپنے نبی (حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ) اور اُن پر نازل شدہ کتاب (توراۃ وانجیل) پر ایمان رکھتے تو کبھی مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستی قائم نہ کرتے کیونکہ توراۃ میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے اور یا یہ کہ اگر وہ کفار اسلام لے آتے تو پھر کبھی ان سے دوستی پیدا نہ کرتے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۷ یہ ایک دائمی حقیقت ہے جس کا اس زمانہ میں بھی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ آج بھی جو دشمنی یہودیوں اور مشرکوں (گوسالہ پرست اور مورتیوں کے پجاریوں) کو مسلمانوں سے ہے وہ بہر حال عیسائیوں کو نہیں ہے۔ ہاں جن عیسائیوں پر یہودیت غالب ہے وہ واقعی مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔ (م۔ع)

ف۸ یہود اور نصاریٰ کے درمیان جو تفاوت مذکور ہوا ہے یہ اس کی علت ہے۔ جس طرح یہود کے عالم کو حبر کہا جاتا ہے جس کی جمع اَحبار ہے اسی طرح نصاریٰ کے رئیس اور عالم قسیسین کہلاتے ہیں۔ نصاریٰ میں رہبانیت (دنیا سے کنارہ کشی) کی بدعت رائج تھی۔ آنحضرتؐ نے "لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ" فرما کر اسے ممنوع قرار دے دیا۔ بیشک یہود کی قساوت قلبی کے مقابلہ میں یہ ممدوح تھی مگر اس سے رہبانیت کا مطلقاً ممدوح ہونا لازم نہیں آتا۔ (کبیر)

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ

اور جب سُنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے طرف رسول کی دیکھتا ہے تو آنکھوں ان کی کو کہ بہتی ہیں آنسوؤں سے

اور جب اس (کلام) کو سنتے ہیں جو پیغمبر (حضرت محمدؐ) پر اترا (یعنے قرآن شریف کو) تو دیکھتا ہے (حق بات کو پہچان کر) انکی آنکھیں آنسوؤں سے ابل رہی ہیں ف۱

مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا

اس چیز سے کہ پہچانا ہے انھوں نے حق سے کہتے ہیں اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے اور کیا ہے

کہتے ہیں مالک ہمارے ہم ایمان لائے تو ہم کو گواہوں میں لکھ لے ف۲ اور ہم کو کیا

لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ

ہم کو کہ نہ ایمان لاویں ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہمارے پاس حق سے اور طمع رکھتے ہیں ہم یہ کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ

ہوا (یعنے کیا وجہ ہے) جو ہم اللہ پر اور جو حق بات ہم تک پہنچی ہے اس پر (یعنی قرآن پر) ایمان نہ لائیں اور اس بات کی خواہش نہ کریں کہ ہمارا مالک ہم کو

الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

قوم صالحوں کے پس ثواب دیا ان کو اللہ نے بدلے اس کے جو کہا تھا انہوں نے بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں

نیک بخت لوگوں کے ساتھ داخل کرے ف۳ ان کے اس کہنے کے بدلے اللہ نے ان کو باغ دیئے جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں (یعنے بہشتیوں میں ان کو لکھ لیا)

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے اور یہ ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا اور جو لوگ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو

ہمیشہ ان میں رہیں گے اور نیکوں کا یہی بدلہ ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور جھٹلایا

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ

یہ لوگ رہنے والے دوزخ کے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاکیزہ اس چیز کا کہ حلال کیا

وہ دوزخی ہیں مسلمانو جو ستھری چیزیں اللہ تعالیٰ نے تم کو حلال کر دی ہیں ان کو اپنے

ع ۱۱ ۱

اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ

اللہ نے واسطے تمہارے اور مت حد سے بڑھو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ اس چیز سے کہ دیا تم کو اللہ نے

اوپر حرام نہ کرو اور حد سے بھی مت بڑھو کیونکہ اللہ حد سے بڑھ جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ف۴ اور جو اللہ تعالیٰ نے تمکو حلال ستھری روزی

حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ

حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے وہ جو تم ساتھ اس کے ایمان لانے والے ہو نہیں پکڑے گا تم کو اللہ

دے اس کو کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے ف۵ اللہ تعالیٰ تم کو لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا

بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ

ساتھ بے قصد کے بیچ قسموں تمہاری کے اور لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ گرہ باندھی تم نے قسموں کی پس کفارہ اس کا کھلا دینا

البتہ ان قسموں پر پکڑے گا جو قصداً تم نے کھائی ہوں ف۶ تو اس کا کفارہ (آثار) یہ ہے کہ دس مسکینوں

عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

دس فقیروں کا درمیان سے اس چیز کے کہ کھلاتے ہو لوگوں اپنوں کو یا پہنانا ان کا یا آزاد کرنا ایک گردن کا

کو بیچ کا (معمولی) کھانا کھلا دو جو اپنے بال بچوں کو تم کھلاتے ہو ف۷ یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناؤ یا ایک بردہ آزاد کرو

ف۱ یعنی وہ روتے ہیں۔ سمعوا کی ضمیر ان علماء و رہبان کی طرف پلٹتی ہے جو ان میں سے مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ قصہ یہ ہے کہ کچھ مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ کے عیسائی بادشاہ اصحمہ نجاشی کے پاس چلے گئے۔ کفار مکہ نے بادشاہ کو اکسایا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی اہانت کرتے ہیں اور ان کو "عبد" (غلام) کہتے ہیں۔ اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا اور منجملہ دوسرے سوالات کے ایک سوال حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بھی کیا۔ اس پر حضرت جعفر طیارؓ نے سورہ مریمؑ پڑھ کر سنائی تو نجاشی نے سن کر کہا کہ بعینہٖ یہی چیز انجیل میں ہے اور وہ رونے لگے۔ (کبیر۔ ابن جریر) سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے ذریعے نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اور اپنی قوم کے اسلام لانے کی اطلاع دی تھی یہ ستر۔ اور بعض روایات کے مطابق تیس۔ آدمی تھے جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کے سامنے سورۃ یٰس تلاوت فرمائی جسے سن کر وہ رونے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر) مگر یہ آیت عام ہے اور اس صفت کے ساتھ جو بھی متصف ہوں وہی اس کے مصداق بن سکتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل فرما۔ دیکھئے سورۃ بقرہ ۱۴۳) یا یہ کہ انبیاء اور مومنین جو توحید کی گواہی دیتے ہیں ان کی جماعت میں شامل فرما۔ (کبیر)

ف۳ یعنی ہمارا مسلمانوں کے ساتھ حشر فرمائے۔ اس صورت میں "وَنَطْمَعُ" کا عطف "نُؤْمِنُ" پر ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وَنَطْمَعُ" الخ کا جملہ "لَا نُؤْمِنُ" کی ضمیر سے حال ہو اور مطلب یہ ہو کہ ہم کیوں ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اپنے نیک بندوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے یعنی ہمیں ایمان ضرور لانا چاہئے ورنہ اس قسم کی توقع سراسر جہالت اور حماقت ہے

ف۴ نقض عہود کے سلسلہ میں یہود و نصاریٰ سے مباحثہ کے بعد اب اصل موضوع کی طرف پھر توجہ کی ہے یعنی کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ کی تشریح جو اس سورہ کا اساسی موضوع ہے۔ (قرطبی۔ کبیر) رہبان نصاریٰ کی مدح کے بعد طیبات کی تحریم سے ممانعت یوں بھی انسب ہے کہ انہوں نے ان باتوں کو نیکی میں داخل کر رکھا تھا لہٰذا مومنین کو منع فرما دیا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں جو چیز شرع میں صاف حلال ہو اس سے پرہیز کرنا برا ہے، یہ دو طرح سے ہوتا ہے ایک زہد سے، یہ رہبانیت ہے جو ہمارے دین میں پسندیدہ نہیں ہے۔ اس کی بجائے تقویٰ اختیار کیا جائے یعنی ممنوع چیز کے قریب نہ جائے، دوم یہ کہ کسی مباح کام کے نہ کرنے کی قسم کھا لے یہ بھی بہتر نہیں ہے اسے چاہیے کہ قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے۔ (از موضح) ایک مرتبہ چند صحابہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا کہ آنحضرتؐ جب گھر میں ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے معمولات بتلائے، ان میں سے کوئی کہنے لگا کہ میں کبھی گوشت نہیں کھاؤں گا۔ کوئی کہنے لگا کہ عورتوں سے کوئی واسطہ نہ رکھوں گا، کوئی کہنے لگا کہ میں رات کو بستر پر نہ سوؤں گا یعنی ساری رات قیام کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں حالانکہ میں یہ سب کام کرتا ہوں لہٰذا جس نے میری سنت سے بے رغبتی کا مظاہرہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (بخاری مسلم) اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں سے بعض میں یہ تصریح ہے کہ یہ آیت ایسے ہی کسی موقع پر نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی حلال کو حرام تو نہ ٹھہراؤ۔ ہاں ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور جو چیزیں حرام ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔

ف۶ یہ اس مقام پر دوسرا حکم ہے اور جن صحابہؓ نے بعض طیبات کے ترک کی قسمیں کھائی تھیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہماری قسموں کا کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (رازی) لغو قسموں سے مراد وہ قسمیں ہیں جو بے ساختہ عادت کے طور پر زبان سے یونہی نکل جاتی ہیں۔ ایسی قسموں پر نہ کفارہ ہے اور نہ سزا۔ کفارہ اور سزا ایسی قسموں پر ہے جو دل کے ارادے سے کھائی جائیں اور پھر ان کی خلاف ورزی کی جائے۔ (نیز دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۲۲۵)

ف۷ بعض نے اوسط کے معنی عمدہ کئے ہیں۔ ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ اوسط باعتبار مقدار کے ہے یعنی ہر مسکین کو ایک مد (۱۰ چھٹانک) غلہ دے دے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پندرہ صاع (۶۰ مد) کھجوریں دیں تاکہ روزے کا کفارہ ادا کرے اور فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ (ابن کثیر)

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ

پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے تین دن کے یہ ہے کفارہ قسموں تمہاری کا جب قسم کھاؤ تم

پھر جس کو مقدور نہ ہو تو وہ تین دن روزہ رکھے ف۱ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم (قصداً) قسم کھاؤ پھر اس کو توڑ دو

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور حفاظت کیا کرو قسموں اپنی کی اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تاکہ تم شکر کرو اے

اور اپنی قسموں کو تھامے رہو ف۲ اللہ اسی طرح اپنے حکم تم سے بیان کرتا ہے اسلیے کہ تم (شریعت کے احکام تبلانے پر) اس کا شکر کرو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

لوگو جو ایمان لائے ہو سوائے اس کے نہیں کہ شراب اور جوا اور تھان بتوں کے اور تیر فال کے ناپاک ہیں کام شیطان

مسلمانو شراب اور جوا اور بتوں کے تھان اور پانسے یہ سب) پلید ہیں شیطانی کام ان سے (یعنے ان سب

الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ

کے سے پس بچو اس سے تاکہ تم فلاح پاؤ سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ ڈالے درمیان تمہارے

پلید کاموں سے) بچے رہو تاکہ تم ف۳ مراد کو پہنچو شیطان یہی چاہتا ہے اور کچھ نہیں کہ شراب اور جوئے سے تم میں آپس میں

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ

عداوت اور بغض بیچ شراب کے اور جوئے کے اور بند کرے تم کو یاد خدا کی سے اور نماز سے

دشمنی اور کینہ کرا دے ف۴ اور تم کو خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھے ف۵ تو

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ

پس کیا ہو تم باز رہنے والے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور ڈرو پس اگر

اب بھی تم باز آتے ہو یا نہیں ف۶ اور اللہ تعالیٰ کا کہا مانو اور (اس کے) رسول کا کہا مانو اور (ان دونوں کی نافرمانی سے) بچے رہو پھر اگر تم

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر جاؤ تم پس جانو یہ کہ اوپر پیغمبر ہمارے کے پہنچانا ہے ظاہر نہیں اوپر ان لوگوں کے کہ ایمان لائے

نہ مانو تو بے جانے رہو (ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا) ہمارے رسول کا کام یہی ہے اور کچھ نہیں کھول کر (اللہ کا حکم) پہنچا دینا ف۷ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور کام کیے اچھے گناہ بیچ اس چیز کے کہ کھایا انہوں نے جس وقت کہ پرہیزگاری کریں اور ایمان لاویں اور کام کریں اچھے

کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں جو (پہلے) کھا پی چکے ف۸ جب وہ (شرک سے) بچیں اور ایمان پر قائم رہیں اور نیک کام

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پھر پرہیزگاری کریں اور ایمان لاویں پھر پرہیزگاری کریں اور احسان کریں اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو اے لوگو

کرتے رہیں پھر (حرام چیزوں سے) بچیں اور ان کے حرام ہونے کا یقین رکھیں پھر سب بری باتوں سے بچیں (یا تقویٰ پر قائم رہیں) اور اچھے کام کریں اور اللہ نیکوں سے محبت رکھتا ہے ف۹ مسلمانو

اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ

جو ایمان لائے ہو البتہ آزماوے گا تم کو اللہ ساتھ ایک چیز کے شکار سے کہ پہنچتے ہیں اس کو ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے تاکہ جانے اللہ اس

البتہ خدا تم کو کچھ شکار سے آزمائے گا جس کو تم اپنے ہاتھوں اور برچھوں سے پکڑ سکتے ہو ف۱۰ تاکہ اللہ یہ کھول دے (یعنے سب کو معلوم ہو جائے

ف۱ یعنی اگر کھانا نہ کھلا سکے نہ کپڑا پہنا سکے اور نہ غلام آزاد کرنے کی طاقت ہو تو روزے رکھ لے چاہے پے در پے رکھے اور چاہے الگ الگ کرکے۔ عبداللہ بن مسعود کی قراءت میں "متتابعات" ہے یعنی پے در پے روزے رکھے، بعض ائمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ف۲ یعنی حتی المقدور قسم کھانے سے پرہیز کرو۔ لیکن قسم کھالو اور پھر اسے توڑ دو تو اس کا کفارہ ادا کرو یا حتی المقدور قسم کو پورا کرنے کی کوشش کرو مگر جب یہ قسم کسی بہتر چیز کے چھوڑنے پر ہو تو اسے توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرو جیسا کہ حدیث میں ہے: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لِيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔ کہ جس نے کسی چیز کے متعلق قسم کھائی پھر اس کے خلاف کو بہتر سمجھا تو وہ بہتر کام کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے۔ (کبیر)

ف۳ یعنی اس "رجس" سے بچو۔ شراب کے سلسلہ میں یہ تیسرا اور آخری حکم ہے جس کے بعد وہ قطعی حرام قرار دے دی گئی اس سے قبل دو حکم آچکے تھے پہلا سورۂ بقرہ آیت ۲۱۹ میں اور دوسرا سورۂ نساء آیت ۴۳ میں مگر ان دونوں آیتوں میں شراب کی قطعی حرمت کا ذکر نہ تھا، اس لیے حضرت عمرؓ نے بقرہ اور نساء کی آیات نازل ہونے کے بعد کہا اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ اے اللہ شراب کے متعلق مزید وضاحت (یعنی صریح حرمت) کی ضرورت ہے حتیٰ کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

ف۴ شراب اور جوئے کو حرام قرار دے کر اب اس آیت میں ان کے دینی اور دنیوی مفاسد بیان فرما دیئے ہیں، دینی مفسدہ یہ کہ شراب اور جوا نماز اور ذکر الٰہی سے روکنے اور غافل کرنے کا سبب بنتے ہیں اور دنیوی مفسدہ یہ کہ باہم عداوت اور کینہ پیدا کرتے ہیں اور ان دونوں میں ان ہر دو مفاسد کا پایا جانا بالکل واضح ہے (رازی) علماء نے لکھا ہے جس چیز میں بھی ہار جیت پر شرط بدی جائے وہ جوا ہے اور شطرنج وغیرہ میں گو شرط نہیں بدی جاتی مگر یہ نماز سے غفلت کا سبب بنتی ہے، اس لئے حرام ہے۔

ف۵ (النھی فی صورۃ الاستفہام للتاکید) یعنی شراب اور جوئے سے باز آ جاؤ، یہی وجہ ہے کہ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام نے عرض کی۔ "اِنْتَهَيْنَا رَبَّنَا" کہ اے ہمارے پروردگار ہم باز آگئے، چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ اس آیت کے بعد لوگوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے اور مدینہ کے گلی کوچوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی جوئے اور شراب سے باز رہنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت سے ڈرو۔ (کبیر۔ قرطبی) یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مراد قرآن و سنت کی پیروی ہے۔ اور سنت بھی قرآن کی طرح ایک مستقل ماخذ دین ہے آنحضرت نے فرمایا "اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ" کہ مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس جیسی ایک اور چیز (یعنی حدیث) بھی (مشکوٰۃ)

ف۷ اس میں وعید ہے ان لوگوں کیلئے جو اس حکم قطعی کے باوجود شراب نوشی اور قمار بازی سے باز نہیں آتے (کبیر)

ف۸ یعنی اس کی حرمت کے نزول سے پہلے جو لوگ شراب نوشی یا قمار بازی کرتے رہے ہیں ان پر اس سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا یہ آیت اس وقت اتری جب شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد بعض صحابہؓ یہ کہنے لگے کہ ہمارے ان بھائیوں کا کیا حال ہوگا جو شراب پیتے اور جوا کھیلتے تھے اور اسی طرح ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کیا بدلہ ملے گا جو جنگ احد میں شہید ہوگئے حالانکہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۹ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں مکرر تقویٰ اور ایمان کا حکم صرف تاکید کے لئے ہو، اور دوسرا مطلب وہ ہے جس کی طرف مترجم نے قوسین کے درمیان دی ہوئی وضاحت سے اشارہ فرمایا ہے، بعض نے لکھا ہے کہ اول مرتبہ تقویٰ سے مراد شرک سے بچنا ہے اور دوسری بار یہ حکم گناہوں سے بچنے کے لئے ہے اور تیسری مرتبہ صغائر سے بچتے رہنا مراد لیا ہے اسی طرح پہلی مرتبہ ایمان سے اللہ و رسول پر ایمان لانا مراد ہے اور دوسری مرتبہ ایمان سے اس پر ثابت قدم رہنا مراد ہے۔ (فتح القدیر۔ کبیر)

ف۱۰ آیت "لَا تُحَرِّمُوْا" سے بطور استثناء محرمات کا بیان ہو رہا ہے، پہلے شراب اور جوئے کی حرمت بیان فرمائی، اب اس آیت میں شکار کی حرمت کا بیان ہے (کبیر) "جن کو تم اپنے ہاتھوں اور برچھوں سے پکڑ سکتے ہو" یعنی چھوٹے بچوں کو ہاتھ سے پکڑ سکتے ہو اور بڑے جانوروں کو برچھا مار کر۔ (ابن کثیر)

مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾ يٰٓاَيُّهَا

شخص کو کہ ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے پس جو کوئی حد سے نکل جاوے پیچھے اس کے پس واسطے اس کے ہے عذاب درد دینے والا اے

کہ کون بن دیکھے اس سے ڈرتا ہے پھر جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے (شکار مارے) ف۱ تو اس کو تکلیف کا عذاب ہوگا ف۲ مسلمانو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ

لوگو جو ایمان لائے ہو مت مار ڈالو شکار کو اور تم احرام میں ہو اور جو کوئی مار ڈالے اس کو تم میں سے جان کر پس بدلہ اس کا

جب تم (حج یا عمرے کا) احرام باندھے ہو تو شکار نہ مارو (نہ حرم میں نہ حرم کے باہر) ف۳ اور جو کوئی تم میں سے (احرام کی حالت میں) جان بوجھ کر (دیدہ و دانستہ)

مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ

ہے مانند اس کی جو مارا ہے چارپایوں سے حکم کریں ساتھ اس کے دو صاحب عدالت کے تم میں سے قربانی پہنچنے والی کعبہ کی یا

کر کہ میں احرام باندھے ہوں) شکار کو مار ڈالے تو چوپائے جانوروں میں سے ویسا ہی جانور جس کو مارا ہے بدلے میں دے ف۴ تم میں سے دو معتبر شخص اس کو ٹھہرا دیں ف۵ جو نیاز کے طور پر کعبے کو بھیج دیا جائے ف۶

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ

کفارہ کھلانا مسکینوں کا یا برابر اس کے روزے تا کہ چکھے وبال کام اپنے کا معاف کیا اللہ نے

یا کفارہ دے مسکینوں کو کھانا کھلائے یا جتنے مسکینوں کا کھانا ہے اتنے روزے رکھے تاکہ وہ اپنے کیے کی سزا چکھے ف۷ (اپنی بے ادبی کا وبال)

عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ اُحِلَّ لَكُمْ

اس چیز سے کہ گذرا اور جو کوئی پھر کرے گا پس بدلہ لیوے گا اللہ اس سے اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا حلال کیا گیا واسطے تمہارے

اٹھائے) جو ہو چکا وہ تو اللہ نے معاف کر دیا (اب اس کا بدلہ دینا ضرور نہیں) ف۸ اور جو کوئی (اس حکم کے بعد) پھر ایسا کرے ف۹ تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا ہے تمہارا

صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ

شکار کرنا دریا کا اور کھانا اس کا فائدہ واسطے تمہارے اور واسطے مسافروں کے اور حرام کیا گیا اوپر تمہارے شکار کرنا جنگل کا جب تک کہ

اور دوسرے مسافروں کے فائدہ کے لیے (گو احرام باندھے ہوں) ف۱۰ دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال ہے اور جنگل کا شکار جب تک تم احرام باندھے ہو تم پر حرام ہے

حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

رہو تم احرام میں اور ڈرو اللہ سے وہ جو طرف اس کی اکٹھے کیے جاؤ گے کیا اللہ نے کعبہ کو اس گھر حرمت والے کو

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم اکٹھا ہو گے خدا تعالیٰ نے کعبے کو جو عزت والا گھر ہے

قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَاۗئِدَ ۭ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

باعث قائم رہنے کا واسطے لوگوں کے اور مہینوں حرمت والوں کو اور قربانیاں اور گائیں گلے میں پٹے والیاں یہ واسطے اس کے ہے کہ جانو تم یہ کہ اللہ

لوگوں کا گذارہ بنایا ف۱۱ اور (اسی طرح) ادب والے مہینے کو ف۱۲ اور (اسی طرح) نیاز کے جانور کو ف۱۳ اور (اسی طرح) گلے پٹے والے جانور کو یہ اس لیے ف۱۴ کہ تم سمجھ لو جو کچھ آسمانوں

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا

جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور یہ کہ اللہ ساتھ ہر چیز کے دانا ہے جانو تم

میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو اللہ جانتا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ آسمان اور زمین کیا اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۱۵ جانے رہو

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

یہ کہ اللہ سخت عذاب والا ہے اور یہ کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہیں اوپر پیغمبر کے مگر پہنچا دینا

کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان (بھی) ہے ف۱۶ پیغمبر کے ذمے کچھ نہیں مگر (خدا کا حکم) پہنچا دینا ف۱۷

ف۱ یعنی اب جب کہ احرام کی حالت میں خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا منع کر دیا گیا ہے (قرطبی) ف۲ یہ اور اگلی آیات اس وقت نازل ہوئیں جب مسلمان حدیبیہ میں احرام باندھے ہوئے تھے اور خلاف معمول چھوٹے بڑے جنگلی جانور ان کے گھروں میں گھس آئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کے شکار سے منع فرمایا۔ (ابن کثیر) ف۳ حدیث میں ہے کہ محرم نہ تو کسی شکاری کی مدد کرے اور نہ اس شکار کا گوشت کھائے جو محرم کے لئے کیا گیا ہو (بخاری مسلم ابو داؤد) ہاں موذی جانوروں کو احرام کی حالت میں اور حرم کے اندر قتل کر سکتا ہے۔ (بخاری مسلم) ف۴ یعنی احرام کی حالت میں جیسا شکار مارے اسی کے مطابق نذرانہ دے خواہ وہ شکار بھول کر ہی کیوں نہ مارا ہو۔ حدیث میں ہے جو شخص احرام کی حالت میں شکار مار ڈالے اس کے ذمہ ایک مینڈھے کی قربانی ہے (ابو داؤد) اس جیسے جانور سے مراد یہ ہے کہ تن و توش میں اسی سے ملتا جلتا ہو۔ جمہور ائمہ کا یہی مسلک ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قیمت میں ملتا جلتا مراد ہے (شوکانی)

ف۵ یعنی اس کا بدل تجویز کر دیں کہ فلاں جانور اس شکار کے برابر ہو سکتا ہے (وحیدی)

ف۶ یعنی اس نذرانہ کو مکہ معظمہ میں لے جا کر ذبح کیا جائے اور وہیں اس کا گوشت مسکینوں میں تقسیم کیا جائے اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ اس آیت میں اَوْ تخییر کے لئے ہے یعنی شکار کرنے والے کو اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو کفارہ چاہے ادا کر دے اکثر ائمہ کا یہی مسلک ہے جن میں ائمہ ثلاثہ بھی شامل ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی زمانہ جاہلیت میں یا اس حکم کے آنے سے پہلے احرام کی حالت میں جو شکار تم کر چکے ہو اسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اب اس کا بدلہ دینا ضروری نہیں ہے۔ (کبیر)

ف۹ یعنی احرام کی حالت میں شکار کرے۔

ف۱۰ یعنی جہاں تم پڑے ہوئے ہو وہاں بھی کھا سکتے ہو اور زاد راہ بھی بنا سکتے ہو البحر سے مراد پانی ہے اور اس میں سمندر اور غیر سمندر سب برابر ہیں یہاں شکار سے وہ مچھلی مراد ہے جو شکار کی جائے اور طعام سے مراد وہ زندہ یا مردہ مچھلی ہے جسے سمندر کی موجیں کنارے پر پھینک دیں اکثر صحابہ نے اسکی یہی تفسیر کی ہے اس آیت سے جمہور علماء نے استدلال کیا ہے کہ سمندر کا مردہ جانور حلال ہے (ابن کثیر) اور متاعا لکم سے اشارہ فرما دیا ہے کہ یہ رخصت تمہارے فائدے کے لئے ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حج کے طفیل حلال ہوئی ہے (کذا فی الموضح)

ف۱۱ اوپر کی آیت میں محرم کے لئے شکار کو حرام قرار دیا اب اس آیت میں بتایا کہ جس طرح حرم کو اللہ تعالیٰ نے وحشی جانوروں اور پرندوں کے لئے سبب امن قرار دیا ہے اسی طرح اسے لوگوں کے لئے بھی جائے امن بنا دیا ہے اور دینوی اور اخروی سعادتوں کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔ (کبیر) یعنی اہل مکہ کی معاش کا مدار اسی پر ہے کہ لوگ دور دراز سے حج اور تجارت کے ارادے سے یہاں پہنچتے ہیں اور ہر قسم کی ضروریات ساتھ لاتے ہیں جس سے اہل مکہ رزق حاصل کرتے ہیں اور لوگ یہاں پہنچ کر امن و امان پاتے ہیں حتیٰ کہ جاہلیت میں بھی حرم کے اندر کوئی شخص اپنے باپ یا بیٹے کے قاتل تک کو کچھ نہ کہتا تھا اور عبادت و ثواب کے اعتبار سے بہترین جگہ ہے، الغرض یہ تمام چیزیں لوگوں کے قیام کا سبب ہیں۔ (کبیر۔ فتح القدیر)

ف۱۲ ادب والے مہینے چار ہیں، ذو القعدہ، ذو الحج، محرم اور رجب ان چار مہینوں میں لوگ امن سے سفر اور تجارت کرتے اور اپنے لئے سال بھر کا آذوقہ جمع کر لیتے اس اعتبار سے یہ مہینے بھی گویا لوگوں کی زندگی قائم رہنے کا ذریعہ ہیں۔ (کبیر)

ف۱۳ ان کا لوگوں کے لئے قیام کا سبب ہونا اس اعتبار سے ہے کہ ہدی کا گوشت مکہ کے فقراء میں تقسیم ہوتا اور ہدی اور قلادہ والے جانور کوئی شخص لے کر چلتا تو اس کا تمام عرب احترام کرتے۔ مقصد کعبہ کی عظمت کو بیان کرنا تھا اس کے بالتبع ان چیزوں کا بھی ذکر کر دیا کیونکہ ان کا تعلق بھی بیت اللہ (کعبہ) سے ہے (کبیر)

ف۱۴ یعنی یہ کہ اس نے ان چیزوں کو قیام کا سبب بنایا ہے۔ ف۱۵ یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی تمام تفصیلات جانتا ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ تمہاری دینی و معاشی مصلحتیں کس چیز میں ہیں اور کس چیز میں نہیں۔

ف۱۶ لہٰذا تم ایک طرف اس کے عذاب سے بھی پناہ مانگتے رہو اور دوسری طرف اس کی رحمت کے امیدوار بھی رہو، اصل ایمان یہ ہے کہ بندے پر خوف و رجاء کی حالت طاری رہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مومن کے خوف اور رجاء کو تولا جائے تو دونوں برابر نکلیں" (کبیر) ف۱۷ یعنی جب انہوں نے یہ حکم پہنچا دیا تو اپنا فریضہ ادا کر دیا اور تم پر حجت قائم ہو گئی اب کسی شخص کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی حرام اور حلال یا کافر اور مومن۔ اس میں ترغیب و ترہیب ہے (کبیر) ف۲ یعنی رزق حرام کی فراوانی اور اس پر عیش و عشرت گو بظاہر کتنی ہی خوش کن کیوں نہ ہو مگر انسان کو چاہیئے کہ رزق حلال پر قناعت کرے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی حقیر اور کم کیوں نہ ہو۔ ف۳ یعنی بلاضرورت سوال کرو گے اور تمہاری مصلحت کے خلاف اس کا حکم اتر آیا تو خواہ مخواہ مشکل میں پڑ جاؤ گے اور پھر بجا نہ لانے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان قرار پاؤ گے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ

اور اللہ جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو تم اور جو چھپاتے ہو تم کہہ نہیں برابر ہوتا ناپاک اور پاک

اور اللہ تم جانتا ہے جو تم کھولتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو (تو اس کے سامنے نفاق نہیں چلنے کا) (اے پیغمبرؐ) کہہ دے گندا اور ستھرا برابر نہیں ف۱

وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۳ / ۲

اور اگرچہ خوش لگے تجھ کو بہتات ناپاک کی پس ڈرو اللہ سے اے صاحبو عقل کے تا کہ تم فلاح پاؤ

اگرچہ گندے کا بہت ہونا تم کو اچھا معلوم ہو ف۲ تو عقل والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم اپنی مراد کو پہنچو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پوچھا کرو ان چیزوں سے کہ اگر ظاہر کی جاویں واسطے تمہارے ناخوش لگیں تم کو اور اگر سوال کرو گے

مسلمانو ایسی باتیں مت پوچھو جو اگر بیان کی جائیں تم سے تو تم کو بری لگیں (جن کا کھولنا تم کو برا لگے) ف۳ اور اگر ایسے وقت میں پوچھو گے

عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۗ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

ان سے جب کہ اتارا جاتا ہے قرآن ظاہر کیا جاوے گا واسطے تمہارے معاف کیا اللہ نے ان سے اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے

جب قرآن اتر رہا ہے (اور پیغمبرؐ زندہ ہیں) تو (خواہ مخواہ) تم سے بیان کی جائیں گی (اب تو جو تم پوچھ چکے) ف۴ اللہ نے اس سے درگذر کی اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے ؟

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ

تحقیق پوچھا تھا ان کو ایک قوم نے پہلے تم سے پھر ہو گئے ساتھ اس کے کافر نہیں حرام مقرر کیے اللہ نے

دیکھتا ہے پر جلدی سزا نہیں دیتا) ایسی باتیں کچھ لوگ تم سے پہلے (اپنے پیغمبروں سے) پوچھ چکے ہیں پھر (جب بتا دی گئیں) تو ان پر نہ چلے ف۶ اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں

بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى

کان پھٹے اور نہ سانڈھ اور نہ اونٹنی سے اونٹنی ملنے والی اور نہ دس بچے جنانے والا اونٹ اور لیکن وہ لوگ کہ کافر ہیں باندھ لیتے ہیں اوپر

دیا بحیرہ کا اور نہ سائبہ کا اور نہ وصیلہ کا اور نہ حام کا لیکن کافر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں

اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ

اللہ کے جھوٹ اور بہت ان کے نہیں سمجھتے اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے آؤ طرف اس چیز کی کہ اتاری ہے

اور بہتیرے ان میں عقل نہیں رکھتے ف۷ اور جب ان سے (یعنی ان کافروں سے) کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو اتارا (یعنی قرآن شریف) اس کی

اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

اللہ نے اور طرف رسول کی کہتے ہیں کفایت ہے ہم کو جو کچھ کہ پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو کیا اگرچہ تھے باپ ان کے

اور پیغمبرؐ کی طرف آجاؤ (یعنی قرآن و حدیث پر عمل کرو) تو کہتے ہیں ہم کو تو وہی طریق بس ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا بھلا اگر ان کے باپ دادے نرے بے علم

لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا

نہ جانتے کچھ اور نہ راہ پاتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے ذمے پر لو جانوں اپنی کو لیے قائم

اور گمراہ ہوں (تب بھی یہ انہیں کی پیروی کریں گے) ف۸ مسلمانو تم اپنے تئیں سنبھالو اگر تم

يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

رہو احکام الٰہی پر نہ ضرر کرے گا تم کو جو کوئی گمراہ ہو جاوے جب راہ پاؤ تم طرف خدا کی ہے پھر جانا تمہارا سب کا پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس کے جو تھے

راہ پر رہو تو کسی کی گمراہی سے تمہارا نقصان نہ ہوگا تم سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ جانا ہے وہ تم کو جو تم کرتے تھے (اس کا بدلہ دے

ف۴ اور اس طرح تم بہت سی چیزوں کو اپنے اوپر فرض قرار دے لیتے، اس بنا پر متعدد روایات میں آنحضرتؐ نے کثرت سوال سے منع فرمایا ہے ایک موقع پر آپ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس کے سوال کے سبب کوئی ایسی چیز حرام ہوگئی جو پہلے حرام نہ تھی۔ (دیکھئے بقرہ آیت ۱۰۸) (ابن کثیر)

ف۵ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ اللہ کی رحمت اور معافی ہے کہ اس نے ان چیزوں کو بیان نہیں کیا اور تمہارے لئے ان کے ذکر نے اور نہ کرنے کی گنجائش باقی چھوڑ دی۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۶ یہ بنی اسرائیل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ان کا حال یہ تھا کہ اپنے انبیا سے ایک چیز خواہ مخواہ کرید کرید کر دریافت کرتے اور جب وہ حرام قرار دے دی جاتی تو اس سے باز نہ آتے اور فرض قرار دے دی جاتی تو بجا نہ لاتے، اس طرح دونوں حالتوں میں نافرمان ٹھہرتے یہ ساری آفت بلاضرورت کثرت سوال سے آتی ان کی اس روش کی متعدد مثالیں سورہ بقرہ میں گزر چکی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ جب آیت: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران ۹۷) نازل ہوئی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کیا حج ہر سال فرض ہے، اس نے یہی سوال دو تین مرتبہ کیا مگر آنحضرتؐ نے کوئی جواب نہ دیا پھر فرمایا کہ اگر میں نعم (ہاں) کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم بجا نہ لاتے تو کافر ہو جاتے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا الخ (ابن کثیر)

ف۷ اوپر کی آیتوں میں ایسی باتوں کے متعلق کرید اور سوال سے منع فرمایا ہے جن کے لوگ مکلف نہ ہوں، اب اس آیت میں ایسے امور اپنے اوپر لازم کر لینے سے منع فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم نہ ہوں۔ (کبیر) اہل عرب زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے پھر ان سے انتفاع حرام سمجھتے یہاں چار قسم کے جانور بیان کئے ہیں۔ بحیرۃ۔ وہ اونٹنی جو پانچ بچے دے چکنے کے بعد چھٹی مرتبہ نر بچے کو جنم دیتی تو اس کا کان چیر کر چھوڑ دیتے۔ سائبۃ وہ اونٹنی جو کسی بیماری سے شفایاب ہونے یا کسی مراد کے پورا ہونے پر بطور نذرانہ بتوں کے نام پر چھوڑ دی جاتی۔ وصیلۃ وہ بکری جو نر اور مادہ کو جنم دیتی تو نر کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اسے وصیلہ کہتے، حام، اسی نسل کشی کے اونٹ کو کہتے ہیں جس کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو جاتے اسے بھی بتوں کے نام پر کھلا چھوڑ دیتے، تفاسیر میں ان کی دوسری تشریحات بھی مذکور ہیں۔ (ابن کثیر۔ کبیر) ف۸ اس آیت میں روئے سخن گو مشرکین اہل عرب کی طرف ہے مگر آیت اپنے عموم کے اعتبار سے تمام ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے جو نظر و استدلال اور حق سے اعراض کر کے اپنے باپ دادا کے رسم و رواج یا مذہبی پیشواؤں کی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں ایسے لوگوں کی مذمت کی ہے (نیز دیکھئے بقرہ آیت ۱۷۰)

ف۱ یعنی شرائع و احکام کی اس قدر وضاحت اور بار بار ترغیب و ترہیب کے باوجود اگر یہ لوگ اپنی جہالت پر اصرار کریں تو تم اُن کی گمراہی اور جہالت کی پروا نہ کرو خود کو ٹھیک رکھو تو ان لوگوں کی جہالت کا تم پر کوئی وبال نہ ہوگا۔ (کبیر) بعض نے اس آیت سے یہ سمجھ لیا ہے کہ انسان بس اپنی نجات کی فکر کرے دوسروں کی اصلاح کی ضرورت نہیں ہے، چنانچہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا "لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کا غلط مطلب لیتے ہو۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ بُرائی کو دیکھیں اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب میں سب کو گرفتار کرے۔ (کبیر۔ ابن کثیر) بس آیت کا مطلب یہ ہے کہ باوجود امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لوگ باز نہ آئیں تو ایسی صورت میں ان لوگوں (امر بالمعروف کرنے والوں) پر کچھ بوجھ نہیں ہوگا (ابن کثیر)

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

تم کرتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو گواہی درمیان تمہارے جب حاضر ہو ایک کسی کو تم میں سے موت وقت

کیا کرتے تھے ۔ مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے تو وصیت کے وقت آپس کی گواہی تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے یا عزیزوں میں سے) دو معتبر

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي

وصیت کے دو شخص ہیں صاحب اعتبار تم میں سے یا اور دو سوائے تمہارے اگر تم چلتے ہو بیچ

شخصوں کی ہونا چاہیئے ف۲ یا اگر تم سفر میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت آ لگے تو غیر

الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

زمین کے پس پہنچے تم کو مصیبت موت کی بند کر رکھو ان دونوں کو پیچھے نماز کے یعنی نماز عصر کے پس قسم کھاویں دونوں

ہی (یعنی کافر یا جن سے قرابت نہ ہو) دو شخص سہی ف۳ (پھر جب یہ دونوں گواہ وارثوں کے پاس آویں اور وارثو تم (میں سے کسی) کو شک پیدا ہو تو (عصر کی) نماز

بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ

ساتھ اللہ کے اگر شک میں پڑو تم نہ مول لیویں گے ہم بدلے اس قسم کے کچھ مول اور اگرچہ ہو صاحب قرابت اور نہ چھپاویں گے ہم گواہی اللہ کی

بعد اُن دونوں گواہوں کو کھڑا کرو ف۴ وہ اللہ کی قسم کھائیں ہم کو اس گواہی (یا قسم سے یا اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے) دنیا کما نا منظور نہیں ہے گو جس کے لیے ہم گواہی دیں (یا قسم کھائیں) وہ

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓي اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

تحقیق ہم اس وقت البتہ گنہگاروں سے ہیں پس اگر خبر ہوئی اُوپر اس بات کے کہ ان دونوں نے حق ثابت کیا ہے گناہ سے پس اور دو شخص کھڑے ہوویں

ایسا کریں تو بیشک ہم (خدا کے) قصوروار ہیں ف۵ پھر اگر معلوم ہو کہ انہوں نے اپنے تئیں گنہگار کیا تو وہ دو گواہ انکی جگہ کھڑے ہوں جن کو (میت کے) بہت نزدیک

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ

جگہ اُن کی اُن لوگوں میں سے کہ حق ثابت کیا تھا اُوپر ان کے انہوں نے جو نزدیک ان کے تھے پس قسم کھاویں ساتھ اللہ کے کہ البتہ گواہی ہماری

کے دو رشتہ داروں نے گواہی کے لائق سمجھا ہو ف۶ اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی پہلے دونوں گواہوں کی

مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ڮ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ

بہت سچی ہے گواہی ان دونوں کی سے اور نہیں حد سے نکل گئے ہم تحقیق ہم اس وقت البتہ ظالموں سے ہیں یعنی مرتے وقت یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ لے آویں گواہی

گواہی سے زیادہ معتبر ہے اور ہم نے کوئی ناحق بات نہیں کہی۔ ایسا کیا ہو تو بیشک ہم گنہگار ہیں۔ اس (تدبیر سے جو اُوپر بیان ہوئی) یا تو ٹھیک ٹھیک گواہی دینے کی زیادہ امید

عَلٰي وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ

اُوپر طرح اس کی کے یا ڈریں یہ کہ پھیری جاویں گی قسمیں پیچھے قسموں ان کی کے اور ڈرو اللہ سے اور سنو ف۹ اور اللہ

ہوگی (یعنی جیسی کی ویسی اور جوں کی توں) یا یہ ہوگا کہ وہ (یعنی وصی اور گواہ) ڈریں گے ایسا نہ ہو ہماری قسم کھانے کے بعد پھر (وارثوں کو) قسم دی جائے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کا حکم) سنو اور

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ

نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو جس دن اکٹھا کرے گا اللہ پیغمبروں کو پس کہے گا کیا جواب دیئے گئے تھے تم

اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت پر نہیں لگاتا (اے پیغمبر اس دن کو یاد کر) جس دن اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو اپنے سامنے اکٹھا کریگا (یعنی قیامت کے دن) پھر فرمائیگا تم کو (اپنی اپنی اُمّت کی

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

کہیں گے نہیں علم ہم کو تحقیق تو ہی ہے جاننے والا غیبوں کا جس وقت کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے

طرف سے) کیا کیا جواب ملا ف۱۱ وہ عرض کریں گے ہم کو کیا معلوم تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے ف۱۲ اس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا مریم کے بیٹے عیسیٰ میں نے جو (دنیا

ع ۱۴ / ۸

ف۲ یعنی دو دیندار اور راست باز و قابل اعتماد شخصوں کی۔

ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کسی کافر کو اپنے معاملہ میں اسی وقت شاہد بنا سکتا ہے جب مسلمان گواہ بننے کے لئے میسر نہ ہوں بعض صحابہ اور تابعین کا یہی مسلک ہے اور امام رازی فرماتے ہیں کہ او من غیرکم کی تفسیر غیر مسلم سے کرنا سیاق آیت کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ (کبیر۔ شوکانی)

ف۴ یا کسی بھی نماز کے بعد لیکن اکثر علماء عصر کی نماز کے بعد ہی کے قائل ہیں کیونکہ اس وقت جھوٹی شہادت دینے والے پر اللہ تعالےٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۵ خلاصہ یہ کہ مسلمان کو چاہیئے کہ مرتے وقت اپنی وصیت پر دو معتبر مسلمانوں کو گواہ بنائے لیکن سفر کی حالت میں مسلمان گواہ نہ مل سکیں تو کافروں کو بھی گواہ بنا سکتا ہے پھر اگر ان کافروں کی گواہی کے متعلق شبہ پیدا ہو جائے تو عصر کی نماز کے بعد ان سے اس گواہی پر حلف لیا جا سکتا ہے اس کے بعد بھی اگر کسی طور معلوم ہو جائے کہ انھوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے یا خیانت کا ارتکاب کیا ہے تو میت کے وارثوں میں سے دو آدمی جو سب سے زیادہ قریبی عزیز ہوں ان کے خلاف حلف اٹھا کر اپنا حق وصول کر سکتے ہیں۔ (فتح القدیر)

ف۶ یعنی انھوں نے جھوٹی گواہی دی یا جھوٹی قسم کھائی یا خیانت کا ارتکاب کیا۔ (شوکانی)

ف۷ مترجم لکھتے ہیں کہ یہ ترجمہ قرأت حفص پر ہے لیکن اکثر نے یوں ترجمہ کیا ہے، تو ان کی جگہ دو اور شخص ان لوگوں میں سے (گواہی کے لئے) کھڑے ہوں جن کا حق پہلے دو گواہوں نے دبایا ہے یعنی میت کے قریبی رشتہ داروں میں سے اس لئے کہ وہ گواہی دینے اور قسم کھانے کے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہیں۔ (کذا فی شوکانی) میت کے وارثوں سے قسم اس لئے لی گئی کہ ان کافروں نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مسروقہ پیالہ مرنے والے نے ہمارے ہاتھ بیچ ڈالا تھا اور وارث اس بیع سے انکار کرتے تھے اور مدعی کے پاس گواہ موجود نہ تھے اس لئے منکر (وارثوں) پر قسم عائد کی گئی۔ (کبیر)

ف۸ اس آیت میں اظہار کو شہادت فرمایا ہے مدعی اظہار کرے یا مدعا علیہ جیسے اقرار کو کہہ دیتے ہیں کہ اس نے اپنی جان پر شہادت دی (کذا فی الموضح)

ف۹ لہٰذا جھوٹی قسم نہ کھاؤ اور وصیت میں کسی وارث کی حق تلفی نہ کرو (شوکانی) آیت کی شان نزول میں مذکور ہے کہ ایک مسلمان (بدیل) اور دو نصرانی تمیم داری اور عدی ایک سفر پر گئے بدیل بیمار پڑ گیا اور اس نے اپنے سامان کی فہرست بنا کر اس میں رکھ دی اور سامان اپنے نصرانی ساتھیوں کے سپرد کر دیا کہ میرے وارثوں کو پہنچا دینا۔ ان نصرانیوں نے اس سامان میں سے چاندی کا ایک جام (پیالہ) اڑا لیا وہ پیالہ مکہ میں پکڑا گیا، وارثوں نے آنحضرتؐ کے حضور دعویٰ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی آخر وارثوں نے قسم کھا کر اس پیالے کی قیمت وصول کر لی۔ (ملخصاً از ابن کثیر)

ف۱۰ شرائع اور احکام کا ذکر کرنے کے بعد اب قیامت کے بعض احوال ذکر فرما دیئے تاکہ نافرمانی کرنے والوں کو زجر اور تنبیہ ہو (کبیر) مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز پیغمبروں سے سوال ہوگا کہ جو دعوت تم نے دی تمہاری امتوں نے اسے کس حد تک قبول کیا پیغمبروں سے یہ سوال امتوں کو زجر و ملامت کے لئے ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ یعنی ہم تو صرف ان کے ظاہری جواب کی حد تک واقف ہیں جو ہماری زندگی میں انہوں نے دیا اور اسی کے متعلق پیغمبر شہادت بھی دیں گے (دیکھیئے سورہ نساء آیت ۴۱ و بقرہ۔ ۱۴۳) باقی رہا کہ فی الحقیقت ہماری دعوت کو دل سے قبول کیا یا نہیں اور ہمارے بعد ہماری امتیں کہاں تک اس پر ثابت قدم رہیں تو اس کا علم تیرے سوا کسی کو نہیں، پس بحمد اللہ آیات میں تعارض نہیں ہے (کذا فی الکبیر) حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ ان کو سنایا جو مغرور ہیں پیغمبروں کی شفاعت پر تاکہ معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی کسی کے دل پر گواہی نہیں دیتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا (کذا فی الموضح)

ف۱۲ چونکہ پیغمبروں سے سوال امتوں کے سرکش لوگوں کی زجر و توبیخ کے لئے ہوگا اور سب سے زیادہ ملامت کے لائق نصاریٰ ہونگے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو الوہیت کا مقام دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیوی اور اولاد ثابت کی تھی تعالی اللہ عن ذالک اس بنا پر تمام پیغمبروں کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ پر اللہ تعالیٰ اپنے انعامات بیان فرمائیں گے اور پھر ان سے سوال ہوگا اس سے مقصد عیسائیوں کی تردید ہے۔ (کبیر)

اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ

یاد کر نعمت میری اوپر اپنے اور اوپر ماں اپنی کے جس وقت کہ قوت دی میں نے تجھ کو ساتھ جان پاک کے باتیں کرتا تھا تو لوگوں سے

میں) تجھ پر اور تیری ماں پر احسان کیا تھا وہ یاد کر جب میں نے روح القدس سے تیری مدد کی تھی وا تو لوگوں سے گود میں رہ کر اور

فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۖ وَإِذْ

بیچ جھولے کے اور ادھیڑ اور جس وقت کہ سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جس وقت

بڑے ہو کر (یکساں) باتیں کرتا اور جب میں نے تجھ کو کتابت (لکھنا) اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھلائی اور جب تو

تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي ۖ

بناتا تھا تو مٹی سے جیسے صورت جانور کی ساتھ حکم میرے کے پس پھونکتا تھا بیچ اس کے پس ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے

مٹی سے چڑیا کی صورت بناتا وٓ میرے حکم سے پھر اُس میں پھونک مارتا تو وہ (سچ مچ) میرے حکم سے چڑیا ہو جاتی

وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ

اور چنگا کرتا تھا مادر زاد اندھوں کو اور سفید داغ والوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت نکالتا تھا تو مُردوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت کہ

اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے چنگا کر دیتا اور جب تو میرے حکم سے مردوں کو (قبر سے زندہ) نکال دیتا وٓ اور جب میں

كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

بند کیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تھا تو ان کے پاس دلیلیں پس کہا ان لوگوں نے جو کافر تھے

نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا (وہ تجھ کو قتل نہ کر سکے) وٓ جب تو ان کے پاس معجزے لے کر آیا پھر جو اُن میں کافر تھے وہ کہنے لگے

مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٠﴾ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي

ان میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر اور جس وقت وحی بھیجی میں نے طرف حواریوں کی یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور

یہ تو کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے وٓ اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا وٓ کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر

وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿١١١﴾ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى

ساتھ پیغمبر میرے کے کہا انھوں نے ایمان لائے ہم اور شاہد رہ تو ساتھ اس کے کہ ہم مسلمان ہیں جس وقت کہا حواریوں نے اے عیسیٰ

ایمان لاؤ وہ کہنے لگے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم حکم بردار ہیں (اے پیغمبر) یاد کر جب حواریوں نے مریم کے بیٹے

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ

بیٹے مریم کے آیا کر سکتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ اُتارے اوپر ہمارے خوان آسمان سے کہا

عیسیٰ سے کہا کیا تیرے پروردگار سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتارے وٓ عیسیٰ نے کہا

اتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا

ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے کہا انھوں نے ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ کھاویں اس میں سے اور آرام پکڑیں دل ہمارے

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم میں ایمان ہے وٓ وہ کہنے لگے ہم کو خدا کی قدرت میں کوئی شبہ نہیں ہے نہ اسکا امتحان منظور ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس خوان میں سے کھائیں اور ہمارے

وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ابْنُ

اور جانیں ہم یہ کہ تحقیق سچ کہا تو نے ہم سے اور ہوویں ہم اوپر اس کے گواہوں سے کہا عیسیٰ بیٹے

دل تسلی پائیں اور ہم کو پورا یقین ہو جائے جو تم نے ہم سے کہا تھا وہ سچ ہے وٓ اور ہم اس نشانی پر گواہ رہیں وٓ (اس وقت) مریم کے بیٹے عیسیٰ نے

وٓ یعنی حضرت جبریلؑ کو تمہاری نصرت و تائید کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ وٓ یہاں "خلق" کا لفظ صرف ظاہری شکل و صورت بنانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تصویر بنانے والوں سے فرمائے گا، اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ کہ تم نے جو خلق کیا اسے زندہ کرو۔ پیدا کرنے اور زندگی دینے کے معنی میں خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ (دیکھئے آل عمران آیت ۴۹) وٓ اس آیت میں "بِاِذْنِي" (میرے حکم سے) کا لفظ چار مرتبہ آیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو حضرت عیسیٰؑ یہ معجزات نہ دکھا سکتے تھے اور یہی حال ہر نبی کے معجزات کا ہے

وٓ بدبخت اتنا نہ سمجھ سکے کہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفایاب اور مُردے کو زندہ کرنا کسی جادوگر کے لئے ممکن نہیں چاہے وہ جادو میں کتنا ہی کمال، کیوں نہ رکھتا ہو اور یوں بھی جادو کرنا اور کرانا فاسق و بدکار قسم کے لوگوں کا کام ہے حالانکہ وہ خود دیکھ رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ انہیں اللہ کی اطاعت اور عبادت کا حکم دیتے تھے (از وحیدی) سچ ہے کل ذی نعمۃ محسود کہ ہر صاحب نعمت پر لوگ حسد کرتے ہیں۔ (کبیر)

وٓ یہودیوں نے جس طرح حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے کی سازش کی اور پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے شر سے محفوظ رکھا اور انہیں اپنی طرف اٹھالیا اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (سورۂ آل عمران آیت ۵۵ و نساء آیت ۱۵۸)

وٓ "حواریوں" کے قریب قریب وہی معنی ہیں جو ہمارے ہاں "انصار" کے ہیں اور ان سے مراد حضرت عیسیٰ کی دعوت قبول کرنے والے ہیں ان کی تعداد بارہ تھی بائیبل میں عموماً ان کے لئے شاگردوں کا لفظ استعمال ہوا ہے، بعض نے لکھا ہے کہ یہ بھی نبی تھے اس صورت میں وحی کا لفظ معروف معنی میں استعمال ہوا ہے اور اگر یہ مان لیں کہ وہ نبی نہیں تھے تو "وحی" کا لفظ صرف الہام کے معنی میں ہے جو غیر انبیاء کو بھی ہوتا رہتا ہے۔ (کبیر)

وٓ حواری اللہ و رسول پر ایمان رکھتے تھے جیسا کہ اوپر کی آیت میں مذکور ہے اس لئے ان کا یہ سوال اللہ کی قدرت پر شک و شبہ کے طور پر نہ تھا بلکہ دلی اطمینان حاصل کرنے کے لئے تھا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے مُردوں کو زندہ کرنے کے متعلق سوال کیا تھا۔ (ابن کثیر)

وٓ کیونکہ ایسے معجزات تعیین کے ساتھ طلب کرنا تحکم اور تعنت کے مترادف ہے (کبیر) یا یہ کہ اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو اور اسے مائدہ کے حصول کا ذریعہ بناؤ۔ جیسے فرمایا: وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (الطلاق) یعنی جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا (ابن کثیر) حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں: فرمایا "ڈرو اللہ سے" یعنی بندہ کو چاہیے کہ اللہ کو نہ آزماوے کہ میرا کہا مانتا ہے یا نہیں اگرچہ خداوند رب تعالیٰ بہتیری مہربانی فرماتا ہے (از موضح)

وٓ یعنی ہم یہ مائدہ محض معجزہ ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ چند امور کے پیش نظر طلب کر رہے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہم بھوکے ہیں یا برکت کے لئے کچھ کھانا چاہتے ہیں۔ (کبیر)

وٓ یعنی یہ کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی برکت کی امید پر مانگتے ہیں اور معجزہ ہمیشہ مشہور رہے آزمانے کو نہیں۔ (از موضح) وٓ یعنی بنی اسرائیل کے سامنے ہم آپ کے سچا رسول ہونے کی گواہی دے سکیں۔

ف۱ یعنی تیری توحید اور تیرے نبی کی صحتِ رسالت پر دلیل قائم ہو۔ (کبیر) امام رازیؒ لکھتے ہیں: وہ خوان یکشنبہ کو اُترا۔ وہ نصاریٰ کی عید ہے جیسے ہمارے لیے یوم جمعہ۔ (کذا فی الموضح) ف۲ یعنی تیرے سوا کوئی روزی دینے والا نہیں۔

ف۳ علما کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ خوان اترا یا نہیں؟ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ وہ اترا اور یہی بات صحیح بھی ہے۔ (شوکانی) لیکن نظم قرآن دونوں کو محتمل ہے کسی ایک معنی میں صاف نہیں رہی، حدیث عمار جس میں ہے کہ مائدہ نازل ہوا سو اس کا وقف صحیح ہے۔ (ترجمان) باقی رہے یہ کوائف کہ خوان کیسے اترا۔ کتنا بڑا تھا اور اس پر کون کون سے کھانے تھے تو اس بارے میں کوئی بات بھی صحت کے ساتھ ثابت نہیں۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

مریم کے نے یا اللہ پروردگار ہمارے اُتار اوپر ہمارے خوان آسمان سے ہووے واسطے ہمارے عید اوّل ہمارے کو

(دعا کی) کہا یا اللہ مالک ہمارے آسمان سے کھانے کا ایک خوان ہم پر اُتار اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی عید ہو اور

وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا

اور آخر ہمارے کو اور نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہم کو اور تو بہتر رزق دینے والا ہے کہا اللہ نے تحقیق میں اتارنے والا ہوں اس کو

تیری (قدرت کی) ایک نشانی ہو ف۱ اور ہم کو روزی دے تو بہتر روزی دینے والا ہے ف۲ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں (اتارنے کو تو) یہ خوان تم پر اتاروں گا

عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ

اُوپر تمہارے پس جو کوئی کفر کرے پیچھے اس کے تم میں سے تحقیق میں عذاب کروں گا اس کو وہ عذاب کہ نہ عذاب کروں گا میں وہ کسی کو

لیکن پھر جو کوئی تم میں سے ناشکری کرے اور میرا حکم نہ مانے) تو اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب سارے جہان میں کسی کو نہیں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ

عالموں سے اور جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسے بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو پکڑو مجھ کو

دینے کا ف۴ اور (اے پیغمبر وہ وقت بھی یاد کر) جب (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ فرمائے گا مریم کے بیٹے عیسے کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھ کو اور میری

وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا

اور ماں میری کو دو معبود ورے اللہ سے کہے گا پاکی ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے یہ کہ کہوں میں وہ چیز

ماں کو اللہ کے سوا خدا بنا لو ف۵ وہ کہے گا تو پاک ہے ف۶ مجھ سے کہیں ہو سکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جو ناحق

لَيْسَ لِىْ ۗ بِحَقٍّ ۗؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۗ تَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِىْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِىْ

کہ نہیں واسطے میرے حق اگر میں نے کہا ہوگا یہ اُن کو پس تحقیق جانتا ہوگا تو اُس کو جانتا ہے جو کچھ بیچ جی میرے کے ہے اور نہیں جانتا جو کچھ بیچ

ہے ف۷ اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگی ف۸ تو تو میرے دل کی بات جانتا ہے ف۹ اور (البتہ) میں تیرے دل کی بات نہیں

نَفْسِكَ ۗ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا

جی تیرے کے ہے تحقیق تو ہی جاننے والا ہے غیبوں کا نہیں کہا میں نے واسطے ان کے مگر جو کچھ حکم کیا تھا تو نے مجھ کو ساتھ اسکے یہ کہ عبادت کرو

جانتا بیشک تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے ف۱۰ میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جو تو نے مجھ کو حکم دیا تھا اور کچھ نہیں یعنے اللہ تعالیٰ کو پوجو جو

اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ

اللہ پروردگار میرے کو اور پروردگار اپنے کو اور تھا میں اُوپر اُن کے شاہد جب تک رہا میں بیچ ان کے پس جب قبض کیا تو نے مجھ کو تھا

میرا مالک ہے اور تمہارا (بھی) مالک ہے ف۱۱ اور جب تک میں اُن میں رہا اُن کا حال دیکھتا رہا پھر جب تو نے مجھ کو اپنے پاس اٹھا لیا ف۱۲ (آسمان پر بلا لیا) تو تو ہی

اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۗ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١١٧﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

تو ہی نگہبان اُوپر ان کے اور تو اُوپر ہر چیز کے گواہ ہے اگر عذاب کرے گا تو اُن کو پس تحقیق وہ

اُن کا نگہبان رہا اور سب چیزیں تیرے سامنے ہیں (تجھے سب چیزوں کی خبر ہے) ف۱۳ اگر تو اُن کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں (تو جو چاہے وہ کر سکتا ہے)

عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ

بندے تیرے ہیں اور اگر بخش دے تو ان کو پس تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا کہے گا اللہ یہ دن ہے کہ

تیرے ملک ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے (یہ بھی ممکن ہے) کیونکہ تو زبردست ہے حکمت والا ف۱۴ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہی دن تو وہ دن ہے جب سچوں

ف۴ یہ عذاب دنیا میں بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمار کی حدیث میں ہے کہ خوان کے اترنے کے بعد انہوں نے ناشکری اور خیانت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا۔ (دیکھئے آیت ۸۰) اور آخرت میں بھی جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ تین قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ہوگا، منافقین(۱)، اصحاب مائدہ میں سے جنہوں نے کفر کیا اور آلِ فرعون دیکھئے نساء آیت ۱۴۵ (ابن کثیر) حضرت شاہ صاحب اپنے فوائد میں لکھتے ہیں شاید حضرت عیسیٰ کی اس دعا کا اثر ہے کہ اس کی امت میں آسودگی مال ہمیشہ رہی اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں مسلمانوں کے لئے عبرت ہے کہ اپنا مدعا خرقِ عادت کی راہ سے طلب نہ کریں کیونکہ اس کی شکرگزاری بہت مشکل ہے اسباب ظاہری پر قناعت کریں تو بہتر ہے اس قصہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے مراتب (کی) پیش نہیں جاتی۔ (ماخوذ از موضح)

ف۵ اس کا تعلق اوپر کی آیت «اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ» کے ساتھ ہے گویا پہلے بطور تمہید حضرت عیسیٰ پر اپنے انعامات شمار کئے ہیں اور اب اصل مقصد شروع ہوا ہے یہ مخاطبہ قیامت کے دن ہوگا بعض نے کہا ہے کہ حضرت عیسےٰ کو آسمان پر اٹھانے کے بعد یہ مکالمہ ہو چکا ہے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ ابتدا میں آیت «يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ» اور آخر میں «هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ» جن سے یقیناً قیامت کا دن مراد ہے (کبیر۔ قرطبی) اس سے غرض بھی نصاریٰ کو توبیخ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یہ کوئی شریک نہیں پھر بھلا میں اور میری والدہ تیرے شریک کیسے ہو سکتے ہیں۔

ف۷ یعنی میں تو تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں پھر بندے کی کیا مجال کہ اپنے آقا کے مقابلہ میں خدائی کا دعویٰ کرے۔

ف۸ یعنی بالفرض میں نے ایسی کوئی بات کہی بھی ہو تو تجھے اس کا ضرور علم ہوگا کیونکہ تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی

ف۹ تو زبان سے نکلی ہوئی بات کیوں نہ جانے گا!

ف۱۰ تیرے سوا کسی کو علم غیب نہیں جس بندے کے پاس جو بھی علم ہے وہ سب تیرا ہی عطا کردہ ہے اور کسی کا علم تیرے علم کے مقابلہ میں اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتا جتنی سمندر کے مقابلہ میں پانی کا ایک قطرہ۔

ف۱۱ یعنی صرف اللہ ہی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے!

ف۱۲ لفظ وفات قرآن پاک میں تین معنی میں آیا ہے، ایک موت جیسے اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (الزمر) دوسرے خواب جیسے هُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ (انعام)۔ تیسرے رفع۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے دیکھئے آل عمران آیت ۵۵ والنساء آیت ۱۵۸۔ (ترجمان نواب)

ف۱۳ یعنی ان میں میری موجودگی کے وقت بھی تو ہی شہید تھا اور میرے الگ ہونے کے بعد بھی تو ہی شہید ہے شہید اسمائے حسنیٰ سے ہے اور شہید بمعنی رویت وعلم بھی ہو سکتا ہے۔ اور شہادت باعتبار کلام بھی مراد ہو سکتی ہے۔ (رازی) مگر دوسروں کے حق میں مطلق شہید یا شاہد کا لفظ (جب کہ کوئی خاص قرینہ نہ ہو) شہادت بالکلام کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ (م - ع)

ف۱۴ یعنی تعذیب ومغفران دونوں پر تجھے پوری قدرت حاصل ہے کہ ان سے جو سلوک کرنا چاہے کرے اور تیرا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں، ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بعض لوگوں کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے آپ کے اصحابی فرمائیں گے مگر آپ کو بتایا جائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے مرنے کے بعد انہوں نے دین کو بدل ڈالا تو یہ سن کر آنحضرت بھی یہی عرض کریں گے۔ «وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا» اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناحق لوگوں کی بھی شفاعت ہوگی۔ (قرطبی۔ رازی)

يَنفَعُ الصّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ

فائدہ دیوے گا سچوں کو سچ اُن کا واسطے اُن کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہیں گے بیچ

کو اُن کی سچائی کام آئے گی ف۱ اُن کے لیے باغ ہیں جن کے تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے

فِيهَآ أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

ان کے ہمیشہ راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اس سے یہی ہے مراد پانا بڑا واسطے اللہ کے ہے بادشاہی

اللہ تعالیٰ اُن سے خوش وہ اللہ تعالیٰ سے خوش یہ (یعنے جنت کا ملنا اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا) بڑی مراد پانا ہے ف۲ آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٢٠﴾ ع ۱۶ ۵ ۶

آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ بیچ ان کے ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

زمین اور ان کے بیچ میں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۳

سُورَةُ الْأَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ (۵۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۱۶۵ رکوعاتہا ۲۰

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان ف۴

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّورَ ۖ ثُمَّ

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندھیرا اور اُجالا پھر

اصل تعریف خدا تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور اجالا بنایا ف۵ پھر بھی کافر

الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضٰىٓ أَجَلًا ۖ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ پروردگار اپنے کے کسی کو برابر کرتے ہیں وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کی اجل

اپنے مالک کے ساتھ شرک کرتے ہیں ف۶ اُسی خدا نے تم کو مٹی سے بنایا ف۷ پھر ہر ایک شخص کی زندگی کی میعاد ٹھہرا دی

وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ۖ ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ ﴿٢﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ

اور ایک اجل مقرر کی ہوئی ہے نزدیک اس کے یعنی قیامت پھر تم شک کرتے ہو اور وہی ہے اللہ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے

اور ایک دوسرا وعدہ اُس کے پاس ٹھہر چکا ہے (یعنے قیامت کا وقت) پھر (بھی) تم اُس کی قدرت میں شک کرتے ہو ف۸ اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ﴿٣﴾ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيٰتِ

جانتا ہے پوشیدہ بولنا تمہارا اور پکار کر بولنا تمہارا اور جانتا ہے جو کچھ کماتے ہو تم اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی نشانیوں

تمہاری چھپی اور کھلی باتوں کو (سب جانتا ہے حالانکہ وہ آسمانوں کے اوپر ہے) اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے ف۹ اور ان کافروں کے پاس جب کوئی نشانی اُن کے مالک کی

رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤﴾ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۖ فَسَوْفَ

پروردگار ان کے سے مگر ہوتے ہیں اس سے منہ پھیرنے والے پس تحقیق جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس پس البتہ

نشانیوں میں سے آتی ہے تو اُس سے غافل ہو جاتے ہیں (اُس پر خیال نہیں کرتے) ف۱۰ انھوں نے سچ کو بھی جھٹلایا (یعنے قرآن کو یا حضرت محمدؐ کو) جب اُن کے پاس آیا

يَأْتِيهِمْ أَنۢبٰٓؤُا مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم

آویں گی ان کے پاس خبریں اس چیز کی کہ تھے وہ ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے کیا نہ دیکھا انہوں نے کتنے ہلاک کیے ہیں ہم نے پہلے ان سے

اب اُن کو اُس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی جس پر ہنستے رہے ہے ف۱۱ کیا اُن لوگوں نے (یعنے مکہ کے کافروں نے) یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی اُمتوں کو تباہ کر دیا

ف۱ یعنی دنیا میں جو لوگ اپنے ایمان و خلوص میں سچے تھے ان کا یہ صدق و خلوص آج (قیامت کے دن) ان کے کام آئے گا۔ (قرطبی) ف۲ اس کے مقابلے میں دنیا کی بڑی سے بڑی کامیابی کوئی وقعت نہیں رکھتی! ف۳ آخر سورۃ میں نصاریٰ کی تردید کے سلسلہ میں یہ خاتمہ نہایت ہی مناسب ہے یعنی وہی اکیلا تمام انسانوں کا خدا ہے اور خدا ہونے کا حق رکھتا ہے حضرت عیسٰیؑ، ان کی والدہ اور روح القدس سب اسی کے بندے ہیں جو کسی طرح اس کی خدائی میں شریک قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ (کبیر۔ ابن کثیر) اصل میں اس سورۃ کی ابتداء احکام شریعت کے بیان سے ہوئی اس کے بعد یہود اور نصاریٰ سے مناظرہ کا ذکر آیا اب آخر میں یہ آیت لاکر اشارہ فرما دیا کہ اس سورۃ میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ سارے کا سارا قطعی اور حجت ہے (کبیر)

ف۴ حضرت ابن عباس اور بعض دوسرے صحابہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری سورۃ انعام مکہ میں ایک ہی رات میں نازل ہوئی اور آنحضرتؐ نے اسی وقت کاتبین وحی کو بلوا کر لکھوا دی اس سورۃ کی فضیلت میں بہت سے تابعین سے روایات ثابت ہیں جن میں سے بعض مرفوع بھی ہیں، علما کا کہنا ہے کہ یہ سورۃ اصول عقائد کے اثبات اور مشرکین۔ اہل بدعت اور آخرت کا انکار کرنے والوں کے اقوال کے ابطال میں ایک اصل کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ پورے علم اصول (عقائد) پر حاوی ہے (شوکانی، کبیر)

ف۵ اس سے مقصود وجود صانع پر دلیل قائم کرنا ہے (رازی) اللہ تعالیٰ نے یہاں دونوں قسم کی چیزوں کا ذکر فرمایا ہے ایک زمین و آسمان جو جوہر ہیں اور دوسرے اندھیرا اور اجالا جو اعراض ہیں یعنی دوسری چیزوں کے ذریعہ قائم ہیں، مطلب یہ ہے کہ کائنات میں کوئی جوہر یا عرض نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کیا ہو اندھیرے اور اُجالے سے یہی رات اور دن مراد ہیں یا پھر نور ایمان اور ظلمات کفر (کذا فی القرطبی)

ف۶ یعنی جب ہر چیز کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ مشرکین اسے اپنا رب (پالنے والا) تسلیم بھی کرتے ہیں تو ان پر لازم تھا کہ عبادت بھی اسی کی کرتے مگر یہ دوسروں کو اس کے برابر گردانتے ہیں ان کے سامنے سجدے کرتے ہیں انکے نام کی نذریں چڑھاتے اور منتیں مانتے ہیں اور مشکلات میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں بلاشبہ ان کے اس اعتقاد اور عمل میں نہایت ہی تضاد ہے۔ (قرطبی، ابن کثیر)

ف۷ یعنی حضرت آدم کو باقی سب لوگ چونکہ آدم ہی کی اولاد ہیں اس لئے گویا سب مٹی سے پیدا ہوئے۔ (کذا فی القرطبی)

ف۸ میعاد یعنی فنا کا وقت مقرر کر دیا اور دوسرا وعدہ اس کے نزدیک قرار پا چکا ہے یعنی اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں پھر تم شک کرتے ہو یعنی اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جس نے ایک مشت خاک سے تم کو پیدا کیا وہ دوبارہ تم کو زندہ کر سکے گا۔ (وحیدی)

ف۹ اوپر کی آیتوں میں کمال قدرت کو ثابت کیا ہے، اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے کمال علم کا اثبات ہے علمائے سلف سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے تو عرش پر لیکن اس کا علم ہر جگہ ہے، صحابہ و تابعین اور اہل سنت کا یہی اعتقاد ہے صرف بعض بدعتی فرقے ہی اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کے منکر ہیں اور یہ گمراہوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ (وحیدی)

ف۱۰ اللہ کی آیات سے مراد وہ آیات بھی ہو سکتی ہیں جو انبیاء پر اترتی رہی ہیں جیسے معجزات اور قدرت کی نشانیاں بھی جیسے زلزلہ، قحط وغیرہ۔ ف۱۱ اوپر کی آیات میں توحید اور معاد کو ثابت کیا ہے اب اس آیت میں تقلید کا بطلان ثابت ہو رہا ہے۔ (رازی) جس چیز پر کفار ہنستے رہے، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ ہے جو اس نے قرآن میں دین اسلام کو غالب اور دشمنوں کو مغلوب کرنے کے متعلق کیا تھا، مطلب یہ ہے کہ اب تو یہ کفار اس وعدہ کو محض مذاق سمجھتے ہوتے اس پر ہنستے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن عنقریب مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا جائے گا اور پھر ایسے واقعات پیش آئیں گے جن سے یہ وعدہ حقیقت بن کر ان کے سامنے آجائے گا۔

ف۱ جیسے قوم نوح، عاد، ثمود وغیرہ، زجر کے بعد اب ان کو وعظ و نصیحت کی جارہی ہے۔ ف۲ یعنی ان کو تم سے بھی کہیں زیادہ قوت اور ساز و سامان دیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ دنیوی ساز و سامان دعوت حق کی قبولیت میں رکاوٹ بن گیا۔ ف۳ یعنی بارشوں اور نہروں کی وجہ سے ان کے باغ اور کھیت سرسبز و شاداب تھے اور عیش و خوش حالی کا دور دورہ تھا۔ ف۴ لیکن جب انہوں نے بغاوت و سرکشی پکڑ باندھی تو ہم نے ان کا نام و نشان مٹا دیا پھر ان کے بعد دوسری امتیں پیدا کیں، الغرض منکرین او مکذبین کے ساتھ یہی سلسلہ جاری رہا۔

مِنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ

قرنوں سے مقدور دیا تھا ہم نے ان کو بیچ زمین کے جو کچھ کہ مقدور نہ دیا تم کو اور بھیجا تھا ہم نے یعنی مینہ آسمان سے اوپر ان کے

ہم نے ان کو زمین میں ایسا جما یا تھا ف۲ کہ ویسا تم کو نہیں جمایا ف۲ اور آسمان سے ان پر موسلا دھار مینہ برسایا

مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا

برسنے والا اور کیں ہم نے نہریں چلتی ہیں نیچے ان کے سے پس ہلاک کیا ہم نے ان کو ساتھ گناہوں ان کے کے اور پیدا کیا ہم نے

اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں ف۳ آخر ان کے گناہوں کی سزا میں ہم نے ان کو غارت کر دیا اور ان کے بعد

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٦﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ

پیچھے ان کے قرن اور یعنی مردمان دیگر اور اگر اتارتے ہم اوپر تیرے کتاب یعنی لکھا ہوا بیچ کاغذ کے پس ٹٹولتے اس کو

دوسری امت پیدا کی ف۴ اور اگر ہم تجھ پر (اے پیغمبر) کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتارتے اور یہ لوگ ہاتھوں سے

بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

ساتھ ہاتھوں اپنے کے البتہ کہتے وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں نہیں یہ مگر جادو ظاہر اور کہا انھوں نے کیوں نہ اتارا گیا

اس کو چھو لیتے تب بھی کافر یہی کہتے یہ تو اور کچھ نہیں کھلا جادو ہے ف۵ اور (کافر) کہتے ہیں اس (پیغمبر) پر فرشتہ

عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

اوپر اس کے فرشتہ اور اگر اتارتے ہم فرشتہ البتہ فیصل کیا جاتا کام ان کا پھر نہیں ڈھیل دیئے جاتے اور اگر کرتے ہم اس کو

کیوں نہ اتارا ف۶ اور اگر ہم (اس طرح سے) فرشتہ اتارتے تو قضیہ ہی چک جاتا پھر ان کو (ذرا بھی) مہلت نہ ملتی ف۷ اور اگر ہم فرشتے کو پیغمبر بناتے

مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

فرشتہ البتہ کرتے ہم اس کو بصورت مرد کے اور البتہ شبہ ڈالتے ہم اوپر ان کے جو شبہ کرتے ہیں اب اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا ساتھ پیغمبروں کے

(تو آخر) اس کو بھی ایک مرد بناتے اور وہی شبہ ان پر ڈالتے جو شبہ (اب) وہ کر رہے ہیں ف۸ اور (اے پیغمبر) تجھ سے پہلے کئی پیغمبروں پر ٹھٹھا اڑ چکا ہے

مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ قُلْ

پہلے تجھ سے پس گھیر لیا ان لوگوں کو کہ ٹھٹھا کرتے تھے ان سے اس چیز نے کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے کہہ

پھر جنھوں نے ان سے (یعنی پیغمبروں سے) ٹھٹھا کیا تھا ان پر وہی جس پر ٹھٹھا مارتے تھے (یعنی اس کا وبال) الٹ پڑا ف۹ (اے پیغمبر) کہہ دے

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا

کہ سیر کرو بیچ زمین کے پھر دیکھو کیونکر ہوا آخر کام جھٹلانے والوں کا کہہ واسطے کس کے ہے جو کچھ

زمین میں تو پھرو پھر (آنکھ سے) دیکھ لو (یا سمجھ لو پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ف۱۰ اے پیغمبر! کہہ دے (یعنے ان سے پوچھ)

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ

بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے کہہ واسطے اللہ کے ہے لکھی ہے اس نے اوپر ذات اپنی کے مہربانی البتہ اکٹھا کرے گا تم کو طرف دن

آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے (وہ سب) کس کا ہے کہہ دے اللہ کا ہے ف۱۱ اس نے آپ ہی (بندوں پر) مہربانی اپنے اوپر لازم کر لی ہے ف۱۲ وہ تم کو قیامت کے دن جس کے آنے میں (کوئی

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَهٗ مَا

قیامت کی نہیں شک بیچ اس کے جنھوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو پس وہ نہیں ایمان لاتے اور واسطے اس کے ہے

شک نہیں ضرور اکٹھا کرے گا جن لوگوں نے اپنی جانوں کو نقصان پہنچایا (عقل اور فطرت سے کام لینا چھوڑ دیا) وہ ایمان نہ لائیں گے اور جتنی چیزیں رات اور دن میں

ف۵ اب ان لوگوں کا ذکر ہے جو انبیا کے معجزات کی تاویلیں کرکے ان کی تکذیب کرتے تھے۔ (رازی) یعنی یہ لوگ اپنی سرکشی اور کفر کی روش میں اس قدر پختہ ہیں کہ اگر ہم ان پر آسمان سے لکھی لکھائی کتاب بھی اتار دیتے جسے یہ اپنے ہاتھوں سے چھو کر صاف معلوم کر لیتے کہ یہ کوئی خیالی اور نظری چیز نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ تب بھی یہ اسے کھلا جادو قرار دیتے پھر اگر یہ بدبخت قرآن کو جادو قرار دیتے ہیں تو کیا تعجب ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: جس کی قسمت میں ہدایت نہیں اس کا شبہ کبھی نہیں مٹتا۔ (کذا فی القرطبی)

ف۶ نبوت کے منکرین کا یہ تیسرا شبہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی طرف کوئی رسول ہی بھیجنا تھا تو وہ انسان کی بجائے فرشتہ ہونا چاہیئے تھا یا فرشتہ آپ کے ساتھ ساتھ پھرتا اور کہتا کہ یہ اللہ کا پیغمبر ہے اس پر ایمان لے آؤ ورنہ تمہیں سزا دی جائے گی۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۷ یہ پہلا جواب ہے (رازی) کیونکہ سنت الٰہیہ یہ ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی سے معجزہ طلب کرے اور وہ اسے دکھا دیا جائے لیکن اس کے بھی وہ ایمان نہ لائے تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف۸ یہ ان کفار کے اعتراض کا دوسرا جواب ہے یعنی اگر ان کے مطالبہ کو مانتے ہوئے ہم فرشتہ اتارنا منظور بھی کر لیتے تو وہ بھی انسانی صورت میں ہی آتا کیونکہ اس کی اصلی شکل میں تو یہ اسے دیکھ ہی نہیں سکتے اور جب وہ آدمی کی شکل میں آتا تو یہ پھر یہی شبہ پیش کرتے جو اب پیش کر رہے ہیں (رازی)

ف۹ یعنی آخر کار انہیں اسی عذاب نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑاتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ کوئی عذاب نہیں آسکتا یہ محض دھمکی ہے اس سے آنحضرت کو تسلی دی ہے۔ (قرطبی)

ف۱۰ اس سے ان لوگوں کو تحذیر کی ہے (رازی) یعنی دنیا کے مختلف خطوں میں جو قومیں پائی گئی ہیں ذرا ان کے حالات اور تاریخ پر غور تو کرو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ جن قوموں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی اطاعت سے انکار کیا انہیں کیسے عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑا پھر اس سے اندازہ کر لو کہ اب جو تم ہمارے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب کا مذاق اڑا رہے ہو تمہارا انجام کیا ہو سکتا ہے اور کیا ہونا چاہیے۔

ف۱۱ وعظ و نصیحت اور تحذیر کے بعد اب دوبارہ "اصول ثلاثہ" (مبدا، معاد، نبوات) کے اثبات پر دلیل قائم کی ہے یعنی آسمان و زمین کا خالق اور مالک اللہ ہی ہے اور اس کی ملکیت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے (رازی)

ف۱۲ اور پھر اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں سے رحمت کا وعدہ فرمایا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو رحمان و رحیم ہونے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کا ذکر بہت ہی احادیث میں بھی مذکور ہے ایک حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خلق سے فارغ ہوا تو کتاب میں لکھ دیا کہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی"۔ (رازی)

ف۱۳ یعنی قیامت کا آنا ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی سمجھ دار آدمی انکار نہیں کر سکتا، اس سے انکار اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہی جو اپنی عقل و فطرت سے کام نہیں لیتا۔

ف۱ آیت "قل لمن ما فی السّمٰوٰت والارض" میں مکان (جگہ) کے اعتبار سے تعمیم تھی "اذ لا مکان سواھما" اور اس آیت میں تعمیم باعتبار زمان ہے۔ کیونکہ رات دن کے علاوہ اور کوئی زمان (وقت) نہیں ہے۔ گویا ہر جگہ اور ہر وقت اسی کی حکومت اور اسی کا قبضہ و اقتدار ہے۔ (رازی) یاد رہے کہ یہاں سکون بمعنی حلول ہے یعنی رہنا اور سکون جو حرکت کی ضد ہے وہ مراد نہیں ہے پھر یہ ثابت کرنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ تمام مکانیات اور زمانیات کا مالک ہے۔ السمیع العلیم فرما کر اللہ تعالیٰ کے فاعل مختار ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس سے ایجاب بالذات کی تردید ہوتی ہے۔ (رازی) ف۲ یعنی جمیع منافع اسی کی ذات سے ہیں اور وہ کسی سے انتفاع کا محتاج نہیں اس ایک جملہ سے اللہ کے سوا جتنے بھی معبود بنا رکھے تھے سب کی نفی ہو جاتی ہے۔ (رازی، قرطبی)

سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا

جو کچھ بستا ہے بیچ رات کے اور دن کے اور وہ ہے سننے والا جاننے والا کہہ کیا سوائے خدا کے پکڑوں گا میں دوست

بستی ہیں وہ (سب) اُسی (خدا) کی ہیں اور وہ (اُنکی باتوں کو) سنتا ہے (ان کے حالوں کو) جانتا ہے ف۱ (اے پیغمبر) اُن کافروں سے کہہ کیا میں خدا کے سوا جو آسمان

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ

وہ جو پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا ہے اور وہی کھلاتا ہے اور نہیں کھلایا جاتا کہہ تحقیق میں حکم کیا گیا ہوں یہ کہ ہوں میں

اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور کسی کو اپنا معبود بناؤں اور وہ (خدا سب کو) کھلاتا ہے اس کو کوئی نہیں کھلاتا ف۲ کہہ دے مجھ کو تو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے

أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۴﴾ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ

اول اس شخص کا جو مسلمان ہوا ہے اور ہرگز مت ہو تو شریک لانے والوں سے کہہ تحقیق میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں

پہلے (خدا کا، حکم) مانوں ف۳ اور شرک کرنے والوں میں شامل نہ ہوں ف۴ (اے پیغمبر) کہہ دے اگر میں اپنے مالک کی نافرمانی کروں تو

رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذَٰلِكَ

پروردگار اپنے کی عذاب دن بڑے کے سے جو شخص کہ پھیرا جاوے عذاب اس سے اس دن پس تحقیق مہربانی کی اس پر اور یہ ہے

مجھے بڑے دن (قیامت کے دن) کے عذاب کا ڈر ہے ف۵ اس دن جس پر سے عذاب ٹل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور یہ بڑی مراد

الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿۱۶﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ

مراد پانا ظاہر اور اگر لگا دیوے تجھ کو اللہ ضرر پس نہیں کھولنے والا اس کو مگر وہی اور اگر لگا

پانا ہے (کھلی کامیابی ہے) ف۶ اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے (جیسے بیماری یا محتاجی یا اور کوئی بلا) تو اُس کا ٹالنے والا اُسکے سوا کوئی نہیں اور اگر وہ تجھ کو

يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ

دیوے تجھ کو بھلائی پس وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور وہی غالب ہے اوپر بندوں اپنے کے اور وہ ہے

کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۷ اور وہ زبردست ہے اپنے بندوں کے اُوپر ف۸ اور وہ حکمت والا

الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَ

حکمت والا خبردار کہہ کون چیز ہے بڑی گواہی میں کہہ اللہ ہے گواہ درمیان میرے اور

خبردار ہے ف۹ (اے پیغمبر اُن سے) کہہ دے (پوچھ) کس کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے کہہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں ف۱۰ اور یہ

بَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ

درمیان تمہارے اور وحی کیا گیا ہے طرف میری یہ قرآن تاکہ ڈراؤں میں تم کو ساتھ اس کے اور جس کو پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو

قرآن (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھ پر اتارا گیا ہے اس لیے کہ میں تم کو اور جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے (قیامت تک) ڈراؤں ف۱۱ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ

أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۚ قُلْ لَا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ

یہ کہ ساتھ اللہ کے معبود اور ہیں کہہ میں نہیں گواہی دیتا کہہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ معبود اکیلا ہے اور تحقیق میں بیزار ہوں

کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے میں (یہ) گواہی نہیں دوں گا کہہ دے کوئی نہیں وہ اکیلا خدا ہے (اُسکا کوئی شریک نہیں) اسکی گواہی دیتا ہوں اور میں

مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿۱۹﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ

اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو تم وہ جن کو دی ہے ہم نے ان کو کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسا پہچانتے ہیں بیٹوں اپنوں کو

تمہارے شرک سے بیزار ہوں ف۱۲ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی (یعنی یہود اور نصاریٰ) وہ تو اس پیغمبر کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ف۱۳

وقف لازم

ف۳ کیونکہ میں اس کا رسول ہوں اور رسول کا کام یہ ہے کہ تمام بندوں سے پہلے اور بڑھ کر اپنے مالک کے احکام کو مانے۔

ف۴ یعنی مجھے خالص اللہ کا فرمانبردار ہو کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور شرک سے دور رہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شرک میں مبتلا ہوتا ہے تو ہوتا پھرے آپ کا یہ کام نہیں کہ اس لعنت میں پڑنے کا خیال بھی اپنے ذہن میں لائیں۔

ف۵ آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے اعلان کر کے دوسروں کو بتایا گیا کہ اگر بفرض محال حضرت معصوم اور نیک ترین بندے سے بھی کسی نافرمانی کا ارتکاب ہو جائے تو وہ بھی ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکتا پھر دوسروں کے لئے کیونکر ممکن ہے کہ تکذیب انبیاء جیسے جرائم کا ارتکاب کرنے کے باوجود ہمارے عذاب سے بے فکر ہو کر بیٹھ رہیں۔

ف۶ یعنی مراتب عالیہ کا حصول تو بہت اونچا مقام ہے اگر کسی سے آخرت کا عذاب ہی ٹل جائے تو یہی اپنی جگہ بڑی کامیابی ہے۔

ف۷ پھر دوسروں کے آگے سجدے کرنا اور ان کی قبروں پر نذرانے چڑھانا اور سمجھنا کہ وہ حاجات پوری کر سکتے ہیں بہت بڑی حماقت ہے قرآن نے اس بات پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا ہے کہ ہر قسم کا نفع و ضرر اللہ کے ہاتھ میں ہے اس پر عقیدہ پختہ ہو تو انسان شرک میں مبتلا نہیں ہوتا۔

ف۸ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو "ولی" نہیں بنانا چاہئے۔ (رازی) یعنی عرشِ معلی پر جو تمام مخلوقات سے بالا ہے اہلِ حدیث اللہ تعالیٰ کے فوق الفوق ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ احادیثِ صحیحہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا بیان ہے اور یہ عرش آسمانوں کے اوپر ہے۔ (وحیدی)

ف۹ صفات کمال دو ہی ہیں قدرت اور علم پہلے جملہ (وھو القاھر فوق عبادہ) میں کمال قدرت کی طرف اشارہ ہے اور (الحکیم الخبیر) سے کمال علم کا اثبات مقصود ہے (رازی) یعنی اپنے احکام دینے میں حکمت والا اور اپنے بندوں کے معاملات اور ضروریات سے باخبر ہے!

ف۱۰ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت رؤسا اہلِ مکہ کے جواب میں ہے انہوں نے آنحضرتؐ سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے صدق نبوّت کی شہادت پیش کریں کیونکہ اہل کتاب کہتے ہیں کہ توراۃ میں تمہارے آخری رسول ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس بات کا اللہ گواہ ہے کہ اس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ کی گواہی یہ ہے کہ اس نے مجھ پر قرآن اتارا ہے جو اپنے معجز ہونے کے اعتبار سے میرے سچے نبی ہونے کی صریح دلیل ہے اسی کے پیش نظر فرمایا واوحی الی ھذا القرآن الخ۔ (رازی) شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں گواہی فرمایا قسم کو یعنی میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی اس سے زیادہ کیا قسم ہوگی۔ (موضح)

ف۱۱ وَمَن بَلَغَ سے جمیع عرب و عجم یا جن و انس مراد ہیں۔ اور اس سے مقصد یہ ہے کہ میری رسالت عالمگیر اور قیامت تک کیلئے ہے۔ (رازی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و ایران و حبشہ تمام ممالک کو دین اسلام کی دعوت دی۔ (ابن مردویہ)۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جسے قرآن پہنچ گیا اسے گویا میں نے اپنی زبان سے پہنچایا" (ابن جریر وغیرہ) قرآن مجید اور حدیث پاک کے احکام عالمگیر اور ناقابل تبدیلی قیامت تک کے لئے ہیں قرآن کے احکام کو عہد نبوی تک محدود رکھنا اور "تغیر احوال کے ساتھ تغیر فتویٰ" کی آڑ میں قرآن کے نصوص سے گلو خلاصی کرانے کے بہانے ڈھونڈنا تحریف کے مترادف ہے "تغیر احوال سے تغیر فتویٰ" کا اصول صرف اجتہادی مسائل تک محدود ہے اور ائمہ کی فقہ اور ان کے فتاویٰ اس بات کی کھلی شہادت ہیں پھر جو لوگ فقہ ائمہ کو دائمی احکام کی حیثیت دے کر ان کی تقلید کے قائل ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ائمہ نے اپنے زمانہ کے احوال و ظروف کو سامنے رکھ کر اجتہادی مسائل مستنبط اور مرتب کئے تھے (م، ع) ف۱۲ یا جن کو تم اللہ کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔ (وحیدی) ف۱۳ یعنی اس کے سچے رسول ہونے میں انہیں کوئی شبہ نہیں۔ (دیکھئے بقرہ آیت ۱۴۶)

ف۱ اُوپر گزر چکا ہے کہ کفار نے یہود و نصاریٰ سے آنحضرتؐ کی نبوت کے متعلق جب استفسار کیا تو انہوں نے آپ کی نبوت سے انکار کیا چنانچہ ان کے جواب میں مکی ای بشمہ ۔۔۔ الخ۔ نازل ہوئی آپ کو اس آیت میں بتایا گیا کہ اہل کتاب جھوٹ بولتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی نبوت کا ذکر توراۃ میں نہیں ہے یہ تو آنحضرتؐ کے صدق نبوت کو پورے یقین سے جانتے ہیں مگر ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر انکار کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ایمان کی امید نہیں، ہاں جن لوگوں کے دلوں میں اخلاص ہے وہ ضرور ایمان لے آئیں گے۔ (رازی)

ف۲ یعنی اگر میں نے جھوٹ بولا تو مجھ سے بدتر کوئی نہیں اور اگر میں نے سچ پہنچایا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے زیادہ گنہگار کوئی نہیں، پس اپنی فکر کرو۔ (موضح) اوپر کی آیت میں منکرین پر خسران کا حکم لگایا اب اس آیت میں اس خسران کا سبب بیان فرما دیا۔ (رازی) چنانچہ خسران کا پہلا سبب افترا علی اللہ قرار دیا ہے اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ کفار مکہ کے دین کی بنیاد ہی افترا پر تھی بتوں کو شرکاء اللہ قرار دینا فرشتوں کو بنات اللہ کہنا اور بحیرہ سائبہ، وغیرہ کی تحریم وغیرہ سب چیزیں افترا پر مبنی تھیں اسی طرح یہود و نصاریٰ کے دین میں بہت سے افترا شامل ہو گئے تھے مثلاً توارۃ وانجیل کو ناقابلِ نسخ وتغییر ماننے، اپنے آپ کو ابناء اللہ واحبائہٗ کہتے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے متعلق بہت سی جہالت کی باتیں کرتے دوسرا سبب خسران تکذیب آیات اللہ ہے جس میں معجزات کی تکذیب بھی داخل ہے۔ (رازی)

ف۳ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین قیامت کے دن اپنے شرک کا انکار کریں گے اور دوسری آیت میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے (نساء ۴۲)۔ اس کی توضیح میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ پہلے تو وہ انکار کرینگے۔ لیکن پھر جب ان کے ہاتھ پاؤں بولنے لگیں گے، تو اس وقت سب حقیقت واضح ہو جائے گی" (یٰس، ۶۵)

ف۴ یعنی وہاں ان کا شرک ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔

ف۵ یعنی کان لگا لگا کر سنتے ہیں، جب قیامت کے دن کفار کے کچھ احوال بیان فرمائے تو اب بتایا کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہیں ہے (رازی) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کفار کے بڑے بڑے سردار جن میں ابوسفیان، ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ بھی شریک تھے آنحضرت کی مجلس میں حاضر ہو کر قرآن سنتے اور پھر آپس میں اس قسم کا تبصرہ کرنے لگے چنانچہ آیت میں اسی صورت حال کی طرف اشارہ ہے۔ (قرطبی)

ف۶ چونکہ یہ قرآن اور آنحضرت کی رسالت کو برحق جاننے کے باوجود کفر کی روش پر جمے ہوئے ہیں اسی لئے ہم نے ان کو یہ سزا دی۔

ف۷ حالانکہ قرآن میں تمام اخلاق، حکمت اور شریعت کی باتیں بھری ہوئی ہیں اور اس میں جو قصے بیان کئے گئے ہیں وہ سب سچے واقعات ہیں اور صرف عبرت ونصیحت کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ (وحیدی)

ف۸ یعنی صرف قرآن پر طعن کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ قرآن سننے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دوسرے لوگوں کو بھی منع کرتے ہیں۔ (کذا فی الکبیر) بہت سے بدعت پرست علماء اپنے ماننے والوں کو اس لئے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں کہ کہیں وہ عشق وجذب ۔ پاگل پن ۔۔ کی بھول بھلیوں سے نکل کر وہابی نہ بن جائیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ف۹ حضرت ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفر میں غلو اور تمادی کے سبب اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

جنھوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو پس وہی نہیں ایمان لاتے اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے

جنھوں نے اپنی جانوں کو نقصان پہنچایا وہ ایمان نہ لائیں گے اور جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان لگائے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے (جیسے یہود اور نصاریٰ اور مشرک کرتے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

اوپر اللہ کے جھوٹ یا جھٹلاوے نشانیوں اس کی کو تحقیق نہیں چھٹکارا پاتے ظالم اور جس دن اکٹھا کریں گے ہم

تھے) اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا ف۲ بیشک ظالموں کی بھلائی نہیں ہو سکتی اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے

جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

ان سب کو پھر کہیں گے ہم واسطے ان لوگوں کے جو شریک لاتے تھے کہاں ہیں شریک تمہارے جن کو تھے تم دعوے کرتے

پھر ہم مشرکوں سے کہیں گے وہ تمہارے شریک کدھر گیے جن کو تم (خدا تعالیٰ کا) شریک سمجھتے تھے

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ

پھر نہیں ہوگا بہانہ ان کا مگر یہ کہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی پروردگار ہمارے کی نہ تھے ہم شریک لانے والے دیکھ

پھر کوئی بہانہ (یا کوئی جواب یا کوئی عذر) اُن کو نہ ملے گا مگر (جھوٹ بولنا) یوں کہیں گے اللہ تعالیٰ کی قسم جو ہمارا مالک ہے ہم شرک نہیں کرتے تھے ف۳ (اے پیغمبر) دیکھ (یعنے

كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

کیونکر جھوٹ بولا انہوں نے اوپر جانوں اپنی کے اور کھویا گیا ان سے جو تھے باندھ لیتے اور بعض ان میں سے وہ

غور کر) اپنے اوپر آپ کیسا جھوٹ بولے اور جتنی باتیں بناتے تھے سب ان سے گئی گذریں ف۴ اور ان میں (یعنے مشرکوں میں) بعضے ایسے بھی ہیں جو تیری

يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ

ہے کہ کان دھرتا ہے طرف تیری اور کیے ہیں ہم نے اوپر دلوں ان کے کے پردے اس سے کہ سمجھیں اس کو اور بیچ کانوں ان کے کے

طرف کان لگاتے ہیں ف۵ اور اُن کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں اور اُن کے کانوں کو بہرا کر دیا ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتے اور اگر وہ

وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ

بوجھ اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لاویں ساتھ ان کے یہاں تک کہ جب آویں تیرے پاس جھگڑتے تجھ سے

سب نشانیاں (تمام جہان کے معجزے) دیکھیں تو ایک پر بھی ایمان نہ لائیں ف۶ (وہ تو جہالت اور ہٹ دھرمی میں یہاں تک پہنچے ہیں) کہ جب تیرے پاس جھگڑتے آتے ہیں تو یہ

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ

کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی اور وہ منع بھی کرتے ہیں اس سے اور

کافر (مردود) کہتے ہیں (قرآن ہے کیا، اس میں کیا رکھا ہے) اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور کچھ نہیں ف۷ اور وہ (لوگوں کو) اُس سے روکتے ہیں اور خود بھی

يَنْــــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ وُقِفُوْا

اور دور بھی رہتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے اور کاش تو دیکھے تو جس وقت کھڑے کیے

الگ رہتے ہیں ف۸ اور یہ لوگ کچھ نہیں مگر اپنے تئیں آپ تباہ کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں ف۹ اور (اے پیغمبر) اگر تو ان کو اس وقت دیکھے جب دوزخ پر ٹھرائے جائیں گے

عَلَي النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾

جاویں گے اوپر آگ کے پس کہیں گے اے کاش کے ہم پھیرے جاویں اور نہ جھٹلاویں نشانیوں رب اپنے کی اور ہوویں ہم ایمان والوں سے

تو عجب تماشا یا بڑا ہولناک سانحہ دیکھے گا) یہ کہتے ہوں گے کاش پھر ہم دنیا میں بھیج دیئے جائیں اور (اب کی بار) اپنے مالک کی آیتوں کو جھٹلائیں نہیں اور ایماندار ہو جائیں (یہ جو آرزو کریں گے وہ بھی بیجے

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ

بلکہ ظاہر ہوگیا واسطے اُن کے جو کچھ کہ تھے چھپاتے پہلے اس سے اور اگر پھیرے جاویں البتہ پھر جاویں طرف اس چیز کی کہ منع کیے گیے ہیں اس سے

بلکہ جس ۱ کو پہلے وہ چھپاتے تھے وہ اُن کے سامنے کھل گئی ہے اور اگر (بالفرض) دنیا میں پھر بھیج دیئے جاویں تو پھر ویسے ہی کام کریں جن سے منع کیے گیے تھے ۲ اور کچھ شک نہیں یہ جھوٹے ہیں

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾

تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں اور کہا انھوں نے نہیں یہ مگر زندگانی ہماری دُنیا کی اور نہیں ہم اُٹھائے جانے والے

ف۳ (اور کافر یہ بھی) کہتے ہیں کہ جو کچھ زندگی ہے دنیا ہی کی زندگی ہے اور کچھ نہیں اور مرے پیچھے ہم اُٹھنے والے نہیں ف۴ اور (اے پیغمبر) اگر تو اُن کو اس

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۚ

اور کاش کر دیکھے تو جس وقت کہ کھڑے کیے جاویں گے اوپر رب اپنے کے کہے گا کیا نہیں یہ حق کہیں گے البتہ ہے قسم پروردگار ہمارے کی

وقت دیکھے جب اپنے پروردگار کے سامنے ٹھہرائے جائیں گے ف۵ پروردگار فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں ہے (یعنے مرے بعد جی اُٹھنا) وہ کہیں گے بیشک سچ ہے اپنے پروردگار کی قسم

قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ

کہے گا پس چکھو عذاب بدلے اس کے جو تھے تم کفر کرتے تحقیق ٹوٹا پایا ان لوگوں نے کہ جھٹلایا ملاقات

پروردگار فرمادے گا تم جو (دنیا میں اس زندگانی کا) انکار کرتے تھے اب اس کے عذاب کا مزہ چکھو جن لوگوں نے اللہ سے ملنے کو (مرکے بعد پھر جی کر) جھٹلایا وہ گھاٹے میں پڑ گئے

اللّٰهِ ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

اللہ کی کو یہاں تک کہ جب آوے گی اُن کے پاس قیامت ناگہاں کہیں گے اے افسوس ہم کو اوپر اس کے کہ تقصیر کی ہم نے بیچ اس کے

یہاں تک کہ جب ایک دم قیامت ان کے سر پر آپڑے گی تو کہیں گے ہائے افسوس ہم نے قیامت کے باب میں جو قصور کیا اور اپنے (گناہوں کے)

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ۗ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ

اور وہ اُٹھاویں گے بوجھ اپنے اوپر پیٹھوں اپنی کے خبردار ہو بُرا ہے جو کچھ بوجھ اٹھاتے ہیں اور نہیں زندگانی

بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوں گے سُن لے کیا بُرا بوجھ لادے پھریں گے اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں

الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۗ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

دنیا کی مگر کھیل اور مشغولہ اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے واسطے اُن لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم

مگر کھیل اور دل بہلانا ف۷ اور البتہ پرہیزگاروں کے لیے آخرت کا گھر بہتر ہے ف۸ کیا تم کو عقل نہیں (اے پیغمبر)

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

تحقیق جانتے ہیں ہم تحقیق وہ البتہ غمگین کرتا ہے تجھ کو جو کچھ کہتے ہیں پس تحقیق وہ نہیں جھٹلاتے تجھ کو اور لیکن ظالم

ہم جانتے ہیں کہ ان کی (کافروں کی) باتوں سے تجھ کو رنج ہوتا ہے (وہ جو تجھ کو جھٹلاتے ہیں) تو وہ تجھ کو (اصل میں) نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظالم اللہ تعالیٰ

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا

نشانیوں اللہ کی کو انکار کرتے ہیں اور البتہ تحقیق جھٹلائے گیے پیغمبر پہلے تجھ سے پس صبر کیا انھوں نے اوپر اس

کی آیتوں کا (ظاہر میں) انکار کرتے ہیں ف۹ اور تجھ سے پہلے بہت پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں پھر انہوں نے جھٹلائے جانے

كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ

کے کہ جھٹلائے گیے اور ایذا دیے گیے یہاں تک کہ آئی ان کے پاس مدد ہماری اور نہیں کوئی بدلنے والا باتوں اللہ کی کو اور تحقیق آئی ہے تیرے پاس

اور ستائے جانے پر صبر کیا یہاں تک کہ ہماری مدد اُن کے پاس آپہنچی اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور (دوسرے) پیغمبروں کے کچھ قصے

ع ۱۰ / ۹

المنزل ۲

ف۱ اس سے قبل (یعنی آخرت میں ہی) جس شرک وکفر اور نفاق کو وہ جھوٹی قسمیں کھا کر چھپانے کی کوشش کریں گے اس کی حقیقت کھل جائے گی اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے اس وقت وہ محض ندامت کے مارے یہ آرزو کریں گے۔ بعض نے "من قبل" سے دنیا میں چھپانا مراد لیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے یا اس سے رؤسا کفار مراد ہیں۔ یعنی وہ قرآن اور آنحضرتؐ کی صداقت کو جانتے تھے مگر اپنے اتباع سے چھپاتے تھے۔ قیامت کے دن یہ حقیقت ان کے اتباع پر کھل جائے گی اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ ہمیں دھوکہ دیتے رہے ہیں۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۲ یعنی پھر شرک اور کفر ونفاق کی روش اختیار کریں گے کیونکہ ان کی یہ آرزو ایمان کی محبت کے سبب نہیں بلکہ محض ندامت کی وجہ سے ہوگی۔ (کبیر)

ف۳ اس لئے آخرت میں اپنی اس آرزو کے اظہار میں بھی جھوٹ ہی سے کام لیں گے۔ (وحیدی)

ف۴ یعنی کوئی آخرت اور ثواب وعقاب نہیں ہے یہ محض لوگوں کو اُلّو بنانے کے لئے ایک ڈھکوسلا ہے اس زندگی کے جو چند دن ملے ہیں ان میں خوب مزے اڑالو۔

ف۵ تو ایک عجیب تماشا یا بڑا سانحہ دیکھے گا۔ پہلی آیت میں ان کے انکار حشر ونشر کو بیان کیا تھا اب اس آیت میں قیامت کے دن ان کی حالت کا ذکر ہے۔ (کبیر)

ف۶ یعنی آخرت میں ان کا یہ انکار اقرار کی صورت اختیار کرے گا مگر اس وقت اس ایمان واقرار کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

ف۷ دنیا کے سریع الزوال ہونے کے اعتبار سے اس کو لہو ولعب فرمایا ہے۔ (رازی) یعنی آخرت کی حقیقی اور ابدی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی اور اس کی لذتیں ایسی ہی ہیں جیسے بچوں کا کھیل تماشا جو تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتا ہے حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کا حساب لیا اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے عمل کیا اور عاجز (احمق) وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اپنی خواہشوں کے پیچھے لگا دیا اور پھر اللہ سے بخشش کی آرزو رکھی۔ (ترمذی)

ف۸ یعنی ان لوگوں کے لئے جو اپنی زندگی میں شرک، کفر، نفاق اور کبائر سے بچتے ہیں ورنہ کافر کے لئے تو دنیا کی زندگی ہی بہتر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔ کہ مومن کے لئے تو دنیا قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ (کبیر)

ف۹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا آپ کی قوم کے تمام لوگ آپؐ کو امین اور صادق کہتے تھے لیکن جونہی آپؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سنانا شروع کیں تو ان میں سے اکثر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے اور آپؐ کو (نعوذ باللہ) جھوٹا قرار دینے لگے۔ ابوجہل سے بڑھ کر آپ کا کون دشمن ہوگا لیکن حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا انا لا نکذبک ولکن نکذب ما جئت بہ۔ ہم آپؐ کو تو جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو پیغام آپؐ لے کر آئے ہیں اسے جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ ایک دوسرے موقع پر اسی ابوجہل نے اخنس بن شریق سے تنہائی میں کہا: اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک سچا انسان ہے اور ساری عمر میں اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا لیکن جب لواء، سقایت حجابت اور نبوت سب بنی قصی ہی کے حصے میں آجائے تو بتاؤ باقی قریش کے پاس کیا رہ گیا۔ (حاکم۔ ابن ہشام) اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے کہ یہ لوگ جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں وہ حقیقت میں آپؐ کی نہیں بلکہ ہماری آیات کی تکذیب ہے، کیونکہ شخصی لحاظ سے تو یہ آپؐ کی تکذیب کر ہی نہیں سکتے اس سے مراد دراصل وہ کفار ہیں جو بشر کے نبی اور رسول ہونے کو محال سمجھتے تھے۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

مِنْ نَّبَإِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

بعضی خبریں پیغمبروں کی اور اگر گراں ہُوا ہے اوپر تیرے منہ پھیرنا ان کا پس اگر سکے تو

تو تجھ کو معلوم ہو چکے ہیں ف۱ اور اگر تجھ پر کافروں کا منہ پھیرنا (ایمان نہ لانا) سخت گذرتا ہے تو اگر تجھ سے ہو سکتا ہے کہ

اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

یہ کہ ڈھونڈے سرنگ بیچ زمین کے یا سیڑھی بیچ آسمان کے پس لے آوے تو ان کے پاس کوئی نشانی اور اگر چاہتا اللہ

زمین میں ایک سُرنگ یا آسمان تک ایک سیڑھی ڈھونڈھ نکالے اور ان کو ایک نشانی لا کر بتلا دے ف۲ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو

لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

البتہ اکٹھا کرتا ان کو اوپر ہدایت کے پس ہرگز مت ہو جاہلوں سے سوائے اس کے نہیں کہ قبول کرتے ہیں وہ لوگ جو

راہ پر لگا دیتا (کفر کا نام باقی نہ رہتا) دیکھ تو ہرگز نادانوں میں شریک مت ہو ف۳ (اے پیغمبر تیری بات) وہی لوگ مانتے ہیں جو (سمجھ کر) سنتے

يَسْمَعُوْنَ ؔ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

سنتے ہیں اور مردے جلا دے گا ان کو اللہ تعالیٰ پھر طرف اسی کی پھیرے جاویں گے اور کہا انہوں نے کیوں نہیں اتاری جاتی اوپر

ہیں اور مردوں کو (کافروں کو) اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) جلا اٹھاوے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاویں گے ف۴ اور (کافر) کہتے ہیں اس کے مالک کی طرف سے اس پر

اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

اس کے نشانی رب اس کے سے کہہ تحقیق اللہ قادر ہے اوپر اس کے کہ اتارے نشانی اور لیکن اکثر ان کے نہیں

کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تو کہہ دے ف۵ اللہ (ایک صاف اور کھلی) نشانی (بھی) اتار سکتا ہے مگر ان میں کم اکثر لوگ (خدا کی حکمت اور مصلحت کو)

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ

جانتے اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑے ساتھ بازو اپنے کے مگر امتیں ہیں

نہیں جانتے ف۶ اور جو جاندار زمین میں چلتا ہے اور جو پرندہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہے (ان میں سے) ہر ایک کی جماعت ہے تمہاری

اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ

مانند تمہاری نہیں کم کیا ہم نے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کی اکٹھے کیے جاویں گے اور جن لوگوں نے

طرح ف۷ ہم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جو کتاب (لوح محفوظ) میں نہ لکھی ہو ف۸ پھر (قیامت کے دن یہ سب) اپنے مالک کے سامنے اکٹھا ہوں گے ف۹ اور جو لوگ ہماری

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ

جھٹلایا نشانیوں ہماری کو بہرے ہیں اور گونگے ہیں بیچ اندھیروں کے جس کو چاہتا ہے اللہ گمراہ کرتا ہے اس کو اور جس کو چاہتا ہے

آیتوں کو جھٹلاتے ہیں (ان کی مثال ایسی ہے گویا) وہ اندھیرے میں گونگے اور بہرے ہیں ف۱۰ جس کو چاہے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اور جس کو چاہے سیدھی راہ پر

يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ

کرتا ہے اس کو اوپر راہ سیدھی کے کہہ کیا دیکھا ہے تم نے اپنے تئیں اگر آوے تمہارے پاس عذاب اللہ کا یا آوے تم کو

لگا دیوے ف۱۱ (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ (بھلا) بتلاؤ تو سہی اگر تم پر خدا کا عذاب آ جاوے یا تم پر قیامت

السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

قیامت کیا غیر خدا کے کو پکارو گے تم اگر ہو تم سچے بلکہ اسی کو پکارو گے تم

آن کھڑی ہو تو کیا (اس وقت بھی) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو ف۱۲ ہرگز (کسی کو نہیں پکارو گے) بلکہ خاص اللہ تعالیٰ ہی کو

ف۱ اس آیت میں ایک دوسرے طریقے سے آنحضرت کو تسلی دی ہے۔ (کبیر) "کلمات اللہ سے مراد یہ ہے کہ اس نے جو آپ کو غالب اور ان مشرکین کو مغلوب کرنے کا وعدہ کیا ہے اسے پورا ہونے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ لہٰذا جس طرح انہوں نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اسی طرح آپ بھی صبر و استقامت سے اپنی دعوت پیش کرتے رہیں اور کسی بے چینی کو اپنے اندر راہ نہ پانے دیں۔ ف۲ تو آپ ایسا بھی کر کے دیکھ لیجئے لیکن یہ چونکہ آپ سے کبھی نہیں ہو سکتا تو بلا وجہ کڑھنے سے کیا فائدہ۔ بہتر ہے کہ آپ انجام کار کو ہم پر چھوڑتے ہوئے، پورے سکون و اطمینان سے اپنی دعوت کے کام میں لگے رہیں۔ ف۳ یعنی ایسا مت خیال کیجئے کہ کسی نشانی (معجزہ) لانے سے یہ راہ ہدایت پر ضرور ہی آجائیں گے ہدایت اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے آپ کے ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے اس حقیقت کو پیش نظر رکھیں اور ان لوگوں کے ایمان نہ لانے پر ہرگز کوئی غم یا افسوس نہ کریں اللہ تعالیٰ کو تکوینی طور پر سب کو مومن بنانا ہوتا تو یہ اس کے سامنے کوئی مشکل بات نہ تھی مگر ایسا کرنا اس کی حکمت کے خلاف ہے، لہٰذا اس قسم کے جاہلانہ نظریے کو اپنے دل میں جگہ نہ دیجئے۔

ف۴ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو مُردوں سے مشابہ قرار دیا ہے جن کو جتنا بھی پکارا جائے وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے یعنی ان کافروں کے ضمیر مُردہ ہو چکے ہیں، اور ان میں فہم و فکر کی قوت ختم ہو چکی ہے ان کو اگر عقل آئے گی تو اس وقت جب اللہ تعالیٰ ان کو دنیا سے اٹھائے گا اور ان کا محاسبہ کرے گا۔

ف۵ منکرین نبوت یہ شبہ بھی پیش کرتے کہ اگر یہ اللہ کے رسول ہیں تو اپنے ساتھ کوئی محسوس معجزہ کیوں نہیں لاتے جسے دیکھ کر ہر شخص کو معلوم ہو جاتا کہ یہ واقعی اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہے۔

ف۶ خدا کی حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ اگر صاف کھلی نشانی آجائے جیسے مائدہ جو حضرت عیسیٰ کے زمانے میں اتارا گیا یا اونٹنی جو حضرت صالح کے عہد میں بھیجی گئی اور پھر بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو اللہ کے قانون کے مطابق ان کی مدت مہلت ختم ہو جائے گی اور فوراً عذاب آجائے گا لیکن اللہ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو ہلاک نہ کیا جائے مگر یہ اس بات کو نہیں جانتے۔ (رازی)

ف۷ مطلب یہ ہے کہ جمیع بہائم اور پرندے تمہاری طرح کی امتیں ہیں اور جس طرح ان کے رزق اور مصالح کی رعایت کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کے مصالح کی بھی رعایت کی ہے اور ان کے مطالبہ کے مطابق آیات نازل کرنا خود ان کی مصلحت کے خلاف ہے (رازی) یا مثل تمہاری ہیں ذکر اللہ میں اور دلیل ہیں کمال توحید اللہ تعالیٰ پر یا محشور ہونے میں تمہاری طرح ہیں۔ (فتح البیان)

ف۸ یعنی لوح محفوظ میں (موضح) جو کہ تمام مخلوقات کے احوال پر پوری طرح حاوی ہے کہ ایک حدیث میں ہے: "جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کی تحریر پر سیاہی خشک ہو گئی ہے (رازی) اور اس سے مراد قرآن پاک بھی ہو سکتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں "اور یہی اظہر ہے" اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دین سے متعلق تمام اصول (بنیادی امور) بیان کر دیئے اور جن جزئیات کا ذکر نہیں کیا وہ آنحضرت نے اپنے قول و عمل سے بیان فرما دی ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ پیغمبر جس چیز کا حکم دیں اسے بجا لاؤ اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ پس آنحضرت کی حدیث بھی کتاب الٰہی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو عورت وسمہ یا بناوٹی بال لگاتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے ایک عورت نے کہا میں نے سارا قرآن پڑھا ہے مگر مجھے کوئی آیت ایسی نہیں ملی جس میں ایسی عورتوں پر لعنت ہو حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اگر تم قرآن پڑھتیں تو معلوم ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: "مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ" الغرض حدیث کے وحی ہونے پر قرآن میں بہت سے دلائل مذکور ہیں۔ (رازی۔ ابن کثیر)

ف۹ کفار کو تہدید ہے کہ جب اللہ تعالیٰ زمین کے کسی معمولی سے معمولی جانور یا پرندے کے حالات سے بھی ناواقف نہیں ہے اور اس کا نامہ اعمال محفوظ ہے اور اس کا اسے بدلہ بھی ملے گا تو تم اپنے بارے میں یہ کیا سمجھے ہو کہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ نہیں دیا جائے گا۔ (کذا فی الکبیر) ف۱۰ یعنی کفر اور خواہشات کے اندھیروں میں۔ ف۱۱ لیکن وہ گمراہ اسی کو کرتا ہے جو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتا۔ (دیکھئے اعراف آیت ۱۷۶) ف۱۲ یعنی اپنے اس دعوے میں کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تم پر آئی ہوئی بلا ٹال سکتے ہیں۔

ف۱ یہ نزول کفار و مشرکین کا حال تھا لیکن آج خود مسلمانوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو سخت سے سخت مصیبت میں بھی اگر کوئی نعرہ لگاتے ہیں تو "یا علی" "یا غوث اعظم" اور "یا رسول اللہ" کا گویا عملاً ان کی حالت کفار و مشرکین سے بھی بدتر ہے۔

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

پس کھول دے گا جو کچھ کہ بلاتے ہو طرف اس کی اگر چاہے اور بھول جاؤ گے جو کچھ شریک مقرر کرتے ہو اور تحقیق بھیجا ہم نے

پکاروگے پھر اگر وہ چاہے گا تو اس مصیبت کو جس کیلئے پکارتے تھے دور کر دے گا اور جنکو تم نے اس کا شریک بنایا تھا ان (سب) کو بھول جاؤ گے (یا چھوڑ دو گے) ف۲ اور (اے پیغمبر) ہم تجھ سے

إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْ

طرف امتوں کی پہلے تجھ سے یعنی پیغمبر پس پکڑا ہم نے اُن کو ساتھ فقر کے اور مرض کے تاکہ وہ عاجزی کریں پس کیوں

پہلے کتنی امتوں کے پاس پیغمبر بھیج چکے ہیں پھر (جب انہوں نے اپنے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو) ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا اس لیے کہ وہ عاجزی کریں پھر جب

لَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا

نہ جس وقت آیا ان کے پاس عذاب ہمارا عاجزی کی اور لیکن سخت ہو گئے دل ان کے اور زینت دی واسطے اُن کے شیطان نے جو کچھ

ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کیوں نہ کی مگر ان کے دل سخت ہو گئے تھے (خدا کی طرف تو ان کو مطلق توجہ نہ تھی) اور شیطان نے اُن کے (بُرے) کاموں کو اُن کے

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

کہ تھے کرتے پس جب بھول گئے جو کچھ کہ نصیحت کیے گئے تھے ساتھ اسکے کھول دیئے ہم نے اوپر ان کے دروازے ہر چیز کے

نزدیک اچھا کر دکھایا تھا ف۲ پھر جب انہوں نے اس مصیبت کو بھول بیٹھے جو خبردار کرنے کے لیے اُن پر آئی تھی ہم نے بھی اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے ف۳ یہاں تک کہ وہ

حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ

یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ دیئے گئے تھے پکڑا ہم نے ان کو یکبارگی پس ناگہاں وہ نا اُمید تھے پس کاٹی گئی جڑ

ان چیزوں (نعمتوں میں) جو اُن کو ملی تھیں مست ہو گئے اُس وقت ایک دم سے ہم نے اُن کو پکڑ لیا اور وہ ناامید ہو کر رہ گئے ف۴ آخر اُن ظالموں کی

الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٥﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ

اس قوم کی کہ جو ظلم کرتے تھے اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہے پروردگار عالموں کا کہہ کیا دیکھا تم نے اگر لے لیوے

جڑ کٹ گئی اور شکر ہے خدا کا جو سارے جہان کا مالک ہے ف۵ (قصہ پاک ہوا) (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ بھلا بتاؤ تو سہی اگر

اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ ۗ

اللہ شنوائی تمہاری اور بینائی تمہاری اور مہر کر دے اُوپر دلوں تمہارے کے کونسا معبود ہے سوائے خدا کے کہ لا دیوے تم کو وہ

اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور آنکھیں (یا سماعت اور بینائی) چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو کوئی اور خدا ہے اللہ کے سوا جو (پھر) یہ چیزیں تم کو لا دے (اے

انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٤٦﴾ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ

دیکھ کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں پھر وہ پھر رہتے ہیں کہہ کیا دیکھا تم نے اگر آوے تم کو

پیغمبر) دیکھ ہم اُن سے الٹ پھیر کر کیسی کیسی دلیلیں بیان کرتے ہیں اس پر بھی یہ نہیں سنتے ف۶ (اے پیغمبر) کہہ دے بھلا بتلاؤ اگر اللہ کا عذاب ایک ہی ایکا یا تاکہ

عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ

عذاب اللہ تعالیٰ کا یکبارگی یا آشکارا کیا ہلاک کیے جاویں گے مگر قوم ظالموں کی اور نہیں بھیجتے ہم

(یا رات یا دن کو) تم پر اُتر آئے تو کون تباہ ہوگا وہی نا جو مشرک ہیں ف۷ اور ہم پیغمبروں کو اسی لیے

الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

پیغمبروں کو مگر بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پس جو کوئی ایمان لاوے اور اصلاح کرے پس نہیں ڈر اوپر اُن کے اور

بھیجتے ہیں اور کچھ نہیں کہ (نیکوں کو) خوشخبری سنائیں اور (منکروں کو) ڈرائیں پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے (پیغمبروں کا کہا مانا) ان کو نہ ڈر

ف۲ کیا آج ہم مسلمانوں کا یہی حال ہو کر نہیں رہ گیا ہے۔ جب کوئی جنگ، سیلاب، قحط یا زلزلہ یا کوئی دوسری اجتماعی آفت ہم پر نازل ہوتی ہے تو کیا ہم میں وہ افراد نہیں پائے جاتے جو اسے محض مادی اسباب کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور سزا سمجھنے کو جہالت اور بے وقوفی قرار دیتے ہیں۔ تفسیر احمدی جو ایک نیچری نے لکھی ہے وہ معجزات وغیرہ کے انکار کے سلسلہ میں اسی قسم کی تاویلوں سے پُر ہے (ا۔ ع)۔

ف۳ یعنی انہیں مہلت کے طور پر ہر طرح کی نعمتیں دیں۔ (سلفیہ)

ف۴ یعنی اچانک ایسا عذاب آیا کہ وہ اپنا تمام عیش و آرام بھول گئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی اور اسی یاس و ناامیدی کی حالت میں تباہ و برباد کر دیئے گئے عقلمند آدمی کو چاہیے کہ جب تنگی اور مصیبت آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ سمجھ کر بُرے کاموں سے توبہ کرے ورنہ غفلت بڑھتی جائے گی اور یکبارگی ایسی سخت پکڑ ہوگی کہ توبہ کا موقع بھی نہ ملے گا۔ (مسند احمد میں) حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جسے اس کی نافرمانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ ہر چیز دے رہا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے تو سمجھو کہ اللہ اسے ڈھیل دے رہا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۵ یعنی سب نیست و نابود کر دیئے گئے اور ان کے نیست و نابود کئے جانے پر ہر چیز نے سکھ کا سانس لیا اور اللہ رب العلمین کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا۔ خس کم جہاں پاک۔

ف۶ منہ پھیر کر اور نظریں چرا کر چل دیتے ہیں اور کسی تنبیہ سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے حالانکہ یہ کان اور آنکھ اور دل جو اس وقت موجود ہیں شاید پھر نہ ملیں۔ لہٰذا توبہ میں دیر کرنی نہیں چاہیے۔ (کذا فی الموضح)

ف۷ پہلی آیت میں صرف ان کی سماعت بصارت اور دل سلب کر لینے پر تنبیہ تھی۔ اب اس آیت میں عام عذاب کے ذکر کے ساتھ توبیخ کی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو تم نجات نہیں پا سکو گے باقی رہے آنحضرتؐ اور ان کے پیرو تو انہیں اللہ ضرور بچا لے گا کیونکہ پہلے جتنی قومیں تباہ کی گئیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ مستقل سنت رہی ہے کہ پہلے رسول اور ان کے متبعین کو ظالم قوم کی بستی سے نکل جانے کا حکم دیا گیا جب وہ نکل گئے تو قوم تباہ کر دی گئی۔

لاھم یحزنون ﴿۴۸﴾ والذین کذبوا بایتنا یمسھم العذاب بما کانوا

نہ وہ غم کھاویں گے اور جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو لگے گا اُن کو عذاب بسبب اس کے کہ تھے

ہوگا نہ غم اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کو نافرمانی کی سزا میں عذاب

یفسقون ﴿۴۹﴾ قل لا اقول لکم عندی خزآئن اللہ ولا اعلم الغیب ولا

فسق کرتے کہہ نہیں کہتا میں تم کو نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں اور نہ میں جانتا ہوں غیب کو اور نہ

ہوگا (اے پیغمبر) کہہ دے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ف۱ اور (یہ بھی) کہہ دے میں غیب نہیں جانتا ف۲ اور نہ میں یہ کہتا

اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی قل ھل یستوی الاعمی و

کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں نہیں پیروی کرتا میں مگر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف میری کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور

ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ف۳ میں تو اُسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم ہوتا ہے (اللہ کی طرف سے) ف۴ (اے پیغمبر) کہہ دے کیا اندھا اور آنکھ والا برابر ہو سکتے ہیں

البصیر افلا تتفکرون ﴿۵۰﴾ وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم

آنکھوں والا کیا پس نہیں فکر کرتے تم اور ڈرا ساتھ اس کے اُن لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں اس سے کہ اکٹھے کیے جاویں طرف پروردگار اپنے کی

ف۵ کیا تم غور نہیں کرتے اور (اے پیغمبر) قرآن کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو ڈرا جو (قیامت کے دن) اپنے مالک کے پاس اکٹھا ہونے کا خوف رکھتے ہیں

لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع لعلھم یتقون ﴿۵۱﴾ ولا تطرد الذین یدعون

نہیں واسطے ان کے سوائے اس کے کوئی دوست اور نہ شفاعت کرنے والا تاکہ وہ بچیں اور مت ہانک دے اُن لوگوں کو کہ پکارتے ہیں

(وہاں) خدا کے سوا نہ اُن کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا اس لیے کہ وہ (ڈر گئے ہوں) بچتے رہیں ف۶ اور جو لوگ اپنے مالک کو صبح اور

ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء

پروردگار اپنے کو صبح اور شام چاہتے ہیں منہ اس کا نہیں اُوپر تیرے حساب ان کے سے کچھ

شام پکارتے ہیں اسی کا منہ چاہتے ہیں (یعنی خلوص سے صرف خدا کے طالب ہیں) ان کو (اپنے پاس سے) مت نکال (جیسے کافر کہتے ہیں) تجھ کو اُن کا حساب

وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم فتکون من الظلمین ﴿۵۲﴾ و

اور نہ حساب تیرے سے اُوپر ان کے کچھ پس ہانک دے ان کو پس ہو جاوے تو ظالموں سے اور

دینا نہیں نہ تیرا حساب ان کو دینا ہے ف۷ اگر تو اُن کو نکالے گا تو بے انصافوں میں شریک ہوگا ف۸ اور اسی طرح

کذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا

اسی طرح فتنہ میں ڈالا ہے ہم نے بعض ان کے کو ساتھ بعض کے تاکہ کہیں کیا یہی ہیں کہ احسان کیا اللہ نے اوپر اُن کے ہم میں سے

ہم نے ایک کو دوسرے سے آزمایا ہے (یعنے شریف کو رذالے اور مالدار کو مفلس سے) ف۹ اس لیے کہ یہ لوگ کہیں کیا انہیں لوگوں پر اللہ نے ہم میں سے چن کر احسان کیا ف۱۰

الیس اللہ باعلم بالشکرین ﴿۵۳﴾ واذا جآءک الذین یؤمنون بایتنا فقل

کیا نہیں اللہ جاننے والا شکر کرنے والوں کو اور جب آویں تیرے پاس وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ نشانیوں ہماری کے پس کہہ

کیا اللہ شکر کرنے والوں کو اچھی طرح نہیں جانتا ف۱۱ اور (اے پیغمبر) جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو کہہ

سلم علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءا بجھالۃ ثم

سلامتی ہے اوپر تمہارے لکھی ہے رب تمہارے نے اوپر ذات اپنی کے رحمت یہ کہ جو کوئی عمل کرے تم میں سے بُرا ساتھ نادانی کے پھر

سلام علیکم تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر (اپنے فضل و کرم سے) یہ لکھ لیا ف۱۲ ہے کہ مہربانی کرے گا (یعنے) جو کوئی تم میں نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد

ف۱ آنحضرت سے وہ مطالبہ کرتے کہ اگر تم اللہ کے پیغمبر ہو تو اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کرو کہ ہمیں دنیا کا ساز و سامان اور فراوانی حاصل ہو جائے۔ اس آیت میں اس مطالبہ کا جواب دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ فلاں مرید کو فلاں پیر نے ایک خزانہ بخش دیا یا مالدار کر دیا تو یہ عقیدہ شرک کی ذیل میں آئے گا۔ (کذا فی اسلفیہ)

ف۲ کہ آئندہ کی جو باتیں مجھ سے پوچھتے جاؤ میں تمہیں بتلاتا جاؤں۔ غیب کا جاننا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ مجھے جو اور جتنا علم ہے اس کی اس نے اطلاع دی ہے۔ وہ چاہتا تو مجھے اتنا علم بھی نہ دیتا اور چاہتا تو اس سے بھی زیادہ دے دیتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ انبیاء کو علم غیب ہوتا ہے تو وہ مشرک ہے جب سید المرسلؐ کو علم غیب نہ ہوا تو دوسروں کا کیا ذکر ہے اور جب رسولؐ غیب دان نہ ٹھہرے تو پھر کوئی پیر، شہید، ولی، مجذوب، سالک یا عالم عابد کیسے غیب دان ہو سکتا ہے اور کاہن، نجومی اور رمال کس شمار و قطار میں ہیں۔ (از ترجمان نواب)

ف۳ بلکہ تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں پھر تم فرشتوں کی طرح آسمان پر چڑھنے کا مجھ سے مطالبہ کیوں کرتے ہو؟

ف۴ اور کسی معاملے میں اپنی خواہش کی پیروی نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بندوں تک جتنے احکام پہنچائے چاہے قرآن کی شکل میں یا احادیث کی صورت میں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے لہٰذا قرآن کی طرح سنت کی پیروی بھی ضروری ہے بلکہ سنت کے بغیر قرآن کی پیروی ناممکن ہے جو لوگ سنت کو چھوڑ کر صرف قرآن کی پیروی پر زور دیتے ہیں وہ دراصل اپنی من مانی تاویلات کرنا چاہتے ہیں۔

ف۵ یعنی باطل پرست اور حق پرست یا کافر اور مسلمان یا جاہل اور عالم۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے۔ ایک اندھے اور ایک دیکھتے کا (یہی) فرق ہے۔ (موضح)

ف۶ اوپر کی آیت میں پیغمبروں کے متعلق بیان فرمایا کہ وہ مبشر اور منذر ہوتے ہیں۔ اب اس آیت میں آنحضرتؐ کو انذار کا حکم دیا۔ (رازی) یعنی قرآن سن کر اور زیادہ ڈر پیدا ہو اور گناہوں سے باز آجاویں۔ آیت سے ان کا فرو کا رد مقصود ہے جو یہ گمان رکھتے تھے کہ ان کے معبود اور ٹھاکر وغیرہ اللہ تعا سے سفارش کرکے ان کو بچالیں گے۔ اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی اس میں عبرت ہے جو اپنے بزرگوں کی سفارش پر تکیہ کرکے بے کھٹکے گناہ کرتے رہتے ہیں کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی کی سفارش نہیں چل سکے گی۔ (وحیدی۔ ترجمان)

ف۷ بلکہ ہر ایک کو اپنے عمل کی جوابدہی خود کرنی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان بے چاروں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے کہ آپ انہیں اپنے سے دور کریں۔

ف۸ یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں انہی کی خاطر مقدم ہے۔ (موضح) جیسا کہ معلوم ہے کہ مکی زندگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپؐ کی پیروی اختیار کرنے والے زیادہ تر غلام، موالی اور عام بے بس اور بے کس قسم کے لوگ تھے۔ قریش کے بڑے بڑے سردار اور کھاتے پیتے لوگ نبی صلعم کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ تمہارے ساتھی اس قسم کے گھٹیا طبقہ کے لوگ ہیں۔ اگر ان کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دیں تو ہم آپؐ کے پاس آئیں گے اور آپؐ کی بات سنیں گے۔ اس بارے میں متعدد روایات ثابت ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ قریش کے چند سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ اس وقت آپؐ کے پاس صہیبؓ، خبابؓ، عمارؓ اور ان جیسے چند اور غریب قسم کے لوگ بیٹھے تھے کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپؐ کو اپنی قوم میں سے یہی لوگ ملے ہیں؟ کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے اپنا فضل کیا ہے۔ کیا ہم ان کے پیچھے چلنے والے ہو سکتے ہیں۔ انہیں اپنے پاس سے دفع کریں تو شاید ہم بھی آپؐ کی بات سن لیں۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر)

ف۹ یعنی سرداران قریش جو یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔

ف۱۰ یعنی کیا بلالؓ، صہیبؓ، خبابؓ، عمارؓ، سالمؓ، عبداللہؓ بن مسعودؓ، سعدؓ بن ابی وقاصؓ اور دوسرے غریب اور بے کس مسلمان ہی اللہ تعالیٰ کو یہ ایسے نظر آئے ہیں کہ اس نے انہیں ہماری قوم میں سے چن لیا ہے۔

ف۱۱ یعنی دولتمندوں کو غریبوں سے آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ کیا یہ لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق ماننے ہیں۔ (موضح) دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت ہے تو انہی لوگوں کی ہے جو اخلاص سے اللہ کا شکر بجالاتے ہیں چاہے وہ کتنے ہی غریب اور محتاج ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خالی دنیوی حسب و نسب اور خوشحالی کی کوئی قدر نہیں ہے جیسے فرمایا: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (حجرات) "کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"

ف۱۲ پہلی آیت میں انکے طرد سے منع فرمایا۔ اب اس آیت میں انکے اکرام کا حکم دیا۔ (رازی) یعنی جو لوگ کفر و شرک کے غلبہ کے باوجود اس پرآشوب دور میں آپؐ کی دعوت قبول کرکے مسلمان ہو رہے ہیں انہیں امن و سلامتی کی خوشخبری دے دیجئے یعنی یہ کہ اسلام لانے کے بعد وہ اللہ کے عذاب سے مامون ہو گئے۔ اب ان سے ان اعمال پر مواخذہ نہیں ہوگا جو وہ کفر کی زندگی میں کرتے رہے ہیں۔ (المنار۔ عن ابن عباسؓ) اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کا احترام کرنا چاہئے اور انہیں ناراض نہیں کرنا چاہئے۔ (قرطبی)

تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ

توبہ کرے پیچھے اُس کے اور نیکیاں کرے پس تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح جدا جدا بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں اور

توبہ کرے اور اپنے تئیں سنوار لے (اپنی حالت درست کرلے نیک کام کرنے لگے) تو وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور ہم اسی طرح کھول کر اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں

لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

تاکہ ظاہر ہو جاوے راہ گنہگاروں کی کہہ تحقیق میں منع کیا گیا ہوں اس سے کہ عبادت کروں ان کی کہ پکارتے ہو تم

(تاکہ سب لوگ سمجھ جائیں) اور گنہگاروں کا رستہ صاف معلوم ہو جائے ف۲ (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ دے مجھ کو ان کا پوجنا منع ہوا جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو (اور پوجتے ہو)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ

سوائے خدا کے کہہ نہیں پیروی کرتا میں خواہشوں تمہاری کی تحقیق گمراہ ہو جاؤں میں اس وقت اور نہ ہوں میں راہ پانے والوں سے کہہ

کہہ دے میں تمہاری خواہشوں پر نہیں چلتا اگر چلوں تو میں گمراہ ہو چکا اور راہ پانے والوں میں نہ رہا ف۳ (اے پیغمبر) کہہ دے میں

اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

تحقیق میں اوپر دلیل روشن کے ہوں پروردگار اپنے کی طرف سے اور جھٹلایا تم نے اس کو نہیں میرے پاس وہ جو جلدی کرتے ہو تم ساتھ اس کے نہیں حکم مگر واسطے

تو اپنے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل پر (اقرآن پر) قائم ہوں اور تم اس کو جھٹلاتے ہو جس (عذاب) کی تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس (یعنے میرے اختیار میں) نہیں ف۴ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی

لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ

اللہ کے بیان کرتا ہے حق کو اور وہ اچھا فیصل کرنے والا ہے کہہ اگر تحقیق میرے پاس ہوتی وہ چیز کہ شتاب مانگتے ہو اس کو

کو اختیار نہیں وہ سچی بات بیان کرتا ہے اور وہی سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر (بھی) ہے ف۵ (اے پیغمبر) کہہ دے اگر تم جس (عذاب) کی جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس (میرے اختیار میں) ہوتا

لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

البتہ فیصل کیا جاتا کام درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور نزدیک اس کے ہیں کنجیاں غیب کی

تو میرا تمہارا (جھگڑا کب کا) فیصلہ ہو چکا ف۶ اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو خوب جانتا ہے ف۷ اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو

لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا

نہیں جانتا ان کو مگر وہ اور جانتا ہے جو کچھ بیچ جنگل کے ہے اور دریا کے ہے اور نہیں گرتا کوئی پات مگر جانتا ہے اس کو

اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا ف۸ اور جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اُس کو (بھی وہی) جانتا ہے اور ایک پتہ نہیں گرتا مگر اس کو معلوم رہتا ہے

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور نہیں گرتا کوئی دانہ بیچ اندھیروں زمین کے اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے اور وہی ہے جو

اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں (یعنے زمین کے اندر یا تاریک مقاموں میں) اور نہ کوئی ہرا نہ کوئی سوکھا جو کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں نہ ہو ف۹ اور وہی خدا ہے جو

يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ

قبض کرتا ہے تم کو بیچ رات کے اور جانتا ہے جو کماتے ہو تم بیچ دن کے پھر اٹھاتا ہے تم کو بیچ اس کے تاکہ پورا کیا جاوے وقت

رات کو تم کو سلا دیتا ہے (یا تمہاری جان اٹھا لیتا ہے) اور دن میں جو (کام) تم کر چکے تھے اُس کو جانتا ہے پھر سوتے سے تم کو ف۱۰ ایک مقرری مدت پوری ہونے

مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ

مقرر کیا ہوا پھر طرف اس کی پھر جانا ہے تمہارا پھر خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے اور وہی ہے غالب اوپر

کے لیے جگاتا ہے ف۱۱ پھر اسی کی طرف تم کو لوٹ جانا ہے پھر جو کچھ تم (دنیا میں کیا کرتے تھے) وہ تم کو جتلا دے گا ف۱۲ اور وہ زبردست ہے اپنے بندوں

ف۱ نادانی سے گناہ کر بیٹھنے کا مطلب اس کے انجام بد کو نہ سمجھنا ہے۔ (دیکھئے سورہ نساء آیت ۱۷) اُوپر کی آیتوں میں انذار تھا اب اس آیت میں تبشیر ہے۔

ف۲ یعنی حق ظاہر ہو جائے تاکہ اس پر عمل کیا جا سکے اور مجرموں کی راہ واضح ہو جائے تاکہ اس سے اجتناب کیا جا سکے (جلالین) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں ان کو مخالفین (مجرمین) کے ہتھکنڈوں اور دلائل سے بھی پوری طرح باخبر ہونا چاہئے تاکہ ان کی تردید ہو سکے صحابہ کرام میں یہی خوبی تھی کہ ایک طرف تو وہ اسلام کو خوب سمجھتے تھے اور دوسری طرف جاہلیت کے رسم و رواج اور قوانین سے پوری واقفیت رکھتے تھے یہ مضمون حافظ ابن القیم کی کتاب الفوائد میں خوب بیان ہوا ہے۔

ف۳ اُوپر کی آیت میں تو یہ بیان ہوا کہ اللہ آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ حق واضح ہو اور مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے اب اس آیت میں مجرموں کے راستہ پر چلنے سے منع فرمایا جس سے یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ ان کا راستہ کیا ہے۔ (رازی)

ف۴ یعنی نزول عذاب کا جو مطالبہ کر رہے ہو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔

ف۵ معلوم ہوا کہ انبیاء کو معجزات پر کوئی اختیار نہیں ہوتا یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

ف۶ یعنی اگر عذاب کا لانا میرے اختیار میں ہوتا تو میں تمہاری تکذیب کی وجہ سے اب تک تمہیں ہلاک کر چکا ہوتا۔ (رازی)

ف۷ کہ کب ان پر عذاب بھیجا جائے اور کب تک انہیں مہلت دی جائے۔ (رازی)

ف۸ یعنی خلق میں سے کسی کو کبھی تو اُمورِ غیبیہ کا علم حاصل نہیں ہے یہ خاصہ خدا کا ہے (سلفیہ) اس سے معلوم ہوا کہ جو نجومی یا پنڈت یا رمال یا جفار اپنی غیب دانی کا دعویٰ کرتے اور لوگوں کو آئندہ پیش آنے والی باتیں بتلاتے ہیں وہ سب جھوٹے اور ٹھگ ہیں اور ان کے پاس جانا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے اسی لئے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: مَنْ اَتٰی کَاهِنًا اَوْ مُنَجِّمًا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہ جو کسی کاہن یا نجومی کے پاس گیا، اس نے اس چیز کا انکار کر دیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔ (از شوکانی) (مزید دیکھئے لقمان آیت ۳۴)

ف۹ یعنی اس کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی اور پوشیدہ سے پوشیدہ ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے۔ (رازی)

ف۱۰ یعنی تمہیں دن کو نیند سے اٹھاتا ہے۔ بعض نے قبروں سے اٹھانا بھی مراد لیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ یعنی تم میں سے ہر ایک کے لئے جو رزق اور مدت عمر معین ہے وہ پوری ہو۔ (رازی)

ف۱۲ یعنی اچھا کیا ہوگا تو اچھا بدلہ دے گا اور بُرا کیا ہوگا تو بُرا بدلہ دے گا۔ اُوپر کی آیت میں کمال علم کا بیان تھا اور اس سے کمال قدرت ثابت ہوتی ہے۔ (رازی)

عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

بندوں اپنوں کے اور بھیجتا ہے اُوپر تمہارے نگہبان یہاں تک کہ جب آتی ہے ایک کو تم میں سے موت قبض کرتے ہیں اس کو

کے اُوپر (عرش معلی پر) ف۱ اور تم پر چوکیدار (فرشتے) مقرر کرتا ہے ف۲ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اُس کی جان اُٹھا

رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَ

بھیجے ہوئے ہمارے اور وہ نہیں کمی کرتے پھر پھیرے جاتے ہیں طرف اللہ تعالیٰ کی جو کارساز ان کا ہے حق خبردار ہو واسطے اسی کے ہے حکم اور

لیتے ہیں اور وہ (حکم میں) کوتاہی نہیں کرتے ف۳ پھر (یہ سب بندے) خدا کی طرف لوٹائے جاتے ہیں جو ان کا حقیقی مالک ہے ف۴ سن لو اُسی کا حکم چلتا ہے

هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ

وہ جلد حساب لینے والا ہے کہہ کون شخص نجات دیتا ہے تم کو اندھیروں جنگل کے سے اور دریا کے سے پکارتے ہو تم اس کو

وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ف۵ (اے پیغمبر) کہہ دے تم کو خشکی اور سمندر کے اندھیروں سے کون بچا کر لاتا ہے (ایسے سخت وقتوں میں) تم اُسی سے دُعا کرتے ہو آواز

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ

عاجزی سے اور چھپا کر اگر نجات دے گا ہم کو اس آفت سے البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں سے کہہ

سے اور چپکے سے (اور کہتے ہو) اگر وہ ہم کو اس (بلا) سے بچالے تو ہم ضرور (اس کے) شکرگزاروں میں رہیں گے ف۶ (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ تم کو ان اندھیروں

اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى

اللہ تعالیٰ نجات دیتا ہے تم کو اس سے اور ہر سختی سے پھر تم شرک کرتے ہو کہہ وہ قادر ہے اُوپر اس کے

سے اور ہر ایک سختی (دکھ بیماری آفت) سے نجات دیتا ہے پھر تم شرک کرتے ہو ف۷ (اے پیغمبر) کہہ دے اُسی کو یہ قدرت ہے کہ اُوپر سے

اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ

کہ بھیجے تم پر عذاب اُوپر تمہارے سے یا نیچے پاؤں تمہارے کے سے یا ملا دیوے تم کو

تم پر عذاب بھیجے ف۸ یا تمہارے پاؤں کے تلے سے ف۹ یا تم میں (پھوٹ ڈال کر) کئی گروہ کر دے اور ایک

شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ

گروہیں مختلف کر کر اور چکھاوے بعضے تمہارے کو لڑائی بعض کی دیکھ کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں تاکہ وہ

دوسرے کو لڑائی کا مزہ چکھائے (آپس میں ایک دوسرے سے لڑیں) ف۱۰ دیکھ ہم کس طرح پھیر پھیر کر آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ وہ

يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ

سمجھیں اور جھٹلایا اس کو قوم تیری نے اور وہ سچ ہے کہہ نہیں میں اوپر تمہارے داروغہ واسطے ہر

سمجھیں ف۱۱ اور قرآن کو تیری قوم (قریش) نے جھٹلایا (یا اللہ کے عذاب کو) اور وہ سچ ہے (اے پیغمبر) کہہ دے میں تم پر داروغہ نہیں ہوں ف۱۲ (اللہ نے

نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

خبر کے وقت ہے قرار پکڑنے کا اور البتہ جان لوگے اور جب دیکھے تو ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں ہماری کے

جو خبر دی ہے) ہر خبر کا ایک ٹھہرا ہوا وقت ہے اور اب تم کو معلوم ہو جائے گا ف۱۳ اور (اے پیغمبر) جب تو اُن لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں کو کریدتے ہیں ف۱۴ تو ان

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ

پس منہ پھیر لے اُن سے یہاں تک کہ بحث کریں بیچ بات کے سوائے اس کے اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان

کے پاس سے سرک جا یہاں تک کہ وہ (اُس کو چھوڑ کر) دوسری بات میں لگ جائیں ف۱۵ اور اگر (کبھی) شیطان (یہ نصیحت) تجھ کو بھلا دے

ف۱ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اُوپر ہے جیسا کہ قرآن کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے قاھر فوق عبادہٖ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے بندوں پر کامل غلبہ اور اقتدار رکھتا ہے، چنانچہ امام رازی لکھتے ہیں کہ یہاں فوقیۃ سے مراد قہر و قدرۃ ہے نہ کہ فوقیت بمعنی الجہتہ کیوں کہ مکان کی بلندی قہر اور غلبہ کو مستلزم نہیں ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: القاهر الغالب و فی القهر زیادۃ معنی القدرۃ وهو منع غیرہ عن بلوغ المرام المراد (معالم)۔ یعنی قاہر کے معنی غالب کے ہیں اور یہ مطلق قدرت سے زائد صفت ہے یعنی خود قادر ہونے کے ساتھ دوسرے کو مراد حاصل کرنے سے روک دینے والا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت قہاریت یہ ہے کہ کائنات کو عدم سے وجود بخشتا اور پھر وجود پر فنا اور فساد طاری کرتا رہتا ہے۔ پس ممکنات میں جسقدر بھی کون و فساد ہو رہا ہے سب اللہ تعالیٰ کی صفت قہاریت کا مظہر ہے اور آیت: قل اللّٰھم مالک الملک : ۶۔ صفت قہاریت کی پوری طرح تشریح کر رہی ہے۔ (کبیر)

ف۲ جو تمہاری آفات سے حفاظت کرتے ہیں نیز تمہارے اعمال کو محفوظ کرتے ہیں۔ علماء کے نزدیک یہاں حفظۃ سے اعمال لکھنے والے فرشتے مراد ہیں۔ (کبیر) نیز دیکھئے۔ (انفطار آیت ۱۰ ق ۱۰)

ف۳ یعنی جس کی جان قبض کرتے ہیں اللہ کے حکم سے اس کے مقررہ وقت پر کرتے ہیں نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد۔ اصل میں جان تو ملک الموت قبض کرتا ہے مگر اس کے ساتھ رحمت اور عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ حضرت انسؓ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آیا موت کا فرشتہ ایک ہے یا بہت سے؟ تو آپؓ نے انہیں یہی جواب دیا اور دلیل میں یہ آیت تلاوت کی۔ (المنار) نیز دیکھئے سورۃ سجدہ آیت ۱۱۔ درحقیقت موت و حیاۃ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ (ع-۶۶) مگر فرشتے چونکہ اس کی طرف سے مامور ہیں اسلئے ان کی طرف بھی روح قبض کرنے کی نسبت کر دی گئی ہے۔ (قرطبی)

ف۴ جس نے اپنے حکم سے انہیں دنیا میں بھیجا تھا۔

ف۵ موت کے ساتھ ہی آن کی آن میں اعمال کے اثرات ظاہر ہو جائینگے یا لمحہ بھر میں انسان کی عمر بھر کی بھلائی برائی واضح کر دے گا۔ (رازی) یا جلد حساب ہونے والا ہے یعنی مرنے کے بعد۔ (نیز دیکھئے سورۃ بقرہ۔ ۲۰۲)

ف۶ مگر بعض ایسے بدبخت بھی ہیں جو مشکل کے وقت بھی دوسروں کو پکارتے ہیں۔

ف۷ یعنی جب نجات پالیتے ہو تو بجائے شکرگزاری کے کفر کرنے لگتے ہو۔

ف۸ جیسے بارش، طوفان، بجلی، اولے، آندھی وغیرہ۔ حضرت ابن عباسؓ اوپر کے عذاب سے ظالم حکمران بھی مراد لیتے ہیں۔ (درمنثور)

ف۹ جیسے زلزلہ، قحط اور زمین میں دھنسنا وغیرہ

ف۱۰ اور یہ وہ عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ نہ رہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی۔ پس اوپر اور نیچے سے عذاب کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی مگر تیسری دعا کہ میری اُمت آپس کے تفرقے اور جنگ و جدال سے محفوظ رہے منظور نہیں فرمائی۔ (مسلم)

ف۱۱ اور اپنی روش سے باز آجائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: عذاب یہ بھی ہے کہ آپس میں لڑا دے اور ایک دوسرے کو قتل یا قید کرے۔ حضرتؐ نے سمجھ لیا کہ یہ اس اُمت پر بھی ہوگا اکثر عذاب الیم، شدید، عظیم انہی باتوں کو فرمایا ہے لیکن ان پر جو کافر ہیں۔ (از موضح)

ف۱۲ "بہٖ" کی ضمیر عذاب کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے اور قرآن یا تصریف آیات کی طرف بھی۔ (رازی) یعنی میرا یہ کام نہیں ہے کہ تمہاری تکذیب اور بدتمیزی پر خود عذاب نازل کر دوں نہ میرا کام تو صرف یہ ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دوں۔ نہ ماننے کی وعید پر متنبہ کر دوں۔ اس کے بعد عذاب بھیجنا یا نہ بھیجنا اللہ کے اختیار میں ہے اور اس سے بچنے کی فکر کرنا تمہارا کام ہے۔

ف۱۳ اس میں کفار کو تہدید ہے۔ (کبیر) یعنی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر غلط نہیں ہو سکتی لیکن اس کا وقت معین ہے۔ چنانچہ جس عذاب کا تم مطالبہ کر رہے ہو جب اس کا وقت آئے گا تو وہ بھی نازل ہو جائیگا۔ اس وقت تم خود جان لوگے کہ جس چیز سے تمہیں بار بار ڈرا رہا تھا وہ کہاں تک سچی تھی۔ اس عذاب سے مراد آخرت کا عذاب بھی ہو سکتا ہے اور وہ عذاب بھی جو دنیا میں بصورت حرب و قتال کفار پر آیا۔ (کذافی الکبیر)

ف۱۴ یعنی ان پر نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور اُلٹے سیدھے معنی پہنا کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۱۵ اس میں اس شخص کے لئے بڑی تنبیہ ہے جو اہل بدعت کی مجلسوں میں بیٹھتا ہے جو کتاب و سنت کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں اور بدعتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسا شخص اگر ان بدعتیوں کو ان حرکات سے باز نہیں رکھ سکتا تو کم سے کم درجہ یہ ہے کہ ان سے میل جول نہ رکھے اور نہ ان کی مجلسوں میں بیٹھے۔ اہل بدعت کی صحبت اس صحبت سے بھی کئی درجہ بدتر ہے جس میں گناہوں کا علانیہ ارتکاب کیا جاتا ہے خصوصاً اس شخص کے لئے جو علمی اور ذہنی اعتبار سے پختہ نہ ہو۔ (شوکانی) اہل بدعت کی مجلسوں میں شریک ہونا ان کی توقیر اور حوصلہ افزائی ہے۔ حدیث میں ہے: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ کہ جس نے کسی بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کی عمارت گرانے میں مدد کی۔ (قرطبی)

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ

پس مت بیٹھ پیچھے یاد آنے کے ساتھ قوم ظالموں کے اور نہیں اُوپر ان لوگوں کے کہ پرہیزکاری کرتے ہیں

تو یاد آئے پیچھے (ایسے) ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ ف۱ اور پرہیزگاروں کو اُن لوگوں کا (جو ہماری آیتوں کو کریدتے ہیں)

حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ

حساب ان کے سے کچھ اور لیکن نصیحت کرنا ہے تا کہ وہ بچیں اور چھوڑ دے ان لوگوں کو کہ پکڑتے ہیں دین اپنے

کوئی حساب نہیں دینا ہوگا لیکن نصیحت تو کرنا چاہیئے شاید وہ بھی (آئندہ اس بُرے کام سے) بچیں ف۲ اور (اے پیغمبرؐ) جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا

لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ

کھیل اور تماشا اور فریب دیا ہے ان کو زندگانی دنیا کی نے اور نصیحت کر ساتھ اس کے اس سے کہ ہلاکت میں سونپا جاوے ہر ایک جی بسبب اس چیز کے کہ کیا ہے

بنا لیا ہے ف۳ اور دنیا کی زندگی نے ان کو فریب دے رکھا ہے (دھوکے میں ڈال رکھا ہے) اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دے اور قرآن کے ذریعے سے نصیحت کر تا کہ ایسا نہ ہو کوئی

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ

نہ ہو واسطے اس کے سوائے اللہ تعالیٰ کے دوست اور نہ شفاعت کرنے والا اور اگر بدلا دیوے سارے بدلے نہ لیا جاوے گا

جان اپنے کیے کے بدل ہلاکت میں پڑ جائے ف۴ اللہ کے سوا اس کا کوئی حمایتی ہو اور نہ سفارشی اور اگر وہ سب طرح کی چھڑایاں (فدیے) دے تو بھی اس کی طرف سے

مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ

اس سے یہی لوگ ہیں کہ سونپے گئے ہلاک میں بسبب اس کے جو کمایا ہے واسطے اُن کے پینا ہے گرم پانی سے اور عذاب ہے درد دینے والا

قبول نہ ہوں یہی ہیں وہ لوگ جو اپنے کیے کے بدل آفت میں پھنس گئے (یا ہلاکت میں پڑ گئے یا ذلیل و خوار ہوئے) اُن کو پینے کے لیے گرم کھولتا پانی ہے اور تکلیف کا عذاب

بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ

بہ سبب اس کے کہ تھے کفر کرتے کہہ کیا پکاریں ہم سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہ نفع دے ہم کو اور نہ ضرر دے ہم کو اور کیا پھیرے جاویں ہم

کیونکہ وہ دنیا میں کفر کرتے رہے ف۵ (اے پیغمبرؐ ان کافروں سے) کہہ دے کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کو پکاریں جو ہمارا نہ بھلا کر سکتے ہیں نہ بُرا کر سکتے ہیں اور جب اللہ

عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِی الْاَرْضِ

اوپر ایڑیوں اپنی کے پیچھے اس وقت کے کہ ہدایت کی ہم کو اللہ نے مانند اس شخص کی کہ ڈال دیا ہے اس کو شیطانوں نے بیچ زمین کے

ہم کو (سچی سیدھی) راہ پر لگا چکا تو ہم الٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جائیں ف۶ جیسے کسی کو بھتنے (شیطان غول بیابانی) جنگل میں بھکا کر حیران کر دیں (وہ چاروں طرف

حَيْرَانَ ۪ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ

سراسیمہ واسطے اس کے یار ہیں کہ پکارتے ہیں اس کو طرف ہدایت کی کہ چلا آ ہمارے پاس کہہ تحقیق ہدایت اللہ کی وہی ہے

پھرے) اُس کے کچھ ساتھی ہوں جو اُس کو راہ پر بلائیں (کہیں) ادھر آ ف۷ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اللہ تعالیٰ نے جو راہ بتائی وہی (سیدھی سچی)

الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ

ہدایت اور حکم کیے گئے ہیں ہم یہ کہ مطیع ہوویں واسطے پروردگار عالموں کے اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور ڈرو اس سے اور وہی

راہ ہے اور ہم (مسلمانوں) کو تو یہ حکم ملا ہے کہ جو سارے جہان کا مالک ہے اُس کے تابعدار رہیں اور یہ (حکم ملا ہے) کہ نماز درستی سے ادا کرتے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو

الَّذِیْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ

ہے وہ شخص کہ طرف اس کی اکٹھے کیے جاؤ گے اور وہی ہے وہ شخص جس نے کہ پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے اور جس دن

اور وہی خدا ہے جس کے سامنے تم (قیامت کے دن) اکٹھے ہو گے اور وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو دُرستی کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن

ف۱ یعنی جب جہلا دین پر نکتہ چینی کریں تو انکی مجلس سے سرک جاتے اور اگر خطرہ ہو کہ باتوں میں مشغول ہو کر وہاں سے سرکنا بھول جاوے گا تو نصیحت کرنے کے وقت کے علاوہ ان میں بیٹھنا موقوف کر دیا جائے (از موضح) ف۲ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب مشرکین کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت ہو گئی تو مسلمانوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ اس قطع تعلق کی صورت میں تو ہم نہ مسجد میں جا سکتے ہیں اور نہ طواف کر سکتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ تم ان کے پاس بیٹھ سکتے ہو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کو نصیحت کرتے رہو شاید کہ وہ اس قسم کی یاوہ گوئی سے باز آ جائیں (کبیر، قرطبی) مگر اس صورت میں بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت سورۂ نساء اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ سے منسوخ ہے (دیکھئے نساء آیت ۱۴۰) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، یعنی کوئی جانے کہ ایسے جاہلوں کے پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں ان کے گمراہ رہنے کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید ان کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے۔ (موضح) اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ پرہیزگار اگر ان کی مجلس میں بیٹھ جائیں تو کچھ حرج نہیں ہے لیکن ہم نے اعراض کا جو حکم دیا ہے تو اس نصیحت کے پیش نظر کہ شاید تمہارے اعراض کی وجہ سے وہ اس قسم کی بیہودگی سے باز آ جائیں، واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۳ کھیل کود اور تماشے ہی کو اپنا دین بنا لیا ہے "ان کے حال پر چھوڑ دے" یعنی ان کی کوئی پروا نہ کرو۔ (وحیدی) یا یہ کہ تھوڑی دیر کے لئے دنیا میں ان کو مہلت دیجئے آخرکار یہ عذاب الیم میں گرفتار ہونے والے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی قیامت کے روز اپنے اعمال کی سزا میں گرفتار ہو یا ذلیل ہو۔ (وحیدی) شاہ صاحب لکھتے ہیں چھوڑ دے یا صحبت نہ رکھ ان سے مگر نصیحت کر دی کہ کوئی بے خبر نہ پکڑا جاوے، (موضح)

ف۵ یعنی جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے۔ دین کے معاملہ میں کسی احتیاط سے کام نہیں لیتے بلکہ اپنی خواہشوں کے مطابق حلال حرام کے مسئلے بنا رکھے ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کو ہی ذریعہ نجات سمجھ رکھا ہے اور پھر دنیا کی محبت کا ان کے دلوں پر اس قدر تسلط ہے کہ اصل حقیقت کو چھوڑ بیٹھے ہیں ایسے لوگوں پر آخرت میں نجات کے تمام ذرائع مسدود کر دیئے جائیں گے یعنی نہ ان کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی اور نہ ان سے فدیہ قبول کیا جائے گا الغرض ان کو ہلاکت کے سپرد کر دیا جائے گا اور کوئی چیز بھی ان سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دفع نہیں کر سکے گی۔ (رازی)

ف۶ یعنی توحید کی سیدھی راہ چھوڑ کر پھر شرک میں مبتلا ہو جائیں، اگر ہم ایسا کریں تو ہماری مثال ایسی ہوگی۔ آیت سے مقصود بت پرستوں کی تردید ہے اور آیت قل انی نھیت ان اعبد الذین الخ... کی تاکید ہے۔ (رازی)

ف۷ مگر وہ ان کی کوئی بات نہ سنے اور ان بھتنوں کی بات پر چلتا رہے جس کے نتیجہ میں آخرکار تباہ و برباد ہو۔ (وحیدی) یہ آیت ان مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے مسلمانوں کو شرک کی دعوت دی۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت ابوبکر کے مسلمان ہو جانے کے بعد ان کو کفر کی طرف بلاتے اور حضرت صدیق ان کو ایمان کی دعوت دیتے۔ بالآخر عبدالرحمٰن مسلمان ہو گئے مگر علمائے محققین نے لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے ایک مرتبہ مروان نے اسی آیت کو عبدالرحمٰن کے بارے میں بطور طعن پڑھا تو حضرت عائشہ نے اس کی پُرزور تردید کی اور فرمایا کہ آلِ ابوبکر کے بارے میں کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس سے ذم کا پہلو نکلتا ہو۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کی یہ تردید اصح اسناداً و اولیٰ بالقبول ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری تفسیر سورۃ احقاف)

ف۱ یعنی حشر کے دن جب وہ تمام مُردوں کو زندہ کرنا چاہے گا۔ ف۲ یعنی دنیا میں مجازی طور پر جن لوگوں کو بادشاہ کہا جاتا ہے ان کی مجازی بادشاہی بھی اس روز ختم ہوجائے گی۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (حم السجدہ نیز دیکھئے سورۂ فاتحہ آیت مالک یوم الدین)) پہلے ایک صور پھونکا جائے گا تو ساری خلقت گھبرا جائے گی پھر دوبارہ پھونکا جائے گا تو ساری خلقت فنا ہو جائے گی پھر تیسری بار پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر ایک جگہ جمع ہو جائے گی۔

يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ

کہتا ہے ہو پس ہو جاتا ہے بات اسی کی سچ ہے اور واسطے اسی کے بادشاہی جس دن کہ پھونکا جاوے گا بیچ صور کے جاننے والا ہے غیب کا

فرمائے گا ہو جا وہ ہو جائے گی (یعنے دفعۃً پھر سب موجود ہو جائیں گے ف۱ اسکی بات سچی ہے اور جس دن صور دجگل) پھونکا جائے گا اس دن اسی کی بادشاہت ہوگی ف۲ (وہ غائب اور حاضر

وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ

اور ظاہر کا اور وہی ہے حکمت والا خبردار اور جب کہا ابراہیم نے واسطے باپ اپنے آزر کے کیا پکڑتا ہے تو

(سب) کا جاننے والا ہے ف۳ اور وہ حکمت والا خبردار ف۴ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا ف۵ کیا تو بتوں کو

اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ

بتوں کو معبود تحقیق میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور قوم تیری کو بیچ گمراہی ظاہر کے اور اسی طرح دکھاتے تھے ہم

خدا بناتا ہے (ان کی پوجا کرتا ہے) میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلا گمراہ سمجھتا ہوں اور (جیسے ابراہیم کو ہم نے یہ سمجھ دی) اسی طرح

اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ

ابراہیم کو بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور تاکہ ہووے یقین لانے والوں سے پس جب ڈھانپ لیا

ہم ابراہیم کو آسمان اور زمین کی بڑی بڑی چیزیں دکھلانے لگے (تاکہ وہ ان چیزوں سے حق تعالیٰ کے وجود پر دلیل لے ف۶) اور تاکہ وہ (پورا) یقین والوں میں سے ہو جائے ف۷ تو

عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾

اس کو رات نے دیکھا ایک تارے کو کہا یہ ہے رب میرا پس جب چھپ گیا کہا نہیں دوست رکھتا میں چھپ جانے والوں کو

جب رات کی اندھیری اس پر چھا گئی اس نے ایک تارہ دیکھا اور کہنے لگا یہ میرا مالک ہے ف۸ جب وہ تارا ڈوب گیا تو کہنے لگا ڈوبنے والوں کو میں پسند نہیں کرتا (خدا ایسا ہونا چاہیے جو ہمیشہ

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ

پس جب دیکھا چاند کو روشن کہا یہ ہے پروردگار میرا پس جب چھپ گیا کہا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو پروردگار میرا

ایک حال میں رہے) پھر جب چاند کو جگمگاتا ہوا دیکھا کہنے لگا یہ میرا مالک ہے جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگا اگر میرا مالک (جو اصلی مالک اور سچا خدا ہے) مجھ کو راہ پر نہ لگائے گا ف۹

لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ

البتہ ہو جاؤں گا میں قوم گمراہوں سے پس جب دیکھا سورج کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا

تو میں بھی ضرور گمراہ لوگوں میں ہو جاؤں گا پھر جب سورج کو جھلکتا ہوا دیکھا (بہت چمکتا ہوا) کہنے لگا یہ میرا مالک ہے یہ سب

هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ

یہ ہے سب سے بڑا پس جب چھپ گیا کہا اے قوم میری تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تم تحقیق میں نے متوجہ کیا منہ اپنے کو

سے بڑا ہے پھر جب وہ (بھی) ڈوب گیا تو کہنے لگا بھائیو (میری قوم کے لوگو) میں تو ان چیزوں سے بیزار ہوں (الگ ہوں) جن کو تم (خدا کے ساتھ) شریک مانتے ہو ف۱۰ میں

لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۚ

واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو توحید کرنے والا ہو کر اور نہیں میں شریک لانے والوں سے اور جھگڑا کیا اس سے قوم اس کی نے

کر لیا جس نے بلکا ہو کر اپنا منہ اس کی طرف کر لیا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرک نہیں ہوں ف۱۱ اور اس کی قوم اس سے بحثنے لگی

قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۚ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

کہا کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے بیچ اللہ کے اور تحقیق راہ دکھائی اس نے مجھ کو اور نہیں ڈرتا میں اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو ساتھ اس کے مگر یہ کہ

ابراہیم نے کہا کیا تم اللہ (کی وحدانیت) میں مجھ سے بحثتے ہو وہ تو مجھ کو راہ پر لگا چکا اور جنکو تم اس کا شریک سمجھتے ہو (بتوں اور جھوٹے معبودوں کو) میں ان سے نہیں ڈرتا ہوں ہاں اگر

المنزل

بعض نے لکھا ہے کہ نفخہ دراصل دو بار ہوگا پہلے کو نفخہ فزع یا صعق (فنا) کہا جاتا ہے اور دوسرے کو نفخہ قیام واللہ اعلم (قرطبی ابن کثیر) ایک شخص کے سوال پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صور ایک نرسنگا ہے (مسند امام احمد) دوسری حدیث میں ہے کہ صور کو اسرافیلؑ اپنے منہ میں لئے اللہ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں جس دن انہیں حکم ملے گا وہ اس میں پھونک ماریں گے (مسلم) پس صحیح یہی ہے کہ صور ایک قرن (نرسنگا) ہے اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے۔ (فتح البیان) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صور جمع ہے صورۃ کی اور اس سے مراد مخلوق کی صورتیں ہیں تو قرآن و احادیث صحیحہ کی رُو سے یہ قول مردود ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سورۃ نمل آیت ۸۷ (قرطبی)

ف۳ یعنی جو بندوں کے اعتبار سے غیب (پوشیدہ) اور شہادت (حاضر) ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے تو کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں ہے سب حاضر ہی حاضر ہے۔ (وحیدی)

ف۴ جو خدا یہ صفات رکھتا ہے وہ اس لائق ہے کہ تم اس کی فرمانبرداری اختیار کرو اسی کے بندے بن کر رہو اور سمجھو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور اچھے یا برے ہر عمل کا بدلہ پانا ہے۔

ف۵ اوپر کی آیات میں توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال کرتے ہوئے مشرکین مکہ کے غلط عقائد پر تنقید کی گئی اب شرک کی تردید کے لئے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ بطور تائید بیان فرمایا کہ وہ توحید کے سب سے بڑے داعی اور شرک سے بیزار تھے اور مسلمانوں کو سمجھایا کہ دیکھو انہوں نے کس طرح قوم سے علیحدگی اختیار کی۔ مشرکین مکہ حضرت ابراہیم کے دین پر ہونے کے دعویدار تھے، جب ابراہیم موحد تھے تو اب شرک کے جواز پر تمہارے پاس کون سی دلیل باقی رہ جاتی ہے حضرت ابراہیم کے قصے کا ماقبل سے ربط بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اوپر جو فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کافروں سے کہیں کہ ہم دیوانے کی طرح بہکتے نہیں اس پر آگے قصہ فرمایا حضرت ابراہیم کا کہ جب اپنے نزدیک معبود برحق پالیا پھر قوم کے بہکائے نہ بہکے (موضح) علمائے انساب کی اکثریت نے حضرت ابراہیم کے والد کا نام "آرخ یا تارخ" لکھا ہے ممکن ہے آرخ نام اور "آزر" لقب ہو۔ مجاہد کہتے ہیں کہ آزر ایک بت کا نام تھا شاید اس کی خدمت میں زیادہ رہنے کی وجہ سے خود ان کا نام بھی آزر پڑ گیا ہو، واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۶ اور اس سے دلائل و بینات کے مراتب کی طرف اشارہ ہے (رازی) کہ ہم نے ان کو نظام کائنات کے اسرار سمجھا دیئے جو معرفت توحید کی بہت بڑی دلیل ہے، واضح ہے کہ یہ رویت بصری نہیں تھی بلکہ رویت بلحاظ البصیرۃ کے تھی جیسا کہ بعد کی تفصیل سے ثابت ہوتا ہے۔

ف۷ یعنی انہیں عین الیقین حاصل ہو اور پورے اطمینانِ قلب کے ساتھ اپنی قوم کو توحید کی دعوت دے سکیں۔

ف۸ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے یہ بات یا تو استفہام انکاری کے لہجہ میں فرمائی یعنی کیا یہ میرا رب ہے یا بطور ایسے مفروضے کے جو صحیح نہیں ہو سکتا تاکہ آگے چل کر نفسیں طریقہ سے ان کے عقیدہ کی غلطی واضح کی جاسکے، کیونکہ وہ لوگ کواکب (ستاروں) کی پرستش کرتے تھے اور انہی کو اپنے رب سمجھتے تھے۔ (رازی) ف۹ یعنی سیدھی اور سچی راہ پر قائم نہ رکھے گا۔ ف۱۰ اب اصل بات کھولی اور اپنا عقیدہ واضح کیا پہلی تمام باتیں صرف اس لئے تھیں کہ یہ جاہل لوگ اصل حقیقت کے قائل ہوں اور اپنے عقیدہ کی غلطی پر غور کریں۔ (وحیدی) اکثر علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پیدا ہونے کے بعد ان کو ایک غار (سرب) میں ڈال دیا گیا تھا تاکہ بادشاہ قتل نہ کر دے اور یہ کوکب، قمر اور شمس کا قصہ وہیں غار میں پیش آیا اور حضرت ابراہیمؑ نے تدریجاً اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور توحید کی معرفت حاصل کی مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ ساری گفتگو قوم کے ساتھ مناظرہ کے دوران میں ہے جیسا کہ آخر میں "يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ" اس پر دلالت کرتا ہے۔ ف۱۱ اس سے منہ موڑ کر کسی اور کے در پر بیٹھ رہنے میں جہالت، گمراہی اور دنیا و آخرت کی تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ف۱ قوم کے ساتھ یہ مناظرہ ہوا تو ان کی قوم نے اپنے عقیدہ کی صحت پر بہت سے دلائل پیش کئے مثلاً انہوں نے (اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ) کی دلیل پیش کی۔ نیز حضرت ابراہیمؑ کو دھمکی دی کہ یہ بت تمہیں آفات و بلیات میں مبتلا کر دیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے وَ قَدْ هَدٰىنِ سے پہلی دلیل کا جواب دیا کہ دلیل یقینی کے مقابلے میں تمہارا "دین آبا" بے معنی ہے اور ان کی دھمکی کے جواب میں فرمایا: کہ پروردگار کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچنی ہے تو وہ اور بات ہے مگر یہ تمہارے بت اور جھوٹے پروردگار میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (رازی)

يَّشَآءَ رَبِّىْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّىْ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ

چاہے رب میرا کچھ سما لیا رب میرے نے ہر چیز کو علم میں کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم اور کیونکر ڈروں میں اُس

میرا مالک کچھ چاہے **ف۲** میرے مالک کے علم میں سب چیزیں سما گئی ہیں (اس کا علم سب پر حاوی ہے) کیا تم غور نہیں کرتے **ف۳** اور جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو

مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ

چیز سے کہ شریک لاتے ہو تم اور نہیں ڈرتے ہو تم یہ کہ تحقیق تم شریک مقرر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں اتاری اللہ نے ساتھ اسکے اوپر تمہارے دلیل

میں اُن سے کیوں ڈرنے لگا حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُن چیزوں کو شریک کرنے سے نہیں ڈرتے جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری **ف۴**

فَاَىُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ

پس کونسا دونوں فرقوں میں سے بہت لائق ہے ساتھ امن کے اگر ہو تم جانتے وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہیں

تو (سچ کہو) دونوں طرف والوں میں سے کس کو خاطر جمع رہنا چاہیئے اگر تم کو علم ہے **ف۵** جو لوگ ایمان لائے اور اپنے

يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ

ملایا انھوں نے ایمان اپنے کو ساتھ ظلم کے یہ لوگ واسطے انہی کے ہے امن اور وہی راہ پائے ہوئے ہیں اور یہ دلیل ہماری ہے

ایمان میں ظلم (یعنے شرک) نہیں ملایا انہیں کو خاطر جمعی ہے اور وہی راہ پر ہیں **ف۵** اور یہ ہماری (بتلائی ہوئی)

اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾

دی تھی ہم نے وہ ابراہیم کو اوپر قوم اس کی کے بلند کرتے ہیں ہم درجوں میں جس کو چاہتے ہیں تحقیق رب تیرا حکمت والا علم والا ہے

دلیل تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلہ میں **ف۶** بتلائی ہم جس کو چاہیں اُسکے درجے بلند کر دیتے ہیں (اے پیغمبرؐ) بے شک تیرا مالک حکمت والا ہے جاننے والا

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ

اور دیئے ہم نے واسطے اس کے اسحٰق اور یعقوب ہر ایک کو ہدایت کی ہم نے اور نوح کو ہدایت کی ہم نے پہلے اس سے اور اولاد

اور ہم نے ابراہیمؑ کو (بیٹا) اسحاقؑ اور (پوتا) یعقوبؑ دیئے **ف۷** اور ہر ایک کو راہ پر لگایا **ف۸** اور نوح کو تو ہم پہلے ہی (یعنے ابراہیمؑ سے پہلے) راہ پر لگا چکے تھے اور ابراہیمؑ یا

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى

اس کی میں سے داود کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم

نوح کی اولاد میں **ف۹** سے (ہم نے) داودؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو راہ پر لگایا اور نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ

احسان کرنے والوں کو اور زکریا کو اور یحیٰے کو اور عیسیٰ کو اور الیاسؑ کو ہر ایک صالحوں سے تھا اور

دیتے ہیں اور زکریا (ابن آدن بن برکیا) اور یحیٰے (بن زکریا) اور عیسےٰ (بن مریم بنت عمران) **ف۱۰** اور الیاس کو بھی **ف۱۱** یہ سب نیک بختوں میں سے تھے اور

اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ

اسمعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو اور ہر ایک کو بزرگی دی ہم نے اوپر عالموں کے اور باپوں

اسمعیلؑ (بن ابراہیمؑ) اور الیسعؑ **ف۱۲** اور یونس (بن متی) اور لوطؑ (بن ہاران) کو بھی اور ان سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان پر **ف۱۳** اور نہ صرف اُن کو راہ پر لگایا

اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

ان کے سے اور اولاد اُن کی سے اور بھائیوں اُن کے سے اور پسند کیا ہم نے اُن کو اور ہدایت کی ہم نے ان کو طرف راہ سیدھی کے

اور بزرگی دی بلکہ اُن کے بعضے باپ دادوں کو اور اولاد کو اور بھائیوں کو بھی اور ہم نے اُن کو چن لیا اور اُن کو سیدھی راہ بتلائی **ف۱۴**

ف۲ کہ یہ بے جان بت کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یہ اوپر کی آیت میں دوسرے جواب کا تتمہ ہے۔ یعنی میں تمہارے ان معبودوں سے کیوں ڈروں جبکہ مجھے یقین ہے کہ مجھ کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ڈرنا تو تمہیں چاہیئے جو بے دلیل اللہ کے ساتھ شریک بنا کر ظلم عظیم کا ارتکاب کر رہے ہو۔ (کبیر)

ف۴ کیا تم مشرکین جو ان بتوں کے متعلق محض وہم پرستی کی راہ سے یہ سمجھ رہے ہو کہ شاید یہ نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں یا ہم خالص توحید پرست جنہیں یہ یقین اور اطمینان حاصل ہے کہ اللہ ہی ہر نفع و نقصان پر قادر ہے اور اس کے سوا دنیا کی کوئی زندہ یا مردہ ہستی ہمارا ذرہ بھر نقصان نہیں کر سکتی۔ اس امت کے کلمہ گو پیر پرست بھی اہل توحید سے کہتے ہیں جو شخص بڑے پیر کی گیارہویں چھوڑ دے اس کا بیٹا یا بھینس مر جاتی ہے یا کوئی اور نقصان پہنچ جاتا ہے تو ان کا بھی یہی جواب ہے جو حضرت ابراہیم نے فرمایا ہے۔ (سلفیہ بحوالہ فتح)

ف۵ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہو سکتا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے قول کی تکمیل بھی۔ بخاری، و مسلم میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا ہو (یعنی کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا مطلب وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (بخاری) پس یہ شرک ظلم عظیم ہے۔ خواہ یہ توحید رب العالمین میں ہو یا رسالت سید المرسلینؐ میں۔ (سلفیہ بحوالہ ابن کثیر)

ف۶ اس حجت سے مراد وہ دلائل توحید ہیں جو قوم کے مقابلے میں حضرت ابراہیمؑ نے پیش کئے۔ یہ دلائل اللہ تعالیٰ نے قوم کے مقابلہ میں حضرت ابراہیمؑ کو عطا فرمائے تھے۔ اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ باتیں عہدِ طفولیت کی نہیں ہیں کہ آپ شرک سے درجہ بدرجہ توحید کی طرف بڑھے ہوں کیونکہ اللہ کا نبی معرفتِ الٰہی میں کبھی غلطی نہیں کرتا۔ (رازی)

ف۷ یعنی چونکہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی جان کی کوئی پروا نہ کی اور اپنے آپؐ کو توحید کی دعوت دینے کے لئے وقف کر دیا اس لئے ہم نے بھی ان پر بڑے بڑے احسانات فرمائے۔ دنیا ہی میں انہیں یہ انعام دیا کہ نیک اولاد سے نوازا اور ان کے بعد ان کی ذریت میں نبوت اور کتاب اتارنے کا سلسلہ جاری کر دیا اور اسی سلسلے کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ف۸ یعنی حضرت ابراہیمؑ ہی کی راہ پر لگایا اور نبوت عطا کی۔ (دیکھئے سورہ مریم آیت ۴۹)

ف۹ ضمیر کا مرجع حضرت نوح علیہ السلام ہیں اسلئے کہ وہ مذکورین سے اقرب ہیں۔ ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ گو یہ ضمیر حضرت ابراہیمؑ کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے اور سیاقِ کلام کے پیشِ نظر بعض نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن اس کے تحت مذکورین میں حضرت لوطؑ کا ذکر باعث اشکال ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں سے نہ تھے مگر ہو سکتا ہے کہ تغلیباً اُن کو ذریت قرار دے دیا ہو (ابن کثیر)

ف۱۰ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو حضرت ابراہیمؑ یا دوسرے قول کے مطابق حضرت نوحؑ کی ذریت میں شمار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ لڑکیوں کی اولاد بھی آدمی کی ذریت میں شمار ہوتی ہے کیونکہ حضرت عیسٰیؑ کی نسبت صرف ماں کی طرف ہے ان کا باپ نہیں تھا۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ حضرت الیاسؑ حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھے۔ انجیل میں ان کا نام "ایلیا" مذکور ہے واللہ اعلم۔ (المنار)

ف۱۲ یعنی اخطوب بن عجوز جو انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے اور حضرت الیاسؑ کے خلیفہ تھے۔ (المنار) **ف۱۳** یعنی اپنے اپنے زمانے کے تمام لوگوں پر۔ (وحیدی) **ف۱۴** یعنی ان کے اصول و فروع اور اخوان میں سے جو بھی ایماندار تھے۔ انہیں بھی ہم نے راہِ ہدایت پر لگایا اور بزرگی دی۔ (ابن کثیر)

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ

یہ ہے ہدایت اللہ کی راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے جس کو چاہے بندوں اپنے سے اور اگر شریک کرتے البتہ کھوئے جاتے اُن سے

یہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اُس کو سُوجھائے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کا کیا کرایا (سب)

مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ

جو کچھ کہ تھے عمل کرتے یہ لوگ وہ ہیں جو دی ہم نے ان کو کتاب اور حکم اور نبوت پس اگر کفر کریں

اکارت ہوتا ف۱ انہی لوگوں کو (پیغمبروں کو) ہم نے کتاب دی اور شریعت اور پیغمبری دی اگر یہ لوگ (یعنے قریش کے کافر مکہ والے)

بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى

ساتھ اس کے یہ لوگ پس تحقیق مقرر کیا ہے ہم نے ساتھ اس کے اس قوم کو کہ نہیں ساتھ اس کے کفر کرنے والے یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی

ان چیزوں کو ف۲ نہ مانیں (تو کچھ پرواہ نہیں) ہم نے اُن (پر ایمان لانے) کیلیے ایسے لوگوں کو تیار کر دیا ہے جو اُن کا انکار نہیں کرتے ف۳ یہی (اٹھارہ پیغمبر) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ

اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٠﴾

اللہ نے پس ساتھ ہدایت ان کی کے پیروی کر کہہ نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس کے بدلہ نہیں یہ مگر نصیحت واسطے عالموں کے ف۵

لگایا تو بھی انہیں کی راہ پر چل ف۴ (اے پیغمبر) کہہ دے میں قرآن سُنانے پر (یا اللہ کے حکم پہنچانے پر) تم سے کچھ اُجرت (مزدوری) نہیں مانگتا قرآن تو اور کچھ نہیں سارے جہان کیلیے نصیحت ہے

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ

اور نہ قدر کی اللہ تعالیٰ کی حق قدر اس کے کا جس وقت کہا انہوں نے نہیں اتارا اللہ نے اوپر کسی آدمی کے کچھ کہہ کس نے

اور اُن لوگوں نے ف۶ اللہ کو جیسا پہچاننا چاہیے تھا ویسا نہیں پہچانا جب تو (ضد سے) کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اُتارا ف (اے پیغمبر) کہہ دے جس کتاب

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ

اتارا ہے کتاب کو وہ جو لایا تھا اُس کو موسیٰ روشنی اور ہدایت واسطے لوگوں کے کرتے ہو تم اس کو ورق ورق

کو موسیٰ لے کر آئے تھے اس میں لوگوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی اُس کو کس نے اتارا تھا تم نے اس کے کئی ورق (الگ الگ) بنا رکھے ہیں جنکو

تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ

ظاہر کرتے ہو تم اس کو اور چھپاتے ہو بہت اور سکھائے گیے ہو وہ جو کہ نہ جانتے تھے تم اور نہ باپ تمہارے کہہ اللہ نے

تم بتلاتے ہو اور بہت سے چھپا رکھتے ہو ف۷ اور تم کو (قرآن کی طفیل میں) وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا ف۸ (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ نے ف۹

ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ

پھر چھوڑ دے ان کو بیچ بحث اپنی کے کھیلتے اور یہ کتاب ہے اتارا ہے ہم نے اس کو برکت والی سچا کرنے والی اس چیز کو کہ

(وہ کتاب اُتاری تھی، پھر اُن کو اپنی غلط باتوں میں کھیلنے دے ف۱۰ اور (جیسے توریت کو ہم نے اتارا اسی طرح) یہ کتاب (بھی یعنے قرآن ہم نے اتاری برکت والی ف۱۱ اگلی کتابوں کو

بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

آگے اس کے ہے اور تاکہ ڈرائے تو مکے والوں کو اور اُن کو کہ گرد اس کے ہیں اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ آخرت کے

سچ بتانے والی اس لیے کہ تو مکہ اور اس کے گرداگرد (تمام جہان کے) لوگوں کو ڈرائے ف۱۲ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں وہ قرآن شریف پر

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور وہ اوپر نماز اپنی کے محافظت کرتے ہیں اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے

(بھی ضرور) ایمان لائیں گے ف۱۳ اور وہ اپنی نماز کا (بھی ضرور) خیال رکھیں گے ف۱۴ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے

ف۱ یعنی بفرضِ محال اگر نبی ہو کر بھی شرک کر بیٹھتے تو ان کا کیا کرایا سب اکارت ہوتا کیونکہ شرک کے ساتھ کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں ہوتا۔ (وحیدی) ف۲ یعنی کتاب، شریعت اور نبوت کو اور یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے کہ اگر اس (یعنی نبوت) کو نہ مانیں (ابن کثیر)
ف۳ یعنی اہلِ مدینہ اور انصار اس کی یہ تفسیر حضرت ابنِ عباس سے منقول ہے (شوکانی) یا مہاجرین اور انصار اور قیامت تک جتنے بھی ان کے اتباع ہوں گے یعنی وہ ان نعمتوں کا انکار نہیں کرتے بلکہ پوری کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔ (ابن کثیر) ف۴ یعنی توحید در اصول عقائد میں ان کی راہ پر قائم رہیے کیونکہ تمام انبیا ان باتوں میں متفق ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرح آپ بھی دشمنوں کی ایذا رسانی پر صبر کیجیے۔ (وحیدی) اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جن اُمور میں کوئی نیا حکم نہیں آیا ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے انبیا ہی کے طریق پر رہنے کا حکم تھا۔ بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابنِ عباس کہتے ہیں کہ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ نے سورہ ص میں سجدہ فرمایا، کیونکہ جس مقام پر یہ سجدہ ہے وہاں حضرت داؤد کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔ (شوکانی)

ف۵ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثقلین (جن و انس) کی طرف مبعوث ہیں اور آپ کی رسالت قیامت تک کے لئے ہے (وحیدی)

ف۶ حضرت ابن عباس اور بعض دیگر تابعین نے کہا ہے کہ اس سے قریش مراد ہیں جو کہ رسالت کے منکر تھے۔ (ابن کثیر) بعض نے گزشتہ سلسلۂ کلام اور بعد کی جوابی تقریر کو قرینہ بنا کر لکھا ہے کہ یہ علمائے یہود کا دعویٰ تھا جسے کفار قریش دلیل بنا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کیا کرتے تھے، یہودی پڑھے لکھے تھے اور ان کے پاس گزشتہ انبیا کا علم بھی تھا اس لئے کفار قریش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے اکثر ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسے ہی موقع پر انہوں نے یہ بات کفار قریش سے بطور جواب کہی اور ضد اور ہٹ دھرمی میں اندھے ہو کر یہ بھی بھول گئے کہ اس کی زد خود ان پر پڑتی ہے اس لئے اگلے جملہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کا براہِ راست ان سے خطاب کرکے جواب دیا ہے۔ (ملخص المنار) مگر ابن جریر نے پہلے قول کو پسند کیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے۔ و الاول اصح باقی رہا قل من انزل الکتاب الذی ... الخ تو یہ بھی قریش پر الزام ہے کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کے قائل تھے اور پھر ضمناً یہود سے خطاب ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی تم نے تورات کے الگ الگ حصے بنا رکھے ہیں جو حصہ تمہارے مطلب کا ہے اسے تو ظاہر کرتے ہو اور جو حصہ تمہارے خود ساختہ عقائد اور من مانی کاروائیوں کے خلاف پڑتا ہے (جیسے رجم کا مسئلہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق آیات) اسے چھپاتے ہو۔

ف۸ یعنی بہت سے احکام اور قصے اور بہت سے شریعت کے مسائل اور حکمت کی باتیں جن کا تورات میں ذکر نہیں تھا۔ (کذا فی الوحیدی) یا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تورات کے ذریعے تمہیں وہ کچھ سکھایا گیا جس کا تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو کوئی علم نہ تھا اس صورت میں یہ تورات کی تیسری صفت ہوگی۔ (کبیر)

ف۹ اس کے یہی معنی حضرت ابنِ عباس سے منقول ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی پڑے بک بک کرتے رہیں اور بچوں کی طرح اپنے کفریات سے کھیلتے رہیں۔ (وحیدی) عنقریب مرنے کے بعد ان پر ساری حقیقت کھل جائے گی۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ کیونکہ دنیا اور آخرت کی سعادت تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس میں ہے اور ان دونوں کا بیان قرآن میں جس جامعیت کے ساتھ ملتا ہے کسی دوسری کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ (رازی)

ف۱۲ اس آیت میں مکہ معظمہ کو "ام القریٰ" فرمایا گیا ہے جس کے معنی ہیں تمام بستیوں کی جڑ یا ان کا مرجع (کذا فی الموضح) اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد قبائل عرب اور سارے طوائف بنی آدم ہیں کیا عرب اور کیا عجم، حدیث میں ہے۔ وبُعِثْتُ الی الناس عامۃ۔ کہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ (دیکھئے آیت ۱۹ نیز اعراف، ۱۵۸)

ف۱۳ کیونکہ قرآن مجید آخرت ہی کو درست کرنے کی راہ بتلاتا ہے۔ (وحیدی)

ف۱۴ کیونکہ نماز تمام عبادتوں کی اصل اور آخرت میں کامیابی کی کنجی ہے۔ (وحیدی)

ف۱ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کو بیان کرنے کے بعداب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے حق میں وعید فرمائی اور اس وعید میں تین باتیں بیان فرمائی ہیں۔ (رازی) آنحضرتؐ تو صادق اور امین تھے پھر آپ غلط طور پر نبوت کا دعویٰ کیسے کرسکتے ہیں۔

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ

مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا

كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ

بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ

الـمنزل ۲

اس قسم کا غلط دعویٰ اگر کوئی شخص کرسکتا ہے تو وہی جو پرلے درجے کا جھوٹا اور مکار ہو اور اس کا اللہ و آخرت پر ذرہ بھر ایمان نہ ہو جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح اور دوسرے سارے جھوٹے مدعیانِ نبوت۔

ف۲ یہ تیسری چیز ہے جیسے اس زمانے میں بعض کفار قریش (نضر بن حارث) نے کہا تھا: "لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ" اگر ہم چاہیں تو اس جیسا قرآن بناکر دے سکتے ہیں۔ (دیکھیے سورۃ انفال آیت ۳۱) اسی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی معارضہ کا دعویٰ کیا تھا مگر قرآن کے بار بار چیلنج کرنے کے باوجود قرآن جیسی ایک آیت بھی بنا کر پیش نہ کرسکے (ابن کثیر)

ف۳ اور انہیں ہمارے حوالے کرو کہ سزا دیں یا انہیں موت کی سختیوں اور عذاب سے تو بچا کر دکھاؤ۔ (فتح القدیر)

ف۴ آج سے مراد وہ دن ہے جس میں ان پر عذاب قبر کی ابتدا ہوگی۔ اس آیت میں عذاب قبر کی طرف صاف اشارہ ہے۔ (وحیدی)

ف۵ یعنی اللہ کے شریک بناتے تھے یا اس کے لئے اولاد قرار دیتے تھے یا پیغمبر کا جھوٹا دعویٰ کرتے تھے (وحیدی)

ف۶ اور اس کے بھیجے ہوئے رسول اور اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لانے کو بیوقوفی تصور کرتے تھے۔

ف۷ اس میں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لائے اور نہ وہ تمہارے کسی کام آیا۔ (وحیدی)

ف۸ اور کہتے تھے کہ جس طرح اللہ اس بات کا حقدار ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں یہ بھی حق رکھتے ہیں یہ بات ان سے تقریع اور توبیخ کے طور پر کہی جائے گی (ابن کثیر)

ف۹ یعنی جب وہ پھٹتے ہیں تو ان سے ہرے بھرے کھیت اور درخت اگتے ہیں۔ (کذا فی الوحیدی) توحید و نبوت اور اس کی بعض تفریعات پر بحث کے بعد اب دوبارہ صانع حکیم کے وجود کا اثبات اور اس کے کمال علم و قدرت کا بیان شروع کیا ہے جو اس سورۃ کا اصل موضوع ہے۔ (رازی)

ف۱۰ جیسے جاندار کو نطفہ سے اور نطفہ یا انڈے کو جاندار سے اور سرسبز لہلہاتی کھیتی کو خشک دانے سے اور خشک دانے کو سرسبز لہلہاتی کھیتی سے پیدا کرتا ہے۔

ف۱۱ سچے خدائے پاک و برتر کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا معبود بناتے ہو۔

ف۱۲ یا حساب سے بنایا۔ پہلے ترجمہ کے لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ چاند اور سورج سے لوگوں کو دن، مہینے اور سنہ معلوم ہوتے ہیں اور انہی کے مطابق وہ اپنے تمام کام سرانجام دیتے ہیں دوسرے ترجمہ کے لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ چاند اور سورج اپنے مقررہ اوقات پر دورہ کرتے ہیں حساب سے چلتے ہیں نہ وقت سے پہلے طلوع ہوتے ہیں اور نہ وقت سے پہلے غروب ہوتے ہیں۔ (وحیدی)

ف۱۳ یعنی رات دن اور چاند سورج کا یہ نظام اس زبردست خدا کا انتظام ہے جس کا علم آسمان و زمین کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے عموماً قرآن میں لیل و نہار اور شمس و قمر کی خلق اور تسخیر کو اسمائے حسنیٰ میں سے ان دو صفاتی ناموں کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یہ تاروں کا ایک فائدہ ہے دوسری آیات میں تاروں کو آسمان کے لئے زینت اور شیطانوں کے لئے سنگساری (رجوم) کا سامان فرمایا ہے (دیکھئے سورۃ الصافات آیت ۶، ۷، سورۂ ملک آیت ۵) بعض سلف کا قول ہے کہ جو شخص ان تین فائدوں کے علاوہ کواکب کے متعلق اور کسی قسم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ غلطی پر ہے اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتا ہے۔ (ابن کثیر)

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ

جنگل کے اور دریا کے تحقیق مفصل بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو جان

پتہ لگا لو ف۱ جو لوگ علم رکھتے ہیں اُن کے لیے ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں اور اُسی (خدا) نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا (یعنے حضرت

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ

ایک سے پس واسطے تمہارے جگہ رہنے کی ہے اور جگہ سونپنے کی تحقیق بیان کیں ہم نے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور وہ

آدم سے) پھر (تمہارے لیے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سونپے جانے کی ف۲ جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں اُن کیلئے ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں ف۳ اور اُسی (خدا)

الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ

ہے جس نے اُتارا آسمان سے پانی پس نکالیں ہم نے ساتھ اس کے بوٹیاں ہر چیز کی پس نکالا ہم نے اس سے

نے آسمان سے پانی برسایا پھر اسی پانی سے ہم نے ہر چیز کے مولکے (یا کھونٹے یا انکھوئے یا سوئے) نکالے ف۴ پھر اُس میں ہری ہری کونپلیں (شاخیں) نکالیں

خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ

سبزہ نکالتے ہیں ہم اس میں سے دانے ایک پر ایک چڑھا ہُوا اور کھجوروں میں سے گابھے اُس کے سے خوشے ہیں جھکے ہوئے اور

اُن سے ہم گتھے ہُوئے (جڑے ہُوئے) دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے گچھے (زمین پر) لٹکے ہُوئے (یا جھکے ہُوئے) اور

جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى

نکالتے ہیں باغ انگوروں کے اور زیتون اور انار کے یکساں اور غیر یکساں دیکھو طرف

انگور کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے (صورت میں) ملتے ہیں اور (مزے میں) نہیں ملتے ف۵ ان چیزوں کے پھل دیکھو

ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

پھل اسکے کی جب پھل لاوے اور طرف پکنے اسکے کی تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے

جب یہ پھلیں اور اُن کا پکنا دیکھو ف۶ بے شک ان چیزوں میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور اُن مشرکوں نے جنّوں کو

شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

شریک جنّوں کو اور حالانکہ پیدا کیا ہے انکو اور باندھ لیے ہیں واسطے اسکے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے پاک ہے وہ اور بلند ہے اس چیز سے

اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ف۷ حالانکہ اللہ ہی نے جنّوں کو پیدا کیا ف۸ اور اُن لوگوں نے نادانی سے اللہ کے لیے بیٹوں اور بیٹیوں کو تراش لیا وہ ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں پاک

يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ

کہ صفت بیان کرتے ہیں اسکی پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا کیونکر ہو واسطے اس کے اولاد اور نہ تھی واسطے اس کے جورو

اور برتر ہے وہ آسمانوں کا اور زمین کا انوکھا پیدا کرنے والا ہے ف۹ اُس کی اولاد (بیٹا یا بیٹی) کہاں سے ہوگی جب کہ اُس کی کوئی جورو نہیں ہے ف۱۰

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

اور پیدا کیا ہر چیز کو اور وہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا نہیں کوئی معبود مگر وہ

اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے یہی اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ہے، اُس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ

پیدا کرنے والا ہر چیز کا پس عبادت کرو اس کو اور وہ اوپر ہر چیز کے کارساز ہے نہیں پاتیں اس کو نظریں

وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اُسی کو پُوجو ف۱۱ اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے آنکھیں اُس کو نہیں دیکھ سکتیں

ع ۱۲

ف۲ "ٹھہرنے کی جگہ" یعنی ماں کا رحم اور "ایک سونپے جانے کی" یعنی باپ کی پشت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور مفسرین کی ایک جماعت سے اسکے برعکس بھی منقول ہے یعنی مستقر (باپ کی پشت) اور مستودع (ماں کا رحم)۔ بعض نے ان سے دنیا اور آخرت یا قبر بھی مراد لی ہے مگر حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: پہلا قول زیادہ واضح ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں اول ماں کے پیٹ میں سپرد ہوتا ہے تاکہ آہستہ آہستہ دنیا میں رہنے کی صلاحیت پیدا کرے پھر دنیا میں آکر ٹھہرتا ہے پھر سپرد ہوگی قبر میں تاکہ آہستہ آہستہ آخرت کا اثر قبول کر سکے، پھر جا ٹھہرے گا جنت یا دوزخ میں۔ (موضح)

ف۳ اُوپر دلائل آفاقی بیان فرمائے ہیں اور اس آیت میں دلائل انفسی کی طرف اشارہ ہے اور دلائل آفاقی سے دلائل النفسی کا سمجھنا ذرا زیادہ غور کا محتاج ہے اس لئے یہاں سمجھ کا لفظ فرمایا اور اوّل کے متعلق علم کا واللہ اعلم (وحیدی)

ف۴ یعنی ہر قسم کی نباتات۔ (فتح القدیر)

ف۵ یا ایک کے پتے دوسروں کے پتوں سے ملتے ہیں مگر پھل نہیں ملتے۔ (وحیدی)

ف۶ یہ مجمل استدلال ہے اور یہاں پر اس آیت سے مقصد استدلال پورا ہو جاتا ہے۔ (رازی) ایک پھل کی پہلے کونپل نکلتی ہے پھر وہ کچا پھل بنتا ہے پھر اس کا رنگ بدلتا جاتا ہے اور وہ بڑا بھی ہوتا چلا جاتا ہے (دیکھو)

ف۷ اوپر کی آیات میں جب اپنی الوہیت کے ثبوت میں عالم علوی اور عالم سفلی سے براہین خمسہ ذکر فرمائیں تو اب ... تا یا کہ بعض لوگ پھر بھی اللہ کے لئے شرکا بناتے ہیں۔ (رازی) ... میں بعض فرقے ایسے بھی تھے جو اُرواح خبیثہ اور جنات کی پرستش کرتے اور مصیبت کے وقت ان کے نام کی دہائی دیتے اور کائنات میں ان کا تصرف مانتے تھے ان سب کی اس آیت میں تردید فرمائی کہ بے سمجھے انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا لیا اور اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑلیں چنانچہ مشرکین عرب ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان گھڑی ہوئی باتوں سے پاک ہے بعض سلف نے فرمایا کہ یہ آیت ان بے دینوں، مجوسیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کو انسانوں، جانوروں، چوپایوں اور ہر قسم کے خیرات کا اور شیطان (ابلیس) کو درندوں، سانپوں اور ہر قسم کے شرور کا خالق قرار دیتے تھے۔ (وحیدی وغیرہ) یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے اور مجوس کو زنادقہ فرمایا ہے، امام رازی لکھتے ہیں کہ زیر نظر آیت کی مذکورہ توجیہات میں سے یہ توجیہ بہترین ہے۔ (کبیر)

ف۸ پھر مخلوق کو خالق کا شریک ٹھہرانا سراسر حماقت اور جہالت نہیں تو کیا ہے۔

ف۹ یعنی ان کا پہلے کوئی نمونہ موجود نہ تھا اس نے ان کو ایجاد فرمایا۔ مشرکین کی تردید کے بعد اب ان کی تردید کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اولاد مانتے تھے۔ (رازی) ف۱۰ اور بیٹا وہی ہوتا ہے جو بیوی کے ذریعے پیدا ہو اور اگر کسی کو بیوی کے بغیر بنایا جائے تو وہ مخلوق ہوتا ہے نہ کہ بیٹا جیسا کہ آسمان زمین کی پیدائش یا آدم علیہ السلام کی خلق۔ (رازی) ف۱۱ یعنی صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے یقین رکھو کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی ہر چیز کا خالق، حفیظ، رقیب اور بڑا رازق ہے۔ (ترجمان)

وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو اور وہی ہے باریک دیکھنے والا خبردار تحقیق آئی ہیں تمہارے پاس دلیلیں پروردگار تمہارے سے

اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہ مہربان ہے (یا لطیف ہے کثیف نہیں) خبردار ہے وا تمہارے مالک کی طرف سے تم کو دل کی آنکھیں (دلیلیں) پہنچ چکیں (جو اللہ نے اوپر بیان کیں)

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ

پس جس نے دیکھ لیا پس واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی اندھا ہوا پس اوپر جان اسکی کے اور نہیں میں تم پر نگہبان اور اسی طرح

اب جو کوئی دیکھے وا تو اپنا ہی فائدہ کرے گا اور جو اندھا بن جائے وا تو اپنا ہی بُرا کریگا اور میں تم پر داروغہ (کڑوڑی) نہیں ہوں وا اور ہم اسی طرح آیتوں کو

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں اور تاکہ کہیں وہ کہ پڑھ لیا تو نے اور تاکہ بیان کریں ہم اس کو واسطے اس قوم کے کہ وہ جانتے ہیں پیروی کر اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف تیری

پھیر پھیر کر لاتے ہیں وہ اور اس لیے کہ وہ کہیں (تو ان پڑھ نہیں ہے بلکہ) تو پڑھا ہوا ہے وا اور اسلیے کہ جو لوگ علم والے ہیں انکو صاف سمجھا دیں وا جو تیرے مالک نے تجھ کو حکم بھیجا اس پر

مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ

رب تیرے سے نہیں کوئی معبود مگر وہ اور منہ پھیر شرک کرنے والوں سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ نہ شریک کرتے

چل اُس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور مشرکوں کا خیال چھوڑ دے وا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے (بلکہ سب ایمان لاتے)

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ

اور نہیں کیا ہم نے تجھکو اُوپر ان کے نگہبان اور نہیں ہے تو اُوپر اُن کے داروغہ اور مت بُرا کہو ان لوگوں کو

اور ہم نے تجھ کو اُن پر داروغہ نہیں کیا اور نہ تو ان کا پاسبان ہے (اُن پر تعینات ہے کہ وہ بھٹکنے نہ پائیں) اور (اے مسلمانو) یہ مشرک اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ

جنکو پکارتے ہیں سوائے خدا کے پس بُرا کہنے لگیں گے خدا کو زیادتی سے بے سمجھے اسی طرح زینت دی ہم نے واسطے ہر ایک فرقے کے

انکو (یعنی بتوں کو) بُرا مت کہو نہیں تو وہ اللہ کو نادانی سے (اور گدھے پن سے) بُرا کہنے لگیں گے وا جیسے ہم نے ان مشرکوں کی دانست میں انکے عمل اچھے کر دیئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم

عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا

عمل ان کے کو پھر طرف پروردگار ان کے کی ہے پھر جانا ان کا پس خبر دے گا ان کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے عمل کرتے اور قسم کھائی تھی انہوں نے

اچھے کام کر رہے ہیں وا ایسے ہی ہم نے ہر فرقے کے کاموں کو اُنکے نزدیک بھلا کر دیا ہے پھر ان (سب) کو اپنے مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے، وہ انکو جتا دے گا جو کرتے تھے (بُرا یا بھلا ویسا ہی بدلہ دے گا)

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ

ساتھ اللہ کے سخت قسموں اپنی کی البتہ اگر آوے گی اُن کے پاس کوئی نشانی البتہ ایمان لاویں گے وہ ساتھ اس کے کہہ سوائے اسکے نہیں کہ نشانیاں نزدیک

اور یہ (مکہ کے) کافر سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک نشانی لے کر آئے وا تو وہ ضرور اُس پر ایمان لائیں گے (اے پیغمبر) کہدے نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں (اسی

اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ

اللہ کے ہیں اور کیا چیز معلوم کرواتی ہے تم کو یہ کہ وہ جب آوے گی نہیں ایمان لاویں گے اور پھیر دیں گے ہم دلوں ان کے کو اور نظروں ان کی کو

کے اختیار میں ہیں) اور (اے مسلمانو) تم کیا جانو شاید جب یہ نشانیاں آئیں تو یہ ایمان (لائیں یا) نہ لائیں وا اور ہم اُن کے دل اور آنکھیں اُلٹ دیں گے

كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

جیساکہ نہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے پہلی بار اور چھوڑ دیں گے ہم ان کو بیچ سرکشی ان کی کے بہکتے

جیسے پہلی بار نشانی پر ایمان نہیں لائے وا اور ہم اُن کو اُن کی شرارت میں بہکتا چھوڑ دیں گے وا

ع ۱۳ / ۱۰ / ۱۹

وا یعنی آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ اس کو دیکھ لے مگر جو وہ آپ کو دکھا دے اس واسطے کہ لطیف ہے۔ (موضح) متعدد احادیث میں ہے کہ قیامت کے دن مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ چنانچہ یہ اہلِ سنت وحدیث کا متفقہ عقیدہ ہے بعض سلف نے لکھا ہے کہ ادراک کے معنی کسی چیز کی حقیقت کو پالینے کے ہیں اور رؤیت کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے۔ پس ادراک اخص ہے اور رؤیت اَعَم اور اَعَم کی نفی سے اخص کی نفی لازم نہیں آتی۔ مطلب یہ ہے کہ آیت میں ادراک کی نفی ہے لہٰذا دنیا میں رؤیت ہو سکتی ہے جیساکہ آخرت میں ہوگی۔ حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ کے لئے رؤیت کی نفی کرتی تھیں اور اُن کے استدلال کی بنیاد بھی اسی آیت پر تھی جو اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے مگر حضرت ابن عباسؓ رؤیت کے قائل تھے اور کبھی وہ یہ بھی فرماتے کہ آنحضرتؐ نے اپنے دل کی آنکھ سے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ (ابن کثیر)
مزید دیکھئے سورہ النجم (آیت ۱۱-۱۳)

وا یعنی غور و فکر کر کے ایمان لائے۔

وا یعنی ان دلیلوں پر غور نہ کرے اور ایمان نہ لائے۔

وا کہ تمہیں تمہارے چاہنے یا نہ چاہنے کے باوجود سیدھی راہ پر ڈال سکوں۔ ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے میرا کام تو یہ ہے کہ بندوں تک اس کا پیغام پہنچا دوں۔ سو وہ پہنچا رہا ہوں۔

وا یہاں تک الوہیت کا اثبات تھا اب اس کے بعد اثبات نبوت کا بیان شروع ہوا۔ اس آیت میں آنحضرتؐ کی نبوت پر شبہات کو بیان کیا ہے۔ کبھی مومنوں کو خوش خبری، کبھی کافروں کو تنبیہ کبھی گزشتہ قوموں کے واقعات کے ذریعے نصیحت اور کبھی اوامر و نواہی کا بیان تاکہ جو لوگ عقل و فہم رکھتے ہیں وہ ان کے ذریعے راہ ہدایت پائیں اور مخالفین پر حجت قائم ہو۔

وا یعنی ہم تصریف آیات یعنی پھیر پھیر کر اس لئے بیان فرماتے ہیں کہ اگر ایک طرف ان آیات کے ذریعہ عقل و فہم والے راہ ہدایت پائیں گے تو دوسری طرف ضدی اور آباؤ اجداد کے رسم و رواج سے چمٹے رہنے والے کافر و مشرک آپؐ سے یہ کہہ کر گمراہ ہوں گے کہ یہ قرآن جسے تم ہمارے سامنے پڑھ رہے ہو تم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل نہیں ہوا بلکہ تم نے اسے کسی سے سیکھ لیا ہے۔ مشرکین کے اس قسم کے کئی اقوال دوسری آیات میں مذکور ہیں۔ (رازی۔ قرطبی)

وا آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کرنے کی پہلی حکمت یہ بیان کی کہ کفار اور معاند یہ کہیں کہ تم نے کسی سے یہ قرآن بذریعہ مذاکرہ اور مدارسہ سیکھ کر جمع کر لیا ہے تاکہ اس طرح زیادہ گمراہ ہوں۔ اب یہاں دوسری حکمت بیان کی تاکہ "اہلِ علم کے لئے بیان اور فہم حاصل ہو۔ (رازی)

وا یعنی ان کے اس قسم کے بے بنیاد شبہات سے متاثر ہو کر دعوت و تبلیغ کو ترک نہ کرو۔ اس سے مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے۔ (کبیر)

وا یعنی آپؐ ان کی حماقتوں اور کفر سے متاثر نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اندر ایمان و کفر دونوں کی استعداد رکھی ہے اور اس سے ان کا امتحان مقصود ہے کہ شکر گزار بنتے ہیں یا کفر اختیار کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو فرشتوں کی طرح بھی بنا سکتا تھا کہ فطری طور پر مومن اور تابعدار رہیں لیکن یہ اسکی حکمت کے خلاف تھا۔

وا اور تم اس کا سبب بنو۔ ایک جائز کام اگر کسی بڑی خرابی کا ذریعہ بنتا ہو تو اسے چھوڑ دینا ضروری ہے۔

وا یعنی انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ اپنے ہر کام کو۔ چاہے وہ فی نفسہ اچھا ہو یا بُرا۔ اچھا ہی سمجھتا ہے لیکن اس میں غور و فکر کی صلاحیت بھی رکھی ہے کہ بُرے کام کو پوری آزادی سے چھوڑ کر نیک راستہ اختیار کر سکتا ہے۔

وا جیسے صفا کی پہاڑی کو سونے کا بنا دیا جائے۔

وا " یا یہ ایمان نہ لائیں گے" کیونکہ ان کا مقصد حق کی تلاش و جستجو نہیں بلکہ محض دل لگی ہے۔

وا یعنی جیساکہ انہوں نے پہلی دفعہ چاند کے پھٹ جانے کی عظیم الشان نشانی دیکھی اور وہ ایمان نہیں لائے۔ "بہٖ" کی ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا پھر قرآن۔

وا یعنی جن کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہ پہلی دفعہ ہی حق کی بات سن کر انصاف سے قبول کر لیتے ہیں اور جس شخص نے پہلے ہی ضد سے یہ ٹھان رکھی ہے کہ ماننے کا ہی نہیں وہ معجزہ دیکھ کر بھی کچھ حیلہ بنا لیتا ہے مثلاً فرعون نے کتنے ہی معجزے دیکھے پر وہ ایمان نہ لایا۔ (موضح)

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ

اور اگر ہم اتارتے طرف اُن کے فرشتے اور بولتے اُن سے مُردے اور اکٹھا کر لاتے ہم اُوپر ان کے ہر

اور اگر ہم اُن پر (آسمان سے) فرشتے اتاریں اور مُردے اُن سے بات کریں اور ہر چیز کو (ہر نشانی کو جو وہ چاہتے ہیں اور ہر جاندار کو) اُن کے سامنے لاکر اکٹھا

شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴿۱۱۱﴾ وَ

چیز کو مقابل نہ ہوتا کہ ایمان لاویں مگر یہ کہ چاہے اللہ اور لیکن اکثر ان کے جاہل ہیں اور

کر دیں ف۱ جب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں مگر اللہ تعالیٰ چاہے (تو وہ اور بات ہے) لیکن ان میں سے اکثر نادان ہیں ف۲ اور (اے پیغمبر) جس طرح

كَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ

اسی طرح سے کیے ہم نے واسطے ہر ایک نبی کے دشمن شیطان آدمیوں کے اور جنوں کے جی میں ڈالتے ہیں بعضے ان کے

مکہ کے کافر تیرے دشمن ہیں) ہم نے اسی طرح شریر آدمیوں اور جنوں کو ہر پیغمبرؐ کا دشمن بنایا ف۳ (اس لیے کہ) ایک دوسرے کو

إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا

طرف بعض کی ملمع کی ہوئی بات فریب دینے کو اور اگر چاہتا پروردگار تیرا نہ کرتے اس کو پس چھوڑ دے ان کو اور جو کچھ

ملمع دار باتیں فریب کے لیے سکھائیں ف۴ اور اگر تیرا مالک چاہتا تو وہ (کافر یا یہ شیطان) ایسے کام نہ کرتے ف۵ تو اُن کو اور اُن کے بہتانوں کو

يَفْتَرُونَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ

باندھ لیتے ہیں اور تا کہ جھکیں طرف اس کی دل اُن لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے اور تا کہ پسند کریں اسکو

چھوڑ دے ف۶ اور اس لیے (بھی) ف۷ کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے (نرے بے ایمان اور ملحد ہیں) اُن کے دل ان باتوں پر جھک جائیں اور اس لیے کہ وہ ان باتوں سے خوش ہوں

وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿۱۱۳﴾ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ

اور تا کہ کر لیویں وہ جو کچھ کہ کرنے والے ہیں کیا پس غیر خدا کے چاہوں میں حکم کرنے والا اور وہ ہے جس نے اتاری ہے

اور اس لیے کہ جو (بُرے) کام وہ کیا کرتے ہیں یہ بھی کریں ف۸ (اے پیغمبر ان لوگوں کو کہہ دے) کیا میں اللہ کے سوا اور کسی فیصلہ کرنیوالے کو ڈھونڈوں اور اسی نے تم پر یہ کتاب

إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن

طرف تمہاری کتاب مفصل اور جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب جانتے ہیں یہ کہ وہ آتاری ہوئی ہے رب

(قرآن) اُتاری جس میں کھلا بیان ہے (اور ہر قضیے کا فیصلہ اس سے ہو سکتا ہے) ف۹ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی (یعنے یہود اور نصاریٰ) وہ (دل میں خوب) جانتے ہیں کہ قرآن سچ

رَبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ

تیرے کی طرف سے ساتھ حق کے پس مت ہو شک لانے والوں سے اور پوری ہوئی بات رب تیرے کی راستی میں اور انصاف میں

تیرے مالک کی طرف سے اترا ہے ف۱۰ خیر تو تو ہرگز شک کرنے والوں میں مت ہو ف۱۱ اور تیرے مالک کا فرمانا سچائی اور انصاف کے ساتھ پورا ہوا ف۱۲

لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۱۵﴾ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ

نہیں کوئی بدلنے والا بات اس کی کو اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اور اگر کہا مانے گا تو اکثر اُن لوگوں کا کہ بیچ زمین کے ہیں

اُس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ف۱۳ اور وہ سنتا جانتا ہے اور (اے پیغمبرؐ) اگر تو ان لوگوں کے کہنے پر چلے جو دنیا میں (یا مکہ میں) زیادہ ہیں تو

يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا

گمراہ کر دیں گے تجھ کو راہ خدا کی سے نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر

وہ تجھ کو خدا کی راہ سے بھکا دیں گے یہ لوگ صرف اپنے خیال پر چلتے ہیں اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں

ف۱ اوپر آیت: وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ الخ میں جو مجملاً بیان ہوا ہے یہاں اسی کی تفصیل ہے۔ (رازی) یعنی اگر ہم ان کے تمام مطالبات پورے کر دیں جیسے فرشتوں کو نازل کرنا اور مُردوں کا کلام کرنا وغیرہ بلکہ مزید برآں ہر چیز گروہ در گروہ یا آمنے سامنے لاکھڑی کر دیں تو پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ف۲ کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے ساتھ ہے۔ ف۳ (ای جعلنا لك عدوا كما جعلنا لمن قبلك من الانبياء) لہٰذا آپؐ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرح پہلے انبیا نے اپنے شریر دشمنوں کے مقابلہ میں صبر و استقامت سے کام لیا آپؐ بھی ان کی ایذا رسانی پر صبر کیجئے اور مایوسی اور گھبراہٹ کو اپنے اندر راہ نہ پانے دیجئے۔ ف۴ یعنی اپنوں میں سے سیدھے سادے لوگوں کو فریب دینے کے لیے چوری چھپے ایک دوسرے کو طرح طرح کی حیلے بازیاں اور مکاریاں سکھاتے ہیں۔

ف۵ وہ چونکہ اتمام حجت کے لئے انہیں امتحان کا پورا پورا موقع دینا چاہتا ہے اور کسی کو اپنی نافرمانی سے زبردستی باز رکھنا اس کی حکمت اور تکوینی نظام کے خلاف ہے اس لئے وہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے

ف۶ یعنی ان کی کوئی پروا نہ کریں اور نہ ان کی بداعمالیوں پر رنجیدہ خاطر ہوں بلکہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ وہ خود ان سے نبٹ لے گا۔ (نیز دیکھئے سورہ مدثر آیت)

ف۷ یہ شیاطین ایک دوسرے کو چالبازیاں اور مکاریاں سکھاتے ہیں۔ (وحیدی) اس کا عطف غرورا پر ہے ای لیغروا بذلك ولتصغى اليه الخ یہ توجیہ ان سب توجیہات سے بہتر ہے جو اس مقام پر ذکر کی گئی ہیں۔ (رازی)

ف۸ یعنی اس وحی کے مطابق شیاطین کے پیش نظر یہ سب مقاصد ہیں۔ (رازی) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: یہ کئی آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جب کفار کہنے لگے کہ مسلمان اپنا مارا ہوا جانور کھاتے ہیں اور اللہ کے مارے ہوئے جانور کو حرام سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسی فریب کی باتیں شیطان کہتے ہیں تاکہ انسانوں کو شبہات میں ڈالا جائے۔ عقل کا حکم نہیں حکم اللہ کا ہے۔ آگے پھر واضح طور پر سمجھایا گیا کہ ہر جانور کو مارنے والا اللہ ہی ہے اور اس کے نام میں برکت ہے۔ سو جو اس کے نام پر ذبح ہو وہ حلال ہے اور جو اس کے نام کے بغیر مر گیا وہ مردار ہے۔ (از موضح)

ف۹ اوپر کی آیات میں یہ بتا دیا کہ یہ کفار کسی صورت ایمان نہیں لائیں گے لہٰذا ان کے لئے آیات کا نازل کرنا بے فائدہ ہے۔ اب یہاں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مفصل کتاب نازل فرمائی ہے وہ آپؐ کی نبوت کی صداقت پر دلیل کے لئے کافی ہے۔ (کبیر) کفار مکہ یہ چاہتے تھے کہ ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو مخالفت ہے ان کے بارے میں اہل کتاب کو حکم بنا لیا جائے۔ پھر جو فیصلہ وہ دیں اسے تسلیم کر لیا جائے۔ اس آیت میں ان کی اس تجویز کا جواب دیا جا رہا ہے۔

ف۱۰ کیونکہ ان کے انبیا بھی انہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتے رہے ہیں اور ان کی کتابوں میں بھی آپؐ کی علامات موجود ہیں۔

ف۱۱ یعنی اس بارے میں کہ اہل کتاب کے دلوں میں قرآن کے سچا ہونے کا یقین ہے۔ خطاب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر اس سے مراد سارے مسلمان ہیں۔ (کبیر)

ف۱۲ یہاں "کلمۃ" یا کلمات سے مراد قرآن ہے۔ یعنی قرآن معجزہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق نبوت کی دلیل ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ قرآن کے تمام مضامین دو ہی قسم کے ہیں۔ اخبار اور احکام۔ یہاں صدق کا تعلق اخبار سے ہے اور عدل کا احکام سے۔ اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کی تمام خبریں خواہ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے ہو یا گزشتہ واقعات یا مستقبل کے وعدے اور حوادث سے وہ سب پورے طور پر سچے ہیں اور اس میں جتنے احکام ہیں وہ سب عدل و انصاف پر مشتمل ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔ ایسی کامل کتاب کی موجودگی میں پھر ان شیطانی وساوس یا عقلی شبہات کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ (کبیر) پھر ذبیحہ جیسے اہم مسئلہ میں یہ اپنی کج فہمی سے کیوں دخل دے رہے ہیں۔ ف۱۳ یعنی نہ تو اس قسم کے شبہات قرآن کے معجزہ ہونے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور نہ اس کے اوامر و نواہی میں کوئی ترمیم جائز ہے یا جیسے توراۃ و انجیل میں تحریف ہوئی قرآن میں نہیں ہو سکے گی۔ (رازی)

ف۱ اور اس اٹکل کی بنا پر انہوں نے بہت سی حلال چیزوں کو حرام ٹھہرا لیا ہے۔ موجودہ دور میں بھی اکثر لوگوں کا یہی رویہ ہے۔ (وحیدی) ف۲ اور جو اپنی موت مرے یا اسے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے مت کھاؤ وہ مُردار اور حرام ہے۔ اللہ پر ایمان کا یہ لازمی تقاضا ہے۔ (کبیر)

يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ

اٹکل کرتے۔ تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ گمراہ ہو رہا ہے راہ اس کی سے اور وہی خوب جانتا ہے

وہ دوڑاتے ہیں ف۱۔ بے شک تیرا مالک جو کوئی اس کی راہ سے بھٹک گیا اُس کو خوب جانتا ہے اور وہ راہ پانے والوں کو

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

راہ پانے والوں کو۔ پس کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا گیا ہے نام اللہ کا اُوپر اُس کے اگر ہو تم ساتھ نشانیوں اسکی کے ایمان لاتے

بھی خوب جانتا ہے۔ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کا یقین ہے تو اس جانور کو کھاؤ جس پر (کاٹتے وقت یا شکار کرتے وقت) اللہ کا نام لیا جائے ف۲

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اور کیا ہے واسطے تمہارے یہ کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ یاد کیا گیا ہے نام اللہ کا اُوپر اس کے اور تحقیق مفصل بیان کر دیا ہے واسطے تمہارے جو کچھ کہ حرام کیا ہے اوپر

اور جس جانور پر (کاٹتے وقت) اللہ کا نام لیا گیا اُس میں سے کیوں نہ کھاؤ (فراغت سے کھاؤ وہ حلال ہے) اور اللہ نے تو جو چیزیں تم پر حرام کیں ہیں وہ کھول کر تم سے بیان کر دیں ف۳

إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ

تمہارے مگر جو ناچار ہو تم طرف اس کی اور تحقیق بہت لوگ البتہ گمراہ کرتے ہیں ساتھ خواہشوں اپنی کے بغیر علم کے تحقیق

ان میں بھی جس کے کھانے پر مجبور ہو جاؤ وہ درست ہے ف۴ اور بہت لوگ (عرب کے مشرک) اپنی خواہشوں پر لوگوں کو بہکاتے ہیں ان کو علم (دلیل) کچھ نہیں (مثلاً سانڈھ بیجر)

رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے حد سے نکل جانے والوں کو اور چھوڑ دو ظاہر گناہ کا اور باطن اس کا تحقیق وہ لوگ جو

کو حرام کہتے ہیں) بیشک تیرا مالک حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے ف۵ اور کھلا گناہ اور چھپا گناہ (دل کا گناہ) دونوں چھوڑ دو ف۶ جو لوگ

يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ

کماتے ہیں گناہ البتہ جزا دیئے جاویں گے ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے اور مت کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں

گناہ سمیٹتے ہیں وہ اپنے کیے کی سزا جلدی پائیں گے اور جس جانور پر (کاٹتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا

يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ

یاد کیا گیا نام اللہ کا اُوپر اس کے اور تحقیق وہ البتہ فسق ہے اور تحقیق شیاطین البتہ وسوسہ ڈالتے ہیں طرف دوستوں اپنے کی

جاتے اس کو مت کھاؤ ف۷ اور اس میں سے کھانا گناہ ہے ف۸ اور شیطان تو اپنے دوستوں کے دل میں (وسوسے اور غلط خیالات) ڈالتے ہیں اس لیے کہ وہ تم سے

لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ

تو کہ جھگڑیں تم سے اور اگر تم نے کہا مانا اُن کا تحقیق تم بھی البتہ مشرک ہو کیا جو شخص کہ تھا مردہ پس جلایا ہم نے اس کو

(ناحق) کا جھگڑا کریں اور اگر تم اُن کا کہا مان لو تو تم بھی مشرک ہو چکے ضرور ہو چکے ف۹ بھلا ایک شخص جو مردہ تھا ہم نے اس کو جلایا ف۱۰ اور اُس کو

وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ

اور کی ہم نے واسطے اس کے روشنی چلتا ہے ساتھ اس کے بیچ لوگوں کے مانند اس شخص کی کہ صفت اس کی یہ ہے بیچ اندھیروں کے نہیں نکلنے

(قرآن کی یا ہدایت اور ایمان کی یا یقین کی) روشنی دی وہ اسکو لیے ہوئے لوگوں میں چلتا (پھرتا) ہے اُس شخص کی طرح ہو گا جس کا حال یہ ہے کہ اندھیروں میں پڑا ہوا ہے وہاں سے نکل نہیں

بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا

والا ان سے اسی طرح سے زینت دیا گیا ہے واسطے کافروں کے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے اور اسی طرح کیے ہم نے

سکتا ف۱۱ (جیسے مسلمانوں کی نظر میں ایمان معلوم دیتا ہے) اسی طرح کافروں کے نزدیک اُن کے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں ف۱۲ اور جیسے مکہ میں جو بڑے لوگ ہیں امیر اور مالدار وہی زیادہ شریر اور بدکار ہیں

ف۳ وہ کھول کر تم سے بیان کر دیں یہ بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ اس سے سورہ مائدہ کی آیت "حرمت علیکم المیتة ..." الخ کی طرف اشارہ ہے مگر اس پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ سورہ مائدہ مدنی ہے جو "انعام" کے بعد نازل ہوئی ہے پھر اس سے مائدہ کی طرف کیسے اشارہ ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ اس سے وہ تفصیل مراد ہے جو اسی سورہ کی آیت قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا ...... الآیۃ میں آ رہی ہے اور یہ تفصیل چونکہ عنقریب ہی ذکر ہونے والی ہے اس لئے "وَقَدْ فَصَّلَ" صیغہ ماضی سے اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ (کبیر۔ قرطبی) بعض نے اس سے سورہ نحل کی آیت ۱۱۵ مراد لی ہے جو غالباً اس سے پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ محرمات کی جو تفصیل اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے ان میں وہ حلال جانور شامل نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جائے پھر اُسے نہ کھانے اور مرے ہوئے یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کو کھانے کی کیا وجہ ہے؟

ف۴ یعنی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں ان جانوروں کا کھانا حلال ہے۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۷۳)

ف۵ یعنی جو لوگ حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتے ہیں۔ (وحیدی) اس سے مقصود تہدید و تخویف ہے۔ (کبیر)

ف۶ یعنی حلال و حرام صرف کھانے کی چیزوں میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر ظاہر و باطن گناہ سے اجتناب ضروری ہے (وحیدی) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو اور نہ دل میں شبہ رکھو۔ (موضح) علما نے لکھا ہے ظاہر گناہ وہ ہے جو ہاتھ پاؤں کے ذریعہ کیا جائے جیسے چوری زنا وغیرہ اور چھپے گناہ وہ ہیں جن کے کرنے کا دل میں عزم ہو یا جو عقیدہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے شرک و کفر اور نفاق وغیرہ یا جن گناہوں کا نقصان عام لوگوں پر واضح ہو وہ ظاہر کہلاتے ہیں اور جن کے نقصان سے چند مخصوص آدمیوں کے سوا دوسرے واقف نہ ہوں وہ باطن کہلاتے ہیں۔ (المنار)

ف۷ پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ اللہ کے نام کا ذبیحہ حلال ہے۔ اب اس آیت میں بیان فرمایا کہ جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا کھانا حرام ہے اس میں میتہ اور وہ جانور بالتخصیص داخل ہیں جو بتوں کے نام پر ذبح کئے گئے ہوں اور آیت کو اپنے عموم کے اعتبار سے ہر اس چیز کو شامل ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو مگر فقہا نے بالاجماع اس سے ذبیحہ مراد لیا ہے۔ (رازی)

مسئلہ۔ اگر کسی ذبیحہ پر عمداً اللہ تعالیٰ کا نام ترک کر دیا جائے تو وہ اکثر فقہا کے نزدیک حرام ہے مگر جب مسلمان ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھول جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

ف۸ یعنی جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔ دیکھئے آیت ۱۴۵

ف۹ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام اور حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دینے والا بھی مشرک ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو حاکم بنا لیا۔ (کبیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کہ اور کا مطیع ہوئے۔ (موضح) ف۱۰ یعنی وہ کافر تھا اسے مسلمان بنایا۔ (شوکانی) ف۱۱ بیشتر مفسرینؒ کے نزدیک یہ مثال عام ہے اور ہر زمانہ کے مومن اور کافر پر منطبق ہو سکتی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۱۲ یعنی شیطان اپنے وساوس کے ذریعے ان کافروں کی نگاہ میں ان کے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔

فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ

بیچ ہر بستی کے بڑے گنہگار ان کے تو کہ مکر کریں بیچ اس کے اور نہیں مکر کرتے مگر ساتھ جانوں اپنی کے

اسی طرح ہم نے ہر بستی میں جو گنہگار رہیں انہی کو بڑا بنایا ہے اسلیے کہ وہ اس بستی میں مکاری (اور فریب جھوٹ دغا بازی فسق و فجور کریں) ف١ اور وہ اپنی جانوں سے آپ مکاری کرتے

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ

اور نہیں سمجھتے اور جب وقت آتی ہے اُن کے پاس کوئی نشانی کہتے ہیں ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم یہاں تک کہ دیئے جاویں ہم مانند اس کی

ہیں اور سمجھتے نہیں ف٢ اور جب اُنکے پاس کوئی نشانی آتی ہے (جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق ہو) تو کہتے ہیں ہم تو کبھی ایمان لانے والے نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کے

مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۘ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ

جو دیئے گیے ہیں پیغمبر خدا کے اللہ خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رکھے پیغمبری اپنی کو البتہ پہنچے گی ان لوگوں کو

پیغمبروں کو جو چیز ملی ہے (یعنے پیغمبری) وہ ہم کو نہ ملے ف٣ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں وہ پیغمبری رکھتا ہے ف٤ جن لوگوں نے (یہ) قصور کیا (اور ایسی بے ادبی کی

أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾ فَمَن

کہ گناہ کرتے ہیں ذلت نزدیک اللہ کے سے اور عذاب سخت بہ سبب اس کے کہ تھے مکر کرتے پس جس کو

بات کہی) اُن کو خدا کے پاس اُن کی مکاری کی سزا میں جلد ذلت ہوگی اور سخت مار پڑے گی تو جس شخص کو

يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ

ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ کہ ہدایت کرے اس کو کھول دیتا ہے سینہ اس کا واسطے مسلمانی کے اور جس کو ارادہ کرتا ہے یہ کہ گمراہ کرے اس کو کرتا ہے

اللہ تعالیٰ راہ پر لگانا چاہتا ہے اسلام قبول کرنیکے لیے اُس کا سینہ کھول دیتا ہے (وہ خوشی سے مسلمان ہو جاتا ہے) ف٥ اور جس شخص کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اُس کا سینہ

صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ

سینے اس کے کو تنگ بند گویا کہ زور سے چڑھتا ہے بیچ آسمان کے اسی طرح کرتا ہے اللہ تعالیٰ ناپاکی

تنگ بہت تنگ کر دیتا ہے ف٦ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے ف٧ جو لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ اسی طرح اُن پر عذاب

عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا

اُوپر ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے اور یہ ہے راہ پروردگار تیرے کی سیدھی تحقیق مفصل بیان کیں ہم نے

بھیجتا ہے ف٨ اور (اے پیغمبر!) یہ تیرے مالک کی سیدھی راہ ہے ف٩ (یعنے اسلام کا دین یا قرآن) جو لوگ سمجھتے ہیں اُن کے لیے ہم نے کھول کر

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ ۞ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا

نشانیاں واسطے اُس قوم کے کہ نصیحت پکڑتے ہیں واسطے اُن کے ہے گھر سلامتی کا نزدیک رب اپنے کے اور وہ دوست ہے ان کا بہ سبب اس کے

(اپنی) آیتیں بیان کر دی ہیں اُن کے مالک کے پاس اُن کے لیے سلامتی کا گھر (یعنے جنت) تیار ہے اور ان کے کیے کے بدل (یعنے اُن کے نیک

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٧﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم

کہ تھے کرتے اور جس دن اکٹھا کرے گا ان کو سب کو اے جماعت جنوں کی تحقیق بہت لے لیے ہیں تم نے

کاموں کے بدل) وہی (خدا) اُن کا مددگار ہے اور (اے پیغمبر! اس دن کو یاد کر) جب اللہ تعالیٰ (آدمی اور جن اور شیطان) ان سب کو اکٹھا کریگا ف١٠ اے جنو! اے شیطان کے گروہ تم نے

مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ

آدمیوں میں سے اور کہا دوستوں اُن کے نے آدمیوں میں سے اے رب ہمارے فائدہ اُٹھایا بعضے ہمارے نے بعضوں اُن کے

بہت آدمیوں کو خراب (گمراہ) کیا ف١١ آدمیوں میں جو (دنیا میں) اُنکے (شیطانوں کے) دوست تھے وہ کہیں گے مالک ہمارے ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے فائدہ اُٹھایا ف١٢ اور ہمارے لیے

منزل ٢

المنزل ٢

ف١ یعنی صنادید قریش کی طرح ہر قریہ اور شہر میں بڑے لوگ اپنی قوت اور اقتدار کے ذریعے لوگوں کو زبردستی ایمان سے روکیں اور فسق و فجور میں پڑے رہیں۔ (رازی) حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں: ہمیشہ کافروں کے سردار حیلے نکالتے ہیں تاکہ عوام الناس پیغمبر کے مطیع نہ ہو جائیں جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت لینا چاہتا ہے۔ (موضح) ف٢ کیونکہ اس کا وبال خود ان پر پڑے گا تو گویا اپنے آپ کو فریب دے رہے ہیں۔

ف٣ یعنی ان کفار کے مکر و فریب کا یہ عالم ہے کہ جب بھی ان کے سامنے آنحضرتؐ کی صداقت کا معجزہ ظاہر ہوتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ جب تک ہم خود اس منصب پر فائز نہ ہوں ایمان نہیں لا سکتے۔ (رازی)

ف٤ یعنی نبوت و رسالت محض وہبی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے اسے نبوت کی امانت سپرد کر دیتا ہے۔

ف٥ متعدد روایات میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! اللہ تعالیٰ کسی کا سینہ کیونکر کھول دیتا ہے؟ فرمایا "ایک نور اس میں ڈال دیتا ہے جس سے سینہ کھل جاتا ہے"۔ صحابہؓ نے پھر دریافت کیا "سینہ کھل جانے کی علامت کیا ہے؟" فرمایا "آخرت کی طرف رجحان، دنیا سے بے رغبتی، اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کی لگن پیدا ہو جاتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف٦ "حرج" دراصل نہایت تنگ جگہ کو کہتے ہیں یا ایسے گنجان درختوں کو جن تک چرنے والے جانور نہ پہنچ سکتے ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہی حال کافر کے سینے کا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا کہ "بنی کنانہؓ کے کسی چرواہے کو بلا لاؤ۔ چنانچہ ایک چرواہے کو بلایا گیا اس سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ "حرجہ" کسے کہتے ہیں؟ اس نے کہا: وہ درخت جو بہت سے درختوں کے درمیان اس طرح گھرا ہوا ہو کہ کوئی چرنے والا جانور اس تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بس یہی حالت کافر (اور منافق) کے قلب کی ہے کہ اس تک پہنچنے کے لئے کسی قسم کی خیر بھی راہ نہیں پاتی۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف٧ یا زور سے آسمان پر چڑھنا چاہتا ہے مگر چڑھ نہیں سکتا۔ یہ اسلام و ایمان سے نفرت کی مثال ہے کہ کافر کے دل پر ایمان لانا اس طرح بھاری ہوتا ہے جیسے کسی کو آسمان پر چڑھنے کی تکلیف دی جائے۔ (رازی)

ف٨ "رجسؔ" کے لفظی معنی گندگی کے ہیں علما نے اس کی تفسیر "شیطان" "عذاب" "دنیا میں لعنت اور آخرت میں عذاب" وغیرہ کی ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں: "رجس" ہر وہ چیز ہے جو خیر سے خالی ہو۔ اس لفظ میں ان سب معانی کی گنجائش ہے۔ (المنار) اوپر بیان فرمایا تھا کہ ہم ایمان کی توفیق نہ دیں گے تو کیونکر ایمان لے آئیں گے۔ درمیان میں کافروں کے ان حیلوں کا ذکر فرمایا جن سے وہ مردار کو حلال کرتے تھے۔ اب اس بات کا جواب دیا کہ جو دلیل دیکھ کر حیلہ بنائے آ یہ گمراہی کی علامت ہے۔ ان لوگوں میں گمراہی کی علامات ہیں ان کو کوئی نشانی راہ ہدایت پر نہ لائے گی۔ (موضح)

ف٩ "ھذا" یعنی حکم برداری میں عقل کو راہ نہ دینا سیدھی راہ ہے۔ (موضح) ف١٠ اور پھر جنوں سے فرمائے گا ..... ف١١ یا ان کو اپنا مطیع اور فرماں بردار بنا کر خوب مزے لوٹے ف١٢ جنوں کا انسانوں سے فائدہ اٹھانا یہ ہے کہ انہوں نے ان کو گمراہی کی طرف دعوت دی اور انسانوں نے اسے قبول کر لیا اور انسانوں نے جنوں سے یہ فائدہ اٹھایا کہ انہوں نے ان سے طرح طرح کے گناہ اور برے کام سیکھے اور آخرت سے غافل ہو کر دنیا پرستی میں مست ہو گئے۔ (کذا فی الکبیر)

وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا

اور پہنچے ہم وعدے اپنے کو جو مقرر کیا تھا تو نے واسطے ہمارے کہے گا آگ ہے ٹھکانا تمہارا ہمیشہ رہو گے بیچ اس کے مگر

جو وعدہ تو نے ٹھہرایا تھا (یعنے قیامت کا یا موت کا) اُس وعدے تک آن پہنچے اللہ فرمائے گا (اب) دوزخ تمہارا ٹھکانا ہے اُسی میں ہمیشہ رہیں گے مگر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے ف۱

مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝۱۲۸ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا

جو چاہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق پروردگار تیرا حکمت والا جاننے والا ہے اور اسی طرح دوست کر دیتے ہیں ہم بعض ظالموں کو بعضوں کا

بے شک تیرا مالک حکمت والا ہے جاننے والا اور (جیسے جن اور آدمیوں کا ہم نے برا انجام کیا) اسی طرح ہم (دنیا میں) ایک ظالم کو دوسرے ظالموں پر اُن کے اعمال کی

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۲۹ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

بہ سبب اس کے کہ تھے کماتے اے جماعت جنوں اور آدمیوں کی کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تمہیں میں سے

سزا میں حکومت دیتے ہیں ف۲ (اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا) جنو اور آدمیو کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آئے ف۳

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي

بیان کرتے تھے اوپر تمہارے نشانیاں میری اور ڈراتے تھے تم کو ملاقات اس دن تمہارے کی سے کہا انھوں نے گواہی دی ہم نے اوپر

جو میری آیتیں تم کو پڑھ کر سُناتے اور اُس دن کے سامنے آنے سے تم کو ڈراتے کہیں گے ہم نے خود اپنے اُوپر گواہی دی

اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۱۳۰

جانوں اپنی کے اور فریب دیا تھا ان کو زندگانی دنیا کی نے اور گواہی دی انھوں نے اوپر جانوں اپنی کے یہ کہ وہ تھے کافر

ف۴ اور (اصل یہ ہے) کہ دنیا کی زندگی نے اُن کو دھوکا دیا اور (اب مجبور ہو کر) اپنے اُوپر آپ یہ گواہی دی کہ وہ (دنیا میں) کافر تھے ف۵

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝۱۳۱ وَ

یہ اس واسطے کہ نہیں ہے پروردگار تیرا ہلاک کرنے والا بستیوں کا ساتھ ظلم کے اور لوگ ان کے غافل ہوں اور

یہ (پیغمبروں کو بھیجنا) اس وجہ سے ہے کہ تیرا مالک بستیوں کا ظلم سے اجاڑنا نہیں چاہتا جب وہاں کے لوگ (بیچارے) بے خبر ہوں ف۶ اور (جنوں اور

لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۲ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ

واسطے ہر ایک کے درجے ہیں اس چیز سے کہ کیا ہے انہوں نے اور نہیں پروردگار تیرا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہیں اور پروردگار تیرا بے پروا ہے

آدمیوں یا مومنوں اور کافروں میں) ہر ایک کے لیے اپنے اپنے اعمال کے موافق بہشت یا دوزخ میں درجے ہیں اور تیرا مالک اُن کے کاموں سے بے خبر نہیں ہے ف۷ اور تیرا مالک بے پرواہ ہے رحم والا اگر چاہے

ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ

مہربانی والا اگر چاہے لے جاوے تم کو اور جگہ پر بٹھا دے پیچھے تمہارے جو کچھ چاہے جیسا پیدا کیا تم کو

ف۸ تو تم کو (اے گنہگارو دنیا سے) اُٹھا لے اور تمہارے بعد جس کو چاہے (اپنے نیک اور مطیع بندوں میں سے) تمہارا جانشین (قائم مقام) بنائے جیسے دوسرے لوگوں کی

مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝۱۳۳ۭ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۳۴

اولاد قوم اور سے تحقیق جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم البتہ آنے والا ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے

نسل سے تم کو پیدا کیا ف۹ جس چیز کا تم سے وعدہ ہے (یعنے قیامت) وہ ضرور آنے والی ہے اور تم اُس کو روک نہیں سکتے ف۱۰

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ

کہہ اے قوم میری عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے تحقیق میں بھی عمل کرنے والا ہوں پس البتہ جانو گے تم کون شخص ہے کہ ہوگا واسطے

اے پیغمبر! کہہ دے بھائیو تم جو کرتے ہو وہ کرتے رہو میں بھی (جو کرنے کا ہے وہ) کر رہا ہوں ف۱۱ آگے چل کر تم جان لو گے کس کا انجام اچھا ہوتا ہے

ف۱ یا جب اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اس میں نہ رہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوزخ بالآخر فنا ہو جائے گی بلکہ دوزخ تو جنت کی طرح ہمیشہ رہے گی۔ (دیکھئے سورۃ ہود آیت ۱۰۷) لفظ "الا ما شاء اللہ" سے جو شبہ پیدا ہوتا ہے اس کے جواب میں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "سو فرمایا کہ آگ میں رہا کریں گے مگر جو چاہے اللہ" تو یہ اس لئے کہ اگر دوزخ کا عذاب دائمی ہے تو اس کے چاہنے سے ہے۔ وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن وہ ایک چیز چاہ چکا۔ (موضح)

ف۲ پھر وہ انہیں اپنے ظلم و ستم کا تختہ مشق بناتا ہے۔ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے اس طرح ہم (آخرت میں) ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنائیں گے، ان اعمال کی وجہ سے جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے یعنی جس طرح وہ دنیا میں گناہوں کا ارتکاب کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار تھے اس طرح آخرت کا عذاب بھگتنے میں بھی وہ ایک دوسرے کے شریک حال ہوں گے۔ (وحیدی)

ف۳ یعنی وہ رسول انسان تھے جنوں میں سے نہیں تھے۔ علمائے سلف و خلف کی اکثریت کا یہی قول ہے کہ کسی جن کو رسول نہیں بنایا گیا۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی تیرے پیغمبر ہمارے پاس آئے اور انہوں نے تیرا پیغام پہنچایا۔

ف۵ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس سورۃ میں اوپر مذکور ہوا کہ اوّل کافر اپنے کفر کا انکار کریں گے پھر حق تعالیٰ تدبیر سے اُن کو قائل کرے گا۔ (موضح)

ف۶ یعنی ان کے پاس کوئی پیغمبر یا اس کا نائب نہ پہنچا ہو اور اس نے انہیں حقیقت حال سے آگاہ نہ کر دیا ہو۔ (دیکھئے سورۃ اسراء آیت ۱۵)

ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ جنوں میں سے بھی جو نیک ہیں وہ جنت میں اور جو بدکار ہیں وہ جہنم میں جائیں گے۔ (وحیدی)

ف۸ یعنی وہ ان سے بے نیاز ہونے کے باوجود ان پر رحم فرماتا ہے۔

ف۹ یعنی جس طرح تمہیں پہلے لوگوں کا جانشین بنایا اسی طرح تمہیں تباہ کر کے دوسروں کو تمہارا جانشین بنا سکتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت جن و انس کے پیدا کرنے پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ ان کی بجائے کوئی تیسری قسم کی مخلوق بھی پیدا کر سکتا ہے۔ (کبیر)

ف۱۰ یا اس سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے۔

ف۱۱ اس میں کفار کو زجر و توبیخ ہے جو قیامت اور جزا سزا کا انکار کرتے تھے جیسے کوئی شخص کہتا ہے کہ اچھا جو کچھ تم کر رہے ہو کرتے رہو میں عنقریب تم سے نبٹ لوں گا۔ ای تفویض الامر الیہم علیٰ سبیل التہدید۔ یہ مطلب نہیں کہ ہماری طرف سے تمہیں کفر و شرک پر رہنے کی اجازت ہے۔ (کبیر)

لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ

اس کے آخر اس گھر کا تحقیق نہیں فلاح پانے کے ظالم اور کیا انہوں نے واسطے اللہ کے اس چیز سے کہ پیدا کیا ہے کھیتوں سے

ف۱ بے شک ظالم نہیں پہنچتے (اُن کو بھلائی اور کامیابی نہیں ہو سکتی) ف۲ اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیت اور جانور (مویشی) پیدا کیے ہیں اُن میں یہ کافر اللہ تعالیٰ

وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ

اور جانوروں سے ایک حصّہ پس کہا انہوں نے یہ واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے ساتھ گمان اپنے کے اور یہ واسطے شریکوں ہمارے کے پس جو کچھ ہو واسطے

کا ایک حصہ لگاتے ہیں ف۳ اور اپنے خیال پر (جو غلط ہے) یوں کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے (بتوں کا جن کو اللہ کا شریک جانتے ہیں) پھر جو

لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ

شریکوں ان کے کے پس نہیں پہنچتا طرف اللہ کی اور جو کچھ ہو واسطے اللہ تعالیٰ کے پس وہ پہنچتا ہے طرف شریکوں ان کے کی

اُن کے معبودوں کا (حصّہ) ہے تو وہ اللہ کے کام میں نہیں آ سکتا اور جو اللہ کا حصّہ ہے وہ اُن کے معبودوں کو مل سکتا ہے (لاحول ولا قوۃ) کیا بُرا

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ

بُرا ہے جو کچھ حکم کرتے ہیں اور اسی طرح زینت دی ہے واسطے بہتوں کے مشرکوں سے مار ڈالنا اولاد ان کی کا

فیصلہ کرتے ہیں ف۴ اور (جیسے مشرک یہ بُرا کام کرتے ہیں) اسی طرح بہت مشرکوں کو اُن کے شریکوں نے اپنی اولاد کا مار ڈالنا اچھا بتایا ہے ف۵

شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ

شریکوں ان کے نے تو کہ ہلاک کریں ان کو اور تا کہ ملا دیویں اوپر ان کے دین ان کا اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ نہ کرتے یہ

ان کو تباہ کرنے کے لیے ف۶ اور اُن کے دین میں میل کرنے کے لیے (یعنے جو باتیں دین میں نہیں تھیں اُن کو دین میں شریک کر کے شبہ ڈالنے کے لیے) ف۷ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ مشرک اس کام کو

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ

پس چھوڑ دے ان کو اور جو کچھ باندھ لیتے ہیں اور کہا انہوں نے یہ جانور ہیں اور کھیتی ہے اچھوتی نہیں کھاتا اس کو مگر جس کو

کرتے تو اے پیغمبر! اُن کو اور اُنکے بہتان کو (اپنے حال پر) چھوڑ دے ف۸ اور (مشرک) کہتے ہیں یہ جانور اور کھیت اچھوتے ہیں (یعنے) اُن کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر جس کو ہم

نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ

چاہیں ہم ساتھ گمان اپنے کے اور جانور ہیں کہ حرام کی گئی ہیں پیٹھیں ان کی اور جانور ہیں کہ نہیں یاد کرتے نام اللہ کا

چاہیں اپنے خیال کے موافق وہ کھا سکتا ہے ف۹ اور کچھ جانور ایسے ہیں جنکی پیٹھ پر سوار ہونا منع ہے ف۱۰ اور کچھ جانوروں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیتے (بلکہ بتوں کے

عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ

اوپر ان کے جھوٹ باندھ کر اوپر اس کے البتہ بدلہ دے گا ان کو بدلے اس چیز کے کہ تھے باندھ لیتے اور کہا انہوں نے جو کچھ بیچ پیٹوں ان جانوروں

نام پر ذبح کرتے ہیں)۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کو ف۱۱ وہ اُن کے جھوٹ باندھنے کی سزا اُن کو جلد دے گا اور کہتے ہیں کہ ان جانوروں کے پیٹ میں (جن کو ہم نے

الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ

کے ہے خالص ہے واسطے مردوں ہمارے کے اور حرام ہے اوپر بی بیوں ہماری کے اور اگر ہووے مردہ پس وہ بیچ اس کے

بتوں کے نام پر چھوڑ رکھا ہے) جو (بچہ) ہے وہ ہمارے مردوں کے لیے خاص ہے اور ہماری عورتوں کو حرام ہے (اگر زندہ پیدا ہو) اگر مرا ہوا ہو تو سب (مرد اور عورت) اس میں شریک ہیں

شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا

شریک ہیں البتہ جزا دے گا ان کو کہنے ان کے کی تحقیق وہ ہے حکمت والا جاننے والا تحقیق ٹوٹا پایا ان لوگوں نے کہ مار ڈالا

(یعنے سب کھا سکتے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کو اس کہنے کا جلد بدلہ دے گا وہ حکمت والا ہے جاننے والا بے شک جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر جہالت کرکے نادانی سے

ف۱ کے دنیا میں فتح مندی اور آخرت میں جنت نصیب ہوتی ہے۔ ف۲ اس کا تعلق اس تہدید سے ہے کہ اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ میں مذکور ہے یعنی تم لوگ چونکہ ظالم اور بدبخت ہو اس لئے دنیا و آخرت میں تمہیں کوئی بھلائی اور کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ (کبیر) ف۳ بعث و جزا کے متعلق ان کے خیالات کی تردید کے بعد اب یہاں سے ان کی دوسری اعتقادی اور عملی حماقتوں اور جہالتوں کا بیان ہو رہا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل عرب کے جاہلانہ نظریات کو جاننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ سورۃ انعام کی ۱۳۰ آیتوں کے بعد سے آیات: قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ...... الآیہ۔ تک تلاوت کرے۔ ابن العربی فرماتے ہیں، ابن عباس نے بالکل صحیح کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں بتوں کو ترجیح دینے سے بڑی جہالت اور کون سی ہو سکتی ہے۔ (کبیر۔ قرطبی) مطلب یہ ہے کہ کھیتی اور مویشیوں میں سے کچھ حصہ، صلہ رحمی اور مسافروں کی مہمانی کے لئے مخصوص کر لیتے۔

ف۴ یہ مشرکین کی پہلی گمراہی اور جہالت کا بیان ہے کہ وہ اپنی کھیتی اور جانوروں کی نسل میں جو نیاز اور خیرات نکالتے اس کے دو حصے کر لیتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسرا اپنے بتوں اور کاہنوں کے لئے خرچ کرنے پر جب بتوں اور کاہنوں کا حصہ کم پڑ جاتا تو اللہ تعالیٰ کے حصے میں سے لے کر اس میں ڈال دیتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے اس کو زیادہ مال کی کیا ضرورت ہے اور اگر اللہ کا حصہ کم پڑ جاتا تو اس میں بتوں کے حصے میں سے کچھ نہ ڈالتے، حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی نیاز یہ کہ اس کی راہ جن کو دلوا دیا ہے ان کو دینا اسکا فائدہ اللہ کو نہیں پہنچتا بلکہ اس چیز سے فقیر کا فائدہ ہے اور ثواب ہے فائدہ دینے والے کو پھر اگر کسی بزرگ کے واسطے اس وضع پر دے جیسے یہاں فرمایا تو شرک ہے ہاں اگر ایصال ثواب کے لئے دے تو صحیح ہے۔ (کذا فی الموضح)

ف۵ یہ ان کی دوسری جہالت اور گمراہی تھی اور اس کا عطف وَجَعَلُوْا پر ہے یعنی جیسا کہ کھیتی اور جانوروں میں بتوں کا حصہ مقرر کرنا ان کی جہالت تھی ایسے ہی یہ عقیدہ بھی ان کی انتہائی گمراہی تھی۔ (رازی) یہاں شرکا سے مراد یا تو شیاطین ہیں جن کے پیچھے لگ کر وہ اپنی اولاد کو زندہ در گور کر دیتے تھے اور یا "شرکاء" سے مراد بت خانوں کے خادم اور پجاری ہیں جن کی ترغیب پر مشرکین اپنی اولاد کو بت خانوں کی بھینٹ چڑھانے تھے۔ چنانچہ بعض لوگ منت مان لیتے کہ اگر میرے ہاں اتنے بیٹے پیدا ہوں تو ان میں سے ایک کو فلاں بت کے نام پر ذبح کروں گا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے آنحضرت ﷺ کے والد عبداللہ کو ذبح کرنے کی منت مانی تھی۔

ف۶ اہل عرب اصل میں حضرت اسمٰعیل ؑ کے دین پر ہونے کے مدعی تھے لیکن شیطان نے آہستہ آہستہ بت پرستی، قتل اولاد اور بہت سی غلط باتیں ان کے دین میں داخل کر دی تھیں فرمایا کہ شیطان نے اس قسم کی گمراہیاں پیدا کر کے ان کے دین کو خلط ملط کر ڈالا ہے۔ (کذا فی الکبیر)

ف۷ اس سے اشارہ فرمایا ہے کہ اس قسم کی سب باتیں دین میں افتراء پردازی ہے۔

ف۸ یعنی انہوں نے محض اپنے خیال سے کھیتی اور چوپایوں کے حصے مقرر کر رکھے تھے۔ "حجر" کے اصل معنی بندش لگانے و منع کرنے کے ہیں اور یہاں اس کے معنی حرام کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جس کھیتی یا چارپائے کو بتوں کے نام پر وقف کرتے، اس پر بندش لگا دیتے کہ اس کو بت خانوں کے پجاری اور مرد ہی کھا سکتے ہیں عورتوں پر یہ حرام ہے۔ (قرطبی) ف۹ جیسے بحیرہ، سائبہ اور حام۔ دیکھئے سورہ مائدہ آیت ۱۰۳۔ (کبیر) ف۱۰ یعنی یہ سب جہالت اور وہم پرستی کے کام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی نسبت محض جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی جہالتوں کا کبھی حکم نہیں دیا۔ (ابن کثیر)

ف اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا جائز جانتے تھے یہ رسم عموماً بنی ربیعہ اور مضر میں تھی۔ (قرطبی) ف۲ جیسے بحیرہ، سائبہ وغیرہ جانوروں کو انہوں نے حرام قرار دے رکھا تھا۔ ف۳ معروشات۔ جیسے ٹٹیوں ہنتونں اور منڈیروں پر چڑھو ہوئی انگور وغیرہ کی بیلیں اور غیر معروشات وہ درخت اور پودے جو اپنی جڑوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ مشرکین کی جہالت اور گمراہی ثابت کرنے کے لئے چار مسئلے بیان کرنے کے بعد اب اس آیت میں توحید کا اثبات ہے جو قرآن کے اصول اربعہ میں سے پہلی اصل یا پہلا اصول ہے اور قرآن نے ان اصول اربعہ پر مسلسل بحث کی ہے۔ یہ پانچ چیزیں جو یہاں مذکور ہیں ان کا ذکر پہلے بھی (آیت ۹۹) میں آچکا ہے۔ اب یہاں دوسرے انداز سے ان کا اعادہ فرمایا ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ (کبیر)

اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ

اولاد اپنی کو بیوقوفی سے بغیر علم کے اور حرام کیا اس چیز کو کہ دیا تھا ان کو اللہ نے جھوٹ باندھ کر اوپر اللہ کے تحقیق

اپنی اولاد کو مار ڈالا ف اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق (روزی) اُن کو دیا اس کو حرام ٹھہرایا ف۲ وہ گھاٹے میں پڑ گئے

ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ

گمراہ ہوئے اور نہ ہوئے راہ پانے والے اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کیے باغ ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے اور بغیر

گمراہ ہوئے اور راہ پر نہیں آ سکتے اور وہی خدا ہے جس نے باغ پیدا کیے چھتریوں پر چڑھے ہوئے اور بے چڑھے ہوئے

مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

چڑھائے ہوئے اور کھجوریں اور کھیتیاں مختلف ہیں کھانے کی چیزیں ان میں کی اور زیتون اور انار یکساں

ف۳ اور کھجور کے درخت اور کھیت (اناج کے) جن کے پھل طرح طرح کے ہیں اور ایک کا مزا جدا ہے اور زیتون اور انار جو (بعض باتوں میں) ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور (بعض

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا

اور غیر یکساں کھاؤ پھل اس کے سے جب کہ پھل لاوے اور دو حق اُس کا دن کاٹنے اس کے کے اور مت

میں) نہیں ملتے (اے بندو) جب یہ (درخت اور بیلیں اور کھیت) پھلیں تو ان کا پھل کھاؤ اور جس دن کٹیں (یا توڑے جائیں) ان کا حق ادا کردو ف۴ اور بیجا مت اُڑاؤ ف۵

تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا

بیجا خرچ کرو تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا بیجا خرچ کرنے والوں کو اور پیدا کیے جانور جس میں سے بوجھ اٹھانے والے اور زمین کو لگے ہوئے کھاؤ

(اسراف کرو) کیونکہ اللہ تعالیٰ بیجا اُڑانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور چوپائے جانوروں میں سے اُسنے بوجھ لادنے والے اور زمین سے لگے ہوئے (مثلاً بھیڑ بکری وغیرہ) پیدا کیے ف۶

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

چیز سے کہ رزق دیا ہے تم کو اللہ نے اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر

(لوگو) خدا نے جو تم کو رزق دیا اُس میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (یہ چار پائے

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ

آٹھ جوڑے بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو کہہ کیا دو نروں کو حرام

حلال جانور نر مادہ ملا کر آٹھ قسم ہیں (یعنی) چار جوڑے ف۷ دو بھیڑیں (نر اور مادہ) اور دو بکریاں (نر اور مادہ) (اے پیغمبر) کہہ دے کیا خدا نے (ان بھیڑ بکری میں سے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـــُٔـوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ

کیا ہے یا دو مادہ کو یا اس کو جو گھیر لیا ہے اوپر اس کے بچہ دان ان دو مادہ کے نے خبر دو مجھ کو ساتھ علم کے اگر

دو نروں کو (یعنی مینڈھے اور بکرے کو) حرام کیا ہے یا دونوں مادوں کو (بھیڑ اور بکری مادہ کو) یا ان دونوں مادوں کے پیٹ میں جو (بچہ) ہے اُس کو اگر تم سچے ہو تو

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ

ہو تم سچے اور اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو کہہ کیا دو نروں کو

مجھ کو سند کے ساتھ بتاؤ ف۸ اور اونٹ میں سے دو (نر اور مادہ) اور گائے میں سے دو (نر اور مادہ) ف۹ (اے پیغمبر) کہہ دے کیا خدا نے دونوں

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

حرام کیا ہے یا دو مادہ کو یا جس کو گھیر لیا ہے اوپر اس کے بچہ دان ان دو مادہ کے نے کیا تھے تم گواہ

نروں کو (یعنی اونٹ اور بیل کو) حرام کیا ہے یا دونوں مادوں کو (یعنی اونٹنی اور گائے کو) یا دونوں مادوں کے پیٹ میں جو (بچہ) ہے اُس کو (کوئی بات) تو کہو اگر کوئی

ف۴ یعنی ان میں سے کچھ حصہ فقیروں، مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں کو بطور صدقہ دو۔ یہ آیت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس وقت زرعی پیداوار کے صدقہ کا یہ حکم عام تھا اور اس کی کوئی مقدار مقرر نہ تھی۔ مدینہ پہنچ کر ۲ھ میں زکوٰۃ (عشر) کی مقدار اور شرح مقرر ہوئی یعنی بارانی زمین کی پیداوار میں دسواں حصہ اور جس زمین کو کنویں یا محنت سے پانی لا کر سیراب کیا جائے تو اس کی پیداوار میں سے بیسواں حصہ۔ تفصیلات حدیث و فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) مسئلہ۔ عشر صرف اقوات یعنی اس پیداوار پر ہے جو بطور ذخیرہ جمع کرکے مصنوعی تدبیر کے بغیر رکھی جا سکتی ہو۔ اس بنا پر یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے کہ سبزیوں (خضروات) پر عشر نہیں ہے کیونکہ عشر کی فرضیت کے بعد عہد رسالت اور حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں بھی ان سے عشر نہیں لیا گیا پھر اگر ان سے عشر ضروری ہوتا تو عہد صدیقی میں اس کی طرف ضرور توجہ دی جاتی جبکہ ایک عقال کے ادا نہ کرنے پر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اعلان جہاد فرما دیا تھا۔ علامہ قرطبی نے اس مسئلہ پر تفصیل سے لکھا ہے۔ (دیکھئے قرطبی زیر آیت)

ف۵ "اسراف" کے معنی کسی چیز میں حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ عام کھانے پینے اور مال کے خرچ کرنے میں بھی اسراف ہوتا ہے اور صدقہ خیرات میں بھی۔ یعنی نہ تو ناحق کوئی چیز وصول کرو اور نہ ناحق خرچ ہی کرو۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ خطاب ولاۃ (حکام) سے ہے یعنی حق واجب سے زیادہ وصول نہ کرو جیسا کہ حدیث میں ہے: "المعتدی فی الصدقۃ کمانعھا" کہ صدقہ وصول کرنے میں ظلم کرنے والا اسی طرح گنہگار ہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا۔ ایک روایت میں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس نے ایک دن میں پانچ سو کھجور کے درخت سے پھل اتارا اور اسی روز سارے کا سارا خرچ کر دیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سارا مال صدقہ و خیرات میں دے دینا منع ہے۔ (قرطبی)

ف۶ "لادنے والے" جیسے اونٹ اور بیل اور "زمین سے لگے ہوئے" بھیڑ اور بکری۔ (موضح) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "حمولۃ" کا لفظ تمام بوجھ اُٹھانے والے جانوروں کو شامل ہے جیسے اونٹ، بیل، گھوڑا، خچر اور گدھا اور "فرش" سے بھیڑ بکری مراد ہے مگر بعد کی آیت میں "ثمانیۃ ازواج" کا لفظ حمولۃ و فرشًا سے بدل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سے یہی آٹھ قسم کے جانور مراد ہیں اور پھر جو جانور اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیئے ہیں ان کو "انعام" فرمایا ہے۔ (قرطبی)

ف۷ یہ "زوج" کی جمع ہے۔ عربی زبان میں کسی جوڑے کے ہر فرد کو زوج کہا جاتا ہے اور اس میں تذکیر و تانیث کا اعتبار نہیں ہوتا۔ پس "ثمانیہ ازواج" کے معنی آٹھ افراد کے ہیں اور آیت میں ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

ف۸ مروی ہے کہ جب مالک بن عوف اور اس کے ساتھیوں نے یہ کہا کہ "ما فی بطون ھذہ الانعام خالصۃ لذکورنا و محرم علی ازواجنا" تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (قرطبی) یعنی یہ جانور حرام کیسے ہو سکتے ہیں؟ اگر نر حرام ہے تو سب نر حرام ہوں گے۔ اگر مادہ حرام ہے تو سب مادائیں حرام ہوں گی اور اگر بچہ حرام ہے جو پیٹ میں رہ چکا ہے تو نر اور مادہ دونوں حرام ہوں گے۔ مقصود مشرکین کے خود ساختہ محرمات کی تردید ہے کہ بحیرہ سائبہ جانوروں کو انہوں نے اپنی طرف سے حرام کر رکھا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ جانور حلال کئے ہیں۔

ف۹ ہرن بکری کی جنس میں داخل ہے اور بھینس، نیل گائے، گورخر، گائے اور بیل کی جنس میں۔ یہ جانور عرب میں اتنے زیادہ نہیں ہوتے۔ چوپاؤں کی مشہور چار قسمیں وہی ہیں جو یہاں مذکور ہیں یعنی بھیڑ بکری، اونٹ اور گائے۔ (وحیدی)

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ

جس وقت کہ حکم کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے پس کون شخص بہت ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ تو کہ گمراہ کرے

سند نہیں ملتی تو یہ کہو) کیا تم اس وقت حاضر تھے جس وقت اللہ نے اس کا ف۱ حکم دیا پھر جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بے جانے بوجھے لوگوں کے بہکانے کے لیے جھوٹ باندھے

النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ

لوگوں کو بغیر علم کے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو کہہ نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے

اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا ف۲ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ پر نہیں لگاتا (اے پیغمبر ان مشرکوں سے) کہہ دے مجھ پر جو اترا ہے (یعنے قرآن شریف

مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا

کہ وحی کی گئی ہے طرف میری حرام کیا گیا اوپر کسی کھانے والے کے کہ کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار یا لہو ڈالا ہوا رگوں میں سے

اس میں سے کوئی چیز کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا (ہاں) مگر یہ کہ مردار ہو یا بہتا خون یا سور کا

اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

یا گوشت سور کا پس تحقیق وہ ناپاک ہے یا فسق ہے کہ نام لیا گیا ہو واسطے غیر خدا کے ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ

گوشت وہ نجس ہے یا گناہ یعنے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی جانور پر دوسرے کا نام پکارا جائے پھر جو کوئی (بھوک سے) بیقرار ہو جائے

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ

چھٹنے والا اور نہ زیادہ حاجت سے کھانے والا پس تحقیق پروردگار تیرا بخشنے والا مہربان ہے اور اوپر ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے حرام کیا ہم نے ہر

کسی پر زیادتی نہ کرتا ہو نہ حد سے بڑھے تو (اس کو یہ چیزیں بھی بقدر ضرورت درست ہیں) کیونکہ تیرا مالک بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخون والا جانور

ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

ناخون والا جانور اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی مگر جو اٹھا رہی ہو پیٹھ ان کی

حرام کر دیا تھا ف۶ اور گائے اور بکری کی چربی بھی ان پر حرام کر دی تھی (اگرچہ گوشت ان کا حلال تھا) مگر جو چربی پیٹھ پر لگی ہو (یا جس چربی کو پیٹھ

اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

یا انتڑیاں یا جو لپٹ رہا ہو ساتھ ہڈی کے یہ ہے بدلا دیا ہم نے ان کو بسبب سرکشی ان کی کے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں

اٹھائے ہوئے ہو جیسے دنبہ کی چکتی) یا انتڑیوں میں یا ہڈی سے مل گئی ہو ف۷ یہ (جو ہم نے ان پر ان چیزوں کو حرام کر دیا تھا) یہ ان کی شرارت کی سزا ہم نے ان کو دی تھی اور ہم سچے ہیں

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ

پس اگر جھٹلاویں تجھ کو پس کہہ پروردگار تمہارا صاحب رحمت کشادہ کا ہے اور نہیں پھیرا جاتا عذاب اس کا قوم

(اے پیغمبر) اس پر بھی اگر یہ یہود (یا مشرک) تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ دے تمہارے مالک کی رحمت بہت کشادہ ہے اور اس کا عذاب (جب آئے گا) تو گنہگار لوگوں سے ٹلنے

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا

گنہگاروں سے البتہ کہیں گے وہ لوگ جو شریک لاتے ہیں اگر چاہتا اللہ تعالیٰ نہ شریک کرتے ہم اور نہ باپ ہمارے

والا نہیں ف۸ قریب میں مشرک یہ کہیں گے (یہ عذر پورا ہوا انہوں نے ایسا ہی کہا چنانچہ سورہ نحل میں مذکور ہے) اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم نہ ہمارے باپ دادا کوئی شرک نہ کرتے

وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ

اور نہ حرام کرتے ہم کچھ اسی طرح جھٹلایا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے یہاں تک کہ چکھا انہوں نے عذاب ہمارا

ورنہ کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرتے ف۹ (جیسے ان لوگوں نے تجھ کو جھٹلایا) اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے انہوں نے بھی (اپنے اپنے پیغمبروں کو) جھٹلایا آخر ہمارے عذاب کا مزہ چکھا

ف۱ یعنی ان جانوروں میں سے کسی کے حرام ہونے کا۔ ف۲ یعنی جسے نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست کوئی علم حاصل ہوا ہو اور نہ اس کے کسی رسول کے واسطے سے مگر وہ غلط طور پر اللہ کا نام لے کر بعض چیزوں کو حلال اور بعض چیزوں کو حرام قرار دے اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے۔ (وحیدی) ف۳ "اَوْ فِسْقًا" "عطف علیٰ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ" وما بينهما اعتراض وَاُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ صفة موضحة "اہلال" اصل میں اھلال کے معنی "آواز بلند کرنا" کے ہیں۔ یہاں مراد غیر اللہ کے نام پر کوئی جانور ذبح کرنا ہے جیسے بکرا شیخ سدو کا، گاؤ سید احمد کبیر کی، مرغا زین خاں کا، توشہ شاہ عبد الحق کا، صحنک بی بی فاطمہ کی، نذر نیاز فلاں پیر فقیر کی یہ سب حرام ہیں۔ (سلفیہ) ف۴ یعنی مضطر کے لئے بھی ان کا کھانا گناہ تو ہے مگر اللہ تعالیٰ معاف فرما دیگا اس آیت میں اشکال ہے کہ محرمات ان چار چیزوں میں منحصر نہیں ہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ہیں اس بنا پر علما نے آیت کی تاویل کی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی جن جانوروں کا کھانا دستور ہے ان میں یہی حرام ہیں۔ (موضح) یا یہ کہا جائے کہ یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں ان اشیا کے علاوہ اور کوئی چیز حرام نہ تھی۔ پھر اس کے بعد مدینہ میں سورہ المائدہ اور سورہ بقرہ (آیت ۱۷۳) نازل ہوئیں تو ان چار چیزوں کے علاوہ چند اور چیزیں بھی حرام قرار دے دی گئیں۔ (دیکھئے مائدہ آیت ۳) علاوہ ازیں مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض اشیا کو حرام قرار دیا۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے ہر درندے، شکاری پرندے گھریلو گدھے اور کتے کو حرام قرار دیا ہے۔ (بخاری و مسلم) علما حدیث و فقہ کی اکثریت نے اس آیت کی یہی تاویل کی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت "وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ" کے نزول کے بعد بھی بعض رشتے حرام قرار دیئے ہیں مثلاً فرمایا، ایک عورت سے نکاح ہونے کے بعد اس کی موجودگی میں اس عورت کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح حرام ہے۔ مقصد یہ کہ آیت کے عموم میں حدیث سے تخصیص ہوگی لہٰذا بعض سلف کا آیت مذکورہ سے ان چار کے علاوہ باقی اشیا کو حلال سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے حافظ ابن عبد البر نے سورہ "الانعام" کے مکی ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ اس آیت میں دراصل بحیرہ، سائبہ وغیرہ کی حالت کو واضح کرنا ہے جو جاہلیت میں لوگوں نے اپنی رائے سے حرام قرار دے رکھے تھے ورنہ محرمات کا حصر مقصود نہیں فالاستثناء منقطع (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۵ امت محمدیہ پر جو چیزیں حرام ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد یہود پر حرام کی ہوئی چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس سے مقصد ان کی تردید ہے۔ (قرطبی) "کل ذی ظفر" سے مراد ہر وہ جانور اور پرندہ ہے جس کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں جیسے اونٹ، شتر مرغ، بطخ وغیرہ۔ (روح المعانی) اور بعض نے اس سے سم دار چوپائے (جیسے گھوڑا، گدھا وغیرہ) اور شکاری پرندے مراد لئے ہیں جو پنجہ سے شکار کرتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۶ "او" بمعنی الواو۔ یعنی ان چار چیزوں کے علاوہ یہود پر یہ چیزیں بھی حرام کر دی گئی تھیں۔

ف۷ یعنی یہ چیزیں جس طرح اب شریعت محمدی میں حرام نہیں ہیں اس سے پہلے بھی حرام نہ تھیں البتہ یہودیوں کو ان کی سرکشی کی سزا دینے کے لئے ہم نے انہیں وقتی طور پر حرام کر دیا تھا۔ (دیکھئے سورہ نسا آیت ۱۶۰) مقصد یہودیوں کے اس دعویٰ کی تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوئی چیز حرام نہیں کی ماسوا ان چیزوں کے جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے از خود اپنے اوپر حرام کر لی تھیں۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) اور اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (اور ہم سچ کہتے ہیں) کا مطلب یہ ہے کہ یہود کا یہ دعویٰ غلط ہے اور صحیح بات وہ ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔ (نیز دیکھئے سورہ آل عمران آیت ۹۳)

ف۸ یعنی اگر تم اب بھی نافرمانی کی روش چھوڑ کر حق کی سیدھی راہ اختیار کر لو تو اپنے رب کے دامن رحمت کو اپنے لئے کشادہ پاؤ گے لیکن اگر اپنی موجودہ روش پر اڑے رہے تو یہ مت سمجھو کہ اللہ کا عذاب تم پر سے ٹل گیا ہے۔ جب اس کا عذاب آتا ہے تو مجرموں اور سرکشوں کو کوئی چیز اس سے نہیں بچا سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ آیت کے پہلے حصہ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ میں ترغیب ہے اور آخری حصہ میں ترہیب ہے اور یہ خاص قرآن کا انداز نصیحت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی جب وہ اپنے شرک اور مجرمانہ روش پر قائم رہنے کی دلیل نہیں پاتے تو تقدیر کا سہارا لے کر کہتے ہیں کہ ہمارے حق میں خود اللہ کی مرضی یہ ہے کہ ہم شرک کریں اور جو چیزیں ہم نے حرام ٹھہرائی ہیں انہیں حرام ٹھہرائیں کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہوتی تو ہم سے ان اعمال کا صدور ممکن نہ تھا لہٰذا ہم جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کی مرضی کے مطابق کر رہے ہیں لہٰذا صحیح اور حق ہے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مشیئت کو شرک اور محرمات کی صحت پر بطور دلیل پیش کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ اس کی رضا اور مشروعیت کو مستلزم ہے۔

یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی کیونکہ یہ پیغمبروں کی تکذیب کو مستلزم ہے۔ تنبیہ معتزلہ کے نزدیک مشیت اور ارادہ، رضا اور امر کو مستلزم ہیں اور اہل سنت کے نزدیک ان میں استلزام نہیں ہے۔ (روح المعانی) ف۱ یعنی ان کا یہ عذر قطعی غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو ان کے اسلاف پر ان جرائم اور تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنا عذاب کیوں نازل کرتا۔ (ابن کثیر)

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ

کہہ کیا ہے تمہارے پاس کچھ علم پس نکالو گے تم اس کو واسطے ہمارے نہیں پیروی کرتے تم مگر گمان کی اور نہیں

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے تمہارے پاس کوئی دلیل بھی ہے (اس کی کہ اللہ تعالیٰ ان کاموں سے راضی ہے) اگر ہے تو ہمارے (دکھانے کے) لیے اس کو نکالو (پیش کرو) کچھ نہیں تم نرے گمان پر چلتے ہو اور نری

أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾

تم مگر اٹکل کرتے کہہ پس واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے دلیل پہنچی ہوئی پس اگر چاہتا البتہ ہدایت کرتا تم کو سب کو

اٹکلیں دوڑاتے ہو ف۱ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اللہ تعالیٰ ہی کی دلیل زبردست ہے پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ پر لگا دیتا ف۲

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِنْ شَهِدُوا

کہہ لے آؤ گواہوں اپنوں کو وہ جو گواہی دیتے ہیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے یہ پس اگر گواہی دیویں

(اے پیغمبرؐ ان کافروں سے) کہہ دے اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے (بحیرہ اور سائبہ وغیرہ) پھر اگر وہ گواہی بھی دیں (کافروں کے موافق

فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا

پس مت گواہی دے تو ساتھ ان کے اور مت پیروی کر خواہشوں ان لوگوں کی کہ جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور ان کی کہ نہیں

کہیں) تو تو ان کے ساتھ ہو کر (انہی سی) گواہی مت دے (ان کی بات اور گواہی کو مت مان) ف۳ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے

يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

ایمان لاتے ساتھ آخرت کے اور وہ ساتھ پروردگار اپنے کے شریک لاتے ہیں کہہ آؤ پڑھوں میں اوپر تمہارے جو حرام کیا ہے رب تمہارے نے

اور اپنے مالک کے برابر دوسرے کو کرتے ہیں (شرک کرتے ہیں) ف۴ اُن کی خواہشوں پر مت چل (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہہ دے آؤ میں تم کو وہ باتیں سناؤں جو تمہارے

ع ۱۸

عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ

اوپر تمہارے یہ کہ نہ شریک لاؤ ساتھ اس کے کچھ اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور مت مار ڈالو اولاد اپنی کو

مالک نے تم پر حرام کی ہیں (تم کو لازم ہے) کہ تم کسی چیز کو خدا کا شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو ف۵ اور اپنی اولاد کو محتاجی کے ڈر سے

مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ڈر افلاس کے سے ہم روزی دیتے ہیں تم کو اور اُن کو اور مت نزدیک جاؤ بے حیائیوں کے جو کچھ ظاہر ہے ان میں سے

نہ مار ڈالو ف۶ ہم (ہی) تم کو روزی دیتے ہیں اور اُن کو (بھی دیں گے) ف۷ اور بے شرمی کی باتیں (جیسے زنا لواطت وغیرہ) کھلی ہوں یا چھپی اُن کے پاس نہ پھٹکو

وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ

اور جو کچھ کہ چھپا ہے اور مت مار ڈالو اس جی کو کہ حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مگر ساتھ حق کے یہ بات نصیحت کرتا ہے تم کو

ف۸ اور جس جان کا مار ڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُس کو مت مارو مگر حق پر (جیسے قصاص یا زنا میں) ف۹ یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ نے تم کو حکم دیا اور (اُن کا خلاف کرنا حرام

بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ

ساتھ اس کے تو کہ تم سمجھو اور مت نزدیک جاؤ مال یتیم کے مگر ساتھ اس طرح کے کہ وہ بہت اچھی ہے یہاں تک

کیا) اس لیے کہ تم سمجھو اور یتیم کے مال پاس بھی نہ جاؤ مگر اس طرح سے کہ اس کی بہتری ہو (جیسے اُس کا مال بڑھے اس کو فائدہ ہو تو مضائقہ نہیں) جب تک وہ پورا

يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَ

کہ پہنچے جوانی اپنی کو اور پورا کرو ماپ اور تول ساتھ انصاف کے نہیں تکلیف دیتے ہم کسی جی کو مگر موافق طاقت اس کی کے

جوان نہ ہو ف۱۰ اور ماپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو ہم ہر شخص پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے ف۱۱ اور جب

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی تم جو یہ عذر پیش کر رہے ہو وہ کسی عقلی اور علمی بنیاد پر قائم نہیں ہے بلکہ محض تخمینہ اور گمان ہے اور اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی ذات الٰہی حکمت کاملہ کی مالک ہے اس نے انسان کو فطرتاً مجبور محض نہیں بنایا بلکہ اسے ارادہ اور اختیار دیا ہے تاکہ انسان ہدایت یا گمراہی کو اپنے ارادہ سے اختیار کرے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کے لئے پیغمبر بھیجے۔ ان پر کتابیں نازل فرمائیں تاکہ جو شخص ایمان لاتا ہے دلیل سے ایمان لائے اور جو گمراہ ہوتا ہے اتمام حجت کے بعد گمراہ ہو۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کو اکراہ و جبر سے ہی ہدایت پہ لانا ہوتا تو کوئی شخص بھی گمراہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ف۳ کیونکہ جو بھی اس قسم کی گواہی دے گا وہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔

ف۴ نہ اس کی ذات میں، نہ اس کی صفات میں اور نہ اس کے اختیارات و حقوق میں۔

ف۵ قرآن مجید کی متعدد آیات میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت کے بعد بندوں کے حقوق میں سب سے مقدم حق انسان پر اس کے والدین کا ہے۔

ف۶ پیدا ہو چکنے کے بعد یا جب کہ وہ ماؤں کے پیٹ میں ہوں (مثلاً کوئی دوائی کھلا کر قبل از وقت حمل گرا دینا) نیز دیکھئے سورہ اسراء آیت ۳۱۔

ف۷ یعنی ہر متنفس کا رزق تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تم ان کے رازق نہیں ہو۔ (دیکھئے سورہ ہود ۶)

ف۸ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ چھپ کر زنا کرنے کو عیب نہ سمجھتے تھے اور صرف اس زنا کو عیب سمجھتے جو علانیہ کیا جائے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے ہر حال میں حرام قرار دیا یعنی پوشیدہ یا علانیہ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ بے حیائی کے ذرائع کے بھی قریب تک نہ جاؤ۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیور ہیں اور اپنی غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر اور باطن فواحش کو حرام قرار دیا ہے۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر)

ف۹ النفس یعنی جس جان کو مارڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس سے مراد ہر انسانی جان ہے۔ حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا خون تین حالتوں کے سوا حلال نہیں ہے۔ شادی شدہ ہو کر زنا کا ارتکاب کرے، کسی مسلمان کو ناحق عمداً قتل کر ڈالے، مرتد ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے جنگ شروع کر دے۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی وہ بالغ ہو جائے اور اس میں اپنے معاملات کو نپٹانے کی خود صلاحیت پیدا ہو جائے۔ (دیکھئے سورہ نساء آیت ۶)

ف۱۱ لہٰذا اگر پورا تولنے اور ماپنے کی کوشش کرے مگر بھول چوک سے غلطی کر بیٹھے تو اس سے بازپرس نہ ہوگی یہی معنیٰ "الا وسعها" کے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی رشتہ داری یا قرابت عدل وانصاف میں مانع نہ ہونے پائے اور ہر حالت اور ہر زمانہ میں عدل وانصاف سے کام لو۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی بجالاؤ اور کتاب وسنت کے مطابق عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنے سے یہی مراد ہے (ابن کثیر)

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ

جب بات کہو پس انصاف کرو اور اگرچہ ہو صاحب قرابت اور ساتھ عہد اللہ کے وفا کرو یہ بات نصیحت کرتا ہے تم کو

بات کہو تو انصاف کی کہو گو ناطے والے کا مقدمہ ہو ف۱ اور اللہ تعالیٰ کا قول پورا کرو ف۲ یہ وہ باتیں ہیں جن کا تم کو خدا نے حکم دیا اس لیے کہ

بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا

ساتھ اس کے تو کہ تم نصیحت پکڑو اور یہ کہ یہ راہ میری سیدھی ہے یعنی متابعت پیغمبروں کی پس پیروی کرو اس کی اور مت پیروی کرو

تم کو نصیحت ہو (اور تم اُن کا خلاف کرنے سے پرہیز کرو) اور (خدا نے یہ بھی فرمایا ہے) یہ میری سیدھی راہ ہے اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو

السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ

راہوں کی پس متفرق کر دیں گے تم کو راہ اس کی سے یہ بات ہے کہ نصیحت کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے تو کہ تم بچو ف۴ پھر

وہ تم کو خدا کی راہ سے ہٹا دیں گی ف۳ یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے اس لیے کہ تم (اُن کا خلاف کرنے سے) بچے سو پھر (ایک بات اور بھی) کہ وہ یہ کہ اس سے پہلے ہم نے موسیٰ کو

اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ

دی تھی ہم نے موسیٰ کو کتاب پورا کرنا نعمت کا اوپر اس شخص کے کہ نیکی کرتا ہے ف۵ اور تفصیل کرنا واسطے ہر چیز کے اور

کتاب (توریت) دی نیک (بندے) پر پورا فضل کرنے کو اور ہر چیز کا پورا بیان کرنے کو (یا ہر چیز کا اس میں پورا بیان ہے) اور (لوگوں کو) راہ دکھانے کو اور مہربانی کو

هُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

ع ۱۹/۶

ہدایت اور رحمت تا کہ وہ ساتھ ملاقات پروردگار اپنے کے ایمان لاویں اور یہ کتاب ہے اُتارا ہے ہم نے اس کو برکت والی

(یا اس میں ہدایت اور مہربانی ہے) اس لیے کہ وہ اپنے مالک سے ملنے پر یقین لائیں (آخرت یعنی وہاں کے عذاب و ثواب پر) اور یہ کتاب (قرآن شریف) برکت والی ہم نے اس کو

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى

پس پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو تو کہ تم رحم کیے جاؤ ایسا نہ ہو کہ کہو تم سوائے اس کے نہیں کہ اتاری گئی تھی کتاب اوپر

اتارا تو (اسے کلام والی) اس پر چلو اور (اس کے جھٹلانے سے) بچے رہو اس لیے کہ تم پر (اللہ کی) رحمت ہو (یہ کتاب ہم نے اس لیے اتاری) کہیں تم ایسا نہ کہو (یا اس کو بُرا جان کر کہ تم ایسا کہو)

طَآىِٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ

دو جماعت کے پہلے ہم سے اور تحقیق تھے ہم پڑھنے ان کے سے البتہ غافل یا کہو تم اگر اتاری

ہم سے پہلے دو ہی گروہوں (یہود اور نصاریٰ) پر کتاب اُتری اور ہم تو ان لوگوں کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے ف۶ یا ایسا نہ کہو اگر ہم پر

اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

جاتی اوپر ہمارے کتاب البتہ ہوتے ہم راہ پانے والے ان سے پس تحقیق آئی ہے تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے اور ہدایت

کتاب اُترتی تو ہم ان سے بڑھ کر راہ پاتے لو اب تو تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف سے دلیل اور ہدایت اور رحمت (سب چیزیں) آ چکیں ف۸

وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِی الَّذِیْنَ

اور مہربانی پس کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ جھٹلاوے نشانیوں اللہ تعالیٰ کی کو اور پھر رہے اُن سے البتہ جزا دیں گے ہم ان لوگوں کو

پھر اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے اور اُن سے الگ ہو جائے (یا لوگوں کو روکے ان پر ایمان لانے سے) جو لوگ ہماری آیتوں سے الگ ہو جاتے ہیں (یا لوگوں کو

یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ

جو پھر رہتے ہیں نشانیوں ہماری سے بُرا عذاب بسبب اس کے کہ تھے پھر رہتے نہیں انتظار کرتے

ان پر ایمان لانے سے روکتے ہیں) اُن کو ہم اس الگ ہو جانے (یا لوگوں ایمان لانے سے روکنے) پر بُری مار کی سزا دیں گے یہ لوگ اور کچھ نہیں اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ فرشتے

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ ایک ہی ہے اور وہی سیدھی اور جنت تک پہنچانے والی ہے مگر شیطان نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے ارد گرد بہت سی راہیں بنا ڈالی ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ ہے پھر آپؐ نے اس کے دائیں اور بائیں کئی لکیریں بنائیں اور فرمایا، ان میں سے ہر راہ پر ایک شیطان بیٹھا ہے جو لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتا ہے اس کے بعد آپؐ نے سیدھی راہ پر ہاتھ رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن کثیر) اس آیت میں جس طرح ادیان باطلہ سے منع فرمایا گیا ہے اس طرح اسلام میں بھی تفرقہ پسندی سے روک دیا گیا ہے پس جو راہ کتاب و سنت کے سوا ہو جس پر تین قرن مشہود لہا بالخیر گزرے ہیں وہ سب راستے ممنوع ٹھہرے خواہ تقلید مذاہب اربعہ ہو یا اہل بدعت کے مشارب ہوں۔ پرانی اور نئی ہر قسم کی بدعات گمراہ کن ہیں۔ مسلمان کو حکم ہے کہ اللہ کا بندہ اور رسولؐ کی امت بن کر رہے۔ خود ائمہ دین اور سارے مجتہدین سلف و خلف نے یہی وصیت کی ہے کہ کوئی ان کی تقلید نہ کرے بلکہ سب کے سب کتاب و سنت کی اتباع کریں۔ یہی طریقہ اہل حدیث جماعت نے اختیار کیا ہے اور اسی کی طرف دعوت دی ہے۔ (ماخوذ از ترجمان الوہاب)

ف۴ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی وصیت ہے اور تقویٰ کی راہ ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو ان آیتوں پر میری بیعت کرتا ہے پھر آپؐ نے قل تعالوا سے لعلکم تتقون تک ان تین آیتوں کی تلاوت کر کے فرمایا جس نے ان کو پورا کیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا اجر ہے اور جس نے اُن میں سے کسی چیز میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا ہی میں پکڑ لیا تو وہی اس کی سزا ہے اور جسے اس نے مہلت دی اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے اسے سزا دے اور چاہے اسے معاف فرما دے۔ (ابن کثیر بحوالہ ترمذی وغیرہ)

ف۵ نیک بندے سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں یعنی ہم نے مزید موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ دی اور ان کو اپنی نعمت سے نوازا۔ اس کلام سے مقصود مذکورہ وصیت کی تقریر و تحقیق ہے۔ (کذا فی الروح)

ف۶ یعنی بنی اسرائیل کو۔

ف۷ یعنی چونکہ ہم ان کی زبان نہ جانتے تھے اس لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کر سکے اور ان کے سمجھنے سے قاصر رہے۔ (قرطبی)

ف۸ "بینة" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو معنی یہ ہوں گے کہ آپؐ ان لوگوں کے لئے موجب ہدایت و رحمت ہیں جو آپؐ کی اتباع کریں گے یا "بینہ" سے خود قرآن مجید مراد ہے جو کہ ہدایت اور رحمت پر مشتمل ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱ یعنی ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کے منتظر ہیں۔ اور ان آیات سے مراد علامات قیامت ہیں و۔ ۔ احادیث میں بکثرت مذکور ہیں مگر دس علامات وہ ہیں جو حضرت حذیفہؓ سے صحت کے ساتھ ثابت ہیں۔ روح۔ جامع البیان میں ہے یعنی وہ نشان جو اُن کو ایمان لانے پر مجبور کر دیں مگر جمہور مفسرین کے نزدیک یہاں "بعض آیات" سے خاص کر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے۔ (کذا فی الوضع) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اس جملہ کی آنحضرتؐ نے یہی تفسیر فرمائی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا اور جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت ایمان کسی کو فائدہ نہ دیگا پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی بلکہ یہ تعیین متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ (کذا فی الروح وابن کثیر بحوالہ صحیحین)

إِلَّآ أَن تَأْتِيَهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِىَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِىَ بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ

مگر یہ کہ آویں اُن کے پاس فرشتے یا آوے گم پروردگار تیرے کا یا آویں بعضی نشانیاں پروردگار تیرے کی جس دن

اُن کے پاس (جان نکالنے کو) آموجود ہوں یا خود پروردگار آجائے یا تیرے پروردگار کی کچھ (بڑی) نشانیاں آجائیں ف۱ جس دن تیرے مالک کی

يَأْتِى بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ

آویں گی بعض نشانیاں رب تیرے کی نہ نفع دے گا کسی جی کو ایمان اس کا کہ نہ تھا ایمان لایا پہلے اس سے

کچھ (بڑی) نشانیاں آجائیں گی تو جو شخص اُس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اُس نے ایمان میں کوئی نیک کام نہ کیا ہو تو اُس کا ایمان کوئی فائدہ

أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ ٱنتَظِرُوٓا۟ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ

یا نہ کمایا تھا بیچ ایمان اپنے کے بھلائی کو کہہ منتظر رہو تحقیق ہم بھی منتظر ہیں تحقیق جن لوگوں نے

دے گا ف۲ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے (ان تین باتوں میں سے کسی بات کی) راہ دیکھتے رہو ہم بھی راہ دیکھ رہے ہیں (قیامت ہی میں ہمارا تمہارا فیصلہ ہو جائے گا) جن لوگوں نے اپنے دین

فَرَّقُوا۟ دِينَهُمْ وَكَانُوا۟ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِى شَىْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ ثُمَّ

ٹکڑے ٹکڑے کیا دین اپنے کو اور ہو گئے گروہ گروہ نہیں تو ان میں سے بیچ کسی چیز کے سوائے اس کے نہیں کہ حکم ان کا طرف اللہ کی ہے پھر

کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ف۳ اور کئی فرقے بن گئے تجھ کو اُن سے کچھ غرض نہیں ف۴ اُن کا کام خدا کے حوالے ہے بس وہی اُن کو

يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَ

خبر دے گا ان کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے جو کوئی لاوے بھلائی پس واسطے اس کے ہے دس برابر اس کے اور

جتائے گا جو وہ (دنیا میں کرتے رہے) ف۵ جو شخص قیامت کے دن ایک نیکی لے کر آئے گا اُس کو دس ویسی ہی نیکیوں کا ثواب ملے گا ف۶

مَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِى

جو کوئی لاوے بُرائی پس نہیں بدلا دیا جاوے گا مگر مانند اس کی اور وہ نہیں ظلم کیے جاویں گے کہہ تحقیق

اور جو کوئی ایک بُرائی لائے گا اُس کو اتنی ہی (ایک ہی بُرائی کی) سزا ملے گی ف۷ اور ان پر ظلم نہ ہوگا (اے پیغمبرؐ) کہہ دے مجھ کو تو میرے

هَدَىٰنِى رَبِّىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا

ہدایت کی مجھ کو رب میرے نے طرف راہ سیدھی کی دین استوار دین ابراہیم (علیہ السلام) حنیف کا اور نہ

مالک نے سیدھا رستہ دکھلایا ٹھیک دین ابراہیمؑ کا طریق جو ایک طرف کا (یعنے خدا کی طرف کا) ہو رہا تھا اور وہ

كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ صَلَاتِى وَنُسُكِى وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِى لِلَّهِ

تھا شرک لانے والوں سے کہہ تحقیق نماز میری اور عبادتیں میری اور زندگی میری اور موت میری واسطے اللہ

مشرکوں میں سے نہ تھا (جیسے قریش کے کافر کہتے ہیں) (اے پیغمبرؐ) کہہ دے میری نماز اور قربانی (یا ہر ایک عبادت یا دین) اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے

رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾

پروردگار عالموں کے ہے نہیں شریک واسطے اس کے اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا ہوں میں اور میں اول مسلمانوں کا ہوں

جو سارے جہان کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے ف۸ اور میں (اس امت میں) سب سے پہلے اُس کا تابعدار ہوں ف۹

قُلْ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْغِى رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَىْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ

کہہ کیا سوائے خدا کے ڈھونڈوں میں پروردگار اور وہ پروردگار ہر چیز کا ہے اور نہیں کماتا کوئی جی مگر اُوپر اپنے

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور مالک ڈھونڈوں حالانکہ وہی ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی شخص بُرا کام کرے گا تو اُس کا وبال اُسی پر پڑے گا

ف۲ اس کا عطف "اٰمَنَتْ" پر ہے یعنی ایمان کی عدم قبولیت کے لئے ان دونوں چیزوں کا عدم شرط ہے جس سے مفہوم یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفع کے لئے منع الخلو کے طور پر ایک چیز کا تحقق ہی کافی ہے یعنی جب سورج مغرب سے طلوع ہو چکے گا تو اس کے بعد اس شخص کا ایمان قبول نہ ہوگا جو پہلے ایمان لایا اور نہ اس نے معاصی سے تائب ہو کر کار خیر ہی کیا کیونکہ اس وقت ایسے شخص کا ایمان لانا یا عمل کرنا اپنے ارادہ یا اختیار سے نہ ہوگا بلکہ محض مجبوری کی بنا پر ہوگا کالایمان عند الغرغرۃ اور کوئی ایمان یا عمل اسی وقت معتبر ہوتا ہے جب وہ ارادہ یا اختیار سے ہو۔ الغرض یہاں نفی عموم ہے عموم نفی نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے شخص کا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، ایمان لانا اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال اور دابۃ الارض کا ظہور۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے صرف طلوع شمس من المغرب ہی مراد ہو۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے کہ طلوع شمس والی علامت کے ظہور کے بعد لوگ ایک سو بیس سال تک باقی رہیں گے طلوع شمس من مغرب کی کیفیت احادیث میں مذکور ہے۔ (روح المعانی)

ف۳ مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے گمراہی میں مبتلا ہو کر اپنے دین میں فرقہ بندیاں قائم کرلیں یا تفریق دین کے یہ معنی ہیں کہ کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا اور خود مسلمانوں میں سے وہ اہل بدعت حضرات بھی اس کے مصداق ہیں جو دین میں بدعات پیدا کر کے اس میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں۔ کذا المروی عن عائشہؓ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی آپؐ ان سے بری ہیں اور ان کا آپؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے (کذا فی الکبیر)

ف۵ اور پھر اُن کو ان کے کئے کی سزا دے گا یہ وعید ہے۔ (کبیر)

ف۶ یہاں حسنہ اور سیئہ عام ہیں جو ہر قسم کی نیکی اور برائی کو شامل ہیں اور یہاں عشر امثال (دس گنا بدلہ) سے مقصد تحدید نہیں ہے بلکہ کئی دس گنے ہو سکتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ سات سو گنا تک اور اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت ۲۶۵ میں گزر چکا ہے۔ (رازی)

ف۷ بشرطیکہ دنیا میں توبہ نہ کرلی ہو اگر توبہ کرے یا اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہوں یا اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے معاف فرمائے تو یہ سزا بھی نہیں ملے گی۔ حدیث میں ہے اگر کوئی شخص نیکی کا قصد کرے اور عمل نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر برائی کا قصد کرے اور برائی نہ کرے تو اس کا گناہ نہیں لکھا جاتا۔ (مسلم۔ ابن ماجہ بروایت انس بن ملک) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ترک سیئہ تین قسم کا ہے اول یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر برائی کو ترک کرے یہ چونکہ عمل اور نیت ہے اس لئے اسے ایک نیکی کا ثواب ملے گا جیسا کہ "الصحیح" کے بعض الفاظ میں ہے فَاِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّائِیْ کہ اس نے مجھ سے ڈر کر برائی کو ترک کیا دوم یہ کہ نسیان اور ذہول کی وجہ سے برائی نہ کر سکے اس صورت میں نہ تو اس پر گناہ ہوگا اور نہ کچھ ثواب ہی ملے گا۔ تیسرے یہ کہ باوجود کوشش کے برائی نہ کر سکے ایسی برائی کا اس پر گناہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے "جب دو مسلمان تلوار سے ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے لوگوں نے سوال کیا مقتول کا کیا گناہ ہے؟ فرمایا کہ وہ بھی دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں تھا۔ (ابن کثیر) بعض سلفؒ نے یہاں نیکی سے مراد توحید کا اقرار اور برائی سے مراد شرک لیا ہے واللہ اعلم۔ (قرطبی)

ف۸ توحید کے اثبات اور مشرکین اور اہل جاہلیت کی تردید کے بعد اب سورت کے آخر میں چند حقائق کا اعلان فرمایا ہے۔ آیت: وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ میں مشرکین کی تردید ہے جن میں مشرکین عرب کے علاوہ یہود و نصاریٰ اور مجوس بھی شامل ہیں۔ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ یعنی اس کے ساتھ کسی دوسرے کی بندگی نہ کروں اور میرا ہر چھوٹا اور بڑا عمل صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے ہو۔

ف۹ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے لگے تو آپؐ نے ان سے فرمایا "فاطمہ! آؤ اور اپنے جانور کو ذبح ہوتے دیکھو اس لئے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ جب زمین پر گرے گا تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور فرمایا کہ [illegible] صلاتی ونسکی سے وانا اول المسلمین

تکمیہ آیت تلاوت کرو۔ (قرطبی وشوکانی بحوالہ حاکم) ف۱ اور اس کے سوا تم جن جھوٹے معبودوں کی بندگی کرتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں بلکہ خود دوسروں کے محتاج ہیں۔ مروی ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اپنے آبائی دین کو اختیار کرلو اور ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور جس اللہ کی تم عبادت کرتے ہو اسے ترک کردو ہم دنیا و آخرت میں تمہارے ہر نقصان کے ذمہ دار ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی) فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی اس پر کسی دوسرے کے عمل کی ذمہ داری نہ ہوگی یہ اس آیت سے متعارض نہیں ہے جس میں ارشاد ہے کہ "اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان کے ساتھ کچھ دوسرے بوجھ بھی۔ (عنکبوت: ۱۳) اس لئے کہ دوسرے بوجھوں سے مراد انہی لوگوں کے بوجھ ہیں جنہیں یہ گمراہ کریں گے۔ (قرطبی) اور حدیث "مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اور نہیں بوجھ اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا پھر طرف پروردگار تمہارے کی ہے پھر جانا تمہارا پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے

اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ اپنے اوپر نہ لے گا ف۱ پھر تم (سب) کو اپنے مالک کی طرف لوٹ جانا ہے وہ تمکو وہ باتیں بتا دے گا جن میں تم اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

اختلاف کرتے اور وہ ہے جس نے کیا تم کو جانشین زمین کا اور بلند کیا بعضے تمہارے کو اوپر بعضے کے

کرتے تھے ف۲ اور وہی خدا ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا ف۳ اور تم میں سے ایک کے درجے دوسرے پر بلند کیے ف۴

دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۡ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾

درجے میں تو کہ آزماوے تم کو بیچ اس چیز کے کہ دیا ہے تم کو تحقیق رب تیرا جلد عذاب کرنے والا ہے اور تحقیق وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے

اس لیے کہ تم کو آزمائے اس میں جو تم کو دیا ف۵ بے شک تیرا مالک جلد سزا دینے والا ہے اور (اس کے ساتھ ہی) وہ بخشنے والا مہربان (بھی) ہے

ع ۲۰ | النصف

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ (۳۹)	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۲۰۶ رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۷ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان ہے

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ

کتاب ہے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری پس نہ ہووے بیچ سینے تیرے کے تنگی اس سے تو کہ ڈراوے تو ساتھ اس کے

ف۸ یہ کتاب تجھ پر اتاری گئی ہے اس لیے کہ تو اس سے (کافروں کو) ڈرائے اور ایمان والوں کو نصیحت کرے تو کو

وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

اور نصیحت واسطے ایمان والوں کے پیروی کرو اس چیز کی کہ اتاری گئی طرف تمہاری پروردگار تمہارے سے اور مت پیروی کرو سوائے

اس کے پہنچا دینے میں تیرا دل تنگ نہ ہو ف۹ (لوگو) جو تمہارے مالک کی طرف سے تم پر اترا (یعنی قرآن و حدیث) اس کی پیروی کرو ف۱۰ اور اس کے (یعنی اللہ کے یا قرآن و حدیث کے) سوا

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا

اس کے دوستوں کی تھوڑے سے نصیحت پکڑتے ہو اور بہت بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو پس آیا ان کے پاس عذاب ہمارا

دوسرے چہیتوں کی پیروی مت کرو ف۱۱ تم بہت کم نصیحت لیتے ہو اور کتنی بستیاں جب ہم نے ان کو کھپانا (تباہ کرنا) چاہا تو ہمارا عذاب (ان بستی والوں پر) آن

بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

رات کو سوتے یا وہ دوپہر کو سوتے تھے پس نہ تھا پکارنا ان کا جب آیا ان کے پاس عذاب ہمارا مگر یہ کہ کہنے لگے

پہنچا وہ رات کو یا دن کو پڑے سو رہے تھے ف۱۲ تو جس وقت ہمارا عذاب ان پر آن پہنچا کچھ نہ کہہ سکے مگر یہی کہنے لگے

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْــَٔـلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔـلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾

تحقیق ہم ہی تھے ظالم پس البتہ سوال کریں گے ہم ان لوگوں سے کہ بھیجا گیا ہے طرف ان کی اور البتہ سوال کریں گے ہم بھیجے گیوں سے

بے شک ہم گنہگار تھے ف۱۳ (یہ تو دنیا میں ہوا اور قیامت میں) تو ہم بیشک جن کے پاس پیغمبر آچکے ان سے باز پرس کریں گے اور خود پیغمبروں سے بھی ضرور پوچھیں گے ف۱۴

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ

پس البتہ بیان کریں گے ہم اوپر ان کے ساتھ علم کے اور نہ تھے ہم غائب اور تولنا اس دن حق ہے پس جو کوئی

پھر جو کچھ گذرا ہے وہ ہمکو معلوم ہے ان کو سنا دیں گے اور ہم غائب نہ تھے ف۱۵ اور اس دن ٹھیک تول ہوگی ف۱۶ پھر جن کی تولیں بھاری ہوئیں

ف۲ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح راستے پر تھا اور کون غلط راستے پر؟

ف۳ اپنا یا پہلی امتوں کا یا آپس میں ایک دوسرے کا۔

ف۴ شکل و صورت، مال و جاہ، علم و عقل وغیرہ میں۔ (کبیر)

ف۵ کہ کون ان ذرائع سے صحیح فائدہ اٹھاتا ہے اور کون غلط۔

ف۶ یہ عذاب گو آخرت میں ہوگا مگر "کل ما ھو آت فھو قریب" (کہ جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہی ہے) کے تحت وہ عذاب جلد ہی آنے والا ہے جیسے فرمایا: "وما امر الساعۃ الا کلمح البصر او ھو اقرب" (نحل: ۷۷) یہ کفار کے لئے تخویف ہے۔ (قرطبی) الحمد للہ کہ آج ۳ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ کو تفسیر سورۃ انعام ختم ہوئی اور بعد از صلوٰۃ عصر تفسیر سورۃ اعراف شروع کی۔ والحمدللہ المنعم العلام۔

ف۷ یہ پوری سورہ مکہ میں نازل ہوئی۔ قتادہ اور بعض دوسرے مفسرین نے اس میں سے آٹھ آیتوں "واسئلھم عن القریۃ" سے "واذ نتقنا الجبل فوقھم" تک کو مستثنیٰ کرتے ہوئے انہیں مدنی قرار دیا ہے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورہ کو مغرب کی دو رکعتوں میں پڑھا۔ (قرطبی بحوالہ نسائی عن عائشہ)

ف۸ حروف مقطعات ہیں تشریح کے لئے دیکھئے (سورہ بقرہ آیت ۱)

ف۹ یعنی آپ کسی خوف اور جھجک کے بغیر ان لوگوں تک پہنچادیں اور اگر لوگ آپ کی مخالفت کریں اور آپ کا مذاق اڑائیں تو آپ رنجیدہ و کبیدہ خاطر نہ ہوں کیونکہ آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے۔ ہدایت دینا یا نہ دینا آپ کا کام نہیں ہے۔

ف۱۰ یعنی صرف کتاب و سنت کی اتباع کرو۔ (قرطبی) علما ارشاد فرماتے ہیں کہ امر رسالت کا معاملہ تین امور سے پورا ہوتا ہے مرسل یعنی خدا اور مرسل یعنی رسول اور مرسل الیہ یعنی امت۔ اوپر کی آیت میں پیغمبر کو تبلیغ و انذار کا حکم دیا ہے اور اب اس آیت میں امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا۔ (کبیر)

ف۱۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو یا قرآن و سنت کے سوا کسی کی بات نہ مانو خواہ وہ کتنا ہی بڑا امام، بزرگ، محقق یا دانشور ہی کیوں نہ ہو۔ ہر ایک کی بات کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا اگر کسی بات پر قرآن و حدیث سے تصریح نہیں ملے گی تو اجماع اور اجتہاد کی طرف رجوع کیا جائے گا کیونکہ یہ دونوں بھی کتاب و سنت کے فروع میں سے ہیں۔

ف۱۲ یعنی غفلت میں پڑے سو رہے تھے مقصود پیغمبر کی اطاعت سے اعراض پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کفار کو اپنی خوشحالی پر مغرور نہیں ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ کا عذاب اچانک آکر اپنی گرفت میں لے سکتا ہے اور اس کے آنے کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ (کبیر)

ف۱۳ یعنی سوائے اعتراف گناہ کے کچھ بن نہ پڑا اور اپنے تمام جھوٹے معبودوں کو بھول گئے مگر اس وقت کا اعتراف گناہ ان کے کس کام آسکتا تھا جب گناہ سے توبہ کرنے کا وقت تھا اس وقت تو غفلت کی نیند سو رہے تھے۔

ف۱۴ پہلی تہدید کا تعلق دنیا میں عذاب کے ساتھ تھا اور اب اس آیت میں تہدید اخروی کا مذکور ہے۔ (کبیر) یعنی لوگوں سے دریافت کریں گے کہ تم نے ہمارے پیغمبروں کی دعوت کو کہاں تک قبول کیا اور پیغمبروں سے دریافت کریں گے کہ تم نے لوگوں تک ہمارا پیغام پہنچایا تھا یا نہیں؟ اس سوال سے مقصود تقریع و توبیخ ہے۔ (کبیر)

ف۱۵ یعنی ہم سب کچھ سن رہے تھے اور سب کچھ دیکھ رہے تھے اس لئے اگر وہ خاموش رہیں گے یا غلط بات کریں گے تو ہم خود بتا دیں گے کہ تم نے یہ جواب دیا تھا اور یہ بات کہی تھی۔ ف۱۶ یعنی ہر ایک کے نامہ اعمال کو تولا جائے گا اور اس تولنے میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہوگی۔ اوپر کی آیت میں سوال اور حساب کا ذکر ہے اور اس آیت میں وزن اعمال کا۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اعمال کے صحیفے تولے جائیں گے۔ یہی قول اکثر مفسرین کا ہے۔ (کبیر) آخرت میں وہ کاغذ تولیں گے جس کے نیک کام بھاری ہوئے تو برے کام بخشے گئے اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ (موضح)

ف۱ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک اس سے مراد کافر ہے کیونکہ قرآن نے ان کو خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ قرار دیا ہے۔ مومن گنہگار تو آخر کار کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں پہنچ جائیں گے۔ (کبیر) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت کے ایک شخص کو قیامت کے روز سب کے سامنے لایا جائے گا اس کے ننانوے اعمال نامے پھیلائے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک اتنا لمبا ہوگا جتنی دور نگاہ جاتی ہے۔ پھر پروردگار اس سے دریافت فرمائے گا کیا تم ان میں سے کسی عمل سے انکار کرتے ہو؟ وہ عرض کرے گا "نہیں" پھر پروردگار فرمائے گا "تمہاری ایک نیکی بھی ہمارے پاس ہے اور آج تم سے کوئی بے انصافی نہیں کی جائے گی" پھر ایک بطاقہ (کاغذ کا ٹکڑا) لایا جائے گا جس میں "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ" درج ہوگا۔ وہ عرض کرے گا بھلا یہ ایک پرزہ ان تمام دفتروں کے مقابلے میں کس کام آئے گا؟ حکم ہوگا کہ تم پر کوئی ظلم نہ ہوگا (لہٰذا صبر کرو) پھر وہ تمام دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور یہ کاغذ کا پرزہ دوسرے پلڑے میں لیکن اس پرزے کا پلڑا بھاری رہے گا اور دفتروں کا پلڑا ہلکا۔ (ابن کثیر)

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع

(جن کی) بھاری ہوں گی تولیں (نیک اعمال زیادہ ہوں گے) وہی لوگ مراد پانے والے ہیں اور جن کی تولیں ہلکی ہوں گی (نیک عمل کم ہوں گے) انھوں نے اپنے جانوں کو ٹوٹا دیا یہ بدلا ہے ہماری آیتیں جھٹلانے کا (یا نہ ماننے کا) ف۱ (آدمیو) ہم نے تم کو زمین میں جگہ دی (تم کو مالک اور متصرف بنایا) اور اسی میں تمہاری گذران کے سامان بنائے (کھانا پینا کا) تم بہت کم شکر کرتے ہو

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

اور ہم نے (پہلے) تم کو پیدا کیا پھر تمہاری شکل بنائی ف۲ پھر ہم نے فرشتوں سے کہا آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں نہ تھا ف۳ (پروردگار نے) فرمایا (اے ابلیس) جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے باز رکھا وہ کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ف۴

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِىْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ

(پروردگار نے) فرمایا (اگر ایسی شیخی کرتا ہے) تو (آسمان یا بہشت سے) یہاں سے نیچے اتر جا تیرے لیے ہونا نہیں جو تو وہاں (آسمان یا بہشت میں) رہ کر غرور کرے نکل جا تو ذلیلوں میں کا ایک (ذلیل) ہے ف۵ ابلیس کہنے لگا اس دن تک مجھے مہلت دے (یعنی زندہ رکھ) جس دن (مردے قبروں سے) اٹھائے جائیں ف۶ (پروردگار نے) فرمایا اچھا منظور، تو ان میں ہے جن کو (قیامت تک) مہلت دی گئی ف۷ ابلیس

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

کہا جب تو نے مجھ کو بے راہ کر دیا ف۸ میں بھی تیری سیدھی راہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ان کے پاس ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے آؤں گا اور ان کی داہنی طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے ف۹ اور تو اکثر آدمیوں کو شکر گذار (موحد) نہ

ف۲ اوپر کی آیات میں تخویف و ترغیب کے ساتھ لوگوں کو انبیا کی دعوت قبول کرنے کی ترغیب دی اور ترغیب میں کثرتِ نعم کی طرف اشارہ تھا۔ اب یہاں سے انعامات کے بیان کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور خلقِ آدم سے اس سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ (کبیر) مطلب یہ ہے کہ پہلے آدم کا ہیولیٰ بنایا اور پھر اس کی شکل و صورت بنائی۔

ف۳ اس سجدہ سے مراد مطلق تعظیم ہے یا حقیقی طور پر سجدہ تفصیل کے لئے دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۳۴

ف۴ اور آگ مٹی سے افضل ہے اور افضل اپنے سے کم درجہ کو کیسے سجدہ کر سکتا ہے خواہ اس کا حکم دینے والا اس کا پروردگار ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح گویا شیطان نے واضح حکم کی موجودگی میں عقلی قیاس سے کام لیا نتیجہ یہ ہوا کہ دھتکارا گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا "سب سے پہلے جس نے دین کے معاملے کو اپنی رائے سے قیاس کیا وہ ابلیس ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا مگر اس نے کہا میں آدمؑ سے بہتر ہوں۔ ابن سیرین نے فرمایا، شرک کی بنیاد بھی قیاس ہی تھا۔ (ابن جریر) اب بھی نصوص کے مقابلہ میں جو شخص اس طرح عقلی قیاس سے کام لے گا اس میں خصلتِ شیطانی کا اثر ہے۔ اس کا بھی وہی انجام ہوگا جو ابلیس کا ہوا۔ (ا۔ ت)

ف۵ جو بھی غرور و تکبر سے کام لے گا وہ ذلیل و خوار ہوگا۔

ف۶ یعنی صور میں دوسرے نفخہ تک۔

ف۷ شیطان کو یہ مہلت دینے سے بندوں کا امتحان مقصود ہے اور یہ کہ جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے وہ پوری ہو۔ ف۸ یعنی میں تو گمراہ ہوں ہی ان کو بھی راہ ماروں گا۔ (وحیدی) ف۹ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ "آگے" سے مراد یہ ہے کہ انہیں آخرت کے آنے سے متعلق شک میں ڈال دوں گا۔ "پیچھے" سے مراد یہ ہے کہ انہیں دنیا پر فریفتہ کر دوں گا۔ "دائیں" سے مراد یہ ہے کہ دین کا معاملہ ان پر مشتبہ کر دوں گا اور "بائیں" سے مراد یہ ہے کہ گناہوں کو مرغوب بنا کر ان کے سامنے پیش کروں گا۔ (ابن کثیر)

شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

شکر کرنے والے کہا نکل اس سے بُرے حال سے راندہ ہُوا البتہ جو کوئی پیروی کرے گا تیری ان میں سے

پائے گا ف۱ (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا رذالے مردود (آسمان سے یا بہشت سے) نکل جا جو آدمی تیری راہ پر چلیں گے میں ضرور (اُن سے اور تجھ سے

لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

البتہ بھروں گا میں دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم (علیہ السلام) رہ تو اور جورو تیری بہشت میں

تم سب سے دوزخ کو بھر دوں گا ف۲ اور (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے آدم تو اور تیری بی بی (دونوں) جنت میں رہو

فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

پس کھاؤ جہاں سے چاہو تم اور مت نزدیک جاؤ اس درخت کے پس ہو جاؤ گے ظالموں سے

پھر جہاں سے چاہو (جنت کا میوہ) کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت پھٹکو (اگر ایسا کرو گے) تو گنہگاروں میں (شریک) ہو جاؤ گے ف۳

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ

پس وسوسہ دیا ان دونوں کو شیطان نے تو کہ ظاہر کر دیوے واسطے اُن کے جو کچھ کہ چھپایا گیا تھا ان سے شرم گاہوں ان کی سے اور

پھر (میاں بی بی) دونوں کو شیطان نے بہکایا (اُس کا مطلب یہ تھا) کہ اُن کا ستر جو ڈھکا ہوا ہے وہ اُن دونوں کو کھول دکھانے ف۴ اور کہنے لگا

قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا

کہا نہ منع کیا تم کو پروردگار تمہارے نے اس درخت سے مگر اس خطرہ سے کہ ہو جاؤ تم دو فرشتے یا ہو جاؤ

تمہارے مالک نے جو تم کو اس درخت سے منع کیا ہے تو صرف اس لیے کہ اُس نے تم دونوں کا فرشتے بن جانا (یا جنت میں) ہمیشہ رہنا بُرا

مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا

ہمیشہ رہنے والوں سے اور قسم کھائی اُن دونوں کے آگے کہ البتہ میں واسطے تمہارے خیر خواہوں سے ہوں پس کھینچ لیا اُن کو

سمجھا ف۵ اور اُن سے قسمیں کھانے لگا میں بے شک تمہارا خیر خواہ ہوں ف۶ آخر دھوکا دے کر اُن کو

بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ

ساتھ فریب کے پس جب چکھا ان دونوں نے اس درخت سے ظاہر ہو گئیں واسطے اُن دونوں کے شرمگاہیں ان کی اور شروع کیا ان دونوں نے کہ ڈھانکتے تھے

جھکا لیا ف۷ جونہی انہوں نے وہ درخت چکھا (یعنے اُسکے پھل کھائے) اُن کے ستر (شرمگاہ) اُن کو دکھائی دینے لگی (یعنی بہشتی پوشاک اتر گئی) اور دونوں (شرم سے) بہشت کے

عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

اوپر اپنے پاتوں بہشت کے سے اور پکارا ان کو پروردگار ان کے نے کیا نہ منع کیا تھا میں نے تم کو اس

پتے اپنے اُوپر چپکانے (جوڑنے لپیٹنے) لگے اور پروردگار نے (یہ حال اُن کا دیکھ کر) اُن کو آواز دی ف۹ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے کھانے) سے منع نہیں کر دیا تھا ف۸

الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

درخت سے اور نہ کہا تھا میں نے تم کو کہ تحقیق شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر کہا دونوں نے اے رب ہمارے ظلم کیا ہم

اور تم سے نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے ف۱۰ وہ دونوں (آدمؑ اور حوّا) کہنے لگے مالک ہمارے ہم نے

اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ

جانوں اپنی کو اور اگر نہ بخشے گا تو ہم کو اور نہ رحم کرے گا تو ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے کہا

اپنے تئیں آپ تباہ کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو بیشک ہم ٹوٹا پانے والوں میں ہوں گے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تم اُتر جاؤ

ف۱ ابلیس نے یہ بات اپنے گمان کی بنا پر کہی جو واقعی سچ ہو کر رہی جیساکہ دوسری آیت میں ہے۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا چنانچہ انہوں نے اس کی پیروی کی سوائے تھوڑے سے ایمانداروں کے۔ (سبا: ۲۰)

ف۲ یعنی تم سے اور بنی آدم میں سے جو تمہارا متبع ہوگا۔

ف۳ تشریح کے لئے ملاحظہ ہو سورۃ بقرہ آیت ۳۵

ف۴ علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ لیبدی میں لام عاقبت کا ہے کیونکہ شیطان کے دل میں یہ نہیں تھا کہ وہ ننگے ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ لام تعلیل کا ہو اور اس کی غرض ہی یہی ہو۔ ستر کو سوءۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ننگا ہونا انسان کو طبعاً بُرا لگتا ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ گویا ان کو جنت کا لباس پہنایا گیا تھا جس سے ان کے ستر مستور تھے۔ شجرۃ ممنوعۃ کا پھل کھانے سے وہ کپڑا اتر گیا وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ وہ لباس نورانی تھا جس کی وجہ سے ایک دوسرے کو ان کے ستر نظر نہیں آتے تھے درخت کا پھل کھانے سے وہ نور سلب ہو گیا اور ان کو ایک دوسرے کے ستر نظر آنے لگے۔ (ابن کثیر) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ غیب ڈھکے تھے۔ یعنی حاجتِ استنجا اور حاجتِ شہوت جنت میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ کبھی اتارے نہ تھے کہ اتارنے کی حاجت نہ ہوتی تھی یہ اپنے اعضا سے واقف نہ تھے جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوتے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضاء دیکھے۔ (موضح)

ف۵ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا کہ صرف اسلئے کہ تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ سو شیطان نے ان دونوں کو یوں بہکایا کہ اگر تم دونوں اس درخت سے کچھ بھی چکھ لوگے تو تم میں بھی فرشتوں کی سی خصوصیات فطری کمالات پیدا ہو جائیں گے اس کے بعد نہ تمہیں کھانے پینے کی کوئی حاجت رہے گی اور نہ تم مروگے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس جنت میں رہوگے۔ (ابن کثیر) اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ فرشتے مطلق انسان سے افضل ہیں، ہاں جزوی فضیلت ضرور ثابت ہوتی ہے۔

ف۶ لہٰذا میرا کہنا مانو، تم بڑے فائدے میں رہوگے!

ف۷ یعنی انہیں اطاعت کے مرتبہ سے گرا کر معصیت کے مرتبہ پر لے آیا۔ یاد رہے کہ آدم اور ان کی زوجہ شیطان کی بات پر یقین نہیں لے آئے تھے، بلکہ جذبات سے مغلوب ہو کر انہوں نے معصیت کا ارتکاب کیا۔

ف۸ یعنی طبعی شرم و حیا کی وجہ سے اپنے بدن کو درخت کے پتوں سے چھپانے لگے، اس آیت سے یہ مفہوم نکلا کہ ستر چھپانا اور شرم کرنا انسان کی خلقی عادت ہے اور یہ تقویٰ میں داخل ہے اور جو کوئی ستر نہ چھپاتے وہ جانور ہے۔ (وحیدی)

ف۹ اس آیت اور اس کے علاوہ بہت سی دوسری آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں صوت (آواز) ہے اور فرشتے اور آدمی اس کی آواز سن سکتے ہیں اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے۔ (وحیدی)

ف۱۰ لہٰذا اس کی بات نہ سننا مگر تم اس کے فریب میں آ گئے، کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ پروردگار اس نے تیری قسم کھائی اور ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ تیرے بندوں میں کوئی ایسا بھی ہو سکتا ہے جو تیرا پاک نام لے کر جھوٹی قسم کھلائے۔ (ابن کثیر)

اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ

اترو تم بعضے تمہارے واسطے بعضوں کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور فائدہ ہے ایک

تم میں ایک کا ایک دشمن رہے گا اور ایک وقت تک (یعنی مرنے تک یا قیامت تک) تم کو زمین میں رہنا ہے اور فائدہ اٹھانا ف۱

حِينٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾ يَا بَنِي

مدت تک کہا بیچ اس کے جیو گے تم اور بیچ اس کے مرو گے تم اور اسی سے نکالے جاؤ گے تم اے بیٹو

(اللہ تعالیٰ نے یہ بھی) فرمایا تم زمین ہی میں زندگی کاٹو گے اور وہیں مرو گے اور وہیں سے (دوبارہ حشر کے دن) نکالے جاؤ گے ف۲ آدمیو ہم نے تم پر

آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ

آدم کے تحقیق اتارا ہم نے اوپر تمہارے پہناوا کہ ڈھانکتا ہے شرم گاہ تمہاری کو اور اتارا پہناوا زینت کا اور پہناوا بچاؤ کا

کپڑا اتارا جو تمہاری شرم گاہ کو چھپاتا ہے ف۳ اور بناؤ (زیب و زینت سجاوٹ) کا سامان اتارا یا مال و اسباب، اور پرہیزگاری کا لباس

ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٢٦﴾ يَا بَنِي آدَمَ لَا

یہ بہتر ہے یہ نشانیوں اللہ تعالیٰ کی سے ہے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں اے بیٹو آدم کے نہ

یہ (سب سے) بہتر ہے ف۴ یہ لباس کا پیدا کرنا اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے تا کہ وہ نصیحت لیں ف۵ آدمیو دھیان رکھو، شیطان تم کو

يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

بہکا دے تم کو شیطان جیسے نکال دیا ماں باپ تمہارے کو بہشت سے اتار لیتا تھا ان سے لباس ان کا

بہکا نہ دے (وہ تمہارا دشمن ہے) جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکلوایا ان کے کپڑے اتروائے ان کا ستر ان کو

لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا ۗ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ

تو کہ دکھلا دیوے ان کو شرمگاہیں ان کی تحقیق وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور کنبا اس کا اس طرح سے کہ نہیں دیکھتے تم ان کو

دکھانے کو کیونکہ وہ (شیطان) اور اس کا کنبہ (یا اس کا لشکر) تم کو دیکھ لیتا ہے جہاں سے تم اس کو نہیں دیکھتے ف۶

إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٧﴾ وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً

تحقیق کیا ہم نے شیطانوں کو دوست واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے اور جس وقت کرتے ہیں بے حیائی

ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست بنا دیا ہے جو بے ایمان ہیں (کافر اور مشرک) اور جب یہ لوگ (یعنی مشرک) کوئی برا کام (جیسے

قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ

کہتے ہیں پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہم کو ساتھ اس کے کہہ تحقیق اللہ نہیں حکم کرتا

شرک کرنا کعبے کا طواف ننگے ہو کر کرنا) کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے بڑوں کو ایسے ہی کرتے پایا اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کام کا حکم کیا (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ تعالیٰ برے

بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ

ساتھ بیحیائی کے کیا کہتے ہو اوپر اللہ تعالیٰ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے کہہ حکم کرتا ہے رب میرا ساتھ انصاف کے

کام کا حکم نہیں دیتا ف۷ کیا جو بات تم کو معلوم نہیں اس کو اللہ تعالیٰ پر لگاتے ہو ف۸ (اے پیغمبر) کہہ دے میرے مالک نے تو انصاف کا حکم دیا ہے

وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ

اور سیدھا کرو منہ اپنے کو نزدیک ہر نماز کے اور پکارو اس کو خالص کر کر واسطے اس کے عبادت

اور یہ کہ جہاں نماز پڑھو اپنے منہ سیدھے کر لو ف۱۰ اور نرے اسی کے تابعدار ہو کر اس کو پکارو ف۱۱

ف۱ یعنی کھانا پینا اور دنیوی زندگی کے دوسرے سامان سے متمتع ہونا۔ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو بنی آدم کیلئے جائے سکونت قرار دیا ہے کہ مرنے کے بعد اسی زمین میں مدفون ہوں اور قیامت کے دن اسی سے زندہ ہو کر نکلیں جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ۔ اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ تمہیں نکالیں گے۔ (آیت ۵۵)

ف۳ یعنی آسمان سے پانی اتارا جس سے روئی اگتی ہے اور تم اس سے کپڑے بنتے ہو (قرطبی) یہاں انزل بمعنی خلق، ہے، یعنی پیدا کیا۔ (مفردات) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے پھر ہم نے تم کو دنیا میں لباس کی تدبیر سکھا دی۔ (موضح)

ف۴ یعنی اس ظاہری لباس کے علاوہ جس سے تم صرف بدن ڈھانکنے ہو یا زینت کا کام لیتے ہو ایک اور معنوی لباس بھی ہے جو ہر لباس سے بہتر ہے، لہٰذا تمہیں اس کا اہتمام کرنا چاہئے اور وہ ہے پرہیزگاری یعنی خوفِ خدا، ایمان اور عمل صالح کا لباس بعض نے کہا ہے کہ لباس تقویٰ" سے مراد اون، کھدر وغیرہ کی قسم کا کھردرا اور موٹا لباس ہے جسے صوفی لوگ پہنتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ بہت سے سلف صالح جن کی پرہیزگاری ضرب المثل تھی عمدہ قسم کا لباس پہنا کرتے تھے بعض نے زرہ وغیرہ فوجی لباس مراد لیا ہے جو دشمن سے بچاؤ کا سبب بنتا ہے۔ (قرطبی، روح) ہاں یہ ضرور ہے کہ جس لباس کی ممانعت آئی ہے وہ نہ پہنا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد ریشمی لباس نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھا دے۔ (از موضح)

ف۵ اور اللہ تعالیٰ کی اس بہت بڑی نعمت کی قدر کریں یا نصیحت حاصل کریں اور قبائح سے اجتناب کریں۔

ف۶ اور ایسے دشمن سے تو بہت زیادہ محتاط اور چوکنا رہنا چاہیئے جو ہم کو دیکھے مگر ہم اس کو نہ دیکھ پائیں اس آیت سے بعض اہلِ علم نے یہ استدلال کیا ہے کہ جنوں کو دیکھنا ممکن نہیں ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر کسی وقت وہ ہمیں دیکھ رہے ہوں اور ہم انہیں نہ دیکھ رہے ہوں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا دکھائی دینا کسی وقت بھی ممکن نہیں ہے۔ یہ قضیۂ مطلقہ لادائمۃ لہٰذا صحیح یہی ہے کہ جنوں کی رؤیت ممکن ہے احادیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے جنوں کو دیکھا ہے۔ (فتح القدیر) اور زکوٰۃ رمضان کی نگرانی کے قصہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک جن کو پکڑ لیا اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آج رات میری نماز قطع کرنے کیلئے میرے پاس ایک سرکش جن آگیا اگر میرے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو میں اسے پکڑ کر مسجد کے ستون سے باندھ دیتا اور صبح کو مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے، نیز یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نصیبین کے جنوں کو دیکھا ہے اب رہا امام شافعی کا یہ فرمانا کہ جو شخص جنات کی رؤیت کا دعویٰ کرے اس کی شہادت مردود ہے تو اس سے امام شافعی کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ان کی اصلی شکل پر دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ (قرطبی، روح)

ف۷ یہاں فواحش سے مراد وہ عبادات ہیں جو انہوں نے از خود ایجاد کر رکھی تھیں مثلاً ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا وغیرہ۔ اس آیت میں مشرکین کے اپنی بے حیائی اور بدکاری پر قائم رہنے کے دو عذر بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا کرتے پایا ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے پہلا عذر چونکہ بطور واقعہ صحیح تھا اس لئے اس کی بطور واقعہ تردید نہیں فرمائی گئی یوں متعدد آیات میں بتایا ہے کہ باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے رہنا کوئی دلیل نہیں ہے۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۷۰، مائدہ آیت ۱۰۴) شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی سند کیوں لاتے ہو۔ (موضح) رہا دوسرا عذر تو چونکہ بطور واقعہ بھی غلط تھا اور بطور دلیل بھی اس لئے یہاں اس کی تردید فرمائی گئی مطلب یہ ہے کہ جب انبیا کی زبان سے ان افعال کا منکر اور قبیح ہونا ثابت ہو چکا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے فواحش کا حکم دے۔ (کبیر)

ف۸ اس آیت میں ان لوگوں کو بھی سخت تنبیہ ہے جو محض آبائی رسوم کو دین سمجھ کر اس عمل پیرا ہونے کو ثواب سمجھتے ہیں۔ ف۹ لہٰذا تم اس کی پیروی کرو اور اپنی بے حیائی اور بدکاری سے باز آجاؤ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انصاف سے مراد لا الٰہ الا اللہ یعنی خالص توحید ہے جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت: شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ...... قَائِمًا بِالْقِسْطِ سے معلوم ہوتا ہے۔ (رازی) ف۱۰ یعنی قبلہ کی طرف سیدھے کرلو، ہر نماز میں یا ہر جگہ جہاں تم نماز پڑھو۔ (کبیر) ف۱۱ یعنی خالصۃً اسی کی عبادت کرو اور اسی کو پکارنے اور اس کی عبادت کرنے میں دوسرے کو شریک نہ کرو، الغرض اس آیت میں ان تین باتوں کا حکم دیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ جو عبادت شرک اور ممنوع چیزوں پر مشتمل ہو وہ فواحش میں داخل ہے۔ (کذا فی الکبیر)

ف۱ یعنی جس طرح تم پہلے پیدا ہوئے تھے اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اسی طرح تمہارے مرجانے کے بعد وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ (کبیر)
ف۲ یا تم آخرت میں دو گروہ بن کر پلٹو گے ایک مومنوں کا گروہ اور دوسرا کافروں کا گروہ۔
ف۳ یعنی ان پر ضلالت اس لئے ثابت ہوئی کہ وہ شیاطین کے کہنے پر چلتے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ ہم صحیح راستے پر چل رہے ہیں۔ (کبیر)
ف۴ یعنی طواف اور نماز میں ستر عورت فرض ہے مرد کے لئے کمر تا زانو اور عورت کے لئے

کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِیْقًا هَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ

جیسے پہلے پیدا کیا تم کو پھر آؤ گے ایک فرقے کو ہدیت کی اور ایک فرقہ کہ ثابت ہوئی اوپر اُن کے گمراہی تحقیق انہوں نے

جیسے تمکو پہلے پیدا کیا ویسے ہی پھر (دوبارہ) پیدا ہو گے ف۱ اسی نے ایک گروہ (مومنوں) کو راہ پر لگایا اور ایک گروہ (کافروں) کو گمراہ کیا جنکی تقدیر میں گمراہی لکھدی گئی تھی ف۲

اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

پکڑا شیطانوں کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پانے والے ہیں

انہوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا اور اس پر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں ف۳

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

اے بیٹو آدم کے لو زینت اپنی نزدیک ہر نماز کے اور کھاؤ اور پیو اور مت حد سے نکل جاؤ

آدمیو ہر مسجد میں جاتے وقت (یا ہر نماز کے وقت) اپنا بناؤ کر لیا کرو ف۴ اور کھاؤ اور پیو اور اڑاؤ نہیں

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو کہہ کس نے حرام کی ہے زینت اللہ تعالیٰ کی جو نکالی ہے واسطے بندوں اپنے کے

کیونکہ اللہ تعالیٰ اڑانے والوں کو پسند نہیں کرتا ف۵ (اے پیغمبر) ان سے پوچھ اللہ تعالیٰ نے جو بناؤ اپنے بندوں کے لیے (زمین سے یا جانوروں سے یا درخت سے) نکالا ہے

وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً

اور پاکیزہ چیزیں رزق سے کہہ وہ واسطے ان لوگوں کے ہے کہ ایمان لائے بیچ زندگانی دنیا کے خالص ہیں

اور کھانے پینے کی ستھری چیزیں اُن کو کس نے حرام کیا اے پیغمبر کہدے یہ چیزیں دنیائی زندگی میں تو مومنوں کے لیے ہیں (اور کافروں کے لیے بھی) اور قیامت کے

یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۭ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ

دن قیامت کے اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں کہہ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کی ہیں پروردگار

دن تو خالص مومنوں ہی کے لئے ہیں ف۶ ہم اسی طرح (جیسے یہ بیان کیا اللہ کو ایک جاننے والوں کیلئے کھول کر آیتوں کو بیان کرتے ہیں اے پیغمبر کہدے میرے مالک نے تو صرف

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ

نے بےحیائیاں جو ظاہر ہیں ان میں سے اور جو چھپی ہیں اور گناہ اور سرکشی ساتھ ناحق کے اور یہ کہ

بُرے (بے شرمی کے) کاموں کو جیسے زنا اغلام وغیرہ کو حرام کیا ہے کھلم کھلا ہوں یا چھپا کر اور گناہ کو اور ناحق ستانے کو (یعنی ظلم) کو اور

تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا

شریک لاؤ ساتھ اللہ کے وہ چیز کہ نہیں اتاری ساتھ اس کے دلیل اور یہ کہ کہو اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے کو جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور اللہ تعالیٰ پر وہ بات لگانے کو جو تم کو

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

جانتے اور واسطے ہر ایک اُمت کے ایک وقت ہے مقرر پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ہیں ایک ساعت

معلوم نہیں ف۷ اور ہر گروہ کی (تباہی کی جس نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا) ایک (مقرر) مدت ہے جب اُن کی مدت آگئی تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے

وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ

اور نہ آگے نکل جاتے ہیں اے بیٹو آدم کے اگر آویں تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے بیان کریں اوپر تمہارے

بڑھ سکتے ہیں آدمیو جب تمہارے پاس تم میں ہی سے (یعنی آدمی) پیغمبر آئیں اور میری آیتیں تم کو سنائیں

ع ۳

چہرہ اور ہاتھوں کے سوا سارا بدن اور کپڑا اتنا باریک جس سے بدن یا بال نظر آویں معتبر نہیں۔ (کذا فی موضح) جب اوپر کی آیت میں قسط (عدل و انصاف) کا حکم دیا اور لباس اور اکل شرب بھی فی الجملہ قسط میں داخل تھے اس لئے ان میں اسراف سے منع فرما دیا۔ (کبیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں اور مرد ننگے ہو کر طواف کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح قدیر)

ف۵ اسراف یہ ہے کہ آدمی حلال کو حرام ٹھہرائے یا حلال سے تجاوز کر کے حرام میں جا پڑے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں اور نہ اڑاؤ یعنی منع کام میں خرچ نہ کرو۔ (موضح)

ف۶ اس آیت میں "زینة اللہ" سے عمدہ لباس اور تمام وہ چیزیں مراد ہیں جن سے انسان کو تجمل حاصل ہو سکتا ہے اور "الطیبات" سے عمدہ قسم کے لذیذ کھانے مراد ہیں جن کو شریعت نے حرام قرار نہ دیا ہو مطلب یہ ہے کہ خوش پوشی اور عمدہ قسم کے صحت بخش کھانے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار نہیں دیئے پھر تم اپنی طرف سے ان چیزوں کو کیوں حرام ٹھہرتے ہو اس آیت میں ان لوگوں کی سخت تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کے ترک استعمال کو درویشی سمجھتے ہیں اور گھٹیا قسم کا کھانا کھانے اور لباس پہننے ہی کو بڑی نیکی خیال کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کا اثر اس پر ظاہر ہو۔ (نسائی، ابن ماجہ) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، یعنی منع کام میں خرچ نہ کرے باقی کھانا پینا سب روا ہے جو نعمت ہے مسلمان کے واسطے پیدا ہوئی ہے دنیا میں کافر بھی شریک ہو گئے آخرت میں صاف انہی کو ہے لئے) ہے مزید دیکھئے سورہ احقاف آیت ۲۰ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۷ اوپر کی آیت میں یہ بیان فرمایا کہ لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی چیزیں حرام کر رکھی تھیں اب اس آیت میں محرمات کو بیان فرما دیا۔ (رازی) جب مسلمانوں نے کپڑے پہن کر طواف کرنا شروع کیا تو کفار نے ان پر عیب لگایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی)

الفواحش یہ فاحشة کی جمع ہے اور انتہائی قبیح فعل کو کہتے ہیں، الاثم سے تمام چھوٹے بڑے گناہ مراد ہیں اور شراب کو بھی اثم کہہ لیتے ہیں اور البغی کے معنی لوگوں پر ظلم اور زیادتی کے ہیں، الغرض یہاں محرمات کی پانچ قسمیں بیان فرمائی ہیں اور وہ بھی "انما" کلمہ حصر کے ساتھ جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے علاوہ اور کوئی چیز حرام نہیں ہے حالانکہ بہت سی دوسری اشیاء کی حرمت بھی قرآن و حدیث میں مذکور ہے، امام رازی فرماتے ہیں کہ دراصل جنایات پانچ ہی قسم کی ہیں جنایة علی الانساب اور اس کا سبب زنا ہے اور الفواحش سے یہی مراد ہے دوم جنایة علی العقول جس کے دوسرے معنی شراب نوشی کے ہیں اور "الاثم" میں اسی طرف اشارہ ہے۔ سوم جنایة علی الاعراض چہارم جنایة علی النفوس والاموال اور "البغی بغیر الحق" میں ان دونوں کی حرمت کی طرف اشارہ ہے پنجم جنایة علی الادیان اور یہ دو قسم کی ہے، توحید میں طعن کرنا جس کی طرف وان تشرکوا باللہ سے اشارہ فرمایا ہے اور بغیر علم کے فتویٰ دینا جس کی طرف وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون سے اشارہ فرمایا ہے غرض کہ جملہ جنایات یہی پانچ اصول کی حیثیت رکھتی ہیں اور باقی ان کے فروع اور توابع ہیں اس بنا پر انما کے ساتھ حصر صحیح ہے اور اس پر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ (کبیر)

ف۱ اوپر بیان فرمایا کہ ہر ایک کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس میں تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی۔ اب یہاں بتایا کہ جو لوگ فرماں بردار ہوں گے مرنے کے بعد ان پر کسی قسم کا خوف وحزن نہ ہوگا مگر جو سرکش ہوں گے وہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اسی قسم کا خطاب سورہ بقرہ میں حضرت آدمؑ کے قصے کے آخر میں بھی مذکور ہے۔ (دیکھئے بقرہ آیت ۳۶)

آيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ

نشانیاں میری پس جو کوئی پرہیزگاری کرے اور اصلاح کرے پس نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جن لوگوں نے

تو جو لوگ (گناہوں سے) بچیں گے اور نیک کام کریں گے ان کو نہ ڈر ہوگا اور نہ غم اور جو لوگ ہماری

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾

جھٹلایا نشانیاں ہماری کو اور تکبر کیا ان سے یہ لوگ رہنے والے آگ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں

آیتوں کو جھٹلائیں گے اور ان (کے ماننے) سے اکڑ بیٹھیں گے وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے ف۱

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ

پس کون شخص ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھے اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ یا جھٹلاوے نشانیوں اس کی کو یہ لوگ پہنچے گا ان کو

تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اسکی آیتوں کو جھٹلاتے ف۲ ایسے لوگوں کے لیے جو حصّہ قرآن میں لکھا گیا ہے

نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ

حصہ ان کا لکھے میں سے یہاں تک کہ جب آویں گے ان کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے قبض کرتے ہوئے ان کو کہیں گے کہاں ہیں

وہ ان کو پہنچے گا ف۳ یہاں تک کہ جب ہمارے فرشتے ان کی جان نکالنے کو موجود ہوں گے تو (ان سے) کہیں گے اب وہ کدھر ہیں جن کو

مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ

جن کو تھے تم پکارتے سوائے خدا کے کہیں گے کھوئے گئے ہم سے اور گواہی دیں گے اوپر جانوں اپنی کے

تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے تھے وہ (یعنی کافر اور مشرک) کہیں گے (معلوم نہیں) ہمکو چھوڑکر کہاں غائب ہوگئے اور اس وقت اپنے اوپر آپ گواہی دیں گے

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ

یہ کہ وہ تھے کافر کہے گا داخل ہو بیچ ان جماعتوں کے کہ تحقیق گذری ہیں پہلے تم سے جنوں

(یعنی اقرار کریں گے) بیشک کافر تھے (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے) فرمائے گا تم (بھی) ان امتوں کے ساتھ جو تم سے پہلے جن اور آدمیوں کی

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا

سے اور آدمیوں سے بیچ آگ کے جب داخل ہوگی ایک جماعت لعنت کرے گی بہن اپنی کو یہاں تک کہ جب مل جاویں گے

گذر چکی ہیں دوزخ میں جاؤ جب ایک امت دوزخ میں جائے گی تو اپنی بہن پر لعنت کرے گی ف۴ یہاں تک کہ جب سب کے سب دوزخ میں اکٹھے ہو جائیں گے

فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا

بیچ اس کے سب کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اگلوں کے اے رب ہمارے انہوں نے گمراہ کیا تھا ہم کو پس دے ان کو عذاب

تو ان میں کی پچھلی امت اگلی امت کے لیے ف۵ کہے گی مالک ہمارے انہی لوگوں نے (یعنے اگلوں نے) ہم کو گمراہ کیا ف۶ تو ان کو دوزخ

ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

دو گنا آگ سے کہے گا واسطے ہر ایک کے دوگنا ہے ولیکن نہیں جانتے تم اور کہا اگلوں ان کے نے

کا دونا عذاب کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم سب کو دونا عذاب ہوگا مگر تم نہیں جانتے ف۷ اور اگلی امت پچھلی سے کہے گی

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

واسطے پچھلوں کے پس نہ ہوئی واسطے تمہارے اوپر ہمارے کچھ زیادتی پس چکھو عذاب کو بسبب اس کے کہ تھے

تم کچھ ہم سے اچھے نہیں رہے ف۸ اب اپنے کیے کے بدل عذاب کا مزہ چکھو (یہ اللہ تعالیٰ

ف۲ اس کا تعلق اوپر کی آیت "وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا" سے ہے یعنی یہ دو قسم کے لوگ تو بہت ہی بڑے ظالم ہیں۔ پہلی قسم میں جھوٹی نبوّت کا دعویٰ کرنے والے یا اللہ تعالیٰ کی طرف کسی حکم کی جھوٹی نسبت کرنے والے آجاتے ہیں اور دوسری قسم میں تمام وہ لوگ شامل ہیں جو قرآن کے کتاب الٰہی ہونے سے انکار کرتے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہیں۔ (کبیر)

ف۳ یعنی جس عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے وہ انہیں قیامت کے دن ضرور مل کر رہے گا۔ اس صورت میں "الکتاب" سے مراد قرآن ہے جیسا کہ مترجمؒ نے تصریح کر دی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں "الکتاب" سے مراد لوح محفوظ ہو یعنی جو سعادت وشقاوت اور رزق وعمر وغیرہ چیزیں ان کے لئے لوح محفوظ میں مقدر ہیں وہ ان کو حاصل ہو کر رہیں گی۔ اور ان کے ظلم وبدکاری کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان میں کوئی کمی نہیں کریگا شاید یہ توبہ کرلیں اور اپنے گناہوں سے باز آجائیں۔ یہ معنی آیت کے مابعد سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں کیونکہ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ میں ان کے فوت ہونے کو اس نصیب کے حصول کے لئے غایت قرار دیا ہے اور یہ جبھی ہوسکتا ہے کہ یہ حصول "توفّی" سے قبل دنیا میں ہو اور وہ عمر ورزق اور سعادت وشقاوت ہی ہوسکتے ہیں۔ (کبیر)

ف۴ اس میں بھی کفار کی حالت کا بیان ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کفار ایک ساتھ جہنم میں نہیں جائیں گے بلکہ ان میں سابق اور مسبوق ہوں گے۔ (رازی) اور "اپنی بہن پر لعنت کرے گی" یعنی اپنی پہلی ہم مذہب امت پر جو اس سے پہلے جہنم میں داخل ہوچکی ہوگی۔ مثلاً یہودی دوسرے یہود پر اور نصاریٰ دوسرے نصاریٰ پر اور مشرکین دوسرے مشرکین پر۔ (وحیدی)

ف۵ یعنی جہنم میں بعد میں داخل ہونے والے پہلے داخل ہونے والوں کے بارے میں یا پیروی کرنے والے عوام اپنے سرداروں اور پیشواؤں کے بارے میں کہیں گے۔ (رازی)

ف۶ یعنی ہم تو اپنے متقدمین کی تقلید میں یا انہی کی باتوں پر ایمان لاکر شرک وبدعت اور منکرات کی راہ پر چلتے رہے۔ ف۷ کہ ہر ایک کا عذاب کس قسم کا ہوگا اور جہنم کا عذاب چونکہ مسلسل اور غیر منتہی ہوگا اور ایک درد کے بعد دوسرا درد شروع ہوجائے گا اس اعتبار سے اسے "ضعف" (دوگنا) فرمایا ہے ورنہ یہ معنی نہیں ہیں کہ گناہ کے استحقاق سے بڑھ کر ہوگا۔ (کبیر) ف۸ یعنی اگر ہم مجرم وبدکار تھے تو تمہارا حال کونسا بہتر تھا تم نے اپنی مرضی سے کفر کی روش اختیار کی۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ

تم کماتے ۔ تحقیق جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور تکبر کیا ان سے نہ کھولے جاویں گے واسطے ان کے

فرمائے گا یا اگلی اُمت کہے گی ف۱ بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن پر اکڑ بیٹھے نہ اُن کے لیے آسمان کے دروازے

اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ

دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ داخل ہو جاوے اونٹ بیچ ناکے سوئی کے

کھلیں گے ف۲ اور نہ وہ جنت میں جائیں گے یہاں تک کہ اُونٹ سُوئی کے ناکے میں گھس جائے ف۳

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ

اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم گنہگاروں کو واسطے ان کے دوزخ سے بچھونا ہے اور اوپر ان کے سے بالا پوش ہیں

اور گنہگاروں (کافروں) کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں اُن کے لیے آگ کا بچھونا ہوگا اور وہ اُوپر سے آگ کے لحاف (اوڑھیں گے)

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ

اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم ظالموں کو اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے نہیں تکلیف دیتے ہم

اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (ظالم سے مراد مشرک ہیں) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ہم تو کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۟ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا

کسی کو مگر طاقت اس کی پر یہ لوگ رہنے والے ہیں بہشت کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور کھینچ لیا ہم نے

ڈالتے وہ جنتی ہیں ہمیشہ جنت ہی میں رہیں گے ف۴ اور اُن کے دلوں میں جو کچھ

مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ

جو کچھ بیچ سینوں ان کے کے تھا ناخوشی سے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں اور کہا انہوں نے سب تعریف واسطے

کینہ ہوگا وہ ہم نکال ڈالیں گے ف۵ اُن کے تلے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ کہتے ہوں گے خدا کا شکر جس نے ہم کو یہ رستہ دکھایا

لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ

اللہ کے ہے جس نے ہدایت کیا ہم کو طرف اس کی اور نہ تھے ہم کہ راہ پاویں اگر نہ راہ دکھاتا ہم کو اللہ

(ایمان کا اور نیک اعمال کا جس کے بدلے میں یہ ہمیشہ کا عیش ملا) اور اگر اللہ ہم کو راہ پر نہ لگاتا تو ہم (جنت کی) راہ نہ پاتے ف۶

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا

البتہ تحقیق آئے تھے پیغمبر پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے اور پکارے جاویں گے کہ یہ ہے بہشت وارث کیے گیے ہو تم اس کے

بے شک ہمارے مالک کے پیغمبر سچی بات لے کر آئے تھے ف۷ اور اُن سے پکار کر کہہ دیا جائے گا یہ جنت ہے تم اپنے کاموں کے بدل اس کے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ

بسبب اسکے کرتے تم کرتے اور پکاریں گے رہنے والے بہشت کے رہنے والوں دوزخ کو یہ کہ تحقیق

وارث ہوئے ف۸ اور جنتی دوزخیوں کو پکاریں گے (اُن کے چھیڑنے کو اور اُن کے زخم پر نمک چھڑکنے کو) ہم سے جو ہمارے مالک نے

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا

پایا ہم نے جو کچھ وعدہ دیا تھا ہم کو رب ہمارے نے سچ پس کیا پایا تم نے بھی جو کچھ وعدہ دیا تھا پروردگار تمہارے نے سچ کہیں گے

وعدہ کیا تھا وہ تو ہم نے سچ پایا اب تم سے جو تمہارے مالک نے وعدہ کیا تھا اس کو تم نے سچ پایا (یا نہیں) ف۹ وہ کہیں گے ہاں

ع ۴/۸ ۱۱

ف۱ اس سے مقصود تخویف و زجر ہے۔ (کبیر)

ف۲ اوپر کی آیت میں جو وعید مذکور ہے یہ اس کا تتمہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کے دروازے ہیں بہت سی صحیح احادیث میں ان دروازوں کا ذکر موجود ہے، دروازے نہ کھولے جانے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ان کے اعمال اور دعا کے اوپر جانے کے لئے دروازے نہیں کھلتے یا یہ کہ مرنے کے بعد ان کی ارواح کے لئے دروازے نہیں کھلتے جیسا کہ مومن کی روح کے صعود کے لئے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں ہے کہ مومن کی روح اوپر چڑھتی ہے تو اس کے لئے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور فرشتے مرحبا کہہ کر اس کا استقبال کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ ساتویں آسمان پر چلی جاتی ہے مگر جب کافر کی روح آسمان تک پہنچتی ہے تو اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا بلکہ اسے زجر و توبیخ کے ساتھ واپس کر دیا جاتا ہے، بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ ان پر خیر و برکت نازل نہیں ہوتی، بہرحال آیت میں بہت بڑی وعید اور تہدید ہے۔ (کبیر)

ف۳ یہ تعلیق بالمحال کے قبیل سے ہے اور اونٹ چونکہ باعتبار جسامت بڑا جانور ہے اس لئے اس کے داخل ہونے کا ذکر کر دیا ہے، مطلب یہ ہے کہ ان کا جنت میں داخل ہونا اتنا ہی محال ہے جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا محال ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں "الجمل" کے معنی موٹے رسّے کے ہیں اور سوئی کے ساتھ اس کا ذکر زیادہ مناسب ہے۔ (کبیر، ابن کثیر)

ف۴ یہ جملہ کہ "ہم تو کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے" جملہ معترضہ ہے اس لئے ترجمہ میں قوسین کے درمیان لکھا گیا ہے اس جملہ کو درمیان میں لانے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جنت میں جانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو کام فرض کئے ہیں وہ نہایت آسان اور انسانی طاقت کے اندر ہیں، لہٰذا ہر شخص کو ان کے بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیئے کذا فی الکبیر۔ (وحیدی)

ف۵ یعنی ان کے دل ایک دوسرے کی طرف سے بالکل صاف اور پاک کر دیئے جائیں گے اور ان میں سے کوئی شخص دوسرے کے خلاف نفرت یا حسد کے جذبات نہیں رکھے گا۔ حضرت علی فرماتے ہیں، مجھے امید ہے کہ میں عثمان، طلحہ اور زبیر ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ (کذا فی الموضح)

ف۶ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر جہنمی جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھے گا اور حسرت کرے گا کہ کاش اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہدایت دیتا اور ہر جنتی جب جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھے گا تو شکر کرے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت نہ دیتا تو میرا یہ ٹھکانا ہوتا۔ (ابن جریر، نسائی)

ف۷ یہ بات اہل جنت کہیں گے کہ واقعی ان کی یہ بات سچی تھی کہ ایمان اور عمل صالح کی جزا جنت ہے۔ (کبیر)

ف۸ نیک اعمال کے بدلے جنت مل جانا بھی اللہ کا فضل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی عمل چاہے وہ کتنا ہی نیک ہو خود کوئی نفع نہیں دے سکتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے فرمایا "جان لو تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کرے گا، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، کیا آپ کا عمل بھی آپ کو جنت میں داخل نہیں کرے گا، فرمایا، ہاں میرا عمل بھی نہیں، اِلّا، یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و رحمت سے ڈھانک لے۔ (بخاری، مسلم) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، جنت کا وارث فرمایا، یعنی آدم کی میراث پائی۔ (موضح)

ف۹ یہ بات دوزخیوں کو تقریع اور توبیخ کے طور پر کہی جائے گی، بالکل انہی الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن جو کافر قتل ہو گئے تھے ان کے نام لے لے کر پکارا تو حضرت عمر نے عرض کی، اے اللہ کے رسول، آپ مردہ لاشوں کو پکار رہے ہیں اس پر آپ نے فرمایا، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے، قتادہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اذیت اور حسرت میں اضافے کی غرض سے ان کو زندہ کر کے آنحضرت کا یہ ارشاد انہیں سنوا دیا تھا، واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف یعنی ان میں شکوک و شبہات پیدا کر کے لوگوں کو اس سے نفرت دلاتے ہیں یا لوگوں کو دھمکی دے کر راہ حق سے روکتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ راہ سیدھی نہیں ہے۔ صحیح راہ وہ ہے جس پر ہم چل رہے ہیں۔ (کبیر۔ قرطبی)
ف۲ یعنی وہ ظالم جو ان تین صفات سے متصف ہوں گے ان پر لعنت کی ہے ورنہ ہر فاسق پر لعنت نہیں کی۔ (کبیر) حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں؟ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ اوصاف (ظالم) فرمایا اکثر گناہوں پر لیکن لعنت ہیں کی مگر ایسوں پر۔ (موضح) مطلب یہ ہے کہ وہ بے محابا ہر قسم کے بُرے اقوال و اعمال کا ارتکاب اس لئے کر رہے ہیں کہ وہ آخرت کے منکر ہیں۔

نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

ہاں پس پکار دیوے گا ایک پکارنے والا درمیان ان کے یہ کہ لعنت خدا کی ہے اوپر ظالموں کے جو لوگ کہ بند کرتے ہیں

(سچ پایا)، اتنے میں ایک پکارنے والا اُن کے (دونوں گروہوں کے) بیچ میں (یعنے اس طرح کہ دونوں سُنیں) پکار اُٹھے گا کہ ظالموں پر خدا کی پھٹکار۔ جو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا

راہ خدا کی سے اور چاہتے ہیں واسطے اس کے کجی اور وہ ساتھ آخرت کے کافر ہیں اور درمیان ان کے

اللہ تعالیٰ کے رستے سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں ف اور وہ آخرت کو (بھی) نہیں مانتے ف۲ اور بہشت اور دوزخ کے بیچ

حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ

ایک پردہ ہوگا اور اوپر اعراف کے مرد ہوں گے پہچانتے ہیں ہر ایک کو چہرے ان کے سے اور پکاریں گے رہنے والوں

ایک آڑ ہے ف۳ اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے ف۴ جو جنتیوں اور دوزخیوں سب کو اُن کے نشان سے پہچان لیں گے ف۵ اور یہ اعراف والے جنتیوں کو پکار کر

الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ

بہشت کے کو کہ سلامتی ہے اوپر تمہارے وہ ابھی نہ داخل کیے گئے بہشت میں اور وہ امید رکھتے ہیں اور جب پھیری جاتی ہیں نظریں ان کی

کہیں گے سلام علیکم ابھی یہ (اعراف والے یا جنتی) جنت میں گئے نہ ہوں گے اور امید رکھتے ہوں گے ف۶ اور جب اُنکی نگاہ دوزخیوں کی طرف جا پڑے گی ف۷ تو

تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰٓى

طرف رہنے والوں آگ کی کہتے ہیں اے رب ہمارے مت کر ہم کو ساتھ قوم ظالموں کے اور پکاریں گے

اُن کا عذاب (بُرا حال دیکھ کر) کہیں گے مالک ہمارے ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ مت کر ف۸ اور اعراف والے کچھ

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ

رہنے والے اعراف کے مردوں کو کہ پہچانتے ہیں ان کو ساتھ چہروں ان کے کے کہیں گے نہ کفایت کیا تم سے

لوگوں کو پکاریں گے جن کو اُن کے نشان سے پہچان لیں گے کہیں گے ف۹ اب تمہارا جتھا (جماؤ یا خزانہ) کچھ تمہارے کام نہ آیا اور نہ جو تم

جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ

جمع تمہارے نے اور جو کہ تھے تم تکبر کرتے آیا یہ لوگ جن پر قسم کھاتے تھے تم کہ نہ پہنچاوے گا اللہ ان کو

شیخیاں مارتے تھے (غرور اور تکبر کرتے تھے) (اور جنتیوں کی طرف اشارہ کر کے ان دوزخیوں سے کہیں گے) کیا یہی لوگ ہیں جن کے لیے تم قسمیں کھاتے تھے

بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ

رحمت کہا گیا ان کو داخل ہو بہشت میں نہیں ڈر اوپر تمہارے اور نہ تم غمگین ہو گے اور پکاریں گے رہنے والے

کہ اللہ ان پر رحمت نہیں کرنے کا ف۱۰ تم تو آرام سے جنت میں جاؤ نہ تم کو کوئی ڈر ہے نہ تم رنجیدہ ہو گے اور دوزخی جنتیوں

النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا

آگ کے رہنے والوں بہشت کے کو یہ کہ ڈالو اوپر ہمارے پانی سے یا اس چیز سے کہ روزی دی ہے تم کو اللہ نے کہیں گے

کو پکاریں گے (اور کہیں گے) تھوڑا پانی ہم پر ڈالو یا جو خدا نے تم کو کھانے کو دیا ہے (اُس میں سے کچھ ہم کو دو) وہ کہیں گے

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ

تحقیق اللہ نے حرام کیا ان دونوں کو اوپر کافروں کے جنہوں نے پکڑا دین اپنے کو تماشا اور کھیل اور فریب دیا ان کو

(ہم تم کو کیونکر دے سکتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے تو جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کر دیا ہے ف۱۱ جنہوں نے اپنے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے

وقف لازم / وقف غفران

ع ۸ / ۵ / ۱۲

ف۳ جو جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار ہوگی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ تو ان کے۔ یعنی جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان ایک دیوار بنا دی جائے گی۔ (حدید ۱۳) اور فتح الرحمٰن میں ہے، و آن مسمٰی باعراف است یعنی اس حجاب کو اعراف کہا جاتا ہے۔

ف۴ "اعراف" عُرف کی جمع ہے اور لغت میں عرف بلند جگہ کو کہتے ہیں۔ لہٰذا اعراف سے مراد دیوار کی بلندیاں ہیں۔ جہاں ٹھہرنے والوں کو ایک طرف جنتی اور دوسری طرف جہنمی لوگ نظر آئیں گے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ یہ قول ابن عباسؓ کا ہے وَعَلَيْهِ الْاَكْثَرُوْنَ (کبیر)

ف۵ مثلاً جنتیوں کے چہرے سفید اور نورانی ہوں گے اور جہنمیوں کے کالے سیاہ یا جنتیوں کے مواضع وضو چمک رہے ہوں گے۔ اعراف میں کون لوگ ہوں گے۔ اس بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ علامہ قرطبی نے دس قول نقل کئے ہیں۔ ان میں سب سے مشہور قول جسے جمہور مفسرینؒ نے کثرت روایات کی بنا پر ترجیح دی ہے یہ ہے کہ وہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اس لئے نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ دوزخ میں۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۶ یعنی جنت میں جانے کی امید رکھتے ہونگے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اعراف والے ابھی جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے مگر امید رکھتے ہوں گے کہ انہیں آئندہ جنت نصیب ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اعراف والے ان لوگوں کو پکاریں گے جن کا جنتی ہونا انہیں ان کی علامات دیکھ کر معلوم ہو جائے گا حالانکہ وہ ابھی حساب کتاب میں مشغول ہونے کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔ (ابن کثیر)

ف۷ "ان کی نگاہیں پھیری جائیں گی" مجہول کا صیغہ ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اعراف والے جنتیوں کی طرف تو شوق اور رغبت سے دیکھیں گے اور انہیں سلام کریں گے مگر جہنمیوں کی طرف خود نگاہ اٹھانا پسند بھی نہ کریں گے ان پر اتفاقاً ان کی نگاہ پڑ جائے گی۔ (المنار)

ف۸ جہاں وہ اب ہیں یا آئندہ ہوں گے۔

ف۹ کہ یہ جہنمی ہیں یا جن کو وہ دنیا میں پہچانتے ہوں گے۔ (وحیدی)

ف۱۰ جیسا کہ قریش کے کھاتے پیتے لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غریب مسلمانوں کو دیکھتے تو قسمیں کھا کھا کر کہتے کہ ان لوگوں کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ اللہ انہیں اپنی رحمت سے نوازے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان غریب مسلمانوں سے یا اعراف والوں سے فرمائے گا کہ۔ (وحیدی) ف۱۱ اللہ ہم تم سے کوئی ہمدردی کا سلوک کر کے اس کی نافرمانی نہ کریں گے۔ (وحیدی) بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اصحاب اعراف کے جنت میں داخل ہونے کے بعد کفار یعنی جہنمی لوگ یہ فریاد کریں گے۔ (شوکانی)

اَلْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا

زندگانی دنیا کی نے پس آج بھول جاویں گے ہم ان کو جیسا بھول گیے تھے وہ ملاقات دن اپنے کی جو یہ ہے اور جیسا تھے

اُن کو فریب دیا تھا ف۱ ہم بھی آج کے دن اُن کو بھول جائیں گے ف۲ جیسے وہ اس دن کا (یعنی قیامت کا) آنا بھول گیے تھے اور ہماری آیتوں کا

بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰی عِلْمٍ هُدًی وَّ

ساتھ نشانیوں ہماری کے انکار کرتے اور البتہ تحقیق لائے ہیں ہم ان کے پاس کتاب کہ مفصل بیان کیا ہے ہم نے اس کو اوپر علم کے واسطے ہدایت کے اور

انکار کرتے تھے ف۳ اور ہم نے تو ان (کافروں) کو ایک کتاب (بھی) پہنچا دی جس میں ہم نے جان کر تفصیل سے (ہر ایک حکم) بیان کیا ہے وہ ایمان

رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ ؕ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ

رحمت کے واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں نہیں انتظار کرتے مگر ظاہر ہونے حقیقت اس کی کے جس دن آوے گی حقیقت اسکی کہیں گے

والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ف۴ کیا اس کے ہو پڑنے کا انتظار کر رہے ہیں ف۵ جس دن وہ ہو پڑے گا تو جو لوگ دنیا میں

الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ

وہ لوگ کہ بھول گیے تھے اس کو پہلے اس سے تحقیق آئے تھے بھیجے ہوئے پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے پس آیا ہیں واسطے ہمارے سفارش

اُس کو بھولے بیٹھے تھے وہ کہنے لگیں گے بیشک ہمارے مالک کے پیغمبر سچی بات لے کر آئے تھے (سچ کہتے تھے) اب کوئی ہمارے سفارشی ہیں (یعنی کاش کوئی ہمارے

شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا

کرنے والے پس سفارش کریں واسطے ہمارے یا پھیرے جاویں ہم پس عمل کریں سوائے اس کے جو تھے ہم عمل کرتے ف۶ تحقیق ٹوٹا دیا انھوں نے

سفارشی ہوتے) جو سفارش کریں ہماری یا (اتنا ہی ہو کہ ہم (دنیا میں) لوٹا دیئے جائیں تو جیسے کام ہم (پہلے دنیا میں) کرتے تھے ف۶ نہ کریں دوسرے (اچھے) کام کریں یہ لوگ تو

اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ

جانوں اپنی کو اور کھویا گیا اُن سے جو کچھ تھے باندھ لیتے تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا

اپنی جانیں تباہ کر چکے اور جتنی جھوٹی باتیں بناتے تھے وہ گئی گذریں ف۷ بے شک تمہارا مالک اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمان اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۫ یُغْشِی الَّیْلَ

آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے ڈھانک دیتا ہے رات کو

زمین چھ دن میں بنائے ف۸ پھر (زمین و آسمان بنانے کے بعد) تخت پر چڑھا ف۹ رات سے دن کو ڈھانپتا ہے (اور دن کو رات سے)

النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ

دن پر ڈھونڈتا ہے اس کو شتاب شتاب اور پیدا کیا سورج کو اور چاند کو اور تارے مسخر کیے ہوئے ساتھ حکم اس کے کے خبردار ہو واسطے

رات دن کے پیچھے لگی دوڑی آ رہی ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا وہ حکم کے تابعدار ہیں ف۱۰ سن لو اُسی نے سب کچھ بنایا اُسی کی

الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ؕ

اسکے ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا ف۱۱ بہت برکت والا ہے اللہ پروردگار عالموں کا پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے اور چھپا کر

حکومت ہے، اللہ تعالیٰ کی برکت بڑی ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اپنے مالک کو گڑگڑا کر چپکے چپکے پکارو کیونکہ وہ

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ

تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا حد سے نکل جانے والوں کو اور مت فساد کرو بیچ زمین کے پیچھے درستی اس کی کے اور

حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ف۱۲ اور جب (اللہ کے پیغمبر اور اس کی کتاب آنے سے) ملک سنور گیا ہو تو اس میں خرابی نہ مچاؤ ف۱۳ اور

ف۱ یعنی وہ اسی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے خدا اور آخرت سے غافل تھے۔ ف۲ یہاں نسیان بمعنی ترک ہے یعنی انہیں دوزخ میں ڈال کر ان کی کوئی خبر نہ لیں گے یا یہاں جزائے نسیان کو نسیان سے تعبیر فرمایا ہے یعنی خواہ کتنا ہی پکاریں ان پر کبھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ ف۳ یعنی دین کی عظمت کا احساس ان کے دلوں سے نکل چکا ہے اور دنیاوی زندگی نے ان کو غرور میں مبتلا کر رکھا ہے اس بناء پر وہ آیات الٰہی کا شدت سے انکار کر رہے ہیں حدیث میں ہے: حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ كُلِّ خَطِیْئَةٍ کہ دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔ (رازی)

ف۴ فرق ثلاثہ کا مکالمہ نقل کرنے کے بعد اب اس آیت میں قرآن کا شرف بیان کرکے اس پر غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے۔ (رازی)

ف۵ اس میں تکذیب کرنے والوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ کیا قرآن میں جس عذاب (دینوی یا آخروی) کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ اس کے پیش آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ (رازی)

ف۶ شاہ صاحب فرماتے ہیں، یعنی کافر راہ دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھ لیں کہ ٹھیک پڑے تب قبول کریں موجب ٹھیک پڑے گی تو خلاصی کہاں ملے گی، خبر اس لئے ہے کہ آگے سے بچاؤ پکڑیں (موضح)

ف۷ یعنی کفر و شرک کی باتیں یہ لوگ سمجھتے تھے کہ جن کو ہم اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رہے ہیں وہ کسی آڑے وقت ہمارے کام آئیں گے مگر اب ان کا کچھ پتہ نہیں (شوکانی)

ف۸ اور ہر دن ایک ہزار سال کا ہے۔ شوکانی دیکھئے سورۃ حج آیت ۴۷۔ مطلب یہ ہے کہ یہاں "دنوں" سے ہمارے یہ دن مراد نہیں ہیں جن کا تعلق سورج اور زمین کی گردش سے ہے کیونکہ اس وقت تو سورج اور زمین کا وجود ہی نہیں تھا بلکہ ان سے لمبا زمانہ یا چھ ادوار مراد ہیں قرآن کی مختلف آیات پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر دور میں کون سی چیز بنائی گئی دیکھئے سورۃ فصلت آیت ۱۰، ... صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم الاحد (اتوار) سے خلق کی ابتداء ہوئی اور جمعہ کے دن تمام ہو گئی۔ (ابن کثیر۔ المنار)

ف۹ استویٰ علی العرش قرآن میں سات مقامات پر آیا ہے اس کے معنی عرش پر بلند ہونے کے ہیں، سلف صالح نے بلا تاویل اللہ کو عرش پر تسلیم کیا ہے، چنانچہ منقول ہے کہ استوا کے معنی تو معلوم ہیں مگر اسکی کیفیت ہماری عقل سے بالا ہے اس کا اقرار عین ایمان ہے اور انکار کفر ہے، یہی مذہب آئمہ اربعہ کا ہے پس صحیح عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق سے الگ عرش پر ہے تاہم اس کا علم و قدرت سب پر حاوی ہے، اہل حدیث کا یہی عقیدہ ہے، اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش آسمان و زمین پر محیط ہے (ابن کثیر، شوکانی)

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وقت اور راستہ ان کے لئے مقرر فرمایا ہے وہ اسی پر چلتے رہتے ہیں اور اس سے سر مو انحراف نہیں کر سکتے۔ (کذافی الکبیر)

ف۱۱ یعنی جس طرح خلق میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی طرح حکم اور قانون بنانے کا اختیار بھی اسی کو ہے۔

ف۱۲ یعنی دعا ذلت و خشوع کے ساتھ ہونی چاہیئے اور دعا میں اخفاء مستحب ہے کیونکہ اس سے اخلاص پیدا ہوتا ہے اور ریاکاری راہ نہیں پاتی اور لا یحب المعتدین کے معنی یہ ہیں کہ حدود شریعت سے تجاوز کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور ایسی چیز کی دعا کرنا جو ناممکن ہو، مثلاً دنیا میں ہمیشہ زندہ رہوں یا یہ کہ آخرت میں انبیاء کا مرتبہ حاصل ہو جائے وغیرہ۔ دعا میں حد سے تجاوز ہے اسی طرح چیخنا چلایا جائے اور ادعیہ ماثورہ کو چھوڑ کر مقفیٰ کلام اور اشعار پڑھ کر دعا کی جائے وغیرہ بھی اعتداء فی الدعا میں داخل ہے۔ (شوکانی وغیرہ) ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ بلند آواز سے دعا کرنے لگے آنحضرت نے فرمایا، لوگو اپنے تئیں آرام دو (یعنی ذرا آہستہ پکارو) کیونکہ تم کسی گونگے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ جسے پکار رہے ہو وہ سنتا بھی ہے اور تم سے قریب بھی ہے (بخاری مسلم)

ف۱۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شرک کے کام مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرنا اور معاصی کا ارتکاب ہی فساد فی الارض ہے۔ (شوکانی)

ف۱ یعنی دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہو اور دعا کی قبولیت کی دل میں طمع بھی۔ (شوکانی) حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں "یعنی اللہ پر دیر مت ہو اور ناامید بھی مت ہو" طمع میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ انسان دعا کے بعد مایوس نہ ہو جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا "تم میں سے کسی کی دعا اسی وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے اور جلدی یہ ہے کہ انسان یہ کہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی مگر اس نے قبول نہ کی۔ (بخاری، مسلم)

ادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَهُوَ

پکارو اس کو ڈر سے اور طمع سے تحقیق رحمت اللہ تعالیٰ کی نزدیک ہے نیکی کرنے والوں سے اور وہ ہے

اللہ کو (اس کے عدل سے) ڈر کر اور (اس کے فضل کی) اُمید رکھ کر پکارو ف۱ کیونکہ اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے نزدیک ہے ف۲ اور وہی خدا ہے

الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا

جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والی آگے رحمت اس کی کے ف۳ یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں بادل

جو مینہ سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے وہ خوشخبری دیتی ہیں یہاں تک کہ جب یہ ہوائیں بوجھل بادل کو لاد لاتی ہیں تو ہم اس کو مری (اجاڑ سوکھی)

ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ

بھاری کو ہانکے جاتے ہم اس کو طرف شہر مردہ کی پس اتارتے ہیں ہم اس سے پانی پس نکالتے ہیں ہم اس سے ہر طرح کے

بستی کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر وہاں (یا اُس بادل سے) پانی برساتے ہیں پھر پانی سے ہر قسم کے پھل اُگاتے ہیں

الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

میوے اسی طرح نکالیں گے ہم مردوں کو تاکہ تم نصیحت پکڑو اور شہر پاکیزہ نکلتی ہے

اسی طرح ہم مردوں کو بھی (زمین سے) نکالیں گے تاکہ تم سوچو ف۵ اور جس بستی کی مٹی اچھی ہے وہاں

نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ

کھیتی اس کی ساتھ حکم پروردگار اس کے کے اور جو خبیث ہے نہیں نکلتی مگر تھوڑی اسی طرح بیان کرتے ہیں ہم

خدا کے حکم سے پیداوار (بیک اچھی) ہوتی ہے اور جس کی مٹی خراب ہے وہاں پیداوار نہیں ہوتی مگر مشکل سے (یا تھوڑی وہ بھی نکمی) ف۶ ہم اسیطرح پھیر پھیر کر اپنی نشانیاں

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ

نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ شکر کرتے ہیں البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو طرف قوم اس کی کی پس کہا اے قوم میری

اُن لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں جو شکر گزار ہیں (قسم خدا کی) ہم نے نوح (بن لمک بن متوشلخ) کو اسکی قوم کی طرف بھیجا ف۷ اُس نے کہا بھائیو اللہ تعالیٰ کو

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾

عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن بڑے کے سے

پوجو اُس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں (اگر تم اور کسی کو پوجو گے تو) مجھ کو تم پر بڑے دن کے عذاب (یعنی قیامت کے دن یا طوفان کے دن) کا ڈر ہے

قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي

کہا سرداروں نے قوم اس کی سے تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو بیچ گمراہی ظاہر کے کہا اے قوم میری نہیں مجھ کو

اس کی قوم کے سردار کہنے لگے ہم تو بیشک سمجھتے ہیں تو کھلی گمراہی میں ہے ف۸ نوح نے کہا بھائیو میں تو گمراہ نہیں ہوں (مجھ میں گمراہی

ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَ

گمراہی ولیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے پہنچاتا ہوں تم کو پیغام پروردگار اپنے کے اور

کی کون سی بات ہے) البتہ اُس کا بھیجا ہوا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے میں تم کو اپنے مالک کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری بھلائی چاہتا ہوں (تمہارا سچا

أَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ

خیر خواہی کرتا ہوں تمہاری اور جانتا ہوں اللہ کی باتوں میں سے جو کچھ تم نہیں جانتے کیا تعجب کرتے ہو تم یہ کہ آئی ہے تمہارے پاس نصیحت

خیر خواہ ہوں) اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ف۹ کیا تم کو اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے مالک کا ارشاد تم ہی میں سے ایک مرد کی

ف۲ اس میں ترغیب ہے اور "قریب" فعیل کے وزن پر ہے جب یہ مسافت کے لئے آئے تو اس میں تذکیر و تانیث برابر ہوتی ہے اور اگر نسب کے لئے ہو تو بلا اختلاف قریبۃ (مونث) بولا جاتا ہے (شوکانی)

ف۳ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے۔ (شوکانی)

ف۴ جیسے پانی سے ہر طرح کے پھل نکالتے ہیں۔ (وحیدی)

ف۵ یعنی جس ذات پاک نے مردہ زمین کو دم بھر میں زندہ کر دیا وہ انسانوں کو بھی ان کے مرجانے کے بعد دوبارہ زندہ کر سکتی ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (شوکانی)

ف۶ اور یہی مومن اور منافق (یا کافر) کے دل کی مثال ہے جیسا کہ تابعین سے مروی ہے (شوکانی) حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو علم و ہدایت دیکر بھیجا ہے اس کی مثال اس باران رحمت کی ہے جو ایک زمین پر برسی اس کے جو حصے زرخیز تھے انہوں نے پانی کو جذب کر لیا اور خوب گھاس اور چارہ اگایا، بعض حصے سخت تھے انہوں نے پانی کو روک رکھا جو لوگوں نے پیا اور اس سے اپنے کھیتوں کو بھی سیراب کیا اور بعض حصے چٹیل میدان تھے انہوں نے نہ پانی کو روکا اور نہ کوئی سبزہ اگایا یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھ کر اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچایا اور اس شخص کی بھی جو نہ خود سمجھا اور نہ اس نے دوسروں کو فائدہ پہنچایا۔ (ابن کثیر)

ف۷ اوپر بیان فرمایا ہے کہ ہدایت الٰہی اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے یا نہ ہونے میں لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک پاکیزہ فطرت (طیب) جو ہدایت الٰہی اور اس کی برکات سے خود بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کے علم و عمل سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے دوسرے وہ جو شرارت پسند اور بد فطرت ہوتے ہیں یہ لوگ بارانِ ہدایت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اسے جھاڑیاں اور کانٹے بن کر نکل آتے ہیں اور ان کے دلوں کی زمین چونکہ شور ہوتی ہے اس لئے ان پر بارانِ رحمت چنداں فائدہ بخش نہیں ہو سکتی، اس کے بعد اب یہاں سے تاریخی شواہد کے طور پر پہلی قوموں کے واقعات بیان کر کے گویا تاریخی ثبوت پیش کیا ہے کہ ہمیشہ سے لوگ دو قسم کے چلے آتے ہیں (ماخوذ از کبیر) حضرت نوح چونکہ سب سے پہلے نبی مرسل تھے جو مشرک قوم کی طرف بھیجے گئے جیسا کہ حدیث شفاعۃ کبریٰ اور بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انہی کا قصہ بیان فرمایا ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں آدم سے لے کر دس قرن ایسے گزرے ہیں کہ بنی آدم توحید پر قائم رہے اور حضرت نوح کی قوم سب سے پہلی قوم ہے جس نے اپنے بعض نیک لوگوں کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ان کے مجسمے بنائے اور پھر ان کی پوجا کرنے لگی ان مجسموں کے نام سورہ نوح میں مذکور ہیں قوم نوح ملک عراق میں آباد تھی جو حضرت ابراہیم کا مولد ہے حضرت نوح کا زمانہ تقریباً ۳۸۰۰ ق م تا ۲۸۵۰ ق م ہے (ابن کثیر، ابو الفداء)

ف۸ کہ اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر ہمیں بھی ایک نئے دین (توحید) کی طرف کھینچنا چاہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں یہ بات قرآن نے نمایاں طور پر بیان کی ہے کہ ان کی دعوت توحید کی مخالفت کرنے والوں میں امراء کا طبقہ ہر زمانہ میں پیش پیش رہا ہے کیونکہ ایک انقلابی دعوت کا پہلا نشانہ یہی لوگ بنتے ہیں۔

ف۹ کیونکہ میری طرف وحی آتی ہے اور تمہاری طرف وحی نہیں آتی۔ (شوکانی)

ف۱ اشارہ فرمایا کہ انبیا کی دعوت قبول کر لینے سے دلوں میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور یہی تقویٰ آخرت میں جالب رحمت بنے گا۔ (رازی) ف۲ یعنی آخر مخالفین طوفان سے ہلاک ہو گئے اور ان مومنین نے نجات پائی۔ جو سفینہ میں سوار تھے طوفان نوحؑ کا تخمینی سال ۳۲۰۰ ق م ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کا یہ سفینہ سہ منزلہ تھا۔ توریت میں اس کی پیمائش حسب ذیل ہے۔ طول ۳۰۰ ہاتھ، عرض ۵۰ ہاتھ، اونچائی ۳۰ ہاتھ۔ توریت کے بیان کے مطابق یہ جہاز تقریباً پانچ ماہ چلتا رہا۔ سرزمین عراق میں اب بھی اس طوفان کے آثار ملتے رہتے ہیں۔

ف۳ عاد عرب کی ایک قدیم ترین قوم تھی جو جنوبی عرب میں آباد تھی۔ قرآن کے بیان کے مطابق اس کا مسکن "احقاف" کا علاقہ تھا جو حجاز، یمن اور عمان کے درمیان واقع ہے اور اب "ربع خالی" کے نام سے مشہور ہے۔ یمن کا شہر حضرموت ان کا پایہ تخت تھا۔ ان کا نسب یوں مذکور ہے۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔ (ابوالفداء) ہود علیہ السلام کی قوم عاد، قرآن میں عاد ارم یا عاد اولیٰ کے نام سے مذکور ہے حضرموت کے قریب ایک مقام پر حضرت ہود علیہ السلام کی قبر بتائی جاتی ہے۔ (المنار بحوالہ تاریخ بخاری) حضرت ہود پہلے شخص ہیں جنہوں نے بولنے میں عربی زبان استعمال کی۔ یمنی اُن کے بیٹے قحطان کی اور نجد و حجاز کے تمام عرب قبائل ان کے لڑکے فالغ کی اولاد ہیں۔ (ابن عساکر)

ف۴ یعنی تم کو قوی اور زبردست بنایا۔ اور قوم نوحؑ کے بعد ایک زبردست قوم کی حیثیت سے تمہیں زمین پر آباد کیا۔ یہاں "خلفاء" سے یہی معنی مراد ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ قوم نوح کے وطن عراق میں ان کا جانشین مقرر کیا۔ (قرطبی) بعض علمائے تفسیر نے قوم عاد کی جسمانی قوت اور ان کے قد و قامت کی لمبائی کے بارے میں عجیب و غریب روایات نقل کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ عاد کی قوم کا ایک لمبا آدمی سو ہاتھ کا اور سب سے چھوٹے قد کا ساٹھ ہاتھ کا ہوتا تھا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ اس کا ایک آدمی اتنے بڑے پتھر کو اکیلا اٹھا لیتا تھا جسے ہمارے زمانہ کے پانچ سو آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ تمام روایات تاریخی کہانیوں کی حیثیت رکھتی ہیں جن پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ عاد کے لوگ غیر معمولی جسمانی قوت اور قد و قامت رکھتے تھے جیسا کہ سورہ ہود، شعرا اور فُصِّلَتْ میں مذکور ہے۔ (فتح البیان)

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ

رب تمہارے کی طرف سے اوپر ایک مرد کے تم میں سے تو کہ ڈراوے تم کو اور تو کہ بچو تم اور تو کہ رحم کیے جاؤ پس جھٹلایا اس کو

زبان پر تم کو پہنچا اس لیے کہ وہ تم کو (اُس کے عذاب سے) ڈرائے اور اس لیے کہ تم (گناہوں سے) بچو اور اس لیے کہ تم پر رحم ہو ف۱ آخر ان لوگوں نے (نوحؑ کی

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ

پس نجات دی ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو کہ ساتھ اس کے تھے بیچ کشتی کے اور ڈبا دیا ہم نے ان لوگوں کو کہ جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو تحقیق وہ

قوم نے) اُس کو جھٹلایا تو ہم نے اُس کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ کشتی میں (بیٹھے) تھے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُن کو ڈبو دیا ف۲ کیونکہ

كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

تھے قوم اندھے اور بھیجا طرف عاد کی بھائی اُن کے ہود کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کی نہیں واسطے

وہ اندھے لوگ تھے اور ہم نے عاد ف۳ کی قوم کی طرف ہُود کو بھیجا ف۳ اُس نے کہا اے بھائیو اللہ کو پوجو اُس کے سوا

ع ۸ / ۱۵

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا

تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے کیا پس نہیں ڈرتے کہا سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے قوم اس کی سے تحقیق ہم

کوئی تمہارا سچا معبود نہیں کیا تم (اُس کے عذاب سے) نہیں ڈرتے اُس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے ہم تو بے شبہ

لَنَرٰىكَ فِىْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ

دیکھتے ہیں تجھ کو بیچ بے وقوفی کے اور البتہ گمان کرتے ہیں ہم تجھ کو جھوٹوں سے کہا اے قوم میری نہیں مجھ کو

سمجھتے ہیں تو احمق ہے اور ہم بے شک خیال کرتے ہیں کہ تو جھوٹا ہے (جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہُوا ہوں) ہودؑ نے کہا بھائیو میں احمق

سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَ

بے وقوفی اور لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے پہنچاتا ہوں میں تم کو پیغام رب اپنے کی طرف سے اور

نہیں ہوں البتہ اس کا بھیجا ہُوا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے میں تم کو اپنے مالک کے پیغام پہنچاتا ہوں اور

اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ

میں واسطے تمہارے خیر خواہ ہوں امانت والا کیا تعجب کیا تم نے یہ کہ آئی تمہارے پاس نصیحت رب تمہارے کی طرف سے اوپر ایک مرد کے

میں تمہارا خیر خواہ ایماندار (دوست) ہوں کیا تم کو اس بات پر تعجب ہُوا کہ تمہارے مالک کا ارشاد تم ہی میں سے ایک مرد کی زبان پر تم

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ

تم میں سے تا کہ ڈراوے تم کو اور یاد کرو جس وقت کہ کیا تم کو جانشین پیچھے قوم نوح کے اور

کو پہنچا اس لیے کہ وہ تم کو (اُس کے عذاب سے) ڈرائے اور تم (اللہ کا وہ احسان) یاد کرو جب نوحؑ کی قوم کے بعد تم کو (اُن کا) جانشین کیا اور بدن

زَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا

زیادہ کیا تم کو بیچ پیدائش کے پھیلاؤ پس یاد کرو نعمتیں اللہ کی تو کہ تم فلاح پاؤ کہا انھوں نے

کا پھیلاؤ بھی تم کو زیادہ دیا ف۴ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو (یا تم مراد کو پہنچو) انہوں نے (یعنی ہودؑ کی قوم نے) کہا

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا

کیا آیا ہے تو ہمارے پاس اس واسطے کہ عبادت کریں ہم اللہ اکیلے کی اور چھوڑ دیں ہم جو کچھ تھے عبادت کرتے باپ ہمارے پس لے آ ہمارے پاس

کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا کہ ہم اکیلے ایک خدا کو پوجنے لگیں اور ہمارے باپ دادا جن (معبودوں) کو پوجتے تھے اُن کو چھوڑ بیٹھیں اچھا اگر تو سچا ہے

وا کسی کو بارش کا، کسی کو ہوا کا، کسی کو پانی کا، کسی کو دولت کا اور کسی کو بیماری کا خدا کہتے ہو حالانکہ ان میں سے کوئی بھی درحقیقت کسی چیز کا خدا نہیں ہے۔ یہ صرف نام ہی نام ہیں ان کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (وحیدی وغیرہ)
وٹ اس نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں نے اپنی خدائی کی اس قسم کے اختیارات فلاں کی طرف منتقل کر دیئے اور فلاں کو مشکل کشا، فلاں کو گنج بخش، فلاں کو غوث، فلاں کو دستگیر اور فلاں کو داتا صاحب بنا دیا۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے القاب لوگوں نے اختراع کر کے ان بزرگوں کی طرف منسوب کر دیئے ہیں اور شرک کا موجب بنے ہیں۔ وٹ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر ان کے تباہ کئے جانے کی کیفیت تفصیل سے بیان فرمائی ہے مثلاً سورۃ ذاریات (آیت ۴۱) اور سورۃ الحاقہ (آیت ۷) میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفان خیز آندھی چلائی جو مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔ وہ آندھی اس قدر تند و تیز تھی کہ جس چیز پر سے گزرتی اسے چورا کر ڈالتی حتیٰ کہ ان کو پٹخ پٹخ کر ہلاک کر ڈالا۔ ان کی لاشیں اس طرح دکھائی دیتیں جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں (ابن کثیر)۔ قرآن نے یہاں اور دوسرے مقامات پر بھی تصریح فرمائی ہے کہ "عاد اولیٰ" کا نام و نشان تک باقی نہ چھوڑا اور عرب مؤرخین نے بھی بالاتفاق ان کو عرب بائدہ میں شمار کیا ہے صرف حضرت ہودؑ اور ان کے متبعین اس عذاب سے محفوظ رہے اور بقول بعض ان کی نسل "عاد ثانیہ" کے نام سے معروف ہے۔ "بعض آثار قدیمہ" سے ان کے متعلق معلومات بھی ملتی ہیں۔

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

جس کو کہ تو وعدہ دیتا ہے ہم کو اگر ہے تو سچوں سے کہا تحقیق واقع ہوا اوپر تمہارے پروردگار

تو جس (عذاب) سے ہم کو ڈراتا ہے وہ لے کے آ ہودؑ نے کہا تمہارے مالک کا عذاب اور غصہ تو تم پر ہو چکا

رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ

تمہارے سے عذاب اور غصہ کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے بیچ ناموں کے کہ رکھ لیے ہیں وہ نام تم نے اور

(یعنی اب اس کے آنے میں شک نہیں) کیا تم مجھ سے اُن ناموں میں جھگڑتے ہو (جو نام ہی نام ہیں حقیقت کچھ نہیں) جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لئے

اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

باپوں تمہارے نے نہیں اتاری اللہ نے واسطے ان کے کچھ دلیل پس منتظر رہو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے منتظر

ہیں وا اللہ نے اُن کی کوئی سند نہیں اتاری وٹ بھلا تو ٹھہرے رہو میں بھی تمہارے ساتھ ٹھہرا ہوں (عذاب کا انتظار)

الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ

رہنے والوں سے ہوں پس نجات دی ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو کہ ساتھ اس کے تھے ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور کاٹ ڈالی ہم نے جڑ ان

کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں آخر ہم نے ہودؑ کو اور اُس کے ساتھ (ایمان) والوں کو اپنی مہربانی سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

لوگوں کی کہ جھٹلایا تھا نشانیوں ہماری کو اور نہ تھے ایمان والوں سے اور بھیجا طرف ثمود کی بھائی ان کے

جھٹلایا تھا اُن کی جڑ (یا پچھاڑی) کاٹ دی اور وہ (کبھی) ایمان والے نہ تھے وٹ اور ہم نے ثمود کی طرف وٹ صالحؑ کو

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ

صالح کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے تحقیق آئی تمہارے پاس

بھیجا وہ اُس نے کہا بھائیو اللہ تعالیٰ کو پوجو اُس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں ہے تمہارے پاس تو ایک نشانی (بھی)

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ

دلیل پروردگار تمہارے سے یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو کھاوے بیچ

تمہارے مالک کی طرف سے آ چکی یہ خدا پاک کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے وٹ تو اس کو چھوڑے رہنے دو اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْٓا

زمین اللہ کے اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو ساتھ برائی کے پس پکڑے گا تم کو عذاب درد دینے والا اور یاد کرو

رہے (چرتی رہے) اور برائی سے اُس کو ہاتھ نہ لگاؤ پھر دکھ کا عذاب تم کو آن پکڑے وٹ اور (خدا کا وہ احسان) یاد کرو

اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ

جس وقت کیا تم کو جانشین پیچھے عاد کے اور جگہ دی تم کو بیچ زمین کے بنا لیتے ہو نرم زمین

جب تم کو عاد کے بعد اُن کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں بسایا تم اُس کی نرم مٹی سے

سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا

اس کی سے محل اور تراش لیتے ہو پہاڑوں کو گھر پس یاد کرو نعمتیں اللہ تعالیٰ کی اور مت

(اینٹیں بنا کر) محل کھڑے کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور ملک میں دھند مت

وٹ ان کا شمار بھی عرب کی قدیم ترین قوموں میں ہے۔ عاد کے بعد سب سے مشہور قوم یہی تھی۔ اس بنا پر بعض نے اسے "عاد ثانیہ" بھی لکھ دیا ہے۔ ان کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی "الحجر" کے نام سے معروف ہے۔ (ابوالفداء) مدینہ اور تبوک کے درمیان شام کو جانے والی شاہراہ پر ایک شہر "مدائن صالح" کے نام سے مشہور ہے یہی قوم ثمود کا صدر مقام تھا۔ وہاں اب بھی خاصی تعداد میں وہ عمارتیں پائی جاتی ہیں جو ثمود نے پہاڑوں کو تراش کر بنائی تھیں اور ان کے ارد گرد بڑا وسیع میدان ہے صحیح روایات میں ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرے تو آپؐ نے صحابۂ کرام کو ہدایت فرمائی کہ اس علاقہ سے جلدی گزر جائیں کیونکہ یہ عذاب سے تباہ ہونے والی قوم کا علاقہ ہے۔ ایک مقام پر آنحضرتؐ نے ایک کنویں کی نشاندہی کر کے بتایا کہ یہی وہ کنواں ہے جس سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اس کنویں کے سوا کسی دوسرے کنویں سے پانی نہ لیں۔ یہ کنواں اب بھی موجود ہے مگر خشک ہو چکا ہے نیز ایک کوہستانی درے (فج) کو دکھا کر آنحضرتؐ نے بتایا کہ یہی وہ جگہ ہے جس سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پینے کے لئے آیا کرتی تھی۔ (ابوالفداء) یہ جگہ اب بھی فج الناقۃ (اونٹنی کا درہ) کے نام سے معروف ہے۔ بعض سیاحت ناموں میں مذکور ہے کہ جس پہاڑی سے وہ اونٹنی بطور معجزہ برآمد ہوئی تھی اس میں اب تک شگاف موجود ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس چٹان کا نام "الکاتبہ" لکھا ہے۔ (البدایہ)

وٹ حافظ بغویؒ نے ان کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے۔ صالح بن عبید بن آسف بن ماشح بن عبید بن حاذر بن ثمود (معالم) بن عاثر بن ارم بن سام بن نوح اور ثمود کے دو بھائی اور تھے جن کے نام پر جدیس اور طسم دو قبیلے مشہور ہیں۔ (ابن کثیر) بعض نے لکھا ہے کہ جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی کنارہ پر حضرت صالحؑ کی قبر موجود ہے جو آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے اور اسی جزیرہ میں جبل موسیٰؑ کے قریب صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا نقش قدم معروف ہے۔

وٹ اسے "ناقۃ اللہ" اللہ کی اونٹنی فرما کر اس کی عظمت اور معجزانہ شان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ بعض روایات میں جنہیں ابن جریرؒ اور بعض دوسرے مفسرینؒ نے "ابوالطفیل" سے نقل کیا ہے۔ یہ قصہ مذکور ہے کہ صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے درخواست کی کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے اسے دیکھ کر ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ عہد لے لیا اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ دفعتاً ایک چٹان پھٹی اور اس میں سے ایک اونٹنی نکل آئی چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بطور معجزہ اور حضرت صالحؑ کے صدق نبوت کی نشانی کے طور پر پیدا فرمایا تھا اس لئے وہ اللہ کی اونٹنی کہلائی اور قرآن نے متعدد مقامات پر اس اونٹنی کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ "ناقہ" معجزہ کی حیثیت رکھتی تھی بلکہ سورہ شعراء میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صالحؑ کی قوم نے ایک نشانی کا مطالبہ کیا اس کے جواب میں حضرت صالحؑ نے ان کے سامنے یہ اونٹنی پیش کی۔ (دیکھئے رکوع ۸)

وٹ یعنی اگر اسے ستاؤ گے مارو گے یا زخمی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر نازل ہو جائے گا۔

تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن

پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے ہوئے کہا سرداروں نے جو تکبر کرتے تھے قوم

مچاؤ (فساد نہ پھیلاؤ، خلق اللہ کو مت ستاؤ یا اللہ کی اونٹنی کو) صالحؑ کی قوم میں جو سردار متکبر (گھمنڈی مغرور) تھے وہ ان لوگوں سے

قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا

اس کی سے واسطے ان لوگوں کے کہ ناتوان گنے جاتے تھے واسطے ان کے جو ایمان لائے تھے ان میں سے کیا تمہیں یقین ہے یہ کہ صالح

جو غریبوں میں ایمان لائے تھے پوچھنے لگے ف۱ کیا تم کو معلوم ہے کہ صالحؑ اپنے

مُرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٧٥﴾ قَالَ الَّذِينَ

بھیجا ہوا ہے رب اپنے کی طرف سے کہا انہوں نے تحقیق ہم ساتھ اس دین کے کہ بھیجا گیا ہے صالح ساتھ اس کے ایمان لانیوالے ہیں کہا ان لوگوں نے کہ

پروردگار کا بھیجا ہوا ہے انہوں نے کہا بے شک صالحؑ جو دے کر بھیجا گیا ہے ہم کو تو اس پر یقین ہے ف۲ وہ متکبر (غروری) کہنے لگے

اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿٧٦﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ

تکبر کیا تھا تحقیق ہم ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لاتے ہو تم ساتھ اس کے کفر کرنے والے ہیں پس پاؤں کاٹے اونٹنی کے اور سرکشی کی

ہم تو جس پر تم ایمان لائے ہو اس کو نہیں مانتے آخر انہوں نے اونٹنی کاٹ ڈالی ف۳ اور اپنے پروردگار کے

أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾

حکم رب اپنے کے سے اور کہا انھوں نے اے صالح لے آ ہمارے پاس جو وعدہ دیتا ہے تو ہم کو اگر ہے تو پیغمبروں سے

حکم کو نہ مانا اور (اونٹنی کو مار کر ڈھیٹ پنے سے) کہنے لگے صالحؑ اگر تو پیغمبر ہے تو وہ (عذاب) ہم پر لیکر آ جس کا ہم کو ڈراوا دکھاتا تھا ف۴

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَ

پس پکڑا ان کو زلزلے نے پس فجر اٹھے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے پس منہ پھیرا اُن سے اور

پھر (نیچے سے) اُن کو بھونچال نے آ دبایا (اور اُوپر سے کڑک شروع ہوئی) صبح کو اپنے گھر میں اوندھے (مرے) پڑے تھے ف۵ تو صالح نے اُن سے مُنہ پھیر لیا ف۶ اور

قَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ

کہا اے قوم میری البتہ تحقیق پہنچا دیا تھا میں نے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا اور خیرخواہی کی میں نے واسطے تمہارے اور لیکن تم نہیں دوست رکھتے

کہنے لگا بھائیو میں نے تم کو اپنے مالک کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیرخواہی کی لیکن تم خیرخواہوں کو پسند

النَّاصِحِينَ ﴿٧٩﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا

خیرخواہی کرنے والوں کو اور بھیجا لوط کو جس وقت کہا اس نے واسطے قوم اپنی کے کیا کرتے ہو تم بے حیائی کہ نہیں کیا پہلے تم سے اس کو

نہیں کرتے اور (اے پیغمبرؐ) لوط کو یاد کر ف۷ جب اُس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم وہ بے شرمی کا کام (لواطت اغلام لونڈے بازی) کرتے ہو جو تم سے

مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ

کسی نے عالموں میں سے تحقیق تم آتے ہو مردوں کے پاس شہوت سے سوائے

پہلے سارے جہان میں کسی نے نہیں کیا بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش بجھانے کو لگا کرتے ہو بلکہ

النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن

عورتوں کے بلکہ تم قوم ہو حد سے نکل جانے والے اور نہ تھا جواب قوم اس کی کا مگر یہ کہ

تم (جانوروں سے بھی) بڑھ گئے ہو (یا حد سے بڑھ گئے ہو) اور اُس کی قوم نے بس یہی جواب دیا ف۸ کہنے لگے لوطؑ اور

ف۱ یعنی تمسخراً پوچھنے لگے۔

ف۲ یعنی نہ صرف ان کے رسول ہونے پر یقین ہے بلکہ ان کے دیئے ہوئے ایک ایک حکم کی صحت پر بھی یقین ہے۔

ف۳ یہ کام گو ایک شخص نے سرانجام دیا لیکن اس شخص کو چونکہ ان سب نے مقرر کیا تھا اور وہ سب اس کی پشت پناہی کر رہے تھے اس لئے سب ہی مجرم قرار دیئے گئے اور سب ہی پر عذاب آیا۔ سورہ قمر میں ہے: فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ - چنانچہ انہوں نے اپنے رفیق کو پکارا، اس نے تلوار پکڑی، اور (اونٹنی کو) کاٹ ڈالا (آیت ۲۹) علمائے تفسیر نے اس اشقیٰ (بدبخت) کا نام قدار بن سالف لکھا ہے جو حرام زادہ تھا اس کے ساتھی آٹھ غنڈے اور تھے جو اپنی قوم کے سردار تھے (دیکھئے سورہ نمل آیت ۴۸)

ف۴ یعنی کہتا تھا کہ دیکھنا اس اونٹنی کو ہاتھ نہ لگا بیٹھنا ورنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

ف۵ سورہ ہود میں ہے کہ صالح علیہ السلام نے جب دیکھا کہ انہوں نے اونٹنی کو کاٹ ڈالا ہے تو حضرت صالح نے انہیں تین دن کی مہلت دی جب یہ تین دن پورے ہو گئے تو ان پر عذاب نازل ہوا (دیکھئے آیت ۶۵ سورہ ہود) علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ حضرت صالح اور آپ کے اہل ایمان ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ان کے سوا ساری قوم ہلاک ہو گئی ان میں سے صرف ایک شخص ابو رغال ان دنوں حرم مکہ میں مقیم تھا وہ عذاب سے محفوظ رہا لیکن جب وہ حرم چھوڑ کر طائف کی طرف روانہ ہوا تو وہ بھی ہلاک ہو گیا اور راستہ میں دفن کر دیا گیا کہتے ہیں کہ وہ بنو ثقیف کا جد اعلیٰ ہے عبداللہ بن عمرو سے ایک روایت میں ہے کہ جب ہم آنحضرتؐ کے ساتھ غزوہ طائف کے لئے نکلے تو آنحضرت نے راستہ میں فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے جو ثقیف کا باپ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی جب عذاب آیا یا عذاب آنے کا وقت ہوا، حضرت صالح کی قوم پر دو طرح کا عذاب آیا یعنی اوپر سے صیحۃ (چیخ) اور نیچے سے رجفۃ یعنی زلزلہ (ابن کثیر)

ف۷ عربی انساب کی کتابوں اور بائیبل کی کتاب پیدائش سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے کتاب پیدائش میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان کے والد کا نام حاران تھا اور وہ بابل کے ایک شہر میں پیدا ہوئے تھے اپنے والد کی وفات کے بعد حضرت لوط بھی اپنے چچا حضرت ابراہیم کے ساتھ عراق سے نکل کھڑے ہوئے اور کچھ مدت تک شام و فلسطین میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے آخر کار حضرت ابراہیم نے انہیں مستقل طور پر شرق اردن کے علاقے میں سکونت رکھنے کا حکم دیا تاکہ وہاں کی بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کی جائے اس علاقہ کا صدر مقام سدوم تھا جو بحرہ مردار کے قریب کسی جگہ پر واقع تھا سدوم کے علاوہ اس علاقہ میں چار اور بڑے شہر تھے اور وہ سب کے سب نہایت آباد اور زرخیز تھے۔

ف۸ اہل سدوم کو اس لحاظ سے حضرت لوط کی قوم کہا گیا ہے کہ وہ ان کی طرف مبعوث تھے یا شاید ان کا ان سے سسرالی کا رشتہ ہوگا۔

قَالُوٓا اَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ‌ۚ اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ

کہتے تھے نکال دو ان کو بستی اپنی سے تحقیق وہ ایک لوگ ہیں کہ بہت پاک رکھتے ہیں آپ کو پس نجات دی ہم نے اس کو

اس کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو یہ لوگ پاکیزہ (اور مقدس) بننا چاہتے ہیں ف۱ پھر ہم نے لوط اور

وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۖ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا‌ ؕ فَانۡظُرۡ

اور لوگوں اسکے کو مگر عورت اس کی کو کہ تھی پیچھے رہ جانے والوں سے اور برسایا ہم نے اوپر ان کے مینہ پتھروں کا پس دیکھ

اس کے گھر والوں کو بچا لیا صرف اس کی بی بی رہنے والوں میں رہ گئی ف۲ اور ہم نے ان پر پتھراؤ کیا پتھراؤ (پتھروں کا مینہ برسایا) تو اے پیغمبر دیکھ

كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۸۴﴾ وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا‌ ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ

کیونکر ہوا آخر کام گنہگاروں کا اور بھیجا طرف مدین کی بھائی ان کے شعیب کو کہا اے قوم میری

گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا ف۳ اور ہم نے مدین (جو ایک شہر تھا یا قبیلہ یا چشمہ) والوں کی طرف شعیب کو بھیجا ف۴ جو ان کا بھائی تھا

اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ‌ فَاَوۡفُوا

عبادت کرو اللہ تعالیٰ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے تحقیق آئی ہے تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے پس پورا کرو

اس نے کہا بھائیو اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں تمہارے پاس تو تمہارے مالک کی طرف سے ایک نشانی آچکی ہے ف۵ تو ماپ تول

الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ

میان اور تول اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں ان کی اور مت فساد کرو بیچ زمین کے

پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ دو ف۶ اور جب ملک سنور گیا ہے تو اب

بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ‌ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقۡعُدُوۡا بِكُلِّ

بعد درستی اس کی کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے اور مت بیٹھا کرو ہر

اس میں خرابی مت مچاؤ ف۷ اگر تم ایمان دار ہو تو ان باتوں پر عمل کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے اور ہر رستے پر بیٹھ کر جو

صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَتَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبۡغُوۡنَهَا

راہ میں کہ ڈراتے ہو اور بند کرتے ہو راہ خدا کی سے اس کو جو ایمان لایا ساتھ اس کے اور چاہتے ہو واسطے اس

(لوگوں کو) ڈراتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اس پر ایمان لانے والے کو روکتے ہو اور اس کو (یعنے اللہ تعالیٰ کی راہ کو) ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو ف۸ تو آیندہ

عِوَجًا‌ ۚ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ كُنۡتُمۡ قَلِيۡلًا فَكَثَّرَكُمۡ‌ ۖ وَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کے کجی اور یاد کرو جس وقت کہ تھے تم تھوڑے پس بہت کیا تم کو اور دیکھو کیونکر ہوا ہے آخر کام فساد

اس طرح مت بیٹھو اور خیال کرو تم کتنے تھوڑے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو بہت کر دیا ف۹ اور (یہ بھی) دیکھو کہ فسادیوں کا انجام کیسا ہوا (کس طرح تباہ

الۡمُفۡسِدِيۡنَ‏ ﴿۸۶﴾ وَاِنۡ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنۡكُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ وَ

کرنے والوں کا اور اگر ہے ایک جماعت تم میں سے ایمان لائی ساتھ اس چیز کے کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ اس کے اور

برباد ہوگئے یعنی اگلی امتوں پر نظر ڈالو) اور اگر تم میں سے ایک گروہ کو اس کا یقین ہے جو میں دے کر بھیجا گیا ف۱۰ اور ایک

طَآئِفَةٌ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ بَيۡنَنَا‌ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ‏ ﴿۸۷﴾

ایک جماعت نہیں ایمان لائی پس صبر کرو یہاں تک کہ حکم کرے اللہ درمیان ہمارے اور وہ بہتر حکم کرنے والوں کا ہے

گروہ کو اس پر یقین نہیں ہے تو صبر کرو ف۱۱ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے (اور تمہارے) درمیان فیصلہ کر دے ف۱۲ وہ سب فیصلہ کرنیوالوں میں بہتر ہے

ف۱ یعنی ہم گنہگار ناپاک لوگوں میں ان کا کیا کام۔ یہ بات انہوں نے طنزاً یا مسخرے پن سے کہی۔ (رازی)

ف۲ یعنی ان لوگوں میں رہ گئی جو حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نہیں نکلے بلکہ اپنے علاقہ ہی میں رہے ان پر عذاب نازل ہوا تو وہ بھی انہی کے ساتھ تباہ ہوگئی۔

ف۳ یعنی ان پر پتھروں کا مینہ برسایا اور وہ تباہ و برباد ہوگئے ان آیات سے معلوم ہوا کہ لواطت بہت بڑی بے حیائی کا کام ہے اور آنحضرت نے اس فعل کے مرتکب پر تین مرتبہ مکرر لعنت کی ہے (روح) اور دیکھئے پیغمبروں کی تکذیب اور معاصی پر جسارت کا نتیجہ برا نکلا۔ اس خلاف فطرت فعل کی سزا بھی بہت سخت رکھی گئی ہے۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ اس فعل کے مرتکب کو کم از کم زانی کی سزا دی جائے اور اپنی بیوی سے خلاف فطرت فعل کرنا حرام ہے۔ اور اس پر علما کا اجماع ہے بہت سی احادیث میں اس کی ممانعت بھی وارد ہے (نیز دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۲۲۳)

ف۴ مدین کا علاقہ حجاز کے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحر احمر اور خلیج عقبہ کے کنارے پر واقع تھا اور آج بھی اس علاقہ میں ایک جگہ اسی نام سے مشہور ہے امام نووی نے حضرت شعیب کا نسب یوں بیان کیا ہے (شعیب بن میکائیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیم علیہ السلام واللہ اعلم (المنار)) حضرت شعیب کو اہل مدین کا بھائی اس لئے کہا گیا ہے کہ شاید وہ بھی سب حضرت ابراہیم کے بیٹے مدین ہی کی نسل سے ہوں گے (رازی) حضرت شعیب اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث ہوتے ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ہی قوم ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو قومیں ہوں۔ (ابن کثیر، ابو الفداء) اور کمال فصاحت کی وجہ سے حضرت شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء کے لقب سے مشہور ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی میری صداقت پر دلائل موجود ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ جو بات میں کہتا ہوں اسے صحیح سمجھو (ابن کثیر) امام رازی لکھتے ہیں یہاں بینة کے معنی معجزہ کے ہیں مگر یہ معجزہ کیا تھا قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں ہے اور قرآن نے تو آنحضرت کے بہت سے معجزات بیان نہیں فرمائے علامہ زمخشری لکھتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو عصا (لاٹھی) تھا وہ شعیب علیہ السلام ہی نے ان کو عطا کیا تھا یہ دراصل شعیب علیہ السلام کا معجزہ تھا (کذا فی الکشاف) مگر اس کرید کی ضرورت نہیں ہے اجمالی طور پر حضرت شعیب کے معجزہ پر ایمان لانا کافی ہے۔

ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ اس قوم میں دو بڑی خرابیاں تھیں ایک شرک اور دوسرے کاروبار میں بددیانتی اور حق تلفی، شرک سے اللہ تعالیٰ کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور کاروبار میں بددیانتی تمام سماجی اور معاشرتی برائیوں کی جڑ ہے اسکے ہوتے ہوئے کوئی قوم راہ راست پر نہیں آسکتی۔۔

ف۷ یعنی یہ دونوں قسم کی خرابیاں فساد فی الارض بنتی ہیں گویا تم زمین میں امن و اصلاح کی بجائے فساد پھیلا رہے ہو یعنی طرح طرح کے اعتراضات اور شبہات پیدا کر کے اسے غلط ثابت کرنا چاہتے ہو۔

ف۸ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب کی قوم کے بدمعاش لوگ راستوں میں بیٹھے رہتے اور جو لوگ حضرت شعیب کے پاس دین سیکھنے کے لئے آتے انہیں ڈراتے اور کبھی ان سے کہتے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس کے پاس مت جاؤ۔ (ابن جریر)

ف۹ یعنی تمہاری نسل بڑھائی یا تم مفلس تھے اس نے تمہیں مالدار کر دیا۔

ف۱۰ یعنی وہ ان احکام کو مانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل کئے گئے۔

ف۱۱ یعنی انتظار کرو۔

ف۱۲ تم کافروں کو تباہ اور ہم مومنوں کو غالب کرے۔

ف۱ یعنی دو باتوں میں سے ایک بات ناگزیر ہے یا تو تمہیں اپنے وطن سے نکلنا پڑے گا یا ہماری ملت یعنی شرک و کفر کو پھر سے اختیار کرنا ہوگا۔ اب تم سوچ لو کہ اپنے لئے ان میں سے کونسی سزا پسند کرتے ہو؟۔ عود کے معنی کسی چیز کی طرف لوٹ آنے کے ہیں۔ حضرت شعیبؑ خود تو کبھی شرک و کفر میں مبتلا نہیں رہے پھر ان کے دین میں لوٹ آنے کے کیا معنی ہوں گے؟ اور پھر حضرت شعیبؑ کے اپنے اس قول کی تکذیب نہ کرنے سے یہ اشکال اور بھی قوی ہو جاتا ہے۔ علما نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں، اول یہ کہ ان کے اکثر ساتھی چونکہ کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہوئے تھے اس لئے انہوں نے تغلیباً شعیب کو بھی ان لوگوں میں شامل سمجھ کر یہ بات کہہ دی۔ دوم یہ کہ بعثت سے قبل جب تک حضرت شعیبؑ نے دعوت و تبلیغ کا آغاز نہیں کیا تھا اور اپنی قوم کے کفر و شرک پر خاموش رہے تھے تو کفار نے گمان کر لیا ہوگا کہ شاید یہ بھی ہمارے دین پر ہیں۔ اس لئے انہوں نے "اَوْ لَتَعُوْدُنَّ" کہہ دیا ورنہ حقیقت یہ نہیں تھی۔ سوم یہ کہ عود بمعنی صیرورۃ ہو یعنی ابتداً کسی چیز کو اختیار کرنا تو ترجمہ ہوگا "یا تم ہمارا دین اختیار کر لو۔" چہارم یہ کہ عوام کو دھوکا دینے کے لئے ان سرداروں نے یہ بات کہہ دی ہو اور حضرت شعیبؑ نے بھی مشاکلۃً اس ابہام کے مطابق جواب دے دیا ہو۔ (کذا فی الکبیر للرازی)

واضح رہے کہ آیت میں مَعَكَ کا تعلق "اخراج" سے ہے "ایمان" سے نہیں ہے۔

ف۲ پھر بھی ہم تمہارے دین میں لوٹ آئیں گے؟ حضرت شعیب علیہ السلام کا یہ سوال انکار کے لئے ہے یعنی جب دلائل و براہین کی روشنی میں ہم تمہارے دین کو باطل سمجھتے ہوئے اس سے بیزار ہو چکے ہیں تو اسے دوبارہ اختیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ف۳ یہ ان کی بات کا دوسرا جواب ہے جس میں تصریح کر دی ہے کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم تمہارے دین میں آجائیں تو ان کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اب تک جو ہم نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے تھے وہ سب جھوٹ اور اللہ تعالیٰ پر بہتان تھا۔ یہاں بھی "بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ" کہنا یا تو ان مومنوں کے اعتبار سے ہے جو حضرت شعیبؑ پر ایمان لے آئے تھے اور یا ان کے زعم کے مطابق حضرت شعیبؑ نے کہہ دیا ہے کہ وہ حضرت شعیبؑ کو ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے اپنے دین میں داخل سمجھتے تھے۔

ف۴ اس لئے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ چنانچہ اب ہم جو یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ دوبارہ تمہارا دین اختیار نہ کریں گے وہ بھی اپنے بل بوتے پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کی بنا پر کر رہے ہیں۔ کیونکہ ارادہ خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس استثنا سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ حضرت شعیبؑ کو اپنے خاتمہ بالخیر پر یقین نہ تھا۔ انبیاء کو تو اپنے خاتمہ بالخیر کا یقین ہوتا ہی ہے مگر یہ بات صرف اظہار عجز اور تفویض کے طور پر کہی ہے یا دوسرے مومنین کے اعتبار سے۔ علامہ واحدی لکھتے ہیں کہ انبیاؑ اور اکابر امت ہمیشہ ہی برے انجام سے پناہ مانگتے رہے ہیں۔ حضرت خلیلؑ کی دعا ہے: "وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً یہ دعا فرماتے رہتے: "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ"۔ اے دلوں کو استقامت بخشنے والے ہمیں اپنے دین پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرما اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ بطور فرض ہو یعنی جو تمہارے جبر و اکراہ سے تو ہم کفر اختیار نہیں کر سکتے۔ ہاں بالفرض اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی (معاذ اللہ) یہی ہو تو دوسری بات ہے۔ (رازی)

ف۵ ہم اسی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں راہ حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔

ف۶ یعنی ان معاندین کے مقابلے میں ہماری مدد فرما یا ان پر عذاب نازل فرما کر ہمارے حق پر اور ان کے باطل پر ہونے کو خوب واضح کر دے۔ (رازی)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ

کہا سرداروں نے جو تکبر کرتے تھے قوم اس کی سے البتہ نکال دیں گے ہم تجھ کو اے شعیب اور ان لوگوں کو جو

اس کی قوم کے سردار متکبر (غروری) کہنے لگے شعیبؑ ہم تجھ کو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں ان

اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾

ایمان لائے ساتھ تیرے بستی اپنی سے یا پھر آؤ گے تم بیچ دین ہمارے کے کہا اگرچہ ہوویں ہم ناخوش رہنے والے

سب کو اپنی بستی سے ضرور نکال باہر کر دیں گے یا تم پھر ہمارے دین میں (مجبور ہو کر) آجاؤ گے ف۱ شعیبؑ نے کہا بھلا اگر ہم (اس کو) برا سمجھتے ہوں ف۲

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ

تحقیق باندھ لیا ہم نے اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ اگر پھر آویں ہم بیچ دین تمہارے کے پیچھے اس کے کہ نجات دی ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس سے

جب اللہ نے ہم کو تمہارے (غلط) دین (شرک اور کفر سے) نجات دی اگر پھر ہم تمہارے دین میں آجائیں تو (بیشک اس کا مطلب یہ ہوگا) کہ ہم نے اللہ پر جھوٹ باندھا ف۳

وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ

اور نہیں لائق ہم کو یہ کہ پھر آویں ہم بیچ اس کے مگر جو چاہے اللہ پروردگار ہمارا سما لیا ہے رب ہمارے نے ہر چیز کو علم

اور ہم سے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تمہارے دین میں پھر آجائیں مگر ہاں خدا کی مرضی ہو جو ہمارا مالک ہے (زبردست ہے) ف۴ ہمارے مالک کا علم سب کو گھیرے ہوئے ہے (وہ سب

عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ

میں اوپر اللہ تعالیٰ کے توکل کیا ہم نے اے پروردگار ہمارے حکم کر درمیان ہمارے اور درمیان قوم ہماری کے ساتھ حق کے اور تو ہی بہتر

کچھ رتی رتی جانتا ہے) اللہ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے ف۵ مالک ہمارے ہمارا اور ہماری قوم کا انصاف سے فیصلہ کر دے ف۶ اور تو ہی سب فیصلہ کرنے والوں

خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا

حکم کرنے والا ہے اور کہا سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے قوم اس کی سے اگر پیروی کرو گے تم شعیب کی

میں بہتر ہے اور اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے (آپس میں) کہنے لگے (قسم خدا کی) اگر تم شعیبؑ کے کہنے پر چلے تو بے شک جب

اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

تحقیق تم اس وقت البتہ ٹوٹا پانے والوں سے ہو پس پکڑا ان کو زلزلے نے پس فجر اٹھے بیچ گھروں اپنے کے زانوں پر گرے ہوئے

تو تم برباد ہوئے ف۷ آخر زلزلہ (بھونچال یا چیخ) نے ان کو آ دبایا صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے (مرے) پڑے تھے ف۸

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا

جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو گویا کہ نہ بستے تھے بیچ اس کے جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو ہوئے وہی ٹوٹا

جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا (وہ ایسے مرمٹے) گویا اپنے گھروں میں (کبھی) رہے ہی نہ تھے جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہی

هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ

پانے والے پس منہ پھیرا ان سے اور کہا اے قوم میری تحقیق پہنچائے میں نے تم کو پیغام رب اپنے کے اور

برباد ہوئے ف۹ (جب شعیبؑ کی قوم تباہ ہو گئی یا تباہ ہونے کو تھی) تو شعیبؑ ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگا بھائیو میں نے تم کو اپنے مالک کے پیغام پہنچا دیے اور تمہاری خیر خواہی

نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ

خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیونکر غم کھاؤں میں اوپر قوم کافروں کے اور نہیں بھیجا ہم نے بیچ کسی بستی کے کوئی نبی

کی (لیکن تم نے میری نصیحت نہ سنی) تو ایسے کافر لوگوں کا میں کیا غم کھاؤں ف۱۰ اور جب ہم نے کسی بستی میں کوئی پیغمبر بھیجا ف۱۱ تو وہاں

ف۷ یعنی آبائی دین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور جن ناجائز ذرائع سے دولت کما رہے ہیں ان کو بھی ترک کرنا پڑے گا۔ یہ بات قوم شعیبؑ کے ساتھ ہی تک محدود نہیں بلکہ ہر زمانے میں دنیا پرستوں نے اخلاق و دیانت کے اصولوں کی پابندی سے یہی خطرہ محسوس کیا ہے اور ان کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ تجارت اور دیگر دنیاوی معاملات بددیانتی اور دغابازی کے بغیر نہیں چل سکتے اور سمجھتے رہے ہیں کہ راستبازی سے کاروبار تباہ ہو جاتے ہیں۔

ف۸ ان پر عذاب دونوں طرح سے آیا یعنی رجفۃ (زلزلہ) بھی جیسے یہاں مذکور ہے اور "صیحۃ" (چیخ) بھی جیسا کہ سورۂ ہود میں مذکور ہے۔ (ابن کثیر)

ف۹ اور جو ایمان لے آئے ان کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔

ف۱۰ یعنی ہر چند تم میرے عزیز تھے مگر جب تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا تو کافروں کی ہلاکت پر مجھے کچھ افسوس نہیں کرنا چاہیے۔

ف۱۱ اور پھر بستی والوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو تکالیف

إِلَّآ أَخَذْنَآ أَهْلَهَا بِالْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا

مگر پکڑا ہم نے لوگوں اس کے کو ساتھ فقر کے اور مرض کے تو کہ وہ عاجزی کریں پھر بدل ڈالی ہم نے

کے رہنے والوں پر ہم نے محتاجی (مثلاً قحط وغیرہ) اور بیماری (طاعون وغیرہ) بھیجی اس لیے کہ وہ گڑگڑائیں ف۱ پھر ہم نے مصیبت کی

مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ

جگہ برائی کے بھلائی یہاں تک کہ زیادہ ہوئے اور کہنے لگے تحقیق لگی تھی باپوں ہمارے کو سختی

جگہ (اُن کو) آرام دیا ف۲ یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے ف۳ اور کہنے لگے ہمارے باپ دادا پر بھی رنج اور خوشی (دونوں) آ چکے ہیں

وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى

اور راحت پس پکڑا ہم نے ان کو ناگہاں اور وہ نہیں جانتے تھے اور اگر لوگ ان بستیوں کے ایمان

ف۴ (سختی ہوتی ہے تو آرام بھی ہوا ہے) آخر ایک ہی الکا ہم نے اُن کو دھر پکڑا اور اُن کو خبر نہ تھی ف۵ اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے (اللہ کی طرف رجوع ہوتے) اور

اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا

لاتے اور پرہیزگاری کرتے البتہ کھول دیتے ہم اوپر اُن کے برکتیں آسمان سے اور زمین سے ولیکن جھٹلایا انہوں نے

(بُرے کاموں کفر اور شرک سے) بچے رہتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے ف۶ مگر انہوں نے تو (ہمارے پیغمبروں کو) جھٹلایا تو (ہم نے بھی)

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا

پس پکڑا ہم نے اُن کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کماتے کیا پس نڈر ہو گئے ہیں رہنے والے بستیوں کے یہ کہ آوے ان کے پاس عذاب ہمارا

اُن کے کاموں کی سزا میں اُن کو دھر پکڑا کیا یہ بستیوں والے اس سے نہیں ڈرتے کہ ہمارا عذاب راتوں رات اُن پر

بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

رات کو اور وہ سوتے ہوں کیا نڈر ہو گئے ہیں رہنے والے بستیوں کے یہ کہ آوے اُن کے پاس عذاب ہمارا دن چڑھے اور وہ

آ پڑے اور وہ سو رہے ہوں یا یہ بستیوں والے اس سے نہیں ڈرتے کہ دن دہاڑے اُن پر ہمارا عذاب آن پڑے اور وہ کھیل رہے ہوں (اپنے دنیا کے دھندوں

يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَلَمْ

کھیلتے ہوں کیا پس نڈر ہو گئے مکر خدا کے سے پس نڈر نہیں ہوتے مکر خدا کے سے مگر قوم ٹوٹا پانے والی کیا نہیں

میں لگے ہوں) کیا اللہ تعالیٰ کے داؤں سے (اُسکی تدبیر اور اس کے انتظام سے) نہیں ڈرتے اللہ کے داؤں سے وہی لوگ نہیں ڈرتے جو تباہ ہونے والے ہیں ف۷ کیا جو لوگ

يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ

راہ دکھائی واسطے اُن لوگوں کے کہ وارث ہوتے ہیں زمین کے پیچھے رہنے والوں اس کے سے یہ کہ اگر چاہیں ہم پکڑیں ہم ان کو ساتھ گناہوں ان کے کے

ایک ملک والوں کے تباہ ہوئے پیچھے اُن کی جگہ لیتے ہیں اُن کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو اُن کو بھی اُن کے گناہوں کے بدل مصیبت میں ڈال دیں ف۸

وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

اور مہر رکھیں ہم اوپر دلوں اُن کے کے پس وہ نہیں سنتے یہ بستیاں بیان کرتے ہیں ہم اُوپر تیرے بعضی خبریں

اور ہم اُن کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں وہ (نصیحت کی بات) نہیں سنتے ف۹ (اے پیغمبر) یہ وہ بستیاں ہیں ف۱۰ جن کے کچھ حال ہم تجھ کو بتاتے

اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ

ان کی اور تحقیق آئے تھے اُن کے پاس پیغمبران کے ساتھ دلیلوں کے پس نہ تھے کہ ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ جھٹلایا

ہیں ف۱۱ اور بیشک اُن کے پیغمبر اُن کے پاس نشانیاں لے کر آچکے تھے (نشانیاں دیکھنے پر بھی) اُن باتوں پر ایمان لانے کے لائق نہ ہوئے جن کو (نشانیاں دیکھنے سے)

ف۱ یعنی اپنی روش پر نادم ہوں اور ہمارے حضور توبہ و استغفار کریں مگر جب انہوں نے ایسا نہ کیا تو..... (ابن کثیر) ف۲ یعنی قحط کی بجائے خوب ارزانی کی اور بیماری کی بجائے تندرستی دی۔ ف۳ یعنی ان کی آبادی بڑھ گئی اور مال و دولت کی خوب ریل پیل ہو گئی اور وہ اپنی پچھلی سختیوں کو بھول گئے۔ ف۴ یعنی اگر ہم قحط اور دوسری سختیوں میں مبتلا ہوئے ہیں تو محض زمانے کی گردش کی وجہ سے ہوئے ہیں نہ کہ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے۔ دنیا میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے موسم کے تغیر سے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی بیماری اور کبھی تندرستی، کبھی خوش حالی اور کبھی بد حالی۔ یہ حالات ہمیں کو نہیں بلکہ ہمارے باپ دادا کو بھی پیش آتے رہے ہیں مگر جلد ہی ٹلتے بھی رہے ہیں۔ اسی قسم کے حالات پیش آنے میں انسانوں کے اعمال کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ایسی توجیہات اب بعض مسلمان بھی کرنے لگے ہیں۔

ف۵ یعنی جب اللہ تعالیٰ کو اس طرح فراموش کر بیٹھے تو یکایک اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور ایسا عذاب آیا کہ آن کی آن میں سب نیست و نابود ہو گئے۔ اس کے برعکس مومنین خوشحالی میں شکر اور تنگدستی میں صبر کرتے ہیں جیسا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: "مومن کا معاملہ بھی خوب ہے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہر حال میں اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اس آیت کی تشریح میں شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: بندے کو دنیا میں گناہ کی سزا پہنچتی ہے تو امید ہے کہ توبہ کرے اور جب گناہ راست آ گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا بھلاوا ہے پھر ڈر ہے ہلاک کا جیسے زہر کھایا اگل دے۔ تو امید ہے اور اگر پچ گیا تو کام آخر ہوا۔ (موضح)

ف۶ آسمانوں سے خوب بارش برساتے اور زمین سے خوب غلے اور پھل اُگاتے۔

ف۷ اللہ تعالیٰ کے داؤ سے مراد کسی شخص کے خلاف ایسی خفیہ تدبیر کرنا ہے کہ جب تک وہ عین اس کے سر پر نہ پہنچ جائے اسے کوئی ہوش نہ آئے اور نہ ہی کچھ پتہ چلے کہ اس کی شامت آنے والی ہے۔ یہ خفیہ تدبیر چونکہ کافروں کے مکر و فریب کے جواب میں ہوتی ہے یا اس کی سزا دینے کے لئے کی جاتی ہے۔ اسی لئے اسے بھی بطور مجانست مکر کہہ دیا ہے۔ (مزید دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۵)

ف۸ اور انہیں تباہ کر ڈالیں جیسا کہ ان کو تباہ کر ڈالا جن کی جگہ یہ آباد ہوئے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۹ "آخر کار اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے اور وہ بھی تباہ کر دیئے جاتے ہیں" اس فقرہ کا دیا گیا ترجمہ اس صورت میں ہے جب اسے "اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ" پر معطوف نہ مانا جائے اور اگر اسے "اصبناھم بذنوبھم" پر معطوف مانا جائے ـــ اور ہمارے خیال میں زیادہ صحیح یہی ہے ـــ تو ترجمہ یوں ہوگا" اور ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیں کہ پھر وہ نصیحت کی کوئی بات نہ سن سکیں۔" مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی زمین کے کسی حصے میں آباد فرماتا ہے انہیں ہر آن اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور یہ جانتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی چاہیئے کہ اگر ظلم و فساد کا ارتکاب کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسی طرح تباہ کر دے گا جس طرح اس نے پہلی اُمتوں کو تباہ کر دیا۔ پہلی اُمتوں پر جو تباہی آئی وہ ناگہانی حادثہ نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ سزا تھی۔

ف۱۰ یہاں اَلْقُرٰى سے مراد گذشتہ اقوام خمسہ (قوم نوحؑ، عاد، ثمود، قوم لوطؑ اور قوم شعیبؑ) کی بستیاں ہیں۔

ف۱۱ تاکہ کفار مکہ جو ان بستیوں میں رہنے والوں کی طرح آپؐ کی مخالفت کر رہے ہیں عبرت حاصل کریں۔

ف۱ کیونکہ کفر و شرک ان کی سرشت اور خمیر میں پڑ گیا تھا اور وہ اسے کسی حال میں چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ف۲ یعنی جس طرح پہلی امتوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کے دلوں کی صلاحیتیں سلب کر لی گئی تھیں اور انہیں ایمان نصیب نہیں ہوا تھا اسی طرح ان کے دل بھی مسخ ہو چکے ہیں اور ان میں ایمان کی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ (رازی) ف۳ "مِنْ عَھْدٍ" (کوئی بھی اقرار) کا لفظ نکرہ استعمال ہوا ہے اس لئے اس سے مراد ہر قسم کا اقرار ہے چاہے وہ فطری ہو یا شرعی یا عُرفی۔

قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ

پہلے اس سے اسی طرح مہر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُوپر دلوں کافروں کے اور نہیں پایا ہم نے واسطے بہتوں کے اُن سے "قائم رہنا

پہلے جھٹلا چکے تھے ف۱ (جیسے اُن لوگوں کے دلوں پر مہر تھی) اللہ تعالیٰ ایسے ہی کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے ف۲ اور ہمنے اُن لوگوں میں اکثر لوگوں کو اپنے اقرار پر قائم

عَهْدٍ وَاِنْ وَّجَدْنَا اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ

اُوپر عہد کے اور تحقیق پایا ہم نے بہتوں ان کے کو البتہ فاسق پھر بھیجا ہم نے پیچھے ان سب کے موسیٰ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے

نہ پایا ف۳ اور ہم نے اُن میں اکثر لوگوں کو نافرمان تو البتہ پایا ف۴ پھر اُن (پیغمبروں) کے بعد (جن کا ذکر اُوپر ہو چکا) ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی پس ظلم کیا ساتھ ان کے پس دیکھ کیونکر ہوا آخر کام مفسدوں کا

فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف بھیجا انہوں نے اُن نشانیوں کو نہ مانا (اُن کو جادو کہنے لگے) تو (اے پیغمبر) دیکھ فسادیوں کا کیا (بُرا) انجام ہوا ف۵

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ

اور کہا موسیٰ نے اے فرعون تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے ثابت ہوں اُوپر اس بات

اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں اُس کا بھیجا ہوا (تیرے پاس آیا) ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے اس لائق ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر

لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۗ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ

کے کہ نہیں کہتا ہوں میں اوپر اللہ کے مگر سچ تحقیق آیا ہوں میں پاس تمہارے ساتھ دلیل کے رب تمہارے سے پس بھیج دے ساتھ میرے بنی

کوئی بات نہ کہوں مگر جو سچ ہے ف۶ میں تمہارے مالک کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

اسرائیل کو کہا اگر ہے تو آیا ساتھ نشانی کے پس لے آ تو اس کو اگر ہے تو سچوں

کر دے ف۷ فرعون نے کہا اگر تو کوئی نشانی لے کر آیا ہے تو وہ (دکھا دے) اگر تو سچا ہے

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا

سے پس ڈال دیا عصا اپنا پس ناگہاں وہ اژدہا تھا ظاہر اور نکال لیا ہاتھ اپنا پس ناگہاں

لا بتلا (یہ سنتے ہی) موسیٰ نے اپنی لکڑی ڈال دی وہ اُسی وقت ایک کھلا اژدہا بن گئی اور اپنا ہاتھ (گریبان میں سے یا بغل کے نیچے سے

هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾

وہ سفید تھا واسطے دیکھنے والوں کے کہا سرداروں نے قوم فرعون سے تحقیق یہ البتہ جادوگر ہے بڑا دانا

باہر نکالا تو دیکھنے والوں کو اسی وقت سفید (چمکتا ہوا) دکھلائی دیا فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے یہ تو بے شک بڑا پکا جادوگر ہے

يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَ

چاہتا ہے یہ کہ نکال دے تم کو زمین تمہاری سے پس کیا حکم کرتے ہو تم کہا انہوں نے ڈھیل دے اس کو اور بھائی اس کے کو

تمہارے ملک سے تم کو نکالنا چاہتا ہے (یعنی تمہاری سلطنت خود لینا چاہتا ہے) تو اب کیا صلاح دیتے ہو ف۸ جب مشورہ ہو چکا تو سب نے فرعون سے کہا موسیٰ اور

اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ

اور بھیج بیچ شہروں کے اکٹھا کرنے والے لے آویں تیرے پاس ہر جادوگر دانا کو اور آئے جادوگر فرعون کے پاس

اُسکے بھائی کو ابھی رہنے دے ف۹ اور اطراف کی بستیوں میں نقیبوں کو روانہ کر وہ ہر ایک پکے (ماہر) جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ف۱۰ اور جادوگر فرعون کے پاس

ف۴ "نافرمان" یعنی کسی اقرار کا پاس نہ کرنے والے۔

ف۵ سب کے سب غرق کر دیے گئے اور ان کی ساری شان و شوکت خاک میں ملا دی گئی۔ یہ چھٹا قصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں بیان فرمایا ہے اور اس کو جس شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے دوسرے کسی قصے کو اس طرح بیان نہیں کیا۔ وجہ یہ ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے معجزات تمام انبیاء سے اقویٰ تھے اسی طرح ان کی اُمت بھی جہالت اور سرکشی میں سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ (رازی)

ف۶ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور رسول کا کام یہ ہے کہ بھیجنے والے کا پیغام بلا کم و کاست پہنچا دے اور اس میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہ کرے لہٰذا میری ہر بات صحیح اور سچی ہوگی۔ "حَقِيْقٌ عَلٰٓى" کے معنی واجب کے ہیں یا لائق کے اور اگر علیّ ہو تو "حقیق" کے معنی قائم او ثابت کے ہوں گے۔

ف۷ یعنی انہیں اپنی غلامی سے آزاد کر تاکہ وہ میرے ساتھ کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں وہ اپنے اور تیرے رب کی پوری آزادی کے ساتھ عبادت کر سکیں۔ حضرت موسیٰؑ کے اس مطالبہ کا پس منظر یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ان کے بھائی مصر میں آ کر آباد ہو گئے تھے اور وہیں ان کی نسل پھیلی جو بنو اسرائیل کہلائی۔ مصر میں آمد کے وقت بنی اسرائیل کی تعداد تقریباً پونے چار سو تھی مگر جب سفر خروج کیا تو اس وقت چھ لاکھ صرف لڑنے والے مرد تھے۔ حضرت یوسفؑ کی زندگی تک تو انہیں پوری طرح اقتدار حاصل رہا لیکن اس کے بعد اس زمانے کے فراعنہ نے انہیں غلام بنا لیا اور مصر میں ان کی حالت اچھوتوں سے بھی بدتر ہو گئی۔ وہ چونکہ مسلمان تھے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشن میں جہاں یہ چیز شامل تھی کہ فرعون کو توحید کی دعوت دی جائے وہاں یہ بھی ضروری تھا کہ اگر فرعون دعوت حق کو قبول نہ کرے اور بنی اسرائیل پر ظلم و ستم سے باز نہ آئے تو بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نجات دلا کر کسی دوسری جگہ لے جایا جائے جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کر سکیں۔ یہاں "فارسل" میں حرف فا تفریع کیلئے ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ مطالبہ اس وقت کیا جب فرعون نے ہر طرح رب العالمین کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا جیسا کہ اس کی تفصیل دوسرے مقامات پر مذکور ہے۔ واضح رہے کہ حضرت یوسفؑ کے مصر میں داخل ہونے اور حضرت موسیٰؑ کے بحیثیت ایک پیغمبر کے مصر سے جانے کے درمیان چار سو سال کی مدت ہے۔ (فتح القدیر)

ف۸ "ماذا" فی محل نصب مفعول لتامرون بحذف الجار ای بای شیء تامرون ای تشیرون۔ یہ فرعون کی بات ہے جو اس نے معجزات دیکھنے کے بعد اپنے وزیروں و مشیروں سے کہی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موسیٰ بنی اسرائیل کی آزادی کے بہانے مصر کے لوگوں کو یہاں سے نکال دے اور خود حکومت مصر پر قابض ہو جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وزیروں و مشیروں نے فرعون سے یہ بات کہی ہو۔ سورۂ شعراء کے سیاق کلام کے پیش نظر علمانے یہ دونوں احتمال ذکر کئے ہیں مگر پہلا احتمال زیادہ صحیح ہے۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ اصل میں یہ کلام فرعون کا ہے جیسا کہ سورۂ شعراء میں مذکور ہے۔ یہاں پر "ملأ" کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے یعنی انہوں نے بھی بطور تبلیغ یہی بات کہی ہو اس کے بعد "اَرْجِه" کے ساتھ جواب "ملأ" کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے اور قوم کی طرف سے بھی بہرحال سورۂ شعراء کے ساتھ اس قصہ کو ملا کر پڑھنے سے کوئی اشکال باقی نہیں۔ (بتایا۔ شوکانی۔ روح)

ف۹ یعنی ان کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہ کیا جائے اور ان کا معاملہ چند روز ملتوی رکھا جائے۔ "اَرْجِه" اصل میں "اَرْجِئْهُ" ہمزہ ساکن و ہاء مضموم کے ساتھ ہے۔

ف۱۰ چنانچہ فرعون نے ایسا ہی کیا۔ (دیکھئے سورۂ قصص و شعراء) یہ عبارت کلام میں محذوف ہے۔

ف۱ دوسری آیت میں ہے کہ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر پھینک دیں جس سے زمین پر سانپ ہی سانپ دوڑتے معلوم ہونے لگے "يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ"۔ اس سے معلوم ہوا کہ جادو سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدل جاتی۔ صرف دیکھنے میں وہ ایک دوسری چیز نظر آتی ہے اس کے برعکس معجزہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے اسلئے اس میں ایک چیز کی حقیقت بھی بدل سکتی ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ

کہا انہوں نے تحقیق واسطے ہمارے کچھ بدلا ہے اگر ہوں ہم غالب کہا البتہ اور تحقیق تم البتہ مقربوں

حاضر ہوئے کہنے لگے اگر ہم (موسیٰ پر) غالب ہوئے تو ہم کو (سرکار سے) انعام تو ضرور ملے گا فرعون نے کہا ہاں ہاں (انعام ملے گا) اور اس کے سوا تم بیشک

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

سے ہو گے کہا اے موسیٰ یا تو ڈال دے اور یا ہوں گے ہمیں ڈالنے والے

(بادشاہی) مصاحبوں میں شریک ہو گے جادوگروں نے موسیٰ سے کہا موسیٰؑ یا تو تم (پہلے اپنی لکڑی) ڈالو اور یا ہم (پہلے) ڈالیں موسیٰؑ نے کہا

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ

کہا تمہیں ڈالو پس جب ڈالا انہوں نے جادو کر دیا آنکھوں پر لوگوں کی اور ڈرایا ان کو اور لائے سحر

(اگر تم ڈالتے ہی ہو تو پہلے) تم ہی ڈالو جب جادوگروں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (نظر بندی کی) اور اُن کو ڈرا دیا اور (لوگوں کے

عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

بڑا اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ کی یہ کہ ڈال دے عصا اپنا پس ناگہاں وہ نگل جاتا ہے جو کچھ باندھ بیٹھے تھے

خیال میں) بڑا جادو دکھلائے ف۱ اور ہم نے (اسی وقت) موسیٰ کو وحی بھیجی تو بھی اپنی لکڑی ڈال (انہوں نے ڈالی) وہ لکڑی (اژدہا بن کر) جادوگروں کے سارے سوانگ

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

پس واقع ہوا حق اور باطل ہوا جو کچھ کہ تھے کرتے پس مغلوب ہو گئے اس جگہ اور پھر گئے ذلیل

آخر جو سچی بات تھی وہ تو رہ گئی (عصا قائم رہی) اور جادوگروں کا کیا کرایا سب ہوا ہوا ف۲ اور فرعون اور اس کے ساتھی اسی جگہ (میدان) ہار دیئے اور ذلیل ہو کر (شہر کو) لوٹ گئے

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور ڈالے گئے جادوگر سجدے میں کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار عالموں کے پروردگار موسیٰ کے اور ہارون کے

ذلیل ہو گئے) اور جادوگروں کو (جیسے کسی نے سجدے میں ڈال دیا ف۳ اور (بے اختیار) بول اٹھے ہم تو سارے جہان کے مالک پر ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا مالک ہے ف۴

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي

کہا فرعون نے ایمان لائے تم ساتھ اس کے پہلے اس کے کہ حکم کروں میں تم کو تحقیق یہ کچھ مکر ہے مکر کیا تم نے وہ مکر بیچ

فرعون نے کہا تم موسیٰ کے خدا پر ایمان لے آئے اور ابھی میں نے تم کو اس پر ایمان لانے کی اجازت نہیں دی ضرور یہ ایک منصوبہ ہے جو تم نے اس شہر میں گانٹھا ہے اس لیے

الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ

شہر کے تو کہ نکال دو اس سے لوگوں اس کے کو پس البتہ جانو گے تم البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمہارے اور

کہ شہر والوں کو (قبطیوں کو) اس میں سے نکال باہر کرو (اور تم مزے سے شہر کے حاکم بن جاؤ) خیر اب (جو تمہارے لیے ہونا ہے وہ) تم کو معلوم ہو جائے گا میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں

اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

پاؤں تمہارے مخالف طرف سے پھر سولی دوں گا میں تم کو سب کو کہا انہوں نے تحقیق ہم طرف پروردگار اپنے کی پھر جانے والے ہیں

الٹے سیدھے (یعنے ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں) کٹواؤں گا پھر تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا ف۵ جادوگر کہنے لگے (ہم کو اسکی کچھ پرواہ نہیں) ہم تو (بہرحال ایکدن) اپنے مالک

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا

اور نہیں عیب پکڑتا تو ہم سے مگر یہ کہ ایمان لائے ہم ساتھ نشانیوں رب اپنے کے جب آئیں ہمارے پاس اے رب ہمارے ڈال اوپر ہمارے صبر

اور تو ہم پر قصور کیا رکھتا ہے یہی نا کہ جب ہمارے پاس ہمارے مالک کی نشانیاں آگئیں تو ہم ان پر ایمان لائے مالک ہمارے ہم کو صبر عنایت فرما اور مسلمانی پر دنیا سے

ف۲ چنانچہ اس معجزہ کو قرآن نے حق اور جادو کو باطل سے تعبیر فرمایا ہے۔ لیکن ہر جادو محض تخیل نہیں ہوتا۔ جمہور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ وہ سحر کئی قسم کا ہوتا ہے بعض قسم کا جادو تو واقعی تخیل ہوتا ہے مگر بعض قسم کے جادو مبنی برحقیقت ہوتے ہیں جیسا کہ لبید بن اعصم یہودی کا آنحضرتؐ پر جادو چلانا۔ اس لئے سرے سے جادو کی حقیقت کا انکار صحیح نہیں ہے ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جس جادو کا ذکر ہو رہا ہے وہ محض دھوکا تھا۔ (روح)

ف۳ یعنی اس طرح بے اختیار ہو کر گر پڑے جیسے اندر سے کسی چیز نے انہیں یک لخت گرا دیا ہو۔

ف۴ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے ساتھ "رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ" اس لئے کہا کہ کسی کو یہ گمان نہ گزرے کہ انہوں نے فرعون کو رب العالمین سمجھتے ہوئے سجدہ کیا ہے۔ اس طرح فرعون اور اس کے مشیروں کی ساری اسکیم خاک میں مل گئی۔ انہوں نے تو جادوگروں کو جمع کر کے اس لئے حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرایا تھا کہ لوگوں پر ثابت کر دیں کہ موسیٰ علیہ السلام جو معجزے لے کر آئے ہیں وہ بھی ایک جادو ہے مگر جب تمام جادوگروں نے مل کر اس کے خدا کی طرف سے معجزہ ہونے کا اعتراف کیا اور وہ ایمان لا کر سجدہ میں گر پڑے تو فرعون اور اس کے مشیروں کے لئے کسی طرح ممکن نہ رہا کہ لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کے محض ایک جادوگر ہونے کا یقین دلا سکیں۔

ف۵ دنیا میں ہر متکبر اور سرکش حکمران کا یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ دلیل کے میدان میں ہار جاتا ہے تو جیل، پھانسی اور قتل کی دھمکی دینے پر اتر آتا ہے اور اس غرض کے لئے ایسے قوانین وضع کرتا ہے جن کی رو سے کسی پر اس کا جرم ثابت کئے بغیر اسے ہر قسم کی سزا دی جا سکے چنانچہ یہی کام فرعون نے کیا۔ جب وہ دلیل کے میدان میں شکست کھا گیا تو سزا دینے کی دھمکی پر اتر آیا اور فی الفور عوام کے سامنے دو قسم کے الزام لگا دیئے۔ اوّل یہ کہ ان کی سازش ہے۔ دوم یہ کہ اس سازش کے ذریعہ مصریوں کو ملک بدر کر کے حکومت پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔ اس لئے اوّلاً فسوف تعلمون کہہ کر وعید سنائی اور پھر اس وعید کی وضاحت بھی سنا دی۔ (کذا فی الکبیر)

ف۶ یعنی موت سے کسی حال میں چھٹکارا نہیں وہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور آتی ہے اگر ہماری قسمت میں یہی لکھا ہے کہ ہماری زندگی کا خاتمہ پھانسی کے تختے پر ہو تو ہمیں بڑی خوشی سے پھانسی دو ہمیں کوئی پروا نہیں۔

ف ۱ "نقم" (ض ع) کے معنی کسی شے سے بہت زیادہ نفرت اور کراہت کا اظہار کرنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارا اگر کوئی گناہ ہے تو صرف یہ ہے کہ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں۔ (ابن عباسؓ) حقیقت یہ ہے کہ کسی فن کو جتنا اس فن والا جانتا ہے کوئی دوسرا نہیں جان سکتا۔ چنانچہ ان جادوگروں نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہ یہ ہرگز جادو نہیں ہوسکتا بلکہ یہ سراسر خدائی معجزہ ہے اس لئے وہ اس پر فوراً ایمان لے آئے اور ان کے ایمان میں اس قدر پختگی تھی کہ جان تک کی پروا نہ کی یہ مشہور قول کے مطابق وہ قتل کر دیئے گئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، کہ شروع دن میں وہ جادوگر تھے اور پھر دن کے آخری حصہ میں شہدا میں داخل ہوگئے۔ (ابوالفداء) اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ فرعون نے ان کے الٹے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے مگر انہوں نے ایمان کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جیسا کہ ان کی اس دُعا سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے جسے چاہے اپنی توفیق سے نواز دے۔ (فتح البیان)

وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ

اور مار ہم کو مسلمان کر کر — اور کہا سرداروں نے قوم فرعون کی سے — کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ کو اور قوم اُس کی کو

اُٹھا ف — اور فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے (جادوگروں کو تو سزا مل گئی) کیا تو موسیٰ اور اُسکی قوم (بنی اسرائیل) کو (یونہی خالی) چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں

لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي

تو کر فساد کریں بیچ زمین کے اور چھوڑ دے تجھ کو اور معبودوں تیرے کو — کہا البتہ قتل کریں گے ہم بیٹوں ان کے کو اور جیتا رکھیں گے ہم

فساد مچاتے پھریں ف ۲ اور موسیٰ کا گروہ تجھ کو اور تیرے بنائے ہوئے بتوں اور خداؤں کو چھوڑ بیٹھے ف ۳ فرعون نے کہا نہیں اُن کا بندوبست کریں گے اب ہم اُن کے بیٹوں کو

نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ

بیٹیوں اُن کی کو اور تحقیق ہم ان پر غالب ہیں — کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے مدد چاہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے

(جو پیدا ہوں) مار ڈالیں گے اور انکی عورتوں کو جیتا رہنے دیں گے اور ہم تو ہر طرح سے اُن پر غالب ہیں ف ۴ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر کرو سارا

وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ

اور صبر کرو تحقیق زمین واسطے اللہ کے ہے — وارث کرتا ہے اُس کا جس کو چاہے بندوں اپنے سے — اور آخر کام واسطے

ملک (یا مصر کا ملک) اللہ تعالیٰ کا ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے اُس کو دیتا ہے ف ۵ اور آخرت (خاص) پرہیزگاروں کے لیے

لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ

پرہیزگاروں کے ہے — کہا انہوں نے ایذا دیئے گئے ہم پہلے اس سے کہ آوے تو ہمارے پاس اور پیچھے اس سے کہ آیا تو ہمارے پاس — کہا

ہے — وہ (یعنی بنی اسرائیل) کہنے لگے تیرے آنے (پیدا ہونے) سے پہلے بھی ہم تکلیف میں رہے اور تیرے آئے بعد بھی ف ۶ موسیٰ نے کہا (کیوں

عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ

نزدیک ہے پروردگار تمہارا یہ کہ ہلاک کرے دشمن تمہارے کو اور خلیفہ کرے تم کو بیچ زمین کے — پس دیکھے کیونکر عمل

گھبراتے ہو) وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا مالک تمہارے دشمن کو تباہ کرے اور تم کو اُن کا جانشین بنائے پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے

تَعْمَلُونَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ

کرتے ہو تم — اور البتہ تحقیق پکڑا ہم نے قوم فرعون کی کو ساتھ قحط کے اور کمی میووں کی سے تو کہ

ہو ف ۷ — اور ہم نے فرعون کے لوگوں کو قحطوں اور پیداوار (پھل) کی کمی کی سزا دی اس لیے کہ وہ

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۳۰﴾ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ

وہ نصیحت پکڑیں — پس جب آتی اُن کو نیکی کہتے واسطے ہمارے ہے یہ — اور اگر پہنچتی اُن کو

ہوشیار ہوں ف ۸ — تو جب اُن پر کوئی نعمت آتی (جیسے غلہ کی ارزانی صحت کا عمدہ ہونا) تو کہتے یہ تو ہمارا حق ہے ف ۹ اور اگر اُن پر کوئی آفت آتی جیسے

سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ

بُرائی — شوم پکڑتے ساتھ موسیٰؑ کے اور جو ساتھ اس کے تھے — خبردار ہو سوائے اس کے نہیں کہ شوم اُن کا نزدیک خدا کے ہے — اور لیکن

قحط اور گرانی یا بدہوائی تو موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کی شومی بتاتے ف ۱۰ سنو اُن کی شومی (اور بھلائی سب) خدا کی طرف سے ہے ف ۱۱ لیکن اُن میں کے اکثر

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا

بہت اُن کے نہیں جانتے — اور کہا انہوں نے جو کچھ لاوے گا تو ہمارے پاس اُس کو نشانیوں سے تو کہ جادو کرے ہم کو ساتھ اس کے پس نہیں

لوگ (اصل حال) نہیں جانتے ف ۱۲ — اور (موسیٰ سے) کہنے لگے تو کوئی سی نشانی ہمارے سامنے لا کر ہم پر جادو چلائے تو بھی ہم ماننے

ف ۲ کہ وہ لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دے کر ملک کے امن و امان کو غارت کرتے رہیں؟

ف ۳ حضرت عبداللہ بن عمرؓ "الاھتك" قرأت کرتے ہیں یعنی "تیری عبادت" مگر جمہور مفسرین کا خیال ہے کہ فرعون نے کچھ چھوٹے چھوٹے بُت بنوا کر لوگوں کو دیئے تھے کہ میرا تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کی پُوجا کریں اس لئے وہ لوگوں سے کہا کرتا "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" "وَرَبُّ هٰذِهِ الْاَصْنَامِ" یعنی میں تمہارا بڑا رب ہوں اور ان بتوں کا بھی رب ہوں۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں: "میرا خیال یہ ہے کہ فرعون دہریہ تھا اور صانع کا منکر، وہ کہا کرتا کہ اس عالم کی تدبیر کواکب کرتے ہیں مگر اس عالم کا مربی میں ہوں اس لئے تمہیں چاہیئے کہ میری عبادت کرو۔ (دیکھیے سورہ القصص آیت ...) اور ہوسکتا ہے کہ اس نے ان ستاروں کی صورتوں کے بُت بنوا رکھے ہوں۔ پس الِهَتَكَ سے مراد یا تو وہ چھوٹے چھوٹے بت ہیں جو اس نے لوگوں کو دے رکھے تھے یا وہ ستاروں کے ہیکل مراد ہیں جن کی فرعون خود بھی پُوجا کیا کرتا تھا۔ بایں صورت "الِهَتَكَ" اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوگا۔ (کبیر۔ فتح البیان)

ف ۴ یعنی ہم جو ظلم و ستم موسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے بنی اسرائیل پر کرتے تھے اس کا سلسلہ پھر سے شروع کریں گے اس طرح یہ تباہ ہو جائیں گے اور ان کا تخم تک باقی نہ رہے گا۔ ان کے مرد مارے جائیں گے صرف عورتیں بچیں گی۔ وہ کیا کر سکیں گی۔ ان کو ہم لونڈیاں بنا کر اپنے گھروں میں رکھیں گے۔

ف ۵ آج اگر مصر پر فرعون حکمران ہے تو کل اللہ تعالیٰ تمہیں اس سرزمین کا حکمران بنا سکتا ہے۔

ف ۶ پہلے بھی ہمارے بچوں کو قتل کیا جاتا رہا ہے اور ہم سے مشقت کے کام لئے جاتے رہے ہیں اور آج تیرے رسولؑ ہو کر آنے کے بعد بھی یہی سلسلہ جاری ہے۔

ف ۷ اس کا شکر کرتے اور اس کے احکام بجا لاتے ہو یا تم بھی ناشکری و نافرمانی کرنے لگتے ہو؟ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "یہ کلام نقل فرمایا مسلمانوں کے سنانے کو" یہ سورت مکی ہے اس وقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے پھر بشارت پہنچی پردے میں۔ (موضح)

ف ۸ اُوپر کی آیت میں جب موسیٰؑ کی زبان سے یہ وعدہ فرمایا کہ "وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا مالک تمہارے دشمن کو تباہ کر دے" تو اب یہاں سے ان تکالیف و محن کا بیان شروع کیا جن میں وقتاً فوقتاً ان کو مبتلا کیا حتیٰ کہ آخر کار تباہ کر دیئے گئے تاکہ ان مشرکین کو کفر پر زجر و توبیخ ہو اور تنبیہ ہو کہ پیغمبروں کی تکذیب کا انجام تباہی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (کبیر) آخر میں فرمایا کہ یہ تکالیف و محن ان پر اس لئے بھیجیں کہ نصیحت حاصل کریں اور اپنی سرکشی سے باز آجائیں۔

ف ۹ مگر ان شدائد کے بعد رفاہیت اور خوشحالی آتی تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھ کر شکر گزاری کریں "لَنَا هٰذِهٖ" کہتے یعنی یہ ہمارے حسن انتظام کا نتیجہ ہے۔

ف ۱۰ تمام مفسرین کے نزدیک یہاں "التطیر" بمعنی تشاءم بمعنی نحوست ہے یعنی وہ کہتے کہ ان کی نحوست سے ہم پر آفت آئی ہے۔ ف ۱۱ یعنی اس نحوست کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور خیر و شر جو کچھ ان کو پہنچ رہا ہے تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہے جو ان کے اعمال کے سبب ان کے حق میں لکھا جا چکا ہے (کذا فی الکبیر) ف ۱۲ کہ خیر و شر سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ضرور ہو کر رہتا ہے کسی کی نحوست اور شومی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے مگر عوام ہیں کہ خیر و شر کو اسباب ظاہری کی طرف نسبت کر دیتے ہیں اور یہ سراسر جہالت ہے۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "یعنی شومی قسمت بد ہے سو اللہ کی تقدیر سے ہے برائی اور بھلائی کا اثر آخرت میں ہوگا۔ اس کا جواب یہ نہیں فرمایا کہ شومی انکے کفر سے تھی کیونکہ کافر بھی دنیا میں عیش کرتے ہیں۔ اصل حقیقت تھی سو فرمائی کہ دنیا کے احوال موقوف بہ تقدیر ہیں۔ (از موضح)

ف۱ اوپر کی آیت میں ان کی یہ جہالت بیان فرمائی کہ وہ حوادث کو اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کی طرف نسبت کرنے کی بجائے دوسرے اسباب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اب اس آیت میں ان کی دوسری جہالت بیان فرمائی کہ اتنی نشانیاں دیکھ لینے کے بعد بھی کم بخت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر ہی کہتے رہے اور معجزات اور جادو میں آخر دم تک تمیز نہ کر سکے بلکہ انہوں نے اپنی سرکشی اور تمرد سے بالآخر قطعی طور پر یہ اعلان کر دیا کہ تم (موسیٰ) جو بھی معجزہ دکھاؤ ہم کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ (کبیر)

نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَ

ہم واسطے تیرے ماننے والے پس بھیجا ہم نے اُوپر اُن کے طوفان مینہ کا اور ٹڈیاں اور چچڑیاں اور

والے نہیں ف۱ پھر ہم نے اُن پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں (بھیجیں) اور جوئیں (بھیجیں) اور

الضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا

مینڈک اور لہو نشانیاں جُدا جُدا پس تکبر کیا اور تھے قوم گنہگار اور جب

مینڈک (بھیجے) اور خون بھیجا کھلی کھلی نشانیاں ف۲ اس پر بھی وہ اکڑے رہے اور وہ بڑے) شریر لوگ تھے ف۳ اور جب (ان پانچوں

وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ۖ لَئِن

پڑتا اُوپر اُن کے عذاب کہتے اے موسیٰ دُعا کر واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کر رکھا ہے نزدیک تیرے اگر کھول

عذابوں کے بعد) اُن پر طاعون آیا ف۴ تو وہ کہنے لگے موسیٰ اپنے مالک سے اُس وعدے کے آسرے پر دُعا کر جو اُس نے تجھ سے کیا ہے ف۵ اگر تو ہم سے اس

كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

دے گا تو ہم سے عذاب البتہ ایمان لاویں گے واسطے تیرے اور البتہ بھیج دیں گے ہم ساتھ تیرے بنی اسرائیل کو پس جب کھول دیا ہم نے

عذاب کو ٹال دے تو ہم ضرور (بالضرور) تجھ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ روانہ کر دیں گے ف۶ پھر جب ہم نے اُن کا

عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ

اُن سے عذاب ایک مدت تک کہ وہ پہنچنے والے تھے اُسکو ناگہاں وہ عہد توڑ ڈالتے تھے پس بدلا لیا ہم نے اُن سے پس ڈبو دیا ہم نے اُن کو

عذاب اُس وقت تک ٹال دیا جہاں تک وہ پہنچنے والے تھے ف۷ تو وہ فوراً لگے اپنا اقرار توڑنے (ایمان نہ لائے نہ بنی اسرائیل کو چھوڑا)

فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ

بیچ دریا کے بہ سبب اس کے کہ وہ جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو اور تھے اُن سے غافل اور وارث کیا ہم نے اُس قوم کو کہ

آخر ہم نے اُن سے بدلہ لیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلانے اور اُن کی پرواہ نہ کرنے کی سزا میں ہم نے اُن کو سمندر میں ڈبو دیا ف۸ اور ہم نے اُن لوگوں کو جو کمزور گنے جاتے

الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا

وہ تھے ناتوان گنے جاتے مشرقوں زمین کو اور مغربوں اُس کے کو وہ جو برکت رکھی ہے ہم

تھے (یعنی بنی اسرائیل کو جو فرعون کے زمانہ میں بالکل ناتوان اور غریب تھے) اُس ملک کے پورب اور پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت دی تھی

فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا

نے بیچ اُس کے اور پوری ہوئی بات پروردگار تیرے کی اچھی اوپر بنی اسرائیل کے بہ سبب اس کے کہ صبر کیا انہوں نے اور خراب کیا ہم نے

ف۹ اور (اے پیغمبر) بنی اسرائیل نے جو (فرعون کے ظلموں پر) صبر کیا تو اللہ تعالیٰ کا نیک کلمہ اُن پر پورا ہوا اور فرعون اور اُس کی قوم والے

مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ

جو کچھ کہ تھے بناتے فرعون اور قوم اس کی اور جو کچھ کہ تھے چڑھاتے اور پار اُتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو

جو جو عمارتیں بنواتے اور (ٹٹیوں اور چھتریوں پر) باغات چڑھاتے وہ سب ہم نے غارت کر دیئے اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر (بحر قلزم) کے پار اتارا

الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَّنَا

دریا سے پس آئے اوپر ایک قوم کے کہ بیٹھے رہتے تھے اُوپر بتوں اپنے کے کہنے لگے اے موسیٰ بنا دے ہم کو بھی

تو وہ کچھ لوگوں پر سے ہو کر گذرے جو اپنے بتوں پر جمے بیٹھے تھے ف۱۰ بنی اسرائیل نے کہا موسیٰؑ جیسے ان لوگوں کے پاس بت ہیں ایسا ہی

ف۲ یعنی جب وہ اپنی سرکشی پر جم گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کچھ سختیاں نازل ہونا شروع ہوئیں جو آخر کار ہلاکت اور غرقابی کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ "الطوفان" یعنی آسمان سے موسلادھار بارش اور دریاؤں میں سخت طغیانی۔ "الجراد" (ٹڈی) جو ان کی فصلوں کو چٹ کر گئی۔ "القمل" جوئیں، چچڑیاں، چھوٹے چھوٹے کالے کیڑے، پسو وغیرہ سب پر قمل کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔ "الضفادع" مینڈک اس کثرت سے کہ ہر چیز اور ہر برتن میں مینڈک ہی مینڈک نظر آتے۔ "الدم" خون الغرض ان آیات کو "مفصلات" فرمایا یعنی ایک کے بعد دوسری کچھ وقفہ سے آتی۔ یا جن کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا۔ (وحیدی) شاہ صاحب فرماتے ہیں سب بلائیں ان پر ایک ہفتہ کے فرق سے آئیں۔ (موضح)

ف۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ فرعون سے چالیس برس رہا اس بات پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے۔ اس نے نہ مانا ان کی بددعا سے بلائیں پڑیں دریائے نیل چڑھ گیا۔ کھیت اور باغ اور گھر اس سے تلف ہوئے اور ٹڈی سبزی کھا گئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چچڑیاں پڑ گئیں۔ اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور ہر پانی لہو بن گیا آخر ہر گز نہ مانا۔ (موضح)

ف۴ لفظ "رجز" کے لفظی معنی عذاب کے ہیں۔ اس سے مراد طاعون بھی ہو سکتا ہے اور ان پانچ چیزوں کا عذاب بھی جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا قول زیادہ راجح ہے۔ (کبیر) ایک بلا آتی پھر مضطر و لاچار ہوتے اور حضرت موسیٰؑ کی خوشامد کرتے، ان کی دعا سے وہ بلا دفع ہو جاتی تو پھر منکر ہو جاتے۔

ف۵ کہ جب بھی تو دعا کرے گا وہ اسے قبول فرمائے گا۔ یا عہد سے مراد عہد نبوت ہے۔ (کبیر)

ف۶ کہ جہاں چاہیں جائیں اور جیسے چاہیں اپنے رب کی عبادت کریں۔

ف۷ یعنی ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ اس وقت تک جو اُن کی ہلاکت کے لئے مقرر تھا

ف۸ "الیم" کے معنی گہرے سمندر کے ہیں۔ جب بکرّات و مرّات عذاب دور کرنے کے بعد بھی وہ اپنے کفر اور جہالت سے باز نہ آئے اور عذاب کا مقررہ وقت آپہنچا۔ (کبیر) چنانچہ ایک رات حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر شہر سے نکل گئے پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا۔ بحر قلزم پر جا پکڑا وہاں یہ قوم سلامت گزر گئی اور فرعون ساری قوم سمیت غرق ہوا۔ (کذا فی الموضح)

ف۹ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے دو وعدے کئے تھے: دشمن کی ہلاکت اور ملک کی وراثت اور خلافت۔ چنانچہ پہلا وعدہ پورا ہونے کے بعد اب یہاں دوسرے وعدہ کی تکمیل کا بیان ہے۔ یہاں مبارک سرزمین سے شام کی سرزمین مراد ہے اور یہ وعدہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد حضرت یوشعؑ کے دور میں پورا ہونا شروع ہوا جب کہ انہوں نے عمالقہ سے جہاد کر کے بعض علاقے اپنے قبضے میں لے لیے مگر پورا ملک شام حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کے عہد میں قبضہ میں آیا۔ (کبیر) اور بعض نے مصر اور شام دونوں مراد لئے ہیں اور لکھا ہے کہ فرعون کی تباہی کے بعد بنی اسرائیل مدتوں مصر پر حکمران رہے۔ قرآن کی بعض آیات سے اس کی تائید ہوتی ہے (دیکھئے سورہ دخان و سورہ قصص آیت ۵)

ف۱۰ یعنی عاشورہ کے روز حضرت موسیٰؑ نے اس دن شکر کا روزہ رکھا جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ ان کی پوجا کر رہے تھے۔ قتادہؒ اور بعض دوسرے مفسرینؒ کہتے ہیں کہ یہ لوگ لخم اور جذام کے قبیلہ سے تھے جو سمندر کے کنارے آباد تھے اور ان کے بت تانبے کی بنی ہوئی گایوں کی مورتیں تھیں۔ واللہ اعلم۔ (ابن جریر)

ف۱ بنی اسرائیل پر انعامات بیان کرنے کے بعد اب اس آیت میں ان کی جہالت اور کفر کو بیان فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کے اتنے مین معجزات اور انعامات دیکھنے کے بعد ان کا یہ مطالبہ انتہائی جہالت اور مخالفت پر مبنی تھا۔ بعض علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ موحد تھے اس لئے ان کی اس بت کے مطالبہ سے یہ غرض نہ تھی کہ وہ شرک کریں بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم اس بت کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہیں گے وہ سمجھے کہ یہ شرک نہیں ہے حالانکہ اس کا شرک ہونا انبیاء علیہم السلام کا اجماعی مسئلہ ہے جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ فرمایا کہ مشرک بتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں اور دوسری آیت میں ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ بناتے ہیں۔ (کذافی الکبیر) ف۲ یعنی افسوس کہ تم اللہ تعالیٰ کی شان نہیں پہچانتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو وہ ہے کہ نہ اس کی کوئی مورت بن سکتی ہے اور نہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ پس یہ مطالبہ سراسر مشرکانہ مطالبہ ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، جاہل آدمی نرے بے صورت کی عبادت کرکے تسکین نہیں پاتا جب تک سامنے ایک صورت نہ ہو۔ بنی اسرائیل نے جب وہ قوم دیکھی کہ گائے کی صورت کی پوجا کرتے تھے تو انہیں بھی یہ ہوس آئی۔ آخر سونے کا بچھڑا بنایا اور پوجا۔ (موضح)

ف۳ یہ بھی ان کے مطالبہ کی تردید اور اس کا جواب ہے یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ دنیا میں گمراہی و بربادی اور آخرت میں عذاب کا باعث ہے۔

ف۴ اس آیت میں بھی ان کے مطالبہ کی تردید اور انکار و توبیخ کے اسلوب میں اس پر اظہار تعجب ہے۔ (رازی) یعنی الٰہ (معبود) کوئی ایسی ہستی نہیں ہو سکتی کہ انسان جسے بھی چاہے بنا لے بلکہ معبود تو وہی ہو سکتا ہے جو انسان کو ہر قسم کے انعامات سے نوازتا ہے اور پھر جس ذات نے تم پر انعامات کئے ہیں اور تمہیں تمام عالم پر فضیلت بخشی ہے کیا اب اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اسے چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کرنے لگو؟ یہ شکر گزاری نہیں بلکہ عین ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

ف۵ کہ تم کو ایسی سخت مصیبت سے نجات دی یا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس مصیبت میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری سخت آزمائش تھی اور یہ معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ (دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۴۹) اور اگر اس کے مخاطب وہ یہودی ہوں جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں موجود تھے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے باپ دادا کو فرعون سے نجات دلائی۔

ف۶ فرعون سے نجات پانے کے بعد جب بنی اسرائیل جزیرہ نمائے سینا میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر طلب فرمایا تاکہ انہیں کتاب عطا کی جائے اولاً تیس دن کی میعاد مقرر کی گئی اور پھر اس میں مزید دس دن کا اضافہ کر دیا گیا تاکہ ان چالیس دنوں میں موسیٰؑ روزہ رکھیں اور دن رات عبادت اور تفکر و تدبر میں مصروف رہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کی یہ میعاد پوری کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا اور انہیں "الواح" دیئے۔ اکثر مفسرین نے چالیس دنوں سے ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے مراد لئے ہیں۔ اس طرح گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "الواح" ۱۰ ذوالحجہ کو ملیں اور یہی وہ دن ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت الیوم اکملت لکم الآیۃ نازل ہوئی واللہ اعلم (ابن کثیر)

ف۷ بنی اسرائیل پر اصل سرداری تو موسیٰ علیہ السلام کی تھی۔ حضرت ہارونؑ گو نبیؑ تھے لیکن ان کی حیثیت دراصل حضرت موسیٰؑ کے ایک وزیر اور مددگار کی تھی اور اسی حیثیت سے حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے انہیں مانگا تھا۔ دیکھئے طٰہٰ آیت ۳۰۔ (کذافی الکبیر)

ف۸ یعنی کسی واسطے کے بغیر۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۳)

ف۹ یعنی جب تک تو دنیا میں زندہ ہے مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ باقی رہی آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت تو وہ مومنین کے حق میں متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے۔ (سورہ قیامہ آیت ۲۲-۲۳)

ف۱۰ یعنی جب میں تجلی فرماؤں.....

ف۱۱ کہ تیری اجازت کے بغیر تجھے دیکھنے کی درخواست کر بیٹھا۔ (رازی)

ف۱۲ یعنی تجھ پر اور تیری عظمت و جلال پر یا اس پر کہ کوئی تجھے قیامت سے پہلے نہیں دیکھ سکتا۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، حضرت موسیٰؑ کو حق تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتہ کے بغیر خود کلام فرمایا ان کو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھوں اس کی برداشت نہ ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہ ہوئی..... مگر آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہاں دیکھنا یقینی ہے۔ (از موضح)

إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ

معبود جیسے واسطے ان کے ہیں معبود کہا تحقیق تم ایک قوم ہو جاہل تحقیق یہ لوگ باطل ہیں دین میں کہ وہ

ایک بت ہمارے لیے بھی بنا دے ف۱ انہوں نے کہا تم تو جاہل ہو ف۲ بے شک یہ لوگ جس دین پر ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے (اللہ اس کو برباد کریگا)

فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ

بیچ اس کے ہیں اور باطل ہے جو کچھ کہ تھے کرتے کہا کیا سوا خدا کے چاہوں میں واسطے تمہارے معبود اور اسی نے بزرگی دی تم کو

اور جو کام یہ لوگ کر رہے ہیں وہ بھی لغو ہے ف۳ موسیٰؑ نے (یہ بھی) کہا کیا میں خدا کے سوا تمہارے لیے اور کوئی معبود ڈھونڈ نکالوں اور اسی نے تم کو

عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَإِذْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۚ

اوپر عالموں کے اور جب نجات دی ہم نے تم کو لوگوں فرعون کے سے پہنچاتے تھے تم کو برا عذاب

سارے جہان پر بزرگی دی ہے ف۴ اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے چھڑایا وہ تم کو سخت تکلیف دیتے تھے

يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾

مار ڈالتے تھے بیٹوں تمہارے کو اور جیتا چھوڑتے تھے بیٹیوں تمہاری کو اور بیچ اس کے آزمائش تھی پروردگار تمہارے کی طرف سے بڑی

تمہارے بیٹوں کو تو (چن چن کر) مار ڈالتے اور تمہاری عورتوں کو جیتا چھوڑ دیتے اور اس میں تمہارے مالک کا تم پر بڑا احسان ہوا ف۵

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ

اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا اور پورا کیا اس کو ساتھ دس کے پس پورا ہوا وعدہ پروردگار اس کے کا چالیس رات

اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس رات کا وعدہ کیا اور دس راتوں سے اس وعدے کو پورا کیا تو موسیٰؑ کے مالک کا وعدہ چالیس رات کا پورا ہو گیا ف۶

لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ

کا اور کہا موسیٰؑ نے واسطے بھائی اپنے ہارون کے خلیفہ ہو میرا بیچ قوم میری کے اور سنوار لو کام کو اور مت پیروی کیجیو

اور موسیٰؑ (طور پہاڑ کو جاتے وقت) اپنے بھائی ہارون سے کہہ گیا تو میری قوم میں میرا خلیفہ (قائم مقام) رہنا اور اچھی طرح (میل جول اور محبت کے ساتھ) کام چلا

سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ

راہ مفسدوں کی اور جب آیا موسیٰؑ واسطے وعدے ہمارے کے اور کلام کیا اس سے رب اس کے نے کہا اے رب میرے

اور فسادیوں کے رستے پر مت چل ف۷ اور جب موسیٰؑ ہمارے (مقرر کیے ہوئے) وقت پر کوہ طور پر آیا اور موسیٰؑ کے مالک نے اس سے باتیں کیں ف۸ تو موسیٰؑ نے کہا اے

أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ

دکھلا مجھ کو دیکھوں میں طرف تیری کہا اللہ نے ہرگز نہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو ولیکن نظر کر طرف پہاڑ کی پس اگر قائم رہے جگہ

مالک میرے (اپنے تئیں) مجھ کو دکھا میں تجھ کو ایک نظر دیکھوں مالک نے کہا تو مجھ کو (اس دنیا کی آنکھ سے) ہرگز نہ دیکھ سکیگا ف۹ لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو

مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ

اپنی پر پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو پس جب تجلی کی پروردگار اس کے نے طرف پہاڑ کی کیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰؑ

بھی مجھ کو آیندہ دیکھ سکے گا ف۱۰ پھر جب موسیٰؑ کے مالک نے پہاڑ پر تجلی کی تو اس کو چکنا چور کر دیا (ریزہ ریزہ یا زمین کے برابر) اور موسیٰؑ بے ہوش کر

صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٣﴾

بے ہوش پس جب ہوش میں آیا کہا پاکی ہے تجھ کو توبہ کی میں نے طرف تیری اور میں اول ایمان لانے والا ہوں

پڑا جب ہوش آیا تو کہنے لگا تو پاک ہے میں تیری درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ف۱۱ اور میں (اس زمانے میں) سب سے پہلے یقین لاتا ہوں ف۱۲

ف۱ یعنی جو چیز مل گئی اس پر قناعت کرو اور کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہ کرو جو تیری طاقت سے باہر ہے۔ اس سے مقصود موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دینا ہے کہ رویت سے روک دینے پر گرفتہ خاطر نہ ہوں۔ (رازی) ف۲ یعنی تمام احکام و مواعظ جن کی حلال و حرام معلوم کرنے کے سلسلہ میں بنی اسرائیل کو ضرورت پیش آسکتی تھی۔ (کبیر) ف۳ اچھی باتیں یعنی کرنے کے کام ہیں اور بری باتیں جن سے بچنے کا حکم ہے۔ (موضح) یا عزیمت کی راہ اختیار کریں اور وہ کام کرنے کی کوشش کریں جن کا اجر دوسرے کاموں سے زیادہ ہے۔ (کذا فی الکبیر)

قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ

کہا اے موسیٰ تحقیق میں نے برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر لوگوں کے ساتھ پیغاموں اپنے کے اور ساتھ کلام اپنی کے بس پکڑ جو کچھ دیا میں نے تجھ کو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھ کو اپنی پیغمبری اور (بلا واسطہ) ہمکلامی سے لوگوں پر بزرگی دی (یا امتیاز بخشا یا چن لیا) تو جو میں نے تجھ کو دیا وہ لے لے (یعنی پیغمبری)

وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ

اور ہو شکر کرنے والوں سے اور لکھا ہم نے واسطے اس کے بیچ تختیوں کے ہر چیز سے نصیحت اور

اور (خدا کا) شکر کرتا رہ ف۱ اور ہم نے (تورات شریف کی) تختیوں میں موسیٰ کے لیے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی ف۲ تو

تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ

تفصیل واسطے ہر چیز کے پس پکڑ اس کو ساتھ قوۃ کے اور حکم کر قوم اپنی کو کہ عمل کریں ساتھ بہتر اس کے کے شتاب دکھلاؤں گا میں تم کو

(ہم نے موسیٰ سے کہا) ان تختیوں کو زور سے سنبھال اور اپنی قوم سے کہہ دے ان میں جو اچھی باتیں ہیں ان پر عمل کریں ف۳ اور یہ بھی کہہ دے کہ) میں تم کو اب نافرمان

دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ

گھر فاسقوں کا البتہ پھیر دوں گا میں نشانیوں اپنی سے ان لوگوں کو کہ تکبر کرتے ہیں بیچ زمین کے ناحق

لوگوں کا ٹھکانا دکھاتا ہوں ف۴ جو لوگ ناحق زمین میں اکڑے پھرتے ہیں اُن (کے دلوں) کو میں اپنی آیتوں سے (یا اپنی قدرت کی نشانیوں سے) پھیر دوں گا اور (ایسے دل

الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ

اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لاویں ساتھ اُن کے اور اگر دیکھیں راہ بھلائی کی نہ پکڑیں اس کو

پھیر دوں گا) اگر وہ (دنیا جہان کے) سب معجزے دیکھیں تو بھی اُن پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا رستہ دیکھ پائیں تو اُس پر نہ چلیں ف۵

سَبِيْلًا ۚ وَّاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

راہ اور اگر دیکھیں راہ گمراہی کی پکڑیں اس کو راہ یہ بسبب اس کے کہ انہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو

اور اگر گمراہی کا رستہ دیکھ پائیں تو اس پر چلنے لگیں یہ (دلوں کا پھیرنا) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ

اور تھے اُن سے غافل اور جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور ملاقات آخرت کی کو ناپید ہوئے عمل ان کے

اور اُن کی کچھ پرواہ نہ کی ف۶ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو اور آخرت کا دن آنے کو جھٹلایا اُن کا کیا کرایا سب اکارت ہوا ان کو (ف۷) وہی

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ

نہ جزا دیئے جائیں گے مگر جو کچھ کہ تھے کرتے اور پکڑا قوم موسیٰ کی نے پیچھے اس کے گہنوں

بدلہ ملے گا جیسے کام کرتے تھے (یا جو اُن کے کاموں کا بدلہ ہے) (موسیٰ تو طور پہاڑ پر گئے ہوئے تھے) اور موسیٰ کی قوم نے اُن کے پیچھے اپنے زیوروں کا (گلا کر) ایک

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ

ان کے سے بچھڑا گائے کا بدن تھا کہ واسطے اس کے آواز تھی گائے کی کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ وہ نہ بولتا ہے ان سے اور نہ دکھاتا ہے اُن کو راہ

بچھڑا بنا لیا ایک بدن (جیسے گائے کا بدن ہوتا ہے گوشت اور خون کا) آواز بھی گائے کی ف۸ ان لوگوں نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ نہ تو وہ اُن سے بات کرتا ہے اور نہ انکو سیدھا رستہ بتا سکتا ف۹

اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِىْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ

پکڑ لیا اس کو اور تھے وہ ظالم اور جب پشیمان ہوئے بیچ ہاتھوں اپنے کے اور دیکھا انہوں نے یہ کہ وہ تحقیق گمراہ ہوئے

یہ لوگ (صریح) ظلم (اور بے انصافی) کر کے بچھڑا لے بیٹھے اور جب (اُن کے مُنہ) ہاتھوں پر آن پڑے ف۱۰ اور سمجھ گئے کہ انہوں نے غلطی کی (سیدھی راہ سے بھٹک گئے)

ع ۱۷

وقف لازم

ف۴ یعنی اگر تم نے ان باتوں پر عمل نہ کیا تو تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ میری نافرمانی کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے اور انہیں کس قسم کی تباہی و بربادی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ (ابن جریر) بعض نے لکھا ہے کہ دار الفاسقین سے مراد اہل شام ہیں گویا اس میں وعدہ ہے کہ ملک شام تمہارے قبضہ میں آجائے گا۔ (کبیر) یا یہ کہ اگر تم نے نافرمانی کی تو تم کو اسی طرح ذلیل کریں گے جس طرح شام کا ملک ان سے چھین کر تم کو دیا۔ (کذا فی الموضح)

ف۵ یعنی انہیں یہ سزا دوں گا کہ وہ میری عظمت، شریعت اور احکام کو سمجھ نہ سکیں گے اور پھر جاہل بننے کی وجہ سے دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل ہوں گے۔ نیز دیکھئے (سورہ الانعام آیت ۱۱۰) اسی لئے بعض سلفؒ کا قول ہے کہ متکبر شخص علم حاصل نہیں کرسکتا اور جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے ایک ساعت کی ذلت گوارا نہیں کرسکتا وہ جاہل رہ کر ہمیشہ کی ذلت مول لیتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی یہ سب اس کے اپنے کئے کی سزا ہوگی جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم۔ جب وہ خود ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ٹیڑھا کردیا (صف آیت ۵) معلوم ہوا کہ ہدایت و ضلالت اور اسی طرح جنت و دوزخ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ (موضح)

ف۷ یعنی انہوں نے کفر کی حالت میں اگر کوئی نیک عمل کئے بھی مگر خاتمہ کفر پر ہوا تو ان کے تمام اعمال بے کار ہو جائیں گے اور انہیں ان کا کوئی بدلہ نہ ملے گا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ان حکموں کی توفیق نہ ہوگی اور جو اپنی عقل سے کریں گے قبول نہ ہوگا۔ (موضح)

ف۸ یہی قصہ سورہ طٰہٰ میں بھی بیان ہوا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس قبطیوں کے زیورات تھے جنہیں وہ مصر سے نکلتے وقت اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تو ان میں سے ایک شخص سامری نے ان سے یہ زیورات لے لئے اور انہیں آگ میں گلا کر بچھڑے کی شکل کا ایک مجسمہ بنا ڈالا۔ اس آیت میں اس مجسمہ کے بنانے کو خود بنی اسرائیل کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ سامری نے ان کی اجازت اور رضامندی سے بنایا تھا اور وہ اپنے لئے اس قسم ایک معبود کی خواہش رکھتے تھے۔ (ابن کثیر۔ کبیر) مفسرینؒ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ بچھڑا واقعی گوشت پوست اور خون کا بن گیا تھا اور اس میں جان پڑ گئی تھی یا وہ محض ایک مجسمہ رہا جس میں ہوا داخل ہوتی یا داخل کی جاتی تو اس سے بچھڑے کی سی آواز نکلتی تھی؟ جو مفسرینؒ اس کے واقعی جاندار بچھڑا ہونے کے قائل ہیں وہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ حضرت موسیٰؑ کے پاس گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ سامری نے انہیں دیکھ لیا اور ان کے گھوڑے کے پاؤں تلے کی کچھ مٹی لے لی اور انہوں نے آیت سورہ طٰہٰ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول۔ کے یہی معنی کئے ہیں۔ چنانچہ اس مٹی کو جب انہوں نے بچھڑے کے اس مجسمہ پر ڈالا تو وہ سچ مچ کا بچھڑا بن گیا لیکن یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے اس لئے علما نے کوئی قطعی بات کہنے سے احتراز کیا ہے۔ (ابن کثیر) نیز دیکھئے (سورہ طٰہٰ آیت ۸۸، ۹۶)

ف۹ پھر وہ خدا کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر بالفرض اس میں جان بھی پڑ گئی ہے تو وہ ایک حیوان عاجز ہے۔ معلوم ہوا کہ الٰہ کے لئے متکلم اور ہادی ہونا ضروری ہے۔ متکلم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ صاحب امر و نہی ہو اور ہادی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے ہدایت پر قدرت ہو۔ (رازی)

ف۱۰ یعنی نادم ہوئے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے میقات سے لوٹنے کے بعد کا واقعہ ہے۔ (قرطبی)

ف۱ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو طور پر خبر دے دی تھی کہ سامری نے آپ کے بعد آپ کی قوم کو گمراہ کر دیا ہے۔ (دیکھئے سورہ طٰہٰ آیت ۸۵) ف۲ یعنی میں جاتے وقت تم کو کہہ گیا تھا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں میری نصیحتوں پر کاربند رہنا اور کوئی نئی حرکت نہ کر بیٹھنا۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام لے کر آؤں گا مگر جب میں مقررہ میعاد (۳۰ دن) تک واپس نہ آیا تو تم نے سمجھ لیا کہ میں مر کھپ گیا ہوں۔ اس پر تم نے دین میں ایک بدعت ایجاد کر لی کہ خدا پر ایمان کے ساتھ بچھڑے کی بھی پوجا کرنے لگے۔ اس طرح میرے بعد تم بہت بُرے خلیفہ ثابت ہوئے ہو یا تم نے بہت بُرا کام کیا ہے۔ (المنار۔ کبیر)

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ

کہا انہوں نے اگر نہ رحم کرے گا ہم کو رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا

تو کہنے لگے اگر ہمارا مالک ہم پر رحم نہ کرے گا اور (ہمارے گناہ) نہ بخشے گا تو بے شک ہم تباہ ہو جائیں گے اور جب موسیٰؑ (یہ خبر سن کر) غصے میں

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ

موسیٰ طرف قوم اپنی کی غصے سے پچھتاتا ہوا کہا بُرا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے

بھرا ہوا رنج کرتا ہوا اپنی قوم کی طرف لوٹا تو کہنے لگا تم نے میرے پیچھے یہ کیا بُری حرکت کی کیا تم اپنے مالک کے وعدے سے بھی نشتابی کر بیٹھے ف۲

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ

کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا کھینچتا تھا اُس کو طرف اپنی

(چالیس راتیں بھی پوری نہ ہونے دیں) اور تختیاں (مارے غصہ کے ایک طرف) ڈال دیں اور اپنے بھائی (ہارون) کا سر پکڑ کر کھینچنے لگا (یعنے اُن کے بال اور داڑھی کو)

قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۡ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ

کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتواں سمجھا مجھ کو اور نزدیک تھے کہ مار ڈالیں مجھ کو پس مت خوش کر ساتھ میرے

ہارون کہنے لگا میرے ماں جائے بھائی ف۳ ان لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں ف۴ تو (میری بے عزتی کر کے دشمنوں کو مجھ

الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ

دشمنوں کو اور مت کر مجھ کو ساتھ قوم ظالموں کے کہا اے پروردگار میرے بخش مجھ کو اور بھائی میرے کو

پر مت ہنسا اور ان گنہگاروں کے ساتھ مجھ کو مت سان ف۵ جب ہارونؑ نے یہ سب حال موسیٰ کو سنایا تو موسیٰ لگے دعا کرنے (موسیٰ نے

وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ

اور داخل کر ہم کو بیچ رحمت اپنی کے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے تحقیق جنہوں نے پکڑا بچھڑا

کہا مالک میرے مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے ف۶ اور ہم کو اپنی رحمت میں شریک کر لے اور تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) بیشک جو لوگ بچھڑا

سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

البتہ پہنچے گا اُن کو غصہ پروردگار اُن کے سے اور ذلت بیچ زندگانی دنیا کے اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم

لے بیٹھے (اُس کو پوجنے لگے) اُن پر اُن کے مالک کا اب غضب اُترے گا ف۷ اور دنیا ہی کی زندگی میں ذلیل ہوں گے اور ہم جھوٹ باندھنے والوں کو

الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ

جھوٹ باندھنے والوں کو اور جنہوں نے عمل کیے بُرے پھر توبہ کی پیچھے اس کے اور ایمان لائے

ایسی ہی سزا دیتے ہیں ف۸ اور جن لوگوں نے بُرے کام کیے پھر اُن کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو بیشک تیرا مالک توبہ کے بعد (یا اُن گناہوں کے بعد جن سے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ

تحقیق پروردگار تیرا پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب چپکا ہوا موسیٰ سے غصہ

توبہ کی ہے) البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب موسیٰؑ کا غصہ دب گیا تو اُس نے تختیاں اٹھا لیں (جن کو غصے میں ایک

اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ښ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

لیں تختیاں اور بیچ لکھے اُن کے کے ہدایت تھی اور رحمت تھی واسطے ان کے کہ وہ پروردگار اپنے سے ڈرتے ہیں

طرف پھینک دیا تھا) اور ان میں جو لکھا تھا وہ ہدایت اور رحمت تھی اُن لوگوں کے لیے جو اپنے مالک سے ڈرتے ہیں ف۹

ع ۱۱ / ۸

ف۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارونؑ کے سگے بھائی ہی تھے مگر حضرت ہارونؑ نے ان کی شفقت حاصل کرنے کے لئے "یا ابن ام" کہا ہے۔

ف۴ یعنی میں نے ان کو بچھڑے کی پوجا سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ (دیکھئے سورہ طٰہٰ آیت ۹۰) مگر یہ لوگ مجھے مارنے پر پل پڑے اور خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں یہ مجھ کو قتل ہی نہ کر ڈالیں۔

ف۵ یعنی یہ نہ سمجھو کہ میں بھی ان کے جرم میں شریک ہوں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ شماتت اعدا یعنی اس بات سے ہمیشہ پناہ مانگتے کہ کسی مصیبت پر دشمنوں کو خوشی حاصل ہو۔ (بخاری)

ف۶ یعنی میری اس زیادتی کو معاف فرما جو مجھ سے غصہ کی حالت میں ہارونؑ کو ڈانٹنے میں ہوئی اور ہارون علیہ السلام کی اس کوتاہی سے درگزر فرما جو ممکن ہے ان سے لوگوں کو سنبھالنے میں ہوئی ہو۔

ف۷ اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب یہ ہوا کہ جب تک ان میں سے بعض نے بعض کو قتل نہیں کیا اس وقت تک ان کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ نیز دیکھیے سورہ بقرہ آیت ۵۴۔ (قرطبی)

ف۸ ابو قلابہؒ نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا، قیامت تک ہر مفتری کی یہی سزا ہے امام مالکؒ اور سفیان بن عیینہؒ نے کہا ہے کہ "مفترین" کے معنی "مبتدعین" یعنی اہل بدعت کے ہیں اور ہر بدعتی قیامت تک ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔ (قرطبی۔ معلم)

ف۹ بعض علمائے تفسیر سے منقول ہے کہ وہ "الواح" ٹوٹ گئی تھیں مگر ان تختیوں کا ٹوٹنا صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ قرآن میں القیٰ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ڈال دینے کے ہیں۔ اس سے ٹوٹنا لازم نہیں آتا بلکہ قرآن کے پیرایہ بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے وہ "الواح" صحیح و سالم حالت میں دوبارہ اٹھالیں۔ (کبیر)

ف۱ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ ایک مقررہ وقت پر قوم کے ستر نمائندوں کے ساتھ کوہ طور پر حاضر ہوں تاکہ قوم کی طرف سے گوسالہ پرستی کے جرم کی معافی مانگیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان ستر نمائندوں کا انتخاب فرمایا اور مقررہ وقت پر کوہ طور پہنچ گئے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) ف۲ اس زلزلہ یا صاعقہ کا سبب نہ تو قرآن کی کسی آیت میں مذکور ہے اور نہ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے کوئی حدیث ثابت ہے۔ مفسرینؒ کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ دعا کی: "یا اللہ ہمیں وہ چیز دے جو تو نے نہ پہلے کسی کو دی اور نہ آئندہ کسی کو دے گا۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئی۔ سُدّیؒ کہتے ہیں: جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے: اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً" اس پر یہ عذاب نازل ہوا۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ زلزلہ ان پر ہیبت زدہ ہونے کی وجہ سے طاری ہو گیا تھا۔ بعض مفسرینؒ کا خیال ہے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے علما تھے۔ انہوں نے عام لوگوں کو بچھڑے کی پوجا سے منع نہ کیا تھا اسلئے جونہی یہ کوہ طور پر پہنچے انہیں زلزلہ یا بجلی نے آدبایا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان اقوال میں سے کسی ایک کو قطعی نہیں کہہ سکتے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ

اور چن لیے موسیٰ نے قوم اپنی سے ستر مرد واسطے وعدے ہمارے کے پس جب پکڑا ان کو زلزلہ نے کہا موسیٰ نے

اور موسیٰ نے ہمارے وعدے پر لانے کیلئے اپنی قوم میں سے ستر مردوں کو چنا ف۱ جب زلزلے (یا بجلی) نے اُن کو آدبایا ف۲ تو موسیٰ نے عرض کی

رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ

اے رب میرے اگر چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو پہلے اس سے اور مجھ کو بھی کیا ہلاک کرتا ہے تو ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ کیا بیوقوفوں نے

مالک میرے اگر تو چاہتا تو ان سب کو مجھ سمیت پہلے ہی ہلاک کر دیتا ف۳ کیا ہم ہی سے چند بیوقوفوں نے جو ایک حرکت کی تو اس کی سزا میں ہم کو ہلاک کرتا ہے ف۴

مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ

ہم میں سے نہیں یہ مگر فتنہ تیرا یعنی آزمائش تیری گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے

یہ سب کچھ نہیں تیری آزمائش ہے ف۵ تو جس کو چاہتا ہے اس آزمائش سے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لگاتا ہے (بہرحال) تو ہی ہمارا سنبھالنے والا

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ

تو ہے دوست ہمارا پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو اور تو بہتر بخشنے والا ہے اور لکھ واسطے ہمارے بیچ اس

(کام بنانے والا وارث) ہے تو ہمارے قصور معاف کر اور ہم پر رحم کر اور سب بخشنے والوں میں تو بہتر بخشنے والا ہے ف۶ اور اس دنیا میں ہمارے لیے بھلائی لکھ دے

الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ

دنیا کے نیکی اور بیچ آخرت کے تحقیق ہم نے توبہ کی طرف تیری کہا عذاب میرا پہنچاتا ہوں اس کو جس کو

(مثلاً تندرستی مالداری) اور آخرت میں بھی (مثلاً جنت اور وہاں کی نعمتیں) ہم تو تیری طرف رجوع ہوئے اللہ نے فرمایا میرا عذاب جو ہے تو جس پر میں چاہتا ہوں اس پر اتارتا

مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ

چاہوں اور رحمت میری نے سما لیا ہر چیز کو پس البتہ لکھوں گا میں اس کو واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں اور

ہوں اور میری مہربانی تو ہر چیز پر ہے (آدمی جانور درخت پتھر سب پر) ف۷ اب میں اپنی مہربانی (آخرت میں) اُن لوگوں کیلئے لکھ دوں گا جو گناہ اور شرک سے بچے رہتے ہیں اور

الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ

دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو لوگ کہ وہ ساتھ نشانیوں ہماری کے ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی ہے ان پڑھا

(فرض) زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ف۸ اور جو ہماری آیتوں پر یقین لاتے ہیں ف۹ یہ لوگ وہ ہیں ف۱۰ جو اس پیغمبر ان پڑھ نبی یعنی حضرت محمدؐ کی ف۱۱ پیروی

الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ

وہ جو پاتے ہیں اس کو لکھا ہوا نزدیک اپنے بیچ توریت کے اور انجیل کے حکم کرتا ہے ان کو

کرتے ہیں جس کا ذکر اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ف۱۲ وہ اُن کو اچھے کام

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

ساتھ بھلائی کے اور منع کرتا ہے ان کو نامعقول چیز سے اور حلال کرتا ہے واسطے ان کے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتا ہے اوپر ان کے

کرنے کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہے اور ستھری (پاکیزہ) چیزیں اُن کے لیے حلال کرتا ہے اور پلید (ناپاک) چیزیں اُن پر حرام کرتا

الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ

ناپاک چیزیں اور اُتار رکھتا ہے اُن سے بوجھ اُن کے اور طوق جو تھے اوپر اُن کے پس جو لوگ کہ

ہے ف۱۳ اور اُن پر سے بوجھ اُتار دیتا ہے اور وہ پھندے (کھول دیتا ہے) جو ان پر پڑے تھے ف۱۴ پھر جو لوگ اس پیغمبر پر

ف۳ یعنی نکلنے سے پہلے تاکہ بنی اسرائیل ان کی ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے اور مجھ پر الزام نہ رکھ سکتے کہ میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے چونکہ ایسا نہیں ہوا اسلئے انہیں ابھی ہلاک نہ فرما۔ (ازموضح)

ف۴ "حرکت" سے مراد اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ بھی ہو سکتا ہے اور بچھڑے کی پوجا بھی۔ اگر مراد بچھڑے کی پوجا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بنی اسرائیل کے سمجھدار لوگوں نے بچھڑے کی پوجا نہ کی تھی بلکہ اس جرم کا ارتکاب ان کے صرف جاہل عوام نے کیا تھا اور اس وقت انہی کی اکثریت تھی۔

ف۵ یعنی جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی یا تجھے آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ حقیقت میں یہ سب کام تیری طرف سے ایک آزمائش تھے تو جس طرح چاہتا ہے امتحان لیتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی تیرے سوا اور کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی میرا عذاب تو صرف ان کافروں اور نافرمانوں کے لئے مخصوص ہے جنہیں ان کی نافرمانی پر سزا دینا چاہتا ہوں کیونکہ عذاب دینا میری صفات میں سے نہیں ہے بلکہ وہ محض میرا ایک فعل ہے جو صفت "عدل" کے تقاضے میں ظاہر ہوتا ہے۔ میری اصل صفت اور نظام کائنات میں اصل کارفرما چیز رحمت ہے جس سے کائنات کی ہر چیز فیض یاب ہو رہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دعا کی اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا اس پر آپؐ نے فرمایا: لقد تحجرت واسعاً کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت واسع کو محدود کر دیا۔ (ابن کثیر) اگر اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرح اس کی رحمت بھی خاص نیکوکاروں کے لئے ہوتی اور کفر و نافرمانی پر فوراً مواخذہ ہوتا تو روئے زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا۔ (فاطر: ۴۵)

ف۸ یعنی جو ان صفات سے متصف ہوں گے اور وہ اُمت محمد صلعم ہے۔ (ابن کثیر) دوسرے ارکان و فرائض کو چھوڑ کر خاص طور پر زکوٰۃ کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہودیوں میں مال کی محبت پائی جاتی تھی اور اس بنا پر وہ جتنی کوتاہی ادائے زکوٰۃ میں کرتے تھے کوئی اور فریضہ ادا کرنے میں نہ کرتے تھے۔

ف۹ یہ آیت تمام احکام شریعت پر حاوی ہے۔ تقویٰ، زکوٰۃ (حقوق مالی)، الصلوٰۃ (حقوق بدنی)، اور ایمان میں ہر قسم کی طاعت آ جاتی ہے۔ (رازی) یہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا جواب ختم ہو گیا۔ اب اگلی آیت سے موقع کی مناسبت سے یہود و نصاریٰ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ دنیا و آخرت میں رحمت الٰہی کے حصول کے لئے مندرجہ بالا صفات کے علاوہ "نبی" کی پیروی بھی ضروری ہے۔ (کبیر)

ف۱۰ یعنی اس زمانہ میں میری رحمت کے خاص طور پر مستحق وہ ہیں..... (قرطبی)

ف۱۱ یہاں آنحضرتؐ کی "صفات تسعہ" مذکور ہیں اور "ان پڑھ نبی" کے لفظ سے یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ ان پڑھ ہونے کے باوجود آپ میں جو کمال علم پایا جاتا ہے وہ آپؐ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ چنانچہ "علوم نبوت" جو احادیث کی شکل میں موجود ہیں ان کو پڑھ کر عرب جیسی ان پڑھ قوم دنیا کی انتہائی تعلیم یافتہ اور مہذب ترین قوموں کی رہنما بن گئی۔ ف۱۲ آج بھی تورات و انجیل میں وہ مقامات موجود ہیں جن میں بنی اسرائیل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھئے استثنا باب ۱۸ آیت ۱۷-۲۲، باب ۳۲ آیت ۲۱۔ باب ۳ آیت ۱-۲ متی۔ باب ۴ آیت ۱۲-۲۳ وغیرہ "مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر المنار) ف۱۴ یعنی جو طیب چیزیں ان پر ان کے گناہوں کی وجہ سے حرام کر دی گئی تھیں یا انہوں نے خود انہیں اپنے اوپر حرام کر لیا تھا جیسے اونٹ کا گوشت

اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ

ایمان لائے ساتھ اس کے اور قوت دی اس کو اور مدد کی اس کی اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے ساتھ اس کے یہ لوگ

ایمان لائے اور اُس کی عزت کی اور اُس کی مدد کی اور اُس نور پر چلے جو اُس کے ساتھ اُتارا گیا ف۱ یہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨ الَّذِيْ

وہ ہیں فلاح پانے والے کہہ اے لوگو تحقیق میں پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ کا طرف تمہاری سب کی وہ جو واسطے

مراد پانے والے ہیں (اے پیغمبرؐ) کہہ دے میں تم سب لوگوں کی طرف (عرب ہوں یا عجم) اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں ف۲ جس کی

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے بس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور

آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اُس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے تو (لوگو) اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے

رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ

رسول اس کے کے جو نبی ہے ان پڑھا وہ جو ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے اور باتوں اس کی کے اور پیروی کرو اس کی تو کہ تم

پیغمبر اَن پڑھ نبی پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ اور اس کی باتوں پر یقین رکھتا ہے ف۳ اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ

راہ پاؤ اور قوم موسیٰؑ کی سے ایک جماعت ہے کہ ہدایت کرتی ہے ساتھ حق کے اور ساتھ اس کے عدل کرتے ہیں اور

راہ پاؤ ف۴ اور موسیٰ کی قوم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو سچی بات بتلاتے ہیں اور سچائی کے ساتھ (لوگوں کا) انصاف کرتے ہیں ف۵ اور ہم

قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ

کاٹے ہم نے ان میں سے بارہ قبیلے بڑی بڑی جماعتیں اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ کی جب پانی مانگا اس سے قوم اس کی نے

نے بنی اسرائیل کے ٹکڑے کیے بارہ قبیلے (یعنے بارہ دادوں کے پوتے) بارہ گروہ اور جب موسیٰ کی قوم نے اُن سے پانی مانگا تو ہم نے موسیٰ

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ

یہ کہ مار ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو پس پھوٹے اس میں سے بارہ چشمے تحقیق

کو حکم دیا اپنی لکڑی پتھر پر مار مارتے ہی بارہ چشمے اُس میں سے پھوٹ نکلے ہر قبیلے نے

عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ

جان لیا ہر شخص نے گھاٹ اپنا اور سایہ بان کیا ہم نے اُوپر ان کے بادل کا اور اتارا ہم نے اُوپر اُن کے من

اپنا گھاٹ (پانی لینے کا مقام) معلوم کر لیا اور ہم نے اُن پر ابر کا سایہ کیا ف۶ اور اُن پر من اور سلویٰ اتارا (اور ہم نے

وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور سلویٰ کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو اور نہ ظلم کیا انہوں نے ہم پر ولیکن تھے جانوں اپنی کو

اُن سے کہا) جو مزے مزے کے کھانے ہم نے تم کو دیئے ہیں وہ کھاؤ اور انہوں نے (نافرمانی کر کے) ہمارا کچھ نہ بگاڑا بلکہ اپنا نقصان آپ کرتے

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

ظلم کرتے اور جب کہا گیا واسطے ان کے رہو تم اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں چاہو تم

رہے اور جب اُن سے کہا گیا اس گاؤں (بیت المقدس یا اریحا) میں جا کر رہو اور وہاں کی چیزیں (جو اس گاؤں میں پیدا ہوتی ہیں) جہاں چاہو کھاؤ

المنزل ۲

اور چربی وغیرہ) وہ انہیں حلال قرار دیتا ہے اور جن ناپاک چیزوں کو انہوں نے حلال قرار دے رکھا تھا (جیسے سؤر کا گوشت اور شراب وغیرہ) وہ انہیں حرام قرار دیتا ہے اور پھر جو چیز بھی شریعت نے حلال قرار دی ہے وہ طیب ہی ہے اور جو حرام قرار دی ہے وہ خبیث ہی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۵ یعنی ان کے علما نے ان پر جو خود ساختہ پابندیاں لگا کر دین میں تنگی پیدا کر رکھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پابندیوں کو توڑ کر دین میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔ احادیث میں ان سہولتوں کا تفصیل سے ذکر ملتا ہے جو اسلام میں امت محمدیؐ کو خاص طور پر حاصل ہوئی ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے جوامع کلمات سے ان کو بیان بھی فرما دیا ہے جیسے فرمایا: بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ کہ مجھے آسان حنیفی دین دے کر بھیجا گیا ہے۔ نیز فرمایا: اَلدِّيْنُ يُسْرٌ کہ دین میں آسانی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِي الْاِسْلَامِ کہ اسلام میں مضرت رسانی بالکل ممنوع ہے۔ نیز آپ صحابہؓ کرام کو ہمیشہ تلقین فرماتے يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا کہ احکام میں سہولت کو سامنے رکھو تنگی پیدا نہ کرو۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی قرآن پر یا قرآن اور سنت دونوں پر۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۲ یعنی میری رسالت عالمگیر ہے اور دائمی بھی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے اس پر ایمان لائے۔ اور حدیث میں ہے: بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً کہ میں سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ یہاں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ سے خطاب اور جميعاً سے تاکید صراحت کے ساتھ اس پر دال ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی قرآن پاک یا اس کی نازل کردہ تمام کتابوں پر۔ (روح المعانی)

ف۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی یہ ہے کہ زندگی۔ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ کے ہر گوشہ میں آپؐ ہی کی ہدایت اور نقش قدم پر چلا جائے اور اس میں اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے علاوہ ہدایت کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

نیز دیکھیے۔ (سورہ النجم آیت ۳-۴)

ف۵ مراد ہیں وہ یہودی جو توراۃ پر قائم رہے یا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی۔ (کبیر)

ف۱ یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا ہے آگے سارا ملک ملے گا۔ (موضح) یا مطلب یہ ہے کہ گناہ معاف کرنے کے علاوہ ان کے درجے بھی بلند ہوں گے۔ (دیکھئے سورہ البقرہ آیت ۵۸) ف۲ اکثر مفسرینؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس قریہ (شہر) سے مراد "ایلۃ" (یا ایلات) ہے جو بحرِ قلزم کے ساحل پر مدین اور طور کے درمیان واقع ہے۔ (کبیر) یہ شہر بحرِ قلزم کے مانند خلیج عقبہ میں اس جگہ واقع تھا جہاں اب اردن کی بندرگاہ عقبہ پائی جاتی ہے۔ اس کے قریب خلیج عقبہ ہی میں یہودیوں نے جو نئی بندرگاہ بنائی ہے اس کا نام انہوں نے "ایلات" ہی رکھا ہے۔ تفہیم القرآن کے حاشیہ نمبر ۱۲۴ پر لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانۂ عروج میں یہ شہر بڑا اہم تجارتی مرکز تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنے بحرِ قلزم کے جنگی و تجارتی بیڑے کا صدر مقام اسی شہر کو بنایا تھا۔ (ج ۲ ص ۸۹)

وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾

اور کہو جھاڑ تو گناہ ہمارے اور داخل ہوؤ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے بخشیں گے ہم خطائیں تمہاری البتہ زیادہ دیں گے ہم احسان کرنے والوں کو

اور حِطّۃٌ کہو اور دروازے میں جھک کر جاؤ ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے (نہیں صرف گناہ نہیں بخشے جائیں گے) نیکوں کو اور زیادہ (نعمتیں) ہم دیں گے ف۱

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

پس بدل ڈالا جنہوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے بات کو سوائے اس کے جو کہی گئی تھی واسطے اُن کے پس بھیجا ہم نے اُوپر اُن کے

تو جو لوگ اُن میں ظالم (بےانصاف شریر گنہگار) تھے انہوں نے اُس بات کو چھوڑ کر جو اُن کو بتلائی گئی تھی کچھ اور کہنا شروع کیا (کہنے لگے حنطۃ فی شعیرۃ) آخر ہم نے اُن کی

رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ

عذاب آسمان سے بسبب اس چیز کے کہ تھے ظلم کرتے اور سوال کر اُن کو بستی سے جو تھے اُوپر

شرارت کی سزا میں اُن پر آسمان سے عذاب اُتارا اور (اے پیغمبر) ان یہودیوں سے اُس گاؤں کا حال تو پوچھ جو سمندر (بحرِ قلزم) کے کنارے پر آباد تھا

حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ

کنارے دریا کے جب تعدی کرتے تھے بیچ ہفتے کے جب آتی تھیں اُن کے پاس مچھلیاں اُن کی جس دن ہفتہ کرتے تھے

ف۲ جب (اُن کے باپ دادا) ہفتہ کے دن (خدا کی نافرمانی کرتے تھے ف۳ جب اُن کا ہفتہ کا دن ہوتا تو مچھلیاں (پانی پر تیرتی ہوئیں) اُن کے سامنے

شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾

ظاہر اور جس دن نہ ہفتہ کرتے تھے نہ آتی تھیں اُن کے پاس اسی طرح آزمائش کرتے تھے ہم اُن کی بہ سبب اس کے کہ تھے فسق کرتے

آجاتیں ف۴ اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا (اور کوئی دن ہوتا) تو نہ آتیں اُن کے گناہوں کے سبب سے ہم اُن کو اس طرح آزمانے لگے ف۵

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اور جب کہا ایک جماعت نے ان میں سے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو اس قوم کو کہ اللہ ہلاک کرنے والا ہے اُن کو یا عذاب کرنے والا ہے اُن کو عذاب

اور جب گاؤں والوں میں سے ایک گروہ نے کہا ف۶ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت عذاب کرنے والا ہے ف۷ اُن کو تم

شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ

سخت کہا انہوں نے واسطے عذر کرنے کے طرف رب تمہارے کی اور شاید کہ وہ بچیں پس جب بھول گئے جو کچھ کہ نصیحت کیے گئے تھے ساتھ اس

کیوں سمجھاتے ہو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ورثہ سے الزام اُتار نے کو اور (یہ بھی خیال ہے) شاید وہ لوگ (سمجھانے سے) باز آجائیں پھر جب بھول

أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ

کے نجات دی ہم نے ان لوگوں کو کہ منع کرتے تھے بُرائی سے اور پکڑا ہم نے اُن کو جو وہ ظلم کرتے تھے ساتھ عذاب بُرے کے بہ سبب

گئے جو اُن کو سمجھایا گیا تھا تو ہم نے بُرے کام سے منع کرنیوالوں کو (جو لوگ خاموش تھے اُن کو بھی) بچا لیا اور جن لوگوں نے گناہ کیا تھا اُن کو اُن کی نافرمانی کے بدلے سخت عذاب

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً

اُس کے کہ تھے فسق کرتے پس جب سرکشی کی اس چیز سے کہ منع کیے گئے تھے اس سے کہا ہم نے اُن کو ہو جاؤ بندر

میں پھانس لیا ف۸ پھر جب وہ منع کیے ہوئے کام میں حد سے بڑھ گئے (اور منع کرنیوالوں کی ایک نہ سنی) تو ہم نے حکم دے دیا دھتکارے ہوئے بندر بن

خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ

ذلیل اور جب پکار دیا پروردگار تیرے نے البتہ بھیجے گا اُوپر اُن کے تا روز قیامت وہ شخص کہ پہنچاوے اُن کو

جاؤ ف۱۰ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب تیرے مالک نے (بنی اسرائیل کو) جتلا دیا (یا فیصلہ کر لیا اور حکم دے دیا) کہ وہ ضرور قیامت تک اُن پر ایسے لوگوں کو حاکم کرے گا جو اُنکو بڑی تکلیفیں

ف۳ فریب اور حیلہ سازی سے مچھلیوں کا شکار کرتے تھے انہیں حکم تو یہ تھا کہ اس دن کی تعظیم کریں اور اس میں شکار وغیرہ سے باز رہیں مگر انہوں نے دریا کے کنارے سے پانی کاٹ کر حوض تعمیر کر لئے جب ہفتہ کے دن ان حوضوں میں مچھلیاں آجاتیں تو ان کا راستہ بند کر دیتے اور اتوار کے دن پکڑ لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی حرام کا ارتکاب کرنے کے لئے حیلہ سازی بھی حرام ہے حدیث میں ہے: لا ترتکبوا ما ارتکب الیھود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل۔ کہ یہود کی طرح شریعت میں حیلے نکال کر اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال مت سمجھو (ابن کثیر) بائیبل کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ "سبت" کے دن ان کو مکمل طور پر کاروبار بند رکھنے کا حکم تھا مگر وہ اس کی خلاف ورزیاں کرتے رہتے تھے۔

ف۴ یا پانی سے سر نکالے ہوئے آجاتیں۔

ف۵ یعنی ان کے فسق و فجور کی وجہ سے ان پر یہ سختی کی گئی تھی۔

ف۶ یعنی اس بستی کے نیک لوگوں میں سے ایک گروہ نے ان لوگوں سے کہا جو اس حیلہ سازی سے شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے۔ جمہور مفسرینؒ کا خیال ہے کہ اس بستی کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ایک ظالم جو حیلہ سازی سے ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار کرتے تھے۔ دوسرا گروہ وہ جو ان کو ایسا کرنے سے منع کرتا تھا اور تیسرا گروہ وہ جو خود اگرچہ نیک تھا لیکن دوسروں کو برائی سے منع نہیں کرتا تھا۔ پس یہاں "امۃ" سے مراد یہی تیسرا گروہ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی کیوں ان کے سمجھانے میں وقت ضائع کرتے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں عذاب لکھ دیا ہے تو تم انہیں کیسے بچا لو گے مطلب یہ ہے کہ خود نیکی کرتے رہو اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ (ماخوذ از ابن کثیر)

ف۸ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں بھی اس جرم میں پکڑ لے کہ تم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ سے دست کش ہو کر کیوں بیٹھ گئے تھے۔

ف۹ یہ بعض مفسرینؒ کا خیال ہے کہ صرف اہل معصیت ہی ہلاک ہوئے اور باقی دونوں گروہ بچ گئے جیسا کہ مروی ہے کہ جب حضرت عکرمہؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے یہ خیال پیش کیا کہ سکوت اختیار کرنے والے بھی بچ گئے تھے کیوں کہ وہ ان کی برائی پر کراہت کا اظہار کرتے تھے اور انہوں نے بھی ارتکاب کرنے والوں کی مخالفت کی تھی تو حضرت ابن عباسؓ نے ان کو خلعت پہنایا اور بعض مفسرینؒ کہتے ہیں کہ صرف وہی گروہ عذاب سے محفوظ رہا جو دوسروں کو منع کرتا تھا باقی سب ہلاک کر دیئے گئے۔ یہ قول بھی حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور "اسناد جید" کے ساتھ ثابت ہے مگر پہلا قول صحیح ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر حضرت ابن عباس کا یہ دوسرا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ولکن رجوعہ الی قول عکرمۃ فی نجاۃ الساکتین اولیٰ من القول بھذا لانہ تبین حالھم بعد ذلک۔ نیز حافظ ابن کثیرؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن نے منع کرنے والوں کی نجات اور ظالموں کی ہلاکت کی تو تصریح کر دی ہے مگر سکوت کرنے والوں سے سکوت ہی اختیار کیا ہے "لان الجزاء من جنس العمل" لہٰذا وہ نہ مدح کے مستحق ہیں اور نہ مذمت کے واللہ اعلم۔ (ج ۲ ص ۲۵۷)

تنبیہ۔ برائی کو دیکھ کر اس سے سکوت اختیار کرنا اس صورت میں جرم ہوتا ہے جب اس برائی سے کراہت نہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب کسی قوم میں منکرات کا ارتکاب ہو رہا ہو اور باوجود قدرت کے دوسرے لوگ منع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب سب پر آجاتا ہے۔ مزید دیکھئے سورۃ انفال آیت ۲۵)

ف۱۰ مفسرینؒ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا وہ واقعی بندر بنا دیئے گئے تھے یا ان میں صرف بندروں جیسی صفات پیدا کر دی گئی تھیں۔ بظاہر نظم قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ مسخ ہونا اخلاقی نہیں بلکہ جسمانی تھا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مسخ ہونے کے بعد وہ صرف تین دن زندہ رہے اور ان کی کوئی نسل نہیں چلی۔ (ابن کثیر) بعض کہتے ہیں کہ پہلے ان پر نافرمانی کی وجہ سے عذاب بھیجا گیا جیسا کہ یہاں "بعذاب بئیس" فرمایا ہے لیکن جب اس پر بھی ملزنہ آئے تو انہیں مسخ کی سزا دی گئی اور بعض کہتے ہیں کہ "عذاب بئیس" سے مراد یہی مسخ ہے واللہ اعلم۔ (فتح القدیر)

سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ

بُرا عذاب تحقیق پروردگار تیرا البتہ جلد عذاب کرنے والا ہے اور تحقیق وہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کیا ہم نے ان

دیتے رہیں گے ف۱ بیشک تیرا مالک جلد سزا دینے والا ہے اور (اس کے ساتھ ہی) وہ بیشک بخشنے والا مہربان (بھی) ہے اور ہم نے بنی اسرائیل کے

فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ

کو بیچ زمین کے جماعتیں بڑی بعضے ان میں سے نیک کار ہیں اور بعضے ان میں سے سوائے اس کے یعنی بدکار اور آزمایا ہم نے ان کو ساتھ بھلائیوں کے

ٹکڑے کرکے ساری زمین میں اُن کے گروہ گروہ کر دیئے ف۲ کچھ تو ان میں سے نیک ہیں (وہ جو حضرت محمدؐ پر ایمان لائے) اور کچھ اور طرح کے ف۳ اور ہم نے اُن کو اچھے اور بُرے (دونوں طرح

وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ

اور برائیوں کے تو کہ وہ پھر آویں پھر جگہ پر بیٹھے ان کی پیچھے ان سے بُرے جانشین کہ وارث ہوئے کتاب کے

سے آزمایا ف۵ اس لیے کہ وہ ہماری طرف رجوع ہوں ف۶ پھر اُن کے بعد نالائق اولاد اُن کی جائے پر تورات کے وارث بنے یہ تو دنیائے دوں (ذلیل دنیا) کا سامان

يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ

لے لیتے ہیں اسباب جو ناقص ہے یعنی حرام اور کہتے ہیں البتہ بخشا جاوے گا واسطے ہمارے اور اگر آوے اُن کے پاس اسباب

لینے لگے (رشوت کھا کر خدا کے احکام بدلنے لگے) اور کہتے ہیں کہ ہماری مغفرت ہو جائے گی ف۸ اور اگر ویسا ہی سامان پھر آئے

مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ

مانند اُس کی لے لیویں اُس کو کیا نہیں لیا گیا اوپر ان کے عہد کتاب میں یہ کہ نہ بولیں اوپر اللہ تعالٰے کے

تو پھر لے لیں ف۹ کیا اُن لوگوں سے تورایت کا اقرار نہیں لیا گیا (یعنے جو اقرار تورایت میں لکھا ہے) کہ اللہ پر کوئی بات نہ لگائیں گے مگر وہی جو سچ ہے (جو اللہ تع

اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٩﴾

مگر سچ اور پڑھا انہوں نے جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے اور گھر پچھلا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے تم

نے سچ فرمائی ہے) حالانکہ اُن لوگوں نے جو اُس میں لکھا ہے وہ پڑھ لیا ہے ف۹ اور پرہیزگاروں کے لیے آخرت کا گھر (کہیں) بہتر ہے کیا تم کو عقل نہیں

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٧٠﴾

اور جو لوگ محکم پکڑتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو تحقیق ہم نہیں ضائع کرتے ثواب نیکی کرنے والوں کا

اور (بنی اسرائیل میں سے) جو لوگ تورات کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں ف۱۰ اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہتے ہیں تو ہم ایسے نیک لوگوں کا ثواب کھونے والے نہیں

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ

اور جب اٹھایا ہم نے پہاڑ کو اوپر ان کے گویا کہ وہ سائبان ہے اور جانا انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا اُن پر کہا ہم نے لو جو کچھ

اور جب ہم نے طور پہاڑ کو (اکھیڑ کر) اُن کے اوپر چھتری کی طرح کھڑا کر دیا اور وہ سمجھے اب اُن پر گرتا ہے (اور سب کے سب دب کر مر جاتے ہیں ہم نے حکم دیا) جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧١﴾ ع وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ

دیا ہم نے تم کو ساتھ قوت کے اور یاد کرو جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے تو کہ تم بچو اور جب لیا پروردگار تیرے نے بیٹوں آدم کے

اس کو زور سے سنبھالو اس میں جو حکم لکھے ہیں ان پر عمل کرو تاکہ تم پرہیزگار بنو ف۱۱ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب تیرے مالک نے آدمؑ کی اولاد

ع ٢١ / ٩ / ١١

اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا

سے پیٹھوں ان کی سے اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو اوپر جانوں ان کی کے کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا کہا انہوں نے

سے (اور اسی طرح خود آدم سے) اُن کی پشت سے اُن کی اولاد نکالی اور خود اُن کو اُن پر گواہ کیا ف۱۲ (اُن سے فرمایا) کیا میں تمہارا مالک نہیں ہوں اُنہوں نے کہا بیشک

ف۱ گزشتہ آیات میں یہود کے بعض نیک و بد اعمال کا ذکر فرمایا۔ اب اس آیت میں بتایا کہ قیامت تک ان پر ذلت و خواری مسلط کر دی گئی ہے۔ (کبیر) یہودیوں کی پوری تاریخ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے۔ وہ ہر زمانے میں جہاں بھی رہے ہے دوسروں کے محکوم اور غلام بن کر رہے ہے اور آئے دن ان پر ایسے حکمران مسلط ہوتے رہے جنہوں نے انہیں اپنے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا۔ ہمارے زمانے میں جرمنی میں ہٹلر نے ان سے جو سلوک کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ عارضی طور پر انہیں امن و امان نصیب ہوا بھی اور ان کی برائے نام حکومت قائم ہوئی بھی تو وہ اپنے بل بوتے پر نہیں بلکہ سراسر دوسروں کے سہاروں پر۔

ف۲ تاکہ ان کی کوئی اجتماعی قوت وجود میں نہ آسکے۔ آج یہودی اگرچہ ایک ریاست کی شکل میں ایک جگہ یعنی فلسطین میں جمع ہونے کی کوشش کر رہے ہیں مگر دوسری حکومتوں کی پشت پناہی اور عرب دشمنی کے تحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوگا۔

ف۳ یا جیسے وہ لوگ جنہوں نے ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار کرنے والوں کو منع کیا تھا۔ (رازی)

ف۴ یعنی نیک نہیں بلکہ شریر اور بدکار جیسے سود کھانے اور انبیا تک کو قتل کر ڈالنے والے۔ (کبیر)

ف۵ کبھی راحت اور چین دیا اور کبھی تکالیف میں مبتلا کر دیا۔ اسطرح کبھی خوشحالی نصیب ہوئی اور کبھی فقر و فاقہ سے دوچار ہوئے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور توراۃ کے احکام پر عمل کریں۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مختلف مذاہب پیدا ہوتے۔ یہ احوال اس امت کو سنایا ہے کہ یہ سب کچھ ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بعضے بندر اور سور ہو جائیں گے۔ اللہ گمراہی سے پناہ دے۔ (از موضح)

ف۷ اس لئے کہ ہم اس کے لاڈلے بیٹے اور اس کے برگزیدہ انبیا کی اولاد ہیں۔

ف۸ یعنی گناہ کرنے کے بعد نہ وہ شرمندہ ہوتے ہیں اور نہ ان میں توبہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے بلکہ گناہوں پر ان کی جرأت و بے باکی دن بدن بڑھتی ہی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ رشوت لینے کے بعد جونہی انہیں دوبارہ رشوت کا موقع ملتا ہے وہ بلا جھجک اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ان کے علما کا یہ حال ہے لوگوں کو غلط مسئلے بتاتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ہماری بخشش ہو جائے گی حالانکہ پھر اسی کام کو حاضر رہتے ہیں۔ بخشش کی امید تو تب ہے جب پچھلی سرکشی اور گناہ سے باز رہیں۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۹ یعنی یہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ نے توراۃ میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ تم جو گناہ چاہو کرتے رہو میں تمہیں بخش دوں گا مگر ان کی جرأت اور بے خوفی کا یہ عالم ہے کہ گناہ بھی کئے جاتے ہیں۔ اللہ کی آیات کو بیچ کر دنیا بھی کمائے جاتے ہیں اور اللہ کی طرف وہ باتیں بھی منسوب کئے جاتے ہیں جو اس نے کبھی نہیں کہیں۔ (کذا فی القرطبی)

ف۱۰ یعنی اس میں کوئی تحریف نہیں کرتے اور اسی بنا پر وہ اگلی کتاب یعنی قرآن حکیم پر ایمان لاتے اور اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔

ف۱۱ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب توراۃ کے احکام سنکر بنی اسرائیل شرارت سے کہنے لگے کہ اتنے احکام کی پیروی ہم سے نہ ہو سکے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے طور کو حکم دیا جو ان کے سروں پر چھتری کی طرح چھا گیا۔ اس حال میں اپنے لئے کوئی چارہ کار نہ پا کر انہوں نے توراۃ کے احکام پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی جب آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی پشت سے تمام ذریت پیدا کی جو قیامت تک ان کی نسل سے روئے زمین پر پائی جانے والی تھی اور انہیں عقل اور قوت گویائی عطا فرما کر ان سے اپنی "ربوبیت عامہ" کا اقرار لیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ "ذراتِ اوّل" کے بارے میں متعدد احادیث بھی وارد ہیں لہٰذا اس کو ایک تمثیلی واقعہ کہنا صحیح نہیں ہے جبکہ عقلاً بھی اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ اور حدیث: "كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ" (کہ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے) میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱ " اَنْ تَقُوْلُوْا " یہ اصل میں لئلا تقولوا یا کراھۃ ان تقولوا ہے یعنی یہ عہد تم سے اس لئے لیا کہ ایسا نہ ہو کہ تم دنیا میں شرک و نافرمانی کی روش اختیار کرو اور قیامت کے روز تم سے باز پرس کی جائے تو یہ کہہ کر اپنی صفائی پیش کرنے لگو کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ (کبیر۔ ابن کثیر) ف۲ یا یہ معذرت پیش کرو کہ ہم تو اپنے بڑوں کی دیکھا دیکھی شرک کی راہ پر چلتے رہے ہیں ہمارا قصور کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شرک کے بارے میں مقلد کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

بَلٰی ۛ شَهِدْنَا ۛ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا

البتہ تو ہے ہم شاہد ہوئے ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل یا کہو سوائے

(تو ہی ہمارا مالک ہے) ہم اس بات کے گواہ ہیں تم قیامت کے دن یوں کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے (کہ تو ہمارا مالک ہے) بے خبر تھے یا یوں کہو کہ ہمارے

اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا

اس کے نہیں کہ شریک کیا تھا باپوں ہمارے نے پہلے اس سے اور تھے ہم اولاد پیچھے ان کے سے کیا پس ہلاک کرتا ہے ہم کو ساتھ اس چیز

باپ دادا نے پہلے شرک کیا اور ہم اُن کے بعد اُن کی اولاد ہوئے ف۳ کیا تو ہم کو اُس کام کے بدلہ میں ہلاک کرتا ہے جو

فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ

کے کہ کیا جھوٹوں نے اور اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں اور تو کہ وہ پھر آویں اور پڑھ

خطا کاروں نے کیا ف۴ اور (جیسے ہم نے یہ مضمون تفصیل کے ساتھ بیان کیا) اسی طرح ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں (اس میں بہت سے فائدے ہیں) اور (دوسری غرض یہ ہے) کہ وہ

عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ

اوپر ان کے قصہ اس شخص کا کہ دیں ہم نے اس کو نشانیاں اپنی پس نکل گیا ان میں سے پس پیچھے لگایا اس کو شیطان نے پس ہو گیا

حق بات کی طرف) لوٹ آئیں ف۵ اور (اے پیغمبر) ان یہودیوں کو اس شخص کا قصہ سناؤ جس کو ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا اس نے یہ کینچلی اتار دی (کافر ہو گیا خدا سے پھر گیا) پھر شیطان

مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ

گمراہوں سے اور اگر چاہتے ہم البتہ بلند کرتے ہم اس کو ساتھ ان کے یعنی نشانیوں کے ولیکن وہ لگ گیا طرف زمین کی اور

اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں جا ملا ف۶ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی وجہ سے اس کا رتبہ بلند کرتے مگر اس نے زمین پر گرنا چاہا (یعنے دنیا کا فائدہ قبول کیا) اور اپنی خواہش

اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ

پیروی کی خواہش اپنی کی پس مثال اس کی مانند مثال کتے کی ہے، اگر بوجھ رکھے تو اوپر اس کے زبان لٹکا دے یا چھوڑ دے اس کو

پر چلا تو اس کی مثال کتے کی طرح ہے اگر تو اس کو ڈانٹ کر نکالے (یا بوجھ رکھے اور لادے) تب بھی زبان لٹکائے رہے یا اگر (اپنے حال پر) اس کو چھوڑ دے تب

یَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ

زبان لٹکا دے یہ ہے مثال اس قوم کی کہ جھٹلایا نشانیوں ہماری کو پس بیان کر قصے کو

بھی زبان لٹکائے رہے ف۷ یہی مثال ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو (اے پیغمبر) یہ قصے اُن کو سنا

لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ

تو کہ وہ فکر کریں بری ہے مثال اس قوم کی جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور جانوں اپنی کو تھے

تاکہ وہ سوچیں ف۸ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور (اُس جھٹلانے سے) اپنا ہی بگاڑ کرتے رہے اُن کی

كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ظلم کرتے جس کو راہ دکھاوے اللہ پس وہی راہ پانے والا ہے اور جس کو گمراہ کرے پس یہ لوگ وہی

مثال بری ہے جس کو اللہ تعالیٰ راہ پر لگائے وہی راہ پاتا ہے اور جن کو وہ گمراہ کرے وہ تباہ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا

ٹوٹا پانے والے ہیں اور البتہ تحقیق پیدا کیے ہم نے واسطے دوزخ کے بہت جنوں سے اور آدمیوں سے واسطے ان کے دل ہیں کہ نہیں

ہوئے ف۹ اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں ف۱۰ اُن کے دل ایسے ہیں جن سے

ف۳ یعنی ہمارے آباؤ اجداد نے، لہٰذا وہی مجرم ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے عذر کا وہاں کوئی موقع نہ ہوگا کیونکہ ابتدائً ہر شخص سے توحید پر قائم رہنے کا عہد لیا گیا ہے اور پھر اس عہد کی یاددہانی اور تفسیر و تشریح کیلئے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائی گئی ہیں۔ (کذافی التفاسیر)

ف۴ اور باطل کو چھوڑ دیں۔ یہ قصہ یہود کو سنایا کیونکہ وہ بھی مشرکوں کی طرح اپنے عہد سے پھرے ہوئے تھے (از موضح)

ف۵ یعنی اس علم سے اس طرح نکل گیا جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔ (کبیر)

ف۶ ان الفاظ سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا قصہ یہاں برائے عبرت بیان کیا جارہا ہے وہ ضرور کوئی متعین شخص ہے لیکن قرآن و صحیح حدیث میں نہ تو اس کے نام کی تصریح ہے اور نہ زمانہ ہی کی تعیین مذکور ہے بعض علمائے تفسیر نے اس کا نام بلعم بن باعورا بتایا ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ بلعم بن باعورا بنی اسرائیل میں ایک مستجاب الدعوۃ آدمی تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اہل مدین کو ایمان کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تھا مگر یہ نفسانی خواہشوں سے مغلوب ہو کر انہی میں شامل ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرنے لگا۔ آیت " فانسلخ منھا " میں غالباً اسی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے امیہ بن ابی الصلت ثقفی کا نام بھی ذکر کیا ہے جو کہ شرائع متقدمہ کا عالم ہونے کے باوجود آنحضرتؐ پر ایمان نہ لایا اور " بدر " کے دن جو مشرک قتل ہو گئے تھے، بڑے بلیغانہ انداز میں ان کے مرثیے کہے۔ آنحضرتؐ نے اس کے متعلق فرمایا تھا: لسانہ مومن و قلبہ کافر کہ اس کی زبان تو مومن ہے مگر دل کافر ہے یہی حال عموماً شاعروں کا ہوتا ہے۔ بہر حال اسے باوجود علم و فضل کے مسلمان ہونے کی توفیق نہ ہوئی واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی اپنی کج روی پر اصرار کیا اور دعوت ایمان سے مستفید نہ ہوا۔ اس کی مثال اس کتے کی سی ہے۔ (ابن کثیر) کتے کے متعلق مشہور ہے کہ وہ طبعی طور پر کمزور دل واقع ہوا ہے وہ گرم ہوا کو بسہولت باہر نہیں نکال سکتا اور نہ تازہ ہوا ہی اندر کھینچ سکتا ہے اس لئے زبان لٹکائے ہانپتا رہتا ہے۔ یہی حال دنیا کے حریص بندے کا ہے اسے نصیحت کرو یا نہ کرو وہ ہر حالت میں اپنی گمراہی پر پکا رہتا ہے اور دنیا کے لالچ میں اس کی زبان لٹکتی رہتی ہے۔ جس طرح ایسے لوگوں کے متعلق دوسرے مقامات پر مذکور ہے۔ (دیکھئے بقرہ آیت ۶ واعراف آیت ۱۹۳) یہاں آیت میں ہو سکتا ہے تمثیل ہو اور عین ممکن ہے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کی سزا دی ہو جیسا کہ بلعم بن باعورا کے متعلق بعض تفاسیر میں مذکور ہے۔ (ماخوذ از کبیر و ابن کثیر)

ف۸ نصیحت حاصل کریں اور اپنی غلط روش سے باز آجائیں۔

ف۹ ان کو کوئی بھی سیدھی راہ پر نہیں لگا سکتا۔ آنحضرتؐ اپنے خطبہ میں بھی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کرتے: مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ یعنی جسے اللہ تعالیٰ سیدھی راہ پر لگائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی سیدھی راہ پر نہیں لگا سکتا۔ (مسلم نسائی وغیرہ)

ف۱۰ " لِجَهَنَّمَ " میں لام عاقبت بھی ہو سکتا ہے یعنی اپنے حواس سے صحیح فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے انجام کار جہنم میں جائیں گے گویا جہنم ہی کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے۔ اور لام غایت کا بھی ہو سکتا ہے یعنی تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کے علم اور " قضاو قدر " میں وہ جہنم ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ گو تشریعی طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور شریعت کا مکلف قرار دیا ہے جیسا کہ بہت سی احادیث " تقدیر " میں مذکور ہے اور علما نے تقدیر اور جبر میں فرق کی وضاحت کی ہے۔

ف۱ کیونکہ "انعام" (چوپائے) کی نقل و حرکت تمام تر اس کے طبعی تقاضے اور تسخیری غایت کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کفار اپنے ارادہ و اختیار سے اپنے خالق کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ (ابن کثیر) ف۲ یعنی خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور حیات بعد الموت سے بے فکر ہیں۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں خدا اور رسولؐ کو پہچاننا اور ان کے احکام کو سیکھنا ہر شخص پر فرض ہے اگر کوئی ایسا نہ کرے گا تو دوزخ میں جائے گا۔ (موضح) ف۳ اچھے ناموں سے مراد وہ نام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی عظمت، جلالتِ شان، تقدس اور صفاتِ کمال کا اظہار ہوتا ہے۔ علمائے اسماءِ حسنیٰ کی تشریح اور ان کے ساتھ دعوت پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ رازی کی الطوامع، حلیمی کی المنہاج اور قرطبی کی الکتاب الاسنیٰ قابل دید ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے انہیں شمار کیا (یعنی ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پکارا) وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری مسلم) یہاں تک تو یہ حدیث متواتر ہے۔ ترمذی کی ایک روایت میں ان ناموں کی تصریح بھی کی گئی ہے مگر وہ نام علمانے بطور تشریح قرآن سے ترتیب دیکر درج کر دیئے ہیں ورنہ اصل میں مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہیں ان ننانوے ناموں کے علاوہ اور نام بھی قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ان ناموں کے ساتھ ہی پکارنا چاہیئے اپنی طرف سے کوئی نام نہیں رکھنا چاہیئے۔ (ملخص از ابن کثیر)

يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ

سمجھتے ساتھ ان کے اور واسطے اُن کے آنکھیں ہیں کہ نہیں دیکھتے ساتھ ان کے اور واسطے ان کے کان ہیں کہ نہیں سنتے ساتھ ان

(دین اور آخرت کی باتیں) نہیں سمجھتے (ہمہ تن دنیا میں غرق ہیں) اور انکی آنکھیں ایسی ہیں جن سے (ہدایت کا رستہ) نہیں دیکھتے اور اُن کے کان ایسے ہیں جن سے (حق بات)

بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ

کے یہ لوگ مانند چارپایوں کی ہیں بلکہ وہ زیادہ تر گمراہ ہیں یہ لوگ وہ ہیں غافل اور واسطے اللہ کے ہیں نام

نہیں سنتے یہ لوگ چارپائے جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ہیں ف۱ یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ف۲ اور اللہ تعالیٰ کے اچھے (خاصے) نام

الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ

اچھے پس پکارو اُس کو ساتھ ان کے اور چھوڑ دو اُن کو جو کجراہی کرتے ہیں بیچ ناموں اس کے کے البتہ جزا دیئے جاویں گے

ہیں اُس کو انہی ناموں سے پکارو ف۳ اور جو لوگ اُس کے ناموں میں بے دینی کرتے ہیں اُن کو چھوڑ دو ف۴ وہ اپنے کیے کا بدلہ

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾

جو کچھ کہ تھے کرتے اور جن لوگوں سے کہ پیدا کیا ہے ہم نے ایک جماعت ہے کہ راہ دکھاتے ہیں ساتھ حق کے اور ساتھ اسی کے عدل کرتے ہیں

قریب پائیں گے اور ہم نے جو لوگ پیدا کیے ہیں اُن میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سچی بات لوگوں کو بتاتے ہیں اور سچا انصاف کرتے ہیں ف۵

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ

اور جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو البتہ درجہ بدرجہ کھینچیں گے ہم ان کو گمراہی میں جس طرح سے کہ نہیں جانتے اور ڈھیل دوں گا میں اُن کو

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم اُن کو پیچھے چپکے جہاں سے (یا اُس طرح سے کہ) انکو معلوم نہ ہو (عذاب یا ہلاکت کی طرف) کھینچ لے جائیں گے ف۶ اور میں انکو مہلت دونگا

إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا

تحقیق مکر میرا مضبوط ہے کیا نہیں فکر کرتے نہیں ہے واسطے صاحب ان کے کے کچھ جنون سے نہیں وہ مگر

بیشک میرا داؤ پکا ہے ف۸ کیا اُن لوگوں نے سوچا نہیں اُن کے ساتھی (حضرت محمدؐ) کو کونسا جنون ہے (یا کوئی جنون نہیں ہے) وہ تو کوئی نہیں مگر اللہ کے عذاب سے

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٨٤﴾ أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ

ڈرانے والا ظاہر کیا نہیں نظر کرتے بیچ بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے

کھلا ڈرانے والا ہے ف۹ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت (یا انتظام) میں اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں اُن

مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ

کسی چیز سے اور یہ کہ شتاب ہے یہ کہ نزدیک ہوئی ہو اجل اُن کی پس ساتھ کونسی بات کے

میں غور نہیں کیا ف۱۰ اور نہ اس میں کہ شاید اُن کی موت آ لگی ہو ف۱۱ تو مرے بعد پھر کس بات پر

بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾ مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ

پیچھے اس کے ایمان لاویں گے جس کو گمراہ کرے اللہ تعا پس نہیں راہ دکھانے والا واسطے اس کے اور چھوڑتا ہے اُن کو بیچ سرکشی اُن کی کے

ایمان لائیں گے ف۱۲ جس کو خدا گمراہ کرے اُس کو کوئی راہ پر لگانے والا نہیں اور وہ ان کافروں کو اپنی شرارت میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ

يَعْمَهُونَ ﴿١٨٦﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ

سرگردان سوال کرتے ہیں تجھ کو قیامت سے کب ہے وقت قائم ہونے اس کے کا کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم اس کا نزدیک

دیتا ہے ف۱۳ (اے پیغمبرؐ) یہ لوگ (قریش کے کافر یا یہود) تجھ کو قیامت کو پوچھتے ہیں کہیں اُس کا ٹھکانا بھی ہے (وہ کب قائم ہوگی) ف۱۴ کہہ دے یہ تو صرف میرے مالک ہی کو معلوم ہے

ف۴ اس کے ناموں میں ایک "بے دینی" تو یہ ہے کہ ان ناموں کو بگاڑ کر بتوں کے نام رکھے جائیں جیسے اللات، عزیٰ، منات کہ یہ اللہ، عزیز اور منان کی بگاڑی ہوئی شکلیں ہیں۔ (ابن کثیر) اللہ کے نام اپنی طرف سے رکھنا بھی الحاد میں داخل ہے۔ (فتح القدیر) الحاد کے دراصل معنی کجروی کے ہیں اور امام رازی نے الحاد کی تین صورتیں لکھی ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے کجروی کی ایک صورت یہ بھی لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسما کو ٹونے ٹوٹکوں میں استعمال کیا جائے ایسے لوگوں کو دنیوی مطلب اگرچہ حاصل ہو جاتا ہے مگر سزا انکو ضرور ملیگی۔ (از موضح)

ف۵ مراد صحابہ کرامؓ تابعینؒ یعنی سلف صالح اور وہ لوگ جو ان کے راستے کو چھوڑ کر نئے نئے طریقے اختیار نہیں کرتے۔ حدیث میں ہے کہ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ (بخاری مسلم)

ف۶ وہ گناہ کریں گے تو ہم ان کو یہ سزا دیں گے کہ ان پر دنیوی عیش و فراخی کے دروازے کھول دینگے اور خوب مالا مال کر دینگے حتیٰ کہ وہ دنیا کی نعمتوں سے بدمست ہو کر آخرت کی جوابدہی کو فراموش کر بیٹھینگے نیز دیکھئے سورہ الانعام آیت ۴۴-۵۵۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۷ یعنی ان پر فوراً گرفت نہ کروں گا تاکہ وہ غفلت میں پڑے رہیں اور گناہ پر گناہ کرتے جائیں۔ اسی کا نام ڈھیل اور استدراج ہے جو کفار کو ان کے گناہوں کی سزا میں دی جاتی ہے مگر وہ اپنی حماقت سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر بڑی مہربانی ہو رہی ہے حالانکہ انہیں آخری عذاب کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ (کبیر)

ف۸ جس کی کسی حیلہ اور تدبیر سے مدافعت نہیں کی جا سکتی۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اسے پکڑتا ہے تو وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ (بخاری و مسلم)

ف۹ اوپر کی آیات میں ان کی غفلت اور اعراض پر تہدید تھی اب یہاں سے نبوت پر ان کے شبہات کی تردید ہو رہی ہے مطلب یہ ہے کہ کیا ان لوگوں نے کبھی یہ سوچا بھی ہے کہ جن باتوں۔ توحید وغیرہ۔ کی طرف آنحضرتؐ دعوت دے رہے ہیں ان میں کون ایسی بات ہے جسے جنون سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یا یہ یوں ہی آنحضرتؐ کی تردید کے لئے اس قسم کی الزام طرازیاں کر رہے ہیں۔ قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت ملی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات صفا پر چڑھے اور صبح تک قریش کے مختلف گھرانوں کا نام لے کر انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے رہے آخر ایک کافر کہنے لگا کہ تمہارا یہ ساتھی مجنون ہو گیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں آنحضرتؐ کو ان کا ساتھی فرمایا اس لئے کہ آپؐ ان میں رہتے تھے اور وہ آپؐ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ (از موضح)

ف۱۰ یعنی "دلائل کونیہ" میں غور و فکر سے بھی آنحضرتؐ کے صدقِ نبوت کا اثبات ہو سکتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ جس توحید کی طرف دعوت دے رہے ہیں وہی توحید آیات کونیہ سے ثابت ہو رہی ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ امر نبوت توحید کی فرع ہے ورنہ ان انا الا نذیر مبین" کے دعویٰ کے بعد اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا اُنکی تقریب بے ربط ہو کر رہ جائے گی۔ (کبیر) ف۱۱ یعنی موت کا مقررہ وقت تو کسی کو معلوم نہیں۔ انسان کو کم از کم یہی سمجھ کر نیکی کی طرف راغب ہو جانا چاہیئے کہ شاید اس کی موت کی گھڑی قریب آگئی ہو مگر یہ بدبخت اتنا بھی نہیں سمجھتے (کذا فی الوحیدی) ف۱۲ یا قرآن حکیم سے کوئی بہتر نصیحت اور کسی کتاب میں ہوگی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی سمجھانے والا ہوگا جس کی باتوں پر یہ ایمان لائینگے۔ (از وحیدی) ف۱۳ ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے مگر اس کا قانون یہی ہے کہ وہ گمراہ اسی کو کرتا ہے جو نیکی کا واضح راستہ چھوڑ کر بدی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ ف۱۴ توحید و نبوت اور قضاء و قدر پر کلام کے بعد اب مسئلہ بعث مابعد الموت پر گفتگو ہو رہی ہے کیونکہ قرآن میں یہ امور اربعہ اصول و کلیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (رازی)

ف۱ اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ زمین و آسمان اس کی دہشت سے کانپتے ہیں یا یہ کہ کسی مقرب فرشتہ اور نبی مرسلؑ کو اس کے وقوع کا علم نہیں ہو سکتا۔ (رازی) "حدیث جبریلؑ" میں آنحضرتؐ نے صرف اشراط ساعت بیان فرمائی ہیں اور دوسری روایات میں نزول عیسٰیؑ کو آثار قیامت میں سے قرار دیا ہے مگر ان کے وقوع کے بعد بھی قیامت اچانک اور دفعۃً واقع نہیں ہوگی۔ (کبیر) ف۲ کہ قیامت کے وقوع کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے یہ لوگ آپؐ سے بار بار اس طرح پوچھتے ہیں جیسا کہ آپؐ نے کرید اور جستجو کے بعد اس کا پورا پورا علم حاصل کر لیا ہے۔ ف۳ یعنی مشیت الٰہی سے جو کچھ ہونا ہے ہو رہا ہے۔ مجھ میں ذاتی طور پر اتنا بھی اختیار و قدرت نہیں کہ میں اپنی جان سے کسی مضرت کو روک سکوں یا کچھ نفع حاصل کر سکوں۔ (کذا فی السلفیہ)

رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ

رب میرے کے ہے نہ ظاہر کرے گا اُس کو وقت اُس کے پر مگر وہی بھاری ہے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے نہیں آوے گی تم پر

وہی اپنے وقت پر قیامت کو دکھلائے گا وہ آسمان اور زمین میں ایک بھاری بات ہے ف۱ وہ نہیں آئے گی مگر اچانک (ایکبارگی

اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ

مگر ناگہاں سوال کرتے ہیں تجھ سے گویا کہ تو بحث کرنے والا ہے اس سے کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم اس کا نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے ولیکن

ایکا دفعۃً) یہ لوگ تجھ سے قیامت کو اس طرح پوچھتے ہیں جیسے تو اس سے واقف ہے کہہ دے قیامت کا علم تو صرف خدا ہی کو ہے لیکن اکثر

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا

بہت لوگ نہیں جانتے کہہ نہیں اختیار رکھتا میں واسطے جان اپنی کے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جو

لوگ یہ نہیں جانتے ف۲ (اے پیغمبر) کہہ دے میں اپنی ذات کے نفع نقصان کا (بھی) مالک نہیں مگر جو اللہ

شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖۚ وَمَا مَسَّنِيَ

چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر ہوتا میں جانتا غیب کو البتہ بہت لے لیتا میں بھلائی سے اور نہ لگتی مجھ کو

چاہے ف۳ اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائی کر لیتا اور مجھے کچھ تکلیف نہ پہنچتی

السُّوْٓءُ ۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ؑ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

بُرائی نہیں میں مگر ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو

ف۴ میں تو کچھ نہیں مگر (ایک بندہ) ایمانداروں کو ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ف۵ خدا تعالیٰ وہی ہے جس نے تم کو ایک

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا

جان ایک سے اور کیا اس سے جوڑا اُس کا تو کہ آرام پکڑے طرف اس کی پس جب ڈھانکا اس نے اُس کو

جان (آدمؑ) سے پیدا کیا ف۶ اور اُسی سے اُس کا جوڑا نکالا تا کہ اُس کا دل اُس سے لگ جائے پھر جب آدم نے حوا کو ڈھانپا

حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا

اٹھا لیا اس نے بوجھ ہلکا پس چلی گئی ساتھ اس کے پس جب بوجھل ہوگئی دعا مانگی دونوں نے اللہ پروردگار اپنے سے اگر دے گا ہم کو

(یعنی اُن سے صحبت کی) اُس کو ہلکا سا بوجھ معلوم ہوا وہ چلتی پھرتی رہی جب بوجھل ہوئی تو دونوں نے (یعنی حوا اور آدم نے) اپنے مالک اللہ تعالیٰ سے دعا کی اگر تو ہم کو

صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ

تندرست البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں سے پس جب دیا اُن کو تندرست کئے واسطے اس کے شریک بیچ اس چیز کے

اچھا پورا بچہ ف۷ عنایت فرمائے گا تو ہم بیشک ضرور تیرے شکر گزار ہوں گے جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو اچھا پورا بچہ دیا تو جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دیا تھا اس میں اللہ کے

فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا

کہ دیا تھا ان کو پس بلند ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں کیا شریک لاتے ہیں اس چیز کو کہ نہیں پیدا کرتے ہیں کچھ

کے شریک بنانے لگے ف۸ تو اللہ تعالیٰ برتر ہے اُن کے شرک سے ف۹ کیا یہ لوگ اُن کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ نہیں پیدا کرتے بلکہ خود (اللہ تعالیٰ کے

وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ؗ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾

اور وہ پیدا کیے جاتے ہیں اور نہیں کر سکتے واسطے ان کے مدد اور نہ اپنی جانوں کو وہ مدد کرتے ہیں

پیدا کیے ہوئے ہیں اور نہ وہ اُن کی (یعنی شرک کرنے والوں کی) مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی مدد کرتے ہیں ف۱۰

ف۴ یعنی نہ میں غیب دان ہی ہوں اگر ایسا ہوتا تو کتنے ہی فائدے ہیں جن کو پیشگی علم کی وجہ سے میں سمیٹ لیتا اور کتنے ہی نقصانات ہیں جن سے قبل از وقت آگاہ ہونے کی بنا پر میں بچ جاتا۔ یہاں لفظ "لو" سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ باوجود افضل المرسلین ہونے کے علم غیب نہیں رکھتے تھے۔ خود واقعہ "افک" ہمارے سامنے ہے کہ اس میں آنحضرتؐ کتنے دنوں تک مضطرب اور پریشان رہے آخر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی برأت نازل فرمائی تو آپؐ حقیقت حال سے آگاہ ہوئے۔ اس ایک واقعہ سے ہی آپؐ کو مختار کل اور غیب دان کہنے والے خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ف۵ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاؑ اور اولیا گو جو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سو اُن میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتلاتے ہیں اور اس بات میں کچھ ان کی بڑائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم میں تصرف کی قدرت دے دی ہو کہ موت و حیات ان کے اختیار میں ہو یا یہ کہ اللہ صاحب نے ان کو غیب دانی دے دی ہو کہ جس کے احوال جب چاہیں معلوم کر لیں (سلفیہ) اس آیت سے شرک کی جڑ کٹ گئی جب آنحضرتؐ کو جو تمام عالم کے سردار ہیں اپنی جان کے نفع و نقصان کا اختیار نہ ہو نہ غیب کی بات معلوم ہو تو کسی اور نبی یا ولی یا بزرگ یا فقیر یا جن یا فرشتے کو کیا قدرت ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچائے یا کوئی غیب کی بات بتلائے۔ البتہ اللہ تعالیٰ جو غیب کی بات آنحضرتؐ کو بتا دیتا وہ آپؐ کو معلوم ہو جاتی اور آپؐ لوگوں کو اس کی خبر دے دیتے۔ (از وحیدی)

ف۶ یعنی آدم علیہ السلام سے، مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۃ نسا آیت ۱۔

ف۷ یعنی صحیح و سالم بچہ جس میں کوئی جسمانی نقص نہ ہو۔

ف۸ شرک یہ تھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام عبد الحارث رکھا۔ (حارث ابلیس کا نام تھا جس سے وہ گروہ ملائکہ میں مشہور تھا)۔ یہ تشریح جمہور مفسرینؒ کی تفسیر کے مطابق ہے اور اس کی بنیاد حضرت سمرہؓ کی ترمذی اور حاکم میں یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حواؑ نے بچہ جنا تو ابلیس ان کے پاس آیا۔ ان کا کوئی لڑکا زندہ نہ رہتا تھا۔ ابلیس کہنے لگا اس کا نام عبد الحارث رکھو تو وہ زندہ رہے گا چنانچہ انہوں نے بچہ کا نام عبد الحارث رکھا اور وہ زندہ بچ گیا۔ یہ سب کچھ شیطان کے اشارے سے تھا لیکن حافظ ابن کثیرؒ اور بعض دوسرے محقق مفسرینؒ نے اس روایت کو ضعیف اور اسرائیلیات سے ماخوذ قرار دیا ہے خصوصاً جب کہ اس میں انبیاؑ سے شرک جیسے گناہ کی نسبت کی گئی ہے اس کے بجائے انہوں نے امام حسن بصریؒ کی اس تفسیر کو اختیار کیا ہے کہ "لیسکن الیہا" تک تو حضرت آدم و حوا علیہما السلام کا قصہ ہے لیکن اس کے بعد "فلما تغشاھا" سے عام لوگوں خصوصاً مشرکین عرب کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ امام حسن بصریؒ وغیرہ کا کہنا یہ ہے کہ بے شک ابتدا میں بطور تمہید آدم و حوا علیہما السلام کا ذکر ہے مگر اس کے بعد سلسلۂ کلام ان کی اولاد میں سے مشرکین کی طرف منتقل ہو گیا ہے اور اس کے نظائر قرآن میں موجود ہیں جن میں فرد کے ذکر سے سلسلۂ کلام جنس کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بعد میں فتعالی اللہ عما یشرکون وغیرہ آیات میں جمع کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنس آدم مراد ہے۔ اگر یہ سارا قصہ آدمؑ اور حواؑ کے متعلق ہی تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جعلا لہ شرکاء میں استفہام انکاری ہے کہ کیا آدمؑ اور حواؑ نے شرک کیا تھا؟ جیسا کہ مشرکین عرب ان کی طرف شرک کی نسبت کرتے ہیں یعنی نہیں کیا۔ اس تاویل سے بھی شرک کی نسبت والا اعتراض دفع ہو سکتا ہے۔ (ابن کثیر۔ رازی)

ف۹ یعنی کفار قریش کے شرک سے۔ "یشرکون" بصیغۂ جمع ہے لہٰذا اس سے بالاتفاق مشرکین عرب مراد ہیں جیسا کہ مابعد والی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ (رازی)

ف۱۰ اس سلسلۂ کلام سے مقصود بتوں کی تردید ہے کہ ان میں الوہیت کی کوئی صفت بھی موجود نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ان کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالے تو بھی وہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے یا یہ نہ تو اپنے خدمتگاروں کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ اپنے مخالفین ہی کو مضرت تو پھر ان کی پوجا کیوں؟ (رازی)

ف۱ اُوپر کی آیتوں میں بُتوں سے ہر قسم کی قدرت کی نفی تھی۔ اب اس آیت میں ان سے کلیتہً علم کی نفی کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بُت جن کی یہ پُوجا کر رہے ہیں ان میں نہ تو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت ہے اور نہ علم و شعور ہی ہے تو پھر تم کتنے احمق ہو کہ ان سے یہ امید رکھتے ہو کہ وہ تمہیں سیدھے راستے پر چلائیں گے۔ (کبیر)

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ

اور اگر بلاؤ تم ان کو طرف ہدایت کی نہ پیروی کریں تمہاری برابر ہے اُوپر تمہارے کیا پکارو تم ان کو

اور (اے مشرکو) اگر تم اُن کو سیدھے رستہ پر بلاؤ تو تمہارے ساتھ نہ ہوں ف۱ تم اُن کو پکارو یا چپ رہو

اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝۱۹۳ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

یا تم چپکے رہو تحقیق جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ کے بندے ہیں مانند تمہاری

دونوں تمہارے لیے برابر ہیں بیشک تم جن کو (یعنے بتوں کو) اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح (اللہ کے) بندے ہیں ف۲

فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۹۴ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ

پس پکارو تم ان کو پس چاہیے کہ جواب دیں تم کو اگر ہو تم سچے کیا واسطے ان کے پاؤں ہیں

اچھا اُن کو پکارو اگر سچے ہو تو وہ تمہارا مطلب پُورا کریں ف۳ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے

يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ

کہ چلتے ہیں ساتھ اُن کے یا واسطے اُن کے ہاتھ ہیں کہ پکڑتے ہیں ساتھ ان کے یا واسطے ان کے آنکھیں ہیں کہ دیکھتے ہیں

وہ چلتے ہیں کیا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے وہ (چیزوں کو) تھامتے ہیں کیا اُن کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں

بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ

ساتھ ان کے یا واسطے ان کے کان ہیں کہ سنتے ہیں ساتھ ان کے کہہ بلاؤ شریکوں اپنوں کو پھر مکر کرو مجھ سے

کیا اُن کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں ف۴ کہہ دے تم اپنے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کو پکارو پھر (تم سب مل کر) مجھ پر اپنا

فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۱۹۵ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ڮ وَهُوَ يَتَوَلَّى

پس مت ڈھیل دو مجھ کو تحقیق دوست میرا ہے اللہ جس نے اتاری ہے کتاب اور وہی دوستی کرتا ہے

داؤں چلاؤ اور ذرا بھی فرصت نہ دو ف۵ میرا تو سنبھالنے والا (اور بچانے والا) اللہ تعالیٰ ہے جس نے قرآن کو اُتارا اور وہی نیک بندوں کا

الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹۶ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ

صالحوں سے اور جن کو پکارتے ہو سوائے اس کے نہیں کر سکتے مدد تمہاری اور

حامی ہے ف۶ اور جن کو تم پکارتے ہو اُس کے سوا نہ وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی

لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۷ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ

نہ جانوں اپنی کو مدد دیتے ہیں اور اگر بلاؤ تم اُن کو طرف ہدایت کی نہ سنیں گے اور دیکھتا ہے تو اُن کو

آپ مدد کرتے ہیں ف۷ اور اگر تم اُن کو سیدھے رستہ کی طرف بلاؤ تو (تمہاری) ایک نہ سُنیں اور دیکھنے میں تجھ کو

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۱۹۸ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ

آنکھیں کر رہے ہیں طرف تیری اور وہ نہیں دیکھتے پکڑ درگذر کو اور حکم کر ساتھ بہتر کے اور منہ پھیر لے

ایسا معلوم پڑتا ہے کہ ادھ دیکھ رہے ہیں اور وہ دیکھتے (دیکھتے خاک) نہیں ف۸ اے پیغمبر درگذر اپنا طریق کرلے اور اچھی بات کا حکم کر ف۹ اور جاہلوں سے

عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝۱۹۹ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

جاہلوں سے اور اگر وسوسہ کرے تجھ کو شیطان کی طرف سے وسوسہ ڈالنے والا پس پناہ پکڑ ساتھ اللہ کے

الگ ہو جا ف۱۰ اور اگر شیطان کا وسوسہ تجھ کو اُبھارے (اور کہے کہ نہیں بدلہ لو یا جاہلوں کے منہ لگو) تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ

ف۲ یعنی تمہارے عقیدہ کے مطابق اگر ان میں عقل و فہم ہے بھی تو زیادہ سے زیادہ ان کا تمہارے جیسا بندہ ہونا ثابت ہو سکتا ہے مگر یہ تو تمہاری طرح کے جاندار بھی نہیں ہیں جیسا کہ بعد کی آیت میں امثالکم ہونے کی بھی نفی کر دی ہے۔ (کذا فی الکبیر)

ف۳ تمہاری دعاؤں کو قبول اور تمہاری مرادوں کو پورا کریں۔

ف۴ تو پھر تمہاری عقل کہاں چر گئی کہ انہیں مدد کے لئے پکارتے اور ان کے سامنے ماتھے رگڑتے ہو؟ اس آیت سے مقصد یہ ہے کہ انسان بہرحال ان بتوں سے بہتر ہے کیونکہ ان "اعضاءِ اربعہ" کی وجہ سے اس میں قوائے مدرکہ اور محرکہ پائے جاتے ہیں اور اصنام میں کسی قسم کی حس و حرکت نہیں ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی اپنا جو زور میرے خلاف لگا سکتے ہو لگالو اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو۔

ف۶ یہ جواب ہے مشرکین کی ان دھمکیوں کا جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ تم ہمارے ان معبودوں کو بُرا کہنے سے باز آجاؤ ورنہ تم ان کے غضب میں گرفتار ہو کر تباہ ہو جاؤ گے۔ نیز اس میں توحید کی دعوت بھی ہے کہ جب یہ اصنام قدرت و علم سے عاری ہیں تو جو لوگ عقل و فہم رکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں جس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کتاب کامل نازل فرمائی ہے اور وہ ہر طرح سے محافظ بھی ہے۔ (کبیر)

ف۷ یہی بات پہلے بھی بیان فرمائی تھی۔ اس کا دوبارہ تذکرہ اس لئے کیا گیا کہ ان پر مشرکین کی بے وقوفی خوب واضح ہو جائے۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی مشرکین اپنے بتوں کی صورتیں بناتے وقت ان کی آنکھیں ایسی بناتے کہ ان کی طرف دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہو کہ وہ سچ مچ دیکھ رہے ہیں مگر جب درحقیقت وہ بیجان بت ہیں تو دیکھیں گے کیسے۔ (ابن جریر) یا آیت کے معنی یہ ہیں کہ مشرکین بظاہر تو آنکھیں رکھتے ہیں مگر بصیرت کے اندھے ہیں اس لئے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ (جامع البیان۔ ابن کثیر)

ف۹ خذ العفو، یعنی حتی الوسع تحمل اور صبر سے کام لو اور ان کی کوتاہیوں اور کمزوریوں سے درگزر اور چشم پوشی اختیار کرو یہاں پر آنحضرتؐ کو حسنِ اخلاق کی تعلیم دی ہے اور آنحضرتؐ کے واسطہ سے ہر وہ شخص مخاطب ہے جو دعوتِ اسلامی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہو جیسے فرمایا: وجادلھم بالتی ھی احسن۔ ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک (کبیر) اس کے بعد وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ کے حکم سے اشارہ فرما دیا کہ عفو و درگذر کا تعلق صرف حسنِ اخلاق کی حد تک ہے ورنہ اقامتِ حدود میں کسی قسم کی چشم پوشی نہیں ہو سکتی۔ (ایضاً)

ف۱۰ یعنی اگر معاندانہ رویہ اختیار کریں اور بے فائدہ تکرار کریں تو بجائے الجھنے کے خاموشی اختیار کرو خواہ وہ اس خاموشی کو کوئی معنی پہنا دیں۔ شعبیؒ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلعم نے حضرت جبرئیلؑ سے اس کا مطلب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ جو شخص بھی آپؐ پر زیادتی کرے اس سے درگذر فرمائیں، جو آپؐ کو محروم کرے آپؐ اسے دیں اور جو قطع رحمی کرے آپؐ اس سے صلہ رحمی کریں۔" (ابن جریر) امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں مکارم اخلاق کے موضوع پر اس سے جامع تر قرآن میں کوئی آیت نہیں ہے۔ (کبیر) بعض علما کا خیال ہے کہ "خذ العفو" کا حکم آیت قتال سے منسوخ ہے۔ ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ نیز دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۰۹ (ابن کثیر)

إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۰۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ

تحقیق وہ ہے سننے والا جاننے والا تحقیق جو لوگ کہ پرہیزگاری کرتے ہیں جب لگتا ہے اُن کو وسوسہ شیطان سے یاد

وہ (سب) سنتا جانتا ہے ف۱ جو لوگ پرہیزگار ہیں (گناہوں سے بچے رہتے ہیں) اُن کو جہاں شیطان کا وسوسہ آیا وہ چونک پڑتے ہیں

تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿۲۰۱﴾ وَإِخْوَٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا

کر لیتے ہیں پس ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں اور بھائی اُن کے کھینچتے ہیں اُن کو بیچ گمراہی کے پھر نہیں

اور (بُری بات کی) اُن کو سُوجھ آجاتی ہے ف۲ اور شیطان کے بھائی (یہ کافر) شیطان اُن کو گمراہی میں گھسیٹ کرلے جاتے ہیں پھر کچھ کمی

يُقْصِرُونَ ﴿۲۰۲﴾ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِـَٔايَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا

کھتے اور جب نہیں لاتا تو ان کے پاس نشانی کہتے ہیں کیوں نہ کھینچ لایا تو اس کو کہہ سوائے اس کے نہیں

نہیں کرتے ف۴ اور جب تو (ایک مدت تک) اُن کافروں پاس کوئی آیت نہ لائے (یعنے قرآن نہ اُترے) تو کہتے ہیں تو نے خود کیوں نہ تراش لی ف۵ کہہ دے میں تو

أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ مِن رَّبِّى ۚ هَٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ

کہ میں پیروی کرتا ہوں اس چیز کی کہ وحی کی جاتی ہے طرف میری رب میرے سے یہ دلیلیں ہیں پروردگار تمہارے سے اور ہدایت اور رحمت واسطے

جو میرے مالک کی طرف سے حکم آتا ہے اُس پر چلتا ہوں ف۶ یہ (قرآن کیا ہے) سوجھ بوجھ کی باتیں ہیں جو تمہارے مالک کی طرف سے آئیں اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور

لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰۳﴾ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ

اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھا جاوے قرآن پس سُنو اُس کو اور چپکے رہو تو کہ تم

رحمت ہے اور جب قرآن پڑھا جاوے تو کان لگا کر سُنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر

تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ

رحم کیے جاؤ اور یاد کر پروردگار اپنے کو بیچ جی اپنے کے عاجزی سے اور ڈر سے اور کم آواز سے

رحم ہو ف۷ اور (اے پیغمبرؐ) اپنے دل میں صبح اور شام گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کر اور پکار کر بات کرنے سے

الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْـَٔاصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَٰفِلِينَ ﴿۲۰۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ عِندَ

بات سے صبح کو اور شام کو اور مت ہو غافلوں سے تحقیق جو لوگ کہ نزدیک

کم آواز میں اپنے مالک کی یاد کرتا رہ اور غافل نہ ہو ف۸ جو لوگ تیرے مالک کے پاس ہیں (یعنے فرشتے) جو

رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيُسَبِّحُونَهُۥ وَلَهُۥ يَسْجُدُونَ ۩ ﴿۲۰۶﴾

رب تیرے کے ہیں نہیں تکبر کرتے بندگی اس کی سے اور تسبیح کرتے ہیں واسطے اس کے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

اُس کے عرش کے قریب ہیں) وہ اس کی پوجا (بندگی) سے سر نہیں پھیرتے اور اُسکی پاکی بولتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ف۹

سُورَةُ الْأَنفَالِ مَدَنِيَّةٌ (۸۸) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتها ۷۵ رکوعاتها ۱۰

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے ف۱

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان ہے

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ ۖ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ

سوال کرتے ہیں تجھ کو لوگوں سے کہہ لوٹیں واسطے اللہ کے ہیں اور رسول کے پس ڈرو اللہ سے

(اے پیغمبرؐ مسلمان تجھ سے لوٹ کے مالوں کو پوچھتے ہیں ف۱۱ کہہ دے لوٹ کا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا ہے ف۱۲ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو

ف۱ امر بالمعروف کے سلسلہ میں بعض اوقات انسان غصہ میں بھی آجاتا ہے تو فرمایا غصہ آنے پر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - پڑھ لیا کرو۔ ابن زیدؒ کہتے ہیں کہ جب اُوپر کی آیت "خذ العفو" نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے عرض کی کیف بالغضب یا رب کہ اے پروردگار غصہ کو کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر۔ کبیر)

ف۲ یعنی اسی وقت شیطان سے تعوذ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس وسوسہ اور خیال کی اتباع کو چھوڑ دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ نزغ وسوسہ کی ابتدائی حالت کو کہتے ہیں اور اس سے متاثر ہونا ضروری نہیں ہے مگر طائف اس وسوسہ کو کہتے ہیں جو انسان کے دل پر اثر انداز بھی ہو جائے۔ (کبیر)

ف۳ یعنی ان میں بصیرت اور استقامت کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور اس اقدام سے باز رہتے ہیں۔

ف۴ یعنی خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے مقابلہ میں ان کافروں کا جو اپنی شرارت اور خباثت نفس میں شیطان کے بھائی ہیں حال یہ ہے کہ ان کو شیاطین گمراہی میں گھسیٹ کرلے جاتے ہیں اور ان کو بھٹکانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ (ابن کثیر)

ف۵ اس آیت میں شیاطین کے بھائیوں کی ضلالت اور عناد کی ایک مثال بیان کی ہے یعنی پیغمبر سے ازراہ مذاق کہتے ہیں کہ کوئی آیۃ (معجزہ) اپنے پاس سے ہی لے آؤ۔ (کبیر)

ف۶ یعنی میں تو وحی الٰہی کا تابع ہوں اور اپنی طرف سے کوئی چیز بنا کر پیش نہیں کر سکتا۔ اس میں اشارہ ہے کہ قرآن کریم ہی ایک بڑا معجزہ ہے پھر یہاں قرآن کے تین بڑے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ (کبیر)

ف۷ قرآن کی عظمت بیان کرنے کے بعد اب اس سے استفادہ کے آداب کی طرف اشارہ فرمایا جا رہا ہے کہ اس کی قرآت کے وقت استماع اور انصات ہونا ضروری ہے یعنی خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ مروی ہے کہ مشرکین مکہ قرآن کی قرآت کے وقت شور وغل کرتے اور کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (کبیر) ویسے یہ حکم عام ہے کہ جب قرآن کی قرآت ہو تو دھیان سے سنا جائے اور باتیں نہ کی جائیں (از موضح) بعض نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۃ فاتحہ کی قرآت بھی ممنوع ہے کیونکہ "إِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ" کا حکم عام ہے جو مقتدی، امام، نمازی غیر نمازی سب کو شامل ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں قرآت کے متعلق اس آیت کو لیا جائے تو یہ آیت اپنے ماقبل سے بے ربط ہو کر رہ جاتی ہے۔ ماقبل کی آیات میں مشرکین سے خطاب چلا آ رہا ہے اس لئے نظم قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں بھی مشرکین ہی مخاطب ہوں اور پھر اس آیت کے مکی ہونے سے اس کی اور بھی تائید ہو جاتی ہے۔ اگر بالفرض اس آیت کو عام بھی مان لیا جائے تب بھی اصول فقہ کی رو سے حدیث: لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب (کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی) سے اسکی تخصیص ہو سکتی ہے لہٰذا یہ آیت مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ کی قرآت سے کسی طرح مانع نہیں ہو سکتی۔ (از کبیر)

ف۸ صبح سے مراد فجر کی نماز کے بعد سے لیکر طلوع شمس تک کا وقت ہے اور شام سے عصر کی نماز کے بعد سے غروب شمس تک کا زمانہ مراد ہے ان اوقات میں حضور قلب سے ذکر الٰہی دل کی غفلت دور کرنے میں بے حد مفید ہے۔ (از ابن کثیر)

ف۹ قرآن کے سجدوں میں یہ پہلا سجدہ ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب مقرب فرشتے بھی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں تو انسان کو چاہیئے کہ اس کے سوا اور کسی کو سجدہ نہ کرے۔ (موضح)

ف۱ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ پوری سورت مدنی ہے بعض کہتے ہیں کہ بدر کے مقام پر یہ سورت نازل ہوئی بقیہ بحث کیلئے ابتدا سورہ برأۃ۔ (از ابن کثیر)

ف۱۱ بدر کے روز جب مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت آیا تو اس کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے اور آنحضرتؐ سے اس کا مصرف پوچھنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح البیان)

ف۱۲ یعنی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا اللہ اور اس کے رسولؐ کے اختیار میں ہے۔

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

اور درست کرو معاملے آپس کے اور فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول اس کے کی اگر ہو تم ایمان والے

اور آپس میں مل جل کے رہو (جھگڑا نہ کرو) اور اگر تم میں ایمان ہے تو اللہ اور اس کے رسول ؐ کا کہا مانو ف۱

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ

سوائے اس کے نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں کہ جب یاد کیا جاوے اللہ ڈر جاتے ہیں دل اُن کے اور جب پڑھی جاتی ہیں اُوپر اُن کے

ایماندار تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل دہل جاتے ہیں اور جب اُن کو اس کی آیتیں پڑھ کر

اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

نشانیاں اس کی زیادہ کرتی ہیں اُن کو ایمان اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو

سُنائی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے مالک پر بھروسا کرتے ہیں ف۲ جو نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور ہم

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ

اور اس چیز سے کہ دیا ہم نے اُن کو خرچ کرتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں ایمان والے ساتھ حق کے واسطے اُن کے درجے ہیں

نے جو اُن کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں ف۳ یہی لوگ سچّے ایماندار ہیں اُن کے لیے (رحمت اور فضل کے یا جنت کے) درجے ہیں اُن کے مالک

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ

نزدیک پروردگار ان کے کے اور بخشش ہے اور رزق ہے باکرامت جس طرح سے نکالا تجھ کو رب تیرے نے گھر تیرے سے

کے پاس اور (گناہوں کی) بخشش اور عزت کی روزی ف۴ (لوٹ کا مال بانٹنے میں اُن کو جو ناراضی ہوئی وہ ایسی ہی تھی) جیسے تیرے مالک نے تجھ کو

بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ⑤ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ

ساتھ حق کے اور تحقیق ایک فرقہ مسلمانوں میں سے البتہ ناخوش رکھنے تھے جھگڑا کرتے تھے تجھ سے بیچ حق کے

حکمت کے ساتھ گھر (مدینہ) سے نکالا اور (اس وقت بھی) مسلمانوں کا ایک گروہ ناراض تھا ف۵ وہ حق بات کھل جانے کے بعد تجھ

بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۭ⑥ وَاِذْ

پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا گویا کہ ہانکے جاتے ہیں طرف موت کی اور وہ دیکھتے ہیں اور جب

سے جھگڑتے تھے ف۶ گویا اُن کو (زبردستی) موت کی طرف دھکیل رہے ہیں اور وہ (موت کو آنکھوں سے) دیکھ رہے ہیں ف۷ (مسلمانو وہ وقت یاد کرو)

يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّاۗىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ

وعدہ کرتا تھا تم کو اللہ تعالیٰ ایک کا دو جماعتوں میں سے یہ واسطے تمہارے ہے اور تم دوست رکھتے تھے یہ کہ بن شوکت

جب اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ فرمایا تھا کہ ان دو گروہوں (قافلہ یا مکہ والوں کی فوج) میں سے ایک تم کو ضرور ملے گا ف۸ اور تم یہ چاہتے تھے کہ بے ہتھیار والا گروہ (یعنے قافلہ

ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ

والا ہی ہوتے واسطے تمہارے اور ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ ثابت کرے حق کو ساتھ باتوں اپنی کے اور

نرم نوالہ جس میں لڑائی کا سامان نہ تھا) تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ اپنی باتوں سے حق کو ظاہر کرے اور کافروں

يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ⑦ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ

کاٹے جڑ کافروں کی تو کہ سچا کرے دین کو اور جھوٹا کرے باطل کو اور اگرچہ ناخوش رکھیں

کی جڑ کاٹ ڈالے اور سچ (اسلام) کو سچ اور جھوٹ (کفر) کو جھوٹ کردے گو مشرک

ف۱ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ آنحضرتؐ کی اطاعت کو بھی ایمان کی شرط قرار دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت سے مراد۔ جیساکہ ظاہر ہے۔ آپؐ کی سنت کی اتباع ہے لہٰذا جو شخص آپؐ کی سنت سے منہ موڑ کر صرف قرآن کی اطاعت کرنا چاہتا ہے۔ (اگرچہ یہ عملاً قطعی محال ہے) وہ قرآن کی واضح تصریح کے مطابق دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ اس آیت کی تشریح میں شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جنگ میں بعضے (لڑنے کے لیے) آگے بڑھے اور بعضے (بزرگ) پشت پر رہے جب غنیمت جمع ہوئی تو بڑھنے (اور لڑنے) والے (نوجوانوں) نے کہا یہ ہمارا حق ہے کیونکہ فتح ہم نے کی ہے اور پشتی والوں نے کہا کہ ہماری قوت سے لڑے۔ حق تعالیٰ نے دونوں کو خاموش کر دیا کہ فتح اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے زور کسی کا پیش نہیں جاتا سو مال اللہ کا ہے آگے بہت دور تک یہی بیان فرمایا کہ فتح اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو۔ کذافی ابن کثیر)

ف۲ اوپر بیان فرمایا کہ ایمان اطاعت کو مستلزم ہے۔ اب اس آیت میں امور طاعت کی تفصیل فرما دی۔ "توکل" کا مفہوم یہ ہے کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اصل اعتماد اور بھروسا اللہ تعالیٰ پر کیا جائے۔ یہی ایمان کا صحیح تقاضا بھی ہے۔ اس توکل کے باعث جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت نازل ہوگی اس کے ساتھ تمہارا ایمان بھی بڑھے گا۔ معلوم ہوا کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے اجزا۔ ایمان کے اعتبار سے بھی جیساکہ حدیثؐ شعب ایمان میں ہے اور دلائل کی کثرت اور قوت سے بھی جیسا کہ حدیث میں ہے: لَوْ وُزِنَ ایمانُ ابی بکرٍؓ باھلِ الارضِ لَرَجَحَ کہ حضرت ابوبکرؓ کا ایمان تمام اہل زمین کے ایمان سے بھاری ہے اہل حدیث کا یہی مسلک ہے۔ (کذافی ابن کثیر۔ کبیر)

ف۳ اس میں فرض نفل ہر قسم کے نفقات اور جملہ حقوق العباد آجاتے ہیں اور یہ آیت اعمال خیر کی تمام انواع کو شامل ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی جنت کے میوے اور کھانے۔

ف۵ یہاں غزوہ بدر کے لیے روانگی کے واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو ۲ھ میں پیش آیا۔ مختصراً واقعہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے مکہ جا رہا ہے اور مدینہ کے قریب کے راستہ پر پہنچ چکا ہے۔ آپؐ مسلمانوں کی مختصر سی جمعیت جو تین سو سے کچھ اوپر تھی لے کر قافلہ کے تعاقب کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان کو آنحضرتؐ کے نکلنے کی اطلاع ہوگئی۔ اس نے ایک تیز رفتار سوار کے ذریعہ مکہ اطلاع بھیج دی اور خود احتیاطاً اصل راستہ چھوڑ کر ساحلی اختیار کر لیا۔ مکہ میں جب یہ خبر پہنچی تو ابوجہل ایک بڑا مسلح لشکر لے کر قافلہ کی حفاظت کے لیے روانہ ہوگیا اور آکر بدر میں ڈیرے ڈال دیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے مسلمانوں کے سامنے ساری صورتحال رکھ دی کہ ایک طرف تجارتی قافلہ ہے اور دوسری طرف قریش کا لشکر ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ تمہیں دونوں میں سے ایک ضرور ملے گا۔ اس پر بعض صحابہؓ کو تردد ہوا۔ وہ چاہتے تھے کہ لشکر کی بجائے قافلہ کا تعاقب کیا جائے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت سعد بن معاذ نے اطاعت کی تقریریں کیں۔ تب آپؐ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ بعض صحابہؓ کی یہ کراہت مدینہ سے نکلنے کے وقت نہ تھی جیساکہ ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے لیکن مجموعی واقعہ کو ایک قرار دیکر اس کراہت کو خروج سے متصل کر دیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وَھُمْ کَارِھُوْن" حال مقدرہ ہو۔ پس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح اس وقت مدینے سے نکلنے سے ہچکچانا اور خطرے کا سامنا کرنے سے گھبرانا صحیح ثابت نہ ہوا اور بدر کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے فتح دی اور مال غنیمت ہاتھ لگا اسی طرح آج بھی انہیں مال غنیمت کی تقسیم میں ناراض نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جو حصہ ملے اسے قبول کر لینا چاہیئے اس کا نتیجہ انکے حق میں بہتر رہے گا۔ (کبیر ابن کثیر) شاہ صاحبؒ بھی لکھتے ہیں "یعنی غنیمت کا یہ جھگڑا بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ نکلتے وقت عقل کی تدبیریں کرنے لگے اور آخرکار صلاح وہی ٹھہری جو رسولؐ نے فرمایا تو ہر کام میں یہی اختیار کرو کہ حکم برداری میں اپنی عقل کو دخل نہ دو۔ (موضح)

ف۶ یعنی انہیں یہ معلوم تھا کہ آپؐ جو حکم دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو "احدی الطائفتین" کا وعدہ کیا ہے وہ سچا ہے لیکن پھر یہ آپؐ سے جھگڑا کر رہے ہیں۔ (ابن کثیر) بعض صحابہؓ نے جو اس وقت لشکر سے نہ لڑنے کا مشورہ دیا تھا اسی کو مجادلہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

ف۷ یعنی سمجھتے ہیں کہ اتنے بڑے مسلح لشکر سے لڑنا اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالنا ہے

ف۸ یعنی قافلہ یا کفار پر فتح اور اموال غنیمت۔

الْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم

گنہگار جس وقت فریاد کرتے تھے تم پروردگار اپنے سے پس قبول کیا واسطے تمہارے یہ کہ میں مدد دوں گا تم کو

بُرا جانیں ف۱ (وہ وقت یاد کرو) جب تم اپنے مالک سے فریاد کرتے تھے ف۲ اُس نے تمہاری (فریاد) سُن لی (اور فرمایا) کہ میں تمہاری ایک ہزار

بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ

ساتھ ہزار کے فرشتوں سے پیچھے آنے والے اور نہیں کیا اُس کو اللہ نے مگر خوش خبری اور تو کہ آرام پکڑیں

فرشتوں سے مدد کروں گا اُن کے پیچھے اور فرشتے ہوں گے ف۳ اور یہ فرشتوں کی مدد اللہ تعالیٰ نے جو بھیجی تو صرف تم کو خوش کرنے کیلیے اور تمہارے دلوں

بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

ع ۱ / ۱۵

ساتھ اس کے دل تمہارے اور نہیں مدد مگر نزدیک اللہ تعالیٰ کے سے تحقیق اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا

کو اطمینان دینے کے لیے ف۴ ورنہ (درحقیقت) اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی مدد نہیں کر سکتا ف۵ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

جب کہ ڈھانکتا تھا تم کو اُونگھ سے امن اُس کی طرف سے اور اتارتا تھا اُوپر تمہارے آسمان سے پانی

جب خدا تعالیٰ نے تم کو بے ڈر بنانے کیلیے تم پر نیند ڈال دی (یا اُونگھ) ف۶ اور آسمان سے تم پر پانی برسایا تم کو پاک کرنے

لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ

تو کہ پاک کرے تم کو ساتھ اس کے اور دُور کرے تم سے نجاست شیطان کی اور تو کہ باندھ دیوے اوپر دلوں تمہارے کے

کے لیے اور شیطان کا وسوسہ تم سے دُور کرنے کے لیے اور تمہارے دلوں پر (صبر اور یقین کی) گرہ باندھنے کے لیے اور تمہارے پاؤں

وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ

اور ثابت رکھے بہ سبب اس کے قدموں تمہارے کو جس وقت وحی پہنچاتا تھا رب تیرا طرف فرشتوں کی یہ کہ میں ساتھ تمہارے ہوں

(میدان جنگ میں) جمانے کے لیے ف۷ (اے پیغمبرؐ) جب تیرا مالک فرشتوں کو حکم دے رہا تھا میں تمہارے ساتھ ہوں (تمہاری مدد پر ہوں) تم (جا کر)

فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

پس ثابت رکھو ان لوگوں کو کہ ایمان لائے البتہ ڈالوں گا میں بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے رعب

مسلمانوں کا دل جماؤ میں کافروں کے دل میں رُعب ڈالے دیتا ہوں تم (جا کر کافروں کی) گردنوں

فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

پس مارو اوپر گردنوں کے اور مارو ان میں سے ہر پورے پر یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے

پر مارو اور اُن کی پُور پُور پر مارو ف۸ یہ سزا (جو کافروں کو دی جاتی ہے) اس وجہ سے

شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

خلاف کیا اللہ کا اور رسولؐ اُس کے کا اور جو کوئی خلاف کرے اللہ کا اور رسول اس کے کا پس تحقیق اللہ سخت عذاب

ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ سے بیر کیا (خلاف کیا اپنا جتھا الگ بنایا) اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بیر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب

الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کرنے والا ہے یہ ہے پس چکھو اُس کو اور تحقیق واسطے کافروں کے عذاب ہے آگ کا اے لوگو جو

دینے والا ہے اب یہ (عذاب تو دنیا میں مارے جانے اور قید ہونے کا) چکھو اور یہ جان لو کہ آخرت میں) کافروں کو (دوسرا عذاب) دوزخ کا عذاب ہونے والا ہے (جو اس سے کہیں سخت ہے)

ف۱ اس لئے اس نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ تمہارا مقابلہ تجارتی قافلہ کے بجائے قریش کے لشکر سے ہوا اور تمہیں فتح نصیب ہوئی جس سے ان کی سیاسی اور فوجی طاقت پر کاری ضرب لگی یہی اللہ تعالیٰ کی وہ حکمت تھی جسے تم نہیں سمجھ رہے تھے اور تم میں سے بہت سے لوگ یہ چاہ رہے تھے کہ لشکر سے مقابلہ کی بجائے تجارتی قافلہ ان کے ہاتھ لگے۔ (کذافی ابن کثیر و شوکانی)

ف۲ یہ آنحضرتؐ کی دعا کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ بدر کے روز کافروں کی تعداد ایک ہزار اور مسلمانوں کی تعداد ۳۱۷ تھی۔ جب آنحضرتؐ نے یہ صورت حال دیکھی تو قبلہ رخ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر نہایت عاجزی سے دعا فرمانے لگے" اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔ اے اللہ! تو نے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ عطا فرما۔ اے اللہ! اگر تو نے اہل اسلام کے اس گروہ کو ہلاک کر ڈالا تو روئے زمین پر تیری بندگی کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

ف۳ یا ایک ہزار پے در پے آنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ چنانچہ فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے جنگ میں شرکت کی جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے اور صحیح بخاری میں "باب شھود الملائکۃ بدرًا" کے تحت رفاعہؓ بن رافع بدری سے روایت ہے جس میں حضرت جبریلؑ فرماتے ہیں کہ جس طرح بدری صحابہؓ سب سے افضل ہیں اسی طرح جو فرشتے بدر میں حاضر ہوئے وہ دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۴ آیت کے ان الفاظ سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ فرشتوں نے خود لڑنے میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلمانوں کی مدد کیلئے محض اس لئے بھیجا تھا کہ انکے حوصلے بلند ہوں اور انہیں اطمینان رہے کہ انکی مدد کے لئے فرشتے موجود ہیں لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے لڑائی میں بھی حصہ لیا۔ (اگرچہ غزوۂ بدر کے علاوہ کسی دوسری جنگ میں انہوں نے لڑ کر حصہ نہیں لیا)۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر ایک انصاری مسلمان کسی کافر کا پیچھا کر رہا تھا کہ اچانک اس نے اوپر سے ایک کوڑے کی آواز سنی اور ایک گھڑسوار نے اپنے گھوڑے کو پکارا حیزوم! "آگے بڑھو" اس نے اپنے سامنے کافر کو دیکھا کہ وہ لڑکھڑا کر گرا اور گرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس انصاری نے اس واقعہ کا آنحضرتؐ سے تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا "تم نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی"۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۵ یعنی یہ سمجھو کہ تمہیں جو فتح نصیب ہوئی ان فرشتوں کی وجہ سے ہوئی۔ حقیقت میں مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہ چاہتا تو فرشتوں کے بغیر ہی تمہیں فتح نصیب کر دیتا مگر جہاد کی مشروعیت سے تمہارے ایمان کا امتحان مقصود ہے اور شہادت سے تمہارے درجے بلند اور کافروں کو تمہارے ہاتھ سے ذلیل کرنا ہے۔ امم سابقہ میں سے جو امت تکذیب کرتی اس پر کسی طرح کا عذاب نازل ہو جاتا۔ حضرت نوحؑ سے لے کر فرعون کے غرق ہونے تک یہی سلسلہ قائم رہا آخر کار جب موسیٰؑ پر توراۃ نازل ہوئی تو جہاد شروع ہوا اور اس کے بعد یہی طریقہ جاری ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ جس رات کی صبح کو لڑائی (جنگ بدر) ہونے والی تھی صحابہ کرامؓ خوب سوئے حالانکہ دشمن کی فکر لگی ہوئی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نیند بھیج دی تاکہ تازہ دم ہو جائیں اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "بدر کی لڑائی میں مقدادؓ بن اسود کے سوا کوئی سوار نہ تھا تمام صحابہؓ رات کو سوئے پڑے رہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپؐ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (ابو یعلیٰ) صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ بدر کے دن آنحضرتؐ پر غنودگی طاری ہو گئی پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا "ابوبکرؓ خوش ہو جاؤ یہ جبریلؑ آئے ہیں ان کے دانتوں پر گرد پڑی ہوئی ہے۔ اس قسم کی غنودگی مسلمانوں پر جنگ اُحد کے موقع پر بھی طاری کی گئی۔ (دیکھئے سورہ آل عمران رکوع ۱۶)

ف۷ یہ بھی اسی رات کا واقعہ ہے کہ رات کو بارش ہونے سے ریت جم گئی اور زمین اتنی سخت ہو گئی کہ اس پر پاؤں اچھی طرح جم سکتے تھے اس سے فائدہ اٹھا کر مسلمان آگے بڑھے اور پینے کے لئے پانی کی بھی سہولت ہو گئی۔ کفار کے پڑاؤ کی جگہ نشیبی تھی بارش کی وجہ سے کیچڑ ہو گئی اور پاؤں پھسلنے لگے مسلمانوں کے دلوں سے شیطان کی نجاست یعنی گھبراہٹ اور خوف کی کیفیت دور ہو گئی اور صبح ہوئی تو لڑنے کیلئے چاک و چوبند تھے۔ بدر کے موقع پر مسلمانوں پر یہ تیسرا انعام تھا جس سے کافروں پر فتحیاب ہونے میں بڑی مدد ملی۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے جوڑوں پر مارو کیونکہ لڑنے والا انہی جوڑوں سے زیادہ کام لیتا ہے۔

ف۱ یعنی ان کے مقابلے سے بھاگو نہیں۔ بعض مفسرینؒ کا خیال ہے کہ یہ حکم صحابہؓ کو بدر کے دن ہی کے لئے تھا مگر یہ رائے صحیح نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ حکم سب مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ہے۔ متعدد احادیث میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنے کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ پھر آپؐ نے ان سات چیزوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک کافروں کے مقابلہ سے بھاگنا ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) ف۲ مثلاً دشمن کو گھیرنے کے لئے یا اس کو دھوکا دینے کے لئے پیچھے ہٹے۔

آمنوا إذا لقيتم الذين كفروا زحفا فلا تولوهم الأدبار ﴿١٥﴾ ومن يولهم

ایمان لائے ہو جس وقت کہ ملاقات کرو تم ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے لشکر باندھ کر پس مت پھیرو اُن سے پیٹھ کو اور جو کوئی پھیر دے اُن سے

مسلمانو جب تم کافروں کے ریل پیل لشکر سے بھڑ جاؤ (یعنے وہ زیادہ ہوں اور تم کم) تو اُن کو پیٹھ نہ دو ف۱ اور جو اُس دن (یعنے لڑائی کے دن یا بدر کے دن) اپنی پیٹھ

يومئذ دبره إلا متحرفا لقتال أو متحيزا إلى فئة فقد باء بغضب

اُس دن پیٹھ اپنی مگر حرفت کرنے والا واسطے لڑائی کے یا جگہ پکڑنے والا طرف جماعت کی پس تحقیق پھر آیا ساتھ غصے کے

کافروں کو دکھائے (یعنے بھاگے) ف۲ وہ اللہ کا غصہ لے کر لوٹا اور اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ (لوٹ جانے کی) بُری جگہ ہے مگر جو کوئی کترا کر ایک طرف چلے لڑنے کے لیے

من الله ومأواه جهنم وبئس المصير ﴿١٦﴾ فلم تقتلوهم ولكن الله

اللہ کی طرف سے اور جگہ رہنے اس کے کی دوزخ ہے اور بُری ہے جگہ پھر جانے کی پس نہ مارا تم نے ان کو و لیکن اللہ تعالیٰ نے

یا (مسلمانوں کی دوسری) جماعت میں شریک ہونے کے لیے ف۳ تو اے مسلمانو بدر کے دن درحقیقت تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے (اپنی مدد

قتلهم وما رميت إذ رميت ولكن الله رمى وليبلي المؤمنين

مارا اُن کو اور نہ پھینکا تھا تو نے جس وقت کہ پھینکا تھا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا تھا اور تو کہ آزمائش کرے ایمان والوں کو

بھیج کر) اُن کو قتل کیا ف۴ اور (اے پیغمبرؐ) تو نے وہ مٹھی (کنکریوں کی نہیں پھینکی جب تو نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ف۵ (اس میں بہت سے فائدے تھے) اور (ایک فائدہ یہ تھا) کہ مسلمانوں

منه بلاء حسنا إن الله سميع عليم ﴿١٧﴾ ذلكم وأن الله موهن

ساتھ نعمت کے اپنی طرف سے آزمائش نیک تحقیق اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے بات یہ ہے اور یہ کہ اللہ سست کرنے والا ہے

پر اپنی طرف سے ایک بڑا احسان کرے ف۶ بیشک اللہ تم (اُنکی دعا) سنتا ہے (اُن کا حال) جانتا ہے یہ احسان تو تھا ہی اور (دوسری بات یہ تھی کہ) اللہ کافروں کے منصوبے کو خراب کرنا چاہتا

كيد الكافرين ﴿١٨﴾ إن تستفتحوا فقد جاءكم الفتح وإن تنتهوا

مکر کافروں کا اگر فتح چاہتے ہو تم پس تحقیق آئی ہے تمہارے پاس فتح اور اگر باز رہتے ہو

تھا ف۷ (قریش کے کافرو) اگر تم فتح چاہتے تھے تو فتح تو تمہارے پاس آن موجود ہوئی ف۸ اور اگر (اب) تم (شرک سے اور مسلمانوں کی مخالفت سے) باز آؤ تو تمہارے لیے

فهو خير لكم وإن تعودوا نعد ولن تغني عنكم فئتكم شيئا

پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور اگر پھر آؤ تم پھر آویں گے ہم اور ہرگز نہ کفایت کرے گی تم سے جماعت تمہاری کچھ اور

بہتر ہوگا اور اگر پھر تم ف۹ کرو گے تو ہم بھی (پھر مسلمانوں کی مدد) کریں گے اور تمہارا جتھا گو کتنا ہی بہت ہو کچھ بھی تمہارے کام نہ آئے گا اور (تیسری بات یہ تھی کہ)

ولو كثرت وأن الله مع المؤمنين ﴿١٩﴾ يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله

ع ۹ ۱۶ ۲

اگرچہ بہت ہو اور یہ کہ اللہ ساتھ مسلمانوں کے ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ تھا ف۱۰ مسلمانو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو

ورسوله ولا تولوا عنه وأنتم تسمعون ﴿٢٠﴾ ولا تكونوا كالذين

اور رسول اس کے کی اور مت پھرو اس سے اور تم سُنتے ہو اور مت ہو مانند ان لوگوں کی کہ

اور رسولؐ کا حکم سُن کر اُس سے منہ نہ پھیرو ف۱۱ اور اُن لوگوں کی طرح مت ہو جو (منہ سے)

قالوا سمعنا وهم لا يسمعون ﴿٢١﴾ إن شر الدواب عند الله الصم

کہتے ہیں سنا ہم نے اور وہ نہیں سنتے تحقیق بدتر چلنے والوں کے نزدیک اللہ کے بہرے

کہہ دیتے ہیں ہم نے سنا اور وہ سنتے نہیں ف۱۲ بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہرے گونگے

ف۳ جو تعداد میں زیادہ ہو یا کوئی مغلوب ہو رہا ہو اسکی مدد کیلئے لوٹے تو کوئی گناہ نہیں یعنی اللہ کا غضب تو جنگ سے بھاگنے والے پر ہے اگر فنون حرب کے تحت نقل و حرکت کرتے ہوئے میدان چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائے تو گناہ نہیں ہے

ف۴ ورنہ خود مسلمانوں کی نہ تعداد زیادہ تھی اور نہ ان کے پاس اتنا سر و سامان تھا کہ وہ کافروں کے ہر طرح کے مسلح اور عظیم لشکر کو شکست دے سکتے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "یہ اس لئے فرمایا کہ مسلمان یہ سمجھیں کہ فتح ہماری قوت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے لہذا ان کو چاہئے کہ کسی بات میں اپنا دخل نہ دیا کریں۔" (از موضح)

ف۵ یہ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ بدر کے روز جب معرکہ قتال گرم تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر سنگ ریزے ہاتھ میں لے کر "شَاهَتِ الْوُجُوه" کہتے ہوئے کفار کی طرف پھینکے جو ان میں ہر ایک کو لگے اور اس کی آنکھوں اور نتھنوں میں داخل ہو گئے۔ اکثر مفسرینؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں "رمٰی" سے مراد یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مٹھی بھر کنکریاں پھینکنا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ باوجودیکہ ان کا سامان اور لشکر کافروں کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی تاکہ وہ اس کی نعمت کو پہچانیں اور اس کا شکر بجا لائیں۔ (کذا فی ابن جریر)

ف۷ یہ ایک دوسری بشارت ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ہر تدبیر کو کمزور کر دے گا اور یہ اپنی کسی اسکیم میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ (ابن کثیر) یا یہ کہ انہوں نے جو یہ اسکیم بنائی تھی کہ اپنے تجارتی قافلے کو بچا لے جائیں گے اور مسلمانوں کا زور بھی توڑ دیں گے ان کا یہ منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ وہ خود مارے گئے اور تہ سے قیدی بن گئے اور بھاری مالی نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے۔ (کذا عن ابن عباس)

ف۸ یہ خطاب کفار سے ہے کیونکہ مکہ سے روانہ ہوتے وقت انہوں نے کعبہ کے پردے پکڑ پکڑ کر یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! دونوں گروہوں (یعنی ہم اور مسلمانوں) میں سے جو اعلیٰ اور ہدایت یافتہ ہو اسے فتح نصیب کر اور ابوجہل نے معرکہ بدر سے پہلے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ! ہم میں سے جو برسر حق ہے اسے غالب اور جو برسر باطل ہے اسے رسوا کر۔ (ابن جریر وغیرہ) اس صورت میں "الفتح" کے معنی حکم اور فیصلہ بھی ہو سکتے ہیں۔ (رازی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "مکی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا یہ کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہتے ہیں: "مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ" یعنی کب ہوگا یہ فیصلہ؟ سو اب فرمایا کہ یہ فیصلہ آ پہنچا۔ (موضح)

ف۹ یعنی پھر مسلمانوں کی مخالفت اور ان سے جنگ کرو گے

ف۱۰ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد جس کے شامل حال ہو اسے کون شکست دے سکتا ہے؟

ف۱۱ کفار کو تہدید کے بعد اب مسلمانوں کو تادیب کی ہے کہ جب تمہیں کسی معاملے میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم معلوم ہو جائے تو اس کے خلاف کسی کی نہ سنو۔ ابتدا سورہ میں اموال غنیمت کے متعلق اختلاف کو ختم کرنے کے لئے "قل الانفال للہ والرسول" کا اعلان فرمایا تھا اور اطاعت رسولؐ کو ایمان کی شرط قرار دیا تھا پھر درمیان میں اپنے انعامات ذکر فرمائے اور اب پہلے کلام کو پھر اطاعت کی تلقین پر ختم فرمایا۔ (کبیر) ف۱۲ مراد منافقین ہیں یا مشرکین اور یہود جو کان سے تو اللہ و رسولؐ کا کلام سنتے ہیں مگر ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا یہ سننا اور نہ سننا برابر ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی کفار جو کان سے اچھی بات نہ سنیں زبان سے اچھی بات نہ نکالیں اور اللہ کی دی ہوئی عقل سے کوئی کام نہ لیں وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ جانور تو اپنے فطری تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے مگر یہ اس غرض کو بھی پورا نہیں کرتے۔ (رازی) ف۲ اگر انہیں اسی حال میں کہ ان کے اندر کوئی بھلائی نہیں ہے، سناتا تو وہ منہ پھیر کر چل دیتے یعنی ان لوگوں نے گناہوں کا ارتکاب کر کر کے اپنے اندر سے وہ استعداد ہی ختم کر لی ہے جو ایمان اور راہِ ہدایت کی پیروی کے لئے بیج کی حیثیت رکھتی ہے پھر جب بیج نہ ہو تو پھل کی امید نہیں ہو سکتی چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" حقیقت یہ ہے کہ ان کے بُرے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔ (تطفیف، ۱۴)

الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ

گونگے ہیں وہ جو نہیں سمجھتے اور اگر جانتا اللہ بیچ ان کے بھلائی البتہ سناتا ان کو

(کافر ہیں) جو عقل نہیں رکھتے ف۱ اور اگر اللہ تعالیٰ ان (بہرے گونگے کافروں میں) کچھ بھی بھلائی پاتا تو بیشک اُن کو سناتا (اس طرح کہ وہ فائدہ

وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا

اور اگر اب سنادے ان کو البتہ پھر جاویں اور وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو پکارنا قبول کرو واسطے

اٹھاتے) اور اگر اُن کو سناتا بھی جب بھی وہ منہ پھیر کر چل دیتے ف۲ مسلمانو جب رسولؐ تم کو ایسے کام کے لیے بلائے جس میں

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ

اللہ کے اور واسطے رسول کے جب پکارے تم کو واسطے اس کے کہ زندہ کرے تم کو اور جانو یہ کہ اللہ حائل ہوتا ہے درمیان

تمہاری زندگی ہے ف۳ تو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو (جواب دو فوراً حاضر ہو) اور یہ سمجھ لو کہ اللہ آدمی اور اُس کے دل کے بیچ میں آڑ ہو جاتا ہے ف۴

الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ

آدمی کے اور دل اس کے کے اور یہ کہ طرف اس کی اکٹھے کیے جاؤ گے اور ڈرو اس فتنہ سے کہ نہ پہنچے ان لوگوں کو کہ

اور تم کو (آخر) اُسی کی طرف جمع ہونا ہے (وہ ہر ایک کام کا بدلہ دے گا) اور اس عذاب سے ڈرتے رہو جو تم میں سے خاص گنہگاروں

ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا

ظلم کرتے ہیں تم میں سے خاص کر اور جانو یہ کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے اور یاد کرو

پر نہیں پڑتا ف۵ اور جانے رہو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے ف۶ اور (اے مہاجرین) وہ وقت یاد کرو جب تم زمین

اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ

جس وقت کہ تھے تم تھوڑے ناتوان گنے جاتے بیچ زمین کے ڈرتے تھے کہ یہ اُچک لے جاویں تم کو

(مکہ) میں تھوڑے سے تھے کمزور (یعنی ہجرت سے پہلے) تم ڈرتے تھے کہیں (کافر) لوگ تم کو اُچک نہ لے جائیں (یعنی ایک دم تباہ نہ کر دیں) پھر اللہ نے تم کو

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ

لوگ پس جگہ دی تم کو اور قوت دی تم کو ساتھ مدد اپنی کے اور روزی دی تم کو پاکیزہ چیزوں سے تو کہ تم

(مدینہ میں) جگہ دی اور (بدر کے دن) اپنی مدد (فرشتوں) سے تم کو زور دیا اور تم کو حلال چیزیں کھانے کو دیں ف۷ اس لیے

تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا

شکر کرو اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت خیانت کرو اللہ کی اور رسول کی اور مت خیانت کرو

کہ تم شکر کرو مسلمانو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے خیانت نہ کرو ف۸ اور اپنی (آپس کی) امانتوں میں بھی

اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ

امانتوں اپنی کو اور تم جانتے ہو اور جانو یہ کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہے

جان بوجھ کر چوری نہ کرو ف۹ اور یہ جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد بھی تمہارا خرابہ ہیں ف۱۰

وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ

اور یہ کہ اللہ نزدیک اسی کے ہے ثواب بڑا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر پرہیزگاری کروگے اللہ کی

اور اللہ تعالیٰ کے پاس تم کو بڑا ثواب ملنے والا ہے مسلمانو اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہوگے تو اللہ

ع ۳ ۱۷ ۹

ف۳ یعنی خدا اور اس کے رسولؐ کی دعوت پر لبیک کہنا تم پر لازم ہے۔ لما یحییکم (وہ کام جو تمہیں زندگی بخشتا ہے) میں علمائے سلف سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ بعض نے ایمان و اسلام اور بعض نے قرآن لیکن اکثر نے اس سے جہاد مراد لیا ہے کیونکہ جہاد دنیا و آخرت میں زندگی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور پھر سیاقِ کلام کے مناسب بھی یہی ہے لیکن اگر اس سے مراد حق و صواب لیا جائے تو قرآن، ایمان، جہاد اور بر و طاعت کے جملہ امور کو یہ لفظ شامل ہو جاتا ہے۔ مولانا علامہؒ لکھتے ہیں اس آیت سے تقلیدِ ناجائز کی جڑ کٹ گئی جب اللہ کا حکم یہ ہے کہ رسولؐ کا کہا مانو تو کیونکر یہ درست ہو سکتا ہے کہ رسولؐ کے حکم کی موجودگی میں دوسرے مجتہد یا امام کی بات پر عمل کیا جائے۔ دوسرے ائمہ تو آنحضرتؐ کے کفش بردار ہیں جب آنحضرتؐ کا حکم معلوم ہو جائے تو تابعداروں کی بات سننا اور آنحضرتؐ کا کہنا نہ ماننا اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ (مختصر از وحیدی)

ف۴ یعنی حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اگر کوئی اللہ و رسولؐ کا کہا نہ مانے تو اللہ تعالیٰ کی طرف انسان کو یہ سزا ملتی ہے کہ وہ انسان اور اُسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اللہ و رسولؐ کی دعوت پر لبیک کہنے کی توفیق نہیں ملتی جیسے فرمایا: فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم۔ یعنی وہ خود ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔ (صف ۵) آیت کے یہ معنی حضرت ابن عباسؓ اور جمہور مفسرینؒ نے بیان فرمائے ہیں۔ (ابن کثیر) ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے دل کے قریب ہے اسلئے وہ انسان کے دل کے حالات سے خوب واقف ہے اسے خوب معلوم ہے کہ تم اللہ و رسولؐ کی دعوت پر اخلاص سے لبیک کہہ رہے ہو یا کسی دوسرے جذبہ سے۔ مطلب یہ ہے کہ دلوں میں اخلاص پیدا کرو۔ (الفوائد) شاہ صاحبؒ اس آیت کی تشریح یہ فرماتے ہیں: حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے دل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (از موضح) امام رازیؒ فرماتے ہیں اللہ کا حائل ہونا موت سے کنایہ ہے یعنی موت آنے سے قبل نیکی اور اطاعت بجا لاؤ۔ اس کے بعد وانہ الیہ تحشرون کے جملہ سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ (رازی)

ف۵ متعدد احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب کسی قوم میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر ہمہ گیر عذاب بھیجے گا۔ (ابن کثیر)

ف۶ مطلب یہ ہے کہ حکم کی بجا آوری میں کاہلی کرنے سے ایک تو دل ہٹتا ہے دم بدم مشکل میں پڑتا ہے۔ دوسرے نیکوں کی کاہلی سے گنہگار بالکل چھوڑ بیٹھیں تو رسم بد پھیلے گی اس کا وبال سب پر پڑے گا۔

ف۷ جیسے مالِ غنیمت جو تم سے پہلے کسی امت کے لئے حلال نہ تھا۔ (کبیر)

ف۸ یعنی مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو یا آنحضرتؐ سے بے وفائی اور غداری نہ کرو بلکہ ان سے ایمان و اطاعت کا جو عہد باندھا ہے اسے پورے اخلاص سے نبھاؤ۔ امام زہریؒ وغیرہ کا بیان ہے کہ جب بنو قریظہ کے یہودی گھر گئے اور انہیں اپنے قلعہ سے اترنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے حضرت ابو لبابہؓ سے دریافت کیا کہ ہم سعد بن معاذؓ کے حکم پر اُتر آئیں؟ ابو لبابہؓ نے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا کہ نہیں یعنی ایسا کرنے سے گلا کٹ جائے گا اور قتل کر دیئے جاؤ گے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابو لبابہؓ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا انہوں نے توبہ کے ارادہ سے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا نو روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور آنحضرتؐ نے تشریف لا کر انہیں ستون سے کھولا۔ (کبیر، ابن کثیر) ف۹ آنحضرتؐ نے کم ہی کوئی خطبہ دیا ہو گا جس میں یہ ارشاد نہ فرمایا ہو: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔ کہ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں ہے اور جو اپنے عہد کو پورا نہ کرے اس کا دین نہیں ہے۔ (از مسند ابن حبان) نیز فرمایا کہ ... منافق کی نشانی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی بہت بڑی آزمائش ہیں کہ تم شکر اور اطاعت بجا لاتے ہو یا ان میں مشغول ہو کر نافرمانی کرتے ہو۔ (ابن کثیر)

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

کرے گا واسطے تمہارے امتیاز اور دُور کرے گا تم سے برائیاں تمہاری اور بخشے گا واسطے تمہارے اور اللہ

تعالیٰ تمہارے چھٹکارے کی صورت نکال دے گا ۔ اور تمہارے گناہ تم پر سے اُتار دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ

صاحب فضل بڑے کا ہے اور جس وقت مکر کرتے تھے ساتھ تیرے وہ لوگ جو کافر ہوئے تو کہ بند کر رکھیں تجھ کو یا

بڑے فضل والا ہے اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب (تو مکہ میں تھا) کافر داؤں کرنے لگے کہ تجھ کو قید کریں یا

يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

مار ڈالیں تجھ کو یا نکال دیں تجھ کو اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ نیک مکر کرنے والوں کا ہے

قتل یا (ملک سے) نکال باہر کریں ۔ اور وہ (اپنا) داؤں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ (اپنا) داؤں کر رہا تھا اور اللہ سب داؤں کرنے والوں سے بہتر داؤں کرنے والا ہے

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ

اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر اُن کے نشانیاں ہماری کہتے ہیں تحقیق سنا ہم نے اگر چاہیں ہم البتہ کہہ لیویں مانند

اور جب ہماری آیتیں ان کافروں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم سُن چکے ہم بھی اگر چاہیں تو ایسا قرآن کہہ ڈالیں (تصنیف کریں) یہ ہے کیا

هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ

اس کی نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی اور جب کہا انہوں نے یا اللہ اگر

اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں بس ۔ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب ان کافروں نے دعا مانگی

كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

ہے یہ حق نزدیک تیرے سے پس برسا اُوپر ہمارے پتھر آسمان

یا اللہ تعالیٰ یہ قرآن سچ ہے تیرے ہی پاس سے اُترا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا اور

السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ

سے یا لے آ ہم پر عذاب درد دینے والا اور نہیں تھا اللہ کہ عذاب کرتا اُن کو اور تو

کوئی تکلیف کا عذاب ہم پر لے آ ۔ اور اللہ تعالیٰ تو اُن کو عذاب کرنے والا نہیں جب تک تو اُن میں

فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا

بیچ ان کے تھا اور نہیں ہے اللہ عذاب کرنے والا ان کو اور وہ ہوں بخشش مانگتے اور کیا ہے واسطے ان کے یہ کہ نہ

موجود ہے ۔ اور اللہ اُن کو عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ استغفار کرتے ہیں ۔ اور (اے پیغمبر جب تو مکہ سے چلا آیا) اب اُن میں

يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَاۗءَهٗ ۭ

عذاب کرے اُن کو اللہ اور وہ بند کرتے ہیں مسجد حرام سے اور نہیں وہ لائق والی ہونے اس کے کے

کون سی بات ہے جو اللہ ان کو عذاب نہ کرے حالانکہ وہ لوگوں کو ادب والی مسجد سے روکتے ہیں اور وہ اس ادب والی مسجد کے متولی نہیں

اِنْ اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ

نہیں لائق والی ہونے اس کے کے مگر پرہیزگار اور لیکن بہت ان کے نہیں جانتے اور نہیں ہے

ہیں اس مسجد کے متولی وہی ہیں جو پرہیزگار ہیں (شرک سے بچتے ہوں) لیکن اُن میں اکثر لوگ یہ نہیں جانتے اور کعبے کے

ف۱ مال و اولاد کے فتنہ سے ڈرانے کے بعد اب تقویٰ کی تعلیم دی۔ یہاں فرقاناً سے مراد یا تو یہ ہے کہ تمہارے اہل و عیال اور اموال جو مکہ میں کافروں کے قبضہ میں ہیں ان کے بچاؤ کی صورت نکال دے گا یا تمہارے اندر نورِ بصیرت پیدا کر دے گا۔ جس سے تم زندگی کے ہر موڑ اور ہر نشیب و فراز پر معلوم کر سکو گے کہ کونسی چیز حق ہے اور کونسی باطل؟ فرقان کے لغوی معنی نجات اور نورِ بصیرت دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۲ آیت۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ الخ میں مومنوں پر اپنا انعام ذکر فرمایا تھا۔ اب اس آیت میں آنحضرتؐ پر اپنے انعام کا ذکر کیا ہے جو یجعل لکم فرقاناً۔ کی ایک مثال ہی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ ابھی مکہ میں تھے لیکن قریش کو یقین ہو گیا تھا کہ آپؐ بھی عنقریب مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں اسی وقت انہوں نے اپنے دار الندوہ میں رؤسا مکہ کا ایک نمائندہ اجتماع بلایا تاکہ آپؐ کے بارے میں کسی قطعی فیصلہ پر پہنچا جا سکے۔ اس اجتماع میں شیطان بھی ایک بوڑھے نجدی کی شکل میں شریک ہو گیا۔ کسی نے تجویز پیش کی کہ اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیڑیاں پہنا کر کسی جگہ قید کر دیا جائے اور مرتے دم تک رہا نہ کیا جائے لیکن اس بوڑھے نے اس تجویز کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ اس کے جو ساتھی قید سے باہر ہیں وہ برابر قوت پکڑتے اور اسے چھڑانے کیلئے زور لگاتے رہیں گے۔ دوسری تجویز یہ تھی کہ اسے اپنے ہاں سے نکال باہر کیا جائے کیونکہ جب یہ ہم میں موجود نہ ہو گا تو ہمیں اس سے کوئی بحث نہ ہو گی کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے لیکن اس بوڑھے نے اسے بھی یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ یہ شخص زبان آور ہے جہاں جائے گا اپنے گرد لوگوں کو جمع کر لے گا۔ آخر ابوجہل نے یہ تجویز پیش کی اور اس بوڑھے نے بھی اس کی پُرزور تائید کی کہ تمام قبائل میں سے ایک ایک نوجوان کو منتخب کیا جائے۔ پھر یہ تمام نوجوان مل کر یکبارگی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ٹوٹ پڑیں اور اس کا کام تمام کر دیں۔ اس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور بنو عبد مناف کو دیت قبول کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق نوجوان منتخب کئے گئے اور وہ ایک مقررہ رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہو گئے کہ جونہی آپؐ گھر سے باہر نکلیں آپؐ پر یکبارگی حملہ کر دیا جائے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے اپنے گھر سے نکل گئے اور انکی ساری خفیہ تجویز ناکام ہو کر رہ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ سیرت کی تمام کتابوں میں مذکور ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت عین قرآن کے مطابق ہے۔ (رازی۔ ابن کثیر)

ف۳ یعنی انہوں نے سازش کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ سازش ناکام کر دی نیز معنی "مکر" کیلئے دیکھئے سورۃ آل عمران آیت ۵۴۔ (رازی)

ف۴ جمہور مفسرین کے قول کے مطابق یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ ایران کا سفر کرتا رہتا تھا اسلئے اس نے رستم اور اسفندیار وغیرہ کی کہانیاں یاد کر لی تھیں ایک مرتبہ مکہ آیا اور قرآن سنا تو وہ بات کہنے لگا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۵ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ یہ دعا کرنے والا ابوجہل تھا چونکہ باقی سب نے اسے پسند کیا تھا اس لئے اسے سب کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

ف۶ یعنی جب تک آپؐ ان میں موجود تھے اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیجنے والا نہیں تھا کیونکہ اس کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ کسی قوم پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جب تک اس کا رسولؐ ان میں موجود رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ، ہود، صالح اور حضرت لوطؑ کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی یہ بھی اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ جب تک کوئی قوم اپنے گناہوں پر نادم ہو کر استغفار کرتی رہتی ہے وہ اسے ہلاک نہیں کرتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گنہگاروں کو دو چیز پناہ ہیں ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار۔ (موضح) منقول ہے کہ مشرکین طواف کے وقت غفرانک غفرانک کہا کرتے تھے یا مقصد یہ ہے کہ ان میں استغفار کرنے والے موجود ہیں یعنی مسلمان۔ اور بعض نے یہ تاویل بھی کی ہے کہ انکے اندر اللہ تعالیٰ کے علم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو آئندہ چل کر مسلمان ہونگے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرینگے اس لئے ان پر عذاب استیصال نہیں آسکتا جیسا کہ انہوں نے دعا کی تھی۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۸ اس پر انہوں نے ایسی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے کہ کسی توحید پرست انسان کو ان کا طواف کرنے یا اس میں عبادت کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس عذاب سے عذاب استیصال مراد نہیں ہے بلکہ ان کا مسلمانوں کے ہاتھوں جنگوں میں قید اور قتل ہونا مراد ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ان میں بہت سے لوگ قید ہوئے اور پھر حدیبیہ کے بعد فتح مکہ کی اجازت دیدی گئی۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی جو شرک سے پرہیز کرنیوالے ہیں اور وہ آنحضرتؐ اور انکے صحابہؓ ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سے سوال ہوا کہ آپؐ کی آل کون ہیں؟ اس پر آپؐ نے فرمایا ہر پرہیزگار مومن میری آل ہے۔ (ابن کثیر)

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

نماز اُن کی نزدیک کعبہ کے مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں پس چکھو عذاب کو

پاس اُن کی نماز یہی ہے سیٹیاں اور تالیاں بجانا ف۱ تو (اے کافرو) اب اپنے کفر

بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا

بسبب اس کے کہ تھے تم کفر کرتے تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے خرچ کرتے ہیں مال اپنے تو کہ بند کریں

کی سزا میں عذاب (کا مزہ) چکھو ف۲ بیشک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی راہ

عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ

راہ خدا کی سے پس البتہ خرچ کریں گے ان کو پھر ہوگا اُوپر ان کے افسوس پھر

سے (اسلام قبول کرنے سے) روکیں ف۳ یہ لوگ ابھی اور خرچ کریں گے پھر اُن کو (یہ مال خود ایک) افسوس ہوگا پھر مغلوب

يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ

مغلوب کیے جاویں گے اور وہ لوگ جو کافر ہیں طرف دوزخ کی اکٹھے کیے جاویں گے تو کہ جدا کرے خدا

ہوں گے ف۴ اور جو کافر ہیں وہ (قیامت کے دن) دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ

الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ

ناپاک کو پاک سے اور کرے ناپاک کو بعض اس کا اُوپر بعض کے پس تودہ کرے اس کو

ناپاک کو پاک سے جدا کرے ف۵ اور ناپاک (چیزوں یا لوگوں) کو ایک کے اُوپر ایک رکھ کر اُن سب کا ڈھیر

جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ ع قُل لِّلَّذِينَ

اکٹھا پس کرے اس کو بیچ دوزخ کے یہ لوگ وہ ہیں ٹوٹا پانے والے کہہ واسطے ان لوگوں کے

لگا کر اُس کو جہنم میں جھونک دے یہی لوگ ہیں جو گھاٹے میں رہے (اے پیغمبرؐ) ان کافروں سے کہہ دے اگر

كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ

کہ کافر ہوئے ہیں اگر باز آویں بخشا جاوے گا واسطے اُن کے جو کچھ کہ گزرا اور جو پھر کریں پس تحقیق گذری ہے

یہ (آنحضرتؐ کی دشمنی اور شرارت سے اب بھی) باز آئیں تو اُن کے اگلے قصور معاف کر دیئے جائیں گے ف۶ اور اگر پھر ایسا کریں تو اگلے لوگوں (میں شہد) کی

سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ

عادت پہلوں کی اور لڑو اُن سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ (یعنی غلبہ کفار کا) اور ہو جاوے

عادت گذر چکی ہے ف۷ (مسلمانو) کافروں سے لڑو اس غرض سے کہ شرک (دنیا میں) نہ رہے ف۸ اور سارا حکم اللہ ہی کا

الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾

دین تمام واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس تحقیق اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے

چلنے لگے ف۹ پھر اگر یہ لوگ (کفر سے) باز آجائیں (اور مسلمانوں کو نہ ستائیں) تو اللہ اُن کے کاموں کو دیکھ رہا ہے ف۱۰

وَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾

اور اگر پھر جاویں پس جانو یہ کہ اللہ دوست ہے تمہارا اچھا دوست ہے اور اچھا مدد دینے والا ہے

اور اگر نہ مانیں ف۱۱ تو (مسلمانو) تم یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حمایتی ہے کیا اچھا حمایتی ہے اور کیا اچھا مددگار ف۱۲

ف۱ حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قریش ننگے ہو کر اور سیٹیاں بجا بجا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ اسی کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ (ابن کثیر) ف۲ عذاب سے مراد وہ جانی اور مالی نقصان ہے جو انہیں بدر کے دن پہنچا۔ (ابن کثیر) ف۳ کلبیؒ، ضحاکؒ اور مقاتلؒ کہتے ہیں کہ بدر میں قریش کے بارہ سرداروں نے ایک ایک دن اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہر روز ایک شخص لشکر کو کھانا کھلائے گا چنانچہ ان میں سے کسی ایک کی طرف سے ہر روز دس اونٹ ذبح کئے جاتے تھے۔ پھر جب شکست ہوگئی تو مکہ پہنچ کر صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور بعض دوسرے لوگوں نے جن کے باپ یا بیٹے بدر میں مارے گئے تھے ابوسفیان وغیرہ سے کہا کہ جو مال تجارت قافلہ لایا ہے، اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انتقام لینے میں صرف کیا جائے چنانچہ اس پر سب راضی ہو گئے۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۴ پہلے سے خبردار کر دیا کہ آئندہ جب بھی یہ مسلمانوں کے خلاف کوئی کاروائی کریں گے انہیں اسی طرح ناکامی اور حسرت کا سامنا کرنا پڑے گا جس طرح اب بدر میں ان کا یہ حشر ہوا ہے چنانچہ اس کے بعد جنگِ اُحد میں بھی ایک طرح ناکامی کے ساتھ لوٹنا پڑا۔ (کذا فی الوحیدی وغیرہ)

ف۵ یعنی کافر کو مومن سے یا بدبخت کو نیک بخت سے یا شیطان کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال سے۔

ف۶ یعنی کفر سے بھی تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو جائیں اور اطاعت و انابت اختیار کر لیں تو ان کے اگلے قصور یعنی کفر سمیت تمام گناہ ماسوا حقوق العباد کے معاف کر دیئے جائیں گے۔ حدیث میں ہے: اَلْاِسْلَامُ یَجُبُّ مَا قَبْلَهٗ وَالتَّوْبَةُ تَجُبُّ مَا قَبْلَهَا۔ کہ اسلام لانے سے پہلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سچی توبہ سے بھی پہلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کی طرف مائل کیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "ہاتھ پھیلایئے کہ میں بیعت کروں" لیکن جب آپؐ نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو میں نے عرض کی کہ "ایک شرط کرنا چاہتا ہوں" فرمایا "کیا شرط کرنا چاہتے ہو" میں نے عرض کیا "یہ کہ میرے لئے آپؐ مغفرت کی دعا فرمائیں کہ میرے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں" فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام لانے سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسی طرح ہجرت کرنے سے بھی پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ابن کثیر۔ مسلم)

ف۷ یعنی اگر اسلام کو اکھیڑنے اور مسلمانوں کی طاقت ختم کرنے کا پروگرام بنائیں تو جس طرح پہلے لوگ تباہ و برباد ہوئے جنہوں نے انبیاء کو ستایا اور ان سے جنگ کی اسی طرح یہ بھی تباہ و برباد ہوں گے یا جس طرح جنگ بدر میں حشر ہوا ہے وہی اب ان کا ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف۸ یا مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا ختم ہو جائے۔ لفظ "فتنہ" کے لغوی معنی تپانے اور آزمانے کے ہیں اس لئے اس سے مراد شرک بھی ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کو دینِ اسلام سے پھیرنے کے لئے ستانا بھی۔ مفسرینؒ نے اس کے یہ دونوں مطلب بیان کئے ہیں۔ (از ابن کثیر)

ف۹ یعنی سب مذاہب پر اسلام کا غلبہ ہو جائے جیسا کہ نزولِ مسیحؑ کے وقت ہوگا۔ اسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا: "مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرتا رہوں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل نہیں ہو جاتے چنانچہ جب وہ اس کے قائل ہو جائیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال بچا لیں گے الا یہ کہ ان پر کوئی اسلام کا قانونی حق عائد ہوتا ہو تو وہ ان سے وصول کیا جائیگا۔ اور ان کا حساب و کتاب (یعنی جس حد تک دلوں کی حالت کا تعلق ہے) اللہ کے ذمہ ہوگا۔ (بخاری مسلم) ف۱۰ جیسے کام کریں گے ویسا ہی بدلہ ان کو دیا جائے گا۔ (از وحیدی) ف۱۱ یعنی مسلمانوں کو ستانا اور لڑنا ترک نہ کریں تو۔۔ (از وحیدی)

ف۱۲ جس کا حمایتی اور مددگار وہ ہو اس کو دنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی اللہ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا۔ (وحیدی)

ف۱ اُوپر کی آیت "وَقَاتِلُوْهُمْ الخ" میں مقاتلہ کا حکم تھا جس کے نتیجہ میں حصول غنیمت ایک لازمی امر تھا اس لئے اس آیت میں مال غنیمت کی تقسیم کے چند مصارف بیان فرمادیئے۔ (کبیر) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سورہ کے آغاز میں جو اس کی تقسیم کا اختیار اللہ و رسولؐ کو دیا گیا تھا اسی کی تفصیل ہو۔ (کذا فی بعض الحواشی) مطلب یہ ہے کہ کل مال غنیمت کے پانچ حصے کئے جائیں گے، چار حصے ان لوگوں کو ملیں گے جنہوں نے جنگ میں شرکت کی اور خمس (پانچواں حصہ) ان اغراض کے لئے الگ کر لیا جائے گا جن کا آیت میں ذکر کیا گیا ہے اس خمس کی تقسیم میں سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ امام مالکؒ اور اکثر سلفؒ کا خیال یہ ہے کہ امام (خلیفہ اسلام) کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعی مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ اسی پر خلفاء اربعہؓ کا عمل رہا ہے۔ (قرطبی) اور سنن ابوداؤد کی حدیث: "الخمس مر دود علیکم" (کہ میرے لئے اس غنیمت میں سے پانچواں حصہ ہے اور یہ پانچواں حصہ بھی تمہاری ہی اجتماعی مصلحت میں صرف کر دیا جاتا ہے) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن کثیرؒ نے اس کو سب سے صحیح قول قرار دیا ہے۔ اس سے آیت سورہ حشر اور اس آیت کے درمیان منافات بھی رفع ہو جاتی ہے ورنہ کہا جائے گا کہ مالِ غنیمت اور مال فے میں فرق ہے اور سورہ حشر میں اموال فے کا بیان ہے یعنی وہ اموال جو دشمن سے صلحاً حاصل ہوں۔ (نیز دیکھئے سورہ حشر) اور ناتے والوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لوگ مراد ہیں یعنی بنو ہاشم اور ان کے ساتھ بنو المطلب بھی۔ جمہور علمائے سلف کا یہی قول ہے۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی بدر کے دن جس میں حق اور باطل کا فیصلہ ہوا۔ حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی ۱۷ رمضان ۲ھ بروز جمعہ (ابن جریر بروایت حضرت علیؓ) یہاں پر "جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا" سے مراد وہ آیات (فرشتے اور نصرت) ہیں جو بدر کے دن ظاہر ہوئیں۔

ف۴ یعنی وادی بدر کے اس سرے پر جو مدینہ منورہ کی سمت ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی ساحلِ بحر کی طرف۔ یہ منصوب علی الظرفیۃ ہے یا موضع حال میں ہے جیسا کہ جمہور علما کا خیال ہے جنگ کے اس نقشہ کو بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اسوقت بظاہر یہ نظر آرہا تھا کہ دشمن طاقتور ہے اور مسلمان کمزور اور ناتواں ہیں لیکن ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی۔ (روح)

ف۶ یعنی تم اپنے مقابلے میں ان کی کثرتِ تعداد سے ڈر جاتے اور وہ رسول اللہ صلعم کے رعب اور ہیبت سے۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۷ مراد اہل اسلام کی فتح اور اہل کفر کی شکست ہے۔ (از ابن کثیر)

ف۸ یا یہ کہ اتمام حجت ہو اور کسی کے لئے عذر کا موقع نہ رہے یعنی اس کے بعد اگر کوئی کافر رہے تو دلیل دیکھکر کافر رہے (اور ہلاکت میں پڑے) اور جو کوئی مسلمان ہو تو وہ بھی دلیل دیکھ کر مسلمان ہو۔ (وحیدی)

ف۹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ کافروں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ اسی کی خبر آپؐ نے صحابہؓ کو دی جس کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں ہمت اور ثابت قدمی پیدا ہوگئی۔ (کبیر) آپؐ کا خواب اس لحاظ سے سچا تھا کہ بعد کو ان کافروں میں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ فرشتے بھی شامل تھے اسلئے ان کے مقابلے میں کافروں کی تعداد کم ہی تھی۔ (کذا فی الوحیدی)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي

اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ لو کسی چیز سے پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے اور واسطے

اور جان رکھو کہ (لڑائی میں) جو لوٹ تم کو ملے اسمیں (چار حصے تو لڑنیوالوں کو ملیں گے اور) پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور رسولؐ کا اور ناطے والوں

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا

قرابتیوں رسول کے اور یتیموں کے اور فقیروں کے اور مسافروں کے اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور جو کچھ کہ اتارا ہم نے

کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا (جن کے پاس راہ خرچ نہ رہا ہو) ف۱ (جو تقسیم اوپر بیان ہوئی اس پر چلو) اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس (مدد) پر جو

عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۱

اوپر بندے اپنے کے دن فیصلے کے جس دن کہ ملی تھیں دو جماعتیں اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

ہم نے اپنے بندے (حضرت محمدؐ) پر فیصلے کے دن ف۲ اتاری جس دن دونوں فوجیں (اسلام اور کفر کی) گتھ گئی تھیں (ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں) ف۳ اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ

جس وقت کہ تھے تم کنارے ورلے پر اور وہ تھے کنارے پرلے پر اور سوار نیچے تھے تم سے ف۵

جب تم (وادی کے) ورلے سرے پر تھے ف۴ اور وہ (یعنی کافر) پرلے سرے پر تھے (پہلے در جو مدینہ سے دور ہے) اور قافلہ (جس کے لوٹنے کیلئے تم گئے تھے) نیچے کی

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ

اور اگر وعدہ مقرر کرتے تم البتہ اختلاف کرتے تم بیچ وعدے کے اور لیکن تو کہ تمام کرے اللہ اس کام کو کہ تھا

طرف تھا اور اگر (کہیں) پہلے سے (لڑائی کا) تم میں اور ان میں وعدہ ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی اپنا وعدہ خلاف کرتا ف۶ لیکن اسلیے (تم اور وہ اچانک بھڑ گئے) کہ اللہ کو ایک کام کر ڈالنا

مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ

کرنا ف۷ تو کہ ہلاک ہو جاوے وہ شخص کہ ہلاک ہوا ہے دلیل سے اور جیتا رہے جو شخص کہ جیتا ہے دلیل سے اور تحقیق

منظور تھا جو ٹھہر چکا تھا (یعنی جس کا کرنا اس کے علم میں تھا) اور اس لیے کہ جو مرے وہ (پیغمبر کی سچائی کی) دلیل دیکھ کر مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی دلیل دیکھ کر جیے ف۸ بیشک

اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۴۲ۙ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ

اللہ البتہ سننے والا جاننے والا ہے جس وقت کہ دکھلاتا تھا ان کافروں کو اللہ بیچ خواب تیرے کے تھوڑے ف۹ اور اگر دکھلاتا تجھ کو وہ

اللہ سنتا جانتا ہے (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب اللہ تعالیٰ نے خواب میں تجھ کو کافر تھوڑے سے دکھلائے اور اگر کافروں کو تجھ کو بہت دکھلاتا

كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

بہت البتہ سستی کرتے تم اور البتہ جھگڑتے تم بیچ کام کے اور لیکن اللہ نے سلامت رکھا تحقیق وہ جاننے والا ہے

تو (اے مسلمانو) تم ضرور ہمت ہار دیتے اور لڑنے میں جھگڑتے ف۱۰ مگر اللہ نے (ان دونوں باتوں سے مسلمانوں کو) بچا لیا ف۱۱ بیشک وہ دلوں کی بات

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴۳ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ

سینے والی بات کو اور جس وقت دکھلاتا تھا تم کو ان کافروں کو جب ملے تم بیچ آنکھوں تمہاری کے تھوڑے اور

جانتا ہے اور (اے مسلمانو) جب تم ان سے بھڑے تو اللہ نے تمہاری آنکھوں میں ان کو کم دکھلایا اور تم کو ان

يُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

تھوڑا دکھلاتا تھا تم کو بیچ آنکھوں انکی کے تو کہ تمام کرے اللہ وہ کام کہ تھا کرنا اور طرف اللہ کی پھیرے جاتے ہیں

کی آنکھوں میں کم دکھلایا ف۱۲ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک کام کا جو (اس کے علم میں) ہو چکا تھا کر ڈالنا (پورا کر دینا) منظور تھا اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں

ف۱۰ یعنی کوئی کہتا لڑو اور کوئی کہتا نہ لڑو، وہ بہت ہیں اور ہم کم۔ (وحیدی)

ف۱۱ یعنی نہ ہمت ہار جانے کا موقع دیا اور نہ آپس میں جھگڑنے اور اختلاف کرنے کا۔ (وحیدی)

ف۱۲ یہ اسوقت کی کیفیت ہے جب جنگ ہونیوالی تھی لیکن ابھی وہ شروع نہیں ہوئی تھی۔ کافر مسلمانوں کو تھوڑے سے نظر آتے حتیٰ کہ بعض نے خیال کیا کہ وہ ستر سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس سے آنحضرتؐ کے خواب کی بھی تائید ہو رہی تھی اور یہ بھی کہ مسلمانوں کی ہمت بڑھ جائے نیز کفار زیادہ تیاری کی ضرورت نہ سمجھیں مگر جب جنگ شروع ہوگئی تو کافروں کو مسلمانوں کی تعداد زیادہ نظر آنے لگی جیسا کہ سورۂ آل عمران میں فرمایا: "يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ" (وہ بظاہر ان کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے) اس کا فائدہ یہ ہوا کہ جنگ شروع ہونے پر کافروں کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ جلد ہی شکست کھا کر پیچھے کی طرف بھاگنے لگے اور مسلمانوں کے حوصلے بدستور بڑھتے رہے۔

ف۱۳ یعنی وہی اسلام کی فتح اور کفر کی شکست ہو اور آنحضرتؐ کی سچائی پر معجزانہ دلیل قائم ہو جائے۔ (کبیر)

ف۱ یعنی وہی جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ اور پھر جب اصل اختیار ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے تو مسلمان کو چاہئے کہ اسی کو اپنا مقصود بنائے۔ ف۲ یعنی صرف اسی پر بھروسا کرو اور اسی سے مدد طلب کرو کیونکہ فتح و نصرت کا انحصار ظاہر اسباب پر نہیں بلکہ دل کی استقامت، اللہ کی یاد اور اس کی حکم برداری پر ہے۔ اسی لئے طالوت کے ساتھیوں نے دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت یہ دُعا کی تھی: رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ اے ہمارے رب! ہمیں صبر کی توفیق دے، ہمارے قدم جمادے اور ان کافروں پر ہمیں فتح نصیب کر۔ (بقرہ: ۲۵۰) حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو وقت دُعا رد نہیں ہوتی، ایک اذان کے وقت دوسرے دشمن سے لڑائی کے وقت۔ (الحاکم بسند صحیح)

اِلٰا مُوْرُ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

سب کام اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب ملاقات کرو تم ایک جماعت سے پس ثابت رہو اور یاد کرو اللہ کو بہت

کی انتہا ہے ف۱ مسلمانو جب تم (کافروں کی) کسی فوج سے بھڑ جاؤ تو جمے رہو اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو تاکہ تم

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ

تو کہ تم چھٹکارا پاؤ اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی اور مت جھگڑا کرو آپس میں پس سست ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی

(اپنی مراد کو) پہنچو ف۲ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں (ناحق اختلاف کے لیے) جھگڑا نہ کرو (اگر کرو گے) تو بودے بن

رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا

ہوا تمہاری اور صبر کرو ف۳ تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے اور مت ہو مانند ان لوگوں کی کہ نکلے

جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی اور (لڑائی کی تکلیفوں پر) صبر کرو کیونکہ اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے اور اُن لوگوں کی طرح مت ہو جو اپنے گھروں سے

مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

گھروں اپنے سے اتراکر اور دکھانے کو لوگوں کے اور بند کرتے تھے راہ خدا تعالیٰ کی سے اور اللہ

اتراتے اور لوگوں کو دکھاتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے نکلے ف۴ (تاکہ لوگ اُن کے سلام کو قبول نہ کریں) اور اللہ تعالیٰ کا علم

بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں گھیرنے والا ہے اور جب زینت دی واسطے ان کے شیطان نے عملوں ان کے کو اور کہا نہیں غالب

اُن کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے اور اے پیغمبر وہ وقت یاد کر (جب شیطان ان کافروں کے کاموں کو ان کی نظر میں بھلا دکھلانے لگا اور کہنے لگا آج کے دن تو

لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ

تم پر آج کے دن کوئی لوگوں میں سے اور تحقیق میں حمایتی ہوں تمہارا پس جب نمودار ہوئیں دونوں جماعتیں پھر گیا

لوگوں میں ایسا کوئی نہیں جو تم پر غالب آئے اور میں تمہاری کمک پر ہوں ف۵ جب دونوں فوجیں (مسلمانوں کی اور قریش کے کافروں کی) آمنے سامنے ہوئیں

عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ

اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے اور کہا تحقیق میں بیزار ہوں تم سے تحقیق میں دیکھتا ہوں جو کچھ نہیں دیکھتے تم تحقیق میں ڈرتا ہوں

تو اُلٹے پاؤں چل دیا اور کہنے لگا میں تم سے الگ ہوں ف۶ میں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ف۷ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا

اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

اللہ سے اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے جس وقت کہ کہتے تھے منافق اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں اُن کے کے

ہوں ف۸ اور اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے (یہ وہ وقت تھا) جب منافق اور جن کے دل میں (شرک کی) بیماری تھی کہنے لگے

مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

بیماری ہے فریب دیا ہے اُن کو دین ان کے نے اور جو کوئی توکل کرے اوپر اللہ کے پس تحقیق اللہ غالب ہے

ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا ف۹ اور اللہ اُن کا جواب یوں دیتا ہے (جو کوئی اللہ پر بھروسا کرے تو اللہ تعالیٰ تو زبردست حکمت

حَكِيْمٌ۝ وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

حکمت والا ہے اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں (یعنی روح) ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مارتے ہیں منہ اُن کے

والا ہے ف۱۰ اور (اے پیغمبر) کاش تو (وہ حال) دیکھتا جب فرشتے (بدر کے دن) اُن کافروں کی جان نکال رہے تھے سامنے اور پیچھے (دونوں طرف) سے اُن کو

یہاں ثبات سے مقصود انتہائی بے جگری سے لڑنا ہے۔ لہٰذا یہ آیت: الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الی فئة کے خلاف نہیں ہے بلکہ بعض اوقات تحرف اور تحیز ہی ثبات کے حصول کا موجب بن جاتا ہے۔ (کبیر)

ف۳ "ہوا جاتی رہے گی" یعنی اقبال کے بعد ادبار نظر آوے گا۔ (موضح) نیز یہ کہ تمہارے درمیان پھوٹ دیکھ کر دشمنوں پر سے تمہارا رعب اُٹھ جائے گا۔ اور وہ تم پر غلبہ پانے کے لئے اپنے اندر جرأت محسوس کرنے لگیں گے۔ فالریح کنایۃ عن الدولۃ و النصرۃ کما فسرھا مجاھد۔ (روح) یہ صحابہ کرامؓ کے اتحاد اور صبر کا نتیجہ تھا کہ تیس سال کے اندر ہی مسلمانوں کو سب پر غلبہ حاصل ہوگیا اور مملکت اسلامی کے حدود مشرق و مغرب میں حیرت انگیز طریقے سے پھیل گئے۔ (ابن کثیر)

ف۴ مسلمانوں کو لڑائی میں ثبات اور کثرت ذکر الٰہی کا حکم دینے کے بعد اب کفار کے تشبہ سے منع فرمایا ہے۔ (ابن کثیر) ان سے مراد ہیں ابوجہل اور اس کے ساتھی جو باجے گاجے اور گانے والی لونڈیوں سمیت ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کو بچانے مکہ سے نکلے۔ جب جحفہ کے مقام پر پہنچے تو انہیں اگرچہ معلوم ہو گیا کہ قافلہ تو مسلمانوں کی زد سے بچ کر نکل آیا ہے مگر وہ کہنے لگے کہ ہم تو اس وقت تک مکہ واپس نہ جائیں گے جب تک مقام بدر میں پہنچ کر خوب شرابیں نہ پی لیں اور اونٹ ذبح کرکے گانا بجانا نہ کرلیں اور ہمارے نکلنے کی سارے عرب میں دھوم نہ مچ جائے۔ علمائے تفسیر لکھتے ہیں وہ بدر میں وارد ہوئے تو شراب کی بجائے موت کے پیالے پئے اور گانے والیوں کی بجائے نوحہ گر عورتوں نے حلقہ ماتم قائم کیا یا للہ العجب۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "جہاد عبادت ہے۔ عبادت پر اترا وے یا دکھانے کو کرے تو قبول نہیں۔ (موضح) جملہ "وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" کا عطف "بَطَرًا" پر ہے۔ علی تقدیر انہ حال بتاویل اسم الفاعل۔ (روح)

ف۵ یعنی ان کے ذہنوں میں یہ غرور بھر دیا۔ فالقول مجاز عن الوسوسة۔ ابن جریرؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے بروایت بھی نقل کی ہے کہ قریش اور بنو کنانہ میں سخت دشمنی تھی جب قریش مسلمانوں سے مقابلے کے لئے نکلے تو انہیں ڈر ہوا کہ کہیں پیچھے سے بنو کنانہ ہم پر حملہ نہ کر دیں۔ اس وقت شیطان بنو کنانہ کے ایک سردار سراقہ بن مالک کی صورت میں ان کے ساتھ شریک ہوگیا اور اپنے ساتھ ایک جھنڈا اور شیطانوں کا لشکر بھی لے آیا۔ اسی وقت قریش سے اس نے وہ بات کہی جو اس آیت میں مذکور ہے۔ (ابن کثیر) واضح رہے کہ شیطان کا انسانی شکل میں آنا کوئی مستبعد نہیں۔ فالقول علی معناہ الحقیقی

ف۶ یعنی سب کچھ بھول گیا اور بھاگ نکلا۔

ف۷ یعنی مجھے وہ فرشتے نظر آنے لگے ہیں جو مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے ہیں اور تمہیں نظر نہیں آرہے۔

ف۸ صرف اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے اس نے یہ بہانہ بنایا ورنہ اس مردود کو اللہ تعالیٰ کا ڈر کہاں تھا؟ (از وحیدی) حدیث میں ہے کہ عرفہ کے دن جب شیطان اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور بڑے بڑے گناہوں کی اس کی طرف سے معافی کو دیکھتا ہے تو اس کی ذلت کی انتہا نہیں رہتی لیکن بدر کے دن جب اس نے حضرت جبریل کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی صفوں کو ترتیب دے رہے ہیں تو عرفہ کے دن سے بھی زیادہ ذلیل نظر آنے لگا۔ (موطا)

ف۹ یعنی انکے دینی جوش نے انکو بالکل دیوانہ بنا دیا ہے۔ دیکھ رہے ہیں کہ ان کی تھوڑی سی تعداد ہے کوئی سر و سامان بھی نہیں ہے حتیٰ کہ لڑنے کے لئے ایک کے علاوہ دوسرا گھوڑا بھی نہیں ہے مگر چلے ہیں قریش کے مسلح اور عظیم الشان لشکر سے مقابلہ کرنے۔ یہ بالکل ہی تو ہیں جو اپنی موت کو خود دعوت دے رہے ہیں۔ (کبیر۔ ابن کثیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق طعن کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ غرور نہیں توکل ہے۔ (موضح)

ف۱۰ اور زبردست پر جس کا بھروسا ہو اس کا دل یقیناً مضبوط ہوگا اس لئے مسلمان قریش کے عظیم الشان لشکر کے مقابلہ میں خوش اور آمادہ ہیں۔ (کذا فی موحیدی)

ف۱ کفار کے احوال بیان کرنے کے بعد اب ان کی موت کی حالت بیان کی ہے۔ (کبیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بدر میں کافر جب مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تو فرشتے ان کے منہ پر ضرب لگاتے اور جب وہ پیٹھ موڑ کر بھاگتے تو ان کی پیٹھ پر ضرب لگاتے۔ اس صورت میں "اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا" سے مراد وہ کفار ہوں گے جو بدر کے دن قتل ہوئے۔ (ابن کثیر۔ روح) دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے "اور (اے پیغمبرؐ) کاش تو کافروں کا حال اس وقت دیکھے جب فرشتے ان کی جان نکال رہے اور انہیں آگے پیچھے چار چوٹ کی مار دے رہے ہوتے ہیں اور (کہے جاتے ہیں) جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو" اس صورت میں یہ آیت بدر کے مقتول کافروں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام کافروں کے بارے میں عام ہوگی۔ جیسا کہ قرآن کی بعض دوسری آیات میں یہی مضمون عمومی انداز میں بیان ہوا ہے۔ دیکھئے (سورہ انعام آیت ۹۳) اور احادیث میں کافر کی جان کنی کی حالت کا بہت ہی ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ (مختصراً از ابن کثیر)

وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۵۰ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ

اور پیٹھیں ان کی اور کہتے ہیں چکھو تم عذاب جلنے کا یہ بسبب اس چیز کے ہے کہ آگے بھیجا ہاتھوں تمہارے نے

مارتے تھے ف۱ اور (کہتے جاتے تھے) جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو (اے کافرو) یہ تمہارے اُن کاموں کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے اور

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۵۱ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ

اور یہ کہ اللہ نہیں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے مانند عادت قوم فرعون کی اور وہ لوگ کہ پہلے ان

اس وجہ سے کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ف۲ (قریش کے کافروں کی وہی گت ہوئی) جیسے فرعون کے لوگوں اور اس سے پہلے لوگوں کی گت

قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ

سے تھے کافر ہوئے ساتھ نشانیوں اللہ کے پس پکڑا ان کو اللہ نے ساتھ گناہوں اُن کے کے تحقیق اللہ زور آور ہے

ہوئی انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے گناہوں کے بدل اُن کو پکڑ لیا بیشک اللہ تعالیٰ زور آور ہے

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۵۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ

سخت عذاب کرنے والا یہ بسبب اس کے ہے کہ اللہ نہیں تھا بدلنے والا نعمت کو کہ انعام کی تھی وہ اوپر کسی قوم کے

سخت عذاب والا یہ (جو عذاب اُن لوگوں کو دیا گیا تو) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جو نعمت کسی قوم کو دیتا ہے (عزت یا حکومت یا دولت) تو پھر اس کو

حَتّٰي يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۳ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ اس چیز کو کہ جو کچھ بیچ جی ان کے کے ہے اور یہ کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے جیسے عادت لوگوں فرعون کی

نہیں بدلتا جب تک وہی قوم اپنے دل کی حالت نہیں بدلتی ف۳ اور اسلیے کہ اللہ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے ف۴ (اس قوم کی گت ایسی ہوتی ہے) جیسے فرعون والوں کی گت

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ

اور ان لوگوں کی کہ پہلے ان سے تھے جھٹلایا انہوں نے نشانیوں پروردگار اپنے کی کو پس ہلاک کیا ہم نے ان کو ساتھ گناہوں ان کے کے اور

اور ان سے پہلے لوگوں کی انہوں نے اپنے مالک کی آیتوں کو جھٹلایا پھر ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کی سزا میں ہلاک کر ڈالا اور

اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۵۴ اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ

ڈبا دیا ہم نے قوم فرعون کی کو اور سب تھے ظالم تحقیق بدتر چلنے والوں کے بیچ زمین کے نزدیک اللہ کے

فرعون والوں کو ڈبو دیا اور یہ سب کے سب گنہگار تھے ف۵ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جانوروں میں بدتر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۵ۚۖ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ

وہ لوگ ہیں کہ کافر ہوئے پس وہ نہیں ایمان لاتے وہ لوگ کہ عہد باندھا تو نے ان سے پھر توڑ ڈالتے ہیں

کافر ہیں جو ایمان نہیں لاتے (یہ کافر وہ ہیں) جن سے تو نے عہد کیا پھر ہر بار وہ اپنا عہد

عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝۵۶ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ

عہد اپنا بیچ ہر بار کے اور وہ نہیں بچتے پس اگر پاوے تو ان کو بیچ لڑائی کے پس بھگا دے

توڑ ڈالتے ہیں اور (اللہ تعالیٰ سے) نہیں ڈرتے ف۶ پھر (اے پیغمبر) اگر لڑائی میں تو اُن پر قابو پائے تو اُن کو سخت سزا دے

بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً

بسبب مارنے ان کے کے ان لوگوں کو جو پیچھے ان کے ہیں تو کہ وہ نصیحت پکڑیں اور اگر ڈرے تو کسی قوم کی خیانت سے

کر ان کافروں پر رعب ڈال جو اُن کے پیچھے ہیں تاکہ اُن کو عبرت ہو ف۷ اور اگر (اے پیغمبر) تجھ کو کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو (جس سے تو نے عہد کیا ہے)

ف۲ یعنی یہ عذاب عین عدل ہے کیونکہ اس نے تمہارے سمجھانے کیلئے اپنے رسولؐ بھیجے کتابیں نازل فرمائیں، مگر تم نے ایک نہ مانی۔ یہی مضمون ایک حدیث میں بھی بیان ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "میرے بندو! میں نے ظلم اپنے اوپر حرام قرار دے لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام ٹھہرایا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ میرے بندو! یہ تمہارے اپنے اعمال ہیں جن کو میں شمار کرتا رہتا ہوں لہٰذا جو نعمت پائے اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور جو سزا پائے اسے اپنے آپ ہی کو ملامت کرنی چاہیئے۔ (صحیح مسلم بروایت ابوذرؓ)

ف۳ یعنی اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلے تو اللہ کی نعمت چھینی نہیں جاتی۔ (موضح) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنی عطا کردہ نعمت سے بایں صورت محروم کرتا ہے جب وہ اپنے عقائد و اعمال اور اخلاق کو بدل کر اپنے آپ کو اس نعمت کا قطعی غیر مستحق ثابت کر دیتی ہے۔ مثلاً ایمان کی بجائے کفر، شکر کی بجائے ناشکری اور نیکی کی بجائے گناہ کرنے لگتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ بھی اس سے اپنی عطا کردہ نعمت واپس لے لیتا ہے اور اسے مختلف قسم کے عذابوں میں بتلا کر دیتا ہے۔ فرعون کی قوم اور اسی طرح قریش کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان و شوکت اور خوشحالی سے نوازا تھا لیکن ان سے اپنی نعمتیں چھین لیں۔ اس زمانے میں مسلمان جو ساری دنیا میں ذلت، غلامی اور دوسروں کی حاشیہ برداری کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ بھی ان کی اپنی بداعمالیوں کی سزا ہے ورنہ یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ایک قوم کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر ایمان رکھتی ہو پھر بھی دنیا میں ذلیل و خوار رہے (از وحیدی)

ف۴ اس کے بندے جیسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں ویسا ہی وہ انہیں بدلہ دیتا ہے۔ (وحیدی بتغیر)

ف۵ اگر گنہگار نہ ہوتے اور صحیح طرز عمل اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ کو ان سے کوئی ذاتی بیر نہ تھا کہ انہیں بلا وجہ ہلاک یا غرق کر دیتا۔

ف۶ اوپر کی آیت میں جب تمام کفار کا یہ وصف بیان فرمایا کہ وہ ظالم ہیں تو اب یہاں بعض کفار کی خصوصی شرارتوں کا ذکر فرمایا۔ (کبیر) "وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ" کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہے کہ "وہ بدعہدی کے انجام سے نہیں ڈرتے"۔ ان سے مراد خاص طور پر مدینہ منورہ کے یہودی ہیں جن سے مدینہ منورہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن جوار اور باہمی تعاون کا معاہدہ کیا تھا لیکن اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت انہیں ایک نظر نہ بھاتی تھی چنانچہ کبھی وہ اوس و خزرج کے درمیان جاہلی عصبیت ابھار کر ان کو آپس میں لڑانے کی کوشش کرتے اور کبھی اسلام کے دشمنوں کی ہتھیاروں سے مدد کر کے معاہدہ کی بار بار خلاف ورزی کرتے اور جب ان سے کہا جاتا تو کہہ دیتے کہ ہمیں معاہدہ یاد نہیں رہا تھا لیکن جوں ہی موقع ملتا پھر کوئی ایسی حرکت کر گزرتے جو معاہدہ کے خلاف ہوتی حتیٰ کہ اس معاہدہ کے ہوتے ہوئے ان کا سردار کعب بن اشرف (جو بدر میں قریش کی شکست سے انتہائی رنج پا ہوا تھا) مکہ پہنچا اور وہاں مقتولین کفار بدر کے ہیجان انگیز مرثیے پڑھ کر قریش کے نوجوانوں کو مسلمانوں سے انتقام لینے کا جوش دلاتا رہا۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کو یہاں شَرَّ الدَّوَاۗبِّ (بدترین جانور) فرمایا ہے۔ (از ابن کثیر)

ف۷ یعنی انہیں بدعہدی کی ایسی سخت سزا دو کہ ان کے پیچھے جو دوسرے ایسے کفار موجود ہیں اور جن سے تمہارا معاہدہ ہے وہ بھی مرعوب ہو جائیں اور انہیں ایسی عبرت حاصل ہو کہ معاہدہ کی خلاف ورزی کا نام تک نہ لیں۔ (از وحیدی)

فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

پس پھینک دے عہد ان کا طرف ان کی اوپر برابر کے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنے والوں کو اور نہ گمان کریں

تو سیدھے طور سے اس قوم کو ان کا عہد واپس کرو) کیونکہ اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا ف۱ اور کافر لوگ ہرگز یہ نہ سمجھیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ

وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں کہ آگے نکل گئے تحقیق وہ نہیں عاجز کرنے والے اور تیاری کرو واسطے ان کے جو کچھ کرسکو تم

کہ وہ (ہمارے) قابو سے نکل گئے وہ ہم کو ہرگز تھکا نہیں سکتے ف۲ اور (اے مسلمانو) تم کافروں کے (مقابلہ کے لئے) جہاں تک تم سے ہو سکے

مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

قوت سے اور باندھنے گھوڑوں کے سے ڈراؤ گے تم ساتھ اس کے دشمنوں اللہ کے کو اور دشمنوں اپنے کو اور

اپنا زور تیار رکھو اور گھوڑے باندھے رکھو ف۳ اس سامان سے اللہ تعالیٰ کے دشمن اور تمہارے دشمن پر دھاک رہے گی اور

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ

اوروں کو پرے ان سے کہ نہیں جانتے تم ان کو اللہ جانتا ہے ان کو اور جو کچھ خرچ کرو کسی چیز سے

ان کے سوا دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے ف۴ اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے اور تم جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ

بیچ راہ خدا تعالیٰ کے پورا پہنچایا جاوے گا طرف تمہاری اور تم نہ ظلم کیے جاؤ گے اور اگر جھکیں واسطے صلح کے پس جھک تو

(تھوڑا ہو یا بہت) تم کو پورا ملے گا اور تمہارا حق مارا نہ جائے گا ف۵ اور اگر کافر صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک

لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْۤا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ

واسطے اس کے اور توکل کر اوپر اللہ کے تحقیق وہی سننے والا جاننے والا ہے اور اگر ارادہ کریں یہ کہ فریب دیں تجھ کو

جا ف۶ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر بیشک وہ سنتا جانتا ہے ف۷ اور اگر وہ کافر (ظاہر میں صلح کر کے) تجھ سے دغا کرنا چاہیں

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ

پس تحقیق کفایت کرنے والا تیرا اللہ ہے وہی ہے جس نے قوت دی تجھ کو ساتھ مدد اپنی کے اور ساتھ مسلمانوں کے اور الفت ڈالی

تو ان سے مت ڈر کیونکہ) اللہ تجھ کو بس ہے ف۸ اسی نے اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے تجھ کو زور دیا ف۹ اور اسی نے مسلمانوں کے

بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ

درمیان دلوں ان کے کے اگر خرچ کرتا تو جو کچھ بیچ زمین کے ہے سب نہ الفت ڈالتا درمیان دلوں ان کے کے

دلوں کو ملا دیا اگر تو (اے پیغمبر) ساری زمین کا مال خرچ کرتا تو ان کے دل نہ ملا سکتا

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ

و لیکن اللہ نے الفت ڈالی درمیان ان کے تحقیق وہ غالب ہے حکمت والا اے نبیؐ کفایت ہے تجھ کو اللہ

مگر اللہ تعالیٰ ہی نے ان کا دل ملا دیا بیشک وہ زبردست ہے حکمت والا ف۱۰ اے پیغمبر اللہ تعالیٰ کافی ہے تجھ کو

وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ

اور جس نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے اے نبیؐ رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے

ان تمام مسلمانوں سمیت جنھوں نے تیری پیروی کی ف۱۱ اے پیغمبر مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کا شوق دلا

ع ۸ / ۴

ف۱ مطلب یہ ہے کہ ان پر حملہ کرنا چاہو تو انہیں پہلے سے مطلع کر دو کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ تم معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے والے ہو لیکن اگر معاہدہ ختم کئے بغیر ان پر چڑھ دوڑو گے تو یہ دغا (معاہدہ کی خلاف ورزی) ہوگی اور اللہ تعالیٰ دغا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (وحیدی) چنانچہ آنحضرتؐ کے خلفا کی یہی سیرت رہی کہ نقضِ عہد کے خطرہ کی صورت میں معاہدہ کے خاتمے کا اعلان فرما دیتے اور پھر حملہ آور ہوتے۔ (از ابن کثیر) مگر جب کسی قوم نے بدعہدی کردی ہو تو اس پر بے خبری میں حملہ کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ نے اہل مکہ کے ساتھ کیا۔ (کبیر)

ف۲ کبھی ہمارے قابو سے باہر نہیں جا سکتے۔ ہم جب چاہیں ان کی گردن مروڑ دیں اور جس قسم کا عذاب چاہیں ان پر نازل کردیں۔ (کذا فی الکبیر)

ف۳ یعنی تمہیں دشمن کے مقابلے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے اور ضرورت اور زمانہ کے حالات کے مطابق جس قدر اسلحہ حرب اور مسلح افواج تم بہم پہنچا سکتے ہو بہم پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (کذا فی الکبیر وابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: تُرْهِبُوْنَ بِهٖ فرمایا تاکہ سمجھ لیں کہ فتح کا انحصار صرف اسباب پر نہیں اس کا دار و مدار اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر ہے۔ (موضح)

ف۴ جن کے دلوں کا حال تم نہیں جانتے لیکن وہ ہر آن موقع کی تلاش میں ہیں کہ کبھی تمہیں کمزور پائیں تو حملہ کر دیں یا تمہارے کھلم کھلا دشمنوں سے مل جائیں۔ ایسے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہودی اور منافق تھے۔

ف۵ یعنی تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور معمولی سے معمولی خرچ کو بھی رائیگاں نہ جانے دیا جائے گا اور یہ جو آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نیکی دس گنے سے سات سو گنے تک بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھتی ہے تو اس کا مدار حسن نیت پر ہے۔

ف۶ کیونکہ اسلام میں طاقت کے استعمال کا مقصد زمین میں خون ریزی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند اور کفر و شرک کے فتنہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ اگر یہ مقصد صلح کی صورت میں حاصل ہوتا ہو تو قبول کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے قریش سے معاہدہ کر ہی لیا تھا لہٰذا یہ آیت آیۂ قتال سے منسوخ نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی اگر دشمن دل میں کھوٹ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے اور وہ تمہاری نیتوں کو بھی خوب جانتا ہے اس میں نقضِ عہد پر سرزنش ہے۔ (کبیر)

ف۸ وہ ان کی تمام مکاریوں اور چالبازیوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے بیکار کر دے گا۔

ف۹ ہر قسم کی تائید اللہ ہی کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ کبھی اسباب ظاہری کے بغیر جس کی طرف حسبك اللہ میں اشارہ ہے اور کبھی اسباب ظاہری سے جس کی طرف و بالمومنین سے اشارہ فرمایا ہے۔ (کبیر) مطلب یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے اسباب سے آپؐ کو قوت بخشی۔

ف۱۰ یہ اس بھائی چارے اور الفت کی طرف اشارہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر کے انہیں ایک مضبوط جتھے کی شکل دے دی تھی حالانکہ عرب مختلف قبائل میں منقسم تھے اور آئے دن معمولی معمولی باتوں پر ان کے درمیان ایسی ایسی جنگیں چھڑتی رہتی تھیں جن کا سلسلہ برسوں بلکہ بعض اوقات صدیوں تک ختم نہ ہوتا تھا۔ ایسی ایک قوم کو ملا کر شیر و شکر کر دینا اور چند برسوں میں تمام جاہلی عصبیتوں کو مٹا دینا یقیناً انسانی طاقت سے باہر اور سراسر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم تھا۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے خاص آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے یہ احسان جتلایا کہ جب ہماری تائید و نصرت نے آپؐ کو اس طرح تقویت پہنچائی تو آئندہ بھی آپؐ کو ہم پر بھروسا رکھنا چاہیئے۔ ہم آپؐ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ احادیث میں باہمی الفت و محبت کی بہت فضیلت آئی ہے۔ (از ابن کثیر)

ف۱۱ اوپر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کافی ہے۔ اس سے شاید کوئی خیال کرتا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید صرف آنحضرتؐ کے ساتھ خاص ہے۔ اس لئے یہاں دوبارہ اس جملہ کو لا کر ساتھ مومنین کا بھی اضافہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو اور آپؐ کی پیروی کرنے والے تمام مومنوں کو کافی ہے۔ (کذا فی الوحیدی)

إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَٰبِرُونَ يَغْلِبُوا۟ مِا۟ئَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم

اگر ہوویں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوویں تم میں سے

اگر تم (مسلمانوں) میں سے بیس صبر کرنے والے شخص ہوں تو دو سو کافروں پر غالب ہونا چاہیئے ف۱ اور اگر تم (مسلمانوں) میں سے سو شخص ہوں

مِّا۟ئَةٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفًا مِّنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ ٱلْـَٰٔنَ

سو غالب آویں ہزار پر ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے بسبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے اب

تو ایک ہزار (کافروں) پر غالب ہونا چاہیئے اس لیے کہ کافر ایسے لوگ ہیں جن کو (دین کی) سمجھ نہیں ف۲ اب اللہ تعالیٰ

خَفَّفَ ٱللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّا۟ئَةٌ

تخفیف کی اللہ نے تم سے اور جانا یہ کہ بیچ تمہارے ناتوانی ہے پس اگر ہوویں تم میں سے سو

نے تم کو ہلکا کر دیا اور تمہاری کمزوری (جو اس کے علم میں تھی) کھل گئی تو اگر تم میں سے سو شخص صبر کرنے والے ہوں وہ

صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا۟ مِا۟ئَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ

صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوویں تم میں سے ہزار غالب آویں دو ہزار پر ساتھ حکم خدا کے

دو سو (کافروں) پر غالب ہوں اور اگر تم میں سے ایک ہزار شخص ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار (کافروں) پر غالب ہوں اور اللہ

وَٱللَّهُ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِىٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ

اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے نہ تھا لائق واسطے نبی کے یہ کہ ہوویں واسطے اس کے بندیوان یہاں تک کہ خونریزی کرے

تعالیٰ (اپنی مدد سے) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ف۳ پیغمبر کو نہیں چاہیئے کہ اس کے پاس قیدی رہیں جب تک ملک میں (کافروں کو)

فِى ٱلْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ ٱلدُّنْيَا وَٱللَّهُ يُرِيدُ ٱلْـَٔاخِرَةَ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ

بیچ زمین کے ارادہ کرتے ہو تم اسباب دنیا کا اور اللہ ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور اللہ غالب ہے

خوب قتل نہ کرے ف۴ تم دنیا کا سامان چاہتے ہو ف۵ اور اللہ تعالیٰ (تم کو) آخرت (کا ثواب، دینا) چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ

حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَّوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾

حکمت والا اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے کہ پہلے گذرا البتہ لگتا تم کو بیچ اس چیز کے کہ لیا تھا تم نے عذاب بڑا

زبردست ہے، حکم والا اگر اللہ تعالیٰ آگے سے ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا تو تم نے جو (مال قیدیوں سے) لیا اس (قصور) میں تم پر بڑا عذاب اُترتا ف۶

فَكُلُوا۟ مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَٰلًا طَيِّبًا ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾

پس کھاؤ اس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

(جو ہوا سو ہوا) اب جو تم نے کمایا (لوٹ کا مال یا فدیہ کا مال) اس کو کھاؤ وہ حلال پاکیزہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۷

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّمَن فِىٓ أَيْدِيكُم مِّنَ ٱلْأَسْرَىٰٓ إِن يَعْلَمِ ٱللَّهُ فِى

اے نبیؐ کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ بیچ ہاتھ تمہارے کے ہیں بندیوان اگر جانے گا اللہ بیچ

اے پیغمبرؐ جو (بدر کے، قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں (یعنے مسلمانوں کے قبضے میں) ان سے کہہ دے اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بھلائی دیکھے گا (سچائی اور ایمان کا

قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ

دلوں تمہارے کے بھلائی دیوے گا تم کو بھلائی اس چیز سے کہ لیا گیا ہے تم سے اور بخشے گا تم کو اور اللہ بخشنے والا

ارادہ) تو جو (فدیہ) تم سے لیا گیا ہے اُس سے بہتر تم کو (دنیا میں) دے گا اور (آخرت میں) تم کو بخش دے گا ف۸ اور اللہ بخشنے والا

ع ۹/۵

ف۱ یعنی ایک مسلمان دس کافروں پر بھاری ہونا چاہئے اور اپنے سے دس گنا تعداد کے مقابلہ میں پیٹھ دے کر بھاگنا جائز نہیں ہے۔ پہلے یہی حکم نازل ہوا تھا پھر وہ حکم نازل ہوا جس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے اور پہلے حکم میں تخفیف کر دی گئی۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی بے مقصد لڑتے ہیں اور ان میں کوئی جذبہ اور اخلاقی قوت نہیں ہوتی جو انہیں میدانِ جنگ میں ڈٹے رہنے پر مجبور کرے۔ لہٰذا یہ ان سرفروش مجاہدین کا کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں جن کی بڑی تمنا شہادت کی فضیلت حاصل کرنا ہو۔ اسی لئے حضرت عمرؓ نے ایران کے کافروں کو لکھا تھا کہ میں تم سے لڑنے کے لئے ایسے لوگوں کو بھیج رہا ہوں جنہیں اللہ کی راہ میں شہید ہونے میں اتنا ہی مزہ آتا ہے جتنا تمہیں شراب پینے میں۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۳ یعنی انہیں اللہ پر ایمان اور اس کے ثواب پر یقین نہیں ہے اور جس کو یقین ہے اس کو موت کا کیا ڈر؟ ۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب گزشتہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو اپنے سے دس گنا کفار کے مقابلے میں ڈٹے رہنا کا حکم دشوار معلوم ہوا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اپنے سے دو چند کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا ضروری اور بھاگنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ اب یہ حکم قیامت تک کے لئے قائم ہے۔ اگر کفار دو چند سے زیادہ ہوں تو بھاگنا گناہ نہیں لیکن لڑنا اور جمے رہنا بہر حال افضل ہے جیسا کہ عہد نبوی اور خلفائے راشدینؓ کے عہد کے بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ (از ابن کثیر و قرطبی)

ف۴ اور ان کا زور نہ توڑ دے البتہ جب ان کا زور ٹوٹ جائے تو نبیؐ کو اختیار ہے کہ ان کو قید کرنے کے بعد چاہے فدیہ لیکر چھوڑ دے اور چاہے بطور احسان رہا کر دے۔ جیسا کہ آیت سورہ محمدؐ، حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً میں اس کی اجازت دی گئی ہے۔ (از وحیدی)

ف۵ اسی لئے تم بدر میں گرفتار ہونے والے قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے انہیں فدیہ لے کر رہا کرنا پسند کرتے ہو۔

ف۶ ان دو آیتوں میں، جو جنگ بدر کے بعد نازل ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ سمیت تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا کہ ان سے ایک ایسی غلطی سرزد ہو گئی جو مناسب نہ تھی متعدد روایات میں ہے کہ جب جنگ بدر کے قیدی آنحضرتؐ کے پاس لائے گئے تو آپؐ نے ان کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے رائے دی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ اکثر مسلمانوں کی رائے حضرت ابو بکرؓ سے متفق تھی کچھ انسانی اور رشتہ داری کی محبت کی وجہ سے اور کچھ مالی فائدہ کے پیش نظر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ قبول فرما لیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب قیدی لائے گئے تو حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ تمہیں اختیار ہے فدیہ لے کر چھوڑ دو یا قتل کر دو مگر فدیہ لینے کی صورت میں آئندہ مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوں گے چنانچہ صحابہؓ کرام نے فدیہ قبول کر لیا۔ یہ صورت چونکہ بہتر نہ تھی اسلئے ان آیتوں میں عتاب آمیز لہجہ میں اس پر کراہت کا اظہار فرمایا۔ یہاں "کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ" سے مراد کئی باتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر اس اُمت کے لئے غنیمت حلال نہ کر دی گئی ہوتی جیسا کہ حدیث: و احلت لی الغنائم سے معلوم ہوتا ہے۔ ابن جریرؒ نے اسی کو پسند فرمایا۔ دوم یہ کہ بدر میں جو صحابہؓ شریک ہوئے وہ مغفور نہ ہوتے وغیرہ۔ (ابن کثیر۔ فتح القدیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں وہ بات یہ لکھ چکا کہ ان قیدیوں میں بہت سوں کی قسمت میں مسلمان ہونا لکھا تھا۔ (موضح) الغرض اگر یہ بات پہلے سے نہ لکھ چکا ہوتا تو عذاب عظیم نازل ہوتا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عذاب کا آنحضرتؐ نے مشاہدہ فرمایا اور گریہ کرنے لگے۔ (ابن کثیر)

ف۷ مروی ہے کہ ان دو آیتوں کے نزول کے بعد صحابہؓ نے فدیہ کے مال سے اپنے ہاتھ کھینچ لئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس میں پچھلی غلطی کی معافی دیتے ہوئے فدیہ کے مال کو کھانا جائز قرار دے دیا گیا۔ (کبیر)

ف۸ جب بدر کے قیدی لائے گئے تو بعض نے اسلام کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم نے اکراہ و جبر کے تحت جنگ میں شرکت کی تھی ان میں حضرت عباسؓ بھی تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کو فدیہ کی معافی نہ دی گئی۔ چنانچہ حضرت عباسؓ کہا کرتے تھے کہ مجھ سے فدیہ میں بیس اوقیہ سونا لیا گیا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں یہ دیا کہ میرے پاس بیس ایسے غلام ہیں جن میں سے ہر ایک سوداگری کرتا ہے علاوہ ازیں مجھے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی بھی امید ہے۔ (حاکم۔ بیہقی)

ف بدر کے قیدیوں میں آنحضرتؐ کے چچا عباس اور آپؐ کے داماد ابو العاص اور آپؐ کے چچازاد بھائی نوفل اور عقیل بھی شامل تھے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ابو العاصؓ کو چھڑانے کے لئے آپؐ کی صاحبزادی زینبؓ نے مکہ سے ایک ہار بھیجا جو انہیں حضرت خدیجہؓ نے دیا تھا۔ اسے دیکھ کر آنحضرتؐ پر رقت طاری ہوگئی اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر تم راضی ہو تو میں زینبؓ کے قیدی کو یہ ہار لئے بغیر رہا کر دوں۔ تمام صحابہؓ نے اسے بخوشی منظور کر لیا پھر آپؐ نے اپنے چچا عباسؓ سے فدیہ طلب فرمایا تو وہ کہنے لگے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: آپ کا وہ مال کہاں ہے جسے آپ نے اور آپ کی بیوی ام الفضل نے مل کر زمین میں دفن کیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عباس بولے "بیشک آپؐ اللہ کے رسول ہیں" اس لئے کہ اس سونے کا میرے اور اُم فضل کے سوا کسی کو علم نہیں ہے پھر حضرت عباسؓ نے اپنا اور اپنے دو بھتیجوں کا اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کیا۔ (ابن کثیر)

رَّحِيمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِن يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ فَأَمْكَنَ

مہربان ہے اور اگر ارادہ کریں خیانت تیری کا پس تحقیق خیانت کی تھی اللہ سے پہلے اس سے پس قادر کیا

مہربان ہے ف اور اگر یہ قیدی تیرے ساتھ دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی اللہ سے دغا کر چکے ہیں ف جب تو اس نے سامنے لڑنے کو آئے تھے پھر تم

مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

ان پر اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا

نے ان کو گرفتار کروا دیا (یا ان کو تیرے قابو میں پکڑوا دیا) اور اللہ ان کے دلوں کی بات جانتا ہے حکمت والا جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے (مکہ سے) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ

ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ

اپنے مال اور جان سے جہاد کیا (یعنے مہاجرین) اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو اپنے ملک میں) جگہ دی اور ان کی مدد کی (یعنے انصار) یہ

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن

بعضے ان کے دوست بعضے کے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور نہ وطن چھوڑا نہیں واسطے تمہارے

آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے ف اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی (بلکہ کافروں ہی کے ملک میں پڑے ہوئے ہیں) تو (اے مسلمانو)

وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ

کارسازی ان کی سے کچھ یہاں تک کہ وطن چھوڑیں اور اگر مدد چاہیں تم سے بیچ دین کے پس اوپر تمہارے ہے

تم ان کے وارث نہیں ہو سکتے جب تک وہ ہجرت نہ کریں (یعنے ان کا ترکہ تم کو نہ ملے گا) اور اگر وہ تم سے دین میں مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد کرنا

النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾

مدد کرنا مگر اوپر اس قوم کے کہ درمیان تمہارے اور درمیان ان کے عہد ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہے

واجب ہے ف مگر اس قوم کے مقابلہ میں جس سے تم سے عہد ہو چکا ہو ف اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي

اور جو لوگ کہ کافر ہوئے بعضے ان کے دوست دار بعضے کے ہیں اگر نہ کرو گے مسلمانو اس کام کو ہو گا فتنہ بیچ

اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے (یا ایک دوسرے کے مددگار ہیں) اگر تم ایسا نہ کرو گے ف تو ملک میں دھوم مچ

الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ

زمین کے اور فساد بڑا اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ

جائے گی اور بڑی خرابی پڑے گی ف اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا (یعنی مہاجرین)

اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ

اللہ کے اور جن لوگوں نے کہ جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے سچے واسطے ان کے بخشش ہے

اور جن لوگوں نے ان مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی مدد کی (یعنے انصار) یہی سچے مسلمان ہیں ان لوگوں کے لیے اللہ کی بخشش ہے (آخرت میں) اور

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ

اور رزق با کرامت اور جو لوگ کہ ایمان لائے پیچھے اس کے اور وطن چھوڑ آئے اور جہاد کیا ساتھ تمہارے پس یہ لوگ تم میں سے ہیں

عزت کی روزی (دنیا میں) ف اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی ف اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا وہ تم ہی میں سے ہیں ف

ف یعنی دغا فریب سے بچنے کے لئے جھوٹ موٹ کہہ دیں کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں یا مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا جو انہوں نے معاہدہ کیا ہے اس کو توڑیں۔

ف یعنی اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر چکے ہیں اور رسولؐ کو جھٹلا چکے ہیں۔

ف اگر پھر دغابازی اور بے ایمانی سے کام لیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ان سے یہی معاملہ کرے گا۔ اس میں آنحضرتؐ کو بشارت دی ہے اور قیدیوں کے لئے وعید ہے کہ ان میں سے جو بھی نقض عہد اور خیانت کرے گا ان پر دوبارہ تمکن حاصل ہوگا جیسا کہ بدر میں دیکھ چکے ہو۔ یہاں "امکن" کا مفعول محذوف ہے "ای فَأَمْكَنَكَ مِنْهُمْ" ۔ (کبیر، روح)

ف لفظ "اولیا" سے مراد "اولیاء فی النصرۃ والمعونۃ" حمایتی و مددگار بھی ہو سکتے ہیں اور "اولیاء فی المیراث" وارث بھی۔ دوسرے مفہوم کے اعتبار سے اس آیت میں اس بھائی چارے کی طرف اشارہ ہوگا جو ہجرت کے بعد نبی صلعم نے مہاجرینؓ اور انصارؓ کے درمیان قائم کیا اور جس کی بنا پر رواج جاہلیت کے مطابق ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی اور یہ طریقہ منسوخ ہو گیا۔ بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ مہاجرین اور انصار کی بہت سی آیات میں تعریف کی گئی ہے مگر علما کا اس پر اجماع ہے کہ مہاجرین انصار سے افضل ہیں۔ (ابن کثیر)

ف مثلاً کافر ان پر ظلم کر رہے ہوں تو تم انہیں بچانے کے لئے کافروں پر حملہ کر سکتے ہو۔ (ابن کثیر)

ف کہ آپس میں ایکدوسرے سے جنگ نہ کریں گے۔ تم معاہدہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے انکی مدد نہیں کر سکتے بلکہ ان مسلمانوں سے یہی کہا جائے گا کہ دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام میں چلے آئیں۔ (از وحیدی)

ف یعنی کفار سے ترک موالات (دوستی و میراث) اور باہم دوستی و تعاون۔ حدیث میں ہے کہ کافر اور مسلمان ایکدوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔ (ابن کثیر)

ف یعنی آئے دن جنگ رہیگی اور رات دن ترکے اور میراث کے دعوے چلتے رہینگے مطلب یہ ہے کہ کافروں اور مومنوں کے باہم موالات اور مل جل کر رہنے سے امن قائم نہیں ہو سکتا۔ (ابن کثیر)

ف ان کے مقابلے میں جو لوگ دار الاسلام قائم ہو جانے کے باوجود اس کی طرف ہجرت نہ کریں اور کافروں کی غلامی میں رہنے پر قانع ہوں ان کا اسلام کچا ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "کہ دنیا میں عزت کی روزی سے مراد مال غنیمت اور فے ہے جو خالص ان لوگوں کا حق ہے جو سردار کے ساتھ شریک جنگ ہوں"۔ (موضح)

ف۱۱ یعنی جنگ بدر کے بعد اس وقت جب اسلام ایک طاقت بن گیا یا صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ بہرحال اس سے "ہجرت اولیٰ" کے بعد کے مہاجرینؓ مراد ہیں جن کا ذکر "وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ" (توبہ: ...) میں آیا ہے۔ وَهٰذا هو الاصح (روح) آنحضرتؐ کے زمانہ میں جو مومن تھے یہ ان کی چوتھی قسم ہے۔ اول مہاجرینؓ اولین دوم انصارؓ سوم وہ مسلمان جو دار الکفر میں رہے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی چہارم جنہوں نے "ہجرت اولیٰ" کے بعد ہجرت کی اور یہ جہاد میں مسلمانوں کے برابر شریک رہے۔ (کبیر)

ف۱۲ یعنی مہاجرین اولین اور انصار کے ساتھی شمار ہوں گے۔ دنیا میں یا آخرت میں جیسا کہ متفق علیہ بلکہ متواتر حدیث میں ہے: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" کہ قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ اٹھے گا جس سے محبت اور دوستی رہی ہے۔ (ابن کثیر)

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾

اور قرابت والے بعض ان کے نزدیک تر ہیں ساتھ بعض کے بیچ کتاب یعنی لکھے اللہ کے تحقیق اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے

اور ناطے رشتے والے ایک دوسرے کے وارث ہونے میں اللہ کی کتاب کے رو سے زیادہ حق دار ہیں ف۱ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے ف۲

آیاتها ١٢٩ (٩) سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ (١١٣) رکوعاتها ١٦

سورۃ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی ف۳

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١﴾ فَسِيحُوا

بیزاری ہے خدا کی طرف سے اور رسول اس کے کی طرف سے طرف ان لوگوں کی کہ عہد باندھا تم نے مشرکوں سے پس پھرو

(مسلمانو) جن مشرکوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا تھا اب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ان کو صاف جواب (اور علیحدگی) ہے ف۴ (اے مشرکو) چار مہینے

فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي

بیچ زمین کے چار مہینے اور جانو یہ کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو اور تحقیق اللہ رسوا کرنے

اور ملک میں چل پھر لو اور یہ جانے رہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو (ایک نہ ایک دن ضرور) ذلیل

الْكَافِرِينَ ﴿٢﴾ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ

والا ہے کافروں کو اور پکارنا ہے اللہ کی طرف سے اور رسول اس کے کی طرف سے طرف لوگوں کی دن حج بڑے کے یہ کہ

کرنے والا ہے ف۵ اور بڑے حج کے دن ف۶ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (دونوں)

اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ

اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور رسول اس کا بھی پس اگر توبہ کرو تم پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور اگر پھر جاؤ تم

مشرکوں سے بے تعلق (جدا اور علیحدہ) ہیں ف۷ پھر اگر (اے مشرکو) تم (کفر سے) توبہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر نہ مانو (اور کفر پر جمے رہو) تو یہ جان

فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣﴾ إِلَّا

پس جانو یہ کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ساتھ عذاب درد دینے والے کے مگر

رکھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے اور (اے پیغمبر) تو کافروں کو تکلیف کے عذاب کی خوشخبری سُنا مگر اُن (مشرکوں میں سے) جن سے

الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا

وہ لوگ کہ عہد باندھا تھا تم نے مشرکوں میں سے پھر نہ کم کیا انہوں نے تم سے کچھ اور نہ مدد کی

تم نے (ایک معین مدت تک) عہد کیا تھا پھر انہوں نے (اپنا عہد پورا کرنے میں) تم سے کوئی کمی (کوتاہی) نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی

عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٤﴾

اوپر تمہارے کسی کو پس پورا کرو طرف ان کی عہد ان کا مدت ان کی تک تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو

(تمہارے دشمن کی) مدد کی تو جو مدت مقرر ہو چکی تھی اس تک اُن کا عہد پورا کرو ف۸ بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے محبت رکھتا ہے (جو اپنا عہد نہیں

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَ

پس جب تمام ہو جاویں مہینے امن کے پس مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ ان کو اور

توڑتے) پھر جب امان کے مہینے گذر جائیں ف۹ تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور اُن کو

ف۱ یعنی اب آئندہ سے میراث دینی بھائی چارے کی بنا پر نہیں بلکہ رشتہ داری کی بنا پر تقسیم ہوگی۔ اس سے وہ آیت منسوخ ہوگئی جس میں مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیا گیا تھا۔ (ابن کثیر) ف۲ وہی جانتا ہے کہ کس کا حق مقدم اور کس کا حق مؤخر ہے۔ لہٰذا اس کے تمام احکام سراسر علم و حکمت پر مبنی ہیں۔

ف۳ یہ پوری کی پوری سورۃ مدنی ہے جو فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں نازل ہوئی چونکہ سورۃ توبہ اور سورۃ انفعال میں ذکر ہونیوالے واقعات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اس لئے ان دونوں سورتوں کو ایک سورت کے حکم میں رکھا گیا ہے اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی گئی اور یہ سبع طوال میں ساتویں سورہ ہے۔ اس کے متعدد نام ہیں جن میں سے مشہور دو ہیں ایک التوبہ اور دوسرا براءۃ۔ توبہ اس اعتبار سے کہ اس میں ایک مقام پر بعض اہل ایمان کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے اور "براءۃ" اس لحاظ سے کہ اس کے شروع میں مشرکین سے برأت کا اعلان کیا گیا ہے نیز اس کو سورۃ العذاب، سورۃ الفاضحہ اور الحافرۃ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ کے آغاز میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہیں لکھی جاتی۔ اس کے مفسرین نے متعدد وجوہ بیان کئے ہیں مگر سب سے معقول اور سیدھی سادھی بات یہ ہے کہ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شروع میں "بسم اللہ" نہیں لکھوائی اس لئے صحابہ کرامؓ نے نہیں لکھی۔ صحیح روایات میں ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بھیجا جنہوں نے مکہ معظمہ پہنچ کر حج کے موقع پر مشرکین کو یہ سورہ سنائی اور اس کے ساتھ چار چیزوں کا اعلان کیا۔ (۱) جنت میں کوئی غیر مومن داخل نہ ہوگا۔ (۲) کوئی شخص ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔ (۳) اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لئے نہ آئے اور (۴) جن لوگوں سے اللہ کے رسولؐ کا معاہدہ موقت ہے اور انہوں نے اس کی خلاف ورزی نہیں کی ان کے ساتھ مدت معاہدہ تک وفا کی جائیگی اور جن سے معاہدہ نہیں ہے یا جنہوں نے خلاف ورزی کی ہے انہیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۴ یعنی اب معاہدہ ختم ہوا اور دوستی کے تعلقات کٹ گئے۔ (وحیدی)

ف۵ یہ اعلان ایام حج میں ۱۰ ذی الحجہ ۹ھ کو کیا گیا گویا اس وقت سے ۱۰ ربیع الثانی ۱۰ھ تک ان کو مہلت دی گئی کہ اس میں اپنے معاملے پر اچھی طرح غور کرلیں لڑنا ہے تو لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں۔ ملک چھوڑ کر جانا ہے تو مدت ختم ہونے سے پہلے پہلے نکل جائیں اور اگر اسلام لانا ہے تو اسلام لے آئیں۔

ف۶ "یوم الحج الاکبر" (بڑے حج کے دن) سے مراد ۱۰ ذی الحجہ ہے جس دن حاجی منیٰ میں آکر قربانی کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بڑے حج کا دن کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "قربانی کا دن"۔ (ترمذی) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں "قربانی کے دن" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "جمرات" کے درمیان کھڑے ہو کر لوگوں سے دریافت فرمایا آج کونسا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا "قربانی کا دن" فرمایا یہی بڑے حج کا دن ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ف۷ یعنی کسی قسم کا معاہدہ یا دوستی ان سے نہیں ہے۔

ف۸ ان کے لئے چار مہینوں کی میعاد نہیں ہے

ف۹ یعنی وہ چار مہینے جن کی ان مشرکین کو مہلت دی گئی تھی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا، مراد وہی ادب کے مہینے ہیں یعنی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم کی آخری تاریخ تک ان کو مہلت ہے۔ شروع صفر سے ان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ (وحیدی)

ف۱ گھات کی جگہ سے مراد ہر وہ راستہ یا جگہ ہے جہاں سے دشمن کے گزرنے کی توقع ہو اور جہاں سے اس پر حملہ کرکے اس کا کام تمام کرنا ممکن ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ان مشرکین سے صرف میدانِ جنگ میں لڑنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ جس طریقے سے بھی تم ان پر قابو پا کر انہیں قتل کر سکتے ہو ضرور قتل کرو۔ (کبیر) ف۲ شاہ صاحبؒ اپنے فوائد میں لکھتے ہیں، جن سے وعدہ ٹھہر گیا تھا اور دغا ان سے نہ دیکھی ان کی صلح قائم رہی اور جن سے وعدہ کچھ نہ تھا ان کو فرصت ملی چار مہینے اور حضرتؐ نے فرمایا کہ دل کی خبر اللہ کو ہے۔ ظاہر میں جو مسلمان ہو وہ سب کے برابر امان میں ہے اور ظاہر مسلمانی کی حد ٹھہرائی ایمان لانا، کفر سے توبہ کرنا اور نماز اور زکوٰۃ۔ اس واسطے جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے یا زکوٰۃ، تو پھر اس سے امان اٹھ گئی۔ (موضح) یہی وہ مضمون ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ "مجھے حکم ملا ہے کہ اس وقت تک لوگوں سے جنگ کروں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی شہادت نہیں دیتے نماز قائم نہیں کرتے اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ (صحیحین بروایت حضرت ابن عمرؓ) او یہی وہ آیت اور حدیث ہے جس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے پر استدلال کیا جو کلمہ بھی پڑھتے تھے نماز بھی قائم کرتے تھے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے انکاری تھے۔ حضرت صدیق اکبر کا استدلال یہ تھا کہ اس آیت اور حدیث میں تعرض نہ کرنے کے لئے تین چیزوں کا بطور شرط ذکر کیا گیا ہے۔ لوگ شرک و کفر سے توبہ کریں یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اب جب یہ لوگ ان تین شرطوں میں سے ایک شرط کو پورا کرنے سے انکار کر رہے ہیں تو ان سے جنگ کرنا واجب ہے۔ (مختصراً از ابن کثیر)

خُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا

پکڑو ان کو اور گھیرو ان کو اور بیٹھو واسطے ان کے ہر گھات کی جگہ۔ پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں

قید کر لو اور گھیر لو اور اُن کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو ف۱ پھر اگر وہ (شرک اور کفر سے) توبہ کریں اور نماز کو

الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ وَإِنْ أَحَدٌ

نماز کو اور دیں زکوٰۃ پس چھوڑ دو راہ ان کی تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر کوئی

درستی سے پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیا کریں تو اُن کے حال پر اُن کو چھوڑ دو (اُن سے تعرض نہ کرو) بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور (اے پیغمبرؐ)

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ

مشرکوں میں سے پناہ مانگے تجھ سے پس پناہ دے اس کو یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو

اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے جب تک وہ اللہ کا کلام سُن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دے (یعنی اس کی قوم یا گھر یا ملک میں)

مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ

جگہ امن اس کی میں یہ اس واسطے ہے کہ وہ ایک قوم ہے کہ نہیں جانتے کیونکر ہو واسطے مشرکوں کے عہد نزدیک

یہ حکم اس لیے دیا جاتا ہے کہ ابھی ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے ف۳ مشرکوں کا عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد نہیں سمجھا ف۴

اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ فَمَا

اللہ کے اور نزدیک رسول اس کے کے مگر جن لوگوں سے عہد کیا تھا تم نے نزدیک مسجد حرام کے پس جب تک

مگر خیر جن لوگوں سے تم نے (اے مسلمانو) ادب والی مسجد کے پاس عہد کیا تھا ف۵ جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں (اپنے

اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾ كَيْفَ وَإِن

سیدھے رہیں واسطے تمہارے پس سیدھے رہو تم واسطے ان کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو کیونکر نہ ہو اور اگر

عہد پر قائم رہیں) تم بھی اُن سے سیدھے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو پرہیزگار ہیں ف۶ اُن کا عہد کس کام کا اور اُن کا حال تو

يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَ

کافروں کو اور اگر غالب آویں اوپر تمہارے نہ رعایت کریں بیچ تمہارے قرابت کی اور نہ عہد کی خوش کرتے ہیں تم کو ساتھ مونہوں اپنے کے اور

یہ ہے) اگر وہ (اے مسلمانو) تم پر کبھی غالب ہوں تو نہ عزیزداری کا لحاظ رکھیں (یا نہ خدا کا لحاظ رکھیں) نہ عہد کا اپنے منہ (کی باتوں) سے تم کو خوش کرتے ہیں اور

تَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨﴾ اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا

انکار کرتے ہیں دل ان کے اور اکثر ان کے فاسق ہیں مول لیتے ہیں بدلے نشانیوں اللہ کے مول تھوڑا پس باز رکھتے ہیں

دلوں میں اُن کے انکار ہے ف۸ اور اُن میں اکثر بے ایمان ہیں (جو عہد کا خیال نہیں رکھتے) انہوں نے اللہ کی آیتوں کو (جن میں عہد پورا کرنے کا حکم ہے) تھوڑی

عَن سَبِيلِهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩﴾ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا

راہ اس کی سے تحقیق وہ بُرا ہے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے نہیں رعایت کرتے ہیں بیچ کسی مسلمان کے قرابت

سی قیمت پر بیچ ڈالا ف۹ پھر اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے بیشک یہ لوگ بُرے کام کر رہے ہیں کسی مسلمان کے باب میں نہ وہ عزیزداری کا خیال رکھتے ہیں

وَلَا ذِمَّةً ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ﴿١٠﴾ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا

کی اور نہ عہد کو اور یہ لوگ وہی ہیں حد سے نکل جانے والے پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں

(اپنے) عہد کا اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں ف۱۰ پھر اگر یہ لوگ (شرک اور کفر اور عہد شکنی سے) توبہ کریں اور نماز کو درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ

ع ۱/۷

ف۳ یعنی انہیں اسلام کی حقیقت معلوم نہیں اس لئے اگر کبھی کوئی حربی کافر تم سے یہ درخواست کرے کہ مجھے اپنے ہاں پناہ دو تاکہ میں قرآن سنوں اور اسلام کے متعلق سمجھ حاصل کروں تو تمہیں اسے پناہ دے دینی چاہئے۔ اب اگر وہ اسلام لانے کے لئے آمادہ نہ ہو اور اپنے ٹھکانے پر واپس جانا چاہے تو تم اسے اس کے ٹھکانے پر پہنچا دو۔ پھر جب وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے تو دوسرے مشرکین کی طرح اسے مارنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے اس سے پہلے جائز نہیں یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یا ان کا عہد کیونکر عہد ہو سکتا ہے وہ تو بے ایمان ہیں جب بھی عہد کرتے ہیں اسے توڑ ڈالتے ہیں۔ (وحیدی)

ف۵ یعنی صلح حدیبیہ جو آنحضرتؐ اور کفار قریش کے درمیان دس سال کے لئے قرار پائی۔ یہ صلح نامہ چونکہ حدود حرم کے اندر طے پایا تھا اس لئے اسے عند المسجد الحرام فرما دیا۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی ان سے قتال نہ کرو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ پر قائم رہے۔ اس معاہدہ میں شرط یہ تھی کہ ایک دوسرے پر حملہ آور نہیں ہوں گے اور نہ دوسرے کے خلاف کسی کی مدد کریں گے۔ اس معاہدہ میں بنو خزاعہ مسلمانوں کے ساتھ شامل تھے اور بنو بکر قریش کے حلیف تھے مگر کچھ عرصہ بعد بنو بکر اور بنو خزاعہ کے مابین لڑائی چھڑ گئی اور مشرکین نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی مدد کی۔ یہ چونکہ معاہدہ کی صریح خلاف ورزی تھی اس لئے آنحضرتؐ نے رمضان ۸ھ کو مکہ پر حملہ کرکے اسے فتح کر لیا۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "صلح والے تین قسم فرمائے ایک جن سے مدت نہیں ٹھہری ان کو جواب دیا (کہ تم کو چار ماہ کی مہلت دی جاتی ہے) مگر جو مکہ کی صلح میں شامل تھے تو جب تک وہ دغا نہ کریں یہ ادب ہے مکہ کا اور تیسرے جن سے مدت ٹھہری وہ صلح قائم رہی لیکن آخر سب مشرکین عرب ایمان لائے۔ (موضح)

ف۷ اور عہد کا پورا کرنا بھی پرہیزگاری کے لئے ضروری شرط ہے۔ (وحیدی)

ف۸ مشرکین سے "برأت" کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے معاہدہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ لوگ زبان سے دوستی اور وفاداری کی میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں اور دل میں یہ ہے کہ اگر کبھی موقع مل جائے تو معاہدہ کو پس پشت ڈال کر ان مسلمانوں کو کچا چبا ڈالیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں "اِلّ" کے معنی قرابت اور ذمہ کے معنی عہد کے ہیں۔ (ابن کثیر) ف۹ یعنی یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی چند روزہ زندگی کے مفاد کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکام کو رد کر دیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ خود اسلام کی راہ اختیار نہ کی بلکہ دوسروں کو بھی اسلام کی راہ اختیار کرنے سے روکتے رہے۔ (از شوکانی) ف۱۰ یعنی عہد شکنی اور زیادتی جب بھی ہوئی ہے انہیں کی طرف سے ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اوپر کی آیات تمام مشرکین کے بارے میں تھیں اور یہ آیت خاص یہود کے حق میں ہے۔ (وحیدی)

ف۱ انہیں اسلامی معاشرہ میں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں حکم شرع میں۔ اس میں سمجھ لیں کہ جو شخص قرائن سے معلوم ہو کہ ظاہر میں مسلمان ہے اور دل سے یقین نہیں رکھتا تو چاہیے اسے حکم ظاہری میں مسلمان گنیں مگر معتمد اور دوست نہ پکڑیں۔ (موضح) ف۲ سمجھدار لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا انجام سمجھتے اور اپنے دلوں میں اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اس کی بیان کردہ آیات سے صحیح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ (وحیدی)

الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ

زکوۃ کو پس بھائی تمہارے ہیں بیچ دین کے اور مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں اور اگر

دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں ف۱ اور جو لوگ سمجھ دار ہیں اُن کے لیے ہم تفصیل سے آیتوں کو بیان کرتے ہیں ف۲ اور اگر عہد کر کے

نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ

توڑ دیں قسمیں اپنی پیچھے عہد اپنے سے اور طعن کریں بیچ دین تمہارے کے پس لڑو تم سرداروں کفر کے

یہ لوگ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعنہ ماریں (شریعت کی توہین کریں یا پیغمبر کی یا قرآن کی) تو ان کفر کے سرداروں سے

الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا

سے تحقیق وہ لوگ نہیں قسمیں واسطے ان کے تو کہ وہ باز رہیں کیا نہ لڑو گے تم اس قوم سے کہ توڑا انہوں نے

لڑو اُن کی قسمیں کوئی چیز نہیں (محض بے اعتبار ہیں)، تاکہ وہ باز آئیں ف۳ (مسلمانو) تم کیوں اُن لوگوں سے نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں

اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ

قسموں اپنی کو اور قصد کیا نکال دینے پیغمبر کا اور وہ شروع کیا انہوں نے تم سے پہلی بار کیا ڈرتے ہو تم اُن سے

اور پیغمبر کو (مکہ سے) نکال دینا چاہا اور اُنہوں ہی نے پہلے تم سے چھیڑ خانی شروع کی ف۴ کیا تم اُن سے ڈرتے ہو (جو نہیں لڑتے) اگر تم

فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ

پس اللہ بہت حقدار ہے کہ ڈرو تم اس سے اگر ہو تم ایمان والے لڑو ان سے کہ عذاب کرے ان کو اللہ

ایمان ہے تو اللہ تعالیٰ کا ڈر تم کو زیادہ ہونا چاہیئے ف۵ اُن سے لڑو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں اُن کو سزا

بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ ۙ

ساتھ ہاتھوں تمہارے کے اور رسوا کرے ان کو اور مدد دیوے تم کو اوپر اُن کے اور شفا دیوے سینے قوم ایمان والی کے کو

دے گا اور اُن کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر فتح دے گا اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ کے دل ٹھنڈے کرے گا (یعنی بنی خزاعہ کے)

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور دُور کرے غصہ دلوں ان کے کا اور پھر آتا ہے اللہ اوپر جس کے چاہتا ہے اور اللہ جاننے والا

اور اُن کے دلوں کا غصہ دُور کر دے گا (جو قریش کی عہد شکنی سے اُن کو پیدا ہوا ہے) ف۶ اور اللہ تعالیٰ جن کو چاہے اُن کو توبہ کی توفیق دے گا ف۷ اور اللہ جانتا ہے

حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا

حکمت والا ہے کیا گمان کرتے ہو تم یہ کہ چھوڑے جاؤ اور حالانکہ ابھی نہیں جانا اللہ نے ان لوگوں کو کہ جہاد کرتے ہیں

حکمت والا (مسلمانو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے جانچے پرتالے) تم (یونہی) چھوٹ جاؤ گے اور ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نہیں کھولا جنہوں نے تم میں سے

مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ

تم میں سے اور نہیں پکڑتے سوائے اللہ کے اور نہ رسول اس کے کے اور نہ ایمان والوں کے دوست ولی

جہاد کیا اور اللہ اور اُس کے رسول کے سوا کسی کو اپنا راز دار نہیں بنایا ف۸

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ

اور اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ تم کرتے ہو نہیں لایق واسطے مشرکوں کے یہ کہ آباد کریں مسجدیں

اور اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۹ مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد رکھیں

ع ۲ / ۸

العشر

ف۳ یعنی جن لوگوں کی حالت یہ ہو کہ وہ نہ صرف تم سے معاہدہ کر کے اسے توڑتے ہوں بلکہ تمہارے دین کا مذاق بھی اڑاتے ہوں تو سمجھ لو کہ ایسے ہی لوگ "ائمۃ الکفر" (کفر کے سردار) ہیں لن کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا تم ایسے لوگوں کو کسی قسم کا موقع دیئے بغیر برسرپیکار ہو جاؤ شاید تمہاری تلواریں ہی انہیں ان کے کرتوتوں سے باز رکھ سکیں۔ معلوم ہوا کہ دین اسلام پر طعن کرنے والا اور پیغمبر علیہ السلام کی اہانت کرنے والا واجب القتل ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ اوپر کی آیت میں ائمہ کفر کے ساتھ مقاتلہ کا حکم تھا۔ اب اس آیت میں اس مقاتلہ کے وجوہ واسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین اسباب بیان فرمائے ہیں۔ نقضِ عہد کہ صلح حدیبیہ ہو جانے کے بعد بھی وہ بنو خزاعہ کے خلاف (جو مسلمانوں کے حلیف تھے) بنو بکر کی پیٹھ ٹھونکتے اور اسلحہ وغیرہ سے ان کی مدد کرتے رہے حالانکہ ان کا ایسا کرنا صلح کے معاہدہ کی صریح خلاف ورزی تھی اور جب آنحضرتؐ مکہ میں تھے تو مکہ سے نکال دینے کے لئے آپؐ کے خلاف منصوبے سوچتے رہے جیسا کہ سورۃ انفعال (آیت ۳۰) میں گزر چکا ہے اور پھر بدر کے موقع پر جب ان کا تجارتی قافلہ بچ گیا تھا تو انہیں واپس چلا جانا چاہیئے تھا لیکن یہ نہیں گئے اور انہوں نے خواہ مخواہ جنگ چھیڑی۔

ف۵ کیونکہ نفع ونقصان اسی کے ہاتھ میں ہے اور جب وہ لڑنے کا حکم دے رہا ہے تو تمہیں ضرور لڑنا چاہیئے۔ (وحیدی)

ف۶ ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے پانچ وعدے فرمائے جو سب کے سب پورے ہوئے۔ فللہ الحمد۔ (وحیدی)

ف۷ چنانچہ قریش کے سرداروں اور عام لوگوں میں کتنے ہی ایسے ہیں جنہیں فتح مکہ کے بعد اللہ نے توبہ کی توفیق دی اور وہ مسلمان ہوئے جیسے عکرمہ بن ابی جہل، ابوسفیان اور سہیل بن عمرو وغیرہم۔ (وحیدی)

ف۸ یعنی انتہائی محبوب اور دوست۔ اس شرط کے ذکر سے مقصد یہ ہے کہ جہاد میں تو منافق بھی شریک ہو جاتے ہیں مگر یہ جہاد مقبول نہیں ہوتا تاوقتیکہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی خیر خواہی نہ ہو۔ (ابن کثیر)

ف۹ مطلب یہ ہے کہ تمہیں یقیناً آزمائش کی بھٹی سے گزار کر رہے گا تاکہ پتہ چل جائے کہ تم میں واقعی کون سچا اور مخلص تھا اور کون جھوٹا اور منافق؟ اشارہ ہے اس طرف کہ جہاد کی مشروعیت کی ایک حکمت مؤمنین کی ثابت قدمی کو جانچنا بھی ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ آزمائش کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ (نیز دیکھئے سورہ عنکبوت آیت ۱۔ ۲ و آل عمران آیت ۱۷۹)

اللّٰہِ شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ ؕ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ ۚۖ وَفِی النَّارِ

اللہ کی کو حالانکہ گواہی دیتے ہیں اوپر جانوں اپنی کے ساتھ کفر کے یہ لوگ ناپید ہوئے عمل ان کے اور بیچ آگ کے

حالانکہ اپنا کفر (اپنی زبان سے) خود مانتے ہیں ف۱ ان لوگوں کا کیا کرایا سب اکارت ہوا ف۲ اور یہ ہمیشہ دوزخ میں

ھُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

وہ ہمیش رہنے والے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ آباد کرتے ہیں مسجدوں اللہ کی کو وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے

رہنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کی آبادی انہی لوگوں سے ہوتی ہے ف۳ جو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتے ہیں

وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ

اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور نہیں ڈرتے مگر اللہ سے پس نزدیک ہے یہ لوگ یہ کہ

اور نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتے تو ایسے لوگوں کو راہ پانے کی

یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ہوں راہ پانے والوں سے کیا کیا ہے تم نے پانی پلانا حاجیوں کا . اور خدمت کرنا مسجد حرام کا

اُمید ہو سکتی ہے (مشرکو) کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور ادب والے (کعبہ کی) مسجد کو آباد رکھنا اللہ تعا

کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ

مانند اس شخص کی کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور جہاد کیا بیچ راہ خدا کے نہیں برابر ہوتے نزدیک

اور پچھلے دن پر ایمان لانے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کی طرح کر دیا (دونوں کو برابر سمجھا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے

اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَ

اللہ کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ہجرت کی اور

اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا ف۴ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی ف۵ اور

جٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ؕ

جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بڑے ہیں درجے میں نزدیک اللہ کے

اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اُن کا درجہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے (بہت بڑا)

وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ

اور یہ لوگ وہی ہیں مراد پانے والے بشارت دیتا ہے ان کو رب ان کا ساتھ مہربانی کے اپنی طرف سے اور رضامندی کے اور بہشتوں کے

اور وہی لوگ (حشر میں) کامیاب ہوں گے ف۶ اُن کا مالک اُن کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے

لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۲﴾

واسطے ان کے بیچ اس کے نعمت ہے پائدار ہمیش رہیں گے بیچ اس کے ہمیشہ تحقیق اللہ نزدیک اس کے ہے ثواب بڑا

جن میں ہمیشہ کا آرام ہے ہمیشہ ہمیشہ اُن باغوں میں رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس (بہت) بڑا ثواب (موجود) ہے اُسکے ثواب کا خزانہ کم نہیں ہو سکتا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو باپوں اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو دوست اگر دوست رکھیں

مسلمانو اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کو چھوڑ کر کفر کو پسند کریں تو تم اُن سے (بھی) دوستی نہ رکھو (چہ جائیکہ غیر کافروں سے)

ف۱ یا ایسے کام کرتے ہیں جن سے ان کا مشرک ہونا صاف معلوم ہو جاتا ہو۔ جیسے بتوں یا قبروں یا ستاروں کی پوجا کرنا یا زبان سے ایسی باتیں نکلتے ہوں جو صریحاً شرک ہیں جیسے قریش جب تلبیہ کرتے تو یوں کہتے: لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ (اے اللہ ہم حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، مگر وہ شریک جس کا تو مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ (وحیدی) مطلب یہ ہے کہ مسجدیں جو اللہ تعالیٰ کے نام پر اور اسی کی عبادت کیلئے بنی ہیں مشرکین کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ انہیں آباد رکھیں اور ان کے متولی یا خادم بن کر ان پر اجارہ داری قائم کریں۔ یہ حکم اگرچہ تمام مساجد کے متعلق ہے مگر یہاں "مسجد حرام" مراد ہے جو اس وقت مشرکین کے قبضہ میں تھی یعنی مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس پر سے ان کی اجارہ داری ختم کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔

ف۲ یعنی انہوں نے اگر کچھ نیک کام کئے بھی ہیں جیسے مسجد حرام اور حاجیوں کی خدمت وغیرہ، تو ان کے شرک کی وجہ سے وہ سب اکارت گئے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی انہی لوگوں کو ان کی تولیت کا حق پہنچتا ہے اور وہی ان کے خادم اور آباد کار ہو سکتے ہیں بعض احادیث میں بھی ہے: "اِنَّمَا عُمَّارُ الْمَسَاجِدِ ھُمْ اَھْلُ اللّٰہِ" کہ مساجد کے آباد کار تو اہل اللہ ہی ہو سکتے ہیں۔ مسجدیں تعمیر کرنے، انہیں آباد رکھنے اور ان میں عبادت کے لئے بیٹھنے کی احادیث صحیحہ میں بہت فضیلت آئی ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی کو بار بار مسجد کی طرف آتے جاتے دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی شہادت دو۔ (ترمذی) دوسری حدیث میں ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مسجد بنائیگا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (بخاری، مسلم)

ف۴ یعنی یہ کام گو فضیلت کے ہیں مگر ایمان باللہ اور جہاد کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور پھر ایمان کے بغیر یہ مقبول بھی نہیں۔ (کبیر) مشرکین مکہ کو اس پر بڑا فخر تھا کہ ہم کعبہ کے متولی ہیں، حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ لہٰذا مسلمان جہاد اور ہجرت کی وجہ سے ہم سے افضل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ جنگ بدر کے بعد جب حضرت عباسؓ قید ہو کر آئے تو ان کی حضرت علیؓ سے اس قسم کی بحث بھی ہوئی۔ حضرت عباسؓ کہنے لگے۔ اگر تم ایمان، جہاد اور ہجرت میں ہم سے سبقت رکھتے ہو تو ہم اس کے مقابلے میں "مسجد حرام" کی خدمت کرتے اور حاجیوں کو پانی پلاتے رہے ہیں۔ پس تم ہم سے کسی صورت افضل نہیں ہو سکتے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک جمعہ کو چند مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس اس مسئلہ میں بحث کرنے لگے۔ ایک نے کہا کہ مسلمان ہونے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ دوسرا کہنے لگا میرے نزدیک "مسجد حرام" کی خدمت افضل ہے تیسرے نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد تمام عبادات و اعمال سے افضل ہے۔ آخر کار حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور خاموش کرایا۔ پھر جمعہ کے بعد ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مسئلہ پوچھا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور ان تمام لوگوں کا رد فرمایا جو خانہ کعبہ اور حاجیوں کی خدمت کو ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کا ہم مرتبہ سمجھتے تھے کیونکہ ایمان تو ہر چیز کی روح اور اصل ہے اس کے بغیر کسی بڑے سے بڑے عمل کا بھی اعتبار نہیں ہے اور جہاد سے سچے اور جھوٹے مسلمان کے مابین تمیز ہو جاتی ہے اور یہ دین کی حفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا واحد ذریعہ ہے اس لیے اس کا درجہ ایمان کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ (ابن کثیر و کبیر)

ف۵ رسول اللہ کی رفاقت میں اپنے گھر بار اور رشتہ داروں کو چھوڑا۔ (وحیدی)

ف۶ اس آیت سے مہاجرین کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے جن میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، ابو عبیدہؓ بن جراح، طلحہؓ، زبیرؓ، اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام شامل ہیں۔ قرآن خود ان کے آخرت میں فائز و سرخرو ہونے کی شہادت دے رہا ہے معلوم ہوا کہ جو لوگ انہیں برا بھلا کہتے اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں وہ خود لعنتی اور نامراد ہیں۔ (وحیدی) ف۷ جب مالک خود ان لوگوں سے راضی اور انہیں اپنی رحمت اور جنت کی خوشخبری دے رہا ہے تو ڈوب مرنا چاہیئے ان لوگوں کو جو ان کے خلاف اپنی زبانیں کھولتے ہیں۔ اگر ان میں ذرہ بھر بھی غیرت اور شرم رہی ہے۔ ورنہ سیدھی طرح اپنی بدتمیزی اور گستاخی سے توبہ کر کے ان کا وہ مقام تسلیم کرنا چاہتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا ہے۔ (کذا فی الوحیدی)

الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۳﴾ قُلْ

کفر کو اوپر ایمان کے اور جو کوئی دوست رکھے ان کو تم میں سے پس یہ لوگ وہی ہیں ظالم کہہ

اور جو کوئی تم میں سے ان کی دوستی رکھیں تو وہی بے انصاف ہیں ف۱ (اے پیغمبرؐ ان مسلمانوں سے) کہہ دے

إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ

اگر ہوویں باپ تمہارے اور بیٹے تمہارے اور بھائی تمہارے اور جوروئیں تمہاری اور قبیلہ اور کنبہ تمہارا اور مال جو

اگر تمہارے باپ دادا بیٹے پوتے (نواسے) بھائی بی بیاں کنبے والے اور جو مال تم نے

اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ

کمائے ہیں تم نے اور سوداگری جو ڈرتے ہو مندا ہو جانے اس کے سے اور گھر جو پسند کرتے ہو ان کو بہت پیارے ہیں

کمائے ہیں اور جس سوداگری کے خراب ہو جانے سے ڈرتے ہو اور جن مکانوں کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ تعالیٰ

إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ

طرف تمہاری اللہ سے اور رسول اس کے سے اور جہاد سے بیچ راہ اس کی کے پس انتظار کرو یہاں تک کہ لادے اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو پڑے رہو جب تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے

بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۲۴﴾ ع لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ

حکم اپنا اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو البتہ تحقیق مدد دی تم کو اللہ نے بیچ جگہوں

اور اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو راہ پر نہیں لگاتا ف۲ اللہ تعالیٰ تو بہت سے معرکوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے

كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَ

بہت کے اور دن حنین کے جس وقت خوش لگی تم کو بہتایت تمہاری پس نہ کفایت کیا تم سے کچھ اور

اور حنین کے دن (بھی) ف۳ جب تم اپنے بہت ہونے پر اترا گئے تھے ف۴ پھر تمہارا بہت ہونا تمہارے کچھ کام نہ آیا اور

ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ

تنگ ہو گئی اوپر تمہارے زمین باوصف اس کے کہ کشادہ تھی پھر پھر گئے تم پیٹھ پھیر کر پھر اتاری اللہ نے

زمین اتنی بڑی (لمبی چوڑی) ہوتے ساتھے تم پر تنگ ہو گئی (کوئی امن کا مقام تم کو نہ ملا) پھر تم پیٹھ موڑ کر بھاگے ف۵ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور

سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ

تسکین اپنی اوپر رسول اپنے کے اور اوپر مسلمانوں کے اور اتارے لشکر نہیں دیکھا تم نے ان کو اور عذاب کیا

مسلمانوں پر (جو بھاگ گئے تھے یا جو نہیں بھاگے تھے یا سب پر) اپنی تسلی اتاری اور ایسے لشکروں (فرشتوں) کو اتارا جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں پر

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ

ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی سزا ہے کافروں کی پھر پھر آوے گا اللہ پیچھے اس کے

عذاب کیا (ان کو مارا) اور کافروں کی یہی سزا ہے ف۶ پھر اس کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا (وہ مسلمان

عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ

اوپر جس کے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو سوائے اس کے نہیں کہ مشرک

ہو جائے گا) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۷ مسلمانو مشرک تو نرے گندے ہیں

ف۱ یعنی بعض لوگ دل سے مسلمان ہیں لیکن برادری سے تعلق توڑ بھی نہیں سکتے کہ اپنے اسلام کا اعلان کردیں ان کا حال یہاں سے سمجھو۔ (موضح)

ف۲ یہ دونوں آیتیں مسلمانوں کے کسی خاص گروہ یا واقعہ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ عام اور ہر زمانے کے لئے ہیں۔ ان میں تمام مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ و رسولؐ کی محبت انہیں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہئے حتیٰ کہ اگر کبھی ایسا ہو کہ ایک طرف اللہ و رسولؐ کا حکم ہو اور دین اسلام کو بچانے کے لئے جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کی ضرورت ہو اور دوسری طرف ماں باپ اور دیگر خویش و اقارب کی محبت ہو اور مال اور دوسرے دنیوی مفادات و خطرات سدِ راہ ہو رہے ہوں تو مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر شخص اور ہر مصلحت سے بے پروا ہو کر اللہ و رسولؐ کے حکم کی پیروی کرے اور کوئی دنیوی مفاد یا خطرہ ایسا نہیں ہونا چاہئے جو اسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے باز رکھ سکے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر آن ہر شکل میں عذاب آسکتا ہے مثلاً دشمنوں سے مغلوب کر کے یا تم پر ظالم حکمران مسلط کر کے، تمہیں ذلت و رسوائی میں مبتلا کر کے وغیرہ۔ یہی مضمون ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد احادیث میں بار بار واضح فرمایا ہے مثلاً صحیح بخاری میں آپؐ کا ارشاد ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، بیٹے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ (ابن کثیر) حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ آپؐ سے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! سوا اپنی جان کے آپؐ مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں فرمایا: "ہاں عمرؓ اب تیرا ایمان معتبر ہے۔" (بخاری) ایک مرتبہ صحابہؓ کرام کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا جب تم بیلوں کی دم پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کرے گا جس سے اس وقت تک کبھی نہ نکل سکو گے جب تک اپنے دین (جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف واپس نہیں آ ؤ گے۔ (ابن کثیر بحوالہ ابو داؤد)

ف۳ حنین، مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔ وہاں فتح مکہ (رمضان ۸ھ) کے ایک ماہ بعد شوال ۸ھ میں مسلمانوں کی ہوازن، ثقیف، بنو جشم، بنو سعد اور بعض دوسرے قبائل سے جنگ ہوئی تھی۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار تو ان مہاجرینؓ اور انصارؓ کا لشکر تھا جو فتح مکہ کے لئے آپؐ کے ساتھ مدینہ سے آئے تھے اور دو ہزار آدمی آپؐ کے ساتھ اہل مکہ (طلقاء) میں سے شامل ہو گئے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کا کل لشکر بارہ ہزار لڑنے والوں پر مشتمل تھا جب کہ مقابلے میں دشمنوں کی تعداد صرف چار ہزار کے قریب تھی اس پر بہت سے مسلمانوں میں غرور کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ حتیٰ کہ بعض نے کہا: آج ہم قلتِ تعداد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے۔ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۵ ہوا یہ کہ ہوازن کے بہت سے لوگ کمین گاہوں میں چھپ گئے۔ جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو انہوں نے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر مسلمان حواس باختہ ہو گئے اور ان میں سے اکثر بھاگ کھڑے ہوئے صرف سو کے قریب مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے۔ آپؐ کے چچا عباسؓ آپؐ کے خچر کی لگام اور آپؐ کے چچازاد بھائی ابو سفیانؓ بن حارث آپؐ کی رکاب تھامے رہے آپؐ بلند آواز سے فرما رہے تھے: اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَيَّ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اللہ کے بندو میری طرف آؤ، میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اور کبھی فرماتے: اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (میں اللہ کا سچا نبی ہوں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں) تب بھاگنے والے مسلمان پلٹنا شروع ہوئے۔ (ابن کثیر)

ف۶ اس جنگ میں بھی جنود (فرشتے) نازل ہوئے مگر تحقیق یہ ہے کہ یہ فرشتے کافروں پر رعب ڈالنے کے لئے اترے تھے۔ انہوں نے اس لڑائی میں عملاً حصہ نہیں لیا تھا۔ لڑائی صرف بدر میں لڑی۔ (وحیدی) سائب بن یسارؓ کہتے ہیں کہ یزید بن عامر سوائی نے جنگ حنین میں کافروں کا ساتھ دیا تھا۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے ہم ان سے جنگ حنین میں اس رعب کی کیفیت دریافت کرتے تو وہ ایک کنکری ٹب میں پھینک کر کہا کرتے کہ جس طرح یہ ٹن کی آواز آتی ہے اسی طرح کی آواز ہم اپنے پیٹوں میں محسوس کرتے تھے اور اس سے ہمارے دل لرز جاتے تھے۔ واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۷ چنانچہ غزوہ حنین کے تقریباً بیس روز بعد ہوازن کے بقیہ لوگ مسلمان ہو کر جعرانہ کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کے قیدی جو تقریباً چھ ہزار کی تعداد میں تھے انہیں واپس کر دیئے لیکن مال واپس نہ کیا بلکہ اسے لڑنے والوں میں تقسیم فرما دیا۔ (ابن کثیر)

نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

ناپاک ہیں پس نہ نزدیک آویں مسجد حرام کے پیچھے برس ان کے کےجو یہ ہے اور اگر ڈرو تم فقر سے

وا تو اس سال کے بعد ادب والی مسجد کے نزدیک نہ آئیں وا اور اگر تم کو محتاجی کا ڈر ہو وسا تو آگے چل کر

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾

پس البتہ دولت مند کرے گا تم کو اللہ فضل اپنے سے اگر چاہے تحقیق اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

اللہ تعالیٰ تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو مالدار کردے گا وسمی بے شک اللہ جانتا ہے حکمت والا

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا

لڑائی کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور نہ ساتھ دن پچھلے کے اور نہیں حرام جانتے اس چیز کو کہ

کتاب والے (یہود اور نصاریٰ) جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ پچھلے دن پر وہ اور نہ جو اللہ اور اُس کے رسول نے حرام

حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

حرام کیا اللہ نے اور رسول اس کے نے اور نہیں قبول کرتے دین سچے کو ان لوگوں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب

کیا اُس کو حرام جانتے ہیں۔ اور سچے دین کو نہیں مانتے (اسلام کو قبول نہیں کرتے) وٹ اُن سے لڑو

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ ۧ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ

یہاں تک کہ دیویں جزیہ ہاتھ اپنے سے اور وہ ذلیل ہوں اور کہا یہود نے عزیر

یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں وے اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر (پیغمبر) اللہ تعالیٰ

ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ

بیٹا اللہ کا ہے اور کہا نصاریٰ نے مسیح بیٹا اللہ کا ہے یہ ہے بات ان کی ساتھ مونہوں اپنے کے

کا بیٹا ہے وہ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ؑ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے یہ اُن کی مُنہ کی باتیں ہیں وہ

يُضَاهِـــُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ڬ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾

مشابہ ہوتے ہیں بات سے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے پہلے اس سے مار یو ان لوگوں کو اللہ کہاں سے پلٹائے جاتے ہیں

لگے اگلے کافروں کی سی باتیں بنانے وا اللہ تعالیٰ اُن کو غارت کرے کہاں (یا کیسے) بہک گیے ہیں (یا کیسے بہکائے جا رہے ہیں)

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ

پکڑا انہوں نے عالموں اپنوں کو اور درویشوں اپنوں کو پروردگار سوائے اللہ کے اور مسیح بیٹے

ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں (عالموں اور مشائخین) کو اور مسیح مریم کے بیٹے کو اللہ کے سوا (جو اکیلا خدا ہے) خدا بنالیا والا حالانکہ

مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰــهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ

مریم کے کو اور نہیں حکم کیے گیے مگر یہ کہ بندگی کریں معبود ایک کو نہیں کوئی معبود مگر وہ پاکی ہے اس کو

اُن کو (خدا کے پاس سے) اور کچھ نہیں یہی حکم ملا تھا کہ ایک (اکیلے سچے) خدا کی پرستش کریں اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں (سب جھوٹے معبود ہیں) وہ ان لوگوں

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ

اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں ارادہ کرتے ہیں یہ کہ بجھاویں روشنی اللہ کی کو ساتھ مونہوں اپنے کے اور نہیں قبول رکھتا اللہ

کے شرک سے پاک ہے (یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (قرآن یا دین یا پیغمبر کی پیغمبری) کو اپنے مُنہ سے (جھوٹی باتیں بناکر) بجھادیں اور اللہ تو ماننے والا

وا گندے ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان کے بدن گندے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ عقائد و اعمال اور اخلاق کے اعتبار سے گندے ہیں۔ اکثر علمائے سلف نے اس کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ وٹ یعنی آئندہ سے حدود حرم میں بھی ان کا داخلہ سرے سے بند ہے۔ اس سے صرف ذمی اور غلام مستثنیٰ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کہ اس سال کے بعد ذمی اور خدام کے سوا کوئی مشرک حرم میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اس بنا پر ۹ھ کو حج کے موقع پر سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا گیا: اَلَا لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔ کہ آئندہ کوئی مُشرک حج میں شریک نہیں ہوسکے گا اور نہ کوئی ننگا ہو کر طواف ہی کرسکے گا۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی آخری وصیت کے مطابق حضرت عمرؓ نے ان کو جزیرہ عرب سے خارج کیا۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) "مسجد حرام" میں تو مشرک داخل نہیں ہوسکتا۔ مگر دوسری مساجد میں کسی ضرورت کے مطابق مشرک داخل ہوسکتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مشرکوں کو اپنی مسجد میں آنے کی اجازت دی تھی اور ثمامہ کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ (از وحیدی)

وسمی برات کے اعلان سے بعض لوگوں کے دلوں میں اندیشہ پیدا ہوا کہ مشرکین جو سامان تجارت وغیرہ لایا کرتے تھے وہ اب بند ہو جائے گا اور تجارت کو بہت نقصان پہنچے گا۔ اسی اندیشہ کو رفع کرنے اور مسلمانوں کو تسلی دینے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی (کبیر) مطلب یہ ہے کہ تجارت اور کاروبار کی بندش وغیرہ کا اندیشہ نہ کرو۔

وسم آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ اسباب رزق کے دروازے کھول دیگا۔ چنانچہ ایک تو جہاد کی وجہ سے غنیمت اور جزیہ کا بہت سا مال مسلمانوں کو حاصل ہوا تو وہ مالدار ہوگئے اور پھر تمام عرب مسلمان ہوگئے اس لئے حج میں آنے والوں کی کمی بھی نہ ہوئی۔ (وحیدی)

وٹ مشرکین عرب سے مقاتلہ اور جہاد کا حکم دینے کے بعد اب اہل کتاب سے جہاد کا حکم دیا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اہل کتاب گو اللہ و آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے لیکن حقیقت میں اعتقادی اور عملی اعتبار سے ان کی حالت کھلے کھلے کافروں اور مشرکوں کی سی تھی۔ اگر واقعی ان کا اللہ پر صحیح ایمان ہوتا تو عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہود عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار نہ دیتے۔ معلوم ہوا کہ اللہ و آخرت پر ان کا ایمان اور عدم ایمان برابر تھا۔

وٹ یعنی نہ وہ اس شریعت کو مانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ مقرر فرمائی ہے اور نہ دین حق کے تابع ہوتے ہیں۔

وے یہ پہلی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق آنحضرتؐ نے شام کے نصاریٰ سے لڑنے کے لئے غزوۂ تبوک کی تیاری کی اور مسلمانوں کو تیار رہنے کی ہدایت فرمائی۔ "یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں" اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصد ان کو تلوار کے زور سے اسلام میں داخل کرنا نہیں ہے بلکہ وہ اگر اطاعت قبول کرلیں اور جزیہ ادا کرتے رہیں تو اس کے عوض اسلامی حکومت ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہوگی۔ اہل کتاب اور مجوس کے علاوہ دوسرے غیر مسلموں سے جزیہ کے قبول کرنے یا نہ کرنے میں علما کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تمام غیر عرب کافروں اور مشرکوں سے جزیہ لیا جاسکتا ہے۔ (وحیدی)

وٛ اوپر کی آیت میں دعویٰ کیا تھا کہ یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اس آیت میں اسی کی تشریح ہے۔ اس وقت یہود کے بعض فرقے عُزیر کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے تھے مگر موجودہ زمانے کے یہودی اس سے انکار کرتے ہیں۔ وٜ یعنی عقل نقل سے اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔ وا یعنی اہل کتاب ہو کر بھی مشرکوں کی ریس کرنے لگے۔ (موضح) اور پہلی مشرک اور کافر قوموں کی طرح یہ بھی گمراہ ہوگئے۔ والا یہ ان کے اوصاف قبیحہ کی دوسری قسم ہے اس معنی میں کہ جسے وہ حلال کہیں اسے یہ حلال سمجھیں اور جسے وہ حرام کہیں اسے یہ حرام سمجھیں جیسا کہ عدیؓ بن حاتم کی ایک روایت میں آنحضرتؐ نے اسکی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ (ترمذی وغیرہ) بالکل یہی طرز عمل فی زماننا مقلدین فقہا کا ہے کہ قرآن و حدیث کے نصوص پر عمل کی بجائے اپنے ائمہ کے اقوال پر جمے رہتے ہیں۔ (رازی)

ف۱ اس آیت میں ردّ سا یہود و نصاریٰ کی تیسری صفت قبیحہ کا بیان ہے کہ وہ تحریکِ اسلام کو کچلنے کے لئے مختلف قسم کی سازشیں کر رہے ہیں۔ یہاں جھوٹی باتوں کو پھونک مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے اور اللہ کے دین کو (نور) یعنی چراغ سے، یعنی ان دلائلِ حقّہ کو جو آنحضرتؐ کی صداقت ظاہر کر رہے تھے ان کو نور فرمایا ہے کیونکہ صدق و صواب کی طرف رہنمائی کرنے میں دلائلِ حقہ بھی نور یعنی روشنی کے مثل ہوتے ہیں۔ (کبیر) ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا دین اس لئے نہیں آیا کہ وہ کسی دوسرے دین۔ یہودیت، عیسائیت، سرمایہ داری، کیمونزم، سوشلزم۔ سے مغلوب ہو کر، یا اس سے مصالحت کر کے دنیا میں زندہ رہے بلکہ دین اسلام کا اول و آخر مقصد یہ ہے کہ وہ دوسرے ادیان اور نظامہائے زندگی کو ختم کر کے ایک ہمہ گیر نظامِ زندگی کی حیثیت سے زندہ رہے۔ یہاں ظہور یعنی غلبہ سے مراد دلائل و براہین کا غلبہ بھی ہو سکتا ہے اور سیاسی غلبہ بھی۔ پہلی قسم کا ظہور تو دائمی ہے مگر دوسری قسم کا ظہور ایک مرتبہ تو ہم دَورِ نبوت و خلافت میں دیکھ چکے ہیں اور دوسری بار اس وقت ہوگا جب عیسیٰ علیہ کا نزول اور حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

إِلَّآ أَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

مگر یہ کہ پورا کرے روشنی اپنی کو اور اگرچہ ناخوش رکھیں کافر وہی ہے جس نے بھیجا رسول اپنے کو

نہیں جب تک اپنے نور کو پورا نہ کرے گو کافر بُرا مانیں ف۱ وہی خدا ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی باتیں (معجزے اور شریعت کے احکام) اور

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تو کہ غالب کرے اس کو اوپر دین سب کے اور اگرچہ ناخوش رکھیں مشرک

سچا دین (اسلام) دے کر بھیجا اس لیے کہ اس کو (یعنے پیغمبر کو یا اسلام کے دین کو) ہر دین پر غالب کرے گو مشرک بُرا مانیں ف۲

النصف

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُوْنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تحقیق بہت عالموں میں سے اور فقیروں میں سے البتہ کھا جاتے ہیں

مسلمانو (اہل کتاب کے) بہت سے مولوی اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق

أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ

مال لوگوں کے ساتھ جھوٹ کے اور بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور جو لوگ کہ جمع کر رکھتے ہیں

کھا جاتے ہیں ف۳ اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور جو لوگ سونا

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو بیچ راہ اللہ کے پس خوشخبری دے ان کو ساتھ عذاب درد

اور چاندی گاڑ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے ف۴ (زکوٰۃ نہیں دیتے) ان کو تکلیف کے عذاب کی خوش خبری

أَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ

دینے والے کے جس دن کہ گرم کیا جاوے گا اوپر اس کے بیچ آگ دوزخ کے پس داغ دیئے جاویں گے ساتھ اس کے ماتھے ان کے اور کروٹیں ان کی

سُنا ف۵ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا (اس چاندی سونے کو آگ سے تاپیں گے) پھر ان لوگوں کی پیشانیاں اور پسلیاں اور پیٹھوں کو

وَظُهُوْرُهُمْ ۗ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ

اور پیٹھیں ان کی یہ ہے جو جمع کیا تھا تم نے واسطے جانوں اپنی کے پس چکھو جو کچھ کہ تھے تم جمع کرتے تحقیق

اُس سے داغیں گے اور اُن سے کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے اپنے لیے (دنیا میں) جمع کر کے رکھا تھا تو آج (اپنے جمع کیے کا مزہ چکھو ف۶ جس دن

عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ

گنتی مہینوں کی نزدیک اللہ کے بارہ مہینے ہیں بیچ کتاب اللہ کے جس دن پیدا کیا

اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین بنائے (تب ہی سے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کتاب (یعنے قرآن یا لوح محفوظ) میں (یا اس کے حکم سے) مہینوں کی گنتی بارہ

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۗ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا

آسمانوں کو اور زمین کو ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یہ ہے دین قائم پس مت ظلم کرو

مہینے ٹھہری ف۷ ان میں چار ادب کے مہینے ہیں ف۸ یہی سیدھا دین ہے ف۹ تو ان (ادب کے مہینوں) میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو ف۱۰

فِيْهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۗ وَاعْلَمُوْٓا

بیچ ان کے آپس میں اور لڑو مشرکوں سے اکٹھے جیسا لڑتے ہیں تم سے وہ اکٹھے اور جانو

اور مشرکوں سے سب مل کر (یا ہر مہینے میں) لڑو جیسے وہ تم سے سب مل کر (یا ہر مہینے میں) لڑتے ہیں ف۱۱ اور یہ جان لو کہ اللہ

ف۳ رشوت لے کر، غلط مسئلے بتا کر آنحضرتؐ کے متعلق بشارتوں کو چھپا کر، اور ان کو غلط معنی پہنا کر، لوگوں کو دین کی حفاظت اور تبلیغِ دین کا چکمہ دے کر۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں۔ فی زماننا وہ بھی بہت سے علما اور مشائخ اسی طرح کے حیلے حوالوں سے لوگوں کے مال ہضم کر رہے ہیں۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۴ ان سے مراد یہود و نصاریٰ کے علما بھی ہو سکتے ہیں جن کا بیان پہلے سے چلا آ رہا ہے اور عام لوگ بھی۔ (کبیر) "کنز" کے معنی مال جمع کرنے کے ہیں اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے، ضرورت مند کو قرض دے اور حق دار کا حق ادا کرتا رہے۔ (از موضح)

ف۵ بعض صحابہؓ جیسے ابوذر غفاریؓ نے اس آیت کی رُو سے مطلق مال جمع کرنے کو حرام قرار دیا ہے مگر جمہور صحابہ جیسے حضرت عمرؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، جابرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ اس طرف گئے ہیں کہ جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ اس وعید کے تحت نہیں آتا، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مطلق مال جمع کرنے پر یہ وعید اس وقت تھی جب زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی تھی۔ پھر زکوٰۃ فرض کر کے اللہ تعالیٰ نے اسے مالوں کی پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا۔ (بخاری، مسند احمد)

ف۶ اسی مضمون کو آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے: "جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو کر اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کے لئے اسی مال کی سلاخیں بنائی جائیں گی جنہیں آگ میں گرم کر کے اس کے دونوں پہلوؤں، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ یہ سب کچھ ایک ایسے دن میں ہوگا جو پچاس ہزار سال لمبا ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

ف۷ یہود و نصاریٰ کی طرح مشرکینِ عرب بھی تغییرِ احکام کے لئے حیلہ سازی سے کام لیتے تھے مثلاً دینِ ابراہیمؑ میں یہ سنت چلی آ رہی تھی کہ حرمت کے مہینوں میں لڑائی اور ظلم و زیادتی ممنوع تھی حتیٰ کہ ان مہینوں میں کوئی شخص اپنے باپ کے قاتل سے بھی تعرض نہ کرتا تھا۔ مگر عرب کے بعض قبائل نے ان مہینوں میں لڑائی اور لُوٹ مار کے لئے "نسی" کی رسم نکال رکھی تھی اور محرم کو صفر قرار دے کر اس میں لُوٹ مار کر لیتے تھے۔ قرآن نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ سال کے بارہ مہینے ہیں اور ان میں چار مہینے حرمت کے ہیں۔ سال میں بارہ مہینے کی تصریح کی وجہ بیان کرتے ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ عرب میں قمری مہینے رائج تھے جن کے حساب سے سال ۳۵۵ دن کا ہوتا ہے مگر شمسی حساب سے سال کے ۳۶۵ دن بنتے ہیں۔ عرب لوگ قمری حساب کو شمسی حساب کے مطابق کرنے کے لئے کچھ عرصہ کے بعد سال قمری کو ۱۳ ماہ کا قرار دے لیتے اور اسے "کبیسہ" کہتے تاکہ کاروبار اور حج کے لئے مناسب موسم نکل آئے۔ قرآن نے ان کی تردید کی۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۸ یعنی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ان چار مہینوں کی عرب بہت تعظیم کرتے تھے۔ ان میں لڑائی حرام سمجھتے۔ (ابن کثیر) ف۹ یا یہ کہ صحیح حساب ہی یہ ہے یعنی ان چار مہینوں کا ادب کرنا اور سال میں بارہ مہینوں کا ہونا۔ (رازی) ف۱۰ جنگ کر کے یا گناہ کر کے مطلب یہ ہے کہ ان مہینوں کی حرمت برقرار رکھو اور ان میں لڑنے جھگڑنے، خونریزی اور گناہ کرنے سے پرہیز کرو۔ (کبیر) ف۱۱ یعنی ان سے خود لڑائی میں پہل نہ کرو لیکن اگر مشرکین لڑنے سے باز نہ آئیں تو سب مل کر ان سے لڑو جس طرح وہ ملکر تم سے لڑتے ہیں بعض مفسرینؒ نے "فیھن" کی ضمیر سے تمام مہینے مراد لئے ہیں اس لئے وہ حرمت کے مہینوں میں بھی مقاتلہ جائز قرار دیتے ہیں اور لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے خود "طائف" کا محاصرہ ذوالقعدہ میں کیا تھا مگر یہ رائے صحیح نہیں کیونکہ آنحضرتؐ نے طائف کا محاصرہ جیسا کہ صحیحین میں ہے شوال میں شروع کیا اور ذوالقعدہ تک جاری رہا اور یہ جائز ہے۔ (فتح القدیر)

أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ

یہ کہ اللہ ساتھ پرہیزگاروں کے ہے سوائے اس کے نہیں کہ آگے پیچھے کر لینا زیادتی ہے بیچ کفر کے گمراہ کیے جاتے ہیں ساتھ اس کے وہ لوگ

تعالیٰ (کی مدد) پرہیزگاروں کے ساتھ ہے مہینہ کا سرکا دینا اور زیادہ کفر ہے ف۱ کافر اسکی وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں (غلطی میں پڑ جاتے

كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا

جو کافر ہوئے حلال کرتے ہیں اس کو ایک برس اور حرام کرتے ہیں اس کو ایک برس تو کہ موافقت کریں گنتی کو اس چیز کے کہ حرام کیا ہے اللہ نے پس حلال کریں

ہیں) ایک سال تو اس مہینے میں لڑنا حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال اُس میں لڑنا حرام جانتے ہیں انکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو (چار مہینے) حرام کیے ہیں انکی گنتی کسی طرح

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ ع

وہ چیز کہ حرام کیا اللہ نے زینت دیئے گیے ہیں واسطے ان کے بُرے عمل ان کے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو

پوری کریں ف۲ پھر جس مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسکو حلال کریں ف۳ اُن کے بُرے کام انکو بھلے دکھائے گئے ہیں (شیطان نے یہ سوجھایا ہے) اور اللہ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا ہے واسطے تمہارے جس وقت کہ کہا جاتا ہے واسطے تمہارے کہ نکلو بیچ راہ اللہ کے بوجھل ہو جاتے ہو

مسلمانو تم کو کیا ہو گیا ہے جب تم سے کہا جاتا ہے اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکل کھڑے ہو تو زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو ف۴

اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ

طرف زمین کی کیا راضی ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کے آخرت سے پس نہیں فائدہ

کیا تم آخرت کے بدل دنیا ہی کی زندگی پر راضی ہو تو (اگر ایسا ہے تو سخت غلطی کر رہے ہو کیونکہ) آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا

زندگانی دنیا کا بیچ آخرت کے مگر تھوڑا اگر نہ نکلو گے عذاب کرے گا تم کو عذاب درد

زندگی کا مزہ (بالکل) بے حقیقت ہے اور کچھ نہیں ف۵ اگر تم نہ نکلو گے تو تم کو (دنیا اور آخرت میں) تکلیف کا عذاب کرے گا

اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَـيْـــًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

دینے والا اور بدل لاوے گا قوم سوائے تمہارے اور نہ ضرر کرو گے اس کو کچھ اور اللہ اوپر ہر چیز

اور تمہارے بدل دوسرے لوگوں کو (اپنے پیغمبر کے ساتھ جانے کے لئے) لے آئے گا اور تم اُس کا (یعنی اللہ تعالیٰ کا) کچھ بگاڑ نہ کر سکو گے اور اللہ سب

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کے قادر ہے اگر نہ مدد دو گے تم اس کو پس تحقیق مدد دی ہے اس کو اللہ نے جس وقت کہ نکال دیا تھا اس کو ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے

کچھ کر سکتا ہے ف۶ اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو (تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں) اللہ پہلے بھی اکیلا اسکی مدد کر چکا ہے جب (مکہ کے) کافروں نے اس کو نکال دیا

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

دوسرا دو میں کا جس وقت کہ وہ دونوں بیچ غار کے تھے جس وقت کہ کہتا تھا واسطے رفیق اپنے کے مت غم کھا تحقیق اللہ

صرف دو دم (ایک آنحضرتؐ دوسرے ابوبکر صدیقؓ) ف۷ جب دونوں غار (ثور) میں (چھپے ہوئے) تھے جب پیغمبرؐ اپنے ساتھی (ابوبکرؓ) سے کہہ رہا تھا ف۸ غم مت کھا بیشک اللہ

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

ساتھ ہمارے ہے پس اتاری اللہ نے تسکین اپنی اوپر اس کے اور قوت دی اس کو ساتھ لشکروں کے کہ نہیں دیکھا تم نے ان کو اور کی بات

کی مدد ہمارے ساتھ ہے ف۹ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی پیغمبرؐ پر (یا ابوبکرؓ پر) اتاری اور (اپنے) پیغمبرؐ کی ایسی فوجوں سے مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا ف۱ اور کافروں کی بات

ف۱ زمانہ جاہلیت میں مشرکین ان چار مہینوں کی حرمت کے قائل تھے مگر ضرورت پڑنے پر حیلہ سازی کرتے اور کسی حرام مہینے میں جنگ کرنی پڑتی تو اسے سرکا کر اس کی جگہ کوئی اگلا غیر حرام مہینہ رکھ دیتے اور اسے "نسئ" کہتے اور حج کے موقع پر اس کے اعلان کا اختیار بنو کنانہ کو تھا۔ چنانچہ آخر میں ابو ثمامہ جنادہ بن عوف کنانی یہ اعلان کیا کرتے تھے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں یہ "نسئ" کی رسم صرف محرم اور صفر کے مہینوں میں ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے "زیادة فی الکفر" فرما کر اس کی تردید فرمائی (کبیر)

ف۲ سال میں چار مہینوں کی گنتی پوری کریں۔ آگے۔ پیچھے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ (وحیدی) ف۳ محرم کو سرکا کر صفر کی جگہ رکھ لیا تو گویا انہوں نے محرم کو حلال قرار دے لیا۔ اب جب صفر کو محرم کی جگہ رکھ لیا اور اگلا مہینہ محرم ہوا تو گویا نیا سال شروع ہو گیا اور سال کے بارہ کی بجائے تیرہ مہینے ہو گئے اسی طرح بعض اوقات کبیسہ کی رسم سے سال کے چودہ مہینے بھی ہو جاتے۔ (وحیدی)

ف۴ یعنی نکلنے سے ہچکچاتے ہو اور گھروں میں بیٹھے رہنا پسند کرتے ہو۔ کفار کے قبائح بیان فرما دینے کے بعد اب ان کے خلاف جہاد کی ترغیب دی اور فرمایا کہ جب ان کے خلاف جہاد ضروری ہونے کے لئے اسباب موجود ہیں اور اس میں فوائد بھی ہیں تو پھر محض دنیا کے حقیر مفاد کی خاطر جہاد نہ کرنا انتہائی کمزوری ہے (کبیر) علمائے تفسیرؒ اس پر متفق ہیں کہ اس آیت میں ان لوگوں پر عتاب ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے نکلنے میں پس و پیش کی تھی۔ واضح رہے کہ غزوہ تبوک کا واقعہ فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں طائف سے واپسی پر پیش آیا۔ ان دنوں سخت گرمی کا موسم تھا اور کھجوریں پک رہی تھیں اس لئے بعض نام کے مسلمان جہاد پر روانہ ہونے سے جی چرانے لگے اس غزوہ کا پس منظر یہ تھا کہ جب اسلامی سلطنت کا دائرہ سارے ملک عرب میں پھیل گیا تو ملک شام پر قبیلہ غسان حکمران تھا جو شاہِ روم کے تابع تھا وہ اس فکر میں لگا کہ شاہِ روم کو بلا کر عرب پر چڑھائی کی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ ملک شام کی سرحد پر پہنچ کر رومی فوجوں کو عرب پر حملہ آور ہونے سے روکا جائے۔ اس سلسلہ میں آپؐ نے شاہِ روم کو خط بھی لکھا جس میں اسے دینِ اسلام کی دعوت دی اور وہ اسلام لانے پر آمادہ بھی ہو گیا لیکن اس کی قوم نے اس کا ساتھ نہ دیا اس لئے وہ اسلام سے محروم رہا۔ جب شام والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ کی خبر پائی تو شاہِ روم کو اطلاع دی لیکن اس نے مدد کرنے کی ذمہ داری قبول نہ کی۔ آنحضرتؐ مسلمانوں کو لے کر تبوک تک تشریف لے گئے لیکن کوئی جنگ نہ ہوئی اور اس علاقہ کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں سارا ملک شام فتح ہوا۔ (مختصراً از موضح)

ف۵ کیونکہ دنیا فانی اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ایک حدیث میں ہے: "آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سمندر میں اپنی انگلی ڈبوتے اور پھر دیکھے کہ اس کی انگلی کتنا پانی لے کر پلٹتی ہے۔ (مسلم) دوسری حدیث میں ہے: اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ۔ "کہ یا اللہ! زندگی صرف آخرت ہی کی زندگی ہے" (بخاری مسلم)

ف۶ یہ نہ سمجھو کہ اگر جہاد کے لئے ہم نہ نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ کا کام بگڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی کوئی پروا نہیں۔ وہ اپنے پیغمبر کو ہر طرح سے غالب کر سکتا ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے طریقے سے جہاد کی ترغیب دی ہے۔ (کبیر)

ف۷ یہاں باتفاق مفسرینؒ "ثانی اثنین" سے حضرت ابوبکرؓ مراد ہیں اور اکثر مناصب دینیہ میں حضرت ابوبکرؓ دوسرے درجے پر فائز رہے ہیں۔ سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور لوگوں کو دعوت الی اللہ دی جس پر بہت سے جلیل القدر صحابہؓ مسلمان ہوئے۔ غزوات میں آپؐ سے الگ نہیں ہوئے۔ مرض الموت میں آپؐ کے قائم مقام کی حیثیت سے مصلیٰ پر کھڑے ہوئے اور پھر آپؐ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس طرح اوّل و آخر حضرت صدیق اکبرؓ کو "ثانی اثنین" ہونے کا شرف حاصل رہا۔ (از کبیر)

ف۸ یہاں صاحب ہونے کا شرف بھی حضرت ابوبکرؓ کو حاصل ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: رفیق غار حضرت ابوبکرؓ تھے صرف یہی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے دوسرے اصحاب بعض پہلے نکل گئے تھے بعض بعد میں آئے۔ (از موضح)

ف۹ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب مکہ والوں نے آپؐ کے قتل کی قرارداد پاس کی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرتؐ رات کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور کفار کے تعاقب سے بچنے کے لئے آپؐ نے غار ثور میں پناہ لی۔ وہاں تین دن تک چھپے رہے پھر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپؐ کی گرفتاری پر انعام مقرر ہو چکا تھا اس لئے دشمنوں نے آپؐ کی تلاش میں ہر ممکن کوشش کی حتیٰ کہ بعض لوگ غار کے سرے پر پہنچ گئے اور

كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے نیچی اور بات اللہ تعالیٰ کی وہی ہے بلند اور اللہ غالب

(شرک) کو سیٹا کر دیا اور اللہ کا سدا بول بالا ہے (اُسی کی بات بادر ہے گی سچا دین ہمیشہ غالب رہے گا) اور اللہ زبردست ہے حکمت

حَكِيمٌ ﴿۴۰﴾ انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

حکمت والا ہے نکلو ہلکے اور بھاری اور جہاد کرو ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے

والا (مسلمانو) ہلکے ہو یا بھاری نکل کھڑے ہو[ف۱] اور اللہ کی راہ میں اپنے جان اور مال سے

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا

بیچ راہ اللہ کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے اگر ہوتا اسباب

جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو[ف۲] (اے پیغمبرؐ) اگر سہل سے کچھ فائدہ ملنے والا ہوتا[ف۳]

قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَ

نزدیک اور سفر میانہ البتہ چلتے پیچھے تیرے و لیکن دور لگی ان پر راہ دراز اور

اور سفر بھی بیچ کا[ف۴] تو ضرور یہ تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن یہ کٹھن کی راہ ان کو دور معلوم ہوئی اور اب (جب تم تبوک سے لوٹ کر آؤ گے تو) خدا کی قسمیں

سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ

البتہ قسم کھاویں گے ساتھ اللہ کے اگر سکتے ہم البتہ نکلتے ہم ساتھ تمہارے ہلاک کرتے ہیں جانوں اپنی کو

کھائیں گے اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے (جھوٹی قسمیں کھا کر) اپنی جانوں کو آپ وبال میں ڈال رہے ہیں اور اللہ تو

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّىٰ

اور اللہ جانتا ہے تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں معاف کرے اللہ تجھ سے کیوں پروانگی دی تو نے ان کو یہاں تک

کو معلوم ہے وہ بیشک جھوٹے ہیں (اے پیغمبرؐ) اللہ نے تجھ کو معاف کر دیا تو نے ان لوگوں کو (گھر میں رہ جانے کی) اجازت کیوں دی (اُس وقت تک

ع ۶ / ۱۲

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ

کہ ظاہر ہو جاتے واسطے تیرے وہ لوگ کہ سچ بولنے والے ہیں اور جان لیتا تو جھوٹوں کو نہیں پروانگی مانگتے تجھ سے وہ لوگ کہ

ٹھہرنا چاہیئے تھا) جب تک سچے لوگ تجھ پر کھل جاتے اور جھوٹوں کو (بھی) تو جان لیتا[ف۴] (اے پیغمبرؐ) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتے

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ وَ

ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ کہ جہاد کریں ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اور

ہیں وہ تو تجھ سے جہاد میں اپنی جان و مال کے ساتھ شریک ہونے کی اجازت نہیں مانگتے[ف۵] اور اللہ

اللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۴۴﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ

اللہ جانتا ہے پرہیزگاروں کو سوائے اس کے نہیں کہ پروانگی مانگتے ہیں تجھ سے وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور

پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے تجھ سے وہی لوگ (جہاد میں شریک ہونے کی) اجازت مانگتے ہیں جن کو خدا اور آخرت کا یقین

الْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ

دن پچھلے کے اور شک میں ہیں دل ان کے پس وہ بیچ شک اپنے کے متردد ہیں اور اگر

نہیں اور اُن کے دلوں میں شک ہے وہ اپنے شک میں آگے پیچھے ہو رہے ہیں[ف۶] اور اگر یہ لوگ (گھر سے) نکلنا

آپؐ کو ان کے پاؤں نظر آنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرتؐ کے متعلق اندیشہ لاحق ہوا اور اندیشہ ظاہر کیا کہ اللہ کے رسولؐ! اگر انہوں نے ذرا بھی نیچے جھانک لیا تو وہ یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے مگر آنحضرتؐ کے سکون میں ذرا بھی فرق نہ آیا حضرت ابوبکرؓ کو تسلی دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا، لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا اس میں حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت ہے کہ "معنا" کی ضمیر میں حضرت ابوبکرؓ بھی شامل ہیں۔ (کبیر)

ف۱ یہ جنگ بدر میں فرشتوں کی امداد کی طرف اشارہ ہے اور اس کا عطف "فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ" پر ہے۔ (رازی)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی تم خوشحال ہو یا تنگدست جوان ہو یا بوڑھے، تندرست ہو یا بیمار، مجرد ہو یا عیال دار، ہتھیار بند ہو یا بے ہتھیار۔

ف۲ یعنی آسانی سے مال غنیمت مل جانے کی توقع ہوتی۔

ف۳ یعنی بہت لمبا سفر نہ ہوتا جیسے تبوک مدینہ سے تقریباً چار سو میل کے فاصلہ پر ہے اور اس کا راستہ بھی نہایت کٹھن ہے یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو غزوہ تبوک میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ (کبیر)

ف۴ ہوا یہ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہونے لگے تو بعض منافقین نے بناوٹی حیلے بہانے پیش کر کے آپؐ سے مدینہ ہی میں رہنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے انہیں سچا سمجھتے ہوئے مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔ اس اجازت دینے پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضی کا اظہار فرمایا لیکن نہایت لطف و کرم کے انداز میں یعنی پہلے معافی کی اطلاع دی اور پھر قصور بیان فرمایا۔ اس میں پیچھے بیٹھے رہنے والوں کی مذمت بھی ہے۔ (قرطبی ابن کثیر) یہاں تو اجازت پر عتاب فرمایا ہے مگر سورہ نور کی آیت: فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ (کہ آپؐ جسے چاہیں اجازت دے سکتے ہیں) میں اجازت کی رخصت دے دی ہے۔ (کبیر) بعض نے لکھا ہے کہ "عَفَا اللَّهُ عَنْكَ" تعظیماً برائے دعا استعمال ہوتا ہے اس سے قبل گناہ کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔ (کبیر)

ف۵ کیونکہ انہیں تو خود جہاد کا شوق ہے اور وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب انہیں اللہ کی راہ میں شہید ہونے کا موقع ملتا ہے۔ (از وحیدی)

ف۶ پس مومنین اور منافقین کے مابین فرق یہ ہے کہ جہاد کا اعلان ہونے پر مومن تو بلا تامل نکل کھڑے ہوتے ہیں مگر جو منافق ہیں وہ بہانے تراشتے ہیں اور ہر ایسے موقع پر مذبذب بھی ہو جاتے ہیں کبھی دل کہتا ہے چلو شاید پیغمبرؐ سچ ہی کہتے ہوں اور کبھی دل میں آتا ہے کہ نہیں یہ سب ڈھکوسلے اور ڈراوے ہیں۔ پس دنیا ہی میں چند روز جینا ہے جہاں تک ہو سکے آرام سے دن کاٹ لیں۔

أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ

ارادہ کرتے نکلنے کا البتہ تیار کرتے واسطے اس کے سامان ولیکن ناخوش رکھا اللہ نے اُٹھنا ان کا پس کاہلی سے بند کیا ان کو

چاہتے ہوتے تو آخر یہ لوگ مقدور والے ہیں کچھ تو) اس کیلئے ضرور تیاری کرتے اور (اصل بات یہ ہے کہ وہ تو شاید نکلنے بھی) مگر اللہ نے ان کا (اپنی جگہ سے) اُٹھنا (اور حرکت کرنا) بُرا جانا تو ان کو

وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴿٤٦﴾ لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا

اور کہا گیا ان کو بیٹھ رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے اگر نکلتے بیچ تمہارے نہ زیادتی کرتے تم کو مگر

اور ان سے کہا گیا جہاں اور معذور ناتوان عورتیں بچے) بیٹھنے والے ہیں تم بھی اُن کے ساتھ (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہو ۔ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ نکلتے بھی تو بس یہی ہوتا کہ تم میں خرابی بڑھاتے

خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ

فساد اور البتہ گھوڑے دوڑاتے درمیان تمہارے چاہتے واسطے تمہارے فتنہ اور بیچ تمہارے بعض لوگ ماننے والے ہیں واسطے

۲ اور فساد کی نیت سے تم میں (گھوڑے) دوڑاتے پھرتے ۳ اور (مشکل یہ ہے کہ) تم میں ایسے لوگ بھی تھے جو اُن کی بات سُن لیتے ۴ اور

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا

ان کے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو البتہ تحقیق چاہا تھا انہوں نے فتنہ پہلے اس سے اور اُلٹ پلٹ کیا تھا

اللہ تعالٰے شریر لوگوں کو خوب جانتا ہے ۵ (اے پیغمبر) یہ لوگ تو پہلے ہی (جب تو مکہ سے مدینہ میں آیا تھا) فساد کرانا چاہتے تھے ۶ اور تیرے کئی کاموں

لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْهُم

واسطے تیرے کاموں کو یہاں تک کہ آیا حق اور ظاہر ہوا حکم خدا کا اور وہ ناخوش رکھنے والے تھے اور بعضے ان میں سے

میں انہوں نے کھٹ پٹ کی ۷ یہاں تک کہ (خدا کا) سچا وعدہ آن پہنچا (تیری تائید اور مدد کا) اور اللہ کا بول بالا ہوا اور وہ ناراض رہے ۸ اور ان (منافقوں) میں وہ شخص

مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ

وہ شخص ہے کہ کہتا ہے پروانگی دو مجھ کو اور مت فتنہ میں ڈالو مجھ کو خبردار ہو بیچ فتنہ کے گر پڑے اور تحقیق

بھی ہے جو کہتا ہے مجھے (گھر میں رہنے کی) اجازت دیجئے اور گناہ میں نہ پھنسائیے ۹ سنو یہ تو گناہ میں گر پڑے ۱۰ اور بے شک جہنم کافروں کو

جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٤٩﴾ إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِن

دوزخ البتہ گھیر رہی ہے کافروں کو اگر پہنچے تجھ کو بھلائی ناخوش کرتی ہے اُن کو اور اگر

گھیرے ہوئے ہے ۱۱ (اے پیغمبر) اگر (اتفاق سے) تجھ کو کوئی بھلائی پہنچے (مثلاً فتح ہو لوٹ کا مال ملے) تو ان (منافقوں کو) بُرا لگتا ہے اور اگر تجھ کو

تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّ

پہنچے تجھ کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق پکڑ لیا تھا ہم نے کام اپنا پہلے سے اور پھر جاتے ہیں اور

کوئی مصیبت پیش آئے (جیسے جنگ اُحد میں پیش آئی تھی) تو کہنے لگتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی سے سمجھ کر اپنا بچاؤ کر لیا تھا ۱۲ اور (جہاں یہ باتیں ہوتی ہیں کسی مجلس میں یا پیغمبر کے پاس سے)

هُمْ فَرِحُونَ ﴿٥٠﴾ قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَ

وہ خوش ہوتے ہیں کہہ کہ ہرگز نہ پہنچے گا ہم کو مگر جو کچھ لکھا اللہ نے واسطے ہمارے وہی ہے کارساز ہمارا اور

لوٹ جاتے ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے ہم کو کوئی مصیبت پیش نہیں آ سکتی مگر جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھ دی ہے ۱۳ وہی ہمارا مالک ہے ۱۴ اور مسلمانوں کو اللہ

عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى

اوپر اللہ کے پس چاہیئے کہ توکل کریں ایمان والے کہہ تم نہیں منتظر واسطے ہمارے مگر ایک کے

ہی پر بھروسا کرنا چاہیئے ۱۵ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے تم ہمارے لئے دو بھلائیوں میں سے کسی ایک کے سوا اور کسی بات کا انتظار

المنزل ۲

ف۱ اس سے مقصود زجر و توبیخ اور مذمت ہے۔ (کبیر) ف۲ کیونکہ اگر یہ اس بدلی کے ساتھ نکلتے بھی تو بجائے اس کے کہ مسلمانوں کے لئے تقویت کا باعث بنتے ان میں بھی بد دلی پھیلانے کی کوشش کرتے اور نہ معلوم ان سے کتنی خرابیاں ظاہر ہوتیں۔ (از وحیدی) ف۳ یا فساد کی نیت سے تمہارے درمیان دوڑتے پھرتے کبھی کسی کی چغلی کھاتے کبھی ایک مسلمان کو دوسرے سے لڑانے کی کوشش کرتے اور کبھی مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کی تدبیریں سوچتے انہی وجوہ کی بنا پر اللہ تعالٰی نے ان کو نکلنے کی توفیق نہیں دی۔ (کبیر)

ف۴ یعنی ایسے سیدھے سادے لوگ جو اُن کی باتوں میں آجاتے۔ اس کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اُن کی جاسوسی کرتے ہیں یعنی تمہاری کمزوریاں انہیں پہنچاتے ہیں۔ (از کبیر)

ف۵ اس لئے اس نے پسند نہ فرمایا کہ اس قسم کے لوگ تمہارے ساتھ جہاد کے لئے نکلیں جو کفر و نفاق کا ارتکاب کر کے اپنے آپ پر بھی ظلم کرتے ہیں اور دوسروں میں افتراق اور شبہات پیدا کر کے ان پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ (ابن کثیر، کبیر)

ف۶ اس آیت میں ان کے خبثِ باطن اور مزید مکاریوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے یعنی آپؐ کے خلاف مکر و فریب کرنا ان کی پرانی عادت ہے۔ پہلے بھی مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی تدبیریں کرتے رہے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن ابی منافق نے غزوۂ احد کے دن کیا کہ عین میدانِ جنگ سے اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر لوٹ آیا۔ اسی طرح جنگ تبوک سے واپسی پر دس منافق آدمی ثنیۃ الوداع پر آنحضرتؐ کو قتل کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ (کبیر)

ف۷ یعنی تمہیں ناکام کرنے کے لئے انہوں نے متعدد مرتبہ کتنی ہی تدبیریں سوچیں اور رکیں اور مکر و فریب کرنے کے لئے اپنی انتہائی کوششیں صرف کیں۔ (کبیر)

ف۸ یعنی ان کے دلوں میں آپؐ کی کامیابی اور اسلام کی ترقی برابر کھلتی رہی۔

ف۹ یا مجھے ہلاکت میں نہ ڈالئے کیونکہ سخت گرمی کا زمانہ ہے اگر میں چلا گیا تو بعد میں میرے اہل و عیال کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (کبیر) مروی ہے کہ جَدّ بن قیس ایک منافق نے یہ بہانا بنایا کہ اے اللہ کے رسولؐ! رومی عورتیں خوبصورت ہیں اگر میں چلا گیا تو اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکوں گا۔ بنا بریں مجھے معذور سمجھ کر یہاں رہنے کی اجازت دے دیجئے۔ ہاں میں مال خرچ کر کے امداد کرونگا۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی بہانے تو یہ کرتے ہیں کہ ہم فتنے میں نہ پڑ جائیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہیں۔ آخر اللہ تعالٰی اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی فتنہ ہوگا اور پھر جہاد میں شریک نہ ہونا بجائے خود ایک فتنہ ہے۔ اب تو یہ حیلے بہانے تراش کر مسلمانوں سے پیچھے رہ جائینگے مگر پھر وحی کے ذریعہ ان کی رسوائی ہوگی۔ (کبیر)

ف۱۱ کہیں بھاگ نکلنے کا ان کو موقع نہیں مل سکے گا۔ (وحیدی)

ف۱۲ یہ بھی اُن کے خُبثِ باطن اور مکر و فریب کی ایک دلیل ہے کہ ہر ایسے موقع پر اپنی ہوشمندی کا ثبوت دیتے اور کہتے کہ ہم نے تو پہلے ہی بچاؤ کر لیا تھا جیسے جنگِ احد کے بعد عبداللہ بن ابی منافق نے کہا تھا کہ ہم تو اس وجہ سے پلٹ آئے تھے کہ ہمیں معلوم تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوگی اور وہ مارے جائیں گے۔ ایسے ہی وہ منافق جو غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ میں رہ گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے متعلق یہ مشہور کرتے رہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو گئے لیکن جب انہیں اطلاع ملی کہ مسلمان صحیح و سالم واپس آ رہے ہیں تو انہیں انتہائی غم ہوا۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۱۳ سچ ہے: مَنْ عَلِمَ سِرَّ اللّٰهِ فِي الْقَدْرِ هَانَتْ عَلَيْهِ الْمَصَائِبُ کہ جس نے قضا و قدر میں سرِّ الٰہی کو پا لیا اس پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالٰی کی تقدیر پر راضی رہے تاکہ اجر و ثواب کا مستحق ہو۔ (کبیر)

ف۱۴ کام بنانے والا اور حمایتی۔ وہ جیسے چاہے عالم میں تصرف کرے۔ (کبیر)

ف۱۵ نہ دنیا کے ساز و سامان اور نہ دنیا کے کسی شخص پر

ف۱ مسلمانوں کی مصیبت پر منافقین کی خوشی کا یہ دوسرا جواب ہے کہ ہم ہر حال میں اچھے ہیں۔ دنیا میں یا تو ہمیں فتح ہوگی جو ایک بھلائی ہے یا پھر ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوں گے تو یہ بھی ہماری عین تمنا ہے کہ ہم جنت کی نعمتوں سے متمتع ہوں۔ اس کے برعکس منافقین ہیں کہ دنیا میں ان کی ذلت و رسوائی ہوگی اور آخرت میں دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ پس ہم اور تم ایک دوسرے کے متعلق دو حالتوں میں سے ایک کے منتظر ہیں۔ (کبیر)

ف۲ اوپر کی آیت میں بتایا کہ منافقین کے لئے بہر حال عذاب ہے۔ اب اس آیت میں فرمایا کہ اس عذاب سے کسی طور وہ نجات نہیں پا سکتے کیونکہ آخرت میں ان کی کوئی نیکی قابلِ قبول نہیں ہے۔ (کبیر) غزوۂ تبوک کے موقع پر بعض منافقین ایسے بھی تھے جو کہتے تھے کہ ہمیں ساتھ جانے سے تو معافی دیدی جائے لیکن اس کے عوض ہم مالی اعانت کرنے کو تیار ہیں۔ وہ یہ بات اس لئے کہتے تھے کہ کہیں مسلمانوں میں بالکل ہی بدنام ہو کر نہ رہ جائیں۔ انہی کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا، یعنی جن لوگوں کے دلوں میں نفاق اور اللہ و رسولؐ کی دشمنی بھری ہو اُن کی مالی امداد کسی طور قبول نہیں کی جاسکتی خوشی سے دیں یا مجبوراً۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: جدؔ بن قیس نے مال خرچ کرنے کی بابت جو کہا تھا اس کا یہ جواب ہے کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں۔ کذا فی الرازی عن ابن عباس (از موضح)

ف۳ جیسے کسی پر زبردستی بوجھ لاد دیا جائے۔ چونکہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے اس لئے انہیں نماز ایک بوجھ معلوم ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ کفر باللہ کے ساتھ کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔ علما نے لکھا ہے کہ لوگوں کے سامنے ہوا تو نماز پڑھ لی اور اکیلا ہوا تو چھوڑ دی۔ یہ بھی کسل فی الصلوٰۃ ہے۔ (کبیر)

ف۴ جیسے کسی کو جرمانہ ادا کرنا پڑے کیونکہ انہیں ثواب سے تو کوئی غرض نہیں۔ جو کچھ دیتے ہیں محض لوگوں کی نگاہوں میں بدنامی سے بچنے کے لئے دیتے ہیں۔ اسی بنا پر حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ طَیِّبَۃً بِھَا نُفُوْسُکُمْ۔ کہ طبیعت کی خوشی سے اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (رازی)

ف۵ کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوتا تو یہ اس قدر مالدار اور صاحب اولاد کیوں ہوتے۔ (وحیدی)

ف۶ یعنی دنیا میں ان چیزوں کو سعادت مندی خیال نہ کرو یہ دن رات مال جمع کرنے اور اولاد کی فکر میں لگے رہتے ہیں گویا ایک قسم کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے: "ھَلَکَ الْمُکْثِرُوْنَ" کہ زیادہ مال جمع کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ (از کبیر)

ف۷ یعنی آخر دم تک انہیں توبہ کرنے اور سچے دل سے ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہو بلکہ جب یہ مریں تو اپنے مال اور اپنی اولاد ہی کی طرف ان کا دھیان ہو نہ آخرت کی فکر نہ خدا سے کوئی غرض۔ اگرچہ ایک مومن کو بھی اپنے مال اور اولاد کی فکر ہوتی ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس کے نزدیک ہر چیز پر مقدم ہوتی ہے اس لئے یہ چیزیں اس کے لئے نعمت ہی ہوتی ہیں وبالِ جان نہیں ہوتیں۔ (وحیدی)

ف۸ یعنی محض تمہارے ڈر کے مارے تم میں سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نفاق انسان کے اندر بزدلی اور دوسروں کا خوف پیدا کرتا ہے۔

ف۹ تاکہ انہیں تم سے اور تمہارے معاشرے سے نجات ملے حالانکہ یہ تینوں جگہیں بدترین جگہیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت جو تمہارے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں نہایت مجبوری کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ یہ تم سے اور تمہارے معاشرے سے نالاں اور بیزار ہیں۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

الْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ

دو بھلائیوں میں سے اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچاوے تم کو اللہ تعالیٰ عذاب اپنے پاس

نہیں کر سکتے اور ہم تو تمہارے لیے (دو برائیوں میں سے ایک کے منتظر ہیں) اللہ اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب (جیسے طاعون یا قحط یا اور کوئی بلا) بھیجے یا

عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ أَنفِقُوا

سے یا ہمارے ہاتھوں سے پس منتظر رہو تحقیق ہم بھی ساتھ تمہارے منتظر ہیں کہہ خرچ کرو

ہمارے ہاتھوں سے (تم کو عذاب کرے قتل ہو یا قید ہو) تو انتظار کرتے رہو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں ف۱ (اے پیغمبران لوگوں سے) کہہ دے تم خوشی سے (اللہ

طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَا

خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا تم سے تحقیق ہو تم قوم فاسق اور نہیں

کی راہ میں) خرچ کرو یا ناخوشی سے تمہارا خرچ کیا ہوا ہرگز (اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں) قبول نہ ہوگا کیونکہ تم نافرمان لوگ ہو ف۲ اور ان کی خیرات

مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ

منع کیا ان کو اس بات سے کہ قبول کیے جاویں ان سے خرچ اُن کے مگر یہ کہ انہوں نے کفر کیا ساتھ اللہ کے اور ساتھ رسول اس کے

ان کی طرف سے قبول نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول (کے حکم) کو نہ مانا اور

وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٥٤﴾

اور نہیں آتے نماز کو مگر اور وہ کاہل کرتے ہیں اور نہیں خرچ کرتے مگر اور وہ ناخوش رکھتے ہیں

نماز کے لیے نہیں آتے مگر الکساتے ہوئے ف۳ اور (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ نہیں کرتے مگر بُرے دل سے ف۴

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا

پس نہ خوش لگیں تجھ کو مال ان کے اور نہ اولاد اُن کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تو کہ عذاب کرے اُن کو ساتھ ان

تو (اے پیغمبرؐ) تو اُن کے مالوں اور اولاد کی کثرت) پر تعجب نہ کر ف۵ اللہ تعالیٰ اور کچھ نہیں یہی چاہتا ہے کہ اُن کو دنیا کی زندگی میں

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ

چیزوں کے بیچ زندگانی دنیا کے اور نکل جاویں جانیں ان کی اور وہ کافر ہوں اور قسم کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے

ان چیزوں کا عذاب لگا دے ف۶ اور اُن کی جانیں نکلتے وقت وہ کافر رہیں ف۷ اور (یہ منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ بیشک وہ تم

إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ

تحقیق وہ البتہ تم میں سے ہیں اور نہیں وہ تم میں سے و لیکن وہ ایک قوم ہیں کہ ڈرتے ہیں اگر پاویں وہ جگہ

ہی میں کے ہیں (یعنے سچے مسلمان ہیں) حالانکہ وہ تم میں کے نہیں (مسلمان نہیں ہیں) بلکہ وہ ڈرپوک لوگ ہیں ف۸ اگر کہیں بچاؤ کی جگہ (قلعہ یا پہاڑ کی چوٹی)

مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُم

پناہ کی یا کوئی گڑھا یا جگہ داخل ہونے کی البتہ پھر جاویں طرف اس کی اور وہ سرکشی کرتے ہوں اور بعضے ان میں سے

یا سُرنگ پالیں تو (خندے گھوڑے کی طرح) رسی تڑا کر ادھر دوڑ پڑیں ف۹ اور (اے پیغمبرؐ) ان میں بعضے ایسے ہیں جو زکوٰۃ (کے

مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا

وہ ہیں کہ عیب پکڑتے ہیں تجھ کو بیچ خیرات بانٹنے کے پس اگر دیئے جاویں اس میں سے خوش ہوں اور اگر نہ دیئے جاویں

بانٹنے میں) تجھ پر آنکھ مارتے ہیں ف۱ پھر اگر اُن کو اس میں سے (جتنا وہ چاہتے ہیں) مل جائے تو خوش ہیں اور اگر ان کو اس میں سے (اتنا) نہ ملے تو

ف۱ یہ بھی منافقین کا شیوہ تھا کہ صدقات کی تقسیم میں وہ پیغمبر علیہ السلام پر عیب لگانے سے بھی باز نہیں آتے تھے۔ حضرت الشیخ فرماتے ہیں یعنی منجملہ دوسرے اسبابِ طعن کے ایک سبب یہ بھی تھا نہ کہ صرف یہی ایک سبب تھا بلکہ کئی وجوہ سے طعن کرتے تھے۔ (کبیر) چنانچہ آپؐ صدقات تقسیم فرماتے تو کہتے دیکھئے کیسی خویش پروری اور دوست نوازی ہو رہی ہے۔ مطلب یہ ہوتا کہ ہمیں کیوں نہیں ملتا۔ (ابن کثیر)

مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اس میں سے ناگہاں وہ ناخوش ہو جاتے ہیں اور اگر وہ راضی ہو جاتے اس چیز سے کہ دی ہے ان کو اللہ نے اور رسول اس کے نے

بگڑ بیٹھتے ہیں ف۱ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دینے پر خوش رہتے

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى

اور کہتے کفایت ہے ہم کو اللہ شتاب دیوے گا ہم کو اللہ فضل اپنے سے اور رسول اس کا تحقیق ہم طرف

اور کہتے اللہ تعالیٰ ہم کو بس کرتا ہے (اگر اب کچھ ہم کو نہیں ملا تو خیر) آگے چل کر ہم کو اپنے فضل سے اللہ دے گا اور اس کا رسول دے گا ہم تو اللہ تعالیٰ ہی سے لو

اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ

اللہ کی رغبت کرنے والے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ خیرات واسطے فقیروں کے اور محتاجوں کے اور عمل کرنے والوں کے

لگائے بیٹھے ہیں ف۲ خیرات تو انہی لوگوں کا حق ہے (اوروں کا نہیں) فقیر اور مسکین اور خیرات کے تحصیل کرنے والے

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ

اوپر تحصیل اس کی کے اور جن کو کہ الفت دلائے جاتے ہیں دل ان کے اور بیچ آزاد کرنے گردنوں کے اور قرض داروں کے اور بیچ راہ

اور جن کا دل ملانا منظور ہے اور غلام اور قرض دار (جو اپنا قرضہ نہ ادا کر سکیں) اور مجاہد (اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے) اور

اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

خدا کے اور مسافروں کو فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

مسافر یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے حکمت والا ف۳

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِىَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ

اور بعضے اُن میں سے وہ ہیں کہ ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ ہر کسی کی بات سن کر لگ جانیوالا ہے کہہ سننے والا

اور ان (منافقوں) میں سے بعضے ایسے ہیں جو پیغمبر کی بدی کرتے ہیں کہتے ہیں وہ تو نرا کان ہے ف۴ (اے پیغمبر) کہہ دے کان ہے تو

خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بھلائی کا ہے واسطے تمہارے ایمان لاتا ہے ساتھ اللہ کے اور باور کرنے والا ہے واسطے مسلمانوں کے اور رحمت ہے واسطے ان کے جو ایمان لائے ہیں

تمہاری بہتری کا ف۵ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات مان لیتا ہے (کیونکہ مسلمان جھوٹے نہیں ہوتے) اور تم میں سے ایمانداروں کے لیے وہ رحمت ہے

مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ

تم میں سے اور جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں رسول اللہ کے کو واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا قسمیں کھاتے ہیں

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو ستاتے ہیں اُن کو تکلیف کا عذاب ہوگا (آخرت میں یا دنیا و آخرت دونوں میں) ف۶ (مسلمانو) یہ لوگ تم کو راضی کرنے کے لیے

بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا

ساتھ اللہ کے واسطے تمہارے تو کہ راضی کریں تم کو اور اللہ اور رسول اس کا بہت حق دار ہیں اس کے کہ راضی کریں اس کو اگر ہیں

اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں اور اگر ان میں ایمان ہوتا تو (پہلے اللہ اور اُس کے رسول کو راضی کرتے) اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا زیادہ

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ

ایمان والے کیا نہیں جانا انہوں نے یہ کہ جو کوئی خلاف کرے اللہ کا اور رسول اس کے کا پس یہ کہ واسطے اس کے ہے

ضرور تھا ف۷ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے بیر کرے (ان کی مخالفت پر کمر باندھے) اس کے لیے دوزخ

المنزل ۲

ف۱ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص مقداد بن خویصرہ تمیمی (حرقوص بن زہیر) آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! انصاف سے کام لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: ارے افسوس! اگر میں انصاف سے کام نہ لوں تو اور کون لیگا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپؐ اجازت دیں تو میں اس کا سر قلم کر ڈالوں۔ فرمایا: جانے دو، اس لئے کہ اس کی نسل سے ایسے پیدا ہوں گے کہ تم ان کی نماز اور ان کے روزے کے مقابلے میں اپنی نماز اور روزے کو حقیر محسوس کرو گے مگر یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جائے اور اس کے ساتھ خون وغیرہ کی کوئی آمیزش نہ ہو۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (کبیر۔ ابن کثیر) بعض روایات میں ہے کہ ابوالجواظ منافق نے بھی اسی قسم کا اعتراض کیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: اس سے اور اس کے ساتھیوں سے محتاط رہو کہ یہ منافق ہیں۔ (کبیر)

ف۲ تو ان کے حق میں بہتر ہوتا، اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرتا، مگر ان کم بختوں کو اتنی توفیق کہاں جو اس قسم کا کلمۂ خیر زبان سے نکال سکیں۔ یہ تو جب بات کرینگے ایسی ہی کرینگے جس میں اللہ و رسولؐ کی برائی ہی کا پہلو نکلتا ہو۔ (وحیدی)

ف۳ منافقین کا طعن دُور کرنے کیلئے مصارف صدقات بیان فرما دیئے کہ تقسیم صدقات میں پیغمبرؐ کو اختیار نہیں ہے لہٰذا پیغمبرؐ پر طعن بے سُود ہے۔ (کبیر) اس آیت میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے ہیں اور وہ بھی کلمۂ "انما" کے ساتھ جو حصر کے معنی دیتا ہے یعنی اصناف ثمانیہ (آٹھ قسم کے لوگوں) کے علاوہ اور کسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ اس حصر کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرتؐ سے ایک شخص نے سوال کیا، تو آپؐ نے فرمایا: اگر تو ان آٹھ قسموں میں سے ہے تو تیرا حق بنتا ہے ورنہ نہیں۔ اور فرمایا: غنی اور تندرست توانا کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔ (ابن کثیر) فقیر اور مسکین دونوں کے معنی حاجتمند کے ہیں۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے مسکین کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہ پاتا ہو، نہ اپنی احتیاج ظاہر ہونے دیتا ہو، اور نہ سوال ہی کرتا ہو۔ (بخاری، مسلم) عاملینؔ سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات وصول کرنے پر مامور ہوں۔ ان کی تنخواہ زکوٰۃ کی مد سے دی جا سکتی ہے۔ چاہے وہ محتاج نہ بھی ہوں۔ "مؤلفۃ قلوبھم" سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اسلام پر ثابت قدم رکھنا مطلوب ہو۔ اس بارے میں امام (خلیفہ) کو اختیار ہے کہ جیسے مناسب سمجھے ان پر خرچ کرے۔ "فی الرقاب" غلاموں کو آزادی حاصل کرنے میں مدد دی جائے۔ "غارمین" سے مراد وہ قرضدار ہیں جو اپنے مال سے پورا قرض ادا کریں تو فقیر ہو جائیں۔ "فی سبیل اللہ" (اللہ کی راہ میں) سے مراد جمہور سلف کے نزدیک صرف جہاد اور غزوہ ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ مجاہد کی زکوٰۃ سے مدد لی جا سکتی ہے۔ (ابوداؤد) "ابن السبیل" مسافر یعنی اگر اثنائے سفر میں کسی حادثہ سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو اور گھر سے سفر خرچ منگوانے کی کوئی صورت نہ ہو تو مالِ زکوٰۃ سے اس کی مدد کی جا سکتی ہے۔ زکوٰۃ کے ان تمام مصارف میں زکوٰۃ صرف کرنا واجب نہیں ہے بلکہ حسب ضرورت ان میں سے بعض مصارف میں زکوٰۃ صرف کی جا سکتی ہے اور آنحضرتؐ نے اس کی اجازت دی ہے۔ (کتاب الاموال لابی عبید بروایت حضرت معاذ)

ف۴ یعنی کان کا کچا ہے۔ ہر ایک کی بات سُن کر اس پر اعتبار کر لیتا ہے۔ (از کبیر)

ف۵ یعنی ہاں تمہاری بات اس حد تک صحیح ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی بات سُن لیتے ہیں مگر یہ الزام صحیح نہیں ہے کہ ہر بات سنکر اس پر اعتبار کر لیتے ہیں۔ اعتبار صرف اس بات کا کرتے ہیں جو سچی اور حقیقی ہوتی ہے۔ جھوٹی بات کو سن تو لیتے ہیں مگر اس پر صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہے ورنہ یہ جھوٹی بات سنکر اگر اس پر فوراً مواخذہ کرنے والے بھی ہوتے تو تم اپنے جھوٹے عذروں کی بنا پر یا تو کبھی کے قتل ہو چکے ہوتے، یا مدینہ سے باہر نکال دیئے گئے ہوتے۔ (از کبیر)

ف۶ یہاں ایمان والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں چاہے دل سے ایماندار نہ ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ ان کے راز کھولتے نہیں بلکہ انہیں اپنی اصلاح کر لینے کا موقع دیتے ہیں۔ (فتح القدیر)

ف۷ منافقین اپنی خلوتوں اور تنہائیوں میں مسلمانوں اور آنحضرتؐ پر پھبتیاں کستے۔ مسلمانوں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کبھی ان کی اطلاع ہو جاتی تو وہ قسمیں کھا کر مسلمانوں کو راضی کرنے کی کوشش کرتے اور اللہ و رسولؐ کی پروا نہ کرتے۔ منافقین کی اسی حرکت کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

ف۱ اور تم یقیناً رسوا ہو کر رہو گے۔ اس بنا پر اس سورۃ کا نام "سورۃ الفاضحہ" ہے یعنی منافقین کے راز کھولنے والی اور ان کو رسوا کرنے والی۔ نیز اس سورۃ کو "سورہ حافرہ" بھی کہتے ہیں کیونکہ اس سورہ نے منافقین کے سینے کی باتوں کو کھود کر رکھ دیا ہے اور ان کے راز ہائے سربستہ کی قلعی کھول دی ہے۔ (کبیر)

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ

آگ دوزخ کی ہمیش رہنے والا بیچ اس کے یہ ہے رسوائی بڑی ڈرتے ہیں منافق یہ کہ

کی آگ (تیار) ہے ہمیشہ اس میں رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے منافق یہ ڈرتے ہیں (ایسا نہ ہو کہیں)

أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا

اتاری جاوے اوپر ان کے ایک سورت کہ خبر دیوے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ بیچ دلوں ان کے ہے کہہ کہ ٹھٹھا کرو

مسلمانوں پر ایسی کوئی سورت اترے جو ان کے دل کی بات مسلمانوں کو بتلا دے (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے اچھا ہنسو جس سے تم ڈرتے ہو خدا

إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا

تحقیق اللہ نکالنے والا ہے اس چیز کو کہ ڈرتے ہو نکالنے اس کے سے اور البتہ اگر پوچھے تو ان سے البتہ کہیں گے سوائے اس کے نہیں کہ ہم

اس کو ضرور کھولے گا ف۱ اور (اے پیغمبر) اگر تو ان (منافقوں) سے پوچھے (یہ کیا باتیں ہیں) تو کہیں گے ہم تو یونہی گپ شپ اور

نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾

بحث کرتے تھے اور کھیلتے تھے کہہ کیا ساتھ اللہ کے اور نشانیوں اسکی کے اور رسول اس کے کے ہو تم ٹھٹھا کرنے والے

دل لگی کرتے تھے ف۲ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دے کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی ٹھٹھا لگاتے ہو ف۳

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ

مت عذر کرو تحقیق کافر ہوئے تم پیچھے ایمان اپنے کے اگر معاف کریں ہم ایک جماعت کو تم میں سے

بہانے مت کرو (باتیں نہ بناؤ) تم ایمان لا کر (یعنے ایمان کا دعویٰ کر کے) پھر کافر ہو گئے ف۴ اگر ہم تم میں سے بعضوں کے قصور معاف بھی کر دیں

نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ

عذاب کریں گے ایک جماعت کو بسبب اس کے کہ وہ تھے گنہ گار منافق مرد اور منافق عورتیں

تو بعضوں کو ان کے قصور وار ہونے کی وجہ سے سزا دیں گے ف۵ منافق مرد (جو تین سو تھے) اور منافق عورتیں (جو ایک سو ستر تھیں)

ع ۸ / ۱۴

بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

بعضے ان کے بعضوں سے ہیں حکم کرتے ہیں ساتھ نامعقول کے اور منع کرتے ہیں معقول سے

سب ایک دوسرے کے چٹے بٹے ف۶ کہتے ہیں بری بات (کفر اور گناہ) کرو اور اچھے کام نہ کرو اور (خرچ کرنے کا

وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ

اور بند کرتے ہیں ہاتھوں اپنے کو بھول گئے خدا کو پس بھول گیا ان کو اللہ (یعنی محروم رکھا ان کو رحمت سے) تحقیق منافق وہی ہیں

وقت آئے تو) مٹھیاں بند کر لیتے ہیں (ایک پیسہ اللہ کی راہ میں نہیں خرچتے) یہ لوگ اللہ کو بھول گئے اللہ نے بھی ان پر فضل کرنا چھوڑ دیا ف۷ بیشک منافق

الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ

فاسق وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور کافروں کو آگ دوزخ کا

وہی شریر لوگ ہیں ف۸ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کے لیے دوزخ کی آگ کا وعدہ

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾

ہمیش رہنے والے ہوں گے بیچ اس کے وہی کفایت ہے ان کو اور لعنت کی ہے ان کو اللہ نے اور واسطے ان کے عذاب ہے دائم

فرمایا ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ (آگ) ان کو بس کرتی ہے (انکی شرارت کی پوری سزا ہے) اور (اسکے سوا) اللہ نے ان پر لعنت بھی کی اور ان کے لیے وہ عذاب ہے جو ٹلنے والا نہیں

ف۲ تبوک جاتے ہوئے کچھ منافقین بھی مسلمانوں کے ساتھ ہو لئے تھے لیکن راستے میں موقع بے موقع اللہ و رسول پہ پھبتیاں کستے رہتے تھے۔ ایک موقع پر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا۔ اس شخص کو دیکھو (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) شام کے رومی قلعے فتح کرنا چاہتا ہے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ دوسرا بولا۔ "کیا رومیوں کو بھی اس نے عربوں کی طرح کمزور سمجھ رکھا ہے"؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس قسم کی باتوں سے مطلع فرما دیا۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں بلا بھیجا اور ان سے دریافت فرمایا کہ "کیا تم نے اس قسم کی باتیں کی ہیں؟" وہ کہنے لگے۔ "ہم تو یونہی راستہ کاٹنے کے لئے گپ بازی اور ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں۔ اس آیت کی شان نزول میں اور بھی اس قسم کی روایات مروی ہیں۔ مگر آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ انہوں نے طعن و استہزا کے طور پر کوئی بات کہی اور آنحضرتؐ کے سامنے اس کو گپ بازی کا عنوان دے دیا۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۳ وہ لوگ بار بار معذرت کرتے۔ مگر آنحضرتؐ یہی فرماتے رہے۔ (کبیر)

ف۴ یعنی اظہار ایمان کے بعد تم نے صریح کفر کیا ہے۔ (کبیر) جو شخص دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو تو وہ کافر ہو گیا۔ اگر یہ نہ بھی ہو تب بھی وہ منافق تو لازماً ہے۔ اصل یہ ہے کہ دین کی باتوں میں ظاہر و باطن کا باادب رہنا ضروری ہے۔ (از موضح)

ف۵ یعنی جس نے نفاق سے توبہ کر لی ہو اور آئندہ مخلص ہو کر زندگی بسر کرے گا۔ اسے تو ہم معاف کرتے ہیں۔ مگر جو اپنے کفر پر مصر رہے اسے ضرور عذاب ہوگا۔ مروی ہے کہ مخشی بن حمیر نے توبہ کے بعد اپنا نام عبدالرحمٰن رکھ لیا اور دعا کی کہ اے اللہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو چنانچہ یمامہ کے دن شہید ہو گیا۔ (معالم۔ کبیر)

ف۶ معلوم ہوا کہ کچھ عورتیں بھی منافق تھیں۔ (کبیر)

ف۷ "اللہ نے انہیں بھلا دیا" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و رحمت سے محروم کر دیا۔ اس تاویل کی ضرورت اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بھولنے کی نسبت کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ بھولنے سے پاک ہے۔ (وحیدی)

ف۸ یعنی فسق میں حد کمال تک پہنچ چکے ہیں۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: بے اعتقاد کی صلاحیت کیا معتبر ہے سے فاسق ہی کہنا چاہیئے۔ موضح)

كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا

مانند ان لوگوں کی کہ تھے پہلے تم سے تھے اشد تم میں سے قوت میں اور زیادہ مال میں اور اولاد میں

(منافقو تم) اُن لوگوں کی طرح ہو ولے جو تم سے پہلے گذر گئے وہ زور میں تم سے زیادہ تھے اور مال اور اولاد (بھی) تم سے زیادہ رکھتے تھے وہ اپنے حصے

فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ

پس فائدہ اٹھایا انہوں نے ساتھ حصے اپنے کے پس فائدہ اُٹھایا تم نے بھی ساتھ حصے اپنے کے جیسا فائدہ اٹھایا ان لوگوں نے

کے موافق (جو اُن کی تقدیر میں تھا دنیا کے) مزے اُٹھا چکے تم نے بھی اپنے حصہ کا مزہ اٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں نے اپنے

مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ

جو پہلے تم سے تھے ساتھ حصے اپنے کے اور بحث کی تم نے جیسی بحث کی تھی انہوں نے یہ لوگ کھوئے گیے

حصے کا مزہ اٹھایا اور جیسے انہوں نے گپ شپ کی تم نے بھی گپ شپ کی وٓ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا کیا کرایا دنیا اور آخرت (دونوں

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ يَأْتِهِمْ

عمل ان کے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور یہ لوگ وہ ہیں ٹوٹا پانے والے کیا نہیں آئی اُن کو

میں اکارت ہوا اور یہی وہ لوگ ہیں جو نقصان میں پڑ گئے کیا ان (منافقوں) کو اُن

نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ

خبر اُن لوگوں کی کہ پہلے ان سے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور رہنے والوں

لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم (کلدانی جس کا بادشاہ نمرود تھا)

مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ

مدین کی اور بستیوں الٹی گیوں کی (یعنی قوم لوط کی) آئے ان کے پاس پیغمبر اُن کے ساتھ دلیلوں کے پس نہ تھا اللہ کہ ظلم کرے ان کو

اور مدین والے (شعیب کی قوم) اور الٹی بستیوں والے وٓ (لوط کی قوم) ان (سب قوموں) کے پاس اُن کے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا

وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ

اور لیکن تھے جانوں اپنی کو ظلم کرتے اور ایمان والے اور ایمان والیاں بعضے اُن کے

(یعنی بے قصور عذاب نہیں کیا) لیکن یہ لوگ (خود) اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے وٓ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے

أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ

دوست ہیں بعض کے حکم کرتے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہیں بُرائی سے اور قائم رکھتے ہیں

کے مددگار ہیں وٓ اچھی بات سکھلاتے ہیں اور بُری بات سے منع کرتے ہیں اور نماز کو درستی

وقف لازم

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ

نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ کی اور رسول اس کے کی یہ لوگ شتاب رحم کرے گا ان کو

کے ساتھ (وقت پر جماعت سے) ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا کہا مانتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي

اللہ تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتیں چلتی ہیں

بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا اللہ تعالیٰ نے ان باغوں کا وعدہ فرمایا ہے مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے لیے

وٓ یا تمہارے کرتوت بھی ان لوگوں جیسے ہیں۔ اعمال کے ضائع ہونے اور آخرت میں خائب و خاسر ہونے میں ان سے تشبیہ دی گئی ہے (کبیر)

وٓ یعنی جیسے انہوں نے اپنے انبیاؑ اور دین کا مذاق اڑایا تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا مذاق اڑا رہے ہو۔

وٓ یعنی جن کی بستیاں اللہ کے عذاب سے الٹ گئیں۔ مراد لوط علیہ السلام کی قوم ہے جس کا صدر مقام سدوم شہر تھا۔ (از قرطبی)

وٓ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کے انبیاؑ کو جھٹلایا۔ اس لئے انہوں نے خود اپنے اوپر عذاب کو دعوت دی۔ سورہ اعراف میں ان قوموں کے واقعات گزر چکے ہیں اور آگے سورہ ہود میں مزید تفصیل آرہی ہے۔

وٓ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا۔ "ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کے مانند ہے جس کی بعض اینٹیں بعض کو سہارا دیتی ہیں" دوسری حدیث میں ہے: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ۔ آپس کی محبت، ہمدردی اور شفقت میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے جس کے اگر ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو بقیہ سارے اعضا بخار اور بے چینی کی صورت میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ

نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے اور

جن کے نیچے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ اُن ہی رہیں گے اور جنت العدن میں رہنے کے لیے عمدہ مکانوں کا (جو موتی اور جواہر سے بنے ہوں گے) وا

رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۷۲ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ

رضامندی اللہ کی طرف سے بہت بڑی ہے یہ وہ ہے مُراد پانا بڑا اے نبی جہاد کر

اور سب نعمتوں سے بڑھ کر خدا کی رضامندی ہوگی وٹ یہی بڑی کامیابی ہے اے پیغمبر کافروں سے اور منافقوں سے

الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۷۳

کافروں سے اور منافقوں سے اور سختی کر اُوپر اُن کے اور جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور بُری ہے جگہ پھر جانے کی

جہاد کرو ۳ اور اُن پر سختی کرو ۴ اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُری جگہ جانے والے ہیں

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

قسم کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے کہ نہیں کہا اور البتہ تحقیق کہا ہے اُنھوں نے کلمہ کفر کا اور کافر ہوئے پیچھے اسلام اپنے کے

یہ منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ نہیں کہی حالانکہ بلاشک وہ کفر کی بات کہہ چکے ۵ اور اسلام لانے کے بعد (یعنی اسلام کا دعویٰ کرنے کے بعد) پھر وہ کافر بن

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

اور قصد کیا اس چیز کا کہ نہ پہنچے اس کو اور نہ عیب کیا مگر اس بات کو کہ دولت مند کیا ان کو اللہ نے اور رسول اس کے نے فضل اپنے سے

گئے اور ایسی بات چاہی جس کو نہ کرسکے ۶ اور یہ لوگ بگڑے کیوں اسی پر نا اور تو کوئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے اپنی مہربانی سے اُن کو مالدار بنا دیا ۷

فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ

پس اگر توبہ کریں ہوگا بہتر واسطے ان کے اور اگر پھر جاویں عذاب کرے گا ان کو اللہ عذاب درد دینے والا

تو اب بھی) اگر یہ لوگ (ان حرکتوں سے) توبہ کرلیں تو اُن کے حق میں بہتر ہوگا ۸ اور اگر نہ مانیں (اور نفاق پر جمے رہیں) تو اللہ تعالیٰ اُن کو دنیا اور آخرت

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝۷۴ وَمِنْهُمْ

بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں واسطے اُن کے بیچ زمین کے کوئی دوست اور نہ مددگار اور بعضے ان میں سے

(دونوں) میں تکلیف کا عذاب دے گا اور (ساری) زمین پر اُن کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا اور ان (منافقوں) میں

مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ

وہ ہیں کہ عہد کیا اللہ سے اگر دے گا ہم کو فضل اپنے سے البتہ خیرات دیں گے ہم اور البتہ ہوں گے

بعضے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اگر وہ اپنے فضل سے ہم کو (مال اور دولت) دے تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ضرور نیک ہو کر رہیں گے

الصّٰلِحِیْنَ ۝۷۵ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

صالحوں سے پس جب دیا اُن کو فضل اپنے سے بخیلی کی ساتھ اس کے اور پھر گئے اور وہ

پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے (روپیہ پیسہ دیا) تو لگے اُس میں بخیلی کرنے اور (اقرار سے)

مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا

منہ پھیرنے والے ہیں پس اثر دے گیا ان کو نفاق بیچ دلوں ان کے کے اس دن تک کہ ملاقات کریں گے اس سے بسبب اسکے کہ خلاف کیا

پھر گئے اور انہوں نے اپنے عہد کا خیال تک نہ کیا آخر انجام اُس کا یہ ہوا کہ اُس دن تک جب وہ خدا سے ملیں گے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں نفاق

ف۱ جنات عدن۔ یعنی ہمیشہ رہنے کا مقام۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنت کے ایک مخصوص حصہ کا نام ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنت عدن میں لوگ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ (ابن کثیر) ف۲ جیساکہ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جنت والوں سے فرمائے گا: اے جنت والو! کیا تم خوش ہوگئے؟ وہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم خوش کیوں نہ ہوں تو نے ہمیں وہ کچھ عنایت فرمایا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر ایک اور نعمت نہ دوں؟ وہ عرض کریں گے: اب اس سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں اپنی خوشنودی سے نوازتا ہوں اب کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ (ابن کثیر) خوشنودی تست مطلب ما۔ یارب رحمے بیا رہما۔ (ترجمان)

ف۳ کافروں سے تلوار کے ذریعہ اور منافقوں سے انہیں نصیحت اور لعنت و ملامت کرکے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی اب تک جو آپؐ ان سے نرمی اور چشم پوشی کا معاملہ کرتے رہے ہیں، اسے ختم کیجئے اور ان کے ہر قصور پر سختی سے گرفت کیجئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب منافقین برملا نفاق کا اظہار کریں تو کفار کی طرح ان کے ساتھ بھی "جہاد بالسیف" کیا جائے۔ ابن جریر طبریؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے مگر بعض صحابہؓ نے کہا ہے کہ ان پر سختی کی جائے اور زبان سے طعن و ملامت کی جائے تلوار سے مقاتلہ نہ کیا جائے ہاں ان پر حدود الٰہی ضرور قائم کی جائیں۔ حافظ ابن کثیرؒ مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ان اقوال میں اختلاف نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ مختلف حالات میں حسب موقع سزا دی جاسکتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ اس آیت میں کن منافقین کا ذکر ہے اور وہ کلمۂ کفر کیا ہے جس کی طرف قرآن نے یہاں اشارہ فرمایا ہے اس بارے میں مفسرینؒ کے کئی اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سبھی منافقین کا حال تھا کہ وہ کفر کی باتیں کرتے رہتے تھے اور جب ان سے دریافت کیا جاتا تو قسمیں کھا کھا کر انکار کردیتے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت جُلاس بن سوید اور ودیعہ بن ثابت کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ اس طرح کہ جب غزوۂ تبوک کے موقع پر کثرت سے منافقین کے متعلق قرآن اترنا شروع ہوا تو یہ دونوں کہنے لگے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے بھائیوں کے بارے میں جو ہمارے سردار ہیں سچ بات کہتے ہیں تو ہم گدھوں سے بدتر ہیں۔ اس پر ایک سچے مسلمان عامر بن قیس یا زید بن ارقمؓ نے کہا ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہی ہیں اور تم لوگ گدھوں سے بدتر ہو۔ پھر عامر نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دی۔ جب آپؐ نے جلاس سے دریافت کیا تو وہ قسمیں کھا کھا کر کہنے لگا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ عامرؓ نے بھی قسم کھائی کہ میں سچ کہتا ہوں۔ اور پھر اللہ کے حضور دعا کی کہ یا اللہ! اس بارے میں اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل فرما۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقم کو دعا دی: اوفی اللہ باذنك کہ جو کچھ سنو اللہ اسے پورا کردے۔ اور بعض روایات میں عمیر بن سعد کا نام بھی مذکور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابیّ کے بارے میں اتری ہے۔ ایک مرتبہ ایک سفر میں اس نے یہ بات کہی تھی کہ جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو عزت والا شخص ذلیل کو نکال باہر کریگا اور ذلیل سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا۔ اس کی یہ بات جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے اس سے دریافت کیا وہ قسمیں کھا کھا کر انکار کرنے لگا۔ (فتح القدیر)

ف۶ بعض مفسرینؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے غزوہ تبوک کے سفر میں ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی کو مدینہ کا بادشاہ بنانے کے لئے اسے تاج پہنانے کا پروگرام بنایا اور بعض مفسرینؒ کا قول ہے کہ یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ جُلاس نے اس شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کیا جس نے نبی صلعم تک اس کی بات پہنچائی تھی۔ (شوکانی)

ف۷ پہلے یہ لوگ فاقوں مرتے تھے اور ان کے شہر مدینہ۔ جس کا ان دنوں یثرب نام تھا۔ کی بھی کوئی حیثیت نہ تھی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد ان کا شہر پورے عرب کا مرکز بن گیا اور ان کی تجارت کا دائرہ بھی وسیع ہوگیا اور جنگوں کی وجہ سے بہت سا مال غنیمت بھی ان کے ہاتھ آیا جس سے یہ لوگ مالدار ہوگئے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین اتنے احسان فراموش ہیں کہ جن اللہ و رسولؐ کی بدولت انہیں یہ خوشحالی نصیب ہوئی انہی کے خلاف یہ بگڑ بگڑ کے اپنے دلوں کا فساد ظاہر کررہے ہیں۔

ف۸ کہتے ہیں کہ جُلاس نے توبہ کرلی اور وہ سچا مسلمان ہوگیا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ منافق اور کافر کی توبہ قبول ہوسکتی ہے۔

تھا اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس سے اور بسبب اس کے کہ تھے جھوٹ بولتے کیا نہیں جانتے یہ کہ اللہ جانتا ہے

اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

جما دیا اس لیے کہ انہوں نے اللہ تم سے جو وعدہ کیا تھا اسکے خلاف کیا اور اس لیے بھی کہ وہ جھوٹ بولتے تھے ف۱ کیا ان کو (ابھی) معلوم نہیں کہ اللہ تو ان کے بھید ان کی کانا پھوسی

سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ

بھید ان کا اور مصلحت ان کی اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا وہ لوگ کہ عیب پکڑتے ہیں

(سب) جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتوں سے بھی خوب واقف ہے (یہ منافق ہی تو ہیں) جو دل کھول کر خیرات کرنے والے

الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا

رغبت کرنے والوں کو مسلمانوں میں سے بیچ خیراتوں کے اور ان لوگوں کو کہ نہیں پاتے مگر

مسلمانوں پر اور جو (بیچارے) محنت مزدوری کے سوا کچھ مقدور نہیں رکھتے اُن کی خیرات پر (دونوں پر) آنکھ مارتے ہیں (عیب

جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾

محنت اپنی پس ٹھٹھا کرتے ہیں ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اللہ ان سے اور واسطے ان کے ہے عذاب درد دینے والا

لگاتے ہیں) ف۲ پھر ان (سب) پر ٹھٹھے مارتے ہیں اللہ نے (بھی) اس ٹھٹھے کا ان کو بدلہ دیا ف۳ اور اُن کے لیے (آخرت میں) تکلیف کا عذاب (تیار) ہے

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

بخشش مانگ واسطے ان کے یا نہ بخشش مانگ واسطے اُن کے اگر بخشش مانگے تو واسطے ان کے ستر بار

(اے پیغمبرؐ) تو اُن کے لیے (خدا سے) بخشش مانگے یا نہ مانگے اگر ستر بار (بھی) اُن کے لیے بخشش مانگے تب بھی اللہ تعالیٰ ہرگز اُن کو

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا

پس ہرگز نہ بخشے گا اللہ واسطے اُن کے یہ اس واسطے ہے کہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور اللہ نہیں

بخشنے والا نہیں ف۴ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو نہ مانا (اُن کا حکم نہ سنا اور دین پر ٹھٹھے لگائے) اور اللہ تعالیٰ شریر

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ

ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو خوش ہوئے پیچھے چھوڑے گئے ساتھ بیٹھ رہنے اپنے کے پیچھے رسول

لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا جو لوگ (منافق) پیچھے چھوڑ دیئے گئے ف۵ وہ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر بیٹھ رہنے سے بہت خوش ہوئے

اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

اللہ کے اور ناخوش رکھا یہ کہ جہاد کریں ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ اللہ کے اور

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنا بُرا سمجھا اور (دوسرے لوگوں کو بھی بہکانے کی نیت سے)

قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾

کہا انہوں نے مت نکلو بیچ گرمی کے کہہ آگ دوزخ کی اشد ہے گرمی میں اگر ہوتے سمجھتے

کہنے لگے ایسی (سخت) گرمی میں (گھر سے) مت نکلو ف۶ (سفر نہ کرو اے پیغمبر ان منافقوں سے) کہہ دے دوزخ کی آگ کی گرمی اس سے (کہیں) زیادہ سخت ہے کاش ان لوگوں

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ

پس چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں بہت بدلے اس چیز کے کہ تھے کماتے پس اگر

خیر (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں (آخرت میں) ان کاموں کے بدلے جو (دنیا میں) کرتے رہے بہت روئیں گے تو (اے پیغمبرؐ) اگر خدا تجھ کو (صحت اور سلامتی

ف۱ حضرت ابو امامہؓ باہلی سے روایت ہے کہ ایک شخص ثعلبہ بن حاطب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ میں مالدار ہو جاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ اے ثعلبہ! تھوڑا سا مال جس پر تم اللہ کا شکر ادا کرو زیادہ مال سے بہتر ہے جس پر تم اس کا شکر ادا نہ کرو مگر وہ نہ مانا اور بار بار دعا کی درخواست کرتا رہا۔ آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی اور وہ شخص اتنا مالدار ہو گیا کہ اس کی بھیڑیں مدینہ میں نہ سماتی تھیں اور اسے مدینہ چھوڑ کر باہر سکونت اختیار کرنی پڑی۔ پہلے وہ باقاعدہ ہر نماز میں شریک ہوتا تھا مگر آہستہ آہستہ اس نے نمازوں میں شریک ہونا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ جمعہ اور نماز جنازہ تک میں شریک نہ ہوتا پھر جب آیت: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً۔ (ان لوگوں کے مال کی زکوٰۃ وصول کیجئے) نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑوں کی زکوٰۃ لینے کے لئے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا تو وہ کہنے لگا یہ تو جزیہ ہے (جو کافروں سے وصول کیا جاتا ہے) لہٰذا اس نے زکوٰۃ ادا کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں فرمایا: "ویح ثعلبۃ" ثعلبہ تم پر افسوس ہے اس پر تین آیتیں نازل ہوئیں۔ ثعلبہ کو پتہ چلا کہ میرے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں تو وہ شرمسار ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس کی زکوٰۃ وصول کرنے سے انکار فرما دیا بعد میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی اس کی زکوٰۃ قبول نہ کی اور حضرت عثمانؓ کی خلافت میں (اسی نفاق پر) اس کا انتقال ہو گیا۔ (ابن کثیر)

ف۲ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی اپیل کی تو بڑے بڑے مالدار منافقین ہاتھ سکیڑ کر بیٹھ رہے لیکن جب مخلص اہل ایمان چندہ لانے لگے تو یہ ان پر باتیں چھانٹنے لگے جب کوئی شخص زیادہ چندہ لاتا تو یہ اسے ریاکار کہتے اور جب کوئی تھوڑا مال یا غلہ لا کر پیش کرتا تو یہ کہتے کہ بھلا اللہ کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے انہوں نے چار ہزار درہم لا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ ایک دوسرے صحابی حضرت عاصمؓ نے مزدوری کر کے آٹھ سیر جو حاصل کئے۔ ان میں سے چار سیر جو انہوں نے آنحضرتؐ کو چندہ دیا۔ منافقین اس میں کہنے لگے کہ عبدالرحمٰنؓ کو ریا و نمود مطلوب ہے اور عاصمؓ اپنے آپ کو خواہ مخواہ چندہ دینے والوں میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ منافقین کے اسی طعن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ (از ابن کثیر۔ قرطبی وغیرہ)

ف۳ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے ان پر ٹھٹھا مارا لیکن مطلب یہی ہے کہ اللہ نے بھی ان کے ٹھٹھے کا بدلہ دیا یعنی انہیں ذلیل و خوار کیا اور مسلمانوں کو ان پر ہنسایا۔ (وحیدی)

ف۴ کیونکہ وہ بخشے جانے کے لائق نہیں ہیں۔ اس آیت میں ستر کا لفظ عربی محاورے کے مطابق کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی آپؐ ان کے حق میں کتنا ہی استغفار کریں اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز بخشنے والا نہیں ہے۔ اس آیت کی تشریح میں شاہ صاحب فرماتے ہیں: "یہاں سے فرق نکلتا ہے بے اعتقاد اور گناہگار کا۔ گناہ ایسا کون سا ہے کہ پیغمبرؐ کے بخشانے سے بخشا نہ جائے اور بے اعتقاد کو پیغمبرؐ کا استغفار فائدہ نہ کرے۔ سب بے اعتقاد لوگ پیغمبرؐ کی شفاعت پر کس دلیل سے بھروسا کر سکتے ہیں۔ یہی سے بڑی ہو یا نماز روزہ نہ ہو اور وہ شرمندہ ہے تو وہ گنہگار ہے اور جو بد کام کو عیب نہ جانے اور خدا کے عائد کردہ فرض کے کرنے اور نہ کرنے کو برابر سمجھے اور کرنے والوں پر طعن کرے وہ بے اعتقاد ہے ایسے شخص کو پیغمبرؐ کا استغفار بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔"

ف۵ یعنی جنگ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے بلکہ جھوٹے عذر پیش کر کے اجازت لی اور مدینہ منورہ میں ٹھہرے رہے۔ قتادہؓ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد بارہ تھی۔ (ابن ابی حاتم وغیرہ)

ف۶ یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ غزوۂ تبوک جن دنوں پیش آیا ان دنوں سخت گرمی کا موسم تھا۔

رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ

پھیرے جاوے تجھ کو اللہ طرف ایک جماعت کی ان میں سے پس اذن مانگیں تجھ سے واسطے نکلنے کے پس کہہ ہرگز نہ

کے ساتھ اس جہاد سے) لوٹا کر ان (منافقوں) کے ایک گروہ کی طرف لے جائے ف۱ پھر وہ (کسی دوسرے جہاد کے لیے) تجھ سے نکلنے کی اجازت چاہیں تو (اُن سے) کہہ دے تم

تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ

نکلو گے تم ساتھ میرے کبھی اور ہرگز نہ لڑو گے ساتھ میرے کسی دشمن سے تحقیق تم راضی ہوئے ساتھ بیٹھ رہنے کے

میرے ساتھ ہرگز کبھی نہ نکلنا اور ہرگز میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے نہ لڑنا تم تو پہلی ہی بار (جنگ تبوک میں) بیٹھ رہنا پسند کر چکے تو

اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ

پہلی بار پس بیٹھ رہو ساتھ پیچھے رہنے والوں کے اور مت نماز پڑھ اوپر کسی کے ان میں سے کہ مر جاوے

(اب بھی) پھسڈیوں کے ساتھ (گھروں میں) بیٹھے رہو ف۲ اور (اے پیغمبرؐ) ان (منافقوں) میں سے اگر کوئی مر جائے تو اُس (کے جنازے) پر کبھی

اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ

کبھی اور مت کھڑا ہو اوپر قبر اس کی کے تحقیق وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور مر گئے اور وہ

نماز نہ پڑھ اور نہ اُس کی قبر پر کھڑا ہو کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اُس کے رسول کو نہ مانا اور مرے (بھی تو) نافرمانی کی حالت

فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

فاسق تھے اور نہ خوش لگیں تجھ کو مال ان کے اور نہ اولاد اُن کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ یہ

میں ف۳ اور ان کے مال اور اولاد (بہت دیکھ کر ان) پر تعجب نہ کر ف۴ اللہ اور کچھ نہیں یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں ان

يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ

عذاب کرے ان کو ساتھ اس کے بیچ دنیا کے اور نکل جاویں جانیں ان کی اور وہ کافر ہوں اور جس وقت کہ اتاری جاتی ہے

چیزوں کا عذاب ان کو لگا دے اور جب ان کی جان نکلے تو کفر ہی کی حالت میں نکلے ف۵ اور (اے پیغمبرؐ) جب کوئی (قرآن کی)

سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا

کوئی سورت یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور جہاد کرو ساتھ رسول اس کے کے پروانگی مانگتے ہیں تجھ سے صاحب

سورت (اس مضمون کی) اترتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں (منافقوں میں) جو مقدور والے ہیں (بیٹے کٹے خاصے تندرست

الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

دولت کے ان میں سے اور کہتے ہیں چھوڑ ہم کو ہوں ہم ساتھ بیٹھنے والوں کے راضی ہوئے ساتھ اس کے کہ ہوں

مالدار) تجھ سے (گھر میں رہ جانے کی) اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو (یہیں) چھوڑ دے ہم (دوسرے) بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں گے اُنکو یہی پسند آیا کہ گھر بیٹھنے والیوں

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ

ساتھ پیچھے رہنے والوں کے اور مہر رکھی گئی اوپر دلوں ان کے کے پس وہ نہیں سمجھتے لیکن رسول اور

(عورتوں) کے ساتھ (بیٹھے) رہیں اور اُن کے دلوں پر مہر ہو گئی تو وہ (کچھ) نہیں سمجھتے (کہ جہاد میں کیا فائدہ ہے) ف۶ لیکن پیغمبرؐ اور جو لوگ اُس کے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اس کے جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے اور یہ لوگ واسطے انہیں کے ہیں

ساتھ ایمان والے ہیں اُنہوں نے (تو) اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا یہی لوگ ہیں جن کو بھلائیاں

ف۱ جو جنگِ تبوک کے لئے نہیں نکلے تھے بلکہ گھروں میں بیٹھے رہے تھے۔ ف۲ یعنی ان لوگوں کے ساتھ جو بے عذر گھروں میں رہ گئے یا معذوروں کے ساتھ جیسے عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار، اپاہج۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: یہ جو فرمایا کہ "اگر پھیر لے جاوے اللہ کسی فرقہ کی طرف" وہ اس واسطے کہ یہ آیت سفر میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ مدینہ میں منافق تھے اور فرقے اس واسطے فرمایا کہ بعضے منافق پیچھے مر گئے اور سب بیٹھنے والے منافق نہ تھے، بعضے مسلمان بھی تھے۔ کہ ان کی تقصیر معاف ہوئی۔ (موضح)

ف۳ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جنگ تبوک کے کچھ عرصہ بعد منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبیّ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ جو مخلص مسلمان تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے باپ کے کفن میں شامل کرنے کے لئے کُرتہ مانگا۔ آپؐ نے کُرتہ دے دیا۔ پھر آئے اور نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی۔ آپؐ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ نے آپؐ کا کُرتہ پکڑ لیا اور کہنے لگے: "اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپؐ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپؐ کو منافقین کے لئے دعا کرنے سے منع فرمایا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے ان کے لئے ستّر مرتبہ بھی بخشش مانگو۔ ان کی بخشش نہیں ہوگی۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ بخشش مانگنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں زیادہ مرتبہ بھی بخشش مانگنے کے لئے تیار ہوں۔ آخر آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری مسلم) چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوتے تھے جیسا کہ حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی جنازہ کی اطلاع دی جاتی تو آپؐ اس کے بارے میں دریافت فرماتے۔ اگر لوگ اس کی تعریف کرتے (یعنی اس کے سچے مسلمان ہونے کی گواہی دیتے) تو آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ورنہ اس کے گھر والوں سے کہہ دیتے کہ اسے جیسے چاہو دفن کر دو (میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤنگا) چنانچہ آپؐ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے اور اپنی خلافت میں حضرت عمرؓ کا معمول یہ تھا کہ جس شخص کا حال معلوم نہ ہوتا آپ اس کی نماز جنازہ اس وقت تک نہ پڑھتے جب تک کہ حضرت حذیفہؓ بن یمان اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ مدینہ میں کون کون سے لوگ منافق ہیں۔ (ابن کثیر) اس آیت اور ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھلے ہوئے فاسق و بدکار قسم کے لوگوں کی نماز جنازہ اہلِ علم اور مقتدیٰ قسم کے لوگوں کو نہیں پڑھنی چاہیئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ اور یہی احمد بن حنبلؒ اور اکثر علمائے اہلِ حدیث کا مسلک ہے۔ (کتاب الجنائز مبارکپوری ۶۹ - ۷۰)

ف۴ کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں ناپسندیدہ ہوتے تو وہ انہیں اتنا خوش حال کیوں بناتا۔

ف۵ یعنی دن رات مال جمع کرنے اور اولاد کی فکر میں لگے رہیں اور آخری دم تک انہیں توبہ کرنے اور سچے دل سے ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہو، بلکہ یہ مریں تو اپنے مال اور اپنی اولاد ہی کی طرف ان کا دھیان ہو نہ آخرت کی فکر اور نہ خدا سے کوئی غرض، اگرچہ ایک مومن کو بھی اپنے مال اور اولاد کی فکر ہوتی ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس کے نزدیک ہر چیز پر مقدم ہوتی ہے اس لئے یہ چیزیں اس کے لئے نعمت ہی ہوتی ہیں جان کا وبال نہیں ہوتیں۔ ف۶ ان پر نہ اللہ و رسولؐ کی بات کا اثر ہوتا ہے اور نہ کسی سمجھانے والے کی نصیحت کا۔

الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

بھلائیاں اور یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے تیار کی ہیں اللہ نے واسطے ان کے بہشتیں چلتی ہیں نیچے

ملیں گی ف۱ اور وہی مراد کو پہنچیں گے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے باغ تیار رکھے ہیں جن کے تلے نہریں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ

ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے یہ ہے مراد پانا بڑا اور آئے عذر کرنے والے

بہ رہی ہیں وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے ف۲ اور گاؤں والے (یعنی بنی غفار) عذر کرتے ہوئے آئے ف۳

مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ

گنواروں سے تو کہ اذن دیا جاوے واسطے ان کے اور بیٹھ رہے وہ لوگ کہ جھوٹ بولے اللہ سے اور رسول اس کے سے

ان کو گھروں میں رہنے کی) اجازت مل جائے اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا (اسلام کا جھوٹا دعویٰ کیا) وہ بیٹھ رہے (عذر کرنے کو بھی نہ آئے) ان

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ وَ

شتاب پہنچے گا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے تھے ان میں سے عذاب درد دینے والا نہیں اوپر ناتوانوں کے اور

جو کافر ہیں ف۴ اُن کو دکھ کی مار پڑے گی ف۵ (اے پیغمبر) جو لوگ کمزور ہیں ف۶ اُن پر تو کوئی گناہ نہیں (اگر وہ جہاد میں نہ جائیں) اور

لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا

نہ اوپر بیماروں کے اور نہ اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں پاتے وہ چیز کہ خرچ کریں تنگی جب

نہ بیماروں پر اور نہ اُن پر جن کو خرچ نہیں ملتا ف۷ جب وہ اللہ

نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

خیر خواہی کریں واسطے اللہ کے اور رسول اس کے کے نہیں اوپر احسان کرنے والوں کے کچھ راہ عتاب کی اور اللہ بخشنے والا

اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں ف۸ (ایسے) نیک لوگوں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۹

رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ

مہربان ہے اور نہیں اوپر ان لوگوں کے کہ جس وقت آتے ہیں تیرے پاس تو کہ سواری دے تو ان کو کہا تو نے نہیں پاتا میں وہ چیز

اور نہ اُن لوگوں پر (کچھ گناہ ہے) جو تیرے پاس اس لیے آتے ہیں کہ تو اُن کو سواری دے (تاکہ وہ جہاد میں جائیں) جب تو کہتا ہے میرے پاس تو سواری نہیں جس پر میں تم کو

اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا

کہ سوار کروں میں تم کو اوپر اس کے پھر گئے اور آنکھیں ان کی بہتی تھیں آنسوؤں سے بسبب غم کے کہ نہیں پاتے وہ چیز

چڑھا دوں تو خرچ نہ ملنے کے غم میں وہ آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے لوٹ جاتے

مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۗءُ ۚ رَضُوْا

کہ خرچ کریں سوائے اس کے نہیں کہ راہ عتاب کی اوپر ان لوگوں کے ہے کہ اذن مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ دولت مند ہیں راضی ہوئے

ہیں ف۱۰ الزام تو انہی لوگوں پر ہے جو مالدار ہو کر پھر تجھ سے (جہاد میں نہ جانے کی) اجازت چاہتے ہیں ف۱۱ ان لوگوں نے (گھر)

بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

ساتھ اس بات کے کہ ہوویں ساتھ پیچھے رہنے والیوں کے اور مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں ان کے کے پس وہ نہیں جانتے

بیٹھنے والیوں (عورتوں) کے ساتھ رہنا پسند کیا اور اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی وہ (کچھ) نہیں جانتے ف۱۲

ف۱ دنیا میں فتح اور سرفرازی اور آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں۔ ف۲ دنیا کی زندگی اور آرام و آسائش اس کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ ف۳ جو مدینہ کے اطراف اور دوسرے صحرائی علاقوں میں رہتے تھے۔

ف۴ یعنی دل سے کافر ہیں، چاہے زبان سے ایمان کا دعویٰ ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔

ف۵ دنیا میں قید اور قتل ہوں گے اور آخرت میں آگ کا ایندھن بنیں گے۔

ف۶ یعنی معذور ہیں جیسے لنگڑے، لولے، اپاہج اندھے، بوڑھے، عورتیں اور بچے۔

ف۷ جس سے جہاد کی تیاری کر سکیں اور ہتھیار سواری وغیرہ فراہم کر سکیں۔

ف۸ وہ کام نہ کرتے ہوں جس سے انہیں نقصان اور ان کے دشمنوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: "الدین النصیحة"۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا "کس کے لئے"؟ فرمایا: للہ ولکتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم۔ یعنی اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے امام کے لئے، اور مسلم عوام کے لئے۔ (شوکانی) عام لوگوں کی خیر خواہی میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ جب مجاہدین جہاد پر گئے ہوئے ہوں تو یہ لوگ شہر میں بیٹھے رہیں۔ نہ جھوٹی خبریں پھیلائیں نہ فساد برپا کریں۔ مجاہدین کی خدمت کریں اور ان کے بال بچوں کی خبر گیری کریں۔ (از وحیدی)

ف۹ یعنی یہ لوگ معذور ہیں۔ اگر جہاد میں شرکت نہ کریں تو ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے سفر میں صحابہ کرام سے فرمایا: "تم اپنے پیچھے (مدینہ میں) کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہو کہ تم نے جو مسافت طے کی، جو مال خرچ کیا ہے اور جس وادی کو پار کیا ہے۔ ان سب اعمال میں وہ تمہارے ساتھ رہے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسولؐ وہ ہمارے ساتھ کیسے ہونگے حالانکہ وہ تو مدینہ میں رہ گئے ہیں؟ فرمایا: انہیں صرف عذر نے تمہارے ساتھ آنے سے روک دیا ہے۔" اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "مگر وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔" (ابن کثیر بحوالہ صحیحین)

ف۱۰ متعدد صحیح روایات میں ہے کہ یہ انصارؓ کے مختلف قبیلوں کے سات آدمی تھے جو جہاد میں شرکت کے شوق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے مگر چونکہ سواریوں کا انتظام نہ تھا اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جہاد میں شرکت سے معذور قرار دے دیا اس پر وہ دلوں میں حسرت لئے ہوئے واپس ہو گئے جیسا کہ اس آیت میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ (فتح القدیر وغیرہ)

ف۱۱ حالانکہ انہیں سواری اور زاد سفر سب میسر ہے۔ ف۱۲ گویا دیوانے ہو گئے ہیں جو جہاد اور اس کی فضیلت اور ثواب کو بالکل بھول گئے ہیں۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ

عذر لاویں گے طرف تمہاری جب پھر آؤ گے طرف اُن کی کہہ مت عذر لاؤ ہرگز نہ مانیں گے واسطے تمہارے تحقیق

(مسلمانو) جب تم (جہاد سے) لوٹ کر ان (منافقوں) کے پاس آؤ گے تو تم سے بہانے بنائیں گے (اے پیغمبر) کہہ دے بہانے مت بناؤ ہم تمہاری بات کبھی نہیں ماننے کے

قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى

تبلا دی ہیں اللہ نے بعضی خبریں تمہاری اور اب دیکھے گا اللہ عمل تمہارے اور رسول اُس کا پھر پھیرے جاؤ گے طرف جاننے

ہم کو تمہارے احوال اللہ بتا چکا ہے اور آگے چل کر اللہ اور اس کا رسول (دونوں) تمہارے کام دیکھیں گے ف۱ پھر (آخر) تم اس (خدا) کی طرف لوٹائے

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ

والے پوشیدہ اور ظاہر کے پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے شتاب قسمیں کھاویں گے ساتھ اللہ کے واسطے تمہارے

جاؤ گے جو چھپا اور کھلا (سب) جانتا ہے وہ تم کو جتلا دے گا جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے ف۲ (مسلمانو) اب کوئی دن میں جب تم اُن کے پاس

اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ

جس وقت پھر جاؤ گے تم طرف اُن کی تاکہ منہ پھیرو اُن سے پس منہ پھیرو اُن سے تحقیق وہ پلید ہیں اور جگہ رہنے اُن کی

لوٹ جاؤ گے تو تم سے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو ف۳ اچھا تو تم اُن سے الگ ہی رہو ف۴ کیونکہ وہ گندے (ناپاک) ہیں ف۵ اور جو وہ

جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا

دوزخ ہے بدلے اس چیز کے کہ تھے کماتے قسمیں کھاویں گے واسطے تمہارے تاکہ راضی ہو اُن سے پس اگر راضی ہو گے

(دنیا میں) کرتے تھے اس کے بدلے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے قسمیں اس لیے کھائیں گے کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم اُن سے راضی بھی

عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ

اُن سے پس تحقیق اللہ نہیں راضی ہوتا قوم فاسقوں سے گنوار بہت سخت ہیں کفر میں اور

ہو جاؤ تو اللہ تو ان شریر (بدکار) لوگوں سے راضی نہیں ہو سکتا ف۶ گنوار لوگ کفر اور نفاق میں (شہر والوں سے) زیادہ

نِّفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

نفاق میں اور بہت لائق ہیں کہ نہ جانتے حدیں اس چیز کی کہ اتارا ہے اللہ نے اوپر رسول اپنے کے اور اللہ جاننے والا

بڑھے ہوئے ہیں اور اللہ نے جو اپنے پیغمبر پر حکم اتارے اُن کو نہ جاننے کے وہ زیادہ لائق ہیں (کیونکہ جہالت اُن کے خمیر میں ہے) ف۷ اور اللہ جانتا ہے

حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ

حکمت والا ہے اور بعضے گنواروں میں سے وہ شخص ہے کہ پکڑتے ہیں اس چیز کو کہ خرچ کرتے ہیں ڈانڈ اور انتظار کرتے ہیں ساتھ تمہارے گردشوں

حکمت والا اور بعضے گنوار ایسے ہیں (اللہ کی راہ میں) جو خرچتے ہیں اُس کو ڈنڈ (تاوان جرمانہ) سمجھتے ہیں ف۸ اور تم پر (اے مسلمانو) زمانہ کی گردش تاکتے

الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ

زمانے کی کو اوپر ان کے ہے گردش برائی کی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور بعضے گنواروں میں سے وہ ہیں کہ ایمان

رہتے ہیں ف۹ انہی پر بُری گردش پڑے اور اللہ (اُن کی باتیں) سنتا ہے (اور اُن کے حال) جانتا ہے اور بعضے گنوار ایسے (بھی) ہیں جو اللہ اور

يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور پکڑتے ہیں جو کچھ خرچ کرتے ہیں نزدیکیاں نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور دعاء پیغمبر

پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچتے ہیں (اپنے حق میں) اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور پیغمبر کی دعا کا سبب ف۱۰ سمجھتے ہیں

ف۱ کہ آئندہ تمہارا رویہ کیسا رہتا ہے؟ آیا تم موجودہ روش سے باز آتے ہو یا اسی پر جمے رہتے ہو۔ فالمفعول الثانی محذوف۔ یہ وعید ہے اور "ورسولہ" فاعل پر مفعول کی تقدیم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وعید کا مدار اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ (روح) ف۲ پھر جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسا ہی تمہیں ان کا بدلہ ملے گا۔ (ابن کثیر) ف۳ یعنی انہوں نے جو جہاد میں حصہ نہیں لیا اور گھروں میں بیٹھے رہے اس پر انہیں معذور سمجھتے ہوئے اغماض اور چشم پوشی کرو اور کسی قسم کی ملامت نہ کرو۔ (کبیر)

ف۴ یعنی ان سے قطع تعلق کر لو اور کسی قسم کا میل جول نہ رکھو۔ پہلے فقرے میں اعراض کے معنی درگزر اور چشم پوشی کے ہیں اور یہاں اس کے معنی قطع تعلق کے۔ یعنی وہ تو صرف چشم پوشی چاہتے ہیں مگر تمہیں ہدایت دی جاتی ہے کہ ان سے قطع تعلق ہی کر لو۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہی تفسیر منقول ہے۔ ایک حدیث میں بھی ہے جب آپؐ مدینہ واپس آگئے تو آپؐ نے فرمایا: لاتجالسوھم ولا تکلموھم۔ کہ ان سے ہم مجلسی اور گفتگو ختم کر دو۔ ھؤلاء طلبوا اعراض العفو فاعطوا اعراض المقت یہ گھروں میں بیٹھے رہنے والے تقریباً اسی آدمی تھے۔ (کبیر)

ف۵ اس میں قطع تعلق کے سبب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خیالات اور اعمال کے اعتبار سے گندے ہیں لہٰذا "صحبت طالح ترا طالح کند" کے تحت تمہیں چاہیئے کہ ان سے دور رہو مبادا اُن سے متاثر ہو جاؤ۔ (از کبیر)

ف۶ یعنی اُن کے قسمیں کھانے اور حیلے حوالے کرنے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ تم ان سے درگزر کرو اور چشم پوشی سے کام لو اور دوسرا یہ چاہتے ہیں کہ ان سے راضی بھی ہو جاؤ مگر "اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا۔" اس میں اشارہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے کسی صورت بھی ان سے راضی ہونا جائز نہیں ہے۔ (از کبیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: جس شخص کے حالات سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ منافق ہے اس کی طرف سے تغافل تو جائز ہے مگر اس سے محبت اور دوستی روا نہیں۔ (از موضح)

ف۷ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو مدینہ منورہ سے دور دیہاتی اور صحرائی علاقوں میں رہتے تھے۔ یہ لوگ درحقیقت اسلام کی دعوت کو سمجھ کر سچے دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ محض اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے مرعوب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ انہیں شہر — مدینہ منورہ — میں آنے مسلمانوں سے میل جول رکھنے اور آنحضرتؐ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا بہت کم موقع ملا تھا اس لئے یہ نرے گنوار اور اجڈ قسم کے لوگ تھے جن کے دلوں میں نہ نرمی پیدا ہوئی تھی اور نہ انہیں علم کی ہوا لگی تھی اس لئے ان میں جو منافق تھے ان کا نفاق بھی اہل مدینہ کے نفاق سے سخت تھا۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں بدوی اور شہری لوگوں کی طبیعتوں میں وہی فرق پایا جاتا ہے جو ایک باغ کے میوے اور پہاڑی درخت کے میوے میں محسوس ہوتا ہے۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں بدویوں کی سرشت میں بے حکمی، مفاد پرستی اور جہالت رچی بسی ہوئی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے نہ ان پر زیادہ ذمہ داری ڈالی اور نہ ان کو درجات کی بلندی عطا ہوئی۔ (از موضح)

ف۸ یعنی زکوٰۃ ہو یا جہاد کے لئے "چندہ" اسے جب دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر اور دلی جذبہ کے ساتھ نہیں بلکہ محض چٹی یا جرمانہ سمجھ کر بادل نخواستہ ادا کرتے ہیں کہ اگر ادا نہ کریں گے تو مسلمان انہیں مشتبہ نگاہوں سے دیکھیں گے اور ان کے درمیان زندگی بسر کرنی دوبھر ہو جائے گی۔ (از کبیر) ف۹ کہ کب کوئی بلائے ناگہانی اترتی ہے اور تم اس کے چنگل میں پھنس کر مغلوب و مقہور ہوتے ہو یا کہ کب پیغمبر مرتا ہے اور مشرکین کو تم پر غلبہ ہوتا ہے۔ (کبیر) ف۱۰ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اعراب (گنواروں) میں کچھ مخلص مسلمان بھی ہیں جو مال کے خرچ کرنے کو جرمانہ نہیں سمجھتے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کے قرب اور پیغمبر علیہ السلام کی دُعا حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ (ابن کثیر)

الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پیغمبرؐ کی خبردار ہو تحقیق وہ نزدیکی ہے واسطے ان کے البتہ شتاب داخل کرے گا ان کو اللہ بیچ رحمت اپنی کے تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا

سن لو بیشک اُن کا خرچنا اُن کی نزدیکی ہے (خداوند کریم سے) اللہ اُن کو ضرور اپنی رحمت میں لے لے گا بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان

رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

مہربان ہے اور آگے بڑھ جانے والے پہلے ہجرت کرنے والوں سے اور مدد دینے والوں سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں ان کی

ہے اور مہاجرین اور انصار میں سے جن لوگوں نے اوّل ہجرت کی اور پہلے اسلام لائے ف۱ اور جنھوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی

بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا

ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ تعالیٰ اُن سے اور راضی ہوئے وہ اُس سے اور تیار کی ہیں واسطے اُن کے بہشتیں چلتی ہیں نیچے اُن کے

کی ف۲ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے (خدا اُن سے خوش، وہ خدا سے خوش) اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے تلے نہریں پڑی بہی

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ

نہریں ہمیشہ رہیں گے بیچ اُن کے ہمیشہ یہ ہے مراد پانا بڑا اور اُن لوگوں سے کہ گرد تمہارے ہیں

ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے ف۳ اور (مسلمانو) تمہارے گرد (آس پاس چاروں طرف) جو گنوار ہیں اُن

الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ

گنواروں سے منافق ہیں اور بعضے لوگ مدینے کے بھی سرکشی کرتے ہیں اُوپر نفاق کے تو نہیں جانتا ان کو

میں بعضے منافق ہیں اور مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی بعضے نفاق پر اڑے بیٹھے ہیں (یا نفاق پر جم گئے ہیں) (اے پیغمبرؐ) تو اُنکو نہیں جانتا ہم اُنکو نہیں

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾ وَاٰخَرُوْنَ

ہم جانتے ہیں اُن کو شتاب عذاب کریں گے ہم ان کو دو بار پھر پھیرے جائیں گے طرف عذاب بڑے کی اور لوگ ہیں کہ

جانتے ہیں ف۴ تو اب ہم اُن کو (دنیا میں) دوبار عذاب دیں گے ف۵ پھر بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے ف۶ اور کچھ (مدینہ والے) ایسے لوگ

اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ

اقرار کرتے ہیں ساتھ گناہوں اپنے کے ملا دیا ہے عمل اچھا اور بُرا شتاب ہے اللہ یہ کہ پھر آوے

ہیں (جو منافق نہ تھے) انہوں نے اپنے قصور کا اقرار کیا ف۷ انہوں نے ایک اچھا کام کیا تو ایک بُرا ملا دیا ف۸ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کرے

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ

اُوپر اُن کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے لے مال اُن کے سے خیرات کہ پاک کرے تو ان کو یعنے ظاہر میں اور پاکیزہ کرے تو اُن کو

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۹ (اے پیغمبر) ان لوگوں کے مالوں میں سے ف۱۰ زکوٰۃ لے تو زکوٰۃ سے اُن کو (گناہوں سے) پاک کرے گا

بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا

ساتھ اس کے یعنی باطن میں اور دعا خیر بھیج اُوپر اُن کے تحقیق دعا تیری تسکین ہے واسطے اُن کے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے کیا نہیں جانا انہوں نے

اور اُن کے درجے بلند کرے گا اور اُن کے لیے دعا کر اس لیے کہ تیری دُعا سے ان کو تسلی ہو جاتی ہے ف۱۱ اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا اُن لوگوں کو ابتک) یہ معلوم نہیں

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

یہ کہ اللہ وہی ہے کہ قبول کرتا ہے توبہ بندوں اپنے سے اور لیتا ہے خیراتیں اور یہ کہ اللہ وہی ہے

اللہ ہی تو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خیرات (بھی وہی) لیتا ہے اور اللہ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

ف۱ بعض اعراب (گنواروں) کا اخلاص اور ان کو رحمت کی خوش خبری سنانے کے بعد ان سے اعلیٰ مراتب کے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا یعنی مہاجرینؓ اور انصارؓ جنہوں نے ہجرت ونصرت دین میں پہل کی۔ ان کی تعیین میں مفسرینؒ سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اول سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بعض نے بیعتِ رضوان (صلح حدیبیہ) میں شامل ہونے والے اور بعض نے بدری صحابہؓ مراد لئے ہیں۔ اور انصار سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیعتِ عقبہ (اولیٰ وثانیہ) میں شریک ہوئے اور پھر وہ لوگ جو مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیر کی آمد پر مسلمان ہوگئے تھے۔ مگر ہجرت ونصرت کے اعتبار سے درجہ بدرجہ سبھی صحابہ مراد لئے جاسکتے ہیں۔ پھر صحابہؓ میں سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ کا درجہ ہے جو اسلام میں بھی اول ہیں اور ہجرت میں بھی آنحضرتؐ کے ساتھی ہیں۔ پھر بالترتیب دوسرے خلفاءؓ کے درجے ہیں۔ ان کے بعد باقی عشرہ مبشرہ جن میں طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عبدالرحمن بن عوف اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ پھر بدری عقبی صحابہؓ کا درجہ ہے اور ان کے بعد وہ جو بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے۔ صحابہؓ کی فضیلت کی اس ترتیب میں اہل السنت والجماعۃ تقریباً متفق ہیں گو بعض علما حضرت علی کی افضلیت کے بھی قائل ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے بعد ہجرت کی تھی۔ (از کبیر وابن کثیر)

ف۲ ان سے مراد وہ صحابہؓ ہیں جو بعد میں ایمان لائے اور ہجرت بھی کی جیساکہ سورہ انفال آیت ۷۵ میں مہاجرین اور انصار کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا کہ جو اُن کے بعد ایمان لائے اور پھر ہجرت بھی کی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ "اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ" سے قیامت تک کے وہ تمام مسلمان مراد ہوں جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر ہیں اور ان کے قول وعمل میں احسان پایا جاتا ہے۔ بہر حال ان سے اصطلاحی تابعین ہی مراد نہیں ہیں۔ (کبیر شوکانی)

ف۳ چونکہ رضائے الٰہی کے حصول اور جنت میں داخل ہونیکی خوشخبری جس علت پر مترتب ہو رہی ہے وہ دائمی ہے یعنی ہجرت ونصرت میں پہل، اس لئے یہ بشارت بھی دائمی ہے۔ لہٰذا ان صحابہ میں سے العیاذ باللہ کسی ایک کے متعلق ارتداد کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر کتنے بدبخت اور لعنتی ہیں وہ لوگ جو ان حضرات کے خلاف عموماً اور ان میں افضل ترین ہستیوں (حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) کے خلاف خصوصاً زبان درازی، سب وشتم اور تبرا بازی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں اور ان کو بُرے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ (از وحیدی)

ف۴ پہلے منافقین اعراب (بدویوں) کا ذکر فرمایا پھر اعراب میں سے مخلصین کا تذکرہ کیا۔ ان کے بعد مہاجرین وانصار کو خوش خبری دی اور ان کے لئے بلند مراتب کا بیان فرمایا۔ اب ان ضمنی مباحث کے بعد پھر منافقین کا تذکرہ شروع کیا جو مدینہ اور اس کے ماحول میں رہتے تھے اپنے نفاق میں اتنے مشاق اور ماہر ہوگئے ہیں کہ آنحضرتؐ باوجود اپنی فراست نافذہ اور قوتِ حدس کے ان سب کو معین طور پر نہیں پہچان سکتے گو بعض کو ان کے لہجے اور دوسری علامات سے پہچانتے ہوں۔ (دیکھئے سورہ محمد آیت ۳۰) لہٰذا جن روایات میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بعض منافقین کے نام بھی حضرت حذیفہؓ کو بتادیئے تھے وہ اس آیت کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہاں کلی طور پر سب کو جاننے کی نفی ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۵ ایک تو دنیا میں غم واندوہ اور فکرمندی کا عذاب جس میں منافقین ہمیشہ مبتلا رہتے۔ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ کہ وہ ہر لمحہ اپنے تئیں خطرہ میں محسوس کرتے رہتے ہیں اور پھر رسوائی بھی جیسا کہ آنحضرتؐ نے بعض منافقین کے نام لے کر اُن کو مسجد سے نکال دیا اور مرنے کے بعد قبر کا عذاب۔ اسی کو دوسرا عذاب فرمایا۔ (کبیر)

ف۶ یعنی دوزخ کا عذاب۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: مَّرَّتَيْنِ یعنی دنیا میں تکلیف پر تکلیف پاویں گے پھر آخرت میں پکڑے جاویں گے۔ (از موضح)

ف۷ اوپر ان منافقین کا ذکر فرمایا جو غزوہ تبوک میں بوجہ نفاق پیچھے رہ گئے تھے۔ اب ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو غلطی اور سستی سے غزوہ میں شرکت نہیں کرسکے ورنہ وہ حقیقت میں منافق نہیں تھے۔ (ابن کثیر) یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔

ف۸ یعنی مسلمان ہونے کے بعد نماز روزہ بھی کرتے رہے جہاد میں بھی شریک رہے مگر اب یہ غلطی ہوگئی کہ غزوہ تبوک میں نہ نکلے۔ (قرطبی)

ف۹ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابولبابہ اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ سچے مسلمان تھے اس لئے جب آنحضرتؐ غزوہ سے واپس تشریف لے آئے تو انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے مسجد نبوی کے ستونوں سے اپنے آپ کو باندھ لیا اور قسم کھائی کہ جب تک آنحضرتؐ اپنے دست مبارک سے ہمیں نہیں کھولیں گے کچھ کھائے پیئے بغیر یہیں بندھے رہیں گے۔ آخر کار ان کی توبہ قبول ہوئی اور آنحضرتؐ نے ان کو اپنے دست مبارک سے کھولا۔ (ابن جریر)

ف۱۰ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ان لوگوں کی توبہ قبول ہوگئی تو یہ اپنے اموال لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارا صدقہ قبول فرمایئے اور ہمارے لئے استغفار کیجئے مگر آپؐ نے صدقہ قبول کرنے سے انکار فرما دیا کہ مجھے اللہ نے حکم نہیں دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (وحیدی)

ف۱۱ اس لئے آنحضرتؐ کا معمول تھا کہ جب کوئی

شخص صدقہ (فرض زکوٰۃ یا نفل صدقہ) لے کر حاضر ہوتا تو اس کے لئے دعا فرماتے، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ ۔ کہ اے اللہ! فلاں کے گھر والوں پر اپنی رحمت نازل فرما۔ (بخاری و مسلم)
فوائد صفحہ ہٰذا۔ وا حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ قبول فرما کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اس کی اس طرح پرورش کرتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے حتیٰ کہ ایک کھجور کا ثواب اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)
ولا یعنی اگر اب قصور ہو گیا تو آئندہ آنحضرتؐ اور خلفاءؓ کے دور میں جو جہاد ہونے والے ہیں ان میں خوب کام کر لو۔ (از موضح) وٍ جو لوگ غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے اور مدینہ سے نہیں نکلے وہ تین طرح کے تھے ایک منافقین، دوسرے حضرت ابولبابہؓ اور ان کے ساتھی جن کا اُوپر ذکر گزر چکا ہے اور تیسرے کعبؓ بن مالک اور ان کے دو ساتھی مرارہؓ بن ربیع اور ہلال بن امیہ جنہوں نے اگرچہ آنحضرتؐ کی واپسی پر کوئی جھوٹا عذر بنا کر پیش نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول نہ فرمائی اور ان کے معاملے کو مؤخر رکھا۔ اس آیت میں انہی کے معاملے کو ڈھیل میں رکھے جانے کا ذکر ہے حضرت ابولبابہ اور ان کے ساتھیوں کی توبہ جلد ہی قبول کر لی گئی تھی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (آیت ۱۱۷، ۱۱۸)

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ

پھر آنے والا مہربان اور کہہ کہ عمل کرو پس البتہ دیکھے گا اللہ عمل تمہارے اور رسول اس کا اور ایمان والے

ول اور (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہہ دے تم عمل کرتے رہو (اچھے یا بُرے) آگے چل کر اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے عمل دیکھیں گے ولا

وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَ

اور البتہ پھیرے جاؤ گے تم طرف جاننے والے غیب کے اور ظاہر کے پس خبر دے گا تم کو ساتھ اس چیز کے کرتے تم کرتے اور

اور تم (خود) قریب ہی اُس (خدا) کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو چھپا اور کھلا (سب) جانتا ہے وہ تم کو جتلا دے گا جو تم کرتے تھے (نیک کو نیکی کا بُرے کو بُرائی کا بدلہ) وٍ

آخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

کئی شخص ہیں کہ ڈھیل دیئے گئے ہیں واسطے حکم اللہ کے یا عذاب کرے گا ان کو اور یا پھر آوے گا اُوپر اُن کے اور اللہ جاننے والا

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا معاملہ ڈھیل میں ہے اللہ کے حکم پر اُن کو یا عذاب کرے یا معاف کرے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت

حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ

حکمت والا ہے اور جن لوگوں نے پکڑی ہے مسجد ضرر پہنچانے کو اور کفر کرنے کو اور جدائی ڈالنے کو درمیان ایمان والوں کے اور

والا وٍ اور (اُن منافقوں میں) وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے ضد سے اور کفر سے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اُس شخص کا

إِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ

گھات لگانے کو واسطے اس شخص کے کہ لڑ رہا ہے اللہ سے اور رسول اس کے سے پہلے سے اور البتہ قسمیں کھاویں گے یہ کہ نہ ارادہ کیا تھا ہم نے مگر بھلائی کا

انتظار کرنے کے لیے جو پہلے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ سے لڑ چکا ہے ایک (اپنی علیحدہ) مسجد (مسجد قبا کے مقابل) بنا لی اور وہ تو ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی

وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ البتہ جھوٹے ہیں مت کھڑا ہو تو بیچ اس کے کبھی البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اُوپر پرہیزگاری کے

کے سوا اور کوئی نیت نہیں کی تھی اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں (اے پیغمبرؐ) تو اس (مسجد) میں کبھی کھڑا (تک بھی) نہ ہو ہاں وہ مسجد جس کی شروع دن سے بنیاد پرہیزگاری

مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ

پہلے دن سے بہت لائق ہے یہ کہ کھڑا ہو تو بیچ اس کے بیچ اس کے مرد ہیں کہ دوست رکھتے ہیں یہ کہ پاکی کریں

پر ہوئی ہے (اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کے لیے) وہ اس لائق ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو (اور نماز پڑھائے) وٍ اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاکی کرنا پسند کرتے ہیں وٍ

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ

اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکی کرنے والوں کو کیا پس جو شخص کہ بنیاد رکھے عمارت اپنی کی اوپر تقویٰ کے اللہ سے

اور اللہ خوب پاکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے وٍ بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اُسکی رضامندی کے لیے اپنی (عمارت کی) بنیاد رکھے وہ اچھا ہے یا جو ایک

وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي

اور رضامندی کے بہتر ہے یا جو شخص کہ بنیاد رکھے عمارت اپنی کی اُوپر کنارے کھائی گرنے والی کے پس لے گری اس کو بیچ

پھس پھسے پھٹے ہوئے کگار کے کنارے پر اپنی (عمارت کی) بنیاد رکھے پھر وہ کگار (دھڑام سے) اُس کو (یعنے عمارت کو) دوزخ کی آگ میں لے گرے

نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا

آگ دوزخ کے اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو ہمیشہ رہے گی عمارت اُن کی جو بنائی ہے انھوں نے شک بیچ

وٍ اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا وٍ ان لوگوں نے جو عمارت بنائی اس کی وجہ سے ہمیشہ

وٍ یہ اور اس کے بعد کی چند آیات کی شان نزول یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل قبیلۂ خزرج میں ایک شخص حنظلہ غسیل ملائکہ کا والد ابو عامر راہب نامی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے راہب کی بجائے فاسق فرماتے۔ اس نے جاہلیت میں عیسائی بن کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی۔ لوگ اس کی درویشی کے معتقد تھے اور اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے تو مسلمانوں نے ایک جمعیت کی شکل اختیار کر لی اور اس متحدہ طاقت نے جنگ بدر میں بھی کفار کو شکست فاش دی تو یہ دیکھ کر ابو عامر چراغ پا ہو گیا اور اسلام دشمنی پر کمر باندھ لی۔ اس کے بعد مکہ پہنچا اور قریش کو آنحضرتؐ کے خلاف جنگ پر اُبھارتا رہا حتیٰ کہ معرکۂ اُحد پیش آیا۔ اس جنگ میں اس بدبخت نے دو گڑھے کھدوائے تھے جن میں سے ایک میں گر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بد دعا بھی کی تھی کہ وہ اپنے وطن سے دُور تنہائی و بےکسی کی موت مرے۔ چنانچہ بالآخر جنگ حنین کے بعد جب اس نے دیکھا کہ اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئی ہیں۔ جزیرۂ عرب میں مسلمانوں کو عروج حاصل ہو گیا ہے تو وہ بھاگ کر عیسائیوں کے بادشاہ ہرقل کے پاس پہنچ گیا تاکہ اس سے مسلمانوں کے خلاف مدد حاصل جانے۔ ہرقل نے اس سے مدد کا وعدہ بھی کر لیا اس لئے اس نے مدینہ کے منافقین کو لکھا کہ میں عنقریب ایک لشکر جرار لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے آ رہا ہوں۔ تم فی الحال ایک الگ اڈہ قائم کرو جہاں اسلام کے خلاف سازشیں کی جا سکیں اور میرے ساتھ رابطہ قائم رکھ سکو۔ چنانچہ منافقین نے مسجد قبا کے قریب مسجد کے نام سے ایک اڈہ بنانا شروع کر دیا اور اس کی تکمیل کے بعد مسلمانوں کے قلوب سے شک و شبہ دُور کرنے کے لئے آنحضرتؐ کو دعوت دی کہ یہاں تبرک کے طور پر ایک نماز پڑھا جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تبوک روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے چاہا تو واپسی پر میں تمہاری مسجد میں آ کر نماز پڑھوں گا۔ جب آنحضرتؐ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو حضرت جبرائیلؑ یہ آیات لے کر نازل ہوئے جن میں اس مسجد ضرار کا پول کھولا گیا ہے۔ آپؐ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ اس جگہ کو جس کا نام ازراہِ فریب مسجد رکھا گیا ہے جا کر فوراً پیوندِ خاک کر دیں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور اس جگہ کو فوراً جلا کر ختم کر دیا۔ اس جگہ مَن حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ سے یہی بدبخت ابو عامر مراد ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

وٍ مراد مسجد قبا ہے جیسا کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مسجد قبا میں نماز کی فضیلت میں مروی ہے کہ "اس میں ایک نماز عمرہ کے برابر ہے"۔ اور صحاح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدل و سوار اس مسجد میں نماز کے لئے تشریف لایا کرتے۔ بعض صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے روز سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور اکثر مفسرین نے یہی مسجد مراد لی ہے۔ مگر ان دونوں قسم کی احادیث میں تعارض نہیں ہے کیونکہ اگر مسجد قبا وہ مسجد ہو سکتی ہے جس کی بنا تقویٰ پر رکھی گئی ہے تو مسجد نبوی بطریق اولیٰ اس صفت کی مستحق ہے۔ (از ابن کثیر و کبیر) وٍ یعنی ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے بھی استنجاء کرتے ہیں کیونکہ قبا سے قریب رہنے والے انصار کا یہ معمول تھا اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اسی پر اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر) وٍ جو ظاہر اور باطن دونوں کو پاک رکھتے ہیں۔

وٍ یا وہ عمارت دھڑام سے اپنے بنانے والے کو لے کر دوزخ کی آگ میں جا پڑے۔ وٍ یعنی بے انصافی کی یہ شامت پڑتی ہے کہ نیک عمل کرنا بھی چاہیں تو بن نہیں آتا۔ (از موضح)

ف۱ یعنی انہوں نے یہ عمارت بنا کر اللہ و رسولؐ کی دشمنی کا کام کیا ہے جس کا یہ اثر ہوا کہ ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے جب تک موت انہیں ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دے، نفاق جم گیا۔ یہاں "ریب" سے مراد نفاق ہے۔ (کذا فی الکبیر) ف۲ منافقین کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد اب اس آیت میں جہاد کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ مروی ہے کہ لیلۃ العقبہ میں جب ستر آدمیوں سے آپؐ نے بیعت لی تو شرط کی کہ ایک اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنا اور میری ذات کی اسی طرح حفاظت کرنا جس طرح تم اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہو۔ انصار نے کہا اگر ہم یہ کریں تو ہمارے لئے کیا ہوگا؟ فرمایا "الجنۃ" کہ تمہارے لئے اس کے بدلے جنت ہوگی۔ انصار نے اس پر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا ہمیں منظور ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ذکرہ الحافظ فی الفتح۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَن تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ إِنَّ اللَّهَ

دلوں اُن کے کے مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کٹ جاویں دل ان کے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے تحقیق اللہ نے

(مرنے تک) اُن کے دلوں میں نفاق رہے گا مگر جب اُن کے دل ہی کٹ جائیں (یعنی مر جائیں) اور اللہ اُنکے دلوں کا حال جانتا ہے حکمت والا ف۱ بیشک اللہ تعالیٰ نے

اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ

مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں ان کی اور مال ان کے بدلے اس کے کہ واسطے ان کے بہشت ہے لڑیں گے

مسلمانوں سے اُن کی جان اور مال کو مول لے لیا ہے اُس کے بدل اُن کو بہشت ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جان او مال کی پرواہ نہ کر کے) لڑتے ہیں پھر

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ

بیچ راہ اللہ تعالیٰ کے پس ماریں گے اور مارے جاویں گے وعدہ ہے اوپر اس کے سچا بیچ توراۃ کے اور انجیل کے

(کافروں کو) مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں (کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوتے ہیں) اللہ کا یہ وعدہ پکا ہے اس نے ذمہ لیا ہے توریت اور انجیل

وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم

اور قرآن مجید کے اور کون شخص بہت پورا کرنے والا ہے عہد اپنے کو اللہ سے پس خوش وقت ہو تم ساتھ سوداگری اپنی کے جو سوداگری کی ہے تم نے

اور قرآن میں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنے قول کا پورا کرنے والا ہے تو (مسلمانو) یہ جو سودا تم نے کیا ہے اُس کی خوشی مناؤ اور یہی تو بڑی

بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ

ساتھ اس کے اور یہ وہی ہے مراد پانا بڑا توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اللہ کی تعریف کرنیوالے ہیں خدا کی راہ میں پھرنے والے ہیں

کامیابی ہے ف۲ (یہ لوگ ایسے ہیں ہر ایک گناہ سے) توبہ کرنیوالے اللہ کی عبادت (اخلاص کے ساتھ) کرنے والے اللہ کی طرف تعریف کرنیوالے (ہر حال میں شکر گذار) روزہ رکھنے

الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ

رکوع کرنے والے ہیں سجدہ کرنیوالے ہیں حکم کرنے والے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرنے والے ہیں نامعقول سے اور

والے ف۳ رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے (یعنی نمازی) اچھی بات کا حکم دینے والے بُری بات سے منع کرنیوالے اور اللہ تعالیٰ نے جو حدیں باندھ دیں اُن کو سنبھالنے والے

الْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا

نگاہ رکھنے والے حدوں اللہ کی کو اور بشارت دے ایمان والوں کو نہیں تھا لائق واسطے نبی کے اور واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں

ف۴ اور (اے پیغمبرؐ) ایسے مسلمانوں کو (جنت اور اللہ کی رضامندی کی) خوشخبری دے پیغمبر کو نہیں چاہیئے نہ ایمان والوں کو کہ مشرکوں کے لیے

أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ

یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے اور اگرچہ ہوں صاحب قرابت کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا واسطے ان کے یہ کہ وہ رہنے والے

بخشش کی دعا مانگیں گو وہ اُن کے رشتہ دار ہوں جب اُن کو یہ معلوم ہوگیا کہ وہ (یعنی مشرک) دوزخی ہیں ف۵ اور ابراہیم نے

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا

دوزخ کے ہیں اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیمؑ کا واسطے باپ اپنے کے مگر بسبب وعدے کے کہ وعدہ کیا تھا

جو اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا مانگی تھی تو کچھ نہیں مگر ایک وعدے (کی وجہ) سے جو اُس نے اپنے باپ سے کیا تھا پھر

إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾

اس سے پس جب ظاہر ہوا واسطے اس کے یہ کہ وہ دشمن ہے واسطے خدا کے بیزار ہوا اس سے ف۶ تحقیق ابراہیم البتہ دردمند تھا تحمل والا

جب ابراہیم کو کھل گیا کہ اُس کا باپ خدا کا دشمن ہے تو وہ اُس سے الگ ہوگیا (بیزار ہوگیا محبت چھوڑ دی) بیشک ابراہیم بڑا نرم دل بردبار تھا ف۷

ف۳ اس کے لفظی معنی گھومنے اور سیاحت کرنے والوں کے ہیں۔ اکثر صحابہ اور مفسرین نے اس سے "روزہ رکھنے والے" مراد لئے ہیں۔ بعض نے مجاہدین یا وہ طالب علم بھی مراد لئے ہیں جو دینی علم کی طلب میں شہر بشہر سفر کریں۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں۔ (کذا فی الموضح)

ف۴ "حکم شرعی کے بغیر کوئی کام نہ کریں" یعنی اسکی مقررہ شریعت کی ہر حال میں پابندی کرنے والے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف دوسروں ہی کو نصیحت نہیں کرتے بلکہ خود بھی عمل کرتے ہیں۔

ف۵ ابتدا سورت سے لے کر یہاں تک مشرکین اور منافقین سے کلی طور پر اظہار برأت کا حکم دیا ہے۔ اب یہاں پر بتایا کہ جس طرح ان کے زندوں سے لاتعلقی کا اظہار ضروری ہے اسی طرح مُردوں سے برأت کا اظہار بھی لازم ہے اور ان کے لئے استغفار جائز نہیں۔ (کبیر) اس آیت کی شان نزول کے بارے میں متعدد روایات ہیں۔ صحیحین میں حضرت سعید بن مسیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابو طالب کی وفات کے وقت آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف لے گئے اور آپؐ نے فرمایا: "چچا! لا الٰہ الا اللہ کہہ دیجئے تاکہ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرے بارے میں کچھ عرض کر سکوں" ابوجہل اور ابن اُمیہ بھی پاس بیٹھے تھے وہ کہنے لگے: ابوطالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین سے منہ موڑ رہا ہے۔ آنحضرتؐ تلقین کرتے رہے اور کافر اپنی بات دہراتے رہے۔ آخر کار مرتے وقت ابوطالب! علی ملۃ عبد المطلب کہہ کر مر گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "میں تیرے لئے اس وقت تک مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے۔" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسری معتبر روایت مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ایک ہزار صحابہؓ آپؐ کے ہمراہ تھے اپنی والدہ حضرت آمنہ کی قبر پر دعا کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہ دی جس پر آنحضرتؐ خوب روئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) علاوہ ازیں اور بھی روایات مذکور ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری (فتح الباری) میں لکھتے ہیں یہ سارے واقعات نزول آیت کا سبب بن سکتے ہیں مگر جن روایات میں یہ مذکور ہے کہ آنحضرتؐ کے والدین کو زندہ کیا گیا اور ایمان لا کر پھر فوت ہوگئے یہ سب روایات حسب تصریح حافظ ابن کثیر و دیگر محققین پایۂ ثبوت سے ساقط ہیں لیکن اس مسئلے میں سکوت میں ہی احتیاط ہے۔ اھ۔ ن

ف۶ حضرت ابراہیم نے اپنے مشرک باپ سے یہ وعدہ اس وقت کیا تھا جب وہ اس سے جُدا ہو کر بغرض ہجرت اپنے وطن سے نکلے تھے۔ (دیکھئے سورہ مریم آیت ۴۷) چنانچہ حسب وعدہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت کی بھی۔ (دیکھئے شعراء آیت ۸۶) مگر یہ اس وقت تک کی کیفیت کا ذکر ہے جب تک انہیں امید تھی کہ ان کا باپ شرک سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائیگا آخر مایوس ہونے کے بعد برأت کا اعلان فرما دیا۔ (کبیر) اگر کوئی کافر رشتہ دار فوت ہو جائے تو مسلمان اس کی تجہیز و تکفین میں شریک تو ہو سکتا ہے مگر اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کر سکتا۔ (از ابن کثیر)

ف۷ یا خدا کے حضور بہت آہیں بھرنے والے اور حلیم تھے کہ اگر کوئی سختی سے پیش آتا تو آپؐ نرمی سے جواب دیتے۔ (از ابن کثیر)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ

اور نہیں شان اللہ تعالیٰ کی کہ گمراہ ٹھہرا دیوے قوم کو پیچھے اس کے کہ ہدایت کیا ہے ان کو یہاں تک کہ بیان کرے واسطے ان کے کہ کس چیز سے بچیں ف۱ تحقیق

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کسی قوم کو راہ دکھانے کے بعد پھر گمراہ کر دے (اور اُن سے مواخذہ کرے) یہاں تک کہ اُن کو وہ باتیں نہ بتا دے جن سے وہ بچتے رہیں

اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ؕ

اللہ تعالیٰ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے ف۲ بیشک آسمان اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے وہی جلاتا اور وہی مارتا ہے

وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ

اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوست اور نہ مددگار تحقیق ساتھ رحمت کے پھر آیا اللہ اوپر نبی کے اور

اور (مسلمانو) اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا حمایتی ہے نہ مددگار ف۳ بیشک اللہ نے پیغمبرؐ کو معاف کر دیا اور مہاجرین اور

وَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

وطن چھوڑنے والوں پر اور مدد دینے والوں پر جنھوں نے پیروی کی اس کی بیچ وقت تنگی کے پیچھے اس کے کہ

انصار کو ف۴ جنھوں نے سخت وقت میں پیغمبرؐ کا ساتھ دیا (اور ساتھ بھی دیا تو ایسے وقت میں) جب کہ اُن میں

كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَی

نزدیک تھا کہ کج ہو جاویں دل ایک جماعت کے ان میں سے پھر پھر آیا اوپر اُن کے تحقیق وہ ساتھ ان کے شفقت کرنے والا مہربان ہے اور اوپر

سے ایک گروہ کے دل ڈگمگا گئے تھے ف۵ پھر اللہ نے اُن کو (دوبارہ) معاف کیا کیونکہ وہ اُن پر بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے ف۶ اور (اللہ تعالیٰ نے)

الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ

تین شخصوں کے جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی اوپر اُن کے زمین ساتھ اس کے کہ کشادہ تھی اور

اُن تین شخصوں کو (بھی معاف کر دیا) جو ڈھیل میں ڈال دیئے گئے تھے ف۷ یہاں تک کہ جب زمین (اتنی) کشادہ ہوتے ہوئے ان پر تنگ ہوگئی اور

ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ

تنگ ہوگئی اوپر اُن کے جانیں ان کی اور جانا انہوں نے کہ نہیں پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر طرف اس کی پھر پھر آیا

اُن کی جان اُن پر دوبھر ہوگئی اور وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب یا غصے سے کہیں پناہ نہیں مگر اسی کے پاس تب اللہ نے اُن پر کرم کیا (یا اُن کو توبہ کی توفیق دی)

عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

اوپر اُن کے تاکہ پھر آویں وہ تحقیق اللہ تعالیٰ وہ ہے پھر آنے والا مہربان اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو

تاکہ وہ توبہ کریں بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۸ مسلمانو اللہ سے ڈرو (اس کے پیغمبر کے خلاف نہ کرو)

اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ

اللہ تعالیٰ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے نہیں تھا لائق واسطے رہنے والوں مدینے کے اور وہ لوگ کہ گرد اُن کے ہیں

اور سچوں کے ساتھ رہو ف۹ مدینہ والوں کو اور جو اُن کے گرداگرد گاؤں والے رہتے ہیں ف۱۰ یہ مناسب

الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ

گنواروں میں سے یہ کہ پیچھے رہ جاویں رسول خدا کے سے اور نہ یہ کہ رغبت کریں بیچ آرام جان اپنی کے چھوڑ کر جان اس کی کو

نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبرؐ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں اور اُس کی جان کی فکر نہ کر کے اپنی جان بچانے کی فکر میں پڑ جائیں

ع ۱۴ / ۸ / ۴

ف۱ اس میں ان مسلمانوں کو تسلی دی ہے جنہوں نے اوپر کی آیت کے نزول سے پہلے اپنے کافر رشتہ داروں کے لئے دعائے مغفرت کی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کے گمراہ ہونے کا حکم نہیں لگاتا جب تک کہ منہی عنہ کام کی وضاحت نہ کر دے۔ اگر اس وضاحت سے قبل کوئی برے کام کا ارتکاب کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آنحضرتؐ اور مسلمانوں پر اس استغفار سے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۲ اسی واسطے تمہیں منع کر دیا۔ (موضح)

ف۳ جو انہوں نے بعض لوگوں کو غزوۂ تبوک میں گھروں میں ٹھہرنے کی اجازت دیدی یا مشرکین کیلئے دعائے مغفرت کی۔ (از کبیر)

ف۴ یعنی بعض مخلص صحابہؓ تک اس سخت وقت میں جنگ پر جانے سے کسی نہ کسی حد تک جی چرانے لگے تھے مگر چونکہ ان کے دلوں میں ایمان و اخلاص تھا اس لئے آخرکار وہ اپنی اس کمزوری پر قابو پا گئے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی مہاجرین و انصار کے دل کے خطرات بھی معاف کر دیئے۔ (از موضح)

ف۶ یہ بھی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ کے تحت ہے اور ان سے مراد ہیں حضرت کعب بن مالک مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ۔ دیکھئے آیت ۱۰۶۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۷ کوئی ان سے بات تک نہ کرتا اور نہ اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دیتا یہاں تک کہ ان کی بیویوں کو بھی بات چیت کی اجازت نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے ان سے مکمل بائیکاٹ کا حکم دے دیا تھا۔ حضرت کعبؓ نے ایک لمبی حدیث میں اس بائیکاٹ اور پھر توبہ قبول ہونے کی پوری تفصیل بیان کی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۸ معلوم ہوا کہ توبہ کا قبول کرنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ اس پر کسی کا زور نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ساتھ مہاجرینؓ و انصارؓ کے (توبہ کے قبول ہونے میں) وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن میں ان پر سخت حالت گزری کہ موت سے بدتر۔ (موضح)

ف۹ اور وہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ ہیں۔ (ابن کثیر) یہ تین سچ کہنے سے بخشے گئے نہیں تو منافقین میں ملتے۔ (موضح) حضرت کعبؓ بن مالک کا بیان ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام مجھ پر یہ ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کے سامنے سچ بولا ورنہ میں بھی جھوٹ بول کر ہلاک ہو جاتا جیسے دوسرے ہلاک ہو گئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم راستبازی پر مضبوطی سے قائم رہو اس لئے کہ راستبازی نیکی کی اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری مسلم)

ف۱۰ جیسے مزینہ، جہینہ، اشجع، اسلم اور غفار وغیرہ قبائل کے لوگ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا

یہ اس واسطے ہے کہ نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک بیچ راہ خدا کے اور نہیں

اس لیے کہ ان لوگوں کو (یعنے جہاد کرنے والوں کو) خدا کی راہ میں پیاس ہو تکلیف ہو بھوک ہو اس مقام پر چلیں جس سے کافر خفا ہوں ف۱

يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

چلتے ایسی جگہ چلنے کی کہ غصے میں لاوے کافروں کو اور نہیں لیتے دشمنوں سے کچھ لینا مگر لکھا جاتا ہے واسطے اُن کے

دشمن کو کچھ بھی نقصان پہنچائیں ف۲ ہر ہر کے بدل (ان پانچوں کاموں میں) اُن کا نیک عمل (خدا کے پاس) لکھ لیا جاتا

بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً

بہ سبب اس کے عمل نیک تحقیق اللہ تعا نہیں ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا اور نہیں خرچ کرتے خرچ کرنا

ہے بیشک اللہ نیکوں کی محنت برباد نہیں کرتا ف۳ اور (اسی طرح) جو کچھ (اللہ کی راہ میں) خرچ کریں تھوڑا ہو

صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

چھوٹا اور نہ بڑا اور نہیں کاٹتے کسی جنگل کو مگر لکھا جاتا ہے واسطے ان کے تاکہ بڑا دیوے ان کو اللہ تعا

یا بہت جو میدان چلیں (جس سرزمین کو طے کریں) اُن کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ اُن کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ

اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ

بہتر اس چیز کی جو تھے کرتے ف۴ اور نہ تھے مسلمان کہ نکل جاویں سارے پس کیوں نہ نکلی

اُن کو دے (یا اُن کے بہت اچھے کام (یعنے جہاد) کا بدلہ اُن کو دے) اور یہی مناسب نہیں کہ (ہر لڑائی میں) سب کے سب مسلمان نکل کھڑے ہوں ایسا کیوں نہیں

مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ

ہر فرقے سے اُن میں سے ایک جماعت تو کہ سمجھ سیکھیں بیچ دین کے۔ اور تا کہ ڈراویں قوم اپنی کو

کرتے کہ ہر فرقے میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ (جو لوگ نہیں نکلے اور مدینہ میں آنحضرت کی صحبت میں رہ گئے) وہ دین کی سمجھ حاصل کریں (قرآن اور حدیث یاد کریں) اور

اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ؑ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ

جب پھر جاویں طرف اُن کی شاید کہ وہ بچیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں سے

جب اُن کی قوم کے لوگ (جہاد سے) لوٹ کر آئیں تو اُن کو سنا دیں ف۵ اس لیے کہ وہ بچے رہیں مسلمانو تم (پہلے) اُس پاس کے کافروں سے لڑو

يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

جو پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیئے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی اور جانو یہ کہ اللہ تعا ساتھ پرہیز گاروں کے ہے

اور ایسا کرو کہ کافر لوگوں کو تمہاری سختی (بہادری) معلوم ہو ف۶ ف۷ اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ (کی مدد) پرہیز گاروں کے ساتھ ہے ف۸

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا

اور جب اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ پس بعضے اُن میں سے ہیں کہ کہتے ہیں کس کو تم میں سے زیادہ کیا اُس نے ایمان پس جو

اور جب کوئی سورت (قرآن کی) اُترتی ہے تو ان (منافقوں) میں سے بعضے (بعضوں کو یا مسلمانوں کو ہنسی ٹھٹھے سے) یوں کہتے ہیں تم میں سے کس کے ایمان کو اس سورت نے بڑھایا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ

لوگ کہ ایمان لائے پس زیادہ کیا اُن کو ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور اُسے پر جو لوگ کہ بیچ

بات یہ ہے کہ جو ایمان والے ہیں انہی کے ایمان کو اس سورت نے بڑھایا اور (اللہ کے نئے نئے حکم اُترنے کی) وہی خوشی مناتے ہیں ف۹ اور جن لوگوں کے دل میں

ف۱ یعنی بستیاں، زمینیں، مکانات اور کھیتیاں یا کوئی بھی ایسی جگہ جس میں آنے اور چلنے پھرنے سے ان کے دل میں غصہ اور جلن پیدا ہو اور خوف زدہ ہوں۔ (ابن کثیر۔ کبیر) ف۲ انہیں قتل کریں، قید کریں یا ان سے مال غنیمت حاصل کریں۔
ف۳ جس کا ثواب انہیں ضرور ملے گا۔ ف۴ اس آیت کی رُو سے حضرت امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کو بھرپور اجر نصیب ہوا جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن حباب سلمی سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چندہ دینے کی ترغیب دی۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا "میں ایک سو اونٹ پالان سمیت چندہ دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے منبر سے ایک سیڑھی نیچے اتر کر پھر اپیل کی تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا "میں مزید ایک سو اونٹ پالان سمیت دیتا ہوں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب اور خوشی سے اپنا ہاتھ ہلایا۔ گویا کہ آپؐ فرما رہے تھے اس کے بعد عثمانؓ کو کسی گناہ کا خطرہ نہیں۔ (ابن کثیر)
ف۵ یعنی ان کاموں سے بچے رہیں جن سے اس کے بعد منع کیا گیا۔ مفسرین کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ جب ان لوگوں کو سخت لعنت ملامت کی گئی جو جہاد کے لئے نکلنے کی بجائے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے تھے تو مسلمانوں نے خیال کیا کہ اب کسی کے لئے جہاد کے موقع پر مدینہ میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آنحضرتؐ جب بھی کفار سے جہاد کے لئے فوج بھیجنے کا ارادہ کرتے سب کے سب مسلمان جہاد پر جانے کے لئے تیار ہو جاتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مطلب یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے جہاد کو نکلنا اس وقت فرض ہے جب آنحضرتؐ خود روانہ ہو رہے ہوں ورنہ تو انہی لوگوں پر جہاد کے لئے ضروری ہے جن کو حکم دیا جائے۔ بعض مفسرینؒ کا خیال ہے کہ اس آیت کا تعلق علم دین کے حاصل کرنے سے ہے یعنی اگرچہ تمام مسلمانوں کے لئے دین کا علم حاصل کرنے کے لئے نکلنا ضروری نہیں تھا مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر قبیلے میں سے کچھ لوگ نکلتے، علم حاصل کرتے اور واپس آ کر اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھی دین کے احکام سے خبردار کرتے تاکہ وہ بُری باتوں سے پرہیز کرتے۔ آیت کے الفاظ میں ان ہر دو مفہوم کا یکساں احتمال ہے اور اس کی رُو سے جہاد اور طلب علم دونوں کے لئے نکلنا مسلمانوں کے لئے فرض کفایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی اس کی ذمہ داری بحیثیت مجموعی سب پر عائد ہوتی ہے اور ان میں سے بعض افراد کا اسے سرانجام دینا ضروری ہے ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)
ف۶ یعنی کفار میں سے جو لوگ تم سے جتنا زیادہ قریب ہیں اتنا ہی ان سے پہلے جہاد کرو۔ پھر ان سے جہاد کرو جو اُن کی بہ نسبت دُور ہیں۔ چنانچہ اسی ترتیب کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنے خاص قبیلہ قریش سے جنگ کی پھر جزیرہ عرب کے دوسرے قبائل سے اور پھر بنی قریظہ، بنی نضیر سے اور پھر خیبر اور فدک کے اہل کتاب سے جو مدینہ کے ارد گرد تھے۔ جب ان سب سے فارغ ہوئے تو غزوہ تبوک کی مہم پر ملک شام کے عیسائیوں سے جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ یہی ترتیب آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ، شہید محرابؓ اور دوسرے خلفا نے ملحوظ رکھی۔ چنانچہ ان کے زمانے میں پہلے ملک شام فتح کیا گیا اور اس کے بعد ایران اور مصر پہ حملہ کیا گیا۔ اس طرح مشرق و مغرب میں اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ (ابن کثیر)
ف۷ اس لئے کہ کامل مومن وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے نرم اور کافر دشمن کے لئے سخت ہو جیسا کہ دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ کی یہ خوبی بتائی گئی کہ وہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ "کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل" ہیں اور مومنین کی صفت میں فرمایا: اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت" ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: اَنَا الضَّحُوْكُ الْقَتَّالُ میں (اپنے ساتھیوں کے ساتھ) بہت ہنس مکھ اور (کافروں کو) بہت قتل کرنے والا ہوں۔ (ابن کثیر) ف۸ یعنی اگر تم اللہ سے ڈرتے ہوئے اسی پر بھروسا کرتے ہوئے کافروں سے جنگ کرو گے تو وہ تمہارے ساتھ ہوگا تمہیں کوئی طاقت زک نہیں پہنچا سکے گی۔ (ابن کثیر) ف۹ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے جیسا کہ سلف و خلف کے اکثر علما کا مسلک ہے۔ (ابن کثیر)

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا

دلوں اُن کے کے بیماری ہے پس زیادہ کی اُن کو نجاست ساتھ نجاست ان کی کے اور مرگئے اور وہ کافر ہیں کیا نہیں

(نفاق اور کفر کی) بیماری ہے ان کی گندگی پر اور گندگی بڑھادی ف۱ اور وہ کفر ہی میں مرے کیا یہ منافق یہ بھی نہیں دیکھتے کہ

يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا

دیکھتے یہ کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں بیچ ہر برس کے ایک بار یا دوبار پھر نہیں توبہ کرتے اور نہ وہ

وہ ہر سال ایک دو بار بلا میں پڑتے ہیں (دکھ بیماری موت قحط وغیرہ) پھر بھی (اپنے نفاق اور شرارت سے) توبہ نہیں کرتے اور نہ

هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ هَلْ

نصیحت پکڑتے ہیں اور جس وقت نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ نظر کرتے ہیں بعضے اُن کے طرف بعض کی کیا

اُن کو نصیحت ہوتی ہے ف۲ اور جب کوئی سورت اُترتی ہے تو یہ منافق ایک دوسرے کو تکنے لگتے ہیں ف۳ پھر یہ کہہ کر (دیکھو) تم کو کوئی دیکھتا

يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

دیکھتا ہے تم کو کوئی پھر پھر جاتے ہیں پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے دلوں اُن کے کو بسبب اُس کے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں

تو نہیں (آنحضرتؐ کے پاس سے یا خطبہ یا مسجد میں سے) چل دیتے ہیں اللہ نے اُن کے دلوں کو ایمان اور بھلائی کی طرف سے) پھیر دیا ف۴ کیونکہ وہ بے سمجھ

يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

سمجھتے البتہ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر نفس تمہارے سے شاق ہے اوپر اس کے یہ کہ ایذا ہیں

لوگ ہیں ف۵ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں کا (یعنے عربی قرشی) ایک پیغمبر آچکا تمہاری تکلیف اس کو ناگوار ہے ف۶ تمہاری بھلائی کی اُس کو لو لگی ہے

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ

پڑو تم حرص کرنے والا اوپر بھلائی تمہاری کے ساتھ مسلمانوں کے شفقت کرنے والا مہربان ہے پس اگر پھر جاویں پس کہہ کفایت ہے مجھ کو

مسلمانوں پر بہت شفقت کرتا ہے ف۷ مہربان (اے پیغمبرؐ) اس پر بھی اگر یہ لوگ نہ مانیں ف۸ تو کہہ دے اللہ مجھ کو بس

اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾

اللہ تعالیٰ نہیں کوئی معبود مگر وہ اوپر اس کے توکل کیا میں نے اور وہ ہے پروردگار تخت بڑے کا

ہے اُس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اسی پر میں بھروسا رکھتا ہوں اور وہ بڑے تخت (یعنی عرش) کا مالک ہے (یا وہ تخت کا مالک بڑا ہے) ف۹

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ (١٠) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ١٠٩ رُكُوْعَاتُهَا ١١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱۰ شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى

یہ ہیں نشانیاں کتاب حکمت والی کی کیا ہوا واسطے لوگوں کے تعجب یہ کہ وحی بھیجی ہم نے طرف

ف۱۱ یہ (یعنے اس سورت میں) پکی کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں ف۱۲ کیا لوگوں (کافروں) کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے (یعنے آدمیوں میں سے)

رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ

ایک مرد کی اُن میں سے یہ کہ ڈرا لوگوں کو اور خوش خبری دے اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ واسطے اُن کے ہے قدم سچی کا

ایک مرد کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرا ف۱۳ اور ایمان والوں کو خوش خبری سُنا کہ اُن کو اُن کے مالک کے پاس سچائی کا مرتبہ ملیگا ف۱۴

ف۱ پچھلی سورتوں کے منکر تھے اب نئی سورت آنے پر جب اس سے بھی انکار کیا تو کفر کا ایک اور ردّا ان کے دلوں پر چڑھ گیا۔ ف۲ اکثر جنگ وجہاد کے وقت منافق معلوم ہوجاتے تھے۔ (موضح) ف۳ بھاگ نکلنے کی نیت سے یا انکار اور ٹھٹھے کی نیت سے۔ (کبیر)

ف۴ یا اللہ ان کے دلوں کو پھیر دے۔ یہ ان کے حق میں بددعا ہے۔

ف۵ تب ہی وہ اپنی فلاح سے غافل اور بھلائی سے بے فکر ہیں۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: کلام اللہ میں جہاں منافقوں کے عیب آتے وہ آپس میں دیکھتے کہ ہم کو کسی نے پرکھا نہ ہو پھر جلدی سے اُٹھ جاتے۔ (موضح)

ف۶ یعنی دنیا میں حیوانوں کی زندگی بسر کرو۔ ذلیل وخوار رہو اور آخرت میں جہنم کی آگ کا ایندھن بنو۔ یہ چیز اس کو بہت ناگوار گزرتی ہے۔ یوں بھی آنحضرت نہایت آسان شریعت لے کر مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ کہ مجھے آسان حنیفی شریعت دے کر بھیجا گیا ہے۔

ف۷ رات دن اس کی یہی کوشش ہے اور وہ اسی فکر میں لگا رہتا ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے تم دوزخ سے بچ جاؤ اور دنیا وآخرت کی فلاح حاصل کرلو۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ نے حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ کا ترجمہ کیا ہے "تلاش رکھتا ہے تمہاری" اس کی وضاحت میں فرمایا: چاہتا ہے میری اُمّت زیادہ ہوتی رہے۔ (از موضح)

ف۸ یعنی اس سہولت اور حرص کے باوجود جو شریعت آپ لے کر آئے ہیں اس کے ماننے سے انکار کردیں۔

ف۹ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح اور شام سات مرتبہ یہ وظیفہ (حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ) پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تمام فکروں کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔ (ابن کثیر)

وهذه آخر تفسير هذه السورة ولله الحمد وقد حصل الفراغ منه في جمادى الاخرى يوم الاثنين ١٣٨٩ھ وصلى الله على رسوله وسلم وعلى آله وصحبه اجمعين۔

ف۱۰ یہ پوری کی پوری سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ صرف اس کی تین آیتوں (۹۴ تا ۹۶) کو بعض مفسرین مدنی قرار دیتے ہیں۔ (فتح القدیر)

ف۱۱ یہ حروف مقطعات ہیں۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۔ (قرطبی)

ف۱۲ محکم کتاب (قرآن پاک) یعنی جس کے حلال وحرام اور حدود واحکام کبھی منسوخ نہ ہوں گے یا جس میں حکمت ودانش بھری ہے یا جو غلطیوں اور اختلاف سے پاک ہے۔ لفظ "حکیم" کے یہ سب ہی معنی کئے جاسکتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۱۳ یعنی آخر اس میں تعجب اور حیرت کی کون سی بات ہے کہ انسانوں کو خدا کے عذاب سے ڈرانے اور فلاح وسعادت کی راہ دکھانے کے لئے خود انہی میں سے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیج دیا گیا؟ تعجب کی بات تو جب ہوتی کہ اُن کا پروردگار ہدایت کا کوئی سامان نہ کرتا یا ان میں کسی جن یا فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دیتا کیونکہ فرشتہ یا جن انسانوں کے لئے "اسوہ حسنہ" نہیں بن سکتا۔ (از قرطبی وابن کثیر)

ف۱۴ یا سچائی کا مقام یعنی جنت۔ علما نے لکھا ہے کہ "قدم" کا لفظ سعی وعمل سے کنایہ ہوتا ہے لہٰذا "قدم صدق" سے مراد نیک اعمال ہیں اور مطلب یہ ہے کہ انہیں اُن کے نیک اعمال کا اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بدلہ ملے گا۔ (قرطبی)

ف۱ اور یہ کہنے میں کافر سراسر جھوٹے تھے اس لئے قرآن نے اس کا جواب نہیں دیا۔ (کبیر) ف۲ یعنی چھ دن کی مدت میں آسمان و زمین بنائے۔ (نیز دیکھئے اعراف ۵۴) ف۳ یعنی اس ملک کا دربار ٹھہرا یا عرش پر، سب (ہر) کام کی تدبیر وہاں سے ہو۔ (موضح) نیز دیکھئے۔ (اعراف: ۵۴)

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۗ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ۞ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ

یعنے مرتبہ نزدیک پروردگار اُن کے کے کہا کافروں نے تحقیق یہ البتہ جادو گر ہے ظاہر تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے

کافروں نے کہا (یہ پیغمبر) کھلا جادوگر ہے (یا یہ قرآن کھلا جادو ہے) ف۱ (لوگو) بیشک تمہارا مالک اللہ ہے جس نے چھ دن میں

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ يُدَبِّرُ

پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ف۲ بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے تدبیر کرتا ہے

آسمان اور زمین کو بنایا پھر (اپنے) تخت پر بیٹھا (اس کی تفسیر سورہ اعراف کے ساتویں رکوع میں گزر چکی ہے)، دُنیا کا انتظام (وہیں بیٹھے بیٹھے) کر رہا

الۡاَمۡرَ ‌ؕ مَا مِنۡ شَفِيۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ‌ ؕ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ‌ ؕ اَفَلَا

کام کی نہیں کوئی سفارش کرنے والا مگر پیچھے حکم اس کے کے ف۴ یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا پس بندگی کرو ف۵ اس کی کیا پس نہیں

ہے ف۳ (اس کی درگاہ میں) کوئی سفارشی نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا حکم نہ ہو یہی اللہ تو تمہارا مالک ہے تو اُسی کی پوجا کرو (اور کسی کو نہ پوجو) کیا تم غور نہیں

تَذَكَّرُوۡنَ‏ ۞ اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا‌ ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا‌ ؕ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ

نصیحت پکڑتے تم ف۶ طرف اس کی ہے پھر جانا تمہارا سب کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے سچا تحقیق وہی پہلی بار کرتا ہے پیدائش

کرتے ف۶ تم سب کو (مرنے کے بعد) اسی کی طرف لوٹ جانا ہے (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے وہی شروع میں پیدا کرتا ہے (عدم سے) پھر وہی (قیامت کے

ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ

پھر دوبارہ کرے گا اس کو تا کہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے ساتھ انصاف کے اور جو لوگ کہ

دن) دوبارہ پیدا کرے گا ف۷ تاکہ جو لوگ (دنیا میں) ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کو انصاف سے بدلہ دے اور جو (دنیا میں) کافر ہے اُن کے لیے اُن کے

كَفَرُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَ لِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ‏ ۞ هُوَ

کافر ہوئے واسطے اُن کے پینا ہے آب گرم سے اور عذاب ہے درد دینے والا بسبب اس کے کہ تھے کفر کرتے وہی ہے

کفر کی سزا میں پینے کو کھولتا پانی ہے اور تکلیف کا عذاب وہی خدا ہے

الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ

جس نے کیا سورج کو چمکتا یعنے روشن درخشندہ اور چاند کو اُجالا اور مقرر کیں ف۸ واسطے اس کے منزلیں تاکہ جانو تم گنتی

جس نے سورج کو (خود) چمکتا بنایا اور چاند کو (سورج سے) روشن (کیا) اور چاند کی منزلیں مقرر کیں اس لیے کہ تم (چاند اور سورج سے) سالوں کا

السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ‌ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰ لِكَ اِلَّا بِالۡحَـقِّ‌ ۚ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ

برسوں کی اور حساب نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو مگر ساتھ حق کے مفصل بیان کرتا ہے نشانیوں کو واسطے

شمار اور دنوں اور مہینوں کا) حساب کر لو اللہ نے یہ سب حکمت ہی کے ساتھ بنایا ہے وہ سمجھنے والوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانیاں بیان

لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ‏ ۞ اِنَّ فِى اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ

اس قوم کے کہ جانتے ہیں تحقیق بیچ آنے جانے رات کے اور دن کے اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیچ آسمانوں کے

کرتا ہے ف۹ بیشک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اُن کے لیے رات اور دن کے آگے پیچھے آنے جانے میں اور اللہ نے جو چیزیں آسمان اور

وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَّقُوۡنَ‏ ۞ اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا

اور زمین کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ڈرتے ہیں تحقیق جو لوگ کہ نہیں امید رکھتے ملاقات ہماری کی اور راضی ہوئے ساتھ

زمین میں بنائی ہیں اُن میں (اُس کی قدرت اور وحدانیت کی) نشانیاں ہیں جو لوگ (مرے بعد) ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے ف۱۰ اور دنیا

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ف۴ یہ مضمون کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکے گا قرآن کی متعدد آیات میں بیان ہوا ہے مثلاً دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۲۵۵، سورہ طٰہٰ آیت ۱۰۹، السبا: ۲۳، سورہ النجم: ۲۶۔ (قرطبی۔ شنقیطی) قرآن نے جہاں مطلق شفاعت کے فائدہ مند ہونے کی نفی کی ہے وہاں یا تو کفار کا ذکر ہے اور یا بلا اذن شفاعت کی نفی ہے ورنہ اُمت کے گنہگار مسلمانوں کے حق میں شفاعت صحیح احادیث سے ثابت ہے اور یہ بھی کہ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی مگر یہ شفاعت بھی اللہ تعالیٰ سے اجازت کے بعد ہوگی۔ (کبیر۔ ابن کثیر) کفار جن بتوں کی پوجا کرتے تھے ان کو اپنا سفارشی سمجھتے۔ قرآن نے انہی کا رد کیا۔ (قرطبی)

ف۵ "عبادت" کے معنی "پوجا کرنا" بھی ہیں اور پوری زندگی "عبد" یعنی اس کا فرمانبردار بندہ بن کر گزارنے کو بھی عبادت کہا جاتا ہے اور حاجت روائی کے لئے کسی غائبانہ طاقت کے پکارنے کو بھی عبادت کہا جاتا ہے۔ قرآن نے ہر قسم کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا ہے۔ پس "فَاعۡبُدُوۡهُ" کے معنی ہیں اسی کی پوجا کرو۔ اسی کو مشکلات دُور کرنے کے لئے پکارو اور پوری زندگی اسی کی بندگی میں بسر کرو۔ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی اگر تم کسی اور کی بندگی اختیار کرو گے تو گویا اسے خدا کی خدائی میں شریک ٹھہراؤ گے۔

ف۶ اگر تم ذرا بھی غور و فکر سے کام لو تو تمہیں یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ صرف خدا کی ہستی ہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کے علاوہ جن کی بندگی کرتے ہو یا جن کے سامنے ماتھے رگڑتے ہو یا نذر نیازیں پیش کرتے ہو وہ یا تو تم ہی جیسے بے کس و لاچار انسان ہیں یا وہ بت ہیں جنہیں اگر کوئی توڑ دے تو اپنی حفاظت تک نہیں کر سکتے۔ کیا تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟

ف۷ جو ذات تمہیں شروع میں پیدا کرتی ہے یعنی عدم سے وجود میں لاتی ہے کیا اس کے لئے یہ مشکل ہے کہ تمہارے مر جانے کے بعد تمہیں دوبارہ زندگی دے۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۸ یعنی ہر روز بتدریج گھٹتا بڑھتا ہے۔ (وحیدی)

ف۹ کیونکہ جن لوگوں کو سمجھ نہیں ان کو یہ بیان کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ (وحیدی)

ف۱۰ یا نہیں ڈرتے ہمارا اس کے ثواب کی کچھ طمع نہیں رکھتے بلکہ دنیا کی طرف مائل ہیں۔ (کبیر) یعنی آخرت اور اس میں ہونے والے حشر و نشر پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے اس کا کوئی ڈر اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی ان سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے اور نہ ان پر کچھ غور و فکر کرتے ہیں۔ اگر ان آیات سے آیاتِ قرآنی مراد ہوں تو معنی یہ ہوں گے کہ ہمارے احکام سے غفلت برتتے ہیں اور ان کی بجا آوری نہیں کرتے۔ (ابن کثیر) ف۲ بدبخت اور شقی لوگوں کی حالت بیان کرنے کے بعد اب نیک بخت اور سعید لوگوں کی حالت بیان فرمائی۔ (کبیر) مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ایمان لانے کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی رہنمائی ہوگی حتیٰ کہ وہ پل صراط سے گزر کر سیدھے جنت میں پہنچ جائینگے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بایمانھم میں "با" "استعانت کے لئے ہو جیسا کہ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اُن کے سامنے نور ہوگا جس کی مدد سے وہ چلیں گے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل ایک نہایت حسین اور خوشبودار صورت میں اس کے سامنے آئے گا۔ وہ اسے دیکھ کر کہے گا "تم کیا چیز ہو؟ اللہ کی قسم میں تو تمہیں سراسر ایک سچا آدمی دیکھ رہا ہوں۔" وہ کہے گا: میں تمہارا عمل ہوں۔" پھر وہ اس کی نور اور جنت تک رہنمائی کرے گا۔ اس کے برعکس جب کافر اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل ایک نہایت مکروہ اور بدبودار صورت میں اس کے سامنے آئیگا وہ اس سے کہے گا تم کیا چیز ہو؟ میں تو تمہیں سراسر ایک بُرا آدمی دیکھ رہا ہوں" وہ کہے گا: میں تمہارا عمل ہوں پھر وہ اسے لے کر جہنم میں جا پھینکے گا۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی جنت میں جنتی لوگوں کی عبادت تسبیح و تحمید ہوگی جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يُلْهَمُوْنَ الْحَمْدَ وَالتَّسْبِيْحَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ اَنْفَاسَكُمْ۔ کہ اہلِ جنت کے دلوں میں حمد و تسبیح کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح یہاں تم کو سانس لینے کا الہام ہوتا ہے یعنی وہاں طبعی تقاضے کے تحت تسبیح و تحمید کریں گے۔ بعض روایات میں یہ بھی منقول ہے کہ جب اہلِ جنت "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کہیں گے تو ان کے پاس ہر وہ چیز آجائے گی جس کی وہ اپنے رب سے خواہش کریں گے اور نیز تابعینؒ سے منقول ہے کہ جب اہلِ جنت کو کسی چیز کی خواہش ہوگی تو وہ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کہینگے اسی وقت خدمتگار ان کے سامنے وہ چیز لے کر حاضر ہوجائینگے جس کی وہ خواہش کریں گے مگر اہلِ تحقیق کے نزدیک یہ آثار صحیح نہیں ہیں۔ (کبیر) شاہ صاحب لکھتے ہیں: اوّل عجائب نعمتیں دیکھ کر کہیں گے پاک ذات یعنی سبحان اللہ اور جنت میں طور ملاقات یہی ہے۔ السلام علیکم جو دنیا میں مسلمان کرتے ہیں۔ (موضح)

ف۴ یعنی اللہ کا غضب نازل ہو اور وہ فوراً ہلاک ہوجائیں۔ ابتدا سورہ سے منکرین نبوت کے شبہات اور ان کے جوابات کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ یہاں سے ان کے دوسرے شبہ کا جواب دیا جارہا ہے۔ وہ کہا کرتے: اے اللہ! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو ہم پر یا تو پتھر کی بارش ہو یا کوئی دوسرا دردناک عذاب آجائے" اس آیت میں اسی شبہ کا جواب دیا ہے کہ اگر ایسا ہی ہو تو وہ فوراً ہلاک ہوجائیں۔ (کبیر) بعض علما نے اس کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔ انسان جب اپنے لئے یا دوسروں کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو اسے جلد قبول فرماتا ہے لیکن جب غصے یا رنج میں آکر اپنے منہ سے اپنے یا اپنے بچوں یا دوسروں کے لئے بددعا کے کلمات نکالتا ہے تو وہ انہیں قبول نہیں فرماتا بلکہ ڈھیل اور مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ اپنی اصلاح کرلیں اور اگر ایسا کرے تو لوگ جلد ہی ہلاک ہوجائیں۔ (کبیر۔ ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی آدمی چاہتا ہے کہ نیکی کا بدلہ شتاب ملے یا نیک دعا شتاب لگے۔ سو اگر حق تعالیٰ شتاب کرے تو انسان اپنی بدی کے وبال سے فرصت نہ پاوے مگر اللہ تعالیٰ کا دونوں میں تحمل ہے تاکہ نیک لوگ تربیت پاویں اور بد لوگ غفلت میں پڑے رہیں۔ (از موضح)

ف۵ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے، اور اپنے مالوں (غلاموں اور جانوروں) کے لئے بددعا نہ کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی ایسے وقت میں بددعا کردو جس میں اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلے اور تم تباہ ہوجاؤ۔ (ابو داؤد)

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾

زندگانی دُنیا کے اور آرام پکڑا ساتھ اس کے اور جو لوگ کہ وہ نشانیوں ہماری سے غافل ہیں

ہی کی زندگی پر خوش ہیں اور اسی سے اُن کی خاطر جمع ہے اور جو لوگ ہماری (قدرت کی) نشانیوں سے غافل ہیں ف۱

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

یہ لوگ جگہ رہنے اُن کے کی آگ ہے بسبب اس کے کہ تھے کماتے تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کیے

اُن لوگوں کا ٹھکانا اُن کے کاموں کی سزا میں دوزخ ہے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کیے ان کا

الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ

نیک راہ دکھاوے گا اُن کو رب اُن کا بسبب ایمان اُن کے کے چلیں گی نیچے اُن کے سے نہریں بیچ بہشتوں

مالک ایمان کی وجہ سے اُن کو (جنت کا راستہ دکھائے گا ف۲ اُن کے تلے (ہروقت) عیش کے باغوں میں نہریں پڑی بہ رہی ہونگی)

النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ

نعمت کے پکارنا اُن کا ہے بیچ اس کے پاکی ہے تجھ کو یا اللہ اور دعا ملاقات اُن کی کی بیچ اس کے سلام ہے اور آخر

ان کی پکار (اپنے خادموں کو) یہ ہوگی سبحانک اللھم (تیری ذات پاک ہے یا اللہ) اور (آپس میں) اُنکی ملاقات سلام اور اخیر پکار ان کی یہ ہوگی الحمد

دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ

پکارنا اُن کا یہ ہے کہ سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا اور اگر شتاب دیوے اللہ لوگوں کو بُرائی جیسا

للہ رب العالمین (یعنی ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے) ف۳ اور جس طرح سے اللہ تعالیٰ اُنکی بھلائی کی دعا جلدی قبول کرلیتا ہے اگر بُرائی کی

اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

جلدی مانگتے ہیں یہ بھلائی کو البتہ پوری کی جاوے طرف اُن کی اجل اُن کی پس چھوڑ دیتے ہیں ہم اُن لوگوں کو کہ نہیں امید رکھتے

بھی اُسی طرح جلدی سے قبول کرلے تو ان کی عمر ہی پوری ہوجائے ف۴ لیکن ہم بُرائی کی دُعا جلدی قبول نہیں کرتے) اور جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی اُمید نہیں ہے (وہ حشر نشر کے

لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ

ملاقات ہماری کی بیچ سرکشی اپنی کے سرگردان ہوتے ہیں اور جب لگتی ہے آدمی کو بُرائی پکارتا ہے ہم کو اوپر کروٹ اپنی کے

کے قائل نہیں ہیں) اُن کو ہم اپنی شرارت میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں ف۵ اور جب آدمی کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا یا بیٹھا یا کھڑا (ہر حال میں) ہم کو پکارتا

اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ

یا بیٹھے یا کھڑے پس جب کھول دیتے ہیں ہم اس سے ایذا اس کی چلا جاتا ہے جیسے کہ نہ پکارا تھا ہم کو طرف ایذا کی

ہے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کردیتے ہیں تو وہی چال چلتا ہے جیسے کسی تکلیف میں جو اُس کو پہنچی تھی ہم کو اُس نے پکارا ہی نہ تھا

مَّسَّهٗ ۚ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

کہ پہنچی تھی اس کو اسی طرح زینت دیا گیا ہے واسطے حد سے نکل جانے والوں کے جو کچھ کہ تھے وہ کرتے اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہم نے قرنوں کو

ف۶ ایسے ہی حد سے بڑھ جانے والوں کو اُن کے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں ف۷ اور تم سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو غارت کر دیا

مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۚ

پہلے تم سے جب ظلم کیا انہوں نے اور آئے تھے اُن کے پاس پیغمبر اُن کے ساتھ دلیلوں کے اور نہ تھے کہ ایمان لاویں

جب وہ ظالم بن گیے اور اُن کے پیغمبر اُن کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے (اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر کردی تھی) ہم

ف۶ اس آیت میں انسان کے انتہائی عجز اور ضعف کی طرف اشارہ ہے جس سے اوپر کی آیت کے مضمون کی تاکید مقصود ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے تو انسان فوراً ہلاک ہوجائیں۔ (کبیر) مطلب یہ ہے کہ انسان اس قدر عاجز اور ناتواں ہے کہ جونہی کوئی تکلیف پہنچتی ہے لیٹے بیٹھے ہر حال میں اللہ کو پکارتا ہے لیکن اس کی بے وفائی کا یہ عالم ہے کہ جونہی تکلیف دور ہوتی ہے اسی غرور میں بدمست ہوجاتا ہے اور اپنی تکلیف اور مصیبت سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتا۔ حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ سکھ اور چین کی گھڑی میں اللہ کو یاد کرو وہ سختی اور تکلیف کی گھڑی میں تمہیں یاد رکھے گا۔ (فتح القدیر) ف۷ یعنی شیطان نے ان کے بُرے کاموں کو ان کی نظر میں بھلا کر دکھایا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اسے سمجھیں اور اپنی اس روش سے باز آجائیں۔

ف۱ اور پربتایا کسان کی بددعا اور طلب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نہ اترنے میں سراسر اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ پھر ان کا حال یہ ہے کہ تکلیف نازل ہونے پر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کرنے لگتے ہیں۔ اب یہاں انہیں تہدید کہ تمہاری بداعمالیوں کے باوجود اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب ٹل جائے تو تمہیں بے فکر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ایک نہ ایک دن ان بداعمالیوں کی سزا تو مل کر ہی رہے گی۔ تمہیں چاہئے کہ پہلی مجرم قوموں کے حالات پر غور کرو کہ آخر ان کا انجام کیا ہوا۔ (کبیر۔ ابن کثیر) ف۲ یعنی اگر تم بھی ان کی طرح ظلم و شرارت پہ کمر بستہ رہو گے تو تمہاری تباہی بھی یقینی ہے

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ

اسی طرح سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو ف۱ پھر کیا ہم نے تم کو جانشین بیچ زمین کے پیچھے

گنہگار لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر ان کے (تباہ ہونے کے) بعد ہم نے تم کو ان کا جانشین بنایا اس لیے کہ ہم دیکھیں تم کیسے کام

بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ

اُن کے تا کہ دیکھیں ہم کیونکر کرتے ہو اور جب پڑھی جاتی ہیں اُوپر اُن کے نشانیاں ہماری ظاہر کہتے ہیں وہ لوگ کہ

کرتے ہو ف۲ اور جب اُن لوگوں کو ہماری صاف صاف آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن کو ہم سے ملنے کا خیال نہیں (قیامت کے منکر ہیں) وہ (اے پیغمبر)

لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ

نہیں اُمید رکھتے ملاقات ہماری کی لے آ قرآن سوائے اس کے یا بدل ڈال اس کو کہہ کہ نہیں ممکن واسطے میرے یہ کہ بدل ڈالوں میں

تجھ سے کہتے ہیں اس (قرآن) کے سوا اور کوئی قرآن لے آ یا اسی کو بدل ڈال ف۳ کہہ دے میرا کیا مقدور ہے جو اپنی طرف سے اس کو بدل ڈالوں میں تو

مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

اس کو طرف جی اپنے کی سے نہیں پیروی کرتا ہوں میں مگر اس چیز کی جو وحی کی گئی ہے طرف میری تحقیق میں ڈرتا ہوں میں اگر نافرمانی کروں میں پروردگار اپنے کی

حکم کا تابعدار ہوں جو مجھ پر آتا ہے میں اگر اپنے مالک کی نافرمانی کروں تو بڑے دن (قیامت) کے عذاب

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ

عذاب دن بڑے کے سے کہہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ نہ پڑھتا میں اس کو اُوپر تمہارے اور نہ بتاتا اللہ تعالیٰ تم کو ساتھ اس کے پس تحقیق

سے ڈرتا ہوں (اے پیغمبر) کہہ دے اگر خدا چاہتا کہ میں (قرآن نہ سناؤں) تو میں اس کو پڑھ کر تم کو نہ سناتا اور نہ اس کی خبر کرتا میں

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

رہا تھا میں بیچ تمہارے ایک عمر پہلے اس سے کیا پس نہیں سمجھتے پس کون شخص بہت ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھ لیوے اُوپر

تو اس (نبوت) سے پہلے مدتوں تم میں رہ چکا ہوں کیا تم کو عقل نہیں ف۴ تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی

اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے جھوٹ یا جھٹلائے نشانیوں اس کی کو تحقیق بات یہ ہے کہ نہیں چھٹکارا پاتے گنہگار اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے

آیتوں کو جھٹلائے بیشک (ایسے) گنہگار مراد کو پہنچنے والے نہیں ف۵ اور یہ (مشرک) اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کو پوجتے ہیں جو نہ اُن کا نقصان

مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ

اس چیز کو کہ نہیں ضرر دیتی ان کو اور نہ نفع دیتی ان کو اور کہتے ہیں یہ شفاعت کرنے والے ہیں ہماری نزدیک خدا کے ف۶ کہہ

کر سکتے ہیں نہ فائدہ (یعنی بُت) اور کہتے ہیں اللہ کے پاس یہ ہمارے سفارشی ہوں گے (اے پیغمبر) کہہ دے کیا تم اللہ کو وہ بات بتلاتے ہو

اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

خبر دیتے ہو اللہ کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمین کے پاکی ہے اس کو اور بلند ہے اس چیز

جس کو نہ وہ آسمانوں میں پہچانتا ہے نہ زمین میں ف۷ وہ اُن کے شرک سے پاک اور برتر ہے ف۸

يُشْرِكُوْنَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں اور نہ تھے لوگ مگر جماعت ایک پس اختلاف کیا ف۹ اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ پہلے ہو گئی ہے

اور (شروع میں) لوگ ایک ہی راہ پر تھے پھر جُدا جُدا (مذہب) ہو گئے اور اگر اللہ تعالیٰ کی ایک بات آ گے نہ ہو چکی ہوتی تو

ف۳ اس آیت میں نبوت پر ان کے تیسرے شبہے کا جواب ہے (کبیر) مطلب یہ ہے کہ مشرکین آنحضرتؐ پر تہمت لگاتے کہ یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر لے آتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے تجربہ اور امتحان کے لئے یا استہزا کے طور پر آنحضرتؐ سے مطالبہ کیا کہ اس قرآن کے علاوہ ایک دوسرا قرآن بھی بنالاؤ جس میں ہمارے بتوں کی مذمت نہ ہو اور یا اسی میں کچھ رد و بدل کردو اور ہمارے عقائد و رسوم کے رد اور بتوں کی مذمت پر جو آیات مشتمل ہیں ان کو نکال دو۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کا جواب دیا ہے کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ انہیں بتادیں کہ میں وحی الٰہی کے تابع ہوں اور اپنے پاس سے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔ (رازی)

ف۴ اس آیت کا تعلق بھی اسی جواب سے ہے یعنی میری پہلی ساری زندگی تمہارے سامنے ہے اس پوری مدت میں نہ تو میں نے کسی سے تربیت حاصل کی ہے نہ کسی کی صحبت میں رہا ہوں اور نہ کبھی جھوٹ ہی بولا ہے تم سب مجھے "امین" کہہ کر پکارتے ہو تو کیا میں اب یکایک اتنا ماہر اور جھوٹا بن گیا ہوں کہ اس قرآن کو خود تصنیف کرکے تمہارے سامنے خدائی کلام کے نام سے پیش کردوں۔ لہٰذا اگر اس قرآن کو خود میری تصنیف کردہ کتاب قرار دے کر جھٹلا رہے ہو تو جھٹلانے سے پہلے کچھ تو عقل سے کام لو اور میری گزشتہ زندگی پر خوب غور کرلو۔ (از کبیر)

ف۵ یعنی اگر یہ قرآن خود میں نے تصنیف کرلیا ہے جیسا کہ تم سمجھتے ہو تو میں نے خدا پر بہتان باندھا جس کے برابر کوئی گناہ نہیں۔ مگر اس کا خدا کی طرف سے ہونا اور بہ کمال دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر تم نے اس کی آیات کو جھٹلایا تو تم سے بڑھ کر کوئی گنہگار نہیں اور ایسے گنہگار اور مجرم کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ (کبیر)

ف۶ یہی حال ہمارے زمانہ کے ان لوگوں کا ہے جو پیروں فقیروں کو مانتے ہیں اور مردہ اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ کرتے اور ان پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ انہیں سمجھانے کے لئے جب کوئی بات کہی جاتی ہے تو وہ یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم اُن بزرگوں کو یہ سمجھ کر تو سجدہ نہیں کرتے اور نہ ان سے مرادیں مانگتے ہیں کہ یہ خود خدا ہیں بلکہ انہیں صرف خدا کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا خدا پر اتنا زور ہے کہ وہ اُن کی کوئی سفارش رد نہیں کرسکتا۔ اسی چیز کا جواب اگلے جملہ میں دیا جارہا ہے۔ (وحیدی)

ف۷ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پہچانتا ہے۔ اگر معاذ اللہ تمہارے یہ بت یا زندہ و مُردہ معبود اس کے شریک یا اس کے سفارشی ہوتے تو وہ انہیں بھی ضرور پہچانتا اور جب وہ ان کے سفارشی ہونے سے انکار کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں اور تمہارا انہیں ماننا، انہیں سجدہ کرنا، ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھانا اور ان سے مرادیں طلب کرنا قطعی بے ہودہ اور لغو فعل ہے۔

ف۸ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ اسے کسی شریک کی ضرورت ہے کیونکہ وہ خود اتنا علیم و حکیم اور عزیز و غالب ہے کہ پوری کائنات کا نظام محض اس کے اشارے اور حکم پر چل رہا ہے۔ کسی دوسری ہستی کی اس کے سامنے کوئی مجال نہیں ہے ف۹ اس زمانے کے ملحد فلسفیوں اور تاریخ دانوں کے برعکس قرآن یہ بار بار اعلان کرتا ہے کہ انسانیت کی ابتدا کفر یا شرک سے نہیں بلکہ خالص توحید سے ہوئی۔ ابتدا میں تمام انسان ایک ہی دین ۔ اسلام ۔ رکھتے تھے اور ایک ہی ان کی ملت تھی لیکن آہستہ آہستہ انہوں نے اس دین سے انحراف کیا اور آپس میں اختلاف کرکے اپنی مرضی کے ادیان اور قوانین گھڑ لئے۔ (نیز دیکھئے بقرہ آیت ۲۱۳)

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

پروردگار تیرے سے البتہ فیصل کیا جاتا درمیان ان کے بیچ اس چیز کے کہ بیچ اسکے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتاری گئی اوپر اُس کے

جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اُن کا فیصلہ (کب کا) ہوگیا ہوتا ف۱ اور یہ (مکہ کے مشرک) کہتے ہیں اس پیغمبر پر (اگر یہ سچا پیغمبر ہے) اُس کے مالک کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری

اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٢٠﴾

نشانی پروردگار اس کے سے ف۲ پس کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم غیب واسطے خدا کے ہے پس انتظار کرو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے انتظار کرنے والوں سے ہوں

کہدے غیب کی خبر اللہ ہی کو معلوم ہے ف۳ اور بس تو انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں ف۴ اور جب

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ

اور جس وقت چکھاتے ہیں ہم لوگوں کو رحمت پیچھے سختی کے کہ لگی ہو ان کو ناگہاں ان کو مکر ہوتا ہے بیچ نشانیوں ہماری کے

لوگوں کو تکلیف لگ جاتی ہے اس کے بعد ہم اُن کو اپنی مہربانی کا (مزہ) چکھاتے ہیں (آرام اور راحت دیتے ہیں) تو ہماری آیتوں میں چال بازی

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ

کہہ کہ اللہ بہت جلد کرنے والا ہے مکر ف۵ تحقیق بھیجے ہوئے ہمارے لکھتے ہیں جو کچھ مکر کرتے ہو تم وہی ہے جو چلاتا ہے تم کو

کرنے لگتے ہیں (اے پیغمبر) کہدے اللہ کی چال بہت تیز ہے اور ہمارے فرشتے تمہاری چالیں سب لکھتے جاتے ہیں ف۶ وہی خدا ہے جو خشکی اور تری (زمین اور پانی)

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا

بیچ جنگل کے اور دریا کے یہاں تک کہ جب ہوتے ہو تم بیچ کشتیوں کے اور جاری ہوتی ہیں کشتیاں ساتھ ان کے ساتھ باؤ اچھی کے اور خوش ہوتے

میں تم کو لیے پھرتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور موافق ہوا سے وہ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں اور لوگ اُس پر خوش ہو جاتے ہیں

بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

ہیں ساتھ اس کے آجاتی ہے اُن کشتیوں کو باؤ تند اور آتی ہے اُن کو موج ہر مکان سے اور جانتے ہیں یہ کہ

(یک بیک) زور کی آندھی چلنے لگتی ہے اور ہر طرف سے پانی کی لہر اُن پر آپہنچتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب (بلا میں) گھر گئے (طوفان سے ہلاک ہوئے)

اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ

گھیرا گیا اُن کو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کر کر واسطے اس کے عبادت اگر نجات دے گا تو ہم کو اس البتہ ہوں گے

پس (اس وقت) خالص خدا ہی کو مان کر اس سے دعا کرنے لگتے ہیں (اے خدا) اگر تو ہم کو اس بلا سے چھڑا دے تو بیشک ہم (تیرے) شکر گزار

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا

ہم شکر کرنے والوں سے پس جب نجات دی ان کو ناگہاں وہ سرکشی کرتے ہیں بیچ زمین کے ناحق اے

ہوں گے ف۷ پھر جب خدا اُن کو (اس مصیبت سے) چھڑا دیتا ہے تو مُلک میں ناحق کی شرارت کرنے لگتے ہیں ف۸ لوگو تمہاری

النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ

لوگو سوائے اس کے نہیں کہ سرکشی تمہاری اوپر جانوں تمہاری کے ہے سے لے لو فائدہ زندگانی دنیا کا پھر طرف ہماری ہے پھر آنا تمہارا

شرارت کا وبال خود تمہاری جان پر پڑے گا یہ دُنیا کی زندگی کا (چند روزہ) مزہ ہے پھر (آخر) تم کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے ہم تم کو جو تم

فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ

پس خبر دیں گے ہم تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے سوائے اس کے نہیں کہ مثال زندگانی دنیا کی مانند پانی کے ہے کہ اتارا ہم نے اس کو آسمان سے

کرتے تھے (اُس کی سزا دے کر) جتلا دیں گے ف۹ دُنیا کی زندگی کی مثال ف۱۰ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر زمین کا سبزہ اس کی وجہ سے

ف۱ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی یہ فیصلہ نہ کر لیا ہوتا کہ دنیا میں لوگوں کو مہلت دی جائے گی تاکہ اپنی عقل وفہم سے کام لے کر جس راستہ کو چاہیں اختیار کریں اور جس راستہ کو چاہیں چھوڑ دیں اور قیامت ہی کے دن انہیں ان کے اچھے یا بُرے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا تو کبھی کا اللہ تعالیٰ حقیقت کو بے نقاب کر کے ان لوگوں کو پکڑ چکا ہوتا جو ایمان کا راستہ چھوڑ کر کفر و شرک کے راستہ پر چل رہے ہیں۔ (از ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۲ مثلاً مکہ کے سب پہاڑ سونے کے کر دیتا یا ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کرتا یا کوئی فرشتہ اُتار دیتا جو ہمارے ساتھ بازاروں اور گلی کوچوں میں چل پھر کر اعلان کرتا کہ واقعی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ ہی نے اپنا پیغمبر بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔

ف۳ یعنی اس کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا۔ لہٰذا مجھے معلوم نہیں کہ وہ اس قسم کی کوئی نشانی اتارے گا کہ نہیں۔ اور اگر اتارے گا تو کب اتارے گا۔ نشانی اتارنا یا نہ اتارنا اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ نشانی اتارے گا تب تم ایمان لاؤ گے تو بیٹھے انتظار کرتے رہو، میں بھی دیکھوں گا کہ تمہارا یہ مطالبہ پورا ہوتا ہے یا نہیں؟

ف۴ انہیں جھٹلاتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۵ اللہ کی چال سے مراد وہ سزا ہے جو وہ مشرکین کو ان کی مکاریوں اور چالبازیوں پر دیتا ہے اور وہ ہے اس کا انہیں ان کی باغیانہ روش پر چھوٹ دینا اور انہیں اپنے رزق اور نعمتوں سے نوازتے رہنا تاکہ وہ جی بھر کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے رہیں۔

ف۶ یعنی جب تمہارا نامۂ اعمال خوب سیاہ ہو جائے گا تو اچانک موت کا پیغام آجائے گا اور تم اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے دھر لئے جاؤ گے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اُٹھ کر اللہ پر رہتی ہے جب کام بن گیا تو لگا اسباب پر نگاہ رکھنے۔ سو ڈرتا نہیں کہ اللہ پھر ایک اسباب کھڑا کر دے۔ اسی تکلیف کا اس کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں۔ ایک اسی کی صورت آگے اور فرمائی۔ (موضح)

ف۷ اور اپنے تمام بتوں اور معبودوں کو بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کرتے ہیں (ابن کثیر)

ف۸ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کا حال بیان فرمایا مگر ہمارے زمانے کے بعض نام کے مسلمانوں کا حال اس سے بھی بدتر ہے ان پر جب کوئی بڑی مصیبت آتی ہے مثلاً دریا میں ڈوبنے یا آگ میں جلنے لگتے ہیں تو بھی شرک سے توبہ نہیں کرتے اور وہی "یا خواجہ خضر" یا علی مدد کا نعرہ لگاتے ہیں بلکہ مرتے اور ڈوبتے وقت بھی اللہ کو نہیں پکارتے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (از وحیدی)

ف۹ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مکر و فریب" عہد شکنی اور بغی (فساد و شرارت) ایسے کام ہیں جن کا وبال ان کے کرنیوالوں پر ہی پڑتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (در منثور) نیز حدیث میں ہے کہ یہ گناہ ایسے ہیں کہ دنیا میں بھی ان کی سزا ملے گی اور آخرت میں بھی (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی یہ دنیا جس کی لذتوں میں بدمست ہو کر تم ہماری آیتوں کو جھٹلا رہے ہو، غیر ثابت اور جلد فنا ہو جانے میں اس کی مثال ایسی ہے ......

ف۱ یعنی اس سے فائدہ اٹھانے اور اس سے غلے، میوے اور سبزیاں اگانے کی ہمیں پوری قدرت حاصل ہے۔ ف۲ یعنی پک کر زرد ہوگئی پھر ٹڈی یا کوئی فوج آپڑی کہ کچی کاٹ ڈالی یعنی موت ناگہانی آتی ہے۔ (از موضح) ف۳ یہی مثل انسانی زندگی کا ہے۔ روح پانی کی طرح آسمان سے اترتی ہے بدن اس سے مل کر خوب پھلتا پھولتا ہے جب جوانی پر آتا ہے، علم و ہنر سیکھتا ہے اور امید ہو جاتی ہے کہ چند روز جی کر مزے اڑائیں گے تو یکایک موت آتی ہے اور تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیتی ہے اور ایسے معلوم ہوتے ہیں کانھا لعہ تکن اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز اس شخص کو جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال تھا آگ میں ایک غوطہ دے کر نکالا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا "کیا تم نے کبھی خوشحالی دیکھی؟" وہ جواب دے گا "نہیں"۔ پھر اس شخص کو جو دنیا میں سب سے بدحال تھا، نعمت (جنت) میں غوطہ دے کر نکالا جائیگا پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تم نے کبھی بدحالی دیکھی؟ وہ جواب دے گا "نہیں"۔ (ابن کثیر)

ف۴ تاکہ ان پر غور کریں اور ان سے سبق لیں۔

ف۵ اوپر کی آیت میں دنیا اور اس کے سرعت زوال کا ذکر کر کے لوگوں کو اس کی طرف مائل ہونے سے نفرت دلائی۔ اب اس آیت میں جنت کی ترغیب دی اور جنت کا نام "دار السلام" کہا یعنی جو ہر قسم کے آفت و آلام سے پاک ہے اور اس میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ فرشتے ہر طرف سے اس میں سلام کریں گے اور اہل جنت بھی ایک دوسرے کو سلام کا تحیہ پیش کریں گے۔ تحیتهم فیها سلام اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے ذریعہ لوگوں کو جنت کی دعوت دی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری اور میری امت کی مثال ایسی ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک محل بنایا پھر اس میں ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا اور لوگوں کو بلانے کے لئے اپنا ایک قاصد بھیجا۔ بعض لوگوں نے اس قاصد کا کہا مانا (اور محل میں آکر خوب مزے مزے کے کھانے کھائے) اور بعض لوگوں نے اس کی بات نہ مانی (اور کھانوں سے محروم رہے)۔ اس مثال میں بادشاہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، محل سے مراد جنت اور قاصد سے مراد میں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ لہٰذا جو آپؐ کی بات مانے گا وہ اسلام میں داخل ہوگا اور جو اسلام میں داخل ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ اس کی نعمتوں سے لذت اندوز ہوگا۔

ف۶ جنت کی دعوت دینے کے بعد اس کی سعادتوں کا ذکر فرمایا (کبیر) اس آیت کریمہ میں "الحسنٰی" سے مراد جنت اور اس کی نعمتیں ہیں اور "زیادة" سے اللہ تعالیٰ کا دیدار جیسا کہ متعدد صحیح احادیث میں آنحضرتؐ نے اس کی یہی تفسیر فرمائی ہے مثلاً حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت کی اور پھر فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی کرنیوالا پکارے گا۔ "اے جنت والو! اللہ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا وہ اسے آج پورا کرنا چاہتا ہے۔ وہ عرض کریں گے وہ کونسا وعدہ ہے کیا اس نے ہمارے موازین (نیک اعمال کے تول) بھاری نہیں کر دیئے؟ کیا اس نے ہمیں سرخرو بنا کر جنت میں داخل اور آگ سے محفوظ نہیں کر دیا۔ اس وقت پردہ اٹھے گا اور اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اللہ کی قسم رویت باری تعالیٰ سے زیادہ پسندیدہ اور آنکھوں کو سرور بخشنے والی چیز ان کے لئے کوئی نہ ہوگی۔ (مسلم) اس بنا پر اکثر صحابہؓ، تابعینؒ اور بعد کے علما نے بھی اس کی یہی تفسیر کی ہے۔ (نیز دیکھئے سورہ القیامہ آیت ۲۳)

ف۷ اوپر محسنین کا ذکر فرمایا اب ان لوگوں کی حالت بیان کی جو سیئات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (کبیر) دراصل تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر دنیا میں

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ

پس مل گئی ساتھ اس کے روئیدگی زمین کی اس چیز سے کہ کھاتے ہیں لوگ اور چار پائے یہاں تک کہ جب پکڑتی ہے

(خوب) گھنا ہرا نکلا کچھ آدمیوں کے کھانے کا کچھ جانوروں کا یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار پورا کر لیا

الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا

زمین بناؤ اپنا اور زینت پکڑتی ہے اور جانتے ہیں لوگ اس کے یہ کہ وہ قادر ہیں اوپر اس کے آتا ہے اس پر حکم ہمارا ف۲

اور دلھن کی طرح بن سنور گئی (اور وہاں کے رہنے والے سمجھے کہ اب کیا ہے ف۱ لے ڈالا (ایک ہی ایکا) رات یا دن کو ہمارا عذاب اس پر آن

لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

رات کو یا دن کو پس کر دیتے ہیں ہم اس کو کٹی ہوئی گویا کہ نہ بسے تھے کل کو اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم

پہنچا ہم نے کاٹ کر (ساری کھیتی تباہ کر کے) اس کو ایسا کر دیا جیسے کل وہاں کھیت ہی نہ تھا ف۳ (جیسے ہم نے یہ مثال بیان کی) ایسے ہی ہم سوچنے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

نشانیوں کو واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پکارتا ہے طرف گھر سلامتی کی ف۵ اور راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے

والوں کے لیے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں ف۴ اور اللہ (لوگوں کو) اس گھر کی طرف بلاتا ہے جو (ہلاکت اور تباہی سے) بچا ہوا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھی

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ

طرف راہ سیدھی کے واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کرتے ہیں نیکی ہے اور زیادتی ہے اور نہ ڈھانکے گی منہ ان کے کو

راہ پر لگا دیتا ہے جن لوگوں نے بھلائی کی ان کو بھلائی (اس کے بدلے میں) ملے گی اور کچھ بڑھ کر بھی ف۶ اور ان کے چہروں پر نہ کالک چھائے گی اور نہ

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا

سیاہی اور نہ ذلت یہ لوگ رہنے والے بہشت کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جن لوگوں نے کہ کمائیں

رسوائی (بلکہ خوشی اور روشنی) یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (یعنی جنت میں) اور جن لوگوں نے برائیاں کیں تو برائی

السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

برائیاں بدلا برائی کا مانند اسی کی ہے اور ڈھانکے گی ان کو ذلت نہیں واسطے ان کے اللہ سے کوئی

کا بدلہ ویسی ہی برائی (ان کو برائی سے بڑھ کر سزا نہ ملے گی) اور رسوائی ان پر چھا جائے گی اللہ سے ان کو کوئی بچانے والا

عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

بچانے والا گویا کہ اڑھائے گئے ہیں منہ ان کے ٹکڑے رات اندھیری کے یہ لوگ رہنے

نہیں ف۷ جیسے ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں وہ

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

والے آگ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جس دن اکٹھا کریں گے ہم ان سب کو پھر کہیں گے ہم واسطے ان لوگوں کے کہ شریک لائے تھے

ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے (یعنی قیامت کے دن) پھر ہم مشرکوں سے کہیں گے تم اور

مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا

کھڑے رہو مکان اپنے پر تم اور شریک تمہارے پس جدا جدا کر دی ہم نے درمیان ان کے اور کہا شریکوں ان کے نے نہیں تھے تم ہم کو

جن کو تم نے (خدا کا) شریک بنایا تھا اپنی جگہ ٹھہرے رہو ف۸ پھر ان کے آپس میں ہم بگاڑ کر دیں گے ف۹ اور جن کو انہوں نے (خدا کا) شریک بنایا تھا وہ (اپنے

انسان بہت سے سہارے تلاش کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کے ذریعہ میں نے اپنی مراد حاصل کرلی ہے مگر آخرت میں اس قسم کے اسباب سب ختم ہو جائیں گے اور ہر ایک کو یقین ہو جائے گا کہ اب اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے جیسا کہ سورہ قیامہ میں ہے "كَلَّا لَا وَزَرَ، اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ" ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور رب ہی کے پاس اس روز ٹھکانا ہوگا۔ (ابن کثیر) ف۸ اس آیت میں بھی کفار کی فضیحت کا بیان ہے۔ (کبیر) یعنی مشرکین اور ان کے معبودوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیں گے تاکہ ان کے معاملے کا فیصلہ کیا جائے۔ ف۹ یعنی ان کے درمیان دنیا میں جو دوستی یا عبدیت و معبودیت کا تعلق تھا وہ منقطع ہو جائے گا مطلب یہ ہے کہ مشرکین تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بت ہمارے شفیع بنیں گے مگر یہ قیامت کے دن ان سے اظہار برأت کرینگے اس میں مشرکین کی انتہائی رسوائی کی طرف اشارہ ہے۔ (کبیر)

ف۱ جتنے مشرک ہیں وہ درحقیقت اپنے خیال اور وہم یا شیطان کی پرستش کرتے ہیں گو نام نیک لوگوں کا لیتے ہیں۔ قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ وہ نیک لوگ ان سے کس قدر بیزار ہوں گے۔ (از موضح) اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن ان معبودوں کا یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ تم ہماری پرستش نہیں کرتے تھے اور چونکہ ان کے ظاہری معبود بے حس بت تھے اس لئے ان کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔ پس ان دونوں جملوں میں تعارض یا تضاد نہیں ہے۔ (کبیر)

تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ

عبادت کرتے پس کفایت ہے ہم کو اللہ شاہد درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے تحقیق تھے ہم عبادت تمہاری

پوجنے والوں سے کہنے لگیں گے (تم جھوٹے ہو تم ہم کو نہیں پوجتے تھے) تو ہم میں تم میں اللہ کی گواہی بس ہے ہم کو تمہارے پوجنے کی (مطلق) خبر نہ تھی ف۱ اس جگہ

لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ

سے غافل اس جگہ آزمائے گا ہر ایک جی کو جو پہلے کیا تھا اور پھیرے جاویں گے طرف اللہ کی مالک اپنے

ہر شخص جانچ لے گا ف۲ جو (عمل) اس نے آگے بھیجا ف۳ اور (سب لوگ) اپنے سچے مالک خدا کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جتنی (باتیں)

الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ

حق کی اور کھویا جاوے گا ان سے جو کچھ کہ تھے باندھ لیتے کہہ کہ کون شخص رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور

جھوٹ باندھتے تھے وہ (سب) ہوا ہو جائیں گی (اے پیغمبر ان لوگوں سے) پوچھ تو بھی تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے ف۴

الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

زمین سے یا کون شخص ہے کہ مالک ہے سننے کا اور دیکھنے کا اور کون شخص نکالتا ہے زندے کو مردے سے اور نکالتا ہے

اور (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے ف۵ اور مردے سے زندہ اور زندے سے مردہ کون نکالتا ہے ف۶ اور (دنیا کے)

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾

مردے کو زندے سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی پس البتہ کہیں گے اللہ پس کہہ آیا پس نہیں ڈرتے

کاموں کو کون چلاتا ہے (کون انتظام کرتا ہے) تو (اس کے جواب میں یہ مشرک ضرور کہیں گے کہ اللہ ف۷ پھر تو یہ کہہ اچھا تو پھر تم (شرک سے) کیوں نہیں بچتے ف۸

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

پس یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا حق ہے پس کیا ہے پیچھے حق کے مگر گمراہی پس کہاں سے پھیرے جاتے ہو

پھر بھی تو اللہ ہی تمہارا سچا مالک (جو یہ سب کام کرتا ہے) اور سچ بات معلوم ہو جانے پر اس کو نہ ماننا گمراہی نہیں تو پھر کیا ہے تم کدھر پھیرے جا رہے ہو ف۹

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ

اسی طرح ثابت ہوئی بات پروردگار تیرے کی اوپر ان لوگوں کے جو فاسق ہوئے یہ کہ وہ نہیں ایمان لاویں گے کہہ کہ کیا ہے

(اے پیغمبر) اسی طرح تیرے مالک کا فرمانا ف۱۰ ان گنہگاروں پر پورا ہوا کہ وہ ایمان لانے والے نہیں ف۱۱ (اے پیغمبر ان سے) پوچھ تمہارے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں میں کوئی

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى

شریکوں تمہارے میں سے وہ شخص کہ پہلی بار کرے پیدائش پھر دوبارہ کریگا اس کو کہہ کہ اللہ ہی پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کرتا ہے اس کو پس کہاں

ایسا بھی ہے جو مخلوق کو شروع میں پیدا کرے پھر (فنا کرکے) اس کو دوبارہ پیدا کرے کہہ دے اللہ شروع میں مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر (مار کر) دوبارہ انکو پیدا کریگا تو تم کدھر

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ

سے پلٹائے جاتے ہو کہہ کہ آیا ہے شریکوں تمہارے میں سے وہ شخص کہ راہ دکھاوے طرف حق کی کہہ اللہ راہ دکھاتا ہے طرف حق کی کیا پس وہ شخص کہ

الٹے جا رہے ہو ف۱۲ (اے پیغمبر ان سے) پوچھ تمہارے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو سچی راہ پر لگا سکے (وہ اس کا کیا جواب دیں گے تو ہی) کہہ دے اللہ سچی راہ پر لگاتا

يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى فَمَا

راہ دکھاتا ہے طرف حق کی بہت لائق ہے اس بات کا کہ پیروی کیا جاوے یا وہ شخص کہ آپ ہی نہیں راہ پاتا مگر یہ کہ راہ بتایا جاوے پس کیا ہے

ہے کیا جو سچی راہ پر لگاتا ہے اس کی تابعداری بہتر ہے یا اس کی جس کو خود راہ معلوم نہیں ف۱۳ مگر ہاں جب وہ راہ پر لگایا جائے تو

(کبیر)

ف۲ یعنی خوب جان لے گا اور مشاہدہ کر لے گا کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور اس کے اعمال کا اسے کیا بدلہ ملتا ہے۔ پس یہاں مجازاً ابتلا بمعنی انکشاف ہے۔ من قبیل اطلاق السبب علی المسبب۔

ف۳ مثلاً یہ کہ بت یا معبود اللہ کے مقرب ہیں اور یہ اللہ سے ہماری سفارش کریں گے تو ان کی سفارش لازماً قبول کی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ اس قسم کی تمام جھوٹی اور لغو باتیں ہوا ہو جائیں گی اور ان کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: قیامت کے دن ان لوگوں کے سامنے ان کے معبود لائے جائیں گے۔ وہ آگے آگے اور یہ ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے یہاں تک کہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (درمنثور) مگر اس حدیث پر یہ آیت اسی وقت شاہد بن سکتی ہے جبکہ "تبلو" کی بجائے "تتلو" پڑھا جائے۔ (ای تتبع کل نفس ما اسلفت) کیونکہ قیامت کے روز جنت یا جہنم کی طرف انسان کا عمل اس کی رہنمائی کرے گا۔ (رازی)

ف۴ بت پرستوں کے فضائح بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے بت پرستی کی تردید میں دلائل کا بیان شروع ہوا ہے۔ (کبیر) الغرض یہاں تین چیزوں کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اول یہ کہ رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کیونکہ رزق کا اصل سبب بارش اور زمین کی نباتات ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں جس سے ثابت ہوا کہ رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

ف۵ دوم حواس جن میں سب سے اشرف سمع اور بصر ہیں جو انسان کے علم کا ذریعہ بنتے ہیں اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اگر چاہے تو تمہیں اندھا بہرا کر دے۔ (کبیر)

ف۶ سوم۔ موت و حیاۃ۔ جیسے جاندار سے نطفہ یا سرسبز لہلہاتی کھیتی سے خشک دانہ وغیرہ۔

ف۷ اللہ تعالیٰ ہی ان تمام چیزوں کا مالک ہے اسی کا سب اختیار ہے اور اسی نے سب کو پیدا کیا ہے۔ الغرض دنیا و آخرت کی تمام خیرات اللہ کی رحمت اور اس کے احسان سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ (کبیر)

ف۸ یا اس سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر بتوں (یا بزرگوں) کو اس کی جناب میں اپنا وکیل اور وسیلہ سمجھ کر مانتے تھے اس سے کافر ہو گئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کے لئے عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ (سلفیہ)

ف۹ یعنی اس کے باوجود تمہارا دل کیسے مانتا ہے کہ حق کو چھوڑ کر گمراہی اور توحید کو چھوڑ کر شرک کی راہ اختیار کرو؟

ف۱۰ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کا رب ہونا ثابت ہوا یا جس طرح یہ ثابت ہوا کہ حق کے بعد گمراہی کے سوا کچھ نہیں یا جس طرح یہ ثابت ہوا کہ یہ لوگ راہ راست سے پھرے ہوئے ہیں۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۱۱ یعنی چونکہ اللہ کے علم میں تھا کہ یہ لوگ سرکش و نافرمان ہوں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں ایمان لکھا ہی نہیں۔ (از موضح)

ف۱۲ یعنی اس کے باوجود تم کیسے گوارا کرتے ہو کہ توحید کو چھوڑ کر شرک کی الٹی راہ اختیار کرو جو سراسر "افک" یعنی جھوٹ ہے۔ (کبیر)

ف۱۳ یعنی جو خود ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل [illegible]

ف۱ کیسے فیصلے کرتے ہو؟ ان کے باطل مذہب اور مسلک پر تعجب کا اظہار ہے۔ (کبیر) ف۲ یعنی ان مشرکین میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ کا اقرار تو کرتے ہیں مگر اس اقرار کی بنیاد ظن اور تخمین پر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے متعلق اپنے اسلاف سے سُنی سنائی باتوں کی اتباع کرتے ہیں۔ ورنہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی بت پرستی کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں ہے بلکہ اپنے باپ دادا کی پیروی کر رہے ہیں اور انہوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ہمارے باپ دادا ٹھیک تھے۔ اس صورت میں اکثر بمعنی کل ہوگا۔ (کبیر) یہی حال ہمارے زمانہ کے جاہل مسلمانوں کا ہے جو بزرگوں کی قبریں پوجتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بزرگ اور اولیاء اللہ کے کارخانے کے مختار ہیں۔ ایسے ہی بہت سے احمقوں نے شاہ پری، جن پری وغیرہ بنا رکھے ہیں۔ (از سلفیہ)

لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي

تم کو کیونکر حکم کرتے ہو اور نہیں پیروی کرتے اکثر ان کے مگر گمان کی تحقیق گمان نہیں کفایت کرتا

تم لوگوں کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو ف۱ اور ان (مشرکوں) میں اکثر نرے گمان (اٹکل) پر چلتے ہیں ف۲ تو گمان کہیں یقین کا کام دے سکتا ہے ف۳

مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَنْ

حق سے کچھ تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کرتے ہیں اور نہیں ہے یہ قرآن کہ

بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ (نادانی اور حماقت کی باتیں) کر رہے ہیں اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے

يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ

باندھ لیا جاوے سوائے اللہ کے سے اور ولیکن سچا کرنے والا ہے اس چیز کا کہ آگے اس کے ہے اور تفصیل کرنے والا ہے

سوا کوئی اس کو اپنے دل سے بنا لے (اس کی ایک سورت بھی کسی سے نہ بن سکی) بلکہ وہ اگلی کتابوں کو سچ بتاتا ہے اور (ان میں جو باتیں ہیں) ان کو کھول کر بیان کرتا ہے ف۴

الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۷﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا

کتاب کی نہیں شک بیچ اس کے پروردگار عالموں کی طرف سے ہے کیا یہ کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اس کو کہہ پس لے آؤ

کوئی شبہ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اترا ہے) جو سارے جہان کا مالک ہے کیا یہ لوگ (قرآن کی نسبت) کہتے ہیں کہ اس کو پیغمبر نے بنا لیا ہے ف۵ (اے پیغمبر) کہہ دے

بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾

ایک سورۃ مانند اس کی اور پکارو جس کو سکو سوائے اللہ تعالیٰ کے اگر ہو تم سچے

(اچھا) اگر تم سچے ہو تو ایک سورت تو اسکی سی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن جن کو تم بلا سکو (اپنی مدد کے لیے) بلا لو ہوا یہ کہ ان لوگوں نے جس کو سمجھ نہ سکے اس کو جھٹلایا ف۶

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ

بلکہ جھٹلایا اس چیز کو کہ نہیں گھیرا علم اس کے کو اور نہیں آئی ان کے پاس حقیقت اس کی اسی طرح جھٹلایا تھا

اور ابھی تک اسکی حقیقت ان پر کھلی نہیں ف۸ اگلے لوگوں (کافروں) نے بھی اسی طرح (جیسے انہوں نے اللہ کی آیتوں کو) جھٹلایا ف۹ تو (اے پیغمبر)

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ

ان لوگوں نے کہ پہلے تھے ان سے پس دیکھ کیونکر ہوا آخر کار ظالموں کا اور بعضے ان میں سے وہ ہیں

دیکھ ان ظالموں کا کیسا انجام ہوا ف۹ اور ان (کافروں میں) بعضے ایسے ہیں جن کے دل میں اس کا یقین ہے اور بعضے ایسے ہیں جن کے دل میں اس کا

يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِنْ

کہ ایمان لاویں گے ساتھ اس کے اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ نہ ایمان لاویں گے ساتھ اس کے اور پروردگار تیرا خوب جانتا ہے مفسدوں کو اور اگر

یقین نہیں ف۱۰ اور (اے پیغمبر) تیرا مالک شریروں کو خوب جانتا ہے ف۱۱ اور (اے پیغمبر) اگر (ایسی کھلی دلیل بیان کرنے پر بھی) یہ لوگ تجھ کو

كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ

جھٹلاویں تجھ کو پس کہہ واسطے میرے عمل میرا ہے اور واسطے تمہارے عمل تمہارا ہے تم بے تعلق ہو اس چیز سے کہ کرتا ہوں میں اور میں بے تعلق ہوں

جھٹلائیں تو (ان سے) کہدے میرا کام میرے لیے اور تمہارا کام تمہارے لیے (مبارک رہے) میں جو کرتا ہوں (توحید اور خاص خدا کی عبادت) اس کا میں ذمہ دار ہوں اور جو تم کرتے ہو

مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ

اس چیز سے کہ کرتے ہو تم اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ کان رکھتے ہیں طرف تیری کیا پس تو سناتا ہے بہروں کو اور اگرچہ

(شرک اور بت پرستی) اسکے تم ذمہ دار ہو ف۱۲ اور ان (کافروں) میں بعضے ایسے بھی ہیں جو (ظاہر) تیری طرف کان لگاتے ہیں (سن لیتے ہیں برتتے نہیں) بھلا کیا تو بہروں کو سنائے گا گو عقل

المنزل ۳

ف۳ یعنی دین کی بنیاد تو یقین پر ہے۔ محض اٹکل پچو اور باپ دادا کی اندھی تقلید پر نہیں ہے۔ یہاں "ظن" سے مراد وہ ظن ہے جو حق کے خلاف ہو ورنہ "ظن" کے معنی یقین بھی آجاتے ہیں۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۴۶) اور جو خبر متواتر نہ ہو اس کو بھی اہل اصول ظنی کہتے ہیں۔ اگر وہ صحیح اور حسن کے درجہ میں ہو تو واجب العمل ہیں۔ یہ امت محمدیہ کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے اس لئے حدیث کو محض ظنی کہہ کر ہم رد نہیں کرسکتے۔

ف۴ "بین یدیہ" میں تورات و انجیل اور جملہ کتب الٰہیہ شامل ہیں یعنی ان کو چاہئے کہ ظن و تخمین کی پیروی چھوڑ کر اسی کتاب کی اتباع کریں جو دلائل و براہین پر مشتمل ہے اور عقائد و اعمال میں سے ہر چیز کو نہایت توضیح اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس کا تعلق آیت "ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ" سے ہے یعنی قرآن پاک ایسا معجزہ کلام ہے کہ کیا کوئی بھی اس کی نظیر اپنی طرف سے تصنیف کر کے پیش نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم (روح المعانی)

ف۵ یعنی اگر اس کے باوجود تمہارا یہ خیال ہے کہ . . . . اور پیغمبر نے جھوٹ بول کر کہہ دیا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

ف۶ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو پڑھے لکھے ہیں اور نہ انہوں نے کسی عالم کی صحبت پائی ہے۔ ان کے مقابلے میں تم میں بڑے بڑے شاعر اور نامور ادیب موجود ہیں جنہیں اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر غرہ ہے۔ ان سب کو بلا کر ایک ہی ایسی سورت بنا کر پیش کر دو جس میں قرآن کی سی فصاحت و بلاغت اور دوسری خوبیاں پائی جاتی ہوں۔ اگر تم ایسا کر سکو تو تمہارا یہ گمان صحیح ہو سکتا ہے کہ یہ قرآن بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود یا دوسرے کی مدد سے تصنیف کر لیا ہے۔ لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو اور یقیناً تم ایسا نہ کر سکو گے تو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ گمان سراسر بے بنیاد اور ضد و عناد اور تعصب پر مبنی ہے۔ نیز دیکھئے بقرہ آیت ۲۳)

ف۷ یعنی یہ لوگ جو قرآن کو جھٹلا رہے اور اس پر ایمان لانے سے انکار کر رہے ہیں، اس کی بنیاد جہالت، ہٹ دھرمی اور باپ دادا کی اندھی تقلید پر ہے۔ انہوں نے نہ اس پر کبھی غور کیا اور نہ اس کے مضامین و مطالب سمجھنے کی کوشش کی۔ محض یہ دیکھ کر کہ قرآن ان کے موروثی عقائد و خیالات کی تردید کرتا ہے۔ انہوں نے جھٹ سے اس کا انکار کر دیا۔ ورنہ قرآن کا ایسے حقائق کے بیان پر مشتمل ہونا جو ان کے فہم سے بالاتر ہیں اور ان کے ہدف ادراک سے باہر ہیں کسی طور وجہ تکذیب نہیں بن سکتا۔ (روح۔ کبیر) یہی حال ان حضرات کا بھی ہے جو محض اپنے بزرگوں اور اماموں کی تقلید کے چکر میں پھنس کر صحیح سے صحیح حدیث سے انکار کر دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ ان صحیح احادیث پر غور کرتے اور انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے تو کبھی کسی صحیح حدیث کو رد نہیں کر سکتے تھے۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۸ یعنی ان کے قرآن کو جھٹلانے کی اگر کوئی بنیاد ہے تو وہ یہ کہ وہ اس کی تاویل و تفسیر سمجھنے سے قاصر ہیں اور قرآن جن اخبار غیبیہ پر مشتمل ہے ان کا وقوع ان کی آنکھوں کے سامنے نہیں ہے۔ ورنہ اگر وہ غور و فکر کرتے اور جن امور کی پیش گوئی قرآن میں کی گئی ہے ان کے وقوع کا انتظار کرتے تو ان کا انکار از خود ہی زائل ہو جاتا۔ (از روح المعانی) شاہ صاحب فرماتے ہیں: یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ (موضح)

ف۹ سب کے سب تباہ و برباد ہوئے۔ اسی طرح اب یہ بھی اپنی تباہی و بربادی کا سامان کر رہے ہیں۔ (کبیر) ف۱۰ یعنی ان میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہیں تحقیقی طور پر معلوم ہے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس جیسی معجز کتاب تصنیف کر دینا کسی انسان کے بس میں نہیں ہے مگر وہ ہٹ دھرمی سے اس کی تکذیب کئے جا رہے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو بالکل عقل کے اندھے اور سمجھ کے کورے ہیں انہیں اس قرآن کے خدائی کلام ہونے کا واقعی یقین نہیں ہے۔ اس جملے کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کافروں میں سے بعض ایسے ہیں جو آئندہ چل کر اس قرآن پر ایمان لے آئینگے اور بعض ایسے ہیں جو اپنے کفر پر مصر رہیں گے۔ (کذا فی الروح) ف۱۱ جو خواہ مخواہ تعصب اور ہٹ دھرمی سے قرآن کے برحق ہونے سے انکار کئے جا رہے ہیں حالانکہ دل میں ان کے برحق ہونے کا یقین رکھتے ہیں یا خدا خوب جانتا ہے کہ کون ان میں سے کفر پر مصر رہے گا اور کون اس کفر سے باز آجائیگا۔ (۱) وغیرہ المسلمین (کذا فی الکبیر) ف۱۲ یعنی اگر اتمام حجت کے بعد بھی تکذیب پر اصرار کریں تو انہیں آگاہ کر دو کہ مجھ پر تبلیغ قرآن کا جو فریضہ عائد کیا گیا تھا میں نے اسے بدوں کسی کمی یا بیشی کے سرانجام دیدیا ہے۔ اب اگر تم اس پر ایمان لانے سے انکار کرو تو تم اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہو گے مجھ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔

ف۱ اوپر بتایا کہ کفار دو قسم کے ہیں جو باطن میں یقین رکھتے ہیں اور جو یقین نہیں رکھتے۔ اور جو یقین نہیں رکھتے ان میں بعض تو ایسے ہیں جو بظاہر کان لگا کر ہمارا کلام سنتے ہیں مگر درحقیقت یہ بہرے ہیں کیونکہ ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ (کبیر) ف۲ اور بعض ایسے ہیں جو بظاہر پھاڑ پھاڑ کر آپ کی طرف دیکھتے ہیں مگر حقیقت میں یہ اندھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے بظاہر سننے یا دیکھنے سے یہ توقع ہرگز نہ رکھیں کہ وہ ایمان لے آئیں گے۔ مقصد تو آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے۔ ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسرے انسانوں کی طرح پورے حواس دیئے ہیں۔ پھر یہ ضد اور ہٹ دھرمی سے ایمان نہ لائیں تو ان کا اپنا قصور ہے، اللہ کی طرف سے ان پر کوئی زیادتی نہیں ہے۔ ف۴ یعنی قبر میں رہنا اس دن ایک گھڑی بھر معلوم ہوگا۔ (موضح) یا دنیا میں جیسے ایک گھڑی رہے ہیں اور تعارف کی یہ کیفیت قبروں سے نکلتے وقت یا شروع شروع میں ہوگی۔ پھر جب حشر کی شدت شروع ہو جائے گی تو سب ایک دوسرے کو بھول جائیں گے جیسا کہ قرآن کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ (کبیر)

ف۵ دنیا میں بھی حیوانوں کی سی بے اصولی زندگی بسر کی اور آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنے۔

ف۶ آپؐ کے دین کا غلبہ اور مخالفین کی ذلت و خواری یعنی قتل و قید۔ الغرض یہ وعدے قرآن کے بیان کے مطابق بعض تو آپؐ کی زندگی میں ظاہر ہوگئے اور کچھ آپؐ کی وفات کے بعد خلفاءؓ کے زمانہ میں۔ بہرحال آپؐ سچے ہیں۔ موضح میں ہے، غلبۂ اسلام کو کچھ حضرتؐ کے روبرو ہوا اور باقی آپؐ کی وفات کے بعد خلفاءؓ کے عہد میں ہوا۔ شاید "او نتوفینک" میں اس دوسرے دور کی طرف اشارہ ہے۔ (کذا فی الکبیر)

ف۷ یعنی وہاں ہم آپؐ کو ان کا عذاب دکھادیں گے۔ اس میں تنبیہ ہے کہ حق پرستوں کی عاقبت محمود اور مخالفین کی عاقبت نہایت مذموم ہوگی۔ (کبیر)

ف۸ پیغمبر اور اس کے ساتھی بچ گئے اور جھٹلانے والے تباہ ہو گئے۔ (نیز دیکھئے سورہ اسرا آیت ۱۵) اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود اس قوم کا فیصلہ ہوگیا اور وہ اس طرح کہ اس کے دو گروہ ہوگئے۔ جو ایمان لائے بچ گئے اور جو ایمان نہ لائے تباہ ہوگئے۔

ف۹ یعنی وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے تباہ کر دیئے جاتے ہیں۔ انہیں بے گناہ سزا نہیں دی جاتی اور نہ حجت تمام کئے بغیر ان کا مواخذہ کیا جاتا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں؛ عمل بد آگے سے ہوتے ہیں لیکن رسولؐ پہنچ کر سزا ملتی ہے۔ (موضح)

ف۱۰ تو دوسروں کو نفع یا نقصان پہنچانا یا ان پر اپنی مرضی سے عذاب نازل کرنا میرے اختیار میں کیونکر ہوسکتا ہے۔ (شوکانی) یہ منکرین نبوت کے پانچویں شبہ کا جواب ہے کہ آنحضرتؐ جب ان کو عذاب کی دھمکی دیتے تو وہ متیٰ ھٰذا الوعد کہکر اعتراض کرتے۔ اگلی آیت میں اسی کا جواب ہے۔ (کبیر)

ف۱۱ یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی پر موقوف ہے۔ وہ جب چاہے گا تم پر عذاب بھیجے گا اور جب تک نہیں چاہے گا نہیں بھیجے گا۔ قاضی شوکانی فرماتے ہیں؛ اس آیت میں جن لوگوں کو سخت تنبیہ ہے جو مصیبتوں اور مشکل کی گھڑیوں میں — جنہیں اللہ کے سوا کوئی ٹال نہیں سکتا — نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے اور آپؐ سے مدد طلب کرتے ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیزیں چاہتے ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی پورا نہیں کرسکتا۔ یہ مقام صرف اللہ رب العالمین کا ہے جس نے تمام انبیاءؑ، صالحینؒ اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ وہی انہیں روزی اور زندگی بخشتا اور جب چاہتا ہے اس دنیا سے اٹھا لیتا ہے۔ پھر کسی نبی یا کسی فرشتے یا کسی نیک سے نیک بندے سے کسی اور چیز کی درخواست کیونکر کی جاسکتی ہے جس پر اسے قدرت ہی حاصل نہیں: اس آیت میں نصیحت کا خاص پہلو یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ کے بارے میں جو تمام بنی آدم کے سردار اور تمام انبیاءؑ سے افضل ہیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ خود اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں تو کوئی ولی، امام یا پیر اپنے علاوہ کسی دوسرے کے نفع و نقصان کا مالک کیونکر ہوسکتا ہے۔ سخت تعجب کا مقام ہے کہ پھر بھی کچھ لوگ — جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں — مُردوں کی قبروں پر جھکتے اور ان سے ایسی ایسی مرادیں طلب کرتے ہیں جنہیں پورا کرنے کی قدرت اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا۔ یہ صریحاً شرک اور کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے اور اس سے بڑھکر افسوس ان کے علما و مشائخ پر ہے جو انہیں اس کام سے منع نہیں کرتے۔ یہ وہی جاہلیت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عربوں میں پائی جاتی تھی بلکہ اس کا معاملہ اس جاہلیت سے زیادہ سخت ہے کیونکہ عرب مشرکین نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھتے تھے اور بتوں کو صرف اپنا سفارشی خیال کرتے تھے مگر یہ لوگ تو قبر والوں کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں اور کبھی ان کو علیحدہ اور کبھی اللہ تعالیٰ کیساتھ پکارتے ہیں۔ اس امت کے کتنے ہی لوگ ہیں جنہیں شیطان مردود نے اس ذریعہ سے کفر کی راہ پر ڈال دیا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہوئے اس پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں انھم یحسنون صنعا کہ وہ بڑا نیک کام کر رہے ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرمائے۔ (مختصراً از شوکانی) ف۱۲ یہ انکے سوال متیٰ ھٰذا الوعد کا دوسرا جواب ہے یعنی اگر بالفرض عذاب آگیا تو اسکے وقوع کے بعد ایمان لانا فائدہ مند نہیں ہوسکیگا اور آخرت میں دائمی عذاب

كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ

كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ

يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ

بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ

بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ

عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم

بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ

أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾

ف۱ یعنی عذاب آنے پر ایمان کب قبول ہوگا اس واسطے یہی تو عبث ہے۔ (موضح)

ف۲ جب کفار کو اُن کے سوال "مَتیٰ هٰذَا الْوَعْدُ" کا مذکورہ جواب دیا گیا تو انہوں نے اسی سلسلہ میں آنحضرتؐ سے دوبارہ سوال کیا "احق ھو" کہ کیا یہ عذاب برحق ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا:
قل ای و ربی انہ ۔ مطلب یہ ہے کہ عذاب برحق ہے اور تم ہمارے عذاب سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے اور نہ اس کو کسی طور روک سکتے ہو۔ (کبیر)

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ثُمَّ قِيلَ

کیا پھر جس وقت ہو پڑے گا ایمان لاؤ گے تم ساتھ اس کے کیا اب لائے ایمان اور تحقیق تھے تم ساتھ اس کے جلدی کرتے ف۱ پھر کہا جاوے گا

کیا پھر جب (سچ مچ) عذاب آن ہی پڑے گا تب اس پر یقین کرو گے (اس وقت تو تم سے یہ کہا جائیگا) اب تم کو یقین آیا اور تم تو (عذاب آنے سے پہلے اسکو غلط سمجھ کر) اس کی جلدی مچا رہے

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ

واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے چکھو عذاب ہمیشگی کا نہیں جزا دیئے جاؤ گے مگر ساتھ اسی چیز کے کہ تھے تم کماتے

تھے پھر اسکے بعد (قیامت کے دن) گنہگاروں سے کہیں گے ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو جیسا تم (دنیا میں) کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو مل رہا ہے اور (اے پیغمبرؐ)

وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ

اور خبر پوچھتے ہیں تجھ سے کیا سچ ہے وہ کہہ ہاں قسم ہے پروردگار میرے کی تحقیق وہ البتہ حق ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے

کافر) تجھ سے دریافت کرتے ہیں کیا یہ (عذاب یا قیامت کا ہونا) سچ ہے کہہ دے ہاں ہاں بیشک میرے مالک کی قسم یہ سچ ہے اور تم (ہم کو) تھکا نہیں سکتے ف۲

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا

اور اگر ہو واسطے ہر جی کے جس نے ظلم کیا ہے جو کچھ بیچ زمین کے ہے البتہ بدلا دیوے ساتھ اس کے اور چھپاویں گے پشیمانی کو جب

اور جس جس شخص نے (دنیا میں) شرک کیا اگر اُس کے پاس جتنا کچھ (مال و اسباب اور قیمتی سامان) زمین میں ہے سب ہو تو بھی وہ اسکو اپنی چھڑائی میں دے ڈالے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں

رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا

دیکھیں گے عذاب کو اور فیصل کیا جاوے گا درمیان ان کے ساتھ انصاف کے اور وہ نہ ظلم کیے جاویں گے خبردار ہو تحقیق واسطے اللہ کے ہے

تو دل ہی دل میں شرمندہ ہوں گے ف۳ اور انصاف سے ان کا فیصلہ کیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۴ سن لو اللہ ہی کا ہے جو کچھ

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

جو کچھ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے خبردار ہو تحقیق وعدہ اللہ کا حق ہے ولیکن بہت ان کے نہیں جانتے

آسمانوں اور زمین میں ہے سن لو اللہ کا وعدہ (عذاب یا قیامت آنے کا) سچ ہے مگر اکثر لوگ (اپنی بہتری کی باتیں) نہیں جانتے ف۵

هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ

وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے اے لوگو تحقیق آئی ہے تمہارے پاس نصیحت

وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف (قیامت کے دن) تم لوٹ کر جاؤ گے لوگو تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف سے نصیحت آئی (یعنے قرآن)

مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ

پروردگار تمہارے سے اور تندرستی واسطے اس چیز کے کہ بیچ سینوں کے ہے اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے کہہ

اور دلوں میں جو (کفر اور شرک اور شک کی) بیماریاں ہیں ان کی دوا ف۶ اور ہدایت اور رحمت ایمانداروں کے لیے (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اللہ کے فضل

بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے اور ساتھ رحمت اس کی کے پس ساتھ اسی کے پس چاہیئے کہ خوش ہوں وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ اکٹھا کرتے ہیں

اور رحمت پر (وہ خوش ہوں ف۷ انہی (دونوں چیزوں) پر خوش ہونا چاہیئے یہ اس سے بہتر ہے جو وہ (دنیا کا مال اسباب) سمیٹتے ہیں ف۸ (اے پیغمبرؐ ان

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا

کہہ کیا دیکھا تم نے جو کچھ اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تمہارے رزق سے پس کیا تم نے اس میں سے حرام اور حلال

لوگوں سے) کچھ بھلا بتلاؤ تو سہی اللہ نے جو روزی تمہارے لیے اتاری پھر تم نے اس میں سے کچھ حلال ٹھیرائی کچھ حرام ف۹ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے

ف۳ یعنی جس عذاب کا وہ ساری عمر مذاق اڑاتے رہے۔ جب وہ ان کی توقع کے بالکل خلاف یکایک سامنے آجائے گا تو اُن کی عجیب کیفیت ہوگی۔ ایک طرف وہ سخت شرمندہ ہوں گے اور ان کے ضمیر انہیں کوس رہے ہوں گے لیکن دوسری طرف وہ اپنی شرمندگی کو اپنے ساتھیوں اور ماننے والوں سے چھپانا بھی چاہیں گے کہ کہیں وہ ملامت نہ کریں۔ اس لئے دل ہی دل میں شرمندہ ہوں گے اور بظاہر مطمئن بننے کی کوشش کریں گے۔ بعض نے "اسروا" کے معنی اظہار بھی کئے ہیں۔ (از کبیر۔ شوکانی)

ف۴ اس لئے کہ یہ عذاب ان کے کرتوتوں کا ثمرہ ہوگا۔

ف۵ اور جہالت سے اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں اور شرک و کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ف۶ اوپر کی آیتوں میں قرآن کے معجز ہونے سے آنحضرتؐ کی نبوت کو ثابت کیا۔ اب قرآن کے کتاب ہدایت و رحمت ہونے سے آنحضرتؐ کی صداقت پر استدلال کی طرف اشارہ ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں: پہلی دلیل کی حیثیت برہان انی کی ہے اور اس کی حیثیت برہان لمی کی ہے۔ یہاں قرآن کی چار صفات بیان فرمائی ہیں جن سے انسان کے مراتب کمال کے درجات اربعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (کبیر) قرآن کتاب موعظۃ ہے جو ترغیب و ترہیب پر مشتمل ہونے کی وجہ سے انسان کی اصلاح کرتی ہے اور دل میں جو کفر و نفاق، حسد و ریا اور اخلاق ذمیمہ کی بیماریاں ہیں ان سے شفا بخشتی ہے۔ اس لئے یہ شفاء روحانی ہے۔ (خازن)

ف۷ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں فضل سے مراد قرآن اور رحمت سے مراد اسلام ہے۔ بعض تابعین نے ان سے ایمان اور قرآن مراد لیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ان کو عام رکھا جائے اور قرآن و ایمان و اسلام بطریق اولیٰ مراد ہوں (شوکانی)

ف۸ دنیا کا مال و اسباب فانی اور آنے جانے والی چیز ہے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے مقابلہ میں اس کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے کہ اس پر خوش ہوا جائے۔ اوپر فرمایا تھا کہ تمام دنیا کا مال و متاع بدلہ میں دینے پر نجات نہیں مل سکے گی لہذا اللہ کے فضل و رحمت کا ذخیرہ جمع کرو جو آخرت میں نجات کا ذریعہ بن سکے۔ (سید احمد حسن)

ف۹ جیسے سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام اور مردار کو حلال ٹھہرا لیا۔ ان چیزوں کا بیان سورہ مائدہ اور انعام میں گزر چکا ہے۔

ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی خواہشوں سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا افترا علی اللہ ہے۔ (ابن کثیر) قاضی شوکانی فرماتے ہیں: "اس آیت میں ان مقلد حضرات کے لئے سخت تنبیہ ہے جو افتا کی کرسی پر براجمان ہو جاتے ہیں اور حلال و حرام و جواز و عدم جواز کے فتوے صادر کرتے ہیں حالانکہ ان کا مبلغ علم صرف اتنا ہوتا ہے کہ امت کے کسی ایک شخص نے جو بات کہدی ہے اسے نقل کر دیتے ہیں گویا انہوں نے اس شخص کو ایک شارع کی حیثیت دے رکھی ہے کتاب و سنت کے جس حکم پر اس نے عمل کیا اس پر یہ بھی عمل کریں گے اور جو چیز اسے نہیں پہنچی یا پہنچی مگر وہ اسے ٹھیک طرح سمجھ نہ سکا یا سمجھا مگر اپنے اجتہاد و ترجیح میں غلطی کر بیٹھا وہ ان کی نظر میں منسوخ اور مرفوع الحکم ہے حالانکہ جس کی یہ لوگ تقلید کر رہے ہیں وہ بھی اس شریعت اور اس کے احکام کا اسی طرح پابند تھا جس طرح خود یہ لوگ۔ اس نے اجتہاد سے کام لیا اور جس رائے پر پہنچا اسے بیان کر دیا۔ اگر اس نے غلطی نہیں کی تو اسے دوہرا اجر ملے گا اور اگر غلطی کی تو اکہرا اجر پائے گا۔ وہ شخص تو اپنی جگہ معذور ہے مگر یہ حضرات کسی طرح بھی معذور قرار نہیں دیئے جا سکتے جنہوں نے اس کی آرا کو ایک مستقل شریعت اور قابل عمل دلیل بنا لیا۔ اہل علم کے نزدیک کسی مجتہد کی تقلید کی بنا پر اس کے اجتہاد پر عمل کرنا صحیح نہیں ہے۔ (شوکانی)

قُلْ آٰللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى

کہہ کیا خدا نے حکم دیا ہے واسطے تمہارے یا اوپر اللہ تعالیٰ کے باندھ لیتے ہو اور کیا گمان ہے ان لوگوں کا کہ باندھ لیتے ہیں اوپر

کیا اللہ نے تم کو (یہ) حکم دیا یا تم (اپنی طرف سے) اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ف۱ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں انہوں نے

اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

اللہ کے جھوٹ دن قیامت کے تحقیق اللہ البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے اور لیکن بہت ان کے

قیامت کے دن کو کیا سمجھ رکھا ہے ف۲ بیشک اللہ تو لوگوں پر فضل کرتا ہے (کہ ان کو جلدی عذاب نہیں کرتا) لیکن بہت لوگ شکر

لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ

نہیں شکر کرتے اور نہیں ہوتا تو بیچ کسی حال کے اور نہیں تلاوت کرتا تو اللہ کی طرف سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے تم

نہیں کرتے ف۳ اور (اے پیغمبر) تو کسی حال میں ہو (کوئی کام کرتا ہو) اور قرآن میں سے کچھ بھی پڑھ کر سنائے اور (اے لوگو) تم کوئی بھی کام کرو جب تم اس میں

مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ

سب لوگ کچھ کام مگر ہوتے ہیں ہم اوپر تمہارے حاضر جب تھے تم شروع کرتے بیچ اس کے اور نہیں چھپتی پروردگار تیرے سے

لگے رہتے ہو ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں اور تیرے مالک سے چیونٹی برابر کوئی چیز چھپی نہیں

مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا

کچھ چیز برابر چیونٹی کے بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے اور نہ کوئی چیز چھوٹی اس سے اور نہ

نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ چیونٹی سے کم نہ اس سے بڑی کوئی

أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۝ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

بڑی مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ

چیز ہے جو کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں نہ ہو ف۴ سن رکھو جو لوگ اللہ کے ولی (دوست) ہیں نہ ان کو ڈر ہو گا

يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

غمگین ہوں گے جو لوگ کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے واسطے ان کے ہے خوش خبری بیچ زندگانی دنیا کے

نہ غم ف۵ جو لوگ ایمان لائے ف۶ اور پرہیزگار رہے ف۷ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشی ہے اور آخرت

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ

اور بیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کے کو یہی ہے مراد پانا بڑا اور نہ غمگین کرے تجھ کو

میں بھی ف۸ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں ف۹ یہی بڑی کامیابی ہے اور (اے پیغمبر) تو ان (کافروں) کی

قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ أَلَآ إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي

بات ان کی تحقیق عزت واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے ساری وہی ہے سننے والا جاننے والا خبردار ہو تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ

باتوں سے رنجیدہ نہ ہو کیونکہ ساری عزت اللہ ہی کی ہے ف۱۰ اور وہ (سب) سنتا جانتا ہے ف۱۱ سن رکھو جتنے آسمانوں میں ہیں (فرشتے) اور جتنے

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور نہیں پیروی کرتے وہ لوگ کہ پکارتے ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے

زمین میں ہیں (جن اور آدمی) سب اللہ ہی کے ہیں ف۱۲ اور جن لوگوں کی یہ (مشرک) پیروی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو پکارتے ہیں (شریک سمجھ کر)

ع ۶ / ۱۱

وقف لازم

ف۲ یعنی ان سے کیا برتاؤ کیا جائے گا۔ (فتح الرحمٰن) کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے گناہوں پر ان کی کوئی پکڑ نہ ہو گی اور انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔

ف۳ اس کی نرمی اور استدراج (مہلت) کو دیکھ کر گناہوں پر اور دلیر ہو جاتے اور اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے جسے چاہتے ہیں حلال اور جسے چاہتے ہیں حرام قرار دے لیتے ہیں۔ اس قسم کی ناشکرگزاری میں مشرکین بھی مبتلا تھے اور اہل کتاب بھی کہ انہوں نے اپنی طرف سے بہت سی چیزوں کو مشروع قرار دے رکھا تھا۔ (ابن کثیر)

ف۴ اس آیت میں ایک طرف تو آنحضرتؐ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ لوگوں کو ہمارا پیغام پہنچانے کے لئے آپ جو کوشش کر رہے ہیں وہ سب ہماری نظر میں ہے اور دوسری طرف مخالفین کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ حق کی مخالفت کر کے یہ نہ سمجھ لینا کہ ہم تمہاری حرکتوں سے بے خبر ہیں اور تم سے کوئی باز پرس نہ ہو گی۔ (کذا فی الروح)

ف۵ آخرت میں یا دنیا و آخرت دونوں میں۔

ف۶ یعنی انہوں نے قرآن و سنت کے مطابق اپنے اعتقاد کو درست کیا۔

ف۷ یعنی نیک اعمال کرتے اور گناہوں سے بچتے رہے۔ اوپر کی آیت میں اولیاء اللہ (اللہ کے دوستوں) کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ انہیں نہ کوئی ڈر ہو گا اور نہ غم۔ اس آیت میں اولیاء اللہ کی خود تشریح فرما دی اور وہ یہ کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ قرآن و سنت کے مطابق درست ہے اور جن میں تقویٰ پایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر انسان جو اپنے اندر عقیدہ و عمل کی صحت پیدا کر لے گا وہ اللہ کا ولی ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عقیدہ و عمل میں اخلاص کے اعتبار سے لوگوں کے مراتب ہوں گے۔ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے ارشاد نبوی منقول ہے کہ "اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ (درمنثور) عام لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جس سے کوئی امر خرق عادت صادر ہو وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ خرق عادت امور تو شیطانوں سے بھی صادر ہو جاتے ہیں۔

ف۸ اولیاء اللہ کے لئے آخرت میں بشارت یعنی جنت ہے اور دنیا میں ان کے لئے کئی طرح کی بشارتیں ہیں۔ ایک بشارت تو قرآن کی متعدد آیات میں یہ دی گئی ہے کہ ان پر کوئی خوف و غم نہ ہو گا اور انہیں سچے خواب دکھائے جاتے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے: اَلرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ کہ سچا خواب مومن کے لئے بشارت ہے۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ لوگوں میں قبولیت حاصل ہوتی ہے اور لوگ مدح و ستائش سے ان کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ مومن کے لئے دنیا میں بشارت ہے۔ (روح المعانی۔ شوکانی)

ف۹ لہٰذا اس کے وہ وعدے بھی پورے ہوں گے جو اس نے اہل ایمان سے کر رکھے ہیں۔

ف۱۰ عزت یعنی غلبہ، اقتدار اور فتحمندی۔ مطلب یہ ہے کہ جب غلبہ و اقتدار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی جسے چاہے غالب اور جسے چاہے مغلوب کرتا ہے۔ تو ان کافروں کی دھمکیوں، ان کے کفر و شرک اور طعن و تشنیع سے آپؐ کو رنجیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آخر کار غلبہ اور اقتدار آپؐ کو اور آپؐ کے پیش کردہ دین کو ہی حاصل ہو گا۔ نیز دیکھئے سورہ مجادلہ آیت ۲۱ سورہ منافقون آیت ۸۔ (کبیر۔ شوکانی) ف۱۱ وہ عنقریب آپؐ کے مخالفین سے سمجھ لے گا۔ (کبیر) ف۱۲ تو یہ کفار و مشرکین بھی جو آپؐ کی مخالفت کر رہے ہیں اسی کی ملکیت ہوئے وہی ان کے معاملے میں جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے۔ لہٰذا آپؐ کو ان کی ایذا رسانی اور طعن و تشنیع سے رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ آپؐ کو کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچا سکتے جس کی اللہ نے اجازت نہ دی ہو۔ اس آیت میں ان لوگوں کی بھی سخت تردید ہے جو مالک کو چھوڑ کر اس کی مملوکات۔ ملائکہ، انسان، جمادات و نباتات، بتوں، قبروں اور بزرگوں۔ کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی لئے اس کے بعد شرک کی تردید فرمائی ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝۶۶ هُوَ الَّذِيْ

شریکوں کو نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکل کرتے وہی ہے جس نے

وہ شریک نہیں ہیں ف۱ یہ مشرک اور کچھ نہیں صرف گمان (اور اٹکل پچو باتوں) کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ نہیں مگر خیال دوڑاتے ہیں (خیالی پلاؤ پکاتے ہیں) ف۲ خدا وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کیا واسطے تمہارے رات کو تاکہ آرام پکڑو بیچ اس کے اور دن کو دکھانے والا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں

جس نے رات کو اس لیے بنایا کہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو اس لیے کہ (ہر چیز کو) دیکھو بھالو ف۳ اس میں سننے والوں کے لیے البتہ نشانیاں ہیں (جو غور سے سنتے ہیں)

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۶۷ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي

واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ نے اولاد پاکی ہے اس کو وہی ہے بے احتیاج واسطے اس کے ہے جو بیچ

ف۴ کافر (اہل کتاب یا مشرک) کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنایا ف۵ وہ اس سے پاک ہے (کہ اس کا کوئی بیٹا بیٹی ہو) وہ تو (بالکل) بے پرواہ ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ

آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے نہیں تمہارے پاس کوئی دلیل ساتھ اس کے کیا کہتے ہو

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے تمہارے پاس اس بات کی (کہ اللہ کا کوئی بیٹا یا بیٹی ہے) کوئی دلیل نہیں ہے ف۶ کیا تم اللہ پر وہ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۸ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اوپر اللہ کے جو کچھ کہ نہیں جانتے کہہ تحقیق وہ لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ

بات لگاتے ہو جس کو نہیں جانتے ف۷ (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہہ دے جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ پنپنے والے نہیں (ان کو کبھی

لَا يُفْلِحُوْنَ ۝۶۹ۭ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ

نہیں چھٹکارا پانے کے فائدہ ہے بیچ دنیا کے پھر طرف ہماری ہے پھر آنا ان کا پھر چکھا دیں گے ہم ان کو عذاب

فلاح نہ ہوگی) ف۸ دنیا میں تھوڑا سا مزہ اڑا لیں ف۹ پھر ہمارے پاس ان کو (آخر) لوٹ کر آنا (مرنا) ہے پھر ہم ان کو ان کے کفر کی سزا میں سخت

الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ۧ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ

سخت بسبب اس کے کہ تھے کفر کرتے اور پڑھ اوپر ان کے خبر نوح کی ف۱۰ جس وقت کہا واسطے قوم اپنی کے

عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے اور (اے پیغمبرؐ) ان کو نوح کا قصہ سنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا بھائیو اگر میرا رہنا

ع ۱۲

يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ

اے قوم میری اگر ہے دشوار اوپر تمہارے رہنا میرا اور نصیحت کرنی میری ساتھ نشانیوں اللہ کے پس اوپر اللہ تعالیٰ کے

(تم میں) اور خدا کی آیتیں پڑھ کر سنانا تم کو بھاری لگتا ہے (گراں گذرتا ہے شاق ہوتا ہے) تو میں نے تو اللہ پر بھروسا کیا

تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً

توکل کیا میں نے پس مقرر کرو تم کام اپنے کو اور جمع کرو شریکوں اپنے کو پھر نہ ہووے کام تمہارا اوپر تمہارے چھپا ہوا

تم اپنے شریکوں کے ف۱۱ ساتھ مل کر ایک بات ٹھہرا لو (میرے مار ڈالنے کی تدبیر کر لو) پھر اس بات کو چھپاؤ نہیں ف۱۲ پھر جو کچھ کرنا ہے

ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۷۱ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ

پھر تمام کر ڈالو اس کام کو طرف میری اور مت ڈھیل دو مجھ کو پس اگر پھر جاؤ تم پس نہیں مانگتا میں تم سے مزدوری نہیں

وہ کر ڈالو اور مجھ کو ذرا بھی مہلت نہ دو ف۱۳ پھر اگر تم (میری بات ماننے سے) منہ پھیر لو تو میں تم سے کچھ مزدوری تو مانگتا نہ تھا (کہ میرا نقصان ہو)

ف۱ یعنی حقیقت میں تو۔ کوئی بھی اللہ کا شریک نہیں ہے انہوں نے اپنے خیال و وہم میں ان کو شریک سمجھ کر ان کی پیروی اختیار کر رکھی ہے۔ (کبیر) پس نفی حقیقت اور نفس الامر کے اعتبار سے ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "ما" استفہامیہ برائے انکار ہو۔ (روح المعانی)

ف۲ عقل سے کام نہیں لیتے اور نہ دلیل کو دیکھتے ہیں۔ اگر عقل سے کام لیتے اور دلیل پر غور کرتے تو انہیں صاف معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ ہی حق اور اکیلا معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

ف۳ یعنی ان میں صرف یہی حکمت نہیں ہے جو ذکر کی ہے بلکہ رات اور دن کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے بہت سے دلائل ہیں۔ (روح)

ف۴ یہاں ان کے ایک اور غلط عقیدہ اور باطل خیال کی تردید کی ہے۔ مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے۔ ان کے اس عقیدہ کی بنیاد بھی چونکہ محض ظن و تخمین پر تھی اس لیے یہاں " اِنْ یتبعون الا الظن" کے تحت اس کی بھی تردید فرما دی۔ (سید احمد حسن)

ف۵ یہ اس تردید کی دلیل ہے کہ اللہ کسی کا محتاج نہیں کہ اس کو بیٹے بیٹی کی ضرورت ہو۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پھر اولاد کا حاصل کرنا، شہوت و لذت کو چاہتا ہے اور اولاد وہی حاصل کرتا ہے جو فانی ہو تاکہ اس کے فنا ہونے کے بعد اولاد اس کی قائم مقام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی اور ابدی ہے اور شہوت و لذت سے پاک اور بالا لہٰذا اس کی طرف اولاد کی نسبت سرے سے محال ہے۔ (رازی۔ شوکانی)

ف۶ دلیل سے ان کے عقیدہ کو رد کرنے کے بعد مزید انکار و توبیخ کے طور پر فرمایا کہ ان کے پاس اس کی قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے۔ (کبیر) اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ بات جس کے ساتھ اس کی دلیل نہ ہو قابلِ التفات نہیں ہوتی۔ (شوکانی)

ف۷ نہایت مبالغہ کے ساتھ ان کے زعم کی تردید ہے یعنی محض جہالت سے اللہ تعالیٰ پر بہتان تراشی کر رہے ہیں۔ (از شوکانی)

ف۸ یعنی جھوٹ بکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرنے والے تو کسی طور بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (شوکانی)

ف۹ بس زیادہ سے زیادہ یہ کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ کر کچھ دنیا کما لیں پھر موت کے بعد ان کفریات کی خوب سزا ملے گی۔

ف۱۰ نبوت پر کفار کے شبہات اور مدلل جوابات بیان کرنے کے بعد یہاں تین انبیا کے قصے بیان فرمائے۔ تاکہ آپؐ کو تسلی ہو اور کفار کی ایذا رسانی سے آپؐ ملول نہ ہوں اور ان انبیا کو اسوہ بنائیں۔ نیز کفار کو بھی تنبیہ ہے کہ وہ دنیا میں سب سے پہلے اور پھر سب سے آخر غرق ہونے والی قوموں کے انجام پر غور کریں اور اس قسم کی گستاخیوں سے باز آجائیں۔ پھر ان تاریخی قصوں کو کسی قسم کی کمی بیشی کے بغیر ایک امی نبی کا بیان کرنا بجائے خود ان کے صدقِ نبوت پر دلیل بھی ہے۔ (کبیر)

ف۱۱ یعنی اپنے ان بتوں کے ساتھ مل کر جنہیں تم جہالت اور بے شرمی سے خدا کا شریک قرار دیتے ہو۔

ف۱۲ یعنی میرے مار ڈالنے کی جو اسکیم تم تیار کرو اس پر اچھی طرح غور کر لو تاکہ اس کا کوئی پہلو تم پر ڈھکا چھپا نہ رہے۔ (شوکانی)

ف۱۳ یعنی سمجھانے سے برا مانتے ہو تو جو کر سکو میرا کر لو۔ (موضح)

ف۱ یعنی میری دعوت بالکل بے لاگ ہے وہی اس کا مجھے ثواب دے گا۔ تمہارے ماننے یا اعراض کرنے سے میرے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ میری طرف سے تمہیں ایمان لانے کی دعوت بھی تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے۔ (کبیر۔ شوکانی)

أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوهُ

مزدوری میری مگر اوپر اللہ تعالیٰ کے اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ ہوں میں فرمانبرداروں سے پس جھٹلایا اس کو

میری مزدوری تو خدا ہی پر ہے ف۱ اور (اسی کی طرف سے) مجھ کو حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں شریک رہوں آخر (نوح کی قوم کے) لوگوں نے

فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ

پس نجات دی ہم نے اس کو اور اُن کو جو ساتھ اس کے تھے بیچ کشتی کے اور کیا ہم نے ان کو جانشین اور ڈبو دیا ہم نے ان لوگوں کو کہ

اس کو جھٹلایا پھر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ جو (مومن) کشتی میں سوار تھے ان کو طوفان سے بچا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُن کو ڈبو دیا اور

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ

جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو پس دیکھ کیونکر ہوئی عاقبت ڈرائے گیوں کی پھر بھیجے ہم نے پیچھے اس سے

نوح کے ساتھیوں کو اُن کا جانشین کر دیا ف۲ تو (اے پیغمبرؐ) دیکھ جن کو (خدا کے عذاب سے) ڈرایا گیا تھا اُن کا کیا انجام ہوا ف۳ پھر نوح کے بعد ہم نے کئی پیغمبر اپنی اپنی

رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا

پیغمبر طرف قوم اُن کی کی پس آئے اُن کے پاس ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس نہ تھے کہ ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ جھٹلایا تھا

قوم کی طرف بھیجے وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں (معجزے) لے کر آئے لیکن جن باتوں کو پہلے جھٹلا چکے تھے وہ اُن پر ایمان لانے والے نہ تھے

بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ

اُس کو پہلے اس سے اسی طرح مہر رکھتے ہیں ہم اوپر دلوں حد سے نکل جانے والوں کے پھر بھیجا ہم نے پیچھے

ہم حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر اسی طرح مہر کر دیتے ہیں ف۴ پھر اُن (پیغمبروں) کے بعد ہم نے موسیٰؑ اور

بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا

اُن سے موسیٰ اور ہارون کو طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی ساتھ نشانیوں اپنی کے پس تکبر کیا انہوں نے اور تھے

ہارون کو فرعون اور اُس کی (قوم کے لوگوں یا سرداروں) کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا وہ اکڑ بیٹھے اور

قَوْمًا مُجْرِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ

وہ لوگ قوم گنہگار پس جب آیا اُن کے پاس حق نزدیک ہمارے سے کہا انہوں نے تحقیق یہ البتہ جادو ہے

وہ نافرمان لوگ تھے ف۵ پھر جب ہمارے پاس سے سچی بات اُن کو پہنچی (عصا اور ید بیضا وغیرہ) کہنے لگے بیشک یہ تو کھلا

مُبِينٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا

ظاہر کہا موسیٰؑ نے کیا کہتے ہو تم واسطے حق کے جب آیا تمہارے پاس کیا جادو ہے یہ اور نہیں

جادو ہے موسیٰؑ نے کہا تم سچ بات کو جب وہ تمہارے پاس آئی (جادو کہتے ہو) بھلا یہ کیا جادو ہے اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں

يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ

چھٹکارا پاتے جادوگر کہا انہوں نے کیا آیا ہے تو ہمارے پاس تاکہ پھیر دے ہم کو اس چیز سے کہ پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور ہووے

ہوتے ف۶ وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ جس (طریقہ) پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اس سے ہم کو پھیر دے اور

لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

واسطے تمہارے بڑائی بیچ زمین کے اور نہیں ہم واسطے تمہارے ایمان لانے والے اور کہا فرعون نے

تم دونوں (بھائیوں) کو ملک کی سرداری مل جائے اور ہم تو تم دونوں کی (بات) ماننے والے نہیں ف۷ اور فرعون نے کہا (اپنے لوگوں کو حکم دیا) جو بکا

ف۲ یعنی ان کے بعد وہی دنیا میں بسنے والے رہ گئے۔ (شوکانی)

ف۳ کیسے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اس میں آپؐ کو اور صحابہؓ کرام کو تسلی ہے اور ان لوگوں کے لئے مقام عبرت ہے جو آج بھی آنحضرتؐ کی تکذیب کر رہے ہیں۔ (شوکانی)

ف۴ یہاں نوح علیہ السلام کے بعد جن پیغمبروں کے مبعوث ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان ہودؑ صالحؑ، ابراہیمؑ، لوط اور شعیب علیہم السلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کا تذکرہ قرآن کے دوسرے مقامات پر مرقوم ہے اور الیٰ قومھم کے الفاظ سے اشارہ فرما دیا ہے کہ حضرت نوحؑ اور ان کے بعد جتنے پیغمبر ہوئے ہیں ان میں سے کسی کی رسالت بنی نوع انسان کے لئے عام نہیں تھی بلکہ خاص خاص اقوام کی طرف مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ البتہ حضرت نوح کی بعثت میں اختلاف ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ بھی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف ہی مبعوث تھے اور طوفان سے روئے زمین کے لوگ غرق نہیں ہوئے بلکہ خاص علاقہ تباہ و برباد ہوا ہے۔ یہ درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ ان کی رسالت عام بھی ہے اور پھر قیامت تک کیلئے باقی بھی رہے گی۔ (کبیر۔ روح) یہاں حد سے بڑھنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنی غلط روش پر اڑے رہتے ہیں اور چاہے کتنے ہی معجزے دیکھ لیں اور دلیلیں سن لیں مگر جس چیز سے ایک مرتبہ انکار کر بیٹھے اسے کبھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ آخر کار یہ سزا دیتا ہے کہ انہیں کبھی راہ ہدایت پانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا ان کے دلوں پر مہر لگانے کا۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۷)

ف۵ یہ قوم موسیٰ و ہارون کا دوسرا قصہ ہے جو غرق ہونے میں قوم نوح کی مثال ہیں اور آنحضرت صلعم کو تسلی دی ہے کہ قریش آپؐ کو بھی جادوگر بتلا رہے ہیں مگر ان میں سے بعض تو ان جادوگروں کی طرح ایمان لے آئیں گے اور جو فرعون کی طرح اپنے کفر پر اڑے رہے وہ تباہ و برباد ہوں گے (سید احمد حسن)

ف۶ حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ میں دلیل و برہان کی رو سے کامیاب ہوں تو پھر یہ جادو کیسے ہو سکتا ہے۔ اس میں آئندہ جادوگروں کے ساتھ مقابلہ میں کامیابی اور ان کی ناکامی کی طرف بھی اشارہ فرما دیا ہے۔

ف۷ دنیا کے ہر متکبر و ظالم کا یہی قاعدہ ہے کہ جب اسے نصیحت کی جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ نصیحت میری ریاست اور سرداری کو چھیننے کے لئے کی جا رہی ہے۔ اپنے شیطانی نفس پر قیاس کر کے وہ ہر شخص کے بارے میں یہی خیال کرتا ہے کہ اس کا مقصد دنیا کمانا اور اقتدار حاصل کرنا ہے۔ فرعون اور اس کے اہل کاروں نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے بارے میں بھی یہی خیال کیا۔

ف۱ یعنی جادو تو وہ ہے جو تم لائے ہو نہ کہ وہ جو میں پیش کر رہا ہوں۔ ف۲ یعنی جو اُس نے فرمایا کہ حق کو غالب رکھوں گا یا کلمات سے مراد حکم باری تعالیٰ ہے یا اپنی کتاب میں نازل کردہ آیات کی برکت سے۔ بکلماتہٖ کے یہ سب مطلب ہو سکتے ہیں۔ (کذا فی الوحیدی)

ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا

لے آؤ میرے پاس ہر جادوگر دانا کو پس جب آئے جادوگر کہا واسطے اُن کے موسیٰ نے ڈالو جو کچھ ہو

اپنے فن کا کامل) جادوگر ہو اُس کو میرے پاس لے کر آؤ جب جادوگر آن موجود ہوئے تو موسیٰؑ نے اُن سے کہا جو تم کو ڈالنا ہے وہ

أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ

تم ڈالنے والے پس جب ڈالا انہوں نے کہا موسیٰ نے جو لائے ہو تم جادو ہے ف۱ تحقیق اللہ تعالیٰ شتاب باطل کرتا ہے اس کو

ڈالو جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں موسیٰؑ نے کہا یہ جو تم لے کر آئے وہ تو جادو ہے بیشک اللہ تعالیٰ اسکو ابھی میٹ دے گا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ

تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں سنوارتا کام مفسدوں کے اور ثابت کریگا اللہ تعالیٰ حق کو ساتھ باتوں اپنی کے اور اگرچہ ناخوش رکھیں

کیونکہ اللہ شریر لوگوں کا کام بننے نہیں دیتا اور اپنے فرمانے سے اللہ حق بات کو حق کر دکھائے گا ف۲ گو نافرمان لوگ بُرا مانا

الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ

گنہگار پس نہ ایمان لائے واسطے موسیٰ کے مگر اولاد قوم اُس کی کی اوپر ڈر کے فرعون سے

کریں پھر موسیٰ پر صرف انہی کی قوم میں سے (یعنی بنی اسرائیل میں سے) چند نوجوان لوگ ایمان لائے وہ بھی فرعون اور

وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾

اور سرداروں ان کے سے اس سے کہ عذاب کرے ان کو اور تحقیق فرعون البتہ چڑھا ہوا ہے بیچ زمین کے اور تحقیق وہ البتہ بے باکوں سے ہے

اس کے سرداروں سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں اُن کو آفت میں نہ ڈالے ف۳ اور فرعون (مصر کے) ملک میں (بڑا) زبردست اور حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا (ان لوگوں کا ڈر بجا تھا)

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم

اور کہا موسیٰؑ نے اے قوم میری اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ کے پس اُوپر اسی کے توکل کرو اگر ہو تم

اور موسیٰؑ نے (اپنے لوگوں سے) کہا بھائیو اگر تم کو اللہ پر یقین ہے تو اس پر بھروسہ رکھو جب تم اُس کے

مُّسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٨٥﴾

فرمانبردار پس کہا انہوں نے اوپر اللہ کے توکل کیا ہم نے اے رب ہمارے مت کر ہم کو فتنہ واسطے قوم ظالموں کے

تابعدار ہو ف۴ انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسا کیا (اور لگے دُعا کرنے) مالک ہمارے ہم کو ان ظالم لوگوں کے ظلم کا نشانہ مت بنا ف۵

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن

اور نجات دے ہم کو ساتھ رحمت اپنی کے قوم کافروں سے اور وحی بھیجی ہم نے طرف موسیٰؑ کی اور بھائی اس کے کی یہ کہ

اور اپنی رحمت سے ہم کو کافر لوگوں (کے پنجے) سے نجات دے اور ہم نے موسیٰؑ اور اُس کے بھائی ہارونؑ کو وحی بھیجی تم

تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَ

جگہ دو واسطے قوم اپنی کے بیچ مصر کے گھر اور کرو گھروں اپنوں کو روبقبلہ یعنے مسجدیں بناؤ اور قائم رکھو نماز کو اور

دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بنالو اور اپنے گھروں ہی کو مسجد کر لو ف۶ اور نماز درستی سے ادا کرتے رہو اور

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً

بشارت دے ایمان والوں کو اور کہا موسیٰؑ نے اے رب ہمارے تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو اور سرداروں اس کے کو آرائش

(اے موسیٰؑ) ایمان والوں کو خوشخبری سُنا ف۷ اور موسیٰؑ نے دُعا کی مالک ہمارے تو ہی نے تو فرعون اور اُس کی (قوم کے) سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت کا سامان

ف۳ اکثر مفسرینؒ نے آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے اور ابن جریر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ کیفیت ابتدائی دور کی ہے۔ بعد میں تو قارون کے سوا سب بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ "مَلَئِهِمْ" میں ھم کی ضمیر جمع ہے۔ اس کا مرجع یا تو فرعون ہے (جیسا کہ ترجمہ میں ہے) کیونکہ مصری لوگ فرعون کے لئے بطور تعظیم جمع کی ضمیر استعمال کرتے تھے یا اس کا مرجع بنی اسرائیل کے سردار ہیں۔ یعنی بنی اسرائیل میں سے جو نوجوان ایمان لائے انہیں ایک طرف فرعون کا ڈر تھا اور دوسری طرف خود اپنے سرداروں کا لیکن حافظ ابن کثیر نے آیت کے اس مطلب کی سخت تردید کی ہے۔ ان کی ترجیح میں "ذریۃ من قومہٖ" میں "ہ" کی ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف نہیں بلکہ فرعون کی طرف راجع ہے کیونکہ بنی اسرائیل تو پہلے سے حضرت موسیٰؑ کی آمد کے منتظر تھے اور ان کے تشریف لانے پر سب کے سب ایمان لے آئے اور اس کی تائید اگلی آیت بھی کر رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کے تمام بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ پر ایمان لا چکے تھے، البتہ فرعون کی قوم قبطیوں میں سے چند نوجوان ہی ایسے نکلے جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے۔ اور آیت کا ترجمہ یوں ہوگا "پھر موسیٰؑ پر اس (فرعون) کی قوم (قبطیوں) میں سے صرف چند نوجوان ہی ایمان لائے اور وہ فرعون اور اپنے سرداروں سے ڈرے کہ کہیں وہ (فرعون) انہیں آفت میں نہ ڈالے" یہ ترجمہ زیادہ واضح ہے اور علمائے تحقیق نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (ابن کثیر۔ روح المعانی)

ف۴ اس آیت میں اللہ پر توکل کو ایمان اور اسلام کا لازمی نتیجہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ دوسری آیات میں ایمان اور توکل یا عبادت اور توکل کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔ (دیکھئے سورہ ہود آیت ۱۲۳ سورہ ملک آیت ۲۹ اور سورہ فاتحہ آیت ۴)

ف۵ یعنی ان ظالموں کو ہم پر مسلط نہ رکھ کہ وہ ہمیں اپنے ظلم کا نشانہ بناتے رہیں۔

ف۶ آیت "وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً" (اپنے گھروں کو قبلہ بنالو) کے مفسرین نے کئی مطلب بیان کئے ہیں ایک یہ کہ اپنے گھروں ہی کو مسجد بنالو یعنی جب فرعون کی طرف سے سختی اور نگرانی زیادہ ہے اور تمہارے لئے مسجدوں میں آکر نماز پڑھنا ممکن نہیں تو تم گھروں ہی میں نمازیں ادا کرتے رہو۔ کہتے ہیں کہ فرعون نے ان کی مسجدیں بھی مسمار کرادی تھیں۔ یہ حکم حالت اضطرار میں تھا لہٰذا حدیث "وجعلت لی الارض الخ" کے منافی نہیں ہے۔ دوم یہ کہ فرعون کے ظلم وستم کا مقابلہ کرنے کے لئے گھروں میں بکثرت عبادت کیا کرو تاکہ اس کے ظلم سے نجات ملے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ کو جب کوئی مشکل معاملہ درپیش ہوتا تو آپؐ نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد) تیسرے یہ کہ گھروں کو قبلہ رُخ تعمیر کرو اور ان میں خفیہ طور پر نماز پڑھا کرو۔ قبلۃ سے مراد بعض نے کعبہ لیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کعبہ کی طرف منہ کرتے ہوں۔ بعد میں یہود نے "صخرہ" کو قبلہ بنالیا ہو۔ (ابن کثیر۔ روح)

ف۷ کہ فرعون کی تباہی کے دن آیا ہی چاہتے ہیں۔ (شوکانی)

ف۱ "لیضلوا" میں لامِ عاقبت اور انجام کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اس اعتبار سے آیت کا مطلب یہ ہوگا "اے اللہ ان لوگوں کو دنیا کی دولت اور حکومت تو تو نے اس لئے دی تھی کہ اسے نیکی کی راہ میں صرف کریں اور شکر بجالائیں مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ان بدبختوں نے اسے لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے میں صرف کیا۔ (قرطبی۔ شوکانی) ف۲ یہ بددعا حضرت موسیٰ نے اس وقت کی جب وہ سمجھاتے سمجھاتے مایوس ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب فرعون اور اس کے سردار ایمان لانے والے نہیں جیسا کہ حضرت نوحؑ نے آخر تنگ آکر اپنی قوم کے حق میں بددعا کی تھی۔ (شوکانی)

ف۳ حضرت موسیٰؑ دعا کر رہے تھے اور حضرت ہارونؑ آمین کہہ رہے تھے۔ اس لئے دونوں کی طرف اضافت کردی۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی دعوت کا کام کرتے رہو۔ آخر کار تمہاری دعا کا اثر ظاہر ہو کر رہے گا۔ (شوکانی)

ف۵ جو دعوت کے کام میں حوصلہ چھوڑ بیٹھتے ہیں یا دعا کرتے ہی یہ چاہتے ہیں کہ ان کا مطلب پورا ہو جائے اور اگر فوراً پورا نہ ہو تو شکایت کرنے لگتے ہیں کہ ہم نے بہتیری دعائیں کیں مگر پروردگار نے قبول ہی نہ کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلدی نہیں کرتا اور جلدی کرنا یہ ہے کہ وہ گھبرا کر کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی مگر اس نے قبول نہ کی۔ (بخاری مسلم) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی شتابی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو"

ف۶ یعنی سمندر میں ان کے پیچھے گھس گیا۔ فرعون کے بنی اسرائیل کا تعاقب کرنے اور پھر سمندر میں ان کے پیچھے گھسنے کی کیفیت تفصیل سے دوسرے مقامات پر مذکور ہے۔ (مثلاً دیکھئے الشعراء رکوع ۴)

ف۷ یعنی بنی اسرائیل کو ستانے اور ان پر ظلم کرنے کے لئے بَغْی اس زیادتی کو کہتے ہیں جو قول سے ہو اور عَدْو جو فعل سے ہو۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی عذاب نازل ہو جانے کے بعد توبہ کرنے اور ایمان لانے سے کیا فائدہ؟۔ (دیکھئے آیت ا) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس پر جانکنی (غرغرہ) کی حالت طاری نہیں ہو جاتی۔ (ترمذی)

ف۹ آج تک جزیرہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر اس مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے جہاں فرعون کی لاش سمندر میں تیرتی ہوئی پائی گئی تھی۔ اِس زمانے میں اس مقام کو جبل فرعون یا حمام فرعون کہا جاتا ہے اس کی جائے وقوع ابو زنیمہ (جہاں تانبے وغیرہ کی کانیں ہیں) سے چند میل اوپر شمال کی جانب ہے، آج قاہرہ کے عجائب گھر میں جن فراعنہ کی لاشیں موجود ہیں۔ ان میں ایک لاش کو اسی فرعون کی لاش بتایا جاتا ہے۔ ۱۹۰۷ء میں جب فراعنہ کی یہ لاشیں دریافت ہوئی تھیں تو اس فرعون کی لاش پر نمک کی ایک تہ جمی ہوئی پائی گئی تھی جو سمندر کے کھاری پانی میں اس کی غرقابی کی کھلی علامت تھی۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: جیسا وہ بے وقوف ایمان لایا بے فائدہ ویسا ہی اللہ نے مر گئے پیچھے اس کا بدن دریا سے نکال کر ٹیلے میں ڈال دیا تاکہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت پکڑیں۔ اس کو بدن کے بچنے سے کیا فائدہ؟۔ (موضح) تنبیہ۔ فتوحات مکیہ میں فرعون کا ایمان معتبر ہونا مندرج ہے۔ صاحب "مواقیت" نے اس کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ فتوحات کے معتبر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے

ف۱۰ یعنی ان پر غور نہیں کرتے اور ان سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ اگر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ انسان کی بساط کیا ہے۔ یہ واقعہ محرم عاشورا کے دن پیش آیا۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ یعنی ملک شام دیا کہ کوئی مخالف نہ رہا۔ (موضح) یعنی بلادِ مصر اور شام، بیت المقدس اور "غرقابی" کے بعد بنی اسرائیل کا مصر پر مکمل قبضہ ہو گیا۔ (ابن کثیر) مگر وہاں زیادہ عرصہ ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا۔ ان کو حکم تھا کہ ملک شام عمالقہ سے فتح کر کے وہاں چلے جاؤ چنانچہ یوشعؑ کے زمانہ میں ان فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ (ابن کثیر۔ روح)

ف۱۲ یعنی اللہ کی کتاب تورات نازل ہو چکی اور اس میں بیان کردہ احکام کا انہیں پتا چل گیا۔ مطلب یہ ہے کہ آپس میں اختلاف اور تفرق کی وجہ یہ نہ تھی کہ ان کے پاس حقیقت کا علم نہ تھا بلکہ یہ سب کچھ انہوں نے جانتے بوجھتے شرارتِ نفس کی بنا پر کیا۔ بنی اسرائیل کے اختلافات کی داستان بہت طویل ہے۔

ف۱۳ وہاں معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔

وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ

اور مال بیچ زندگانی دنیا کے اے رب ہمارے تاکہ گمراہ کریں راہ تیری سے اے رب ہمارے میٹ ڈال

(جیسے سواریاں لباس ہتھیار وغیرہ) اور مال و دولت دے رکھا ہے مالک ہمارے (اس لیے دیا ہے کہ وہ) تیری (سچی) راہ سے (لوگوں کو) بہکا دیں ف۱ مالک ہمارے ان کے مال کو

عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

اوپر مالوں اُن کے کے اور سختی ڈال اوپر دلوں اُن کے کے پس نہ ایمان لاویں یہاں تک کہ دیکھیں عذاب درد

ملیامیٹ (تباہ و برباد) کر دے اور اُن کے دلوں کو سخت کر دے وہ ایمان نہ لائیں جب تک تکلیف کا عذاب (ڈوبنا) نہ دیکھیں ف۲ اللہ تعالیٰ نے

الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ

دینے والا کہا تحقیق قبول کی گئی دعا تمہاری پس مستقیم رہو تم اور ہرگز مت پیروی کیجو راہ ان لوگوں کی

فرمایا تم دونوں (بھائیوں) کی دعا قبول ہو گئی ف۳ تو صبر کیے رہو ف۴ اور نادانوں کی راہ مت

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ

کہ نہیں جانتے اور اتارے گئے ہم بنی اسرائیل کو دریا سے پس پیچھا کیا ان کا فرعون نے اور لشکروں اس کے نے

چلو ف۵ اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اُتار دیا پھر فرعون اور اس کا لشکر ف۶ شرارت اور زیادتی کے لیے اُن

بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ

سرکشی سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب پالیا اُس کو غرق نے کہا کہ ایمان لایا میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ جو

کے پیچھے لگا ف۷ جب ڈوبنے لگا (اللہ نے سمندر کو ملا دیا) تو کہہ اُٹھا (اب) میں ایمان لایا کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں وہی سچا خدا ہے

اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ

ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے بنی اسرائیل اور میں فرمانبرداروں سے ہوں کیا اب ایمان لاتا ہے تو اور تحقیق نافرمانی کر چکا تو پہلے اس

اور میں (اُس کے) تابعداروں میں سے ہوں (اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا حضرت جبرئیل نے یا میکائیل نے) کیا اب (ایمان لایا) اور پہلے (ساری عمر

وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ

سے اور تھا تو مفسدوں سے پس آج نجات دیں گے ہم تجھ کو ساتھ بدن تیرے کے تاکہ ہو تو واسطے اُن لوگوں کے کہ پیچھے تیرے ہیں

جب ایمان اور توبہ کا وقت تھا) نافرمانی کرتا رہا اور تو فسادیوں میں کا ایک (بڑا) فسادی تھا ف۸ تو آج ہم تیرے لاشے کو بچا لیں گے (اس لیے کہ) جو لوگ تیرے بعد (دنیا میں) رہ گئے اُن کے لئے

اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

نشانی اور تحقیق بہت لوگوں میں سے نشانیوں ہماری سے البتہ غافل ہیں اور البتہ تحقیق جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو

تو (اللہ کی قدرت کی ایک) نشانی (اور عبرت) ہو ف۹ اور البتہ بہت سے لوگ ہماری (قدرت کی) نشانیوں سے غافل ہیں ف۱۰ اور ہم نے بنی اسرائیل کو (شام یا مصر کے ملک میں) ایک اچھے

مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ

جگہ دینا راستی کا اور رزق دیا ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں سے پس نہ اختلاف کیا انھوں نے یہاں تک کہ آیا ان کے پاس علم تحقیق

ٹھکانے پر جگہ دی ف۱۱ اور کھانے کو عمدہ چیزیں عنایت کیں پھر انہوں نے (دین کی باتوں میں) اس وقت اختلاف کیا جب علم اُن کے پاس آچکا ف۱۲ بیشک (اے پیغمبرؐ)

رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ

پروردگار تیرا فیصل کرے گا درمیان ان کے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے پس اگر ہو تو بیچ

تیرا مالک قیامت کے دن جن باتوں میں وہ (دنیا میں) اختلاف کرتے رہے اُن کا فیصلہ کر دے گا ف۱۳ تو (اے پیغمبرؐ) ہم نے جو تجھ پر اُتارا (یعنی قرآن)

ع ٩ / ١٤

شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ

شک کے اس چیز سے کہ نازل کی ہم نے طرف تیری پس سوال کران لوگوں سے کہ پڑھتے ہیں کتاب پہلے تجھ سے تحقیق آیا

اُس میں اگر تجھ کو شک ہو تو اُن لوگوں سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کی کتاب (توریت) پڑھتے ہیں ف۱ بیشک تیرے

جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

ہے تیرے پاس حق پروردگار تیرے سے پس مت ہو شک لانے والوں سے اور نہ ہو ان

مالک کی طرف سے تجھ کو سچی کتاب پہنچ گئی تو ہرگز شک کرنے والوں میں سے مت ہو اور اُن لوگوں میں بھی مت

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ

لوگوں سے کہ جھٹلاتے ہیں نشانیوں اللہ تعالیٰ کی کو پس ہو جاوے گا تو ٹوٹا پانے والوں سے تحقیق وہ لوگ کہ ثابت ہوئی

ہو جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا (ایسا کرے گا) تو ٹوٹا پانے والوں میں سے ہوگا (اے پیغمبرؐ) جن لوگوں پر تیرے مالک کا قول

عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا

اوپر اُن کے بات پروردگار تیرے کی نہیں ایمان لاویں گے اور اگرچہ آویں ان کے پاس سب نشانیاں یہاں تک کہ دیکھیں

پورا ہُوا وہ ایمان لانے والے نہیں ف۲ گو اُن کے پاس (دنیا جہان کی) تمام نشانیاں (معجزے) آجائیں جب تک تکلیف کا عذاب اپنی

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ

عذاب درد دینے والا پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی ہو پس نفع دیا ہو اُس کو ایمان اس کے نے مگر قوم

(آنکھوں سے) نہ دیکھیں ف۳ پھر کیوں کوئی بستی والے (عذاب اترنے سے پہلے) ایمان نہ لائے کہ اُن کا ایمان اُن کو فائدہ دیتا (عذاب سے بچ جاتے) لیکن یونسؑ (پیغمبرؑ) کی قوم

يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

یونسؑ کی جب ایمان لائے کھول دیا ہم نے اُن سے عذاب رسوائی کا بیچ زندگانی دنیا کے اور

والے جب ایمان لائے ف۴ تو ہم نے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب اُن پر سے ہٹا دیا اور ایک وقت (معین) تک اُن کو (زندگی کا)

مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ

فائدہ دیا ہم نے ان کو ایک وقت تک اور اگر چاہتا پروردگار تیرا البتہ ایمان لاتے جو کوئی بیچ زمین کے ہیں سب

مزہ لینے دیا ف۶ اور (اے پیغمبرؐ) اگر تیرا مالک چاہتا تو زمین میں جتنے لوگ ہیں (آدمی اور جن اور شیطان) سب ایمان لے

جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

سارے آیا پس تو زبردستی کرتا ہے لوگوں کو یہاں تک کہ ہو جاویں مسلمان اور نہیں ممکن کسی جی کو

آتے ف۷ کیا تو لوگوں کو زبردستی مومن بنائے گا ف۸ اور کوئی شخص اللہ کے بے حکم

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

یہ کہ ایمان لائے مگر ساتھ حکم خدا کے اور کر دیتا ہے پلیدی اوپر ان لوگوں کے کہ نہیں سمجھتے

ایمان نہیں لا سکتا ف۹ اور اللہ انہی لوگوں پر (شرک اور کفر کی) گندگی ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے ف۱۰

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ

کہہ کہ دیکھو کیا کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور نہیں کفایت کرتیں نشانیاں اور ڈرانے والے اس

(اے پیغمبرؐ) اُن لوگوں سے کہہ (ذرا) دیکھو تو آسمان اور زمین میں کیا کیا (اُسکی قدرت کی نشانیاں ہیں) اور جن کی قسمت میں ایمان نہیں اُن کو نہ نشانیوں سے کچھ فائدہ ہوتا

ف۱ اس سورت کا اصل موضوع آنحضرتؐ کی نبوت کا ثبوت اور مخالفین کے شبہات کی تردید ہے۔ یہاں آخر سورہ میں پھر اصل موضوع کی طرف التفات کیا ہے۔ (کبیر) مشرکین عرب چونکہ اَن پڑھ اور آسمانی کتابوں کے علم سے بے بہرہ تھے اس لئے ان کو توجہ دلائی ہے کہ اگر تمہیں خود علم نہیں ہے تو ان علمائے یہود سے دریافت کرلو جو توراۃ وغیرہ آسمانی کتابوں کا علم رکھتے ہیں۔ ان میں سے جو منصف مزاج اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ اقرار کریں گے کہ قرآن واقعی آسمانی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں جگہ جگہ آپؐ کی آمد کی بشارتیں موجود ہیں اور آپؐ کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ الغرض یہ خطاب تو آنحضرتؐ سے ہے مگر مقصود مشرکین عرب کو توجہ دلانا ہے ورنہ آپؐ کو اپنی رسالت پر شک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: خود آنحضرتؐ کو کوئی شک نہ تھا اور نہ آپؐ نے کسی سے دریافت کیا۔ (شوکانی)

ف۲ یعنی وہ کفر پر مرینگے اور اپنی ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی کی بدولت انہیں ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہوگی۔ (کذا فی شوکانی)

ف۳ مگر اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ انہیں نہیں پہنچ سکے گا جیساکہ فرعون اور اس کی قوم کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ (ابن کثیر)

ف۴ یہ تیسرا قصہ ہے یعنی جن قوموں پر انبیا کی تکذیب کی بدولت عذاب بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ان میں یونسؑ کی قوم کے سوا کسی کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ عذاب ختم ہو جانے سے پہلے توبہ کرکے ایمان لے آتی اگر وہ ایسا کرتی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا اور اس سے عذاب ٹال دیتا۔ اول تو ان میں سے کوئی قوم ایمان نہیں لائی اور اگر لائی بھی تو اس وقت جب عذاب نے اسے آدبوچا (جیسے فرعون اور اس کے ساتھی) اور ظاہر ہے کہ اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ (شوکانی) مفسرین کے عام بیان کے مطابق قوم یونس کا مرکز "نینوی" کا مشہور شہر تھا جس کے آثار آج بھی دجلہ کے مشرقی ساحل پر موجودہ شہر موصل (شمالی عراق) کے بالمقابل پائے جاتے ہیں موصل شہر کے قریب "یونس نبی" کے نام سے ایک بستی بھی پائی جاتی ہے

ف۵ عذاب ختم ہونے سے پہلے یا اس کی نشانیاں دیکھ کر۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی موت تک انہیں مہلت دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یونسؑ نے اپنی قوم کے لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ جب انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا تو یونسؑ یہ کہتے ہوئے بستی سے نکل گئے کہ تم پر فلاں دن عذاب آئے گا۔ انبیا کا قاعدہ تھا کہ جب وہ اپنی قوم کو عذاب سے خبردار کر دیتے تو اپنی بستی سے باہر چلے جاتے۔ اس کے بعد جب یونسؑ کی قوم والوں نے عذاب کے آثار دیکھے تو عورتوں، بچوں اور مویشیوں سمیت گھروں سے نکل آئے اور خوف کے مارے چیخ پکار اور توبہ تلا کرتے ہوئے خدا کے حضور گڑگڑانے لگے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں صدق و اخلاص دیکھ کر ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان پر سے عذاب ٹال دیا۔ (احسن الفوائد)۔ بعض مفسرینؒ کا خیال ہے کہ ان پر سے صرف دنیا کا عذاب ٹالا گیا جس کی آیت میں تصریح کی گئی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ان پر سے عذاب آخرت بھی ٹال دیا گیا۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کی طرح جنوں اور انسانوں کی فطرت بھی ایسی بنا دیتا کہ وہ کفر و نافرمانی کر ہی نہ سکتے یا ان سب کے دل ایمان و طاعت کی طرف پھیر دیتا لیکن اس طرح چونکہ جنوں یا انسانوں کو علیحدہ نوع کی حیثیت سے پیدا کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ اس لئے اس نے اپنی مرضی سے ان کی فطرت میں یہ چیز رکھی ہے کہ وہ عقل سے کام لے کر چاہے ایمان و طاعت کا راستہ اختیار کریں یا کفر و نافرمانی کا۔

ف۸ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازراہ شفقت یہ زبردست خواہش تھی کہ اللہ کے سب بندے ایمان لے آئیں، اس لئے اس آیت میں آپ کو یہ کہہ کر تسلی دی گئی کہ یہ چونکہ ہونے والی بات نہیں اس لئے آپؐ کیوں اپنے آپ کو رنج و کرب میں مبتلا کرتے ہیں۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۹ یعنی جس طرح تکوینی طور پر دنیا کی کوئی نعمت کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اسی طرح کسی شخص کو ایمان کی نعمت حاصل ہونے یا نہ ہونے کا انحصار بھی اللہ تعالیٰ کے اذن پر ہے۔ کوئی شخص اس نعمت کو نہ خود پا سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کو عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر نبی چاہے بھی کہ تمام لوگوں کو مومن بنا دے تو نہیں بنا سکتا۔ اس سے مقصود بھی آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے۔ (شوکانی)

ف۱۰ یعنی اگرچہ ایمان کی توفیق دینے نہ دینے کا کلی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مگر اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اس نعمت سے وہ انہی لوگوں کو محروم رکھتا ہے اور انہی کو کفر و شرک کی نجاست میں پڑے رہنے کے لئے چھوڑتا ہے جو اس کی عطا کردہ عقل سے کام نہیں لیتے اور جس راستے پر اپنے باپ دادا کو چلتے دیکھتے ہیں اس پر آنکھیں بند کرکے چلتے رہنا پسند کرتے ہیں۔ (کذا فی الکبیر والشوکانی)

قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن

قوم سے کہ نہیں ایمان لاتے ۔ پس نہیں انتظار کرتے مگر مانند دنوں ان لوگوں کی کہ گزرے ہیں پہلے

ہے نہ ڈرانیوالوں (پیغمبروں یا ڈراووں) سے تو کیا یہ (تیرے زمانے کے) کافر بھی ویسے ہی عذابوں کا انتظار کر رہے ہیں جیسے اُن سے پہلے لوگوں پر عذاب ہو چکے ہیں ف۲

قَبْلِهِمْ قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَ

ان سے کہہ پس منتظر رہو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے انتظار کرنے والوں سے ہوں پھر نجات دیں گے ہم پیغمبروں اپنے کو اور

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے (اگر یہ بات ہے) تو انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں ف۲ پھر ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کو

الَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اسی طرح ثابت ہوا اوپر ہمارے نجات دینا مسلمانوں کا کہہ اے لوگو

بچا دیتے ہیں ایسے ہی ہمارا ذمہ ہے ہم ایمان والوں کو (اب بھی) بچا دیں گے اور مشرکوں کو تباہ کریں گے (اے پیغمبرؐ) کہہ دے لوگو اگر تم کو میرے دین میں

ع ١٠ / ١٥

إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

اگر ہو تم بیچ شک کے دین میرے سے پس نہیں عبادت کرتا میں ان کو کہ عبادت کرتے ہو تم سوائے اللہ کے

کچھ شک ہے (کہ شاید اسلام سچا دین نہ ہو) تو میں تو (کسی حال میں تم کو شک ہو یا یقین ہو) اللہ تعالیٰ کے سوا تم جن کو پوجتے ہو ان کو پوجنے والا نہیں

وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾

اور لیکن عبادت کرتا ہوں میں اللہ کو وہ جو قبض کرتا ہے تم کو اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ ہوں میں ایمان والوں سے

البتہ میں اللہ کو پوجتا ہوں جو (ایک دن) تمہاری جان لے گا (تم کو مارے گا اسی کے پاس جاؤ گے) اور مجھ کو اسی کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے کہ ایمان داروں میں رہوں

وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا

یہ کہ سیدھا کر منہ اپنے کو واسطے دین کے حنیف ہو کر اور مت ہو مشرکوں سے اور مت

اور یہ کہ سب دینوں سے الگ ہو کر اس دین (اسلام) پر اپنا منہ سیدھا رکھ اور ہرگز مشرکوں میں مت ہو ف۳ اور اللہ تعالیٰ

تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا

پکار سوائے خدا کے اس چیز کو کہ نہ نفع دے تجھ کو اور نہ ضرر دے تجھ کو پس اگر کیا تو نے پس تحقیق تو اس وقت

کے سوا اُن کو مت پکار جو نہ تیرا فائدہ کر سکتے ہیں نہ نقصان ف۴ پھر اگر تو ایسا کرے (بالفرض) تو بے شک تو بھی

مِّنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَ

ظالموں سے ہے اور اگر لگا دیوے اللہ تجھ کو برائی پس نہیں کھولنے والا واسطے اس کے مگر وہی اور

ظالموں میں سے ہو گا ف۵ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کوئی

إِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ

اگر ارادہ کرے ساتھ تیرے بھلائی کا پس نہیں کوئی پھیرنے والا فضل اس کے کو پہنچا دیتا ہے فضل جس کو چاہتا ہے بندوں اپنے سے

فائدہ پہنچانا چاہے تو اُس کے فضل کو کوئی پھیر دینے والا (روکنے والا) نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فائدہ (یا فائدہ اور نقصان دونوں) پہنچاتا ہے اور وہی

وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ

اور وہ بخشنے والا مہربان ہے کہہ اے لوگو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس حق پروردگار تمہارے سے

(گناہوں کو) بخشنے والا مہربان ہے ف۶ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے لوگو تمہارے پاس سچ آ چکا (یعنی قرآن یا دین اسلام یا پیغمبرؐ) تمہارے مالک کی طرف سے پھر

ف۱ یا جوٹے کر لیتے ہیں کہ چاہے کچھ ہو جائے ہم ہرگز اپنے باپ دادا کے راستہ کو چھوڑ کر ایمان نہیں لائیں گے۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۲ آنحضرتؐ کفار کو عذاب سے ڈراتے تو وہ اس کا مذاق اڑاتے۔ اس پر اس آیت میں ان کو وعید سنائی کہ تم از خود اپنے اوپر عذاب کو دعوت دے رہے ہو جو اُن سے پہلے کی کسی قوم پر نازل ہوا۔ (شوکانی)

ف۳ حنیف نام ہے دینِ ابراہیمؑ والوں کا۔ اور عرب شرک کرتے اور اپنے آپ کو حنیف کہے جاتے۔ (احسن الفوائد) "اور ہرگز مشرکوں میں مت! شامل) ہو" یعنی ماسوی اللہ کی طرف التفات بھی شرک ہے جسے اہلِ دل شرکِ خفی کہتے ہیں۔ (کبیر)

ف۴ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا زمین و آسمان کی ہر زندہ یا مردہ ہستی اور ہر جاندار یا بے جان چیز آ گئی۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے تو کسی بزرگ یا نبی کی قبر کے بارے میں یہ غلط عقیدہ قائم کر لیا جائے کہ وہ نفع و نقصان پہنچا سکتی ہے اور پھر اسے سجدے کئے جائیں اور اس سے مرادیں طلب کی جائیں۔ اس آیت کی اس طور پر تاویل کرنا اللہ کی کتاب سے کھیلنا اور اس کا مذاق اڑانا ہے۔ مطلب مشرکین کو سمجھانا ہے کہ ہر قسم کے نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ (فتح القدیر)

ف۵ کیونکہ شرک کے برابر کوئی ظلم نہیں ہے جیسے فرمایا: إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ یہاں پر "فعل" کنایہ ہے۔ دعا سے ای ان دعوت ما لاینفع ولا یضرک۔ (روح)

ف۶ مسند احمد اور ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباسؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: ہر قسم کی مدد اللہ تعالیٰ سے طلب کرو کیونکہ تمام دنیا تم کو ضرر پہنچانا چاہے یا نفع جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکتی ہے نہ ضرر۔ (احسن الفوائد) عامرؓ بن قیس کہتے ہیں کہ قرآن کی تین آیتوں نے مجھے سارے جہان سے بے نیاز کر دیا۔ ایک یہ آیت دوسری: مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ: جو رحمت اللہ لوگوں کے لئے کھولے اسے کوئی روک رکھنے والا نہیں ہے اور جسے روکے اسے کوئی کھولنے والا نہیں ہے۔ اور تیسری آیت: وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ کہ زمین میں کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔ (فتح القدیر بحوالہ بیہقی)

ف۱ یعنی تمہارا نگران اور ذمہ دار نہیں ہوں کہ اگر تم سیدھی راہ پر نہ آؤ تو مجھ سے باز پرس ہو۔ ف۲ اکثر مفسرینؒ نے اس پوری سورہ کو مکی قرار دیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ اور قتادہؒ آیت اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ..... اور مقاتلؒ اس کی آیت: فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ ..... کو غیر مکی قرار دیتے ہیں مگر سورۂ یونس سے اس کا نزول بہر حال متقدم ہے۔ حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سورۂ ہود کو جمعہ کے روز پڑھا کرو" (بیہقی، مراسیل ابی داوٗد) ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (طبرانی) یہی روایت متعدد صحابہؓ سے حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی آئی ہے۔ (از شوکانی)

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

پس جس نے راہ پائی پس سوائے اس کے نہیں کہ راہ پاتا ہے واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی گمراہ ہوا پس سوائے اس کے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اوپر اس کے

جو کوئی راہ پر لگ جائے (سیدھی راہ اختیار کرے) تو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے راہ پر لگتا ہے اور جو کوئی بھٹک جائے وہ بھٹک کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے

وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۞ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى

اور نہیں میں اوپر تمہارے داروغہ اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیری اور صبر کر یہاں تک کہ

اور میں تمہارا کروڑی نہیں ہوں ف۱ اور (اے پیغمبرؐ) تیری طرف جو وحی آتی ہے اس پر چلتا رہ اور (کافروں کی ایذا دہی پر) صبر کر یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے

يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۞

حکم کرے اللہ اور وہ بہتر ہے سب حکم کرنے والوں کا

(لڑائی کا حکم اتارے) اور اللہ سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۲۳ رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۲ شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۞ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا

یہ کتاب ہے کہ ثابت کی گئیں آیتیں اس کی پھر جدا کی گئی ہیں نزدیک حکمت والے خبردار کے سے یہ کہ مت عبادت کرو مگر

یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں جانچ لی گئی ہیں ف۳ پھر حکمت والے (خبردار خدا) کی طرف سے کھول کر بیان کر دی گئی ہیں ف۴ اس لیے کہ تم خدا کے سوا اور کسی کو نہ

اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۞ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ

اللہ کی تحقیق میں واسطے تمہارے اس سے ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری دینے والا ہوں اور یہ کہ بخشش مانگو پروردگار اپنے سے پھر توبہ کرو طرف اس کی

پوجو ف۵ میں اسی کی طرف سے تم کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ف۶ اور اس لیے کہ تم اپنے مالک سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگو پھر اسکی درگاہ میں توبہ کرو ف۷

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ

فائدہ دے گا تم کو فائدہ اچھا ایک وقت مقرر تک اور دے گا ہر بڑائی والے کو بڑائی اس کی اور اگر

وہ تم کو ایک مدت معین (یعنی موت) تک اچھی طرح (دنیا کے) مزے اٹھانے دے گا ف۸ اور جس نے زیادہ عبادت کی ہے اس کو زیادہ اجر ملے گا ف۹ اور اگر (اس

تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۞ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

پھر جاؤ تم پس تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن بڑے کے سے طرف اللہ کی ہے پھر جانا تمہارا اور وہ اوپر ہر

کے حکم سے) منہ موڑو گے تو مجھ کو ڈر ہے کہ بڑے دن کا عذاب تم پر نہ ہو ف۱۰ تم کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور وہ سب کچھ کر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ

چیز کے قادر ہے خبردار ہو تحقیق وہ لپیٹتے ہیں سینے اپنے کو تاکہ چھپ جاویں اس سے خبردار ہو جس وقت لپیٹتے ہیں

سکتا ہے ف۱۱ (اے پیغمبرؐ) سن رکھ یہ کافر اپنے سینوں کا حال چھپانے کے لیے اپنے سینے موڑ لیتے ہیں ف۱۲ سن لے یہ جس وقت اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں (اور اپنا سارا

ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞

کپڑے اپنے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں تحقیق وہ جانتا ہے سینے والی بات کو

بدن چھپا لیتے ہیں ف۱۳) اس وقت بھی جو کام یہ چھپا کر کرتے ہیں یا کھلم کھلا اللہ اس کو جانتا ہے وہ تو دلوں تک کے بھید جانتا ہے ف۱۴

ف۳ یعنی خوب پختہ اور اٹل ہیں جن میں کوئی عیب اور نقص نہیں ہے اور نہ وہ ۔ مجموعی اعتبار سے ۔ توراۃ و انجیل کی طرح منسوخ ہیں اور پھر معارضہ سے بھی بالا ہیں۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۴ یعنی نہایت واضح کہ کسی آیت کے مفہوم میں ابہام اور پیچیدگی نہیں ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یا زندگی میں اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔

ف۶ یعنی اس کے عذاب سے ڈرانے والا اور اس کے ثواب کی خوشخبری دینے والا۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی جو گناہ کر چکے ان کی معافی چاہو اور آئندہ کے لئے توبہ کرو کہ پھر گناہ نہ کریں گے یا ہر طرف سے منہ موڑ کر اسی کی طرف پلٹ آؤ۔

ف۸ یعنی اس کی نعمتوں سے سرفراز ہو جاؤ گے زندگی میں چین اور آرام نصیب ہوگا اور زندگی بھر عزت و شرف سے رہو گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ استغفار سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور توبہ سے خدا کی ایسی مہربانی حاصل ہوتی ہے کہ زندگی امن چین اور خوشحالی سے بسر ہوتی ہے۔ عمل صالح، اور استغفار کی برکات کے لئے دیکھئے سورۂ نحل آیت ۹۷، سورۂ نوح آیت ۱۱۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۹ یعنی جو اطاعت اور نیک اعمال کرنے میں جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اسے دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں اجر زیادہ ملے گا۔ اللہ کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اس کا قاعدہ ہے کہ جو کوئی برائی کرتا ہے اس کے لئے ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور جو نیکی کرتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی قیامت کے دن کا عذاب جو بہت سخت ہے۔ (وحیدی)

ف۱۱ اگر تم توبہ و استغفار نہ کرو گے تو وہ تمہیں عذاب بھی دے سکتا ہے۔ تم اس کی گرفت سے باہر نہیں ہو۔ (وحیدی)

ف۱۲ اوپر فرمایا کہ اگر اعراض کرو گے تو بڑے دن کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ اب یہاں بتایا کہ باطنی اعراض بھی ظاہری اعراض کی طرح ہے کیونکہ سینے کو لپیٹنا ایک محاورہ ہے جس سے مراد ہے اعراض کرنا، یا غلط سوچنا، بے اصل شبہات سے اپنے دل کو تسلی دینا عقائد حقہ سے اعراض کرنا وغیرہ کیونکہ یہاں صدور سے مراد علوم صدر ہیں۔ (فتح الرحمٰن) مطلب یہ ہے کہ اپنے سینوں میں جو کفر و عناد رکھتے ہیں اور اسے چھپا کر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو انکے رازہائے بستہ کی اطلاع نہ ہونے پائے۔ (شوکانی)

ف۱۳ یعنی جب اپنا سارا بدن چھپا کر اپنے دروازے بند کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمارے اصل حال کی اطلاع کون پا سکتا ہے؟ کپڑے لپیٹنا کنایہ ہے رات کو کپڑے اوڑھ کر بستروں پر سونے سے۔ اس حالت کو خاص طور پر اس لئے بیان فرمایا کہ ایسے وقت میں ہی عموماً خیالات اور وساوس دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ (رازی)

ف۱۴ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: کافر کچھ مخالفت کی بات گھر میں کہتے، اس کا جواب قرآن میں اترتا۔ تب سے ایسی بات کہتے، تو کپڑا اوڑھ کر دوہرے ہو کر۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کیا۔

ف۱ پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت و احاطہ کا بیان تھا کہ انسان کے ظاہر اور پوشیدہ احوال کیا وہ تو دلوں کے خیالات تک سے واقف ہے۔ اس آیت میں اسی پر دلیل پیش کی ہے کہ ہر جاندار کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے روزی پہنچ رہی ہے پھر اگر اللہ کا علم وسیع نہ ہوتا تو یہ روزی کا بندوبست کیسے ممکن تھا۔ (رازی) اصل میں رزق کے تمام خزانے تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں مگر کسب کی حد تک انسان وسائل رزق کو کام میں لا سکتا ہے بلکہ اس کا مکلف ہے۔ لیکن ان اسباب کو مؤثر نہ سمجھے بلکہ اصل بھروسا اللہ تعالیٰ پر رہو۔ اسی کا نام توکل ہے۔ مقصد یہ کہ رزق کے حصول کے لئے اسباب و وسائل کو کام میں لانا توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ حدیث میں ہے: اِعْقِلْ وَتَوَكَّلْ کہ پہلے اُونٹ کا گھٹنا باندھ دیجئے اور پھر اللہ پر توکل کیجئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: "کوئی متنفس اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اپنی عمر اور رزق جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے پورا نہ کرے۔ لہٰذا تم کو چاہیئے کہ کسب معاش کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جائز طریقوں سے روزی حاصل کرو۔" اور پھر یہ ذہن بھی غلط ہے کہ طلب وسعی کے بغیر رزق نہیں ملتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی مخلوق وہ ہے جن کو مباشرتِ اسباب کے بغیر رزق پہنچ رہا ہے۔ (ر د ح)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا

اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے مگر اوپر اللہ کے ہے رزق اس کا اور جانتا ہے جگہ قرار اس کے کی اور جگہ سونپے جانے کی

اور زمین پر جو جانور چلتا پھرتا ہے اُس کی روزی اللہ پر ہے ف۱ اور وہی جانتا ہے کہ کہاں رہے گا اور کہاں مرے گا ف۲

كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّ

ہر ایک بیچ کتاب بیان کرنیوالی کے ہے اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے اور

سب کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہے اور وہی تو خدا ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو بنایا ف۳ اور اُس کا تخت (آسمان و زمین

كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ

تھا عرش اُس کا اوپر پانی کے تاکہ آزمائے تم کو کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور اگر کہے تو البتہ تم اٹھائے جاؤ گے

کی پیدائش سے پہلے) پانی پر تھا ف۴ اُس نے دنیا کو اس لیے بنایا کہ تم کو آزمائے کون تم میں اچھے کام کرتا ہے ف۵ اور (اے پیغمبر) اگر تو ان کافروں سے کہے تم بیشک

مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ

پیچھے موت کے البتہ کہیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے نہیں یہ مگر جادو ظاہر اور اگر

مرنے کے بعد جی اُٹھوگے تو وہ کافر ضرور کہیں گے یہ (تمہاری بات) تو ایک کھلے جادو کی طرح ہے اور بس اور اگر ہم گنتی کے

أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ

ڈھیل دیویں ہم ان سے عذاب کو ایک مدت گنی ہوئی تک البتہ کہیں گے کس چیز نے بند رکھا ہے اس کو خبردار ہو جس دن آوے ان

چند روز ان پر عذاب اُتارنے میں دیر کریں تو کہیں گے (کیا ہوا) عذاب کیوں رُک گیا سُن لے جس دن عذاب اُن پر آ

لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَا

پاس نہ پھیرا جاوے گا اُن سے اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے اور اگر چکھاویں ہم

پہنچے گا پھر وہ (کسی کے ٹالے) اُن سے ٹل نہیں سکتا اور جس (عذاب) کا ٹھٹھا اُڑاتے تھے وہی اُن کو گھیر لے گا اور اگر ہم آدمی کو اپنی

الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنٰهُ

آدمی کو اپنی طرف سے رحمت پھر کھینچ لیویں ہم اس سے اس کو تحقیق وہ البتہ ناامید ناشکرا ہے اور اگر چکھاویں ہم اس کو

مہربانی (کا مزہ) چکھا کر پھر اس کو چھین لیتے ہیں تو وہ نااُمید ناشکرا بن جاتا ہے ف۶ اور اگر ہم اس کو اس تکلیف

نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾

نعمت پیچھے سختی کے کہ لگی تھی اس کو البتہ کہے گا گئیں برائیاں مجھ سے تحقیق وہ خوشیاں کرنے والا شیخی کرنا ہے

کے بعد جو اُس پر آئی تھی پھر آرام (کا مزہ) چکھائیں تو کہنے لگتا ہے اب سب دلدّر مجھ سے دُور ہوئے اور پھول کر مست بن جاتا ہے ف۷

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾

مگر جن لوگوں نے کہ صبر کیا اور کام کیے اچھے یہ لوگ واسطے اُن کے بخشش ہے اور ثواب بڑا

مگر (اللہ کے بندے) صابر ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ف۸ انہی لوگوں کے واسطے (اللہ تعالیٰ کی) بخشش اور بڑا اجر ہے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا

پس شاید کہ تو چھوڑ دینے والا ہے بعضی وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیری اور تنگ ہوجاتا ہے ساتھ اس کے سینہ تیرا کیوں کہ وہ کہیں کیوں نہ

تو (اے پیغمبر) کیا تو اُس وحی میں سے جو تجھ پر آتی ہے کچھ چھوڑ دینا چاہتا ہے اور کیا تیرا دل اس بات پر خفا ہوتا ہے ف۹ کہ وہ کہہ اُٹھیں (اگر یہ سچا پیغمبر ہوتا) تو

ف۲ یہ بھی اسی دلیل کا تتمہ ہے۔ "مستقر" اور "مستودع" کی تفسیر میں علما سے مختلف اقوال مروی ہیں۔ زمین پر انسان چلتا پھرتا ہے آخر جہاں پہنچ کر اس کی سیر کا منتہیٰ ہو گا وہ اس کا "مستقر" ہے اور پھر جہاں ٹھکانا کرتا ہے وہ "مستودع" ہے۔ (ابن کثیر) شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں جو حالت انسان کے اختیاری رہنے سہنے کی ہے اسے اس کا "مستقر" کہا جائے گا اور اس سے قبل جو ٹھکانا (مقر) غیر اختیاری تھے جیسے صلب پدر و رحم مادر ان تمام اطوار کو اس کا "مستودع" کہا جائے گا۔ (فتح الرحمٰن) موضح میں ہے "مستقر" جہاں ٹھہرتا ہے یعنی بہشت و دوزخ۔ "مستودع" جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کا علم انسان کی اس زندگی پر بھی حاوی ہے اور موت کے بعد کے تمام حالات بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

ف۳ اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے کمال علم کا اثبات تھا اور اس آیت میں کمال قدرت کا بیان ہے۔ آسمان و زمین کی چھ دنوں میں تخلیق کے بارہ میں دیکھیے سورہ اعراف آیت ۵۴۔ (کبیر)

ف۴ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ (ابن کثیر) ابتدائے آفرینش کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں۔ صحیح اور مشہور روایات میں ہے کہ آنحضرتؐ سے سوال کیا گیا کہ پہلے پہل خلق کی ابتدا کیسے ہوئی؟ آپؐ نے فرمایا: کان اللہ قبل کل شیء وکان عرشہ علی الماء وکتب فی اللوح المحفوظ ذکر کل شیء "کہ ہر چیز سے پہلے اللہ تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس نے لوح محفوظ میں ہر چیز کا ذکر لکھ دیا۔" دوسری حدیث میں ہے کہ آسمان و زمین کی آفرینش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی سب تقدیریں لکھ لی تھیں۔ (صحیح مسلم و بخاری) سنن کی بعض روایات میں ہے اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ - خلق کی پیدائش سے قبل پروردگار کہاں تھا؟ اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا کان فی عماء ما تحتہ ھواء وما فوقہ ھواء۔ مگر امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس باب میں صرف مشہور حدیث سے ہی استدلال ہو سکتا ہے۔ (کبیر) پانی اور عرش کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔ یہی صحیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ نے ابتدائے آفرینش کے متعلق خطبہ دیا جس میں ابتداءِ عالم سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام چیزیں بیان کر دیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش کے متعلق صحابہؓ سے جو آثار مروی ہیں وہ سب کے سب اسرائیلیات سے نہیں لئے گئے۔ (احسن الفوائد)

ف۵ یعنی تم میں سے کون اس کے دیئے ہوئے اختیار اور قوت تمیز سے فائدہ اٹھا کر سیدھی راہ اختیار کرتا ہے اور کون غلط راہ پر چلتا ہے۔ احسن عمل یا عمل صالح وہ ہے جو "خالص اللہ کے لئے ہو اور شریعت کے مطابق۔" اگر ان دو شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو وہ عمل باطل اور ضائع ہے۔ (ابن کثیر) ف۶ یعنی انسان میں یہ کمزوری ہے کہ جب اسے کوئی معمولی سی مصیبت بھی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی پچھلی تمام نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ یہی اس کی ناشکری ہے۔ (ابن کثیر) ف۷ اترانے لگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب تمام مصیبتیں اور سختیاں ختم ہو گئیں۔ ف۸ یعنی وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ جب تکلیف آتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور جب خوشحال اور نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں تو شکر بجا لاتے ہیں۔ حدیث میں ہے "مومن کیلئے ہر حالت خیر و برکت کا سبب بنتی ہے اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکر بجا لاتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔" (ابن کثیر)

ف۹ ان آیات میں آنحضرتؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کے شبہات، مطالبات اور طعن و تشنیع سے تنگ آ کر کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں بلکہ مشرک کی مذمت اور توحید کے اثبات کے متعلق جو وحی بھی آئے اسے بلا کم و کاست ان تک پہنچاتے رہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وحی کا وہ حصہ حذف کر دیں جس میں بتوں کی عیب جوئی ہے۔

أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اتارا گیا اوپر اس کے خزانہ یا کیوں نہ آیا ساتھ اس کے فرشتہ سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے

اُس پر ایک خزانہ کیوں نہ اُترا یا ایک فرشتہ اس کے ساتھ کیوں نہ آتا (جو اس کی تصدیق کرتا جاتا)، تو تو اور کچھ نہیں صرف اللہ کے عذاب سے (اُن کو) ڈرانیوالا ہےف۲ اور (باقی) سب چیزیں

وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا

کارساز ہے کیا کہتے ہیں یہ کہ باندھ لیا ہے اس کو کہہ پس لے آؤ دس سورتیں مانند اس کی باندھی ہوئی اور پکارو

اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ف۲ بلکہ وہ کافر کہتے ہیں کہ اس نے (یعنی پیغمبر نے) قرآن کو جھوٹ بنا لیا ہے کہہ دے اگر تم سچے ہو تو قرآن کی طرح دس ہی بُوئی سورتیں بنا کر لے آؤ اور خدا کے سوا تم

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا

جس کو پکار سکو تم سوائے اللہ تعالیٰ کے اگر ہو تم سچے پس اگر نہ قبول کریں واسطے تمہارے پس جانو تم

(اپنی مدد کے لیے) جن جن کو بلا سکتے ہو بلا لوف۳ پھر اے مسلمانو اور پیغمبر! اگر یہ کافر جو تم نے چاہا وہ نہ کر سکیں تو تم یقین کر لوف۴ کہ قرآن اللہ کا علم

أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ

یہ کہ وہ اتارا گیا ہے ساتھ علم خدا کے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پس آیا ہو تم فرمانبرداری کرنے والے جو کوئی ہے

لے کر اُترا ہےف۵ اور یہ (بھی سمجھ لو) کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے تو کیا اب بھی تم مانتے ہو (یا نہیں)ف۶ جو لوگ (اچھے کام

يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا

ارادہ کرتا زندگانی دنیا کا اور آرائش اس کی کا پورا دیں گے ہم طرف ان کی عمل اُن کے بیچ اس کے اور وہ بیچ اس کے نہ

کرکے) دنیا کی زندگی اور رونق چاہتے ہوں تو ہم اُن کے کاموں کا بدلہ دنیا ہی میں اُن کو پورا بھر دیں گے اور وہ دنیا میں گھاٹا

يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

کمی کیے جاویں گے یہی ہیں وہ لوگ کہ نہیں واسطے ان کے بیچ آخرت کے مگر آگ اور کھویا گیا جو کچھ

نہ اٹھائیں گے ان لوگوں کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں اور دنیا میں جو (اچھے کام) کیے تھے

صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ

کیا تھا انہوں نے بیچ اس کے اور جھوٹا ہوا جو کچھ کہ تھے وہ عمل کرتے آیا پس جو شخص کہ ہوا اوپر دلیل کے پروردگار اپنے سے اور

وہ (سب) اکارت ہوئے اور ان کا کیا کرایا سب ہوا ہو گیاف۷ کیا جو شخص اپنے مالک کی طرف سے ایک دلیل رکھتا ہو (یعنی عقل سلیم) اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ

پیچھے پیچھے آتا ہے اس کے ایک شاہد اسکی طرف سے اور پہلے اُس سے کتاب ہے موسیٰ کی پیشوا اور رحمت یہ لوگ

ایک گواہ بھی اس کو پہنچا ہو (جبرئیل یا قرآن مجید یا حضرت محمدؐ)ف۸ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب توریت شریف (اس کو راہ دکھانیوالی اور رحمت ہو چکی ہوف۹ ایسے لوگف۱۰ وہی

يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي

ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اس کے گروہوں میں سے پس آگ ہے جگہ وعدے اس کے کی پس مت ہو بیچ

قرآن پر (بھی) ایمان لائیں گے اور ان کافروں کے (فرقوں میں سے جو کوئی اس کو (یعنی قرآن یا پیغمبر کو) نہ مانے تو اس کے لیے دوزخ کا وعدہ ہےف۱۱ تو (اے پیغمبرؐ) قرآن میں

مِرْيَةٍ مِنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ

شک کے اس سے تحقیق وہ سچ ہے پروردگار تیرے سے اور لیکن بہت لوگ نہیں ایمان لاتے اور کون شخص ہے

شک مت کرف۱۲ وہ سچ ہے بیشک تیرے مالک کی طرف سے (اترا ہے) لیکن اکثر لوگوں کو یقین نہیں اور جو خدا تعالیٰ پر

ف۱ یعنی آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لہٰذا بلا خوف لومۃ لائم آپؐ اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہیں۔ (از وحیدی)

ف۲ یعنی ان کے مطالبات کو پورا کرنا یا نہ کرنا اللہ کا کام ہے۔ ہر چیز اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ اگر چاہے تو آپؐ کو ایک خزانہ کیا روئے زمین کے تمام خزانے دے دے گا اور ایک فرشتہ کیا آپؐ پر سینکڑوں فرشتے اتار دے گا۔ بہرحال جیسی اس کی مصلحت و حکمت ہوگی ویسا ہی کرے گا۔ آپؐ کو ان چیزوں سے کیا غرض۔ آپؐ تو اللہ کا جو حکم آئے بے دھڑک ان کو سناتے رہیں۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۳ یعنی اگر تمہیں اس قرآن کے خدا کا کلام ہونے میں شک و شبہ ہے تو تم سب جمع ہو کر اس چیلنج کا جواب دینے کی کوشش کرو۔ واضح رہے کہ قرآن میں متعدد مرتبہ عرب کو تحدی کی گئی ہے۔ سورۃ "اسراء" (آیت ۸۸) میں پورے قرآن کے لیے چیلنج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہاں دس سورتوں کے لئے تحدی کی گئی ہے اور سورۃ یونس (آیت ۳۸) اور سورہ بقرہ (آیت ۲۳) میں ایک ہی سورہ بنالانے کا چیلنج کیا گیا ہے۔ لیکن عرب پورا قرآن یا دس سورتیں تو کیا ایک سورہ بھی بنا کر پیش نہ کر سکے۔ یہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ (ابن کثیر) واضح رہے کہ قرآن کا معجز ہونا جیسے اس کی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ہے اسی طور پر وہ اپنے اسلوب بیان اور تناقض پر مشتمل نہ ہونے کے اعتبار سے بھی معجز ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)

ف۴ یستجیبوا میں ضمیر "ھم" کفار کے لئے ہے اور "لکم" میں "کم" کے مخاطب آنحضرتؐ اور مسلمان ہیں۔ یعنی اگر وہ کفار تمہارے سامنے اس چیلنج کا جواب پیش نہ کریں۔ اور اگر "ھم" ضمیر کا مرجع "من" موصولہ ہو اور "لکم" سے مراد کافر ہوں تو معنی یہ ہوں گے کہ جن کو تم اللہ کے سوا مدد کے لئے پکارتے ہو بالآخر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں۔ (شوکانی)

ف۵ تو سمجھ لو اور یقین کر لو کہ اس میں اسی کے دیئے ہوئے احکام ہیں کسی بندے کے بس میں نہیں کہ اس قسم کے احکام دے سکے۔ (شوکانی)

ف۶ یہ بھی کافروں سے خطاب ہے یعنی تمہیں چاہئے کہ اسلام میں داخل ہو کر اس کے احکام و شرائع کی اتباع اختیار کر لو۔ اور اگر اس کے مخاطب مسلمان قرار دیئے جائیں تو معنی یہ ہوں گے "کیا اب بھی تم اسلام پر ثابت قدم ہوتے یا نہیں؟" مگر پہلا احتمال یک گونہ راجح ہے کیونکہ اس سے ضمائر میں اتساق پیدا ہو جاتا ہے۔ (شوکانی)

ف۷ یہ دو آیتیں کفار اور مشرکین کے بارے میں ہیں کیونکہ بعد میں لَيْسَ لَهُمْ إِلَّا النَّارُ ہے کہ ان کے لئے آخرت میں آگ ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کفار یہاں دنیا طلبی کے لئے صدقہ خیرات وغیرہ نیک عمل کرتے ہیں جن کا تعلق رفاہِ عامہ سے ہے انہیں ان کاموں کا بدلہ دنیا میں ہی پورا پورا دے دیا جاتا ہے لیکن یہ بدلہ ملنا مشیئتِ الٰہی پر موقوف ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: عَجَّلْنَا لَهُ مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ (سورہ اسراء آیت ۱۸) آخرت میں بعض کفار جیسے ابوطالب کے متعلق آیا ہے کہ اس کو ہلکا عذاب ہوگا تو یہ خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نیکی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ آخرت میں نیک عمل کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے۔ علماء تفسیر نے ان دو آیتوں کو عام بھی مانا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں منافق اور ریاکار بھی شامل ہیں کہ ان کے عمل بھی آخرت میں اکارت جائیں گے۔ چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شہید کو لایا جائے گا وہ کہے گا یا اللہ! میں نے لڑتے لڑتے تیری راہ میں جان دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم جھوٹ ہو تم نے محض اس لئے جنگ کی تھی کہ لوگ تمہیں بہادر کہیں چنانچہ تمہیں یہ دلول گئی۔ پھر حکم ہوگا کہ اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دو۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے ریاکار قاری اور ریاکار دولت مند کے متعلق بھی یہی بیان فرمایا۔ (مسلم) واضح رہے کہ اگر اس آیت کو عام رکھا جائے تو لَيْسَ لَهُمْ إِلَّا النَّارُ کی تاویل کی جائے گی کہ کفار اور منافقین کے لئے تو دائمی جہنم ہے مگر مسلمان گنہگار سزا کے بعد جہنم سے نکل آئیں گے اور بعض کو اللہ تعالیٰ معاف بھی کر دے گا اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔

ف۸ شاہ صاحب لکھتے ہیں: یعنی دل میں اس کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔ (موضح)

ف۹ وہ شخص اس کی طرح ہو گا جس کے پیش نظر دنیا اور اس کی خوشحالی اور فارغ البالی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں کی حالت یکساں نہیں ہو سکتی۔ (از وحیدی)

ف۱۰ جو لوگ عقل سلیم سے کام لیتے ہیں اور خدا کا گواہ بھی ان کو پہنچ چکا ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ توراۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا بشارتیں اور علامات بیان کی گئی ہیں۔ (وحیدی)

ف۱۱ یہ وعید تمام گروہوں (اہل ادیان) کے لئے ہے جو بھی قرآن سے روگردانی اور اس کے احکام سے انکار کرے گا خواہ نام کے اعتبار سے مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ (ت۔ ن)

ف۱۲ بظاہر خطاب آنحضرتؐ سے ہے اور مراد دوسرے لوگ ہیں۔ (قرطبی)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ

بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ یہ لوگ روبرو لائے جائیں گے اوپر رب اپنے کے اور کہیں گے گواہ

جھوٹ باندھے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا وا یہ لوگ (قیامت کے دن) اپنے مالک کے سامنے لائے جائیں گے اور گواہ گواہی دیں گے وا۲

هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ

یہ وہ لوگ ہیں کہ جھوٹ بولتے تھے اوپر پروردگار اپنے کے خبردار ہو لعنت ہے اللہ کی اوپر ظالموں کے وہ جو

انہی لوگوں نے اپنے مالک پر جھوٹ بولا تھا سُن لو اللہ تعالیٰ کی ظالموں پر پھٹکار ہے جو خدا کی راہ سے

يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾

بند کرتے ہیں راہ خدا تعالیٰ کی سے اور چاہتے ہیں ساتھ اس کے کجی اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں کافر

(لوگوں کو) روکتے ہیں اور اس میں کجی (عیب) نکالنا چاہتے ہیں اور وہی ہیں جو آخرت کو بھی نہیں مانتے

أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ

یہ لوگ نہ تھے عاجز کرنے والے بیچ زمین کے اور نہ تھا واسطے اُن کے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی وا۳

یہ لوگ دنیا میں خدا کو تھکا نہیں سکتے (اگر خدا ان کو عذاب کرنا چاہے) اور نہ خدا کے سوا اُن کا کوئی حمایتی ہے (قیامت کے دن)

أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾

دوست دوگنا کیا جاوے گا واسطے اُن کے عذاب نہ تھے کر سکتے سننا اور نہ تھے دیکھتے

ان کو (اوروں سے) دونا عذاب ہوگا نہ وہ (سچی بات) سن سکتے تھے (ایسے کفر و حسد میں غرق تھے) اور نہ (سیدھا رستہ) دیکھ سکتے تھے (ایسے اندھے بن گئے تھے) وا۴

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ

یہ لوگ ہیں جنھوں نے ٹوٹا دیا اپنی جانوں کو اور کھویا گیا ان سے جو کچھ کہ تھے باندھ لیتے نہیں شک

یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو تباہ کیا اور (دنیا میں) جو جھوٹی باتیں بناتے تھے وہ سب ہوا ہو گئیں (گئی گذریں) وا۵ ضرور یہی لوگ

أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ

یہ کہ وہ بیچ آخرت کے وہی ہیں ٹوٹا پانے والے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور

آخرت میں سب سے زیادہ گھاٹے میں پڑیں گے جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اپنے مالک

أَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ

عاجزی کی طرف پروردگار اپنے کی یہ لوگ رہنے والے بہشت کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں مثال دونوں فرقوں کی

کے سامنے عاجزی کرتے رہے وہی جنتی ہیں جو ہمیشہ جنت میں رہیں گے دونوں فرقوں (مسلمانوں اور کافروں) کی

كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾

جیسے ایک اندھا ہوا اور بہرا ہوا اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا ہوا کیا برابر ہوتے ہیں مثال میں کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم

مثال ایسی ہے جیسے اندھے بہرے اور دیکھتے سنتے کی کیا دونوں کا حال برابر ہے کیا تم غور نہیں کرتے وا۶

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ

اور تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم اس کی کی تحقیق میں واسطے تمہارے ڈرانیوالا ہوں ظاہر یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اللہ کو

اور بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس نے کہا) میں تم کو خدا کے عذاب سے صاف صاف ڈرانیوالا ہوں میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے

وا مثلاً بتوں کو اللہ کے حضور سفارشی سمجھے یا فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے۔ (قرطبی) موضح میں ہے کہ خدا پر جھوٹ باندھنا کئی طرح ہے مثلاً علم میں غلط نقل کرنا، خواب بنالینا یا درایت و عقل کو دین کے معاملات میں درمیان میں لے آنا یا دعویٰ کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔

وا۲ ان کے پیغمبر یا فرشتے جو عمل لکھتے ہیں اور علما جنہوں نے اللہ کے احکام کی تبلیغ کی۔ یہ سب گواہ کفار کے متعلق اعلان کریں گے کہ یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے جھوٹی باتیں منسوب کرتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے (ابن کثیر۔ کبیر) امام رازی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی تو سب کی ہوگی مگر ان کو رسوا کرنے کے لئے پیش کیا جائیگا (کبیر)

وا۳ جو انہیں اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بچا سکے۔ (کبیر)

وا۴ یعنی اللہ پر بہتان باندھا۔ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ فلاں فلاں بُت یا بزرگ ان کو بچالیں گے، نہ غیب کی باتیں انہوں نے سنیں نہ غیب دیکھا۔ (وقریبا من هذا فی الروح)

وا۵ یعنی جھوٹے دعوے آخرت میں گم ہو گئے۔ مثلاً یہ جو کہا کرتے تھے کہ ہمارے یہ بُت یا بزرگ یا پیرومرشد خدا سے ہماری سفارش کریں گے اور ہم اس کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ (کذا فی الوحیدی)

وا۶ مسلمان دیکھتا سنتا ہے اور کافر اندھا بہرا ہے۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔

وا۷ جن حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں توحید کی دعوت پیش کر رہے تھے وہ چونکہ ویسے ہی حالات تھے جو آپ سے پہلے دوسرے انبیاءؑ کو پیش آچکے تھے۔ اس لئے حسب موقع یہاں سے گزشتہ انبیاءؑ کا ذکر کیا جارہا ہے تاکہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت بندھے اور دوسری طرف کفار مکہ کو تہدید اور تنبیہ ہو۔ (کبیر)

ف۱ اس "عذاب الیم" سے مراد آخرت کا عذاب بھی ہو سکتا ہے اور طوفان کا عذاب بھی۔ (روح المعانی) یہ وہی بات ہے جو اس سے پہلے سورہ کے آغاز میں آنحضرتؐ کی زبان سے ادا ہوئی۔ ف۲ مکہ کے لوگ بھی آنحضرتؐ کے بارے میں یہی بات کہا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری طرح کا بشر ہو، جو کھاتا پیتا ہو، بازاروں میں چلتا پھرتا، سوتا جاگتا اور بال بچے رکھتا ہو آخر وہ اللہ کا رسولؐ کیسے ہو سکتا ہے۔ (دیکھئے سورہ فرقان آیت) مطلب یہ ہے کہ رسالت اور بشریت میں تضاد ہے اور یہ کہ ان دونوں کا ایک شخص میں اجتماع محال ہے۔
ف۳ یعنی اس وجہ سے بھی آپؐ کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے کہ کچھ لوگ آپؐ کے متبع ہو گئے ہیں کیونکہ وہ تو ہمارے رذیلے ہیں جن کا کسی شخص کی اتباع کرنا کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ بعینہٖ یہی بات مکہ کے کھاتے پیتے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا کرتے کہ ان کی پیروی ہماری قوم کے غلام اور نچلے طبقے کے لوگ کرتے ہیں۔ (دیکھئے انعام آیت ۵۲ تا ۵۴)

مذکورہ اوصاف کا وجود لوازم نبوت میں سے نہیں ہے کہ ان کے بغیر نبوت مل ہی نہیں سکتی اور نہ ان اوصاف کا عدم ہی خیر سے مانع ہے کہ جو شخص مالدار نہ ہو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خیر بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ قادر کریم ہے کہ ناتوانوں کو عزت دیتا ہے اور عزت والوں کو دم بھر میں ذلیل کر دیتا ہے۔ اس وقت بھی یہ لوگ اپنے رب پر ایمان اور اس کے رسول کی پیروی کی بدولت تم سے زیادہ باعزت اور شریف ہیں۔ (از روح۔ وحیدی) ف۱۴ اگر ان کے دلوں میں ایمان و اخلاص ہے تو اللہ کے ہاں ضرور اجر پائیں گے۔ تم لوگ میں مل کر بھی انہیں اس اجر سے محروم نہیں کر سکتے۔ (از وحیدی) ف۱۵ یعنی اگر میں انہیں خواہ مخواہ ذلیل قرار دوں۔ اشارہ ہے کہ تم ان کو رذیلے کہنے میں ظالم ہو یا یہ کہ اگر میں خزائن الٰہی کو جمع کرنے، غیب کے جاننے اور فرشتہ ہونے کا دعویٰ کروں تو . . . . . .

ف۱ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے یہ یہ احکام مجھے دیئے ہیں۔ ف۲ یعنی اس کا وبال خود تم پر پڑے گا۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض اسے حضرت نوحؑ کے قصے ہی سے متعلق سمجھتے ہوئے اس میں خطاب حضرت نوح سے قرار دیتے ہیں (جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے) اور بعض اسے حضرت نوح کے قصے کے درمیان جملہ معترضہ قرار دیتے ہیں اور اس کو مشرکین مکہ کا قول ٹھہرا کر آنحضرتؐ کو مخاطب مانتے ہیں یعنی کیا (مکہ کے کافر) کہتے ہیں کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس (قرآن) کو اپنے دل سے گھڑ لیا ہے۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہدے اگر میں نے اسے اپنے دل سے گھڑ لیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر پڑے گا اور تم جو گناہ کرتے ہو میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ پہلی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے اور "جملہ معترضہ" کا قول مقاتلؒ کا ہے۔ علمائے تفسیرؒ میں سے امام رازی اور ان کے باتبع امام شوکانی نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے کہ یہی اکثر مفسرینؒ کا قول ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ اور صاحب "کشف" نے دوسری تفسیر کو راجح قرار دیا ہے اور یہی لئے شاہ عبدالقادرؒ کی ہے۔ (ایضاً ملتقطاً من الروح)

ف۳ جب قوم کی تکذیب اور ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو یہ وحی کی جس کا بیان اس آیت میں ہے اور نوح کو قوم سے کلیۃً مایوس کر دیا تو نوح علیہ السلام نے اللہ کے حضور التجا کی کہ میں بے بس ہوں ان سے میرا بدلہ لے۔ (القمر) اور بددعا کی: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اے پروردگار روئے زمین پر کافروں کا ایک گھر باقی نہ چھوڑ۔ (نوح)

ف۴ یعنی ان کے بارے میں تاخیر عذاب کی سفارش مت کر یا ان میں سے کسی کے بارے میں سفارش مت کر۔ بے شک انتقام کا وقت آ پہنچا ہے اب مہلت نہیں ہے۔ (وحیدی)

ف۵ وہ اس پر ہنستے کہ خشک زمین پر غرقابی کا بچاؤ کر رہے ہیں۔ نوح علیہ السلام اس پر ہنستے کہ یہ لوگ بجائے اس کے کہ ایمان و طاعت کے ذریعہ عذاب الٰہی سے بچاؤ حاصل کریں الٹے کفر و معاصی پر اصرار کر کے اور خدائی نشانات کا مذاق اڑا کر عذاب کو دعوت دے رہے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے جواب کو برسبیل مشاکلت "سخریہ" کہہ دیا ہو۔ جیسا کہ جزاء سيئة سيئة مثلها میں مذکور ہے۔ (روح المعانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ (یعنی نوح علیہ السلام) ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔ (از موضح)

ف۶ یعنی آخرت میں جہنم کا عذاب جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔

ف۷ تنور (بروزن تفعول) تھا حضرت نوحؑ کے گھر میں، طوفان کا نشان بتا رکھا تھا کہ جب

قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

تحقیق جھگڑا کیا تو نے ہم سے پس بہت کیا تو نے جھگڑا ہم سے پس لے آ ہمارے پاس جو کچھ وعدہ دیتا ہے تو ہم کو اگر ہے تو سچوں سے

ہم سے بحث کی اور بہت بحث کی (اب ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے یہی بات باقی ہے) اگر تو سچا ہے تو جس (عذاب) کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اس کو لے کر آ

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ

کہا سوائے اس کے نہیں کہ لے آوے گا اس کو تمہارے پاس اللہ اگر چاہے گا اور نہیں تم عاجز کرنے والے اور نہیں فائدہ دے گی تم کو نصیحت میری

نوحؑ نے کہا اللہ اگر چاہے گا تو وہ عذاب تم پر لے آئے گا اور تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے (اس سے بھاگ کر بچ نہیں سکتے) اور میں تمہاری بھلائی بھی کرنا چاہوں

اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَ

اگر ارادہ کروں میں یہ کہ نصیحت کروں میں تم کو اگر ہو اللہ ارادہ کرتا یہ کہ گمراہ کرے تم کو وہ پروردگار تمہارا ہے اور

تو میری نصیحت تم کو کچھ فائدہ نہ دے گی اگر اللہ تم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تم کو

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَ

طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے کیا کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اس کو کہہ اگر باندھ لیا ہے میں نے اس کو پس اوپر میرے ہے گناہ میرا

لوٹ جانا ہے کیا وہ (یعنی نوحؑ کی قوم والے) کہتے ہیں کہ نوحؑ نے یہ (سب) جھوٹ بنا لیا ہے ف۱ اے نوحؑ کہہ دے اگر میں نے یہ (اللہ پر

اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا

اور میں بے تعلق ہوں اس چیز سے کہ گناہ کرتے ہو تم اور وحی کی گئی طرف نوحؑ کی یہ کہ وہ ہرگز نہ ایمان لاویں گے قوم تیری سے مگر

جھوٹ باندھا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر ہو گا اور تم جو گناہ کرتے ہو (کہ مجھ کو جھوٹا کہتے ہو) اس سے مجھ کو غرض نہیں ف۲ اور نوحؑ کو وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں بس

مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا

جو تحقیق ایمان لا چکے پس مت غم کھا ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے اور بنا کشتی روبرو آنکھوں ہماری کے

اب ان کے سوا اور کوئی ایمان نہ لائے گا تو ان کے کاموں پر جو یہ کرتے ہیں تو رنج مت کر ف۳ اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم کے

وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ

اور وحی ہماری کے اور مت گفتگو کر بیچ ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں تحقیق وہ ڈبائے جاویں گے اور بناتا تھا نوحؑ کشتی کو

موافق کشتی تیار کر اور ظالموں کے مقدمے میں مجھ سے مت بول ف۴ وہ ضرور ڈوبیں گے اور وہ (یعنی نوحؑ) کشتی بنانے لگا

وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ

اور جب گذرتے اوپر اس کے سردار قوم اس کی سے ٹھٹھا کرتے اس سے کہا اگر تم ٹھٹھا کرتے ہو ہم سے پس ہم بھی ٹھٹھا کریں گے

اور جب اس پر اس کی قوم کا ایک گروہ گذرتا تو اس سے ٹھٹھا کرتا نوحؑ نے (ان سے) کہا اگر تم ہم پر (آج) ٹھٹھے مارتے ہو (تو مارلو کل)

مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ

تم سے جیسے ٹھٹھا کرتے ہو تم پس البتہ جانو گے تم کون شخص ہے کہ آوے گا اس کے پاس عذاب کہ رسوا کرے گا اس کو اور اترے گا

ہم تم پر ماریں گے جیسے تم ٹھٹھے مارتے ہو ف۵ تو اب قریب ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کس پر (ہم پر یا تم پر) دنیا میں رسوائی کا عذاب آن پڑتا ہے اور ہمیشہ کا عذاب کس

عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا

اوپر اس کے عذاب ہمیشہ رہنے کا یہاں تک کہ جب آیا حکم ہمارا اور جوش مارا پانی نے تنور میں سے کہا ہم نے چڑھا لے بیچ اس کے

پر اترتا ہے ف۶ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آن پہنچا اور تنور نے جوش مارا ف۷ ہم نے (نوحؑ سے) کہہ دیا ہر قسم کے

تنور سے پانی ابلے تب کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ (موضح) جمہور مفسرینؒ نے تنور سے یہی عام تنور مراد لیا ہے لیکن حسب تفسیر ابن عباسؓ "تنور" سے مراد روئے زمین ہے یعنی ساری زمین چشمہ آب بن گئی اور پانی ابلنے لگا۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے: وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا (القمر ۱۲)۔ حتیٰ کہ تنور جو آگ کی جگہ ہوتے ہیں، پانی کے فوارے بن گئے۔ (ابن کثیر۔ روح) اَمْرُنَا سے مراد عذاب کا حکم ہے کہ آسمان سے موسلادھار پانی برسنے لگا اور زمین سے چشموں کی طرح پانی ابلنا شروع ہو گیا دونوں

ف۱ موضح میں ہے یعنی ہر جانور کا ایک جوڑا۔ (جیسا کہ " اثنین " کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے) رکھ لیا کشتی میں جس کی نسل رہنی مقدر تھی۔ (کذا فی الروح) ف۲ یعنی ان کی بیوی جس کا ذکر سورۂ تحریم میں آیا ہے اور ان کا بیٹا جس کے غرق ہونے کا ذکر آرہا ہے۔

مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ

ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اہل اپنے کو مگر جن پر چل چکی پہلے سے بات اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں

(جانوروں میں سے) دو دو جوڑا (ایک نر ایک مادہ) ف۱ اور اپنے گھر والوں کو ان کے سوا جن کے لیے (ہلاکت کا) حکم ہو چکا ف۲ اور ایمانداروں کو اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لے

وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا

اور نہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے مگر تھوڑے اور کہا نوح نے کہ سوار ہو بیچ اس کے ساتھ نام اللہ کے ہے چلنا اس کا اور تھمنا اس کا

اور تھوڑے ہی سے آدمی اس پر ایمان لائے تھے ف۳ اور نوح نے (کشتی میں چڑھنے والوں سے) کہا اس میں سوار ہو جاؤ اس کے چلتے وقت اور ٹھہرتے وقت اللہ کا نام لے کر

إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ

تحقیق رب میرا البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہ کشتی چلتی تھی ساتھ ان کے بیچ موجوں کے مانند پہاڑوں کے اور پکارا نوح نے

بیشک میرا مالک بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اور وہ (کشتی) پہاڑوں کی سی موجوں میں ان کو لیے ہوئے جا رہی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو آواز دی

ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ

بیٹے اپنے کو اور تھا وہ بیچ کنارے کے اے بیٹے میرے چڑھ ساتھ ہمارے اور مت ہو ساتھ کافروں کے کہا

وہ کشتی سے الگ تھا بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ مت رہ وہ کہنے لگا

سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ

شتاب جگہ پکڑ لیتا ہوں میں طرف پہاڑ کی کہ بچا لے گا مجھ کو پانی سے کہا نہیں بچانے والا کچھ آج کے دن حکم خدا

میں ابھی اس پہاڑ پر جا رہتا ہوں جو (طوفان کے) پانی سے مجھ کو بچا لے گا نوح نے کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا مگر

اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ۝ وَقِيلَ

کے سے مگر جس کو رحم کرے اللہ اور حائل ہو گئی درمیان ان دونوں کے موج پس ہو گیا ڈوبنے والوں سے اور کہا گیا

جس پر اللہ ہی رحم کرے وہ بچ سکتا ہے ف۶ اور باپ بیٹے یہ باتیں کر رہے تھے کہ پانی کی امواج دونوں کے بیچ میں آن پڑی اور وہ بھی ان میں شریک ہوا جو ڈوبنے گئے اور جب طوفان

يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ

اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان بس کر یعنی تھم اور خشک کیا گیا پانی اور تمام کیا گیا کام اور لگی وہ کشتی

ختم ہوا تو حکم دیا گیا اے زمین اپنا پانی چوس لے اور اے آسمان کھل جا (برسنا موقوف کر) اور پانی اتر گیا اور کام پورا ہو گیا (تمام کافر ہلاک ہو گئے) اور کشتی جودی (پہاڑ)

عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ

اوپر جودی پہاڑ کے اور کہا گیا لعنت ہو جیو واسطے قوم ظالموں کے اور پکارا نوح نے پروردگار اپنے کو پس کہا اے پروردگار میرے

پر جا کر ٹھہری ف۷ اور حکم ہوا کہ بے انصاف لوگ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) دھتکارے گئے ف۸ اور نوح نے اپنے مالک کو پکارا اور کہا مالک (آخر کو) میرا بیٹا میرے

إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ

تحقیق بیٹا میرا میرے اہل سے ہے اور تحقیق وعدہ تیرا سچ ہے اور تو بہتر حکم کرنے والا ہے سب حکم کرنے والوں سے کہا

ہی گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ بیشک سچا ہے اور سب حاکموں میں تو بڑا حاکم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ

اے نوح تحقیق وہ نہیں ہے اہل تیرے سے تحقیق اس کا عمل ہے ناشائستہ بس مت سوال کر مجھ سے اس چیز کا کہ نہیں واسطے تیرے

اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے ف۹ اس کے کام اچھے نہیں تو جو بات تجھ کو معلوم نہیں (جس کی حقیقت تو نہیں جانتا) وہ مجھ سے مت مانگ ف۱۰ تو

ف۳ وہی جن کو قوم نے رذالے کہا۔ قرآن و حدیث میں ان کی تعداد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ف۴ یا "اللہ ہی کے نام پر اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے"۔

ف۵ کشتی یا کسی دوسری سواری پر سوار ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ سورۂ زخرف آیت ۱۳-۱۴ میں سواری پر سوار ہوتے وقت یہ دعا بھی آئی ہے: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ "پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اسے قابو میں لا سکتے اور ہم یقیناً اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔" حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میری امت کے لئے غرق ہونے سے امان ہے کہ جب وہ کشتی میں سوار ہونے لگیں تو یہ دعا کریں: بِسْمِ اللَّهِ الْمَلِكِ الرَّحْمَٰنِ۔ بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ (ابن کثیر)

ف۶ یا دوسرا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے اور یہی لفظی ترجمہ بھی ہے کہ آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر جو رحم کرنے والا ہے۔ (یعنی خود اللہ تعالیٰ) آیت میں یہ ایک وجہ ہے جو محققین نے ذکر کی ہے اور یہی اقویٰ ہے کیونکہ فاعل کا صیغہ زیادہ تر صفت کے لئے آتا ہے اور نسبت کے لیے کم استعمال ہوتا ہے۔ (روح)

ف۷ جودی پہاڑ عراق اور ترکی کے درمیانی علاقے میں (جسے کردستان کہتے ہیں) موصل کی جانب واقع ہے۔ تورات میں حضرت نوحؑ کی کشتی ٹھہرنے کی جگہ "ارارات" بتائی گئی ہے جو ارمینیا کے اس پہاڑی سلسلے کا نام ہے جس سے دجلہ اور فرات نکلتے ہیں۔ جودی بھی اسی پہاڑی سلسلے کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ چند سال ہوئے مغربی سیاحوں نے اس پہاڑ پر ایک بڑی کشتی کے ٹوٹے ہوئے تختے بھی دریافت کیے ہیں، اگرچہ ان کے متعلق قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ حضرت نوحؑ کی کشتی کے ہی تختے ہیں یا کسی اور کشتی کے۔ واضح رہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم دجلہ اور فرات کی وادی ہی میں آباد تھی جو بعد میں عراق کے نام سے مشہور ہوئی۔

ف۸ یعنی سب ہلاک کر دیے۔ بائیبل (پیدائش ۱۴-۲۴) کے بیان کی بنا پر عام خیال یہی ہے کہ یہ طوفان روئے زمین میں آیا تھا مگر بعض علما کا کہنا ہے کہ طوفان اسی علاقے میں آیا تھا جہاں حضرت نوحؑ کی قوم آباد تھی۔ گو قرآن و حدیث میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ طوفان کے زمانے میں دنیا میں دجلہ و فرات کی وادی کے علاوہ کسی اور جگہ کوئی آبادی ہی نہ ہو۔

ف۹ یعنی ان لوگوں میں سے نہیں ہے جنہوں نے تجھ پر ایمان لا کر تیری پیروی اختیار کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نجات کے لئے نسبی تعلق کافی نہیں ہے بلکہ ایمان و عمل ضروری ہے۔

ف۱۰ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی چیز کا مانگنا جائز نہیں ہے جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اس کی شریعت کے مطابق نہیں ہے۔

بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ

ساتھ اس کے علم تحقیق میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو یہ کہ ہو جاوے تو جاہلوں سے کہا اے پروردگار میرے تحقیق میں پناہ پکڑتا ہوں

نادانوں میں شریک ہونے سے ڈراتا ہوں وا نوح ؑ نے عرض کیا مالک میں ایسی بات پوچھنے سے جس کی

بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ

ساتھ تیرے یہ کہ سوال کروں میں تجھ سے وہ چیز کہ نہیں مجھ کو ساتھ اس کے علم اور اگر نہ بخشے گا تو مجھ کو اور نہ رحم کرے گا تو مجھ پر ہو جاؤں گا میں

حقیقت میں نہیں جانتا تیری پناہ مانگتا ہوں اور اگر تو مجھ کو نہ بخشے (میرا قصور معاف نہ کرے) اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں تباہ ہو

الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ

ٹوٹا پانے والوں سے کہا گیا اے نوح اتر ساتھ سلامتی کے ہماری طرف سے اور برکتوں کے اوپر تیرے اور اوپر امتوں کے ان لوگوں

جاؤں گا وا (پروردگار کی طرف سے) کہا گیا اے نوح ؑ ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ (کشتی سے) اتر اور تجھ پر اور تیرے ساتھ والوں سے جو گروہ پیدا ہوں گے ان پر برکتوں کے ساتھ وس اور کچھ

مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ

میں سے کہ ساتھ تیرے ہیں اور امتیں ہیں کہ البتہ فائدہ دیں گے ہم ان کو پھر لگے گا ان کو ہماری طرف سے عذاب دکھ دینے والا یہ خبروں غیب کی سے ہے کہ

گروہ ایسے بھی (پیدا ہوں گے) جن کو ہم (چند روز دنیا کا) مزہ لینے دیں گے پھر (آخرت میں) ان کو ہماری طرف سے تکلیف کا عذاب پہنچے گا وع (اے پیغمبر) یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم

نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ؕۛ

وحی کرتے ہیں ہم ان کو طرف تیری نہ تھا تو جانتا ان کو تو اور نہ قوم تیری پہلے اس سے پس صبر کر

(وحی کے ذریعہ سے) تجھ کو بھیجتے ہیں اس سے پہلے (یعنی قرآن اترنے سے پہلے) نہ تو ان کو جانتا تھا نہ تیری قوم والے تو (کافروں کے ستانے پر) صبر کیے رہ بیشک جو

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۹﴾ ع وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

تحقیق آخرکار واسطے پرہیزگاروں کے ہے اور طرف عاد کی بھائی ان کے ہود کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو

پرہیزگار ہیں انہی کا انجام اچھا ہوتا ہے وہ اور عاد کی (قوم کی) طرف ہم نے ہود ؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اس نے کہا بھائیو اللہ ہی کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ

نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے نہیں تم مگر جھوٹ باندھنے والے اے قوم میری نہیں سوال کرتا ہیں تم سے اوپر اس کے مزدوری کا

(سچا) خدا نہیں ہے تم تو (اللہ کے سوا جو اوروں کو خدا سمجھتے ہو) کچھ نہیں مگر جھوٹ باندھنے ہو وے بھائیو میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

نہیں مزدوری میری مگر اوپر اس شخص کے کہ پیدا کیا مجھ کو کیا پس تم نہیں سمجھتے اور اے قوم میری بخشش مانگو پروردگار اپنے سے

تو اسی (خدا) پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا کیا تم کو عقل نہیں وہ اور اے بھائیو اپنے مالک سے (گذشتہ گناہوں کی) بخشش چاہو پھر (آئندہ گناہ

ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا

پھر توبہ کرو طرف اس کی بھیج دیوے گا آسمان کو اوپر تمہارے برسنے والا اور زیادہ دے گا تم کو زور طرف زور تمہارے کی اور مت

کرنے سے) توبہ کرو وہ وہ تم پر آسمان کے دھارے چھوڑ دے گا (خوب زور کا مینہ برسائے گا) وا اور تمہارے زور پر اور زیادہ زور دے گا اور

تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا

پھر جاؤ گنہگار ہو کر کہا انہوں نے اے ہود ؑ نہیں لایا تو ہمارے پاس کچھ دلیل ظاہر اور نہیں ہم چھوڑنے والے معبودوں اپنے کو

مشرک بن کر منہ مت پھراؤ وا وہ کہنے لگے ہود تو کوئی نشانی ہمارے پاس نہیں لایا (جس سے ہم تجھ کو سچا سمجھیں) اور ہم تو تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے

منزل ۳

ع ۴

وا یا یہ کہ تمہیں اس سے بلند دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم سے کوئی ایسا کام صادر ہو جو جاہلوں کے کرنے کا ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں: آدمی پوچھتا وہی ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم ہونی چاہئے۔ یہ کام ہے جاہل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ (موضح) مطلب یہ ہے کہ اس حقیقت کو جاننے کے بعد اگر آئندہ ایسا سوال کرو گے تو جاہل بن کر رہ جاؤ گے۔ (روح)

وا حضرت نوح شاید پدری محبت کے تقاضے سے یہ سمجھ بیٹھے کہ بیٹا، چاہے وہ کافر ہو گھر والوں میں شامل ہے اور اس کے لئے دعا کی جاسکتی ہے لیکن جونہی اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ کی کہ ایک کافر بیٹے کو نسبی قرابت کی بنا پر اپنا اہل سمجھنا صحیح نہیں ہے تو وہ فوراً متنبہ ہوئے اور اللہ کے حضور اپنی غلطی پر معافی چاہی۔ (از وحیدی)

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے۔ بندے کو کیا مقدور ہے؛ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ (موضح)

وس یعنی ان تمام مومنوں پر جو قیامت تک تمہاری اور تمہارے ساتھ والوں کی نسل سے پیدا ہوں گے لیکن ان ساتھ والوں سے نسل صرف حضرت نوح ؑ کے بیٹوں کی چلی۔ اس صورت میں حام، سام اور یافث کی اولاد ہی مراد ہوگی۔ (از روح)

وع حق تعالیٰ نے تسلی فرمادی کہ اس کے بعد ساری نوع انسانی پر ہلاکت نہیں آنے کی۔ ہاں بعض فرقے ہلاک ہوں گے۔ (کذا فی الموضح) ہلاک ہونے والے فرقوں سے مراد وہ تمام کافر ہیں جو حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کی نسل سے پیدا ہوئے یا قیامت تک پیدا ہوں گے۔

وہ یعنی جس طرح نوح اور ان کے ساتھیوں کا انجام بخیر رہا اور ان کے تمام مخالفین ہلاک کر دیئے گئے۔ اسی طرح آپ ؐ کا انجام بھی دنیا و آخرت دونوں میں بہتر رہے گا اور آپ ؐ کے مخالفین دنیا میں بھی ذلیل و برباد ہوں گے اور آخرت میں بھی انہیں دوزخ کی آگ نصیب ہوگی۔ (کذا فی الروح)

و۶ یہ عطف بیان ہے "اخاھم" سے۔ (تشریح کے لئے دیکھئے سورہ اعراف آیت ۶۵)

و۷ اللہ نے ہرگز انہیں اپنا شریک نہیں بنایا۔

و۸ کہ جو شخص سچے دل سے دعوت و تبلیغ اور نصیحت کی مشقتیں اٹھا رہا ہے اور جسے اپنے رب سے اجر کی امید ہے وہ تم سے کوئی دنیوی فائدہ کیوں چاہے گا؟

و۹ یا اپنے تمام باطل معبودوں کو چھوڑ کر اسی کی طرف پلٹ آؤ۔

وا تفسیری روایات کے بموجب جب قوم عاد میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط نمودار ہوگیا تھا جو کئی سال تک رہا۔ حضرت ہود نے ان سے کہا کہ ایمان لا کر اپنے گناہوں سے توبہ کر دو گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش ہوگی اور قحط کی بجائے خوشحالی اور فراوانی پیدا ہو جائے گی۔ (معالم) احادیث میں استغفار کے بہت سے فوائد مذکور ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص استغفار کو عادت بنا لے اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل آسان اور ہر الجھن دور کر دیتا ہے اور غیر متوقع طور سے اس کی ضرورتیں پوری فرما دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

واا یا میری اطاعت سے منہ نہ پھیرو ورنہ تم مجرم قرار پاؤ گے۔

عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا

کہنے تیرے سے اور نہیں ہم واسطے تیرے ایمان لانے والے نہیں کہتے ہم مگر یہ کہ آسیب پہنچایا ہے تجھ کو بعضے معبودوں ہمارے نے

نہیں اور نہ ہم تیری بات ماننے والے ہیں ہم تو بس یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود کی (جس کو تو برا سمجھتا ہے) تجھ پر مار پڑ گئی

بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ

ساتھ برائی کے کہا کہ میں شاہد کرتا ہوں اللہ کو اور تم بھی شاہد رہو تحقیق میں بھی بیزار ہوں اس چیز سے کہ شریک لاتے ہو تم سوائے اس کے

ہے ف۱ ہود نے جواب دیا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم خدا کا شریک سمجھتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ف۲ تو تم سب

فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا

پس مکر کرو تم مجھ سے سب پھر مت ڈھیل دو مجھ کو تحقیق میں نے توکل کیا اوپر اللہ کے پروردگار اپنے کے اور پروردگار تمہارے کے نہیں

مل کر (تم اور تمہارے معبود) میری فکر کرو (جو نقصان پہنچا سکو پہنچاؤ) اور مجھ کو دم نہ لینے دو ف۳ میں تو اللہ پر بھروسا کرتا ہوں جو میرا مالک ہے اور تمہارا (بھی) مالک ہے۔ کوئی جاندار

مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ

کوئی چلنے والا مگر وہ پکڑ رہا ہے پیشانی اس کی تحقیق پروردگار میرا اوپر سیدھی راہ کے ہے پس اگر

ایسا نہیں جس کی پیشانی (چوٹی) اس کے ہاتھ میں نہ ہو (سب اس کے حکم میں ہیں) بیشک میرا مالک سیدھے رستے پر ہے ف۴ پھر اگر تم پھرے

تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَیْكُمْ ؕ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۚ

پھر جاؤ تم پس تحقیق پہنچا دی ہے میں نے تم کو وہ چیز کہ بھیجا گیا تھا میں ساتھ اس کے طرف تمہاری اور جانشین کر ڈالے گا رب میرا کسی قوم کو سوائے تمہارے

رہو (تو پھرے رہو) ف۵ میں نے تو تم کو وہ حکم پہنچا دیا جس میں دے کر بھیجا گیا تھا اور میرا مالک (جب تم کسی طرح نہ مانو گے تو تم کو تباہ کر کے) ایک دوسری قوم کو تمہاری

وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا

اور نہ ضرر کرو گے اس کو کچھ تحقیق پروردگار میرا اوپر ہر چیز کے نگہبان ہے اور جب آیا حکم ہمارا نجات دی ہم نے

جگہ قائم کرے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے بیشک میرا مالک ہر چیز کا نگہبان ہے ف۶ اور جب ہمارا عذاب آن پہنچا تو ہم نے ہود کو اور اس کے

هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾

ہود کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور نجات دی ہم نے ان کو عذاب گاڑھے سے

ساتھ کے ایمان والوں کو اپنی مہربانی سے بچا دیا اور سخت عذاب سے ان کو چھڑا دیا (یعنے آخرت کے عذاب سے بھی)

وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ

اور یہ تھے عاد کہ انکار کیا انہوں نے ساتھ نشانیوں پروردگار اپنے کے اور نافرمانی کی پیغمبروں اس کے کی اور پیروی کی انہوں نے حکم ہر سرکش عناد

اور یہ عاد کے لوگ تھے جنہوں نے اپنے مالک کی تو آیتوں کا انکار کیا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی ف۷ اور ہر ایک ظالم سرکش کا کہا مان لیا

عَنِیْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا

کرنے والے کے اور پیچھے ان کے بھیجی گئی بیچ اس دنیا کے لعنت اور دن قیامت کے خبردار ہو تحقیق عاد نے کفر کیا ساتھ

ف۸ اور اس دنیا میں پھٹکار ان کے پیچھے لگ گئی (ہر پیغمبر ان پر لعنت کرتا رہا) اور قیامت کے دن بھی (سب کے سامنے خدا کی پھٹکار ان پر پڑے گی) سن لو عاد نے اپنے مالک کو نہ

رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ

پروردگار اپنے کے خبردار ہو لعنت ہے واسطے عاد کے قوم ہود کے اور طرف ثمود کی بھائی ان کے صالح کو کہا اے قوم میری

مانا (یا اس کی ناشکری کی) سن لو عاد جو ہود کی قوم والے تھے (خدا کے دربار سے) دھتکارے گئے ف۹ اور ثمود کی (قوم کی) طرف ہم نے ان کے بھائی (ہم قوم) صالح (پیغمبر) کو بھیجا اس نے کہا بھائیو

ع ۵ وقف لازم

ف۱ جو اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہے افسوس! یہی "کسی بزرگ کی مار" کا تصور آج مسلمانوں میں بھی آ گیا ہے حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ کے سوا کوئی زندہ یا مردہ ہستی کسی کا کچھ نہ بگاڑ سکتی ہے نہ بنا سکتی ہے۔ (از وحیدی)

ف۲ یعنی میرا تمہارے ان بتوں سے کوئی تعلق نہیں بلکہ میں ان کی ہر آن مذمت کرنے کو تیار ہوں۔

ف۳ یعنی یہ جو تم کہتے ہو کہ ہمارے کسی معبود کی تم پر مار پڑ گئی ہے تو اگر تم اور تمہارے یہ سب معبود مل کر بھی میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور مجھے ذرا مہلت نہ دیں۔ ورنہ جان لو کہ تم بھی جھوٹے اور تمہارے یہ معبود بھی غلط۔ (وحیدی)

ف۴ یعنی جو سیدھی راہ پر چلے وہ اس سے ملے۔ (موضح) یا یہ کہ گو ہر جاندار پر اس کا قبضہ ہے اور وہ اس کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہے کر سکتا ہے مگر وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ (ابن کثیر)

ف۵ میں جو دعوت پیش کر رہا ہوں اسے قبول نہ کرو اور کفر پر مصر رہو۔ (شوکانی)

ف۶ جب وہ ہر چیز کا نگہبان ہے تو میرا بھی نگہبان ہے۔ لہذا وہ یقیناً تمہارے شر سے میری حفاظت فرمائے گا۔ (شوکانی)

ف۷ انہوں نے اگرچہ ہودؑ ہی کی نافرمانی کی، لیکن چونکہ ایک پیغمبرؑ کی نافرمانی تمام پیغمبروں کی نافرمانی ہے اس لئے فرمایا کہ انہوں نے "اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی"۔ (شوکانی)

ف۸ "عنید" ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو نہ حق کو قبول کرے اور نہ اس کا مطیع ہو۔ مراد قوم کے سردار ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی قیامت کے دن یوں پکاریں گے۔ (موضح) سدی سے روایت ہے کہ قوم عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس نے عاد پر لعنت کی۔ یا "اتبعوا" کے معنی یہ ہیں۔ "ان پر دنیا میں بھی لعنت اور آخرت میں بھی"۔ (شوکانی)

ف۱ یعنی اب تک جو کفر و شرک کرتے رہے ہو اس کی اپنے رب سے معافی مانگو۔ ف۲ یعنی تمام معبودوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف پلٹ آؤ۔ ف۳ یعنی تمہاری عقلمندی اور ذہانت سے تو ہم بڑی بڑی امیدیں وابستہ کئے بیٹھے تھے مگر تم نے تو توحید اور آخرت کا نیا راگ الاپ کر ہماری تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ

عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اُس کے اس نے پیدا کیا ہے تم کو زمین سے اور آباد کیا تم کو

اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا خدا نہیں ہے اسی نے تم کو زمین سے نکالا (کیونکہ آدم مٹی سے بنے تھے) اور زمین میں بسایا تو اُس کی بخشش چاہو ف۱

فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ

بیچ اس کے پس بخشش مانگو اُس سے پھر پھر آؤ طرف اس کی تحقیق پروردگار میرا نزدیک ہے دعا قبول کرنے والا کہا انہوں نے اے صالح

پھر اس کی درگاہ میں توبہ کرو ف۲ بے شک میرا مالک نزدیک ہے (سب کی سنتا ہے) دُعا قبول کرتا ہے کہنے لگے صالح تو تو اس (پیغمبری کے

قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا

تحقیق تھا تو بیچ ہمارے امید رکھا گیا پہلے اس سے کیا منع کرتا ہے تو ہم کو اس سے کہ عبادت کریں ہم اس چیز کو کہ عبادت کرتے تھے باپ ہمارے اور تحقیق ہم

دعوی) سے پہلے ہونہار سمجھا جاتا تھا ف۳ بھلا (یہ کیا بات ہے) تو ہم کو ان چیزوں کو پوجنے سے منع کرتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ف۴ اور ہم کو تو اس

لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ

البتہ بیچ شک کے ہیں اس چیز سے کہ پکارتا ہے تو ہم کو طرف اُس کی قلق میں ڈالنے والا کہا اے قوم میری کیا دیکھا تم نے اگر ہوں میں اوپر دلیل کے

سنتے ہیں شک ہے جدھر تو بلاتا ہے (یعنی توحید میں) اس پر دل نہیں جمتا ف۵ صالح نے کہا بھائیو بتلاؤ تو سہی اگر مجھ کو میرے مالک کی طرف سے ایک کھلی

مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا

پروردگار اپنے سے اور دی اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت پس کون مدد دے گا مجھ کو خدا سے اگر نافرمانی کروں میں اس کی پس نہ

سند مل گئی ہو اور اس نے مجھ کو اپنی مہربانی (نبوت اور پیغمبری) سے سرفراز کیا ہو پھر میں اُس کی نافرمانی کروں تو مجھ کو خدا سے کون بچائے گا (یعنی اس کے عذاب ف۶ سے) تو تم سے

تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

زیادہ کرو گے تم مجھ کو سوائے ٹوٹا دینے کے اور اے قوم میری یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو

یہی فائدہ ف۷ ہے کہ مجھ کو اور نقصان دینا چاہتے ہو اور بھائیو یہ خدا کی (پیدا کی ہوئی) اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے ف۸ تو اس کو چھوڑے رہنے دو وہ اللہ کی زمین میں

تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا

کہ کھاتی پھرے بیچ زمین اللہ کے اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو ساتھ برائی کے پس پکڑے گا تم کو عذاب نزدیک پس پاؤں کاٹ ڈالے اس کے

چرتی پھرے اور اس کو مت ستاؤ نہیں تو جلدی سے تم کو عذاب آ لگے گا آخر انہوں نے اُس اونٹنی کو زخمی کیا (اُس کی کونچیں کاٹ ڈالیں) ف۹ تب

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ

پس کہا فائدہ اٹھاؤ بیچ گھر اپنے کے تین دن یہ وعدہ ہے نہیں جھوٹا کیا گیا پس جب آیا

صالح نے کہا تین دن اور اپنے گھر میں چین کر لو (اُس کے بعد سب ہلاک ہو گے) یہ (خدا کا) وعدہ ہے جو جھوٹ نہیں ہو سکتا پھر جب ہمارا عذاب آن پہنچا

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ ؕ

حکم ہمارا نجات دی ہم نے صالح کو اور اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور رسوائی اُس دن کی سے

تو ہم نے صالح اور اُس کے ساتھ کے ایمانداروں کو اپنی مہربانی سے بچا دیا اور اُس دن کی رسوائی سے (اُن کو محفوظ رکھا) ف۱۰ بے شک

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

تحقیق پروردگار تیرا وہی ہے زور آور غالب اور پکڑا ان لوگوں کو کہ ظلم کرتے تھے آواز تند نے پس فجر کو وہ تھے بیچ

تیرا مالک طاقت والا ہے زبردست اور (چوتھے دن) ظالموں کو چنگھاڑ (زور کی چیخ) نے ف۱۱ دبا لیا تو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ

ف۴ یعنی بت پرستی اور شرک پر اصرار کی اگر کوئی دلیل تھی تو صرف یہ کہ ان کے باپ دادا ان کی پوجا کرتے رہے تھے۔

ف۵ یہ کس قدر حماقت تھی کہ شرک پر نہ تو مطمئن تھے اور نہ ان کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہی نہ تھی مگر پھر بھی آبائی تقلید کی وجہ سے شرک کو چھوڑ کر توحید کی راہ اختیار کرنے کو تیار نہ تھے۔

ف۶ یعنی تم تک اس کا پیغام پہنچانے میں کوتاہی کروں

ف۷ یعنی اگر میں توحید کی راہ چھوڑ کر شرک کی راہ اختیار کر لوں تو یہی نہیں کہ تم مجھے اللہ کی پکڑ سے نہ بچا سکو گے بلکہ تمہاری وجہ سے میرا جرم اور بھی بڑھ جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات پہ مجھے دوہری سزا دے گا کہ میں نے جان بوجھ کر شرک کا راستہ اختیار کیا۔

ف۸ "ایۃ" سے مراد یہاں معجزہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حضرت صالحؑ سے قوم نے معجزہ مانگا، حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اُونٹنی نکالی۔ اسی وقت اس نے بچہ دیا، اسی وقت وہ ماں کے برابر ہو گیا حضرت صالح نے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو تب تک دنیا کا عذاب نہ ہو گا جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا۔ (کذا فی التفاسیر)

ف۹ اگرچہ ان میں سے صرف ایک شخص نے اُونٹنی کو زخمی کیا تھا لیکن اسے چونکہ سب کی رضامندی اور تائید حاصل تھی اس لئے سبھی کو اس جُرم کا مرتکب قرار دیا گیا۔

ف۱۰ یعنی اس دن کے رُسوا کن عذاب سے۔

ف۱۱ ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات کو پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے۔ (موضح) سورہ اعراف میں ہے "فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ" شاید کہ صیحہ کے بعد رجفہ واقع ہوا ہو یا دو گونہ عذاب بیک وقت آیا ہو۔

ف۱ ان فرشتوں کی آمد کا مقصد حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب نازل کرنا تھا۔ راستے میں حضرت ابراہیمؑ کی بستی سے گزرے جس سے مقصد خوشخبری سنانا تھا اور وہ حضرت ابراہیمؑ کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حسب عادت مہمان نوازی کرنا چاہی۔ یہاں "بشری" خوشخبری سے مراد حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بیوی سارہ کو بیٹے کی خوشخبری ہے۔ (شوکانی وغیرہ)

ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے ہاں انسانی شکل میں پہنچے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ پردیسی مہمان ہیں اس لئے انہوں نے مہمانی کا اہتمام کیا۔

ف۳ کیونکہ ان کے علاقے میں اگر کوئی اجنبی آتا اور وہ مہمانی میں پیش کیا ہوا کھانا قبول نہ کرتا تو اس کے متعلق سمجھا جاتا کہ وہ کسی بُرے ارادے سے آیا ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور شاید یہی قرین قیاس ہو۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے کھانا تناول نہ کرنے کی وجہ سے ان کے فرشتے ہونے کو بھانپ لیا ہو اور وہ اس بنا پر ڈر گئے ہوں کہ یہ ان کی بستی پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ (شوکانی)

ف۴ اس ڈر سے خوش ہوکر ہنس پڑیں۔ حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں بڑھائیں۔ (موضح)

ف۵ خوش خبری حضرت ابراہیمؑ کی بجائے حضرت سارہ کو اس لئے دی گئی کہ حضرت ابراہیمؑ کے ہاں تو ان کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہو چکے تھے لیکن حضرت سارہ ابھی تک بے اولاد تھیں۔

ف۶ قدیم مفسرینؒ کہتے ہیں۔ اور یہی بائیبل سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر اس وقت سو سال اور حضرت سارہ کی عمر نوے سال تھی۔

ف۷ یعنی وہ تو ماں باپ کے بغیر بھی پیدا کر سکتا ہے۔ پھر بوڑھی عورت کو بچہ عطا کرنا اُسے مشکل ہے؟

ف۸ یا تم پر خدا کی رحمت اور برکت ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ازواج (بیویاں) انسان کے اہلِ بیت میں سے ہوتی ہیں۔ (ت۔ن)

ف۹ سعیدؒ بن جبیر، قتادہؒ اور بعض دوسرے مفسرینؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو فرشتوں نے بتایا کہ وہ قومِ لُوط کو ہلاک کرنے جا رہے ہیں تو انہوں نے پوچھا جس بستی میں تین سو مسلمان ہوں کیا تم اُسے تباہ کر دو گے؟ انہوں نے کہا "نہیں"۔ کہا، اگر کسی بستی میں دو سو ہوں تب؟ کہا، نہیں۔ کہا: اگر چالیس ہوں تب؟ انہوں نے کہا، "نہیں"۔ آخر میں کہا اگر ایک ہی ہو تب؟ انہوں نے کہا "نہیں" اس پر حضرت ابراہیمؑ نے کہا، اِنَّ فِيهَا لُوْطًا (اس بستی میں لوط تو موجود ہیں) اس پر انہوں نے کہا، "اس میں جو لوگ ہیں ہمیں ان کا خوب علم ہے۔ ہم لوط کو، اور ان کی بیوی کے سوا ان کے تمام گھر والوں کو بچا لیں گے۔" اس وقت حضرت ابراہیم خاموش ہوئے اور ان کا اطمینان ہو گیا۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی بحث و تکرار کا بُرا نہ مانا بلکہ ان کا نہایت پیار سے ذکر کیا۔

ف۱۱ یہ فرشتوں کی بات ہے جو انہوں نے بالآخر حضرت ابراہیمؑ سے کہی اور اس کے بعد وہ قوم لوط پر عذاب نازل کرنے روانہ ہو گئے۔

جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾

آئے بھیجے ہوئے ہمارے لوطؑ کے پاس ناخوش ہوا ساتھ ان کے اور تنگ ہوا ساتھ ان کے دل میں اور کہا یہ دن ہے سخت

بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے پاس پہنچے تو اُس کو (اُن کا آنا) ناگوار گزرا اور دل میں رُک گیا اور کہنے لگا یہ تو بڑا سخت دن ہے ف۱

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ

اور آئی اس کے پاس قوم اس کی دوڑتی ہوئی طرف اس کے اور پہلے اس سے تھے کرتے برائیاں کہا

اور اُس کی قوم کے لوگ (ان خوبصورت لڑکوں کا آنا سن کر) اُس کے پاس دوڑتے آئے اور وہ پہلے ہی سے بُرے کام کیا کرتے تھے لوطؑ نے کہا بھائیو

يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ

اے قوم میری یہ ہیں بیٹیاں میری وہ بہت پاکیزہ ہیں واسطے تمہارے پس ڈرو اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو بیچ مہمانوں میرے کے

میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لیے پاکیزہ ہیں تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو ذلیل نہ کرو ف۲ کیا تم میں کوئی

أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ

کیا نہیں تم میں سے کوئی مرد اچھا کہا انہوں نے البتہ تحقیق جانتا ہے تو کہ نہیں واسطے ہمارے بیچ بیٹیوں تیری کے کچھ حق

ایک بھی بھلا آدمی نہیں وہ (مردود) کہنے لگے تو تو جانتا ہے ہم کو تیری بیٹیوں کی کوئی خواہش نہیں ہے

وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾

اور تحقیق تو جانتا ہے جو کچھ ارادہ کرتے ہیں ہم کہا کاش کے ہوتا واسطے میرے ساتھ تمہارے زور یا جگہ پکڑتا میں طرف قلعہ محکم کے

اور تو جانتا ہے ہم جو کرنا چاہتے ہیں ف۳ لوطؑ نے کہا کاش اگر مجھ کو کچھ زور ہوتا یا کسی زبردست کنبے کا آسرا ہوتا تو میں اُس وقت تم سے سمجھ لیتا ف۴

قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

کہا ان مہمانوں نے اے لوط تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں رب تیرے کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے طرف تیری پس لے جا لوگوں اپنے کو ایک ٹکڑے رات کے سے

کہنے لگے لوطؑ ہم تیرے مالک کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں وہ ہرگز تیرے پاس تک پھٹک نہ سکیں گے ف۵ تو (ایسا کر) اپنے گھر کے لوگوں کو

اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ

اور نہ منہ پیچھے پھیرے تم میں سے کوئی مگر جورو تیری تحقیق وہ پہنچنے والا ہے اس کو جو کچھ پہنچا ان کو تحقیق

لے کر کچھ رات رہی (یہاں سے) چل دے ف۶ اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری جورو اس کو بھی وہی عذاب ہوگا جو ان لوگوں کو ہوگا ف۸ اُن

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

وقت وعدے ان کے کا صبح ہے کیا نہیں صبح نزدیک پس جب آیا حکم ہمارا کیا ہم نے اوپر اس کا

(کی ہلاکت) کا وعدہ صبح کو ہے کیا صبح نزدیک نہیں ہے (یعنے بالکل قریب ہے) ف۹ پھر جب ہمارا عذاب آن پہنچا ہم نے اُس کے اُوپر کا حصّہ

سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ

نیچے اس کے اور برسائے ہم نے اُوپر ان کے پتھر کھنگر سے تہ بہ تہ نشان کیے ہوئے نزدیک

تلے کر ڈالا اور ہم نے اس پر کھنگر کے پتھر تہ برتہ ف۱۰ (یا پے در پے) تیرے مالک کے پاس بنے ہوئے (یا نشان کیے ہوئے) برسائے ف۱۱ اور (ایسے پتھر برسنا) ظالموں سے

رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿٨٣﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ

پروردگار تیرے کے اور نہیں وہ ظالموں سے دور اور طرف مدین کے بھائی اُن کے شعیبؑ کو کہا

دور نہیں ہے ف۱۲ اور ہم نے مدین کی طرف اُس کے بھائی (ہم قوم) شعیبؑ کو بھیجا ف۱۳ اُس نے کہا بھائیو

ف۱ یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوطؑ کو اُس قوم کی خو معلوم تھی، اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی۔ (موضح)

ف۲ "بَنَاتِي" (بیٹیوں) سے مراد ان لوگوں کی اپنی عورتیں ہیں کیونکہ نبی اپنی قوم کے لئے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے اور قوم کی ساری عورتیں نبی کی بیٹیاں ہوتی ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہے: "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ" (احزاب آیت ۶) یہی تفسیر راجح ہے گو بعض نے لوط علیہ السلام کی اپنی بیٹیاں بھی مراد لی ہیں کہ ان سے شادی کر لو۔ (کمافی الموضح)

ف۳ یعنی ہمیں عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ہم تو اس بدکاری کے خوگر ہو چکے ہیں۔ (ابن کثیر) ان کے اس جواب سے ان کی خباثت کا پورا نقشہ سامنے آ جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ کیوں ان کو اس عذاب کا مستحق سمجھا گیا جو ان کے علاوہ اور کسی قوم پر نازل نہیں کیا گیا

ف۴ حضرت لوطؑ اس قوم میں ایک طرح سے اجنبی تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو اہل سدوم کی اصلاح پر مقرر فرمایا تھا۔ اس بنا پر انہوں نے دھمکی کے طور پر ان سے کہا کہ اگر میرا کوئی زبردست کنبہ یہاں ہوتا تو تم سے نبٹ لیتا۔ حضرت لوطؑ کی زبان سے یہ الفاظ پریشانی کی حالت میں بے ساختہ نکل گئے ورنہ ان کو اللہ تعالیٰ کا سہارا ہی کافی تھا۔ حدیث میں آیا ہے: "اللہ تعالیٰ لوط پر رحم فرمائے کہ وہ زبردست آسرا یعنی اللہ کا سہارا رکھتے تھے۔ اُن کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا وہ اپنی قوم میں ایک کنبہ رکھتا تھا۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی جب فرشتوں نے دیکھا کہ حضرت لوطؑ بالکل عاجز آ گئے ہیں اور اپنی قوم کے بدکاروں کو روک نہ سکنے کی وجہ سے سخت رنجیدہ ہیں تو انہوں نے ظاہر کر دیا کہ ہم فرشتے ہیں۔

ف۶ پیچھے سے عذاب کی بنا پر شور اور دھماکوں کی آوازیں بھی آئیں تب بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھو بلکہ اس علاقہ سے جلد از جلد نکل جانے کی فکر کرو۔

ف۷ اسے ساتھ نہ لے جاؤ کیونکہ وہ کافرہ ہے یا وہ پیچھے مُڑ کر دیکھے گی۔ (وحیدی)

ف۸ علمائے تفسیر کا بیان ہے کہ جب حضرت لوطؑ اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے چل دیئے تو اُن کی بیوی بھی ساتھ تھی لیکن جب عذاب نازل ہونے کی آوازیں آنے لگیں تو وہ پیچھے مڑ کر اپنی قوم کی تباہی پر افسوس کرنے لگی۔ ایک پتھر اس پر بھی آ کر گرا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئی۔ یہ مطلب اس صورت میں ہو سکتا ہے جب "اِلَّا امْرَاَتَكَ" کا استثنا "لَا يَلْتَفِتْ" سے ہو مگر اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ وہ ساتھ ہی نہیں گئی اور اپنی قوم کے ساتھ ہلاک ہو گئی۔ اس صورت میں یہ استثنا "فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ" سے ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف۹ ہمارے حضرتؒ کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت، شاید وہی اشارہ ہو۔ (موضح)

ف۱۰ یعنی پختہ اینٹوں کے روڑے یا کھنگر

ف۱۱ "نشان لگے ہوئے" یعنی ان میں سے ہر پتھر پر کوئی علامت بنائی گئی تھی کہ اس سے کس شخص کو ہلاک کرنا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی آج جو لوگ ظلم کی روش پر چل رہے ہیں (جیسے کفار مکہ) ان پر بھی نزولِ عذاب بعید از قیاس نہیں۔ عذاب اگر قوم لوط پر آ سکتا تھا تو ان پر بھی آ

ع ۷ النصف

ف۱ اچھے خاصے خوشحال ہو پھر اس قسم کی بے ایمانی اور فریب کاری کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ ف۲ یعنی آخرت کا عذاب یا دنیا ہی کا عذاب جس سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ ف۳ نقل ہے کہ امانت کا روپیہ کتر لیتے تھے۔ (موضح) ابن کثیر میں ہے وہ لوگ ڈاکے ڈالتے تھے۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ

اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے اور مت کم کرو میان کو اور تول کو

اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور ماپ اور تول میں فرق نہ کرو (گھٹاؤ نہیں) میں تو

اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا

تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو بیچ بھلائی کے اور تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن گھیرنے والے کے سے اور اے قوم میری پورا کرو

دیکھتا ہوں تم آسودہ ہو ف۱ اور اگر تم اس حرکت سے باز نہ آؤ گے) تو مجھ کو تم پر ایسے عذاب کا ڈر ہے جو تم سب کو گھیرے گا ف۲ اور بھائیو ماپ اور تول

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي

میان کو اور تول کو ساتھ انصاف کے اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں اُن کی اور مت پھرو بیچ زمین

انصاف سے پورے کرو (نہ زیادہ لو نہ کم دو) اور لوگوں کو (سودا سلف میں) اُن کی چیزیں کم نہ دو اور ملک میں فساد مچاتے

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ

کے فساد کرتے باقی رکھا ہوا اللہ کا بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے اور نہیں میں اوپر تمہارے

مت پھرو ف۳ (ہر ایک کا حق ادا کر کے) جو اللہ تعالیٰ (حلال سے) بچا دے وہ تمہارے لیے (دغا بازی اور حرام کے مال سے) بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو اور میں تمہارے اوپر کوئی تم

بِحَفِيْظٍ ۝ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ

نگہبان کہا انہوں نے اے شعیب کیا نماز تیری حکم کرتی ہے تجھ کو یہ کہ چھوڑ دیں ہم اس چیز کو کہ عبادت کرتے تھے باپ ہمارے یا

ہوں نہیں ف۴ وہ کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھلایا کہ ہم ان (بتوں) کو چھوڑ بیٹھیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے یا اپنے مال میں جو ہم چاہیں جس

اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ

یہ کہ کریں ہم بیچ مالوں اپنے کے جو کچھ چاہیں تحقیق تو البتہ تحمل والا بھلائی والا ہے کہا اے قوم میری

طرح تصرف ہم کو منظور ہو) وہ نہ کریں (دوسرے کے حکم پر چلیں) تو تو (اپنے نزدیک) بڑا بردبار اور نیک چلن ٹھہرا ف۶ شعیب نے کہا بھائیو بھلا بتلاؤ تو سہی

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَـنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ

کیا دیکھا تم نے اگر ہوں میں اوپر دلیل ظاہر کے پروردگار اپنے سے اور دیا ہو مجھ کو اپنی طرف سے رزق نیک اور نہیں ارادہ کرتا میں

اگر میں اپنے مالک کی طرف سے ایک کھلی سند رکھتا ہوں اور اُس نے مجھ کو اپنے فضل سے حلال روزی دی ہو ف۷ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو تو

اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ

یہ کہ مخالفت کروں میں تمہاری طرف اس چیز کی کہ منع کرتا ہوں میں تم کو اس سے نہیں ارادہ کرتا میں مگر کام سنوارنا جب تک کر سکوں میں

ایک کام سے منع کروں پھر خود اُس کو کرنے لگوں ف۸ میں تو چاہتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے تم کو سنواروں ف۹

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اور نہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اوپر اُسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کی رجوع کرتا ہوں میں اور اے قوم میری نہ باعث ہو تم کو

اور خدا ہی نے مجھ کو یہ توفیق دی ہے ف۱۰ اُسی پر میں بھروسا کرتا ہوں اور اُسی کی طرف اپنا دل لگاتا ہوں اور بھائیو کہیں میرے ساتھ ضد کرنا تم کو

شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ

مخالفت میری یہ کہ پہنچ جاوے تم کو مانند اس چیز کی کہ پہنچ گیا تھا قوم نوحؑ کی کو یا قوم ہودؑ کی کو یا قوم صالحؑ کی کو

اس (آفت) میں نہ ڈال دے جو آفت نوحؑ کی قوم پر پڑی (وہ سب ڈوب گئے) یا ہودؑ کی قوم پر (آندھی سے تباہ ہوئے) یا صالحؑ کی قوم پر (چنگھاڑ سے سب مر گئے)

ف۴ یعنی تم پر نگران تو نہیں ہوں جو ہر وقت تمہاری ناپ تول کو دیکھتا رہوں میرا کام تو تمہیں سمجھا دینا اور خدا کے عذاب سے ڈرا دینا ہے۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔

ف۵ یعنی کیا تو اپنی نماز کا دائرۂ عمل اس قدر وسیع سمجھتا ہے کہ دوسروں کے مذہبی و مالی معاملات میں بھی دخل دینے لگا ہے۔ ہماری مرضی ہے جس کی چاہیں پوجا اور جس کی چاہیں بندگی کریں اور یہ مال جو ہمارے اپنے ہیں ان میں جس طرح چاہیں تصرف کریں۔ جائز ناجائز جیسے چاہیں کمائیں۔ کوئی ہمیں کیوں ٹوکے؟

ف۶ پھر تو ایسی نادانی کی باتیں کہنے لگا ہے؟ یا بس تو ہی ایک عقلمند اور نیک چلن آدمی رہ گیا ہے۔ باقی ہم اور ہمارے باپ دادا جاہل اور احمق ہی رہے! یہ بات انہوں نے حضرت شعیبؑ سے استہزا اور تمسخر کے انداز میں کہی۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، "جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کے کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو لگیں چڑانے، یہی خصلت ہے کفر کی۔"

ف۷ تو میرے لیے یہ کیسے جائز ہے کہ میں تمہیں نیکی کا حکم نہ دوں اور برائی سے منع نہ کروں؟ اس آیت میں "رزق حسن" کا لفظ دوہرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک نبوت اور علم حق کے معنی میں اور دوسرے حلال روزی (ذریعہ زندگی) کے معنی میں، کہتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ خود ایک مالدار آدمی تھے۔ (فتح القدیر)

ف۸ یعنی یہ جو میں تمہیں ناپ تول میں بے ایمانی کرنے سے روک رہا ہوں، اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ تمہیں تو اس سے باز رہنے کی تلقین کروں اور خود اس کا ارتکاب کر کے خوب نفع اٹھاؤں بلکہ میں تم سے جو بات بھی کہتا ہوں، پہلے خود اس پر عمل کرتا ہوں۔ تمام انبیاءؑ اور اس امت کے سلف صالح کا بھی یہی شیوہ رہا ہے۔ (از ابن کثیر)

ف۹ تاکہ تمہارا دنیا و آخرت میں بھلا ہو۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ خصلت ہے خدا کے نیک لوگوں کی کہ چڑانے سے برا نہ مانا اور اپنے مقدور بھر سمجھاتے رہے۔" ف۱۰ کہ آج تم کو یہ نصیحت کر رہا ہوں یا جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کی کامیابی کا دارومدار اللہ ہی کی توفیق پر ہے۔

ف۱ یعنی ابھی قوم لوطؑ کے واقعہ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور وہ تمہارے قریب ہی کے علاقہ میں پیش آچکا ہے۔ واضح رہے کہ حضرت شعیبؑ کا زمانہ ہودؑ سے تقریباً چھ سات سو سال بعد کا ہے اور جغرافیائی اعتبار سے بھی مدین کا علاقہ اس زمین سے متصل واقع تھا جہاں حضرت لوطؑ کی قوم بستی تھی۔

وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي

اور نہیں قوم لوطؑ کی تم سے دور اور بخشش مانگو پروردگار اپنے سے پھر پھر آؤ طرف اس کی تحقیق رب میرا

اور لوطؑ کی قوم بھی تم سے دور نہیں ف۱ اور اپنے مالک سے (اپنے گناہوں کی) بخشش مانگو پھر اُس کی درگاہ میں توبہ کرو (آئندہ گناہ نہ کریں گے) بیشک میرا مالک مہربان ہے

رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا

مہربان ہے دوستدار کہا انہوں نے اے شعیبؑ نہیں سمجھتے ہم بہت جو کچھ کہتا ہے تو اور تحقیق البتہ دیکھتے ہیں ہم تجھ کو درمیان اپنے

بہت محبت کرنے والا ف۲ وہ کہنے لگے شعیبؑ جو تو کہتا ہے اُس میں سے بہت باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں ف۳ اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے ف۴

ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ

ناتواں اور اگر نہ ہوتی برادری تیری البتہ سنگسار کر ڈالتے ہم تجھ کو اور نہیں تو اوپر ہمارے غالب کہا اے قوم میری

اور جو تیرے کنبے کے لوگ نہ ہوتے ف۵ تو ہم (کبھی کے) تجھ پر پتھراؤ کر چکے ہوتے اور تو ہمارے سامنے کوئی چیز نہیں ف۶ شعیبؑ نے کہا بھائیو کیا تم

أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا

آیا برادری میری بہت عزیز ہے اوپر تمہارے اللہ تعالیٰ سے اور پکڑا تم نے اس کو پیچھے پیٹھ اپنی کے ڈالا ہوا تحقیق پروردگار میرا ساتھ اس چیز کے

کو خدا سے زیادہ میرے کنبے کا خیال ہے اور خدا کو تو تم نے اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا (ذرا بھی اُس سے نہیں ڈرتے) خیر میرے مالک کا علم تمہارے

تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ

کہ کرتے ہو تم گھیرنے والا ہے اور اے قوم میری عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے تحقیق میں بھی عمل کرنے والا ہوں البتہ جانو گے تم کون

کاموں کو گھیرے ہوئے ہے ف۷ اور بھائیو اچھا تم اپنی جگہ (جو کرتے ہو) کرتے رہو میں بھی (جو کرتا ہوں وہ) کر رہا ہوں آگے چل کر تم جان لو گے

مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾

شخص ہے کہ آوے گا اس کو عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور کون شخص ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور منتظر رہو تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے منتظر ہوں

رسوائی کا عذاب کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا تھا ف۸ اور (وقت کے) منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ

اور جب آیا حکم ہمارا نجات دی ہم نے شعیبؑ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے ساتھ رحمت کے ہماری طرف اور پکڑا

اور جب ہمارا حکم (یا عذاب) آن پہنچا (اُس کا وقت آگیا) تو ہم نے شعیبؑ اور اُس کے ساتھ والے ایمانداروں کو تو اپنی مہربانی سے بچا دیا اور گنہ گاروں کو چنگھاڑ نے

الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ

ان لوگوں کو کہ جنہوں نے ظلم کیا تھا کڑک نے پس صبح کو اٹھے بیچ گھروں اپنے کے زانوں پر گرے ہوئے گویا کہ نہ بستے تھے بیچ ان کے

آ دبایا (ایسی زور کی آواز ہوئی کہ معاذ اللہ) پھر اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (مر گئے (اور ایسے مر مٹے) گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے

أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ

خبردار جو دوری ہے مدین کو جیسے کہ دوری ہوئی ثمودؑ کو اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰؑ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے اور معجزے

سن لو مدین کے لوگ بھی اسی طرح دھتکارے گئے جیسے ثمودؑ کے لوگ ف۹ اور ہم موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور کھلا معجزہ دے کر ف۱۰ فرعون اور اُس کے

مُّبِينٍ ﴿٩٦﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾

ظاہر کے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی پس پیروی کی انہوں نے حکم فرعون کی اور نہیں حکم فرعون کا درست

سرداروں کی طرف بھیج چکے ہیں لیکن انہوں نے فرعون کا کہنا سُنا اور فرعون کی چال ٹھیک نہ تھی (وہ پکا شریر اور گمراہ تھا)

ع ۸ / ۱۲ / ۸

ف۲ یعنی اپنے بندوں سے۔ اسی لئے تمہیں پہلے سے خبردار کرنے کا انتظام فرمایا ہے۔

ف۳ یہ بات انہوں نے یا استہزا اور تحقیر کے انداز میں کہی یا خدا کی نافرمانی کرتے کرتے ان کے ذہن اس قدر مسخ ہو چکے تھے کہ حضرت شعیبؑ کی سیدھی باتیں بھی واقعی ان کے ذہن میں نہ آتی تھیں حالانکہ حضرت شعیبؑ نہ کسی غیر زبان میں گفتگو کرتے تھے اور نہ ان کا اندازِ بیان ہی پیچیدہ اور الجھا ہوا تھا بلکہ حضرت شعیبؑ اپنی فصیح البیانی کی وجہ سے "خطیب الانبیاءؑ" کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۴ نہ تیرے پاس فوج ہے، نہ حکومت اور نہ کرّوفر۔

ف۵ جو ہمارے دین پر ہیں لیکن تیری پشت پناہی کر رہے ہیں۔

ف۶ جس زمانہ میں یہ آیات نازل ہوئیں، بالکل وہی صورتِ حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں درپیش تھی۔ قریش آپؐ کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اور ہر ممکن طریقے سے آپؐ کی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے لیکن چونکہ بنی ہاشم آپؐ کی پشت پر تھے اور خاص طور پر آپؐ کے چچا ابو طالب آپؐ کی پوری طرح حفاظت کر رہے تھے اس لئے قریش کو آپؐ پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

ف۷ وہ تمہاری مکاریوں اور حیلہ سازیوں سے واقف ہے۔ اس لئے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔

ف۸ میں یا تم؟

ف۹ سورہ اعراف اور عنکبوت میں ہے کہ انہیں "رجفہ" یعنی زلزلے نے آدبایا اس لئے اغلب یہ ہے کہ پہلے "صیحہ" (چنگھاڑ) یا سخت چیخ بلند ہوئی ہوگی اور پھر زلزلہ آیا ہوگا۔ آج بھی "مدین" کے علاقے میں سینکڑوں میل تک جو پہاڑ پائے جاتے ہیں ان پر زلزلے کے آثار ہیں تمام پہاڑ اس طرح سے پھٹے ہوئے ہیں جیسے کسی زبردست زلزلے نے انہیں کھیل کھیل کر دیا ہو۔

ف۱۰ کھلے معجزے سے مراد عصا اور نشانیوں سے مراد وہ دوسری نو نشانیاں ہیں جو سورہ اسراء (آیت ۱۰۱) اور سورہ نمل (آیت ۱۲) میں مذکور ہیں۔

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا

آگے چلے گا قوم اپنی کے دن قیامت کے پس جا کھڑا کرے گا اُن کو آگ پس ا اور بُرا ہے گھاٹ لا کھڑا کیا گیا اور بھیجے گیے گئے

وہ قیامت کے دن آگے آگے اپنی قوم کو لیے ہوئے دوزخ میں اُن کو پہنچا دے گا اور بُرا گھاٹ ہے جس پر یہ لوگ پہنچیں گے ف۲ اور یہاں (دنیا میں) لعنت اُن کے

فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى

بیچ اس دنیا کے لعنت اور دن قیامت کے بری ہے بخشش کہ بخشش دی گئی وہ لعنت یہ ہیں بعضی خبریں بستیوں کی کہ

پیچھے لگ گئی اور قیامت کے دن (بھی) ف۳ بُرا انعام ہے جو ان لوگوں کو دیا گیا (اے پیغمبرؐ) یہ چند خبریں ہیں بستیوں کی جو ہم تجھ سے بیان

نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

بیان کرتے ہیں ہم اس کو اوپر تیرے بعضے ان میں سے قائم اور بعضے جڑ سے کٹے ہوئے اور نہیں ظلم کیا تھا ہم نے ان کو ولیکن ظلم کیا تھا انہوں نے جانوں اپنی

بیان کرتے ہیں اُن میں کچھ بستیاں تو اب تک قائم ہیں ف۴ اور کچھ (بالکل) مٹ گئیں اور ہم نے اُن لوگوں پر ظلم نہیں کیا (بے قصور ہلاک نہیں کیا) لیکن انہوں نے خود اپنے اُوپر

فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ

کو پس نہ کفایت کیا ان سے معبودوں ان کے نے جو پکارتے تھے سوائے اللہ کے کچھ جب آیا

آپ ظلم کیا ف۵ پھر جب تیرے مالک کا عذاب آیا اُن کے وہ (جھوٹے) معبود جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے کچھ اُن کے کام نہ آئے بلکہ اور زیادہ تباہی

اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى

حکم پروردگار تیرے کا اور نہ زیادہ کیا انہوں نے ان کو سوائے ہلاک کرنے کے اور اسی طرح پکڑنا ہے پروردگار تیرے کا جب پکڑے بستیوں کو

کے باعث ہوئے ف۶ اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک جب ظالم بستی والوں کو پکڑتا ہے تو اسی طرح (جیسے ان بستیوں کو پکڑا)

وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ

اور وہ ظالم ہوتے ہیں تحقیق پکڑنا اُس کا درد دینے والا ہے سخت تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اُس شخص کے کہ ڈرتا ہے

اس کی پکڑ ہوا کرتی ہے بیشک اس کی پکڑ (بہت) تکلیف کی سخت ہے ف۷ ان واقعات میں اُس شخص کے لیے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے

عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

عذاب آخرت کے سے یہ ایک دن ہے کہ اکٹھے کیے جاویں گے واسطے اس کے لوگ اور یہ دن ہے حاضر کیا گیا اور نہیں

ڈرتا ہے (اُس کو ایمان ہے) آخرت کا دن وہ ہے جس دن سب لوگ (ایک میدان میں) اکٹھا ہوں گے اور وہ دیکھنے کا دن ہو گا (سب وہاں حاضر ہوں گے) اور ہم جو اُس

نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ

ڈھیل کرتے ہم اس کو مگر واسطے ایک وقت گنے ہوئے کے جس دن آوے گا نہ بولے گا کوئی جی مگر ساتھ حکم اس کے کے پس بعضے ان میں سے

دن (کے لانے) میں دیر کر رہے ہیں تو معین مدت پوری کرنے کے لیے جب یہ دن آئے گا تو کوئی شخص بات تک نہ کر سکے گا مگر خدا کے حکم سے اور ان میں کچھ بدبخت ہوں گے

شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾

بدبخت ہیں اور بعضے نیک بخت ہیں پس جو لوگ کہ بدبخت ہوئے پس بیچ آگ کے ہیں واسطے اُن کے بیچ اس کے چلانا ہے آواز باریک سے اور آواز موٹے سے

(کافر اور مشرک) کچھ نیک بخت پھر جو لوگ بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں رہیں گے وہاں چل پون مچائیں گے (چیخیں چلائیں گے پکاریں دھاڑیں گے)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ

ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جب تک کہ رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا تحقیق پروردگار تیرا کرنے والا ہے

ہمیشہ اُسی میں رہیں گے جب تک (آخرت کے) آسمان اور زمین قائم رہیں گے ف۸ مگر جن لوگوں کو تیرا مالک چاہے گا بیشک تیرا مالک جو چاہے وہ کر

ف۱ یعنی جس طرح دنیا میں اپنے لوگوں کا پیشوا تھا اسی طرح آخرت میں بھی ان کا پیشوا ہوگا اور وہ اسی کی رہنمائی میں چل کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔ یہی حال ان تمام لوگوں کا ہوگا جو کسی قوم کی رہنمائی کفر و معصیت کی طرف کرتے ہیں کہ وہ انہی کی قیادت میں چل کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ "قیامت کے روز جاہلیت کے تمام شعرا کا جھنڈا امرؤالقیس نے اٹھا رکھا ہوگا جو اس کی قیادت میں چل کر جہنم میں داخل ہوں گے۔" (ابن کثیر)

ف۲ گھاٹ پر تو لوگ پیاس بجھانے جاتے ہیں مگر وہاں پانی کی بجائے آگ سے ان کی مہمانداری کی جائے گی۔ العیاذ باللہ (وحیدی)

ف۳ یعنی آگ کے عذاب کے علاوہ ہم نے انہیں یہ سزا بھی دی کہ رہتی دنیا تک لوگ ان پر پھٹکار بھیجتے رہیں گے اور قیامت کے دن ان پر جو پھٹکار پڑے گی اس کا حال تو معلوم ہی ہے۔ ان آیات میں فرعون کے دوزخی ہونے پر تنصیص کی ہے۔ شیخ اکبرؒ کی بعض عبارتوں سے فرعون کا مومن ہونا مفہوم ہوتا ہے مگر یہ عبارتیں مدسوس ہیں۔ "فتوحات" کے صحیح نسخے ان عبارتوں سے خالی ہیں بلکہ فتوحات کے باب ۶۲ میں شیخ اکبرؒ نے فرعون کے دوزخی ہونے کی تصریح کی ہے۔ (کذا فی الروح و قد مر فی سورہ یونس)

ف۴ وہ آباد ہیں یا ان کے نشان باقی ہیں جیسے قوم ثمود کہ اس کے آثار موجود تھے۔

ف۵ انہوں نے ہمارے رسولوںؑ کو جھٹلایا اور کفر کی روش اختیار کی۔ اس کی انہیں سزا ملی۔ (ابن کثیر)

ف۶ اس لئے کہ انہی کی پیروی کی بدولت ان پر تباہی و بربادی آئی۔ (ابن کثیر)

ف۷ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن آخرکار جب اسے پکڑتا ہے تو ایسا پکڑتا ہے کہ وہ اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔" اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن کثیر) یہ آیت ہر زمانہ میں ہر ظالم کو شامل ہے۔ ایک بزرگ نے کہا ہے کافر کی سلطنت قائم رہتی ہے ظالم کی نہیں رہتی۔ (وحیدی)

ف۸ دائمی عذاب سے کنایہ ہے کیونکہ جب کسی چیز کی ہمیشگی ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے تو عرب مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کا محاورہ استعمال کرتے ہیں ورنہ تعلیق نہیں ہے اور اگر آسمان و زمین سے آخرت کے آسمان و زمین مراد ہوں یا جنس سماء و ارض مراد ہو تو تعلیق بھی ہو سکتی ہے کیونکہ آخرت کے آسمان و زمین ابدی ہوں گے اور ان پر کبھی فنا نہیں آئے گی۔ پس مطلب یہ ہوگا کہ دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ (ابن کثیر)

لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ

جو ارادہ کرتا ہے اور جو لوگ کہ نیک بخت کیے گیے پس بیچ بہشت کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جب تلک کہ رہیں آسمان

گزرتا ہے اور جو لوگ نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں رہیں گے ہمیشہ اُسی میں جب تک (جنت کے) آسمان اور زمین

وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

اور زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش ہے نہ کاٹی گئی پس مت ہو بیچ شک کے اس چیز سے کہ عبادت

قائم رہیں گے مگر جن کو تیرا مالک چاہے ف۱ (یہ جنت تیرے مالک کی ایسی بخشش ہے جس کی کوئی انتہا نہیں (کبھی آخر نہ ہوگی) تو اے پیغمبرؐ یہ (مشرک) جن بتوں کو پوجتے ہیں تجھ کو ان سے

هَٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ

کرتے ہیں یہ نہیں عبادت کرتے مگر جیسا عبادت کرتے تھے باپ ان کے پہلے ان سے ف۲ اور تحقیق ہم البتہ پورا دینے والے ہیں اُن کو حصہ اُن کا

شک نہ پیدا ہو ف۳ (انہوں نے اپنی عقل سے کچھ کام ہی نہیں لیا) جیسے اُن کے باپ دادا (بتوں کو) پوجتے رہے یہ بھی اسی طرح پوجتے ہیں اور ہم قیامت کے دن اُن کے عذاب کا حصہ ان کو پورا

غَيْرَ مَنقُوصٍ ﴿١٠٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

نہ کم کیا ہوا اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب پس اختلاف کیا گیا بیچ اس کے اور اگر نہ ہوتی ایک بات

پورا پہنچا دیں گے کچھ کم نہ ہوگا اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت شریف) دی تھی پھر لوگ اُس میں اختلاف کرنے لگے ف۴ اور اگر تیرے مالک کی ایک بات نہ ہو چکی ہوتی

سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾ وَإِنَّ كُلًّا

کہ پہلے گذری تھی پروردگار تیرے سے البتہ فیصل کیا جاتا درمیان ان کے اور تحقیق وہ البتہ بیچ شک کے ہیں اُس سے قلق میں اور تحقیق ہر ایک ان

(کہ قیامت ہی میں پوری سزا ملے گی) تو اب تک کب کا اُن کا فیصلہ ہو جاتا اور ف۵ یہ لوگ قرآن میں شک رکھتے ہیں جو اُن کا دل نہیں جمنے دیتی ف۶ اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک ان

لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

میں سے جب جاوے گا ور واسطے البتہ پورا دے گا ان کو رب تیرا عمل ان کے تحقیق وہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں خبردار ہے پس سیدھا رہ جس طرح سے حکم کیا گیا ہے تو اور جس

سب لوگوں کو اُن کے کاموں کا ضرور پورا بدلہ دے گا وہ اُن کے کاموں سے خبردار ہے تو اے پیغمبرؐ تجھے جیسا حکم ہوا ہے اُس پر چلے جا اور تیرے

وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ

نے توبہ کی ساتھ تیرے اور مت سرکشی کرو تحقیق وہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے اور مت جھکو طرف ان لوگوں کی کہ

ساتھ جن لوگوں نے (شرک اور کفر سے) توبہ کی ف۷ (وہ بھی) اُسی پر چلتے رہیں اور حد مت بڑھو ف۸ بیشک وہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور جو لوگ ظالم ہیں اُن کی طرف مت

ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾

ظلم کرتے ہیں پس لگے گی تم کو آگ اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ کے کوئی دوست پھر نہیں مدد دیئے جاؤ گے

جھکو ف۹ پھر (اگر ایسا کرو گے) تم کو دوزخ کی آگ جھٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا تو تمہارا کوئی مددگار نہیں پھر جب تم ظالموں کے شریک ہو گے تو تم کو اللہ کی طرف سے مدد ف۱۰

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ

اور قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کی اور کتنی ساعتیں رات سے تحقیق نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو

ملیگی اور (اے پیغمبرؐ) دن کے دونوں سروں (کناروں) پر نماز کو درستی سے ادا کر اور رات کے ٹکڑوں میں ف۱۱ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو میٹ دیتی ہیں ف۱۲ یہ اُن لوگوں کے لیے

ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾

یہ نصیحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے اور صبر کر پس تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا

نصیحت ہے جو نصیحت مانتے ہیں اور (اے پیغمبرؐ) صبر کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکوں کا (نمازیوں کا) بدلہ برباد نہیں کرے گا

ف۱ دونوں آیتوں میں استثنا کا تعلق گنہگار اہل توحید سے ہے۔ اوپر کی آیت میں مطلب یہ ہوگا کہ موحد مومن گنہگار جب اپنی سزا بھگت لیں گے تو انہیں دوزخ سے نکال لیا جائے گا جیسا کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ جمہور صحابہؓ و تابعینؒ سے اس کی یہی تفسیر منقول ہے۔ گو بعض نے اس سے دوزخ کے بالآخر فنا ہو جانے پر استدلال کیا ہے اور اس سلسلہ میں ایک حدیث ضعیف اور کچھ غریب اقوال بھی نقل کئے ہیں مگر یہ مطلب قرآن کی دوسری آیات کے خلاف ہے جن میں جہنمیوں کے متعلق "خالدین" اور "ابداً" کے الفاظ مذکور ہیں۔ دوسری آیت میں اہل جنت کے متعلق بھی "الا ما شاء ربک" کا تعلق اصحاب معاصی کے ساتھ ہے۔ یعنی جنتی جنت میں ہمیشہ رہیں گے تاہم کچھ لوگ مشیئت الٰہی کے تحت دوزخ سے نکال کر جنت میں لائے جائیں گے۔ گویا وہ ہمیشہ جنت میں نہ رہے مگر جنت میں داخل ہونے کے بعد چونکہ کوئی بھی اس سے نہیں نکلے گا اس لئے آخر میں "عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ" فرما دیا اور دوزخ سے کچھ لوگ نکال کر جنت میں لائے جائیں گے اس لئے اس کے آخر میں "اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ" فرمایا۔ (کذا فی الروح) حضرت شاہ صاحبؒ اپنے فوائد میں لکھتے ہیں، اس کے یعنی آیت (مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ) کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ رہیں گے آگ میں جتنی دیر رہے چلے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور چاہے تیرا رب، وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہاں کا یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ ہے ساتھ یہ بات لگی ہے کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ (موضح)

ف۲ یعنی ان کے باطل ہونے یا ان بتوں کے نفع و نقصان کا مالک نہ ہونے یا ان کی بد انجامی میں شک پیدا نہیں ہونا چاہئے یہ خطاب آنحضرتؐ کے ذریعہ ہر انسان سے ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی ان کی بت پرستی کی بنیاد سوائے باپ دادا کی اندھی تقلید کے اور کچھ نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ اہل سعادت و شقاوت کا حال بیان کرنے کے بعد آخر میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے کہ اگر آج یہ لوگ آپؐ پر نازل شدہ کتاب قرآن کے بارے میں طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں تو آپؐ بددل اور کبیدہ خاطر نہ ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے توراۃ کے ساتھ بھی لوگ یہی معاملہ کر چکے ہیں۔ (شوکانی)

ف۵ یا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے تو اب تک ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو۔" (از موضح)

ف۶ یعنی سخت خلجان میں پڑے ہوئے ہیں۔

ف۷ یعنی اللہ کے حکم اور شریعت پر قائم رہیں۔ "استقامت" ایک نہایت ہی جامع لفظ ہے جو شریعت کے پورے نظام کی پابندی سے عبارت ہے۔ ایک صحابیؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کے بعد مجھے آپؐ کے علاوہ کسی دوسرے سے دریافت کی ضرورت نہ رہے۔ فرمایا: قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔ (فتح البیان) یہ آیت شامل ہے عقائد و اعمال اور اخلاق کو۔ عقائد میں استقامت یہ ہے کہ تشبیہ و تعطیل اور اہل زیغ کی تاویل سے اجتناب کیا جائے اور اعمال میں زیادت و نقصان، بدعات اور تقلید رجال و آراء سے احتراز لازم ہے۔ اخلاق میں افراط و تفریط سے دور رہنا ضروری ہے اور یہ پابندی نہایت کٹھن ہے۔ اسی صعوبت کی طرف آنحضرتؐ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "شَيَّبَتْنِي هُودٌ" کہ سورۂ ہود کی اس آیت نے تو مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ (کذا فی الشوکانی)

ف۸ یعنی شریعت کی اطاعت کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو حدیں مقرر کر دی ہیں اپنے آپؐ کو انہی کے اندر رکھو۔ ان سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرو۔ سارے معاملاتِ زندگی میں ان حدوں سے تجاوز کرنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے "میں روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا، رات کو قیام کرتا ہوں اور نہیں بھی کرتا، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا جو شخص میری سنت سے بے رغبتی کا اظہار کرتا ہے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔" (ابن کثیر)

ف۹ یعنی جو لوگ فاسق و بدکار ہیں ان سے کوئی دوستی اور محبت نہ رکھو چاہے وہ کافر ہوں یا نام کے مسلمان۔ (کذا فی الشوکانی)

ف۱۰ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حاکم اگر ظالم اور بدکار ہو تو اس کی بھی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔ پس دوسری آیات و احادیث میں جو مسلمان حاکم کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے وہ اسی وقت تک ہے جبتک کہ وہ

شریعت کے خلاف حکم نہ دے۔ اگر وہ شریعت کے خلاف حکم دے تو اس کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ الایہ کہ ان کے ضرر سے بچنے کے لئے بظاہر اطاعت کا اظہار کرے اور دل میں اسے برا سمجھے۔ احادیث میں ہے کہ مسلمان امراکی اس وقت تک اطاعت کرو جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں، اور ان سے کھلم کھلا کفر کا ظہور نہ ہو۔ اور وہ خدا کی نافرمانی کا حکم نہ دیں۔ (نیز دیکھئے سورہ نساء آیت ۵۹)

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ

پس کیوں نہ ہوتے اُن قرنوں میں سے کہ پہلے تم سے تھے صاحب شعور کے کہ منع کرتے فساد سے

تو اُن قوموں میں جو تم سے پہلے گذر چکیں (اور اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئیں) ایسے اچھے لوگ کیوں نہ پیدا ہوئے جو ملک میں فساد مچانے سے منع کرتے رہتے

فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا

بیچ زمین کے مگر تھوڑے ان لوگوں میں سے کہ نجات دی ہم نے ان میں یعنی گمراہی سے اور پیروی کی ان لوگوں نے کہ ظالم تھے اس چیز کی کہ دولت

مگر تھوڑے سے اُن کو ہم نے (عذاب آتے وقت) بچادیا اور ظالم (گنہ گار) لوگوں نے تو وہی (دُنیا کے) مزے اختیار کیے جن میں مست ہو رہے

فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

دیئے گئے تھے بیچ اس کے اور تھے گنہگار اور نہ تھا پروردگار تیرا کہ ہلاک کرے بستیوں کو ساتھ ظلم کے اور اہل ان کے نیکو کار ہوں

تھے اور وہ بدکار (قصوروار) تھے اور تیرا مالک ایسا نہیں کہ ظلم سے بستیوں کو تباہ کردے اور وہاں کے رہنے والے نیک ہوں

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

اور اگر چاہتا پروردگار تیرا البتہ کرتا لوگوں کو اُمت ایک اور ہمیشہ رہیں گے اختلاف کرنے والے

اور اگر تیرا مالک چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر لگادیتا لیکن وہ ہمیشہ (قیامت تک) اختلاف کرتے رہیں گے ف۱ مگر جن پر

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ

مگر جن کو رحم کیا پروردگار تیرے نے اور واسطے اس کے پیدا کیا ان کو اور پوری ہوئی بات پروردگار تیرے کی البتہ بھروں گا میں

تیرا مالک فضل کرے اور اسی (اختلاف یا فضل وکرم) کے لیے اُن کو پیدا کیا ف۲ اور تیرے مالک کا فرمانا پورا ہوا کہ میں دوزخ کو جنوں اور

جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ

دوزخ کو جنوں سے اور آدمیوں سے سب سے اور ہر ایک چیز کو بیان کرتے ہیں ہم اوپر تیرے خبروں

آدمیوں سب سے ضرور بھروں گا اور (اے پیغمبرؐ) ہم (اگلے) پیغمبروں کی سب وہ خبریں جن سے ہم

الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاۗءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى

پیغمبروں کی سے وہ چیز کہ ثابت کرتے ہیں ہم ساتھ اس کے دل تیرے کو اور آیا ہے تیرے پاس بیچ اس کے حق اور نصیحت اور یاد دلانا

تیرا دل مضبوط کرتے ہیں تجھ سے بیان کرتے ہیں اور اس سورت میں یا ان قصوں میں) جو حق بات تھی وہ تجھ کو پہنچ گئی اور مسلمانوں کو نصیحت

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

واسطے ایمان والوں کے اور کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے عمل کرو اوپر جگہ اپنی کے تحقیق ہم بھی عمل کرنے والے ہیں

اور عبرت ہوگئی اور (اے پیغمبر) جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دے تم اپنی جگہ (جو کرتے ہو) کرے جاؤ (عنقریب تم کو سزا ملے گی) ہم بھی (اپنی جگہ جو کرتے ہیں وہ) کر رہے ہیں

وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ

اور منتظر رہو تحقیق ہم بھی منتظر رہنے والے ہیں اور واسطے اللہ کے ہیں پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی یعنی علم ان کا اور طرف اسی کی پھیرا

اور تم بھی (خدا کے حکم کی) راہ دیکھتے رہو ہم بھی راہ دیکھ رہے ہیں ف۳ اور آسمان اور زمین میں جو کچھ غیب کی (چھپی ہوئی) باتیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں اور آخر ہر کام کا

الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

جاتا ہے کام سارا ہی پس عبادت کر اس کو اور توکل کر اوپر اس کے اور نہیں ہے پروردگار تیرا بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو

انتہا اسی کی طرف ہے تو اسی کا بندہ جا کر اور اسی پر بھروسا رکھ اور تیرا مالک اُن کے کاموں سے (یا تمہارے کاموں سے) غافل نہیں ہے

ف۱۱ دن کے دونوں سروں سے مراد فجر اور عصر یا فجر اور مغرب کی نماز ہے۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۱۲ یا رات کے ابتدائی حصہ میں مراد ہے عشا یا مغرب و عشا دونوں کا وقت۔ غالباً یہ آیت اس زمانے میں نازل ہوئی جب نماز کے لئے ابھی پانچ وقت مقرر نہیں کئے گئے تھے۔ معراج کا واقعہ اس کے بعد پیش آیا جس میں پنج وقتی نماز فرض ہوئی۔ قرآن میں نماز کے اوقات کا ذکر نہیں ہے۔ ہاں بعض آیات سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اوقات کی تعیین اور تفصیل صرف سنت میں ملتی ہے۔ یوں علما نے لکھا ہے کہ اس آیت سے نماز پنجگانہ ثابت ہوتی ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۱۳ حدیث میں ہے: اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا کہ برائی کے بعد نیکی کرو وہ برائی کے اثر کو زائل کردے گی نماز بھی ایک ایسی نیکی ہے جس سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ ایک شخص نے کسی اجنبی عورت سے بوس وکنار کیا پھر ازراہ ندامت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کرنے لگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح، ایک جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور دوسرے جو نیکیاں پکڑے اس سے خو برائی کی چھوٹے اور تیسرے جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آوے اور گمراہی مٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیئے جتنا میل اتنا صابون۔ (موضح)

ع ۱۰

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی یہ مختلف ادیان، مذاہب اور طریقوں پر چلتے رہیں گے۔

ف۲ یا اسی آزمائش کے لئے انہیں پیدا کیا کہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر نیکی یا برائی کی راہ اختیار کریں۔ جیسا کہ سورہ مائدہ میں ہے: ولکن لیبلوکم فیما اتاکم۔ تاکہ وہ اس چیز میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تمہیں دی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یا تم ہمارے انجام کی راہ دیکھتے رہو ہم تمہارے انجام کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

ف۴ سب کو اسی کے پاس جانا ہے پھر وہی ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا۔

سورۃ یوسف مکیۃ (۱۲) ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ آیاتھا ۱۱۱ ۔ رکوعاتھا ۱۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

یہ آیتیں کتاب بیان کرنے والی کی ہیں تحقیق اتارا ہم نے اس کو قرآن عربی تا کہ تم

یہ آیتیں (جو اس سورت میں ہیں) کھلی کتاب (قرآن) کی ہیں ف۲ ہم نے اس کتاب کو اُتارا جو عربی زبان میں پڑھی جاتی ہے اس لیے کہ تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا

سمجھو ہم بیان کرتے ہیں اوپر تیرے بہت اچھی طرح بیان کرنا اس طرح سے کہ وحی کیا ہم نے طرف تیری یہ

سمجھو ف۳ ہم یہ قرآن تیرے پاس بھیج کر اچھے سے اچھا ایک قصہ تجھ کو سناتے ہیں ف۴ اور تو

الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ

قرآن اور تحقیق تھا تو پہلے اس سے البتہ غافلوں سے جس وقت کہا یوسف نے واسطے باپ اپنے کے

اس (سورت کے اترنے) سے پہلے (اس قصہ سے) بے خبر تھا (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر) جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا ف۵

يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾

اے باپ میرے تحقیق دیکھے میں نے خواب میں گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھا میں نے اُن کو واسطے اپنے سجدہ کرنے والے

باوا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گیارہ تارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۖ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کہا اے چھوٹے بیٹے میرے مت بیان کیجو خواب اپنے کو اوپر بھائیوں اپنے کے پس مکر کریں گے واسطے تیرے کچھ مکر تحقیق شیطان واسطے

یعقوبؑ نے کہا بیٹا (کہیں) اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا پھر تیری (خرابی کے) لیے کوئی فریب کی چال کر بیٹھیں کیونکہ شیطان

لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ

آدمی کے ہے دشمن ظاہر اور اسی طرح برگزیدہ کریگا تجھ کو پروردگار تیرا اور سکھلا دے گا تجھ کو تعبیر بتانی

آدمی کا کھلا دشمن ہے ف۶ اور ایسے ہی تیرا رب (اپنے بندوں میں سے) تجھ کو چن لے گا ف۷ اور خوابوں کی تعبیر تجھ کو سکھلائے گا

الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ

باتوں کی اور پوری کرے گا نعمت اپنی اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوبؑ کے جیسا پورا کیا تھا اس کو اوپر دو باپ تیرے کے

اور جس طرح اُس نے اپنا احسان تیرے دو دادوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر اگلے زمانہ میں پورا کیا (اُن کو پیغمبری عطا فرمائی) ایسے ہی

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ ع لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ

پہلے اس سے ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ کے یعنی دو دادوں تیرے کے تحقیق پروردگار تیرا جاننے والا حکمت والا ہے البتہ تحقیق تھیں بیچ یوسفؑ کے

وہ اپنا احسان تجھ پر اور یعقوبؑ کی اولاد پر پورا کرے گا ف۹ بیشک تیرا مالک خوب جانتا ہے حکمت والا ف۱۰ بیشک یوسفؑ اور اُس کے بھائیوں میں

وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا

اور بھائیوں اس کے کے نشانیاں واسطے پوچھنے والوں کے جس وقت کہا انہوں نے البتہ یوسفؑ اور بھائی اس کا بہت پیارے ہیں طرف باپ ہمارے کی

پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ف۱۱ جب یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا ف۱۲ یوسفؑ اور اسکے بھائی (بنیامین) کو ہمارا باپ ہم سے زیادہ چاہتا ہے

ف۱ یہ پوری سورہ مکّہ معظمہ میں ۔۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک ہجرت کے موقع پر مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ۔۔ نازل ہوئی۔ صحابہ کرامؓ نے خواہش کی کہ اے اللہ کے رسولؐ! ہمیں کوئی قصہ سنائیے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (فتح القدیر)

ف۲ کھلی کتاب یعنی جس کا انداز بیان واضح اور ہر ایک کی سمجھ میں آنے والا ہے یا جس کا خدائی کلام ہونا بالکل عیاں اور ہر شک و شبہ سے بالا ہے۔ (روح)

ف۳ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ کتاب صرف اہل عرب کے لیے ہے۔ دوسروں کے لئے نازل نہیں کی گئی ہے۔ کیونکہ تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے جو کتاب اتاری جائے گی وہ کسی ایک ہی انسانی زبان میں ہوگی اور فطری طریقہ یہ ہے کہ یا تو اس کتاب کی زبان سیکھی جائے یا اس کا دوسری زبان میں ترجمہ کیا جائے چنانچہ یہی طریقہ قرآن کے بارے میں ملحوظ رکھا گیا۔ اس لئے عربوں سے جو اس کے اوّلین مخاطب ہیں کہا جا رہا ہے کہ ہم نے یہ کتاب تمہاری اپنی زبان میں نازل کی ہے۔ کسی اور زبان میں نہیں اتاری کہ تم اس کے ٹھیک طرح سے سمجھ نہ سکنے کا عذر پیش کر سکو۔

ف۴ جس میں عقل رکھنے والوں کے لئے عبرت کا بڑا سامان ہے۔ "القصص" یہ قَصَّ یَقُصُّ کا مصدر ہے قصہ کی جمع نہیں ہے۔ (دیکھئے جواب اہل العلم ص ۱-۲۰) بنا بر ایں مطلب یہ ہوا کہ یہ واقعہ ہم بہترین انداز میں بیان کر رہے ہیں۔

ف۵ حضرت یعقوبؑ جو حضرت اسحاقؑ کے بیٹے اور حضرت ابراہیمؑ کے پوتے تھے۔ حدیث میں ہے: الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔ (موضح)

ف۶ یعنی اس کی تعبیر سنتے ہی سمجھ لیں گے گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ، ایک ماں، ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔ (موضح) تعبیر حضرت یعقوبؑ تو سمجھ گئے تھے اس لئے حضرت یوسفؑ کو اپنے بھائیوں سے ہوشیار رہنے اور انہیں اپنا خواب نہ بتانے کی تلقین فرمائی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خواب کی تعبیر سمجھ جائیں اور از راہ حسد انہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جیسا کہ روایت میں ہے ہر خواب بیان کرنے میں احتیاط کی تعلیم دی ہے۔ فرمایا: لاتحدث بہ الا حبیبا او لبیبا (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) یعنی خواب کسی خیر اندیش یا سمجھ دار کے سامنے ہی بیان کرو۔ دوسری حدیث میں فرمایا: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطانی وسوسہ۔ اگر کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو صرف اس کو بتائے جو اس کا اپنا دوست اور خیر خواہ ہو اور جب بُرا خواب نظر آئے تو تین دفعہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا پڑھے اور بائیں طرف تھوک دے انشاء اللہ اس کا کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ ایک روایت میں یہ بھی فرمایا کہ کروٹ بھی بدل دے۔ (بخاری) اور یہ کچھ مستبعد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کے ضرر سے سلامتی کا سبب بنا دے جیسا کہ صدقہ و خیرات مصائب دُور کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

ف۷ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ خواب دکھایا اور اس طرح کا خواب کسی دوسرے کو نہیں دکھایا اسی طرح .....

ف۸ شاہ صاحبؒ کا ترجمہ ہے "نوازے گا تجھ کو" پھر اللہ تعالیٰ کا بندے کو نوازنا یہ ہے کہ اسے اپنے فضل و رحمت کے لئے خاص کرے کہ بغیر کسی کوشش کے اس پر طرح طرح کے فتوحات ہوں یہ درجہ انبیا کو حاصل ہوتا ہے یا صدیقین، شہدا اور صالحین کو۔ (روح)

ف۹ ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا نام لیا اپنا نہ لیا عاجزی سے۔ (موضح) یہ دونوں "ابویک" سے عطف بیان ہیں۔ (روح)

ف۱۰ کہ اس کے بندوں میں کون سرفرازی کے لائق ہے۔ (کذا فی الروح) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "نوازش اللہ کی سجدے سے سمجھے اور "تاویل الاحادیث" (کل بٹھانی باتوں کی) یعنی اس میں داخل ہے خوابوں کی تعبیر اُن کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا موزوں خواب دیکھا چھوٹی عمر میں۔ (از موضح)

ف۱۱ منقول ہے کہ قریش نے یہود کے اشارے پر ۔۔ امتحاناً آنحضرتؐ سے یہ سوال کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کا وطن شام تھا تو بنی اسرائیل مصر میں کیسے آباد ہو گئے حتیٰ کہ موسیٰؑ کے دور میں فرعون سے نجات حاصل کی۔ اس پر یہ سورت اُتری اور فرمایا کہ سوال کرنے والے کیلئے اس قصہ میں بہت سی نشانیاں ہیں انہوں نے ایک بھائی پر حسد کیا تو آخر کار اسی کے محتاج ہوئے۔ اسی طرح یہود حسد کر رہے ہیں اور قریش نے آنحضرتؐ کو وطن سے نکالا تو آخر کار اسی کا عروج ہوا۔ (کذا فی الموضح) مگر یہ روایات اسرائیلی ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کے بالمقابل دوسری ایک دو روایات بحوالہ ابن جریرؒ بیان کی ہیں کہ صحابہؓ کے سوال پر یہ سورت نازل ہوئی۔ بہر حال اگر اسرائیلی روایات کو معتبر مان لیا جائے تو نشانیوں سے مراد آنحضرتؐ کی نبوت کی نشانیاں ہیں اور پوچھنے والوں سے مراد یہودی یا کفار مکہ اور اگر ان کا اعتبار نہ کیا جائے تو آیات سے مراد وہ عبرتیں ہیں جو حضرت یوسفؑ کے قصے میں پائی جاتی ہیں اور پوچھنے والوں سے مراد وہ لوگ جو اللہ کی آیات کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ صاحب معالم نے ان عبرتوں کو خوب تفصیل سے لکھا ہے۔ (ابن کثیر۔ معالم)

ف۱۲ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔

مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝۸ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ

ہم سے اور ہم ہیں جماعت زبردست تحقیق باپ ہمارا بیچ غلطی ظاہر کے ہے مار ڈالو یوسفؑ کو یا

حالانکہ ہم جوان مضبوط ہیں ف۱ بیشک ہمارا باپ ضرور کھلی غلطی کر رہا ہے ف۲ یوسف کو مار ڈالو یا کسی ملک میں (لے جاکر)

اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹

ڈال دو اس کو کسی زمین میں کہ خالی ہو جاوے واسطے تمہارے توجہ باپ تمہارے کی اور ہو جاؤ تم پیچھے اس کے قوم صلاحیت والی

پھینک آؤ تو تمہارے باپ کا رخ تمہاری ہی طرف رہے گا اور یوسف کے (چلے جانے کے) بعد پھر تم لوگ اچھے رہو گے ف۳

قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے مت مارو یوسفؑ کو اور ڈال دو اس کو بیچ گہراؤ کنوئیں کے اٹھا لیوے اس کو

اُن میں سے ایک کہنے والا کہنے لگا اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو ایسا کرو، یوسف کو جان سے نہ مارو (خیر اتنا ہی رحم کیا) اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو کوئی راہ چلتا

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي

کوئی راہ گیر اگر ہو تم کرنے والے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے کیا ہے واسطے تیرے کہ نہیں امین جانتا تو ہم کو بیچ

(مسافر) اُس کو نکال لے جائے گا ف۴ (جب یہ صلاح ہو چکی تو سب نے مل کر) کہا باوا تو یوسفؑ کے لیے ہم پر بھروسا کیوں نہیں کرتا اور ہم تو

يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

یوسف کے اور تحقیق ہم واسطے اس کے البتہ خیر خواہ ہیں بھیج دے اس کو ساتھ ہمارے کل کو کہ میوہ کھاوے اور کھیلے اور ہم واسطے اس کے البتہ

اُس کی بھلائی چاہتے ہیں کل اس کو ہمارے ساتھ کر دے ف۵ (ہم جنگل کی سیر کریں گے) وہ (بھی) کچھ کھائے پیئے کھیلے کودے گا اور

لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ

محافظت کرنے والے ہیں کہا یعقوبؑ نے تحقیق البتہ غمگین کرتا ہے مجھ کو یہ کہ لے جاؤ تم اس کو اور ڈرتا ہوں یہ کہ کھا جاوے اس کو

ہم اُس کے نگہبان رہیں گے یعقوبؑ نے کہا (نہیں بات یہ ہے) کہ تم اُس کو (کہیں) لے جاؤ تو مجھے رنج ہوتا ہے اور (دوسری بات یہ ہے کہ) مجھ کو ڈر ہے تم غافل ہو جاؤ

الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ

بھیڑیا اور تم اس سے غافل ہو کہا انہوں نے اگر کھا جاوے اس کو بھیڑیا اور ہم جماعت ہیں زبردست

اور بھیڑیا (لانڈگا) اُس کو کھا جائے ف۶ وہ کہنے لگے اگر یوسف کو ہم اتنے بہت ہوتے ہوئے بھیڑیا کھا جائے تو پھر ہم کسی کام

اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ

تحقیق ہم اس وقت البتہ ٹوٹا پانے والے ہوں گے پس جب لے گئے اس کو اور مقرر کیا یہ کہ کر دیں اس کو بیچ گہراؤ کنوئیں کے

کے ہی نہیں ف۷ خیر جب وہ یوسف کو لے گیے اور (راہ میں) سب نے یہ ٹھہرا لیا کہ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں (تو انہوں نے ایسا ہی کیا) اور ہم نے اسی

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۵ وَجَاۗءُوْٓ اَبَاهُمْ

اور وحی بھیجی ہم نے طرف اسکی کہ البتہ خبر دے گا تو انکو ساتھ اس کام ان کے کے اور وہ نہ سمجھتے ہوں گے اور آئے باپ اپنے کے پاس

وقت یوسفؑ کو وحی بھیجی (ایک روز ایسا آئے گا) تو ضرور ان کو اس (بُرے) کام پر جتلائے گا اور وہ بے خبر ہوں گے ف۸ اور اندھیرا ہوئے پر (یعنی رات کو)

عِشَاۗءً يَّبْكُوْنَ ۝۱۶ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ

اندھیرا پڑے روتے ہوئے کہا انہوں نے اے باپ ہمارے تحقیق گئے تھے ہم دوڑتے ہوئے اور چھوڑ گئے تھے ہم یوسفؑ کو نزدیک

روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے کہنے لگے باوا ہم (شرط کے طور پر) دوڑنے لگے ف۹ اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا اتنے میں (آکر کیا)

ف۱ یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے۔ ایک ان کا سگا بھائی تھا اور سب سوتیلے۔ (موضح) مطلب یہ ہے کہ یوسف اور اس کا بھائی چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس کے کسی کام نہیں آ سکتے اور ہم ایک جتھا ہیں۔ اس بدوی ماحول میں وقت پر کام آ سکتے ہیں۔ (روح۔ شوکانی)

ف۲ یعنی رائے کی غلطی جو دنیوی معاملات میں ہوتی ہے۔ یہاں ضلالت سے دینی ضلالت مراد نہیں ہے ایسا کہتے تو یہ لوگ کافر ہو جاتے۔ (وحیدی)

ف۳ یعنی اپنے باپ کی نظر میں اچھے ہو جاؤ گے یا بعد میں توبہ کر کے نیک بن جانا۔ بعض نے خیال کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ کے یہ بھائی بھی بعد میں نبی ہو گئے تھے جیسا کہ آیت قولوا اٰمنا باللّٰہ میں والاسباط کے کلمہ سے شبہ ہوتا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ "الاسباط" سے بنی اسرائیل کے بارہ سبط (قبیلے) مراد ہیں اور ان قبیلوں سے جو نبی ہوئے ہیں وہ مراد ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کی صلبی اولاد مراد نہیں ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ ان بھائیوں کو صحابیت کا شرف حاصل ہو گیا تھا۔ (ابن کثیر۔ روح)

ف۴ نکال کر اپنے دیس میں لے جائے گا۔ یوسفؑ کی جان بھی بچ جائے گی اور تمہارا مطلب بھی پورا ہو جائے گا۔ (از ابن کثیر)

ف۵ بکریاں چرانے کو جنگل جاتے تھے۔ (موضح)

ف۶ ان کو بھیڑیئے کا بہانہ کرنا تھا وہ ہی ان کے دل میں خوف آیا۔ (موضح) یا حضرت یعقوبؑ کے بھیڑیئے کا ذکر کرنے کی وجہ سے وہی بہانہ کر لیا۔ (روح)

ف۷ پھر ہمارا زور کس روز کام آئیگا۔ ہم دس مضبوط جوان ہیں۔

ف۸ تمہیں پہچان نہ رہے ہوں گے۔ دونوں حالتوں میں تفاوت کی وجہ سے یا زیادہ عرصہ گزرنے کی وجہ سے۔ واقعہ آگے آ رہا ہے۔ (روح)

ف۹ کہ کون آگے نکلتا ہے، یا تیر اندازی کرنے لگے کہ کس کا تیر دُور جاتا ہے۔ کذا فی الروح الاول عن السدی والثانی عن الزجاج۔

مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ

اسباب اپنے کے پس کھا گیا اس کو بھیڑیا اور نہیں تو ہرگز یقین کرنے والا واسطے ہمارے اور اگرچہ ہوں ہم سچے اور لے آئے

دیکھتے ہیں) کہ بھیڑیا اس کو کھا گیا اور ہم سچے بھی ہوں تو بھی تم کو ہماری بات کا یقین نہ آئے گا اور یوسفؑ کے کرتے پر

عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۗ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۗ فَصَبْرٌ

اوپر کرتے اس کے کے لہو جھوٹا کہا بلکہ بنالی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے ایک بات پس صبر

جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے (ایک بکری کا خون لگا دیا) وا یعقوبؑ نے کہا وا بلکہ تمہارے دل نے ایک بات بنالی ہے خیر میں عمدہ صبر کرتا ہوں

جَمِيْلٌ ۗ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا

بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی گئی ہے اوپر اس چیز کے کہ بیان کرتے ہو تم اور آیا قافلہ پس بھیجا انہوں نے

وا اور تم جو باتیں بناتے ہو اُن پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں (اللہ ضرور تمہارا فریب کھولے گا) اور ایک قافلہ (اس کنوئیں کے پاس) آیا انہوں نے اپنا بہشتی

وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۗ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۗ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۗ وَاللّٰهُ

آگے چلنے والے اپنے کو پس لٹکایا اس نے ڈول اپنا کہا اے خوش وقتی کہ یہ لڑکا ہے اور چھپا رکھا اس کو پونجی کر کر اور اللہ تعالیٰ

(پانی لانے کے لیے) بھیجا اُس نے جونہی اپنا ڈول ڈالا وا بہشتی کہنے لگا واہ واہ یہ تو لڑکا ہے اور بہشتیوں نے اس کو دولت (بڑی پونجی) سمجھ کر قافلہ والوں سے چھپایا وہ اور

عَلِيْمٌ ۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ ۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ

جانتا تھا وہ جو کچھ کہ وہ کرتے تھے اور بیچا اس کو بھائیوں نے ساتھ قیمت ناقص کے درہم تھے کئی ایک گنے ہوئے اور تھے وہ بیچ اس کے

اللہ خوب جانتا تھا جو وہ کر رہے تھے اور یوسفؑ کے بھائیوں نے (یا بہشتیوں نے) اس کو بہت کم قیمت گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا وا اور وہ اس کی خواہش نہیں

مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ

بے رغبت اور کہا اس شخص نے کہ مول لیا تھا اس کو مصر سے واسطے بی بی اپنی کے باحرمت رکھنا اس کو

رکھتے تھے (یا اس سے بیزار تھے) وے اور جس شخص نے مصر والوں میں سے اس کو خریدا وہ اس نے اپنی جورو (زلیخا) سے کہا اس کو اچھی طرح (آبرو اور

عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۗ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۘ وَ

شاید کہ نفع دے ہم کو یا پکڑیں ہم اس کو فرزند اور اسی طرح قدرت دی ہم نے واسطے یوسفؑ کے بیچ زمین کے اور

آرام کے ساتھ) رکھو شاید یہ (کسی دن) ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں اور اسی طرح ہم نے یوسفؑ کو مصر کے ملک میں جمایا وہ اور مطلب یہ تھا کہ

لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۗ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

تا کہ سکھاویں ہم اس کو تاویل باتوں کی یعنی تعبیر خوابوں کی اور اللہ غالب ہے اوپر کام اپنے کے ولیکن بہت

اس کو خوابوں کی تعبیر دینا سکھائیں (یا آسمانی کتابوں کی تفسیر کرنا) وا اور اللہ زبردست ہے جو کام چاہتا ہے پُورا کرتا ہے وا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى

لوگ نہیں جانتے اور جب پہنچا جوانی اپنی کو دیا ہم نے اس کو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم

وا اور جب یوسفؑ اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اس کو حکومت دی اور علم دیا وا اور ہم نیکوں کو (ان کی نیکی کا) ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور (جب

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ

احسان کرنے والوں کو اور بہلایا اُس کو اس عورت نے جو وہ بیچ گھر اس کے کے تھا جان اسکی سے اور بند کیے دروازے

یوسفؑ جوان ہوا تو) جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا (یعنے زلیخا کے) اس نے اپنی خواہش اُس کی ذات سے بجھانا چاہی اور دروازے (مکان کے سب) بند کر دیئے اسّا درمانہ

وا حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ کرتا صحیح و سالم تھا، کہیں سے پھٹا نہ تھا اس لئے حضرت یعقوبؑ سمجھ گئے کہ یہ سب ان کی مکاری و حیلہ سازی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے ان سے کہا: یہ بھیڑیا بھی عجیب قسم کا دانا تھا کہ یوسفؑ کو کھا گیا مگر اس کا کرتا نہ پھاڑا۔ (فتح القدیر) وا بھیڑیئے نے ہرگز یوسفؑ کو نہیں کھایا "بلکہ"..... وا عمدہ صبر یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور سے گلہ شکوہ نہ کیا جائے بلکہ ٹھنڈے دل سے مصیبت کو برداشت کیا جائے اور اللہ کی تقدیر پر شاکر رہے۔ (وحیدی)

وا حضرت یوسفؑ اس کی رسی سے لٹک گئے اور اوپر آگئے۔

وہ اُن سے یہ نہیں کہا کہ یہ لڑکا ہمیں کنوئیں سے ملا ہے بلکہ یہ کہا کہ اس کنوئیں کے مالکوں نے ہمیں یہ لڑکا اس لئے دیا ہے کہ اسے کہیں لے جاکر فروخت کردیں اس صورت میں "اسروہ بضاعۃ" میں فاعل کی ضمیر سقاء (وارد) کے لئے ہوگی۔ اور اگر اس کا مرجع حضرت یوسفؑ کے بھائی قرار دیئے جائیں تو اس جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ "یوسف کے بھائیوں نے اس کو پیسے کھرے کرنے کے لئے کنوئیں میں چھپائے رکھا اس خیال سے کہ اگر کوئی قافلہ اسے نکالے گا تو اس سے کہیں گے یہ تو ہمارا غلام ہے جو کئی روز ہوئے ہمارے ہاں سے بھاگ آیا تھا پھر اسے اس کے ہاتھ فروخت کردیں گے۔ مگر آیت کے یہ دونوں مفہوم مبنی بر تکلف ہیں اور دوسرا مفہوم تو اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے اور بائیبل کے بیان کے مطابق ہے۔ آیت کا سیدھا سادہ مفہوم یہ ہے کہ قافلہ والوں نے اسے پونجی سمجھ کر لوگوں سے چھپا لیا تاکہ ارد گرد کے رہنے والوں میں کوئی شخص اسے ان کے پاس دیکھ کر یہ دعویٰ نہ کردے کہ یہ ہمارا لڑکا ہے۔

وا یا قافلہ والوں نے۔ یہ بات سیاق قرآن سے معلوم ہوتی ہے گو حافظ ابن کثیرؒ نے پہلے مطلب کو اقویٰ قرار دیا ہے اور اسی کو ہمارے زمانہ کے بعض اصحاب حواشی نے "فالظاھر الاول" کہا ہے جس کی بنیاد حافظ ابن کثیرؒ کے قول پر ہے اور اہل کتاب کے بیان کے مطابق ہے۔

وے وہ اس سے جلد خلاصی حاصل کرنا چاہتے تھے کیونکہ ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی ایسا شخص نمودار نہ ہوجائے جو انہیں اس جرم میں پکڑ لے کہ وہ اس کے آزاد بیٹے کو غلام بنا کر پکڑ لائے ہیں۔ (وحیدی)

وہ قرآن نے اس شخص کے نام اور عہدے کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ البتہ آگے چل کر مصر کی عورتوں نے "عزیز" کے لقب سے اس کا ذکر کیا ہے اور یہی لقب بعد میں حضرت یوسفؑ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مصر کے بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ بائیبل میں ہے کہ وہ بادشاہ کے باڈی گارڈوں کا افسر اور جیل خانوں کا منتظم تھا۔ اس کی بیوی کے نام "زلیخا" کا بھی قرآن نے کہیں ذکر نہیں کیا البتہ بعض مفسرینؒ نے یہ نام لکھا ہے اور وہ بھی غالباً اسرائیلی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے۔ کیونکہ یہود کے تلمود میں اس کا اسی نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ بعض مفسرینؒ نے اس کا نام "راعیل" بھی لکھا ہے: کما ھو مروی عن مجاھد.

وہ یعنی جیسے اس سے پہلے بھائیوں کے شر سے بچایا اور کنوئیں سے نکلوایا، اسی طرح ..... (شوکانی)

وا مصر میں عزیز مصر (بادشاہ کے وزیر) نے اسے خرید لیا۔ اس طرح مصر میں حضرت یوسفؑ کے قدم مضبوط ہوگئے اور ان کو امتیاز و مرتبہ حاصل ہوگیا پھر ان کی وجہ سے بنی اسرائیل وہاں آباد ہوگئے اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں تا رمز و اشارہ سمجھنے کا سلیقہ کمال پکڑیں اور علم خدائی پوپا لیں۔ (از موضح)

وا شاہ صاحبؒ کا ترجمہ ہے "اور اللہ جیت رہتا ہے" یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گرادیں اسی میں یہ چڑھ گئے۔ (موضح) وا کہ ہر قسم کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس واقعہ میں تقدیر الٰہی یہ تھی کہ مصر میں یوسفؑ کو غلبہ حاصل ہو مگر اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں سے آگاہ نہیں۔ وا حکم دیا یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم سے مراد دین ہے۔ قرآن میں ان دونوں لفظوں سے مراد عموماً "نبوت" ہوتی ہے دیکھئے قصص آیت ۱۴۔ (کذا فی ابن کثیر)

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اور کہنے لگی آ، کہتی ہوں میں تجھ کو کہا پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ کی تحقیق وہ رب میرا ہے اچھی طرح سے کیا اس نے رکھنا میرا تحقیق نہیں فلاح پاتے

اور کہنے لگی لے آجا (یا جلدی سے آ) یوسفؑ نے کہا (اس بُرے کام سے) اللہ کی پناہ ف۱ وہ تو (جس نے مجھ کو خریدا) میرا مالک ہے اس نے مجھ کو اچھی طرح عزت سے رکھا کیونکہ حرام لوگ کبھی

الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ

ظالم اور البتہ تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف نے ساتھ اس کے اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھی دلیل رب اپنے کی اسی طرح کیا ہم نے

نہیں پنپ سکتے اور ہوا یہ کہ زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسف نے زلیخا کا اگر وہ اپنے مالک کی (قدرت کی) نشانی نہ دیکھتا ف۲ اسی طرح (ہم نے یوسفؑ کے

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا

تاکہ پھیر دیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی تحقیق وہ بندوں ہماروں خالص کیے گیوں سے تھا اور دوڑے دونوں

دل کو مضبوط کیا) تاکہ ہم برائی اور بدکاری سے اس کو دور رکھیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا (یعنی پیغمبروں میں سے) اور دونوں بھاگتے ہوئے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ

دروازے کو اور پھاڑا اس نے کرتا یوسفؑ کا پیچھے سے اور پایا ان دونوں نے خاوند اس کے کو نزدیک دروازے کے کہا اس عورت نے کیا سزا ہے

دروازے کی طرف چلے ف۳ اور زلیخا نے یوسفؑ کا کرتہ پکڑ پایا اس کو پیچھے سے چاک کر دیا اور دونوں نے دروازے پر عورت کے خاوند کو پایا کہنے لگی جو شخص تیری بی بی کے ساتھ

مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ

اُسکی جو ارادہ کرے ساتھ جورو تیری کے برائی کا مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا عذاب درد دینے والا کہا یوسف نے اس نے بہلایا تھا مجھ کو

برا کام کرنا چاہے اس کی یہی سزا ہے کہ قید ہو یا تکلیف کی مار پڑے . یوسفؑ نے کہا اس عورت نے خود مجھ سے اپنی خواہش بھا

عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ

جان میری سے اور گواہی دی گواہ نے اہل اس کے سے اگر ہو کرتا اس کا پھٹا ہوا آگے سے

چاہی ف۴ اور زلیخا کے لوگوں میں سے (یعنے اس کے علاقہ داروں میں سے) ایک گواہ نے گواہی دی (یعنے یہ رائے ظاہر کی) اگر یوسفؑ کا کرتہ سامنے سے چاک ہے تو عورت

فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ

پس سچ بولی یہ عورت اور وہ ہے جھوٹوں سے اور اگر ہے کرتا اس کا یعنے یوسف کا پھٹا ہوا پیچھے سے پس جھوٹی ہے یہ

سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے چاک ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف

وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ

عورت اور وہ ہے سچوں سے پس جب دیکھا کرتا اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا تحقیق یہ

سچا ہے ف۵ اور جب خاوند نے دیکھا کہ یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو (زلیخا اور اس کے ساتھ والیوں سے) کہنے لگا یہ تمہارا ہی چلتر ہے . بیشک عورتوں کا

كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ

مکر تمہارے سے ہے تحقیق مکر تمہارا بڑا ہے اے یوسفؑ منہ پھیرلے اس بات سے اور بخشش مانگ اے عورت

چلتر غضب کا ہوتا ہے . یوسف تو اس کا کچھ خیال نہ کر ف۶ اور (زلیخا) تو اپنا گناہ بخشوا

لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ۝ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ

واسطے گناہ اپنے کے تحقیق تو ہے تو خطا کاروں سے اور کہا کتنی بی بیوں نے بیچ شہر کے عورت عزیز کی بہلاتی ہے

ف۷ بے شک تو گنہ گار تھی اور شہر میں عورتوں نے چرچا کیا کہ عزیز کی عورت

ع ۳ ۱۴

ف۱ یعنی اس کے ناموس میں کیونکر داخل کروں؟ (موضح) اکثر مترجمین اور اصحاب تفسیر نے یہی مفہوم مراد لیا ہے کہ "ربی" سے مراد عزیز مصر ہے۔ سدیؒ اور مجاہدؒ سے یہی معنی منقول ہے لیکن بعض نے "ربی" سے اللہ تعالیٰ مراد لیا ہے۔ (فتح البیان) اور یہ دوسری رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ بات کسی نبی کی شان سے بعید ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا رب کہے۔ (کذا فی البحر) اس مفہوم کے حق میں ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ ھو ربی میں ھو کا مرجع قریب تر "معاذ اللہ" میں اللہ کا لفظ ہونا چاہیئے نہ کہ عزیز۔

ف۲ آیت کا یہ مطلب اگرچہ اکثر مفسرینؒ نے بیان کیا ہے مگر انسب ترجمہ جسے بہت سے محقق مفسرینؒ نے بیان کیا ہے یہ ہے "اور یوسف (بھی) اس (عورت) کا قصد کر لیتا اگر وہ مالک کی (قدرت کی) نشانی نہ دیکھ لیتا" یہ برہان رب" کیا چیز تھی اس کی تعیین میں آنحضرتؐ سے صحت کے ساتھ کوئی چیز ثابت نہیں ہے البتہ مفسرینؒ نے مختلف اقوال نقل کئے ہیں ہو سکتا ہے کہ ایک نبیؑ کے اخلاق کی بلندی اس کی اجازت نہ دیتی ہو کہ زنا جیسے منکر فعل پر اقدام کرے اسی کو یہاں "برہان ربی" سے تعبیر فرمایا ہو۔

ف۳ علما نے لکھا ہے کہ اس جملہ کا تعلق "و لقد ھمت بہ" کے ساتھ ہے اور "کذلک" درمیان میں جملہ معترضہ ہے جو حضرت یوسفؑ کی نزاہت کو ثابت کرنے کے لئے لایا گیا ہے اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت نے زنا کا عزم کیا مگر حضرت یوسفؑ نے انکار کیا چنانچہ اسی کشمکش میں وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے۔ آگے حضرت یوسفؑ اور پیچھے عزیز کی بیوی، حضرت یوسفؑ اس لئے کہ جلدی سے دروازہ کھول کر بھاگ جائیں اور عزیز کی بیوی دوڑی کہ انہیں دروازہ کھول کر بھاگنے نہ دے۔

ف۴ اور میں اس سے بچنے کے لئے بھاگا اور اس نے پیچھے میرا کرتا کھینچ کر پھاڑ دیا۔

ف۵ اس عورت کا ایک ناتے دار دودھ پیتا لڑکا یہ بول اُٹھا۔ (موضح) جیسا کہ مسند احمد اور مستدرک حاکم کے حوالے سے معتبر سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ مہد یعنی جھولے میں چار بچوں نے کلام کی ہے ایک تو فرعون کی بیٹی کی ماشطہ کے لڑکے نے، اور دوسرے حضرت یوسفؑ کے شاہد نے، تیسرے صاحب جریج نے اور چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ یہ حدیث حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے اور لکھا ہے کہ صحیح علی شرط الشیخین مگر چار لڑکوں میں حصر محل نظر ہے کیونکہ صحیحین میں ایک اور بچے کا ذکر بھی ہے جو دودھ پی رہا تھا۔ نیز مسلم میں اصحاب الاخدود کے قصہ میں مذکور ہے کہ اس بچے نے کلام کی الحاصل جھولے میں کلام کرنے والے بچوں کی تعداد علما نے گیارہ تک پہنچائی ہے۔ (روح) ف۶ یعنی حضرت یوسفؑ سے کہا کہ اس معاملہ سے درگزر کرو تاکہ بات نہ پھیلے بلاشبہ تمہاری صداقت اور پاک بازی ثابت ہو گئی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ (موضح)

الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ

جوان یعنی غلام اپنے کو جان اسکی سے تحقیق بیٹھ گیا بیچ دل اس کے گُھس یوسف از روئے محبت کے تحقیق ہم البتہ دیکھتے ہیں اس کو بیچ گمراہی

اپنے غلام سے خواہش بُھگانا چاہتی ہے اس کی محبت میں دیوانی ہوگئی ہے ہم تو سمجھتی ہیں کہ وہ صاف بہک

مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً

ظاہر کے پس جب سُنا اُس عورت نے مکر ان کا آدمی بھیجا طرف ان کی اور تیار کیں واسطے ان کے مسندیں

گئی ہے ۱ جب زلیخا نے ان عورتوں کے طعنے سنے تو زلیخا نے ان کو بلا بھیجا (مہمان بلایا) اور ایک محفل کی تیاری کی ۲ اور اُن میں سے ہر

وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ

اور دیئے ہر ایک کو ان میں سے چاقو اور کہا نکل اے یوسفؑ اوپر اُن کے پس جب دیکھا انہوں نے اس کو

ایک عورت کو ایک ایک چھری دی اور (عین وقت پر) یوسف سے کہا اب ان کے سامنے نکل آ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو (حسن وجمال اور نبوت کے

أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ

بڑا جانا انہوں نے اس کو اور کاٹ ڈالے ہاتھ اپنے اور کہا پاکی ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے نہیں یہ آدمی نہیں یہ مگر فرشتہ

رعب سے) سہم گئیں اور (دہشت میں ترنج کے بدل) اپنے ہاتھ کاٹ لیے ۳ اور (بے اختیار) بول اٹھیں ماشاء اللہ (سبحان اللہ خالق تیری قدرت) یہ آدمی کاہے کو ہے یہ تو اچھا خاصہ فرشتہ

كَرِيمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ

بزرگ کہا اس عورت نے پس یہی شخص ہے جو ملامت کرتی ہو تم مجھ کو بیچ اس کے اور البتہ تحقیق بہلایا ہے میں نے اس کو جان اس کی سے

ہے زلیخا نے کہا یہی تو وہ (غلام) ہے جس (کی محبت) میں تم مجھ پر طعنے مارتی تھیں اور سچ تو یہ ہے کہ میں ہی نے اس کی خواہش کی اُس نے

فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ﴿٣٢﴾

پس نگاہ رکھا اس نے اپنے تئیں اور البتہ اگر نہیں کریگا جو کہتی ہوں میں اُس کو البتہ قید کیا جاوے گا اور البتہ ہوگا ذلیلوں سے

نہ مانا اور (خیر) اگر (اب بھی) میرے کہے پر نہ چلے گا تو ضرور قید ہوگا اور ضرور ذلیل ہوگا ۴ یوسفؑ نے

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ

کہا اے پروردگار میرے قید بہت محبوب ہے طرف میری اس چیز سے کہ پکارتی ہیں مجھ کو طرف اس کی اور اگر نہ پھیرے گا تو مجھ سے مکر اُن کا

دعا کی مالک میرے جو کام یہ عورتیں مجھ سے کرانا چاہتی ہیں اس سے تو قید میں رہنا مجھے کہیں پسند ہے ۵ اور اگر تو ان کا چلتر مجھ سے نہ روکے گا (مجھ کو عفت اور پاکدامنی پر مضبوط نہ رکھے گا) تو میں

أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ

جھک جاؤں گا طرف انکی اور ہو جاؤں گا جاہلوں سے ۶ پس قبول کیا واسطے اس کے رب اُس کے نے پس پھیر دیا اُس سے مکر اُن کا

نفس اور شیطان کے فریب میں آکر ان (عورتوں) کی طرف پھسل جاؤں گا (اُن کا کہا مان لوں گا) اور نادان بن جاؤں گا پھر مالک نے اس کی دعا قبول کی اور ان عورتوں کا چلتر اس پر سے روک دیا

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُم مِّن بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ

تحقیق وہی ہے سننے والا جاننے والا پھر ظاہر ہوا واسطے ان کے پیچھے اس کے کہ دیکھا انہوں نے نشانیوں کو کہ البتہ قید کریں اس کو ایک مدت

بیشک وہ سب کی سنتا (سب کچھ) جانتا ہے ۷ پھر ان لوگوں کو اتنی نشانیاں دیکھنے پر بھی یہی سوجھا (مناسب معلوم ہوا) ۸ کہ یوسف کو ایک مدت تک قید

حِينٍ ﴿٣٥﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ

تک اور داخل ہوئے ساتھ اس کے قید میں دو جوان کہا ایک نے ان دونوں میں سے تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں نچوڑتا

رکھیں ۹ اور یوسف کے ساتھ قید خانہ میں دو (بادشاہی) غلام یا خدمت گار اور گئے ۱۰ ایک نے کہا (جو ساقی تھا) میں (خواب میں) دیکھتا ہوں جیسے شراب (کے لیے

ع ۴ / ۱۴

ف۱ کہ اپنے غلام کے عشق میں دیوانی ہو رہی ہے۔ (از ابن کثیر) ف۲ یعنی ایک ایسی محفل جس میں ٹیک لگانے کے لئے تکیوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ (از ابن کثیر) ف۳ یعنی چھریاں دی تھیں پھل کھانے کو لیکن ان کا حُسن دیکھ کر ایسی بے خود ہوگئیں کہ چھریاں ہاتھوں پر چل گئیں اور وہ کٹ گئے۔ (کذا فی الروح) بعض نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہاں "اکبرنہ" کے معنی حیض آنا کے ہیں یعنی شدتِ شہوت کی وجہ سے انہیں حیض آنا شروع ہو گیا۔ چنانچہ واحدی فرماتے ہیں کہ جب عورت کے اندر جنسی خواہش زور پکڑتی ہے تو اسے حیض آنے لگتا ہے مگر ابو عبیدہ، طبری اور دیگر محققینؒ نے اس معنی کا انکار کیا ہے کہ لغت میں یہ معنی معروف نہیں ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ضعیف ہے اور جو شاہد پیش کیا گیا ہے وہ بناوٹی ہے

ف۴ ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھاویں اور حضرت یوسفؑ ڈر کر قبول کریں۔ (موضح) حضرت یوسفؑ کے لئے یہ سخت امتحان کا وقت تھا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں مصر کے اونچے طبقہ کی اخلاقی حالت کیا تھی۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے جن عورتوں کو اپنے ہاں دعوت دی وہ عام گھرانوں کی معمولی عورتیں نہ ہوں گی بلکہ امراء، رؤسا اور بڑے افسروں کی کھاتی پیتی بیگمات ہی ہوں گی۔ دعوت کے بہانے وہ ان عورتوں کو یوسفؑ کے حسن کا قائل کرنے کی کوشش کرتی ہے پھر وہ بیگمات بھی ایسی ہی تھیں کہ انہوں نے عزیزِ مصر کی بیگم کو معذور سمجھا۔ یہی نہیں بلکہ عزیزِ مصر کی بیگم اسے برملا دھمکی دیتی ہے کہ اگر وہ اس کی خواہشات کا کھلونا نہ بنا تو اسے ذلیل ہونا پڑے گا اور جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔

ف۵ یہاں صیغہ تفضیل (احب) اپنے اصلی معنی میں نہیں ہے بلکہ دو مصیبتوں میں سے "اَہون" کو اختیار فرما رہے ہیں۔ یہ ہے اصل تقویٰ۔ حدیث میں ہے کہ سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن کہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ عادل حکمران، وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشوونما پائی۔ وہ شخص جو مسجد سے جب بھی باہر جاتا ہے اس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے یہاں تک کہ واپس آ جائے۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ ہی کی رضا جوئی کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کی، اسی محبت پر جمع ہوئے اور اسی محبت پر جدا ہوئے۔ وہ آدمی جس نے اپنا صدقہ اس قدر چھپا کر دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور وہ آدمی جسے کسی با اثر و شوخ خوبصورت عورت نے اپنی طرف بلایا مگر اس نے کہا "اِنِّی اَخَافُ اللّٰہَ" کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (بخاری مسلم)

ف۶ کیونکہ جب کوئی شخص اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو وہ اور جاہل برابر ہیں یا جہالت بمعنی سفاہت ہے۔ یہ ہے حضرت یوسفؑ کی پیغمبرانہ شان، اپنی طہارت اور پاکدامنی کا قطعاً دعویٰ نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو حالات کا مقابلہ کرنے سے عاجز قرار دیتے ہوئے یہی فرمایا: کہ عفت و پاکدامنی پر ثابت قدم رکھنا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اگر توفیق نہ دے گا تو میں نفس اور شیطان کے فریب میں آکر گناہ کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ (وحیدی)

ف۷ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگے سے قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں، آدمی کو چاہیئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوتا ہے جو قسمت میں ہوتا ہے۔ (موضح) منقول ہے کہ حضرت یوسفؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی: یوسفؑ تم نے خود ہی اپنے اوپر زیادتی کی ہے کہ جیل کو پسند کیا۔ اگر تم یہ دعا کرتے کہ اللہ! مجھے عافیت محبوب ہے تو تمہیں عافیت مل جاتی۔ ترمذی میں حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دعا کی: "اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الصَّبْرَ۔" اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: میاں تم نے اللہ تعالیٰ سے مصیبت کا سوال کیا ہے اب اللہ سے عافیت طلب کرو۔ (روح) ف۸ یعنی حضرت یوسفؑ کی عفت و نزاہت اور پاکدامنی کے نشان اور دلائل و شواہد۔ ف۹ یعنی غیر معین عرصہ تک۔ ف۱۰ ان میں سے ایک بادشاہ کا ساقی یعنی شراب پلانے والا تھا۔ اور دوسرا نانبائی۔ مگر اس نے خلافِ عادت دیکھا کہ جانور سر سے نوچتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ کو زہر دینے کی تہمت میں قید ہوئے تھے آخر نانبائی پر ثابت ہوئی۔ (کذا فی الموضح)

خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ

ہوں شراب اور کہا دوسرے نے تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں کہ اٹھا رہا ہوں اوپر سر اپنے کے روٹیاں کہ کھاتے جاتے ہیں جانور اس

انگور (نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا (جو نانبائی تھا) میں (خواب میں) دیکھتا ہوں اپنے سر پر روٹیاں لادے ہوں پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں یوسفؑ ان خوابوں کی

مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۞ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ

میں سے خبر دے ہم کو ساتھ تعبیر اس کی کے تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں سے کہا نہیں آوے گا تمہارے پاس کھانا

تعبیر ہم کو بتلا دے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تو نیک آدمی ہے ف۱ یوسف نے کہا (خواب کی تعبیر کیا چیز ہے) میں تو تم سے جو کھانا تم کو (بادشاہ سے) ملتا ہے (یا تمہارے

تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ

کہ دیئے جاؤ گے تم وہ مگر خبر دوں گا میں تم کو ساتھ تاویل اس کی کے پہلے اس سے کہ آوے تمہارے پاس یہ اس چیز سے ہے کہ سکھایا ہے مجھ کو رب میرے نے

گھر سے آتا ہے) اس کا سب حال (کہ وہ کس قسم کا کھانا ہے کیسا ہے کتنا ہے) اس کے آنے سے پیشتر بیان کر سکتا ہوں یہ وہ علم ہے جو میرے مالک نے مجھ کو سکھلایا (اور اس کی وجہ یہ ہے

اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۞ وَ

تحقیق میں نے چھوڑ دیا ہے دین اس قوم کا کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں کافر اور

کہ) میں نے ان لوگوں کا طریق چھوڑ دیا جو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں رکھتے (یعنی اس کی توحید پر) اور آخرت کو بھی وہ نہیں مانتے ف۲ اور میں اپنے باپ

اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ

پیروی کی میں نے دین باپوں اپنے کے ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کی نہیں روا واسطے ہمارے یہ کہ شریک لاویں

دادوں کے طریق پر چلتا ہوں ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے (جو سب کے سب پیغمبر اور ٹھیک راہ پر تھے) ہمارا یہ کام نہیں (یا ہم سے یہ نہیں ہو سکتا) کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں ف۳

بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

ساتھ اللہ کے کوئی چیز یہ فضل اللہ کے سے ہے اوپر ہمارے اور اوپر لوگوں کے اور لیکن اکثر

یہ ایمان اور توحید، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہم پر اور (دوسرے) لوگوں پر (بھی) لیکن اکثر آدمی (اس بڑے فضل کا) شکر نہیں

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۞ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

لوگ نہیں شکر کرتے اے دو یارو قید خانے کے کیا خاوند متفرق بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ

کرتے ف۴ قیدیو (یا قید خانہ کے رفیقو) جدا جدا مالک اچھے یا ایک (مالک) اللہ تعالیٰ اکیلا زبردست تم لوگ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۞ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ

اکیلا غالب بہتر ہے نہیں عبادت کرتے تم سوائے اس کے مگر ناموں کو کہ نام دھر لیا ہے ان کو تم نے اور

اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پوجتے ہو وہ نرے نام ہیں (جن کی حقیقت کچھ نہیں) جو تم نے اور تمہارے

اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ

باپوں تمہارے نے نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے واسطے ان کے کوئی دلیل نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے حکم کیا ہے یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر

باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو ان کے پوجنے کی کوئی سند نہیں اتاری اللہ کے سوا کسی کو حکومت نہیں ہے (اسی کا قول سند ہو سکتا ہے) اس نے

اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ

اسی کو یہ دین ہے سیدھا ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے اے دو یارو قید خانے کے

تو یہ حکم دیا ہے کہ سوا اس کے کسی کو نہ پوجو ہی (یعنی ایک خدا کو صرف پوجنا) سیدھا رستہ ہے مگر اکثر نہیں جانتے ف۵ قیدیو تم میں سے ایک تو (جو ساقی ہے چھوٹ کر)

ف۱ یا تو خواب کی تعبیر خوب کرتا ہے یا یہ کہ تو قیدیوں سے احسان (نیک سلوک) کرنے والا ہے۔ لفظ محسن کے یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

ف۲ اللہ تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا۔ چاہا کہ اوّل ان کو دین کی بات سناویں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبراویں۔ کہا کھانے کے وقت تک وہ بھی بتلا دوں گا۔ (کذا فی الموضح)

ف۳ یعنی آدمی ہو یا فرشتہ، جن ہو یا بھوت اور پری یا بُت ہو یا قبر، پتھر ہو یا درخت، کسی کو خدا کا ساجھی نہ ٹھہرائیں۔ (وحیدی)

ف۴ بلکہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک گردانتے ہیں اور ان کی عبادت کر کے اپنے آپ کو ذلت کے گڑھے میں گراتے ہیں۔ (وحیدی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ہمارا اس دین (توحید) پر رہنا سب لوگوں کے حق میں فضیلت ہے تا کہ ہم سے راہ سیکھیں۔ (از موضح) مطلب یہ کہ نبیؑ پر تو یہ فضل و عنایت بلاواسطہ ہوتا ہے لیکن لوگوں پر نبیؑ کے واسطہ سے۔ (روح)

ف۵ اس لئے وہ شرک کے گورکھ دھندے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (وحیدی)

أَمَّآ أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُۥ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا ٱلْـَٔاخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ ٱلطَّيْرُ مِن

اسے پر ایک تم میں کا. پس پلاوے گا خاوند اپنے کو شراب اور جو ہے دوسرا پس سولی دیا جاوے گا پس کھاویں گے جانور سر اس

اپنے صاحب کو شراب پلائے گا (پھر اپنی قدیم خدمت پر مقرر ہو جائے گا) اور دوسرا جو ہے (نانبائی) وہ سولی دیا جائے گا پھر پرندے اُس کے سر سے کھائیں گے

رَّأْسِهِۦ ۚ قُضِىَ ٱلْأَمْرُ ٱلَّذِى فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِى ظَنَّ أَنَّهُۥ نَاجٍ

کے سے مقرر کیا گیا وہ کام جو بیچ اس کے سوال کرتے تھے اور کہا واسطے اس شخص کے کہ گمان کیا تھا کہ وہ نجات پاوے گا

جس بات کو تم دونوں دریافت کرتے تھے اُس کا فیصلہ (خدا کے پاس سے) ہو چکا ف۱ اور جس کو یوسفؑ نے سمجھا کہ وہ چھوٹنے والا ہے اس سے کہا اپنے صاحب کے پاس

مِّنْهُمَا ٱذْكُرْنِى عِندَ رَبِّكَ فَأَنسَىٰهُ ٱلشَّيْطَٰنُ ذِكْرَ رَبِّهِۦ فَلَبِثَ فِى ٱلسِّجْنِ

ان میں سے یاد کیجو مجھ کو نزدیک خاوند اپنے کے پس بھلا دیا اس کو شیطان نے یاد کرنا خاوند اپنے کے پاس پس رہا بیچ قید خانے کے

(کسی موقع پر) میرا ذکر (خیر) کرنا لیکن شیطان نے اس کو بھلا دیا کہ اپنے صاحب سے اُس کا ذکر کرے ف۲ آخر کئی برس تک یوسفؑ قید خانہ میں پڑا رہا

بِضْعَ سِنِينَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ ٱلْمَلِكُ إِنِّىٓ أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَٰتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

کتنے برس اور کہا بادشاہ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں سات بیل موٹے کھائے جاتے ہیں ان کو سات

ف۳ اور (ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز) بادشاہ (ریان بن ولید نے دربار میں) کہا میں (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں موٹی تازی ہیں اُن کو سات دبلی

ع ٥ / ١٥

عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنۢبُلَٰتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَٰتٍ ۖ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَأُ أَفْتُونِى فِى رُءْيَٰىَ

دبلے اور سات بالیں سبز اور سات سوکھی اے سردارو جواب دو مجھ کو بیچ خواب میری کے

سوکھی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات بالیاں سبز ہیں اور باقی (سات) سوکھی ہیں ف۴ درباریو اگر تم خواب کی تعبیر دینا جانتے ہو تو میری اس خواب کی

إِن كُنتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوٓا۟ أَضْغَٰثُ أَحْلَٰمٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ

اگر ہو تم واسطے خواب کے تعبیر کرتے کہا انہوں نے یہ ہیں پریشان خواب اور نہیں ہم ساتھ تعبیر خوابوں

تعبیر بیان کرو وہ کہنے لگے یہ تو پریشان خوابوں کے گچھے ہیں اور ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر ہم کو

ٱلْأَحْلَٰمِ بِعَٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ ٱلَّذِى نَجَا مِنْهُمَا وَٱدَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا۠

پریشان کے جاننے والے اور کہا اس شخص نے کہ نجات پائی تھی ان دونوں میں سے اور یاد کیا بعد مدت کے میں

نہیں معلوم اور (اتفاق سے وہاں بادشاہ کا وہ ساقی بھی موجود تھا) جو اُن دو قیدیوں میں سے چھوٹ گیا تھا اس نے کہا اور ایک مدت (سات برس) کے بعد اُس کو خیال آیا

أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِۦ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا ٱلصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِى سَبْعِ

خبر دوں گا تم کو ساتھ تعبیر اس کی کے پس بھیجو مجھ کو اے یوسفؑ اے بڑے سچے جواب دے ہمارے تئیں بیچ سات

میں تم کو اسکی تعبیر بتلاتا ہوں مجھ کو بھیجو تو سہی (یعنی قید خانے تک جانے کی اجازت دو) ف۵ یوسف تو بڑا سچا آدمی ہے (یا خواب کی تعبیر بہت سچی دیتا ہے بھلا اس خواب کی تو تعبیر)

بَقَرَٰتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنۢبُلَٰتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ

بیل موٹوں کے کھاتے ہیں ان کو سات دُبلے اور سات بالیں سبز اور سات

ہم کو بتلا سات موٹی تازی گائیں ہیں جن کو سات دبلی سوکھی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات بالیاں (اناج کی) ہری ہیں اور باقی (سات) سوکھی

يَابِسَٰتٍ لَّعَلِّىٓ أَرْجِعُ إِلَى ٱلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ

خشک تاکہ پھر جاؤں میں طرف لوگوں کی تاکہ وہ جانیں کہا کہ کھیتی کرو گے تم سات

شاید میں (درباری) لوگوں تک پھر پہنچ سکوں اور شاید (تیرا حال) اُن کو معلوم ہو ف۶ یوسف نے (اسی وقت) کہہ دیا تم معمول سے سات برس

ف۱ یعنی یہ قضائے الٰہی ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ یہاں پر لفظ "قضی" سے معلوم ہوتا ہے کہ ظن بمعنی یقین ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ خواب کی تعبیر اجتہادی تھی لہٰذا ظن اپنے اصلی معنی میں ہے۔ (ابن کثیر۔ روح) موضح میں ہے "ظن" فرمایا: معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں اٹکل ہے مگر پیغمبر اٹکل کرے تو "بے شک" ہے۔ (موضح)

ف۲ کشف شدائد میں گو دوسروں سے مدد لینا جائز ہے جیسا کہ آیت وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ الخ" سے بھی معلوم ہوتا ہے مگر یہ عزیمت اور شانِ پیغمبری کے خلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حضرت یوسفؑ نے اس بات کی کوشش کی کہ میرا تذکرہ بادشاہ کے پاس کرنا مگر وہ بھول گیا تاکہ پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے۔ (از موضح)

ف۳ "بضع" (چند یا کئی) کا اطلاق عربی زبان میں تین سے نو تک مگر زیادہ تر سات پر ہوتا ہے اس لئے اکثر مفسرینؒ کا کہنا یہی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سات سال تک جیل میں رہے۔ (معالم) بعض علمائے تفسیر نے "فانساہ" میں "ہ" کی ضمیر حضرت یوسفؑ کے لئے مانی ہے اور معنی یہ کئے ہیں کہ "شیطان نے حضرت یوسفؑ کو اپنے رب کی یاد بھلا دی" اور اس کی تائید میں ایک روایت بھی پیش کی ہے کہ "اگر یوسفؑ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں پر رہائی کی امید نہ رکھتے تو تو اتنی لمبی مدت قید میں نہ ٹھہرتے" مگر یہ روایت نہایت ضعیف ہے لہٰذا یہ معنی صحیح نہیں ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۴ اور سوکھی بالیوں نے ہری بالیوں پر لپٹ کر انہیں اپنے اندر چھپا لیا۔ یہ خواب بادشاہ نے کئی برس کے بعد دیکھا اور یہی حضرت یوسفؑ کی رہائی کا سبب بنا۔ (ابن کثیر)

ف۵ چنانچہ اس شخص کو اجازت مل گئی اور اس نے حضرت یوسفؑ سے کہا.....

ف۶ یعنی وہ جان لیں اور پھر اپنے علم کے مقتضٰی کے مطابق عمل کریں یا یہ کہ انہیں تیری قدر معلوم ہو اور احساس ہو کہ کتنے بڑے ذی علم اور لائق آدمی کو انہوں نے جیل میں ڈال رکھا ہے۔

سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

برس محنت سے پس جو کچھ کاٹو تم پس چھوڑ دو اس کو بیچ بالوں اس کے کے مگر تھوڑا اس میں سے جو کھاؤ تم

تک کھیتی کرو گے ف۱ پھر جب فصل کاٹو تو اناج کو بالیوں ہی میں رہنے دو (کھلیان نہ کرو) مگر تھوڑا سا اپنے کھانے کے موافق نکال لو ف۲

ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ

پھر آویں گے پیچھے اس کے سات برس سخت کھا جاویں گے جو کچھ پہلے رکھا تم نے واسطے ان کے

ان سات برسوں کے بعد ایسے سات برس آئیں گے جن میں سخت قحط ہوگا جو کچھ تم نے ان برسوں کے لیے آگے سے رکھ چھوڑا تھا اس کو چٹ کر جائیں گے ف۳

اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ

مگر تھوڑا سا جو کچھ بچا رکھو تم واسطے بیج کے پھر آوے گا پیچھے اس کے برس کہ بیچ اس کے

مگر تھوڑا سا (بیج کے لیے کچھ) بچا رکھو گے پھر ان سات برس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں کے لیے برسات (اچھی) ہوگی (یا ان کا

یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۶/۱۶ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا

مینہ برسائے جاویں گے لوگ اور بیچ اس کے نچوڑیں گے اور کہا بادشاہ نے کر لے آؤ میرے پاس اس کو پس جب

رنج سب جاتا رہے گا) اور اس سال رس بھی (خوب) نچوڑیں گے ف۴ دربادشاہ نے کہا ف۵ یوسف کو میرے پاس لے آؤ جب بادشاہ کا بھیجا ہوا

جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ

آیا اس کے پاس ایلچی کہا کہ پھر جا طرف خاوند اپنے کی پس پوچھ اس سے کیا حال ہے ان عورتوں کا جنھوں نے

شخص یوسف کے پاس آیا (اس کے لے جانے کو تو وہ نہ گیا اور) اس نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا اور اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے (مجھ کو دیکھ کر) اپنے

قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ

کاٹے تھے ہاتھ اپنے تحقیق پروردگار میرا مکر ان کے کو جانتا ہے کہا کیا حال تھا تمہارا جس وقت

ہاتھ کاٹ لیے تھے بے شک میرا خدا ان کا چلتر (خوب) جانتا ہے ف۶ بادشاہ نے کہا ف۷ (سچ کہو) تمہارا کیا حال گذرا جب تم نے یوسف

رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ

بہلایا تھا تم نے یوسف کو جان اس کی سے کہا انہوں نے پاکی ہے واسطے اللہ کے نہیں جانی ہم نے اوپر اس کے کچھ

کی ذات سے اپنی خواہش بجھانا چاہی ف۸ وہ کہنے لگیں حاش للہ ہم کو تو اس کی کوئی برائی معلوم ہی نہیں ہوئی عزیز کی بی بی (زلیخا

سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ

برائی کہا عورت عزیز کی نے اب کھل گیا حق میں نے بہلایا تھا اس کو جان

یہ حال دیکھ کر) کہنے لگی اب (چھپانے سے کیا فائدہ) حق بات تو کھل گئی میں نے خود اس کی ذات سے اپنی خواہش

نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ

اس کی سے اور تحقیق وہ البتہ سچوں سے ہے کہا یوسف نے یہ تحقیقات اس واسطے کری ہے تاکہ جانے عزیز یعنی خاوند اس کا یہ کہ میں نہیں خیانت کی

بجھانا چاہی تھی اور بیشک وہ سچا ہے (میں جھوٹی تھی اپنے قصور کا اقرار کرتی ہوں) ف۹ یہ (سب جھگڑا) اس لیے کیا کہ عزیز (زلیخا کا خاوند) اچھی طرح جان لے

وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

اس کی غائبانہ اور جانے یہ کہ تحقیق اللہ نہیں مطلب کو پہنچاتا مکر خیانت کرنے والوں کو

کہ میں نے پیٹھ پیچھے (اس کے غائب میں) اس کی چوری نہیں کی اور چوروں کا مکر اللہ چلنے نہیں دیتا

ف۱ یا سات سال تک لگاتار کھیتی کروگے۔ (ابن کثیر) ف۲ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ غلہ خراب نہ ہوگا اور اس کے چھلکے بھی جانوروں کے لئے محفوظ رہیں گے۔ ف۳ یعنی ان میں سے تم لوگ چٹ کر جاؤ گے۔ ف۴ یعنی اس سال وہ پھل جن سے رس نکلتا ہے جیسے انگور، زیتون اور لیموں وغیرہ کثرت سے پیدا ہوں گے اور جانور بھی اچھا چارہ ملنے کی وجہ سے خوب دودھ دیں گے اس بنا پر بعض نے "یَعْصِرُوْنَ" کے معنی یَحْلِبُوْنَ کئے ہیں یعنی خوب دودھ نکالیں گے۔ (ابن کثیر) یہ بات حضرت یوسفؑ نے بذریعہ وحی خواب کی تعبیر سے زائد بتائی جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور قتادہؒ سے مروی ہے۔ (روح) اور قحط کا مقابلہ کرنے اور غلہ محفوظ رکھنے کے لئے جو طریق اختیار کیا جائے وہ بھی واضح فرما دیا۔ نیز اس کے بعد دوبارہ خوشحالی کی خوشخبری بھی دے دی۔ (از ابن کثیر وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کافر بھی سچے خواب دیکھ لیتا ہے۔ یہ تاویل بظاہر اس حدیث کے خلاف ہے جس میں آیا ہے: "الرؤیا علی جناح طائر ما لم تعبر فاذا عبرت وقعت" یعنی خواب کی جو تعبیر ہو جائے اسی پر ہوتا ہے کیوں کہ انہوں نے "اضغاث احلام" کا حکم لگا کر تعبیر بیان کر دی تھی مگر حضرت یوسفؑ نے اس کے بعد صحیح تعبیر بتائی: فلم یکن علی ما عبرت اولا۔ ابن العربی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس تعبیر کے ساتھ خاص ہے جس کا رؤیا میں احتمال ہو اور ان کا "اضغاث احلام" کہنا دراصل تعبیر نہ تھی بلکہ تعبیر کے قابل نہ ہونے کی طرف اشارہ تھا لہٰذا حدیث ان الرؤیا علی ما عبرت اولا اور اس آیت میں منافات نہیں ہے۔

ف۵ یعنی جب ساقی نے جا کر تعبیر بتائی تو بادشاہ نے کہا۔

ف۶ وہی قصہ یاد دلایا جس سے حضرت یوسفؑ کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کو میرے مقدمہ کی تحقیق کرنی چاہیئے تاکہ سب کے سامنے میرا پاک دامن اور بے قصور ہونا پوری طرح واضح ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ مواقع تہمت سے بچنا بھی واجب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التھم۔ کہ جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان ہے اسے اتہام کی جگہوں سے دور رہنا چاہیئے۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ اپنی کسی بیوی کے پاس کھڑے تھے کہ وہاں سے ایک شخص گزرا، آنحضرتؐ نے اسے بلا کر فرمایا: "یہ میری بیوی ہے"۔ اس نے عرض کی اللہ کے رسول! آپؐ پر بدگمانی کیسے ہو سکتی ہے؟ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: "انّ الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم" (روح) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت یوسفؑ کی بلند ہمتی اور عقلمندی کی داد دیتے ہوئے) تواضعاً فرمایا: اگر میں اتنی مدت جیل میں ٹھہرتا جتنی مدت یوسفؑ ٹھہرے تو بادشاہ کے بلانے پر چلنے کو تیار ہو جاتا۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیق کے سلسلہ میں عزیز مصر کی بیوی اور دوسری عورتوں سے پوچھا۔

ف۸ سب کی طرف فریب کی نسبت اس لئے کی کہ دوسری عورتیں بھی عزیز مصر کی بیوی کی مددگار تھیں۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے پوچھا کیا تم نے یوسفؑ میں کوئی برائی دیکھی پھر آخر کیا وجہ ہے کہ اسے غیر معین عرصہ کے لئے جیل میں ڈال دیا گیا؟

ف۹ یعنی جب جیل میں حضرت یوسفؑ کو مقدمہ کے سلسلہ میں تحقیقات سے مطلع کیا گیا تو انہوں نے خود فرمایا۔ یہ (سب جھگڑا) .....

ف۱ تو نفس مطیع ہوجاتا ہے اور بُرے کام کی خواہش نہیں کرتا۔ مطلب یہ ہے کہ برائی سے میرا بچ نکلنا اپنے بل بوتے پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے تھا۔ "ما" کے مصدریہ ہونے کی صورت میں مستثنیٰ منقطع ہوگا اور مصدریہ ظرفیہ ہونے کی صورت میں متصل۔ (کذا فی الروح) ف۲ بعض مفسرینؒ۔ جیسے ابن تیمیہؒ اور ابن کثیرؒ۔ نے "ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ" سے "اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" کو بھی عزیز مصر کی بیوی ہی کا کلام قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہی انسب اور اشہر ہے اور سیاقِ کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس صورت میں گویا عزیز مصر کی بیوی کہنا یہ چاہتی ہے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اپنے خاوند کی کوئی بڑی خیانت نہیں کی بیشک میں نے یوسفؑ کو پھسلانا چاہا تھا مگر کامیاب نہ ہوسکی۔ ہاں میں اپنے آپ کو پاک باز قرار نہیں دیتی مجھ سے جتنی غلطی ہوئی ہے اس کا اقرار و اعتراف کرتی ہوں۔ نفس کی شرارتوں سے تو وہی محفوظ رہ سکتا ہے جس پر اللہ کی خاص رحمت ہو۔

ف۳ یا حضرت یوسفؑ نے بادشاہ سے گفتگو کی۔ (ابن کثیر)

ف۴ اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا۔ (موضح)

ف۵ لفظ "خزائن الارض" (زمین کے خزانے) سے مراد روپیہ اور غلوں کے خزانے نہیں ہیں بلکہ سلطنت کے تمام ذرائع آمدنی و پیداوار ہیں۔ قرآن حکیم میں خزائن کا لفظ عموماً اسی معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"۔ مطلب یہ ہے کہ جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ بادشاہ کی نگاہ میں ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی ہے اور وہ انہیں ہر طرح اختیارات سونپنے کو تیار ہے تو اپنی اہلیت پر اعتماد کرتے ہوئے یہ پیشکش مناسب سمجھی کہ سلطنت کے تمام ذرائع آمدنی و پیداوار میرے حوالے کر دیئے جائیں اور جب انسان کو اپنی اہلیت پر اعتماد و یقین ہو اور کوئی دوسرا شخص قومی امانت کا بوجھ نہ اٹھا سکتا ہو تو اپنے آپ کو عہدہ کے لئے پیش بھی کر سکتا ہے۔ (ابن کثیر) بلکہ آئندہ آیات (۱۰۰-۱۰۱) سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار مصر میں حضرت یوسفؑ ہی تخت نشین ہو گئے تھے اور پھر حضرت یوسفؑ اللہ کے نبیؑ تھے اس لئے ملک کے تمام اختیارات پر قبضہ ان کے لئے ضروری تھا تاکہ توحید کی تبلیغ و اشاعت اور شرک کا استیصال کر سکیں۔

ف۶ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کو سلطنتِ مصر میں ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے اور وہ ایک کافر بادشاہ کے وزیر اور ملازم نہ تھے۔ ہو سکتا ہے کہ بادشاہ (ریان بن ولید) نے از خود ہی زمامِ حکومت ان کے سپرد کر دی ہو۔ بعض روایات میں ہے عزیز مصر کی بیوی سے حضرت یوسفؑ کی شادی ہو گئی تھی مگر محدثینؒ کے نزدیک یہ روایات قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ (روح)

ف۷ یعنی دنیا و آخرت دونوں میں انہیں اپنے نیک اعمال کا بدلہ ملتا ہے۔ اس آیت کے سلسلے میں شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یہ جواب ہوا ان کے سوالوں کا کہ اولادِ ابراہیمؑ اس طرح شام سے مصر آئی۔ اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے یوسفؑ کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو، اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر زیادہ اختیار دیا۔ ویسا ہی ہمارے حضرتؐ کے ساتھ ہوا۔ (موضح)

ف۸ کیونکہ بہت مدت گزر گئی تھی چھوٹی عمر میں ان سے الگ ہو گئے تھے اور اب جوان ہو چکے تھے۔ دوسرے یہ چیز تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ جس بھائی کو وہ کنویں میں ڈال گئے تھے وہ آج مصر کا مختار مطلق ہوگا۔ (کذا فی الروح)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ۭ اِنَّ رَبِّىْ

اور نہیں پاک کرتا ہوں جان اپنی کو تحقیق جی البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے رب میرا تحقیق رب میرا

اور (یوسفؑ نے یہ بھی کہا) میں اپنے نفس کو (بُرائی سے) پاک نہیں کہتا بیشک نفس تو برے کام کے لیے ابھارتا ہے مگر جب میرا مالک رحم کرے ف۱ بے شک میرا مالک

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٣﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِىْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ

بخشنے والا مہربان ہے اور کہا بادشاہ نے لے آؤ میرے پاس اس کو چھانٹ لوں میں اس کو واسطے جان اپنی کے پس جب باتیں کیں اس سے

بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ میں اس کو (عزیز کے پاس سے نکال کر) خاص اپنے کام پر رکھوں گا جب بادشاہ نے

قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿٥٤﴾ قَالَ اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ

کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبے والا امانت والا ہے۔ کہا مقرر کر میرے تئیں اوپر خزانوں زمین کے

یوسفؑ سے گفتگو کی ف۳ تو کہنے لگا آج سے تو ہمارے پاس (بڑے) مرتبے والا ہے امانتدار۔ ف۴ یوسفؑ نے کہا مجھ کو ملک کے (سب روپیہ اور غلوں کے) خزانوں (کے

اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ

تحقیق میں نگہبانی کرنے والا خوب جاننے والا ہوں اور اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسفؑ کو بیچ زمین کے کہ جگہ پکڑتا تھا اس میں سے جہاں چاہتا

انتظام) پر مقرر کر دیجئے ف۵ میں ان کی حفاظت کر سکتا ہوں اور حساب کتاب سے بھی خبردار ہوں۔ اور ہم نے اس طرح سے (مصر کے) ملک میں یوسفؑ کو جمایا جہاں وہ چاہتا تھا ف۶ جس طرح

يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَلَاَجْرُ

تھا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور نہیں ضائع کرتے ہم ثواب نیکی کرنے والوں کا اور البتہ ثواب

سے چاہتا تھا اس ملک میں رہتا تھا ہم (اپنے بندوں میں سے) جس پر چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں اور نیکوں کی محنت ہم برباد نہیں ہونے دیتے ف۷ ایماندار اور پرہیزگار

الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ

آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے اور آئے بھائی یوسفؑ کے

لوگوں کے لیے (دنیا کے فائدہ کے علاوہ) آخرت کا ثواب بہتر ہے۔ اور (جب تمام اطراف کے ملکوں میں قحط پڑا تو) یوسفؑ کے بھائی (جو شام کے ملک کنعان میں

فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

پس داخل ہوئے اوپر اس کے پس پہچانا ان کو اور وہ واسطے اس کے ناشناس تھے اور جب تیار کیا واسطے ان کے سامان ان کا

رہتے تھے غلہ مول لینے کے لیے) اس کے پاس (مصر میں) آئے یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسفؑ کو نہ پہچانا ف۸ اور جب یوسفؑ نے ان (کے سفر) کا سامان تیار کر دیا

قَالَ ائْتُوْنِىْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّىْٓ اُوْفِى الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ

کہا کہ لے آؤ میرے پاس بھائی اپنا جو باپ تمہارے سے ہے کیا نہیں دیکھتے تم کہ میں پورا دیتا ہوں میان اور میں بہتر

(غلہ وغیرہ) تو کہنے لگا اب کے اگر تم آؤ تو اپنے سوتیلے بھائی کو بھی لے کر آؤ ف۹ کیا تم نہیں دیکھتے میں کیسی پوری ماپ (غلہ) دیتا ہوں اور میں (مہمانوں کو) سب سے

الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٥٩﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِىْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِىْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا

مہمانی کرنے والا ہوں۔ پس اگر نہ لاؤ گے تم اس کو میرے پاس پس نہیں میان واسطے تمہارے نزدیک میرے اور نہ پاس آئیو میرے۔ کہا انہوں نے

اچھی طرح اتارتا ہوں۔ پھر اگر تم اس کو نہ لاؤ تو میرے پاس سے تم کو کچھ غلہ نہ ملے گا (میں کوئی معاملہ تم سے نہ کروں گا) اور نہ میرے پاس پھٹکنا ف۱۰ وہ کہنے لگے

سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِىْ

شتاب بہلاویں گے ہم اس سے باپ اس کے کو اور ہم البتہ کرنے والے ہیں اور کہا واسطے جوانوں اپنے کے رکھ دو پونجی ان کی بیچ

ہم جاتے ہی اس کے باپ سے خواہش کریں گے (کہ اس بھائی کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں) اور ہم ضرور یہ کام کریں گے ف۱۱ اور یوسفؑ نے (بھائیوں کے چلتے وقت) اپنے غلاموں (یا خادموں) سے کہا یہ جو پونجی (ساتھ) لائے تھے

ف۹ یعنی بنیامین کو، جو حضرت یوسفؑ کے سگے بھائی اور سب بھائیوں سے چھوٹے تھے، بلوانے کے لئے ان سے کہا۔ (از روح) ف۱۰ ممکن ہے انہوں نے حضرت یوسفؑ سے اپنے چھوٹے بھائی کا ذکر کیا ہو یا اپنے علاوہ ان کے حصے کا غلہ بھی مانگا ہو اور اس طرح حضرت یوسفؑ کو انہیں یہ حکم دینے کا موقع مل گیا ہو کہ آئندہ جب آئیں تو اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لائیں ورنہ غلہ نہیں ملے گا۔ (از روح) ف۱۱ یعنی ہم سے جس طرح بھی بن پڑے گا اسے اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں گے۔

ف۱۲ جس رقم کے عوض انہوں نے غلہ خریدا وہ بطور احسان کے اناج کی بوریوں میں چھپا کر رکھ دی گئی۔ (از موضح)

رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا

تھیلیوں اُن کے کے شاید کہ وہ پہچانیں اس کو جب پھر جاویں طرف لوگوں اپنے کی شاید کہ وہ پھر آویں پس جب

وہ دیکھ،) ان کے سامان میں رکھ دو اس لیے کہ جب یہ لوٹ کر اپنے گھر پہنچیں تو اپنی پونجی پہچان کر شاید پھر آئیں پھر جب ف۱ وہ لوٹ کر اپنے

رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ

پھر آئے طرف باپ اپنے کی کہا انہوں نے اے باپ ہمارے منع کیا گیا ہے ہم سے پیمانہ پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی ہمارے کو پیمانہ کروا لاویں ہم

باپ پاس پہنچے تو کہنے لگے باوا (اگر تم بھائی کو ہمارے ساتھ نہ کرو تو) غلہ کا لانا اب بند ہو گیا بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے ہم غلہ (پھر) لاتے ہیں اور ہم

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ

اور ہم واسطے اس کے البتہ نگہبان ہیں کہا کہ نہیں امانتدار جانتا میں تم کو اوپر اس کے مگر جیسا امانتدار جانا تھا میں نے تم کو اوپر بھائی اس کے کے پہلے اس

اُس کے نگہبان ہیں (تو آپ اندیشہ نہ کیجیے) ف۲ باپ (یعقوب) نے کہا کیا میں اس پر بھی تمہارا ایسا ہی بھروسا کروں جیسے پہلے اس کے بھائی (یوسف) پر، تمہارا بھروسا کر چکا

قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا

سے پس اللہ بہتر محافظت کرنے والا ہے اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے۔ اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا پائی

ہوں ف۳ اللہ (سب سے) بہتر نگہبان ہے اور وہ سارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جب ف۴ انہوں نے (یوسف کے بھائیوں نے) اپنا سامان کھولا دیکھا تو ان کی

بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ

پونجی اپنی پھیری گئی ہے طرف انہیں کی کہا انہوں نے اے باپ ہمارے کیا چاہیں ہم یہ ہے پونجی ہماری پھیری گئی طرف ہماری اور

پونجی اسی میں ہے جو ان کو لوٹا دی گئی (خوش ہو کر) کہنے لگے باوا اب ہمیں اور کیا چاہیے یہ پونجی بھی ہے جو ہم کو پھیر دی گئی ہے اور

نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ

اناج لاویں گے ہم واسطے لوگوں اپنے کے اور محافظت کریں گے ہم بھائی اپنے کی اور زیادہ لاویں گے ہم پیمانہ ایک اونٹ کا یہ پیمانہ ہے آسان کہا کہ ہرگز

اپنے گھر والوں کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی خبرداری کریں گے اور (دوسرا فائدہ بھائی کے لے جانے سے یہ ہو گا کہ) اونٹ بھر غلہ اور لائیں گے (اس کے حصے کا) ف۵ اب کے جو لائے ہیں وہ

اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ

نہ بھیجوں گا میں اس کو ساتھ تمہارے یہاں تک کہ دو تم مجھ کو قول اللہ تعالیٰ کا البتہ لے آؤ گے تم اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب

تھوڑا سا غلہ ہے۔ باپ نے کہا میں تو ہرگز اس کو تمہارے ساتھ بھیجنے والا نہیں جب تک تم خدا کی قسم کھا کر مجھ سے عہد نہ کرو کہ تم ضرور میرے پاس اُس کو لیکر آؤ گے ہاں اگر تم سب

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا

پس جب دیا انہوں نے اُس کو عہد اپنا کہا اللہ اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں ہم کارساز ہے اور کہا اے بیٹو میرے مت داخل ہو جیو

مارے جاؤ (یا مجبور ہو جاؤ) تو یہ اور بات ہے جب انہوں نے یہ عہد کر لیا تو باپ نے کہا جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اُس پر گواہ ہے ف۶ اور یعقوب نے (جب سب بیٹے چلنے لگے تو) کہا بیٹا جب

مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

دروازے ایک سے اور داخل ہو جیو دروازوں متفرق سے اور نہیں کفایت کرتا میں تم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ

تم مصر میں پہنچو تو شہر میں) ایک ہی دروازے سے سب جاؤ (ایسا نہ ہو تم کو نظر لگ جائے) بلکہ الگ الگ ف۷ دروازوں میں سے جانا اور میں یہ (تدبیر بتا کر) اللہ کے حکم کو تو تم پر سے ذرا بھی

شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا

نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور اوپر اسی کے پس چاہیے کہ توکل کریں توکل کرنے والے اور جب

ٹال نہیں سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے (اور کسی کا نہیں چلتا) ف۸ اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور بھروسا کرنے والوں کو اُسی پر بھروسا کرنا چاہیے ف۹ اور جب وہ مصر میں

ف۱ کیونکہ جب ان کے پاس غلہ خریدنے کے لئے پونجی ہو گی تو آنے کی راہ میں رکاوٹ دور ہو جائے گی۔ (کذافی الروح)

ف۲ یعنی یوسف کی طرح اس کے بارے میں فکر نہ کیجئے۔ ہمیں پورا احساس ہے اس لئے ہم اس کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔

ف۳ تم جب یوسفؑ کو لے گئے تھے تب بھی تم نے یہی کہا تھا کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے پھر تم نے اس کی اچھی حفاظت کی کہ آج تک اس بے چارے کی کوئی خیر خبر نہیں۔ ایسی ہی حفاظت اب تم اس بھائی کی کرنی چاہتے ہو۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی میں اسے بحالت مجبوری غلہ کی ضرورت کے پیش نظر تمہارے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ سو میں اسے تمہاری حفاظت میں نہیں بلکہ اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ وہی اپنی مہربانی سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔ (ابن کثیر) کہتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو بھائیوں کے ساتھ بھیجتے وقت صرف یہ کہا تھا: انی اخاف ان یاکلہ (مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں بھیڑیا اسے نہ کھا جائے) اس لئے آزمائش میں ڈال دیئے گئے۔ اب جو بنیامین کو فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الرحمین۔ کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیا تو نہ صرف بنیامین بلکہ حضرت یوسفؑ بھی مل گئے۔ (از وحیدی)

ف۵ یا اس طرح ایک اونٹ بھر زائد غلہ لانا آسان ہی معاملہ ہے

ف۶ وہ سب سن رہا ہے لہٰذا جس نے خیانت اور بدعہدی کی وہ اس کے ہاں سخت سزا کا مستحق قرار پائے گا۔ یا ہم جو کہہ رہے ہیں اسے پورا کرنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے حضرت یعقوبؑ نے یہ کہہ کر گویا ایک طرف ظاہری اسباب کے اعتبار سے وثوق حاصل کر لیا اور دوسری طرف بھروسا اللہ تعالیٰ پر کیا اور اللہ پر توکل کا صحیح مطلب بھی یہی ہے۔ (کذافی الوحیدی)

ف۷ نہ تو آیت کے الفاظ میں اس چیز کی تصریح ہے اور نہ کسی صحیح حدیث ہی سے اس کا پتا چلتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو یہ حکم کیوں دیا کہ وہ ایک دروازے سے نہیں بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہوں۔ البتہ حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے اکثر مفسرینؒ کا خیال ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے یہ حکم اس لئے دیا کہ انہیں نظر بد نہ لگ جائے حضرت شاہ صاحبؒ بھی لکھتے ہیں: یہ ٹوک (نظر بد) سے بچاؤ کا طریقہ بتایا اور توکل اللہ پر کیا۔ ٹوک لگنی غلط نہیں اور نظر بد سے بچاؤ کرنا درست ہے۔ (اھ) صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے العین حق۔ یعنی نظر بد کا لگ جانا ایک حقیقت ہے۔ عہد نبوی میں بہت سے لوگوں کو نظر بد سے نقصان کا پہنچنا ثابت ہے۔ ایک حدیث میں نظر بد کی شدت تاثیر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ۔ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کر سکتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔ (شوکانی سلح)

ف۸ بلکہ اس نے جو کچھ تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا مگر چونکہ آدمی کا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو خرابی سے بچنے کی تدبیر کرے۔ اگرچہ اصل بھروسا تدبیر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر ہونا چاہیے کیونکہ اسباب کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر موقوف ہے۔ پس تدبیر دراصل اللہ تعالیٰ سے اسی کی طرف فرار کا دوسرا نام ہے۔ (کذافی الوحیدی)

ف۹ یعنی میری طرح تم بھی اسی پر بھروسا کرو اور اپنی تدبیر پر غرور نہ کرو۔

ف۱ یعنی اس سر الٰہی (تقدیر) کی حقیقت کو نہیں جانتے اور اپنی تدبیر پر نازاں رہتے ہیں۔ یا پھر اللہ پر بھروسا کرنے کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ سرے سے کوئی تدبیر اختیار ہی نہ کی جائے جیسا کہ بعض متأخرین متصوفہ سے منقول ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے اگر تدبیر اور توکل کے مفہوم کو صحیح طور پر سمجھ کر اپنے بیٹوں کو نصیحت کی تھی تو وہ دراصل ہماری اس تعلیم کا نتیجہ تھا جو ہم نے اسے دی تھی یعنی بذریعہ وحی کے۔ (کذا فی الروح) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، تقدیر پھر بھی ان پر آگئی۔ دفع نہ ہوئی، سو جن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں۔ اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ (اھ)

دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا

داخل ہوئے جیسے حکم کیا تھا ان کو باپ ان کے نے نہ تھا کہ کفایت کرے اُن کو خدا سے کچھ مگر

اسی طرح (جدا جدا دروازوں سے) جیسے باپ نے اُن کو حکم دیا تھا داخل ہوئے تو اللہ کے سامنے تو یہ تدبیر کچھ اُن کو کام نہ آسکتی تھی وہ تو بس یعقوب کے دل کی ایک

حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

ایک خطرہ تھا بیچ دل یعقوب کے کہ کر ڈالا اس کو اور تحقیق وہ البتہ صاحب علم تھا واسطے اُس چیز کے کہ سکھلایا تھا ہم نے اس کو ولیکن اکثر

آرزو تھی جو اُس نے پوری کرلی (اولاد کی ما متا ہر ایک کو ہوتی ہے) اور بے شک یعقوب کو جو ہم نے سکھلایا وہ اُس کو خوب، جانتا تھا کہ اللہ کی تقدیر سے کوئی

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا

لوگ نہیں جانتے اور جب داخل ہوتے اوپر یوسفؑ کے جگہ دی طرف اپنی بھائی اپنے کو کہا کہ تحقیق میں ہی ہوں

بیز روک نہیں سکتی لیکن اکثر آدمی یہ نہیں جانتے۔ اور جب وہ (یوسفؑ کے بھائی دوبارہ) یوسفؑ پاس پہنچے تو اُس نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس اُتارا ف۲ اور (دوسرے

ع ۸ / ۱۱ / ۲

أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

بھائی تیرا پس مت غمگین ہو ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے ف۳ پس جب تیار کیا واسطے ان کے سامان اُن کا رکھ دیا ایک پیالہ (مرتبع پانی پینے کا

بھائیوں سے چھپا کر اس سے) کہا میں تیرا سگا بھائی (یوسفؑ) ہوں تو یہ لوگ جو آج تک تیرے ساتھ (کرتے رہے اس کا رنج مت کر پھر جب یوسفؑ نے ان کا سامان (سفر کا) تیار کر دیا تو (پانی

فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ

بیچ شلیتے بھائی اپنے کے پھر پکارا ایک پکارنے والے نے اے قافلے والو تحقیق تم البتہ چور ہو ف۵ کہا انہوں نے اور منہ پھیر کر ہے اوپر ان کے

پینے کا کٹورا اپنے بھائی (بنیامین) کے سامان میں رکھوا دیا ف۴ (اب) لوگ چلے، پھر (یوسفؑ کے اشارے سے) ایک پکارنے والے نے پکارا قافلہ والو تم بیشک چور ہو۔ اُن لوگوں نے پکارنے والے کی طرف رُخ کیا

مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ

کیا چیز کھوئی گئی ہے تمہاری کہا انہوں نے کھویا گیا ہے پیالہ بادشاہ کا اور واسطے اس شخص کے کہ لے آوے اس کو بوجھ ہے اونٹ کا اور میں ساتھ اس کے

اور پوچھا کیوں کیا چیز تمہاری گم ہے انہوں نے کہا ہم کو بادشاہ کا کٹورہ (جس سے غلہ ماپتے تھے) نہیں ملتا اور جو شخص اس کو لیکر آئے اُس کو ایک اونٹ بھر غلہ (انعام) ملیگا اور میں

زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾

ضامن ہوں کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق جانتے ہو تم کہ نہیں آئے ہم تو کہ فساد کریں بیچ زمین کے اور نہیں ہم چور

اس کا ضامن ہوں (یہ پکارنے والے نے کہا) یوسفؑ کے بھائی کہنے لگے قسم خدا کی تم تو جان چکے ہو (ہم دو بار تمہارے پاس رہ چکے ہیں) ہم اس لیے (اپنے ملک سے) نہیں آئے ہیں کہ مصر میں فساد مچائیں

قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ

کہا انہوں نے پس کیا سزا ہے اُس کی اگر ہو تم جھوٹے کہا انہوں نے سزا اس کی یہ ہے جو شخص کہ پایا جاوے بیچ شلیتے اسکے کے پس وہی ہے

چوری چکاری کریں اور نہ ہم چور ہیں۔ بادشاہی لوگ کہنے لگے اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کی کیا سزا ہے۔ ف۶ یوسفؑ کے بھائی کہنے لگے چوری کی سزا (ہماری قوم میں) تو یہ ہے کہ جس کے سامان میں یہ کٹورا ملے

جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ

بدلہ اس کا اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم ظالموں کو پس شروع کیا ساتھ شلیتوں انکے کے پہلے شلیتے بھائی اپنے کے پھر

وہی اس کے بدل دے دیا جائے ہم ظالموں چوروں کو یہی سزا دیتے ہیں ف۷ پھر یوسفؑ نے اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے دوسروں کی خرجیاں دیکھنی شروع کیں بعد اُس کے وہ

اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ

نکال لیا اس کو شلیتے بھائی اپنے کے سے اسی طرح مکر کیا ہم نے واسطے یوسفؑ کے نہیں تھا کہ لے سکے بھائی اپنے کو بیچ دین

کٹورہ اپنے بھائی کی خرجی سے نکلوایا ہم نے اس طرح سے یوسفؑ کو (بنیامین کے رکھ لینے کی) تدبیر بتائی ف۹ وہ (مصر کے) بادشاہ کے قانون کی رُو سے اپنے بھائی کو

ف۲ کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے دو دو کو ایک ایک جگہ ٹھہرایا۔ اس طرح جب بنیامین اکیلے رہ گئے تو انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ (فتح القدیر)

ف۳ ظاہر ہے کہ جب حضرت یوسفؑ بنیامین کے ساتھ علیحدہ ہوئے ہوں گے اور اسے بتایا ہوگا کہ میں تمہارا سگا بھائی ہوں تو بنیامین نے اپنے سوتیلے بھائیوں کی بدسلوکی کے قصّے بیان کیے ہوں گے اس پر حضرت یوسفؑ نے انہیں تسلی دی کہ اب تم اپنے بھائی کے پاس پہنچ گئے ہو لہٰذا ان بھائیوں کی بدسلوکی کا رنج نہ کرو۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہمارے تمام غم غلط ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں عزت و راحت عطا فرمائے۔ (از وحیدی)

ف۴ جو اکثر مفسرینؒ کے قول کے مطابق چاندی کا تھا۔ بعض کہتے ہیں سونے کا تھا جس پر جواہر لگے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ کوئی قیمتی پیالہ تھا۔ (کبیر)

ف۵ حضرت یوسفؑ نے کٹورا رکھوانے کا یہ فعل اپنے بھائی کی رضامندی سے اور اس کے علم میں لا کر کیا ہوگا جیسا کہ اوپر والی آیت سے اندازہ ہوتا ہے واللہ اعلم

ف۶ وہ اس لحاظ سے واقعی چور تھے کہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کو باپ سے چرا کر کنویں میں پھینک دیا تھا۔ یا یہ پکارنا حضرت یوسفؑ کے اشارے اور حکم سے تھا ہی نہیں بلکہ جب لوگوں نے وہ کٹورا نہ پایا تو اسی قافلہ والوں پر چوری کا الزام لگایا جو اس وقت وہاں موجود تھا۔ یہی انسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت یوسفؑ نے پیالہ رکھنے کا تذکرہ اپنے غلاموں یا نوکروں سے کر دیا تھا۔ (وحیدی)

ف۷ مفسرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان میں چور کی یہی سزا مقرر تھی کہ وہ ایک برس تک اس شخص کی غلامی میں دیدیا جائے جس کا مال اس نے چرایا ہو۔ (فتح القدیر)

ف۹ یا اس طرح ہم نے یوسفؑ کے لئے (بنیامین کو رکھ لینے کی) تدبیر کی۔

ف۱ کیونکہ مصر کا شاہی قانون یہ تھا کہ چور کو پیٹا جائے اور اس سے چوری کے مال کے علاوہ اتنا ہی مال اور لیکر اس شخص کو دے دیا جائے جس کا مال چوری ہوا ہے۔ اس قانون کی رُو سے چور کو غلام نہیں بنایا جاسکتا تھا۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)
ف۲ یعنی یہ حضرت یوسفؑ نے خود بھائیوں سے دریافت کیا کہ اگر تم چور نکلو تو تمہاری کیا سزا ہونی چاہیئے اور پھر یہ جواُن بھائیوں کی زبان سے نکلا کہ جس کے پاس ہو اسے غلام بنالیا جائے، یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اللہ نے ایسا چاہا اور اسی نے اس کی تدبیر فرمائی۔ ورنہ اگر اللہ نہ چاہتا تو نہ حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں سے چور کی سزا دریافت کرتے نہ بھائی بتاتے اور نہ حضرت یوسفؑ اپنے بھائی بنیامین کو اپنے ہاں رکھ سکتے۔

الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾

بادشاہ کے ف۱ مگر یہ کہ چاہے اللہ ف۲ بلند کرتے ہیں ہم درجوں میں جس کو چاہیں اور اوپر ہر جاننے والے کے جاننے والا ہے

رکھ نہیں سکتا تھا مگر یہ کہ اللہ چاہتا ف۲ ہم جس کے چاہتے ہیں اُس کے درجے بلند کرتے ہیں ف۳ اور دنیا میں، ہر ایک عالم سے بڑھ کر دوسرا عالم ہے ف۴

قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَ

کہا انہوں نے اگر چرا وے یہ پس تحقیق چرایا تھا ایک بھائی اس کے نے پہلے اس سے پس چھپایا اس کو یوسفؑ نے بیچ جی اپنے کے اور

(جب بنیامین کی خرجی سے کٹورا نکلا تو) یوسفؑ کے بھائی کہنے لگے اگر اس نے چوری کی تو کچھ تعجب نہیں، اس کے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی ف۵ یوسفؑ نے اس بات کو دل میں چھپا لیا (یعنی

لَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَكَانًا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا

نہ ظاہر کیا اس کو واسطے ان کے کہا کہ تم برے ہو جگہ میں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جو کچھ بیان کرتے ہو تم کہا انہوں نے اے

پی گئے) اور ان پر بھید نہ کھولا (دل میں) کہا تم تو (یوسفؑ سے) بدتر ہو ف۶ اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم (اپنے بھائی کی چوری) بیان کرتے ہو ف۷ کہنے لگے اے عزیز

الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾

سردار تحقیق ہے واسطے اس کے باپ بوڑھا بزرگ پس لے لے ایک کو ہم میں سے جگہ اس کی تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں سے

(مصر کے وزیر) اس بنیامین کا ایک باپ ہے بہت بوڑھا تو ہم میں سے (اس کے بدل) ایک کو تو رکھ لے ہم دیکھتے ہیں تو (لوگوں سے) احسان کیا کرتا ہے ف۹

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ ﴿٧٩﴾ ع ۹

کہا پناہ ہے اللہ کی کہ لے لیویں ہم سوائے اس شخص کے کہ پائی ہے ہم نے چیز اپنی نزدیک اس کے تحقیق ہم اس وقت البتہ ظالم ہوں۔

یوسفؑ نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم کسی کو (ناحق) پکڑ رکھیں مگر جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی (اُسی کو ہم پکڑ رکھیں گے)، ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھیرے ف۱۰

فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ

پس جب نا امید ہوئے اس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کرتے ہوئے کہا بڑے اُن کے نے کیا نہیں جانتے تم یہ کہ باپ تمہارے نے تحقیق لیا تھا

جب یہ لوگ (یوسفؑ کے بھائی) یوسفؑ سے ف۱۱ نا امید ہو گئے تو الگ ہو کر مصلحت کرنے لگے ف۱۲ ۔ اُن میں جو بڑا تھا کہنے لگا (بھائیو) کیا تم کو معلوم نہیں تمہارے باپ نے تم سے

عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ

اوپر تمہارے عہد خدا کا اور پہلے اس سے کیا تقصیر کی تھی بیچ یوسفؑ کے پس ہرگز نہ ٹلوں گا میں اس زمین سے

(چلتے وقت) خدا کی قسم دے کر پکا اقرار لیا تھا ف۱۳ اور پہلے تم یوسفؑ کے باب میں ایک قصور کر چکے ہو تو میں تو جب تک میرا باپ

حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨٠﴾ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ

یہاں تک کہ پروانگی دے مجھ کو باپ میرا یا حکم کرے اللہ واسطے میرے اور وہ بہتر حکم کرنے والا ہے پھر جاؤ طرف باپ اپنے کی

مجھ کو اجازت نہ دے یا اللہ تعالیٰ اور کوئی تدبیر نہ نکالے ف۱۵ اس ملک سے سرکنے والا نہیں (اور اللہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے) تم اپنے باپ پاس لوٹ جاؤ

فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

پس کہو اے باپ ہمارے تحقیق بیٹے تیرے نے چوری کی ہے اور نہ شاہدی دی تھی ہم نے مگر جو کچھ کہ ہم جانتے تھے اور نہ تھے ہم واسطے غیب کے

اور اس سے کہو باوا (ہم کیا کریں) تیرے بیٹے (بنیامین) نے چوری کی اور ہم نے تو اس پر وہی گواہی دی جو ہم نے یقین کیا ف۱۶ اور ہم کو آئندہ ہونے والی بات

حٰفِظِينَ ﴿٨١﴾ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا

نگہبان اور پوچھ لو اس بستی سے کہ تھے ہم بیچ اس کے اور اس قافلے سے کہ آئے ہم بیچ اس کے اور تحقیق ہم

کیا معلوم تھی ف۱۷ اور (اگر تجھ کو ہمارا اعتبار نہ آئے تو) اُس بستی والوں سے پوچھ لے جہاں ہم تھے ف۱۸ اور اس قافلہ والوں سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بالکل

ف۳ یعنی جسے چاہتے ہیں علم عطا فرما کر اس کے درجے بلند کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے بھائیوں کے مقابلے میں حضرت یوسفؑ کے درجے بلند کئے۔
ف۴ یہاں تک کہ تمام جاننے والوں کے اوپر وہ ذات پاک ہے جسے عالم الغیب والشہادۃ کہتے ہیں۔
ف۵ یہ اشارہ حضرت یوسف کی طرف تھا۔ پہلے کہہ چکے کہ ہم چور نہیں ہیں لیکن اب جو دیکھا کہ بنیامین کے پاس چوری کا مال نکل آیا ہے تو اپنی خفت مٹانے اور اپنی پاکبازی ظاہر کرنے کے لئے فوراً اپنے آپ کو بنیامین سے الگ کر لیا اور اس کے جرم کو بہانہ بنا کر اس کے بھائی پر بھی چوری کی جھوٹی تہمت لگادی اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کے گم ہو جانے کے بعد بنیامین کے ساتھ یہ بھائی کیا سلوک کرتے رہے ہونگے
ف۶ کیونکہ اگر ظاہر کرتے تو وہ سمجھ لیتے کہ یہی یوسفؑ ہے اور ابھی یہ راز کھولنے کا وقت نہ آیا تھا۔
ف۷ یعنی یوسفؑ نے چوری کی ہو یا نہ کی ہو مگر تمہارے چور ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ تم نے اسے باپ سے چرا کر کنوئیں میں پھینک دیا۔ اس پر غضب یہ کہ اُلٹا اپنے آپ کو پاکباز اور یوسفؑ کو جھوٹا بتاتے ہو۔
ف۸ یعنی تم جو یوسفؑ پر چوری کا الزام لگاتے ہو اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ تم جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکا دے سکتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔
ف۹ اس کا باپ بوڑھا ہے وہ اس کی جدائی برداشت نہ کر سکے گا۔ پہلے بھی تم نے ہم پر بہتیرے احسانات کئے ہیں بس اب اتنا احسان اور کرو کہ ہم میں سے کسی ایک کو اس کی بجائے رکھ لو۔ امید ہے تم ہمیں اپنے کرم سے مایوس نہیں کرو گے۔
ف۱۰ اور ظلم ہم کر نہیں سکتے۔ بنیامین حقیقت میں چور نہیں تھے اس لئے حضرت یوسفؑ نے یہ کہا کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا۔
ف۱۱ یعنی اس کی بہتیری منت سماجت کی کہ بنیامین کو چھوڑ کر ہم میں سے کسی کو گرفتار کریں مگر وہ کسی طرح نہ مانے
ف۱۲ یعنی مشورہ کرنے لگے۔
ف۱۳ یعنی دوسرے بھائیوں کو اس نے رخصت کر دیا خود اس توقع پر رہ گیا کہ شاید عزیز مصر کا دل پسیج جائے۔ (موضح)
ف۱۴ کہ بنیامین کو اپنے ساتھ ضرور واپس لانا۔ (وحیدی)
ف۱۵ خواہ میری موت کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو یا بنیامین کی رہائی کی کوئی صورت نکل آئے۔ (روح)
ف۱۶ یعنی ہم نے جو بنیامین کے چور ہونے کو تسلیم کر لیا وہ اس بنا پر کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے چوری کا کٹورا اس کے سامان سے نکلتا دیکھا یا ہم نے جو عزیز مصر۔ یوسفؑ۔ کو مسئلہ بتایا کہ چور کی سزا یہ ہے کہ اسے غلام بنا لیا جائے تو وہ آپ کی اور آپ کے باپ دادا ہی کی شریعت کے مطابق تھا۔ (از وحیدی)
ف۱۷ کہ بنیامین مصر میں جاکر چوری کرے گا۔ ورنہ ہم اسے اپنے ساتھ کیوں لے جاتے یا آپ کو یہ پختہ عہد کیوں دیتے کہ اسے اپنے ساتھ ضرور واپس لائیں گے۔ (کذا فی الروح)
ف۱۸ جہاں چوری کا یہ واقعہ پیش آیا۔

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ

البتہ سچے ہیں کہا بلکہ بنا لی ہے واسطے تمہارے جی تمہارے نے ایک بات پس صبر بہتر ہے شتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ

سچے ہیں یعقوبؑ نے کہا (بنیامین نے کبھی چوری نہ کی ہوگی) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات بنالی ف۲ مجھے تو میں عمدہ صبر کروں گا ف۳ مجھ کو تو امید ہے کہ اللہ ان

اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

لے آوے میرے پاس ان سب کو اکٹھا تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا اور منہ پھیرا ان سے اور کہا

سب کو میرے پاس لے آئے گا (مجھ سے ملا دے گا) ف۴ بے شک وہ جاننے والا ہے حکمت والا ف۵ اور یعقوبؑ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور (یوسفؑ

يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ

اے افسوس اوپر یوسفؑ کے اور سفید ہوگئیں آنکھیں اُس کی یعنی یعقوب کی غم سے پس وہ غم سے بھرا ہوا تھا کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی

کو یاد کرکے) کہنے لگا ہائے یوسفؑ اور غم کے مارے اُس کی دونوں آنکھوں پر سفیدی چڑھ گئی (اندھے ہوگئے بینائی جاتی رہی) اور وہ اندر ہی اندر دل میں گھٹتا رہا ف۶ یوسف

تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ

کہ ہمیشہ رہیگا تو یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے تو ہلاک ہونے والوں سے کہا سوائے اس کے نہیں

بے بھائی کہنے لگے (بابا) اللہ کی قسم تو یوسف ہی کی یاد میں لگا رہیگا یہاں تک کہ تو گل گل کر مرجنا (مرنے کے قریب) ہو جائیگا یا مر جائے گا یعقوبؑ نے کہا میں (کیا کروں)

اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ

شکایت کرتا ہوں میں بیقراری اپنی کی اور غم اپنے کی طرف اللہ تعالیٰ کی اور جانتا ہوں میں خدا کی طرف سے جو کچھ کہ تم نہیں جانتے اے بیٹو میرے

اپنے دل کا درد اور غم اللہ تعالیٰ ہی پر کھولتا ہوں (تم سے یا اور لوگوں سے نہیں کہتا) اور میں اللہ کے فضل سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ف۷ بیٹا!

اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـــــَٔـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ

جاؤ پس خبر لو یوسفؑ سے اور بھائی اس کے سے اور مت ناامید ہو رحمت اللہ کی سے تحقیق

جاؤ پھر یوسفؑ اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس کی

لَا يَايْـــــَٔـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا

نہیں ناامید ہوتے رحمت اللہ تعالیٰ کی سے مگر قوم کافروں کی پس جب داخل ہوئے اوپر اس کے کہا انہوں نے

رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں ف۸ پھر جب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے

يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا

اے عزیز لگی ہم کو اور اہل ہمارے کو سختی اور لائے ہیں ہم پونجی حقیر یعنی تھوڑی پس پورا دے ہم کو

اے عزیز (مصر کے وزیر) ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر (قحط کی) مصیبت پڑی ہے اور ہم تھوڑی سی پونجی (کچھ کھوٹے روپے یا چمڑہ یا گھی وغیرہ) لیکر (غلہ خریدنے کو) آئے

الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ

پیمانہ اور خیرات کر اوپر ہمارے تحقیق اللہ تعالیٰ ثواب دیتا ہے صدقہ دینے والوں کو کہا کیا جانتے ہو تم

ہیں تو ہم کو پوری ماپ غلہ دلوائے اور ہم کو خیرات دے کیونکہ اللہ خیرات دینے والوں کو (اس سے اچھا) بدلہ دیتا ہے ف۹ یوسفؑ نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں

مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ

کہ کیا کیا تھا تم نے ساتھ یوسفؑ کے اور بھائی اس کے کے جب تھے تم جاہل کہا انہوں نے کیا تحقیق تو ہی ہے یوسف

جو تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ (سلوک) ف۱۰ کیا جب تم جاہل تھے ف۱۱ وہ کہنے لگے (جب یوسفؑ کا چہرہ دیکھا اور انکی باتوں سے بھی سمجھ گئے) کیا تو ہی

ف۱ یعنی جب بڑے بھائی کی تجویز کے مطابق باقی بھائیوں نے کنعان پہنچ کر اپنے والد حضرت یعقوبؑ سے یہ سب کچھ بیان کیا تو انہوں نے کہا۔ (وحیدی)

ف۲ یہ جو کہتے ہو کہ بنیامین نے چوری کی اور وہ اس کی سزا میں گرفتار کر لیا گیا، صرف یہی بات نہیں ہے بلکہ اس میں تمہاری تسویل نفسانی کو بھی کچھ دخل ہے۔ وہ یہ کہ تم نے بنیامین کے غلام بنائے جانے کا خود ہی فتویٰ دیا اور پھر اس کے بھائی پر بھی چوری کی تہمت لگائی وغیرہ۔ (از روح)

ف۳ صبر جمیل (عمدہ صبر) سے مراد وہ صبر ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی پر مطمئن اور قانع ہو اور بندوں سے کوئی گلہ شکوہ نہ کرے اور نہ جزع و فزع سے کام لے۔ (دیکھئے آیت ۱۸)

ف۴ یعنی یوسفؑ، بنیامین اور بڑے بھائی کو جو شرمندگی کے مارے مصر میں رہ گیا تھا۔ (روح)

ف۵ اب کی بار انھوں نے بے شک سچ کہا تھا مگر پہلے کی بے اعتباری کی وجہ سے حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا مگر حضرت یعقوبؑ اس میں سچے بھی تھے کہ بیٹوں کی بنائی ہوئی بات تھی حضرت یوسفؑ بھی تو آخر بیٹے ہی تھے۔ (کذا فی الموضح)

ف۶ اور اس کا اظہار نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ مصیبت پر رونا اور آنسو بہانا جائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آنحضرتؐ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا تو آنحضرتؐ کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا: آنکھ بہہ رہی ہے اور دل پر صدمہ ہے مگر ہم اپنے پروردگار کی مرضی کے خلاف نہیں کہہ سکتے۔ ابراہیم! ہم کو تمہارے فراق پر بہت صدمہ ہے۔ (صحیحین) ہاں مصیبت کے وقت نوحہ کرنا گریبان چاک کرنا اور منہ پر طمانچے مارنا سخت ممنوع ہے۔ (روح)

ف۷ یعنی یہ کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور ایک دن ایسا آئے گا کہ میرے اور تمہارے سجدہ کرنے کا خواب جو انھوں نے دیکھا تھا سچا ہوگا۔ مجھے اس کا پورا یقین ہے اور اللہ تعالیٰ میری یہ امید بر لائے گا۔ (از روح) اس آیت پر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی تم کیا مجھے صبر سکھاؤ گے۔ بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھوں کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ (از موضح)

ف۸ جو اس کی رحمت اور قدرت کا صحیح علم نہیں رکھتے۔ اس کے برعکس مومن کو خواہ کیسے ہی حوصلہ شکن اور مایوس کن حالات پیش آئیں وہ کبھی اپنے مالک کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا۔ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ "یأس من رحمۃ اللہ" کافر کی صفت ہے ورنہ یہ مطلب نہیں ہے کہ مایوس ہونے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (روح)

ف۹ یعنی ہماری یہ پونجی اس قابل نہیں ہے کہ کوئی ہمیں اس کے بدلے غلہ دے سکے۔ تاہم اگر آپ ہم پر احسان فرمائیں کہ اس کی قیمت کا جتنا غلہ بنتا ہے اس سے زیادہ دے دیں یا اس کے ناقابلِ قبول ہونے سے چشم پوشی فرمائیں تو یہ آپ کا ہم پر صدقہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ اب کی بار وہ اون، پنیر وغیرہ لائے تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت یوسفؑ کو رحم آگیا اور حقیقتِ حال ظاہر کر دی۔ کذا فی الموضح۔ (روح)

ف۱۰ دونوں میں جدائی ڈالی اور دونوں سے بیر رکھا۔ استفہام زجر و توبیخ کے لئے ہے۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی جو کچھ تم نے کیا اس کی وجہ تمہاری نادانی و بیوقوفی تھی۔ گویا حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو ان کی حرکت تو یاد دلائی مگر اس خیال سے کہ وہ شرمندہ نہ ہوں خود ہی ان کے لئے معذرت کا پہلو نکال دیا یہ انتہائی مروت کا مقام ہے جس کی توقع ایک نبیؑ سے ہی ہو سکتی ہے۔ (از روح)

ف۱ جو مصیبت سے نجات دے کر دونوں کو ملا دیا اور اس بلند مرتبہ پر پہنچا دیا، جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ (روح) ف۲ یعنی گناہوں سے بچتا رہے اور لوگوں کی ایذا رسانی پر صبر کرتا رہے۔ ف۳ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبراوے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہے۔ ف۴ یعنی تقویٰ اور صبر کی وجہ سے تمہیں اللہ نے فضیلت دی اور ہم نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا اس میں ہم قصوروار ہیں۔ (روح) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: تیرا خواب سچا تھا اور ہمارا حسد غلط۔ (موضح)

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ

کہا کہ میں ہوں یوسفؑ اور یہ بھائی میرا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے تحقیق جو کوئی پرہیزگاری کرے اور صبر کرے

یوسفؑ نے کہا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا سگا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا ف۱ اس لیے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرے اور صبر کرے ف۲

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ

پس تحقیق اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب احسان کرنے والوں کا کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق پسند کیا تجھ کو اللہ نے اوپر ہمارے اور

تو اللہ (ایسے) نیک لوگوں کا حق برباد نہیں کرتا ف۳ کہنے لگے خدا کی قسم بے شک اللہ نے تجھ کو ہم پر بزرگی دی ف۴ اور

اِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ

تحقیق تھے ہم البتہ خطا دار کہا نہیں سرزنش اوپر تمہارے آج کے دن بخشے گا اللہ واسطے تمہارے اور وہ بہتر رحم کرنے والا

بیشک ہم گنہگار (خطا وار) تھے ف۵ یوسفؑ نے کہا (جب تم اپنے قصور کا اقرار کرتے ہو اور معافی چاہتے ہو تو) آج میں تم پر کوئی الزام نہیں لگاتا (میں نے تو اپنا حق معاف

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

ہے سب رحم کرنے والوں سے لے جاؤ کرتا میرا یہ پس ڈال دو اس کو اوپر منہ باپ میرے کے آوے گا بینا ہو کر

کر دیا اب) اللہ (کا گناہ رہا) اللہ تم کو بخشے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ف۶ یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو وہ (سب چیزیں) دیکھنے لگے گا (پھر بینائی آجائے گی)

وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ

اور لے آؤ میرے پاس اہل اپنے کو سب کو اور جب جدا ہوا قافلہ کہا باپ ان کے نے تحقیق میں پاتا ہوں بو

اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ (جو ستر یا تراسی آدمی تھے) اور جب قافلہ (مصر سے) نکلا تو ان کے باپ نے (جو کنعان میں تھا منزلوں کے فاصلے پر اپنے گھر والوں سے) کہا میں یوسف

يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ

یوسف کی اگر نہ بہکا ہوا کہو مجھ کو کہنے لگے قسم اللہ کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم اپنے قدیم کے ہے پس جب

کی بو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھ کو یہ نہ کہو کہ بوڑھا سٹھیا گیا ہے ف۸ وہ کہنے لگے خدا کی قسم تو تو اسی اپنے پرانے خبط میں ہے ف۹ پھر جب خوشخبری دینے والا (یہودا) آ

جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ

آیا خوشخبری لانے والا ڈال دیا اس کرتے کو اوپر منہ اس کے کے پس ہو گیا بینا کہا کیا نہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے تحقیق میں جانتا ہوں

سے آگے بڑھ کر آن پہنچا تو کرتا یعقوب کے منہ پر ڈال دیا وہ جس طرح پہلے دیکھتا تھا دیکھنے لگا ف۱۰ یعقوبؑ نے (گھر والوں سے) کہا (کیوں) میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اللہ

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

اللہ کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے ف۱۱ کہا انہوں نے اے باپ ہمارے بخشش مانگ واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کی تحقیق ہمیں تھے خطا کرنے والے

کی طرف سے میں وہ باتیں جانتا ہوں جن کو تم نہیں جانتے (اتنے میں اور بھائی بھی آن پہنچے) کہنے لگے باوا ہمارے گناہ اللہ سے بخشوا (دعا کر) اپنے قصور کا اقرار کیا بیشک ہم گنہگار (خطا

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى

کہا البتہ بخشش مانگوں گا میں واسطے تمہارے رب اپنے سے تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے پس جب داخل ہوئے اوپر

تھے) یعقوبؑ نے کہا ٹھیرو میں تمہارے لیے اپنے مالک سے بخشش چاہوں گا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۲ پھر جب یوسفؑ سے ملے ف۱۳ تو اس نے

يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ

یوسف کے جگہ دی طرف اپنی ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو مصر میں اگر چاہا خدا نے امن سے اور چڑھایا

اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی ف۱۴ اور کہنے لگا خدا چاہے تو اب مصر میں بے کھٹکے داخل ہو ف۱۵ اور یوسفؑ نے اپنے ماں باپ کو

ف۵ تمہیں ہرگز کوئی ملامت نہیں کرتا اور نہ کسی حرکت پر گرفت کرتا ہوں۔ یہاں "الیوم" تقیید کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ مطلق زمانہ کے لئے ہے۔ (روح)

ف۶ یہ ہے شان نبوت۔ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو ایسے قصورواروں پر قابو پا لینے کے بعد انہیں ہرگز معاف نہ کرتا۔ یہی سلوک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد وہاں کے رہنے والوں سے فرمایا۔ چنانچہ تفاسیر میں ہے کہ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ آج میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ وہ بولے "ابن عم کریم" (آپؐ تو ہمارے سخی اور رحم دل چچا کے بیٹے ہیں) فرمایا: "لاتثریب علیکم یغفر اللہ لکم" یعنی جاؤ، تم پر کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ (درمنثور)

ف۷ یعنی ہر مرض کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ ایک شخص کے فراق میں یعقوبؑ کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ اس کے بدن کی چیز ملنے سے درست ہو گئیں۔ یہ حضرت یوسف کی کرامت تھی۔ (موضح) اور شدت فرح سے بینائی میں قوت پیدا ہو جانا طبی طور پر بھی ثابت ہے۔ (رازی)

ف۸ اس سے انبیا کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ ادھر قافلہ مصر سے حضرت یوسفؑ کا کرتا لے کر چلتا ہے اور ادھر حضرت یعقوبؑ کو اس کی خوشبو آنے لگتی ہے۔ لیکن اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ انبیا کی یہ قوتیں ان کا ذاتی کمال نہ تھیں بلکہ سراسر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تھیں۔ حضرت یوسف قریب کے جنگل میں کنوئیں میں پڑے رہے اور پھر برسوں تک مصر پر حکمران رہے مگر کبھی حضرت یعقوبؑ کو ان کی خوشبو نہ آئی۔

ف۹ یوسفؑ کی محبت میں غرق ہے۔ تجھے تو ہر آن یوسف ہی نظر آتا ہے۔

ف۱۰ مفسرینؒ کا بیان ہے کہ جب قافلہ کنعان کے قریب پہنچا، تو سب سے بڑے بھائی یہودا نے کہا "میں ہی ابا جان کے پاس یوسفؑ کا خون سے بھرا ہوا کرتا لے کر گیا تھا۔ لہٰذا آج تم مجھی کو یہ کرتا لے کر آگے جانے دو، تاکہ انہیں اسی طرح خوش کروں جس طرح اس دن رنجیدہ کیا تھا۔ (فتح القدیر) موضح میں ہے کہ حضرت یوسفؑ نے کرتا بھیجا اپنے غلام کے ہاتھ اس نے آکر کرتا منہ پر ڈالا اور خوشخبری دی اس وقت آنکھیں کھل گئیں۔

ف۱۱ مثلاً یہ کہ یوسفؑ زندہ ہے اور اللہ تعالیٰ اسے ضرور واپس لائے گا، یا یہ کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آرہی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی دعا قبول ہونے کی گھڑی آنے دو، میں تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ بعض صحابہؓ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ کو تہجد کے وقت کا انتظار تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کی شب کا۔ (ابن کثیر)

ف۱۳ یعنی کنعان سے روانہ ہو کر مصر پہنچے اور حضرت یوسفؑ سے ملے کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے شہر سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا (ابن کثیر) موضح میں ہے کہ وہیں کہا: ادخلوا مصر ان شاء اللہ آمنین۔

ف۱۴ یعنی اپنے خیمہ میں ماں سے مراد اکثر مفسرینؒ حضرت یوسفؑ کی سوتیلی والدہ (جو اُن کی خالہ تھیں) لیتے ہیں کیونکہ ان کی والدہ کا بنیامین کی ولادت کے وقت انتقال ہو گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی والدہ زندہ تھیں اور وہی حضرت یعقوبؑ کے ساتھ مصر پہنچی تھیں۔ (معالم) ابن جریر نے اس دوسرے قول کو ترجیح دی ہے اور ابن کثیر نے اس کی تائید کی ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۵ یعنی اب کوئی اندیشہ نہ کرو اور انشاء اللہ یہاں مصر میں نہایت امن سے رہو گے۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے یہ الفاظ مصر میں داخل ہونے کے بعد کہے۔

ف۱ یہ بات ان کی شریعت میں جائز تھی کہ جب کسی بڑے آدمی کو سلام کریں تو اسے سجدہ بھی کریں۔ یہ رواج حضرت عیسیٰؑ تک جاری رہا پھر ہماری شریعت میں اسے حرام قرار دے دیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت معاذؓ نے شام سے واپس آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا "معاذؓ! یہ کیا کر رہے ہو؟" کہنے لگے میں نے شام میں دیکھا کہ لوگ اپنے پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں تو آپؐ زیادہ حقدار ہیں کہ آپؐ کو سجدہ کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ ایک مرتبہ حضرت سلمانؓ فارسی نے جو ابھی حال ہی میں اسلام لائے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کر کے سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے سلمانؓ مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ اس زندہ ذات کو سجدہ کرو جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ (ابن کثیر) موضح میں ہے: پہلے وقت میں سجدہ تعظیمی تھا۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا ہے۔ اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا ہے۔ "وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ الآیۃ" اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی اپنی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدمؑ کے وقت ہوا ہے۔ (موضح)

ف۲ یہ بعض مفسرینؒ کا خیال ہے بعض نے اسی تک بھی کہا ہے۔ تفاسیر میں دیگر اقوال بھی منقول ہیں۔ (دیکھئے ابن کثیر)

ف۳ جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے مجمل سنا دیا۔ (موضح)

ف۴ مراد یا تو "تعبیر رؤیا" کا علم ہے اور یا کتب الٰہیہ کے اسرار و دقائق کا فہم۔ (روح)

ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں جلد موت کی تمنا کی، ہوسکتا ہے یہ ان کی شریعت میں جائز ہو جیسا کہ آنحضرتؐ نے قرب موت کے وقت اس قسم کے اشتیاق کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى" اے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ (ابن کثیر) آیت کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب کبھی مجھے موت آئے تو اس حال میں آئے کہ میں مسلمان ہوں۔ اکثر مفسرینؒ نے یہی مفہوم مراد لیا ہے گو بین السطور ترجمہ سے پہلا مفہوم مترشح ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ کوئی مصیبت یا تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا نہ کرے۔ البتہ جب دین میں فتنہ کا خوف ہو تو تمنا کر سکتا ہے جیسا کہ فرعون کے جادوگروں نے اسلام لانے کے بعد دعا کی: رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ۔ اور حضرت مریمؑ نے کہا: يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا۔ ایک دعا میں ہے: وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ إِلَيْكَ۔ (اے خدا) جب تو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو فتنہ سے بچا کر مجھے اٹھا لے۔ (مسند احمد۔ ترمذی) حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے آخری دور میں جب حالات بگڑتے دیکھے تو دعا کی: اَللّٰهُمَّ خُذْنِي إِلَيْكَ فَقَدْ سَئِمْتُهُمْ۔ امام بخاریؒ کو جب امیر خراسان سے جھگڑا پیش آیا تو انہیں یہ دعا کرنی پڑی: اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِي إِلَيْكَ! مجھے اپنی طرف بلا لے۔ (مختصر از ابن کثیر)

ف۶ تو پھر یہ خبریں اپنی صحیح تفصیلات کے ساتھ، آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر کیسے معلوم ہوسکتی تھیں۔ اس سے مقصود کفار مکہ کو متنبہ کرنا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اگر سچے پیغمبر نہ ہوتے تو یہ واقعات کیونکر معلوم کر سکتے تھے اور تمہیں کیسے سنا سکتے تھے۔ نیز اشارہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کا قصہ اہل کتاب سے جن تفصیلات کے ساتھ منقول ہے وہ تمام کی تمام صحیح نہیں ہیں۔ (ابن کثیر۔ روح)

ف۷ مگر ان کفار کی ہٹ دھرمی کا یہ حال ہے کہ آپؐ کی صداقت پر اتنے واضح دلائل دیکھنے کے بعد بھی ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں۔ (کذا فی الروح)

أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَا أَبَتِ [illegible]

ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے اور گرے واسطے اس کے یعنی یوسفؑ کے سجدہ کرتے ہوئے اور کہا اے باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے پہلے

(اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب نے، ماں باپ اور بھائیوں نے) یوسفؑ کو سجدہ کیا اور یوسفؑ نے کہا ابا جو خواب میں نے (چالیس برس) پہلے دیکھا تھا اس کی یہ

مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ

کی تحقیق کر دیا اس کو پروردگار میرے نے سچ اور تحقیق احسان کیا ساتھ میرے جس وقت نکالا مجھ کو قید خانے سے اور لے آیا تم کو

تعبیر ہے اللہ تعالیٰ نے (آج) اس کو سچ کر دکھایا اور (اس کے سوا) مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھ کو قید خانہ سے نکالا (چھڑایا) اور شیطان نے جو مجھ میں

بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ

جنگل سے پیچھے اس سے کہ جھگڑا ڈال دیا تھا شیطان نے درمیان میرے اور درمیان بھائیوں میرے کے تحقیق پروردگار میرا

اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا اس کے بعد گاؤں سے (یا جنگل سے) تم سب کو لایا اور مجھ سے ملایا۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے (بری)

لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن

لطف کرنیوالا ہے جس چیز کو چاہے تحقیق وہی ہے جاننے والا حکمت والا ف۳ اے پروردگار میرے تحقیق دی تو نے مجھ کو کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے مجھ کو

باریکی (اور حکمت) سے اس کو پورا کرتا ہے (یا بڑی عنایت اور مہربانی سے بندوں کے مطلب بر لاتا ہے) کیونکہ وہ (سب کچھ) جانتا ہے حکمت والا مالک میرے تو

تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ

تعبیر باتوں کی یعنی خوابوں کی ف۴ اے پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے تو ہی ہے دوست یعنی کارساز میرا بیچ دنیا کے اور آخرت کے

نے مجھ کو حکومت میں سے کچھ دیا اور خوابوں کی تعبیر بھی کچھ سکھا دی۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا والی ہے (سب کاموں کا بنانے

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ

قبض کر مجھ کو مطیع اپنا اور ملا دے مجھ کو ساتھ صالحوں کے ف۵ یہ ہے خبروں غیب کی سے وحی کرتے ہیں ہم

والا کرم کارساز (دنیا اور آخرت دونوں میں) مجھ کو اپنا تابعدار رکھ کر دنیا سے اٹھا لے اور نیک بندوں سے مجھ کو ملا دے (اے پیغمبرؐ) یہ غیب کی چند خبریں ہیں جو ہم نے تجھ کو بھیجیں

إِلَيْكَ ۖ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ

طرف تیری اور نہیں تھا تو نزدیک ان کے جس وقت کہ مقرر کیا انہوں نے کام اپنا اور وہ مکر کرتے تھے ف۶ اور نہیں بہت لوگ اور

اور تو اس وقت ان کے (یوسفؑ کے بھائیوں کے) پاس نہ تھا جب انہوں نے مل کر ایک بات ٹھیرائی تھی (کہ یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالدیں) اور وہ فریب کر رہے تھے

وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾

اگرچہ حرص کرے تو ایمان لانے والے ف۷ اور نہیں مانگتا تو ان سے اوپر اس کے کچھ بدلہ نہیں یہ مگر نصیحت واسطے سارے جہان کے

(اگرچہ تو بکری کا خون لگا کر لائے) اور اکثر لوگ ایسے ہیں جو ایمان نہ لائیں گے تو کتنی ہی حرص کرے اور تو ان سے قرآن سنانے پر (اللہ کا حکم پہنچانے پر) کچھ بدلہ نہیں مانگتا (یعنی خالص

وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾

اور کتنی نشانیاں ہیں بیچ آسمانوں کے اور زمین کے کہ گزرتے ہیں اوپر ان کے اور وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہیں

خدا کے لیے سناتا ہے) قرآن تو اور کچھ نہیں سارے جہان کے لیے نصیحت ہے ف۸ اور آسمان اور زمین میں (خدا کی قدرت کی) بہتیری نشانیاں ایسی ہیں جن پر یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں (ان کو

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ

اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ کے مگر اور وہ شرک کرنے والے ہیں ف۹ کیا پس نڈر ہوئے اس بات سے کہ آوے ان کے

دیکھتے ہیں) اور ادھر خیال بھی نہیں کرتے اور اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں مگر (پھر بھی) شرک کرتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو اس کا ڈر نہیں رہا کہ اللہ کا عذاب

ع ۱۱ / ۵

ف۸ یعنی مانیں گے تو اپنے آپ کو فائدہ پہنچائیں گے اور نہ مانیں گے تو اپنا نقصان کریں گے آپؐ ان کے رویہ سے رنجیدہ نہ ہوں۔

ف۹ اس آیت کے مفہوم میں ہر وہ شخص داخل ہے جو زبان سے اللہ تعالیٰ کے خالق، مالک اور رازق ہونے کا اقرار کرے مگر اس کے باوجود شرک کا مرتکب ہو جیسے قبر پرستی، تعزیہ پرستی وغیرہ، ریاکار مسلمان بھی اس میں داخل ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ریاکاری شرک خفی ہے۔ (روح) افسوس کہ ہمارے زمانے میں بھی بہت سے نام کے مسلمان شرک میں مبتلا ہوگئے ہیں جو تعویز گنڈے پر اعتقاد رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بس ان میں شفا ہے۔ (از سلفیہ)

غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾

پاس ڈھانکنے والا عذاب خدا تعالیٰ کے سے یا آوے اُن کے پاس قیامت ناگہان اور وہ نہ جانتے ہوں -

اُن پر ایسا آئے جو چھا جائے ف۱ یا ایک ہی ایکا قیامت اُن پر آن پہنچے اور ان کو خبر نہ ہو (اس وقت شرک کا کیا جواب دیں گے

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ أَدْعُوْٓا إِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۖ وَسُبْحٰنَ

کہہ یہ ہے راہ میری پکارتا ہوں میں طرف اللہ کی اوپر بینائی کے میں اور جس نے متابعت کی میری اور پاکی

(اے پیغمبر) کہہ دے میری راہ یہ ہے میں تم کو اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر بلاتا ہوں (دلیل رکھ کر) اور جو میری پیروی کرے ف۲ اور اللہ کی ذات

اللّٰهِ وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ

بیان کرتا ہوں واسطے اللہ کے اور نہیں میں شرک لانے والوں سے اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے طرف ان کی

(تمام برائیوں اور عیبوں اور شرک سے) پاک ہے اور میں شرک کرنیوالوں میں نہیں ہوں اور (اے پیغمبر) ہم نے تجھ سے پہلے جو پیغمبر بھیجے وہ مرد ہی تھے (فرشتے یا جن تھے نہ عورتیں)

مِّنْ أَهْلِ الْقُرٰى ۗ أَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

رہنے والے بستیوں کے سے کیا پس نہیں سیر کی بیچ زمین کے پس دیکھتے کیونکر ہوا آخر کام

بستیوں کے رہنے والے ف۳ کیا یہ لوگ (کافر) ملک میں نہیں پھرے (اگر پھرتے) تو (آنکھ سے) دیکھ لیتے کہ اگلے (گنہگار) لوگوں کا انجام کیسا ہوا (جنہوں

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾

ان لوگوں کا کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ڈرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے تم

نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا) اور اس میں شک نہیں کہ پرہیزگاروں کے لیے (جو شرک سے بچتے ہیں) آخرت کا گھر دنیا کے گھر سے کہیں بہتر ہے کیا تم کو عقل نہیں ہے

حَتّٰىٓ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ

یہاں تک کہ جب نا امید ہوئے پیغمبر اور گمان کیا انہوں نے یہ کہ ان سے لوگوں نے تحقیق جھوٹ بولا آئی ان کے پاس مدد ہماری

یہاں تک کہ جب پیغمبر نا امید ہو گئے ف۴ اور اُن کی قوم کے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ پیغمبر جھوٹے ہیں ف۵ ایک ہی ایکا ہماری مدد ان کے

فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ

پس نجات دیا گیا جو شخص کہ چاہتے تھے ہم اور نہیں پھیرا جاتا عذاب ہمارا قوم گنہگار سے البتہ تحقیق ہے

پاس آن پہنچی ف۶ پھر جس کو ہم نے چاہا بچا دیا اور گنہگار لوگوں پر سے ہمارا عذاب ٹل نہیں سکتا ف۷ جو لوگ عقل والے ہیں

فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ

بیچ قصوں ان کے کے نصیحت واسطے صاحبوں عقل کے نہیں ہے بات کہ باندھ لی جاوے ولیکن

اُن کو بے شک اُن لوگوں کے قصوں سے عبرت ہوتی ہے ف۸ قرآن کوئی بٹی ہوئی (بنائی ہوئی) بات نہیں ہے بلکہ قرآن اگلی

تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ

سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت اور

کتابوں کا سچا کرنے والا ہے اور ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والا ہے ف۹ اور ایمانداروں

رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾ ع

رحمت واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں

کے لئے ہدایت اور رحمت ہے

ع ۱۲ / ۶

ف۱ جیسے زلزلہ. طاعون وغیرہ ف۲ یعنی وہ بھی لوگوں کو دلیل کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اسے چاہیئے کہ دعوت توحید و اصلاح میں آنحضرت کے نقش قدم پر چلے۔

ف۳ یعنی شہروں کے رہنے والے مہذب، سنجیدہ اور با اخلاق نہ کہ جنگلی یا دیہاتی قسم کے اجڈ گنگل۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہا کرتے تھے: لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ - اس رسولؐ پر فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا - مطلب یہ ہے کہ اب تک جتنے لوگ بھیجے ہیں وہ سب شہری لوگ تھے اور وہ بھی مرد - اس آیت میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں کہ چار عورتیں پیغمبر ہوئی ہیں - حوا، آسیہ ام موسیٰ اور حضرت مریمؑ - حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ان عورتوں کو فرشتے کے ذریعہ وحی یا بشارت تو ضرور ملی ہے مگر یہ نبوت کو مستلزم نہیں (ع غ) نبی کی طرف وحی تشریعی کا ہونا لازم ہے اور اس قسم کی وحی (تشریعی) کسی عورت پر نازل نہیں ہوئی - (ابن کثیر)

ف۴ یعنی اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے - (روح)

ف۵ جو انہیں خدا کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ حالانکہ عذاب ہرگز آنے والا نہیں ہے۔ اگر آنا ہوتا تو کبھی کا آچکا ہوتا - آیت کا یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "ظنوا" (سمجھنے لگے) کا فاعل قوم کے لوگوں کو قرار دیا جائے اور اگر اس کا فاعل خود پیغمبروں کو قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے اور ان کے دل میں یہ وسوسہ آنے لگا کہ عذاب یا مدد دنیا میں نہیں آئے گی یعنی لاچاری کے عالم میں - (دیکھئے بقرہ آیت ۲۱۴) حضرت عائشہؓ کی قرأت میں کُذِّبُوا ہے وہ فرمایا کرتیں کہ بھلا پیغمبر اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ گمان کس طرح کر سکتے تھے کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے اس لئے کُذِبُوا کی بجائے کُذِّبُوا تشدید ذال کے ساتھ ہے اور معنی یہ ہیں کہ پیغمبروں نے گمان کیا کہ ان کے ماننے والے شاید ان کی تکذیب کر رہے ہیں جیسا کہ بخاری میں مذکور ہے - لیکن اگر ظن بمعنی وسوسہ ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اس میں کچھ بُعد نہیں ہے - کذا قال ابن تیمیہ - (روح) شاہ صاحب لکھتے ہیں: یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول لگے نا امید ہونے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا پیچھے آوے اور ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا - اتنے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال بد ہے۔ (موضح)

ف۶ یعنی پیغمبروں کو ہماری مدد پہنچ گئی -

ف۷ لہٰذا اب عذاب کے مؤخر ہونے سے دھوکا نہ کھاؤ۔

ف۸ یعنی رسولوں اور گذشتہ قوموں کے قصوں سے

ف۹ یعنی ہر اُس چیز کو کھول کر بیان کرنے والا ہے جس کا بیان کرنا انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ضروری ہے۔

ف۱ اس سورہ کے مکی یا مدنی ہونے میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض اسے مکی کہتے ہیں اور بعض مدنی۔ اور بعض کہتے ہیں یہ ہے تو مدنی لیکن اس کی دو آیتیں (۳۱-۳۲) مکی ہیں۔ جابرؒ بن زید (ایک تابعی) کہتے ہیں اس سورہ کے میت کے پاس پڑھنے سے اس کی جان سہولت سے نکلتی ہے۔ اس کے فضائل میں کچھ دیگر روایات بھی مذکور ہیں جن کو محدثینؒ نے موضوع کہا ہے۔ (شوکانی۔ روح) ف۲ یعنی نظر و تامل نہ کرنے کی وجہ سے اس کی حقانیت پر یقین نہیں رکھتے۔ یہ بطور وصف فرمایا ہے نہ کہ بطور خبر۔ (روح)

سُورَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ (۹۶) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۴۳ رُكُوْعَاتُهَا ۶

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ف۱

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

یہ ہیں آیتیں کتاب کی اور وہ چیز کہ اُتاری گئی ہے طرف تیری رب تیرے سے سچ ہے ولیکن اکثر

(اے پیغمبر) یہ آیتیں ہیں قرآن کی (یا سورت کی) اور تیرے مالک کی طرف سے جو تجھ پر اُترا وہ حق ہے (سر تا پا سچ ہے) مگر اکثر

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى

لوگ نہیں ایمان لاتے اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ ذات جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو پھر قرار پکڑا

لوگ نہیں مانتے ف۲ اللہ وہ (قدرت والا) ہے جس نے آسمانوں کو بے سہارے اُونچا (کھڑا) کیا تم دیکھ رہے ہو ف۳ پھر عرش پر

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

اوپر عرش کے اور مسخر کیا سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے واسطے وعدے مقرر کے تدبیر کرتا ہے کام کی

چڑھا اور چاند اور سُورج کو کام پر لگایا ہر ایک ایک ٹھہری مدت تک چل رہا ہے ف۴ سارے جہان کا انتظام کرتا

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ

تفصیل سے بیان کرتا ہے نشانیاں تو کہ تم ساتھ ملاقات رب اپنے کے یقین کرو اور وہی ہے جس نے کھینچا زمین کو اور

ہے اپنی (قدرت کی) نشانیاں تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم کو اپنے مالک سے ملنے کا یقین ہو ف۵ اور اسی خدا نے زمین کو پھیلایا اور

جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

کیے بیچ اس کے پہاڑ اور نہریں اور ہر میوے سے کیے بیچ اس کے جوڑے دو قسم کے

اور اس میں تھامنے والے پہاڑ اور دریا بنائے ف۶ (دریا اکثر پہاڑوں سے نکلتے ہیں) اور ہر قسم کے میووں (اور پھلوں) کا ایک ایک جوڑ دو دو کا (یعنی ایک

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ

ڈھانک دیتا ہے رات سے دن کو ف۸ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور بیچ زمین کے قطعے ہیں

نر ایک مادہ) اس میں پیدا کیا رات سے دن کو چھپا لیتا ہے بیشک ان باتوں میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں (خدا کی قدرت کی) جو سوچتے بچارتے ہیں ف۹ اور خود زمین میں

مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى

نزدیک ایک دوسرے کے اور باغ ہیں انگوروں سے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں تھانولے میں اور سوا گیں یعنی ایک تھانولے میں اکیلی

(طرح طرح کے) ٹکڑے ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ ہیں اور کھیت ہیں اور کھجور کے درخت دو شاخے (او جڑ ایک) اور الگ الگ جڑ والے سب کو

بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کھجور پلائی جاتی ہیں پانی ایک سے اور بزرگی دیتے ہیں ہم بعض ان کے کو اوپر بعضوں کے بیچ میوے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں

ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور ف۱۰ باوجود (اس) کے ہم مزے میں ایک کو دوسرے سے بڑھاتے ہیں ف۱۱ بیشک ان باتوں میں اُن لوگوں کے

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں ف۱۲ اور اگر تعجب کرے تو بس عجب ہے بات ان کی کیا جب ہو جاویں گے ہم مٹی کیا مقرر ہونگے ہم البتہ بیچ پیدائش

لیے خدائی (قدرت) کی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور (اے پیغمبر) اگر تو تعجب کرے ف۱۳ تو کافروں کا یہ کہنا (اس سے بھی) زیادہ عجیب ہے کہ جب ہم (گل سڑ کر) خاک ہو جائیں گے

ف۳ یعنی تم ان آسمانوں کو دیکھ رہے ہو کہ ان میں کوئی ستون نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت اور امر سے انہیں تھام رکھا ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ اور وہ آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روکے ہوئے ہے مگر اس کی اجازت سے۔ (حج: ۶۵) اس صورت میں "تَرَوْنَهَا" میں ھا ضمیر کا مرجع سمٰوٰت ہوں گے اور یہ جملہ مستانفہ ہوگا یا حال مقدرہ۔ اور اگر اسے عمد (ستونوں) کے لئے قرار دیا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا "بغیر ایسے ستونوں کے جو تمہیں نظر آئیں"۔ مطلب یہ ہے کہ ستون تو ہیں مگر تمہیں نظر نہیں آتے علمائے تفسیرؒ نے آیت کے دونوں مفہوم بیان کئے ہیں واللہ اعلم۔ (ابن کثیر۔ روح)

ف۴ یعنی قیامت تک یا اپنا دورہ مکمل کرنے تک۔ واضح رہے کہ سورج اپنا دورہ ایک سال میں اور چاند ایک ماہ میں پورا کرتا ہے۔ قرآن نے جن حقائق کو ضمنی طور پر ذکر کیا ہے موجودہ سائنسی تحقیقات پر ان کو نہیں پرکھ سکتے۔ سائنسی نظریات میں تو آئے دن تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور قرآن و صحیح حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ غیر متبدل اور "لاریب فیہ" ہے

ف۵ یعنی تم یہ سمجھ لو کہ جس خدا نے ایسی عظیم الشان مخلوقات کو پیدا کیا، اس کے لئے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

ف۶ اوپر عالم علوی کا تذکرہ فرمایا۔ اب یہاں عالم سفلی میں اپنی قدرت و حکمت کے دلائل بیان فرمائے (ابن کثیر) دریاؤں کے بننے اور بہنے کا سبب پہاڑ ہی ہیں اس لئے دونوں کا ایک ساتھ ذکر فرما دیا۔ (روح)

ف۷ جیسا کہ نباتات سے متعلق جدید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ ہر قسم کے درختوں میں نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ یوں جوڑ با اعتبار کم و کیف اور طعم و لون بھی مراد ہو سکتا ہے مثلاً گرم و سرد، چھوٹا و بڑا سیاہ و سفید، کھٹا و میٹھا وغیرہ ذالک۔ (روح)

ف۸ یعنی ایک دوسرے کی جگہ آتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زمان و مکان پر ہر قسم کا تصرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

ف۹ موضح میں ہے: رنگا رنگ چیزیں بنانا اللہ الشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا۔ اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں: قرآن میں جہاں عالم سفلی کے دلائل ذکر فرمائے ہیں اس کے آخر میں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ یا اس کے ہم معنی جملہ لایا گیا ہے جس سے اشارہ ہے کہ ان چیزوں پر غور و فکر سے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ یہ اختلاف طبعی اسباب کے تحت نہیں ہے۔ (کبیر) ف۱۰ یعنی وہ پانی تاثیر کے اعتبار سے ایک ہی قسم کا ہے ف۱۱ معلوم ہوا کوئی صانع حکیم اور قادر مدبر ہے جس کے تصرف سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ قرآن نے ان دلائل کا ذکر مختلف مقامات پر کیا ہے۔ (از روح) ف۱۲ یعنی جو عقل سے کام لیتے ہیں اور جو عقل سے کام نہیں لیتے ان کے لئے کوئی نشانی نہیں ہے۔ ف۱۳ کہ ان کافروں نے اتنی نشانیاں دیکھ لینے کے باوجود آپؐ کو جھٹلایا۔ (روح)

ف۱ حالانکہ ہر وہ شخص جو معمولی علم اور معمولی عقل رکھتا ہے بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے مشکل ہے اور یہ کہ جس خدا نے انسانوں کو پہلی بار پیدا کیا اس کیلئے انہیں دوبارہ پیدا کرنا آسان تر ہے۔ (ابن کثیر)
ف۲ یعنی جب انہوں نے آخرت سے انکار کیا تو گویا خدا کی قدرت سے انکار کیا اور یہ کہا کہ خدا اتنا عاجز اور درماندہ ہے کہ انہیں دوبارہ پیدا کر ہی نہیں سکتا۔ (العیاذ باللہ) ف۳ جیسے قیدیوں اور مجرموں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں۔

جَدِيْدٍ ۬ ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ

نئی کے یہ لوگ ہیں کہ کافر ہوئے ساتھ پروردگار اپنے کے اور یہ لوگ ہیں کہ طوق ہیں بیچ گردنوں ان کی کے اور

تو کیا پھر ہم نئے سرے سے پیدا ہوں گے؟ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مالک (کی قدرت) کو نہ مانا ف۲ اور یہی لوگ ہیں جن کی گردنوں میں (قیامت کے دن) طوق پڑیں گے ف۳

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور شتابی کرتے ہیں تجھ سے ساتھ برائی کے پہلے

اور یہی لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور یہ لوگ بھلائی سے آگے ہی برائی کی جلدی

الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ

بھلائی کے اور تحقیق گذری ہیں پہلے ان سے عقوبتیں اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ صاحب بخشش کا ہے واسطے لوگوں کے

مچاتے ہیں ف۴ حالانکہ اُن سے پہلے (دوسرے کافروں پر) کئی بلائیں گزر چکی ہیں ف۵ اور بیشک تیرا مالک لوگوں سے درگزر کرتا رہتا ہے

عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ

اوپر ظلم ان کے کے اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ سخت عذاب کرنے والا ہے اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں کیوں نہ

وہ گناہ کیے جاتے ہیں (اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا) اور اس میں بھی شک نہیں کہ تیرے مالک کا عذاب (جب اترتا ہے تو بہت) سخت ہوتا ہے ف۶ اور کافر یہ بھی کہتے

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ اَللّٰهُ يَعْلَمُ

اتاری گئی اوپر اس کے نشانی پروردگار اس کے سے سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنے والا ہے اللہ جانتا ہے

ہیں (اگر یہ سچا پیغمبر ہوتا تو) اُس پر اُس کے مالک کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ف۷ تو (اے پیغمبر) صرف خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کو ایک

مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ

جو کچھ کہ اٹھاتی ہے ہر عورت اور جو کچھ کہ کم کرتے ہیں رحم اور جو کچھ بڑھاتے ہیں اور ہر چیز نزدیک اس کے

راہ بتانے والا گزر چکا ہے ف۸ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہر مادہ جو اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوتے ہے اور پیٹ جو گھٹتے بڑھتے ہیں ف۹ اور اس نے ہر چیز کا اندازہ

بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ

اندازے پر ہے جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا بڑا بلند برابر ہے تم میں سے جو شخص کہ چھپاوے

باندھ رکھا ہے ف۱۰ چھپی اور کھلی (دونوں طرح کی چیزوں) کو جانتا ہے اور وہ (سب سے) بڑا ہے بلند ف۱۱ تم میں جو کوئی چپکے سے بات کہے

الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ

بات کو اور یا جو کوئی پکار کر کہے اس کو اور جو شخص کہ وہ چھپنے والا ہے رات کو اور راہ چلنے والا ہے دن کو ف۱۲ واسطے اس کے

اور جو پکار کر کہے (دونوں اس کے نزدیک) برابر (وہ ہر ایک بات سن لیتا ہے) اور (اسی طرح) جو کوئی (اندھیری) رات میں چھپ رہا ہو اور جو دن (چلے)

مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

چوکیدار ہیں ایک کے پیچھے ایک آگے اس کے سے اور پیچھے اس کے سے محافظت کرتے ہیں اس کو حکم خدا تعالیٰ کے سے تحقیق اللہ

کھلا پھرتا ہے آدمی کے ساتھ آگے اور پیچھے باری باری سے فرشتے لگے رہتے ہیں جو خدا کے حکم سے اس کو بچاتے ہیں ف۱۳ بیشک خدا

لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا

نہیں بدلتا ہے اس معاملت کو کہ ساتھ کسی قوم کے ہے یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ جو کچھ بیچ جی ان کے کے اور جس وقت ارادہ کرتا ہے خدا ساتھ کسی قوم کے برائی کا

کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا (یا کسی قوم پر سے اپنی نعمت اٹھا نہیں لیتا) جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں ف۱۴ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تباہ کرنا چاہے تو

ف۴ یعنی استہزا اور تکذیب کے طور پر کہتے ہیں کہ اس تندرستی اور عافیت کی بجائے عذاب اور بلا کیوں نہیں نازل ہوتی۔ مشرکین کے اس قسم کے مطالبے کا قرآن نے متعدد آیات میں ذکر کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ جن میں ان کے لئے عبرت کا کافی سامان موجود ہے۔ موضح میں ہے کہ پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں یعنی عذاب ویسے کہ ان کی کہاوتیں چلی ہیں۔

ف۶ معلوم ہوا کہ سلامتی اور امن کی راہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید بھی رکھے اور اس کے عذاب سے ڈرتا بھی رہے۔ سعید بن المسیب سے ایک (مرسل) روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کا عفو و درگزر نہ ہو تو کسی شخص کی زندگی خوشگوار نہ ہو اور اگر اس کے عذاب کا ڈر نہ ہو تو ہر شخص بے کھٹکے گناہ کرے۔ (روح)

ف۷ جسے دیکھ کر ہمیں پتا چل جاتا کہ یہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

ف۸ جیسے خلفاء اربعہؓ اور ائمہ سلفؒ کہ اس امت کے ہادی ہو گزرے ہیں۔ مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ آنحضرت نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں منذر ہوں اور تو ہادی ہے۔ مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے پھر خلافت بلافصل پر اس سے استدلال بھی غلط ہے۔ کما لا یخفی (روح)

ف۹ یعنی حمل قرار پانے سے لے کر زمانۂ ولادت تک کا خدا کو علم ہے اور یہ علم "مافی الارحام" خاص طور پر صفاتِ الٰہیہ میں سے ہے۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ کسی کو علم نہیں ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے اور رحم (پیٹ) کیا کم کرتے ہیں اور کیا زیادہ۔ بارش کب ہوگی۔ انسان کہاں مرے گا اور یہ کہ قیامت کب آئے گی۔ (بخاری)

ف۱۰ یعنی وہی جانتا ہے کہ کون سی چیز کیسی اور کتنی ہوگی۔ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

ف۱۱ ہر چیز پر اپنے علم سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یہ سب اس کے علم میں برابر ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۳ یعنی خدا کے حکم کی بنا پر اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ دو فرشتے دائیں بائیں اس کے نیک اور بد اعمال کا ریکارڈ لکھنے کے لئے مقرر ہیں۔ ان کے علاوہ دو اور فرشتے ہیں جو انسان کی حفاظت و نگرانی پر مقرر ہیں۔ ان میں سے ایک اس کے آگے اور ایک اس کے پیچھے رہتا ہے۔ گویا کہ وہ ہر آن چار فرشتوں کے درمیان رہتا ہے۔ دن کے فرشتے اور ہوتے ہیں اور رات کے اور۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ان فرشتوں کی باری صبح اور عصر کے وقت تبدیل ہوتی ہے۔ اس حقیقت کے اظہار سے مقصد یہ ہے کہ انسان ہر آن اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں رہتا ہے اور اس کی کوئی حرکت اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ف۱۴ یعنی جب تک نیکی کی بجائے برائی اور اطاعت کی بجائے نافرمانی نہ کرنے لگیں البتہ جب وہ ایسا کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمت چھین لیتا ہے اور ان پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں قوموں کی تباہی کا قانون بیان کیا گیا ہے افراد کا نہیں۔ کسی قوم کی اچھی یا بری حالت کا تعین اس لحاظ سے کیا جائے گا کہ آیا اس میں اچھے لوگوں کا غلبہ ہے یا برے لوگوں کا؟ رہے افراد تو یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک شخص گناہ کرے تبھی اس پر عذاب نازل ہو بلکہ ایک بے گناہ شخص دوسروں کے گناہ کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول! کیا ہم نیک لوگوں کے رہنے کے باوجود ہلاک ہو سکتے ہیں؟ فرمایا: "ہاں! جب برائی بہت ہو جائے۔ (از فتح القدیر)

ف۱ چاہے وہ کوئی پیر ہو یا بزرگ یا بُت ، یا جن یا فرشتہ۔ ف۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ایسے نشان بیان فرمائے ہیں جو بیک وقت امید و بیم کے حامل ہیں جو رحمت کا پیش خیمہ بھی بن سکتے ہیں اور موجب زحمت بھی۔ مثلاً جب بجلی چمکتی ہے تو امید بندھتی ہے کہ بارش ہوگی مگر ڈر بھی لگتا ہے کہیں تباہی کا موجب نہ بن جائے۔ بادل دیکھ کر باران رحمت کی امید بندھ جاتی ہے مگر ساتھ ہی یہ اندیشہ بھی دامنگیر رہتا ہے کہ کہیں سیلاب نہ آجائے پس انسان کو چاہئے کہ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہے اور اس کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے۔

ف۳ یعنی اپنی زبانِ حال، یا قال سے اس کی تسبیح پڑھتی ہے جیسا کہ سورہ اسراء (آیت ۴۴) میں ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ - اور کوئی چیز ایسی نہیں جو حمد سمیت اس کی تسبیح بیان نہ کرتی ہو۔ روایات میں آیا ہے کہ گرج کی آواز سُن کر "یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ" پڑھنا چاہئے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی اتنی نشانیاں دیکھنے کے باوجود اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں کبھی اس کے کمال علم وقدرت اور تفرد بالالوہیۃ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ زندہ کیسے کرے گا۔ اور کبھی اس کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور کبھی اس کے عذاب کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔ (روح)

ف۵ یا اس کی چال بڑی زبردست ہے جس کا توڑ نہیں ہو سکتا۔

ف۶ یعنی اپنی حاجتیں اور مرادیں پوری کرانے کے لئے اسی کو پکارنا برحق ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک کی سنتا اور اسے پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

ف۷ جس کا کوئی نتیجہ نہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: کافر جن کو پکارتے ہیں، بعضے خیال ہیں اور بعضے جن ہیں اور بعضے چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں، پھر کیا حاصل ان کا پکارنا؟ جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی۔ (موضح)

ف۸ مومن خوشی سے اور کافر ناحق زور سے یعنی مجبوراً۔

ف۹ یعنی ان کے سایوں کا گھٹنا بڑھنا بھی اسی کے ارادہ اور مشیت سے ہے۔ صبح و شام کا ذکر اس لئے کیا کہ ان وقتوں میں زمین پر ہر چیز کا سایہ زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور عبادت کے لحاظ سے یہ دونوں عمدہ وقت ہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: صبح اور شام کے وقت

فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا

پس نہیں پھیرنا واسطے اس کے اور نہیں ہے واسطے ان کے سوائے اس کے کوئی کارساز وہی ہے جو دکھلاتا ہے تم کو بجلی ڈر سے

کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا اور اللہ کے سوا کوئی اُن کا والی نہیں (جو تباہی سے اُن کو بچائے) ف۱ وہی خدا ہے جو تم کو بجلی کی چمک دکھلاتا ہے ڈرانے کو (کہیں ایسا

وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ

اور طمع سے اور پیدا کرتا ہے بادل بھاری اور تسبیح کرتا ہے گرجنے والا ساتھ تعریف اس کی کے اور فرشتے ڈر

نہ ہو زمین پر گرے) اور امید دلانے کو (شاید پانی برسے) اور بوجھل (پانی سے بھرے ہوئے) بادلوں کو پیدا کرتا ہے ف۲ اور گرج (کڑک) اُس کی تعریف کی تسبیح پڑھتی

خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي

اس کے سے اور بھیجتا ہے گرنے والی بجلیاں پس پہنچا دیتا ہے ان کو جس کو چاہے اور وہ جھگڑتے ہیں بیچ

ہے اور فرشتے بھی ڈر کے مارے (اس کی تسبیح پڑھتے ہیں) اور (وہی خدا) کڑک کے بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے ان کو گراتا ہے اور وہ (کافر) اللہ کے مقدمے

اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۗ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

اللہ کے اور وہ سخت عذاب والا ہے واسطے اس کے ہے پکارنا سچا اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں سوائے اس کے

میں جھگڑتے ہیں ف۴ حالانکہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے ف۵ اُسی کی پکار، سچی پکار ہے ف۶ اور جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں (بُت اوتار اولیا وغیرہ)

لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

نہیں جواب دیتے ان کو ساتھ کسی چیز کے مگر جیسے کھولنے والا دونوں ہتھیلیاں اپنی کو طرف پانی کی تو کہ پہنچے منہ اس کے کو اور نہیں وہ پہنچنے والا

وہ ان کا کچھ کام نہیں نکال سکتے مگر ایسا ہی نکال سکتے ہیں، جیسے کوئی اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے (اور اس کے سامنے گڑگڑائے) تاکہ پانی (اس کی

بِبَالِغِهٖ ۚ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اس کو اور نہیں دعا کافروں کی مگر بیچ گمراہی کے ف۷ اور واسطے خدا کے سجدہ کرتا ہے جو کوئی بیچ آسمانوں کے ہے

خواہش کر) اور اُس کے گڑگڑانے پر رحم کر کے خود بخود اُس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ پانی (ایسا کرنے سے) کبھی اس کے منہ تک آنیوالا نہیں اور کافروں (مشرکوں) کا پکارنا

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ ۩ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

السجدۃ

زمین کے ہے خوشی سے اور ناخوشی سے اور پرچھائیاں ان کی صبح کو اور شام کو کہہ کون ہے پروردگار آسمانوں کا اور

عبادت یا دعا کرنا محض لغو ہے اور صبح اور شام اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں (یعنی درحقیقت اسی کے اختیار میں ہیں) جو آسمان میں ہیں (یعنی فرشتے) اور زمین میں ہیں (یعنی آدمی اور

وَالْاَرْضِ ۗ قُلِ اللّٰهُ ۗ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ

زمین کا کہہ کہ اللہ کہہ کیا پس پکڑے ہیں تم نے سوائے اس کے کارساز کہ نہیں اختیار رکھتے واسطے جانوں اپنی کے

جن خوشی سے اور زور سے اور ان کے سائے (پرچھائیاں بھی) ف۹ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) پوچھ آسمان اور زمین کا مالک کون ہے (وہ کیا جواب دیں گے تو خود ہی) کہدے اللہ ہے (اور کون) کہدے پھر کیا تم نے اللہ کو چھوڑ کر

نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ

نفع اور نہ ضرر کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا کیا برابر ہوتے ہیں اندھیرے

دوسروں کو اپنا مالک بنا لیا جو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے (تو تمہارے نفع نقصان کا اُن کو کیا اختیار ہوگا) کہدے کیا اندھا اور انکھیارا برابر (مومن اور کافر برابر) یا

وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۗ قُلِ

اور اُجالا کیا مقرر کیا ہے انہوں نے واسطے خدا کے شریک کہ پیدا کیا انہوں نے مانند پیدائش اس کی کے پس مل گئی پیدائش اوپر ان کے ف۱۰ کہہ کہ

قدرت والا سچا خدا اور یہ جھوٹے خدا برابر) کیا اندھیرا اور اُجالا برابر (کفر اور ایمان برابر) کیا ان کافروں نے ان لوگوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا ہے جنہوں نے خدا کی طرح کچھ پیدا کیا ہے اور اس

پرچھائیں زمین پر پھیر جاتی ہیں یہی ان کا سجدہ ہے۔ ف۱۰ یعنی اگر ایسا ہوتا کہ دنیا میں کچھ چیزیں تو اللہ نے پیدا کی ہوتیں اور کچھ دوسروں نے تب تو ان مشرکوں کے شرک کی کوئی بنیاد ہو سکتی تھی کہ یہ خالق ہونے کی وجہ سے مستحق عبادت ہیں مگر جب یہ خود مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ اور صرف اللہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک قرار دیں۔ (وحیدی)

ف١ سب پر غالب ہے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ف٢ یعنی جو نالہ جتنا بڑا تھا اتنا ہی اس میں زیادہ پانی بہا اور جتنا چھوٹا تھا، اتنا ہی اس میں کم پانی بہا۔ ف٣ یعنی وہ جھاگ پانی کے اوپر ہی ہو نیچے پانی خالص ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہو۔ ف٤ اور تپانے سے اوپر آجاتا ہے۔ یہ حق و باطل کی دوسری مثال ہے۔ ف٥ یعنی دیر پا ہوتا ہے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ف٦ ان دونوں مثالوں میں حق (قرآن) کو پانی سے تشبیہ دی ہے اور نالوں سے مراد انسانوں کے دل ہیں جو اپنے اپنے ظرف و استعداد کے مطابق حق سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ یا وہ حق زیور ہے جس سے نفوسِ انسانی آراستہ ہوتے ہیں اور لوگ معاش و معاد میں اس سے انواع و اقسام کے منافع اور فوائد حاصل کرتے ہیں اور باطل کی مثال جھاگ کی ہے جو حق سے کشمکش کے موقع پر وقتی طور پر ابھر کر اوپر آجاتا ہے۔ مگر آخر کار مٹ جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو علم و ہدایت دے کر مجھے مبعوث کیا ہے اس کی مثال بارش کی ہے جو زمین پر برسے۔ پھر جو زرخیز اور قابل ہوتی ہے اس پر گھاس چارا اگ آتا ہے، اور اس میں گڑھے ہوتے ہیں جو پانی کو روک لیتے ہیں۔ لوگ گھاس چراتے اور پانی پلاتے ہیں۔ بہر حال وہ مفید ہے لیکن جو زمین چٹیل اور شور ہوتی ہے، اس میں نہ پانی ٹھہرتا ہے اور نہ سبزہ اگتا ہے۔ پہلی مثال ان لوگوں کی ہے جو علم دین حاصل کرتے ہیں خود بھی مستفید ہوتے ہیں اور ان سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسری شور زمین کی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہدایتِ الٰہی کی طرف نہ آنکھ اٹھائی اور نہ اسے قبول کرنے کی کوشش کی۔ (روح۔ ابن کثیر)

اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ

اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي

النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ

الْبَاطِلَ ڛ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي

الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ

ف٧ ای المثوبة الحسنیٰ مبتدا مؤخر و جار مجرور خبر مقدم۔

ف٨ الموصول مبتدا و الجملة الشرطیة خبرہ۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ حق سے عناد رکھتے ہیں قیامت کے دن جو اُن پر مصیبت آئے گی وہ اس سے رہائی کے لئے اس قدر مال و دولت کی بھی پرواہ نہ کریں گے اور فدیہ میں دینے کو تیار ہو جائیں گے۔ (از روح)

ف٩ یہ "الحسنیٰ" کے مقابلہ میں ہے: ای والذین لم یستجیبوا له لهم سوء الحساب یعنی ان کو کسی قسم کی معافی نہیں دی جائے گی اور ان کے ایک ایک گناہ پر بُری طرح محاسبہ ہوگا۔ یہی مناقشة فی الحساب ہے جس کا حدیث میں ذکر ہے: مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ۔ کہ جن کے حساب میں چھان بین کی جائے گی ان کو ضرور عذاب ہوگا۔

ف١٠ یعنی ان دونوں کا یکساں ہونا قطعی ناممکن ہے۔

ف١١ یعنی ہر وہ عہد جس کے پورا کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے یا خاص کر وہ عہد جو ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے لیا تھا کہ وہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں۔ دیکھئے اعراف آیت ١٧٢ (روح)

ف١٢ یعنی وہ ان منافقین کی طرح نہیں ہیں جن میں سے کوئی جب عہد کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے، جب جھگڑتا ہے تو بدکلامی پر اُتر آتا ہے اور جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب اسے کوئی امانت سونپی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔ ف١٣ یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں یا اللہ، رسولؐ، عام مسلمانوں، ہمسایوں، رشتہ داروں، دوستوں، یتیموں، بیواؤں، الغرض ہر ایک کا حق پہچانتے اور ادا کرتے ہیں۔ (وحیدی بتصرف) ف١٤ اس کے عائد کردہ فرائض کو بجا لاتے اور اس کے منع کردہ گناہوں سے بچتے ہیں۔ (وحیدی)

سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بُرائی حساب کی سے اور وہ لوگ کہ صبر کرتے ہیں واسطے چاہنے رضامندی رب اپنے کی اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

خوف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اپنے مالک کی خوشی کے لیے ۲ (اللہ کے حکم بجالانے پر اور گناہ سے باز رہنے پر) صبر کیا اور نماز کو درستی سے (اپنے وقت پر شرائط اور آداب کے ساتھ)

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓىِٕكَ

اور خرچ کرتے ہیں اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو پوشیدہ اور ظاہر اور دفع کرتے ہیں ساتھ نیکی کے برائی کو یہ لوگ

ادا کیا اور جو ہم نے ان کو (مال) دیا اس میں سے چھپے اور کھلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا (زکوٰۃ دی) اور برائی کے بدل (لوگوں سے) بھلائی کی انہی لوگوں کو پچھلا گھر ملے گا۔

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ

واسطے انہیں کے ہے پچھلا گھر کی بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی کہ داخل ہوں گے ان میں وہ اور جو کوئی کہ لائق ہیں باپوں ان کے سے اور

(وہ کیا ہے) رہنے کے باغ ہیں ۵ جن میں وہ (خود) جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیبیوں اور اولاد

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

بیبیوں ان کی سے اور اولاد ان کی سے اور فرشتے داخل ہوں گے اوپر ان کے ہر دروازے سے کہیں گے

میں سے جو نیک ہوں گے ۶ اور جنت کے ہر ایک دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے۔ (کہیں گے)

سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

سلامتی ہے اوپر تمہارے بسبب اس کے کہ صبر کیا تم نے پس اچھی ہے پچھاڑی گھر کی اور جو لوگ کہ توڑتے ہیں عہد

(تم سلامت رہو ۷ یہ جو تم کو ملا) تمہارے صبر کا بدلہ ہے تم کو یہ پچھلا گھر مبارک اور جو لوگ اللہ سے پکا قول کر کے پھر اس کو

اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ

خدا کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور کاٹتے ہیں اس چیز کو کہ حکم کیا ہے اللہ نے بیچ اس کے یہ کہ ملائی جاوے اور فساد کرتے ہیں

توڑ ڈالتے ہیں اور اللہ نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا (مثلاً ناطہ جوڑنے کا) اس کو چھوڑ ڈالتے ہیں (ناطے والوں سے بدسلوکی کرتے ہیں)

فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ

بیچ زمین کے یہ لوگ واسطے ان کے ہے لعنت اور واسطے ان کے ہے برائی گھر کی اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو

اور ملک میں (ناحق) دھند مچاتے ہیں (لوٹ مار، خرابی، ظلم، بدعت) انہی لوگوں پر لعنت پڑے گی (اور رہنے کو برا گھر ملے گا (یعنی دوزخ) اللہ جس کو چاہتا ہے فراغت سے روزی

لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی

واسطے جس کے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس کو چاہے اور خوش ہوئے یہ ساتھ زندگانی دنیا کے اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی بیچ

دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو تنگی سے دیتا ہے ۸ اور یہ لوگ (مکہ کے کافر) دنیا کی زندگی پر پھولے ہوئے ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے سامنے کچھ نہیں مگر

الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ

آخرت کے مگر اسباب تھوڑا اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے کیوں نہ اتاری گئی اوپر اس کے نشانی رب اس کے

بے حقیقت ۹ اور (اے پیغمبر) کافر کہتے ہیں اس کے مالک کی طرف سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری؟

رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ الَّذِیْنَ

سے کہہ تحقیق اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس شخص کو رجوع کرتا ہے جو لوگ کہ

۱۰ کہہ دے اللہ تعالیٰ جن کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں ان کو اپنی راہ بتاتا ہے ۱۱ (وہ کون لوگ ہیں) جو

ع ۸/۹

منزل ۳

ف۱ لہٰذا وہ اس وقت سے پہلے ہی اپنا محاسبہ کرتے رہتے ہیں ف۲ یعنی ریاکاری یا شہرت کے لئے نہیں بلکہ محض رضائے الٰہی کی طلب کے لئے "صبر کیا" اور نیک اعمال پر ثابت قدمی دکھائی۔ ف۳ اگر ریاکاری کا اندیشہ نہ ہو تو پوشیدہ طور پر صدقہ دینا افضل ہے اور حدیث میں "سراً صدقہ دینے والے کو ان لوگوں میں شمار کیا گیا ہے جن کو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی۔ (روح) ف۴ یعنی کوئی ان پر کتنا ہی ظلم کرے وہ اس کے جواب میں عدل و انصاف ہی کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے "تم اپنے عمل کو لوگوں کے تابع نہ بناؤ اور یوں نہ کہو: اگر وہ ہم سے بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اس طریقہ پر کاربند ہو جاؤ کہ اگر لوگ بھلائی کریں، تب تو تم بھلائی کرو اور اگر وہ برائی کریں تب بھی تم ظلم و زیادتی نہ کرو یا اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نیک عمل کر کے برے عمل کو مٹا دیتے ہیں جیسے فرمایا: اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کہ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَةً فَاعْمَلْ بِجَنْبِهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا السِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةَ بِالْعَلَانِیَةِ۔ جب تم کوئی برا کام کرو تو اس کے بعد نیک کام کرو وہ اسے مٹا دے گا، پوشیدہ گناہ کو پوشیدہ نیکی سے اور ظاہری گناہ کو ظاہری نیکی سے مٹاؤ۔ (معالم، روح)

ف۵ بدل کل من عُقْبَى الدَّارِ یہ ترجمہ اس لحاظ سے ہے کہ "عدن" کے معنی رہنے کے ہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عدن جنت میں ایک مقام کا نام ہے اس تفسیر کے مطابق "جَنّٰتِ عَدْنٍ" کا ترجمہ "عدن کے باغ" ہوگا۔ اس صورت میں یہ عقبی الدار سے بدل البعض ہوگا۔ (از روح)

ف۶ وہ بھی ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے نیک ہونا بہرحال شرط ہے صرف رشتہ داری کا تعلق کافی نہیں۔

ف۷ یعنی ہر مصیبت، رنج و غم اور پریشانی سے محفوظ ہو گئے۔

ف۸ یعنی دنیا میں رزق کی فراوانی یا تنگی کوئی معیار نہیں ہے جس کے لحاظ سے کسی شخص کے اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ یا غیر پسندیدہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔ بسا اوقات وہ کافر کو خوب سامان عیش دیتا ہے اور مومن پر تنگ دستی وارد کرتا ہے تاکہ دونوں کی آزمائش کی جائے۔ مومن اپنے صبر و شکر کی وجہ سے آخرت میں بلند درجات پاتا ہے اور کافر ناکام رہتا ہے۔ اس لئے آخرت میں اس کا ٹھکانا برا ہوتا ہے لہٰذا گمراہ لوگوں کی ان بداعمالیوں کے باوجود ان کے عیش و عشرت سے کسی کو دھوکا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ یہ محض مہلت ہے جو کافر کو دنیا میں دی جاتی ہے۔ (روح)

ف۹ یا ایک تھوڑی دیر کا سامان۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرما رہے تھے جب اٹھے تو آپؐ کے پہلو پر چٹائی کا نشان تھا ہم نے عرض کیا: کیا ہم آپؐ کے لئے ایک نرم بستر بنا دیں؟ فرمایا: "کیا کرنا ہے" میں تو دنیا میں ایک راہ چلتے مسافر کی طرح ہوں جس نے ایک درخت کے نیچے تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور پھر آگے چل دیا۔ (ترمذی) ف۱۰ جسے دیکھ کر ہم خدا کا رسول مان لینے پر مجبور ہو جاتے مثلاً یہ کہ مکہ کے پہاڑ سونے کے ہو جاتے یا کوئی فرشتہ سامنے آ جاتا۔ ف۱۱ یعنی نشانی کے اترنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ تمہارے اب تک ایمان نہ لانے کی یہ وجہ نہیں ہے کہ تم نے کوئی نشانی نہیں دیکھی۔ نشانیاں تو بے حد و حساب موجود ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ تم راہِ حق کی جستجو نہیں رکھتے اگر تمہاری خواہش اور جستجو ہوتی تو صرف قرآن کی نشانی کو دیکھ کر راہِ حق کو پا لیتے کیونکہ یہ کتاب واضح دلائل سے لبریز ہے۔ (از ابن کثیر، روح)

ف۱ یہ ایمان کے خالص اور پختہ ہونے کی علامت ہے کہ ذہن خواہ کتنی ہی فکروں میں اُلجھا ہوا ہو لیکن جونہی نماز شروع کرے یا اللہ کو یاد کرے تو تمام فکر بھول جائیں اور انسان حقیقی اطمینان قلب سے بہرہ ور ہو جائے۔
ف۲ خوشی یا مبارک باد "طوبیٰ" کے لفظی معنی ہیں۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ "طوبیٰ" جنت کے ایک درخت کا نام بھی ہے۔ (ابن کثیر) ف۳ یعنی اللہ نے اپنی رحمت سے ان لوگوں پر کرم فرمایا کہ آپؐ کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا مگر ان کی ناشکری کا حال یہ ہے کہ اس کا حق پہچاننے سے منکر ہو گئے ہیں۔ کفارِ مکہ اللہ کے خالق ہونے کا تو اقرار کرتے تھے مگر اس کے "رحمان" ہونے کے منکر تھے بلکہ جب اللہ تعالیٰ کے "رحمٰن" ہونے اور اسے اس نام سے پکارنے کی دعوت دی جاتی تو اس سے چڑتے اور کہتے: وَمَا الرَّحْمٰنُ وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا۔ رحمٰن کیا چیز ہے؟ اور اس سے ان کی نفرت بڑھ جاتی (سورہ فرقان آیت ۶۰) نیز حدیبیہ کے صلح نامہ پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھوانا چاہا تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ رحمٰن و رحیم کیا ہیں؟ بروایت بخاری۔ ابن کثیر۔ تاکہ "الرحمٰن" اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ حدیث میں ہے اللہ کے نزدیک سب سے پیارے نام "عبداللہ" اور "عبدالرحمٰن" ہیں۔ (مسلم)

اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴿۲۸﴾

ایمان لائے اور آرام پکڑتے ہیں دل ان کے ساتھ یاد اللہ کے خبردار ہو ساتھ یاد اللہ تعالیٰ کے آرام پکڑتے ہیں دل

ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسلی ہوتی ہے سُن لو اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین آتا ہے ف۱

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ

جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے خوشحالی ہے واسطے ان کے اور اچھی ہے جگہ پھر جانے کی اسی طرح

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن کو (آخرت میں) خوشی (مبارک باد) ف۲ اور اچھا ٹھکانا ہے (اے پیغمبر جیسے ہم نے اور پیغمبروں کو بھیجا) اسی طرح

اَرْسَلْنٰكَ فِیْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَیْهِمُ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ

بھیجا ہم نے تجھ کو بیچ امت کے تحقیق گذر گئی ہیں پہلے اس سے بہت امتیں تو کہ پڑھے تو اوپر ان کے وہ چیز کہ وحی کی ہم نے

تجھ کو بھی ایک گروہ کی طرف بھیجا جس سے پہلے کئی گروہ گزر چکے ہیں اس لیے کہ تو ان کو وہ (قرآن) پڑھ کر سنا دے جو ہم نے (وحی کے ذریعہ سے) تجھ کو بھیجا

اِلَیْكَ وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

طرف تیری اور وہ کفر کرتے ہیں ساتھ رحمٰن کے کہہ وہی ہے پروردگار میرا نہیں کوئی معبود مگر وہ اوپر اسی کے توکل کیا ہے میں نے اور

حالانکہ وہ رحمٰن (خدا) کو نہیں مانتے ف۳ (اے پیغمبر) کہہ دے (رحمٰن اسی خدا کی ایک صفت ہے) وہ میرا مالک ہے اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اسی پر میرا

اِلَیْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ

طرف اسی کے ہے توبہ کرنا میرا اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا کہ چلائے جاتے ساتھ اس کے پہاڑ یا کاٹی جاتی ساتھ اس کے زمین

بھروسا ہے اور اسی کی طرف مجھ کو لوٹ جانا ہے (یا اسی کی درگاہ میں میں توبہ کرتا ہوں)، اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس سے پہاڑ سرک جاتے یا زمین پھٹ جاتی (یا اس کی

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ اَفَلَمْ یَایْـَٔسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ

یا بلائے جاتے ساتھ اس کے مُردے تو بھی نہ ایمان لاتے بلکہ واسطے خدا کے ہے کام سارا کیا پس نہیں جان کرنا امید ہوئے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ

مسافت طے ہو جاتی) یا مُردے بات کرنے لگتے بلکہ (بات یہ ہے) سب اختیار اللہ کا ہے ف۴ کیا ابھی تک مسلمان یہ نہیں سمجھے ف۶ کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو راہ پر لگا دیتا

لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا

اگر چاہتا اللہ تعالیٰ البتہ ہدایت کرتا لوگوں کو سب کو اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں پہنچی جاوے گی ان کو بسبب

ف۷ (کچھ نشانی کی بھی حاجت نہ رہتی) اور (مکہ کے) کافروں کو ان کے اعمال کی سزا میں کوئی نہ کوئی آفت پہنچتی رہے گی ف۸ یا ان کی بستی کے نزدیک

صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اس کے جو کرتے ہیں مصیبت یا اترے گی نزدیک گھر ان کے سے یہاں تک کہ آوے وعدہ اللہ تعالیٰ کا تحقیق اللہ تعالیٰ

آفت اترے گی ف۹ یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ لگے (موت یا قیامت یا فتح مکہ) بیشک اللہ اپنا

لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ

نہیں خلاف کرتا وعدہ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس ڈھیل دی میں نے واسطے ان لوگوں کے

وعدہ خلاف نہیں کرتا ف۱۰ اور (اے پیغمبر) تجھ سے پہلے بھی کئی پیغمبروں پر ٹھٹھا اڑ چکا ہے پھر میں نے کافروں کو (چند روز تک) ڈھیل

كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ

جو کافر ہوئے تھے پھر پکڑا ہم نے ان کو پس کیونکر تھا عذاب میرا کیا پس جو شخص کہ وہ کھڑا ہے اوپر ہر جان کے

چھوڑ دیا پھر ان کو دھر پکڑا تو میرا عذاب کیسا (سخت) تھا ف۱۱ پھر کیا جو (یعنی خداوند کریم) ہر شخص کے کاموں کی خبر رکھتا ہے

ف۴ تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ اتنی عبارت محذوف ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کفار مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپؐ اپنے دعوائے نبوت میں سچے ہیں تو ہمارے اسلاف کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کریں تاکہ ہم ان سے بات چیت کریں اور مکہ کے ان پہاڑوں کو جنہوں نے ہمیں بھینچ رکھا ہے ذرا سرکا دیں تاکہ جگہ کھل جائے۔ بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ان کا مطالبہ پورا ہو جائے۔ شاید ایمان لے آئیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہوئے ہوتے تو اس قرآن سے پہلے ہو جاتے۔ اس سے مقصد قرآن کی عظمت کو ظاہر کرنا ہے۔ (ابن کثیر۔ روح)

ف۵ یعنی جن نشانیوں کا یہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دکھانے پر قادر ہے کیونکہ اسے ہر چیز کا اختیار ہے مگر اس موقع پر ان نشانیوں کا دکھانا بے سود ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ اتنے سرکش اور ضدی ہیں کہ یہ نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

ف۶ یا کیا ابھی تک مسلمان ان کے ایمان لانے سے مایوس نہیں ہوئے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

ف۷ یعنی ہدایت تو مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے جو ان نشانات کے دکھائے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی یہ کفار مکہ نشانیوں کو دیکھ کر ماننے والے نہیں ہیں۔ یہ مانیں گے تو اس طرح کہ ان کے کرتوتوں کی سزا میں آئے دن کوئی نہ کوئی آفت ان پر نازل ہوتی رہے جیسے قتل، قید، قحط یا بیماری وغیرہ۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی اُن پر پڑے یا ہمسایہ پر۔ جب تک سارے عرب ایمان میں آجائیں۔ یہی وہ آفت تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔ (موضح) ف۹ یعنی وہ آفت ان کے آس پاس والوں پر اُترے گی اور وہ ان کا حال دیکھ کر عبرت حاصل کریں گے ف۱۰ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ قریش میں سے بعض لوگ مارے گئے بعض قید ہوتے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہوا یعنی مکہ فتح ہوا ف۱۱ اس سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے کہ آپؐ ان کافروں کی لوسیوں ٹھٹھولیوں سے بددل نہ ہوں۔

بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ۗ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۚ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

ساتھ اس چیز کے کہ کماتے ہیں اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے شریک کہہ نام رکھو ان کے کیا خبر دار کرتے ہو تم اُس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا بیچ زمین

یعنی خبر دار ہے، برا بھلا سب دیکھتا ہے ف۱ اور اس کی (بھی) خبر رکھتا ہے کہ ان کافروں نے اللہ کے شریک ٹھیرا لیے ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے بھلا، اُن کے نام تو بتاؤ یا کیا تم خدا کو وہ بات بتلاتے ہو

الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا

کے یا ساتھ ظاہری کے بات سے ف۲ بلکہ زینت دیا گیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے مکر ان کا اور بند کیے گئے

جو ساری زمین میں (کہیں) وہ نہیں جانتا یا (فقط) اوپری اوپر (محض لغو) ایک بات بکتے ہو ف۲ بات یہ ہے کہ ان (کافروں) کو اپنا کفر اچھا معلوم ہوتا ہے (شیطان نے ان کو بہکا دیا ہے)

عَنِ السَّبِيْلِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

راہ سے ف۴ اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں واسطے اس کے کوئی راہ دکھانے والا واسطے ان کے عذاب ہے بیچ زندگانی دنیا کے

اور (سچی) راہ سے روک دیئے گئے ہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا ان لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب رکھا ہوا ف۵

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ

اور البتہ عذاب آخرت کا بہت سخت ہے اور نہیں واسطے ان کے اللہ سے کوئی بچانے والا۔ صفت اس بہشت کی کہ وعدہ کیے گئے ہیں

ہے اور آخرت کا عذاب تو بیشک (دنیا کے عذاب سے) بہت سخت ہے اور اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں۔ جس باغ کا پرہیزگاروں کے لیے وعدہ ہے

الْمُتَّقُوْنَ ۗ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۗ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ۗ تِلْكَ عُقْبَى

پرہیزگار چلتی ہیں نیچے اس کے سے نہریں میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ اس کا بھی یہ ہے آخر

اس کا حال یہ ہے کہ اُس کے تلے (پانی کی) نہریں پڑی بہ رہی ہیں (تو کیسا شاداب اور پر بہار باغ ہوگا) ہمیشہ (ہر فصل میں) اس کا میوہ تیار (کبھی فنا یا کم نہ ہوگا) اور سایہ بھی

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ

ان لوگوں کا کہ پرہیزگار ہیں اور آخر کام کافروں کا آگ ہے اور جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب خوش ہوتے ہیں

ہمیشہ قائم، پرہیزگاروں کا انجام یہ ہے اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔ اور جن لوگوں کو ہم نے (پہلے) کتاب (توریت اور انجیل) دی تھی (اور وہ تجھ پر بھی ایمان لائے) وہ

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۗ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

ساتھ اس چیز کے کہ اُتاری گئی ہے طرف تیری اور بعضی جماعتوں سے وہ شخص ہے کہ انکار کرتا ہے بعضے اس کے کو کہہ سوائے اس کے نہیں کہ حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ عبادت

جو تجھ پر اترا (قرآن شریف) اس سے خوش ہوتے ہیں ف۶ اور ان گروہوں (یہود و نصاریٰ) میں ایسے بھی ہیں جو قرآن کی بعضی باتوں کو نہیں مانتے ف۷ (اے پیغمبر) کہہ دے مجھ کو یہی حکم

اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۗ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۗ

کروں اللہ کو اور نہ شریک لاؤں ساتھ اس کے۔ طرف اسی کی پکارتا ہوں میں اور طرف اسی کی ہے پھر جانا میرا اور اسی طرح اتارا ہے ہم نے اس قرآن کو حکم عربی

ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پوجوں اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤں میں اسی کی بندگی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں (نہ اور کسی کی طرف) اور اسی کی طرف مجھ کو لوٹ جانا ہے ف۸ اور ایسے ہی ہم نے قرآن کو ف۹

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

اور اگر پیروی کرے گا تو خواہشوں ان کی کی پیچھے اس چیز کے کہ آئی تیرے پاس علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی

حکمت سے بھرا ہوا عربی زبان میں اتار دیا ہم نے اس کو عربی فرمان کر کے اتارا) اور اگر (اے پیغمبر) علم تیرے پاس آجانے کے بعد بھی پھر تو ان کی خواہشوں پر چلے ف۱۰ تو خدا تعالیٰ سے تیرا حمایتی اور

وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۗ

دوست اور نہ بچانے والا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر پہلے تجھ سے اور کیں ہم نے واسطے ان کے بیبیاں اور اولاد

بچانے والا کوئی نہ ہوگا ف۱۱ اور بے شک ہم نے تجھ سے پہلے کئی پیغمبر بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور اولاد دیں ف۱۲

ع ۵ / ۱۱

ف۱ کیا وہ تمہارے جھوٹے معبودوں کی طرح ہے جو کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان؟ اتنی عبارت محذوف ہے۔ ف۲ حالانکہ اسے زمین کے چپے چپے کی خبر ہے۔ تو اگر ان شرکاء کا کہیں وجود ہوتا تو وہ انہیں ضرور جانتا۔ اس تفسیر کی رُو سے یعلم میں ھو کی ضمیر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "لا یعلم" میں ضمیر "ما" کے لئے ہو اور مطلب یہ ہو کہ کیا اللہ تعالیٰ کو ان بے جان بتوں کے معبود ہونے کی خبر دیتے ہو جن کو ذرہ بھر بھی علم نہیں ہے۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں "اس سے مقصود تو زمین و آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی نفی کرنا ہے لہٰذا "فی الارض" کی قید محض اس لئے لگائی ہے کہ کفار اپنے بتوں کے "آلھۃ الارض" ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ (از روح۔ ابن کثیر)

ف۳ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ مراد ہے ان کا اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینا۔

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں ہدایت نہیں لکھی۔

ف۵ یعنی عنقریب قتل، قید اور ذلیل ہوں گے۔

ف۶ کیونکہ اس کے متعلق ان کی کتابوں میں شواہد اور بشارتیں موجود ہیں۔ (روح)

ف۷ یعنی اس سے ناراض اور سیخ پا ہوتے ہیں۔ ان سے مراد وہ باتیں ہیں جو قرآن نے ان کی خود ساختہ شریعت اور اہواء و اغراض کے خلاف بیان کی ہیں۔

ف۸ تو جو شخص نہیں مانتا وہ گویا اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت سے انکار کرتا ہے۔ (وحیدی)

ف۹ یعنی جس طرح ہم نے پہلی کتابیں ہر امت پر اس کی اپنی زبان میں اتاریں، اسی طرح...

ف۱۰ کیونکہ آپ کی بعثت گو تمام جن و انس کے لئے ہے لیکن اس کے اولین مخاطب وہ لوگ ہیں جن کی زبان عربی ہے۔

ف۱۱ یہ خطاب بظاہر آنحضرتؐ سے ہے لیکن مراد ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب اور اس کے غصہ سے ڈرنے والا ہو اور اس میں وعید ہے ان علما کے لئے جو جانتے بوجھتے سنت کی راہ چھوڑ کر بدعت و ضلالت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ آنحضرتؐ کی نبوت پر مشرکین یہ بھی اعتراض کرتے کہ یہ عجیب پیغمبر ہیں کہ دوسرے انسانوں کی طرح عورتوں سے نکاح کرتے ہیں حالانکہ پیغمبر کو ان باتوں سے کیا واسطہ۔ بعض روایات میں ہے کہ یہود نے آنحضرتؐ کے کثرت ازواج پر اعتراض کیا۔ (لیس ھمتہ الا النساء) اس آیت میں اسی اعتراض کا جواب ہے کہ نبوت عورتوں سے نکاح کے منافی نہیں ہے۔ آپؐ سے قبل اللہ کے جتنے پیغمبر ہو گذرے ہیں سب بشر ہی تھے اور ان میں اکثریت ان پیغمبروں کی ہے جو بیوی بچے رکھتے تھے لہٰذا اعتراض سرے سے لغو ہے۔ حدیث میں ہے: "نکاح کرنا بھی سنن انبیا میں سے ہے۔" نیز فرمایا کہ جو میری اس سنت سے اعراض برتے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (روح۔ ابن کثیر)

ف مخالفین کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اگر یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی اللہ کے سچے پیغمبر ہیں تو ہماری طلب کے مطابق معجزے اور نشانیاں کیوں نہیں لاتے۔ ان کے جواب میں فرمایا کہ پہلے پیغمبر جتنے معجزے لائے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم سے لائے ہیں۔ اب اگر اللہ کا حکم ہوگا تو وہ اپنے پیغمبر سے بھی معجزے کا صدور کرا دیگا ورنہ پیغمبر ازخود یہ ہمت کہاں ہے کہ اپنی مرضی سے جو معجزہ چاہے ظاہر کردے۔ یہی حال اولیا کی کرامتوں کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کرامت دکھلانے پر قادر نہیں ہوتے۔ (وحیدی) یہاں آیت سے مراد قرآن کی آیت بھی ہوسکتی ہے جس میں ان کی مرضی کے مطابق کوئی حکم نازل ہوجائے۔ (ابن کثیر)

وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ

يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ

وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ

الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَ

مَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾

سورۃ ابرٰھیم مکیۃ ۱۴ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۵۲ رکوعاتہا ۷

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

الر كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ

ف۲ اسی طرح ہر زمانہ کے لئے معین احکام ہوتے ہیں جو مرورِ زمانہ کے ساتھ تقاضائے حکمت کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ اس میں ان کے نسخ اعتراض کا جواب ہے۔

ف۳ پس اپنی حکمت کے مطابق جن احکام کو چاہتا ہے منسوخ قرار دیدیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ (روح)

ف۴ یا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے جس میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہیں ہوتا۔ نیز سلسلہ احادیث و آثار کو سامنے رکھ کر علما نے لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا جو "جفّ القلمُ بما هو كائنٌ" سے عبارت ہے ہاں تبدیلی جو کچھ ہوتی ہے اور محو و اثبات (جن میں نسخ احکام بھی داخل ہے) جو کچھ ہوتا ہے وہ تقدیر معلق میں ہوتا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں اور بعضے چھپے ہیں۔ اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ مقرر ہے۔ جب اللہ چاہے، ان کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کردے اور جب چاہے ویسی ہی رکھے۔ آدمی کبھی تنکے سے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے۔ اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔ یہ دو تقدیریں ہوئیں، ایک بدلتی ہے (تقدیر تاثیر اسباب) اور ایک نہیں بدلتی (یعنی علم الٰہی) کذا فی الموضح وللتفصیل مقام آخر۔ (دیکھئے رازی)

ف۵ یعنی ان کے اعمال پر محاسبہ اور مواخذہ ہمارے ذمہ ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ کچھ وعدے وعید تو آپؐ کی زندگی میں پورے ہوں گے اور کچھ آپؐ کی وفات کے بعد۔ لہٰذا آپؐ کو اس کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہیئے، اور ان کو چاہئے کہ بے فکر اور غافل نہ ہوں۔ (از رازی)

ف۶ یہ خوشخبری ہے کہ نصرتِ الٰہی کا نزول شروع ہوچکا ہے۔ اطرافِ عرب میں تدریجاً اسلام کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے اور کفر و شرک سمٹ رہا ہے۔ تعجب ہے کہ اس پر بھی یہ لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (از روح)

ف۷ ان کو ستانے کی بہت تدبیریں کیں، یہ کوئی نئی بات آپؐ ہی کو پیش نہیں آرہی ہے (شح)

ف۸ دنیا میں، یا آخرت میں یا دونوں میں۔

ف۹ یعنی یہود و نصاریٰ کے علما جیسے حضرت عبداللہؓ بن سلام سلمان فارسیؓ اور تمیم داریؓ اور ان میں سے دوسرے ایمان لانے والے اہل کتاب کے علما کی طرف رجوع کا حکم اس لئے دیا کہ مشرکین آنحضرتؐ کے معاملے میں عموماً انہی کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان کے علما آنحضرتؐ کی نعت اور آپؐ سے متعلق بشارتوں سے آپؐ کی صداقت کو خوب سمجھتے تھے جیسے فرمایا: یعرفونه کما یعرفون ابناءھم (ابن کثیر)

ف۱۰ یہ پوری سورت مکی ہے البتہ بعض مفسرینؒ نے اس کی دو آیتوں۔ الم تر الی الذین … تا … فان مصیرکم الی النار کو مدنی بتایا ہے جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے والے مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں۔ پہلی سورت کے ساتھ اس لحاظ سے مناسبت ظاہر ہے کہ وہ قرآن کی مدح پر مشتمل ہے کہ یہ قرآن ان کے تمام مطالبوں کے جواب کے لئے کافی ہے اور اس سورۃ کو بھی قرآن کی مدح سے شروع کیا گیا ہے۔ (روح)

ف۱ یعنی اسلام اور اس کی شریعت پر۔ "بِاِذْنِ رَبِّهِمْ" میں اس طرف اشارہ ہے کہ کوئی مبلغ، چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو، لوگوں کو اگر اسلام کی راہ راست کی طرف لا سکتا ہے تو اللہ ہی کی دی ہوئی توفیق سے لا سکتا ہے

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

طرف راہ عزت والے تعریف کئے گئے کے اللہ تعالیٰ کی جو کہ واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے

لائے یعنی اُس زبردست خوبیوں والے خدا کے راہ پر ف۲ جس خدا کا سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے (اسی کی ملک ہے اسی کی مخلوق ہے)

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ

اور وائے ہے واسطے کافروں کے عذاب سخت سے وہ لوگ جو دوست رکھتے ہیں زندگانی دنیا کو

اور کافروں کی ایک سخت عذاب سے خرابی ہونے والی ہے ف۲ جو دنیا کی زندگی کو اور (دنیا کے مزوں کو)

الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

اوپر آخرت کے اور بند کرتے ہیں راہ خدا تعالیٰ کی سے اور چاہتے ہیں واسطے اس کے کجی

آخرت پر پسند کرتے ہیں (آخرت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے) اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں (ان کو ایمان لانے سے منع کرتے ہیں) اور اس میں عیب

اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

یہ لوگ بیچ گمراہی دور کے ہیں اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر ساتھ زبان قوم اس کی کے

نکالتے ہیں ف۳ یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں (راہ سے بہت دور بھٹک گئے ہیں) اور ہم نے جب کوئی پیغمبر بھیجا تو اس کی قوم کی بولی بولنے والا (اپنی قوم کی زبان کا)

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

تاکہ بیان کرے واسطے ان کے پس گمراہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے غالب

تاکہ ان کو سمجھا سکے ف۴ اس پر بھی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لگاتا ہے ف۵ اور وہ زبردست ہے حکمت

الْحَكِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

حکمت والا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے یہ کہ نکال قوم اپنی کو اندھیروں سے

والا اور ہم موسیٰ کو اپنی (نو) نشانیاں دے کر بھیج چکے ہیں ف۶ ہم نے اس کو حکم دیا تھا کہ اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو کفر کے اندھیروں سے نکال کر

اِلَى النُّوْرِ ڏ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

طرف اُجالے کی اور نصیحت دے ان کو ساتھ دنوں یعنی کاموں خدا کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے

ایمان کی روشنی میں لا اور اللہ کی نعمتیں ان کو یاد دلا ف۷ کیونکہ ان میں ف۸ ہر ایک صبر اور شکر کرنے والے کے لیے (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۹

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ

اور جب کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے یاد کرو نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے جس وقت نجات دی تم کو لوگوں فرعون کے سے

اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کر جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو جب اُس نے فرعون کے لوگوں سے تم کو نجات دی

فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ

پہنچاتے تھے تم کو بُرا عذاب اور ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہارے کو اور زندہ رکھتے تھے بیٹیاں تمہاری کو

وہ تم کو سخت تکلیف دیا کرتے تھے (بڑی بڑی محنت اور مشقت کے کام تم سے کراتے تھے) اور تمہارے بیٹوں کو کاٹ ڈالتے اور بیٹیوں (عورتوں) کو جیتا چھوڑ دیتے ال

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ

اور بیچ اس کے آزمائش تھی پروردگار تمہارے کی طرف سے بڑی اور جب پکار دیا پروردگار تمہارے نے اگر شکر کرو تم

اس معاملہ میں تمہارے مالک کی طرف سے تم پر بڑا احسان ہوا ف۱۰ اور (موسیٰ نے یہ بھی کہا) جب تمہارے مالک نے تم کو جتلا دیا اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ

ع ۱۶ / ۱۴

ف۲ یعنی قیامت کے روز جہنم کے عذاب سے ان کی شامت آنے والی ہے۔

ف۳ یعنی اللہ کی راہ جو بالکل سیدھی اور بے عیب ہے۔ کافر اس میں عیب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے ٹیڑھی بتاتے ہیں تاکہ لوگوں کو اس کے اختیار کرنے سے باز رکھ سکیں۔ (از ابن کثیر)

ف۴ اور وہ اچھی طرح سمجھ سکیں اور ان پر حجت قائم ہو سکے۔ آنحضرتؐ سے قبل جتنے پیغمبر بھیجے گئے وہ ایک ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور ہر قوم کی طرف اسی قوم کا ایک فرد بھیجا گیا جو اسی کی زبان بولتا تھا۔ آنحضرتؐ کی بعثت گو عام تھی اور قیامت تک کے تمام انسانوں بلکہ تمام جن وانس کے لئے تھی لیکن چونکہ آپؐ کی قوم جس میں آپؐ پیدا ہوئے اور جو آپؐ کی اولین مخاطب تھی عربی زبان بولتی تھی اس لئے طبعی ترتیب کے مطابق آپؐ نے اللہ کا پیغام سب سے پہلے عربی زبان میں ان کو پہنچایا۔ مقصد یہ تھا کہ پہلے یہ قوم اس پیغام کو سمجھے اور پھر اسے دوسروں تک پہنچانے اور سمجھانے کا ذریعہ بنے۔ اگر قرآن تمام زبانوں میں نازل کیا جاتا تو تنازع اور اختلاف اور تحریف احکام کے دروازے کھل جاتے اور اسلامی دعوت کے لئے کسی مقام پر بھی مرکزیت قائم نہ ہو سکتی۔ (از روح)

ف۵ یعنی گو ہر پیغمبر اپنی دعوت اسی زبان میں پیش کرتا ہے جسے ساری قوم سمجھتی ہے تاہم ہدایت وضلالت کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے۔ آج بھی بہت سی عجمی قومیں اسلام کی حامی اور مددگار نظر آتی ہیں اور عرب ممالک باوجود عربی زبان کی خدمت واشاعت کے اسلام سے منحرف اور دور ہو رہے ہیں۔

ف۶ وہ نو معجزات مراد ہیں جو موسیٰؑ سے ظاہر ہوئے یعنی طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، عصا، ید بیضا، قحط اور پیداوار کی کمی یا ان سے آیات تورات مراد ہیں۔ دیکھئے اعراف آیت ۱۳۳۔ (روح)

ف۷ یا اللہ کی قدرت کے وہ واقعات جو بیچ میں گذر چکے ہیں۔ "ایام" کا لفظ عموماً انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن ترجمہ میں دیئے ہوئے معنی یہاں انسب ہیں۔ (روح)

ف۸ یعنی اس تذکیر میں یا ان واقعات میں۔ (روح)

ف۹ کیونکہ وہی ان نشانیوں سے صحیح طور پر عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔ بے صبرے اور ناشکرے لوگ کسی نشانی سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (قرطبی)

ف۱۰ کہ تم کو غلامی کی ذلت سے نکالا اور آزادی کی نعمت سے مالا مال کیا۔ یا اس میں تمہارے مالک کی طرف سے تمہاری سخت آزمائش تھی کہ ایسی مصیبت پر صبر کرتے ہو یا نہیں۔ لفظ "بلاء" کے اس موقع پر "احسان" اور "آزمائش" دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ (روح)

لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا

البتہ زیادہ دونگا میں تم کو اور اگر کفر کروگے تم تحقیق عذاب میرا البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کروگے

(نعمتیں) دونگا اور اگر ناشکری کروگے تو (یہ سمجھ رکھو) کہ میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے (یہ بھی) کہا (اے بنی اسرائیل) اگر تم اور

اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝۸ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا

تم اور جو کوئی بیچ زمین کے ہیں سب پس تحقیق اللہ البتہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر

ساری زمین پر جتنے لوگ ہیں (سب مل کر) ناشکری کرنے لگیں تو (بھی) اللہ کو کچھ پرواہ نہیں (بیشک وہ) بے نیاز اور (سراسر) تعریف کے لائق ہے ف۱ کیا تم کو

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ۬ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا

اُن لوگوں کی کہ پہلے تم سے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور اُن لوگوں کی کہ پیچھے اُن کے تھے نہیں

ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والے جن کو

یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ

جانتا ان کو مگر اللہ آئے تھے ان کے پاس پیغمبر اُن کے ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس پھیر لے گئے ہاتھ اپنے بیچ مونہوں اپنے کے

اللہ ہی جانتا ہے ف۲ ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں (معجزے) لیکر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ تک پہنچایا ف۳ (اور)

وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ

اور کہا انہوں نے تحقیق کفر کیا ہم نے ساتھ اُس چیز کے کہ بھیجے گئے تم ساتھ اس کے اور تحقیق ہم البتہ بیچ شک کے ہیں اس چیز سے کہ پکارتے ہو تم ہم کو طرف اس کی

کہنے لگے ہم تو جو تم (خدا کی طرف سے) دے کر بھیجے گئے ہو (یعنی جیسا تم سمجھتے ہو) اس کو نہیں مانتے اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم اس میں بڑے

مُرِیْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ

قلق ڈالنے والے کہا پیغمبروں اُن کے نے کیا بیچ اللہ کے شک ہے بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا پکارتا ہے تم کو

ایسا شک ہے جس سے دل ہی نہیں جمتا ان کے پیغمبروں نے (ان سے) کہا کیا تم کو خدا میں (بھی) شک ف۴ ہے جو آسمانوں اور زمین کا انوکھا پیدا کرنے والا ہے وہ تم کو

لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

تو کہ بخشے واسطے تمہاری بعضے گناہ تمہارے سے اور ڈھیل دیوے تم کو ایک وقت مقرر تک کہا انہوں نے نہیں تم مگر

ایمان اور توحید کی طرف بلاتا ہے اس لیے کہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور ایک مقرر مدت تک تم کو مہلت دے ف۵ وہ کہنے لگے تم تو اور کچھ نہیں ہماری طرح ایک

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا

آدمی مانند ہمارے ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ بند کرو ہم کو اس چیز سے کہ تھے عبادت کرتے باپ ہمارے پس لے آؤ ہمارے پاس

آدمی ہو ف۶ تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے باپ دادا جن کو پوجتے رہے ان سے (یعنی ان کی عبادت سے) ہم کو روک دو (اگر تم سچے ہو) تو

بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ

دلیل ظاہر کہا واسطے ان کے پیغمبروں ان کے نے نہیں ہم مگر آدمی مانند تمہاری و لیکن

کوئی نشانی (جیسے ہم چاہتے ہیں) ہم کو لا دکھلاؤ ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا (یہ تو تم سچ کہتے ہو) بیشک ہم اور کچھ نہیں تمہاری طرح آدمی ہیں (فرشتے یا جن نہیں ہیں)

اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِیَكُمْ بِسُلْطٰنٍ

اللہ احسان کرتا ہے اوپر جس کے چاہے بندوں اپنے سے ف۷ اور نہیں واسطے ہمارے یہ کہ لے آویں تمہارے پاس کوئی دلیل

(خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے (پیغمبری سے سرفراز فرماتا ہے) اور (اب رہی نشانی) نشانی بغیر خدا کے حکم کے ہم تمہارے پاس نہیں لا سکتے

ف۱ یعنی ناشکری کا نقصان خود تمہی کو پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اسے نہ تمہارے شکر کی ضرورت اور نہ تمہاری ناشکری کی پرواہ۔ وہ بہرحال ستودہ صفات ہے چاہے کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر تمہارے اگلے پچھلے اور جن وانس سب کے سب ایک اعلیٰ درجہ کے متقی شخص کے نمونہ پر ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں کسی چیز کا اضافہ نہیں ہوگا۔ اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور جن وانس سب کے سب ایک بدترین انسان جیسے ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہی میں ذرہ بھر کمی نہیں ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور جن وانس سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور پھر مجھ سے (جو جی چاہے) مانگیں اور میں ہر شخص کو اس کی مانگی ہوئی چیز دے دوں تو اس سے میری بادشاہی میں ہرگز کمی نہیں آئے گی مگر اتنی جتنی ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکال لینے سے اُس کے پانی میں آتی ہے۔ (صحیح مسلم)

ف۲ وہی ان کی تعداد اور تمام حالات سے واقف ہے اور ان کے نسب کو بھی صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (قرطبی)

ف۳ یعنی غصے کے مارے اپنے ہاتھ کاٹنے لگے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ۔ (آل عمران) یا ہنسی اور تعجب کے مارے منہ پر ہاتھ رکھ لیے۔ یا ہاتھ منہ کی طرف لے جا کر اشارہ کیا کہ بس چپ رہو۔ مگر پہلے معنی اسناد اور محاورہ کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہیں۔ (از قرطبی)

ف۴ کہ وہ موجود بھی ہے یا نہیں اور اگر موجود ہے تو آیا تنہا ہے یا کئی ایک ہیں؟ یا کیا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوئی شک و شبہ ہے۔ بہرصورت یہاں استفہام انکاری ہے۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی دنیا میں موت کے وقت تک تمہیں عذاب سے محفوظ رکھے۔ (قرطبی)

ف۶ یعنی ظاہری ہیئت و صورت کھانے پینے اور دیگر لوازمات بشریہ کے اعتبار سے تو ہم یہ کیسے مان لیں کہ خدا تم سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے پاس اس کا پیغام لے کر آتے ہیں۔ (وحیدی)

ف۷ یعنی سند دیکھنے سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دینے سے آتا ہے۔ (موضح) اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبوت سراسر وہبی (اللہ کی دین) ہے کسی آدمی کی ریاضت اور محنت سے حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ بعض فلاسفہ اور ان سے متاثر لوگوں کا خیال ہے، یا احسان کرنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ تلاوتِ قرآن اور اس کے فہم کی جسے چاہے توفیق دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ساعت اپنے بندوں پر احسان کرتا رہتا ہے۔ اور سب سے بڑا احسان اس کا یہ ہے کہ بندے کے دل میں اپنا ذکر الہام کر دے۔ (قرطبی)

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ

مگر ساتھ حکم اللہ کے اور اوپر اللہ کے پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور کیا ہے واسطے ہمارے یہ کہ نہ توکل کریں

دکھلا نہیں سکتے اور ایمانداروں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسا کریں اور ہم کو کیا ہوا جو ہم اللہ پر بھروسا نہ

عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ

اوپر اللہ کے اور تحقیق دکھلائیں اس نے ہم کو راہیں ہماری اور البتہ صبر کریں گے ہم اوپر اس کے کہ ایذا دیتے ہو تم ہم کو اور اوپر اللہ کے ہی

کریں حالانکہ وہ ہم کو ہمارے (ہدایت کے) رستے بتا چکا اور تم نے جو ہم کو تکلیف دی ہے (ہم کو جھوٹا بنایا طرح طرح سے ستایا) بیشک ہم اس پر صبر کریں گے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ

پس چاہیے کہ توکل کریں توکل کرنے والے اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے تھے واسطے پیغمبروں اپنے کے البتہ نکال دیں گے ہم تم کو زمین

رہیں گے اور بھروسا کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے ف۱ اور کافروں نے اپنے پیغمبروں سے کہا ہم تم کو اپنے ملک سے ضرور نکال باہر کریں گے (تو یا تو نکلنا گوارا کرو)

أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿١٣﴾

اپنی سے یا البتہ پھر آؤ گے تم بیچ دین ہمارے کے پس وحی بھیجی طرف ان کی پروردگار ان کے نے البتہ ہلاک کریں گے ہم ظالموں کو

یا پھر ہمارے دین میں لوٹ آؤ ف۲ تب پیغمبر اور ان کے ساتھی بہت پریشان ہوئے آخر) وحی بھیجی کہ (تم کیوں اندیشہ کرتے ہو) ہم ان ظالموں کو برباد کریں گے

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِن بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ

اور البتہ بسا دیں گے ہم تم کو زمین میں پیچھے ان کے یہ واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے روبرو میرے اور ڈرتا

اور تم کو ان کے بعد اس ملک میں بسائیں گے جو شخص میرے سامنے (قیامت کے دن حساب کے لیے) کھڑے ہونے سے

وَعِيدِ ﴿١٤﴾ وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٥﴾ مِّن وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ

ڈرانے میرے سے اور فتح مانگی انہوں نے اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش عناد کرنے والا یعنی دشمن آگے اس کے جہنم ہے ف۵ اور پلایا جاوے گا

ڈرے اور میرے عذاب کا خوف رکھے اس کو یہی (انعام) ملیگا اور انہوں نے (یعنی پیغمبروں نے اللہ سے) فتح مانگی ف۳ اور ایسا ہوا کہ ہر ایک گھمنڈ والا ضدی تباہ ہوا ف۴ اور آخرت میں اس

مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ

پانی ف۵ کہ وہ پیپ ہے ایک ایک گھونٹ پیے گا اس کو اور نہ نزدیک ہوگا کہ گلے سے اتار سکے اور آوے گی اس کو موت ہر جگہ

کے سامنے جہنم ہے اور وہاں پیپ کا پانی اس کو پلایا جائیگا چسکے لیکر اس کو پیے گا ف۶ اور پھر بھی گلے سے اتارنا مشکل ہوگا اور وہ دہشتی ہوگی گویا ہر طرف سے ف۷

مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا

سے اور نہیں وہ مرنے والا اور آگے اس کے ہے عذاب گاڑھا ف۹ صفت ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے

موت اس پر چلی آرہی ہے حالانکہ وہ مر نہیں سکتا ف۸ اور (اس عذاب کے سوا) اس کے آگے (یا پیچھے) ایک اور سخت عذاب ہے جن لوگوں نے اپنے مالک (خدا) کو نہ مانا ان

بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَّا يَقْدِرُونَ

ساتھ پروردگار اپنے کے عمل ان کے مانند راکھ کے ہیں کہ سخت چلی ساتھ اس کے باؤ بیچ دن آندھی والے کے نہیں قدرت پاویں گے

کے اعمال کا حال اس راکھ کی طرح ہے جس پر آندھی کے دن زور کی ہوا چلے ف۱۰ وہ جو انہوں نے دنیا

مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ

اس میں سے کہ کمایا ہے اوپر کسی چیز کے ف۱۱ یہ وہی ہے گمراہی دور کیا نہ دیکھا تو نے تحقیق اللہ نے پیدا کیا

میں کیا اس میں سے کچھ (آخرت میں) نہ پائیں گے یہی پرلے سرے کی تباہی ہے (اے پیغمبر) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے

ف۱ یعنی اگر تم ہم سے دشمنی کرنے پر تلے ہوئے ہو تو ہمارا بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہے۔ تمہارے مقابلے میں وہی ہماری حفاظت فرمائے گا۔ ف۲ ان کا یہ کہنا ان کے اپنے زعم کے مطابق ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ انبیا علیہم السلام منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے اپنی گمراہ قوم کے دین کی پیروی کرتے تھے۔ بلکہ انھوں نے نبوت سے قبل انبیاء کے ان کے بتوں کی تردید سے خاموش رہنے کی بنا پر بطور خود یہ سمجھ لیا تھا۔ یا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ۔ (دیکھئے اعراف آیت ۸۸) یا خطاب ان لوگوں سے ہے جو پیغمبروں پر ایمان لائے۔ (رازی)

ف۳ یا فیصلہ چاہا "استفتحوا" کے یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں اور قرآن کی مختلف آیات میں ان معنوں میں یہ استعمال ہوا ہے۔ مدد مانگنے کے معنی میں ہو تو اس سے مراد پیغمبرؑ ہیں اور فیصلہ چاہنے کے معنی میں ہو تو اس سے مراد کفار ہوں گے۔ (رازی)

ف۴ یعنی پیغمبروں کا اللہ تعالیٰ کو پکارنا تھا کہ مدد آئی اور ان کے تمام دشمن تباہ برباد ہوگئے، نہ وہ رہے اور نہ ان کا گھمنڈ۔ یہ تو ان کا دنیا میں حشر ہوا۔ (قرطبی)

ف۵ یا اس کے بعد یعنی اس کے ہلاک ہونے کے بعد جہنم ہے۔ (قرطبی)

ف۶ یعنی اسے آرام وسکون سے نہیں پئے گا جیسے پانی یا شربت پیا جاتا ہے بلکہ زبردستی حلق سے اتارنے کی کوشش کرے گا کیونکہ انتہائی کڑوا اور بدمزہ ہوگا۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ (پیپ کا پانی) اس کے قریب کیا جائے گا تو وہ اس سے نک بھوں چڑھائے گا جب وہ اس کے قریب ہوگا تو اس کے چہرے کو جھلس دے گا اور جب وہ اسے پئے گا تو اس کی آنتیں کٹ کر پیچھے سے نکل پڑیں گی۔ (ترمذی نسائی)

ف۷ یا ہر عضو سے موت کا سامان مہیا ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف۸ کیونکہ وہاں موت ہوگی ہی نہیں، جو اگر آجائے تو راحت مل جائے (جیبہ)

ف۹ یعنی ایک عذاب ختم نہ ہوگا کہ اس سے بھی سخت دوسرا عذاب پہلے سے تیار ہوگا۔ (کذا فی القرطبی)

ف۱۰ تو جس طرح اس راکھ کا کوئی ذرہ ہاتھ میں آنا مشکل ہے اسی طرح کافروں کے نیک اعمال۔ خیرات وغیرہ۔ بیکار ہیں۔

ف۱۱ کیونکہ نہ ان کا خدا پر ایمان تھا اور نہ انہوں نے اپنے اعمال سے آخرت چاہی تھی۔

ف۱ یعنی اس صحیح اندازے کے مطابق جس کے مطابق اسے ہونا چاہئے تھا اور جو اپنے خالق کی کمال قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ (شوکانی) ف۲ اس کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔ وہ چاہے تو ایسے کروڑوں عالم دم بھر میں مٹا کر نئے پیدا کر دے۔ (وحیدی) ف۳ تمہارے کہنے پر چلتے تھے اور اس وجہ سے ہم نے انبیاؑ کی تکذیب کی اور اللہ سے کفر کیا۔ ف۴ اگر ہم تو خود گمراہ ہے تمہیں سیدھی راہ کیسے لگاتے۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا

آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے اگر چاہے لے جاوے تم کو اور لے آوے خلقت نئی اور نہیں

آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ بنایا ف۱ وہ اگر چاہے تو (ابھی) تم کو میٹ دے اور نئی خلقت لا کر بسائے اور اللہ تعالیٰ کو یہ کچھ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

یہ اوپر اللہ کے دشوار اور روبرو ہونگے واسطے اللہ کے سب پس کہیں گے ناتوان واسطے ان لوگوں کے جو تکبر کرتے تھے

مشکل نہیں ہے ف۲ اور (قیامت کے دن) سب لوگ (اپنی قبروں سے نکل کر) اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے تو جو (دنیا میں) کمزور (غریب

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

تحقیق تھے ہم واسطے تمہارے تابع پس کیا ہو تم کفایت کرنے والے ہم سے عذاب خدا کے سے کچھ

تھے وہ بڑے آدمیوں سے کہیں گے (یعنی اپنے مرشدوں سے کہیں گے) ہم تو تمہارے تابعدار تھے ف۳ تو کیا خدا کے عذاب سے تم (اس وقت) کچھ ہمارے کام آسکتے ہو (اس کے

قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا

کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ البتہ ہدایت کرتے ہم تم کو برابر ہے اوپر ہمارے اضطراب کریں ہم یا صبر کریں ہم نہیں واسطے ہمارے

عذاب کو کچھ ہٹا سکتے ہو) وہ کہیں گے اگر اللہ ہم کو (دنیا میں، راہ پر لگاتا (ایمان کی توفیق دیتا) تو ہم بھی تم کو (سیدھی) راہ بتاتے ف۴ اب خواہ ہم روئیں پیٹیں خواہ صبر کریں دونوں برابر (عذ

مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ

جگہ بھاگنے کی اور کہے گا شیطان جب فیصل کیا گیا کام تحقیق اللہ نے وعدہ دیا تھا تم کو وعدہ

سے ہم چھٹ نہیں سکتے ف۵ اور جب لوگوں کا فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا ف۶ اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا ف۷

الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ

سچا اور وعدہ دیا تھا میں نے تم کو پس خلاف کیا تھا میں نے تم سے اور نہیں تھا واسطے میرے اوپر تمہارے کچھ غلبہ یعنی زور مگر یہ کہ

وہ تو خلاف کیا تھا ف۱۰ اور میرا کیا کچھ تم پر زور تھا ف۱۱ مگر یہی کہ

دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ

پکارا تھا میں نے تم کو پس قبول کر لیا تم نے واسطے میرے پس نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنے تئیں نہ میں ہوں فریاد کو پہنچنے والا

میں نے تم کو (گمراہی کی طرف) بلایا تم نے میرا کہا مان لیا (اور حق تعالیٰ کا فرمان نہ سنا) تو مجھ کو الزام نہ دو اپنے کو آپ الزام دو ف۱۲ (خود تم نے بیوقوفی کی کہ میرا

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

تمہارا اور نہ تم فریاد کو پہنچنے والے ہو میرے تحقیق میں نے کفر کیا ساتھ اس کے کہ شریک کیا تھا تم نے مجھ کو پہلے سے تحقیق ظالم

کہا مانا) میں تمہاری فریاد کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو ف۱۳ تم جو اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) مجھ کو خدا کا شریک بناتے تھے (اب) میں اس کا انکار

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور داخل کیے جاویں گے وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے بہشتوں میں چلتی ہیں

کرتا ہوں ف۱۴ بے شک نافرمانوں کو تکلیف کا عذاب ہو گا (نہ تم عذاب سے بچ سکتے ہو نہ میں بچ سکتا ہوں) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ (بہشت کے) باغوں میں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے دعا ملاقات ان کی کی بیچ اس کے سلام ہے

داخل کیے جائیں گے جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہونگی وہ اپنے مالک کے حکم سے اُن میں ہمیشہ رہیں گے ف۱۵ ملاقات ان کی وہاں سلام ہو گی ف۱۶

ف۵ حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دوزخی پہلے رونے پیٹنے کی صلاح کریں گے چنانچہ پانچ سو برس تک خوب روئیں پیٹیں گے لیکن جب دیکھیں گے کہ کوئی فائدہ نہیں ہوا تو صبر کرنے کی صلاح کریں گے چنانچہ پانچ سو برس تک صبر کئے رہیں گے۔ پھر جب دیکھیں گے کہ اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا تو کہیں گے: سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔ (قرطبی)

ف۶ ان لوگوں کو جو اسے الزام دیں گے کہ تو ہی نے ہمیں آفت میں پھنسایا۔ حسنؒ سے مروی ہے کہ ابلیس قیامت کے دن جہنم میں آگ کے منبر پر کھڑا ہو کر یہ اعلان کرے گا اور تمام مخلوق سن رہی ہوگی۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں جا چکے ہوں گے۔ (دیکھئے سورہ مریم آیت ۳۹)

ف۸ کہ آخرت آئے گی اور اس میں حساب کتاب ہوگا اور پھر نیک لوگوں کو نیک اور برے لوگوں کو برا بدلہ ملے گا۔ (قرطبی)

ف۹ کہ آخرت واخرت کوئی چیز نہیں ہے اور نہ کوئی حساب وجزا ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے، چند روز زندہ رہ کر فنا ہو جانا ہے اس لئے جتنا عیش کرنا ہے یہیں جی بھر کے کر لو۔ (وحیدی)

ف۱۰ یعنی وہ تو محض فریب کاری تھی جس کے پورا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابلیسؑ بلند آواز سے یہ پکارے گا اور اس کی مجلس عفونت سے لبریز ہوگی (قرطبی)

ف۱۱ کہ میں نے تمہیں زبردستی کفر و شرک کے راستے پر لگا دیا ہو۔

ف۱۲ کہ بلا دلیل ہی میرے پیچھے چلتے رہے۔ ایسے لوگوں کو بھی غور کرنا چاہیئے جن کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت کی دلیل ہوتے ہوئے اس کے خلاف دوسری شخصیتوں کے اقوال وآراء کی پیروی کرتے ہیں کیا وہ بھی تو اس باطل کی پیروی نہیں کر رہے ہیں جس کے صحیح ہونے کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔ اَللّٰهُمَّ غُفْرًا۔ (شوکانی)

ف۱۳ اب نہ میں تمہارے کسی کام آسکتا ہوں اور نہ تم میرے کسی کام آسکتے ہو۔ (شوکانی)

ف۱۴ ظاہر ہے کہ شیطان کو اللہ کا شریک بنانا یہ نہیں ہے کہ اسے سجدہ کیا جائے اور معبود سمجھا جائے بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اسی کے طور طریق اختیار کئے جائیں۔

ف۱۵ یعنی اس کی توفیق اور مہربانی سے۔

ف۱۶ یعنی آپس میں ملتے وقت السلام علیکم کہیں گے یا فرشتے ان سے سلام علیکم کہیں گے۔ یعنی "تم پر سلامتی ہو"۔ اس میں مبارکباد کا مفہوم بھی ہے اور دعا کا بھی۔ (کذا فی الوحیدی)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ

کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال بات پاکیزہ کی مانند درخت پاکیزہ کی جڑ اس کی محکم ہے

(اے پیغمبر) تو نے اس پر خیال نہیں کیا اللہ نے کلمہ طیبہ (اچھی بات) کی مثال کیسی بیان کی ایک پاکیزہ درخت کی سی جس کی جڑ مضبوط ہے اور

وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

اور ڈالیاں اس کی بیچ آسمان کے دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت ساتھ حکم پروردگار اپنے کے اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ

شاخیں آسمان میں یعنی اوپر کی طرف، ف۱ اپنے مالک کے حکم سے ہر موسم پر میوہ دیتا ہے ف۲ اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ

مثالیں واسطے لوگوں کے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں اور مثال بات ناپاک کی مانند درخت

مثالیں اس لیے بیان کرتا ہے کہ وہ سوچیں سمجھیں اور کلمہ خبیثہ کی (ناپاک گندی بات شرک اور کفر کی) مثال اس پلید درخت کی سی ہے

خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ

ناپاک کے ہے کہ جسم پکڑ گیا ہے اوپر سے زمین کے نہیں واسطے اس کے قرار ثابت رکھتا ہے اللہ

جو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاتا ہے اُس کا جماؤ ہی نہیں ف۳ جو لوگ ایماندار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ٹھیک بات یعنی کلمہ شہادت

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ

اُن لوگوں کو کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ بات محکم کے بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے اور گمراہ کرتا ہے

پر دنیا کی زندگی میں قائم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی، ف۴ اور بدکاروں (کافروں) کو

اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ

اللہ تعالیٰ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ بدل ڈالا انہوں نے نعمت

خدا تعالیٰ بھٹکا دیتا ہے ف۵ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے (کسی کی مجال نہیں کہ چون وچرا کرے) (اے پیغمبر) کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا

اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾

اللہ کی کو کفر سے اور اُتارا قوم اپنی کو گھر ہلاک کے بیچ ف۶ کہ دوزخ ہے داخل ہونگے اس میں اور بُری ہے جگہ قرار کی

اُن کے حال پر نظر نہیں کی جنہوں نے اللہ کے احسان کے بدلہ ناشکری کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جا اُتارا (وہ تباہی کا گھر کیا ہے) جہنم اُس میں جا گریں گے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ

اور مقرر کیے واسطے خدا کے شریک تا کہ بہکا دیں راہ اس کی سے کہہ کہ فائدہ اٹھاؤ یعنی دنیا میں پس تحقیق پھر جانا تمہارا

اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے ساتھی ٹھہرائے اس لیے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے رستے توحید سے بھٹکا دیں ف۷ (اے پیغمبر) کہہ دے (چند روز دنیا کے) مزے

اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا

طرف آگ کی ہے ف۸ کہہ واسطے بندوں میرے کے جو ایمان لائے قائم رکھیں نماز کو اور خرچ کریں اس چیز سے

اُڑا لو پھر تم کو دوزخ میں ہی جانا ہے (اے پیغمبر) میرے ایماندار بندوں سے کہہ دے نماز کو درستی سے ادا کرتے رہیں اور جو دنیا کا مال و اسباب ہم نے

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾

کر دی ہم نے ان کو پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہیں بیچنا ہے بیچ اس کے اور نہ دوستی

ان کو دیا ہے اس میں سے چھپے اور کھلے خرچ کرتے رہیں اُس دن کے آنے سے پہلے جس دن نہ بیوپار ہو گا نہ دوستی ف۹

ف۱ کلمہ طیبہ "(اچھی بات) سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے یا تسبیح و تحمید یا ہر اچھی بات ہے۔ (شوکانی) ف۲ اس طرح کلمہ طیبہ بھی مومن کو۔ آن بہشت کے میوے کھلائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے کھجور کے درخت کو مومن سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح اس درخت کے پتے نہیں گرتے اسی طرح مومن کی دعا بھی ضائع نہیں جاتی۔ (قرطبی)

ف۳ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اس درخت سے مراد حنظلہ (اندرائن) ہے۔ (ترمذی) یہی حال شرک و کفر کا ہے جس کی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے نہ دل پر اس کا اثر ہوتا ہے نہ اس سے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔ بودی اتنی ہوتی ہے کہ ذرا سے غور و فکر سے اس کا بے حقیقت ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۴ یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں کلمہ شہادت اور عقیدہ توحید پر ثابت قدم رکھتا ہے بعض مفسرینؒ نے دنیا کی زندگی سے مراد قبر کا اور آخرت سے مراد قیامت کے دن کا حساب لیا ہے یعنی قبر میں جب مومن سے عقیدۂ توحید اور دین کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو وہ بدوں کسی تردد کے نہایت یقین اور پختگی سے جواب دیتا ہے اور کافر و منافق کی طرح ھالا ادری (افسوس میں نہیں جانتا) نہیں کہتا۔ قبر میں منکر و نکیر (فرشتوں) کا آنا، اُن کا مردہ سے اس کے عقیدے کے بارے میں سوال کرنا اور اس موقع پر مومن کا "عقیدۂ توحید" پر ثابت قدم رہنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ یہی مراد ہے اس آیت (وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الخ) سے۔ (صحیحین) تنبیہ۔ امام سیوطیؒ نے "شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور" میں یہ سب حدیثیں جمع کی ہیں۔

ف۵ وہ قبر میں اور آخرت کے روز فرشتوں کے سوالات کا صحیح جواب نہیں دے سکیں گے بلکہ ہائے وائے کرتے رہیں گے۔ یہ مضمون بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا ٹھیک پاویگا اور جو بچلی (غلط) بات کرے گا خراب ہوگا۔ (موضح)

ف۶ ان سے مراد کفار و مشرکین کے سردار ہیں۔ خصوصاً رؤسائے قریش، جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ ان کی رہنمائی کے لئے آنحضرتؐ کو مبعوث فرمایا، قرآن اتارا اور انہیں سارے عرب میں سرداری عطا کی مگر انہوں نے اس احسان کا بدلہ یہ دیا کہ ناشکری پر کمر بستہ ہو گئے، آنحضرتؐ کو جھٹلایا اور آپؐ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور اس طرح دوسروں کے لئے بھی رکاوٹ بن گئے اور ان کو ہلاکت کے گڑھے میں لا ڈالا۔ من جملہ اس کے یوم بدر کا عذاب بھی ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۷ ان کی پوجا کرنے لگے اور دکھ درد میں انہیں پکارنے لگے۔

ف۸ یعنی اچھا! اگر تم باز نہیں آتے تو چند روز دنیا کے مزے اڑا لو مگر کب تک؟ آخرکار تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ہے۔ یہ ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ ف۹ مراد ہے قیامت کا دن، جس میں نیک اعمال خریدے جا سکیں گے نہ کسی کی دوستی اور محبت کام آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچا سکے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، یعنی نیک عمل بکتے نہیں اور کوئی دوستی سے رعایت نہیں کرتا۔

ف۱ یعنی وہ اللہ جس کی ناشکری پر تم کمربستہ ہو، جس کی اطاعت اور بندگی سے روگردانی کر رہے ہو اور جس کے ساتھ بلادلیل شریک بنا رہے ہو اس کے احسانات پر غور کرو۔ وہ تو وہ ذات ہے..... ف۲ تم ان سے اپنی کھیتیاں سیراب کرتے ہو اور ان میں جہاز اور کشتیاں چلاتے ہو۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی پس نکالا

اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر تمہارے کھانے کے لیے

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ

ساتھ اس کے میووں سے رزق واسطے تمہارے اور مسخر کیں واسطے تمہارے کشتیاں تاکہ چلتی رہیں بیچ دریا کے

اس پانی سے میوے نکالے اور کشتیوں کو تمہارے اختیار میں دیا کہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور ندیاں تمہارے

بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَ سَخَّرَ

ساتھ حکم اس کے کے اور مسخر کیا واسطے تمہارے نہروں کو اور مسخر کیا واسطے تمہارے سورج اور چاند کو ہمیشہ پھرنے والے اور مسخر کیا

اختیار میں دیں اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگایا وہ دونوں اپنے دستور پر چل ف۳

لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ

واسطے تمہارے رات اور دن کو اور دیا تم کو بعضی ہر چیز سے جو سوال کرتے ہو تم اس کو اور اگر گنو نعمتیں

رہے ہیں ف۴ اور رات اور دن کو بھی تمہارے کام میں لگایا اور جو تم نے اس (خدا) سے مانگا وہ سب اس نے تم کو دیا ف۵ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو

اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ

اللہ تعالیٰ کی نہ پورا گن سکو ان کو تحقیق انسان البتہ ظلم کرنے والا ہے کفر کرنے والا اور جب کہا ابراہیمؑ نے اے رب میرے

گنو تو پورا گن نہ سکو ف۶ بیشک آدمی بڑا بے دفا دیا بڑا بے انصاف، بڑا ناشکرا ہے ف۷ اور (اے مکہ کے کافرو وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے دعا

اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ

کر اس شہر کو امن والا اور ایک طرف کر مجھ کو اور بیٹوں میروں کو اس سے کہ عبادت کریں ہم بتوں کو اے پروردگار میرے

کی مالک میرے اس شہر کو (یعنی مکہ کو) امن کی جگہ کر دے اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا سے بچا رکھ ف۸ مالک میرے

اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ

تحقیق انہوں نے گمراہ کیا ہے بہتوں کو لوگوں میں سے پس جو کوئی پیروی کرے میری پس تحقیق وہ مجھ سے ہے اور جس نے

ان بتوں نے بیشک بہت آدمیوں کو گمراہ کر دیا ہے ف۹ تو جو میری راہ پر (توحید پر) چلے وہ میرا ہے اور جو کوئی میرا کہا نہ مانے (اور شرک کرے

عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ

نافرمانی کی میری پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے اے رب میرے تحقیق میں نے بسائی ہے بعضی اولاد اپنی بیچ میدان

تو تو بخشنے والا مہربان ہے ف۱۰ مالک ہمارے میں نے اپنی کچھ اولاد (یعنی اسمٰعیلؑ) کو ایک ایسے میدان میں لا کر بسایا

غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ

بن کھیتی والے کے نزدیک گھر تیرے باحرمت کے اے پروردگار میرے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس کر

جس میں کھیتی نہیں ہوتی (وہاں کی زمین ریتلی اور شور ہے) تیرے ادب والے گھر کے پاس ف۱۱ مالک ہمارے یہاں (میں نے ان کو) اس لیے (بسایا) کہ وہ تیرے گھر

اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ

دل کتنے لوگوں کے کہ جھکتے ہوں طرف ان کی اور رزق دے ان کو میووں سے تاکہ وہ

کے پاس، نماز کو درستی سے ادا کریں تو (ان کی گذر کے لیے) ایسا کر دے کہ کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف جھک جائیں ف۱۲ اور ان کو طرح طرح کے میوے کھلا تاکہ وہ

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے چلنے کے لئے جو نظام اور ضابطہ مقرر کر دیا ہے اس پر لگاتار چلے جا رہے ہیں نہ کبھی تھمتے ہیں اور نہ بگڑتے ہیں اور نہ رفتار میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے۔

ف۴ دن کو کام کاج کرتے ہو اور رات کو سوتے اور آرام کرتے ہو۔

ف۵ یعنی اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے تمہیں جن اسباب و وسائل کی ضرورت تھی اور جو تمہارے تقاضے تھے وہ سب اس نے فراہم کر دیئے۔

ف۶ یعنی اجمالی طور پر بھی گن نہیں سکو گے چہ جائیکہ تفصیلی طور پر ان کا احصار ہو سکے تو سوچو تم اس کا شکر کیونکر ادا کر سکتے ہو۔ (شوکانی)

ف۷ اس پر اللہ تعالیٰ کے کتنے احسانات ہیں اور ہر آن ہوتے رہتے ہیں مگر وہ ہے کہ ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے تو ناشکری پر اتر آتا ہے۔ ظلوم سے یہی مراد ہے۔ (وحیدی)

ف۸ عام احسانات کا ذکر کرنے کے بعد اب خاص اس احسان کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں پر کیا تھا اور وہ تھا ان کے باپ ابراہیمؑ کا ان کے جدِ اعلیٰ حضرت اسماعیلؑ کو یہاں لا کر آباد کرنا۔ اس سلسلے میں یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ تمہارے باپ ابراہیم نے کن تمناؤں کے ساتھ تمہیں یہاں لا کر بسایا تھا اور کس طرح اپنے اور بیٹوں کے لئے بت پرستی سے محفوظ رہنے کی دعا کی تھی۔ مگر آج تم ان تمام احسانات کو بھول گئے اور بت پرستی کو اپنا دین قرار دے لیا۔

ف۹ یعنی تیری سیدھی راہ سے پھیر دیا۔ بت چونکہ بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے اس لئے مجازی طور پر گمراہ کرنے کے فعل کو ان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ اس جملہ میں دعا کی علت کی طرف اشارہ ہے۔ (شوکانی)

ف۱۰ شاید حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا اس وقت کی جب انہیں مشرک کے لئے استغفار کرنے کا حکم معلوم نہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ شاید دوسرے گناہوں کی طرح شرک کی بھی بخشش ہو سکتی ہے یا "جو کوئی میرا کہا نہ ملنے" سے شرک کے علاوہ دوسرے گناہ مراد ہیں۔ یا "تو بخشنے والا مہربان ہے" کا مطلب یہ ہے کہ "تو اسے توبہ کی توفیق دینے والا ہے"۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی خانہ کعبہ کے پاس۔ یہ دعا خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد کی ہے جیسا کہ دعا کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ یا حضرت ابراہیمؑ نے وحی کے اشارہ سے وہاں حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کو بسایا ہو کہ یہاں کعبہ تعمیر ہوگا اور اس بنا پر دعا میں یہ الفاظ کہہ دیئے ہوں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۱۲ کہ وہ تیرے اس گھر کا حج اور عمرہ کرنے کے لئے اس کی طرف کشاں کشاں آنے لگیں۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے "اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ" کہا کہ کچھ لوگوں کے دل اس طرف جھک جائیں اور اگر اَفْىِٕدَةَ النَّاسِ (لوگوں کے دل) کہتے تو ایرانی، رومی الغرض سب لوگ لپک پڑتے اور مکہ میں جگہ نہ ملتی۔ (ابن کثیر)

ف۱ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا قبول فرمائی، چنانچہ ہر سال دنیا بھر کے لاکھوں آدمی مکہ معظمہ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ پھر یہ بھی حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کی برکت ہے کہ ہر زمانے میں طرح طرح کے پھل اور غلے وہاں پہنچتے رہتے ہیں حالانکہ خود وہاں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی۔ اس میں اشارہ ہے کہ مومن کو چاہئے کہ اسبابِ دنیا کے حصول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عبادتِ الٰہی کو اپنا مقصد بنائے۔ (رازی)

يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ

شکر کریں ۔ اے رب ہمارے تحقیق تو جانتا ہے جو چھپاتے ہیں ہم اور جو ظاہر کرتے ہیں ہم اور نہیں پوشیدہ اوپر اللہ کے

شکر کریں ف۱ ۔ مالک ہمارے تو جانتا ہے جو ہم (اپنے دلوں میں) چھپاتے ہیں اور جو ہم کھولتے ہیں ف۲ اور اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز چھپی

مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي

کچھ بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے ۔ سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے بخشا مجھ کو

نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں ۔ شکر اس خدا کا جس نے بڑھاپے میں مجھ کو اسماعیل اور

عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي

اوپر بڑھاپے کے اسماعیلؑ اور اسحٰق ۔ تحقیق پروردگار میرا البتہ سننے والا دعا کا ہے ۔ اے رب میرے کر مجھ کو

اسحٰق (دو بیٹے) عنایت فرمائے ف۳ ۔ بیشک میرا مالک (اپنے بندوں کی) دعا سنتا ہے (قبول کرتا ہے) ۔ مالک میرے مجھ کو

مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَ

قائم رکھنے والا نماز کا اور اولاد میری سے ۔ اے رب میرے اور قبول کر دعا میری ۔ اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور

نماز کا پابند کر دے ف۴ اور میری اولاد میں سے بھی کچھ لوگوں کو ف۵ مالک ہمارے اور میری عبادت قبول کر ف۶ ۔ مالک ہمارے مجھ کو اور میرے ماں

لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا

ماں باپ میرے کو اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہووے حساب ۔ اور ہرگز مت گمان کر اللہ کو کہ بے خبر ہے

باپ ف۷ اور سب ایمان والوں کو جس دن (عملوں کا) حساب ہونے لگے بخش دے ۔ اور (اے پیغمبر) یہ مت سمجھ کہ اللہ ظالموں (مکہ کے کافروں)

عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾

اس چیز سے کہ کرتے ہیں ظالم ۔ سوائے اس کے نہیں کہ ڈھیل دیتا ہے ان کو واسطے اس دن کے کہ چڑھ جاویں گی بیچ اس کے نظریں

کے کاموں سے بے خبر ہے ۔ نہیں اللہ اُن (کے عذاب) کو اُس دن کے لیے اُٹھا رکھتا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی ف۸

مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ﴿٤٣﴾

دوڑتے ہوئے اونچا کیے ہوئے سروں اپنوں کو ۔ نہ پھر آویں گی طرف ان کی نظریں ان کی اور دل ان کے گرے ہوئے ہوں گے

سر اٹھائے بھاگ رہے ہونگے ان کی نگاہ اپنی طرف نہ پھرے گی اور دل ہوا ہونگے (عقل و شعور سے خالی) ۔ اور (اے پیغمبر)

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا

اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آوے گا ان کو عذاب ۔ پس کہیں گے وہ لوگ کہ ظلم کرتے تھے اے رب ہمارے

لوگوں کو اس دن سے ڈرا جب ان پر عذاب آ جائے گا (یعنی قیامت کے دن) تب ظالم (یعنی مشرک) کہیں گے مالک ہمارے

أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا

ڈھیل دے ہم کو ایک وقت نزدیک تک کہ قبول کر لیویں ہم پکارنے تیرے کو اور پیروی کر لیں رسولوں کی ۔ کیا نہ تھے تم کہ

ہم کو تھوڑی سی مہلت اور دے (ایک بار اور دنیا میں بھجوا دے) ہم تیرے بلاوے کو مان لیں گے اور پیغمبروں کی راہ پر چلیں گے (اللہ فرمائے گا) کہ تم نے

أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ

قسم کھاتے تھے پہلے اس سے کہ نہیں واسطے تمہارے کچھ زوال ۔ اور رہے تھے تم بیچ گھروں ان لوگوں کے

(دنیا میں) یہ قسم نہیں کھائی تھی کہ ہم مٹ نہیں سکتے ف۹ ۔ اور تم انہی لوگوں کی بستیوں میں رہے جنہوں نے

ف۲ یعنی جو کچھ ہم زبان سے ادا کرتے ہیں اسے بھی تو سنتا ہے اور جو خیالات و جذبات ہم زبان سے ادا نہیں کرتے یا نہیں کر سکتے بلکہ ہمارے دل کی گہرائیوں میں مستور ہیں ان سے بھی تو خوب واقف ہے ہوسکتا ہے کہ ظاہر میں سب اولاد کے لئے دعا کی ہو اور دل میں داعیہ پیغمبر آخر الزماںؐ کے لئے دعا کا ہو۔ (کذا فی الموضح)

ف۳ یعنی بڑھاپے کے عالم میں ہاجرہ کے بطن سے اسماعیلؑ اور سارہ کے بطن سے حضرت اسحٰقؑ غیر متوقع طور پر عنایت فرمائے۔ اب جس طرح میری پہلی دعا: رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ (اے میرے پروردگار مجھے نیک اولاد عنایت فرما) قبول فرمائی ہے اسی طرح میری یہ دعا بھی قبول فرما۔ ہوسکتا ہے کہ "مَا نُخْفِي" سے مقصود یہ ہو کہ میری موت کے بعد ان دونوں اور ان کی اولاد کی اعانت فرماتا رہ۔ اسی طرح "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کی پہلی دعا سے مناسبت بھی ظاہر ہوجاتی ہے۔ (رازی)

ف۴ یعنی مجھے یہ توفیق دے کہ نماز کو اس کے تمام ارکان، شرائط اور آداب کے ساتھ اس کے اوقات پر پابندی سے ادا کرتا رہوں۔

ف۵ اسی طرح نماز کا پابند بنا۔

ف۶ یا میری پوری دعا جو میں نے تجھ سے مانگی ہے، قبول فرما۔

ف۷ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے وطن سے ہجرت کے وقت اپنے والد سے کہا تھا۔ "سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ" (میں تیرے لئے اپنے رب سے بخشش چاہوں گا) اس لئے اس دعا میں انہوں نے اپنے والد کو شریک کر لیا۔ لیکن بعد میں جب انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ تو اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اس سے قطعی بیزاری کا اعلان کر دیا۔ (دیکھئے سورہ توبہ آیت ۱۱۴)

ف۸ خوف کے مارے ٹکٹکی بندھ جائے گی اور آنکھیں جھپک نہ سکیں گی۔ (وحیدی)

ف۹ یعنی ہماری دولت اور حکومت ہمیشہ رہنے والی ہے یا مرنے کے بعد دوسری زندگی نہیں ہے اور دنیا سے مرنے کے بعد مجازاۃ نہیں ہوگی۔ (ر.ی)

ظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ

کہ ظلم کیا تھا انہوں نے جانوں اپنی کو اور ظاہر ہوا تھا واسطے تمہارے کیونکر کیا تھا ہم نے ساتھ ان کے اور بیان کیں ہم نے واسطے تمہارے

اپنی جانوں پر ستم کیا اور تم پر کھل گیا جو ہم نے ان کے ساتھ کیا ف۱ اور ہم نے تمہاری (عبرت کے) لیے کئی مثالیں بیان کیں

الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ

مثالیں اور تحقیق مکر کیا تھا انہوں نے مکر اپنا اور نزدیک خدا کے ہے مکر ان کا اور نہ تھا مکر ان کا

ف۲ (لیکن جب بھی تم کو عبرت نہ ہوئی) اور وہ لوگ اپنا ہی داؤں چلتے رہے ف۳ اور ان کا داؤں اللہ کو معلوم ہے (اس سے کچھ چھپا نہیں) اور گو ان کا داؤں ایسا سخت

لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ

کہ ٹل جاویں اس سے پہاڑ پس ہرگز مت گمان کر اللہ کو کہ خلاف کرنے والا ہے وعدے اپنے کو پیغمبروں اپنے سے تحقیق

ہو جس سے پہاڑ ٹل جائیں ف۴ تو (اے پیغمبر) یہ مت سمجھ کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے پیغمبروں سے کیا ف۵ (کہ میں دنیا اور آخرت میں انکی

اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ

اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا اس دن کہ بدلی جاوے گی زمین سوائے اس زمین کے اور بدلے جاویں گے آسمان اور

مدد کروں گا) وہ اس کے خلاف کریگا بیشک وہ زبردست ہے بدلہ لینے والا جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین ہو گی اور (ایسا ہی) آسمان (بھی) بدل جائینگے ف۶

بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى

روبرو ہونگے سب لوگ واسطے اللہ اکیلے غالب کے اور دیکھے گا تو گنہگاروں کو اس دن جکڑے ہوئے بیچ

اور (سب) لوگ (اپنی اپنی قبروں سے نکل کر) اُس خدا کے سامنے کھڑے ہونگے جو اکیلا ہے (کافروں پر) بہت قہر کرنے والا اور (اے پیغمبر) تو گنہگاروں کو اس دن زنجیروں

الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِىَ

زنجیروں کے کُرتے ان کے گندھک کے ہونگے اور ڈھانک لے گی منہ ان کے کو آگ تاکہ بدلا دیوے

میں جکڑے ہوتے دیکھے گا ان کے کُرتے گندھک (یا ڈامر تارکول) کے ہونگے ف۷ اور ان کے مُنہ آگ سے ڈھکے ہونگے (یہ سب) اس لیے کہ اللہ ہر شخص کو

اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ

اللہ ہر جی کو جو کچھ کمایا ہے تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے حساب یہ پہنچا دینا ہے واسطے لوگوں کے اور

اس کے کیے کا بدلہ دے بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ف۸ (یہ قرآن) لوگوں کو نصیحت کرنے کے

لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

تاکہ ڈرائے جاویں ساتھ اس کے اور تاکہ جانیں سوائے اس کے نہیں کہ وہی ہے معبود اکیلا اور تاکہ نصیحت پکڑیں صاحب عقلوں کے

لیے) اور ڈرانے کے لیے اور یہ جاننے کے لیے کہ اللہ ہی ایک سچا معبود ہے اور بس اور عقلمند لوگوں کو غور کرنے کے لیے کافی ہے

ع ۱ / ۱۹

سورۃ الحجر مکیۃ ۵۴ — اٰیاتہا ۹۹ — رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۹ شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور قرآن بیان کرنے والے کی

یہ کتاب اور کھلے قرآن کی آیتیں ہیں ف۱۰

ف۱ یعنی ان کے گناہوں کی سزا میں ہم نے ان پر جو عذاب نازل کئے وہ سب تم کو معلوم ہو چکے تھے گو تم زبان سے اقرار نہیں کرتے تھے۔ (کذا فی الکبیر) ف۲ یعنی اپنی کتابوں میں اور اپنے پیغمبروں کی زبان پر۔

ف۳ یعنی حق کو دبانے اور باطل کو سربلند کرنے کے لئے انھوں نے کوئی سازش اور تدبیر اٹھا نہ رکھی۔ اس آیت کے تحت تفسیروں میں نمرود کا قصہ بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ (رازی) ف۴ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے داؤں کے سامنے اس کا کوئی اثر نہ ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وان کان مکرھم" میں "ان" نفی کے معنی میں ہو۔ یعنی ان کا مکر اتنا مضبوط نہ تھا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔ اس صورت میں "الجبال" سے مراد آنحضرتؐ کا دین اور شریعت کے دلائل ہیں۔ (رازی)

ف۵ اس سے مقصود ایک طرف تو آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے اور دوسری طرف آپؐ کے مخالفین کو متنبہ کرنا۔ کہ جس طرح پہلے انبیاءؑ سے جو ہم نے وعدے کئے وہ سب پورے کئے۔ اسی طرح اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تایید و نصرت کا جو وعدہ کر رہے ہیں اسے بھی یقیناً پورا کریں گے اور ان لوگوں کو تباہ و برباد کرینگے جو آپؐ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ (شوکانی)

ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز زمین و آسمان کی موجودہ شکل و صورت بدل جائیگی۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ جس روز زمین کو دوسری زمین سے بدلا جائے گا انسان کہاں ہوں گے؟ فرمایا "تاریکی میں پل صراط سے ورے ہوں گے۔" (مسلم) ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز زمین روٹی ہوگی جسے جبّار (اللہ تعالیٰ) اپنے ہاتھ سے پلٹے گا۔ (بخاری مسلم) حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "قیامت کے روز لوگ چاندی کی طرح سفید صاف زمین پر جمع کئے جائیں گے۔" (بخاری مسلم) اب رہا یہ سوال کہ آیا یہ تبدیلی زمین و آسمان کی ذات میں ہوگی یا صرف ان کی صفات میں، دوسرا قول حضرت ابن عباس سے اور پہلا قول یعنی تبدیل ذات حضرت ابن مسعود سے منقول ہے اور آیت کے الفاظ اور روایات میں دونوں کا احتمال ہے۔ گو بعض نے تبدل صفت کو ترجیح دی ہے۔ (شوکانی۔ رازی)

ف۷ بعض مفسرینؒ نے قطران کے معنی پگھلے ہوئے تانبے کے بھی کئے ہیں مگر اکثر مفسرینؒ نے اس سے مراد وہ سیاہ بدبودار روغن لیا ہے جو اونٹوں کی خارش دور کرنے کے لئے ان کے جسموں پر ملا جاتا ہے اور کھال کو جلا ڈالتا ہے اور وہ گندھک اور اس قسم کی بعض دوسری چیزوں سے مرکب ہوتا ہے اور یہ اختلاف قطرآن کی قرآت کی وجہ سے ہے۔ حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوحہ یعنی ماتم بین کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے روز اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ اس کے جسم پر قطران کا کرتا ہوگا۔ (صحیح بخاری مسلم وغیرہ) ف۸ یعنی حساب کا دن جلد آنے والا ہے اس لئے اس کی فکر کرو۔

ف۹ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس پر۔ جیسا کہ علامہ قرطبیؒ اور دوسرے مفسرینؒ کہتے ہیں۔ سب کا اتفاق ہے۔ (شوکانی) ف۱۰ الکتاب یعنی وہ عظیم الشان کتاب جس کے علاوہ کوئی کتاب "الکتاب" کہلانے کی مستحق نہیں اور قرآن مبین یعنی وہ قرآن جس کا مدعا نہایت واضح اور صاف ہے۔

ف۱ "یعنی موت کے وقت یا قیامت کے دن"۔ یا جب اللہ تعالیٰ گنہگار مسلمانوں کو جہنم سے نکال لے گا اور کافروں کو اس میں رہنے دے گا۔ مطلب یہ کہ جب کافروں پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی تو وہ پچھتا پچھتا کر آرزو کریں گے کہ کاش ہم نے اپنی غلط روش سے توبہ کر کے اسلام کی دعوت قبول کر لی ہوتی۔ مگر اس وقت ان کا پچھتانا اور یہ آرزو کرنا ان کے کسی کام نہ آسکے گا۔ بظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتِ حال واضح ہو جانے کے بعد کفار ہر لحظہ یہ آرزو کرتے رہیں گے۔ (کذا فی الشوکانی)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝٢ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَ

بہت وقت دوست رکھیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے کاش کہ ہوتے مسلمان چھوڑ دے ان کو کہ کھاویں اور فائدہ اٹھاویں اور

بہت بار کافر یہ آرزو کریں گے کاش وہ (دنیا میں) مسلمان ہوتے ف۱ (اے پیغمبرؐ) ان کو (اپنے حال پر) چھوڑ دے وہ کھاتے رہیں (اور مزے اڑاتے رہیں

يُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝٣ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ

غافل کرے ان کو آرزو دراز پس البتہ جانیں گے اور نہیں ہلاک کی ہم نے کوئی بستی مگر واسطے اس کے لکھا ہوا ہے

اور (دنیا کی) آرزو ان کو غفلت میں رکھے اب قریب ان کو معلوم ہو جائے گا ف۲ اور ہم نے جس بستی کو تباہ کیا اس کی مدت لکھی ہوئی

مَعْلُومٌ ۝٤ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝٥ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي

معلوم نہیں آگے نکل جاتی کوئی جماعت وقت اپنے سے اور نہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور کہا کافروں نے اے وہ شخص کہ

تھی۔ ف۳ کوئی قوم اپنی میعاد سے (جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھی ہے) نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے ف۴ اور (اے پیغمبرؐ مکہ کے کافر ہنسی ٹھٹھے سے

نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝٦ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ

اتارا گیا ہے اوپر اس کے ذکر تحقیق تو البتہ دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر ہے تو سچوں

تجھ کو کہتے ہیں اے وہ شخص جس پر قرآن اترا (یعنی اس کے گمان کے موافق) تو تو دیوانہ ہے ف۵ بھلا اگر تو سچا ہے تو فرشتوں کو ہمارے سامنے کیوں نہیں

الصَّادِقِينَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝٨ إِنَّا نَحْنُ

سے نہیں اتارتے ہم فرشتوں کو مگر ساتھ حق کے اور نہ ہوں گے اس وقت ڈھیل دیئے گئے۔ تحقیق ہم نے

لاتا ف۶ فرشتوں کو تو ہم عذاب دے کر اتارتے ہیں اور (اگر فرشتے اتریں) اس وقت ان کو مہلت نہ ملے گی ف۷ بے شک قرآن

نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝١٠

اتارا ہے ذکر یعنی قرآن اور ہم ہیں واسطے اس کے البتہ نگہبان اور البتہ تحقیق بھیجے تھے ہم نے پیغمبر پہلے تجھ سے بیچ امتوں پہلوں کے۔

کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں ف۸ اور ہم تجھ سے پہلے اگلے کئی فرقوں میں پیغمبر بھیج چکے ہیں۔ اور جب

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝١١ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي

اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی پیغمبر مگر تھے اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے اسی طرح چلا دیتے ہیں ہم اس کو بیچ اس

ان کے پاس کوئی پیغمبر آیا تو وہ اس سے ہنستے رہے ف۹ ایسے ہی ہم ان بدکاروں (مکہ کے کافروں)

قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝١٢ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝١٣ وَلَوْ

انکار کو بیچ دلوں گنہگاروں کے نہیں ایمان لاتے ساتھ اس کے اور تحقیق گذر گئی ہے عادت پہلوں کی۔ ف۱۱ اور اگر

کے دلوں میں (بھی کفر اور ٹھٹھا مذاق ڈال دیتے ہیں ف۱۰ وہ قرآن پر ایمان نہ لائیں گے اور یہی طریقہ اگلوں سے ہوتا چلا آیا ہے اور ان کافروں

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝١٤ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ

کھول دیں ہم اوپر ان کے دروازہ آسمان سے پس دن کو ہو جاویں گے بیچ اس کے چڑھتے ہوئے۔ البتہ کہیں گے سوائے اس کے نہیں کہ مست ہو

کا تو یہ حال ہے) اگر ہم ان پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیں (اور اوپر چڑھنے کا سامان کر دیں) پھر وہ دن دہاڑے اس پر چڑھتے رہیں تو بھی (ایمان لانے والے نہیں) ضرور

أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ۝١٥ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا

گئی ہیں آنکھیں ہماری بلکہ ہم ایک قوم ہیں سحر کیے ہوئے اور البتہ تحقیق کیے ہم نے بیچ آسمان کے برج اور زینت دی ہم نے

کہیں گے کچھ نہیں ہماری آنکھیں متوالی ہو گئی ہیں نہیں ہم لوگوں پر جادو ہوا ہے اور ہم نے آسمان میں برج بنائے ف۱۲ اور دیکھنے والوں کے لیے آسمان کو

ع ۱

ف۲ کہ وہ کس غلط روش پر چل رہے تھے اور یہ کہ انہوں نے دعوتِ حق کو ٹھکرا کر کسی اور کا نہیں خود اپنا ہی نقصان کیا ہے۔

ف۳ جب تک یہ مدت باقی رہی، اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دی۔ لیکن جوں ہی مدت پوری ہوئی فوراً انہیں گرفت میں لے لیا گیا۔ اس سے مقصود کفار مکہ کو متنبہ کرنا ہے کہ تم نے ہمارے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تکذیب و استہزا کی جو روش اختیار کر رکھی ہے اور اس پر ہم نے تاحال گرفت نہیں کی تو اس سے تم نے یہ کیوں سمجھ لیا ہے کہ تمہاری گرفت ہوگی ہی نہیں۔

ف۴ یعنی نہ وہ وقت مقرر سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نہ وقتِ مقرر پر ہلاک ہونے سے بچ سکتی ہے۔ (نیز دیکھیے سورہ انعام آیت ۲)

ف۵ کفار کی تہدید کے بعد اب ان کی سرکشی کا بیان ہے۔ نیز اوپر کی آیات میں کفر بالکتاب کا بیان تھا اب کفر بالرسالت کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ (شوکانی) آنحضرتؐ کو استہزا کے طور پر مجنون کہتے تھے اور قرآن اور پیغمبر کے ساتھ یہ استہزا کفر کی شدید ترین قسم ہے۔

ف۶ کہ وہ سامنے آکر گواہی دیں کہ یہ واقعی اللہ کا سچا پیغمبر ہے اس کی پیروی اختیار کرو جیسا کہ سورہ انعام آیت ۸ میں ہے: وقالوا لولا انزل علیہ ملک اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب آنحضرتؐ ان کو عذاب سے ڈراتے تو انہوں نے لوما تاتینا بالملائکۃ کہہ کر عذاب کا مطالبہ کیا ہو۔ (کبیر)

ف۷ یعنی فرشتے تو ہمیں اس وقت نازل ہوتے ہیں جب کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا قطعی فیصلہ ہو جائے۔ اس کے بعد انہیں مہلت نہیں دی جاتی۔

ف۸ اب رہا یہ "ذکر" جس کے لانے والے کو تم دیوانہ کہہ رہے ہو تو یہ ہمارا ہی نازل کردہ ہے۔ جس طرح قرآن اپنے نظم اور معنی کے اعتبار سے معجزہ ہے کہ جن و انس جمع ہو کر بھی اس جیسی ایک سورۃ نہیں بنا سکتے۔ اسی طرح اس کا یہ بھی اعجاز ہے کہ اس میں ردوبدل نہیں ہو سکے گا۔ قرآن کی حفاظت کا یہ وعدہ حیرت انگیز طریقہ پر پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ قرآن کے علاوہ دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود اس طرح محفوظ ہو کہ اس کے کسی ایک حرف میں ردوبدل نہ ہوا ہو اور دنیا بھر میں قرآن کے جتنے نسخے موجود ہیں ان میں ادنیٰ سا بھی اختلاف نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ یہ ہے قدرت کی طرف سے حفاظت جو کسی اور کتاب کو نصیب نہیں ہوئی اور قرآن کی اس طرح حفاظت کے مخالفین بھی معترف ہیں۔

ف۹ آنحضرتؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپؐ ان کے تکذیب و استہزا سے رنجیدہ نہ ہوں۔ ہر زمانہ میں کفار نے انبیاء کی اسی طرح ہنسی اڑائی ہے۔

ف۱۰ "نسلکہ" میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ یعنی جب بدکاری سے باز نہیں آتے تو اس کی سزا یہ دیتے ہیں کہ انہیں قرآن اور رسول کے ساتھ کفر و استہزا کا عادی بنا دیتے ہیں۔

ف۱۱ کہ وہ اپنے پیغمبروں کو جھٹلاتے اور اس کی پاداش میں تباہ کیے جاتے۔

ف۱۲ رسالت کے بعد اب توحید کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ (رازی) "برج" عربی زبان میں قلعہ یا منزل کو کہتے ہیں۔ یہاں برجوں سے مراد وہ منزلیں ہیں جن سے سورج اپنی گردش کے دوران میں گزرتا ہے اور وہ تعداد میں بارہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ برج وہ آسمانی قلعے ہیں جن میں فرشتے پہرا دیتے ہیں۔ (شوکانی)

ف۱ اور جس پر وہ شہاب جا لگتا ہے وہ یا تو جل جاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں امام بخاریؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت لائے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ آسمان میں جب کوئی حکم صادر کرتا ہے تو اس کا کلام سن کر فرشتے اظہار طاعت کے لئے اپنے بازو پھڑپھڑانے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے کسی چٹان پر زنجیر کے پھسلنے یا گرنے کی آواز۔ جب فرشتوں کا خوف جاتا رہتا ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ "تمہارے رب نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ اس نے جو فرمایا حق فرمایا اور وہ بلند اور بڑا ہے۔ اس وقت بات کے چرانے کے لئے شیاطین بھاگتے ہیں۔ اور یہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ایک دوسرے کے اوپر رہتے ہیں اور یوں وہ ایک آدھ کلمہ سن کر اپنے دوست نجومی یا کاہن کے کان میں پھونک دیتے ہیں اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بیان کرتا ہے۔ (ابن کثیر)

لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

ان کو واسطے دیکھنے والوں کے اور محفوظ رکھا ہم نے اس کو ہر ایک شیطان راندے گئے سے مگر جس نے چرا لیا سننے کو

ستاروں سے آراستہ کیا اور ہم نے آسمان کو ہر ایک شیطان مردود کے وہاں جانے سے بچا رکھا ہے (فرشتے چوکیداری کرتے ہیں) ہاں جو کوئی چوری چھپے کوئی بات

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا

پس پیچھے لگتا ہے اس کے شعلہ ظاہر اور زمین کو پھیلایا ہم نے اس کو اور ڈالے ہم نے بیچ اس کے پہاڑ اور اگائی ہم نے

سن بھاگے تو اس کے پیچھے کھلا (چمکتا ہوا) شعلہ لگتا ہے ف۱ اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بوجھل پہاڑ رکھے اور ہر چیز اس میں (یا پہاڑوں میں) اندازے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ

بیچ اس کے ہر ایک چیز وزن والی اور کیں ہم نے واسطے تمہارے بیچ اس کے معیشتیں اور اس کو کہ نہیں تم واسطے اس کے

کے ساتھ اگائی (یا پیدا کی) ف۲ اور زمین میں ہم نے تمہاری گزر کے سامان بنائے (کھانے پینے رہنے کے) اور ان کے جن کو تم روزی نہیں دیتے ف۳ اور کوئی چیز ایسی نہیں

بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۚ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

رزق دینے والے اور نہیں کوئی چیز مگر نزدیک ہمارے ہیں خزانے اس کے اور نہیں اتارتے ہم اس کو مگر ساتھ اندازہ معلوم کے

جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں (یعنی ہر چیز افراط سے موجود ہے) اور ہم ایک ٹھیرے ہوئے اندازے سے اس کو اتارتے ہیں۔ ف۴ اور ہم نے

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ

اور بھیجا ہم نے باؤ کو بوجھل کرنے والی پس اتارا ہم نے آسمان سے پانی پس پلایا ہم نے تم کو وہ اور نہیں تم اس کو

پانی بھری ہوائیں چلائیں پھر ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور تم کو وہ پانی پلایا اور تم تو اس کو

لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ذخیرہ کرنے والے اور تحقیق ہم جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم وارث ہیں اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں

روک کر رکھ بھی نہیں سکتے ف۵ اور ہم ہی لوگوں کو اور (تمام) جانداروں کو جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی (سب کے) وارث ہیں ف۶ اور ہم جانتے ہیں جو تم میں

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ

آگے بڑھ جانے والوں کو تم میں سے اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں پیچھے رہنے والوں کو اور تحقیق پروردگار تیرا وہی اکٹھا کرے گا ان کو

سے پہلے گزرے اور ہم جانتے ہیں جو بعد کو (قیامت تک) پیدا ہوں گے اور بے شک تیرا مالک (قیامت کے دن) ان سب کو

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع ۲ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

تحقیق وہ حکمت والا جاننے والا ہے اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑے ہوئے سے

اکٹھا کرے گا وہ حکمت والا خبردار ہے اور ہم نے آدمی کو (یعنی آدم کو) کھنکھناتے کالے سڑے گارے سے پیدا کیا ف۷

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور جن کو پیدا کیا ہم نے اس کو پہلے اس سے آگ لوؤں کی سے اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں

اور جان (یعنی جنوں کے باپ یا شیطان ابلیس) کو ہم نے پہلے ہی سے (یعنی آدم سے پہلے) بہت گرم آگ سے پیدا کیا ف۸ اور اے پیغمبر وہ وقت یاد کر جب تیرے

اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ

کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑے ہوئے سے پس جب درست کروں میں اس کو اور

مالک نے فرشتوں سے کہا میں کھنکھناتے کالے سڑے کیچڑ سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور

ف۲ دلائل سماوی کے بعد اب قدرت کے ان دلائل کا بیان ہے جو زمین پر ہیں۔ (رازی) یعنی ہر چیز اتنی اگائی اور پیدا کی، جتنی اس کی ضرورت تھی نہ کسی چیز کو بلا ضرورت پیدا کیا اور نہ ایک خاص حد سے بڑھنے دیا۔ یا "فیھا" میں "ھا" کی ضمیر جبال کے لئے ہے یعنی پہاڑوں کے اندر ہر چیز یعنی معدنیات پورے اندازے سے پیدا کیں۔ (شوکانی)

ف۳ بلکہ اللہ تعالیٰ روزی دیتا ہے اور وہ تمہاری خدمت کرتے ہیں۔ اس سے مراد ہیں نوکر چاکر اور جانور وغیرہ جن کا رازق درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی ہمارے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے لیکن ہم بندوں کی ضرورت کے پیش نظر سے ایک خاص مقدار میں آسمان سے اتارتے یا زمین سے پیدا کرتے ہیں۔ ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اکثر مفسرینؒ کا خیال ہے کہ یہاں خزائن سے مراد بارش ہے کیونکہ دنیا میں تمام تر رزق و معیشت کا مدار اسی پر ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ اسے عموم پر رکھا جائے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی نہ اوپر آسمان میں بارش کا خزانہ تمہارے قبضہ میں ہے اور نہ نیچے زمین میں کنوؤں، چشموں، تالابوں کے خزانہ پر تمہارا کوئی اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی پانی کو جس مقدار میں چاہتا ہے رکھتا ہے۔ وہ جب چاہے بارش برسائے تم اسے روک نہیں سکتے یا جب چاہے روک لے تم اسے اپنی مرضی سے برسا نہیں سکتے۔ اسی طرح اگر وہ چاہے تو چشموں اور کنوؤں میں تمام جمع شدہ پانی زمین میں جذب ہو جائے اور تمہیں ایک قطرہ بھی پینے کو نہ ملے۔ (از وحیدی وغیرہ)

ف۶ یعنی سب فنا ہو جائیں گے۔ مال و متاع جو کچھ بھی رہے گا وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ (موضح)

ف۷ اس سورۃ میں آیت "وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا" سے دلائل توحید کا بیان چلا آرہا ہے۔ جب اوپر کی آیت میں حیوانات کی تخلیق کو بطور دلیل ذکر کیا تو اب انسان کے پیدا کئے جانے کو بطور دلیل ذکر کیا جا رہا ہے۔ الغرض دلائل توحید میں یہ ساتویں قسم دلیل کی ہے۔ (کبیر) عربی زبان میں خشک مٹی کو تراب کہتے ہیں جب اسے بھگو دیا جائے تو وہ طین کہلاتی ہے پھر جب خوب گوندھ دینے کے بعد اس میں سے بو آنے لگے تو اسے "حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ" کہا جاتا ہے۔ پھر جب خشک ہو کر کھن کھن بولنے لگے تو وہ صلصال کہلاتی ہے اور اسے جب آگ میں پکا دیا جاتا ہے تو فخار کہتے ہیں۔ آیت میں الفاظ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سڑے ہوئے گارے سے حضرت آدمؑ کا پتلا تیار کیا گیا ہوگا پھر جب وہ سوکھ کر کھن کھن بولنے لگا تو اس میں روح پھونکی گئی ہوگی۔ (کبیر) یہی مضمون ایک مرفوع حدیث سے بھی ثابت ہے۔ (ترمذی)

ف۸ مگر جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہاں "الجان" سے مراد ابو الجن (جنوں کا باپ) ہی ہے۔ ف۹ "سموم" دراصل گرم ہوا (لو) کو کہتے ہیں۔ پس "نار السموم" کا ترجمہ بعض مفسرینؒ نے "جو آمیز ہوئی لطیف آگ" یا "تیز حرارت" بھی کیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جس سموم سے اللہ تعالیٰ نے "الجان" کو پیدا کیا یہ باد سموم اس کا سترواں حصہ ہے۔ (رازی)

ف۱ اوّلاً انسان کی تخلیق کو بطور دلیل ذکر فرمایا۔ اب اس کے بعد اس کا قصہ ذکر فرمادیا۔ (رازی) یہاں آدم میں جو روح پھونکی گئی اس کو "روحی" فرما کر اپنی طرف نسبت کیا ہے تو یہ نسبت صرف تشریف و تکریم اور انسانی روح کا امتیاز ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت صالح کی اونٹنی کو "ناقۃ اللہ" اور خانہ کعبہ کو "بیت اللہ" کہا گیا۔ (کذا فی الشوکانی) شاہ صاحب لکھتے ہیں: "اپنی جان" یعنی خاص جس میں نمونہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور نگاہ اللہ ہے۔ (از موضح)

نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

پھونک دوں بیچ اس کے روح اپنی سے پس گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرنے والے پس سجدہ کیا فرشتوں سب ساروں نے

اس میں اپنی جان پھونک دوں ف۱ (وہ زندہ ہو جائے) تو تم (سب) اس کی تعظیم کے لیے سجدے میں گر پڑنا جب اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا اور اس میں جان

اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ

مگر ابلیس نے نہ مانا یہ کہ ہو ساتھ سجدہ کرنے والوں کے کہا اے ابلیس!

پھونکی) تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ف۲ مگر ابلیس نے یہ نہ مانا کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شریک ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس!

مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

کیا ہے واسطے تیرے یہ کہ نہ ہوا تو ساتھ سجدہ کرنے والوں کے کہا کہ میں نہیں لائق اس بات کے کہ سجدہ کروں واسطے بشر کے کہ پیدا کیا تو نے

تو سجدہ کرنے والوں میں کیوں شریک نہیں ہوتا (اور میرا حکم کیوں نہیں سنتا) وہ (غرور اور تکبر کی راہ سے) کہنے لگا میں تو ایک بشر کو جس کو تو نے کھنکنا نے

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ

اس کو مٹی بجنے والی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑے ہوئے سے کہا پس نکل ان سے پس تحقیق تو راندہ ہوا ہے اور تحقیق

کالے سڑے کیچڑ سے بنایا، سجدہ کرنے والا نہیں ف۳ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو چل دور ہو جنت سے نکل جا (یا اس مرتبے سے جو تجھ کو دیا گیا ہے) تو مردود

عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾

اوپر تیرے لعنت کی دن قیامت تک کہا اے پروردگار میرے پس ڈھیل دے مجھ کو اس دن تک کہ زندہ کیے جاویں گے

ہے اور قیامت کے دن تک تجھ پر پھٹکار رہے (اس کے بعد سخت عذاب بھی ہوگا) ابلیس نے کہا مالک میرے جب تو نے مجھ کو مردود ہی کر دیا، تو مجھ کو اس دن

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ

کہا پس تحقیق تو ڈھیل دیئے گیوں سے ہے دن وقت معلوم تک کہا اے رب میرے بہ سبب

تک مہلت دے (زندہ رکھ) جس دن تک لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے ف۴ پروردگار نے فرمایا اچھا تجھ کو ٹھیرے ہوئے وقت کے دن تک مہلت ہے ف۵ کہنے لگا مالک میرے

اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ

اس کے کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو البتہ زینت دوں گا میں واسطے ان کے بیچ زمین کے اور البتہ گمراہ کروں گا میں ان کو سب کو مگر بندے تیرے

جیسے تو نے مجھ کو بے راہ کر دیا ف۶ میں بھی ضرور ان کو یعنی آدم کی اولاد کو زمین میں (گناہ یا دنیا کے ساز و سامان) بھلے کر دکھاؤں گا اور میں ضرور ان سب کو بے راہ کر دوں گا

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ

ان میں سے جو خالص کیے گئے ہیں کہا کہ یہ راہ ہے اوپر میرے سیدھی تحقیق بندے میرے نہیں واسطے تیرے

مگر ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (چنے ہوئے، ان کو میں گمراہ نہ کر سکوں گا) اللہ نے فرمایا یہی تو سیدھی راہ ہے جو مجھ کو کرنا ہے ف۷ اور جو میرے (مخلص اور مقبول) بندے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اوپر ان کے غلبہ مگر جس نے پیروی کی تیری گمراہوں میں سے اور تحقیق دوزخ جگہ وعدے ان کے کی ہے سب کی

ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہ چلے گا مگر جو تیری راہ چلیں گمراہوں میں سے (ان پر تیرا بہکانا اثر کرے گا) ف۸ اور ان سب لوگوں کے لیے (جو تیری راہ چلیں گے) جہنم کا وعدہ ہے

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ

واسطے اس کے سات دروازے ہیں واسطے ہر ایک دروازے کے ان میں سے ایک حصہ ہے قسمت کیا ہوا تحقیق پرہیزگار بیچ بہشتوں کے

اس کے سات دروازے ہیں ف۹ (یعنی سات طبقے) ہر دروازے کے لیے ایک فرقہ بٹا ہوا ہے ف۱۰ جو پرہیزگار ہیں (شرک اور کفر سے بچتے ہیں) وہ باغوں اور

ف۲ سجدہ کے معنی کسی کے سامنے عاجزی کرنے اور جھکنے کے ہیں چاہے وہ زمین پر سر رکھ کر ہو یا سر اور کمر جھکا کر۔ اور وہ دو طرح ہوتا ہے ایک بطور عبادت اور دوسرا بطور سلام و تعظیم۔ فرشتوں کا حضرت آدم کو سجدہ کرنا بطور سلام و تعظیم تھا نہ کہ بطور عبادت۔ جیسا کہ حضرت یوسف کو ان کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا تھا کیونکہ فرشتوں کی صفت میں مذکور ہے۔ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ۔ (اعراف آیت ۲۰۶) "کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں"۔ یہ تعظیمی سجدہ پہلی امتوں میں جائز تھا مگر ہماری شریعت میں حرام کر دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں کسی بشر کو دوسرے بشر کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (دیکھئے بقرہ)

ف۳ سورۂ اعراف میں ہے کہ ابلیس نے کہا: "میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔" (دیکھئے اعراف آیت ۱۲)

ف۴ یعنی دنیا کے خاتمے تک مہلت دے۔

ف۵ یعنی پہلے صور تک۔ جمہور مفسرین نے یہی معنی مراد لئے ہیں کیونکہ پہلے صور کے وقت تو شیطان بھی مر جائے گا اور دوسرے صور یعنی چالیس برس تک وہ مردوں کے ساتھ مرا رہے گا۔ نیز دیکھئے اعراف آیت ۱۵ و ص: ۳۸۔ (روح)

ف۶ "بما" میں باء بمعنی قسم ہے اور یہ عزت کی قسم کے منافی نہیں ہے کیونکہ اغوا بھی فی الجملہ عزت و سلطان کے آثار سے ہے گویا شیطان نے دونوں کی قسم کھائی مگر سببیت کے معنی ادنیٰ ہیں۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی یہی کہ میرے مخلص بندوں کو تو گمراہ نہ کر سکیگا درست بات ہے جیسے بعد میں فرمایا: ان عبادی لیس لك علیهم سلطان۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ هذا سے اخلاص کی طرف اشارہ ہو یعنی یہی اخلاص کی راہ مجھ تک سیدھی پہنچتی ہے۔ (کذا فی الروح)

ف۸ گویا یہ پہلے کلام کی تقریر ہی ہے اور مستثنیٰ منقطع ہے اور اگر "عباد" سے مراد عام ہو تو مستثنیٰ متصل ہوگا۔ مطلب یہ کہ جو خود ہی بھٹکے ہوں اور جہالت کی بنا پر خود ہی تیری پیروی کرنا چاہیں۔ (روح)

ف۹ خبر لان او مستانفہ۔ حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اور بعض دوسرے مفسرین سے مروی ہے کہ وہ طبقے ایک دوسرے کے اوپر ہوں گے۔ ان طبقات کے نام بھی مروی ہیں جن میں ایک طبقہ کا نام جہنم بھی مذکور ہے مگر کسی صحیح اثر سے یہ ثابت نہیں ہیں۔ بعض دوسرے مفسرین نے "سبعة ابواب" سے مراد سات دروازے ہی لئے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائیں۔ (ترمذی) آگ کی صفت میں بہت سی احادیث اور آثار مروی ہیں۔ (شوکانی)

ف۱۰ بٹے ہوئے فرقہ سے مراد بدکاروں کا بٹا ہوا فرقہ ہے، یعنی جس طرح ایک خاص عمل والے لوگ جنت میں ایک خاص دروازے سے داخل ہوں گے اسی طرح برے عمل والے لوگ بھی اپنے اعمال کے مطابق جہنم کے مختلف دروازوں سے داخل ہوں گے۔ جیسے فرمایا: "ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔" (دیکھئے النساء آیت ۱۴۵) شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں: شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ اس لئے ہے کہ بعضے موحدین نرے فضل سے جنت میں جائیں گے بغیر عمل کے۔ اھ

ف۱ حضرت ابوسعید خدریؓ سے صحیح روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنوں کو جہنم سے نکال کر جنت اور جہنم کے درمیان ایک پُل پر روک لیا جائے گا تاکہ ان کے درمیان آپس کی زیادتیوں کی بنا پر جو کدورتیں پیدا ہوگئی تھیں وہ اُن کے دلوں سے نکال دی جائیں۔ چنانچہ جب وہ ان کدورتوں سے پاک صاف ہو جائیں گے انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "مجھے امید ہے کہ میں، طلحہؓ اور زبیرؓ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔" (ابن کثیر)

ف۲ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اہلِ جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ پڑو گے اور تم ہمیشہ زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہ آئے گی اور تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا اور ہمیشہ قیام پذیر رہو گے کبھی اس سے کوچ کی ضرورت نہ ہوگی۔ (ابن کثیر)

ف۳ لہٰذا انہیں چاہیئے کہ نہ خدا کی رحمت سے مایوس ہوں اور نہ اتنے دلیر کہ اس کے عذاب کا کوئی ڈر اُن کے دلوں میں نہ ہو۔ یہی رجاء و خوف کا وہ مقام ہے جس کی قرآن و حدیث میں متعدد مواضع پر تلقین کی گئی ہے۔ حدیث میں ہے: اگر بندے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر عفو و درگزر کرنے والا ہے تو وہ کبھی گناہ سے پرہیز نہ کرے اور اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو (آہ و بکا سے) اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے۔ (ابن کثیر)

ف۴ اس قصہ میں اس بات کی شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دردناک ہے۔ سورۂ ہود میں گزر چکا ہے کہ یہ فرشتے تھے جو مہمان بن کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہنچے اور پھر قوم لوطؑ کو ہلاک کرنے کے لئے سدوم میں پہنچ گئے۔

ف۵ پہلے حضرت ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دیا پھر مہمانداری کے لئے بھُنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ لیکن جب دیکھا کہ کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاتے تو گھبرا کر یہ کہا جیسا کہ سورہ ہود میں گزر چکا ہے۔ (قرطبی)

ف۶ معلوم نہیں تم کون لوگ ہو اور کس نیت سے آئے ہو۔ دیکھئے سورۂ ہُود۔

ف۷ یعنی میں نے دنیا کا عام دستور اور اپنا بڑھاپا دیکھ کر محض تعجب کا اظہار کیا ہے ورنہ یہ مقصد نہیں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کا اظہار کر رہا ہوں۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۸ غالباً حضرت ابراہیمؑ قرائن سے سمجھ گئے کہ فرشتوں کے آنے کا مقصد محض مجھے خوشخبری دینا نہیں ہے بلکہ کوئی بڑی مہم ہے جس کے لئے انہیں بھیجا گیا ہے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی عذاب میں باقی رہنے والے کا فروں کے ساتھ مبتلائے عذاب ہوگی۔ بظاہر یہ فرشتوں کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ کرنے آئے تھے اس لئے ممکن ہے انہوں نے بوجہ قربِ اختصاص کے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو اپنے فیصلہ کے لفظ سے تعبیر کر دیا۔ (شوکانی)

ف۱۰ اس علاقے کے رہنے والے نہیں ہو اس لئے مجھے تم سے ڈر لگتا ہے۔

قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٦٣﴾ وَأَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٦٤﴾

کہا انہوں نے بلکہ آئے ہم تیرے پاس ساتھ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے شک کرتے اور آئے ہم تیرے پاس ساتھ حق کے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہیں

معلوم ہوتے ہو وہ کہنے لگے (نہیں ڈرنے کا کوئی سبب نہیں ہے) بلکہ خوشی کرو جس (عذاب) میں یہ لوگ شک کرتے تھے (اور تم کو جھوٹا سمجھتے تھے) ہم یہ (عذاب) لیکر آئے ہیں اور ہم

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَ

پس لے چل اہل اپنے کو بیچ ایک ٹکڑے کے رات سے۔ اور پیروی کر پچھاڑی ان کی کی اور نہ پھر کر دیکھے تم میں سے کوئی شخص اور چلے جاؤ

ہونے والی بات لے کر تیرے پاس آئے ہیں وا اور ہم سچے ہیں۔ تو کچھ رات رہی اپنے گھر والوں کو یہاں سے لیکر چل دے اور تو سب کے پیچھے چلیو (تاکہ ان کو دیکھتا جائے) اور

امْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ

جہاں حکم کئے جاتے ہو اور مقرر کر دیا ہم نے طرف اس کی اس بات کو کہ تحقیق جڑ ان کی کاٹی جائے گی صبح

اطمینان سے کسی کے رہ جانے کا ڈر نہ ہو) اور تم میں کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے یا تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہ جائے اور جہاں تم کو حکم ہو (وہاں) چلے جاؤ اور ہم نے لوطؑ کو اس بات کا فیصلہ کہلا بھیجا کہ صبح کو

مُصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٧﴾ قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا

ہوتے ہی۔ اور آئے اس شہر والے خوشیاں کرتے ہوئے کہا تحقیق یہ لوگ مہمان میرے ہیں۔ پس مت

ان لوگوں کی جڑ بنیاد کٹ جائے گی وا اور شہر (سدوم) والے لوگ (ان خوبصورت لڑکوں کا آنا سنکر) خوشیاں مناتے آئے اور (بدفعلی کا قصد کیا) لوطؑ نے (ان شریروں سے) کہا یہ

تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ

رسوا کرو مجھ کو اور ڈرو اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو۔ کہا انہوں نے کیا نہیں منع کیا ہم نے تجھ کو سارے جہان سے کہا

میرے مہمان ہیں تو مجھ کو رسوا نہ کرو اور خدا سے ڈرو مجھ کو فضیحت نہ کرو وہ کہنے لگے کیا ہم تجھ کو جہان کے لوگوں سے منع نہیں کر چکے ہیں۔ ۵ لوطؑ نے کہا اگر تم کو ایسا

هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾

کہ یہ ہیں بیٹیاں میری اگر ہو تم کرنے والے ہو قسم ہے زندگی تیری کی تحقیق وہ البتہ بیچ مستی اپنی کے سرگردان تھے۔

ہی کرنا ہے تو یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں۔ ولا (اے پیغمبر) تیری زندگی کی قسم بے شک وہ اپنی مستی میں دیوانے ہو رہے تھے۔ پھر سورج نکلتے ان کو

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

پس پکڑا ان کو آواز تند نے سورج نکلتے ہوئے۔ پس کیا ہم نے اوپر اس کا نیچے اس کے اور برسایا ہم نے اوپر ان کے

چنگھاڑنے آ دبوچا۔ (حضرت جبریل نے ایک چیخ ماری) پھر ہم نے اس بستی کو (الٹ کر) اوپر تلے کر دیا۔ اور اوپر سے ہم نے ان پر کنکر کے پتھر برسائے

حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ﴿٧٦﴾

پتھروں کو کنکر سے۔ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے چہرہ پہچاننے والوں کے اور تحقیق وہ بستی البتہ بیچ راہ چلنے کے ہے

بیشک اس (قصے) میں ٹوہ لگانے والوں کو (یا غور و فکر کرنے والوں کو حق تعالیٰ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں اور یہ بستی تو سیدھے رستے پر ہے وہ

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانْتَقَمْنَا

تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے ایمان والوں کے۔ اور تحقیق تھے رہنے والے بن کے البتہ ظالم پس بدلا لیا ہم نے

بیشک جو ایمان دار ہیں ان کے لئے تو اس (قصے) میں (خدا کی قدرت کی بڑی) نشانی ہے اور (لوطؑ کی قوم کی طرح) بن میں رہنے والے بھی شریر تھے آخر ہم نے وہ

مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ

ان سے اور تحقیق وہ دونوں البتہ بیچ رستے ظاہر کے ہیں اور البتہ تحقیق جھٹلایا رہنے والوں حجر کے نے پیغمبروں کو اور دیں ہم نے

ان سے بدلہ لیا۔ اور یہ دونوں بڑے رستے پر بستیں ہیں وا (مکمل شرک پر) اور (اسی طرح) حجر کے رہنے والے بھی پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں والا اور ہم نے ان کو

النزل ۳

وا جس کے ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ یہ ہے حق تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا اٹل فیصلہ۔ (شوکانی) وا یعنی ملک شام کی طرف یا کسی امن کی جگہ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمائی ہوگی۔ بعض نے "اُردن" بھی لکھا ہے۔ (روح) وا سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ (شوکانی) وا اور لوطؑ سے مطالبہ کیا کہ ان مہمانوں کو بدکاری کے لئے ہمارے حوالہ کر دو۔ گویا ان کی پوری آبادی میں کوئی ایسا عنصر باقی نہ رہا تھا جو اس قسم کی غنڈہ گردی کے خلاف آواز اٹھاتا۔ اس سے ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

وہ یعنی ہم تمہیں رسوا نہیں کر رہے بلکہ تم خود اپنے آپ کو رسوا کر رہے ہو۔ کیا ہم آپ کو منع نہیں کر چکے کہ ہمارے مقابلے میں کسی کی حمایت نہ کیا کریں۔ یا اپنے ہاں اجنبی مسافروں کو بطور مہمان نہ ٹھہرایا کریں۔ (کذا فی الوحیدی)

وہ تم ان سے فطری طریقہ پر نکاح کر کے اپنے شہوانی جذبات کی تسکین کرو۔ ظاہر ہے کہ "بیٹیوں" سے مراد خود ان لوگوں کی اپنی عورتیں ہیں۔ کیونکہ نبی اپنی قوم کی عورتوں کے لئے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ (دیکھئے سورۂ ہود)

وہ جمہور مفسرین کا یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھائی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کا کلام ہو اور انہوں نے حضرت لوطؑ کی زندگی کی قسم کھائی ہو۔ ہماری شریعت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھانا منع ہے صحیح احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کی چاہے قسم کھا سکتا ہے۔ (وحیدی وکذا فی الروح)

وہ یعنی جو قافلے حجاز سے شام یا عراق سے مصر جاتے ہیں یہ بستی ان کے راستے میں پڑتی ہے مگر لوگ ہیں کہ اس میں تباہی کے آثار دیکھ کر کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ جدید محققین کا خیال ہے کہ یہ بستی بحر میت کے (جسے بحر لوط بھی کہتے ہیں) جنوب مشرق میں واقع تھی بلکہ اس زمانہ میں اردن کی حکومت بحر میت کے جنوبی حصہ سے اس کے تباہ شدہ آثار برآمد کرنے کی بھی کوشش کر رہی ہے۔ (تنبیہ) اس عذاب کے وقت کے متعلق تین الفاظ آئے ہیں "مشرقین، مصبحین اور بکرۃ"۔ صبح سے مراد صبح عرفی ہو تو یہ اشراق اور بکرۃ کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے بعض نے لکھا ہے کہ صبح یعنی طلوع فجر سے عذاب شروع ہوا اور اشراق یا بکرہ تک ان کا قصہ تمام کر دیا گیا۔ نیز قرآن نے تین طرح کے عذاب کا ذکر کیا ہے۔ پہلے صیحہ کا عذاب آیا پھر ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا۔ اور سب سے آخر میں ان پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ (کذا فی القرطبی)

وہ مراد ہیں اس علاقہ کے رہنے والے جہاں اب شہر تبوک واقع ہے۔ اس علاقہ میں "ایکہ" یعنی ایک گھنا جنگل تھا، اس لئے ان کو "اصحاب ایکہ" (بن والے) کہا گیا۔ یہ اور اصحاب مدین دو الگ الگ قومیں تھیں، اور ان دونوں کی طرف حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ ایک حدیث سے بھی ثابت ہے۔ (قرطبی۔ کبیر)

وا یعنی قوم لوطؑ اور اصحاب ایکہ کا علاقہ۔ قریش ان دونوں سے گزر کر شام آتے جاتے تھے۔ مدین اور ایکہ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ (قرطبی)

وا اس سورۃ میں یہ چوتھا قصہ ہے۔ حجر قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا جو اب "مدائن صالحؑ" کے نام سے مشہور ہے اور وہاں اس قوم کے تباہ شدہ آثار اب بھی موجود ہیں۔ یہ علاقہ شہر "العلا" سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ حجاز سے جو قافلے شام جاتے ہیں وہ لازماً اس سے گزر کر جاتے ہیں اور یہ اس ریلوے لائن کا ایک اسٹیشن بھی ہے جو مدینہ سے دمشق کو جاتی ہے۔ وا ایک پیغمبر کی تکذیب چونکہ سب کی تکذیب ہے اس لئے ان کے بارے میں فرمایا گیا کہ انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ (روح)

ف۱ اونٹنی کا معجزہ کئی معجزوں پر مشتمل تھا اس لئے اس کو آیات فرمایا اور ان سے مراد وہ دلائل عقلیہ بھی ہوسکتے ہیں جو توحید پر دال ہیں۔ (روح) ف۲ یعنی کوئی عبرت حاصل نہ کی بلکہ اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور حضرت صالح کو چیلنج دیا کہ جس عذاب کی دھمکی دے رہے ہو وہ لے آؤ۔

اٰیٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾

ان کو نشانیاں اپنی۔ پس ہوئے ان سے منہ پھیرنے والے۔ اور تھے تراشتے پہاڑ سے گھر امن چاہنے والے۔ پس پکڑا اُن کو

اپنی نشانیاں دیں ف۱ پھر بھی انہوں نے ان پر کچھ خیال نہ کیا ف۲ اور وہ پہاڑوں کو تراش کر ایسے گھر بناتے تھے جن میں ان کو ڈر نہ رہتا آخر صبح کے وقت

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا

آواز تند نے صبح ہوتے۔ پس نہ کفایت کیا ان سے اس چیز نے کہ تھے کماتے۔ اور نہیں پیدا

ان کو چنگھاڑ نے آدابا پھر جو کچھ وہ کرتے تھے (یعنی مضبوط گھر کھیتی مال و دولت وغیرہ) کچھ ان کے کام نہ آیا ف۳ اور ہم نے آسمان اور زمین کو

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ

کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اس چیز کو کہ درمیان ان کے ہے مگر ساتھ حق کے۔ اور تحقیق قیامت البتہ آنے

اور جو کچھ ان میں ہے (بڑی) حکمت کے ساتھ بنایا ہے اور قیامت ضرور آنے گی تو (اے پیغمبر کافروں اور مشرکوں سے)

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا

والی ہے۔ پس درگذر کر درگذر کرنا نیک تحقیق رب تیرا وہ ہے پیدا کرنے والا جاننے والا (اش) اور البتہ تحقیق دیں ہم نے تجھ کو

اچھی طرح درگذر کر ف۴ بے شک تیرا مالک سب کا بنانے والا ہے جاننے والا ف۵ اور ہم نے (اے پیغمبر) تجھ کو سات

مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا

سات چیزیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور قرآن بڑا مت لمبی کر دونوں آنکھیں اپنی طرف اس چیز کے کہ فائدہ دیا ہم نے

(سورتیں یا آیتیں) دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور بڑا قرآن دیا ف۶ تو اپنی آنکھیں بھی، ان چیزوں کی طرف مت اٹھا جو ہم نے کئی قسم کے

مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّيْٓ

ساتھ اس کے کئی قسموں کو ان میں سے اور مت غم کھا اوپر ان کے اور نیچے کر بازو اپنے کو واسطے ایمان والوں کے۔ اور کہہ تحقیق

کافروں کو مزہ اٹھانے کو دی ہیں اور نہ (ان کے ایمان نہ لانے کا) رنج کر اور ایمان والوں کے لئے اپنا بازو جھکا دے اور کہہ دے میں تم کو تو

اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ

میں ڈرانے والا ہوں ظاہر جس طرح اتارا ہم نے اوپر بانٹنے والوں کے جنہوں نے کیا قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے

کر (اس عذاب سے) ڈرانے والا ہوں جیسا (عذاب) ہم نے ان قسم کھانے والوں (یا بانٹ لینے والوں) پر اتارا جنہوں نے قرآن کے تکے بوٹیاں

عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔـلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ

پس قسم ہے رب تیرے کی البتہ سوال کریں گے ہم ان سے سب سے اس چیز سے کہ تھے عمل کرتے پس آشکارا کر

کر لیں ف۷ تو قسم تیرے مالک کی ہم ان سب سے پرسش کریں گے ان کاموں کی جو وہ (دنیا میں) کرتے تھے تو جو حکم تجھ کو ملا ہے اس

بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ

اس چیز کو کہ حکم کیا جاتا ہے تو اور منہ پھیر لے مشرکوں سے تحقیق ہم نے کفایت کیا ہے تجھ کو ٹھٹھا کرنیوالوں سے وہ جو

کھول کر سنادے اور مشرکوں کا کچھ خیال نہ کر ف۸ ہم نے تیری طرف سے ٹھٹھا مارنے والوں کا کام تمام کر دیا ف۹ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ

مقرر کرتے ہیں ساتھ اللہ تعالیٰ کے معبود اور۔ پس البتہ جانیں گے۔ اور البتہ تحقیق جانتے ہیں ہم یہ کہ تو

دوسرے معبود کو شریک کرتے ہیں اب آگے چل کر ان کو (اس ٹھٹھے اور شرک کا جو انجام ہے) معلوم ہو جائے گا اور ہم جانتے ہیں کہ کافر جو

الربع

ف۳ ان پر عذاب کی تفصیل کے لئے دیکھئے اعراف رکوع ۱۰، سورۂ ہود رکوع ۷۔

ف۴ یعنی یہ اگر آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ صبر اور درگذر سے کام لیجئے وقت آنے پر ان کو ضرور بدلہ دیا جائے گا۔

ف۵ تو پھر اس کے لئے انہیں دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔

ف۶ "سبع مثانی" اور "بڑے قرآن" سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ ابوسعید بن المعلی سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: الحمد للہ رب العلمین۔ یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا اور یہی اکثر صحابہ اور بعد کے مفسرینؒ کا قول ہے بعض نے سبع طوال یعنی سات لمبی سورتیں (بقرہ تا انعام و توبہ) مراد لی ہیں۔ مگر جب صحیح حدیث میں اس سے سورہ فاتحہ مراد ہونے کی تصریح ہے تو کوئی دوسری تفسیر اختیار کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ کذا فی شوکانی۔ اس کی تفسیر میں اور بھی اقوال منقول ہیں۔ (دیکھئے روح المعانی)

ف۷ یعنی کفار مکہ کے چالیس یا سولہ آدمی جنہوں نے ولید بن مغیرہ کے حکم سے حج کے موقع پر مکہ کے راستے بانٹ لئے تھے کہ آنحضرتؐ تک کسی کو نہ پہنچنے دیں گے۔ اور قرآن کی تکا بوٹی کرنے کے یہ معنی ہیں کہ کسی نے قرآن کو سحر کہا اور کسی نے شعر، اور کسی نے پہلوں کی کہانیاں۔ الغرض اس طرح انہوں نے قرآن کی تکذیب کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے اور مختلف عنوانوں سے اسے باطل کرنے کی کوشش کی۔ یا مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور قرآن کے حصے کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جو مرضی کے موافق ہوا اسے مان لیا اور جسے اپنی مرضی کے خلاف پایا، اس سے انکار کر دیا۔ اور پہلے انبیا کی مخالفت کی وجہ سے ان پر مختلف عذاب آچکے تھے اس صورت میں قرآن سے مطلق کتاب الٰہی بھی مراد ہو سکتی ہے۔ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (کذا فی الروح)۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ مقتسمین کے معنی قسمیں کھانے والے ہیں یعنی پہلی امتیں جنہوں نے اپنے انبیا کی تکذیب پر قسمیں اٹھا رکھی تھیں مثلاً حضرت صالح کی قوم کہ انہوں نے حضرت صالح اور ان کے اہل کو راتوں رات قتل کر دینے کے لئے قسمیں کھائیں۔ (دیکھئے نمل آیت ۴۹) اور پہلی امتوں نے قرآن یعنی کتب سماویہ کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ مطلب یہ کہ جیسے ہم نے ان پر عذاب اتارا اسی طرح کے عذاب سے انکو بھی ڈرا دیجئے (کذا فی الوحیدی)

ف۸ یعنی ان کی کوئی پروانہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی اور مددگار ہے۔ شروع شروع میں آنحضرتؐ دین کی تبلیغ و اشاعت خفیہ طریق پر کرتے تھے لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ علانیہ وعظ و نصیحت کرنے لگے۔ (شوکانی)

ف۹ ہم ان سے نبٹ لیں گے آپ بے خوف و خطر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہیے مفسرین کا بیان ہے کہ مراد کفار کے پانچ سردار ہیں (ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث اور حارث بن طلاطلہ) اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ایک ہی دن میں کام تمام کر ڈالا۔ (فتح القدیر)

ف۱ اس کی عبادت پر قائم رہیں اور موت کو "یقین" اس لئے کہا کہ ہر متنفس کے لئے اس کا آنا ضروری ہے۔ (روح) قرآن میں بعض دوسرے مقامات پر بھی "یقین" کا لفظ موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے "حتّٰی اتانا الیقین" یہاں تک کہ ہمیں یقین آپہنچا۔ (مدثر آیت: ۴۷) اس لیے سب قابلِ ذکر مفسرین نے اس آیت میں یقین کو بمعنی موت لیا ہے۔ بعض جاہل اور بے عمل پیر اس آیت کی رُو سے کہتے ہیں کہ عبادت کرتے کرتے جب یقین حاصل ہو جائے تو پھر عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو نماز، روزہ عبادات سے مستثنیٰ قرار دے لیتے ہیں۔ یہ تفسیر کتاب اللہ کے ساتھ تلعب کے مترادف ہے۔ کیا یہ جس یقین کا نام لیتے ہیں آنحضرتؐ کو حاصل نہ ہوسکا کہ آپ آخر وقت تک نماز، روزہ اور دیگر عبادات کی پابندی کرتے رہے۔ بہر حال آیت میں یقین سے یقین قلبی مراد لینا الحاد سے خالی نہیں۔ (کذا فی الروح)

ف۲ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی۔ البتہ بعض مفسرین اس کی آخری تین آیتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اُحد سے واپسی کے موقع پر راستے میں نازل ہوئیں۔ (فتح القدیر)

ف۳ یعنی اس کے آنے میں کوئی دیر نہیں ہے، یہاں "امر" سے مراد قیامت ہے اور مشرکوں پر مختلف انواع کے عذاب کے نزول کا وقت بھی ہوسکتا ہے۔ (روح)

ف۴ مشرکین کو جب عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے تو وہ استہزاء کے طور پر اس کے فوراً آجانے کا مطالبہ کرتے۔ (دیکھئے انفال: ۳۲) یہاں ان کو تنبیہ کی گئی ہے۔

ف۵ عذاب کے جلدی نہ آنے کی وجہ سے وہ اللہ کی طرف عجز و احتیاج کی نسبت کرتے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس قسم کے امور کی نسبت کرنا شرک کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس قسم کی مشرکانہ باتوں سے بلند و برتر ہے (روح)

ف۶ اس کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ خالق ہے اور زمین و آسمان کی ہر ہستی اور ہر چیز مخلوق۔ پھر خالق و مخلوق یکساں کیسے ہوسکتے ہیں۔

ف۷ اور اپنی حقیقت بھول گیا اور لگا قدرت کا انکار کرنے، اور کہنے لگا کہ "مرنے کے بعد بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت کے دونوں حصوں سے اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت پر استدلال مقصود ہو۔ یعنی نطفہ سے پیدا کیا اور پھر اس میں کامل طور پر قوی ادراکیہ اور قوت گویائی پیدا کر دی کہ حجت و استدلال کے ساتھ بحث کرنے کے قابل ہوگیا۔ (روح)

ف۸ کہ سردی سے بچنے کے لئے ان کی اُون اور بالوں سے خیمے اور مختلف قسم کے لباس تیار کر لیتے ہو۔ (روح)

ف۹ کسی کا دودھ پیتے ہو اور کسی پر سواری کرتے ہو اور کسی سے ہل چلاتے اور پانی کھینچتے ہو وغیرہ۔

ف۱۰ یہ دو وقت خوب رونق اور چہل پہل کے ہوتے ہیں اس لئے ان کو خاص طور پر ذکر فرمایا۔

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ

اور پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ نہیں جانتے تم - اور اوپر اللہ تعالیٰ کے پہنچتی ہے سیدھی راہ اور بعضی ان میں سے کج ہے اور اگر چاہتا اللہ تعا

اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے ف۱ اور سیدھا رستہ اللہ ہی پر ہے ف۲ اور کوئی راہ ٹیڑھی بھی ہے ف۳ (کفر اور گمراہی کی) اور جو خدا چاہتا تو تم

لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩﴾ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَ

البتہ ہدایت کرتا تم کو سب کو وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی واسطے تمہارے اس میں سے پینا ہے اور اس

سب کو سیدھی راہ پر لگا دیتا۔ ف۴ وہی خدا ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا اس میں سے کچھ تمہارے پینے کا ہے اور کچھ ایسا ہے جس

مِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَ

میں سے درخت ہیں کہ بیچ اس کے چراتے ہو اگاتا ہے واسطے تمہارے ساتھ اس کے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر

درخت لگتے ہیں جن میں (جانوروں کو) چراتے ہو (گھاس چارے وغیرہ کے درخت) اسی پانی سے خدا تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور

الْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١١﴾ وَسَخَّرَ

ایک میووں سے - تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور مسخر کیا

انگور اور ہر طرح کے میوے اگاتا ہے جو لوگ سوچتے ہیں ان کے لئے اس میں (خدا کی قدرت کی) نشانی ہے ف۵ اور اسی خدا نے رات اور دن اور

لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

واسطے تمہارے رات اور دن اور سورج اور چاند اور تارے مسخر ہیں ساتھ حکم اس کے کے - تحقیق بیچ اس کے

سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگایا اور تارے بھی اس کے حکم سے تابعدار ہیں ف۶ بے شک جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لئے

لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٢﴾ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي

البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور جو کچھ پھیلا دیا ہے واسطے تمہارے بیچ زمین کے کہ مختلف ہیں رنگ اس کے - تحقیق

ان چیزوں میں (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں اور جو چیزیں اس نے زمین میں تمہارے لئے پیدا کی ہیں کئی رنگ کی ف۷ ان میں بھی (اس کی قدرت کی)

ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ

بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ نصیحت پکڑتے ہیں اور وہ ہے جس نے مسخر کیا دریا کو تا کہ کھاؤ اس میں سے

نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں - اور اسی خدا نے سمندر کو (بھی) تمہارے کام میں لگا دیا اس لئے کہ اس میں سے (شکار کر کے)

لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ

گوشت تازہ اور نکالو اس میں سے گہنا کہ پہنتے ہو اس کو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو پانی پھاڑنے

تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے زیور (موتی مونگا وغیرہ) نکال کر پہنو ف۸ اور تو دیکھتا ہے کشتیاں (پانی کو) چیرتی ہوئی اس میں چلتی ہیں اور

فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ

والی بیچ اس کے اور تا کہ ڈھونڈو فضل اس کے سے اور تا کہ تم شکر کرو اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا

اس لئے کہ تم خدا کا فضل تلاش کرو ف۹ (سمندر میں یہ بھی فائدہ ہے) اور اس لئے کہ تم (اس کی نعمتوں کا) شکر کرو۔ اور اسی خدا نے زمین میں بھاری بھر کم پہاڑ

رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾ وَعَلَامَاتٍ ۚ

نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے اور نہریں اور راہیں تا کہ تم راہ پاؤ اور نشانیاں راہ کی

گاڑے ایسا نہ ہو وہ ادھر ادھر تم کو لے کر جھکے ف۱۰ اور اس میں تم کو راہ ملنے کے لئے ندیاں اور رستے بنائے اور (بہت سی) نشانیاں ف۱۱

ف۱ یعنی ان جانوروں کے علاوہ جن کا ابھی ذکر ہوا، اللہ تعالیٰ تمہارے فائدے کے لئے وہ چیزیں پیدا کرتا ہے اور کرتا رہیگا جن کی تمہیں خبر بھی نہیں ہے۔ اس میں قیامت تک جو سواریاں بنتی رہیں گی ان سب کی طرف اشارہ ہے۔

ف۲ یعنی اپنے بندوں کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنا اللہ ہی کے ذمے ہے۔ یا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے والا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جسمانی ضروریات پوری کرنے کا سامان بہم پہنچایا ہے اسی طرح اس کی ہدایت کا راستہ بھی متعین کر دیا ہے۔

ف۳ یا بعض لوگ سیدھی راہ چھوڑ کر حق سے انحراف کرتے ہیں۔ اس میں تمام گمراہ فرقے داخل ہیں۔ موضح میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی قدرتیں (قدرت کے دلائل) دیکھ کر اس کی خوبیاں صاف نظر آتی ہیں مگر جس کی عقل میں کجی ہو وہ بہکا ہی ہوتا ہے۔

ف۴ مگر اس سے خلق کا اصل مقصد جو ابتلا ہے وہ فوت ہو جاتا ہے اس لئے کہ جس حد تک ہدایت کی راہ دکھانے کا تعلق تھا وہ تو پیغمبر بھیجکر اور کتابیں اتار کر پورا کر دیا مگر اس راہ پر چلنا انسان کے اختیار پر چھوڑ دیا تاکہ اس کے اعمال پر جزا مترتب ہو سکے۔

ف۵ کہ ایک ہی پانی، ایک ہی سورج، ایک ہی زمین، اور ایک ہی ہوا سے کیسے رنگ برنگ کے پھل پھول پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں غور و فکر کے اور بھی طریقے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کے کمال پر استدلال ہو سکتا ہے۔

ف۶ اور جس کام کے لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس میں لگے ہوتے ہیں۔ اس آیت سے ان نجومیوں کا رد ہوا جو سمجھتے ہیں کہ تاروں کی حرکت سے دنیا میں طرح طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں حالانکہ تارے بیچارے کیا کر سکتے ہیں وہ تو حکم کے تابع ہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔ (فتح البیان) موضح میں ہے (پہلی) چار چیزوں سے تو بندوں کے کام صریح طور پر وابستہ نظر آتے ہیں۔ مگر ستاروں سے انسانی فوائد کا متعلق ہونا صریح نہ تھا، اس لئے ان کو جدا کر دیا۔ فتدبر ۱۲۔

ف۷ یعنی انواع و اصناف جیسا کہ جمہور مفسرین نے کہا ہے (روح) مطلب یہ کہ زمین میں طرح طرح کی شکل و صورت، رنگ و بو اور مزہ اور خاصیتوں والی چیزیں ہیں کہ سب تمہارے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ ان میں حیوانات، نباتات، جمادات اور مرکبات و عناصر سب شامل ہیں ؎

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار

شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری (گلستان سعدی)

ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے موتی، مونگا اور دوسرے سمندری جواہرات کا پہننا حرام نہیں ہے بشرطیکہ انہیں ایسے طریقہ پر نہ پہنا جائے جس سے عورتوں سے مشابہت ہوتی ہو۔ (شوکانی) ہو سکتا ہے کہ نسبت مجازی ہو اور مقصد یہ ہو کہ تمہاری عورتیں پہنتی ہیں۔ عورتوں کے تزین سے چونکہ مرد بھی متمتع اور لذت اندوز ہوتے ہیں اس لئے پہننے کو ان کی طرف منسوب کر دیا ہے ورنہ مرد کے لئے تو زیور پہننا جائز نہیں ہے۔ (روح)

ف۹ یعنی سمندروں اور دریاؤں میں سفر کر کے حلال طریقہ سے اپنا رزق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

ف۱۰ معلوم ہوا کہ اگر سطح زمین پر یہ اونچے اونچے پہاڑ ابھرے ہوئے نہ ہوتے تو زمین کے گھومنے میں وہ سکون و انضباط نہ ہوتا جو اب ہمیں محسوس ہوتا ہے بلکہ شاید وہ ادھر ادھر جھومتی رہتی اس آیت میں پہاڑوں کا یہی ایک فائدہ ذکر کیا گیا ہے۔ یوں پہاڑوں کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں جو انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔

ف۱۱ جیسے ٹیلے، جھاڑیاں اور جنگل وغیرہ۔ مطلب یہ کہ اگر زمین میں دریا، قدرتی راستے اور یہ دوسری نشانیاں نہ ہوتیں بلکہ ساری زمین بالکل یکساں ہوتی تو لوگ راستہ بھول جاتے اور کہیں کے کہیں جا پڑتے۔ ان قدرتی راستوں اور نشانیوں کی قدر آدمی کو پہاڑی اور صحرائی علاقوں میں خاص طور پر محسوس ہوتی ہے۔

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾

اور ساتھ تاروں کے وہ راہ پاتے ہیں آیا پس جو شخص کہ پیدا کرتا ہے مانند اس کی ہے کہ نہیں پیدا کرتا کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے تم

اور ستاروں سے بھی ان کو رستہ ملتا ہے ف۱ تو کیا جو (خدا اتنی بہت چیزیں) پیدا کرے وہ اس کے برابر ہے جو کچھ نہیں پیدا ف۲ کرتا کیا تم

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨﴾ وَاللَّهُ

اور اگر گنو تم نعمتیں اللہ تعالیٰ کی نہ پورا گن سکو ان کو تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

غور نہیں کرتے اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو پورا گن نہ سکو گے ف۳ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۴ اور خدا تو جو

يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا

جو چھپاتے ہو تم اور جو ظاہر کرتے ہو تم اور ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں پیدا

تم چھپاتے ہو اور جو تم کھولتے ہو (سب) جانتا ہے ف۵ اور جن معبودوں کو یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ نہیں پیدا

يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ

کرتے کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں۔ مردے ہیں نہیں زندے اور نہیں جانتے

کر سکتے بلکہ وہ خود (دوسرے کے) پیدا کئے ہوئے ہیں ف۶ مردے ہیں ان میں (آدمی کی طرح بھی) جان نہیں ہے اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں

أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

کب اٹھائے جائیں گے معبود تمہارا معبود اکیلا ہے پس جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے

کہ وہ کب زندہ ہوں گے ف۷ (لوگو) تم سب کا خدا ایک ہی خدا ہے پھر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کے دل میں انکار بس گیا ہے (ہزار

قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ

دل ان کے انکار کرتے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ہیں نہیں شک یہ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو

دلیلیں بیان کرو سمجھاؤ وہ خدا کے قائل نہیں ہوتے) اور وہ غروری (گرے) ہیں ف۸ وہ بچ کے کہاں جائیں گے) سچی بات تو یہ ہے کہ وہ جو کچھ چھپاتے

وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿٢٣﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ

کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا تکبر کرنے والوں کو اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے کیا اتارا

ہیں اور جو کچھ کھولتے ہیں اللہ اس کو جانتا ہے (تو ان کو ضرور بدلہ ملے گا) وہ غرور والوں (گھمنڈوں) کو پسند نہیں کرتا ف۹ اور جب ان (بے ایمانوں)

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ

ہے پروردگار تمہارے نے کہتے ہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھاویں بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور بعضے

سے کوئی کہتا ہے تمہارے مالک نے کیا اتارا تو کہتے ہیں (اجی) اگلوں کی کہانیاں ہیں ف۱۰ آخر وہ اپنے (گناہوں کے) پورے بوجھ قیامت کے دن اٹھائیں گے

وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ قَدْ

گناہوں ان لوگوں کے سے کہ گمراہ کرتے ہیں ان کو بغیر علم کے خبردار ہو بُرا ہے جو کچھ بوجھ اٹھاتے ہیں تحقیق

(کیونکہ ان کا کوئی گناہ معاف تو ہوگا نہیں) اور جن لوگوں کو بے جانے بوجھے گمراہ کرتے ہیں ف۱۱ ان کے (گناہوں کے بھی) کچھ بوجھ اٹھائیں گے سن لو کیا بُرا

مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ

مکر کیا تھا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس آیا عذاب اللہ کا عمارت ان کی کے پاس نیووں سے پس گر پڑی

بوجھ اٹھا رہے ہیں ان سے پہلے جو (کافر) گذر گئے انہوں نے بھی (اللہ کے خلاف) داؤ کیا اللہ نے ان کے (داؤں کی) عمارت کی جڑ سے خبر لی اور

ع ۱۲ / ۸

ف۱ یعنی رات کے وقت سمندر یا خشکی میں، جہاں دوسری نشانیاں کام نہیں دیتیں، لوگ ستاروں کے ذریعے راستہ معلوم کرتے ہیں اور راستوں کے علاوہ سمت قبلہ اور اوقات کی معرفت بھی ستاروں سے حاصل ہوتی ہے۔ پس ابتدا کے تحت یہ چیزیں بھی داخل ہیں۔ (روح) ف۲ بلکہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اس میں استفہام برائے تبکیت ہے اور اس سے شرک کا ابطال مقصود ہے۔ (روح) ف۳ کجا کہ تم ان کا شکر ادا کر سکو۔

ف۴ یعنی یہ اس کی بخشش اور مہربانی ہے کہ تمہاری ناشکری کے باوجود تمہیں لاکھوں نعمتیں عطا کرتا ہے اور توبہ و انابت کے بعد تمہارے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ف۵ لہٰذا یہ نہ سمجھو کہ تمہارے شرک و کفر کے باوجود وہ جو تم پر رحم فرما رہا ہے اور تمہیں نعمتوں پر نعمتیں دے رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ وہ تمہارے اعمال سے ناواقف ہے بلکہ بایں ہمہ اس کی مہربانی اس لئے ہے کہ شاید تمہاری آنکھیں کھلیں اور اپنے کرتوتوں سے باز آجاؤ۔ اس میں کافروں کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ معبود تو وہی ہونا چاہیئے اور ہو سکتا ہے جو ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہو۔

ف۶ یعنی ان کے وجود کو تو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔ گو یہ تراشے خراشے ان کے ہیں یا خلق بمعنی "نحت" (تراشنا) ہی ہو۔ جیسا کہ سورۂ صافات (آیت ۹۵) میں ہے: أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ کہ تم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو، جن کو تم خود اپنے ہاتھ سے تراشتے ہو۔ (کذا فی الروح)

ف۷ یعنی ان بتوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کہ ان کے پوجنے والے مرنے کے بعد دوبارہ کب زندہ ہوں گے؟ اس مفہوم کے اعتبار سے "یشعرون" میں "هم" ضمیر معبودوں کے لئے اور "یُبْعَثُونَ" کی ضمیر ان کے پوجنے والے کافروں کے لئے ہوگی۔ (شوکانی) شاہ صاحب لکھتے ہیں: شاید یہ ان کو فرمایا جو مَرے بزرگوں کو پُوجتے ہیں۔ (موضح) اس صورت میں دونوں ضمیریں معبودوں کے لئے ہوں گی۔ معلوم ہوا کہ معبود کے لئے یوم بعث کا جاننا ضروری ہے۔ (کذا فی الروح)

ف۸ اس غرور میں آکر نہ وہ اللہ کو مانتے ہیں اور نہ رسول کو، یہ ان کے انکار آخرت کا لازمی نتیجہ ہے۔

ف۹ وہ یقیناً ذلیل و خوار ہوں گے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہوگی۔ تکبر کی مذمت اور تواضع و انکسار کی تعریف میں متعدد احادیث بھی آئی ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہے۔ اور آگ میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پچھلے لوگوں کے کچھ قصے کہیں سے سن لئے ہیں انہی کو جوڑ جاڑ کر اللہ کے کلام کے نام سے لوگوں پر پیش کر رہے ہیں۔ ف۱۱ اس مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں فرمایا ہے: "جو شخص لوگوں کے لئے کسی اچھے طریقے کی رسم چھوڑ جائے اس کے لئے اپنا اجر ہے اور جتنے لوگ اس کی پیروی کریں گے اس کا بھی اسے اجر ملیگا۔ اور جو شخص بُری رسم کی بنیاد ڈالے گا اسے اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے گناہ کا بوجھ بھی اس پر پڑے گا جو اس پر عمل کریں گے۔ (ابن کثیر)

عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اوپر ان کے چھت اوپر ان کے سے اور آیا ان کے پاس عذاب اس جگہ سے کہ نہیں جانتے تھے۔

(دھڑ دھڑا کر) اوپر سے چھت آ رہا (گر کی ساری عمارت بیٹھ گئی) اور جدھر سے ان کو خیال بھی نہ تھا ادھر سے عذاب آن پہنچا ف۱ پھر قیامت کے دن

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

پھر دن قیامت کے رسوا کرے گا ان کو اور کہے گا کہاں ہیں شریک میرے وہ جو تھے تم جھگڑتے

خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور فرمائے گا میرے وہ شریک (یعنی جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے) کہاں ہیں جن کے

تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ

بیچ ان کے کہیں گے وہ لوگ کہ دئے گئے تھے علم تحقیق رسوائی آج کے دن اور

مقدمے میں تم (ایمان والوں سے) جھگڑا کیا کرتے تھے ف۲ جن لوگوں کو (دنیا میں) علم دیا گیا تھا (پیغمبر یا اور نیک لوگ) بول اٹھیں گے آج کے دن تو

السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

برائی اوپر کافروں کے ہے جو قبض کرتے تھے ان کو فرشتے اس حالت میں کہ ظلم کرنے والے تھے جانوں اپنی کو

رسوائی اور برائی کافروں کی ہوگی جن کی (دنیا میں) فرشتوں نے جب جانیں نکالی تھیں وہ اپنے پر آپ ظلم کر رہے تھے (شرک میں مبتلا تھے) پر امرتے

فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ

پس ڈالی انہوں نے صلح نہ تھے ہم کرتے کچھ برائی یوں نہیں تحقیق اللہ جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ

وقت) صلح کی لینے لگے (سب جھگڑا بھول گئے اور کہنے لگے) ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے (فرشتوں نے کہا) کیوں نہیں ف۳ بیشک اللہ کو معلوم ہے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

تھے تم کرتے۔ پس داخل ہو دروازوں دوزخ کے میں ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے پس البتہ بری ہے جگہ تکبر کرنیوالوں کی

جو تم دنیا میں کرتے تھے ف۴ تو (اب) جہنم کے دروازوں میں گھسو ہمیشہ اسی میں رہو گے غروری لوگوں کا کیا برا ٹھکانا ہے (اب یہ سب غرور ناک کی راہ نکل

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ

اور کہا گیا ہے واسطے ان لوگوں کے جو پرہیزگاری کرتے تھے کیا اتارا ہے پروردگار تمہارے نے کہا انہوں نے بھلائی واسطے ان لوگوں کے کہ

جائے گا) اور جو لوگ پرہیزگار (مومن) ہیں ان سے کہا گیا کہ تمہارے مالک نے کیا اتارا تو کہنے لگے اچھا (اتارا) ف۵ جنہوں نے بھلائی کی ان کو اس دنیا

هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾

احسان کرتے ہیں بیچ اس دنیا کے بھلائی ہے اور البتہ گھر آخرت کا بہتر ہے اور البتہ بہت ہے گھر پرہیزگاروں کا بہشتیں

میں بھی) بھلائی ملے گی ف۶ اور آخرت کا گھر تو (ان کے لئے کہیں) بہتر ہے (دنیا سے بہت زیادہ ان کو چین ملے گا) اور پرہیزگاروں کا گھر کیا اچھا ہے

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ

ہمیشہ رہنے کی داخل ہوں گے ان میں چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں واسطے ان کے ہے بیچ ان کے جو چاہیں

رہنے کے لئے باغ ہیں جن میں جائیں گے ان کے تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں جو چاہیں گے وہ ان کے لئے وہاں حاضر اللہ پرہیزگاروں

كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ

اسی طرح جزا دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جو لوگ کہ قبض کرتے ہیں ان کو فرشتے اس حالت میں کہ پاکیزہ

کو (جو شرک اور کفر اور گناہوں سے بچتے ہیں) ایسا ہی بدلہ دیگا جن کی جانیں فرشتے جب نکالتے ہیں تو وہ (کفر اور شرک سے) پاک ہوتے ہیں فرشتے

ف۱ اس میں ان کافروں کو وعید سنائی گئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچا دکھانے کے لئے مکر و فریب کی عمارتیں کھڑی کر رہے تھے کہ ان کا حشر بھی وہی ہونے والا ہے جو پہلے لوگوں کا ہوا۔ لہٰذا وہ یا تو اپنی شرارتوں سے باز آجائیں یا اپنے آپ کو عذاب الٰہی کے لئے تیار رکھیں (رح)

ف۲ یعنی انبیا اور ان کے متبعین سے۔ وہ تمہیں لاکھ سمجھاتے مگر تم اس کے برعکس انہیں اپنا معبود ہی سمجھتے ان کے سامنے ماتھا رگڑنے اور اُن کے آستانوں پہ نذرانے چڑھانے پر مُصر رہتے تھے۔

ف۳ تم تو سب سے بُرا کام یعنی شرک کیا کرتے تھے۔ (وحیدی)

ف۴ اب انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ ساری عمر تو ایمان والوں سے لڑتے جھگڑتے رہے۔ اب عاجز آگئے تو لگے صلح کی پیشکش کرنے (وحیدی)

ف۵ یعنی کفار تو قرآن کو "اساطیر الاولین" کہہ کر اس کی تکذیب کرتے ہیں مگر مومن اس کو سراپا خیر و برکت سمجھ کر اس پر ایمان لاتے ہیں۔

ف۶ دنیا میں اُن کی زندگی سُکھ اور چین سے گزرے گی اور اللہ تعالیٰ اُن کی روزی میں خیر و برکت عطا فرمائے گا، یا آخرت میں انہیں بہتر ثواب ملے گا۔

ف۱ ظاہری سبب کے اعتبار سے عمل کو نجات یا جنت میں داخل ہونے کا سبب قرار دے دیا ہے۔ ورنہ حقیقت میں داخل ہونے کا سبب تو اللہ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم ہوگا۔ چنانچہ ایک صحیح حدیث میں ہے: "راست روی اور میانہ روی اختیار کرو اور یہ جان لو کہ تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں داخل نہ کرے گا۔" صحابہ نے عرض کی: "اور نہ آپ کا عمل آپ کو جنت میں داخل کرے گا؟" فرمایا "ہاں! میرا عمل بھی نہیں الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے ڈھانپ لے۔" (شوکانی)

يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنظُرُونَ

میں کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہے اوپر تمہارے داخل ہو بہشت میں بسبب اس کے کہ تھے تم عمل کرتے۔ نہیں انتظار کرتے مگر

کہتے ہیں تم سلامت رہو (مزے سے) اپنے (نیک) کاموں کے بدل بہشت میں جا ڈ ف۱ تو یہ (کافر) کیا اسکی راہ دیکھتے ہیں کہ فرشتے ان کے

إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن

یہ کہ آویں ان کے پاس فرشتے یا آوے حکم پروردگار تیرے کا۔ اسی طرح کیا تھا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے

پاس (جان نکالنے کو) آموجود ہوں یا تیرے مالک کا عذاب آن پہنچے (یا قیامت) ف۲ ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے انہوں نے بھی ایسا ہی

قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾ فَأَصَابَهُمْ

تھے اور نہیں ظلم کیا تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے ولیکن تھے وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے پس پہنچیں ان کو

کیا ف۳ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر (عذاب بھیج کر) ظلم نہیں کیا وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے ف۴ آخر جیسے بُرے کام کرتے تھے انہیں کی برائیاں ان پر

سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

برائیاں اس چیز کی کہ کیا تھا انہوں نے اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے اور کہا ان لوگوں نے

پڑ گئیں (یعنی ان کا بدلہ ملا) اور جس عذاب پر ٹھٹھا مارتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا اور مشرک کہتے ہیں (ہمارا کیا قصور ہے) اگر اللہ چاہتا

ع ۵/۱۰

أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا

جو شریک لاتے ہیں اگر چاہتا اللہ تعالیٰ نہ عبادت کرتے ہم سوائے اس کے کسی چیز کو ہم اور نہ باپ ہمارے اور نہ حرام

تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا اور کسی چیز کو نہ پوجتے اور نہ ہم اللہ کے بغیر حرام کیے (اپنی ف۵

حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ

کر ڈالتے ہم سوائے اس کے یعنی بن کہے اس کے کسی چیز کو اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس آیا

طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھیراتے ان سے پہلے جو کافر گذرے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی (حیلہ اور حوالہ) کیا (پیغمبروں

عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا

ہے اوپر پیغمبروں کے مگر پہنچا دینا ظاہر اور البتہ تحقیق بھیجے ہیں ہم نے بیچ ہر ایک امت کے پیغمبر یہ

سے کج بحثی کی) تو پیغمبروں کے ذمہ کچھ کام نہیں صرف کھول کر (اللہ کا حکم) پہنچا دینا ہے ف۶ اور ہم تو ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیج چکے ہیں (یہ حکم

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم

کہ عبادت کرو اللہ کو اور ایک طرف رہو بتوں سے۔ پس بعضے ان میں سے وہ تھے کہ ہدایت کی ان کو اللہ نے اور بعضے

دے کر) کہ اللہ تعالیٰ کو پوجو اور طاغوت سے بچے رہو ف۷ (طاغوت جو اللہ کے سوا پوجا جاوے) تو پیغمبروں کے سمجھانے سے) کسی کو اللہ نے راہ پر لگا

مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ

ان میں سے وہ ہیں کہ ثابت ہوئی اوپر ان کے گمراہی پس سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو کیونکر ہوا آخر کام جھٹلانے

دیا اور کسی پر گمراہی جم گئی ف۸ تو (اے قریش کے کافرو) ذرا ملک میں سیر کرو دیکھو (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیا انجام

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

والوں کا۔ اگر حرص کرے تو اوپر ہدایت ان کی کے پس تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا اس شخص کو

ہوا ف۹۔ (اے پیغمبر) اگر تجھ کو ان کے راہ پر لانے کی حرص ہے (تو تیرے حرص کرنے سے کچھ نہ ہوگا) کیونکہ اللہ نے جن کو گمراہ کرنا چاہا

ف۲ تب وہ ایمان لا کر اپنی حالت درست کریں گے حالانکہ اُس وقت ایمان لانا یا توبہ کرنا انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔

ف۳ کفر کی روش اختیار کی اور انبیا کو جھٹلایا۔ (شوکانی)

ف۴ وہ خود ایسے بُرے عمل کرتے تھے جن کی سزا عذاب تھی۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۵ کفار اپنے شرک اور اعمال کفر مثلاً بحیرہ، سائبہ اور وصیلہ وغیرہ کی حرمت کے جواز کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیئت کا سہارا لیتے اور اس بہانے سے رسالت پر طعن کرتے اور کہتے کہ اگر یہ شرک اور تحریمات اللہ کی مرضی کے خلاف ہوتے تو ہم نہ کرتے اور ہمیں روک دیا جاتا۔ جب اللہ نے نہیں روکا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ ہم اس کی مشیئت کے تحت کر رہے ہیں مگر اولاً تو یہ بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے اس شرک اور اعمال پر راضی ہوتا تو ان سے منع کرنے کے لئے نہ پیغمبر بھیجتا اور نہ کتابیں نازل کرتا۔ جب مسلسل پیغمبروں کے ذریعہ ان باتوں سے منع کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں اس کی مرضی کے خلاف ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر گرفت نہ ہونے کو سند جواز نہیں بنا سکتے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت ہے۔ (مزید دیکھئے سورہ انعام آیت ۱۴۸)

ف۶ لہٰذا اگر کافر کج بحثی یا ہٹ دھرمی کرتے ہیں اور ایمان نہ لائیں تو پیغمبروں سے اس پر باز پرس نہ ہوگی۔ ہدایت و گمراہی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یہ نادانوں کی باتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا۔ آخر ہر فرقے کے نزدیک بعض کام بُرے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں۔ یہاں جواب مجمل فرمایا کہ رسول تو بُرے کاموں سے منع کرتے آئے ہیں مگر جس کی قسمت تھی اس نے ہدایت پائی، جس کو خراب ہونا تھا خراب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا تقاضا یوں ہی ہوا ہے۔ (از موضح)

ف۷ طاغوت کا لفظ طغیان سے مشتق ہے جس کے معنی اپنی حد سے بڑھنے کے ہیں۔ یہ شیطان معبود باطل اور ہر اس شخص پر بولا جا سکتا ہے جو ضلالت کی طرف داعی ہو۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں۔ بت، شیطان اور زبردست ظالم سب ہی ہیں۔ (از موضح)

ف۸ یعنی ہر پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنے اور طاغوت سے بچتے رہنے کی دعوت دی۔ پھر بعض نے تو دعوت کو قبول کر لیا اور ہدایت پا گئے مگر بعض نے اپنے کفر و شرک پر اصرار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی گمراہی ثبت کر دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی اس کے امر سے موافقت ضروری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان کا حکم تو سب کو دیتا ہے مگر اللہ کے ارادہ کے مطابق ہدایت بعض کو ہوتی ہے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی ان کے تباہ شدہ آثار دیکھ کر بتاؤ کہ رسولوں کی تکذیب کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں آیا۔ لہٰذا یہ سمجھنا انتہائی حماقت ہے کہ کفر و شرک کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ اپنی رضامندی کا راستہ بتایا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے پیغمبروں کی پیروی ضروری ہے۔

مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۳۷ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا

که گمراه کرتا ہے اور نہیں واسطے ان کے کوئی مددگار اور قسم کھائی انہوں نے ساتھ اللہ کے سخت قسم اپنی که نه

ہے وہ راہ پر نہیں آسکتے۔ اور نہ کوئی (راہ پر لانے کیلئے) ان کی مدد کرسکتا ہے ف۳ اور ان کافروں نے اللہ کی قسمیں کھائیں زور کی قسمیں

يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اٹھاوے گا اللہ تعالیٰ ان کو جو مرجاتے ہیں یوں نہیں وعدہ کیا ہے اوپر اپنے ثابت و لیکن اکثر لوگ نہیں

جو کوئی مرجائے پھر اللہ اس کو (زندہ کرکے) نہیں اٹھائے گا ف۴ (اے پیغمبر کہہ دے) کیوں نہیں (ضرور اللہ اٹھائے گا) سچا وعدہ ہے اس پر (جس کا پورا

يَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

جانتے۔ تو کہ بیان کرے واسطے ان کے وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے اور تو کہ جانیں وہ لوگ کہ کافر

کرنا اس کو ضروری ہے) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان کو پھر (زندہ کرکے) اسلئے ف۵ اٹھائے گا کہ جن باتوں میں وہ (دنیا میں) اختلاف کرتے رہے ان

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝۳۹ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ

ہوئے یہ کہ وہ ہیں جھوٹے سوائے اس کے نہیں کہ کہنا ہمارا واسطے کسی چیز کے جب ارادہ کرتے ہیں ہم اس کو یہ کہ کہتے

پر کھول دے (حق کیا ہے وہ ظاہر ہوجائے) اور اسلئے کہ کافر یہ جان لیں وہ جھوٹے تھے ف۵ (مرنے کے بعد پھر جلا کر اٹھانا ہم کو کیا مشکل ہے) ہم تو جب کچھ کرنا چاہتے ہیں

فَيَكُوْنُ ۝۴۰ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي

ہیں ہمکو ہو، پس ہو جاتی ہے اور جن لوگوں نے کہ وطن چھوڑا بیچ راہ اللہ کے پیچھے اس کے کہ ظلم کئے گئے البتہ جگہ دیں گے ہم ان کو

تو ہمارا کہنا یہی ہوتا ہے کہتے ہیں ہوجا وہ ہوجاتا ہے ف۶ اور جن لوگوں نے (کافروں کا) ظلم اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں ملک چھوڑا اپنا انکو ہم دنیا

الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا

بیچ دنیا کے اچھی یعنی مہاجرین کو اور البتہ ثواب آخرت کا بہت بڑا ہے کاش کہ ہوتے جانتے جن لوگوں نے صبر کیا اور

میں اچھا ٹھکانا دیں گے ف۷ اور آخرت میں جو بدلہ ملنے والا ہے وہ تو کہیں بڑھ کر ہے کاش یہ کافر اس بات کو جانتے ہوتے (یہ اپنا ملک چھوڑنے والے) وہ لوگ ہیں

وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۴۲ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اوپر رب اپنے کے توکل کرتے ہیں اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے ہم طرف ان کی

جنہوں نے (کافروں کے ستانے پر یا ہجرت پر یا جہاد پر) صبر کیا اور اپنے مالک پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں (اے پیغمبر ہم نے تجھ سے پہلے بھی) مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا انکو وحی

فَسْـَٔــلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ

پس سوال کرو یاد والوں کو اگر ہو تم نہیں جانتے یعنی بھیجا ہم نے ان کو ساتھ دلیلوں کے اور کتابوں کے اور اتارا

بھیجتے رہے (لوگو) اگر تم نہیں جانتے تو کتاب والوں یہود اور نصاریٰ کے عالموں سے پوچھ لو ف۸ اور ان پیغمبروں کو معجزے اور کتابیں دیکر بھیجا اور اے پیغمبر اسی طرح ہم

اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴

ہم نے طرف تیری ذکر کو تاکہ بیان کرے تو واسطے لوگوں کے وہ چیز کہ اتاری گئی ہے طرف ان کی اور تاکہ وہ فکر کریں۔

نے تجھ پر بھی (قرآن اتارا اس لئے کہ تو لوگوں کو سمجھا دے (کھولکر بتلادے) جو ان کی طرف اترا ف۹ اور اس لیے کہ (وہ خود بھی) غور کریں کیا جو لوگ بُرے بُرے

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

کیا پس نڈر ہوگئے وہ لوگ جو مکر کرتے ہیں برائیاں یہ کہ دھنسا دیوے اللہ ساتھ ان کے زمین کو یا آوے ان کے پاس

مکر کر رہے ہیں (اور آنحضرتؐ کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں) ان کو یہ ڈر نہیں ہے کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا مارے (جیسے قارون کو دھنسا مارا) یا جدھر سے ان کو

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو ہدایت اور گمراہی کے دونوں راستے واضح کردیئے۔ اب جو لوگ اس کی عطا کردہ استعداد سے کام نہ لیں اور حق پر باطل کو ترجیح دیں اور اللہ انہیں باطل میں پڑا رہنے کی سزا دے تو آپ کا ان کی ہدایت پر حرص کرنا انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ف۲ یعنی مرنے کے بعد نہ کوئی دوسری زندگی ہے اور نہ حساب و کتاب اس لئے عذاب کا کیا ڈر؟ ف۳ یعنی تمہارے انکار کرنے اور زوردار قسمیں کھانے سے اللہ کا پکا وعدہ ٹل نہیں سکتا۔ وہ تو ضرور پورا ہو کر رہے گا البتہ تم ایسی واضح حقیقت کا انکار کرکے اپنی جہالت کا ثبوت دے رہے ہو۔

ف۴ جو قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے اور یہ کہ حساب و کتاب جنت و دوزخ سب بے حقیقت چیزیں ہیں۔ مطلب یہ کہ جب دنیا میں سب باتوں کا فیصلہ نہیں ہوتا تو سب اختلافات کو دور کرنے کے لئے دوسرے جہان یعنی آخرت کا ہونا لابدی ہے کہ حق و باطل میں امتیاز ہوجائے اور منکرین اپنا کیا پاویں۔ (کذا فی الموضح)

ف۵ یعنی جس کی قدرت کا یہ حال ہو اس کے لئے مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

ف۶ مراد ہیں وہ مسلمان جو کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آکر مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ (شوکانی)

ف۷ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ناتوان اور غریب الوطن مہاجرین کو دنیا میں عزت، شرف، عظمت، حکومت، دولت ہر چیز عنایت فرمائی۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی وہ تمہیں بتائیں گے کہ دنیا میں جتنے پیغمبر آئے سب کے سب بشر تھے۔ فرشتے یا کسی دوسری مخلوق سے نہ تھے۔ (شوکانی) بعض مقلد حضرات اس آیت سے تقلید کے جائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں حالانکہ آیت کے سیاق و سباق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب مشرکین ہیں۔ اور "اہل الذکر" سے مراد اہل کتاب ہیں اور آیت میں ایک خاص اعتراض کے حل میں ان کی طرف رجوع کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر آیت کو عام بھی سمجھ لیا جائے تو بھی عام مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے علما سے کتاب و سنت کا حکم معلوم کریں نہ کہ کسی خاص امام کے مسئلے دریافت کریں۔ (مختصر از وحیدی)

ف۹ اس آیت میں "الذکر" یعنی قرآن کے نازل کرنے کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ اپنے قول و عمل سے اس کی توضیح و تشریح فرمائیں کیونکہ آنحضرتؐ کی توضیحات کو سامنے رکھے بغیر قرآن کے مجملات کو سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے۔ مثلاً نماز، زکوٰۃ اور دیگر احکام۔ اسی بنا پر آنحضرتؐ نے فرمایا: اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ کہ خبردار! مجھے قرآن اور اس جیسی ایک اور چیز یعنی سنت دی گئی ہے۔ پس قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے سنت سے بے نیازی اس آیت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ (از وحیدی)

ف۱ یعنی اس کی پکڑ سے بچ کر کہیں نہیں بھاگ سکتے۔ (وحیدی)   ف۲ یعنی جب غفلت کی حالت نہ ہو بلکہ انہیں عذاب کے آنے کا کھٹکا لگا ہوا ہو اور وہ اس سے چونکتے ہوں مثلاً پہلے سخت آندھی یا زلزلہ

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٤٥﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

عذاب اس جگہ سے کہ نہیں جانتے   یا پکڑے ان کو بیچ چلنے پھرنے ان کے کے   پس نہیں وہ عاجز

خیال بھی نہ ہو (ادھر سے ان پر اللہ) کا عذاب آدھمکے یا چلتے پھرتے ان کو دھر پکڑے پھر وہ خدا کو ہرا نہیں سکتے ف۱ یا جب ان کو کھٹکا

بِمُعْجِزِينَ ﴿٤٦﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٤٧﴾

کرنے والے   یا پکڑے ان کو اوپر ڈرانے کے   پس تحقیق پروردگار تمہارا البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے

ہو اس وقت دھر پکڑے ف۲ تو (اے لوگو بات یہ ہے کہ) تمہارا مالک شفقت والا مہربان ہے ف۳ (وہ عذاب اتارنے میں جلدی نہیں کرتا) کیا

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ

کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف اس کی کہ پیدا کیا   اللہ نے ہر چیز سے پھرتے ہیں سائے اس کے داہنی طرف سے اور

ان لوگوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا جو اللہ نے پیدا کیں ہیں ان کے سائے کبھی داہنی طرف کبھی بائیں طرف ڈھلتے ہیں (یا صبح کو داہنی طرف سایہ پڑتا ہے

سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے واسطے اللہ کے اور وہ ذلیل ہیں اس کے آگے اور واسطے اللہ کے سجدہ کرتے ہیں جو کچھ بیچ آسمانوں

شام کو بائیں طرف) اللہ کو عاجزی کے ساتھ سجدہ کر رہے ہیں ف۴ اور آسمان اور زمین میں جتنے جاندار ہیں اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ

مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ

کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے چلنے والوں سے اور فرشتے اور وہ نہیں تکبر کرتے۔ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اوپر اپنے سے

کرتے ہیں اور وہ (اس کی عبادت سے) غرور نہیں کرتے ف۵ وہ (یعنی فرشتے) اوپر کی طرف سے اپنے مالک سے ڈرتے ہیں ف۶ (یونکہ

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ

اور کرتے ہیں جو کچھ کہ حکم کئے جاتے ہیں   اور کہا اللہ تعالیٰ نے مت پکڑو دو معبود سوائے اس کے

مالک ان کے اوپر اپنے عرش پر ہے) اور ان کو جو حکم ہوتا ہے وہ بجا لاتے ہیں اور (لوگو) اللہ نے فرمایا دو خدا مت بناؤ بس وہی ایک خدا ہے

إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ

نہیں کہ وہ معبود اکیلا ہے پس مجھ ہی سے ڈرو   اور واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور

تو مجھ ہی سے ڈرو ف۷ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور اسی کی عبادت ہمیشہ قائم ہے (یا اسی کی فرمانبرداری

وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ

واسطے اسی کے ہے عبادت لازم کیا پس غیر خدا کے سے ڈرتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سے پس اللہ کی طرف سے

لازم ہے) کیا تم خدا کے سوا دوسرے کسی سے ڈرتے ہو ف۸ اور جتنی نعمتیں تمہارے پاس ہیں وہ بھی سب اللہ کی دی ہوئی ہیں پھر جب تم کو تکلیف پہنچتی

الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْكُمْ بِرَبِّهِمْ

ہے پھر جب لگتی ہے تم کو سختی پس طرف اسی کی فریاد کرتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے سختی کو تم سے ناگہاں ایک فرقہ تم میں سے ساتھ

ہے تو (بھی) اسی کے آگے بلبلاتے ہو (چلاتے ہو اسی سے فریاد کرتے ہو) پھر جب وہ تمہاری تکلیف دور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ (جو کافر ہیں)

يُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُونَ

پروردگار اپنے کے شریک لاتا ہے تاکہ کفر کریں ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے ہم نے ان کو پس اٹھا لو فائدہ پس البتہ جانو گے اور مقرر

اپنے مالک کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں ف۹ ان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دیے کی (جو نعمتیں ہم نے ان کو دی ہیں) ناشکری کریں خیر چند روز مزہ اٹھا لو آگے چل کر تم کو

آئے جس سے خوف زدہ ہو جائیں اور پھر اس حالت میں ان پر عذاب بھیج دے۔ بعض نے "تخوف" کے معنی "تنقص" (آہستہ آہستہ کم کرنے) کے کئے ہیں یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ وہ انہیں اچانک نہ پکڑے بلکہ ان کی جانوں، مالوں اور پیداوار کو آہستہ آہستہ کم کرتا رہے یہاں تک کہ وہ بالکل تباہ ہو جائیں۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے ایک خطبہ میں اس معنی کو پسند فرمایا تھا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں ان پر عذاب بھیج سکتا ہے۔ (روح)

ف۳ کہ تم گناہ کرتے رہتے ہو مگر بایں ہمہ وہ تم کو رزق اور تندرستی بخشتا ہے اور اس کی طرف سے تمہاری فوراً گرفت نہیں ہوتی۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۴ یعنی دنیا کی ہر چیز — پہاڑ، درخت اور انسان وغیرہ۔ جس کا سایہ بڑھتا گھٹتا اور ڈھلتا ہے۔ تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری میں مصروف ہے اور وہ قانون قدرت سے سر مو انحراف نہیں کر سکتی۔ یہاں جملہ اشیا پر ذوی العقول کو غلبہ دے کر "دَاخِرُوْنَ" فرمایا ہے۔ (از روح) شاہ صاحبؒ اس سجدہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے۔ اس کا سایہ بھی کھڑا ہے۔ جب دن ڈھلا، سایہ بھی جھکا، پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع اور رکوع سے سجدہ۔ اس طرح ہر چیز اپنے سایہ سے نماز ادا کرتی ہے۔ (کذا فی الموضح)

ف۵ پہلے ان چیزوں کا سجدہ بیان فرمایا جو زمین میں پائی جاتی ہیں۔ اب یہاں زمین و آسمان میں پائے جانے والے تمام جاندار خصوصاً فرشتوں کا سجدہ بیان کر کے متنبہ فرمایا کہ ایسی مقرب ہستیاں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں اور ان میں کوئی تکبر یا غرور نہیں پایا جاتا لہٰذا ان کے متعلق یہ سمجھنا قطعی غلط ہے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کا خدا کی خدائی میں کوئی حصہ ہے۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی "من فوقھم" ربھم سے حال ہے۔ ای کونہ تعالیٰ من فوقھم، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "یخافون" کے متعلق ہو اور مضاف محذوف ہو۔ ای عذاب ربھم۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ فوق العرش ہے اور تمام اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے (وحیدی)

ف۷ اوپر یہ بتایا کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ اب اس کے بعد شرک سے منع فرمایا۔ (شوکانی)

ف۸ اگر ڈرتے ہو تو یہ تمہاری سراسر حماقت اور نادانی ہے۔ ف۹ یعنی اپنے مالک کا شکر بجالانے کے ساتھ ساتھ کسی دیوی دیوتا یا کسی بزرگ کے شکریہ کی بھی نیازیں اور نذریں چڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ ف۱۰ کہ تمہارا دنیا اور آخرت میں انجام کیا ہوتا ہے۔

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

کرتے ہیں واسطے اس چیز کے کہ نہیں جانتے ایک حصہ اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان کو قسم ہے اللہ کی البتہ سوال کئے جاؤ گے تم اس

معلوم ہوگا اور یہ لوگ (کافر) جو ہم نے ان کو دیا ہے اسمیں سے کچھ حصہ ان کا ٹھہراتے ہیں جن کو شعور ہی نہیں ف۱ ہے قسم خدا کی (کافرو) جو تم جھوٹ باندھتے ہو (قیامت کے دن) اس کی بازپرس

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ

چیز سے کہ تھے تم باندھتے اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکی ہے اس کو اور واسطے ان کے ہے جو کچھ کہ چاہتے ہیں اور جب خبر دیا جاتا ہے

تم سے ہوگی اور کہتے ہیں اللہ کی بیٹیاں ہیں (فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناتے ہیں) وہ پاک ذات ہے ف۲ اور ان کو من مانے بیٹے ف۳ اور (ان کافروں کا حال یہ ہے) جب ان میں سے کسی

بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۤءِ

ایک ان کا ساتھ بیٹی کے ہو جاتا ہے منہ اس کا کالا اور وہ غم سے بھرا ہو جاتا ہے چھپتا پھرتا ہے قوم سے یعنی لوگوں سے برائی اس

بیٹی کی خبر دی جاتی ہے (کہ تمہارے گھر بیٹی پیدا ہوئی) تو مارے رنج کے اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے اور گھٹ کر رہ جاتا ہے ف۴ (بیٹی پیدا ہونے کی بری خبر کی وجہ سے

مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

چیز کی سے کہ بشارت دیا گیا ہے ساتھ اس کے آیا نگاہ رکھے اس کو اوپر ذلت کے یا گاڑے اس کو بیچ مٹی کے خبردار ہو برا ہے جو کچھ کہ

جو اسکو دی گئی تھی لوگوں سے چھپا پھرتا ہے (دل میں سوچتا ہے) کیا اس کو ذلت کیساتھ رہنے دے یا اس کو مٹی میں دبا دے (زندہ گاڑ دے جیسے اکثر مشرکین کیا کرتے تھے) سنو

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ

حکم کرتے ہیں واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے صفت بری ہے اور واسطے اللہ کے ہے صفت بلند اور وہ

تو یہ (کافر اللہ کیلئے) کیا بری تجویز کرتے ہیں ف۵ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے انہیں کو ایسی بری باتیں مبارک رہیں ف۶ اور اللہ کی تو وہ صفت ہے جو سب سے عمدہ (تمام مخلوقات کی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ

ہے غالب حکمت والا اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ساتھ ظلم ان کے کے نہ چھوڑے اوپر روئے زمین کے کوئی چلنے والا

مشابہت سے پاک) اور وہ زبردست ہے حکمت والا اور اگر اللہ بندوں کو انکی نافرمانیوں پر جھٹ پکڑ لیا کرے تو (ساری) زمین پر ایک جاندار باقی نہ چھوڑے ف۸ مگر وہ

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

اور لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت مقرر تک پس جب آوے گا وقت ان کا نہ پیچھے رہیں گے ایک ساعت اور نہ

ان کو ایک ٹھہرے ہوئے وعدے تک مہلت دیتا ہے ف۹ جب ان کا وعدہ آن پہنچتا ہے تو ایک گھڑی آگے یا پیچھے نہیں

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

پہلے چلیں گے اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے جو کچھ کہ ناخوش رکھتے ہیں اور بیان کرتی ہیں زبانیں ان کی جھوٹ

ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ تجویز کرتے ہیں جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ف۱۰ اور اپنی زبانوں سے جھوٹی باتیں نکالتے ہیں کہ (آخرت

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ

یہ کہ واسطے ان کے ہے اچھی چیز نہیں شک کہ واسطے ان کے ہے آگ اور یہ کہ وہ آگے چلائے گئے ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ تحقیق

میں) ان کو بھلائی ہوگی ف۱۱ بیشک (بھلائی تو نہیں یہ ہوگا) ان کے لئے (دوزخ کی) آگ موجود ہے بلکہ (اور دوزخیوں سے) پہلے دوزخ میں جائیں گے ف۱۲ قسم اللہ

اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ

بھیجے ہم نے پیغمبر طرف امتوں کی پہلے تجھ سے پس زینت دی واسطے ان کے شیطان نے عملوں ان کے کو پس وہی ہے دوست ان کا

کی (یعنی ہم کو اپنی قسم) ہم تجھ سے پہلے کئی قوموں کی طرف پیغمبر بھیج چکے ہیں پھر شیطان نے (ان کو بہکایا) جو کام وہ کر رہے تھے ف۱۳ وہی ان کو (انکی نظر میں) اچھے کر دکھائے ف۱۴ آج

ف۱ یاجن کی حقیقت انہیں معلوم نہیں ہے۔ مراد ہیں مٹی اور پتھر کے وہ بت جنہیں مشرکین عرب اپنی جہالت اور لاعلمی سے اپنا معبود یا اپنے نفع و نقصان کا مالک تصور کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اپنے مویشیوں اور اپنی کمائیوں سے ان کے نام کی منت اور نذر چڑھایا کرتے تھے حالانکہ مال سب اللہ کا ہے جس میں دوسرے کا حق نہیں اور پھر ان کے پاس اس چیز کی کوئی دلیل بھی نہ تھی۔ (وحیدی)

ف۲ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ بیٹی۔

ف۳ یعنی خدا کے لئے تجویز بھی کرنے لگے ہیں تو بیٹیاں، حالانکہ اپنے لئے ان کو ناپسند کرتے ہیں اور جب مانگتے ہیں تو بیٹے۔ (شوکانی)

ف۴ کہ یہ بن بلائی مصیبت کہاں سے آن پڑی!

ف۵ یعنی خود اپنے لئے تو بیٹی کو اس قدر عار اور ننگ سمجھتے ہیں لیکن خدا کے لئے اسے بلا تامل تجویز کر دیتے ہیں حالانکہ خدا کے لئے اولاد تجویز کرنا بجائے خود انتہائی جہالت اور گستاخی ہے: تلك اذاً قسمة ضيزىٰ۔ یعنی یہ ایک بھونڈی تقسیم ہے۔ (نجم: ۲۲)

ف۶ یعنی مشرکین جن کا حال اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ف۷ وہی اولاد کے محتاج ہیں۔ ان ہی کو بڑھاپے اور بیماری وغیرہ میں اولاد کے سہارے کی ضرورت ہے اور انہی کا یہ شیوہ ہے کہ عار یا افلاس کے خوف سے بیٹیوں کو زندہ درگور کر ڈالتے ہیں۔

ف۸ مگر اللہ تعالیٰ حلم اور پردہ پوشی سے کام لیتا ہے۔ یہاں ”دابۃ“ سے مراد یا تو کافر اور گنہگار لوگ ہیں اور یا یہ ہر جاندار چیز کو شامل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بنی آدم کے گناہوں کی نحوست کا اثر دوسرے جانوروں پر بھی پڑتا ہو جیسا کہ بعض آثار سے ثابت ہے اور یا دوسرے جانوروں پر ہلاکت انسان کے بالتبع ہو۔ کذا فی ابن کثیر

ف۹ یعنی جب تک ان کے لئے اس دنیا میں رہنا مقدر ہے۔

ف۱۰ جیسے بیٹیاں یا اپنی ملکیت میں کسی دوسرے کی شرکت یا گستاخی اور بدتمیزی کا معاملہ۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بھی چین اور خوشحالی کے حقدار ہیں اور اگر آخرت آئی تو وہاں بھی انعام و اکرام کے مستحق ہونگے۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یا دوزخ میں جھونک دیئے جانے کے بعد انہیں قطعی فراموش کر دیا جائیگا۔ اور وہ وہاں پڑے جلتے رہیں گے۔ مفسرینؒ نے ”مفرطون“ کے یہ دونوں معنی بیان کئے ہیں اور دونوں میں کسی قسم کی منافات نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۳ یعنی کفر و شرک کے جن برے کاموں کا وہ ارتکاب کر رہے تھے۔

ف۱۴ وہ سمجھے کہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں چنانچہ اس گھمنڈ میں آ کر انہوں نے انبیا کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

آج کے دن اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور نہیں اتاری ہم نے اوپر تیرے کتاب مگر تاکہ بیان کرے تو واسطے ان

(دنیا میں) شیطان ہی ان کا رفیق ہے[ف۱] اور ان کو (آخرت میں) تکلیف کا عذاب ہونے والا ہے اور (اے پیغمبر) ہم نے تجھ پر یہ کتاب اسلئے اتاری ہے کہ تو لوگوں سے وہ باتیں کھول

الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ أَنْزَلَ

کے وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے اتارا ہے

کر بیان کردے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں (توحید اور حشر ونشر کی باتیں) اور یہ کتاب) ایمان والوں کو راہ سوجھانے والی اور رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

آسمان سے پانی پس زندہ کیا ساتھ اس کے زمین کو پیچھے موت اس کی کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم

سے پانی برسایا پھر زمین کو مرے بعد اس پانی سے جلایا[ف۲] جو لوگ (دل لگا کر) سنتے ہیں ان کے لئے اس میں (خدا کی قدرت کی) نشانی ہے[ف۳] اور

يَّسْمَعُونَ ﴿٦٥﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُمْ مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ

کے کہ سنتے ہیں۔ اور تحقیق واسطے تمہارے بیچ چار پایوں کے البتہ عبرت ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس چیز سے کہ بیچ پیٹوں ان کے کے

(لوگو) تم کو چوپائے جانوروں (گائے، بکری، اونٹ) میں بھی سوچنے کا موقع ہے ان کے پیٹوں میں جو چیزیں ہیں گوبر اور خون ان میں سے ہم تم کو خالص (اور

بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِينَ ﴿٦٦﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيلِ

ہے درمیان سے گوبر اور لہو کے دودھ خالص آسانی سے حلق میں گذرنے والا واسطے پینے والوں کے اور میووں کھجوروں کے

دودھ پلاتے ہیں (نہ اس میں خون کا رنگ ہے نہ گوبر کی بو ہے پینے والے اس کو مزے سے (غٹ غٹ) پی جاتے ہیں اور (اسی طرح) کھجور اور انگور

وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً

اور انگوروں کے سے لیتے ہو تم اس سے مست کرنے والی چیزیں اور رزق اچھا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے

کے پھلوں سے تم شراب بناتے ہو اور عمدہ کھانا[ف۴] جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں (خدا کی قدرت کی)

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ وَأَوْحٰى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ

اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور وحی بھیجی پروردگار تیرے نے طرف مکھی شہد کی یہ کہ پکڑ سے پہاڑوں سے گھر اور

نشانی ہے اور (اے پیغمبر) تیرے مالک نے شہد کی مکھی کو سکھلایا[ف۵] کہ پہاڑوں اور درختوں اور چھتوں میں گھر بنا (یعنی چھتے

بُيُوتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي

درختوں سے اور اس چیز سے کہ بلند کرتے ہیں پھر کھا تو سب میووں سے پس چل راہوں

لگا) پھر ہر قسم کے پھل (اور پھول) چوستی رہ[ف۶] پھر (لوٹ کر) اپنے مالک کے آسان رستوں میں چلی

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ

پروردگار اپنے کی میں مسخر کی ہوئی نکلتی ہے پیٹوں ان کے سے پینے کی چیز کہ مختلف ہیں رنگ اس کے بیچ اس کے

جا[ف۷] (اور چھتے میں داخل ہو جا) اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے (یعنی شہد) کئی طرح کے رنگ کی[ف۸] اس میں

شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ

شفا ہے واسطے لوگوں کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تم کو

لوگوں کی تندرستی (شفا)[ف۹] ہے (کئی بیماریوں کیلئے) جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اسمیں (خدا کی قدرت کی) نشانی ہے[ف۱۰] اور (لوگو) اللہ ہی نے تم کو

ع ۸/۵ ۱۴

ف۱ جواُن کے کسی کام نہیں آسکتا اور نہ ان کی فریاد کو پہنچ سکتا ہے۔ بعض مفسرین نے فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ میں هم ضمیر کا مرجع کفار مکہ کو قرار دے کر اس جملہ کا یہ مطلب لیا ہے کہ شیطان جس نے پچھلے لوگوں کو بہکایا تھا وہی آج ان کفار مکہ کا رفیق ہے لہذا جو حشر ان کا ہوا وہی ان کا بھی ہوگا۔ اس آیت سے مقصد آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے کہ آپ ان کفار کی حرکتوں سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ (روح)

ف۲ پہلے مردے کی طرح خشک پڑی تھی۔ نہ اس میں زندگی کے کوئی آثار تھے۔ نہ گھاس پھونس نہ پھول پتیاں اور نہ کیڑے مکوڑے۔ اتنے میں بارش ہوئی اور وہ دیکھتے دیکھتے چند دنوں میں ہری بھری اور تروتازہ ہوگئی اور اس میں ہر قسم کی سرسبزی و شادابی آگئی اور جگہ جگہ پانی کے چشمے پھوٹنے لگے گویا مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔

ف۳ اس سے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ جو خدا زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندگی عطا فرما سکتا ہے وہ انسانوں کو بھی ان کے مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔

ف۴ یعنی ان کے پھلوں سے تم نشہ آور شراب بھی کشید کرتے ہو اور کھانے پینے کی دوسری عمدہ چیزیں بھی۔ جیسے شربت، سرکہ اور شکر وغیرہ۔ واضح رہے کہ یہ آیت مکی ہے اور شراب مکہ میں حرام نہ ہوئی تھی بلکہ ہجرت کے بعد مدینہ میں حرام ہوئی تھی۔ نزول آیت کے وقت لوگ اسے بلا تامل استعمال کرتے تھے۔ تاہم دوسری عمدہ چیزوں سے اس کا الگ ذکر کرکے اور اس کے لئے لفظ "سکر" استعمال کرکے متنبہ فرما دیا ہے کہ اس کا استعمال اچھا نہیں۔

ف۵ یعنی اس کی فطرت میں یہ چیز ڈالی۔ صوفیہ کرام نے وحی کو حقیقی معنی پر محمول کیا ہے اور وہ حیوانات کی جمیع اصناف میں انبیا اور رسل کے قائل ہیں اور فلاسفہ جملہ حیوانوں میں نفس ناطقہ مانتے ہیں مگر یہ شرعاً ثابت نہیں۔ (روح)

ف۶ شہد کی مکھیاں ایک عجیب و غریب طریقہ سے اپنا کام کرتی ہیں۔ پہلے چھتا بناتی ہیں پھر سب مل کر ایک بڑی مکھی کو اپنا سردار مقرر کرتی ہیں جسے "یعسوب" کہا جاتا ہے۔ پھر اس کے ماتحت چھتا میں شہد بھرنا شروع کرتی ہیں۔ اسی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات شہد کی مکھیاں رس چوسنے کے لئے بہت دور نکل جاتی ہیں اور پھر بے تکلف اپنے چھتا میں واپس آجاتی ہیں، نہ راستہ بھولتی ہیں اور نہ کوئی مکھی اپنے چھتے کے علاوہ دوسرے چھتے میں داخل ہوتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی کوئی شہد سفید ہوتا ہے کوئی سرخ اور کوئی زرد اور یہ اختلاف محض صانع حکیم کی قدرت کا مظہر ہے۔ (روح)

ف۹ شہد ایک مفید اور لذیذ غذا بھی ہے اور ایک فائدہ مند اور صحت بخش دوا بھی۔ اس کے بہت سی بیماریوں میں شفا بخش ہونے کے بارے میں متعدد احادیث بھی ثابت ہیں۔ ایک حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے فصد کھلوانے میں، شہد کے پینے میں اور آگ سے داغنے میں، اور میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔ اسی طرح ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کے لئے شہد تجویز فرمایا۔ شہد کے استعمال سے اس کی اسہال کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس کے دو تین مرتبہ آنحضرتؐ کے سامنے تردد ظاہر کرنے پر آنحضرتؐ نے فرمایا: "اللہ نے سچ فرمایا ہے تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے تم اسے شہد پلاتے رہو۔" اس نے مزید شہد پلایا اور وہ تندرست ہوگیا۔ (بخاری مسلم)

ف۱۰ یعنی جس طرح جانوروں کے پیٹ سے دودھ، انگوروں کھجوروں سے رزق حسن اور مکھی کے پیٹ سے شہد پیدا ہوتا ہے اسی طرح اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد سے عالم پیدا ہوں گے۔ دورِ نبوت میں یہی ہوا اور کافروں کی اولاد کامل ہوئی۔ (از ن لرفیع)

ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ

پھر قبض کرے گا تم کو اور بعض تم میں سے وہ شخص ہے کہ پھیرا جاتا ہے طرف ناکارہ عمر کے تاکہ نہ جانے پیچھے جاننے

پیدا کیا پھر وہی تمہاری جان نکالتا ہے اور تم میں سے کوئی نکمی (خراب) عمر کو پہنچ جاتا ہے اس لیے کہ بہت کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ

عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي

کے کچھ تحقیق اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے قدرت والا اور اللہ نے بزرگی دی بعضے تمہارے کو اوپر بعض کے بیچ

نہ جانے ف۲ بے شک اللہ جانتا ہے قدرت والا (سب کچھ کرسکتا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایک کو دوسرے سے زیادہ

الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ

رزق کے پس نہیں وہ لوگ کہ بزرگی دئے گئے ہیں پھیر دینے والے رزق اپنے کو اوپر اس کے جو مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ ان

روزی دی ہے پھر جن کو زیادہ روزی ملی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو دینے والے نہیں اور غلاموں کو

فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

کے پس وہ بیچ اس کے برابر ہوں کیا پس ساتھ نعمت اللہ کے انکار کرتے ہیں اور اللہ نے پیدا کیں واسطے تمہارے جنس تمہاری سے

مال ودولت میں) اپنے برابر کرنے والے نہیں ف۳ کیا یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کے منکر ہیں ف۴ اور اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے تمہاری بیبیوں کو بنایا

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ

جوروئیں اور پیدا کئے واسطے تمہارے بی بیوں تمہاری سے بیٹے اور پوتے اور رزق دیا تم کو پاکیزہ

اور تمہاری بی بیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے اور نواسے پیدا کئے (یا بیٹیاں یا سسرالی رشتہ داز) اور تم کو مزیدار چیزیں

الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ

چیزوں سے کیا پس ساتھ باطل کے ایمان لاتے ہیں اور ساتھ نعمت اللہ کے وہ کفر کرتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں

کھانے کو دیں کیا یہ لوگ جھوٹ کو (بتوں کو) تو مانتے ہیں ف۵ اور اللہ کے احسان کو نہیں مانتے ف۶ اور یہ لوگ (مشرک) اللہ کے سوا ان چیزوں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَـيْـــًٔا

سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں اختیار رکھتے واسطے ان کے رزق کا آسمانوں سے اور زمین سے کچھ اور

کو پوجتے ہیں جو آسمان اور زمین سے روزی دینے کا کوئی اختیار ہی نہیں رکھتے ف۷ نہ ان کو (کچھ بھی) طاقت ہے ف۸

وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

نہیں طاقت رکھتے پس مت بیان کرو واسطے اللہ کے مثالیں تحقیق اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے اور تم نہیں

تو اللہ تعالیٰ کے لئے (دنیا والوں کی طرح) مثالیں نہ بیان کرو ف۹ (وہ مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے ف۱۰) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں

تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ

جانتے بیان کی اللہ نے مثال کی طرح ایک غلام پرائے بس میں نہیں قدرت پاتا اوپر کسی چیز کے اور

جانتے ف۱۰ اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک شخص غلام ہے دوسرے (بندے) کے ملک جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا ف۱۱ اور ایک

رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ

وہ شخص کہ دیا ہے ہم نے اس کو اپنی طرف سے رزق اچھا پس وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور ظاہر کیا برابر ہوتے ہیں

شخص وہ ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھی دولت دے رکھی ہے وہ چھپے اور کھلے اس میں سے خرچ کرتا رہتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ف۱۲

ف۱ حیوانات میں قدرت کے دلائل بیان کرنے کے بعد اب خود انسان کے اندر جو دلائل پائے جاتے ہیں ان کو بیان فرمایا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی ابتدائے نشأت سے لے کر عالم شباب، کہولت اور سب سے آخر میں شیخوخت، ان مختلف اطوار پر غور کرے تو صانع حکیم کے علم و قدرت کا عجیب نقشہ سامنے آتا ہے کہ عمر کی اس منزل میں پہنچ کر انسان بالکل بچہ بن جاتا ہے اور اس کی بے بسی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ اس کے ہوش و حواس سلب ہوجاتے ہیں اور کوئی اس کی حفاظت کرنے والا نہیں ہوتا۔ اسے قرآن نے "ارذل العمر" قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نکمی عمر کی طرف لوٹائے جانے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

ف۲ یعنی اس امت میں بھی کامل پیدا ہوکر پھر ناقص ہونے لگیں گے۔ (موضح)

ف۳ پھر اللہ کے عبید (غلاموں) کو اس کے شریک کیوں قرار دیتے ہو۔

ف۴ یعنی کفرانِ نعمت کرکے دوسروں کو اس کا شریک گردانتے ہیں۔

ف۵ یعنی ان کا احسان مانتے ہیں کہ ان ہی نے بیماری سے شفا دی، بیٹا دیا یا روزی بخشی۔

ف۶ جو سچا معبود ہے اور تمام احسانات اسی کے ہیں مگر یہ بتوں اور بزرگوں کے احسان مانتے ہیں کہ تندرستی، بیٹے اور روزی یہ دیتے ہیں حالانکہ یہ سب جھوٹ (باطل) ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جس کے مشرک شکر گزار نہیں ہوتے۔ (کذا فی الموضح)

ف۷ یعنی نہ وہ آسمان سے پانی برسا سکتے ہیں اور نہ زمین سے کوئی چیز اگا سکتے ہیں اور نہ جو چیز اگے اسے باقی رکھ سکتے ہیں۔

ف۸ یا نہ وہ ایسا اختیار حاصل کرنے کی طاقت رکھتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے مجبور محض ہیں۔

ف۹ مشرک کہتے ہیں کہ جس طرح بادشاہوں کے وزیر اور درباری اس کی سلطنت میں دخیل ہوتے ہیں اور بادشاہ کو ان کی بات سننی پڑتی ہے اسی طرح ہمارے یہ معبود، اوتار اور ٹھاکر بھی اللہ کی سرکار میں صاحبِ اختیار ہیں اس واسطے ہم ان کو پوجتے ہیں۔ سو یہ مثال غلط ہے، بادشاہ تو سب کام خود نہیں کرسکتے مگر اللہ تعالیٰ ہر چیز آپ کرتا ہے اور اس پر کسی کا رتی برابر بھی دباؤ نہیں ہے۔ (وحیدی، موضح)

ف۱۰ مگر اپنی بے وقوفی سے اللہ تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اللہ ان کی سفارش رد نہیں کرسکتا۔ یہ تمہاری بے عقلی اور بے سمجھی ہے۔ لہٰذا تم اللہ کے لئے اس قسم کی مثالیں بیان نہ کرو۔ اب آگے دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں ان پر غور کرو۔ (وحیدی)

ف۱۱ یعنی ایسا غلام ہے جو اپنے مالک کی اجازت کے بغیر ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کرسکتا۔

ف۱۲ ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔ بس یہی مثال ہے بُت اور اللہ تعالیٰ کی، بلکہ بت اس غلام سے بھی گیا گزرا ہے کیونکہ وہ تو پھر بھی ہوش و حواس اور شعور رکھتا ہے اور اپنے نفس سے حتی الوسع دفاع کرسکتا ہے مگر یہ بے جان اور بے شعور ہے کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ پھر کس قدر بے انصافی ہے کہ تم اسے خدائے ذوالجلال کے برابر شمار کرتے ہو جو ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر کامل اختیار اور قدرت رکھنے والا ہے۔ یہی مثال ایک کافر اور مومن کی بھی ہوسکتی ہے۔ کافر بتوں کا مملوک اور اپنے اوہام و خواہشات کا کان پکڑا غلام ہے۔ کیا وہ اس مومن کے برابر ہوسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم و دولت سے نوازا ہے۔ (وحیدی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ

سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے اور بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال دو مردوں کی ایک

ہیں شکر اللہ کا (بس تم قائل ہو چکے) لیکن (بات یہ ہے) ان کافروں میں اکثر لوگ (ان باتوں کو) نہیں جانتے ف۱ اور اللہ ایک اور مثال بیان کرتا ہے دو مرد ہیں

اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ

ان دونوں کا گونگا ہے نہیں قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنے کے جدھر بھیجے اس کو نہیں

ایک ان میں گونگا (جو بہرہ بھی ہوتا ہے) وہ (غلام ہے) کچھ نہیں کر سکتا ف۲ اپنے مالک پر (اس کا رہنا) ایک بوجھ ہے جہاں کہیں وہ (یعنی مالک) اس کو

لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ

لاتا بھلائی کیا برابر ہوتا ہے وہ اور جو شخص کہ حکم کرتا ہے ساتھ انصاف کے اور وہ اوپر راہ سیدھی

بھیجتا ہے وہ کام بنا کر نہیں ف۳ آتا۔ کیا یہ (بے مصرف غلام) اور وہ (ہوشیار اور عقلمند) شخص برابر ہے جو (اپنے کام تو درست رکھتا ہی) دوسرے

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ

کے ہے اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے علم غیب آسمانوں کا اور زمین کا اور نہیں حال قیامت کا مگر مانند جھپکنے پلک

لوگوں کو بھی) سیدھی روش سکھلاتا ہے اور آپ بھی سیدھی روش پر ہے ف۴ اور آسمان اور زمین میں غیب کی باتیں ف۵ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں اور قیامت کا

الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ

کی یا وہ زیادہ نزدیک ہے تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور اللہ نے نکالا تم کو پیٹوں

قائم ہونا (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) ایسا ہے جیسے آنکھ جھپکنا یا اس سے بھی کم ف۶ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اور (لوگو) اللہ تعالیٰ نے

مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

ماؤں تمہاری کے سے نہیں جانتے تھے تم کچھ اور کیا واسطے تمہارے کان اور آنکھیں اور

تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا (اس وقت) تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تم کو (سننے کو) کان دیئے اور (دیکھنے کو) آنکھیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ

دل تاکہ تم شکر کرو کیا نہیں دیکھا انہوں نے طرف پرند جانوروں کی کہ مسخر کئے گئے ہیں بیچ

دیں اور (سوچنے سمجھنے کو) دل دیئے اس لئے کہ تم شکر کرو ف۷ کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا وہ ادھر بیچ آسمان کے حکم کے تابعدار

السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَ

ادھر آسمان کے نہیں تھام رکھتا ان کو مگر اللہ تعالیٰ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں

ہیں (اڑ رہے ہیں) اللہ تعالیٰ ہی ان کو سنبھالتا ہے ف۸ بیشک جو ایماندار ہیں ان کے لئے اس میں (ایک قدرت کی) نشانی ہے ف۹ اور اللہ نے

اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ

اور اللہ نے کی واسطے تمہارے گھروں تمہارے سے ایک جگہ رہنے کی اور کیا واسطے تمہارے چمڑے جانوروں کے سے گھر کہ

تمہارے گھروں کو تمہارے لئے ٹھکانا بنایا (کام کاج کر کے ان میں آرام لیتے ہو) اور چوپائے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لئے ڈیرے بنائے جب

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَ

ہلکا جانتے ہو تم اس کو دن سفر اپنے کے اور دن مقام اپنے کے اور بالوں بھیڑوں کے اور بالوں

تم (سفر میں) کوچ کرتے ہو اور جب تم ٹھہرتے ہو تو ان کو ہلکا (پھلکا) پاتے ہو (اس وجہ سے سفر میں ساتھ لیجاتے ہو) ف۱۰ اور ان کی اون اور روئیں اور بالوں

ع ۱۶

ف۱ ورنہ ہرگز خدا کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا نہ کرتے۔

ف۲ نہ اپنا کچھ کر سکتا ہے اور نہ ہی دوسروں کے کام آسکتا ہے۔

ف۳ کیونکہ نہ حواس رکھتا ہے اور نہ عقل، اس لئے کسی بھی کام کے لائق نہیں پھر اس کے بھیجنے سے فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوتا ہے۔

ف۴ بُت بہرے گونگے غلام کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ اس عاقل و دانا شخص کی طرح یا کافر بہرے گونگے غلام ہیں اور مومن عاقل و دانا شخص کی طرح۔ پھر اُن کو برابر کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

ف۵ غیب سے مراد وہ باتیں ہیں جو بندوں کے لحاظ سے پوشیدہ ہیں۔

ف۶ یعنی یا اس سے بھی کم دیر میں اللہ تعالیٰ قیامت کو لا سکتا ہے اس کیلئے کوئی کام ذرہ مشکل نہیں ہے۔

ف۷ یعنی اس خدا کا شکر کرو جس نے تمہیں یہ بے بہا نعمتیں عطا فرمائیں اور اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ (وحیدی)

ف۸ ان کے پروں، بازوؤں اور دُموں کی ساخت ایسی رکھی ہے کہ ہوا ان کا بوجھ اُٹھا لیتی ہے اور وہ اس میں نہایت آسانی سے اڑتے رہتے ہیں۔

ف۹ یعنی بعض لوگ معاش کی فکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے ایمان لانے سے رُکے ہوئے ہیں۔ پس فرمایا کہ تم ماں کے پیٹ سے تو کچھ نہیں لائے۔ اسباب کمائی کان، آنکھ دل اللہ نے دیئے ہیں اور اڑتے جانور اِدھر میں کس کے بھروسے جیتے ہیں۔ (موضح)

ف۱۰ یعنی چمڑے کے خیمے بناتے ہو جو عرب میں بہت استعمال ہوتے ہیں۔ اس سورۃ میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس بنا پر اس کو "سورہ النعم" بھی کہتے ہیں۔

ف۱ یعنی تا زندگی یا جب تک قیامت نہیں آنے کی تم ان سے استعمال کرنے و ان سے فائدہ اٹھاتے رہو گے۔ ف۲ اور سردی سے بھی۔ چونکہ سخت گرمی اور باد سموم سے بچنے کے لئے کپڑوں کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس لئے گرمی سے بچنے کا ذکر خصوصیت کے ساتھ فرمادیا۔ شوکانی۔

أَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٨٠﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا

اونٹوں کے اور بالوں بکریوں کے سے اسباب اور فائدہ سے ایک مدت تک اور اللہ تعالیٰ نے کئے واسطے تمہارے

سے کئی طرح کے سامان اور کام کی چیزیں ایک وقت تک ف۱ اور (ان فائدوں کے سوا جو لوگ بالکل مقدور نہیں رکھتے ان کی آسائش کیلئے) اللہ نے اپنی

خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ

اس چیز سے کہ پیدا کیا ہے سائے اور کئے واسطے تمہارے پہاڑوں سے سائے اور کئے واسطے تمہارے کرتے بڑے بڑے

پیدا کی ہوئی چیزوں سے (جیسے جھاڑ پہاڑ وغیرہ) تمہارے لئے سائے بنائے اور پہاڑوں میں چھپ رہنے کی غار (یا تراشے ہوئے مکان) اور تمہارے

تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ

کہ بچاتے ہیں تم کو گرمی سے اور کرتے ہیں کہ بچاتے ہیں تم کو لڑائی تمہاری سے اسی طرح پورا کرتا ہے نعمت اپنی کو اوپر تمہارے

لئے کپڑے کے کرتے بنائے جو تم کو گرمی اور سردی سے ف۲ بچاتے ہیں اور (لوہے کے) کرتے (زرہیں جوشن وغیرہ) جو (لڑائی میں) تم کو تمہاری مار سے بچاتے

لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُونَ

تاکہ تم مطیع ہو پس اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پہنچا دینا ظاہر ہے پہچانتے ہیں

ہیں (یعنی ایک دوسرے پر جب وار کرتے ہو) اللہ تعالیٰ اسی طرح (جیسے یہ سب نعمتیں تم کو دیں) اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے اسلئے کہ تم اسکا حکم ف۳ مانو پھر اگر یہ لوگ (اتنا سمجھانے

نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن

نعمت اللہ کی پھر انکار کرتے ہیں اس کا اور اکثر ان کے کافر ہیں اور جس دن کہ کھڑا کریں گے ہم ہر

پر بھی) نہ مانیں تو تیرے ف۴ ذمہ کھول کر اللہ کا حکم پہنچا دینا ہے۔ لوگ اللہ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں پھر (جان بوجھ کر) انکو نہیں مانتے اور ان میں اکثر ناشکرے ف۵ ہیں اور (وہ دن

كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾

امت سے گواہ پھر نہ اذن دیا جاوے گا واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور نہ وہ عذر قبول کئے جاویں گے

یاد کر) جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھائیں ف۶ گے پھر جو لوگ (دنیا میں) کافر ف۷ تھے انکو (بولنے کی یا عذر کرنے کی) اجازت نہ ہوگی اور نہ وہ لوٹنے پائیں ف۸ گے

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٥﴾ وَ

اور جب دیکھیں گے وہ لوگ کہ ظالم ہیں عذاب کو پس نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے اور نہ وہ ڈھیل دئے جاویں گے

اور جب یہ ظالم (مشرک) عذاب دیکھیں گے (دوزخ میں داخل ہونگے) تو پھر کسی صورت سے) انکا عذاب ہلکا نہ ہوگا اور نہ ان کو مہلت ملے گی ف۹ اور جب

إِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا

اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جو شریک لاتے ہیں شریکوں اپنوں کو کہیں گے اے پروردگار ہمارے یہ ہیں شریک ہمارے وہ جو تھے ہم

یہ مشرک ان کو دیکھیں گے جن کو (دنیا میں) خدا کا شریک بنایا تھا تو بول اٹھیں گے مالک ہمارے یہی ہیں وہ شریک ہمارے جن کو ہم (دنیا میں) تیرے

نَدْعُو مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى

پکارتے سوائے تیرے پس ڈالیں گے طرف ان کی بات تحقیق تم البتہ جھوٹے ہو اور ڈالیں گے طرف اللہ

سوا پکارتے تھے وہ الٹ کر ان کو جواب دیں گے تم تو (بالکل) جھوٹے ف۱۰ ہو اور (آخر) کافر لوگ اس دن اللہ کے سامنے سر جھکائیں گے

اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

تعالیٰ کی اس دن صلح اور کھوئی جاوے گی ان سے وہ چیز کہ تھے باندھ لیتے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور

(عاجز ہو کر جو حکم ہو گا مان لیں گے) اور جتنی جھوٹی باتیں (دنیا میں) بنایا کرتے تھے ف۱۱ وہ سب گئی گذری ہو جائیں گی جو لوگ (خود) کافر رہے اور

ف۳ یعنی مسلمان ہو اس لئے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نعمتوں پر غور کرے گا ضرور ہے کہ وہ ایمان لاکر اس کی اطاعت اختیار کرے۔

ف۴ ان کے نہ ماننے سے آپ کا کوئی نقصان نہ ہوگا اس لئے آپ غم نہ کیجئے بلکہ تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے جایئے۔ اس میں آنحضرت کو تسلی دی ہے۔

ف۵ یعنی خوب جانتے ہیں کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات عنایت فرمارہی ہے مگر جب عملاً شکر گزاری کا وقت آتا ہے تو سب بھول جاتے ہیں اور شرک کرنے لگتے ہیں۔ گویا دل میں نعمتوں کا اقرار اور اپنے عمل سے انکار کرتے ہیں۔

ف۶ ان کا پیغمبر اللہ کے سامنے کہ ظاہر ہوگا وہ ان کے حق میں ایمان وتصدیق کی گواہی دے گا۔ بشرطیکہ ایمان کا پیروی کی ہوگی۔ و اگر انحراف کیا ہوگا تو ان کے خلاف کفر و تکذیب کی گواہی دے گا۔ اس میں منکرین نعمت کے لئے وعید ہے۔ شوکانی۔

ف۷ یعنی ان کا مجرم ہونا اتنا واضح ہوگا کہ ان کے پاس کوئی عذر یا حجت نہیں ہوگی جس کے بیان کرنے کی اجازت دی جائے۔

ف۸ یا انہیں (اپنے رب کو) راضی کرنے کا موقع دیا جائے گا یعنی نیک عمل کرکے۔ کیونکہ آخرت عمل کا گھر نہیں ہے عمل کا تو دنیا ہے۔ اور دنیا کی طرف پلٹنا ممکن نہیں۔ قرطبی۔

ف۹ یعنی نہ عذاب کی شدت میں کمی کی جائے گی اور نہ کسی قسم کی مہلت دی جائے گی۔ اذلا توبة لهم ثم۔ (قرطبی)

ف۱۰ یعنی جن کو انہوں نے معبود بنا رکھا ہے وہ ان کی تکذیب کریں گے کہ ہم نے کب کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر ہمیں پکارا کرو۔ تم اگر ہمیں پکارتے رہے ہو تو غلط پکارتے رہے ہو اس کی سزا خود بھگتو۔ ہم پر اس کی ذمہ داری کیوں تھوپتے ہو۔ کہتے ہیں کہ مشرکین کو رسوا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ بتوں کو گویائی عطا فرمائے گا۔ (شوکانی) شاہ صاحب لکھتے ہیں: جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو، وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا ہی نام رکھ کر آپ کو پجواتا ہے اس لئے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ (موضح)

ف۱۱ نہ کوئی بت ان کے کام آئے گا نہ کوئی مشکل کشا ان کی مشکل آسان کرے گا اور نہ کوئی دیوتا یا ٹھاکر یا غوث یا پیر ایسا ہوگا جو آگے بڑھ کر ان کی سفارش کر سکے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھٹکارا دلا سکے۔ (وحیدی)

ف ۱ کیونکہ ان کا جرم بھی اسی نوعیت کا ہوگا۔ انہیں ایک عذاب تو خود کافر بننے کا دیا جائے گا اور دوسرا عذاب اس چیز کا کہ انہوں نے دوسروں کو بہکایا اور انہیں اللہ کی راہ سے روکا۔ (قرطبی) ف ۲ یعنی ان کا پیغمبر جو اُن پر اتمام حجت کے لئے گواہی دے گا کہ ان لوگوں نے حق و باطل کی کشمکش میں کیا رویہ اختیار کیا۔ ف ۳ صحیحین میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے عبداللہؓ بن مسعودؓ کو سورہ نسا تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ اسی سورت کی اس مضمون والی (آیت ۴۱) پر پہنچے تو آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ زمانۂ فترت میں بھی توحید پرست لوگ رہے ہیں جو قیامت کے دن بطور شاہد پیش ہوں گے۔ واللہ اعلم (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۴۳ و نسا آیت ۴۱)

صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

بند کیا انہوں نے راہ خدا کی سے زیادہ دیں گے ہم ان کو عذاب اوپر عذاب کے بہ سبب اس کے کہ تھے

(دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکتے رہے (ان کو بھی مسلمان نہ ہونے دیا) ان کو شرارت کے بدل عذاب پر عذاب ہم بڑھاتے جائیں گے ف ۱

يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ

فساد کرتے اور جس دن کہ کھڑا کریں گے ہم بیچ ہر امت کے گواہ اوپر ان کے جانوں ان کی سے اور

اور (وہ دن یاد کر) جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے ف ۲ اور (اے پیغمبر) تجھ کو ان لوگوں پر (یعنی آخری زمانہ کی امت پر)

جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

لاویں گے ہم تجھ کو گواہ اوپر ان لوگوں کے اور اتاری ہم نے اوپر تیرے کتاب بیان کرنے والی ہر چیز کی

گواہ بنا کر لائیں گے۔ ف ۳ اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب اتاری (یعنی قرآن مجید) جس میں ہر چیز کا اچھا بیان ہے ف ۴ اور مسلمانوں کو (دین کی)

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری واسطے مسلمانوں کے تحقیق اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل کے اور احسان کے

(سیدھی) راہ بتانے والی اور رحمت اور خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ سچ کی راہ پر چلنے کا اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور (جو اپنے) خرچ سے

وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ

اور دینے قرابت والوں کے اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول سے اور سرکشی سے نصیحت کرتا ہے تم

(بچ رہے وہ) ناطے والوں کو دینے کا اور بے حیائی (فسق و فجور جیسے زنا لواطت وغیرہ) ف ۵ اور برے کام (جو شرع کے خلاف ہو) اور ظلم سے (یا

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ

کو تاکہ تم نصیحت پکڑو اور پورا کرو وعدہ اللہ تعالیٰ کا جب عہد باندھو تم اور مت توڑو قسموں کو

بغاوت اور حسد سے) منع کرتا ہے البتہ تم کو اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو (یا اسکا خیال رکھو) اور اللہ کا قرار پورا کرو جب تم قرار کرو ف ۷ اور

بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

پیچھے مضبوطی ان کی کے اور تحقیق کیا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو اوپر اپنے ضامن تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ

قسموں کو پکا کرنے کے بعد ان کو نہ توڑو ف ۸ جس حال میں تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن کر چکے ہو بے شک اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو وہ جانتا ہے (اگر تم

تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ

کرتے ہو تم اور مت ہو مانند اس عورت کی کہ توڑ ڈالا کاتے اپنے کو پیچھے قوت کے ریزہ ریزہ پکڑتے

عہد کو توڑ دو گے تو وہ تم کو سزا دے گا) اور (قسم توڑنے میں) اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کرنے (بٹنے اور درست کرنے

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ

ہو تم قسموں اپنی کو دخل دینے والی درمیان اپنے اس واسطے کہ ہووے کوئی امت بڑھی ہوئی دوسری جماعت سے

یا محنت اٹھانے) کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا ف ۹ تم اپنی قسموں کو آپس میں مکر (اور فریب یا فساد) کا ذریعہ کرنے ہو اس لئے کہ ایک گروہ کو

اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

سوائے اس کے نہیں کہ آزمائش کرتا ہے تم کو اللہ ساتھ اس کے اور البتہ بیان کرے گا واسطے تمہارے دن قیامت کے جو کچھ کہ تھے

دوسرے گروہ سے زور آور رہا نے ہو ف ۱۰ اللہ تعالیٰ نے جو ایک گروہ کو زبردست کیا ہے اور دوسرے کو کمزور یا اس سے تمہاری آزمائش کرتا ہے اور وہ بے شک جن باتوں میں تم اختلاف

ف ۴ یعنی حلال و حرام اور ہر اس چیز کا بیان ہے جس پر دنیا و آخرت میں انسان کی ہدایت و ضلالت اور فلاح و خسران کا انحصار ہے۔ پھر جن احکام کو قرآن نے مجملاً بیان کیا ہے یا ان کے بیان کو چھوڑ دیا ہے۔ ان میں پیغمبر کی اطاعت کو فرض قرار دے کر سنت کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے۔ (شوکانی)

ف ۵ اس آیت میں تین ایسی جامع چیزوں کا حکم دیا گیا ہے جن پر اُن کے سارے انفرادی و اجتماعی معاملات کی درستی کا انحصار ہے یعنی عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ۔ عدل سے مراد یہ ہے کہ عقیدہ و عمل میں اعتدال کی راہ اختیار کرنا۔ احسان میں فرائض و نوافل کی ادائی اور خلق خدا کے ساتھ ہر قسم کا نیک سلوک آجاتا ہے۔ ایک حدیث میں نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو احسان فرمایا ہے اور پھر حقوق العباد کے معاملے میں رشتہ داروں کے حقوق پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔

ف ۶ اوپر تین بھلائی کے کاموں کا ذکر کر کے ان کے مقابلہ میں تین ایسی برائیوں سے منع کیا گیا ہے جو مسلمانوں کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات کو بگاڑ کر رکھ دینے والی ہیں۔ اس لئے حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اس آیت میں تمام بھلائیوں اور برائیوں کا ذکر آگیا ہے حضرت عثمانؓ بن مظعون کے دل میں اسی آیت کو سن کر ایمان و اخلاص راسخ ہوا۔ ابوطالب نے جب یہ آیت سنی تو کہنے لگا میرا بھتیجا (صلی اللہ علیہ وسلم) مکارم اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ الغرض اس آیت کی جامعیت کا کفار نے بھی اقرار کیا۔ (قرطبی)

ف ۷ احکام الٰہی کا عہد یا باہم ایک دوسرے سے جائز طور پر کئے گئے عہد و پیمان۔ (شوکانی)

ف ۸ یہ مطلب نہیں کہ جن قسموں کو پکا نہ کیا گیا ہو ان کا توڑنا جائز ہے کیونکہ وہ ہر معاملہ جس پر قسم کھائی جائے وہ پکا ہو جاتا ہے اور پھر بلا عذر اس کا توڑنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی قسم سے اللہ و رسول کی نافرمانی لازم آتی ہو تو ایسی قسم کا توڑنا ضروری ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص قسم کھائے اور پھر دیکھے کہ خیر دوسری چیز یعنی اس کے توڑنے میں ہے تو اسے چاہئے کہ اس دوسری چیز کو اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (بخاری و مسلم) اور یمین لغو کا حکم پہلے گزر چکا ہے۔ (دیکھئے بقرہ آیت ۲۲۵ اور مائدہ آیت ۸۹)

ف ۹ یہ ایک تشبیہ ہے جو قسموں کو پختہ کرنے کے بعد ان کو توڑنے والوں کے لئے بیان کی گئی ہے۔ ضروری نہیں کہ ایسی عورت کہیں پائی بھی گئی ہو اگرچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی بعض روایات میں ہے کہ مکہ میں ایک پاگل عورت تھی جو سوت کاتتی اور پھر سے خوب بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی۔ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اس آیت میں قسمیں توڑنے والوں کو اس عورت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ واللہ اعلم (ابن کثیر، قرطبی)

ف ۱۰ یعنی کسی گروہ سے اس لئے بدعہدی نہ کرو کہ جب تم نے عہد باندھا تھا اس وقت تم کمزور تھے اور وہ طاقتور تھا اور اب تم طاقتور ہوگئے ہو اور یہ کمزور ہوگیا ہے یا اب تمہیں اس سے زیادہ طاقتور کوئی دوسرا حلیف مل گیا جیسا کہ اہل جاہلیت کیا کرتے تھے۔ (شوکانی۔ قرطبی) اور جیسا کہ اس زمانہ میں اہل مغرب کا عام دستور ہے۔

ف ۱۱ کہ تم اپنے عہد پر قائم رہتے ہو یا دوسرے گروہ کو طاقتور یا کمزور پا کر اپنے عہد کا خیال چھوڑ دیتے ہو۔ (قرطبی)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ

تم بیچ اسکے اختلاف کرتے اور اگر چاہتا اللہ البتہ کر دیتا تم کو امت ایک و لیکن گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے

کرتے ہو قیامت کے دن انکو کھول کر تم سے بیان کردے گا اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا (سب کا دین اور مذہب ایک ہی ہوتا) مگر وہ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۳ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ

جس کو چاہتا ہے اور البتہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے تم کرتے اور مت پکڑو قسموں اپنی کو دخل دینے والیں

ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راہ پر لاتا ہے اور تم جو دنیا میں کر رہے ہو (قیامت میں) تم سے اس کی ضرور بازپرس ہوگی اور اپنی قسموں کو آپس میں (فریب یا فساد) کا ذریعہ مت

بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ

درمیان اپنے پس ڈگ جاوے گا قدم تمہارا پیچھے ثابت ہونے اسکے کے اور چکھو گے تم برائی بہ سبب اس کے کہ بند کیا تم نے

کرو ایسا نہ ہو کہ (اسلام پر) تمہارا قدم جم جانے کے بعد پھر اکھڑ جائے (قسم توڑ کر پھر کافروں میں شریک ہو جاؤ) اور اللہ کی راہ سے روکنے کی سزا میں تم

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۹۴ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

راہ اللہ تعالیٰ کی سے اور ہوگا واسطے تمہارے عذاب بڑا اور مت مول لو عہد اللہ کے مول تھوڑا سا تحقیق

کو تکلیف پہنچے اور سخت عذاب ہو اور اللہ کے ساتھ جو عہد کیا تھا (قسم کھائی تھی) اس کے بدل دنیا کا تھوڑا سا فائدہ مت قبول کرو کیونکہ

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹۵ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا

وہ چیز کہ نزدیک اللہ کے ہے وہ بہتر واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے جو کچھ کہ نزدیک تمہارے ہے تمام ہو جاتا

اللہ کے پاس جو تم کو ثواب ملنے والا ہے وہ تمہارے لئے (دنیا کے مال و متاع سے کہیں) بہتر ہے اگر تم سمجھو (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تمہارے پاس

عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

ہے اور جو کچھ نزدیک اللہ کے ہے باقی رہنے والا ہے۔ اور البتہ جزا دیں گے ہم ان لوگوں کو کہ صبر کرتے ہیں ثواب ان کا ساتھ بہتر

جو ہے وہ نبڑنے والا ہے اور اللہ کے پاس جو ہے وہ ہمیشہ باقی رہے گا (اس کو فنا اور زوال نہیں ہے) اور جن لوگوں نے صبر کیا ان کو ہم ضرور ان کے

يَعْمَلُوْنَ ۝۹۶ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ

اس چیز کے کہ تھے کرتے جو کوئی کرے کام اچھا مردوں سے ہو یا عورتوں سے اور وہ ہو ایمان والا پس البتہ زندہ کریں گے ہم

بہتر کاموں کا بدلہ دیں گے مرد ہو یا عورت جو کوئی ایمان کے ساتھ نیک کام کرے تو ہم (دنیا میں) اس کی زندگی پاک زندگی کریں گے

حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۷ فَاِذَا

اس کو زندگی پاکیزہ اور البتہ بدلہ دیں گے ہم ان کو ثواب ان کا ساتھ بہتر اس چیز کے کہ تھے عمل کرتے پس جب

اور ان کو (ایسے لوگوں کو) ہم (قیامت میں) ضرور ان کے بہتر کاموں کا بدلہ دیں گے تو (اے پیغمبر) جب تو قرآن پڑھنا

قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۹۸ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ

پڑھے تو قرآن پس پناہ مانگ ساتھ اللہ تعالیٰ کے شیطان راندے ہوئے سے تحقیق شیطان نہیں واسطے اس

چاہے تو شیطان مردود (کے وسوسوں) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کر کیونکہ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے مالک

سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۹۹ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى

کے غلبہ اوپر ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور اوپر پروردگار اپنے کے وہ توکل کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ غلبہ اس کا

پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا کچھ زور نہیں چلتا (اعوذ باللہ پڑھتے ہی شیطان بھاگ جاتا ہے) شیطان کا زور بس انہیں پر چلتا ہے جو اس سے دوستی

ف۱ یعنی اسے قدرت حاصل تھی کہ تمہارے درمیان اختلافات نہ رہنے دیتا مگر اس کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ تمہیں اپنے حق خود ارادیت کا پورا پورا موقع دے۔ ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو بدعہدی کر کے نہ ماریئے۔ ایسی باتوں سے کفر تو مٹتا نہیں الٹا وبال آتا ہے۔ (موضح)

ف۳ یعنی ایسا نہ ہو کہ تمہاری بدعہدی کو دیکھ کر لوگ مرتد ہو جائیں یا نقض عہد کرنے والا خود کفر میں مبتلا ہو جائے۔ (شوکانی)

ف۴ اور تم لوگوں کو اسلام سے روکنے کا ذریعہ بن جاؤ اور تم پر اس کا وبال آ جائے۔

ف۵ اور آخرت کے عذاب عظیم میں مبتلا کر دیئے جاؤ۔ مطلب یہ کہ اسلام کو بدنام نہ کرو کہ ایمان لانے والے شک میں پڑ جائیں جس کا گناہ تم پر پڑے گا۔ (موضح)

ف۶ اوپر کی آیتوں میں باہمی معاہدوں کی پابندی پر زور دیا۔ اب بتایا کہ ایمان لا کر جو اللہ تعالیٰ سے عہد باندھا ہے اس کے توڑنے سے بچو، یعنی مال کی طمع میں آ کر شریعت کی خلاف ورزی نہ کرو۔ جو مال خلاف شرع ہاتھ آوے وہ موجب وبال ہے۔ جو مال شریعت کے موافق ہاتھ آئے تمہارے حق میں وہی بہتر ہے۔ (موضح)

ف۷ چاہے وہ مقدار کے لحاظ سے کتنا ہی زیادہ ہو۔

ف۸ یعنی جنہوں نے دنیوی لالچ کے مقابلے میں حق و صداقت کا دامن نہ چھوڑا۔

ف۹ فرض، سنت، مستحب سب بہتر کام ہیں اس لئے ان سب کا اجر ملے گا۔ اس اعتبار سے احسن کے مقابلہ میں حسن کو مباح کہا جائے گا جو باعث ثواب نہیں ہوتا کیونکہ جزا صرف طاعت کے کاموں پر ملتی ہے۔ (شوکانی) یا دوسرا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے جیسا کہ فرمایا: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ یا ہم کسی عمل کے ادنیٰ فرد کی جزا بھی اس کے اعلیٰ فرد کے مطابق دیں گے۔ (کذا فی الشوکانی والقرطبی)

ف۱۰ پاک زندگی میں حلال روزی، قناعت، سچی عزت، سکون و اطمینان، دل کی تونگری، اللہ کی محبت اور لذت سبھی چیزیں شامل ہیں۔ مطلب یہ کہ ایمان اور عمل صالح سے اخروی زندگی ہی نہیں بلکہ دنیوی زندگی بھی نہایت سکھ اور چین سے گزرے گی۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی قرآن کی تلاوت کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ پڑھا کرو۔ اس حکم کو اکثر علماء سلف نے استحباب کے لئے اور بعض نے وجوب کے لئے قرار دیا ہے۔ اس موقع پر اس حکم کے بیان کئے جانے کی مناسبت یہ معلوم ہوتی ہے کہ پچھلی آیت میں نیک اعمال کا ذکر کیا گیا تھا اس لئے یہاں استعاذہ کا ذکر کیا گیا جو نیک اعمال کو شیطانی وساوس سے پاک رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ (فتح القدیر)

ف۱ اور پہلی آیت کا حکم منسوخ کر دیتے ہیں۔ نسخ پر بحث کے لئے دیکھئے۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۰۶) اب یہاں سے کفار کے شبہات کا جواب دیا جا رہا ہے۔ (شوکانی) ف۲ انہیں پہلی شریعتوں کا علم نہیں۔ اگر ہوتا تو سمجھ لیتے کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قاعدہ رہا ہے کہ وہ ایک حکم اُتارتا ہے اور پھر جب چاہتا ہے اسے منسوخ کر کے دوسرا حکم دے دیتا ہے۔ ف۳ اور وہ ناسخ و منسوخ دونوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھیں اور اس لئے کہ جب وہ اس حکمت کو سمجھیں گے جو بعض احکام کے ناسخ و منسوخ ہونے میں پائی جاتی ہے تو ایمان پر ان کے قدم جمیں گے اور ان کے عقائد پختہ ہوں گے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں، قرآن پاک میں اکثر اللہ تعالیٰ نے نسخ فرمایا ہے اس پر کافر شبہ کرتے اس کا جواب سمجھا دیا۔ یعنی ہر وقت موافق اس حکم کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا ایمان قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال سے خبر رکھتا ہے۔ (موضح)

ف۴ یعنی ہر حال میں اس کے موافق راہ سمجھاوے اور ہر کام پر دیسی خوش خبری سناوے۔ (موضح)

ف۵ یہ قرآن پر اُن کا دوسرا طعن تھا اس شخص کی تعیین کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے ابن مغیرہ کے رومی غلام جبر کا نام ذکر کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کا نام یعیش تھا۔ جو بنی الحضرمی کا غلام تھا اور عجمی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ بہرحال ان میں سے جو بھی ہو کفار مکہ نے محض یہ دیکھ کر کہ وہ شخص توراۃ و انجیل پڑھنا جانتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل ہوتا ہے اس میں بھی پچھلے انبیا کے واقعات بیان کئے گئے ہیں بے تکلف یہ الزام تراش ڈالا کہ یہی وہ شخص ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی آیات تصنیف کر کے دے رہا ہے۔ العیاذ باللہ (شوکانی)

ف۶ چنانچہ وہی اس قسم کی بے سروپا باتیں بکا کرتے تھے بھلا یہ بھی کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ قرآن جیسی فصیح و بلیغ کتاب کو ایک ایسا شخص تصنیف کر ڈالے جس کی اپنی زبان عربی نہیں ہے

ف۷ باقی رہا نبی، تو وہ اہل ایمان کا سردار ہوتا ہے اس سے قطعی بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایک لفظ بھی جھوٹ باندھے۔ یہ کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو خود تصنیف کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

ف۸ اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے زبان سے کفر کا کلمہ کہہ دے یا کفر کا کوئی کام کر بیٹھے۔

ف۹ اوپر کفار کے شبہات ذکر کر کے اس شخص کا حکم بیان فرمایا جو ایسے شبہات سے متاثر ہو کر ایمان سے پھر جاوے۔ اب یہاں اس کے بارے میں فرمایا جس پر کوئی ظالم جبر کرے اور وہ اپنی جان بچانے کی خاطر کلمۂ کفر زبان سے کہہ دے۔ یہ رخصت ہے لیکن اگر مرنا قبول کر لے اور منہ سے بھی کلمۂ کفر یا خلافِ اسلام کوئی بات نہ نکالے تو ایسا شخص شہید اکبر ہو گا جیسا کہ متعدد صحابہ کے واقعات میں مذکور ہے۔ (کذا فی الحواشی) متعدد روایات سے ثابت ہے کہ یہ آیت حضرت عمارؓ بن یاسر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مشرکین نے عمار کو پکڑ لیا اور انہیں اتنی اذیت دی کہ انہوں نے جان بچانے کی خاطر بعض وہ باتیں کہہ دیں جو وہ ان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: اگر کبھی دوبارہ ایسا سابقہ پڑ جائے تو اس طرح جان بچانے میں کچھ حرج نہیں۔ (بیہقی وغیرہ)

۱۳ ع ۱۱ ۱۹

إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٠﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ

اوپر ان لوگوں کے ہے کہ دوستی کرتے ہیں اس کی اور وہ لوگ کہ وہ ساتھ خدا کے شریک کرتے ہیں اور جب بدل ڈالتے ہیں ہم ایک آیت کو جگہ

رکھتے ہیں (اس کا دم بھرتے ہیں کہا مانتے ہیں) اور اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور (اے پیغمبر ان کافروں کا یہ حال ہے) جب ہم

آيَةٍ ۙ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾

ایک آیت کی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ اتارتا ہے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ تو باندھ لینے والا ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے

ایک آیت کے بدل دوسری آیت اتارتے ہیں ف۱ اور اللہ جو اتارتا ہے (اسکی مصلحت کو) خوب جانتا ہے تو کہتے ہیں تو تو بس اپنے دل سے (آیتیں) بنا لیتا ہے ف۲ لیکن

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى

کہہ کہ اتارا ہے اس کو جان پاک نے پروردگار تیرے کی طرف سے ساتھ حق کے تاکہ ثابت رکھے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور ہدایت

اور کہتا ہے اللہ نے اتاریں، بات یہ ہے کہ ان کافروں میں اکثر بے علم ہیں (اے پیغمبر ان کافروں سے کہہ دے اس (قرآن) کو تو پاک روح نے (حضرت جبرائیل نے) سچائی کے ساتھ (یا حکمت کے ساتھ) تیرے

وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ

اور خوشخبری واسطے مسلمانوں کے اور البتہ تحقیق جانتے ہیں ہم یہ کہ وہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ سکھاتا ہے اس کو آدمی

مالک کے پاس سے اتارا ہے اسلئے کہ ایمان والوں (کے دلوں) کو (ایمان پر) مضبوط کرے ف۳ اور مسلمانوں کو ہدایت دے اور خوشخبری ہو ف۴ اور ہم کو خوب معلوم ہے وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اس کو سکھا جاتا ہے ف۵ (ان

لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٠٣﴾ إِنَّ

زبان اس شخص کی کہ کجراہی کرتے ہیں طرف اس کی عجمی ہے اور یہ زبان عربی ہے ظاہر تحقیق

بیوقوفوں نے اتنا بھی نہ سمجھا) جس کا نام لگاتے ہیں اس کی تو زبان عجمی ہے (عرب کے سوا دوسرے ملک کی زبان) اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾

وہ لوگ جو نہیں ایمان لاتے ساتھ نشانیوں اللہ تعالیٰ کی کے نہ ہدایت کرے گا ان کو اللہ تعالیٰ اور واسطے ان کے ہے عذاب دردناک

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر یقین نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کو (حق بات کی) ہدایت نہیں کرتا ف۶ اور ان کو (آخرت میں) تکلیف کا عذاب ہو گا

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

سوائے اس کے نہیں کہ باندھ لیتے ہیں جھوٹ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ نشانیوں اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں

جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا اور وہی جھوٹے ہوتے ہیں ف۷ جس

الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ

جھوٹے جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے پیچھے ایمان اپنے کے مگر جو شخص زبردستی کیا گیا اور دل اس کا

شخص پر زبردستی کی جائے ف۸ اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو (تو اس پر کچھ گناہ نہ ہو گا) ف۹ لیکن جو کوئی

مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

آرام میں ہے ساتھ ایمان کے ولیکن جو شخص کہ کھل گیا ساتھ کفر کے سینہ اس کا پس اوپر ان کے ہے غصہ اللہ

ایمان لائے پیچھے دل کھول کر (یعنی رضامندی اور خوشی سے) کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب اترے گا

مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

کا اور واسطے ان کے ہے عذاب بڑا یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے دوست رکھا زندگانی دنیا کو

اور ان کو بڑا عذاب ہو گا یہ (غضب اور عذاب ان پر اس لئے ہو گا) کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کیا اور

عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اوپر آخرت کے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو یہ لوگ وہ ہیں کہ مہر رکھی

(اس وجہ سے کہ) اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا (سیدھی راہ پر نہیں لگاتا) یہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور جن کے کانوں

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ تعالیٰ نے اوپر دلوں ان کے کے اور کانوں ان کے کے اور آنکھوں ان کی کے اور یہ لوگ وہی ہیں

اور جن کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے ف۱ اور یہی لوگ (خدا کے عذاب سے جو ان کو ہونے والا ہے) غافل

الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

بے خبر نہیں شک یہ کہ وہ بیچ آخرت کے وہی ہیں ٹوٹا پانے والے پھر تحقیق پروردگار تیرا

ہیں آخرت میں یہی لوگ ضرور ٹوٹا پائیں گے (گھاٹے میں پڑیں گے) پھر جن لوگوں نے آفت میں پڑنے کے بعد (مشرکوں

لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ

واسطے ان لوگوں کے کہ وطن چھوڑ جاتے ہیں پیچھے اس کے کہ ایذا دیے گئے پھر جہاد کیا انہوں نے اور صبر کیا تحقیق پروردگار تیرا

کی ایذائیں اٹھانے کے بعد) ہجرت کی ف۲ پھر جہاد کیا اور (تکلیفوں پر) صبر کیا تو تیرا مالک (ان امتحانوں) کے بعد ان کو ضرور

مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا

پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے اس دن کہ آوے گا ہر جی جھگڑتا ہوا جان اپنی کی طرف سے

بخشنے والا ہے رحمت کرنے والا ف۳ جس دن ہر شخص ف۴ اپنی ذات کے لئے بحث کرے گا (اور اپنا بچاؤ کرنے کے لئے کوشش کریگا)

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اور پورا دیا جائے گا ہر جی کو جو کچھ کہ کیا ہے اور وہ نہ ظلم کئے جائیں گے ف۵ اور بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال

اور جو کام اس نے کیا ہے اس کا پورا بدلہ اس کو مل جائے گا اور لوگوں پر ظلم نہ ہوگا (کسی کی نیکی ضائع نہ ہوگی) اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی

قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ

ایک بستی کی کہ تھے امن والی چین والی آتا تھا اس کو رزق اس کا بافراغت ہر جگہ

(مراد مکہ ہے) وہاں کے لوگ (ہر طرح) امن اور اطمینان سے ف۶ تھے ہر طرف سے ان کی روزی فراغت کے ساتھ چلی آتی تھی ف۷ پھر انہوں

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

سے پس کفر کیا ساتھ نعمتوں اللہ تعالیٰ کے پس چکھا دیا اس کو اللہ تعالیٰ نے پہناوا بھوک کا اور ڈر کا

نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی (اس کی آیتوں کو جھٹلایا اس کے پیغمبر کو ستایا) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کاموں کی سزا میں اس بستی کو

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

بسبب اس کے کہ تھے کرتے ف۸ اور البتہ تحقیق آیا تھا ان کے پاس ایک پیغمبر ان میں سے پس جھٹلا دیا اس کو

بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا اور ان لوگوں پاس انہی میں کا (یعنی عربی) ایک پیغمبر آچکا لیکن انہوں نے اس کو جھٹلایا آخر خدا کے

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

پس پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ ظالم تھے ف۹ پس کھاؤ اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اللہ تعالیٰ نے

عذاب نے ان کو دھر پکڑا اور وہ قصور وار تھے (اس عذاب کے سزاوار تھے) تو اللہ تعالیٰ نے جو تم کو پاکیزہ اور حلال روزی دی ہے

ف۱ نہ وہ حق بات کو سمجھتے ہیں نہ سنتے ہیں اور نہ ان نشانیوں کو دیکھتے ہیں جو حق کی طرف رہنمائی کرنے والی ہیں۔ ف۲ یعنی ان مشرکوں کے ملک میں سے اپنے گھر بار چھوڑ کر دار السلام میں چلے گئے۔ ف۳ مکے کے بعض مسلمان کافروں کے مظالم سے تنگ آکر بظاہر کچھ لچک کھا گئے تھے یا بعض الفاظ ناجائز منہ سے کہہ ڈالے مگر اس کے بعد ایمان کے تقاضے ممکن حد تک پورے کئے یعنی ہجرت کی، جہاد میں حصہ لیا اور اپنے موقف پہ خوب ڈٹے رہے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے ان کی وہ غلطی معاف فرمادی سکذا فی الشوکانی

ف۴ یعنی یہ بخشش اور رحمت اس دن ہوگی جب ......

ف۵ یعنی قیامت کے دن کسی کی طرف سے کوئی نہ بول سکے گا اور نہ اس دن ظلم چل سکے گا۔

ف۶ نہ باہر سے دشمن کا کھٹکا تھا اور نہ اندر سے کسی طرح کی فکر و تشویش۔

ف۷ روزی کمانے کے لئے کوئی مشقت برداشت کرنا نہ پڑتی تھی گویا ہر طرف سے غلے اور پھل خود بخود چلے آتے تھے۔ کھانے پینے کو کسی چیز کی کمی نہ تھی۔

ف۸ یعنی امن و اطمینان کی جگہ خوف و ہراس اور فراخی رزق کی جگہ بھوک اور قحط نے انہیں اس طرح گھیر لیا جیسے کپڑا اپنے پہننے والے کے بدن کو گھیر لیتا ہے۔

ف۹ غالباً اس آیت کو بنیاد بنا کر اکثر مفسرین نے اس بستی سے مراد مکہ معظمہ لیا ہے ورنہ اس کی تعیین کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو جس عذاب یا بھوک اور خوف کے لباس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد وہ قحط ہے جس میں مکہ والے کئی برس تک مبتلا رہے یہاں تک کہ وہ جلی ہوئی ہڈیاں اور مردار جانور تک کھا گئے اور یہ قحط اس لئے واقع ہوا کہ آنحضرتؐ نے بددعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! ان لوگوں پر اپنی سختی نازل فرما اور ان پر قحط اور خشک سالی کی صورت میں ایسا ہی عذاب بھیج جیسا یوسفؑ کے زمانہ میں آیا تھا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ان آیات میں کسی متعین بستی کا تذکرہ نہیں ہے، محض ایک تباہ شدہ بستی کی مثال دے کر اہل مکہ کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے ہماری نعمتوں کی ناشکری کی تو تمہارے ساتھ بھی معاملہ کیا جائیگا۔ قاضی شوکانی نے اس دوسری رائے کو راجح قرار دیا ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں: ایسے بہت سے شہر ہوتے ہیں پر احوال فرمایا مکے کا۔

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا

نے حلال پاکیزہ اور شکر کرو نعمت اللہ تعالیٰ کی کا اگر ہو تم اسی کو عبادت کرتے سوائے اس کے

اس کو کھاؤ اور اگر تم خاص خدا کو پوجتے ہو تو اس کی نعمت کا شکر (بھی) کرو ف۱ اس نے تو تم پر (کچھ) حرام نہیں کیا مگر مردار

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کی جائے واسطے غیر خدا کے

اور خون اور سور کا گوشت اور جس جانور پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے ف۲ پھر جو

بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

ساتھ اس کے پس جو کوئی بے بس ہوا نہ حد سے نکل جانیوالا اور نہ اور سے چھین لینے والا پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو

شخص (مارے بھوک کے) بیقرار ہو (اور دوسرے بھوکے پر) ظلم نہ کرے نہ ضرورت سے زیادہ کھائے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى

واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری جھوٹ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ باندھو اوپر اللہ

تمہاری زبانوں سے جو جھوٹ نکلتا ہے اس کے نباہنے کے لئے یوں مت کہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ف۳ ہے تاکہ خدا پر جھوٹ

اللّٰهِ الْكَذِبَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

تعالیٰ کے جھوٹ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ نہیں فلاح پانے کے۔

باندھنے لگو ف۴ بے شک جو لوگ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی بامراد نہ ہونگے یہ (جس مطلب کے لئے خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں)

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا

فائدہ ہے تھوڑا سا اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور اوپر ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے حرام کی ہم نے وہ

تھوڑا سا چند روزہ دنیا کا) فائدہ ہے اور (اس کا نتیجہ نہایت خراب ہے) ان کو (آخرت میں) تکلیف کا عذاب ہونیوالا ہے اور (اے پیغمبر) ہم نے یہودیوں

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

چیز کہ بیان کی ہم نے اوپر تیرے پہلے اس سے اور نہ ظلم کیا ہم نے ان کو ولیکن تھے جانوں اپنی کو ظلم کرتے ف۵

پر وہ چیزیں جو ہم تجھ سے پہلے بیان کر چکے ہیں (سورۂ انعام کے سترہویں رکوع میں) انکی شرارت اور سرکشی کی وجہ سے) حرام کر دی تھیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا وہ

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ

پھر تحقیق پروردگار تیرا واسطے ان لوگوں کے کہ کرتے ہیں برائی ساتھ نادانی کے پھر توبہ کرتے ہیں پیچھے اس کے اور نیکی

خود اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے جن لوگوں نے نادانی سے برا کام کیا (ان پر شہوت غالب ہوئی) پھر اس کے بعد توبہ کی اور (اپنے تئیں) درست کر

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ

کرتے ہیں تحقیق پروردگار تیرا پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے تحقیق ابراہیم

لیا پھر تو تیرا مالک ان کا طرفدار ہے تیرا مالک توبہ کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے بے شک ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۙ

تھا پیشوا فرمانبردار واسطے اللہ کے پھر آنے والا طرف راہ سیدھی کے اور نہ تھا شریک لانے والوں سے

لوگوں کا) پیشوا تھا (یا تمام کمالات کا مجموعہ) خدا کا تابعدار بندہ ایک طرف والا (یک لگا) اور وہ (جیسے قریش کے کافر سمجھتے ہیں) مشرک

ع ۱۵ / ۹ / ۲

ف۱ یعنی اگر تم واقعی اللہ ہی کی بندگی کرتے ہو، جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو ضروری ہے کہ حلال و حرام کی تعیین اپنی عقل اور مصلحتوں کے بل بوتے پر اپنی مرضی سے نہ کرو بلکہ صرف انہی چیزوں کو کھاؤ جنہیں اللہ نے حلال اور طیب قرار دیا ہے۔ (شوکانی بتصرف)

ف۲ یعنی جس جانور کو بھی غیر اللہ کے نام سے شہرت دی جائے مثلاً شیخ سدو کا بکرا، یا سید احمد کبیر کی گائے یا فلاں شاہ کا مرغا وغیرہ۔ ہر حال میں وہ جانور حرام ہو گیا اور اُهِلَّ کا لفظ ذبح کے علاوہ اس کو بھی شامل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ملعون من ذبح لغیر اللہ۔ (سنن ابی داؤد) لہٰذا جس پر غیر اللہ کا نام آگیا تو اس میں ایسی خباثت آگئی جو مردار میں بھی نہیں، کیونکہ مردار پر تو صرف اللہ کا نام نہیں لیا گیا مگر "اهل لغیر اللہ" میں اس جانور کی روح اس کے خالق کے سوا دوسرے کے نام پر بھینٹ چڑھا دی گئی اور یہ شرک ہے لہٰذا ایسا ذبیحہ حرام ہے یہ آیت شریفہ قرآن میں چار مرتبہ آئی ہے۔ اس کے معنی "مَا رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللّٰهِ" ہیں نہ کہ "مَا ذُبِحَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ"، گویہ اس میں بطریق اولیٰ داخل ہے جس کی بنا پر بعض مفسرین نے "اهل" کی تفسیر "ذبح" جو اس وقت کی صورت حال کے پیش نظر اور بیان واقعہ کے لئے ہے۔ ہمارے دور میں اس نئے شرک کا وقوع ہوا ہے اس لئے برصغیر پاک و ہند کے علما نے اسے خوب حل فرمایا ہے اور شاہ عبد العزیز کی تفسیر عزیزی اس پر شاہد عدل ہے۔ (ترجمان نواب)

ف۳ دوسرا ترجمہ یوں بھی ہو سکتا ہے۔ اپنی زبانوں کے جھوٹ بنا لینے سے یہ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔

ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے (یا اس کے دیئے ہوئے اختیار کی بنا پر اس کے رسول کو) کسی دوسرے کا اس حق کو استعمال کرنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

ف۵ مطلب یہ کہ اسلامی شریعت سے زائد یہودیوں کی شریعت میں جو چیزیں حرام پائی جاتی ہیں ان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ چیزیں ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیے جانے کے لائق تھیں بلکہ یہ تو وقتی طور پر یہودیوں کی اپنی شرارت اور سرکشی کی بدولت ان پر حرام کی گئی تھیں ورنہ ان کی حرمت ابدی نہیں ہے۔ (کذا فی شوکانی دیکھئے سورۂ انعام)

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ

شکر کرنے والا تھا واسطے نعمتوں اسکی کے برگزیدہ کیا تھا اس کو اور راہ دکھائی تھی اس کو طرف راہ سیدھی کے اور دی ہم نے

نہ تھا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار خدا نے اس کو (پیغمبری سے سرفراز کرنے کے لئے) چن لیا تھا اور سیدھی راہ سجھائی تھی (توحید کی) اور ہم نے اس کو دنیا

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ

اس کو بیچ دنیا کے نیکی اور تحقیق وہ بیچ آخرت کے البتہ صالحوں سے ہے پھر وحی بھیجی ہم نے

میں بھلائی دی تھی (عزت و آبرو آل اولاد) اور آخرت میں بھی وہ بے شک (ہمارے) نیک بندوں میں ہے ف۱ پھر (بڑی فضیلت ابراہیمؑ کی یہ ہے)

اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ

طرف تیری یہ کہ پیروی کر دین ابراہیم حنیف کی اور نہیں تھا وہ شریک لانے والوں سے سوائے اس کے نہیں

کہ ہم نے تجھ کو حکم دیا ایک طرف والے ابراہیمؑ کے دین پر چلنے کا (حالانکہ تو تمام پیغمبروں کا سردار ہے) اور وہ مشرک نہیں تھا ف۲ ہفتہ کا دن

السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

کہ مقرر کی گئی تھی تعظیم ہفتے کی اوپر ان لوگوں کے کہ اختلاف کرتے تھے بیچ اس کے اور تحقیق رب تیرا البتہ حکم کرے گا درمیان ان کے

تو انہی لوگوں کے لئے مقرر ہوا تھا (یعنی انہی لوگوں کو اس کی تعظیم کا حکم ہوا تھا) جنہوں نے اس میں اختلاف کیا ف۳ اور (اے پیغمبر) تیرا مالک قیامت کے

الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ

دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے بلا طرف راہ پروردگار اپنے کی ساتھ حکمت کے

دن جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ کر دے گا (اے پیغمبر) لوگوں کو حکمت (اور تدبیر) اور اچھی نصیحت سے ف۴ (جس میں سختی نہ

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

اور نصیحت نیک کے اور جھگڑا کر ان سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ بہت بہتر ہے تحقیق رب تیرا وہی بہت

ہو ملائمت سے سمجھا کر) اپنے مالک کی راہ کی طرف بلا اور ان سے بحث کر تو اس طور سے جو پسندیدہ ہو ف۵ بیشک تیرا مالک خوب جانتا ہے کون اس

اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ

جاننے والا ہے ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہو گیا راہ اسکی سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو اور اگر بدلہ لو تم پس

کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور جن لوگوں نے راہ پائی ان کو بھی وہ خوب جانتا ہے ف۶ اور اگر بدلہ لو تو اتنا ہی جتنا

فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

بدلہ لو برابر اس چیز کے کہ ایذا دئے گئے ہو تم ساتھ اس کے اور البتہ اگر صبر کرو تم البتہ وہ بہتر ہے واسطے صبر کرنے والوں کے

تم کو نقصان پہنچا ہے ف۷ اور جو تم (لوگوں کی ایذا پر) صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے (بدلہ لینے سے) بہتر ہے ف۸ اور

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ

اور صبر کر اور نہیں صبر تیرا مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور مت غم کھا اوپر ان کے اور مت ہو بیچ تنگی کے اس سے

(اے پیغمبر) صبر کر اور اللہ ہی کی مدد سے تو صبر کر سکتا ہے اور ان کا رنج مت کر ف۹ اور نہ ان کے (مکر اور فریب) سے دل تنگ ہو

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

کہ مکر کرتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ ساتھ ان لوگوں کے ہے کہ پرہیزگاری کرتے ہیں اور ساتھ ان کے کہ وہ احسان کرنے والے ہیں

(وہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اللہ تیرا بچانے والا اور نگہبان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں (شرک اور کفر اور گناہوں سے بچتے ہیں) اور جو نیک ہیں ف۱۰

ف۱ انہوں نے خود دعا کی تھی: وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ، یعنی مجھے نیک بندوں سے ملا دے (شعراء: ۸۳) سو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی (شوکانی)

ف۲ یعنی حلال و حرام اور دین سے متعلق تمام معاملات میں اصل چیز نہ یہودیت و نصرانیت ہے اور نہ شرک، جس کا ارتکاب یہ کفارِ مکہ کر رہے ہیں، بلکہ اصل حضرت ابراہیمؑ کی ملت ہے جو خالص توحید سے عبارت تھی اور اس میں وہ چیزیں حرام نہ تھیں جو بعد میں یہودیوں پر ان کی شرارت کی بدولت حرام قرار دی گئیں۔ اس لئے آپ کے لئے پیروی کے لائق اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف ملتِ ابراہیمی ہے۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۳ یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم جیسے ملتِ اسلام میں نہیں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی شریعت میں بھی نہ تھی، یہ دن تو بعد میں صرف ان لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔ اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے ان پر جمعہ کے دن کی تعظیم واجب کی تھی مگر انہوں نے اس میں اختلاف کر کے ہفتہ کا دن مقرر کر لیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر اسی دن کی تعظیم ہی فرض کر دی کہ اس میں شکار نہ کرو۔ اس کی تائید حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ ہم سب امتوں سے زمانہ میں آخر ہیں مگر قیامت کے روز سب سے پہلے ہوں گے۔ بات اتنی ہے کہ انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں کتاب بعد میں ملی پھر ان پر صرف جمعہ کا دن مقرر کیا گیا تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ نے ہمیں ہدایت دی۔ لہٰذا اس میں لوگ ہمارے بعد میں، یہود کی تعظیم کا دن کل اور نصاریٰ کی تعظیم کا دن پرسوں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی دعوت میں صرف ان چیزوں کا خیال رکھا جائے ایک حکمت اور دوسرے اچھی نصیحت۔ حکمت کا مطلب یہ ہے کہ نہایت سنجیدہ طریقہ سے مخاطب کی ذہنیت کا لحاظ کرتے ہوئے بات پیش کی جائے اور اچھی نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ نہایت نرمی اور دلسوزی سے کی جائے تاکہ مخاطب سن کر متاثر ہو اور سمجھے کہ میرے ہی فائدہ کی خاطر یہ بات کہی جا رہی ہے۔

ف۵ یعنی نہایت نرمی اور محبت سے اخلاق و تہذیب کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے، نہ کہ جھڑک کر اور ملامت آمیز باتیں بنا کر۔

ف۶ یعنی دعوت و تبلیغ میں اصل چیز اپنے دین کے اصولوں اور اس کی تعلیمات پر کاربند رہنا ہے نہ کہ سچ یا جھوٹ، یا جس طرح بھی ممکن ہو اپنی بات کا قائل کر لینا۔ لہٰذا یہ فکر نہیں کرنی چاہئے کہ کون ہماری بات مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ف۷ اس سے زیادتی نہ کرو۔

ف۸ اللہ تعالیٰ خود ظالم سے ان کا بدلہ لے گا اور اپنے ہاں سے انہیں صبر کرنے کا اجر عظیم عطا فرمائیگا شاہ صاحب لکھتے ہیں: پہلے جو فرمایا کہ سمجھاؤ بھلی طرح، اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدلے بدی بری نہیں، پھر صبر اور بہتر ہے۔ (موضح)

ف۹ یعنی کافروں کی گمراہی اور بری حرکات کا۔

ف۱۰ خلق خدا کے ساتھ نیکی کرتے ہیں دوسرے خواہ ان سے کتنا ہی برا رویہ اختیار کریں وہ جواب ہمیشہ بھلائی سے دیتے ہیں۔

سُورَةُ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مَكِّيَّةٌ (١٧) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ١١١ رُكُوْعَاتُهَا ١٢

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف١

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ

پاکی ہے اس (اللہ) کو کہ لے گیا بندے اپنے کو رات کو مسجد حرام سے طرف مسجد اقصیٰ کی

وہ (خداوند ہر عیب اور نقص سے) پاک ہے جو اپنے بندے ف٢ (محمدؐ) کو راتوں رات ادب والی مسجد (خانہ کعبہ) سے دور کی مسجد ف٣ (بیت المقدس)

الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

وہ جو برکت دی ہم نے گرد اس کے کو تاکہ دکھلادیں ہم اس کو نشانیوں اپنی سے تحقیق وہ ہے سننے والا

میں لے گیا جس کے گرد ہم نے برکت کر رکھی ہے اس لئے کہ ہم محمدؐ کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلائیں ف٥ بیشک وہی خدا ہے جو ہر بات کو اور ہر چیز کو

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

دیکھنے والا اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور کیا ہم نے اس کو ہدایت واسطے بنی اسرائیل کے یہ کہ نہ پکڑو تم سوائے

سنتا اور دیکھتا ہے اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت ف٦) دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا (اور ہم نے ان سے کہہ دیا) کہ ہمارے سوا کسی کو اپنے

دُوْنِيْ وَكِيْلًا ② ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ③

میرے کارساز اے اولاد ان لوگوں کی کہ چڑھائے تھے ہم نے ساتھ نوحؑ کے تحقیق وہ تھا بندہ شکر کرنے والا

کام نہ سونپو ف٧ تم ان لوگوں کی نسل ہو جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ (کشتی میں) سوار کر لیا تھا وہ (یعنی نوحؑ حق ماننے والا) شکرگزار بندہ تھا ف٨ اور ہم نے

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ

اور حکم کیا ہم نے طرف بنی اسرائیل کی بیچ کتاب کے البتہ فساد کرو گے تم بیچ زمین کے دو بار اور البتہ

بنی اسرائیل سے اس کتاب (توریت) میں صاف کہہ دیا تھا کہ تم دو بار ملک میں (یعنی شام کے ملک میں) فساد مچاؤ گے اور (دونوں بار لوگوں پر) بڑی

لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ④ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ

بلندی پکڑو گے تم بلندی بڑی پس جب آیا وعدہ پہلا ان دونوں میں کا بھیجے ہم نے اوپر تمہارے بندے اپنے

چڑھائی کرو گے ف٩ (ستاؤ گے ظلم اور زیادتی کرو گے) تو جب پہلے فساد (کے بدلہ لینے) کا وقت آن پہنچا ہم نے اپنے کئی بندوں کو جو بہت جنگی تھے

اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤ ثُمَّ

لڑائی والے سخت پس بیٹھ گئے بیچ گھروں کے اور تھا وعدہ پورا کیا گیا پھر پھیر دیا ہم

(بڑے لڑنے والے) تم پر بھیج دیا وہ (تمہارے شہروں کے بیچ میں پھیل گئے ف١٠ اور یہ وعدہ (ضرور) پورا ہونے والا تھا (قضائے مبرم تھی جو

رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ

نے واسطے تمہارے غلبہ اوپر ان کے اور مدد دی ہم نے تم کو ساتھ مالوں کے اور بیٹوں کے اور کیا ہم نے تم کو

رک نہیں سکتی) پھر ہم نے تم کو (سو برس کے بعد) ان پر غلبہ دیا ف١١ (تمہارے دن پھیرے) اور ہم نے مال اور بیٹوں سے تم کو زور بخشا (پھر تم ویسے ہی زور آور ہو گئے

نَفِيْرًا ⑥ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ

زیادہ لشکر میں اگر بھلائی کرو گے تم بھلائی کرو گے واسطے جانوں اپنی کے اور اگر برائی کرو گے پس واسطے انہی کے ہے پس

جیسے پہلے تھے) اور تمہارا جتھا (پہلے سے بھی) بڑھا دیا (تمہارا جتھا دشمن سے بھی زیادہ کر دیا) اگر تم اچھا کرو گے تو اپنے لئے اچھا کرو گے ف١٢ (تمہارا ہی بھلا ہوگا) اور

ف١ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں (معراج کے موقع پر) نازل ہوئی۔ البتہ بعض نے کہا ہے کہ اس کی تین آیتیں (٦٠، ٧٦، ٨٠) مدنی ہیں۔ مقاتل نے چوتھی آیت (١٠٧) کو بھی مدنی بتایا ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سورۃ اسرائیل اور زمر ہر رات پڑھا کرتے تھے (شوکانی)

ف٢ "عبد" (بندہ) کا لفظ اس محبت اور تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اہل قلم کہتے ہیں کہ اگر پیار و محبت کے اظہار کے لئے اس سے زیادہ موزوں کوئی دوسرا لفظ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس مقام پر اسی کو استعمال فرماتا۔ (روح)

ف٣ اسی "اسراء" کو معراج بھی کہا جاتا ہے مگر در اصل اسراء اور معراج دو سفر ہیں جو ایک ہی رات میں ہوئے۔ مکہ سے بیت المقدس تک سفر کا نام "اسراء" ہے جس کا تذکرہ یہاں فرمایا ہے۔ پھر بیت المقدس سے آسمانوں تک لے جانے کو معراج کہا جاتا ہے جس کی تفصیلات کتب حدیث اور سیر میں مذکور ہیں۔ "مسجد حرام" سے مراد مکہ یا پورا حرم ہے کیونکہ جس رات معراج ہوئی آنحضرتؐ ام ہانیؓ کے گھر میں سوئے ہوتے تھے۔ وہاں سے آپؐ کو حطیم کعبہ میں لایا گیا اور پھر حطیم سے براق پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچے اور بیت المقدس سے بذریعہ معراج کے اوپر ساتوں آسمانوں سے گزر کر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ راستہ میں آسمانوں پر متعدد جلیل القدر انبیاءؑ سے ملاقاتیں ہوئیں اور آپؐ نے جنت و دوزخ کا مشاہدہ بھی کیا۔ بالآخر "سدرۃ المنتہیٰ" پر پہنچ کر اپنے رب سے ہم کلام بھی ہوئے اور یہیں آپؐ کو پنجگانہ نماز کا حکم ملا۔ پھر پلٹ کر بیت المقدس آئے جہاں آپؐ نے امام بن کر تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نماز ادا کی حافظ ابن کثیرؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن قاضی عیاض وغیرہ کا خیال ہے کہ انبیاءؑ کی امامت آپؐ نے واپسی پر نہیں بلکہ معراج کو جاتے ہوئے کروائی ہے۔ بہرحال اس کے بعد مسجد حرام واپس تشریف لائے سفر کا یہ واقعہ بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور تقریباً تیس صحابہؓ سے مروی ہے۔ گو بعض جزئیات میں اختلاف ہے۔ علماء سلف و خلف کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ واقعہ بیداری میں روح اور جسم سمیت پیش آیا۔ اور قرآن میں لفظ "عبدہٗ" سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے پھر اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو کفار قریش اس کی تکذیب کرتے اور نہ قرآن ہی "سبحان الذی" کی تمہید کے ساتھ اسے بیان کرتا کیونکہ ان تمہیدی الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہم اور خرق عادت واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ بعض علماء نے آیت کریمہ: "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ الآیۃ" میں لفظ رؤیا سے استدلال کیا ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے مگر محققین علمائے لغت نے تصریح کی ہے کہ لفظ "رؤیا" بیداری میں مشاہدۂ عینی پر بھی بولا جاتا ہے اور یہاں پر یہی معنی مراد ہیں۔ کما صرح بہ ابن عباسؓ (بخاری) پس اس آیت سے ان کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے، تمام صحابہؓ روایۃً اس پر متفق ہیں کہ آنحضرتؐ کو معراج بحالت بیداری ہوئی اور جسم کے ساتھ ہوئی اور یہی اہل حدیث کا متفقہ فیصلہ ہے۔ صرف حضرت عائشہؓ اور معاویہؓ سے یہ مروی ہے کہ معراج خواب میں ہوئی مگر ایک تو یہ روایت سنداً منقطع ہے اور پھر ان کی اپنی رائے اور آیت کریمہ "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا" سے استدلال ہے جو صحابہؓ کے متفقہ فیصلہ کے سامنے ناقابل التفات سمجھا گیا ہے (از شوکانی۔ ابن کثیر) اکثر روایات کے بیان کے مطابق یہ قصہ ہجرت سے ایک سال قبل کا ہے۔ ابن حزم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور مُلا امین عمری۔ نے اس کو قطعی قرار دیا ہے بعض روایات میں تین سال قبل بھی مذکور ہے۔ صرف حضرت انسؓ سے شریک بن ابی نمرہ کی ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ قبل از نبوت کا ہے مگر شریک کی یہ روایت شاذ اور منکر سمجھی گئی ہے۔ حافظ عبدالحق "الجمع بین الصحیحین" بھی لکھتے ہیں: قد زاد فیہ زیادۃ مجھولۃ واتی بالفاظ غیر معروفۃ"۔ اور پھر شریکؒ علماء حدیث کے نزدیک "حافظ" بھی نہیں ہے۔ بہرحال صحیح یہی ہے کہ ہجرت سے کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ اس وقت زندہ تھیں اور انہوں نے پنجگانہ نماز ادا کی ہے اور ان کی وفات ہجرت سے تین سال پیشتر ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔ (روح)

ف٤ ظاہری اور مادی برکات بھی ہیں کہ وہاں چشموں، نہروں اور ہر قسم کے پھلوں کی بہتات ہے اور باطنی اور روحانی اعتبار سے بھی وہ خطہ بابرکت ہے کہ بہت سے انبیاء و رسلؑ کا مسکن اور مدفن ہے اور دنیا میں دوسری مسجد ہے اور یہ ان تین مساجد میں شامل ہے جن کی زیارت کے لئے سفر کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اور دنیا میں چار مواضع وہ ہیں جن میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا۔ یعنی حرمین، اقصیٰ اور طور و شرفاً و برکۃً۔

ف٥ آسمان کے عجائبات جیسے جنت دوزخ، بیت المعمور وغیرہ جن کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

ف٦ یعنی جس طرح آنحضرتؐ کو معراج کا شرف بخشا۔ اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو الکتاب (توراۃ) سے نوازا۔

ف٧ یعنی میرے سوا کسی اور پر اعتماد اور بھروسا نہ کرو اور نہ میرے سوا کسی سے ہدایت اور مدد طلب کرو۔

ف٨ تو تم بھی نوحؑ کی راہ اختیار کرو۔

ف٩ پہلی مرتبہ فساد سے مراد حضرت شعیاؑ کا قتل یا حضرت ارمیاؑ کو قید کرنا ہے اور یا پھر توراۃ کے احکام کی خلاف ورزی مراد ہے۔ اور دوسری مرتبہ سے مراد ان کے بادشاہ ہیرودیس کا ایک فاحشہ عورت کے مطالبہ پر حضرت یحییٰؑ (یوحنا) کو قتل کرنا اور حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا منصوبہ بنانا ہے۔ (شوکانی) یوحنا کے قتل کا واقعہ توراۃ میں مذکور ہے۔

ف١٠ یعنی تاکہ

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ

جب آیا وعدہ دوسرا بھیجے اور بندے تاکہ برا کردیں منہ تمہارے کو اور تاکہ پیٹھ جاویں مسجد میں جیسا کہ پیٹھ گئے اس میں پہلی بار اور

برا کروگے تو اپنے لئے برا کروگے (تمہارا ہی خرابا ہوگا) پھر جب دوسرے وعدے کی سزا کا وقت آن پہنچا (تو ہم نے دوسرے بندوں کو تم پر بھیج دیا) کہ (مارتے مارتے) تمہارا

لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝٧ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَ

تاکہ ویران کریں جس پر غالب آویں ویران کرنا شتاب ہے رب تمہارا یہ کہ رحم کرے تم کو اور اگر پھر آؤ گے تم پھر آویں گے ہم اور

منہ بگاڑ دیں (تم اداس ہو جاؤ) اور پہلی بار کی طرح پھر مسجد میں گھس جائیں (یعنی بیت المقدس کی مسجد کو دوبارہ خراب کریں) اور جس چیز پر قابو پائیں اس کو برباد کردیں وا (اب بھی) اے

جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝٨ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ

کیا ہم نے دوزخ کو واسطے کافروں کے قید خانہ تحقیق یہ قرآن راہ دکھاتا ہے طرف اس راہ کی کہ وہ بہت سیدھی ہے اور

بنی اسرائیل اگر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی امید رکھو اور اگر تم پھر ویسی ہی (شرارتیں) کروگے اور (حضرت محمد کو ستاؤ گے) تو ہم پھر وہی (عذاب) کریں گے وٓ اور ہم نے کافروں کیلئے جہنم کو

يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ

بشارت دیتا ہے مسلمانوں کو وہ جو عمل کرتے ہیں اچھے یہ کہ واسطے ان کے ہے ثواب بڑا اور یہ کہ وہ لوگ

قید خانہ بنایا ہے (یا بچھونا) بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو بہت ٹھیک ہے (یعنی اسلام کی راہ) اور جو ایماندار لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کو یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کو (آخرت میں) بڑا

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٠ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے تیار کیا ہم نے واسطے ان کے عذاب درد دینے والا اور دعا مانگتا ہے آدمی ساتھ برائی

اجر ملیگا (یعنی بہشت) اور (اس بات کی بھی خبر دیتا ہے کہ) جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ان کیلئے ہم نے تکلیف کا عذاب تیار رکھا ہے اور آدمی (اپنی بیوقوفی سے رنج اور غصہ کی

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝١١ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ

کے مانند دعا کرنے اس کے کی ساتھ بھلائی کے اور ہے آدمی جلد کار اور کئے ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانی پس چھپائیں ڈال

حالت میں) اسطرح بددعا کرنے لگتا ہے جس طرح بھلائی کی دعا کرتا ہے وٓ اور آدمی بڑا جلد باز ہے اور ہم نے رات اور دن کے دو نمونے بنائے وٓ پھر رات کا نمونہ تاریک کیا اور دن کا نمونہ

اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا

دیں ہم نے نشانی رات کی میں اور کی ہم نے نشانی دن کی دکھلانے والی تاکہ چاہو تم فضل پروردگار اپنے کے سے اور تاکہ جانو تم

روشن رکھا۔ اس لئے کہ تم (دن میں) اپنے مالک کا فضل چاہو (یعنی کمائی کرو) اور اس لئے کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جان لو وٓ اور ہر چیز

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝١٢ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ

گنتی برسوں کی اور حساب اور ہر چیز کو مفصل بیان کیا ہم نے اس کو مفصل بیان کرنا اور ہر آدمی کو لگا دیا ہم نے اس کو

کو ہم نے کھول کر بیان کر دیا ہے وٓ اور ہم نے ہر آدمی کی قسمت (برا بھلا جو ہونا ہے) اس کی گردن میں لٹکا دی ہے وٓ اور قیامت کے دن

طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝١٣ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى

عمل نامہ اس کا بیچ گردن اس کی کے اور نکالیں گے ہم واسطے اس کے دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی پڑھ کتاب اپنی کفایت

ہم اس کو ایک کتاب نکال کر دکھائیں گے جس کو وہ کھلی ہوئی پائے گا وٓ (اور ہم اس سے کہیں گے) اپنی کتاب (عملوں کی) پڑھ لے آج تو خود اپنا حساب

بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝١٤ ۭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

ہے جان تیری آج اوپر تیرے حساب لینے والی جس نے راہ پائی پس سوائے اس کے نہیں کہ راہ پاتا ہے واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی گمراہ

لینے کے لئے آپ ہی کافی ہے وٓ جو شخص سیدھے رستے پر چلا (اچھے کام کئے) تو وہ اپنے ہی فائدے کیلئے سیدھا رستہ چلتا ہے اور جو شخص (سیدھے رستے سے

تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کریں، لوٹ مار کریں اور قیدی بنائیں۔ یہاں "عبادًا" سے بابل کے بادشاہ بخت نصر اور ان کے ساتھی مراد ہیں۔ یا جالوت اور اس کے فوجی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو خوب قتل کیا، تورات کو جلا ڈالا، اور بیت المقدس کی مسجد مسمار کر دی اور پھر ستر ہزار یہودیوں کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے۔

ف۱ جب بخت نصر قتل ہوا یا حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ (شوکانی)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ ان سے مراد رومی ہیں جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کیا اور ہزاروں یہودیوں کو قتل اور قید کیا، اور جو رہ گئے قیصر روم کی رعیت بن کر رہے۔ (وحیدی)

ف۲ یعنی قتل اور قید ہوگے اور جلا وطنی یا جزیہ کی ذلت برداشت کرنا پڑیگی۔ چنانچہ بنو قریظہ اور بنو نضیر وغیرہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں یہی سزا ملی۔ (رازی)

ف۳ یعنی اپنے لئے یا اپنی اولاد اور گھر والوں کے لئے۔

ف۴ اس لئے جو منہ میں آتا ہے اپنے رب سے مانگنے لگتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا اس پر بڑا فضل و کرم ہے جو اس کی بددعا کو فوراً قبول نہیں کرتا، اور اگر کہیں قبول کرے تو وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ (رازی)

ف۵ نمونے اس لحاظ سے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور کاریگری کا پتا چلتا ہے۔ رات دن کو بطور دلیل اور نعمت کے قرآن نے متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے۔

ف۶ یعنی اگر رات دن نہ ہوتے تو ہمیشہ ایک جیسا موسم رہتا اور سال اور مہینوں کا کچھ پتا نہ چلتا اور نہ حساب رکھا جا سکتا۔ پس اس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے فوائد مضمر ہیں۔ (رازی) شاہ صاحب لکھتے ہیں: گھبرانے سے فائدہ نہیں، ہر چیز کا وقت اور اندازہ مقرر ہے جیسے رات اور دن۔ کسی کے گھبرانے اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی، اپنے وقت پر آپ صبح ہو جاتی ہے۔ (موضح)

ف۷ یعنی ہر وہ چیز جس پر تمہاری دنیا و آخرت میں فلاح کا انحصار ہے اسے ہم نے کھول کر بیان کر دیا ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ الانعام: ٣٨ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ النحل: ٨٩۔ (کذا فی الرازی)

ف۸ یہاں "عنق" کا لفظ لزوم سے کنایہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کے عمل اچھے ہوں یا برے، کم ہوں یا زیادہ، ہم نے محفوظ کر دیتے ہیں جو کبھی ضائع نہیں ہو سکتے۔ (رازی) ف۹ مراد ہے انسان کا اپنا اعمالنامہ۔

ف۱۰ کسی اور محاسب کی ضرورت نہیں اس کتاب میں ہر چیز درج ہے۔

ف۱ مطلب یہ ہے کہ جو شخص اچھے عمل کرتا ہے وہ کسی پر احسان نہیں کرتا بلکہ اس کا فائدہ اسی کو پہنچتا ہے اور اگر بُرے عمل کرتا ہے تو ان کا بوجھ بھی اسی پر ہوگا۔ ف۲ یعنی دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا بلکہ وہ اسے خود ہی برداشت کرنا پڑے گا۔ سورۂ نحل اور عنکبوت میں جو یہ آیا ہے کہ وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان کے بھی جن کو بغیر علم کے گمراہ کرتے رہے ہیں"۔ تو یہ دراصل دوسروں کا بوجھ نہیں ہے بلکہ دوسروں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے خود ان کا اپنا بوجھ ہے۔ (نیز دیکھئے نحل: ۲۵، عنکبوت: ۱۳)

ف۳ جو ان تک اللہ کے احکام پہنچا دے اور اتمام حجت ہو جائے۔ جمہور علمائے تفسیر نے اسے عذاب دنیوی پر محمول کیا ہے اور مراد عذاب اُخروی بھی ہو سکتا ہے۔ (قرطبی) اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کی چھوٹی اولاد معذب نہ ہوگی بلکہ حدیث "کل مولود یولد علی الفطرۃ" (کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت میں جائے گی۔ بعض دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اور حدیث "ھم من اباءھم" (کہ وہ اپنے آباء کے تابع ہوں گے) پہلی حدیث یعنی کل مولود الخ کے معارض نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آپؐ نے اس وقت فرمایا تھا جب آپ کو ان کے جنتی ہونے کا علم نہ تھا۔ (ماخوذ از ابن کثیر و رازی)

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ

ہوا پس سوائے اس کے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اوپر اپنے اور نہیں بوجھ اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا اور نہیں ہم عذاب کرنیوالے یہاں تک کہ بھیجیں ہم

بھٹک گیا (اور بُرے کاموں میں پھنس گیا) تو اسکا وبال اسی کو بھگتنا ہوگا (دوسرے کا کچھ نقصان نہ ہوگا) اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا ف۲ اور ہم اسوقت تک کسی

رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

پیغمبر اور جب ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ ہلاک کریں کسی بستی کو حکم کرتے ہیں ہم دولت مندوں اس کے کو پس نافرمانی کرتے ہیں بیچ اسکے پس ثابت ہوتی ہے

کو عذاب کرنیوالے نہیں ہیں جبتک کوئی پیغمبر نہ بھیجیں ف۳ اور جب ہم کسی بستی کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے چین اڑانے والوں کو حکم دیتے ہیں ف۴ پھر وہ اس بستی میں بدکاریاں کرنے لگتے ہیں آخر انکی

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى

اوپر اس کے بات عذاب کی پس ہلاک کرتے ہیں ہم اسکو ہلاک کرنا اور بہت ہلاک کئے ہیں ہم نے قرنوں سے پیچھے نوحؑ کے اور کفایت ہے

بدکاریوں کی وجہ سے) وہ بستی عذاب کے لائق ہو جاتی ہے تب اسکو اکھاڑ کر ہم پھینک دیتے ہیں ف۵ اور ہم نے نوحؑ کے بعد کتنی امتوں کو تباہ کر ڈالا (جیسے عاد اور ثمود اور مدین والے) اور اے

بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ

پروردگار تیرا ساتھ گناہوں بندوں اپنے کے خبردار دیکھنے والا جو کوئی ارادہ کرتا ہے دنیا کا شتاب دیتے ہیں ہم اس کو بیچ

پیغمبرؐ) تیرا مالک اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کیلئے بس ہے ف۶ جو شخص دنیا کی بھلائی چاہتا ہو تو جتنا ہم چاہتے ہیں اس کو جلدی ف۷ اسی دنیا میں دے

فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ

اس کے جو چاہتے ہیں ہم واسطے جس کے چاہیں ہم پھر کرتے ہیں ہم واسطے اس کے دوزخ داخل ہوگا اس میں برے حال راندہ ہوا اور

دیتے ہیں ف۸ پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کیلئے دوزخ ٹھیرا رکھی ہے جسمیں بُرے حالوں مردود ہو کر اس کو جانا ف۹ ہے اور جو شخص (اچھے عمل کرکے) آخرت

مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ

جو کوئی ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور سعی کرتا ہے واسطے اس کے جو سعی اس کی ہے اور وہ ایمان والا ہے پس یہ لوگ ہیں سعی ان کی

کی بھلائی چاہتا ہو اور اسی کیلئے جیسے کوشش کرنا چاہیئے ویسے کوشش کرے اور ایماندار ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش (خدا کی درگاہ میں) قبول ہوگی ف۱۰ (دنیا چاہنے والے

مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۗءُ رَبِّكَ

قدردانی کی گئی ہے ہر ایک کو مدد دیتے ہیں ہم ان کو اور ان کو بخشش پروردگار تیرے کی سے اور نہیں ہے بخشش پروردگار تیرے کی

اور آخرت چاہنے والے) ہر ایک کو ہم تیرے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں ف۱۱ اور تیرے مالک کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے (اے پیغمبرؐ) دیکھ (تو

مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ

بند کی گئی دیکھ کیوں کر بزرگی دی ہم نے بعضے ان کے کو اوپر بعض کے اور البتہ آخرت بڑی ہے درجوں میں اور

سہی) ہم نے (دنیا میں) ایک کو دوسرے پر کیسے بڑھا دیا ہے ف۱۳ اور آخرت تو بیشک (دنیا سے) کئی درجے بڑی ہے اور وہاں کی بڑھوتری بھی بہت

اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَ

بڑی ہے بزرگی دینے میں مت مقرر کر ساتھ اللہ کے معبود اور پس بیٹھ رہے گا تو مذمت کیا گیا ہلاک میں سونپا ہوا اور

ہے (اے پیغمبرؐ) ف۱۴ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بنا (یعنی اور کسی کی پوجا نہ کر اگر ایسا کرے تو) پھر تو لوگوں میں اور فرشتوں میں نکو (بدنام) اور خدا کی رحمت سے محروم ہو کر

قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ

حکم کیا پروردگار تیرے نے یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اسی کو یعنی اللہ کو اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اگر پہنچے نزدیک تیرے بڑھاپے

بیٹھے گا اور تیرے ف۱۵ مالک نے یہ چکوتا کر دیا ہے ف۱۶ کہ اس کے سوا اور کسی کو نہ پوجو ف۱۷ اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) انہیں سے ایک

ف۴ یہاں "امر" سے مراد امر وحی ہے یعنی شریعتِ الٰہی جو پیغمبروں کی معرفت بھیجی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب پیغمبرؑ آتے ہیں، اور مترفین یعنی خوشحال طبقہ کو اتباعِ وحی کا حکم دیا جاتا ہے مگر وہ پیغمبروں کی نافرمانی کرتا ہے اور ملک بھر میں فسق و فجور پیا کر دیتا ہے تو ہماری طرف سے ان پر عذاب ثابت ہو جاتا ہے۔ بعض نے امرنا بمعنیٰ "اکثرنا" بھی لکھا ہے۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی ہم ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

ف۶ یعنی ان امتوں پر جو تباہی آئی وہ اسی قاعدہ اور عام اصول کے تحت آئی۔ کوئی امت بے قصور نہیں پکڑی گئی۔ (انعام: ۱۳۱)

ف۷ اس سے کسی کا بگاڑ اور شرارت پوشیدہ نہیں ہے۔ اس سے مقصود کفار قریش کو متنبہ کرنا ہے کہ تم بھی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرو گے اور زمین پر فسق و فجور کا ارتکاب کرو گے تو جس طرح پہلی امتوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اسی طرح تم بھی تباہ کر دیئے جاؤ گے۔ پس ابھی وقت ہے کہ اپنی اصلاح کر لو۔

ف۸ یعنی وہ نیک اعمال محض اس لئے کرتا ہو کہ اسے دنیا کا فائدہ اور اسی کی خوشحالی حاصل ہو جیسے منافق یا ریاکار۔

ف۹ یعنی اس کا مقصد پورا کر دیتے ہیں مگر اتنا نہیں جتنا وہ خود چاہتا ہے بلکہ جتنا ہم چاہتے ہیں۔ پہلے گزر چکا ہے کہ سورۂ ہودؑ کی آیت: "نوف الیھم اعمالھم" اس آیت کے ساتھ مقید ہے (ہود: ۱۵)

ف۱۰ آخرت میں ان کے عمل کسی طرح بھی قبول نہیں کئے جائیں گے۔ (قرطبی)

ف۱۱ یعنی وہ اس کا پھل ضرور پائے گا اور ان کے اعمال کا کئی گنا بدلہ دیا جائے گا۔ حدیث میں ہے: ان الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبع مائۃ ضِعْفٍ۔ "کہ نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ملے گا"۔ ہو سکتا ہے کہ "مشکورًا" سے اسی طرف اشارہ ہو۔ (قرطبی)

ف۱۲ دونوں کو رزق اور دنیا کی نعمتوں سے نوازتے ہیں۔ ایسا نہیں کرتے کہ کسی کی معصیت کی وجہ سے اس کا رزق بند کر دیں۔ کیونکہ جب دار العمل میں ہر ایک کے ساتھ مساوی سلوک کرنا ضروری ہے تاکہ کسی کے لئے عذر باقی نہ رہے اور ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق دنیا کا سامان میسر ہو جائے۔ (رازی)

ف۱۳ یعنی کوئی مالدار ہے اور کوئی نادار، اور اس میں کافر و مومن کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ (نیز دیکھئے سورۂ انعام: ۱۶۵، زخرف: ۳۲) یہ خطاب آنحضرتؐ سے یا ہر اس شخص سے ہے جو عقل، سمجھ اور غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ف۱۴ یعنی یہاں دنیا میں فضیلت کو اخروی تفاضل سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ جیسے فرمایا: اصحاب الجنۃ یومئذٍ خیر مستقرًا و احسن مقیلًا۔ (الفرقان: ۲۴) صحیحین میں ہے کہ: جنت میں بلند مراتب والے بھی اہلِ علیین کو اتنا اونچا دیکھیں گے جیسے تم افق میں غروب ہونے والے تارے کو دیکھتے ہو۔ (ابن کثیر) ف۱۵ بظاہر خطاب تو آنحضرتؐ کو ہے لیکن مراد آپؐ کی امت کو سمجھانا ہے کہ شرک معاف نہیں ہوگا اور ہر مشرک اللہ کے ہاں ذلیل و خوار ہوگا۔ ف۱۶ یعنی قطعی حکم دیا اور فیصلہ کر دیا ہے۔ ف۱۷ یا اس کے سوا کسی کے بندے بن کر نہ رہو۔ اسلام میں عبادت کا مفہوم پوجا کا بھی ہے اور بندگی کا بھی۔

الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

کو ایک ان دونوں میں سے یا دونوں پس مت کہہ ان کو اف اور مت ڈانٹ ان کو اور کہہ واسطے ان دونوں کے بات

(ماں یا باپ) یا دونوں بڑھاپے تک پہنچ جائیں[ف۱] (بوڑھے ہو جائیں) تو ان سے گھرکی کے طور پر) ہُوں تک کرنا[ف۲] اور نہ جھڑکنا اور (بات کرنا تو) نرمی سے ان سے بات کرنا[ف۳]

كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا

تعظیم کی اور بچھا واسطے ان دونوں کے بازو ذلت کا مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار میرے رحم کر ان دونوں کو جیسا کہ پالا

(ادب سے) اور مہربانی سے اپنے عاجزی کا بازو ان کے لئے جھکا دے[ف۴] اور دعا کر مالک میرے ان پر رحم کر جیسے ان دونوں نے (مجھ پر رحم کر کے) چھٹپنے میں

رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ

ان دونوں نے مجھ کو چھوٹا رب تمہارا خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ بیچ جیوں تمہارے کے ہے اگر ہو گے صالح پس تحقیق وہ ہے واسطے

مجھ کو پالا[ف۵] تمہارا مالک خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے (کہ ماں باپ کی اطاعت کریں گے یا نافرمانی) اگر تم اصل سے نیک ہو[ف۶] تو اللہ توبہ کرنے والوں

لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا

رجوع کرنے والوں کے طرف اپنی بخشنے والا اور دے قرابت والے کو حق اس کا اور مسکین کو اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر

کو بخش دیتا ہے اور (اے پیغمبر) ناطے والے کا حق ادا کر (جیسے بھائی، بہن، ماموں، خالہ، بھانجا، بھتیجا وغیرہ) اور مسکین کا اور مسافر کا (انکو کھانا دے اور راہ خرچ وغیرہ

تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

بے جا خرچ کرنا تحقیق بے جا خرچ کرنے والے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہے شیطان واسطے پروردگار

اگر ہو سکے) اور بے جا مت اڑا پڑا (مال کو)[ف۷] بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں[ف۸] (شیطان کے دوست اور اس کے تابع ہیں) اور شیطان اپنے مالک

لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

کے کفر کرنے والا اور اگر منہ پھیرے تو ان سے واسطے چاہنے رحمت پروردگار اپنے کے کہ امید رکھتا ہے تو اس کی پس کہہ

کا ناشکرا ہے[ف۹] اور اگر تو ان (غریبوں ناطے والوں اور مسکین اور مسافروں) کی اپنے مالک کے فضل کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہو خبر نہ لے سکے تو (خیر) بات تو

لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا

واسطے ان کے بات آسانی کی اور مت کر ہاتھ اپنے کو بندھا ہوا طرف گردن اپنی کے اور مت کھول دے اس کو

ان سے نرمی سے کر[ف۱۰] اور اپنا ہاتھ اتنا سکیڑ بھی نہیں کہ گردن میں باندھ دے (ایک پیسہ خرچ نہ کرے) اور نہ اتنا پھیلا دے بالکل پھیلا (کہ جو

كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

نہایت کھول دینا پس بیٹھ رہے گا تو ملامت کیا ہوا پچھتاتا ہوا تحقیق پروردگار تیرا کھول دیتا ہے رزق واسطے جس کے چاہے اور

کچھ تیرے پاس ہے سب اڑا دے) پھر تو خلق سے برا (یا) خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہے[ف۱۱] (اے پیغمبر) تیرا مالک جس کو چاہتا ہے فراغت کے ساتھ روزی دیتا ہے اور

وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ۧ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ

بند کر لیتا ہے تحقیق وہ ہے ساتھ بندوں اپنے کے خبردار دیکھنے والا اور مت مار ڈالو اولاد اپنی کو ڈر افلاس کے

جس کو چاہتا ہے تنگی سے (دیتا ہے) وہی اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے[ف۱۲] اور محتاجی (افلاس) کے ڈر سے اپنے بچوں کو مار نہ ڈالو[ف۱۳] ہم ان کو اور تم کو

اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا

سے ہم رزق دیتے ہیں ان کو اور تم کو تحقیق مار ڈالنا ان کا ہے خطا بڑی اور مت نزدیک جاؤ

دونوں کو روزی دیتے ہیں (کچھ روزی تمہارے ذمے نہیں ہے) بے شک ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے[ف۱۴] اور زنا کے پاس نہ بھٹکو

المنزل ۴

ع ۳/۸

ف۱ ماں باپ چاہے بوڑھے ہوں یا جوان، ہر حال میں ان کا ادب کرنا اور ان سے نرمی سے بات کرنا فرض اور انہیں جھڑکنا گناہ ہے مگر چونکہ بڑھاپے میں خدمت کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اور مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے بلکہ بسا اوقات زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے ہوش و حواس بھی ٹھکانے نہیں رہتے اس لئے خاص طور پر بڑھاپے کا ذکر فرمایا گیا۔ ف۲ جو اکتاہٹ اور بے ادبی کا ہلکے سے ہلکا لفظ ہے۔ پھر اس سے زیادہ کوئی سخت لفظ بولنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ ف۳ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: ان سے ایسے بات کر جیسے ایک خطا کار نوکر اپنے سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔ (معالم التنزیل) ف۴ یعنی نہایت عاجزی اور تواضع سے ان کی خدمت بجا لا تا رہ۔ ف۵ اور پال پوس کر اتنا بڑا کیا۔ ماں باپ کی خدمت اور ان سے نیک سلوک کرنے کی تاکید میں بہت سی احادیث بھی ثابت ہیں۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا: میری خدمت اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا: "تیری ماں، تیری ماں، تیری ماں۔ پھر فرمایا: تیرا باپ اور پھر تیرا رشتہ دار جو تجھ سے زیادہ قریب ہے۔ (بخاری، مسلم) نیز ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ ذلیل ہو کر رہے) صحابہؓ نے پوچھا کس کی؟ اے اللہ کے رسولؐ! فرمایا: "جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، پھر وہ (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

ف۶ مگر تم سے انکی اطاعت اور خدمت میں کوئی قصور ہو گیا جس سے تم نے توبہ کر لی۔

ف۷ بے جا اڑانے سے مراد یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں خرچ کیا جائے (چاہے ایک پیسہ ہی ہو) یا جائز کاموں میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کیا جائے جو حقداروں کے حقوق ضائع کرنے اور حرام کا ارتکاب کرنے کا سبب بنے۔

ف۸ اسی "تبذیر" کو یہاں اسراف فرمایا اور مسرفین کو شیطان کا بھائی قرار دیا۔ کیونکہ جو شخص اپنے مالک کے دیئے ہوئے مال کو اس کی نافرمانی میں خرچ کرتا ہے وہ شیطان ہی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

ف۹ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی، جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں، اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ (موضح)

ف۱۰ یعنی انہیں نرمی اور خوش اسلوبی سے سمجھا دو کہ بھائی، ذرا انتظار کر لو جونہی کچھ آ گیا تمہیں ضرور دونگا۔ یہ نہیں کہ ان پر خفا ہونے لگو اور انہیں سخت جواب دو۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے پاس جب سائل آتا اور آپؐ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو فرماتے: یرزقنا اللہ وایاکم من فضلہ (قرطبی)

ف۱۱ یعنی بالکل بخیلی کرو گے تو سب الزام دیں گے کہ کنجوس مکھی چوس ہے اور جب سب کچھ اڑا دو گے اور خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو گے تو ممکن ہے بھیک مانگنے تک نوبت پہنچ جائے۔ اس لئے ہمیشہ اعتدال کی راہ اختیار کرو جسے ہمیشہ نبھایا جا سکے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ" وہ شخص فقیر نہ ہوا جس نے خرچ کرنے میں اعتدال کی راہ اختیار کی۔ (مسند احمد)

ف۱۲ ہر ایک کی مصلحت خوب سمجھتا ہے کہ کسے دیا جائے اور کسے نہ دیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے بعض بندے ایسے ہیں جن کو اگر فقیر کر دوں تو ان کا دین بگڑ جائے اور بعض فقیری میں اچھے رہتے ہیں اگر میں انہیں مالدار کر دوں تو ان کا دین بگڑ جائے۔ (ابن کثیر) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے درمیان رزق کی تقسیم میں جو فرق رکھا ہے وہ ایک فطری چیز ہے جس کی حکمت و مصلحت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اسے مصنوعی طریقوں سے زبردستی ختم کرنا فطرت سے جنگ کرنا ہے جو کبھی پائیدار اور فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ اس فرق کا اعتدال پر رہنا ضروری ہے۔ اس بنا پر اسلام نے ایک طرف تو ناجائز طریقوں سے استحصال کو حرام قرار دیا ہے اور دوسری طرف جائز طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کو زکوٰۃ، صدقات میراث اور دوسرے احکام کے ذریعے معاشرے میں پھیلا دینے کا حکم دیا ہے۔ ان احکام پر عمل کرنے کی صورت میں معاشرے میں امیری غریبی میں اعتدال قائم رہے گا، نہ تو سرمایہ داری کے مظالم پیدا ہو سکیں گے اور نہ ہی اس فطری فرق کو زبردستی اور مصنوعی طریقوں سے ختم کرنے سے وہ خرابیاں پیدا ہونگی جو روس، چین اور دوسرے کیونسٹ ممالک میں پیدا ہو چکی ہیں اور جن کے بعد انسان انسانیت کے مرتبہ سے گر کر حیوانیت سے بھی نیچے پہنچ گیا ہے اور عوام کو ان کی فطری آزادی سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ ف۱۳ چاہے انہیں زندہ دفن کر کے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں بعض عرب قبائل کیا کرتے تھے اور چاہے ایسے مصنوعی طریقے اختیار کر کے کہ ان کی پیدائش کو ہی روک دیا جائے جیسا کہ منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول کہ یہ بھی "خشیۃ املاق" کے پیش نظر "وأد خفی" کی ایک صورت ہے۔ ف۱۴ یعنی قطع نظر اس سے کہ رازق سب کا اللہ تعالیٰ ہے یہ فعل بذاتِ خود بہت بڑا گناہ بھی ہے۔

ف یعنی یہی نہیں کہ زنا سے بچو بلکہ ان کاموں سے بھی بچتے رہو جو اس کی طرف لے جانے والے ہیں اور اس کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں جیسے اجنبی عورت کی طرف دیکھنا یا اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا، یا اس سے بوس و کنار میں مبتلا ہونا وغیرہ۔

ف۲ حدیث میں ہے: لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ۔ کہ زانی زنا کی حالت میں مومن نہیں رہتا۔ بہر حال یہ کبائر میں سے ہے۔ اور اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرنا اکبر الکبائر میں داخل ہے اور بعض نے شرک کے بعد زنا کا درجہ رکھا ہے۔ (روح)

ف۳ مراد ہے ہر انسانی جان حتیٰ کہ آدمی کی اپنی جان بھی، اسلام نے خودکشی کو بھی حرام قرار دیا ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں وارد ہے۔

ف۴ جس کے لئے شریعت نے جان لینا جائز قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے: لا یحل دم امری مسلم الا باحدی ثلاث، النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینہ کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے الا یہ کہ قصاص میں قتل کیا جائے، یا شادی شدہ ہو کر زنا کرے، یا مرتد ہو جائے۔ مگر یہ حصر حقیقی نہیں ہے، بلکہ بعض دوسرے جرائم میں بھی قتل کا جواز ثابت ہے۔ (روح)

ف۵ مثلاً قاتل کو عذاب دے کر قتل کرے یا جوش انتقام میں اس کے علاوہ اس کے عزیزوں کو بھی مار ڈالے۔

ف۶ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قصاص کا قانون مقرر کیا ہے اور اسلامی حکومت کے کارفرماؤں کو اس کی مدد اور داد رسی کا حکم دیا ہے۔

ف۷ مثلاً یہ کہ کسی جائز اور نفع بخش کاروبار میں لگا دو۔

ف۸ تب اس کا مال اس کے حوالے کر دو یا اس سے اجازت لے کر کاروبار کرو۔ نیز دیکھئے سورہ بقرہ آیت: (۲۲۰)

ف۹ اس میں ہر وہ اقرار شامل ہے جو اللہ تعالیٰ یا اس کے بندوں سے کیا جائے۔

ف۱۰ اور جو اقرار توڑے گا اسے سزا ملے گی۔ منافق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب عہد کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ (بخاری مسلم)

ف۱۱ یعنی بے تحقیق کسی بات کی اندھا دھند پیروی نہ کر۔ اس میں جھوٹی گواہی، غلط تہمت اور سنی سنائی باتوں پر کسی کی برائی کرنا سب شامل ہیں۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کی دلیل کے ہوتے ہوئے کسی کی شخصی رائے اور قیاس پر عمل کرنا ممنوع ہوگا۔ (ت۔ ن)

ف۱۲ اللہ تعالیٰ انہیں گویائی دے گا اور وہ آدمی کے خلاف گواہی دیں گے (فصلت: ۲۰-۲۲)

ف۱۳ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اکڑ کر چلنا گناہ ہے۔ صاحب روح لکھتے ہیں: کہ اس زمانہ میں تو جسے دو مسئلے آتے ہوں یا اس کے سامنے دو طالب علم بیٹھتے ہوں وہ بھی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور نہایت تکبر سے چلتا ہے۔

ف۱۴ بظاہر خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر مراد ہر انسان ہے اور اس سے مقصود مسلمانوں کو تنبیہ کرنا ہے کہ شرک ایسی بری چیز ہے کہ اگر بالفرض آنحضرتؐ جیسے مقرب بندے بھی اس کا ارتکاب کر بیٹھیں تو دوزخی بن جائیں اور ذلیل و خوار اور راندۂ درگاہ ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

ف۱ جیسے فرمایا: وجعلوا الملائكة الذين هم عباد الرحمٰن اناثا (زخرف: ۱۹) کہ فرشتوں کو جو اللہ کے مقرب بندے ہیں، مؤنث قرار دیتے ہیں۔ ف۲ یعنی سخت گستاخی کی بات ہے جو منہ سے نکال رہے ہو۔ ف۳ حق بات سننی بھی نہیں چاہتے، ماننا کیسا؟ ف۴ یعنی اس سے لڑنے اور اس کا تختہ الٹ دینے کے لئے جاتے کیونکہ وہ بھی اپنے آپ کو خدا سمجھتے اور جب ایسا نہیں ہوا اور تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کا نظام خالص اپنی مرضی سے چلا رہا ہے اور یہ نظام اپنی پوری ہم آہنگی اور تناسب سے چل رہا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کے مقابلے میں تم نے جتنی زندہ یا مردہ ہستیوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ سب باطل و بے حقیقت چیزیں ہیں۔ (قرطبی)

ف۵ اس کے مقابلے میں کسی کی کوئی مجال نہیں۔ وہی اس کائنات کا بلا شرکت غیرے خود مختار مالک و حاکم ہے۔

ف۶ یعنی اپنی زبان قال سے اس کے ہر عیب اور نقص سے پاک ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آسمان میں ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ سجدہ میں پڑا اللہ کی تسبیح نہ کر رہا ہو۔ (ابن مردویہ) ایک اور حدیث سے ثابت ہے کہ چیونٹی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ (بخاری مسلم)

ف۷ تب ہی تو وہ تمہاری سب گستاخیاں اور بدتمیزیاں دیکھتا ہے مگر قدرت رکھنے کے باوجود تم سے درگزر فرماتا ہے اور تم پر کوئی عذاب نہیں بھیجتا بلکہ نہ تمہارا رزق بند کرتا ہے اور نہ تمہیں اپنی نعمتوں سے محروم کرتا ہے۔

ف۸ یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا اس واسطے کہ اوٹ میں ہیں۔ آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پیٹھ ہے اس کے حساب میں کہیں نہیں (موضح) اس حجاب کی اور بھی تفسیریں کی گئی ہیں مگر صحیح یہی ہے کہ یہ عدم تاثیر سے کنایہ ہے۔ (روح)

ف۹ یعنی جب انہوں نے آخرت سے انکار کیا اور پھر ضد اور ہٹ دھرمی میں اس قدر بڑھ گئے کہ ہزار سمجھانے کے باوجود انکار کرتے ہی چلے گئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اور آنحضرتؐ کے مابین ایک دبیز پردہ حائل ہو گیا۔ ان کے دلوں پر غلاف چڑھ گئے اور ان کے کان ہر نصیحت کرنے والے کی بات سننے سے بہرے ہو گئے مگر وہ بدبخت اس پردے اور بوجھ کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔ (دیکھئے حم السجدہ: ۵) لیکن چونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے ان تمام چیزوں کی خلق کی نسبت بھی اسی کی طرف کر دی گئی ہے۔

ف۱۰ کیونکہ وہ تو شرک ہی کو پسند کرتے ہیں، اور توحید سے انہیں چڑ ہے۔

ف۱۱ اس کی عقل میں فتور آگیا ہے اس لئے بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہے۔ مروی ہے کہ عتبہ نے اشراف قریش کی دعوت کی، یا حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کے اشارے سے دعوت کی اور آپؐ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا تو انہوں نے آنحضرتؐ کی شان میں یہ الفاظ استعمال کئے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (قرطبی) ف۱۲ یعنی ایک بات نہیں جو آپؐ کے بارے میں کہتے ہوں بلکہ مختلف اوقات میں مختلف باتیں کہتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ آپؐ جادوگر ہیں کبھی کہتے ہیں کسی دوسرے نے آپؐ پر جادو کر دیا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ آپؐ شاعر ہیں کبھی کاہن اور کبھی مجنون (دیوانہ) کہتے ہیں۔ ان کی یہ متضاد باتیں خود اس بات کی دلیل ہیں کہ انہیں حقیقت کا کچھ پتہ نہیں۔ اس حال میں یہ کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ انہیں ہدایت کا صحیح راستہ مل سکے یا مطلب یہ ہے کہ ان باتوں سے دوسروں کو ہدایت سے روکنے کے لئے کوئی راستہ نہیں پاتے۔ (قرطبی)

ع ۴

الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝۴۰ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

فرشتوں میں سے بیٹیاں تحقیق تم البتہ کہتے ہو بات بڑی اور البتہ تحقیق طرح طرح سے بیان کیا ہم نے بیچ اس قرآن

لئے اور اپنے لئے بیٹیاں لیں یعنی فرشتے یہ تو تم بڑی (غلط) بات کہہ رہے ہو ف۲ اور ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر (دو دو تین تین بار ایک بات کو)

لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝۴۱ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا

کہ تاکہ نصیحت پکڑیں اور نہیں زیادہ کرتا ان کو مگر نفرت کہہ اگر ہوتے ساتھ اس کے بہت معبود جیسا کہتے ہیں یہ کافر اس وقت البتہ

بیان کیا اسلئے کہ یہ لوگ سمجھیں (نصیحت لیں) اور (الٹا یہ ہو رہا ہے کہ) ان کو نفرت بڑھ رہی ہے ف۳ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے اگر خدا کے ساتھ اور معبود بھی

لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝۴۲ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴۳

ڈھونڈتے طرف صاحب عرش کی راہ پاک ہے وہ اور بلند ہے اس چیز سے کہ کہتے ہیں بلندی بڑی تسبیح

ہوتے جیسے یہ لوگ کہتے ہیں تب تو عرش کے مالک تک ضرور کوئی راستہ ڈھونڈ نکالتے ف۴ وہ ان کی (نالائق) باتوں سے پاک اور بہت برتر ہے ف۵ ساتوں آسمان

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ

کرتے ہیں واسطے اس کے آسمان ساتوں اور زمین اور جو کوئی کہ بیچ ان کے ہیں اور نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ

اور زمین اور جو ان میں ہیں (فرشتے اور جن اور آدمی) سب اسکی پاکی بیان کرتے ہیں ف۶ اور کوئی چیز (حیوان ہو یا نبات یا جماد) ایسی نہیں جو اللہ

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴ وَاِذَا قَرَاْتَ

تعریف اسکی کے ولیکن نہیں سمجھتے تم تسبیح ان کی تحقیق وہ ہے تحمل والا بخشنے والا اور جس وقت پڑھتا ہے تو

کی تعریف پاکی کیساتھ نہ کرتی ہو لیکن تم انکی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ تحمل والا بخشنے والا ہے ف۷ اور (اے پیغمبر) جب تو قرآن پڑھتا ہے

الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝۴۵

قرآن کو کر دیتے ہیں ہم درمیان تیرے اور درمیان ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے پردہ چھپا ہوا

تو ہم تجھ میں اور ان لوگوں کے بیچ میں جنکو آخرت پر یقین نہیں ایک گاڑھا پردہ ڈال دیتے ہیں ف۸ (یا ایسا پردہ ڈال دیتے ہیں جو دکھلائی نہیں دیتا) اور

وَّجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ

اور کر دیتے ہیں ہم اوپر دلوں ان کے پردے اس سے کہ سمجھیں اس کو اور بیچ کانوں ان کے کے بوجھ ہے اور جس وقت کہ یاد کرتا

ان کے دلوں پر ہم غلاف ڈال دیتے ہیں اس لئے کہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں (یا اسلئے کہ ہم نے برا جانا کہ وہ قرآن کو سمجھیں) اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈال دیتے ہیں ف۹ (یا

رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝۴۶ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ

ہے تو پروردگار اپنے کو بیچ قرآن کے اکیلا پھر جاتے ہیں اوپر پیٹھوں اپنی کے بھاگتے ہوئے ہم خوب جانتے ہیں اس نیت کو کہ سنتے ہیں

ان کو بہرا کر دیتے ہیں) اور جب تو قرآن میں اکیلے اپنے مالک کا ذکر کرتا ہے (انکے معبودوں کا نام تک نہیں لیتا) تو نفرت سے پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں ف۱۰ ہم خوب

بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا

ساتھ اس کے جس وقت کہ کان رکھتے ہیں طرف تیری اور جس وقت کہ وہ مصلحت کرتے ہیں جس وقت کہ کہتے ہیں ظالم نہیں پیروی کرتے تم مگر

جانتے ہیں جس لئے وہ قرآن کو سنتے ہیں (اس پر ٹھٹھا اڑانے اور جھٹلانے کو) جب وہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور (ہم خوب جانتے ہیں) جب وہ کانا پھوسی کرتے ہیں جس

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۴۷ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۴۸

مرد جادو کئے گئے کی دیکھ کیونکر بیان کی ہیں واسطے تیرے مثالیں پس گمراہ ہوئے پس نہیں پا سکتے راہ اور

وقت یہ ظالم (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں تم تو اس مرد کے کہنے پر چلتے ہو جس پر کسی نے جادو کیا ہے ف۱۱ (اے پیغمبر) دیکھ تو سہی تجھ پر کیا کیا باتیں لگاتے ہیں وہ خود بہک گئے ہیں تو ٹھیک ف۱۲

وَقَالُوٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا

کہتے ہیں آیا جب ہو جاویں گے ہم ہڈیاں اور گلے ہوئے کیا ہم پھر اٹھائے جاویں گے پیدائش نئی میں کہہ ہو جاؤ تم

راستے پر نہیں آسکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم (مرے پیچھے) ہڈیاں اور چورا (ریزہ ریزہ یا خاک) ہو جائیں گے کیا ہم پھر نئے بن کر جی اٹھیں گے (اے

حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ

پتھر یا لوہا یا اور پیدائش اس قسم سے کہ بڑی لگے بیچ سینوں تمہارے کے پس البتہ کہیں گے کون پھیر لاوے

پیغمبر) کہہ دے تم (اگر) پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا کوئی اور چیز جو تمہارے دلوں میں بڑی معلوم ہو تو اب (یہ کافر کہیں گے (جب ہم پتھر یا لوہا ہو جائیں تو

قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ

گا ہم کو کہہ وہی ہے جس نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار پس جھکا دیں گے وہ طرف تیری اپنے سروں کو اور کہیں گے کب ہوگا یہ

کون ہم کو دوبارہ زندہ کریگا (اے پیغمبر) کہہ دے وہی (تم کو دوبارہ زندہ کرے گا) جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا ف۲ (یہ سنکر) اب (تعجب سے) تیرے سامنے اپنے سر

مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ

کہہ شتاب ہے یہ کہ ہو نزدیک جس دن بلاوے گا تم کو پس جواب دو گے ساتھ تعریف اس کی کے

مٹکائیں گے اور پوچھیں گے بھلا (بتلاؤ تو) یہ کب ہونا ہے (قیامت کب آئیگی) کہدے عجب نہیں کہ وہ نزدیک ہو ف۳ جس دن وہ (خدا) تم کو (قبروں سے) بلائیگا تم اسکی تعریف کرتے ف۴

وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

کے اور جانو گے نہیں رہے تھے تم مگر تھوڑا اور کہہ واسطے بندوں میرے کے کہیں وہ بات کہ وہ بہت اچھی ہے

ہوئے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ ہم تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ف۵ اور (اے پیغمبر) میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دے (آپس میں یا جب کافروں سے بحث کریں) وہ بات

اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

تحقیق شیطان وسوسہ ڈالتا ہے درمیان ان کے تحقیق شیطان ہے واسطے آدمی کے دشمن ظاہر پروردگار

منہ سے نکالیں جو اچھی ہے کیونکہ شیطان (سخت کلامی کراکر) لوگوں کو لڑاتا ہے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے ف۶ تمہارا مالک تم کو خوب جانتا ہے

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

تمہارا خوب جانتا ہے تم کو اگر چاہے رحم کرے تم کو یا اگر چاہے عذاب کرے تم کو اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اوپر

کہ تمہارا انجام کیا ہوگا دوزخ میں جاؤ گے یا بہشت میں) اگر چاہے تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تم کو عذاب دے اور ہم نے (اے پیغمبر) تجھ کو ان کا ذمہ دار نہیں

وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ

ان کے داروغہ اور پروردگار تیرا خوب جانتا ہے ان لوگوں کو کہ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہیں اور البتہ تحقیق بزرگی دی ہم نے

بنایا ف۷ (اے پیغمبر) تیرا مالک (ان مشرکوں کو تو کیا) سارے آسمان اور زمین میں جو لوگ ہیں ان سب کو خوب جانتا ہے ف۸ اور ہم تو (اگلے زمانہ میں بھی) ایک پیغمبر

النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ

بعضے نبیوں کو اوپر بعض کے اور دی ہم نے داؤد کو زبور کہہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سوائے اس

کو دوسرے پیغمبر پر بزرگی دے چکے ہیں ف۹ اور ہم نے داؤد کو زبور عنایت کی ف۱۰ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے خدا کے سوا تم جن کو (خدا کا شریک) سمجھتے ہو

دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

کے پس نہیں اختیار رکھتے کھولنا برائی کا تم سے اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے

وہ تو اتنا بھی اختیار نہیں رکھتے کہ کوئی تکلیف تمہاری دور کر دیں یا اس کو سرکا دیں ف۱۱ (کسی اور پر ڈال دیں) جن لوگوں کو یہ مشرک (خدا کا شریک سمجھ کر)

ف۱ تو پھر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرکے اٹھالے گا۔ (قرطبی) ف۲ یعنی جب اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کر دیا، حالانکہ کسی چیز کا پہلی بار پیدا کرنا مشکل اور دوبارہ بنانا آسان ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے پھر کیا مشکل ہے کہ تمہیں دوبارہ زندگی دے جبکہ اس کے لئے پہلی اور دوسری مرتبہ پیدا کرنا دونوں آسان ہیں۔

ف۳ یعنی قیامت جب آنے والی ہے تو وہ چاہے کتنی دور ہو اسے قریب ہی سمجھو اور اپنی نجات کی فکر کرو۔

ف۴ یعنی اس کے مطیع و فرمانبردار بن کر اور اس نے جو تمہارے ساتھ سلوک کیا ہے اس پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہوئے آؤ گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ تم اس کے بلانے پر اس کے حضور حاضر ہو گے۔ والحمد للہ (اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے) یا وہ دوبارہ زندہ کرنے کی وجہ سے مستحق حمد و ثنا ہے بعض نے "بحمدہ" کے معنی "بد عائه ایاکم" بھی کئے ہیں کیونکہ نفخ صور جس کی وجہ سے لوگ قبروں سے نکل کھڑے ہونگے وہ در اصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہوگی (قرطبی)

ف۵ یعنی دنیا میں یا قبر میں یا پہلے نفخہ سے دوسرے نفخہ تک تھوڑا ہی عرصہ ٹھہرے۔

ف۶ کفار کی مسلسل ایذا رسانی سے مسلمان بہت تنگ آگئے اور ان سے گالی گلوچ بھی ہو گئی جس سے اشتعال بڑھ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی مطلب یہ ہے کہ کفار اگر بحث و مکالمہ میں جہالت طعن و تشنیع، الزام تراشی اور ہنسی ٹھٹھے کی باتیں بھی کریں تب بھی مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے آپ پر قابو رکھیں اور زبان سے خلاف حق یا اشتعال انگیز بات نہ نکالیں کیونکہ ایسے فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو باہم حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ کہ بھائی بھائی بن کر رہو۔ (قرطبی)

ف۷ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے کہ اگر یہ راہ ہدایت پر نہ آئیں تو آپؐ غم نہ کریں کیونکہ راہ ہدایت پر لانا آپؐ کا کام نہیں ہے۔

ف۸ کہ ان میں سے کسے اپنی آخری رسالت کے لئے منتخب کرے۔ یہ جواب ہے کفار مکہ کے اعتراض کا جو وہ عموماً آنحضرت پر کیا کرتے تھے کہ ہماری نگاہ میں ان کا مقام اتنا بڑا کیسے ہو سکتا تھا کہ انہیں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی رسالت کے لئے نہ صرف منتخب فرمائے بلکہ اپنے تمام انبیاءؑ پر فضیلت بھی دے اور ان پر ایسی شریعت نازل کرے جو تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہو۔ (شوکانی وغیرہ)

ف۹ اور یہ بزرگی بھی علم کی بنا پر تھی۔ بلاشبہ انبیاء علیہم السلام مراتب میں مختلف ہیں اور سب سے افضل ہمارے پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (نیز دیکھئے بقرہ: ۲۵۳)

ف۱۰ یعنی آنحضرتؐ پر قرآن اتارنے پر کیوں تعجب کرتے ہو حالانکہ ہم اس سے پہلے حضرت داؤدؑ کو زبور دے چکے ہیں۔ زبور کا ذکر خاص طور پر اس لئے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے اور اس امت کے بہترین امت ہونے پر زبور کے مضامین شہادت دے رہے تھے۔ (دیکھئے انبیاء: ۱۰۵) ہو سکتا ہے کہ کفار سے جہاد کرنے میں مشابہت کی وجہ سے داؤدؑ کا تذکرہ کر دیا ہو۔ (کذا فی الموضح)

ف۱۱ پھر کیوں انہیں سجدہ کرتے اور مدد کے لئے پکارتے ہو۔

يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ

ہیں ڈھونڈتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کون سا ان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت

پکارتے ہیں (مثلاً حضرت عیسیٰؑ یا فرشتے) وہ خود اپنے رب کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے ف۱ اور اسکی مہربانی کی امید رکھتے ہیں (جیسے دوسرے بندے

وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۵۷ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا

اسکی کی اور ڈرتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا اور نہیں کوئی بستی مگر ہم ہلاک کرنے

رکھتے ہیں) اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں (بلکہ مقرب لوگوں کو اور زیادہ ڈر ہے) اس لئے کہ تیرے مالک کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے اور (نافرمان لوگوں

نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ

والے ہیں اس کے پہلے دن قیامت کے یا عذاب کرنے والے ہیں ہم اس کے عذاب سخت ہے یہ بیچ

کی) کوئی بستی ایسی نہیں ہے جسکو ہم قیامت سے پہلے ہی (قیامت میں تو سب ہی تباہ ہونگے) تباہ نہ کریں یا اس پر سخت عذاب نہ اتاریں ف۲ یہ بات

فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۵۸ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

کتاب کے لکھا ہوا اور نہ منع کیا ہمارے تئیں یہ کہ بھیج دیویں ہم نشانیاں مگر یہ کہ جھٹلایا تھا ساتھ ان

کتاب (لوح محفوظ) میں لکھ لی گئی ہے ف۳ اور ہم نے جو نشانیاں بھیجنا موقوف رکھا تو اس وجہ سے کہ اگلے لوگوں نے ان کو جھٹلایا اور

الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ

کے پہلوں نے اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی دلیل پس ظلم کیا انہوں نے اس پر اور نہیں بھیجتے ہم نشانیوں کو مگر

ہم نے ثمود کو اونٹنی دی کھلم کھلا ف۴ انہوں نے اس پر ظلم کیا ف۵ اور ہم جو نشانیاں بھیجتے ہیں تو صرف (لوگوں کو) ڈرانے کیلئے ف۶ اور (اے پیغمبر وہ وقت

اِلَّا تَخْوِيْفًا ۵۹ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا

واسطے ڈرانے کے اور جس وقت کہا ہم نے واسطے تیرے تحقیق رب تیرے نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور نہیں کیا ہم نے وہ نمود یعنی

یاد کر) جب ہم نے تجھ سے کہا کہ تیرے مالک نے لوگوں کو گھیر لیا ہے ف۷ اور جو دکھاوا ہم نے تجھ کو دکھلایا وہ صرف اسی لئے کہ لوگوں کی جانچ ہو ف۸ اور اسی

الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ

خواب جو دکھلائی تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے اور اسی طرح اس درخت کو کہ لعنت کیا گیا ہے بیچ قرآن کے اور ڈراتے ہیں ہم ان

طرح) وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے ف۹ اور ہم ان (کافروں) کو (اپنی قدرت کی نشانیوں سے) ڈراتے ہیں لیکن ہمارے ڈرانے

فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۶۰ۧ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

کو پس نہیں زیادہ کرتا ان کو مگر سرکشی بڑی اور جس وقت کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا

سے کچھ (فائدہ) نہیں ہوتا ان کی سخت شرارت اور بڑھ جاتی ہے ف۱۰ اور (وہ وقت یاد کر) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدمؑ کو سجدہ کرو پھر سب نے

ع ۸/۶

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۶۱ قَالَ اَرَءَيْتَكَ

انہوں نے مگر ابلیس نے کہا کیا سجدہ کروں میں واسطے اس شخص کے کہ پیدا کیا ہے تو نے مٹی سے کہا کیا دیکھا تو نے اس شخص

سجدہ کیا مگر ابلیس نے وہ کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا کہنے لگا بتلا تو سہی تو نے جو اس کو (آدم کو)

هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ

کو کہ بزرگی دی تو نے اوپر میرے اگر ڈھیل دے گا تو مجھ کو قیامت کے دن تک البتہ ہلاک کروں گا میں اولاد اس کی کو

مجھ پر بزرگی دی (تو کیوں بزرگی دی) اگر مجھ کو قیامت تک تو مہلت دے تو میں ضرور اس کی اولاد کی جڑ کاٹ ڈالونگا مگر تھوڑے ف۱ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ف۱ یعنی اس کی عبادت اور اطاعت کر کے وسیلہ (تقرب الٰہی) چاہتے ہیں اور ان کی ساری تگ و دو اسی لئے ہے کہ اس بارے میں کون دوسروں سے آگے نکلتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے لئے وسیلہ طلب کرو" صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وسیلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا تقرب" پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (فتح البیان) افسوس کہ آجکل اس امت کے مسلمان بھی اس شرک میں مبتلا ہیں۔ اولیاء، وصلحاء امت، پیروں، بزرگوں اور شہیدوں سے وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو مشرکین اپنے بتوں سے رکھتے تھے، ان کو حاجت روا اور صاحب تصرف سمجھتے ہیں اور ان کے نام کی نیازیں دیتے ہیں تاکہ وہ تکالیف کو دور کریں وغیرہ۔ (وحیدی) ف۲ تباہ کرنے سے مراد بالکل غارت کر دینا اور عذاب اتارنے سے مراد قحط، بیماری یا جنگ وغیرہ میں مبتلا کرنا ہے۔ بعض مفسرینؒ کے نزدیک "قریہ" سے مراد ہر بستی ہے یعنی مومنوں کی ہو یا کافروں کی، اور "اہلاک" سے مراد طبعی ویرانی اور "تعذیب" سے کسی آفت وغیرہ میں مبتلا کرنا ہے اور ان کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ روئے زمین کی کوئی ایسی بستی نہیں جسے ہم قیامت سے پہلے پہلے یا تو طبعی موت بھیج کر ویران نہ کر دیں یا کسی سخت آفت میں مبتلا نہ کر دیں۔ بہرحال دونوں میں سے کوئی مطلب لیا جائے مقصود کفار مکہ کو ڈرانا ہے کہ خواہ تم ہر طرح امن سے رہتے ہو مگر ایک نہ ایک دن تمہاری گرفت ہوگی۔ اس آیت میں ان نشانیوں کی طرف اشارہ ہے جو قیامت سے پہلے رونما ہونے والی ہیں۔ (ماخوذ از روح وشوکانی)

ف۳ یعنی ہمارا حتمی اور اٹل فیصلہ ہے جسے کوئی طاقت نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔

ف۴ مفسرین کا بیان ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرتؐ سے فرمائش کی کہ صفا پہاڑی سونے کی بنا دی جائے اور مکہ کے گرد جو پہاڑ ہیں انہیں سرکا دیا جائے۔ حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے "اگر آپؐ چاہیں تو ان کی فرمائش پوری کر دی جائے لیکن یہ پھر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں کوئی مہلت نہ دی جائے گی۔ اور اگر آپؐ چاہیں تو (ان کی فرمائش پوری نہ کی جائے اور) انہیں مہلت دی جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح القدیر) مطلب یہ ہے کہ ہم جو ان لوگوں کی فرمائش پر نشانیاں نہیں بھیج رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے پہلے لوگوں کے پاس جب ایسی نشانیاں آئیں اور انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے اپنی سنت کے مطابق ان پر عذاب نازل کر دیا۔ چنانچہ قوم ثمود کی مثال ان کے سامنے موجود ہے۔ اس طرح اگر یہ بھی چاہتے ہیں تو ہم ان کی فرمائش پوری کر سکتے ہیں مگر اس کے بعد انہیں مہلت نہیں ملے گی جیسا کہ سورۂ انعام وغیرہ میں گزر چکا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی اسے ستایا اور آخر کار اسے مار ڈالا۔ پھر دیکھ لو ان کا کیا حشر ہوا؟

ف۶ یعنی عذاب سے ڈرانے کے لئے کیونکہ اگر وہ نہیں ڈرینگے تو ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔

ف۷ لوگوں سے مراد کفار مکہ ہیں اور ان کا احاطہ کر لینے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنا پورا زور لگانے کے باوجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے اور نہ آپؐ کی دعوت کو پھیلنے سے روک سکے۔ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو حوصلہ دلانا ہے کہ آپ بے خطر اپنی دعوت پیش کرتے رہیئے۔ ان لوگوں کی مخالفت کی کوئی پروا نہ کیجئے۔ یہ آپ کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے۔

ف۸ کہ کون اسے سچا مان کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتا ہے اور کون اسے جھٹلا کر کفر کی دلدل میں پڑا رہتا ہے یا کفر کی طرف پلٹ جاتا ہے۔ مراد معراج کا واقعہ ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کے بعد اسے لوگوں سے بیان فرمایا تو قریش نے اس کی سخت تکذیب کی، اور آپؐ کا حد سے زیادہ مذاق اڑایا بلکہ خود مسلمانوں میں سے بعض لوگ اسلام سے پھر گئے۔ "رؤیا" کا لفظ خواب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے مگر یہاں اس سے مراد "آنکھ کا دکھاوا" ہے کیونکہ اگر یہ محض خواب ہوتا تو لوگوں کے امتحان کی یہ صورت پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے اکثر مفسرین نے اس کی یہی تفسیر کی ہے۔ (ابن کثیر وشوکانی) ف۹ اسے بھی لوگوں کے لئے آزمائش بنایا۔ مراد زقوم کا درخت ہے یعنی تھوہر یا ناگ پھنی۔ (دیکھئے سورہ دخان: ۴۳) اور اس پر لعنت سے مراد اس کے کھانے والے پر لعنت ہے اور آزمائش یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتایا کہ آپؐ نے جنت اور دوزخ دیکھی اور دوزخ میں زقوم کا درخت دیکھا تو منکرین نے مذاق اڑایا اور کہا کہ دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیسے ہو سکتا ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۰ اسی لئے جب قرآن میں زقوم کا بیان ہوا تو ابوجہل نے کھجور اور مکھن منگوایا اور دونوں کو ملا کر کھانے لگا اور بولا: "یہ ہے زقوم" اسی کو نوش جان کرو۔ ہم اس کے علاوہ کسی زقوم کو نہیں جانتے۔ (ابن کثیر)

ف کہ وہ میرے مکروفریب میں آنے سے بچ جائیں گے۔ ف۲ صوت سے مراد شیطان کا لوگوں کو نافرمانی کی طرف دعوت دینا ہے۔ بعض علمائے سلف نے اس سے مراد گانا بجانا بھی لیا ہے۔ (قرطبی)

إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً

مگر تھوڑے ف۱ کہا جا پس جو کوئی پیروی کرے گا تیری ان میں سے پس تحقیق دوزخ ہے جزا تمہاری جزا پوری

چل دُور ہو جو شخص ان میں سے تیری پیروی کریگا تو (اے شیطان تیری اور انکی) تم سب کی سزا جہنم ہے پوری سزا اور ان میں سے جس کو تو

مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ

اور بہکا جس کو بہکا سکے ان میں سے ساتھ آواز اپنی کے اور کھینچ لا اوپر ان کے سواروں اپنوں کو اور

اپنی آواز سے پھسلا سکے پھسلا (یا جس کو تو اپنی آواز سے گھبرا سکے گھبرا) اور ان پر اپنے (لشکر کے) سوار اور پیادے چڑھالا (ہر طرح سے ان کو

وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ

پیادوں اپنوں کو اور شریک ہو ان کا بیچ مالوں ان کے کے اور اولاد ان کی کے اور وعدہ دے ان کو اور نہیں وعدہ دیتا ان کو

بہکا) اور مال اور اولاد میں ان کا ساجھی (شریک) بن جا اور ان سے (جھوٹے جھوٹے) وعدے کر اور شیطان تو ان سے جو وعدہ کرتا ہے اس میں دغا

إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾

شیطان مگر فریب کا تحقیق بندے میرے نہیں واسطے تیرے اوپر ان کے غلبہ اور کفایت ہے پروردگار تیرا کارساز

ہی دغا ہے ف۳ جو میرے (خاص) بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہ چلے گا اور (اے پیغمبر) تیرا مالک بس ہے کام بنانے والا (لوگو) تمہارا

رَّبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ

رب تمہارا وہ ہے جو چلاتا ہے واسطے تمہارے کشتیاں بیچ دریا کے تاکہ چاہو فضل اس کے سے تحقیق وہ ہے ساتھ

مالک وہ ہے جو سمندر میں تمہارے لئے جہاز چلاتا ہے اسلئے کہ تم اسکا فضل ف۴ چاہو (سوداگری کر کے روپیہ پیدا کرو) بے شک وہ تم پر

رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا

تمہارے ہے مہربان اور جب پہنچتی ہے تم کو سختی بیچ دریا کے کھوئے جاتے ہیں جن کو پکارتے ہو مگر وہی پس جب

مہربان ہے ف۵ اور جب سمندر میں تم آفت میں گرفتار ہوتے ہو (طوفان آتا ہے یا ڈوبنے کا ڈر ہوتا ہے) تو اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارا کرتے تھے ف۶

نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ

نجات دیتا ہے تم کو طرف جنگل کی منہ پھیر لیتے ہو اور ہے آدمی ناشکر گذار کیا پس نڈر ہو تم اس سے کہ دھنسا دیوے تم

سب بھول جاتے ہیں پھر جب تم کو خشکی میں بچا لاتا ہے تو (خدا سے) پھر بیٹھتے ہو اور آدمی بڑا ناشکرا ہے ف۷ (خشکی میں آنے سے کیا ہوتا ہے) کیا

جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ

کو طرف جنگل کی یا بھیج دیوے اوپر تمہارے مینہ پتھروں کا پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے کوئی کارساز یا نڈر ہو تم اس سے

تم کو اسکا ڈر نہیں کہ وہ (اگر چاہے) خشکی کے کنارے تم کو دھنسا دے یا آندھی کا پتھراؤ کرے (یا اولے برسائے) پھر (اس کے عذاب سے) بچانیوالا کسی کو تم نہ

أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم

کہ لے جاوے تم کو بیچ اس کے اور بار پس بھیجے اوپر تمہارے کشتی توڑنے والی باؤ سے پس ڈبا دیوے تم کو بہ

پاؤ کیا تم کو یہ ڈر بھی نہیں رہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو دوبارہ سمندر میں لیجائے پھر ہوا کا ایک جھکڑ بھیجے اور تمہاری ناشکری کی سزا میں تم کو ڈبودے اور تم کو کوئی

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ

سبب اسکے کہ کفر کیا تم نے پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے اوپر ہمارے بدلے اسکے پیچھا کرنے والا اور البتہ تحقیق عزت دی ہم نے بنی آدم کو اور

حمایتی) نہ ملے جو اس بات کو ہم سے پوچھے ف۸ (ہم پر دعویٰ کرے) اور ہم نے آدم کی اولاد کو (اور جانوروں سے) عزت دی ف۹ اور خشکی اور تری

مال میں شیطان کی شرکت یہ ہے کہ حرام کاموں میں صرف کیا جائے، اور بتوں یا پیروں، بزرگوں کی نیاز دی جائے۔ اور اولاد میں شرکت یہ ہے کہ اسے گمراہی اور بداخلاقی کی تعلیم دی جائے یا سمجھا جائے کہ فلاں نے بخشا ہے۔ مشرکین عرب اپنی اولاد کے نام عبدالعزیٰ و عبدالشمس وغیرہ رکھتے۔ اور ہمارے زمانہ میں رسول بخش، حسین بخش، پیر بخش، غلام جیلانی وغیرہ مشرکانہ نام رکھے جاتے ہیں۔ (وحیدی بتصرف)

ف۳ یعنی میرے بندوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ گمراہ صرف وہی ہوں گے جن کا ایمان کچا اور کمزور ہوگا۔

ف۴ روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ دنیا میں جو نعمتیں بھی انسان کو حاصل ہیں یہ محض اللہ کا فضل ہی ہے۔ کسی استحقاق کی بنا پر نہیں ہے۔

ف۵ اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تم نہ کبھی سمندر میں جہاز چلا سکتے اور نہ سوداگری کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے۔

ف۶ یہ تو زمانۂ جاہلیت کے ان لوگوں کا حال تھا جو مشرک تھے اور اللہ و رسول نے انہیں مشرک قرار دیا مگر ہمارے زمانے کے بعض لوگوں کا کمال یہ ہے کہ وہ سخت سے سخت مصیبت میں بھی اللہ کے ساتھ یا اللہ کے علاوہ دوسروں کو مدد کے لئے پکارنا نہیں بھولتے۔ اور پھر بھی ان کی توحید میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ف۷ اس سے بڑھ کر احسان فراموشی اور کیا ہوگی کہ جونہی اپنا کام نکل گیا محسن کی طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

ف۸ کہ تو نے ان پر جھکڑ کیوں بھیجا اور کیوں انہیں غرق کر دیا۔ سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں کوئی چوں تک نہیں کر سکتا۔

ف۹ ان کی شکل و صورت دوسرے تمام جانوروں سے اچھی بنائی۔ ان کے کھانے پینے کا بہتر انتظام کیا اور انہیں عقل و نطق اور تمیز عطا فرمائی جبکہ جانور اس نعمت سے محروم ہیں، اور پھر تمام مخلوق کو اس کے فائدے کے لئے مسخر کر دیا۔ (از قرطبی)

ف۱ خشکی اور تری میں سفر کے لئے قسم قسم کی سواریاں دے دیں۔ ف۲ اللہ تعالیٰ نے "بہتیری مخلوقات" کے لفظ کو مجمل رکھا ہے اور اس کی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی مخلوقات ہے اس میں سے اکثر پر انسانوں کو بزرگی حاصل ہے۔ بعض اہلِ علم نے "بہتیری" کے لفظ کو "تمام" کے معنی میں لیا ہے۔ اور بعض نے یہاں یہ بحث بھی چھیڑی ہے کہ انبیاؑ اور فرشتوں میں سے کون افضل ہے مگر اس آیت سے اس بحث کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (شوکانی) ف۳ مثلاً یوں پکارا جائے گا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت، اے موسیٰ (علیہ السلام) کی امت والے! علیٰ ہذا القیاس۔ یا اے قرآن کے ماننے والو! اے تورات کے ماننے والو! اے انجیل پر عمل کرنے والو!" بعضوں نے امام سے مراد "نامۂ اعمال" لیا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "وکل شیءٍ احصینٰہ فی امام مبین۔ اور ہر چیز کو ہم نے ایک واضح امام میں شمار کر رکھا ہے۔ (یٰس: ۱۲) حافظ ابن کثیرؒ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ اور امام سے مراد ہر وہ شخص ہو سکتا ہے جس کی دنیا میں پیروی کی جاتی ہے۔ چنانچہ اہلِ ایمان کے امام انبیاء علیہم السلام اور کفار و مشرکین کے امام ان کے سردارانِ باطل ہونگے جیسے فرمایا: وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (قصص: ۴۱) سلفؒ میں بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ اس آیت میں اصحابِ حدیث کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ ان کا امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں۔ (ابن کثیر)

ف۴ اور وہ خوشی سے اپنا نامۂ اعمال دوسروں کو دکھلنگے جیسا سورۃ حاقہ آیت ۱۹ میں مذکور ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سورۃ نساء: ۴۹)

ف۵ کفارِ مکہ خود تو راہ پر کیا آتے انکی یہ برابر کوشش رہی کسی طرح آپؐ خالص توحید کی دعوت پیش کرنے سے باز آجائیں یا ان احکام کا ایک حصہ چھوڑ دیں یا بدل دیں جو خدا کی طرف سے آپؐ کو دیئے جا رہے ہیں۔ یا قرآن سے وہ حصہ حذف کر دیں جس میں شرک، بت پرستی کی مذمت ہے تو ہم ایمان لانے کے لئے تیار ہیں اور آپؐ کو مقصد سے پھیرنے کے لئے کبھی فریب کاریوں سے، کبھی لالچ سے اور کبھی دھمکیوں سے انہوں نے بہتیرے جتن کئے لیکن آپؐ کا جواب ہر موقع پر یہ رہا: "خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج بھی رکھ دیں تب بھی میں اس کام کو چھوڑنے والا نہیں جو اللہ نے میرے ذمے کیا ہے۔

ف۶ یا تو ان کی طرف تھوڑا سا جھک جاتا۔ معلوم ہوا کہ آپؐ نے تھوڑا سا جھکنے کا ارادہ بھی نہ کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا نہ ہوتی تو عین ممکن تھا کہ آپؐ کے دل میں تھوڑا بہت جھکنے کا خیال تو آجاتا۔ جب یہ آیت اتری تو آپؐ نے فرمایا: اللھم لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین۔ اے اللہ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کیجیو۔ (قرطبی)

ف۷ اس لئے کہ کسی کا مرتبہ جتنا بلند ہوتا ہے گناہ کرنے پر اسے اتنی ہی سخت سزا ملتی ہے۔ چنانچہ ازواج مطہراتؓ کے متعلق سورۂ احزاب: ۳۰ میں ہے: يُضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ۔ یعنی کھلی برائی کا ارتکاب کرنے پر اسے دہری سزا دی جائے گی۔ (قرطبی)

ف۸ چنانچہ بعد میں جب آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تو ڈیڑھ سال کے بعد ان کے بڑے بڑے سردار بدر میں مارے گئے اور اس کے پانچ چھ سال بعد خود مکہ بھی فتح ہو گیا جس سے ان کی تمام شان و شوکت اور حکومت خاک میں مل گئی۔ (ابن کثیر)

ف۹ کہ جونہی ان کی قوم نے ان کو نکالا ان پر عذاب آگیا اور وہ تباہ ہو گئی۔ (ابن کثیر)

حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ

چڑھایا ہم نے ان کو سواریوں پر بیچ جنگل کے اور دریا کے اور رزق دیا ہم نے ان کو پاکیزہ سے اور بزرگی دی ہم نے ان کو اوپر بہتوں کے
میں ان کو سواری دی ف۱ اور مزے مزے کی چیزیں کھانے کو دیں اور ہم نے ان کو اپنی بہتیری مخلوقات پر بزرگی دی بڑی ف۲ بزرگی

خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

ان لوگوں سے کہ پیدا کئے ہیں ہم نے بزرگی دینا جس دن بلاویں گے ہم سب لوگوں کو ساتھ پیشواؤں ان کے کے پس جو کوئی دیا گیا اعمال نامہ اپنا بیچ داہنے
جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے سردار سمیت (یا ان کی کتاب سمیت) بلائیں گے ف۳ پھر جن کو ان کی کتاب داہنے ہاتھ میں دی جائیگی

فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى

ہاتھ اپنے کے پس وہ لوگ پڑھیں گے اعمال نامہ اپنا اور نہ ظلم کئے جائیں گے تاگے برابر اور جو کوئی ہے بیچ اس دنیا کے اندھا
وہ (خوشی سے) اسکو پڑھنے لگیں گے (اپنی نیکیاں لکھی دیکھ کر خوش ہونگے) اور گٹھلی کے دھاگے برابر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا اور جو اس دنیا میں اندھا

فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ

پس وہ بیچ آخرت کے اندھا ہے اور بہت کھویا ہوا ہے راہ اور تحقیق نزدیک تھے کہ البتہ بہکا دیں تجھ کو اس چیز سے کہ وحی کی ہم نے طرف
رہا (اس نے ہدایت کا رستہ اختیار نہیں کیا) وہ آخرت میں اور زیادہ اندھا اور راہ سے دُور بھٹکا ہوا ہوگا (وہاں نجات کا رستہ نہ ملیگا) اور (اے

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ

تیری تاکہ باندھ لیوے تو اوپر ہمارے سوائے اس کے اور اس وقت البتہ پکڑتے تجھ کو دوست اور اگر نہ ثابت رکھتے ہم تجھ کو
پیغمبر!) یہ کافر تو تجھے ان حکموں سے جو ہم نے تجھ کو بھیجے بہکانے ہی کو تھے ان کا مطلب یہ تھا کہ تو ہم پر جھوٹ باندھے اور تو ایسا کرتا (انکی مرضی کیموافق سمجھوتا کرتا)

لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ

البتہ تحقیق نزدیک تھا تو کہ جھک جاوے طرف انکی کچھ تھوڑا اس وقت البتہ چکھاتے ہم تجھ کو دگن عذاب زندگانی دنیا کا اور دگنا
بٹ لیتا) تو وہ تجھ کو دوست بنا لیتے اور اگر ہم تجھ کو مضبوط (ثابت قدم) نہ رکھتے تو تو انکی طرف ذرا سا جھکنے ہی کو تھا اگر تو ایسا کرتا (جھکنے کے قریب ہوتا) تو ہم تجھ

الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

عذاب موت کا پھر نہ پاتا تو واسطے اپنے اوپر ہمارے مدد دینے والا اور تحقیق نزدیک ہے کہ بچلا دیں تجھ کو اس زمین سے
کو دوہری سزا زندگی میں اور دوہری سزا مرنے کے بعد چکھاتے پھر تجھ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ ملتا اور ف۷ یہ لوگ تو تجھ کو گھبرا کر مکہ سے نکالنے والے

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا

تاکہ نکال دیں تجھ کو اس میں سے اور اس وقت نہ رہیں گے پیچھے تیرے مگر تھوڑے عادت ان شخصوں کی کہ تحقیق بھیجا ہم نے
تھے اور ایسا کرتے بھی تو تیرے بعد وہ (کیا بہت دنوں ٹھہرتے نہیں) چند روز ٹھہرتے ف۸ تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر ہم نے بھیجے ان کا یہی قاعدہ

قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ

انکو پہلے تجھ سے پیغمبروں اپنے سے اور نہ پاوے گا تو واسطے عادت ہمارے کی تغیر قائم کر نماز کو وقت ڈھلنے سورج کے
رہا ہے ف۹ اور تو ہمارا قاعدہ بدلتا نہ پائے گا (اے پیغمبر!) سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز درستی سے پڑھتا رہ

اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ

رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کو تحقیق قرآن پڑھنا فجر کا ہے حاضر کیا گیا اور تھوڑی سی رات کو پس نماز تہجد کر ساتھ
اور صبح کی نماز بھی (ادا کر) کیونکہ ف۱۱ صبح کی نماز میں فرشتے (بھی شریک ہوتے ہیں) ف۱۲ اور رات کو کسی وقت جاگ اٹھ (تہجد کی نماز

ف۱۰ یعنی ظہر سے عشا تک چار نمازیں۔ اکثر مفسرینؒ نے یہی معنی بیان کئے ہیں۔ بعض نے دلوک کے معنی غروب بھی کئے ہیں۔ البتہ اس پر مفسرینؒ کا اجماع ہے کہ یہاں نماز سے پانچ فرض نمازیں مراد ہیں۔ (شوکانی) ف۱۱ لفظی معنی ہیں "صبح کی قراءت" اور صبح کی نماز کو قراءت سے تعبیر کرنا اس بنا پر ہے کہ اس میں عموماً قراءت لمبی ہوتی ہے اور یہ مستحب ہے اور اس سے نماز میں قراءت کی اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے اور صحیح احادیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (قرطبی) ف۱۲ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ صبح کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں (بخاری، مسلم) آیت میں پانچوں نمازوں کے اوقات کی طرف رہنمائی کر دی گئی ہے۔ جبریلؑ نے دو روز عملاً نماز پڑھا کر ان اوقات کی تعیین کر دی۔ نماز فجر غلس یعنی تاریکی میں افضل ہے اور عصر کی نماز سورج زرد ہونے سے پہلے پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بعد وقت کراہت ہے اور اس میں نماز کو منافق کی نماز قرار دیا ہے۔ (ابن کثیر و قرطبی)

بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ

قرآن کے پڑھتی ہے واسطے تیرے شتاب ہے کہ بھیجے تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں اور کہہ اے رب میرے داخل کر مجھ کو

پڑھ) یہ زیادہ ہے تیرے لئے ف۱ عجب نہیں کہ (اس کی برکت سے) تیرا مالک تجھ کو (قیامت میں) مقام محمود تک پہنچا دے ف۲ اور دعا کر مالک میرے

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

داخل کرنا سچا اور نکال مجھ کو نکالنا سچا اور کر واسطے میرے نزدیک اپنے سے غلبہ مدد دینے والا اور

مجھ کو (مدینہ میں) بہتری کے ساتھ لیجا اور (مکہ سے) بہتری کیساتھ نکال لے چل اور مجھ کو اپنی درگاہ سے زوردار سلطنت عطا فرما ف۳ (یا ایسی زوردار دلیل

نَّصِيْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ

کہہ آیا حق اور گم ہوا باطل تحقیق باطل تھا گم ہوجانے والا اور اتارتے ہیں ہم قرآن میں سے

جس سے سب دشمن ہار جائیں) اور (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دے سچا دین آگیا اور جھوٹا دین مٹ گیا کیونکہ جھوٹ تو (ایک دن) ضرور مٹنے والا ہے ف۴ اور

مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

وہ چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت واسطے مومنوں کے اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر ٹوٹا

ہم قرآن میں سے جو اتارتے ہیں وہ تندرستی اور رحمت ہے مسلمانوں کیلئے ف۵ اور کافروں کو تو اور زیادہ نقصان دیتا ہے اور جب ہم آدمی کو کوئی نعمت

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـــُٔوْسًا ۝

اور جب نعمت بھیجتے ہیں ہم اوپر انسان کے منہ پھیر لیتا ہے اور دور کرلیتا ہے کروٹ اپنی اور جب لگتی ہے اس کو برائی ہوتا ہے ناامید

دیتے ہیں تو (الٹا شکر تو نہیں کرتا) کورا ہو جاتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے ف۶ اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو ناامید بن جاتا ہے (اے

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔــلُوْنَكَ

کہہ ہر ایک عمل کرتا ہے اوپر طریق اپنے کے پس پروردگار تمہارا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ وہ بہت پانیوالا ہے راہ کو اور سوال کرتے

پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے ہر کوئی اپنے طریق پر عمل کرتا ہے پھر جو تم میں سے کوئی سیدھے رستہ پر ہے اس کو اللہ خوب جانتا ہے اور (اے پیغمبر یہودی

عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَ

ہیں تجھ کو جان سے کہہ جان حکم پروردگار میرے کے سے ہے اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا اور اگر چاہیں

تجھ سے پوچھتے ہیں روح کیا ہے کہہ دے روح میرے مالک کا حکم ہے ف۷ اور تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کچھ نہیں ملا مگر تھوڑا ف۸ اور (اے پیغمبر اگر

لَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝

ہم البتہ لے جاویں وہ چیز کہ وحی کی ہم نے طرف تیری پھر نہ پاوے تو واسطے اپنے ساتھ اس کے اوپر ہمارے کارساز

ہم چاہیں تو جو قرآن (وحی کے ذریعہ سے) ہم نے تجھ کو بھیجا ہے اس کو اٹھالیں (نہ دل میں رہے نہ کتاب میں) پھر تو کوئی حمایتی ہمارے مقابلہ میں نہ پائیگا (جو قرآن

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ

مگر مہربانی پروردگار تیرے کی طرف سے تحقیق فضل اس کا ہے اوپر تیرے بڑا کہہ البتہ اگر اکٹھے ہوویں آدمی

کو دوبارہ لوٹا لائے) مگر تیرے مالک کا رحم ہے (جو قرآن نہیں اٹھایا گیا) بیشک تجھ پر اسکا بڑا فضل ہے ف۹ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ (ایک دو شخص تو قرآن

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ

اور جن اوپر اس بات کے کہ لاویں مانند اس قرآن کی نہ لاسکیں گے مانند اس کی اور اگرچہ

کیا بنا سکتے ہیں) اگر سارے آدمی اور جن مل کر یہ چاہیں کہ اسطرح کا قرآن (بنا) لائیں تو بھی اس طرح کا (بنا کر) نہ لاسکیں گے پڑے ایک

ف۱ یعنی فرض نماز کے علاوہ یہ خاص طور پر آپؐ کے حق میں نفل ہے کیونکہ آپ مغفور الذنب ہیں۔ بعض نے لکھا ہے یعنی یہ آپؐ پر ایک زائد فرض ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: وتر، مسواک، اور تہجد مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل۔ مگر یہ دوسری احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم۔ (قرطبی)

ف۲ اللہ تعالیٰ کی طرف سے "عسیٰ" وعدہ ہے اور اس کا وقوع ضروری ہے "مقام محمود" کے لفظی معنی ہیں" ایسا مقام جس کی تمام لوگ حمد (تعریف) کرینگے"۔ اکثر علما کے نزدیک اس سے مراد مقام شفاعت ہے بلکہ بعض نے اجماع نقل کیا ہے (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: نیند سے جاگ کر قرآن پڑھا کر۔ یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو بڑا مرتبہ دینا ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت (کبریٰ) کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا۔ تب حضرتؐ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے خلق کو چھوڑ دیں گے تکلیف سے۔

ف۳ معلوم ہوا کہ یہ آیت اس وقت اتری جب آنحضرتؐ کو ہجرت کا حکم دیا گیا چنانچہ آپؐ آبرومندانہ طور پر مدینہ وارد ہوئے۔ انصار سے دین کی مدد بھی ہوئی۔ (کذا فی الموضح)

ف۴ چنانچہ چند ہی سال کے بعد آنحضرتؐ فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے ایک روایت میں ہے: آپؐ کعبہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپکے ہاتھ میں لکڑی تھی۔ اس لکڑی سے ایک ایک بت پر ضرب لگاتے اور یہ آیت (قل جاء الحق الخ) تلاوت فرماتے جاتے۔ (بخاری)

ف۵ جس سے کفر و نفاق اور شک و ریب کی تمام بیماریوں سے دل پاک ہو جاتے ہیں۔ ویسے قرآن ظاہری امراض کے لئے بھی شفا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ فاتحہ ہر بیماری کے لئے منتر ہے۔ (وحیدی)

ف۶ یعنی بندگی سے سرکتا جاوے (موضح)

ف۷ یعنی اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا، جب نکل گئی وہ مرگیا۔ اس کے علاوہ روح کی حقیقت کو صرف وہی جانتا ہے۔

ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں تمہیں دیا ہوا علم کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لہٰذا ایسے امور کے متعلق سوال کرنا ہی بے فائدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں چند یہودیوں کے روح کے متعلق سوال کرنے پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری مسلم) مگر نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ یہود کے اشارے پر قریش نے آنحضرتؐ سے یہ سوال کیا تھا۔ اس بنا پر اس آیت کے مکی اور مدنی ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آیت تو مکہ میں ہی نازل ہوچکی ہو مگر جب مدینہ میں یہود نے دوبارہ سوال کیا ہو تو آنحضرتؐ نے اس آیت کو ان کے جواب میں بھی تلاوت فرمادیا ہو۔ (ابن کثیر)

ف۹ کہ اس نے آپؐ کو اپنا رسول منتخب کیا۔ آپؐ پر اپنی آخری کتاب نازل فرمائی۔ تمام بنی نوع انسان کا سردار قرار دیا۔ آپؐ کو مقام محمود اور دوسرے بے انتہا انعامات سے سرفراز کیا۔ (کبیر)

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ

ہوویں بعضے ان کے واسطے بعضوں کے مددگار اور البتہ تحقیق طرح طرح سے بیان کیا ہے ہم نے واسطے لوگوں کے بیچ اس

کی ایک مدد بھی کریں وا اور ہم نے تو اس قرآن میں ہر ایک مطلب مثال کیطرح لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے پھیر پھیر کر بیان کیا ہے وا اس پر

مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا

قرآن کے ہر مثال سے پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر کفر کرنا اور کہا انہوں نے ہرگز نہ مانیں گے ہم واسطے تیرے یہانتک کہ پھاڑ دیوے

بھی اکثر لوگ انکار کے سوا کچھ نہیں مانتے وسے اور کہتے (کیا) ہیں ہم تو کبھی تیری بات ماننے والے نہیں جبتک تو ہمارے لئے ایک چشمہ پانی کا زمین

مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ﴿۹۰﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا

تو واسطے ہمارے زمین میں سے چشمہ یا ہووے واسطے تیرے باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا پس پھاڑ لادے تو نہریں درمیان اسکے

سے نہ بہائے یا (ایسا تو بھی ہو خود) تیرا ایک باغ ہو کھجور اور انگور کا اور اس کے بیچ میں تو پانی کی بھرپور نہریں بہادے یا جیسا تو کہا کرتا ہے

تَفْجِيرًا ﴿۹۱﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ

پھاڑ لانیکر یا ڈال دے تو آسمان کو جیسا کہا کرتا ہے تو اوپر ہمارے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوے تو اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو

ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرا دے وسے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے آمنے سامنے لا کھڑا کر (ہم خود آنکھ سے دیکھیں)

قَبِيلًا ﴿۹۲﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

مقابل یا ہو واسطے تیرے ایک گھر سونے کا یا چڑھ جاوے تو بیچ آسمان کے اور ہرگز نہ مانیں گے ہم چڑھ جانے

یا تیرا ایک گھر ہو سونے کا (طلائی) یا تو آسمان میں چڑھ جائے اور صرف چڑھ جانے سے ہم ماننے والے نہیں جبتک (وہاں

حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿۹۳﴾

تیرے کو یہانتک کہ اتار لاوے اوپر ہمارے کتاب کہ پڑھیں ہم اس کو کہہ کہ پاک ہے پروردگار میرا نہیں ہوں میں مگر آدمی پیغام پہنچانے والا

سے) ہم پر ایک کتاب نہ اتار لائے جس کو ہم (خود) پڑھ لیں (اے پیغمبر ان لوگوں کے جواب میں) کہدے سبحان اللہ میں ہوں کیا ایک بندہ ہوں (اللہ کا) پیغام پہنچانے

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا

اور نہیں منع کیا لوگوں کو یہ کہ ایمان لاویں جس وقت آئی ان کے پاس ہدایت مگر یہ کہ کہا انہوں نے کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام

والا اور جب لوگوں پاس ہدایت آچکی (یعنی قرآن) تو انکو ایمان لانے سے اسی بات نے روکا کہ وہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا (اے

رَّسُولًا ﴿۹۴﴾ قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ

پہنچانے والا کہہ اگر ہوتے بیچ زمین کے فرشتے چلا کرتے آرام سے البتہ اتارتے ہم اوپر ان کے آسمان سے فرشتے

پیغمبر ان لوگوں کا شبہ دور کرنے کیلئے) کہہ دے اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے ہوتے تو بیشک ہم (ان کی ہدایت کیلئے) آسمان سے ایک فرشتہ کو پیغمبر

السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ

کو پیغام پہنچانے والا کہہ کفایت ہے اللہ تعالیٰ گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے تحقیق وہ ہے ساتھ بندوں

بنا کر ان پر اتارتے وے (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ کی گواہی مجھ میں اور تم میں بس ہے بیشک وہ اپنے بندوں (کے حال) سے خبردار ہے

خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿۹۶﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ

اپنے کے خبردار دیکھنے والا اور جس کو ہدایت کرے اللہ پس وہ ہے راہ پانے والا اور جس کو گمراہ کرے پس ہرگز نہ پاوے گا تو

اور (انکے کاموں کو) دیکھ رہا ہے اور جس کو اللہ راہ دکھلائے وہی راہ پائیگا اور جس کو وہ بہکائے تو (اے پیغمبر) خدا کے سوا اور کوئی لوگ اس کے

ف۱ یہ کفار کے اس دعویٰ کی تردید ہے کہ اگر چاہیں تو ہم بھی ایسا قرآن تصنیف کرکے پیش کرسکتے ہیں۔ قرآن میں یہ تحدی سورۃ بقرہ: ۲۳، یونس: ۳۸، ہود: ۱۳، طور: ۳۴ میں بھی مذکور ہے۔ یہاں سارے قرآن کے متعلق تحدی کی گئی ہے۔ سورۃ ہود میں دس سورتوں اور بقرہ و یونس میں صرف ایک سورۃ اور سورۃ طور میں تو سورۃ کے کچھ حصہ کے متعلق تحدی مذکور ہے۔ (رازی) مگر قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ نہ اس زمانے میں کفار مکہ اس کا جواب دے سکے اور نہ آئندہ قیامت تک اس کا جواب ممکن ہے۔
یہاں انسانوں کے ساتھ جنات کو بھی شامل کر دیا ہے اس لئے کہ کفار یہ اتہام لگاتے کہ کوئی جنی اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر القا کر جاتا ہے۔ اور پھر جنوں کو اپنے سے اعلیٰ اور عالم الغیب بھی سمجھتے تھے۔

ف۲ اس سے مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہم نے ہر طرح سے تحدی کی ہے اور یہ بھی کہ ہم نے دلائل توحید اور نفی شرک پر ہر نوع کے دلائل پیش کئے ہیں، یا ہر معنی کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایسے دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ وہ مثال کی طرح ذہن میں اترتے چلے جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جس حد تک بیان اور افہام کا تعلق ہے ہم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ (رازی)

ف۳ یعنی کسی طرح بھی ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

ف۴ بدبختوں کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے جس میں ارشاد ہے: إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ۔ کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں۔ (سبا: ۹)

ف۵ جب کفار قریش قرآن کا معارضہ نہ کرسکے تو دوسرے معجزات طلب کرنے شروع کر دیئے۔ یہاں قرآن نے ان کے چھ مطالبوں کا ذکر کیا ہے۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور آنحضرتؐ کو اپنی مجلس کے پاس بلایا اور یہ مطالبے پیش کئے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور دوسرے رسولوں کی طرح آنحضرتؐ نے بھی ان کو یہی جواب دیا کہ میں تو ایک بشر ہوں۔ کیا تم کسی بشر کے متعلق بتا سکتے ہو کہ وہ اس قسم کے تصرفات کی طاقت رکھتا ہو؟ اور پھر میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کے حکم کا تابع، پس اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ان امور کو کیسے ظاہر کرسکتا ہوں۔ امام رازی لکھتے ہیں: پیغمبر کی صداقت کے لئے تو ایک معجزہ ہی کافی ہوتا ہے اور آپؐ کو وہ معجزہ قرآن دیا گیا۔ اب اس کے بعد اگر متعدد معجزات کو معیار صدق قرار دیا جائے تو یہ سلسلہ ختم ہی نہ ہوسکے گا اس لئے پیغمبروں نے ایسے موقعوں پر معذرت کر دی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم بشر اور رسول ہیں (کبیر)

ف۶ یعنی یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ ایک شخص بشر ہوتے ہوئے خدا کا پیغمبر کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر خدا کو کوئی پیغمبر بھیجنا ہوتا تو کسی فرشتے کو اتار دیتا۔

ف۷ مگر جب زمین پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بسایا ہے تو انکی طرف ایک فرشتے کو رسول بنا کر بھیجنے سے کیا فائدہ، رسول کا کام صرف اس پیغام کو پہنچا دینا ہی نہیں ہوتا، بلکہ وہ لوگوں کے لئے اسوہ بھی ہوتا ہے تاکہ وہ اس کی پیروی کرسکیں۔

ف۸ یعنی اگر میں دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہوتا تو وہ میری سخت گرفت کرتا۔ (الحاقۃ ۴۴، ۴۶)

اور پھر اسے خوب معلوم ہے کہ کون شخص انعام و احسان اور ہدایت پانے کے لائق ہے اور کون عقاب و عذاب اور گمراہی کے۔ (ابن کثیر)

ف۱ نبوت پر اُن کے شبہات کا جواب دینے کے بعد اب وعید فرمائی۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان اپنے بل بوتے پر یا اپنی عقل، علم یا کسی اور چیز کی بنیاد پر راہِ حق نہیں پا سکتا اور نہ اس پر ثابت قدم رہ سکتا ہے بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری ہے جو کسی کو راہِ حق دکھاتی ہے اور اگر انسان کی بدبختی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی توفیق انسان کے شاملِ حال نہ ہو تو دنیا کی کوئی طاقت اسے راہِ راست پر نہیں لا سکتی۔ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے۔ (کبیر)

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ

واسطے ان کے دوست سوائے اس کے اور اکٹھا کریں گے ہم ان کو دن قیامت کے اوپر مونہوں اپنے کے اندھے اور گونگے اور بہرے

دوست نہ ہوں گے ف۲ (جو اس کو راہ پر لائیں) اور ہم قیامت کے دن ان کو منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے اٹھائیں گے ف۳ آخر ان کا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝۹۷ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے جب بجھنے لگے گی زیادہ کریں گے ہم واسطے ان کے آگ دھکانا یہ ہے سزا انکی بہ سبب اس کے کہ کفر کیا انہوں نے ساتھ

ٹھکانا دوزخ ہے ہر بار جب بجھنے کی (ذرا شعلہ کم ہوگا) تو ہم اور زیادہ ان پر بھڑکا دیں گے ف۴ یہ سزا ان کو اس لئے ملیگی کہ انہوں نے ہماری آیتوں

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۹۸ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ

نشانیوں ہماری کے اور کہا کیا جب ہو جاویں گے ہم ہڈیاں اور بوسیدہ کیا ہم البتہ اٹھائے جاویں گے پیدائش نئی میں کیا نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ

کو نہ مانا اور کہنے لگے کیا جب ہم (مرے پیچھے) ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو پھر نئے سرے سے کیا ہم پیدا ہو کر اٹھا کھڑے کیے جائیں گے کیا ان لوگوں

اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ

اللہ تعالیٰ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو قادر ہے اوپر اس کے کہ پیدا کرے مانند ان کی اور مقرر کرے

نے یہ نہیں جانا کہ اللہ جس نے آسمان پیدا کئے اور زمین (اتنی بڑی بڑی چیزیں) وہ ان کے سے آدمی بھی (دوبارہ) پیدا کر سکتا ہے ف۵ اور اسی نے ان لوگوں

لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۹۹ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ

واسطے ان کے ایک وقت مقرر کہ نہیں شک بیچ اس کے پس انکار کیا ظالموں نے مگر کفر کرنا کہہ اگر ہو تم مالک خزانوں رحمت پروردگار میرے کی

کے (دوبارہ پیدا ہونے کی) ایک میعاد مقرر کر رکھی ہے جس میں کچھ شک نہیں ف۶ (یعنی قیامت کا دن) اس پر بھی ظالم انکار کے سوا کچھ نہیں مانتے (اے پیغمبر)

رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝۱۰۰ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

کے اس وقت البتہ بند کر رکھو تم ڈر خرچ ہو جانے کے سے اور ہے آدمی تنگی کرنے والا اور البتہ تحقیق دیں ہم

ان لوگوں سے کہہ دے اگر میرے مالک کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے ڈر سے بخیلی کرتے اور آدمی بخیل ہے ف۷ اور ہم موسیٰ

مُوْسٰي تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔــلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ

نے موسیٰؑ کو نو نشانیاں ظاہر پس سوال کر بنی اسرائیل سے جب آیا ان کے پاس پس کہا واسطے اس کے فرعون نے

کو نو کھلی نشانیاں دے چکے ہیں ف۸ تو (اے پیغمبر) بنی اسرائیل سے پوچھ لے جب موسیٰ ان کے پاس آیا (فرعون کے عذاب سے ان کو چھڑانے کیلئے) تو فرعون

اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰي مَسْحُوْرًا ۝۱۰۱ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں تجھ کو اے موسیٰ جادو کیا ہوا کہا البتہ تحقیق جانا ہے تو نے کہ نہیں اتارا ان نشانیوں کو مگر پروردگار آسمانوں

اس سے کہنے لگا میں تو سمجھتا ہوں اے موسیٰ کسی نے تجھ پر جادو کر دیا ہے ف۱۱ موسیٰ نے جواب دیا تو (خوب) جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو آسمان اور زمین کے بادشاہ

وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝۱۰۲ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ

اور زمین کے نے واسطے دکھانے کے اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں تجھ کو اے فرعون ہلاک کیا گیا پس ارادہ کیا یہ کہ بہکا دیوے ان کو یعنی نکال دے

نے غور کرنے کے لئے اتارا ہے اور میں تو سمجھتا ہوں اے فرعون تو تباہ ہونے والا ہے ف۱۲ پھر فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو (مصر کے) ملک سے اکھیڑ دے

الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝۱۰۳ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اسْكُنُوا

زمین سے پس غرق کیا ہم نے اس کو اور جو لوگ کہ ساتھ اسکے تھے سب کو اور کہا ہم نے پیچھے اس کے واسطے بنی اسرائیل کے رہو تم زمین میں

نکال دے یا مار ڈالے) آخر ہم نے اس کو اور اسکے ساتھ والوں کو ڈبو دیا ف۱۳ اور فرعون کے ڈبو دینے کے پیچھے ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا (اب) تم اس ملک میں بسو

ف۲ یعنی منہ کے بل چلیں گے جیسے دنیا میں پاؤں کے بل چلتے تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسولؐ! لوگ منہ کے بل کیسے چلائے جائیں گے؟ فرمایا: جس ذات نے انہیں پاؤں کے بل چلایا وہ انہیں منہ کے بل بھی چلا سکتی ہے۔ (بخاری مسلم) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن انہیں منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ جیسے فرمایا: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ (دیکھئے: سورہ القمر: ۴۸)۔

ف۳ اندھے، گونگے اور بہرے یعنی جمالِ الٰہی کے دیدار اور جنت کی نعمتوں کے دیکھنے سے محروم ہوں گے اور نہ ہی کوئی خوش کن خبر سن سکیں گے اور نہ کوئی دلیل بیان کرنے کی طاقت ہوگی ورنہ حواسِ خمسہ ظاہرہ کے اعتبار سے تو وہ بہت سننے اور دیکھنے والے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی مختلف حالتوں کے اعتبار سے فرمایا ہو۔ (دیکھئے مریم: ۳۸)

ف۴ یعنی عذاب کبھی ہلکا نہ ہوگا۔ جیسے فرمایا: لا یخفف عنھم العذاب۔ (بقرہ: ۸۶)

ف۵ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہوں اور حشر کا انکار بھی نہ کریں یا اس کے معنی مطلق دوبارہ پیدا کرنے کے ہیں۔ نبوت پر ان کے شبہات کا جواب دینے کے بعد اب حشر و نشر کے انکار پر ان کے شبہ کا جواب دیا۔ (کبیر) دوسری جگہ فرمایا: لخلق السمٰوٰتِ والارض اکبر من خلق الناس۔ کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا ہے۔ (غافر: ۵۷)

ف۶ یعنی سب کے دوبارہ اٹھائے جانے کا ایک وقت مقرر ہے جس کی آمد میں کوئی شبہ نہیں۔ لہٰذا تمہارا محض تاخیر دیکھ کر دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار کرنا سراسر حماقت ہے۔

ف۷ یعنی کسی کو پھوٹی کوڑی نہیں دیتے۔ اس لئے آنحضرتؐ کی نبوت و رسالت پر بھی حسد و بخل کرتے ہو۔ اوپر کی آیات میں ان کے جحود اور کفر کی مذمت تھی۔ اس آیت میں ان کے بخل کی مذمت ہے اور یہ دو بری صفات ہیں جن میں سے ایک کا ضرر لازم ہے اور دوسری کا متعدی ہے۔ ماقبل سے وجوہ ربط میں مختلف اقوال منقول ہیں مگر ان میں تکلف ہے۔ (روح)

ف۸ یا "بڑا تنگ دل واقع ہوا ہے۔"

ف۹ یعنی ایسے نو معجزے دے چکے ہیں جو ان کی نبوت پر کھلی نشانی تھے۔ اس میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے اور قریش کو اس مطالبہ کا جواب دیا ہے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ یہ کام کر کے نہ دکھا دیں۔ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے دیئے مگر نہ ماننے والوں نے پھر بھی نہ مانا۔ ان "آیات تسعہ" کا ذکر سورۃ اعراف میں گزر چکا ہے یعنی طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک، خون، عصا، ید بیضا، قحط اور پیداوار کی کمی۔ بعض نے "تسع آیات" سے نو احکام عامہ مراد لئے ہیں جو جمیع شرائع میں ثابت تھے۔ (روح)

ف۱۰ یہ بالکل اسی قسم کا الزام ہے جو کفارِ مکہ آنحضرتؐ کو دیتے تھے۔ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ (فرقان: ۸) ہر زمانے میں باطل پرست ناقابلِ تردید دلائل سن کر حق پرستوں کے بارے میں اسی طرح کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ ف۱۱ کہ لوگ انہیں دیکھ کر اپنے رب کی قدرت اور وحدانیت کے قائل ہو جائیں۔ (وحیدی) ف۱۲ یعنی مجھ پر تو کسی نے جادو نہیں کیا مگر تو جو ان معجزات کو دیکھ لینے کے باوجود اپنی اڑ پر قائم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیری تباہی کے دن قریب آگئے ہیں۔ (وحیدی) ف۱۳ ان کی غرقابی کا واقعہ سورۂ یونس میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ (سورۃ: رکوع ۹)

ف یعنی اچھے، بُرے، مومن، کافر سب کو حشر کے میدان میں جمع کریں گے تاکہ ان کا دائمی فیصلہ کر دیا جائے۔ ف۲ یعنی اس میں جو بات بھی ہے سراسر حق ہے۔ ف۳ جیسے ہم نے اتارا ویسے ہی وہ اترا۔ درمیان میں کسی نے تصرف نہیں کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کر کے جو قرآن کا ذکر فرمایا تو اس سے مقصود کفار قریش کو متنبہ کرنا ہے کہ آنحضرتؐ سے الٹی سیدھی فرمائشیں کرنے کی بجائے اسی قرآن پر کیوں غور نہیں کرتے جو آنحضرتؐ کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔
ف۴ یعنی اس کی سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں۔ ف۵ تاکہ اس کے پڑھنے، یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے میں آسانی ہو اور اس کے مطالب موقع و محل کے اعتبار سے ذہن نشین ہو جائیں اور آئندہ کسی آیت کے بے موقع استعمال کی گنجائش باقی نہ رہے۔

الْأَرْضَ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ

پس جب آوے گا وعدہ آخرت کا لے آویں گے ہم تم کو لپیٹ کر اور ساتھ حق کے اتارا ہے ہم نے اس کو اور ساتھ حق کے

پھر جب قیامت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم (سب) کو سمیٹ کر (یا لپیٹ کر) لے آئیں گے اور قرآن کو ہم نے سچائی کے ساتھ اتارا اور وہ اترا بھی سچائی کے ساتھ

نَزَلَ وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ

اترا ہے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور قرآن کو جدا جدا کیا ہم نے اسکو تاکہ پڑھے تو اسکو اوپر لوگوں کے

اور ہم نے تجھ کو (اے پیغمبر) اور کچھ نہیں صرف مومنوں کو خوشخبری سنانیوالا اور کافروں کو ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے (تیرا یہی کام ہے) اور قرآن کے ہم نے حصے حصے کر دیئے

عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا

اوپر آہستگی کے اور اتارا ہم نے اس کو اتارنا آہستہ آہستہ کہہ ایمان لاؤ تم ساتھ اس کے یا نہ ایمان لاؤ تم تحقیق وہ لوگ کہ دیے گئے ہیں

اسلئے کہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کے (ایک ایک دو دو چار چار آیتیں کر کے ضرورت کے مطابق) لوگوں کو سناؤ اور اسیلئے ہم نے اس کو (ایکدم نہیں اتارا) آہستہ آہستہ اتارا (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ

علم پہلے اس کے سے جب پڑھا جاتا ہے اوپر ان کے گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہیں پاکی ہے رب

تم قرآن کو مانو یا نہ مانو جو لوگ قرآن اترنے سے پہلے علم دیئے گئے تھے ان کو جب پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں ہمارا مالک

رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ

ہمارے کو تحقیق ہے وعدہ رب ہمارے کا البتہ کیا گیا اور گر پڑتے ہیں اوپر ٹھوڑیوں کے روتے ہوئے اور زیادہ کرتا ہے ان کو

(خلاف وعدگی سے یا ہر برائی سے) پاک ہے بیشک جو وعدہ ہمارے مالک کا تھا وہ پورا ہوا اور ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں اور قرآن (سننے) سے ان کو زیادہ

خُشُوعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ

عاجزی کرنا کہہ پکارو اللہ کو یا پکارو رحمٰن کو جس کو پکارو گے تم پس واسطے اسی کے ہیں نام بہت اچھے

پیدا ہوتا ہے (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے تم اللہ کہہ کر (خدا کو) یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے پکارو اس کے تو سب نام اچھے ہیں اور اپنی نماز

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ

اور مت آواز بلند کر ساتھ نماز اپنی کے اور نہ بہت آہستہ کر ساتھ اس کے اور ڈھونڈھ درمیان اس کے راہ اور کہہ سب

نہ چلا کر پڑھ (ایسے زور کی آواز سے کہ باہر والے سب سنیں) اور نہ ایسی آہستہ (کہ مقتدی بھی نہ سنیں) اور بیچ بیچ میں ایک راہ اختیار کر لے اور (اے پیغمبر) کہہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ

تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے نہیں پکڑی اولاد اور نہیں ہے واسطے اس کے شریک بیچ بادشاہی کے اور نہیں واسطے

تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے اولاد نہیں رکھی (اس کا کوئی بیٹا بیٹی نہیں ہے) اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا ساجھی ہے اور نہ اس کو

لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾

اس کے دوست بچانیوالا ذلت سے اور بڑائی کر اس کو بڑائی کرنا

ذلت سے بچنے کیلئے کسی حمایتی کی ضرورت ہے اور اسکی بڑائی کرتا رہ پوری بڑائی ف۱۳

سورۃ الکھف مکیۃ (۱۸) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۱۱۰ رکوعاتہا ۱۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱۴ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۶ یعنی تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے اس کی عظمت نہ بڑھتی ہے اور نہ گھٹتی ہے۔ یہ تہدید و انکار کے طور پر ان لوگوں سے خطاب ہے جو قرآن کے بیّنات و دلائل کی موجودگی میں معجزات کا مطالبہ کرتے تھے۔ (کبیر)
ف۷ یعنی وہ اہلِ علم جو پچھلی آسمانی کتابوں کی تعلیمات سے واقف ہیں اور وحی و نبوت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں جیسے ورقہ بن نوفل، عمرو بن نفیل اور عبداللہ بن سلام وغیرہ (کبیر)
ف۸ یعنی قرآن کو سن کر وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ یہ وہی نبیؐ آخر الزمان اور وہی آخری کتاب ہے جس کے بھیجنے اور اتارنے کا پچھلی کتابوں میں وعدہ فرمایا تھا۔ (کذا فی شوکانی)
ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے اور زیادہ عاجزی و تواضع کرتے ہیں اور قرآن اور آنحضرتؐ پر ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس تکرار سے مقصود دو مختلف حالتوں کو ظاہر کرنا ہے۔ یعنی سجدہ ریز ہونا اور قرآن کو سن کر رونا یا یہ تکرارِ فعل کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا، پہلی بار قرآن کی اعجازی تاثیر کے نتیجے میں اور دوسری بار خشوع و خضوع کے لئے۔ (موضح) واضح رہے کہ احادیث میں قرآن کی تلاوت کے وقت رونے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ مثلاً یہ کہ رونے والی آنکھ دوزخ میں نہیں جائے گی۔ (دیکھئے)
ف۱۰ مشرکین عرب کے ہاں خدا کے لئے "اللہ" کا نام تو رائج تھا مگر وہ اس کے نام رحمٰن سے مانوس نہ تھے بلکہ وہ اس نام سے سخت وحشت کھاتے۔ حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرتؐ نے دعا میں فرمایا: "یا اللہ یا رحمٰن" تو مشرکین کہنے لگے کہ اس بے دین کی طرف دیکھو ہمیں دو معبودوں کے پکارنے سے منع کرتا ہے اور خود دو معبودوں کو پکارتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن جریر) اللہ تعالیٰ کے اسما کے حسنیٰ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان میں حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے معانی مفہوم ہوتے ہیں۔ کذا فی الکبیر (مزید دیکھئے سورۃ اعراف: ۱۸۰)
ف۱۱ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس زمانے میں نازل ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں چھپ کر رہتے تھے۔ چنانچہ جب آپؐ اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھاتے ہوئے بلند آواز سے قرآن پڑھتے، تو مشرکین قرآن کو، اس کے اتارنے اور اس کے لانے والے کو گالیاں دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ بیچ کا لہجہ اختیار کیجئے تاکہ آپؐ کے ساتھی سن بھی سکیں اور مشرکین کو گالیاں دینے کا موقع بھی نہ مل سکے۔ (بخاری، مسلم) حضرت عائشہؓ نے اس آیت میں "صلاۃ" سے مراد دعا لی ہے۔ (بخاری)
ف۱۲ اس میں مشرکین کے اس بیہودہ عقیدہ کی تردید ہے کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں کو وزیروں، گورنروں اور مصاحبوں کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ ان کی سلطنت برقرار نہیں رہ سکتی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت کو برقرار رکھنے اور خود ذلت سے محفوظ رہنے کے لئے فرشتوں، دیوتاؤں اور اوتاروں کا محتاج ہے۔ (والعیاذ باللہ)

ف۱۳ اس کو آیت "عزہ" کہا جاتا ہے اور صدر اول میں یہ آیت چھوٹے بچوں کو یاد کرائی جاتی تھی۔ سوتے وقت اس کا پڑھنا آفتوں سے حفاظت کا موجب بنتا ہے۔ (ابن کثیر)
ف۱۴ حضرت ابنِ عباسؓ اور اکثر مفسرینؒ کے قول کے مطابق یہ پوری سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس کی فضیلت میں متعدد احادیث ثابت ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کر لے وہ دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہیگا۔ ایک دوسری روایت میں دس آخری آیتوں کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم) گھر کے اندر اسے پڑھنے سے برکات نازل ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت اُسید بن حضیرؓ سے منقول ہے کہ وہ رات کو یہ سورۃ پڑھ رہے تھے کہ یک بیک ایک بادل کی مانند چیز نے انہیں ڈھانپ لیا۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: "یہ سکینت ہے جو قرآن کے لئے نازل ہوئی۔" (بخاری، مسلم)

ف۱ مراد ہیں نصاریٰ جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یا مشرکینِ عرب بھی جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں اور یہود جو حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱ قَيِّمًا

سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے جس نے اتاری اوپر بندے اپنے کے کتاب اور نہ کی واسطے اس کے کجی درحالیکہ وہ قائم

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے اپنے بندے (محمدؐ) پر قرآن اتارا اور اس میں کسی طرح کی کسر نہیں رکھی سیدھا صاف اس نے

لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

رکھنے والی ہے ہمیشہ دین کو تاکہ ڈراوے عذاب سخت سے پاس اپنے سے اور بشارت دے ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے یہ کہ

(کافروں کو) اس سخت عذاب سے ڈرائے جو اسکی طرف سے آنیوالا ہے اور مسلمانوں کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے کہ ان کو اچھی

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

واسطے ان کے ہے ثواب اچھا رہنے والے بیچ اس کے ہمیشہ اور ڈراوے ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ تعالیٰ نے

مزدوری (بہشت) ملیگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان لوگوں کو (بھی) ڈرائے جو کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے[ف۱] نہ ان

وَلَدًا ۝۴ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ

اولاد نہیں ان کو ساتھ اس کے کچھ علم اور نہ باپوں ان کے کو بڑی بات ہے جو نکلتی ہے موہنوں ان کے سے نہیں

کے پاس اس بات کی کوئی سند ہے نہ ان کے باپ دادا پاس تھی[ف۲] بڑی (سخت بات) ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (معاذاللہ کہ اللہ

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

کہتے مگر جھوٹ پس شاید کہ تو ہلاک کرنے والا ہے جان اپنی کو اوپر پچھاڑی ان کی کے جو نہ ایمان لادیں ساتھ

اولاد رکھتا ہے) بالکل جھوٹ کہتے ہیں (سفید جھوٹ جسمیں سچائی کا نام نہیں) تو (اے پیغمبر) اگر یہ کافر اس قرآن پر یقین نہ لائیں تو ان کے پیچھے رنج کے مارے

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ

اس بات کے مارے غم کے تحقیق ہم نے کیا ہے جو کچھ اوپر زمین کے ہے زینت واسطے اس کے تاکہ آزماویں ان کو کونسا

شاید اپنی جان گنوائے گا (اپنے تئیں ہلاک کریگا)[ف۳] ہمنے جو کچھ زمین پر بنایا اسکی رونق کیلئے بنایا (مثلاً باغ مکانات کھیتی باڑی وغیرہ) اسلئے کہ ہم لوگوں کو

اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ

ان میں سے بہتر ہے عمل میں اور تحقیق ہم البتہ کرنیوالے ہیں اس چیز کو کہ اوپر اسکے ہے زمین بنجر ناقابل زراعت کے کیا گمان کیا ہے تو نے یہ کہ رہنے والے

جانچیں انہیں کون اچھے کام کرتا ہے[ف۴] اور (ایک دن) ہم جو کچھ اس پر ہے صاف کرکے چٹیل میدان بنا دینگے[ف۵] (اے پیغمبر) کیا تو یہ سمجھا ہے کہ غار اور تختے والے

الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ

غار کے اور اس کھودی ہوئی کے تھے نشانیوں ہماری سے تعجب اچنبا جس وقت کہ جگہ پکڑی ان جوانوں نے طرف غار کی پس کہا انہوں نے اے رب

ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھی[ف۶] جب ان جوانوں نے (ایک پہاڑ کی) غار (کھوہ) میں پناہ لی[ف۷] پھر دعا کرنے لگے مالک ہمارے

اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓي اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ

ہمارے دے ہم کو پاس اپنے سے رحمت اور تیار کر واسطے ہمارے کام ہمارے سے بھلائی پس پردہ مارا ہم نے اوپر کانوں ان کے کے یعنی سلادیا

ہمکو اپنی خاص رحمت عنایت فرما اور ہمارا کام اچھی طرح سے بنا دے[ف۸] (ہم کو اپنے مقصد میں آسانی کے ساتھ کامیاب کر دے) تو ہمنے ان کے کان تھپک دیے (انکو سلا دیا)

سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲ نَحْنُ

ان کو بیچ غار کے برس کتنے ایک پھر اٹھایا ہم نے ان کو تاکہ ظاہر کریں ہم کونسا دو جماعتوں میں سے خوب گننے والا تھا اچھر کو کہ ٹھہرے تھے مدت سے ہم بیان کریں

کئی برس تک (سوتے رہے) پھر ہم نے ان کو (جگا) اٹھایا اسلئے کہ دیکھیں ان کے دو فرقوں میں سے کس فرقے کو انکے (غار میں) رہنے کی مدت خوب یاد ہے (اے پیغمبر) ہم تجھ سے

ع ۱ / ۱۴

ف۲ بلکہ محض جہالت کی بنا پر ان کے باپ دادا نے یہ بات نکالی اور محض جہالت کی بنا پر انہوں نے ان کی تقلید کی۔

ف۳ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے کہ ان لوگوں کے ایمان نہ لانے پر آپؐ اپنے آپ کو رنج و غم سے کیوں گھلا رہے ہیں۔ اس آیت سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کو اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کا کس قدر صدمہ تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (اپنے تئیں ہلاک کر لینے والے) کا لفظ استعمال کیا۔ اسی کیفیت کو آنحضرتؐ نے خود ایک حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ میری اور تم لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ تم پروانوں کی طرح آگ میں گر رہے ہو اور میں تمہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ (بخاری مسلم)

ف۴ یعنی کون دنیا کی سج دھج کی طرف دوڑتا ہے اور کون اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے۔ (موضح)

ف۵ نہ کوئی مکان رہے گا نہ باغ نہ سبزہ، نہ جانور نہ آدمی یعنی یہ ساری چہل پہل ختم ہو جائے گی۔ (وحیدی)

ف۶ یعنی ہماری قدرت کی بڑی بڑی نشانیوں کے سامنے ان لوگوں کا قصہ جو آگے آ رہا ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر حد سے زیادہ حیرت کا اظہار کیا جائے بلکہ اس عالم میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ قریش نے یہود کے مشورے سے آنحضرتؐ سے بطور آزمائش تین سوال کئے۔ روح کیا ہے؟ اصحاب کہف کا قصہ کیا ہے؟ اور ذوالقرنین کی سرگزشت کیا ہے؟ اور انہوں نے اصحاب کہف کے قصے کو خاص اہمیت دی۔ ان کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ کہف عربی زبان میں وسیع غار کو کہتے ہیں اور رقیم (تختی) سے مراد پتھر یا شیشے کا وہ کتبہ جس پر انہی اصحاب کہف کے نام لکھے تھے۔ بعض قدیم مفسرین نے اس سے مراد وہ بستی لی ہے جہاں یہ قصہ پیش آیا تھا اور جو ایلہ (عقبہ) کے قریب یا نینوی (موصل) کے قریب یا رومیوں کی سرزمین میں واقع تھی اور اس کا نام افس یا افسوس تھا۔ ان دنوں اردن کے دارالسلطنت عمان سے دس بارہ میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے جس کا نام "الرقیب" ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک غار پایا جاتا ہے۔ اس بستی کے رہنے والوں کا خیال ہے کہ اصحاب کہف کا قصہ یہیں پیش آیا تھا اور اس بستی کا اصل نام "الرقیم" تھا جو بعد میں بگڑ کر "الرقیب" ہو گیا مگر یہ کوئی محقق بات نہیں ہے۔ اس زمانہ کے بعض مغربی ماہرین کا خیال ہے کہ یہ غار ترکی کے شہر ازمیر (سمرنا) کے قریب واقع تھا۔ واللہ اعلم۔

ف۷ تاکہ اپنی قوم کے فتنے سے اپنے دین کو محفوظ رکھ سکیں اور ان کی قوم کو پتا نہ چل سکے کہ وہ کہاں گئے؟

ف۸ یا "ہماری عاقبت بخیر کر۔" (ابن کثیر)

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّ

گے اوپر تیرے قصہ ان کا ساتھ حق کے تحقیق وہ کتنے جوان تھے کہ ایمان لائے ساتھ رب اپنے کے اور زیادہ کی تھی ہم نے ان کو ہدایت اور باندھ

ان کا ٹھیک قصہ بیان کرتے ہیں یہ لوگ (اصحاب کہف) چند جوان شخص تھے جو اپنے مالک پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انکو اور زیادہ ہدایت دی اور ہم نے ان

رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۠ مِنْ

دیا تھا ہم نے اوپر دلوں انکے کے جس وقت کہ کھڑے ہوئے پس کہا انہوں نے پروردگار ہمارا پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا ہے ہرگز نہ پکاریں گے ہم سوائے اس

کے دلوں کو مضبوط کر دیا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا مالک تو وہی ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے ہم تو ہرگز اسکے سوا دوسرے کسی خدا کو پکاریں

دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ

کے کسی معبود کو البتہ تحقیق کہی ہم نے اسوقت بات زیادہ اس قوم ہماری نے پکڑے ہیں سوائے اس کے معبود کیوں نہیں لاتے اوپر ان

والے نہیں اگر ہم ایسا کریں تو ہم نے بڑی کفر کی بات کہی (اور آپس میں صلاح کرنے لگے) یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور معبود (بھی)

عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ

کے دلیل ظاہر پس کون شخص ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر اللہ کے جھوٹ اور جب ایک گوشہ ہو جاؤ تم ان سے اور اس چیز

بنا رکھے ہیں (اگر یہ سچے ہیں) تو ان کے معبود ہونے پر کوئی کھلی سند کیوں نہیں لاتے تو پھر اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے

وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ

سے کہ عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے پس جگہ پکڑو طرف غار کی کہ پھیلا دے واسطے تمہارے رب تمہارا رحمت اپنی طرف سے اور تیار کرے واسطے

اور جب تم ان سے (اپنی قوم کے لوگوں سے) اور جن کو وہ خدا کے سوا پوجتے ہیں۔ ان سے الگ ہو گئے تو غار میں پناہ لو تمہارا مالک اپنی رحمت تم پر پھیلا دیگا اور

لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ

تمہارے کام تمہارے سے سبب آرام کا اور دیکھے تو آفتاب کو کہ جب طلوع ہوتا ہے جھک جاتا ہے غار ان کے سے داہنی طرف اور جب

تمہارا کام آرام سے بنا دیگا یہ صلاح کر کے وہ غار میں جا چھپے) اور (ایسی جگہ جا کر لیٹے اگر تو ان کو دیکھے تو) دیکھیگا کہ سورج جب نکلتا ہے تو انکی غار سے داہنی طرف کترا

اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ

غروب کرتا ہے کترا جاتا ہے ان سے بائیں طرف اور وہ بیچ میدان کشادہ کے ہیں اس سے یہ نشانیوں اللہ کی سے ہے جس کو راہ

جاتا ہے (ان پر دھوپ نہیں آتی) اور جب ڈوبنے لگتا ہے (یعنی سہ پہر کو) تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتا ہے اور وہ غار میں (تنگ جگہ پر نہیں ہیں بلکہ کشادہ جگہ میں ہیں)

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُهُمْ

کرے اللہ پس وہی راہ پانے والا ہے اور جس کو گمراہ کرے پس ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے اس کے کوئی دوست راہ بتانے والا اور گمان کرے تو ان

یہ بھی خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے جسکو اللہ راہ پر لگائے وہی راہ پاتا ہے اور جسکو وہ بھٹکا دے اسکا کوئی کام بنانیوالا راہ پر لانیوالا تو نہ پائیگا اور تو انکو (دیکھے تو) سمجھے

اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ

کو جاگتے اور وہ ہیں سوتے اور کروٹیں دلواتے ہیں ہم ان کو داہنی طرف اور بائیں طرف اور کتا ان کا پھیلا رہا ہے دونوں ہاتھ اپنے

کہ وہ جاگ رہے ہیں (انکی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں) حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم داہنے اور بائیں (سال میں ایکبار یا دو بار یا ہر نو برس میں ایک بار) انکے کروٹ بدلتے ہیں اور انکا کتا چوکھٹ

ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ

بیچ دہانے غار کے اگر جھانکے تو اوپر ان کے البتہ پیٹھ پھیرے تو ان سے بھاگ کر اور البتہ بھر جاوے تو ان سے رعب

پر اپنی بانہیں پسارے پڑا ہے۔ اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جائے ایسے ہی ہم نے ان کو ایک بار جگایا

ف۱ سلف و خلف رحمہم اللہ میں سے بہت سے مفسرینؒ کا بیان ہے کہ یہ چند آدمی شہزادے تھے۔ ان کی قوم بتوں کی پوجا کرتی اور ان کے نام پر چڑھاوے چڑھاتی تھی لیکن اللہ نے انہیں توفیق دی اور انہوں نے توحید کی راہ اختیار کی۔ اس پر ان کا بادشاہ، جس کا نام دقیانوس بتایا جاتا ہے، ان کے درپئے آزار ہو گیا۔ پوری قوم کو ان کے خلاف ابھارنے لگا۔ اسی کشمکش میں انہوں نے فتنہ سے بچنے کے لئے غار میں پناہ لی۔ عموماً قدیم وجدید محققین کا خیال یہ ہے کہ ان کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد کا ہے اور یہ کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ ہی کا دین قبول کیا تھا مگر ابن کثیر نے حضرت عیسیٰؑ سے پہلے کا زمانہ بتایا ہے۔ کیونکہ اگر وہ عیسیٰؑ کے دین پر ہوتے تو یہود اس قصہ کو اتنی اہمیت نہ دیتے۔ واللہ اعلم۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ بادشاہ کے خدام اور نوکر تھے جو بت پرست بادشاہ سے چھپ کر شہر سے نکل گئے۔ (موضح)

ف۲ یعنی انہیں حق و صداقت پر قائم رہنے کی توفیق بخشی یہاں تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال لینا گوارا کر لیا مگر باطل کے آگے سر جھکانے کو تیار نہ ہوتے۔

ف۳ اور جب سند نہیں لاتے تو معلوم ہوا کہ اپنے دعویٰ میں سراسر جھوٹے ہیں۔

ف۴ یعنی کسی دوسرے کو اس کا شریک قرار دے حالانکہ اس نے کسی کو اپنا شریک نہیں بنایا۔

ف۵ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی۔ آپس میں مشورہ کر کے وہاں جا بیٹھے نیند غالب ہوئی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے رہیں۔ بیچ میں ایک بار اللہ نے جگا دیا جس سے لوگوں پر خبر کھلی، پھر سو رہے۔ (موضح)

ف۶ یعنی ان کے غار کا منہ شمال کے رخ تھا۔

ف۷ کہ انہیں غار کی راہ دکھائی جہاں زندہ رہنے کے لئے دھوپ اور ہوا کی جس مقدار کی ضرورت تھی وہ انہیں ملتی رہی اور وہ لوگوں کی نگاہ سے محفوظ بھی رہے۔

ف۸ تاکہ ایک ہی کروٹ لیٹے لیٹے ان کے بدنوں کو مٹی نہ کھا جائے۔

ف۱ یعنی ایک الگ تھلگ غار میں ان کا اس طرح لیٹا ہونا اور چوکھٹ پر کتے کا بیٹھا ہونا ایک ایسا دہشت ناک منظر پیش کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص اندر جھانکنے کی کوشش بھی کرتا تو خوف کے مارے بھاگ کھڑا ہوتا۔ یہ سب ان کو ایک لمبی مدت تک آرام وسکون سے سلائے رکھنے کے لئے خدائی انتظامات تھے۔ ف۲ یعنی جیسے ہم نے ایک حیرت انگیز طریقہ سے انھیں غار کے اندر سلایا اسی طرح ..... ف۳ اور جب اس پوچھ گچھ کے نتیجہ میں آخر کار انہیں پتہ چلے کہ وہ کتنی مدت سوتے رہے تو انہیں ہماری قدرت کا عملی طور پر ہلکا سا اندازہ ہو جائے۔ (کبیر) ف۴ یعنی حلال اور پاکیزہ کھانا۔ (شوکانی) ف۵ یعنی شہر میں داخل ہونے اور کھانا خریدنے میں ہوشیاری اور نرمی سے کام لے۔ (کبیر)

ف۶ تمہاری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔

ف۷ یعنی جس طرح ہم نے ان کو ثابت قدم رکھا اور حیرت انگیز طریقہ سے سلائے رکھا اسی طرح ہم نے شہر والوں کو ان کی حقیقت حال اور جگہ سے مطلع کر دیا۔ بہت سے مفسرینؒ کا بیان ہے کہ ہوا یہ کہ جب وہ شخص کھانا خریدنے کے لئے روانہ ہوا تو اس نے دیکھا کہ شہر کے راستے، لوگوں کی تہذیب اور رہن سہن، زبان ولباس ہر چیز بدل چکی ہے۔ اس نے خیال کیا کہ شاید میں پاگل ہو گیا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں۔ بالآخر وہ ایک شہر پہنچا اور ایک دکاندار سے کھانا خریدنے لگا اور اس نے سکہ نکالا تو دکاندار ششدر رہ گیا اور اس نے ایک دوسرے دکاندار کو بلایا بالآخر کچھ لوگ جمع ہو گئے اور انہیں شک گزرا کہ شاید اس شخص کو کہیں سے پرانا خزانہ ہاتھ لگا ہے۔ مگر جب اس نے بتایا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں اور کل ہی یہاں "دقیانوس" بادشاہ کو چھوڑ کر گیا ہوں تو لوگوں کی حیرت اور بڑھ گئی اور وہ اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے آئے۔ وہاں جب پوچھ گچھ ہوئی تو سب معاملہ کھل گیا اور سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی۔ اس لئے اصحاب کہف کو دیکھنے اور انہیں سلام کرنے کے لئے بادشاہ اور اس کے ساتھ لوگوں کا ایک ہجوم غار پر پہنچ گیا بادشاہ نے غار میں داخل ہو کر ان لوگوں سے سلام ومعانقہ کیا جس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر وہ دوبارہ اپنی جگہ لیٹ گئے اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔ واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی شہر والوں کو یقین آ جائے۔

ف۹ کوئی کہتا تھا کہ مر کر پھر جی اٹھنا برحق ہے کوئی اس سے انکار کرتا اور کہتا کہ حشر صرف روح کا ہوگا بدن کا نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اصحاب کہف کا حال آنکھوں سے دکھا کر یقین دلا دیا کہ قیامت آئے گی اور حشر روح اور بدن دونوں کا ہوگا۔ "اذ یتنازعون امرھم بینھم" کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب شہر والے اصحاب کہف کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ کیا یہ وفات پا چکے ہیں اور ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟۔ (کبیر)

ف۱۰ کہ یہ کون لوگ ہیں کب غار میں آئے اور اب مرجانے کے بعد کس چیز کے مستحق ہیں؟

ف۱۱ اور اس طرح ان کی یادگار کو باقی رکھیں گے۔ یہ قبروں پر مسجدیں بنانے کی جہالت اور بدعت ہر زمانہ میں جاری رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ غالب آنے والوں سے مراد وقت کے رؤسا اور مشرک ہی ہوں ورنہ اسلام میں تو قبروں پر یا بطور تبرک قبر کے پاس مسجد بنانا ہی حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ "یہود ونصاریٰ پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ (بخاری ومسلم) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ لوگ قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے۔ (بخاری ومسلم) ایک اور حدیث میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور ان میں چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائے۔ (ابوداؤد وترمذی وغیرہ)

ف۱۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت اہل کتاب میں اور ان کے ذریعے مشرکین عرب میں اصحاب کہف کے متعلق طرح طرح کے افسانے موجود تھے مگر مستند معلومات کسی کے پاس نہ تھی۔ فائدہ: اصحاب کہف کے اسماء کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع روایت نہیں ہے۔ ناموں

رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا

کر اور اسی طرح اٹھایا ہم نے ان کو تاکہ سوال کریں ایک دوسرے سے آپس میں کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے کتنا رہے تم کہا انہوں نے رہے

ف۲ اس لئے کہ آپس میں پوچھ گچھ کریں ان میں سے ایک کہنے والا کہنے لگا (بھائیو) تم (یہاں) کتنی دیر رہے ہو گے انہوں نے کہا دن بھر رہے ہوں گے

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ

ہم ایک دن یا تھوڑا دن میں سے کہا انہوں نے پروردگار تمہارا خوب جانتا ہے جتنا رہے تم پس بھیجو ایک اپنے کو ساتھ روپے لینے کے جو یہ ہے طرف شہر کے

یا دن سے کچھ کم کہنے لگے تمہارا مالک خوب جانتا ہے جتنی دیر تم (یہاں) رہے خیر (اب یہ قصہ جانے دو) تمہارے پاس جو یہ روپیہ ہے وہ تم میں سے کسی کو دے کر

هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَ

پس چاہیئے کہ دیکھے کون سا اس میں سے پاکیزہ ہے کھانا پس لے آوے تمہارے پاس رزق اس میں سے اور چاہیئے کہ نرم گوئی کرے

شہر کو بھیجو (افسوس کو جس کو اب طرطوس کہتے ہیں) وہ (وہاں) جا کر دیکھے کس کے پاس اچھا کھانا ملتا ہے ف۴ تو اس میں سے کچھ کھانا تمہارے پاس لے کر آئے اور چپ چاپ

لَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ

اور نہ جتاوے ساتھ تمہارے کسی کو تحقیق وہ اگر غالب آویں گے اوپر تمہارے سنگسار کریں گے تم کو یا پھیر لے جاویں گے تم کو

ف۵ رہے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے کیونکہ اگر وہ (یعنی تمہاری قوم کے لوگ) تمہاری خبر پالیں گے (تم تک پہنچ جائیں گے) تو پتھروں سے تم کو مار ڈالیں گے یا تم کو زبردستی

مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ

بیچ دین اپنے کے اور ہرگز نہ چھوٹو گے تم اسوقت کبھی اور اسی طرح مطلع کیا ہم نے اوپر ان کے تاکہ جانیں یہ کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا

اپنے دین میں دوبارہ شریک کر لیں گے (پھر مشرک بنا لیں گے) اور اگر ایسا ہوا (یعنی پھر مشرک بن گئے) تو تم کو کبھی بھلائی نہ ہوگی ف۶ اور (جیسے ہم نے یہ سب کام کئے) اسی طرح ہم نے انکی

اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا

سچ ہے اور یہ کہ قیامت نہیں شک بیچ اس کے جس وقت کہ جھگڑتے تھے وہ آپس میں بیچ کام اپنے ف۷ کے پس کہا

خبر کھول دی اسلئے کہ ان کو یقین آ جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (مر کر پھر جی اٹھنا) اور قیامت (کے آنے) میں شک نہیں جب وہ (یعنی شہر والے) اپنے (دین کے) مقدمے میں جھگڑ رہے

ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ

انہوں نے بناؤ اوپر ان کے عمارت پروردگار ان کا خوب جانتا ہے ان کو کہا ان لوگوں نے کہ غالب آئے تھے اوپر کام اپنے کے

تھے تو انہوں نے کہا ان لوگوں پر (یعنی اصحاب کہف کے سونے کے مقام پر) ایک عمارت بنا دو (جو ان کی یادگار رہے) ان کا مالک ان کا حال خوب جانتا ہے جو لوگ (اسوقت) ان کے مقدمے میں

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

البتہ بناویں گے ہم اوپر ان کے مسجد ف۱۱ البتہ کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ان کا ہے اور کہیں گے پانچ

غالب رہے (یعنی مسلمان موحد لوگ) انہوں نے کہا ہم تو ان پر (انکے سونے کی جگہ پر) ایک مسجد بنالیں گے ابھی لوگ (جو اے پیغمبر تمہارے زمانہ میں ہیں) کہیں گے کہ (غار والے) تین تھے چوتھا انکا کتا اور

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ

ہیں چھٹا ان کا کتا ان کا ہے بات پھینکتے ہیں بن دیکھے اور کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ان کا ہے

(بعضے) کہیں گے پانچ تھے چھٹا ان کا کتا بن دیکھے تکے چلاتے ہیں اور (بعضے) کہیں گے سات تھے آٹھواں انکا کتا ف۱۲ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے میرا مالک

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڨ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً

کہہ پروردگار میرا خوب جانتا ہے گنتی ان کی نہیں جانتے ان کو مگر تھوڑے پس مت جھگڑ بیچ ان کے مگر جھگڑا

انکی گنتی خوب جانتا ہے اور ان (غار والوں) کو تھوڑے ہی لوگ جانتے ہیں اور ان کے مقدمے میں (لوگوں سے) جھگڑا نہ کر مگر اوپرے (سرسری) جھگڑا

کی صراحت غالباً اسرائیلی تاریخوں سے ماخوذ ہے اور ان اسماء کے تلفظ میں بھی بہت اختلاف ہے اور کسی قول پر بھی اعتماد نہیں ہو سکتا۔ (فتح الباری) پھر بعض لوگ ان ناموں کے خواص ومنافع بیان کرتے ہیں اور مختلف بیماریوں کے لئے ان کو لکھتے ہیں جو کسی صورت بھی صحیح نہیں بلکہ اگر "یا" حرف ندا کے ساتھ لکھے جائیں تو صاف شرک ہے۔ عجیب بات ہے کہ اس بارے میں بعض روایات بھی گھڑی گئی ہیں جو ابن عباس اور بعض دیگر اصحابؓ کی طرف منسوب ہیں مگر ان میں سے کوئی روایت بھی حضرت ابن عباس اور سلف صالح سے ثابت نہیں ہے: ذٰلک شیءٌ اخترعہ المتزیون بزی المشائخ لاخذ الدراھم من النساء وسخفۃ العقول (روح) نواب صدیق حسن خاں نے اپنی تفسیر میں ان ناموں کے ذریعے علاج کی تردید کی ہے۔ (وحیدی) ف۱۳ کہ وہ کس قسم کے لوگ تھے ان کے نام کیا تھے یا ان کی تعداد کیا تھی؟ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ان قلیل لوگوں میں سے ہوں جو اُن کی صحیح تعداد جانتے ہیں وہ تعداد میں سات تھے۔ (ابن کثیر)

ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ

ظاہری اور مت سوال کر بیچ ان کے ان میں سے کسی کو ۲ اور ہرگز مت کہیو کسی چیز کو کہ البتہ کرنے والا ہوں میں

اور نہ ان کے مقدمے میں ان لوگوں میں سے (یعنی اہل کتاب میں سے) کسی سے کچھ پوچھ اور کسی بات کو مت کہہ میں کل اس کو کروں گا مگر یوں کہ

ذَٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن

یہ کل کو مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ اور یاد کر پروردگار اپنے کو جب بھول جاوے اور کہہ شتاب ہے یہ کہ ہدایت

چاہے اللہ اور اگر تو (انشاء اللہ کہنا) بھول جائے تو (جب خیال آئے) اپنے مالک کی یاد کر (انشاء اللہ کہہ لے) ۳ اور کہہ دے مجھ کو

يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ

کرے مجھ کو رب میرا طرف نزدیک زیادہ کی اس سے بھلائی میں اور رہے وہ بیچ غار اپنی کے تین سو برس اور

امید ہے کہ میرا مالک اس سے بھی زیادہ ہدایت کی بات مجھ کو بتلائے ۴ اور یہ غار والے اپنی غار میں تین سو برس (سوتے) رہے

سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَ

زیادہ رہے نو برس کہہ اللہ خوب جانتا ہے اس مدت کو کہ رہے وہ واسطے اسی کے ہے علم غیب آسمانوں کا

اور نو برس اوپر ۵ کہہ دے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے وہ کتنی مدت (سوتے) رہے ۶ اسی کو آسمان اور زمین کی (سب چھپی) باتیں معلوم

الْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ

اور زمین کا کیا خوب دیکھنے والا ہے ساتھ اس کے اور کیا خوب سننے والا ہے نہیں واسطے ان کے سوائے اس کے کوئی دوست اور نہیں شریک

ہیں (سبحان اللہ) کیسا دیکھنے والا اور سننے والا ہے اسکے سوا ان کا کوئی کام بنانیوالا نہیں ہے اور وہ اپنے فرمان میں کسی کو شریک نہیں کرتا

أَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَن

کرتا بیچ حکم اپنے کے کسی کو اور پڑھ جو کچھ وحی کی گئی ہے طرف تیری کتاب پروردگار تیرے سے نہیں کوئی بدلنے والا باتوں اس کی کو اور ہرگز نہ

اور (اے پیغمبر) تیرے مالک کی کتاب جو تجھ کو بھیجی گئی ہے اس کو پڑھتا رہ ۷ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور تجھ کو اس کے سوا اور

تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم

پاوے گا تو سوائے اس کے جگہ پناہ کی اور روک رکھ جان اپنی کو ساتھ ان لوگوں کے کہ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو ۹

کہیں پناہ نہ ملے گی ۸ اور جو لوگ صبح اور شام اپنے مالک کو پکارتے ہیں اسی کی رضامندی چاہتے ہیں (یعنی طالب مولیٰ ہیں نہ

بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ

صبح کو اور شام کو چاہتے ہیں رضامندی اسی کی اور نہ پھر جاویں دونوں آنکھیں تیری ان سے ارادہ کرے تو بناؤ

طالب دنیا) ان کے ساتھ اپنے تئیں روک رکھ اور دنیا کا سازوسامان چاہنے کے لیے اپنی آنکھیں ان کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ

زندگانی دنیا کا اور مت کہا مان اس شخص کا کہ غافل کیا ہے ہم نے دل اسکے کو یاد اپنی سے اور پیروی کی اس نے خواہش اپنی

مت دوڑا اور ایسے شخص کا کہا مت مان جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (ہمہ تن دنیا میں مشغول ہے) اور اپنی خواہش پر چلتا ہے

أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

کی اور ہے کام اس کا حد سے نکلا ہوا اور کہہ حق ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے پس جو کوئی چاہے پس ایمان لاوے اور جو کوئی چاہے پس کفر کرے ۱۰

اسکو خدا کا ڈر نہیں) اور اسکا کام حد سے بڑھ گیا ۱۱ اور (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے یہ قرآن حق ہے تمہارے مالک کی طرف سے (اترا ہے) پھر جسکا جی چاہے مانے اور جسکا

ف۱ یعنی جتنا قصہ ہم آپؐ پر وحی کر رہے ہیں اتنا انہیں سنا دیں اس سے زیادہ کسی بحث و مناظرہ کی ضرورت نہیں۔ ف۲ اس لئے کہ ان کے پاس کوئی صحیح اور مستند معلومات نہیں ہے۔ صرف سنے سنائے بالکل بے سرو پا افسانے ہیں۔ ف۳ مفسرینؒ لکھتے ہیں کہ جب یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینے کے لئے آپؐ سے اصحاب کہف کا قصہ دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا میں اسے کل بتادوں گا اور آپؐ نے انشاء اللہ نہیں فرمایا لیکن کافی دنوں تک وحی نہ آئی اور آپؐ کا وعدہ خلاف ہوگیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ کو ہر آئندہ کام میں انشاء اللہ کہنے کا حکم دیا گیا۔ (شوکانی)

ف۴ جس سے میری رسالت کا ثبوت ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو نہ صرف اصحاب کہف کا قصہ بتایا بلکہ غیب کی بہت سی دوسری باتیں بھی بتائیں جن کے متعلق کسی کے پاس کوئی معلومات نہ تھی۔ مقصد وہی ہے کہ اصحاب کہف کا قصہ کوئی اتنا زیادہ عجیب نہیں ہے۔ (روح)

ف۵ یعنی شمسی حساب سے تین سو سال تک اور قمری حساب سے تین سو نو سال تک سوتے رہے کیونکہ تین سو شمسی سالوں کا اگر قمری سالوں سے حساب کیا جائے تو تین سو نو سال بنتے ہیں۔

ف۶ یعنی اگر اہل کتاب آپؐ سے اس مدت کے بارے میں اختلاف کریں تو آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ کا علم تم سے زیادہ ہے لہٰذا جو مدت اس نے بتائی ہے وہی صحیح ہے تمہاری کسی بات کا اعتبار نہیں۔ ان دو آیات کی یہ تفسیر جمہور مفسرینؒ کے بیان کے مطابق ہے۔ قتادہؒ اور بعض دوسرے مفسرینؒ کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا قول نقل فرمایا ہے جو کہتے تھے کہ اصحاب کہف تین سو سال تک سوتے رہے اور بعض اس پر نو سال کا اضافہ کرتے تھے اور اس آیت میں یہ فرما کر "کہہ دیجئے کہ اللہ خوب جانتا ہے وہ کتنی مدت (سوتے) رہے" ان کے اس قول کی تردید فرمائی ہے واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی اصحاب کہف کے بارے میں جو بات آپؐ کو اس کتاب میں بتائی جا رہی ہے وہ بالکل کافی اور جامع و مانع ہے۔ آپؐ اسی کو جوں کا توں لوگوں کو پڑھ کر سناتے رہیے یا یہ کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔ یہی ان کو پڑھ کر سنائیں اور ان کی مخالفت کی پروا نہ کریں۔ (روح)

ف۸ یعنی اگر آپؐ کسی کی خاطر داری سے اس کی کتاب میں کوئی رد و بدل کریں گے تو آپ کو اس کے سوا کہیں پناہ نہ ملے گی۔ یہ خطاب بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر مقصود اہل کتاب اور کفار مکہ سب کو متنبہ کرنا ہے کہ تمہاری خاطر آنحضرتؐ اپنے مالک کی کتاب میں کوئی رد و بدل کرنے والے نہیں ہیں ـــــ اس آیت پر اور بعض علمائے تفسیرؒ کے قول کے مطابق اوپر کی آیت پر اصحاب کہف کا قصہ ختم ہوگیا اس کے بعد دوسرا مضمون شروع ہو رہا ہے جس میں ان حالات پر تبصرہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ان دنوں مکہ میں درپیش تھے۔

ف۹ مراد ہیں حضرت سلمانؓ، ابوذرؓ، بلالؓ، صہیبؓ خبابؓ اور دوسرے غریب مسلمان جو آنحضرتؐ کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے ف۱۰ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ چند غریب صحابہؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ مشرکین کے چند سردار آئے اور کہنے لگے آپؐ ان غریب مسلمانوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تب ہم آپؐ کے پاس آکر بیٹھیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سلمانؓ کی روایت میں ہے کہ عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس وغیرہ آئے۔ (ابن کثیر) ف۱۱ یعنی مجھے تمہاری کوئی پروا نہیں۔ مانو گے تو اپنا بھلا کرو گے اور نہ مانو گے تو اپنی شامت بلاؤ گے۔ میں ان مومنوں کو اپنی مجلس سے نہیں اٹھا سکتا۔

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ

تحقیق تیار کر رکھی ہے ہم نے واسطے ظالموں کے آگ گھیر لیا ہے ان کو پردوں اُس کے نے اور اگر فریاد کریں فریاد کو پہنچے جاویں گے ساتھ

جی چاہے نہ مانے ہم نے کافروں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے اسکی قناتیں انکو گھیر لینگی اور اگر (پیاس کے مارے) فریاد کریں گے تو یہ فریاد رسی ہوگی کہ پگھلے ہوئے

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

پانی کے مانند تانبے گلے ہوئے کی کہ بھون ڈالتا ہے مونہوں کو بُرا پینا ہے اور بُری ہے وہ آگ فائدہ اٹھانے میں تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے

تانبے (یا تیل کی تلچھٹ) کی طرح (گرم) پانی (پینے کو) دیگا جس سے (سامنے آتے ہی) منہ بھن جائینگے (اسقدر گرم ہوگا) کیا بُرا پانی ہوگا اور دوزخ بھی کیا بُری جگہ ہے جو

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ

اور کام کیئے اچھے تحقیق ہم نہیں ضائع کرتے ثواب اس کا کہ اچھا کرتا ہے عمل یہ لوگ واسطے ان کے ہیں باغ ہمیشہ رہنے

لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو اچھے کام کرنے والے کا بدلہ ہم ضائع نہیں ہونے دیں گے ان لوگوں کے لیئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے تلے

تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ

کے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں گہنا پہنائے جائیں گے بیچ اس کے کنگن سونے کے سے اور پوشاک پہنیں گے

نہریں پڑی بہہ رہی ہیں ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز مہین ریشمی کپڑے اور موٹے

ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ

کپڑے سبز لاہی کے اور تافتے کے تکیے کئے ہوئے بیچ اس کے اوپر تختوں کے اچھا ہے ثواب

ریشمی کپڑے پہنیں گے وہ تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے (سبحان اللہ ان کے کاموں کا) کیا اچھا بدلہ ملے گا اور

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا

ع ۱۶ ۴

اور اچھی ہے بہشت فائدہ اٹھانے میں اور بیان کر واسطے ان کے مثال دو مردوں کی کہ کئے ہم نے واسطے ایک کے

بہشت بھی کیا عمدہ جگہ ہے اور (اے پیغمبر ان لوگوں سے ان دو آدمیوں کی نقل بیان کر ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ

جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ

ان میں سے دو باغ انگوروں سے اور گھیرا ہم نے ان دونوں کو ساتھ کھجوروں کے اور کی ہم نے درمیان ان دونوں کے کھیتی دونوں

دیئے تھے اور دونوں کے گرداگرد کھجور کے درخت تھے اور بیچ میں کھیتی دونوں باغوں نے خوب اپنا میوہ دیا اور

آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ

باغوں نے دیا میوہ اپنا اور نہ کم کیا اس میں سے کچھ اور پھاڑ دی ہم نے درمیان ان دونوں کے نہر اور تھا واسطے اس کے میوہ

میوے میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور باغوں کے بیچ میں ہم نے ایک نہر بھی بہادی (اس وقت پانی ہی پانی پھر باغ کا کیا کہنا) اور اس کے پاس

فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ

پس کہا اس نے واسطے ہم نشین اپنے کے اور وہ سوال جواب کرتا تھا اس سے میں زیادہ تر ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ عزت والا ہوں

پھل بھی تھے ایک اپنے ساتھی سے (دوسرے بھائی سے جو مومن تھا) بات کرتے کرتے بول اٹھا میں مال اور دولت اور عزت اور آبرو کے جتھے میں تجھ سے (کہیں) بڑھ

جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَمَا أَظُنُّ

آدمیوں میں اور داخل ہوا باغ اپنے میں اور وہ ظلم کرنے والا تھا جان اپنی پر کہا کہ میں نہیں گمان کرتا یہ کہ ہلاک ہو وے یہ باغ کبھی اور نہیں گمان کرتا میں

کر ہوں اور (بھائی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر) اپنے باغ میں گیا (وہاں پھر نے اور اترانے لگے) کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی ویران ہو اور میں نہیں سمجھتا

ف۱ چاروں طرف آگ کی دیوار ہوگی کہیں بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "آگ کی قنات چار دیواری ہے، جس کی ہر دیوار اتنی موٹی ہے کہ چالیس برس میں طے ہوتی ہے۔ (ابن جریر) حضرت یعلیٰؓ بن امیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سمندر بھی جہنم میں سے ہے پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن جریر۔ بخاری) قتادہؒ کا خیال ہے کہ وہ سرادق دھوئیں اور آگ کی لپٹ کے ہوں گے۔ (کبیر)

ف۲ حدیث میں ہے کہ سونا اور ریشمی کپڑے مردوں کو بہشت میں ملیں گے جو شخص یہاں دنیا میں پہنے گا آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ (موضح)

ف۳ کفار کو مسلمان فقراء کے مقابلے میں اپنے اموال و انصار پر فخر تھا اس بنا پر وہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتے اور ایک مجلس میں ان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ بیان فرماکر سمجھایا کہ یہ چیزیں فخر کے لائق نہیں ہیں کیونکہ ایک لمحہ میں فقیر غنی ہو سکتا ہے غنی فقیر۔ دنیا میں اگر کوئی فخر کی چیز ہے تو وہ ہے اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کی عبادت۔ اور یہ ان درویشوں کو حاصل ہے۔ (کبیر) کہتے ہیں کہ یہ دونوں بھائی بھائی یعنی ایک ہی باپ کے دو بیٹے تھے۔ ایک نے تو باپ کے ترکہ سے وہ جائداد باغ وغیرہ وغیرہ کئے جن کا قرآن نے ذکر کیا ہے اور دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا اور قناعت پر بیٹھ رہا۔ (کذا فی المعالم)

ف۴ یا "اسے خوب نفع اور آمدنی بھی حاصل تھی" ثمر کے معنی پھل اور نفع دونوں ہو سکتے ہیں۔

ف۵ یعنی میں تم سے زیادہ مالدار بھی ہوں اور میرے نوکر چاکر بھی تم سے بڑھ کر ہیں۔ الغرض اس کافر نے اپنے جاہ و مال کے بھروسہ پر مومن بھائی کے مقابلے میں فخر کیا، اور اسے اپنے باغات کا مشاہدہ کرانے کے لئے ساتھ لے چلا۔ (کبیر)

ف۶ افسوس کہ اکثر مسلمان مال دار بھی اسی غرور میں مبتلا ہیں، مساکین بلکہ علماء و صلحاء تک کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (وحیدی)

السَّاعَةَ قَائِمَةً ۙ وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿٣٦﴾

قیامت کو قائم ہونے والی اور اگر پھیرا گیا میں طرف پروردگار اپنے کی البتہ پاؤں گا میں بہتر اس سے جگہ پھر جانے کی

کہ قیامت آئیگی اور (بالفرض) اگر (آئی) مجھ کو اپنے مالک کے پاس پھر جانا پڑا تو وہاں لوٹ کر اس سے بھی بہتر (جائیداد) پاؤں گا ف۱ اس کا ساتھی (جو مومن تھا)

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ

کہا واسطے اس کے ہم نشین اس کے نے اور وہ جواب سوال کرتا تھا اس آیا کفر کرتا ہے تو ساتھ اس شخص کے کہ پیدا کیا ہے تجھ کو مٹی سے

باتیں کرتے کرتے اس سے کہنے لگا (یہ کیا بکتا ہے) کیا تو اس خدا (کی قدرت) سے منکر ہو گیا ہے جس نے تجھ کو (پہلے شروع میں یعنی آدمؑ کو) مٹی سے بنایا پھر

مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٣٨﴾

پھر منی سے پھر تندرست کیا تجھ کو مرد لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ہے اللہ رب میرا اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ رب اپنے

نطفہ سے (منی کی ایک بوند سے) پھر پورا مرد تجھ کو کر دیا ف۲ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں (یہی اعتقاد رکھتا ہوں) وہی ایک اللہ میرا مالک ہے (وہ جو چاہے کر

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا

کے کسی کو اور کیوں نہ جس وقت کہ داخل ہوا تو بیچ باغ اپنے کے کہا تو نے جو چاہا خدا نے نہیں قوت مگر ساتھ اللہ کے اگر دیکھتا ہے تو مجھ کو کمتر

سکتا ہے) اور میں اپنے مالک کیساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا ف۳ اور جب تو اپنے باغ میں آیا تو نے یوں کیوں نہ کہا جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے ف۴ سب کچھ اختیار ہے اسی کا ہے (اور کسی کو کچھ

أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَ

آپ سے مال میں اور اولاد میں پس شتاب ہے رب میرا یہ کہ دیوے مجھ کو بہتر باغ تیرے سے اور بھیجے اوپر

طاقت نہیں) اگر تو (جو گھمنڈ سے غرور کرتا ہے کہ) مجھ کو مال اور اولاد میں اپنے سے کم سمجھتا ہے تو عجب نہیں میرا مالک تیرے باغ سے بہتر باغ مجھ کو دے ف۵ اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی بلا (یا انگار)

يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا

اس کے عذاب آسمان سے پس ہو جاوے زمین پھسلنی یا ہو جاوے پانی اس کا

بھیجے پھر وہ چٹیل میدان بن جائے یا اس کا پانی نیچے اتر جائے (زمین میں جذب ہو جائے) اور تو کسی طرح اس کو نہ پا سکے

غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ

خشک پس ہرگز نہ کر سکے تو واسطے اس کے طلب کرنا اور گھیرا گیا میوہ اس کا پس صبح اٹھا ملتا تھا ہتھیلیاں اپنی اوپر اس چیز

(پھر پانی تیرے ہاتھ نہ آسکے) اور (جیسا اس نے کہا ایسا ہی ہوا باغ پر آفت آئی اور) مال تباہ ہو گیا (جو اس کے پاس جمع تھا) پھر اس نے جو پیسہ

مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ

کے کہ خرچ کیا تھا بیچ اس کے اور وہ گرے ہوئے تھے اوپر چھتوں اپنی کے اور کہتا تھا اے کاش کہ میں نہ شریک لایا ہوتا ساتھ رب

باغ میں خرچ کیا تھا (افسوس کے مارے) اس پر دونوں ہاتھ ملتا رہ گیا اور باغ کا یہ حال تھا کہ وہ چھتریوں پر گرا پڑا تھا اور وہ (باغ کا مالک) کہتا جاتا تھا ہائے افسوس کاش میں اپنے

بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ

اپنے کے کسی کو اور نہ ہوئی واسطے اس کے کوئی جماعت کہ مدد دیوے اس کو سوائے اللہ کے اور نہ ہوا بدلہ لینے والا

مالک کیساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ف۶ اور خدا کے سوا اس کو کوئی لوگ ایسے نہیں ملے جو اس کی (اس گاڑھے وقت میں) مدد کرتے اور نہ وہ آپ (اپنے لئے کچھ کر سکا) خدا کے

مُنتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾

اس جگہ حکم چلانا واسطے اللہ کے ہے ثابت وہ بہتر ہے ثواب دینے میں اور بہتر ہے انجام لانے میں ف

عذاب کو روک سکا) ایسے وقت پر سچے خدا ہی کی حکومت چلتی ہے اور (کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا) اسکا ثواب اجر ڈ اپنے نیک بندوں کو دیگا) (دوسرے کے ثواب سے اگر کوئی اور دے سکتا ہے)

ف۱ کیونکہ جب اس نے دنیا میں یہ مال اور نعمتیں دی ہیں تو آخرت میں اس سے بہتر ملیں گی۔ ف۲ وہ شخص اگرچہ خدا کے وجود کا منکر نہ تھا بلکہ "وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّيْ" کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اس کی ہستی کا قائل تھا، مگر اس کے باوجود اس کے بھائی نے اسے "أَكَفَرْتَ" کہہ کر کافر قرار دیا ہے کیونکہ اسے "بعث" دوبارہ زندگی پر یقین نہیں تھا اور قیامت کے متعلق شک کرنے والا کافر ہے۔ پھر تکبر و غرور سے بڑا بول اور خدا کی قدرت سے انکار بھی کفر ہے۔ اس نے جاہ و مال کو اپنی عزت کا سبب قرار دیا اور یہ نہ سمجھا کہ عزت و ذلت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور پھر مال کو اللہ تعالیٰ کی نعمت خیال نہ کیا، بلکہ خود اپنی محنت، ذہانت اور قابلیت کا نتیجہ قرار دیا۔ جیسے قارون نے کہا تھا: "لَقَدْ أُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ" اور یہ سب باتیں کفر کی ہیں۔ (از تفاسیر)

ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ وہ صاحب باغ مشرک تھا۔ بہت سے مشرک ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو تو مانتے ہیں مگر اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں: "وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ"۔ تنبیہ۔ آنحضرتؐ نے پریشانی کا علاج اس کلمہ کا پڑھنا تجویز فرمایا ہے: اللّٰہ اللّٰہ ربی لا أشرک به شيئا۔ (ت-ن)

ف۴ کسی نعمت کے حاصل ہونے یا کسی چیز کے بھلا لگنے پر: "مَاشَاءَ اللّٰہ لاحول و لاقوۃ الا باللہ" کہنے کی فضیلت میں متعدد احادیث اور سلف کے متعدد آثار ثابت ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ گھر، مال یا اولاد کسی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کو دیکھ کر یہ کلمہ پڑھ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ ہر آفت سے اس کی حفاظت فرماتا ہے گو موت سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ نیز احادیث میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کی بہت فضیلت آئی ہے اور اسے خزانہ الٰہی کی ایک چیز قرار دیا ہے اور ہموم و افکار کا علاج بھی بتایا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں۔

ف۶ یعنی غرور و تکبر کی راہ سے اپنے نفس کی پیروی نہ کرتا بلکہ بھائی کی بات مان لیتا۔ اپنی ساری دولت اور شان و شوکت اللہ ہی کا عطیہ سمجھتا اور مال میں جو دوسروں کے حقوق رکھے گئے ہیں انہیں ادا کرتا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: آخر اس کے باغ کا وہی حال ہوا جو اس کے نیک بھائی کی زبان سے نکلا تھا کہ رات کو آگ لگ گئی، آسمان سے سب جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ مال خرچ کیا تھا دولت بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔ (موضح) ف یہاں یہ مثال ختم ہوئی۔ اس سے مقصود کفار مکہ کو سمجھانا ہے کہ غریبوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ اصل چیز اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں اخلاص ہے۔

ف وہی ہے کہ جب چاہتا ہے کسی کو خوشحالی، فارغ البالی اور مال و دولت عطا کرتا ہے اور پھر جب چاہتا ہے اسے تنگ حالی، فقر و فاقہ اور بدحالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ مال و دولت پر غرور نہ کرے بلکہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت سمجھ کر اس کی شکر گزاری کرتا رہے۔ ف۲ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "رہنے والی نیکیاں بہت کیا کرو" صحابہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! وہ کیا ہیں؟" فرمایا: "اللہ اکبر کہنا، لا الٰہ الا اللہ کہنا، سبحان اللہ کہنا، الحمد للہ کہنا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا۔ (مسند احمد) یوں باقی رہنے والی نیکی میں ہر وہ کام آسکتا ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد قائم رہتا ہے۔ حدیث میں ہے: اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاث من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له۔ یعنی جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل بند ہو جاتے ہیں صرف تین قسم کے اعمال کا فائدہ اس کو پہنچتا رہتا ہے۔ ہمیشہ جاری رہنے والا صدقہ، ایسی علمی یادگار جس سے لوگ فیض حاصل کرتے رہیں، نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں صدقہ جاریہ کی وضاحت مسجد بنانے، مسافر خانہ تیار کرنے، عام استعمال کے لئے کسی صورت میں پانی کا استعمال کرنے سے فرمائی گئی ہے اور علم کا فیض بصورت تدریس و تالیف یا قرآن و سنت کی حفاظت اور ان کی نشر و اشاعت بھی اس میں داخل ہے۔ (کذا فی الترغیب)

ف۳ یعنی وہ اپنی جگہ سے ہل کر بادلوں کی طرح چلنے لگیں گے۔ (دیکھئے سورۃ النمل: ۸۸)

ف۴ نہ اس میں کوئی اونچ نیچ ہوگی نہ کوئی پہاڑ نہ کوئی عمارت اور نہ کسی قسم کی روئیدگی۔ جیسے فرمایا: وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا (آیت: ۸)

ف۵ جیسے دوسری آیت میں فرمایا: قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۔ کہہ دیجئے کہ تمام اگلوں اور پچھلوں کو ایک مقررہ دن میں اکٹھا کیا جائے گا۔ (واقعہ: ۵۰)

ف۶ یہ خطاب ان لوگوں سے ہوگا جو دنیا میں آخرت سے انکار کرتے رہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم ننگے بدن، ننگے پاؤں، بے ختنہ اور ہر طرح سے بے بسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے۔ (رازی)

ف۷ حضرت سعد بن جنادہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین سے پلٹے تو ہم نے ایک کھلے چٹیل میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ آنحضرتؐ نے لوگوں سے فرمایا: لکڑیاں جمع کرو جسے کوئی ٹہنی ملے، ٹہنی لے آئے اور جسے جلانے کے لئے کوئی دوسری چیز ملے وہ چیز لے آئے تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ ایندھن کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ اس ڈھیر کو دیکھ رہے ہو۔ (یاد رکھو) اسی طرح تم میں سے ہر شخص کے گناہ جمع کئے جاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اس سے ڈرتے رہنا چاہئے اور کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ (ایک روز) اس کے تمام گناہ اکٹھے کر کے اس کے سامنے لائے جائیں گے۔ (طبرانی) ف۸ یعنی کسی کو بے قصور سزا نہیں دے گا اور نہ ایسا ہوگا کہ اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو اور اس کے نامۂ اعمال میں درج کر دیا جائے۔ ف۹ اس سلسلۂ کلام میں قصہ آدمؑ و ابلیس کے ذکر کرنے سے مقصود کفار مکہ کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ تم جس غرور و تکبر کی راہ پر چل رہے ہو اور فقراء و مسلمین کو حقیر سمجھتے ہو۔ یہ وہی راہ ہے جس پر تم سے پہلے شیطان نے قدم رکھا تھا پھر دیکھ لو کہ اس کا انجام کیا ہوا۔ (کبیر)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

اور بیان کر واسطے ان کے مثال زندگانی دنیا کی مانند پانی کی اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پس مل گئی ساتھ اس

بہتر ہے اور اسکے جو انجام (اپنی اطاعت کا) رکھا ہے وہ (بھی) بہتر ہے اور (اے پیغمبر ان کافروں سے دنیا کی زندگی کی ایک مثال بیان کر (دنیا کی زندگی) اس پانی کی طرح ہے جسکو ہم نے

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ

کے روئیدگی زمین کی پس ہو گیا چورہ چورہ اڑاتی ہیں اس کو بادیں اور ہے اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز

آسمان سے برسایا پھر اسکی وجہ سے زمین کا سبزہ خوب گھن گیا (اسی طرح زور سے بڑھا گنجان ہو کر) پھر (چند ہی روز میں) سوکھا چورا ہو گیا جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ سب کچھ کر

شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ

کے قادر مال اور بیٹے آرائش ہیں زندگانی دنیا کی اور باقی رہنے والیاں نیکیاں

سکتا ہے ف۱ مال اور مرد بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور رہنے والی نیکیاں ف۲ ثواب اور امید کے لئے تیرے مالک کے نزدیک

خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۝ وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ

بہتر ہیں نزدیک پروردگار تیرے کے ثواب میں اور بہتر ہیں آرزو رکھنے میں اور جس دن کہ چلاویں گے ہم پہاڑوں کو اور دیکھے گا تو زمین کو صاف

(دنیا کے مال اولاد سے کہیں) بہتر ہیں اور (اے پیغمبر) وہ دن یاد کر جس دن ہم پہاڑوں کو سرکا دیں گے ف۳ اور زمین کو دیکھے گا کھلا

بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّكَ صَفًّا ؕ

نکلی ہوئی اور اکٹھا کریں گے ہم ان کو پس نہ چھوڑیں گے ہم ان میں سے کسی کو اور روبرو لائے جائیں گے اوپر پروردگار تیرے کے صف

میدان ف۴ اور سب لوگوں کو ہم اکٹھا کریں گے تو ان میں سے ہم کسی کو چھوڑ نہ دیں گے ف۵ اور سب لوگ صفیں باندھ کر (یا سب لوگوں کی ایک صف ہو کر) تیرے مالک کے سامنے

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ

باندھ کر تحقیق آئے تم ہمارے پاس جیسا پیدا کیا ہم نے تم کو پہلی بار بلکہ گمان کیا تھا تم نے یہ کہ نہ کریں گے ہم واسطے تمہارے وعدہ

لائے جائینگے (ہم ان سے کہیں گے) تم تو ہمارے پاس اسی طرح (ننگے کھلے) آئے جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار (دنیا میں) پیدا کیا تھا بلکہ تم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہم تمہارے لئے (یعنی

مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ

گاہ اور رکھی جاوے گی کتاب پس دیکھے گا تو گنہگاروں کو ڈرتے اس چیز سے کہ بیچ اس کے ہے اور کہیں گے

تمہاری جزا و سزا کیلئے) کوئی وقت ہی نہیں ٹھہرائیں گے ف۶ اور (لوگوں کے) اعمالنامے (انکے ہاتھوں میں) رکھ دیئے جائینگے تو دیکھے گا گنہگار لوگ ان کو دیکھ کر (کیسا) ڈریں گے اور کہیں

یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ

اے وائے ہم کو کیا ہے واسطے اس کتاب کے کہ نہیں چھوڑتی چھوٹی بات کو اور نہ بڑی بات کو مگر گن لیا ہے اس کو

گے ہائے ہماری کمبختی یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ کوئی عمل چھوٹا یا بڑا ایسا نہیں جو اس میں نہ لکھا ہو اور جو جو کام انہوں

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ

اور پاویں گے جو کچھ کیا تھا حاضر اور نہیں ظلم کرتا پروردگار تیرا کسی کو ف۸ اور جس وقت کہا ہم نے فرشتوں کو

نے (دنیا میں) کئے تھے وہ سامنے آ جائیں گے ف۷ اور تیرا مالک کسی پر ظلم نہیں کرنے کا اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کر جب ہم نے فرشتوں سے

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ

سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس نے نہ کیا تھا ف۹ جن سے پس نافرمانی کی اس نے حکم پروردگار

کہا آدمؑ کو سجدہ کرو پھر انہوں نے (سب نے سجدہ کیا پر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے مالک کے حکم سے باہر ہو (اتنا)

ع ۶ ۵ ۱۸

رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ

اپنے رب کے سے کیا پس پکڑتے ہو تم اس کو اور اولاد اسکی کو دوست سوائے میرے اور وہ واسطے تمہارے دشمن ہے برا ہے

کی) کیا تم اس کو اور اسکی اولاد کو (یا اسکے تابعداروں کو) مجھکو چھوڑ کر اپنا رفیق بناتے ہو میری نافرمانی کرتے ہو اور اسکی اطاعت کرتے ہو حالانکہ وہ (ابلیس) اور اسکی اولاد

لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ

واسطے ظالموں کے بدلا نہیں شاہد کیا تھا میں نے ان کو وقت پیدا کرنے آسمانوں اور زمین کے اور نہ وقت پیدا کرنے جانوں ان

تمہارے دشمن ہیں ظالموں نے خدا کو چھوڑ کر کیا برا بدلا لیا (شیطان کی اطاعت اختیار کی) میں نے ان شیطانوں کو آسمان اور زمین کا پیدا کرنا نہیں دکھلایا اور نہ خود ان کا پیدا

وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

کی کے اور نہیں میں پکڑنے والا گمراہ کرنے والوں کو بازو اپنا یعنی مددگار اور جس دن کہے گا پکارو شریکوں میرے کو جو دعوے کرتے تھے

ہونا اور میں ان شیطانوں کی مدد لینے والا نہیں ف۳ اور (وہ دن بھی یاد کر) جب اللہ تعالیٰ (کافروں سے) فرمائیگا تم جن کو میرا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو پکارو تا

زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ

تم پس پکاریں گے ان کو پس نہ جواب دیں گے ان کو اور کریں گے ہم درمیان ان کے مہلکہ اور دیکھیں گے

وہ تمہاری کچھ مدد کریں) پھر وہ ان کو پکاریں گے (ان کے نام کی دہائی دینگے) وہ جواب ہی نہ دیں گے ف۴ (مدد کرنا کجا) اور ہم انکے بیچ میں ایک ہلاکت کی آڑ کر دینگے ف۵ اور گنہگار لوگ

الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ ع

گنہگار آگ کو پس گمان کریں گے یہ کہ وہ گرنے والے ہیں اس میں اور نہ پاویں گے اس سے جگہ پھر جانے کی

(چالیس برس کی راہ سے) دوزخ کو دیکھیں گے ان کو اس میں جانے کا یقین ہو جائے گا اور دوزخ سے بچاؤ کی کوئی راہ نہ پائیں گے ف۷ اور ہم

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ

اور البتہ تحقیق طرح طرح سے بیان کیا ہم نے بیچ اس قرآن کے واسطے لوگوں کے ہر مثال سے اور ہے آدمی زیادہ سب چیز

نے اس قرآن میں لوگوں کے (سمجھنے کے) لئے ہر طرح کی مثالیں بار بار بیان کی ف۸ ہیں مگر (بات یہ ہے کہ) آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے

شَیْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ

سے جھگڑنے میں اور نہ منع کیا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لاویں جب آئی ان کے پاس ہدایت اور بخشش

اور جب ان لوگوں پاس ف۹ ہدایت آگئی (قرآن اور پیغمبر) تو اب ان کو ایمان لانے اور اپنے مالک کی بخشش چاہنے سے اور کسی بات نے

يَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

مانگیں رب اپنے سے مگر یہ کہ آوے ان کے پاس عادت پہلوں کی یا آوے ان کے پاس عذاب سامنے

نہیں روکا مگر (خدا کی تقدیر نے) یہ کہ اگلے لوگوں کا سا حال ان کا بھی ہو (کہ جب ایمان نہ لائے تو ہلاک کیے گئے) یا ان کے سامنے عذاب آن موجود ہو

قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ

اور نہیں بھیجتے ہم پیغمبروں کو مگر خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے اور جھگڑا کرتے ہیں وہ لوگ جو

یا طرح طرح کے عذاب ان پر آجائیں ف۱۰ اور ہم تو پیغمبروں کو صرف اسلئے بھیجتے ہیں کہ مومنوں کو نجات کی خوشخبری دیں اور کافروں کو عذاب سے ڈرائیں اور کافر لوگ جھوٹی باتیں بنا کر

كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰيٰتِيْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝

کافر ہوئے ساتھ باطل کے تاکہ پھسلا دیویں ساتھ اس کے حق کو اور پکڑا انہوں نے نشانیوں میری کو اور اس چیز کو کہ ڈرائے گئے ساتھ

حق کو میٹ دینے کیلئے یا اپنی جگہ سے لڑکھڑا یا ڈگمگا دینے کے لیے جھگڑا کرتے ف۱۱ ہیں اور ان لوگوں نے ہماری آیتوں اور ہمارے ڈرانے کو (یا ان چیزوں کو جن سے وہ ڈرائے

ف۱ یعنی وہ فرشتوں میں سے نہیں تھا، جنّوں میں سے تھا۔ اسی لئے اس نے اپنے مالک کی نافرمانی کی۔ پس فَفَسَقَ میں "فاء" تعلیلیہ ہے۔ (کبیر) اگر وہ فرشتوں میں سے ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتا۔ کیونکہ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ (تحریم ۶:)

ف۲ یعنی جب میں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ان شیاطین کا کوئی وجود نہ تھا کہ وہ ان کے بنانے میں میرے شریک ہوتے اور نہ میں نے ان کی اپنی پیدائش میں انہیں شریک کیا۔ پھر یہ میرے شریک اور تمہاری بندگی و اطاعت کے مستحق کیسے سمجھے جا سکتے ہیں؟

ف۳ یعنی میں اس سے پاک ہوں کہ اس طرح کے شریروں اور نافرمانوں کو جن کا کام دوسروں کو گمراہ کرنا اور شرارت پھیلانا ہے اپنا مددگار بناؤں گا۔

ف۴ کجا کہ ان کی مدد کر سکیں اور ان کے کسی کام آسکیں۔

ف۵ یعنی ان کافروں اور ان لوگوں کے درمیان جنہیں وہ دنیا میں اپنا معبود سمجھتے تھے۔

ف۶ جس سے ان کا ایک دوسرے تک پہنچنا ممکن ہی نہ رہے گا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ خون اور پیپ سے بھری ہوئی ایک گہری خندق ہوگی۔ اور حسنؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سخت عداوت ہے۔ (کبیر)

ف۷ کیونکہ اس کی آگ نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہوگا۔

ف۸ جیسا کہ اس سورہ میں چند مثالوں کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

ف۹ اس لئے خواہ مخواہ کی حیل و حجت کئے جاتا ہے اور حق بات کی طرف نہیں آتا۔

ف۱۰ یعنی انہیں سمجھانے کے لئے جتنے طریقے ممکن تھے وہ سب قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کئے۔ اب سوائے اس کے کہ انہیں پہلے لوگوں کی سے حشر کا انتظار ہے اور یہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہونا چاہتے ہیں اور کیا چیز ہے جو انہیں حق کی طرف آنے سے مانع ہے؟ ان بدنصیبوں کی قسمت میں یہی لکھا ہے سچ ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔

ف۱۱ مثلاً یہ کہ رسولوںؑ سے کہتے ہیں کہ تم تو ہماری طرح کے انسان ہو۔ بھلا انسان کو بھی اللہ اپنا رسولؐ بنا کر بھیج سکتا ہے؟

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا

اس کے ہاتھ اور کون شخص ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ نصیحت دیا گیا ساتھ نشانیوں پروردگار اپنے کے پس منہ پھیر لیا ان سے اور بھول گیا جو کچھ

گئے) ہنسی کھیل بنالیا اور اس سے بڑھ کر کون ظالم (گنہگار) ہوگا جسکو اس کے مالک کی آیتوں سے نصیحت کیجائے اور وہ انسے منہ پھیرے اور اپنے اگلے کاموں (گناہوں) کو بھول جائے

قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ

آگے بھیجا ہے ہاتھوں اس کے نے تحقیق کیا ہے ہم نے اوپر دلوں ان کے کے پردہ اس سے کہ سمجھیں اس کو اور بیچ کانوں ان کے کے

بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں ایسا نہ ہو وہ قرآن کو سمجھ جائیں اور ان کے کانوں کو بھاری کردیا ہے (تاکہ وہ حق بات برابر

وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

بوجھ ہے اور اگر بلاوے تو ان کو طرف ہدایت کی پس ہرگز نہ راہ پائیں گے اس وقت کبھی اور پروردگار تیرا بخشنے والا

نہ سنیں اور اسی وجہ سے اے پیغمبر) اگر تو ان کو سیدھے رستے کی طرف بلائے تو وہ کبھی راہ پر آنے والے نہیں ہرگز نہیں[ف۱] اور (اے پیغمبر) تیرا مالک بڑا بخشنے والا مہربان

ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ

رحمت والا ہے اگر پکڑے ان کو بہ سبب اس چیز کے کہ کماتے ہیں البتہ جلد لا دے واسطے ان کے عذاب بلکہ واسطے ان کے

ہے اگر ان کے گناہوں پر ان کو پکڑنا چاہے تو جلدی (دنیا ہی میں) ان کو عذاب دے مگر (بات یہ ہے کہ اسنے) ان کے (عذاب کے) لیئے ایک وعدہ مقرر کر رکھا

مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا

وعدہ ہے کہ نہ پاویں گے سوائے اس کے پناہ اور یہ بستیاں کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو جب ظلم کیا انہوں

ہے جس کو چھوڑ کر کوئی بچاؤ ان کو نہ ملے گا[ف۲] اور ان بستیوں کو ہم نے (دنیا میں) تباہ کر دیا جب انہوں نے شرارت کی اور ان کی ہلاکت[ف۳]

ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ

نے اور کیا ہم نے واسطے ہلاک ان کے کی وعدہ گاہ اور جب کہا موسیٰؑ نے واسطے جوان اپنے کے کہ نہ ٹلوں گا میں

کا (آخرت میں بھی) ہم نے ایک وعدہ مقرر کیا ہے[ف۴][ف۵] اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب موسیٰ نے اپنے خادم (یوشع بن نون سے) کہا[ف۶]

حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا

یہانتک کہ پہنچوں میں جگہ ملنے دو دریا کی یا چلا جاؤں برسوں تک پس جب پہنچے دونوں جگہ ملنے کی درمیان ان دونوں کے

میں تو نہیں ٹھہروں گا (سفر کیئے جاؤں گا) جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر (بحر فارس اور بحر روم) ملے ہیں یا برسوں چلتا ہی رہونگا جب یہ دونوں

نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ

بھول گئے مچھلی اپنی پس پکڑی اس نے راہ اپنی بیچ دریا کے خشک پس جب گذر گئے اس سے کہا واسطے جوان اپنے کے

ان دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے[ف۷] اسنے (ایک ہی ایکا) سمندر کی راہ لی اسکو سرنگ کیطرح بنالیا[ف۸] پھر جب اس مقام سے جہاں دو سمندر ملے

اٰتِنَا غَدَآءَنَا ؗ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ

دے ہم کو کھانا ہمارا صبح کا البتہ تحقیق ملے ہم اس سفر اپنے سے رنج کو کہا کیا دیکھا تم نے جب جگہ پکڑی تھی ہم نے

ہیں) آگے بڑھ گئے تو موسیٰؑ نے اپنے خادم (یوشع) سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ ہم نے تو اپنے اس سفر سے بڑی تکان اٹھائی ہے خادم نے کہا تو نے دیکھا (عجیب بات ہوئی)

اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ؗ وَمَاۤ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ

طرف پتھر کی پس تحقیق میں بھول گیا مچھلی کو اور نہ بھلا دی مجھ کو وہ مچھلی مگر شیطان نے یہ کہ ذکر کروں اس کا

جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تو میں مچھلی (کا قصہ کہنا) بھول گیا اور شیطان نے مجھے بھلا دیا کہ تجھ سے اس کا ذکر کرتا اور مچھلی نے

ف۱ یعنی جب کوئی شخص کسی کے سیدھی طرح سمجھانے سے کوئی اثر نہیں لیتا بلکہ جانتے بوجھتے ہٹ دھرمی اور جھگڑالو پن پر اتر آتا ہے، اللہ کی واضح آیات کا مذاق اڑاتا ہے اور اپنے کرتوتوں اور ان کے بُرے نتائج سے بھی کوئی سبق حاصل نہیں کرتا تو آخر کار اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل پر پردہ پڑجاتا ہے اور اس کے کان حق بات سننے سے بہرے ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص اس کو سیدھی راہ کی طرف بلائے بھی تو ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اس کی یہ کیفیت اس کے اپنے عمل سے پیدا ہوتی ہے مگر خالق چونکہ ہر چیز کا اللہ ہے اس لئے اس کیفیت کو پیدا کرنے کے فعل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیا ہے۔

ف۲ چاہے قیامت کے دن اور چاہے اس دنیا میں۔

ف۳ یعنی آخرکار ذلیل وخوار ہوں گے جب ان کی گرفت ہوگی تو اس سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں پائینگے۔

ف۴ مراد ہیں سبا، ثمود، مدین اور قوم لوطؑ کی تباہ شدہ بستیاں جن کی سرگزشت سے عرب کے تمام لوگ واقف تھے اور جن پر اپنے سفروں میں آتے جاتے قریش کا ہمیشہ گزر ہوتا تھا۔

ف۵ تو اے کفار قریش تمہیں بھی ڈرتے رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ آخرکار تمہارا بھی وہی حشر ہو جو ان بستیوں کا ہوا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اوپر ذکر فرمایا کہ کافر اپنے مال وجاہ پر مغرور رہتے۔ اور مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر آنحضرتؐ سے کہتے۔ کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ تو ہم بیٹھیں۔ اس پر دو بھائیوں کا قصہ بیان فرمایا اور پھر دنیا کی مثال بیان کی اور بتایا کہ ابلیسؔ اپنے غرور کے سبب ہی ہلاک ہوا۔ اب خضرؑ اور موسیٰؑ کا قصہ بیان فرماکر یہ سمجھایا کہ اللہ کے بندے اگر بہتر بھی ہوں تو بھی اپنے کو کسی سے بہتر نہیں سمجھتے۔ (کذا فی الموضح)

ف۶ یہاں موسیٰؑ سے مراد اللہ کے رسول حضرت موسیٰ بن عمران ہی ہیں۔ جیساکہ صحیحین کی روایت میں حضرت ابی بن کعب نے اسے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ دو سمندروں سے مراد بعض مفسرین نے بحر فارس اور بحر روم ہی لئے ہیں لیکن دونوں ملتے نہیں ہیں۔ شاید ان کے ملنے کی جگہ سے وہ جگہ مراد ہو جہاں دونوں کا فاصلہ سے کم رہجاتا ہے۔ بعض نے ان سے دجلہ وفرات اور بعض نے افریقا کے دو دریا مراد لئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت موسیٰؑ کے سفر کا سبب بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے ایک خطبہ میں ایک سائل نے سوال کیا: کیا زمین پر تجھ سے زیادہ کوئی عالم بھی ہے تو اس کے جواب میں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: "نہیں"۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چیز ناگوار گزری چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جہاں دو سمندر (یا دریا) ملتے ہیں وہاں میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی، اے میرے رب۔ تیرے اس بندے سے میری کیونکر ملاقات ہوسکتی ہے۔ حکم ہوا کہ سفر شروع کرو اور ایک مچھلی بھنی ہوئی اپنے ساتھ رکھ لو جہاں یہ مچھلی زندہ ہوجائے وہیں تمہیں ہمارا بندہ مل جائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے مچھلی لے کر سفر شروع کیا اور اپنے ساتھ خادم یوشعؑ بن نون کو لیا۔ (ابن کثیر) یوشعؑ بن نون وہی ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کے خلیفہ بنے۔ (دیکھئے سورۃ مائدہ: ۲۳)

ف۷ یعنی اس سے غافل ہوگئے۔

ف۸ حضرت ابیؓ بن کعب کی مذکورہ بالا روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ چلتے چلتے ایک چٹان پہنچے، وہاں انہیں نیند آنے لگی اور وہ سوگئے۔ اسی اثنا میں وہ مچھلی یکایک تڑپی اور ٹوکری سے نکل کر اس طرح سمندر میں چلی گئی جیسے کوئی سرنگ لگی ہو جہاں مچھلی گری وہاں اللہ تعالیٰ نے پانی کو چلنے سے روک دیا اور وہ ایک طشت کی طرح بن گیا حضرت یوشعؑ نے یہ منظر دیکھا مگر جب حضرت موسیٰؑ بیدار ہوئے تو وہ انہیں بتانا بھول گئے۔ چنانچہ انھوں نے آگے سفر شروع کیا اور ایک رات اور دن چلتے رہے۔ (ابن کثیر) بعض آثار میں ہے کہ یہ واقعہ توراۃ ملنے کے بعد پیش آیا۔

وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا

اور پکڑی اس نے راہ اپنی بیچ دریا کے عجب کہا یہی ہے جو کچھ تھے ہم چاہتے پس پھر آئے دونوں اوپر نشانوں پاؤں

عجیب طرح سے اپنے بیٹے دریا میں جانے کا رستہ کرلیا موسیٰؑ نے کہا یہی تو ہمارا مطلب تھا ف۱ آخر اپنے قدموں کے نشان پر لوٹے پھر ف۲ سے پھر ان دونوں

قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ

اپنے کے نقش دیکھتے پس پایا ایک بندے کو بندوں ہمارے سے کہ دی تھی ہم نے اس کو رحمت نزدیک اپنے سے اور سکھایا تھا

نے (وہاں پہنچ کر) ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضرؑ) کو پایا ف۳ ہم نے اس کو اپنی خاص مہربانی دی تھی ف۴ اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم

مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم کہا واسطے اس کے موسیٰؑ نے کیا پیروی کروں میں تیری اوپر اس کے کہ سکھادے تو مجھ کو اس چیز سے کہ سکھایا

سکھایا تھا ف۵ موسیٰؑ نے اس سے کہا کیا میں تیرے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ جو بہتر علم تجھ کو سکھایا گیا ہے وہ مجھ کو تو سکھلائے ف۶ خضرؑ نے کہا تجھ سے

رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ

گیا ہے تو کچھ بھلائی کہا تحقیق تو ہرگز نہ کر سکے گا ساتھ میرے صبر اور کیوں کر صبر کرے گا تو اوپر اس چیز کے کہ نہیں گھیرا تو

میرے ساتھ ہرگز صبر نہ ہو سکے گا اور (بات یہ ہے) جس چیز سے تجھ کو پوری خبر نہ ہو اس پر تو کیسے صبر کر سکتا ف۷ ہے موسیٰؑ نے کہا اللہ چاہے تو

تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ﴿۶۹﴾

نے اس کو سمجھ سے کہا البتہ پاوے گا تو مجھ کو اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والا اور نہ نافرمانی کروں گا میں واسطے تیرے کسی

تو مجھ کو صبر کرنے والا پائے گا اور میں کسی کام میں تیری نافرمانی نہیں کرنے کا خضرؑ نے کہا اچھا اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو اس وقت تک کوئی بات

قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾

حکم کی کہا پس اگر پیروی کرے تو میری پس مت سوال کیجو مجھ کو کسی چیز سے یہاں تک کہ شروع کروں میں واسطے تیرے اس کا مذکور

مجھ سے نہ پوچھ جب تک میں (خود) اس کا ذکر تجھ سے شروع نہ کروں ف۸ آخر حضرت موسیٰؑ نے یہ شرط منظور کی اور دونوں (ساتھ مل کر) چلے ف۹ جب وہ دونوں کشتی میں

فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا

پس چلے دونوں یہاں تک کہ جب سوار ہوئے بیچ کشتی کے پھاڑا اس کو کہا کیا پھاڑا تو نے اس کو تاکہ ڈبا دیوے لوگوں اس کے

سوار ہو گئے تو خضرؑ نے (ایک بسولا لیا) کشتی کو پھاڑ ڈالا (اس کا ایک تختہ نکال ڈالا) موسیٰؑ کہہ بیٹھا تو نے کیا اسلئے کشتی کو پھاڑ ڈالا کہ کشتی والوں کو ڈبو دے یہ تو تو نے

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾

کو البتہ تحقیق لایا تو چیز بھاری کہا کیا نہ کہا تھا میں نے یہ کہ تو ہرگز نہ کر سکے گا ساتھ میرے صبر

بڑا سخت (خطرناک مروت کے خلاف) کام کیا خضرؑ نے کہا (وہی بات ہوئی نا) میں نے پہلے ہی (نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا موسیٰؑ نے

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانطَلَقَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا

کہا مت پکڑ مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ بھول گیا میں اور مت ڈال اوپر میرے کام میرے سے تنگی یعنی دشواری پس چلے دونوں یہاں

کہا بھول چوک پر مجھ کو مت پکڑ اور میرے کام کو مشکل میں نہ ڈال ف۱۰ (خیر یہ بات گئی گذری) پھر دونوں (کشتی سے اتر کر کنارے پر) چلے (راہ میں) جب انکو

لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

تک کہ جب ملے ایک لڑکے سے پس مار ڈالا اس کو کہا کیا مار ڈالا تو نے جان پاک کو بغیر بدلے جان کے البتہ تحقیق لایا تو چیز بری ف۱۱

ایک لڑکا ملا تو حضرت خضرؑ نے اس کو مار ڈالا موسیٰؑ (سے نہ رہا گیا) کہنے لگا تو نے ایک معصوم جان کو مار ڈالا (وہ بھی ناحق) کسی جان کے بدلے نہیں تو نے بڑا خراب کام کیا

ف۱ یعنی جہاں یہ مچھلی گم ہوئی وہی تو ہماری منزل مقصود تھی۔ ف۲ یعنی جس راستے سے گئے تھے اسی راستے سے واپس ہوگئے۔ ف۳ "عبداً من عبادنا" کے نام میں اختلاف ہے بعض نے ان کا نام "الیسع" اور بعض نے "الیاس" نقل کیا ہے مگر جمہور مفسرینؒ نے ان کا نام "خضر" ہی بتایا ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان کو "خضر" کیوں کہا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ سفید زمین پر بیٹھے تو وہ جگہ سرسبز ہوکر لہلہانے لگی اس سے ان کا لقب خضر مشہور ہوگیا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ایک حدیث سے بھی ثابت ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں، والصواب الاول۔ یعنی یہی وجہ لقب درست ہے۔ (روح۔ شوکانی) ف۴ جمہور علما کے نزدیک یہاں رحمت سے مراد وحی اور نبوت ہے اور قرآن میں متعدد مواضع پر یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک حضرت "خضر" نبی تھے جس کی شہادت متعدد روایات سے بھی ملتی ہے۔ جمہور مشائخ اور صوفیہ اس بات کے قائل ہیں کہ وہ اب بھی زندہ ہیں اور اس سلسلہ میں زیادہ تر حکایات اور بعض واقعات سے تائید حاصل کی گئی ورنہ ان کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔

دوسری طرف محققین علما ـــــ جن میں امام بخاریؒ، ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن حجرؒ جیسے اکابر بھی شامل ہیں ـــــ کی رائے یہ ہے کہ وہ اب زندہ نہیں ہیں۔ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ ان کے اب تک زندہ رہنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے بلکہ جن احادیث میں ان کی زندگی کا ذکر ہے وہ سب کی سب جھوٹی ہیں۔ امام بخاریؒ سے حضرت الیاسؑ اور خضرؑ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ اب بھی زندہ ہیں؟ امام بخاریؒ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ آنحضرتؐ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے فرمادیا، لا یبقیٰ علیٰ رأس المائة ممن ھو الیوم علیٰ ظھر الارض احدٌ۔ کہ آج روئے زمین پر جتنے بھی رہنے والے ہیں ایک سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہیگا۔ اور صحیح مسلم میں ما من نفس منفوسة الخ ہے اور علیٰ ظھر الارض کے الفاظ نہیں ہیں جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ حافظ ابن الصلاحؒ نے لکھا ہے کہ خضر آج بھی زندہ ہیں اور اسے جمہور علما کی طرف منسوب کیا ہے مگر یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ الغرض صحیح رائے محدثین کی ہے کہ وہ اب زندہ نہیں ہیں۔ آلوسی زادہ نے روح المعانی میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور طرفین کے دلائل بھی ذکر کئے ہیں۔

ف۵ یعنی بواسطہ وحی کے ہم نے ان کو تعلیم دی۔ عام اس سے کہ وہ وحی ظاہری ہو یعنی فرشتے کی زبان سے سنی ہو یا اشارہ اور الہام کے طور پر حاصل کی ہو جیسے حدیث میں "نفث فی الروع" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس آیت سے صوفیہؒ نے "علم لدنی" کا ثبوت پیش کیا ہے اور شریعت کے علم کو علم ظاہر قرار دے کر اس کو علم باطنی کا درجہ دیا ہے حتیٰ کہ بعض نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ علم باطن کے احکام علم شریعت اور ظاہر کے خلاف ہوتے ہیں مگر محققین صوفیہؒ نے اس کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے علم تصوف کا زبدہ تو نتیجہ ہے کتاب و سنت پر عمل کا، پھر شریعت کے مخالف کیسے ہو سکتے ہیں اور مخلوق کو جو علم بھی حاصل ہوا ہے وہ علم ظاہر ہی ہے ورنہ علم باطن تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔

ف۶ یعنی اگر اجازت ہو تو چند روز آپ کے ساتھ رہ کر اس علم کا کچھ حصہ حاصل کروں جو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے حضرت موسیٰؑ گو اولو العزم پیغمبر تھے لیکن بعض جزئیات کا جو علم حضرت خضر کو دیا گیا تھا وہ حضرت موسیٰ کو حاصل نہیں تھا کیونکہ ان کا تعلق حضرت موسیٰ کی شریعت سے نہیں تھا لہٰذا اس سے حضرت موسیٰ کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ پیغمبر اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے مگر جن باتوں کا تعلق اس پیغمبر کی شریعت سے نہیں ہوتا ان کا نہ جاننا اس پیغمبر کی شان کے خلاف نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر آنحضرتؐ نے فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم۔ اور پھر جو علوم حضرت موسیٰ کو ملے تھے ان کا علم حضرت خضر کو نہ تھا جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں تصریح ہے۔ علامہ دوانی نے حواشی جدیدہ میں اس کی خوب تحقیق کی ہے۔ (روح المعانی) ف۷ آپ یقیناً اس کے ظاہری پہلو کو دیکھ کر اس پر اعتراض کر دیں گے۔ ف۸ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں جو بظاہر آپ کو دی جانے والی شریعت کے خلاف ہو۔ ف۹ چلتے چلتے دریا پر پہنچے۔ پیسا نہ تھا اتنے میں ایک کشتی آگئی۔ کشتی والوں نے حضرت خضر کو پہچان کر بے کرایہ ان کو سوار کر لیا اور یہ جو تختہ نکالا تو کنارے کے قریب پہنچ کر تاکہ لوگ ڈوبنے سے بچ جائیں۔ ف۱۰ یعنی مجھ سے چوک ہوگئی اور مجھے طے کردہ شرط یاد نہ رہی لہٰذا مجھ پر کوئی گرفت نہ کیجئے کیونکہ اگر آپ بھول چوک پر گرفت کریں گے تو میرا آپ کے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے گا۔ ف۱۱ پہلے سے بھی زیادہ خراب، کیونکہ کشتی کا تختہ تو پھر بھی جوڑا جا سکتا تھا مگر اس لڑکے کی گئی ہوئی جان کہاں سے آئے گی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ

کہا کیا نہ کہا تھا میں نے تجھ سے تحقیق تو ہرگز نہ کر سکے گا ساتھ میرے صبر کہا اگر سوال کروں میں تجھ سے کوئی

خضر نے کہا میں نے کیا تجھ سے نہیں کہدیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا (آخر ویسا ہی ہوا جو میں نے کہا تھا) موسیٰؑ نے (شرمندہ ہو کر) کہا اگر میں اب اس

شَیْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤی اِذَاۤ

چیز پیچھے اس کے پس مت صحبت میں رکھیو مجھ کو تحقیق پہنچا تو میرے پاس سے عذر کو ف۱ پھر چلے دونوں یہاں تک کہ جب

کے بعد تجھ سے کچھ پوچھوں (تجھ پر کچھ اعتراض کروں) تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھ تجھ کو میری طرف سے (پورا) عذر مل گیا۔ خیر پھر دونوں چلے (چلتے چلتے) جب ایک گاؤں

اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۣاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا

آئے دونو لوگوں کے پاس ایک گاؤں کے کھانا مانگا لوگوں اس کے سے پس انکار کیا انہوں نے یہ کہ ضیافت کریں ان کی پس پائی دونوں نے بیچ اس کے

والوں پاس پہنچے۔ تو ان سے کھانا مانگا (دونو بھوکے تھے) انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کیا (کھانا تک نہ کھلایا) پھر دونوں اس گاؤں میں ایک

یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ

ایک دیوار چاہتی تھی یہ کہ ٹوٹ جاوے پس سیدھا کھڑا کر دیا اس کو کہا اگر چاہتا تو البتہ لیتا اوپر اس کے مزدوری ف۲ کہا یہ جدائی ہے

دیوار دیکھی جو گرا ہی چاہتی تھی (جھک گئی تھی) خضر نے اسکو سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ سے نہ رہا گیا) کہنے لگا اگر تو چاہتا تو اس دیوار اٹھانے کی (ان گاؤں والوں سے خاصی) مزدوری

بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِیْنَةُ

درمیان میرے اور درمیان تیرے اب خبر دوں گا میں تجھ کو ساتھ حقیقت اس چیز کے کہ نہ کر سکا تو اوپر اس کے صبر۔ اما پس کشتی

لے سکتا تھا۔ خضر نے کہا (بس میرا تیرا ساتھ ہو چکا) اس بات نے مجھ کو اور تجھ کو جدا کر دیا (یا میری تیری جدائی کا وقت آ گیا) جن باتوں پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا اب میں ان کی

فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ

پس تھی واسطے فقیروں کے محنت کرتے تھے بیچ دریا کے پس ارادہ کیا میں نے یہ کہ عیب ڈال دوں اس میں اور تھا پرے ان کے ایک بادشاہ

حقیقت تجھ سے بیان کئے دیتا ہوں۔ وہ کشتی تو چند محتاجوں کی تھی جو سمندر میں مزدوری کرتے تھے ف۳ میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کر دوں (اس لئے) ایک

یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ

لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر اور لیکن لڑکا پس تھے ماں باپ اس کے ایمان والے پس ڈرے ہم یہ کہ

تختہ نکال ڈالا) کیونکہ ان کے آگے کی طرف ایک بادشاہ تھا (ظالم) جو ہر ایک کشتی کو زبردستی پکڑ لیتا ف۴۔ اور وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ دونوں ایماندار تھے ہم ڈرگئے

یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ

گرفتار کرے ان کو سرکشی اور کفر میں پس ارادہ کیا ہم نے یہ کہ بدلا دیوے ان کو رب ان کا بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر

(ایسا نہ ہو یہ لڑکا بڑا ہو کر) وہ اپنے ماں باپ کو بھی شرارت اور کفر میں ڈھانپ لے ف۵ تو ہم نے یہ چاہا کہ ان کا مالک اس لڑکے کے بدل (ایسا لڑکا) انکو دے جو پاکیزگی

رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ

مہربانی میں اور لیکن دیوار پس تھی واسطے دو لڑکوں یتیم کے بیچ شہر کے اور تھا نیچے اس کے گنج واسطے ان

(تقویٰ اور طہارت) میں اس سے بہتر ہو اور (اپنے ماں باپ پر) اس سے زیادہ مہربان ہو۔ اب دیوار (کا قصہ سنو) وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی (انکا باپ مرگیا تھا) اور اس

كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ

دونوں کے اور تھا باپ ان دونوں کا نیک بخت۔ پس ارادہ کیا رب تیرے نے یہ کہ پہنچیں جوانی اپنی کو اور نکالیں گنج اپنا ف۶ رحمت کر

کے تلے انکا خزانہ (گڑا ہوا) تھا۔ اور ان کا باپ (بڑا دلوا) نیک بخت شخص تھا۔ تو تیرے مالک نے یہ چاہا کہ وہ دونوں (یتیم) جوان ہو جائیں اور اپنا خزانہ (جوان ہو کر) نکال

ف۱ یعنی میرا ساتھ چھوڑ دینے کے لئے آپ کو پورا عذر مل گیا۔ اس میں خضرؑ کی انتہائی تعریف ہے۔ (کبیر)

ف۲ یعنی انہوں نے تو ہمیں کھانا تک نہ دیا مگر آپ ہیں کہ ان کی دیوار سیدھی کر دی اور کوئی اجرت طلب نہ کی۔ اگر اجرت لیتے تو ہم کچھ کھا پی ہی لیتے۔ اس بستی کا نام بعض نے "ایلہ" اور بعض نے انطاکیہ لکھا ہے۔ (کبیر)

ف۳ یعنی ان کی ساری پونجی صرف یہی کشتی تھی۔ اس کو وہ کرایہ پر چلاتے اور اپنی روزی کماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیر بہ نسبت مسکین کے زیادہ قلاش ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی میں نے اس کشتی کا تختہ اس لئے نکال دیا کہ جب یہ آگے جائے تو اس ظالم بادشاہ کی دست برد سے محفوظ رہے اور اسے عیب زدہ سمجھ کر چھوڑ دے۔ معلوم ہوا کہ کسی کی خیر خواہی کے لئے اس کے مال میں بلا اجازت تصرف جائز ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے مومن والدین کو کفر و سرکشی میں اپنے ساتھ شامل کر لے اور اس کی محبت میں وہ بھی مرتد ہو جائیں اگر یہ غلام بالغ ہو تو کافر بالغ کا قتل جائز ہے اور اگر نابالغ ہو جیسا کہ مشہور ہے تو خضرؑ کی شریعت میں یہ جائز تھا کیونکہ جمہور کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے قتل کیا تھا جیسا کہ آخر میں وما فعلتهٗ عن امری سے معلوم ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۶ اگر ابھی دیوار گر پڑتی تو دوسرے لوگ ان کا خزانہ لے اُڑتے۔

ف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:" اللہ تعالیٰ موسیٰؑ پر رحم فرمائے اگر صبر کرتے تو عجیب عجیب باتیں دیکھتے۔ (بخاری مسلم) بعض آثار و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے عمداً اعتراض کیا تاکہ اُن سے جُدا ہو جائیں۔ (ابن کثیر)

ف۲ ان پوچھنے والوں سے مراد کفار مکہ ہیں جنہوں نے یہود کے مشورہ سے تین سوالات بطور امتحان پیش کئے تھے۔ ایک روح کے بارے میں، دوسرا اصحاب کہف کے بارے میں اور تیسرا ذوالقرنین کے بارے میں ۔۔۔ قرآن میں ذوالقرنین سے مراد کون ہے؟۔ اس بارے میں مفسرینؒ کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ یونان کے سکندر اعظم کا لقب تھا جس نے اسکندریہ کی بنیاد رکھی تھی۔ امام رازیؒ نے تاریخی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اس کا زمانہ حضرت مسیحؑ سے تقریباً تین سو سال قبل کا ہے۔ مگر یہ بات اس لئے صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ قرآن کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین ایک خدا پرست اور انصاف پسند فرمانروا تھا حالانکہ سکندر اعظم کافر اور بُت پرست بادشاہ تھا۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد ایک اور بادشاہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا ہم عصر تھا اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے خارق عادت اسباب و وسائل عطا فرمائے۔ اور اس کا وزیر خضر تھا اس لئے خضر کے قصہ کے ساتھ اس کا قصہ بیان فرمایا۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اسی رائے کو ترجیح دی ہے اور ابن کثیرؒ نے اس کا نام بھی اسکندر بیان کیا ہے۔ اسکندر یونانی اور اس کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا زمانہ ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمان میں اس کے متعلق قرآن کی بیان کردہ صفات و خصوصیات کو ایران کے بادشاہ خورس پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے اور صاحب قصص القرآن (ج۳، ۱۱۷-۲۴۹) نے مولانا آزاد کی تصویب کی ہے۔ بہر حال ذوالقرنین سے کوئی بھی مراد ہو قرآن نے جس انداز سے اس کا ذکر کیا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ اپنی عظیم الشان فتوحات اور عدل و انصاف کی وجہ سے نہ صرف عہدِ رسالت کے یہود کے درمیان ایک معروف شخصیت تھی بلکہ مشرکین عرب بھی اس کے حال سے واقف تھے۔ کیونکہ قدیم شعرائے عرب نے اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ شاید اسے ذوالقرنین اس لئے کہتے ہوں کہ اس نے دنیا کے دونوں کناروں (مشرق و مغرب) کی مسافت طے کی تھی۔ اس کی وجہ تسمیہ میں دیگر اقوال بھی منقول ہیں۔ البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر نے بہت مفصل بحث کی ہے۔ (ابن کثیر، شوکانی)

ف۳ یعنی ایک راستے پر سفر شروع کیا۔ پہلے اس نے مغرب کی جانب مہم کا آغاز کیا۔

ف۴ یعنی وہ مغرب کی جانب پیہم فتوحات کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ خشکی کے اس آخری سرے پر پہنچ گیا جہاں آبادی ختم ہو کر سمندر (بحر محیط) شروع ہوتا ہے۔

ف۵ یعنی وہاں غروب آفتاب کے وقت انہوں نے دیکھا کہ سورج سمندر میں یوں ڈوبتا ہے جیسے وہ کسی کالے پانی کے کنڈ یا گرم چشمے میں ڈوب رہا ہو۔

ف۶ یعنی ان دونوں کو قدرت دی اور یہ قدرت ہر بادشاہ اور حاکم کو ملتی ہے کہ وہ خلق اللہ کو ستاوے یا اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ (کذا فی الموضح) لفظ "قلنا" (ہم نے کہا) کی بنا پر بعض مفسرینؒ نے ذوالقرنین کو نبی قرار دیا ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ بات براہ راست بذریعہ وحی خطاب کر کے فرمائی ہو۔ بلکہ یہ ارشاد زبانِ حال یا اس وقت کے نبی کے واسطے سے بھی ہو سکتا ہے جیسے فرمایا: قیل یا ارض ابلعی ماءك۔ (ہود) یا جیسے فرمایا: فقلنا اضربوہ ببعضھا۔ (بقرہ) اس لئے اکثر علمائے سلفؒ ذوالقرنین کو نبی نہیں بلکہ خدا پرست اور عادل فرمانروا مانتے ہیں۔ (معالم التنزیل)

ف۷ پورب یعنی مشرق۔

ف۸ یعنی اس مقام پر جہاں مشرق میں اس زمانہ کی مہذب آبادی کی انتہا تھی۔

رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۲ۭ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ

پروردگار تیرے سے اور نہیں کیا میں نے یہ کام اپنے حکم سے۔ یہ ہے حقیقت اس چیز کی کہ نہ کر سکا تو اُوپر اُسکے صبر اور سوال کرتے ہیں تجھ

لیں۔ یہ تیرے مالک کی مہربانی تھی اُن پر اور میں نے اپنے اختیار سے نہیں کیا (بلکہ اُس مالک حقیقی کے حکم سے کیا) یہ اصل حقیقت ہے ف۱ اُن باتوں کی جن پر تو صبر نہ

عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳ۭ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ

کو ذوالقرنین سے کہہ ف۲ شتاب پڑھوں گا میں اُوپر تمہارے اس میں سے کچھ مذکور تحقیق ہم نے قدرت دی تھی اُس کو بیچ زمین کے اور

کر سکا۔ اور (اے پیغمبرؐ) یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں۔ کہہ دے میں اب تم کو اُس کا کچھ ذکر سناتا ہوں۔ ہم نے اس کو زمین میں جمایا تھا حکومت

اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝۸۴ۙ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝۸۵ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

دی تھی، ہم نے اسکو ہر چیز سے راہ پس پیچھے چلا ایک راہ کے یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کے ف۴

دی تھی اور ہر طرح کا سامان اس کو دیا تھا آخر اُس نے ایک سامان کیا ف۳ جب چلتے چلتے سورج ڈوبنے کے مقام پر (یعنی مغرب کی اخیر کی

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ

پایا اس کو ڈوبتا تھا بیچ چشمے کیچڑ کے اور پایا نزدیک اس کے ایک قوم کو کہا ہم نے اے ذوالقرنین یا

آبادی تک) پہنچا دیکھا تو سورج کالے کیچڑ کی کنڈ میں ڈوبتا ہے (یا گرم چشمے میں ڈوبتا ہے) ف۵ اور وہاں اُس نے کچھ لوگ پائے (جو بالکل وحشی اور برہنہ رہتے تھے)

اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝۸۶ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ

یہ کہ عذاب کرے تو اُن کو اور یا یہ کہ پکڑے تو بیچ اُن کے بھلائی کہا اوپر جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم اسکو

ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تجھے ہم نے اختیار دیا ہے) یا تو ان کو عذاب دے یا اُن سے اچھا سلوک کر ف۶ اُس نے عرض کیا جو کوئی (اُن میں سے) شرارت کریگا (ایمان

ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸۷ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ

پھر پھیرا جاوے گا طرف رب اپنے کی پس عذاب کرے گا اُس کو عذاب بڑا۔ اور اوپر جو شخص کہ ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پس واسطے اس کے

کی بات نہ مانے گا) اسکو ہم ابھی سزا دیں گے دُنیا ہی میں وہ قتل کیا جائیگا پھر (آخرت میں) اپنے مالک کے پاس لوٹایا جائیگا تو وہ اسکو بُری طرح عذاب دیگا۔ اور جو کوئی ایمان

جَزَاۗءَۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝۸۸ۭ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝۸۹ حَتّٰٓي اِذَا

بطریق جزا کے ہے نیکی اور البتہ کہیں گے ہم اُس کو کام اپنے سے آسانی پھر پیچھے چلا اور راہ کے یہاں تک کہ جب

لائیگا اور اچھے کام کریگا اُس کو (خدا کے پاس) اچھا بدلہ ملیگا (بہشت ہاتھ آئیگی) اور ہم (دنیا میں بھی) اسکو اپنے حکموں میں سے آسان حکم دینگے (سخت حکم لاکا بار اس پر

بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰي قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا

پہنچا جگہ نکلنے سورج کی پایا اس کو کہ نکلتا ہے اُوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا ہم نے واسطے اُن کے ورے اس سے

نہ ڈالیں گے) پھر اُس نے ایک سامان کیا (پورب کے سفر کی تیاری کی) یہاں تک کہ (چلتے چلتے) ف۷ اُس مقام پر پہنچا جہاں سے سورج نکلتا ہے ف۸۔ دیکھا تو سورج ایسے لوگوں پر نکلتا

سِتْرًا ۝۹۰ۙ كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝۹۱ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝۹۲ حَتّٰٓي اِذَا

پردہ ف۹ اسی طرح تھا اور تحقیق گھیر لیا تھا ہم نے ساتھ اس چیز کے کہ نزدیک اسکے تھی خبرداری کو ف۱۰ پھر پیچھے پڑا اور راہ کے یہاں تک کہ

ہے جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی آڑ بھی نہیں رکھی۔ ایسا ہی اُس نے وہاں بھی کیا (یا ایسا ہی وہاں بھی ہوا) ف۱۱ اور ہم کو خوب معلوم ہے جو سامان اُسکے پاس تھا پھر اُس نے

بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝۹۳

جب پہنچا ف۱۲ درمیان دو دیوار کے پایا ورے اُن دونوں سے ایک قوم کو کہ نہیں نزدیک تھے کہ سمجھیں بات کو

ایک سامان کیا۔ پھر جب چلتے چلتے (دونوں پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا۔ وہاں اس طرف (پہاڑوں کے ادھر) ایسے لوگوں کو دیکھا جو (دوسرے ملک والوں کی) بات ہی نہیں ف۱۳

ف۹ یعنی وہاں ایسے لوگ بستے تھے جو رہنے کے لئے گھر یا خیمے تک بنانا نہیں جانتے تھے اور نہ لباس استعمال کرتے تھے بلکہ کھلے میدان میں ننگے رہتے تھے۔ (شوکانی) ف۱۰ یعنی ذوالقرنین کا قصہ ایسا ہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ وسائل و اسباب سے کام لیکر مغرب اور پھر مشرق تک پہنچا۔ یا جو معاملہ اس نے مغرب والوں سے کیا وہی معاملہ اس نے مشرق والوں سے کیا اور وہ یہ کہ ایمانداروں کیلئے آسانی کی اور شریروں کافروں کو سزا دی۔ (کذا فی الشوکانی) ف۱۱ یعنی ہمیں اس کی صلاحیتوں، اسباب و وسائل اور حالات سے بخوبی آگاہی ہے جو کچھ ہم بیان کرتے ہیں وہی صحیح ہے۔ ف۱۲ یعنی ایک اور سمت سفر شروع کیا۔ یہ تیسرا سفر مشرق و مغرب کے علاوہ کسی سمت تھا، مفسرین عموماً اسے شمال کی سمت قرار دیتے ہیں کیونکہ یاجوج ماجوج جو ترک ہیں ایک قوم ہے اس کا مسکن اقصیٰ شمال ہے مگر قرآن و حدیث میں اس کی تصریح نہیں۔ (شوکانی، کبیر)

ف۱۳ یعنی ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں دائیں بائیں دو پہاڑ تھے جن پر چڑھنا ممکن نہ تھا۔ البتہ دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی (درہ) تھی جس کے ذریعے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر نقل و حرکت ممکن تھی۔ اس جگہ سے مراد بعض مفسرینؒ وہ علاقہ لیتے ہیں جہاں ترکوں کا ملک ختم ہوتا ہے اور بعض آرمینیہ اور آذربائیجان کے درمیان کا علاقہ۔ مگر ان بیانات سے دلی اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ

کہا انہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں بیچ زمین کے پس آیا

سمجھتے۔ وہ کہنے لگے ف۱ اے ذوالقرنین (اس گھاٹی کے پرے) یاجوج ماجوج (دو قوم کے لوگ ف۲) ملک میں فساد مچاتے ہیں (ہم کو آکر لوٹتے اور ستاتے ہیں) تو کیا

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ

کردیویں ہم واسطے تیرے کچھ مال اوپر اس بات کے کہ کردیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان انکے ایک دیوار کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھ کو بیچ اس کے

ہم تیرے لئے کچھ چندہ جمع کریں اس شرط پر کہ ہمارے اور انکے بیچ میں تو ایک روک کردے ف۳ ذوالقرنین نے کہا مجھ کو جو میرے مالک نے مقدور دیا ہے وہ (تمہارے

خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى

رب میرے نے بہتر ہے پس مدد کرو میری ساتھ قوت کے کردوں میں درمیان تمہارے اور درمیان انکے دیوار موٹی۔ لاؤ میرے پاس ٹکڑے لوہے کے یہاں

چندے سے) بڑھ کر ہے (بہتر ہے البتہ اگر تم میری مدد کرنا چاہتے ہو تو محنت مزدوری سے میری مدد کرو میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ کردونگا۔ لوہے کے تختے

اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ

تک کہ جب برابر کردیا درمیان دونوں پہاڑوں کے کہا پھونکو یعنی دھونکو یہاں تک کہ جب کردیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس

مجھ کو لادو جب دونوں کناروں تک دیوار کو برابر کردیا تو (مزدوروں کو) حکم دیا اب دھونکو (آگ پھونکو) جب وہ (دھونکتے دھونکتے لال انگارا ہوگئی تو یہ حکم دیا

اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ

ڈالوں اوپر اسکے تانبا گلا ہوا ف۵ پس نہ کر سکیں کہ چڑھ آویں اوپر اس کے اور نہ کر سکیں کہ سوراخ کریں اس میں کہا کہ

اب تانبا لاؤ پگھلا کر اس پر انڈیل دونگا۔ پھر (وہ دیوار ایسی بلند اور مضبوط بنی کہ نہ اس پر (یاجوج ماجوج) چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کرسکے۔ ذوالقرنین

هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ﴿٩٨﴾

یہ مہربانی ہے پروردگار میرے کی پس جب آوے گا وعدہ پروردگار میرے کا کردیگا اس کو ریزہ ریزہ اور ہے وعدہ رب میرے کا سچ ف۶

نے کہا یہ میرے مالک (خداوند کریم) کی مہربانی ہے (جو ایسی مضبوط دیوار بنانے کی مجھ کو توفیق دی) پھر جب میرے مالک کا وعدہ آئے گا۔ تو اس کو گرا کر صاف (زمین

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾

اور چھوڑ دیا ہم نے بعض انکے کو اس دن کہ موج مارتے ہیں بیچ بعض کے اور پھونکا جاویگا بیچ صور کے پس اکٹھا کرینگے ہم ان کو اکٹھا کرنا ف۸

کے برابر کردیگا اور میرے مالک کا وعدہ سچا ہے اور اس دن ہم یاجوج اور ماجوج کو ایک دوسرے میں لہریں مارتے ہوئے چھوڑ دینگے اور صور پھونکا جائیگا پھر ہم ان کو حشر

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَاۗءٍ

اور روبرو لاوینگے ہم دوزخ کو اس دن واسطے کافروں کے روبرو لانا وہ لوگ کہ تھیں آنکھیں ان کی بیچ پردے کے

کے میدان میں اجوڑ کر اکٹھا کرینگے اور دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے لائیں گے ف۹ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا

عَنْ ذِكْرِىْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

یاد میری سے ف۱۰ اور نہیں تھے سن سکتے کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے یہ کہ

اور (انکے کانوں میں بھی گرانی ہوگئی تھی) وہ (ہمارا کلام) سن بھی نہیں سکتے تھے ف۱۱ کیا یہ کافر یہ سمجھے ہیں کہ مجھ کو

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِىْ مِنْ دُوْنِىْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ

پکڑیں بندوں میرے کو سوائے میرے دوست ف۱۲ تحقیق ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو واسطے کافروں کے مہمانی ف۱۳ کہہ

چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنائیں ف۱۲ ہم نے تو ان کے لئے دوزخ کی مہمانی طیار کر رکھی ہے اے پیغمبر

ع ۱۱ / ۲

ف۱ یہاں سے ذوالقرنین اور ان لوگوں کی جو گفتگو نقل کی جارہی ہے وہ غالباً کسی ترجمان کے ذریعے ہوئی ہوگی اور ترجمان کسی درمیانی قوم کا ہوگا جو دونوں کی زبان سمجھتا ہوگا اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ ذوالقرنین کو دوسرے اسباب کی طرح یہ توفیق بھی حاصل ہو کہ وہ ان کی زبان سمجھتا ہو۔ ف۲ یاجوج و ماجوج انسانی نسل ہی کی دو قومیں ہیں جیسا کہ ایک حدیث سے ثابت ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ سے فرمائے گا: اے آدمؑ! اپنی اولاد میں سے جہنم میں جانے والی فوج تیار کرو۔ آدمؑ پوچھیں گے وہ فوج کتنی ہے؟ اللہ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے ایک جنت میں جائے گا...... یہ سن کر مسلمان پریشان ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اِنَّ فِيْكُمْ اُمَّتَيْنِ مَا كَانَتَا فِىْ شَىْءٍ اِلَّا كَثَّرَتَاهُ یاجوج و ماجوج۔ کہ تمہارے اندر دو ایسی قومیں ہیں جو اپنے مقابلہ میں آنے والی ہر قوم سے زیادہ ہیں یعنی یاجوج اور ماجوج۔ (ابن کثیر) زیادہ تر مفسرینؒ نے انہیں حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی نسل سے قرار دیا ہے اور یہی چیز بائیبل کی کتاب پیدائش (باب ۱۰) میں مذکور ہے اور بعض ان کا سلسلۂ نسب حضرت آدمؑ سے تو ملتے ہیں مگر ماں کی طرف سے حضرت حواؑ تک نہیں مانتے۔ مگر یہ کوئی سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی نقلی دلیل موجود ہے۔ اس کی ساری بنیاد اہلِ کتاب کے من گھڑت قصوں پر ہے۔ ان کے احوال و افعال میں مفسرینؒ سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۳ یعنی اس گھاٹی کو بند کردے جس سے گزر کر وہ آئے دن ہمارے ملک پر حملہ کرتے رہتے ہیں اور ہمارے ہاں قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہیں

ف۴ یعنی پتھر اور اینٹ کی بجائے میں تمہیں لوہے کی دیوار بنا کردوں گا میرے لئے لوہے کے تختے مہیا کردو۔

ف۵ تانبا اس لئے پگھلا کر ڈالا کہ درزوں میں بیٹھ جائے اور ساری دیوار جم کر ایک پہاڑ کی مانند ہوجائے۔ (از موضح)

ف۶ یعنی یہ دیوار گو انتہائی مضبوط ہے مگر یہ اس وقت تک قائم رہے گی جب تک میرے مالک کی مرضی ہے اور جب وہ وقت آئے گا جو میرے مالک نے اس کی تباہی کے لئے مقدر فرمایا ہے تو کوئی چیز اسے پیوند خاک ہونے سے نہیں بچا سکے گی۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہوگی نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ (موضح) بعض احادیثؒ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوار آنحضرتؐ کے زمانہ تک قائم تھی۔ اور آپؐ نے اپنی انگلیوں سے ایک دائرہ بنا کر بتایا کہ آج یاجوج ماجوج کے بند میں سے اتنا کھل گیا ہے۔ (بخاری مسلم) یہاں "وعدہ" سے مراد دیوار کے خاتمہ اور تباہی کا وقت ہے اور وہ قیامت یا اس سے پہلے کا کوئی زمانہ ہو سکتا ہے۔ احادیث صحیحہ اور آثارِ مرویہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول اور قتلِ دجال کے بعد قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وعدہ ہے تمام دنیا والے ان کی لڑائی سے عاجز ہوں گے آخر کار آسمان پر تیر چلادیں گے وہ تیر خون آلود واپس آئیں گے۔ آخر حضرت عیسیٰؑ کی بددعا سے ان پر کوئی وبا آئے گی اور وہ سب ایک دم مرجائینگے۔ (کذا فی ابن کثیر) اب یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ دیوار کہاں واقع ہے یا وہ کون سی جگہ ہے جہاں یاجوج ماجوج قید ہیں؟ اگر اب تک لوگوں کو اس دیوار کا پتا نہیں چل سکا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کا وجود ہی نہ ہو۔ آخر دنیا کی کتنی چیزیں ہیں جن کا انسان کو اب تک علم نہیں ہوسکا۔

ف۷ یعنی وہ دیوار توڑ کر بے شمار تعداد میں سمندر کی موجوں کی طرح یلغار کرتے نکلیں گے یہ آخری زمانہ میں ہوگا۔ اس کے بعد جلد ہی قیامت آجائے گی۔ (دیکھئے انبیا آیت ۹۶-۹۷) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ قیامت نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ پھر آپ نے یہ نشانیاں شمار فرمائیں جن میں سے ایک یاجوج ماجوج کی یورش تھی۔ (مسلم) آیت کا یہ مفہوم اس صورت میں ہے جب "بعضہم" میں "ھم" کی ضمیر یاجوج ماجوج کے لئے قرار دی جائے۔ اور "ونفخ فی الصور" کے یہ معنی کئے جائیں کہ "اس کے بعد صور پھونکا جائے گا۔" اور اگر یہ لوگوں کے لئے قرار دی جائے تو آیت کا ترجمہ یوں ہوگا "اس دن (قیامت کے دن) ہم لوگوں کو (شدت خوف و ہراس سے) ایک دوسرے میں موجوں کی طرح باہم دآتے چھوڑ دیں گے بعض مفسرینؒ نے آیت کا یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے۔ اس صورت میں ذوالقرنین کا قصہ "حقاً" پر ختم ہوجاتا ہے۔ (کبیر) ف۸ یہ قیامت کے دن ہوگا جو رب کا وعدہ ہے۔ (موضح) ف۹ تاکہ وہ اپنا ٹھکانا دیکھ لیں۔ ف۱۰ یعنی وہ میری نشانیاں دیکھ کر بھی ان سے کوئی نصیحت حاصل نہ کرتے تھے ف۱۱ (شدتِ نفرت کی وجہ سے) یعنی وہ اس قدر ضد اور ہٹ دھرمی میں پڑے ہوئے تھے کہ ہمارا کلام سننے کو تیار ہی نہ تھے۔ ف۱۲ یعنی میرے خاص بندوں جیسے مسیحؑ، عزیرؑ اور فرشتوں کو اپنا معبود بنا کر یہ چاہیں گے کہ انہیں میرے مقابلہ میں لا کھڑا کریں مگر وہ خود ان کی عبادت سے بیزاری کا اعلان کریں گے اور ان کے مقابل مدعی بن کر کھڑے ہونگے۔ (مریم: ۸۲) ف۱۳ یعنی کوئی حمایتی نہ ملیگا البتہ دوزخ کی آگ سے ان کی مہمانداری ضرور کی جائیگی۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کیا خبر دیویں ہم تم کو ساتھ بہت ٹوٹا پانے والوں کے عمل میں وہ لوگ کہ کھوئی گئی سعی ان کی بیچ زندگانی دُنیا کے

کہہ دے میں تم کو وہ لوگ بتلاؤں جو عمل کی راہ سے بہت گھاٹے میں پڑ گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی (ساری) کوشش دنیا کی زندگانی میں اکارت ہوئی ول

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ

اور وہ گمان کرتے ہیں یہ کہ وہ اچھا کرتے ہیں کام یہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے ساتھ نشانیوں پروردگار

اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں (آخرت میں ہم ہی کو بہشت ملے گی ہم حق پر ہیں) انہی لوگوں نے اپنے مالک کی آیتوں کو (اللہ کی کلام کو) یا

وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ

اپنے کے اور ملاقات اسکی کے پس کھوئے گئے عمل اُن کے پس نہ قائم کریں گے ہم واسطے انکے دن قیامت کے تول یہ ہے بدلا اُن کا

اسکی قدرت کی نشانیوں کو نہ مانا۔ تو انکے نیک کام (کفر کی وجہ سے) اکارت ہو گئے قیامت کے دن ہم ان کے نیک کاموں کے (تول نہیں) جو سائیں گے وٹ یہ دوزخ کی سزا

جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

دوزخ بسبب اسکے کہ کفر کیا انہوں نے اور پکڑا نشانیوں میری کو اور پیغمبروں میرے کو ٹھٹھا تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

ان کو اس لئے ملے گی کہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور پیغمبروں کی ہنسی اُڑائی البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام وٹ

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ

ہیں واسطے اُن کے بہشتیں فردوس کی مہمانیاں ہمیشہ رہیں گے بیچ ان کے نہیں چاہیں گے اُس سے جگہ بدلنا کہہ

کئے انکی مہمانی فردوس کے باغ ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے کبھی اُن کو چھوڑنا نہ چاہیں گے ول اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دے اگر میرے مالک کی باتیں (علم حکمت

لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا

اگر ہووے دریا سیاہی واسطے باتوں پروردگار میرے کے البتہ تمام ہو جاوے دریا پہلے اس سے کہ تمام ہوں باتیں رب میرے کی اور اگرچہ لاویں ہم

کی اور اس کی قدرت کے عجائبات) لکھنے کے لئے سمندر کی سیاہی ہو۔ تو میرے مالک کی باتیں تمام ہونے سے پہلے سمندر تمام ہو جائے گو اتنا ہی ایک اور سمندر ہم اُس کی

بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ

برابر اُس کے مدد کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہاری وحی کی جاتی ہے طرف میری یہ کہ معبود تمہارا معبود ایک ہے پس جو کوئی

مدد کو لائیں اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دے (مت سمجھنا کہ میں خدا کی سب باتیں جانتا ہوں) میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں (فرق یہ ہے) کہ مجھ پر اللہ کی

كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۲

ہے اُمید رکھتا ملاقات رب اپنے کی پس چاہیئے کہ عمل کرے عمل اچھے اور نہ شریک لاوے ساتھ عبادت پروردگار اپنے کے کسی کو وٹ

طرف سے وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی سچا خدا ہے اور تم پر وحی نہیں آتی جو کوئی اپنے مالک سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسکو چاہئے اچھا کام کرے شرع کے موافق خلوص کے ساتھ اور اپنے مالک

سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آيَاتُهَا ۹۸ رُكُوعَاتُهَا ۶

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا وٹ

كهيعص ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿۳﴾

یاد کرنا ہے رحمت پروردگار تیرے کا بندے اپنے زکریا کو۔ جس وقت کہ پکارا اُس نے پروردگار اپنے کو پکارنا آہستہ

اے پیغمبر! یہ بیان ہے اس مہربانی کا جو تیرے مالک نے اپنے بندے زکریا پر کی وٹ جب اس نے اپنے مالک کو دبی آواز سے پکارا۔ وٹ

ول یعنی جتنے نیک اعمال انہوں نے کئے، سب کفر کی بدولت رائگاں گئے۔ یا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "جن کی (ساری) کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہو کر رہ گئی" یعنی خدا اور آخرت کی پروا نہ کی اور دنیا کی خوش حالیوں اور کامیابیوں کو اپنا مطمح نظر بنائے رکھا۔ وٹ یعنی ان کے اعمال تولے ہی نہ جائیں گے کیونکہ تولنے کی ضرورت تو اس وقت ہوگی جب دوسری طرف کچھ نیک اعمال بھی ہوں تاکہ موازنہ ہو سکے کہ ان کی نیکیاں زیادہ ہیں یا برائیاں۔

وٹ عمل صالح وہ ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو اور سنت مطہرہ کے موافق ہو اور اس میں ریاکاری یا کسی قسم کی ذاتی یا قومی مصلحت کو دخل نہ ہو ورنہ وہ عمل مردود ٹھہرے گا۔ بعض علما نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ تصورِ شیخ شرک ہے اور یہ استدلال قوی اور واضح ہے۔ (ت۔ن)

وٹ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو اس لئے کہ وہ جنت کے درمیان اور اس کا بلند ترین حصہ ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

وٹ کیونکہ اس سے بہتر عیش کا مقام کوئی نہیں ہے۔

وٹ نہ کسی دوسرے کی عبادت کرکے اور نہ ریاکاری کرکے۔ کیونکہ غیر اللہ کی عبادت اگر شرک اکبر ہے تو ریاکاری شرک اصغر ہے۔ حضرت شدادؓ بن اوس سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے یہ سنا ہے کہ نماز، روزہ اور صدقہ میں ریاکاری بھی شرک ہے۔ (بیہقی، حاکم) چنانچہ حضرت شدادؓ بن اوس فرماتے ہیں: "ہم آنحضرتؐ کے زمانے میں ریاکاری کو شرک اصغر شمار کیا کرتے تھے" اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "جس نے کوئی ایسا کام کیا جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا گیا ہو تو میں اس سے اور اس کے کام سے بے تعلق ہوں۔" (مسلم، م) اس طرح ریاکاری کی مذمت اور اس کا شرک اصغر ہونا متعدد احادیث میں مروی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین (شوکانی)

تم تفسیر هٰذہ السورة یوم الجمعة الثالث عشر من شهر شعبان ۱۳۸۹ھ ابوالقاسم محمد عبدہ۔

وٹ حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہؓ کے بیان کے مطابق یہ (پوری) سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حبش کے بادشاہ نجاشی نے، جو عیسائی تھا، جعفرؓ بن ابی طالب سے کہا کہ جو کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اس کا کوئی حصہ تمہیں یاد ہے تو مجھے پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا۔ اسے سن کر نجاشی رونے لگا حتیٰ کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی اور جتنے پادری اس کے پاس بیٹھے تھے وہ بھی رونے لگے یہاں تک کہ ان کی کتابیں تر ہو گئیں۔ پھر نجاشی نے کہا کہ "یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰؑ لے کر آئے دونوں ایک ہی مشکوٰۃ (روزن) سے نکلے ہیں۔" (شوکانی)

وٹ اس ترجمے کے مطابق "زکریا" کا لفظ "عَبْدَہٗ" سے عطف بیان یا بدل ہے اور "عَبْدَہٗ" رحمة کا مفعول ہے۔ اور حضرت زکریاؑ پر رحمت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور حضرت یحییٰؑ عنایت کئے۔ (شوکانی) حضرت یحییٰؑ بنی اسرائیل کے جلیل القدر انبیا میں سے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکریاؑ نجار (بڑھئی) تھے۔ نیز ان کے قصہ کے لئے دیکھئے۔ (سورۃ آل عمران)

وٹ یعنی رات کے وقت خلوت میں چپکے چپکے پکارا کیونکہ اخفا میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے اور ریاکاری کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا۔ (کبیر)

ف۱ یعنی تُو نے ہمیشہ میری دعا قبول فرمائی تو اب آخری وقت اور بڑھاپے کے عالم میں طمع پیدا ہوئی کہ تجھ سے دعا کروں۔ ف۲ مطلب یہ ہے کہ ان میں مجھے کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس لائق ہو کہ میرے بعد پیغمبری کے عظیم الشان منصب پر فائز کیا جاسکے اور تیرے دین کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہے۔ ف۳ ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ اُن کی بیوی کا نام اشاع بنت فاقوذ تھا اور وہ حضرت مریمؑ کی والدہ حَنَّہ کی بہن تھیں۔ قتیبی نے ان کا نام اشاع بنت عمران لکھا ہے اور وہ حضرت مریمؑ کی بہن تھیں۔ پہلے قول کے مطابق حضرت یحییٰؑ حضرت مریمؑ کے اور دوسرے قول کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور حدیث معراج میں بھی ان دونوں کو "ابنی خالۃ" فرمایا ہے۔ (شوکانی)

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىِٕكَ

کہا اے پروردگار میرے تحقیق میں سست ہو گئیں ہیں ہڈیاں میری اور شعلہ مارا سر نے بڑھاپے کا اور نہ تھا میں بیچ پکارنے تیرے

کہنے لگا مالک میرے میری ہڈیاں بودی ہو گئیں (کمزور جیسے بڑھاپے میں ہو جاتی ہیں) اور (بڑھاپے کی) سفیدی سے سر چمکنے لگا (یعنی بال بالکل سفید ہو

رَبِّ شَقِیًّا ۝ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ

کے اے رب میرے بدنصیب اور تحقیق میں ڈرتا ہوں وارثوں اپنے سے پیچھے میرے اور ہے عورت میری بانجھ پس بخش تو واسطے میرے

گئے) اور میں تجھ کو پکار کر (کبھی) محروم نہیں رہا۔ اور مجھے اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے اندیشہ ہے اور میری بی بی بانجھ ہے ف۲ تو اپنے کرم سے مجھے

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝

اپنے پاس سے ولی۔ کہ وارث ہو میرا اور وارث ہو اولاد یعقوب کی اور کر دے اُس کو اے رب میرے پسندیدہ

ایک فرزند عطا فرما جو میرا وارث ہو اور یعقوبؑ کی اولاد کا بھی وارث ہو ف۴ اور اسکو اے مالک چہیتا بنا (اپنا مقبول یا سب خلائق کا

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ

اے زکریا تحقیق ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھ کو ساتھ ایک لڑکے کے کہ نام اُس کا یحییٰ ہے نہیں کیا ہم نے واسطے اُس کے پہلے اس سے ہمنام۔ کہا

مقبول) (اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا تیرہ برس بعد قبول کی اور فرمایا) اے زکریاؑ ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہوگا یہ نام ہم نے اس سے پہلے ف۵

اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ۝

اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے فرزند اور ہے عورت میری بانجھ اور تحقیق پہنچا ہوں میں بڑھاپے سے بیحد کو

کسی کا نہیں رکھا۔ زکریاؑ نے عرض کیا مالک میرے مجھ کو لڑکا کیوں کر ہوگا میری بی بی تو بانجھ ہے اور میں بوڑھا پھونس ہو گیا ہوں ف۶

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ

کہا اسی طرح ہے کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تحقیق پیدا کیا میں نے تجھ کو پہلے اس سے اور نہ تھا تو

اس فرشتے نے جو خوشخبری دینے آیا تھا کہا (یا پروردگار نے فرمایا) یوں ہی ہوگا۔ تیرا مالک فرماتا ہے تم دونوں کو اولاد دینا تو مجھ کو آسان ہے اور اس سے پہلے

شَیْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ

کچھ کہا اے پروردگار میرے کر واسطے میرے نشانی کہا نشانی تیری یہ ہے کہ نہ بولے تو لوگوں سے تین رات

میں نے تجھ کو پیدا کر دیا جب تو کچھ نہ تھا (معدوم تھا) زکریاؑ نے عرض کیا مالک میرے ایک نشانی میرے لئے مقرر کر دے۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک ف۸

سَوِیًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ

تندرست ف۹ پس نکلا اوپر قوم اپنی کے محراب سے پس اشارت کی طرف اُن کی یہ کہ تسبیح کرو صبح کو اور

اچھا چنگا بھلا رہ کر لوگوں سے بات چیت نہ کر سکے گا۔ پھر زکریاؑ (عادت کے موافق) حجرے سے (جس میں عبادت کیا کرتے تھے) اپنے لوگوں پاس نکلا (بات نہ کر سکا)

عَشِیًّا ۝ یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

شام کو اے یحییٰ پکڑ ف۱۱ کتاب کو ساتھ قوت کے اور دیا ہم نے اُس کو حکم لڑکا پن سے اور دی مہربانی اپنی طرف سے

تو اشارے سے ان کو کہنے لگا صبح اور شام (خدا تعالیٰ کی) عبادت کرو۔ ف۱۰ اے یحییٰ تورات شریف کو مضبوطی سے تھامے رہ (اس کے حکموں پر عمل کرتا رہ) اور ہم نے

وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ

اور پاکیزگی ف۱۲ اور تھا پرہیزگار ف۱۳ اور خوش سلوک ساتھ ماں باپ اپنے کے اور نہ تھا سرکش نافرمان ف۱۵ اور سلام ہے اوپر اُس کے

اس کو بچپنے ہی سے سمجھ دی تھی۔ اور اپنے پاس سے رحم دلی (لوگوں پر شفقت اور مہربانی) اور ستھرائی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے ماں باپ کا تابعدار اور مگرا ف۱۴

ف۴ یعنی پیغمبری کا وارث ہو جیسا کہ جمہور مفسرینؒ نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ پیغمبروں کے مال و دولت کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے: ہم انبیا کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو (مال) چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ اس میں حضرت یحییٰؑ کی فضیلت دو پہلوؤں سے بیان کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ ان کا نام اللہ تعالیٰ نے خود رکھا اور دوسرے یہ کہ ان کا نام ایسا رکھا جو ان سے پہلے کسی نبیؑ کا نہیں تھا۔

ف۶ حضرت زکریاؑ نے یہ سوال بیٹے کی غیر معمولی خوشخبری سُن کر مزید دلی اطمینان حاصل کرنے کیلئے غیر اختیاری طور پر کیا ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں، انوکھی چیز ملنے پر تعجب نہ آیا جب سنا کہ ملے گی تب تعجب کیا۔

ف۷ یعنی تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ پن کے باوجود تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔

ف۸ یعنی کوئی ایسی نشانی بتا دے کہ ان حالات میں ہمارے ہاں لڑکے کی پیدائش ہونے والی ہو تو مجھے پہلے سے اس کا پتا چل جائے۔

ف۹ یعنی جب تین رات (دن) تک تم صحیح و سلم ہونے کے باوجود لوگوں سے بات چیت نہ کر سکو گے تو سمجھ لینا کہ حمل قرار پا گیا۔ سلفؒ کی تفسیر کے مطابق کسی مرض کے بغیر ہی زبان بند ہو گئی تھی۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ کیونکہ اس وقت وہ صرف اشارے ہی سے گفتگو کر سکتے تھے جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت میں ہے "اِلَّا رَمْزًا" مگر اشارے سے (بات چیت کر سکو گے) اور لوگوں کو صبح و شام خدا کی تسبیح کا اس لئے حکم دیا گیا کہ خود انہیں علامت ظاہر ہو جانے پر یہی حکم دیا گیا تھا۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ۔ اور اپنے رب کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

ف۱۱ یعنی جب یحییٰؑ پیدا ہونے کے بعد سوچنے سمجھنے کی عمر کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکم دیا "اے یحییٰؑ ....." (شوکانی)

ف۱۲ "سمجھ" یعنی کتاب کو سمجھنے اور اس کے احکام کے مطابق تمام معاملات میں صحیح رائے قائم کرنے کی صلاحیت۔ بعض مفسرینؒ نے حکم سے مراد نبوت بھی لی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عام عادت کے خلاف حضرت یحییٰؑ کو بچپن ہی سے نبوت عطا فرمائی۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: باپ ضعیف تھے اور یہ جوان، پس یہ باپ کی جگہ لوگوں کو علم کتاب سکھلانے لگے۔ (موضح)

ف۱۳ یعنی اخلاق و کردار کی پاکیزگی جو گناہوں سے بچے رہنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ف۱۴ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کو ہر گناہ سے بچا لیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ انہوں نے نہ کبھی گناہ کیا اور نہ گناہ کا ارادہ کیا۔ (فتح القدیر)

ف۱۵ یعنی خود سر اور مغرور، حالانکہ بڑی امنگوں کے بعد پیدا ہونے والی اولاد عموماً ایسی ہوتی ہے لیکن یحییٰؑ ایسے نہ تھے۔ (موضح)

وا یعنی پیدائش سے وفات تک اللہ تعالیٰ کی امان میں رہیں گے اور دوسرے بنی آدم کی طرح ان پر شیطان کا تسلط نہیں ہو سکے گا اور آئندہ بھی قیامت تک اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ اس سے ان کی عزت افزائی کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یوم یموت کے معنی یہ ہیں کہ عذاب قبر سے مامون رہیں گے۔ یہ تین اوقات انسان پر انتہائی وحشت کے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان اوقات میں یحییٰ علیہ السلام کے اکرام کو ظاہر کر دیا۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اللہ کے کسی بندے پر سلام کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔

يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ

جس دن پیدا ہوا اور جس دن مُوا اور جس دن اُٹھے گا زندہ ہو کر وا اور یاد کر بیچ کتاب کے مریمؑ کو ۲ جب جا پڑی

(غاتا) نافرمان نہ تھا کہ ماں باپ کو کچھ سمجھے اور خدا کی نافرمانی کرے (اور اس پر خدا کی امان ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرنیوالا تھا اور جس دن پھر دوبارہ اجی کر اُٹھے

مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا

لوگوں اپنے سے مکان شرقی میں وس پس پکڑا ورے اُن سے پردہ پس بھیجا ہم نے طرف اُس کی

اور اے پیغمبر! قرآن میں مریمؑ کا (قصہ) بیان کر جب وہ (اپنے لوگوں سے) الگ ہو کر (مسجد سے) پورب کی طرف ایک جگہ جا بیٹھی۔ تو اُس نے ان کی طرف سے آڑ کر لی (نہانے

رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ

رُوح اپنی کو پس صورت پکڑی واسطے اُس کے آدمی تندرست کی وی کہنے لگی تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر ہے

کے لئے یا سر میں سے جوئیں نکالنے کے لئے) پھر ہم نے اپنی روح (حضرت جبرائیل یا خود حضرت عیسیٰ کی روح) کو اس کے پاس بھیجا وہ اچھے خاصے پورے آدمی کی شکل

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ أَنّٰى

تو پرہیزگار ڡ کہنے لگا سوائے اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ وٓ کہا کیونکر ہوگا

بنکر اس کے سامنے آگیا۔ کہنے لگی میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو (خدا سے) ڈرتا ہے۔ وہ کہنے لگا میں تو تیرے مالک کا بھیجا ہوا ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تجھ

يَكُونُ لِي غُلٰمٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ

واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں میں بدکار کہا اسی طرح وٓ کہا پروردگار تیرے نے

کو ایک پاک لڑکا دوں۔ مریمؑ کہنے لگی مجھ کو لڑکا کیونکر ہوگا اور کسی مرد نے مجھ کو چھوا تک نہیں (مجھ سے نکاح نہیں کیا) اور میں بدکار بھی نہیں ہوں (کہ چھپا چرا کر

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ﴿٢١﴾

وہ اُوپر میرے آسان ہے اور تو کہ کریں ہم اس کو نشانی واسطے لوگوں کے وٓ اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام مقرر کیا ہوا و۹

میں نے بُرا کام کیا ہو) وہ بولا یوں ہی ہوگا (صحبت کی ضرورت نہیں) تیرا مالک کہتا ہے بے باپ کا لڑکا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے (جب بن باپ اور بن ماں کے

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ

پس حاملہ ہو گئی ساتھ اس کے پس جا پڑی ساتھ اس کے مکان دور میں یعنی جنگل میں ون پس لے آیا اس کو درد زہ طرف تنے درخت

میں پیدا کر سکتا ہوں) اور اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے لئے اس لڑکے کو اپنی قدرت کی نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے (بندوں پر) رحم کریں اور یہ بات تو روز

النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ

خرما کی کہا اے کاش کے میں مر گئی ہوتی پہلے اس سے اور ہوتی میں بھولی بھولائی پس پکارا اس کو نیچے

ازل میں ٹھہر چکی ہے۔ تو لڑکے کا حمل اس کو رہ گیا۔ پھر وہ پیٹ لئے ہوئے ایک دور مکان میں چلی گئی۔ پھر درد اس کو ایک کھجور کی جڑ میں (اس پر ٹیکا دینے کو) لے گیا وہ

تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ

اس کے سے یہ کہ مت غم کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہلا طرف اپنی تنے کھجور کے کو

کہنے لگی کاش میں اس مصیبت سے پہلے ہی مر جاتی (ایک تو درد اور تکلیف دوسرے لوگوں میں رسوائی کا ڈر) اور دھر کر دنیا سے بھولی بسری ہو جاتی (کوئی میرا ذکر تک نہ کرتا) پھر نیچے

تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

ڈالے گا اُوپر تیرے کھجور تازہ پس کھا اور پی اور ٹھنڈی رکھ آنکھوں کو وال پس اگر دیکھے تو

کی طرف سے اس کو فرشتے نے آواز دی (یا خود حضرت عیسیٰ نے) رنج کیوں کرتی ہے (دیکھ تو) تیرے مالک نے تیرے تلے ایک سردار کو رکھا ہے (جو تمام بنی اسرائیل پر سرداری کریگا) اور

ٖف۲ حضرت زکریاؑ کے قصہ کی مناسبت سے حضرت مریمؑ کا قصہ ذکر فرمادیا۔ دیکھئے سورہ آل عمران رکوع ۵)

ف۳ عبادت کے لئے یا حیض سے طہارت حاصل کرنے کے لئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "مجھے خوب معلوم ہے کہ نصاریٰ نے مشرق کو اس آیت کی وجہ سے قبلہ بنایا ہے"۔ (ابن جریر) جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے بھی لکھا ہے: وہ مکان مشرق میں تھا اب نصاریٰ مشرق کو قبلہ ٹھہرا تے ہیں۔ (موضح)

ف۴ بعض مفسرینؒ نے اگرچہ "رُوحَنَا" (ہماری روح) سے مراد حضرت عیسیٰؑ کی روح مراد لی ہے مگر زیادہ تر قرین قیاس یہی ہے کہ اس سے مراد حضرت جبریلؑ ہی لئے جائیں جیسا کہ آگے فرمایا جا رہا ہے کہ وہ ایک اچھے خاصے پورے آدمی کی شکل میں ان کے سامنے آگیا۔ (فتح القدیر)

ف۵ یعنی دیکھنے میں تم نہایت پاکباز اور پرہیزگار نظر آتے ہو اگر تم واقعی خدا سے ڈرنے والے ہو تو میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ میرے پاس سے چلے جاؤ اور مجھ سے کوئی تعرض نہ کرو۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی میرے بارے میں کوئی برا خیال دل میں نہ لاؤ۔ میں تو اسی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں جس کی تم پناہ مانگ رہی ہو۔ عطا کرنے والا اگرچہ خدا ہے مگر چونکہ حضرت جبریلؑ خدا کے بھیجے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے "عطا" کروں کا لفظ استعمال فرمایا۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی تیرے ہاں بچہ کی پیدائش عام عادت کے مطابق نہیں بلکہ ایک معجزہ کے طور پر ہوگی۔

ف۸ یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا۔ اللہ کی قدرت ہے۔ (موضح)

ف۹ اس لئے اس کا ہونا ناگزیر ہے۔ لوح محفوظ میں اسی طرح لکھا ہے جس کا لکھا بدل نہیں سکتا۔ (ترجمان وحیدی)

ف۱۰ تا کہ حمل کے دن لوگوں کے طعن و تشنیع اور چہ میگوئیوں سے محفوظ رہ کر گزار سکیں۔ "دُور مکان" سے مراد بیت اللحم ہے جو بیت المقدس سے آٹھ میل دور واقع ہے اسی کا نسائی میں حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ذکر ہے اور یہی وہ مشہور بات ہے جسے مفسرینؒ یکے بعد دیگرے نقل کرتے رہے ہیں اور اس باب میں نصاریٰ کو بھی کوئی شک نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ سَرِيًّا کے یہ معنی بعض مفسرینؒ نے بیان کئے ہیں۔ جمہور مفسرینؒ نے اس کے معنی "چھوٹی نہر" یا "چشمہ رواں" کئے ہیں اور موقع و محل کی مناسبت سے یہی زیادہ موزوں ہیں۔ یوں لغت کے اعتبار سے دونوں کی گنجائش ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۱ اور وہ تجھ سے پوچھے کہ یہ لڑکا کہاں سے آگیا اور یہ کیا ماجرا ہے؟ ف۲ یہاں قول بمعنی اشارہ ہے یعنی اسے اشارے سے سمجھا دے۔ لہٰذا یہ مابعد کے جملہ "فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا" کے منافی نہیں ہے۔ (ابن کثیر)
ف۳ بنی اسرائیل کے ہاں روزہ میں چپ رہنے کی نیت جائز تھی۔ ہماری شریعت میں یہ جائز نہیں ہے۔ (کذا فی الموضح) ف۴ یعنی گود میں بچہ لئے آرہی ہے حالانکہ تیرا اب تک نکاح بھی نہیں ہوا اور تو کنواری ہے۔ (از وحیدی بتغیر)

الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾

آدمیوں میں سے کسی کو ف۱ پس کہہ ف۲ تحقیق میں نے نذر کیا ہے واسطے باری تعالیٰ کے روزہ پس ہرگز نہ بولوں گی آج کے دن کسی آدمی سے ف۳

کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف جھکا (خدا کی قدرت سے) تجھ پر تازی پکی کھجوریں گرینگی تو مزے سے کھجوریں (کھا) اور (چشمے کا میٹھا پانی) پی اور (بیٹے کو دیکھ کر) آنکھ ٹھنڈی کر (یا آرام

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ

پس آئی ساتھ اس کے قوم اپنی میں گود میں لئے ہوئے اس کو کہنے لگے اے مریم تحقیق لائی تو ایک چیز عجب ف۴ اے بہن ہارون کی ف۵

سے سو جا) پھر اگر تو کوئی آدمی دیکھے تو اس سے کہہ دے میں نے اللہ کی منت کا روزہ رکھا ہے تو میں آج کسی آدمی سے بات نہیں کر سکتی۔ پھر مریمؑ لڑکے کو گود میں لئے ہوئے اپنے لوگوں کے پاس

مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ

نہ تھا باپ تیرا آدمی برائی کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار ف۶ پس اشارت کی طرف اس کی کہا انہوں نے کیونکر

آئی وہ کہنے لگے مریم یہ تو نے کیا غضب کیا۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ کچھ برا آدمی (بدکار) نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ مریمؑ نے عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا (اس سے پوچھو) جو کچھ

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ

کلام کریں ہم اس شخص سے کہ ہے بیچ گود کے لڑکا ف۷ کہا تحقیق میں بندہ اللہ کا ہوں ف۸ دی ہے مجھ کو کتاب اور

پوچھنا ہو) وہ کہنے لگے بھلا ہم بچے سے کیا بات کریں جو گود میں ہے (ایا نہالچہ میں) بچہ (یہ سنتے ہی) بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب دی (انجیل مقدس)

جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا

کیا ہے مجھ کو نبی اور کیا ہے مجھ کو برکت والا جہاں ہوں میں اور حکم کیا ہے مجھ کو ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے جب

اور مجھ کو پیغمبر بنایا۔ اور میں جہاں رہوں اس نے مجھے برکت والا بنایا (یعنی نیک باتیں سکھلانے والا) اور اس نے مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے (یا

دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ

تک رہوں میں جیتا ف۹ اور خوش سلوک ساتھ ماں اپنی کے اور نہیں کیا مجھ کو سرکش بدبخت اور سلامتی ہو اوپر میرے جس دن

دل کو صاف کرنے) کا حکم دیا ہے جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں اور اپنی ماں کا تابعدار (بنایا) اور اس نے مجھ کو مغرور نالائق نہیں بنایا۔ اور مجھ پر خدا کی امان ہے

وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ

پیدا ہوا میں اور جس دن مروں گا میں اور جس دن اٹھوں گا میں زندہ ہو کر۔ یہ ہے عیسیٰ بیٹا مریم کا بات حق کی وہ جو

جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن پھر جلا کر اٹھایا جاؤں گا ف۱۰ عیسیٰؑ مریمؑ کے بیٹے کی یہ حقیقت ہے یہی بات جس میں وہ

فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

بیچ اسکے شک کرتے ہیں نہیں لائق واسطے اللہ کے یہ کہ پکڑے اولاد پاکی ہے اس کو جب مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوائے اس

جھگڑا کرتے ہیں ف۱۱ خدا کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ذات ہے (بیٹا بیٹی اسکے کہاں ہو سکتے ہیں) جب وہ کوئی کام ٹھہرا لیتا ہے تو

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾

کے نہیں کہ کہتا ہے اسکو ہو پس ہو جاتا ہے اور تحقیق اللہ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا پس عبادت کرو اسکو یہ ہے راہ سیدھی

فرماتا ہے ہو وہ ہو جاتا ہے ف۱۲ اور بیشک اللہ میرا مالک ہے اور تمہارا (بھی) مالک ہے اور اسی کو پوجو یہی سیدھا رستہ ہے (یعنی توحید کا باقی سب

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾

پس اختلاف کیا فرقوں نے درمیان اپنے پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے حاضر ہونے دن بڑے کے سے ف۱۳

رستے ٹیڑھے اور کج ہیں) پھر (حضرت عیسیٰؑ کے بعد نصاریٰ کے) فرقے آپس میں لگے اختلاف کرنے تو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا (حضرت عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا

ف۵ حضرت موسیٰؑ کے بھائی ہارونؑ کی بہن تو ہو نہیں سکتی کیونکہ ان کا زمانہ حضرت مریمؑ سے سینکڑوں برس پہلے کا ہے اس لئے مفسرینؒ نے ان الفاظ کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت مریمؑ کے کسی بھائی کا نام ہارون ہو جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ بنی اسرائیل اپنے نام اپنے انبیاؑ و صلحا کے نام پر رکھ لیتے تھے۔ (مسلم، ترمذی) یا ہو سکتا ہے کہ زہد و عبادت میں تشبیہ کے طور پر اُسے "اخت ہارون" کہہ دیا ہو۔ یا ممکن ہے حضرت ہارونؑ کے خاندان سے ہوں اس لئے انہیں عربی محاورہ کے مطابق اخت ہارون کہہ دیا۔ جیسا کہ جب کوئی آدمی مضر قبیلے سے تعلق رکھتا ہو تو اسے "اخا مضر" کہہ کر پکار لیتے ہیں۔ گو یہ صحیح ہے کہ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کی ایک بہن کا نام بھی مریم تھا مگر وہ قطعاً مراد نہیں ہو سکتی اور نہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ ہی بن سکتی ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۶ یعنی تیرے خاندان میں کوئی بھی بدکار نہیں گزرا۔ تیرے ماں باپ دونوں نہایت نیک اور پرہیزگار تھے پھر تو نے یہ برے لچھن کہاں سے سیکھ لئے؟۔ (وحیدی)

ف۷ ان الفاظ سے صاف پتا چلتا ہے کہ آگے حضرت عیسیٰؑ کی جو گفتگو بیان کی جا رہی ہے وہ ان کے بچپنے کی گفتگو ہے جو انہوں نے گود یا گہوارے میں کی۔ (ایضاً سو: آل عمران: ۲۶) اور صحیح بخاری میں ہے کہ تین بچوں نے گہوارے میں گفتگو کی جن میں ایک حضرت عیسیٰؑ بھی ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی یہ گفتگو جوانی کے وقت کی ہے اور انہوں نے "فی المھد صبیاً" کا ترجمہ کل کا بچہ کیا ہے مگر یہ تاویل مہمل سی ہے جو واقعات اور محاورہ کے خلاف ہے۔

ف۸ گویا سب سے پہلا کلمہ جو حضرت عیسیٰؑ نے اپنی زبان سے ادا کیا وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اعتراف تھا اور یہ کہ آئندہ مجھے کتاب مقدس (انجیل) ملے گی۔

ف۹ یعنی تا زندگی جیسا کہ آنحضرت کو حکم دیا گیا ہے "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (حجر: ۹۹)

ف۱۰ یعنی پیدائش سے موت تک اور موت سے قیامت تک میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہونگا۔

ف۱۱ یعنی کسی نے انہیں خدا یا خدا کا بیٹا بنا دیا اور کسی نے انہیں حرام زادہ و مفتری کذاب قرار دیا۔ (العیاذ باللہ) سچی بات وہ ہے جو یہاں بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور ان کا حسب و نسب ہر عیب اور شک و شبہ سے بالا ہے۔ (شوکانی) ف۱۲ جسے یہ قدرت حاصل ہو کہ کلمہ کن سے ہر چیز وجود میں لا سکتا ہو اسے بیٹا بنانے کی کیا ضرورت؟ اور پھر جب اللہ جل وعلا کی شان یہ ہے تو حضرت عیسیٰؑ کو بھی بغیر باپ کے جنم دے سکتا ہے۔ (کبیر) ف۱۳ یعنی قیامت کے دن نہایت ذلیل و خوار ہوں گے اور خدا کے عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔

ف۱ یعنی آج تو حق سے بہرے اور اندھے ہو رہے ہیں مگر آخرت میں ان کے کان اور آنکھیں خوب کھلی ہوں گی اور "رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا" کہیں گے مگر اس وقت کا دیکھنا اور سننا کسی کام نہ آسکے گا۔ (ابن کثیر)
ف۲ "یعنی قیامت کے دن سے" جس میں سوائے پچھتاوے اور حسرت کے کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ (اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ) ف۳ یعنی حساب و کتاب اور ثواب و عقاب کے متعلق فیصلہ کر دیا جائے گا۔ مروی ہے کہ جب حشر کے روز دوزخ سے گنہگار مسلمانوں کو نکالا جائے گا تب کافر بھی اس توقع میں ہونگے لیکن جب موت کو مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا تو اس وقت کافر غم و اندوہ میں کھو کر رہ جائیں گے اور بالکل مایوس ہو جائیں گے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے یہ واقعہ ذکر فرما کر پھر یہ آیت تلاوت فرمائی یعنی "قضی الامر" سے مراد یہی فیصلہ ہے۔ (کبیر۔ ابن کثیر)
ف۴ یعنی سب مرجائیں گے اور ہمارے سوا ان کا کوئی وارث (پیچھے رہنے والا) نہ ہوگا۔
ف۵ اس سورہ کا اصل موضوع توحید و نبوت اور حشر کے واقعات بیان کرنا ہے۔ توحید کے منکر دو قسم کے لوگ تھے ایک یہود و نصاریٰ، جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ اور عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دے لیا اور اس طرح شرک میں مبتلا ہوگئے۔ چنانچہ پچھلے رکوع میں حضرت مریمؑ اور مسیحؑ کا قصہ بیان کرکے ان کے غلط عقائد کی تردید فرمائی۔ دوسرے مشرکین عرب جو بت پرستی میں مبتلا تھے اور با ایں عقیدہ حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہونے کے مدعی تھے۔ یہاں سے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ بیان کرکے ان کی تردید مقصود ہے تاکہ معلوم ہو کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور قوم کو بت پرستی سے نکالنے کی کوشش کی اور بالآخر وطن اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں ہجرت کی۔ مگر تم ہو کہ ایک طرف تو اُن کی اولاد میں سے ہو اور اُن کے دین پر ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہو لیکن دوسری طرف بت پرستی کی لعنت میں گرفتار ہو اور توحید کی آواز اُٹھانے والوں کو وطن سے نکل جانے پر مجبور کر رہے ہو۔ اگر تم واقعی حضرت ابراہیمؑ کے دین کے پیرو ہو تو یہ شرک اور توحید پرستوں سے دشمنی چہ معنی دارد؟
ف۶ مراد وہ بت ہیں جن کی آزر اور اس کی قوم کے لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔
ف۷ اس لئے کہ بتوں کی پوجا دراصل شیطان ہی کا کہنا مان کر کی جاتی ہے ورنہ خود شیطان کو تو سجدہ کوئی نہیں کرتا۔
ف۸ جب وہ خود خدا کا مخالف ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنا کہنا ماننے والوں کو بھی خدا کی مخالفت کی راہ پر ڈالے گا۔ اس سے کسی قسم کی صحیح ہدایت کی توقع سراسر حماقت ہے۔

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَ

کیا خوب سنتے ہوں گے اور کیا خوب دیکھتے ہوں گے جس دن آویں گے ہمارے پاس لیکن ظالم آج کے دن بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں اور

(سمجھنے لگے) بڑے دن میں حاضر ہوتے وقت انکی خرابی ہے۔ جس دن ہمارے سامنے آئیں گے (یعنی قیامت کے دن) اس دن خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے لیکن آج تو دنیا میں

اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا

ڈرا ان کو دن پچھتانے کے سے جس وقت مقرر کیا جاویگا کام کو ف۳ اور وہ بیچ غفلت کے ہیں اور وہ نہیں ایمان لانے والے تحقیق ہم

یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور ان (ظالموں) کو افسوس کے دن سے ڈرا جب کام تمام ہو جائیگا اور (اب تو) وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے (دنیا کے دھندوں نے

نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬

وارث ہوں گے زمین کے اور اُس کسی کے کہ اُوپر اُس کے ہے اور طرف ہماری پھیرے جاویں گے۔ اور یاد کر بیچ کتاب کے ابراہیمؑ کو

ان کو اندھا کر دیا ہے) کیا اُن کو اتنی سمجھ نہیں ہے کہ ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور ان لوگوں کے جو زمین پر بستے ہیں اور ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اپنے اعمال کا

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَ

تحقیق وہ تھا بہت سچا نبی جس وقت کہا اُس نے واسطے باپ اپنے کے اے باپ میرے کیوں عبادت کرتا ہے اس چیز کو کہ نہ سنے اور نہ

محاسبہ دینا ہے) اور (اے پیغمبرؐ) قرآن میں ابراہیمؑ کا ذکر کر وہ بڑا سچا اور پیغمبر تھا۔ ف۵ جب اس نے اپنے باپ (آذر) سے کہا باوا تو اس کو کیوں پوجتا ہے جو نہ سنتا ہے

لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ

دیکھے اور نہ کفایت کرے تجھ سے کچھ اے باپ میرے تحقیق میں تحقیق آیا ہے میرے پاس علم سے جو کچھ کہ نہیں آیا تیرے پاس پس پیروی کر

اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آسکتا ہے۔ ف۶ باوا مجھ کو وہ علم آپہنچا ہے جو تجھ کو نہیں آیا گو میں عمر میں تجھ سے چھوٹا ہوں) تو میرے کہنے پر چل میں تجھ کو سیدھا

اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

میری دکھاؤں گا میں تجھ کو راہ سیدھی۔ اے باپ میرے مت عبادت کر شیطان کی تحقیق شیطان ہے واسطے اللہ تعالےٰ

رستہ بتادوں گا (توحید اور ایمان کا رستہ) باوا شیطان کو مت پوج (اس کا کہا مت مان) ف۷ کیونکہ شیطان خدا کا

عَصِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ

کے نافرمان۔ اے باپ میرے تحقیق میں ڈرتا ہوں یہ کہ لگ جاوے تجھ کو عذاب اللہ کی طرف سے پس ہو جاوے تو شیطان کا

مخالف ہے۔ ف۸ باوا میں ڈرتا ہوں کہیں (تیرے شرک اور کفر کی وجہ سے) خدا کی طرف سے کوئی عذاب تجھ کو لگ جائے پھر تو (دوزخ میں) شیطان کا رفیق بن جائے اس کا باپ

وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ

دوست۔ کہا کیا اعراض کرتا ہے تو معبودوں میرے سے اے ابراہیمؑ البتہ اگر باز نہ آئے گا تو البتہ سنگسار کروں گا میں تجھ کو اور چھوڑ

غصے ہوا) کہنے لگا ابراہیمؑ کیا تو میرے معبودوں سے پھر بیٹھنے والا ہے (ان کو چھوڑ دینے والا ہے) اگر تو (ایسی باتوں سے) باز نہ آئے تو میں تجھ کو سنگسار یا تجھ پر گالیوں

مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَ

جا مجھ کو مدت تک۔ کہا سلام ہے اوپر تیرے البتہ بخشش مانگوں گا میں واسطے تیرے رب اپنے سے تحقیق وہ ہے ساتھ میرے مہربان اور چھوڑ دوں گا میں تجھ کو

کی بوچھاڑ کروں گا اور (جا) ایک مدت تک مجھ سے دور رہ (یا اپنے تئیں مجھ سے بچا کر رکھ) ف۹ ابراہیمؑ نے (نرمی کی اور) کہا تو سلامت رہے ف۱۰ میں اب تیرے لئے اپنے مالک سے

مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۡ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝

اور اس چیز کو کہ پکارتے ہو تم سوائے اللہ کے اور پکاروں گا میں رب اپنے کو شتاب ہے کہ نہ ہوں میں ساتھ پکارنے رب اپنے کے بے نصیب

بخشش چاہوں گا کیونکہ وہ مجھ پر بہت مہربان ہے (تو شاید تیرے سب باب میں میری دعا قبول فرمائے) اور میں تم سے اور جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ ہوتا ہوں اور

ف۹ یہ کسی سے قطع تعلق کرکے اس سے رخصت ہو جانے کا سلام ہے۔ (دیکھئے قصص: ۵۵) ف۱۰ ہو سکتا ہے کہ جس مشرک سے ایمان کی توقع ہو اس کے لئے استغفار کرنا اس وقت جائز ہو پھر ہماری شریعت میں یہ منسوخ ہوگیا ہو۔ (دیکھئے برأت آیت: ۱۱۴) ف۱۱ یعنی وطن سے نکل کر پردیس کی حالت میں جب میں اسے پکاروں گا تو وہ میری دعا ضرور قبول فرمائے گا اور کسی مرحلے پر مجھے بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے بتوں کی طرح نہیں ہے کہ انہیں کتنا ہی پکارتے رہو وہ خاک نفع نہیں پہنچا سکتے۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا

پس جب چھوڑ دیا اُن کو اور اس چیز کو کہ عبادت کرتے تھے وہ سوائے خدا کے دیا ہم نے اس کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ہر ایک کو

اپنے مالک کو (بس اسی کو) پکارتا ہوں مجھے اُمید ہے کہ اپنے مالک کو پکار کر میں بے نصیب نہ ہونگا۔ پھر جب ابراہیمؑ ان سے اور جنکو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے (الگ ہو) تو ہم نے (ف۱)

جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ وَ

کیا ہم نے نبی اور دی ہم نے اُن کو رحمت اپنی سے اور کی ہم نے واسطے اُن کے زبان راستی کی بلند اور

ان سے الگ ہو گیا (اور اکیلا رہ گیا) تو ہم نے اسکو اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) دیا اور ہر ایک کو (ان دونوں میں سے) ہم نے پیغمبر بنایا اور ہم نے اپنی رحمت کا حصہ (ف۲)

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

یاد کر بیچ کتاب کے موسیٰؑ کو تحقیق وہ تھا خاص کیا گیا اور تھا پیغمبر نبی اور پکارا ہم نے اس کو کنارے سے

ان کو دیا (پیغمبری دی اور دولت اور حکومت) اور (سب سے بڑھ کر یہ نعمت دی) ان کی زبان انکے لئے بلند کر دی۔ اور (اے پیغمبرؐ) قرآن میں موسیٰؑ کا ذکر کرو ہمارا خاص بندہ اور (ف۳)

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَ

طور کے سے جو بہت برکت والا تھا اور نزدیک کیا ہم نے اسکو باتیں کرتے ہوئے۔ اور دیا ہم نے اسکو مہربانی اپنی سے بھائی اس کا ہارونؑ پیغمبر اور

وہ خدا کا بھیجا ہوا۔ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنانیوالا تھا۔ اور ہم نے اس کو طور پہاڑ کی داہنی طرف سے (یا برکت والے کنارے سے) پکارا۔ اور ہم نے اسکو بھید کہنے کو نزدیک (ف۴)

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ

یاد کر بیچ کتاب کے اسمٰعیلؑ کو تحقیق وہ تھا سچا وعدے کا اور تھا پیغمبر نبی اور تھا

بلایا (یا ہم نے اس کو نزدیک بلایا بلند کر کے) اور ہم نے اپنی مہربانی سے اسکو (یعنی اس کی مدد کیلئے) اس کے بھائی ہارونؑ پیغمبر کو دیا۔ اور (اے پیغمبرؐ) قرآن میں اسمٰعیلؑ کا (ف۵، ف۶)

يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

حکم کرتا اہل اپنے کو ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے اور تھا نزدیک پروردگار اپنے کے پسندیدہ۔ اور یاد کر بیچ کتاب کے

ذکر کرو وعدے کا سچا تھا اور وہ اللہ کا بھیجا ہوا اس کا پیغام (لوگوں کو) سنانے والا تھا اور اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم کرتا اور وہ اپنے مالک کا (ف۷، ف۸)

اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ

ادریسؑ کو تحقیق وہ تھا سچا نبی اور چڑھا لیا ہم نے اُس کو مکان بلند میں۔ یہ لوگ ہیں وہ کہ انعام کیا

پیارا تھا۔ اور (اے پیغمبرؐ) قرآن میں ادریسؑ کا ذکر کرو بڑا سچا تھا اور (نبی تھا۔ اور ہم نے اس کو بلند جگہ اٹھا لیا (ف۹، ف۱۰) (پیغمبرؐ) وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ

اللہ تعالیٰ نے اُوپر اُن کے پیغمبروں سے اولاد آدم کی سے اور ان لوگوں سے کہ چڑھا لیا ہم نے ساتھ نوحؑ کے اور اولاد

نے فضل کیا آدمؑ کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کی (اولاد میں سے) جنکو ہم نے نوحؑ کے ساتھ (کشتی میں) چڑھا لیا تھا۔ اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی اولاد میں سے اور (یہ)

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ

ابراہیمؑ کی اور اسرائیلؑ کی سے اور اُن لوگوں سے کہ ہدایت کی ہم نے اور کھینچ لیا ہم نے اُن کو اپنی طرف جب پڑھی جاتی ہیں اوپر انکے نشانیاں رحمٰن کی

اُن لوگوں میں سے ہیں جنکو ہم نے ہدایت کی (اچھی راہ بتلائی) اور انکو (ساری خلقت میں سے پیغمبری کے لئے) چن لیا۔ جب اُن لوگوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی (ف۱۱)

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ

گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے۔ پس جانشین ہوئے پیچھے اُن کے بُرے لوگ کہ ضائع کیا انہوں نے نماز کو اور پیروی کی خواہشوں کی

جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے جاتے (ف۱۲) پھر اُن کے بعد ایسے نالائق پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو تو گنوا دیا اور (دنیا کے) مزوں میں لگ گئے تو (ف۱۳)

ع ۳/۶ — السجدۃ ۱۹

ف۱ تاکہ اس کا دل ان میں لگ جائے اور غربتِ وطن کی وحشت نہ ہو۔ ف۲ یعنی ان کا ذکرِ خیر ہمیشہ کے لئے لوگوں کی زبان پر جاری کر دیا۔ چنانچہ یہودی، عیسائی اور مسلمان سب ان کی تعظیم کرتے ہیں اور نماز میں درود ابراہیمی بھی حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی مقبولیت کا ہی ثمرہ ہے۔ (شوکانی) ف۳ "بھیجا ہوا" رسول کے اور "اللہ کا پیغام سنانے والا" نبی کے لفظی معنی ہیں اور قرآن میں یہ دونوں لفظ عموماً ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ تاہم بعض مقامات ایسے ہیں جن سے دونوں کے مرتبہ یا کام کی نوعیت کے اعتبار سے فرق معلوم ہوتا ہے اور دونوں میں تغایر پایا جاتا ہے۔ (دیکھئے سورہ حج ۵۲) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "جس کو اللہ کی وحی آئی وہ نبیؑ، ان میں جو خاص اُمت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسولؑ ہیں"۔

ف۴ داہنی طرف سے حضرت موسیٰؑ کی داہنی طرف مراد ہے۔ کیونکہ وہ درخت جس سے آواز آ رہی تھی اسی طرف واقع تھا ورنہ پہاڑ کی بجائے خود داہنی یا بائیں جانب نہیں ہوتی۔ (شوکانی) آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے عیسائیوں نے اس درخت کی جگہ گرجا تعمیر کیا تھا اور جو اب تک قائم ہے وہ کوہِ طور کی مشرقی سمت ہے۔ یہ آواز حضرت موسیٰؑ کو اس وقت دی گئی جب وہ "مدین" سے مصر واپس آ رہے تھے۔ اگر اس گرجا کا جائے وقوع صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت موسیٰؑ اس وقت کوہِ طور کی شرقی سمت سے گزر رہے تھے۔

ف۵ بھید کہنے سے مراد رازداری کی باتیں کرنا ہے اور دوسرے معنی یعنی "بلند کر کے نزدیک بلایا"۔ اس لحاظ سے ہیں کہ تابعینؒ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اتنا قریب کیا کہ انہوں نے "لوح محفوظ" پر قلم چلنے کی آواز سنی۔ کذا قال السُّدی۔ (شوکانی، ابن کثیرؒ)

ف۶ حضرت ہارونؑ اگرچہ عمر میں حضرت موسیٰؑ سے بڑے تھے مگر انہیں پیغمبری اس وقت ملی جب حضرت موسیٰؑ نے درخواست کی۔ (دیکھئے آیت: ۲۹، ۳۰)

ف۷ یہ پانچواں قصہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے لڑکے تھے اور تمام عرب حجاز کے باپ۔ (ابن کثیر) گو تمام انبیاء ہی وعدہ کے سچے ہوتے ہیں۔ مگر حضرت اسمٰعیلؑ کے وعدہ کی سچائی مشہور تھی اور ان میں یہ صفت نمایاں طور پر پائی جاتی تھی، یہاں کے وعدے کی سچائی ہی تو تھی کہ انہوں نے اپنے والدؑ سے وعدہ کیا کہ ذبح ہوتے وقت صبر کرونگا پھر بے دھڑک چھری کے نیچے لیٹ گئے اور چوں تک نہ کی، اور جس عبادت کا بھی التزام کیا اور منت مانی اسے پوری طرح ادا کیا۔ (ابن کثیر)

ف۸ اس سے حضرت اسحٰقؑ پر حضرت اسمٰعیلؑ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ حضرت اسحٰقؑ کو صرف نبی اور حضرت اسمٰعیلؑ کو رسول نبی فرمایا گیا ہے۔ نیز صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسمٰعیل کو منتخب فرما لیا۔ (ابن کثیر)

ف۹ یہ چھٹا قصہ حضرت ادریس کا ہے۔ بعض مفسرینؒ نے حضرت ادریسؑ کو بنی اسرائیل کے انبیاء میں شمار کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ معراج کے موقع پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو "مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح" کہہ کر خطاب کیا اور حضرت آدمؑ اور ابراہیمؑ کی طرح "مرحبا بالولد الصالح" نہیں کہا، اور امام بخاری کا خیال بھی یہی ہے۔ (فتح الباری ج ۱۳، ص ۲۲۴) لیکن اکثر مفسرین کی تحقیق یہ ہے کہ ان کا زمانہ حضرت نوحؑ سے بھی پہلے کا ہے بلکہ ان کو حضرت نوحؑ کا جدِ اعلیٰ قرار دیا ہے۔ ابن جریرؒ اور ابن کثیرؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ ف۱۰ یعنی بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ جیسا کہ حدیث معراج میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات چوتھے آسمان پر ہوئی۔ (مسلم۔ ترمذی) ف۱۱ اللہ کی آیتیں یعنی وہ کلام جو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا گیا۔ ف۱۲ علما کا اتفاق ہے کہ اس مقام پر انبیاء کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے سجدہ کرنا چاہئے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں رونا جائز ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۳ نماز کے گنوانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اسے صحیح وقت اور صحیح طریقہ سے پڑھنا چھوڑ دیا۔

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ

پس البتہ ملاقات کریں گے غی کی مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیا اچھا پس یہ لوگ داخل ہوں گے

ان کی گمراہی ضرور ان کے سامنے آئے گی ف۱ مگر جو کوئی توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ایسے لوگ بہشت میں جائیں گے اور

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿۶۰﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ

بہشت میں اور نہ ظلم کئے جاویں گے کچھ بہشتیں ہمیشہ رہنے کی وہ جو وعدہ کیا ہے رحمٰن نے بندوں اپنے سے ساتھ غیب کے

اُن پر کچھ ظلم نہ ہوگا ف۲ (وہ بہشت کیا ہے) ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بن دکھائے وعدہ کیا ہے (بندوں نے ان باغوں

إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا

تحقیق ہے وعدہ اُس کا لایا ہوا نہیں سُنیں گے بیچ اُس کے بیہودہ مگر سلام اور واسطے اُن کے ہے رزق اُن کا بیچ

کو نہیں دیکھا) بیشک اس کا وعدہ آکر رہے گا (یا اس کا وعدہ ضرور پورا ہوگا) وہاں کوئی بیہودہ بات سننے میں نہ آئیگی البتہ سلام (کی آواز) سنتے رہیں گے اور وہاں

بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا

اس کے صبح اور شام یہ وہ بہشت ہے کہ وارث کرتے ہیں ہم اُس کا بندوں اپنے میں سے اس شخص کو کہ ہے پرہیزگار۔ اور

ان کو صبح شام کھانا ملتا رہے گا۔ ف۳ یہی وہ بہشت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُن کو کریں گے جو پرہیزگار ہیں ف۴ اور (اے فرشتو

نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ

نہیں اترتے ہم مگر ساتھ حکم رب تیرے کے واسطے اس کے ہے جو آگے ہمارے ہے اور جو کچھ پیچھے ہمارے ہے اور جو کچھ درمیان اس کے ہے اور نہیں ہے

ہمارے پیغمبرؐ سے کہہ دو) ہم نہیں اُترتے مگر تیرے مالک کے حکم سے ف۵ جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اُن کے بیچ میں ف۶ ہے سب اسی کا ہے اور تیرا

رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ

پروردگار تیرا بھولنے والا۔ پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور اس چیز کا کہ درمیان اُنکے ہے پس عبادت کر اسی کو اور صبر کر واسطے عبادت اس کی کے

مالک (کسی چیز کو) بھولنے والا نہیں ف۷ وہ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو انکے بیچ میں ہے اس کا (بھی) تو اسی کی پوجا کر اور اس کی پوجا پر جمارہ ف۸

هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾

کیا جانتا ہے تو واسطے اس کے ہمنام اور کہتا ہے آدمی کیا جب مر جاؤں گا میں البتہ نکالا جاؤں گا میں زندہ

کیا تو اس کے جوڑ کا اور کوئی بھی سمجھتا ہے ف۹ اور آدمی (جو قیامت کا انکار کرتا ہے) کہتا ہے کیا جب میں مر جاؤں گا تو پھر (دوبارہ جلا کر قبر سے) نکالا جاؤں گا

أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

کیا نہیں یاد کرتا انسان یہ کہ ہم نے پیدا کیا تھا اُس کو پہلے اس سے اور نہ تھا کچھ پس قسم ہے رب تیرے کی البتہ اکٹھا

اس آدمی کو اتنا شعور نہیں کہ پہلے جب وہ کچھ نہ تھا ہم نے اس کو پیدا کر دیا ف۱۰ تو قسم تیرے مالک کی ہم تو اُن آدمیوں کو

وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ

کرینگے ہم اُن کو ساتھ شیطانوں کے پھر البتہ حاضر کریں گے ہم انکو گرد دوزخ کے زانو پر گرے ہوئے۔ پھر البتہ کھینچ لیویں گے ہم ہر جماعت سے

(جو قیامت کے منکر ہیں) اور شیطانوں کو (جنہوں نے ان آدمیوں کو بہکایا) اکٹھا کرینگے پھر جہنم کے گرد گھٹنوں پر گرے ہوئے ان کو حاضر کرینگے پھر ہر جماعت میں

أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾

جو نسا اُن میں اشد ہے اوپر باری تعالیٰ کے سرکشی میں ف۱۱ پھر البتہ ہم خوب جانتے ہیں اُن لوگوں کو کہ بہت لائق ہیں ساتھ اس کے داخل ہونے میں

سے ہم اس کو الگ کرلیں گے جو خدا کے مقابلہ پر بہت دلیر تھا۔ پھر ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو دوزخ میں زیادہ جلنے کے لائق ہیں یا جو دوزخ میں پہلے

ف۱ یعنی ضرور اس کے انجام بد سے دوچار ہونگے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ "غی" جہنم میں ایک وادی ہے۔ (ابن کثیر) ف۲ یعنی ان کا کوئی اجر مارا نہ جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے: التائب من الذنب كمن لا ذنب له کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ (کذا فی ابن کثیر) ف۳ یعنی اتنی اتنی دیر کے بعد جتنی دیر دنیا میں صبح سے شام تک ہوتی ہے یا ہر آن جب بھی انہیں کھانے کی خواہش ہو۔ کیونکہ جنت میں دنیا کی طرح نہ دن ہوگا اور نہ رات، بلکہ ہمیشہ ایک سا وقت رہے گا۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور کفر و شرک اور گناہ سے بچتے ہیں۔

ف۵ یعنی جب اس کا حکم ہوتا ہے تو زمین پر یا آپؐ پر وحی لے کر اُترتے ہیں اور اس کے حکم کے بغیر نہیں اتر سکتے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) آنحضرتؐ نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا: "آپ ہمارے پاس جتنا آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری) دوسری روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کئی روز تک حضرت جبریلؑ نہ آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی فکر ہوئی۔ اس پر حضرت جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد جب جبریلؑ آئے تو آپؐ نے فرمایا: "اے جبریل! آپ نے آنے میں اتنی دیر کیوں کر دی؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ (یعنی وحی کا رُک جانا) غالباً اس وقت کا واقعہ ہے جب یہود کے اشارے پر مشرکین نے اصحاب کہف، روح، اور ذی القرنین کے متعلق سوالا کئے تھے۔ آپؐ نے انشاء اللہ نہ کہا، چنانچہ کچھ دنوں کے بعد جبریل آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۶ یعنی ہر زمانہ (ماضی، حال، استقبال) اور ہر مکان اسی کا ہے۔ اسے ہر چیز کا پورا علم ہے اور اس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں رہ سکتی۔

ف۷ یعنی اتنے دنوں تک آپ پر جو وحی نہیں آئی۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ آپ کا رب آپ کو بھول گیا اور اس نے آپ کو چھوڑ دیا تھا۔ جیسا کہ یہ مشرکین باتیں بنا رہے ہیں۔

ف۸ یعنی اس کی بندگی کرتے رہیئے اور اس راہ میں جو مصائب و مشکلات پیش آئیں ان کا پورے صبر کے ساتھ مقابلہ کیجئے۔ اگر ہماری طرف سے کبھی یاد فرمائی یا مدد اور تسلی دینے میں کچھ تاخیر ہو جائے تو گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

ف۹ اور جب اس کے جوڑ کا آپؐ کسی کو نہیں سمجھتے تو پھر اس کے سوا چارہ کیا ہے کہ اس کی بندگی کے راستے پر چلتے رہیئے۔

ف۱۰ تو کیا جو ذات پاک اسے عدم سے وجود میں لے آئی ہے اس کے لئے یہ مشکل ہے کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندگی دے سکے۔ یہ بعث (یعنی دوبارہ زندہ کرنے) کی سب سے قوی دلیل ہے۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی ہر باغی گروہ میں سے اس کے لیڈر اور پیشوا کو جس نے اسے کفر و شرک میں پھنسایا اور خدا کے مقابلے میں سرکشی کی راہ دکھائی، نکال کر الگ کھڑا کرینگے اور ایسے لوگوں کو سب سے پہلے جہنم میں جھونکیں گے۔ ان کے بعد ان کے متبعین کی باری آئے گی۔ یاد رہے کہ یہاں "عتیا" کا لفظ "عُتُوًّا" کے مثل مصدر ہے۔ (شوکانی)

وٓ لغت کے اعتبار سے "وارد ہونے" کے معنی "داخل ہونا" اور "اوپر سے گزرنا" دونوں ہو سکتے ہیں اس لئے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں "ورود" سے مراد "پل صراط" سے گزرنا ہے اور یہ "پل صراط" چونکہ جہنم کے اوپر رکھی جائے گی اس لئے یہ جہنم پر سے گزرنا ہی ہے اور متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ہر نیک و بد اور ہر کافر و مومن کو اسی سے گزرنا پڑے گا اور جن مفسرین نے اس کے معنی داخل ہونا کئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "تحلۃ القسم" کے طور پر ہر مومن و کافر ایک مرتبہ جہنم میں داخل ہوگا مگر مومنوں پر وہ آگ ٹھنڈی اور باعث رحمت بنادی جائے گی۔ بعض روایات سے اس معنی کی بھی تائید ہوتی ہے مگر پہلے معنی اَولیٰ ہیں کیونکہ ان سے کتاب و سنت کے دلائل کے مابین تطبیق ہو جاتی ہے۔ (شوکانی)

وٓ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب پچھلی آیت میں "ورود" کے معنی دخول کے لئے جائیں اور اگر وارد ہونے کے معنی "اوپر سے گزرنا" لئے جائیں تو اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا، پھر ہم پرہیزگاروں کو (دوزخ میں گرنے سے) بچالیں گے اور کافروں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

وٓ تو یہ کس شمار قطار میں ہیں۔ حقیقت میں دنیا کے ٹھاٹ باٹ اور جاہ و جلال پر پھولنا اور نادار مسلمانوں کو حقیر جاننا پرلے درجے کی حماقت ہے۔

وٓ یعنی جس طرح گمراہوں کو ڈھیل دیتا ہے اور وہ بدی کے راستے میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اسی طرح ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی مزید نیک کام کرنے کی توفیق دیا جاتا ہے جس سے وہ اس کی خوشنودی کے راستوں پر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر ایمان کے بعد اخلاص کی دولت سے نوازنا بھی "زادھم ھدیً" میں داخل ہے۔ (کبیر)

وٓ ایمان اور جمیع اعمال صالحہ ان میں داخل ہیں کیونکہ ان کا نفع دائمی ہے یا "باقیات صالحات" سے مراد ہیں وہ اعمال جن کا ثواب مرنے کے بعد قائم رہتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر سبحان اللہ" بھی الباقیات الصالحات میں سے ہیں۔ (دیکھئے سورہ کہف آیت ۴۶)

وٓ لہٰذا فکر بھی انہی کی ہونی چاہئے نہ کہ دنیا کے چند روزہ عیش و آرام کی۔

وٓ اوپر کی آیات میں صحت حشر کے دلائل بیان فرمائے اور ان کے شبہات کا ازالہ فرمایا اب ان کا قول نقل فرمایا۔ جو حشر میں طعن کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑاتے تھے صحیحین میں ہے کہ حضرت خبابؓ بن ارت لوہار کا کام کرتے تھے اور ان کا عاص بن وائل (ایک مالدار کافر) پر کچھ قرض تھا۔ وہ (ایک روز) تقاضے کے لئے اس کے پاس گئے۔ کافر کہنے لگا "میں تمہارا قرض اس وقت تک ادا نہ کرونگا جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت سے انکار نہ کردو"۔ خبابؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے ہرگز انکار نہ کروں گا یہاں تک کہ تم مر کر دوبارہ زندہ ہو جاؤ۔" کافر کہنے لگا "جب میں مر کر دوبارہ زندہ ہوں گا تو تم میرے پاس آنا، اس وقت میرے پاس خوب مال بھی ہوگا اور اولاد بھی میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ چار آیات فرداً تک نازل فرمائیں۔ پہلی آیت میں اس کے طعن کو نقل فرمایا اور پھر "اطلع الغیب" سے اس کے استہزا کا جواب دیا۔ (کبیر)

وٓ یعنی یہ بات "کہ وہ جنت میں جائے گا اور وہاں مال و دولت پائے گا" تو وہی کر سکتا ہے جس نے علم غیب پر اطلاع پالی ہو یا "عالم الغیب" نے خود اسے اطلاع دے دی ہو۔ (کبیر)

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

اور نہیں کوئی تم میں سے مگر گذرنے والا ہے اوپر اس کے۔ ہے اوپر پروردگار تیرے کے لازم ادا کیا گیا۔ پھر نجات دیں گے ہم ان کو جو پرہیزگاری کرتے

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ میں نہ جائے [۱] (یا دوزخ پر سے نہ گذرے) یہ تو تیرے مالک پر لازم ہے اس نے فیصلہ کر لیا ہے پھر جو پرہیزگار

وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہیں اور چھوڑ دیویں گے ہم ظالموں کو بیچ اس کے گرے ہوئے۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں ہماری ظاہر کہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر

ہیں (شرک اور کفر سے بچتے رہے ہیں) ان کو تو ہم دوزخ سے نکال لیں گے اور کافروں کو اسی میں گھٹنوں کے بل پڑا رہنے دیں گے [۲]۔ اور جب ہماری کھلی کھلی (صاف مضمون کی) آیتیں ان کو

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

ہوئے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں کونسا دو فرقوں میں سے بہتر ہے جگہ میں اور بہتر ہے مجلس میں۔ اور کتنے ہلاک کئے ہیں ہم نے پہلے

پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں (بھلا یہ تو بتلاؤ) دونوں فرقوں میں (یعنی ہم میں اور تم میں) کس فرقے کے مکان اچھے ہیں اور کس کی مجلس شاندار ہے۔ اور ہم نے

مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ

ان سے قرن وہ بہتر تھے اسباب میں اور نمود میں کہہ جو شخص کہ ہے بیچ گمراہی کے پس چاہئے کہ کھینچ لیوے

ان سے پہلے کتنے جتھوں کو تباہ کر دیا جو ان سے اچھا سامان اور ان سے اچھی نمود رکھتے تھے [۳]۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دے جو گمراہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور ڈھیلا

الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ

اس کو رحمٰن خوب کھینچنا یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ دیئے جاتے ہیں یا عذاب کا اور یا قیامت کا پس البتہ جانیں گے

چھوڑ دیتا ہے خوب ڈھیلا۔ جب وہ اس کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ ہے (دنیا کا) عذاب (قید ہونا قتل ہونا جیسے جنگ بدر میں ہوا) یا قیامت اس

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ

کونسا بدتر ہے مکان میں اور بودا ہے لشکر میں اور زیادہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کہ راہ پائی ہے راہ پانا [۴]

وقت (بیچارے) جان لیں گے کس کا مکان برا ہے (مومنوں کا یا ان کا) اور کس کا جتھا کمزور ہے۔ اور جو لوگ سیدھی راہ پر ہیں ان کو اور زیادہ اللہ نیک کام کرنے کی (

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ

اور باقی رہنے والیاں نیکیاں بہتر ہیں نزدیک پروردگار تیرے کے ثواب میں اور بہتر ہیں پھر آنے میں۔ آیا پس دیکھا تو نے اس شخص کو

ہدایت کرتا جاتا ہے۔ اور قائم رہنے والی نیکیاں [۵] تیرے مالک کے نزدیک اچھا بدلہ رکھتی ہیں اور اچھا انجام [۶]۔ (اے پیغمبر) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے

بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

کہ کافر ہوا ساتھ نشانیوں ہماری کے اور کہا البتہ دیا جاؤں گا میں مال اور اولاد۔ کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لیا ہے نزدیک اللہ کے سے

ہماری آیتوں کو نہ مانا اور کہتا ہے (اگر سچ آخرت میں بہشت ملے گی تو) مجھ کو ضرور مال ملے گا اور اولاد بھی ملے گی [۷]۔ کیا اس کو غیب کی بات معلوم ہو گئی [۸] یا اس نے

عَهْدًا ۝ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ

عہد ہرگز نہیں یہ البتہ لکھیں گے ہم جو کہتا ہے وہ اور لمبا کریں گے ہم اس کو عذاب سے لمبا کرنا اور وارث کریں گے ہم اس کو اس چیز کا کہ کہتا

اللہ تعالیٰ سے کوئی اقرار لے لیا ہے (کہ ضرور اس کو بہشت ملے گی) ہرگز نہیں [۹] وہ جو بکتا ہے ہم اس کو لکھ رکھیں گے اور اس کا عذاب خوب بڑھائیں گے [۱۰] اور جس کا ذکر

يَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ

ہے اور آویگا ہمارے پاس اکیلا اور پکڑتے ہیں وہ سوائے اللہ کے معبود تو کہ ہو دیں واسطے ان کے عزت ہرگز نہیں یہ البتہ کفر کریں گے

کرتا ہے (یعنی مال اور اولاد کا اس کے مرنے پیچھے وہ سب) ہم لے لیں گے اور وہ اکیلا (ایک بنی و دو گوش) ہمارے پاس آئیگا [۱۱] اور ان مشرکوں نے اللہ کے سوا

وٓ یہ کلمۂ زجر ہے اور اسے اس کی غلطی پر متنبہ کیا ہے یعنی یہ دونوں باتیں نہیں ہیں وٓ یعنی اسے دوہرا عذاب دیں گے ایک عذاب کفر کا اور دوسرا استہزا اور مذاق اڑانے کا۔ وٓ یعنی قیامت کے دن جب اس کے پاس نہ مال ہوگا اور نہ اولاد۔ (دیکھئے سورہ کہف آیت ۸) وٓ یعنی ان کی سفارش کر کے اللہ کے عذاب سے ان کے بچاؤ کا سبب بنیں۔ مسئلہ حشر و نشر بیان کرنے کے بعد اب ان کے بتوں کی پرستش کی تردید ہے۔ (کبیر)

ف۱ انکار اس معنی میں کرینگے کہ وہ کہیں گے ہم نے کبھی ان سے نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو اور ہمیں یہ خبر تھی کہ وہ ہماری عبادت کر رہے ہیں۔ ف۲ یعنی بجائے اس کے کہ وہ ان کے لئے بچاؤ کا سبب بنیں اُلٹا ان کی پکڑ کا سبب بنیں گے اور باعثِ حسرت، ان معبودوں کے اتحاد و اتفاق کی وجہ سے ان کو شئی واحد فرض کر کے "ضدا" صیغہ واحد کا لایا گیا ہے کہ حدیث میں ہے: وَهُمْ يَدٌ عَلَىٰ مَنْ سِوَاهُمْ (کبیر) ف۳ یعنی وساوس اور تسویلات سے حق تعالیٰ کی مخالفت پر اکساتے اور بُرے کاموں کی رغبت دلاتے رہتے ہیں۔ (شوکانی)

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ

ساتھ عبادت اُن کی کے اور ہو جاویں گے وہ بت اُوپر اُن کے مخالف کیا نہیں دیکھا تو نے کہ بھیجا ہم نے شیطانوں کو اُوپر کافروں کے

دوسرے معبود اس لئے ٹھہرا رکھے ہیں کہ قیامت کے دن وہ ان کے حمایتی ہوں گے ہرگز نہیں (یہ معبود ان کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے) بلکہ وہ ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور ان کے دشمن بن

تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى

بدکاتے ہیں اُنکو بدکانا کر پس مت جلدی کر اُوپر اُن کے سوائے اسکے نہیں کہ گنتے جاتے ہیں ہم واسطے اُنکے گنتے جانا۔ اُس دن کہ جمع کریں گے ہم پرہیزگاروں کو

جائیں گے اُن کے مخالف بن بیٹھیں گے اے پیغمبر کیا تو نے نہیں دیکھا ہے کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے اُن پر مسلط کر دیا ہے وہ اُنکو اکساتے رہتے

الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ

طرف رحمٰن کی مہمان اور ہانکیں گے ہم گنہگاروں کو طرف دوزخ کی پیاسے نہیں اختیار پاویں گے شفاعت کا

ہیں تو اے پیغمبر تو ان کے (عذاب کے) لئے جلدی نہ کر ہم (خود) اُن کے دن گن رہے ہیں۔ (اے پیغمبر) وہ دن یاد کر جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس (یعنی اپنے

إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ

مگر جس نے کر لیا ہو گا نزدیک اللہ تعالیٰ کے عہد اور کہا انہوں نے پکڑی ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد البتہ تحقیق لائے تم

پاس) مہمانوں کی طرح اکٹھا کریں گے اور گنہگاروں کو پیاسا دوزخ کی طرف ہانک دیں گے (جیسے جانور کنوئیں کی طرف ہانک دیئے جاتے ہیں) وہ کسی کی سفارش نہ کر سکیں گے مگر

شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

ایک چیز بھاری نزدیک ہیں آسمان کہ پھٹ جاویں اُس سے اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑیں پہاڑ

اس کی جس نے اللہ سے اقرار لیا ہے اور کافر (نصاریٰ بعضے مشرکین) کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ اے کافرو تم تو بڑی سخت بات گھڑ لائے جس کی وجہ سے عجب نہیں

هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن كُلُّ

کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا انہوں نے واسطے اللہ کے اولاد کا اور نہیں لائق واسطے رحمٰن کے یہ کہ پکڑے اولاد نہیں کوئی

آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پاش پاش ہو کر گر جائیں اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اولاد والا کہا۔ اور خدا تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے

مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ

شخص کہ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے مگر آتا ہے رحمٰن کے پاس بندہ ہو کر البتہ تحقیق گھیر لیا ہے اُنکو اور گن لیا ہے

کہ اس کی اولاد ہو۔ آسمان اور زمین میں جتنے لوگ ہیں (آدمی اور جن اور فرشتے) وہ سب اس کے سامنے غلام (بندہ) ناچیز بن کر حاضر ہوں گے۔ اس نے ان سب

عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اُنکو گن لینے کر اور سب وہ آنے والے ہیں دن قیامت کے اکیلے ہو کر تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

کو گھیر رکھا ہے (اپنے علم اور قدرت سے) اور پوری طرح گن لیا ہے اور یہ سب اُس کے سامنے قیامت کے دن اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے جو لوگ ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

اچھے البتہ کرے گا واسطے اُن کے رحمٰن محبت پس سوائے اسکے نہیں کہ آسان کیا ہے ہم نے اس قرآن کو ساتھ

کام کئے اللہ تعالیٰ ان کی محبت (لوگوں کے دلوں میں) ڈال دے گا اے پیغمبر ہم نے تو قرآن کو تیری زبان میں (یعنی عربی زبان

بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ

زبان تیری کے تو کہ بشارت دے ساتھ اُسکے پرہیزگاروں کو اور ڈراوے ساتھ اس کے قوم جھگڑنے والوں کو۔ اور بہت ہلاک کئے ہم نے پہلے اُس سے قرن کیا

میں) اس لئے آسان کر دیا کہ تو اس کو سنا کر پرہیزگاروں کو خوشخبری دے اور اکھڑ جھگڑالو لوگوں کو ڈرائے اور ان لوگوں کی حقیقت ہی کیا ہے ہم قرآن سے

ف۴ یعنی آپ اس بارے میں تعجب نہ کریں کہ ہم نے ان کی رسی ڈھیلی کیوں چھوڑ رکھی ہے اور اس قدر سرکشی کے باوجود ان کی گرفت کیوں نہیں کرتے۔ بس اب مہلت کے دن پورے ہو رہے ہیں اور ان کی شامت آیا ہی چاہتی ہے۔

ف۵ اس عہد سے مراد کلمۂ شہادت کا اقرار ہے۔ جیساکہ ایک حدیث میں اس کی تفسیر وارد ہے۔ نیز ایک حدیث میں پنجگانہ نماز کی پابندی کو بھی عہد قرار دیا ہے یعلوم ہوا کہ مومنین اصحابِ کبائر کی تو شفاعت ہوگی مگر کافر کی کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ پس "لا یملکون الشفاعة" کے معنی یہ ہیں کہ "شفاعت کے مستحق صرف وہی لوگ ہونگے جنہوں نے ....." یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ شفاعت کا اختیار صرف اسی کو ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی اجازت دے دی ہو یعنی کوئی نبی یا فرشتہ از خود کسی کی شفاعت نہیں کر سکیگا۔ اس آیت میں تمام مشرکین کو تنبیہ کر دی ہے کہ وہ مشرک خواہ پیر پرست ہوں یا قبر پرست ہر قسم کی شفاعت سے محروم رہینگے گویا "لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا" کا جواب ہے۔ (از کبیر شوکانی)

ف۶ نصاریٰ حضرت مسیحؑ کو اور مشرکین فرشتوں کو اللہ کی اولاد بتاتے ہیں۔ (دیکھئے توبہ آیت: ۳۰، اسرا: ۴۰)

ف۷ یعنی ناممکن اور محال ہے اس لئے کہ اولاد ہم جنس ہوتی ہے اور اللہ کا کوئی ہم جنس نہیں، یا پھر اولاد کمزوری میں سہارے کے لئے ہوتی ہے۔ اور اللہ اپنی ذات اور صفات میں ہر ایک سے بے نیاز ہے وہ ہمیشہ سے عزیز و غالب ہے اور ہمیشہ عزیز و غالب رہے گا۔ (کبیر)

ف۸ جیسے دوسری آیت میں فرمایا: وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۔ اور سب اس کے سامنے کان پکڑے حاضر ہوں گے۔ (نمل: ۸۷)

ف۹ نہ کسی کے ساتھ اس کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی مال و اسباب جیساکہ فرمایا: يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ (شعرا: ۸۸)

ف۱۰ کافروں کے قبائح کو بیان کرنے کے بعد اب مومنین کے بعض مخصوص اعزاز بیان فرمائے "ان کی محبت (لوگوں کے دلوں میں) ڈال دیگا" یعنی بدون کسی کوشش اور اسبابِ محبت کی مزاولت کے (شوکانی) جیساکہ ایک حدیث میں ہے "جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریلؑ کو آواز دے کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ وہ آسمان میں اس کا اعلان کر دیتے ہیں پھر وہ زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم بروایت ابوہریرہ) واضح رہے کہ یہ آیت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جہاں مسلمان انتہائی مظلومی و کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے تھے، گویا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ عنقریب حالات بدلیں گے، اور تم ذلیل و رسوا ہونے کی بجائے محبوبِ خلائق بن کر زندگی گزارو گے۔ چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا اور رہتی دنیا تک لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرامؓ کی وہ محبت پیدا ہوئی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ رضی اللہ عنہم و ارضاھم (کذا فی الوحیدی)

ف۱۱ جو کسی طرح حق بات نہیں مانتے اور اس میں مین میخ نکالتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو قرآن میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔

ف۱ ایسا ہی انجام ان کا بھی ہوگا اگر یہ اپنی ہٹ دھرمی اور جھگڑالو پن کی روش سے باز نہ آئے۔ ذ پہ۔ تمّ تفسیر سورۃ مریم والحمد للہ رب العلمین۔ ش ف۲ یہ سورہ بالاتفاق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت والے سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسٓ پڑھا کریں گے اور باقی قرآن ان سے اٹھا لیا جائے گا۔ (ابن مردویہ) یہی وہ سورہ ہے جسے سن کر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا جیسا کہ کتب سیرت میں مذکور ہے۔

تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

دیکھتا ہے تو اُن میں سے کسی کو یا سُنتا ہے واسطے اُن کے کھٹکا

پہلے کتنی جماعتوں کو تباہ کر چکے ہیں بھلا تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے یا ان کی بھنک بھی (کہیں) سنتا ہے ف۱

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ (۲۰) (۴۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۱۳۵ رُكُوْعَاتُهَا ۸

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۲ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا

ف۳ نہیں اُتارا ہم نے اُوپر تیرے قرآن کو تو کہ رنج کھینچے ۴ مگر نصیحت واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے ف۵ اُتارنے کر

ہم نے (اے پیغمبرؐ) قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ تو تکلیف اٹھائے۔ مگر ہم نے تو قرآن اس لئے اتارا کہ وہ ڈرنے والے کے لئے نصیحت ہو۔ (یہ) اللہ

مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى

اس کی طرف سے کہ جس نے پیدا کیا زمین اور آسمانوں بلند کو وہ رحمٰن ہے اوپر عرش کے قرار پکڑا اس نے ف۶ واسطے اسکے ہے

سے ڈرتا ہے وہ قرآن سے نصیحت لے اور یہ قرآن اس کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین کو اور اونچے اونچے آسمانوں کو بنایا (آسمان اور زمین بنانے کے بعد) وہ بڑے رحم

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ

جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور جو کچھ نیچے گیلی مٹی کے ہے اور اگر پکار کر کہے تو بات پس تحقیق وہ

والا تخت پر چڑھا۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو گیلی زمین کے تلے ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات

يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ

جانتا ہے چھپے بھید کو اور بہت چھپے کو ف۷ اللہ ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ واسطے اس کے ہیں نام اچھے اور کیا آئی ہے تیرے پاس

کرے (تو اس کو تیرے پکارنے کی احتیاج نہیں) وہ تو بھید کو جانتا ہے اور اس سے زیادہ چھپے ہوئے کو۔ وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں اس کے پیارے نام

حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ

بات موسیٰؑ کی ف۸ جس وقت دیکھی اس نے آگ پس کہا واسطے اہل اپنے کے ٹھہرو تحقیق میں نے دیکھی ہے آگ شاید کہ لے آؤں میں

ہیں۔ اور (اے پیغمبرؐ) کیا تجھ کو موسیٰؑ کا قصہ نہیں پہنچا (یا تجھ کو موسیٰؑ کا قصہ پہنچ چکا ہے) جب اس نے (جنگل میں رات کو اندھیرے وقت) آگ دیکھی تو اپنی بی بی (صفورا

اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّىْٓ

تمہارے پاس اس میں سے انگارا یا پاؤں اوپر آگ کے راہ بتلانے والا۔ پس جب آیا اس کے پاس پکارا گیا اے موسیٰؑ تحقیق

یا صفوریا) سے کہا تم (ذرا) ٹھہر جاؤ مجھ کو آگ دکھائی دیتی ہے۔ شاید (ہو سکا تو) میں تمہارے لئے ایک چنگاری لے کر آؤں یا اگر چنگاری نہ ملے تو اس آگ پر کوئی رستہ

اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ

میں ہوں پروردگار تیرا پس اُتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طویٰ ہے ف۱۲ اور میں نے پسند کیا تجھ کو

بتانے والا پالوں ف۱۰ پھر جب موسیٰؑ وہاں (اس آگ کے پاس) آیا اس کو آواز آئی موسیٰؑ ف۱۱ میں تیرا مالک ہوں تو اپنی جوتیاں اتار ڈال کیونکہ اس وقت تو پاکیزہ میدان میں ہے طویٰ

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

پس سُن جو کچھ کہ وحی کی جاتی ہے تحقیق میں ہی ہوں اللہ نہیں کوئی معبود مگر میں پس عبادت کر میری اور قائم رکھ نماز کو

میں اور میں نے (پیغمبری کے لئے) تجھ کو (لوگوں میں سے) چن لیا ہے تو جو حکم ہو اس کو دل لگا کر (سن تا رہ) بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو

ف۳ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے جن کے اسرار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بعض نے اس کے معنی "یا رجل" اے آدمی کئے ہیں کیونکہ بعض عرب قبائل میں یہ لفظ اس معنی میں بولا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (کبیر)

ف۴ یعنی آپؐ پر یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا گیا کہ آپؐ اس کی تلاوت کرنے کے لئے ساری ساری رات عبادت میں کھڑے رہیں اور اپنے آپؐ کو تھکا ماریں۔ ہوا یہ — جیسا کہ بعض مفسرینؒ کہتے ہیں کہ جب شروع شروع قرآن اترنے لگا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ کرامؓ قرآن پڑھنے کے خیال سے ساری ساری رات عبادت میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ مشرکین کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن کیا اترا، بیچارہ سخت مشقت میں پڑ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض دوسرے مفسرینؒ نے اس آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "ہم نے یہ قرآن آپؐ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپؐ پر کوئی ایسا بار ڈالا جائے جو آپؐ کے لئے ناقابلِ برداشت ہو۔ (کبیر)

ف۵ اور جسے خدا کا ڈر نہ ہو اسے صحیح راستہ پر ڈال دینا تمہارے ذمہ نہیں ہے۔

ف۶ اس آیت کا صحیح ترجمہ ہے "اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر بلند ہوا" کیونکہ محاورہ میں "استوی علیٰ کذا" کے یہی معنی ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس مضمون کی آیات اور احادیث صحیحہ کی رو سے اللہ تعالیٰ کے ساری مخلوق سے الگ اور عرش معلّٰی کے اوپر ہونے کا عقیدہ ضروری ہے مگر اس کی کیفیت سے بحث بدعت اور گمراہی ہے۔ یہی ائمہ حدیث اور سلف کا مسلک ہے۔ (دیکھئے سورۂ اعراف آیت ۵۴)

ف۷ بھید سے مراد وہ بات ہے جو تنہائی میں چپکے سے کہی جائے اور اس سے زیادہ چھپی بات وہ ہے جو ابھی دل میں ہو اور زبان تک نہ آئی ہو۔

ف۸ قرآن کی عظمت کے ذکر اور تبلیغ کے سلسلے میں آنحضرتؐ کی تکلیف کی طرف اشارہ فرما کر اب یہاں سے حضرت موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے کیونکہ جن دنوں یہ سورت نازل ہوئی مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی حالات درپیش تھے جیسے حضرت موسیٰؑ کو پیش آ چکے تھے۔

ف۹ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب مدین میں دس سال تک جلاوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد حضرت موسیٰؑ اپنے اہل و عیال سمیت مصر واپس آ رہے تھے۔ اس سے قبل کی سرگزشت کا ذکر سورۂ قصص میں ہے۔

ف۱۰ معلوم ہوتا ہے کہ جنگل میں سخت سردی تھی اور حضرت موسیٰؑ راستہ بھول گئے تھے۔ سورۂ قصص میں ہے "لعلکم تصطلون" تاکہ تم آگ تاپ سکو۔ (کذا فی ابن کثیر) ف۱۱ یہ آواز ایک درخت سے آ رہی تھی۔ (دیکھئے قصص آیت ۳۰) ف۱۲ غالباً اسی سے یہودیوں نے یہ مسئلہ بنا لیا ہے کہ جوتی پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے فرمایا: "یہودیوں کے خلاف عمل کرو اس لئے کہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔" (ابو داؤد) ف۱۳ "طویٰ" اس وادی کا نام تھا۔ (نیز دیکھئے سورۂ قصص ۲)

ف۱ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حضرت موسیٰؑ کو بھی پہلی وحی میں نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی "وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" فرمایا گیا۔ (موضح) "فاعبدنی" میں اگرچہ ہر قسم کی بدنی و مالی عبادت کرنے کا حکم آگیا تھا لیکن چونکہ نماز تمام عبادتوں سے زیادہ اہم ہے اس لئے اس کا خاص طور پر الگ ذکر بھی فرمایا۔ (شوکانی) اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ نماز کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی یاد سے غافل نہ ہو۔ نیز اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز ادا کرنے سے پہلے سو جائے یا اس سے غافل ہو جائے تو جونہی یاد آئے اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اقم الصلوٰۃ لِذِكْرِي" (بخاری، مسلم)

ف۲ یعنی قیامت کے آنے کا وقت اس لئے پوشیدہ رکھا گیا ہے کہ جس آزمائش کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے اس کا مدعا پورا ہو اور ہر شخص کو اپنے کئے کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ملے گویا اس کے مخفی رکھنے کی حکمت "سعی کی جزا" ہے۔ اس صورت میں "لتجزیٰ" جار مجرور "اخفیھا" کے متعلق ہوگا نہ کہ "اٰتیۃ" کے (شوکانی)

ف۳ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں لاٹھی ہے مگر ان سے یہ سوال اس لئے کیا کہ حضرت موسیٰؑ لاٹھی کے لاٹھی ہونے کا اقرار کریں اور پھر اپنے رب کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں (شوکانی)

ف۴ جواب میں اگرچہ اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ یہ لاٹھی ہے مگر حضرت موسیٰؑ نے یہ لمبا جواب اس لئے دیا کہ انہیں اپنے رب سے ہمکلامی کا جو شرف حاصل ہوا تھا وہ اس سے زیادہ لطف لینا چاہتے تھے۔ (کذا ذکر اصحاب المعانی)

ف۵ ایک نشانی عصا اور دوسری "ید بیضا" ہاتھ کے بے عیب ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اگرچہ سفید ہو کر چمکے گا مگر اس میں کوئی روگ نہ ہوگا جیسے کوڑھ کی بیماری سے ہاتھ سفید ہو جاتا ہے۔

ف۶ یعنی بڑی شرارت اور سرکشی پہ کمر باندھ لی ہے حتیٰ کہ خدائی تک کا دعویٰ کرنے لگا ہے۔

ف۷ یعنی اس منصب عظیم کے بار کو اٹھانے کے لئے جس ہمت، صبر، پامردی اور حوصلہ مندی کی ضرورت ہے وہ میرے دل میں پیدا کر دے۔

ف۸ ضروری نہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی زبان میں لکنت ہو بلکہ گرہ کھولنے سے مراد قوت گویائی کے لئے دعا کرنا ہے کہ میں فصاحت و بلاغت سے اپنا مفہوم ادا کر سکوں۔ قرآن میں زیادہ سے زیادہ یہ چیز معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی نسبت حضرت ہارونؑ کی زبان میں فصاحت و بلاغت زیادہ پائی جاتی تھی۔

ف۹ یعنی مددگار جو اس بار عظیم کو اٹھانے میں میرا شریک ہو۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "ایسے بڑے پیغمبر کو سمجھانے کے لئے ایک پیش کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے پیغمبر کے پیش کار حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ ابتدا میں حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ ہی سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے جن کا شمار کبار صحابہؓ میں ہے۔ (از موضح وغیرہ)

ف۱۰ مفسرینؒ کی عام روایات کے مطابق حضرت ہارونؑ عمر میں حضرت موسیٰؑ سے بڑے تھے۔ (رح)

ف۱۱ یعنی جب ہم بچے تھے اس وقت بھی تو نے ہماری پرورش کی اور ہمیں دشمنوں سے محفوظ رکھا اب بھی ہم پر احسان فرما اور فرعون کے شر سے محفوظ رکھ۔

ف۱۲ یعنی تم نے منہ مانگی مراد پالی اور ہم نے تمہاری ہر درخواست کو منظور فرما لیا۔

ف یہاں بتانے اور بیان کرنے کے لئے "اوحینا" (ہم نے وحی بھیجی) اور "یوحیٰ" (وحی کیا جاتا ہے) کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ وحی کے لفظی معنی اشارہ سریعہ یا دل میں کوئی بات ڈال دینے کے ہیں۔ اصطلاح میں جب یہ لفظ کسی نبی کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی فرشتہ کے ذریعہ پیغام بھیجنا ہوتے ہیں اور قرآن میں دونوں معنی کے اعتبار سے وحی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی طرف جو وحی بھیجی گئی وہ بھی لفظی معنی کے اعتبار سے تھی یعنی خواب میں یا کسی خفیہ طریقہ سے ان کے دل میں بات ڈال دی گئی کیونکہ اس بات پر تقریباً علما کا اتفاق ہے کہ اللہ کے جتنے نبی ہوئے ہیں مردوں میں سے ہوئے ہیں عورتوں میں سے کسی عورت کو نبی نہیں بنایا گیا۔ (سورہ یوسف : ۱۰۹) لہٰذا حضرت موسیٰؑ کی والدہ نبی نہیں تھیں کہ ان کے لئے وحی کے وہ معنی مراد لئے جائیں جو کسی نبی کے لئے ہوتے ہیں۔ (کبیر)

أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي

ایک بار اور جس وقت کہ وحی ڈالی ہم نے طرف ماں تیری کی وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے اب۔ یہ کہ ڈال دے اس کو بیچ صندوق کے پس ڈال دے اس کو بیچ

اور ہم تو پہلے بھی ایک بار اور تجھ پر احسان کر چکے ہیں جب ہم نے تیری ماں کو وہ بات بتلائی جو آگے بیان ہوتی ہے وہ یہ کہ موسیٰ کو ایک صندوق میں ڈال دے پھر اس

الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً

دریا کے پس چاہئے کہ ڈال دے اس کو دریا کنارے پر لے لیوے اس کو دشمن میرا اور دشمن اس کا اور ڈال دی میں نے اوپر تیرے محبت

صندوق کو دریا میں ڈال دے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو دریا اس صندوق کو بحکم الٰہی کنارے پر دھکیل دے وہاں ایک شخص جو میرا دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے یعنی

مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ

اپنی طرف سے۔ اور تو کہ پرورش کیا جاوے تو اوپر آنکھوں میری کے جس وقت کہ چلتی تھی بہن تیری پس کہتی تھی کیا دلالت کروں میں تم کو اوپر اس شخص کے کہ

فرعون اس کو لے لیگا۔ اور میں نے اے موسیٰ بچپنے ہی میں تجھ پر یعنی تیری صورت پر اپنی طرف سے پیار ڈال دیا تھا۔ اور مطلب یہ تھا کہ تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے

فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ

پالے اس کو۔ پس پھیر لائے ہم تجھ کو طرف ماں تیری کے تو کہ ٹھنڈی ہوں آنکھیں اس کی اور نہ غم کھاوے۔ اور مارا تھا تو نے ایک جان کو پس نجات دی ہم نے

جب تیری دسکی بہن (مریم) تیری خبر لانے کو جا رہی تھی۔ وہ (آسیہ اور فرعون سے) کہنے لگی میں تم کو ایسی انا بتاؤں جو اس بچے کو اچھی طرح پالے۔ تو ہم نے تجھ کو تیری

وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَ

تجھ کو غم سے اور آزمایا ہم نے تجھ کو آزمانا۔ پس رہا تو کئی برس بیچ لوگوں مدین کے پھر آیا تو اوپر اندازے کے اے موسیٰ اور

ماں کے پاس پہنچا دیا اس لئے کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ (تیری جدائی کا) رنج نہ کرے اور جب تو بڑا ہوا تو نے ایک شخص کو گھونسا لگا کر مار ڈالا تھا تجھ کو اپنی جان کے لالے

اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ اذْهَبَا

پسند کر لیا میں نے تجھ کو واسطے ذات اپنی کے۔ جا تو اور بھائی تیرا ساتھ نشانیوں میری کے اور مت سستی کرو بیچ یاد میری کے جاؤ تم دونو

پڑ گئے پھر ہم نے اس غم سے تجھ کو چھوڑ دیا اور ہم نے تجھ کو بھگا دیا (مدین میں) پھر تو کئی برس تک (دس برس تک) مدین والوں میں رہا (حضرت شعیب

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَا

طرف فرعون کی تحقیق اس نے سرکشی کی۔ پس کہو اس کو بات نرم شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈرے کہا دونوں نے اے ہمارے

کے مکان میں) اب تو اے موسیٰ (عمر کی) حد کو پہنچ کر (ہمارے پاس) آیا۔ اور میں نے تجھ کو (خاص) اپنے (کام کے) لئے طیار کیا (یعنی پیغمبری کے لئے) تو اور تیرا بھائی دونوں

إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَا ۖ إِنَّنِي مَعَكُمَا

تحقیق ہم ڈرتے ہیں یہ کہ جلدی کرے اوپر ہمارے یا یہ کہ سرکشی کرے کہا مت ڈرو تحقیق میں ہوں ساتھ تمہارے

مل کر میری نشانیاں (عصا اور ید بیضا) لے کر فرعون کے پاس جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔ دونوں فرعون پاس جاؤ کیونکہ اس نے سر اٹھا رکھا ہے پھر اس

أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾ فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس جاؤ اس کے پاس پس کہو تحقیق ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں رب تیرے کے پس بھیج ساتھ ہمارے بنی اسرائیل کو

سے نرمی سے بات کرو شاید وہ (حق بات) مان لے یا (خدا سے) ڈر جائے تو اس کو (خدا کا) ڈر پیدا ہو وہ دونو (یعنی موسیٰؑ اور ہارونؑ) عرض کرنے لگے مالک ہمارے ہم کو ڈر ہے فرعون ظالم بادشاہ ہے

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿٤٧﴾

اور مت عذاب کر ان کو تحقیق ہم لائے ہیں تیرے پاس نشانی رب تیرے سے اور سلامتی اوپر اس شخص کے ہے کہ پیروی کرے ہدایت کی

کہیں ہم کو جلدی سے سزا دے بیٹھے غصہ میں مروا ڈالے یا جوش میں آ جائے اور زیادہ شرارت اور سرکشی پر کمر باندھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مت ڈرو کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں

ف۲ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے وہ صندوق دریا میں ڈال دیا اور فرعون کے گھر والوں نے اسے نکال لیا۔ (راجع قصص : ۸) کیسے اٹھایا اور فرعون کے گھر والوں میں سے کس نے اٹھایا؟ اس کا ذکر نہ قرآن میں ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ اس کا جاننا ہی کوئی ضروری ہے۔

ف۳ یعنی تمہاری صورت ایسی بنادی کہ جو کوئی تمہیں دیکھتا اس کا دل نرم ہو جاتا اور وہ تم سے محبت کرنے لگتا۔

ف۴ ہوا یہ کہ فرعون کے گھر والوں نے حضرت موسیٰؑ کو اٹھا لیا لیکن جب اسے دودھ پلانے کے لئے دایاؤں کا انتظام کیا گیا تو وہ کسی بھی دایہ کا دودھ پینے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ جیسے فرمایا: "وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ"۔ اس سے پہلے ہم نے ان پر تمام دودھ پلانے والیوں کو حرام کر دیا تھا۔ (قصص: ۱۲) اس موقع پر ان کی بہن وہاں پہنچی اور یہ منظر دیکھ کر فرعون اور اس کی بیوی حضرت آسیہ سے کہنے لگی۔

ف۵ بیچ کی تفصیل چھوڑ دی گئی ہے کہ فرعون کے گھر والوں نے رضامندی ظاہر کر دی اور حضرت موسیٰؑ کی بہن گھر آئی اور اپنی والدہ کو ساتھ لے کر فرعون کے ہاں پہنچ گئی انہوں نے جونہی حضرت موسیٰؑ کے منہ سے اپنی چھاتی لگائی حضرت موسیٰؑ نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح حضرت موسیٰؑ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ نظم قرآن پر غور کرنے سے یہ تفصیل خود بخود ذہن میں آجاتی ہے۔ ممکن ہے اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کو اپنے گھر لے آئی ہوں تاکہ فرعون کی طرف سے بطور دایہ مامور ہو کر شاہانہ اعزاز و اکرام کے ساتھ بچہ کی تربیت کرتی رہیں۔ واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۶ یہ پورا قصہ سورہ قصص (رکوع ۵، ۶) میں بیان ہوا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جوان ہونے کے بعد ایک روز حضرت موسیٰؑ شہر میں داخل ہوئے۔ وہاں ان کے ہاتھ سے ایک قبطی مارا گیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ نے معاف بھی فرما دیا۔ مگر ڈرتے رہے کہ فرعون کے سپاہیوں کے ہاتھوں پکڑے نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس غم و فکر سے انہیں نجات دی اور مصر سے نکال کر مدین میں پہنچا دیا جہاں ایک بزرگ کی لڑکی سے ان کا نکاح ہوا۔ پھر وہاں وہ دس سال رہے پھر اپنے بیوی بچوں کو لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے۔

ف۷ یعنی خوب اچھی طرح سے پرکھا تاکہ تمہارا اخلاص نکھر کر سامنے آجائے۔ حافظ ابن کثیر نے حدیث الفتون کو بطولہ بتایا ہے جس کا اکثر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ (ابن کثیر) ف۸ یعنی اب اس عمر کو پہنچ کر تم اس وقت آئے ہو جس کے متعلق میرا فیصلہ تھا کہ اس میں تمہیں اپنی ہمکلامی اور نبوت سے سرفراز کروں گا۔ ہو سکتا ہے اس حد سے مراد چالیس سال کی عمر ہو۔ (شوکانی) ف۹ یعنی بڑی شرارت اور سرکشی پر کمر باندھلی ہے حتیٰ کہ خدائی تک کا دعویٰ کرنے لگا ہے۔ ف۱۰ کیونکہ ایک سرکش آدمی کے راہِ راست پر آنے کی یہی دو صورتیں ہیں۔ ف۱۱ یعنی انہیں آزاد کر دے تاکہ وہ تیرے ملک کو چھوڑ کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ ف۱۲ لہٰذا تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ سرکشی چھوڑ کر سیدھی راہ اختیار کرے۔

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا

تحقیق وحی کی گئی طرف ہماری یہ کہ عذاب اُوپر اس شخص کے ہے کہ جھٹلاوے اور منہ پھیرے کہا فرعون نے پس کون ہے پروردگار

یعنی اس سے کہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ تو تم دونوں دل کرا سکے پاس جاؤ اسے کہو ہم تیرے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور انکو مت ستا ہم ایک نشانی تیرے مالک

يَا مُوسَىٰ ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا

تمہارا اے موسیٰ ف۱ کہا موسیٰؑ نے رب ہمارا وہ ہے جس نے دی ہر چیز کو پیدائش اس کی پھر راہ دکھائی ف۲ کہا فرعون نے پس کیا

کی لیکر تیرے پاس آئے ہیں اور (خدا کے عذاب سے) وہی بچے گا جو سیدھے رستے پر چلیگا۔ ہم کو (خدا کی طرف سے یہ) وحی آئی ہے (حکم ہوا ہے) اگر جو شخص (ہم کو) جھٹلائے اور (ہمارا کہنا) نہ مانے

بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا

ہے حال قرنوں پہلوں کا ف۳ کہا کہ علم ان کا نزدیک پروردگار میرے کے ہے بیچ کتاب کے۔ نہیں بھٹک جاتا ہے رب میرا اور نہ

اسکو عذاب ہوگا (دنیا میں تباہ اور آخرت میں ہلاک) فرعون نے کہا موسیٰ تمہارا مالک کون ہے موسیٰؑ نے کہا ہمارا مالک وہ ہے جس نے ہر چیز کو ایک (خاص) صورت دی (جو اس کے مناسب ہے)

يَنسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ

بھول جاتا ہے ف۴ جس نے کیا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور بنائیں واسطے تمہارے بیچ اسکے راہیں اور اتارا

پھر اسکو (زندگی بسر کرنیکا) رستہ بتلایا۔ فرعون نے کہا (اچھا) اگلے لوگوں کا کیا حال ہونا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا انکا حال میرے مالک کے پاس ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے میرا مالک نہ

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿٥٣﴾ كُلُوا وَارْعَوْا

آسمان سے پانی پس نکالے ہم نے ساتھ اس کے اقسام روئیدگی کے مختلف کھاؤ اور چگاؤ

بھٹکتا ہے نہ بھولتا۔ اسی نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے (چلنے کے) لئے اس میں راہیں نکالیں اور آسمان سے پانی برسایا پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (ہم ہی نے اس میں سے طرح بطرح کی

أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾ ع مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ

جانوروں اپنوں کو تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے صاحبوں عقل کے ف۵ اس سے پیدا کیا ہم نے تم کو اور بیچ اس کے دوبارہ

قسم کے سبزے نکالے اس لئے کہ تم بھی اس میں سے کھاؤ اور اپنے جانوروں کو (بھی اس میں سے) چراؤ۔ بیشک عقلمندوں کیلئے اس میں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ ہم نے تم کو اسی

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ

لیجاویں گے ہم تم کو اور اس میں سے نکالیں گے ہم تم کو ایک بار اور ف۶ اور البتہ تحقیق دکھائیں ہم نے اس کو نشانیاں اپنی سب پس جھٹلایا ف۷ اور

(زمین سے) پیدا کیا۔ اور اسی میں (مرنے کے بعد) پھر لیجائیں گے اور اسی سے تم کو دوسری بار (قیامت کے دن) نکالیں گے۔ اور ہم نے تو فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھلائیں لیکن

أَبَىٰ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾ فَلَنَأْتِيَنَّكَ

نہ مانا کہا کیا آیا ہے تو ہمارے پاس تاکہ نکال دیوے ہمکو زمین ہماری سے ساتھ جادو اپنے کے اے موسیٰؑ ف۸ پس البتہ لاویں گے ہم

اس نے جھٹلایا اور نہ مانا (کہنے لگا یہ جادو ہے) کہنے لگا موسیٰؑ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم کو اپنے جادو (کے زور) سے ہمارے ملک سے نکال باہر کرے اور خود

بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ

تیرے پاس جادو مانند اس کی پس مقرر کر درمیان ہمارے اور درمیان اپنے ایک وعدہ گاہ کہ نہ خلاف کریں اس کا ہم اور نہ تو

وہاں کا حاکم بن بیٹھے) تو ہم بھی ضرور ویسا ہی جادو (تیرے جادو کی طرح) تجھ کو بتلائیں گے (تیرے سامنے لائیں گے) لیکن ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ (وقت اور مقام)

مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾

مکان ہموار کہا وعدہ گاہ تمہارا دن زینت کا ہے اور یہ کہ اکٹھے کئے جاویں گے لوگ دن چڑھے ف۹

مقرر کر دے ہم اس کے خلاف کریں تو ایک صاف میدان ہو (یا ایک بیچا بیچ مقام ہو جو نہ ہم سے دور ہو نہ تجھ سے) موسیٰؑ نے کہا اچھا عید کا دن (ہمارا) تمہارا وعدہ ہے

ف۱ یعنی وہ کون ہے جسے تم نے مجھے چھوڑ کر اپنا رب بنالیا ہے؟ واضح رہے کہ فرعون اپنے آپ کو مصر کا ربِّ اعلیٰ بھی سمجھتا تھا۔ (نازعات: ۲۴) اور الٰہ یعنی معبود بھی۔ چنانچہ قصص میں ہے: يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور الٰہ بھی ہو۔ (آیت: ۳۸) ف۲ یعنی صرف یہی نہیں کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے بلکہ اس نے ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد ایک صورت بھی دی ہے جو اس کے مناسب حال ہے اور اسے زندگی گزارنے اور اپنی بناوٹ سے کام لینے کا راستہ بھی بتایا ہے۔ چنانچہ پرندے کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی چگنے لگتا ہے، جانور اور انسان کا بچہ پیدا ہوتے ہی دودھ پینے لگتا ہے۔ الغرض اس کائنات میں ہر چیز جو بھی کام کر رہی ہے اس کی دی ہوئی ہدایت اور تعلیم سے کر رہی ہے حضرت موسیٰؑ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا رب تو نہیں ہے بلکہ وہ بزرگ و برتر اللہ ہے جس کی یہ اور یہ صفات ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے وہی دلائل پیش کئے جو حضرت ابراہیمؑ نے پیش کئے تھے۔ (کبیر)

ف۳ یعنی اگر رب وہی ہے جسے تم بیان کر رہے ہو تو تم بتاؤ کہ جو لوگ سینکڑوں برس سے نسلاً بعد نسلٍ دوسروں کو اپنا رب سمجھتے، اور ان کی بندگی کرتے رہے۔ آیا وہ سب گمراہ اور مستحق عذاب تھے۔ ممکن ہے فرعون نے یہ سوال ازراہِ جہالت کیا ہو یا اس کا مقصد یہ بھی ہو کہ حضرت موسیٰؑ جب ان کو گمراہ اور مستحق عذاب قرار دیں گے تو ان کے خلاف تمام لوگوں کے جذبات بھڑک اٹھیں گے اور وہ ان کی دعوت سے متنفر ہو جائیں گے اہلِ حق کے خلاف اہلِ باطل جاہلوں کو مشتعل کرنے کا یہ ہتھکنڈا ہمیشہ سے استعمال کرتے رہے ہیں، اور آج بھی اسے اپنا کارگر حربہ سمجھتے ہیں۔ (وحیدی مع اضافہ)

ف۴ یعنی مجھے ان کے حال سے کوئی بحث نہیں ہے وہ اپنے رب کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اس کے پاس ان کے تمام اعمال اور نیتوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ جیسے ان کے اعمال ہوں گے ویسا ہی بدلہ ان کو مل جائے گا۔ ہمیں فکر اپنے حال کی ہونی چاہئے کہ ہم کیونکر اپنے آپ کو مستحق عذاب ہونے سے بچا سکتے ہیں؟ یہ ایک نہایت ہی حکیمانہ جواب ہے جو صحیح بھی ہے اور اس سے فرعون اپنے مقصد میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔

ف۵ ان نشانیوں پر غور کر کے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کائنات میں جو انتظامات پائے جاتے ہیں وہ کسی ایسی ہی ذات کی تخلیق کا نتیجہ ہو سکتے ہیں جو اپنی ذات اور صفات و اختیارات میں تنہا ہے نہ کہ کسی اتفاقی حادثہ کا بے ہنگم نتیجہ۔

ف۶ یعنی تم سب کے باپ حضرت آدمؑ کا پُتلا مٹی سے بنایا گیا اور تمام غذائیں بھی مٹی سے نکلتی ہیں۔ مرنے کے بعد خواہ کوئی انسان قبر میں دفن ہو یا نہ ہو، بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کے اجزا بھی مٹی ہی میں مل جائیں گے۔ قیامت کے روز انہی اجزا کو دوبارہ جمع کر کے اور ان میں روح پھونک کر زندہ کر دیا جائیگا۔ بعض روایات سے۔ جن کی سند گو ضعیف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میت کو قبر میں اتارنے کے بعد مٹی ڈالتے وقت یہ آیت پڑھی جائے اس طرح کہ پہلی مٹھی کے وقت "مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ" دوسری کے وقت "وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ" اور تیسری کے وقت "وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ" ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے لختِ جگر حضرت ام کلثومؓ کو دفن کرتے وقت یہ آیت پڑھی اور نیز فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ۔ (ابن کثیر۔ فتح البیان)

ف۷ سب نشانیوں سے مراد نو نشانیاں ہیں، جو حضرت موسیٰؑ کو دی گئیں جن کا ذکر سورۂ اعراف میں گزر چکا ہے۔

ف۸ ہر باطل پرست اور جابر و ظالم حکمران جب داعئ حق کے سامنے لاجواب ہو جاتا ہے تو اس کی دعوت کو ٹھکرانے کے لئے یہی ہتھکنڈا استعمال کرتا ہے۔ یعنی اسے اقتدار کا بھوکا ہونے کا طعنہ دیتا ہے۔ گویا اقتدار پر قابض رہنا اس کا تو پیدائشی حق ہے اور کسی دوسرے کے لئے اس کے قریب بھٹکنا بھی جائز نہیں۔

ف۹ حضرت موسیٰؑ نے عید کا دن اس لئے تجویز فرمایا کہ اس روز ملک کے تمام علاقوں کے لوگ کھنچ کر دار السلطنت میں جمع ہوتے ہیں اور نیز تجویز کیا کہ ضحی کے وقت مقابلہ شروع ہو تاکہ اگر مقابلہ لمبا ہو جائے تو تمام دن قائم رہ سکے۔ (شوکانی)

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى

پس پھر گیا فرعون پس جمع کیا مکر اپنا پھر آیا ف۱ کہا واسطے اُن کے موسیٰؑ نے اے وائے تم کو مت باندھو اُوپر

وہ مقرر وقت سب لوگ جمع ہو جائیں۔ یہ سُنکر فرعون لوٹا اور اپنے داؤں اکٹھا کئے پھر (وعدہ کے مقام پر) آن موجود ہوا (جادوگروں کو ساتھ لایا) موسیٰؑ نے (ان

اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

خدا کے جھوٹ پس فنا کردیگا تم کو ساتھ عذاب کے اور تحقیق نامراد ہوا جس نے جھوٹ باندھا پس جھگڑنے لگے کام اپنے میں

جادوگروں کو ایک بات سمجھانا مناسب سمجھا) کہا کمبخت تمہاری شامت آئی ہے اللہ پر جھوٹ مت جوڑو۔ (اس کے کاموں کو جادو نہ کہو) وہ عذاب بھیجکر تم کو غارت کر دیگا اور (دیکھو)

بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

درمیان اپنے اور چھپایا مصلحت کو کہا انہوں نے تحقیق یہ جادوگر ہیں ف۲ چاہتے ہیں کہ نکال دیویں تم کو

جس نے خدا پر جھوٹ باندھا وہ تباہ ہو چکا۔ پھر (موسیٰؑ کی بات سُنکر) وہ جادوگر آپس میں جھگڑنے اور چپکے چپکے کانا پھوسی کرنے لگے (آخر انہوں نے مشورہ کر کے کہا

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ

زمین تمہاری میں سے ساتھ جادو اپنے کے اور لے جاویں راہ تمہاری بہتر کو پس جمع کرو مکر اپنا یعنی متدبیر

بیشک یہ دونوں (موسیٰؑ اور ہارونؑ) جادوگر ہیں وہ چاہتے ہیں اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہارا جو عمدہ طریق ہے ف۳ اسکو مٹا دیں تم بھی

ائْتُوْا صَفًّا وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ

پھر آؤ صف باندھ کر اور تحقیق فلاح پائی آج کے دن اس شخص نے کہ غالب آیا۔ کہا انہوں نے اے موسیٰؑ یا یہ کہ تو ڈال دے اور

سب مل کر داؤں کرو۔ پھر پرا باندھ کر سامنے آؤ۔ اور آج جو جیتا اس نے مراد پائی ف۶ جادوگر کہنے لگے موسیٰؑ یا تو تم (اپنی لاٹھی پہلے) ڈالو ف۴ ف۵ اور

اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ

یا ہوں ہم اوّل ڈالنے والے کہا بلکہ ڈالو تمہیں پس ناگہاں رسیاں اُن کی اور لاٹھیاں اُن کی

یا ہم پہلے (اپنی لاٹھیاں) ڈالیں۔ موسیٰؑ نے کہا جب تم میری بات نہیں مانتے تو تم ہی (پہلے) ڈالو (انہوں نے اپنا کرتب کیا) موسیٰؑ

يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾

خیال بندھا تھا طرف اس کے جادو ان کے سے یہ کہ وہ دوڑتے ہیں ف۷ پس چھپایا بیچ جی اپنے کے ڈر موسیٰؑ نے ف۸

کو ان کے جادو سے ایسا معلوم ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔ موسیٰؑ اپنے دل ہی دل میں سہم گیا اور اس نے وحی کا انتظار کیا ہم

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا

کہا ہم نے مت ڈر تحقیق تو ہے غالب اور ڈال جو بیچ داہنے ہاتھ تیرے کے ہے نگل جاویگا اس چیز کو جو بنایا ہے

نے وحی کے ذریعہ سے فرمایا مت ڈر بیشک تو ہی ور رہیگا تو ان سب پر غالب آئیگا اور جو (عصا) تیرے داہنے ہاتھ میں ہے اس کو میدان میں ڈال دے خدا کی قدرت دیکھ

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

انہوں نے تحقیق جو کچھ بنایا ہے اُنہوں نے مکر جادوگر کا ہے اور نہیں فلاح پاتا جادوگر جہاں آتا ہے ف۹ پس ڈالے گئے جادوگر

انہوں نے جو ڈھونگ کیا ہے اسکو ایک دم میں ہڑپ کر جائیگی انہوں نے جو کچھ بنایا ہے اسکی حقیقت کچھ نہیں (جادو کا تماشا ہے۔ اور جادوگر جہاں جائے (یا جہاں آئے

سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ

سجدہ کرتے ہوئے کہنے لگے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار ہارونؑ اور موسیٰؑ کے ف۱۰ کہا ایمان لائے تم واسطے اُس کے پہلے اس سے کہ حکم کروں

بامراد نہیں ہوتا۔ پھر (یہ حال دیکھتے ہی) جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم تو ہارونؑ اور موسیٰؑ کے مالک پر ایمان لائے۔ فرعون بولا واہ اچھے رہے تم اس پر ایمان

ف۱ یعنی ایک طرف تو سلطنت کے ہر علاقہ سے ماہر جادوگر جمع کر لیے اور انہیں انعام و اکرام کا وعدہ کر کے مقابلہ کے لئے تیار کیا۔ اور دوسری طرف عام لوگوں کو ترغیب دی کہ مقابلہ دیکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہوں۔ (ابن کثیر)

ف۲ کوئی کہنے لگا کہ موسیٰؑ جادوگر ہیں۔ اور کوئی کہنے لگا کہ وہ جادوگر معلوم نہیں ہوتے۔ وغیر ذٰلک۔ (ابن کثیر)

ف۳ عمدہ طریق سے مراد ان کا دین ہے جسے وہ بہتر طریقہ خیال کرتے تھے یا مطلب یہ ہے کہ ملک کے عمائد و اشراف کو اپنے ساتھ ملا لے گا۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی آپس کی اس پھوٹ کو چھوڑو اور پوری طرح متحد ہو کر مقابلہ کرو۔ (شوکانی)

ف۵ تا کہ دیکھنے والوں پر رُعب طاری ہو جائے۔ پرا (صف) یعنی قطار جمہور مفسرینؒ نے صَفًّا کے یہی معنی بیان کئے ہیں اور بعض نے اس کے معنی عیدگاہ بھی کئے ہیں۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی آج کے مقابلے کی اتنی اہمیت ہے کہ جو اس میں غالب رہا، اس کا سکہ ہمیشہ کے لئے بیٹھ گیا اور جو اس میں رہ گیا پھر کبھی سر نہ اٹھا سکے گا۔

ف۷ یعنی ان کے جادو کا رعب عوام پر ہی نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰؑ بھی اگر حقیقت حال سے واقف نہ ہوتے تو ان کے جادو سے متاثر ہو جاتے یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت موسیٰؑ بھی متاثر ہو گئے تھے۔ یوں بعض دنیوی امور کے سرانجام دینے میں نبیؑ پر بھی جادو کا اثر ہو سکتا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ پر بھی مدینہ میں آکر کچھ عرصہ کے لئے جادو کا اثر ہو گیا تھا مگر اس قسم کے حق و باطل کے معرکہ میں یہ ممکن نہیں کہ ایک نبیؑ پر اس قسم کا اثر ظاہر ہو جائے۔ "جادو سے معلوم ہوا" کا مطلب یہ ہے کہ صرف بظاہر دکھائی دیا حقیقت میں شعبدہ سے زیادہ کچھ نہیں تھا اور یہی جادو اور معجزہ میں فرق ہے کہ جادو سے ایک چیز کی حقیقت نہیں بدلتی۔ بظاہر آنکھوں پر اثر ہوتا ہے اور معجزہ سے ایک چیز کی حقیقت تک بدل جاتی ہے۔ (کبیر)

ف۸ حضرت موسیٰؑ کا یہ سہمنا بتقاضائے بشریت تھا اور ممکن ہے کہ ان کا یہ سہمنا اس بنا پر ہو کہ کہیں لوگ التباس میں نہ پڑ جائیں اور میرے عصا ڈالنے سے پہلے کہیں ان جادوگروں کے معتقد نہ ہو جائیں (ابن کثیر)

ف۹ یعنی چاہے وہ کیسی ہی آن بان اور شان و شوکت سے آئے اسے کبھی غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا۔

ف۱۰ "اُلْقِیَ" (گرا دیے گئے) یعنی بے ساختہ اور اس سرعت سے سجدہ میں گر پڑے جیسے کسی چیز نے انہیں گرا دیا ہے۔ (کبیر)

ف۱ یعنی وہ تمہارا "گورو" ہے اور تم اس کے چیلے ہو۔ جس سے ... معلوم ہوتا ہے کہ تم آپس میں طے کر کے آئے ہو کہ پہلے چیلے ایک شعبدہ دکھائیں گے۔ پھر وہ سب کے سامنے "گورو" سے شکست کھالیں گے، تاکہ دیکھنے والے ان کے "گورو" کا کہنا مان لیں اور اس کے معتقد بن جائیں۔ فرعون نے یہ شبہ اسی وقت پیدا کردیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام بھی ان کے متبع ہو جائیں۔ (کبیر)

لَكُمْ ۚ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم

میں تم کو۔ تحقیق وہ البتہ بڑا تمہارا ہے جس نے سکھایا ہے تم کو جادو پس البتہ کاٹوں گا میں ہاتھوں تمہارے کو اور پاؤں تمہارے کو

لے آئے اور ابھی میں نے تم کو اس پر ایمان لانے کی اذن ہی نہیں دیا (میرے بغیر حکم اس کے معتقد بن گئے ہو نہ ہو یہی بات ہے) بیشک وہ (یعنی موسیٰؑ) تمہارا گرو ہے جس نے

مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَ

خلاف سے اور البتہ سولی دوں گا میں تم کو بیچ شاخوں کھجور کے اور البتہ جانو گے تم کونسا ہم میں سے اشد ہے عذاب میں

تم کو جادو سکھلایا ہے ف۱۔ تو میں (ایسا کروں گا) ضرور تمہارے ہاتھ پیر الٹے سیدھے کاٹ ڈالوں گا اور تم کو کھجور کے تنوں پر (ڈالوں پر تنوں پر) سولی چڑھا دوں گا۔ اور تم اب ضرور

أَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ

اور بہت باقی رہنے والا ہے۔ کہا انہوں نے ہرگز نہ اختیار کریں گے تجھ کو اوپر اس چیز کے کہ آئی ہے ہمارے پاس دلیلوں سے اور اوپر اس شخص کے کہ پیدا کیا

(اچھی طرح) جان لو گے کہ ہم (دونوں) میں سے (یعنی میں یا موسیٰؑ ان دونوں میں سے) کس کی مار سخت ہے ف۲ اور دیر تک رہتی ہے۔ انہوں نے کہا ہم تجھ کو ان دلیلوں پر جو ہمارے پاس آچکیں

مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا

اس نے ہم کو پس حکم کر جو تجھ کو حکم کرنے والا ہے سوائے اسکے نہیں کہ حکم کریگا تو بیچ اس زندگانی دنیا کے تحقیق ہم ایمان لائے ساتھ پروردگار اپنے کے تو کہ بخشے

اور اس خدا نے جس نے ہم کو پیدا کیا بڑھ کر سمجھنے والے نہیں جو تجھے کرنا ہے کر گذر (سولی دے یا قتل کر) تیرا زور بس دنیا کی زندگی پر چل سکتا ہے ف۳ ہم تو اپنے مالک پر یقین کر چکے

خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ

واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور وہ چیز کہ زبردستی کی ہے تو نے ہم کو اوپر اس کے جادو سے اور اللہ بہت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والا ہے۔ تحقیق بات یہ ہے کہ جو

اس لئے کہ وہ ہمارے قصور اور اس (گناہ) کو جو تو نے زبردستی ہم سے جادو کرایا بخش دے اور اللہ تو (کا دین یا اس کا ثواب تیرے مال و دولت سے) بہتر ہے اور اس کا عذاب بھی تیرے عذاب سے

مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

کوئی آوے رب اپنے کے پاس گنہگار ہو کر پس تحقیق واسطے اسکے دوزخ ہے نہ مریگا بیچ اسکے اور نہ جئے گا اور جو کوئی آوے اس کے پاس ایمان والا ہو کر تحقیق عمل

زیادہ اور دیرپا ہے۔ بیشک جو کوئی (مرتے وقت) کافر ہو کر اپنے مالک کے سامنے حاضر ہوگا اس کے لئے دوزخ ہے نہ وہاں مریگا (کہ چلو چھٹی ہوئی) اور نہ جئے گا (جیسے جینا چاہئے) ف۵

الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

کئے ہوں اچھے پس یہ لوگ واسطے ان کے ہیں درجے بلند بہشتیں ہمیشہ رہنے کی چلتی ہیں نیچے ان کے سے

یعنی آرام کے ساتھ اور جو کوئی ایمان رکھ کر اس کے سامنے حاضر ہوگا اور وہ دنیا میں (نیک کام بھی) کر چکا ہے تو ایسے لوگوں کو بلند درجے ملیں گے ف۶۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ان

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

نہریں ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان کے اور یہی ہے بدلہ اس شخص کا جو پاک ہوا اور البتہ تحقیق وحی کی ہم نے طرف موسیٰؑ کی

کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں سدا ان میں رہیں گے اور جو کوئی (کفر اور گناہوں کی نجاست سے) پاک رہے اس کا یہی بدلہ ہے اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی بھیجی کہ میرے

أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا

یہ کہ رات کو لے چل بندوں میروں کو پس مار واسطے ان کے راہ بیچ دریا کے خشک نہ ڈرے گا تو پالینے سے اور نہ

بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو راتوں رات (مصر سے) نکال لے جا۔ پھر سمندر میں انکے لئے (لاٹھی مار کر) سوکھا رستہ بنا نہ تجھے فرعون کے (آپکڑنے کا) ڈر ہوگا نہ

تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَأَضَلَّ

خطرہ کریگا پس پیچھے لگا ان کے فرعون ساتھ لشکروں اپنے کے پس ڈھانک لیا ان کو دریا میں سے اس چیز نے کہ ڈھانک لیا ان کو اور گمراہ کیا

(سمندر میں) ڈوب جانے کا خوف۔ (جب بنی اسرائیل رات کو مصر سے چل کھڑے ہوئے) تو فرعون (عجب) پاکر اپنے لشکر سمیت انکے پیچھے لگا پھر سمندر نے انکو جیسا چھ

ف۲ شبہ پیدا کرنے کے بعد اوپر سے دھمکی بھی دے دی تاکہ ان کو ایمان پر قائم رہنے سے پھیر دیا جائے اور دوسرے لوگ بھی مرعوب ہو جائیں۔ (کبیر)

ف۳ یعنی آیا آخرت کا عذاب، جس سے موسیٰؑ ڈراتے ہیں، زیادہ سخت اور دیرپا ہے یا میرا عذاب ہے۔ فرعون حقیقت حال سے واقف تھا مگر اپنی شکست فاش پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ دھمکیاں دے رہا تھا اور بفوات بک رہا تھا۔ (کبیر)

ف۴ مگر جادوگروں کا ایمان تو ایک لمحہ میں اس قدر پختہ ہو گیا کہ اب فرعون کی دھمکیوں کا بھی ان پر کچھ اثر نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ تو اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ ہماری چند روزہ دنیاوی زندگی کا خاتمہ کر دے، سو ہمیں اس کی پروا نہیں۔ مگر آج ایک شخص ساٹھ سال قرآن پڑھ کر بھی دنیائے دون کے بدلے اپنے ایمان کو فروخت کر دیتا ہے۔ (کذا فی الکبیر)

ف۵ یعنی زندگی اور موت کے درمیان لٹکتا رہے گا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: "جو لوگ دوزخ والے (کافر) ہیں وہ تو نہ اس میں جئیں گے اور نہ مریں گے، اور جو دوزخ والے نہیں ہیں (یعنی گنہگار مسلمان) تو آگ انہیں یکبارگی مار دے گی، پھر شفاعت کرنے والے (پیغمبر) کھڑے ہو کر ان کی شفاعت کریں گے پھر انہیں گٹھڑیوں کی صورت میں ایک دریا پر، جس کا نام "الحیاۃ" یا "الحیوان" ہوگا لایا جائے گا پھر (اس میں نہا کر) وہ اس طرح بڑھیں گے جس طرح گھاس پھوس سیلاب کی لائی ہوئی مٹی میں بڑھتا ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ مسلم و ابن ابی حاتم)

ف۶ حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان (مسند احمد) صحیحین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اعلیٰ علیین والے اپنے سے اوپر والوں کو یوں دیکھیں گے جیسے تم افق میں غروب ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی جیسا گھیرنے کا حق تھا، ویسا گھیر لیا۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ (واقعہ کی تفصیل کیلئے سورہ شعراء رکوع ۴، یونس آیت ۹۰ : ۹۲)

ع ۳ / ۱۲

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ

فرعون نے قوم اپنی کو اور نہ راہ دکھائی ف۱ اے بنی اسرائیل تحقیق نجات دی ہم نے تم کو دشمن تمہارے سے

گھیر لیا اور ڈبا گیا۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو بہکا دیا راہ پر نہیں لگایا۔ اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی اور (توریت شریف

وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا

اور وعدہ کیا ہم نے تم کو کنارے طور ف۲ برکت والے کے کا اور اُتارا ہم نے اُوپر تمہارے من اور سلوٰے کھاؤ

دینے کے لئے اُس سے طور (پہاڑ) کا داہنا جانب مقرر کیا اور ہم نے تم پر (جنگل میں جہاں کچھ کھانے کو نہیں ملتا تھا) من اور سلوٰی اتارا ف۳ (اور یہ کہہ دیا کہ) جو

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ

پاکیزہ اس چیز سے کہ دی ہم نے تم کو اور مت سرکشی کرو بیچ اس کے پس اُتر لگے اُوپر تمہارے غصہ میرا اور جو کوئی کہ اُترے

پاکیزہ روزی ہم نے تم کو دی ہے اس میں سے کھاؤ (یعنی حلال کسب سے دار کھانے) اور اس میں حد سے مت بڑھو۔ نہیں تو میرا غضب تم پر اُترے گا اور جس پر

عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

اُوپر اس کے غصہ میرا پس تحقیق گرا وہ اور تحقیق میں البتہ بخشنے والا ہوں واسطے اس شخص کے کہ پھر آیا اور ایمان لایا اور عمل کئے اچھے

میرا غضب اترے وہ (دوزخ میں) گر چکا اور (یہ بھی میری صفت ہے) بیشک جو کوئی (گناہوں) سے توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر راہ پر لگا رہے

ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ

پھر راہ پائی ف۴ اور کیا چیز جلد لے آئی تجھ کو قوم تیری سے اے موسیٰؑ کہا کہ وہ یہ ہیں اُوپر نقش قدم میرے کے

تو میں اس کو بہت بخشنے والا ہوں۔ اے موسیٰؑ تو اپنی قوم کو چھوڑ کر جلدی کیوں آ گیا۔ ف۵ موسٰےؑ نے عرض کیا وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ

اور جلد آیا میں طرف تیری اے رب میرے تو کہ راضی ہو تو کہا پس تحقیق ہم نے آزمائش کی ہے قوم تیری کو پیچھے تیرے اور

اور مالک میں (ان سے پہلے) جلد تیرے پاس حاضر ہو گیا اس لئے کہ تو خوش ہو۔ پروردگار نے فرمایا ہم نے تو تیرے آنے کے پیچھے تیری قوم کو آزمایا (یا بلا میں ڈال دیا)

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ

گمراہ کیا اُن کو سامری نے پس پھر آیا موسیٰؑ طرف قوم اپنی کی غصے میں غمگین کہا

اور سامری نے ان کو بہکا دیا۔ ف۶ یہ سنتے ہی موسیٰؑ (توریت لے کر) غصہ سے بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا اپنی قوم کی طرف لوٹا کہنے لگا

يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ

اے قوم میری کیا نہ وعدہ دیا تھا تم کو پروردگار تمہارے نے وعدہ اچھا۔ ف۷ کیا پس لمبا ہوا اُوپر تمہارے وقت یا ارادہ کیا تم نے

بھائیو کیا تم سے تمہارے مالک نے (توریت شریف دینے کا) اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ کیا تم پر ایسی بڑی مدت گذر گئی (تم مجھ کو بھول گئے اتنا زمانہ گذر گیا) یا تم

اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا

یہ کہ اُتر آوے اُوپر تمہارے غصہ پروردگار تمہارے کا پس خلاف کیا تم نے وعدے میرے کو کہا انہوں نے نہیں خلاف کیا ہم نے

نے چاہا کہ تمہارے مالک کا غضب تم پر اترے اور اس وجہ سے تم نے اپنے وعدے کا خلاف کیا جو مجھ سے کیا تھا ف۸ وہ کہنے لگے ہم نے اپنے اختیار

مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ

وعدے تیرے کو ساتھ اختیار اپنے کے ولیکن اٹھوائے گئے تھے ہم بوجھ گہنوں ف۹ قوم فرعون کی سے پس پھینک دیا ہم نے اُس کو پس اسی طرح

سے تیرا وعدہ خلاف نہیں کیا بلکہ ہوا یہ کہ فرعون والوں کے زیور کے بوجھ (مصر سے بھاگتے وقت) ہم پر لاد دیئے گئے تھے (یا ہم نے اٹھا لئے تھے) ف۱۰

ف۱ کیونکہ اس نے جب بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے کے لئے اپنی قوم کو ساتھ لیا تھا تو یہ کہا تھا کہ موسیٰؑ اور ان کے ساتھی ہم سے بچ کر نہیں جا سکتے اس لئے کہ وہ خشک راستے پر جا رہے ہیں اور ان کے سامنے سمندر ہے مگر ہوا یہ کہ بنی اسرائیل تو بچ کر نکل گئے، اور فرعون اپنی پوری قوم سمیت تباہ ہو گیا۔

ف۲ مراد پہاڑ کی وہی جانب ہے جہاں پہلے حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے۔ مصر سے شام جاتے ہوئے کوہِ طُور داہنی جانب پڑتا ہے۔ سورہ بقرہ رکوع ۶ اور سورہ اعراف رکوع ۱۷ میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو توراۃ دینے کے لئے چالیس دن کی میعاد مقرر کی تھی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ طُور سے تختیوں پر لکھی ہوئی توراۃ لے کر واپس ہوئے۔ پہلی نعمت دنیوی ہے اور یہ نعمت دینی ہے۔

ف۳ تیسری بار پھر نعمت دنیوی کا ذکر فرمایا من و سلویٰ کی تفسیر کے لئے دیکھئے۔ (سورہ بقرہ: ۵۷)

ف۴ معلوم ہوا کہ بخشش کے لئے چار چیزیں شرط ہیں: ایک توبہ یعنی شرک و کفر اور نافرمانی سے باز آ جانا، دوسرے ایمان یعنی اللہ، رسولؐ یوم آخرت اور دوسرے ایمانیات پر صدق دل سے اعتقاد رکھنا، تیسرے عمل صالح یعنی اللہ و رسولؐ کی ہدایات کے مطابق نیک عمل کرنا، اور چوتھے راست روی یعنی مرتے دم تک ایمان اور نیک اعمال پر قائم رہنا، اور یہی چیز سب سے زیادہ مشکل ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی جب حضرت موسیٰؑ قوم پر اپنے بھائی ہارونؑ کو نگران مقرر کر کے توراۃ لینے طُور پر آئے تو ہم نے کہا: اے موسیٰ! .... مفسرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے جو ستر آدمی ساتھ لے کر جا رہے تھے ان کو پیچھے راستہ میں چھوڑ کر اپنے رب کی ملاقات کے شوق میں آگے بڑھ گئے اور ان سے پہلے طُور پر پہنچ گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ سوال کیا۔ (فتح القدیر)

ف۶ یعنی زیوروں سے بنے ہوئے ایک بچھڑے کی پُوجا کرنے پر لگا دیا۔ (دیکھئے اعراف: آیت ۱۴۸) یہ سامری تبیلہ علج کا ایک شخص تھا جو اصل میں کرمانی تھا اور مصر پہنچ گیا تھا وہ دل میں گائے کا پجاری تھا لیکن بظاہر حضرت موسیٰؑ پر ایمان کا دم بھرتا تھا مگر صحیح یہ ہے کہ سامرہ قبیلہ سے تھا جو بنی اسرائیل کے اشراف تھے۔ (شوکانی، کبیر)

ف۷ اور میں اس لئے گیا تھا کہ جا کر توراۃ لاؤں گو مجھے تیس کی بجائے چالیس دن لگ گئے مگر......

ف۸ وعدے سے مراد ان کا یہ وعدہ ہے کہ جب تک آپ واپس نہ آئیں گے ہم اپنے طریقہ پر قائم رہیں گے اور ہارون کی اطاعت کرتے رہیں گے۔

ف۹ عموماً مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ یہ زیور بنی اسرائیل کی عورتوں نے کسی تقریب کے موقع پر قبطیوں کی عورتوں سے مستعار لئے تھے اور بعد میں واپس نہ کئے تھے بعض کہتے ہیں کہ جب فرعون اور اس کے لشکر والے سمندر میں غرق ہو گئے اور ان کی لاشیں کناروں پر تیرتی ہوئی آئیں تو بنی اسرائیل نے ان کے زیور اتار لئے۔ (فتح القدیر)

ف۱۰ تاکہ ان کے گناہ سے نجات پائیں یا سامری کے سپرد کر دیئے تاکہ حضرت موسیٰؑ کے واپس آنے تک اس کے پاس محفوظ رہیں۔ (شوکانی)

أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَ

ڈالا سامری نے پس نکالا واسطے ان کے بچہ گائے کا ایک بدن ہے واسطے اس کے آواز ہے گائے کی پس کہا انہوں نے یہ ہے معبود

صلاح سے) ہم نے اس کو آگ میں (ڈال دیا) اسی طرح سامری نے بھی ڈالا۔ پھر سامری نے لوگوں کے لئے ایک بچھڑا (بنا کر) نکالا ایک دھڑ جو (بچھڑے کی طرح) آواز کرتا

إِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ

تمہارا اور معبود موسیٰ کا پس بھول گیا ہے موسیٰ کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ نہیں پھیرتا وہ طرف ان کی جواب اور نہیں اختیار میں رکھتا

تھا۔ تو سامری اور اس کے ساتھی جو گمراہ تھے) کہنے لگے یہی تمہارا خدا ہے اور موسیٰ کا خدا لیکن موسیٰ بھول گیا۔ کیا ان کو یہ بھی نہیں سوجھتا تھا کہ بچھڑا ان کی بات

لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم

واسطے ان کے ضرر اور نہ فائدہ اور البتہ تحقیق کہا تھا واسطے ان کے ہارون نے پہلے اس سے اے قوم میری سوائے اس کے نہیں آزمائے

کا جواب تک نہیں دیتا اور نہ ان کے بُرے بھلے کا اختیار رکھتا ہے۔ اور ہارون نے (موسیٰ کے لوٹنے سے) پہلے ہی ان سے کہہ دیا (دیکھو بھائیو تم اس بچھڑے کی وجہ سے

بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿٩٠﴾ قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

گئے تم ساتھ اس کے اور تحقیق پروردگار تمہارا رحمٰن ہے پس پیروی کرو میری اور مانو حکم میرا کہا انہوں نے ہمیشہ رہیں گے ہم اوپر اس کے

بلا میں پڑ گئے اور تمہارا مالک تو رحمٰن ہے (پاک پروردگار) تو میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے جواب دیا ہم تو برابر بچھڑے کی پوجا

عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ﴿٩٢﴾

معتکف یہاں تک کہ پھر آوے طرف ہماری موسیٰ کہا اے ہارون کس چیز نے منع کیا تجھ کو جس وقت کہ دیکھا تم نے ان کو گمراہ ہوئے

پر جمے رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئے ف۵ موسیٰ کہنے لگا ہارون کیا سبب جب تو نے دیکھا تھا وہ بہک گئے تو اسی وقت (

أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ

اس سے کہ نہ پیروی کرے میری کیا پس نافرمانی کی حکم میرے کی کہا اے بیٹے ماں میری کے مت پکڑ ڈاڑھی میری اور نہ سر میرا

میرے پاس کیوں نہ چلا آیا۔ کیا تو میرے حکم کے خلاف چلا ف۶ ہارون نے کہا میری ماں کے بیٹے ف۸ میری ڈاڑھی اور سر (کے بال) نہ پکڑ

إِنِّي خَشِيتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ

تحقیق میں ڈرا یہ کہ کہے تو جدائی ڈال دی تو نے درمیان بنی اسرائیل کے اور نہ انتظار کیا بات میری کا کہا

میں ڈرا کہیں تو کہہ بیٹھے تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا ف۹ موسیٰ نے کہا

فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

پس کیا ہے حال تیرا اے سامری کہا کہ دیکھا میں نے اس چیز کو کہ نہ دیکھا تھا لوگوں نے اس کو پس بھر لی میں نے ایک مٹھی خاک

سامری تو نے یہ کیا کیا۔ کہنے لگا میں نے وہ دیکھا جو اوروں نے نہیں دیکھا ف۱۰ میں نے (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے

مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ

قدم بھیجے ہوئے کے سے پس ڈال دیا میں نے اس کو (یعنی گائے کے بچے کے پیٹ میں) اور اسی طرح اچھا دکھلایا مجھ کو جی میرے نے کہا پس جا

(فرشتے) کے پاؤں تلے ف۱۱ سے ایک (خاک کی) مٹھی اٹھالی۔ اس کو میں نے (ڈھالے ہوئے بچھڑے میں) ڈال دیا اور میرے جی نے مجھ کو یہی صلاح دی۔ موسیٰ نے

فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَن تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّن تُخْلَفَهُ ۖ

پس تحقیق واسطے تیرے ہے بیچ زندگانی کے یہ کہ کہا کرے تو نہیں ہاتھ لگانا اور تحقیق واسطے تیرے ایک وقت ہے وعدے کی ہرگز نہ پیچھے چھوڑا

کہا چل دُور ہو (تیری سزا یہ ہے جب تک تو دنیا میں) زندہ ہے یوں کہتا رہے گا (دیکھو مجھ کو) کہیں چھونا نہیں ف۱۲ ۔ اور (اس کے سوا) تیرے لئے (آخرت کا)

ف۳ اور وہ اسے ڈھونڈنے کے لئے طور پر چلا گیا ہے یا موسیٰ یہ بتانا بھول گیا کہ یہی تمہارا خدا ہے یا سامری اپنا دین و ایمان بھول گیا اور اس نے بچھڑے کو اپنا خدا بنا لیا۔ (شوکانی) موقع و محل کے اعتبار سے یہ تیسرے معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم عند اللہ (شوکانی)

ف۴ پھر یہ خدا کیونکر ہو سکتا تھا؟

ف۵ یعنی آکر اس امر کا تصفیہ کرے کہ آیا ہمارا بچھڑے کی پوجا کرنا درست ہے یا غلط؟

ف۶ یا "تو نے میرے طریقہ پر عمل کیوں نہ کیا" اور وہ یہ کہ انہیں مار پیٹ کر درست کرتا اور شرک سے باز رکھتا۔

ف۷ حکم سے مراد وہ حکم ہے جو حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون کو دیے گئے تھے جس کا بیان سورۂ اعراف میں ہے کہ: اُخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ یعنی میری قوم میں میرا جانشین رہنا ان کی اصلاح کرتے رہنا اور فسادیوں کے راستہ کی پیروی نہ کرنا۔ (آیت: ۱۴۲)

ف۸ جمہور مفسرین کے قول کے مطابق حضرت موسیٰ حضرت ہارون کے سگے بھائی تھے لیکن ہارون نے شفقت کے طور پر انہیں "اے میری ماں کے بیٹے" کہہ کر پکارا تاکہ انہیں رحم آئے اور ان کے دل میں نرمی پیدا ہو۔ خصوصاً جبکہ ان کی والدہ جیسا کہ کہا جاتا ہے ایک باایمان خاتون تھیں۔ (شوکانی)

ف۹ بات سے مراد حضرت موسیٰ کی یہی وصیت ہے جس کا اوپر "امری" کے تحت ذکر ہوا، اس کا (یعنی ولم ترقب قولی) کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تو نے میری ہدایت اور واپسی کا انتظار نہ کیا۔ یہاں حضرت ہارون کا صرف اتنا جواب بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا: "اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ"۔ یعنی قوم نے مجھے کمزور پاکر بے بس کر دیا تھا اور قریب تھا کہ مجھے جان سے مار ڈالتے۔ (آیت: ۱۵۰)

ف۱۰ یعنی جبریل گھوڑے پر جاتے نظر آئے اور ان میں سے کسی کو دکھائی نہ دیئے۔

ف۱۱ یعنی ان کے گھوڑے کے پاؤں تلے سے۔ آیت کے الفاظ میں اگرچہ اس چیز کی تصریح نہیں ہے کہ "الرسول" سے سامری کی مراد کون تھے لیکن مفسرین سلف فرماتے ہیں کہ ان کی مراد حضرت جبریل سے تھی (کذا فی الروح) بعض (معتزلہ) نے اس سے مراد حضرت موسیٰ لئے ہیں یعنی سامری نے کہا میں نے پیغمبر کی کچھ اطاعت اختیار کی تھی مگر اب اس کو چھوڑ دیا ہے۔" یہ معنی تفسیر بالرای کے مترادف ہے اور سلف کے خلاف ہے۔

ف۱۲ یعنی یہی نہیں کہ زندگی بھر کے لئے تجھے اپنے معاشرے سے اچھوت بنا کر رکھ دیا گیا بلکہ تیری سزا یہ بھی ہے کہ تو خود لوگوں کو اپنے اچھوت ہونے سے آگاہ کرے اور جہاں سے گزرے یہ کہتا ہوا گزرے "دیکھو میں اچھوت ہوں مجھے ہاتھ نہ لگانا۔" (از شوکانی)

وَانْظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي

جادیگا اس سے اور دیکھ طرف معبود اپنے کی وہ جو ہو گیا تھا تو اوپر اس کے معتکف ابھی جلا دینگے ہم اس کو پھر اُڑا دیں گے ہم اس کو بیچ

ایک (عذاب کا) وعدہ ہے جو تجھ پر سے ملنے والا نہیں یاد اور اب اپنے خدا (بچھڑے) کو دیکھ جس کو تو برابر پوجتا رہا ہم اس کو جلا کر خاک کر دیں گے پھر اس (خاک) کو دریا

الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾

دریا کے اُڑا دینا کر سوائے اس کے نہیں کہ معبود تمہارا اللہ ہے وہ جو نہیں کوئی معبود مگر وہ سما لیا ہے ہر چیز کو علم میں

میں اُڑا کر بکھیر دینگے (تاکہ اس کا پتہ اور نشان بھی نہ رہے)۔ تمہارا (سچا) خدا اللہ ہے جس کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ اس کے علم میں ہر چیز سما گئی ہے۔

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا

اسی طرح بیان کرتے ہیں ہم اوپر تیرے خبروں اس چیز کی سے کہ تحقیق پہلے گذری اور تحقیق دیا ہم نے تجھ کو اپنے پاس سے

(اے پیغمبرؐ) یوں ہم تجھ کو اگلے گذرے ہوئے حال سُناتے ہیں اور ہم نے تجھ کو اپنے پاس سے

ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَالِدِينَ

ذکر جو کوئی منہ پھیرے اس سے پس تحقیق وہ اٹھاوے گا دن قیامت کے بوجھ ہمیش رہنے والے

قرآن دیا (جس میں دین کی ہر ضروری بات کا ذکر ہے) جو لوگ اس سے (یعنی قرآن سے) منہ پھیرلیں وہ قیامت کے دن گناہوں کا بوجھ لادے ہوں گے۔ ہمیشہ اس

فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ

بیچ اسکے اور بُرا ہے واسطے ان کے دن قیامت کے بوجھ اس دن کہ پھونکا جاویگا بیچ صور کے اور اکٹھا کرینگے ہم گنہگاروں کو

میں (دبے) رہیں گے اور قیامت کے دن یہ بوجھ ان کو بُرا لگے گا۔ ف١ جس دن صور پھونکا جائے گا اور گناہگاروں (مشرکوں اور کافروں) کو ہم اس دن اکٹھا کرینگے ان کی

يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ

اس دن نیلی آنکھوں سے آہستہ کہتے ہوں گے درمیان اپنے نہیں رہے تھے تم مگر دس دن ہم خوب جانتے ہیں

آنکھیں نیلی (یا اندھی) ہونگی (اور منہ کالے) ف٢ آپس میں چپکے چپکے باتیں کریں گے تم (دنیا میں یا قبر میں) کچھ نہیں رہے مگر دس دن (رہے ہو) ف٣ صبح کرکے تو رہے ہو) ہم خوب

بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْأَلُونَكَ

ع ٥ / ١٥ ١٤

اس چیز کو کہ کہتے ہیں جس وقت کہے گا بہتر ان کا راہ میں نہ رہے تھے تم مگر ایک روز اور سوال کرتے

جانتے ہیں جو وہ (اس دن) باتیں کرینگے۔ جب ان میں ٹھیک جانچنے والا (یعنی عقلمند اور ہوشیار شخص) کہے گا نہیں (دس دن کہاں رہے بہت رہے ہو گے تو)

عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَا تَرَىٰ

ہیں تجھ کو پہاڑوں سے پس کہہ اُڑا دے گا انکو رب میرا اُڑا دینا کر پس چھوڑ دیوے گا اس زمین کو میدان صاف نہیں دیکھے گا تو

ایک دن رہے ہو گے بس۔ اور (اے پیغمبرؐ) کافر تجھ سے پوچھتے ہیں (قیامت کے دن) پہاڑ کیا ہوں گے کہدے پہاڑوں کو میرا مالک ریزہ ریزہ کر کے (بکھیر کر) اڑا

فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ

بیچ اس کے کجی اور نہ اونچان یعنی ٹیلہ اس دن پیچھے چلیں گے پکارنے والے کے نہیں کجی واسطے اسکے اور نیچی ہو جاوینگی

دیگا پھر زمین کو چٹیل میدان کر چھوڑے گا (صاف ہموار نہ تو اس میں نیچا دیکھے گا نہ اونچا۔ اس دن وہ بلانے والے (جبرئیلؑ یا اسرافیلؑ یا اور کوئی فرشتہ) کے پیچھے ہو

الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا

آوازیں واسطے رحمٰن کے پس نہ سُنے گا تو مگر آواز آہستہ اس دن نہ فائدہ دے گی شفاعت مگر

لیں گے کوئی اور طرف نہیں مڑے گا۔ اور (ڈر کے مارے) رحمٰن کے سامنے آوازیں بیٹھ جائیں گی گھسر پھسر (یا گنگناہٹ یا پاؤں کی آہٹ) کے سوا اور کچھ تو نہ سُنے گا اس

ف١ اس سے بھاگنا چاہیں گے مگر وہ ان پر لدا رہے گا۔ یہ وعید ہے۔

ف٢ یہ اس وہشت اور سراسیمگی کی کیفیت کا ذکر ہے جس میں یہ مشرک اور کافر قیامت کے روز مبتلا ہوں گے۔ قیامت کے دن مختلف احوال اور مقامات ہوں گے جن کا متعلقہ آیات میں ذکر پایا جاتا ہے اور ان مقامات میں کفار کی مختلف حالتیں ہوں گی۔ لہٰذا ان آیات میں تعارض نہیں ہے۔ (کذا فی الشوکانی)

ف٣ یعنی دہشت کے مارے وہ اپنی دنیا کی زندگی اور قبر (برزخ) کی زندگی دونوں کو بہت مختصر خیال کریں گے۔ دوسری آیت میں ہے: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ کہ ہم ایک دن بلکہ دن کا بھی ایک حصہ رہے ہوں گے (مومنون: ١١٣) اور سورہ روم میں ہے: يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم (موت کی حالت میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔ (آیت: ٥٥) اسی مضمون کی توضیح اگلی آیت بھی کر رہی ہے بعض نے "عشرًا" سے دس گھڑیاں بھی مراد لی ہیں۔ (شوکانی - رازی) اور ان تمام اقوال سے ان کا مقصد یہ ہوگا کہ کسی طرح ہم عذاب سے بچ جائیں۔ اور ہم پر گرفت نہ ہو۔ (ابن کثیر)

ف۱ یا جس کے لئے (سفارش کرنے کی) رحمان اجازت دے اور اس کے لئے وہ بات سننا پسند کرے۔ نظم قرآن سے یہ دونوں معنی مفہوم ہوتے ہیں اور دونوں صحیح اور دوسری آیات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ (سورہ مریم: ۸۷، سبا: ۲۳، زخرف: ۸۶، نجم: ۲۶)
ف۲ یعنی کسی کا علم اتنا نہیں ہے کہ اس کی ذات، صفات اور معلومات کا احاطہ کر سکے۔ اس آیت کا یہ مفہوم اس صورت میں ہے جب "بہ" میں "ہ" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کے لئے قرار دی جائے اور اگر وہ "مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ" میں "ما" کے لئے قرار دی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو (چاہے وہ فرشتے ہوں یا خود انسان یا کوئی اور) لوگوں کے اگلے پچھلے حال کا پورا علم نہیں ہے کہ یہ جان سکیں کہ کس کے حق میں شفاعت کرنی چاہئے اور کس کے حق میں نہ کرنی چاہئے اس لئے شفاعت کو اللہ تعالیٰ کے اذن (اجازت) پر موقوف رکھا گیا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے سرزنش ہے جو فرشتوں یا انبیاء اولیا اور بزرگوں کی پرستش اس امید پر کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ہماری سفارش کریں گے۔ (شوکانی۔ کبیر)

مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

اس کو کہ اذن دیا ہے واسطے اس کے رحمٰن نے اور پسند کیا ہے واسطے اس کے کہنا جانتا ہے جو کچھ آگے ان کے ہے اور جو کچھ پیچھے ان کے
دن کسی کی شفاعت کام نہ آئے گی مگر جس کو رحمٰن (سفارش کرنے کی) اجازت دے۔ اور اس کی بات پسند کرے۔ وہ (سب) جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور

وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ

ہے اور نہیں گھیرتے اس کو ازروئے علم کے اور ذلیل ہو گئے منہ واسطے زندہ قائم رہنے والے کے اور تحقیق نامراد ہوا جس نے اٹھایا
جو ان کے پیچھے ہے اور لوگوں کا علم اس کو گھیر نہیں سکتا ہے۔ ف۲ اور (قیامت کے دن) اس زندہ ہمیشہ رہنے والے (خدا) کے سامنے (سب لوگوں کے) منہ عاجزی

ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا

ظلم اور جو کوئی عمل کرے نیکیوں میں سے اور وہ مومن ہو پس نہیں ڈرے گا ظلم سے اور نہ
سے جھک جائیں گے اور جس نے شرک کا بوجھ اٹھایا وہ (اس دن) خراب ہو چکا (یعنی مشرک کی مغفرت نہ ہوگی) اور جو ایمان کے ساتھ اچھے کام کریگا اس کو نہ بے انصافی

هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ

توڑنے سے اور اسی طرح اتارا ہے ہم نے اس کو قرآن عربی اور طرح طرح سے بیان کیا ہے ہم نے بیچ اس کے ڈرانے سے تو کہ وہ
کا ڈر ہوگا نہ حق تلفی کا ف۳ اور جیسے ہم نے تجھ سے اگلی خبریں بیان کیں ایسی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا اور اس میں طرح طرح (بار بار) جگہ جگہ عذاب کا ذکر ہے اس لئے کہ لوگ

يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ

ڈریں یا پیدا کرے واسطے ان کے یاد پس بہت بلند مرتبہ ہے اللہ بادشاہ برحق اور مت جلدی کر
ڈریں (گناہ سے بچے رہیں) یا یہ قرآن ان میں سوچ بچار پیدا کر دے۔ ف۴ تو اللہ کی شان بلند ہے جو سچا بادشاہ ہے (وہی مالک حقیقی ہے) اور (اے پیغمبر)

بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١٤﴾

ساتھ قرآن کے پہلے اس سے کہ تمام کی جاوے طرف تیری وحی اس کی اور کہہ اے رب میرے زیادہ دے مجھ کو علم
جب تک تجھ پر قرآن کا اترنا پورا نہ ہو (وحی ختم نہ ہو) اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر ف۵ اور دعا کر مالک میرے مجھ کو اور زیادہ علم دے ف۶

ع ۶ / ۱۵

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قُلْنَا

اور البتہ تحقیق عہد کیا تھا ہم نے طرف آدم کی پہلے اس سے پس بھول گیا اور نہ پایا ہم نے واسطے اس کے قصد خلاف کا ف۷ اور جب کہا ہم
اور ہم (اس سے) پہلے آدم کو حکم دے چکے ہیں (کہ گیہوں کے درخت کے قریب نہ جانا) پھر وہ (ہمارے حکم کو) بھول گیا (اس کے خلاف کر لیا) اور ہم نے اس میں مضبوطی نہ

لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا

نے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو واسطے آدم کے پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس نے نہ مانا۔ پس کہا ہم نے اے آدم تحقیق یہ
پائی۔ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پھر انہوں نے (سب نے) سجدہ کیا مگر ابلیس (شیطان) نے نہ مانا اس نے آدم کو سجدہ

عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ﴿١١٧﴾ إِنَّ لَكَ أَلَّا

دشمن ہے واسطے تیرے اور واسطے جورو تیری کے پس نہ نکال دیوے تم دونوں کو بہشت سے پس محنت میں جا پڑے تو ف۸ تحقیق واسطے تیرے ہے
کرنے سے انکار کیا۔ پھر ہم نے کہہ دیا آدم! یہ ابلیس تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو وہ تم کو جنت سے نکال باہر کرا دے اور تو آفت میں پھنس جائے یہاں بہشت

أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ

یہ کہ نہ بھوکا رہے تو بیچ اسکے اور نہ ننگا رہے تو اور یہ کہ نہ پیاسا رہے تو بیچ اس کے اور نہ دھوپ کھاوے۔ پس وسوسہ ڈالا طرف اس کی
میں تو تیرے لئے (فائدہ) ہے نہ تو بھوکا رہتا ہے نہ ننگا۔ اور اس میں نہ تو پیاسا ہوتا ہے اور نہ دھوپ میں جلتا ہے۔ ف۹ پھر شیطان نے اس کو پھسلایا

ف۳ بے انصافی یہ ہے کہ ناکردہ گناہوں پر سزا دی جائے اور حق تلفی یہ ہے کہ کی ہوئی نیکیوں پر پانی پھیر دیا جائے اسی کو دوسری آیت (الجن: ۱۳) میں بخس اور رہق سے تعبیر فرمایا ہے اور قرآن نے متعدد آیات میں جزا و سزا میں عدل و انصاف کا اعلان کیا ہے مگر گنہگار مومنوں کو معاف کر دینا اس عدل کے منافی نہیں ہے (وحیدی)
ف۴ یعنی انہیں عبرت و نصیحت ہو اور وہ سوچیں کہ پچھلی امتوں کا کیا انجام ہوا۔ اگر ہم بھی گناہ کریں گے تو انہی کی طرح تباہ و برباد ہوں گے۔ (ابن کثیر)
ف۵ مفسرین کہتے ہیں کہ جب حضرت جبرئیلؑ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی متعدد آیات لا کر سناتے تو آپؐ شدت شوق سے یا اس خیال سے کہ بھول نہ جائیں حضرت جبریلؑ کی قرأت مکمل ہونے سے پہلے ہی انہیں پڑھنا شروع کر دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو متنبہ فرمایا کہ ایسا نہ کیجئے بلکہ وحی کو مکمل ہو لینے دیجئے جیسا کہ دوسری جگہ (سورہ القیامۃ: ۱۶-۱۸) میں فرمایا: لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ "قرآن اترتے وقت اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے، اسے جلدی سے یاد کرنے کے لئے (آپ کے دل میں) اس کا جما دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا ذمہ ہے۔ پھر جب ہم (فرشتہ کے ذریعے) آپ کو پڑھ کر سنا چکیں تب آپ پڑھا کیجئے۔" اس میں قرآن کی حفاظت اور سہو و نسیان سے اس کے مامون ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اس کو پہلے منع فرمایا تھا۔ سورۂ قیامۃ میں اور تسلی کر دی تھی کہ اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں کو پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے۔ شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تقید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدمؑ کی۔ (موضح)
ف۶ علم سے مراد قرآن کا یا دین کا علم ہے اور یہ علم ایسی چیز ہے، جس کے زیادہ سے زیادہ مانگنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم دیا ہے کسی اور کی کیا مجال کہ اپنے آپ کو اس سے بے نیاز سمجھ سکے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے دیا ہے اس سے مجھے فائدہ دے اور مجھے وہ علم دے جو میرے لئے فائدہ مند ہو اور میرے علم میں اضافہ کر، اور ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔ (ابن کثیر) حضرت ابن مسعودؓ یہ آیت پڑھتے تو فرماتے: اَللّٰهُمَّ زِدْنِي إِيْمَانًا وَتَصْدِيقًا۔ (معالم)
ف۷ یعنی ارادہ کی پختگی اور درخت کے قریب نہ جانے کا جو عہد کیا تھا اس پر جمے رہتے بلکہ شیطان کے بہکانے میں آ گئے۔ (شوکانی) اس واقعہ کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ قرآن میں یہ چھٹی بار آدم علیہ السلام کا قصہ بیان ہو رہا ہے۔ اول سورہ بقرہ، دوم اعراف، سوم حجر، چہارم اسراء، پنجم کہف اور ششم یہاں۔ اور ہر جگہ ایک خاص مقصد کے تحت مختلف انداز سے اس قصہ کو دہرایا گیا ہے۔ یہاں ماقبل سے اس کی مناسبت کے سلسلہ میں چند وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ اور پر آیت "كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ" سے اس کا تعلق ہے یعنی اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے کہ ہم قصے بیان فرمائیں گے چنانچہ اس کے تحت آدمؑ کا قصہ بیان فرما دیا اور ایک مناسبت وہ ہے جو اوپر شاہ صاحبؒ کی توضیح میں گزر چکی ہے۔ امام رازی نے فی الجملہ پانچ وجوہ ذکر کی ہیں۔ (کبیر)
ف۸ دشمنی کا مظاہرہ تو وہ اسی وقت کر چکا تھا جب اس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (اعراف: ۱۲)
ف۹ یعنی روزی کے لئے محنت مشقت کرنی پڑے اور جنت کی تمام نعمتیں اور آسائشیں چھین لی جائیں۔ آدمؑ کی طرف خاص کر شقاوت کی نسبت اسی لئے ہے کہ مرد کو عورت کا منتظم اور اس کے اخراجات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اس لئے

اصل آدمؑ ہی ہیں اور حوا ان کے تابع۔ **فلہ** گویا حضرت آدمؑ اور حوا کو بتا دیا گیا کہ تمہاری تمام بنیادی ضرورتوں کا یہاں کسی محنت و مشقت کے بغیر انتظام کر دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کی بنیادی ضرورتیں یہی چار چیزیں ہیں؛

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا

شیطان نے کہا اے آدمؑ آیا دلالت کروں میں تجھ کو اوپر درخت ہمیشہ رہنے کے اور اس بادشاہی کے کہ نہ پرانی ہو پس کھایا

(آدمؑ کا دوست بنا اور قسم کھا کر) کہنے لگا آدمؑ کیا میں تجھ کو وہ درخت بتا دوں جس کے کھانے سے ہمیشہ زندہ رہے اور وہ بادشاہت جو کبھی مٹے نہیں **ف** آخر انہوں

مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَ

دونوں نے اس میں سے پس ظاہر ہوگئی اُن کو شرمگاہ ان دونوں کی اور شروع کیا دونوں نے کہ ڈھانکتے تھے اوپر اپنے پتوں بہشت کے سے اور

نے اس درخت میں سے (کچھ) کھایا اسی وقت اُن کی شرم کی چیزیں اُن پر کھل گئیں (بہشتی لباس اُتر گیا) اور دونوں بہشت (باغ) کے پتے (اپنا ستر چھپانے کو)

عَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ

نافرمانی کی آدمؑ نے رب اپنے کی پس گمراہ ہوگیا پھر برگزیدہ کیا اس کو رب اس کے نے پس پھر آیا اوپر اسکے اور راہ دکھائی کہا

اپنے اوپر چپکانے لگے اور آدمؑ نے (اپنا ستر چھپانے کو) اپنے مالک کا فرمانہ سنا آخر بھٹک گیا۔ پھر اس کے مالک نے اس کو سرفراز کیا اور اُس کی توبہ قبول کی اور اس کو ہدایت کی **ف** کہ اب تو

اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ

اُترو تم اس سے اکٹھے بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں پس اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جس نے

پر قائم رہنا گناہ نہ کرنا) جب آدمؑ اور حواؑ نے اس درخت میں سے کھایا) تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تم دونوں بہشت میں سے زمین پر اُترو تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن رہے گا **ف**

اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ

پیروی کی ہدایت میری کی پس نہ گمراہ ہوگا اور نہ ایذا کھینچے گا اور جس نے منہ پھیرا یاد میری سے پس تحقیق واسطے اسکے

پھر اگر میری طرف سے تم پر ہدایت آئے (میرا پیغمبر آئے یا میرا کلام) تو جو کوئی میری ہدایت پر چلے وہ (دُنیا میں) بھکے گا اور نہ (آخرت میں) بدنصیب **ف** ہوگا۔ اور جس نے

مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى

معیشت ہے تنگ اور اٹھاویں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا کہے گا اے رب میرے کیوں اُٹھایا مجھ کو اندھا

میری کتاب (قرآن) سے منہ موڑ **ف** لیا (دنیا میں) اس کی زندگی تنگ (گذرے گی) اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا مالک تو نے مجھ کو اندھا

وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

اور تحقیق تھا میں دیکھنے والا کہے گا اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس نشانیاں ہماری پس بھول گیا تو اُن کو اور اسی طرح آج

کیوں اُٹھایا اور میں تو (دنیا میں) دیکھتا بھالتا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو نے ایسا ہی کیا ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں تو نے ان کا خیال نہ کیا اور اسی طرح آج کے دن

تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۚ وَلَعَذَابُ

بھلایا جاویگا تو اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم اس شخص کو کہ حد سے نکل گیا اور نہ ایمان لایا ساتھ نشانیوں رب اپنے کے اور البتہ عذاب

تو بھی چھوڑ دیا جائے گا۔ اور جو شخص حد سے گذر جائے اور اپنے مالک کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اُس کو ہم ایسی ہی سزا دیں گے اور بے شک آخرت کا عذاب

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ

آخرت کا بہت سخت ہے اور بہت باقی رہنے والا ہے۔ کیا پس نہیں راہ دکھایا اُن کو یہ کہ کتنے ہلاک کئے ہیں ہم نے پہلے اُن سے قرنوں سے کہ چلتے ہیں

(دنیا کی تکلیف سے) بہت سخت اور بہت دیرپا ہے (ہمیشہ رہنے والا ہے) کیا اُن کو خبر نہیں ہوئی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی قومیں تباہ کر دیں یہ تو اُن کے گھروں میں

فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

بیچ گھروں انکے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے صاحبوں عقل کے اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ پہلے ہو چکی پروردگار

ف٩ (بستیوں میں) آتے جاتے رہتے ہیں۔ بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور (اے پیغمبرؐ) اگر تیرے مالک نے ایک بات نہ فرمائی

ع ١٦ / ١٧

بھوک پوری کرنے کے لئے کھانا، پیاس بجھانے کے لئے پانی، ستر ڈھانپنے کے لئے لباس اور سردی گرمی سے بچنے کے لئے مکان۔ یہ آیت دراصل شقاوت کی تفسیر ہے اور اس شقاوت سے دنیوی شقاوت مراد ہے نہ کہ اُخروی۔ (کبیر۔ شوکانی)

فوائد فحو ہذا۔ ف قرآن میں شیطان کے وسوسہ انداز ہونے اور پھسلانے کی نسبت بعض آیات میں صرف آدمؑ کی طرف کی گئی ہے اور بعض میں دونوں کی طرف۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں تو شیطان آدمؑ ہی کے دل میں وسوسہ انداز ہوا ہے حوا کا ذکر بالتبع ہے۔ لہٰذا عوام میں جو یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ شیطان نے پہلے حوا کو پھسلایا اور پھر ان کے ذریعے آدمؑ کو قابو میں کیا وہ قطعی غلط اور لغو ہے اور اسرائیلیات سے ماخوذ ہے

ف٢ اور سورۂ اعراف میں ہے: مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۔ کہ تمہارے رب نے تمہیں اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے یا ہمیشہ رہنے والے نہ بن جاؤ۔ (آیت: ٢٠)

ف٣ یعنی اپنے رب کا حکم بجالانے میں غفلت اور کوتاہی برتی اور اپنی شان کے مطابق عزت و استقامت کی راہ پر قائم نہ رہے۔ آدمؑ سے یہ کوتاہی ان کے نبی بننے سے پہلے ہوئی ہے مگر آدمؑ کو جو بلند مقام حاصل تھا اس کے لحاظ سے ان کی معمولی لغزش بھی بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ اس لئے سرزنش کی گئی، ورنہ اگر معمولی درجے کا انسان یہ کوتاہی برتتا تو اس کے لئے یہ سخت لفظ استعمال نہ کیا جاتا مشہور ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے حق میں گناہ شمار ہوتی ہیں۔ (کبیر)

ف٤ معلوم ہوا کہ قضائے الٰہی کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض پر آدمؑ نے جواب دیا تھا۔ اتلومنی علیٰ امر كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ (ابن کثیر)

ف٥ یعنی تمہاری اولاد میں باہم دشمنی رہے گی۔

ف٦ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق زندگی گزارنا دنیا و آخرت دونوں کو بنا لینا ہے۔

ف٧ یعنی اسے دنیا میں سکھ اور چین نصیب نہ ہوگا چاہے بظاہر کروڑ پتی بلکہ ارب پتی ہی کیوں نہ ہو۔

ف٨ یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: میری امت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے گئے ان میں سب سے بڑا گناہ یہ دیکھا کہ قرآن کی آیت کسی شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی۔ (موضح) اشارہ ہے قوم ثمود اور قوم لوط کی تباہ شدہ بستیوں کی طرف جن سے مکہ والے ملک شام کو آتے جاتے گذرا کرتے تھے۔

رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

تیرے کی طرف سے البتہ ہوتا عذاب چمٹ جانے والا اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر پس صبر کر اُوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں اور تسبیح کر ساتھ تعریف پروردگار اپنے

ہوتی اور (عذاب کے لئے) ایک میعاد نہ ٹھہرائی ہوتی تو اُن پر ضرور (ابھی فوراً) عذاب اُتر آتا۔ ف۱ تو (اے پیغمبرؐ) ان کافروں کی بات پر صبر کر۔ ف۲ اور سورج نکلنے سے پہلے

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ

کے پہلے نکلنے سورج کے اور پہلے ڈوبنے اُسکے سے اور گھڑیوں رات کی سے پس تسبیح کر اور کناروں

اپنے مالک کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر (یعنی صبح کی نماز پڑھ) اور سورج ڈوبنے سے پہلے (یعنی عصر کی نماز) اور رات کے وقتوں میں بھی پاکی بیان کر (یعنی مغرب

النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

دن کے سے شاید کہ تو راضی ہو اور ہرگز مت لمبی کر دونوں آنکھوں اپنی کو طرف اس چیز کی کہ فائدہ دیا ہے ہم نے ساتھ اس کے لوگوں کو

اور عشاء کی نماز پڑھ یا تہجد کی) اور دن کے کناروں میں بھی ف۳ اس لئے کہ تو آخرت میں اس کا ثواب پاکر خوش ہو۔ ف۴ اور ہم نے جو کئی قسم کے کافروں کو اُن کو آزمانے (یا

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ

ان میں سے آرائش زندگانی دنیا کی تو کہ آزمائیں ہم اُن کو بیچ اسکے اور رزق پروردگار تیرے کا بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والا ہے۔ اور حکم کر

بلا میں ڈالنے) کے لئے دنیاوی زندگی کی رونق کا سامان دے رکھا ہے تو اس کی طرف اپنی آنکھیں مت بڑھا اس کی خواہش مت کر اور تیرے مالک کی دین اس سے (کہیں) ف۵

اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔـلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَ

لوگوں اپنوں کو ساتھ نماز کے اور صبر کر اُوپر اس کے نہیں سوال کرتے ہم تجھ سے رزق ہم رزق دیتے ہیں تجھ کو اور

بہتر اور دیرپا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے اور تو بھی نماز کا پابند رہ۔ ف۶ ہم کچھ تجھ سے روزی نہیں مانگتے (بلکہ) ہم خود تجھ کو روزی دیتے ہیں اور

الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ

عاقبت واسطے پرہیزگاروں کے ہے اور کہا انہوں نے کیوں نہیں لے آتے ہمارے پاس ایک نشانی رب اپنے سے کیا نہیں آئی اُن کے پاس

پرہیزگاروں ہی کا انجام اچھا ہوگا ف۷ اور (کافر) کہتے ہیں (اگر یہ سچا پیغمبر تھا) تو اپنے مالک کے پاس ف۸ سے ہم پر کوئی نشانی کیوں نہیں لایا۔ کیا اگلی

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ

دلیل اس چیز کی کہ بیچ کتابوں پہلی کے ہے اور اگر ہم ہلاک کرتے اُن کو ساتھ عذاب کے پہلے اس سے

کتابوں میں جو گواہی ہے (آنحضرتؐ کی نسبت پیشین گوئی) وہ اُن کو نہیں پہنچی ف۹ اور اگر ہم ان (کافروں کو) اس کے (یعنی پیغمبرؐ یا قرآن آنے کے) پہلے ہی

لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ

البتہ کہتے اے پروردگار ہمارے کیوں نہ بھیجا تو نے طرف ہماری پیغمبر پس پیروی کرتے ہم نشانیوں تیری کی پہلے اس سے کہ

ہلاک کر دیتے تو پھر ضرور یوں کہتے مالک ہمارے تو نے ہم پر ایک پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم اس (دنیا کی) ذلت اور (قیامت کی) رسوائی سے پیشتر

نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ

ذلیل ہوتے اور رسوا ہوتے۔ کہہ کہ ہر ایک انتظار کرنیوالا ہے پس انتظار کرو تم پس البتہ جانو گے تم کون ہیں صاحب

تیرے حکموں پر چلنے لگتے اور اس آفت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اے پیغمبرؐ اُن سے کہہ دے سب ف۱۰ (اپنی اپنی جگہ) منتظر ہیں۔ تم بھی انتظار کرتے رہو۔ آگے چل کر

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع ۸ / ۱۷

راہ سیدھی کے اور کس نے راہ پائی

(یا عنقریب) تم جان لوگے کہ سیدھے رستے والے کون لوگ ہیں اور راہ پانے والے کون لوگ ہیں (مرکر تم مرتے ہی سب کھل جائیگا)

ف۱ میعاد معین سے مراد قیامت کا دن ہے یا دنیا ہی کی سزا کا کوئی دن جیسے بدر کا دن اور "بات" سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ ہر قوم یا گروہ کو گرفت کرنے سے پہلے مہلت دی جائے گی تاکہ ایک طرف اس پر حجت تمام ہو اور دوسری طرف اگر وہ سنبھلنا چاہے تو سنبھل جائے۔

ف۲ یعنی آپؐ کے بارے میں آئے دن اول فول بکتے رہتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ آپؐ شاعر ہیں اور کبھی آپؐ کو جھوٹا، کاہن، جادوگر وغیرہ کلمات سے یاد کرتے ہیں۔ آپؐ اس کی کوئی پروا نہ کیجئے بلکہ صبر یعنی تحمل و برداشت سے کام لیجئے۔

ف۳ یعنی ظہر کی نماز کیونکہ وہ آدھا دن گزر جانے کے بعد بقیہ آدھے دن کے کنارے پر ہوتی ہے۔ اس طرح اس آیت میں تمام نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ آگیا جن کی وضاحت اور تعیین حدیث و سنت سے ہی ہوسکتی ہے۔ یہ آیت قرآن کی ان متعدد آیات میں سے ہے جن میں صبر کے پہلو بہ پہلو نماز کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ نماز ہی وہ چیز ہے جس سے انسان میں صبر کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۴ اشارہ ہے اس طرف کہ آپؐ کو مقام محمود حاصل ہو جیسے کہ سورہ بنی اسرائیل میں نماز کا حکم دینے کے بعد فرمایا گیا: عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ شاید (یعنی یقیناً) آپؐ کو آپؐ کا رب مقام محمود پر پہنچا دے گا (آیت: ۷۹)۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی امت کو مدد ہوگی۔ دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔ حدیث میں ہے کہ اہلِ جنت کو بھی راضی کیا جائیگا اور ان کو خوشخبری دیجائیگی: اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَآ اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

ف۵ یعنی دنیا میں حلال روزی اور آخرت میں اجر و ثواب۔

ف۶ یعنی بجائے اس کے کہ آپؐ کے گھر والے دنیاداروں کے عیش و آرام کی طرف دیکھیں آپ انہیں نماز پڑھنے کی تلقین کریں۔ کیونکہ یہ چیز انکی لَو اپنے رب سے لگا دیگی اور ان میں حرام روزی کے مقابلے میں حلال روزی پر چاہے وہ مقدار میں کتنی ہی قلیل ہو صبر و قناعت کا جذبہ پیدا کریگی اور اصل تونگری صبر و قناعت ہے نہ کہ مال و دولت۔ حضرت ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو اگر کبھی فاقہ کی نوبت پہنچتی تو آپؐ انہیں نماز کی تلقین فرماتے اور یہی تمام پیغمبروں کا دستور تھا۔ (بیہقی، مسند احمد)

ف۷ یعنی چاہے دنیا میں ان کے دن تکلیف سے گزریں مگر آخرت میں ہمیشہ رہنے والا عیش و آرام ان ہی کا حصہ ہے۔ متعدد احادیث میں مذکور ہے کہ اگر انسان اللہ کی عبادت اور آخرت کی فکر میں لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام فکر اور محتاجی دُور کر دیتا ہے اور اگر دنیا کی فکروں میں اُلجھ جائے تو اللہ تعالیٰ کو اسکی کوئی پروا نہیں ہے کہ کس وادی میں مرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی خیر کا حصول "تقویٰ" پر ہی موقوف ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۸ جس سے اس کا سچا ہونا ہمیں واضح طور پر معلوم ہو جاتا۔

ف۹ یعنی اس سے زیادہ آپؐ کی سچائی پر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ پہلی تمام آسمانی کتابیں آپؐ کی آمد کی خبر دے رہی ہیں۔ یقیناً یہ خبر اہلِ کتاب کو معلوم ہے اور ان کے واسطہ سے کفار مکہ تک پہنچ چکی ہے۔

ف۱۰ کہ کس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

ف۱ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بنی اسرائیل، کہف اور الانبیاء ابتدائی دور (مکہ) میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہیں۔ (قرطبی۔ روح) اس سورہ میں چونکہ مسلسل بہت سے انبیا کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ (فتایہ) اسی لئے اس کا نام "انبیاء" رکھا گیا ہے۔ (کذافی الوحیدی) اور اس میں موعظت کا پہلو بہت نمایاں ہے۔ عامرؓ بن ربیعہ کا بیان ہے کہ اس سورت نے ہمیں دنیا و مافیہا کو بھلا دیا ہے۔ (وحیدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ آیاتہا ۱۱۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

نزدیک آیا ہے واسطے لوگوں کے حساب ان کا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیر رہے ہیں نہیں آتا ان کے پاس کچھ ذکر

لوگوں کے حساب کا وقت نزدیک آن پہنچا (یعنی قیامت کا دن) ف۲ اور وہ غفلت میں ٹال رہے ہیں ف۳ اُن کے مالک کے پاس سے

پروردگار ان کے سے نیا مگر وہ سنتے ہیں اس کو اور وہ کھیلتے ہیں غفلت میں ہیں دل اُن کے اور چھپا کر مصلحت

اُن پر جب کوئی نئی نصیحت آتی ہے ف۴ تو اس کو کھیل بنا کر سنتے ہیں ف۵ اُن کے دل کھیل میں لگے ف۶ اور یہ ظالم چپکے چپکے

کی اُن لوگوں نے کہ ظلم کیا تھا نہیں یہ مگر آدمی مانند تمہاری کیا پس آتے ہو سحر کے پاس اور تم دیکھتے ہو

صلاح کرتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی پیغمبرؐ) ہے کیا ایک آدمی ہے تمہاری طرح (اور پیغمبر کو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے) کیا تم دیکھ بھال کر جادو کے پھیر

کہا پیغمبر نے پروردگار میرا جانتا ہے بات بیچ آسمان کے اور زمین کے اور وہ ہے سننے والا جاننے والا بلکہ کہا انہوں نے

میں پڑتے ہو ف۷ پیغمبرؐ نے اُن کی یہ کانا پھوسیاں سُن کر کہا (یہ چپکے چپکے باتیں کرنے سے کیا فائدہ) میرے مالک کو تو آسمان اور زمین میں کوئی بات کہی جائے (چپکے سے یا پکار

پریشان خیال ہیں بلکہ باندھ لیا ہے اس کو بلکہ وہ شاعر ہے پس لے آوے ہمارے پاس کوئی نشانی جیسے بھیجے گئے تھے

کر) اس کو معلوم ہے اور وہ سب سنتا جانتا ہے بلکہ کہنے لگے پریشان خوابوں کا گچھ (یا پریشان خیالات کا مجموعہ) ہے نہیں بلکہ اس نے اپنے دل سے اسے جوڑ بٹ لیا ہے

پہلے پیغمبر نہیں ایمان لائی تھی پہلے اُن سے کوئی بستی کہ ہلاک کیا ہم نے اس کو کیا پس وہ ایمان لاویں گے اور نہیں بھیجے

نہیں بلکہ یہ شخص شاعر ہے (مضمون باندھتا ہے) اگر واقعی سچا پیغمبر ہے تو جس طرح اگلے پیغمبر نشانیاں دیکر بھیجے گئے تھے یہ بھی کوئی نشانی (جیسے ہم چاہتے ہیں) ف۸

ہم نے پہلے تجھ سے مگر مرد کہ وحی بھیجتے تھے ہم طرف اُن کی پس سوال کرو ذکر والوں سے اگر ہو تم نہیں جانتے اور نہیں

ہمارے پاس لیکر آئے (فرمائشی نشانی دیکھنے پر بھی) اُن سے پہلے کوئی بستی والے ایمان نہیں لائے جن کو ہم نے تباہ کر دیا پھر (بھلا) کیا ایمان لائیں گے ف۹ اور رائے

کیا تھا ہم نے ان کو ایسا بدن کہ نہ کھاتے کھانا اور نہ تھے ہمیشہ رہنے والے ف۱۱ پھر سچا کیا ہم نے اُن سے

پیغمبر یہ جو بکتے ہیں کہ پیغمبر آدمی کیونکر ہو سکتا ہے) ہم نے تو تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے وہ مرد (آدمی) ہی تھے ہم اُن پر وحی اتارا کرتے تھے (اے کافرو) اگر تم لوگوں کو

وعدہ ف۱۲ پس نجات دی ہم نے اُن کو اور جس کو چاہا اور ہلاک کیا ہم نے حد سے نکل جانے والوں کو البتہ تحقیق اتاری ہے ہم نے طرف تمہاری

علم نہیں تو علم والوں (یہود اور نصاریٰ کے عالموں سے) پوچھ لو ف۱۰ اور ہم نے ان پیغمبروں کے بدن ایسے نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ (دنیا میں) سدا رہنے والے تھے

ف۲ اس میں کفار کے لئے بہت بڑی تنبیہ ہے اس لئے کہ ہر وہ چیز جو یقیناً آنیوالی ہو اسے قریب ہی سمجھنا چاہئے یا اس لئے کہ جو زمانہ گزر گیا ہے اس کے مقابلہ میں جو باقی ہے نہایت ہی قلیل ہے اور پھر آنحضرتؐ کی بعثت اور آپؐ پر ختم نبوت بھی قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃَ کَھَاتَیْنِ یعنی ایک مرتبہ آپؐ نے اپنی دو انگلیاں (انگشتِ شہادت اور وسطیٰ) اٹھا کر فرمایا۔ "میں ایسے وقت میں مبعوث کیا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ (شوکانی)

ف۳ غفلت یہ کہ اس دن کی جواب دہی کے لئے تیاری نہیں کرتے اور اعراض یہ کہ قرآن کی کسی نصیحت اور تنبیہ پر کان نہیں دھرتے یا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مشغول ہو کر آخرت سے اعراض برت رہے ہیں۔ (کبیر)

ف۴ "ذکر" سے مراد قرآن ہو تو اس کا محدث (نیا) ہونا نزول کے اعتبار سے ہے کیونکہ قرآن حسب مواقع سورت سورت اور آیت آیت کی شکل میں نازل ہوا ہے ورنہ قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق اور قدیم ہے۔ اور بعض علما نے "ذکر" سے خود "رسول" مراد لیا ہے اور آنحضرتؐ کو قرآن میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ دیکھئے سورہ قلم آیت ۵۲، طلاق آیت ۱۰ (قرطبی)

ف۵ یعنی توجہ اور دھیان سے سننے کی بجائے الٹا اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

ف۶ جیسا کہ ایک مادہ پرست دنیا کو کھیل تماشا سمجھتا ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ آجکل کے علوم و فنون، سائنس، آرٹ وغیرہ میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو آخرت کی یاد دلانے والی ہو بلکہ یہ سب روشن خیالیاں روز بروز آخرت اور فکرِ آخرت سے دور لے جا رہی ہیں۔

ف۷ یعنی یہ کوئی فرشتہ نہیں ہے بلکہ تمہاری طرح کا ایک انسان ہے۔ اب جو یہ خارق عادت کارنامے دکھاتا ہے اور اس کلام کو سن کر لوگ گرویدہ ہو رہے ہیں تو یہ سب جادو ہے۔ کفار نے آنحضرتؐ کی نبوت پر دو طرح سے طعن کیا۔ ایک یہ کہ آپؐ بشر ہیں اور بشر نبی نہیں ہو سکتا اور قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ جادو ہے۔

ف۸ یعنی اگر یہ سچا ہے تو جیسے حضرت صالحؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ معجزے لے کر آئے تھے اس قسم کے معجزے یہ بھی لا کر دکھائے۔ ان کے یہ الزامات اور فرمائشیں ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر تھیں ورنہ قرآن کی صداقت کے مقابلے میں یہ معجزے کچھ حیثیت نہیں رکھتے، اور یہی کیفیت ہر اس شخص کی ہوتی ہے جو حق سے مغلوب ہو جاتا ہے مگر اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۹ یعنی جن قوموں کی ہلاکت اللہ کے علم میں مقدر ہو چکی تھی وہ معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں۔ یہی حال ان کا ہے مگر اللہ کے علم میں ان کی ہلاکت مقدر نہیں ہے کیونکہ ان کی نسل سے بہت سے مسلمان پیدا ہونے والے ہیں۔ اس لئے انکی فرمائش کے مطابق نشانی ظاہر نہیں ہوتی ورنہ کسی بڑی سے بڑی نشانی کا اظہار ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ (قرطبی)

ف۱۰ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ جتنے پیغمبر ہو گزرے ہیں سب بشر ہی تھے اور یہ بات تواتر سے ثابت ہے۔ اکثر مفسرین نے آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے کہ یہاں "اہلِ ذکر" سے مراد اہلِ کتاب ہیں اور یہ انکے اعتراض "ھَلْ ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" کا جواب ہے (قرطبی)۔ اس آیت سے بعض نے جوازِ تقلید پر استدلال کیا ہے جو غلط ہونے کے علاوہ مضحکہ خیز بھی ہے۔ نیز دیکھئے سورۂ نحل: ۴۳۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی تمام پیغمبر طبعی تقاضوں میں دوسرے انسانوں کی طرح ہی تھے انکے جسم ایسے نہیں تھے کہ انکو کھانے پینے کی ضرورت نہ ہو اور پھر وہ عام آدمیوں کی طرح ایک عمر پا کر گزر گئے۔ اس میں ان لوگوں کی صاف تردید ہے جو انبیا کی موت کی نفی کرتے ہیں۔ (شوکانی)

ف۱۲ یعنی تائید و نصرت کا وعدہ۔

ف۱ یعنی یہ قرآن جادو یا شعر نہیں ہے بلکہ یہ وہ کتاب ہے جس سے تمہاری ناموری ساری دنیا میں ہوگی یا جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے اور مکارم اخلاق اور دینی احکام کا بیان ہے مفسرینؒ نے لفظ "ذکر" کے یہ سبھی معنی بیان کئے (شوکانی) ف۲ "رَکْضٌ" کے لفظی معنی جانور کو ایڑ لگا کر بھگانے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب ہمارا عذاب ان کے سروں پر پہنچ گیا تو انہوں نے عذاب سے بچنے کے لئے بھاگنے کی کوشش کی۔ ف۳ یعنی شاید کوئی تم سے ازراہِ ہمدردی پوچھے کہ کیا گزری؟ اور تم اپنے چشم دید حالات بتا سکو یا شاید تمہارے نوکر چاکر تمہارے سامنے ہاتھ باندھ کر دریافت کریں کہ حضور فرمائیے، کیا حکم ہے؟ اور تم پہلے کی طرح اپنے ڈیرے اور مجلسیں جماؤ اور لوگ مہمات میں تمہارے مشوروں سے مستفید ہونے کے لئے حاضر ہوں۔

كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٠ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ

کتاب بیچ اس کے مذکور ہے تمہارا کیا پس نہیں سمجھتے تم ف۱ اور کتنی ہلاک کیں ہم نے بستیاں کہ تھیں ظلم کرنے والیاں اور

پھر جو وعدہ ہم نے کیا تھا انکو سچ کر دکھایا انہیں اور جنکو ہم نے چاہا (یعنی مومنوں کو) بچا دیا اور حد سے گزر جانیوالوں کو (کافروں کو) تباہ کر دیا اے قریش کے لوگو بیشک ہم نے تم پر

اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝١١ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝١٢

پیدا کی ہم نے پیچھے اُن کے قوم اور پس جب دیکھا انہوں نے عذاب ہمارا ناگہاں وہ اس میں سے دوڑتے تھے ف۲

ایسی کتاب اتاری ہے جس سے تمہاری عزت ہے کیا تم کو عقل نہیں اور بہت سی بستیاں جہاں کے لوگ شریر تھے ہم نے توڑ پھوڑ ڈالیں (تباہ کر دیں) اور انکے بعد دوسرے

لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔــلُوْنَ ۝١٣ قَالُوْا

مت دوڑو اور پھر جاؤ طرف اُس جگہ کی کہ آرام دیئے گئے تھے بیچ اُس کے اور گھروں اپنے کی تو کہ تم سوال کئے جاؤ ف۳ کہا

لوگ پیدا کئے جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو لگے وہاں سے جلدی بھاگنے (انکو فرشتوں نے آواز دی) بھاگو نہیں اور جہاں تم مزے کرتے تھے (چین اڑاتے

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝١٤ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا

انہوں نے اے وائے ہم کو تحقیق ہم تھے ظالم پس ہمیشہ رہا یہی پکارنا اُن کا یہاں تک کہ کر دیا ہم نے اُن کو جڑ سے کٹے ہوئے

تھے) اور اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ وہاں شاید کوئی تم کو پوچھے کہنے لگے ہائے ہماری خرابی ہم (خود) قصوروار تھے بیشک ف۴ پھر وہ یہی کہتے رہے ہائے وائے اپنے قصور کا اقرار

خٰمِدِيْنَ ۝١٥ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝١٦ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ

بجھے ہوئے۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ درمیان ان دونوں کے ہے کھیلتے ہوئے اگر ارادہ کرتے ہم یہ کہ

کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انکو (کھیت کی طرح) کاٹ کر (آگ کی طرح) بجھا دیا (یعنی مار ڈالا) ف۵ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو انکے بیچ میں ہے کھیل (بیکار) نہیں بنایا ف۶

لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ڰ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝١٧ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَي الْبَاطِلِ

لیویں مشغولہ یعنی بچہ البتہ لیتے اُس کو اپنے پاس سے اگر ہوتے ہم کرنیوالے بلکہ پھینکتے ہیں ہم حق کو اوپر باطل کے

اگر ہم کو دل بہلاوا منظور ہوتا (جورو یا اولاد) تو ہم اپنے پاس سے اسکو بنا سکتے تھے اگر ہم ایسا کرنے والے ہوتے ف۷ بات یہ ہے کہ ہم سچ کو (پتھر کی طرح) جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں

فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝١٨ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

پس توڑتا ہے سر اس کا پس ناگہاں وہ فنا ہو جاتا ہے اور واسطے تمہارے وائے ہے اس چیز سے کہ بیان کرتے ہو تم اور واسطے اسی کے ہے

وہ اُس کو کچل ڈالتا ہے پھر وہ (یعنی جھوٹ) اسی دم فنا ہو جاتا ہے ف۸ اور جو باتیں (تم بناتے ہو) اُن سے خراب ہو گے ف۹ اور آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب

وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝١٩ يُسَبِّحُوْنَ

جو کوئی بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور وہ جو نزدیک اُس کے ہیں نہیں تکبر کرتے بندگی اس کی سے اور نہیں تھکتے۔ پاکی بیان کرتے ہیں

اس کے ملک ہیں اور جو خود اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) اس کے پوجنے میں شیخی نہیں کرتے ف۱۰ اور نہ تھکتے ہیں رات اور دن

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝٢٠ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝٢١

رات اور دن نہیں تھمتے کیا مقرر کئے ہیں انہوں نے معبود زمین میں سے کہ وہ پیدا کرتے ہیں

تسبیح کرتے ہیں اور سست نہیں ہوتے ف۱۱ کیا انہوں نے زمین (میں) سے نکال نکال کر (مثلاً پتھر سونا چاندی پیتل وغیرہ سے) جو خدا بنائے ہیں (یعنی مُردہ) وہ کسی کو ف۱۲

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

اگر ہوتے بیچ ان دونو کے معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے البتہ بگڑ جاتے پس پاکی ہے اللہ پروردگار عرش کے کو اس چیز سے کہ

مرنیکے بعد) زندہ کر سکتے ہیں اگر آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو دونوں (آسمان اور زمین) برباد ہو جاتے ف۱۳ وہ تخت والا خدا ان کی (بیہودہ)

بہرحال یہ ان سے تہکم اور توبیخ کے طور پر کہا جا رہا ہے (کبیر)

ف۴ جب اللہ کا عذاب آگھیرتا ہے تو بدکار سے بدکار قومیں بھی گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اسی طرح واویلا مچاتی ہیں مگر اس وقت اعترافِ گناہ اور توبہ تِلّا بے فائدہ ہے۔ (سورہ غافر: ۸۵)

ف۵ بعض نے ان بستیوں سے یمن کے شہر مراد لئے ہیں۔ جن پر بخت نصر کو مسلط کیا گیا تھا اور اس نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتار کر لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ (کذا فی القرطبی) شاہ صاحبؒ نے بھی اپنی توضیح میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

ف۶ کہ لوگ جیسے چاہیں ظلم و ستم کرتے پھریں اور ان سے باز پرس نہ ہو بلکہ ان کے پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی گوناگوں مصلحتیں اور حکمتیں وابستہ ہیں اور دنیا میں قانونِ مکافات جاری ہے۔ لہٰذا ان ظالموں کو اگر ہلاک کیا گیا تو عین عدل و مجازات کے مطابق تھا۔ تمہیں چاہیئے کہ دوسری آنے والی زندگی میں جوابدہی کے لئے تیاری کرو۔

ف۷ اور یہ جنت و دوزخ، حساب و کتاب کا سلسلہ نہ بنالتے۔ (جامع البیان) عام مفسرینؒ نے یہاں لَھْو سے بیوی یا اولاد مراد لی ہے اور لکھا ہے کہ اس میں نصاریٰ کا رَد ہے جو یہ غلط عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کنواریوں میں حضرت مریم کو پسند کیا اور پھر ان کے بطن سے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت مسیحؑ کو پیدا کیا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اولاد بنانا ہی منظور ہوتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتے مثلاً فرشتے وغیرہ کو منتخب کر لیتے مگر اللہ کی شان ان چیزوں سے بلند اور پاک ہے۔ (نیز دیکھئے سورہ زمر: ۴)

ف۸ یعنی تکوینِ عالم بے مقصد نہیں ہے بلکہ اس میں حق و باطل کا معرکہ جاری ہے اور اس کا نظام ہم نے اس طور پر بنایا ہے کہ باطل نے جب بھی سر اٹھایا حق نے ضرب کاری لگا کر اسے نیست و نابود کر دیا۔ اسی طرح اب بالآخر باطل فنا ہو جائے گا اور حق کو دوام و ثبات نصیب ہوگا۔

ف۹ یعنی اگر تم حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دو گے اور ہماری کسی مخلوق کو ہمارا شریک یا بیوی یا بیٹا قرار دو گے تو نتیجہ تمہاری تباہی کی صورت میں ظاہر ہوگا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ف۱۰ یعنی اس کی عبادت میں لگے رہنے کو اپنی شان سے فروتر نہیں سمجھتے۔ پھر بھلا انسان کی کیا بساط ہے کہ اپنے آپ کو اس کی عبادت سے بالاتر سمجھ سکے۔ (کبیر)

ف۱۱ کعبؒ احبار ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے لئے تسبیح ایسی ہی ہے جیسے ہمارے لئے سانس۔ یعنی جس طرح ہر حال میں انسان سانس لیتا ہے اسی طرح فرشتے بھی ہر حال میں اللہ کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔ یہی قول زجاج سے منقول ہے۔ (شوکانی۔ کبیر)

ف۱۲ یا کسی بے جان چیز میں) زندگی کی روح پھونک سکتے ہیں اگر ایسا نہیں تو پھر تم ان بتوں کو خدا کیوں مان رہے ہو۔ واضح رہے کہ ابتداء سورۃ سے یہاں تک تو نبوت کا ثبوت اور اس سلسلہ میں مخالفین کے شبہات کا رَدّ تھا۔ اب یہاں سے توحید کا بیان اور شرک کی تردید شروع ہو رہی ہے۔ (کبیر) ف۱۳ کیونکہ ہر خدا اپنی جگہ قادر و خود مختار ہوتا تو ان میں ہمیشہ کشمکش کا بازار گرم رہتا ہے جیسے فرمایا: "وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" (مومنون: ۹۱) اور کوئی چیز اپنی مرتب شکل میں بن سکتی نہ چل سکتی۔ توحید پر یہ دلیل سادہ بھی ہے اور ناقابلِ تردید بھی متکلمین نے اس کا نام برہان تمانع رکھا ہے مگر اس کی سادہ تشریح بھی ہو سکتی ہے۔ (کبیر)

يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿٢٣﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً

بیان کرتے ہیں۔ نہیں سوال کیا جاتا اس چیز سے کہ کرتا ہے اور وہ سوال کئے جاتے ہیں یا پکڑے ہیں ورے اس سے معبود

باتوں سے پاک ہے وہ جو کرے اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا (کیا مجال) اور ان بندوں سے انکے اعمال کی پوچھ ہوگی۔ کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدا بنائے ہیں

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

کہہ کر لاؤ دلیل اپنی یہ ہے ذکر اُن لوگوں کا کہ ساتھ میرے ہیں اور ذکر ان لوگوں کا کہ پہلے مجھ سے تھے بلکہ اکثر ان کے نہیں

اے پیغمبر ان سے کہہ اچھا اپنی دلیل لاؤ ف۱ یہ (قرآن) ان لوگوں کی کتاب ہے جو میرے ساتھ ہیں (مسلمانوں کی) اور ان لوگوں کی جو مجھ سے پہلے گذرے یہ کتابیں ہیں ف۲

يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا

جانتے ہیں حق کو پس وہ منہ پھیرتے ہیں اور نہ بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے کوئی پیغمبر مگر وحی کرتے

بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر کافر حق کی بات کو نہیں جانتے (جب حق بات بیان کیجاتی ہے تو ٹال دیتے ہیں (منہ پھیر لیتے ہیں) اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر

نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ

تھے ہم طرف اس کی یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر میں پس عبادت کرو مجھ کو اور کہا انہوں نے کہ پکڑی ہے رحمٰن نے اولاد

اُس پر یہی وحی بھیجتے رہے کہ دیکھو میرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو مجھی کو پوجتے رہنا ف۳ اور کافر کہتے ہیں رحمٰن (خدا) اولاد رکھتا ہے

سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾

پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت دیئے گئے نہیں آگے چلتے اس سے بات میں اور وہ ساتھ حکم اس کے کے عمل کرتے ہیں

وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے ف۴ (فرشتے اس کی بیٹیاں نہیں ہیں) بلکہ سرفراز بندے ہیں (جنکو اس نے عزت دی ہے) اور وہ اس کے سامنے بڑھ کر بات نہیں کرسکتے اور وہ اس کے

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ

جانتا ہے جو کچھ کہ آگے اُن کے ہے اور جو کچھ کہ پیچھے اُن کے ہے اور نہیں شفاعت کرتے مگر واسطے اس کے جو پسند کرے اور وہ ڈر اس

حکم پر چلتے ہیں ف۵ اس کو معلوم ہے جو انکے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے ف۶ اور وہ فرشتے کسی کی سفارش نہیں کرسکتے مگر جس کے لئے خدا کی مرضی ہو ف۷ اور وہ

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ ۞ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ

کے سے ڈرنے والے ہیں اور جو کوئی کہے اُن میں سے تحقیق میں معبود ہوں ورے اس سے پس وہ شخص جزا دیتے ہیں ہم

اس کی ہیبت سے کانپ رہے ہیں (یا اسکے جلال سے ڈر رہے ہیں) اور اُن میں سے جو کہے میں خدا کے سوا ف۸ بندگی کے لائق ہوں تو اس کو ہم جہنم کی سزا

جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

اس کو دوزخ اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم ظالموں کو کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ کافر ہوئے یہ کہ آسمان تھے اور زمین

دیں گے اور شریروں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں کیا کافروں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ (پہلے) آسمان اور زمین دونوں ملے جلے

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾ وَ

تھے ملے ہوئے پس جدا کیا ہم نے ان دونو کو اور کیا ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا پس نہیں ایمان لاتے اور

(چسپاں) تھے پھر ہم نے ان کو الگ الگ کیا ف۹ ف۱۰ اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا ف۱۱ کیا اس پر بھی وہ ایمان نہیں لاتے ف۱۲ اور

جَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا

کئے ہم نے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ ان کے اور کئے ہم نے بیچ اس کے کشادہ رستے

ہم نے زمین میں گڑے ہوئے (یا بھاری) پہاڑ رکھے (ایسا نہ ہو) وہ اُن کو لے کر جھک پڑے ف۱۳ اور ہم نے ان پہاڑوں میں کھلے راستے رکھے ف۱۴

ع ۲

ف۱ یعنی اپنے اس دعویٰ کی دلیل پیش کرو کہ تمہارے یہ معبود خدا کے شریک ہیں۔ ف۲ مراد ہیں توراۃ و انجیل اور صحیفے جو پہلے انبیاءؑ پر نازل کئے گئے۔ ف۳ یعنی توحید ہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف گزشتہ تمام انبیاؑ دعوت دیتے رہے ہیں۔ پس توحید کا ثبوت اور شرک کا رد جس طرح عقلی دلائل سے ہوتا ہے اسی طرح نقلی طور پر بھی ہوتا ہے۔ تمام ادیان میں یہ حقیقت مسلمہ ہے اور تمام انبیاؑ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ ف۴ شرک کی تردید کے بعد اب ان لوگوں کے باطل عقیدہ کا رد کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے صاحب اولاد ہونے کے قائل تھے۔ اس خیال میں یہود و نصاریٰ کے علاوہ بعض قبائل عرب بھی گرفتار تھے جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ دیکھئے سورہ صافات: ۱۵۸ (کبیر)

ف۵ یعنی کمال اطاعت اور انقیاد کا حال یہ ہے کہ ہر قول و عمل میں اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ نہ اس کی اجازت کے بغیر لب کشائی کرتے ہیں اور نہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم ہی اٹھاتے ہیں۔

ف۶ یعنی جو کام وہ پہلے کر چکے ہیں، یا جو آئندہ کرینگے وہ ان سب کو جانتا ہے کذا قال ابن عباسؓ (قرطبی) اس میں ان کے مطیع و منقاد ہونے کی علت کی طرف اشارہ ہے، یعنی چونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ان کے ظاہر و باطن کو محیط ہے اس لئے اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ (کبیر)

ف۷ یعنی جن کے لئے سفارش کرنے کی اللہ تعالیٰ اجازت دے، مراد اہلِ توحید ہیں۔ یہاں سفارش کرنیوالوں سے فرشتے بھی مراد ہو سکتے ہیں جیسا کہ نظم قرآن کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے اور صحیح مسلم میں اس کی تائید میں ایک حدیث بھی ہے اور انبیاء بھی جیسا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت کی اور پھر فرمایا: اِنَّ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ۔ کہ میں اپنی اُمت کے گنہگاروں کی سفارش کرونگا۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی بفرضِ محال اگر ان فرشتوں میں سے کوئی یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میری بندگی کرو تو .....

ف۹ یعنی دونوں ایک چیز اور ایک ہی طبقہ تھے یا دونوں کے منہ بند تھے۔ چنانچہ نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی اور نہ زمین میں سے کوئی چیز اگتی تھی (کبیر)

ف۱۰ یعنی زمین کو اپنی جگہ رہنے دیا اور آسمان کو اوپر اٹھا دیا اور درمیان میں ہوا کا نظام قائم کر دیا یا دونو کے منہ کھول دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین میں پیداوار۔ (کبیر)

ف۱۱ یعنی جن چیزوں میں جان ہے جیسے حیوانات اور نباتات، ان سب کی نشأت پانی سے ہے لیکن فرشتے اور جن یا دوسری کوئی چیز جس کے متعلق ثابت ہو جائے کہ اس کے مادہ میں پانی کو دخل نہیں ہے وہ اس سے مستثنیٰ قرار پائیں گی۔ (کبیر) یا سب جاندار چیزوں کی زندگی کا انحصار پانی پر ہے اور پانی وہ چیز ہے جس کے آسمان سے اترنے اور زمین میں موجود رہنے کے اسباب ہم نے پیدا کئے۔ بعض مفسرین نے پانی سے مراد نطفہ لیا ہے یعنی ہر جاندار (حیوان) کو ہم نے نطفہ سے پیدا کیا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ۔ اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ (نور: ۴۵)

ف۱۲ یعنی زمین آسمان میں یہ حیرت انگیز نظام قائم کرنے والے ہم ہیں کوئی اور نہیں۔ کیا اس پر بھی یہ لوگ توحید کا راستہ اختیار نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو ہمارا شریک سمجھ رہے ہیں۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے یُسَبِّحُوْنَ تک صانع کے وجود اور اس کی وحدانیت پر چھ قسم کے دلائل مذکور ہیں۔ (کبیر) ف۱۳ یہ تیسری دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر پہاڑ نہ ہوتے اور زمین ہلکی ہوتی تو زمین میں وہ انضباط نہ پایا جاتا جو اب موجود ہے اور جو سطح زمین پر زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے۔ (نیز دیکھئے سورہ نحل: ۱۵) ف۱۴ یا ہم نے زمین میں چوڑے چوڑے راستے رکھے۔ واختارہ الطبری۔ (قرطبی)

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا

تو کہ وہ راہ پاویں اور کیا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ نشانیوں اس کی سے

اس لئے کہ ان کو راہ ملے ف۱ اور ہم نے آسمان کو مضبوط چھت بنایا (وہ زمین پر نہیں گرتا) یا محفوظ ف۲ چھت کہ شیطان وہاں جانے نہیں پاتے اور یہ لوگ

مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ

منہ پھیرنے والے ہیں اور وہ ہے جس نے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج اور چاند ہر ایک بیچ آسمان کے

آسمان کی نشانیوں ف۳ پر دھیان نہیں کرتے اور وہی خدا ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند (اور تارے) ہر ایک اپنے اپنے چرخ

يَسْبَحُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ﴿٣٤﴾

تیرتے ہیں اور نہیں کیا ہم نے واسطے کسی شخص کے پہلے تجھ سے ہمیشہ رہنا کیا پس اگر تو مر جاوے گا پس یہ ہمیشہ رہیں گے

(دائرے) میں تیر رہے ہیں ف۴ اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کے لئے (دنیا میں) ہمیشہ جینا نہیں رکھا (بھلا اُن سے پوچھنا چاہئے) اگر تو مر جائے تو کیا یہ ہمیشہ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٣٥﴾

ہر جی چکھنے والا ہے موت کا اور آزماتے ہیں ہم تم کو ساتھ برائی اور بھلائی کے آزمائش کو اور طرف ہماری پھیرے جاؤ گے

زندہ رہیں گے ہر ایک (مخلوق) جاندار موت ف۵ (کا مزہ) چکھے گا اور ہم تم کو برائی اور بھلائی پہنچا کر آزماتے ہیں اور تم (سب) کو ہمارے ہی پاس لوٹ آنا ہے

وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ

اور جس وقت دیکھتے ہیں تجھ کو وہ لوگ کہ کافر ہوئے نہیں پکڑتے تجھ کو مگر ٹھٹھا کیا یہی ہے جو مذکور کرتا ہے معبودوں تمہارے کا

(مرنے کے بعد اسی پاس جانا ہے) اور (اے پیغمبرؐ) یہ کافر جب تجھ کو دیکھتے ہیں تو اور کچھ نہیں تجھ کو مسخرہ بناتے ہیں (کہتے ہیں) کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے

وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ

اور وہ ساتھ ذکر اللہ کے وہی کافر ہیں ف۶ پیدا کیا گیا ہے آدمی جلدی سے شتاب دکھلاؤں گا میں تم کو

معبودوں کو (برائی سے) یاد کرتا ہے اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی یاد سے پھرے ہوئے ہیں آدمی کی پیدائش میں جلد بازی ف۷ ہے اب میں تم کو اپنی (قدرت کی)

آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾

نشانیاں اپنی پس مت جلدی کرو مجھ سے اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے

نشانیاں دکھلاتا ہوں تو مجھ سے جلدی نہ کرو ف۸ اور (کافر) کہتے ہیں (اچھا) اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) یہ وعدہ (دنیا کا عذاب یا قیامت کا آنا) کب پورا ہوگا

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن

کاش کہ جانیں وہ لوگ جو کافر ہوئے اس وقت کہ نہ روک سکیں گے منہ اپنے سے آگ اور نہ

کاش اُن کو معلوم ہوتا (ایک وقت ایسا آنے والا ہے) جب (چار طرف سے) اُن کو دوزخ کی آگ گھیر لے گی اور یہ لوگ (نہ اپنے منہ پر سے آگ کو ہٹا سکیں گے

ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

پیٹھ اپنی سے اور نہ وہ مدد کئے جاویں گے بلکہ آجاوے گی اُن کے پاس ناگہاں بس بھچکا کر دے گی اُن کو پس نہ سکیں گے

نہ پیٹھ پر سے اور نہ (کہیں سے) اُن کو مدد ملے گی وہ آگ (یا قیامت) اُن پر ایک دم سے آموجود ہوگی (کہہ کر تھوڑے آئے گی) پھر ان کو ہکا بکا

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ

پھیر دینا اس کا اور نہ وہ ڈھیل دیئے جاویں گے اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا تھا ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس گھیر لیا ان لوگوں کو

کر دے گی نہ اس کو ہٹا سکیں گے نہ مہلت ملے گی ف۹ اور (اے پیغمبرؐ) کچھ تجھی سے کافروں نے ٹھٹھا نہیں کیا (تجھ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ان کو (بھی) مسخرہ

ف۱ یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ اس طرح واقع ہوتے کہ راہیں بند ہو جاتیں تو یہ بات کہاں سے پیدا ہوتی؟ (موضح)

ف۲ امام رازی لکھتے ہیں کہ پہلی تشریح زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے گو دوسری تشریح بھی غلط نہیں ہے دیکھئے (سورہ حج: ۶۵، فاطر: ۴۱، حجرات: ۱۷)

ف۳ جیسے چاند سورج اور تارے وغیرہ۔

ف۴ اوپر کی آیات میں توحید اور صانع کے وجود پر "دلائل ستہ" بیان فرمائے جو تمام دنیوی نعمتوں کی اصل ہیں۔ اب یہاں سے بیان فرمایا کہ یہ نظام ہمیشہ قائم رہنے کے لئے نہیں، بلکہ ابتلاء و امتحان کے لئے بنایا گیا ہے۔ (کبیر)

ف۵ ضمناً ان لوگوں کی تردید بھی ہے جو یہ کہہ کر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب مر جائیں گے تو ہم (کو) چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ (طور: ۳۰) یا بعض اس خیال میں تھے کہ یہ پیغمبر ہمیشہ زندہ رہے گا تو اس پر متنبہ فرمایا کہ موت سے کوئی بشر محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (کبیر)

ف۶ یعنی خود ان کی حالت قابل استہزا ہے۔ یہاں "ذِکْرِ الرَّحْمٰن" سے مراد قرآن بھی ہو سکتا ہے۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی جلد بازی اس کی سرشت بن چکی ہے۔ (اسراء: ۱۱)

ف۸ قدرت کی نشانیوں سے مراد جیسا کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ انتقامی کارروائیاں ہیں یعنی تم عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کیوں کرتے ہو؟ اب تک جو ہم نے تمہیں ڈھیل دی ہے اس سے تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ہمیں تمہاری کارستانیاں اور شرارتیں گوارا ہیں۔ ذرا ٹھہرو! ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم تم سے کیسے انتقام لیتے ہیں۔ دنیا میں بھی قتل ہو گے اور ذلت و رسوائی برداشت کرنی پڑے گی اور آخرت میں بھی تمہیں جہنم کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ (کبیر)

ف۹ آیت میں "تَأْتِيهِم" (وہ آئیگی) کی ضمیر "ھی" (وہ) "النّار" یعنی آگ کے لئے بھی ہو سکتی ہے اور "الساعۃ" (قیامت) کے لئے بھی اور "الوعد" (دنیا میں عذاب کے وعدہ) کے لئے بھی یعنی ان میں سے کوئی چیز بھی آئے گی وہ بتا کر نہیں آئے گی بلکہ یکایک آئے گی۔ پھر نہ اس سے بچ نکلنے کی راہ پاؤ گے اور نہ تمہیں کوئی مہلت دی جائے گی کہ توبہ کر سکو۔ (شوکانی)

ف۱ مراد ہے خدا کا عذاب جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اس آیت سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے۔ (شوکانی)   ف۲ اوپر تخویف عذاب اُخروی سے تھی۔ اب یہاں تخویف عذاب دنیوی سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم ہر آن اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہو۔ (کبیر)   ف۳ یعنی رات اور دن کے اوقات میں خدا ہی ان کی حفاظت کرتا ہے مگر یہ ہیں کہ اس کی یاد یا اس کی نصیحت سے بھاگتے ہیں۔ (شوکانی)   ف۴ یعنی جن کو انہوں نے اپنا خدا بنا رکھا ہے اور جن سے وہ اپنی مرادیں مانگتے ہیں وہ تو خود اس قدر درماندہ اور عاجز ہیں کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہماری جانب سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ تو بھلا وہ ان کی مدد کیا کر سکتے ہیں۔ (کذا فی الشوکانی)

ف۵ یعنی ہم نے جو ان پر مہربانی کی اس پر احسان مند ہونے کی بجائے اس غلط فہمی میں پڑ گئے کہ یہ ان کے ذاتی کمالات کا کرشمہ ہے اور بہرہ ہوتے ہوتے اپنی خوشحالی میں اس قدر مست ہو گئے کہ سرے سے بھول ہی گئے کہ اوپر کوئی خدا بھی ہے۔ وہ جب چاہے ان سے سب کچھ چھین سکتا ہے اور ان کو فاقہ کشی میں مبتلا کر سکتا ہے۔ (شوکانی۔ کبیر)

ف۶ یعنی یہ جلدی عذاب مانگنے والے ہماری قدرت کے آثار پر غور نہیں کرتے اور اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہر طرف اسلام کو فتح نصیب ہو رہی ہے اور کفر کا دائرۂ اختیار سکڑتا جا رہا ہے۔ مزید دیکھئے سورہ رعد آیت: ۴۱۔ (کبیر)

ف۷ یعنی میرا کام تو خدا کے حکم کے مطابق تمہیں اس کے عذاب سے متنبہ کرنا ہے۔ اگر تم میری بات نہیں سنو گے تو اس کا وبال تم پر ہو گا۔

ف۸ یعنی آج تو یہ بہرے ہو رہے ہیں مگر عنقریب ان کی یہ حالت بدل جائے گی اور عذاب کا تو ذکر ہی کیا اگر اس کی ذرا سی ہوا بھی انہیں لگ جائے تو ساری شیخی رفوچکر ہو جائے اور واویلا کرنے لگیں مگر اس وقت چیخ پکار کچھ فائدہ نہ دے گی۔

ف۹ یعنی تمام انسانوں کے اعمال ٹھیک ٹھیک تول کر ان کا بدلہ دیں گے۔ قیامت کے دن اعمال تولنے کے لئے ترازو اگرچہ ایک ہی ہو گی مگر چونکہ اعمال بہت سے ہوں گے ان کی مناسبت سے "موازین" بہت سی ترازوئیں جمع کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اکثر مفسرین کا یہی خیال ہے اور اعمال کے تولنے سے مراد صحائف اعمال کا تولنا ہے یا خود اعمال ہی تولے جائیں گے۔ وزنِ اعمال متعدد احادیث سے ثابت ہے لہٰذا اس سے انکار نہیں (کبیر)

ف۱۰ یعنی نیکیوں میں کچھ کمی آئے گی نہ برائیوں میں کوئی زیادتی ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو انسان گناہ کر کے اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے مگر آخرت میں جزائے اعمال کے وقت اس پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ (کبیر)   حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ اللہ کے رسولؐ! میرے پاس کچھ غلام ہیں جو خیانت کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا پیٹتا ہوں میرا (قیامت کے روز) کیا حال ہو گا؟ فرمایا: "اگر تمہاری سزا ان کے قصور سے کم ہے تو تمہیں اجر ملے گا اور اگر اس سے زیادہ ہے تو زیادتی کا بدلہ تم سے لیا جائے گا۔ اور اگر برابر ہے تو نہ اجر ملے گا نہ عذاب۔" یہ سن کر وہ شخص رونے لگا۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے قرآن کی آیت نہیں

سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ

ٹھٹھا کرتے تھے ان میں سے اس چیز نے کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے   کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات اور دن

بنایا آخر جو لوگ ان میں سے ٹھٹھا کرتے تھے اُن پر خود وہی (اُلٹا پڑا) جس کا ٹھٹھا کرتے تھے ف۱ (اے پیغمبرؐ! ان سے کہہ دے) اللہ (کے عذاب) سے رات اور دن

الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ

اللہ سے   بلکہ وہ   یاد پروردگار اپنے کی سے منہ پھیرنے والے ہیں   کیا واسطے ان کے معبود ہیں کہ منع کرتے ہیں اُن کو

کون تمہاری نگہبانی کرتا ہے ف۲ بلکہ وہ اس کی یاد سے بھاگتے ہیں ف۳   کیا ہمارے سوا بھی کوئی ان کے خدا ہیں جو ہم سے

دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا

ورے ہم سے   نہیں کر سکتے   مدد   جانوں اپنی کی اور نہ وہ ہماری طرف سے رفاقت کئے جاتے ہیں   بلکہ فائدہ دیا ہم

(ہمارے عذاب سے) اُن کو بچا سکتے ہیں وہ (بیچارے) آپ مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی اُن کا ساتھ دے گا ف۴   ہوا یہ کہ ہم نے ان

هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

نے اُن کو اور باپوں اُن کے کو یہاں تک کہ دراز ہوگئی اوپر ان کے عمر کیا پس نہیں دیکھتے   یہ کہ ہم آتے ہیں زمین پر گھٹاتے اس کو

لوگوں اور ان کے باپ دادوں کو (دنیا میں) چین سے رکھا یہاں تک کہ اُن کی عمر لمبی ہوئی ف۵ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم (کفر کی) زمین کناروں سے کم کرتے

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

کناروں اس کے سے کیا پس وہ   غالب ہیں   کہہ سوائے اس کے نہیں کہ ڈراتا ہوں میں تم کو ساتھ وحی کے اور نہیں سنتے بہرے

آرہے ہیں کیا یہ غالب ہیں (یا مسلمان ہرگز نہیں مسلمان غالب ہیں) ف۶ (اے پیغمبرؐ! ان لوگوں سے) کہہ دے میں تم کو وحی سے (خدا کے حکم کے موافق) ڈراتا ہوں

الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

پکارنا   جب ڈرائے جاتے ہیں   اور اگر لگ جاوے اُن کو ایک لُو عذاب پروردگار تیرے کے سے البتہ کہیں گے

اور جو بہرے ہیں وہ تو ڈراتے وقت پکار تک نہیں سنتے (وہ کیا خاک ڈریں گے) ف۷   اور (اے پیغمبرؐ!) اگر تیرے مالک کے عذاب کی ہوا بھی اُن کو لگ جائے تو وہ

يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ

اے وائے ہم کو تحقیق ہم تھے ظالم   اور رکھیں گے ہم ترازوئیں   عدل کی   دن   قیامت کے پس نہ ظلم کیا جاوے گا

ضرور کہہ اٹھیں گے ہائے ہماری خرابی بیشک ہم گنہگار تھے ف۸   اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازوئیں رکھیں گے ف۹ پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہو گا

نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا

کوئی جی   کچھ   اور اگر ہو وے گا عمل آدمی کا برابر ایک دانے رائی کے   لے آویں گے ہم اس کو   اور کفایت ہیں ہم

اور جو رائی کے دانے برابر (کسی کا عمل) ہو گا تو ہم اس کو بھی (تولنے کے لئے) حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے کے ف۱۰

حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

حساب لینے والے   اور البتہ تحقیق دیا ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو   معجزہ   اور روشنی اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے

لئے بس ہیں ف۱۱   اور ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو وہ کتاب (توریت شریف) دی جو (حق اور باطل کو) جدا کرنے والی اور روشنی اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے ف۱۲ ف۱۳

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ

وہ جو ڈرتے ہیں   رب اپنے سے بن دیکھے اور وہ   قیامت سے   ڈرتے ہیں   اور یہ   ذکر ہے

لئے جو بن دیکھے اپنے مالک سے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت کا خوف رکھتے ہیں ف۱۴   اور یہ قرآن (بھی) نصیحت

پڑھی: "ونضع الموازین ..... شیئا" وہ کہنے لگا "اب میرے اور ان غلاموں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ مجھ سے جدا ہو جائیں۔ سو میں انہیں آزاد کرتا ہوں۔ (قرطبی بحوالہ ترمذی)   ف۱۱ یہ تحذیر ہے کہ ہمارا علم وقدرت ہر چیز پر محیط ہے اور ہم عاجز نہیں ہیں۔ (کبیر)   ف۱۲ اوپر بیان ہوا ہے کہ پچھلے تمام انبیا بشر ہی تھے۔ (آیت ۷) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید ونصرت کا جو وعدہ فرمایا اسے پورا کیا۔ (آیت ۹) اور پچھلے انبیا کا مشن بھی یہی توحید کی طرف دعوت تھا (آیت ۲۵) اب یہاں سے اسی اجمال کی تفصیل کے پیش نظر بہت سے انبیا کے واقعات بیان کئے جا رہے ہیں۔ (کبیر۔ شوکانی)   ف۱۳ جیسے دوسری آیت میں فرمایا: "فیه هدی ونور" (مائدہ: ۴۶)   جہالت اور گمراہی کی تاریکی کو دُور کرنے کے اعتبار سے اسے ضیا (روشنی) فرمایا ہے اور "الفرقان" سے بعض نے معجزات اور بعض نے دشمنوں پر غلبہ بھی مراد لیا ہے۔ (قرطبی)   ف۱۴ اس لئے وہ معصیت سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ اس روز تمام اعمال کا محاسبہ ہو گا اور ہر اچھے بُرے عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔

مُبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۰ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ

برکت والا اتارا ہے ہم نے اُس کو کیا پس تم اُس کے منکر ہو اور البتہ تحقیق دی ہم نے ابراہیمؑ کو ہدایت اُس کی پہلے اس سے

ہے برکت والا اس کو ہم نے اُتارا کیا تم اس کو نہیں مانتے (اور توریت کو مانتے ہو یہ تمہاری صریح ہٹ دھرمی ہے) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اس سے پہلے ف۱

وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝۵۱ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا

اور تھے ہم اس کو جاننے والے جب کہا اُس نے واسطے باپ اپنے کے اور قوم اپنی کے کیا ہیں یہ صورتیں کہ تم واسطے ان کے

اس کے (حصہ کی) دانائی عطا فرمائی اور ہم اس کا حال جانتے تھے (کہ وہ پیغمبری کے لائق ہے) جب اُس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ مورتیں جن کے

عٰكِفُوْنَ ۝۵۲ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝۵۳ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ

اعتکاف کرنے والے ہو کہا انہوں نے پایا ہم نے باپوں اپنوں کو واسطے ان کے عبادت کرنے والے کہا البتہ تحقیق تھے تم اور باپ تمہارے

پوجے پر تم جمے بیٹھے ہو کیا چیز ہیں ف۲ وہ کہنے لگے ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو انہی کا پوجا کرتے ہوئے پایا ف۳ ابراہیمؑ نے کہا تم اور تمہارے باپ دادا

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۴ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝۵۵ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ

بیچ گمراہی ظاہر کے کہا انہوں نے کیا لایا ہے تو ہمارے پاس حق یا ہے تو کھیلنے والوں سے کہا بلکہ پروردگار تمہارا

کھلے گمراہی میں تھے ف۴ وہ کہنے لگے کیا تو سچ سچ (یہ بات) ہم سے کہتا ہے یا دل لگی کرتا ہے ابراہیمؑ نے کہا بلکہ تمہارا خدا

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ڮ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۶ وَ

پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا ہے جس نے پیدا کیا ان کو اور میں اوپر اس بات کے شاہدوں سے ہوں اور

وہ ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے جس نے اُن کو پیدا کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں (کہ وہی ایک خدا تمہارا خدا ہے جس نے

تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۷ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا

قسم ہے اللہ کی البتہ میں بدی کرونگا بتوں تمہاروں سے پیچھے اس سے کہ پھر جاؤ تم پیٹھ پھیر کر پس کیا اُن کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑے

آسمان اور زمین کو بنایا) اور خدا کی قسم جب تم پیٹھ موڑ کر چل دوگے تو میں تمہارے بتوں سے ضرور ایک چال چلوں گا ف۵ پھر ابراہیمؑ نے اُن (سب) بتوں کو

لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝۵۸ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ

ان کے کو تو کہ وہ طرف اس کی پھر آویں کہا انہوں نے کس نے کیا یہ ساتھ معبودوں ہمارے کے تحقیق وہ البتہ

(توڑ کر) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر ان کے بڑے بُت کو (چھوڑ دیا) اس لئے کہ وہ اس کی طرف رجوع ہوں ف۶ کہنے لگے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ کس نے کیا (انکو توڑ

الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۹ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝۶۰ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ

ظالموں سے ہے کہا انہوں نے سنا ہے ہم نے ایک جوان کہ ذکر کرتا تھا اُن کا کہتے ہیں اُس کو ابراہیمؑ کہا انہوں نے پس لے آؤ اُس کو

پھوڑ ڈالا) بیشک (جس نے یہ کام کیا) وہ (بڑا) ظالم ہے (اُن میں سے کسی نے) کہا ہم نے ایک نوجوان سے جس کو ابراہیمؑ پکارتے ہیں سُنا اُن کا ذکر کر رہا تھا

عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝۶۱ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا

روبرو آنکھوں لوگوں کے تو کہ وہ دیکھیں کہا انہوں نے کیا تو نے کیا ہے یہ ساتھ معبودوں ہمارے

کہنے لگے (اگر ایسا ہے) تو اس نوجوان کو سب کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ (اس کا بیان سُنیں اور) گواہ رہیں ف۸ انہوں نے پوچھا ابراہیمؑ کیا تم نے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝۶۲ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ڰ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْــَٔـلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝۶۳

کے اے ابراہیمؑ کہا بلکہ کیا ہے اُس کو بڑے ان کے نے کہ یہ ہے پس پوچھو ان سے اگر ہیں بولتے

ایسا کیا ہے (انکو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) ابراہیمؑ نے کہا نہیں یہ کام ان میں کے بڑے (بُت) نے کیا ہے اگر وہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ دیکھو ف۹

ف۱ یعنی حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو کتاب دینے سے پہلے یا سِن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے (جامع البیان) یہاں "رُشد" سے خاص قسم کا رشد مراد ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے شایانِ شان تھا۔ اس سے بعض نے نبوت بھی مراد لی ہے مگر اپنے عموم کے اعتبار سے یہ لفظ ہر قسم کے رشد و ہدایت کو شامل ہے۔ (کبیر)

ف۲ یعنی جن کی پوجا پاٹ میں تم لگے رہتے ہو یہ کس کام کی ہیں اور کیا ہیں؟

ف۳ یعنی جب حضرت ابراہیمؑ کے سوال کا کوئی جواب نہ دے سکے تو پچھلے بزرگوں کی تقلید کا سہارا لیا۔ یہی حال "ملّتِ اسلامیہ" میں مقلد حضرات کا ہے۔ اگر کتاب و سنت کا کوئی عالم انہیں قیاس اور رائے پر عمل کرنے سے روکتا ہے تو وہ یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب یہی فرما گئے ہیں اور انہی کی رائے پر چلتے ہوئے ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے۔ (شوکانی)

ف۴ کیونکہ بُت پرستی سے بڑھ کر کھلی گمراہی اور کیا ہوسکتی ہے۔ اسی طرح کتاب و سنت کو چھوڑ کر کوئی دوسری راہ اختیار کرنا بھی صریح ضلالت ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی جب تم اپنے بتوں کی پوجا کر کے بتخانہ سے چلے جاؤگے تو میں تمہارے ان معبودوں کی خبر لوں گا یعنی دلائل سے تو تم راہ راست پر نہیں آتے اب یہ عملی اقدام کروں گا۔ غالباً حضرت ابراہیمؑ نے یہ کلمات زیرِ لب کہے ہونگے صرف آس پاس کے ایک دو آدمیوں نے سنا ہوگا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ علاج کرنا انہوں نے چپکے کہا۔" (موضح)

ف۶ یعنی جب وہ بتوں کی پوجا پاٹ کر کے واپس ہوگئے۔

ف۷ یہ بات دریافت کرنے کے لئے کہ ان بتوں کو کس نے توڑا؟ یہ ان لوگوں پر طنز اور استہزا ہے اور اگر "الیہ" کی ضمیر حضرت ابراہیمؑ کے لئے قرار دی جائے تو مقصد یہ ہوگا کہ انہیں ان لوگوں سے صاف صاف بات کرنے کا موقع ملے یا یہ مطلب ہے کہ شاید وہ گمراہی کو چھوڑ کر میری راہ (یعنی توحید) اختیار کرلیں۔ (رازی)

ف۸ یا اس کو جو سزا دی جائے اسے آنکھوں سے دیکھ لیں۔ لفظ "یشھدون" کے دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔ (کبیر)

ف۹ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم نے یہ بات تعریض اور کنایہ کے طور پر فرمائی اور طنز کیا کہ تم تو ان بتوں کو نفع و نقصان کے مالک سمجھتے ہو تو اگر یہ بولتے ہیں تو خود انہی سے دریافت کرلو کہ انہیں توڑنے کا کام کس نے کیا ہے؟ مگر اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کا یہ فرمانا کہ "یہ کام ان کے بڑے بُت نے کیا ہے۔" اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے چونکہ جھوٹ ہے اس بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جھوٹ ہی کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: "اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكْذِبْ غَيْرَ ثَلَاثٍ"، کہ حضرت ابراہیمؑ نے صرف تین موقعوں پر جھوٹ بولا ہے ایک ان کا یہ کہنا کہ "میں بیمار ہوں" دوسرے اپنی بیوی سارہ کو اپنی بہن بتلانا تیسرے ان کا کہنا کہ "فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا" مگر اس حدیث میں بھی تعریض و کنایہ کو کذب سے تعبیر کرلیا گیا ہے اور عربی زبان میں اس قسم کا اطلاق جائز ہے۔ لہٰذا اس صحیح حدیث سے انکار کی ضرورت نہیں ہے۔ امام رازیؒ نے اس آیت کے اور بھی تفسیری محل بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ف۱ یعنی سمجھے کہ پتھر پوجنا کیا حاصل۔ (موضح) یا یہ کہ اپنے بتوں کی حفاظت نہ کرکے تم نے ظلم کیا ہے۔ (ابن کثیر) **ف۲** یعنی پہلے تو صحیح بات کی مگر پھر ان کی عقل اوندھی ہوگئی اور مجادلہ اور ہٹ دھرمی پر کمر باندھ لی۔ (کبیر)

فَرَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوٓا إِنَّكُمْ أَنتُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ

پس پھر آئے طرف جی اپنے کی پس کہا انہوں نے تحقیق تم ہی ہو ظالم پھر الٹے کئے گئے اوپر سروں اپنے کے

(آخر وہ لوگ اپنے دلوں میں (کچھ) سوچے اور (آپس میں) کہنے لگے (اجی سچ تو یہ ہے) تم خود ظالم ہو ف۱ پھر لپنے سروں پر اوندھے ہو گئے ف۲

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰٓؤُلَآءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ

البتہ تحقیق جانتا ہے تو کہ نہیں یہ بولتے کہا کیا پس عبادت کرتے ہو تم سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہ نفع دے

(تو جانتا ہے یہ (بت) بات نہیں کرتے (پھر ان سے کیا پوچھیں) ابراہیمؑ نے کہا کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ کچھ تمہارا بھلا کر

شَيْـًٔا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

تم کو کچھ اور نہ ضرر دے تم کو تف ہے تم کو اور اس چیز کو کہ عبادت کرتے ہو تم سوائے اللہ کے کیا پس نہیں عقل پکڑتے

سکتے ہیں نہ برا کر سکتے ہیں تف ہے (مقصود یہ ہے) تم پر اور ان چیزوں پر جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو کیا تم کو عقل نہیں

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَٱنصُرُوٓا ءَالِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِى بَرْدًا وَ

کہا انہوں نے جلاؤ تم اس کو اور مدد دو معبودوں اپنوں کو اگر ہو تم کرنے والے کہا ہم نے اے آگ ہو جا تو ٹھنڈی اور

کہنے لگے اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو ابراہیمؑ کو (آگ میں) جلا ڈالو اور اپنے دیوتاؤں کی پشتی کرو (ان کا بدلہ لو) ہم نے (آگ سے) فسٹ کہا آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک

سَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا بِهِۦ كَيْدًا فَجَعَلْنَٰهُمُ ٱلْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَٰهُ وَلُوطًا

سلامتی اوپر ابراہیم کے اور ارادہ کیا ساتھ اس کے مکر کا پس کیا ہم نے انہیں کو زیان پانے والے اور نجات دی ہم نے اس کو

اور آرام ہو جا ف۴ اور انہوں نے ابراہیمؑ کو ستانا چاہا ہم نے انہی کو تباہ کیا اور ہم نے ابراہیمؑ اور ان کے

إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَٰلَمِينَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً

اور لوطؑ کو طرف اس زمین کی کہ برکت دی تھی ہم نے بیچ اس کے واسطے عالموں کے اور دیا ہم نے اس کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ زیادتی

بھتیجے لوطؑ کو (عراق سے جہاں کا حاکم نمرود تھا) نجات دے کر اس سرزمین میں پہنچا دیا جس میں ف۵ ہم نے سارے جہان کے لئے برکت رکھی ہے اور ہم نے ف۶

وَكُلًّا جَعَلْنَا صَٰلِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ

اور ہر ایک کو کیا ہم نے صالح اور کیا ہم نے ان کو پیشوا ہدایت کرتے تھے ساتھ حکم ہمارے کے اور وحی کی ہم نے طرف ان

ابراہیمؑ کو (انکی دعا پر) اسحاقؑ (جیسا بیٹا) اور گھاتے میں یعقوبؑ (پوتا) اور سب کو نیک بخت کیا ف۷ اور ہم نے ان چاروں کو پیشوا بنایا وہ ہمارے حکم ف۸ سے

فِعْلَ ٱلْخَيْرَٰتِ وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَٰبِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا

کی کرنا بھلائیوں کا اور برپا رکھنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا اور تھے واسطے ہمارے عبادت کرنیوالے اور لوطؑ کو

(لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کام کرنے اور نماز درستی سے ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی اور وہ خاص ہمارے پوجنے والے تھے (یا خاص

ءَاتَيْنَٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَٰهُ مِنَ ٱلْقَرْيَةِ ٱلَّتِى كَانَت تَّعْمَلُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ ۗ إِنَّهُمْ

دیا ہم نے اس کو حکم اور علم اور نجات دی ہم نے اس کو اس بستی سے کہ کرتے تھے کام گندے تحقیق وہ

ہمارے تابعدار تھے) اور لوطؑ کو ہم نے پیغمبری (یا سمجھ فیصلہ کرنے کی) اور علم دیا اور ہم نے اس کو اس بستی (سدوم) سے نجات دی جہاں کے لوگ ناپاک کام

كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَٰسِقِينَ ﴿٧٤﴾ وَأَدْخَلْنَٰهُ فِى رَحْمَتِنَآ ۖ إِنَّهُۥ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٧٥﴾ وَنُوحًا

تھے قوم بری بدکار اور داخل کیا ہم نے اس کو بیچ رحمت اپنی کے تحقیق وہ صالحوں سے تھا اور نوحؑ کو

(لواطت) کیا کرتے تھے بیشک وہ بدکار لوگ تھے اور ہم نے اس کو اپنی رحمت میں (جنت میں) داخل کر لیا بیشک وہ نیک بندوں میں سے تھا اور اسے

المنزل ٤

ف۳ یعنی جب سب کی ملتے یہی ٹھہری کہ آگ کا آلاؤ تیار کرکے ابراہیمؑ کو اس میں پھینک دیا جائے اور پھر واقعی انہوں نے اپنے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ابراہیمؑ کو آگ میں پھینک دیا تو ہم نے آگ کو حکم دیا......

ف۴ آگ کو صرف ٹھنڈی ہو جانے ہی کا حکم نہیں دیا کہ حضرت ابراہیمؑ کو تکلیف نہ ہو بلکہ ٹھنڈی ہو جانے کے ساتھ راحت رساں ہو جانے کا بھی حکم دیا۔ کذا قال ابن عباسؓ وابو العالیہ (ابن کثیر) حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے خرق عادت کے طور پر ان کو بچا لیا۔ اس مقام پر مفسرین نے بہت سی حکایات نقل کی ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ انہوں نے آگ کا بہت بڑا الاؤ تیار کیا جس کا طول ۸۰ ذراع اور عرض ۴۰ ذراع تھا اور منجنیق کے ذریعے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکنے لگے تو حضرت جبریلؑ اور دوسرے فرشتوں نے اپنی خدمات پیش کیں مگر حضرت ابراہیمؑ نے سب کے جواب میں یہی کہا: "حسبی اللہ ونعم الوکیل"۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر اس وقت چالیس برس کے قریب تھی اور انہوں نے فرمایا کہ: "جو نعمتیں مجھ کو آگ کے اندر حاصل تھیں وہ بعد میں حاصل نہ ہوئیں"۔ قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو ہر جانور نے آگ بجھانے کی کوشش کی۔ سوائے وزغ کے کہ وہ آگ کو دھونک رہا تھا اس بنا پر آنحضرتؐ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے وغیرہ۔ مگر ان جزئیات کی صحت محل نظر ہے اور عموماً یہ روایات اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ واللہ اعلم۔ وزغ (گرگٹ) کے متعلق حضرت عائشہؓ سے بخاری میں جو حدیث مروی ہے اس میں ہے کہ آنحضرتؐ نے وزغ کو موذی جانور فرمایا مگر اس کے قتل کا حکم دیتے ہوئے آپؐ کو نہیں سنا۔

ف۵ یعنی شام و فلسطین کی سرزمین جو روحانی اور مادی دونوں قسم کی برکتوں سے مالا مال ہے۔ (سورہ اسراء: ۱) معلوم ہوا کہ قوم سے مقابلہ اور پھر آگ میں ڈالے جانے کا واقعہ ارض بابل میں پیش آیا تھا۔ (کبیر)

ف۶ یعنی جو انہوں نے مانگا نہیں تھا لیکن ہم نے اپنی طرف سے مزید انعام کے طور پر دیا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: دعا تھی بیٹے ہی کی انعام میں دیا پوتا۔ (موضح) مگر اقرب یہ معلوم ہوتا ہے کہ "نافلة" کا تعلق دونوں سے ہو (کبیر) **ف۷** یعنی حضرت ابراہیمؑ، لوطؑ، اسحاقؑ، اور یعقوبؑ سب کو اپنا مطیع فرمانبردار بنایا۔ **ف۸** یعنی صرف خود ہی فرمانبردار نہ تھے بلکہ ہماری وحی کے مطابق دوسروں کو بھی حق کی طرف دعوت دیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ہر قسم کی دعوت وارشاد کا کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہونا چاہیئے۔ (کبیر)

ف۱ حضرت نوحؑ کی اس بددعا کا ذکر سورۂ نوح رکوع ۲ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ سورۂ قمر میں ہے: "اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ کہ (اے میرے رب) میں مغلوب ہوں، تو ہی ان سے بدلہ لے۔ (آیت ۱۰) ف۲ بڑی مصیبت سے مراد کافروں کی ایذا رسانی ہے یا طوفان کی تباہ کاری۔ ف۳ یعنی ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سورۂ ہود، رکوع ۳-۴) ف۴ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ پیغمبر ہونے کے ساتھ فرمانروا بھی تھے۔ اس لئے رعایا کے مقدمات کا فیصلہ کرنا ان کے فرائض میں داخل تھا۔ ف۵ اس واقعہ کی تفصیل مفسرین نے عموماً یہ بیان کی ہے کہ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کے پاس دو آدمی مقدمہ لے کر آئے۔ ایک کہنے لگا کہ اس شخص کی بکریاں رات کے وقت میرے کھیت میں گھس کر ساری کھیتی چر گئی ہیں۔ حضرت داؤدؑ نے نقصان اور بکریوں کی قیمت کا اندازہ لگا کر فیصلہ دیا کہ تم اس کی بکریاں لے لو۔ حضرت سلیمانؑ نے اس فیصلہ سے اختلاف کیا اور کہا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جائیں کہ ان کے دودھ وغیرہ سے اپنا گزارہ کرے اور بکریوں والے کو کھیت سپرد کر دیا جائے کہ آبپاشی وغیرہ سے اس کی اصلاح کرے۔ یہاں تک کہ جب کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے تو کھیت اور بکریاں اپنے اپنے مالکوں کو واپس کر دیئے جائیں۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے کہ ہم نے اس مقدمہ کا ٹھیک فیصلہ سلیمانؑ کو سمجھا دیا۔ (ابن کثیر۔ کبیر)

مسئلہ: اگر کسی کے جانور دن کے وقت کسی دوسرے کے کھیت یا باغ کو چر جائیں تو جانور والے پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اور اگر رات کے وقت چر جائیں تو جس قدر نقصان ہو اس قدر تاوان جانور والے کے ذمہ ہوگا۔ یہی فیصلہ حضرت براءؓ بن عازب نے ایک صحیح حدیث میں آنحضرتؐ سے روایت کیا ہے اور جمہور علما کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور دیگر فقہائے کوفہ جانور والے پر کسی صورت تاوان کے قائل نہیں اور دلیل میں "اَلْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ" (جانور کا کسی کو زخمی کر دینا معاف ہے) پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس حدیث میں صرف زخم کے معاف ہونے کا ذکر ہے کھیت کے نقصان کے معاف ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت براءؓ والی حدیث اور اس میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ حضرت براءؓ کی حدیث کو منسوخ کہا جائے۔ (قرطبی)

اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ اگر کوئی حاکم اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ غلط ہو تو اسے اکہرا اجر ملیگا اور اگر فیصلہ صحیح ہو تو دوہرا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں عمرو بن عاص کی روایت میں ہے۔ (فتح القدیر)

ف۶ یعنی جب وہ تسبیح کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح کرتے۔ یہ چیز حضرت داؤدؑ پر خصوصی نعمت کے سلسلے میں ذکر کی ہے لہٰذا تسبیح کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کرنا ضروری ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حضرت داؤدؑ کے ساتھ، زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ، اور جانور بھی انہی کی سی آواز سے پڑھتے۔ (موضح)

ف۷ یعنی تعجب نہ کرو کہ یہ پہاڑ اور پرندے کیسے بولتے اور تسبیح کرتے تھے۔ یہ سب کچھ ہمارا کیا ہوا تھا۔ (کبیر)

ف۸ سورۂ سبا میں ہے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ۔ اور ہم نے اس کے لئے (یعنی حضرت داؤد کے لئے) لوہا نرم کر دیا۔ (آیت ۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت داؤدؑ کو لوہے کے استعمال پر خاص قدرت عنایت فرمائی تھی اور وہ جنگی اغراض کے لئے ہلکی مضبوط، اور عمدہ زرہیں بنایا کرتے تھے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں: "اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور بناتے ہیں آگ سے (موضح)

ف۹ اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک تخت تیار کرایا تھا جس میں مع اعیان سلطنت بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی رکھ لیتے پھر ہوا آتی اور اسے اٹھا لے جاتی۔ جب وہ چاہتے ہوا تیز چلتی اور جب چاہتے دھیمی۔ صبح سے ظہر تک وہ ایک ماہ کی مسافت اور زوال سے شام تک ایک ماہ کی مسافت طے کرتی۔ نیز دیکھئے سورہ سبا آیت ۱۲، اور سورہ ص آیت ۳۵-۳۶۔ (فتح القدیر)

ف۱۰ شیطانوں سے مراد سرکش جن ہیں۔ دیکھئے سورہ سبا: ۱۲۔ ف۱۱ کہتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمتیں دے رکھی تھیں اور وہ بڑے شکر گزار بندے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر کی آزمائش کے لئے تدریجاً تمام نعمتیں چھین لیں اور ساتھ ہی جسمانی امراض میں بھی مبتلا کر دیا مگر بایں ہمہ وہ ناشکری کا ایک لفظ بھی زبان پر نہ لائے۔ آخر کار جب تکلیف حد سے بڑھ گئی تب دعا کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور اپنے فضل و کرم سے دوبارہ دولت و صحت سے نوازا۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ

اور ادریسؑ کو اور ذاالکفل کو ہدایت دی وہ ہر ایک تھا صبر کرنے والوں سے اور داخل کیا ہم نے اُن کو بیچ رحمت اپنی کے تحقیق وہ تھے

گھر والے (جو پہلے تھے وہ) اسکو دیئے اور اتنے ہی اور یہ ہماری طرف سے اُس پر مہربانی تھی اور عبادت کرنیوالوں کے لئے نصیحت تھی اور (اے پیغمبرؐ) اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذاالکفلؑ

الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي

صالحوں سے اور مچھلی والے یعنی یونسؑ کو ہدایت کی جس وقت گیا غصہ کھا کر پس جانا یہ کہ ہرگز نہ تنگ پکڑیں گے ہم اوپر اس کے پس پکارا بیچ

پیغمبروں کو یاد کر یہ سب صبر کرنیوالوں میں سے تھے اور ہم نے انکو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ نیک بختوں میں تھے اور مچھلی والے (یعنی یونسؑ پیغمبر کو یاد کر جب

الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

اندھیروں کے یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر تو پاکی ہے تجھ کو تحقیق میں تھا ظالموں سے پس قبول کیا ہم نے واسطے اُسکے

خفا ہو کر (اپنی قوم کے پاس سے) چل دیا وہ سمجھا کہ ہم اس کو تنگ نہ کریں گے (یا اس کو عذاب نہ کریں گے) تب (وہ اپنے قصور کا قائل ہوا) اور اندھیروں میں پکار اٹھا

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ

اور نجات دی ہم نے اُس کو غم سے اور اسی طرح نجات دیتے ہیں ہم ایمان والوں کو اور ہدایت دی ہم نے زکریاؑ کو جس وقت کہ پکارا اُسنے پروردگار اپنے کو اے

اے خدا، تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں بیشک میں قصوروار تھا ہمنے اس کی دُعا قبول کی اور اس کو غم سے نجات دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیتے ہیں (۲) انکا

فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ

پروردگار میرے مت چھوڑ مجھ کو اکیلا اور تو بہتر وارثوں کا ہے ف۳ پس قبول کیا ہم نے واسطے اس کے اور دیا ہم نے اس کو یحییٰؑ اور درست کر دیا ہم نے واسطے

رنج اور غم دُور کر دیتے ہیں) اور (اے پیغمبرؐ) زکریا نبی کا قصہ یاد کر جب اُس نے اپنے مالک کو پکارا (دُعا کی) مالک میرے مجھ کو (دُنیا میں) نکھرا نمانا چھوڑ یعنی اکیلا بے اولاد

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝

اُسکے بی بی اسکی کو تحقیق وہ تھے جلدی کرتے بیچ بھلائیوں کے اور پکارتے تھے ہم کو رغبت سے اور ڈر سے اور تھے واسطے ہمارے عاجزی کرنیوالے

مت چھوڑ اور دیوں تو) تو سب وارثوں سے بہتر ہے پھر ہم نے اسکی دُعا قبول کرلی اور اسکو یحییٰ (فرزند) عنایت کیا اور اس کی بی بی کو چنگا بھلا کر دیا (انکا بانجھ پنا جاتا رہا

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

اور ہدایت دی اُس عورت کو کہ محافظت کی اُس نے شرمگاہ اپنی کی پس پھونک دیا ہم نے بیچ اُس کے روح اپنی کو اور کیا ہم نے اس کو اور بیٹے اسکے کو نشانی واسطے عالموں کے

یا انکے اخلاق اچھے ہو گئے) یہ (سب پیغمبر جنکا اوپر ذکر ہوا) بازکریا اور یحیٰی اور ان کے گھر والے) نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو توقع اور ڈر سے پکارتے تھے

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ

تحقیق یہ ہے امت تمہاری امت ایک ف۸ اور میں ہوں پروردگار تمہارا پس عبادت کرو میری اور کاٹ لیا انہوں نے کام اپنا درمیان اپنے

اور ہمارے سامنے گڑگڑاتے (عاجزی کرتے) رہتے تھے اور (اے پیغمبرؐ) وہ عورت (یعنی بی بی مریمؑ کو یاد کر) جس نے اپنے عصمت قائم رکھی (اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا

كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ۧ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ

ہر ایک طرف ہماری پھر آنے والے ہیں۔ پس جو کوئی کام کرے اچھے اور وہ ایمان والا ہو پس نہیں ناقدردانی واسطے سعی اُسکی کے

پھر ہم نے اپنی روح اس میں پھونک دی اور ہمنے اسکو اور اسکے فرزند (حضرت عیسٰےؑ) کو سارے جہان کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنایا (مسلمانو) تمہارا یہ مذہب ہے وہی

وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ

اور تحقیق ہم واسطے اس کے لکھنے والے ہیں اور لازم ہے اوپر اس بستی کے کہ ہلاک کیا ہم نے اس کو یہ کہ وہ نہیں پھرتے یہاں تک کہ جب کھولے جاویں

ایک مذہب اور میں تمہارا مالک ہوں مجھ ہی کو پوجو (اور کسی کی پرستش نہ کرو) اور لوگوں نے اپنے مذہب میں آپس میں پھوٹ ڈال لی سب کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کوئی

ف۱ حضرت ابنِ عمرؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک فرد تھے جو گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن انہوں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک وہ نبی نہ تھے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ الکفل اور ذوالکفل ایک شخص ہو ممکن ہے یہ دو شخص ہوں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۲ یعنی یہ حضرت یونسؑ کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ ہم ایمان والوں کو..... ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس مسلمان نے بھی کسی مصیبت میں اس دعا سے پکارا اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی۔ (شوکانی بحوالہ ترمذی، نسائی)

ف۳ یعنی حقیقی وارث تو ہی ہے اگر تو مجھے اولاد نہ بھی دے گا تب بھی میرے بعد اپنے دین کا کوئی انتظام ضرور کرے گا۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی ہمیں اس طرح پکارتے تھے کہ ایک طرف انہیں ہمارے اجر کی توقع رہتی تھی اور دوسری طرف ہمارے عذاب کا ڈر اور یہی بندگی کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔

ف۵ یعنی نکاح سے بھی اور ناجائز صورتوں سے بھی۔ یہاں احصان (عصمت قائم رکھنے) کا لفظ عام معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ قرآن نے متعدد مقامات پر تصریح کی ہے کہ حضرت مریمؑ نے نہ نکاح کیا اور نہ وہ حرام کاری کی مرتکب ہوئیں۔ (مریم: ۲۰)

ف۶ مراد ہے حضرت عیسیٰؑ کی روح جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبریلؑ نے پھونکی تھی لیکن تعظیم و تشریف کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے پھونکنے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ (مزید دیکھئے (نساء: ۱۷۱)

ف۷ قدرت الٰہی کی نشانی وہ اس معنی میں تھے کہ حضرت عیسٰیؑ کی پیدائش بن باپ کے ہوئی تھی۔ اگر حضرت مریمؑ شادی شدہ ہوتیں اور حضرت عیسٰیؑ کی پیدائش باپ سے ہوئی ہوتی تو ان کی کیا خصوصیت ہوتی جس کا ذکر سارے جہان کیلئے بطور نشانی کیا جاتا۔ پھر دونوں کو "آیۃ" (ایک نشانی) کہنا باعتبار قصہ کے ہے یعنی ہم نے ان دونوں کے قصے کو آیۃ بنا دیا۔ (قرطبی)

ف۸ جس میں کسی نبی اور کسی شریعت کا اختلاف نہیں ہے سو اسی کو اختیار کرنا اور اسی پر قائم رہنا تمہیں واجب ہے۔ مراد ہے مذہب توحید یعنی اسلام۔ یہاں "امۃ" کے معنی دین یا مذہب کے ہیں جیسا کہ سورہ زخرف (آیت ۲۲) میں ہے: "اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ" کہ ہم نے اپنے آبا و اجداد کو ایک امت (یعنی دین) پر چلتے پایا۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۹ یعنی توحید کی سیدھی راہ چھوڑ کر مختلف گروہوں میں بٹ گئے، کوئی یہودی ہو گیا، کوئی نصرانی، کوئی مجوسی اور کوئی بت پرست وغیرہ۔

ف۱۰ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ توحید کی اصل راہ چھوڑنے کا نتیجہ ان کے حق میں کیسا رہا؟

ف۱ تاکہ انہیں توبہ یا امتحان کا ایک اور موقع دیا جائے۔ ذوالقرنین کی روک اور یاجوج ماجوج کے قصے کے لئے دیکھئے (کہف رکوع ۱۱) ف۲ یعنی ہر بلند مقام سے دندناتے ہوئے نکلیں گے۔ ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ "یاجوج ماجوج" کا خروج قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگا۔ اسی کو آنحضرتؐ نے اپنی متعدد احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپؐ نے دس نشانیاں بیان فرمائیں۔ جن میں ایک یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا تھی۔ (مسلم) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا نزول اور خانہ کعبہ کا حج وعمرہ کرنا یاجوج ماجوج کے ظاہر ہونے کے بعد ہوگا۔ (بخاری)

يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُونَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا

یاجوج اور ماجوج ف۱ اور وہ ہر اونچان سے دوڑتے ہوں گے ف۲ اور نزدیک آوے وعدہ ف۳ سچا پس ناگہاں

نیک کاموں میں سے کچھ کام کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اس کی محنت اکارت نہ ہوگی اور ہم اسکے کاموں کو لکھنے والے ہیں اور جن بستی والوں کو ہم نے کھپا دیا تباہ کر دیا

هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا

ف۴ چڑھ رہی ہیں آنکھیں ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے کہتے ہونگے اے وائے ہم کو تحقیق تھے ہم بیچ غفلت کے اس سے بلکہ تھے ہم

انکا پھر (دنیا میں) آنا جب تک یاجوج ماجوج (ذوالقرنین کی روک سے) کھول دیئے جائیں یعنی قیامت قائم ہو حرام (ناممکن) ہے اور وہ ہر چڑھائی سے دوڑ پڑیں گے اور سچا وعدہ نزدیک آ

ظٰلِمِينَ ﴿٩٧﴾ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۖ أَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُونَ ﴿٩٨﴾ لَوْ

ظالم ف۵ تحقیق تم اور جس چیز کی عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے ایندھن ہیں دوزخ کے تم اس کے پاس آنے والے ہو ف۶ اگر

لگیگا (یعنی قیامت) تو اس وقت ایک ہی ایکا کافروں کی آنکھیں بند دوسرا صور پھونکنے کے بعد کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (وہ کہیں گے) ہائے ہماری خرابی (کمبختی) ہم تو دنیا میں اس دن سے غافل رہے

كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّهُمْ فِيهَا لَا

ہوتے یہ معبود نہ آتے اس پاس اور ہر ایک بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں واسطے ان کے بیچ اس کے چلانا ہے اور وہ بیچ اس

بلکہ (غافل نہیں) سراسر قصوروار تھے (اے مکہ کے کافرو) تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ کے ایندھن ہوگے تم سب کو (قیامت کے دن) دوزخ میں جانا پڑیگا اگر یہ خدا ہوتے

يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ ۙ أُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ

کے سنیں گے ف۷ تحقیق وہ لوگ کہ پہلے ہو چکا واسطے ان کے ہماری طرف سے وعدہ نیک یہ لوگ اس سے دور کئے گئے ہیں ف۸ نہیں سنیں گے

جیسے مشرک سمجھتے ہیں تو دوزخ میں نہ جاتے اور سب پوجنے والے اور جنکو پوجتے ہیں ہمیشہ اسمیں رہیں گے وہاں چیخ پکار مچائیں اور وہاں (ایک کی ایک بات تک) نہ سنیں گے بیشک جن

حَسِيسَهَا ۚ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خٰلِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَ

کھڑکا اس کا ف۹ اور وہ بیچ اس چیز کے کہ چاہیں گے جی ان کے ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ غمگین کرے گا ان کو ڈر بڑا اور

لوگوں کیلئے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی ہو چکی ہے (لکھی جا چکی ہے) وہ دوزخ سے دور رہیں گے وہ دوزخ کی بھنک بھی نہ سنیں گے ہمیشہ جو جی چاہے اسمیں بسر کریں گے ہر ایک

تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۖ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ

لینے آویں گے ان کو فرشتے یہ ہے دن تمہارا جو تھے تم وعدہ دیئے جاتے جس دن لپیٹ لیویں گے ہم آسمان کو جیسا

خواہش پوری ہوگی ان کو بڑی گھبراہٹ (قیامت) کا کچھ رنج نہ ہوگا اور فرشتے (جنت کے دروازوں پر) انکا استقبال کریں گے کہیں گے یہی تو وہ دن ہے جس کا تم سے (دنیا میں) وعدہ کیا جاتا تھا جس دن

السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فٰعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَ

لپیٹتے ہے طومار رقعوں کا ف۱۰ جیسے شروع کی تھی پہلے ہم نے پیدائش دوبارہ کریں گے اس کو وعدہ ہے ہمارے ذمے تحقیق ہم ہیں کرنیوالے ف۱۱ اور

ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار (لپیٹا جاتا ہے) جس طرح ہم نے شروع سے (پہلی بار تمام مخلوقات کو) پیدا کیا اسی طرح (نیست کرکے) دوبارہ پیدا کریں گے یہ

لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ

البتہ تحقیق لکھ دیا ہے ہم نے بیچ زبور کے پیچھے ذکر کے ف۱۲ یہ کہ زمین وارث ہوں گے اس کے میرے بندے صالح ف۱۳ تحقیق

کر لیا ہے ضرور ایسا کریں گے کیونکہ ہمارا وعدہ ٹلنے والا نہیں ہم نے زبور میں لوح محفوظ یا توریت شریف کے بعد لکھ چکے ہیں کہ (بہشت یا بیت المقدس کی) زمین کے مالک میرے نیک بندے ہونگے

فِي هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحٰىٓ إِلَيَّ أَنَّمَا

بیچ اس کے البتہ مطلب کو پہنچا دینا ہے واسطے قوم عبادت کرنیوالی کے اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے عالموں کے ف۱۴ کہہ سوائے اس کے نہیں کہ

خدا کی بندگی کرنیوالے بندوں کیلئے (جو اس سورۃ میں بیان ہوئیں) کافی ہیں اور (اے پیغمبر) ہم نے تجھ کو سارے جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا (اے پیغمبر ان لوگوں کو) کہہ دے

ف۴ کافر پہلے تو اپنے غافل ہونے کا ذکر کریں گے پھر خود ہی اعتراف کریں گے کہ ہم قصوروار تھے اور یہ مختلف مواطن میں ہوگا۔

ف۵ مراد ہیں بُت، شیاطین اور وہ تمام چیزیں جن کی مشرکین پوجا کرتے تھے۔

ف۶ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین کہنے لگے کہ پوجا تو فرشتوں کی بھی ہوتی ہے اور عیسیٰؑ اور عزیرؑ کی بھی تو کیا یہ بھی دوزخ میں جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت "إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ الخ" نازل فرمائی۔ ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن زبعریٰ نے آنحضرتؐ پر یہی اعتراض کیا تو آپؐ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اللہ کی بجائے اس کی عبادت کی جائے وہ ان عبادت کرنے والوں کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔ (ابن کثیر) معلوم ہوا کہ دوزخ میں وہی معبود (لوگ) جائیں گے جنہوں نے لوگوں کو شرک کی تعلیم دی ہوگی۔

ف۷ یعنی ان کی چیخ پکار اتنی زیادہ ہوگی کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دے گی۔

ف۸ اوپر گزر چکا ہے کہ یہ آیت مشرکین کا اعتراض دفع کرنے کے لئے نازل ہوئی۔

ف۹ "اس میں جانا تو کجا" یعنی جنت میں داخل ہونے کے بعد۔ کذا قال ابن عباسؓ۔ (قرطبی)

ف۱۰ جیسے دوسری آیت (زمر: ۶۷) میں فرمایا: وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِينِهٖ: کہ آسمان اس کی داہنی مٹھی میں لپٹے ہونگے۔ ایک حدیث میں بھی یہ صریحاً ثابت ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہاں "سجل"، آنحضرتؐ کے ایک کاتب کا نام ہے مگر یہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا "تم لوگ اللہ تعالیٰ کے حضورؐ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون جمع کئے جاؤ گے (قرطبی بحوالہ مسلم)

ف۱۲ "الذکر" سے مراد لوح محفوظ ہے اور بعض نے "تورات" مراد لی ہے اور بعض نے اسے اس کے لغوی معنی "نصیحت" میں لیا ہے۔ (شوکانی)

ف۱۳ یہاں "الارض" سے کونسی زمین مراد ہے اس میں مفسرینؒ کا اختلاف ہے بعض علما نے بہشت کی زمین مراد لی ہے کیونکہ دوسری آیت میں جنت کے متعلق وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ فرمایا ہے۔ یعنی جس نے ہمیں زمین یعنی جنت کا وارث بنایا۔ (زمر: ۷۴) گویا یہ اہل ایمان کے حق میں ایک بشارت اخروی ہے جیسے فرمایا: وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ (اعراف: ۱۲۸) مگر اکثر علما نے اسے بشارت دنیوی پر محمول کیا ہے۔ پھر بعض نے کافر قوموں کی سرزمین مراد لی ہے اور بعض نے بیت المقدس کی فتح۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سورۂ نور آیت ۵۵۔ (شوکانی و ابن کثیر)

ف۱۴ صرف مسلمانوں کیلئے نہیں بلکہ مسلمان، کافر سب کیلئے اور دنیوی و اخروی ہر اعتبار سے آپؐ رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اسلامی اصول و شریعت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جو اخلاقی قدریں اور دائمی اصول آنحضرتؐ کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے متعین فرمائے ہیں وہ آج تک دنیا تلاش نہیں کر سکی۔ اس سے بڑی رحمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: "إنما أنا رحمة مهداة" کہ میں تو مجسم رحمت ہوں جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ہدیہ دی گئی ہے۔ مسلمانوں کے لئے تو آنحضرتؐ کا رحمت ہونا عیاں ہے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہر قسم کی سعادت حاصل ہوئی۔ مگر کفار کے لئے آپؐ کیسے رحمت ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے طفیل ہمیشہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں پر جو ہلاکت خیز عذاب آتے رہے، وہ آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد روک دیئے اور ایک دفعہ آنحضرتؐ نے ابوجہل کے الثات کے جواب میں فرمایا: [illegible] فَهُمْ مُّكَذِّبُوْنَ۔ کہ میں ان کی نفرت کے باوجود ان کو ہدایت پہنچانے کی کوششیں جاری رکھونگا۔ اس سے آپؐ کے رحمت ہونے کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ (ابن کثیر، شوکانی)

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ

وحی کی جاتی ہے طرف میری یہ کہ معبود تمہارا معبود ایک ہے اکیلا بس آیا ہو تم اطاعت کرنے والے پس اگر پھر جاویں پس کہہ کہ خبردار کر دیا میں نے تم کو اوپر

مجھے تو بس یہی وحی آتی ہے اور یہ کہ نہیں کہ تمہارا خدا وہی ایک خدا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے تو تم اس کے تابعدار بنتے ہو یا نہیں۔ پھر اگر یہ لوگ نہ مانیں تو اے پیغمبر ان سے کہہ دے میں نے تو تم سب

أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ

برابری کے اور نہیں جانتا میں کہ نزدیک ہے یا دور جو وعدہ دیئے جاتے ہو تحقیق وہ جانتا ہے پکار نے کو بات سے اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو تم اور نہیں جانتا میں

کو یکساں خبر کر دی۔ اور میں نہیں جانتا کہ جس عذاب یا قیامت کا تم سے وعدہ ہے قریب آ لگا ہے یا ابھی دور ہے بیشک خدا اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے اور اس کو بھی جانتا ہے

فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾

شاید کہ وہ آزمائش ہے واسطے تمہارے اور فائدہ ہے ایک مدت تک کہا پیغمبر نے اے رب میرے حکم کر ساتھ حق کے اور پروردگار ہمارا مہربان مدد مانگا گیا ہے اوپر اس چیز کے کہ بیان کرتے ہو تم

جس کو تم چھپاتے ہو اور میں نہیں جانتا شاید یہ مہلت تمہارے آزمانے کے لئے ہے یا منظور یہ ہے کہ ایک مدت تک دنیا سے فائدہ اٹھا لو۔ رسول اس کے بعد [illegible]

سورۃ الحج مدنیۃ (۲۲) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۷۸، رکوعاتہا ۱۰

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام بخشش کرنے والے مہربان کے

وا شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ

اے لوگو ڈرو پروردگار اپنے سے تحقیق زلزلہ قیامت کا چیز ہے بڑی جس دن دیکھو گے اس کو بھول جاوے گی ہر

لوگو اپنے مالک کے عذاب سے ڈرو کیونکہ قیامت کا بھونچال ایک بڑی آفت ہے وے جس دن تم اس کو دیکھو گے ہر ایک دودھ پلانے

مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ

دودھ پلانے والی جس کو دودھ پلایا تھا اور ڈال دیوے گی ہر حمل والی حمل اپنا اور دیکھے گا تو لوگوں کو مست اور نہیں وہ

والی اپنے بچے کو جس کو وہ دودھ پلاتی ہے بھول جائے گی (یا دودھ پلانا بھول جائے گی اتنا ہوش ہوگا) اور ہر پیٹ والی کا پیٹ گر جائے گا اور لوگ ایسے دکھائی دیں گے جیسے

بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ﴿٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ

مست یعنی بے حواس ولیکن عذاب اللہ کا سخت ہے اور بعضے لوگ وہ شخص ہیں کہ جھگڑتے ہیں بیچ توحید خدا کے بغیر وٌ

نشہ میں متوالے ہیں اور وہ حقیقت میں متوالے نہ ہونگے بلکہ خدا کا عذاب سخت ہے اور لوگوں میں بعضا ایسا ہے جو بن جانے بوجھے اللہ (کے باب) میں جھگڑتا ہے

عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ ﴿٣﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ

علم کے اور پیروی کرتے ہیں ہر شیطان سرکش کی لکھا گیا ہے اوپر اس کے یہ کہ جس کی دوستی کرے وہ یعنی شیطان پس تحقیق وہ گمراہ کرتا ہے

اور ہر ایک شریر مغرور شیطان کی پیروی کرتا ہے و۹ شیطان کے لئے تو یہ حکم ہو چکا ہے جو کوئی اس سے دوستی کرے (اس کے بہکانے پر چلے) تو وہ اس کو

إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ

اس کو اور راہ دکھاتا ہے طرف عذاب دوزخ کی اے لوگو اگر ہو تم بیچ شک کے پھر جی اٹھنے سے پس تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے تم

بھٹکا دیگا اور دوزخ کے عذاب تک پہنچا رہے گا لوگو اگر تم کو (مرنے کے بعد) جی اٹھنے میں شک ہو تو اس میں کیوں غور نہیں کرتے کہ ہم نے تم کو مٹی سے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ

کو مٹی سے پھر نطفے سے پھر لہو جمے ہوئے سے پھر بوٹی صورت بنی ہوئی سے اور بن بنی ہوئی سے ونا

بنایا (آدم کو مٹی سے پیدا کیا) پھر (اس کی نسل کو) نطفے سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر پورے یا ادھورے بچے سے (گوشت کی بوٹی سے) تاکہ ہم تم کو اپنی قدرت

وا یعنی توحید ہی میری ساری وحی کا خلاصہ اور اصل الاصول ہے اور اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں۔ (وحیدی)

وٌ کہ اب میرا اور تمہارا کوئی اشتراک نہیں یا تمہیں قبول و عدم قبول میں برابر کا اختیار ہے یا پورے طور پر آگاہ کر دیا ہے اور کسی قسم کے کتمان سے کام نہیں لیا۔ (قرطبی)

وٌ کیونکہ اس کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

وٌ یعنی تمہاری سب سازشوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ ان کی سزا وہ تمہیں ضرور دے گا۔

و۵ کہ آیا تم اس سے فائدہ اٹھا کر حق کی طرف پلٹتے ہو یا اپنی سرکشی میں مزید ترقی کرتے ہو۔

و٦ اس سورت کے مکی یا مدنی ہونے میں مفسرین کا اختلاف ہے لیکن بقول قرطبیؒ صحیح یہ ہے کہ اس میں مکی اور مدنی دونوں آیات ملی جلی ہیں۔ جمہور مفسرینؒ کا بھی یہی رجحان ہے۔ (شوکانی)

و۷ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہ زلزلہ قیامت سے پہلے آئیگا اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگا اور قرب قیامت کی وجہ سے اسے الساعۃ کا زلزلہ قرار دیا ہے جیسا کہ اشراط الساعۃ کہا جاتا ہے اور اگلی آیت کے الفاظ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قیامت کے روز تو نہ کوئی عورت دودھ پلا رہی ہوگی اور نہ کسی کو حمل ہوگا اور "نفخ صور" والی طویل حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ہے کہ صور میں نفخ تین ہونگے۔ نفخ الفزع (سراسیمگی) نفخ الصعق (موت کی چیخ) اور نفخ القیام لرب العلمین (قبروں سے اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی)، پھر پہلے نفخ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپؐ نے بتایا کہ اس وقت زمین اس کشتی کی طرح ہوگی جو موجوں کے تھپیڑوں سے ڈگمگا رہی ہو یا عرش سے لٹکی ہوئی اس قندیل کی طرح جسے ہوا کے جھونکے بُری طرح جھنجھوڑ رہے ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ بھونچال قیامت کے دن ہوگا۔ ابن جریرؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے (شوکانی، ابن کثیر) مگر یہ کہنا زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ بھونچال دو ہونگے ایک قیامت سے پہلے اور دوسرا قیامت کے روز۔ (کبیر)

و۸ یعنی مُردوں کو زندہ کرنے پر اس کی قدرت سے انکار کرتا ہے۔ روایات میں ان کافروں کے نام بھی مذکور ہیں جن کے باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (وحیدی)

و۹ معلوم ہوا کہ آخرت کا انکار شیطان کی پیروی ہے۔ (وحیدی)

ونا یہ ان مراحل کا مجمل اور عام فہم ذکر ہے جن سے ایک بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں گزرتا ہے اور پھر جوان ہو کر آخری عمر کو پہنچتا ہے لہذا یہ کل سات مراحل بیان کئے ہیں۔ پیٹ میں حمل کے مراحل کا ذکر صحیحین کی ایک حدیث میں بھی آیا ہے جس میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں میں وہ خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر اتنے ہی دنوں میں گوشت کی بوٹی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ (کبیر، ابن کثیر)

لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

تو کہ بیان کریں واسطے تمہارے اور ٹھہراتے ہیں ہم اس کو بیچ رحم کے جتنا چاہیں ایک وقت مقرر تک پھر نکالتے ہیں تم کو بچہ پھر

دکھلا دیں ف۱ اور جس (حمل) کو ہم چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک پیٹ میں رکھتے ہیں (نو ماہ یا اس سے بھی زیادہ) پھر تم کو بچہ بنا کر (ماں کے پیٹ سے) نکالتے ہیں پھر

لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

تو کہ پہنچو جوانی اپنی کو اور بعض تم میں سے وہ شخص ہے کہ قبض کیا جاتا ہے اور بعض تم میں سے وہ ہے کہ پھیرا جاتا ہے طرف ناکاری عمر کی تو کہ

(تم کو پالتے ہیں) اس لئے کہ جوانی تک پہنچو اور تم میں سے کوئی (پوری عمر ہونے سے پہلے) مر جاتا ہے اور کوئی بڑی نکمی عمر تک پہنچ جاتا ہے کہ (سب کچھ جاننے (اور

يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

نہ جانے پیچھے جاننے کے کچھ اور دیکھتا ہے تو زمین کو خشک پس جس وقت اتارتے ہیں ہم اوپر اس کے پانی ہلتی ہے

سمجھنے) کے بعد پھر (بچہ بن جائے اور) کچھ نہ جانے ف۲ اور (دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے زمین سوکھی (اس پر سبزی کا نام نہیں) پھر جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں

وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي

اور پھولتی ہے اور اگاتی ہے ہر قسم قسم نفیس سے یہ بسبب اس کے ہے کہ اللہ وہی ہے حق اور یہ کہ وہی جلاتا ہے

تو وہ (سبزے سے) لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار چیزیں اگاتی ہے ف۳ یہ سب اس وجہ سے کہ اللہ وہی حق ہے اور وہی مُردوں

الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ

مُردوں کو اور یہ کہ وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے نہیں شک بیچ اس کے اور یہ کہ اللہ

کو (قیامت کے دن) جلائے گا اور وہی سب کچھ کر سکتا ہے ف۴ اور قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور جو لوگ قبروں میں

يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى

اٹھاوے گا ان لوگوں کو کہ بیچ قبروں کے ہیں اور بعض لوگوں سے وہ ہے جو جھگڑتا ہے بیچ خدا کے بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے

ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ضرور جلا اٹھائے گا ف۵ اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں جھگڑتا ہے نہ اس کو علم ہے اور نہ عقل ہے

وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۖ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَنُذِيقُهُ

اور بغیر کتاب روشن کے موڑنے والا ہے شانے اپنے کو تو کہ گمراہ کرے راہ خدا کی سے واسطے اس کے بیچ دنیا کے رسوائی ہے اور چکھاویں گے

اور نہ کوئی روشن کتاب رکھتا ہے ف۶ اپنی گردن پھیرے ہوئے (اینٹھا ہوا) تاکہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے بہکا دے ف۷ اس کے لئے (سزا) دنیا میں رسوائی ہے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

ہم اس کو دن قیامت کے عذاب جلنے کا یہ بسبب اس کے ہے کہ آگے بھیجا تھا دونوں ہاتھ تیرے نے اور یہ کہ اللہ نہیں ظلم کرنے والا واسطے

اور قیامت کے دن ہم اس کو جلن کا عذاب چکھائیں گے (اور اس سے کہیں گے) یہ عذاب تیرے اُن کاموں کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجے تھے (یعنی

لِّلْعَبِيدِ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ

ع ۱ ۸

بندوں اپنے کے اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی اوپر کنارے کے ف۹ پس اگر پہنچے اس کو بھلائی آرام پکڑے ساتھ اس

دنیا میں کئے تھے) اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ایک کنارے رہ کر پوجتا ہے پھر جو اس کا بھلا ہوا (کچھ

بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ

بھلائی کے اور اگر پہنچے اس کو فتنہ پلٹ جاوے اوپر منہ اپنے کے ٹوٹے میں دیا دنیا اور آخرت کو یہ ہے وہ

فائدہ مال متاع ہاتھ آیا) تو اپنے دین پر جما رہا اور جو کوئی مصیبت اس پر آن پڑی تو جدھر سے آیا تھا ادھر ہی لوٹ گیا ف۱۰ اس (کمبخت) نے اپنی دنیا اور آخرت

ف۱ اور تم سمجھو کہ جو خدا اس طرح انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے اس کے لئے اس کے مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندگی بخشنا کیا مشکل ہے۔ ف۲ یہ بڑھاپے کی اس حالت کا ذکر ہے جس میں انسان کے ہوش و حواس برقرار نہیں رہتے اور وہ بچوں کی سی باتیں کرنے لگتا ہے اور یہاں مذکورہ مراحل میں یہ ساتواں اور آخری مرحلہ ہے۔ (کبیر)

ف۳ یہ انسان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر دوسری دلیل ہے (کبیر)

ف۴ یعنی یہ مذکورہ وجوہ اس بات پر دلیل ہیں کہ وہی قائم و دائم ہے اور اسی کی قدرت سے یہ سب تغیرات ہوتے ہیں۔ لہٰذا تمہارا یہ سمجھنا قطعی باطل ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی امکان نہیں بلکہ جسے جمیع ممکنات پر قدرت حاصل ہے اسے اعادہ پر بھی قدرت حاصل ہے۔ (شوکانی۔ کبیر)

ف۵ تاکہ ان کے اعمال کا حساب لیا جائے اور جیسا کسی کا عمل ہو ویسا ہی اسے بدلہ دیا جائے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں۔ اوپر دوبارہ زندہ کئے جانے کے امکان پر دلائل قائم کئے۔ اب دوبارہ زندگی کے وقوع کی خبر دی اور بظاہر ہے کہ کسی ممکن چیز کے وقوع کی ایک صادق مصدوق خبر دے تو اس کے وقوع میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ (کبیر)

ف۶ یعنی نہ تو اس کے پاس ضروری (بدیہی) علم ہے کوئی دلیل ہے نہ نظر و استدلال ہے اور نہ کوئی وحی ہی ہے جو خدا کی طرف سے کتاب کی شکل میں نازل کی گئی ہو بلکہ وہ محض اٹکل پچو اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے۔ پہلی آیت میں شیاطین کے مقلدین کا حال بیان فرمایا اور اس آیت میں ان کے پیشواؤں کا۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۷ یعنی خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے درپے رہتا ہے۔

ف۸ کہ وہ کسی کو بے قصور سزا دے یا قصوروار کو چھوڑ دے۔

ف۹ یعنی دین کے اندر نہیں آتا بلکہ کنارے یا بالفاظ دیگر کفر و اسلام کی سرحد پر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے جیسے کوئی لشکر کے کنارے پر رہے۔ اگر فتح ہو تو ساتھ آ ملے اور شکست ہو تو بھاگ جائے۔ یہ اس کیفیت کا ذکر ہے جو تذبذب اور دلی بے اطمینانی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ آیت ان اعراب (بادیہ نشین) کے بارے میں نازل ہوئی جو صحرا سے ہجرت کر کے آتے۔ پھر اگر جان و مال میں برکت ہوتی تو اسلام پر بڑے اطمینان کا اظہار کرتے اور اگر تکلیف اور دکھ میں مبتلا ہو جاتے تو مرتد ہو کر واپس بھاگ جاتے۔ بعض "مؤلفۃ القلوب" کی بھی یہی کیفیت تھی۔ (کبیر) ف۱۰ یعنی مرتد ہو گیا اور پھر کفر و شرک کی طرف پلٹ گیا۔

الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ

ٹوٹا پانا ظاہر پکارتا ہے سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہ ضرر دے اُس کو اور نہ نفع دے اُس کو یہ

(دونوں) کھوئے یہی تو کھلا گھاٹا ہے ف۱ اللہ تعالیٰ کے سوا ان چیزوں کو پکارتا ہے جو نہ اُس کا بُرا کر سکتی ہیں اور نہ بھلا کر سکتی ہیں یہی تو پرلے سرے

هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوا لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ

وہ ہے گمراہی دُور پکارتا ہے اس شخص کو کہ ضرر اُس کا نزدیک ہے نفع اس کے سے البتہ بُرا ہے دوست اور

کی گمراہی ہے ف۲ یہ تو ان چیزوں کو پکارتا ہے جن کا نقصان نفع سے کہیں نزدیک ف۳ ہے بیشک (یہ بُت) بُرا دوست ہے بُرا

لَبِئْسَ الْعَشِيرُ ﴿۱۳﴾ إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي

بُرا ہے ہم صحبت تحقیق اللہ تعالیٰ داخل کرے گا اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے بہشتوں میں چلتی ہیں

رفیق جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ان کو (آخرت میں) اللہ تعالیٰ باغوں میں لے جائے گا جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ

نیچے اُن کے سے نہریں تحقیق اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے جو شخص کہ گمان کرتا ہے یہ کہ ہرگز نہ مدد دے گا

تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ف۴ جو (کافر) یہ سمجھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر (حضرت محمدؐ) کی دنیا

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ

اس کو اللہ بیچ دُنیا کے اور آخرت کے پس چاہیئے کہ کھینچ لے جاوے ایک رسی طرف آسمان کی پھر چاہیئے کہ کاٹ ڈالے اس کو پھر دیکھے کیا

ور آخرت میں مدد نہ کرے گا اُس کو چاہیئے کہ ایک رسی چھت پر لٹکائے پھر پھانسی ڈال لے اور دیکھے اس تدبیر سے اس کا غصّہ (اور حسد)

يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَأَنَّ اللّٰهَ يَهْدِي

لے جاوے گا مکر اس کا اُس چیز کو کہ غصّہ میں لاتی ہے اُسے اور اسی طرح اُتارا ہے ہم نے اس کو نشانیاں ظاہر اور یہ کہ اللہ ہدایت کرتا ہے

دُور ہوتا ہے (یا نہیں) ف۵ اور ہم نے قرآن کو اسی طرح اُتارا کھلی کھلی آیتیں (جن کا مطلب صاف ہے) اور (ہدایت تو)

مَنْ يُرِيدُ ﴿۱۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصّٰبِئِينَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوسَ

جس کو چاہے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے اور بے دین اور نصاریٰ اور مجوس

جس کو اللہ چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ف۶ جو لوگ ایمان لائے (اسلام قبول کیا) اور جو یہودی ہیں اور صابی (ستارہ پرست ان کا بیان سورۃ بقرۃ میں گذر چکا ہے) اور

وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

اور وہ لوگ کہ شریک کرتے ہیں تحقیق اللہ فیصل کرے گا درمیان اُن کے دن قیامت کے تحقیق اللہ اوپر ہر

نصاریٰ اور مجوس (پارسی آتش پرست) اور مشرک (ہندو بدھ وغیرہ) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سب کا فیصلہ کریگا ف۷ (ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا) ہر چیز

شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۷﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَ

چیز کے حاضر ہے کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ سجدہ کرتے ہیں واسطے اُس کے جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور جو کوئی بیچ زمین کے ہیں

اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے (سب کو دیکھ رہا ہے ہر ایک کے اعمال سے واقف ہے (دیکھنے والے) کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتے ہیں جو آسمان میں ہیں اور جو

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَ

اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمیوں میں سے اور

زمین میں ہیں (فرشتوں اور مخلوق میں سے) اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے آدمی (بھی جو موحد ہیں) اور

ف۱ آخرت کا گھاٹا تو ظاہر ہے، رہا دنیا کا خسارہ تو یہ اس لئے کہ ایسے لوگ معاشرے میں بدنام ہو جاتے ہیں اور پھر نفاق اور بزدلی کی وجہ سے اپنے مقاصد میں بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکتے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی اور تکلیف پائے تو چھوڑ دے، اُدھر دنیا گئی اِدھر دین گیا۔ (موضح)

ف۲ مطلب واضح ہے لیکن ہمارے زمانے کے بعض بدعت پرست علماء جو لوگوں کو قبر پرستی کی تعلیم دیتے ہیں پہلے تو کسی نبی یا ولی کے متعلق لوگوں میں یہ ذہن پیدا کرتے ہیں کہ یہ نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور پھر ان سے کہتے ہیں کہ قرآن نے صرف ان چیزوں کو پکارنے سے منع کیا ہے جو کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا تیں اور یہ قبر یا قبر والے چونکہ نفع بھی پہنچاتے ہیں اور نقصان بھی، اس لئے اسے سجدہ کرنا اور اس پر چڑھاوے چڑھانا قرآن کے منافی نہیں۔ فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

ف۳ یعنی نفع تو درکنار ان کے پکارنے میں الٹا نقصان ہے کیونکہ جو شخص انہیں پکارتا ہے وہ ایمان سے تو یقیناً اور فوراً ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اب رہا ظاہری فائدہ جس کے لئے پکارتا ہے سو وہ ایک موہوم امر ہے حاصل ہو تو ہو، نہ ہو تو نہ ہو اس پکارنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

ف۴ یعنی وہ غیر محدود اختیارات کا مالک ہے کسی کو مجال نہیں کہ اس کے حکم میں چون و چرا کر سکے۔ (وحیدی)

ف۵ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے پیغمبر کی مدد کرتا رہیگا۔ اگر کافروں کو اس پر غصہ اور جلن ہے تو اس غصہ کو ٹھنڈا کرنے کی بس ایک ہی صورت ہے کہ چھت سے رسی باندھ کر پھانسی میں لٹک کر مر جائیں یا مطلب یہ ہے کہ کافروں کو چاہئے کہ کسی ذریعے سے آسمان پر چلے جائیں اور وہاں سے آنحضرتؐ کو جو مدد یا وحی آرہی ہے اسے منقطع کرنے کی کوشش کریں۔ آیت کے یہ دونوں مطلب اسی صورت میں کہ "لن ینصرہ" میں "ہٗ" کی ضمیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرار دی جائے لیکن اگر یہ ضمیر خود اس شخص کے لئے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ ..... مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی تدبیر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں ان مردہ یا زندہ شخصیتوں کو جنہیں تم پکارتے ہو کوئی دخل نہیں۔

ف۶ یعنی گو قرآن میں ایمان و توحید کی کھلی کھلی دلیلیں موجود ہیں مگر اس سے ہدایت وہی پاتا ہے جسے اللہ ہدایت دینا چاہے اسلئے کہ یہ علم و عقل اور تجربہ تو حقیقت تک پہنچنے کا ایک امکانی ذریعہ ہے لیکن اس تک رسائی صرف اللہ کی توفیق پر موقوف ہے۔ ف۷ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں سے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان گروہوں میں سے کونسا گروہ حق پر ہے اور کونسا باطل پر اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمان حق پر ہیں لیکن یہ جو فرمایا کہ "اللہ فیصلہ کریگا"، تو اس سے صرف باطل پرست فرقوں کی تہدید مقصود ہے یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کو مقام وجزا کے اعتبار سے الگ الگ کر دیا جائے گا۔ (کبیر۔ شوکانی)

ف۱ یہاں سجدہ کا لفظ بیک وقت دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک "انقیاد" یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے عاجزی و بے بسی جس میں سب مخلوق شامل ہے۔ عام اس سے کہ وہ عقل و شعور رکھتی ہے یا نہیں کیونکہ ہر چیز اس کے تکوینی قانون کے مطابق کام کر رہی ہے اور دوسرے سجدہ کے معنی ہیں اطاعت فرمانبرداری یعنی تکلیفی اور شرعی احکام کو اپنے اختیار و ارادہ سے بجالانا اس معنی میں سجدہ صرف ذوی العقول کے ساتھ مخصوص ہے اور "کثیر من الناس" سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ اس سجدہ سے منکر ہیں دوسری تمام مخلوق یہ سجدہ بجالا رہی ہے۔ (فتح القدیر) ف۲ یعنی اسے کافر و مشرک بنا کر ذلیل کرے۔ ف۳ اس مقام پر سجدہ ہے اور سورۂ حج کے اس سجدہ پر سب ائمہ کا اتفاق ہے۔ ف۴ یہاں کافروں سے مراد مسلمانوں کے علاوہ مذکورہ پانچ فرقے ہیں یہ سب ایک گروہ ہیں اور ان کے مقابلے میں مسلمان دوسرا گروہ۔ خدا کے بارے میں جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان خدا کی توحید کے قائل ہیں اور یہ تمام لوگ اس کے بارے میں طرح طرح کے خیالات رکھتے ہیں جو کفر ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ (کبیر) تفاسیر میں لکھا ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہؓ، علیؓ اور عبیدہؓ بن حارث اور کفار مکہ کی طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید بن ربیعہ مبارزت کے لئے نکلے۔ انہی دو جماعتوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: أنا أول من يجثو بين يدي الرحمن للخصومة يوم القيامة "کہ قیامت کے دن خصومت کے لئے سب سے پہلے میں خدائے رحمٰن کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھوں گا۔" (ابن کثیر بحوالہ بخاری)

كَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ

بہت ہیں کہ ثابت ہوا اوپر ان کے عذاب اور جس کو ذلیل کرے اللہ پس نہیں واسطے اس کے کوئی عزت دینے والا تحقیق اللہ کرتا ہے

بہت سے آدمی ایسے ہیں جن پر (نافرمانی کی وجہ سے) عذاب ثابت ہو گیا ہے (مراد کافر اور مشرک ہیں) ف۱ اور جس کو اللہ ذلیل کرے ف۲ اسے کوئی (اور دوسرا) عزت نہیں دے سکتا۔

مَا يَشَاءُ ۩ ﴿١٨﴾ هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ

جو چاہتا ہے یہ دو جھگڑنے والے جھگڑے بیچ پروردگار اپنے کے پس وہ لوگ کہ کافر ہوئے بیونتے جاویں گے واسطے ان کے کپڑے

اللہ جو چاہے کرتا ہے ف۳ یہ دو فرقے مومن اور کافر ایک دوسرے کے مخالف (مدعی) ہیں جو اپنے خدا کے باب میں جھگڑ رہے ہیں ف۴ پھر جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے آگ کے

مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾

آگ کے ڈالا جاوے گا اوپر سروں ان کے کے گرم پانی گلایا جاوے گا ساتھ اس کے جو کچھ بیچ پیٹوں ان کے ہے اور

کپڑے قطع کئے جائیں گے (ٹھیک ان کے بدن کے موافق) ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی انڈیلا جائے گا جس (کی گرمی) سے جو ان کے پیٹ میں ہے آنتیں اور

وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا

اور واسطے ان کے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جس وقت ارادہ کریں گے یہ کہ نکلیں اس سے غم سے پھیرے جاویں گے

کھالیں گل جائیں گی اور ان کے (مارنے کیلئے) لوہے کے گرز ہوں گے ہر بار جب وہ گھٹ کر اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے

فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

بیچ اس کے اور چکھو عذاب دوزخ کا تحقیق اللہ داخل کرتا ہے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے

اور (ان سے کہا جائیگا) جلن کا عذاب چکھتے رہو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ان کو اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں

الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن

اچھے بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں پہنائے جاویں گے بیچ ان کے کنگن

لے جائے گا جن کے تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے

ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَ

سونے سے اور موتی اور لباس ان کا بیچ ان کے ریشمی ہے اور راہ دکھلائے گئے طرف پاکیزگی کی بات سے اور

ف۵ اور ان کا لباس ریشمی ہوگا ف۶ اور ان کو پاکیزہ بات کی طرف لے جائیں گے ف۷ اور خوبیوں والے

هُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

راہ دکھلائے گئے طرف راہ تعریف کئے گئے کی تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے

(خدا) کی راہ پر لگائیں گے (یا اچھی راہ پر لگائے گئے) ف۸ جو لوگ کفر کرتے ہیں اور خدا کے رستے اور ادب والے (کعبہ کی) مسجد سے (اس میں جانے

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَ

اور مسجد حرام سے وہ جو مقرر کیا ہے ہم نے اس کو واسطے لوگوں کے برابر ہیں رہنے والے بیچ اس کے اور باہر سے آنے والے

سے لوگوں کو) روکتے ہیں ف۹ جسے ہم نے (عام سب) لوگوں کے لئے یکساں (عبادت کا مقام) ٹھہرایا ہے (کسی کی خصوصیت نہیں) وہاں کا رہنے والا اور باہر سے آنے والا ف۱۰

مَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ

اور جو کوئی ارادہ کرے بیچ اس کے گمراہی کا ساتھ ظلم کے چکھاویں گے اس کو عذاب درد دینے والے سے اور جس وقت جگہ مقرر کردی ہم نے واسطے ابراہیم

(دونو) برابر ہیں اور جو کوئی اس میں شرارت سے ٹیڑھی راہ چلنا چاہے ف۱۱ (شرک بدعت کا ارادہ کرے) اسکو ہم تکلیف کا عذاب چکھائیں گے اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کرو

ف۵ گزشتہ زمانے میں بادشاہ اور بڑے بڑے رئیس زینت اور اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لئے کنگن اور موتی پہنا کرتے تھے۔ اس آیت سے مقصود یہ بتانا ہے کہ اہل ایمان کو جنت میں شاہانہ لباس پہنایا جائیگا۔

ف۶ حریر سے مراد خالص ریشم ہے جس کا استعمال مردوں کے لئے دنیا میں حرام ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مرد نے دنیا میں ریشم پہنا اسے وہ آخرت میں نہ پہنایا جائے گا۔" اس بارے میں اور بھی کئی احادیث ثابت ہیں۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی اس مقام کی طرف جہاں وہ پاکیزہ اور بہتر کلام سنیں گے۔ مراد ہے جنت کہ وہاں ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی لغو اور بیہودہ باتوں سے اہل جنت کے کان کبھی آشنا نہ ہوں گے۔ (واقعہ: ۲۶) یا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں (دنیا میں) نیک بات (یعنی کلمۂ توحید) کی ہدایت دی گئی۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۸ خدا کی راہ سے مراد اسلام اور اچھی راہ سے مراد جنت ہے۔

ف۹ مراد ہیں کفار مکہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو حج اور عمرہ سے روکا تھا۔

ف۱۰ یعنی دونوں وہاں بلا مزاحمت عبادت کر سکتے ہیں اور کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے کو اس میں آکر عبادت کرنے سے منع کرے۔ ایک حدیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ رات اور دن کے اوقات میں جب بھی کوئی چاہے بیت اللہ میں نماز پڑھ سکتا ہے اور اس کا طواف کر سکتا ہے۔ مسجد حرام کی اس حیثیت پر سب کا اتفاق ہے لیکن اختلاف اس بارے میں ہے کہ آیا یہی حکم مکہ کی زمینوں اور مکانوں کے لئے بھی ہے؟ اکثر صحابہ اور بعد کے اہل علم کے نزدیک ان کے لئے وہ حکم نہیں ہے جو مسجد حرام کے لئے ہے بلکہ دوسرے شہروں کی طرح مکہ میں بھی ہر شخص اپنے مکان اور زمین کا مالک ہے اور وہ دوسرے کو بلا کرایہ اترنے اور ٹھہرنے سے منع کر سکتا ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے امام شافعیؒ کی یہی رائے ہے اور امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور بعض دوسرے اہل علم کے نزدیک مکہ کے مکانوں اور زمینوں کا بھی وہی حکم ہے جو مسجد حرام کا ہے یعنی کوئی شخص نہ تو اپنا مکان بیچ سکتا ہے اور نہ کرایہ وصول کر سکتا ہے۔ اور انہوں نے بعض روایات کے علاوہ اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ خلفائے ثلاثہؓ کے زمانہ خلافت میں مکہ کی زمینیں سوائب (شاملات) تصور کی جاتی تھیں۔ امام احمدؒ نے ایک درمیانی راہ اختیار کی ہے کہ مکہ کے مکانوں کی ملکیت تو ہوگی مگر انہیں کرایہ پر نہ دیا جائے گا۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) ف۱۱ "ٹیڑھی راہ" کا لفظ عام ہے اس سے مراد شرک بدعت بھی ہے اور گناہ کا ہر کام بھی۔ حتیٰ کہ حرم کے جانوروں کو ستانا، اس کے درختوں کو کاٹنا اور جھوٹی قسم کھانا بھی اس میں شامل ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حرم میں گناہ کا قصد کرنا بھی حرام اور موجب سزا ہے۔ (شوکانی بحوالہ بخاری)

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے کی اور وہ اس سے پہلے موجود نہ تھا جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ ابو ذرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر ہوئی فرمایا "مسجد حرام" انہوں نے پوچھا: پھر کونسی؟ فرمایا: "بیت المقدس"، پھر پوچھا دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ فرمایا: "چالیس سال" (ابن کثیر) ف۲ صاف ستھرے رکھنے سے مراد شرک و بت پرستی سے پاک صاف رکھنا ہے۔

مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ

مکان کعبے کا اس شرط پر کہ نہ شریک لا ساتھ میرے کسی چیز کو اور پاک رکھ گھر میرے کو واسطے گرد پھرنے والوں کے اور کھڑے رہنے والوں کے

جب ہم نے ابراہیمؑ ف۱ کیلئے خانہ کعبہ کی جائے مقرر کردی (اور اسکو حکم بھیجا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرا یہ گھر طواف کرنیوالوں اور (نماز میں)

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ

اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے اور پکار دے بیچ لوگوں کے ساتھ حج کے آویں گے تیرے پاس پیادے اور اوپر ہر اونٹ دبلے کے

کھڑے ہونے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے ف۲ صاف ستھرا رکھنا اور لوگوں کو حج کی منادی کر دے وہ تیرے پاس آئیں گے پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر ف۳

يَأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

آویں گے ہر راہ دور سے تو کہ حاضر ہوں واسطے فائدوں اپنے کے اور یاد کریں نام اللہ کا

دور کے راستے سے چلے آرہے ہوں گے (یہ سفر) ف۴ اس لئے (کریں گے) کہ اپنے (دین اور دنیا کے) فائدوں میں حاضر رہیں ف۵ اور چند معین دنوں میں

فِيْٓ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

بیچ دنوں معلوم کے اوپر اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو چوپایوں پالے ہوؤں سے پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ

دسویں ذی الحجہ سے لیکر بارہویں تک) ف۶ جو چوپائے جانور اللہ نے ان کو دیئے ہیں ان پر (قربانی کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیں تو (لوگو) ف۷ اس (قربانی) میں سے تم (خود بھی) کھاؤ

الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ

بھوکے فقیر کو پھر چاہئے کہ دور کریں میل اپنی اور پوری کریں نذریں اپنی اور گرد پھریں گھر

اور مصیبت کے مارے فقیر کو بھی کھلاؤ ف۸ پھر (قربانی کرنے کے بعد) اپنا میل کچیل نکالیں ف۹ اور اپنی منتیں (نذریں جو اللہ کے لئے مانی تھیں) پوری کریں اور پرانے گھر

الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَ

قدیم کے بات یہ ہے اور جو کوئی تعظیم کرے حرمتوں اللہ کی کو پس وہ بہتر ہے واسطے اس کے نزدیک پروردگار اُسکے کے

(کعبہ) کا طواف کریں ف۱۰ یہ تو ہوا اور جو کوئی ان چیزوں کا ادب کرے جنکو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے ف۱۱ تو یہ اُسکے حق میں بہتر ہوگا اس کے مالک کے پاس (یعنی آخرت میں) اور (مسلمانو

أُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَ

اور حلال کئے گئے واسطے تمہارے چارپائے پالے ہوئے جانور مگر جو پڑھا جاتا ہے اوپر تمہارے پس بچتے رہو ناپاکی بتوں کی سے اور

تمہارے لئے چوپائے جانور (جیسے اونٹ گائے بکری) حلال ہیں مگر جو تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں (قرآن میں جیسے مردار سور وغیرہ) ف۱۲ تو بتوں کی گندگی سے بچے رہو (ان کی

اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

بچتے رہو بولنے جھوٹ کے سے توحید کرنے والے اللہ کو نہ شریک لانے والے ساتھ اُس کے اور جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے

پرستش نہ کرو) اور جھوٹ بولنے سے بچے رہو ف۱۳ پس خالص خدا کے (تابعدار) ہو رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو

فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾ ذٰلِكَ وَ

پس گویا گر پڑا آسمان سے پس اوچک لے جاتے ہیں اُس کو جانور یا پھینک دیتی ہے اُس کو باد بیچ مکان دور کے ف۱۴ بات یہ ہے اور

اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر (راہ میں) پرندے اس کو اچک لیں (نوچ کھائیں) یا آندھی اس کو (اڑا کر) کہیں دور پھینک دے یہ تو ہوا

مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلٰٓى

جو کوئی تعظیم کرے نشانیوں خدا کی کو پس تحقیق وہ پرہیزگاری دلوں کی سے ہے واسطے تمہارے بیچ اُس کے فائدے ہیں

اور جو اللہ تعالیٰ کے نام کی چیزوں کی بڑائی کرے ف۱۵ تو یہ بڑائی کرنا دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ف۱۶ ان جانوروں سے تم کو ایک معین میعاد تک

اس سے مشرکین کو عار دلانا مقصود ہے کہ یہ شرط تو حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے چلی آتی ہے کہ اس میں بت پرستی حرام ہے۔

ف۳ وہ اونٹ جسے چارہ کی قلت اور سفر نے تھکا کر دبلا کر دیا ہو۔

ف۴ چنانچہ ابراہیمؑ نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر یہ اعلان کیا اور سب نے ان کی پکار کا جواب دیا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ (شوکانی)

ف۵ اصل مقصد تو عبادت کے ذریعے دینی اور اخروی فوائد حاصل کرنا ہے لیکن ضمناً حج میں بہت سے دنیوی اور ملی فوائد بھی پائے جاتے ہیں۔

ف۶ یعنی ایامِ تشریق جو قربانی کے دن ہیں۔ (دیکھئے سورہ بقرہ: ۲۰۳) ان دنوں میں قربانی جائز ہے مگر اس کا مسنون وقت ۱۰ ذی الحجہ رمی جمرہ عقبہ کے بعد ہے۔ (زادالمعاد)

ف۷ یعنی اونٹ گائے اور بھیڑ بکری (دیکھئے سورہ انعام ۱۴۳، ۱۴۴)

ف۸ یہ حکم استحباب کے لئے ہے اور اس سے مقصود مشرکین کے طریقہ کی مخالفت ہے کیونکہ وہ اپنی قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ (ابن کثیر) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے جب اونٹ ذبح فرمائے تو حکم دیا کہ ہر اونٹ کی ایک ایک بوٹی لے کر پکائی جائے۔ پھر آپؐ نے وہ گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ لہٰذا حاجی اپنی مسنون یا نفلی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے۔ اس پر تمام ائمہؒ کا اتفاق ہے اور امام شافعیؒ کے علاوہ دوسرے ائمہؒ کے نزدیک دم تمتع اور قران کا گوشت بھی کھا سکتا ہے البتہ کسی اور واجب قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا۔ (نیل ج ۵، ص ۱۱۳)

ف۹ یعنی حجامت بنوائیں اور نہائیں دھوئیں اور جمرہ عقبہ کی رمی کر کے احرام کھول دیں۔

ف۱۰ مراد ہے طواف افاضہ جسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ اس پر تمام علما کا اجماع ہے کہ یہ طواف حج کا رکن ہے۔ اس سے مناسکِ حج کی تکمیل ہوتی ہے اور حاجی سے احرام کے سلسلے کی تمام پابندیاں اُٹھ جاتی ہیں۔

ف۱۱ جیسے خانہ کعبہ حرم اور مکہ معظمہ یا ترجمہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے انہیں برا سمجھے یعنی ان سے باز رہے جیسے احرام میں شکار یا لڑائی جھگڑا وغیرہ۔

ف۱۲ تفصیل کے لئے دیکھئے سورہ مائدہ آیت ۳ اور نحل: ۱۱۵۔

ف۱۳ جھوٹ بولنے میں ہر وہ چیز شامل ہے جو حق کے خلاف ہو جیسے شرک، بہتان، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم اور اپنی مرضی سے چیزوں یا جانوروں کی تحریم و تحلیل وغیرہ۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے "جھوٹی گواہی" کو سب سے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (شوکانی)

ف۱۴ یعنی ایمان ایک اعلیٰ چیز ہے جس نے اسے چھوڑا اور شرک کیا وہ گویا رفعتِ ایمانی کے مرتبہ سے کفر کے گڑھے میں گر پڑا اور اس نے اپنے آپ کو نوچنے والے پرندوں کے حوالے کر دیا، یا وہ ناشکری کی آندھی میں گھر کے انسانیت سے دور جا پڑا۔ ف۱۵ یعنی ان چیزوں کی تعظیم کرے جو خدا پرستی کی علامت ہیں خواہ وہ اعمال ہوں جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ یا چیزیں ہوں جیسے قربانی کے جانور ان کے گلوں میں پڑے ہوئے پٹے، صفا و مروہ، خانہ کعبہ بلکہ کوئی مسجد لفظ شعائر اللہ ان سب کو شامل ہے۔ (دیکھئے بقرہ: ۱۵۸، مائدہ: ۲) ف۱۶ یعنی اس کے دل میں خوفِ خدا ہے تبھی تو وہ ان شعائر کی تعظیم کرتا ہے۔

أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا

ایک وقت مقرر تک پھر جگہ حلال ہونے ان کے کی طرف کعبے کی ہے اور واسطے ہر امت کے مقرر کی ہے ہم نے طرح عبادت کی

فائدے ہیں پھر ان کا ٹھہرنا (یعنی قربانی کا مقام) پرانے گھر (کعبہ) کی طرف ہے ف۲ اور ہر قوم کے لئے ہم نے ایک قربانی کا طریقہ ٹھہرا دیا ہے (یا

لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

تو کہ یاد کریں نام اللہ کا اوپر اس چیز کے کہ دی ہے ہم نے ان کو ف۳ چار پایوں پالے ہوؤں سے پس معبود تمہارا معبود ایک ہے

عید کا دن یا عبادت کا دن) اس لئے کہ جو پالتے جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں (قربانی کے وقت) اللہ کا نام لیں (اسی کے نام پر کاٹیں) تو اے لوگو،

فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

پس واسطے اسی کے مطیع ہو اور خوشخبری دے عاجزی کرنیوالوں کو وہ جو جس وقت یاد کیا جاتا ہے اللہ ڈر جاتے ہیں دل اُن کے

تمہارا خدا وہی ایک خدا ہے اسی کے تابعدار رہو اور (اے پیغمبرؐ) گڑگڑانے (عاجزی کرنے) والوں کو بہشت کی اور ہماری رضامندی کی خوشخبری دے جن کے

وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾

اور صبر کرنے والے اوپر اس چیز کے کہ پہنچتی ہے اُن کو اور قائم رکھنے والے نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے انکو خرچ کرتے ہیں

دل اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہی ڈر جاتے ہیں اور جو مصیبت ان پر پڑے اس پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور جو ہم نے انکو (اپنے فضل سے)

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ

اور اونٹ قربانی کے کیا ہے ہم نے اُن کو واسطے تمہارے نشانیوں اللہ کی سے واسطے تمہارے بیچ اُنکے خوبی ہے پس یاد کرو نام اللہ کا

دیا ہے اس میں سے ہمارے راہ میں خرچ کرتے ہیں (یعنی زکوٰۃ اور صدقہ دیتے ہیں) اور قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے اللہ کے نام کی ادب والی چیزوں میں سے بنایا ہے ف۴

اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ

اوپر اُن کے قطار باندھے ہوئے پس جس وقت گر پڑیں کروٹیں اُن کی پس کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ بے سوال فقیر کو

ان میں تمہارا فائدہ ہے (دین اور دنیا کا) ان پر جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں (نحر کے وقت) ف۵ اللہ کا نام لو پھر جب وہ کروٹوں پر گر جائیں (ٹھنڈے ہو جائیں) تو خود ف۶

وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا

اور سوال کرنے والے کو اسی طرح مسخر کیا ہم نے اُن کو واسطے تمہارے تو کہ تم شکر کرو ہرگز نہ پہنچے گا اللہ کو گوشت اُن کا

بھی ان میں سے کھاؤ ف۷ اور صبر سے بیٹھنے والے فقیر اور مانگنے والے فقیر (دونوں) کو کھلاؤ (ہر طرح کے محتاجوں کو دو) ہم نے اس طرح ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے ف۸ کہ تم

وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ

اور نہ لہو اُن کا ولیکن پہنچے گی اس کو پرہیزگاری تمہاری اسی طرح مسخر کیا اُن کو واسطے تمہارے تو کہ تم بڑائی کہو اللہ کی

لئے کہ تم شکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کو نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ خون لیکن اللہ تم کو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے ف۹ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا

عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ

اُوپر اس کے کہ ہدایت کیا تم کو اور بشارت دے نیکی کرنے والوں کو تحقیق اللہ دفع کرتا ہے اُن لوگوں سے کہ ایمان لائے ف۱۱

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم کو راہ پر لگایا تم بھی اس کے بدلے اللہ کی بڑائی کرو ف۱۰ اور (اے پیغمبرؐ) نیکوں کو بہشت کی خوشخبری دے اللہ تعالیٰ بے شک ایمان والوں سے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ

تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہر خیانت کرنیوالے کفر کرنے والے کو اذن دیا گیا واسطے ان لوگوں کے کہ لڑائی کئے جاتے ہیں بسبب اس کے

(اُن کے دشمنوں کو) ہٹا دیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی دغا باز ناشکرے کو پسند نہیں کرتا اب جن (مسلمانوں) سے کافر لڑتے ہیں ان کو بھی (لڑنے کی) اجازت ہے کیونکہ اُن پر

ف۱ فائدوں سے مراد ان کی سواری کرنا، ان کا دودھ پینا اور ان کی نسل اور اون وغیرہ کو استعمال میں لانا ہے۔ معین میعاد سے مراد ان کی قربانی کا وقت ہے۔ (فتح القدیر) ف۲ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: هَـٰذِيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ۔ یعنی قربانی کا ایسا جانور جو کعبہ تک پہنچنے والا ہو۔ (فائدہ: ان دونوں آیتوں میں کعبہ سے مراد حدود حرم ہیں اور یہ ہوسکتا ہے کہ "مَحِلُّهَا" میں "ھا" ضمیر سے مراد سارے شعائر ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ آخر ان تمام مناسک کا خاتمہ بیت اللہ کے طواف کے ساتھ ہونا چاہئے۔ یہ معنی زیادہ انسب ہیں ورنہ خصوصیت کے ساتھ "بیتِ عتیق" کہنے کا فائدہ واضح نہیں رہے گا۔ (قرطبی)

ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بطور نیاز قربانی کرنا تمام آسمانی شریعتوں کے نظام عبادت کا لازمی جزء رہا ہے اور اسلام میں بھی یہ بطور عبادت مقرر کی گئی ہے اور اس میں حاجی غیر حاجی کی کوئی قید نہیں ہے چنانچہ آپؐ مدینہ میں دس سال رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی بروایت حضرت ابن عمرؓ)

ف۴ گو لفظ "بُدن" عموماً قربانی کے اونٹ پر بولا جاتا ہے مگر اس میں قربانی کی گایوں کو شامل قرار دیا جاسکتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آنحضرتؐ سے ثابت ہے۔ (ابن کثیر) ایک اونٹ کی قربانی میں دس اور ایک گائے کی قربانی میں سات شریک ہوسکتے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن عباس کی روایت میں ہے اور صحیح مسلم میں جو حضرت جابرؓ والی روایت میں "الجزور عن سبعة" آیا ہے وہ اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ عشرۃ والی ہدایت جواز پر محمول ہے۔

ف۵ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا سنت ہے۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا ہے تو فرمایا: إبْعَثْهَا قِيَامًا مقيدة سنة أبي القاسم صلى الله عليه وسلم کہ اسے پاؤں باندھ کر کھڑا کر کے نحر کرو۔ ابوالقاسم کی سنت یہی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ ٹھنڈا ہونے سے پہلے کسی قربانی کے جانور کا کاٹنا شروع کر دینا صحیح نہیں۔ حدیث میں ہے جب تم ذبح کرو بہتر طریقے سے ذبح کرو۔ اپنی چھری خوب تیز کرلو اور جانور کو آرام دو (یعنی اسے ٹھنڈا ہونے دو)..... (ابن کثیر)

ف۷ یہ حکم بھی پہلے حکم کی طرح استحباب کیلئے ہے۔ امام شافعیؒ خود کھانے کو تو مستحب ہی قرار دیتے ہیں مگر کھلانے کو واجب کہتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی اس نعمت کا شکر کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے کہ اپنے مالکِ حقیقی کا شکر ادا کیا جائے۔

ف۹ یعنی قربانی میں اصل چیز جانور کا گوشت اور خون نہیں بلکہ تمہارے دلوں کا خلوص اور تقویٰ ہے۔ اگر خلوص نیت سے قربانی کرو گے تو تمہارا نذرانہ خدا کے حضور قبولیت حاصل کرے گا ورنہ خون اور گوشت کی خدا کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ اسی بات کو آنحضرتؐ نے اپنی ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلَىٰ صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مشرکین قربانی کر کے اس کا خون کعبہ پر چھڑکتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی ایسا کرنا چاہا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (شوکانی) ف۱۰ یہاں تکبیر یعنی "اللہ اکبر" کہہ کر اللہ کی بزرگی بیان کرنے کا ذکر فرمایا، اور اس سے پہلے قربانی کرتے وقت اللہ کا نام لینے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت "بسم اللہ واللہ اکبر" کہنا مطلوب الٰہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ دونوں کو جمع کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے قربانی کے دو جانور (دنبے) اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے وقت پہلے دعا پڑھی اور پھر "بسم اللہ واللہ اکبر" پڑھ کر ان کو ذبح کیا۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱۱ یعنی حق و باطل کی کشمکش میں اہلِ ایمان کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں حمایت فرمائیگا۔ چنانچہ اس وعدہ کے مطابق مسلمان اپنے دشمنوں کی شرارتوں سے محفوظ رہے اور آخر کار اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ ف۱۲ حضرت ابن عباسؓ اور اکثر مفسرین کے بقول یہ پہلی آیت ہے جس میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں لڑنے کی اجازت دی گئی اور یہ بھی فی الجملہ مدافعت کی ایک صورت ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) اس آیت میں قتال یعنی لڑنے کی صرف اجازت دی گئی ہے بعد میں سورۃ البقرہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھئے آیت ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۱۶

وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝٣٩ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ

کہ وہ ظلم کئے گئے اور تحقیق اللہ اوپر مدد اُنکی کے البتہ قادر ہے وہ لوگ کہ نکالے گئے گھروں اپنے سے ناحق

ظلم ہو رہا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے ف جو اپنے ملک سے (مکہ سے) یہ کہنے پر کہ ہمارا مالک اللہ ہے اور کوئی بات نہیں (نہ کسی کا خون کیا نہ

إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

مگر یہ کہ کہا انہوں نے پروردگار ہمارا اللہ ہے اور اگر نہ ہوتا دور کرنا اللہ کا لوگوں کو بعضے اُن کے کو بعض سے البتہ ڈھائے جاتے خلوت خانے

ڈاکہ مارا) ناحق نکالے گئے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے پر سے نہ ہٹاتا رہتا (مشرکوں کا غلبہ نہ روکتا) تو خانقاہیں ف

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ

درویشوں کے اور عبادت خانے نصاریٰ کے اور عبادت خانے یہود کے اور مسجدیں کہ لیا جاتا ہے بیچ اُن کے نام اللہ کا بہت اور البتہ مدد دیوے گا اللہ

اور گرجے اور یہودیوں کے اعبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام بہت لیا جاتا ہے (سب کے سب) گرا دی جاتیں اور جو کوئی اللہ کی مدد کرے

مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝٤٠ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا

اس کو کہ مدد دیتا ہے اس کو تحقیق اللہ البتہ زور آور ہے غالب ۔ وہ لوگ کہ اگر قدرت دیں ہم ان کو بیچ زمین کے قائم رکھیں

(اسکے دشمنوں سے لڑے) اللہ تعالیٰ بھی بیشک اس کی مدد کریگا کیونکہ اللہ زبردست ہے عزت والا (یا غالب) یہ (مسلمان) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں جما دیں (ان ف

الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ

نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور حکم کریں ساتھ بھلائی کے اور منع کریں نامعقول سے اور واسطے اللہ کے ہے آخر

کی حکومت قائم کر دیں) تو نماز کو درستی سے پڑھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھی بات کا حکم کریں گے اور بری بات سے منع کریں گے ف اور سب کاموں کا انجام اللہ

الْأُمُورِ ۝٤١ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ۝٤٢ وَقَوْمُ

سب کاموں کا اور اگر جھٹلاویں تجھ کو پس تحقیق جھٹلایا تھا پہلے اُن سے قوم نوح کی نے اور عاد اور ثمود نے اور قوم

کے اختیار میں ہے ف اور (اے پیغمبرؐ) اگر یہ کافر تجھ کو جھٹلائیں (تو کچھ رنج کی بات نہیں) ان سے پہلے نوحؑ اور عاد اور ثمود کی قومیں (بھی اپنے اپنے پیغمبروں کو

إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝٤٣ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ

ابراہیم کی نے اور قوم لوط کی نے اور رہنے والوں مدین کے نے اور جھٹلایا گیا موسیٰؑ پس ڈھیل دی میں نے کافروں کو پس

جھٹلا چکے ہیں اور ابراہیمؑ اور لوطؑ کی قومیں اور مدین والے (یعنی شعیبؑ کی قوم) اور موسیٰؑ بھی جھٹلایا گیا ف تو میں نے (چند روز تک) کافروں کو مہلت دی پھر ان کو

أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝٤٤ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ

پکڑا میں نے اُن کو پس کیوں کر تھا عذاب میرا ف پس بہت بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہم نے اُن کو اور وہ ظالم تھیں پس وہ گری ہوئی ہیں

دھر پکڑا (اپنے عذاب میں گرفتار کیا) تو (تو نے دیکھا) میرا پلٹنا کیسا ہوا (کس بلا کا پلٹنا تھا) اور بہت سی بستیاں جو نافرمان تھیں (یعنی وہاں کے رہنے والے نافرمان

عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝٤٥ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ

اُوپر چھتوں اپنی کے اور بہت کنوئیں ناکارہ پڑے ہوئے اور بہت محل ہیں بلند کئے ہوئے کیا پس نہیں سیر کی اُنہوں نے بیچ زمین کے پس ہوتے واسطے

تھے) ہم نے اُن کو تباہ کر دیا اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے (کنوئیں جو بیکار پڑے ہیں ف اور بہت سے عالیشان (پکے) محل (خالی پڑے) ہیں ف کیا یہ لوگ

قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن

اُن کے دل کہ سمجھتے ساتھ اُن کے اور کان کہ سنتے ساتھ اُن کے پس تحقیق وہ نہیں اندھی ہو جاتی ہیں آنکھیں ولیکن

(زمین میں نہیں پھرے (ملکوں کی سیر نہیں کی اگر سیر کرتے) تو اُن کے دل ایسے ہو جاتے جن سے (حق بات) سمجھ لیتے یا کان ایسے ہو جاتے جن سے (نصیحت) سُن لیتے بات

ف۱ یعنی گو ان کی تعداد کم ہے اور بے سروسامان ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو تمام دشمنوں پر غالب کر سکتا ہے۔ ف۲ یعنی تارک الدنیا عیسائی راہبوں کی خانقاہیں۔ ف۳ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہر زمانے میں مشرکوں کے غلبہ کو روکا اور انبیاءؑ اور مومنوں کو قتال کی اجازت اور حکم دے کر انکی مدافعت کی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مشرک حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں یہودیوں کے عبادت خانوں کو، حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں گرجوں اور خانقاہوں کو اور اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجدوں کو مسمار کر ڈالتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے اور ان کو مسمار نہ کیا جائے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۴ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی خود بھی اس کے دین کو فروغ دینے کی کوشش کرے۔

ف۵ یعنی ان کے کرنے کے کام یہ ہیں کہ اپنے ہاں نماز، زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم کریں تاکہ لوگوں میں دینداری عام ہو اور استبازی حق گوئی، عدل و انصاف اور دوسری تمام نیکیاں پروان چڑھیں۔ اس آیت میں خلفاء اربعہؓ کی امامت کے برحق ہونے کی بھی دلیل پائی جاتی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حکومت و خود مختاری بخشی تو انہوں نے اپنی ساری توجہ انہی کاموں پر مرکوز کر دی اس لئے پوری امت انہیں خلفاء راشدینؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ (کبیر)

ف۶ یعنی گو آج مسلمان مغلوب ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ آخر کار انہیں منصور و غالب کر دے۔ سو موجودہ حالات سے ہراساں اور دل شکستہ نہیں ہونا چاہیئے۔

ف۷ یعنی فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰؑ کی تکذیب کی۔

ف۸ یا تو آرام و عزت کی زندگی گزار رہے تھے یا پھر ایسے تباہ ہوئے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ "نکیر" (جس کا ترجمہ پلٹنے سے کیا گیا ہے) کا پورا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کی بری روش کو ناپسند کرتے ہوئے اس کی خوشحالی کو بدحالی سے بدل ڈالا جائے۔ (کبیر)

ف۹ یعنی ڈھ چکی ہیں اور اجاڑ پڑی ہیں۔

ف۱۰ کوئی ان سے پانی نکالنے والا اور پینے والا نہیں رہا۔ ف۱۱ کوئی ان کی دیکھ بھال کرنے والا نہیں رہا۔ آیت میں ان کی کامل تباہی کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔

تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ

اندھے ہوجاتے ہیں دل وہ جو بیچ سینوں کے ہیں ف۱ اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب کو اور ہرگز نہ خلاف کرے گا

یہ ہے کہ آنکھیں تو اُن کی) اندھی نہیں ہیں لیکن دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہیں۔ اور (اے پیغمبرؐ) یہ لوگ تجھ سے عذاب ف۲ کی جلدی مچا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ

اللہ وعدے اپنے کو اور تحقیق ایک دن نزدیک پروردگار تیرے کے مانند ہزار برس کے ہوتا ہے ان دنوں ف۳ سے کہ گنتے ہو تم اور بہت

اپنا وعدہ کبھی خلاف نہیں کرنے کا اور (اصل بات یہ ہے) کہ تیرے مالک کے نزدیک ایک دن تمہارے شمار سے ہزار برس کے برابر ہے اور بہت سی بستیوں کو

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ

بستیاں ہیں کہ ڈھیل دی میں نے اُن کو اور وہ ظلم کرنے والیاں تھیں پھر پکڑا میں نے اُن کو اور طرف میری ہے پھر آنا ف۴ کہہ

میں نے (چند روز کی) مہلت دی (انکو دنیا میں چین اُڑانے دیا) پھر (جب خوب غافل ہوگئے تو) میں نے انکو (ایک ہی ایکا) دھر پکڑا اور میرے ہی پاس (سب کو) لوٹ کر آنا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اے لوگو سوائے اس کے نہیں کہ میں واسطے تمہارے ڈرانے والا ہوں ظاہر پس وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے لوگو! میں تو تم کو (خدا کے عذاب ف۵ سے) کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اور کوئی بات نہیں پھر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام (بھی) کئے ان کے لئے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا

اچھے واسطے اُن کے بخشش ہے اور رزق ہے عزت کا اور جن لوگوں نے سعی کی بیچ نشانیوں ہماری کے

(آخرت میں گناہوں کی) بخشش ہے اور عزت کی روزی (یعنی بہشت) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں (کے رد کرنے) میں کوشش کی (اپنے خیال میں) ہم کو

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

عاجز کرنے کو یہ لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے اور نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے

عاجز کرنے کے لئے ف۶ یہی لوگ دوزخی ہیں۔ اور (اے پیغمبرؐ) ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول یا نبی ایسا نہیں بھیجا

رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ

کوئی رسول اور نہ نبی مگر جس وقت آرزو کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان بیچ آرزو اس کی کے پس موقوف کر دیتا ہے

مگر (اس کو یہی بات پیش آئی) جب اس نے کوئی خیال باندھا (یا کچھ پڑھنا شروع کیا) تو شیطان ف۷ نے (اپنی طرف سے) اس کے خیال (یا تلاوت) میں کچھ ملا دیا پھر جو شیطان

اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ۙ

اللہ تعالیٰ جو ڈالتا ہے شیطان پھر محکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ نشانیوں اپنی کو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا

ملا دیتا ہے اس کو اللہ منسوخ کر دیتا ہے (میٹ دیتا ہے) اور اپنی (سچی) باتوں کو زور دیتا ہے (قائم رکھتا ہے) اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ

تو کہ کر دیوے اس چیز کو کہ ڈالتا ہے شیطان آزمائش واسطے ان لوگوں کے کہ بیچ دلوں اُن کے کے مرض ہے اور

اس سے یہ غرض ہے کہ شیطان جو (اپنی طرف سے) ملا دیتا ہے اس کی وجہ سے ان لوگوں کو آزمائے جن کے دل میں (شک اور نفاق کی) بیماری ہے اور ان کے دل

الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ۙ وَّلِيَعْلَمَ

جو کہ سخت ہیں دل اُن کے اور تحقیق ظالم البتہ بیچ خلاف دُور کے ہیں اور تو کہ جانیں

سخت ہیں ف۸ اور بیشک یہ ظالم (کافر) پرلے سرے کی ضد (ہٹ دھرمی) میں پڑے ہوئے ہیں ف۹ اور یہ غرض ہے

ف۱ یعنی ان کے ظاہری حواس (کان، آنکھ) تو صحیح سلامت ہیں مگر دل اندھے ہوگئے ہیں ان میں فکر و تدبر کی صلاحیت نہیں رہی۔ ف۲ یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ عذاب نہیں آسکتا۔ اس لئے اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور بار بار اس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ف۳ اس لحاظ سے قیامت جس میں تمہیں عذاب ملنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت قریب ہے اگرچہ وہ تمہیں دُور معلوم ہوتی ہے۔ (وحیدی) یا مطلب یہ ہے کہ ہزار برس کا کام ایک دن میں کرسکتا ہے۔ (موضح) ہوسکتا ہے کہ شدتِ ہول کے اعتبار سے قیامت کے دن کو ہزار برس کے برابر قرار دیا ہو۔ (کبیر)

ف۴ یعنی کیا ڈھیل دینے سے وہ کہیں بھاگ گئے؟ کسی کو جلدی پکڑا جاتا ہے یا دیر سے، آخر پلٹ کر تو سب کو ہماری طرف ہی آنا ہے۔

ف۵ یعنی خواہ وہ مذاق اڑائیں مگر پیغمبر کا فرض ہے کہ وہ "انذار" کو ترک نہ کرے۔ (کبیر)

ف۶ یعنی ہمیں ہرانے یا ہمارے قابو سے باہر ہو جانے کے لئے۔

ف۷ لفظ "امنیة" اور "تمنّی" کے دو دونوں معنی آتے ہیں۔ اس لئے مفسرؒین نے دونوں معنی ہی بیان کئے ہیں۔ پہلے معنی "خیال باندھا" پر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: نبیؐ کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں ہرگز تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کا خیال اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا۔ جیسے حضرتؐ نے خواب دیکھا کہ مدینے سے مکے گئے، عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس ہوگا (مگر) وہ ٹھیک پڑا اگلے برس .... پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں۔ (موضح) اس صورت میں اس خیال کے غلط ہونے کی بنا پر اسے شیطان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ دوسرے معنی یعنی "کچھ پڑھنا شروع کیا" کے تحت بعض علمائے تفسیر نے اس کی شانِ نزول میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ سورۂ "والنجم" تلاوت فرما رہے تھے جب آیت "و مناة الثالثة الاخرىٰ" پر پہنچے تو بے شعوری کے عالم میں شیطان نے آپؐ کی زبان پر یہ کلمات جاری کر دیئے: "تلك الغرانيق العُلىٰ وان شفاعتهن لترتجىٰ" (کہ یہ عالی مقام دیویاں ہیں اور ان کی شفاعت متوقع ہے) اس پر کفار قریش بہت خوش ہوئے کہ آج ہمارے بتوں کی بھی تعریف ہوئی ہے اور آنحضرتؐ کو بہت غم لاحق ہوا۔ چنانچہ سورہ حج کی یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ کو تسلی دی گئی کہ پہلے انبیاؑ کی وحی میں بھی شیطان اس قسم کی دخل اندازیاں کرتا رہا ہے مگر شیطان کے یہ حربے کامیاب نہیں ہوتے وغیرہ مگر محققین علماؒ نے اس قصہ کی پُرزور تردید کی ہے اور اسے بے اصل قرار دیا ہے۔ ابن خزیمہؒ نے تو اس قصہ کو زنادقہ (ملحدین) کی سازش قرار دیا ہے تاکہ دین میں شک و شبہات پیدا کرسکیں۔ یہی بات محمد بن اسحٰق صاحبِ سیرۃ اور ابو منصور ماتریدیؒ نے لکھی ہے گو حافظ ابن حجر اور ان کے بعد ابراہیم کورانی نے اسناد کی حیثیت سے اسے قابلِ اعتبار قرار دیا ہے اور پھر معنوی حیثیت سے جو اعتراضات اس پر وارد ہوتے ہیں ان کے جوابات میں بہت طویل بحث کی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ابن خزیمہ وغیرہ کی ہے کیونکہ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو وحی سے اعتبار اُٹھ جاتا ہے حالانکہ وحی کی تبلیغ میں انبیاؑ کا معصوم اور محفوظ ہونا متفق علیہ امر ہے اور جیسا کہ قاضی عیاض نے "الشفا" میں تصریح کی ہے اور امت کا اتفاق ہے کہ وہ قصداً یا سہواً اس میں غلطی نہیں کرسکتے۔ (مزید دیکھئے سورۃ النجم: ۲۰، مختصراً از کبیر و فتح) لہٰذا ان دوسرے معنی کی رُو سے آیت کا صحیح مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان اس وحی کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شبہے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ "متشابہات" میں اہلِ زیغ (کج ذہن) فتنہ پردازی اور ملمع سازی کی کوشش کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ دوسری محکم آیات نازل فرما کر ان کی "تاویلاتِ فاسدہ" کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۸ ان سے مراد وہ کافر ہیں جن کو اپنے کفر پر اصرار ہے اور "فی قلوبھم مرض" سے مراد اہلِ نفاق اور آزمائش اسی معنی میں ہے کہ آیا وہ شک و نفاق سے باز آتے ہیں یا اس میں مزید ترقی کرتے ہیں۔ ف۹ کہ شیطانی وساوس اور شبہات کو اللہ تعالیٰ کا فرمودہ خیال کرتے ہیں۔

الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ

وہ لوگ کہ دیے گئے ہیں علم یہ کہ وہ سچ ہے پروردگار تیرے کی طرف سے پس ایمان لاویں ساتھ اس کے پس عاجزی کریں

کہ جو لوگ علم والے ہیں وہ جان لیں کہ وحی (یعنی قرآن شریف) برحق ہے تیرے مالک کی طرف سے پھر اس پر ایمان لائیں اور انکے دلوں کو اس پر

لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾

واسطے اسکے دل اُن کے اور تحقیق اللہ البتہ راہ دکھانے والا ہے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں طرف راہ سیدھی کی

اطمینان ہو ف۱ اور بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضرور سیدھا رستہ ف۲ دکھلائیگا

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے بیچ شک کے اس سے یہاں تک کہ آوے اُن کے پاس قیامت

اور جو لوگ کافر ہیں وہ تو ہمیشہ قرآن میں شک ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک ہی ایکا قیامت اُن پر آجائے

بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ

ناگہان یا آوے اُن کے پاس عذاب دن نحس کا بادشاہی اس دن واسطے اللہ کے ہے

یا ایک منحوس دن کا عذاب اُن پر آ جائے ف۳ اس دن اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی وہ اُن کے

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾

حکم کریگا درمیان اُن کے پس وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے بیچ بہشتوں نعمت کے ہیں

آپس کے جھگڑوں میں فیصلہ کریگا تو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ آرام کے باغوں میں ہوں گے (چین اڑائیں گے)

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٧﴾

اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو پس یہ لوگ واسطے اُن کے عذاب ہے ذلیل کرنیوالا

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کو ذلت کا عذاب ہوگا

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ

اور جن لوگوں نے وطن چھوڑا بیچ راہ اللہ کے پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ رزق دیوے گا ان کو

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں (اس کی رضامندی کے لئے ہجرت کی) (وطن چھوڑا) پھر وہ (اسی ہجرت کرنے مانے میں) (مارے گئے یا اپنی موت سے) مر گئے

اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُم

اللہ رزق اچھا اور تحقیق اللہ تو البتہ وہی ہے بہتر روزی دینے والا البتہ داخل کریگا اُن کو

(ہر حال میں) اللہ ان کو اچھی روزی دیگا (بہشت کے میوے اور وہاں کا پانی) اور بیشک خدا ہی سب روزی دینے والوں میں بہتر روزی دینے والا ہے ف۴ وہ ضرور ان کو ایسی جگہ رہا دیگا

مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ

اس جگہ کہ پسند کریں گے اُس کو اور تحقیق اللہ تو جاننے والا تحمل والا ہے بات یہی ہے اور جو کوئی بدلہ لیوے برابر اس کے

جس کو پسند کریں گے ف۵ اور بیشک اللہ (سب) جانتا ہے (گر دبار ہے (جلدی عذاب نہیں کرتا) ف۶ یہ تو سب ٹھیک ہے) اور جو کوئی اتنا ہی بدلہ لے

بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ

کہ زیادتی کی گئی ہے اوپر اس کے پھر تعدی کی جاوے اوپر اس کے البتہ مدد دیوے گا اسکو اللہ تحقیق اللہ البتہ معاف کرنے والا

جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر (ظالم کی طرف سے) اس پر زیادتی ہو (دوبارہ اس کو ستائے) تو بیشک اللہ اس کی مدد کریگا کیونکہ وہ مظلوم ہے ف۸ بیشک اللہ معاف کرنے والا

ع ٩ / ١٤

ف۱ "تُخبِت" میں مطمئن ہونے کا مفہوم بھی شامل ہے اور جھکنے اور نرم ہونے کا بھی (شوکانی)

ف۲ یعنی انہیں شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رکھیگا۔

ف۳ مراد ہے قیامت ہی کے دن کا عذاب۔

ف۴ اس لئے کہ بے حساب روزی دیتا ہے بغیر اس کے کہ اسے ہماری کوئی حاجت ہو۔ بندے ایک دوسرے کو اگر کوئی چیز دیتے ہیں تو اپنے پاس سے نہیں دیتے بلکہ اللہ ہی کا دیا ہوا دیتے ہیں۔ پس اللہ کے سوا کوئی رازق اور کوئی دینے والا نہیں ہے۔

ف۵ مراد ہے جنت جسے دیکھ کر وہ خوش ہونگے اور اس میں اپنی ہر خواہش کو موجود پائینگے۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۶ یعنی اسے معلوم ہے کہ وہ کس چیز سے خوش ہونگے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کس نے اخلاص کے ساتھ اس کیلئے اپنے گھربار کو چھوڑا۔

ف۷ یعنی ان کو جلدی عذاب نہیں دیتا۔ جنہوں نے ایسے نیک بندوں کو اذیتیں پہنچائیں اور انہیں گھربار چھوڑنے پر مجبور کیا۔

ف۸ یعنی مظلوم کے ظالم سے اپنا بدلہ لینے کے بعد، پھر از سر نو ظالم اس پر زیادتی کرے تو اللہ تعالیٰ اس مظلوم کی ضرور مدد فرمائے گا کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا اس کا قاعدہ ہے جیسا کہ حضرت انسؓ سے صحیح روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا حِجَابٌ۔ کہ مظلوم کی بددعا سے ڈرو چاہے وہ کافر ہو اس لئے کہ اس کے (اور اللہ کے) درمیان پردہ نہیں ہے۔ (الجامع الصغیر) مقصد یہ ہے کہ مسلمان مظلوم ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ (قرطبی)

ف۱ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنانے کی کوشش کریں اور اپنے ذاتی معاملات میں عفو و درگزر کی عادت ڈالیں۔ اور متعدد آیات میں عفو کی ترغیب دی ہے اور اسے "اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ" فرمایا ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: یعنی بدلہ واجبی لینے والے کو خدا عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا۔ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا، کافروں کی ایذا کا پھر "احد" و "احزاب" میں کافر زیادتی کرنے کو آئے، پھر اللہ نے پوری مدد کی۔" (موضح)

غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

بخشنے والا ہے   یہ بہ سبب اس کے ہے کہ اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے   اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ

بخشنے والا ہے ف۱ کیونکہ اللہ تو رات کو دن میں گھسیڑ دیتا ہے ف۳ اور دن کو رات میں گھسیڑ دیتا ہے اور (دوسرے) یہ کہ

الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

رات کے   اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے   یہ بہ سبب اسکے ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے حق   اور یہ کہ جو

اللہ سب سنتا دیکھتا ہے (تو وہ ظالم کے ظلم سے غافل نہیں ہے) (اور) یہ اس لئے کہ اللہ ہی سچا خدا ہے ف۴ اور اس کے سوا (کافر) جسکو پکارتے ہیں

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾

پکارتے ہیں   سوائے اس کے   وہ ہے باطل   اور یہ کہ اللہ وہ ہے   بلند مرتبہ   بڑا

وہ غلط ہے (جھوٹ لغو ہرگز خدا نہیں ہے) ف۵ اور اس لئے کہ اللہ ہی سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے ف۶

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ

کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا   آسمان سے   پانی   پس ہو جاتی ہے   زمین   سبز

(اے دیکھنے والے) کیا تو نے نہیں دیکھا زمین سوکھی مردہ پڑی ہے اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو پھر زمین (زندہ ہو کر) سر سبز ہو جاتی ہے ف۷

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ

تحقیق اللہ باریک دیکھنے والا ہے خبردار   واسطے اسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے   اور تحقیق اللہ البتہ وہ ہے

بیشک اللہ مہربان (یا باریک بین) ہے خبردار۔ ف۸ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک اللہ ہی بے نیاز

الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي

بے پروا تعریف کیا گیا   کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ نے مسخر کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور مسخر کیا کشتیوں کو چلتی ہیں بیچ

تعریف کے سزاوار ہے ف۹ کیا تو نے (اے دیکھنے والے) نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین میں جتنی چیزیں ہیں تم لوگوں کے بس میں (اختیار میں) کر دی ہیں (آدمی سب

الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

دریا کے ساتھ حکم اسکے کے   اور تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے اوپر زمین کے مگر ساتھ حکم اسکے کے   تحقیق اللہ تعالیٰ ساتھ لوگوں کے

پر حکومت کرتا ہے) اور کشتی کو بھی (تمہارے بس میں کر دیا ہے) جو اللہ کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے اور آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے بھی وہی روکتا ہے مگر جب حکم ہوا تو

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ

البتہ شفقت کرنیوالا مہربان ہے   اور وہی ہے جس نے جلایا تم کو   پھر مارے گا تم کو   پھر زندہ کرے گا تم کو   تحقیق انسان البتہ

وہ اور بات ہے (اس وقت گر پڑیگا یعنی قیامت کے قریب) بیشک اللہ لوگوں پر دیا (شفقت) رکھتا ہے مہربان ہے اور اسی نے (پہلی بار تم جب بے جان تھے) تم کو جلایا ف۱۰

لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ

ناشکر ہے   واسطے ہر ایک امت کے کی ہے ہم نے طرح عبادت کی کہ وہ عبادت کرتے ہیں اس کو پس جھگڑیں تجھ سے بیچ حکم کے ف۱۳ ف۱۴

پھر (جب دنیا میں عمر ختم ہوگی) تم کو مار ڈالے گا پھر (حشر کے دن) تم کو جلائے گا بیشک آدمی بڑا ناشکرا ہے ف۱۲ (اے پیغمبرؐ) ہم نے ہر زمانے والوں کے لئے ایک شریعت ٹھہرائی

وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ

اور پکار طرف پروردگار اپنے کی   تحقیق تو البتہ اوپر راہ سیدھی کے ہے   اور اگر جھگڑیں تجھ سے   پس کہہ کہ

جس پر وہ چلتے ہیں تو ان لوگوں کو (یعنی یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کو) دین کے مقدمے میں تجھ سے جھگڑنا نہیں چاہئے ف۱۵ اور تو اپنے مالک کے (دین کی) طرف لوگوں کو بلاتا رہ (دین)

ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ جو مظلوم کی مدد کرتا ہے وہ اس لئے ہے کہ .....

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اور یہ اسی کے کمال قدرت کا کرشمہ ہے کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے چنانچہ کبھی دن بڑا ہو جاتا ہے اور رات چھوٹی ہوتی ہے اور کبھی رات بڑی ہوتی ہے اور دن چھوٹا ہوتا ہے۔

ف۴ جب وہ سچا ہے تو اس کا دین بھی سچا ہے اور اس کا اہلِ ایمان سے وعدہ بھی سچا ہے۔

ف۵ جب وہ (یعنی بُت جنھیں کافر پکارتے ہیں) غلط جھوٹ اور لغو ہے تو ان کی مدد کیسے کر سکتا ہے؟

ف۶ اس کا کوئی شریک یا مدِ مقابل نہیں ہے۔

ف۷ اسی طرح جو زمین آج کفر و شرک کی بدولت ویران و بے رونق پڑی ہے اللہ تعالیٰ اسلام کی بارش برسا کر اسے سبزہ زار بنا دے گا۔

ف۸ اس سے اپنے بندوں کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی مادی یا اخلاقی ضرورت پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ اپنے کمال مہربانی اور باریک طریقوں سے ایسے انتظام فرماتا ہے کہ ہر بندہ کی ضرورت جو اس کے مناسبِ حال ہو، پوری ہو۔

ف۹ یعنی وہ بذاتِ خود تعریف کا سزاوار ہے کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے۔

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر جو یہ احسانات فرمائے اور تمہاری زندگی کے لئے جو یہ اسباب فراہم کئے وہ اس وجہ سے نہیں ہیں کہ وہ تمہارا احتیاجمند ہے بلکہ یہ سراسر اُسکی شفقت و مہربانی کا کرشمہ ہے تمہارا اس پر کوئی زور نہ تھا کہ وہ چاہتا یا نہ چاہتا تم اس سے یہ اسباب حاصل کر لیتے۔

ف۱۱ یعنی تمہیں زندگی بخشی۔

ف۱۲ جو یہ سب کچھ دیکھتا ہے پھر بھی اس کا شکریہ ادا نہیں کرتا یعنی اس دعوت کو نہیں مانتا جو اس کی طرف سے اسکے رسولؐ پیش کرتے ہیں۔

ف۱۳ چنانچہ توراۃ کی شریعت اس زمانہ والوں کے لئے مقرر کی۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کی بعثت آنحضرتؐ کی بعثت کے لوگوں کیلئے انجیل شریعت چلتی رہی اب آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد قیامت تک کے لئے قرآن و سنت کی شریعت مقرر رہیگی۔ (شوکانی)

ف۱۴ کیونکہ یہ آپؐ کی شریعت کا زمانہ ہے انہیں آپؐ سے جھگڑا کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا یا آپؐ انکے جھگڑنے کی پرواہ نہ کریں (شوکانی) ف۱۵ اب سیدھا راستہ صرف آپؐ کا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو نزل موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم۔ اگر موسیٰؑ بھی نازل ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر انکی پیروی کرنے لگو تو گمراہ ہو جاؤ۔ (الجامع الصغیر)

ف۱ وہاں عقل کے اندھوں کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ حق بات کیا تھی اور باطل کیا؟ جو شخص باطل پر جھگڑا کرے، اس کو سنجیدگی سے یہی جواب دینا چاہیے۔ (شوکانی) ف۲ لہٰذا وہ ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن میں تم لوگ اختلاف کر رہے ہو۔ (شوکانی)

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اللہ خوب جانتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم اللہ حکم کرے گا درمیان تمہارے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس

کی دعوت برابر کئے جا بیشک تو سیدھے رستے پر ہے اور اگر (اس پر بھی) یہ لوگ تجھ سے جھگڑیں تو کہہ دے اللہ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو (یہ کہہ کر ساری بحث ختم کر دے) جن باتوں

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ

کے اختلاف کرتے گیا نہیں جانتا تو یہ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمان کے اور زمین کے ہے تحقیق یہ

میں تم اختلاف کر رہے ہو اُن کا فیصلہ اللہ قیامت کے دن تم میں کر دے گا ف۲ (اے پیغمبرؐ) کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے ف۳ اللہ جانتا ہے بیشک یہ

فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ

بیچ کتاب کے ہے تحقیق یہ اوپر اللہ کے آسان ہے اور عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں

(سب) ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے اور (یہ کافر) اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جن کے (پوجنے کے لئے) کوئی

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾

اتاری ساتھ اس کے کوئی دلیل اور اس چیز کو کہ نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے علم اور نہیں واسطے ظالموں کے کوئی مدد دینے والا

سند اللہ تعالیٰ نے نہیں اُتاری اور نہ اُن کے پاس کوئی (عقلی) دلیل ہے ف۴ اور (قیامت کے دن ایسے) بےانصافوں کا (جو شرک کرتے ہیں) کوئی مددگار نہ ہوگا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ

اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اُوپر اُن کے نشانیاں ہماری روشن پہچانتا ہے تو بیچ مونہوں اُن لوگوں کے کہ کافر ہیں ناخوشی کو

اور جب اُن کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں (جن کا مطلب کھلا ہوا ہے) تو ان کافروں کے منہ بگڑے ہوئے دیکھتا ہے (اُنکے چہروں پر ناخوشی

يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ

نزدیک ہیں کہ حملہ کریں ساتھ ان لوگوں کے کہ پڑھتے ہیں اُوپر اُن کے نشانیاں ہماری کہہ کیا پس خبر دوں میں تم کو

معلوم ہوتی ہے) جیسے وہ ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں اُن کو پڑھ کر سناتے ہیں اب حملہ کر بیٹھیں گے ف۶ (اے پیغمبرؐ ان کافروں سے) کہہ دے میں تم

بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾

ساتھ بدتر کے اس سے آگ ہے وعدہ کیا ہے اُس کا اللہ نے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی

کو اس سے بھی زیادہ ایک بری بات سناؤں (وہ کیا ہے) ف۷ دوزخ تمہارے لئے طیار ہے اللہ نے کافروں کے لئے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا ٹھکانا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

اے لوگو بیان کی گئی ہے مثال پس سنو اُس کو تحقیق کہ جن کو پکارتے ہو

لوگو! تمہارے سمجھانے کے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے دل لگا کر سنو جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو (بت یا اوتار یا جن یا شیطان یا اولیاء وغیرہ)

دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ

سوائے اللہ تعالیٰ کے ہرگز نہ پیدا کریں گے ایک مکھی اور اگرچہ اکٹھے ہوں واسطے اس کے اور اگر چھین لے اُن سے

وہ ہرگز ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے گو اس کے (بنانے کے لئے) ف۸ (سب کے سب) اکٹھا ہو جائیں (سب مل کر بھی نہیں بنا سکتے) اور (خیر بنانا تو کجا) اگر

الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾

مکھی کچھ نہ چھڑا سکیں اُس کو اُس سے بودا ہے مانگنے والا اور جو مانگتا ہے ف۹

مکھی اُن سے کچھ اچک لے (چھین کر چل دے) تو (پھر) اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے (وہ ہاتھ کہاں آتی ہے) مانگنے والا اور جسے چاہتے ہیں دونوں بودے کمزور

ع ۹ / ۸ / ۱۶

ف۳ یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم رکھنا یا قیامت کے دن لوگوں کے اختلافات کا قصہ چکا دینا۔

ف۴ یعنی اپنی کسی کتاب میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ ہمارے شریک ہیں تم ان کی پوجا کر سکتے ہو۔

ف۵ سوائے اوہام پرستی اور باپ دادا کی اندھی تقلید کے۔ اس کا رد قرآن میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے۔ دیکھیئے (مائدہ: ۱۰۴)

ف۶ یعنی غصہ سے ایسی شکل بناتے ہیں گویا ابھی کاٹ کھائیں گے۔ قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں: یہی کیفیت اہل بدعت کی ہوتی ہے جب انہیں قرآن کی کوئی ایسی آیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی صحیح حدیث سنائی جاتی ہے جو ان کے باطل عقائد کی تردید کرتی ہو۔ (فتح القدیر)

ف۷ یعنی کلام الٰہی کی آیات سن کر تم میں غصہ کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے یا ان آیات کے سنانے والوں کے ساتھ جو برُے سے برُا سلوک تم کر سکتے ہو کیا میں تمہیں اس سے بھی بری چیز نہ بتاؤں جس سے تمہیں سابقہ پڑنے والا ہے؟ (شوکانی)

ف۸ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی لاتعداد اور عظیم الشان مخلوقات کے مقابلہ میں مکھی کی کیا حیثیت ہے؟

ف۹ یعنی چاہنے والا کافر اور جس بت کو وہ چاہتا ہے دونوں کمزور و بے بس ہیں۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: جو مکھی چاٹتی ہے بت کو، نہ وہ مورت لڑاتی ہے اور نہ اس کا شیطان۔ (موضح) اس سے زیادہ بے بسی اور کیا ہو سکتی ہے؟

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ

نہ قدر جانی اللہ کی حق قدر اس کی کا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ زبردست ہے غالب اللہ پسند کر لیتا ہے

ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کا مرتبہ جیسے کرنا چاہئے ویسا مرتبہ نہیں کیا بے شک اللہ تعالیٰ تو طاقت والا زبردست ہے ف۲ اللہ فرشتوں اور آدمیوں میں سے

الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۷۵﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ

فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے تحقیق اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے جانتا ہے جو کچھ آگے

پیغام پہنچانے والے چھانٹ لیتا ہے ف۳ کیونکہ اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے وہ جو ان کے سامنے ہے

اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

ان کے ہے اور جو کچھ پیچھے ان کے ہے اور طرف اللہ تعالیٰ کی پھیرے جاتے ہیں سب کام اے لوگو جو

اور وہ جو ان کے پیچھے ہے (یعنی اگلے پچھلے گذشتہ اور آئندہ سب حالات) جانتا ہے ف۴ اور سب کاموں کو اللہ تک پہنچنا ہے ف۵ ایمان والو

اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ

ایمان لائے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو پروردگار اپنے کو اور کرو بھلائی تو کہ تم

رکوع کرو اور سجدہ کرو (یعنی نماز پڑھو) اور اپنے مالک کو پوجو (جتنی عبادتیں ہیں سب اسی کے لئے کرو) اور نیکی کرتے رہو ف۶ اس لئے کہ

تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ ۩ وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىکُمْ وَ مَا

فلاح پاؤ اور محنت کرو بیچ راہ اللہ کے حق محنت اس کی کا اسی نے برگزیدہ کیا تم کو اور نہیں

تم مراد کو پہنچو ف۷ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کوشش کرنے کا حق ہے ویسی کوشش کرو ف۸ اس نے تم کو (تمام دنیا کے لوگوں میں) اپنے دین اور

جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىکُمُ

کی اوپر تمہارے بیچ دین کے کچھ تنگی دین باپ تمہارے ابراہیمؑ کا اسی نے نام رکھا ہے

پیغمبرؐ کی مدد کے لئے) چن لیا اور تم پر دین میں کوئی مشکل نہیں رکھی ف۹ یہ دین تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے ف۱۰ اسی نے پہلے سے (قرآن

الْمُسْلِمِیْنَ ۬ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْکُمْ

تمہارا مسلمان پہلے سے اور بیچ اس کتاب کے بھی تو کہ ہو پیغمبرؐ گواہ اوپر تمہارے

اترنے سے پہلے) تمہارا نام مسلمان رکھا ف۱۱ اور اس (قرآن) میں بھی اس لئے کہ رسولؐ (قیامت کے دن) تم پر گواہ ہو

وَ تَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا

اور ہو تم گواہ اوپر لوگوں کے پس قائم رکھو نماز کو اور دو

اور تم (دوسرے) لوگوں (امتوں) پر گواہ ہو (اس کا بیان سورہ بقرہ میں گذر چکا) ف۱۲ تو نماز کو درستی سے پڑھا کرو اور زکوٰۃ

الزَّکٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىکُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ

زکوٰۃ کو اور حکم پکڑو ساتھ اللہ کے وہی ہے دوست تمہارا پس بہت اچھا دوست ہے اور

دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ کا سہارا رکھو ف۱۳ وہی تمہارا مالک ہے تو کیا اچھا مالک ہے اور

نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾

اچھا مددگار

کیا اچھا مددگار ہے

ع ۱۰ ۱۷

ف۱ اس لئے انہوں نے بتوں کو اس کا شریک قرار دے لیا حالانکہ جانتے ہیں کہ بت قطعی لاچار اور بے بس ہیں۔ ف۲ اس کے باوجود بتوں کو یا کسی اور کو اس کا ہمسر سمجھنا نری بیوقوفی نہیں تو اور کیا ہے؟ ف۳ یعنی جس فرشتے اور جس آدمی کو چاہتا ہے اپنا پیغمبر بنا لیتا ہے۔ فرشتوں میں سے اس نے جبریلؑ و میکائیلؑ کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا، اور آدمیوں میں سے آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ وغیرہم کو اور اب اپنا آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ کو بنایا کہیں اس پر کیوں اعتراض ہے کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا: "ءَ اُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا" کیا ہم میں سے خدا کا پیغام اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہونا تھا۔ (معالم) شاہ صاحب لکھتے ہیں: یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے، فرشتوں میں سے بھی وہ فرشتے اعلیٰ ہیں ان کو (یعنی ان کی ہدایت کو) چھوڑ کر بتوں کو مانتے ہو؟ (موضح)

ف۴ لہٰذا اس کے انتخاب میں کسی غلطی یا نقص کا امکان نہیں ہے اور نہ اس سے بہتر کسی کا انتخاب ہو سکتا ہے۔

ف۵ یعنی وہ (پیغمبر خود) کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے۔ (موضح)

ف۶ یعنی اپنے جملہ اطوار و اخلاق و معاملات کی بنیاد نیکی پہ رکھو اس لئے حضرت ابن عباسؓ نے اس جگہ "خیر" کی تفسیر صلۃ الرحم و مکارم اخلاق سے کی ہے۔ (معالم)

ف۷ اس مقام پر سجدہ کا حکم دیا گیا ہے اس لئے یہاں سجدہ کرنا مستحب ہے۔ صحابہؓ میں حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کا، اور ائمہؒ میں عبداللہ بن مبارکؒ، شافعیؒ، احمدؒ (اور دوسرے محدثین) کا یہی قول ہے (معالم) اس بارے میں بعض مرفوع احادیث بھی آئی ہیں۔ مثلاً عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرآن مجید میں پندرہ سجدے پڑھائے جن میں سے تین سُوَر مفصل میں اور دو سورۂ حج میں ہیں۔ (ابوداؤد) احناف کے نزدیک سورۂ حج میں اس مقام پر سجدہ نہیں وہ کہتے ہیں یہاں خاص طور پر سجدہ کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ عام نیکیوں کا حکم دیا گیا ہے جن میں ایک سجدہ بھی ہے۔ (التعلیق الصبیح)

ف۸ لفظ جہاد کو عموماً اللہ کی راہ میں قتال (جنگ) پر بولا جاتا ہے بلکہ یہ جہادِ اکبر ہے لیکن اس کے لفظی معنی کوشش کرنے کے ہیں اس لئے یہ لفظ قتال سے وسیع تر معنی رکھتا ہے اور اس کے تحت وہ تمام کوششیں آجاتی ہیں جو جان و مال، زبان و قلم اور دوسرے ہر ممکن ذریعے سے اللہ کے دین کی اشاعت و ترقی کے لئے کی جائیں بلکہ نفسانی خواہش کا مقابلہ بھی جہاد میں داخل ہے۔ ایک روایت میں ہے "اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ"۔ مجاہد وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اللہ کی طاعت پر جھکانے کے لئے اس سے جہاد کیا۔ (فتح القدیر بحوالہ ترمذی)

ف۹ دین میں کسی مشکل کے نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان جو جی میں آئے کرتا پھرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام ایسے رکھے ہیں جو انسانی طاقت کے اندر ہیں پھر کمزوری یا بڑھاپے یا کسی اور عذر کی بنا پر انجام نہ دے سکنے کی صورت میں رخصت اور تخفیف کا قاعدہ مقرر کیا ہے (جیسے سفر میں قصر صلوٰۃ کا حکم وغیرہ) پھر گناہوں کے ارتکاب کی صورت میں توبہ کا دروازہ کھلا رکھا، مگر پچھلی امتوں کے فقیہوں نے اسے اپنی موشگافیوں سے ختم کر ڈالا تھا۔ (دیکھئے سورۂ اعراف: ۱۵۷) اسی کو مشہور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے: "بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّةِ السَّمْحَةِ" مجھے آسان حنیفیت (اللہ کی طرف یکسوئی) کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔" (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی یہ دین اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ وہی دین ہے جو تمہارے باپ ابراہیمؑ کا تھا۔ ف۱۱ یعنی اللہ نے پچھلی تمام کتابوں میں تمہارا نام "مسلم" رکھا جس کے معنی مطیع و فرمانبردار کے ہیں اور تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ نے دعا بھی یہی کی تھی: "رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ"۔ (بقرہ: ۱۲۸) ف۱۲ کہ پیغمبروں نے ان کو پیغام پہنچا دیا تھا۔ (دیکھئے بقرہ: ۱۴۳) ف۱۳ یعنی تمام امور میں اسی کی مدد پر بھروسا کرو یا اس کے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ (شوکانی)

سورۃ المؤمنون مکیۃ ٢٣ — آیاتہا ١١٨ — رکوعاتہا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿١﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿٢﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ

تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے وہ جو بیچ نماز اپنی کے زاری کرنے والے ہیں اور وہ جو

ایمان والے مراد کو پہنچ گئے ف١ وہ جو اپنی نماز میں دل لگاتے ہیں ف٢ اور وہ جو

عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿٣﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿٤﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

بے فائدہ بات سے اور کام سے منہ پھیرنے والے ہیں اور وہ جو واسطے زکوٰۃ کے ادا کرنے والے ہیں اور وہ جو واسطے شرمگاہ اپنی کے

نکمی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے ف٣ اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ف٤ اور وہ جو اپنی خواہش کا مقام (شرمگاہ) تھامے

حٰفِظُوْنَ ۙ﴿٥﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ﴿٦﴾

محافظت کرنیوالے ہیں مگر اوپر بی بیوں اپنی کے یا جن کے مالک ہوئے داہنے ہاتھ انکے پس تحقیق وہ نہیں ملامت کئے گئے

رہتے ہیں (کسی سے اپنی خواہش پوری نہیں کرتے) مگر اپنی بی بیوں یا لونڈیوں سے اُن پر کوئی الزام نہیں ف٥

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿٧﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ

پس جو کوئی چاہے سوائے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں حد سے گذرنے والے اور وہ جو امانتوں اپنی کو اور

پھر جو کوئی ان (دو) کے سوا اور طرح سے شہوت نکالنا چاہے تو ایسے ہی لوگ (حد سے) بڑھے ہوئے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور

عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿٨﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ﴿٩﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ

عہد اپنے کو رعایت کرنے والے ہیں اور وہ جو اوپر نمازوں اپنی کے محافظت کرنیوالے ہیں یہ لوگ وہی ہیں

اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں ف٦ اور وہ جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ف٧ یہی لوگ وہ ہیں

الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿١٠﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

وارث جو ورثہ لیویں گے بہشت وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور تحقیق پیدا کیا ہم نے

جو میراث لیں گے فردوس کے وارث ہوں گے وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ف٨ اور ہم نے آدمی کو مٹی سے

الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۚ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۪﴿١٣﴾ ثُمَّ

آدمی کو سنی ہوئی یعنی بجتی مٹی سے پھر پیدا کیا ہم نے اس کو ایک قطرہ منی کا بیچ جگہ مضبوط کے پھر

بنایا اور (آدم کو) مٹی سے ف٩ پھر ہم نے اس منی (یا مٹی) کو نطفہ کر کے ایک محفوظ جگہ (یعنی رحم) میں رکھا پھر ہم

خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا

پیدا کیا ہم نے منی کو لہو جما ہوا پس پیدا کیا ہم نے لہو جمے ہوئے کو بوٹی گوشت کی پس پیدا کیا ہم نے بوٹی کو ہڈیاں

اُسی نطفہ کو خون کی پھٹکی کر دیتے ہیں (یعنی بستہ خون) پھر پھٹکی کو گوشت کا مچہ کر دیتے ہیں پھر مچہ میں ہڈیاں پیدا کرتے ہیں

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ؕ﴿١٤﴾

پھر پہنا دیا ہم نے ہڈیوں کو گوشت پھر پیدا کیا ہم نے اس کو پیدائش اور پس بہت برکت والا ہے اللہ بہتر پیدا کرنے والوں کا

پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھاتے ہیں پھر ایک دوسری صورت بنا کر اُس کو نکالتے ہیں ف١٠ (کیا کہنا) بڑی برکت والا ہے اللہ جو سب سے عمدہ بنانے والا ہے

وقف لازم

ف١ یہ پوری کی پوری سورت بالاتفاق مکی ہے۔ حضرت عبداللہ بن سائب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ میں فجر کی نماز میں یہ سورہ شروع کی، جب موسیٰ و ہارون۔ یا عیسیٰ کے ذکر پر پہنچے تو آپ ﷺ کو کھانسی آئی اور آپ نے رکوع فرمایا (نسائی مسلم) اس سورت کی پہلی دس آیتوں پر عمل کے بدلے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ (قرطبی) ف٢ "خشوع" کے لفظی معنی ہیں کسی کے سامنے ڈر کر جھک جانے اور عاجزی و انکساری اختیار کرنے کے اس کا تعلق دل سے بھی ہے اور ظاہری اعضائے بدن سے بھی، لہٰذا نماز میں خشوع اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل پر خوف و ہیبت طاری ہو اور اس کے اعضا میں سکون ہو۔ وہ نگاہ اِدھر اُدھر پھیرے نہ کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے کھیلے اور نہ انگلیاں چٹخائے۔ کیونکہ اِدھر اُدھر دیکھنے کو شیطان کا حصہ قرار دیا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کی حالت میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضا پر بھی اثر ہوتا۔ یہ خشوع نماز کی اصل روح ہے اس لئے بہت سے علما نے اسے فرض قرار دیا ہے یعنی اگر یہ نماز میں نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نماز میں اپنے سر اور نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا لیا کرتے تھے اور دائیں بائیں رُخ کر لیتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ایسا کرنے سے باز آگئے۔ (ابن جریر) عبدالواحد بن زید نے اس پر بھی علما کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ آدمی کی نماز وہی قبول ہوتی ہے جسے وہ سمجھ کر پڑھے۔ نیز دیکھئے بقرہ: ٤٥۔ (شوکانی)

ف٣ "لغو" (نکمی بات) سے مراد باطل یعنی ہر فضول اور لایعنی قول یا فعل ہے۔ شرک اور گناہ کے تمام کام بھی اس کی تعریف میں آتے ہیں۔ (قرطبی)

ف٤ یعنی زکوٰۃ ادا کرنا ان کی عادت ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ آیت مکی ہے حالانکہ زکوٰۃ کی فرضیت ٢ھ میں مدینہ میں ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض تھی مدینہ میں اس کا نصاب اور شرح مقرر ہوئی۔ جیسا کہ سورۂ انعام میں فرمایا گیا: وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ "اور کٹائی کے دن فصل کا حق ادا کرو۔" حالانکہ سورہ انعام بھی مکی ہے۔ بعض مفسرینؒ نے یہاں "زکوٰۃ" کو طہارت (پاکیزگی) کے معنی میں لیا ہے۔ اگر یہ مراد ہو تو اس کے مفہوم کو عام رکھا جائے گا جس میں بدن، مال اور نفس ہر چیز کو پاک رکھنا شامل ہے۔ (ابن کثیر)

ف٥ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں جس طرح بیوی سے تعلق رکھنا جائز ہے اسی طرح لونڈی سے تعلق رکھنا بھی جائز ہے۔ علاوہ ازیں شہوت رانی حرام ہے لہٰذا نکاح متعہ بھی حرام ہے۔ گو بعض موقعوں پہ اس کی اجازت دی گئی تاہم بعد میں ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا کیونکہ جس عورت سے متعہ کیا جائے اس پر زوجہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ نیز دیکھئے سورۂ نساء آیت ٢٤۔ امام شافعیؒ اور دیگر علما نے اس آیت سے استمنا کی حرمت پر بھی استدلال کیا ہے۔ کیونکہ ان کو "عادون" حد سے تجاوز کرنے والے قرار دیا ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف٦ یعنی امانت میں خیانت نہیں کرتے اور جب وہ کوئی عہد کرتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں۔ امانت میں خیانت اور عہد میں دغا بازی کرنا نفاق کی علامت ہے۔ حدیث میں ہے: منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے، تو خلاف ورزی کرتا ہے۔ اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف٧ یہ نہیں فرمایا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں بلکہ فرمایا کہ وہ اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں یعنی تمام نمازیں ان کے وقت پر باجماعت ادا کرتے ہیں کبھی ناغہ نہیں کرتے۔ نیز دیکھئے سورہ بقرہ: ٢۔ (ابن کثیر) ف٨ حدیث میں ہے: "جب تم اللہ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس کی طلب کرو۔ اس لئے کہ وہ جنت کا سب سے اعلیٰ اور بہترین طبقہ ہے اور اسی سے جنت کے دریا نکلتے ہیں اور اسی کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیحین) ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے سورہ مومنون کی یہ دس آیات تلاوت کر کے فرمایا: "یہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق۔ (شوکانی) ف٩ یا ہم نے انسان کو (یعنی آدم علیہ السلام کو) منتخب مٹی سے پیدا کیا۔" ف١٠ یعنی روح پھونکتے ہیں تو اس میں حرکت و اضطراب، سمع اور بصر (بینائی) پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گویا اس کی صورت ہی بدل جاتی ہے جس کو پہلی صورت سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ اسی طرح موت تک جتنے اطوار و احوال انسان پر آتے ہیں سب کو "خلقاً آخر" کا مفہوم شامل ہے۔ (ابن کثیر)

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

پھر تحقیق تم　پیچھے　اس کے　البتہ مرنے والے ہو　پھر تحقیق تم　دن　قیامت کے　اٹھائے جاؤ گے　اور البتہ تحقیق پیدا کئے

پھر اس (سب) کے بعد　تم کو مرنا ضرور ہے　پھر قیامت کے دن تم بے شک اٹھائے جاؤ گے ف۱　اور ہم نے تمہارے

فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ہم نے اوپر تمہارے سات طبق راہوں والے　اور نہیں ہیں ہم　پیدائش سے　غافل　اور اتارا ہم نے　آسمان کی طرف سے پانی

اوپر سات رستے (یعنی سات آسمان) بنائے ف۲　اور ہم نے جو چیزیں بنائیں ان سے بے خبر نہیں ہیں ف۳　اور ہم نے ایک انداز کے ساتھ آسمان سے

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ

ساتھ اندازے کے　پس رکھا ہم نے اس کو بیچ زمین کے　اور تحقیق ہم اوپر لے جانے اس کے کے　البتہ قادر ہیں　پس نکالے ہم نے واسطے تمہارے

پانی برسایا ف۴ پھر زمین میں اس کو ٹھہرا رکھا ف۵　اور ہم اس پانی کو اڑا لے جائیں تو بھی ہو سکتا ہے ف۶　پھر اس پانی سے ہم نے

بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾

ساتھ اس کے باغ　کھجوروں کے اور انگوروں کے　واسطے تمہارے بیچ اس کے میوے ہیں بہت　اور بعض ان میں سے کھاتے ہو

تمہارے لئے　کھجور اور انگور کے باغ اٹھائے تم کو ان باغوں میں بہت سے میوے ملتے ہیں ف۷ اور انہی پر تمہاری گذر ہے (انہی کی ف۸

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ

اور پیدا کیا درخت کو کہ نکلتا ہے پہاڑ طور سینا سے　کہ اگاتا ہے　چکنائی کو　اور سالن واسطے کھانے والوں کے　اور تحقیق واسطے

پیداوار میں سے کھا کر بسر کرتے ہو) اور وہ درخت جو طور سینا (پہاڑ) میں (بہت) نکلتا ہے ف۹ تیل لے کر اگتا ہے اور سالن کھانے والوں کے لئے (اسکے تیل

فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

تمہارے بیچ چار پایوں کے البتہ نشانی ڈر کی ہے　پلاتے ہیں ہم تم کو بعضی چیز کہ بیچ پیٹوں انکے کے ہے　اور واسطے تمہارے بیچ اس کے منافع ہیں بہت اور اس میں

میں روٹی ڈبو کر کھاتے ہیں) اور (لوگو) تم کو چوپائے جانوروں میں غور کرنا چاہئے ان کے پیٹوں میں سے ہم تم کو پلاتے ہیں ف۱۰ اور ان سے تم کو (اور بھی) بہت سے فائدے

تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

سے کھاتے ہو　اور اوپر ان کے اور اوپر کشتیوں کے　سوار کئے جاتے ہو　اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو　طرف　قوم اس کی کے

ہیں اور (ان فائدوں میں ایک یہ ہے) ان میں سے کھاتے ہو ف۱۱ اور (دوسرا فائدہ یہ ہے) ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو ف۱۲ - اور ہم نوح کو اس کی قوم کی طرف پیغمبر

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۖ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا

پس کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو　نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے کیا پس نہیں ڈرتے ہو تم　پس کہا سرداروں نے

بنا کر بھیج چکے ہیں اس نے (اپنی قوم سے) کہا لوگو اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا سچا معبود نہیں کیا تم (اسکے عذاب سے) نہیں ڈرتے - اس کی قوم کے سردار

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ

وہ جو　کافر ہوئے تھے　قوم اس کی سے نہیں یہ مگر　آدمی　مانند تمہاری　چاہتا ہے　یہ کہ بڑائی کرے　اوپر تمہارے

جو کافر تھے (دوسروں سے) کہنے لگے　یہ ہے کیا　تم جیسا ایک آدمی ہے بس اس کا مطلب یہ ہے (کسی طرح) تمہارا بڑا بن جائے (تم سب

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ

اور اگر چاہتا　اللہ　البتہ اتارتا　فرشتے　ف۱۳ نہیں سنا ہم نے یہ　بیچ　باپوں اپنے پہلوں کے ف۱۴ نہیں وہ

اس کی اطاعت کرو) اور اگر (واقعی اللہ کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجنا) چاہتا تو فرشتے اتارتا ہم نے تو ایسی بات اپنے اگلے باپ دادوں میں بھی (کبھی ہوتی ہوئی) نہیں سنی

ف۱ یعنی نہیں دوبارہ زندگی دی جائے گی اور تم اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جاؤ گے - ف۲ آسمانوں کو راستے اس لئے کہا گیا کہ وہ فرشتوں یا سیاروں کی گزرگاہیں ہیں بعض مفسرینؒ نے طرائق کے معنی طبقات بھی کئے ہیں - جیسا کہ دوسری آیت میں "سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا" فرمایا ہے - (ملک: ۳) ف۳ یعنی اپنی کسی جاندار یا بے جان مخلوق کی حفاظت اور اس کی ضرورتوں سے بے خبر نہیں ہیں - یہی معنی "الحی القیوم" کے ہیں (قرطبی) ان سات آسمانوں کو زمین پر گرنے سے سنبھالے ہوئے ہیں ورنہ اگر یہ گر جائیں تو زمین پر بسنے والے سب ہلاک ہو جائیں - (کبیر)

ف۴ انداز سے مراد وہ اندازہ ہے جو جانداروں، کھیتوں اور پھلوں وغیرہ کے لئے سازگار ہے نہ ان کی ضرورت سے زیادہ اور نہ کم اور پھر برساتی نالوں اور دریاؤں کے اندر زرخیز مٹی بہ کر آجاتی ہے جو زراعت کے لئے مفید ہوتی ہے - (ابن کثیر)

ف۵ مراد وہ پانی ہے جو تالابوں اور جوہڑوں کی شکل میں زمین کی سطح پر ٹھہر جاتا ہے اور اسے لوگ آبپاشی، اپنے پینے، جانوروں کو پلانے اور دیگر ضرورتوں کے لئے استعمال میں لاتے ہیں - اس لحاظ سے یہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے - (ابن کثیر)

ف۶ بخارات بن کر اڑ جائے یا زمین میں جذب ہو جائے - جیسے دوسری آیت میں فرمایا: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ - کہہ دیجئے! کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے تو کون تمہیں عمدہ صاف شفاف پانی لا کر دے گا - (ملک: ۳۰)

ف۷ یعنی کھجور اور انگور بھی اور بہت سے دوسرے میوے بھی جو غذا اصلی کے علاوہ ہیں -

ف۸ یعنی ان باغوں میں سے جو پھل اور غلے تمہیں حاصل ہوتے ہیں تم انہی کو کھا کر زندگی بسر کرتے ہو -

ف۹ مراد ہے زیتون کا درخت جو کوہ طور اور اس کے قریب بحیرہ روم کے ارد گرد کے علاقہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور نہایت عمدہ ہوتا ہے - (ابن کثیر)

ف۱۰ پانی اور نباتات کے ذریعہ جو نعمتیں انسان تک پہنچ رہی ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد اب ان نعمتوں کا بیان ہو رہا ہے جو حیوانات کے واسطے انسان تک پہنچتی ہیں - گو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کی دلیل ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اس میں سے ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں - مراد ہے دودھ جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: لَبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ یعنی ان جانوروں کے پیٹوں میں گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے مزیدار ہے، پلاتے ہیں - (نحل: ۶۶)

ف۱۱ یعنی ان کا گوشت کھاتے ہو - یا مطلب یہ ہے کہ ان پر تمہاری معیشت کا نظام قائم ہے - (روح)

ف۱۲ یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور تری میں جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر، جہاں کا چاہتے ہو سفر کرتے ہو - انعامات اور دلائل توحید بیان کرنے کے بعد آگے انبیا اور ان قوموں کے حالات بیان فرمائے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں غور و فکر کی بجائے اعراض سے کام لیا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آگیا - اس میں دوسرے لوگوں خصوصاً قریش کیلئے تخویف ہے - قرآن میں عموماً آلاء اللہ کے بعد ایام اللہ کا بیان ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں - (کبیر - روح) ف۱۳ گویا حضرت نوحؑ کے (اعبدوا اللہ) پر طعن ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہوتی کہ اسی ایک کی عبادت کی جائے تو کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دیتا - یہاں "شاء" فعل کا مفعول محذوف ہے اور "لانزل الخ" جواب "لو" ہے یعنی لو شاء اللہ عبادتہ وحدہ لانزل ملائکۃ - ف۱۴ کہ کسی بشر نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا توحید کی طرف دعوت دی ہو - یہ دوسرا اعتراض ہے -

وا یعنی کچھ مدت تک اسے کچھ نہ کہو شاید خود بکتے بکتے چپ ہو جائے، یا شاید اس کا دماغ درست ہو جائے اور سمجھ کی باتیں کرے۔ و۲ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہی آگ کا تنور مراد ہے اور بعض نے مطلق وجہ ارض مراد لیا ہے۔ (ہود : ۴۰)

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌۢ بِهِۦ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا۟ بِهِۦ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ ٱنصُرْنِى بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾

مگر ایک مرد کہ اس کو جنون ہے پس انتظار کرو اس کی ایک مدت تک و۱ کہا اس نے اے رب میرے مدد دے مجھ کو بدلے اس کے کہ

اس مرد کو (یعنی نوحؑ کو) اور کچھ نہیں جنون ہو گیا ہے (پاگل بن گیا ہے) تو ایک وقت تک اس کی راہ دیکھو۔ نوحؑ نے (سینکڑوں برس سمجھانے کے بعد جب مایوس ہو گئے

فَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ أَنِ ٱصْنَعِ ٱلْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ ٱلتَّنُّورُ

جھٹلاتے ہیں مجھ کو پس وحی بھیجی ہم نے طرف اس کی یہ کہ بنا کشتی کو ساتھ آنکھوں ہماری کے اور وحی ہماری کے پس جب وقت آوے حکم ہمارا اور جوش مارے تنور و۲

تو) دعا کی پروردگار میرے مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھ کو جھوٹا بنایا اب وہ راہ پر آنے والے نہیں آخر ہم نے اس کو حکم بھیجا ہماری آنکھوں کے سامنے اور جیسے ہم بتائیں

فَٱسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ ٱثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ ٱلْقَوْلُ

پس بٹھالے بیچ اس کے ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور لوگوں اپنوں کو و۳ مگر وہ شخص کہ گذری ہے اوپر اس کے بات

ایک کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آ جائے کا (کشتی پر سوار ہو جانے کا) اور تنور ابلنے لگے (اس میں پانی بھر آئے اور جوش مارنے لگے) تو اس میں ہر جانور کے جوڑ

مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَٰطِبْنِى فِى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ ۖ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا ٱسْتَوَيْتَ أَنتَ

ان میں سے اور مت کہو مجھ سے بیچ ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں تحقیق وہ غرق کئے جاویں گے پس جس وقت سوار ہو تو اور جو

یعنی دو دو راس (ایک نر ایک مادہ) بٹھالے اور اپنے لوگوں کو بھی مگر ان میں سے جس کے لئے آگے ہی سے حکم ہو چکا ہے اور ان ظالموں کے مقدمے میں مجھ سے و۵

وَمَن مَّعَكَ عَلَى ٱلْفُلْكِ فَقُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى نَجَّىٰنَا مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٢٨﴾

کوئی ساتھ تیرے ہیں اوپر کشتی کے پس کہو سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے نجات دی ہم کو قوم ظالموں کی سے

کچھ (کہنا) وہ تو ضرور ڈوبیں گے (بچ نہیں سکتے قطعی حکم ہو چکا ہے) پھر جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر سوار ہو جائیں تو یوں کہہ اللہ تعالیٰ کا شکر جس نے ہم کو ظالم

وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِى مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْمُنزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ وَإِن

اور کہہ کہ اے رب میرے اتار مجھ کو اتارنا مبارک اور تو بہتر اتارنے والا ہے و۶ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں

لوگوں سے چھڑایا (ان کی صحبت سے نجات دی) اور (یوں) دعا کر مالک میرے مجھ کو (اس کشتی میں یا اس کشتی سے زمین پر) برکت کا اتارنا اتار لو اور تو بہتر

كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا ءَاخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ

اور تحقیق ہیں ہم البتہ آزمائش کرنے والے و۷ پھر پیدا کئے ہم نے پیچھے ان سے قرن اور و۸ پس بھیجا ہم نے بیچ ان کے

اتارنے والا ہے۔ بیشک اس میں (نوحؑ کے قصے میں ہماری قدرت کی) نشانیاں نکلیں اور ہم تو جانچنے والے ہیں۔ پھر نوحؑ کی قوم کے بعد ہم نے ایک اور قوم پیدا کی۔ اور

رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ

رسول ان میں سے یہ کہ عبادت کرو اللہ کو نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے کیا پس نہیں ڈرتے اور کہا

انہی میں سے ایک شخص کو پیغمبر بنا کر ان کی طرف بھیجا (اور یہ کہلایا) کہ اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا سچا خدا نہیں کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے (اس کے ساتھ شرک

ع ۲

ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَكَذَّبُوا۟ بِلِقَآءِ ٱلْءَاخِرَةِ وَأَتْرَفْنَٰهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ

سرداروں نے قوم اس کی سے جو کافر ہوئے تھے اور جھٹلاتے تھے ملاقات آخرت کی کو اور دولت دی تھی ہم نے ان کو بیچ زندگانی

کرتے ہو) اور اس کی قوم کے سردار جنہوں نے (پیغمبر کو) نہ مانا اور قیامت آنے کو جھٹلایا اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو مست کر دیا تھا (خوب

ٱلدُّنْيَا مَا هَٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾

دنیا کے نہیں یہ مگر آدمی مانند تمہاری کھاتا ہے اس چیز سے کہ کھاتے ہو تم اس میں سے اور پیتا ہے اس چیز سے کہ پیتے ہو تم

چین سے بسر کرتے تھے یوں) کہنے لگے یہ ہے کیا ایک آدمی ہے تم جیسا جو تم کھاتے ہو وہ بھی کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو وہ بھی پیتا ہے (اس کا کھانا پانی کچھ

و۳ یعنی اپنے گھر والوں کو بھی۔

و۴ کہ وہ ایمان نہ لائیں گے اور ہلاک ہوں گے۔ مراد ہیں حضرت نوحؑ کی بیوی اور ان کا بیٹا۔ و اللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

و۵ یعنی مجھ سے ان کے بچانے کے لئے سفارش نہ کرنا۔

و۶ برکت کے اتارنے سے مراد یہ ہے کہ سوار ہوتے وقت کوئی تکلیف نہ ہو اور جہاں اتریں وہاں کوئی آفت نہ آئے۔ ہر حال میں اور ہر جگہ تیری رحمت و برکت شامل حال رہے۔ اس آیت میں بندوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ کسی سواری پر سوار ہوتے وقت اور اس سے اترتے وقت یہ دعا کیا کریں۔ بلکہ اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت بھی سلام کے بعد یہ دعا پڑھا کریں۔ (قرطبی۔ شوکانی)

و۷ یعنی جس طرح قوم نوح کو جانچا، اسی طرح ہر قوم کی طرف رسول بھیج کر اس کا ضرور امتحان لیں گے۔ (ابن کثیر) اس کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں تو (قوم نوحؑ کی) آزمائش کرنا ہی تھی۔

و۸ اکثر مفسرینؒ نے اس سے مراد قوم عاد لی ہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہے کہ حضرت ہودؑ نے اپنی قوم سے فرمایا: وَٱذْكُرُوٓا۟ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ ۔ یاد کرو، جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں قوم نوحؑ کے بعد زمین میں بسنے والے بنایا۔ (آیت ۶۹) اور علما نے لکھا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس قوم پر ریح اور صیحۃ دونوں قسم کے عذاب آئے۔ (ابن کثیر) بعض نے اس سے مراد قوم ثمود، اور بعض نے قوم شعیب لی ہے کیونکہ آگے ذکر آ رہا ہے کہ یہ قوم "صیحۃ" (چنگھاڑ) سے تباہ ہوئی اور ثمود اور قوم شعیبؑ وہ قومیں ہیں جن کے متعلق دوسرے مقامات پر بتایا گیا کہ ان کی ہلاکت چنگھاڑ سے ہوئی۔ دیکھئے ہود آیت : ۶۷، ۹۴۔ (قرطبی)

ف۱ یعنی اس سے بڑھ کر تمہاری ذلت کیا ہوگی کہ باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت کرنے لگو۔ ف۲ یعنی کونسی آخرت اور کہاں کا حساب کتاب: ۵ ایں خیال است

وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَ

اور اگر اطاعت کروگے تم ایک آدمی کی مانند اپنے کی تحقیق تم اس وقت البتہ زیان پانے والے ہو کیا وعدہ دیتا ہے تم کو یہ کہ تم جس وقت مرجاؤگے اور

اور اگر تم ایک آدمی کے کہے پر چلے جو تمہاری طرح ہے اور اپنے باپ دادا کا طریق چھوڑ دیا تو بیشک اس صورت میں تم خسارے میں ہوئے۔ ف۱ کیا یہ پیغمبر تم کو

كُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا أَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ إِنْ

ہوجاؤگے تم مٹی اور ہڈیاں یہ کہ تم نکالے جاؤگے دور ہے دور ہے جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم نہیں

یہ بتلا دیتا ہے وعدہ دیتا ہے جب تم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے پھر (دوبارہ) تم زمین سے نکالے جاؤگے یہ جو تم کو دیا جاتا ہے کہیں ہوسکتا ہے بھلا

هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلُ

یہ مگر زندگانی ہماری دنیا کی مرتے ہیں ہم اور جیتے ہیں ہم اور نہیں ہم اٹھائے جاویں گے نہیں وہ مگر ایک مرد

کہیں ہوسکتا ہے (کچھ عقل کی بات ہے) ف۲ بس یہی ہماری زندگی ہے دنیا کی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر (کبھی) جی اٹھنا نہیں ہے۔ اس مرنے اور کچھ نہیں

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾

کہ باندھ لیا ہے اس نے اوپر اللہ کے جھوٹ اور نہیں ہم واسطے اس کے ایمان لانے والے کہا اے پروردگار ہمارے مدد دے ہم کو بسبب اس چیز

خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے ف۳ اور ہم تو اس کا کہا ماننے والے نہیں ف۴ (پیغمبر نے) کہا (ہود یا صالح یا شعیب نے) اے پروردگار انہوں نے

قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ

کے کہ جھٹلاتے ہیں مجھ کو۔ کہا تھوڑی دیر میں البتہ ہو جاویں گے پشیمان۔ پس پکڑا ان کو آواز تند نے ساتھ حق کے پس کردیا ہم نے ان کو

مجھ کو جھٹلایا اس وجہ سے میری مدد کر (انکو سزا دے) خدا تعالیٰ نے فرمایا (ذرا صبر کر) تھوڑی ہی مدت میں یہ (اپنی کرتوت پر) شرمندہ ہوں گے ضرور ضرور آخر ایسا

غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا

ریزہ ریزہ پس لعنت ہے واسطے قوم ظالموں کے پھر پیدا کئے ہم نے پیچھے ان سے قرن اور نہیں

ہی ہوا انصاف کے ساتھ ایک چنگھاڑ نے ان کو آ پکڑا ف۵ پھر ہم نے ان کو کوڑا کچرا کردیا (کوڑے کی طرح پامال ہوگئے) اور ظالم لوگ (خدا کی رحمت سے) دور پڑ گئے پیچھے

تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ

آگے نکل جاتی کوئی امت وقت اپنے سے اور نہ پیچھے رہ جاتی ہے پھر بھیجے ہم نے پیغمبر اپنے پے درپے جب آتا تھا

ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں پیدا کیں (جیسے ابراہیمؑ اور لوطؑ کی قومیں) کوئی قوم اپنی مدت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ ف۶ پھر ہم اپنے پیغمبر لگاتار بھیجتے

أُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ فَبُعْدًا

کسی امت کے پاس پیغمبر اس کا جھٹلاتے تھے اس کو پس پیچھے کیا ہم نے بعضوں کو بعضوں کے یعنی ہلاک کرنے میں اور کیا ہم نے ان کو باتیں پس لعنت ہے

رہے اور ایسا ہوا کہ جب کسی قوم کے پاس اس کا پیغمبر آیا وہ اس کو جھٹلاتے رہے اور ہم بھی ایک قوم کو دوسری قوم کے بعد ہلاک کرتے گئے اور ان کو نیست و نابود کر کے

لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَأَخَاهُ هٰرُوْنَ ۥ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

واسطے اس قوم کے کہ نہیں ایمان لاتے پھر بھیجا ہم نے موسیٰؑ کو اور بھائی اس کے ہارونؑ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے اور معجزے

کہانیاں بنادیا (انکے قصے رہ گئے) اور بے ایمان لوگ (خدا کی رحمت سے) دور پڑ گئے پھر ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند (عصا)

مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْا أَنُؤْمِنُ

ظاہر کے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی پس تکبر کیا انہوں نے اور تھے قوم سرکش پس کہا انہوں نے کیا ایمان

دے کر ف۸ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا پر وہ شیخی (گھمنڈ) میں آگئے اور تھے ہی گھمنڈی لوگ ف۹ کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے

ومحال است وجنوں۔ جو کچھ مرنا جینا ہے بس اسی دنیا کا ہے اگلے مرتے جاتے ہیں اور پچھلے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کارخانۂ عالم اسی طرح جاری رہا ہے اور اسی طرح جاری رہے گا۔

ف۳ جو کہتا ہے کہ میں اس کا بھیجا ہوا ہوں، یا مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی۔ (ابن کثیر)

ف۴ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "ہم اس پر ایمان لانے والے نہیں"۔

ف۵ اگر "قرنا اٰخرین" سے مراد قوم صالحؑ (ثمود) ہو جیسا کہ علامہ طبری وغیرہ کا خیال ہے تو اس میں کچھ اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ "ثمود" صیحہ سے ہلاک ہوئے ہیں لیکن اگر اس "قرن" سے مراد قوم عاد ہو جیسا کہ اکثر مفسرینؒ کا خیال ہے (اور اوپر ذکر ہوا ہے) تو یہ اشکال لازم آتا ہے کہ قوم ثمود تو بادِ صرصر سے ہلاک ہوئی ہے پھر یہاں اس "صیحہ" سے کیا مراد ہے۔ اس کے جواب میں مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ بادِ صرصر کے عذاب کے ساتھ جبریلؑ نے ایک چنگھاڑ ماری جس سے یکدم تمام کے تمام ختم ہوگئے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نفس کے اس عذاب ہی کو "صیحہ" سے تعبیر فرمایا ہو۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۶ یعنی جو سزا انہیں دی گئی وہ عین عدل و انصاف کے مطابق تھی، ان پر کوئی زیادتی نہیں کی گئی۔ بعض نے "فاخذتهم الصيحة بالحق" کا یہ ترجمہ کیا ہے: آخر سچے وعدے کے مطابق ایک چیخ نے انہیں آدبوچا یعنی وہ وعدہ جو "عما قليل ليصبحن نادمين" کے ضمن میں پایا جاتا ہے۔ اور "الحق" سے مراد قطعی امر بھی ہوسکتا ہے جسے کوئی روک نہ سکتا ہو۔ (فتح)

ف۷ یعنی اس کے لئے زندگی کی جو مدت اللہ نے مقرر کردی ہے وہ دنیا میں نہ اس سے زیادہ ٹھہرتی ہے اور نہ کم۔

ف۸ نشانیوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن کا سورۂ اعراف اور بعض دوسرے مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ عصا بھی اگرچہ ان ہی نشانیوں میں سے تھا لیکن اس کی حیثیت چونکہ ان سب میں ممتاز تھی اس لئے اس کا ذکر خاص طور پر "سلطان مبین" (کھلی سند) کے لفظ سے کیا گیا جیسے کہا جائے "ملائکۃ اللہ وجبریلؑ" (اللہ کے فرشتے اور جبریلؑ) یعنی تخصیص بعد تعمیم کے قبیل سے ہے۔ ف۹ اس لئے انہوں نے حق کو پہچان لینے کے باوجود ماننے سے انکار کردیا۔

ف۱ اصل میں لفظ "عَابِدُوْنَ" کے معنی ہیں "عبادت کرنے والے" مگر یہ لفظ بندگی اور غلامی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ف۲ تفصیل کے لئے دیکھئے سورۂ یونس رکوع ۹۔ ف۳ حضرت موسیٰؑ کو کتاب تورات فرعونیوں کے غرق ہونے کے بعد ملی جیسے فرمایا: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (تورات) دی بعد اس کے کہ ہم نے پہلی نسلوں کو ہلاک کر دیا۔ (قصص: ۴۳) کیونکہ تورات نازل ہونے کے بعد کوئی قوم عذاب عام کے ساتھ ہلاک نہیں ہوئی اس لئے یہاں "لَعَلَّهُمْ" (تاکہ وہ) میں هُمْ (وہ) ضمیر بنی اسرائیل ہی کے لئے قرار دی جا سکتی ہے فرعونیوں کے لئے نہیں۔ (ابن کثیر، شوکانی)

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾

دو آدمیوں کو مان لیں (ان کے مطیع بن جائیں) جو ہم ہی جیسے ہیں اور ان کی قوم ہماری غلام ہے (بندگی کرنے والے) ہیں، پس جھٹلایا ان دونوں کو پس ہو گئے ہلاک کئے گیوں سے ف۱ ف۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب تو کہ وہ ہدایت پاویں اور کیا ہم نے بیٹے مریم کے کو اور ماں اس کی کو نشانی
جھٹلایا آخر تباہ ہونے (فرعون سمیت سمندر میں ڈوب مرے) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (تورات شریف) اس لئے دی تھی کہ ان کو ہدایت ہو (یعنی موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل کو) ف۳

وَاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

اور جگہ دی ہم نے ان دونوں کو طرف زمین بلند کی جگہ رہنے کی اور پانی جاری ف۵ اے پیغمبرو کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے
اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰؑ) اور اس کی ماں (مریم) کو اپنی قدرت کی نشانی بنایا ف۴ اور ان کو ایک ٹیلے پر جگہ دی جو ٹھہرنے کے لائق اور وہاں پانی صاف بہتا تھا

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

اور کام کرو اچھے تحقیق میں ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم جاننے والا ہوں اور تحقیق یہ امت تمہاری امت ایک ہے اور میں
ہم نے ہر زمانہ میں پیغمبروں کو یہی حکم دیا ہے اے پیغمبرو ستھری (پاکیزہ) چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرتے رہو (جو شرع کے موافق ہوں) جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔ اور

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ

ہوں پروردگار تمہارا پس ڈرو مجھ سے پس کاٹ لیا انہوں نے کام اپنا درمیان اپنے ٹکڑے ٹکڑے ہر ایک گروہ ساتھ اس چیز کے کہ پاس ان کے
یہی تمہارا دین ہے ایک ہی دین اور میں تمہارا مالک ہوں تو مجھ ہی سے ڈرتے رہو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ف۸ پھر ان لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں پھوٹ کر کے ٹکڑے ٹکڑے

فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ

ہے خوش ہیں ف۹ پس چھوڑ دے ان کو بیچ غفلت ان کی کے ایک مدت تک ف۱۰ کیا گمان کرتے ہیں یہ کہ جو کچھ مدد دیتے ہیں ہم ان کو ساتھ اس کے
کر ڈالا۔ ہر فرقہ جو اس کے پاس ہے (یعنی جو دین اس کو ملا ہے) اسی سے خوش ہے۔ تو اے پیغمبر! ایک وقت تک ان کو جہالت میں پڑا رہنے دے (زیادہ مت ستا)

مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ

کہ مال سے اور بیٹوں سے شتابی کرتے ہیں واسطے ان کے بیچ بھلائیوں کے بلکہ نہیں سمجھتے تحقیق جو لوگ کہ وہ
کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد سے مدد کرتے ہیں تو ان کو بھلائی پہنچانے میں جلدی کرتے ہیں ہرگز نہیں ان لوگوں کو ہمارا اصل مطلب معلوم نہیں

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ

ڈر پروردگار اپنے کے سے ڈرنے والے ہیں اور جو لوگ کہ وہ ساتھ نشانیوں پروردگار اپنے کے ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ
جو لوگ اپنے مالک کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں (اپنے مالک کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں) اور جو اپنے مالک کی آیتوں پر یقین رکھتے ہیں (ان کے مطلب کو حق سمجھتے ہیں)

هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ

کہ وہ ساتھ پروردگار اپنے کے نہیں شریک لاتے ہیں اور وہ لوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور دل ان کے ڈر رہے ہیں اس سے کہ وہ
اور جو اپنے مالک کے ساتھ شرک نہیں کرتے (کسی کو اس کا شریک نہیں سمجھتے) اور جو اللہ کی راہ میں (اپنا مال) دیتے ہیں اور دیتے ہیں پر ان کے دل میں ڈر رہتا ہے کہ ان کو

اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا

طرف پروردگار اپنے کی پھر جانے والے ہیں یہ لوگ جلدی کرتے ہیں بیچ بھلائیوں کے اور وہ طرف ان کے آگے بڑھنے والے ہیں اور نہیں
اپنے مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے ف۱۳ ایسے ہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ان میں (دوسروں سے) آگے بڑھ جاتے ہیں ف۱۴ اور ہم کسی شخص پر اس کی

الثلث

ف۴ یعنی دونوں کو ملا کر ایک نشانی بنایا جس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ورنہ دونوں مل کر ایک نشانی نہیں بن سکتے۔ (انبیاء: ۹)

ف۵ اس ربوہ (ٹیلہ) سے مراد کونسا مقام ہے؟ اس بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ اکثر اس سے مراد۔ اسرائیلی روایات کے مطابق۔ مصر لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ملک شام کا حاکم ہیرودوس تھا۔ وہ نجومیوں سے سن کر کہ حضرت عیسیٰؑ کو سرداری ملے گی بچپن ہی سے ان کا دشمن ہو گیا تھا اور ان کو قتل کرنے کے درپے تھا حضرت مریمؑ انہیں لے کر مصر چلی گئیں اور جب تک ہیرودوس زندہ رہا ملک شام واپس نہ آئیں۔ انجیل کی کتاب متی میں یہ واقعہ اسی طرح مذکور ہے لیکن حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: اقرب قول یہ ہے کہ "ربوہ" سے مراد وہ جگہ ہے جہاں حضرت مریمؑ وضع حمل کے وقت تشریف رکھتی تھیں۔ سورۂ مریم میں ہے کہ ان کے نیچے چشمہ جاری کر دیا۔ واللہ اعلم۔ بہر حال اہل اسلام میں سے کسی نے "ربوہ" سے مراد کشمیر نہیں لیا اور نہ حضرت مسیحؑ کی قبر کشمیر میں بتائی ہے۔ یہ محض کذب بیانی اور دروغ بافی ہے۔ محلہ خان یار، شہر سری نگر میں جو قبر یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور جس کے متعلق "تاریخ اعظمی" کے مصنف نے بعض عام افواہ نقل کی ہے کہ لوگ اسے کسی نبی کی قبر بتاتے ہیں وہ کوئی شہزادہ تھا اور دوسرے ملک سے یہاں آیا تھا اس کو حضرت عیسیٰؑ کی قبر بتانا پہلے درجے کی بیہیائی اور سفاہت ہے۔ (کذا فی بعض الحواشی)

ف۶ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو حکم رسولوں کو دیا ہے وہی حکم اہل ایمان کو دیا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا: ایک شخص دور دراز کا سفر طے کر رہا ہے اور اس کے بال اور کپڑے گرد سے اَٹے ہوئے ہیں مگر اس کا کھانا حرام کا ہے، پینا حرام کا ہے، لباس حرام کا ہے۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب، مگر اس کی دعا قبول کیونکر ہو؟ (شوکانی)

ف۷ انبیاء کے درمیان زمان و مکان کا کتنا ہی اختلاف رہا ہو لیکن چونکہ وہ اصول (عقیدۂ توحید) میں متفق تھے اور اسی کی طرف ان کی دعوت وی۔ اسی لئے ان سے خطاب کر کے فرمایا گیا کہ تم سب کا دین ایک ہی ہے۔

ف۸ ہر ایک نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی ہے یعنی ان کے ماننے والوں نے دین میں اختلاف کیوں اور کیسے کیا؟

ف۹ یعنی اپنے آپ کو برحق اور دوسرے کو باطل پر سمجھتا ہے۔

ف۱۰ یعنی عذاب یا خبر موت کے وقت تک۔ یہ تہدید ہے تعیین نہیں ہے۔ (قرطبی)

ف۱۱ ان کا خیال یہی تھا۔ چنانچہ وہ کہا کرتے ہم مال و اسباب میں زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب نہیں ہو سکتا۔ (سبا: ۳۵) ف۱۲ اور وہ اصل میں امہال و استدراج ہے تاکہ جس قدر انہیں ڈھیل ملے اسی قدر ان کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو اور بھرپور طریقے سے ان پر گرفت کی جائے۔ (نیز دیکھئے سورۂ اعراف: ۱۸۳) ف۱۳ اور یہاں معلوم نہیں ان کا دیا ہوا صدقہ قبول بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ ۔ ڈرنے کا تعلق اس چیز سے ہے نہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے سے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ صدقہ اور اسی طرح دوسری تمام عبادات بجا لاتے ہیں لیکن اسی پر ناز نہیں کرتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! کیا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شراب پی لے، چوری کرے، زنا کرے مگر اللہ سے ڈرتا رہے؟ فرمایا نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی روزہ رکھے، صدقہ کرے، نماز پڑھے پھر بھی ڈرتا رہے کہ شاید بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوا اور سلف گناہوں پر جتنا ڈرتے تھے اس سے زیادہ نیکی کی عدم قبولیت کا اندیشہ ان کو دامنگیر رہتا تھا۔ (قرطبی، شوکانی) ف۱۴ یعنی جن میں یہ بیان کردہ چار صفات پائی جاتی ہیں۔ ف۱۵ معلوم ہوا کہ سابقت کی چیزیں نیک اعمال اور نیک اخلاق ہیں نہ کہ مال و اولاد۔

ف۱ اور شریعت کے تمام احکام میں یہی اصول کارفرما ہے۔ (بقرہ: ۲۸۶) ف۲ کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں، یا بول رہے ہیں، سب ان کے نامۂ اعمال میں درج ہو رہا ہے اور ایک دن انہیں ان کا حساب دینا پڑے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "ھٰذَا" سے اشارہ قرآن کی طرف ہو اور یہ کفار اور مشرکین قریش کو تنبیہ ہو۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) ف۳ یا وہ "انہیں آئندہ کرنے والے ہیں"۔ واحدی کہتے ہیں کہ اس آیت میں ان کے آئندہ اعمال کی خبر دی گئی ہے۔ یہی اکثر علمائے تفسیر نے بیان کیا ہے۔ (شوکانی)

نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ

تکلیف دیتے ہم کسی جی کو مگر موافق طاقت اس کی کے اور نزدیک ہمارے کتاب ہے کہ بولتی ہے ساتھ حق کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاتے بلکہ

طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے (لوح محفوظ یا ان کا نامۂ اعمال) جو ٹھیک ٹھیک (ان کے کاموں کو جتنا انہوں نے کیا ہے) بتلاتی ہے ف۱

قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝

دل ان کے بیچ غفلت کے ہیں اس سے اور واسطے ان کے عمل ہیں سوائے اس کے کہ وہ اس کو کرنے والے ہیں

اور ان پر ظلم نہ ہوگا مگر ان کے دل اس بات سے غافل ہیں ف۲ اور اس غفلت کے سوا ان کے (دوسرے اور بُرے) کام ہیں جو وہ کیا کرتے ہیں (شرک اور کفر اور طرح طرح کے گناہ) ف۳

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ

یہاں تک کہ جب پکڑا ہم نے دولت مندوں ان کے کو ساتھ عذاب کے ناگہاں وہ زاری کرتے ہیں مت زاری کرو آج

یہاں تک کہ جب ہم ان کے آسودہ لوگوں کو عذاب میں گانٹھ لیں گے تو اس وقت بلبلا اٹھیں گے۔ ف۴ اس وقت ہم ان سے کہیں گے اب کیوں

اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

تحقیق تم ہم سے نہیں مدد دیے جاؤ گے تحقیق تھیں آیتیں میری کہ پڑھی جاتی تھیں اوپر تمہارے پس تھے تم اوپر ایڑیوں اپنی کے

بلبلاتے ہو (مت بلبلاؤ) آج تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ (ایک روز وہ تھا یاد کرو جب) ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم اس (یعنی قرآن یا پیغمبر) سے الٹے

تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ

پھر جاتے تکبر کرتے ہوئے ساتھ اس کے افسانہ گوئی کرتے ہوئے بیہودہ بکتے تھے کیا پس نہیں فکر کی انہوں نے

ہو کر رات کو گپ لگاتے ہوئے بیہودہ بکواس کرتے ہوئے اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے تھے۔ ف۵ کیا ان کافروں نے قرآن میں غور نہیں کیا ف۶ یا (اس وجہ سے) بھڑک

جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ

بات میں یا آیا ہے ان کے پاس جو کچھ کہ نہ آیا باپوں ان کے پہلوں کے پاس یا نہیں پہچانا انہوں نے پیغمبر اپنے کو پس وہ واسطے اس کے

گئے کہ ان کے پاس وہ آیا جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آیا تھا ف۷ یا وہ اپنے پیغمبر (حضرت محمدؐ) کو نہیں پہچانتے۔ اس وجہ سے اس کو

مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ

انکار کرنے والے ہیں یا کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے بلکہ لایا ہے ان کے پاس حق اور اکثر ان کے حق کو

نہیں مانتے ف۸ یا وہ کہتے ہیں اس کو (یعنی پیغمبرؐ کو) جنون ہو گیا ہے (ہرگز نہیں) بلکہ (اصل یہ ہے کہ) وہ سچی بات (قرآن یا دین اسلام) لے کر آیا ہے ف۹ اور ان

كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ

ناخوش رکھنے والے ہیں اور اگر پیروی کرے حق خواہشوں ان کی کی البتہ بگڑ جاویں آسمان اور زمین اور جو کوئی

کافروں میں اکثر لوگ حق بات کو ناپسند کرتے ہیں۔ ف۱۰ اور اگر (کہیں) حق ان کی خوشی پر چلتا تو آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں (سب) خراب ہو جاتے ف۱۱

فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ

بیچ ان کے ہے بلکہ لائے ہیں ہم ان کے پاس ذکر ان کا پس وہ ذکر اپنے سے منہ پھیرنے والے ہیں یا مانگتا ہے تو ان سے

بلکہ ہم ان کے پاس وہ کتاب لے کر آئے ہیں جس سے ان کو فخر ہونا چاہئے تو وہ اپنے فخر (اور عزت اور شرف) سے منہ پھیرتے ہیں۔ ف۱۲ کیا تو (اے پیغمبرؐ) ف۱۳

خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

مال پس مال پروردگار تیرے کا بہتر ہے اور وہ بہتر ہے رزق دینے والا اور تحقیق تو البتہ بلاتا ہے ان کو طرف راہ

ان سے کچھ فیس (مزدوری حق المحنت) مانگتا ہے (ہرگز نہیں) تیرے مالک کی فیس بہتر ہے ف۱۴ اور وہ سب سے اچھا روزی دینے والا ہے۔ اور (پھر دوسری بات یہ ہے)

کیا ہے۔ (شوکانی)

ف۴ کیونکہ یہ جزا و سزا کا وقت ہے، عمل و توبہ کا وقت ختم ہو گیا۔ اب تمہاری چیخ پکار بے کار ہے۔

ف۵ اب یہاں پر ان کا سب سے بڑا گناہ بیان کیا ہے۔ (ابن کثیر) یہ ترجمہ اس صورت میں ہے کہ "بہٖ" کی ضمیر قرآن یا آنحضرتؐ کے لئے قرار دی جائے اور "ھجر" کے معنی بکواس کرنا اور "سامرا" کے معنی گپ شپ کرنے والے لوگ (جمع) لئے جائیں اور اگر "سامرا" کے معنی افسانہ گو (واحد) اور "ھجر" کے معنی چھوڑنا کئے جائیں (جیسا کہ شاہ عبدالقادرؒ نے لئے ہیں) تو ترجمہ یوں ہوگا۔ "تو تم اس (پیغمبر) سے (یا حرم کی مجاوری پر) اکڑ کر ایک افسانہ گو کو چھوڑتے ہوئے اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے تھے"۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "قریش کی عادت تھی کہ رات کے وقت خانہ کعبہ کے پاس حلقے بنا کر بیٹھتے اور قرآن اور آنحضرتؐ کے بارے میں بیہودہ بکواس کرتے اور آپؐ کو شاعر، کاہن وغیرہ کہتے۔ اس لئے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رات کے وقت ہر قسم کی گپ بازی سے منع فرما دیا۔ (مختصر از شوکانی و قرطبی)

ف۶ پس یہاں "القول" سے مراد قرآن ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔ کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے۔ (نساء: ۸۲) یعنی اگر غور کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ قرآن سچی کتاب ہے۔

ف۷ یعنی قرآن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے بلکہ اس میں وہی باتیں ہیں جو اللہ کے پیغمبر ہر زمانہ میں لاتے رہے ہیں۔ یہاں "اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ" سے مراد پہلی امتیں ہیں کیونکہ عربوں کے آباء کے متعلق تو تصریح موجود ہے کہ ان کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ (یٰس: ۶)

ف۸ یعنی یہ بات بھی نہیں کیونکہ وہ آنحضرتؐ کی دیانت و امانت کو خوب پہچانتے تھے بلکہ خود انہیں "امین" کہہ کر پکارتے تھے۔

ف۹ یعنی کیا وہ واقعی آنحضرتؐ کو مجنون (پاگل) سمجھتے ہیں ہرگز نہیں کیونکہ چاہے وہ زبان سے انہیں مجنون کہتے ہوں لیکن دل سے ان کی عقلمندی کے قائل ہیں۔

ف۱۰ یعنی اگر یہ لوگ مخلص اور حق پسند ہوتے تو ان کے پاس آنحضرتؐ کی دعوت کو ٹھکرانے کے لئے ان اسباب میں سے کوئی ایک سبب ہو سکتا تھا مگر جب ان اسباب میں سے کوئی سبب بھی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ مخلص اور حق پسند نہیں ہیں اس لئے آنحضرتؐ سے دور بھاگ رہے ہیں۔ ف۱۱ یعنی ویسا ہی ہوتا یا ہو جایا کرتا جیسا یہ چاہتے ہیں۔ ف۱۲ کیونکہ ان کی خواہش اختلاف و تضاد کا مجموعہ ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق اگر اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو کائنات کا یہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اکثر مفسرینؒ نے اس آیت کا یہی دوسرا مطلب لیا ہے۔ (شوکانی) ف۱۳ یا جس میں ان کیلئے نصیحت ہے اور وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں۔ لفظ "ذکر" کے مفسرینؒ نے متعدد معنی بیان کئے ہیں۔ (انبیاء: ۱۰) ف۱۴ یعنی وہ ثواب اور درجہ جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ آخرت میں دیگا۔ مطلب یہ ہے کہ جب آپؐ دعوت حق کا یہ کام بالکل بے لوث ہو کر رہے ہیں اور ان سے کوئی حق الخدمت طلب نہیں کرتے تو ان کا آپؐ کی دعوت کو ٹھکرانا سراسر حماقت اور عاقبت نااندیشی ہے۔

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَ

سیدھی کی اور تحقیق وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے راہ سے البتہ مڑ جانے والے ہیں اور

تو تو ان کو بیشک سیدھے رستے کی طرف بلاتا ہے۔ ف١ اور بے شک جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ سیدھے رستے سے ہٹ گئے ہیں ف٢ اور

لَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ

اگر مہربانی کریں ہم اوپر اُن کے اور کھول دیں ہم جو کچھ ساتھ ان کے ہے سختی سے البتہ استادگی کریں بیچ سرکشی اپنی کے سرگردان ہوتے ہوئے اور

اگر ہم ان پر رحم کریں اور اُن کو جو تکلیف ہے وہ دُور کر دیں ف٣ تو اور اپنی شرارت پر جم کر بھٹکتے پھریں ف٤ اور ہم ان

أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا

البتہ تحقیق پکڑا تھا ہم نے ان کو ساتھ عذاب کے پس نہ گڑگڑائے طرف پروردگار اپنے کی اور نہ عاجزی کی یہاں تک کہ جب کھول دیا ہم نے

کافروں کو (یعنی اُن کے باپ دادا اگلے کافروں کو) عذاب میں دبوچ چکے ہیں جب بھی وہ اپنے مالک کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی کی ف٥ یہاں تک کہ جب ہم اُن پر

عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ

اوپر اُن کے دروازہ عذاب سخت کا ناگہاں وہ بیچ اس کے ناامید ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کی واسطے تمہارے

سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے ف٦ تو وہاں آس توڑ کر بیٹھ رہیں گے اور وہی خدا ہے جس نے تمہارے

السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي

شنوائی اور بینائی اور دل تھوڑا سا شکر کرتے ہو اور وہ ہے جس نے پھیلایا تم کو بیچ

کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم (ان نعمتوں کا) بہت کم شکر کرتے ہو ف٧ اور وہی خدا ہے جس نے تم کو زمین پر بکھیرا

الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَ

زمین کے اور طرف اسی کی اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور واسطے اسی کے ہے پھر آنا رات

(چاروں طرف تمہاری نسل پھیلائی) اور اسی کے پاس (قیامت کے دن) اکٹھا کئے جاؤ گے۔ اور وہی خدا ہے جو (ہر جاندار کو) جلاتا ہے اور مارتا ہے اور رات دن کا

النَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا

کا اور دن کا کیا پس نہیں سمجھتے تم بلکہ کہا انہوں نے جیسا کہا تھا پہلوں نے کہتے ہیں کیا جب مر جاویں گے

ایر پھیر بھی وہی کرتا ہے ف٨ کیا تم کو عقل نہیں ف٩ بلکہ جیسا اگلے لوگ بکتے رہے یہ بھی بکتے ہیں ف١٠ کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور

وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن

ہم اور ہو جاویں گے ہم مٹی اور ہڈیاں کیا ہم اٹھائے جاویں گے البتہ تحقیق وعدہ دیئے گئے ہیں ہم اور باپ ہمارے یہ بات

خاک ہو گئے اور ہڈیاں تو پھر اٹھائے جائیں گے (پھر زندہ ہوں گے) بیشک ہم سے اور پہلے ہمارے باپ دادوں سے بھی ایسا وعدہ کیا گیا

قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨٣﴾ قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ

پہلے اس سے نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی کہہ واسطے کس کے ہے زمین اور جو کوئی بیچ اس کے ہے اگر ہو تم

تھا ف١١ مگر یہ کچھ نہیں اگلے لوگوں کے (بنائے ہوئے) ڈھکوسلے ہیں (اے پیغمبر اُن سے) پوچھ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کی ہے اگر تم

تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ

جانتے شتاب کہیں گے واسطے اللہ کے کہہ کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے کہہ کون ہے پروردگار آسمانوں ساتوں کا

جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ ضرور یہی کہیں گے اللہ کی ہے کہہ دے پھر تم غور کیوں نہیں کرتے ف١٢ (اے پیغمبر اُن سے) پوچھ (بھلا یہ تو بتاؤ) ساتوں

ع ٤

ف١ جسے کوئی کج فہم آدمی ہی ٹھکرا سکتا ہے۔ مراد ہے اسلام کا سیدھا راستہ۔ ف٢ یعنی چونکہ انہیں اس چیز کی فکر ہی نہیں کہ کل ہمیں کس انجام اور کس حساب کتاب سے سابقہ پیش آنے والا ہے اس لئے وہ تحیر اور ضلالت کا شکار ہو رہے ہیں۔ ف٣ اور قرآن بھی ان کے فہم میں اتار دیں۔ یہاں "ضر" سے مراد ہے اس قحط کی تکلیف جس میں قریش آنحضرت ﷺ کی بددعا سے مبتلا ہوئے تھے۔ اس قحط کا متعدد روایات میں ذکر آیا ہے صحیحین میں ہے کہ جب قریش کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ۔ اے اللہ! میری ان کے مقابلہ میں ایسے ہفت سالہ قحط سے مدد فرما۔ جیسا قحط یوسفؑ کے زمانہ میں پڑا تھا۔ (شوکانی)

ف٤ کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے جو مصیبت ٹلتی ہے اپنے ہی حُسن انتظام سے ٹلتی ہے۔ خدا کا اس کے ٹالنے میں کوئی احسان نہیں ہے۔ (وحیدی)

ف٥ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جس زمانہ میں قریش قحط میں مبتلا تھے ابوسفیان نے آنحضرتؐ سے کہا: "کیا آپ کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ آپؐ کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "ہاں" وہ بولے "(مگر) آپؐ نے تو آباء کو تلوار سے اور ابناء (بیٹوں) کو بھوک سے مار ڈالا۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن جریر)

ف٦ مراد آخرت کا عذاب بھی ہو سکتا ہے اور بدر کے دن کا بھی جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ (قرطبی)

ف٧ ان حواس کی شکر گزاری تو یہ ہے کہ ان کے ذریعہ صحیح راستہ کی طرف رہنمائی حاصل کرو، ورنہ ان کے ذریعے جسمانی اور مادی خواہش تو دوسرے حیوانات بھی پوری کر رہے ہیں۔ عالم کون میں جو دلائل توحید پائے جاتے ہیں ان کے ذریعہ ان دلائل کو دیکھا اور سمجھا جائے اور کانوں سے سبق آموز باتیں سنی جائیں۔

ف٨ کبھی رات آتی ہے اور کبھی دن، اور پھر ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور دنیا کی ساری رونق اس رات دن کے اُلٹ پھیر ہی سے قائم ہے۔

ف٩ کہ آخر زندگی کا یہ سارا انتظام کسی خالق اور عزیز و علیم کے بغیر وجود میں آسکتا تھا اور کیا اس کائنات کے ایک سے زیادہ خالق و مدبر ہو سکتے تھے؟

ف١٠ یعنی باپ دادا کی اندھی تقلید کے بغیر، ان کے پاس اپنے غلط عقائد و اعمال کے لئے کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں ہے۔

ف١١ یعنی پیغمبرؑ اور ان کے ماننے والے پہلے بھی اس کا دعویٰ کرتے چلے آئے ہیں۔ ف١٢ یعنی یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ پھر اس کے بغیر کوئی معبود بھی نہیں ہے اور انسانوں کے مرجانے کے بعد اس کے لئے انہیں دوبارہ زندہ کرنا بھی کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

ف۱ اور اسے چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہو اور اس کے لئے ایسی چیزیں قرار دیتے ہو جنہیں اپنے لئے برا سمجھتے ہو۔ (قرطبی) ف۲ یعنی کون ہر چیز پر کامل اقتدار رکھتا ہے۔ ملکوت کے لفظی معنی ملک (بادشاہی) کے ہیں اور "ت" کا اضافہ مبالغہ کے لئے ہے۔ (شوکانی) ف۳ یعنی ہر ایک کو بچا سکتا اور پناہ دے سکتا ہے۔ ف۴ یعنی تمہیں کہاں سے دھوکا لگتا ہے کہ ایسی قدرت اور ایسے اختیار والی ہستی کو چھوڑ کر بے حقیقت ہستیوں کو اپنا معبود بناتے پھرتے ہو؟

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ

اور پروردگار عرش بڑے کا شتاب کہیں گے واسطے اللہ کے کہہ کیا پس نہیں ڈرتے کہہ کون شخص ہے کہ بیچ ہاتھ

آسمانوں کا مالک کون ہے اور بڑے تخت (عرش) کا مالک کون ہے۔ وہ ضرور یہی کہیں گے اللہ تعالیٰ کہہ دے پھر تم اس کے عذاب اور قہر سے ف۱ کیوں نہیں ڈرتے۔ (اے پیغمبر ان سے)

مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُولُونَ

اس کے کے ہے بادشاہی ہر چیز کی اور وہی پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دیا جاتا برخلاف اس کے اگر ہو تم جانتے البتہ کہیں گے

پوچھ بھلا یہ تو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کس کے ہاتھ میں ف۲ ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ ف۳ بچا لیتا ہے اور اس (کی پکڑ اور عذاب) سے کوئی نہیں بچا سکتا وہ ضرور یہی کہیں گے

لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُونَ ﴿۸۹﴾ بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ

واسطے اللہ کے ہے کہہ پس کہاں سے سحر کئے جاتے ہو بلکہ لائے ہیں ہم ان کے پاس حق اور تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں نہیں پکڑی

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں (ہر چیز کا اختیار ہے) تو کہہ پھر تم کہاں بہک ف۴ رہے ہو۔ اصل یہ ہے کہ ہم نے اُنکے پاس سچی بات پہنچا دی ہے (اللہ کی توحید اور حشر نشر وغیرہ) ف۵ اور بیشک وہ جھوٹے

اللّٰهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ إِلٰهٍ إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا

اللہ تعالیٰ نے اولاد اور نہیں ہے ساتھ اس کے کوئی معبود اُس وقت البتہ لے جاتا ہر ایک معبود اس چیز کو کہ پیدا کیا ہے اور البتہ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے (اگر ایسا ہوتا) تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو لے کر چل دیتا ف۶ اور لڑ کر ایک

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى

چڑھائی کرتے بعضے اُنکے اوپر بعضوں کے پاک ہے اللہ اس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں جاننے والا غیب کا اور حاضر کا پس بلند ہے اُس

دوسرے پر غالب آتا جیسے بادشاہوں کی عادت ہے (جو باتیں (خدا کی نسبت) یہ بناتے ہیں وہ ان سے ف۷ پاک ہے۔ وہ چھپی اور کھلی ف۸ بات کو جانتا ہے اور ان کے شرک

عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۹۲﴾ ع قُلْ رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ

چیز سے کہ شریک لاتے ہیں کہہ اے رب میرے اگر دکھلاوے تو مجھ کو جو کچھ کہ وعدہ دیئے جاتے ہیں اے پروردگار میرے پس مت کیجو مجھ کو بیچ قوم

سے (کہیں) برتر ہے ف۹ (اے پیغمبر) دُعا کر (مالک میرے اگر تو مجھ کو وہ (عذاب) دکھلائے جس کا کافروں سے وعدہ ہے تو مالک میرے مجھ کو ان گنہگار لوگوں میں

الظّٰلِمِينَ ﴿۹۴﴾ وَإِنَّا عَلٰى أَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُونَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ

ظالموں کے اور تحقیق ہم اوپر اس کے کہ دکھلاویں تجھ کو جو وعدہ دیتے ہیں ہم ان کو البتہ قادر ہیں دور کر ساتھ اس چیز کے کہ وہ

شریک مت کر (ایسا نہ ہو کہ میں بھی ان کے ساتھ پس جاؤں) ف۱۰۔ اور ہم یہ کر سکتے ہیں کہ جس عذاب کا کافروں سے وعدہ کر رہے ہیں وہ تجھ کو دکھلاویں ف۱۱ (اے پیغمبر اگر کوئی تیرے ساتھ

أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ

بہت اچھی ہے برائی کو ہم خوب جانتے ہیں اس چیز کو کہ بیان کرتے ہیں اور کہہ اے پروردگار میرے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے

برائی کرے) تو برائی کا دفعیہ اس طرح سے کر جو بہت اچھا ہے ف۱۲ ہم خوب جانتے ہیں جو یہ کافر کہتے ہیں۔ اور (یوں) دعا کر مالک میرے میں شیطانوں کے وسوسوں سے

الشَّيٰطِينِ ﴿۹۷﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُونِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

وسوسہ ڈالنے شیطانوں کے سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے ساتھ اے رب میرے اس سے کہ حاضر ہوں میرے پاس یہاں تک کہ آوے ایک کو اُن میں سے موت

تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور مالک میرے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں ف۱۳ (یہ کافر اسی طرح واہی باتیں بکتے رہیں گے) یہاں تک کہ جب اُن میں سے

قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا

کہتا ہے اے رب میرے پھیر دو میرے تئیں طرف دنیا کی شاید کہ میں عمل کروں نیک بیچ اس جگہ کے کہ چھوڑ آیا ہوں ہرگز نہیں تحقیق یہ ایک بات ہے کہ وہ کہنے والا ہے

کوئی مرنے لگے گا تو (اُس وقت ڈر کر) دعا کریگا اے مالک مجھ کو پھر (دنیا) میں لوٹا دے شاید میں جس (دنیا) کو چھوڑ کر آیا ہوں اب (پھر وہاں جا کر) اس میں اچھے کام کروں ہرگز

ع ۵

یہ تمام تر خطاب ان لوگوں سے ہے جو صانع کے وجود کے قائل تھے جیسا کہ ان کے جواب "سیقولون للہ" سے معلوم ہوتا ہے۔ "تُسْحَرُوْنَ" کا لفظی ترجمہ "تم سحور کئے جاتے ہو" (قرطبی)

ف۵ یعنی اپنی اس بات میں جھوٹے ہیں کہ اللہ کے سوا اور بھی بندگی کے لائق ہے۔

ف۶ یعنی خدائی الگ قائم کر لیتا۔

ف۷ نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا۔ (قرطبی) وہ ہر نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔

ف۸ یعنی جو دوسروں کے لحاظ سے کھلی یا چھپی ہے ورنہ اس کے لئے تو ہر چیز کھلی ہے۔

ف۹ یعنی اس کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ جن کو یہ مشرک اس کا شریک سمجھتے ہیں وہ اس کے شریک ہوں۔ (وحیدی)

ف۱۰ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدانخواستہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی گناہ گاروں کے ساتھ پس جانے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ کو یہ دعا کرنے کا حکم دیا گیا بلکہ اس سے مقصود امت کے لوگوں کو تعلیم دینا ہے کہ خدا کے عذاب سے ہر شخص کو چاہے وہ کتنا ہی نیک ہو پناہ مانگتے رہنا چاہیئے اور کبھی اپنی نیکی پر اترانا نہیں چاہیئے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بُروں کے ساتھ نیک بھی پس جاتے ہیں۔ دیکھئے سورہ انفال: ۲۵۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی ہم یہ پوری قدرت رکھتے ہیں کہ اسے آپ کی زندگی ہی میں ان پر نازل کر دیں لیکن چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ آگے چل کر ایمان لانے والے ہیں اس لئے ہم اسے مؤخر کئے جا رہے ہیں۔ (شوکانی)

ف۱۲ یعنی بدی کا بدلہ نیکی، ظلم کا بدلہ انصاف، خیانت کا بدلہ دیانت داری، جھوٹ کا بدلہ سچ، قطع رحمی کا بدلہ صلہ رحمی اور گالی گلوچ کا بدلہ دعا و سلام ہے...... دیکھئے نتیجہ کیا ہوگا؟ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ۔ یعنی اس طرح، جو آپ کا دشمن ہے وہ آپ کا دلسوز دوست ہو جائے گا۔ (فصلت: ۳۴) اس میں عفو و درگزر کی تعلیم دی ہے اور لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے لئے یہ تریاق نافع ہے۔ (ابن کثیر) چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرتؐ نے کسی پر زیادتی کی ہو یا اس سے ذاتی انتقام لیا ہو۔ اِلّا یہ کہ اس نے اللہ کی مقرر کردہ کسی حد کو پامال کیا ہو تو آپؐ نے اس سے اللہ کے لئے انتقام لیا۔ (مسلم)

ف۱۳ یعنی کسی حال میں میرے ساتھ ہوں کیونکہ جب وہ کسی انسان کے ساتھ ہوں گے تو وسوسہ اندازی اور برائی پر اکسانے اور نیکی سے پھیر دینے کے سوا ان کا کوئی کام ہی نہ ہوگا۔ (شوکانی) اس آیت میں شیطان کے شر سے بچنے کے لئے دعا کی تعلیم دی ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رات کو سوتے وقت پڑھنے کے لئے یہ دعا سکھایا کرتے تھے تاکہ گھبراہٹ سے محفوظ رہیں: بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِينِ وَأَنْ يَّحْضُرُونِ۔ (شوکانی)

ف۱ یا "جسے وہ کہے گا ہی" مگر اس کی کوئی شنوائی نہ ہوگی کیونکہ اسے عمل کے لئے جو مہلت ملنی تھی ایک مرتبہ دنیا میں مل چکی۔ دوبارہ عمل کے لیے کوئی موقع اُسے نہ دیا جائے گا۔ (شوکانی)

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ

اس کا اور پیچھے اُن سے پردہ ہے اُس دن تک کہ اُٹھائے جاویں گے ف۲ پس جب پھونکا جاوے گا بیچ صُور کے پس نہیں نسب درمیان اُنکے

نہیں یہ کہاں ہوسکتا ہے (اُس کا پھر دُنیا میں جانا) یہ ایک بات ہے جو وہ کہے گا اور اُنکے مرنے کے پیچھے ایک پردہ ہے۔ جس دن تک دوبارہ زندہ ہونگے (وہیں رہیں گے۔ پھر جب آخر

يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ

اُس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا ف۴ پس جو شخص کہ بھاری ہُوا پلہ اُس کا پس یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے اور

کا) صُور پھونکا جائے گا تو نہ رشتہ ناطہ اُس دن اُن میں ہوگا اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے۔ پھر جن کے (نیکیوں کے) پلّے بھاری ہوگئے تو وہی لوگ بامراد ہوں گے۔ اور جن کے

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

جو شخص کہ ہلکا ہوا پلہ اُس کا پس یہ لوگ ہیں جنہوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو بیچ دوزخ کے ہمیشہ رہیں گے

(نیکیوں کے) پلّے ہلکے ہو گئے (اور بُرائیوں کے پلّے بھاری ہو گئے) تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

جھلس دیوے گی منہ اُن کے کو آگ اور وہ بیچ اس کے تیوری چڑھاتے ہیں ف۵ کیا نہ تھیں نشانیاں میری پڑھی جاتیں اُوپر تمہارے

اُن کے منہ کو آگ جھلستی ہوگی اور وہ اُس میں (دوزخ میں) بدشکل بنے ہوں گے۔ (اُن سے کہا جائے گا اللہ تعالیٰ پوچھے گا) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر سُنائی

فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾

پس تھے تم اُن کو جھٹلاتے کہیں گے اے رب ہمارے غالب آئی اُوپر ہمارے بدبختی ہماری اور ہوئے ہم قوم گمراہ

نہیں جاتی تھیں پھر تم اُن کو جھٹلاتے تھے وہ عرض کریں گے مالک ہمارے ہماری کمبختی ہم پر چڑھ بیٹھی (غالب آئی) اور ہم گمراہ لوگ تھے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

اے پروردگار ہمارے نکال ہم کو اُس سے پس اگر پھر کریں گے ہم تحقیق ہم ظالم ہیں کہے گا دُور ہو بیچ اُس کے اور مت کلام کرو مجھ سے

مالک ہمارے ہم کو (اب کی بار) دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ایسا کریں تو بیشک ہم قصور وار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دُور ہو اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے بات

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِىْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ

تحقیق تھا ایک فرقہ بندوں میرے سے کہ کہتے تھے اے پروردگار ہمارے ایمان لائے ہم پس بخش ہم کو اور رحمت کر ہم کو اور تو

نہ کرو۔ (دیکھو) ہمارے بندوں میں سے کچھ لوگ (دُنیا میں یوں) دُعا کرتے تھے مالک ہمارے ہم ایمان لائے ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب رحم

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰىٓ اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِىْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ

بہتر رحم کرنے والا ہے پس پکڑا تھا تم نے اُن کو مسخرہ یہاں تک کہ بھلا دیا تم کو انہوں نے یاد میری سے اور تھے تم ان سے

کرنے والوں میں بہتر رحم کرنے والا ہے تم نے اُن لوگوں کو مسخرہ بنایا تھا یہاں تک کہ اس ٹھٹھے میں میری یاد بھول گئے تھے ف۶ اور تم اُن سے

تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ

ہنستے تحقیق میں نے جزا دی اُن کو آج بر سبب اس کے کہ صبر کرتے تھے بیشک وہی ہیں مُراد پانے والے کہے گا حق تعالیٰ کتنا

ہنستے رہے آج کے دن (دیکھو کیسا ہوا) اُن کے صبر کا بدلہ میں نے اُن کو یہ دیا کہ وہ اپنی مُراد کو پہنچ گئے ف۷ اللہ تعالیٰ فرمائے گا (یا

لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾

رہے تھے تم بیچ زمین کے گنتی برسوں کی کہیں گے رہے تھے ہم ایک دن یا ٹکڑا دن کا ف۸ پس پوچھ لے گنتی والوں سے

اے پیغمبر اُن سے پوچھ) بھلا تم زمین میں کتنے برس رہے ہوگے۔ وہ کہیں گے (خداوندا) ہم شاید ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے حساب جاننے والوں (فرشتوں)

ف۲ مراد ہے عالم برزخ جسے قبر کی زندگی بھی کہا جاتا ہے۔ برزخ کے لغوی معنی دو چیزوں کے درمیان پردہ یا آڑ کے ہیں۔ قبر کی زندگی کو برزخ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دنیاوی زندگی اور اُخروی زندگی کے درمیان پردہ یا آڑ ہے۔ احادیث سے بھی اس عالم (قبر) میں نیکوں کے لئے آرام اور بدوں کے لئے سزا اور تکلیف کا ثبوت ملتا ہے۔

ف۳ یعنی وہ اپنے رشتے ناتوں پر فخر نہ کریں گے یا رشتے ناتے کچھ فائدہ نہ دے سکیں گے۔ حدیث میں ہے: کل نسب وسبب منقطع الا نسبی وسببی۔ کہ میرے نسب اور تعلق کے بغیر سب تعلقات منقطع ہوجائیں گے۔ اس حدیث کی بنا پر حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ بنت علیؓ بن ابی طالب سے چالیس ہزار مہر کے بدلے نکاح کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ آنحضرت کا نسب اس عموم سے مستثنیٰ ہے (ابن کثیر)

ف۴ دوسری آیت میں ہے: وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ۔ (صافات: ۲۷) مگر قیامت کے دن مختلف مواقف ہونگے اور ان میں مختلف حالتیں ہوں گی کسی حالت میں ایک دوسرے سے سوال کرینگے اور کسی میں نہیں کرینگے۔ لہٰذا ان آیات میں تعارض نہیں ہے۔ (شوکانی)

ف۵ دراصل "کالح" اس شخص کو کہتے ہیں جس کی چمڑی اُدھڑ گئی ہو اور دانت ظاہر ہوگئے ہوں عبداللہ بن مسعودؓ سے "کالح" کے معنی دریافت کئے گئے تو انہوں نے فرمایا: الم تر الی الرأس المشیط۔ کہ تم نے جلاتی ہوئی سری نہیں دیکھی۔ (ابن کثیر)

ف۶ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "انہوں نے تم کو میری یاد بھلا دی" یعنی تم ان کے پیچھے ایسے ہاتھ دھو کر پڑے اور ان کا اس قدر مذاق اڑاتے رہے کہ گویا وہ تمہیں میری یاد بھلا دینے کا سبب بن گئے۔ (شوکانی)

ف۷ بلکہ لفظی ترجمہ یوں ہے کہ "وہی بامراد ہیں"۔

ف۸ یعنی وہ اس قدر سخت عذاب میں مبتلا ہونگے کہ انہیں اپنی دنیوی زندگی جو انہوں نے عیش و آرام سے گزاری، ایک خواب نظر آئے گی۔ اس لئے وہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہونگے۔ (شوکانی)

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا

کہے گا نہ رہے تھے تم مگر تھوڑے اگر ہوتے تم جانتے کیا پس گمان کیا ہے تم نے یہ کہ پیدا کیا ہے ہم نے

سے پوچھ لے۔ اللہ فرمائے گا (بلا اے پیغمبرؐ تو کہہ) تم بیشک تھوڑا ہی رہے۔ اگر تم جانتے ہوتے۔ لوگو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار (یا کھیل) بنایا ہے (مر کر خاک ف۱

وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ

تم کو بے فائدہ اور یہ کہ تم طرف ہماری نہیں پھر آؤ گے پس بہت بلند ہے اللہ بادشاہ حق نہیں کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش

ہو جاؤ گے) اور ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے۔ بلند ہے (یا بڑی شان والا ہے) اللہ جو سچا بادشاہ ہے ف۲ اُسکے سوا کوئی سچا خدا نہیں وہ عزت کے تخت کا صاحب ہے۔ اور

الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ

کرامت والے کا اور جو کوئی بلاوے ساتھ اللہ کے معبود اور کوئی نہیں دلیل واسطے اس کے ساتھ اس کے پس سوائے اس کے نہیں کہ حساب

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ف۳ (یعنی گو اللہ کو مان کر) کسی دوسرے خدا کو پکارے جسکی کوئی دلیل اُسکے پاس نہیں ہے (مشرک کمبخت کی دلیل کہاں سے آئی) تو اللہ ہی کے پاس اُسکا ف۴

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع ٦

اس کا نزدیک پروردگار اس کے کے ہے تحقیق نہیں فلاح پانے والے کافر اور کہہ اے پروردگار میرے بخش اور رحم کر اور تو بہتر رحم کرنے والوں کا ہے ف۶

حساب ہونا ہے بیشک وہ کافر ہیں وہ پنپ نہیں سکیں گے (کبھی اُنکی مراد پوری نہ ہوگی) اور (اے پیغمبرؐ) دعا کر مالک میرے مجھ کو بخشدے اور رحم فرما اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے ف۵

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۲) ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ‏ اٰيَاتُهَا ۶۴ ‏ رُكُوْعَاتُهَا ۹

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۷

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ

یہ سورت ہے کہ اُتارا ہے ہم نے اس کو اور لازم کیا ہے ہم نے اس کو اور اُتاری ہیں ہم نے بیچ اُس کے نشانیاں بیان کرنیوالیاں تو کہ تم نصیحت پکڑو زنا کرنیوالی

یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے اُتارا اور اس پر چلنا ہم نے لازم کیا ف۸۔ اور اس میں کھلی کھلی باتیں اُتاریں اس لئے کہ تم (اُن کو یاد رکھو یا اُن سے) نصیحت لو جو عورت

وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

اور زنا کرنے والا پس مارو ہر ایک کو اُن دونوں میں سے سو دُرّے اور نہ پکڑے تم کو بیچ حق اُنکے کے مہربانی

زنا کرے اور جو مرد زنا کرے تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو ف۹ اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر یقین

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَاۗىِٕفَةٌ

بیچ دین خدا کے اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور چاہیئے کہ حاضر ہو عذاب کرنے پر اُن

ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم چلانے میں (اُس کے دین کی بات میں) اُن دونوں پر رحم نہ کرنا ف۱۰ اور جس وقت اُن کو (یعنی زنا کرنے والے مرد اور عورت کو) سزا

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ

دونوں کے ایک جماعت مسلمانوں میں سے زنا کرنے والا نہیں نکاح کرتا مگر زنا کرنے والی یا بت پرست کو اور زنا کرنے والی نہیں نکاح کرتا اُسکو

دی جائے تو مسلمانوں کا ایک گروہ موجود رہے ف۱۱۔ بدکار مرد بدکار یا مشرکہ عورت سے ہی نکاح کرے گا اور بدکار عورت سے وہی مرد نکاح کرے گا جو

اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

مگر زنا کرنے والا یا بت پرست اور حرام کیا گیا ہے یہ اوپر مسلمانوں کے اور جو لوگ کہ تہمت لگاتے ہیں

بدکار یا مشرک ہو اور ایمانداروں کو یہ کام (یعنی زنا کاروں سے نکاح کرنا) حرام ہے ف۱۲۔ اور جو لوگ مسلمان آزاد پاکدامن عورتوں کو

ف۱ یعنی واقعی تمہاری موجودہ زندگی کے مقابلے میں تمہاری دنیوی زندگی کی مقدار کچھ بھی نہ تھی۔ کاش تم نے یہ دنیا میں رہتے ہوئے جانا ہوتا۔ تمہیں یہی چیز ہمارے پیغمبرؐ سمجھاتے رہے مگر تم نے ان کی ایک نہ سنی اور الٹا ان کا مذاق اڑاتے رہے۔
ف۲ یعنی اللہ جو سچا بادشاہ ہے اس کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ تمہیں بیکار اور بے مقصد پیدا کرے۔ (شوکانی) ف۳ تو وہ بقیہ تمام مخلوقات کا صاحب (مالک) کیوں نہ ہوگا جبکہ عرش ہر مخلوق سے بلند ہے عرش کو کریم (عزت والا) یا تو اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سے خیر و رحمت کا نزول ہوتا ہے یا اس لئے کہ اس پر مستوی ہونے والی ذاتِ اقدس کریم ہے۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی) ف۴ ظاہر ہے کہ اس جگہ پکارنے سے مراد حاجت روائی کے لئے پکارنا ہے یا عبادت کرنا۔

ف۵ اور شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ جس کا چاہیگا ہر گناہ معاف کردیگا لیکن شرک کو بغیر توبہ کے معاف نہیں کریگا۔ (نساء: ۴۸، ۱۱۶)

ف۶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دے کر در اصل امت کو تعلیم دی ہے کہ آپؐ کی اقتدا میں وہ استغفار کیا کرے۔ اس آیت کا تعلق اوپر کے مضمون سے یہ ہے کہ پہلے کفار و مشرکین کا حال بیان کیا گیا ہے اور اب آنحضرتؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپؐ ان سے کٹ کر صرف اللہ کے ہو رہیں اور اسی کی رحمت و مغفرت کے دامن میں پناہ لیں۔ (شوکانی)

ف۷ یہ سورۃ ۵ یا ۶ھ میں غزوۂ بنی مصطلق کے بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ یہ سورۃ اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ اس میں معاشرتی زندگی خصوصاً پردہ سے متعلق احکام نازل ہوئے اس کا سب سے زیادہ ممتاز اور سبق آموز حصہ وہ ہے جو "قصۂ افک" یعنی حضرت عائشہؓ پر تہمت اور اس سے ان کی برارت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سورۃ میں چونکہ پردہ کے متعلق خصوصی احکام ہیں اس بنا پر حضرت عائشہؓ فرمایا کرتیں کہ عورتوں کو سورہ نور کی تعلیم دو اور حارثہ بن مضرب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے ہم کو لکھا کہ تم سورۃ احزاب، نساء اور سورہ نور کی تعلیم حاصل کرو۔ ایک مرفوع روایت میں بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مردوں کو "سورہ مائدہ" اور عورتوں کو "سورۃ نور" کی تعلیم حاصل کرنا چاہیے۔ (روح) ان سورتوں کی تعلیم پر زور دینے کی وجہ یہی تھی کہ ان میں معاشرتی احکام تفصیل سے مذکور ہیں۔

ف۸ یعنی اس میں حلال و حرام اور حدود سے متعلق جو احکام دیئے گئے ہیں ان کی حیثیت ہمارے عائد کردہ فرض کی ہے۔ لہٰذا ان کا بجالانا ناگزیر ہے۔

ف۹ شروع اسلام میں زنا کی کوئی باقاعدہ حد مقرر نہ تھی۔ بلکہ زانی اور زانیہ کو قید رکھنے یا ان کی پٹائی کرنے کا حکم تھا۔ یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے بارے میں کوئی دوسرا راستہ نکال دے یعنی شرعی حد مقرر کردے۔ (دیکھئے نساء: ۱۶-۱۷) اس آیت میں اسی شرعی حد کا اعلان کیا گیا ہے۔ احادیث میں کوڑوں کی سزا کے علاوہ زانی کو ایک سال کیلئے شہر بدر کرنا بھی ثابت ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے اور اکثر علما اس کے قائل ہیں۔ اگر زانی مرد یا عورت شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا رجم یعنی سنگساری سے مار دینا ہے یہ حکم صحیح اور متواتر حدیث سے ثابت ہے۔ آنحضرتؐ اور پھر خلفا کے دور میں سنگساری ہوتی رہی اور حضرت عمرؓ نے ایک مجمع میں خطبہ دیتے ہوئے بڑے شد و مد کے ساتھ اس کا اعلان کیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ رجم کی آیت قرآن میں تھی مگر بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم برابر باقی رہا۔ پھر صحابہؓ اور تابعینؒ کے درمیان بھی یہ مسئلہ متفق علیہ رہا اور کسی نے انکار نہیں کیا ایک زمانہ میں صرف خوارج نے یہ کہہ کر انکار کیا تھا کہ رجم قرآن میں نہیں ہے لیکن جب "رجم" کی سزا سنت سے ثابت ہے جو اسلامی قانون کا مستقل ماخذ ہے تو اس سے انکار محض ضلالت ہے بعض ائمہ نے شادی شدہ زانی کو ایک ساتھ دو سزاؤں۔ کوڑوں اور رجم۔ کا بھی فتویٰ دیا ہے اور رجم کے بارے میں ائمہؒ کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۰ کیونکہ بدکاروں پر رحم کرنا سارے اسلامی معاشرہ کے ساتھ بے رحمی ہے اور حدود الٰہی میں نرمی ہی سے پہلی امتوں پر تباہی آئی ہے۔ قانون کا احترام اور نفاذ باقی نہ رہے تو قوم اندرونی خلفشار اور جرائم میں مبتلا ہو جاتی نیز اقامت حدود سے برکت نازل ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ایک حد کا قائم کرنا چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۱ تاکہ عام مسلمانوں کو عبرت حاصل ہو۔ (ابن کثیر) ف۱۲ حضرت ابن عباسؓ نے یہاں نکاح بمعنی جماع لیا ہے یعنی زانی مرد یا عورت کی ہوس کو ان کے مثل کوئی مرد یا عورت ہی پورا کریگی یا کوئی مشرک مرد یا عورت جو زنا کو حرام نہیں سمجھتے بعض نے یہاں نکاح کے معنی عقد یعنی معرفی نکاح لئے ہیں چنانچہ امام احمدؒ نے توبہ کے بغیر زانی مرد کا پاکدامن عورت سے اور پاکدامن مرد کا زانیہ عورت سے نکاح حرام قرار دیا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اس مسلک کی تائید کرتے ہوئے ان لوگوں کی پرزور تردید کی ہے جو اس نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر سورہ نور)

الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً

پاکدامنوں کو پھر نہیں لاتے چار شاہد پس مارو اُن کو اَسّی کوڑے

زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ (ایسے جنہوں نے اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہو) نہ لاسکیں تو اُن کو (تہمت کی سزا میں) اَسّی کوڑے لگاؤ اور

وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ

اور مت قبول کرو اُن کی شہادت کبھی اور یہ لوگ وہی ہیں فاسق مگر جنہوں نے توبہ کی

پھر ساری عمر اُن کی گواہی (کسی مقدمہ میں) مت مانو اور وہ خود بدکار ہیں ف۱ مگر جنہوں نے ایسا کئے پیچھے توبہ

بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

پیچھے اس کے اور سنور گئے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں جوروؤں اپنیوں کو

کی اور اچھی چال چلے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور جو لوگ اپنی جوروں کو زنا کا عیب لگائیں

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ

اور نہیں ہیں واسطے اُن کے شاہد مگر جانیں اُن کی پس گواہی ایک کی اُن میں سے چار بار گواہیاں ساتھ قسم اللہ کے

اور اُن کے پاس سوا اُن کے خود کے اور گواہ نہ ہوں تو اُن میں سے ایک ایک کی گواہی یوں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر چار

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ

تحقیق وہ شخص البتہ سچوں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہ لعنت خدا کی ہے اُوپر اُس کے اگر ہو بہ

بار گواہی دے وہ (اپنے بیان میں) سچا ہے اور پانچویں بار یوں کہے اللہ تعالےٰ کی پھٹکار اُس پر ہو اگر وہ

الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ

جھوٹوں سے اور دفع کرتا ہے اُس سے عذاب کو یہ کہ گواہی دیوے چار گواہیاں ساتھ قسم خدا کے تحقیق یہ

جھوٹا ہو اور عورت پر سے سزا (یعنی زنا کی حد) ایسے ٹلے گی کہ وہ چار بار اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (یعنی اس کا خاوند)

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹

البتہ جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہ غضب خدا کا ہے اگر ہو یہ شخص سچوں سے

جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اُس پر اللہ تعالےٰ کا غضب اُترے اگر وہ (یعنی اُس کا خاوند) سچا ہو اور میں نے واقعی زنا کی ہو) ف۳

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ ع اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ

اور اگر نہ ہوتا فضل خدا کا اوپر تمہارے اور رحمت اس کی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے تحقیق جو لوگ کہ لائے ہیں

اور اگر اللہ کا فضل اور اُس کا کرم تم پر نہ ہوتا اور اللہ بہت معاف کرنے والا حکمت والا نہ ہوتا ف۴ جن لوگوں نے (حضرت عائشہؓ پر)

بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۚ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

طوفان جماعت ہیں تم میں سے مت گمان کرو اس کو بُرا واسطے اپنے بلکہ وہ بہتر ہے واسطے تمہارے واسطے ہر شخص کے ہے اُن

تہمت اُٹھائی تم ہی میں سے ایک گروہ ہے ف۵ ف۶ اس طوفان کو اپنے حق میں بُرا مت سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ف۷ اس گروہ میں سے ہر شخص نے جتنا

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۱ لَوْلَآ اِذْ

میں سے جو کچھ کمایا گناہ سے اور جو شخص کہ متولی ہوا بڑی بات کا اُن میں سے واسطے اس کے عذاب ہے بڑا کیوں نہ جس وقت

گناہ سمیٹا اتنی سزا پائے گا اور جس نے اِن میں سے اس طوفان کا بیڑا اُٹھایا (بڑا حصہ لیا) اُس کو سخت سزا ہوگی۔ ف۸ (مسلمانو تم کو کیا ہو گیا) جب

ف۱ اللہ کے ہاں بھی اور قانون کی نظر میں بھی۔ (ابن کثیر) ف۲ یعنی اب ان سے فسق کا حکم بھی اُٹھ جائے گا اور ان کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ (شوکانی) ائمہ ثلاثہؒ اور سلفؒ کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس سے فسق کا حکم تو رفع ہو جائے گا مگر گواہی قبول نہ ہوگی۔ اس اختلاف کی بنا اس چیز پہ ہے کہ آیا اس استثناء کا تعلق "وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً" اور "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ" دونوں سے ہے یا صرف آخری حصہ سے (ابن کثیر)

ف۳ جب اُوپر کی آیت میں حدِ قذف نازل ہوئی تو اس کے بعد سوال پیدا ہوا کہ اگر کوئی شخص خود اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو اس کا کیا حکم ہوگا چنانچہ یہ سوال سعد بن عبادہ نے ایک فرضی سوال کی حیثیت سے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیا۔ (بخاری مسلم) مگر جلدی ہی ہلالؓ بن امیہ کا واقعہ پیش آگیا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی کے متعلق بتایا کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "چار گواہ لاؤ ورنہ حدِ قذف تم پر جاری کی جائے گی"۔ اس پر یہ چار آیتیں نازل ہوئیں اور آنحضرتؐ ان آیات کے مطابق تصفیہ — لعان — کے لئے ہلالؓ اور ان کی بیوی کو بُلایا۔ چنانچہ پہلے ہلال نے قسمیں کھا کر گواہی پیش کی اور پھر اس کی بیوی نے۔ اس پر آنحضرتؐ نے ان کے درمیان تفریق کرا دی اور فرمایا کہ حمل جو عورت کے پیٹ میں ہے اس کی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور عورت کا زمانۂ عدت کے نفقے اور سکونت کا کوئی حق ہلالؓ پر نہ ہوگا کیونکہ یہ طلاق یا وفات کے بغیر جُدا کی جا رہی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ تو تم تباہ ہو جاتے کیونکہ بیویوں پر تہمت کا حل تمہاری سمجھ میں نہ آتا۔ (شوکانی)

ف۵ یہاں سے تیسرے رکوع کے آخر تک سولہ آیتیں اُس تہمت سے حضرت عائشہؓ کی عفت و پاکدامنی ظاہر کرنے کے سلسلہ میں اتاری گئیں جو غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر بعض منافقین نے ان پر لگائی تھی۔ یہ واقعہ حدیث کی مشہور کتابوں میں خود حضرت عائشہ کی روایت سے تفصیل درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق سے واپس ہوتے ہوتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ کوچ کی تیاری ہونے لگی حضرت عائشہؓ رفع حاجت کے لئے چلی گئیں۔ وہاں ان کے گلے کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر پڑا۔ اور وہ اسے تلاش کرنے لگیں۔ اتنے میں قافلہ روانہ ہو گیا اور لوگ بے خبری میں ان کا خالی ہودہ اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے۔ جب وہ ہار لے کر پلٹیں تو وہاں کوئی نہ تھا۔ چادر اوڑھ کر ایک جگہ لیٹ گئیں صبح کے وقت ایک صحابی صفوانؓ بن معطل سُلَمی (جو بدری تھے اور اسلئے پیچھے رہ گئے تھے کہ صبح کے بعد قافلہ کے پڑاؤ کی جگہ دیکھ بھال کر آئیں) وہاں سے گزرے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو پہچان لیا کیونکہ نزولِ حجاب سے پہلے انہوں نے ان کو دیکھا تھا۔ ان کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے: "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" رسولِ خدا کی بیوی یہاں رہ گئیں! پھر انہیں اونٹ پر سوار کیا اور خود نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ دوپہر تک قافلہ کو جا لیا۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبَی کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی اور اس کا چرچا کرنے لگا۔ ہوتے ہوتے بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس افواہ کے پھیلانے والوں میں شریک ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصے دنوں تک پریشان و متفکر رہے اور خود حضرت عائشہؓ کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انکی براءت و پاکیزگی ظاہر کرنے کیلئے یہ آیات نازل فرمائیں۔ (ابن کثیر)

ف۶ روایات میں جن لوگوں کے نام ملتے ہیں وہ یہ ہیں: عبداللہ بن ابی، زید بن رفاعہ، مسطحؓ بن اثاثہ، حسانؓ بن ثابت (مشہور شاعر) حمنہؓ بنت جحش (ام المومنین حضرت زینبؓ کی بہن) اور بعض دوسرے۔ ان میں سے پہلے دو منافق تھے اور باقی مسلمان۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۷ یعنی گھبراؤ نہیں اس میں تمہارے لئے خیر کے بہت سے پہلو ہیں۔ ف۸ مراد ہے عبداللہ بن اُبی قبحہ اللہ و لعنہٗ۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ

سُنا تم نے اُس کو گمان کیا مسلمانوں نے اور مسلمانیوں نے ساتھ آپس اپنے کے اچھا اور کیوں نہ کہا اُنہوں نے یہ طوفان

تم نے یہ (نالائق) بات سُنی تھی تو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو اپنی ذات والوں پر نیک گمان کرنا تھا اور یوں کہنا تھا ف۱ یہ کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿١٢﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ

ہے ظاہر ف۲ کیوں نہیں لائے اُوپر اُس کے چار شاہد پس جس وقت نہ لائے شاہدوں کو پس یہ لوگ

طوفان ہے (اگر یہ طوفان اُٹھانے والے سچے تھے تو) کیوں اُس پر چار گواہ نہ لائے (جیسے شرع کا حکم ہے) پھر جب گواہ نہ لاسکے تو اللہ تعالےٰ کے

عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

نزدیک اللہ کے وہی ہیں جھوٹے اور اگر نہ ہوتا فضل خدا کا اُوپر تمہارے اور رحمت اُس کی بیچ دُنیا کے اور آخرت کے

نزدیک خود وہی جھوٹے ٹھہرے ف۳ اور اگر تم پر دُنیا اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا تو اس بات کا

لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ

البتہ لگتا تم کو بیچ اُس چیز کے کہ شروع کیا تھا تم نے بیچ اُس کے عذاب بڑا جس وقت لیتے تھے تم اُس کو ساتھ زبانوں اپنی کے اور کہتے تھے

کھوج کرنے میں رہا اُس کا چرچا کرنے میں اکوئی بڑا عذاب تم سے چمٹ جاتا۔ جب تم اس کو زبان در زبان لانے لگے (ایک نے سُنا دوسرے سے

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾

ساتھ مونہوں اپنے کے وہ چیز کہ نہیں واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم اور گمان کرتے تھے اُس کو آسان اور وہ نزدیک اللہ کے بڑا ہے ف۴

کہہ دیا اُس نے سُنا تیسرے سے کہہ دیا) اور بے سمجھے بوجھے (تحقیق کئے) منہ سے بکنے لگے اور تم سمجھے یہ کوئی بڑی بات نہیں اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک تو وہ بڑی تھی

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا

اور کیوں نہ جس وقت سُنا تم نے اس کو کہا تم نے نہیں لائق ہم کو کہ بولیں یہ بات پاکی ہے تجھ کو یہ

اور تم نے ایسا کیوں نہیں کیا جب یہ (جھوٹی) خبر سنی تھی تو کہہ دینا تھا ہم ایسی (بڑی) بات (منہ سے) نہیں نکال سکتے سُبحان اللہ یہ (بڑا) بھاری

بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ

بہتان ہے بڑا نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ اس سے کہ پھر کرو تم ایسا کام کبھی اگر ہو تم

طوفان ہے ف۵ (دیکھو) اگر تم میں ایمان ہے تو اللہ تعالےٰ تم کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا (یا پھر ایسا کرنا تم پر حرام کرتا

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ایمان والے اور بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے تحقیق وہ لوگ کہ

ہے) اور اللہ تم کھول کھول کر (اپنے احکم تم سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ (سب کچھ) جانتا ہے حکمت والا ف۶ بے شک جو لوگ یہ چاہتے

يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا

دوست رکھتے ہیں یہ کہ پھیلے بے حیائی بیچ مسلمانوں کے واسطے اُن کے ہے عذاب درد دینے والا بیچ دُنیا کے

ہیں کہ مسلمانوں میں فحش باتیں (یعنی پنے اور بدکاری کی) پھیلیں اُن کو دُنیا اور آخرت (دونو) میں تکلیف کا عذاب ہوگا اور (چھپی غیب کی باتیں) اللہ تم

وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اور آخرت کے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اوپر تمہارے اور رحمت اُس کی

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۷ اور اگر اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کا کرم تم پر نہ ہوتا اور

ف۱ یعنی اپنے مسلمان بھائیوں اور اسلامی معاشرہ پر۔ ف۲ جسے ایک لمحہ کے لئے بھی قابلِ غور نہیں سمجھا جاسکتا۔ ف۳ "اللہ کے نزدیک" یعنی اللہ کے قانون کے مطابق جسے اسلامی عدالت نافذ کرتی ہے ورنہ اللہ کے علم میں تو وہ جھوٹے ہی تھے اس لئے جھوٹا جاننے کے لئے چار گواہوں کی ضرورت نہ تھی۔ (ابن کثیر)

ف۴ اگر مسئلہ عام مسلمان خاتون کا ہوتا تب بھی یہ بڑی بات تھی اور اب تو معاملہ اس خاتون کا تھا جو اللہ کے آخری رسولؐ کی بیوی اور امت کی ماں تھیں۔ (ابن کثیر)

ف۵ اس میں ان لوگوں کو توبیخ کی ہے جو اس واقعہ کو سن کر اس میں دلچسپی لے رہے تھے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ بن معاذ نے جب حضرت عائشہؓ کے بارے میں قیل وقال کو سُنا تو انہوں نے برملا اس کو جھٹلایا اور کہا: "سبحانك هٰذا بهتانٌ عظيم"۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے حرم اس قسم کے ملوثات سے بالا ہوتے ہیں۔ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیوی کی خیانت، خیانتِ کفر تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے باہم دگر معاملات کی بنیاد نیک گمان پر ہونی چاہئے۔ اور کسی سے بدگمانی اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کے لئے کوئی واقعی ٹھوس بنیاد نہ ہو۔

ف۶ چنانچہ اس کی حکمت ہی تھی کہ تہمت کھڑی کردی گئی جس سے سچے اور جھوٹے مسلمانوں کا فرق بھی واضح ہوگیا اور حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی کا ایسا ثبوت بہم پہنچا جس میں ایک مسلمان، مسلمان رہتے ہوئے شک نہیں کرسکتا۔

ف۷ یعنی دنیا میں حد جاری ہوگی اور آخرت میں دوزخ کا عذاب ملے گا۔ حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: "آپس میں ایک دوسرے کے عیوب تلاش نہ کرو جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کیا کہ اسے بدنام کرے، اللہ تعالیٰ اس کا عیب تلاش کرے گا اور اسے اسکے گھر میں ذلیل ورسوا کرے گا۔ (ابن کثیر)

وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَ

اور یہ کہ اللہ شفقت کرنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پیروی کرو قدموں شیطان کی اور

اللہ تعالیٰ بہت مہربان رحم والا نہ ہوتا (تو تم تباہ ہو جاتے) مسلمانو شیطان کے قدم بقدم مت چلو (اس کی

مَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ

جو کوئی پیروی کرے گا قدموں شیطان کی پس تحقیق وہ حکم کرتا ہے ساتھ بے حیائی کے اور نامعقول کے اور اگر نہ ہوتا فضل

پیروی نہ کرو) اور جو کوئی شیطان کی پیروی کرے (وہ گمراہ ہوگا) اس لئے کہ شیطان تو بے حیائی اور بُرے ہی کام کرنے کو اسے کہے گا اور اگر اللہ تعالیٰ

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ

اللہ کا اُوپر تمہارے اور رحمت اُس کی نہ پاک ہوتا تم میں سے کوئی کبھی ولیکن اللہ ہی پاک کرتا ہے جس کو چاہے

کا فضل اور کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی (گناہ سے) پاک نہ رہ سکتا لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پاک

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا

اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور نہ قسم کھاویں صاحب بزرگی کے تم میں سے اور گشائش کے یہ کہ دیویں

کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور مالدار ہیں وہ رشتے ناطے والوں اور محتاجوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ

أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ

صاحب قرابت کو اور فقیروں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو بیچ راہ اللہ کے اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں

میں ہجرت کرنیوالوں کو (خیرات) نہ دینے کے لئے قسم نہ کھا بیٹھیں (یا اُن کو خیرات دینے میں قصور نہ کریں) بلکہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم یہ نہیں

أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ

کیا نہیں دوست رکھتے تم یہ کہ بخش دیوے اللہ تم کو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تحقیق وہ لوگ کہ تہمت لگاتے ہیں پاکدامنوں کو

چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو (تمہاری خطاؤں کو بخشے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳ اور جو لوگ پاکدامن بھولی مسلمان عورتوں پر (زنا کی)

الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ

بے خبر ایمان والیوں کو لعنت کی گئی اُن کو بیچ دُنیا کے اور آخرت کے اور واسطے اُن کے عذاب ہے بڑا اُس دن

تہمت لگاتے ہیں وہ دُنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور اُن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا ف۴ جس دن

تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ

کہ گواہی دیں گے اُوپر اُن کے زبانیں اُن کی اور ہاتھ اُن کے اور پاؤں اُن کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے کرتے اُس دن

اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں (خود) اُن کے خلاف اُنکے اعمال کی گواہی دیں گے ف۵ - اُس دن

يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾ الْخَبِيثَاتُ

پوری دے گا اُن کو اللہ جزا حق اُن کی اور جان لیویں گے یہ کہ اللہ وہی ہے حق بیان کرنے والا خبیث عورتیں

اللہ تعالیٰ اُن کو پورا واجبی بدلہ (اُن کے اعمال کا) دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی سچا کھولنے والا ہے ف۶ گندی عورتیں

لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ

واسطے خبیث مردوں کے ہیں اور خبیث مرد واسطے خبیث عورتوں کے ہیں اور پاک عورتیں واسطے پاک مردوں کے ہیں اور پاک مرد واسطے پاک عورتوں کے ہیں

گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ف۷

ف۱ یعنی اسے گناہ میں پڑنے نہیں دیتا یا گناہ کے بعد اسے توبہ کی توفیق دیتا ہے۔ ف۲ اسے معلوم ہے کہ کون دل میں اخلاص رکھتا ہے کہ اسے پاک کیا جائے اور کون نہیں رکھتا۔ ف۳ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی یا اسے ہوا دی، ان میں ایک شخص مسطح بن اثاثہ تھا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خالہ زاد بہن کا بیٹا تھا اور چونکہ غریب اور اللہ کی راہ میں مہاجر تھا اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کی کفالت اپنے ذمے لے رکھی تھی۔ جب اوپر کی آیات میں عائشہؓ کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم کھائی کہ وہ آئندہ سے اس کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسے سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا۔ "واللہ ہم ضرور چاہتے ہیں کہ اے رب ہمارے تو ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے۔" چنانچہ آپؓ نے مسطح کی پھر سے مدد کرنا شروع کر دی اور فرمایا۔ اللہ کی قسم! اب میں کبھی اس کی مدد سے ہاتھ نہیں کھینچوں گا۔ فلھٰذا کان الصدیق ھو الصدیق رضی اللہ عنہ وعن بنتہ (ابن کثیر)

ف۴ "بھولی" سے مراد وہ سیدھی سادی شریف عورتیں ہیں جن کے دل پاک ہیں اور ان کے دل میں بدچلنی کا بھولے سے خیال نہیں آتا۔ امہات المومنین خصوصاً حضرت عائشہؓ اُن بھولی عورتوں میں بالاولیٰ شامل ہیں جن کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کے بعد بھی جو حضرت عائشہؓ سے بدگمانی رکھے گا وہ کافر اور قرآن کا مخالف ہے۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "سات تباہ کر دینے والی چیزوں سے بچو" صحابہؓ نے نے دریافت کیا تو آپؐ نے ان سات چیزوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک بھولی مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا تھی۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی اس بات کی گواہی دینگے کہ وہ دنیا میں یہ یہ بُرے کام کرتے رہے ہیں۔

ف۶ یعنی سچ کو سچ کر دکھانے والا ہے۔ واضح رہے کہ قرآن میں ہر مقام پر "دینھم" کے معنی حسابھم کے ہیں۔ (ابن کثیر عن ابن عباس)

ف۷ اس آیت میں یہ نفسیاتی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ خبیثوں (گندوں) کا نبھاؤ گندی عورتوں سے اور پاکیزہ لوگوں کا نبھاؤ پاکیزہ خصال عورتوں سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک مرد خود تو بڑا پاکیزہ ہے مگر وہ ایک خبیث عورت سے برسوں نبھاؤ کرتا چلا جائے۔ مقصود حضرت عائشہ کی نزاہت ہے کہ اگر ان میں خباثت کا ادنیٰ سا شائبہ بھی ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ازل سے ابد تک پاکوں کے سردار تھے ان سے نہایت محبت و اطمینان سے برسوں نبھاؤ کرتے چلے جاتے؟ حضرت ابن عباسؓ اور بعض دوسرے مفسرینؒ نے خبیثات سے گندے اقوال و افعال اور طیبات سے پاکیزہ اقوال و افعال بھی مراد لئے ہیں یعنی جیسا کوئی آدمی خود ہوتا ہے ویسے ہی وہ اعمال کرتا ہے اور ویسے ہی اقوال زبان پر لاتا ہے۔ اب چونکہ حضرت عائشہ پاک تھیں ان کی سیرت بھی پاک تھی اور یہ منافق خود بھی گندے تھے اس لئے ان سے ایسے ہی گندے اقوال و افعال کی توقع تھی۔ (ابن کثیر)

ف۱ یہاں تک وہ آیات مکمل ہوگئیں جو حضرت عائشہؓ کی تہمتِ زنا سے برأت کے سلسلہ میں نازل کی گئی تھیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں اور آنحضرتؐ نے مجھے خوشخبری دی تو میری والدہ نے مجھ سے کہا: اٹھو، اور آنحضرتؐ کا شکریہ ادا کرو میں نے کہا: "میں نہ اُن کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ اپنے ماں باپ کا، بلکہ میں تو اللہ ہی کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل فرمائی۔ حضرت عائشہؓ مزید فرماتی ہیں: "یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ میرے حق میں وحی نازل ہوگی جو قیامت تک پڑھی جائیگی میں اپنی ہستی کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ خود میری برأت میں کلام کرے۔ (بخاری مسلم) ف۲ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا " کا لفظی ترجمہ ہے؟ یہاں تک کہ تم اُنس حاصل کر لو" اس لئے اس میں نہ صرف اجازت حاصل کرنے کا مفہوم بھی شامل ہے بلکہ یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ تم معلوم کر لو کہ گھر میں کوئی ہے بھی یا نہیں اور ہے تو اسے تمہارا آنا ناگوار تو نہیں ہے؟ اور یہ اجازت تین مرتبہ لینی چاہیئے اور پھر بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیئے اور اجازت مانگنے کے آداب میں یہ بھی ہے کہ دروازے کے سامنے کھڑا نہ ہو بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر اور السلام علیکم کہہ کر اجازت طلب کرنی چاہیئے۔ ابو داؤد میں ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوا اور عین دروازے پر کھڑا ہو کر اجازت مانگنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "پرے ہٹ کر کھڑے ہو، اجازت مانگنے کا حکم تو اسی لئے ہے کہ نگاہ نہ پڑے۔ صحیحین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکے اور تم ایک کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی ان آداب میں دونوں طرف کا فائدہ ہے اجازت مانگنے والے کا بھی اور گھر والوں کا بھی۔ (ابن کثیر)

ف۴ ایک صحابی کہا کرتے کہ مجھے ساری عمر یہی آرزو رہی ہے کہ میں کسی کے گھر جاؤں اور اندر سے مجھے یہ جواب ملے کہ واپس چلے جاؤ اور میں واپس چلا آؤں تاکہ مجھے اس آیت پر کم از کم ایک مرتبہ تو عمل کرنے کی سعادت نصیب ہو جائے۔ (ابن کثیر۔ ابن جریر)

ف۵ یعنی جس سے تمہاری کوئی ضرورت یا فائدہ وابستہ نہ ہو اور وہ کسی کے بسنے کی جگہ نہ ہو اور اس کے اندر جانے کی عام اجازت ہو، جیسے ہوٹل، سرائے، دکان، کارخانہ اور مہمان خانہ جس میں ایک مرتبہ داخل ہونے کی اجازت مل چکی ہو۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی کسی ایسی چیز کی طرف نہ دیکھیں جس کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ اس سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ سلفؒ کا قول ہے کہ نظر ایک زہریلا تیر ہے جس کا نشانہ انسان کا دل بنتا ہے اور اگر بلا ارادہ کسی پر نگاہ پڑ جائے تو نگاہ پھیر لیں۔ صحیحین میں حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "........ دیکھنا (یعنی کسی اجنبی عورت کی طرف دیکھنا) آنکھ کا زنا ہے۔ نفس تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی (عملاً) تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔" نیز سنن میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔ پہلی نظر تو معاف ہے اور دوسری معاف نہیں۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی زنا سے حفاظت کریں اور نہ اپنا ستر ہی اس شخص پر کھولیں جس کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے اس لئے ستر کی حفاظت کے ساتھ نظر کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ حدیث میں ہے اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ آدمی کے لئے ناف اور گھٹنوں تک کا حصہ شرمگاہ میں شامل ہے جس کا ڈھانپنا فرض ہے۔ آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ حضرت بریدہؓ کی رانیں کھلی دیکھیں تو فرمایا: اپنی رانیں ڈھانپ لو، اس لئے کہ رانیں شرمگاہ کا حصہ ہیں البتہ کسی عذر سے ران کا کھولنا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن آنحضرتؐ نے اپنی ران کھولی۔ (ابن کثیر)

ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا ویسا ہی حکم ہے جیسا مردوں کیلئے۔ انہیں بھی کسی ایسی چیز کی طرف دیکھنا نہیں چاہیئے جس کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ آنحضرتؐ نے جس طرح مردوں کو ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے سے منع فرمایا ہے اسی طرح عورتوں کو

أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

یہ لوگ پاک ہیں اُس چیز سے کہ کہتے ہیں واسطے اُن کے بخشش ہے اور روزی ہے باکرامت اے لوگو جو ایمان لائے ہو

یہ لوگ (یعنی پاک مرد اور پاک عورتیں) ان باتوں سے پاک ہیں جو وہ (یعنی گندے اور پاجی لوگ بکتے رہتے ہیں) اُن کے لئے (آخرت میں خدا کی طرف سے)

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ

مت داخل ہو گھروں میں سوائے گھروں اپنوں کے یہاں تک کہ اذن لو اور سلام کرو اوپر رہنے والوں اُن کے یہ

بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ مسلمانو تم اپنے گھروں کے سوا پرائے گھروں میں مت گھسو جب تک اُن گھر والوں سے اذن نہ لو اور باہر سے کہا

خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ

بہتر ہے واسطے تمہارے تاکہ تم نصیحت پکڑو ف۳ پس اگر نہ پاؤ بیچ اُن کے کسی کو پس مت داخل ہو اُن میں یہاں تک

سلام علیکم کر لو۔ یہ اذن لینا اور سلام کر کے اندر جانا تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو (یا نصیحت لو) پھر اگر اُن گھروں میں کسی کو نہ پاؤ (اندر سے کچھ

يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

کہ اذن دیا جاوے واسطے تمہارے اور اگر کہا جاوے واسطے تمہارے پھر جاؤ پس پھر جاؤ وہ پاکیزہ ہے واسطے تمہارے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ

جواب نہ ملے) تو جب تک تم کو اذن نہ ہو اندر مت گھسو اور اگر (اندر سے) تم کو یہ جواب ملے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جاؤ یہ بہت عمدہ (تہذیب) ہے تمہارے

عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ

کرتے ہو جاننے والا ہے نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ داخل ہو گھروں میں کہ کوئی نہیں رہتا اُن میں بیچ اُن کے دھرا ہے اسباب

لئے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ف۴ جس مکان میں تمہارا اسباب دھرا ہو وہاں کوئی رہتا نہ ہو اُس میں (بے اذن لئے) جانا تم پہ کوئی گناہ

لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ

تمہارا اور اللہ جانتا ہے جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو کہہ واسطے مسلمان مردوں کے کہ بند کریں

نہیں ف۵ اور جو تم کھل کر کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو اللہ (سب) جانتا ہے (اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہہ دے اپنی نگاہ نیچی ف۶

أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾

آنکھیں اپنی اور محافظت کریں شرمگاہ اپنی کی یہ بہت پاکیزہ ہے واسطے اُن کے تحقیق اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں

رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو تھامے رہیں (بدکاری سے بچائے رہیں) ف۷ یہ اُن کے لئے بہتر ہے (عمدہ بات ہے) وہ جو کرتے ہیں اللہ کو اس کی خبر ہے

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ

اور کہہ واسطے مسلمان عورتوں کے کہ بند کریں آنکھیں اپنی اور محافظت کریں شرمگاہ اپنی کی اور نہ ظاہر کریں

اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتوں سے کہہ دے اپنی نگاہ نیچی رکھیں ف۸ اور اپنی شرمگاہ تھامے رہیں (زنا سے بچائے رہیں) ف۹ اور اپنا سنگار

زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ

بناؤ اپنا مگر جو ظاہر ہے اُس میں سے اور چاہیے کہ ڈالیں اوڑھنیاں اپنی اوپر گریبانوں اپنے کے اور نہ ظاہر کریں

نہ دکھائیں (جیسے پازیب بالی بجھے وغیرہ) مگر جو سنگار کھلا رہتا ہے ف۱۰ (جیسے انگشتری سرمہ وغیرہ) اور اپنے کرتے کے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہیں

زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ

بناؤ اپنا مگر واسطے خاوندوں اپنے کے یا باپوں اپنے کے یا واسطے باپوں خاوندوں اپنے کے یا بیٹوں اپنے کے یا بیٹوں

اور اپنا (پوشیدہ) سنگار کسی کو نہ دکھائیں مگر اپنے خاوندوں کو یا اپنے باپوں کو یا اپنے سسروں کو ف۱۱ یا اپنے بیٹوں کو یا اپنے خاوند

بھی ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے سے منع فرمایا ہے: لا ينظر الرجل الى عورة الرجل ولا تنظر المرءة الى عورة المرءة (مسلم، ابوداؤد) ف۹ ہاتھوں اور چہرہ کے سوا عورت کا سارا جسم شرمگاہ ہے جسے شوہر کے سوا کسی مرد حتی کہ باپ اور بھائی کے سامنے کھولنا بھی جائز نہیں ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت اسماؓ سے فرمایا: اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ جائز نہیں ہے کہ اسکے منہ اور ہاتھ کے سوا جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ (ابوداؤد) مگر ہاتھ اور چہرے کے استثناء کے معنی نہیں ہیں کہ اجانب سے بھی ہاتھ اور چہرے کا پردہ نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ف۱۰ یا "جو کھل جائے"، جیسے چادر کے اُٹھ جانے سے نیچے کی کوئی زینت کھل جائے لفظ "ظہر" کے یہ دونوں مفہوم ہو سکتے ہیں۔ اسے "عادۃً کھولنا" کے معنی میں لینا صحیح نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور انکے بالتبع بعض دوسرے علماء نے لیا ہے کیونکہ اس سے تو حکم کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور اگر اس سے کپڑوں کے اوپر کا حصہ مراد لے لیا جائے تو بہتر ہے جیسا کہ

بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ

خاوندوں اپنے کے یا بھائیوں اپنے کے یا بیٹوں بھائیوں اپنے کے یا بیٹوں بہنوں اپنی کے یا بی بیوں اپنی کے یا

کے بیٹوں کو یا اپنے بھائیوں کو یا اپنے بھتیجوں کو یا اپنے بھانجوں کو یا اپنے (دین والی) عورتوں

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ

جن کے مالک ہوئے داہنے ہاتھ اُن کے یا جو ساتھ رہنے والے ہیں غیر حاجت والے مردوں سے یا لڑکوں سے

کو یا اپنے غلاموں کو یا گھر کے کام کاج کرنے والے مردوں کو جن کو (عورت کی) خواہش نہیں ف۲ یا ان لڑکوں کو

الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا

جو نہیں واقف اُوپر چھپی باتوں عورتوں کے اور نہ ماریں پاؤں اپنے زمین پر تاکہ جانا جاوے

جو عورتوں کے بھید سے آگاہ نہیں ہیں ف۳ اور اپنے پاؤں (چلتے چلتے) زمین پر نہ دھمکیں کہ (لوگوں کو)

يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

جو کچھ کہ چھپاتی ہیں زینت اپنی سے اور توبہ کرو طرف اللہ کی سب اے مسلمانو توکہ تم فلاح پاؤ

اُن کے سنگار کی خبر ہو جس کو وہ چھپاتی ہیں۔ اور مسلمانو تم سب مل کر اللہ کی درگاہ میں (بُری باتوں سے جو جاہلیت کے زمانہ میں ہوا کرتی تھیں) توبہ کرو اسلئے کہ تم مراد کو پہنچو

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

اور نکاح کرو رانڈوں کو اپنے میں سے اور لائق والوں کو غلاموں اپنے میں سے اور لونڈیوں اپنی میں سے اگر ہوں گے فقیر

اور جو تم میں بے خاوند والی عورتیں ہیں اُن کا نکاح ف۴ پڑھا دو اور تمہاری لونڈی اور غلاموں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں اُن کا (بھی نکاح پڑھا دو) اگر یہ

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

حاجت روائی کرے گا اُن کی اللہ فضل اپنے سے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے اور چاہیئے کہ پاکدامنی کریں وہ لوگ کہ نہیں مقدور پاتے

محتاج ہوں گے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے انکو مالدار کردیگا ف۵ اور اللہ گنجائش والا (سب) جانتا ہے۔ اور جو لوگ نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے وہ (حرامکاری سے

نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ

نکاح کا یہاں تک کہ غنی کرے گا اُن کو اللہ تعالیٰ فضل اپنے سے اور وہ لوگ کہ چاہتے ہیں لکھت آزادی کی کچھ دیکر اُن لوگوں میں سے

بچے رہیں (اپنے آپ کو روکے رہیں) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کو مالدار کردے اور تمہارے غلاموں لونڈیوں میں سے جو مکاتب ہونا چاہیں اُن کو

اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ

کہ مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے پس لکھ دو اُن کو اگر جانو تم بیچ اُن کے بھلائی اور دو اُن کو مال خدا کے سے جو

اگر اس لائق سمجھو تو مکاتب کر دو۔ ف۶ اور اللہ تعالےٰ نے جو اپنا مال تم کو دیا ہے اُس میں سے

اٰتٰىكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ

دیا ہے تم کو اور مت جبر کرو لونڈیوں اپنی کو اُوپر بدکاری کے اگر چاہیں بچے رہنا تو کہ طلب کرو تم اسباب زندگانی

ان کو بھی دو ف۷ اور تمہاری لونڈیاں اگر پاک دامن رہنا چاہیں تو اُن سے دُنیا کی زندگی کا سامان کمانے کے لیئے (روپیہ پیدا کرنے کے لئے) زبردستی

الدُّنْيَا ۗ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ

دُنیا کا اور جو کوئی جبر کرے گا ان کو پس تحقیق اللہ پیچھے جبر کرنے کے اُن پر بخشنے والا مہربان ہے اور البتہ تحقیق

حرام کاری نہ کراؤ اور جو کوئی اُن پر زبردستی کرے گا۔ تو زبردستی کے بعد (اُن پر گناہ نہ ہوگا) اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۸ (مسلمانو) ہم تو تم

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ (قرطبی) ف۱۱ یعنی سر، سینہ اور گردن چھپائے رہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں عورتیں اپنی اوڑھنیاں پیچھے کی طرف ڈال لیتی تھیں اور انکے اگلے گریبان کا ایک حصہ کھلا رہتا تھا جس سے گلا اور سینے کا بالائی حصہ نمایاں ہوتا تھا اسلئے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے کُرتے کے گریبانوں (یعنی سینہ اور گردن) پر اوڑھنیاں ڈالے رہیں۔ (ابن کثیر) ف۱۲ مراد ہے چادر یا برقع کے نیچے کا سنگھار جس میں ہاتھ اور چہرہ کا سنگھار بھی شامل ہے۔ ف۱۳ باپوں کے مفہوم میں دادا، پردادا، نانا اور پرنانا بھی شامل ہیں اور بیٹوں میں پوتے، پرپوتے، نواسے اور پرنواسے بھی آجاتے ہیں اور خواہ وہ سگے ہوں یا سوتیلے۔ (ابن کثیر) **فوائد صفحہ ہذا۔** ف۱ قدیم مفسرینؒ میں سے اکثر نے اپنے دین کی یعنی مسلمان عورتیں مراد لی ہیں اور بعض نے ملنے جُلنے والی شریف عورتیں، لیکن یہاں جنہوں نے مسلمان عورتیں مراد لی ہیں۔ انھوں نے بھی ضرورت کے وقت غیر مسلم عورتوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۲ بڑھاپے کی وجہ سے یا عقلی کمزوری کی وجہ سے، واضح رہے کہ مخنث ان میں نہیں آتا۔ کیونکہ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے اس کو گھروں میں آنے جانے سے منع فرما دیا تھا۔ (شوکانی)

ف۳ یعنی جنہیں زن و شو کے تعلقات کا پتا ہی نہ ہو۔ ظاہر ہے اس سے نابالغ بچے ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ (شوکانی)

ف۴ اسی طرح جو مرد بے بیوی کے ہوں ان کا بھی نکاح پڑھا دو۔ "ایامیٰ" جمع ہے "اَیِّم" کی اور اَیِّم کا لفظ اس مرد پر بولا جاتا ہے جس کی کوئی بیوی نہ ہو اور عورت پر بھی جس کا کوئی شوہر نہ ہو۔ (شوکانی)

ف۵ ایک حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہے اسے کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا رکھنے والی اور شرمگاہ کو بدی سے بچانے والی چیز ہے اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ شہوت کے جوش کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

ف۶ مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کا مالک اس سے کہتا ہے، اگر تم اتنا مال اتنی قسطوں میں ادا کر دوگے تو میں تمہیں آزاد کر دونگا۔

ف۷ یعنی اپنی زکوٰۃ و صدقات سے ان کی مدد کرو تاکہ وہ آزادی حاصل کر سکیں۔

ف۸ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر لونڈیاں خود پاکدامن نہ رہنا چاہیں تو ان سے حرامکاری کرائی جا سکتی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اپنی مرضی سے حرامکاری کریں گی تو اس کی ذمہ داری ان پر ہوگی اور وہ خود مجرم ہوں گی، لیکن اگر مالک ان سے زبردستی حرامکاری کرائے گا تو اللہ کے ہاں بھی اور قانون کی نظر میں بھی مجرم ان کا مالک ہوگا۔ خود ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رأس المنافقین عبداللہ بن اُبی کی مسیکہ اور امیمہ نامی دو لونڈیاں تھیں جن سے وہ زبردستی حرامکاری کراتا تھا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح القدیر)

اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمَوۡعِظَةً

اتاری ہیں ہم نے طرف تمہاری نشانیاں بیان کرنے والیں اور مثالیں ان لوگوں کی کہ گذرے تھے پہلے تم سے اور نصیحت

کو کھلی کھلی آیتیں بھیج چکے اور جو لوگ تم سے پہلے گذر گئے اُن کے حال اور پرہیزگاروں کے لئے

لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۞ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ

واسطے پرہیزگاروں کے اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا مثال نور اُس کے کی مانند طاق کی ہے کہ بیچ اُس کے چراغ ہو

نصیحت کی باتیں) اللہ تعالٰے آسمانوں اور زمین کا نور ہے ف۱ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو طاق میں چراغ (روشن)

اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ

وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت

ہو چراغ ایک شیشے میں ہو ف۲ شیشہ (ایسا صاف ہے) گویا چمکتا ہوا موتی کی طرح تارا ہے وہ چراغ ایک مبارک درخت زیتون (کے تیل) سے سلگایا جاتا ہے

مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيۡتُهَا يُضِىۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ

مبارک ف۳ زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اُس کا کہ روشن ہو جاوے اور اگرچہ نہ لگے اُس کو

جس کا رُخ نہ پورب کی طرف ہے (کہ شام کو اُس پر دھوپ نہ آئے) نہ پچھم کی طرف ہے (کہ صبح کو اس پر دھوپ نہ آئے) ف۴ اُس کا تیل (ایسا) چونکہ بہت صاف ہے تو قریب ہے کہ

نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ

آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے

آگ چھوئے ف۵ بغیر (آپ ہی آپ) سلگ پڑے (غرض ایک نور نہیں بلکہ) نور علیٰ نور ہے ف۶ اور اللہ تعالٰی جس کو چاہتا ہے اپنا نور بتلاتا ہے ف۷ اور اللہ لوگوں کے (سمجھانے کے لئے)

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۞ فِىۡ بُيُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَيُذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ ۙ

اور اللہ تعالٰی ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے بیچ گھروں کے کہ حکم کیا اللہ نے یہ کہ بلند کئے جاویں اور یاد کیا جاوے بیچ اُن کے نام اُس کا

مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ تعالٰی سب کچھ جانتا ہے ف۸ (یہ طاق) ان گھروں میں (رہے) (جن کی تعظیم کرنے کا) یا بلند کرنے کا اللہ تعالٰے نے حکم دیا ہے اور ان میں اللہ تعالٰی

يُسَبِّحُ لَهٗ فِيۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۞ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ

تسبیح کرتے ہیں واسطے اس کے بیچ اُن کے صبح کو اور شام کو وہ مرد کہ نہیں غافل کرتی اُن کو سوداگری اور نہ بیچنا

کا نام جپا جاتا ہے ف۹ وہاں صبح اور شام اللہ تعالٰے کی تسبیح وہ لوگ کرتے ہیں جن کو کوئی سوداگری اور مول تول

ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِيۡهِ الۡقُلُوۡبُ

یاد خدا کی سے اور قائم کرنے نماز کے سے اور دینے زکوٰۃ کے سے ڈرتے ہیں اُس دن سے کہ پھر جاویں گے بیچ اُس کے دل

اللہ تعالٰے کی یاد سے اور نماز درستی کے ساتھ ادا کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ف۱۰ وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس دن (مارے ڈر کے) دل اور

وَالۡاَبۡصَارُ ۙ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

اور آنکھیں تو کہ جزا دیوے اُن کو اللہ تعالٰی بہتر اس چیز کی کہ کی ہے انہوں نے اور زیادہ دیوے اُن کو فضل اپنے سے اور اللہ

آنکھیں اُلٹ جائیں گی (یہ لوگ اللہ کی تسبیح صبح اور شام اس لئے کرتے ہیں) تاکہ اللہ اُن کو اُن کے عملوں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ

يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۞ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُهُمۡ كَسَرَابٍۢ بِقِيۡعَةٍ

رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار اور جو لوگ کہ کافر ہوئے عمل اُن کے مانند ریت کی ہیں بیچ میدان کے

عطا فرمائے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے ف۱۱ اور کافروں کے (نیک) اعمال (جیسے خیرات وغیرہ) اس چمکتی ریتی کی طرح ہیں جو چٹیل میدان

ف۱ "نُور" کے لفظی معنی روشنی کے ہیں اور اللہ تعالٰی پر لفظ "نور" کا اطلاق بطور مدح و ستائش کیا گیا ہے کیونکہ وہی ایک ذات ہے جس نے روشنی دینے والی تمام چیزوں کو اور ان کی روشنی کو پیدا کیا اور انہیں روشن بنایا۔ اور اللہ تعالٰی کے نور ہونے کے اس معنی کی تائید زید بن علیؒ اور عبدالعزیز المکی کی قرارت سے بھی ہوتی ہے یعنی "اَللّٰهُ نَوَّرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ" (اللہ نے زمین اور آسمان کو روشن بنایا) مطلب یہ ہے کہ اس ساری کائنات کی رونق اللہ تعالٰی ہی کی تدبیر و انتظام سے ہے۔ (شوکانی)

ف۲ سب جانتے ہیں کہ شیشے میں رکھنے سے آگ کی روشنی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

ف۳ مبارک یعنی کثیر المنافع، بہت فائدوں والا۔

ف۴ یعنی ایسے کھلے میدان میں ہے صبح سے شام تک اس پر دھوپ رہتی ہے۔ کہتے ہیں کہ زیتون کے درخت پر جتنی زیادہ دھوپ پڑے اتنا ہی اس کا تیل عمدہ ہوتا ہے۔ (فتح القدیر)

ف۵ یعنی اتنا روشن ہے کہ وہ روشنی دینے کے لئے آگ کا بھی محتاج نہیں ہے اور پھر آگ سے مل کر تو اس کی روشنی کا کیا ہی کہنا۔

ف۶ یعنی ایک نُور پر دوسرا نُور۔ آگ کا نُور، اس پر تیل کا نُور، اس پر شیشے کا نُور، پھر اوپر سے طاق جو نُور کو یکجا رکھتا ہے۔

ف۷ یعنی مطلوب و مقصود تک پہنچاتا ہے۔

ف۸ اسے معلوم ہے کہ لوگوں کو کونسی چیز کس مثال سے سمجھائی جائے

ف۹ اوپر کی آیت میں مومن کے قلب اور اس میں جو علم و ہدایت کی روشنی ہے اسے مصباح سے تشبیہ دے کر سمجھایا کہ اس کی مثال قندیل کی ہے اب اس قندیل کا محل ذکر کیا یعنی مساجد جو اللہ تعالٰی کو تمام زمین سے زیادہ محبوب ہیں۔ پس ان مساجد کے آداب یہ ہیں کہ ان کو پاک صاف رکھا جائے اور ان میں بیہودہ باتیں نہ کی جائیں اور نہ نازیبا حرکت ہی کی جائے۔ عموماً مفسرینؒ نے "ان ترفع" کے یہی معنی کئے ہیں۔ مسجدوں کو پاک و صاف رکھنے اور ان کے احترام کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ یعنی یہ کہ مسجدوں میں اللہ کا نام لیا جائے۔ ان میں اشعار نہ پڑھے جائیں اور نہ ان میں خرید و فروخت کی جائے۔ گمشدہ چیزوں کے اعلانات کے لئے ان کو اڈا نہ بنایا جائے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ لِىۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ اور نکلتے وقت: اَللّٰهُمَّ اِنِّىۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ الۡعَظِيۡمِ۔ بعض روایات میں آنحضرتؐ پر درود و سلام اور شیطان سے تعوذ کا ذکر بھی آیا ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی ہر حالت میں اللہ تعالٰی کی طاعت و محبت کو اپنے مقاصد اور مراد پر ترجیح دیتے ہیں۔

- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بازار میں تھے کہ اذان کی آواز آگئی۔ لوگوں نے اپنا سامان دکانوں میں چھوڑ کر مسجد کا رُخ کیا۔ آپؓ نے فرمایا: یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ انہیں سوداگری اور مول تول، اللہ کی یاد اور نماز درستی کے ساتھ ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتے۔ (ابن کثیر۔ فتح البیان)

ف۱۱ جیسا کہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ نیکی کا بدلہ دس گنا، بلکہ سات سو گنا، بلکہ بے حد و حساب دے گا۔ یا یہ کہ ایسے لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ ایک حدیث میں مذکور ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

يَحۡسَبُهُ الظَّمۡاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمۡ يَجِدۡهُ شَيۡـئًـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ

گمان کرتا ہے اُس کو پیاسا پانی یہاں تک کہ جب آیا اُس کے پاس نہ پایا اُس کو کچھ اور پایا اللہ کو نزدیک اپنے

پس ہو پیاسا (جنگل میں دُور سے) اُس کو پانی سمجھتا ہے جب اس کے پاس آتا ہے تو اُسے کچھ بھی نہیں پاتا۔ اور (دیکھتا ہے تو گیا) خدا کو اپنے پاس پاتا

فَوَفّٰٮهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ۙ﴿۳۹﴾ اَوۡ كَظُلُمٰتٍ فِىۡ بَحۡرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغۡشٰٮهُ

پس پورا دیا اُس کو حساب اُس کا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا یا مانند اندھیروں کے ہیں بیچ دریا عمیق کے ڈھانکتی ہے اس

ہے وہ اُس کا حساب پورا چکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ف۱ یا (اُن کے اعمال) گہرے سمندر کے اندھیروں کی طرح ہیں جس کو

مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ

کو موج اُوپر اس کے اور موج ہے اُوپر اس کے بادل ہے اندھیرے ہیں بعض اُن کے اُوپر بعضوں کے جس وقت

ایک موج نے ڈھانک رکھا ہے اُس کے اُوپر ایک موج ہے اُس کے اُوپر بادل ہے (ابر غرض) کئی اندھیرے ہیں ایک کے اُوپر ایک ف۲ اگر کوئی

اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ﴿۴۰﴾ ع ۵ / ۱۱

نکال لیوے ہاتھ اپنا نہیں نزدیک کہ دیکھے اس کو اور جو کوئی کہ نہ کرے اللہ واسطے اس کے نور پس نہیں واسطے اُس کے کچھ نور

اپنا ہاتھ نکالے (تو اس قدر اندھیرا ہے کہ) اس کو دیکھ نہ سکے اور جس کو اللہ (اپنی ہدایت کی) روشنی نہ دے اُس کو روشنی کہاں ملے گی ف۳

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ

کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ تسبیح کرتا ہے واسطے اس کے جو کوئی بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور جانور پرند پر کھولے ہوئے ہر ایک

اے سننے والے یا اے پیغمبرؐ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ آسمان اور زمین میں جتنے ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور پرندے بھی بازو پھیلائے ہوئے ہر ایک کو

صَلَاتَهٗ وَتَسۡبِيۡحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ

تحقیق جانتا ہے نماز اس کی اور تسبیح اس کی اور اللہ جانتا ہے جو کچھ کرتے ہیں اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین

اپنی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی یاد کا ڈھنگ معلوم ہے ف۴ اور جو یہ کیا کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے ف۵ اور آسمان اور زمین دونوں میں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے

وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزۡجِىۡ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيۡنَهٗ ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ

کی اور طرف اللہ کی ہے پھر جانا کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ چلاتا ہے بادلوں کو پھر ملاپ ڈالتا ہے درمیان اُن کے پھر کر دیتا

اور وہ جگہ اُسی کا حکم چلتا ہے اللہ ہی کے پاس (سب کو) لوٹ جانا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادل کو ہانک لے جاتا ہے پھر اس کو جوڑتا ہے ف۶ پھر اُس کو تہ بہ تہ

رُكَامًا فَتَرَى الۡوَدۡقَ يَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ جِبَالٍ فِيۡهَا

ہے اُن کو تہ بہ تہ پس دیکھتا ہے تو مینہ کو نکلتا ہے درمیان اس کے سے ف۸ اور اُتارتا ہے آسمان کی طرف سے پہاڑوں سے کہ بیچ اُن کے

جماتا ہے (تاکہ وہ غلیظ ہو) پھر اُس کے سوراخوں میں سے تو دیکھتا ہے مینہ نکلتا ہے اور اولوں کے جو پہاڑ آسمان میں ہیں (یعنی) اُن میں سے اولے برساتا ہے پھر

مِنۡۢ بَرَدٍ فَيُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَصۡرِفُهٗ عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرۡقِهٖ

ہے سردی اولوں کی پس پہنچاتا ہے اُس کو جس کو چاہتا ہے اور پھیر دیتا ہے اس کو جس سے چاہتا ہے نزدیک ہے چمک بجلی اُس کی کی

جس (آدمی) پر چاہتا ہے وہ اولے گراتا ہے اور جس پر سے چاہتا ہے وہ اولے ہٹا دیتا ہے (اولے گرتے ہیں لیکن وہ بچ جاتا ہے) بادل کی بجلی کی چمک

يَذۡهَبُ بِالۡاَبۡصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِى

کہ لے جاوے آنکھوں کو ف۹ پھیرتا ہے اللہ رات کو اور دن کو ف۱۰ تحقیق بیچ اس کے البتہ سمجھنے کی جگہ ہے واسطے

(ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آنکھوں کی روشنی اب اُچک لے جائے گی۔ رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا ہے جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کو ان باتوں میں فکر کرنا

ف۱ کفروا اور پر مومنوں کے اعمال کی حالت بیان کی ہے اور اب یہاں کفار کے اعمال کی حالت بیان کی جا رہی ہے لہٰذا یہ ایک قصے کا عطف دوسرے قصہ پر ہے۔ جیساکہ سورۂ بقرہ میں منافقین کی دو مثالیں بیان فرمائیں۔ ایک پانی کی اور دوسری آگ کی، اور پھر سورۂ رعد میں اس علم و ہدایت کی آگ اور پانی سے دو مثالیں بیان فرمائیں جو لوگوں کے دلوں میں قرار یاب ہوتا ہے۔ اب یہاں دو قسم کے کفار (ایک لیڈر اور دوسرے ان کے مقلدین) کی دو مثالیں بیان کی جا رہی ہیں ایک سراب اور دوسری ظلمات کی۔ پہلی مثال ان کفار کی ہے جو کفر کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اپنے اعمال و اعتقادات کو قابلِ اعتماد سمجھتے ہوئے یہ گمان کرتے ہیں کہ آخرت میں ان کی بہتر جزا ملیگی مگر در اصل ان کے اعمال سراب کی طرح بے حقیقت ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جہل مرکب میں مبتلا ہیں اور آگے ان لوگوں کی مثال ظلمات سے بیان کی ہے جو جہل بسیط میں مبتلا ہیں اور ائمہ کفر کی تقلید کر رہے ہیں۔ (ابن کثیر) یہاں کفار کے اعمال ہی کی دو مثالیں بیان کی ہیں پہلی مثال کا تعلق وجدان سے ہے اور دوسری کا رؤیت سے۔ امام جرجانیؒ فرماتے ہیں۔ پہلی مثال کفار کے اعمال کی ہے جو اپنے گمان کے مطابق کچھ نیک اعمال (صدقہ و خیرات، خدمت بیت اللہ وغیرہ) کرتے ہیں۔ اس امید پر کہ آگے چل کر یہ ہمارے کام آئیں گے۔ مگر جب آخرت میں پہنچیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ان نیکیوں کی کچھ حقیقت نہیں۔ اور دوسری مثال نفسِ کفر کی ہے۔ پھر ان کفار کے حکم میں وہ فلاسفہ بھی داخل ہیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں مگر ان کے عقائد و اعمال شریعت کے منافی ہیں۔ (شوکانی ملخصاً) واضح رہے کہ کفار کے اعمال کی تمثیل لم یجدہ شیئا پر تمام ہو جاتی ہے اس کے بعد ووجد اللہ بطور تکملہ ان کے بقیہ احوال کا بیان ہے۔ یعنی صرف اسی پر بس نہیں ہے کہ صرف یاس قنوط اور ناکامی کا سامنا ہوگا بلکہ وہاں محاسبۂ الٰہی سے انہیں ایسی بدحالی سے دوچار ہونا پڑیگا کہ اس کے مقابلے میں یاس و ناکامی کی کچھ حیثیت نہیں رہے گی۔ (روح)

ف۲ ابر کا اندھیرا، موج کا اندھیرا، سمندر کا اندھیرا۔

ف۳ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو جہل بسیط کا شکار ہوتے ہیں نہ تو ان کو یہ معلوم ہے کہ ان کی قیادت کرنے والے کیسے ہیں اور نہ یہی جانتے ہیں کہ ان کو کس طرف لے جا رہے ہیں مگر اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھتے ہیں حالانکہ باپ دادا کی اندھی تقلید جہالت، اوہام پرستی وغیرہ۔ نہ معلوم کتنی گمراہیاں ہیں جن میں یہ لوگ گرفتار ہیں۔ اسی کو مثال میں "ظلمات بعضہا فوق بعض" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی تمام انسان، جن، فرشتے، جانور، اُڑتے ہوئے پرندے حتیٰ کہ جمادات اللہ تعالیٰ کے ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔

ف۵ اس سے معلوم ہوا کہ ان کی یہ تسبیح اتفاقی طور پر یا بے سوچے سمجھے نہیں ہے بلکہ سمجھ کر اور علم کی بنا پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھایا اور ان کی طرف الہام کیا ہے۔ ف۶ یعنی ان کی تسبیح اور طاعت سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہے۔ ف۷ یعنی ان کے ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک چیز بنا دیتا ہے۔ ف۸ جیسے چھلنی کے سوراخوں میں سے کوئی چیز ٹپکتی ہے۔ ف۹ یعنی اس کی تیز روشنی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ ف۱۰ پہلے رات آتی ہے اور پھر دن اور پھر رات اور پھر دن۔ کبھی رات چھوٹی ہوتی ہے اور کبھی دن۔ واضح رہے کہ زمین پر زندہ رہنے کے جتنے اسباب موجود ہیں رات دن کے اسی اُلٹ پھیر کی بدولت ہیں۔ اگر ہمیشہ رات رہتی یا ہمیشہ دن رہتا تو کوئی چیز پیدا نہ ہو سکتی۔ یہ سب اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے۔

ف١ جیسے سانپ، مچھلی اور بعض قسم کے کیڑے مکوڑے۔ ف٢ جیسے انسان اور پرند۔ ف٣ مراد ہیں باقی سب جانور۔ ف٤ جس کی بدولت وہ اپنی اخروی زندگی میں جنت کا مستحق قرار دیا جاتا ہے اور اس کی دنیوی زندگی سکون واطمینان سے گزرتی ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ ف٥ یعنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر عمل سے خود ہی اس کی تردید کرتے ہیں۔ یہ ان کے جھوٹا اور بے ایمان ہونے کی واضح دلیل ہے۔ (از ابن کثیر)

الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ

سوجھ والوں کے اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے پس بعض اُن میں سے وہ ہے کہ چلتا ہے اُوپر پیٹ اپنے کے

چاہئیے (اگر خدا نہ ہوتا تو یہ سب انتظام کیونکر چلتے) اور اللہ ہی نے ہر جانور کو پانی سے (نطفہ سے) پیدا کیا۔ بعضے جانور تو پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ اور ف١

وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ

اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ چلتا ہے اُوپر دونوں پاؤں اپنے کے اور بعض اُن میں سے وہ ہے کہ چلتا ہے اُوپر چار پاؤں کے پیدا کرتا ہے اللہ

بعضے دو پاؤں پر چلتے ہیں ف٢ اور بعضے چار پاؤں پر چلتے ہیں ف٣ بعضے چار سے بھی زیادہ

مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾ لَّقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي

جو کچھ چاہے تحقیق اللہ اُوپر ہر چیز کے قادر ہے البتہ تحقیق اُتاریں ہم نے نشانیاں ظاہر اور اللہ راہ دکھاتا ہے

بہت سے پاؤں پر) اللہ جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم تو (اپنے پہچاننے کے لئے) کھلی کھلی نشانیاں اُتار چکے ہیں

مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا

جس کو چاہے طرف راہ سیدھی کی اور کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور ساتھ رسول کے اور فرمانبرداری

(جن کو دیکھ کر خدا کی پہچان ہوتی ہے) اور (اس پر بھی) اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے رستے پر لگاتا ہے۔ ف٤ اور یہ (منافق) لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان

ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا دُعُوا

کی ہم نے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ اُن میں سے پیچھے اس کے اور نہیں یہ لوگ ایمان والے اور جس وقت بلائے

لائے اور ہم نے (اللہ اور رسول کا حکم) مان لیا پھر ایسا کہنے کے بعد اُن میں کا ایک فرقہ (اللہ اور رسول کے حکم سے) منہ پھیر لیتا ہے اور یہ لوگ درحقیقت ایمان نہیں رکھتے ف٥

إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِن يَكُن

جاتے ہیں طرف اللہ کی اور رسول اُس کے کی تو کہ حکم کرے درمیان اُن کے ناگہاں ایک فرقہ ان میں سے منہ پھیرنے والا ہے اور اگر ہووے

اور جب اُن کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے اُن کا (جھگڑا) فیصل کرنے کے لئے تو ایک ہی ایکا اُن کا ایک فرقہ گریز کر جاتا ہے۔ ف٦ اور اگر کہیں وہ حق

لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ

واسطے اُن کے حق آتے ہیں طرف اُس کی مطیع ہو کر کیا بیچ دلوں اُن کے کے بیماری ہے یا شک کرتے ہیں یا

پر ہوں (یا اُن کو کسی سے کچھ لینا ہو) جب تو کان دبائے پیغمبر کے پاس چلے آتے ہیں۔ ف٧ کیا اُن کے دلوں میں (کفر و نفاق کی) بیماری ہے یا اُن کو (تیری پیغمبری

يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾ ع

ڈرتے ہیں یہ کہ کج راہی کرے اللہ اُوپر اُن کے اور رسول اس کا بلکہ یہ لوگ وہی ہیں ظالم

میں) شک ہے یا وہ (اس سے) ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول اُن پر ظلم کرے گا بلکہ (رہے یہ کہ) وہ خود ظالم ہیں ف٨

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن

سوائے اس کے نہیں کہ ہے بات مسلمانوں کی جس وقت بلائے جاتے ہیں طرف اللہ کی اور رسول اس کے کی تو کہ حکم کرے درمیان اُن کے یہ کہ

ایماندار لوگ جب (اُن کا جھگڑا) فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں

يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کہیں سنا ہم نے اور فرمانبرداری کی ہم نے اور یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول

تو بس یہی کہتے ہیں ہم نے سُنا اور مان لیا اور یہی لوگ بامراد ہوں گے ف٩ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم

المنزل ۴

ف٦ واضح رہے کہ یہ معاملہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک ہی نہ تھا بلکہ آپؐ کے بعد آپؐ کی سنت کی طرف جو دعوت دی جاتی ہے وہ دراصل آپؐ کی طرف دعوت ہوتی ہے۔ اس سے گریز کرنے والے کا حکم وہی ہے جو اس آیت میں منافقین کے گروہ کا بیان ہوا ہے۔

ف٧ یعنی جب یہ دیکھتے ہیں کہ شریعت کے مطابق فیصلہ میں ان کا فائدہ ہے تب تو بڑے اطاعت کیش بن کر آتے ہیں اور ایمان کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں ورنہ دبک کر بیٹھ جاتے ہیں اور شریعت کے احکام میں کیڑے نکالنے لگتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شریعت کی اس طرح کی پیروی اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہ شریعت کی پیروی نہیں بلکہ نفس پرستی ہے۔ (ابن کثیر)

ف٨ یعنی آخر یہ اللہ و رسولؐ کی عدالت میں فیصلہ لے جانے سے کیوں کتراتے ہیں؟ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں ہے کہ ان کے دلوں میں کفر و نفاق کی بیماری ہے یا انہیں پیغمبر کے سچا ہونے میں شک ہے یا انہیں اندیشہ ہے کہ ان کے پاس مقدمہ لے جائینگے تو ہم پر ظلم کیا جائیگا (حالانکہ ان کے ہاں کسی پر ظلم کا احتمال ہی نہیں ہے) مگر نہ تو ان کو آپؐ کی نبوت میں شک ہے، اور نہ ظلم ہی کا خوف ہے جس کی بدولت ان کے پاس مقدمہ لانے سے کترا رہے ہیں بلکہ ظالم (قصوروار) یہ خود ہیں یعنی جس شخص کا ان کے ذمہ حق ہے اس کو دبانا چاہتے ہیں۔ (جامع البیان وفتح) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: دل میں روگ یہ کہ اللہ و رسولؐ کو سچ جانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے کہ چلے اور پاؤں نہیں اُٹھتے (موضح) اس سے معلوم ہوا کہ جو قاضی کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اس کے سمن کو قبول کرنا واجب ہے اور اس سے کترانا اللہ و رسولؐ کے فیصلے سے منہ موڑنا ہے مگر جو قاضی کتاب و سنت سے بےخبر ہو اور اس نے کسی عالم مجتہد کے آرا و اجتہادات کو جمع کر لیا ہو اور اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہو تو اس کے پاس مقدمہ لے جانا اور اس کے سمن کو قبول کرنا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ اس رائے پر عمل کرنا اس مجتہد کے لئے جائز تھا جس کی طرف وہ رائے منسوب ہے اور وہ بھی اس وقت تک جب تک اسے کتاب و سنت کا فیصلہ نہ پہنچا تھا مگر کسی دوسرے کے لئے اس پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنا اور اس کے مطابق لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (شوکانی) ف٩ اللہ و رسولؐ کے فیصلے کو نہ صرف قبول کرنا بلکہ فیصلہ کیلئے جب کوئی انکی طرف بلائے تو اس کے بلاوے پر دل و جان سے لبیک کہنا مومن و بامراد ہونے کے لئے شرط ہے اس بارے میں جو کوتاہی پائی جائیگی وہ ایمان کے کم ہونے کی دلیل ہے۔ اوپر کی آیات میں منافقین کی حالت بیان فرمائی ہے اور اب اس آیت میں مومنین کی حالت کا بیان ہے۔ (شوکانی - قرطبی)

ف۱ یعنی بس خاموش رہو معلوم ہے کہ تم کتنے اطاعت گزار ہو۔ "طاعۃ معروفۃ" کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دستور کے مطابق (یعنی جیسے سب لوگ کرتے ہیں) اطاعت کرنا تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے قسمیں کھانے اور خوشامد کی باتیں کرنے سے کیا فائدہ؟ (شوکانی)

وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

اُسکی اور ڈرے اللہ تعالےٰ سے اور پرہیزگاری کرے پس یہ لوگ وہی ہیں مُراد پانے والے اور قسم کھائی انہوں نے ساتھ اللہ کے سخت قسمیں اپنی

مان لے اور اللہ سے (اگلے گناہوں پر) ڈرتا ہے اور (آئندہ) اُس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں گے اور (اے پیغمبرؐ) ان منافقوں نے

لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

البتہ اگر حکم کرے گا تو اُن کو نکل جاویں گے کہہ مت قسم کھاؤ مطلب ہمارا فرمانبرداری ہے معقول تحقیق اللہ تعالےٰ خبردار ہے ساتھ اس

اللہ کی بڑی قسمیں کھائیں کہ اگر تو اُن کو حکم کرے تو وہ (جہاد کے لئے) ضرور نکلیں گے کہہ دے قسم نہ کھاؤ (جھوٹی قسم کھانے سے کیا فائدہ) تمہاری اطاعت معلوم ہے ف۱

تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٣﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا

چیز کے کہ کرتے ہو کہہ فرمانبرداری کرو اللہ تعالےٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی پس اگر پھر جاؤ پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر

بیشک جو تم کرتے ہو اللہ کو اُس کی خبر ہے (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے اللہ تعالےٰ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو ف۲ پھر اگر تم نہ مانو گے تو رسول کا بوجھ اُس پر ہے

حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٥٤﴾

ف۳ اس کے ہے جو کچھ اُٹھوایا گیا وہ اور اوپر تمہارے ہے جو کچھ اُٹھوائے گئے تم اور اگر فرمانبرداری کرو اس کی راہ پاؤ اور نہیں اوپر پیغمبر کے مگر پہنچا دینا ظاہر

اور تمہارا بوجھ تم پر ہے ف۴ اور اگر تم رسولؐ کے کہے پر چلو گے تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے (ہدایت پاؤ گے) ف۵ اور رسولؐ پر اور کچھ نہیں (ہمارا حکم) پہنچا دینا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا

وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے اچھے البتہ خلیفہ کرے گا اُن کو بیچ زمین کے جیسا کہ

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ تعالےٰ نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ (ایک ایک دن) اُن کو ضرور ملک میں حکومت دے گا جیسے اُس نے اگلے لوگوں

اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَ

خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے اُن سے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے اُن کے دین اُن کا جو پسند کر دیا ہے واسطے اُن کے

کو اُن سے پہلے حکومت دی تھی (داؤد اور سلیمانؑ اور بنی اسرائیل وغیرہ کو) اور جس دین کو اُن کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام کو) وہ اُن کے لئے جما دے گا ف۶ اور

لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ

اور البتہ بدل دے گا اُن کو پیچھے ڈر ان کے کے امن عبادت کریں گے میری نہیں شریک لاویں گے ساتھ میرے کچھ اور جو کوئی کفر کرے

اُن کو جو (دشمنوں سے اس وقت) ڈر ہے اُس کے بعد ڈر کے بدل اُن کو امن دے گا۔ وہ مجھ کو پوجتے رہیں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنے کے جو شخص اس

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور فرمانبرداری کرو

کے بعد کفر کرے ف۷ (مرتد ہو جائے یا کفر ہی پر جما رہے ف۸) تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور نماز کو درستی سے ادا کرو ف۹ اور زکوٰۃ دو اور رسولؐ کا کہا

الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ

رسول کی تو کہ تم رحم کئے جاؤ مت گمان کر ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں عاجز کرنے والے بیچ زمین کے

مانو اس لئے کہ تم پر (اللہ تعالےٰ) کا رحم ہو ف۱۰ (اے پیغمبرؐ) یہ مت سمجھ کہ کافر لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر) ہم کو تھکا دیں گے (کہ ہم اُن کو

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ

اور جگہ رہنے اُن کے کی آگ ہے اور البتہ بُری جگہ ہے پھر جانے کی اے لوگو جو ایمان لائے ہو چاہئے کہ اذن مانگیں تم سے وہ لوگ

نہ پکڑ سکیں) اُن کا تو (مقر یعنی) ٹھکانہ جہنم ہے (وہ اس میں ضرور جائیں گے) اور بیشک وہ بُرا ٹھکانہ ہے مسلمانو تمہارے غلام لونڈی اور جو لڑکے لڑکیاں (تم میں سے

ع ٧ ١٢

ف۲ صرف اللہ کا نہیں بلکہ اللہ کا بھی اور اس کے ساتھ رسولؐ کا بھی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کا کہنا ماننا یہی ہے کہ ان کی سنت کی پیروی کی جائے۔

ف۳ یعنی رسولؐ کی ذمہ داری تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دینا تھی۔ سو اس نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ اب اس پر عمل کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ اگر تم اس سے پیٹھ پھیرتے ہو تو اپنا انجام خود سوچ لو۔

ف۴ اس کے بغیر تمہیں ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔

ف۵ یعنی اگر تمہیں ہدایت نہ ہو تو کوتاہی اس کی نہیں بلکہ تمہاری ہو گی۔

ف۶ یعنی اسے مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیگا۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت برحق تھی اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق۔ گو یہ وعدہ تمام امت کو شامل ہے حضرت ابوبکر صدیق کے دورِ خلافت سے لیکر حضرت عثمان کے دورِ خلافت تک جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ (ابن کثیر، شوکانی)

ف۷ یعنی اللہ کی طرف سے اس سچے وعدے کے آجانے کے بعد۔

ف۸ یا خدا کی ناشکری کرے۔ کفر کے معنی انکارِ حق اور ناشکری دونوں ہو سکتے ہیں۔

ف۹ نماز درستی سے ادا کرو۔ (تشریح کیلئے دیکھئے بقرہ: ۲)

ف۱۰ اس آیت میں صرف رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور رحم کئے جانے کو اس پر معلق رکھا ہے معلوم ہوا کہ جو لوگ رسولؐ کی اطاعت کو ضروری نہیں سمجھتے وہ امتِ مرحومہ سے خارج ہیں۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھئے آل عمران: ۳۲، ۱۳۲، نساء: ۵۹، مائدہ: ۹۲، انفال: ۱، ۲۰، ۴۶، محمدؐ: ۳۳، تغابن: ۱۲، مجادلہ: ۱۳

بلکہ قرآن میں جتنے اولوالعزم پیغمبروں کی دعوت کا قرآن نے ذکر کیا ہے سب نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دینے کے ساتھ ساتھ خود اپنی طاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ سنت کی حیثیت کو سمجھنے کیلئے قرآن کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ کیا ہم سنت کو چھوڑ کر صرف قرآن سے اسلامی نظام حیات کی کوئی مکمل تشکیل پیش کر سکتے ہیں)۔

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ

کہ مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے یعنی غلام اور جو لوگ کہ نہیں پہنچے بلوغ کو تم میں سے تین بار پہلے نماز

ابھی جوان نہیں ہوئے ف۲ وہ تین وقتوں میں تمہارے پاس آنے کی اجازت لیا کریں (ایک تو) فجر کی نماز کے پہلے

الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ۫

فجر کے اور جس وقت اُتار رکھتے ہو کپڑے اپنے دوپہر کو اور پیچھے نماز عشاء کے

(کیونکہ رات کو آدمی کھلا رہتا ہے) اور (دوسرے) دوپہر دن کو جب تم سونے کے لئے اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو اور (تیسرے) عشاء کی نماز کے بعد

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ

تین وقت پردے کے ہیں واسطے تمہارے نہیں اُوپر تمہارے اور نہ اُوپر اُن کے گناہ پیچھے اُن کے پھرنے والے ہیں اُوپر تمہارے

یہ تین وقت تمہاری بے پردگی کے وقت ہیں ف۳ ان وقتوں کے سوا بے اجازت آنے میں) نہ تم پر گناہ ہے نہ اُن پر تم ایک دوسرے کے پاس

بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَ

بعضے تمہارے ہیں اُوپر بعض کے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور

آتے جاتے رہتے ہو۔ یونہی اللہ تعالیٰ (اپنے) احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے (تاکہ تم اچھی طرح سمجھ جاؤ اور اُن پر عمل کرو) اور اللہ سب جانتا

اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

جس وقت کہ پہنچیں لڑکے تم میں سے بلوغ کو پس چاہئے کہ اذن مانگیں جیسا اذن مانگتے ہیں وہ لوگ کہ پہلے ان سے تھے

ہے حکمت والا اور جب تمہارے لڑکے جوان ہو جائیں تو جس طرح وہ لوگ (ہر وقت) اجازت لیتے ہیں جو اُن سے ف۴ پہلے

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور بیٹھ رہنے والیاں عورتوں میں سے

جوان ہو چکے ہیں یہ بھی اجازت لیا کریں یونہی اللہ تعالیٰ اپنے حکم تم سے کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ (سب) جانتا ہے حکمت والا۔ اور جو بڑی بوڑھی عورتیں

الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ

وہ جو نہیں اُمید رکھتیں نکاح کی پس نہیں اُوپر اُن کے گناہ یہ کہ اُتار رکھیں کپڑے اپنے نہ

ہیں جن کا حیض بند ہو گیا ہے اُن کو نکاح (یا اولاد) کی اُمید نہیں رہی وہ اگر (گھروں میں) اپنے کپڑے (مثلاً دوپٹہ وغیرہ) اُتار کر رہیں تو اُن پر کچھ گناہ

مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ

ظاہر کرنے والیاں ساتھ بناؤ کے اور اگر بچیں اُس سے بہتر ہے واسطے ان کے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے نہیں

نہیں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنا بناؤ دکھاتی پھریں ف۵ اور جو (اس سے بھی) بچی رہیں (یعنی پورا ستر رکھیں جوان عورتوں کی طرح) تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ

عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

اُوپر اندھے کے تنگی اور نہ اُوپر لنگڑے کے تنگی اور نہ اُوپر بیمار کے تنگی اور نہ اُوپر آپس تمہارے کے

(سب) سنتا جانتا ہے۔ اندھے پر کوئی حرج نہیں نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے نہ بیمار پر کوئی حرج ہے نہ خود تم پر اپنے گھروں میں

اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ

یہ کہ کھاؤ تم گھروں اپنوں سے یا گھروں باپوں اپنے کے سے یا گھروں ماؤں اپنی کے سے یا گھروں بھائیوں اپنے کے سے

سے (جن میں تم خود رہتے ہو یا تمہاری اولاد رہتی ہے) کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں میں یا اپنی ماؤں کے گھروں میں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں

ف۱ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "وہ احتلام کی عمر کو نہیں پہنچے" مراد ہے کہ ابھی بچے ہیں۔

ف۲ یعنی جن میں تم تنہا یا اپنی بیویوں کے ساتھ ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ غلاموں اور بچوں کا تمہارے پاس اچانک آپہنچنا مناسب نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "اکثر لوگ اس آیت پر ایمان نہیں لائے (یعنی اس پر عمل کرنے سے بے پروا ہیں) میں تو اپنی اس چھوٹی سی بچی کو بھی جو سامنے کھڑی ہے حکم دیتا ہوں کہ ان اوقات میں اذن لے کر آیا کرے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۳ اگر ان کے لئے بھی ضروری کر دیا جاتا کہ جب آئیں اجازت لے کر آئیں تو گھر کے کام کاج میں سخت دقت پیش آتی۔ گویا خدمتگاری کی ضرورت کے پیش نظر اجازت دی گئی ہے۔

ف۴ یا جس طرح وہ لوگ اجازت لیتے ہیں جن کا ذکر پہلے (آیت ۲۷ میں) ہو چکا ہے۔ الغرض بلوغت کے بعد ہر حال میں اجازت لیکر آنا ضروری ہے پھر ان تین اوقات کی تخصیص نہیں ہے۔ (ابن کثیر) عطا ابن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ "اے اللہ کے رسولؐ! کیا میں اپنی ماں کے پاس بھی اجازت لے کر جایا کروں؟ فرمایا: "ہاں" اس نے کہا: "میں تو اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں" فرمایا: "تب بھی اجازت لیکر جایا کرو۔ ماں کو برہنگی کی حالت میں دیکھنا چاہتے ہو؟" اس نے جواب دیا "نہیں"۔ فرمایا "تو اجازت لے کر جایا کرو۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی انہیں دوپٹہ کے اوپر کی چادر اتارنے کی اجازت ہے مگر اس لئے نہیں کہ وہ اپنی زینت کی نمائش کریں بلکہ محض آرام لینے کے لئے۔ (ابن کثیر)

أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ

یا گھروں بہنوں اپنی کے سے یا گھروں چچاؤں اپنے کے سے یا گھروں پھوپھیوں اپنی کے سے یا گھروں ماموؤں اپنے کے سے

میں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں میں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں میں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں میں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں میں سے

أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

یا گھروں خالاؤں اپنی کے سے یا جن کے کہ مالک ہوئے ہو کنجیوں اُس کی کے یا آشناؤں اپنے کے سے نہیں اوپر تمہارے گناہ یہ کہ

یا اپنی خالاؤں کے گھروں میں سے یا اُن گھروں میں سے (یا چیزوں میں سے) جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں ف۱ یا اپنے دوستوں کے گھروں میں سے ف۲ تم

تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً

کھاؤ اکٹھے یا متفرق ف۳ پس جس وقت کہ داخل ہو تم گھروں میں پس سلام بھیجو اوپر آپس اپنے کے دُعا مقرر کی ہوئی

پر کچھ گناہ نہیں اگر تم سب (مل کر ایک دستر خوان پر) کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ۔ پھر جب تم گھروں میں (کھانے کے لئے) گھسنے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو ف۴

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾

نزدیک اللہ کے سے برکت والی پاکیزہ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں تو کہ تم سمجھو

یہ ایک اچھی دُعا ہے خدا کی طرف سے (یعنی خدا نے اس کا حکم دیا ہے) برکت والی پاکیزہ اللہ یوں ہی اپنے حکم تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اسلئے کہ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ

سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور رسولؐ اُس کے کے اور جس وقت کہ ہوں ساتھ اُس کے اُوپر کام

تم کو عقل آئے (یا تم سمجھو) ع ۸ مسلمان وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں (جیسے جمعہ یا جماعت یا

جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

جمع کرنے والے کے نہ جاویں یہاں تک کہ اذن لے لیویں پیغمبرؐ سے تحقیق وہ لوگ کہ اذن مانگتے ہیں تجھ سے یہ لوگ وہی ہیں کہ

صلاح یا مشورہ یا جہاد وغیرہ) پیغمبرؐ کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک اُس سے اجازت نہ لیں ف۵ وہاں سے (اُٹھ کر) نہیں جاتے بیشک جو لوگ تجھ سے (جاتے وقت) اجازت لیتے ہیں

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ

ایمان لاتے ہیں ساتھ اللہ کے اور رسولؐ اس کے کے پس جس وقت کہ اذن مانگیں تجھ سے واسطے بعضے کام اپنے کے پس اذن دے واسطے اس شخص کے

وہی اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں پھر جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے تجھ سے (جانے کی) اجازت مانگیں تو جس کو تو چاہے ان میں سے اجازت

شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ

کہ چاہے تو اُن میں سے اور بخشش مانگ واسطے اُن کے اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت مقرر کرو پکارنا

دے اور اللہ سے اس کی بخشش کی دُعا کر ف۶ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (مسلمانو) رسولؐ کے بلانے کو اپنے

الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ

پیغمبرؐ کا درمیان اپنے جیسا پکارنا بعضے تمہارے کا ہے بعضوں کو تحقیق جانتا ہے اللہ اُن لوگوں کو کہ چھپ کر نکل جاتے ہیں

میں ایسا مت سمجھو جیسا آپس میں ایک دوسرے کو بُلانا سمجھتے ہو ف۷ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں آنکھ بچا کر (یا دوسرے کی

مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ

تم میں سے نظر بچا کر ف۸ پس چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ جو مخالفت کرتے ہیں حکم اس کے سے اس سے کہ پہنچ جاوے اُن کو فتنہ ف۹ یا

آڑ میں ہو کر بے اجازت) سٹک جاتے ہیں۔ پھر جو لوگ پیغمبرؐ کا حکم نہیں مانتے اُن کو ڈرنا چاہئے (دُنیا میں) کوئی مصیبت اُن پر نہ آن پڑے یا آخرت

ف۱ یعنی جن کے مالکوں نے تمہیں اس میں تصرف کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں "جب سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی: یاایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے نہ کھایا کرو) تو مسلمان ایک دوسرے کے ہاں سے کھانا کھانے میں بھی سخت احتیاط برتنے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں رخصت دی گئی۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ جب مسلمان کسی جنگ کے لئے روانہ ہوتے تو اپنے گھروں کی کنجیاں پیچھے رہنے والے معذوروں کے حوالے کر دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہیں گھروں سے کھانے کی اجازت ہے لیکن وہ اس میں تنگی محسوس کرتے اور کہتے کہ ہم لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کے گھروں سے کوئی چیز لے کر نہیں کھائینگے اس پر انہیں رخصت دینے کے لئے یہ آیت نازل کی گئی۔ (اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں کو بھی بتایا گیا کہ آپس میں ایک دوسرے کے گھر سے کھانا کوئی ناجائز کام نہیں ہے۔ (فتح القدیر)

ف۲ مراد ہیں وہ بے تکلف قسم کے دوست جن کی عدم موجودگی میں اگر ان کے گھر سے کوئی چیز کھائی جائے تو وہ ناراض ہونے کے بجائے خوش ہوتے ہیں۔

ف۳ یعنی آدمی اکیلا کھانا چاہے تب بھی جائز ہے اور جماعت کے ساتھ مل کر کھائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں، دونوں باتیں جائز ہیں، مگر اکٹھے بیٹھ کر کھانے میں برکت ہے۔ حدیث میں ہے: کلوا جمیعًا ولا تفرقوا فان البرکۃ مع الجماعۃ: کہ الگ الگ بیٹھ کر کھانے کی بجائے اکٹھے بیٹھ کر کھایا کرو۔ بیشک اجتماعی صورت میں کھانا کھایا جائے تو موجب برکت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی ان کے رہنے والوں کو جو تمہارے اپنے ہی لوگ ہیں سلام کرو۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب تم مسجد یا کسی ایسے گھر میں داخل ہو جس میں کوئی نہ رہتا ہو تو بھی یہ کہہ کر سلام کرو" السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ (شوکانی)

ف۵ جماعتی نظم میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو اس کا التزام کرنا چاہئے۔ (شوکانی)

ف۶ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ عذر کی بنا پر اگرچہ اجازت لے کر جانا جائز ہے مگر پھر بھی اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ دنیا کی ضرورت کو دین پر مقدم رکھنا ہے اسی لئے آنحضرت کو ایسے لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ کذا فی الوحیدی (شوکانی)

ف۷ یعنی معمولی نہ سمجھو کہ جی چاہا آگئے اور جی میں آیا تو نہ آئے بلکہ ان کی دعوت پر لبیک کہو۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حضرتؐ کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلاویں۔ پھر یہی تھا کہ بے حکم چلے نہ جاویں۔ یا آیت کے معنی یہ ہیں کہ "رسولؐ کی دعا کو عام لوگوں کی سی دعا نہ سمجھو" یا "رسولؐ کو ایسے نہ پکارو جیسے لوگ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں" یعنی آواز دھیمی رکھ کر نہایت ادب و احترام سے پکارو۔" "دعاء الرسول" کے یہ تینوں معنی مفسرینؒ نے بیان کئے ہیں اور تینوں موقع و محل کے لحاظ سے صحیح ہیں۔ (شوکانی)

ف۸ یہ منافقین کا شیوہ تھا جیسا کہ متعدد روایات میں اس کا ذکر ہے۔

ف۹ آیت میں لفظ "فتنۃ" کو غیر مقید رکھا گیا ہے یہ مفسرین میں سے بعض نے اس سے مراد قتل، بعض نے زلزلہ اور بعض نے ظالم حکمرانوں کا تسلط لیا ہے اور "یخالفون" چونکہ معنی اعراض کو متضمن ہے اس لئے اس کا صلہ عن لایا گیا ہے۔ (شوکانی)

ف۱ یہاں لفظ "او" منع الخلو کے لئے ہے۔ پھر جب صرف ایک معاملہ میں رسولؐ کی عدم اطاعت پر یہ وعید سنائی گئی ہے تو ان لوگوں کو اپنے معاملہ پر ضرور غور کرنا چاہیئے جنھوں نے رسول کو سرے سے اطاعت کا مستحق ہی نہیں سمجھا بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بے نیاز ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ ف۲ حضرت عقبہؓ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اپنی آنکھوں پر انگلیاں رکھے ہوئے سورہ نور کی یہ آخری آیت پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ: واقعی تو ہر چیز کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ (شوکانی)

يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ

پہنچ جاوے اُن کو عذاب درد دینے والا خبردار ہو تحقیق واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے تحقیق جانتا ہے جو کچھ کہ ہو تم

میں) کوئی تکلیف کا عذاب اُن کو نہ پہنچے ف۱ سن لو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تم جس حال میں ہو وہ (خوب) جانتا ہے اور

عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

اُوپر اس کے اور جس دن کہ پھیرے جاویں گے طرف اس کی پس خبر دیگا اُن کو ساتھ اس چیز کے کہ کیا ہے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے

جس دن (قیامت میں) اُس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ اُن کو بتلا دے گا جو وہ (دُنیا میں) کرتے تھے (انکے اعمال کی سزا دیگا) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۲

سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آيَاتُهَا ۷۷ رُكُوعَاتُهَا ۶

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے ف۳

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾

بہت برکت والا ہے جس نے اُتارا قرآن اُوپر بندے اپنے کے تاکہ ہووے واسطے عالموں کے ڈرانے والا

بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے (حضرت محمدؐ) پر قرآن ف۴ اُتارا اس لئے کہ وہ سارے جہان کو ڈرانے والا ہو ف۵

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ

وہ جو واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور نہ پکڑی اولاد اور نہیں ہے واسطے اُس کے شریک

وہ خدا ایسا ہے جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور کوئی بیٹا نہیں رکھتا بلکہ سب اُس کے بندے اور غلام ہیں اور نہ بادشاہت

فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ﴿٢﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ

بیچ بادشاہی کے اور پیدا کیا ہر چیز کو پس اندازہ کیا اُس کو اندازہ کرنا اور پکڑے ہیں سوائے اُس کے

میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور اُس نے ہر چیز کو بنایا ف۶ پھر ایک اندازے سے اُس کو درست کیا۔ اور ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے

آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا

معبود کہ نہیں پیدا کرتے کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں اور نہیں مالک واسطے جان اپنی کے ضرر

خدا بنائے ہیں جو نہ کسی چیز کو پیدا کرتے ہیں وہ خود (دوسرے کے) پیدا کئے ہوئے ہیں ف۷ اور نہ اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے مالک

وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ﴿٣﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

اور نہ نفع کے اور نہ اختیار میں رکھتے موت کو اور نہ زندگی کو اور نہ پھر اُٹھنے کو اور کہا اُن لوگوں نے جو

ہیں۔ ف۸ نہ کسی کا مرنا اور جینا اور مرے پیچھے جی اٹھنا اُن کے اختیار میں ہے اور کافر قرآن کی نسبت کہتے ہیں

كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ

کافر ہوئے نہیں یہ مگر طوفان کہ باندھ لیا ہے اُس کو اور مدد کی ہے اُس کی اُوپر اس کے قوم اور نے

یہ تو اور کچھ نہیں جھوٹ ہے جس کو اس شخص (یعنی پیغمبرؐ) نے بنا لیا ہے اور دوسرے لوگوں (یعنی یہود کے چند عالموں) نے بھی اس بنانے ف۹

فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا

پس تحقیق لائے ظلم اور جھوٹ اور کہا انھوں نے یہ کہانیاں ہیں پہلوں کی کہ لکھ لیا ہے اُن کو

میں اُس کی مدد کی ہے سخت افسوس ہے جب اُن سے کچھ نہ بنا تو یہ ظلم اور فریب پر آ گئے ف۱۰ اور کہتے ہیں (قرآن ہے کیا) اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جو اس نے

معانقہ ۱۰

ف۳ حضرت ابن عباس اور جمہور مفسرینؒ کے قول کے مطابق یہ ساری کی ساری سورہ مکہ میں نازل ہوئی۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ اس کی تین آیتوں ۶۸ تا ۷۰ کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ اس سورۃ سے اللہ تعالیٰ نے پہلے توحید پر، پھر نبوت پر اور پھر معاد (آخرت) پر کلام فرمایا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت عمرؓ نے حضرت ہشامؓ بن حکیم کو اس سورۃ کی قراءت کرتے سنا اور ان سے وہ قراءتیں سنیں جو اُن کو آنحضرتؐ نے نہیں پڑھائی تھیں چنانچہ حضرت عمرؓ انہیں پکڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لے آئے۔ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ اور ہشامؓ دونوں کی قراءتوں کو صحیح قرار دیا اور فرمایا: یہ قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے جو آسان ہو پڑھو۔ (شوکانی)

ف۴ قرآن کو "الفرقان"، فرمایا ہے یعنی اپنے احکام کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا، اور اسی کلمہ کی بنا پر اس سورۃ کا نام سورہ الفرقان رکھا گیا ہے۔

ف۵ سارے جہان سے مراد قیامت تک کے تمام جن و انس ہیں اس لئے کہ آنحضرتؐ کی بعثت ان سب کے لئے تھی۔ کوئی دوسرا رسولؐ دنیا میں ایسا نہیں آیا۔ حدیث میں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے جن میں سے ایک یہ بات ہے کہ پہلے نبیؑ کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ (ابن کثیر، شوکانی)

ف۶ یعنی اسے ایک خاص اندازے میں رکھا جس کی بدولت اس سے وہی افعال و اثرات صادر ہوئے جن کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے اور اسے وہی صورت جسامت اور صلاحیتیں عطا کیں جو اس کی ضرورت کے مطابق ہیں۔

ف۷ اگر وہ ستارے ہیں یا فرشتے، انبیا اور جن تو یہ سب اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور اگر یہ مٹی اور لکڑی کے بُت ہیں تو خود ان مشرکوں نے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہیں۔

ف۸ یعنی نہ اپنے تئیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو نقصان سے بچا سکتے ہیں پھر دوسروں کو کیا نفع پہنچائیں گے اور کیا انہیں نقصان سے بچائیں گے۔

ف۹ دوسرے لوگوں سے بھی اس قرآن کے جمع کرنے میں آنحضرتؐ نے مدد لی ہے۔ (دیکھئے سورہ نحل: ۱۰۳)

ف۱۰ یعنی انہوں نے یہ جو بات کہی ہے وہ بڑا ظلم (بے انصافی) اور فریب ہے اس لئے کہ یہ جانتے ہیں کہ قرآن جیسی، کیا باعتبار فصاحت اور کیا باعتبار مضامین معجز کتاب تصنیف کر کے پیش کر دینا کسی انسان کے بس میں نہیں چاہے اس کی پشت پر چند نہیں ہزاروں بلکہ دنیا بھر کے ادیب، شاعر، فلسفی اور عالم جمع ہو جائیں اور افسوس بلکہ تعجب تو اس پر ہے کہ یہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں جن کی پوری زندگی ان کے سامنے گذری اور جن کے بارے میں انہیں خوب معلوم ہے کہ آپؐ نے نہ کبھی پڑھنا لکھنا سیکھا اور نہ کسی عالم کی شاگردی کی۔ پھر آپؐ اس قسم کی تصنیف کیونکر پیش کر سکتے ہیں۔

فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ

پس وہ پڑھی جاتی ہیں اوپر اُس کے صبح اور شام کہہ اُتارا ہے اُس کو اُس شخص نے کہ جانتا ہے بھید کو کہ بیچ آسمانوں کے

لکھوا رکھی ہیں وہ صبح اور شام اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ف۱ (اے پیغمبرؐ ان کافروں سے) کہہ دے قرآن تو اس (خدا) نے اُتارا ہے جو آسمان اور زمین کی چھپی

وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

ور زمین کے ہے تحقیق وہ ہے بخشنے والا مہربان اور کہا انہوں نے کیا ہے اس پیغمبرؐ کو کہ کھاتا ہے

بات (غیب کی بات) جانتا ہے بے شک وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور کہتے ہیں یہ کیسا پیغمبرؐ ہے کھانا وہ کھاتا ہے

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝

کھانا اور چلتا ہے بیچ بازاروں کے کیوں نہ اُتارا گیا طرف اُس کی فرشتہ پس ہوتا ساتھ اس کے ڈرانے والا

اور بازاروں میں وہ (بڑا) پھرتا ہے ف۳ (خیر یہ بھی سہی ہم نے مان لیا) بھلا اُس پر ایک فرشتہ کیوں نہیں اُتارا گیا وہ بھی اُس کے ساتھ ساتھ

اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ

یا ڈالا جاوے طرف اس کی گنج یا ہووے واسطے اُس کے باغ کہ کھاوے اس میں سے اور کہا ظالموں نے نہیں

لوگوں کو ڈراتا رہتا ف۴۔ یا (آسمان سے) ایک خزانہ کیوں نہیں اُس پر ڈالا گیا یا (خیر یہ بھی نہیں تو) ایک باغ تو اُس کا ہوتا جس میں سے وہ کھاتا رہتا ف۶ - اور یہ ظالم ف۷

تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

پیروی کرتے تم مگر ایک مرد جادو کئے گئے کی دیکھ کیونکر بیان کیں انہوں نے واسطے تیرے مثالیں پس گمراہ ہوئے

کہتے ہیں تم تو ایسے شخص کے تابعدار بن گئے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے ف۸ (اے پیغمبرؐ) دیکھ تو وہ تیرے حق میں کیا کیا باتیں بناتے ہیں تو وہ گمراہ ہو گئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا

پس نہیں پا سکتے راہ بہت برکت والا ہے وہ اللہ کہ اگر چاہے کرے واسطے تیرے بہتر

اب راہ پر نہیں آ سکتے ف۹ بڑی برکت والا ہے وہ خدا اگر چاہے تو ایک باغ یا محل کی کیا حقیقت ہے) تجھ کو اس سے بڑھ کر

مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝

اس سے باغ کہ چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں اور کرے واسطے تیرے محل

عنایت فرمائے ایسے ایسے باغ دے جن کے تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں اور کئی محل تیرے لئے بنا دے

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا

بلکہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور تیار کیا ہے ہم نے واسطے اس شخص کے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو دوزخ جب

بات یہ ہے کہ ان کافروں نے قیامت کو جھوٹ سمجھا اور جو کوئی قیامت کو جھٹلائے اس کے لئے ہم نے ف۱۰ دوزخ طیار کر رکھی ہے۔ جب دوزخ

رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا

دیکھے گی اُن کو دور سے مکان سنیں گے واسطے اُس کے غصہ کھانا اور چلانا اور جب ڈالے جاویں گے

اُن کو ایک دور مقام سے دیکھے گی ف۱۱ تو یہ اس کا جوش اور خروش سنیں گے ف۱۲ اور جب دوزخ میں مشکیں

مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا

اُس میں سے مکان تنگ میں جکڑے ہوئے پکاریں گے اُس جگہ ہلاک کو مت پکارو آج ہلاک

باندھ کر تنگ جگہ میں ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت کو یاد کریں گے ف۱۳ (فرشتے ان سے کہیں گے) آج ایک موت کو

منزل ۴

ع ۱ / ۹ / ۱۶

ف۱ یعنی خود تو اَن پڑھ ہے اس لئے دوسرے لوگوں کے ذمہ اس نے یہ کام لگا رکھا ہے کہ صبح و شام یہ لکھوائی ہوئی کہانیاں اسے پڑھ پڑھ کر سنائیں تاکہ اسے زبانی یاد ہو جائیں اور یہ بات ایسی تھی جس کے کذب و بہتان ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی یہ ہے قرآن کی حقیقت جس کا اعتراف تمہارے دل بھی کرتے ہیں مگر ظلم و فریب کی راہ سے قرآن کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تصنیف کیا ہوا کہتے رہتے ہو۔ اگر اللہ چاہتا تو اس گستاخی پر تمہیں سخت سزا دیتا مگر وہ غفور رحیم ہے اس لئے تم سے درگذر کر رہا ہے۔ اس میں ان کو توبہ و انابت اور اسلام و ہدایت کی طرف پلٹ آنے کی ترغیب ہے۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی اپنی بخشش اور مہر سے یہ اتارا ہے۔ (موضح)

ف۳ یعنی اللہ کا بھیجا ہوا رسول اتنی معمولی شخصیت کا مالک نہیں ہوتا کہ عام لوگوں کی طرح کھانا کھائے اور بازاروں میں چلے پھرے۔ اسے اول تو فرشتہ ہونا چاہیئے تھا جو ان لوازم بشریت سے پاک ہوتا۔ اور اگر انسان ہوتے ہوئے اسے یہ مقام مل گیا تھا تو اس کی شان کم از کم اتنی تو ہوتی جتنی دنیا کے دوسرے بادشاہوں کی ہوتی ہے۔

ف۴ یعنی جو لوگ اس کا کہنا نہ مانتے انہیں خدا کے عذاب کی دھمکی دیتا رہتا۔

ف۵ جس سے اس کی شان کم از کم قیصر و کسریٰ کی سی تو ہوتی۔

ف۶ یعنی اطمینان کی روزی حاصل کرتا اور معاش کیلئے بازاروں کے چکر لگانے سے بچ جاتا۔

ف۷ یعنی مسلمانوں سے کہتے ہیں۔

ف۸ صرف اس لئے کہ کسی طرح آپؐ کو جھوٹا ثابت کرسکیں۔

ف۹ کیونکہ راہ پر وہ آتا ہے جس کے دل میں اخلاص ہو اور وہ محض غلط فہمی کا شکار ہو گیا ہو۔ ان کے دلوں میں تو اخلاص کی بجائے ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔

ف۱۰ اسی لئے بے خوفوں کی طرح جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ ممکن ہے دوزخ کا یہ دیکھنا "ظہرت لهم" کے معنی میں ہو یعنی جب دوزخ ان کے سامنے ظاہر ہوگی اور انہیں نظر آئیگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں حقیقتاً دیکھنے کی قوت پیدا کر دے آخرت میں دوزخ کا کلام کرنا بھی تو ثابت ہی ہے۔ فتقول هل من مزيد۔ (سورہ ق: ۳۰)

ف۱۲ حدیث میں ہے کہ جب کسی کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لایا جائیگا تو اسے دیکھ کر جہنم اس شوق و رغبت سے بلائے گی جیسے جَو کو دیکھ کر خچر آواز نکالتا ہے۔ (اعاذنا اللہ منها۔ (ابن کثیر)

ف۱۳ یعنی دہائی دینگے کہ کاش ہمیں موت آجاتے اور ہم اس سے نجات پائیں۔ آنحضرتؐ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم، وہ آگ میں ایسے ٹھونسے جائیں گے جیسے لکڑی میں کیل ٹھونکی جاتی ہے۔ شوکانی)

وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ

ایک کو اور پکارو ہلاک بہت کو کہہ کیا یہ بہتر ہے یا بہشت ہمیشہ رہنے کی کہ

نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو ف۱ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے کیا یہ (دوزخ جس میں ایسا سخت عذاب ہے) اچھی ہے یا ہمیشہ رہنے

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ

وعدہ دیئے گئے ہیں پرہیزگار ہے واسطے اُن کے بدلا اور جگہ پھر جانے کی واسطے اُن کے ہے بیچ اُس کے جو کچھ چاہیں

کی بہشت جس کا وعدہ پرہیزگاروں کے لئے کیا گیا ہے وہی اُن کا بدلہ اور آخری ٹھکانا ہے جو وہ چاہیں گے وہاں اُن کو ملے گا

خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ

ہمیشہ رہنے والے ہیں ہے یہ اُوپر پروردگار تیرے کے وعدہ سوال کیا گیا اور جس دن اکٹھا کرے گا اُن کو اور اُس چیز کو کہ عبادت کرتے ہیں

ہمیشہ رہیں گے (کبھی فنا نہیں) یہ تیرے مالک پر مانگا ہوا وعدہ ہے ف۲ اور جس دن اللہ تعالیٰ کافروں کو اور ان کے معبودوں کو جن کو وہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا

سوائے خدا کے پس کہے گا کیا تم نے گمراہ کیا بندوں میروں کو اُن کو یا وہی بہک گئے

خدا کے سوا پوجتے تھے (اپنے سامنے) اکٹھا کریگا پھر (ان معبودوں سے) فرمائے گا تو تم نے میرے ان بندوں کو بہکایا یا وہ (آپ سے آپ) رستہ

السَّبِيْلَ ؕ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ

راہ سے کہیں گے پاکی ہے تجھ کو نہیں تھا لائق ہم کو یہ کہ پکڑیں ہم ف۴ سوائے تیرے

بہک گئے ف۳ وہ عرض کریں گے سبحان اللہ بھلا ہم سے یہ ہو سکتا تھا کہ ہم سوا تیرے اور کسی کو (اپنا) مالک بناتے۔ ہوا یہ کہ تو نے ان لوگوں کو

مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا

کارساز ولیکن فائدہ دیا تو نے اُن کو اور باپوں اُن کے کو یہاں تک کہ بھول گئے یاد تیری اور ہوئے قوم

اور اُن کے باپ دادوں کو (دنیا میں) آسودہ رکھا (عیش میں پڑ گئے) یہاں تک کہ تیرا فرمان (جو تو نے پیغمبروں پر اُتارا تھا یا تیری یاد) بھول گئے اور یہ تو تیرے علم اور

بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ

ہلاک ہونے والی ف۵ پس تحقیق جھٹلایا تم کو بیچ اس چیز کے کہ کہتے تھے تم پس نہیں کر سکتے تم عذاب کو پھیر دینا اور نہ مدد دینا

تقدیر میں (کمینے والے لوگ تھے ہی ف۶ یہ تو جو تم کہتے تھے اس کو جھٹلا چکے۔ اب نہ تم (عذاب کو اپنے اوپر سے) ٹال سکتے ہو اور نہ تم کو مدد مل سکتی ہے

وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ

اور جو کوئی ظلم کرے گا تم میں سے چکھاویں گے ہم اُس کو عذاب بڑا اور نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے

اور جو کوئی تم میں سے شرک کرے گا اُس کو ہم بڑا عذاب چکھائیں گے اور (اے پیغمبرؐ) ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ

پیغمبر سب مگر تحقیق وہ البتہ کھاتے تھے کھانا اور چلتے تھے بیچ بازاروں کے

بھیجے وہ (سب) کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے ف۹

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

اور کیا ہم نے بعضوں تمہاروں کو واسطے بعضوں کے آزمائش آیا صبر کرتے ہو تم اور ہے پروردگار تیرا دیکھنے والا

اور ہم نے تم (سب) کو ایک دوسرے کی جانچ (اور پڑتال) کے لئے بنایا ہے (دیکھیں) تم صبر کرتے ہو یا نہیں اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک (سب کا حال) دیکھ رہا ہے۔ ف۱۰

ف یعنی موت کو ایک بار کیا ہزاروں مرتبہ پکارو، مگر وہ آئے گی نہیں۔ ف۲ یعنی یہ وعدہ اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے پورا کرنے کی دعا کی جائے گی یا یہ ایسا وعدہ ہے جو مانگنے پر یقیناً پورا کیا جائیگا۔ جیسا کہ دوسری آیت میں اللہ کے نیک بندوں کی دعا نقل کی گئی ہے: رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ - اے اللہ اس وعدے کو پورا فرما جو تو نے اپنے پیغمبروں کی زبانی ہم سے کیا۔ (ابن کثیر، شوکانی)

ف۳ یہاں معبودوں سے مراد وہ معبود ہیں جو عقل رکھتے ہیں جیسے انبیاء، اولیاء، فرشتے، جن وغیرہ اور ان کے متعلق "ما" کا لفظ جو عربی زبان میں غیر ذوی العقول کیلئے بولا جاتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی حیثیت ظاہر کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہو۔

ف۴ تا کہ ان کی عبادت کرتے اور اسی طرح جب ہم خود توحید پر قائم تھے تو تیرے بندوں سے اپنی عبادت کیسے کرا سکتے تھے؟ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی یہ کمینے لوگ تھے بجائے اس کے کہ شکر گزار ہوتے، تیری نعمتیں پا کر عیش میں پڑ گئے۔ (نیز دیکھئے انبیاء آیت: ۴۴)

ف۶ "سویہ تو تم کھپ کر (تباہ ہو کر) رہے" مطلب یہ ہے کہ جن انبیاء و اولیا کی یہ پوجا کرتے رہے ہیں انکی نذریں مانتے رہے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے ان کا نام لیتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ یہ جواب دینگے یعنی سبحانک الخ (فتح البیان)

ف۷ یعنی پھر اللہ تعالیٰ کافروں سے کہے گا "یہ تو ....."

ف۸ یعنی تمہاری اس بات کو جھٹلا چکے کہ یہ عبادت کئے جانے کے قابل ہستیاں ہیں۔

ف۹ یہ کفار مکہ کی اس بات کا جواب ہے جو وہ کہتے تھے کہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

ف۱۰ یعنی اگر اللہ چاہے تو ساری دنیا ہی پیغمبروں کا ساتھ دے اور کوئی مخالفت نہ کرے مگر "پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔ (موضح) اب دیکھنا یہ ہے کہ تم اس امتحان میں پورے اترتے ہو یا نہیں؟ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انی مبتلیك ومبتل بك۔ کہ تیری بھی آزمائش ہوگی اور تیرے ذریعہ لوگوں کی بھی آزمائش کی جائے گی۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ اس سے کسی صبر کرنے یا نہ کرنے والے کا حال پوشیدہ نہیں ہے لہٰذا جیسا کسی کا عمل ہوگا ویسا ہی اجر اسے پورا پورا ملے گا۔

ف جیساکہ دوسری آیت میں ہے : ..... اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا ..... یا تم اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لے آؤ۔ (اسرا : ۹۲) دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح پیغمبروں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں ہمارے پاس بھی فرشتے کیوں نہیں آتے ؟ جیساکہ دوسری آیت میں ہے : قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ ۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسی ہی چیز (یعنی رسالت) نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ۔ دیکھئے سورہ انعام آیت ۱۲۴ - (ابن کثیر) ف۲ یعنی یہ اپنی دانست میں اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے لگے ۔ اس لئے ان میں اتباع حق سے بے نیازی کا جذبہ پیدا ہو گیا یا یہ کہ "استکبار" یعنی کفر و عناد اپنے دلوں میں چھپا رکھا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ

اور کہا ان لوگوں نے کہ نہیں اُمید رکھتے ملاقات ہماری کی کیوں نہ اتارے گئے اوپر ہمارے فرشتے یا دیکھ لیویں ہم

اور جو لوگ (آخرت میں) ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں (اگر محمدؐ سچے ہیں تو) ہم پر فرشتے کیوں نہیں اُترتے (جو اُن کی پیغمبری کی گواہی دیں) ف۱ یا ہم اپنے پروردگار

رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا

پروردگار اپنے کو تحقیق تکبر کیا انہوں نے بیچ جیوں اپنے کے ف۲ اور سرکشی کی سرکشی بڑی جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو نہیں

کو دیکھ لیں (تو اُن کی بات مانیں) ان لوگوں نے اپنے دلوں میں غرور پیدا کیا اور شرارت کر رہے ہیں کیسی بڑی شرارت ف۳ جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے ف۴ اُس دن اُن

بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا

خوشی اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے بند کئے جاؤ بند کئے جانا اور آئے ہم طرف اس چیز کی کہ کیے تھے انہوں نے

گنہگاروں کو کچھ خوشی نہ ہوگی اور فرشتے یہ کہیں گے (اب تم پر بہشت یا خوشی یا راحت یا رحمت) حرام ہے بالکل حرام ف۵ اور انہوں نے (دنیا میں) جو (نیک) کام کئے تھے ان پر

مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَ

سب کاموں سے پس کیا ہم نے اس کو ریت پراگندہ رہنے والے بہشت کے اس دن بہتر ہیں ٹھکانے میں اور

ہم متوجہ ہوں گے اور اُن کو اُڑتی خاک کی طرح کر دیں گے ف۶ بہشت والے تو اس دن اچھے ٹھکانے اور

أَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنزِيلًا ﴿٢٥﴾ الْمُلْكُ

بہتر ہیں جگہ دوپہر کاٹنے میں اور جس دن کہ پھٹ جاوے گا آسمان ساتھ بدلی کے اور اتارے جاویں گے فرشتے اتارے جانے کر بادشاہی

اچھے آرام کی جگہ میں ہوں گے ف۷ اور جس دن آسمان پھٹ کر ایک ابر نمودار ہوگا اور فرشتے (اس ابر میں) جوق در جوق اُتارے جائیں گے ف۸ اُس دن

يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ

اس دن ثابت ہے واسطے رحمٰن کے اور ہوگا وہ دن اوپر کافروں کے سخت اور جس دن کہ کاٹ کاٹ کھاویگا

خدا ہی کا سچا راج ہوگا ف۹ اور وہ دن کافروں پر سخت ہوگا ف۱۰ اور جس دن گنہگار (مارے

الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي

ظالم اوپر دونوں ہاتھوں اپنے کے کہے گا اے کاش کہ پکڑتا میں ساتھ رسول کے راہ اے واوئے ہے مجھ کو کاش کے

افسوس کے) اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گا کہے گا کاش میں بھی (دنیا میں) پیغمبر کے ساتھ (اسلام کا) رستہ لیتا (یا کوئی راہ نجات کی حاصل کر لیتا) ف۱۱ ہائے میری کم بختی کاش میں

لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ

نہ پکڑتا فلانے کو دوست البتہ تحقیق گمراہ کیا مجھ کو قرآن سے پیچھے اس کے کہ آیا میرے پاس اور ہے شیطان

فلانے (یعنی ابی بن خلف) کو دوست نہ بناتا ف۱۲ اُس نے مجھے نصیحت پہنچنے کے بعد بہکا دیا (یعنی قرآن سننے کے بعد) اور شیطان تو

لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾

آدمی کو ہلاکی میں سونپنے والا اور کہا رسول نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا

آدمی کو (وقت پر) دغا دیتا ہے ف۱۳ اور پیغمبر (اُس وقت) یہ عرض کرے گا مالک میرے (میں کیا کروں) میری قوم اس قرآن کو چھوڑ بیٹھی ف۱۴

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَ

اور اسی طرح کیا ہے ہم نے واسطے ہر نبی کے دشمن گنہگاروں میں سے اور کفایت ہے پروردگار تیرا ہدایت کرنیوالا اور مدد کرنیوالا اور

اور جیسے یہ کافر اے پیغمبر تیرے دشمن ہیں) ایسے ہی ہم نے گنہگاروں کو ہر ایک پیغمبر کا دشمن بنایا اور لوگوں کو راہ بتلانے اور (پیغمبروں کی) مدد کرنے کو تیرا مالک بس کرتا

ف۳ یا "سرکشی میں حد سے گزر گئے" یعنی پیغمبر کی تکذیب کی اور ایسی باتوں کا مطالبہ کیا جو اولوالعزم پیغمبروں میں کسی کو ہی حاصل ہو سکتی ہیں پھر اس سے بڑھ کر اور کیا سرکشی ہوگی۔

ف۴ بعض نے اس سے قیامت کا دن مراد لیا ہے۔ جیساکہ بعد کی آیت : وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا سے معلوم ہوتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے ان کی موت کا دن مراد ہے جیساکہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ نیز دیکھئے انفال ۵۰ و انعام ۹۳۔ (ابن کثیر)

ف۵ یا یہ کلمہ مجرمین خود کہیں گے (یعنی خدا کی پناہ) یعنی فرشتوں سے ڈر کر پناہ مانگیں گے۔ یہ محاورہ (حجراً محجوراً) عرب عموماً اس وقت استعمال کرتے جب کوئی سخت آفت اُن پر آپڑتی۔ جیسے ہم ایسے موقع پر کہتے ہیں "یا اللہ بچائیو"۔ قاضی شوکانی نے اسی مطلب کو ترجیح دی ہے مگر حافظ ابن کثیرؒ نے پہلے مطلب کو اختیار کیا ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۶ یعنی انہیں بالکل ضائع اور برباد کر دیں گے جن سے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا کیونکہ ایمان و اخلاص اور شریعت کی موافقت کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا۔ "ھباءً" دراصل ان ذرات کو کہتے ہیں جو دھوپ کے ساتھ روشن دان کے راستے کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ کفار کے اعمال کو "سَراب" اور "رِماد" سے بھی تشبیہ دی گئی ہے۔ (دیکھئے ابراہیم : ۱۸ و نور : ۳۹)

ف۷ اصل میں "مَقِیْل" کے لفظی معنی ہیں "قیلولہ کرنے کی جگہ" اور قیلولہ گرمی میں دوپہر کے آرام کو کہتے ہیں اس لئے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں "قیامت کے روز ابھی دوپہر نہ ہوگی کہ جنتی لوگ حساب سے فارغ ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے اور وہاں قیلولہ کریں گے۔ مقصد یہ ہے کہ مومنوں کے لئے قیامت کا دن نہایت ہلکا ہوگا (ابن کثیر)

ف۸ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ فرشتے اس لئے اتریں گے کہ حساب کتاب کے لئے تمام مخلوقات کا ایک میدان میں حلقہ کر لیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نزول فرمائے گا۔ اہل علم کا قول ہے کہ فرشتوں کا یہ نزول رضا اور رحمت کا نزول ہوگا نہ کہ غصہ اور عذاب کا۔ (شوکانی) غمام سے مراد "ظلل نور" ہے۔ (ابن کثیر)

ف۹ دنیا کی وہ تمام عارضی اور مجازی حکومتیں ختم ہو جائیں گی جن سے انسان دھوکے میں پڑا رہتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور زمین کو اپنے دوسرے ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائے گا۔ "میں ہوں بادشاہ، میں ہوں بدلہ دینے والا، کہاں ہیں دنیا کے جبار و متکبر لوگ۔" دیکھئے سورہ غافر آیت ۱۶۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ رہے اہل ایمان تو وہ ان کے لئے نہایت ہلکا ہوگا۔

ف۱۱ یعنی آنحضرتؐ کی اتباع اختیار کر لیتا اور ایمان لے آتا۔ ف۱۲ تو آج اس بُرے انجام سے دوچار نہ ہوتا۔ حدیث میں ہے : المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل ۔ کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے تم میں سے ہر آدمی کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کسے اپنا دوست بنا رہا ہے۔ (خازن) ف۱۳ یعنی پہلے بُرے کام کی ترغیب دیتا ہے لیکن جب آدمی وہ کام کر لیتا ہے اور مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اسے چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے ف۱۴ یعنی اس پر ایمان نہیں لائی اور اس کی بجائے دوسری باتوں پر عمل کرتی رہی۔ یا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت نے اس قرآن کو اپنی بکواس کا نشانہ بنا لیا "مھجورًا" کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں یعنی یہ یا تو ہجران (چھوڑنا) سے مشتق ہے اور یا "ھُجْر" سے جس کے معنی "بکواس کرنا" ہیں۔ (شوکانی)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ

کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے کیوں نہ اتارا گیا اوپر اس کے قرآن اکٹھا ایک بار اسی طرح اتارا ہم نے تو کہ ثابت کریں ساتھ اس کے

ہے اور کافر کہتے ہیں اس پیغمبر (یعنی حضرت محمدؐ) پر قرآن سب کا سب یک بارگی کیوں نہیں اترا جیسے توریت شریف حضرت موسیٰؑ پر اتری تھی (ف۱) تھوڑا تھوڑا ہم نے اسلئے اتارا کہ

فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾

دل تیرے کو اور تھم تھم کر پڑھا ہم نے تھم تھم کر پڑھنا اور نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل مگر لاتے ہیں ہم تیرے پاس حق کو اور بہت اچھا کھول کر بیان کرتے ہیں

دل کو اس کی وجہ سے تسلی دیتے رہیں اور ہم نے اسکو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سنایا۔ (ف۲) تھوڑا تھوڑا اتارنے میں ایک اور مصلحت ہے وہ یہ کہ کافر جب کوئی (نیا) اعتراض (قرآن پر) تیرے پاس

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾

وہ لوگ کہ اکٹھے کئے جاویں گے اوپر مونہوں اپنے کے طرف دوزخ کی یہ لوگ بدتر ہیں مکان میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ میں

لاتے ہیں تو ہم اسکا سچا جواب دیتے ہیں اور اچھی طرح مطلب کھولتے ہیں۔ (ف۳) یہ کافر وہ لوگ ہیں (جو اپنے منہ کے بل دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے ان کا ٹھکانا برا اور سب سے بڑھ کر گمراہ

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور کیا ہم نے ساتھ اس کے بھائی اس کے ہارونؑ کو وزیر پس کہا ہم نے جاؤ تم دونوں

یہی لوگ ہیں اور ہم (ف۵) اس سے پہلے (موسیٰؑ کو کتاب (توریت شریف) دے چکے ہیں اور اس کے بھائی ہارون کو ہم نے اس کا وزیر بنا کر اس کے ساتھ کر دیا تھا (ف۶)۔ پھر ہم نے

إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا

طرف اس قوم کی کہ جھٹلایا ہے انہوں نے نشانیوں ہماری کو پس ہلاک کیا ہم نے ان کو ہلاک کرنا اور قوم نوحؑ کی کو جب جھٹلایا انہوں نے

ان سے کہا تم دونوں (مل کر) ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلا رکھا ہے (ف۷) تب ہم نے ان کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور نوح کی قوم نے بھی جب

الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾

پیغمبروں کو (ف۸) غرق کیا ہم نے ان کو اور کیا ہم نے ان کو واسطے لوگوں کے نشانی اور تیار کیا ہم نے واسطے ظالموں کے عذاب درد دینے والا

پیغمبروں کو جھٹلایا ہم نے اُن کو ڈبو دیا اور اُن لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی (اور عبرت) بنا دیا اور ہم نے گنہگاروں (مشرکوں) کے لئے تکلیف کا عذاب تیار کر رکھا

وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ

اور عاد کو اور ثمود کو اور رہنے والے کوئیں کے کو اور قرنوں کو درمیان اس کے بہت کو اور ہر ایک کے واسطے بیان کیں ہم نے مثالیں

ہے اور اسی طرح ہم نے عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں کو اور اُن کے بیچ میں اور بہت قوموں کو (تباہ کر دیا) (ف۹) اور ہم نے ہر ایک قوم کو مثالیں بیان کر کے سمجھایا لیکن وہ نہ

وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا

اور ہر ایک کو ہلاک کیا ہم نے ہلاک کرنے کر اور البتہ تحقیق آئے ہیں اوپر اس بستی کے کہ برسائی گئی ہے مینہ بُرا کیا پس نہ تھے

سمجھے اور ہم نے سب کو کھپا کر ستیاناس کر دیا اور یہ کافر اس بستی پر ہو آئے ہیں جس پر برا پتھراؤ کیا گیا تھا (یعنی سدوم پر جو لوط والوں کا شہر تھا) کیا انہوں نے اُن کو نہ دیکھا ہو گا بات (ف۱۰)

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي

دیکھتے اس کو بلکہ تھے نہ امید رکھتے جی اٹھنے کی اور جس وقت کہ دیکھتے ہیں تجھکو نہیں پکڑتے تجھ کو مگر ٹھٹھا کیا یہی ہے جس کو

یہ ہے کہ اُن کو مر کر پھر جی اُٹھنے کی اُمید نہیں ہے (ف۱۱) اور (اے پیغمبر) جب یہ لوگ تجھ کو دیکھتے ہیں تو تجھ سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں کہتے ہیں یہی وہ (حضرت)

بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ

بھیجا اللہ نے پیغمبر کر کر تحقیق نزدیک تھا کہ گمراہ کر دے ہم کو معبودوں ہمارے سے اگر نہ صبر کرتے ہم (ف۱۲) اوپر ان کے اور البتہ

ہیں جن کو اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور کہتے کیا ہیں (یہ شخص تو قریب تھا کہ ہم کو ہمارے دیوتاؤں سے بہکا دے (ایسی ایسی باتیں بھائیں) اگر ہم اپنے دیوتاؤں پر جمے رہتے

ف۱ یہ کفار کا اعتراض تھا کہ اگر یہ واقعی سچی کتاب ہے تو اسے یکبارگی کیوں نازل نہیں کر دیا گیا یہ جو تھوڑا تھوڑا کر کے آ رہا ہے اس کا تو مطلب یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے سوچ سوچ کر خود تصنیف کر لیتے ہیں۔ (شوکانی)

ف۲ یعنی آپ کو اطمینان رہے اور حفظ میں آسانی ہو اور پھر جیسے جیسے واقعات پیش آئیں ان پر اس کے احکام کا انطباق بآسانی سمجھ میں آتا رہے۔

ف۳ اور ظاہر ہے کہ اگر ہر اعتراض کا جواب بر وقت دیا جاتا ہے تو اس کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام اعتراضات کا جواب کسی موقع پر یک بارگی دیا جائے۔ یہاں "مثل" سے مراد عجیب سوال ہے اور "الحق" سے مراد شبہ کا ازالہ اور جواب۔ (شوکانی)

ف۴ الصحیح یعنی بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: "لوگ اپنے منہ کے بل کیوں کر ہانکے جائیں گے؟" فرمایا "جس خدا نے انہیں پاؤں کے بل چلایا وہ انہیں منہ کے بل بھی چلا سکتا ہے۔" اکثر مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ آنحضرتؐ کو تسلی دینے کی غرض سے ان واقعات میں اشارہ فرمایا ہے کہ انبیا کی تکذیب تو مشرکین کی پرانی عادت ہے۔ (شوکانی)

ف۶ جس کی انہوں نے دعا کی تھی۔ (دیکھئے سورۂ طٰہٰ: ۲۹)

ف۷ یعنی فرعون اور اس کی قوم کے لوگوں کے پاس۔ یہاں آیات سے وہ نشانیاں بھی مراد ہو سکتی ہیں جو حضرت موسیٰ کو بطور معجزہ دی گئیں اور ارسال کے وقت ان کو مکذب کہنا مآل کے اعتبار سے ہے اور اگر ان سے مراد "آیاتِ الٰہیہ" یعنی دلائل توحید ہوں جو کائنات میں پائے جاتے ہیں تو کوئی اشکال لازم نہیں آتا۔ (شوکانی)

ف۸ چونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا تمام پیغمبروں کو جھٹلانا ہے۔ اس لئے "کذبوا الرسل" کا لفظ استعمال کیا گیا۔ (شوکانی)

ف۹ "اصحاب الرَّسّ" (کنوئیں والوں) سے مراد کون لوگ ہیں؟ اس بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ انطاکیہ کے لوگ مراد ہیں وہاں ایک کنواں تھا اس بہان کے پیغمبر حبیب نجارؒ انہیں وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ان لوگوں نے انہیں قتل کر کے اس کنوئیں میں ڈال دیا۔ بعض نے آذربائیجان کے لوگ مراد لئے ہیں جنہوں نے اپنے پیغمبروں کو مار ڈالا۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ "اصحاب الرس" "اصحاب الاخدود" ہی ہیں۔ جن کا ذکر سورہ بروج میں ہوا ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۱۰ استفہام توبیخ کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ ضرور دیکھا ہوگا کیونکہ وہ شام کے راستہ پر واقع تھیں اور قریش اپنے سفروں میں آتے جاتے وہاں سے گزرتے تھے۔

ف۱۱ "اس لئے سب کچھ دیکھتے ہیں مگر کسی چیز سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔"

ف۱۲ یعنی ہمیں نے تعصب اور ہٹ دھرمی سے کام لیا ورنہ اس نے تو ہمیں اس طرح لاجواب کر دیا تھا کہ بت پرستی سے ہمارے قدم ڈگمگا گئے تھے۔

ف۱ یہ یا وہ لوگ جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کی؟ اس میں اُن کے قول کی تردید کی طرف اشارہ ہے۔ (شوکانی) ف۲ اشارہ ہے کہ ان مشرکین کے پاس تقلید اور اتباع ہویٰ کے سوا دوسری کوئی دلیل نہیں ہے۔ (شوکانی) اور "ہویٰ" ہی سب سے بڑی گمراہی کا سبب بنی ہوئی ہے۔ دنیا میں اللہ کے سوا جتنے خداؤں کی بندگی کی جاتی ہے ان میں سب سے بڑا خدا خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جائے۔ (طبرانی) ف۳ یعنی جس کی قسمت میں ہی سعادت و ضلالت لکھی گئی ہو، اس کو اللہ کے سوا کوئی راہ پر نہیں لاسکتا۔ ف۴ یعنی ان کے لیڈر اور بڑے لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح انہیں ہانک کر جدھرے جانا چاہتے ہیں لے جاتے ہیں۔ ف۵ کیونکہ جانور تو اس لحاظ سے معذور ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سوچنے سمجھنے کا مادہ ہی نہیں رکھا مگر تف ہے ان بدبختوں پر کہ عقل و شعور رکھتے ہیں مگر اس سے کوئی کام نہیں لیتے یا لیتے ہیں تو اُلٹا لیتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ بہائم (چوپائے جانور) تو پھر بھی اپنے مالک کے تابع رہتے ہیں۔ چراگاہ میں چلے جاتے ہیں۔ پھر واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتے ہیں مگر یہ نہ اپنے خالق و رازق کو پہچانتے ہیں اور نہ اس کی مرضی کے مطابق زندگی ہی گزار رہے ہیں۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۶ یعنی طلوع فجر سے لے کر سورج نکلنے تک یا غروب سے طلوع تک صرف سایہ رہتا ہے اس کے ساتھ کوئی دھوپ نہیں ہوتی۔ (قرطبی) ان کی گمراہی بیان کرنے کے بعد اب دلائل توحید کا بیان ہے۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی اگر دھوپ نہ ہوتی تو کچھ پتا نہ چلتا کہ سایہ کیا ہوتا ہے کیونکہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ (قرطبی) یا مطلب یہ ہے کہ سایہ دھوپ کے تابع رہتا ہے۔ دھوپ کے اعتبار سے ہی اس میں نقص و زیادت اور امتداد و تقلص ہوتا ہے تو گویا دھوپ اس کے لئے بمنزلہ دلیل اور راہنما کے ہے۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی اسے محو کر دیا۔ جوں جوں سورج بلند ہوتا ہے سایہ بھی بتدریج کم ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ نصف النہار کے وقت بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اور "الینا" سے مراد یہ ہے کہ اس کا مرجع و مآل ہماری طرف ہے جیسے اس کا پیدا کرنا ہماری طرف سے ہے۔ (فتح) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، "اپنی طرف کھینچ لیا" یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے۔ (موضح)

ف۹ کیونکہ اس میں تم اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر آرام کرتے ہو۔ "سبات" کے اصل معنی تمدد یعنی پھیلنے کے ہیں اور نیند یا راحت کے وقت بھی آدمی دراز ہو جاتا ہے اس لیے نیند یا راحت کو "سبات" کہا جاتا ہے۔ (شوکانی)

ف۱۰ نیند ایک طرح کی موت ہے اس لئے صبح کے وقت بیداری کو "نشور" (جی اٹھنے) کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ "یہاں "سبات" کا لفظ چونکہ "نشور" کے مقابلہ میں آیا ہے اس لئے اس کے معنی موت کے ہیں۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی یہ خود بھی پاک ہے اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا بھی ہے اس بنا پر جمہور علماء نے اس کے مفہوم کو "طاہر مطہر" سے ادا کیا ہے بعض نے "طہور" بمعنی طاہر کیا ہے یعنی جو خود پاک ہو۔ اور "طہور" صیغہ آلہ ہے یعنی ما یتطهر به کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جس کے ذریعہ پاکیزگی حاصل کی جائے اور یہ صیغہ صفت برائے مبالغہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا ماننے سے متعدد اشکال (لفظی و معنوی) لازم آتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی اکثر جاندار چیزیں اور انسان بارش کا پانی پی کر ہی سیرابی حاصل کرتے ہیں۔

ف۱۳ یعنی بارش کہیں زیادہ ہوتی ہے اور کہیں کم۔ سب جگہ یکساں اور بیک وقت نہیں ہوتی۔ کسی جگہ بارش سے سیلاب آجاتا ہے اور کہیں بارش نہ ہونے سے خشک سالی ہو جاتی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ (ابن کثیر) آیت کا یہ ترجمہ اور مفہوم اس صورت میں ہوگا جب "صرفناه" میں "ہ" کی ضمیر بارش کے لئے قرار دی جائے اور اگر یہ ضمیر اوپر بیان شدہ دلائل کے لئے قرار دی جائے۔ کما ھو عند جمہور المفسرین تو مطلب یہ ہوگا کہ "ہم نے توحید کے دلائل کو مختلف طریقوں سے پھیر پھیر کر قرآن اور

يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ

جانیں گے جب دیکھیں گے عذاب کو کون شخص بہت گمراہ ہوا ہے راہ سے کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ پکڑا اس نے معبود اپنا خواہش

دواہ سے عقل) اور آگے چل کر جب (قیامت کا) عذاب دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کون گمراہ تھا ف۱ (اے پیغمبر) بتلا تو سہی جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے

أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ

اپنی کو کیا پس ہوتا ہے تو اوپر اس کے داروغہ کیا گمان کرتا ہے تو یہ کہ اکثر ان کے سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں

ف۲ کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے ف۳ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ سنتے ہیں یا عقل رکھتے ہیں

إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

نہیں وہ مگر مانند چارپایوں کی بلکہ وہ بہت بھولے ہوئے ہیں راہ کو کیا نہیں دیکھا تو نے طرف رب اپنے کی کیونکر پھیلایا ہے سایہ کو

نہیں وہ تو چوپائے جانوروں کی طرح ہیں ف۴ بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر بے وقوف ف۵ (اے پیغمبر) کیا تو نے اپنے مالک کی قدرت نہیں دیکھی اس نے سایہ کیونکر پھیلایا

وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا

اور اگر چاہتا البتہ کر دیتا اس کو ٹھہرا ہوا پھر کیا ہم نے سورج کو اوپر اس کے نشانی پھر کھینچ لیا ہم نے اس کو طرف اپنی کھینچنا

اور اگر وہ چاہتا تو سایہ کو ٹھہرا رکھتا (کبھی دھوپ نہ نکلتی) پھر ہم نے سورج کو نکال کر اسے سایہ کی پہچان کی ف۶ ف۷ پھر سایہ کو ہم نے دھیرے دھیرے اپنی طرف

يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ

آہستہ آہستہ اور وہی ہے جس نے کیا واسطے تمہارے رات کو پردہ اور نیند کو آرام اور کیا دن کو وقت

سمیٹ لیا ف۸ اور وہی خدا ہے جس نے رات کو تمہارا اوڑھنا (پردہ) اور نیند کو آرام بنایا ف۹ اور دن کو جی

نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

منتشر ہونیکا اور وہی ہے جس نے بھیجا باؤں کو خوشخبری دینے والیاں آگے مہربانی اپنی کے اور اتارا ہم نے آسمان سے

اٹھنا بنایا ف۱۰ اور وہی خدا ہے جس نے اپنی رحمت (اترنے) سے (یعنی پانی برسنے سے) پہلے اس کی خوشخبری دینے کیلئے ہواؤں کو بھیجا۔ اور ہم نے آسمان سے پاک کرنیوالا پانی پاکیزہ

مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾

پانی پاک کرنے والا تاکہ زندہ کریں ساتھ اس کے شہر مردہ کو اور پلا دیں وہ پانی ان چیزوں میں سے کہ پیدا کیا ہم نے جانوروں کو اور آدمیوں بہت کو ف۱۱

پانی بھیجا اس لئے کہ ہم اس کی وجہ سے مری ہوئی بستی کو زندہ کریں (وہاں کی زمین تر و تازہ ہو جائے) اور اپنی خلقت میں سے بہت سے جانوروں اور آدمیوں کو پلائیں سیر کریں ف۱۲

وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي

اور البتہ تحقیق طرح طرح سے بیان کیا ہم نے اس کو درمیان ان کے تو کہ نصیحت پکڑیں پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر کفر کرنا ف۱۳ اور اگر چاہتے ہم البتہ بھیجتے ہم بیچ

اور ہم نے بارش کو ان لوگوں میں پھیرا یا اس لئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ کی قدرت کو) سمجھیں (اور اس کی نعمت کا شکر کریں) تو بھی اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوا کچھ (احسان) نہ مانا اور اگر ہم

كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ الَّذِي

ہر ایک بستی کے ڈرانے والا پس مت کہا مان کافروں کا اور جھگڑا کر ان سے ساتھ اس کے جھگڑا بڑا اور وہ ہے جس نے

زمانہ میں) چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانیوالا (پیغمبر) بھیجتے ف۱۴ تو کافروں کا کہنا مت مان اور قرآن کے ذریعہ سے اُن سے خوب جہاد کر ف۱۵ ف۱۶ اور وہی خدا ہے جس نے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا

ملائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا اور یہ کھاری ہے چھاتی جلانے والا اور کیا درمیان ان دونوں کے پردہ اور بند

دو دریاؤں کو ملا کر بہایا ایک تو میٹھا ہے خوب میٹھا (یا پیاس بجھانے والا) اور دوسرا کھاری بہت کھاری (یا کڑوا) اور دونوں کے بیچ میں (ظاہری یا اپنی قدرت کی)

المنزل ۴

دیگر کتب سماویہ میں بیان کیا ہے۔ (شوکانی) ف۱۴ ناشکری یہ کہ اس بارش کو ستاروں کا کرشمہ قرار دیا جائے۔ صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث کے دوران میں آنحضرتؐ نے فرمایا: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ "مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا" کہ فلاں ستارے کی تاثیر سے بارش ہوئی وہ لوگ مجھ سے کفر کرتے ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ابن کثیر) ف۱۵ یعنی جب ہم نے بارش کو مختلف شہروں اور ملکوں میں بانٹ دیا ہے تو ایک ایک بستی میں ایک ڈرانے والا بھی بھیج سکتے تھے مگر ہم نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس وقت ہماری حکمت کا تقاضا یہی ہوا کہ سارے جہاں کے لئے صرف آپؐ ہی کو "منذر" (خوف کی خبر سنانے والا) بنا کر بھیجا جائے۔ (دیکھئے سورہ اعراف آیت ۱۵۸) حدیث میں ہے: و بعثت الی الناس عامۃ کہ میری بعثت سب لوگوں کے لئے ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۶ یعنی توحید کے اثبات اور کفر و شرک کے ابطال کے دلائل سنا سنا کر۔ ف۱۷ یعنی آپؐ کا کام چونکہ بڑا ہے اس لئے آپؐ کو اس سلسلہ میں پوری ہمت صرف کر دینی چاہئے۔

ف۱ جس کی وجہ سے دونوں پانی آپس میں ملنے نہیں پاتے۔ میٹھا میٹھا رہتا ہے اور کھاری کھاری۔ یہ کیفیت ان جگہوں میں اکثر پیش آتی ہے جہاں دو دریا یا نالوں کا ایک دوسرے سے ملاپ ہوتا ہے یا جہاں کوئی بڑا دریا سمندر میں گرتا ہے۔
ف۲ جس سے اس کی معاشرتی زندگی بنتی ہے اور اس کی نسل بڑھتی اور برقرار رہتی ہے۔ ف۳ یعنی کفر و شرک کا ارتکاب کر کے اپنے رب کے خلاف اس کے دشمن شیطان کا مددگار بنا ہوا ہے۔ (شوکانی) ف۴ چنانچہ آنحضرت یہ ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ۔ (ابن کثیر)

ف۵ یہاں "جاننے والے" سے مراد خود اللہ تعالیٰ ہے اور "بہ" بمعنی "عنہ" ہے اور مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش اور استواء علی العرش وغیرہ کے بارے میں اہل کتاب یا مشرکین کیا جانیں۔ ان کی تفصیلات کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لہٰذا اسی سے دریافت کیجئے۔ آیت کی جو توجیہات یہاں بیان کی گئی ہیں ان سب سے یہ توجیہ بہتر ہے۔ (شوکانی)

ف۶ یا "رحمٰن کو سجدہ کرنے کے حکم سے ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے۔ یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مشرکین مکہ زمین و آسمان کے خالق کے لئے "اللہ" کا لفظ تو مانتے تھے لیکن وہ اس کے نام "رحمٰن" سے مانوس نہ تھے اس لئے اسے سنتے ہی چڑ جاتے تھے۔ دیکھئے سورہ رعد آیت ۳۰، سورہ اسرا آیت ۱۱۰۔ (قرطبی) تنبیہ اس آیت پر سجدہ کرنا ہر پڑھنے اور سننے والے کے لئے مسنون ہے اور اس پر تمام علما کا اتفاق ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ برجوں سے مراد بڑے ستارے ہیں یا وہ بارہ منزلیں جن سے سورج، چاند اور ستارے اپنی اپنی گردش کے دوران میں گزرتے ہیں۔ (دیکھئے سورہ الحجر آیت ۱۶)

ف۸ جیسا کہ سورہ نوحؑ میں بصراحت فرمایا، وجعل الشمس سراجًا اور اس نے سورج کو چراغ بنایا۔ (آیت ۱۶)

ف۹ جیسا کہ دوسری آیت میں "دائبین" (سورہ ابراہیم ۳۳) فرمایا ہے۔ یعنی اپنے دستور پر چل رہے ہیں۔ چنانچہ جب رات جاتی ہے تو دن آجاتا ہے اور جب دن جاتا ہے تو رات آجاتی ہے۔ یا "ایک کو ایک کا جانشین بنایا یا "ایک کو ایک کا مخالف بنایا"۔ یعنی اگر رات تاریک ہے تو دن روشن۔ لفظ "خلفۃ" کے یہ تینوں معنی ہو سکتے ہیں۔

ف۱۰ یعنی اگرچہ پیدائشی طور پر سبھی خدائے رحمٰن کے بندے ہیں۔ لیکن اس کے نیک اور پسندیدہ بندے وہ ہیں جو شعوری طور پر اس کے سامنے عاجزی اختیار کرتے ہیں چنانچہ وہ جب زمین پر چلتے ہیں تو عاجزی سے چلتے ہیں نہ کہ مفسدوں اور جباروں کی طرح اینٹھتے اور اکڑتے ہوئے۔ عاجزی کی چال سے مراد سکون اور وقار کی چال ہے نہ کہ تصنع اور ریا سے مریضوں کی طرح سے چلنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کرتے، وعلیکم السکینۃ۔ یعنی تم اس طرح آؤ کہ تم پر سکون و وقار کی حالت طاری ہو۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱ یہ سلام وہ نہیں جو مسلمان بطور دعا اور اظہارِ محبت کے ایک دوسرے کو کرتے ہیں بلکہ یہ بیزاری اور ترکِ ملاقات کا سلام ہے جیسے اگر کسی سے پیچھا چھڑانا مقصود ہو تو کہا جاتا ہے "اچھا بھئی، سلام"۔ مجاہد وغیرہ نے "قالوا سلامًا" کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ وہ جاہلوں کی جہالت کے مقابلے میں اچھی اور سلامتی کی بات کہتے ہیں۔ (اور درگزر کرتے ہیں) تاکہ فساد نہ بڑھے۔ (شوکانی) ف۲ یعنی ایسا چمٹ جانے والا جو کسی طرح الگ نہ ہو۔ اسی سے غریم ہے یعنی صاحب قرض جو پیچھا نہ چھوڑے۔ (قرطبی)

قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا

کہتے ہیں کہ سلام ہے اور وہ لوگ کہ رات کاٹتے ہیں پروردگار اپنے کو سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے

ہیں (اچھا صاحب) سلام ف۱ اور جو راتوں کو اپنے مالک کے آگے سجدے اور قیام میں رہتے ہیں (یعنی شب بیدار تہجد گذار) اور جو یوں دعا مانگتے ہیں مالک ہمارے دوزخ

اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾

پھیر دے ہم سے عذاب دوزخ کا تحقیق عذاب اس کا ہے لازم ہو جانے والا تحقیق وہ بُری ہے جگہ قرار کی اور رہنے کی

کا عذاب ہم پر سے ٹال دے کیوں کہ دوزخ کا عذاب (کافروں اور گنہگاروں کے لئے) اٹل ہے ف۲ وہ ہر طرح بُری ہے وہاں تھوڑی دیر رہنا ہو یا ہمیشہ رہنا ہو

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ

اور وہ لوگ کہ جس وقت خرچ کرتے ہیں نہیں بیجا خرچ کرتے اور نہیں تنگی کرتے اور ہوتی ہے درمیان اس کے معتدل گذران اور جو لوگ کہ

اور جو خرچ کرتے وقت بیکار (اپنا پیسہ) نہیں اڑاتے اور نہ تنگی کرتے ہیں (کہ ضرورت میں بھی دام اٹھائیں) ف۳ اور بیچ بیچ میں اُن کا خرچ رہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا

نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے معبود اور کو اور نہیں مار ڈالتے اس جان کو کہ حرام کیا ہے خدا نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں

دوسرے خدا کو نہیں پکارتے (بس اُسی کی یاد کرتے ہیں اُسی کی عبادت کرتے ہیں) اور جس جان کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے ف۴ اُس کو نہیں مارتے مگر حق پر ف۵ (جیسے خون کے

يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ

زنا کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام ملے گا بڑے وبال سے دوگنا کیا جاوے گا واسطے اس کے عذاب دن قیامت کے اور

بدلے خون) اور زنا نہیں کرتے ف۶ اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ (اپنے کئے کا) بدلہ پائے گا ف۷ اس کو قیامت کے دن دونا عذاب ہوگا اور وہ اس میں ذلیل ہو کر ہمیشہ

يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ

پڑا رہے گا بیچ اس کے رسوا مگر جس نے کہ توبہ کی اور ایمان لایا اور کیا کام اچھا پس یہ لوگ بدل ڈالتا ہے اللہ

رہے گا مگر جو شخص (دنیا ہی میں ان گناہوں سے) توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

برائیوں ان کی کو بھلائیوں سے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور عمل کرے اچھے پس تحقیق وہ رجوع کرتا

نیکیوں سے بدل دے گا ف۸ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو کوئی گناہ سے توبہ کرے اور نیک کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ

ہے طرف اللہ کی رجوع کرنا اور وہ لوگ کہ نہیں گواہی دیتے جھوٹی ف۱۰ اور جس وقت گزرتے ہیں ساتھ بیہودہ کے گذرتے ہیں بزرگانہ ف۱۱ اور وہ لوگ کہ

کی طرف پورا پھر آتا ہے ف۹ اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے (یا جھوٹ فریب نہیں کرتے) اور جب بیہودہ کام پر آنکلیں (اتفاق سے اس پر گذر ہو) تو عزت بچا کر چلے جاتے ہیں اور

اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

جس وقت نصیحت دیئے جاتے ہیں ساتھ نشانیوں رب اپنے کے نہیں گر پڑتے اوپر ان کے بہرے اور اندھے ہو کر اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہمارے بخش ہم کو

جن کو اُن کے مالک کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر اُن پر نہیں گرتے ف۱۲ اور جو یہ دعا کرتے ہیں مالک ہمارے ہم کو ایسی بی بیاں

مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ

جوروؤں ہماری سے اور اولاد ہماری سے ٹھنڈک آنکھوں کی اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا یہ لوگ بدلا دیئے جاویں گے بالاخانے

اور اولاد عطا فرما جن کی طرف سے (ہماری) آنکھیں ٹھنڈی ہوں ف۱۳ اور ہم کو پرہیزگاروں کا سردار بنا ف۱۴ ان لوگوں کو بہشت کے بالاخانے اُن کے

ف۳ یعنی نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ فضول خرچی یہ ہے کہ گناہ کے کاموں میں مال صرف کیا جائے اور بخل یہ ہے کہ اللہ کے مقرر کردہ حقوق بھی ادا نہ کئے جائیں۔ (شوکانی)

ف۴ مراد ہے ہر انسانی جان۔ کیونکہ ہر انسانی جان کا ملنا اللہ نے حرام کیا ہے۔

ف۵ یا جیسے شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا یا مرتد کو قتل کرنا اور جنگ میں کافر کو مار دینا، یہ سب صورتیں "الا بالحق" کے تحت آجاتی ہیں۔

ف۶ یہ تینوں گناہ اسی ترتیب کے ساتھ ایک حدیث میں مذکور ہیں۔ عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "سب سے بڑا گناہ کونسا ہے"۔ فرمایا: "یہ کہ تم کسی کو اللہ کا ہمسر قرار دو حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا"۔ سائل نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا: "یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس اندیشے سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی"۔ سائل نے عرض کی پھر کونسا؟ فرمایا کہ "تم اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرو۔" (ابن کثیر)

ف۷ یا "اثام میں ڈالا جائے گا"۔ جو جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ (شوکانی)

ف۸ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی حالت بدل دے گا یعنی کافر کی بجائے مومن اور عاصی کی بجائے فرمانبردار لکھ دیا جائے گا اور یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نامۂ اعمال سے برائیوں کو مٹا کر ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ یہ مطلب صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے اور بہت سے صحابہ کا قول بھی یہی ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۹ پہلا ذکر تھا کفر (کی حالت) کے گناہوں کا جو پیچھلا ایمان لایا۔ یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا، وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے یہاں جگہ پاوے۔ (موضح)

ف۱۰ "لا یشھدون الزور" کے یہ دونوں مفہوم ہو سکتے ہیں۔ یعنی جھوٹی شہادت (گواہی) دینا اور جھوٹ کا مشاہدہ کرنا۔ ایک حدیثؐ میں جھوٹی گواہی کو آنحضرتؐ نے سب سے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ یا "شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں بغیر اس کے کہ اس بیہودہ کام میں شریک ہوں۔ لفظ "لغو" کے مفہوم میں گناہ کے تمام کام بھی آجاتے ہیں اور رقص و سرود اور تمام فضول کام اور باتیں بھی۔

ف۱۲ بلکہ وہ انہیں نہایت غور و فکر سے سنتے اور ان سے متاثر ہوتے ہیں بخلاف کافروں کے جو انہیں سن کر ذرہ بھر متاثر نہیں ہوتے بلکہ اپنے کفر پر سختی سے جمے رہتے ہیں۔ علامہ ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں "گرنے" کا لفظ اپنے لغوی معنی میں نہیں بلکہ محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے جیسے کہا جاتا ہے "قعد یبکی" اس کے لفظی معنی تو یہ ہیں "وہ روتے ہوئے بیٹھ گیا" لیکن مطلب یہ ہے کہ "وہ روتا رہ گیا" اسی طرح اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ "وہ اللہ کی آیتوں کو سن کر گونگے بہرے بنے نہیں بیٹھے رہتے بلکہ ان کا گہرا اثر قبول کرتے ہیں اور جس چیز کا ان میں حکم دیا جاتا ہے اس کی پیروی کرتے ہیں۔ (شوکانی) ف۱۳ یعنی انہیں نیک اور خدا ترس بنا۔ کیونکہ ایک مومن کی آنکھ محض بیوی بچوں کے ظاہری حسن و جمال اور عیش و آرام سے نہیں بلکہ دراصل ان کی نیکی اور پاکیزہ اخلاق اور اطاعت کیشی سے ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ف۱۴ کہ دوسرے لوگ بھی ہماری اتباع کریں اور وہ بھی نیک اور پرہیزگار بن جائیں تاکہ ان کی نیکی کا ثواب، ان کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی ملتا رہے۔

وف یعنی ہر حال میں راہِ حق پر ثابت قدم رہنے کے بدلے میں۔ وٹ اللہ تعالیٰ کے فرشتے دعا و سلام کہتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے۔ وٹ یعنی اگر تم ایمان لا کر اس کی عبادت نہ کرو اور اس کے حضور دعائیں نہ کرو تو اسے ایک پرِکاہ کے برابر بھی تمہاری پروا نہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی بندہ مغرور نہ ہو خاوند (خداوند) کو اس کی کیا پروا۔ مگر اس کی التجا پر رحم کرتا ہے۔ (موضح)

بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

طسم ۝ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ

وٹ چاہے دنیا میں چاہے آخرت میں اور چاہے دونوں جگہ، چنانچہ قریش نے — جن سے آیت کا خطاب ہے — آخرت کے علاوہ "بدر" کے روز یہ وبال دیکھ لیا۔ اس لئے جمہور مفسرین نے یہاں "لزام" سے "بدر" کے دن کا عذاب مراد لیا ہے۔ (شوکانی)

وٹ جمہور مفسرینؒ کے بقول یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ اس کی آخری پانچ آیتوں کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت براءؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تورات کی جگہ مجھے سبع طوال (سات لمبی سورتیں) دیں، انجیل کی جگہ مئین (سو یا سو سے اوپر آیتوں والی سورتیں) دیں اور زبور کی جگہ طٰسٓ والی سورتیں دیں۔ حٰمٓ والی سورتوں سے مجھے فضیلت دی اور مفصل سورتوں کو مجھ سے پہلے کسی انسان نے نہیں پڑھا۔ (شوکانی)

وٹ یعنی جو اپنے مطالب کو بالکل واضح انداز میں بیان کرتی ہے۔

وٹ اس سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے کہ ان بدبختوں کے ایمان نہ لانے پر آپؐ اس قدر رنجیدہ نہ ہوں۔

وٹ یعنی اس پر ایمان لانے کے سوا ان کے لئے کوئی چارۂ کار نہ رہے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ دنیا دار ابتلا ہے اور ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص بھی ایمان لائے سوچ سمجھ کر اختیاری طور پر لائے نہ کہ کسی دباؤ یا مجبوری کے تحت۔ (ابن کثیر)

وف یعنی قرآن کی کوئی نئی آیت یا حکم جس میں انہیں نصیحت کی گئی ہو۔ (دیکھئے انبیا آیت ۲)

وٹ یہاں "انباء" سے مراد وہ دنیوی یا اُخروی عذاب ہیں جن کے وہ مستحق تھے اور قرآن نے چونکہ اس عذاب کی خبر دی ہے اس لئے اسے "انباء" سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی یہ لوگ چونکہ اعراض و تکذیب سے تجاوز کر کے استہزا پر اتر آئے ہیں سو عنقریب دنیا یا آخرت میں ہمارے عذاب دیکھیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ پیغمبر جو دعوت پیش کرتے ہیں اور جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے، واقعی حق تھی۔ اس میں سخت وعید ہے۔ راجع، الانعام آیت ۵ و ایضاً، ص ۸۸ ۔ (کذا فی الشوکانی)

وا یعنی وہ زبردست قوت والا ہے۔ وہ انہیں جو چاہے اور جب چاہے سزا دے سکتا ہے۔ مگر وہ رحم والا بھی ہے۔ لہٰذا انہیں سنبھلنے کے لئے موقع پر موقع دیئے جا رہا ہے اور ان کی سرکشی پر گرفت نہیں کر رہا۔ اس کے بعد عبرت کے لئے چند واقعات بیان فرمائے جن سے مقصود یہ ہے کہ آیاتِ الٰہی کی تکذیب و استہزا کا انجام ہلاکت ہے۔ گویا ان واقعات سے آیت سابقہ "فسوف یاتیھم انبؤا ما کانوا بہ یستھزءون" کی تقریر و تائید مقصود ہے۔ (شوکانی)

وٹا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰؑ اپنے بیوی بچوں کو لے کر مدین سے مصر واپس آ رہے تھے۔ (دیکھئے سورہ طٰہٰ: رکوع ۱)

وٹا یعنی اتنے بڑے مشن پر تنہا جاتے ہوئے مجھے گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔

ف۱ یعنی میں پوری روانی سے تقریر نہیں کر سکتا۔ ف۲ تاکہ ان سے مجھے تقویت اور پشت پناہی حاصل ہو اور یوں بھی وہ میری نسبت زیادہ فصیح اللسان ہیں۔ (دیکھئے طٰہٰ ۳۱، قصص ۳۴) موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارونؑ کا تعاون حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کر رہے ہیں نہ کہ رسالت سے سبکدوش کر دینے کی۔ (شوکانی) ف۳ یعنی مجھ سے ان کا آدمی قتل ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل سورۂ قصص رکوع ۲ میں بیان ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک قبطی کو ایک اسرائیلی سے لڑتے دیکھ کر ایک گھونسا دیا تھا جس سے اس قبطی کی موت واقع ہو گئی۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ کو معلوم ہوا کہ اس واقعہ کی اطلاع فرعون اور اس کے لوگوں کو ہو گئی ہے اور وہ بدلہ لینے کے لئے مشورے کر رہے ہیں تو وہ مصر سے مدین بھاگ گئے۔ معلوم ہوا کہ خوف طبعی طور پر کبھی انبیا کو بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی یہ خیال کہ وہ آپ کو قتل کر دیں گے اپنے دل سے نکال دیجئے۔ (دیکھئے قصص ۳۵)

ف۵ یعنی عصا و ید بیضا کے معجزے جیسا کہ سورۂ طٰہٰ (رکوع ۲) اور قصص (رکوع ۴) میں بیان ہوا ہے کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو یہ دو معجزے دے کر فرعون کی طرف بھیجا۔

ف۶ لہٰذا تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہم ہر حال میں تمہارے نگہبان و محافظ رہیں گے۔

ف۷ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعون کی طرف دو مشن دے کر بھیجا گیا تھا۔ ایک بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نجات دلانا اور دوسرا اس کے سامنے دعوتِ توحید رکھنا۔ (دیکھئے نازعات ۱۸ تا ۱۹)

ف۸ حضرت موسیٰؑ کو فرعون نے پہچان لیا اور کہا کیا ہم تم سے واقف نہیں ہیں؟ اس وقت تو تم نے کوئی پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا تھا کیا اب تمہارا دماغ چل گیا ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرنے لگے ہو اور خود ہمیں اپنی پیروی کی دعوت دے رہے ہو۔

ف۹ یعنی ہمارے اتنے احسانات کے باوجود تم نے ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو یقیناً تمہاری احسان فراموشی تھی۔

ف۱۰ یعنی قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رسالت و نبوت سے نوازتا یا مجھے کیا خبر تھی کہ ایک گھونسے میں اس کا دم نکل جائے گا لہٰذا تمہارا یہ طعن بے جا ہے۔ (کذا فی القرطبی)

ف۱۱ یعنی آج تو مجھ پر یہ احسان کیسے جتلا سکتا ہے کہ تو نے اپنے گھر میں رکھ کر میری پرورش کی حالانکہ اس کا سبب خود تیرا ظلم و ستم تھا۔ اگر تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر ان کے بیٹوں کو قتل کرنے کا سلسلہ شروع نہ کر رکھا ہوتا تو میں اپنے گھر میں پرورش پاتا۔ میری والدہ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ مجھے صندوق میں بند کر کے دریا میں بہاتی اور اس طرح میں تیرے گھر پہنچ جاتا۔ علمائے تفسیر نے اس آیت کی اور بھی بہت سی تشریحات بیان کی ہیں۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۱۲ یعنی اس کی حقیقت بتاؤ کہ وہ کیا چیز ہے؟۔ فرعون نے یہ سوال اس بنا پر کیا کہ وہ خود خدا ہونے کا دعویدار تھا اور اس کی قوم نے بھی اس کا دعویٰ تسلیم کر لیا تھا اس لئے حضرت موسیٰؑ کے اس دعویٰ پر کہ "مجھے سارے جہان کے رب نے بھیجا ہے"۔ اس نے ہٹ دھرمی سے یہ سوال کیا۔

ف۱۳ یعنی یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے مانے بغیر چارہ نہیں اگر تم میں ماننے کی ذرا بھی صلاحیت ہے۔

ف۱۴ یعنی میں تمہیں اس رب العالمین کی طرف دعوت دے رہا ہوں جو جس طرح آج تمہارا رب ہے کل تمہارے باپ دادا کا بھی رب تھا اور تمہاری آئندہ نسلوں کا بھی رب ہوگا۔ اس کی شان یہ نہیں کہ وہ کل تھا اور آج نہیں یا آج ہے اور کل نہیں ہوگا۔

لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ

زبان میری پس وحی بھیج طرف ہارونؑ کی بھی اور ان کو اوپر میرے ایک گناہ ہے پس ڈرتا ہوں یہ کہ مار ڈالیں مجھ کو کہا کہ

تو ہارونؑ کو بھی (میرے ساتھ) پیغمبر بنا دے ف۲ اور میں نے ایک قصور بھی کیا ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھ کو (اس خون کے بدلے) مار ڈالیں ف۳ اللہ نے فرمایا

كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ

ہرگز نہ ماریں گے پس جاؤ تم دونوں ساتھ نشانیوں ہماری کے تحقیق ہم ساتھ تمہارے سننے والے ہیں پس جاؤ فرعون کے پاس پس کہو تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں پروردگار

ہرگز نہیں (وہ تجھ کو مار نہ سکیں گے) تو تم دونوں میری (قدرت کی) نشانیاں لیکر جاؤ ہم خود تمہارے ساتھ (جو گفتگو ہوگی اس کو) سن رہے ہیں ف۶ اور دونوں فرعون کے پاس پہنچو اور کہو ہم

الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَ

عالموں کے یہ کہ بھیج دے ساتھ ہمارے بنی اسرائیل کو کہا کہ کیا نہیں پالا تھا ہم نے تجھ کو درمیان اپنے بچہ اور

کے بھیجے ہوئے ہیں جو سارے جہان کا مالک ہے (ہم اسلئے آئے ہیں) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دے ف۷ (اور ان کو آئندہ مت ستا) فرعون نے کہا (موسیٰؑ) تو وہی ہے نا جس کو

لَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ

رہا ہے تو درمیان ہمارے عمر اپنی سے کتنے برس اور کیا تو نے وہ کام اپنا جو کیا تو نے اور تو

ہم نے بچہ سا پالا پوسا اور تو اپنی عمر کے کئی برس ہم میں رہ چکا ہے ف۸ اور تو نے ایک حرکت بھی کی تھی جو کی اور تو

الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

کافروں سے ہے کہا موسیٰؑ نے کیا تھا میں نے وہ کام اس وقت اور میں گمراہوں سے تھا پس بھاگ گیا تھا میں تم سے جب ڈرا تم سے

ناشکروں میں سے ہے ف۹ موسیٰؑ نے کہا میں نے (بیشک) وہ حرکت کی تھی مگر جب میں نادان تھا ف۱۰ پھر جب میں تم سے ڈرا تو میں تمہارے پاس سے بھاگ نکلا (مدین کو

فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ

پس دیا مجھ کو رب میرے نے حکم اور کیا مجھ کو پیغمبروں سے اور یہ کیا نعمت ہے کہ احسان رکھتا ہے اسکا اوپر میرے

چلا گیا) وہاں سے ایک مدت کے بعد لوٹا تو پھر میرے مالک نے مجھ کو سمجھ عنایت فرمائی اور پیغمبروں میں مجھ کو شریک کیا اور کیا یہی احسان ہے جو تو مجھ پر جتاتا ہے کہ تو

أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ

یہ کہ غلام کر رکھا ہے تو نے بنی اسرائیل کو کہا فرعون نے اور کیا ہے پروردگار عالموں کا ف۱۲ کہا پروردگار ہے آسمانوں کا

نے (سارے) بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ف۱۱ فرعون نے کہا (اچھا تو موسیٰؑ اب یہ بتا) سارے جہان کا مالک کیا معنے موسیٰؑ نے کہا وہی جو آسمان اور

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿٢٥﴾ قَالَ

اور زمین کا اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اگر ہو تم یقین لانے والے کہا واسطے ان لوگوں کے کہ گرد اس کے تھے کیا نہیں سنتے تم کہا

زمین اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے ان کا مالک اگر تم مانو ف۱۳ فرعون اپنے گرد و پیش والوں سے کہنے لگا سنتے ہو موسیٰؑ نے (پھر یوں) کہا

رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾

پروردگار تمہارا اور پروردگار باپوں تمہارے پہلوں کا ہے کہا تحقیق یہ پیغمبر تمہارا جو بھیجا گیا طرف تمہاری البتہ دیوانہ ہے

تمہارا مالک اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا مالک ف۱۴ فرعون نے (غصے ہو کر) کہا (صاحبو) تمہارا پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے پاگل ہے ف۱۵

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ

کہا پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اگر ہو تم سمجھتے کہا اگر پکڑے گا تو

موسیٰؑ نے کہا پورب اور پچھم اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے ان کا مالک اگر تم کو عقل ہے ف۱۶ فرعون نے کہا دیکھ موسیٰؑ اگر تو نے

ف۱۵ یعنی اس کا دماغ چل گیا ہے اس لئے یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یا جو میں سوال کرتا ہوں اس کا جواب نہیں دے رہا ہے۔ (قرطبی) ف۱۶ یعنی اگر تم میں سوچنے سمجھنے کی ذرا بھی صلاحیت ہے تو یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ حقیقت میں تو رب وہ ہے جو مشرق و مغرب کا اور ہر اس چیز کا مالک ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے نہ کہ تمہارا یہ فرعون جو مصر جیسی زمین کے ایک چھوٹے سے رقبے کا مالک بنا بیٹھا ہے۔ (قرطبی)

ف۱ ہر ظالم و جابر حکمران اور مدعیِ باطل کا قاعدہ ہے کہ جب وہ دلیل کے میدان میں شکست کھا جاتا ہے تو آخری پناہ گاہ کے طور پر طاقت کے استعمال کی دھمکی دینے لگتا ہے چنانچہ یہی دھمکی فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو دی۔ ف۲ تو کیا پھر بھی تو میری بات نہ مانے گا اور مجھے قید کرے گا۔ (شوکانی) ف۳ یعنی ایسا اژدہا جس کا اژدہا ہونا بالکل واضح اور عیاں تھا نہ کہ کسی شعبدہ بازی کا دھوکا۔ ف۴ یعنی سورج کی طرح جگمگا رہا تھا جس پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی۔ (ابن کثیر)

إِلٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾

معبود سوائے میرے البتہ کردوں گا میں تجھ کو قیدیوں میں سے کہا اگرچہ لاؤں میں تیرے پاس ایک چیز ظاہر

سوا اور کسی کو خدا مانا تو ضرور میں تجھے قید کردوں گا ف۱ موسیٰؑ نے کہا اور جو میں تجھ کو ایک کھلی دلیل بتلاؤں ف۲

قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

کہا پس لے آ اس کو اگر ہے تو سچوں سے پس ڈال دیا عصا اپنا پس ناگہاں وہ تھا اژدھا (اشی گرنا)

فرعون نے کہا اچھا بتلا وہ دلیل کیا ہے اگر تو سچا ہے اُسی وقت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی ایک ہی ایکا وہ کھلا اژدہا بن گئی

مُّبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ

ظاہر اور بغل میں سے کھینچ لیا ہاتھ اپنا پس ناگہاں وہ سفید تھا واسطے دیکھنے والوں کے ف۴ کہا واسطے سرداروں کے گرد اپنے تحقیق یہ البتہ جادوگر ہے

ف۳ اور ہاتھ جو (گریبان یا بغل میں ڈال کر) باہر نکالا تو ایک ہی ایکا دیکھنے والوں کو سفید (چمکتا) معلوم ہوا (اب) فرعون اپنے سرداروں سے جو اس کے

عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوا أَرْجِهْ

دانا چاہتا ہے یہ کہ نکال دے تم کو زمین تمہاری سے ساتھ جادو اپنے کے پس کیا حکم کرتے ہو کہا انہوں نے کہ ڈھیل دے اس کو

گرد و پیش تھے (کیا) کہنے لگا یہ ایک کامل جادوگر ہے (اپنے فن کا اُستاد) اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال باہر کردے تو اب کیا صلاح ف۵

وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ

اور بھائی اس کے کو اور بھیج بیچ شہروں کے اکٹھے کرنے والے لے آویں تیرے پاس ہر جادوگر دانا کو پس اکٹھے کئے گئے جادوگر

دیتے ہو انہوں نے کہا صلاح یہ ہے اُس کو اور اُس کے بھائی کو ذرا ڈھیل دے (چند روز تک ٹالم ٹولا میں رکھ) اور شہروں میں نقیب بھیج دے وہ ہر ایک اُستاد جادوگر کو ف۷

لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

واسطے وقت دن معلوم کے اور کہا گیا واسطے لوگوں کے کیا ہو تم اکٹھے ہونے والے شاید کہ ہم پیروی کریں

تیرے پاس لے آئیں آخر جو دن جو وقت ٹھہرا تھا اُس پر جادوگر اکٹھا کئے گئے اور لوگوں سے کہہ دیا گیا (عام منادی ہوگئی) کیا تم اتنا بڑا تماشہ دیکھنے کو جمع ہوتے ہو شاید یہ جادوگر ف۸

السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا

جادوگروں کی اگر ہوویں وہ غالب پس جب آئے جادوگر کہنے گئے واسطے فرعون کے کیا مقرر ہوگا واسطے

غالب ہوں تو ہم اُن کے کہے پر چلیں گے ف۹ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہنے لگے بھلا اگر ہم در رہے تو ہم کو کچھ نیگ بھی ملے گا

لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ

ہمارے بدلہ اگر ہوں ہم غالب کہا کہ ہاں اور تحقیق تم اس وقت البتہ مقربوں سے ہوگے کہا

(کچھ سرکار سے انعام ملے گا یا نہیں) فرعون نے کہا ہاں (ضرور) اور تم در رہے تو (بادشاہ کے) مقرب بھی بن جاؤ گے ف۱۰ موسیٰؑ نے جادوگروں

لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ

واسطے ان کے موسیٰؑ نے ڈالو جو کچھ کہ ہو تم ڈالنے والے پس ڈالیں انہوں نے رسیاں اپنی اور لاٹھیاں اپنی اور کہا انہوں نے ساتھ اقبال

سے کہا جو کچھ تم کو ڈالنا ہو وہ ڈال دو ف۱۱ پھر اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم (یا فرعون کے

فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا

فرعون کے تحقیق ہم ہیں غالب پس ڈالا موسیٰؑ نے عصا اپنا پس ناگہاں وہ نگل جاتا ہے جو کچھ

اقبال سے) بے شک ضرور ہم ہی ور رہیں گے ف۱۲ پھر موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ ایک (آن) ایکا جادوگروں نے جو سوانگ بنایا تھا اُس کو نگلنے

دوسرے مقام پر بیضاء من غیر سوء فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ برص کے مریض کی طرح سفید نہ تھا بلکہ کسی بیماری کے بغیر اس طرح چمک رہا تھا جیسے سورج۔

ف۵ اور خود یہاں کا حکمران بن بیٹھے۔

ف۶ ابھی خدائی کے دعوے تھے اور ابھی اپنے وزیروں اور درباریوں سے پوچھنے پر اتر آیا کہ بتاؤ کیا کیا جائے؟ اس آئی بلا کو کیونکر ٹالا جائے؟۔ اس نے اپنے اقتدار کا سورج غروب ہوتے دیکھ کر یہ رویہ اختیار کیا۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی ہرکارے یا پولیس کے سپاہی۔ جو جادوگروں کو اکٹھا کر لائیں۔

ف۸ سورہ طٰہٰ میں گزر چکا ہے کہ وہ قبطیوں کی عید (یوم الزینۃ) کا دن تھا اور اس دن کا انتخاب اس لئے کیا گیا تھا کہ لوگ ملک کے گوشے گوشے سے آکر دار السلطنت میں حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں کا مقابلہ دیکھینگے حضرت موسیٰؑ کا بھی یہی مقصد تھا کہ عام مجمع میں حق و باطل کا مقابلہ ہوتا کہ سب لوگوں پر حق کی صداقت عیاں ہوجائے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی ان کے دین پر برقرار رہیں گے۔ (شوکانی)

ف۱۰ یعنی انعام تو ملے گا ہی۔ اس سے بڑھ کر تمہاری قدر دانی یہ کی جائے گی کہ تمہیں اپنے رب (خود فرعون) کے مقربین کا مرتبہ حاصل ہوگا۔

ف۱۱ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے ان کو حکم دیا کہ اچھا تم جادو کر دکیونکہ جادو کفر ہے اور ایک پیغمبر کفر کی اجازت کیسے دے سکتا ہے۔ بلکہ پہلے جادوگروں نے کہا: "اما ان تلقی و اما ان نکون اول من القی" یا تم پہلے ڈالو یا ہم ڈالتے ہیں۔ (طٰہٰ، ۶۵) اس پر حضرت موسیٰؑ نے "القوا الخ" فرمایا تاکہ دلیل سے مغلوب ہوجائیں اور لوگوں کو بھی پتہ چل جائے کہ ان کا معجزہ جادو کی کوئی قسم نہیں ہے (شوکانی)

ف۱۲ فرعون کی تعظیم کے لئے اس کی عزت کی قسم کھائی کہ ہم ضرور ہی جیتیں گے۔ اس سے جادوگروں کا مقصد فرعون کو خوش اور موسیٰ علیہ السلام کو مرعوب کرنا تھا۔ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی قسمیں کھایا کرتے جیسا کہ آج کل بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کی قسم کھانے پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ اپنے پیر و مرشد یا کسی بزرگ کے روضہ کی قسم کھاتے ہیں۔ یا عام رواج کے مطابق کہہ دیتے ہیں: مجھے تیری قسم یا تیرے سر کی قسم وغیرہ؟ اس طرح دوسروں کی عظمت کا اظہار کرتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانے پر اتنا گناہ نہ ہوتا ہو جتنا کہ ان چیزوں کی سچی قسم کھانے پر ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھے۔ (روح المعانی) مزید تفصیل کے لئے سورہ طٰہٰ (آیت ۶۶-۶۷) اور سورہ اعراف (آیت ۱۱۶) دیکھ لی جائے۔

ف۱ "القی" (گرا دیئے گئے) یعنی وہ جادوگر اس طرح بے اختیار ہو کر سجدہ میں گر پڑے گویا اندر سے کسی چیز نے انہیں گرا دیا ہے۔ ف۲ "سارے جہاں کے مالک" کے ساتھ "جو موسیٰؑ و ہارونؑ کا رب ہے" اس لئے کہا کہ کہیں فرعون کو شبہ نہ ہو کہ انہوں نے اس کو سارے جہان کا مالک قرار دیا ہے کیونکہ وہ بھی اپنے آپ کو رب کہتا تھا۔ (کبیر)

يَأْفِكُونَ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ۝ قَالُوٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسٰى

وَهٰرُونَ ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ

السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ

اَجْمَعِينَ ۝ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا

خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيٓ اِنَّكُمْ

مُّتَّبَعُونَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِينَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ۝

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُونَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيعٌ حٰذِرُونَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُونٍ ۝

وَّكُنُوزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيٓ اِسْرَآءِيلَ ۝ فَاَتْبَعُوهُمْ مُّشْرِقِينَ ۝

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُونَ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ اِنَّ مَعِيَ

رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ

ف۳ اور تم سب استاد اور شاگردوں نے سازش کرکے یہ کھیل کھیلا۔ یا کہ لوگوں کو دکھلانے کے لئے استاد سے ہار گئے تاکہ سب لوگ استاد کے معتقد ہو جائیں اور پھر ہماری بادشاہی چھین لو۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "تمہارا بڑا" کہا رب کو۔ یعنی موسیٰؑ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو۔ (موضح) واللہ اعلم۔

ف۴ یعنی دایاں ہاتھ تو بائیں ٹانگ اور بایاں ہاتھ تو دائیں ٹانگ۔

ف۵ یعنی بہرحال اللہ تعالیٰ کی طرف تو لوٹنا ہی ہے۔ اس طرح مریں گے تو شہادت کا درجہ پائیں گے اور صبر کا اجر ملے گا۔ (وحیدی)

ف۶ یعنی دلیل واضح ہو جانے کے بعد قوم فرعون میں سے سب سے پہلے ایمان لائے۔ زجاج کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ (اس روز) چھ لاکھ ستر ہزار آدمی ایمان لائے اور انہی کو فرعون نے — جیسا کہ آگے آیت ۵۴ میں آرہا ہے۔ "شرذمۃ قلیلون" (چھوٹی سی جماعت) کہا تھا۔ (قرطبی)

ف۷ تو تم آگے نکل جاؤ۔ دشمن تمہیں اس وقت پائیں جب تم سمندر پر پہنچ جاؤ۔

ف۸ یعنی ہرکارے یا پولیس کے سپاہی۔

ف۹ جو ہماری اجازت کے بغیر نکل کھڑے ہوئے۔

ف۱۰ لہٰذا ہمارے لئے انہیں جا پکڑنا کوئی مشکل کام نہیں یا "ہم سب خطرہ میں ہیں" یا "ہم سب چوکنے اور محتاط لوگ ہیں" اس لئے ان کا قلع قمع کرنا ضروری ہے لفظ "حاذرون" کے یہ سبھی معنی ہو سکتے ہیں۔ (ملتقط من شوکانی)

ف۱۱ یعنی اس طرح وہ لوگ اپنے گھربار مال و دولت، باغ اور کھیتیاں چھوڑ کر بنی اسرائیل کے تعاقب میں یکایک نکل کھڑے ہوئے۔

ف۱۲ یا تو اسی زمانہ میں فرعون کے غرق ہو جانے کے بعد یا ایک مدت کے بعد حضرت سلیمانؑ کے عہد میں۔ واللہ اعلم

ف۱۳ یعنی دشمن سر پر پہنچ گیا ہے اب ہم بچ کر نہیں جا سکتے۔ (وحیدی) ف۱۴ یعنی میرے پروردگار کی نصرت و حمایت میرے شامل حال ہے ان سے نجات کی ضرور کوئی سبیل نکل آئے گی۔ چنانچہ آخر کار اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پانی میں عصا مارنے کا حکم دیا۔ (شوکانی)

فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿۶۳﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿۶۴﴾ وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ

پس ہو گیا ہر ٹکڑا مانند پہاڑ بڑے کی اور نزدیک کر دیا ہم نے اس جگہ دوسروں کو اور نجات دی ہم نے موسیٰؑ کو

کا ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کی طرح بن گیا اور وہاں ہم دوسروں کو بھی (یعنی فرعون اور اُسکی قوم والوں کو) نزدیک لے آئے اور ہم نے موسیٰؑ اور اُس کے

وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿۶۶﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

اور ان لوگوں کو کہ ساتھ اس کے تھے سب کو پھر ڈبو دیا ہم نے دوسروں کو تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے اور نہ

ساتھیوں کو تو بچا دیا پھر دوسرے لوگوں (یعنی فرعون اور اُس کے لشکر) کو ڈبو دیا ف۱ اس واقعہ میں (خدا کی قدرت کی) نشانی ہے اور فرعون والے

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۶۷﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ

تھے اکثر ان کے ایمان لانے والے اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ وہی ہے غالب مہربان اور پڑھ اوپر ان کے قصہ

اکثر ایمان دار نہ تھے ف۲ اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک بے شک زبردست ہے رحم والا ف۳ اور (اے پیغمبرؐ) ان لوگوں کو ابراہیمؑ کا

إِبْرَاهِيمَ ﴿۶۹﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿۷۰﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ

ابراہیم کا جس وقت کہا واسطے باپ اپنے کے اور قوم اپنی کے کس چیز کو عبادت کرتے ہو کہا انہوں نے عبادت کرتے ہیں ہم بتوں کو پس رہتے ہیں

قصہ سنا جب اُس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس کو پوجتے ہو ف۴ انہوں نے کہا ہم بُت پوجتے ہیں اُنہی کے سامنے پڑے رہتے ہیں (یا

لَهَا عَاكِفِينَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿۷۲﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿۷۳﴾

واسطے ان کے بیٹھے کہا کہ کیا یہ سنتے ہیں تم سے جس وقت کہ پکارتے ہو تم یا نفع دیتے ہیں تم کو یا ضرر دیتے ہیں ف۵

اُنہی کی سیوا کرتے رہتے ہیں) ابراہیمؑ نے پوچھا جب تم (اُنکو) پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری سنتے ہیں یا اگر تم اُن کی پوجا کرو تو تم کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا اگر نہ کرو تو کچھ

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۷۴﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۷۵﴾

کہا انہوں نے بلکہ پایا ہے ہم نے باپوں اپنوں کو اسی طرح سے کرتے تھے ف۶ کہا کہ کیا پس دیکھا ہے تم نے اس چیز کو کہ ہو تم عبادت کرتے

نقصان پہنچا سکتے ہیں) کہنے لگے بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو یہی کرتے ہوئے پایا ف۷ ابراہیمؑ نے کہا کچھ سمجھے جن کو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا پوجتے آئے

أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿۷۶﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۷۷﴾ الَّذِي

تم اور باپ تمہارے پہلے پس تحقیق وہ دشمن ہیں واسطے میرے مگر پروردگار عالموں کا وہ اللہ کہ جس نے

وہ سب میرے مخالف دشمن ہیں (یعنی میں اُن کا دشمن ہوں) مگر وہ جو سارے جہان کا مالک ہے ف۸ جس نے مجھ کو پیدا

خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿۷۹﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ

پیدا کیا مجھ کو پھر وہی راہ دکھاتا ہے مجھ کو اور وہ جو کھلاتا ہے مجھ کو اور پلاتا ہے مجھ کو اور جب بیمار ہوتا ہوں پس وہی

کیا پھر وہی مجھ کو (دین اور دُنیا کی) سمجھ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی

يَشْفِينِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي

شفا دیتا ہے مجھ کو اور وہ جو مار ڈالے گا مجھ کو پھر جلا دے گا مجھ کو اور وہ اللہ کہ امید رکھتا ہوں میں کہ بخشے واسطے میرے خطا میری

مجھ کو چنگا (تندرست) کرتا ہے ف۹ اور وہ جو مجھ کو ایک دن مار یگا پھر (حشر کے دن) جلائے گا اور وہ جس سے مجھ کو یہ اُمید ہے کہ انصاف کے دن میرا قصور معاف کرے گا

يَوْمَ الدِّينِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِي

دن قیامت کے ف۱۰ اے پروردگار میرے بخش مجھ کو حکم ف۱۱ اور ملا دے مجھ کو ساتھ صالحوں کے ف۱۲ اور کر واسطے میرے

مالک میرے مجھ کو سمجھ عنایت فرما (یا نبوت) اور نیک بندوں سے مجھ کو ملا دے (آخرت میں اُنکے ساتھ رکھ) اور آنے والے لوگوں میں

ف۱ کیونکہ وہ بھی سمندر میں راستہ دیکھ کر اس میں گھس پڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کے دونوں ٹکڑوں کو مل جانے کا حکم دیا جب وہ مل گئے تو یہ لوگ غرق ہو گئے۔ (ابن کثیر) ف۲ بلکہ بے ایمان تھے ان میں سے صرف چند آدمی ایمان لائے تھے جیسے حزقیل اور اس کی بیٹی، فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور ایک بڑھیا جس نے حضرت یوسفؑ کی قبر بتائی تھی۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو راستہ بھول گئے۔ موسیٰؑ نے کہا "یہ کیا؟" بنی اسرائیل کے علما نے کہا "حضرت یوسفؑ نے وفات کے وقت ہمارے بزرگوں سے عہد لیا تھا کہ جب تم مصر سے نکلو تو میرا تابوت ساتھ لے کر جانا۔ موسیٰؑ نے پوچھا تم میں سے کسی شخص کو ان کی قبر کا علم ہے۔ وہ کہنے لگے صرف ایک بڑھیا کو اس کا علم ہے بڑھیا سے دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا کہ "میں اس شرط پر بتاؤں گی کہ آپ میرا یہ مطالبہ تسلیم کر لیں کہ میں جنت میں آپؑ کے ساتھ رہوں گی۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اس کی نشان دہی پر وہ تابوت نکالا گیا اور اُسے لے کر چلے تو راستہ روزِ روشن کی طرح صاف تھا۔ (شوکانی) نقلتہ تبعًا للمفسرین وفیہ نکارۃ واللہ اعلم (ابن کثیر) اس جگہ "اکثرھم" سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو فرعون سے نسبت رکھتے تھے نہ کہ صرف وہ لوگ جو لشکر میں اس کے ساتھ سمندر پر پہنچے تھے کیونکہ وہ تو سب کے سب غرق ہو گئے تھے اور ان میں سے کوئی شخص بھی ایمان نہیں لایا تھا (شوکانی)

ف۳ یعنی اپنے دشمنوں سے انتقام لینے والا اور اپنے ماننے والوں پر رحم کرنے والا۔ چنانچہ دیکھو دم بھر میں فرعون کو غرق کر دیا اور بنی اسرائیل کو نجات دلا کر بادشاہ بنا دیا۔ شاہ صاحبؒ کہتے ہیں: یہ سنا دیا ہمارے حضرتؐ کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے (لڑائی کو) پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے" بدر" کے دن جیسے فرعون تباہ ہوا۔ (موضح)

ف۴ یعنی دیکھو تو سہی کہ تمہارے ان معبودوں کی حقیقت کیا ہے؟ یہ پوچھنا اتمام حجت کی غرض سے تھا۔ (دیکھئے انبیاء آیت ۵۲)

ف۵ اگر نہیں، اور ظاہر ہے کہ نہیں تو اُن کی پوجا کرنے سے کیا فائدہ اور نہ کرنے سے کیا نقصان؟

ف۶ یعنی یہ تو صحیح ہے کہ لکڑی اور مٹی کے یہ بت نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں اور نہ کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں مگر.....الخ

ف۷ اس لئے ہم انہیں بے سوچے سمجھے پوجے جا رہے ہیں۔ گویا جب کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو باپ دادا کی تقلید کا سہارا لیا جو ہر لنگڑے کی لاٹھی اور ڈوبنے والے کا آخری تنکا ہے۔ یہی حال ان مقلد حضرات کا ہے جو اس لئے اپنے امام کی تقلید کر رہے ہیں کہ فلاں فلاں بزرگ بھی تو امام صاحب کی تقلید کرتے رہے ہیں۔ (شوکانی)

ف۸ وہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے وہی دنیا و آخرت میں میرا دوست، مربی اور مالک ہے اور وہی اس چیز کا مستحق ہے کہ میں اس کی عبادت کروں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے "رب العالمین" کے کسی شریک بغیر لائق عبادت ہونے پر دلائل دینا شروع کئے جن کا ذکر اگلی آیتوں میں آ رہا ہے۔

ف۹ بیماری ہو یا کوئی اور چیز سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے مگر حضرت ابراہیمؑ نے ازراہِ ادب بیماری کو اپنی طرف اور شفا کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی۔ (شوکانی)

ف۱۰ یعنی اگر مجھ سے کسی معاملہ میں بھول یا اپنے مرتبہ کے لحاظ سے کوتاہی ہو جائے تو اسی کی مہربانی سے معافی کی توقع (بمعنی یقین) ہے کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں ہے۔

ف۱۱ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کرنے کے بعد اب دعا شروع کی تاکہ دوسرے بھی اقتدا کریں۔ "حکمًا" سے مراد یہ ہے کہ اپنے دین کا علم اس کے احکام کا صحیح فہم اور قوتِ فیصلہ عنایت فرما۔ (شوکانی)

ف۱۲ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت دعا فرمائی تھی: اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَىٰ۔ اے اللہ مجھے بلند مرتبہ ساتھیوں میں پہنچا دے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی ایسے نیک اعمال کی توفیق دے کہ قیامت تک آنے والی نسلیں میرا ذکر خیر کرتی رہیں یا آخر زمانہ میں میری نسل سے نبی ہو۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا قبول ہوئی اور ان کی نسل سے خاتم الانبیاؐ کو مبعوث فرمایا اور ان کی ملت کو عالمگیر قبولیت بخشی کہ یہودی عیسائی مسلمان سب انہیں اپنا پیشوا مانتے ہیں اور ان کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) مسلمان تو اپنی ہر نماز میں "کما صلیت علی ابراھیم" اور "کما بارکت علی ابراھیم" پڑھتے ہیں۔ (دیکھئے صافات آیت ۱۰۸)

لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ

زبان راستی کی بیچ پچھلوں کے اور کر مجھ کو وارثوں بہشتوں نعمت کے سے اور بخش

میرا ذکر خیر باقی رکھ ف۱ اور آرام کے باغ (یعنی جنت) کے جو وارث ہیں ان میں مجھ کو بھی کر دے ف۲ اور میرے باپ

لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ

واسطے باپ میرے کے تحقیق وہ تھا گمراہوں سے اور مت رسوا کیجو مجھ کو اس دن کہ اٹھائے جاویں گے جس دن کہ نہ نفع دے گا مال

کو بخش دے وہ گمراہوں میں سے تھا (مشرکوں میں سے) ف۳ اور جس دن لوگ جلا کر اٹھائے جائیں گے مجھ کو ذلیل مت کر ف۴ جس دن نہ مال کچھ کام آئے گا

وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ

اور نہ بیٹے مگر جو کوئی لاوے اللہ کے پاس دل سلامت اور نزدیک کی جاوے گی بہشت واسطے پرہیزگاروں کے اور ظاہر کی

نہ بیٹے (کچھ کام آئیں گے) مگر ہاں جو پاک دل لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا (تو اس کے دل کی پاکی اس کے کام آئے گی) ف۵ اور بہشت پرہیزگاروں کے نزدیک لائی جائیگی

الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ

جاوے گی دوزخ واسطے گمراہوں کے اور کہا جاوے گا واسطے ان کے کہاں ہے جو کچھ کہ تھے تم عبادت کرتے سوائے اللہ کے کیا

اور گمراہوں پر دوزخ کھول دی جائے گی (ان کو دکھائی دینے لگے گی) ف۶ اور ان سے کہا جائیگا اب خدا کے سوا جن کو تم پوجتے تھے وہ کہاں ہیں

يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ

مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلا لیتے ہیں پس اوندھے ڈالے جاویں گے بیچ اس کے وہ اور سب گمراہ اور لشکر ابلیس کا

تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا خود اپنے تئیں بچا سکتے ہیں پھر وہ جھوٹے معبود اور گمراہ لوگ (جو ان کو پوجتے تھے) اور شیطان کے لشکر سب کے سب اوندھے منہ

أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾

سب کہیں گے اور وہ بیچ اس کے جھگڑتے ہوں گے قسم ہے خدا کی تحقیق تھے ہم البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے

میں (یعنی دوزخ میں) گرا دیئے جائیں گے ف۷ گمراہ کہیں گے جب وہ اپنے معبودوں سے جھگڑ رہے ہوں گے خدا کی قسم ہم تو (دنیا میں) صاف گمراہی میں تھے

إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾

جس وقت کہ برابر کرتے تھے ہم تم کو ساتھ پروردگار عالموں کے اور نہیں گمراہ کیا ہم کو مگر گنہگاروں نے پس نہیں واسطے ہمارے شفاعت کرنے والے

جب ہم تم کو سارے جہان کے مالک کے برابر سمجھتے تھے ف۸ اور ہم کو تو اور کسی نے نہیں گناہ گاروں نے بہکا دیا تو اب نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ف۹ ہے

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اور نہ آشنا غم کھانے والا ف۱۰ پس کاش کے ہوتا واسطے ہمارے پھر جانا پس ہوتے ہم ایمان لانے والوں سے تحقیق بیچ اس کے

نہ کوئی دلسوز دوست (یا جانی دوست یا رشتہ دار دوست) تو کاش ہم کو ایک بار اور (دنیا میں) جانا ملے ہم بھی ایمان داروں میں شامل ہوں بیشک اس میں (یعنی ابراہیمؑ

لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ

البتہ نشانی ہے ف۱۱ اور نہیں ہیں اکثر ان کے ایمان والے ف۱۲ اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ وہ ہے غالب مہربان جھٹلایا

کے قصے میں) نشانی ہے اور ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک بیشک زبردست بے حد رحم والا نوحؑ کی

قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

قوم نوحؑ کی نے پیغمبروں کو جس وقت کہ کہا واسطے ان کے بھائی ان کے نوحؑ نے کیا نہیں ڈرتے تم تحقیق میں واسطے تمہارے بھیجا ہوا ہوں

قوم نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا ف۱۳ جب ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے ف۱۴ میں تمہارا سچا (امانتدار) پیغمبر

ف۲ پچھلی آیت میں دنیا کی سعادت مانگی اور اس آیت میں آخرت کی سعادت طلب کی۔ (شوکانی)

ف۳ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے رخصت ہوتے وقت دعائے استغفار کا وعدہ کیا تھا۔ (دیکھئے سورہ مریم: ۴۷) چنانچہ انھوں نے یہ دعا فرمائی لیکن بعد میں جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ایک مشرک اور دشمن حق کے لئے دعائے مغفرت کرنا صحیح نہیں ہے تو انھوں نے اس دعا سے رجوع فرما لیا۔ جیسا کہ سورہ توبہ میں ہے: فلما تبین لہٗ انہٗ عدوٌ للّٰہ تبرّأ منہ (آیت ۱۱۴) پھر جب اسے معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔ (شوکانی)

ف۴ کہ سب کے سامنے مجھ پر کوئی عتاب ہو یا میرے باپ کو عذاب دے اور میں کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیمؑ اپنے والد کو پریشان حال دیکھ کر اپنی یہی دعا اللہ تعالیٰ کو یاد دلائیں گے تو حضرت ابراہیمؑ کو رسوائی سے بچانے کے لئے ان کے باپ کو نجاست آلود بجو کی شکل میں تبدیل کر کے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ابن کثیر)

ف۵ پاک دل سے مراد ایسا دل ہے جو کفر و شرک سے پاک ہو۔ اکثر مفسرین نے یہی لکھا ہے اور بعض نے بدعت و جہالت اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہونا بھی مراد لیا ہے۔ مال اور اولاد بھی اگر کام آسکتے ہیں تو پاک دل کے ساتھ ہی کام آسکتے ہیں۔ کذا فی الشوکانی و الکبیر)

ف۶ جیسے مومنوں کو جنت کا نظارہ ہوگا اور وہ لطف اندوز ہوں گے اسی طرح کافروں کو بھی میدان حشر میں ہی دوزخ دکھائی دینے لگے گی جو ان کا ٹھکانہ بننے والی ہے تاکہ مومنین کی خوشی میں اضافہ ہو اور کافر زیادہ غمناک ہوں۔ (شوکانی)

ف۷ یا "انہیں اس میں ایک دوسرے کے اوپر دھکیل دیا جائے گا" یا "انہیں اس میں ایک جگہ جمع کر دیا جائیگا" لفظ "کُبْکِبُوا" کے یہ سارے معنی مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ (شوکانی)

ف۸ یا تمہارے لئے وہ اختیارات اور صفات تسلیم کرتے تھے جو دراصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جیسے اشیا کی حلت و حرمت کا اختیار اور بیمار کو شفایاب کرنا وغیرہ حدیث میں ہے: "یہ مت کہو کہ جو اللہ چاہے اور جو فلاں شخص چاہے بلکہ یوں کہو جو اللہ چاہے اور پھر فلاں شخص چاہے۔ (ابو داؤد)

ف۹ یعنی جن جن کو ہم دنیا میں اپنا سفارشی سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ ان کا دامن تھام لیں گے تو ہمارا بیڑا پار ہے آج ان میں سے کوئی نظر نہیں آتا۔

ف۱۰ جو ہمارے ساتھ ہمدردی کرے۔

ف۱۱ یعنی غور کرنے والوں کے لئے سامان عبرت ہے۔

ف۱۲ یا "ان قریش میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں۔" زیادہ صحیح مطلب یہی دوسرا ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ تو سب کے سب کافر و مشرک تھے۔ (شوکانی)

ف۱۳ اگرچہ انہوں نے صرف ایک ہی پیغمبر نوح علیہ السلام کو جھٹلایا لیکن چونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا دراصل اس دعوت کو جھٹلانا ہے جو تمام پیغمبر پیش کر رہے تھے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ نیز دیکھئے سورہ الفرقان آیت ۳۷۔ (قرطبی)

ف۱۴ جو اسے چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے ہو اور دوسروں کے کہنے پر چلتے ہو اور اس کے پیغمبر کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ (شوکانی)

أَمِينٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ

باامانت پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا اور نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ بدلا نہیں بدلا میرا مگر اوپر پروردگار

ہوں ف۱ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس نصیحت کرنے کی کوئی نیگ (اجرت مزدوری) نہیں مانگتا میرا نیگ تو بس

الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿۱۱۱﴾

عالموں کے پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا کہا انہوں نے کیا مان لیویں ہم واسطے تیرے اور پیروی کی تیری رذالوں نے

اسی پر ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ف۲ وہ کہنے لگے کیا ہم تیری بات مان لیں اور تیرے ساتھ والے تو رذلے ہیں ف۴

قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۲﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَ

کہا اور کیا جانوں میں وہ پہلے کیا کرتے تھے نہیں حساب ان کا مگر اوپر پروردگار میرے کے اگر تم سمجھو اور

نوح نے کہا میں کیا جانوں وہ کیا پیشہ کرتے ہیں ف۵ ان باتوں کا حساب میرا مالک ہی لے گا کاش تم کو اتنی سمجھ ہوتی اور یہ

مَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۴﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ

نہیں میں نکال دینے والا ایمان والوں کو نہیں میں مگر ڈرانے والا ظاہر کر کر کہا انہوں نے اگر نہ باز رہے گا تو اے نوح

نہیں ہو سکتا کہ ایمانداروں کو میں دھتا بتلاؤں ف۶ میں تو کھلم کھلا (صاف صاف) ڈرانے والا ہوں ف۷ وہ کہنے لگے نوح اگر تو ایسی باتوں سے باز نہ آئے گا تو بیشک تم

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ

البتہ ہوگا تو سنگسار کئے گیوں سے کہا نوحؑ نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے جھٹلایا مجھ کو پس حکم کر درمیان میرے اور درمیان ان کے

پتھروں سے تجھ کو مار ڈالیں گے (یا تجھ پر گالیوں کی بوچھاڑ کریں گے) ف۸ آخر مجبور ہو کر نوحؑ نے دعا کی مالک میرے میری قوم نے مجھ کو جھٹلایا (اب وہ کسی طرح ماننے والے نہیں) تو میرا ان کا

فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ

حکم کرنے کر اور نجات دے مجھ کو اور ان لوگوں کو کہ ساتھ میرے ہیں ایمان والوں سے ف۹ پس نجات دی ہم نے اس کو اور ان کو کہ ساتھ اس کے تھے بیچ کشتی

اچھی طرح فیصلہ کر دے (یعنی ان پر اپنا عذاب اتار) اور مجھ کو اور میرے ساتھ والے ایمانداروں کو بچا لے تب ہم نے نوحؑ اور اس کے ساتھیوں کو بھری ہوئی (یا بھاری وزنی) کشتی میں

الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

بھری ہوئی کے پھر ڈبو دیا ہم نے پیچھے باقیوں کو تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے اور نہیں ہیں اکثر ان کے

(بٹھا کر ڈوبنے سے) بچا لیا اس کے بعد باقی لوگوں کو (جو کافر تھے) ڈبو دیا بے شک اس واقعے میں (حق تعالیٰ کی قدرت کی) نشانی ہے اور نوحؑ کی قوم کے لوگ اکثر

مُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ قَالَ

ایمان لانے والے اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ وہ ہے غالب مہربان جھٹلایا عاد نے پیغمبروں کو جس وقت کہا

ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا عاد کی قوم نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا ف۱۰ جب ان کے

لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۲۶﴾

واسطے ان کے بھائی ان کے ہودؑ نے کیا نہیں ڈرتے تم تحقیق میں واسطے تمہارے پیغمبر ہوں باامانت پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا

بھائی ہودؑ نے ان سے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے ف۱۱ میں تمہارا سچا (امانت دار) پیغمبر ہوں ف۱۲ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۲۷﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ

اور نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ بدلے سے نہیں ہے بدلا میرا مگر اوپر پروردگار عالموں کے کیا بنا لیتے ہو تم بیچ ہر زمین

اور میں تم سے اس (نصیحت کرنے) پر کوئی نیگ نہیں مانگتا میرا نیگ تو بس اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ف۱۳ کیا تم ہر ٹیلے (یا ناکے پر)

ف۱ امانت دار یعنی اللہ تعالیٰ کے پیغام میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرنے والا۔ ف۲ یعنی بالکل بے لوث ہو کر تمہیں یہ دعوت دے رہا ہوں۔ میری کوئی ذاتی غرض تم سے وابستہ نہیں ہے۔ ف۳ اور اس قسم کے الزام نہ لگاؤ۔ یہ اس لئے فرمایا کہ قوم کے سردار حضرت نوحؑ کو الزام دیتے ہوئے کہا کرتے تھے: مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ۔ یہ تم جیسا ایک آدمی ہے جو تمہارا بڑا بننا چاہتا ہے۔ (مومنون: ۲۴) پہلی آیت میں اپنی اطاعت کا حکم امین ہونے کی بنا پر دیا ہے اور اس آیت میں بے طمع اور بے غرض ہونے کی بنا پر۔ اس سے تکرار کی حکمت سمجھ میں آجاتی ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی کمینے، غریب، روٹیوں کے محتاج اور معمولی قسم کے پیشہ ور جن کو سوسائٹی میں کچھ بھی عزت و وقعت حاصل نہیں ہے۔ مزید دیکھئے سورہ ہود: ۲۷۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی مجھے تو اللہ کا راستہ بتلانے سے غرض ہے نہ کہ ان کے پیشوں سے۔ وہ جو پیشہ بھی اختیار کریں اگر وہ جائز ہے تو اپنے ایمان دار ہونے کی وجہ سے مغرور مالداروں سے افضل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ میں کیا جانوں کہ ان کے عمل کیسے ہیں۔ مجھے تو ظاہری ایمان کو دیکھنا ہے ان کی نیتوں کو اللہ جانتا ہے۔ ان کا فیصلہ اس کے سامنے ہوگا۔ (کذا فی الشوکانی)

ف۶ یعنی ان کو اپنے پاس سے دھکے دے کر نکال دوں جیسا کہ تم چاہتے ہو۔

ف۷ لہٰذا جو بھی مجھے سچا سمجھتے ہوئے میری اطاعت قبول کرے اور میرے راستے پر چلے وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ وہ شریف و امیرزادہ ہو یا غریب اور معمولی پیشہ ور۔

ف۸ یعنی اگر ہمارے دین میں کیڑے ڈالنے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز نہ آئے گا۔ (شوکانی)

ف۹ یا ان قریش میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں۔ (شوکانی)

ف۱۰ عاد اس قوم کے "جد اعلیٰ" کا نام تھا عرب عموماً اپنے محاورات میں کسی بڑے قبیلے یا قوم کو اس کے "جد اعلیٰ" کے نام سے تعبیر کر لیتے ہیں جیسا کہ بنی یا آل فلاں کہہ دیتے ہیں۔ (روح) ان کا مسکن حضرموت کے قریب اس جگہ تھا جسے اب "ربع خالی" کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے سورہ اعراف آیت ۶۵) اس قوم نے اگرچہ صرف حضرت ہودؑ کو جھٹلایا لیکن چونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا دراصل تمام پیغمبروں کی تکذیب ہے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ "عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا"۔ کما مر فی قصۃ نوح۔ (قرطبی)

ف۱۱ "جو اسے چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے ہو اور دوسرے کے حکموں پر چلتے ہو"۔

ف۱۲ امانت دار یعنی بلا کم و کاست اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے والا۔

ف۱۳ ان پانچوں قصوں میں خاص طور پر تقویٰ اور اطاعت کا حکم اور اس پر کسی قسم کے بدلہ کی نفی سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیا کی بعثت کا اساسی مقصد معرفت حق کی دعوت اور پیغمبر کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنا ہے۔ اس اصول دعوت پر تمام پیغمبر متفق تھے۔ نیز یہ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کے بے لوث خادم ہوتے ہیں۔ ان کو سیم و زر کی طمع طاری ہوتی ہے اور نہ ہوس و اقتدار۔ (روح)۔

رِيعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ

زمین کے ایک نشانی کھیلتے ہوئے ف۱ اور بنا لیتے ہو تم مکان کاریگری کے ف۲ تو کہ تم ہمیشہ رہو اور جس وقت پکڑتے ہو تم

ایک مکان بنا کر کھیل کرتے ہو اکبوتر بازی یا لوگوں کو ستاتے ہو اُن سے مسخرہ پن کرتے ہو اور ایسی عمارتیں ٹھونکتے ہو گویا تم (دُنیا میں) ہمیشہ رہو گے اور جب تم کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو

بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا

پکڑتے ہو سرکش ہو کر پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا اور ڈرو اس شخص سے کہ مدد دی تم کو ساتھ اس چیز کے

تو بے رحمی کے ساتھ ہاتھ ڈالتے ہو ف۳ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور اُس خدا سے ڈرو جس نے تم کو وہ نعمتیں دیں جو

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

کہ جانتے ہو تم مدد دی تم کو ساتھ چارپایوں کے اور بیٹوں کے اور باغوں کے اور چشموں کے تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے

تم کو معلوم ہیں تم کو چوپائے جانور عنایت کئے اور بیٹے اور باغ اور چشمے مجھے ڈر ہے کہیں تم کو بڑے دن کا عذاب نہ ہو (یعنی

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

عذاب دن بڑے کے سے کہا انہوں نے برابر ہے اوپر ہمارے کیا تو نصیحت کرے کیا نہ ہو تو نصیحت کرنے والوں سے

قیامت کا عذاب یا قیامت اور دُنیا دونوں کا عذاب) وہ کہنے لگے تو ہم کو نصیحت کرے یا نہ کرے ہم کو تو سب برابر ہے ف۴

اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ

نہیں یہ مگر عادت پہلوں کی اور نہیں ہم عذاب کئے گئے پس جھٹلایا اس کو پس ہلاک کیا ہم نے انکو تحقیق

یہ تو اگلے لوگوں کا طرز ہے اور کچھ نہیں ف۵ اور عذاب روز اب کچھ بھی ہم پر نہیں آنے کا ف۶ آخر اُنہوں نے ہودؑ کو جھٹلایا پھر ہم نے (اُسکی سزا میں)

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ ع

بیچ اس کے البتہ نشانی ہے اور نہ تھے ف۸ بہت ان کے ایمان والے اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ وہی ہے غالب مہربان

اُنکو تباہ کر ڈالا بیشک اس میں (ہودؑ کے قصے میں) نشانی ہے اور اُن میں اکثر لوگ ایمان لانیوالے نہ تھے ف۹ اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ

جھٹلایا ثمود نے پیغمبروں کو جس وقت کہا واسطے ان کے بھائی ان کے صالحؑ نے کیا نہیں ڈرتے ہو تحقیق میں واسطے تمہارے

ثمود کی قوم نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جب اُن کے بھائی صالحؑ نے اُن سے کہا کیا تم (خدا تعالٰے سے) نہیں ڈرتے ف۱۰ میں تمہارا سچا

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

پیغمبر ہوں باامانت پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا اور نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ بدلا نہیں ہے بدلا میرا

پیغمبر (امانت دار) ہوں ف۱۱ تو اللہ تعالٰے سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں اس (نصیحت کرنے) پر تم سے کچھ نیگ نہیں چاہتا میرا نیگ تو بس اسی

اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّ

مگر اوپر پروردگار عالموں کے کیا چھوڑے جاؤ گے تم بیچ اس چیز کے کہ یہاں ہے امن سے بیچ باغوں کے اور چشموں کے اور

پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (جو) چیزیں یہاں (دُنیا میں) ہیں باغ اور چشمے اور کھیت اور کھجور کے درخت جن کے گابھے

زُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ ع

کھیتوں کے اور کھجوروں کے کہ خوشہ ان کا ٹوٹا پڑتا ہے ف۱۲ اور تراش لیتے ہو تم پہاڑوں سے گھر باتکلف

نازک (اور ملائم) یا جن کی گیلیں بوجھ سے لٹکی اور ٹوٹی پڑتی ہیں اُن میں ہمیشہ چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے اور فراغت سے پہاڑوں میں تراش کر گھر بناتے رہو گے ف۱۳

ف۱ یعنی اسے بلا ضرورت اور بلا مقصد بناتے ہو۔ صرف اس لئے کہ اپنی شان و شوکت اور خوشحالی کا مظاہرہ کر سکو۔ (کبیر) ف۲ یعنی بڑے بڑے قلعے اور محل تعمیر کرتے ہو یا پانی کے بند اور زمین دوز نہریں نکالتے ہو۔ (ابن کثیر۔ روح) ف۳ یعنی تمہارے دلوں میں غریبوں اور کمزوروں کے لئے رحم نہیں۔ جب تم اپنے گردوپیش کے قبیلوں یا خود اپنے قبیلہ کے غریب اور کمزور لوگوں پر ہاتھ ڈالتے ہو تو تمہارا رویہ انتہائی ظالمانہ اور بے رحمی کا ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیا کے لالچ اور تکبر نے انسانی اخلاق کے کپڑے تمہارے جسموں سے اتار لئے ہیں۔

ف۴ "ہم کسی طور ماننے والے نہیں"۔ یہ بات انہوں نے بے پرواہی اور حقارت آمیز لہجہ میں کہی۔

ف۵ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ یہ نصیحت کی باتیں جو تم ہم سے کر رہے ہو کوئی نئی نہیں ہیں پہلے بھی ایسے خبطی گزرے ہیں جو اس طرح کی پاگل پن کی باتیں کرتے رہے ہیں۔ (ان هٰذا الا اساطیر الاولین۔ اور دوسرا یہ کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں کوئی نئی چیز نہیں ہے پہلے بھی ہمارے باپ دادا یہی کرتے رہے ہیں یہی ان کا دین تھا اور یہی ان کا اخلاق و تمدن۔ (کبیر و شوکانی)

ف۶ یعنی پہلے لوگوں پر کونسا عذاب ٹوٹ پڑا جو آج ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔

ف۷ قرآن نے متعدد آیات میں یہ تصریح کی ہے کہ ان کی تباہی ایک زور کی آندھی سے ہوئی جو آٹھ دن اور سات راتوں تک برابر چلتی رہی اور جس نے ان کی ہر چیز کو تباہ کر ڈالا۔ دیکھئے حم السجدہ آیت ۱۶ و سورہ احقاف آیت ۲۴-۲۵ و سورہ حاقہ آیت ۶-۷۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۸ یعنی غور کرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

ف۹ یا "ان قریش میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں۔ (شوکانی)

ف۱۰ "جو اس کے علاوہ دوسروں کی پرستش کرتے اور ان کے حکموں پر چلتے ہو"۔ قوم ثمود کی آبادی "حجر" کے علاقہ میں تھی جو مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان واقع ہے اور آجکل اسے "مدائن صالح" کہا جاتا ہے۔

ف۱۱ "امانت دار" یعنی اللہ تعالیٰ کے پیغام میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہ کرنیوالا۔

ف۱۲ اور "تمہیں کبھی زوال نہ آئے گا اور نہ تم سے اُن اعمال کی باز پرس ہو گی جن کا ارتکاب تم کر رہے ہو"۔

ف۱۳ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ "ثمود" بڑے متمدن لوگ تھے اور ان کی شان و شوکت کا یہ حال تھا کہ وہ پہاڑوں کو تراش کر اُن کے اندر عمارتیں بنایا کرتے تھے۔ آج بھی مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان مدائن صالح ۔ جس کا قدیم نام حجر تھا ۔ میں اُن کی پہاڑوں میں تراش کر بنائی ہوئی بہت سی عمارتیں موجود ہیں۔ اس آیت میں "فارهين" (فراغت سے) کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ یہ سب کچھ محض اپنی شان و شوکت کے اظہار اور اپنی دولت و قوت اور اعلیٰ تمدن کی نمائش کے لئے کرتے تھے نہ کہ کسی حقیقی ضرورت کے تحت۔ اور یہی ایک زوال پذیر تمدن کی شان ہوتی ہے۔

ف۱ یعنی اخلاق و تہذیب کی ساری حدیں پھلانگ کر شتر بے مہار بن گئے۔ ف۲ مراد ہیں اُن کے وہ رؤساء و امراء جو شرک و کفر کے داعی اور حق کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور جن کی زیر قیادت ان کا بگڑا ہوا نظام زندگی چل رہا تھا۔ اور قرآن کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نو لیڈر تھے جنھوں نے ملک میں فساد مچا رکھا تھا اور آخر کار قوم کی تباہی کا سبب بنے۔ یہ واقعہ ہے کہ ایسے لوگوں کی قیادت ہر دور میں تباہ کن ثابت ہوئی ہے۔ ف۳ "اس لئے تیری عقل ماری گئی ہے اور تو بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہے"۔ یا تو بھی ہماری طرح کھانے پینے کا محتاج ہے پھر رسول کیسے بن گیا۔ (شوکانی) ف۴ پھر ہمیں چھوڑ کر تم پر وحی کیوں نازل کی گئی۔ نیز دیکھئے۔ (سورہ قمر: ۲۵) ف۵ جیساکہ دوسری آیات میں اسے بعراحت آیۃ مبینۃ و مبصرۃ یعنی معجزہ فرمایا گیا ہے۔ (دیکھئے سورہ اعراف آیت ۷۳، سورہ ہود آیت ۶۴ و بنی اسرائیل آیت ۵۹) اس سے معلوم ہوا کہ وہ عام قسم کی اونٹنی نہ تھی بلکہ اس کی پیدائش اور اس کے ظاہر ہونے میں ضرور کوئی ایسی بات تھی جس کی بنا پر اسے معجزہ قرار دیا گیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "قوم کے بڑے بڑے سردار جمع ہوئے اور انہوں نے ایک چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت صالحؑ سے مطالبہ کیا کہ اس چٹان سے ہمارے دیکھتے دیکھتے ایک پوری جسامت کی اونٹنی نکالو جس کی یہ یہ صفات ہوں۔ اس وقت حضرت صالحؑ نے ان سے پختہ عہد کر لیا کہ اگر ان کی فرمائش پوری کر دی جائے تو وہ ایمان لا کر اُن کی پیروی اختیار کریں گے۔ جب انہوں نے قول دے دیا تو حضرت صالحؑ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کھڑے ہوئے کہ ان کی فرمائش پوری کر دی جائے۔ چنانچہ وہ چٹان جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا یکایک پھٹی اور اس میں سے ان کی مطلوبہ صفات کی اونٹنی ظاہر ہوئی۔ اسے دیکھ کر کچھ لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر اپنے کفر پر جمے رہے۔ اس پر حضرت صالحؑ نے ان سے فرمایا "ھٰذہٖ ناقۃ الخ"

ف۶ قرآن کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کو صرف اتنا ہی چیلنج نہ تھا کہ ہر دوسرے روز یہ اونٹنی تمہارے سارے علاقہ کا پانی پیئے گی بلکہ یہ چیلنج بھی تھا کہ یہ تمہارے کھیتوں اور باغوں میں جہاں چاہے گی جائے گی اور جو چاہے گی کھائے گی۔ دیکھئے (سورہ اعراف آیت ۷۳ و سورہ ہود آیت ۶۴)

ف۷ زخمی کرنے والا ان میں سے صرف ایک شخص (قدار) تھا جیسا کہ سورہ شمس میں ہے: "اذ انبعث اشقاھا" "جب اس قوم کا بدبخت ترین شخص اٹھا"۔ لیکن اس لئے چونکہ اونٹنی کو ان سب کے مشورہ اور مطالبہ پر زخمی کیا تھا۔ (سورہ قمر: ۲۹) اس لئے سب ہی مجرم قرار دیئے گئے۔

ف۸ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت صالحؑ نے ان کو تین دن کی مہلت دی۔ چنانچہ جب حسب وعدہ عذاب کے آثار نمودار ہونے لگے تو وہ ندامت کا اظہار کرنے لگے مگر وہ وقت ندامت اور توبہ کا نہ تھا۔

ف۹ اس کی تفصیل دوسری آیات میں بیان کی گئی ہے سورہ اعراف میں ہے: فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جاثمین (آیت ۷۸) اور سورہ قمر میں ہے: انا ارسلنا علیھم صیحۃ واحدۃ "ہم نے اُن پر ایک چیخ کا عذاب بھیجا۔" (آیت ۳۱) مفسرین نے لکھا ہے کہ اوّل زلزلہ آیا اور اس کے بعد چنگھاڑ سے تباہ کر دیئے گئے۔

ف۱۰ حضرت لوطؑ جس بستی میں جا کر رہے تھے اس کا نام "سدوم" تھا۔ اس کے رہنے والوں کو حضرت لوطؑ کی قوم اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اس کے ہم وطن یا ہم شہر تھے۔ اگرچہ وہ اصلاً بابل کے رہنے والے تھے اور اپنے چچا حضرت ابراہیمؑ کے بھیجنے پر وہاں گئے تھے۔ قصہ کی تفصیل سورہ اعراف اور ہود میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے اعراف آیت ۸۰ تا ۸۴ و ہود آیت ۷۹ تا ۸۳ ضمن قصہ ابراہیم)۔

ف۱۱ یا سارے جہان میں تم ہی ایسے لوگ ہو جو اس بُرے کام کا ارتکاب کرتے ہو۔ ف۱۲ یعنی یہ خلاف فطرت کام کر کے آدمیت کی حد سے بھی نکل چکے ہو۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَلَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِى

تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور جو لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں ف۱ ملک میں دھند مچاتے ہیں اور سنوارتے نہیں

الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ

اُن کا کہنا مت سنو ف۲ وہ کہنے لگے (صالحؑ) تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے ف۳ تو ہماری طرح ایک آدمی ہے اور کچھ نہیں

فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ

اگر سچا ہے تو کوئی نشانی (معجزہ) لا جس سے ہم جانیں کہ تو سچا پیغمبر ہے) صالحؑ نے کہا (لو) یہ اونٹنی (خدا تعالیٰ کی بڑی نشانی) ف۵ ایک دن اس کی (باری) پانی پینے

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا

ایک دن تمہارا مقرر ہے تم پیو (اور اپنے جانوروں کو پلاؤ) اور دیکھو خیال رکھو کہیں اس کو ستانا نہیں پھر بڑے دن کا عذاب تم کو آ دبوچے آخر انہوں نے (زخمی) ف۶ اونٹنی

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۗ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

کو زخمی کیا ف۷ پھر شرمندہ ہوئے ف۸ پھر عذاب نے اُن کو آ دبوچا ف۹ بے شک اس واقعہ میں (خدا کی قدرت کی) نشانی ہے اور صالحؑ کی قوم کے لوگ اکثر ایمان

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝

نہ لانے والے تھے اور بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا لوطؑ کی قوم نے (یعنی ملک والوں نے) پیغمبروں کو جھٹلایا

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا

جب اُن کے بھائی (یعنی ہم وطن ہم شہر) لوطؑ نے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے ف۱۰ میں تمہارا سچا (امانت دار) پیغمبر ہوں تو اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں اس نصیحت کرنے پر تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتا میرا نیگ تو بس اسی پر ہے جو سارے جہان کا

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ

مالک ہے (تم کو شرم نہیں آتی) تم جہان کے لونڈوں پر چڑھتے ہو (مردوں سے برا کام کرتے ہو) اور جو تمہارے مالک نے تمہارے لئے (اچھی پاکیزہ) بی بیاں پیدا

رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ

کی ہیں اُن کو چھوڑ بیٹھے ہو بات یہ ہے کہ تم لوگ (شرارت میں) حد سے بڑھ گئے ہو ف۱۲ وہ کہنے لگے لوطؑ (دیکھ سنبھل) اگر تو (اس نصیحت سے) باز نہ آئے گا تو ہم تم کو

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَ

البتہ ہوگا تو نکالے گیوں سے کہا تحقیق میں عمل تمہارے کو ناخوش رکھنے والوں سے ہوں اے پروردگار میرے نجات دے مجھ کو

لوطؑ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں بستی سے نکال باہر کریں گے۔ لوطؑ نے کہا (خیر تمہارا اختیار ہے) میں تو تمہارے (اس) کام سے بیزار ہوں ف۱ (اس کام کا سخت مخالف ہوں

أَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ

اور اہل میرے کو اس چیز سے کہ کرتے ہیں ف۲ پس نجات دی ہم نے اس کو اور اہل اس کے کو سب کو مگر ایک بڑھیا پیچھے رہ جانے والوں میں سے پھر

اور دشمن ہوں اے پاک) پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو تو ان کے (ناپاک) کاموں سے بچا دے آخرہم نے لوطؑ اور ان کے گھر والوں کو سب کو (عذاب سے) بچا دیا مگر ایک بڑھیا (لوطؑ کی بیوی) پیچھے رہنے

دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي

ہلاک کیا ہم نے اوروں کو اور برسایا ہم نے اوپر ان کے مینہ ف۴ پس برا ہوا مینہ ڈرائے گیوں کا تحقیق بیچ

والوں میں رہ گئی ف۳ اس کے بعد ہم نے دوسرے سب لوگوں کو ہلاک کر مارا اور ان پر (پتھروں کا) برساؤ کیا تو برا برساؤ تھا ان لوگوں کا جو (ہمارے عذاب سے) ڈرائے گئے تھے (پھر

ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾

اس کے البتہ نشانی ہے اور نہ تھے اکثر ان کے ایمان والے اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ وہ ہے غالب مہربان

کمبخت نہ ڈرے اور برا کام نہ چھوڑا) بیشک اس واقعہ میں خدا کی قدرت کی نشانی ہے اور لوطؑ کی قوم کے لوگ اکثر ایمان لانے والے نہ تھے اور بیشک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي

جھٹلایا رہنے والوں بن کے نے پیغمبروں کو جس وقت کہا واسطے ان کے شعیبؑ نے کیا نہیں ڈرتے تم تحقیق میں

بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا ف۵ جب شعیبؑ نے ان سے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

واسطے تمہارے پیغمبر ہوں باامانت پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا اور نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ بدلا

سچا (امانت دار) پیغمبر ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں اس نصیحت کرنے پر تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتا

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾

نہیں بدلا میرا مگر اوپر پروردگار عالموں کے پورا کرو میان کو اور مت ہو نقصان دینے والوں سے

میرا نیگ تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ماپ پورا دیا کرو اور کم مت دو

وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي

اور تولو ساتھ ترازو سیدھی کے اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں ان کی اور مت پھرو بیچ

اور سیدھی ڈنڈی رکھ کر تولو اور لوگوں کو ان کی خریدی چیزیں کم نہ دو اور ملک میں دھند

الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا

زمین کے فساد کرتے ہوئے اور ڈرو اس شخص سے کہ پیدا کیا اس نے تم کو اور خلقت پہلی کو کہا انہوں نے سوائے اس کے

مچاتے مت پھرو اور اس (خدا) سے ڈرو جس نے تم کو اور اگلی خلقت کو پیدا کیا وہ کہنے لگے تم پر تو کسی

أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ

نہیں کہ تو جادو کئے گیوں سے ہے اور نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے اور البتہ گمان کرتے ہیں ہم تجھ کو

نے جادو کر دیا ہے اور کچھ نہیں ف۶ اور تو تو ہمارے جیسا ایک آدمی ہے اور ہم تو تجھ کو ضرور

ع ۹ ۱۲

ف۱ اس لئے تمہیں نصیحت کرتے رہنے سے باز نہیں آسکتا۔

ف۲ یعنی ان کی نحوست اور وبال سے محفوظ رکھے۔

ف۳ اور انہی کے ساتھ عذاب میں ہلاک ہوئی کیونکہ وہ ان سے خوش تھی۔

ف۴ جیسا کہ سورہ ہود میں بصراحت فرمایا: وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود۔ اور ہم نے اس پر کھنگر کے پتھر تہ بہ تہ (پے در پے) برسائے۔ (آیت ۸۲) اولاً ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا اور اوپر سے مینہ برسایا۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی مدین یا اس علاقہ کے رہنے والوں نے جہاں اب شہر تبوک آباد ہے۔ (دیکھئے سورۃ الحجر آیت ۷۸)

ف۶ اس لئے تیری عقل ماری گئی ہے اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہے۔

ف۱ اس لئے وہی تم پر جب چاہے گا ان کی پاداش میں عذاب بھیجے گا۔ میرا کام تو صرف تمہیں متنبہ کر دینا تھا سو میں نے کر دیا۔ (قرطبی) ف۲ قرآن کی کسی آیت یا حدیث سے اس عذاب کی تفصیل معلوم نہیں ہوتی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: سات دن تک سخت لُو چلتی رہی جس سے اُن کے بدن پک گئے اور کنوؤں اور چشموں کا پانی سوکھ گیا۔ وہ گھبرا کر جنگل کی طرف نکلے، وہاں دھوپ کی شدت اور نیچے سے گرم زمین نے ان کے پاؤں کی کھال ادھیڑ دی۔ پھر ایک سیاہ بادل سائبان کی شکل میں نمودار ہوا وہ سارے کے سارے خوشی کے مارے اس کے سائے میں جمع ہو گئے اس وقت ناگہاں بادل سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے سب ہلاک ہو گئے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "یوم الظلہ" کے عذاب کے بارے میں جو کوئی اور تفسیر بیان کرے اسے جھوٹا سمجھو۔ ممکن ہے حضرت ابن عباسؓ نے یہ تفسیر آنحضرتؐ سے سنی ہو اور ان کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہ ہو۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی بتصرف) امام رازی اس تفصیل کو بصیغہ تمریض بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اور یہ بھی مروی ہے کہ "اصحابِ مدین" اور "اصحابِ ایکہ" دو قومیں تھیں اور حضرت شعیبؑ دونوں کی طرف مبعوث تھے، دونوں ایک ہی نوع کے جرائم میں مبتلا تھیں اس لئے دونوں کو تبلیغ بھی ایک ہی طرح کی ہے۔ ان میں سے پہلی قوم تو "صیحۃ" سے ہلاک ہوئی۔ (دیکھئے سورہ ہود آیت ۹۴) اور دوسری قوم پر "یوم الظلہ" کا عذاب آیا۔ واللہ اعلم۔ (کبیر)

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ

جھوٹوں سے پس ڈال دے اوپر ہمارے ایک ٹکڑا آسمان سے اگر ہے تو سچوں سے کہا کہ

جھوٹا ہی سمجھتے ہیں اور اگر تو سچا ہے تو بھلا آسمان سے ایک ڈوہ (ٹکڑا) تو ہم پر گرادے شعیبؑ نے کہا

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

پروردگار میرا خوب جانتا ہے جو کچھ کرتے ہو تم پس جھٹلایا اس کو پس پکڑا ان کو عذاب دن سائبان کے نے تحقیق وہ تھا

(گناہ کی باتیں) تم کر رہے ہو میرا مالک خوب جانتا ہے ف۱ آخر انہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا پھر سائبان کے دن کا عذاب اُن پر آ لگا بے شک یہ ایک

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ

عذاب دن بڑے کا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے اور نہ تھے اکثر ان کے ایمان والے اور

جیسے دن کا عذاب تھا ف۲ بے شک اس واقعہ میں (خدا کی قدرت کی) ایک نشانی ہے اور شعیبؑ کی قوم کے لوگ اکثر ایمان لانے والے نہ تھے اور

اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ

ع ۱۰ / ۱۴

تحقیق پروردگار تیرا البتہ وہی ہے غالب مہربان اور تحقیق وہ البتہ اتارا گیا ہے پروردگار عالموں کی طرف سے ف۳ اترا ہے ساتھ اس کے

بے شک تیرا مالک زبردست ہے رحم والا اور بیشک یہ قرآن اسی کا اتارا ہوا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اُس کو سچی (امانتدار) روح

الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ

روح الامین یعنی جبریل اوپر دل تیرے کے ف۴ تو کہ ہو تو ڈرانے والوں سے ساتھ زبان عربی

(یعنی جبریل) صاف عربی زبان میں لے کر تیرے دل پر اُتری ہے اس لئے کہ تو لوگوں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرائے

مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا

بیان کرنے والی کے اور تحقیق یہ قرآن البتہ مذکور ہے بیچ نامہ ہائے پیغمبروں کے کیا نہیں ہے واسطے ان کے نشانی یہ کہ جانتے ہیں اس کو عالم

اور یہ (یعنی قرآن) اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں بھی موجود ہے ف۵ کیا ان کافروں کو (یعنی مکہ کے مشرکوں کو) یہ نشانی (بس) نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علم

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰي بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا

بنی اسرائیل کے اور اگر اتارتے ہم اس کو اوپر بعض عجمیوں کے پس پڑھتا اس کو اوپر ان کے نہ

لوگ اس کو جانتے ہیں ف۶ اور اگر ہم اس قرآن کو (جو عربی زبان میں ہے) کسی دوسرے ملک والے پر اُتارتے (جس کی زبان اور ہوتی) اور وہ پیغمبر اُن کو پڑھ کر اس

كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ہوتے ساتھ اس کے ایمان لانے والے ف۷ اسی طرح چلاتے ہیں ہم اس کو بیچ دلوں گنہگاروں کے نہیں ایمان لاتے

زبان کا قرآن سناتا تو بھی یہ اس پر ایمان نہ لاتے ہم نے کافروں کے دلوں میں ایسا ہی شبہ اور انکار ڈال دیا ہے ف۸ وہ اس پر ایمان لانے

بِهٖ حَتّٰي يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا

ساتھ اس کے یہاں تک کہ دیکھیں عذاب درد دینے والا پس آوے ان کو عذاب ناگہاں اور وہ نہیں سمجھتے ہوں پس کہیں گے

والے نہیں جب تک تکلیف کا عذاب نہ دیکھیں (یعنی موت یا قیامت کا) وہ تو ایک ہی ایکا اُن پر آجائے گا اور اُن کو خبر نہ ہوگی اُس وقت کہیں گے

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

کیا ہم ڈھیل دیئے گئے کیا پس عذاب ہمارے کو جلدی کرتے ہیں ف۹ کیا پس دیکھا تو نے اگر فائدہ دیں ہم ان کو

کیا ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے (تھوڑی دیر عذاب میں تامل ہو سکتا ہے) کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اے پیغمبرؐ بھلا بتلا اگر چند برس ہم اُن کو دنیا کا

ف۳ شروع سورت میں تمہیداً قرآن کے ذکر سے مقصود آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت کا اثبات تھا پھر مکذبین کو دھمکی دی اور اس سلسلہ میں انبیاءؑ کے سات قصے بیان فرمائے تاکہ آنحضرتؐ کو تسلی ہو اور آپؐ کی تکذیب کرنے والے عبرت حاصل کریں۔ اب یہاں سے پھر رسالت کا اثبات شروع کیا اور صحت نبوت کے دلائل اور کفار کے شبہات کے جواب آخر سورت تک چلے گئے۔ (کبیر۔ قرطبی)

ف۴ متعلق بنزل لا بالامین۔ یعنی آپؐ کے دل پر اس کی تلاوت کی کہ آپؐ اس کے الفاظ و مضامین اچھی طرح یاد کر لیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ قرآن آنحضرتؐ کے قلب مبارک میں بالکل محفوظ ہے اس میں تغیر ممکن نہیں۔ (شوکانی۔ کبیر) معلوم ہوا کہ جبریلؑ یہی قرآن لے کر آئے ہیں جو عربی زبان میں ہے اور قرآن کے الفاظ اور معنی دونوں اللہ کے کلام ہیں۔ متکلمین اور فلاسفہ نے نزول وحی کی کیفیت میں جو تفاصیل بیان کی ہیں وہ اُن کے اپنے وجدانی کوائف ہیں یا قیاس آرائیاں ہیں۔ قرآن و حدیث کی نصوص سے اُن کی تائید نہیں ملتی۔ واللہ اعلم۔

ف۵ یعنی اپنے ان احکام و تعلیمات کے اعتبار سے جن پر تمام شریعتوں کا اتفاق ہے یا "اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور آپ کا مدعا بھی یہی ہے اکثر۔ موضح) یہ بھی ممکن ہے کہ "انہ" میں "ہ" ضمیر سے آنحضرتؐ مراد ہوں۔ یعنی آنحضرتؐ کی آمد کی بشارت اور آپؐ کے اوصاف پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ جیسے فرمایا: "يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ" کہ جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (اعراف: ۱۵۷) اور حضرت عیسیٰؑ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" اور اپنے بعد ایک رسول کے آنے کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمدؐ ہوگا۔ (دیکھئے سورہ صف: ۶)

ف۶ یعنی کیا مشرکین مکہ کے یہ جاننے کے لئے کہ قرآن واقعی برحق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ اور پہلی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی آخر الزمان ہیں، یہ بات کافی نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اس سے واقف ہیں۔ جیسا کہ ان حضرات کی شہادت سے معلوم ہوا جو اُن میں سے ایمان لائے۔ مثلاً عبداللہؓ بن سلام اور حضرت سلمانؓ فارسی وغیرہما۔ اہل کتاب کی یہ شہادت مشرکین مکہ کے حق میں اس لئے حجت قرار پاتی ہے کہ وہ پچھلی کتابوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے انہی کی طرف رجوع کرتے تھے اور جو بات وہ کہتے تھے اسے صحیح تسلیم کرتے تھے۔ آیت میں "آیۃ" خبر مقدم ہے اور "ان یعلمہ الخ" بتاویل مصدر لم یکن کا اسم ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۷ کیونکہ اس وقت وہ یہ کہتے کہ یہ قرآن ہماری سمجھ میں نہیں آتا اس لئے کہ یہ غیر زبان میں ہے اگر یہ عربی میں ہوتا تو ہم اسے سمجھتے اور اس پر ایمان لے آتے۔ (دیکھئے سورہ فصلت، ۴۴) یا مطلب یہ ہے کہ اب تو قرآن ایک ایسا شخص سنا رہا ہے جس کی زبان عربی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے اپنے آپ تصنیف کر لیا ہے لیکن اگر ہم یہی فصیح عربی کلام کسی غیر عرب شخص پر بطور معجزہ اتارتے اور وہ نہیں خالص عربی زبان میں اس کی تلاوت کر کے سناتا تو بھی یہ اس پر ایمان نہ لاتے بلکہ اسے رد کرنے کے لئے اور قسم کے بہانے تراش لیتے۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا

ہے۔ (موضح) **ف۸** "جو اُن کی ہٹ دھرمی اور پے در پے گناہوں کی سزا ہے"۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "سلکناہ" میں "ہ" کی ضمیر انکار و تکذیب کے لئے قرار دی جائے مگر بہت سے مفسرینؒ نے یہ ضمیر قرآن کے لئے قرار دی ہے یعنی "قرآن کی صداقت تو اُن کے دلوں میں اُتار دی گئی ہے مگر اُن کی ہٹ دھرمی کا حال یہ ہے کہ . . . . ."۔ اور سیاق کے اعتبار سے بھی یہی معنی بہتر ہیں۔ (شوکانی) **ف۹** حالانکہ جب وہ آئے گا تو مہلت کے طلب گار ہوں گے اور اپنی کوتاہیوں کا تدارک کرنے کے لئے دنیا کی طرف مراجعت کی تمنا کریں گے۔ (شوکانی)

سِنِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾

کتنے برس پھر آوے ان کے پاس جو کچھ تھے وعدہ دیئے جاتے کیا کفایت کرے گا ان سے جو تھے فائدہ دیئے جاتے

مزہ بھی اُٹھانے دیں پھر جس عذاب کا اُن سے وعدہ ہے وہ (سر پر) آن کھڑا ہو تو یہ مزے جو انہوں نے اُٹھائے ہیں کس کام آئیں گے **ف۱**

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا

اور نہ ہلاک کی ہم نے کوئی بستی مگر واسطے اس کے ڈرانیوالے تھے نصیحت دیتے ہیں ہم اور نہیں تھے ہم ظالم اور نہیں

اور ہم نے کوئی بستی اُس وقت تک تباہ نہیں کی جب تک اُس کے یاد دلانے کو ڈرانیوالے (پیغمبر) نہیں بھیجے اور ہم ظالم نہیں ہیں **ف۲** اور شیطان یہ

تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اترے ساتھ اس کے شیطان اور نہیں لائق واسطے ان کے اور نہیں کر سکتے تحقیق وہ سننے اس کے سے

قرآن لے کر نہیں اُترے (جیسے کافر مردود خیال کرتے تھے) **ف۳** اور نہ اُن کے لائق یہ کام ہے اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں **ف۴** وہ تو بے شک قرآن کے سُننے

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ

البتہ باز رکھے گئے ہیں پس مت پکار ساتھ اس کے معبود اور کو پس ہو جاوے گا تو عذاب کئے گیوں سے اور ڈرا

سے ہٹا دیئے گئے ہیں **ف۵** تو اے پیغمبرؐ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو (مشرکوں کی طرح) مت پکار پھر عذاب میں پڑ جائے **ف۶** اور اپنے

عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۱۵﴾

قبیلے اپنے نزدیک والوں کو اور نیچا کر بازو اپنا واسطے اس شخص کے کہ پیروی کرتا ہے تیری ایمان والوں میں سے

نزدیک کے رشتہ داروں کو ڈرا **ف۷** اور جو مسلمان تیرے تابعدار بن گئے ہیں اُن کے سامنے بازو جھکائے رہ (اُن سے خلط اور محبت سے پیش آ تواضع کیسا)

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۲۱۷﴾

پس اگر نافرمانی کریں تیری پس کہہ تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ کرتے ہو تم اور توکل کر اوپر اس غالب مہربان کے

پھر اگر وہ (یعنی مشرک) تیرا کہنا نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دے میں تمہارے کاموں سے الگ ہوں **ف۸** اور زبردست مہربان خدا پر بھروسہ رکھ

الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ

جو دیکھتا ہے تجھ کو جس وقت کہ اٹھتا ہے تو اور پھرنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے **ف۹** تحقیق وہی ہے سننے والا

جو تجھ کو (نماز میں اکیلے) کھڑے ہوتے وقت اور نمازیوں کے ساتھ (جماعت میں) تیرے اُٹھنے بیٹھنے (ہر ایک حرکت) کو دیکھ رہا ہے بے شک وہی سُنتا اور

الْعَلِیْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ

جاننے والا کیا بتلاؤں میں تم کو اوپر کس کے اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں اوپر ہر جھوٹ باندھنے والے

جانتا ہے (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے کہہ دے) کیا میں تم کو بتلاؤں شیطان کس پر اُترتے ہیں ہر جھوٹے (طوفان جوڑنے والے) بدکار پر اُترتے ہیں

اَثِیْمٍ ﴿۲۲۲﴾ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾

گنہگار کے رکھتے ہیں کان اپنے اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں **ف۱۱** اور شاعر پیروی کرتے ہیں انکی گمراہ سب **ف۱۳**

ف۱۰ جو سُنی سنائی بات (جھوٹے بدکاروں کے کان میں) ڈال دیتے ہیں اور اُن میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں **ف۱۲** اور شاعر (خود گمراہ ہوتے ہیں اور) اُن کی پیروی وہی کرتے ہیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا

کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ وہ بیچ ہر جنگل کے سرگردان ہوتے ہیں **ف۱۴** اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو کچھ کہ نہیں کرتے مگر

جو گمراہ ہیں کیا تو نے نہیں دیکھا وہ (مضمون کے) ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں اور (زبان سے) کہتے ہیں جو کرتے نہیں **ف۱۵** مگر جو

م ع ۹

حاشیہ صفحہ ہذا ف۱ یعنی کسی کام نہ آئیں گے بلکہ یوں معلوم ہوگا جیسے کبھی لطف اٹھایا ہی نہ تھا۔

ف۲ کہ بستی کو اس پر حجت تمام کئے بغیر تباہ کر ڈالیں بلکہ ہم اسے تباہ اس وقت کرتے ہیں جب اس پر حجت تمام ہو چکی ہے۔

ف۳ کہ جس طرح کاہنوں پر شیاطین اپنا کلام لے کر نازل ہوتے ہیں، اس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی یہ کلام شیطانوں ہی کا نازل کردہ ہے۔

ف۴ یعنی ایک طرف قرآن کو دیکھو جو سراسر رشد و ہدایت سے لبریز ہے اور دوسری طرف شیطانوں کو جن کی فطرت ہی لوگوں کو گمراہی اور فساد پر ابھارنا ہے۔ بایں بعد و تفاوت کیا کوئی عقلمند یہ باور کر سکتا ہے کہ اس قسم کا پاکیزہ کلام شیاطین لیکر نازل ہوتے ہیں؟ مولانا لکھتے ہیں: "شیطان تو قرآن کے نام سے بھاگتا ہے بھلا وہ قرآن کیونکر لائے گا"۔ (وحیدی)

ف۵ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ آسمان پر چڑھ کر اللہ کی وحی سُن سکیں اور قرآن کریم کا ایک حرف بھی اچک لائیں۔ (دیکھئے حجر ۱۷-۱۸۔ سورۃ الجن ۸-۹)

ف۶ بظاہر مخاطب تو آنحضرتؐ ہیں مگر دراصل امت کو ڈرانا مقصود ہے جیسا کہ بعد کی آیت "وانذر" الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ (قرطبی)

ف۷ تاکہ یہ لوگ اپنے نسب و قرابت کی وجہ سے کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ چنانچہ جب یہ آیت اُتری تو آپؐ نے قریش کو بلایا اور اُن کے ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر ڈرایا۔ (بخاری بروایت ابی ہریرہؓ و ابن عباسؓ) اور آخر میں فرمایا: الا ان لکم رحما وسابلها ببلالها ہاں تمہارا مجھ سے قریبی رشتہ ہے جس کا میں دنیا میں خیال رکھوں گا مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دنیا میں شرک کرتے رہو اور میں آخرت کی آگ سے بچا لوں۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی تمہارے بُرے کاموں کا مواخذہ تمہی سے ہوگا۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

ف۹ اکثر مفسرینؒ نے یہی معنی کئے ہیں۔ (شوکانی) اس کے دوسرے معنی ساتھیوں کی دیکھ بھال بھی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل۔ (موضح)

ف۱۰ جیسے کاہن، جوتشی، نجومی، فال گیر اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالا وغیرہ

ف۱۱ یعنی ان بدکاروں میں یا شیطانوں میں۔

ف۱۲ یعنی امورِ غیبیہ سے متعلق جو ایک آدھ ناتمام بات سُن پاتے ہیں اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں۔ (شیطان ان بدکاروں سے اور یہ بدکار لوگوں سے)۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے آنحضرتؐ سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا "وہ کچھ نہیں ہیں"۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! بعض اوقات تو وہ ٹھیک بات بتا دیتے ہیں۔ فرمایا" اس ٹھیک بات کو کبھی کوئی جن لے اڑتا ہے اور جا کر اپنے دوست کے کان میں پھونک دیتا ہے پھر وہ اس میں سو جھوٹ کی آمیزش کر دیتے ہیں۔ (شوکانی بحوالہ بخاری و مسلم)

ف۱۳ گزشتہ آیات میں آنحضرتؐ کی طرف کہانت کی نسبت کی تردید کی۔ اب فرمایا کہ آنحضرتؐ کو شاعر کہنا بھی بے بنیاد ہے کیونکہ وہ حق کی دعوت دیتے ہیں اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہو کر ہزاروں لوگ نیکی اور پرہیزگاری کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں شاعر نری خیالی باتیں کرنے والے ہوتے ہیں اور ان کے پیچھے چلنے والے بھی اپنے اعمال و اخلاق کے اعتبار سے انتہائی پست درجہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ **ف۱۴** یعنی کوئی ایک متعین راہ نہیں جس پر وہ سوچتے اور اپنا کلام کہتے ہوں بلکہ ایک بے لگام گھوڑے کی طرح مضمون کی جس وادی کی طرف اُن کا منہ اُٹھ جاتا ہے اس میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ لوگوں کی تعریف و مذمت کے قصیدے گاتے رہتے ہیں۔ نرے سر پھرے اور بندہ شکم ہوتے ہیں نہ اُن کے کسی قول کا اعتبار ہوتا ہے اور نہ فعل کا۔ **ف۱۵** کیونکہ انہیں اپنے کسی قول کا پاس نہیں ہوتا۔ اُن کے کسی شعر کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ان سے بڑھ کر کوئی بہادر اور دریادل نہیں لیکن ان کی عملی زندگی دیکھو تو پہلے درجے کے ڈرپوک اور کھی چوس۔ بھلا ایک پیغمبر۔ اور وہ بھی خاتم الانبیاءؐ۔ کو ان سے کیا لگاؤ؟

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّ انۡتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا

وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور یاد کیا اللہ کو بہت اور بدلا لیا پیچھے اس سے کہ

شاعر) ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کی اور اُن پر ظلم ہونے کے بعد اُنھوں نے

ظُلِمُوۡا ؕ وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۱

ظلم کئے گئے تھے اور شتاب جانیں گے وہ لوگ کہ ظلم کرتے ہیں کونسی پھرنے کی جگہ پھر جاویں گے

بدلہ لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا ف۱ (شاعروں یا اور کوئی) اُن کو اب عنقریب معلوم ہو جائیگا وہ کہاں لوٹ کر جاتے ہیں (یا کونسی کروٹ بدلتے ہیں) ف۲

سُوۡرَۃُ النَّمۡلِ مَکِّیَّۃٌ (۲۷) (۴۸) — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — اٰیَاتُہَا ۹۳ رُکُوۡعَاتُہَا ۷

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۳

طٰسٓ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۱﴾ ہُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾

یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور کتاب روشن کی ہدایت ہے اور خوشخبری واسطے ایمان والوں کے

یہ سورت قرآن اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں ف۴ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے

الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾

جو لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ساتھ آخرت کے وہی یقین رکھتے ہیں

جو نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت کا وہ یقین رکھتے ہیں

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ

تحقیق جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے زینت دیا ہے ہم نے واسطے ان کے عملوں انکے کو پس وہ بھٹکتے ہیں یہ لوگ

جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ہم نے اُن کے (بُرے) کام اُن کی نظر میں اچھے کر دکھائے ہیں پھر وہ بہکے بہکے پھر رہے ہیں ف۵ یہی لوگ ہیں

الَّذِیۡنَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَ ہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ اِنَّکَ لَتُلَقَّی

وہ ہیں کہ واسطے ان کے ہے بُرائی عذاب کی اور بیچ آخرت کے وہ ہیں ٹوٹا پانے والے اور تحقیق تو البتہ سکھلایا جاتا

جن کو (آخرت میں) بُرا عذاب ہونے والا ہے ف۶ اور آخرت میں سب سے زیادہ وہی خراب ہونے والے ہیں اور (اے پیغمبرؐ) تجھے تو قرآن اُس

الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ عَلِیۡمٍ ﴿۶﴾ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِاَہۡلِہٖۤ اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ

ہے قرآن نزدیک حکمت والے علم والے کے سے یاد کر جس وقت کہا موسیٰؑ نے واسطے بی بی اپنی کے تحقیق میں نے دیکھی ہے آگ

کے پاس سے ملتا ہے جو حکمت والا خبردار ہے (یعنی پروردگار کی طرف سے اُترتا ہے) (وہ وقت یاد کر) جب موسیٰؑ نے اپنی بی بی سے کہا ف۷ (سفر میں ٹھنڈی رات میں) مجھ کو

سَاٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِیۡکُمۡ بِشِہَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَہَا

شتاب لاؤں گا میں تمہارے پاس اس میں سے کچھ خبر یا لاؤنگا شعلہ انگارے کا تو کہ تم سینکو پس جب آیا اس کے پاس

(دور سے کچھ) آگ سی معلوم ہوتی ہے (میں جاتا ہوں) وہاں سے اب (رستے کی) کچھ خبر لاتا ہوں (رستہ بھول گئے تھے اس پر اندھیری رات) یا (اگر رستے کا پتہ نہ لگے تو خیر) میں ایک انگارا

نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَ مَنۡ حَوۡلَہَا ؕ وَ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸﴾ یٰمُوۡسٰۤی

پکارا گیا یہ کہ برکت دیا گیا ہے جو کوئی کہ بیچ آگ کے ہے اور جو کوئی کہ گرد اس کے ہے اور پاکی ہے اللہ پروردگار عالموں کے کو اے موسیٰؑ

سلگا کر تمہارے پاس تمہارے تاپنے کیلئے لاتا ہوں جب اس آگ کے پاس پہنچا تو اُس کو آواز آئی مبارک ہے ف۸ وہ جو آگ میں ہے اور جو اُس کے گرد میں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے

ف۱ یعنی جن شعرا کی مذمت کی گئی ہے ان سے ایسے شعرا مستثنیٰ ہیں جو مومن ہوں، نیک کام کرنے والے ہوں اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے ہوں اور اپنے کلام سے ظالموں کے مقابلے میں حق کی حمایت کا کام لیتے ہوں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت حسانؓ بن ثابت عبداللہؓ بن رواحہ اور کعبؓ بن مالک اور دیگر صحابہؓ کہ آنحضرت خود اُن کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ایک موقع پر آپؐ نے حضرت حسانؓ کے متعلق فرمایا: اللّٰھم ایدہ بروح القدس- اے اللہ جبریلؑ کے ذریعہ اس کی تائید فرما۔ بعض احادیث میں جو شعر کی مذمت کی گئی ہے اس سے مراد وہ شعر ہے جو لغویت، بے حیائی اور فحش کلامی پر مبنی ہو۔ ایک حدیث میں ہے: "شعر کی حیثیت کلام کی ہے اس کی اچھائی کلام کی اچھائی کی طرح ہے اور اس کی برائی کلام کی برائی کی طرح۔" (شوکانی۔ قرطبی)

ف۲ یعنی ان کا انجام کیا ہونے والا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ف۳ اس سورہ کے مکی ہونے پر تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے۔ (قرطبی)

ف۴ "کھلی کتاب" یعنی جو مضمون اور مدعا بیان کرنے میں بالکل صاف اور واضح ہے۔ اس سے مراد خود قرآن ہے یا یہ سورہ یا لوحِ محفوظ۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی ہم نے ان کے کفر کی یہ سزا دی یا ان کے کفر کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ دنیا ہی میں مگن ہو گئے اور اسی کو اپنی تمام کوششوں کا مرکز سمجھنے لگے۔ گویا آخرت پر عدمِ ایمان کی یہ سزا ملتی ہے کہ انسان اپنے بُرے کاموں کو بھی اچھا سمجھنے لگتا ہے۔

ف۶ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ بعض مفسرینؒ نے اگلے جملہ میں آخرت کا ذکر آنے کی وجہ سے اس عذاب سے مراد صرف دنیا کا عذاب لیا ہے جیسے قتل و قید وغیرہ۔

ف۷ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰؑ مدین میں آٹھ یا دس سال گزارنے کے بعد اپنے بیوی بچوں سمیت مصر جانے کے لئے کوہ طور کے پاس سے گزر رہے تھے۔

ف۸ جو آگ میں ہے یا اس کے قریب ہے یعنی حضرت موسیٰؑ اور جو اس کے گرد ہیں یعنی فرشتے۔ (قرطبی بحوالہ ابن جریر) کیونکہ وہ دنیا کی آگ نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا نور تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: "حِجَابُہُ النُّوۡرُ" اور "حِجَابُہُ النَّارُ" کہ اس کا پردہ "نور" یا "آگ" ہے۔ مزید دیکھئے سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۔ (ابن کثیر)

إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

بات یہ ہے کہ تحقیق میں ہی ہوں اللہ غالب باحکمت اور ڈال دے عصا اپنا پس جب دیکھا اسکو ہلتا جاتا ہے گویا کہ وہ سانپ ہے ف۱

جو مالک ہے سارے جہان کا اے موسیٰؑ (یہ آگ نہیں ہے) میں اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور اپنی لاٹھی (نیچے) ڈال دے (موسیٰؑ نے لاٹھی ڈال دی) جب دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح پھنپھنا

وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ﴿١٠﴾

پھر گیا پیٹھ پھیر کر ف۲ اور نہ پیچھے پھرا پھر پکارا گیا اے موسیٰؑ مت ڈر تحقیق میں نہیں ڈرتے نزدیک میرے پیغمبر

رہی ہے (ہل رہی ہے) تو پیٹھ موڑ کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر (بھی) نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰؑ ڈر نہیں میرے پاس رہ کر پیغمبر نہیں ڈرا کرتے ف۳

إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَدْخِلْ

مگر جو کوئی ظلم کرے پھر بدل ڈالے نیکی پیچھے بُرائی کے پس تحقیق میں بخشنے والا مہربان ہوں اور داخل کر

مگر جس پیغمبر نے کوئی قصور کیا (یعنی صغیرہ گناہ) پھر بُرائی کے بعد بدل کر بھلائی کی تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ف۴ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان

يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

ہاتھ اپنا بیچ گریبان اپنے کے نکلے گا سفید بغیر بُرائی کے بیچ نو نشانیوں کے طرف فرعون کی

کے اندر لے جا پھر نکال، وہ سفید (نورانی) ہو کر بے داغ نکلے گا (یعنی کوئی عیب تیرے ہاتھ میں نہ ہوگا جیسے برص میں ہو جاتا ہے) یہ دو نشانیاں اُن نو نشانیوں میں سے ہیں جو

وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا

اور قوم اس کی کی تحقیق وہ تھے ف۵ قوم فاسق پس جب آئیں ان کے پاس نشانیاں ہماری دکھلانے والیاں کہنے لگے یہ

تجھ کو دے کر (فرعون اور اُس کی قوم کی طرف (بھیجا جاتا ہے) کیونکہ وہ نافرمان لوگ ہیں (میرے حکم سے منحرف ہو گئے ہیں) پھر جب اُنکے (یعنی فرعون اور اُس کی قوم کے) پاس ہماری

سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ

ہے جادو ظاہر اور انکار کیا ان کا اور یقین جان لیا تھا ان کو جی ان کے نے ظلم اور تکبر سے پس دیکھ

صاف صاف نشانیاں آئیں تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے اور اُن کے دلوں میں تو اُن نشانیوں کا یقین آگیا کہ وہ حق میں خدا کی طرف سے ہیں (پر زبان سے) ہیکڑی اور شیخی کے مارے انکار

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَ

کیونکر ہوا آخر کام فساد کرنے والوں کا اور البتہ تحقیق دیا ہم نے داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو علم اور

کرتے رہے پھر (اے پیغمبرؐ) دیکھ لے ان فسادیوں کا انجام کیسا (خراب ہوا) ف۶ اور ہم داؤدؑ اور سلیمانؑ (پیغمبروں) کو علم دے چکے ہیں ف۷ اور

قَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥﴾ وَ

کہا دونوں نے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے بزرگی دی ہم کو اوپر بہتوں بندوں اپنوں ایمان والوں کے اور

ان دونوں نے (خوش ہو کر یوں) کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان دار بندوں پر بڑھ چڑھ کے رکھا ف۸ اور

وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا

وارث یعنی قائم مقام ہوا سلیمانؑ داؤدؑ کا اور کہا اے لوگو سکھلایا گیا ہوں میں بولی جانوروں کی اور دیئے گئے ہیں ہم

سلیمانؑ داؤدؑ کا وارث ہوا ف۹ اور کہنے لگا لوگو ہم کو (خدا کی طرف سے) پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے ف۱۰ اور ہم کو ہر طرح کا

مِن كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ

ہر چیز سے تحقیق یہ البتہ وہی ہے بزرگی ظاہر اور اکٹھے کیے گئے واسطے سلیمانؑ کے لشکر اس کے

سامان دیا گیا ہے ف۱۱ بے شک یہ (خدا کا ہم پر) کھلا ہوا فضل ہے اور سلیمانؑ کا جتنا لشکر تھا جنوں اور آدمیوں

ع ۱۶

ف۱ "جان" اصل میں چھوٹے سفید سانپ کو کہتے ہیں۔ سورہ اعراف (آیت: ۱۰۷) اور سورہ شعراء (آیت: ۳۲) میں اس کے لئے "ثعبان" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی بڑے سانپ (اژدہا) کے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ سانپ اصل میں بڑا اژدہا تھا لیکن اپنی حرکت کی تیزی میں چھوٹے سانپ جیسا تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ کبھی "جان" بن جاتا اور کبھی "ثعبان"۔ اس لئے ان دو لفظوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اول شکل سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہوگئی بڑھ کر۔ (موضح)

ف۲ یہ خوف طبعی بتقضائے بشریت تھا۔ (قرطبی)

ف۳ یعنی میرے حضور پہنچکر انبیاءؑ سانپ وغیرہ کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتے کیونکہ یہاں تو وہ اخذ وحی میں بالکل مستغرق ہوتے ہیں اور کسی طرف التفات نہیں رہتا۔ (شوکانی)

ف۴ یہ استثنا منقطع ہے اور لفظ "اِلَّا" بمعنی لٰکن یعنی برائے استدراک ہے اور اگر مستثنیٰ متصل مذکور سے مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ "ہاں! اس پیغمبر کو ڈر ہو سکتا ہے جس سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہو۔ مگر ہمارا قاعدہ ہے کہ جب کوئی توبہ کر کے اپنے رویہ کی اصلاح کر لیتا ہے تو ہم اسے معاف کر دیتے ہیں اس کے بعد ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہوگیا تھا اس کا ڈر تھا ان کے دل میں، ان کو وہ معاف کر دیا۔ (موضح) انبیا اپنے علوِ مرتبت کے پیش نظر معمولی سی لغزش یا خطا کو بھی ظلم خیال کرتے تھے۔ ان کو ایسی غلطی معاف کر دی جاتی ہے مگر پھر بھی وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۵ ان نو نشانیوں کا ذکر سورہ اعراف میں گزر چکا ہے۔ (دیکھئے سورہ اسرا: ۱۰۱) بعض نے کہا ہے کہ یہ دو نشانیاں (عصا اور ید بیضا) ان نو نشانیوں کے علاوہ تھیں اس صورت میں حرف "فی" بمعنی "مع" ہوگا۔ (کذا فی القرطبی)

ف۶ سب کے سب بحر قلزم میں غرق کر دیے گئے ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا گیا۔ (وحیدی)

ف۷ یعنی دین و شریعت کا علم۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی ہمیں علم و نبوت عطا فرما کر اور پرندوں، جنوں اور انسانوں کو ہمارے تابع فرمان بنا کر اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔ "بہت سے" کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا کہ انہیں بہت سوں پر ہی فضیلت دی گئی تھی "سب پر" نہیں کیوں کہ سب پر فضیلت تو صرف آنحضرت خاتم الانبیاء کو ہی حاصل ہوئی ہے۔ (شوکانی)

ف۹ اس سے مراد مال و جائداد کی وراثت نہیں بلکہ علم و فضل اور نبوت کی وراثت ہے۔ اگر مال و جائداد کی وراثت ہوتی تو وارث کے طور پر صرف حضرت سلیمانؑ کا ذکر نہ ہوتا کیونکہ اس میں تو حضرت داؤدؑ کے دوسرے بیٹے بھی شریک ہوتے۔ نیز اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو حضرت سلیمان کے قول: "یا ایھا الناس الخ" کا ذکر بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ (کبیر) اور یوں بھی انبیا علیہم السلام کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد واضح ہے کہ ان کے مال اور ان کی جائداد بطور ورثہ تقسیم نہیں ہوتی: "نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ"۔ پس آیت میں وراثت کا لفظ ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا: "العلماء ورثۃ الانبیاء" کہ علما انبیا کے وارث ہیں۔ جمہور مفسرینؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۱۰ "یعنی اس کا سمجھنا سکھایا گیا"۔ صرف پرندوں کی نہیں بلکہ تمام حیوانات کی۔ پرند کا ذکر محض اس لئے ہے کہ وہ حضرت سلیمانؑ کے لشکر میں شریک تھے اور ان کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ (شوکانی) پرندوں کی بولی کی کیا حقیقت ہے اور حضرت سلیمانؑ کو اس کے متعلق کس قسم کا علم دیا گیا تھا؟ گو اس کی تفصیل مذکور نہیں مگر اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا یہ علم تخمینی طرز کا نہ تھا جو اس عصر کے ماہرین علم الحیوانات نے ایجاد کیا ہے بلکہ اس میں اعجازی شان نمایاں تھی اور خاص عطائے الٰہی تھی جس سے ان کو نوازا گیا تھا۔

ف۱۱ جس کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس میں علم و نبوت، حکمت اور مال حتیٰ کہ جنوں، انسانوں، پرندوں، حیوانات اور ہوا وغیرہ کی تسخیر سبھی چیزیں شامل ہیں۔ (شوکانی)

ف۱ یعنی ان کی جماعتیں بنائی گئیں اور ہر جماعت کو ایک خاص نظم اور ترتیب میں رکھا گیا تاکہ جس کی جو جگہ ہے وہیں رہے اور بلا اجازت اس سے آگے پیچھے نہ ہونے پائے۔ (شوکانی) ف۲ جہاں چیونٹیوں کی بڑی کثرت تھی۔ اس وادی کی جگہ بعض نے طائف اور اکثر نے شام بتائی ہے۔ (شوکانی) ف۳ اور چیونٹیوں کا گفتگو کرنا عقلاً مستبعد نہیں ہے۔ (کبیر) بلکہ قرآن نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ

جنوں سے اور آدمیوں سے اور جانوروں سے پس وہ مثل بنش کھڑے کئے جاتے ہیں ف۱ یہاں تک کہ جب آئے اوپر میدان چیونٹیوں کے

اور پرندوں کا (وہ سب) اس کے (دیکھنے اور داخلہ) کے لئے اکٹھا کیا گیا اور ان کی مثلیں لگائی گئیں (اس ترتیب اور انتظام سے لشکر چلا) جب وادی نمل

قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ

کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو داخل ہو گھروں اپنوں میں نہ کچل ڈالے تم کو سلیمانؑ

(چیونٹیوں کے میدان) میں (جو شام میں ہے یا طائف میں) پہنچے ف۲ تو ایک (لنگڑی) چیونٹی نے کہا چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں (تم کو سلیمانؑ اور اس کے

وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ

اور لشکر اس کا اور وہ نہ جانتے ہوں پس مسکرایا ہنستا ہوا بات اس کی سے اور کہا اے رب میرے

لشکر والے بے خبری میں کچل نہ ڈالیں ف۳ سلیمانؑ چیونٹی کے اس کہنے پر مسکرا کر ہنس دیا کہ اتنا چھوٹا جانور اور ایسی سمجھ کی بات اور کہنے لگا مالک

أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ

توفیق دے مجھ کو یہ کہ شکر کروں میں نعمت تیری کا جو نعمت رکھی ہے تو نے اوپر میرے اور اوپر ماں باپ میرے کے اور یہ کہ عمل کروں میں

میرے مجھ کو بھی اس کا پابند کر دے میں تیری ان نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عنایت ف۴ فرمائیں اور میں (ہمیشہ باقی عمر میں) نیک کام کرتا رہوں

صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ

نیک جو پسند کرے تو اس کو اور داخل کر مجھ کو ساتھ رحمت اپنی کے بیچ بندوں اپنوں صالحوں کے اور خبر لی

جس سے تو خوش ہو اور (آخرت میں) اپنی رحمت سے مجھے نیک بندوں میں شامل کر لے ف۵ اور سلیمانؑ نے (ایسا ہوا ایک بار)

الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ

پرند جانوروں کی پس کہا کیا ہے مجھ کو کہ نہیں دیکھتا میں ہدہد کو یا ہے وہ غائبوں سے البتہ عذاب کروں گا میں اس کو

پرندوں کا جائزہ لیا اور اس کا داخلہ دیکھا) تو کہنے لگا کیا بات ہے ہدہد نہیں دکھائی دیتا یا (حقیقت میں) غائب ہے (غیر حاضر) ف۶ میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا

عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ

عذاب سخت یا ذبح کروں گا میں اس کو یا لے آوے گا میرے پاس دلیل ظاہر پس دیر کی اس نے تھوڑی سی

یا اُسے کاٹ ہی ڈالوں گا نہیں تو کوئی معقول وجہ میرے سامنے پیش کرے (کہ اس وجہ سے غیر حاضر رہا) تو بہت دیر نہیں گزری کہ

بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي

پس کہا کہ میں نے احاطہ کیا اس چیز کا کہ نہ احاطہ کیا تم نے ساتھ اس کے اور لایا ہوں میں تمہارے پاس ملک سبا سے خبر تحقیق میں نے

ہدہد آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے وہ بات معلوم کی ہے جو آپ کو (بھی) معلوم نہیں ہے اور میں (شہر) سبا سے ایک تحقیق (یقینی) خبر لے کر آیا ہوں ف۷ میں نے

وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾

پایا ایک عورت کو کہ بادشاہی کرتی ہے ان کی اور دی گئی ہے ہر چیز سے اور واسطے اس کے ہے تخت بڑا

ایک عورت کو دیکھا وہ ان کی (یعنی سبا والوں کی) رانی ہے ف۸ اور ہر طرح کا سامان (سلطنت) کا اُس کے پاس موجود ہے اور اُس کے پاس ایک بڑا شاہی تخت

وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ

پایا میں نے اس کو اور قوم اس کی کو سجدہ کرتے ہیں سورج کو سوائے خدا کے اور زینت دی ہے واسطے ان کے

میں نے دیکھا وہ عورت (جو ان کی رانی ہے) اور اس کی قوم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں (آفتاب پرست ہیں) اور شیطان نے ان کے کام ان کی

اگر ان کی یہ تسبیح زبان قال کی بجائے زبان حال پر محمول ہو تو اسے تو ہم سمجھتے ہیں لیکن حضرت سلیمانؑ کا اس چیونٹی کی گفتگو کو سمجھ لینا اس خاص علم کی بنا پر تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا تھا اور حضرت سلیمانؑ اسے بطور نعمت الٰہی کے بیان کر رہے ہیں مگر ہمارے زمانہ کے بعض "ماڈرن" مفسرین جنہیں قرآن میں معجزات کے ذکر سے شرم آتی ہے اس آیت کے متعلق کہتے ہیں کہ یہاں "نمل" سے مراد چیونٹیاں نہیں بلکہ انسانوں کا ایک قبیلہ مراد ہے جس کا نام "بنو نمل" تھا اور چیونٹیوں کی طرح بکثرت اس وادی میں پھیلا ہوا تھا۔ جب حضرت سلیمانؑ کا لشکر اس وادی میں پہنچا تو اس کے ایک فرد نے اپنے قبیلہ کے دوسرے لوگوں سے کہا: "اے قبیلہ نمل کے لوگو۔" لیکن یہ تاویل دراصل قرآن کی تحریف ہے کیونکہ اس صورت میں آیت کا تعلق نہ اس "علم" سے رہتا ہے جس کا ذکر پچھلی آیت میں بڑی اہمیت سے کیا گیا ہے اور نہ تاریخی طور پر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ شام یا طائف میں اس نام کا کوئی انسانی قبیلہ آباد تھا۔ محض من مانی تاویل کرنے کے لئے یہ بے بنیاد بات گھڑی گئی ہے

ف۴ اگر بالفرض "نملة" سے مراد کوئی انسان ہوتا تو اس میں متعجبانہ ہنسی کی کوئی بات نہ تھی اور نہ یہ کوئی ایسا واقعہ تھا جس کے متعلق حضرت سلیمانؑ کے احساس شکرگزاری کی اہمیت واضح کی جاتی۔ ظاہر ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے یہ اظہار تشکر اس بات پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک حقیر جانور کی بولی سمجھنے کا علم عطا فرمایا جو ان کے سوا اور کسی کو حاصل نہ تھا۔

ف۵ یہاں "صالحین" سے وہ کامل صالح لوگ مراد ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی معصیت کا خیال تک نہیں آپاتا۔ (کبیر)

ف۶ یعنی کیا دوسرے پرندوں میں چھپ گیا ہے جو نظر نہیں آرہا؟

ف۷ "سبا" یمن میں ایک شہر کا نام تھا جو یمن کے موجودہ دارالسلطنت "صنعاء" سے تین دن — تقریباً ۵۵ میل — کی مسافت پر واقع تھا۔ اس شہر کے بنانے والے کا نام بھی سبا تھا اور اس میں بسنے والی قوم کا نام بھی سبا تھا اس لئے یہ شہر اسی نام سے مشہور ہوا۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "حضرت سلیمانؑ کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا اب پہنچا۔ (موضح) گویا اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی ہر چیز کو محیط نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ کو جن کے متعلق فرمایا کہ ہم نے انہیں علم عطا فرمایا، انہیں ایک جزئی واقعہ کی خبر ہدہد نے مہیا کی۔ اس سے ان لوگوں کی تردید کا پہلو نکلتا ہے جو انبیا کو غیب داں سمجھتے ہیں۔ (قرطبی) ف۸ عموماً مفسرینؒ نے اس کا نام بلقیس نقل کیا ہے جو شراحیل شاہ یمن کی بیٹی تھی اور تین سو بارہ سردار اس کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے۔ ان میں سے ہر آدمی دس ہزار آدمیوں پر متعین تھا۔ بلقیس کے متعلق عجیب و غریب حکایات مشہور ہیں جن کا تعلق اسرائیلیات سے ہے۔ (قرطبی)

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا

شیطان نے عملوں ان کے کو پس بند کیا ہے ان کو راہ سے پس وہ نہیں راہ پاتے یہ کہ

نظر میں اچھے کر دکھائے ہیں اور سیدھی راہ (یعنی توحید) سے اُن کو باز رکھا ہے اُن کو کچھ سمجھ بھی نہیں ہے کمبخت اُن کو کیا ہوا ہے! ف۲ اللہ تعالیٰ

يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا

سجدہ کریں واسطے اللہ کے وہ جو نکالتا ہے چھپی چیزوں کو بیچ آسمانوں کے اور زمین کے اور جانتا ہے جو

کو کیوں نہیں سجدہ کرتے جو آسمان اور زمین میں چھپی چیزیں باہر نکال لاتا ہے ف۳ اور تمہارا چھپا اور

تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ السجدة قَالَ

چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش بڑے کا ف۵ کہا سلیمان نے

تمہارا کھلا سب جانتا ہے! ف۴ اللہ تعالیٰ ہی سچا معبود ہے اُس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے تخت (عرش) کا مالک ہے سلیمانؑ نے کہا

سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ

اب دیکھیں گے ہم کہ سچ کہا تو نے یا ہے تو جھوٹوں سے لے جا کتاب میری یہ پس ڈال دے

اچھا ہم دیکھتے ہیں تو سچ کہتا ہے یا تو بھی جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے میرا یہ خط لے جا اور اُن لوگوں پر ڈال دے

اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ

اس کو طرف ان کی پھر پھر آ ان کے پاس سے پس دیکھ کیا جواب دیتے ہیں کہا اے سردارو تحقیق

پھر وہاں سے ہٹ جا دیکھتا رہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ف۶ بلقیس نے (اپنے درباروالوں سے) کہا سردارو میرے

اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾

ڈالی گئی طرف میری کتاب بزرگ تحقیق وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور تحقیق وہ ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے ہے

پاس ایک خط ڈالا گیا ہے جو عزت والا ہے ف۷ وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور (عبارت اس کی) یہ ہے شروع اللہ کے نام جو بہت رحم والا ہے مہربان ف۸

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ

یہ کہ مت سرکشی کرو اوپر میرے اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر کہا اے سردارو جواب دو مجھ کو بیچ کام میرے کے

(بسم اللہ کے بعد مطلب یہ ہے) مجھ پر زور مت جتلاؤ اور تابعدار بن کر میرے پاس حاضر ہو (خط کا مضمون سنا کر) بلقیس کہنے لگی سردارو اب اس معاملہ میں اپنی رائے مجھ سے

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا

نہیں میں فیصل کرتی کسی کام کو یہاں تک کہ حاضر ہو تم میرے پاس کہا انہوں نے ہم صاحب قوت ہیں اور صاحب

بیان کرو میں تو کسی معاملہ کا آخیر فیصلہ اُس وقت تک نہیں کرتی جب تک تم لوگ حاضر نہ ہو اور اپنی اپنی رائے نہ بیان کرو! انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ زور دار ہیں اور بڑے

بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ

جنگ سخت میں اور حکم طرف تیری ہے پس دیکھ تو کیا حکم کرتی ہے کہا بلقیس نے تحقیق بادشاہ

لڑنے والے ہیں پھر تیرا اختیار ہے جو چاہے سمجھ کر حکم دے (ہم بسر و چشم تعمیل کرنے کو حاضر ہیں) بلقیس نے کہا میں یہ سوچتی ہوں! بادشاہ جب کسی

اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ

جسوقت کہ داخل ہوتے ہیں کسی شہر میں خراب کرتے ہیں اُس کو اور کرتے ہیں عزت والوں اس کے کو ذلیل اور اسی طرح یہ بھی

شہر میں (لڑائی کرکے) گھستے ہیں تو شہر کو خراب کر دیتے ہیں (لوٹ مار ہنگامہ مچاتے ہیں) اور وہاں کے عزت دار لوگوں کو بے عزت بنا دیتے ہیں اور بادشاہوں کا یہی

ف۱ "چنانچہ وہ آفتاب پرستی کو بڑے ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔"

ف۲ "جو آفتاب پرستی کو چھوڑ کر توحید کی سیدھی راہ اختیار کر سکیں۔"

ف۳ مثلاً آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین کے اندر سے بے شمار نباتات اور طرح طرح کی معدنیات نکالتا ہے اور یہ تمام اقسام کے ارزاق و اموال کو شامل ہے۔ (کبیر)

ف۴ یعنی اسے تمہاری ہر چیز کا علم ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کا بیان ہے اور اس سے ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جو سورج کی پرستش کرتے تھے۔ (کبیر)

ف۵ اس کے عرش کے سامنے کسی بڑی سے بڑی چیز کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس آیت پر ہدہد کی تقریر ختم ہوئی۔ اس نے چونکہ خالص توحید کی دعوت دی اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس کے مارنے سے منع فرمایا۔ ابوداؤد کی ایک صحیح روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے شہد کی مکھی، چیونٹی اور ہدہد کے مارنے سے منع فرمایا۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۶ یعنی جو باتیں وہ آپس میں کریں انہیں سنتا اور ان پر سوچ بچار کرتا رہ اور پھر مجھ سے آ کر بیان کر۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی آپ کو معلوم نہ کروا لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ آ، ہُدہُد (وہ خط) لے گیا۔ بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی روزن (دَودکشدان) میں سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا۔" (موضح)

ف۷ یعنی جو بلحاظ اپنے مضمون کے اور بلحاظ اپنے بھیجنے والے کے نہایت اہم اور عظیم الشان ہے اور کریم مختوم (مُہر شدہ) کو بھی کہتے ہیں۔ (کبیر)

ف۸ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ سے پہلے کسی نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہیں لکھی۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خط کے شروع میں "باسمك اللّٰهم" لکھا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے لگے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۱ گویا اس نے یہ رائے ظاہر کی کہ لڑنے یا نہ لڑنے کا فیصلہ اس وقت کر لینا مناسب نہیں۔ لڑائی کا انجام بہر حال بُرا ہوتا ہے۔ ف۲ یعنی حضرت سلیمانؑ اور ان کے لشکر والوں کو ف۳ شاید وہ ہدیہ قبول کرلیں اور ہم سے لڑائی کا جو ارادہ رکھتے ہیں اس سے باز آجائیں یا ہم پر خراج عائد کردیں جسے ہم ہر سال ادا کرتے رہیں۔" حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی قوم کو مشورہ دیا کہ اگر سلیمانؑ نے تحفہ قبول کر لیا تو وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ ہیں اور اگر انہوں نے تحفہ قبول نہ کیا تو وہ واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں جن کی پیروی ضروری ہے۔ (ابن کثیر) ف۴ یعنی کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم سے مال و دولت لے کر خوش ہو جاؤں اور تمہیں کفر و شرک پر قائم رہنے دوں؟ ف۵ یعنی یہ تمہارا ہی کام ہے کہ اس قسم کے تحفوں سے خوش ہو جاتے ہو۔ مجھے تو اگر تحفہ چاہیئے تو تمہارے ایمان کا تحفہ چاہیئے۔ اگر تم یہ نہیں دے سکتے تو لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔

يَفْعَلُونَ ﴿۳۴﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۵﴾

کر رہیں گے ف۱ اور تحقیق میں بھیجنے والی ہوں طرف ان کی ف۲ تحفہ پس دیکھتی ہوں ساتھ کس چیز کے پھر آتے ہیں بھیجے ہوئے

قاعدہ ہے ایسا ہی کرتے ہیں اور میں (ایسا کرتی ہوں) کچھ تحفہ اُن کو بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں وہ جو تحفہ لے کر جاتے ہیں کیا جواب لاتے ہیں ف۳

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم

پس جب آیا وہ بھیجا ہوا سلیمانؑ کے پاس کہا سلیمانؑ نے کیا تم مدد دیتے ہو مجھ کو ساتھ مال کے پس جو کچھ کہ دیا ہے مجھ کو اللہ نے بہتر ہے اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو

جب بلقیس کا ایلچی (منذر بن عمرو) سلیمانؑ پاس پہنچا تو سلیمانؑ نے کہا کیا تم لوگ (دُنیا کی) مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتے ہو (میں دُنیا کا مال نہیں چاہتا) اللہ تعالیٰ نے جو مجھ کو ف۴

بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۶﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ

بلکہ تم ہی ساتھ تحفہ اپنے کے خوش ہوتے ہو ف۵ پھر جا ایلچی طرف ان کی پس البتہ آویں گے ہم ان پر ساتھ لشکروں کے نہ مقابلہ ہو سکے گا

دے رکھا ہے (مال و دولت پیغمبری بادشاہت) وہ اس (کہیں) بہتر ہے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفے پر (جو میں واپس کرتا ہوں) خوش رہو تو اپنے لوگوں پاس لوٹ جا (اگر وہ ہمارا

لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ

ان کو ساتھ ان لشکروں کے اور البتہ نکال دیں گے ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کر اور وہ رسوا ہوں گے کہا سلیمانؑ نے اے سردارو کونسا تم میں سے

کہا نہ مانیں گے) تو ہم ضرور ایسا لشکر لیکر اُن پر آئیں گے جس کا مقابلہ اُن سے نہ ہو سکے گا اور ہم ذلت کے ساتھ اُن کو رسوا کر کے اُن کو وہاں سے نکال دینگے سلیمانؑ نے (اپنے درباریوں سے) کہا سردارو تم میں کوئی ایسا ف۶

يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ

لے آتا ہے میرے پاس تخت اس کا پہلے اس سے کہ آویں میرے پاس مسلمان ہو کر ف۷ کہا ایک دیو نے

ہے یہ لوگ جو تابعدار بن کر آرہے ہیں اُن کے مجھ تک پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت (جس کو وہ اپنے ملک میں چھوڑ کر آرہی ہے) میرے پاس اُٹھا لائے (اس پر) جنوں میں سے

الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

جنوں میں سے لے آؤں گا تمہارے پاس اس کو پہلے اس سے کہ اٹھو تم جگہ اپنی سے اور تحقیق میں اوپر اس کے البتہ زور آور ہوں

ایک دیو (راکھس) بولا میں اُس کو تیرے پاس لا سکتا ہوں اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اُٹھے (یعنی دربار برخاست کرے صبح سے دوپہر تک دربار ہوتا تھا) اور میں اس کے اُٹھا لانے ف۸

أَمِينٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ

باامانت ف۹ کہا اس شخص نے کہ نزدیک اس کے تھا علم کتاب سے میں لے آؤں گا تمہارے پاس اس کو پہلے اس سے

کا زور رکھتا ہوں امانتدار ہوں وہ شخص جو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کا علم رکھتا تھا بول اُٹھا میں اُس تخت کو تیرے پلک جھپکنے سے پہلے (یا تیری نگاہ تجھ تک

أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن

کہ پھر آوے طرف تمہاری نظر تمہاری ف۱۰ پس جب دیکھا اس کو ٹھہرا ہوا نزدیک اپنے کہا ف۱۱ یہ ہے

لوٹ آنے سے پہلے) تیرے پاس منگوائے دیتا ہوں جب سلیمانؑ نے دیکھا تخت اُس کے سامنے دھرا ہوا ہے تو کہنے لگا یہ (تخت کا اتنی جلد اس طرح چلے آنا)

فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ

فضل پروردگار میرے کے سے تو کہ آزماوے مجھ کو کہ شکر کرتا ہوں میں یا کفر کرتا ہوں میں اور جو کوئی شکر کرے پس سوائے اس کے نہیں کہ شکر کرتا ہے واسطے جان

میرے مالک کا احسان ہے اس لئے کہ مجھ کو آزمائے میں (اُس کے احسان کا) شکر کرتا ہوں اور جو کوئی (حق تعالیٰ کی نعمتوں کا) شکر کریگا وہ اپنی ہی بھلائی کے لئے شکر کریگا

وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ أَتَهْتَدِي

اپنی کے اور جو کوئی ناشکری کرے پس تحقیق پروردگار میرا بے پرواہ ہے کرم کرنے والا ف۱۲ کہا بدل ڈالو واسطے اس کے تخت اس کا کہ دیکھیں ہم آیا راہ پاتی ہے

اور جو کوئی ناشکری کرے تو (میرے مالک کا کچھ نقصان نہیں) میرا مالک بے پروا کرم والا ہے سلیمانؑ نے کہا (ایسا کرو) اُس کے تخت کی صورت (ذرا) بدل دو دیکھیں وہ

ف۶ کہتے ہیں کہ جب ایلچی پیغام لے کر بلقیس کے پاس واپس پہنچا اور اس نے اس سے حضرت سلیمانؑ کا آنکھوں دیکھا سب حال بیان کیا تو وہ سمجھ گئی کہ حضرت سلیمانؑ واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں۔ چنانچہ اس نے اطاعت قبول کی اور تابعداروں کی طرح اپنے لاؤ لشکر سمیت بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئی۔ ادھر جب حضرت سلیمانؑ کو اس کی روانگی کی خبر ملی تو وہ نہایت خوش ہوئے۔ (ابن کثیر) اس وقت انہوں نے اپنے درباریوں سے کہا۔ ...."

ف۷ تاکہ جب وہ یہاں پہنچ کر اپنے تخت کو موجود پائے تو اسے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو کیسی غیر معمولی قوتیں عطا فرماتا ہے اور اسے یقین آجائے کہ میں واقعی اللہ کا نبی ہوں"۔ بعض مفسرینؒ نے حضرت سلیمانؑ کے ملکہ کا تخت منگوانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ اس کے پہنچنے سے پہلے پہلے اس کے تخت پر قبضہ کر لینا چاہتے تھے کیونکہ جب وہ پہنچ کر اسلام قبول کر لے گی تو اس کے مال پر قبضہ کرنا جائز نہ رہے گا۔ (شوکانی) لیکن ایک نبی کی شان کو دیکھتے ہوئے تخت منگوانے کی یہ وجہ قرار دینا مناسب نہیں۔

ف۸ اس سے اور اگلی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس جو جن تھے وہ آیا بنی نوع انسان ہی میں سے تھے جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض عقل پرست مفسرین کا دعویٰ ہے یا عرف عام کے مطابق اس پوشیدہ مخلوق میں سے جو انسانوں سے الگ "جن" کے نام سے معروف ہے؟ ظاہر ہے کہ کوئی انسان چاہے وہ کتنا ہی موٹا تازہ کیوں نہ ہو یہ طاقت نہیں رکھتا کہ دربار برخاست ہونے سے پہلے پہلے (یعنی صرف چند گھنٹوں کے اندر اندر) ہزاروں میل کا سفر طے کر کے بیت المقدس سے سبا جائے اور وہاں سے ملکہ کا تخت (جو ظاہر ہے سخت پہروں میں ہوگا) اٹھا کر واپس آجائے۔ یہ کام اگر کر سکتا ہے تو ایک حقیقی "جن" ہی کر سکتا ہے۔

ف۹ یعنی آپ مجھ پر بھروسا کریں میں اسے یا اس کی کوئی قیمتی سے قیمتی چیز نہ چراؤں گا۔

ف۱۰ یعنی اس سے پیشتر کہ آپ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائیں اور پھر پلٹ کر نیچی کر لیں۔ —— یہ شخص کون تھا اور اس کے پاس (اللہ کی) کس کتاب کا علم تھا؟ اس کی تصریح قرآن یا کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے لہٰذا ہم صرف اتنی بات ماننے کے مکلف ہیں جتنی قرآن میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی وہ ایک شخص تھا جس کے پاس (اللہ کی) کتاب کا علم تھا۔ یوں اکثر مفسرینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ حضرت سلیمانؑ کا ایک وزیر آصف بن برخیا تھا جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور اسے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کا علم تھا جس کے ذریعے اگر اس سے دعا کی جائے تو وہ اُسے ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس صورت میں یہ آصف کی کرامت ہوگی اور حضرت سلیمان کا معجزہ تصور پائے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضرؑ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خود حضرت سلیمانؑ تھے۔ لیکن ان میں سے پہلا قول زیادہ معتبر معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی حضرت سلیمانؑ نے اس شخص کو حکم دیا۔ حکم ملتے ہی اس نے تخت ان کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اس پر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا....

ف۱۲ یعنی اسے نہ کسی کے شکر کی پرواہ ہے نہ محتاجی اور کرم والا ایسا ہے کہ ناشکروں کو بھی ہزاروں قسم کی نعمتیں دیتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے میرے بندو! اگر اول سے آخر تک تم سب انسان اور جن اپنے میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کا سا دل بنالو تو اس سے میری بادشاہی میں کچھ اضافہ نہیں ہو جائے گا اور اگر تم سب بدکار ترین شخص کے سے دل والے بن جاؤ تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں آجائے گی۔ سب انسانوں کو ان کے اعمال ہی کا بدلہ مل رہا ہے۔ پس جسے کوئی بھلائی نصیب ہو اُسے چاہئے کہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جسے کچھ اور نصیب ہو۔ وہ بس اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (ابن کثیر)

اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ

یا ہوتی ہے ان لوگوں سے کہ نہیں راہ پاتے ولا پس جب آئی بلقیس کہا گیا کیا اسی طرح کا ہے تخت تیرا

(اپنا تخت) پہچانتی ہے یا اُن لوگوں میں شامل ہوتی ہے جو (اپنی چیز تک) نہیں پہچان سکتے پھر جب بلقیس (سلیمانؑ کے پاس آن پہنچی تو اُس سے پوچھا گیا کیا تیرا تخت بھی ایسا ہی

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا

کہا بلقیس نے گویا کہ یہ وہی ہے اور دیئے گئے تھے ہم علم وس پہلے اس سے اور ہوتے تھے ہم مسلمان اور بند کیا اس کو اس چیز

ہے وہ بولی یہ تو گویا وہی ہے وٹ اور ہم کو تو اس سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا اور ہم تو اُسی وقت سے تابعدار بن گئے تھے اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا

كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي

نے کہ تھی عبادت کرتی سوائے خدا کے تحقیق وہ تھی قوم کافروں سے ویم کہا گیا واسطے اُس کے داخل ہو

اور چیزوں کو پوجتے تھے اُسی نے اُس کو اخدا کی عبادت سے یا سلیمانؑ کے پاس آنے سے روک رکھا تھا کیونکہ وہ کافر لوگوں میں سے تھی (جب یہ سب گفتگو ہو چکی تو بلقیس سے کہا

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ

محل میں پس جب دیکھا اس کو گمان کیا اس کو گہرا پانی اور کھول دیا دونوں پنڈلیوں اپنی سے کہا سلیمانؑ نے تحقیق یہ محل ہے

گیا چل محل کے اندر چل اُس نے محل کو جو دیکھا تو سمجھی گہرا پانی ہے (کپڑا اُٹھایا) اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں وھ سلیمانؑ نے کہا یہ ایک محل ہے جو گھونٹ کر

مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ

منڈھا ہوا شیشے سے کہا بلقیس نے اے پروردگار میرے تحقیق میں نے ظلم کیا جان اپنی کو اور مطیع ہوئی ساتھ سلیمان کے واسطے اللہ

آئینوں سے بنایا گیا ہے وٹ بلقیس نے کہا اے میرے خدا میں نے اپنی جان پر (بڑا) ستم کیا وک اور (اب) میں سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین کی

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٤﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا

پروردگار عالموں کے اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے طرف ثمود کی بھائی ان کے صالحؑ کو یہ کہ عبادت کرو اللہ کو پس ناگہاں

تابعدار بنی اور ہم ثمود کی قوم کی طرف صالحؑ کو بھیج چکے ہیں (انہوں نے کہا) اللہ تعالیٰ کو پوجو پھر وہ یکایک (صالحؑ کے سمجھاتے ہی)

هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ

وہ دو فرقے تھے آپس میں جھگڑتے تھے کہا اے قوم میری کیوں جلدی کرتے ہو تم ساتھ برائی کے پہلے بھلائی کے

دو گروہ ہو کر جھگڑنے لگے وھ صالحؑ نے (جھٹلانے والے گروہ سے) کہا بھائیو تم بھلائی سے پہلے برائی کی کیوں جلدی مچاتے ہو تم اللہ تعالیٰ

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ

کیوں نہیں بخشش مانگتے اللہ سے تو کہ رحم کئے جاؤ کہا انہوں نے بد شگون دیکھا ہم نے تجھ کو اور ان لوگوں کو جو ساتھ تیرے

سے بخشش کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم ہو (اور عذاب سے بچو) کہنے لگے ہم نے تو تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو منحوس قدم پایا ولا

قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ

ہیں کہا حضرت صالحؑ نے کہ شگون بد تمہارا نزدیک خدا کے ہے بلکہ تم ایک قوم ہو کہ گرفتار کئے جاتے ہو ولا اور تھے بیچ شہر کے

صالحؑ نے کہا نحوست و برکت واہیات ہے (تمہاری بری قسمت اللہ کے اختیار میں ہے بات یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے تم لوگوں کی آزمائش ہو رہی ہے اور اس شہر میں نو آدمی ایسے تھے

تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ

نو شخص کہ فساد کرتے تھے بیچ زمین کے اور نہ اصلاح کرتے تھے کہا انہوں نے کہ قسم کھاؤ آپس میں ساتھ اللہ کے

جو ملک میں فساد مچاتے تھے اور سنوارنے کی نیت نہ رکھتے تھے ولا اُنہوں نے کہا آؤ جی اسب مل کر اللہ کی قسم کھاؤ ہم

وا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "آیا وہ (ایمان باللہ کی) راہ پاتی ہے یا ان لوگوں میں شامل ہوتی ہے جو (یہ) راہ نہیں پاتے"؟ ولا نہ صاف طور پر اثبات میں جواب دیا اور نہ نفی میں بلکہ توقف کیا جو اسکی کمال دانشمندی کی دلیل ہے۔ (کبیر) عکرمہؒ کہتے ہیں کہ وہ بڑی دانا تھی اس نے اپنا تخت پہچان لیا لیکن چونکہ اس سے یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا تیرا تخت بھی ایسا ہی ہے اس لئے اس نے جواب دیا کہ یہ تو گویا وہی ہے۔ اگر اس سے یہ پوچھا جاتا کہ کیا یہی تیرا تخت ہے تو وہ صاف طور ہاں میں جواب دیتی۔ (شوکانی)

وس کہ حضرت سلیمانؑ اللہ کے نبی ہیں۔ اب یہ ایک اور نشانی دیکھنے میں آئی کہ اتنا بڑا تخت اتنے دور دراز ملک سے یوں منگوا لیا گیا۔ (کبیر) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور اس کے مصاحبین کا کلام ہو یعنی ہمیں پہلے ہی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ تم بڑی عقلمند ہو اور یہی جواب دو گی۔ (کبیر)

ویم یعنی اس کے اب تک کافر رہنے کی وجہ اس کی ضد اور ہٹ دھرمی نہ تھی بلکہ یہ تھی کہ وہ ایک کافر قوم میں پیدا ہوئی تھی اس لئے اس کے طور طریقوں پر چلتی رہی۔

وھ جیسے پانی کی گہرائی معلوم نہ ہو تو اس میں گھسنے والا اپنے پائنچے چڑھا لیتا ہے۔

وٹ حضرت سلیمانؑ نے اس سے یہ بات اس لئے فرمائی کہ اسے پتہ چلے کہ جس ساز و سامان پر اُسے اور اس کی قوم کو ناز تھا یہاں اس سے بڑھ کر سامان موجود ہے۔ اور ساتھ ہی یہ معلوم ہو جائے کہ سورج اور ستاروں کی چمک سے مرعوب ہو کر انہیں خدا سمجھ لینا ایسا ہی دھوکا ہے جیسے آدمی چمکتے شیشے کو پانی سمجھ بیٹھے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی (یعنی حضرت سلیمانؑ کی) عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھتے ہیں سو ہی صحیح ہے۔" (موضح) اسی چیز نے اسے اس اعتراف پر مجبور کیا جو آگے آ رہا ہے۔

وک جواب تک شرک میں مبتلا اور تجھے بھولی رہی۔

وٺ یعنی جونہی انہوں نے اپنی دعوت کا آغاز کیا ان کی قوم دو گروہوں میں بٹ گئی اور ان دو گروہوں میں سخت تصادم شروع ہو گیا۔ ایک گروہ ایمان لانے والوں کا اور دوسرا انکار کرنے والوں کا۔ (دیکھئے سورہ اعراف رکوع ۱۰)

وٯ یعنی بجائے اس کے کہ تم اس سے خیر و رحمت کے طلبگار بنو الٹا اس سے عذاب مانگنے میں کیوں جلدی مچاتے ہو؟ (دیکھئے اعراف: ۷۷)

ونا یعنی ہم پر جو قحط آنے شروع ہو گئے ہیں تو یہ سب تمہاری نحوست ہے۔ (شوکانی)

ولا یعنی تمہیں جو نحوست پہنچی وہ اللہ کی طرف سے تمہارے اپنے کفر کی بدولت پہنچی۔ وہ تم پر مصیبتیں بھیجکر تمہیں خواب غفلت سے جھنجھوڑتا ہے تاکہ کفر و شرک کی راہ چھوڑ کر اس کی سیدھی راہ اختیار کرو۔ (شوکانی)

ولا اصل میں لفظ "رھط" کے معنی جتھے کے ہیں۔ مراد ایسے نو سردار ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے ساتھ گویا ایک جتھا رکھتا ہے۔ یہ سب "قدار" ملعون (جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا) کے ساتھی تھے۔ (شوکانی)

ف۱ یعنی ان کے داؤں (خفیہ تدبیر) کا جواب دیا اور وہ اس طرح کہ عذاب بھیج کر انہیں اور ان کی قوم کو تباہ کر ڈالا، قبل اس کے کہ وہ اپنے داؤں (شبخون) کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی قدم اٹھاتے۔ عبدالرحمن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے اونٹنی کو زخمی کر دیا تو حضرت صالحؑ نے انہیں نوٹس دیتے ہوئے فرمایا: "تم تین دن تک اپنے گھروں میں مزے کرلو۔ یہ جھوٹا نہ ہونے والا وعدہ ہے۔" (ہود: ۶۵) اس پر یہ لوگ کہنے لگے کہ صالح (علیہ السلام) سمجھتا ہے کہ وہ تین دن تک ہمارا صفایا کر دے گا لیکن ہم تین دن سے پہلے ہی اس کا اور اس کے گھروالوں کا صفایا کر ڈالیں گے۔ پہاڑ کی ایک گھاٹی کے پاس حضرت صالحؑ کی ایک مسجد تھی۔ جس میں آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہ نو مردود شخص رات کے وقت ایک غار کی طرف چلے کہ اس میں چھپ کر بیٹھ رہیں اور جب حضرت صالحؑ نماز پڑھنے آئیں تو انہیں قتل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی چٹان کو حکم دیا جو اوپر سے لڑھکتی ہوئی آئی۔ وہ ڈر کر غار کے اندر گھس گئے۔ چٹان آکر ایسے ٹکی کہ غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب ایک طرف ان کی قوم کو ان کا پتا نہ تھا اور دوسری طرف وہ اپنی قوم سے بے خبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ادھر انہیں عذاب دیا اور ادھر ان کی قوم کو۔ (ابن کثیر)

لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا

البتہ شبخون ماریں گے ہم اس کو اور گھر والوں اس کے کو پھر البتہ کہیں گے ہم واسطے وارثوں اس کے کے کہ نہ حاضر تھے ہم وقت ہلاک اہل اس کے کے اور ہم

رات کو صالحؑ اور اس کے گھر والوں پر چھاپہ ماریں گے (شبخون کرینگے) پھر (جب دریافت ہوگی) تو اس کے وارث سے کہہ دیں گے ہم تو صالحؑ کے گھر والے جب مارے گئے اس وقت موجود ہی نہ تھے

لَصَادِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ

البتہ سچے ہیں اور مکر کیا انہوں نے ایک مکر اور مکر کیا ہم نے بھی ایک مکر اور وہ نہیں جانتے تھے پس دیکھ

اور ہم سچ کہتے ہیں اور انہوں نے ایک داؤں کیا اور ہم نے بھی ایک داؤں کیا اور ان کو ہمارا داؤں معلوم ہی نہ تھا ف۱ پھر اے پیغمبرؐ دیکھ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ

کیونکر ہوا آخر کام مکر ان کے کا یہ کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو اور قوم ان کی کو سب کو پس یہ ہیں

لے اُن کے داؤں کا کیا انجام ہوا ہم نے اُن (نو) کو اور اُن کی قوم کو سب کو تباہ کر دیا تو یہ اُن کے

بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَنْجَيْنَا

گھر ان کے خالی بہ سبب اس کے کہ ظلم کیا تھا انہوں نے تحقیق بیچ اُس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں اور نجات دی ہم نے

گھر ہیں جو اُن کے گناہ کی وجہ سے خالی (ویران) پڑے ہیں بے شک اس (واقعہ) میں جاننے والوں کیلئے (خدا کی قدرت کی) نشانی ہے اور جو لوگ ایمان لائے

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے اور لوطؑ کو جس وقت کہا اُس نے واسطے قوم اپنی کے کیا کرتے ہو تم بے حیائی

اور (خدا سے) ڈرتے تھے اُن کو ہم نے بچا دیا اور (اے پیغمبرؐ) لوطؑ کو (یاد کر) اُس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تم جان بوجھ کر (یا ایک دوسرے کے سامنے) بےحیائی

وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ

اور تم دیکھتے ہو کیا آتے ہو تم مردوں کے پاس شہوت سے سوائے عورتوں کے بلکہ

کا کام کرتے ہو بھلا تم اپنی عورتوں کو چھوڑ کر مردوں (لڑکوں) پر للچا کر (شہوت بجھانے کو) گرتے ہو سچ یہ ہے کہ

أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ

تم ایک قوم ہو کہ جہل کرتے ہو پس نہ تھا جواب قوم اس کی کا مگر یہ کہ کہا انہوں نے نکال دو لوگوں لوط کے کو

تم (بڑے) بے وقوف ہو ف۲ پھر اُس کی قوم نے کچھ جواب نہ دیا بس یہ کہنے لگے لوطؑ کے گھر والوں کو اپنی بستی

مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا

بستی اپنی سے تحقیق وہ ایک لوگ ہیں کہ ستھرائی کرتے ہیں ف۳ پس نجات دی ہم نے اسکو اور اہل اس کے کو مگر عورت اس کی کہ مقرر کیا تھا ہم نے اسکو

سے نکال باہر کرو کیونکہ وہ لوگ پاکیزہ (اور مقدس) بننا چاہتے ہیں آخر ہم نے لوطؑ اور اُسکے گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا مگر اُسکی بی بی جس کے حصے (تقدیر) میں ہم نے رہ جانا لکھ دیا تھا

مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٥٨﴾ قُلِ

پیچھے رہنے والوں سے اور برسایا ہم نے اوپر ان کے ایک مینہ پس بُرا تھا مینہ ڈرائے گیوں کا کہہ

گنہگاروں کے ساتھ ہلاک ہونا اور اُسکی قوم پر پتھروں کا برساؤ کیا تو اُن لوگوں کا برساؤ جو (خدا کے عذاب سے) ڈرائے گئے تھے کیا بُرا برساؤ تھا (اے پیغمبرؐ) کہہ سب شکر خدا کا (اُس کا) گن گاتا

رکوع ۴ / ۱۹

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے اور سلام اوپر بندوں اس کے کے جن کو برگزیدہ کیا ف۴ آیا اللہ بہتر ہے یا جس کو کہ شریک لاتے ہیں ف۵

ہوں) اور سلام ہے خدا کے اُن بندوں پر جن کو اُس نے (اپنی خلقت میں سے) چن لیا (پسند اور برگزیدہ کیا) بھلا کیا اللہ اچھا ہے یا وہ (بت وغیرہ جھوٹے معبود) جن کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں

ف۲ جو اس قسم کی بے حیائی کا کام کرتے ہو جس سے گدھے اور کتے بھی شرماتے ہیں۔ "تجھلون" کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس بات سے بے خبر ہو کہ اس بری روش کی تمہیں کیا سزا مل سکتی ہے؟ (شوکانی)

ف۳ یعنی بڑے پاکباز بنتے ہیں۔ اگر ایسے ہی پاک باز ہیں تو ہم گنہگاروں کی بستی میں کیوں رہیں نکالو انہیں باہر۔ یہ بات انہوں نے استہزا کے طور پر کہی۔ (شوکانی)

ف۴ ان میں تمام انبیا اور ان پر ایمان لانے والے شامل ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان سے صحابہ کرامؓ مراد ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی صحبت کے لئے چن لیا۔ (روح) یہاں انبیا کے واقعات ختم ہوئے اب اس کے بعد توحید کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ اس مناسبت پر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اللہ کی تعریف اور پیغمبرؐ پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھا دی۔ (موضح) چنانچہ یہی آداب کلام علما، خطبا اور واعظین میں توارث سے چلے آتے ہیں کہ خطبہ کو حمد و صلوٰۃ سے شروع کرتے ہیں۔

ف۵ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بت بھی بہت اچھے ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ سے کم۔ بتوں میں تو اچھائی کی پرچھائیں تک نہیں ہے اس لئے یہ بات دراصل بتوں سے تہکم (طنز) کے طور فرمائی گئی ہے۔ (شوکانی)

ف۱ اب یہاں سے اثباتِ توحید کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے بعض صفات وشؤون کا بیان ہو رہا ہے جن کو مشرکین بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں مثلاً آسمان وزمین اور اسباب رزق کا پیدا کرنا۔ (نیز دیکھئے زخرف: ۹، عنکبوت: ۶۳) ف۲ یعنی توحید کی راہ چھوڑ کر شرک کی ٹیڑھی راہ پر پڑجاتے ہیں۔ یا ترجمہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں۔ ف۳ یعنی اس میں گردش، پانی، ہوا، آگ، سردی، گرمی، غرض ہر چیز کا متوازن نظام قائم کر کے اسے اس قابل بنایا کہ اس پر آدمی اور جانور آرام سے زندہ رہتے اور اس کی پیداوار سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہی معنی زمین کے "دحو" اور "تسویہ" کے ہیں۔ (کبیر)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنۢبَتْنَا بِهِ

آیا کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور اُتارا واسطے تمہارے آسمان سے پانی پس اُگائے ہم نے ساتھ اس

بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا (ہم ہی نے برسایا) پھر ہم ہی نے اس سے رونق دار

حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنۢبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ

کے باغ رونق والے نہ قدرت تھی تم کو یہ کہ اُگاؤ درختوں ان کے کو آیا ہے کوئی معبود ساتھ اللہ کے بلکہ وہ

باغ اُگائے تم سے تو اُس کے درخت اُگانا (بھی) نہ ہو سکتا کیا اب بھی یہ کہو گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی کوئی خدا ہے ف۱ (نہیں ہرگز نہیں) اصل بات یہ ہے کہ یہ

قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ

ایک قوم ہیں کہ پھر جاتے ہیں راہ راست سے آیا کس نے کیا ہے زمین کو ٹھکانا ف۳ اور کیں درمیان اس کے نہریں اور کیے

لوگ سیدھی راہ سے مڑ جاتے ہیں ف۲ بھلا کس نے زمین کو آدمیوں اور جانوروں کے رہنے کے لائق بنایا اور اس کے بیچ میں ندی اور نالے بنائے اور اس کو ٹھہرانے کے

لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

واسطے اس کے پہاڑ اور کیا درمیان دو دریا کے پردہ آیا ہے کوئی معبود ساتھ اللہ کے بلکہ اکثر ان کے نہیں

کرنے کیلئے اس میں پہاڑ پیدا کئے ف۴ اور دو دریاؤں میں آڑ رکھی (ایک میٹھا ایک کھاری) کیا ایسی قدرتیں دیکھ کر اب بھی یہی کہو گے اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے ف۵ (نہیں ہرگز نہیں)

يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ

جانتے آیا کون ہے کہ قبول کرتا ہے دعا مضطر کی جس وقت کہ پکارتا ہے اس کو اور کھول دیتا ہے برائی اور کرتا ہے تم کو جانشین

بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ نادان ہیں (ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے) بھلا مصیبت کا مارا (شخص) بیقراری میں جب اُس کو پکارے ف۶ تو کون اُس کی دُعا قبول کرتا ہے اور تکلیف

الْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ

زمین کا آیا ہے کوئی معبود ساتھ اللہ کے تھوڑے سے نصیحت پکڑتے ہو آیا کون ہے کہ راہ دکھاتا ہے تم کو بیچ اندھیروں جنگل کے

دفع کرتا ہے اور کون تم کو زمین میں (ایک دوسرے کا) جانشین بناتا ہے ف۷ کیا اب بھی (یہی) کہو گے کہ اللہ کے ساتھ اور کوئی خدا ہے تم بہت کم سوچتے ہو بھلا خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں کون

وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى

اور دریا کے اور کون بھیجتا ہے باؤں کو خوشخبری دینے والی آگے رحمت اس کی کے کیا ہے کوئی معبود ساتھ اللہ کے بہت بلند ہے

تم کو رستہ دکھلاتا ہے ف۸ اور اپنی رحمت (مینہ) کے آگے (بارش کی) خوشخبری کے لئے ہوائیں کون چلاتا ہے کیا اب بھی یہ کہو گے اللہ کے ساتھ اور کوئی خدا بھی ہے (نہیں ہرگز نہیں)

اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ

اللہ اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں یا کون پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کرے گا اس کو اور کون رزق دیتا ہے تم کو

جن کو یہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کی شان اُن سے بہت (بڑی ہے) بھلا کون ہے (جو تمام چیزوں کو) پہلے سے بناتا ہے پھر ان کو دوہراتا ہے (مار کر جلاتا ہے) اور کون ہے جو آسمان اور

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾

آسمان سے اور زمین سے کیا ہے کوئی معبود ساتھ اللہ کے کہہ لاؤ تم دلیل اپنی اگر ہو تم سچے

زمین سے تم کو روزی دیتا ہے ف۹ کیا اب بھی یوں کہو گے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی ہے (نہیں ہرگز نہیں) (اے پیغمبر) کہہ دے اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ ف۱۰

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ

کہہ نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کو مگر اللہ اور نہیں جانتے

اے پیغمبر! کہہ دے جتنے لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں (آدمی ہوں یا فرشتے یا جن) کسی کو غیب کا علم نہیں بجز خدا کے ف۱۱ اور اُن کو یہ بھی خبر نہیں وہ کب جی کر

ف۴ تاکہ ڈگمگائے نہیں اور سکون سے ایک مقررہ راستہ پر حرکت کرتی رہے۔ (دیکھئے سورۂ نحل: ۱۵، الانبیاء: ۳۱، لقمان: ۲۰)

ف۵ کہ ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط نہیں ہو سکتے۔ (دیکھئے فرقان: ۵۳)

ف۶ مشرکین عرب خود اس چیز کو جانتے اور مانتے تھے کہ مصیبت کو ٹالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ چنانچہ دوسری آیات میں بھی ان سے اسی طرح کا خطاب فرمایا گیا ہے۔ (دیکھئے اسرا: ۶۷، نحل ۵۳) مگر تعجب ہے ہمارے زمانہ کے ان مسلمانوں پر جو توحید کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن مصیبت تک میں اللہ کو نہیں پکارتے بلکہ "یا رسول اللہ" "یا غوث اعظم" وغیرہ کا نعرہ لگاتے ہیں۔

ف۷ یا تم کو زمین کا خلیفہ (مالک و متصرف) بناتا ہے۔ ایک دوسرے کا جانشین بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری ایک نسل کے بعد دوسری نسل کو، اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو لے آتا ہے۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی کون ہے جس نے ستاروں اور دوسری ارضی وسماوی نشانیوں سے ایسے انتظامات کر دیئے ہیں کہ تم رات کے اندھیرے میں بھی اپنا راستہ معلوم کر لیتے ہو۔ اسی کو سورۂ نحل میں یوں فرمایا: وَعَلٰمٰتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ۔ اور نشانات اور ستاروں کے ذریعہ وہ راستہ پاتے ہیں۔ (آیت: ۱۶)

ف۹ آسمان سے مینہ برساتا ہے اور زمین سے غلے اور پھل اگاتا ہے۔ (وحیدی)

ف۱۰ یعنی اس چیز کی دلیل لاؤ کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہے اگر دلیل نہیں لا سکتے۔ اور ظاہر ہے کہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو یہ بات تمہاری سمجھ میں کیسے آتی ہے کہ پیدا کرنا، رزق دینا اور دوسرے یہ تمام کام تو اللہ کے ہوں مگر عبادت اور بندگی اس کے علاوہ کسی اور کی کی جائے۔

ف۱۱ اوپر کی آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا بیان تھا۔ اب یہاں اس کے علم محیط کا بیان ہے۔ یہ بات کہ کسی کو علم غیب نہیں بجز خدا کے۔ قرآن کی متعدد آیات میں بیان ہوئی ہے۔ سورہ انعام: ۵۹ میں گزر چکا ہے کہ "غیب کی کنجیاں" اللہ ہی کے پاس ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس نے گمان کیا کہ وہ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان باندھا کیونکہ اللہ فرماتا ہے: قُل لَّا يَعْلَمُ مَن ..... (ابن کثیر بحوالہ صحیحین)

اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫

کہ کس وقت اٹھائے جاویں گے بلکہ مختلف ہوا ہے علم ان کا بیچ آخرت کے بلکہ وہ بیچ شک کے ہیں اس سے

(قبروں سے) اُٹھیں گے بات یہ ہے کہ آخرت میں اُن کا علم پورا ہوگا (جب سب آنکھ سے دیکھ لیں گے) اور (اس دُنیا میں تو) وہ آخرت میں شک ہی کرتے

بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا

بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے کیا جس وقت ہو جاویں گے ہم مٹی اور باپ ہمارے کیا ہم

رہیں گے بلکہ (شک کیا) آخرت سے (بالکل) اندھے بنے رہیں گے ف۱ اور کافر (جو قیامت کے منکر ہیں) کہتے ہیں بھلا جب ہم اور ہمارے باپ دادا (گل سڑ کر) خاک ہو گئے تو کیا پھر

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

البتہ نکالے جاویں گے البتہ تحقیق وعدہ دیئے گئے ہیں اس بات کا ہم اور باپ ہمارے پہلے اس سے نہیں یہ مگر

(دوبارہ زمین سے) ہم نکالے جائیں گے اس سے پہلے بھی ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے ایسے وعدے ہو چکے ہیں پر کچھ نہیں صرف اگلے لوگوں کی (بنائی ہوئی)

اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کہانیاں پہلوں کی کہہ سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو کہ کیونکر ہوا آخر کام

باتیں ہیں ف۲ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے (ذرا) ملک میں (چلو) پھرو تو اور دیکھو گنہگاروں کا انجام کیسا

الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ

گنہگاروں کا اور مت غمگین ہو اوپر ان کے اور مت ہو بیچ تنگی کے اس چیز سے کہ مکر کرتے ہیں اور

(خراب) ہوا ف۳ اور (اے پیغمبرؐ) تو ان کافروں (کے جھٹلانے اور ایمان نہ لانے) کا رنج مت کر اور اُن کے داؤں سے جو وہ کرتے ہیں تنگ نہ ہو ف۴ اور

یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ

کہتے ہیں کہ کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے کہہ شتاب ہے یہ کہ لگی ہوئے

یہ کافر (مسلمانوں سے) کہتے ہیں (بھلا بتلاؤ تو سہی) اگر تم سچے ہو یہ وعدہ (ہم پر عذاب آنے کا) کب پورا ہوگا (اے پیغمبرؐ اُن کے جواب میں) کہہ دے عجب نہیں اس

رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی

پیچھے تمہارے بعض وہ چیز کہ جلدی کرتے ہو تم اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ صاحب فضل ہے اوپر

عذاب میں سے جس کی تم جلدی مچا رہے ہو کچھ تمہاری پیٹھ پر آ لگا ہو ف۵ اور (اے پیغمبرؐ) بے شک تیرا مالک لوگوں پر فضل کرتا ہے (گناہ

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ

لوگوں کے و لیکن بہت ان کے نہیں شکر کرتے اور تحقیق پروردگار تیرا البتہ جانتا ہے جو کچھ پوشیدہ کرتے ہیں سینے ان کے

پر فوراً عذاب نہیں کرتا) مگر اکثر لوگ (اس فضل اور کرم کا) شکر نہیں کرتے ف۶ اور تیرا مالک جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں چھپا ہوا ہے اور جو وہ علانیہ

وَمَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ

اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں اور نہیں کوئی چیز پوشیدہ بیچ آسمان کے اور زمین کے مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے تحقیق

(کھول کر) کرتے ہیں ف۷ اور آسمان اور زمین بھر میں کوئی چھپی بات ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ لکھی ہو ف۸ بے شک

هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾

یہ قرآن بیان کرتا ہے اوپر بنی اسرائیل کے اکثر اس چیز کا کہ وہ بیچ اس کے اختلاف کرتے ہیں

یہ قرآن بنی اسرائیل کو وہ بہت سی باتیں بتا دیتا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ف۹

ف۱ اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ہار کر عاجز آ گیا، چنانچہ کبھی وہ اس میں شک کرتے ہیں اور کبھی اندھے یعنی قطعی منکر ہوتے ہیں۔ شاہ عبدالقادرؒ نے اپنے ترجمہ اور حاشیہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ (دیکھئے موضح) شاہ ولی اللہؒ نے یوں ترجمہ کیا ہے: بلکہ پے در پے متوجہ شد علم ایشاں در باب آخرت یعنی تا آنکہ منقطع گشت۔ (فتح الرحمٰن) امام رازیؒ فرماتے ہیں: اس کا مفہوم یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم تو کمال اور انتہا کو پہنچ چکا ہے یعنی آخرت کے ثبوت پر ان کے سامنے اتنے دلائل موجود ہیں کہ ان سے کامل درجہ کا یقین حاصل کر سکتے ہیں مگر یہ لوگ پھر بھی شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جو شخص اس واضح حقیقت پر بھی یقین نہیں کر سکتا اور اس سے سراسر غافل ہے وہ غیب جیسی مخفی حقیقت کا ادراک کیسے کر سکتا ہے۔ یا یہ بات ان کے متعلق بطور تہکم کہی گئی ہے جیسے کسی اجہل شخص سے کہا جائے کہ میاں تم تو بڑے عالم نظر آتے ہو۔ (کبیر)

ف۲ یعنی بے بنیاد اور بے حقیقت افسانے ہیں جو لوگوں نے دنیا کا نظام چلانے اور سرکشوں کو قابو میں رکھنے کے لئے گھڑ لئے تھے۔ اور پھر یہ پیغمبرؑ ان ہی کی نقل کئے جا رہے ہیں۔ ہم نے آج تک کبھی دیکھا نہ سُنا کہ کوئی شخص مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہو اور اس کو نیکی پر جزا یا بدی پر سزا ملی ہو۔ (وحیدی) ہمارے زمانہ میں بھی جو لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں ان کے پاس بھی اس سے بڑی کوئی دلیل نہیں ہے حالانکہ اس کا تعلق دیکھنے یا سننے سے نہیں ہے بلکہ اس کا تمام تر انحصار تو کسی ایسے سچے آدمی (پیغمبرؑ) کی خبر پر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہو۔

ف۳ یعنی یہ دیکھو کہ جس عذاب کا پیغمبروںؑ نے ان نافرمانوں سے وعدہ کیا تھا وہ نازل ہو کر رہا اور پیغمبروںؑ کی کوئی بات جھوٹی نہیں ہوئی۔ اب جو اُن پیغمبروںؑ نے کہا ہے کہ ایک دن قیامت ضرور آئے گی اور اس میں لوگوں کو اپنے نیک اعمال کی جزا اور بُرے اعمال کی سزا ملے گی تو ان کی یہ بات بھی جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ (وحیدی)

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ آپؐ کا محافظ اور نگہبان ہے۔ یہ لوگ اپنے مکر و فریب میں خود گرفتار ہونگے اور آپؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے: چاہ کن را چاہ در پیش۔ (وحیدی) اس میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی قریب ہی پہنچ گیا ہو۔ اس "کچھ عذاب" سے مراد قبر کا عذاب بھی ہو سکتا ہے اور وہ عذاب بھی جس سے مشرکینِ مکہ بدر کے دن دوچار ہوئے۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی جو مہلت انہیں ملتی ہے اس میں اپنی اصلاح کی فکر نہیں کرتے بلکہ اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ کوئی گرفت ہونے والی نہیں ہے اس لئے جو جی میں آئے، کرتے رہو اور کسی سمجھانے والے کی بات نہ مانو۔

ف۷ اس لئے جب ان کی شامت آئے گی تو کوئی بات چھوڑی نہ جائے گی جس پر ان کا سخت محاسبہ نہ کیا جائے۔

ف۸ لہٰذا جس عذاب کی یہ جلدی مچا رہے ہیں اس کا وقت بھی اس میں لکھا ہے وہ اپنے وقت پر آ کر رہیگا اس کے دیر سے آنے کا یہ مطلب لینا کہ وہ نہیں آئے گا، سراسر حماقت ہے۔ (وحیدی)

ف۹ یہود اور نصاریٰ بہت سے فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اس بنا پر ان کے درمیان سخت اختلافات پیدا ہو گئے تھے مثلاً حضرت عیسیٰؑ کو یہودی جھوٹا اور ولد الزنا کہتے تھے اور نصاریٰ نے یہاں تک غلو کیا کہ وہ انہیں خدا کا بیٹا سمجھ بیٹھے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے امور تھے جن میں انکے درمیان سخت اختلافات پائے جاتے تھے ان میں حق اور اعتدال کی راہ قرآن نے واضح کی جو قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اگر وہ اس راہ کو اختیار کرتے تو ان میں ہرگز کوئی اختلاف نہ رہتا اور ان کی سب فرقہ بندی ختم ہو جاتی۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں: مبداء و معاد کے اثبات پر گفتگو کرنے کے بعد اب نبوۃ کے متعلق بحث شروع کی اور آنحضرتؐ کی نبوت کے اثبات میں چونکہ قرآن ہی سب سے بڑی دلیل ہے اس لئے سب سے پہلے اس کا ذکر کیا۔ (کبیر)

وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَ

اور تحقیق یہ قرآن البتہ ہدایت ہے اور رحمت واسطے ایمان والوں کے تحقیق رب تیرا فیصل کرے گا درمیان ان کے ساتھ حکم اپنے کے اور

اور بے شک یہ قرآن مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (اے پیغمبر) تیرا مالک (قیامت کے دن) اپنا حکم دے کر ان لوگوں کا فیصلہ کردیگا وا

هُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ

وہی ہے غالب جاننے والا پس توکل کر اوپر اللہ کے تحقیق تو اوپر حق ظاہر کے ہے تحقیق تو

اور زبردست ہے (سب) جاننے والا تو (اے پیغمبرؐ) اللہ پر بھروسہ کر کیونکہ تو صریح حق پر ہے وا (دوسرے یہ کہ) تو

لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ

نہیں سُناتا مردوں کو اور نہیں سُناتا بہروں کو پکارنا جس وقت کہ پھر جاویں پیٹھ پھیر کر اور نہیں تو

مُردوں کو (اپنی بات) نہیں سُنا سکتا نہ بہروں کو (اپنی) آواز سُنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ موڑ کر چل دیں وا اور نہ تو

بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم

راہ دکھانے والا اندھوں کو گمراہی ان کی سے نہیں سُناتا تو مگر اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے ساتھ نشانیوں ہماری کے پس وہ

اندھوں کو جب وہ بھٹک جائیں رستے پر لگا سکتا ہے تو تو انہی لوگوں کو سُنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں وا پھر ایسے ہی لوگ (تیرا کہنا)

مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ

مطیع ہیں اور جس وقت آن پڑے گی بات اوپر ان کے نکالیں گے ہم واسطے اُن کے ایک جانور زمین سے

مانیں گے وا اور جب (ان کافروں) پر (قیامت کا) عذاب آن پڑے گا (یعنی قیامت کے قریب) تو ہم زمین سے اُن کے لئے ایک جانور نکالیں گے

تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ

بولے گا ان سے یہ کہ لوگ تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے نہیں یقین لاتے اور جس دن کہ اٹھاویں گے ہم ہر ایک امت میں سے

جو اُن سے بات کریگا وا یا اُن پر داغ کرے گا کیونکہ لوگ (اُس وقت) ہماری نشانیوں پر یقین نہ رکھتے ہوں گے اور (اے پیغمبرؐ وہ دن یاد کر) جس دن ہم ہر اُمت میں سے ایک گروہ

فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم

جماعت ان لوگوں سے جو جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو پس وہ فرقے فرقے اکٹھے کئے جاویں گے یہاں تک کہ جب آویں گے کہے گا حق تعالیٰ کیا جھٹلاتے

نکال کر اکٹھا کریں گے جو ہماری آیتوں کو دُنیا میں جھٹلاتا تھا پھر اُس کی مثل لگائی جائے گی وا یہاں تک کہ جب وہ (سب حساب کے مقام میں) آجائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیوں

بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم

تھے تم نشانیوں میری کو اور نہیں گھیرا تھا تم نے ان کو علم کر آیا کیا کرتے تھے تم اور آن پڑے گی بات اوپر ان کے

تم نے دُنیا میں میری آیتوں کو اچھی طرح سمجھا بھی نہیں اور لگے اُنکو جھٹلانے تم یہ نہیں تو اور کیا کرتے رہے وا اور اُن کی شرارت کی سزا میں عذاب کا وعدہ اُن

بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ﴿٨٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

بسبب ظلم ان کے کے پس وہ نہ بول سکیں گے کیا نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ کی ہم نے رات تو کہ آرام پکڑیں بیچ اس کے اور دن کو

پر پورا ہو گا اور وہ کچھ بول ہی نہ سکیں گے وا کیا اُن لوگوں نے نہیں دیکھا (نہیں سمجھا) ہم نے رات اُن کے آرام کے لئے بنائی اور دن کو

مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ

دکھلانے والا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور جس دن کہ پھونکا جاوے گا بیچ صور کے پس ڈر جاویگا

سوجھانے والا بنایا (اس کی روشنی میں ہر چیز سوجھ پڑتی ہے) بیشک جو لوگ ایماندار ہیں اُن کیلئے دن اور رات میں وا (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں اور جس دن صور پھونکا جائے گا پھر جتنے

وا یا دنیا ہی میں ان کی تحریفات کا بھانڈا پھوڑ کر ان کے حق یا باطل پر ہونے کا فیصلہ کردیگا۔ (شوکانی) وا اور جو حق پر ہوتا ہے اسے کسی طرح کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ آخر کار اس کا غالب آنا یقینی ہے۔ وا یعنی یہ کافر مُردوں اور بہروں کی طرح ہیں جنہیں دعوت دینا اور کوئی نصیحت کی بات سنانا قطعی سُود مند نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ دے کر بھاگ رہے ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مُردوں کو کوئی بات نہیں سنائی جاسکتی۔ یہ نفی عام ہے اور اس سے صرف وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جو دلیل (کتاب وسنت) سے ثابت ہوں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ بدر کے دن آپؐ نے کفار کی لاشوں سے خطاب کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ ایسی لاشوں سے خطاب فرماتے ہیں جن میں روح نہیں ہے۔" آپؐ نے فرمایا: "تم ان سے بڑھ کر نہیں سُن سکتے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔" اور جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب لوگ مردہ کو قبر میں دفنا کر پلٹتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آواز سنتا ہے۔ (شوکانی)

وا یعنی آپ ان کا ہاتھ پکڑ کر بزور سیدھے راستے کی طرف لا نہیں سکتے۔

وا یعنی سنانا انہی لوگوں کے حق میں سُود مند ہے جو ہماری آیتوں کو سُن کر ان کا اثر قبول کرتے ہوں، اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ آپؐ کی پیروی اختیار کریں۔ (شوکانی)

وا "تُكَلِّمُهُمْ" کے معنی بات کرنا اور زخمی کرنا، دونوں ہو سکتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ جانور مومن سے بات کریگا اور کافر کو زخمی کریگا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس توجیہ کو پسند کیا ہے۔ واللہ اعلم (شوکانی - ابن کثیر)

وا حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: "یہ وہ وقت ہوگا جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینگے۔" یہ جانور کیسا ہوگا، کہاں نکلے گا، کب نکلیگا اور نکل کر کیا کریگا؟ اس بارے میں متعدد احادیث و آثار مروی ہیں جن میں صحیح، حسن اور ضعیف ہر قسم کی احادیث مذکور ہیں۔ مگر یہ بات تو قطعی طور پر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ "خروج دابہ" بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے قیامت کی دس نشانیاں شمار فرمائیں جن میں ایک "خروج دابہ" بھی تھی۔ اسی طرح صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "نیک اعمال کی طرف تیز تیز قدم اٹھاؤ قبل اس کے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو، دجال ظاہر ہو، اور "خروج دابہ" ہو۔ (شوکانی - ابن کثیر) حافظ ابن کثیرؒ نے اور بھی بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکے کا پھٹے گا اور اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کریگا کہ اب قیامت نزدیک ہے۔ ایمان والوں اور چھپے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر۔" (موضح)

وا یعنی ان کی جماعت بندی کی جائیگی۔ "ہر گناہ والے ایک جتھا ہونگے۔" اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ آگے ہونگے انہیں روک لیا جائیگا تاکہ پیچھے والے ان سے آکر مل جائیں۔ (ابن کثیر) وا یعنی ان سے عقائد و اعمال دونوں کے متعلق سوال ہوگا اور یہ سوال بطور تبکیت ہوگا کہ تمہارا دنیا میں یہی مشغلہ رہا کہ جہاں کوئی آیت یا حدیث تمہاری سمجھ میں نہ آئی اس پر پوری طرح غور کئے بغیر اسے رد کر دیا۔ ہمارے زمانہ میں اہل بدعت اور مستشرقین کے عقل پرست شاگردانِ رشید کا بھی یہی شیوہ چلا آرہا ہے کہ صحیح احادیث کو اپنی سمجھ یا مسلک کے خلاف پاکر رد کر دیتے ہیں اور قرآن کی ایسی تاویل کرتے ہیں جو در اصل معنوی تحریف ہوتی ہے۔ وا یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوجائیگی اس لئے وہ کوئی عذر پیش نہیں کرسکیں گے۔ اکثر مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ یہ اس وقت ہوگا جب ان کے منہ پر مہر لگادی جائیگی۔ (شوکانی) وا یعنی کہ صرف رات دن کی دو نشانیاں ایسی ہیں جن سے اللہ کی توحید، نبوت اور موت کے بعد دوبارہ زندگی پر استدلال ہو سکتا ہے۔ (شوکانی) وا "صور" سے مراد نرسنگا ہے جسے حضرت اسرافیلؑ پھونکیں گے۔

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ

جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور جو کوئی بیچ زمین کے ہے مگر جس کو چاہا ہے اللہ نے اور سب آویں گے آگے اس کے

(آدمی اور جن اور فرشتے) آسمان اور زمین میں ہیں (سب) گھبرا جائیں گے (ڈر سے مرنے کے قریب ہو جائیں گے) مگر جس کو اللہ چاہے ف۱ (اسکو گھبراہٹ نہ ہوگی) اور سب پروردگار کے سامنے

دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ

ذلیل اور دیکھے گا تو پہاڑوں کو گمان کرتا ہے تو ان کو جمے ہوئے اور وہ چلے جاتے ہیں مانند گزرنے بادلوں کی کاریگری

عاجزی سے حاضر ہوں گے اور (اے دیکھنے والے) تو (قیامت کے دن) پہاڑوں کو دیکھے گا اپنی جگہ پر جمے ہوئے ہیں لیکن وہ بادل کی طرح چل رہے ہوں گے ف۲ یہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ ہے

اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

اللہ کی جس نے محکم کیا ہر چیز کو تحقیق وہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو جو کوئی لاوے نیکی

جس نے ہر چیز کو درستی کے ساتھ بنایا ہے اُس کو خبر ہے جو تم کرتے ہو جو شخص (قیامت کے دن) کوئی نیکی لے کر

فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

پس واسطے اس کے ہے بہتر اس سے اور وہ ڈر سے اس دن امن میں ہیں اور جو کوئی لاوے برائی

آئے گا اُس کو اُس سے بہتر بدلہ ف۳ ملے گا اور ایسے لوگ اُس دن گھبراہٹ سے بے خطر رہیں گے (اُن کو گھبراہٹ نہ ہوگی) اور جو برائی (شرک) لے کر آئیں گے وہ اوندھے منہ

فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ

پس ڈالے جاویں گے منہ ان کے بیچ آگ کے نہیں جزا دیئے جاؤ گے تم مگر جو کچھ کہ تھے تم کرتے سوائے اس کے نہیں کہ

دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے ف۴ (اُن سے کہا جائیگا) تم کو وہی بدلہ ملے گا جیسا تم کرتے تھے (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدے

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ؗ وَّ

حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ عبادت کروں پروردگار اس شہر کے کو یعنی مکہ جس نے حرمت دی اسکو اور واسطے اس کے ہے ہر چیز اور

مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ اس شہر (مکے) کے مالک کو پوجوں جس نے اُس کو عزت دی ف۵ اور سب چیزیں (دنیا بھر میں) اُسی کی ہیں (اُسی نے بنائیں اُسی کے ملک ہیں) اور مجھے

اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ ہوں میں مسلمانوں سے اور یہ کہ پڑھوں میں قرآن پس جس نے راہ پائی

(بھی) حکم ہوا ہے کہ میں (اُس کا) تابعدار رہوں (مسلمان فرمانبردار) اور قرآن پڑھ کر (لوگوں کو) سناتا رہوں اب جو کوئی راہ پر لگ جائے وہ اپنے ہی

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ

پس سوائے اس کے نہیں ہے کہ راہ پاتا ہے واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی گمراہ ہوا پس کہو سوائے اس کے نہیں کہ میں ڈرانے والوں سے ہوں اور کہہ

(بھلے کے) لئے راہ پر لگتا ہے اور جو کوئی بھٹک جائے (میرا کہا نہ مانے) تو کہہ دے میں تو ڈرانے والے پیغمبروں کی طرح (بس ایک) ڈرانے والا ہوں ف۶ اور (اے پیغمبر) کہدے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے البتہ دکھلاوے گا تم کو نشانیاں اپنی پس پہچانو گے تم ان کو اور نہیں پروردگار تیرا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

شکر ف۷ خدا کا آگے چل کر وہ اپنی (قدرت کی) نشانیاں تم کو دکھلائے گا تم ان کو پہچان لوگے ف۸ اور تیرا مالک تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے

سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ (۲۸) (۴۹) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸۸ رُكُوْعَاتُهَا ۹

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۹ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۱ مراد شہداء، انبیاء اور فرشتے ہیں اور بعض نے تمام اہلِ ایمان کو اس میں شامل کیا ہے مگر کسی صحیح حدیث سے تعیین ثابت نہیں۔ (قرطبی)

ف۲ یعنی اس وقت جن پہاڑوں کو دیکھ کر تم خیال کرتے ہو کہ اپنی جگہ پر نہایت مضبوطی سے جمے ہوتے ہیں، اور انہیں کوئی چیز ہلا نہیں سکتی۔ قیامت کے دن بادل کی طرح فضا میں اڑتے پھرینگے۔ قیامت کے دن پہاڑوں کے متعلق مختلف صفات مذکور ہیں۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ ان کو اڑا کر زمین صاف کر دی جائیگی۔ (دیکھئے طٰہٰ: ۱۰۵، نبا: ۲۰، معارج: ۹، فرقان: ۲۳، واقعہ: ۶)

ف۳ نیکی سے مراد ہر نیک کام ہے بعض مفسرین نے اس سے مراد "لا الٰه الا الله" بعض نے اخلاص اور بعض نے فرائض کی ادائی لی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسے عام رکھا جائے تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔ (شوکانی)

ف۴ یہاں برائی سے شرک مراد ہونے پر صحابہ اور بعد کے علما کی ایک جماعت کا اتفاق ہے بلکہ بعض نے مفسرینؒ کا اتفاق نقل کیا ہے۔ اس تخصیص کی وجہ وہ ہولناک سزا ہے جو آگے بیان کی جارہی ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی اسے حرم بنایا جس میں نہ کوئی خون کیا جاسکتا ہے، نہ کسی پر ظلم ہو سکتا ہے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ درخت کاٹا جاسکتا ہے۔

ف۶ کسی کو راہِ حق پر لے آنا میرا کام نہیں ہے اور نہ مجھ پر اس کی ذمہ داری ہے۔

ف۷ یعنی سب تعریف صرف اسی اللہ کی ہے جس نے مجھے ہدایت دی اور لوگوں کے لئے ہادی (ہدایت دینے والا بنایا)۔ حقیقت یہ ہے کہ جسکو جو نعمت ملی اسی کی طرف سے ملی۔

ف۸ کہ ہاں یہی وہ نشانیاں ہیں جن کا وعدہ اللہ و رسولؐ نے کیا تھا مگر اس وقت کا پہچاننا تمہیں کوئی فائدہ نہ دے سکے گا۔ یہ خطاب کفارِ مکہ سے ہے۔ اسلامی فتوحات اور تباہ شدہ قوموں کے آثار بھی ان میں شامل ہیں اور قربِ قیامت کی نشانیاں بھی اسکے تحت آجاتی ہیں۔ (دیکھئے سورہ فصلت: ۵۳) تمت سورۃ النمل بحمد اللہ فی الیوم الرابع عشر من رمضان ۱۳۸۹ھ۔

ف۹ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی آیت "ان الذی فرض علیك القران لرادك الی معاد" ہجرت کے بعد جحفہ میں اتری۔ بعض کہتے ہیں کہ اس میں "اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ" سے "لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ" کا حصہ مدنی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے دوسری روایت یہ بھی ہے کہ یہ سورۃ اور حدید کا آخری حصہ اصحاب نجاشی کے متعلق نازل ہوا جو جنگ احد کے موقع پر مدینہ آئے۔

ف یعنی جو حق کو باطل سے واضح کرنے والی ہے یا جو اپنا مدعا بیان کرنے میں واضح ہے۔ ف۲ "یعنی مسلمان اپنا حال قیاس کریں ظالموں کے مقابلہ میں" مطلب یہ ہے کہ اس قصہ میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ

یہ آیتیں ہیں کتاب بیان کرنے والی کی پڑھتے ہیں ہم اوپر تیرے کچھ قصے موسیٰؑ کے سے اور

یہ سورت آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ف (اے پیغمبرؐ) ہم ایمانداروں کے (فائدے کے) لئے تجھ کو موسیٰؑ اور

فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ

فرعون کے سے ساتھ حق کے واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں تحقیق فرعون نے تکبر کیا تھا بیچ زمین کے اور کیا تھا

فرعون کا سچا قصہ سناتے ہیں ف۲ فرعون (جو مصر کا بادشاہ تھا) ملک میں بڑھ چڑھ رہا تھا (بڑا مغرور ہو گیا تھا) اس

اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ

لوگوں اس کے کو فرقے مختلف ضعیف جانتا تھا ایک فرقے کو ان میں سے ذبح کرتا تھا بیٹوں ان کے کو اور زندہ رہنے دیتا تھا

نے وہاں کے لوگوں کے الگ الگ حصے کر دیئے تھے ف۳ ان میں سے ایک حصے (بنی اسرائیل) کو کمزور سمجھ کر (یہ ظلم ان پر توڑتا) کہ ان کے بیٹوں کو کاٹ ڈالتا اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ

نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

عورتوں ان کی کو تحقیق وہ تھا مفسدوں سے اور ارادہ کرتے تھے ہم یہ کہ احسان کریں ہم اوپر ان لوگوں کے

دیتا ف۴ بے شک وہ (بڑا) فسادی تھا (فرعون کا تو یہ خیال تھا) اور ہم یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور ہیں

اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤ وَنُمَكِّنَ

کہ ناتوان سے گئے تھے بیچ زمین کے اور کریں ان کو پیشوا دین میں اور کریں ان کو وارث ملک کے اور قدرت دیں

(بنی اسرائیل) ان پر احسان کریں اور ان کو سردار بنائیں (سرفراز کریں) اور انہی کو (بادشاہت) کا وارث ٹھہرائیں ف۵ اور انہی کو

لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

ان کو بیچ زمین کے اور دکھلاویں فرعون کو اور ہامان کو اور لشکروں ان کے کو ان کے ہاتھ سے جو کچھ تھے

ملک میں جمائیں اور فرعون اور (اس کے وزیر) ہامان اور ان کی فوجوں کو بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) سے وہ بات دکھلائیں جس کا ان کو

يَحْذَرُوْنَ ⑥ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ

وہ ڈرتے اور وحی کی ہم نے طرف ماں موسیٰؑ کی یہ کہ دودھ پلاتی جا اس کو پس جب ڈرے تو اوپر اس کے

ڈر تھا ف۶ اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں (یوخاند) کو وحی بھیجی ف۷ کہ تو اس کو (چار مہینے یا تین مہینے یا آٹھ مہینے تک) دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو اس پر ڈر پیدا ہو

فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ

پس ڈال دے اس کو بیچ دریا کے اور مت ڈر اور مت غم کھا تحقیق ہم پھیر لانے والے ہیں اس کو طرف تیری اور کرنے والے ہیں اسکو

کہ فرعون کو خبر ہو جائے گی) تو (ایک صندوق میں بند کر کے) اس کو دریا میں ڈال دے (نیل میں) اور ڈر نہیں نہ رنج کر ہم (عنقریب) اس کو پھر تیرے پاس لے آئیں گے اور اس کو

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ⑦ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ

پیغمبروں سے پس اٹھا لیا اس کو لوگوں فرعون کے نے تو کہ ہو واسطے ان کے دشمن اور گرد دلانے والا

پیغمبر بنائیں گے (موسیٰؑ کی ماں نے ان کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا) تو فرعون کے گھر والوں نے (یا فرعون کے لوگوں نے) اس کو اٹھا لیا اور ان کو خبر نہ تھی کہ وہ ف۸

اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ⑧ وَقَالَتِ امْرَاَتُ

تحقیق فرعون اور ہامان اور لشکر اس کے تھے خطا کرنے والے اور کہا عورت

آگے چل کر ان کا دشمن اور رنج دینے والا ہو گا کیونکہ فرعون اور ہامان اور ان کے سپاہی (لشکر والے) قصور وار تھے اور فرعون کی جورو (آسیہ بنت مزاحم)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعے بنی اسرائیل کو کمزور ہونے کے باوجود فرعون کے مقابلہ میں کامیاب کیا اسی طرح اب جو مسلمان مکہ میں کمزور اور مغلوب ہیں انہیں بھی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب کرے گا۔ اس کے بعد "اِنَّ فِرْعَوْنَ" سے اسی قصہ کی تفصیل شروع ہو رہی ہے۔ (روح)

ف۳ مصر میں قبطی بھی آباد تھے، جو فرعون کی اپنی قوم تھی اور "بنی اسرائیل" بھی۔ فرعون نے اپنی پالیسی یہ رکھی کہ قبطی آقا بن کر رہیں اور بنی اسرائیل غلام اور خدمتگار بن کر۔

ف۴ کیونکہ اس نے خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر میں وقت کے نجومیوں نے انہیں بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری بادشاہی چھین لے گا۔ (دیکھئے سورہ بقرہ: ۴۹)

ف۵ یعنی فرعون اور اس کی قوم کو جو غلبہ و اقتدار حاصل ہے وہ آئندہ انہیں حاصل ہو اور فرعون کی سلطنت کے وارث بنیں۔ (اعراف: ۱۳۷)

ف۶ اور وہ یہ کہ کہیں نجومیوں کا کہنا سچ نہ نکلے اور بنی اسرائیل ہمارے ملک و مال کے وارث نہ ہو جائیں۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی انہیں الہام کیا، یا ان کے دل میں ڈالا، یا، انہیں خواب دکھایا۔ بہر حال ان کی طرف یہ وحی اعلام تھی وحی نبوت نہ تھی کیونکہ اس پر تمام علما کا اجماع ہے کہ موسیٰؑ کی والدہ نبیہ نہ تھیں بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کے پاس فرشتہ آیا۔ اس صورت میں بھی یہی کہا جائے گا کہ فرشتے تو غیر انبیا کے پاس بھی آجاتے ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں گنجے، کوڑھی اور نابینا کا قصہ مذکور ہے کہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور ان سے ہمکلام ہوا۔ صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرشتوں نے حضرت عمرانؓ بن حصین کو سلام کیا لیکن اس سے وہ نبی نہیں بن گئے۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا نام بعض نے ایارخت اور بعض نے لوحا لکھا ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۸ لفظی ترجمہ یوں ہے: "تاکہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لئے باعث رنج بنے۔" لیکن مطلب وہ ہے جو متن میں بیان کیا گیا ہے۔ یا یہ کہ ان کے اٹھانے کا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ (حضرت موسیٰؑ) ان کے لیے دشمن اور باعث رنج ہوں۔ اس لام کو عربی زبان میں لام عاقبت کہا جاتا ہے۔ (قرطبی)

ف۱ یعنی انہیں خبر نہ تھی کہ بڑا ہو کر کیا کریگا۔ انہوں نے خیال کیا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے ڈر کے مارے اسے دریا میں ڈال دیا ہوگا ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا"۔ ف۲ یعنی بیٹے کی جدائی میں ایسی بے قرار ہوئیں کہ موسیٰؑ کے سوا کسی اور چیز کا خیال دل میں نہ رہا، یا وہ اللہ کی وحی کے سبب مطمئن تھیں۔ (شوکانی) ف۳ یعنی ہم نے جو اس سے وعدہ کیا تھا کہ "اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ" "اس کو عنقریب تیرے پاس لے آئیں گے" اس پر اس کا ایمان پختہ رکھنے کے لئے اگر ہم نے ان کی ڈھارس نہ بندھائی ہوتی تو وہ لوگوں پر اپنا راز فاش کر بیٹھتیں (شوکانی)

فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ

فرعون کی نے ٹھنڈک آنکھوں کی ہے یہ واسطے میرے اور واسطے تیرے مت مارو اس کو شاید کہ نفع دے ہم کو یا کر لیں گے اس کو

اپنے خاوند سے) کہنے لگی یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (پیارا بچہ ہے) اُس کو مت مارو شاید (بڑا ہو کر) ہمارے کام آئے (ہمارے لئے مبارک ہو) یا ہم

وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ

بیٹا اور وہ نہ سمجھتے تھے اور ہو گیا دل ماں موسیٰؑ کی کا خالی صبر سے تحقیق نزدیک تھی کہ البتہ ظاہر کر دیوے

اُس کو بیٹا بنا لیں اور اُن لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی ف۱ اور موسیٰؑ کی ماں کا دل (صبر سے) خالی ہو گیا ف۲ وہ تو قریب تھی موسیٰؑ کا حال کھول دے

بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ

اس کو اگر نہ باندھ رکھتے ہم اوپر دل اس کے کے ہمت تو کہ ہو ایمان والوں میں سے اور کہا اس نے واسطے بہن موسیٰؑ کی کے

(کہ وہ میرا بیٹا ہے) اگر ہم نے اُس کے دل پر اُس کا ایمان قائم رکھنے کے لئے گرہ نہ باندھ دی ہوتی ف۳ اور (صندوق کو دریا میں ڈالتے وقت)

قُصِّيْهِ ۡ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١١ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ

پیچھے پیچھے چلی جا اس کے پس دیکھتی تھی اس کو دُور سے اور وہ نہ جانتے تھے ف۴ اور حرام کر دیا ہم نے اوپر اس کے دودھ

موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کی بہن (مریم یا کاتمہ یا کلثوم) سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا (دیکھ وہ بہہ کر کہاں جاتا ہے) وہ اجنبی (کوری) بن کر اُس کو دیکھتی رہی یا دُور سے

مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ

دائیوں کا پہلے اس سے پس کہا اس نے کیا دلالت کر دوں میں تم کو اوپر ایک گھر والوں کے کہ پالیں اس کو واسطے تمہارے اور وہ واسطے اس کے

دیکھتی رہی) اور فرعون کے لوگوں کو یہ خبر نہ تھی اور ہم نے تو پہلے سے (یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ موسیٰؑ پر سوا اپنی ماں کے) اور سب دُودھ (گویا) حرام کر دیئے تھے ف۵ موسیٰؑ کی بہن بہرحال

نٰصِحُوْنَ ۝١٢ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ

بہت خیر خواہ ہیں پس پھیر لائے ہم اس کو طرف ماں اس کی کے تو کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں اس کی اور نہ غم کھاوے اور تو کہ جانے کہ تحقیق وعدہ

دیکھ کر) کہنے لگی میں تم کو ایک گھر والے بتاؤں جو اس بچے کو (اچھی طرح) تمہارے لئے پالیں ف۶ وہ بچہ کی بھلائی چاہیں گے پھر ہم نے موسیٰؑ کو اُس کی ماں کے پاس پہنچا دیا ف۷ اس لئے کہ اُس کی آنکھ اپنے

اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝١٣ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى

اللہ کا حق ہے ولیکن اکثر ان کے نہیں جانتے اور جب پہنچا جوانی اپنی کو ف۹ اور پورا ہوا

بیٹے کو دیکھ کر ٹھنڈی ہو اور اُس کو اپنے بچے کی جدائی کا رنج نہ رہے اور وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے مگر (دنیا میں) اکثر لوگ یہ نہیں جانتے ف۸ اور جب موسیٰؑ اپنی جوانی پر آیا اور ہوش سنبھالا

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٤ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى

دیا ہم نے اس کو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو ف۱۰ اور اندر آیا بیچ شہر کے اوپر

چالیس برس کا ہوا تو ہم نے اُس کو حکمت اور سمجھ عنایت فرمائی (یعنی پیغمبری اور دین کا علم) اور نیکوں کو ہم اُن کی نیکی کا ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور (ایسا ہوا کہ) ایک دن (موسیٰؑ) جب شہر والے بے خبر تھے

حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۡ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ

وقت غفلت کے لوگوں اس کے سے پس پائے بیچ اس کے دو مرد کہ لڑتے تھے یہ ایک قوم اس کی سے اور

شہر میں گیا ف۱۱ دیکھا تو وہاں دو آدمی لڑ رہے ہیں ایک تو اُس کی قوم (بنی اسرائیل) کا تھا اور

هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ

یہ دوسرا دشمن اس کے سے تھا پس فریاد کی اس نے کہ قوم اس کی سے تھا اوپر اس شخص کے کہ دشمن اس کے سے تھا

دوسرا اُس کے دشمن (گروہ) میں کا (قبطی) پھر جو موسیٰؑ کا ہم قوم تھا اُس نے اُس شخص کے مقابلے پر جو موسیٰؑ کے دشمن گروہ میں تھا موسیٰؑ سے مدد چاہی

ف۴ کہ وہ بچے کی بہن ہے اور یہ معلوم کرنے کے لئے ساتھ ساتھ چلی آرہی ہے کہ اسے کون اٹھاتا ہے اور کدھر لے جاتا ہے؟

ف۵ یعنی فرعون کے گھر والے جس انّا کو بھی دودھ پلانے کے لئے بلاتے بچہ اس کی چھاتی کو منہ تک نہ لگاتا۔

ف۶ بیچ میں ذکر چھوڑ دیا گیا کہ اس کے بعد فرعون کے گھر والوں نے حضرت موسیٰ کی بہن سے پوچھا کہ "وہ کون گھر والے ہیں"؟ اس نے جواب دیا "میری ماں" انہوں نے کہا: "اس کے دُودھ کہاں سے آیا؟ وہ بولی "میرے بھائی ہارون کا دُودھ ہے" آخر اس کی والدہ کو بلایا گیا اور جونہی انہوں نے بچہ کے منہ سے اپنی چھاتی لگائی بچہ خوش ہو کر دودھ پینے لگا۔ پھر وہ بچے کو اپنے گھر لے آئیں اور وہیں رہ کر ان کی پرورش کرنے لگیں۔ اس طرح حضرت موسیٰؑ اپنی ماں کے پاس واپس پہنچ گئے۔ (قرطبی)

ف۷ جو اس نے فرمایا تھا کہ ہم موسیٰؑ کو واپس تیرے پاس بھجوا دینگے۔ حدیث میں ہے: "جو شخص اپنی روزی کمانے کے لئے کام کرے اور اس کام میں اس کے پیش نظر اللہ کی خوشنودی ہو اس کی مثال حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی ہے جو اپنے بیٹے کو دودھ بھی پلاتی تھیں اور اجرت بھی پاتی تھیں۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی تقدیر الٰہی کی حکمتوں کو نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ جونہی کسی کام میں کوئی پیچ پڑ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین نہیں رہتا حالانکہ اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسباب کو کچھ اس طرح پھیر کر لاتا ہے جو انسانی سمجھ سے باہر ہے اور جس چیز کا گمان بھی نہیں ہوتا اسے ظاہر کرتا ہے۔ (وحیدی)

ف۹ عموماً جوانی کی کم سے کم عمر ۱۸ سال، اور زیادہ سے زیادہ ۳۴ سال شمار ہوتی ہے۔ (شوکانی) مگر قرآن میں چالیس برس مذکور ہیں۔ دیکھئے احقاف: ۱۵۔

ف۱۰ جیسا حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو ان کے صبر اور نیکی پر دیا۔ ف۱۱ یعنی شہر میں سناٹا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ صبح کا وقت ہو یا گرمیوں کی دوپہر یا سردیوں کی رات کا۔ عموماً مفسرین نے دوپہر کا وقت لکھا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ لوگوں سے چھپ کر اور ان کی لاعلمی میں"۔ کیونکہ اس وقت حضرت موسیٰؑ نے فرعون کی مخالفت شروع کر رکھی تھی اور فرعون کو بھی پتا چل گیا تھا اس لئے شہر میں چھپ کر آئے۔ (قرطبی)

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ

پس مکا مارا اس کو موسیٰؑ نے پس تمام کی زندگی اوپر اس کے کہا کہ یہ حرکت شیطان کی ہوئی تحقیق وہ دشمن ہے

موسیٰؑ نے اُس کو (قبطی کو) ایک مکا مارا (گھونسہ لگایا) اور اُس کا کام تمام کردیا کہنے لگا یہ تو شیطانی حرکت ہوئی بے شک شیطان (آدمی کا)

مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

گمراہ کرنے والا ظاہر کہا اے رب میرے تحقیق میں نے ظلم کیا جان اپنی کو پس بخش مجھ کو پس بخش دیا اس کو تحقیق وہ

کھلم کھلا بہکانے والا دشمن ہے ف۱ موسیٰؑ نے دُعا کی مالک میرے میں نے اپنی جان پر ستم کیا (مجھ سے نادانستہ ایک خون ہوگیا) تو میرا قصور معاف کردے مالک نے اس کا

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

بخشنے والا مہربان ہے کہا اے رب میرے اس واسطے کہ انعام کیا تو نے اوپر میرے پس ہرگز نہ ہوں گا میں پشتیبان گنہگاروں کا۔

قصور معاف کردیا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ موسیٰؑ نے عرض کیا مالک میرے تو نے جو مجھ پر احسان کیا (کہ میرا قصور معاف کردیا) تو (آئندہ) میں کبھی مجرموں کی مدد نہ کروں گا ف۳

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ

پس فجر کو اٹھا بیچ شہر کے ڈرتا ہوا ف۴ خبر لیتا پس ناگہاں وہ شخص کہ جس نے مدد مانگی تھی اس سے کل پکارتا ہے اس کو

صبح کو ڈرتے ڈرتے انتظار کی حالت میں شہر میں گیا دیکھا تو وہی شخص جس نے کل موسیٰؑ سے مدد مانگی تھی (پھر اُس کی دہائی دے رہا ہے ف۵

قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ

کہا واسطے اس کے موسیٰؑ نے تحقیق تو البتہ گمراہ ہے ظاہر پس جب قصد کیا یہ کہ پکڑے اس شخص کو کہ وہ دشمن تھا

موسیٰؑ نے اُس سے کہا تو کھلا بدمعاش ہے۔ ف۶ جب موسیٰؑ نے اُس پر ہاتھ ڈالنا چاہا جو اُن دونوں کا (یعنی موسیٰؑ کا اور بنی اسرائیل کے اس شخص کا)

لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ

ان دونوں کا کہا اے موسیٰؑ کیا چاہتا ہے تو یہ کہ مار ڈالے مجھ کو جیسا مار ڈالا تھا تو نے ایک جی کو کل ف۷ نہیں ارادہ کرتا تو

دشمن تھا (یعنی اس دوسرے قبطی پر) تو بنی اسرائیل کا شخص کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا تو نے کل جیسے ایک شخص کو مار ڈالا مجھ کو بھی چاہتا ہے مار ڈالے (معلوم ہوتا ہے) بس تو یہی

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَ

مگر یہ کہ ہو سرکش بیچ زمین کے اور نہیں ارادہ کرتا تو یہ کہ ہو صلح کرنے والوں سے اور

چاہتا ہے کہ ملک بھر میں زور زبردستی (مار دھاڑ) کرتا پھرے اور تو بھلا آدمی بن کر رہنا نہیں چاہتا ف۸ اور

جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ

آیا ایک مرد کنارے شہر کے سے دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰؑ تحقیق یہ سردار مصلحت کرتے ہیں

ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا آیا ف۹ اور موسیٰؑ سے کہنے لگا دربار والے تیرے مار ڈالنے کا مشورہ

بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ

بیچ تیرے تو کہ مار ڈالیں تجھ کو پس نکل تحقیق میں واسطے تیرے خیر خواہوں سے ہوں پس نکلا اس شہر سے ڈرتا ہوا خبر لیتا ہوا

کر رہے ہیں تو خدا کے واسطے (شہر سے نکل جا میں تیرا بھلا چاہتا ہوں ف۱۰ یہ سنتے ہی موسیٰؑ شہر سے نکل بھاگا (قدم قدم پر) سوچتا ہوا

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ

کہا اے رب میرے نجات دے مجھ کو قوم ظالموں کی سے ف۱۱ اور جب متوجہ ہوا طرف مدین کی کہا

پیچھے دیکھتا ہوا اب پکڑا گیا اب گرفتار ہوا) دُعا کرنے لگا مالک میرے مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچادے اور جب موسیٰؑ نے مدین کا رُخ کیا تو کہنے لگا مجھ کو اُمید ہے کہ

ع ٢ ٨ ٥

ف۱ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا ارادہ قتل کا نہ تھا نہ قتل کے لئے گھونسا مارا جاتا ہے اور نہ کوئی شخص محض گھونسے سے مرتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے صرف تادیب اور گوشمالی کے لئے گھونسا مارا تھا مگر وہ اتنا کمزور اور بزدل نکلا کہ محض ایک گھونسے سے دم توڑ گیا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نادم ہوئے اور اپنی حرکت کو شیطانی حرکت قرار دیا۔ ف۲ گو عام لوگوں کے حق میں یہ (یعنی نادانستہ قتل) کوئی گناہ نہ تھا مگر پیغمبروں کی شان بڑی ہے۔ ان کی شان کے لحاظ سے یہ بے احتیاطی بھی مناسب نہ تھی اس لئے حضرت موسیٰؑ نے اسے گناہ سمجھا اور اس پر اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کے خواستگار ہوئے۔ چنانچہ انہیں معافی دے دی گئی مگر حضرت موسیٰؑ اس کے بعد بھی نادم رہے اور قیامت کے دن اپنی ندامت کا اظہار ان الفاظ میں کریں گے: انی قتلت نفسًا لم اومر بقتلھا کہ میرے ہاتھ سے ایک ایسا شخص قتل ہوگیا تھا جس کو قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (شوکانی)

ف۳ ممکن ہے حضرت موسیٰؑ کی مراد اس اسرائیلی ہی سے ہو اور اسی کو آپ نے مجرم قرار دیا ہو جس کی آپ نے مدد کی تھی کیونکہ وہ جرم کا سبب بنا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے "مجرمین" سے فرعون اور اس کی قوم کے لوگ مراد لئے ہوں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور مجرم تھے اور ان کے اللہ تعالیٰ کے حضور عہد کرنے کا مطلب یہ ہو کہ تو نے مجھے جو نعمت عزت اور راحت و قوت عطا فرمائی ہے اسی کا شکریہ ہے کہ اسے ان لوگوں کی حمایت و اعانت میں صرف نہ کروں۔ ان سے اپنا تعلق منقطع کرلوں اور اس ظالم حکومت کا کل پرزہ نہ بنوں۔ ابن جریرؒ اور بہت سے دوسرے مفسرینؒ نے حضرت موسیٰؑ کے اس عہد کا یہی مطلب لیا ہے اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اسی کے مطابق تفسیر کی ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی ذہن میں یہ خیال رکھتے ہوئے کہ دیکھو کیا ہوتا ہے اور کہاں پکڑ لیا جاتا ہوں؟

ف۵ یعنی اب ایک اور قبطی سے لڑ رہا ہے۔ اور حضرت موسیٰؑ کی مدد چاہتا ہے۔ (قرطبی)

ف۶ جو ہر روز کسی نہ کسی سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے کل ایک شخص سے لڑ رہا تھا اور آج دوسرے سے جھگڑا مول لئے کھڑا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ کل تیرے سبب سے میں ایک جان کو قتل کرچکا ہوں۔ (قرطبی)

ف۷ "تو وہ کہنے لگا" میں "وہ" سے مراد جمہور مفسرینؒ نے اسرائیلی لیا ہے کیونکہ جب حضرت موسیٰؑ نے قبطی کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ سمجھا کہ شاید مجھ ہی کو پکڑ کر مارنا چاہتے ہیں۔ اس پر اس نے حضرت موسیٰؑ سے یہ الفاظ کہے۔ جن مفسرینؒ نے یہ مطلب لیا ہے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت تک اس اسرائیلی اور حضرت موسیٰؑ کے سوا کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ کل جو قبطی قتل ہوا ہے اس کا قاتل کون ہے اور قاتل کی تلاش ہو رہی تھی۔ اب جب کہ اس دوسرے قبطی نے اسرائیلی کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو اس نے جاکر فرعون کو اطلاع کردی مگر سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ "وہ" سے مراد قبطی ہے اور ممکن ہے اس قبطی کو اس اسرائیلی کے ذریعہ معلوم ہوگیا ہو۔ یا وہ حضرت موسیٰؑ کے اس اسرائیلی کو "غوی مبین" کہنے سے سمجھ گیا ہو کہ کل جو شخص قتل ہوا تھا اس کے قاتل حضرت موسیٰؑ تھے۔ (شوکانی)

ف۸ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے یہ بات بھی قبطی ہی کہہ سکتا تھا جو کافر تھا نہ کہ اسرائیلی جو مومن تھا۔ (شوکانی)

ف۹ اس شخص کا نام بعض نے حزقیل، بعض نے شمعون، بعض نے طالوت اور بعض نے سمعان بتایا ہے اور وہ فرعون کا عمزاد بھائی اور مومن تھا۔ واللہ اعلم۔ (قرطبی)

ف۱۰ یہ سنا یا ہمارے رسولؐ کو یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے، کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں۔ اسی رات نکلے ہجرت کر کر۔ (موضح)

ف۱۱ جو بے قصور مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ کسی شریعت یا انصاف کے قانون سے ایسی خفیف بے احتیاطی کی سزا قتل نہیں ہے۔ (وحیدی)

عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ

نزدیک ہے پروردگار میرا یہ کہ دکھلاوے مجھ کو راہ سیدھی اور جب آیا اوپر پانی مدین کے پائی اوپر اس کے

میرا مالک مجھ کو سیدھا رستہ دکھائے گا (اور میں امن کے ساتھ مدین پہنچ جاؤنگا) ف١ اور جب موسیٰؑ مدین ف٢ کے کنوئیں پر پہنچا وہاں لوگوں کی ایک بھیڑ

اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا

ایک جماعت لوگوں کی کہ پلاتے تھے پانی اور پائیں ورے ان سے دو عورتیں کہ ہٹاتی تھیں بکریوں اپنی کو ف٣ کہا کہ کیا ہے

دیکھی جو اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتوں کو دیکھا جو اُن لوگوں سے الگ (یا ایک نشیب میں اپنی بکریوں کو) روک رہی ہیں موسیٰؑ نے اُن عورتوں سے

خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ٧ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾

حال تمہارا کہا اُن دونوں نے کہ نہیں پلاتیاں ہم پانی یہاں تک کہ پھیر لے جاویں چرواہے اور باپ ہمارا بوڑھا ہے بڑا

کہا تم کیا کر رہی ہو (پانی کیوں نہیں پلاتیں) وہ کہنے لگیں ہم (اپنی بکریوں کو) اُس وقت تک پانی نہیں پلاتیں جبتک سب چرواہے ف٤ پانی پلا کر لوٹ جائیں اور ہمارا باپ بوڑھا پھونس ہے ف٥

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ

پس پانی پلایا واسطے ان کے پھر پھر گیا طرف سائے کی پس کہا اے رب میرے تحقیق میں واسطے اس چیز کے کہ اُتاری تو نے طرف میری بھلائی

موسیٰؑ نے اُن کے جانوروں کو پانی پلایا پھر ایک طرف درخت کے (سایہ میں ہٹ گیا (ببول کا درخت تھا یا موز کا) اور دعا کرنے لگا الٰہی (اس وقت) جو کوئی نعمت تو مجھ پر اُتارے

فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَاۗءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ

سے محتاج ہوں پس آئی اس کے پاس ایک ان دونوں میں سے چلتی تھی شرماتی کہا تحقیق باپ میرا بلاتا ہے تجھ کو

میں اُس کا محتاج ہوں (کیا دیکھتے ہیں) اُن دونوں عورتوں میں سے ایک شرماتی چلی آرہی ہے ف٧ اُس نے (موسیٰؑ سے) کہا میرے باپ نے تجھ کو بلایا ہے تو نے جو

لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا

تاکہ دیوے تجھ کو مزدوری اس کی کہ پانی پلایا تو نے واسطے ہمارے پس جب آیا موسیٰؑ اس کے پاس اور بیان کیا اوپر اس کے قصہ کہا مت

(ہماری بکریوں کو) پانی پلایا (ہم پر رحم کر کے) اُس کی مزدوری دینے کو جب موسیٰؑ اُس کے پاس پہنچا اور سارا قصہ اُس کو کہہ سنایا تو وہ بولا اب کچھ ڈر نہیں (یہاں فرعون

تَخَفْ ڣ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ

ڈر نجات پائی تو نے قوم ظالموں کی سے کہا ایک نے ان دونوں میں سے اے باپ ہمارے نوکر رکھ اس کو

کی حکومت نہیں) تو ظالم لوگوں سے بچ گیا اُن دونوں عورتوں میں سے ایک کہنے لگی (جو موسیٰؑ کو لے کر آئی تھی) بابا اس کو نوکر رکھ

اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

تحقیق بہتر جس کو نوکر رکھے تو زور آور ہے امانت دالا کہا کہ تحقیق میں چاہتا ہوں یہ کہ نکاح کر دوں میں تجھ سے

لے بہتر نوکر جو تو رکھنا چاہے وہی ہے جو زوردار امانت دار ہو ف٨ شعیبؑ نے کہا اے موسیٰؑ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دونو میری بیٹیوں میں سے

اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا

ایک کو دو بیٹیوں اپنی سے جو یہ ہیں اس پر کہ نوکری کرے تو میری آٹھ برس پس اگر پورا کر دے تو دس برس

ایک کو تجھ سے بیاہ دوں اس (مہر) پر کہ تو آٹھ برس تک میری خدمت کرے پھر اگر تو دس برس پورے کرے تو یہ تیرا

فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ

پس وہ نزدیک تیرے سے ہے اور نہیں ارادہ کرتا میں یہ کہ محنت ڈالوں اوپر تیرے البتہ پاوے گا تو مجھ کو اگر چاہا اللہ نے

احسان ہے (کچھ میرا زور نہیں) اور میں تجھ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا ف٩ انشاء اللہ تعالیٰ تو دیکھے گا میں (کیسا)

ف١ جو فرعون کی سلطنت سے باہر مصر سے آٹھ دن کی مسافت پر تھا (قرطبی) ف٢ مدین خلیج عقبہ کے مغربی ساحل پر مقنا سے چند میل بجانب شمال واقع تھا۔ آجکل "البدع" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے قریب تھوڑے فاصلے پر وہ جگہ ہے جسے اب مغائر شعیب یا مغارات شعیب کہا جاتا ہے۔ اس جگہ ثمودی طرز کی بعض عمارتیں بھی پائی جاتی ہیں اور اس سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کچھ قدیم کھنڈر واقع ہیں جہاں دو اندھے کنوئیں ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک کنواں وہ تھا جس پر حضرت موسیٰؑ نے بکریوں کو پانی پلایا تھا۔ بعض اصحاب کا یہ بیان ہے اور بعض قدیم عجمات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

ف٣ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ پانی پینے کے لئے لوگوں کی بکریوں میں گھس جائیں اور پھر گم ہو جائیں۔

ف٤ اور ہجوم چھٹ جائے، اس وقت بچا بچایا پانی اپنی بکریوں کو پلا لیتی ہیں۔ (قرطبی)

ف٥ یعنی اس میں اتنی طاقت نہیں کہ خود بکریوں کے ساتھ آئے اور ڈول نکال کر انہیں پانی پلا سکے۔ گھر میں کوئی دوسرا مرد بھی نہیں ہے اس لئے مجبوراً ہمیں یہ کام کرنا پڑتا ہے۔ قرآن یا حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے کہ ان کے والد کون تھے اور ان کا نام کیا تھا۔ اکثر مفسرینؒ کا خیال ہے کہ وہ حضرت شعیبؑ کی بیٹیاں تھیں اور بعض نے حضرت شعیبؑ کی بھتیجیاں بھی کہا ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور سباق قرآن سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (شوکانی)

ف٦ غالباً مراد یہ ہے کہ سخت بھوکا ہوں کچھ کھانے کو دلا، بے آسرا اور بے وطن ہوں کوئی ٹھکانہ دے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ جب مصر سے بھاگے تو ان کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ سبزیاں اور درختوں کے پتے کھا کر راستہ طے کرتے رہے۔ جب مدین پہنچے اور بکریوں کو پانی پلا کر سایہ میں بیٹھے تو بھوک کے مارے ان کا پیٹ پیٹھ سے لگ رہا تھا۔ اس حال میں انہوں نے یہ دعا کی۔ حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے علم و حکمت کیلئے دعا کی تھی اور "خیر" سے یہاں یہی مراد ہے۔ (ملخص از ابن کثیر)

ف٧ "شرماتی چلی آرہی ہے" کی تشریح حضرت عمرؓ نے فرمائی ہے: "گھونگھٹ سے اپنا چہرہ چھپائے چلی آرہی ہے نہ کہ ان بے باک عورتوں کی طرح جو ہر طرف نکل جاتی ہیں اور ہر جگہ گھس جاتی ہیں۔" (ابن کثیر)

ف٨ اور یہ دونوں صفات اس شخص میں پائی جاتی ہیں۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں: زور، تنہا ڈول ڈالنے سے اور امانت دیکھی بے طمع ہونے سے (موضح)

ف٩ کہ خواہ مخواہ دس برس پورے کرے یا سخت سخت کام سرانجام دے۔ معلوم ہوا کہ اجارہ کو صداق (مہر) مقرر کیا جا سکتا ہے۔ احادیث سے بھی یہ ثابت ہے (قرطبی)

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

صالحوں سے کہا کہ یہ ہے قرار درمیان میرے اور درمیان تیرے جونسی دو مدتوں میں سے پورا کروں میں پس نہیں زیادتی

بھلا آدمی ہوں موسیٰؑ نے کہا اچھا یہی میرا تیرا قرار ہے ان دونوں مدتوں سے جو میں پوری کر دوں تو مجھ پر کچھ زیادتی وا

عَلَیَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ

اوپر میرے اور اللہ اوپر اس چیز کے کہ ہم کہتے ہیں کارساز ہے پس جب تمام کی موسیٰؑ نے مدت اور لے چلا بی بی اپنی کو

نہیں ہو سکتی اور جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس کا گواہ ہے وا (کوئی اپنے قول سے پھرے نہیں) پھر جب موسیٰؑ نے (خدمت کی) مدت پوری کر دی (دس برس گزر گئے) وس اور اپنی بی بی ...

اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ

دیکھی جانب طور کے سے آگ کہا بی بی اپنی کو ٹھہر جاؤ تم تحقیق میں نے دیکھی ہے آگ شاید کہ

کو لیکر (مصر کی طرف) چلا طور (پہاڑ) کی طرف سے آگ دیکھی اپنی بی بی سے کہنے لگا تم (یہیں) ٹھہر جاؤ مجھے آگ دکھائی دیتی ہے (میں جاتا ہوں) شاید وہاں پہنچ کر رستے

اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ

لے آؤں میں اس پاس سے خبر یا چنگاری آگ کی تاکہ تم سینکو پس جب آیا اس کے پاس پکارا گیا

کی خبر تم تک لاؤں وم یا (خیر رستے کا پتہ نہ لگے تو) آگ کی ایک چنگاری لے آؤں تم تاپو تو ذرا سردی کم ہو) جب موسیٰؑ آگ پاس پہنچا تو اُس

مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰۤی

کنارے سے میدان برکت والے کے سے بیچ زمین مبارک کے طرف درخت کی سے یہ کہ اے موسیٰؑ

مبارک جگہ میں میدان کے داہنے کنارے وہ سے ایک درخت سے اُس کو آواز آئی اے موسیٰؑ

اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

تحقیق میں ہوں اللہ پروردگار عالموں کا اور یہ کہ ڈال دے عصا اپنا پس جب دیکھا اس کو ہلتا ہے گویا کہ وہ

میں اللہ ہوں سارے جہاں کا مالک اور یہ بھی آواز آئی) اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دے (موسیٰؑ نے ڈال دی) جب دیکھا وہ سانپ کی طرح پھنپنا رہی

جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

سانپ ہے پھر چلا پیٹھ پھیر کر اور نہ پیچھے پھر کر دیکھا اے موسیٰؑ آگے آ اور مت ڈر تحقیق تو امن والوں سے ہے

ہے تو پیٹھ موڑ کر بھاگا اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا (پھر آواز آئی) اے موسیٰؑ آگے آ اور ڈر نہیں تو بے فکر رہ (تجھے کوئی صدمہ نہیں پہنچنے کا) و۶

اُسْلُكْ يَدَكَ فِیْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ

پیٹھا ہاتھ اپنا بیچ گریبان اپنے کے نکل آوے گا سفید بغیر برائی کے اور ملا لے طرف اپنی

اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ سفید (نورانی) ہو کر نکلے گا بن روگ (کوئی عارضہ نہ ہو گا) اور ڈر دور ہونے کے لئے اپنا

جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ

بازو اپنے کو ڈر سے پس یہ دو دلیلیں ہیں پروردگار تیرے سے طرف فرعون کی اور سرداروں اسکے کی

بازو اپنی طرف سکیڑ لے وے یہ دو نشانیاں ہیں تیرے مالک کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس بھیجنے کے لئے

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ

تحقیق وہ ہیں قوم فاسق کہا اے رب میرے تحقیق مار ڈالا ہے میں نے ان میں سے ایک شخص کو پس ڈرتا ہوں میں

(کیونکہ وہ) بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں موسیٰؑ نے عرض کیا مالک میرے میں نے اُن میں کا ایک آدمی مار ڈالا ہے تو مجھ کو ڈر لگتا ہے کہیں وہ مجھ کو مار ڈالیں

وا یعنی آپ مجھے مجبور نہیں کر سکتے کہ ابھی اور خدمت کرو۔ میری خوشی کی بات ہے کہ آٹھ برس کے بعد دو برس اور خدمت کروں یا آٹھ ہی برس کے بعد اپنی بیوی کو لے کر چلا جاؤں۔

و۲ یہ کلمہ عہد کو پختہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے "ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا۔ اگر چاہتے اسی وقت شہر خالی کرواتے کافروں سے۔ دس برس پیچھے پاک کیا۔" (موضح)

و۳ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے آٹھ برس کے بجائے دس کی مدت پوری کی تھی۔ یہی بات متعدد روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ ان روایات کی سند میں اگرچہ کلام ہے لیکن وہ ایک دوسرے سے مل کر قوی ہو جاتی ہیں۔ (شوکانی)

و۴ یہ اس لئے کہ غالباً حضرت موسیٰ اندھیری رات میں راستہ بھول گئے تھے (طٰہٰ: ۱۰)

و۵ یعنی اس کنارے جو حضرت موسیٰؑ کے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف تھا۔ (شوکانی)

و۶ کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو۔ (طٰہٰ: ۲۱، ۴۶، ۶۸)

و۷ یعنی جب کبھی لاٹھی کے سانپ بن جانے سے تمہارے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو اپنے بدن سے ملا لیا کرو تمہارا سب خوف جاتا رہے گا اور تم اپنے اندر قوت اور جرأت محسوس کرنے لگو گے یا ایسا کرنے سے ہاتھ دوبارہ اپنی حالت میں نظر آئے گا۔ (قرطبی)

يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۴﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً

یہ کہ مار ڈالیں مجھ کو اور بھائی میرا جو ہارون ہے وہ بہت فصیح ہے مجھ سے زبان میں پس بھیج اس کو ساتھ میرے مدد دینے والا

اسکے بدلے مار نہ ڈالیں اور بھائی میرا ہارون اُس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اُس کو میرے ساتھ بھیج دے (اُس کو بھی پیغمبر بنا دے) وہ میرا مددگار رہ کر

يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ

کہ مانے مجھ کو تحقیق ڈرتا ہوں یہ کہ جھٹلا دیں مجھ کو کہا البتہ محکم کریں گے ہم بازو تیرا ساتھ بھائی تیرے کے

میری بات سچ کرتا ہے گا کیونکہ مجھ کو ڈر ہے اگر میں اکیلا جاؤں گا وہ مجھ کو جھٹلائیں گے ف۱ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے زور دیں گے

وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

اور کریں گے واسطے تمہارے غلبہ پس نہیں پہنچ سکیں گے لوگ طرف تمہاری ساتھ نشانیوں ہماری کے تم اور جو کوئی پیروی کرے تم دونوں کی

اُس کو تیرا قوت بازو بنائیں گے اور تم دونوں کی (دشمنوں کے مقابلہ میں) ہیبت رکھیں گے وہ تم کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے (جاؤ خوش ہو جاؤ) ہماری نشانیوں کے سبب سے تم اور تمہارے

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا

غالب ہو پس جب آیا اُن کے پاس موسیٰ ساتھ نشانیوں ہماری ظاہر کے کہا انہوں نے نہیں ہے یہ مگر

ساتھی ہی غالب رہیں گے پھر جب موسیٰ ہماری کھلی نشانیاں لے کر اُن کے پاس پہنچا تو کہنے لگے یہ تو بس جادو ہے جو بٹ لیا گیا ہے خدا کی طرف سے

سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

جادو باندھ لیا ہوا اور نہیں سُنا ہم نے یہ بیچ باپوں اپنے پہلوں کے اور کہا موسیٰ نے

نہیں ہے اور ہم نے تو اپنے اگلے باپ دادا کے وقت سے یہ نہیں سنا ف۲ اور موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ

پروردگار میرا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ لایا ہے ہدایت نزدیک اس کے سے اور اس شخص کو کہ ہوگی واسطے اس کے پچھاڑی

میرا مالک خوب جانتا ہے کون اُس کے پاس سے ہدایت کی بات لے کر آیا ہے اور کس کا انجام

الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ

اس گھر کی تحقیق نہیں فلاح پاتے ظالم اور کہا فرعون نے اے سردارو نہیں جانتا میں

بخیر ہوگا کیونکہ ظالم پنپ نہیں سکتے ف۳ اور فرعون نے (اپنے درباریوں سے) کہا سردارو مجھے تو معلوم نہیں

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ

واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اپنے پس آگ جلا واسطے میرے اے ہامان اوپر مٹی کے پس تیار کر واسطے میرے

کہ میرے سوا کوئی تمہارا خدا ہو ف۴ تو (سنا) ہامان تو ایسا کر بھلوا لگا (میرے لئے اینٹیں) مٹی (کی) پکوا اور ایک محل میرے لئے تیار کر

صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ

ایک محل تو کہ میں چڑھ جاؤں جھانکوں طرف معبود موسیٰ کے اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں اس کو جھوٹوں سے اور

(میں اُس پر چڑھوں) تو شاید موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں اور میں تو سمجھتا ہوں موسیٰ جھوٹا ہے ف۵ اور

اسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا

تکبر کیا اُس نے اور لشکروں اس کے نے بیچ زمین کے ناحق اور گمان کیا انہوں نے یہ کہ وہ طرف ہماری نہیں

فرعون اور اُس کے لشکر والے ناحق ملک میں غرور کرنے لگے ف۶ اور سمجھے کہ (وہ) کو ہمارے پاس لوٹ کر

معانقة ۱۱

ف۱ کیونکہ میں اتنا زبان آور نہیں ہوں کہ اکیلا ان کی ہر دلیل کا فوراً توڑ کرتا رہوں۔

ف۲ کہ کسی نے اللہ کی طرف سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا اس قسم کا جادو دکھایا ہو۔ یہاں آیات سے مراد معجزات ہیں۔ (قرطبی)

ف۳ مطلب یہ ہے کہ تم مجھے جھوٹا اور جادوگر قرار دے رہے ہو لیکن میرا رب میرے حال سے پوری طرح واقف ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ جس شخص کو اس نے اپنا رسول بنایا ہے اور اس کے ذریعہ اپنی ہدایت بھیجی ہے وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا انجام بُرا ہوگا اور اگر تم مجھے جھٹلا کر ظلم کر رہے ہو تو خوب سمجھ لو کہ ظالموں کا انجام کیا ہوتا ہے۔

ف۴ شاہ صاحبؒ نے یہاں "الٰہ" (خدا) کا ترجمہ "حاکم" کیا ہے اور یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ فرعون اپنے آپ کو ارض و سما کا خالق اور معبود نہیں سمجھتا تھا بلکہ وہ خود بہت سے دیوتاؤں کی پرستش کرتا تھا۔ (سورہ اعراف: ۱۲۷) پس فرعون کا مطلب یہ ہے کہ میں ہی تمہارا مطاع اور حاکم مطلق ہوں میرے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں ہو سکتا جس کی فرمانبرداری کی جائے۔

ف۵ جو یہ کہتا ہے کہ میرا خدا آسمان پر ہے فرعون نے جس ذہنیت کا مظاہرہ کیا، ہر دور میں خدا کے منکر ایسی باتیں کہتے آئے ہیں۔

ف۶ یعنی بڑائی کا حق تو صرف اللہ رب العلمین کو ہے مگر یہ لوگ ایک ذرا سے ملک میں اقتدار پا کر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ بس ہم ہی بڑے ہیں۔

ف۱ یعنی وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں لہٰذا کھلی چھٹی ہے کہ جو چاہیں کریں اور جس قسم کی شرارت ملک میں پھیلانا چاہیں پھیلائیں۔ ف۲ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچا اور نہ کسی کو بات تک کرنے کی مہلت ملی۔

يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

پھیرے جاویں گے پس پکڑا ہم نے اُس کو اور لشکروں اُس کے کو پس ڈال دیا ہم نے ان کو بیچ دریا کے پس دیکھ کیونکر ہوا

آنا نہیں ہے ف۱ آخر ہم نے اُس کو اور اُس کے لشکر والوں کو گانٹھ لیا اور سمندر میں پھینک دیا تو (اے پیغمبرؐ) دیکھ تو سہی ظالم لوگوں کا

عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

آخر کام ظالموں کا اور کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے تھے طرف آگ کی ف۳ اور دن قیامت کے

انجام کیسا (خراب) ہوا ف۲ اور (دُنیا میں) ہم نے اُن کو سردار بنایا جو (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بُلاتے تھے اور قیامت کے دن اُن کی

لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ

نہ مدد دیئے جاویں گے اور پیچھے لائے ہم ان کے بیچ اس دنیا کے لعنت اور دن قیامت کے وہ

کوئی مدد نہ کرے گا اور ہم نے اس دُنیا میں پھٹکار اُن کے ساتھ لگا دی (ہر کوئی اُن پر لعنت کرتا ہے) اور قیامت کے دن وہ بد تر ہوں گے

مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا

بُرائی کئے گیوں سے ہیں اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب پیچھے اس کے کہ ہلاک کئے ہم نے

کالے منہ نیلی آنکھیں بد شکل بدصورت) ف۴ اور ہم نے تو موسیٰؑ کو اُس وقت کتاب (توریت شریف) دی جب کئی اُمتوں کو اُس سے پہلے

الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

قرن پہلے دلیلیں واسطے لوگوں کے اور ہدایت اور مہربانی تو کہ وہ نصیحت پکڑیں ف۵

تباہ کر چکے تھے (جیسے عاد اور ثمود وغیرہ) یہ کتاب لوگوں کو راہ سوجھانے والی اور ہدایت اور رحمت تھی اس لئے (دی گئی تھی) کہ وہ نصیحت لیں (یا اسکو

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِىِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ

اور نہ تھا تو طرف غربی طور کے جس وقت کہ فیصل کیا ہم نے طرف موسیٰؑ کی حکم اور نہ تھا تو

یاد رکھیں) اور (اے پیغمبرؐ) جب ہم نے موسیٰؑ کا قضیہ چکا یا (اُس کو پیغمبر بنایا) تو (طور پہاڑ کے) پچھم کی طرف (جہاں ہم نے موسیٰؑ سے باتیں کیں) موجود نہ تھا اور نہ

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا

حاضروں سے ف۶ اور لیکن پیدا کئے ہم نے قرن پس دراز ہوئی اوپر ان کے عمر اُن کی اور نہ تھا تو رہنے والوں

تو نے (یہ واقعہ اپنی آنکھ سے دیکھا) اور بات یہ ہے کہ ہم نے (موسیٰؑ کے بعد) کئی اُمتیں پیدا کیں اُن پر لمبی مدتیں گذر گئیں ف۷ اور تو مدین والوں میں نہیں رہا تھا

فِىْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ

مدین کے سے پڑھا کرتا اوپر اُن کے آیتیں ہماری اور لیکن ہیں ہم پیغمبر بھیجنے والے اور نہ تھا تو

جیسے موسیٰؑ رہا تھا) کہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُناتا (اُن سے سیکھ لیتا) بلکہ ہم کو یہ منظور تھا کہ تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجیں ف۸ اور جب ہم نے (موسیٰؑ کو)

بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ

بیچ کنارے طور کے جس وقت کہ پکارا ہم نے ولیکن رحمت پروردگار اپنے کی سے بھیجا گیا تو کہ ڈراوے اس قوم کو کہ نہیں آیا ان کے

آواز دی تھی اُس وقت بھی تو طور پہاڑ کی ایک طرف موجود نہ تھا ف۹ لیکن تیرے مالک کی مہربانی ہے (کہ تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا) اس لئے کہ تو (عرب کے) اُن لوگوں کو (خدا کے عذاب سے)

مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ

پاس کوئی ڈرانے والا پہلے تجھ سے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں اور اگر نہ ہوتا یہ کہ پہنچے اُن کو مصیبت

ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا تاکہ اُن کو نصیحت ہو ف۱۰ اور (ہم نے تجھ کو اس لئے بھیجا) ایسا نہ ہو جب اُن کے بُرے

ع ۴ / ۱۴ / ۷

ف۳ یا "ہم نے انہیں دوزخ کی دعوت دینے والے سردار بنایا۔" یعنی وہ اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے مثال قائم کر گئے کہ یوں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے جس کا انجام دوزخ ہے۔

ف۴ یا "قیامت کے دن وہ مردود و مطرود ہوں گے۔" یعنی انہیں خدا کی رحمت سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ (قرطبی)

ف۵ حضرت ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "توراۃ کے اترنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی قبیلے یا نسل یا قوم یا بستی کو آسمان سے عذاب بھیج کر تباہ نہیں کیا سوائے "اصحاب سبت" کے جو بندر بنا دئے گئے۔ (قرطبی) فرعون کو غرق کرنے بعد عذاب کی بجائے جہاد شروع کر دیا تاکہ لوگوں کی اصلاح اور تادیب ہوتی رہے۔

ف۶ اب یہاں سے قرآن کی حقانیت پر دلیل قائم کی جا رہی ہے یعنی آپؐ اس وقت موجود نہ تھے کہ اس کا خود مشاہدہ کرتے اور پھر اپنی طرف سے بیان کرتے تو ظاہر ہے کہ یہ ساری معلومات آپؐ پر وحی کے ذریعہ نازل کی گئی ہیں اور آپؐ انہیں بتا رہے ہیں۔ (شوکانی)

ف۷ چنانچہ کئی قرن اور صدہا سال گزرنے کی وجہ سے شرائع و احکام متغیر ہو گئے تھے اور سابقہ ادیان اپنی اصلی صورت پر باقی نہیں رہ گئے تھے لہٰذا اب ضرورت تھی کہ نئے پیغمبرؐ کے ذریعہ دین کی تجدید ہوتی اور دین و شریعت کو ایک کمل اور آخری شکل میں پیش کیا جاتا۔

ف۸ یعنی آپؐ کو ہم ہی نے قریش کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اور یہ آخری کتاب آپؐ پر نازل کی ہے جس میں یہ واقعات صحیح اور کمل مذکور ہیں۔ (قرطبی)

ف۹ یعنی کوہ طور پہ مناجاۃ اور کلام کے طور پر۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت موسیٰؑ کو پکارنے کا قرآن حکیم میں کئی جگہ ذکر ہے۔ اسی کے مشابہ وہ آیت ہے جو ابھی اوپر گزر چکی ہے یعنی: وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر بعض علما نے یہاں ندا اور قضا کا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت خیر الامم ہے واللہ اعلم۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱۰ حضرت اسماعیلؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تک جتنے پیغمبر اولاد ابراہیمؑ میں آئے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوتے رہے۔ بنو اسماعیل (یعنی عرب کے لوگ) ایسے تھے جن کی طرف حضرت اسماعیلؑ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے یعنی آپؐ اس جگہ موجود نہ تھے کہ ان واقعات کا خود مشاہدہ کر لیتے۔ یہ واقعات ہم نے محض اپنی رحمت سے آپؐ کی طرف وحی کئے ہیں کہ آپؐ عرب کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔

ف۱ گویا اب آپؐ کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے ان پر اتمام حجت کر دیا ہے اور کوئی عذر ایسا نہیں رہنے دیا جسے یہ اپنے کفر و بدعملی پر قائم رہنے کے لئے پیش کر سکیں۔ (قرطبی) ف۲ یعنی عصا اور ید بیضا وغیرہ جیسے معجزات نہیں دکھلاتے اور یہ قرآن توریت کی طرح ایک ہی مرتبہ پورے کا پورا اُن پر کیوں نہیں اُتارا گیا۔ (قرطبی) ف۳ یا "کیا یہ لوگ ۔ قریش ۔ اس (نبوت) کا انکار نہیں کر چکے ہیں جو اس سے پہلے حضرت موسیٰؑ کو دی گئی تھی" یعنی

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ

بہ سبب اس چیز کے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں اُنکے نے پس کہیں گے اے رب ہمارے کیوں نہ بھیجا تو نے طرف ہماری پیغمبر پس پیروی کرتے ہم نشانیوں

اعمال کی وجہ سے اُن پر کوئی مصیبت (عذاب) آن پڑے تو وہ یوں کہنے لگیں مالک ہمارے تو نے ہمارے پاس ایک پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ

تیری کی اور ہوتے ہم ایمان والوں سے پس جب آیا اُن کے پاس حق ہمارے پاس سے کہا انہوں نے کیوں نہ دیا گیا یہ

اور مسلمان ہو جاتے (اور اس عذاب سے بچے رہتے) ف۱ پھر جب ہماری طرف سے سچا پیغمبرؐ اُن کے پاس پہنچا (حضرت محمدؐ) تو کہنے لگے اس کو ویسے معجزے کیوں نہ

مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا

پیغمبر جیسا دیا گیا تھا موسیٰؑ ف۲ کیا نہ کفر کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ دیا گیا تھا موسیٰؑ پہلے اس سے ف۳ کہتے تھے

ملے جیسے موسیٰؑ کو ملے تھے کیا اُن سے پہلے لوگوں نے اُن (معجزوں) کا انکار نہیں کیا جو موسیٰؑ کو ملے تھے کہنے لگے موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں جادوگر ہیں

سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ

یہ دو جادوگر ہیں ایک دوسرے کا مددگار ہے اور کہتے تھے ہم ساتھ ہر ایک کے کافر ہیں کہہ پس لاؤ تم ایک کتاب نزدیک

ایک دوسرے کے مددگار ف۴ اور کہنے لگے ہم تو کسی کو بھی نہیں مانتے (اے پیغمبرؐ اُن سے) کہدے اگر تم سچے ہو تو اُن سے بڑھ کر کوئی

اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ

اللہ کے سے کہ وہ بہت راہ دکھانیوالی ہو ان دونوں سے پیروی کروں میں اُسکی اگر ہو تم سچے پس اگر نہ قبول کریں واسطے تیرے

راہ بتانے والی (کتاب) لاؤ میں اُس پر چلنے کو حاضر ہوں ف۵ پھر اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو سمجھ لے کہ (وہ حق

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى

پس جان تو کہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ پیروی کرتے ہیں خواہشوں اپنی کی اور کون شخص ہے بہت گمراہ اس سے کہ پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی بغیر ہدایت کے

کی پیروی نہیں چاہتے بلکہ) اپنی خواہش پر چلنا چاہتے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے بن بتلائے اپنی خواہش پر چلے اُس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا

مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ ع۵/۸ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ

خدا کی طرف سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو اور البتہ تحقیق پے در پے کی ہم نے ان سے بات

بے شک اللہ تعالیٰ ایسے (بے انصاف (ہیکڑمی) لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا ف۶ اور ہم نے تو لگاتار قرآن کی آیتیں لوگوں کو بھیجیں

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

تو کہ وہ نصیحت پکڑیں وہ لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب پہلے اس سے وہ ساتھ اس کے ایمان لاتے ہیں

اس لئے کہ وہ دھیان کریں ف۷ جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں ف۹

وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ

اور جب پڑھا جاتا ہے اوپر ان کے قرآن کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اس کے تحقیق یہ سچ ہے رب ہمارے کی طرف سے تحقیق تھے ہم پہلے اس سے

اور جب اُن کو قرآن (پڑھ کر) سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کچھ شک نہیں یہ ہمارے مالک کی طرف سے (اُترا) ہے ہم تو اس کے اُترنے سے (پہلے ہی اللہ تعالیٰ

مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

مسلمان یہ لوگ دیئے جاویں گے ثواب اپنا دو بار بہ سبب اس کے کہ صبر کیا انہوں نے اور ٹلاتے ہیں یعنی بدل ڈالتے ہیں

کے) تابعدار تھے ف۹ اُن لوگوں کو اُن کی مضبوطی کے بدل (جو اگلی اور پچھلی کتاب دونوں پر قائم رہے) دوہرا ثواب دیا جائے گا ف۱۰ اور یہ لوگ بُرائی کو بھلائی

ان معجزات کے باوجود حضرت موسیٰؑ کی نبوت پر کونسا ایمان لے آئے تھے جو آج آنحضرتؐ سے ان جیسے معجزات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

ف۴ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "اولم یکفروا" کا فاعل پہلے لوگوں ۔ قوم فرعون ۔ کو قرار دیا جائے اور یہ معنی جید ہیں۔ (ابن کثیر) اور اگر اس کا فاعل قریش کو قرار دیا جائے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ توراۃ اور قرآن دونوں جادو ہیں اور قرآن میں عموماً توراۃ اور قرآن کا تذکرہ ایک ساتھ آیا ہے اور آگے کتاب کا ذکر آرہا ہے اس لئے یہی مطلب زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی اگر ان دونوں سے بہتر کتاب پیش نہ کر سکیں۔ (کبیر)

ف۶ مطلب یہ ہے کہ ہدایت تو انہی لوگوں کو نصیب ہو سکتی ہے جن کے دل ضد اور ہٹ دھرمی سے پاک ہوں اور وہ حق کی معرفت کے بعد اسے قبول کرنے کو تیار ہوں مگر جن کے دلوں میں زیغ و عناد ہو انہیں راہ ہدایت کیسے مل سکتی ہے؟

ف۷ یعنی ایک کے بعد دوسرا رسول مبعوث کیا اور ایک کے بعد دوسری نصیحت بھیجی تاکہ کسی طرح وہ خواب غفلت سے بیدار ہوں یا اس قرآن میں ہم وعد و وعید، قصص و عبر اور نصائح و مواعظ تدریجاً اس لئے بھیج رہے ہیں کہ کسی طور پر نصیحت حاصل کریں۔ اس صورت میں یہ لولا نُزِّلَ علیہ القرآن جملۃ واحدۃً کا جواب ہوگا۔ (کبیر)

ف۸ مراد ہیں وہ لوگ جو یہود سے مسلمان ہو گئے تھے جیسے عبداللہؓ بن سلامؓ وغیرہ یا وہ عیسائی جو نجاشی کے پاس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور قرآن سن کر رونے لگے تھے۔ ان کا ذکر سورہ اعراف آیت ۸۳ میں گزر چکا ہے۔ (قرطبی)

ف۹ یعنی اس کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کو مانتے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر تھے جن کی خوش خبری ہم پچھلی کتابوں میں پڑھ چکے تھے۔ (شوکانی)

ف۱۰ کیونکہ وہ پہلی کتابوں کو بھی حق سمجھ کر مانتے رہے اور جب قرآن اُترا اور انہیں اس کی حقانیت معلوم ہوئی تو اس پر ایمان لے آئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک اہل کتاب کا وہ فرد ہے جو پہلی اور آخری دونوں کتابوں پر ایمان لایا۔ (قرطبی ۔ ابن کثیر)

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا

ساتھ بھلائی کے برائی کو اور اس چیز سے کہ دیا ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں اور جب سنتے ہیں بیہودہ بات اعراض کرتے ہیں

سے دفع کرتے ہیں ف۱ اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں ف۲ اور جب کوئی لغو بات (جیسے مشرکوں کی گالی گلوچ) سنتے

عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

اس سے اور کہتے ہیں واسطے ہمارے ہیں عمل ہمارے اور واسطے تمہارے عمل تمہارے سلام رخصت کا ہے اوپر تمہارے نہیں چاہتے ہم جاہلوں کو

ہیں تو انجان ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں (اچھا بھائی تم جانو) ہمارے کئے ہمارے سامنے آئیں گے اور تمہارے کئے تمہارے سامنے (اچھا بھائی) اسلام ہم جاہلوں کو منہ نہیں لگاتے ف۳ ف۴

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ

تحقیق تو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے ولیکن اللہ راہ دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے

(اے پیغمبرؐ) تو جس کو چاہے اُس کو راہ پر نہیں لگا سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جس کو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ

راہ پانے والوں کو اور کہا انہوں نے اگر پیروی کریں ہم ہدایت کی ساتھ تیرے اُچکے جاویں زمین اپنی سے

کون راہ پر آنے کے لائق ہے ف۵ اور (اے پیغمبرؐ یہ قریش کے) کافر کہتے ہیں اگر ہم تیری راہ پر ہو جائیں (تیرے ساتھ سچا دین اختیار کر لیں) تو اپنے ملک سے نکال ف۶

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا

کیا نہیں جگہ دی ہم نے اُن کو حرم امن والا کھینچے جاتے ہیں طرف اس کی میوے ہر چیز کے رزق ہماری طرف سے

دیئے جائیں کیا ہم نے اُن کو حرم کی زمین میں نہیں جمایا جہاں کچھ ڈر نہیں ہر قسم کے میوے ہمارے دیئے ہوئے (ہر ملک سے) وہاں کھینچے چلے آتے ہیں

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ

اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے اور بہت ہلاک کیں ہم نے بستیاں کہ اتراتی تھیں بیچ معیشت اپنی کے

لیکن اُن میں اکثر لوگ نادان ہیں ف۷ اور (اُنہوں نے اُس پر غور نہیں کیا کہ) ہم نے بہت سی ایسی بستیاں کھپا دیں جو اپنی معاش پر ف۸

فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾

پس یہ ہیں گھر ان کے کہ کوئی نہ بسا ان میں پیچھے ان کے مگر تھوڑے اور ہوئے ہم ہی وارث

اترا رہی تھیں لو دیکھو اُن کے گھر اُنکے تباہ ہونے پیچھے پھر نہیں بسے مگر کوئی کوئی ف۹ اور (آخر) ہم ہی اُن کے (گھر بار مال متاع کے) وارث ہوئے (کیونکہ اُنکا کوئی بھی وارث نہ رہا) ف۱۰

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ

اور نہیں تھا پروردگار تیرا ہلاک کرنے والا بستیوں کا یہاں تک کہ بھیجے بیچ بڑے شہر ان کے کے پیغمبر کہ پڑھے اوپر ان کے

اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک بستیوں کو اُس وقت تک تباہ نہیں کرتا جب تک وہاں کی بڑی بستی میں (اُن بستیوں کے صدر مقام میں) ایک پیغمبر نہ بھیج لے جو ہماری آیتیں اُنکو پڑھ کر سنا دے

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ

نشانیاں ہماری اور نہ تھے ہم ہلاک کرنیوالے بستیوں کے مگر رہنے والے اس کے ظالم تھے اور جو کچھ کہ دیئے گئے ہو تم کسی

(اور ہمارے حکم پہنچا دے) اور ہم اُن بستیوں کو اُس وقت تباہ کرتے ہیں (جب وہاں کے رہنے والے ظالم (بدکار) ہوتے ہیں ف۱۱ اور (لوگو) تم کو جو کچھ ملا ہے وہ دُنیا کی

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا

چیز سے بس فائدہ زندگانی دنیا کا ہے اور زینت اس کی ہے اور جو نزدیک اللہ کے ہے وہ بہت بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے

(چند روزہ) زندگی کا سامان ہے اور اسی کی بہار (رونق) ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو ملنے والا ہے (اگر تم ایمان لاؤ) وہ کہیں بہتر اور

ف۱ یعنی ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اس کے بعد کوئی نیک کام کرتے ہیں جس سے وہ گناہ مٹ جاتا ہے۔ یا ان کے مکارم اخلاق کی تعریف ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہے تو وہ اس کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ (دیکھئے سورۂ رعد آیت ۲۲) ف۲ یعنی جہاں شریعت نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ اس میں فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقات سب آ گئے۔ (ابن کثیر) ف۳ یعنی اس سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور اس کے کرنے والوں سے کوئی میل جول نہیں رکھتے۔ دیکھئے سورہ فرقان ۷۲۔ (قرطبی)

ف۴ یہ محبت اور دعا کا سلام نہیں ہے بلکہ جدائی اور قطع تعلقی کا سلام ہے دیکھئے فرقان: ۶۳۔ (قرطبی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے پر لگے گا اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔ (موضح)

ف۵ صحیحین کی روایت ہے اور اس بارے میں تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابوطالب نے آنحضرتؐ کی ہمیشہ پشت پناہی کی لیکن ایمان نہ لایا۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو آنحضرتؐ نے اپنی حد تک پوری کوشش فرمائی کہ وہ زبان سے توحید و رسالت کا اقرار کر لے تاکہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں ایمان نہیں رکھا تھا، اس لئے اس نے ملت عبدالمطلب پر جان دینے کو ترجیح دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لیکن اصولی طور پر اس آیت کا حکم عام ہے اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جس کے متعلق آنحضرتؐ کی خواہش تھی کہ وہ ایمان لے آئے مگر اس نے کفر کی حالت ہی میں جان دینے کو ترجیح دی۔ نیز دیکھئے براۃ آیت ۱۱۳۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۶ یعنی عرب کے دوسرے قبائل جو اسلام کے دشمن ہیں ہمارے مخالف ہو جائیں گے اور سب مل کر ہمیں مکہ کی سرزمین سے نکال باہر کریں گے۔ اور ہم اتنے طاقتور نہیں ہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ یہ بات منجملہ ان باتوں کے ہے جنہیں کفار قریش اسلام قبول نہ کرنے کے لئے بطور بہانے کے پیش کرتے تھے۔ آیت کے اگلے حصہ میں اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔ (قرطبی)

ف۷ مطلب یہ ہے کہ یہ حَرم جس کے امن و امان کی یہ حالت ہے کہ اس کے جانوروں تک کو کوئی نہیں ستاتا اور جسے وادی غیر ذی زرع ہونے کے باوجود اس قدر مرکزی حیثیت حاصل ہے کہ دنیا بھر کے پھل اور اموالِ تجارت اس کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اسے یہ حیثیت ہم نے بخشی ہے۔ تو جس خدا نے تمہیں اس قدر امن و امان دیا اور اپنی نعمتوں سے نوازا، کیا تم سمجھتے ہو کہ اس کا دین اختیار کرو گے تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اگر ایسا سمجھتے ہو تو یہ تمہاری انتہائی نادانی ہے۔ (شوکانی) ف۸ یعنی ان کے رہنے والے اپنی فارغ البالی اور خوشحالی کی بدولت بدمست ہو گئے تھے۔ ف۹ یا کبھی تھوڑی دیر کے لئے کوئی مسافر چند گھنٹے اترا اور پھر چل دیا۔ یہی معنی زیادہ صحیح ہیں گو بعض نے ترجمہ میں دیا ہوا مفہوم بھی اختیار کیا ہے۔ (دیکھئے قرطبی۔ شوکانی) ف۱۰ اس میں مشرکین مکہ کو تنبیہ ہے کہ تم اپنی خوشحالی کو بچانے کے لئے حق سے اعراض کر رہے ہو۔ تو پہلی قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرو کہ کیا ان کی آبادیوں میں کوئی بسنے والا باقی رہ گیا ہے۔

ف۱۱ [illegible]

ف۱ کہ فانی کو اختیار کرتے ہو اور باقی رہنے والی زندگی کا خیال نہیں کرتے، صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اللہ کی قسم، آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سمندر میں اپنی انگلی ڈبوئے اور پھر دیکھے کہ اس کی انگلی کتنا پانی واپس لے کر آتی ہے۔" (ابن کثیر) ف۲ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا۔ ف۳ مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں شخص ہرگز یکساں نہیں ہو سکتے۔ ہر مومن اور کافر اس آیت کا مصداق بن سکتے ہیں گو بعض نے لکھا ہے کہ حمزہ اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مزے معمولی بھی ہیں اور عارضی بھی اور آخرت کی نعمتیں اعلیٰ درجہ کی بھی ہیں اور ہمیشہ رہنے والی بھی اب یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے کہ دنیا کے چند روزہ مزوں کی خاطر اپنی آخرت تباہ کر لی جائے۔ (وحیدی)

تَعْقِلُوْنَ ۝٦٠ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ

کیا پس نہیں سمجھتے تم آیا پس جو شخص کہ وعدہ دیا ہے ہم نے اس کو وعدہ نیک پس وہ ملنے والا ہے اس سے مانند اس شخص کی ہے کہ فائدہ دیا ہم نے

پائدار ہے کیا تم کو عقل نہیں ف۱ بھلا سوچو تو جس شخص سے ہم نے ایک اچھا وعدہ (بہشت ملنے کا) کیا ہے اور وہ اس کو پانے والا بھی ہے ف۲ کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے

مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝٦١ وَ

اس کو فائدہ زندگانی دنیا کا پھر وہ دن قیامت کے حاضر کئے گیوں سے ہے اور

جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) مزے دے رکھے ہیں پھر قیامت کے دن اس کو جواب دہی کے لئے پکڑ آنا ہے (یا دوزخ میں جانا ہے) ف۳ اور

يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝٦٢

جس دن کہ پکارے گا ان کو پس کہے گا کہاں ہیں شریک میرے جو تھے تم دعویٰ کرتے

(اے پیغمبر) وہ دن یاد کر (جس دن) اللہ مشرکوں کو پکارے گا فرمائے گا وہ میرے شریک کہاں گئے (یعنی) جن کو تم (دنیا میں) میرا شریک سمجھتے تھے ف۴

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ

کہیں گے وہ لوگ کہ ثابت ہوئی اوپر ان کے بات عذاب کی اے رب ہمارے یہ لوگ ہیں جن کو گمراہ کیا تھا ہم نے گمراہ کیا تھا ہم نے ان کو

(اس وقت) وہ لوگ جن پر اللہ کا فرمودہ پورا ہو چکا (وہ دوزخی ہیں) بول اٹھیں گے مالک ہمارے ف۵ (بیشک) یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو

كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ۝٦٣ وَقِيْلَ ادْعُوْا

جیسا گمراہ ہوئے تھے ہم بیزاری کی ہم نے اس سے متوجہ ہو کر طرف تیری نہ تھے ہم کو عبادت کرتے اور کہا جاوے گا بلاؤ

اسی طرح بہکایا جیسے ہم خود بہکے تھے ف۶ ہم تیرے سامنے (ان کی صحبت سے) بیزار ہیں وہ ہم کو نہیں پوجتے تھے ف۷ اور (ان مشرکوں سے) کہا جائیگا اپنے

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ

شریکوں اپنوں کو پس پکاریں گے ان کو پس نہ جواب دیں گے ان کو اور دیکھیں گے عذاب کو کاش کہ وہ ہوتے

شریکوں کو پکارو (کہ تمہاری مدد کریں) تو وہ پکاریں گے پر وہ ان کو جواب تک نہ دیں گے اور (اپنی آنکھوں سے اللہ کا) عذاب دیکھ لیں گے (کہیں گے) کاش

كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ۝٦٤ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٦٥

راہ پانے والے اور جس دن کہ پکارے گا ان کو پس کہے گا کیا جواب دیا تھا تم نے پیغمبروں کو

(دنیا میں) ٹھیک رستے پر ہوتے ف۸ اور جس دن اللہ کافروں کو پکارے گا ان سے فرمائے گا تم نے پیغمبروں کو (دنیا میں) کیا جواب دیا تھا ف۹

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَىٕذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝٦٦ فَاَمَّا مَنْ

پس اندھا دھند ہو جاویں گی اوپر ان کے خبریں اس دن پس وہ ایک دوسرے کو نہ پوچھیں گے پس جس شخص نے کہ

اس دن (سب) باتیں بھول جائیں گے اور آپس میں (ایک دوسرے سے بھی) پوچھ نہ سکیں گے ف۱۰ البتہ جس نے (دنیا میں شرک سے)

تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝٦٧

توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پس امید ہے کہ ہو فلاح پانے والوں سے

توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے اس کو نجات کی امید رکھنا چاہئے ف۱۱ اور (اے پیغمبر اصل بات تو یہ ہے) تیرا مالک جو چاہتا ہے

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور پروردگار تیرا پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے نہیں ہے واسطے ان کے اختیار پاکی ہے اللہ کو

وہ پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے (پیغمبری کے لئے) چن لیتا ہے ف۱۲ بندوں کو کوئی (مستقل) اختیار نہیں ہے ف۱۳ یہ جن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بتاتے

ف۴ "اور ان کی سفارش پر تکیہ کر کے گناہ پر گناہ کئے جاتے تھے۔"

ف۵ ان سے مراد شیاطین یا وہ بڑے بڑے پیشوا، سردار لیڈر اور پیر فقیر قسم کے لوگ ہیں جن کو دنیا میں لوگوں نے اربابا من دون اللہ بنا لیا تھا اور ان کی بات کے مقابلے میں اللہ اور اس کے رسولوں کی بات کو رد کر دیا کرتے تھے۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی ہم نے ان پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی اور نہ ان سے سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب کر لی تھیں بلکہ جس طرح ہم خود اپنی مرضی سے گمراہ ہوئے تھے۔ اسی طرح ہم نے ان کے سامنے بھی گمراہی پیش کی اور انہوں نے اپنی مرضی سے اسے قبول کر لیا۔ (وحیدی بتصرف)

ف۷ یعنی یہ ہماری نہیں بلکہ اپنے ہی نفس کی بندگی کرتے تھے۔ خود ان کے دل میں یہ سمایا کہ ہماری بندگی کریں اس لئے ہماری بندگی کرنے لگے لہٰذا ہم پر ان کے گمراہ ہونے کی ذمہ داری نہیں۔ (وحیدی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو انہوں نے نام لے کر نیکوں کا۔ اسی لئے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔"

ف۸ یعنی خالص توحید کا راستہ اختیار کرتے تو آج اس انجام بد سے دوچار نہ ہوتے

ف۹ جب انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا اور اس پر چلنے کی ہدایت کی؟ اوپر ندائے اول میں توحید کے متعلق سوال کا ذکر ہے اور اب ندائے ثانی میں نبوت کے متعلق ہے۔ یہی دو سوال قبر میں ہوں گے یعنی من ربک ومن نبیک۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی دہشت کے مارے اس قدر ہکا بکا ہوں گے کہ نہ خود کوئی جواب سوجھے گا اور نہ ایک دوسرے سے پوچھ کر کوئی بات کہہ سکیں گے۔ قیامت کے دن مختلف مقامات ہوں گے اس لئے کسی دوسرے مقام پر ان کا "واللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ" کہنا اس کے خلاف نہیں ہے۔ (دیکھئے انعام: ۲۳)

ف۱۱ یعنی اسے یقیناً نجات ملے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کی امید دلاتا ہے اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں ہوتا یا عسیٰ سے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ نجات پانا اللہ کے فضل سے ہوگا ورنہ یہ اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔

ف۱۲ "یا جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے" جیسے فرمایا: لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ (انبیاء: ۲۳) یا جن کو چاہتا ہے (اپنے دین کی مدد کے لئے) پسند فرما لیتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو چن لیا اور ان میں سے پھر چار (خلفاء اربعہ) کو خاص طور پر منتخب کر لیا جیسا کہ حضرت جابرؓ سے ایک مرفوع روایت میں ہے۔ (قرطبی)

ف۱۳ کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی کام کر سکیں بلکہ خود بندے اور ان کے سب کام خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ البتہ ظاہر میں بندوں کو ایک طرح مختار بنایا گیا ہے جس پر ثواب و عقاب کا مدار ہے لیکن پھر بھی تکوینی طور پر سب اللہ کی قضا و قدر کے سامنے مجبور ہیں۔ اہل حدیث کا مذہب یہی ہے نہ وہ جبری ہیں کہ بندے کو مجبور محض کہیں اور نہ قدری کہ بندے کو کلی مختار سمجھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ میں بحث کرنے کی ممانعت فرما دی ہے اور پہلی بدعت جو مسلمانوں میں ظاہر ہوئی اسی مسئلہ میں بحث تھی۔ (وحیدی بتصرف) یا مطلب یہ ہے کہ بندے اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے جسے چاہیں منتخب کریں۔ مخلوق اور پھر بنی نوع انسان میں کسی شخص کو ممتاز بنانا اور اسے کسی منصب پر فائز کرنا سراسر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ سیاق کے اعتبار سے یہی معنی اقرب ہیں۔

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور بہت بلند ہے اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں اور پروردگار تیرا جانتا ہے جو کچھ کہ چھپاتے ہیں سینے ان کے اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں و۲

ہیں اللہ اُن سے کہیں پاک اور برتر ہے ف۱ اور (اے پیغمبر) جو باتیں یہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں تیرا مالک اُن سب کو جانتا ہے

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ

اور وہ ہے اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ واسطے اسی کے ہے سب تعریف بیچ دُنیا کے اور آخرت کے اور واسطے اسی کے ہے حکم

اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں دُنیا اور آخرت میں اُسی کو تعریف سجتی ہے اور (دونوں جگہ) اُسی کی حکومت ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا

اور طرف اسی کے پھیرے جاؤ گے کہہ کیا دیکھا تم نے اگر کر دیوے اللہ اوپر تمہارے رات کو ہمیشہ

اور اُسی کے پاس تم کو لوٹ جانا ہے (اے پیغمبر ان لوگوں سے پوچھ) بھلا بتلاؤ تو سہی اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ قیامت تک تم پر رات کئے رہے (کبھی سورج نہ نکلے

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾

تا روز قیامت کون ہے معبود سوائے اللہ کے کہ لے آوے تمہارے پاس روشنی کیا پس نہیں سُنتے تم

برابر اندھیرا رہے) تو اللہ کے سوا دوسرا کون خدا ہے جو تم پر روشنی لے کر آئے (دن نکالے) کیا تم (دل لگا کر یہ بات) نہیں سُنتے ف۳

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کہہ کیا دیکھا تم نے اگر کر دیوے اللہ اوپر تمہارے دن ہمیشہ قیامت تک

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) پوچھ بھلا بتلاؤ تو سہی اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ قیامت تک تم پر دن کئے رہے (رات نہ آئے سورج نہ ڈوبے)

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

کون ہے معبود سوائے اللہ کے کہ لے آوے تمہارے پاس رات کو کہ آرام پکڑو بیچ اس کے کیا پس نہیں دیکھتے اور

تو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون خدا ہے جو تم پر رات لے کر آئے جس میں تم آرام کرو کیا تم (ایسی کھلی بات بھی) نہیں دیکھتے اور

مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

مہربانی اپنی سے کیا واسطے تمہارے رات اور دن کو تو کہ آرام پکڑو بیچ اس کے اور تو کہ چاہو

اُسی خدا کی مہربانی ہے کہ رات تمہارے آرام کے لئے بنائی اور دن اس لئے بنایا کہ اُس کا فضل (روٹی رزق)

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ

فضل اس کے سے اور تو کہ تم شکر کرو اور جس دن پکارے گا ان کو پس کہے گا کہاں ہیں شریک میرے

ڈھونڈو اور اُس کا شکر کرو ف۴ اور جس دن خدا مشرکوں کو پکاریگا فرمائے گا میرے شریک کہاں ہیں

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا

جو کہ تھے تم دعویٰ کرتے اور کھینچ لیویں گے ہم ہر ایک امت میں سے گواہ پس کہیں گے ہم کہ لاؤ تم

(یعنی) وہ جس کو تم میرا شریک سمجھتے تھے ف۵ اور (اُس دن) ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ نکالیں گے ف۶ پھر ہم فرمائیں گے تم اپنی صفائی

بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ اِنَّ

دلیل اپنی پس جان لیویں گے کہ تحقیق حق واسطے اللہ کے ہے اور کھویا جاوے گا اُن سے جو کچھ تھے باندھ لیتے تحقیق

کی اسناد پیش کرو تب وہ جان لیں گے کہ سچا خدا اللہ ہی تھا اور جن کو وہ جھوٹ خدا سمجھتے تھے اُن کا پتہ ہی نہ ہوگا ف۸

ع ۱۵ / ۷ / ۱۰

ف۱ معلوم ہوا کہ اس کارخانۂ قدرت میں کسی بندے کو چاہے وہ ولی یا پیغمبر ہی کیوں نہ ہو کوئی اختیار نہیں ہے یہ تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔

ف۲ یعنی وہ اُن کے دل کی باتوں کو بھی اسی طرح جانتا ہے جس طرح ان باتوں کو جنہیں وہ اپنی زبانوں پر لاتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ ایسا کریں کہ دلوں میں کفر و شرک یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت چھپائے رکھیں اور ظاہر میں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے لگیں تو اس سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ف۳ کہ اسے سمجھو اور راہ ہدایت پاؤ۔

ف۴ یعنی اسی نے اسباب و وسائل معیشت مہیا کئے تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ" معلوم ہوا کہ فطری طریق یہی ہے کہ انسان دن کو کام کرے اور رات کو آرام اور عموماً ہوتا بھی ایسا ہی ہے پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں۔ (کذا فی الموضح)

ف۵ اس سے پہلے بھی یہی مضمون تھا۔ یہ دہرایا اس لئے گیا کہ کافروں کو توبیخ و زجر کے طور پر بار بار اس قسم کی آواز دی جائے گی۔ کبھی وہ اپنے جھوٹے معبودوں کو پکاریں گے اور کوئی جواب نہ پائیں گے اور کبھی مایوس ہوکر خاموش ہو رہیں گے۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۶ یعنی وہ نبی جس نے اس امت تک پیغام حق پہنچایا تھا کھڑے ہو کر گواہی دیگا کہ اس کی امت نے کہاں تک اس پیغام کو قبول کیا اور کہاں تک رد کر دیا۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آخر کار امت محمدیؐ کو ان انبیاءؑ کی شہادت کی تصدیق کے لئے پیش کیا جائے گا۔ دیکھیے سورہ نساء، آیت ۴۱۔ (قرطبی)

ف۷ جس کی بنا پر تم معافی کے مستحق قرار دیے جاسکو۔ یا یہ ثابت کرو کہ واقعی ہمارے کچھ شریک تھے جو بندگی کے اسی طرح مستحق تھے جیسے ہم۔ (ابن کثیر)

ف۸ "جتنی جھوٹی باتیں انہوں نے گھڑ رکھی تھیں کافور ہو جائیں گی۔"

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا

قارون تھا قوم موسیٰؑ کی سے پس سرکشی کی اوپر اُن کے اور دیا تھا ہم نے اس کو خزانوں سے اُس قدر

قارون موسیٰؑ کی قوم (بنی اسرائیل) میں تھا پھر لگا اُن پر بڑائی کرنے (یا ظلم کرنے) اور ہم نے اُس کو (دولت کے) اتنے خزانے ف۱

إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ

کہ کنجیاں اس کی بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوت والی پر جس وقت کہا واسطے اُس کے قوم اُس کی نے مت خوش ہو

دیئے تھے کہ اچھے کئی زبردست (ہٹے کٹے) آدمیوں کو اُس کی کنجیاں (یا تھیلیاں) اُٹھانا مشکل ہوتا ایک بار اُس کی قوم والوں نے اُس سے کہا (اتنا) مت اترا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ

تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا بہت خوش ہونے والوں کو اور طلب کر بیچ اُس چیز کے کہ دیا ہے تجھ کو اللہ نے گھر آخرت کا

کیونکہ اترانے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے جو تجھے دے رکھا ہے اُس میں سے پچھلے گھر (آخرت) کا سامان (کچھ خیرات دے) ف۲

وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا

اور مت بھول حصہ اپنا دنیا سے اور احسان کر طرف خلق کی جیساکہ احسان کیا اللہ نے طرف تیری ف۳ اور مت

اور دُنیا میں جو تیرا حصہ ہے اُس کو مت بھول اور جیسے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے (تجھے اس قدر مالدار کیا ہے) تو بھی (اللہ کے بندوں کے ساتھ) احسان کر (یا

تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَا

چاہ فساد بیچ زمین کے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنے والوں کو کہا سوائے اس کے نہیں

دل سے عبادت کر) اور ملک میں دھندمت مچا ف۴ کیونکہ اللہ تعالیٰ دھند مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا قارون نے جواب دیا کہ یہ

أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ

کہ میں دیا گیا ہوں مال بہ سبب علم کے کہ میرے پاس ہے کیا نہ جانا اُس نے یہ کہ اللہ نے تحقیق ہلاک کئے ہیں پہلے اس سے

یہ پیسہ اپنی عقل کے زور سے کمایا ہے ف۵ کیا اُس کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوموں کو تباہ کر دیا

مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ

قرنوں میں سے جو وہ بہت زور آور تھے اس سے قوت میں اور بہت جماعت والے تھے اور نہیں پوچھے جاتے

جو اُس سے زیادہ بوتا اور اُس سے زیادہ پونجی رکھتی تھیں ف۶ اور گناہ گاروں سے اُن کے

ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ

گناہوں اپنوں سے گنہگار پس نکلا اوپر قوم اپنی کے بیچ آرائش اپنی کے کہا اُن لوگوں نے جو

گناہ پوچھے نہ جائیں گے ف۷ (آخر ایک روز ایسا ہوا) قارون اپنا جلوس لے کر اپنے لوگوں پر نکلا ف۸ جو لوگ دُنیا کی زندگی

يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو

چاہتے تھے زندگانی دنیا کی اے کاش کہ ہو واسطے ہمارے جیسا دیا گیا ہے قارون تحقیق وہ بڑے

چاہتے تھے (ایمان والوں میں سے یا کافر) کہنے لگے کاش ہم کو بھی یہ سامان ملتا جو قارون کو ملا ہے (بھئی) وہ بڑا صاحب نصیب

حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ

نصیب والا ہے اور کہا ان لوگوں نے کہ دیئے گئے تھے علم وائے ہے تم کو ثواب خدا کا بہتر ہے

ہے (قسمت والا) اور جن کو خدا کے پاس سے) علم ملا تھا وہ (ان آرزو کرنے والوں) سے کہنے لگے ارے کم بختو اللہ کے پاس جو ایماندار نیک کام

ف۱ اوپر بیان فرمایا تھا کہ جو کچھ مال و دولت یا اقتدار تمہیں حاصل ہے۔ یہ دنیا کا چند روزہ فائدہ ہے لہٰذا انسان کو اس پر مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ اب قارون کا قصہ اس پر بطور دلیل پیش کیا۔ (قرطبی) نخعیؒ، قتادہؒ اور دوسرے مفسرینؒ کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچازاد بھائی تھا اور یہی بات بائیبل کتاب خروج (باب ۶) میں مذکور ہے۔ بعض مفسرینؒ اسے حضرت موسیٰؑ کا خالہ زاد بھائی بتاتے ہیں۔ (فتح القدیر) بہرحال وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ لیکن منافق ہوکر فرعون سے مل گیا تھا بلکہ اس کا مقرب بن گیا تھا۔ قرآن میں دوسری جگہ اس کا ذکر فرعون اور اس کے وزیر ہامان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ (دیکھئے غافر: ۲۴)

ف۲ یعنی دنیا میں آخرت کے لئے نیک کام کرتا رہ کیونکہ دنیا میں انسان کا حصہ اس کی عمر اور نیک عمل ہی ہیں۔ جمہور مفسرینؒ نے اس کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ دنیا میں حلال رزق سے متمتع ہونے اور حلال روزی طلب کرنے کا حصہ ضائع نہ کر اور دنیا کے انجام پر غور کرتا رہ۔ جیسے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: اُحْرُثْ لِدُنْيَاكَ كَأَنَّكَ تَعِيشُ أَبَدًا وَاعْمَلْ لِآخِرَتِكَ كَأَنَّكَ تَمُوتُ غَدًا (کذا فی القرطبی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "حصہ موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما۔" (موضح)

ف۳ یہاں "احسان" کے معنی ہیں "خلوص سے اللہ کی عبادت کرنا"۔ جیساکہ حدیث میں ہے کہ حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ سے احسان کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ"۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ بعض نے یہاں "احسن" کے معنی "بندوں کے ساتھ احسان کرنا" لئے ہیں۔ بہرحال "احسان" کی تاویل میں مختلف اقوال ہیں۔ سب کا جامع مفہوم یہ ہے کہ "اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو طاعت الٰہی میں صرف کرنا"۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ کی معصیت کے کام نہ کرو۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا دھند (فساد مچانا) اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰؑ کی ضد نہ کر۔" (موضح)

ف۵ لہٰذا اللہ کا مجھ پر کوئی احسان نہیں ہے جو میں اس کا شکر بجا لاؤں۔ (کذا فی الموضح) اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ نے مجھے جو مال دیا ہے میرے اوصاف کو جانتے ہوئے دیا ہے۔ اگر میں اس کی نگاہ میں ناپسندیدہ آدمی ہوتا تو وہ مجھے یہ مال کیوں دیتا؟۔ (کذا فی القرطبی)

ف۶ مطلب یہ ہے کہ اگر قوت و اقتدار اور مالداری کسی کے پسندیدہ ہونے کی دلیل ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان پہلی قوموں کو کیوں تباہ کرتا جو اس سے زیادہ طاقت ور اور مالدار تھیں۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی اُن کے گناہ اتنے زیادہ اور واضح ہوں گے کہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی یا یہ کہ ان کو معاف کرنے کے لئے نہیں پوچھا جائے گا۔ دیکھئے۔ (النحل: ۸۴) بلکہ ان سے سوال ہوگا تو اس لئے کہ انہیں زجر و توبیخ کی جائے جیسے فرمایا: فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ۔ اور تیرے رب کی قسم، ہم ان سب سے سوال کریں گے۔ (حجر: ۹۲) یا یہ کہ انہیں جو سزا دی جائے گی وہ ان سے پوچھ کر تھوڑا ہی دی جائے گی بلکہ فرشتے ان کی صورت دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ مجرم ہیں کیونکہ اُن کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ دیکھئے سورہ الرحمٰن آیت ۴۱۔ سورہ طٰہٰ: ۱۰۲۔ (شوکانی)

ف۸ اس جلوس کے بارے میں مفسرینؒ کے مختلف اقوال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ بڑے ٹھاٹ باٹ اور شان و شوکت سے نکلا جسے دیکھ کر اس کی قوم کے لوگ دنگ رہ گئے۔

ف۱ یعنی اپنا اصلی گھر آخرت کو سمجھتے ہیں۔ دنیا کی تکالیف کو عارضی اور چند روزہ سمجھ کر کسی نہ کسی طرح گزار دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ شکایت کا کوئی لفظ زبان پر نہیں لاتے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "دنیا سے آخرت کو وہی بہتر جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے۔ اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں۔ نادان آدمی دنیا دار کی آسودگی کو جانتا ہے (یعنی اس کی آسودگی کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ بڑا قسمت والا ہے) اس کی فکر کو اور آخر کی (یعنی آخرت کی) ذلت اور سوجائی (یعنی سوجگہ) خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا ہے کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔"

لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ

واسطے اس شخص کے کہ ایمان لاتا ہے اور کام کرتا ہے اچھے اور نہیں سکھائی جاتی یہ بات مگر صبر کرنے والوں کو ف۱ پس دھسا دیا ہم نے اُس کو

کرنے والوں کو ثواب ملے گا وہ اس سے (کہیں) بہتر ہے (وہ باقی ہے یہ فانی) اور یہ ثواب اُنہی کو ملے گا جو (دنیا کی تنگی اور مصیبت پر) صابر ہوتے ہیں پھر ہم نے (خود) قارون

وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۤ

اور گھر اس کے کو زمین میں پس نہ ہوئی واسطے اُس کے کوئی جماعت کہ مددگار ہووے اس کی سوائے خدا کے

اور اُس کے گھر کو (خزانوں سمیت) زمین میں دھنسا دیا اور کوئی گروہ ایسا نہ تھا جو خدا کے مقابلہ میں اُس کی مدد کرتا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ

اور نہیں ہوا بدلا لینے والوں سے اور صبح اٹھے وہ لوگ کہ آرزو کرتے تھے مرتبے اس کے کی کل کو

اور نہ وہ آپ اپنی مدد کر سکا ف۲ اور ایسا ہوا کہ صبح کو (دوسرے روز) جو لوگ ابھی کل اُس کا سا (مالدار) ہونا چاہتے تھے

يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ

کہنے لگے تعجب ہے کہ اللہ کھول دیتا ہے رزق جسے چاہتا ہے بندوں اپنے سے اور تنگ کر لیتا ہے

یوں کہنے لگے ہائے افسوس (ہم نے بھی کیا آرزو کی تھی) اللہ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے ف۳ (اسی

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

اگر نہ ہوتا یہ کہ احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے دھسا دیتا ہم کو بھی تعجب ہے کہ ہرگز نہیں فلاح پاتے کافر

میں اُس کی کچھ حکمت ہے) اگر اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو (قارون کی طرح) ہم کو بھی دھنسا دیتا ہائے افسوس کافر (کبھی) پنپ نہیں سکتے ف۴

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ

یہ گھر پچھلا کرتے ہیں ہم اس کو واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں چاہتے بلندی بیچ زمین کے اور

یہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں کو دیں گے ف۵ جو دُنیا میں بڑائی کرنا نہیں چاہتے ف۶ اور

لَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ

نہ فساد اور آخرت واسطے پرہیزگاروں کے ہے جو کوئی آوے ساتھ نیکی کے پس واسطے اس کے بہتر ہے اس سے

نہ دھندھ مچانا ف۷ اور انجام اُنہی کا بھلا ہوگا جو پرہیزگار ہیں ف۸ جو شخص (قیامت کے دن) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اُس سے بہتر بدلہ ملے گا ف۹

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا

اور جو کوئی آوے ساتھ بُرائی کے پس نہ جزا دیئے جاویں گے وہ لوگ کہ کیں ہیں انہوں نے بُرائیاں مگر جو کچھ کرتے

اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو جن لوگوں نے بُرے کام کئے ہیں اُن کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جیسا وہ (دُنیا میں)

يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ

کرتے تحقیق جس شخص نے کہ مقرر کیا ہے اوپر تیرے حکم قرآن کا البتہ پھیرنے والا ہے تجھ کو طرف جگہ پھر جانے کی کہہ

کرتے رہے ف۱۰ (اے پیغمبرؐ) جس نے تجھ پر قرآن اُتارا ف۱۱ وہ تجھ کو پھر اُسی جگہ لے جائے گا جہاں سے تو آیا ف۱۲ کہہ دے

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ

رب میرا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ آیا ہے ساتھ ہدایت کے اور اس شخص کو کہ وہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہے اور نہ تھا تو

میرا مالک خوب جانتا ہے کون ہدایت کی بات لایا ہے (یعنی قرآن) اور کون کھلی گمراہی میں ہے ف۱۳ اور (اے پیغمبرؐ) تو پیغمبری سے

ف۲ یعنی نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کر سکا اور نہ وہ خود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکا۔ گویا نہ دوسروں کی مدد کام آئی نہ اپنی قوت۔ (ابن کثیر) حدیث میں ہے آنحضرؐ نے فرمایا: "ایک شخص تکبر سے اپنا ازار زمین پر کھینچتے ہوئے جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔" علمائے تفسیرؒ کا رجحان یہ ہے کہ اس سے قارون مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کے کسی کو رزق زیادہ دینے کا مطلب لازماً یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی کا رزق تنگ کرتا ہے تو اس کا مطلب لازماً یہ نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے۔ بسا اوقات بے پناہ دولت انسان کی تباہی کا موجب بن جاتی ہے اور بسا اوقات تنگی انسان کے صبر و شکر کا امتحان لینے کے لئے آتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ مال تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور مبغوض دونوں کو دے دیتا ہے مگر ایمان کی دولت اسی کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ دنیا کی خوشحالی اور دولتمندی ہی بڑی کامیابی ہے اور اس بنا پر ہم قارون کو بڑا بانصیب آدمی خیال کرتے تھے۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ ہمارا یہ سمجھنا غلط تھا۔ اصل کامیابی تو حقیقی فلاح کچھ اور ہی ہے جو کافروں کو نصیب نہیں ہوتی بلکہ صرف اہل ایمان کے حصے میں آتی ہے۔

ف۵ یعنی جنت

ف۶ یعنی تکبر و غرور نہیں کرتے بلکہ خدا کے عاجز بندے بن کر رہتے ہیں۔

ف۷ یعنی نہ اللہ کی معصیت کا ارتکاب کر کے انسانی زندگی کے نظام میں بگاڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی جو خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں۔

ف۹ یعنی دس سے لے کر سات سو نیکیوں تک کا ثواب ملے گا۔ (دیکھئے سورہ نمل آیت ۸۹)

ف۱۰ یعنی ایک برائی کی سزا صرف اتنی ہی ملے گی جتنی خود برائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر فضل و کرم ہے کہ نیکی کا ثواب بہت بڑھا کر دیتا ہے اور برائی کا بدلہ صرف اس برائی کے مطابق۔

ف۱۱ یا جس نے آپؐ پر قرآن کے احکام و فرائض پر عمل کرنا فرض کیا۔ اس کے یہ دونوں مطلب مفسرینؒ نے بیان کئے ہیں۔ (شوکانی)

ف۱۲ مراد ہے مکہ کی طرف۔ اکثر مفسرینؒ نے یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ ضحاکؒ کہتے ہیں کہ ہجرت کے وقت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل کر جحفہ پہنچے تو آپؐ کے دل میں مکہ کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (شوکانی) اس میں فتح مکہ کی خوشخبری دی ہے۔ (قرطبی) یہ آیت اُتری ہجرت کے وقت۔ یہ تسلی فرمائی کہ پھر مکہ آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔ (موضح) بعض نے "معاد" سے مراد موت اور بعض نے جنت لی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر "آخرت" سے بھی کی ہے۔ دراصل فتح مکہ ہی قرب موت کی علامت تھی جیسا کہ سورۃ "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ الخ" کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مکہ کی طرف کو ٹنا موت سے کنایہ ہو سکتا ہے اور موت ذریعہ ہے عالم آخرت میں پہنچنے کا، جس کے بعد آنحضرتؐ جنت کے اعلیٰ مقام میں پہنچ جائیں گے۔ لہٰذا ان اقوال میں اختلاف نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۳ یہ دراصل کفار مکہ کا جواب ہے جو آپؐ کو "اِنَّکَ فِیْ ضَلَالٍ" کہتے تھے۔

تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

اُمیدوار اس بات کا کہ اُتاری جاوے طرف تیری کتاب مگر رحمت کر پروردگار تیرے کی طرف سے پس مت ہو پشتیبان واسطے کافروں کے

پہلے، تجھ کو یہ اُمید کہاں تھی کہ تجھ پر کتاب اُترے گی مگر یہ تو تیرے مالک کی مہربانی ہوئی (کہ تجھ پر قرآن شریف اُترا) تو کافروں کی رعایت مت کر اُن کو ف۱

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا

اور نہ باز رکھیں تجھ کو نشانیوں اللہ کی سے پیچھے اُس کے کہ اتاری گئیں طرف تیری اور پکار طرف پروردگار اپنے کی اور مت

صاف صاف اللہ کا حکم سنا دے) اور ایسا نہ ہو اللہ کی آیتیں تجھ پر اُترے بعد یہ کافر اُن (پر چلنے) سے (یا اُن کو پڑھ کر سنانے سے) تجھ کو روک دیں اور تو لوگوں کو

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ

ہو شریک لانے والوں سے اور مت پکار ساتھ اللہ تعالیٰ کے معبود اور کو نہیں کوئی معبود مگر وہ

پنے مالک کی طرف بُلاتا رہ (دین کی دعوت کرتا رہ) اور مشرکوں میں شریک نہ ہو اور اللہ کے سوا کسی دوسرے خدا کو مت پکار اُس کے سوا کوئی خدا ہی نہیں ہے (سب

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ذات اس کی واسطے اسی کے ہے حکم اور طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے

اُس کے بندے اور غلام ہیں) سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں مگر اُس کی (پاک) ذات اُسی کی حکومت ہے ف۳ اور تم کو اُسی کے پاس لوٹ جانا ہے ف۴

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ (۲۹) (۸۵) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۶۹ رُكُوْعَاتُهَا ۷

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۵

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾

کیا گمان کیا ہے لوگوں نے یہ کہ چھوڑے جاویں اتنے ہی پر کہ منہ سے کہہ لیویں ایمان لائے ہم اور وہ نہ آزمائے جاویں

کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے (زبان سے) ہم کہہ دیں گے ایمان لائے تو چھوڑ دیے جائیں گے اور اُن کی جانچ نہ ہوگی ف۶

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ

اور البتہ تحقیق آزمایا تھا ہم نے ان لوگوں کو کہ پہلے اُن سے تھے پس البتہ ظاہر کر دے گا اللہ ان لوگوں کو کہ سچ بولے ہیں اور

اور ہم اُن سے پہلے اگلے (ایماندار) لوگوں کو آزما چکے ہیں ف۷ تو (اسی طرح) اللہ تعالیٰ سچوں کو ضرور الگ کرے گا اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ

البتہ ظاہر کر دے گا جھوٹوں کو کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں بُرائیاں یہ کہ چڑھ جاویں ہم سے

جھوٹوں کو الگ ف۸ کیا جو لوگ بُرے کام کر رہے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے (ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے) ف۹

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ

بُرا ہے وہ جو حکم کرتے ہیں جو کوئی اُمید رکھتا ہے ملاقات خدا کی پس تحقیق وعدہ اللہ کا البتہ آنے والا ہے

اُن کا بُرا خیال ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی اُمید ہے (اُس کو چاہئے کہ طیاری کرے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو وقت (عذاب ثواب کا) مقرر

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت کرتا ہے خدا کے کام میں پس سوائے اس کے نہیں کہ محنت کرتا ہے واسطے جان اپنی کے تحقیق اللہ

کیا ہے وہ ضرور آنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے اور جو کوئی (نیک کاموں میں) محنت اُٹھاتا ہے ف۱۰ وہ خود اپنے فائدے کے لئے اُٹھاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

ف۱ اس میں آپ کے دعوائے نبوت میں سچا ہونے کی دلیل ہے کہ آپ کو نزولِ وحی سے قبل یہ خیال تک بھی نہ تھا کہ مجھے منصب نبوت سے سرفراز کیا جائے گا اور نہ اس سے قبل آپ کی زبان سے اس قسم کی باتیں سُنی گئیں جن کو دعوائے نبوت کے لئے تمہید قرار دیا جائے جیسا کہ فی زمانہ متنبّین کی عادت ہے۔ اسی طرح دوسرے انبیاؑ کو بھی منصب نبوت سے یکایک سرفراز کیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ مدین سے مصر واپس جا رہے تھے کہ راستے میں کوہِ طور پر بلا کر نبوت سے مشرف کر دیے گئے۔ نیز نبوت وہبی چیز ہے جس میں انسان کے کسب کو دخل نہیں ہے "الا رحمۃ من ربک" سے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ف۲ کیونکہ یہ آپ پر اس نعمت کا حق ہے جو آپ کو بے مانگے عطا فرمائی گئی۔

ف۳ یا "حکومت اسی کے لئے ہے" یعنی وہی اس کا حق رکھتا ہے۔

ف۴ پھر وہی ہر ایک کو اس کے نیک یا بدعمل کا بدلہ دے گا۔

ف۵ اس سورہ کے مکی یا مدنی ہونے میں مفسرینؒ کا اختلاف ہے۔ بعض اسے مکی کہتے ہیں اور بعض مدنی۔ بعض نے کہا ہے کہ ہے تو یہ سورہ مکی مگر شروع کی دس آیتیں مدنی ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ آزمائش ضرور ہوگی تاکہ منافق کو مخلص سے اور سچے کو جھوٹے سے میز کر دیا جائے۔ متعدد روایات میں ہے کہ مکہ میں جب مسلمان سخت ابتلا میں تھے اور ان پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے تھے تو انہوں نے تنگ آکر آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تمہیں جو تکلیفیں آ رہی ہیں پہنچ رہی ہیں وہ بے شک سخت ہیں مگر پہلے لوگوں کو تو یہاں تک تکالیف سے دوچار ہونا پڑا کہ ایک آدمی زمین میں گاڑ کر کھڑا کر دیا جاتا اور پھر اس کے سر پر آرہ چلا کر چیر دیا جاتا مگر وہ اپنے دین سے نہ پھرتا۔ الخ نیز دیکھئے بقرہ: ۲۱۴- (قرطبی)

ف۷ یعنی یہ کوئی نیا معاملہ نہیں ہے جو تمہارے ساتھ پیش آیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی یہ مستقل سنت رہی ہے اور پہلے لوگوں کی بھی آزمائشیں ہوتی رہی ہیں۔

ف۸ لفظی ترجمہ یوں ہے کہ "اللہ ضرور معلوم کرے گا کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون؟ لیکن مطلب یہ ہے کہ الگ الگ کر کے دکھلا دے گا کیونکہ اس کو تو سب حال پہلے سے معلوم ہے اور اس کا علم ازلی اور قدیم ہے۔

ف۹ الفاظ گو عام ہیں مگر روئے سخن کفارِ مکہ اور اُن کے سرداروں کی طرف ہے جو مسلمانوں کو اذیتیں پہنچا رہے تھے اور ان کو سخت تنبیہ کی ہے۔

ف۱۰ اس سے مراد ہے نیک کاموں میں مشقت اٹھانا۔ کفار اور اپنے نفس سے مجاہدہ بھی اس میں شامل ہے۔

لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ

البتہ بے پروا ہے عالموں سے اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ دُور کریں گے ہم

سارے جہان سے بے پروا ہے ف۱ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کی بُرائیاں ہم

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَ

اُن سے بُرائیاں اُن کی اور البتہ بدلا دیویں گے ہم اُن کو بہتر اس چیز کا کہ تھے وہ کرتے اور

ضرور اُتار دیں گے (مِیٹ دیں گے) اور اُن کے اچھے کاموں کا بدلہ اچھے سے اچھا دیں گے ف۲ اور

وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ

حکم کیا ہم نے انسان کو ساتھ ماں باپ کے بھلائی کرنا اور اگر جھگڑا کریں تجھ سے دونوں یہ کہ شریک لاوے تو ساتھ میرے اس چیز کو

ہم نے آدمی کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرے ف۳ اور (یہ بھی کہہ دیا) اگر وہ زبردستی یہ چاہیں کہ تو میرا شریک بنائے اُس کو جس کو

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸

کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اس کے علم پس مت کہا مان اُن دونوں کا طرف میری ہے پھر آنا تمہارا پس خبر دوں گا میں تمکو ساتھ اُس چیز کے کہ تھے تم کرتے

تو نہیں جانتا ف۴ تو اُن کا کہنا مت مان ف۵ تم (سب) کو میرے پاس (ایک دن) لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم (دُنیا میں) کرتے رہے ہیں تمکو جتلا دونگا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَ

اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ داخل کریں گے ہم اُن کو بیچ صالحوں کے اور

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کو ہم ضرور نیکوں میں شریک کریں گے ف۶ اور

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ

بعضے لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے پس جب ایذا دیا جاتا ہے بیچ راہ خدا کے کرتا ہے ایذا

لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ تعالے پر ایمان لائے پھر جب اُن کو (کافروں اور بدعتیوں کی طرف سے) اللہ تعالیٰ (کی راہ) میں کچھ تکلیف

النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَئِنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا

لوگوں کی کو مانند عذاب خدا کے اور اگر آوے مدد پروردگار تیرے کی طرف سے البتہ کہیں گے تحقیق تھے ہم

پہنچتی ہے (مال یا جسم یا عزت کی) تو لوگوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتے ہیں ف۷ اور اگر تیرے مالک کی طرف سے مسلمانوں کو کوئی مدد آن پہنچے تو ایسے لوگ

مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ

ساتھ تمہارے کیا نہیں خدا خوب جاننے والا اس چیز کو جو بیچ سینوں عالموں کے ہے اور البتہ ظاہر کر دیگا

ضرور یوں کہیں گے ہم تو تمہارے ساتھ تھے ف۸ (ہم کو بھی لوٹ میں شریک کرو) بھلا (یہ لوگ کیا سمجھے ہیں) اللہ کو سارے جہان کے دلوں کا حال معلوم نہیں ہے ف۹ اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اور البتہ ظاہر کر دے گا منافقوں کو اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ہیں

تو ایمان والوں کو ضرور جدا کرے گا اور منافقوں کو جدا (ہر ایک کا حال کھول دیگا) ف۱۰ اور کافر

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ

واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے پیروی کرو راہ ہماری کی اور چاہئے کہ اٹھا لیویں ہم گناہ تمہارے اور نہیں وہ اٹھانے والے

مسلمانوں سے کہتے ہیں ہماری راہ پر چلو (کفر اختیار کرلو) اور (قیامت کا اگر تم کو ڈر ہے تو) تمہارے گناہوں کے بوجھ ہم (اُس دن) اُٹھا لیں گے جھوٹ بکتے ہیں وہ

ف۱ اس کو نہ کسی کی عبادت سے کوئی فائدہ ہے اور نہ کسی کے گناہ سے کوئی نقصان۔ بلکہ اگر کسی کو توفیق ملی ہے تو اسے مزید اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ (دیکھئے سورہ آل عمران ۹۷ و سورہ نمل ۴۰)

ف۲ حتیٰ کہ بعض کے نزدیک کفر کی حالت میں جو نیک عمل کئے تھے ان کی جزا بھی مل جائے گی اور پھر ایمان لانے کے بعد ایک نیکی کا دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ بدلہ ملیگا (قرطبی) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیگی اور برائیاں معاف ہو جائیں گی۔ (موضح)

ف۳ یعنی ان کی خدمت کرے اور اُن سے عاجزی سے پیش آئے۔ (دیکھئے سورۂ اسرا آیت ۲۳-۲۴)

ف۴ "یعنی جس کے شریک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔" بھلا شرک پر دلیل کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ تو وہم پرستی اور اندھی تقلید سے وجود میں آیا ہے۔

ف۵ اس لئے کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ ماں باپ ہوں یا کوئی اور سب کی اطاعت اس صورت میں ہے جب ان کا حکم اللہ و رسولؐ کے حکم کے مطابق ہو یا کم ازکم اس کے خلاف نہ ہو۔ مروی ہے کہ یہ آیت حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب وہ اسلام لائے تو اُن کی والدہ نے کہا: "کیا اللہ نے تمہیں ماں سے نیک سلوک کرنے کا حکم نہیں دیا؟ اللہ کی قسم جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انکار نہ کروگے میں نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی یہاں تک کہ مرجاؤں"۔ چنانچہ اس نے مرن برت رکھ لیا۔ اس کے رشتہ دار جب اسے کھلانا چاہتے تو اس کا منہ کھول کر زبردستی کھلاتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی بتلاؤں گا کہ تمہارے اعمال کہاں تک نیک تھے اور کہاں تک بُرے؟ پھر ہر ایک کو نیک اعمال کی جزا اور بد اعمال کی سزا دوں گا۔

ف۷ یعنی ان کا حشر نیکوں کے ساتھ کرینگے یا انہیں نیکوں کی جگہ (جنت) میں داخل کریں گے اور پھر ایسی اولاد اپنے مشرک والدین کے ساتھ نہیں اٹھائی جائے گی گو دنیا میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ قریبی رشتہ تھا کیونکہ قیامت کے دن حشر انہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت دینی تھی۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر کفر و معصیت سے باز آجانا چاہئے۔ یہ ان کافروں اور بدعتیوں کی پہنچائی ہوئی تکلیفوں سے ڈر کر ایمان اور حق بات کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور ایمان سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ یہ حال منافقین کا ہے۔ (دیکھئے سورہ حج آیت ۱۱)

ف۹ حالانکہ جھوٹ بولتے ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے۔ (سورہ نسا آیت ۱۴۱)

ف۱۰ "جو اُن کے دلوں کا حال اس پر پوشیدہ ہے"؟

ف۱۱ یعنی ایسی آزمائشیں بھیج کر اور ایسے حالات پیدا کرکے جن میں یہ منافق اپنے دلوں کا حال چھپائے نہیں رہ سکیں گے۔

ف۱ اسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے: مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔ (دیکھئے سورہ نحل آیت ۲۵) جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اپنا وبال بھی ہے اور ان تمام لوگوں کا وبال بھی جنہوں نے اس برے طریقہ کی پیروی کی۔ (شوکانی بحوالہ صحیح مسلم من ابی ہریرہ) نیز دیکھئے۔ (سورۃ نحل آیت ۲۵)

مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا

گناہ اُن کے سے کچھ تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھاویں گے بوجھ اپنے اور بوجھ

ذرا بھی اُن کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے والے نہیں اور وہ تو (خود) اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ

مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَقَدْ

ساتھ بوجھوں اپنے کے اور البتہ پوچھے جاویں گے دن قیامت کے اس چیز سے کہ تھے باندھ لیتے اور البتہ تحقیق

دوسرے (لوگوں کے) بوجھ (جنکو انہوں نے گمراہ کیا ہے) اور بیشک قیامت کے دن اُن سے پوچھا جائے گا جو (دنیا میں) جھوٹ باندھتے رہے ف۲ اور ہم

ع ۱۲ / ۱۳

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ

بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم اُس کی کی پس رہا بیچ ان کے ہزار برس مگر پچاس برس

نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیج چکے ہیں ف۳ وہ پچاس کم ہزار برس تک اُن میں رہا (اُن کو سمجھایا کیا لیکن اُنہوں نے نہ مانا)

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ

پس پکڑا اُن کو طوفان نے اور وہ ظالم تھے پس نجات دی ہم نے اس کو اور کشتی والوں کو اور

آخر طوفان نے اُن کو آدبایا اور وہ (خود) قصوروار تھے ف۴ اور ہم نے نوحؑ کو بچا دیا اور جو اُس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اور

جَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ

کیا ہم نے اس کو نشانی واسطے عالموں کے اور بھیجا ہم نے ابراہیمؑ کو جس وقت کہا اس نے واسطے قوم اپنی کے کہ عبادت کرو اللہ کو اور

ہم نے اس کشتی کو سارے جہان کے لئے (خدا کی قدرت کی) ایک نشانی بنایا ف۵ اور ابراہیمؑ کو (بھی بھیجا) جب اُس نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ کو پوجو اور اُس سے

اتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

ڈرو اس سے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے سوائے اس کے نہیں کہ عبادت کرتے ہو سوائے

ڈرو ف۶ اگر تم سمجھو تو یہ (ایمان لانا) تمہارے لئے بہتر ہے (دنیا اور آخرت میں) ف۷ تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بس بتوں کو

اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اللہ کے بتوں کو اور بنا لیتے ہو جھوٹ ف۸ تحقیق جن کو عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا کے

پوجتے ہو اور آپ ہی (اُن کو) تراش کر بنا لیتے ہو (یا جھوٹی باتیں بناتے ہو) جن دیوتاؤں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو

لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا

نہیں مالک واسطے تمہارے رزق کے پس ڈھونڈو نزدیک خدا کے رزق اور عبادت کرو اس کو اور شکر کرو

وہ تم کو روزی دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے (اگر تم کو روزی مانگنا ہے) تو اللہ تعالیٰ سے روزی مانگو اور اسی کو پوجو اور اُسی کا شکر کرو

لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا

اُس کا طرف اُسی کی پھیرے جاؤ گے اور اگر جھٹلاؤ تم پس تحقیق جھٹلایا تھا اُمتوں نے ف۱۰ پہلے تم سے اور نہیں

اور اسی کی طرف تم کو لوٹ جانا ہے ف۹ اور اگر تم مجھ کو جھٹلاؤ تو (کوئی نئی بات نہیں) تم سے پہلے کئی اُمتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکی ہیں اور

عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ

اوپر پیغمبر کے مگر پہنچا دینا ظاہر کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ کیونکر پہلی بار کرتا ہے اللہ پیدائش کو

پیغمبر کا کام اور کچھ نہیں کھول کر (اللہ کا پیام) پہنچا دینا ہے ف۱۱ کیا اُن لوگوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ شروع میں کیونکر پیدا کرتا ہے پھر

ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے رہے۔ مقاتلؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم تمہارے ذمہ دار ہیں جو وبال تم پر پڑے گا ہم اسے اپنے سر لینگے۔ اس پر بھی ان سے سوال اور مواخذہ کیا جائے گا۔

ف۳ سورہ کے آغاز میں جو یہ فرمایا گیا تھا کہ ہم نے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی ہے اسی کی تصدیق اور تفصیل کے لئے یہاں سے حضرت نوحؑ اور دوسرے انبیاءؑ کے واقعات نقل کئے جا رہے ہیں اور اس سے آنحضرتؐ کو تسلی دینا بھی مقصود ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۴ حضرت نوحؑ کے اپنی قوم کو سمجھانے کی مدت ساڑھے نو سو سال تھی۔ ظاہر ہے کہ منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے بھی انہوں نے عمر کا ایک حصہ گزارا ہوگا اور طوفان کے بعد بھی زندہ رہے ہوں گے۔ اس لئے مفسرین میں سے بعض ان کی کل عمر ۱۴۰۰ اور بعض ۱۷۰۰ سال بتاتے ہیں۔ بہرحال ان کی عمر کم سے کم ایک ہزار سال تو ہونی ہی چاہیئے۔ (شوکانی) بائیبل نے ان کی کل عمر ۹۵۰ سال بتائی ہے۔

ف۵ وہ صدیوں تک جودی پہاڑ کی چوٹی پر موجود رہی اور بعد کی نسلوں کو خبر دیتی رہی کہ اس سرزمین میں کبھی ایسا طوفان آیا تھا۔ جس کی بدولت یہ اتنی بڑی کشتی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "و جعلناھا" میں "ھا" کی ضمیر اس واقعہ یا عذاب کے لئے قرار دی جائے۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی اس کے ساتھ شرک اور اس کی نافرمانی کرنے سے ڈرو۔

ف۷ اور شرک میں کسی طرح کی کوئی بہتری نہیں ہے یا "اگر تمہیں کچھ بھی علم ہے" جس سے تم خیر و شر میں تمیز کر سکو۔ (شوکانی)

ف۸ جو ان بتوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہو۔ بلکہ تمہارا ان بتوں کو گھڑنا خود ایک جھوٹ گھڑنا ہے۔

ف۹ نہ کہ کسی اور کی طرف، لہٰذا تمہارا انجام اور تمہاری عاقبت سنوارنا بھی صرف اسی کے اختیار میں ہے۔

ف۱۰ جیسے حضرت نوحؑ، ہود اور صالح علیہم السلام کی قومیں۔ مگر دیکھ لو کہ ان قوموں نے پیغمبروں کو جھٹلا کر پیغمبروں کا کچھ بگاڑا یا اپنا انجام خود خراب کیا۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کا کلام ہے یا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہو اور مخاطب کفارِ قریش ہوں۔ (شوکانی)

ف۱۱ کسی کے ماننے یا نہ ماننے کی اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (وحیدی)

ثُمَّ يُعِيدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑲ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

پھر دوبارہ کریگا اُس کو تحقیق یہ اُوپر اللہ کے آسان ہے ف۱ کہہ سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو کر

(جس نے شروع میں پیدا کیا) وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دونوں آسان ہیں (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دے (ذرا) زمین میں تو پھرو اور دیکھو اللہ تعالیٰ

كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ

کیونکر شروع کیا ہے اللہ نے پیدائش کو پھر اللہ ہی پیدا کرے گا پیدائش پچھلی کو تحقیق اللہ تعالیٰ اُوپر ہر

نے پیدائش کیونکر شروع کی پھر وہی اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) پچھلا اُٹھان بھی اُٹھائے گا (آخری پیدائش بھی وہی کرے گا) بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑳ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ㉑

چیز کے قادر ہے عذاب کرتا ہے جس کو چاہے اور بخش دیتا ہے جس کو چاہے اور طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے

کرسکتا ہے ف۲ وہ (دوبارہ پیدا کرنے کے بعد) جس کو چاہے گا عذاب کریگا اور جس پر چاہے گا رحم کرے گا اور اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور نہیں تم عاجز کرنے والے بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ کے

اور تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے نہ زمین میں (رہ کر) نہ آسمان میں ف۳ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ㉒ۧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَاۗىِٕهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ

کوئی دوست اور نہ مدد دینے والا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور ملاقات اُس کی کے یہ لوگ

سرپرست (حمایتی) نہیں نہ مددگار ف۴ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کو (حشر نشر کو) نہ مانا وہ

يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ㉓ فَمَا كَانَ جَوَابَ

نا اُمید ہوئے رحمت میری سے اور یہ لوگ واسطے ان کے ہے عذاب درد دینے والا پس نہ تھا جواب

میری مہربانی سے نا اُمید ہوئے ف۵ اور اُن کو تکلیف کا عذاب ہوگا پھر ابراہیمؑ کی قوم نے (ان باتوں کا)

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ

قوم اس کی کا مگر یہ کہ کہتے تھے مار ڈالو اُس کو یا جلا دو اس کو پس نجات دی اُس کو خدا نے آگ سے ف۶ تحقیق بیچ

کچھ جواب نہ دیا یہی کہا اُس کو مار ڈالو یا (آگ میں) جلا دو اور اُس کو آگ میں ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے اُس کو آگ سے بچا دیا (آگ ٹھنڈی ہوگئی)

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ㉔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور کہا ابراہیمؑ نے سوائے اس کے نہیں کہ پکڑا تم نے سوائے خدا کے

بیشک اسمیں (ابراہیمؑ کے آگ سے بچ جانے میں) ایماندار لوگوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی) نشانیاں ہیں ف۷ اور ابراہیمؑ نے (جب آگ سے باہر آیا) کہا تم تو بس خدا کے سوا جو دیوتاؤں

اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ

بُتوں کو دوستی سے درمیان اپنے بیچ زندگانی دُنیا کے پھر دن قیامت کے کافر ہو جاویں گے

کو مانتے ہو تو دُنیا کی زندگی میں اپنی دوستی قائم رکھنے کو ف۸ پھر قیامت کے دن (تمہارا یہ حال ہونا ہے) ایک کو

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ

بعضے تمہارے بعضوں سے اور لعنت کریں گے بعضے تمہارے بعضوں کو اور جگہ رہنے تمہارے کی آگ ہے اور نہیں واسطے

ایک نہ مانے گا اور ایک پر ایک لعنت کرے گا ف۹ اور (آخر) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا

ف۱ بلکہ دوبارہ پیدا کرنا "نشأتِ اولیٰ" سے زیادہ آسان ہے۔ جیسے فرمایا: وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۔ اور وہی ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے اور یہ اعادہ (دوبارہ پیدا کرنا) اس کے لئے آسان تر ہے۔ (روم: ۲۷)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ پہلی پیدائش کیا کم عجیب ہے جو باوجود اتنی کثرت کے اپنے رنگ وطبائع اور بولیوں کے اعتبار سے باہم مختلف ہے اور پھر آدمی کس طرح مختلف اطوار کے بعد پیدا ہوتا ہے تو جو پروردگار ایسے عجیب کام کرتا ہے۔ اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ انسان کو دوبارہ پیدا کر سکے۔ (وحیدی بتصرف)

ف۳ یعنی تم اس کی گرفت سے بچ کر کہیں نہیں بھاگ سکتے۔ جہاں ہوگے یا جہاں جاؤ گے بہرحال اس کی گرفت میں ہوگے۔ (دیکھئے سورہ الرحمٰن آیت ۳۳) اور جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: ولو كنتم في بروج مشيدة۔ (قرطبی)

ف۴ مطلب یہ ہے کہ نہ تم خود اتنے زورآور ہو کہ کہیں بھاگ کر خدا کی گرفت سے نکل سکو اور نہ تمہارے کوئی حمایتی و مددگار ہیں جو تمہیں خدا کی گرفت سے بچا سکیں۔

ف۵ یہی وجہ ہے کہ ان پر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی یا قیامت کے دن میری رحمت (جنت) سے مایوس ہو جائیں گے۔ یہ چند آیات کفارِ مکہ کی تذکیر وتحذیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور جملہ معترضہ ہیں۔ ان کے بعد پھر حضرت ابراہیمؑ کا قصہ شروع ہو رہا ہے۔ (قرطبی)

ف۶ "ان کو آگ میں ڈال دیا" کی اگرچہ آیت میں تصریح نہیں ہے لیکن بعد کے جملہ "اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے بچا دیا" سے خود بخود نکلتی ہے۔ باقی رہا آگ کا ٹھنڈا ہونا تو اس کی تصریح سورہ انبیاء کی اس آیت میں کر دی گئی ہے: قلنا يا نار كوني بردا وسلاما على ابراهيم۔ (آیت: ۶۹) ہم نے کہا اے آگ ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈک اور راحت بن جا۔ ظاہر ہے کہ اگر حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا ہی نہ گیا ہو تو آگ کو یہ حکم دینے کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں اور نہ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے بچایا۔

ف۷ کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خاندان اور اپنی قوم کی مخالفت مول لی اور بڑی سے بڑی آزمائش کا سامنا کیا حتیٰ کہ آگ میں ڈال دیئے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر ان کی مدد فرمائی اور آگ تک کو ان پر ٹھنڈک اور آرام بن جانے کا حکم دیا۔ (شوکانی وغیرہ)

ف۸ یعنی اس لئے کہ تمہاری اجتماعیت کی عمارت استوار رہے اور گرنے نہ پائے۔ یعنی تم ڈرتے ہو کہ اگر تم نے ان معبودوں کی پرستش چھوڑ دی تو معاشرے کے لوگ ایک دوسرے سے پھٹ جائیں گے اور باہمی دوستی اور محبت کے علاقے کٹ جائیں گے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی جب قیامت کے روز عذاب دیکھیں گے تو تمہاری دوستی و محبت کے تمام رشتے کٹ جائیں گے اور تم ایک دوسرے کو ملامت کرو گے، چیلے گرُوؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ اور گرُو چیلوں سے لاتعلقی کا اظہار کریں گے۔ تابع اور متبوع ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے۔ (دیکھئے بقرہ: ۱۶۶)

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ

تمہارے کوئی مدد گار ۔ پس ایمان لایا واسطے اُس کے لُوطؑ اور کہا ابراہیمؑ نے تحقیق میں وطن چھوڑنے والا ہوں طرف رب اپنے کی تحقیق

مدد نہ کرے گا ۔ تو لُوطؑ اُس پر ایمان لایا ف۱ اور ابراہیمؑ نے کہا میں تو وطن چھوڑ کر اپنے مالک کی طرف (جہاں اُس کو منظور ہو) نکل جاؤں گا

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ

وہی ہے غالب حکمت والا اور دیا ہم نے اُس کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور کی ہم نے بیچ

بے شک وہی زبردست ہے حکمت والا ف۲ اور ہم نے (وطن چھوڑنے کے بعد) اُس کو اسحاقؑ (بیٹا) اور یعقوبؑ (پوتا) دیا اور اُس کی

ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

اولاد اُس کی کے پیغمبری اور کتاب اور دیا ہم نے اُس کو ثواب اُس کا بیچ دنیا کے اور تحقیق وہ بیچ آخرت کے

اولاد میں پیغمبری اور (اللہ تعالیٰ کی) کتابیں اُترنا قائم رکھا ف۳ اور ہم نے اُس کو دُنیا میں بھی (اُس کی نیکیوں کا) بدلہ دیا اور آخرت میں تو وہ

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ

البتہ صالحوں سے ہے اور بھیجا ہم نے لُوطؑ کو جس وقت کہ کہا اُس نے واسطے قوم اپنی کے تحقیق تم کیا کرتے ہو تم بے حیائی

نیک بندوں میں ہی ہے ف۴ اور لوطؑ (کو بھی بھیجا) جب اُس نے اپنی قوم والوں سے کہا تم تو ایسی بے شرمی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

نہیں پہلے کیا تم سے اُس کو کسی نے عالموں میں سے کیا تم تحقیق آتے ہو مردوں کے پاس

سارے جہان میں کسی نے نہیں کیا (لواطت اور لونڈے بازی) کیا تم (عورتوں کو چھوڑ کر) مردوں سے صحبت کرتے ہو

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ڏ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ

اور کاٹتے ہو راہ اور کرتے ہو بیچ مجلس اپنی کے بے حیائی پس نہ تھا جواب

اور رستہ لوٹتے ہو (مسافروں کو ستاتے ہو) اور اپنی مجلس میں بُرا کام کرتے ہو ف۵ پھر اُس کی قوم نے (ان باتوں کا) کوئی

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

قوم اُس کی کا مگر یہ کہ کہتے تھے لے آ ہمارے پاس عذاب اللہ کا اگر ہے تو سچوں سے

جواب نہیں دیا یہی کہنے لگے اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر لے آ ف۶

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ

کہا لُوطؑ نے اے رب میرے مدد دے مجھ کو اوپر قوم مفسدوں کے اور جب آئے بھیجے ہوئے ہمارے

لُوطؑ نے (عاجز ہو کر) دُعا کی یا میرے خدا ان فسادی لوگوں پر میری مدد کر (اُن کو تباہ اور برباد کر یہ ماننے والے نہیں) اور (ایسا ہوا کہ) جب ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کو

اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا

ابراہیمؑ کے پاس ساتھ بشارت کے کہا انہوں نے تحقیق ہم ہلاک کرنے والے ہیں اہل اس بستی کے کو تحقیق رہنے والے اس

(لڑکا پیدا ہونے کی) خوشخبری دینے آئے تو اُنہوں نے ذکر کیا ہم (خدا کے حکم سے) اس بستی (سدوم) والوں کو تباہ کریں گے یہ بستی والے

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ

کے ہیں ظالم کہا تحقیق بیچ اُس کے لُوطؑ ہے کہا انہوں نے کہ ہم خوب جانتے ہیں اُس شخص کو جو بیچ اُسکے ہے

(بڑے) شریر ہیں ف۷ ابراہیمؑ نے کہا اُس بستی میں تو لُوطؑ (بھی) رہتا ہے (تم اُس کو کیسے تباہ کرو گے) اُنہوں نے کہا ہم کو خوب معلوم ہے جو لوگ اُس بستی

ف۱ یعنی حضرت ابراہیمؑ کا یہ وعظ سُن کر ان کا بھتیجا ..... الخ

ف۲ یعنی وہ میری حمایت و حفاظت پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے "کوفی" سے جو کہ کوفہ کی بستیوں میں سے ایک بستی تھی حران کو ہجرت کی اور وہاں سے شام چلے گئے۔ اس سفر میں ان کے ساتھ ان کی بیوی سارہؑ اور اُن کے بھتیجے حضرت لوطؑ تھے۔ جب حضرت عثمانؓ نے اپنی بیوی (حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سمیت حبشہ کی طرف ہجرت کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا: "وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔ (فتح القدیر بحوالہ ابن عساکر وغیرہ)

ف۳ چنانچہ ان کے بعد جتنے انبیا دنیا میں آئے سب انہی کی اولاد میں سے آئے اور یہاں "الکتاب" کا تورات و انجیل اور الفرقان سب کو شامل ہے۔ (قرطبی)

ف۴ دنیا میں یہ بدلہ دیا کہ انہیں نیک اولاد عطا فرمائی۔ سلسلۂ نبوت کو ان ہی کے خاندان میں جاری کیا اور رہتی دنیا تک ان کا ذکر خیر باقی رکھا۔ چنانچہ تمام امتیں چاہے وہ یہودی ہوں یا نصاریٰ یا مسلمان، انہیں اپنا پیشوا مانتی ہیں۔ مسلمان تو ان پر ہر نماز میں درود بھیجتے ہیں اور آخرت میں انکے نیک بندوں میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھرپور اجر اور علی مرتبے کے مستحق ہیں۔ اس آیت میں دین حق کی خاطر صبر کرنے میں حضرت ابراہیمؑ کی اقتدا کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی فحش اور بدکاری کے کام چھپ کر نہیں بلکہ اپنی مجلسوں میں کھلم کھلا، ایک دوسرے کے سامنے، کرتے ہو۔ اسی کو سورہ نمل میں یوں فرمایا: اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔ کیا تم اسی طرح بدکاری کا ارتکاب کرتے ہو کہ آنکھوں سے (اسے ہوتا) دیکھ رہے ہوتے ہو؟" (آیت ۵۴)

ف۶ سورہ اعراف میں ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ۔ پھر ان کی قوم والوں نے کوئی جواب (ان باتوں کا) نہ دیا۔ یہی کہنے لگے کہ انہیں اپنی بستی سے نکال دو۔ (کذا فی سورہ نمل) اور یہاں ان کا جواب یہ نقل کیا گیا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو عذاب لے آؤ۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے تو حضرت لوطؑ کے سمجھانے پر انہوں نے بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی ہو اور پھر تنگ آ کر عذاب کا مطالبہ کر دیا ہو۔ یا ممکن ہے ترتیب اس کے برعکس ہو۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی)

ف۷ سورہ ہود اور حجر میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ جو فرشتے قوم لوطؑ کو تباہ کرنے بھیجے گئے۔ وہ پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ہاں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت سارہؑ کو حضرت اسحاقؑ اور ان کے بعد حضرت یعقوبؑ کی خوشخبری دی اور پھر حضرت ابراہیمؑ کے دریافت کرنے پر بتایا کہ ہمیں قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے بھیجا گیا ہے۔

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ

البتہ نجات دیں گے ہم اُس کو اور اہل اُس کے کو مگر جورو اُس کی کہ ہے پیچھے رہنے والوں سے اور جب ہوا یہ کہ

میں ہیں ہم لُوطؑ اور اُس کے گھر والوں کو بچا دیں گے ایک اُس کی جورو البتہ رہنے والوں میں رہ جائے گی ف۱ اور جب ہمارے

جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ

آئے بھیجے ہوئے ہمارے لُوطؑ کے پاس ناخوش ہوا ساتھ اُن کے اور تنگ ہوا ساتھ اُن کے دل میں اور کہا انہوں نے مت ڈر

فرشتے لُوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ اُن (کے آنے) سے ناخوش ہوا اور اُس کا دل تنگ ہو گیا ف۲ اور فرشتے کہنے لگے تو ڈر نہیں

وَلَا تَحْزَنْ قف اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

اور مت غم کھا تحقیق ہم نجات دینے والے ہیں تجھ کو اور اہل تیرے کو مگر عورت تیری کو کہ ہے پیچھے رہنے والوں سے

اور رنج نہ کر ف۳ ہم تجھ کو اور تیرے گھر والوں کو (عذاب سے) بچا دیں گے البتہ تیری جورو رہنے والوں میں شریک ہے (وہ عذاب میں مبتلا ہوگی)

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

تحقیق ہم اُتارنے والے ہیں اوپر رہنے والے اس بستی کے عذاب آسمان سے بہ سبب اس کے کرتے وہ

ہم اُن بستی والوں پر اُن کے بُرے کاموں کی سزا میں آسمان سے عذاب اُتاریں گے

يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ

فسق کرتے اور البتہ تحقیق چھوڑ رکھا ہم نے اس میں سے نشانی ظاہر واسطے اُس قوم کے کہ جانتے ہیں اور طرف مدین کی

(پتھر برسائیں گے) اور ہم نے عقلمند لوگوں کے لئے اُس بستی میں سے ایک کھلا نشان چھوڑ دیا ف۴ اور (ہم نے) مدین والوں

اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ

بھائی اُن کے شعیبؑ کو پس کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو اور اُمیدوار ہو دن پچھلے کے اور

کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ (پیغمبرؑ) کو بھیجا اُس نے کہا بھائیو اللہ کو پوجو اور آخرت کے دن کا خیال رکھو

لَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

مت پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے پس جھٹلایا اُس کو پس پکڑا اُن کو زلزلے نے

اور ملک میں اتنا بہت دھند (اندھیرا) مت مچاؤ اُنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا آخر بھونچال نے اُن کو آ دبایا

فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ ز وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ

پس صبح اُٹھے بیچ گھروں اپنے کے زانو پر گرے ہوئے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو اور تحقیق ظاہر میں

تو اپنے گھروں میں (مرکر) اوندھے رہ گئے ف۵ اور عاد اور ثمود (کی قوموں کو بھی ہم نے تباہ کیا) اور اُن کے (اُجڑے) گھر ایک

لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ قف وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

واسطے تمہارے گھر اُن کے اور زینت دی تھی واسطے اُن کے شیطان نے عملوں اُن کے کو پس بند کیا اُن کو

تم کو (شام کے رستے میں) دکھائی دیتے ہیں ف۶ اور شیطان نے (کیا کیا) اُن کے (بُرے) کاموں کو انہیں اچھا کر دکھایا اور (اس فریب سے) اُن کو (بچی)

عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ لا وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ قف

راہ سے اور تھے سب کچھ دیکھنے والے اور ہلاک کیا قارون کو اور فرعون کو اور ہامان کو

راہ سے روک دیا (توحید کی راہ سے) اور وہ (اچھے خاصے) ہوشیار لوگ تھے ف۷ اور قارون اور فرعون اور ہامان (کو بھی ہم نے برباد کیا)

ف۱ اور انہی کے ساتھ تباہ ہوگی۔

ف۲ کہ یہ فرشتے خوبصورت مردوں کی شکل میں آئے تھے اور حضرت لُوطؑ کو اپنی قوم کے اخلاق و عادات کا علم تھا۔ اس لئے وہ ان مہمانوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوئے کہ ان مہمانوں کو قوم کے غنڈوں سے کیونکر بچاؤں گا۔

ف۳ یعنی اس بات سے نہ ڈرو کہ قوم کے غنڈے ہمارا کچھ بگاڑ سکیں گے اور نہ اس بات کا رنج (فکر) کرو کہ ہمیں ان کے قابو میں آنے سے کیونکر بچا پاؤگے کیونکہ ہم انسان نہیں، فرشتے ہیں جو اس قوم پر عذاب نازل کرنے بھیجے گئے ہیں۔ اتمام حجت کے لئے ہم ان شکلوں میں آئے ہیں۔ سورہ ہود میں یہ تصریح ہے کہ فرشتوں نے یہ بات اس وقت کہی جب غنڈے حضرت لوطؑ کے گھر آ دھمکے اور مطالبہ کرنے لگے ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ اس وقت حضرت لوطؑ پریشان ہو کر پکار اُٹھے: لَوْ اَنَّ لِىْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِىْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ اس پر فرشتوں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ۔ اے لوطؑ، ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ تم تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۴ تاکہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ کھلی نشانی سے مراد وہ پتھر بھی ہیں جو آسمان سے برسے تھے اور اس سرزمین میں موجود ہوں گے اور بقول مجاہدؒ وہ کالا پانی بھی جو اس سرزمین میں پایا جاتا ہے اور ان دنوں "بحر لوط" یا "بحر میت" کے نام سے مشہور ہے۔ (شوکانی) اس کھلی نشانی کے متعلق سورہ حجر میں ارشاد ہے: وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ۔ اور یہ بستی تو سیدھے راستہ پر ہے۔ (آیت ۷۶) اور سورہ صافات میں ہے: "وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ - اور تم صبح اور رات کے وقت ان کے پاس سے گزرتے ہو" (آیت ۱۳۷)

ف۵ تفصیل کے لئے دیکھئے سورہ اعراف رکوع ۱۱، سورہ ہود رکوع ۸ مع حواشی

ف۶ شام کے راستے میں خیبر و تیما سے تبوک تک قوم ثمود کے آثار پائے جاتے ہیں اور قوم عاد کے آثار جزیرۂ عرب کے جنوبی علاقہ میں، جو احقاف اور حضرموت کے نام سے مشہور ہے، پائے جاتے ہیں۔ اب اگر یہ آثار مٹ چکے ہوں تو نزول قرآن کے زمانہ میں تو ضرور پائے جاتے ہوں گے اور عرب کا بچہ بچہ ان سے واقف ہوگا۔

ف۷ یعنی جاہل اور بدھو قسم کے لوگ نہ تھے۔ بڑے ہنرمند اور ترقی یافتہ تھے اور اپنے دنیوی معاملات بڑی ہوشیاری اور زیرکی سے سرانجام دیتے تھے مگر شیطان نے ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا تھا اس لئے وہ دین کی سچی راہ نہ پا سکے۔

وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا

اور البتہ تحقیق آیا اُن کے پاس موسیٰؑ ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس تکبر کیا انہوں نے بیچ زمین کے اور نہیں

اور اُن کے پاس موسیٰؑ کھلی نشانیاں لے کر آیا پھر وہ ملک میں اکڑتے ہی رہے (اللہ تعالیٰ کو نہ مانا) اور ہم سے بچ کر آگے نہ

كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا

تھے ہم سے آگے نکل جانے والے پس ہر ایک کو پکڑا ہم نے ساتھ گناہوں اس کے کے پس بعض اُن میں سے وہ شخص ہے کہ بھیجا ہم نے

جا سکے (ہم نے اُن کو پکڑ لیا اور مار ڈالا) تو ہم نے اُن لوگوں میں سے جن کا ذکر اُوپر ہوا) ہر ایک کو اُس کے قصور کی سزا میں پکڑ لیا اُن میں سے بعضوں پر تو ہم

عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّن

اُوپر اُس کے مینہ پتھروں کا اور بعض اُن میں سے وہ ہے کہ پکڑا اُس کو آواز سخت نے اور بعض اُن میں سے وہ ہے

نے پتھراؤ کیا (لوطؑ کی قوم پر) اور بعضوں کو چنگھاڑ نے آ دبایا (ثمود اور مدین والوں کو) اور بعضوں کو ہم نے زمین میں

خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ

کہ دھنسا دیا ہم نے اُس کو زمین میں اور بعض اُن میں سے وہ ہے کہ ڈبو دیا ہم نے اُس کو اور نہ تھا اللہ تعالیٰ کہ ظلم کرے اُن کو

دھنسا دیا (قارون اور اس کے ساتھیوں کو) بعضوں کو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا ف۱ اور (بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ اُن پر (کیوں ظلم کرنے لگا

وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن

ولیکن تھے وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے مثال اُن لوگوں کی کہ پکڑتے ہیں

تھا (کہ ناحق اُن کو برباد کرتا) مگر وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ف۲ جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کے سوا دوسرے (دیوتا)

دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ

سوائے اللہ کے دوست مانند مکڑی کے ہے کہ بناتی ہے گھر اور تحقیق بہت سست

سرپرست بنا رکھے ہیں اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے وہ بھی (اپنے نزدیک) ایک (مضبوط) گھر بناتی ہے ف۳ حالانکہ سب

الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا

گھروں میں البتہ گھر مکڑی کا ہے کاش کہ ہوتے جانتے تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ

گھروں میں بودے سے بودا مکڑی کا گھر ہے کاش یہ لوگ سمجھتے ہوتے ف۴ جن چیزوں کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ

يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ

پکارتے ہیں سوائے خدا کے کسی چیز سے اور وہ ہے غالب با حکمت اور یہ

کے سوا پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو (خوب) جانتا ہے ف۵ اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۶ اور ہم یہ

الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ

مثالیں ہیں کہ بیان کرتے ہیں ہم اُن کو واسطے لوگوں کے اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر علم والے پیدا کیا ہے

مثالیں لوگوں کے (سمجھانے کے لئے) بیان کرتے ہیں اور جو علم والے ہیں وہی اُن کو سمجھتے ہیں ف۷ اللہ تعالیٰ نے

اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾

اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے ایمان والوں کے

آسمان اور زمین حکمت سے بنائے ہیں ف۸ بے شک ایمانداروں کے لئے اس میں نشانی ہے ف۹

(وقف لازم) ع ۴ / ۱۶

المنزل ۵

ف۱ حضرت نوحؑ کی قوم اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو جن میں ہامان بھی شامل تھا۔ ف۲ شرک اور مختلف انواع کے جرائم میں مبتلا تھے۔ اپنی فطرت کو بھی مسخ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جو پیغمبر بھیجے ان کی بھی ایک نہ سنی۔

ف۳ اور سمجھتی ہے کہ اس گھر میں گرمی، سردی اور بارش سے محفوظ رہوں گی مگر دراصل یہ حماقت اور نادانی ہے۔ (شوکانی)

ف۴ کہ ان کا اپنے ان دیوتاؤں کو سرپرست بنانا ایسا ہی ہے جیسا مکڑی کا گھر بنانا، جس طرح مکڑی کا گھونسلا چوٹ سے نیچے آ رہتا ہے اسی طرح ان کے دیوتاؤں کا آسرا بھی بودا ہے جو انہیں کسی مصیبت کے وقت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا، انہیں پکارنا اور نہ پکارنا یکساں ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب "مَا يَدْعُونَ" کے "ما" کو استفہامیہ قرار دیا جائے اور اگر اسے نافیہ قرار دیا جائے تو ترجمہ یوں ہوگا۔ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ لوگ اس کے سوا کسی چیز کو نہیں پکارتے یعنی وہ کوئی چیز نہیں ہے کہ اسے پکارنا اُن کے کسی کام آسکے اور یہاں ایک تیسرا احتمال بھی ہے کہ "ما" مصدریہ مان لیا جائے۔ (شوکانی)

ف۶ اسی کو پکارنا، اسی کے سامنے التجائیں کرنا اور اسی سے مرادیں مانگنا کام آسکتا ہے۔

ف۷ علم والوں سے مراد ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور آفاق میں پھیلی ہوئی نشانیوں پر سوچ بچار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی راسخ فی العلم کہلانے کے مستحق ہیں۔ (شوکانی)

ف۸ ان کے بنانے میں بندوں کی تمام ضرورتوں اور مصلحتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ ان کو تفریحاً الل ٹپ نہیں بنایا گیا ہے۔ (شوکانی۔ ابن کثیر) بعض نے حق سے مراد کلام اور قدرت بھی لی ہے۔ (قرطبی)

ف۹ یعنی جو لوگ دل میں جذبہ ایمان رکھتے ہوئے اس نظام کائنات پر غور کریں گے۔ ان پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ یہ نظام نہ کسی خالق کے بغیر چلتا ہے اور نہ اس کے ایک سے زیادہ خالق ہو سکتے ہیں۔ بس ایک ہی ذات پاک ہے جس نے اسے پیدا کیا اور وہی اس کی حقدار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ (ابن کثیر بتوضیح)

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ

پڑھ جو کچھ وحی کی جاتی ہے طرف تیری کتاب سے اور برپا رکھ نماز کو تحقیق نماز منع کرتی ہے

(اے پیغمبرؐ) جو قرآن تجھ کو بھیجا گیا ہے اسکو پڑھتا و۱ اور نماز درستی سے ادا کرتا رہ و۲ کیونکہ نماز (آدمی کو) بے حیائی

الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ ۴۵ وَلَا تُجَادِلُوْٓا

بیحیائی سے اور نامعقول سے اور البتہ یاد اللہ کی بہت بڑی ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ کرتے ہو تم اور مت جھگڑو

اور بُرے کام سے روکتی رہتی ہے و۳ اور اللہ تعالیٰ کی یاد (سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے و۴ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو (نیکی) تم کرتے ہو اور کتاب والوں

اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ ڰ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا

اہل کتاب سے مگر اس طرح سے کہ بہت اچھی ہے مگر جو لوگ کہ ظلم کریں ان میں سے اور کہو

(یہود اور نصاریٰ) سے جھگڑا نہ کرو مگر اچھے طور سے و۵ مگر جو اُن میں شرارت کریں و۶ اور یوں کہو ہم

اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰـهُنَا وَاِلٰــهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ

ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ اُتاری گئی ہے طرف ہماری اور اُتاری گئی ہے طرف تمہاری اور معبود ہمارا اور معبود تمہارا ایک ہے اور ہم

ایمان لائے اس پر جو ہم پر اترا (یعنی قرآن پر) اور جو تم پر اترا و۷ اور ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ ۴۶ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

واسطے اسکے مطیع ہیں اور اسی طرح اتاری ہم نے طرف تیری کتاب پس جو لوگ کہ دی ہم نے اُن کو کتاب

اسی کے تابعدار ہیں اور (اے پیغمبرؐ جیسے ہم نے اگلے پیغمبروں پر کتابیں اتاریں) اسی طرح تجھ پر بھی ہم نے کتاب اتاری پھر جن لوگوں کو ہم نے کتاب

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ ۴۷

ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور اُن مکے والوں میں سے بعض وہ شخص ہے کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اسکے اور نہیں انکار کرتے ساتھ نشانیوں ہماری کے مگر کافر

دی تھی (یہود اور نصاریٰ میں سے) وہ تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور ان (مکہ والوں مشرکوں) میں سے بھی بعضے ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں کو وہی نہیں مانتے جو

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ

اور نہیں تھا تو پڑھتا پہلے اس سے کچھ لکھا ہوا اور نہ لکھتا تو اس کو داہنے ہاتھ اپنے سے اس وقت البتہ دھوکا کرتے

(ان اہل کتاب اور مشرکوں میں) ہٹ دھرم ہیں اور (اے پیغمبرؐ) قرآن (اترنے) سے پہلے نہ تو تو کوئی کتاب پڑھ سکتا تھا اور نہ اپنے ہاتھ سے اسکو لکھ سکتا تھا (کیونکہ تو

الْمُبْطِلُوْنَ ۝ ۴۸ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا

جھوٹے بلکہ وہ آیتیں ہیں روشن بیچ سینوں ان لوگوں کے کہ دیے گئے ہیں علم اور نہیں

اُمّی تھا نہ پڑھا نہ لکھا) اگر پڑھا لکھا ہوتا تو یہ جھوٹے (دغاباز) ضرور شبہ کرتے و۸ بات یہ ہے کہ یہ قرآن کیا ہے کھلی کھلی آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنکو (خدا کی

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ ۴۹ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ

جھگڑا کرتے ساتھ آیتوں ہماری کے مگر ظالم اور کہا انہوں نے کیوں نہیں اُتاری گئیں اوپر اُس کے نشانیاں رب اُس کے سے

طرف سے) علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کو وہی نہیں مانتے جو بے انصاف ہیں اور (مشرک) کہتے ہیں اس پیغمبر (حضرت محمدؐ) پر اسکے مالک کی طرف سے نشانیاں

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۵۰ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا

کہہ سوائے اسکے نہیں کہ نشانیاں نزدیک اللہ کے ہیں اور سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانیوالا ہوں ظاہر کیا نہیں کفایت کرتا ان کو یہ کہ اُتاری ہم نے

کیوں نہ اُتریں و۹ کہہ دے نشانیاں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں تو اور کچھ نہیں ایک کھلا ڈرانیوالا ہوں کیا ان لوگوں کو (یہ نشانی) بس نہیں کہ ہم نے

المنزل ۵

ف۱ اور لوگوں تک اس کے احکام و فرامین پہنچاتا رہ" تاکہ دل میں ایمان، سیرت کی پختگی اور مصائب و شدائد برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہو۔ ف۲ نماز سے مراد تمام فرض نمازیں ہیں اور اسے درستی سے ادا کرنے کا مطلب پورے ارکان و شرائط و سنن، طمانیت اور خشوع و خضوع سے ادا کرنا ہے۔ (قرطبی) مزید وضاحت کے لئے دیکھئے۔ (سورہ بقرہ حاشیہ آیت ۳) ف۳ یعنی آخر کار اس کے بے حیائی اور بُرے کاموں سے رُک جانے کا سبب بنتی ہے۔ اور یہ نا ممکن ہے کہ ایک شخص صحیح طور پر نماز گزار ہو اور پھر بے حیائی اور برے کاموں سے بھی چمٹا رہے۔ بعض روایات میں آنحضرتؐ نے بھی اس کی تصریح کی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت میں آنحضرتؐ نے فرمایا: اِنَّهٗ سَيَنْهَاهُ مَا تَقُوْلُ کہ اس کی یہ عادت اسے چوری سے روک دے گی، اور اگر نماز کا یہ اثر انسان کی عملی زندگی میں ظاہر نہ ہو تو سمجھنا چاہئے کہ وہ نماز، نماز ہی نہیں ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے: مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلَاتُهٗ عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلَاةَ لَهٗ کہ جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور بُرے کام سے نہ روکے، اس کی نماز، نماز ہی نہیں ہے اور دوسری روایت میں مزید فرمایا: لَمْ يَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا، کہ اس کی نماز اللہ تعالیٰ سے قرب کی بجائے دُوری ہی پیدا کرے گی۔ (ابن کثیر وغیرہ) اور "تنھی" کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں "الصلوات الخمس يمحوا الله بهن الخطايا" اور ہو سکتا ہے کہ خبر بمعنی امر ہو۔ یعنی جو شخص نماز پڑھتا ہے اسے چاہئے کہ معاصی کو ترک کر دے۔ (قرطبی)

ف۴ اور نماز اللہ کو یاد کرنے کی بہترین صورت ہے بلکہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ ہی کی یاد کو تازہ کرتے رہنا ہے۔ جیسے فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ کہ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (طٰہٰ: ۱۴) یا مطلب یہ ہے کہ بندہ تو اللہ کو یاد کرتا ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا اس سے بڑھ کر ہے اور وہ ہے بندے پر ہدایت اور نور علم کا فیضان۔ (قرطبی) شاہ صاحب اپنی توضیح میں لکھتے ہیں: "جتنی دیر نماز میں لگے اتنے تو ہر گناہ سے بچے۔ امید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے۔ یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔" (موضح)

ف۵ یعنی معقول دلائل اور شائستہ زبان کے ساتھ ان کے انبیا اور ان کی کتابوں کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے۔ یہی حکم اب بھی ہے (ابن جریر) نیز دیکھئے۔ (سورہ نحل: ۱۲۵)

ف۶ یعنی اگر وہ صریح بے انصافی، ضد اور ہٹ دھرمی پر تل جائیں تو ان سے ان کے رویہ کے مطابق سختی کا برتاؤ بھی کر سکتے ہو۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ان سے مراد مشرکین اہل کتاب ہیں۔ یا وہ جو آنحضرتؐ کو ایذا رسانی پر تلے رہتے تھے۔ بہر حال یہ آیت مکی ہے اس سے قتال ثابت نہیں ہوتا۔ (روح)

ف۷ یعنی تورات، انجیل، زبور اور ان دوسرے صحیفوں پر جو تمہارے انبیا پر نازل ہوئے۔ ایک حدیث میں بھی اسی کی تلقین فرمائی گئی ہے: لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا، گویا یہ بھی "وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" کی ایک صورت ہے۔ (تنبیہ) پہلی کتابوں کے متعلق اجمالی طور پر یہ تسلیم کرنا تو ضروری ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی ہیں، مگر عمل صرف قرآن و حدیث پر کیا جائے گا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے "کہ اہل کتاب سے کوئی مسئلہ دریافت نہ کرو اس لئے کہ وہ خود گمراہ ہو گئے تمہیں ہرگز ہدایت نہ کریں گے" پھر فرمایا: "اللہ کی قسم، اگر آج موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ (شوکانی)

ف۸ کہ پچھلی کتابوں کو دیکھ کر آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اس آیت میں آنحضرتؐ کے امی ہونے کو آپؐ کے دعوائے نبوت میں سچا ہونے پر دلیل ٹھہرایا ہے۔ (دیکھئے سورہ قصص آیت ۸۶ و سورہ یونس آیت ۱۶) بعض لوگوں نے صحیح بخاری میں صلح حدیبیہ والی روایت میں "اَخَذَ الْكِتَابَ" کہ قلم پکڑا اور لکھا سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرتؐ لکھنا پڑھنا جانتے تھے مگر یہ استدلال بچند وجوہ مخدوش ہے۔ اولاً تو صحیح بخاری کی دوسری روایت میں "اَمَرَ فَكَتَبَ" کے الفاظ ہیں جو وضاحت کے لئے کافی ہیں یعنی کہ آپؐ نے حکم دیا تو کاتب نے لکھا" اور پھر اسی روایت میں: "وَلَا يُحْسِنُ اَنْ يَّكْتُبَ" کے الفاظ ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کا اس موقع پر لکھنا بھی اعجازی حیثیت کا حامل ہے جو بجائے خود آپؐ کے سچا نبی ہونے کی دلیل ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر) ف۹ وہ اس کو زبانی یاد کریں گے اور بن دیکھے پڑھیں گے۔ یہ قرآن کے خدائی کتاب ہونے کی واضح دلیل ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں: "یہ وحی جو اُس پر آئی ہمیشہ کو بن دیکھے جاری رہے گی سینہ بسینہ۔ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے لکھنا افزود (زیادہ) ہے۔ (موضح) آیت کا دوسرا

مطلب ابن جریرؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کا اُمّی ہونا ان لوگوں کے سینوں میں، جو اہل کتاب میں سے ہیں۔ آپؐ کے سچا پیغمبر ہونے کی کھلی کھلی نشانیوں (میں سے) ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: یہ مطلب زیادہ واضح ہے (نیز دیکھئے: اعراف: ۱۵۷)

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۵/۱

اوپر تیرے کتاب پڑھی جاتی ہے اوپران کے تحقیق بیچ اس کے البتہ رحمت ہے اور نصیحت واسطے اُس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں

تجھ پر قرآن اتارا جو اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے اس میں ایمان والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے ف۱ (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے)

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَ

کہہ کہ کفایت ہے اللہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے گواہ جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور

کہہ دے اللہ بس ہے گواہ مجھ میں اور تم میں وہ آسمانوں اور زمین کی (سب) چیزیں جانتا ہے اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

وہ لوگ کہ ایمان لائے ساتھ جھوٹ کے اور کفر کیا ساتھ اللہ کے یہ لوگ وہی ہیں ٹوٹا پانے والے اور جلدی کرتے ہیں تجھ سے

جو لوگ جھوٹے معبودوں پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کو نہ مانا (قیامت کے دن) وہی نقصان پائیں گے اور (اے پیغمبر) یہ لوگ تجھ سے

بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

ساتھ عذاب کے ف۲ اور اگر نہ ہوتا ایک وقت مقرر البتہ آتا اُن کے پاس عذاب اور البتہ آوے گا اُنکے پاس اچانک اور وہ

عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر (اللہ تعالیٰ کے پاس عذاب کی) ایک ٹھیری ہوئی مدت نہ ہوتی تو (کب کا) اُن پر عذاب آچکتا اور (ایک نہ ایک دن) ایک

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

نہیں جانتے ہونگے جلدی کرتے ہیں تجھ سے ساتھ عذاب کے اور تحقیق دوزخ البتہ گھیرنے والی ہے کافروں کو

ہی ایکا ان پر عذاب آجائیگا اور وہ بے خبر ہوں گے ف۳ (عجب حال ہے) یہ لوگ تجھ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور دوزخ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے

يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ

اُس دن کہ ڈھانک لیگا اُنکو عذاب اوپر اُن کے سے اور نیچے پاؤں اُن کے سے اور کہے گا اللہ تعالیٰ

(یعنے عنقریب گھیرے گی) جس دن (سب طرف سے دوزخ کا) عذاب اُنکو ڈھانک لیگا اوپر سے اور انکے پاؤں تلے سے اور (اللہ تعالیٰ یا اُس کا فرشتہ) فرمائیگا

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ

چکھو جو کچھ تھے تم کرتے اے بندو میرے جو ایمان لائے تحقیق زمین میری کشادہ ہے

اپنے اعمال کا جو تم کرتے رہے مزہ چکھو (یعنے سزا) میرے ایمان دار بندو میری زمین کشادہ ہے

فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ

پس مجھ ہی کو تم عبادت کرو ہر جی چکھنے والا ہے موت کا پھر طرف ہمارے پھیرے جاؤ گے ف۵ اور

تو (کہیں بھی رہ کر) میری پوجا کرتے رہو ف۴ ہر جاندار کو (ایک نہ ایک دن) موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم (سب) کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے (اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ

جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ جگہ دیں گے ہم ان کو بہشت میں سے بالاخانوں میں کہ چلتی ہیں

اپنے اعمال کا جواب دینا) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کو ہم بہشت کے بالاخانوں (ماڑیوں) میں جگہ دیں گے اُن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

نیچے ان کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اُسکے بہت اچھا ہے ثواب عمل کرنے والوں کا جن لوگوں نے صبر کیا اور اوپر

تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہوں گی ہمیشہ اُن میں رہیں گے (نیک) عمل کرنیوالوں کا جنھوں نے (تکلیف پر) صبر کیا اور اپنے مالک پر بھروسا کیے

ف۱ یعنی دوسرے انبیاءؑ کی طرح ایسے معجزے جنہیں دیکھ کر آپؐ کے واقعی نبی ہونے سے انکار نہ کیا جا سکتا۔ (قرطبی)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی اُمّی ہونے کے باوجود آپؐ پر قرآن جیسی کتاب کا اترنا، کیا یہ بجائے خود اتنا بڑا معجزہ نہیں ہے جو آپؐ کی صداقت پر یقین کرنے کے لئے کافی ہو۔

ف۲ یعنی آپؐ کو جھٹلاتے اور آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو ہم پر عذاب کیوں نہیں لے آتے۔ (انفال: ۳۲، سورۃ ص: ۱۶) اور مطالبہ کرتے: اَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ کہ ہم پر پتھر برساؤ یا کوئی دوسری قسم کا عذاب لے آؤ۔ (دیکھئے سورہ انفال: ۳۲ و سورہ ص: ۱۶)

ف۳ مراد ہے دنیا کا کوئی عذاب، جیسا کہ کفار پر بدر کے روز آیا۔ کیونکہ وہ اپنے غرور کے سبب مسلمانوں کے غلبہ سے بالکل بےخوف تھے اور ان کے دل میں خیال تک نہ تھا کہ اس طرح ذلت کے ساتھ قتل اور قید و بند کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یا قبر اور پھر آخرت کا جس کا سلسلہ مرنے کے بعد فوراً شروع ہو جائے گا اور موت کے متعلق کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کب آجائے۔ (کذا فی الوحیدی)

ف۴ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت ان کمزور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ سے ہجرت نہیں کر سکے تھے اور کفار انہیں ستا رہے تھے۔ (روح) اس میں ہجرت کی ترغیب ہے۔ یعنی اگر مکہ کی سرزمین میں جہاں تم اب ہو، میری بندگی بجالانا مشکل ہو رہا ہے تو میری زمین تنگ نہیں ہے۔ تم اپنے وطن چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تم آزادی سے میری بندگی کر سکو۔ زجاجؒ کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ رہتا ہو جہاں برائیوں کا دور دورہ ہو اور اس کے لئے حالات کا بدل ڈالنا ممکن نہ ہو، تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس جگہ سے ہجرت کر کے کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ آزادی سے خدا کی بندگی کر سکتا ہو۔ (شوکانی)

ف۵ اس میں بھی۔ اللہ کی راہ میں ہجرت اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی ترغیب ہے۔ یعنی جان کی فکر نہ کرو۔ یہ تو ایک نہ ایک دن اس بدن سے نکلنے والی ہے۔ اصل فکر اور اصل تگ و دو ایمان بچانے کی ہونی چاہیے۔ (ابن کثیر)

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾ وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۖ

پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں اور کتنے چلنے والے ہیں بیچ زمین کے کہ نہیں اٹھائے پھرتے رزق اپنا خدا ہی رزق دیتا ہے اُن کو اور تم کو

رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ف۱ اور (دنیا میں) کتنے جانور ایسے ہیں جو اپنی روزی لادے نہیں پھرتے اللہ تعالیٰ اُن کو روزی دیتا ہے ف۲ اور

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ

اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اور اگر پوچھے تو اُن سے کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور مسخر کیا ہے سورج کو اور

تم کو بھی (وہی دیتا ہے) اور وہ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے ف۳ اور (اے پیغمبر) اگر تو ان (کافروں) سے پوچھے کس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور سورج اور چاند

الْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۖ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ

چاند کو البتہ کہیں گے اللہ نے پس کہاں سے پھیرے جاتے ہیں اللہ کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جسکے چاہے بندوں اپنوں سے اور

کو کام میں لگایا تو ضرور یہی کہیں گے اللہ نے پھر کہاں بہکے جا رہے ہیں ف۴ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے فراغت کے ساتھ روزی

يَقْدِرُ لَهٗ ۖ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ

تنگ کرتا ہے واسطے اسکے تحقیق اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے اور اگر پوچھے تو اُن سے کون شخص اتارتا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے ساتھ اسکے

دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے ف۵ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۶ اور اگر تو ان سے پوچھے آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر زمین کو مرے پیچھے

الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

زمین کو پیچھے موت اس کی کے البتہ کہیں گے اللہ کہہ سب تعریف واسطے اللہ کے ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں

پانی برسا کر کس نے جلایا تو ضرور یہی کہیں گے اللہ نے (اے پیغمبر) کہہ دے شکر ہے ف۷ اللہ کا (ابھی تک تم یہ اقرار کرتے ہو) بات یہ

يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

سمجھتے اور نہیں یہ زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور مشغولہ اور تحقیق گھر آخرت کا

ہے کہ ان (کافروں) میں اکثر بے عقل ہیں ف۸ اور یہ دنیا کی زندگی کیا ہے کچھ نہیں مگر بہلاوا اور کھیل کود اور (اگر سچ پوچھو تو) آخرت کا ہی گھر زندگی

ع ۶ / ۲ — وقف لازم

لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ

البتہ وہ ہے زندگانی اگر ہوتے جانتے پس جس وقت سوار ہوتے ہیں بیچ کشتی کے پکارتے ہیں اللہ کو

ہے ف۹ کاش یہ لوگ (اس بات کو) جانتے ہوتے ف۱۰ پھر یہ (مشرک) لوگ جب جہاز میں سوار ہوتے ہیں تو خدا کو پکارتے ہیں

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا

خالص کر کر واسطے اسکے عبادت کو پس جب نجات دیتا ہے ان کو طرف جنگل کی ناگہاں وہ شریک لاتے ہیں تو کہ کفر کریں

خالص اُسی کی پوجا کرتے ہیں ف۱۱ پھر جب خدا تعالیٰ (اپنے فضل سے) اُن کو بچا کر خشکی میں لاتا ہے تو خشکی میں آتے ہی شرک کرنے لگتے ہیں ف۱۲

بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا

ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ہم نے انکو اور تو کہ فائدہ اٹھاویں پس البتہ جانیں گے کیا نہیں دیکھا انھوں نے یہ کہ کیا ہے ہم نے حرم کو

انکا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو انکو (دریا سے نجات) دی اسکی ناشکری کریں اور (دنیا کے چند روزہ) مزے اڑائیں خیر آگے چل کر اس ناشکری کا انجام انکو معلوم ہو جائیگا

اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

امن والا اور اُچکے جاتے ہیں لوگ گرد اُس کے سے کیا پس ساتھ جھوٹ کے ایمان لاتے ہیں اور ساتھ نعمت اللہ کے

کیا ان لوگوں نے (قریش کے کافروں نے) نہیں دیکھا کہ ہم نے (انکا شہر مکہ) امن والا حرم بنایا ف۱۳ اور انکے آس پاس (حرم کے باہر) لوگ لٹ جاتے ہیں (یا اچک لیے جاتے ہیں)

ف۱ نہ کہ اپنی جائدادوں، کاروبار یا برادری یا کسی اور چیز پر۔ ف۲ یعنی نہ روزی جمع کرتے ہیں اور نہ کل کے لئے کچھ رکھ چھوڑتے ہیں۔ مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے جب صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو انہوں نے سوچا کہ وہاں ہماری معیشت کا کیا انتظام ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح)

ف۳ مطلب یہ ہے کہ ہجرت کی راہ میں جان کی طرح تمہیں روزی کی فکر بھی نہ ہونی چاہیئے۔ جو اللہ اپنی لاتعداد مخلوقات کو روزی دے رہا ہے وہ تمہیں بھی روزی دے گا۔ (دیکھئے سورہ ہود: ۶)

ف۴ جو ایسے قادر مطلق کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کر رہے ہیں۔

ف۵ یا "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے (جب) چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے اور (جب) چاہتا ہے اسے تنگی سے روزی دیتا ہے۔"

ف۶ وہ اپنے بندوں کی مصلحتوں سے خوب واقف ہے کہ کس کے حق میں فراغت سے روزی دینا بہتر ہے اور کس کے حق میں تنگی سے روزی دینا۔ یا ایک ہی بندے کو کب فراغت سے روزی دینا بہتر ہے اور کب تنگی سے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یا "شکر ہے اللہ کا کہ اس اعتراف نعمت کے باوجود تم جس شرک میں گرفتار ہو، ہم اس سے محفوظ ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب یہ سب نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں اور تم اس کا اعتراف کرتے ہو تو ضروری ہے کہ شکر بھی اسی کا کرو۔

ف۸ اگر عقل رکھتے ہوتے تو اس اعتراف نعمت کے باوجود شرک جیسی لعنت میں گرفتار نہ ہوتے مطلب یہ ہے کہ جب کائنات کا خالق اور مدبر صرف اللہ ہے تو عبادت بھی اسی کی کرنی چاہئے۔ وکثیرا ما یقرر تعالیٰ مقام الالوهية با لاعتراف بتوحید الربوبية۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی ہمیشہ باقی اور قائم رہنے والی ہے۔

ف۱۰ تو یقیناً باقی کو چھوڑ کر فانی کو اختیار کرتے ہیں۔ (ابن کثیر) دنیا کی بے ثباتی و بے حقیقتی کا ذکر بہت سی احادیث میں بھی مذکور ہے۔

ف۱۱ وہاں سب بتوں کو بھول جاتے ہیں کیونکہ دل میں سمجھتے ہیں کہ اس آفت سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے

ف۱۲ بتوں کے تھانوں پر جا کر نذر مانتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ آج کل کے مسلمان ان سے بھی بدتر ہیں کہ یہ مصیبت کے وقت بھی غیر اللہ کو پکارتے اور ان کے نعرے لگاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ من هذہ الضلالة۔

ف۱۳ کہ امن سے زندگی گزار رہے ہیں اور مکہ کو امن و امان کی جگہ ہمیں نے بنایا ہے نہ کہ کسی اور نے۔ (دیکھئے سورہ بقرہ: ۱۲۵، انفال: ۲۶)

ف۱ اُن سے آنحضرتؐ، صحابۂ کرامؓ اور قیامت تک کے لئے ان کے متبعین مراد ہیں۔ (ابن کثیر) "جہاد" کا لفظ جس طرح دشمنوں کے ساتھ قتال پر بولا جاتا ہے، اسی طرح مجاہدات و ریاضاتِ نفسانی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے بلکہ بعض روایات میں اُن مجاہدات کو "جہادِ اکبر" فرمایا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور شریعت کی حدود کے اندر رہ کر یہ ریاضتیں کی جائیں۔ (قرطبی) ف۲ یعنی ان کی رہنمائی فرمائیں گے اور نیکی کے راستے اختیار کرنے اور ان پر چلنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق دیں گے۔ بعض نے بہشت کی راہ مراد لی ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اپنی راہیں یعنی راہ قرب کے اور رضا کے جو بہشت ہے"۔ (موضح) ف۳ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ پوری کی پوری سورہ مکی ہے۔ حسن بصری نے آیت فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ ...... الاٰیۃ کو غیر مکی قرار دیا ہے مگر جمہور کا قول صحیح ہے۔ (روح)

یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾ وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِالۡحَقِّ

کفر کرتے ہیں اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیا اس نے اوپر اللہ کے جھوٹ یا جھٹلایا سچ کو

کیا یہ لوگ جھوٹی بات کا تو یقین کرتے ہیں (شرک اور بت پرستی کا) اور اللہ تعالیٰ کی (بھیجی) نعمت (آنحضرتؐ کی نبوت) کو نہیں مانتے اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے (اس کا

لَمَّا جَآءَہٗ ؕ اَلَیۡسَ فِیۡ جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾ وَ الَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا

جب آیا اُس کے پاس کیا نہیں بیچ دوزخ کے جگہ رہنے کی واسطے کافروں کے اور جن لوگوں نے محنت کی بیچ راہ ہماری کے ف۱

شریک ٹھیرائے) یا سچی بات (اللہ تعالیٰ کی کتاب) اُس تک پہنچے تو اس کو جھٹلائے کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں ہے اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی

لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۶۹﴾ ع

البتہ دکھاویں گے ہم ان کو راہیں اپنی ف۲ اور تحقیق اللہ البتہ ساتھ احسان کرنے والوں کے ہے

(یا جہاد کیا کافروں سے لڑے) ہم انکو ضرور اپنے (قرب کے) رستے دکھلائینگے اور بیشک اللہ (اپنی مدد سے) نیک لوگوں کے ساتھ ہے

ع ۷ ۳

سُوۡرَۃُ الرُّوۡمِ مَکِّیَّۃٌ (۳۰) (۸۴) — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — اٰیَاتُہَا ۶۰ رُکُوۡعَاتُہَا ۶

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۳

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ﴿۲﴾ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ﴿۳﴾

مغلوب ہوگئے ہیں رومی بیچ بہت نزدیک زمین کے یعنی شام کے اور وہ پیچھے مغلوب ہونے اپنے کے شتاب غالب آویں گے

نصاریٰ عرب کے قریب ہیں (یعنے شام یا اردن میں) دب گئے (پارسیوں نے دبا دیا) اور وہ دبے پیچھے اب چند سال میں غالب ہوں گے

فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۴﴾

بیچ کئی ایک برس کے ف۴ واسطے اللہ کے ہے حکم پہلے سب سے اور پیچھے سب سے ف۵ اور اُس دن خوش ہوں گے مسلمان

اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار تھا پہلے بھی (جب وہ مغلوب ہوئے) اور بعد بھی اور اس دن (جب رومی غالب ہونگے) مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد پر خوش ہو جائینگے (جیسے آج مشرک

بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۵﴾ وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ

ساتھ مدد خدا کے مدد کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی ہے غالب مہربان وعدہ کیا ہے خدا نے نہیں خلاف کرتا اللہ

خوش ہیں) وہ جسکی چاہتا ہے مدد کرتا ہے ف۶ اور وہ زبردست ہے رحم والا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ خلاف

وَعۡدَہٗ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶﴾ یَعۡلَمُوۡنَ ظَاہِرًا مِّنَ الۡحَیٰوۃِ

وعدہ اپنا ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے جانتے ہیں ظاہر کو زندگانی

نہیں کرتا مگر اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے وہ تو دنیا کی زندگی کے ظاہر (سامان) جانتے ہیں (زراعت حرفت تجارت

الدُّنۡیَا ۚۖ وَ ہُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۷﴾ اَوَ لَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ ۟ مَا

دنیا کی سے اور وہ آخرت سے وہی ہیں غافل کیا نہیں فکر کیا انھوں نے بیچ جیوں اپنے کے کہ نہیں

نوکری) اور آخرت سے بے خبر ہیں ف۷ کیا ان لوگوں نے اپنے دلوں میں سوچا نہیں ف۸ اللہ تعالیٰ

خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ اِنَّ

پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے مگر ساتھ حق کے اور وقت مقرر کے اور تحقیق

نے آسمان اور زمین اور جو اُن کے بیچ میں ہے حکمت ہی کے ساتھ اور ایک ٹھیری ہوئی مدت کے لیے بنائے ہیں ف۹ اور بہت سے

ف۴ کئی برس سے ایران اور روم کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری تھا۔ روم کے اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں اور ان کی فتح سے خوش تھے۔ اور ایرانی آتش پرست تھے اس لئے مشرک اُن کے غلبہ اور فتح سے خوش ہوتے۔ آخر کار آنحضرتؐ کی بعثت کے تقریباً پانچ سال بعد، ایران اور روم کے درمیان ایک زبردست معرکہ ہوا جس میں ایرانی غالب رہے، جس پر مشرکین مکہ نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں سے از راہ فخر و غرور کہنے لگے کہ دیکھا غیر کتاب والے (ایرانی) کتاب والوں یعنی رومیوں پر غالب آگئے۔ اسی طرح ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ ان باتوں سے مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوتا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور قرآن نے ایک نہیں بلکہ دو پیش گوئیاں ایسے حالات میں کر دیں جبکہ ظاہری اسباب بالکل ان کے خلاف تھے۔ یعنی یہ کہ "بضع سنین" میں نہ صرف رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ حاصل ہو جائے گا بلکہ اس روز مسلمان بھی ایک فتح کی خوشی منائیں گے۔ قرآن کی اس پیش گوئی کے پیش نظر حضرت ابو بکرؓ نے ایک مشرک سے سو اونٹ کی شرط بھی کر لی (جو اس وقت حرام نہ تھی) ابتدا میں ان کے درمیان تھوڑی مدت (تقریباً پانچ سال) مقرر ہوئی مگر بعد میں آنحضرتؐ کے اشارے سے یہ مدت نو سال تک بڑھادی گئی جو کہ "بضع سنین" کا صحیح مفہوم تھا چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال جنگ بدر کے موقع پر یعنی نو سال کی مدت کے اندر ہی رومی ایرانیوں پر غالب آگئے اور انہوں نے اپنا کھویا ہوا اقتدار واپس لے لیا اور مدائن تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ اس پیش گوئی کا مقررہ مدت کے اندر پورا ہونا قرآن کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ چنانچہ اس موقع پر بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔ یہاں "اَدۡنَی الۡاَرۡضِ" سے مراد جزیرۂ عرب کے قریب اذرعات اور بُصریٰ کے درمیان کی سرزمین ہے جو "ادنیٰ شام" کہلاتی ہے۔ بعض نے فلسطین کا نام بھی ذکر کیا ہے اور یہ سب مواضع دوسرے علاقوں کی بنسبت بلادِ عرب سے قریب تر ہیں۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۵ یعنی بعد میں بھی جب وہ غالب ہوں گے، اسی کا اختیار ہوگا فتح و شکست اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جس قوم کو جب چاہتا ہے غالب کرتا ہے اور جب چاہتا ہے مغلوب کرتا ہے۔ (شوکانی) نہ غالب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے اور نہ مغلوب ہونا اللہ کے ناخوش ہونے کی۔ (از موضح بتغییر)

ف۶ حضرت ابن عباسؓ، ابو سعید خدریؓ، سفیان ثوریؒ اور بہت سے دیگر اہل علم حضرات کا بیان ہے کہ رومیوں کو ایرانیوں پر یہ غلبہ اسی روز حاصل ہوا جس روز مسلمان بدر میں مشرکین مکہ پر فتح یاب ہوئے۔ اسی لئے مسلمانوں کو دوہری خوشی ہوئی اور مشرکوں کو دوہرا غم ہوا۔ (ابن کثیر) بعض تابعینؒ کا خیال ہے کہ رومیوں کو ایرانیوں پر صلح حدیبیہ کے سال فتح ہوئی۔ ان کا استدلال اس واقعہ سے ہے کہ قیصر روم نے منت مانی تھی کہ جب وہ فتح یاب ہوگا تو حمص سے پیدل چل کر ایلیا (بیت المقدس) کا حج کرے گا۔ چنانچہ جب وہ ایلیا آیا تو ابھی واپس نہ ہوا تھا کہ اسے حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خط ملا جو آپؐ نے اس کے نام صلح حدیبیہ کے بعد لکھا تھا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابو سفیان کو بلایا (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور شام میں بغرض تجارت آئے ہوئے تھے) اور ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف سوالات کئے جیسا کہ صحیح بخاری میں بالتفصیل مذکور ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں کو ایرانیوں پر فتح بھی اسی سال ہوئی۔ لیکن اس کا جواب دیا جاسکتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ رومیوں کو پہلی فتح تو بدر کے سال ہوئی ہو مگر دشمن کی فوجوں کا مکمل انخلا اور منت کے پورا کرنے کی نوبت چار سال بعد صلح حدیبیہ ہی کے

سال آئی ہو۔ واللہ اعلم۔(ابن کثیر) ف۷ یعنی محض دنیا کی ظاہری آرائش اور سازوسامان کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور آخرت کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ یا دوسرا مطلب یہ ہوگا کہ "وہ تو دنیوی زندگی کے صرف ظاہری پہلو کو جانتے ہیں اور انجام سے بے خبر ہیں"۔ یہ سمجھتے ہیں کہ فتح و شکست کا مدار ظاہری اسباب پر ہے مگر ان کو انجام کی خبر نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔(کذا فی الوحیدی) یا دنیا کے کاموں میں تو خوب ماہر اور زیرک ہیں مگر امورِ آخرۃ سے بالکل بے خبر اور جاہل۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں: "دراہم کو تو ناخن پر رکھ کر ہی پرکھ لیتے ہیں مگر نماز پڑھنی نہیں آتی"۔ (ابن کثیر)

ف۸ "یا کیا انہوں نے اپنے بارے میں نہیں سوچا" کہ وہ کیا تھے؟ کس نے انہیں پیدا کیا اور کیا ان کا انجام ہوگا؟ باین صورت یہ تفکر کا مفعول ہوگا۔(شوکانی)

ف۹ یعنی یہ نظامِ کائنات کھیل تماشہ نہیں بنایا کہ اس کے پیدا کرنے میں کوئی مقصد کارفرما نہ ہو بلکہ خاص مقصد کے تحت بنایا گیا ہے اور ایک مقرر وقت تک کے لئے بنایا گیا ہے۔ سورہ ملک میں آسمان و زمین کے خلق کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا: لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا۔ یعنی یہ نظامِ کائنات محض تمہاری آزمائش کے لئے بنایا ہے کہ تم میں سے کس کا عمل دوسرے کے عمل سے اچھا ہے اور پھر ایک دن یقیناً یہ نظام فنا ہو جائے گا اور اس کی جگہ دوسرا نظام جنم لے گا جس میں لوگوں کو اُن کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ﴿٨﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

بہت لوگ ساتھ ملاقات پروردگار اپنے کے البتہ کافر ہیں کیا نہیں سیر کی انھوں نے بیچ زمین کے

آدمی تو اپنے مالک سے ملنے کو ہی نہیں مانتے ف۱ کیا ان لوگوں نے ملکوں کی سیر نہیں کی (اگر کرتے) تو ذرا اپنی

فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوٓا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً

پس دیکھیں کیوں کر ہوا آخر کام ان لوگوں کا کہ تھے پہلے اُن سے تھے زیادہ اُن سے قوت میں

آنکھوں سے دیکھ لیتے اگلے لوگوں کا کیا انجام ہوا جو زور میں اُن سے (کہیں) زیادہ تھے

وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَآ أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ ۖ

اور پھاڑا تھا انھوں نے زمین کو اور آباد کیا تھا اُس کو زیادہ اس سے کہ آباد کیا انھوں نے اور آئے تھے اُن کے پاس پیغمبر انکے ساتھ دلیلوں کے

انھوں نے زمین کو جوتا ف۲ اور جتنا انھوں نے آباد کیا ہے اس سے زیادہ آباد کیا اور اُن کے پیغمبر اُن کے پاس نشانیاں لیکر آئے

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوٓا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ ثُمَّ كَانَ عٰقِبَةَ

پس نہ تھا اللہ کہ ظلم کرے ان کو ولیکن تھے جانوں اپنی کو ظلم کرتے پھر ہوا آخر کام

معجزے پر انھوں نے نہ مانا آخر اپنے کیے کی سزا پائی) تو اللہ ایسا نہیں جو اُن پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر (شرک اور کفر اور گناہ کر کے) ظلم کرتے تھے پھر جن لوگوں

الَّذِينَ أَسٰٓـُٔوا السُّوٓأَىٰٓ أَن كَذَّبُوا بِـَٔايٰتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٠﴾ ع

ان لوگوں کا کہ برائی کرتے تھے بُرا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے نشانیوں اللہ کی کو اور تھے ساتھ ان کے ٹھٹھا کرتے

نے بُرا کیا اُن کا انجام بھی بُرا ہوا کیونکہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اُن پر ٹھٹھے مارتے تھے

اللَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

اللہ پہلی بار کرتا ہے پیدائش پھر دوبارہ کریگا اس کو ف۳ پھر طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت

اللہ تعالیٰ ہی شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم (سب) اُسکے پاس لوٹ جاؤ گے اور جس دن قیامت برپا ہوگی

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوا

ناامید ہوں گے گنہگار اور نہ ہوں گے واسطے ان کے شریکوں اُن کے سے کوئی شفاعت کرنیوالے اور ہو جاوینگے

گنہگار (اپنی بھلائی) سے ناامید ہو جائیں گے ف۴ اور جن کو یہ (خدا کا) شریک ٹھیراتے ہیں اُن میں سے کوئی اُن کی سفارش نہ کریں گے ف۵ اور (اس وقت

بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِينَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ

ساتھ شریکوں اپنے کے کافر اور جس دن قائم ہوگی قیامت اس دن متفرق ہو جاوینگے پس جو لوگ کہ

یہ لوگ بھی اپنے شریکوں سے پھر بیٹھیں گے ف۶ اور جس دن قیامت برپا ہوگی اُس دن لوگوں کے الگ الگ فرقے ہو جائینگے ف۷ پھر جو لوگ

ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

ایمان لائے اور کام کیے اچھے پس وہ بیچ باغ کے بناؤ کروائے جاویں گے اور لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے اور

ایمان لائے اور اچھے کام کیے ایک باغ میں اُن کی آؤ بھگت ہوگی ف۸ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور

كَذَّبُوا بِـَٔايٰتِنَا وَلِقَآئِ الْأٓخِرَةِ فَأُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿١٦﴾ فَسُبْحٰنَ

جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور ملاقات آخرت کی کو پس یہ لوگ بیچ عذاب کے حاضر کیے جاویں گے پس پاکی ہے

ہماری آیتوں اور قیامت کے ملنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں گھسے رہیں گے (سدا اُس میں پڑے رہینگے) تو اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی اس بات کے منکر ہیں کہ انہیں مرنے کے بعد اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔(شوکانی)

ف۲ یعنی اس میں کھیتی باڑی کی اور باغ لگائے اور زمین کو خوب آباد کیا۔(شوکانی)

ف۳ کیونکہ جس کے لئے پہلی بار پیدا کرنا ممکن ہے اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا بدرجہ اولیٰ ممکن ہے۔

ف۴ کیونکہ ان سے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنے کے لئے کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔

ف۵ کیونکہ اس روز کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کسی دوسرے کی سفارش نہ کر سکے گا اور پھر سفارش بھی اسی کی کر سکے گا جس کی سفارش کی اجازت ملے گی۔

ف۶ کیونکہ اس وقت انہیں اپنے ان شریکوں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ یہ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اگر نفع پہنچا سکتے تو اس موقع پر ان کے ضرور کام آتے۔

ف۷ فرقے یعنی گروہ، چنانچہ ایک گروہ مومنوں کا ہوگا جو جنت میں جائے گا اور دوسرا کافروں، منافقوں اور مشرکوں کا جو ابداً جہنم میں جائے گا۔ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ (شوریٰ ۷)، یہ حساب و کتاب مکمل ہو جانے کے بعد کی کیفیت ہے۔ چنانچہ قتادہؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ دونوں گروہ آپس میں کبھی نہ ملیں گے، چنانچہ آگے اسی کی تفصیل آرہی ہے۔(ابن کثیر، شوکانی)

ف۸ یعنی ان کی خوب خاطرداری اور مہمان نوازی ہوگی اور ہر لمحہ تازہ سرور حاصل ہوتا رہے گا۔ بعض نے لکھا ہے کہ "يُحْبَرُونَ" کے معنی ہیں "ان کو گیت اور نغموں سے لذت اندوز کیا جائے گا۔ بہرحال "يُحْبَرُونَ" کا لفظ ہر قسم کی خوشی اور انعام و اکرام کو شامل ہے۔(قرطبی۔ کبیر)

ف۱ یعنی زمین و آسمان والوں کو اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہنا چاہئے۔ **ف۲** پہلے مبدا و معاد میں اپنی عظمت کا ذکر فرمایا۔ اب ان اوقات میں اپنی تنزیہہ و تحمید کا حکم دیا کیونکہ ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کا کامل ظہور ہوتا ہے اور تسبیح قلب و لسان اور جوارح تینوں سے ہوتی ہے اور نماز بھی تینوں قسم کی تسبیح پر مشتمل ہے۔ اس لئے علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ یہاں تسبیح سے مراد نماز پڑھنا ہے اور اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر آگیا ہے۔ صبح سے فجر کی نماز مراد ہے اور شام (مساء) سے مغرب و عشا کی اور عشیاً (سہ پہر) سے عصر اور دوپہر سے ظہر کی۔ (رازی۔ ابن کثیر) ان اوقاتِ خمسہ میں عبادت و نماز کے اسرار و حکم علما نے اپنے ذوقِ علمی کے مطابق بیان فرمائے ہیں۔ حجۃ اللہ اور احیاء غزالی میں بھی کچھ بیان موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

اللہ کو جس وقت کہ شام کرتے ہو تم اور جس وقت کہ صبح کرتے ہو تم اور واسطے اسی کے ہے سب تعریف بیچ آسمانوں کے اور زمین کے اور

شام اور صبح اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہو اور وہی تعریف کے لائق ہے آسمان اور زمین میں **ف۱**

عَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

تیسرے پہر اور جب ظہر کرتے ہو تم نکالتا ہے زندے کو مردے سے اور نکالتا ہے مردے کو زندے سے

اور (اسکی پاکی بیان کرو) تیسرے پہر اور دوپہر کو **ف۲** وہ زندے کو مردے سے (آدمی اور جانور کو نطفے اور انڈے سے) نکالتا ہے اور مردے کو زندے سے

وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اور جلاتا ہے زمین کو پیچھے موت اُسکی کے اور اسی طرح نکالے جاؤ گے تم اور نشانیوں اُسکی سے ہے یہ کہ پیدا کیا تم کو

(جیسے نطفہ اور انڈا آدمی اور جانور سے) اور زمین کو مرے پیچھے (پانی برسا کر) زندہ کرتا ہے اور اسی طرح **ف۳** تم بھی (مرے پیچھے قبر سے) نکالے جاؤ گے **ف۴** اور اُسی کی

تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

مٹی سے پھر ناگہاں تم انسان ہو چلتے پھرتے **ف۵** اور نشانیوں اس کی سے ہے یہ کہ پیدا کیا واسطے تمہارے آپس تمہارے سے

(قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو (تمہارے باپ آدم کو) مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم (کئی حالتیں بدلنے کے بعد) آدمی ہو کر ساری زمین میں پھیل پڑے ہو اور اسکی

اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جوڑا **ف۶** تو کہ آرام پکڑو تم طرف اُس کی اور کیا درمیان تمہارے پیار اور مہربانی تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں

(قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہاری بیبیاں تم ہی میں سے (یعنے آدمیوں میں سے) بنائیں اسلئے کہ تم انکے پاس چین کرو **ف۷** اور تم (میاں بی بی) میں الفت اور محبت رکھی

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں **ف۸** اور نشانیوں اس کی سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور اختلاف بولیوں تمہاری کا

بیشک ان باتوں میں ان لوگوں کیلئے جو سوچتے ہیں (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہاری زبانوں

وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ

اور رنگوں تمہارے کا تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے عالموں کے اور نشانیوں اس کی سے ہے سونا تمہارا بیچ رات کے اور

اور رنگوں کا الگ الگ ہونا **ف۹** بیشک ان باتوں میں علم والوں کیلئے (اُسکی قدرت کی) نشانیاں ہیں اور اُسکی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے جو رات اور

النَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ

دن کے اور ڈھونڈھنا تمہارا فضل اس کے سے تحقیق بیچ اُس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں اور

دن کو تم سو جاتے ہو **ف۱۰** اور (جاگ کر) اُسکا فضل تلاش کرتے ہو (روٹی رزق)، بیشک اسمیں اُن لوگوں کیلیے جو (دل لگا کر) سنتے ہیں **ف۱۱** اُسکی (قدرت کی) نشانیاں ہیں

اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ

نشانیوں اس کی سے ہے کہ دکھلاتا ہے تم کو بجلی ڈر سے اور امید سے **ف۱۲** اور اتارتا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے ساتھ اسکے زمین کو

اور اُسکی (قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ ہے وہ تم کو ڈرانے اور (بارش کی) امید دلانے کیلیے بجلی (چمک) دکھلاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس پانی سے

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ

پیچھے مرنے اسکے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ عقل پکڑتے ہیں **ف۱۳** اور نشانیوں اُس کی سے ہے یہ کہ قائم ہیں

زمین کو مرے پیچھے زندہ کرتا ہے بیشک ان باتوں میں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں اُسکی (قدرت کی) نشانیاں ہیں اور اُسکی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ

ف۳ یعنی جیسے مردہ زندہ سے اور زندہ مردہ سے نکلتا ہے، اسی طرح۔ (دیکھئے آل عمران آیت ۲۷، انعام آیت ۹۵)

ف۴ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو کہ کائنات کا یہ کارخانہ اسی طرح جاری ہے۔ مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکلتا ہے۔ زمین مردہ پڑی ہوتی ہے۔ اس میں سبزی اور تروتازگی کا نام نشان تک نہیں ہوتا، لیکن پانی برستے ہی طرح طرح کی سبزیاں اُگ آتی ہیں اور ہزاروں قسم کے جانور پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے قادرِ مطلق کے لئے جس کی قدرت سے یہ سب کچھ ہوا تمہارے مرجانے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔

ف۵ کئی حالتوں سے مراد انسان کے مختلف اطوار ہیں جن سے گزر کر آخر پورا آدمی بن کر وجود میں آجاتا ہے۔ (دیکھئے سورہ مومنون آیت ۱۲، ۱۴)

ف۶ یعنی تمہاری جنس سے۔

ف۷ یعنی مرد اپنی فطرت کے تقاضے عورت کے پاس اور عورت اپنی فطرت کے تقاضے مرد کے پاس پائے اور اس طرح دونوں مل کر سکون و اطمینان حاصل کریں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "کسی جانور کا جوڑا مقرر نہیں کیا صرف انسان کا جوڑا مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوا انسیت اور چین ہے اور پیار و محبت تا جہاں کی بستی ہو۔ جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے، نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا" (موضح)

ف۸ حالانکہ بسا اوقات نکاح سے پہلے میاں بیوی میں شناسائی تک نہیں ہوتی مگر رشتہ نکاح میں منسلک ہو جانے کے بعد یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے پر جان چھڑکنے کو تیار ہوتے ہیں۔

ف۹ حالانکہ تم سب ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہو اور تمہارے قوائے کی ساخت بھی ایک جیسی ہے مگر زبانیں اور رنگ اس قدر مختلف ہیں کہ بعض اوقات ایک ملک میں سینکڑوں زبانیں اور ان کے ہزاروں لہجے ہوتے ہیں۔ اگر یہ زبانوں اور رنگوں کا اختلاف نہ ہوتا تو بڑی مشکل پیش آتی اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے میں دشواریاں ہوتیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ہیں

ف۱۰ سونے سے تمہاری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

ف۱۱ اس آیت میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ نیند موت ہے اور جاگ کر روزی کے لئے دوڑ دھوپ کرنا زندگی کے بعد موت سے مشابہ ہے

ف۱۲ یعنی بجلی کی گرج اور چمک سے ایک اُمید بندھتی ہے کہ بارش ہوگی اور فصلیں تیار ہوں گی اور دوسری طرف ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں بجلی نہ گر پڑے یا اتنی زیادہ بارش نہ ہو جائے کہ مکانوں اور فصلوں کو تباہ کرے اور سب کچھ بہا لے جائے۔

ف۱۳ اس میں بعث بعد الموت پر بھی استدلال ہے اور اس پر بھی کہ بارش صرف اللہ کی قدرت اور اس کے حکم سے ہوتی ہے نہ کہ محض مادہ کی ترکیب سے۔

ف۱ اس نے ایسی کشش رکھی ہے کہ ہر چیز اپنے مرکزِ ثقل پر قائم ہے اور ایک جسم دوسرے جسم کو اس طرح کھینچے ہوئے ہے کہ دو جسم آپس میں ٹکراتے نہیں۔ اگر اس کا حکم نہ ہو تو سب جسم ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں اور یہ نظام درہم برہم ہو جائے۔ ف۲ یعنی جس قادرِ مطلق نے یہ محیر العقول نظام قائم کیا ہے اس کے لئے یہ ہرگز مشکل نہیں ہے کہ وہ تمہیں یک بارگی پکارے اور تم اس کی آواز سن کر فوراً کھڑے نہ ہو جاؤ۔ یہاں پکارنے سے مراد "نفخہ ثانیہ" یعنی نفخہ بعث ہے۔ جیسے فرمایا: ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ۔ (قرطبی)

السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ ۖ إِذَا أَنتُمْ

آسمان اور زمین ساتھ حکم اسکے کے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار پکارنا زمین میں سے ناگہاں تم

ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے (بے ستون) تھمے ہوئے ہیں ف۱ پھر جب (قیامت کے دن) وہ تم کو (ایک بارگی) زمین سے پکارے گا تم (سب) اُسی وقت

تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِي

نکل آؤ گے اور واسطے اسکے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے سب واسطے اُس کے فرمانبردار ہیں اور وہی ہے جو

نکل پڑو گے ف۲ اور جتنے لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اُس کے حکم میں ہیں ف۳ اور وہی خدا ہے جو

يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ

پہلی بار کرتا ہے پیدائش کو پھر دوبارہ کریگا اس کو اور وہ بہت آسان ہے اوپر اسکے اور واسطے اسکے ہے صفت بلند بیچ آسمانوں کے

شروع میں پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرے گا اور دوبارہ بنانا اُس پر (پہلی بار بنانے سے) زیادہ آسان ہے ف۴ اور جو بات آسمان اور زمین

وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم

اور زمین کے ف۵ اور وہی ہے غالب حکمت والا بیان کی واسطے تمہارے مثال آپس تمہارے سے ف۶ کیا ہے واسطے تمہارے

میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہے وہ اسمیں موجود ہے اللہ زبردست ہے حکمت والا اللہ تعالیٰ تمہارے (سمجھانے کے) لیے خود تمہاری ایک مثال بیان فرماتا ہے (وہ یہ ہے

مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ

اس چیز سے کہ مالک ہیں داہنے ہاتھ تمہارے شریک بیچ اس چیز کے کہ دیا ہے ہم نے تم کو سب بیچ اُس کے برابر ہو جاؤ ڈرو تم اُن سے

تمہارے جو غلام لونڈی ہیں کیا وہ اُس (مال دولت) میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تم کو دیا ہے تم (اور وہ) اُس میں برابر ہو تم اُن سے اپنے (برابر والے) لوگوں کی

كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ بَلِ اتَّبَعَ

جیسا ڈرتے ہو تم آپس اپنے سے اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ عقل پکڑتے ہیں بلکہ پیروی کی

طرح ڈرتے ہو جو لوگ عقل رکھتے ہیں ہم اُن کے (سمجھنے کے لئے اپنی) آیتیں یوں کھول کر بیان کرتے ہیں بات یہ ہے کہ ان ظالموں (مشرکوں)

الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ فَمَن يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَا

ان لوگوں نے کہ ظلم کیا انھوں نے خواہشوں اپنی کی بغیر علم کے پس کون ہدایت کرتا ہے اس شخص کو کہ گمراہ کرے اس کو اللہ ف۷ اور نہیں

نے بن سمجھے بوجھے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہے (جس کو چاہا دیوتا بنا لیا) تو جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے اُس کو کون راہ پر لا سکتا ہے اور (اللہ تعالیٰ کے

لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي

واسطے ان کے کوئی مدد دینے والا پس سیدھا کر منہ اپنا واسطے عبادت کے اوپر دین ابراہیم کے ہو کر لازم پکڑ پیدائش خدا کی کو جو

مقابلے میں) کوئی انکی مدد نہیں کر سکتا تو (اے پیغمبر) ایک طرف کا ہو کر اپنا منہ دین پر قائم رکھ اس دین پر جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو

فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

پیدا کیا لوگوں کو اوپر اس کے نہیں بدلنا ہے واسطے پیدائش خدا کے یہی ہے دین درست ف۱۰ ولیکن اکثر

پیدا کیا ہے ف۸ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ بدل نہیں سکتی ف۹ یہی سیدھا ٹھیک دین ہے (جو فطرت کے موافق ہے) مگر اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا

لوگ نہیں جانتے رجوع کرنیوالے ہیں طرف اسکی اور ڈرو اس سے اور برپا رکھو نماز کو اور مت ہو

(اس بات کو) نہیں سمجھتے ف۱۱ اسی (ایک خدا) کی طرف رجوع رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہو اور شرک

ف۳ یعنی تکوینی طور پر سب اس کے مطیع و منقاد ہیں۔ کوئی چیز بھی اس کے امرِ تکوینی سے سرِ مو انحراف نہیں کر سکتی۔ یا "ہر چیز زبانِ حال یا قال سے اس کی عبودیت کا اعتراف کر رہی ہے۔ (قرطبی)

ف۴ "یعنی تمہارے گمان اور کرنے کے لحاظ سے" مطلب یہ ہے کہ تم اس چیز کو تو مانتے ہو کہ تمام مخلوقات کو پہلی بار اسی نے پیدا کیا ہے اور یہ بھی سمجھتے ہو کہ جس نے ایک دفعہ کسی چیز کو بنایا ہو اس کے لئے اسی چیز کو دوبارہ بنانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے پہلی بار تمام مخلوقات بنائی ہے دوسری مرتبہ اسے پیدا کرنا آسان تر ہونا چاہیئے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۵ کیونکہ کوئی اس کے جوڑ کا نہیں۔ تمام عمدہ صفات اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ دوسری کسی مخلوق میں یہ بات نہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "آسمان کے فرشتے نہ کھائیں نہ پئیں نہ حاجت بشری رکھیں، سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیزیں آلودہ، پر اللہ کی صفت نہ اُن سے ملے نہ اِن سے۔ وہ پاک ذات ہے۔" (موضح)

ف۶ یعنی جب تم اپنے لونڈی غلاموں کو، جو تمہاری ہی طرح آدمؑ کی اولاد اور اللہ کی مخلوق ہیں، اپنے برابر کا اور مال و دولت میں شریک بنانا گوارا نہیں کرتے تو پھر اللہ کی مخلوق میں بعضوں کو اس کا شریک کیوں گردانتے ہو؟ کیا جن لوگوں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اور غلام نہیں ہیں۔ دیکھئے سورہ نحل آیت ۷۱۔ (شوکانی)

ف۷ اللہ تعالیٰ کی طرف گمراہی کی نسبت اس اعتبار سے ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے ورنہ انسان کی گمراہی کا سبب خود اس کی ہٹ دھرمی ہے۔

ف۸ فطرۃ کے معنی تو پیدا کرنا ہوتے ہیں مگر یہاں "فطرۃ اللہ" سے مراد دینِ اسلام یا توحید ہے جو خلقی اور جبلی طور پر ہر انسان کے قلب میں ودیعت کی گئی ہے اور اگر انسان کو اس کی طبعی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور بیرونی اثرات اور دباؤ سے اس کے دل و دماغ کو محفوظ رکھا جائے تو وہ توحید اور دینِ فطرت ہی اختیار کرے گا۔ ایک حدیث میں بھی آنحضرتؐ نے فرمایا: ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور "ذریت" کے وقت اخذ عہد والی آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے (دیکھئے اعراف آیت ۱۷۲) ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف پیدا کیا تھا پھر شیاطین نے آکر انہیں ان کے دین سے برگشتہ کر دیا" اور خلقت ھؤلاء للنار اور اس مضمون کی دوسری روایات اس کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ ان روایات کو علما نے خاتمہ اور مآل پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جانوروں کی جو صورتیں بنائی ہیں ان میں تبدیلی نہ کرو۔ گویا جاہلیت میں جو جانوروں کے کان کاٹنے اور بلا ضرورت فحول کو خصی کرنے کا رواج تھا اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ (قرطبی)

ف۱۰ شاہ صاحبؒ آیت کی توضیح میں لکھتے ہیں: "یعنی اللہ سب کا حاکم و مالک، سب سے نرالا، کوئی اس کے برابر کا نہیں۔ یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہیئے ایسے ہی کسی کے جان مال کو ستانا، ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا ہر کوئی اچھا جانتا ہے، اس پر چلنا، وہی دین سچا ہے۔ ان چیزوں کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھایا۔" (موضح)

ف۱۱ اس لئے "فطرۃ" کے [illegible]

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا

شریک لانے والوں سے ان لوگوں سے کہ ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے انھوں نے دین اپنا اور ہوگئے فرقے فرقے ہر گروہ ساتھ اس چیز

کرنے والوں میں شریک نہ ہو ان لوگوں میں جنھوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی ف۱ اور کئی گروہ ہوگئے (اور پھر) ہر گروہ اپنے (جھوٹے

لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ

کے کہ پاس انکے ہے خوش ہیں اور جب لگتی ہے لوگوں کو سختی پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو رجوع کرتے ہوئے طرف اسکی پھر جب

اعتقاد) پر پھولا ہوا ہے اور لوگوں (کا یہ حال ہے اُن) کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے مالک کی طرف رجوع ہو کر اُسکو پکارتے ہیں ف۲ پھر جب

اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ

چکھاتا ہے ان کو اپنی طرف سے مہربانی ناگہاں ایک فرقہ اُن میں سے ساتھ رب اپنے کے شریک لاتے ہیں تو کہ کفر کریں ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ہم نے

وہ اپنی مہربانی (کا مزہ) ان کو چکھاتا ہے تو ایک گروہ ان میں کا اسی وقت شرک کرنے لگتا ہے ف۳ اُن کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو (نعمت) اُنکو دی

فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ

انکو پس لے لو فائدہ پس البتہ جانو گے ف۴ کیا اتاری ہم نے اوپر ان کے کوئی دلیل پس وہ بولتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ تھے ساتھ اسکے

(شرک کرکے) اسکی ناشکری کریں خیر (چند روز دنیا کا) مزہ اٹھالو آگے چل کر تم کو معلوم ہو جائیگا کیا ہم نے اُن پر کوئی سند اتاری ہے وہ اُنکو شرک کرنا بتلا رہی ہے اور

يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ

شریک لاتے اور جس وقت چکھاتے ہیں ہم لوگوں کو رحمت خوش ہوتے ہیں ساتھ اسکے اور اگر پہنچے ان کو برائی بہ سبب اُس کے کہ آگے بھیجا

ف۵ لوگوں کا یہ حال ہے اُن) کو جب ہم (اپنی) مہربانی (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو (خوشی میں) مست ہو جاتے ہیں (خدا کو بھول جاتے ہیں) اور اگر اُنکے اعمال کی سزا میں اُن پر کوئی

اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

ہے ہاتھوں انکے نے ناگہاں وہ ناامید ہو جاتے ہیں کیا نہیں دیکھا انھوں نے یہ کہ اللہ کھول دیتا ہے رزق واسطے جس کے چاہے

مصیبت آتی ہے تو اُسی وقت (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) ناامید ہو جاتے ہیں ف۶ کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے فراغت کے ساتھ روزی دیتا

وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ

اور تنگ کر دیتا ہے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اُس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں پس دے قرابت والے کو حق اس کا اور

ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے بیشک جو لوگ ایماندار ہیں اُن کیلیے اس (معاملہ) میں (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۷ تو (اے پیغمبرؐ) ناطے والے کو اُس کا حق دے

الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ

فقیر کو اور مسافر کو یہ بہت بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ارادہ کرتے ہیں رضامندی خدا کی کا اور یہ لوگ

اور محتاج اور مسافر کو (اُن کا حق) ف۸ جو لوگ خدا کا منہ (دیکھنا یعنے اس کا دیدار آخرت میں) چاہتے ہیں ان کے لئے یہ بہتر ہے اور وہی

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ

وہی ہیں فلاح پانیوالے اور جو کچھ کہ دیتے ہو تم سُود کو تو کہ بڑھے بیچ مالوں لوگوں کے پس نہیں بڑھتا نزدیک

مراد پائیں گے اور جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کا مال بڑھ جائے ف۹ تو وہ اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

اللہ کے اور جو کچھ دیتے ہو تم زکوٰۃ سے کہ ارادہ کرتے ہو رضامندی اللہ کی کا پس یہ لوگ وہی ہیں دوگنا کرنیوالے

نزدیک نہیں بڑھتا ف۱۰ اور جو تم زکوٰۃ دو گے اللہ تم کا منہ دیکھنا چاہو گے تو ایسے ہی لوگ دونا (دگنا) ثواب پانیوالے ہیں ف۱۱

ف۱ یعنی توحید کے اصلی اور فطری دین میں بگاڑ پیدا کر کے اپنے الگ الگ دین بنا لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفر و شرک کے جتنے دین پائے جاتے ہیں وہ سب اصل دین فطرۃ ــــ توحید ــــ میں بگاڑ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (دیکھئے سورہ یونس آیت ۱۹) ف۲ معلوم ہوا کہ توحید کی شہادت ہر انسان کے دل کی گہرائیوں میں موجود ہے، چاہے وہ زبان سے اس کا اقرار نہ کرے مگر واقعات سے اس کی شہادت ملتی ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "جیسے بھلے بُرے کام ہر انسان کی جبلت پہچانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتی ہے"۔

ف۳ چنانچہ وہ دوسرے معبودوں کی نذریں ماننے اور چڑھاوے چڑھانے لگتا ہے اور کہنا شروع کر دیتا ہے کہ ہم سے یہ مصیبت فلاں بزرگ یا فلاں آستانہ کے صدقے میں ٹلی ہے۔

ف۴ کہ شرک اور ناشکری کی تمہیں کیا سزا ملتی ہے۔

ف۵ یعنی آخر شرک کی دلیل کیا ہے؟ کیا ان کی عقل یہ کہتی ہے یا ہماری کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ تمہارے فلاں بزرگ کو ہم نے اپنے اختیارات میں شریک کر لیا ہے لہٰذا تم انہیں بھی اپنی حاجت روائی کیلئے پکار سکتے ہو؟

ف۶ یعنی ہمت ہار بیٹھتے ہیں کہ اب کوئی نہیں جو ہماری مصیبت ٹال سکے۔ یہ کافر کی حالت ہے کہ سختی کے وقت مایوس ہو جاتا ہے اور عیش و آرام کے وقت تکبر و غرور کرنے لگتا ہے بہت سے کمزور ایمان والوں کا بھی یہی حال ہے مگر مومن کا حال اس کے برعکس ہے۔ اسے جب عیش و آرام میسر ہوتا ہے تو اللہ کا شکر بجا لاتا ہے اور جب مصیبت یا تنگی پہنچتی ہے تو صبر و تحمل سے کام لیتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مومن کی ہر حالت تعجب ہے اسکے حق میں اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ خیر کا موجب ہے۔ جب اسے عیش و آرام نصیب ہوتا ہے تو شکر کرتا ہے یہ بھی اس کے حق میں خیر ہے۔ اگر رنج و تکلیف پہنچتی تو صبر کرتا ہے اس میں بھی اس کیلئے بہتری اور ثواب ہے۔ (ابن کثیر، قرطبی)

ف۷ یعنی روزی کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے خالصتہً اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بعض اوقات ان پڑھوں اور بیوقوفوں کو ایسی روزی دیتا ہے کہ پڑھے لکھے اور دانا حیران ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نہیں تو کیا ہے؟ اسی کو اپنی حکمت معلوم ہے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ (وحیدی)

ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مال دیا ہے وہ صرف اس لئے نہیں ہے کہ تم اسے صرف اپنی ذات پر خرچ کرو بلکہ اس کی شکر گزاری یہ ہے کہ اس میں سے رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں پر بھی خرچ کیا کرو اور یہ سمجھ کر خرچ کرو کہ تمہارا ان پر احسان نہیں ہے بلکہ یہ اُن کا تمہارے اوپر حق ہے۔

ف۹ یعنی انکے مال و دولت میں شامل ہو کر بڑھ جائے۔

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ اس میں کوئی برکت نہیں دیتا بلکہ وہ آدمی کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں وبال اور لعنت کا سبب بنتا ہے بعض مفسرین (جیسے قتادہؒ، ضحاکؒ اور عکرمہؒ وغیرہ) کا خیال ہے کہ اس آیت میں "ربا" سے مراد وہ سود نہیں جو شرعاً حرام کیا گیا ہے بلکہ اس سے وہ عطیہ یا تحفہ مراد ہے جو آدمی دوسرے کو اس نیت سے دے کہ وہ بعد میں اس سے زیادہ واپس کرے گا۔ ایسا عطیہ دینا حرام نہیں ہے لیکن اس کا کوئی ثواب بھی نہیں ملتا۔ ان کے خیال میں "فلا یربوا عند اللّٰہ" (وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا) کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔ (قرطبی) ف۱۱ دس گنے سے سات سو گنے تک۔ دراصل اس بڑھوتری کا انحصار انسان کی نیت اور جذبہ پر ہے جیسا اس کا جذبہ اور نیت ہوگی ویسی ہی بڑھوتری اسے نصیب ہوگی۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۲۶۵)

اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو پھر رزق دیا تم کو پھر مارے گا تم کو پھر جلاوے گا تم کو کیا ہے شریکوں تمہارے میں سے

(لوگو) اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم کو روزی دی پھر تم کو مارے گا پھر تم کو جلائے گا کیا جن کو تم نے (خدا کا) شریک سمجھا ہے

مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ظَهَرَ الْفَسَادُ

کوئی کہ کرے اس میں سے کچھ پاکی ہے اس کو اور بلند ہے اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں پھیل گیا فساد

وہ ان کاموں میں کچھ بھی کر سکتے ہیں یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں وا اللہ تعالیٰ اُن سے (کہیں) پاک اور برتر ہے لوگ جو (برے) کام کر رہے ہیں (شرک

فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا

بیچ جنگل کے اور دریا کے بہ سبب اس چیز کے کہ کمایا ہے ہاتھوں لوگوں کے نے تو کہ چکھاوے ان کو بعض اس چیز کا کہ کرتے ہیں

اور کفر اور گناہ) انکی وجہ سے خشکی اور تری میں خرابی پھیل گئی ہے و۲ اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے کچھ کاموں کی سزا ان کو (دنیا ہی میں) چکھائے تاکہ وہ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

تو کہ وہ پھر آویں کہہ سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو کہ کیوں کر ہوا آخر کام اُن لوگوں کا

(ان بُرے کاموں سے) باز آئیں و۳ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہدے (ذرا) ملکوں کی سیر تو کرو اور دیکھو اگلے لوگوں کا انجام کیا ہوا

مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ

جو پہلے ان سے تھے تھے بہت ان کے شریک لانے والے پس سیدھا کر منہ اپنا واسطے دین درست کے پہلے اس سے

اُن میں اکثر مشرک تھے و۴ تو (اے پیغمبر) اُس دن کے آنے سے پہلے جو خدا کی طرف سے ٹل نہیں سکتا (یعنے

اَنْ يَّاْتِیَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ

کہ آوے ان کے پاس وہ دن کہ نہیں پھر جاتا اس کو اللہ کی طرف سے اس دن متفرق ہوں گے جو کوئی کفر کریگا پس اوپر اسکے ہے کفر اسکا

قیامت کا دن) اپنا منہ دینِ (سچے اور) ٹھیک دن پر قائم رکھ (اسلام پر مضبوط رہ) اُس دن (سب لوگ) الگ الگ ہو جائینگے (مومن جدا کافر جدا) جو شخص کفر کرے

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِیَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور جو کوئی نیکی کرے پس واسطے جان اپنی کے جگہ کرتے ہیں تو کہ بدلا دیوے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کیے

تو اپنے کفر کی سزا وہی پائیگا اور جو لوگ نیک کام کریں وہ اپنے لیے آپ (آخرت کی بھلائی کا) سامان کرینگے و۵ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کو اپنے

الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ

اچھے فضل اپنے سے تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا کافروں کو اور نشانیوں اس کی سے ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو

فضل سے (اچھا) بدلہ دے گا بے شک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا اور اُسکی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ (بارش کی) خوشخبری

مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

خوشخبری دینے والیاں اور تو کہ چکھاوے تم کو مہربانی اپنی سے اور تو کہ جاری ہو ویں کشتیاں ساتھ حکم اُسکے کے اور تو کہ ڈھونڈو

دینے والی ہوائیں (بارش سے پہلے) بھیجتا ہے اور اس سے مطلب یہ ہے کہ اپنی مہربانی کا (مزہ) تم کو چکھائے و۶ اور اُسکے حکم سے (دریاؤں میں) جہاز چلیں (جو

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ

فضل اسکے سے اور تو کہ تم شکر کرو اور البتہ تحقیق بھیجے ہیں ہم نے پہلے تجھ سے پیغمبر طرف قوم ان کی کی

ہوا کے زور سے چلتے ہیں) اور اسلئے کہ (دریا کا سفر کر کے) تم اُسکا فضل ڈھونڈو (روپیہ کماؤ) اور اسلئے کہ تم (اُسکے احسانوں کا) شکر کرو و۱ (اے پیغمبر) ہم تجھ سے پہلے کئی پیغمبر اُنکی قوم

و۱ اور ظاہر ہے کہ نہیں کر سکتے تو پھر انہیں پوجنے اور اُن کے آستانوں پر نذریں ماننے اور چڑھاوے چڑھانے کا کیا فائدہ؟

و۲ خشکی سے مراد زمین، تری سے مراد سمندر اور فساد (خرابی) سے مراد ہر آفت اور مصیبت ہے چاہے وہ جنگ و جدال اور قتل و غارت کی صورت میں نازل ہو یا قحط، بیماری، فصلوں کی تباہی تنگ حالی سیلاب اور زلزلہ وغیرہ کی صورت میں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ بر و بحر (عالم) میں جو فتنہ و فساد برپا ہے اور آسمان کے نیچے جو ظلم و ستم ڈھلائے جا رہے ہیں، یہ سب شرک کی وجہ سے ہیں۔ جب سے لوگوں نے توحید (دین فطرت) کو چھوڑ کر شرک کی راہیں اختیار کی ہیں اس وقت سے یہ ظلم و فساد بھی بڑھ گیا ہے اور شرک جیسے قولی اور اعتقادی ہوتا ہے اسی طرح شرک عملی بھی ہے جو فسق و فجور اور معاصی کا روپ دھار لیتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ شرک اعتقادی اور قولی تو جہنم میں خلود کا موجب ہو گا مگر شرک عملی (فسق و معصیت) موجب خلود نہیں بنے گا۔ (کبیر۔ رازی)

و۳ پوری سزا تو آخرت میں ملے گی مگر یہ تھوڑے سے عذاب کا نمونہ ہے۔ ممکن ہے کہ لوگ شرک و معصیت چھوڑ کر توحید اور اطاعت کی راہ اختیار کریں۔

و۴ یعنی پچھلی جن قوموں پر تباہی آئی۔ اسی شرک کی بدولت آئی جس سے باز رہنے کی آج تمہیں تلقین کی جا رہی ہے۔

و۵ یا (جنت یا قبر میں) اپنے لئے آرام کی جگہ بنائیں گے۔ یہ "لانفسہم یمھدون" کا لفظی ترجمہ ہے اور یہ آیت "یصدعون" کی تفسیر ہے۔ یعنی آخرت میں کافر و مومن الگ الگ ہو جائیں گے۔

و۶ یعنی بارش سے غلے اور میوے پیدا ہوں اور تم کھاؤ اور جانور موٹے تازے ہوں۔ تم ان کا گوشت کھاؤ اور دودھ پیو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے جس سے سب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ

پس آئے ان کے پاس ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس بدلہ لیا ہم نے ان لوگوں سے کہ گناہ کرتے تھے اور تھا لازم اوپر ہمارے مدد دینا

کی طرف بھیج چکے ہیں وہ نشانیاں (معجزے) لے کر اُنکے پاس آئے (مگر اُنھوں نے نہ مانا) آخر گناہگاروں (نافرمانوں) سے ہم نے بدلہ لیا اور ایمان والوں کی مدد ہم کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ

ایمان والوں کا اللہ وہ شخص ہے کہ بھیجتا ہے باؤں کو پس اٹھاتی ہیں بادلوں کو پس پھیلاتا ہے اس کو بیچ آسمان کے

ضرور تھی ف۱ اللہ تعالیٰ ہی ہواؤں کو بھیجتا ہے وہ بادل کو اُبھارتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اُس بادل کو (سارے) آسمان میں پھیلا دیتا

كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ

جس طرح چاہتا ہے اور کرتا ہے اُس کو تہہ بہ تہہ پس دیکھتا ہے تو مینہ کو نکلتا ہے درمیان اس کے سے پس جب پہنچاتا ہے اسکو

ہے جس طرح سے چاہتا ہے (کبھی ہلکا اور کبھی گہرا) اور (کبھی) اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے اُسمیں سے مینہ (چھن کر) نکلتا ہے جب اپنے بندوں میں

بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

جس کو چاہتا ہے بندوں اپنے سے ناگہاں وہ خوش وقت ہو جاتے ہیں اور تحقیق تھے پہلے اس سے

سے جن پر وہ چاہتا ہے یہ مینہ برساتا ہے تو وہ اُسی وقت خوش ہو جاتے ہیں ف۲ حالانکہ برسات پڑنے سے پہلے اس سے (ذرا) اول

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ

کہ اتارا جاوے اوپر ان کے پہلے اس سے البتہ ناامید ہونیوالے پس دیکھ طرف نشانیوں رحمت خدا کی کے کیوں کر

ہی یہ لوگ برسات سے ناامید ہو چکے تھے ف۳ تو (اے دیکھنے والے) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اثر دیکھ زمین کو

يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

زندہ کرتا ہے زمین کو پیچھے موت اسکی کے ف۴ تحقیق وہی ہے البتہ زندہ کرتا مردوں کو اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

مرے بعد پھر کیوں کر جلاتا ہے بیشک یہی خدا (جو زمین کو مرے پیچھے جلاتا ہے قیامت کے دن) مردوں کو بھی جلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے

وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا

اور اگر بھیج دیں ہم ایک باؤ پس دیکھیں اُس کھیتی کو زرد ہوئی البتہ ہو جاویں پیچھے اس کے کفر کرنے والے پس تحقیق تو

اور اگر ہم آندھی (پچھاؤ) بھیجیں پھر لوگ کھیت کو دیکھیں پیلا پڑ گیا ہے تو اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں گے ف۵ تو (اے پیغمبر) تو مردوں

تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ

نہیں سُناتا مُردوں کو اور نہیں سناتا بہروں کو پکارنا جس وقت کہ پھر جاتے ہیں پیٹھ پھیر کر اور نہیں تو راہ دکھانے والا

کو اپنی آواز نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ موڑ کر چل دیں ف۶ اور نہ تو اندھوں کو اُن کی

الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع ۵

اندھوں کو گمراہی ان کی سے نہیں سُناتا تو مگر اُس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے ساتھ نشانیوں ہماری کے پس وہ مطیع ہو جاتے ہیں

گمراہی سے (نجات دے کر) راہ سوجھا سکتا ہے ف۷ تو تو اُنہی لوگوں کو سنا (سمجھا راہ پر لا) سکتا ہے جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں ف۸ اور نری

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو ناتوانی سے پھر کی پیچھے ناتوانی کے قوت پھر کی

بات مان لیتے ہیں ف۹ اللہ ہی نے تم کو کمزوری میں بنایا (یعنی بچپنے میں) پھر کمزوری کے بعد (جوانی کا) زور دیا پھر زور کے

ف۱ اوپر مبدأ و معاد کو براہین و دلائل سے ثابت کرنے کے بعد اب اس آیت میں اصل ثالث یعنی نبوت کو ثابت کیا ہے یعنی آپؐ بھی گزشتہ پیغمبروںؑ کی طرح اللہ کے پیغمبر ہیں، جیسے ان کے مخالفین سے انتقام لیا گیا۔ اسی طرح آپؐ کے مخالفین سے بھی بدلہ لیا جائے گا۔ نیز اس آیت میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے اور اہل ایمان کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور وہ ہمیشہ مغلوب نہیں رہیں گے بلکہ ایک نہ ایک دن ان کو غلبہ نصیب ہوگا۔ یہاں حقاً خبر مقدم اور نصر المؤمنین اسم کان ہے اور المؤمنین میں پیغمبر، ان کے صحابہ اور ان کے بعد امت کے تمام مومنین شامل ہیں۔ بعض نے "حقاً" پر وقف تام کیا ہے اور کانَ میں ضمیر کا مرجع انتقام قرار دیا ہے اور علینا نصر المومنین کو جملہ مستانفہ مانا ہے۔ واللہ اعلم

ف۲ اور کہتے ہیں کہ اب غلہ اُگے گا، پھل پیدا ہوں گے، جانور سیراب ہوں گے اور ارزانی بڑھے گی وغیرہ۔

ف۳ اور ملول و مغموم تھے لیکن بارش ہوتے ہی خوشیاں منانے لگے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت معلوم ہوتی ہے کہ لمحہ بھر میں دنیا کی حالت بدل جاتی ہے۔ یا تو سب کے چہرے اُترے ہوئے تھے اور یا اب ہر طرف رنگ رلیاں ہو رہی ہیں اور خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔

ف۴ اوپر رسولوں کے بھیجنے کا ذکر کیا گیا تھا اور یہاں بارش بھیجنے کا۔ اس میں اشارہ ہے کہ رسولؐ کی آمد بھی انسان کی اخلاقی و روحانی زندگی کے لئے ویسی ہی رحمت ہے جیسی اس کی مادی و معاشی زندگی کے لئے بارش کی آمد، بارش سے اگر زمین زندہ ہوتی ہے اور ہر طرف کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں تو رسولؑ کی آمد سے انسانوں کے دلوں کی کھیتیاں سرسبز ہوتی ہیں اور اس میں نبوت کی ضرورت پر دلیل بھی ہے کہ جس نے اس زمین کی اصلاح کا بندوبست کیا ہے وہ تمہارے دلوں اور روحوں کی زمین کو زندہ اور سرسبز کرنے کا انتظام کیوں نہ کرے گا۔ آیت کریمہ میں "انظر" کا کلمہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ عظیمہ پر تنبیہ کے لئے ہے۔ (کبیر۔ روح)

ف۵ یعنی جب بارش کی وجہ سے کھیتیاں سرسبز ہو کر لہلہانے لگتی ہیں اس وقت اگر ہم کوئی ایسی ہوا بھیج دیں جو اُن ہری بھری کھیتیوں کو جلا کر زرد یعنی خشک کر دے تو یہ لوگ پھر ناشکری پر اُتر آئیں اور رونا پیٹنا شروع کر دیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ (کافر) نہایت ہی کمزور اور کم حوصلہ واقع ہوئے ہیں۔ دم بھر میں خوشیاں منانے لگتے ہیں اور دم بھر میں رونے پیٹنے بیٹھ جاتے ہیں۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی ان لوگوں کے ضمیر مُردہ ہو چکے ہیں اور اُن میں حقائق کو سمجھنے اور خیر و صواب کو پہچاننے کی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ گویا یہ بالکل مردے اور بہرے ہیں اور بہرے بھی ایسے جو حق بات کو محسوس کرتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہیں کوئی بات سنائی نہیں جا سکتی۔ (تنبیہ) "سماع موتیٰ" کے مسئلہ میں گو علماء نے طویل بحثیں کی ہیں لیکن مُردوں کا عدم سماع ایک عام حقیقت ہے جس سے صرف وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جو دلیل (کتاب و سنت) سے ثابت ہیں۔ مثلاً غزوۂ بدر میں جو کافر مارے گئے تھے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا، آپؐ سے عرض کیا گیا "اے اللہ کے رسولؐ، آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں"۔ فرمایا! وہ میری بات کو تم لوگوں سے زیادہ سُن رہے ہیں۔ صرف یہ فرق ہے کہ وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے اور جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جب لوگ مُردہ کو دفن کر کے پلٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔ (دیکھئے نمل آیت ۸۰)

ف۷ یعنی ان کے دل اندھے ہیں جنہیں گمراہی سے نکال کر نجات کی راہ پر لے آنا آپؐ کے بس میں نہیں ہے اور نہ ایسا کرنا آپؐ کی ذمہ داری ہے۔

ف۸ کیونکہ انہی میں یہ صلاحیت ہے کہ کسی بات کو سُن کر اس پر غور و فکر کر سکیں۔

ف۹ یعنی حق کے سامنے سر تسلیم خم کرتے اور اس کی راہ پر چلتے ہیں۔ (دیکھئے سورہ نمل آیت ۸۱)

ف۱ یعنی انسان پر قوت وضعف کے یہ ادوار و اطوار طبعی نہیں ہیں بلکہ یہ سب حالتیں اللہ علیم و قدیر کی پیدا کی ہوئی ہیں اور انسان پر ان حالتوں کا وارد ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اوپر دلائل آفاق کا ذکر تھا۔ اب یہاں دلائلِ اَنفُس کی طرف اشارہ فرما دیا۔ (کبیر) ف۲ یا اپنی برزخی زندگی میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔ قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور عذاب جہنم کو سامنے دیکھ کر یہ احساس پیدا ہوگا، ہو سکتا ہے کہ قیامت سے پہلے کچھ وقفہ ہو جو جی اٹھنے کے بعد ایک ساعت محسوس ہو۔

مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاۤءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ

پیچھے قوت کے ناتوانی اور بڑھاپا پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور وہ ہے جاننے والا صاحب قدرت اور جس دن

بعد کمزوری دی اور بوڑھا کر دیا (بال سفید ہوگئے) وہ جو چاہتا ہے بناتا ہے ف۱ اور وہ (آدمی کی تمام مصلحتیں) جانتا ہے قدرت والا ہے

تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا

قائم ہوگی قیامت قسم کھاویں گے گنہگار کہ نہیں رہے تھے سوائے ایک ساعت کے اسی طرح تھے

اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار لوگ قسمیں کھائیں گے وہ دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے ف۲ (جھوٹ بولیں گے) ایسے ہی (دنیا میں بھی)

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

پھیرے جاتے اور کہیں گے وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں علم اور ایمان تحقیق وعدے پر رہے تھے بیچ کتاب اللہ کے

وہ گمراہ رہے ف۳ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا ہے وہ کہیں گے ف۴ تم تو (جیسے لوح محفوظ میں لکھا ہے) قیامت

اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا

دن زندہ کرنے تک پس یہ ہے دن زندہ کرنے کا ولیکن تم تھے نہیں جانتے پس اس دن نہ

تک ٹھہرے ف۵ تو یہی دن قیامت کا دن ہے ف۶ مگر تم کو تو اس کا یقین ہی نہ تھا ف۷ تو اس دن

يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ

نفع دے گا ان لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں عذر اُن کا اور نہ وہ توبہ قبول کیے جاویں گے اور البتہ تحقیق بیان کیا ہم نے واسطے لوگوں

گنہگاروں کا کوئی عذر کام نہ آئے گا اور نہ اُن کو توبہ کرنے کا (اور پروردگار کو راضی کرنے کا) موقع دیا جائے گا ف۸ اور ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے

فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

کے بیچ اس قرآن کے ہر ایک مثال سے اور اگر لاوے تو اُن کے پاس کوئی نشانی البتہ کہیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے

سمجھانے کے لیے، ہر طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں ف۹ اور (اے پیغمبر) اگر تو ان (کافروں) کو کوئی معجزہ دکھلائے تو یہ کافر (تجھ کو اور تیرے ساتھ والے ایمانداروں)

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾

نہیں تم مگر جھوٹے اسی طرح مہر رکھتا ہے اللہ اوپر دلوں ان لوگوں کے کہ نہیں جانتے

کو، کہیں گے تم تو مکار (فریبی) ہو ف۱۰ اللہ تعالیٰ جاہلوں کے دلوں پر اسی طرح مہر لگا دیتا ہے ف۱۱

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

پس صبر کر تحقیق وعدہ اللہ کا سچا ہے اور نہ سبک کریں تجھ کو وہ لوگ کہ نہیں یقین لاتے

تو (اے پیغمبر) صبر کیے رہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (ایک روز تو منرور غالب ہوگا) اور کہیں (ایسا نہ ہو یہ) بے ایمان لوگ تجھ کو بے صبر بنائیں (تو بھی بجلد باز ہو جائے)

ع ۶ — ۹

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ (۵۷) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۳۴ رُكُوْعَاتُهَا ۴

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱۲ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

الۗمّۗ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ

یہ آیتیں ہیں کتاب حکمت والی کی راہ دکھانا اور مہربانی واسطے نیکی کرنیوالوں کے وہ جو

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں اس میں نیکوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ف۱۳ جو

ف۳ یعنی وہاں بھی یہ اسی طرح کے غلط اندازے لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ جھوٹی قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد بس فنا ہو جانا ہے کوئی آخرت واخرت آنے والی نہیں ہے جس کے لئے کوئی تیاری کی جائے۔

ف۴ یعنی انبیاؑ، فرشتے اور تمام اُمتوں کے اہلِ علم و ایمان۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی جیسے دنیا میں علما ان پر حجت قائم کیا کرتے تھے اس دن بھی ان کا رد کریں گے اور کہیں گے تم جھوٹ بکتے ہو جو یہ کہتے ہو کہ دنیا یا عالمِ برزخ میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔ تم ٹھیک کتاب اللہ (یعنی اللہ کے علم یا لوح محفوظ کے نوشتہ) کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے ہو بعض مفسرینؒ نے اس آیت میں "فی کتاب اللہ" کو "اوتوا" سے متعلق قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ تقدیر کلام یوں ہے۔ اوتوا العلم فی الکتاب والایمان اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ "جن لوگوں کو کتاب اللہ کا علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے....." (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۶ جو ٹھیک وعدے کے مطابق آ پہنچا ہے۔

ف۷ چنانچہ تم اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور رسولوںؑ سے کہا کرتے تھے کہ لے آؤ قیامت جس کی تم دھمکی دیتے ہو۔

ف۸ یعنی آخرت میں توبہ کرنے اور پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کا انہیں کوئی موقع نہ دیا جائے گا۔

ف۹ جن سے انہیں ایک طرف اللہ کی توحید اور رسولوںؑ کی صداقت کا علم ہو سکتا ہے اور دوسری طرف کفر و شرک، نفاق اور بدعت کے باطل ہونے کا پتہ چل سکتا ہے

ف۱۰ یعنی ڈھونگ بنا کر اور شعبدے دکھا کر لوگوں کو اپنے دین میں پھانسنے کی کوشش کرتے ہو۔

ف۱۱ یعنی جن کے دل صحیح علم سے کورے ہوتے ہیں اور وہ ہٹ دھرمی سے ہر بات سے انکار ہی کرتے چلے جاتے ہیں۔ بالآخر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں قبولِ حق کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی۔

ف۱۲ یہ سورہ مکی ہے مگر اس کی "وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ" سے "وَاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ" تک تین آیتیں غیر مکی ہیں اور بعض مفسرینؒ نے ان کو بھی مکی قرار دیا ہے۔ حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھا کرتے اور "سورہ لقمان" اور "ذاریات" کی کوئی کوئی آیت سنتے جاتے تھے۔ منقول ہے کہ قریش نے حضرت لقمان اور اس کے بیٹے کے قصہ کے متعلق سوال کیا، اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔ (روح۔ شوکانی) ف۱۳ یعنی یہ کتاب اگرچہ فی نفسہ ہدایت و رحمت ہے لیکن اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو نیک ہیں۔ "نیکوں" کے لئے اصل میں لفظ "محسنین" استعمال ہوا ہے جس کا لفظی ترجمہ ہے "احسان کرنے والے" اور نہایت خلوص اور حضورِ قلب سے اللہ تعالیٰ

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ

قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں یقین لانیوالے یہ لوگ

نماز کو درستی سے ادا کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت کا وہ یقین رکھتے ہیں یہی لوگ

عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے کی طرف سے اور یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانیوالے اور بعض لوگوں میں وہ شخص ہے

اپنے مالک کی سیدھی راہ پر ہیں اور یہی مراد پائیں گے اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو واہی

يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ

کہ مول لیتا ہے غافل کرنے والی بات کو تو کہ گمراہ کرے راہ خدا کے سے بغیر علم کے اور پکڑے اُس کو ٹھٹھا

دلغو بیکار خدا کو بھلاتے والی) باتیں مول لیتے ہیں اس لیے کہ بن سمجھے بوجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) بہکا دیں اور اللہ کی راہ کو ہنسی ٹھٹھا بنائیں

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ

یہ لوگ واسطے ان کے عذاب ہے رسوا کرنیوالا اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر اُس کے نشانیاں ہماری بیٹھ پھیر لیتا ہے تکبر کرتا ہوا گویا کہ

ان لوگوں کو (قیامت کے دن) تکلیف کا عذاب ہوگا ف اور جب (ان لوگوں میں سے) کسی کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اکڑتا ہوا پیٹھ موڑ کر

لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

نہ سنا ان کو گویا کہ بیچ دونوں کانوں اسکے کے بوجھ ہے پس بشارت دے اسکو ساتھ عذاب درد دینے والے کے تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے

چل دیتا ہے گویا اُس نے انکو سنا ہی نہیں گویا اُسکے دونوں کانوں میں بوجھ ہے (بہرا ہے) تو (اے پیغمبر) ایسے شخص کو (قیامت کے دن) تکلیف کے عذاب کی خوشخبری سنا جو

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ

اور کام کیے اچھے واسطے ان کے بہشتیں ہیں نعمت کی ہمیشہ رہیں گے بیچ ان کے وعدہ اللہ کا ہوا سچ اور وہ

لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے دہر ہے) لطف کے دمزے کے) باغ ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (وہیں اترائیں گے) یہ اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے اور وہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ

غالب ہے حکمت والا پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو اور ڈالے بیچ زمین کے

زبردست ہے حکمت والا اُسی اللہ نے آسمانوں کو بنایا جیسے تم دیکھتے ہو بن ستون کے ان کو کھڑا کیا ف۲ اور اُسی نے زمین میں بھاری بھرکم پہاڑ رکھے

رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے اور پھیلائے بیچ اُس کے ہر طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی

ایسا نہ ہو وہ (ہلنے لگے) ادھر ادھر جھکے دہچکولے کھائے، اور ہر قسم کے جانور اسمیں پھیلائے اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر (اس پانی سے زمین

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ

پس اُگائے ہم نے بیچ اسکے ہر قسم کے جوڑے نفیس سے یہ ہے پیدائش خدا کی پس دکھلا دو مجھ کو کیا پیدا کیا ہے

میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں (اے پیغمبر ان کافروں سے کہہ) اللہ کی تو پیدا کی ہوئی یہ چیزیں ہیں اب اُس کے سوا دوسرے لوگوں نے کیا

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ

ان لوگوں نے جو سوائے اسکے ہیں بلکہ ظالم لوگ بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان کو حکمت

پیدا کیا ہے مجھ کو دکھلاؤ ف۳ بات یہ ہے کہ یہ ظالم (کافر) کھلی گمراہی میں ہیں اور ہم (تجھ سے پہلے) لقمان کو حکمت دے چکے ہیں ف۴

ع ۱۱/۱۰

المنزل

ف حسن بصریؒ فرماتے ہیں: لَهْوَ الْحَدِيْثِ" (واہی باتوں) سے مراد وہ تمام فضول اور بے ہودہ باتیں ہیں جو آدمی کو اپنے میں مشغول کر کے نیکی اور بھلائی کے راستہ سے روک دیں جیسے جھوٹے افسانے، ناول، قصے کہانیاں، ہنسی مذاق گانا بجانا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔ فالاضافة بمعنى من البيانية او التبعيضية بناءً على مذهب ابن كيسان بمعنى اللام على مذهب اكثر المتاخرين وهو الاصح (كذا في الروح)۔ اکثر صحابہ و تابعین نے اس کی تفسیر خاص طور پر "گانا بجانا" سے کی ہے۔ (قرطبی) حضرت عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں "لهو الحديث" سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے تین مرتبہ زور دے کر فرمایا: "الغناء واللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس سے مراد گانا ہے۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے اور اس کے سازوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن کثیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو عجمیوں (ایرانیوں) کے قصے کہانیاں خرید کر لایا تھا۔ (شوکانی) واحدی نے کلبیؒ اور مجاہدؒ سے بھی اس آیت کی شان نزول یہی نقل کی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نضر بن حارث نے گانے بجانے والی دو لونڈیاں بھی خرید کر رکھی تھیں جس کو دیکھتا کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے اس پر اپنی کوئی لونڈی مسلط کر دیتا۔ وہ اسے اپنے گانے بجانے سے خوب مست رکھتی اور پھر وہ اس شخص سے کہتا کہ جس نماز روزہ کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعوت دیتے ہیں وہ بہتر ہے یا یہ گانا بجانا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علما نے لکھا ہے، ہو سکتا ہے کہ ان سب کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہو: قال الآلوسی: والاحسن تفسيره بما يعم ذالك۔ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے جو کہ الادب المفرد بخاری اور سنن بیہقی میں ہے۔ وہ فرماتے ہیں: "هو الغناء واشباهه یعنی" لهو الحديث سے موسیقی اور اس قسم کی دوسری چیزیں مراد ہیں اور یہاں "اشترا" (خریدنے) سے مراد قرآن کی بجائے اس سے لذت و سرور حاصل کرنا ہے۔ الغرض متعدد آثار و اقوال سلف میں گانے کی مذمت مذکور ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے گانے، گانے والے اور اس کے سننے والے پر لعنت فرمائی ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے گانا انسان کے دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی سے گھاس پات اگتا ہے۔ "تاتار خانیہ" میں مذکور ہے کہ "گانا تمام مذاہب میں حرام ہے۔" امام مالکؒ سے "سماع" کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہ تو ہمارے دور کے فاسق و فاجر لوگوں کا کام ہے اور ابن الصلاح نے تو "سماع" کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے خصوصاً وہ "سماع" جو فی زماننا صوفیہ کرام نے ایجاد کر رکھا ہے اور اسے اذکار و عبادات میں داخل کر لیا ہے۔ اس کے حرام ہونے میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ سلفؒ ہمیشہ ان باتوں سے دور رہے ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے روح المعانی) موجودہ دور میں جس چیز کو ہم نے "فنون لطیفہ" کے نام سے اسلامی تمدن کا جز قرار دے رکھا ہے اسی کے متعلق قرآن نے "ضلالت عن سبیل اللہ" ہونے کا اعلان کیا تھا: فوا اسفا علىٰ ما فرطنا ۱۲۔

ف۲ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب "ترونها" میں "ها" کی ضمیر آسمانوں کے لئے قرار دی جائے اور اگر یہ ستونوں کے لئے سمجھی جائے تو ترجمہ یوں ہوگا "اور اس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر بنایا جنہیں تم دیکھ سکتے ہو" گویا آسمانوں کے ستون ہیں مگر وہ تمہیں نظر نہیں آتے، واللہ اعلم۔ (نیز دیکھئے سورہ رعد آیت ۲)

ف۳ یعنی ان لوگوں نے جنہیں تم اپنا معبود بنائے بیٹھے ہو اور انہیں اپنی قسمت کا مالک سمجھتے ہو۔

ف۴ حضرت لقمان کے بارے میں عکرمہؒ کے سوا باقی تمام مفسرینؒ کا خیال ہے کہ وہ نبی نہ تھے بلکہ ایک نیک و دانا شخص تھے جو سوڈانی (حبشی) نسل سے تھے۔ ایک مرفوع روایت میں بھی ان کے حبشی ہونے کا ذکر ہے۔ مقاتلؒ نے کہا ہے کہ وہ حضرت ایوبؑ کے بھانجے تھے ایک ہزار سال کی عمر پائی۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں یہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے لیکن ان کے بعد عہدہ قضا سے الگ ہو گئے۔ (ابن کثیر) اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ وہ آزاد نہیں بلکہ غلام تھے۔ (روح المعانی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر بھی ان کی حکمت اور دانائی کے واقعات عرب میں مشہور تھے اور جاہلی شعرا و ادبا اپنے کلام میں ان کا ذکر کرتے تھے جیسا کہ ابن ہشام نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔ (دیکھئے ج ۱، ص ۲۴۷)

ف۱ یہ فرمانا بذریعہ الہام تھا یا خود حکمت دیئے جانے کا لازمی نتیجہ تھا۔ ف۲ وہ بذاتِ خود محمود ہے اس کو نہ کسی کے شکر کی پرواہ ہے وہ نہ کسی کی ناشکری کی۔

أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

یہ کہ شکر کر واسطے اللہ کے اور جو کوئی شکر کرتا ہے پس سوائے اسکے نہیں کہ شکر کرتا ہے واسطے فائدے جان اپنی کے اور جو کوئی کفر کرتا ہے پس تحقیق اللہ بے پروا

در دہم نے اس سے فرمایا) اللہ کا شکر کر ف۱ اور جو کوئی شکر کرے گا وہ اپنے ہی بھلے کے لیے شکر کریگا (اُسکو اللہ اور زیادہ نعمتیں دیگا) اور جو کوئی ناشکری کرے تو اللہ تو بے پرواہ ہے

حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ

ہے تعریف کیا گیا اور جس وقت کہا لقمان نے واسطے بیٹے اپنے کے اور وہ نصیحت کرتا تھا اسکو اے چھوٹے بیٹے میرے مت شریک لا ساتھ اللہ کے تحقیق

خوبیوں والا ف۲ اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا اللہ کا شریک کسی کو مت بنانا کیوں کہ

الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ

شرک البتہ ظلم ہے بڑا اور حکم کیا ہم نے انسان کو بیچ ماں باپ اُسکے کے اٹھاتی ہے اُسکو ماں اسکی سستی اوپر

شرک بڑا (سخت) گناہ ہے ف۳ اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے لیے (اچھا سلوک کرنے کا) حکم دیا ف۴ ماں نے تو اس کو تھک تھک کر (اپنے

وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِن

سستی کے اور دودھ چھڑانا اسکا بیچ دو برس کے یہ کہ شکر کر واسطے میرے اور واسطے ماں باپ اپنے کے طرف میری ہے پھر آنا اور اگر

پیٹ میں) اٹھایا اور دو برس میں (کہیں) اسکا دودھ چھوٹا ف۵ (ہم نے آدمی کو یہ حکم دیا) کہ میرا شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا اور (آخر تجھ کو مرنے کے بعد) میرے پاس لوٹ کر

جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا

شدت کریں تجھ سے اوپر اس کے کہ شریک لا ساتھ میرے اس چیز کو کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اسکے کچھ علم پس مت کہا مان ان دونوں کا اور صحبت رکھ ان سے

آنا ہے ف۶ اور اگر تیرے ماں باپ زور زبردستی سے یہ کہیں کہ اللہ کے ساتھ انکو شریک کر جن کے شریک ہونے کی تیرے پاس کوئی سند نہیں ف۷ تو ان کا کہنا مت مان ف۸ اور دنیا میں انکے

فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم

بیچ دنیا کے اچھی طرح اور پیروی کر راہ اس شخص کی کہ رجوع کرتا ہے طرف میری پھر طرف میری ہے پھر آنا تمہارا پس خبر دونگا تم کو

ساتھ دستور کے موافق رہ ف۹ اور (دین میں) اُسکی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہے ف۱۰ پھر میرے ہی پاس تم کو لوٹ کر آنا ہے میں تم کو جتلا دوں گا جو تم

بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن

ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے اے چھوٹے بیٹے میرے تحقیق وہ چھوٹی چیز اگر ہوئی برابر ایک دانے رائی کے پس ہو

دنیا میں کرتے رہے (اس کا بدلہ دے کر) بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو پھر (فرض کرو کہ) وہ (ساتوں زمینوں کے تلے) ایک پتھر پر ہو یا

فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ

بیچ پتھر کے یا بیچ آسمانوں کے یا بیچ زمین کے لے آتا ہے اس کو اللہ تحقیق اللہ باریک دیکھنے والا

آسمان اور زمین میں (کہیں) ہو تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اُس کو (حساب لینے کیلیے) حاضر کریگا بیشک اللہ (بڑی) باریکیا

خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ

خبردار ہے اے چھوٹے بیٹے میرے قائم کر نماز کو اور حکم کر ساتھ بھلائی کے اور منع کر برائی سے اور صبر کر اوپر

نظر والا خبردار ہے ف۱۱ بیٹا نماز کو درستی سے ادا کرتا رہ اور اچھی بات کرنے کا حکم کرتا رہ اور بری بات سے منع کرتا رہ اور جو آفت تجھ پر آن پڑے اُس پر

مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ

اس چیز کے پہنچے تجھ کو تحقیق یہ بڑے کاموں سے ہے اور مت موڑ گالوں اپنے کو لوگوں سے اور مت چل

صبر کر ف۱۲ بے شک یہ کام ف۱۳ بڑے ضروری کام ہیں ف۱۴ اور لوگوں سے اپنی گال نہ پھلا ف۱۵ اور زمین میں اتراتا (اکڑتا)

ف۳ "ظلم" کے اصل معنی بے انصافی یعنی کسی کا حق مارنا ہیں۔ شرک اس لئے ظلم ہے کہ اس میں آدمی اپنے اصل مالک کے حقوق و اختیارات دوسروں کو دیتا اور انہیں اس مقابلے میں لا کھڑا کرتا ہے۔

ف۴ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے ساتھ والدین کی شکر گزاری کا حکم دینا ان کے حق کے بڑا ہونے کی دلیل ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ کلام بیچ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے شرک سے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرما دیا کہ اللہ کے حق کے بعد ماں باپ کا حق ہے اور رسولؐ اور مرشد کا حق اللہ ہی کی طرف سے ہے کہ اس کے نائب ہیں۔ (نیز دیکھئے سورہ اسرائیل آیت ۲۳-۲۴ و عنکبوت آیت ۸)

ف۵ اس لئے معلوم ہوا کہ بچے کی مدتِ رضاعت دو سال ہے اور اس کو سورہ بقرہ میں رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے آیت ۲۳۳) سورہ لقمان کی اس آیت سے حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے اہل نے یہ استنباط بھی کیا ہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے۔ جیسا کہ سورہ احقاف کی آیت: وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرًا سے معلوم ہوتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ تاکہ تیرے اعمال کا حساب لیا جائے۔ اگر شکر کرے گا تو اس کی جزا اور ناشکری کرے گا تو اس کی سزا پائے گا۔"

ف۷ اور ظاہر ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی سند نہیں ہو سکتی۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "شریک نہ مان جو تجھے معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیا مانے۔"

ف۸ کیونکہ خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں)۔ (دیکھئے عنکبوت آیت ۸)

ف۹ یعنی ان کے مشرک ہونے کے باوجود دنیا کے عام معاملات میں ان سے شفقت، محبت اخلاق اور تواضع کا برتاؤ کر۔

ف۱۰ یعنی میری توحید کا قائل ہے اور پورے اخلاص سے میری اطاعت و بندگی کر رہا ہے دین کے معاملے میں ماں باپ کی تقلید جائز نہیں ہے۔

ف۱۱ اس سے کوئی عمل پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔

ف۱۲ یعنی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں تجھے جو مصیبتیں پیش آئیں انہیں صبر و ہمت سے برداشت کر اس لئے کہ یہ فریضہ جس نے جب بھی انجام دیا اس پر لازماً مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے اور دنیا والے اس کے دشمن ہو گئے۔

ف۱۳ یعنی نماز قائم کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ ف۱۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی تاکید فرمائی ہے اور انہیں اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ "عزم الامور" کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا یہ کام بڑے عزم و ہمت کا کام ہے۔ کم ہمت لوگوں کے بس میں نہیں ہے کہ اس کی سختیاں جھیل سکیں، اس لئے اپنے اندر عزم و ہمت پیدا کر۔ اور اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔ ف۱۵ یا لوگوں سے اپنا منہ پھیر کر بات نہ کر۔ یعنی غرور نہ کر بلکہ تواضع اور عاجزی کے ساتھ ہر ایک کی بات سن۔

فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ

بیچ زمین کے اترا کر تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہر تکبر کرنیوالے شیخی کرنیوالے کو اور بیچ کی راہ لے بیچ چال اپنی کے

ہوا مت چل کیوں کہ اللہ تعالٰے کسی اترانے (اکڑنے) والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا ف۱ اور بیچ کی چال چلا کر ف۲

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ

اور نرم کر آواز اپنی کو تحقیق بہت ناپسندیدہ آواز البتہ آواز گدھے کی ہے کیا نہیں دیکھا تم نے یہ کہ

اور اپنی آواز آہستہ رکھ ف۳ کیونکہ گدھوں کی آواز (سب) آوازوں میں بری ہے ف۴ کیا تم لوگوں نے اس پر نظر نہیں ڈالی

اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ

اللہ نے مسخر کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور پورا کیا اوپر تمہارے نعمتوں اپنی ظاہر اور باطن کی کو

کہ اللہ تعالٰی نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب کو تمہارے کام میں لگا یا ف۵ اور تم پر اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں پوری کردیں ف۶

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾

اور بعض لوگوں میں سے وہ شخص ہے کہ جھگڑا کرتا ہے بیچ خدا کے ف۷ بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کتاب روشن کے

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو (خواہ مخواہ) اللہ تعالٰے کے مقدمے میں جھگڑتے ہیں نہ ان کو سمجھ ہے نہ سوجھ ف۸ نہ کوئی روشن کتاب اُنکے پاس ہے

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ۭ

اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے پیروی کرو اس چیز کی کہ اتاری ہے اللہ نے کہتے ہیں بلکہ پیروی کریں گے اس چیز کی کہ پایا ہے ہم نے اوپر اسکے باپوں

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے اللہ تعالٰی نے جو (قرآن) اُتارا اس پر چلو تو کہتے ہیں ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا

اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ

اپنوں کو کیا اگرچہ ہو شیطان بلاتا ان کو طرف عذاب دوزخ کی اور جو کوئی مطیع کرے منہ اپنا

بھلا اگر شیطان اُن کے باپ دادوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو ف۹ اور جو شخص خدا کے سامنے اپنا منہ جھکائے رہے

اِلَی اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۭ وَاِلَی اللّٰهِ عَاقِبَةُ

طرف خدا کی اور وہ نیکی کرنیوالا ہے پس تحقیق محکم پکڑا اس نے کڑا مضبوط اور طرف اللہ کی ہے پچھاڑی

(اس کی اطاعت کرے) اور وہ نیکی پر ہو ف۱۰ تو اُس نے مضبوط کنڈہ تھام لیا ف۱۱ اور اللہ تعالٰی ہی کی طرف سب کاموں کا

الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا یَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ

سب کام کی اور جو کوئی کافر ہوئے پس نہ غم میں ڈالے تجھ کو کفر اسکا طرف ہماری ہے پھر آنا اُن کا پس خبر دیں گے ہم ان کو ساتھ اس چیز کے کہ کیا

انجام ہے ف۱۲ اور جو شخص کفر کرے تو (اے پیغمبر) تو اُس کے کفر سے رنجیدہ نہ ہو انکو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے ہم انکے کام انکو (سزا دے کر) بتلا دیں گے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ

انھوں نے تحقیق اللہ جاننے والا ہے سینے والی بات کو فائدہ دیں گے ہم ان کو تھوڑا پھر بے بس کریں گے ہم ان کو طرف عذاب

بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ہم اُن کو تھوڑا سا (دنیا کا) مزہ اٹھانے دینگے (یا چند روز) پھر انکو سخت عذاب میں پکڑ لے

غَلِیْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ

گاڑھے کی اور اگر سوال کرے تو ان سے کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو البتہ کہیں گے اللہ نے کہہ

جائیں گے اور (اے پیغمبر) اگر تو ان (کافروں) سے پوچھے آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں تو ضرور یہی کہیں گے اللہ تعالٰی نے (بنائے ہیں اور کس نے)

ف۱ بلکہ اللہ تعالٰی کو عاجزی پسند ہے۔ واضح رہے کہ اکڑنا اور شیخی بگھارنا اور چیز ہے اور شکر کے جذبہ سے اللہ تعالٰی کی نعمتوں کا ذکر کرنا دوسری چیز، یہ نا صرف جائز بلکہ اللہ تعالٰی کو پسند ہے۔ "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" (ضحیٰ ۱۱) ف۲ یعنی شریف لوگوں کی طرح وقار اور سکون سے چلا کر۔ جیسا کہ دوسری آیت میں اہلِ ایمان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا۔ کہ وہ زمین پر وقار و سکون سے چلتے ہیں۔ (فرقان: ۶۳) تیز چلنا جبکہ اس کی ضرورت ہو اور اس میں اعتدال پایا جائے۔ "وقار" کے خلاف نہیں ہے۔ آنحضرت جب چلتے تو تیز چلتے اور آگے کو زور دیتے ہوئے چلتے گویا آپ ڈھلان سے اُتر رہے ہیں (شوکانی)

ف۳ یعنی شریف لوگوں کی طرح پرسکون اور دھیمے لہجہ میں بات کر، نہ کہ گدھے کی طرح چلا کر، اس لئے کہ چلا کر بولنے سے سننے والے کو تکلیف ہوتی ہے۔ (شوکانی)

ف۴ کیونکہ وہ چلا کر ہوتی ہے۔ یہاں پر حضرت لقمانؑ کے نصائح ختم ہوئے۔ آگے پھر توحید کے دلائل اور مشرکین کی توبیخ و تبکیت کی طرف رجوع کیا جس کے ساتھ سورہ کی ابتدا ہوئی تھی (شوکانی)

ف۵ بعض چیزوں کو ایسے ضابطہ کا پابند بنایا کہ وہ خود ہی تمہارے مفاد اور خدمت کے کام کر رہی ہیں، جیسے سورج، چاند، ستارے بلکہ فرشتے بھی جو تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور بعض کو تمہارے اختیار میں دے دیا کہ ان میں سے جس سے چاہو اور جیسے چاہو فائدہ اٹھاؤ جیسے جانور، زمین اور اس کی تمام چیزیں بہرحال تسخیر کے معنی یہ ہیں کہ تم ان سے مستفید اور متمتع ہو رہے ہو۔ ان چیزوں کا انسان کے زیر تصرف ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ تسخیر کے مفہوم سے خارج ہے۔ (شوکانی)

ف۶ کھلی نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جنہیں آدمی اپنی عقل یا حواس سے جانتا اور محسوس کرتا ہے اور چھپی نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو انسان کے علم و احساس سے بالا ہیں مگر وہ اس کے جسم میں اور باہر کی دنیا میں اس کے مفاد، خدمت اور حفظ و بقا کے لئے کام کر رہی ہیں۔ (شوکانی و کبیر)

ف۷ یعنی خلق و تسخیر اور انعام و احسان وغیرہ دلائل سے اللہ تعالٰی کی وحدانیت ثابت ہو چکنے کے باوجود اللہ تعالٰی کی توحید و صفات میں جھگڑتے اور بحثیں کرتے ہیں کہ خدا ہے بھی کہ نہیں؟ اور ہے تو ایک ہے یا اس کے ساتھ دوسرے بھی خدائی میں شریک ہیں؟ اس کی صفات کیا ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ف۸ یعنی نہ ان کے پاس خود کوئی علم ہے جس کی بنا پر وہ خدا کی حقیقت اور اس کی صفات کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ کسی سمجھ رہنما کی رہنمائی انہیں حاصل ہے اور نہ ان کے پاس خود خدا کی بھیجی ہوئی کوئی ایسی کتاب ہے جس سے انہوں نے یہ عقیدہ اخذ کیا ہو بلکہ محض ضد و عناد سے یا تو سرے سے خدا ہی کے منکر ہو رہے ہیں یا پھر خدا کی صفات کی من مانی عقلی تاویلیں کر رہے ہیں۔ ف۹ "تب بھی یہ ان کے ساتھ دوزخ کی آگ میں جا کودیں گے؟" یعنی کتاب اللہ اور پیغمبرؐ کی ہدایت کے مقابلہ میں اپنے جاہل اسلاف کے عمل کو پیش کرتے ہیں پھر اس سے بڑھ کر گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے؟ (دیکھئے بقرہ آیت: ۱۷۰، مائدہ آیت ۱۰۴) ف۱۰ یعنی ایمان اور عمل صالح اختیار کرے عمل میں احسان یہ ہے کہ عمل خالص اللہ تعالٰی کے لئے ہو یعنی ریاکاری سے پاک ہو اور پھر شریعت کی ہدایت کے مطابق ہو۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۱۲) ف۱۱ جس کے بعد اسے بھٹکنے اور انجام بد سے دوچار ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔ ف۱۲ وہی ان کا بدلہ دے گا۔

ف " کہ میری صداقت اور تمہارا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا اور تم نے خود ہی اعتراف کرلیا۔" (ابن کثیر۔ کبیر) یا اس موقع پر " شکر خدا کا " کہنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب تم مانتے ہو کہ زمین و آسمان کو خدا ہی نے بنایا ہے۔ تو شکر بھی اسی کا بجالاؤ، دوسروں کے سامنے ماتھے کیوں رگڑتے پھرتے ہو۔ ف۲ یعنی یہ نہیں سمجھتے کہ جب خدا کو زمین و آسمان کا خالق مان لیا تو ضروری ہے کہ بندگی بھی صرف اسی کی کی جائے۔ (شوکانی) ف۳ یعنی نہ صرف خالق ہے بلکہ مالک بھی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعریف بھی اسی کی ہے۔ (رازی)

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ إِنَّ

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے تحقیق

کہدے شکر خدا کا ف۱ بات یہ ہے کہ ان کافروں میں اکثر بے علم (جاہل لٹھ) ہیں ف۲ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے (سب اسی کی ملک ہے) ف۳ بے شک

ٱللَّهَ هُوَ ٱلْغَنِيُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّمَا فِي ٱلْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَٰمٌ وَٱلْبَحْرُ

اللہ وہی ہے بے پرواہ تعریف کیا گیا اور اگر ہو یہ کہ جو کچھ بیچ زمین کے ہے درختوں سے قلمیں اور دریا ہو

اللہ ہی بے نیاز اور تعریف کا سزاوار ہے ف۴ اور اگر زمین میں ہر درخت کے قلم بنائے جائیں اور سمندر

يَمُدُّهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَٰتُ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾

سیاہی اسکی پیچھے اس کے ہوں سات دریا نہ تمام ہوویں گی باتیں اللہ کی تحقیق اللہ غالب ہے حکمت والا

سیاہی ہو اس کے بعد سات اور (ایسے) سمندر سیاہی بنیں جب بھی اللہ کی باتیں ف۵ ختم نہ ہوں ف۶ بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا

مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَٰحِدَةٍ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ

نہیں بنانا تمہارا اور نہ جلانا تمہارا مگر مانند ایک جان کی تحقیق اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے کیا نہ دیکھا تو نے

تمہارا (شروع میں) پیدا کرنا اور (مار کر پھر) جلا اٹھانا اسکے نزدیک ایسا (آسان) ہے جیسے ایک جان کا (پیدا کرنا اور جلا اٹھانا) ف۷ بیشک اللہ (سب کچھ) سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے ف۸

أَنَّ ٱللَّهَ يُولِجُ ٱلَّيْلَ فِي ٱلنَّهَارِ وَيُولِجُ ٱلنَّهَارَ فِي ٱلَّيْلِ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ

یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے اور حکم اپنے میں لگا رکھا ہے سورج اور چاند کو

دیکھنے والے) کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ رات (کے ایک حصے) کو دن میں شریک کردیتا ہے (جب دن بڑھ جاتا ہے) اور دن (کے ایک حصے) کو رات میں شریک کردیتا ہے (جب

كُلٌّ يَجْرِيٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ

ہر ایک چلتا ہے ایک وقت مقرر تک اور یہ کہ اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے یہ بسبب اس کے ہے کہ اللہ

رات بڑھ جاتی ہے) اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے ہر ایک ٹھیری ہوئی مدت تک چلتے رہیں گے (یعنی قیامت تک) ف۹ اور اللہ تم کو تمہارے کاموں کی (سب) خبر ہے

هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ ٱلْبَٰطِلُ وَأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْعَلِيُّ ٱلْكَبِيرُ ﴿٣٠﴾

وہ ہے حق ثابت اور یہ کہ جو کچھ پکارتے ہیں سوائے اُس کے ناپید ہوجانیوالا ہے اور یہ کہ اللہ وہ ہے بلند مرتبہ بزرگ

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (وہی سچا خدا) ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو (یہ مشرک) پکارتے ہیں وہ (سب) جھوٹے (معبود) ہیں ف۱۰ اور (دوسرے) یہ کہ اللہ ہی (سب سے) بلند اور ف۱۱

أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱلْفُلْكَ تَجْرِي فِي ٱلْبَحْرِ بِنِعْمَتِ ٱللَّهِ لِيُرِيَكُم مِّنْ ءَايَٰتِهِۦٓ ۚ إِنَّ فِي

کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ کشتیاں چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ نعمتوں اللہ کے تو کہ دکھلادے تم کو نشانیوں اپنی سے تحقیق بیچ

سب سے) بڑا ہے (دیکھنے والے) کیا تو نہیں دیکھتا کہ سمندر میں اللہ کے فضل سے جہاز چلتے ہیں اس سے مطلب یہ ہے کہ تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلائے ف۱۲

ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣١﴾ وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَٱلظُّلَلِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ

اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنے والے شکر کرنیوالے کے اور جب ڈھانکتی ہے ان کو موج مانند سائبانوں کی پکارتے ہیں اللہ کو

بیشک اسمیں ہر صبر اور شکر کرنیوالے کیلیے نشانیاں ہیں ف۱۳ اور جب (سمندر میں) سائبانوں کی طرح انکو (پانی کی) موج ڈھانک لیتی ہے (اور ڈوبنے کا ڈر ہوتا ہے)

مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ

خالص کر کر واسطے اسکے دین کو یعنی عبادت کو پس جب نجات دیتا ہے انکو طرف جنگل کی پس بعض ان میں سے بیچ کی راہ پر رہتے ہیں اور نہیں انکار کرتا

تو اس وقت سچے دل سے اللہ ہی کی بندگی کر کے اسی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ انکو بچا کر خشکی میں لے آتا ہے تو کوئی تو انصاف پر قائم رہتا ہے ف۱۴ اور ہماری (قدرت کی)

ف۴ سب اس کے محتاج اور بے بس بندے ہیں۔ کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے وہ بذاتِ خود تعریف کا سزاوار ہے۔ (نیز دیکھئے آیت ۱۲)

ف۵ یعنی اس کی صفات و معلومات یا اس کی عظمت اور قدرت و حکمت کے کرشمے۔

ف۶ یعنی وہ ضبطِ تحریر میں نہ لائی جاسکیں۔ (نیز دیکھئے کہف: ۱۰۹) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ آیت یہودی علما کے جواب میں نازل ہوئی انہوں نے ایک مرتبہ آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ آیت: وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ (اور تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے) سے مراد ہم ہیں یا آپؐ کی قوم (عرب) آپؐ نے فرمایا: " تم بھی اور وہ بھی "۔ انہوں نے کہا " توراۃ میں ہر چیز کا علم موجود ہے "۔ فرمایا " اللہ کے علم کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے "۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا کمال بیان کرنے کے بعد اب حشر کے استبعاد کو باطل فرمایا (کبیر) یعنی اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو کلمۂ کن سے موجود کر دیتا ہے۔ پھر تمہارا اعادہ اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ (دیکھئے یٰس: ۸۲)

ف۸ یعنی جب وہ اپنے سمع، بصر سے تمہارے تمام اقوال و افعال کا احاطہ کئے ہوئے ہے تو دوبارہ زندہ کرنا، اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

ف۹ اور جب قیامت آئے گی تو سب فنا ہوجائینگے ان میں کوئی چیز ازلی اور ابدی نہیں ہے۔ " ٹھہری ہوئی مدت " سے مراد ان کے طلوع و غروب کا وقت بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ذرؓ کی روایت میں ہے کہ سورج جا کر اللہ کے عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور پھر اسے اجازت دی جاتی ہے کہ جہاں سے آئے ہو وہیں پلٹ جاؤ۔ " أَجَلٍ مُّسَمًّى " کے یہ دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی انہوں نے اپنی خام خیالی اور وہم پرستی سے انہیں معبود بنالیا ہے حالانکہ وہ معبود نہیں ہیں۔

ف۱۱ سب اس کے مقابلے میں پست و حقیر اور اس کے تابع فرمان ہیں۔

ف۱۲ یعنی تم دور دراز سمندروں میں سامانِ تجارت لے کر سفر کرتے ہو۔ اگر جہاز رانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ اسباب و وسائل پیدا نہ کئے ہوتے تو یہ بحری سفر ممکن نہ ہوتے۔

ف۱۳ یعنی مومن کے لئے جو مصیبت و تنگدستی میں صبر اور فراخی و خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے مشرک کی حالت اس کے برعکس ہے کہ بُرا وقت پڑے تو وہ اللہ کے سامنے گڑگڑانے لگتا ہے اور اچھا وقت آئے تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ف۱۴ یعنی سمندر میں مصیبت پڑنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی بندگی کا جو اقرار اس نے کیا تھا اس پر قائم رہتا ہے۔ اصل میں " اقتصاد " کے معنی راست روی اور میانہ روی کے ہیں اور یہ لفظ ظالم کے مقابلہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ (دیکھئے سورہ فاطر آیت ۳۲) بعض مفسرینؒ نے اس کے معنی " کافر " کئے ہیں کیونکہ سورہ عنکبوت (آیت ۶۵) میں ہے " فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ "۔ " تو جب اس نے انہیں نجات دی تو اچانک وہ شرک پر اتر آئے "۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ

ساتھ نشانیوں ہماری کے مگر ہر ایک عہد توڑنیوالا کفر کرنیوالا اے لوگو ڈرو پروردگار اپنے سے اور ڈرو اُس دن سے کہ نہ کفایت کریگا

نشانیوں کا وہی انکار کرتے ہیں جو دغاباز ناشکرے ہیں ف۱ لوگو اپنے مالک سے ڈرو اور اُس دن کا خوف رکھو جس دن باپ اپنی

وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا

باپ بیٹے اپنے سے اور نہ کوئی اولاد کفایت کرنے والی ہے باپ اپنے سے کچھ تحقیق وعدہ اللہ کا سچ ہے پس نہ

اولاد کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی اولاد اپنے باپ کے کچھ کام آئے گی ف۲ بے شک اللہ کا وعدہ (قیامت کا دن) برحق ہے

تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ

فریب دے تم کو زندگانی دنیا کی اور نہ فریب دے تم کو ساتھ اللہ کے فریب دینے والا تحقیق اللہ کے پاس ہے علم

تو ایسا نہ ہو دنیا کی زندگی تم کو دھوکا دے اور شیطان تمہیں اللہ سے غافل کر دے ف۳ اللہ ہی کو معلوم ہے قیامت کب

السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا

قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ بیچ پیٹوں ماؤں کے ہے ف۴ اور نہیں جانتا کوئی بھی کیا

آئے گی اور وہی (جب چاہتا ہے اُسی کو معلوم ہے) پانی برساتا ہے اور وہی جانتا ہے ماں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی) اور کسی کو معلوم نہیں کل وہ کیا کریگا

تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کمادے گا کل کو اور نہیں جانتا کوئی بھی کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ

(اچھے کام یا بُرے کام) اور کوئی نہیں جانتا (اللہ کے سوا) وہ کس ملک (کس سرزمین) میں مرے گا بے شک (یہ باتیں) اللہ ہی

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ ع

جاننے والا خبردار ہے

جانتا ہے اُسی کو خبر ہے ف۵

ع ۴ / ۱۳

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۲) (۷۵) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۳۰ رُكُوْعَاتُهَا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۶

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ

اُتارنا اس کتاب کا نہیں شک بیچ اس کے کہ پروردگار عالموں کی طرف سے ہے کیا کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اس کو جھوٹ

یہ کتاب اُس کی طرف سے اُتری ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اسمیں کوئی شک نہیں ف۷ کیا کہتے ہیں اُس نے قرآن جھوٹ بنا لیا ف۸

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

بلکہ وہ حق ہے پروردگار تیرے کی طرف سے تو کہ ڈراوے تو اس قوم کو کہ نہ آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا پہلے تجھ سے توکہ وہ

ہرگز نہیں وہ سچ ہے تیرے مالک کی طرف سے (اس لیے اترا ہے) کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا (پیغمبر) نہیں آیا ف۹ تاکہ وہ راہ

يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

راہ پاویں اللہ وہ ہے کہ جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے بیچ چھ دن کے

پائیں (انکو ہدایت ہو) اللہ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو اُن کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے ف۱۰

ف۱ یعنی جو مصیبت کا وقت ٹل جانے پر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور اپنے قول و قرار کا بھی کوئی پاس نہیں کرتے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ پہلے جملہ میں "مقتصد" کے معنی راست روی اختیار کرنے والے ہی کے ہیں۔ (شوکانی)

ف۲ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل ذکر کرنے کے بعد اب تقویٰ کا حکم دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔ (کبیر) مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن تو قریب ترین تعلقات بھی ختم ہو جائیں گے، نہ باپ اپنے بیٹے کے آلام و مصائب کو دور کر سکے گا اور نہ بیٹا باپ کو کسی قسم کی اہانت و رسوائی سے محفوظ رکھ سکے گا لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔ (دیکھئے سورہ عبس آیت ۳۷)

ف۳ لفظی ترجمہ یہ ہے "اور نہ دھوکا دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں ڈال دے"۔ اللہ کے بارے میں شیطان کا یہ دھوکہ کئی طرح سے ہوتا ہے۔ کسی کو دھوکا دیتا ہے کہ خدا ہی نہیں ہے۔ کسی کو دھوکا دیتا ہے کہ خدا بڑا غفور و رحیم ہے۔ مزے سے گناہ کئے جاؤ وہ سب معاف کر دے گا۔ کسی سے کہتا ہے کہ فلاں بزرگ یا پیر صاحب کا اس پر بڑا زور ہے وہ سفارش کر کے تمہیں اس کی پکڑ سے بچالیں گے۔ الغرض مختلف طریقوں سے انسان کو دنیا کی طرف مائل کر کے خدا سے غافل بنا دیتا ہے وغیرہ۔ (وحیدی وغیرہ)

ف۴ اور یہ کہ نیک یا بد؟

ف۵ اوپر قیامت کے دن سے ڈرایا ہے۔ اب یہاں فرمایا کہ اس کے وقوع کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ (کبیر) بخاریؒ و مسلمؒ اور مسند احمدؒ کی متعدد روایات میں آنحضرتؐ نے ان باتوں کو "غیب کی کنجیاں" قرار دے کر ان کے متعلق فرمایا ہے کہ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپؐ کو ان باتوں کا یا ان میں سے کسی بات کا علم تھا سراسر باطل ہے اور قیامت کے متعلق تو حضرت جبرئیلؑ والی روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کے جواب میں فرمایا "ما المسئول عنها باعلم من السائل" یعنی جس سے سوال کیا جا رہا ہے اس کو سائل سے زیادہ علم نہیں ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: مَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ (صلی اللہ علیہ وسلم) يَعْلَمُ مَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ۔ جس نے دعویٰ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ (شوکانی ج ۳ ص ۲۴۳)

ف۶ یہ پوری سورہ مکی ہے۔ بعض مفسرینؒ نے اس کی آیت: اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا سے الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ تک تین آیتوں کو اور بعض نے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ سے الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ تک پانچ آیتوں کو غیر مکی قرار دیا ہے۔ "صحاح ستہ" کی تمام کتابوں میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم "جمعہ کے روز نماز فجر کی پہلی رکعت میں یہ سورہ پڑھا کرتے تھے۔ (فتح البیان)

ف۷ یہ کسی انسان کی تصنیف کردہ کتاب نہیں ہے اور نہ یہ جادو، کہانت یا پچھلے لوگوں کے من گھڑت افسانے ہیں جیسا کہ کفارِ مکہ قرآن کے بارے میں اس قسم کی اٹکل پچو باتیں کیا کرتے تھے۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کو پوری طرح جاننے کے باوجود یہ لوگ ایسی صریح غلط اور لغویات کہہ رہے ہیں۔

ف۹ مراد عرب یا قریش کے لوگ ہیں جن کی طرف خود ان میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ کی بعثت پر (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان کے آخری پیغمبر تھے) تقریباً ڈھائی ہزار سال گذر چکے تھے۔

ف۱۰ "چھ دنوں" سے مراد دنیا کے چھ دن نہیں بلکہ چھ ادوار ہیں یا آخرت کے چھ دن۔ (دیکھئے سورہ اعراف آیت ۵۴)

ف۱ یعنی ساری مخلوق سے الگ عرش پر ہے۔ بہت سی احادیث اور آثار و اقوال سے بھی اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونا ثابت ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ سلف کا اس پر اجماع ہے۔ حافظ ابن قیمؒ "اغاثہ" میں لکھتے ہیں کہ ارسطو سے پہلے تمام فلاسفہ حدوثِ عالم کے قائل تھے اور یہ کہ صانع عالم موجود اور تمام مخلوق سے الگ ہے اور اپنی ذات سے آسمانوں اور تمام جہان کے اوپر ہے۔ الغرض سارے اہل شریعت اور عقلاً اسی عقیدہ پر متفق چلے آتے ہیں، صرف معتزلہ نے اس صفت کی نفی کی ہے پھر متاخرین اشاعرہ ان کے تابع ہوئے۔ از حاشیہ جامع البیان۔ (نیز دیکھئے سورۂ بقرہ آیت ۲۹، سورہ اعراف آیت ۵۴ وطٰہٰ آیت ۵)

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا

پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے نہیں واسطے تمہارے سوائے اس کے کوئی دوست اور نہ شفاعت کرنے والا کیا پس تم نہیں

پھر عرش پر جا بیٹھا ف۱ اس کے سوا نہ کوئی تمہارا سرپرست ہے نہ سفارشی ف۲ کیا

تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ

نصیحت پکڑتے تدبیر کرتا ہے کام کی آسمان سے طرف زمین کی پھر چڑھ جاتا ہے طرف اس کی وہ کام بیچ ایک دن کے

تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے وہ آسمان سے لے کر زمین تک سب کام چلاتا ہے ف۳ پھر یہ سب کام اس دن میں جو

مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ

کہ تھی قدر اس کی ہزار برس ان برسوں سے کہ گنتے ہو تم یہ ہے جاننے والا غیب کا اور حاضر کا غالب

تمہارے حساب سے ہزار برس کا ہوگا اللہ تعالیٰ تک چڑھ جائیں گے ف۴ یہی تو وہ خدا ہے جو چھپی اور کھلی (سب باتیں) جانتا ہے زبردست

الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

مہربان وہ شخص کہ اچھی طرح بنایا ہر چیز کو کہ پیدا کیا ہے اس کو اور شروع کیا پیدا کرنا انسان کا

رحم والا جس نے ہر چیز کو بہت خوب صورتی سے بنایا اور آدمی کی پیدائش گارے (کیچڑ) سے

طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ

مٹی سے پھر کی اولاد اس کی خلاصے پانی حقیر سے پھر تندرست کیا اس کو اور پھونکا بیچ

شروع کی پھر اس کی نسل نچوڑے بے حقیقت پانی سے قائم رکھی پھر اس کو ٹھیک کیا (پتلہ بنایا سب اعضاء درست کیے) اور

مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اس کے روح اپنی سے اور کیا واسطے تمہارے سننا اور دیکھنا اور دل تھوڑا سا شکر کرتے ہو

اس میں اپنی طرف سے جان پھونکی اور تم کو (سننے کیلئے) کان دئے اور (دیکھنے کے لئے) آنکھیں اور (سمجھنے کیلئے) دل (مگر اس پر بھی) تم بہت کم شکر کرتے ہو

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ

اور کہا انھوں نے کیا جب گھوئے جاویں گے ہم بیچ زمین کے کیا ہوں گے ہم بیچ پیدائش نئی کے بلکہ وہ ساتھ ملاقات

اور یہ (کافر) کہتے ہیں جب ہم زمین میں (خاک ہو کر) غائب ہو جائیں گے تو کیا پھر ہم نئے سرے سے پیدا ہونگے بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے مالک سے ملنے کو

رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى

رب اپنے کے کافر ہیں کہہ قبض کرے گا تم کو فرشتہ موت کا وہ جو مقرر کیا گیا ہے ساتھ تمہارے پھر طرف

نہیں مانتے (اے پیغمبرؐ) کہہ دے (تمہارا بدن تو خاک میں رہنا ہے مگر) تمہاری جان موت کا وہ فرشتہ سمیٹ لیتا ہے جو تم پر تعینات ہے ف۵ پھر تم کو

رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ع وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ

رب اپنے کی پھیرے جاؤ گے اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت گنہگار نیچے ڈالے ہوں گے سر اپنا نزدیک رب اپنے کے

اپنے مالک کے پاس جانا ہے ف۶ اور (اے پیغمبرؐ) کاش تو وہ سماں دیکھے جب یہ گناہ گار اپنے مالک کے سامنے سر جھکاتے (کھڑے) ہوں گے (اور کہہ رہے ہوں گے)

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا

اے رب ہمارے دیکھا ہم نے اور سنا ہم نے پس پھیر ہم کو کہ عمل کریں اچھے تحقیق ہم یقین لانیوالے ہیں ف۷ اور اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم

مالک ہمارے (اب) ہم نے دیکھا اور سنا (ہماری آنکھیں کھلیں) تو (ایک بار اور) ہم کو (دنیا میں) لوٹا دے ہم (اب کے) اچھے کام کریں گے اور (اب) ہم کو (آخرت کا

(حاشیہ، حصہ بقیہ از ف۱)

ف۲ یعنی اگر وہ تمہیں عذاب دینا چاہے تو کوئی نہیں جو تمہاری مدد کر کے تمہیں اس کے عذاب سے چھڑا سکے یا خود اس کے اذن کے بغیر اس سے تمہاری سفارش کر سکے۔

ف۳ یعنی آسمان سے زمین تک تمام کام اسی کے قضا و قدر سے چل رہے ہیں۔ وہ آسمان کے بلند ترین حصہ سے زمین کے پست ترین حصہ تک اپنا حکم نازل کرتا ہے جیسے فرمایا: يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ۔ (طلاق: ۱۲) کہ اس کا حکم ان (زمین و آسمان) کے درمیان اترتا ہے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ عرش محل تدبیر ہے۔ یعنی وہاں ہر چیز کی تدبیر ہوتی ہے اور مادون العرش یعنی آسمانوں میں اس کی تفصیلات طے کی جاتی ہیں۔ (دیکھئے سورہ رعد آیت ۲) اور پھر ان تفصیلات کو آسمانوں سے نیچے اتار کر ان کی آخر کی جاتی ہے جیسے فرمایا: وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا۔ (قرطبی)

ف۴ مراد قیامت کا دن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حضور تمام انسانوں کی پیشی ہوگی۔ سورہ معارج (آیت ۴) میں قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار برس فرمائی ہے جس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ شدتِ خوف سے کفار کو قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا معلوم ہوگا۔ یا یہ کہ قیامت کے دن میں پچاس مرحلے ہوں گے جن میں سے ہر مرحلہ ہزار برس کے برابر ہوگا۔ ابن جریر اور بعض دوسرے مفسرینؒ نے اس آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ فرشتہ بندوں کے اعمال لے کر ایک دن میں اللہ تعالیٰ کے حضور (یعنی اس جگہ کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اعمال کے لئے مقرر کی ہے) صعود کرتا ہے۔ آنے اور جانے میں جتنی مسافت وہ طے کرتا ہے اگر کوئی غیر فرشتہ طے کرے تو ہزار برس صرف ہو جائیں، کیونکہ آسمان سے زمین تک پانچ سو برس کی مسافت ہے یا یہ کہ اوپر چڑھنے کی مسافت بھی ایک ہزار سال ہے اور نیچے اترنے کی مسافت بھی اس کے برابر ہے۔ اس صورت میں سورہ معارج کی آیت سے قیامت کا دن مراد ہوگا اور اس آیت سے وہ متعارض نہیں رہے گی۔ بعض علمائے تفسیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن کے اندر ایک ہزار سال کے امور کی تدبیر کر کے فرشتوں کو القا کر دیتا ہے اور فرشتے اسے سرانجام دیتے رہتے ہیں پھر اس کے بعد دوسرے ہزار سال کی تدبیر اتر آتی ہے، اسی طرح یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔ (قرطبی۔ شوکانی) موضح میں ہے "بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے۔ سب اسباب اس کے آسمان اور زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا حکم اترتا ہے جیسے بڑے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا، بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلے وہ ہزار برس اللہ کے ہاں ایک دن ہے۔"

ف۵ یعنی تم اپنے آپ کو محض بدن اور دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے، ایسا نہیں بلکہ تم جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے۔ (موضح) موت کے فرشتہ کا نام بعض آثار میں "عزرائیل" آیا ہے اور یہی مشہور ہے۔ حدیث میں ہے کہ "ملک الموت" کے بہت سے نائب اور مددگار ہیں جو تمام جسموں سے روحیں نکالتے ہیں اور جب وہ گلے تک پہنچتی ہیں تو موت کا فرشتہ انہیں لے لیتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ تاکہ تمہارے اعمال کا جائزہ لیا جائے پھر اگر وہ اچھے ہوں تو تمہیں جزا دی جائے اور اگر برے ہوں تو سزا دی جائے۔

ف۷ مگر اس وقت یقین ہو جانے کا کیا فائدہ؟ جو وقت یقین کے فائدہ دینے کا تھا (یعنی دنیا میں) وہ تو انہوں نے گنوا دیا۔

كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ

ہرایک جی کو ہدایت اسکی ولیکن ثابت ہوئی بات میری طرف سے کہ البتہ بھروں گا میں دوزخ کو جنوں سے اور

پورا) یقین ہوا اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت کرتے مگر (روزِ ازل) جو قول ہم نے فرمایا تھا وہ (ضرور) پورا ہوگا کہ میں دوزخ کو جنوں اور

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا

آدمیوں سے اکٹھے پس چکھو بسبب اس کے کہ بھول گئے تھے تم ملاقات اس دن اپنے کی تحقیق ہم بھول گئے تم کو اور چکھو

آدمیوں سے بھردوں گا ف۱ پھر (اُن سے کہا جائیگا) جیسے (دنیا میں) تم اس دن کے آنے کو بھول گئے تھے ف۲ اب (عذاب کا) مزہ چکھو ہم بھی تم کو چھوڑ بیٹھیں گے

عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

عذاب ہمیش کا بسبب اس کے کہ تھے تم کرتے سوائے اسکے نہیں کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ نشانیوں ہماری کے وہ لوگ کہ جب یاد دلائی جاتی ہیں،

(عذاب میں) پڑا رہنے دینگے) اور جیسے بُرے کام تم (دنیا میں) کرتے تھے اسکے بدلے ہمیشہ کی تکلیف اٹھاؤ ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو وہ آیتیں سمجھائی

بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ

ہیں گر پڑتے ہیں سجدے میں اور پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے اور وہ نہیں تکبر کرتے دُور ہوتی ہیں کروٹیں ان کی

جاتی ہیں (یا یاد دلائی جاتی ہیں) تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ خوبی بیان کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے ف۳ ف۴ (رات کو) انکی کروٹیں بچھونوں سے

السجدة ۹

عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا

بچھونوں سے پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو ڈر سے اور طمع سے اور اس چیز سے کہ دیا ہے ہم نے انکو خرچ کرتے ہیں پس نہیں

الگ رہتی ہیں ف۵ اپنے مالک کو (اُس کے عذاب سے) ڈر کر اور (اُسکی رحمت کی) امید رکھ کر پکارتے ہیں اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں تو کسی کو

تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ

جانتا کوئی جی کیا چھپائی گئی ہے واسطے انکے ٹھنڈک آنکھوں سے بدلہ اس چیز کا کہ تھے کرتے کیا پس جو شخص

معلوم نہیں اُن کے (اچھے) کاموں کے بدلے جو آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کے لئے چھپا کر (آخرت) میں رکھی گئی ہے ف۶ کیا

كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کہ ہو ایمان والا مانند اس شخص کے ہے کہ ہو نافرمان نہیں برابر ہوتے ایپر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے

ایمان دار گناہگار کی طرح ہو جائے گا (یہ دونو) برابر نہیں ہو سکتے ف۷ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

اچھے پس واسطے انکے بہشتیں ہیں رہنے کی مہمانی بسبب اس کے کہ تھے کرتے اور ایپر جو لوگ کہ

کیے اُن کو (آخرت میں) رہنے کے باغ ملیں گے یہ مہمان داری اُنکے (اچھے) کاموں کے بدلے ہوگی ف۸ اور جن لوگوں نے نافرمانی کی

فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ

فاسق ہیں پس جگہ رہنے انکے کی آگ ہے جب ارادہ کریں یہ کہ نکلیں اسمیں سے پھیرے جاویں گے بیچ اس کے اور کہا جاوے گا

(گناہگار رہے)، اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے ہر بار جب وہاں سے نکل جانا چاہیں گے پھر اُسی میں ڈال دیے جائیں گے اور اُن سے کہا جائیگا

لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ

اُن کو چکھو عذاب آگ کا جو تھے تم ساتھ اس کے جھٹلاتے اور البتہ چکھا دیں گے ہم ان کو

دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم (دنیا میں) جھٹلاتے تھے ف۹ اور ہم ان (فاسقوں) کو بڑے عذاب (آخرت) ...

وقف غفران

ف۱ یعنی یہ کیا بات ہوئی کہ اب تم حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ایمان لے آؤ اور ہم تمہاری سزا موقوف کر دیں یا تمہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیں، اس طرح کی جبری ہدایت تو ہم تمہیں پہلے ہی دے سکتے تھے مگر اس سے قیامت کے دن کی جزا سزا بے نتیجہ ہو کر رہ جاتی اور امتحان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ اب تو ضروری ہے کہ میرا وہ قول پورا ہو جو میں نے تخلیق آدم کے وقت ابلیس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا یعنی فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (ص: ۸۵) پس حق یہ ہے اور میں حق بات ہی کہتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سب سے بھروں گا۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۲ یعنی دنیا کے عیش و آرام میں پھنس کر اس دن کے آنے کا خیال تک تمہارے ذہنوں میں نہ آتا تھا۔

ف۳ یعنی انہیں سنا کر نصیحت کی جاتی ہے۔

ف۴ یعنی خوف و خشیت اور خشوع و خضوع سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ زبان سے "سبحان الله وبحمده یا سبحان ربی الاعلیٰ" کہتے ہیں اور دل میں کبر و غرور اور بڑائی کی بات نہیں رکھتے کہ نصیحت قبول کرنے سے مانع ہو ــــ اس مقام پر پڑھنے والے اور سننے والے دونوں کے لئے سجدہ کرنا مسنون ہے (قرطبی)

ف۵ یعنی رات کو بیدار ہو کر یا رہ کر وہ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ جمہور مفسرینؒ نے اس سے رات کا قیام مراد لیا ہے اور علمائے تفسیرؒ نے اس سے نماز عشا اور تہجد بھی مراد لی ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ یہ آیت نماز عشا کے بارے میں نازل ہوئی اور ہم عشا کی نماز سے پہلے لیٹنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ کو کبھی عشا سے پہلے لیٹے اور عشا کے بعد باتیں کرتے نہیں دیکھا۔ اور ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے آدھی رات کے قیام کو خیر کا دروازہ قرار دیا ہے (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۶ آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد وہ نعمتیں ہیں جنہیں پا کر وہ بے حد خوش ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے متعدد اسانید کے ساتھ صحیحین اور سنن کی کتابوں میں مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ کچھ فراہم کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک گزرا۔ اس مضمون کی احادیث دوسرے متعدد صحابہؓ سے بھی مروی ہیں۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی قیامت کے روز دونوں کا انجام یکساں نہیں ہو سکتا۔ نیز دیکھیے جاثیہ: ۲۱، حشر: ۲۰) اور یہ آخرت کے ثواب و عقاب کی نہایت عمدہ دلیل ہے کیونکہ اگر اس دنیا کے بعد کوئی دوسری زندگی نہ ہو تو نیک اور بد سب یکساں ہو جائیں۔ اور نیک و بد کا یکساں ہو جانا پروردگارِ عالم کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے اچھے کام آخرت میں اس مہمانی کا سبب بن جائیں گے۔

ف۹ دوزخ سے نکلنا ممکن نہ ہوگا، شاید کبھی آگ کے شعلے دوزخیوں کو اوپر اٹھائیں یا دروازہ کی طرف پھینکیں تو اُن کے دل میں نکلنے کا خیال پیدا ہو لیکن فرشتے انہیں پھر اندر دھکیل دیں گے کہ جاتے کدھر ہو، جس چیز کو جھٹلایا کرتے تھے ذرا اس کا مزا چکھو۔

ف ”اور توبہ کریں“۔ چھوٹے عذاب سے مراد دنیا کا عذاب (قتل وغارت، قید وبند، قحط اور دوسرے مصائب وآلام) بھی ہوسکتا ہے اور وہ عذاب بھی جو کافروں اور نافرمانوں کو قبر (یعنی برزخی زندگی) میں دیا جائے۔ مگر یہ آخری جملہ عذابِ قبر مراد لینے کی تضعیف کر رہا ہے۔ (شوکانی) ہاں قبر کے عذاب کا ثبوت بعض دوسری آیتوں سے ملتا ہے۔ دیکھئے سورہ غافر آیت ۴۶، سورہ انعام آیت ۹۳-۹۴۔ اور صحیح احادیث میں تو اسے پوری صراحت اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ

عذاب نزدیک سے سوائے عذاب بڑے کے توکہ وہ پھر آویں اور کون ہے بہت ظالم

(عذاب) سے ادھر ہی ایک چھوٹے عذاب کا مزہ چکھائیں گے تاکہ یہ (اپنے گناہوں سے) پھریں ف۱ اور اُس سے بڑھ کر کون

مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾

اس شخص سے کہ نصیحت دیا گیا ہے ساتھ نشانیوں پروردگار اپنے کے پھر منہ پھیر لیا اُن سے تحقیق ہم گنہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں

ظالم ہوگا جس کو اُس کے مالک کی آیتیں سُنائی جائیں پھر وہ اُن پر خیال نہ کرے بے شک ہم گناہگاروں سے (اپنی نافرمانی کا) بدلہ لیں گے ف۲

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسےٰ کو کتاب پس مت رہ تو بیچ شک کے ملاقات اس کی سے اور کیا ہم نے اس کو ہدایت

اور ہم موسےٰ کو کتاب (توریت شریف) دے چکے ہیں تو (اے پیغمبر) تو اُس کے ملنے میں شک نہ کر ف۳ اور ہم نے توریت کو

لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَ

واسطے بنی اسرائیل کے اور کیے ہم نے اُن میں سے پیشوا کہ تھے ہدایت کرتے ساتھ حکم ہمارے کے جب صبر کیا انھوں نے اور

بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا ف۴ اور جب بنی اسرائیل کے لوگوں نے (کافروں کی ایذا دہی پر) صبر کیا تو ہم نے انکو (دین کا) پیشوا بنایا وہ ہمارے حکم سے (لوگوں

كَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا

تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے یقین لاتے ف۵ تحقیق پروردگار تیرا وہی فیصل کرے گا درمیان اُنکے دن قیامت کے بیچ اس چیز کے

کو ایمان کا) رستہ بتلاتے تھے اور ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے بیشک تیرا مالک قیامت کے دن ان باتوں کا فیصلہ کر دیگا جن میں وہ (دنیا میں)

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ

کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے کیا نہیں راہ دکھائی واسطے انکے اس بات نے کہ کتنے ہلاک کیے ہیں ہم نے پہلے ان سے قرنوں سے

جھگڑتے رہے ف۶ کیا ان (مکے کے) کافروں پر (اب تک) یہ نہیں کھلا کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی قومیں تباہ کر دیں یہ لوگ

يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا

کہ چلتے ہیں بیچ گھروں اُن کے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں کیا پس نہیں سنتے کیا نہیں دیکھا انھوں نے کہ

(ابھی تک) اُن کے مکانوں میں جایا کرتے ہیں ف۷ بے شک اس میں (اُس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں کیا ان لوگوں کو کان نہیں (نصیحت کی بات نہیں سنتے) کیا ان

نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَ

ہم چلاتے ہیں پانی طرف زمین خالی یعنی بنجر کی پس نکالتے ہیں ساتھ اسکے کھیتی کھاتے ہیں اس میں سے جانور اُن کے اور

لوگوں نے اس پر بھی نظر نہیں کی کہ ہم پانی (کے ابر) کو اجاڑ چٹیل زمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں پھر اسمیں سے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے اُنکے جانور اور وہ خود بھی کھاتے ہیں

أَنْفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ

آپ وہ کیا پس نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کب ہوگی یہ فتح اگر ہو تم سچے کہہ کہ دن فتح کے

کیا اُن لوگوں کو آنکھ نہیں (اللہ کی قدرت نہیں دیکھتے) اور کہتے ہیں بھلا یہ فیصلہ (کا دن) کب ہوگا اگر تم سچے ہو ف۸ (اے پیغمبر) کہہ دے فیصلہ کے دن کافروں

لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾

نہیں فائدہ دے گا ان کو جو کافر ہوئے ایمان ان کا اور نہ وہ ڈھیل دیے جائیں گے پس منہ پھیر لے اُن سے اور منتظر رہ تحقیق وہ بھی منتظر ہیں

کا ایمان لانا انکو فائدہ نہ دیگا اور نہ انکو مہلت ملیگی (یعنے قیامت کے دن) ف۹ تو (اے پیغمبر) ان کافروں کا کچھ خیال نہ کر (انکی باتوں کی پرواہ نہ کر) اور راہ دیکھتا رہ (اللہ کی مدد کا منتظر رہ) وہ بھی راہ دیکھ رہے ہیں

ف۲ یعنی عام مجرموں سے بھی بدلہ لیں گے تو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اعراض کرنے والا اس میں بالاولیٰ داخل ہے۔ ابن جریرؒ اور طبرانیؒ وغیرہ نے حضرت معاذؓ بن جبل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین کاموں کا کرنے والا مجرم (گنہگار) ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم مجرموں سے بدلہ لیں گے۔ ایک وہ جو ناحق اپنی سرداری اور حکمرانی کا جھنڈا اٹھائے۔ دوسرا وہ جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے اور تیسرا وہ جو ظالم کے ساتھ ہو کر اس کی مدد کرے۔ (ابن کثیر)

ف۳ ”اس کے ملنے میں شک نہ کر“ کے مفسرینؒ نے کئی مطالب بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ آپؐ موسیٰؑ سے ملاقات ہونے میں شک نہ کریں۔ چنانچہ معراج کے موقع پر آسمان پر بھی اور بیت المقدس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ملاقات ہوئی اور قیامت کے روز بھی ہوگی۔ دوسرا یہ کہ آپؐ موسیٰؑ کو کتاب ملنے میں شک نہ کریں۔ تیسرا یہ کہ جس طرح موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) دی گئی اسی طرح آپؐ کو یہ کتاب (قرآن) دی گئی ہے اس کے ہماری طرف سے ہونے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیئے وغیرہ۔ (شوکانی)

ف۴ ”وجعلناہ“ میں ”ہ“ کی ضمیر کتاب کے لئے ہے۔ پہلے اسی مضمون کی آیت سورہ اسراء میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے آیت ۲)

ف۵ یہ اس وقت کی بات ہے جب بنی اسرائیل نے کتابِ الٰہی پر عمل کیا اور کافروں کی ایذا رسانی پر صبر کرتے رہے لیکن بعد میں جب انہوں نے تحریف کا راستہ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی من مانی تاویلیں کرنے لگے تو اُن سے پیشوائی کا یہ مقام چھین لیا گیا اور اُن پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی گئی۔ لما سبق مراراً۔ (ابن کثیر)

ف۶ وہاں معلوم ہو جائے گا کہ کون ہدایت پر تھا اور کون ضلالت پر؟ ___ جھگڑنے والوں سے مراد خود بنی اسرائیل بھی ہوسکتے ہیں جنہوں نے انبیاءؑ کے بعد اپنی ذہنی کاوشوں اور من مانی تاویلوں سے طرح طرح کے اختلافی مسائل گھڑ لئے تھے اور اُن سے انبیاء اور اُن کی معاصر اقوام اور مسلمان اور کافر بھی مراد ہوسکتے ہیں۔

ف۷ یعنی اپنے سفروں میں آتے جاتے ان کی اجڑی ہوئی بستیاں اور ان میں پائے جانے والے عذاب دیکھتے ہو مگر اُن سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ”یَمْشُوْنَ“ میں ھم کی ضمیر ہلاک ہونے والوں کے لئے ہو یعنی ان کو ہلاک کیا اس حال میں کہ وہ اپنے گھروں میں چل پھر رہے تھے۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی یہ جو کہتے ہو کہ ایک دن آئے گا جب اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا، تو بتاؤ یہ فیصلہ کا دن کب آئے گا؟ یہ بات کافر مسلمانوں سے کہا کرتے ___ فیصلہ کے دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی جب وہ دن آئے گا اس وقت اگر تم اسے آنکھوں دیکھی حقیقت پا کر ایمان لے آؤ تو تمہارا ایمان معتبر نہ ہوگا اور نہ تمہیں ایمان لانے کے لئے کوئی مہلت دی جائے گی۔

سورۃ الاحزاب مدنیۃ (۹۰) ﷽ ایاتہا ۷۳، رکوعاتہا ۹

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اے نبی ڈرا کر اللہ سے اور مت کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا تحقیق اللہ ہے

اے پیغمبر اللہ سے ڈرتا رہ اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مت مان بے شک اللہ (سب کچھ)

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

جاننے والا حکمت والا اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی کی جاتی ہے طرف تیری رب تیرے سے تحقیق اللہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ

جانتا ہے حکمت والا ف۲ اور جو تیرے مالک کی طرف سے تجھ پر وحی اترتی ہے اس پر چلتا رہ بے شک اللہ کو تمہارے (سب)

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ

کرتے ہو تم خبردار اور توکل کر اوپر اللہ کے اور کفایت ہے اللہ کارساز نہیں کیے اللہ نے

کاموں کی خبر ہے اور اللہ پر بھروسا رکھ اور وہ بس ہے کام بنانے والا اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے سینے میں

لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ

واسطے کسی شخص کے دو دل بیچ پیٹ اس کے کے اور نہیں کیا بی بیوں تمہاری کو جن کو ماں کہہ لیتے ہو ان سے

دو دل نہیں رکھے ف۳ اور نہ تمہاری اُن بی بیوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو

اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

مائیں تمہاری اور نہیں کیا لے پالکوں تمہارے کو بیٹے تمہارے یہ ہے بات کہنا تمہارا مونہوں تمہارے سے اور اللہ

تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا ف۴ یہ باتیں تم اپنے منہ سے بکتے ہو ف۵ اور اللہ تعالیٰ

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ

کہتا ہے سچ اور وہ دکھاتا ہے راہ پکارو ان کو نسبت کر کر باپوں ان کے کی وہ بہت انصاف ہے نزدیک

سچ فرماتا ہے اور (لوگوں کو) سیدھی راہ بتلاتا ہے لے پالکوں کو ان کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارو اللہ کے نزدیک بات

اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

اللہ کے پس اگر نہ جانو تم باپوں ان کے کو پس بھائی تمہارے ہیں بیچ دین کے اور چیلے تمہارے ہیں اور نہیں اوپر تمہارے

زیادہ انصاف کی ف۶ پھر اگر تم کو ان کے (اصلی) باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں ف۷ اور بھول چوک اگر

جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

گناہ بیچ اس چیز کے کہ خطا کرو تم ساتھ اس کے اور لیکن جو قصد کر کر کریں دل تمہارے اور ہے اللہ بخشنے والا

تم سے ہو جائے تو تم پر کچھ گناہ نہیں ف۸ البتہ اگر قصداً ایسا کرو (تو گناہگار ہو گے) اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۵﴾ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا

مہربان نبی بہت شفقت کرنے والا ہے مسلمانوں پر جانوں اُن کی سے اور بی بیاں اُس کی مائیں ہیں تمہاری اور قرابت

مہربان ہے پیغمبرؐ تو مسلمانوں پر خود ان سے زیادہ مہربان ہے ف۹ اور پیغمبرؐ کی بی بیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں ف۱۰ اور ناطے رشتے

ف۱ یہ سورہ مدینہ منورہ میں ۵ھ میں نازل ہوئی کیونکہ اس میں جن تین واقعات — غزوۂ احزاب، غزوۂ بنی قریظہ اور حضرت زینبؓ سے آنحضرتؐ کا نکاح — سے بحث کی گئی ہے وہ سب اسی سال پیش آئے۔ نسائی میں حضرت ابیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ یہ سورہ بقرہ کے برابر تھی یا اس سے بھی بڑی، اسی میں رجم کی آیت بھی تھی لیکن اس کی بہت سی دوسری آیتوں کے ساتھ یہ بھی اٹھالی گئی۔" اس روایت کی سند کو حافظ ابن کثیر نے حسن قرار دیا ہے۔ صحیحین اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "لوگو! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر مبعوث فرمایا اور آپؐ پر کتاب اتاری، دوسری آیتوں کے علاوہ آپؐ پر رجم کی آیت بھی نازل کی گئی جسے ہم نے پڑھا اور یاد کیا... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ زمانہ گذر جانے کے بعد کچھ لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ ہم اللہ کی کتاب میں رجم کی آیت نہیں پاتے۔ اگر وہ ایسا کہیں گے تو اللہ کے نازل کردہ فریضہ کو چھوڑنے کی بنا پر گمراہ ہو جائیں گے۔" حضرت عمرؓ سے یہ روایت متعدد سندوں سے آئی ہے۔ (شوکانی)

ف۲ اس آیت میں اعلیٰ سے ادنیٰ پر تنبیہ فرمائی ہے یعنی جب پیغمبرؐ کو اللہ سے ڈرتے رہنے اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ ماننے کی تاکید کی ہے تو دوسرے لوگوں کو بطریق اولیٰ یہ حکم ہے۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "کافر چاہتے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبرؐ کو اللہ پر بھروسا ہے اس سے دانا کون ہے۔" (موضح)

ف۳ کہ "ایک دل میں ایمان و اخلاص ہو اور دوسرے میں کفر و نفاق"۔ کفر و اسلام اور ایمان و نفاق بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ صاحب "وجیز" لکھتے ہیں: "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت کو توجہ الی اللہ اور توکل کا حکم دیا اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت سے منع کیا تو آگاہ فرمایا کہ آدمی کے دو دل نہیں جو ایک اللہ کی طرف متوجہ کرے اور ایک غیر کی طرف۔ بلکہ دل ایک ہے سو اللہ تعالیٰ کی طرف لگانا چاہیئے۔ (حاشیہ جامع البیان)

ف۴ یعنی جس طرح ایک سینہ میں دو دل نہیں ہو سکتے اور نہ بیوی "ظہار" کرنے یعنی "انت علی کظھر امی" کہہ دینے سے اس کی حقیقی ماں بن جاتی ہے، اسی طرح کسی کو منہ بولا بیٹا بنانے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا کیونکہ کسی آدمی کے دو باپ نہیں ہو سکتے۔ (ظہار کے لئے دیکھئے سورہ مجادلہ آیت ۲) زمانۂ جاہلیت میں اگر ایک شخص کسی دوسرے کے لڑکے کو منہ بولا بیٹا بنا لیتا تو وراثت و حرمت وغیرہ احکام میں وہ حقیقی بیٹا تصور ہوتا۔ آنحضرتؐ نے بھی قبل از نبوت عام عادت کے مطابق اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور لوگ اسے زیدؓ بن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر پکارتے تھے۔ آگے آرہا ہے کہ جب انہوں نے اپنی بیوی حضرت زینب کو طلاق دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا تو منافقوں نے بڑا شور مچایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور متبنّیٰ بنانے کی رسم کو لغو قرار دے دیا۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی ایسی کہنے کی باتیں بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا، مطلب یہ ہے کہ ان باتوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

ف۶ چنانچہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے زیدؓ سے فرمایا: "انت زید بن حارثۃ بن شراحیل کہ تم حارثہ کے بیٹے زیدؓ ہو۔ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے کو کسی دوسرے کی طرف بیٹا ہونے کی حیثیت سے منسوب کیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ ہاں تکریم و محبت کے طور پر کسی کو بیٹا کہہ کر پکارا جا سکتا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے حضرت انسؓ کو "یا بنیّ" کہہ کر پکارا۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی انہیں بھائی یا دوست کہہ کر پکارو۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ایک موقع پر حضرت زیدؓ سے فرمایا: "انت اخونا و مولانا" (ابن کثیر) ف۸ یعنی غلطی سے کسی دوسرے کا بیٹا کہہ کر پکار لیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔ ف۹ کیونکہ آنحضرتؐ روحانی زندگی بخشتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "نبی نائب ہے اللہ کا، اپنی جان مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبیؐ کا اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبیؐ حکم کرے تو فرض ہے۔" اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا: کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے دل میں میری محبت، اس کے باپ اور اولاد کی محبت سے حتیٰ کہ خود اس کی اپنی ذات کی محبت سے بڑھ کر نہ ہو جائے۔ (شوکانی) ف۱۰ یعنی تعظیم و تکریم اور حرمت نکاح کے اعتبار سے۔ ق ہے۔ دوسرے احکام (مثلاً پردہ، ان کی اولاد سے شادی) سو اُن میں ماں کی طرح نہیں ہیں۔ (شوکانی)

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

والے بعضے ان کے نزدیک تر ہیں بعضوں سے بیچ کتاب اللہ کے ایمان والوں سے اور ہجرت کرنیوالوں سے

والے اللہ کی کتاب کے رو سے مسلمان اور مہاجروں سے ترکہ پانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں ف۱

اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ

مگر یہ کہ کرو طرف دوستوں اپنے کی احسان ہے یہ بیچ کتاب کے لکھا ہوا اور جس

ہاں یہ اور بات ہے کہ تم اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو یہی حکم (اللہ کی) کتاب (لوح محفوظ یا قرآن یا توریت) میں لکھا ہوا ہے اور (اے پیغمبرؐ

اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَ

وقت کہ لیا ہم نے نبیوں سے عہد ان کا اور تجھ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ سے اور موسٰےؑ اور

وقت یاد کر) جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور (خاص) تجھ سے بھی اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسٰےؑ اور

عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ۙ لِّيَسْـَٔــلَ الصّٰدِقِيْنَ

عیسٰےؑ بیٹے مریمؑ کے سے اور لیا ہم نے ان سے عہد گاڑھا تو کہ سوال کرے سچوں کو

عیسٰےؑ مریمؑ کے بیٹے سے بھی اور ہم نے ان سے پکا اقرار لیاف۳ اس سے یہ مطلب تھا کہ (قیامت کے دن) سچوں (پیغمبروں) سے

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا

راستی ان کی سے اور تیار کیا ہے واسطے کافروں کے عذاب درد دینے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو

انکے سچ کا حال پوچھے ف۳ اور کافروں کے لیے تکلیف کا عذاب تیار رکھے مسلمانو اللہ نے جو تم پر احسان کیا اس کو یاد کرو جب (چار طرف

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاۗءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ

نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے جس وقت کہ آیا تمہارے اوپر لشکر پس بھیجی ہم نے اوپر اُن کے باؤ اور لشکر کہ نہ

سے کافروں کے) لشکر تم پر ٹوٹ پڑے پھر ہم نے اُن پر آندھی بھیجیف۴ اور وہ (فرشتوں کے) لشکر بھیجے

تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹ۚ اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ

دیکھا تھا تم نے اُسکو اور ہے اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے جس وقت کہ آئے تم پر اوپر تمہارے سے اور نیچے تمہارے

جنکو تم نے نہیں دیکھا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا ف۵ جب یہ کافر تمہارے اوپر کی طرف اور تمہارے نیچے کی طرف سے

مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَـنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰

سے اور جس وقت کہ کج ہوئیں نظریں اور پہنچ گئے دل حلق کو اور گمان کرتے تھے تم ساتھ اللہ کے طرح طرح

ان پہنچے ف۶ اور جب آنکھیں (ڈر کے مارے) پتھرا گئیں اور کلیجے حلق تک (یا دل گلوں تک) آ گئے اور اللہ تعالےٰ سے تم طرح طرح کے گمان کرنے لگےف۷

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

کے گمان اس جگہ آزمائے گئے ایمان والے اور ہلائے گئے ہلائے جانا سخت اور جس وقت کہ کہتے تھے منافق

ہاں (اس موقع پر) مسلمان جانچے گئے اور زور سے جھڑجھڑائے گئے ف۸ اور جب منافق اور

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲ وَاِذْ قَالَتْ

اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں اُن کے کے بیماری ہے نہیں وعدہ کیا تھا ہم کو اللہ نے اور رسول اُسکے نے مگر فریب دینے کو اور جس وقت کہا

جن لوگوں کے دلوں میں (کفر اور شک کا) روگ تھا (یوں) کہنے لگے اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم سے (اسلام کے غلبے کا) وعدہ کیا تھا وہ تو نرا دھوکا ہی نکلاف۹ اور جب

ف۱ ہجرت کے بعد آنحضرتؐ نے مہاجرینؓ اور انصارؓ مدینہ کے درمیان بھائی چارا قائم کر دیا تھا جس کی بنا پر وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے تھے۔ سورہ احزاب کی اس آیت سے یہ وراثت منسوخ کر دی اور رشتہ داروں کو وارث قرار دیا گیا۔ دیکھئے سورہ انفال: ۲، ۷ - ۴، (ابن کثیر)

ف۲ یہ اقرار کہ دین کو قائم کریں گے اور اس میں کوئی تفرقہ نہیں ڈالیں گے۔ (دیکھئے شوریٰ آیت ۱۳) یہ عہد گو تمام انبیاء سے لیا گیا مگر اس آیت میں اور ؒ شوریٰ کی آیت ۱۳ میں خاص طور پر پانچ اولوالعزم پیغمبروںؑ کے نام ذکر کئے جس سے مقصد دوسرے انبیاءؑ پر ان کی عظمت و فضیلت ظاہر کرنا ہے اور آنحضرتؐ کو باوجود متاخر زماں ہونے کے یہاں مقدم ذکر کیا کیونکہ آپ سب سے افضل ہیں۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اوپر پیغمبرؐ کو فرمایا کہ وہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے ان کی جان سے بھی زیادہ، یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوںؑ کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے، ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف و رجا نہ رکھنا۔" اوپر توکل اور تقویٰ کا حکم دیا اب آگے غزوۂ احزاب کا ذکر فرما کر تقویٰ اور توکل کے ثمرات ظاہر فرما دیئے۔ (کبیر)

ف۳ کہ اس اقرار کی کہاں تک پابندی کی گئی اور لوگوں نے ان کی باتوں کو سن کر کیا جواب دیا؟

ف۴ جس نے ان کے خیمے اکھاڑ پھینکے، ہانڈیاں الٹ دیں اور انہیں اس قدر بے بس کر دیا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مجاہدؒ سے منقول ہے کہ وہ ریح "صبا" تھی۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں "نُصِرْتُ بِالصَّبَا" کے الفاظ ہیں یعنی شرقی ہوا کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ (ابن کثیر)

ف۵ یہ غزوۂ خندق ـــــ جسے غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے ـــــ کا ذکر ہے جو صحیح اور مشہور روایات کے مطابق شوال ۵ھ میں واقع ہوا۔ اس کی مختصر روداد یہ ہے کہ ۴ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہودی قبیلہ بنو نضیر کو مدینہ کی سرزمین سے جلاوطن کر دیا تھا اس کے کچھ اشراف (سرکردہ لوگ) مکہ گئے اور سرداران قریش سے ملاقات کر کے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہے اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر تم مدینہ پر حملہ کرو تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور ہر طریقہ سے تمہاری مدد کریں گے جب قریش نے آمادگی کا اظہار کیا تو وہ نجد کے قبائل غطفان اور ہذیل وغیرہ کی طرف گئے اور انہیں بھی مدینہ پر حملہ کے لئے اکسایا اور ہر ممکن طریقے سے امداد کرنے کا وعدہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ ۵ھ میں ایک طرف ابوسفیان کی سرکردگی میں قریش اور ان کے حلیف قبائل کا لشکر اور دوسری طرف غطفان، ہذیل اور ان کے حلیف قبائل کا لشکر عُیینہ بن حصن کی سرکردگی میں مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے پہنچ گئے اور جنوب اور مشرق سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ شمال کی طرف سے بنو نضیر اور بنو قینقاع کے وہ یہودی آئے جو مدینہ سے جلاوطن ہونے کے بعد خیبر اور وادی القریٰ میں آباد ہو گئے تھے۔ مجموعی طور پر ان سب کی تعداد دس ہزار تھی۔ آنحضرتؐ نے حالات کا اندازہ کر کے حضرت سلمانؓ فارسی کے مشورہ سے مدینہ کی ان سمتوں میں خندق کھدوائی اور عام مسلمانوں کے ساتھ خود بھی زمین کھودنے اور مٹی اٹھانے کا کام کرتے رہے پیچھے یعنی مغرب کی سمت قبیلہ بنو قریظہ کے یہودی آباد تھے۔ ان سے مسلمانوں کا حلیفانہ معاہدہ تھا اس لئے مسلمان ان کی طرف سے بے فکر تھے بلکہ انہوں نے اپنے بال بچے ان گڑھیوں میں بھیج دیئے تھے جو اُن کی جانب تھیں لیکن بنی نضیر کا سردار حُیی بن اخطب ان کے پاس پہنچا اور انہیں حالات کی سازگاری کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے بدعہدی پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح گویا مدینہ منورہ ہر طرف سے مشرکوں اور یہودیوں کے نرغہ میں آ گیا۔ ان آیات میں انہی نازک حالات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنا احسان و انعام بیان کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی ہر سمت سے آپہنچے یا یہ کہ اوپر کی سمت سے نجد کے مشرکین اور خیبر کے یہودی آئے اور نیچے کی سمت سے قریش اور ان کے حلیف۔ (شوکانی)

ف۷ جن کا ایمان پختہ تھا، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کی امید تھی اور جن کا ایمان کمزور تھا وہ سمجھنے لگے کہ اب بچنا مشکل ہے۔

ف۸ یعنی ان کا خوب امتحان لیا گیا کہ ایسے سخت حالات میں کون ایمان پر جما رہتا ہے اور کس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔

ف۹ کہتے ہیں کہ تقریباً سترؓ منافقین تھے جو اس قسم کی باتیں کرنے لگے۔ (فتح القدیر)

طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ

ایک طائفہ نے ان میں سے اے لوگو مدینے کے وا نہیں جگہ رہنے کی واسطے تمہارے پس پھر جاؤ اور اذن مانگتا تھا ایک فرقہ

منافقوں کا ایک گروہ کہنے لگا مدینے والو اب تم (دشمنوں کے مقابل) ٹھہر نہیں سکتے (تو بہتر یہ ہے) کہ لوٹ چلو ف۲ اور ان میں کا ایک گروہ (بنو حارثہ اور بنو سلمہ)

مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ

ان میں سے پیغمبرؐ سے کہتے ہیں کہ تحقیق گھر ہمارے خالی ہیں اور نہیں وہ خالی ف۴ نہیں ارادہ کرتے

پیغمبرؐ سے (گھر جانے کی) اجازت مانگنے لگا وہ کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں ف۳ حالانکہ انکے گھر کھلے (بے آڑ) نہ تھے اُن کی تو غرض یہ تھی بس (کسی طرح)

اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ

مگر بھاگنے کا اور اگر پیٹھ آویں مدینے میں اوپر اُن کے طرفوں اُس کی سے پھر مانگی جاوے ان سے خانہ جنگی البتہ دیں گے اسکو اور

بھاگ جائیں اور اگر کافروں کی فوجیں شہر کے کناروں سے اُن پر گھس پڑیں اور وہ اُن سے فساد کرنے کو کہیں ف۵ تو ضرور اُنکے شریک ہو جائیں

مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ

نہ ڈھیل کریں گے اس میں مگر تھوڑا اور البتہ تحقیق تھے کہ عہد باندھا تھا اللہ سے پہلے اس سے کہ نہ پھیریں گے

اور اپنے گھروں میں نہ ٹھیریں مگر تھوڑی دیر (ٹھیریں تو ٹھیریں) ف۶ اور یہ منافق اس سے پہلے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ ہم (کافروں کے مقابلہ سے) پیٹھ نہیں موڑنے

الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ

پیٹھ کو اور ہے عہد خدا کا سوال کیا گیا کہہ کہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تم کو بھاگنا اگر بھاگو تم

کے ف۷ اور اللہ سے جو عہد انھوں نے کیا تھا اسکی پوچھ (اُن سے) ہوگی، ف۸ (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہدے تم اگر مرنے یا مارے جانے سے بھاگو تو یہ بھاگنا کچھ

الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ

موت سے یا قتل سے اور اس وقت نہ فائدہ دیے جاؤ گے مگر تھوڑا کہہ کون ہے وہ جو بچاوے گا تم کو

تم کو فائدہ نہ دے گا اور (بالفرض بچ گئے تو) کچھ نہیں تھوڑا سا (دنیا کا) مزہ اڑا لو گے ف۹ (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہہ دے بھلا اگر خدا تمہارے ساتھ

مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ

اللہ سے اگر ارادہ کرے ساتھ تمہارے برائی کا یا ارادہ کرے ساتھ تمہارے رحمت کا اور نہ پاویں گے واسطے اپنے سوائے

بُرائی کرنا چاہے تو تم کو اس کے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے یا اگر تم پر رحم کرنا چاہے (تو تم کو کون برائی پہنچا سکتا ہے) اور اللہ کے سوا نہ تو وہ کسی کو اپنا حمایتی

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ

خدا کے کوئی دوست اور نہ مدد دینے والا تحقیق جانتا ہے اللہ منع کرنے والوں کو تم میں سے اور کہنے والوں کو

پائیں گے نہ مددگار (مسلمانو) تم میں سے جو (منافق) لوگوں کو جہاد میں شریک ہونے سے روکتے ہیں اللہ انکو خوب جانتا ہے

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ۙ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ

واسطے بھائیوں اپنے کے چلے آؤ طرف ہماری اور نہیں آتے لڑائی میں مگر تھوڑے بخیلی کرتے ہوئے اوپر تمہارے

اور ان لوگوں کو (بھی) جو اپنے بھائی بندوں (مدینے کے رہنے والوں) سے کہتے ہیں (مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر) ہمارے پاس چلے آؤ ف۱۰ اور لڑائی میں بھی شریک نہیں ہوتے مگر کم (تھوڑی دیر)

فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى

پس جب آوے ڈر دیکھے گا تو اُن کو کہ دیکھتے ہیں طرف تیری پھرتی ہیں آنکھیں ان کی مانند اس کے کہ غشی آتی ہے

کیلئے یا کم لڑتے ہیں، تمہاری مدد میں بخیلی کرتے ہیں ف۱۱ پھر جب ڈر کا وقت آتا ہے تو تو دیکھتا ہے وہ تجھ کو اس طرح تکتے ہیں اُنکی آنکھیں (چاروں طرف) گھوم رہی ہیں جیسے اُس شخص کی

ف۱ ''یثرب'' مدینہ کی سرزمین کا قدیم نام تھا جیسا کہ ہجرت کی حدیث میں ہے جن روایات میں مدینہ کو یثرب کہہ کر پکارنے کی ممانعت مذکور ہے وہ ضعیف ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی مقابلے کا خیال چھوڑ کر مدینہ میں اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ یا اسلام سے پھر جاؤ اور از سر نو کفر و شرک اختیار کر لو۔ (قرطبی)

ف۳ یعنی ہمارے بال بچے گھروں میں تنہا ہیں اور ہمیں پیچھے سے حملہ کا خطرہ ہے۔

ف۴ کیونکہ ان کی حفاظت کا انتظام کر لیا گیا تھا۔

ف۵ یعنی یہ کہیں کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں کا خاتمہ کر دو

ف۶ اس وقت یہ ہرگز عذر پیش نہ کریں کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ ان کے گھر اس وقت کھلے پڑے ہوں گے کیونکہ لڑائی خود شہر میں ہو رہی ہو گی۔

ف۷ قتادہؒ کہتے ہیں یہ لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے لیکن جب بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو انہوں نے عہد کیا کہ اب اگر آزمائش کا موقع آیا تو ہم ضرور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی قیامت کے دن ان سے ضرور باز پرس ہو گی کہ تم نے جو عہد کیا تھا اسے پورا کیوں نہ کیا؟

ف۹ آخر کار مرنا ہے اور خدا کے حضور حاضر ہونا ہے تو کیوں نہ اللہ کی راہ میں لڑ کر عزت کی موت مرو اور شہادت کا مرتبہ پاؤ۔

ف۱۰ ان سے مراد یہود ہیں جو مدینہ کے منافقین سے کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے ہاں چلے آؤ، محفوظ رہو گے، یا ان سے مراد بھی کچھ دوسری قسم کے منافقین ہیں جو مسلمانوں کے حوصلے پست کرتے اور ان سے کہتے تھے کہ کس چکر میں پڑے ہو بھلا ابو سفیان اور غطفان کے لشکر سے بچ سکو گے؟ آؤ ہمارے ساتھ مل جاؤ اور ہماری عافیت کوشی کی پالیسی اختیار کر لو۔

ف۱۱ یعنی اپنی جانیں تو کیا پیش کریں گے تم سے اپنے مال، اوقات، محنتیں غرض ہر چیز بچا کر رکھنا چاہتے ہیں۔

ف۱ یعنی خطرہ کا وقت گزر جاتا ہے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی ہے اور مال غنیمت ہاتھ آتا ہے۔ ف۲ یعنی بہادری کے بلند بانگ دعوے کرنے لگتے ہیں اور چرب زبانی سے تمہارا منہ بند کرنا چاہتے ہیں کہ تم ان کی اس روش پر اعتراض نہ کر سکو جو خطرہ کے وقت انہوں نے اختیار کی تھی۔ (ابن کثیر وغیرہ) ف۳ یا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ نے ان کے اعمال کے باطل (کالعدم) ہونے کو ظاہر کر دیا کیونکہ اُن کے اعمال نیک تھے ہی نہیں کہ انہیں باطل کیا جاتا۔ (شوکانی) ف۴ یا ان کے اعمال کے باطل ہونے کو ظاہر کرنا آسان ہے ف۵ محض شرماشرمی سے تاکہ اپنے اوپر سے چھدا اُتارا جائے۔ ف۶ اس میں لڑائی میں پیچھے رہنے والوں پر عتاب ہے۔ (قرطبی) یعنی

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى

اوپر اس کے موت سے پس جس وقت جاتا رہتا ہے ڈر میٹھتے ہیں بیچ تمہارے ساتھ زبانوں تیز کے بخیلی کرتے ہوئے اوپر

(آنکھیں گھومتی ہیں) جس پر موت کی بیہوشی آ گئے پھر جب ڈر جاتا رہتا ہے ف۱ تو بڑی لمبی) تیز زبانوں سے تمہارا مقابلہ کرتے ہیں ف۲ (لوٹ کے) مال پر مرے جاتے ہیں

الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾

بھلائی کے یہ لوگ نہ ایمان لائے تھے پس ناپید کر دیے اللہ نے عمل ان کے اور ہے یہ اوپر خدا کے آسان ف۴

ان لوگوں میں ایمان نہیں تو اللہ نے اُن کے (نیک) کام (اگر کچھ ہوں بھی) اکارت کر دیے ف۳ اور اللہ پر یہ (اُن کے نیک کاموں کا اکارت کر دینا) آسان ہے

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم

گمان کرتے ہیں جماعتوں کفار کی کو کہ نہیں گئیں اور اگر آویں وہ جماعتیں دوست رکھیں کاش کہ وہ

یہ (ابھی تک یوں) سمجھ رہے ہیں کہ (کافروں کے) لشکر بھاگے نہیں اور اگر وہ پھر آ موجود ہوں تو یہ آرزو کریں گے کاش وہ

بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا

جنگل میں رہتے بیچ گنواروں کے پوچھا کرتے خبروں تمہاری کو اور اگر ہوتے درمیان تمہارے نہ لڑتے مگر

گاؤں میں گنواروں کے ساتھ ہوتے اور وہیں رہ کر تمہارا حال پوچھتے رہتے (کہ مسلمانوں پر کیا گزری) اور جو تمہارے ساتھ بھی رہیں (اور بھاگیں نہیں) تب بھی لڑیں گے

قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو

تھوڑا البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے پیروی اچھی واسطے اس شخص کے کہ امید رکھتا ہے

نہیں مگر تھوڑا ف۵ (مسلمانو) تم کو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی پیروی کرنا تھی جو ان لوگوں کے لیے اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن

اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا

خدا کی اور دن پچھلے کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت اور جس وقت دیکھا ایمان والوں نے جماعتوں کافروں کی کو کہا

(قیامت) سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بہت یاد کرتے ہیں ف۶ اور جب سچے اور پکے مسلمانوں نے (کافروں کی) فوجوں کو دیکھا (ہر طرف سے امڈی آ رہی ہیں)

هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا

یہ ہے جو وعدہ دیا ہے ہم کو اللہ نے اور رسول اسکے نے اور سچ کہا تھا اللہ نے اور رسول اسکے نے اور نہ زیادہ کیا ان کو مگر

(گھبرائے تو نہیں (بلکہ یوں) کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا ف۷ اور اللہ اور اُسکا رسول سچا ہے اور (اس واقعہ نے) انکے ایمان اور تابعداری

إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ

ایمان اور اطاعت کرنا بعضے مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کہا انہوں نے اس چیز کو کہ عہد باندھا تھا اللہ سے اوپر

کو اور بڑھا دیا ف۸ انہی مسلمانوں میں کچھ مرد تو ایسے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو اقرار کیا تھا اس میں سچے اترے ف۹

فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾

اسکے پس بعض اُن میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے اور نہیں بدل ڈالا انہوں نے کچھ بدل ڈالنا

ان میں سے بعضے تو اپنا کام پورا کر چکے (یا اپنی منت پوری کر چکے) ف۱۰ اور بعضے (ابھی) راہ دیکھ رہے ہیں ف۱۱ اور ان لوگوں نے (اپنے اقرار کو) ذرا نہیں بدلا ف۱۲

لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ

تو کہ بدلا دے اللہ سچوں کو بدلے سچ ان کے کے اور عذاب کرے منافقوں کو اگر چاہے یا

کہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے ف۱۳ اور منافقوں کو چاہے سزا دے چاہے (جب وہ توبہ کریں)

تمہارا فرض تھا کہ جس طرح اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس موقع پر جان لڑا رہے تھے اور تمام تکلیفوں اور مشقتوں کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے تھے تم بھی جان لڑاتے اور تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرتے، ایسا تو نہیں تھا کہ اللہ کے رسولؐ نے تمہیں تو خطرہ میں جھونک دیا ہو اور خود کسی پناہ کی جگہ آرام کرنے بیٹھ گئے ہوں۔ اگر وہ ایسا کرتے تب تو تمہارے لئے وجہ جواز ہو سکتی تھی۔ مگر وہ تو خود ہر کام میں پیش پیش تھے، پھر تمہارا بزدلی دکھانا اور کسی کام سے بچنے کی فکر کرنا کسی لحاظ سے معقول نہیں قرار دیا جا سکتا۔ یہ آیت گو جہاد کے باب میں نازل ہوئی لیکن یہ ہر موقع اور عمل کے لئے عام ہے اور مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی انفرادی یا اجتماعی زندگی کے کسی معاملہ میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستثنیٰ سمجھیں۔ (شوکانی)

ف۷ کہ اللہ تمہیں آزمائے گا اور پھر جب تم ثابت قدمی دکھاؤ گے تو تمہاری مدد کرے گا۔ (ابن کثیر) یہ وعدہ قرآن کی متعدد آیات میں مذکور ہے۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۲۱۴ وسورۂ عنکبوت آیت ۲-۳) مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے وحی کے ذریعہ مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ان پر ریح یعنی آندھی بھیجے گا اور یہ مرعوب ہو کر بھاگ جائیں گے چنانچہ مسلمانوں نے سن کر یہ کہا: "هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ......" (قرطبی)

ف۸ وہ پہلے سے بھی زیادہ ایمان میں پختہ اور آنحضرتؐ کے عاشق زار ولطاعت گزار ہو گئے۔ اس آیت میں اس چیز کی دلیل ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے اور یہی اہلحدیث کا مذہب ہے۔ (وحیدی)

ف۹ اس اقرار سے مراد وہ اقرار ہے جو مدینہ منورہ کے انصارؓ نے "لیلہ عقبہ" میں آنحضرتؐ سے کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ آخر دم تک آپؐ کا ساتھ دیں گے اور آپؐ کی حفاظت و مدافعت میں اپنی جانیں تک قربان کر دیں گے یا اس سے مراد بعض ان لوگوں کا عہد ہے جو کسی وجہ سے غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور انہوں نے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائش کا موقع دیا تو وہ ثابت قدم رہیں گے اور پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انسؓ بن نضر غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اس کا انہیں بڑا رنج ہوا اور کہنے لگے کہ اب اگر کوئی جنگ ہوئی تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے اور پھر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کے بدن پر تلوار، تیر اور نیزے کے اسیؔ سے زیادہ زخم پائے گئے۔ ان کی بہن ربیع بنت نضر کہتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو صرف ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچان سکی۔ یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کر چکے ہیں جیسے حضرت حمزہؓ اور انسؓ بن نضر وغیرہ جو جنگ اُحد میں شہید ہو چکے تھے۔ (ابن کثیر) ف۱۱ کہ کب کوئی موقع ملتا ہے جس میں وہ اپنی جان کی قربانی پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا کیا ہوا عہد پورا کریں۔ ف۱۲ جیسا کہ منافقین نے اپنا عہد بدل ڈالا۔ بلکہ اس پر پوری طرح ثابت قدم رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے یا اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ف۱۳ یعنی غزوۂ احزاب کے موقع پر کفار کی اتنی بڑی جمعیت مدینہ پر اس لئے حملہ آور ہوئی کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کا امتحان لے اور جو لوگ اپنے امتحان میں سچے اور پکے ثابت ہوں انہیں ان کی سچائی کا بدلہ دے اور ...... الخ (قرطبی وغیرہ)

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا

توبہ کرے اوپر ان کے تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور پھیر دیا اللہ نے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے تھے

ان کو معاف کر دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور (اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو) اللہ نے (ادھر تو) کافروں کو غصے میں

بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا

ساتھ غصے اُنکے کے نہیں پہنچے بھلائی کو اور کفایت کیا اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی سے اور ہے اللہ زبردست

بھرے ہوئے (خالی) پھیر دیا اُنکو کچھ فائدہ نہ ملا ف۱ اور (ادھر) اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی نوبت نہ آنے دی ف۲ اور اللہ زور والا

عَزِيزًا ﴿٢٥﴾ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَ

غالب اور اتارا اللہ نے ان لوگوں کو کہ مددگار ہوئے تھے ان کے اہل کتاب سے قلعوں اُن کے سے اور

زبردست ہے اور اہل کتاب (بنی قریظہ کے یہودیوں) کو جنھوں نے (عہد شکنی کر کے) مشرکوں کی مدد کی تھی اُن کے قلعوں سے اتار لایا

قَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ

ڈالا بیچ دلوں اُن کے کے ڈر ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو تم اور بند کرتے ہو ایک فرقے کو ف۳ اور وارث کیا تم کو

اور ان کے دلوں میں (تمہاری) دھاک بٹھا دی تم ان میں سے بعضوں کو (جو امردوں کو) قتل کرنے لگے اور بعضوں کو (عورتوں اور بچوں کو) قید اور اللہ نے تم کو

أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

زمین اُن کی کا اور گھروں ان کے کا اور مالوں ان کے کا اور اس زمین کا کہ پاؤں نہ رکھا تھا تم نے اُس پر اور ہے اللہ اوپر ہر

اُن کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا وارث کر دیا اور اس ملک کا جہاں تم نے (ابھی تک) قدم ہی نہیں رکھا ف۴ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر

شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

چیز کے قادر اے نبی کہہ واسطے بی بیوں اپنی کے اگر ہو تم ارادہ کرتیاں زندگانی دنیا کا

سکتا ہے اے پیغمبرؐ اپنی بی بیوں سے کہہ دے اگر تم دنیا کی زندگی

ع ۷ / ۱۹

وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ

اور بناؤ اس کا پس آؤ کہ کچھ فائدہ دوں میں تم کو اور رخصت کروں میں تم کو رخصت کرنا اچھا اور اگر ہو تم

اور اُسکی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں اور اچھی طرح تم کو رخصت کر دوں ف۵ اور اگر تم

تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ

ارادہ کرتیاں خدا کا اور رسول اسکے کا اور گھر پچھلے کا پس تحقیق اللہ نے تیار کیا واسطے نیکی کرنے والیوں کے

اللہ اور اسکے رسولؐ اور آخرت کے گھر کو (وہاں کی بھلائی) چاہتی ہو تو جو تم میں نیک بی بیاں ہیں اللہ تعالیٰ نے

مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ

تم میں سے ثواب بڑا اے بی بیو نبیؐ کی جو کوئی آوے تم میں سے ساتھ بے حیائی

ان کے لیے بڑا ثواب تیار رکھا ہے ف۶ پیغمبر کی بی بیو تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا کام کرے اُس کو (قیامت میں

مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

ظاہر کے دوچند کیا جاوے گا واسطے ان کے عذاب دو برابر اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان

بہ نسبت دوسری عورتوں کے) دوہری سزا دی جاوے گی ف۷ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات (تم کو دونا عذاب کرنا) آسان ہے ف۸

ف۱ یعنی اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کی طاقت کو کچلنے کے جس ارادہ سے آئے تھے اس میں انہیں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوسکی بلکہ ناکام و بے مراد ہو کر واپس ہونا پڑا۔

ف۲ یعنی ایک طرف تو نعیمؓ بن مسعود کی تدبیر سے کفار کے تینوں گروہوں (قریش، غطفان اور بنو قریظہ) میں پھوٹ پڑ گئی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے سخت آندھی اور فرشتے بھیج کر ان کے دلوں پر رعب طاری کر دیا۔ بالآخر ایک ماہ محاصرہ جاری رکھنے کے بعد بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مفصل واقعہ ابن ہشام (ج ۲، ص ۲۲۹) میں دیکھ لیا جائے۔

ف۳ یہ غزوۂ بنی قریظہ کا ذکر ہے ۔۔۔ ہوا یہ کہ قریش اور غطفان تو واپس چلے گئے اور بنو قریظہ اپنے قلعوں میں محصور ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے پلٹ کر گھر پہنچ گئے آپؐ غسل فرما رہے تھے کہ حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے: "آپؐ نے ہتھیار رکھ دیئے مگر فرشتوں نے تاحال ہتھیار نہیں رکھے، بنی قریظہ کی طرف چلئے اور ان پر حملہ کیجئے۔" اس پر آنحضرتؐ نے کوچ کا حکم دے دیا اور بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ یہ محاصرہ پچیس روز تک جاری رہا آخر بنو قریظہ تنگ آ گئے اور انہوں نے مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ آخر کار انہوں نے حضرت سعدؓ بن معاذ کو حکم تسلیم کر لیا جو قبل از اسلام ان کے حلیف رہ چکے تھے۔ چنانچہ حضرت سعدؓ کو لایا گیا اور آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا: بنو قریظہ کے بارے میں اپنا فیصلہ دیجئے۔ سعدؓ نے کہا میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے مقاتلہ (لڑائی کرنے والے) قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں اور بچے قیدی بنا لئے جائیں اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ قتل ہونے والوں کی تعداد چھ سو سے نو سو تک بیان کی گئی ہے اور تقریباً یہی اندازہ قیدیوں کے متعلق مذکور ہے۔ (شوکانی)

ف۴ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے ارضِ خیبر کی طرف اشارہ ہے۔ جس پر مسلمانوں نے ۷ھ میں فتح پائی۔ اور بعض نے مکہ اور بعض نے فارس اور روم کے علاقے مراد لئے ہیں۔ عکرمہؒ کہتے ہیں کہ اس سے ہر وہ سرزمین مراد ہے جسے قیامت تک مسلمان فتح کریں۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی طلاق دے دوں ۔۔۔ حضرتؐ کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں۔ بعض نے آنحضرتؐ سے زیادہ نفقہ اور متاع کا مطالبہ کیا، اس پر آنحضرتؐ کو ملال ہوا اور ایک ماہ تک کے لئے ایلا کر لیا یعنی قسم کھالی کہ تم سے مقاربت نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپؐ نے ایک بالاخانہ میں تنہائی اختیار فرمائی۔ ایک ماہ کے بعد یہ اور اگلی آیت نازل ہوئی۔ (شوکانی و موضح)

ف۶ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب آیت تخییر (یعنی یہ آیت) نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے سب سے پہلے مجھ سے گفتگو کی اور مجھے یہ دونوں آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند کرتی ہوں۔ اسی طرح سب بیویوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند کیا ۔۔۔ اور یہ جو فرمایا کہ جو نیک ہیں ان کو بڑا نیگ (اجر) ہے۔ آنحضرتؐ کی ازواجؓ سب نیک ہی رہیں۔ "الطیبات للطیبین" مگر اللہ تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نڈر نہ ہو جاوے، خاتمے کا ڈر لگا رہے۔ (موضح) کوئی شخص اپنی بیوی کو "خیار" دے دے اور عورت خاوند کو پسند کر لے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ ہاں اگر عورت علیحدگی پسند کر لے تو ایک رجعی طلاق واقع ہو جائے گی جب کہ خاوند نے مطلق طلاق کی نیت کی ہو۔ (مختصر من الشوکانی)

ف۷ کیونکہ جس کا جتنا مقام بلند ہوتا ہے نافرمانی کی صورت میں اُسے سزا بھی اتنی ہی سخت ملتی ہے۔ پیغمبرؐ سے فرمایا: "لاذقناك ضعف الحياة" (کذا فی الموضح) اس کا یہ مطلب نہیں کہ "ازواج مطہرات" سے نعوذ باللہ برائی کے ارتکاب کا اندیشہ تھا۔ یہ جملہ شرطیہ ہے جس کا تحقق ضروری نہیں، جیسے فرمایا: لئن اشركت ليحبطن عملك۔ (زمر: ۶۵) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی بیوی نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا، ہاں ایمان و اطاعت میں خیانت کی ہے۔ (دیکھئے تحریم: ۱۰) بعض نے کہا ہے کہ یہاں "فاحشة" سے مراد نشوز اور بدسلوکی ہے۔ دراصل اس سے ازواجؓ مطہرات کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ تمہارا مقام بہت بلند ہے اور دوسری عورتوں کی بہ نسبت تمہاری ذمہ داری بھی بہت بڑھ گئی ہے لہٰذا تمہارا اخلاقی رویہ پاکیزہ ہونا چاہئے کہ دوسروں کیلئے اسوہ بنے۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی تمہیں غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ تم نبی کی بیویاں ہو اور تم پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔

ف۱ یعنی جس طرح تمہارے مقام کے بلند ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ نافرمانی کی صورت میں دگنا عذاب ہو اسی طرح اس کا یہ بھی تقاضا ہے کہ نیکی اور تابعداری کی صورت میں دگنا اجر ملے ۔ ف۲ اور اس سے بڑی نعمت اور کیا ہوگی کہ جنت کے اعلیٰ مقام (وسیلہ) میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہینگی ۔ (ابن کثیر) ف۳ بلکہ آنحضرتؐ کی ازواجؓ ہونے کی وجہ سے تمہارا درجہ اور مرتبہ سب سے بلند ہے اور بقیہ عورتوں کیلئے تمہاری حیثیت ایک نمونہ کی ہے ۔ اس آیت سے بعض علمائے تفسیرؒ نے استدلال کیا ہے کہ "ازواجِ مطہراتؓ سب عورتوں سے افضل ہیں ۔ حتیٰ کہ آسیہؓ اور مریمؑ پر بھی ان کو فضیلت حاصل ہے ۔ دیکھئے سورۃ آل عمران ۴۲ (قرطبی)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے تم میں سے اللہ کی اور رسول اسکے کی اور عمل کرے اچھے دیویں گے ہم اس کو ثواب اس کا دو بار

اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے اور اچھے کام کرے اُس کو ہم دونا ثواب دیں گے ف۱

وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ

اور تیار کیا ہم نے واسطے اسکے رزق اچھا اے بی بیو نبی کی نہیں تم مانند ہر ایک کے عورتوں میں سے اگر

اور ہم نے (آخرت میں) اسکے لیے عزت کی روزی تیار رکھی ہے (بہشت کی نعمتیں) ف۲ پیغمبرؐ کی بی بیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو ف۳ اگر تم (خدا سے)

اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ

پرہیزگاری کرو پس مت نرمی کرو بات میں پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اُسکے کے بیماری ہے اور کہو

ڈرتی ہو تو (غیر مردوں سے) دبی زبان (دباریک آواز) سے بات نہ کرو (ایسا کرو گے) ف۴ تو جس کے دل میں کھوٹ ہے (بدکاری فسق فجور بدنظری) اسکو لالچ پیدا ہوگی ف۵

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

بات سیدھی اور ٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ جاہلیت پہلی کا

اور کھری کھری صاف بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں جمی رہو ف۶ اور اگلی جاہلیت کے زمانہ کی طرح بناؤ سنگار (مردوں کو) دکھاتی نہ پھرو ف۷

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

اور قائم کیا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اُسکے کی سوائے اُسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ

اور نماز کو درستی کے ساتھ ادا کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اُس کے رسول کا فرمانا مانتی رہو (پیغمبرؐ کے) گھر والو اللہ تعالیٰ اور کچھ نہیں

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى

تو کہ دُور کرے تم سے پلیدی اے اس گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا اور یاد کیا کرو جو کچھ پڑھا جاتا ہے

یہ چاہتا ہے تم سے (ہر طرح کی) گندگی (ناپاکی) دور کرے اور تم کو خوب ستھرا (پاک صاف) بنا دے ف۸ اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ

بیچ گھروں تمہارے کے نشانیوں اللہ کی سے اور حکمت سے تحقیق اللہ ہے لطف کرنے والا خبردار تحقیق

آیتیں اور حکمت کی باتیں (یعنے حدیثیں) پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد کرتی رہو (یا انکا شکر کرتی رہو) بے شک اللہ مہربان (یا باریک بین) خبردار ہے بے شک

الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور قرآن پڑھنے والے اور قرآن پڑھنے والیاں اور

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور فرمانبردار (یا بندگی کرنیوالے) مرد اور فرمانبردار (یا بندگی

الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَ

سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنیوالیاں اور

کرنیوالی) عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور (اللہ سے) ڈرنیوالے (عاجزی کرنیوالے) مرد اور ڈرنیوالی

الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ

خیرات دینے والے اور خیرات دینے والیاں اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اور نگہبانی کرنے والے شرمگاہ اپنی کی

عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کو (گناہ سے) بچانیوالے مرد

ف۴ یعنی لہجہ میں کوئی لوچ اور دانستہ طور پر اختیار کی ہوئی شیرینی نہ ہو بلکہ غیر معمولی درشتی اور خشونت ہونی چاہیئے ۔ اور آواز بھی ضرورت سے زیادہ بلند نہ ہو ۔ (قرطبی)

ف۵ کہ یہ عورت میری طرف مائل و متوجہ ہو سکتی ہے ۔

ف۶ "قَرْنَ" کا لفظ "قرار" سے ماخوذ ہے اور بعض نے اسے "وقار" سے مانا ہے مطلب یہ ہے کہ عزت و وقار کے ساتھ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور بازاری عورتوں کی طرح گھومتی نہ پھرو ۔ یہ حکم امہات المومنینؓ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام عورتوں کو شامل ہے اور عورتوں کے اپنے گھروں میں رہنے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلنے کے متعلق بہت سی احادیث مروی ہیں (قرطبی)

ف۷ یہاں اُولیٰ کا لفظ احتراز کے لئے نہیں ہے بلکہ جاہلیت جہلا کی طرح یا تو ایک محاورہ ہے یا اسلام سے پہلے کی حالت کے اعتبار سے اولیٰ فرما دیا ہے ۔ حدیث میں ہے کہ جو عورت بناؤ سنگار کر کے بے پردہ باہر نکلتی ہے اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے ۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عورت چھپی رہنے کے قابل چیز ہے جب باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تاکتا ہے ۔ جاہلیت میں رواج تھا کہ عورتیں بناؤ سنگار کر کے بے پردہ باہر نکلا کرتی تھیں ۔ اب یہی رواج ثقافت اور دوسرے خوشنما ناموں سے ہمارے زمانہ میں عود کر آیا ہے فوا اسفا ۔ اسلام نے صرف واقعی ضرورت کے پیشِ نظر پردے کے حدود کی پابندی کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت دی ہے حتیٰ کہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے اگر جانا چاہیں تو حکم ہے کہ عام اور سادہ لباس میں ہوں اور خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں ۔ (ابن کثیر)

ف۸ آیت کا سیاق و سباق صاف بتا رہا ہے کہ یہاں اہلِ بیت سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجؓ ہیں ۔ جیسا کہ "یا نساء النبی" ۔ اور اگلے خطاب سے معلوم ہوتا ہے اور قرآن میں "اہل البیت" کا لفظ صرف بیوی کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (دیکھئے سورہ ہود : ۷۳) بعض روایات میں ہے کہ جب آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ علیؓ حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور ان پر اپنا کمبل ڈال کر دعا فرمائی : اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا ۔ "اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں ان سے ناپاکی دُور فرما اور انہیں صاف ستھرا بنا دے" ۔ اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ازواج مطہراتؓ اہل البیت میں سے نہیں ہیں بلکہ اصل میں آیت تو "ازواج مطہرات" ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے اور ان کو تطہیر کی خوشخبری دی گئی ہے ۔ پھر آنحضرتؐ کی دعا سے حضرت فاطمہؓ علیؓ حسنؓ حسینؓ بھی اس میں شامل ہوگئے ۔ اسکی دلیل یہ بھی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ان پر کمبل ڈالا اور دعا کی تو حضرت ام سلمہؓ نے بھی اپنا سر اس کپڑے کے اندر کر لیا اور عرض کیا ۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں بھی تو آپؐ کے ساتھ ہوں ۔ آپؐ نے فرمایا : اِنَّكِ اِلٰى خَيْرٍ مَرَّتَيْنِ ۔ "تم تو (اس) خیر میں دوہری شامل ہو یعنی اس آیت کے اعتبار سے بھی اور میری اس دعا کے تحت بھی ۔ (قرطبی)

وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا

اور نگہبانی کرنے والیاں اور یاد کرنے والے اللہ کو بہت اور یاد کرنے والیاں تیار کیا ہے اللہ نے واسطے اُنکے بخشش اور ثواب

اور بچانے والی عورتیں اور (اللہ تعالیٰ کو) یاد کرنیوالے مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (گناہوں کی) بخشش اور بڑا ثواب تیار

عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا

بڑا اور نہیں ہے لائق واسطے کسی مردِ مسلمان کے اور نہ عورت مسلمان کے جس وقت کہ مقرر کرے خدا اور رسول اُس کا کوئی کام

رکھا ہے ف۱ اور کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم کر دیں تو پھر ان کو

اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

یہ کہ ہووے واسطے اُنکے اختیار کام اپنے سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور رسول اُس کے کی پس تحقیق

اس بات میں کوئی اختیار رہے ف۲ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمانا نہ مانے (اور دوسروں کی رائے پر چلے

ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ ۭ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

گمراہ ہوا گمراہی ظاہر اور جس وقت کہ کہتا تھا تو واسطے اس شخص کے کہ نعمت رکھی ہے اللہ نے اوپر اسکے اور نعمت رکھی ہے تو نے اوپر اسکے

تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا ف۳ اور (اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر) جب تو اس شخص سے کہتا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا (اسکو اسلام کی توفیق دی) اور تو نے

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ

تھام رکھ اوپر اپنے بی بی اپنی کو اور ڈر خدا سے اور چھپاتا تھا تو بیچ جی اپنے کے جو کچھ کہ اللہ ظاہر کرنیوالا ہے اسکا اور

بھی اس پر احسان کیا ف۴ اپنی جورو (زینب) کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر ف۵ اور تو اپنے دل میں ایک بات چھپاتا تھا جس کو اللہ کھولنے والا تھا اور تو

تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا

ڈرتا تھا تو لوگوں سے اور اللہ بہت لائق ہے اسکا کہ ڈرے تو اُس سے پس جب ادا کر لی زید نے اُس سے حاجت

لوگوں سے (اس بات کے کھلنے میں) ڈرتا تھا ف۶ حالانکہ تجھ کو اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیئے تھا پھر جب زید اپنی خواہش اس عورت سے پوری کر چکا تو ہم نے اُس کا نکاح

زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ

بیاہ دیا ہم نے تجھ سے اُسکو تو کہ نہ ہووے اوپر ایمان والوں کے تنگی بیچ بی بیوں لے پالکوں اُن کے کے

تیرے ساتھ کر دیا ف۸ اس سے یہ مطلب تھا کہ مسلمانوں کو اپنے لے پالک لڑکوں کی بی بیوں سے نکاح کر لینے میں جب وہ اپنی خواہش اُن سے پوری کر چکیں

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ

جب ادا کریں اُن سے حاجت اور ہے حکم خدا کا کیا گیا نہیں ہے اوپر نبی کے

کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہے گا پیغمبرؐ کو اس کام کے کرنے میں جو اللہ نے

مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَ

کچھ تنگی بیچ اس چیز کے کہ مقرر کی ہے اللہ نے واسطے اسکے راہ مقرر کی اللہ نے بیچ ان لوگوں کے کہ گزرے پہلے اس سے اور

اُس کے لیے ٹھیرا دیا کچھ مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ کی یہی عادت رہی اُن (پیغمبروں) میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ

كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾ ۙ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ

ہے کام اللہ کا اندازے پر مقرر کیا ہوا وہ لوگ کہ پہنچاتے ہیں پیغام خدا کا اور

کا جو کام ہے وہ (روزِ ازل میں) ٹھیر چکا ہے مقرر ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں کو پہنچاتے رہے اور اللہ تعالیٰ ہی

ف۱ حضرت امّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! قرآن میں جس طرح مردوں کا ذکر ہوتا ہے، ہم عورتوں کا نہیں ہوتا۔ یکایک ایک روز میرے کان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی اور میں نے دیکھا کہ آپؐ منبر پر کھڑے لوگوں کو یہ آیت سنا رہے ہیں۔ دوسری آیت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال حضرت اُمِّ عمارہؓ نے کیا اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) ف۲ کہ چاہے اس پر عمل کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ ہر حال میں عمل کرنا ضروری ہے۔ (دیکھئے قصص: ۶۸) ف۳ ابن جریرؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی شانِ نزول میں نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے زیدؓ بن حارثہ کے لئے حضرت زینبؓ بنت جحش کو پیغامِ نکاح دیا۔ مگر حضرت زینبؓ نے اپنی شان کے خلاف سمجھ کر اس نکاح سے انکار کر دیا۔ آپؐ نے حضرت زینبؓ سے فرمایا: "بلٰی فانکحیہ" (کیوں نہیں، تم ان سے ضرور نکاح کرو) اس پر حضرت زینبؓ نے کہا: "اچھا میں اس پر غور کروں گی" یہ گفتگو جاری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت زینبؓ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے یہ فیصلہ منظور ہے" آیت کی شانِ نزول گو خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے اور متعدد آیات و احادیث میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف چلنے پر وعید آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا ہے تاوقتیکہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے پیغام کے تابع نہ ہو جائے (ابن کثیر) اس سے معلوم ہوا کہ کسی آیت یا حدیث کے مقابلے میں کسی مجتہد کی رائے پر عمل کرنا نہیں چاہیئے بلکہ جونہی آیت یا حدیث ملے کسی مجتہد کی رائے پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ (فتح البیان)

ف۴ زیدؓ بن حارثہ پر آنحضرتؐ نے بڑا احسان یہ کیا کہ ان کو آزاد کر کے اپنا متبنّٰی بنا لیا اور پھر اپنی پھوپھی زاد بہن سے ان کا نکاح کر دیا — واضح رہے کہ یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب یہ نکاح ہو چکا تھا، لیکن میاں بیوی کے درمیان تعلقات نے ناخوشگوار صورت اختیار کر لی تھی۔ حتیٰ کہ زیدؓ نے طلاق دینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

ف۵ یعنی اسے طلاق دینے میں جلدی نہ کر اور اس کے معاملے میں اللہ سے ڈر۔

ف۶ یہ بات کیا تھی؟ تفاسیر میں اس باب میں متعدد اقوال مذکور ہیں۔ بعض اقوال ایسے بھی ہیں جو شانِ نبوت کے سراسر منافی ہیں، اس لئے حافظؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں: "کہ ان کا بیان مناسب نہیں ہے۔" اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی ان کے بیان سے پہلوتہی کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی پہلے سے خبردار کر دیا گیا تھا کہ زینبؓ آپؐ کی بیوی ہونے والی ہے۔ مگر آپؐ اس بات کے اظہار سے شرماتے کہ مخالفین الزام لگائیں گے کہ دیکھئے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اس لئے جب زیدؓ نے آکر شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: "اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ" اس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب آمیز لہجہ میں فرمایا کہ جب میں نے آپؐ کو پہلے بتا دیا ہے کہ زینبؓ کا نکاح آپؐ سے ہونے والا ہے تو آپؐ زیدؓ سے یہ بات کیوں کہہ رہے ہیں یعنی آپؐ کی شان کے لائق نہیں بلکہ بہتر یہ تھا کہ آپؐ خاموش رہتے یا زیدؓ سے کہہ دیتے کہ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ عتاب ترکِ اولیٰ پر ہے۔ (روح) حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں اگر آنحضرتؐ اللہ کی کتاب میں سے کوئی بات چھپانے والے ہوتے تو آپؐ اس آیت کو چھپاتے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی جب زیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اور عدّت ختم ہو گئی۔

ف۸ یہ نکاح خود اللہ نے پڑھایا، اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر وحی فرمائی کہ آپؐ بغیر ایجاب و قبول اور مہر وغیرہ کے اسے اپنی زوجیت میں لے لیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت زینبؓ دوسری ازواج مطہراتؓ پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے پڑھایا اور میرا نکاح سات آسمانوں کے اوپر خود اللہ تعالیٰ نے پڑھایا۔ (ابن کثیر)

يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ

ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے مگر اللہ سے اور بس ہے اللہ کفایت کرنیوالا نہیں ہے

سے ڈرتے رہے اُس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ بس ہے حساب لینے والا محمدؐ تم میں سے

مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے و لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا اور

کسی مرد کا باپ نہیں ہے ف۲ البتہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے اور پیغمبروں کا ختم کرنے والا اور

كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا

ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے مسلمانو اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کرو

كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

بہت اور پاکی بیان کرو اسکی صبح اور شام وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے اوپر تمہارے اور فرشتے اُس کے

اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو ف۳ وہی خدا ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے (تمہارے لیے دعا کرتے ہیں)

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ

تو کہ نکالے تم کو اندھیروں سے طرف روشنی کی اور ہے ساتھ ایمان والوں کے مہربان دعا ان کی

اس لیے کہ تم کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (اسلام کی) روشنی میں لائے اور وہ ایمان داروں پر مہربان ہے جس دن وہ اللہ

يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

جس دن ملاقات کرینگے اس سے سلام ہے اور تیار کیا ہے واسطے اُنکے ثواب بزرگ اے نبی تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو

سے ملیں گے ف۴ اُس دن اُن کا تحفہ سلام ہوگا ف۵ اور ان کے واسطے اچھا ثواب تیار ہے اے پیغمبر ہم نے تجھ کو گواہ بنا کر بھیجا

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ

گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا اور پکارنے والا طرف اللہ کی ساتھ حکم اسکے کے اور چراغ روشن اور خوشخبری دے

ف۶ اور مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری دینے والا اور (کافروں کو خدا کے عذاب سے) ڈرانیوالا اور اللہ کے حکم سے (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلانیوالا اور روشن کرنیوالا چراغ ف۷ اور ایمان والوں

الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

ایمان والوں کو ساتھ اسکے کہ واسطے انکے ہے اللہ کی طرف سے فضل بڑا اور مت کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا

کو یہ خوشخبری سُنا اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہوگا ف۸ اور (اے پیغمبرؐ) کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مان

وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور چھوڑ دے ایذا دینا اُن کا اور توکل کر اوپر اللہ کے اور کفایت ہے اللہ کام بنانیوالا اے لوگو جو ایمان لائے ہو

اور وہ جو تجھ کو ستاتے ہیں اُس کا خیال چھوڑ دے ف۹ اور اللہ تم پر بھروسا رکھو اور اللہ بس ہے کام بنانے والا مسلمانو!

اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ

جس وقت کہ نکاح کرو تم ایمان والیوں کو پھر طلاق دو تم اُن کو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ اُن کو پس نہیں واسطے تمہارے

جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر صحبت سے پہلے ان کو طلاق دے دو ف۱۰ تو تمہاری کوئی

ف۱ یعنی جس شخص ــــ زیدؓ بن حارثہ ــــ کی مطلقہ بیوی سے انہوں نے نکاح کیا ہے وہ ان کا بیٹا ہے کب کہ کوئی یہ اعتراض کرسکے کہ انہوں نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا ــــ واضح رہے کہ آنحضرتؐ کے جتنے بیٹے ہوئے وہ بچپن ہی میں گذر گئے اور کوئی بھی اس عمر کو نہیں پہنچا کہ مرد کہلا سکے۔ صرف لڑکیاں تھیں اور ان میں بھی صرف حضرت فاطمہؓ کی اولاد باقی رہی۔

ف۲ لفظی ترجمہ یہ ہے "البتہ وہ اللہ کا رسولؐ ہے اور نبیوںؑ کا ختم کرنے والا" اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہتی دنیا تک اللہ کے نبیؐ ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور پھر احادیث صحیحہ میں اس خاتم النبیین ہونے کی تشریح کر دی گئی ہے جس کے بعد کسی التباس کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور حضرت عیسیٰؑ کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ وہ آپؐ ہی کی شریعت پر چلیں گے۔ آج تک پوری امت کا یہ متفق علیہ عقیدہ چلا آیا ہے۔ پس ختم نبوت کا منکر قطعی کافر اور ملتِ اسلام سے خارج ہے۔

ف۳ یعنی اس کی تسبیح و تحمید اور تکبیر و تحلیل کرتے رہو۔ اللہ کے ذکر خصوصاً "سبحان اللہ وبحمدہ" کہنے کی فضیلت میں متعدد احادیث ثابت ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ جس نے سو مرتبہ "سبحان اللہ وبحمدہٖ" کہا اس کے تمام گناہ ساقط کر دیئے گئے چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (شوکانی)

ف۴ مراد ہے موت کا دن یا قبروں سے اٹھنے کا دن یا جنت میں داخل ہونے کا دن۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سلام بھیجا جائے گا۔ (دیکھئے یٰس آیت ۵۸) یا فرشتے ان کو سلام کریں گے۔ (سورۂ نحل آیت ۳۲) یا جنتی ایک دوسرے کو سلام کرینگے۔ (یونس آیت ۱۰)

ف۶ کہ آپؐ اپنے قول و عمل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیں اور قیامت کے دن اپنی امت کے گواہ ہوں کہ آپؐ نے ان کو اللہ کا پیغام بے کم و کاست پہنچا دیا تھا۔ بلکہ دوسری امتوں کی بھی گواہی دیں گے کہ ان کے انبیاءؑ نے ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

ف۷ جس سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں واضح ہدایت ملتی ہے۔ "نور" سے مراد وہ روشنی جو شریعت اسلامیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (قرطبی)

ف۸ بقیہ امتوں سے ان کے درجات بلند ہوں گے اور انہیں جنت نصیب ہوگی جیسا کہ شوریٰ (آیت ۲۲) میں اس "فضل کبیر" کی تفسیر وارد ہے۔ (قرطبی)

ف۹ یعنی اس کی کوئی پروا نہ کر اور اس سے درگزر فرما۔ (قرطبی)

ف۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں لفظ "نکاح" بمعنی عقد ہے اور جماع کے معنی میں بطور استعارہ آتا ہے۔ (مفردات) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح سے قبل کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص کہہ دیتا ہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے پھر اس کے بعد نکاح کرے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ یہی مسلک جمہور اہل علم کا ہے۔ (ابن کثیر)

عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

اوپر ان کے کچھ عدت کہ گنو اس کو پس کچھ فائدہ دو اُن کو اور رخصت کرو اُن کو رخصت کرنا اچھا

عدت اُن کو کرنا ضرور نہیں جس کا تم شمار کرو ف۱ بلکہ اُن کو کچھ دے دو اور اچھی طرح رخصت کر دو ف۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ

اے نبی تحقیق ہم نے حلال کیں واسطے تیرے بی بیاں تیری وہ جو دیا ہے تو نے مہر اُن کا اور جن کا کہ مالک ہوا

اے پیغمبر ہم نے تیرے لیے وہ بی بیاں حلال کر دیں جن کا مہر تو نے ادا کر دیا ف۳ اور جن لونڈیوں کا تو مالک ہوا

يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَ

ہے داہنا ہاتھ تیرا اس چیز سے کہ پھیر لایا ہے اللہ اوپر تیرے یعنے طرف تیری مال کفار سے اور بیٹیاں چچاؤں تیرے کی اور بیٹیاں پھوپھیوں تیری کی اور بیٹیاں ماموں تیرے کی اور

جو خدا نے تجھ کو (لڑائی میں) دلوائیں ف۴ اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیری پھوپھی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

بیٹیاں خالاؤں تیری کی وہ جو وطن چھوڑ آئی ہیں ساتھ تیرے اور حلال کی عورت ایمان والی اگر بخش دیوے یعنے بغیر مہر کے جان اپنی واسطے نبی کے

تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تیرے ساتھ (مدینہ میں) ہجرت کی ف۶ اور کوئی سی مسلمان عورت اگر وہ اپنے تئیں تجھ کو دے ڈالے (مفت بے مہر کے) بشرطیکہ

اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ

اگر ارادہ کرے نبی یہ کہ نکاح کرے اُس کو خالص واسطے تیرے یعنے واسطے اپنے سوائے مسلمانوں کے تحقیق

پیغمبر اس سے نکاح کرنا چاہے یہ حکم خاص تیرے لیے ہے مسلمانوں کے لیے نہیں ف۷ ہم کو

عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ

جان لیا ہے ہم نے جو کچھ مقرر کیا ہے ہم نے اوپر اُن کے بیچ حق بی بیوں اُنکی کے اور بیچ حق اس چیز کے کہ مالک ہوئے داہنے ہاتھ اُنکے تو کہ نہ ہو

معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر اُن کی بی بیوں اور لونڈیوں کے باب میں ٹھیرا دیا ف۸ غرض یہ ہے کہ تجھ کو کوئی تکلیف نہ ہو

عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاۗءُ مِنْهُنَّ وَ

اوپر تیرے تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ڈھیل دیوے تو جس کو چاہے ان میں سے اور

(اس وجہ سے تیرے لیے ایک خاص حکم رکھا) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (تجھے یہ بھی اختیار ہے) تو ان عورتوں میں سے جس کو چاہے پیچھے رکھ دے ف۹

تُـــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ

جگہ دیوے طرف اپنی جس کو چاہے اور جس کو بلوا بھیجے تو ان میں سے کہ ایک کنارے کر دیا تھا اسکو پس نہیں گناہ اوپر تیرے

(اسکی باری ٹال دے) اور جسکو چاہے اپنے پاس جگہ دے (گو اسکی باری نہ ہو) اور جن عورتوں کو تو نے پیچھے ڈال دیا گر ان میں سے پھر کسی کو (اپنے پاس بلالے) تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ف۱۰

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ

یہ بہت نزدیک ہے اس بات سے کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں اُن کی اور نہ غم کھاویں اور راضی رہیں ساتھ اس چیز کے کہ دیتا ہے تو اُن کو ساریاں

یہ جو اختیار تجھ کو دیا گیا ہے اس سے زیادہ امید ہے کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور انکو رنج نہ ہوگا ف۱۱ اور جو تو ان کو دے گا اس سے وہ سب راضی رہیں گی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۗءُ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ دلوں تمہارے کے ہے اور ہے اللہ جاننے والا تحمل والا نہیں حلال واسطے تیرے عورتیں

اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا ہے تحمل والا ف۱۲ (اے پیغمبر) اب سے تجھ کو اور عورتیں

ف۱ لہٰذا وہ طلاق کے فوراً بعد کسی مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس پر جمیع صحابہؓ اور بعد کے اہلِ علم کا اجماع ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس نے تاحال اپنی عورت سے صحبت نہ کی ہو تو عورت پورے مہر کی بھی حقدار ہوگی اور اسے چار ماہ دس دن کی عدت بھی پوری کرنی ہوگی۔ یہ بھی اجماعی مسئلہ ہے۔ بعض اہلِ علم نے خلوتِ صحیحہ کو بھی بمنزلہ صحبت کے شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق دینے سے مہر اور عدت لازم ہوگی۔ مگر یہ مسئلہ بظاہر اس آیت کے خلاف ہے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی) ف۲ یعنی اگر مہر کا تعین نہ ہوا ہو تو اپنی مالی حیثیت کے مطابق کچھ دے کر اسے بہتر طریقہ سے رخصت کرو۔ (بقرہ ۲۳۶) لیکن اگر مہر کا تعین ہو چکا ہو تو پھر قبل از مسیس طلاق کی صورت میں نصف مہر دینا لازم ہوگا۔ (بقرہ: ۲۳۷) شاہ صاحب لکھتے ہیں: "یہ مسئلہ ذکر فرمایا ازواجؓ کے ذکر میں شاید اس واسطے کہ حضرتؐ نے ایک عورت سے نکاح کی تھی۔ جب اس کے نزدیک گئے کہنے لگی "اللہ تجھ سے پناہ دے"۔ حضرتؐ نے اسکو جواب دیا "تو نے بڑے کی پناہ پکڑی"۔ اس پر یہ حکم صادر فرمایا اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبرؐ کا یہ حکم خاص نہیں سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے۔" روایات میں ہے کہ وہ بدبخت ساری عمر ندامت اور حسرت کرتی رہی۔

ف۳ مراد آنحضرتؐ کی بیویاں ہیں جو آیت کے نزول کے وقت آپؐ کے نکاح میں تھیں۔

ف۴ اس اجازت کے تحت آپؐ نے صفیہؓ، جویریہؓ، اور ماریہ قبطیہؓ اور ریحانہؓ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا۔ صفیہؓ اور جویریہؓ سے نکاح کر لیا اور باقی دو سے (ایک روایت کے مطابق) محض ملک یمین کی بنا پر تمتع فرماتے رہے۔ (مائدہ) وفات کے وقت آنحضرتؐ کی نو بیویاں تھیں: عائشہؓ، حفصہؓ، سودہؓ، ام سلمہؓ، زینبؓ، ام حبیبہؓ، جویریہؓ، صفیہؓ اور میمونہؓ۔ ان میں سے پچھلی تین قریشی نہیں۔ (موضح)

ف۵ اس کے یہ معنی نہیں کہ جو لونڈیاں لڑائی میں گرفتار ہو کر نہ آئیں وہ آپؐ کے لئے مباح نہیں ہیں بلکہ "سراری" کی تو آپؐ کے لئے اور آپؐ کی اُمت کے لئے عام اجازت ہے۔ (قرطبی)

ف۶ یہاں آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی طرح وہ بھی ہجرت کر چکی ہوں۔ (قرطبی) یاد رہے کہ رشتوں کی حرمت کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ نے اعتدال کی راہ اختیار کی ہے۔ عیسائیوں کے ہاں افراط ہے اور کسی ایسی عورت سے نکاح جائز نہیں جس سے سات پشتوں تک مرد کا نسب ملتا ہو اور یہود کے ہاں تفریط ہے اور سگی بھانجی اور بھتیجی سے بھی نکاح جائز سمجھتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی یہ اجازت صرف آپؐ کے ساتھ خاص ہے اور مسلمانوں کے لئے وہی حکم ہے: "ان تبتغوا باموالکم" بن مہر نکاح نہیں۔ (موضح)

ف۸ یعنی عام مسلمانوں کو نکاح کے لئے جن شرائط کا پابند کیا گیا ہے ان کا پابند رہنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ مہر، ولی اور گواہوں کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتیں نکاح میں نہیں رکھ سکتے۔ یہ مسائل سورۂ نساء آیت ۳، ۴ نیز ۲۴، ۲۵ میں گزر چکے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۹ لیکن اس کے باوجود آنحضرتؐ اپنی بیویوں کے درمیان باری اور تقسیم میں مساوات قائم رکھتے بعض نے اس سے خاص کر وہ عورتیں مراد لی ہیں جو اپنے تئیں آپؐ کو ہبہ کریں مگر جمہور علمائے تفسیر کے نزدیک یہ آیت آپؐ کی دوسری ازواجؓ کو بھی شامل ہے اور ان کو بھی جو اپنے تئیں ہبہ کریں۔ ان سب کے بارے میں اختیار دیا گیا ہے کہ انکے درمیان باری مقرر فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ آپؐ پر واجب نہیں ہے، ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اس سے مختلف احادیث کے درمیان تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی) ف۱۰ کیونکہ یہ جان لینگی کہ آپؐ اپنی طرف سے ایسا نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس کا اختیار دیا ہے۔ (شوکانی) ف۱۱ یعنی جس پر آپؐ کوئی عنایت فرمائیں گے وہ شکرگزار ہوگی کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ یہ مہربانی کسی وجوب کی بنا پر نہیں ہے بلکہ محض اپنی مرضی اور اختیار سے کر رہے ہیں۔ (قرطبی) ف۱۲ یعنی بیویوں میں سے بعض کی طرف تمہارے دلی میلان کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے اور چونکہ تمہیں اس پر اختیار نہیں ہے اسلئے اللہ تعالیٰ تحمل برتنے والا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نان و نفقہ اور دیگر ظاہری امور میں اپنی سب بیویوں کے درمیان یکساں تقسیم قائم رکھتے اور چونکہ دل سب کی طرف یکساں مائل نہیں ہو سکتا اسلئے دعا فرماتے کہ اے اللہ جو چیز میرے اختیار میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ فرما۔ (ابن کثیر)

ف۱ مفسرین کا بیان ہے کہ جب "ازواج مطہرات" نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو اختیار کر لیا کما مر فی آیۃ التخییر۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بدلہ دیا کہ آنحضرتؐ کے لئے ان کے ماسوا اور عورتوں سے نکاح کرنا حرام فرما دیا اور یہ بھی منع کر دیا کہ ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے کر اس کی بجائے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جائے۔ یہ آیت حضرت حفصہؓ کی طلاق کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: اس آیت میں نفس طلاق سے منع نہیں فرمایا، بلکہ ممانعت اس کی ہے کہ طلاق اس مقصد سے ہو کہ اس کی بجائے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جائے۔ (ابن کثیر) مگر یہ حرمت اوپر کی آیت "انا احللنا لک الخ" سے منسوخ ہو گئی اور آپؐ کو دوسری عورتوں سے نکاح کی اجازت دے دی گئی۔ (قرطبی) ابن جریر طبری نے اس آیت کی دوسری تفسیر اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ آیت انا احللنا الخ میں جن عورتوں کی حلت مذکور ہوتی ہے ان کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح جائز نہیں ہے۔ یہ معنی اقرب معلوم ہوتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۲ ان سے تمتع کی آپؐ کو اجازت ہے۔ سراری میں سے آنحضرتؐ کے حرم میں دو لونڈیاں مشہور تھیں۔ ایک ماریہ قبطیہؓ اور دوسری ریحانہؓ۔

ف۳ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت زینبؓ کے ولیمہ پر لوگوں کو دعوت دی۔ جب کھانا کھا چکے تو بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ آنحضرتؐ اٹھنے کے لئے تیار ہوئے مگر کچھ لوگ پھر بھی بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ آپؐ اٹھ کر چلے گئے۔ آنحضرتؐ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ تین شخص ابھی تک بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ واپس تشریف لے گئے۔ آخر جب وہ لوگ چلے گئے تو میں نے آپؐ کو اطلاع دی اور آپؐ حضرت زینبؓ کے ہاں تشریف لائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (شوکانی)

ف۴ اس آیت کو آیتِ حجاب (پردہ کی آیت) کہا جاتا ہے۔ یہ پردہ کا مسئلہ اس آیت میں دوسرا مسئلہ ہے۔ روایات صحیحہ میں ہے کہ آیت حجاب کا نزول بھی منجملہ ان باتوں کے ہے جن میں حضرت عمرؓ نے اپنے رب کی موافقت پائی ہے۔ صحیحین میں مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ..... بہتر ہے کہ آپؐ انہیں (ازواجؓ کو) پردہ کا حکم فرمائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ ذوالقعدہ ۵ھ کو حضرت زینبؓ کی شبِ زفاف کی صبح کو نازل ہوئی لہٰذا اصل سببِ نزول حضرت زینبؓ کا واقعہ ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ کی ازواجؓ کے گھروں پر پردے لٹکا دیے گئے۔ (ابن کثیر) مطلب یہ ہے کہ حضرت کے ازواج کسی مرد کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں اگر عورت کسی مرد کے سامنے ہو اور اس کا پورا جسم مستور ہو تو گناہ نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس حالت میں بھی سامنے نہ ہو۔ (موضح)

ف۵ کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں آنحضرتؐ کی بیویاں اور تمہاری مائیں ہیں جیسا کہ آغاز سورۃ میں گزر چکا ہے مگر یہ حکم ان ازواجؓ کا ہے جن کو آپؐ نے طلاق دے کر الگ نہیں کیا تھا اور آپؐ کی زندگی تک آپؐ کے حرم میں رہیں۔ یہ آپؐ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کی حرم ہیں جن سے نکاح حرام قرار دیا گیا ہے۔ (قرطبی)

ف۶ اس آیت میں ان لوگوں کے لئے وعید ہے جن کی

مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا

پیچھے اُن کے اور نہ یہ کہ بدل ڈالے تو اُن سے اور بی بیاں اور اگرچہ خوش لگے تجھ کو حسن اُن کا مگر جن کا

درست نہیں اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بدل دوسری بی بیاں کرلے گو ان کی صورت تجھ کو بھلی لگے ف۱ البتہ

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

مالک ہو گیا ہے داہنا ہاتھ تیرا اور ہے اللہ اوپر ہر چیز کے نگہبان اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت

لونڈیاں جن کا تو مالک ہو رکھ سکتا ہے ف۲ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے مسلمانو جب تم کو کھانے کے لیے بلایا جائے تو پیغمبرؐ کے گھروں

تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ

داخل ہو بیچ گھروں پیغمبر کے مگر یہ کہ اذن دیا جاوے واسطے تمہارے طرف کھانے کی نہ انتظار کرنیوالے پکنے اسکے کا

میں بے اذن لیے مت گھسو اجازت لے کر اندر جاؤ (وہ بھی ایسے وقت میں) کہ اُس کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ

لیکن جب بلائے جاؤ تم پس داخل ہو پس جب کھا چکو پس متفرق ہو جاؤ اور مت بیٹھے رہو جی لگا رہنے والے واسطے باتوں کے

بلکہ جب بلائے جاؤ اس وقت جاؤ پھر کھانا کھا چکتے ہی وہاں سے چل دو اور باتوں میں نہ لگ جاؤ

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ

تحقیق یہ کام ہے ایذا دیتا نبی کو پس شرماتا ہے تم سے اور اللہ نہیں شرماتا حق بات سے

کیونکہ ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی ہے وہ تم سے شرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تو سچ بات کہنے میں کوئی شرم نہیں ف۳

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ

اور جس وقت مانگا چاہو اُن سے کچھ اسباب پس مانگ لو اُن سے پیچھے پردے کے سے یہ بہت پاک کرنے والا ہے

اور جب پیغمبرؐ کی بی بیوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو ف۴ اس سے تمہارے دل اور انکے دل

لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا

واسطے دلوں تمہارے کے اور دلوں اُن کے کے اور نہیں لائق واسطے تمہارے یہ کہ ایذا دو رسولؐ خدا کے کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو

شیطان کے وسوسوں سے خوب پاک رہیں گے اور تمہارے لیے یہ زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبرؐ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ اس کے پیچھے اس کی

اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا

بی بیوں اُس کی کو پیچھے اس کے کبھی تحقیق یہ ہے نزدیک اللہ کے بڑا گناہ اگر ظاہر کرو تم

عورتوں سے کبھی نکاح کرو خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے ف۵ اگر تم کسی چیز کو

شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ

کچھ چیز یا پوشیدہ کرو اس کو پس تحقیق اللہ ہے ساتھ ہر چیز کے جاننے والا نہیں گناہ اوپر ان کے بیچ

کھول کر کہو یا (دل میں) اس کو چھپاؤ تو اللہ تو ہر چیز کو جانتا ہے ف۶ پیغمبرؐ کی بی بیوں کو اپنے باپوں کے سامنے آنے میں

اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ

باپوں اُن کے کے اور نہ بیچ بیٹوں اُنکے کے اور نہ بیچ بھائیوں اُنکے کے اور نہ بیچ بیٹوں بھائیوں اُنکے کے اور نہ بیچ بیٹوں

(ان سے پردہ نہ کرنے میں) کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے ف۷ اور نہ اپنے

طرف آیت "ذٰلکم اطہر لقلوبکم" اور "ما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ" میں اشارہ فرمایا ہے یعنی اگر تم آنحضرتؐ یا آپ کی ازواجؓ مطہرات کے متعلق دل میں کوئی برا خیال رکھو گے تو اللہ تعالیٰ سے چھپا نہ رہیگا اور تمہیں اس کی سزا ملے گی۔ فھذہ الآیۃ منعطفۃ علی ما قبلھا۔ (قرطبی) ف۷ اور ان کی اقتدا میں تمام مسلمان عورتوں کو۔ ف۸ ان کے حکم میں تمام وہ رشتہ دار آجاتے ہیں جو عورت کے محارم میں سے ہیں۔ تشریح کیلئے دیکھئے (سورۃ نور ۳۱) اس فہرست میں چچا اور ماموں کا ذکر اسلئے نہیں کیا گیا کہ وہ بمنزلہ والدین کے ہیں۔ (شوکانی) (اِن چچا و ماموں اخالاو پھوپھی کے بیٹوں سے پردہ ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی کسی بیوی کو چچازاد بھائی کو ان کے پاس آنے سے منع فرما دیا تھا۔

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ

بہنوں ان کی کے اور نہ بیچ بیبیوں اُنکی کے اور نہ بیچ اس چیز کے کہ مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ اُنکے اور ڈرو اے عورتو اللہ سے تحقیق

بھانجوں کے اور نہ مسلمان عورتوں کے اور نہ اپنے غلام لونڈیوں کے (سامنے ہونے میں کوئی گناہ ہے) اور (اے پیغمبر کی بی بیو) اللہ سے ڈرتی رہو

اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى

اللہ ہے اوپر ہر چیز کے حاضر تحقیق اللہ اور فرشتے اس کے درود بھیجتے ہیں اوپر

بیشک ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے (وہ دیکھ رہا ہے) اللہ پیغمبرؐ پر (اپنی رحمت اتارتا ہے) اور فرشتے (پیغمبرؐ پر) درود بھیجتے ہیں

النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

نبی کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اس کے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا تحقیق جو لوگ کہ

مسلمانو ف۱ تم بھی پیغمبرؐ پر درود بھیجو اور سلام بھیجو سلام ف۲ جو لوگ

يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اسکے کو لعنت کی ہے انکو اللہ نے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور تیار کیا ہے واسطے انکے عذاب

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے پھٹکار کی دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار

مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ

رسوا کرنیوالا اور وہ لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر اسکے کہ برا کیا ہو انہوں نے پس تحقیق

رکھا ہے ف۳ اور جو لوگ مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو ستاتے ہیں بغیر کچھ کیے (بے قصور) تو انہوں نے

احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ

اٹھایا انہوں نے بہتان اور گناہ ظاہر اے نبی کہہ واسطے بی بیوں اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور

(اپنی گردن پر) جھوٹ اور کھلم کھلے گناہ کا بوجھ لیا ف۴ اے پیغمبر اپنی بی بیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ

نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

بی بیوں مسلمانوں کی کے نزدیک کرلیں اوپر اپنے بڑی چادریں اپنی یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ

دے (جب وہ رستہ میں نکلیں تو) اپنی چادروں کے گھونگٹ اپنے اوپر ڈال لیا کریں اس سے امید ہے کہ وہ

يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ

پہچانی جاویں پس نہ ایذا دی جاویں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان البتہ اگر نہ بازرہیں گے منافق

پہچان لی جائیں گی اور ان کو کوئی نہ چھیڑے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اگر یہ منافق

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ

اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں اُن کے بیماری ہے اور بدخبر اُڑانے والے بیچ شہر کے البتہ پیچھے لگاوینگے ہم تجھ کو اُن کے پھر

اور جن کے دلوں میں کھوٹ ہے ف۶ اور جھوٹی خبریں مدینے میں اڑانے والے (بدمعاش اپنی حرکتوں سے) باز نہ آئیں گے تو ہم تجھ کو (اے پیغمبر)

لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ ج مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا

نہ ہمسایہ رہیں گے تیرے بیچ اُسکے مگر تھوڑے دنوں لعنت مارے جہاں پائے جاویں پکڑے جاویں اور قتل کیے جاویں

انکے پیچھے لگا دینگے پھر وہ مدینے میں تیرے پاس ٹھہرنے بھی نہ پائینگے مگر چند روز ف۷ ہر طرف سے اُن پر پھٹکار برسے گی جہاں ملیں گے پکڑ لیے جاویں گے اور مار کر ٹکڑے

ع ۷ — معانقۃ ۱۲

المنزل ۵

ف۱ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”صلوٰۃ علی النبیؐ“ کے معنی آپؐ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمانے آپؐ کا نام بلند کرنے اور ملاءِ اعلیٰ میں مقربین کے سامنے آپ کی تعریف کرنے کے ہیں اور فرشتوں کی صلوٰۃ ان کی دعا اور استغفار ہے اور مومنوں کی صلاۃ اظہارِ تعظیم اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے دین کو بلند کرے اور آپ کو مقام محمود تک پہنچائے۔ (ابن کثیر، قرطبی) ف۲ متواتر صحیح احادیث میں بھی آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو اپنے اوپر صلاۃ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ احادیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! ہم نے یہ تو جان لیا کہ آپ پر سلام کیسے بھیجیں۔ (اشارہ ہے تشہد میں السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی طرف) اب آپؐ فرمائیں کہ آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھا کریں۔ فرمایا تم یہ پڑھا کرو: اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم الخ واضح رہے کہ صلوٰۃ علی النبی کے الفاظ مختلف احادیث میں کم و بیش آئے ہیں اور کم سے کم الفاظ صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہیں اور درود انہی الفاظ کے ساتھ پڑھنا چاہیئے جو آنحضرتؐ یا صحابہؓ سے منقول ہوں صحابہ کا کیف نصلی کہنا اور آنحضرتؐ کا قولوا الخ فرمانا ہی اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے بعض ائمہؒ نے اس آیت اور حدیث سے نماز میں درود کو واجب قرار دیا ہے جو بلحاظ دلیل اقرب ہے۔ نماز کے علاوہ درود شریف پڑھنے کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ حافظ ابن القیمؒ اور دیگر ائمہؒ نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں شاہ صاحب لکھتے ہیں: اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبرؐ پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر جتنا چاہے اتنا حاصل کرے۔ (فائدہ) صلوٰۃ وسلام کے الفاظ آنحضرتؐ اور دوسرے انبیاء کے لئے شعار بن چکے ہیں لہٰذا کسی غیر نبی کو علیہ الصلوٰۃ والسلام یا علیہ السلام کہنا جائز نہیں ہے الا بالتبعیۃ، اور امت مسلمہ کا اب تک قاعدہ رہا ہے کہ صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہ اور بعد کے ائمہ و صلحا کے لئے ”رحمہ اللہ“ وغیرہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور حدیث ”لقد تحجرت واسعًا“ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کے لئے بھی دعائے رحمت جائز ہے۔ (ابن کثیر، شوکانی) ف۳ اللہ تعالیٰ کو ستانا کفر و شرک اور اس کی نافرمانی کرنا ہے اور رسولؐ کو ستانا یہ ہے کہ آپؐ کی تکذیب و مخالفت کی جائے، ازواجؓ مطہرات پر طعن و تشنیع کیا جائے، صحابہؓ کے حق میں طعن کیا جائے۔ حدیث میں ہے: ”من اذاھم فقد اذانی۔“ (ابن کثیر) ف۴ جو عیب کسی شخص میں نہ ہو اسے اس کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے (کما ورد فی الحدیث) اور حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کی عزت پر حملہ کرنا سب سے برا سود ہے۔ یہ وعید سب سے زیادہ گروہ رافضہ (شیعہ) پر صادق آتی ہے جو صحابہ کرام پر طعن کرتے اور ان سے جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف و ستائش کی ہے۔ (ابن کثیر) ف۵ یعنی راستہ والے سمجھ لیں کہ یہ شریف زادیاں ہیں۔ یہ جان کر کوئی انہیں چھیڑنے کی جرأت نہ کریگا۔ روایات میں ہے کہ مسلمان عورتیں رات کو ضروریات کے لئے کہیں باہر نکلتیں تو منافقین انہیں چھیڑنے کی جرأت کرتے۔ پھر جب اُن سے پوچھا جاتا تو کہتے ”ہم سمجھے تھے کہ لونڈیاں ہیں“۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (شوکانی) چادروں کے گھونگھٹ اوپر سے ڈال لیا کریں یعنی سارا چہرہ چھپا لیا کریں صرف ایک آنکھ کھلی رہنے دیں۔ (ابن جریر، واحدی) ف۶ مراد منافق یا یہودی ہیں جو جھوٹی خبریں پھیلا کر مسلمانوں میں گھبراہٹ پیدا کرتے۔ کچھ بدنیت لوگ تھے مدینہ میں عورتوں کو چھیڑتے اور پاکدامن عورتوں کے متعلق طرح طرح کے افسانے گھڑ کر لوگوں میں پھیلاتے۔ ف۷ یعنی آپؐ کو ان کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دینگے پھر ان میں بعض کو جلاوطن اور بعض کو قتل کرینگے حتیٰ کہ مدینہ کی سرزمین سے ان کا صفایا ہو جائے۔

تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

خوب قتل کرنا عادت خدا کی بیچ ان لوگوں کے کہ گزرے پہلے اس سے اور ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے عادت

کردیئے جائیں گے جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی خدا کی چال یہی رہی ہے اور خدا کی چال کو تو بدلتا ہوا

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَ

اللہ کے بدل ڈالنا سوال کرتے ہیں تجھ کو لوگ قیامت سے کہہ سوائے اسکے نہیں کہ علم اُسکا نزدیک اللہ کے ہے اور

نہ پائے گا ف۱ (اے پیغمبرؐ) لوگ تجھ سے قیامت کو پوچھتے ہیں (وہ کب ہوگی) کہہ دے کہ قیامت کا علم تو اللہؐ ہی کے پاس ہے ف۳ اور

مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ

کیا چیز معلوم کرواتی ہے تجھ کو شاید کہ قیامت ہو نزدیک تحقیق اللہ نے لعنت کی ہے کافروں کو اور تیار کیا ہے

تجھے کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو ف۴ بے شک اللہ نے کافروں کو پھٹکار دیا ہے اور انکے لیے (جیسے

لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ

واسطے انکے دوزخ ہمیشہ رہیں گے بیچ اُس کے ہمیشہ نہ پاویں گے بیچ اُسکے دوست اور نہ مدد دینے والا جس دن کہ

دنیا میں ذلت ہے ویسے ہی آخرت میں) دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے وہ ہمیشہ اسمیں رہیں گے اور کوئی حمایتی (اپنا) نہ پائیں گے اور نہ مددگار جس دن انکے

تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾

پھیرے جاوینگے منہ اُن کے بیچ آگ کے کہیں گے اے کاش کہ ہم نے فرمانبرداری کی ہوتی اللہ کی اور فرمانبرداری کی ہوتی رسول کی

منہ (کباب کی طرح) آگ میں پلٹائے جائیں گے (یا اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائینگے اُس وقت) کہیں گے کاش ہم نے (دنیا میں) اللہ کا فرمانا سُنا ہوتا اور رسول کا فرمانا مانا ہوتا

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ

اور کہیں گے اے رب ہمارے تحقیق ہم نے فرمانبرداری کی ہے سرداروں اپنے کی اور بڑوں اپنے کی پس گمراہ کر دیا انہوں نے ہم کو راہ سے اے رب ہمارے دے اُن کو

اور (وہاں) کہیں گے مالک ہمارے (ہم سے غلطی ہوئی) ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا (انکی تقلید کی) انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کر دیا مالک ہمارے اُن (سرداروں اور

ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا

دو گنا عذاب سے اور لعنت کر اُن کو لعنت بڑی اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو

بڑوں) کو دونا عذاب دے اور اُن پر بڑی پھٹکار کر مسلمانو تم ان لوگوں کی

كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

مانند اُن لوگوں کی کہ ایذا دی انہوں نے موسیٰؑ کو پس پاک کیا اسکو اللہ نے اس چیز سے کہ کہتے تھے اور تھا وہ نزدیک اللہ کے آبرو والا

طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰؑ کو ستایا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکو اُس (عیب) سے جو وہ کہتے تھے پاک کر دکھایا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک موسیٰؑ عزت دار تھا ف۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور کہو بات سیدھی سنوار دیگا واسطے تمہارے عمل تمہارے

مسلمانو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سیدھی (صحیح) بات کہو (ایسا کروگے تو) اللہ تعالیٰ تمہارے کام بنا دے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

اور بخشے گا واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور جو کوئی کہا مانتے گا اللہ کا اور رسول اسکے کا پس تحقیق وہ مراد کو پہنچا مراد کو پہنچنا بڑا

اور تمہارے گناہ بخش دے گا ف۶ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے کہے پر چلے اُس نے بڑی مراد پائی

ف۱ یعنی ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ اسلامی معاشرہ میں اوباش اور بدمعاش قسم کے لوگوں کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جاتا، بلکہ پہلے تو انہیں سنبھلنے اور اپنی روش بدلنے کے لئے تنبیہ کی جاتی ہے اور اگر وہ باز نہیں آتے تو ان کا طاقت کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اور توراۃ میں بھی یہ تعقیب ہے کہ مفسدوں کو اپنے بیچ سے باہر کر دو۔"

ف۲ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سوال کرنیوالے وہی منافق اور جھوٹی خبریں پھیلانے والے اور پیغمبر کو ایذا دینے والے لوگ تھے جب ان کو عذاب کی دھمکی دی گئی تو وہ بطور استہزاء اور تکذیب کے سوال کرنے لگے۔ (قرطبی۔شوکانی)

ف۳ یعنی اگر قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مخفی رکھا ہے تو اس سے میری صداقت پر کچھ اثر نہیں پڑتا اور نہ نبی ہونے کی یہ شرط ہی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے تعلیم کے بغیر غیب دان بھی ہو۔

ف۴ اس میں ان کے لئے وعید ہے کہ قیامت یقیناً آئے گی اور اس کا وقت کچھ دور نہیں ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی اٹھا کر فرمایا: "بعثت انا والساعۃ کھاتین"، کہ میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کے مثل ہے (قرطبی)

ف۵ اوپر بتایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے ملعون اور معذب ہونگے۔ اب یہاں مومنین کو تنبیہ کی کہ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ ایسا رویہ اختیار نہ کریں جیسا رویہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ "ستانے" سے مراد زبان سے کوئی بدتمیزی کی بات کہنا بھی ہے اور ہاتھ سے تکلیف دینا بھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے مسلمانوں میں کچھ مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ ایک انصاری کہنے لگا: "یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں خدا کی خوشنودی کا خیال نہیں رکھا گیا۔" آنحضرتؐ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: "موسیٰؑ پر اللہ کی رحمت ہو انہیں اس سے بھی زیادہ ستایا گیا مگر انہوں نے صبر کیا۔" "ستانے" سے مراد اس قسم کی تمام باتیں ہو سکتی ہیں (ابن کثیر) حضرت موسیٰؑ کو ستانے کے سلسلہ میں مختلف واقعات منقول ہیں۔ بخاری میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ بہت حیادار تھے اور اپنے بدن کو کبھی کھلا نہ رکھتے تھے۔ اس وجہ سے بعض لوگوں نے مشہور کر دیا کہ ان کے بدن پر کوئی برص وغیرہ کا عیب ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خرق عادت کے طور پر ان کے بے عیب ہونے کو ظاہر کر دیا یعنی ایک دن ایسا ہوا کہ وہ ایک پتھر پر اپنے کپڑے رکھ کر نہانے لگے غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہننے پتھر کی طرف چلے تو وہ پتھر کپڑوں سمیت بھاگنے لگا حضرت موسیٰؑ بھی "ثوبی حجر" (او پتھر میرے کپڑے) کہتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں پہنچ گئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰؑ میں کوئی جسمانی عیب نہیں ہے۔ (کبیر)

ف۶ یعنی تقویٰ کی راہ اختیار کرنے سے تو تمہاری عملی زندگی درست ہوگی اور سیدھی بات کہنے سے گناہ معاف ہوں گے۔ (کبیر)

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا

تحقیق روبرو کیا تھا ہم نے امانت کو اوپر آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے پس انکار کیا سب نے یہ کہ اٹھاویں اسکو

ہم نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو اپنی امانت دکھائی (اور ان سے پوچھا کیا تم اسکو اٹھاتے ہو) انھوں نے اس کا اٹھانا قبول نہ کیا اور اسکا اٹھانے

وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾

اور ڈر گئے اس سے اور اُٹھالیا اُس کو انسان نے ف۱ تحقیق وہ تھا بے باک نادان

سے ڈر گئے اور آدمی نے (جھٹ) اس کو اٹھا لیا بیشک آدمی نے (اپنے اوپر) بڑا ظلم کیا نادانی کی ف۲

لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

تو کہ عذاب کرے اللہ منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور شرک کرنے والوں کو اور شرک کرنے والیوں کو

(آدمی نے یہ امانت) اس لیے (اُٹھائی) کہ اللہ (آدمیوں میں سے) جو منافق مرد اور منافق عورتیں اور مشرک مرد اور مشرک عورتیں نکلیں ان کو عذاب دے

وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ

اور پھر آوے اللہ ساتھ رحمت کے اوپر ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے اور ہے اللہ

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر مہربانی کرے (یا اُن کے قصور معاف کرے) اور اللہ تعالے

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾

بخشنے والا مہربان

بخشنے والا مہربان ہے ف۳

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ (۳۴) (۵۸) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ۵۴ رُكُوْعَاتُهَا ۶

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے ف۴

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۚ

سب تعریف واسطے اللہ کے وہ جو واسطے اُسکے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور واسطے اُسکے ہے سب تعریف بیچ آخرت کے

اصل تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں اور آخرت میں (بھی دنیا کی طرح) اسی کی تعریف ف۵

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

اور وہی ہے حکمت والا خبر دار جانتا ہے جو کچھ کہ داخل ہوتا ہے بیچ زمین کے اور جو کچھ کہ نکلتا ہے اُس میں سے اور جو کچھ کہ اُترتا ہے

ہوگی وہی حکمت والا خبردار ہے ف۶ وہ جانتا ہے جو زمین کے اندر رہتا ہے (مثلاً بیج خزانہ وغیرہ) اور جو زمین سے نکلتا ہے (مثلاً درخت جانور وغیرہ) اور جو

مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿٢﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

آسمان سے اور جو کچھ کہ چڑھتا ہے بیچ اسکے اور وہی ہے مہربان بخشش کرنے والا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے

آسمان سے اُترتا ہے (مثلاً پانی اور رزق اور فرشتہ وغیرہ) اور جو آسمان میں چڑھ جاتا ہے ف۷ اور وہی مہربان ہے بخشنے والا ف۸ اور کافر کہتے ہیں قیامت تو

لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

ہیں نہ آویگی ہمارے پاس قیامت کہہ کیوں نہیں قسم ہے رب میرے کی البتہ آویگی تمہارے پاس جاننے والا غیب کا نہیں پوشیدہ اُس سے

ہم پر آنے والی نہیں ف۹ (اے پیغمبر) کہہ دے کیوں نہیں قسم میرے مالک کی جو غیب کی باتیں جانتا ہے ف۱۰ اُس سے ذرہ برابر کوئی چیز

ف۱ تمام مفسرین کے بقول اس جگہ امانت سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے فرائض و احکام کا بار ہے جن کے بجالانے پر ثواب اور خلاف ورزی کرنے پر عذاب مترتب ہوتا ہے بعض مفسرین نے جو اس کے اور مطالب بیان کئے ہیں وہ دراصل اسی کی تفصیلات ہیں۔ (شوکانی) زمین و آسمان اور پہاڑوں کو بارِ امانت پیش کرنا لغوی اور حقیقی معنی کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس بارِ عظیم کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے محض تمثیلی انداز میں یہ بات فرمائی گئی ہو۔ واللہ اعلم

ف۲ جو اس نے اس بارِ عظیم کی ذمہ داری تو لے لی مگر اسے نبھایا نہیں — یہ بات نوعِ انسانی کے اکثر افراد کے لحاظ سے فرمائی گئی ہے جنہوں نے اپنی فطرتِ سلیمہ یا ذمہ داری قبول کرنے کے تقاضے پر عمل نہیں کیا۔ (روح المعانی) شاہ صاحبؒ نے "ظلوماً جھولاً" کا ترجمہ بے ترس نادان کیا ہے اور پھر لکھتے ہیں یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا۔ امانت کیا؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر، زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں، یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں ...... انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پر پرائی چیز کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ (موضح)

ف۳ یعنی انسان کے ظلموں کو بخشنے والا اور اس کی جہالت پر رحم کھانے والا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اس (یعنی امانت کے قبول کرنے) کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑنا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا، اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان بوجھ کر ضائع کرے تو بدلہ ہے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلہ نہیں ہے۔ (موضح)

ف۴ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی البتہ اس کی آیت "وَيَرَى الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اسے مکی قرار دیتے ہیں اور بعض مدنی۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی جس طرح دنیا کی ہر نعمت اسی کی عطا کردہ ہے اسی طرح آخرت میں نیک بندوں کو جو بھی نعمت حاصل ہوگی وہ اسی کی عطا کردہ ہوگی۔ یہاں بھی ہر تعریف و ستائش کا مستحق وہی ہے اور وہاں بھی وہی ہوگا چنانچہ نیک بندے جب جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ (زمر: ۷۴) نیز دیکھئے (اعراف: ۴۳، فاطر: ۳۴، ۳۵)

ف۶ یعنی اس کا ہر کام غایت درجہ حکمت پر مبنی ہے اور اسے اپنی ہر مخلوق کے متعلق پوری خبر ہے۔

ف۷ جیسے فرشتے یا بندوں کے اعمال وغیرہ۔ اور فیھا سے اشارہ ہے کہ وہ اعمال آسمانوں میں نفوذ کر کے باری تعالیٰ کے ہاں مرتبۂ قبولیت حاصل کر لیتے ہیں جیسے فرمایا: "الیہ یصعد الکلم الطیب"

ف۸ یعنی وہ اپنے بندوں کی بداعمالیوں سے باخبر ہے لیکن چونکہ وہ رحیم و غفور ہے اس لئے وہ ان کی فوری گرفت نہیں کرتا بلکہ توبہ کی مہلت دیتا ہے اور جو توبہ کر لیتا ہے اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں: یعنی وہ جو کچھ رزق وغیرہ اتارتا ہے اپنی رحمت سے اتارتا ہے۔ اور جو اعمال و ارواح اس کی طرف عروج کر کے پہنچتے ہیں ان پر مغفرت فرماتا ہے۔

ف۹ یعنی اُخروی نعمتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ حمد و ستائش کے مستحق ہیں مگر کچھ لوگ ہیں کہ اُخروی نعمت کے منکر ہیں اور قیامت جس کے بعد آخرت میں نعمتیں حاصل ہونگی اس کا انکار کر رہے ہیں۔ (کبیر)

ف۱۰ یہ آیت ان تینوں آیتوں میں سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو قیامت کے آنے پر قسم کھانے کا حکم دیا ہے۔ دوسری آیت سورہ یونس میں ہے: "وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ أَحَقٌّ هُوَ" الآیۃ۔ اور تیسری آیت سورہ تغابن میں ہے: زعم الذین کفروا الآیۃ۔

مِثۡقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الۡاَرۡضِ وَلَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكۡبَرُ

برابر ایک بھنگے کے بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمین کے اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا

چھپی ہوئی نہیں نہ آسمان میں اور نہ زمین میں اور نہ ذرّے سے چھوٹی اور نہ بڑی

اِلَّا فِيۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۝۳ لِّيَجۡزِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ

مگر بیچ کتاب بیان کرنیوالی کے ہے تو کہ بدلہ دیوے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے یہ لوگ واسطے انکے

مگر وہ کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے قیامت تو تم پر ضرور (ایک نہ ایک دن) آئیگی اسلیے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ (انکے نیک کاموں کا) انکو بدلہ دے انہی لوگوں

مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۝۴ وَالَّذِيۡنَ سَعَوۡ فِيۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ

بخشش ہے اور رزق باکرامت اور جن لوگوں نے سعی کی بیچ نشانیوں ہماری کے عاجز کرنیوالے ہوکر یہ لوگ واسطے انکے

کیلیے (آخرت میں گناہوں کی) بخشش اور عزت کی روزی ہے (یا عمدہ روزی ہے) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں (کے بگاڑنے) میں کوشش کی یہ سمجھ کر کہ وہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے

عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ ۝۵ وَيَرَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِيۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ

عذاب ہے سخت قسم سے درد دینے والا اور جانتے ہیں وہ لوگ کہ دیے گئے ہیں علم وہ جو اُتارا گیا ہے طرف تیری

ان کو بڑا سخت تکلیف کا عذاب ہو گا وٖ۲ اور (اے پیغمبرؐ) جن لوگوں کو (اگلی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ تو تجھ پر تیرے مالک کی طرف سے جو اترا ہے (یعنی قرآن)

مِنۡ رَّبِّكَ هُوَ الۡحَقَّ ۙ وَيَهۡدِيۡۤ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۝۶ وَقَالَ الَّذِيۡنَ

پروردگار تیرے سے وہ ہے حق اور راہ دکھاتا ہے طرف راہ غالب تعریف کیے گئے کی اور کہا اُن لوگوں نے

اُس کو برحق اور زبردست خوبیوں والے (خدا) کا رستہ دکھانے والا سمجھتے ہیں اور کافر (ہنسی سے ایک دوسرے سے

كَفَرُوۡا هَلۡ نَدُلُّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمۡ اِذَا مُزِّقۡتُمۡ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمۡ لَفِيۡ

کہ کافر ہوئے کیا راہ بتاویں ہم تم کو اوپر اُس شخص کے کہ خبر دیتا ہے تم کو جب ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تم نہایت ریزہ ریزہ ہو جانا تحقیق تم البتہ بیچ

کہتے ہیں ابھی ہم تم کو ایک آدمی بتائیں جو تم کو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم (مر کر) ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر تم نئے سرے

خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۝۷ اَفۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمۡ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ

پیدائش نئی کے ہو کیا باندھ لیا ہے اُس نے اوپر اللہ کے جھوٹ یا اس کو جنون ہے بلکہ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے

سے پیدا ہو گے (عجیب آدمی ہے) کیا اُس نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا وہ سودائی ہے (پاگل یہ کوئی بات نہیں) جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ (خود

بِالۡاٰخِرَةِ فِي الۡعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الۡبَعِيۡدِ ۝۸ اَفَلَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا

ساتھ آخرت کے بیچ عذاب کے اور گمراہی دُور کے ہیں کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے طرف اُس چیز کی کہ آگے اُن کے ہے اور

احمق ہیں آخرت میں) عذاب پائیں گے اور (دنیا میں) پہلے سرے کے گمراہ ہیں کیا ان لوگوں نے جو اُن کے سامنے اور پیچھے آسمان

خَلۡفَهُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ نَّشَاۡ نَخۡسِفۡ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ نُسۡقِطۡ عَلَيۡهِمۡ

جو کچھ پیچھے اُنکے ہے آسمان سے اور زمین سے اگر چاہیں ہم دھنسا دیویں ساتھ اُنکے زمین کو یا ڈال دیں اوپر اُنکے

در زمین ہے اُس کو نہیں دیکھا وٖ۴ اگر ہم چاہیں تو دم بھر میں) اُنکو زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کا ایک ٹکڑا اُن پر گرا دیں

كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ ۝۹ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ

ٹکڑا آسمان سے تحقیق بیچ اُس کے البتہ نشانی ہے واسطے ہر بندے رجوع کرنیوالے کے اور البتہ تحقیق دی ہم نے داؤدؑ کو

(ایک ڈھیا وہ کچل کر رہ جائیں) وٖ۵ جس بندے کو خدا کا خیال ہے اسکو تو اسمیں ضرور (خدا کی قدرت کا) پتہ ملتا ہے وٖ۶ اور ہم (اگلے زمانہ میں) داؤد (پیغمبرؑ) کو

ع ۹/۷

وٖ۱ یہ قیامت کے وقوع پر دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اس کے علم سے کوئی ذرہ بھر چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے اس لئے وہ تمہارے منتشر اجزا کو جمع کرکے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے اور الصادق الامین نے اس کی خبر دی ہے۔ لہٰذا اس کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ (کبیر)

وٖ۲ یعنی قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے کہ نیک و بد اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے، کیونکہ اس دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں بعض نیک آدمی عمر بھر تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں اور بعض بدکردار لذت و عیش میں بسر کرتے ہیں، اور یہاں ان کے اعمال کے نتائج کا ظہور نہیں ہوتا۔ لہٰذا جزا، سزا کے لئے کسی دن کا ہونا ضروری ہے ورنہ اس زندگی کی حیثیت کھلونے سے زیادہ نہ رہے گی! اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکیم و خبیر ہونے کے منافی ہے (کبیر)

وٖ۳ مراد صحابہ کرام ہیں یا تمام مسلمان، اور باعتبار عموم یہ دوسرا احتمال زیادہ صحیح ہے۔ مقاتلؒ فرماتے ہیں کہ اُن سے مراد اہل کتاب ہیں اور غالباً ترجمہ کا بریکٹ (اگلی کتابوں کا) اسی قول کے پیش نظر ہے مگر یہ قول بوجوہ ضعیف ہے۔ (قرطبی) بعض نے وَيَرَى الَّذِيۡنَ الاٰية کو ليجزی پر معطوف مانا ہے اور یہ مطلب لیا ہے یعنی اس واسطے قیامت آنی ہے کہ جن کو یقین تھا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قرآن برحق تھا..... (وحیدی)

وٖ۴ یعنی آسمان و زمین کی تخلیق، اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی نشانی اور اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ (کبیر)

وٖ۵ اس میں تہدید ہے کہ یہی چیزیں جن کو تم نفع بخش اور زندگی کا سبب سمجھتے ہو اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو انہی چیزوں کو تمہاری ہلاکت کا موجب بنا سکتا ہے۔ (کبیر)

وٖ۶ کہ جس نے اتنا بڑا پُر از حکمت نظام بنایا ہے وہ دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے (کبیر) یا مطلب یہ ہے کہ اس کی عنایت و فضل سے ہم بچے ہوتے ہیں ورنہ وہ ایک دم میں ہمیں ہلاک کر سکتا ہے۔ یہ زمین بھی اسی کی ہے اور آسمان بھی اسی کے ہیں، بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ (وحیدی) اس کے بعد رجوع کرنے والے بندوں میں سے بعض کے قصے بیان فرماتے۔ (کبیر)

ف۱ یہ اُن کی "انابت" کا صلہ تھا۔ (کبیر) یعنی ان کو علم و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ان پر زبور نازل کی، بادشاہی عنایت کی لوہے کو موم کی طرح نرم کردیا اور پرندوں اور پہاڑوں کو تابع کردیا وغیرہ۔ یہ سب چیزیں فضل (بزرگی) میں داخل ہیں جیساکہ آگے بیان فرمایا ہے۔ ف۲ اس کا عطف جبال منادیٰ کے محل پر ہے۔ پہاڑوں اور پرندوں کو خاص طور پر "تادیب" کا حکم دینے سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ جب پہاڑ باوجود اپنی سختی کے اور پرندے باوجود انسان سے نفرت کے حضرت داؤدؑ کے ساتھ تسبیح پڑھنے میں شریک ہوجایا کرتے تھے تو دوسری چیزیں بالاولیٰ اُن کے ساتھ تسبیح پڑھتی تھیں اور یہ بات حضرت داؤدؑ پر خصوصی فضل کے طور پر بیان فرمائی ہے ورنہ پہاڑوں کی تسبیح سے ان کی گونج مراد ہو تو بزرگی کا ذکر بے معنی ہو کر رہ جائیگا (انبیاء: ۷۹)۔

مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ۙ۱۰ اَنِ اعْمَلْ

اپنی طرف سے بزرگی اے پہاڑو رجوع سے تسبیح کرو ساتھ اُسکے اور اُڑتے جانور اور نرم کیا ہم نے واسطے اُسکے لوہا یہ کہ بنا

بندگی دے چکے ہیں ف۱ پہاڑو تم داؤد کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور پرندو (تم بھی ایسا ہی کرو) ف۲ اور ہم نے لوہا اُس کے لیے نرم کردیا تھا ف۳ اُس کو یہ حکم دیا تھا کہ

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱ وَلِسُلَيْمٰنَ

زرہیں پوری اور اندازہ رکھ ایک دوسرے کے پرونے میں اور عمل کرو اچھے تحقیق میں ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہوں اور واسطے سلیمانؑ کے

پورے بدن کی زرہیں بنا اور کڑیاں اندازے سے جوڑ (بڑی چھوٹی نہ ہوں) ف۴ اور (داؤد اور اسکے لوگوں سے یہ کہا) نیک کام کرتے رہو کیونکہ میں تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں اور سلیمانؑ

الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ

مسخر کیا باؤ کو صبح کی سیر اُسکی ایک مہینے کی راہ اور شام کی سیر اُسکی ایک مہینے کی راہ اور بہایا ہم نے واسطے اسکے چشمہ گلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے ایک لوگ

کے لیے ہم نے ہوا کو تابعدار کردیا تھا وہ صبح کو ایک مہینہ کی راہ لے جاتی اور شام کو ایک مہینہ کی راہ لے جاتی ف۶ اور ہم نے اسکے لیے تانبے کا ایک چشمہ بہادیا تھا ف۷ وہ کان سے پانی کی طرح

يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ

تھے کہ خدمت کرتے تھے آگے اُس کے ساتھ حکم رب اُسکے کے اور جو کوئی کجی کرے اُن میں سے حکم ہمارے سے چکھادینگے ہم اُسکو عذاب

نکلتا) اور جنوں میں سے بھی کئی جن اُسکے سامنے کام کرتے تھے اُسکے مالک کے حکم سے اور (ہم نے کہہ دیا تھا) جو کوئی جن ہمارے حکم سے پھریگا (سلیمانؑ کی اطاعت نہ کریگا) ہم اُسکو دوزخ کے

عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۱۲ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ

دوزخ کے سے بناتے تھے واسطے اُسکے جو کچھ چاہتا تھا قلعوں سے اور ہتھیاروں سے تصویریں اور لگن مانند تالابوں کی

عذاب کا مزہ چکھائیں گے ف۸ یہ جنات اُسکے لیے عالیشان عمارتیں بناتے تھے (یا مسجدیں یا قلعے) اور مورتیں ف۹ اور حوض کی طرح (بڑے بڑے) پیالے

وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝۱۳

اور دیگیں ایک جگہ دھری رہنے والیں عمل کرو اے آل داؤدؑ کی واسطے شکر کے اور تھوڑے ہیں بندوں میروں سے شکر کرنیوالے

اور جمی ہوئی دیگیں ف۱۰ (اور ہم نے یہ حکم دیا) اے داؤدؑ کی اولاد (اللہ کا) شکر ادا کرو (نیک) عمل کرتے رہو اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں ف۱۱

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

پس جب مقرر کیا ہم نے اوپر اُس کے موت کو نہ خبردار کیا اُن کو اوپر موت اسکی کے مگر کیڑے نے گھن کے کہ کھاتا تھا

پھر جب سلیمانؑ پر ہم نے موت کا حکم دیا اُس کی موت جنوں کو کسی نے نہیں بتلائی مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے وہ اُسکی

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي

عصا اُس کا پس جب گر پڑا جانا جنوں نے یہ کہ اگر ہوتے جانتے غیب کو نہیں رہتے بیچ

لکڑی کھا رہا تھا جب (لکڑی کھوکھلی ہوگئی اور) سلیمانؑ گر پڑا اُسوقت جنوں کو معلوم ہوا ف۱۲ اگر وہ غیب کی بات جانتے ہوتے تو (ایک مدت تک) ذلّت کی محنت

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝۱۴ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ

عذاب ذلیل کرنیوالے کے البتہ تحقیق تھی واسطے قوم سبا کے بیچ گھروں اُنکے کے نشانی ف۱۴ دو باغ داہنی طرف اور

میں نہ پڑے رہتے ف۱۳ بے شک سبا والوں کے لیے اپنی ہی بستی میں (اللہ کی قدرت کی) نشانی (موجود) تھی بستی کے دونوں طرف داہنے اور

شِمَالٍ ڛ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝۱۵

بائیں طرف سے کھاؤ رزق پروردگار اپنے کے سے اور شکر کرو واسطے اُسکے شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا ف۱۵

بائیں دو باغ تھے (وہاں نہ مکھی تھی نہ مچھر ہم نے سبا والوں سے کہلا بھیجا) اپنے مالک کی (دی ہوئی) روزی کھاؤ اور اُسکا شکر بجالاؤ (سبحان اللہ کیا کہنا) ایسا پاکیزہ (خوش آب

ف۳ علمائے تفسیر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کیلئے لوہے کو اس قدر نرم کردیا تھا کہ انہیں اسے آگ میں ڈالنے اور ہتھوڑے سے کوٹنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی بلکہ وہ ہاتھ سے دھاگے کی طرح اسے جیسے چاہتے بل دے دیتے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یا "السرد" کے معنی زرہ بافی کی صنعت اور کام کے ہیں اور "قدّر" سے مراد یہ ہے کہ بقدر ضرورت یہ کام کرو اور بقیہ اوقات عبادتِ الٰہی میں صرف کرو جیساکہ بعد میں "واعملوا صالحاً" سے معلوم ہوتا ہے۔ (کبیر)

ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی "انابت" کی وجہ سے ان پر انعامات فرمائے۔ (کبیر)

ف۶ اسی طرح وہ ایک دن میں دو ماہ کی مسافت طے کرتی۔

ف۷ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ چشمہ یمن میں کسی مقام پر جاری ہوا تھا۔ (ابن کثیر) بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ تانبے کا چشمہ بہادیا" سے مراد یہ ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانہ میں تانبے کو پگھلانے اور اس سے طرح طرح کی چیزیں بنانے کا کام بڑے وسیع پیمانے پر ہوتا تھا، گویا وہاں تانبے کے چشمے بہہ رہے تھے مگر یہ آیت کی من مانی تاویل ہے۔

ف۸ یہ جن جو حضرت سلیمان کے سامنے کام کرتے تھے۔ ان کو شیاطین بھی فرمایا گیا ہے (انبیاء: ۸۲)

ف۹ یہ تصویریں بے جان چیزوں کی تھیں اور اگر جاندار چیزوں (انسانوں اور حیوانوں کی ہوں یا انبیاء و صلحا کی تصویریں ہوں جیساکہ بعض مفسرینؒ نے بیان کیا ہے تو کہا جائیگا کہ حضرت سلیمانؑ کی شریعت میں جاندار چیزوں کی تصویریں بنانا ناجائز تھا لیکن شریعتِ محمدیہ میں حرام قرار دے دیا گیا ہے جیساکہ بہت سی احادیث میں مصوّرین کے لئے وعید مذکور ہے اور تصویر بنانیوالوں کو "شرار الخلق" (بدترین مخلوق) قرار دیا ہے۔ (شوکانی) واضح رہے کہ فوٹو بھی تصویر کے حکم میں ہے اور فوٹو اتارنا اور اتروانا بھی حرام ہے۔

ف۱۰ یعنی ایسی دیگیں جو بھاری ہونے کی وجہ سے ایک ہی جگہ رکھی رہتی تھیں۔

ف۱۱ شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اسی کی رضامندی میں صرف کرے۔ احادیث میں حضرت داؤدؑ کی نماز اور روزے کی تعریف آئی ہے۔ حضرت داؤدؑ پہلی آدھی رات تک سوتے پھر تہائی رات عبادت کرتے، پھر رات کا باقی چھٹا حصہ سو کر گزارتے اور روزہ ایک دن رکھتے اور ایک دن نہ رکھتے اور فرمایا، سب سے محبوب روزہ حضرت داؤدؑ کا روزہ ہے اور سب سے محبوب نماز حضرت داؤدؑ کی نماز ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یا (لوگوں پر) جنوں کا حال کھل گیا۔ ممکن ہے یہ جن اپنے آپ کو غیب دان سمجھتے ہوں یا لوگوں کا ان کے بارے میں عقیدہ ہو کہ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں۔ یہ دونوں احتمال صحت کے ساتھ ثابت ہیں۔ (قرطبی)

ف۱۳ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ پر موت ایسی حالت میں طاری ہوئی جب وہ ایک لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے۔ ایک لمبی مدت گزرنے کے بعد اس لاٹھی کو گھن لگ گیا اور وہ اندر سے کھوکھلی ہوکر ٹوٹ گئی تو ان کا جسم زمین پر آرہا، اس وقت جنوں کو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ آیت کا یہی مطلب حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے مفسرینؒ نے بیان کیا ہے۔ اس بارے میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے مگر اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۴ سبا ایک قوم کا نام تھا جو یمن میں آباد تھی۔ تبابعہ (ملوک یمن) اور بلقیس کا تعلق بھی اسی قوم سے تھا جس جگہ یہ قبیلہ آباد تھا اس کا موجودہ نام مآرب (سدِ مآرب) ہے وہ یمن کے دارالحکومت صنعا سے تین مراحل تقریباً ۶۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بعض روایات میں ہے جسے ترمذیؒ نے حسن غریب کہا ہے۔ کہ "سبا" (جس پر اس قبیلے کا نام سبا مشہور ہوا) کے دس لڑکے تھے (یعنی اسکی نسل کے دس آدمی ایسے تھے) جن کے نام پر یمن کے دس مشہور قبیلے ہوئے جن میں سے (سدِ مآرب کی تباہی کے بعد) چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں ہیں ۲۵ تفاسیر میں انکے نام بھی مذکور ہیں۔ اور ان ہی میں سے ایک قبیلہ غسان ہے جن میں سے انصارؓ (اوس اور خزرج) یثرب میں آکر آباد ہوگئے۔ (ابن کثیر، قرطبی) ف۱۵ یعنی اگر توحید پر قائم رہوگے تو اس خوشحالی کے علاوہ اپنے رب کو بھی اپنے لئے مہربان پاؤگے۔ گویا تمہاری دنیا اور آخرت دونوں بن جائیں گی۔

ف۱ یعنی بندگی و شکرگزاری کی بجائے کفر و ناشکری کی روش اختیار کر لی۔ ف۲ یعنی بلند وادیوں سے آنے والے پانی کو روک کر مآرب کے پہاڑوں کے درمیان جو بند انھوں نے باندھا تھا اور جس سے وہ اپنے باغوں کو سال بھر سیراب کرتے تھے اسے توڑ کر ہم نے زور کا سیلاب بھیجا جس نے ان کے باغ اور مکان سب تباہ کر ڈالے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ "سدِ مآرب"، بلق کے پہاڑوں کے درمیان تقریباً ۸۰۰ ق م باندھا گیا تھا جو کہ ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی دیوار ہے تقریباً پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں یہ بند ٹوٹ گیا جس سے ملک کا تمام نظامِ آبپاشی تباہ و برباد ہو گیا۔ اس بند کی دیوار کا کچھ حصہ تا حال باقی ہے۔ پوری تفصیلات "ارض القرآن" میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

فَأَعْرَضُوْا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ

پس منہ پھیر لیا انہوں نے پس بھیجی ہم نے اوپر اُن کے رَو زور کی ف۲ اور بدل دیا ہم نے ان کو بدلے دو باغوں انکے کے دو باغ میووں والے بدمزہ

پھر (بھی) شہر اور مالک (مہربان) بخشنے والا انہوں نے (ہمارا فرمانا) نہ سُنا ہم نے (ریا ندھ اور کرشٹاور کر) زور کا نالا اُن پر چھوڑ دیا اور ان دو (عمدہ) باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر

أُكُلٍ خَمْطٍ وَّأَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۖ وَهَلْ

اور جھاؤ اور کچھ بیر سے تھوڑے یہ بدلہ دیا ہم نے اُن کو بسبب اسکے کہ کفر کیا انہوں نے اور

دیے جنہیں بدمزہ میوے (لگتے تھے) اور جھاؤ کا درخت اور تھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے ف۳ اُن کی ناشکری پر ہم نے اُن کو یہ سزا دی اور ہم اُنہی کو

نُجٰزِيْٓ إِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً

میں جزا دیتے ہم مگر ناشکر کو اور کیا تھا ہم نے درمیان اُنکے اور درمیان ان گاؤں کے کہ برکت دی ہم نے بیچ اُنکے بستیاں ظاہر

سزا دیتے ہیں جو ناشکرے ہیں ف۴ اور (انکے تباہ ہونے سے پہلے) ہم نے اُن میں اور اُن بستیوں کے بیچ میں جہاں ہم نے برکت رکھی تھی (یعنے شام کی بستیوں میں) کھلے

وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۖ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ

اور مقرر کردی تھیں ہم نے بیچ اُنکے سرائیں اُترنے کی چلو بیچ اسکے راتوں کو اور دنوں کو امن سے پس کہا انہوں نے اے رب ہمارے دوری ڈال

نمایاں یعنے قریب قریب) گاؤں (آباد) کر رکھے تھے اور اُن میں منزلیں مقرر کردی تھیں سفر کرنے کو اور ان گاؤں میں بے کھٹکے رات دن چلتے رہو (انکی شامت جو آئی) تو کہنے لگے

أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۖ

درمیان سفر ہمارے کے اور ظلم کیا انہوں نے جانوں اپنی کو پس کر دیا ہم نے اُن کو باتیں اور ٹکڑے ٹکڑے کیا ہم نے انکو نہایت ٹکڑے ٹکڑے کرنا

مالک ہمارے دور دور ہمارے سفر کردے اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے لگے آخر ہم نے اُن کو (میٹ کر) کہانیاں (افسانے قصے) بنا دیا اور بالکل چیر پھاڑ ڈالا (انکی دھجیاں اڑادیں) ف۷

إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ

تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنیوالے شکر کرنیوالے کے اور البتہ تحقیق سچا کیا اوپر اُن کے ابلیس نے گمان اپنا

جو شخص صبر اور شکر کرتا ہے اس کو البتہ اس قصے میں (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۸ اور شیطان نے اپنا گمان ان سبا والوں پر سچ کر دکھایا وہ اس کے کہنے

فَاتَّبَعُوْهُ إِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا

پس پیروی کی اُسکی مگر ایک فرقے نے ایمان والوں سے اور نہیں تھا واسطے اسکے اوپر اُن کے کچھ غلبہ مگر

میں آگئے ف۹ مگر ایک گروہ ایمان والوں کا (شیطان کے شر سے بچ رہا) اور شیطان کا کچھ زور تو اُن پر نہ تھا مگر

لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

تو کہ ظاہر کریں ہم اُس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے ساتھ آخرت کے جدا اس شخص سے کہ وہ اُس آخرت سے بیچ شک کے ہے اور پروردگار تیرا اوپر ہر چیز کے

ہم کو (خود) یہ دکھانا منظور تھا کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس میں شک کرتا رہتا ہے ف۱۰ اور (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک ہر چیز پر

حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ

نگہبان ہے کہہ کہ پکارو تم اُن لوگوں کو کہ گمان کرتے ہو تم اُنکو سوائے خدا کے نہیں مالک ہوتے برابر ایک

نگہبان ہے (اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے) کہہ دے تم جن کو خدا کے سوا (معبود) سمجھتے ہو بھلا انکو پکارو تو سہی (وہ قحط میں کچھ کام آتے ہیں) انکو تو ایک ذرے برابر

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ

ذرہ کے بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمین کے اور نہیں واسطے انکے بیچ اُن دونوں کے کچھ ساجھا اور نہیں واسطے اسکے اُن میں سے کوئی

کا بھی اختیار نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں (کہیں انکی کچھ نہیں چلتی) اور نہ آسمان اور زمین (کے بنانے) میں انکا کوئی حصہ ہے اور نہ اُن میں سے کوئی خدا کا

ف۳ یعنی یا تو ان کے دائیں بائیں ایسے باغ تھے جن میں طرح طرح کے عمدہ اور مزیدار پھل پیدا ہوتے تھے، یا جب سیلاب آیا اور اس نے پہلے باغ تباہ کر دیئے تو انہوں نے نئے باغ لگائے مگر ان میں کوئی مزیدار پھل پیدا نہ ہوا۔ کچھ خراب قسم کے پھل اور کچھ جھاڑ جھنکار ہی بوٹی کے بیر رہ گئے۔

ف۴ یعنی ایسی سخت سزا صرف انہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو ناشکری پر اتر آتے ہیں اور شرک سے بڑھ کر ناشکری کیا ہو سکتی ہے۔ سورہ نمل میں گزر چکا ہے کہ یہ لوگ سورج کی پوجا کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی جب یہ لوگ تجارت کی غرض سے اپنے وطن یمن سے ملک شام کا سفر کرتے تھے تو بے خوف و خطر اور بآرام و سکون سے کرتے۔ ہر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر گاؤں آباد تھے اس لئے زادِ راہ اور پانی کا ذخیرہ رکھنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی۔ رات کو یا دن کو جس گاؤں میں بھی پہنچ جاتے وہاں کھانے پینے کے لئے سب کچھ مل جاتا۔

ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کر کے گویا زبانِ حال سے یہ کہنے لگے (کذا فی الفتح) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "آرام میں مستی آئی لگے تکلیف مانگنے کہ جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ملتا آبادی نہیں ملتی ویسا ہم کو بھی ہو۔ (کذا فی ابن الکثیر)

ف۷ یعنی انہیں مختلف علاقوں میں اس طرح بکھیر دیا کہ ان کی پراگندگی ضرب المثل بن گئی۔ آج بھی اگر اہل عرب کسی قبیلے کی پراگندگی کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں "تفرقوا ایدی سبا: وہ اس طرح بکھر گئے جیسے سبا کا قبیلہ"۔ (شوکانی)

ف۸ کہ جب ایک آباد و شاداب بستی خدا کی نافرمانی پر اتر آتی ہے تو اسے کیونکر تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

ف۹ یعنی ابلیس نے آدمؑ کی پیدائش کے وقت یہ جو گمان کیا تھا کہ ان کی اولاد میں سے اکثر لوگ ناشکرے ہوں گے، سبا والوں کے معاملے میں اس کا گمان سچ ثابت ہوا۔ ف۱۰ معلوم ہوا کہ آخرت میں شک کرنا کفر ہے اور سبا والوں کی ناشکری اور سرکشی کا سبب یہ تھا کہ انہیں آخرت پر یقین نہ تھا۔ قرآن نے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ عقیدۂ آخرت ہی ایسی چیز ہے جو دنیا میں انسان کو راہِ راست کا پابند رکھ سکتی ہے۔

ع ۲ / ۸

ف۱ کہ اگر وہ مدد نہ کرتا تو خدا یہ آسمان اور زمین نہ بنا سکتا اور نہ ان کا انتظام کر سکتا۔ (العیاذ باللہ) ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور وہی سفارش فائدہ دے سکتی ہے جو کسی ایسے نبیؑ یا فرشتہ یا نیک بندے کی طرف سے ہو جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے اور وہ کسی ایسے شخص کے حق میں ہو جس کے لئے سفارش کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ دے۔ (البقرہ: ۲۵۵، النجم: ۲۶) اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی نبیؑ ہو یا فرشتہ، وہ اہلِ ایمان کے حق میں سفارش کریگا اور کر سکے گا، نہ کہ کافروں اور مشرکوں کے حق میں۔ صحیحین میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے حق میں شفاعت کرنے کے لئے مقامِ محمود پر کھڑے ہونگے تو آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہونگے۔ کچھ دیر اللہ تعالیٰ آپؐ کو سجدہ میں پڑا رہنے دیگا آپؐ اللہ تعالیٰ کی تعریف و ستائش کرتے رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھائیے اور جو کچھ عرض کرنا چاہیں کیجئے آپؐ کی بات سنی جائیگی آپؐ کی درخواست پوری کی جائے گی اور آپؐ کی شفاعت قبول ہوگی ....." الحدیث۔ (ابن کثیر)

ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن

پشتیبان — اور نہیں فائدہ دیتی — شفاعت — نزدیک اسکے — مگر واسطے اُس شخص کے کہ اذن دیوے وہ واسطے اُسکے — وہ منتظر رہتے ہیں حکم اسکے کے

مددگار ہے ف۱ اور خدا کے پاس سفارش کام نہیں آتی مگر جس کو وہ حکم دے ف۲ جب انکے دل سے گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو

قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَن

یہاں تک کہ جب دور کیا جاتا ہے اضطراب دلوں اُنکے سے کہتے ہیں آپس میں کیا کہا پروردگار تمہارے نے کہتے ہیں کہ کہا حق اور وہ بلند ہے بڑا — کہہ کہ کون

(آپس میں) کہتے ہیں تمہارے مالک نے کیا حکم دیا (دوسرے) کہتے ہیں جو حق تھا (واجبی وہی حکم دیا) اور وہ اونچا ہے بڑا ف۳ (اے پیغمبر) کہہ دے تم کو

يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي

رزق دیتا ہے تم کو — آسمانوں سے — اور زمین سے — کہہ کہ اللہ — اور ہم — یا تم — البتہ اوپر ہدایت کے ہیں — یا بیچ

آسمان اور زمین میں سے کون روزی دیتا ہے (وہ کیا جواب دیں گے) تو ہی کہہ دے اللہ تعالیٰ (اور کون) بے شک ہم یا تم دونوں میں سے ایک ضرور ہدایت پر ہوگا

ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُل لَّا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾ قُلْ

گمراہی — ظاہر کے — کہہ اے محمد نہیں پوچھے جاؤ گے تم اُس چیز سے کہ گناہ کرتے ہیں ہم اور نہ پوچھے جاوینگے ہم اس چیز سے کہ کرتے ہو تم — کہہ کہ

اور دوسرا کھلی گمراہی پر ف۴ کہہ دے ہمارے قصور تم سے نہ پوچھیں گے اور تمہارے کاموں کو ہم سے نہ پوچھیں گے ف۵ کہہ دے ہمارا مالک (قیامت کے دن)

يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ أَرُونِيَ

جمع کرے گا ہم سب کو رب ہمارا — پھر حکم کرے گا درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور وہ ہے حکم کرنے والا جاننے والا — کہہ کہ دکھاؤ مجھ کو

ہم دونوں کو اکٹھا کرے گا پھر ہم دونوں فرقوں میں سچا فیصلہ کر دے گا ف۶ اور وہ ٹھیک فیصلہ کرنے والا (سب) جانتا ہے ف۷ کہہ دے جن لوگوں کو تم

الَّذِينَ أَلْحَقْتُم بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

ان لوگوں کو کہ — ملا دیا ہے تم نے ساتھ خدا کے شریک مقرر کر کے ہرگز نہیں بلکہ — وہ ہے اللہ — غالب — حکمت والا — اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو

نے خدا کا ساجھی بنا کر اس سے ملا دیا ہے ف۸ ان کو (ذرا) مجھے تو دکھاؤ بس کرو (ایسی لغو باتوں سے باز آؤ) بات یہ ہے کہ وہی اللہ (اکیلا خدا) ہے زبردست حکمت والا

إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ

مگر — کافی واسطے سب لوگوں کے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ولیکن — بہت — لوگ نہیں جانتے — اور کہتے ہیں

اور (اے پیغمبر) ہم نے تجھ کو ساری (دنیا کے) لوگوں کو خوشخبری سنانے اور (عذاب سے) ڈرانے کے لیے بھیجا ہے پر اکثر لوگ نادان ہیں ف۹ اور (یہ قیامت کے منکر ہیں) کہتے ہیں

مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ

کب ہے — یہ وعدہ — اگر ہو تم — سچے — کہہ کہ واسطے تمہارے وعدہ ہے ایک دن کا نہیں — پیچھے رہو گے

بھلا اگر تم سچے ہو تو (بتلاؤ) یہ وعدہ کب پورا ہو گا (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دے) جس دن کا تم سے وعدہ ہے اُس میں نہ ایک گھڑی کی دیر کر

عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا

اس سے — ایک گھڑی اور نہ — آگے بڑھو گے — اور کہا — ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم ساتھ اس

سکو گے نہ (گھڑی بھر) آگے بڑھ سکو گے ف۱۰ اور (مکہ کے) کافر کہتے ہیں ہم تو اس قرآن کو کبھی نہیں ماننے کے

الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ

قرآن کے — اور نہ ساتھ اس چیز کے کہ آگے اسکے ہے — اور کاش کہ دیکھے تو جب کہ ظالم — کھڑے کیے جاویں گے نزدیک پروردگار اپنے کے

اور نہ ان کتابوں کو جو قرآن سے پہلے ہیں (توریت اور انجیل اور زبور وغیرہ) اور (اے پیغمبر) کاش تو (وہ سماں) دیکھے جب یہ ظالم (قیامت کے دن) اپنے مالک کے سامنے کھڑے کئے

ف۳ اس آیت میں سفارش کرنے والے فرشتوں کا حال بیان ہوا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش عوام چاہتے ہیں، اولیا سے، وہ انبیاء سے، وہ فرشتوں سے (حالانکہ) فرشتوں کا حال یہ ہے جو اس آیت میں فرمایا (کہ) جب اوپر سے اللہ کا حکم اترتا ہے (تو) آواز آتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر، فرشتے ڈر سے تھرتھرا جاتے ہیں۔ جب تسکین آئی اور کلام اتر چکا (تو) ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں (کہ) کیا حکم ہوا؟ اوپر والے بتاتے ہیں نیچے کے کھڑوں کو جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے اور آگے سے قاعدہ معلوم ہے، وہی حکم ہوا؟" (موضح) آیت کی تفسیر صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ اور دوسری متعدد صحیح روایات کے مطابق ہے اس لئے حافظ ابن کثیرؒ نے اسی کو آیت کی صحیح تفسیر قرار دیا ہے۔

ف۴ ہر عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ہدایت پر وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو زمین و آسمان کا خالق ماننے کے بعد اس کی عبادت بھی کرتا ہے۔ اور وہ شخص یقیناً کھلی گمراہی میں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو زمین و آسمان کا خالق تو مانتا ہے مگر عبادت دوسروں کی کرتا ہے۔ اسی چیز کو آیت میں صراحتاً کہنے کی بجائے کنایۃً بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ اندازِ کلام مخاطب کو زیادہ اپیل کرنیوالا ہے۔ (کبیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اس میں ان کا جواب ہے جو اس زمانے میں بعض لوگ کہتے ہیں دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آتے ہیں کیا ضرور ہے جھگڑنا۔" (موضح)

ف۵ یہ بھی بحث و مناظرہ میں حکمت اور شائستگی برتنے کی تعلیم ہے یعنی باوجودیکہ مسلمان حق پر ہیں اور ان کے اعمال نیک ہیں لیکن انہیں چاہئے کہ مخاطب کو یوں کہہ کر غور و فکر کی دعوت دیں کہ..... مطلب یہ ہے کہ اگر توحید کی دعوت قبول نہ کرو گے تو ہم سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ دیکھئے سورۃ یونس: ۴۱۔ (ابن کثیر، کبیر)

ف۶ یعنی ظاہر کر دے گا کہ ہم دونوں میں کون ہدایت پر تھا اور کون کھلی گمراہی میں مبتلا تھا۔

ف۷ لہٰذا اسی کا فیصلہ مبنی بر علم و حکمت اور خواہش سے خالی ہو سکتا ہے۔ (کبیر)

ف۸ یعنی قبل اس کے کہ آخرت میں پہنچ کر ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو تم مجھے یہیں بتاؤ کہ تمہارے ان معبودوں میں کونسی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے تم انہیں خدا کا نِدّ اور شریک سمجھ رہے ہو یا تم انہیں اپنا معبود سمجھ رہے ہو اور ان کی حمایت پر بھروسہ کر کے خدا کے عذاب سے بیخوف ہو رہے ہو۔

ف۹ یعنی آپؐ کی قدر و منزلت نہیں جانتے اور انہیں احساس نہیں کہ کیسی عظیم الشان ہستی کی بعثت سے انہیں نوازا گیا ہے۔ آنحضرتؐ کی بعثت کا عالمگیر اور تا قیامت ہونا متعدد آیات سے ثابت ہے۔ (سورہ اعراف: ۱۵۸، فرقان: ۱) ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "پہلے ہر نبی خاص اپنے لوگوں کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

ف۱۰ توحید و رسالت کے بعد حشر کا بیان فرمایا اور کفار کے اس استہزا کا جواب دیا کہ قیامت کب آئیگی؟ مطلب یہ ہے کہ اس میں نہ دیر ہو سکتی ہے نہ سویرہ وہ اپنے وقت پر آئیگی اور فوراً آئیگی۔ ای لا استعجال فیہ ولا امھال (رازی)

يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ ۚ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ

پھیریں گے بعضے اُن کے طرف بعض کی بات کو کہیں گے وہ لوگ کہ ناتوان کیے گئے تھے واسطے اُن کے جو

جائیں گے ایک کی بات ایک کاٹ رہا ہو گا ف۱ کمزور لوگ زور والوں سے (سرداروں سے) کہیں گے تم اگر

اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ

تکبر کرتے تھے اگر نہ ہوتے تم البتہ ہوتے ہم ایمان والوں سے کہیں گے وہ لوگ کہ تکبر کرتے تھے واسطے اُن کے جو

(دنیا میں) نہ ہوتے تو ضرور ہم ایمان دار ہوتے زور والے (بڑے آدمی سردار) لوگ کمزوروں کو جواب دیں گے (واہ یہ اچھا ٹھیرا

اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ ۖ بَلْ كُنْتُمْ

ناتوان کیے گئے تھے کیا ہم نے بند کیا تھا تم کو ہدایت سے پیچھے اس کے کہ آئی تمہارے پاس بلکہ تھے تم

کیا ہم نے تم کو ہدایت کی بات آئے پیچھے (زبردستی) اس سے روکا (بات یہ ہے) (تم خود) قصور وار تھے

مُجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

قوم گنہگار اور کہیں گے وہ لوگ جو ضعیف کیے گئے تھے واسطے اُن لوگوں کے کہ تکبر کرتے تھے بلکہ مکر کرتے تھے تم رات کو اور دن کو

ف۲ اور کمزور لوگ زور والوں سے کہیں گے (تم نے زبردستی تو نہیں کی) مگر رات دن فریب کرتے رہتے تھے

إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا

جس وقت کہ تم حکم کرتے تھے ہم کو یہ کہ کفر کریں ہم ساتھ اللہ کے اور مقرر کریں ہم واسطے اللہ کے شریک اور چھپاویں گے پشیمانی جس وقت کہ دیکھیں گے

تم ہی تو ہم سے کہتے تھے خدا کو نہ مانو اور اس کے ساجھی ٹھیراتے رہو اور جب یہ (کمزور اور زور آور دونوں فرقے) عذاب کو دیکھ لیں گے تو دل ہی

الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا

عذاب ف۳ اور کردیں گے ہم طوق بیچ گردنوں ان لوگوں کی کے کہ کافر ہوئے نہیں جزا دیے جاویں گے مگر جو کچھ کہ تھے

دل میں (یا کھلم کھلا) شرمندہ ہونگے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق پہنائیں گے جیسا (دنیا میں) کرتے رہے ویسا ہی اُن کو بدلہ ملے گا

يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ

وہ عمل کرتے اور نہیں بھیجا ہم نے بیچ کسی بستی کے کوئی ڈرانے والا مگر کہا دولتمندوں اُسکے نے تحقیق ہم ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے

اور ہم نے جب کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبرؑ) بھیجا تو وہاں کے آسودہ لوگ (پیغمبرؑ سے) یہی کہتے رہے تم جو دے کر بھیجے گئے ہو

بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٤﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٣٥﴾ قُلْ

گئے ہو تم ساتھ اُسکے کافر ہیں اور کہا اُنھوں نے ہم زیادہ تر ہیں مال میں اور اولاد میں اور نہیں ہم عذاب کیے گئے کہہ کر

ہم اُس کو نہیں مانتے ف۴ اور یہ (مکہ کے) کافر کہتے ہیں ہم مال اور اولاد (اے مسلمانو) تم سے زیادہ رکھتے ہیں اور (جب دنیا میں ہم تم سے اچھے ہیں تو آخرت میں بھی)

إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾

تحقیق پروردگار میرا کھولتا ہے رزق کو واسطے جس کے چاہتا ہے اور بند کرتا ہے ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف۶

ہم کو عذاب ہونیوالا نہیں ف۵ (اے پیغمبر) کہہ دے میرا مالک جس کو چاہتا ہے فراغت کے ساتھ روزی دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تنگی کے ساتھ دیتا ہے لیکن اکثر لوگ (اس مصلحت کو) نہیں

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَ

اور نہیں مال تمہارے اور نہ اولاد تمہاری وہ جو نزدیک کرے تم کو نزدیک ہمارے نزدیک کر کر مگر جو شخص کہ ایمان لائے اور

جانتے اور (لوگو) تمہارے مال اور اولاد (کے زیادہ ہونے) سے تم کو ہماری نزدیکی کا درجہ نہیں مل سکتا البتہ جو کوئی ایمان لائے اور

ف۱ یعنی ان میں سے ہر ایک اپنی گمراہی کا الزام دوسروں پر دھر رہا ہو گا جیسا کہ عموماً ناکامی کی صورت میں ہوتا ہے۔ (ابن کثیر) ف۲ جو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود محض دنیا کے لالچ میں ہمارے پیچھے پیچھے ہوئے اور راہ ہدایت سے منہ پھیر لیا۔ ف۳ یعنی اپنی شرمندگی دوسروں سے چھپائیں گے اور بظاہر بڑے حوصلہ مند بننے کی کوشش کریں گے۔ ف۴ یعنی ہم تمہاری دعوت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں —— اس میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے کہ آپؐ ان کی مخالفت پر مغموم نہ ہوں کیونکہ سب سے پہلے ہر نبیؑ کی دعوت کا مقابلہ اور مخالفت اہل ثروت دنیا نے کی اور ابتدا میں ہر نبیؑ کے تابع غریب اور کمزور قسم کے لوگ ہوئے ہیں۔ قرآن نے اس حقیقت کو بار بار دہرایا ہے اور یہی بات ہرقل نے ابو سفیانؓ اور ان کے ساتھیوں سے اس وقت کہی جب اس کے دریافت کرنے پر ابو سفیانؓ نے بتایا کہ آپؐ کی پیروی کرنے والے غریب اور معمولی قسم کے لوگ ہیں۔ مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں دو شخص تھے، ان میں سے ایک مکہ سے باہر ساحل کی طرف چلا گیا اور دوسرا مکہ میں رہ گیا۔ آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد اس ساحلی دوست نے اپنے ساتھی کو لکھا کہ آنحضرتؐ کے کچھ حالات لکھ کر بھیجے، اس نے لکھا کہ مکہ کے سردار تو آپؐ کی مخالفت کر رہے ہیں اور صرف غریب اور مسکین قسم کے لوگ آپؐ کی پیروی کر رہے ہیں وہ مکہ آیا اور مسلمان ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میں واقعی اللہ کا رسولؐ ہوں؟ وہ بولا "جب بھی کوئی رسولؐ دنیا میں آیا تو سب سے پہلے غریب اور مسکین لوگ ہی اس کے ساتھ ہوئے"۔ اس کے جب یہ آیت اتری تو آپؐ نے اس شخص کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تمہاری بات کی تصدیق فرما دی"۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے اور پسندیدہ ہیں تبھی تو اس نے ہمیں دنیا میں دولت و عزت سے نوازا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آخرت میں بھی، اگر وہ آئی جیسا کہ تم کہتے ہو، ہمیں اپنی نعمتوں سے یونہی نوازیگا اور کوئی سزا نہ دے گا۔ ھیھات لھم ذالک۔ یا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ہم پر عذاب نہیں آئے گا جیسا کہ تم دھمکی دے رہے ہو۔ قرآن نے متعدد مقامات پر اس نظریہ کی تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ دنیا میں مال و اولاد سے بہرہ ور ہونا اللہ تعالیٰ کے قرب کی علامت نہیں ہے اور سورہ کہف میں دو باغوں والے کا قصہ اس حقیقت کی وضاحت کر رہا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی دنیا کی آسودگی اور خوش حالی اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کی دلیل نہیں ہے، اس میں جو حکمت اور مصلحت ہے وہ اسی کو معلوم ہے لیکن عوام یہ سمجھتے ہیں کہ مال و اولاد کا حاصل ہونا خوش قسمتی کی علامت ہے اور یہ نہیں سوچتے کہ بعض اوقات سرکش اور نافرمان لوگوں کو اس لئے بھی ہر قسم کی نعمتیں ملتی رہتی ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں خوب بڑھ جائیں۔ اسی مضمون کو آنحضرتؐ نے اپنی ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَإِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ" کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱ مطلب یہ ہے کہ محض کسی شخص کا صاحب مال واولاد ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب اور پسندیدہ ہونے کی علامت نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر مال واولاد کو عمل صالح کا ذریعہ بنایا جائے تو بیشک یہ چیزیں قرب الٰہی کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ ف۲ یعنی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۲۶۱۔ (ابن کثیر) ف۳ یہاں "غرفات" سے مراد منازل و درجات ہیں اور "کوئی فکر نہ ہوگی" کیونکہ جنت کی نعمتیں ابدی اور دائمی ہوں گی۔ (ابن کثیر)

عَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ

کام کیے اچھے پس یہ لوگ واسطے اُن کے ہے جزا دو گنی بسبب اسکے جو کیا انہوں نے اور وہ بیچ بالاخانوں کے

اچھے کام کرے ف۱ تو ایسے لوگوں کو اُن کے کاموں کا دوہرا ثواب ملے گا ف۲ اور وہ (بہشت کے) جھروکوں میں امن سے رہیں گے

اٰمِنُونَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِيٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولَٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿۳۸﴾

نڈر ہیں اور جو لوگ کہ سعی کرتے ہیں بیچ نشانیوں ہماری کے واسطے عاجز کرنے کے یہ لوگ بیچ عذاب کے حاضر کیے جاویں گے

(کوئی فکر نہ ہوگی) ف۳ اور جو لوگ ہماری آیتوں (کے بگاڑنے) میں کوشش کر رہے ہیں ف۴ یہ سمجھ کر کہ وہ ہمارے قابو میں نہ آئیں گے وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ وَمَآ أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

کہہ کہ تحقیق پروردگار میرا کھولتا ہے رزق کو واسطے جس کے چاہتا ہے بندوں اپنے سے اور تنگ کرتا ہے واسطے اسکے اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم کسی چیز سے

(اے پیغمبر) کہہ دے میرا مالک جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے فراغت کے ساتھ روزی دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اسکے لئے روزی تنگ کر دیتا ہے ف۵ اور تم لوگ (اللہ

فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

پس وہ بدلہ دیتا ہے اُسکا اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے اور جس دن کہ جمع کریگا اُن کو اکٹھے پھر کہے گا واسطے فرشتوں کے

کی راہ میں) جو کچھ خرچ کرو وہ اسکا بدلہ دیگا ف۶ اور وہ (سب) روزی دینے والوں میں اچھا روزی دینے والا ہے اور (کاش تو وہ دن دیکھے) جس دن اللہ ان سب مشرکوں کو اکٹھا کریگا پھر فرشتوں

أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿۴۰﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۚ

کیا یہ تم کو تھے عبادت کرتے کہیں گے پاکی ہے تجھ کو تو کارساز ہمارا ہے سوائے اُن کے

سے فرمائیگا کیا یہی لوگ تم کو پوجتے تھے ف۷ وہ کہیں گے خداوندا تو (ہر عیب سے) پاک ہے ان سے ہمیں کیا کام تو ہمارا مالک ہے (یہ لوگ ہم کو نہیں پوجتے تھے

بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ

بلکہ وہ تھے عبادت کرتے جنوں کو اکثر ان کے ساتھ جنوں کے ایمان رکھتے ہیں پس آج کے دن نہ اختیار میں رکھے گا

بلکہ شیطان کو پوجتے تھے ان میں اکثر لوگ شیطانوں کو ہی مانتے تھے ف۸ (اللہ تعالیٰ فرمائیگا) پھر آج کے دن تم میں سے کوئی

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۗ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ

بعض تمہارا واسطے بعضوں کے نفع کو اور نہ ضرر کو اور کہیں گے ہم واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے چکھو عذاب آگ کا

کسی کے بھلے یا بُرے کا اختیار نہیں رکھتا ف۹ اور ہم مشرکوں سے کہیں گے اب تم دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو (دنیا میں

الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۴۲﴾ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوا مَا هٰذَآ إِلَّا

وہ جو تھے تم اس کو جھٹلاتے اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر اُن کے نشانیاں ہماری ظاہر کہتے ہیں نہیں یہ مگر

تم) جھٹلاتے تھے اور جب ان (کافروں) کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے کیا ہیں یہ شخص (پیغمبر) تو ایک آدمی ہے

رَجُلٌ يُّرِيدُ أَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوا مَا هٰذَآ إِلَّآ إِفْكٌ

ایک مرد ہے کہ چاہتا ہے یہ کہ بند کرے تم کو اُس چیز سے کہ تھے عبادت کرتے باپ تمہارے اور کہتے ہیں نہیں یہ مگر جھوٹ

(ہماری طرح) اسکا مطلب یہ ہے کہ تمہارے باپ دادا جن کا پوجا کرتے تھے ان (کے پوجے) سے تم کو روک دے اور کہتے ہیں یہ قرآن تو نرا بنایا ہوا جھوٹ ہے

مُّفْتَرًى ۗ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ

باندھ لیا ہوا اور کہا اُن لوگوں نے کہ کافر ہوئے واسطے حق کے جس وقت کہ آیا اُن کے پاس نہیں مگر جادو

اور کچھ نہیں اور کافروں کے پاس جب حق بات (اللہ تعالیٰ کی کتاب) آن پہنچی تو کہنے لگے یہ تو اور کچھ نہیں کھلا

ف۴ یعنی کبھی طعن کرتے ہیں اور کبھی ان میں عیب نکالتے ہیں

ف۵ یعنی رزق کی تنگی اور فراخی، عزت اور بے عزتی کا معیار نہیں ہے بلکہ اس کا معیار ایمان اور عمل صالح ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ کامیابی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہو اور اسے دنیا میں قناعت اور بقدر کفایت رزق حاصل ہو۔ (ابن کثیر)

ف۶ خرچ سے مراد ایسا خرچ ہے جس میں نہ اسراف ہو اور نہ بخل ـــ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: أَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ۔ بندے خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کرونگا۔ دوسری حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا اور دوسرا کہتا ہے: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا۔ کہ اے اللہ بخل کرنے والے کے مال کو ہلاک کر اور خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: أَنْفِقْ بِلَالًا وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا (ابن کثیر)

ف۷ یعنی کیا تم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ ہم تمہارے معبود ہیں، تم ہماری عبادت کیا کرو؟ اور کیا تم اس سے خوش تھے کہ وہ تمہاری پوجا کریں؟ ـــ قیامت کے روز یہ سوال فرشتوں ہی سے نہیں ہوگا بلکہ ان تمام ہستیوں سے کیا جائے گا جن کی دنیا میں عبادت ہوتی تھی۔ سورہ فرقان میں ہے: "وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ"۔ جس روز انہیں اور اُن کے باطل معبودوں کو جمع کرے گا اور ان سے فرمائے گا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو گمراہ کیا یا وہ خود گمراہ ہوئے۔ (آیت ۱۷) اور سورہ مائدہ میں ہے: وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ـــ اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰؑ بن مریمؑ! کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو؟ (آیت ۱۱۶)

ف۸ یعنی گو یہ بظاہر ہمارے بت بنا کر ہماری عبادت کرتے تھے لیکن حقیقت میں یہ شیطان کی بندگی کرتے تھے کیونکہ ان شیاطین ہی نے ان کو یہ راستہ دکھایا تھا کہ تجھے چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود سمجھیں۔ ان کے آگے نذر و نیاز پیش کریں اور اپنی حاجت روائی کے لئے انہیں پکاریں۔ یہاں جن سے مراد شیاطین ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی تم میں سے کوئی شخص نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، جیسا کہ یہ لوگ دنیا میں سمجھا کرتے تھے کہ ہم اپنے دیوتاؤں یا بزرگوں اور پیروں کا دامن تھام لیں گے اور خدا کی پکڑ سے محفوظ رہیں گے۔

مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ

ظاہر اور نہیں دیں ہم نے ان کو کتابیں کہ پڑھتے ہوں اُن کو اور نہیں بھیجا ہم نے طرف اُن کے پہلے تجھ سے کوئی

جادو ہے ف۱ اور ان (مکہ کے) کافروں کو تو ہم نے کوئی کتاب بھی ایسی نہیں دی جسکو وہ پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں (جیسے یہود اور نصاریٰ کو دی) اور نہ تجھ سے پہلے

نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا

ڈرانے والا اور جھٹلایا تھا اُن لوگوں نے کہ پہلے اُن سے تھے اور نہیں پہنچے یہ دسویں حصے کو اس چیز سے کہ دیا تھا ہم نے انکو پس جھٹلایا

ہم نے انکے پاس کوئی پیغمبر بھیجا ف۲ اور اُن سے پہلے کافروں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا اور یہ عرب کے کافر تو انکے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے اگلے کافروں کو دیے

رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا

ہوں نے پیغمبروں میرے کو پس کیوں کر ہوا تھا عذاب میرا کہہ سوائے اسکے نہیں کہ نصیحت کرتا ہوں میں تم کو ساتھ ایک بات کے یہ کہ کھڑے ہو

رکھا تھا ف۳ غرض اُنہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا پھر میں نے کیسا انکو بگاڑ دیا ف۴ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں تم دو دو اور ایک ایک اللہ

لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ

واسطے اللہ کے دو دو اور ایک ایک پھر فکر کرو نہیں یار تمہارے کو کچھ جنون نہیں وہ

کے واسطے اُٹھ کھڑے ہو پھر (دل میں) سوچو (تم خود سمجھ لو گے کہ) تمہارا ساتھی (یعنے پیغمبرؐ) باؤلا نہیں ہے ف۵ وہ تو اور کچھ

اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ

مگر ڈرانے والا ہے واسطے تمہارے آگے عذاب سخت کے کہہ جو کچھ مانگا ہو میں نے تم سے کچھ بدلا

نہیں بس ایک سخت عذاب کے آجانے سے پہلے تم کو ڈراتا ہے ف۶ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے اگر میں تم سے کچھ نیگ مانگوں

فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ

پس وہ واسطے تمہارے ہے نہیں بدلہ میرا مگر اوپر اللہ کے اور وہ اوپر ہر چیز کے حاضر ہے کہہ تحقیق

تو وہ تم ہی لے لو (تم ہی کو مبارک رہے) میرا نیگ تو بس اللہ تعالیٰ ہی پر ہے اور ہر چیز اُس کے سامنے ہے ف۷ کہہ دے میرا مالک حق بات

رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ

پروردگار میرا ڈالتا ہے حق کو جاننے والا ہے غیبوں کا کہہ کہ آیا حق اور نہ پہلی بار پیدا کرتا

پیغمبروں کے دل میں) ڈالتا چلا جاتا ہے ف۸ غیب کی باتوں کو وہ خوب جانتا ہے ف۹ کہہ دے سچا دین (توحید کا) آن پہنچا اور جھوٹا دین (بالکل

الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ

معبود باطل اور نہ دوبارہ کرتا ہے کہہ کہ اگر گمراہ ہو جاؤں میں پس سوائے اسکے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہوں اوپر جان اپنی کے اور اگر

مٹ گیا) نہ وہ آسکتا ہے نہ پلٹ سکتا ہے ف۱۰ کہہ دے اگر میں بہک گیا ہوں تو بہک کر اپنا ہی بُرا کروں گا اور جو میں

اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا

راہ پاؤں میں پس ساتھ اس چیز کے کہ وحی کی ہے طرف میری رب میرے نے تحقیق وہ سننے والا ہے نزدیک اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ گھبرا دینگے

ہدایت پر آگیا ہوں تو میرے مالک کی مجھ پر وحی بھیجنے سے (میں راہ راست پر آیا ہوں) بیشک وہ سن رہا ہے نزدیک ہے ف۱۱ اور (اے پیغمبرؐ) کاش تو وہ سماں دیکھے جب یہ

فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ

پس نہیں بھاگ سکیں گے اور پکڑے جاویں گے مکان نزدیک سے اور کہیں گے ایمان لائے ہم ساتھ اسکے اور کہاں ممکن ہے واسطے

کافر مرتے وقت یا قبروں سے اُٹھتے وقت) گھبرا جائینگے پھر بچ نہ سکیں گے اور نزدیک جگہ سے پکڑ لیے جائینگے ف۱۲ اور (اسوقت) کہہ اٹھیں گے ہم (قرآن یا پیغمبرؐ) ایمان لائے اور بھلا اتنے دور

ف۱ یعنی کبھی تو قرآن کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے جو خدا سے غلط طور پر منسوب کر دیا گیا ہے اور کبھی اسے جادو بتاتے ہیں۔ ہٰذا کا اشارہ توحید کی طرف ہو یعنی یہ کہ توحید کا دعویٰ محض جھوٹ ہے اور یہ قرآن جادو ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ توحید سے انکار تو صرف مشرکین ہی کرتے تھے لیکن قرآن اور معجزات سے انکار مشرکین اور اہلِ کتاب دونوں کرتے تھے اس لئے "کفروا" کا لفظ دونوں کو شامل ہے۔ (کبیر) ف۲ جس نے آکر انہیں تعلیم دی ہو کہ خدا نے تمہارے لئے دوسروں کی پرستش کرنا جائز قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس شرک میں یہ مبتلا ہیں اور یہ جو آپؐ کی تکذیب کر رہے ہیں وہ کسی علم پر نہیں بلکہ سراسر جہالت اور باپ دادا کی اندھی تقلید پر مبنی ہے۔ (کبیر)

ف۳ یعنی پچھلے کافروں کو ہم نے جو دولت اور شان و شوکت دی تھی، ان عرب کے کافروں کے پاس تو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے۔

ف۴ یعنی پیغمبروں کی تکذیب پر انہیں کیسی سخت سزا دی۔ ایسا تباہ و برباد کیا کہ نام و نشان تک مٹ گیا تو پھر یہ عرب کے کافر کس بل بوتے پر اکڑتے ہیں اور کس زعم میں بغاوت کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں؟۔

ف۵ کفار آنحضرتؐ کی دعوت کو رد کرنے کے لئے آپؐ پر مجنون ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ تم لوگ آپس میں سر جوڑ کر یا پھر تنہائی میں بیٹھ کر ہر شخص آنحضرتؐ کے معاملہ میں غور کرے کہ وہ شخص جس کی راست بازی مشہور تھی اور تم میں سے ہر شخص اسے "امین" کہہ کر پکارتا تھا کیونکر ممکن ہے کہ یکایک باؤلا ہو جائے اور خدا تک پر بہتان باندھنے لگے؟۔

ف۶ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تم اسی شرک اور کفر کی حالت میں مر جاؤ اور خدا کے ہاں عذاب کے مستحق قرار پاؤ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرتؐ نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر "یا صباحاہ" کہہ کر آواز دی۔ جب قریش آپؐ کے گرد جمع ہو گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپؐ نے ہمیں کس لئے بلایا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر میں یہ کہوں کہ صبح یا شام کو دشمن تم پر حملہ کرنے والا ہے تو میری تصدیق کرو گے؟ جب سب نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا: کہ میں تمہیں سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں"۔ اس پر ابولہب نے کہا: تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا۔ (ابن کثیر)

ف۷ وہ جانتا ہے کہ میں اپنے دعوائے نبوت میں سچا ہوں اور یہ دعوت کسی ذاتی مفاد کے لئے نہیں ہے۔ یہ آنحضرتؐ کے صدق فی الرسالۃ کی دوسری دلیل ہے۔ (کبیر)

ف۸ لہٰذا وہ جو بات کہتے ہیں سچی کہتے ہیں۔ "یقذف بالحق" کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حق کو باطل سے ٹکرا کر حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کر رہا ہے۔ (دیکھئے سورہ انبیاء آیت ۱۸)

ف۹ مراد ہیں وہ باتیں جو دوسروں سے پوشیدہ ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

ف۱۰ یعنی اب باطل کوئی چال چل لے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ (ابن کثیر عن ابن مسعود) روایات میں ہے کہ جب فتح مکہ کے دن آنحضرتؐ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرد جو بت نصب تھے ان کو آنحضرتؐ اپنی کمان کے چلہ سے مارتے اور یہ آیت پڑھتے۔ (ابن کثیر بحوالہ بخاری)

ف۱۱ یعنی اگر تمہارے بتوں کو چھوڑ دینے کی وجہ سے گمراہ ہو گیا ہوں، جیسا کہ تم میرے بارے میں کہتے پھرتے ہو تو اس گمراہی کا وبال مجھی پر پڑے گا تم پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے اور اگر میں ہدایت یافتہ ہوں، جیسا کہ حقیقت ہے، تو یہ میرا کمال یا خوبی نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ میری رہنمائی ہے۔ ف۱۲ یعنی اسطرح پکڑ لئے جائیں گے گویا ان کا پکڑنے والا قریب ہی کھڑا تھا۔ جونہی انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی فوراً پکڑ لئے گئے۔ ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ ان سے مراد وہ لشکر ہے جو عباسی دورِ حکومت میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین کے اندر دھنسا دیا گیا تھا۔ افسوس ہے کہ انہوں نے اس کی تائید میں ایک موضوع حدیث بھی درج کر دی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ (ابن کثیر)

اَلتَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ

اُنکے پکڑنا مکان دُور سے اور تحقیق کافر ہوئے تھے ساتھ اسکے پہلے اس سے اور پھینکتے تھے گمان

مقام پر اُن کا ہاتھ کہاں پہنچ سکتا ہے و۱ اور پہلے تو دنیا میں پیغمبر یا قرآن سے انکار کرتے رہے اور دُور دُور سے بن دیکھے

بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا

بن دیکھے مکان دُور سے اور پردہ ڈالا گیا درمیان اُنکے اور درمیان اس چیز کے کہ چاہتے تھے جیسا کیا گیا

(بن سمجھے بوجھے) تکے چلاتے رہے و۲ اور (اب) ان میں اور جو وہ چاہتے ہیں اس میں روک ہو جائے گی و۳ جیسا اگلے

فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾

ساتھ پیشواؤں انکے کے پہلے اس سے تحقیق وہ تھے بیچ شک کے اضطراب میں ڈالنے والے کے

لوگوں کے ساتھ کیا گیا جو انہی کے ہم جنس تھے وہ بھی (انہی کی طرح) شک در شک میں پڑے ہوئے تھے و۴

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ (۴۳) (۳۵) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۴۵ رُكُوْعَاتُهَا ۵

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

و۵ شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا کرنے والا فرشتوں کا پیغام لانیوالے پروں والے

اصل تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمان اور زمین نئے سرے سے بنائے و۶ فرشتوں کو پیغام پہنچانے کے لیے مقرر کیا جن کے دو دو اور تین

مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

دو دو اور تین تین اور چار چار زیادہ کرتا ہے بیچ پیدائش کے جس کو چاہتا ہے تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے

تین اور چار چار بازو ہیں وہ جتنے چاہے (فرشتوں میں) اور (بازو) زیادہ پیدا کر سکتا ہے و۷ بے شک اللہ تعالےٰ سب کچھ کر سکتا

قَدِيْرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ

قادر ہے جو کچھ کہ کھول دیوے اللہ واسطے لوگوں کے رحمت سے پس نہیں کوئی بند کرنیوالا واسطے اُسکے اور جو کچھ بند کر لیوے

ہے اللہ اپنی رحمت جو لوگوں پر کھول دے تو اُس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک رکھے

فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا

پس نہیں کوئی چھوڑ دینے والا واسطے اُسکے پیچھے اُس کے اور وہ غالب ہے حکمت والا اے لوگو یاد کرو

تو اُس کا کوئی کھولنے والا نہیں اور وہی زبردست ہے حکمت والا و۸ لوگو اللہ تعالیٰ کا جو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَ

نعمت اللہ کی کو اوپر اپنے کیا ہے کوئی پیدا کرنے والا سوائے خدا کے کہ رزق دیوے تم کو آسمان سے اور

احسان تم پر ہے اُس کو یاد کرو و۹ بھلا اُس کے سوا کوئی اور بھی پیدا کرنیوالا ہے جو آسمان اور زمین سے تم کو رزق

الْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ

زمین سے نہیں کوئی معبود مگر وہ پس کہاں سے پھیرے جاتے ہو اور اگر جھٹلا دیں تجھ کو پس تحقیق جھٹلائے گئے

دے و۱۰ اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں پھر تم کدھر اُلٹے جا رہے ہو و۱۱ اور (اے پیغمبرؐ) اگر یہ لوگ (عرب کے کافر) تجھ کو جھٹلائیں (تو کچھ تعجب

و۱ یعنی اب ایمان اُن کے ہاتھ کیسے آسکتا ہے؟ دنیا میں ایمان لاتے تو اس کا فائدہ بھی ہوتا۔ اب جو دنیا دور ہو گئی اور اس کی طرف پلٹنا بھی ممکن نہیں رہا تو انہیں ایمان کا موقع کہاں سے مل سکتا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ایمان اور توبہ کا وقت تو سکرات موت سے پہلے پہلے ہے۔ مرنے کے بعد عذاب کا مشاہدہ کر کے تو ہر ایک کو یقین آجائے گا مگر اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہو سکے گی۔ (ابن کثیر وغیرہ) و۲ یعنی محض اپنے گمان سے قرآن اور پیغمبرؐ کے متعلق جو دل میں آیا کہتے رہے۔ کبھی آپؐ کو شاعر اور جھوٹا کہتے، کبھی جادوگر ہونے کی تہمت لگاتے اور کبھی باؤلا کہتے، کبھی قرآن کا مذاق اڑاتے اور عقیدۂ توحید پر طعن کرتے اور موت کے بعد دوبارہ زندگی کی تکذیب کرتے۔ الغرض جو دل میں آتا پوری بے باکی اور بے خوفی سے بکتے رہتے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

و۳ یعنی عذاب سے چھٹکارا، یا دنیا کا مال و متاع اور عیش و آرام یا دنیا کی طرف پلٹنا یا توبہ اور ایمان وغیرہ۔ الغرض اس قسم کی جو خواہش بھی کریں گے اس سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ (ابن کثیر)

و۴ یعنی انہیں اللہ، رسول، آخرت، الغرض ہر چیز میں شک تھا — اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز شک کرنے والوں کا حشر بھی وہی ہوگا جو کھلم کھلا انکار کرنے والوں کا۔ (وحیدی)

و۵ تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی۔ (قرطبی)

و۶ یعنی انہیں پیدا کیا حالانکہ اس سے پہلے ان کا سرے سے کوئی وجود نہ تھا۔

و۷ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے۔ (ابن کثیر) — "یزید فی الخلق ما یشآء" کو عام بھی رکھا جا سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے اضافہ کر سکتا ہے۔ (شوکانی) معلوم ہوا کہ فرشتے جسم اور پر (بازو) رکھتے ہیں اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ باقی کیفیت ان کی اللہ کو معلوم ہے تاویلات فاسدہ کرنا گمراہی ہے۔ (وحیدی وغیرہ)

و۸ رحمت سے مراد ہر وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عنایت فرمائے چاہے وہ مادی ہو جیسے بارش اور روزی وغیرہ۔ یا روحانی جیسے بعثت انبیاء، دعا کی قبولیت، توبہ ہدایت وغیرہ — مطلب یہ ہے کہ بندوں کو جو بھی نعمت حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ وہ اپنی نعمت کسی کو دینا چاہے تو کوئی اسے روکنے والا نہیں اور روکنا چاہے تو کوئی اسے دینے والا نہیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اے اللہ! جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ تیرے مقابلہ میں کسی بڑائی والے کی بڑائی اسے کوئی کام نہیں دے سکتی۔ (ابن کثیر)

و۹ یعنی اس کے احسان فراموش اور نمک حرام نہ بنو کہ بندگی دوسروں کی بجالاؤ۔ حالانکہ تمہیں جو بھی نعمت حاصل ہے وہ اسی کی دی ہوئی ہے۔ و۱۰ آسمان سے بارش برسائے اور زمین سے غلے، سبزیاں اور دوسری چیزیں اُگائے۔ و۱۱ یعنی تمہیں یہ دھوکا کہاں سے لگ گیا کہ خالق، رازق تو اللہ ہو مگر بندگی اور تابعداری دوسروں کی کی جائے؟ مثل مشہور ہے جس کا کھائیے اسی کا گائیے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یہ اس لئے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے انبیاءؑ کو اسوہ بنائیں اور اپنے زمانہ کے کافروں کی تکذیب سے کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ ف۲ یعنی آخرت سے غافل کر دے یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ جو مزے ہیں، وہ بس اسی دنیا میں ہیں۔
ف۳ اللہ کے باب میں شیطان کا فریب کئی طرح سے ہوتا ہے۔ کسی کو وہ یہ فریب دیتا ہے کہ خدا کا سرے سے وجود ہی نہیں۔ کسی کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرتا ہے کہ خدا کے علاوہ دوسرے بھی معبود ہیں جن کی بندگی کی جانی چاہئے۔ سعیدؒ بن جبیر فرماتے ہیں اللہ کے باب میں دھوکا کھانا یہ ہے کہ انسان جی بھر کر گناہ کرتا رہے اور سمجھے کہ اللہ غفور و رحیم ہے وہ سب گناہ معاف کر دے گا وغیرہ۔ (قرطبی۔ فتح البیان) ف۴ یعنی تمہاری دنیا و آخرت دونوں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ تم اس کی چال میں نہ آؤ، اس کی کوئی بات نہ مانو اور جو بات تمہارے دل میں ڈالے اسکی مخالفت کرو۔ (ابن کثیر وغیرہ)

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ

ہیں پیغمبر پہلے تجھ سے اور طرف اللہ کی پھیرے جاتے ہیں سب کام ف۱ اے لوگو تحقیق وعدہ

کی بات نہیں) تجھ سے پہلے بہت پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں اور اللہ ہی تک سب کاموں کو پہنچنا ہے (اخیر انصاف وہیں ہوگا) لوگو اللہ تعالیٰ کا وعدہ (قیامت) برحق ہے

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤

اللہ کا سچا ہے پس نہ فریب دے تم کو زندگانی دنیا کی اور نہ فریب دے تم کو ساتھ اللہ کے فریب دینے والا

ایسا نہ ہو تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ دے ف۲ اور ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو اللہ کے باب میں فریب دے ف۳

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا

تحقیق شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے پس پکڑو اس کو دشمن سوائے اسکے نہیں کہ پکارتا ہے گروہ اپنے کو ف۵ تو کہ ہو ویں

بے شک شیطان تمہارا (جانی) دشمن ہے تم بھی اسکے (جانی) دشمن رہو ف۴ وہ اپنے (یار) لوگوں کو اس لیے (اپنی طرف) بلاتا ہے کہ سب

مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑥ ۭ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ

رہنے والوں دوزخ کے سے جو لوگ کہ کافر ہیں واسطے انکے عذاب ہے سخت اور جو لوگ

(اس کے ساتھ مل کر) دوزخی بنیں جو لوگ منکر ہوئے ان کو سخت عذاب ہوگا اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦ ع اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ

کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے واسطے انکے بخشش ہے اور ثواب بڑا کیا پس وہ شخص کہ زینت دیا گیا واسطے اسکے برا عمل

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے (گناہوں کی) بخشش ہوگی اور ان کو بڑا ثواب ملے گا ف۶ کیا وہ شخص جس کو اسکا برا کام بھلا سوجھایا گیا

عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا

اس کا پس دیکھا اس کو اچھا پس تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے پس نہ

وہ اس کو بھلا سمجھنے لگا ف۷ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے رستے پر لگا تا ہے ف۸ (اے پیغمبر)

تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ⑧ وَاللّٰهُ

جاتا رہے جی تیرا اوپر ان کے افسوس سے تحقیق اللہ جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں اور اللہ

تو لوگوں پر افسوس کر کر کے اپنی جان مت کھو ف۹ اللہ تعالیٰ (خوب) جانتا ہے جو وہ کر رہے ہیں ف۱۰ اور اللہ ہی ہے

الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ

وہ شخص ہے کہ بھیجتا ہے باؤں کو پس اٹھاتی ہیں بادلوں کو پس ہانک لاتے ہیں ہم اسکو طرف شہر مردے کی پس زندہ کیا ہم نے ساتھ اسکے

جس نے ہوائیں چلائیں وہ ہوائیں بادل کو اجارتی ہیں پھر اس بادل کو ہم مردہ شہر کی طرف ہانک لے جاتے ہیں ف۱۱ پھر اسکی وجہ سے ہم

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

زمین کو پیچھے موت اس کی کے اسی طرح قبروں میں سے نکلنا ہے جو شخص کہ چاہتا ہے عزت پس واسطے اللہ کے ہے عزت

زمین کو مرے بعد جلاتے ہیں ف۱۲ اسی طرح (لوگوں کو بھی قیامت میں) جی اٹھنا ہے ف۱۳ جو شخص عزت چاہتا ہو تو عزت ساری اللہ ہی کی

جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ

ساری طرف اسی کی چڑھتے ہیں کلمات پاکیزہ اور عمل نیک بلند کرتا ہے اسکو اور جو لوگ کہ

ہے ف۱۴ پاکیزہ کلمہ (لا الہ الا اللہ) اس تک چڑھ جاتا ہے ف۱۵ اور نیک کام اس کو چڑھاتا ہے ف۱۶ اور جو لوگ (اے پیغمبر)

المنزل ۵

ف۵ یعنی ان لوگوں کو جو اس کا کہا مانتے اور اس کے بتائے ہوئے رستہ پر چلتے ہیں۔
ف۶ یعنی اُن کے اعمال سے بڑھ کر۔۔۔ یہاں بڑے ثواب سے مراد جنت اور اس کی نعمتیں ہیں۔ (قرطبی)
ف۷ "وہ اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اگرچہ بُرا کام کرتا ہے لیکن اسے بُرا ہی سمجھتا ہے بھلا نہیں سمجھتا؟"۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے، ایک شخص جو بُرا کام کرتا ہے لیکن اسے بُرا ہی سمجھتا ہے اس کے متعلق تو امید کی جا سکتی ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی راہ راست پر آجائے گا لیکن جو شخص بُرا کام کرتا ہے مگر اسے اچھا سمجھ کر کرتا ہے، اس کے راہ راست پر آنے کی کبھی امید نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے بعض سلفؒ کا قول ہے کہ گنہگار کے توبہ کرنے کی امید تو کی جا سکتی ہے لیکن بدعتی اپنی بدعت سے باز نہیں آسکتا کیونکہ وہ بدعت کو نیکی سمجھ کر کرتا ہے۔ یہاں سوء عمل سے شرک، بدعت اور گمراہی سبھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ یہ آیت عاص بن وائل سہمی وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (قرطبی)
ف۸ یعنی آپؐ کا کام صرف تبلیغ کرنا ہے۔ رہی ہدایت اور گمراہی تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں کیونکہ دنیا میں کوئی کام اس کی مشیئت کے بغیر نہیں ہو سکتا لیکن یہ نتیجہ خود آدمی کے اپنے عمل کا ہوتا ہے۔
ف۹ کیونکہ ایسے لوگوں کو راہ راست پر لے آنا آپؐ کے بس میں نہیں ہے۔
ف۱۰ لہٰذا یہ نہ سمجھئے کہ وہ اس کی پکڑ سے محفوظ رہیں گے۔
ف۱۱ یعنی ایسے شہر کی طرف جس کی زمین مردہ پڑی ہے اور وہاں کوئی سبزہ اور پیداوار نہیں ہوتی۔
ف۱۲ اس میں طرح طرح کی سبزیاں، غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں گویا اس میں جان پڑ جاتی ہے۔
ف۱۳ پھر تم اس سے انکار کیونکر کرتے ہو حالانکہ مردہ زمین کو زندہ ہوتے اپنی آنکھوں سے ہمیشہ دیکھتے ہو؟ ۔۔۔ ابو رزین عقیلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! اللہ تعالیٰ مردہ کو کیونکر زندہ کرے گا؟" فرمایا: "کیا تم نے کوئی ایسی زمین نہیں دیکھی جس سے تم پہلی دفعہ گزرے تو وہ اُجاڑ پڑی تھی اور دوبارہ گزرے تو وہ سبزہ سے لہلہا رہی تھی؟" میں نے عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "اسی طرح اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرے گا۔ (قرطبی) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنا چاہے گا تو عرش کے نیچے سے ایک (خاص قسم) کی بارش ہوگی جس کا پانی پڑتے ہی مردے اس طرح جی اٹھیں گے جیسے ظاہری بارش سے دانہ زمین سے اُگ آتا ہے۔ (ابن کثیر)
ف۱۴ لہٰذا اسی سے عزت مانگنی چاہئے۔ کفار بتوں کی عبادت کرتے کہ اُن کے لئے عزت کا باعث بنیں۔ (سورہ مریم آیت ۸۱) اور بعض ضعیف الایمان اور منافق قسم کے مسلمان کفار سے دوستی کرتے کہ دنیا میں باعزت زندگی بسر کر سکیں۔ (سورہ نساء آیت ۱۳۹) فرمایا کہ اگر عزت چاہتے ہو تو اسی کی اطاعت اور عبادت کر کے عزت طلب کرو کیونکہ ہر قسم کی عزت اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ عزت ایسی ہے جس کے ساتھ ذلت نہیں ہے۔ (ابن کثیر وغیرہ)
ف۱۵ یعنی اس کے ہاں قبول ہوتا ہے۔ رفالصعود کنایۃ عن القبول۔ پاکیزہ کلمہ سے مراد کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ" بھی ہے اور ہر وہ بات جو پاکیزہ ہو جیسے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر یعنی تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی۔ (قرطبی وغیرہ) ف۱۶ یعنی کوئی کلمہ چاہے اپنی جگہ پاکیزہ ہو لیکن قبول اسی وقت ہوتا ہے جب اسکے ساتھ عمل بھی نیک ہو۔ مطلب یہ ہے کہ عمل کا نیک ہونا "پاکیزہ کلمات" کی قبولیت کیلئے شرط ہے جیسا کہ بعض آثار سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور نیک عمل سے مراد وہ عمل ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اور اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہی گئی ہو نہ کہ کسی اور کی، بعض مفسرینؒ نے "یرفعہ" میں "یرفع" کی ضمیر پاکیزہ کلموں کیلئے اور "ہ" کی ضمیر عمل صالح کیلئے قرار دیتے ہوئے یہ معنی کئے ہیں کہ "پاکیزہ کلمہ نیک عمل کو بلند کرتا ہے" گویا اللہ تعالیٰ کے ہاں درجۂ قبولیت پانے کیلئے پاکیزہ کلمہ اور نیک عمل لازم و ملزوم ہیں"۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "یعنی عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں جب اپنی حد کو پہنچیں گے تبدیلی پر غلبہ (حاصل) کریں گے کفر دفع ہوگا (اور) اسلام کو عزت (نصیب) ہوگی"۔

يَمْكُرُونَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ

مکر کرتے ہیں برائیوں کے واسطے اُن کے عذاب ہے سخت اور مکر اُن کا وہی ہلاک ہوویگا اور اللہ نے پیدا کیا تم کو

تیرے ستانے کو) بڑے بڑے مکر کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا اور اُن کا مکر خود ہی تباہ ہوگا ف۱ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا

مٹی سے پھر نطفے سے پھر کیے واسطے تمہارے جوڑے اور نہیں اٹھاتی کوئی عورت اور نہیں

(پہلے) مٹی سے پیدا کیا پھر (تمہاری نسل) نطفے سے پھر تم کو جوڑا جوڑا بنایا (ایک مرد ایک عورت) اور کسی عورت کو پیٹ نہیں رہتا اور نہ وہ

تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ إِلَّا فِي كِتٰبٍ ۚ

جنتی ہے مگر ساتھ علم اسکے کے اور نہیں عمر دیا جاتا کوئی عمر دیا گیا اور نہ کم کیا جاتا ہے عمر اُس کی سے مگر بیچ کتاب کے

جنتی ہے مگر خدا کو معلوم ہے اور نہ کسی عمر والے کو زیادہ عمر ملتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم کی جاتی ہے مگر (یہ سب) لوح محفوظ میں لکھا

إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ

لکھا ہوا ہے تحقیق یہ اوپر اللہ کے آسان ہے اور نہیں برابر ہوتے دو دریا یہ جو ہے شیریں ہے پیاس کھونے والا آسانی سے گزرنیوالا

ہوا ہے ف۲ بیشک اللہ پر یہ (عمر کا گھٹانا بڑھانا) آسان ہے اور (اُسکی قدرت دیکھو) دو دریا (ملے ہوئے ہیں لیکن) برابر نہیں ہیں ایک میٹھا خوب میٹھا اُسکا پانی خوشگوار

شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُونَ

ہے گلے میں سے پانی اُسکا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور ہر ایک سے کھاتے ہو تم گوشت تازہ اور نکالتے ہو

اور دوسرا کھاری کڑوا اور ہر ایک میں سے تم (مچھلی کا شکار کرکے) تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور (موتی مونگا)

حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

گہنا کہ پہنتے ہو اُس کو اور دیکھتا ہے تو کشتیاں بیچ اُس کے کہ پھاڑتی ہیں پانی کو تو کہ ڈھونڈو فضل اُس کے سے اور تاکہ تم

نکال کر پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے جہاز اُن میں (چلتے ہیں پانی) پھاڑتے ہوئے اس لیے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو (سوداگری کرکے روزی

تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ

شکر کرو داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے اور مسخر کیا ہے سورج کو اور

کماؤ) اور اسلیے کہ تم (اسکا) شکر بجالاؤ وہ رات (کے ایک حصے) کو دن میں شریک کر دیتا ہے اور دن (کے ایک حصے) کو رات میں شریک کر دیتا ہے اور سورج اور

الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ

چاند کو ہر ایک چلتے ہیں وقت مقرر تک یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا واسطے اُسی کے ہے بادشاہی اور جس کو پکارتے ہو تم

چاند کو اُسی نے کام میں لگا دیا ہے دونوں ایک مقرر وقت پر چل رہے ہیں ف۳ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ہے اسی کی (تمام عالم میں) بادشاہت ہے اور (اے مشرکو) جنکو

مِنْ دُونِهٖ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ

سوائے اُس کے نہیں مالک ایک چھلکے کھجور کی گٹھلی کے اگر پکارو تم اُن کو نہ سُنیں گے پکارنا تمہارا اور اگر

تم اسکے سوا پکارتے ہو اُن کو گٹھلی کے چھلکے برابر بھی اختیار نہیں ہے ف۴ اگر تم اُن کو پکارو تو (اول تو) وہ تمہارا پکارنا سنیں گے نہیں اور جو (بالفرض)

سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ

سنیں گے نہیں جواب دیں گے تم کو اور دن قیامت کے کفر کریں گے ساتھ شرک تمہارے کے اور نہ خبر دے گا تجھ کو مانند

سُن بھی لیں تو تمہارا کام نہیں نکال سکتے ف۵ اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کو بُرا کہیں گے ف۶ اور تجھ کو (اللہ) خبر رکھنے والے کے برابر

ف۱ چنانچہ ایک مرتبہ "دار الندوہ" میں بیٹھ کر انہوں نے یہ خفیہ اسکیم بنائی کہ ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی اُٹھے اور سب مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یک بارگی حملہ کر دیں پھر انہوں نے اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بچا لیا اور اسکیم بنانیوالے خود ذلیل و خوار ہوئے اور اُن کے بڑے بڑے سردار جنگ بدر میں مارے گئے۔ بعض نے اس سے ریاکار لوگ مراد لیے ہیں۔ (قرطبی)

ف۲ یعنی ہر شخص کی عمر میں جو کمی یا زیادتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے فیصلے کے مطابق ہوتی ہے۔ احادیث میں ہے کہ دعا، صدقہ اور صلہ رحمی سے رزق اور عمر میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ پس ان روایات سے دوسری احادیث کے عموم میں تخصیص کی جائے گی جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رزق و عمر اور سعادت و شقاوت ماں کے رحم میں لکھے جاتے ہیں اور پھر اُن میں کمی بیشی اور تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ (قرطبی۔ شوکانی)

ف۳ یعنی دن کی روشنی آہستہ آہستہ گھٹنی شروع ہوتی ہے اور رات کی تاریکی بڑھتے بڑھتے آخر کار پوری طرح چھا جاتی ہے۔ و بالعکس (دیکھیے آل عمران آیت ۲۶) اشارہ ہے کہ رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے دیر سویر نہیں ہوتی۔ (موضح)

ف۴ یعنی کوئی معمولی سے معمولی اختیار بھی نہیں رکھتے۔

ف۵ کیونکہ وہ تمہیں کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچانے سے قطعی عاجز ہیں۔

ف۶ یا "تمہارے شرک سے انکار کریں گے" یعنی یہ کہینگے کہ ہم نے کبھی تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم تمہارے معبود ہیں اسلئے ہماری بندگی کیا کرو، ہم سے دعائیں مانگا کرو اور حاجتیں طلب کیا کرو۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے یہ معبود نہ تو دنیا میں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ آخرت میں، بلکہ قیامت کے دن یہ تمہارے خلاف شہادت دیں گے۔ (کبیر)

خَبِيرٍ ﴿۱۴﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۱۵﴾ إِن

حق تعالیٰ خبردار کی اے لوگو تم محتاج ہو طرف اللہ کی اور اللہ وہی ہے بے احتیاج تعریف کیا گیا اگر

کون بتا سکتا ہے ف۱ لوگو تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تو ہی بے پرواہ ہے خوبیوں والا ف۲ اگر

يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ

چاہے لے جاوے تم کو اور لے آوے پیدائش نئی اور نہیں یہ اوپر اللہ تعالیٰ کے مشکل اور نہیں بوجھ اٹھاتا

وہ چاہے تو تم کو (ابھی ابھی) فنا کردے اور (تمہارے بدل) نئی خلقت پیدا کرے ف۳ اور اللہ تعالیٰ پر یہ بات کچھ مشکل نہیں اور (قیامت کے دن) کوئی

وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ

کوئی بوجھ اٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی جان بوجھ والی طرف بوجھ اپنے کی نہ اٹھایا جاوے گا اس سے کچھ اور اگرچہ

بوجھ اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا ف۴ اور (قیامت میں) جو بوجھ سے لدا ہوگا اگر وہ کسی کو گو اس کا ناطے والا ہی ہو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلائے تو وہ اس کا

كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ

ہووے صاحب قرابت سوائے اس کے نہیں کہ ڈراتا ہے تو ان لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے بن دیکھے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

ذرا بھی بوجھ اٹھانیوالا نہیں ف۵ (اے پیغمبر) تو انہی لوگوں کو ڈرا سکتا ہے جو بن دیکھے (خدا کے عذاب سے) ڈرتے ہیں ف۶ اور نماز درستی سے ادا کرتے ہیں

وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَ

اور جو کوئی ستھرائی کرے پس سوائے اسکے نہیں کہ ستھرائی کرتا ہے واسطے جان اپنی کے اور طرف اللہ کی ہے پھر جانا اور نہیں برابر ہوتا اندھا اور

اور جو شخص (اپنے تئیں کفر اور شرک اور گناہوں کی نجاست سے) پاک رکھے وہ اپنے ہی فائدے کیلئے پاک رکھتا ہے اور (آخر) اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے ف۷ اور اندھا

الْبَصِيرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي

دیکھنے والا اور نہ اندھیرا اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ اور نہیں برابر ہوتے

اور انکھیارا برابر نہیں ہوسکتا (یعنے کافر اور مومن) اور نہ اندھیرا اور اجالا (یعنے کفر اور ایمان) اور نہ چھاؤں اور دھوپ (یعنے بہشت اور دوزخ یا ثواب اور عذاب) اور زندے اور

الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي

زندے یعنی عالم اور نہ مردے یعنے جاہل ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سُنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نہ تو سُنانے والا اُن شخصوں کو کہ بیچ

مردے برابر نہیں ہیں (یعنے مومن اور کافر) ف۸ بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے اسکو (حق بات) سُن لینے کی توفیق دیتا ہے اور (اے پیغمبر) تو اُن لوگوں کو نہیں سُنا سکتا جو

الْقُبُورِ ﴿۲۲﴾ إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿۲۳﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ

قبروں کے ہیں نہیں تو مگر ڈرانے والا تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو ساتھ حق کے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں کوئی

قبروں میں ہیں ف۹ تو تو اور کچھ نہیں ایک ڈرانے والا ہے ف۱۰ ہم نے تجھ کو سچا خوش خبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ف۱۱ اور کوئی قوم ایسی نہیں

أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿۲۴﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

امت مگر گزرا بیچ اُس کے ڈرانے والا اور اگر جھٹلاویں تجھ کو پس تحقیق جھٹلایا ہے اُن لوگوں نے کہ پہلے اُن سے تھے

ہوئی جس میں کوئی نہ کوئی ڈرانیوالا (پیغمبر) نہ گزرا ہو ف۱۲ اور (اے پیغمبر) اگر یہ کافر تجھ کو جھٹلائیں (تو کچھ رنج نہ کر) اُن سے پہلے کافروں نے اُن پیغمبروں کو جھٹلایا

جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ

آئے تھے اُن کے پاس پیغمبر اُن کے ساتھ دلیلوں کے اور ساتھ چھوٹی کتابوں کے اور کتاب روشن کے پھر پکڑا میں نے ان لوگوں کو کہ

جو اُن کے پاس کھلی نشانیاں (معجزے) اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر آئے تھے ف۱۳ پھر (جب اُن کافروں نے نہ سُنا تو) میں نے ان کافروں

ف۱ یعنی جب اللہ تعالیٰ، جو ہر چیز کی خبر رکھتا ہے، خود یہ بتا رہا ہے کہ یہ لکڑی اور پتھر کے مجسمے قیامت کے دن گویا ہونگے اور اپنی عبادت کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے تو معلوم ہوا کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے سوا کسی کی بندگی جائز نہیں ہے اور یہ بت اور دیوتا سب باطل ہیں۔ (کبیر وغیرہ) ف۲ یعنی تم ہر لمحہ اور ہر آن اپنے وجود اور بقا میں اسی کے محتاج ہو اور اس نے باوجود خود "بے پروا" ہونے کے تمہارے لئے زندگی کے اسباب فراہم کئے۔ پھر وہ حمید بھی ہے اگر تم ایمان لے آؤ گے تو آخرت میں تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔ (کبیر)

ف۳ یعنی یہ مت خیال کرو کہ اگر تم فنا ہوگئے تو اللہ تعالیٰ کی سلطنت اور عظمت میں کوئی فرق آجائے گا، ہرگز نہیں۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر کے ایک نئی خلقت پیدا کرلے جو اس کی اطاعت کرے اور نافرمانی سے باز رہے۔ (کبیر)

ف۴ بوجھ سے مراد گناہوں کا بوجھ ہے۔ یہ آیت اس آیت کے منافی نہیں ہے جس میں ارشاد ہے: وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۔ (اور وہ ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ کچھ اور بوجھ) کیونکہ وہ جو دو طرح کے بوجھ اٹھائیں گے وہ ان کے اپنے ہی ہوں گے، ایک اُن کے خود گمراہ ہونے کا اور دوسرا اپنے علاوہ دوسروں کو گمراہ کرنے کا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے، "مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" یعنی "جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کا اور اُن تمام لوگوں کا بوجھ ہے جو قیامت تک اس پر عمل کریں۔" (فتح البیان)

ف۵ حدیث میں ہے: باپ بیٹے کے گناہ میں نہ پکڑا جائے گا اور نہ بیٹا باپ کے گناہ میں ماخوذ ہوگا: "لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ" (شوکانی بحوالہ ترمذی، نسائی)

ف۶ یا تنہائی میں جہاں کوئی انہیں دیکھنے والا نہیں ہوتا وہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے ڈرانے سے وہی لوگ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں جن کے دل میں خدا کا ڈر ہے اور پھر عمل صالح کے زیور سے بھی آراستہ ہیں۔ (کبیر)

ف۷ یعنی محسن کو اس کی نیکی کا ثمر ملے گا اور اس کا ظہور گو اس دنیا میں نہیں ہوتا مگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ کر تو اپنی نیکیوں کا ثمرہ حاصل کر ہی لے گا جیسا کہ گناہ کی سزا اس دنیا میں پوری نہیں ملتی مگر قیامت کے دن اس کی پوری سزا مل کر رہے گی۔ (کبیر)

ف۸ یعنی اسی طرح مومن اور کافر برابر نہیں ہوسکتے۔ مومن کا ٹھکانا جنت اور کافر کا جہنم ـــــ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی سب خلق برابر نہیں جن کو ایمان دینا ہے انہیں کو ملیگا تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے ہ۔" (موضح)

ف۹ یعنی مُردوں کو۔ مراد وہ کافر ہیں جن کے دل مردہ ہوچکے ہیں ـــــ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قبروں میں مُردہ ہیں انہیں کوئی بات نہیں سنائی جاسکتی۔ یہ ایک عام حقیقت ہے جس سے صرف وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جو دلیل (کتاب و سنت) سے ثابت ہوں۔ (دیکھئے سورہ نمل آیت ۸۰)

ف۱۰ یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خبردار کرنے والا رہا ہدایت کرنا اور راہ راست پر لانا تو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے آپؐ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

ف۱۱ یعنی اطاعت گزاروں کو جنت کی خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کو خدا کے عذاب سے ڈرانے والا۔

ف۱۲ "ڈرانے والا، خواہ نبی ہو، خواہ جو نبی کے راہ پر ہو" اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر قوم اور ہر ملک میں ڈر سنانیوالے ہو گزرے ہیں۔ (دیکھئے سورہ رعد آیت ۷، سورہ نحل: ۳۶)

ف۱۳ صحیفوں سے مراد غالباً وہ کتابیں ہیں جو زیادہ تر نصائح اور اخلاقی ہدایات پر مشتمل تھیں جیسے حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے۔ اور چمکتی کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جس میں شرعی احکام کا ذکر تھا جیسے توراۃ۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی) مطلب یہ ہے کہ اگر تیری قوم تجھ کو جھٹلائے تو اس پر غمگین نہ ہو، اس لئے کہ یہ مصیبت کچھ خاص تجھی پر نہیں ہے تیرے ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی کام ہوتا رہا ہے حالانکہ ان میں سے کسی کو معجزات، کسی کو صحیفے اور کسی کو روشن کتاب دیکر بھیجا گیا تھا مگر وہ صبر کرتے رہے اور انجام کار جھٹلانے والے سخت عذاب میں پکڑے گئے اور تجھ کو یہ تمام چیزیں ایک ساتھ دیکر بھیجا گیا ہے۔ (فوائد سلفیہ تصرف)

ف۱ علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات، افعال واحکام اور قدرتوں کا علم ہے نہ کہ صرف ونحو، فلسفہ، تاریخ جغرافیہ اور سائنس وغیرہ درسی علوم۔ اور حقیقت ہے کہ جس قدر کسی شخص کو معرفت باللہ زیادہ حاصل ہوگی اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوگا یعنی تقویٰ بقدر علم ہوتا ہے۔ انبیا کو چونکہ حسب مراتب معرفت باللہ دوسرے لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے آنحضرتؐ نے فرمایا: "أَنَا أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ" میں تم سب کی بنسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ "عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ڈر بڑا علم ہے اور اس سے بیخوفی بڑی جہالت ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: "علم کثرتِ حدیث کا نام نہیں ہے بلکہ کثرتِ خشیت کا نام ہے"۔ حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد ہے: "رحمان کا علم رکھنے والا وہ ہے جو شرک نہ کرے، اللہ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے، اس کی ہدایت پر کاربند رہے اور اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر تمام اعمال کا حساب ہوگا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں: "علم کثرتِ روایت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ (روح۔ ابن کثیر)

كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

کافر ہوئے پس کیوں کر ہوا عذاب میرا کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی پس نکالے ہم نے

کو (عذاب میں) گانٹھ لیا اور کس طرح اُنکو تباہ کر دیا (اسے دیکھنے والے) کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس پانی سے کئی رنگ کے

بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا

ساتھ اس کے میوے کہ مختلف ہیں رنگ اُن کے اور پہاڑوں سے ٹکڑے ہیں سفید اور سرخ کہ مختلف ہیں رنگ اُن کے

پھل اُگائے اور (اسی طرح) پہاڑوں میں گھاٹیاں بنائیں (یا طبقے) کچھ تو اُن میں سفید ہیں اور سرخ کئی رنگ کے

وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ

اور بھجنگ ہیں کالے اور لوگوں سے اور جانوروں سے اور چارپایوں سے کہ مختلف ہیں رنگ اُنکے اسی طرح سے

اور کچھ کالے بھجنگ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چارپاؤں میں بھی طرح طرح کے رنگ ہیں اللہ تعالیٰ سے تو اس کے وہی

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰۗؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

سوائے اسکے نہیں کہ ڈرتے ہیں اللہ سے بندوں اس کے سے عالم تحقیق اللہ غالب ہے بخشنے والا تحقیق وہ لوگ کہ

بندے ڈرتے ہیں جو (خدا کی مخلوقات اور اس کی قدرتوں کا) علم رکھتے ہیں ف۱ بے شک اللہ زبردست ہے بخشنے والا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب

يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

پڑھتے ہیں کتاب اللہ کی اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں اس چیز سے کہ دیا ہے ہم نے انکو پوشیدہ اور ظاہر

(قرآن) پڑھتے رہتے ہیں اور نماز درستی سے ادا کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُنکو دیا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور کھلم کھلا خرچ کرتے

يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ

امید رکھتے ہیں سوداگری کی ہرگز نہ ہلاک ہوگی تو کہ پورا دیوے اُن کو ثواب اُن کا اور زیادہ دے ان کو فضل اپنے سے تحقیق وہ

رہتے ہیں اُن کو ایسے بیوپار کی اُمید رکھنا چاہیے جسمیں گھاٹا ہرگز نہیں ہو سکتا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے ثواب اُنکو پورے بھر دیگا اور اپنے فضل سے کچھ اور زیادہ (کھانے میں) ف۲

غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا

بخشنے والا قدردان ہے اور وہ چیز کہ وحی کی ہے ہم نے طرف تیری کتاب سے وہ حق ہے سچا کرنے والی اس چیز کو

ملکا بیشک وہ بخشنے والا قدر کرنیوالا ہے ف۳ اور (اے پیغمبرؐ) یہ کتاب جو ہم نے تیری طرف بھیجی ہے (بالکل) سچی ہے اور اگلی کتابوں کو سچ

بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا

جو آگے اس کے ہے تحقیق اللہ ساتھ بندوں اپنے کے البتہ خبردار ہے دیکھنے والا پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان لوگوں کو کہ برگزیدہ کیا ہم نے

بتاتی ہے ف۴ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے (اُنکو) دیکھ رہا ہے پھر ہم نے (تیرے بعد) اس قرآن کا وارث اپنے اُن بندوں کو کیا جنکو ہم

مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ

بندوں اپنوں سے پس بعض اُن میں سے ظلم کرنیوالا ہے واسطے جان اپنی کے اور بعض ان میں سے میانہ رو ہے اور بعض اُن میں سے آگے نکل جانیوالا ہے ساتھ

نے چن لیا ف۵ اُن میں کچھ تو گناہ گار ہیں اور کچھ بیچ بیچ میں چلنے والے ہیں اور کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیکیوں میں

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ

بھلائیوں کے ساتھ حکم اللہ کے یہ وہ ہے بزرگی بڑی باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے کہ داخل ہونگے اُن میں گہنا پہنائے جاوینگے بیچ ان کے

آگے بڑھنے والے ہیں ف۶ یہی تو خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے (ان لوگوں کے لیے) ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں اُن میں داخل ہوں گے ف۷ وہاں اُن کو سونے

المنزل ۵

ف۲ یعنی جو علما اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں، ان کی صفات یہ ہیں کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لسانی، بدنی اور مالی ہر قسم کی عبادات بجا لاتے ہیں اور ان کے قلوب خشیتِ الٰہی سے معمور رہتے ہیں۔ "سِرًّا وَّعَلَانِيَةً"، یعنی فرائض کی بجا آوری علانیہ کرتے ہیں اور نفلی عبادات سِرًّا کرتے ہیں۔ (رازی) اور تجارت سے مراد ثواب طاعت ہے۔ (شوکانی)

ف۳ یعنی ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی اطاعت کی قدر کرنے والا ہے۔ یہاں تک تو توحید کا بیان تھا اب آگے رسالت کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ (کبیر)

ف۴ حال مؤکدۃ لکونہ حقًا یعنی یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اسی دعوت کو پیش کرتی ہے جو پچھلی کتابوں میں پیش کی گئی تھی۔ پچھلی کتابوں سے مراد توراۃ و انجیل وغیرہ کی وہ اصل عبارتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی تھیں نہ کہ ان کی موجودہ تحریف شدہ عبارتیں۔

ف۵ یعنی پیغمبرؐ کے بعد کتاب کے وارث اپنے برگزیدہ بندوں کو بنایا یعنی یہ امت جو امت وسط ہے اور اسے خیر الانبیاؐ کی امت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور "اورثنا" سے مراد یہ ہے کہ ہم نے مقرر کر دیا کہ آنحضرتؐ کے بعد اس کتاب کے وارث اس امت کے علما کو بنا دینگے۔ (فتح البیان)

ف۶ بعض علمائے تفسیرؒ نے سورۃ واقعہ میں جو اہل حشر کے تین گروہ مذکور ہیں۔ ان پر اس آیت کو بھی منطبق کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی جان پر ظلم کرنے والوں سے کافر اور منافق مراد لئے ہیں مگر یہ تفسیر قرآن کے سیاق کے خلاف ہے کیونکہ یہاں تین قسم کے لوگوں کا ذکر فرما کر ان کا جنتی ہونا بیان کیا ہے اور اس کے بعد اہلِ دوزخ کا ذکر فرمایا ہے۔ لہٰذا ان سے کافر اور منافق مراد نہیں ہو سکتے۔ پس صحیح یہی ہے کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والوں سے مراد گنہگار مسلمان ہیں جو آخر جنت میں داخل ہونگے جیسا کہ عبد اللہ بن عباسؓ سے علی بن طلحہؓ کی روایت میں ہے اور حضرت ابو الدرداءؓ سے مرفوعًا مروی ہے کہ "ظالم لنفسہ" سے مراد وہ گنہگار مسلمان ہیں جو اپنے گناہوں کے سبب میدان حشر میں دیر تک روکے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرما کر جنت میں داخل کریگا۔ اس کی تائید متعدد روایات (مرفوع و موقوف) سے بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا جمہور مفسرین نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ (احسن الفوائد) اور حدیث: "شفاعتی لاهل الكبائر من امتی" سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار مسلمان آخر جنت میں داخل ہونگے، اور "مقتصد" میں وہ لوگ آتے ہیں جو فرائض کے پابند اور محرمات سے مجتنب رہتے ہیں مگر بعض مستحبات کے تارک اور بعض مکروہات کے مرتکب ہو جاتے ہیں، اور تیسرے سابق بالخیرات یعنی وہ لوگ جو نہ صرف فرائض کو ادا کرنے اور محرمات سے مجتنب رہتے ہیں بلکہ مستحبات پر بھی کاربند رہتے ہیں اور مکروہات سے بچتے رہتے ہیں۔ کذا روی عن اکثر السلف۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "سابقون بالخیرات" تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے اور مقتصد وہ جن کا حساب تو ہوگا مگر "حسابًا یسیرًا" کے بعد جنت میں چلے جائیں گے اور ظالم اور اعراف والے آنحضرتؐ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے۔ (ابن کثیر)

ف۷ بعض مفسرینؒ نے ان داخل ہونیوالوں سے صرف نیکیوں میں آگے بڑھنے والے لوگ مراد لئے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ ان سے تمام مسلمان مراد ہیں چاہے وہ مذکورہ بالا تینوں قسموں میں سے کسی قسم میں داخل ہوں۔ (شوکانی)

أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

کنگن سونے کے اور موتی کے اور پوشاک اُن کی بیچ اُنکے ریشمی ہے اور کہیں گے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جسنے

کے کنگن پہنائے جائیں گے اور موتی اور ان کی پوشاک ریشمی ہو گی اور (یہ لوگ بہشت میں داخل ہوکر) کہیں گے شکر اللہ تعالیٰ کا جسنے

أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ

دُور کیا ہم سے غم تحقیق پروردگار ہمارا البتہ بخشنے والا قدردان ہے جس نے اتارا ہم کو بیچ گھر ہمیشہ رہنے کے مہربانی

ہم سے (ہر طرح کا) رنج دفع کر دیا بے شک ہمارا مالک (بڑا) بخشنے والا قدردان ہے جس نے اپنے فضل سے ہم کو (ہمیشہ) رہنے کے گھر (جنت) میں

فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ

اپنی سے نہیں لگتی ہم کو بیچ اُس کے محنت اور نہیں لگتی ہم کو بیچ اُس کے ماندگی اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے واسطے انکے آگ ہے

لا اُتارا ہم کو اس گھر میں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی نہ ہم کو اس میں کسی طرح کی تھکن (ماندگی) ہو گی ف۱ اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے لیے دوزخ کی آگ

جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي

دوزخ کی نہ تو تمام کیا جاتا ہے اُوپر اُن کے پس مر جاویں اور نہ ہلکا کیا جاوے گا اُن سے عذاب اُن کے سے اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم

(تیار) ہے نہ تو اُن کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں (اور عذاب سے چھوٹیں) اور نہ دوزخ کا عذاب اُن پر ہلکا ہو گا ف۲ ہم ہر ناشکرے (کافر) کو ایسے

كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي

ہر کفر کرنے والے کو اور وہ چلاویں گے بیچ اُس کے اے پروردگار ہمارے نکال ہم کو عمل کریں ہم اچھے سوائے اس کے

ہی سزا دیتے ہیں اور وہ دوزخ میں چلاتے رہیں گے مالک ہمارے ہم کو یہاں سے نکال لے (اور دنیا میں دوبارہ بھیج دے) ہم اب اچھے کام

كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا

کہ تھے ہم عمل کرتے کیا نہیں عمر دی تھی ہم نے تم کو اس قدر کہ نصیحت پکڑے بیچ اُسکے جو کوئی نصیحت پکڑتا ہے اور آیا تھا تمہارے پاس ڈرانیوالا پس چکھو

کریں گے جیسے کام پہلے کرتے تھے ویسے نہیں کرینگے (پروردگار فرمائیگا) کیا ہم نے تم کو (دنیا میں) اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اگر کسی کو سوچنا منظور ہوتا تو وہ اسمیں سوچ لیتا ف۳ اور

فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ

پس نہیں واسطے ظالموں کے کوئی مددگار تحقیق اللہ جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی تحقیق وہ جاننے والا

(اسکے سوا) تمہارے پاس ڈرانیوالا (پیغمبر بھی) پہنچا (جب بھی تم نے نہ مانا) اب (تمہاری سزا یہی ہے کہ اپنے کیے کا بدلہ) چکھتے رہو تو نافرمان لوگوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا ف۴ بیشک اللہ آسمانوں

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

ہے سینے والی بات کو وہی ہے جس نے کیا تم کو جانشین بیچ زمین کے پس جو شخص کہ کفر کرے پس اوپر اسکے

اور زمین کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے وہ تو دلوں کی بات بھی جانتا ہے وہی خدا ہے جس نے تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بنایا ف۵ پھر جو کوئی کفر کرے اُسکے کفر کا وبال اُسی

كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ

ہے کفر اُس کا اور نہیں زیادہ کرتا کافروں کو کفر اُن کا نزدیک پروردگار اُنکے کے مگر ناخوشی اور نہیں زیادہ کیا کافروں کو

پڑے گا ف۶ اور کافروں پر اُن کے کفر سے خدا کا غصہ اور زیادہ ہی ہو گا اور کافروں کو کفر کی وجہ سے اور زیادہ

كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

کفر اُن کے نے مگر نقصان کہہ کیا دیکھا تم نے شریکوں اپنوں کو جن کو پکارتے ہو تم سوائے خدا کے

ہی گھاٹا ہو گا (اے پیغمبر ان کافروں سے کہہ) بتلاؤ تو سہی تمہارے دیوتا جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھ کو دکھاؤ

ع ۱۶

ف۱ یعنی ہماری تمام محنتوں اور تکلیفوں کا خاتمہ ہوگیا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "رہنے کا گھر اس سے پہلے کوئی نہ تھا ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا غم، دشمنوں کا ڈر اور رنج اور مشقت وہاں پہنچ کر سب گئے۔ (موضح)

ف۲ ایک حدیث میں بھی ہے کہ دوزخی دوزخ میں رہینگے سو وہاں نہ مرینگے اور نہ جیئیں گے۔ الغرض دوزخ کا عذاب دائمی ہوگا۔ دیکھئے (نساء: ۵۶، طٰہٰ: ۷۴)

ف۳ "اتنی عمر" سے مراد ساٹھ برس کی عمر ہے۔ یہی قول حضرت ابن عباسؓ اور اکثر صحابہؓ سے منقول ہے۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک مرفوع حدیث میں ہے: اعذر اللہ الی امرئ اخر عمرہ حتٰی بلغ ستین سنۃ "کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا عذر ختم کر دیا جسے اس نے ساٹھ برس کی عمر دے دی، پس یہی قول اصح ہے اور جن روایات و اقوال میں چھیالیس، ستر اور چالیس برس کی تحدید مذکور ہے وہ صحیح نہیں ہیں (ملخص از ابن کثیر وغیرہ)

ف۴ اس بنا پر اسے خوب معلوم ہے کہ اگر تمہیں دوبارہ بھی دنیا میں بھیج دیا جائے تو تم ہرگز نیک کام نہ کروگے جیسا کہ دوسرے مقام۔ (انعام: ۲۸) پر فرمایا: وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ اور اگر انہیں (دنیا میں) دوبارہ بھیج بھی دیا جائے تب بھی وہی کام کرینگے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ (قرطبی)

ف۵ یعنی پچھلی نسلیں ختم ہوگئیں تو تم نے ان کی جگہ لے لی۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی رسولوں کے پیچھے تمہیں ریاست دی یا اگلی امتوں کے پیچھے اب اس کا حق ادا کرو۔"

ف۶ یعنی جو اس نعمت (خلافت) کی ناشکری کرے۔ نہ حق بندگی ادا کرے اور نہ گزشتہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرے تو اس کی ناشکری کا وبال اسی پر پڑے گا کسی دوسرے کو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائیگا۔

اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا

دکھلاؤ مجھ کو کیا کچھ پیدا کیا ہے انہوں نے زمین میں سے یا واسطے اُنکے ساجھا ہے بیچ آسمانوں کے یا دی ہے ہم نے انکو کوئی کتاب

اُنہوں نے زمین میں کونسی چیز بنائی ہے یا آسمانوں کے بنانے میں اُن کا کچھ ساجھا ہے یا ہم نے کوئی کتاب اُن کو دی

فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾

پس وہ اوپر دلیل ظاہر کے ہیں اس سے بلکہ نہیں وعدہ دیتے ظالم بعضے اُن کے بعضوں کو مگر فریب دینا

ہے جس کی وہ سند رکھتے ہیں (اس کتاب میں شرک کی تعلیم ہے یہ کوئی بات نہیں) بلکہ یہ ظالم اور کچھ نہیں ایک دوسرے کو فریب دے کر مٹھار لیتے ہیں (انکے وعدے ف۲

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ

تحقیق اللہ نے تھام رکھا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اس سے کہ ٹل جاویں اپنی جگہ سے اور اگر ٹل جاویں نہ تھامے گا اُن دونوں کو کوئی شخص

وعید سب دھوکے کی ٹٹیاں ہیں) آسمانوں اور زمین کو بیشک اللہ ہی تھامے ہوئے ہے وہ (اپنی جگہ سے) ٹل نہیں سکتے اور جو کہیں ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا کوئی

اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ

پیچھے اُس کے تحقیق وہ ہے تحمل والا بخشنے والا اور قسم کھائی انہوں نے ساتھ اللہ کے سخت قسم اپنی

بھی ایسا نہیں جو ان کو تھام سکے بیشک اللہ تعالیٰ تحمل والا ہے بخشنے والا ف۴ اور یہ کافر (پیغمبر کے آنے سے پہلے) تو بڑے زور کی قسمیں کھایا کرتے

لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ

اگر آوے اُن کے پاس ڈرانے والا البتہ ہوں گے بہت راہ پانے والے ہر ایک امت سے پس جب آیا اُنکے پاس ڈرانے والا

تھے کہ اُن کے پاس (خدا کی طرف سے) کوئی ڈرانیوالا (پیغمبر) آئیگا تو وہ کوئی سی بھی امت ہو اُس سے بڑھ چڑھ کر سیدھی راہ پر چلیں گے ف۵ پھر جب ڈرانیوالا (پیغمبر) ان کے

مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ ﴿۴۲﴾ اِسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّیِّئِ ؕ وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ

نہ زیادہ کیا اُن کو مگر بیزاری بہ سبب تکبر کرنے کے بیچ زمین کے اور مکر کرنے بُرائی کے اور نہیں گھیرتا مکر

پاس آن پہنچا تو اور نفرت انکی بڑھ گئی لگے زمین میں شیخی مارنے اور بُرے بُرے فریب کرنے اور (یہ نہیں جانتے) بُرا فریب، فریب کرنیوالے

السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ

بُرا مگر مکر کرنے والوں کو اسکے پس نہیں انتظار کرتے مگر عادت پہلوں کی کا پس ہرگز نہ پاوے گا تو وہ واسطے عادت

ہی پر لوٹ جاتا ہے (چاہ کن را چاہ در پیش) پھر اب وہ اسی (اللہ کے) برتاؤ کے منتظر ہیں جو اگلے کافروں کے ساتھ ہوتا رہا (عذاب اترا) تو (اے پیغمبر) اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

اللہ کے بدل ڈالنا اور ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے عادت اللہ کے پھیر دینا کیا نہیں سیر کی انہوں نے بیچ زمین کے

برتاؤ (اس کا طریقہ قاعدہ) تو ہرگز بدلتا ہوا نہ پائے گا اور تو ہرگز اللہ کا برتاؤ ٹلتا ہوا نہ پائے گا ف۶ کیا ان لوگوں نے ملکوں کی سیر نہیں کی (اگر کرتے) تو

فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

پس دیکھیں کیوں کر ہوا آخر کام اُن لوگوں کا کہ پہلے اُن سے تھے اور تھے بہت سخت ان سے قوت میں

دیکھ لیتے اگلے لوگوں (کافروں) کا انجام کیسا ہوا اور وہ زور قوت میں ان سے بڑھ کر تھے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ

اور نہیں ہے اللہ اس لائق کہ عاجز کرے اُس کو کوئی چیز بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمین کے ف۷ تحقیق وہ ہے

اور اللہ تو ایسا نہیں ہے کہ آسمان اور زمین میں کوئی چیز بھی اُس کو تھکا سکے وہ (سب) جانتا ہے اور

ف جس کی بنا پر تم یہ سمجھو کہ یہ خدا کی خدائی میں شریک قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ ف۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر حجت قائم کی ہے کہ ان معبودوں کو نہ تو آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں کچھ دخل ہے اور نہ کسی سماوی کتاب ہی میں ان کے شریک ہونے کی کوئی دلیل موجود ہے تو پھر تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ دراصل یہ اپنے پیشواؤں کے اس قول پر فریفتہ ہوگئے ہیں کہ جن کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ اللہ سے ہماری سفارش کرینگے (یا پیر، فقیر، عوام سے جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں کا دامن تھام لو دنیا میں بھی سکھی رہو گے اور آخرت میں بھی وہ تمہیں خدا کے عذاب سے بچا لینگے، سو یہ جھوٹ اور فریب ہے۔ (سلفیہ باضافہ)

ف۳ ان کے معبودوں سے خلق وقدرت کی نفی کے بعد اب اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بیان فرمایا۔ یعنی جس طرح یہ حقیقت ہے کہ آسمان وزمین کا بنانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی ان کا بنانے والا اور اس نظام کو چلانے والا نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کو اپنی قدرت سے تھامے ہوئے ہے کوئی دوسرا ان کے تھامنے اور ان کا نظام چلانے میں اس کا شریک نہیں ہے۔

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ کا حلم اور اس کی مغفرت نہ ہوتی تو بندوں کا کفر وعصیان (خصوصاً شرک) اس بات کا متقاضی ہے کہ آسمان وزمین اپنی جگہ پر قائم نہ رہیں جیسے فرمایا: "تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ (مریم: ۹۰-۹۱)- یا مطلب یہ ہے کہ مشرکین اپنے شرک وعصیان کی وجہ سے اس امر کے مستحق ہو چکے ہیں کہ آسمان کو گرا کر ان کو تباہ وبرباد کر دیا جائے اور زمین ویرانہ بن جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے حلم ومغفرت کی وجہ سے ان کو تھامے ہوئے ہے۔ اگر یہ اپنی جگہ سے ٹلا گئے تو کوئی طاقت نہیں جو ان کو تھام سکے۔ (کبیر وغیرہ)

ف۵ جس کی طرف اللہ نے کبھی اپنا کوئی پیغمبر بھیجا ہو۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "عرب کے لوگ جو سنتے یہود کی بے حکمیاں اپنے نبیؑ سے تو کہتے۔ ہم میں اگر نبی آوے تو ہم ان سے بہتر رفاقت کریں سو منکر ہو۔ نہ اور عداوت کی۔" اکثر مفسرینؒ نے آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ اور سورۂ صافات: (۱۶۷-۱۶۹) سے بھی اس کی تائید ووضاحت ہوتی ہے۔ فرمایا: وَاِنْ كَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ۔ اور یہ (قرآن اُترنے سے پہلے) کہا کرتے تھے کہ اگر پچھلوں کی کوئی کتاب ہمارے پاس ہوتی تو ہم اللہ کے برگزیدہ بندے ہو جاتے۔" مگر امام رازیؒ کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ تو رسالت اور حشر کے قائل ہی نہیں تھے۔ پھر ان کے اس قول کی یہ تفسیر کیسے کی جاسکتی ہے۔ دراصل اس قول سے ان کا مقصد مبالغہ کے ساتھ رسالت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کرنا ہے۔ یعنی اگر اللہ کی طرف سے واقعۃً کوئی پیغمبر آتا تو ہم اس پر ایمان لے آتے مگر یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو پیغمبر ہی نہیں ہیں بلکہ (نعوذ باللہ) کاذب اور مفتری ہیں (کبیر)

ف۶ یعنی یہ اگر اپنی روش نہ بدلیں گے اور اپنی سرکشی میں بڑھتے جائیں گے تو پچھلے کافروں کی طرح ان پر عذاب نازل ہو کر رہے گا۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت تبدیل نہیں ہو سکتی کہ یہ اس کی پکڑ سے محفوظ رہیں۔ ف۷ یعنی وہ اسے ہونے کا حکم دے یا کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرے اور وہ نازل نہ ہو۔

كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ

ہے جاننے والا قدرت والا اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ساتھ اس چیز کے کہ کماتے ہیں نہ چھوڑے

(ہر طرح کی) قدرت رکھتا ہے ف۱ اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کاموں پر (فوراً) پکڑ لیا کرے (سزا دے) تو زمین پر ایک

عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ

اوپر پشت زمین کے کوئی چلنے والا ولیکن ڈھیل دیتا ہے اُن کو ایک وقت مقرر تک پس جب آوے گا

جاندار بھی باقی نہ چھوڑے ف۲ مگر اللہ تعالیٰ ایک مقرر وقت (قیامت) تک اُن کو ڈھیل دیتا ہے جب اُن کا وقت (موت کا

أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿۴۵﴾

وقت مقرر اُن کا پس تحقیق اللہ ہے ساتھ بندوں اپنے کے دیکھنے والا

یا قیامت) آن پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے ف۳

سُورَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ (۴۱) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آيَاتُهَا ۸۳ رُكُوعَاتُهَا ۵

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۴

يسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴿۲﴾ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳﴾ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۴﴾

اے سید قسم ہے قرآن محکم کی تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے ہے اوپر راہ سیدھی کے

اے مرد ف۵ قسم ہے حکمت والے قرآن کی ف۶ بیشک تو پیغمبروں میں سے (ایک پیغمبر) ہے ف۷ سیدھے رستے پر ف۸ (یہ قرآن)

تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۵﴾ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ﴿۶﴾

اُتارا ہے خدا غالب مہربان نے تو کہ ڈراوے تو اس قوم کو کہ نہیں ڈرائے گئے ہیں باپ ان کے پس وہ بے خبر ہیں

زبردست رحم والے (خدا) کا اُتارا ہوا ہے اس لیے کہ تو (عرب کے) اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے (کوئی پیغمبر اُنکے پاس نہیں آیا) ف۹

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۷﴾ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ

البتہ تحقیق سچ ہوئی بات اوپر بہتوں انہوں کے پس وہ نہیں ایمان لاتے تحقیق کئے ہم نے بیچ گردنوں اُن کی کے

تو وہ (دین کی باتوں سے) غافل ہیں اُن میں سے اکثر لوگوں پر تو اللہ کا فرمانا پورا ہو چکا ہے ف۱۰ تو وہ ایمان نہ لائیں گے ہم نے اُنکی گردنوں میں (بھاری بھاری) طوق ڈال دیئے

أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ

طوق پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں پس وہ سر اونچا کر رہے ہیں اور کی ہم نے آگے اُن کے سے

ہیں وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے ہوئے ہیں) تو وہ اپنے سر اٹھائے ہوئے ہیں ف۱۱ اور ہم نے اُن کے سامنے آڑ کر دی ہے اور اُن کے پیچھے آڑ

سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۹﴾ وَسَوَاءٌ

ایک دیوار اور پیچھے اُن کے سے ایک دیوار پس ڈھانکا ہم نے اُن کو پس وہ نہیں دیکھتے ہیں اور برابر ہے

(کر دی ہے) اور اوپر سے اُن کو ڈھانک دیا ہے تو وہ دیکھ ہی نہیں سکتے ف۱۲ اور (اے پیغمبرؐ) ان کافروں

عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰﴾ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ

اوپر اُن کے کیا ڈراوے تو اُن کو یا نہ ڈراوے تو اُن کو نہیں ایمان لانے کے سوائے اسکے نہیں کہ ڈراتا ہے تو اس شخص کو کہ پیروی

کو تو (اللہ سے) ڈرائے یا نہ ڈرائے دونوں اُن کو برابر ہیں وہ (کبھی) ماننے والے نہیں ف۱۳ تو تو اسی شخص کو ڈرا سکتا ہے ف۱۴ جو قرآن کی

ف۱ کوئی چیز اس سے پوشیدہ یا کوئی کام اس کیلئے دشوار نہیں ہے۔ ف۲ جاندار سے مراد جن وانس کے علاوہ عام جاندار ہیں مطلب یہ ہے کہ جن وانس تو اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ اور دوسری جاندار چیزیں جن وانس کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے۔ بعض آثار میں ہے "کَادَ الْجُعَلُ اَنْ یُعَذَّبَ فِیْ جُحْرِہٖ بِذَنْبِ ابْنِ آدَمَ۔ (قرطبی) ف۳ کسی کا حال اس سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر ایک کو اس کے اچھے یا بُرے عمل کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیگا۔ ف۴ یہ سورۃ بالاتفاق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ البتہ مفسرین کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس کی آیت "وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ"... مدینہ منورہ میں اس وقت نازل ہوئی جب قبیلہ بنو سلمہ نے اپنے گھروں کو، جو مسجد نبوی سے دُور تھے چھوڑنے اور مسجد کے قریب آباد ہونے کا ارادہ کیا۔ (قرطبی) متعدد احادیث میں اس سورہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اللہ کی رضامندی چاہنے کے لئے کسی رات سورہ یٰسٓ پڑھی، اس کی اس رات بخشش کر دی گئی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ "یٰسٓ قرآن کا دل ہے۔ کوئی شخص اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت (کی نجات) حاصل کرنے کی نیت سے تلاوت نہیں کرتا مگر اسے بخش دیا جاتا ہے۔" قریب مرگ پر اسکی تلاوت کرنے سے اسکی روح نکلنے میں آسانی ہوتی ہے اسکی تلاوت سے مشکل آسان ہوتی ہے۔ یہ دونوں باتیں علماء نے اس سورہ کے خواص میں شمار کی ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۵ "یٰسٓ" حروف مقطعات میں سے ہے جن کی تشریح سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے حضرت ابن عباسؓ اور بعض تابعینؒ نے اس کے معنی "اے مرد"، "یا ایہا الانسان" اور بعض نے یا سید البشر (اے انسانوں کے سردار) بیان کئے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں: یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی اس قرآن کی جو حکمت اور دانائی کی باتوں سے لبریز ہے، یا جو اس قدر محکم (پختہ) ہے کہ اس میں کوئی اختلاف اور تناقض نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ بعد میں جو بات بیان کی جا رہی ہے اس کی صحت پر قرآن حکیم شاہد ہے اور فی الواقع یہ قرآن معجزہ ہے جو آنحضرتؐ کو دیا گیا ہے۔

ف۷ اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیغمبر ہونے میں کوئی شک تھا، بلکہ اس سے مقصود ان کفار قریش کی تردید ہے جو آنحضرتؐ سے کہا کرتے تھے "لَسْتَ مُرْسَلًا" تم اللہ کے بھیجے ہوئے نہیں ہو۔

ف۸ یعنی دین توحید پر جو سیدھا اللہ تک پہنچاتا ہے اور اس میں نہ افراط ہے اور نہ تفریط۔

ف۹ باپ دادا سے مراد قریب کے باپ دادا ہیں۔ کیونکہ عربوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا۔ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب "مَا أُنذِرَ" میں "مَا" کو نافیہ قرار دیا جائے اور اگر اسے موصولہ بمعنی "جو" مان لیا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا: "اس لئے کہ تو عرب کے ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادا ڈرائے گئے تھے۔ کیونکہ وہ (دین کی باتوں سے) غافل ہو چکے تھے۔ اس صورت میں آباء سے مراد قدیم آباء ہونگے جن کی طرف حضرت اسمٰعیلؑ کی بعثت ہوئی۔ (تنبیہ) قرآن کی دوسری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کی بعثت سب کے لئے عام تھی اور صحیح احادیث میں بھی آپؐ نے فرمایا ہے کہ میری نبوت عام ہے پس یہاں لتنذر قوما کی تخصیص محض قریش کے جواب میں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ قول جو اس نے روز ازل میں فرمایا تھا کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے بھروں گا۔

ف۱۱ مطلب یہ ہے کہ طوقوں کی وجہ سے وہ نہ سر جھکا سکتے ہیں، اور نہ ادھر ادھر دیکھ سکتے ہیں۔ اسلئے وہ اپنے سر اٹھائے کھڑے ہیں۔ یہاں طوق کا لفظ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہدایت سے محروم ہونے کیلئے بطور مثال ذکر کیا گیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی جب وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں دن بدن پختہ ہی ہوتے چلے گئے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا یا ہم نے انہیں یہ سزا دی کہ انکے آگے پیچھے ایسے اسباب ـ نسلی تعصبات، باپ دادا کی اندھی تقلید اور قومی رسوم وعادات کی بے جا پابندی وغیرہ ـ پیدا کر دیئے جو انکے ایمان لانے کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور انکی آنکھوں پر غلط فہمیوں کی پٹی باندھ دی جسکی وجہ سے انہیں حق بات سوجھ ہی نہیں سکتی۔ اب انکے سامنے کوئی کھلی سے کھلی دلیل بھی آجائے تو وہ اسکی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ ف۱۳ اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ انہیں سمجھانا اور تبلیغ کرنا چھوڑ دیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب آپؐ عام لوگوں کو سمجھائیں گے اور عام تبلیغ کرینگے تو آپؐ کو دو قسم کے لوگوں سے سابقہ پیش آئیگا۔ ایک وہ لوگ جن پر آپؐ کی تبلیغ کوئی اثر نہ کریگی اور وہ اپنے کفر وشرک پر بضد رہینگے۔ اس آیت میں انہیں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (بقرہ: ۶) ف۱۴ یعنی آپؐ کی تبلیغ سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ف۱ یعنی از اعمال خیر و شر۔ (فتح الرحمٰن) پیچھے چھوڑے جانیوالی نشانیوں سے مراد وہ نیکیاں یا برائیاں ہیں جن کے ثواب یا گناہ کا سلسلہ آدمی کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے جیسے کوئی شخص ایسا نیک یا بد طریقہ جاری کرے جس پر لوگ اس کے بعد بھی عمل کریں اور ان کے ساتھ ساتھ اسے بھی اس کا ثواب یا گناہ ملتا رہے۔ بعض صحابہؓ و تابعینؒ نے "آثار" سے مراد پاؤں کے نشان لئے ہیں۔ جیسا کہ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ نے جو مدینہ کے ایک گوشہ میں رہتا تھا، یہ چاہا کہ اپنے پرانے گھروں کو چھوڑ کر مسجد نبویؐ کے قریب آ کر آباد ہو جائے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے انہیں بلایا اور فرمایا: یا بنی سلمة دیارکم تکتب آثارکم اے بنی سلمہ! اپنے موجودہ گھروں میں ٹکے رہو۔ تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔" یہ بھی اپنی جگہ صحیح ہے مگر آیت کو عموم پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے یعنی یہ کہ "آثار" سے مراد پاؤں کے نشان بھی ہیں اور خیر و شر کے پیچھے چھوڑے ہوئے نشان بھی۔ (شوکانی)

ف۲ اس بستی سے مراد کونسی بستی ہے اور وہ پیغمبر کون تھے جو اس بستی کی طرف بھیجے گئے تھے؟ اس کی قرآن یا کسی صحیح حدیث میں تصریح نہیں ہے۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق کئی قدیم مفسرینؒ بالعموم اس طرف گئے ہیں کہ اس بستی سے مراد شام کا شہر انطاکیہ ہے، اور جن پیغمبروں کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کے حواری تھے جنہیں حضرت عیسیٰؑ نے تبلیغ کے لئے وہاں بھیجا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے بھی اپنی توضیح میں یہی لکھا ہے مگر یہ توضیح بچند وجوہ صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ اول یہ کہ قرآن نے ان پیغمبروں کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی تصریح کی ہے اور پھر اگر وہ حضرت عیسیٰؑ کے حواری ہوتے تو بستی والے ان پر یہ اعتراض نہ کرتے کہ تم ہماری طرح کے بشر ہو اور اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نہیں اتاری بلکہ ان کے مابین سوال و جواب کا طریقہ کوئی اور ہوتا جس سے پتا چلتا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے بھیجے ہوئے حواری تھے۔ دوسرے یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ انطاکیہ اور اسکندریہ ان شہروں میں سے ہیں جن کے تمام باشندے حضرت عیسیٰؑ پر سب سے پہلے ایمان لائے اس لئے انطاکیہ عیسائیوں کے چار بڑے مراکز میں سے ایک مرکز رہا ہے۔ تیسرے جیسا کہ آگے آ رہا ہے قرآن کی تصریح کے مطابق یہ بستی تباہ کر دی گئی حالانکہ انطاکیہ والوں کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کا قصہ تورات کے نازل ہونے کے بعد پیش آیا اور حضرت ابو سعید خدریؓ اور دیگر صحابہ کہتے ہیں کہ تورات نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی بستی کو عام عذاب بھیجکر تباہ نہیں کیا (مستدرک حاکم کی ایک مرفوع روایت سے بھی ثابت ہے جسے حاکم نے صحیح کہا ہے (دیکھئے سورۂ قصص ۴۳) اور یہ جو آیا ہے کہ حضرت علیؓ کا اس امت میں وہی مرتبہ ہے جو حضرت مسیحؑ کی امت میں اس شخص کا ہے جس کا ذکر سورۂ یٰسٓ میں ہے تو یہ روایت ضعیف ہے اور اس کی سند میں حسین بن حسن الاشقر راوی ہے جو غالی شیعہ ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرآن نے جس بستی کا ذکر کیا ہے اس سے مراد انطاکیہ نہیں بلکہ اور کوئی بستی ہے جو تباہ کر دی گئی اور یہ واقعہ نزول تورات سے قبل کا ہے ممکن ہے اس نام کی اس سے پہلے بھی کوئی بستی ہو۔ (احسن الفوائد، ابن کثیر وغیرہ)

الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا نَحْنُ

کرے قرآن کی اور ڈرے خدا سے بن دیکھے پس خوشخبری دے اسکو ساتھ بخشش اور ثواب بزرگ کے تحقیق ہم

پیروی کرے (یا نصیحت پر چلے) اور بن دیکھے خدا سے ڈرے اُس کو (گناہوں کی) بخشش اور اچھے ثواب کی خوشخبری سنا بے شک ہم (قیامت میں)

نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ

زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھتے ہیں ہم جو آگے بھیجا ہے انہوں نے اور نشانیوں انکی کو اور ہر چیز شمار کر رکھا ہے ہم نے اسکو بیچ لوح

مردوں کو جلائیں گے اور جو (نیک) کام وہ آگے بھیج چکے اور نشانیاں (جو وہ پیچھے چھوڑ گئے) ہم انکو لکھ لیتے ہیں ف۱ اور ہم نے ہر چیز ایک روشن کتاب (لوح محفوظ)

مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَاۗءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

محفوظ کے اور بیان کر واسطے انکے ایک مثال رہنے والے گاؤں کی جس وقت کہ آئے انکے پاس بھیجے ہوئے

میں جوڑلی ہے (کوئی چیز نہیں چھوڑی) اور (اے پیغمبرؐ) ان لوگوں سے گاؤں والوں کا قصہ بیان کر جب اُن کے پاس (اللہ تعالیٰ کے) پیغمبر آئے ف۲

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ

جب بھیجے ہم نے طرف اُن کی دو پیغمبر پس جھٹلایا انہوں نے ان دونوں کو پس قوت دی ہم نے ساتھ تیسرے کے پس کہا انہوں نے تحقیق ہم طرف

جب ہم نے اُن کی طرف دو پیغمبر بھیجے انہوں نے دونوں کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے پیغمبر کو مدد کے لیے بھیجا ان تینوں نے (مل کر) یہ کہا ہم تمہارے پاس (خدا

مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ

تمہاری بھیجے گئے ہیں کہا انہوں نے نہیں تم مگر آدمی مانند ہماری اور نہیں اتاری رحمٰن نے کچھ چیز

کی طرف سے) بھیجے گئے ہیں وہ کہنے لگے تم تو ہماری طرح ایک آدمی ہو اور اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نہیں اتاری

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ

نہیں تم مگر جھوٹے کہا انہوں نے پروردگار ہمارا جانتا ہے تحقیق ہم طرف تمہاری البتہ رسولوں سے ہیں اور نہیں اوپر ہمارے

تم تو بس نرے جھوٹے ہو پیغمبروں نے کہا ہمارا مالک جانتا ہے (خدا گواہ ہے) کہ ہم بیشک تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور ہمارا کام اور کچھ

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ

مگر پہنچا دینا پیغام ظاہر کہا انہوں نے تحقیق ہم بد جانتے ہیں رہنا تمہارا اگر نہ باز رہو گے تم البتہ سنگسار کریں گے ہم تم کو اور

نہیں صرف کھول کر تم کو سنا دینا ہے (خدا کا حکم پہنچا دینا) وہ کہنے لگے تمہارا آنا تو ہم پر منحوس ہوا ف۳ (دیکھو) تم (اپنی باتوں سے) اگر باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو پتھروں سے

لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَاۗىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ

البتہ لگے گا تم کو ہم سے عذاب درد دینے والا کہا انہوں نے بدی تمہاری ساتھ تمہارے ہے کیا نصیحت دیے جاتے ہو بلکہ

مار ڈالیں گے اور ہماری طرف سے تم کو سخت تکلیف پہنچے گی پیغمبروں نے کہا (یہ تو خود) تمہاری نحوست (ہے جو) تمہارے ساتھ ہے تم کو جو اچھے کام کرنے کی

اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَاۗءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ

تم قوم ہو حد سے نکل جانیوالے اور آیا کنارے دور اس شہر کے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا

نصیحت کی گئی (تو تم نے نصیحت کرنیوالے ہی کو منحوس کہنے) بات یہ ہے کہ تم لوگ (بیوقوفی میں) حد سے بڑھ گئے ہو ف۴ اور شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْــَٔــلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

اے قوم میری پیروی کرو بھیجے گیوں کی پیروی کرو اس شخص کی کہ نہیں مانگتا تم سے مزدوری اور وہ راہ پائے ہوئے ہیں

بھائیو پیغمبر کا کہنا مانو اُن لوگوں کا کہنا مانو جو تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتے اور وہ ٹھیک رستے پر ہیں

ف۳ یہ بھی اسی قسم کی بات ہے جو کفارِ مکہ نے آنحضرتؐ سے کہی۔ (سورہ نساء: ۷۸) اور جو قوم ثمود نے حضرت صالحؑ سے کہی۔ (نمل: ۴۷) اور جو فرعون کی قوم والے حضرت موسیٰؑ اور ان پر ایمان لانیوالوں کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ (اعراف: ۱۳۰)

ف۴ اس لئے اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ برے کام خود کرتے ہو اور منحوس ان لوگوں کو بتاتے ہو جو تمہیں برائی سے منع کرتے ہیں۔ یا "تم لوگ (کفر و سرکشی میں) حد سے بڑھ گئے ہو۔" اس لئے ہماری دعوت کو قبول کرنے کی بجائے اسے اوہام و خرافات سے رد کرنا چاہتے ہو۔

ف۱ مقصود قوم کو توجہ دلانا ہے کہ جس طرح میرے لئے یہ صحیح نہیں ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت نہ کروں اسی طرح تمہارے لئے بھی صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے باز رہو، کیونکہ میں ہوں یا تم سب کا پیدا کرنے والا وہی اللہ ہے۔ ف۲ "اور اپنے اعمال کا بدلہ پانا چاہئے"۔ ف۳ اس سے مقصود بھی دراصل قوم ہی کو توجہ دلانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن جھوٹے معبودوں ـــــ بتوں یا زندہ و مُردہ ہستیوں ـــــ کی تم بندگی کر رہے ہو ان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کی پاداش میں تمہیں پکڑنا اور سزا دینا چاہے تو وہ تمہیں اپنے زور سے سفارش کرکے اس کی گرفت سے چھڑا سکیں ـــــ اس سے اس سفارش کی نفی نہیں ہوتی جو قیامت کے دن انبیاءؑ، فرشتے یا اللہ کے نیک بندے کریں گے کیونکہ وہ سفارش زور کی نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد اس کے حضور میں التجا ہوگی۔

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ ٱلَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾ ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً

اور کیا ہے میرے تئیں کہ نہ عبادت کروں میں اس خدا کی کہ پیدا کیا مجھ کو اور طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے تم کیا پکڑوں میں سوائے اس کے معبود

اور مجھے کیا (کچھ جنون) ہُوا ہے میں اُس (خدا) کو نہ پوجوں جس نے مجھ کو پیدا کیا ف۱ اور اُسی کے پاس تم (سب) کو لوٹ کر جانا ہے ف۲ کیا میں اُس کے سوا دوسروں کو بھی خدا

إِن يُرِدْنِ ٱلرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّيٓ إِذًا

اگر چاہے خدا میرے تئیں ایک نقصان نہ کفایت کرے مجھ سے سفارش اُن کی کچھ اور نہ چھوڑا دیں مجھ کو تحقیق میں اسوقت

بنالوں اور (انکا حال تو یہ ہے کہ) اگر خدا مجھ کو کوئی دکھ (تکلیف) دینا چاہے تو اُن کی سفارش (بھی) میرے کچھ کام نہ آئے اور نہ وہ خود مجھ کو (اُس دکھ سے) چھڑا سکیں ف۳ اگر میں ایسا

لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَٱسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ ٱدْخُلِ ٱلْجَنَّةَ ۖ قَالَ

البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہوں تحقیق میں ایمان لایا ساتھ پروردگار تمہارے کے پس سُنو بات میری کہا گیا اُسکو داخل ہو بہشت میں کہا حبیب نے

کروں تو بیشک صریح نادان ہوں ف۴ میں تو تمہارے مالک پر ایمان لایا ہوں تم سُن رکھو ف۵ اُس سے کہا گیا (حق تعالیٰ نے فرمایا مزے سے) بہشت میں داخل ہو ف۶

يَٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ ٱلْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ أَنزَلْنَا

اے کاش کہ قوم میری جانتی ساتھ اس چیز کے کہ بخشا مجھ کو پروردگار میرے نے اور کیا مجھ کو کرم کیے گیوں سے اور نہیں اُتارا ہم نے

وہ (اُسوقت بھی) کہنے لگا کاش میری قوم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے مالک نے مجھ کو بخش دیا ف۷ اور عزت داروں میں مجھ کو شریک کیا (بہشت سرفراز فرمائی) ف۸ اور اس کے مرے

عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا

اوپر قوم اس کی کے پیچھے اس کے سے کوئی لشکر آسمان سے اور نہیں تھے ہم اُتارنے والے نہیں تھا عذاب انکا مگر

بعد ہم نے اُسکی قوم پر آسمان سے (فرشتوں کی) کوئی فوج نہیں اُتاری اور نہ ہم کو (اُن کے تباہ کرنے کے لیے فوج اُتارنے کی) ضرورت تھی ف۹ بس ایک چنگھاڑ

صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَٰحَسْرَةً عَلَى ٱلْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ

ایک آواز تند پس اُس وقت وہ بجھے ہوئے تھے اے ارمان اوپر ان بندوں کے کہ نہیں آیا اُن کے پاس کوئی پیغمبرؑ

کی دیر تھی وہ اسی دم بجھ کر (مرکر) رہ گئے ف۱۰ ہائے افسوس ہے بندوں پر جب اُن کے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کوئی پیغمبرؑ آیا تو

إِلَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا۟ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ ٱلْقُرُونِ أَنَّهُمْ

مگر تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے کیا نہیں دیکھتے کہ کتنے ہلاک کئے ہم نے پہلے اُن سے قرنوں سے اہل زمانہ سے یہ کہ وہ

اُس سے ٹھٹھا کرنے لگے کیا اُن لوگوں نے اس پر نظر نہیں ڈالی کہ ہم نے اُن سے آگے کتنی قوموں کو تباہ کر دیا وہ اب اُن کے

إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَءَايَةٌ لَّهُمُ

طرف اُن کی نہ پھیرے جاویں گے اور نہیں ہیں سب مگر سب جمع ہو کر نزدیک ہمارے حاضر کئے گئے ہیں اور نشانی ہے واسطے اُنکے

پاس لوٹ کر آنے والے نہیں ف۱۱ البتہ یہ سب لوگ (قیامت کے دن) ہمارے پاس حاضر ہوں گے اور اُن کے لیے مردہ زمین

ٱلْأَرْضُ ٱلْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَٰهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا

زمین مردہ کہ زندہ کیا ہم نے اسکو اور نکالا ہم نے اس میں سے اناج پس اُس سے کھاتے ہیں وہ اور کئے ہم نے بیچ اس کے

(ہماری قدرت کی) نشانی ہے ہم نے (پانی برسا کر) اُسکو جلایا اور اُس میں سے اناج نکالا یہ لوگ اُسی میں سے کھاتے ہیں ف۱۲ اور زمین میں ہم نے کھجور اور

جَنَّٰتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَٰبٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ ٱلْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا۟ مِن ثَمَرِهِۦ وَمَا

باغ کھجوروں سے اور انگوروں سے اور جاری کئے ہم نے بیچ اسکے چشموں سے تو کہ کھاویں میووں اُس کے سے اور نہیں

انگور کے باغ لگائے اور اُس میں (پانی کے) چشمے بہائے اس لیے کہ یہ لوگ اسکا میوہ کھائیں اور میوا انہوں نے

ف۴ یعنی یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اگر میں انہیں اپنا معبود بنالوں۔

ف۵ یعنی میں جس خدا پر ایمان لایا ہوں وہ میرا ہی نہیں تمہارا بھی پروردگار ہے لہٰذا تمہیں میری بات سننی چاہئے اور صرف ایک خدا پر ایمان لانا چاہئے ـــــ یہ اس شخص کا اپنی قوم سے خطاب ہے۔ بعض مفسرینؒ نے اس جملہ کا مخاطب انبیاءؑ کو قرار دیتے ہوئے یہ مطلب بیان کیا ہے "اپنے جس رب (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم دعوت دے رہے ہو میں اس پر ایمان لے آیا تم میرے مومن ہونے کے گواہ رہو"۔ یہ تاویل حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے منقول ہے جو ابن جریرؒ اور قرطبیؒ نے ذکر کی ہے اور حافظ ابن کثیرؒ نے اسے اظہر قرار دیا ہے۔ بہرحال اس بات کے کہنے پر اس کی قوم کے لوگ اس پر پل پڑے اور اسے شہید کر دیا۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۶ یعنی شہادت واقع ہوتے ہی اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ شہدا کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے اندر جہاں اور جیسے چاہتی ہیں اڑتی پھرتی ہیں۔ دیکھئے بقرہ (آیت ۱۵۴)

ف۷ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "کاش! میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ کس چیز کی بدولت میرے مالک نے مجھے بخش دیا ـــــ پہلا ترجمہ "بما" کے "ما" کا مصدریہ ہونے کے لحاظ سے ہے اور دوسرا "ما" کے استفہامیہ ہونے کے لحاظ سے۔ (شوکانی)

ف۸ تاکہ وہ بھی میری طرح کفر سے توبہ کرتے اور رسولوں پر ایمان لاتے اور جنت میں داخل ہوتے یا میرا حسنِ انجام اُن کو معلوم ہوتا ـــــ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "قوم نے اس سے دشمنی کی کہ مار ڈالا اس کو بہشت میں بھی قوم کی خیرخواہی رہی۔ اگر معلوم کریں میرا حال تو سب ایمان لاویں۔ (کذافی القرطبی)

ف۹ چنانچہ ان کے کفر و ظلم اور تکذیب انبیاء کی پاداش میں جب ہم نے انہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ اہتمام نہیں کیا اور نہ اس اہتمام کی ضرورت تھی کہ آسمان سے فرشتوں کی فوج اُتارتے جو انہیں ہلاک کرتی۔ جنگِ بدر میں فرشتوں کی فوج کا نزول صرف آنحضرتؐ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے تھا ورنہ کفارِ قریش کو ہلاک کرنے کیلئے تو فرشتے کے ایک بازو کی حرکت ہی کافی تھی اور یہ پیغمبرؑ جن کا ذکر ہو رہا ہے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرتبہ کے نہ تھے کہ ان کی تعظیم کیلئے فرشتوں کی فوج اتارنے کی ضرورت پیش آتی۔ (کبیر۔ شوکانی)

ف۱۰ تفاسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا، انہوں نے شہر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک آواز بلند کی جس سے شہر میں ایک شخص بھی زندہ نہ رہا اور سب کے سب مر گئے۔ (شوکانی) ف۱۱ یعنی ایسے ختم ہو گئے کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا اور نہ ان کا کوئی نام لیوا رہا ـــــ یہاں "لا یرجعون" کے لفظ میں ان لوگوں کا رد ہے جو بعض شخصیتوں کے موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آنے کے قائل ہیں۔ (قرطبی) ف۱۲ جو خدا مردہ زمین میں جان ڈال سکتا ہے وہ اس چیز پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ انسانوں کو ان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اپنے حضور حاضر کر سکے۔

ف۱ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے " اس لئے یہ لوگ اس کا میوہ اور وہ چیز کھائیں جسے یہ اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں " یعنی مصنوعی غذا جسے قدرتی پیداوار سے تیار کرتے ہیں مثلاً گنے سے شکر، انگور سے شیرہ، گندم سے روٹی اور سبزیوں سے سالن وغیرہ۔ ف۲ علاوہ وہ مخلوقات جو سمندر، خشکی، زمین اور آسمان میں ہے۔ ف۳ یہ اثبات حشر پر دوسری دلیل ہے یعنی جس ہستی کے قبضۂ قدرت میں یہ انقلاب عظیم ہے وہ مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے ـــ " سلخ " کے اصل معنی جانور کی کھال کھینچنے کے ہیں یہاں رات کو دن سے ممیز کرنے کے لئے یہ لفظ بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ دوسرے مقام پر اسی تبدیلی کو " تکویر " کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ دیکھئے سورہ زمر آیت ۵ - (کبیر)

ف۴ (لام بمعنی الیٰ ہے) یعنی قیامت تک، چنانچہ جب قیامت آجائے گی تو وہ ٹھہر جائے گا اور اس میں کوئی حرکت نہ رہے گی یا اس کے معنی ہیں " اپنے ٹھہرنے کے مقام تک " اور اس کے ٹھہرنے کا مقام جیسا کہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ہے جیسا کہ ایک حدیث میں حضرت ابوذرؓ کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا: " مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ " کہ اس کے ٹھہرنے کا مقام عرش کے نیچے ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سورج ہر روز عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے اور طلوع کے لئے اذن چاہتا ہے چنانچہ اسے اذن دے دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ اسے حکم ہوگا " اِرْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ " کہ جدھر سے آئے ہو اُدھر پلٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس پر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ـــ یہ دوسری تفسیر چونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اس لئے اسی کو اختیار کرنا ضروری ہے گو امام رازیؒ نے " مستقر " کے متعدد معانی بیان کئے ہیں مثلاً یہ کہ سورج اپنے مقررہ راستہ پر چلا جا رہا ہے اور اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہوتا وغیرہ۔ (کبیر)

ف۵ اٹھائیس منزلیں ہیں اور ہر منزل میں ایک رات ٹھہرتا ہے اور پھر ایک دو رات مخفی رہنے کے بعد پھر ہلال بن کر نظر آتا ہے اور اسی گردش کے حساب سے چل رہا ہے۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی کیا سورج، کیا چاند اور کیا ستارے (جن میں زمین بھی شامل ہے) ہر ایک کا اپنا ایک فلک (مدار) ہے جس میں وہ تیر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کروڑوں ستاروں میں سے ہر ایک کا مدار دوسرے سے الگ بنایا ہے اور ایسا نظام قائم کیا ہے کہ کوئی ستارہ دوسرے کے مدار میں آکر اس سے ٹکراتا نہیں اور باقاعدگی سے اپنے مدار میں گھوم رہا ہے اور یہ نظام قیامت تک چلتا رہے گا۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے۔

ف۷ " بھری ہوئی کشتی " سے مراد حضرت نوحؑ کی کشتی ہے اور اس میں انسانی نسل کے لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں حضرت نوحؑ اور جو اُن کے ساتھی سوار تھے۔ انہی سے بعد میں نسل انسانی چلی ہے گویا اس میں قیامت تک آنے والی تمام انسانی نسل سوار تھی۔ (کبیر)

ف۸ اس سے مراد وہ بحری جہاز ہیں جو حضرت نوحؑ کے جہاز کے بعد بنائے گئے یا جہاز کے علاوہ دوسری سواری کی چیزیں مراد ہیں جیسے اونٹ، ریل گاڑی وغیرہ۔

عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۵﴾ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

کیا اس کو ہاتھوں اِن کے نے کیا پس نہیں شکر کرتے پاک ہے وہ جس نے پیدا کئے جوڑے سب چیزوں کے اس چیز سے

اپنے ہاتھوں سے نہیں بنایا ف۱ کیا یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے پاک ہے وہ خدا جس نے قسم قسم کی سب چیزیں بنائیں ف۲

تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ

کہ اگاتی ہے زمین اور جانوں اُن کی سے اور اس چیز سے کہ نہیں جانتے اور نشانی ہے واسطے اُنکے رات کہ کھینچتے ہیں ہم اس میں سے

زمین سے اُگتی ہیں اور کچھ خود اُن میں سے پیدا ہوتی ہیں (مرد اور عورت) اور کچھ ایسے ہیں جنکو وہ نہیں جانتے ف۳ اور رات (بھی) انکے لیے (ہماری قدرت کی) نشانی ہے ہم

النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

دن کو پس ناگہاں وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج چلتا ہے ان مکانوں میں کہ مقرر ہیں واسطے اُسکے یہ حکم خداوند غالب

دن کو اس سے سونت لیتے ہیں پھر وہ ایک ہی ایکا اندھیرے میں آجاتے ہیں ف۴ اور سورج اپنے ٹھہرنے کے وقت تک چل رہا ہے ف۵ یہ (کارخانہ) اس زبردست اور علم والے

الْعَلِيمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي

جاننے والے کا ہے اور چاند مقرر کردیں ہم نے اسکی منزلیں یہاں تک کہ ہو جاوے مانند شاخ کھجور سوکھی کی نہیں سورج کو لائق ہے واسطے

(خدا) کا باندھا ہوا ہے اور چاند کی ہم نے (اٹھائیس) منزلیں مقرر کر دی ہیں ف۵ یہاں تک کہ (آخیر منزل میں) پھر پرانی (سوکھی) ٹہنی کی طرح (باریک) رہ جاتا ہے نہ تو سورج سے یہ

لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۴۰﴾ وَآيَةٌ

اُسکے یہ کہ پالیوے چاند کو اور نہ رات آگے بڑھنے والی ہے دن کے اور سب ستارے بیچ آسمان کے چلتے ہیں ف۶ اور نشانی

ہو سکتا ہے کہ چاند کو پکڑ پاوے (دونوں ایک منزل میں آجائیں) اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے (کہ وقت پر دن نہ نکلے رات ہی رہے) اور سب ایک ایک گھیرے

لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا

واسطے اُنکے یہ کہ اٹھایا ہم نے اولاد ان کی کو بیچ کشتی بھری ہوئی کے ف۷ اور پیدا کیا ہم نے واسطے ان کے مانند اس کشتی کی جو

میں تیر رہے ہیں اور ایک نشانی (ہماری قدرت کی) انکے لیے یہ ہے کہ ہم نے انکی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں لادا اور ہم نے انکے لیے کشتی کی طرح ایک اور چیز بنائی ہے

يَرْكَبُونَ ﴿۴۲﴾ وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ ﴿۴۳﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا

سواری کریں اُس پر اور اگر چاہیں ہم غرق کردیں اُن کو پس نہیں مددگار واسطے ان کے اور نہ وہ چھڑائے جاویں گے مگر رحمت ہماری سے

جس پر وہ سوار ہوتے ہیں ف۸ اور اگر ہم چاہیں تو (جب وہ کشتی میں سوار ہوں) انکو ڈبو دیں تو کوئی انکی فریاد سننے والا نہیں اور نہ انکو بچانیوالا الا مگر ہماری مہربانی ہو اور

وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿۴۴﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور فائدہ پہنچایا انکو ایک وقت مقرر تک اور جب کہا جاتا ہے واسطے اُنکے ڈرو اُس عذاب سے کہ آگے تمہارے ہے اور جو پیچھے تمہارے ہے ف۱۰ شاید کہ تم

ایک وقت تک ہم ان کو دنیا کے مزے اٹھانے دیں ف۹ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے تمہارے سامنے اور تمہارے پیچھے جو (عذاب لگا ہوا) ہے اُس سے ڈرو تاکہ تم پر

تُرْحَمُونَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۴۶﴾ وَإِذَا

رحم کیے جاؤ اور نہیں آتی پاس اُنکے کوئی نشانی نشانیوں رب اُن کے سے مگر تھے اس سے منہ پھیرنے والے اور جب

رحم ہو (تو وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے) اور اُنکے پاس اُنکے مالک کی نشانیوں میں سے جب کوئی نشانی آتی ہے تو اُس پر دھیان ہی نہیں کرتے ف۱۱ اور جب اُن سے

قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَنْ

کہا جاتا ہے واسطے اُنکے خرچ کرو اس چیز کو کہ دیا تم کو اللہ نے کہتے ہیں وہ جو کافر ہیں اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں کیا کھلاویں ہم اس شخص کو

کہا جاتا ہے اللہ نے جو تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو (غریبوں کو کھلاؤ) تو کافر لوگ ایمان والوں کو (ان کی بات کا) یہ جواب دیتے ہیں کیا ہم اس شخص کو

ف۹ " ایک وقت " سے مراد موت کا وقت ہے یا قیامت ـــ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: سامنے آتا ہے جزا کا دن، پیچھے چھوٹے اپنے اعمال۔ (موضح) ف۱۰ یعنی اگلے اور پچھلے گناہوں کے انجام سے بچنے کی فکر کرو یا سامنے سے مراد دنیا ہے اور پیچھے سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ (جامع) ف۱۱ آیات سے مراد قرآن حکیم کی آیات بھی ہو سکتی ہیں اور وہ عام نشانات قدرت بھی جو لوگوں کے اپنے اندر اور باہر دوسری کائنات میں پائے جاتے ہیں۔

لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ

کہ اگر چاہتا اللہ کھانا دیتا اُس کو نہیں تم مگر بیچ گمراہی ظاہر کے اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ

کھلائیں جس کو اگر اللہ کھلانا چاہتا تو (بہت) کھلا سکتا تھا تم تو صاف بہک گئے ہو ف۱ اور کہتے ہیں (اچھا بتلاؤ) اگر تم سچے ہو تو یہ (قیامت کا)

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾

اگر ہو تم سچے نہیں انتظار کرتے مگر ایک آواز تند کا کہ پکڑے اُن کو اور وہ بیچ جھگڑے کے ہوں ف۲

وعدہ کب پورا ہوگا یہ لوگ بھی انتظار کر رہے ہیں کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں اور ایک چنگھاڑ (صور کی آواز) ان کو (ایک دم سے) آدبوچے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ

پس نہ سکیں گے وصیت کرنا اور نہ طرف اہل اپنی کی پھر جاویں گے اور پھونکا جاویگا بیچ صور کے پس ناگہاں وہ

پھر نہ تو وہ (کچھ) وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں تک لوٹ کر جا سکیں گے ف۳ اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جائیگا تو وہ ایک دم اپنی قبروں

مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿٥١﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا

قبروں میں سے طرف پروردگار اپنے کی دوڑیں گے کہیں گے اے وائے ہم کو کس نے اٹھایا ہم کو خوابگاہ ہماری سے یہ ہے

سے نکل کر اپنے مالک کی طرف دوڑ پڑیں گے ف۴ کہیں گے ہائے ہماری خرابی (ہم تو آرام سے پڑے سو رہے تھے) کس نے ہم کو ہماری

مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٢﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ

جو کچھ وعدہ کیا تھا خدا نے اور سچ کہا تھا پیغمبروںؑ نے نہیں ہے یہ ہونا مگر ایک آواز تند پس اُسوقت وہ

سونے کی جگہ سے اٹھا دیا (فرشتے جواب دیں گے) یہی تو وہ (قیامت) ہے جس کا پروردگار نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا (تم سے کہ قیامت آنیوالی ہے) قیامت

جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

سب نزدیک ہمارے حاضر ہونیوالے ہیں ف۶ پس آج کے دن نہ ظلم کیا جاوے گا کوئی جی کچھ اور نہ جزا دئے جاؤگے مگر جو کچھ تھے تم

کیا ہے بس ایک چنگھاڑ (صور کی آواز) ہے ایک دم سے سب ہمارے پاس آن موجود ہونگے تو آج کے دن کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہیں ہوگا اور تم لوگوں کو ویسا ہی بدلہ ملیگا جیسا

تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ

کرتے تحقیق رہنے والے بہشت کے آج کے دن بیچ ایک کام کے خوش ہیں وہ اور بی بیاں اُن کی بیچ

(دنیا میں) کرتے رہے ف۷ بے شک بہشتی لوگ آج ایک دھندے میں جی بہلا رہے ہیں ف۸ وہ اور اُن کی بی بیاں چھاؤں

ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿٥٧﴾ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا

سایوں کے اوپر تختوں کے تکیہ لگائے ہوئے واسطے اُن کے بیچ اُسکے میوے اور واسطے اُنکے ہے جو کچھ چاہیں سلام کہا جاوے گا

میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اُن کو وہاں میوہ ملے گا اور جو خواہش کرینگے (وہ حاضر ہوگا) (سب سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ) مالک مہربان

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

پروردگار مہربان کی طرف سے اور جدا ہو جاؤ آج کے دن اے گناہ گارو کیا نہیں عہد کیا تھا میں نے طرف تمہاری اے بیٹو آدم کے

کی طرف سے ان کو سلام کہا جائیگا اور (ہم کافروں کو حکم دینگے) اے کافرو آج تم (بہشت والوں سے) الگ ہو جاؤ ف۹ اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم سے (پیغمبروں کے ذریعہ سے)

اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٠﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ

یہ کہ نہ عبادت کرو تم شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر اور یہ کہ عبادت کرو میری یہ ہے راہ

نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا ف۱۰ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور مجھ ہی کو پوجتے رہنا یہی (توحید کا رستہ) سیدھا

ف۱ یعنی یہ کافر بجائے اس کے کہ کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت قبول کریں کٹ حجتیاں کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ غریبوں اور مسکینوں کے جو حقوق تمہارے اموال پر عائد ہوتے ہیں ان کو ادا کرو تو وہ تقدیر کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے باوجود قدرت کے روزی نہیں دی ہم بھی اس کو نہیں دیں گے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے خلاف نہیں کر سکتے۔ (جامع البیان)

ف۲ مراد نفخۂ فزع یعنی نفخۂ اولیٰ ہے واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی قیامت ناگہاں آئے گی اور وہ اپنے معاملات میں مشغول ہوں گے۔ (موضح)

ف۴ بلکہ بازاروں اور راستوں میں جہاں ہونگے صور کی آواز سن کر فوراً ختم ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت اس طرح یکایک آئے گی کہ کہیں دو آدمیوں نے خرید و فروخت کیلئے کپڑا پھیلا رکھا ہوگا مگر وہ اس کی خرید و فروخت نہ کر پائینگے حتیٰ کہ ایک شخص نے لقمہ اٹھا رکھا ہوگا مگر اسے منہ میں رکھنے نہ پائے گا۔ (فتح البیان)

ف۵ ابن کثیر میں ہے کہ اس سے مراد نفخۂ ثالثہ یعنی نفخۂ بعث ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ دونوں صوروں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔ (وحیدی)

ف۶ یعنی لمحہ بھر میں۔ دیکھئے (نحل: ۷۷، نازعات: ۱۴)

ف۷ یعنی نہ ان کی نیکیوں میں کمی کی جائے گی اور نہ ان پر کوئی ناکردہ گناہ لادا جائے گا۔ اس میں مومن کے لئے خوش خبری اور کافر کے لئے وعید ہے۔ (کبیر)

ف۸ "شُغُلٍ" (دھندے) سے مراد وہ نعمتیں ہیں جن میں اہل جنت اپنے جی بہلا رہے ہونگے اور ان میں ایسے مگن ہوں گے کہ "ماسوا" کا خیال تک نہیں آئے گا۔ حدیث میں ہے "جنت میں تو وہ نعمتیں حاصل ہوں گی جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی ان سے ہٹ کر کھڑے ہو تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ یا "آپس میں ایک دوسرے سے الگ ہو جاؤ۔" چنانچہ یہود و نصاریٰ، مجوس اور مشرک سب ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ (دیکھئے روم: ۱۴، یونس: ۲۸)

ف۱۰ یعنی اس کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار نہ کرنا۔ یہ ان سے بطور سرزنش کہا جائے گا۔ (ابن کثیر)

وقف غفران

مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ

سیدھی اور البتہ تحقیق گمراہ کیا تم میں سے خلق بہت کو یعنے شیطان نے کیا پس نہیں ہو تم کہ سمجھو یہ دوزخ ہے

سترہ ہے اور (یہ کہہ دینے پر بھی) شیطان نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا کیا تم کو عقل نہیں تھی ف۱ اب یہ دوزخ وہی ہے

الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ

وہ جو تھے تم وعدہ کئے جاتے داخل ہو اس میں آج کے دن بہ سبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے آج کے دن مہر ماری ہم نے اوپر

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا آج کے دن اپنے کفر کے بدلے اس میں پڑو آج ہم اُنکے مونہوں پر مہر لگا دینگے

أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَاءُ

موہوں اُنکے کے اور باتیں کرینگے ہم سے ہاتھ اُنکے اور گواہی دیں گے پاؤں اُن کے بہ سبب اسکے کہ تھے کماتے اور اگر چاہیں ہم

اور جو (بُرے) کام وہ دنیا میں کیا کرتے تھے انکے ہاتھ ہم کو بتلا دینگے اور ان کے پاؤں (ہمارے سامنے) گواہی دیں گے ف۲ اور اگر ہم چاہیں تو انکی

لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ

البتہ ناپید کر دیں آنکھیں اُن کی پس آگے پکڑیں گے ایک راہ پس کہاں سے دیکھیں گے اور اگر چاہیں ہم البتہ مسخ کر دیں انکو

آنکھیں میٹ دیں (اندھی کر دیں) پھر وہ رستے پر دوڑیں (جلدی سے چلے جانے کو) تو دیکھیں گے کہاں سے (آنکھ تو ہے نہیں) اور اگر ہم چاہیں تو جہاں ہیں وہیں

عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَن نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ

اوپر جگہ اُن کی کے پس نہ کر سکیں گزرنا اور نہ پھریں اور جو شخص کہ عمر دیتے ہیں ہم اسکو نگونسار کرتے ہیں ہم

اُن کی صورت بدل دیں تو نہ آگے بڑھ سکیں اور نہ لوٹتے ہی بن پڑے ف۳ اور (ہماری قدرت دیکھو جسے ہم (زیادہ) عمر دیتے ہیں

فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَ

اسکو بیچ خلق کے کیا پس نہیں سمجھتے اور نہیں سکھایا ہم نے اس کو شعر اور نہیں لائق اس کے نہیں وہ مگر ایک نصیحت اور

اسکی بناوٹ الٹ دیتے ہیں ف۴ کیا انکو عقل نہیں ہے ف۵ اور ہم نے (جیسا قریش کے کافر کہتے ہیں) اس پیغمبر (حضرت محمدؐ) کو شاعری نہیں سکھلائی اور نہ شاعری اسکے لائق ہے ف۶

قُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا

کتاب روشن تو کہ ڈراوے اس شخص کو کہ ہے جیتا اور سچ یعنے ثابت ہووے بات عذاب کی اوپر کافروں کے ف۸ کیا نہیں دیکھتے

(قرآن شعر نہیں ہے) وہ تو نصیحت اور صاف صاف پڑھنے کے لائق (ایک کتاب) ہے (وہ اسلیے اُترا ہے) کہ جو زندہ (دل) ہو ف۷ اسکو (خدا کے عذاب سے) ڈرائے اور منکروں پر اللہ

أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ

کہ پیدا کیا ہم نے واسطے اُنکے اس چیز سے کہ کئے ہم نے ساتھ ہاتھوں قدرت اپنی کے چارپائے پس وہ واسطے اُنکے مالک ہیں اور فرمانبردار کیا ہم نے انکو واسطے انکے

کا فرمانا پورا ہو کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر اُنکے لیے چوپائے جانور پیدا کر دیے اب وہ انکے مالک بن بیٹھے ہیں ف۹ اور ہم نے ان جانوروں کو انکے

فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾

پس بعض ان میں سے واسطے سواری انکی کے اور بعض اُن میں سے کھاتے ہیں اور واسطے اُن کے بیچ اُن کے فائدے اور پینا ہے کیا پس نہیں شکر کرتے

بس میں کر دیا ہے بعضوں پر وہ سوار ہوتے ہیں اور بعضوں کو (کاٹ کر) کھاتے ہیں اور ان جانوروں میں (کھانے اور سواری کے سوا) انکو اور بھی فائدے ہیں ف۱۰ اور پینے کی چیزیں ف۱۱

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَ

اور پکڑے ہیں سوائے خدا کے معبود شاید وہ مدد کیے جاویں نہیں کر سکیں گے مدد اُن کی اور

کیا یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے اور ان لوگوں نے اللہ کے سوا جو دوسروں کو معبود بنایا تو اس امید سے کہ (مصیبت کے وقت) انکو مدد ملے وہ تو انکی (کچھ بھی) مدد نہیں کر

ف۱ یعنی کیا تم اتنی عقل نہ رکھتے تھے کہ جب شیطان تمہارا دشمن تھا تو تم اس کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلتے۔ ف۲ یہ صورت حال ان کفار اور منافقین کو پیش آئے گی جو اپنے جرائم کا اقبال کرنے سے انکار کریں گے، فرشتوں کی گواہی اور نامۂ اعمال کی صحت کو جھٹلائیں گے تو اُن کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف شہادت دیں گے۔ دوسری آیات میں آنکھ، کان، زبان اور چمڑوں کی شہادت کا بھی ذکر ہے۔ (دیکھئے سورۂ نور آیت ۲۴، حم السجدہ آیت ۲۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بندہ قیامت کے دن اپنے بُرے اعمال سے انکار کرے گا اور عرض کرے گا کہ "یا اللہ! میں تو اپنے خلاف صرف اسی کی گواہی قبول کروں گا جو میرا اپنا ہو" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے خلاف خود تیری اور تجھ پر مقرر فرشتوں کی گواہی کافی ہے" پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا کہ گواہی پیش کرو۔ چنانچہ وہ اس کے کرتوتوں کی ساری روداد پیش کریں گے، تب بندہ ان سے کہے گا "جاؤ مجھ سے دُور ہو جاؤ میں تو جو کچھ کرتا تھا تمہارے ہی بچانے کے لئے کرتا تھا" (شوکانی۔ ابن کثیر) **تنبیہ**۔ منہ پر مہر کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اختیار سے کلام نہیں کر سکیں گے۔

ف۳ "ان کی صورت بدل دیں" یعنی بندر، سؤر، پتھر یا لولے لنگڑے اور اپاہج بنا دیں اور اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں مگر ہم نے انہیں مہلت دی ہے لہٰذا ان کو چاہیئے کہ ہماری قدرت اور اپنی بے بسی کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ (وحیدی)

ف۴ یعنی اعضا اور دماغ میں ضعف کی وجہ سے پھر سے بچپنے کی حالت پلٹ آتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ زندگی کے ان انقلابات کو دیکھ کر ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی یہ زندگی پائیدار اور دائمی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا ختم ہونا اور اس کے بعد دوسری زندگی کا آنا ناگزیر ہے جو دائمی اور لافانی ہوگی۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی جیسا لڑکا سُست تھا بوڑھا بھی ویسا ہی ہوا۔ یہ بھی نشان ہے پھر پیدا ہونے کا۔ (موضح)

ف۶ کفارِ قریش کو آپؐ کی دعوت رَد کرنے کے لئے کوئی اور بہانہ نہ ملتا تو آپؐ کی باتوں کو شاعرانہ تخیلات قرار دے کر بے وقعت ٹھہرانے کی کوشش کرتے۔ ان کے جواب میں فرمایا کہ آنحضرتؐ نبوت و رسالت کے جس منصب پر فائز ہیں شاعری کو اس سے کوئی مناسبت نہیں۔ شاعری کا حسن اور کمال تو جھوٹ، مبالغہ آرائی، خیالی بلند پروازی اور فرضی نکتہ آفرینی ہے اور نبیؐ کی شان ان چیزوں سے بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی طبیعت ایسی رکھی کہ باوجود خاندان عبدالمطلب سے ہونے کے جس کا ہر فرد فطرۃً شاعر ہوتا، پوری عمر میں کوئی شعر نہیں کہا۔ یوں رجز وغیرہ کے موقع پر زبان مبارک سے کبھی کوئی مقفّیٰ عبارت ایسی نکل گئی جو شعر کا سا وزن رکھتی تھی تو وہ الگ بات ہے اسے شعر یا شاعری نہیں کہا جا سکتا۔ آپؐ خود تو کیا شعر کہتے کوئی دوسرے شاعر کا کوئی شعر یا مصرع تک اس کے ٹھیک وزن پر ادا نہ کر پاتے تھے۔ کئی موقعوں پر ایسا ہوا کہ آپؐ نے کسی شاعر کا شعر یا مصرع اس کا وزن توڑ کر پڑھا اور حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عمرؓ نے توجہ دلانے کے لئے اس کا وزن درست کرتے ہوئے پڑھا تو آپؐ نے فرمایا: إِنِّي وَاللهِ مَا أَنَا بِشَاعِرٍ وَمَا يَنبَغِي لِي۔ اللہ کی قسم میں شاعر نہیں ہوں اور نہ شاعری میرے شایانِ شان ہے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۷ یعنی جس نے اپنے سوچنے سمجھنے کی قوتوں کو معطل نہ کر رکھا ہو اور اس کی حالت چکنے گھڑے کی سی نہ ہو گئی ہو کہ آپؐ اسے چاہے کتنی ہی پند و نصیحت فرمائیں اس پر رتی بھر اثر نہ ہو۔ ف۸ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت ہو جائے اور ان کے پاس کوئی ایسا عذر باقی نہ رہے جس کی بنا پر وہ قیامت کے دن اپنے آپ کو بے قصور اور مظلوم تصور کر سکیں۔

ف۹ یعنی یہ جانور جن کے یہ مالک بنے ہوئے ہیں سب ہم نے پیدا کئے ہیں اور "اپنے ہاتھوں سے بنانے" کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے پیدا کرنے میں کسی دوسرے کا ذرہ بھر دخل نہیں ہے اگر ہم چاہتے تو ان جانوروں کو اس طور سے پیدا کر دیتے کہ وہ اُن کے قابو میں نہ آتے کجا کہ یہ اُن کے مالک بنتے۔ ف۱۰ مثلاً ان کی کھال، چربی، سینگ، بال اور آنتوں وغیرہ سے سینکڑوں چیزیں بناتے ہیں۔ ف۱۱ یعنی دودھ اور وہ چیزیں جو دودھ سے بنتی ہیں۔

هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾

وہ واسطے انکے لشکر ہیں حاضر کئے گئے پس نہ غمگین کریں تجھ کو باتیں اُن کی تحقیق ہم جانتے ہیں جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

سکتے بلکہ (قیامت کے دن اُنکی) فوج بن کر پکڑے آئیں گے ف۱ تو اے پیغمبرؐ تو اُن کی باتوں سے رنج مت کر ف۲ ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں ف۳

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا

کیا نہیں دیکھا آدمی نے کہ پیدا کیا ہم نے اُس کو پانی منی کے سے پس ناگہاں وہ جھگڑنے والا ہے ظاہر اور بیان کی واسطے ہمارے

کیا آدمی نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اُس کو نطفے سے بنایا (پانی کے چند قطروں سے) پھر (اتنا بڑا ہوکر) وہ (ہم ہی سے) کھلم کھلا جھگڑنے لگا ف۴ اور ہم ہی سے باتیں

مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ

ایک مثال اور بھول گیا پیدائش اپنی کہا کہ کون ہے زندہ کرے گا ہڈیوں کو اور وہ گل گئی ہوں گی کہہ زندہ کریگا وہ ان کو کہ جس نے

بنانے لگا ف۵ اور اپنی پیدائش بھول گیا کہتا کیا ہے بھلا ان گلی (کھوکھل) ہڈیوں کو کون جلا سکتا ہے (اے پیغمبرؐ) کہہ دے ان ہڈیوں کو وہی (خدا)

اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ

پیدا کیا اُن کو پہلی بار اور وہ ساتھ سب پیدا کئے گئے کے جاننے والا ہے جس نے پیدا کی واسطے تمہارے درخت

جلائیگا جس نے پہلی بار اُنکو پیدا کیا تھا (اُسوقت نطفے میں ہڈی کہاں تھی) اور وہ ہر چیز کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے جس نے سبز (کچے) درخت سے تمہارے لیے

الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

سبز سے آگ پس اُس وقت تم اُس میں سے روشن کرتے ہو کیا نہیں وہ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

آگ نکالی پھر تم اُس سے سُلگاتے ہو ف۶ (خیر یہ کیوں نہیں دیکھتے) کیا جس خدا نے (اتنے بڑے بڑے) آسمان پیدا کر دیے اور زمین

بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا

قدرت والا اوپر اسکے کہ پیدا کرے مانند اُن کی البتہ اور وہی ہے پیدا کرنیوالا جاننے والا سوائے اسکے نہیں کہ حکم اُس کا جب چاہے

اسمیں اتنی قدرت نہیں کہ ان جیسے (آدمی دوبارہ) پیدا کر دے کیوں نہیں (اسمیں قدرت ہے) وہ بڑا پیدا کرنیوالا بڑے علم والا ہے اُسکی تو یہ شان ہے جب کوئی چیز (بنانا) چاہتا

اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ

پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اسکے ہو بس ہو جاتی ہے پس پاکی ہے اس ذات پاک کو کہ بیچ ہاتھ اُسکے کے ہے بادشاہی سب چیزوں کی اور

ہے تو اُس سے فرما دیتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے تو پاک ہے وہ خدا جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور تم کو

وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

طرف اُسی کی پھیرے جاؤ گے

(سب کو) اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۷

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ (۳۷) (۵۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۱۸۲ رُكُوْعَاتُهَا ۵

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۸

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾

قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھتے ہیں صف باندھنے کر پھر ڈانٹ دینے والوں کی ڈانٹ دینے کر پھر تلاوت کرنیوالوں کی ذکر کر تحقیق معبود تمہارا معبود اکیلا ہے

قسم اُن (فرشتوں) کی جو (آسمان میں) قطار لگا کر صف باندھتے ہیں پھر اُن (فرشتوں) کی جو (ابر کو) جھڑک کر ڈانٹتے ہیں پھر ان فرشتوں کی جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ف۹ بیشک تم سب کا

ف۱ یعنی قیامت کے دن جب یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے لئے آئیں گے تو ان کے غم واندوہ میں اضافہ کرنے کے لئے ان کی فوج (جتھے) یعنی ان کے جھوٹے معبودوں کو بھی شامل کیا جائے گا ـــــ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "ھم" کی ضمیر جھوٹے معبودوں اور "لھم" کی ضمیر مشرکوں کے لئے قرار دی جائے اور اگر ان ضمیروں کو اس کے برعکس مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ "یہ مشرک اپنے معبودوں کے لئے حاضر باش لشکر بنے ہوئے ہیں" یعنی ان کی جھوٹی خدائی اپنے بل بوتے پر قائم نہیں ہے بلکہ سراسر ان مشرکین کی خدمت گزاری نذرانوں اور گھڑ کر پھیلائی ہوئی کرامتوں کے سہارے قائم ہے گویا وہ ان کی مدد تو کیا کریں گے خود ان کی مدد کے محتاج ہیں۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۲ یعنی ان کی کفر و شرک کی باتوں سے یا اُن کے آپؐ کو جادوگر، شاعر اور دیوانہ وغیرہ کہنے سے۔

ف۳ یعنی ان کے ظاہر اور پوشیدہ تمام اقوال وافعال سے خوب واقف ہیں اور انہیں ان کی پوری پوری سزا دے کر رہیں گے ہم سے بھاگ کر یہ کہیں پناہ نہیں لے سکتے۔

ف۴ یعنی ہمارے مقابلہ پر اُتر آیا اور ہمارے بارے میں جو بات دل میں آئی بے تکان اور بے خوف وخطر کہہ ڈالی۔

ف۵ شاہ عبد القادرؒ نے یوں ترجمہ کیا ہے" اور بٹھاتا ہے ہم پر کہاوت" یعنی ہمیں بھی مخلوقات کی طرح عاجز اور درماندہ سمجھتا ہے۔

ف۶ یعنی اس نے پہلے تو پانی سے سرسبز وشاداب درخت پیدا کیا پھر اسے سکھا کر ایندھن بنا دیا جس سے اب تم آگ جلا رہے ہو۔ بعض علمائے تفسیر نے "سبز درخت" سے مراد عفار اور مرخ نامی دو درخت لئے ہیں جن کی ہری بھری ٹہنیاں لے کر اہل عرب انہیں آپس میں ٹکراتے تو اُن سے آگ پیدا ہو جاتی اور وہ انہی سے آگ حاصل کرتے تھے واللہ اعلم۔ (کذا فی الموضح)

ف۷ نہ کہ کسی اور کی طرف، لہٰذا وہی تمہیں سزا دیگا اور وہی جزا۔

ف۸ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ سنن نسائی اور بیہقی میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ہمیں ہلکی نماز پڑھانے کا حکم دیتے اور سورہ صافات سے ہماری امامت فرماتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کے روز سورہ یٰس اور صافات کی تلاوت کر کے دعا کرنا باعث قبولیت ہے۔ (شوکانی)

ف۹ "صافات" سے مراد وہ فرشتے ہیں جو آسمان میں ادائے عبادت یا فضا میں اللہ تعالیٰ کے نزول حکم کے انتظار میں صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ فرشتوں کی صف بندی شرف وفضیلت میں درجات کے تفاوت کے اعتبار سے ہے یعنی ہر ایک کے لئے جو درجہ مقرر ہے اسی پر قائم رہتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی۔ (دیکھئے سورہ نبا: ۳۸ و سورہ فجر: ۲۲) آنحضرتؐ نے نماز میں فرشتوں کی سی صف بندی کا حکم دیا ہے یعنی پہلی صف پوری ہونے کے بعد دوسری صف باندھی جائے اور صف میں مل کر کھڑا ہوا جائے اور حدیث میں ہے کہ نماز میں فرشتوں کی طرح صف بندی کرنا اس امت کا خاصہ ہے۔ وجعلت صفوفنا کصفوف الملائکۃ (مسلم، ابوداؤد)۔ اور زجراً سے مراد یہ ہے کہ وہ بادل کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں یا لوگوں کو گناہوں سے باز رکھتے اور شیاطین کو استراق سمع سے ڈانٹتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ "زاجرات" سے مراد بھی فرشتے ہیں مگر بعض نے وہ نمازی مراد لئے ہیں جو میدان جنگ میں گھوڑوں کو ڈانٹ کر کافروں پر حملہ کرتے ہیں اور "ذکرا" سے مراد اکثر مفسرینؒ نے قرآن لیا ہے اور تلاوت کرنے والوں سے فرشتے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: فرشتے کھڑے ہوتے ہیں قطار ہو کر سننے کو اللہ کا حکم، پھر جھڑکتے ہیں شیطانوں کو جو سننے کو جا لگتے ہیں پھر جب اُتر چکا اس کو پڑھتے ہیں ایک دوسرے کو بتانے کو۔ (موضح)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اور پروردگار مشرقوں کا یعنے مشرق اور مغرب کا تحقیق ہم نے زینت دی آسمان دنیا کو

خدا ایک ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے اُن کا مالک اور سورج جہاں جہاں سے نکلتا ہے اُنکا مالک ف۱ ہم نے نزدیک والے (پہلے) آسمان کو آراستہ کیا

بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۝۶ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ

ساتھ زینت کے کہ تارے ہیں اور واسطے محافظت کے ہر شیطان سرکش سے نہیں سُن سکتے ہیں طرف بڑے فرشتوں

تاروں سے جو بن دی اور ہر ایک شیطان پاجی سے اُس کو محفوظ کیا ف۲ وہ فرشتوں (کی باتوں) تک کان نہیں لگا سکتے

الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا

بلند کی اور پھینکے جاتے ہیں یعنے آگ ہر طرف واسطے بھگانے کے اور واسطے اُنکے عذاب ہے لازم ہو جانے والا مگر

اور ہر طرف سے (آگ کے کوڑے) مار کر ہانک دیے جاتے ہیں اور (آخرت میں) ہمیشہ کا عذاب ہوگا (یا سخت عذاب ہوگا) ہاں مگر کوئی کوئی (شیطان)

مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

جو کوئی اُچک لے لیا ہے ایک بار اُچک لے جانا پس پیچھے لگتا ہے اُسکے شعلہ چمکتا پس پوچھ اُن سے کیا وہ سخت ہیں پیدائش میں

کبھی موقع پاکر کوئی بات) اُچک لے جاتا ہے پھر ایک چمکتا انگارا اُسکے پیچھے پڑتا ہے ف۳ (اے پیغمبرؐ) اب ان کافروں سے پوچھ انکا (دوبارہ) پیدا کرنا مشکل ہے

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝۱۲ وَ

یا جو ہم نے پیدا کیے ہیں ف۴ تحقیق ہم نے پیدا کیا اُن کو مٹی چپکتی سے بلکہ تعجب کیا تو نے اور ٹھٹھا کیا انہوں نے اور

یا جو ہم پیدا کر چکے ہیں ہم نے (شروع میں) ان (آدمیوں) کو لیسدار کیچڑ سے بنایا (اے پیغمبرؐ) بات یہ ہے کہ تو تو تعجب کرتا ہے ف۵ اور وہ (تجھ سے یا تیرے تعجب پر)

اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝۱۳ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝۱۴ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

جس وقت نصیحت دی جاتی ہے نہیں یاد رکھتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشانی ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں نہیں یہ مگر جادو ہے

ٹھٹھا کرتے ہیں اور جب انکو نصیحت کی جاتی ہے تو سمجھتے نہیں اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ہنسی اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو کچھ نہیں کھلا جادو

مُّبِيْنٌ ۝۱۵ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝۱۶ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝۱۷

ظاہر کیا جب مر جاویں گے ہم اور ہو جاویں گے ہم مٹی اور ہڈیاں کیا ہم اٹھائے جاویں گے یا باپ ہمارے پہلے

ہے کیا جب ہم مر جائیں گے اور (گل سڑ کر) خاک اور ہڈیاں رہ جائیں گی تو ہم (دوبارہ) زندہ ہو کر اٹھائے جائینگے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (اٹھائے جائینگے)

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دٰخِرُوْنَ ۝۱۸ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۱۹ وَقَالُوْا

کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے ف۶ پس سوائے اسکے نہیں کہ وہ اٹھانا ڈانٹنا ہے ایکبار پس ناگہاں وہ دیکھتے ہونگے اور کہیں گے

جائیں گے) (اے پیغمبرؐ ان سے) کہہ دے ہاں (ضرور تم اُٹھائے جاؤ گے) اور ذلیل بھی ہو گے قیامت کیا ہے بس ایک ڈانٹ (جھڑکی) ف۷ ہے ایک ہی ایکا (سب زندہ ہو کر) دیکھنے لگیں گے اور

يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۲۰ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۱ ع

اے وائے ہم کو یہ ہے دن جزا کا یہ ہے دن فیصل کرنیوالا وہ جو تھے تم اُس کو جھٹلاتے

کافر کہنے لگیں گے ہائے ہماری خرابی یہ تو بدلے کا دن معلوم ہوتا ہے (فرشتے کہیں گے) یہی تو فیصلے کا وہ دن ہے جس کو تم (دنیا میں) جھٹلاتے تھے گنہگاروں کو اور انکے جوڑ والوں کو

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝۲۲ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اکٹھا کرو ان لوگوں کو کہ ظلم کرتے تھے اور قسم قسم اُن کی کو اور جو کچھ کہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے

اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا یہ پوجتے تھے ف۸ (بُت اور شیطان وغیرہ سب کو) اکٹھا کرو

ف۱ سورج سال بھر تک روزانہ ایک نئے مقام سے طلوع ہوتا رہتا ہے اور پھر ساری زمین پر وہ بیک وقت طلوع نہیں ہوتا بلکہ زمین کے مختلف حصوں میں وہ مختلف اوقات میں طلوع ہوتا ہے اس لئے آیت میں المشارق (جمع) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس کے قرین "و رب المغارب" کو عربی محاورہ کے اعتبار سے حذف کر دیا گیا ہے جیسے "تقیکم الحر" میں ہے نیز دیکھئے (معارج: ۴۰) مقصد یہ ہے کہ کائنات کے اس نظام پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ الٰہ (معبود) ایک ہی ہے جیسے فرمایا: لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (کبیر)

ف۲ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تاروں کو زینت کے علاوہ اس لئے بنایا ہے کہ ہر پاجی شیطان سے آسمان کی حفاظت کی جائے۔ (دیکھئے سورہ ملک: ۵)

ف۳ چنانچہ کبھی تو وہ انگارہ نیچے کے شیطان تک اس بات کو پہنچانے سے پہلے ہی لگ کر اسے ہلاک کر ڈالتا ہے اور کبھی پہنچانے کے بعد پھر جب کلمہ کاہن تک پہنچ جاتا ہے تو کاہن اس میں سو طرح کے جھوٹ ملا کر لوگوں کے درمیان پھیلا دیتا ہے۔ کما ورد فی الحدیث۔ یہ بحث حکما اور علما کے مابین مختلف فیہ چلی آتی ہے کہ آیا یہی تارے شہاب ثاقب کا بھی کام دیتے ہیں یا وہ شہاب ان کے علاوہ ہیں یا ان تاروں کی گرمی سے آگ پیدا ہو کر یہی انگارہ بن جاتا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "انہی تاروں کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانوں کو مار پڑتی ہے جیسے سورج اور آتشی شیشے سے۔ (حجر: ۱۶-۱۸)

ف۴ اور ظاہر ہے کہ جو خدا اتنی عظیم الشان اور لاتعداد مخلوقات کو وجود میں لا سکتا ہے اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ زندگی بخشنا کچھ مشکل نہیں ہو سکتا۔

ف۵ تعجب کرنے سے مراد آپؐ کا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے کرشموں پر تعجب کرنا ہے۔

ف۶ یا "تم (اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مقابلہ میں) بے بس اور حقیر ہو۔" جیسے فرمایا: "وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ" اور سب اس کے حضور بے بس ہو کر حاضر ہوں گے۔ (نمل: ۸۷)

ف۷ یعنی نفخۂ صور۔ اوپر بعث و قیامت کے امکان پر دلائل قائم فرمائے۔ اب اس کے وقوع کا بیان ہے۔ (کبیر)

ف۸ جوڑ والوں سے مراد ان کے وہ ساتھی اور رفیق ہیں جو انہی کی طرح شرک و کفر میں مبتلا تھے۔ یا ان سے مراد ان کی وہ بیویاں ہیں جو سرکشی و بغاوت پر اُن کی موافقت کیا کرتی تھیں اور ان کی روش سے خوش تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے گنہگاروں کی الگ الگ ٹولیاں مراد لی ہیں یعنی سود خواروں کا الگ جتھا ہوگا اور زنا کرنے والوں کا الگ اور شراب نوشوں کا الگ۔ (شوکانی)

فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا

پس دکھلا دو اُن کو راہ دوزخ کی اور کھڑا کرو ان کو تحقیق اُن سے پوچھنا ہے کیا ہے تم کو نہیں

پھر اُن کو دوزخ کا رستہ بتلاؤ ف۱ اور (ذرا) اُن کو ٹھیراؤ تو اُن سے کچھ پوچھنا ہے ف۲ تمہیں کیا ہوا ایک

تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

مدد کرتے تم ایک دوسرے کی بلکہ وہ آج کے دن فرمانبردار ہیں اور منہ کریں گے بعض اُن کے اوپر بعضوں کے

دوسرے کی مدد نہیں کرتے ف۳ (وہ کچھ جواب دینگے) بلکہ آج گردن جھکائے کھڑے ہیں ف۴ اور ایک دوسرے کی طرف منہ کرکے پوچھ پاچھ کرینگے (کافر شیطانوں سے

يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا

پوچھتے ہوئے کہیں گے تحقیق تم ہی تھے آتے ہمارے پاس داہنی طرف سے کہیں گے بلکہ تم نہیں تھے

پوچھیں گے) کہیں گے تم ہی تو ہم پر (بہکانے کے لیے) پلے آتے تھے ف۵ وہ کہیں گے (واہ) تم خود ایمان دار

مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ

ایمان والے اور نہیں تھا ہم کو اوپر تمہارے کچھ غلبہ بلکہ تھے تم ایک قوم سرکش پس ثابت ہوئی

نہ تھے ف۶ اور ہمارا کچھ زور تو تم پر تھا ہی نہیں بلکہ تم خود شریر لوگ تھے ف۷ خیر اب تو ہمارے

عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿٣١﴾ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ

اوپر ہمارے بات رب ہمارے کی تحقیق ہم البتہ چکھنے والے ہیں عذاب پس گمراہ کیا تھا ہم نے تم کو جیسے ہم تھے گمراہ پس تحقیق وہ آج کے دن

مالک کا فرمودہ ف۸ ہم پر پورا ہوا ہم (سب) کو (عذاب کا مزہ) چکھنا ہوگا ہم خود گمراہ تھے اس لیے تم کو بھی گمراہ کیا ف۹ غرض اُس دن یہ ہوگا وہ سب

فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ

بیچ عذاب کے شریک ہیں تحقیق ہم اسی طرح کرتے ہیں ساتھ گنہگاروں کے تحقیق یہ تھے جس وقت کہ کہا جاتا

عذاب میں شریک ہوں گے ف۱۰ ہم گنہگاروں (مشرکوں) کے ساتھ ایسا ہی (برتاؤ) کرتے ہیں (انکو ایسی ہی سزا دیتے ہیں) ان لوگوں سے جب کہا جاتا

لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ

واسطے انکے نہیں کوئی معبود مگر اللہ تکبر کرتے اور کہتے تھے کیا ہم چھوڑ دینے والے ہیں معبودوں اپنوں کو واسطے ایک شاعر

تھا لا الٰہ الا اللہ (کہو) تو اکڑ بیٹھتے تھے ف۱۱ اور کہتے تھے کیا ہم ایک باؤلے شاعر کے کہنے سے اپنے دیوتاؤں کو چھوڑ دیں

مَّجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾

دیوانہ کے بلکہ لایا ہے حق کو اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو تحقیق تم البتہ چکھنے والے ہو عذاب درد دینے والا

(یہ پیغمبر تو نہ باؤلا ہے نہ شاعر) بلکہ سچا کلام (قرآن یا سچا دین) لے کر آیا ہے اور (اگلے) پیغمبروں کو سچا بتاتا ہے ف۱۲ تم کو تو ضرور تکلیف کا عذاب ہونے والا ہے ف۱۳ اور

وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

اور نہیں جزا دئے جاؤ گے مگر جو کچھ تھے تم کرتے مگر بندے اللہ کے خالص کئے گئے یہ لوگ واسطے انکے رزق ہے

تم کو وہی بدلہ ملے گا جیسے (کام دنیا میں) کرتے رہے پروردگار کے خاص (چنے ہوئے) بندے ان کے لیے راتب کی روزی ہے

مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٤﴾

معلوم میوے اور وہ عزت دئے جاویں گے بیچ باغوں نعمت کے اوپر تختوں کے آمنے سامنے

ف۱۵ (طرح طرح کے) میوے اور آرام کے باغوں میں اُن کی عزت ہو رہی ہے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے (ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں)

ف۱ یعنی انہیں دوزخ کی طرف ہانک لے جاؤ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ فرشتے دوزخ کے پہرہ داروں سے کہیں گے۔ (کذا فی الوحیدی) ف۲ علما نے لکھا ہے کہ پہلے حکم ہوگا کہ ان کو صراط جہنم کی طرف لے جاؤ۔ پھر صراط پر روک لیا جائے گا اور ان سے تقریع و توبیخ کے طور پر کہا جائے گا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی چیز کی طرف دعوت دی وہ اس کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا اور اس سے جدا نہیں ہوسکے گا اور جس نے کسی شخص کو دعوت دی (وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا) پھر یہ آیت تلاوت کی۔ (شوکانی)

ف۳ جس طرح دنیا میں کیا کرتے تھے بلکہ تم تو کہا کرتے تھے "نحن جمیع منتصر"، یا جیسا کہ تمہارا دعویٰ تھا کہ قیامت کے روز ہمارے معبود ہمیں بچالیں گے۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی ان کی تمام اکڑفوں جاتی رہی۔ اب وہ عاجز و فرمانبردار بنے کھڑے ہیں اور کسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے گریز نہیں کرسکتے۔ (ابن کثیر)

ف۵ اور زور و قوت دکھلا کر ہمیں مرعوب کرتے اور بہکانے کیلئے ہم پر چڑھ چڑھ کر آیا کرتے تھے۔ اس صورت میں یمین (داہنا ہاتھ) سے مراد قوت ہوگی۔ اکثر مفسرینؒ نے اس کے معنی داہنی جانب کئے ہیں اور "داہنی جانب" سے مراد خیر خواہی، نیکی اور دین حق کی جانب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم آکر ہمیں خیر خواہی، نیکی اور دین حق کی راہ سے بہکاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ جس چیز کا ہم تمہیں حکم دیتے ہیں نیکی او حق وہی ہے اور اگر عَنِ الْیَمِیْن کے معنی قسم کے لئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ تم ہی قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو ہمارا خیر خواہ ظاہر کرتے تھے۔ بہرحال یہ بات کافر شیاطین سے کہیں گے یا تابعدار اپنے رئیسوں سے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۶ کہ ہم تمہیں ایمان سے کفر کی طرف پھیرتے بلکہ تم اصل میں کافر تھے اور پھر اسی پر قائم رہے۔

ف۷ یعنی خود تمہارے خمیر میں طغیان و سرکشی بھری تھی اس لئے تم نے حق کو چھوڑ کر ہماری اتباع کی تھی اور انبیا کی مخالفت پر کمر باندھلی تھی۔ (ابن کثیر)

ف۸ مالک کے فرمودہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو اس نے حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بعد شیطان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا: لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (کذا فی الموضح)

ف۹ کیونکہ جو گمراہ ہوتا ہے وہ لازماً یہ چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس جیسے ہوجائیں تاکہ کوئی کسی کو ملامت کرنے والا نہ رہے۔ یہ پانچ باتیں شیطان یا رئیس اپنے تابعداروں سے کہیں گے۔ (فتح البیان)

ف۱۰ یعنی پیروی کرنے والے بھی اور پیشوا بھی گمراہ ہونے والے بھی اور گمراہ کرنے والے بھی سب ہی اپنی اپنی گمراہی کے مطابق عذاب میں شریک ہوں گے جیسے گمراہی میں شریک تھے۔ کسی کا کوئی عذر قبول کرکے اسے معافی نہیں دی جائے گی۔

ف۱۱ یعنی کلمۂ توحید کو قبول کرنا اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے۔

ف۱۲ یہ بدبخت آنحضرتؐ کو جو تمام جہان کے لوگوں سے علم و عقل زیادہ رکھتے تھے باؤلا شاعر کہتے۔

ف۱۳ یعنی وہی دعوت پیش کرتا ہے جسے پہلے تمام انبیا پیش کرتے رہے ہیں یا اس تصدیق سے مراد یہ ہے کہ گزشتہ انبیاؑ نے نبی آخر الزمان ﷺ کی جو صفات بیان کی تھیں وہ سب کی سب اس نبیؐ میں موجود ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۱۴ یعنی کفر و شرک کی جو روش تم نے اختیار کی اور رسولوں کی جو تکذیب تم کرتے رہے ہو اس کی سزا تمہیں مل کر رہے گی۔ ف۱۵ یعنی ایسی روزی جو ان کے لئے مقرر ہوچکی ہے ہمیشہ ملتی رہے گی اور کبھی منقطع نہ ہوگی۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍۭ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ

پھرایا جاویگا اوپر اُن کے پیالہ شراب لطیف کا سفید مزہ دینے والا واسطے پینے والوں کے نہیں بیچ اس کے خرابی اور

(پانی کی نہر کی طرح) بہتی ہوئی صاف ستھری شراب کا دَور اُن پر چل رہا ہوگا پینے والوں کو مزہ دیگا (دنیا کی شراب کی طرح بدمزہ نہ ہوگا) نہ اُس سے چکر آئے گا (سر پھرے گا)

لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ

نہ وہ اس سے بیہودہ کہیں گے اور نزدیک اُن کے (حوریں) نیچے نظر رکھنے والیاں خوبصورت آنکھوں والیاں گویا کہ وہ انڈے ہیں

اور نہ اس (کے پینے) سے عقل جائے گی ف۱ اور اُن کے پاس نیچے نگاہ رکھنے والی حوریں ہوں گی گویا وہ (شترمرغ کے) انڈے ہیں ف۲ جو ڈھانپ کر

مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ

چھپائے ہوئے پس منہ کرینگے بعضے اُن کے اوپر بعض کے سوال کرتے ہوئے کہے گا ایک کہنے والا ان میں سے تحقیق تھا واسطے

رکھے گئے ہیں ف۳ پھر وہ بہشتی لوگ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے پوچھا پاچھی کریں گے ف۴ اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا (دنیا میں) میرا ایک

لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

میرے ایک ہمنشین دنیا میں کہتا تھا کیا تو قیامت کو ماننے والوں میں سے ہے کیا جب مرجاویں گے ہم اور ہوجاوینگے ہم مٹی اور ہڈیاں

ساتھی تھا (کافر) وہ (مجھ سے یوں) کہا کرتا تھا کیا تو بھی (اس بات کو) مانتا ہے جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں رہ جائیں گی تو ہم (پھر دوبارہ)

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾

کیا ہم جزا دئے جاویں گے کہیگا کیا تم جھانکنے والے ہو پس جھانکا پس دیکھا اس کو درمیان دوزخ کے

زندہ ہوکر اپنے کاموں کا) بدلہ پائیں گے وہ بہشتی (اپنے ساتھ والے بہشتیوں سے یا اللہ تعالیٰ) کہے گا کیا تم اسکو جھانکنا چاہتے ہو ف۵ پھر وہ جھانکے گا تو اپنے ساتھی کو بیچا بیچ دوزخ

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا

کہے گا قسم ہے خدا کی تحقیق نزدیک تھا تو کہ ہلاک کرڈالے مجھ کو اور اگر نہ ہوتی نعمت پروردگار میرے کی البتہ ہوتا میں حاضر کیے گیوں سے عذاب میں کیا پس

میں (پڑا ہوا) دیکھے گا وہ (اپنے ساتھی کو وہاں دیکھ کر) بول اُٹھے گا قسم خدا کی تُو تو مجھے بھی (اپنی طرح کافر بنا کر) تباہ کرنے ہی کو تھا اور اگر میرے مالک کا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں بھی ان لوگوں ف۶

نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

ہم نہیں مریں گے مگر موت ہماری پہلی اور نہیں ہم عذاب کئے گئے تحقیق یہ البتہ وہی ہے مراد پانا

میں ہوتا جو دوزخ میں) تیرے ساتھ ہیں کیا ہم (بہشتیوں کا یہ حال نہیں ہے کہ) ایک بار جو مرنا تھا مر چکے اب (کبھی) ہم کو موت نہیں ہے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا بے شک یہ تو بڑی کامیابی ہے

الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾

بڑا واسطے ایسی ہی چیز کے پس چاہئے کہ عمل کریں عمل کرنیوالے کیا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینڈھ کا

ایسی چیز کے واسطے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہئے بھلا یہ مہمانی بہتر ہے یا (کم بخت) تھوہر کا درخت ف۷

اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا

تحقیق کیا ہم نے اس کو بلا واسطے ظالموں کے تحقیق وہ ایک درخت ہے کہ نکلے گا بیچ جڑھ دوزخ کے سر اس کے

ہم نے اس درخت کو کافروں کی آزمائش کے لیے بنایا ہے ف۸ وہ ایسا درخت ہے جو دوزخ کی تہہ میں اُگتا ہے ف۹ اس کی کلیاں ایسی

كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ

گویا کہ سر ہیں سانپوں کے پس تحقیق وہ البتہ کھانے والے ہیں اس میں سے پس بھرنے والے ہیں اس سے پیٹوں کو پھر

جیسے سانپوں کے پھن ف۱۰ تو بے شک یہ کافر اس میں سے کھائیں گے اور (اپنے) پیٹ اس سے بھریں گے ف۱۱ کھانا نوالبسا

ف۱ یعنی نہ نشہ ہوگا جیسے دنیا کی شراب پینے سے نشہ ہوتا ہے۔ ف۲ "قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ"، یعنی اپنے شوہروں کے علاوہ کسی اور کی طرف نگاہ نہ اٹھانے والی اور "عِيْنٌ"، خوبصورت بڑی آنکھوں والی — جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: "حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ۔" (سورہ الرحمٰن: ۷۲) ف۳ کہتے ہیں کہ شترمرغ کے انڈے جو احتیاط سے ڈھانک کر رکھے جاتے ہیں وہ زردی مائل ہونے کی وجہ سے نہایت خوش رنگ ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کی حوروں کو ان سے تشبیہ دی۔ بعض مفسرین نے "بیض مکنون" کی تفسیر "انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی" سے کی ہے اور اس کی یہی تفسیر حضرت ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے اس لئے اس کی یہی تفسیر صحیح ہے۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے "بیض مکنون" کا مطلب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: "ان کی (یعنی جنت کی حوروں کی) نرمی اور نزاکت اس جھلی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے سے چپکی ہوتی ہے اور اُسے "غرقی" کہا جاتا ہے۔" (ابن کثیر۔ ابن جریرؒ)

ف۴ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے حالات دریافت کرینگے

ف۵ یعنی کیا یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ وہ کہاں ہے اور اس کا کیا حال ہے؟

ف۶ یہاں اس جنتی کی اپنے جہنمی دوست سے گفتگو ختم ہوگئی۔ اس کے بعد وہ اپنے جنتی ساتھیوں سے خطاب کرکے خوشی اور تعجب بھرے لہجے میں کہے گا.....

ف۷ جس سے دوزخیوں کی ضیافت کی جائے گا۔ جنتیوں کی ضیافت کا ذکر کرنے کے بعد اس کے مقابلے میں یہاں دوزخیوں کی ضیافت کا ذکر کیا گیا۔

ف۸ اس سے دنیا و آخرت دونوں میں ان کی آزمائش ہوگی۔ اس کے آخرت میں آزمائش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب دوزخ میں کھانے کیلئے کوئی چیز نہ ملے گی۔ تو وہ اسی کو کھا کر اپنی بھوک مٹانے کی کوشش کریں گے لیکن اسے منہ میں ڈالنا اور حلق سے اتارنا سخت تکلیف دہ بلکہ مستقل عذاب کا باعث ہوگا۔ وہ اسے کھائیں تو مشکل اور نہ کھائیں تو مشکل۔ یہی ان کی آزمائش ہوگی۔ دنیا میں آزمائش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب کافر سنیں گے کہ دوزخ کی آگ میں درخت پیدا ہوتا ہے تو وہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑا کر اور زیادہ گمراہ ہونگے۔ چنانچہ جب ابوجہل نے یہ آیات سنیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور انہیں کھجور اور پنیر پیش کرتے ہوئے کہنے لگا: "یہ ہے وہ زقوم جس کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں دھمکی دے رہا ہے لیکن تم اسے مزے لے لے کر کھاؤ۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے "ثم ان لهم عليها لشوبا من حميم" تک اگلی آیات نازل فرمائیں۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی جیسے سمندر کی تہہ میں بہت سے درخت پیدا ہوتے ہیں اور وہیں بڑھتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس درخت زقوم کی یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ دوزخ کی تہہ میں اگتا اور بڑھتا ہے۔

ف۱۰ اصل میں لفظ "رؤس الشياطين" استعمال ہوا ہے جس کا لفظی ترجمہ "شیطانوں کے سر" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں پیدا ہونے والے تھوہر کی کلیوں کو ان کی انتہائی بھیانک شکل کا تصور پیش کرنے کیلئے شیطانوں کے سروں سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ خوبصورت آدمی کو فرشتہ سے اور بھیانک شکل کے آدمی کو شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کے متعلق کہا تھا: "اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ"۔ گو انہوں نے فرشتہ کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ عرب بھی اپنے محاورے میں ایک قسم کے بھیانک شکل کے سانپ کو شیطان کہتے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ "شیطانوں کے سروں" سے مراد "سانپوں کے پھن" ہوں۔ واللہ اعلم۔

ف۱۱ یعنی چار و ناچار کھائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ زقوم کا ایک قطرہ اگر دنیا کے سمندروں میں گر جائے تو سب دنیا والوں کی زندگی دوبھر ہوجائے۔ اب سوچو کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی غذا ہی یہ زقوم ہو۔ (ابن کثیر)

ف۱ جس سے اس کی آنتیں کٹ کر باہر نکل پڑیں گی۔ ف۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زقوم کا درخت اور کھولتے پانی کے چشمے دوزخ کے کسی خاص علاقہ میں ہوں گے۔ جب ان کو بھوک یا پیاس لگے گی تو انہیں اس مقام کی طرف ہانک دیا جائے گا اور پھر دوزخ میں اپنے ٹھکانے کی طرف واپس لایا جائے گا۔ ف۳ یعنی بے سوچے سمجھے باپ دادا کے رستے پر چلے جا رہے ہیں۔ ف۴ اوپر ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے لوگوں کے پاس ڈرانے والے بھیجے۔ اس کی تفصیل کے لئے یہاں سے بعض پیغمبروں کی سرگزشت بیان کی جا رہی ہے

إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا

تحقیق واسطے اُنکے اوپر اسکے ملونی ہے آب گرم سے پھر تحقیق پھر جانا اُن کا البتہ طرف دوزخ کی ہے تحقیق انہوں نے پایا

خراب) پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی ملا کر ان کو (پینے کے لیے) ملیگا ف۱ پھر (یہ گرم کھولتا ہوا پانی پی کر) اُن کو دوزخ کی طرف لوٹنا ہو گا ف۲ (اے پیغمبر) ان لوگوں نے

آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ

تھا باپوں اپنوں کو گمراہ پس وہ اوپر پیروں ان کے کے دوڑتے جاتے ہیں اور البتہ تحقیق گمراہ ہو گئے پہلے اُن سے بہت پہلے

کافروں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا پھر یہ انہی کے قدموں پر لپک رہے ہیں ف۳ اور ان سے پہلے بھی اگلے بہت لوگ گمراہ ہو چکے ہیں ف۴

الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ﴿٧٣﴾

لوگوں میں کے اور البتہ تحقیق بھیجے تھے ہم نے بیچ ان کے ڈرانے والے پس دیکھ کیوں کر ہوا آخر کام ڈرائے گیوں کا

اور ان کے پاس بھی ہم ڈرانے والے (پیغمبر) بھیج چکے ہیں تو (اے پیغمبر) دیکھ یہ لوگ جو ڈرائے گئے تھے انکا کیا انجام ہوا کس طرح تباہ

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنَاهُ

مگر بندے اللہ کے خالص کیے گئے اور البتہ تحقیق پکارا ہم کو نوحؑ نے پس البتہ بہت اچھے جواب دینے والے تھے اور نجات دی ہم نے اسکو

و برباد ہو گئے) مگر جو (ان میں) خدا کے خالص بندے تھے (وہ بچ گئے) اور نوح بھی ہم کو پکار چکا ہے اور ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے اُس کو اور اُس کے

وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

اور اہل اس کے کو سختی بڑی سے اور کیا ہم نے اولاد اس کی کو وہی ہوئے باقی رہنے والے اور چھوڑا ہم نے اوپر اسکے

گھر والوں کو بڑی مصیبت سے بچا لیا ف۵ اور ہم نے (دنیا میں) نوحؑ کی اولاد کو ہی باقی رکھا ف۶ اور اس کا ذکر خیر ہم نے

فِي الْآخِرِينَ ﴿٧٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿٧٩﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٠﴾

بیچ پچھلوں کے سلامتی ہو جیو اوپر نوحؑ کے بیچ سب عالموں کے تحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو

پچھلے لوگوں میں باقی رکھا ف۷ سارے جہان والے یہی کہتے ہیں نوحؑ پر سلام ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے (جیسے نوحؑ کو دیا) ف۸

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٨٢﴾ وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ

تحقیق وہ بندوں ہمارے ایمان والوں سے تھا پھر ڈبو دیا ہم نے اوروں کو اور تحقیق تابعوں اس کے سے

بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا پھر دوسروں کو (جو کافر تھے) ہم نے ڈبو دیا اور نوحؑ ہی کے راہ پر چلنے والوں میں ایک

لَإِبْرَاهِيمَ ﴿٨٣﴾ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾

البتہ ابراہیمؑ تھا جس وقت کہ آیا رب اپنے کے پاس ساتھ دل سلامت کے جس وقت کہ کہا اُس نے واسطے باپ اپنے کے اور قوم اپنی کے کس چیز

ابراہیمؑ تھا جب اپنے مالک کے پاس پاک دل لے کر آیا ف۹ جب اُس نے اپنے باپ (آزر) اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تم کن چیزوں کو

أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً

کو عبادت کرتے ہو آیا جھوٹ باندھ کر معبود سوائے اللہ کے چاہتے ہو پس کیا گمان ہے تمہارا ساتھ پروردگار عالموں کے پس نظر کی اُس نے ایک نظر

پوجتے ہو ف۱۰ کیا اللہ کو چھوڑ کر تم ان جھوٹے خداؤں کے پیچھے لگے ہو تم نے خدا کو جو سارے جہان کا مالک ہے کیا سمجھ رکھا ہے ف۱۱ تو اُس نے ستاروں کو

فِي النُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ

بیچ تاروں کے پس کہا تحقیق میں بیمار ہوں پس پھر گئے اُس سے پیٹھ پھیرتے پس پوشیدہ گیا طرف معبودوں اُنکے کی

ایک بار دیکھا ف۱۲ پھر کہنے لگا میں (شاید) بیمار ہو جاؤں گا ف۱۳ وہ اُس کو چھوڑ کر پیٹھ موڑ کر چل دیے ف۱۴ جب وہ لوگ چل دیے) تو ابراہیمؑ چپکے سے اُنکے

ع ۲ / ۶ — وقف لازم

ف۵ حضرت نوحؑ کے اہل (گھر والوں) سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُن پر ایمان لائے اور "کرب عظیم" (بڑی مصیبت) سے مراد طوفان میں غرق ہونا بھی ہو سکتا ہے اور قوم کا جھٹلانا اور ستانا بھی۔

ف۶ اکثر مفسرینؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کافر تو سب طوفان میں غرق ہو گئے ہو حضرت نوحؑ کے ساتھ جو اہل ایمان کشتی میں سوار ہوئے تھے وہ بھی بلا اولاد گزر گئے۔ اس کے بعد دنیا میں جو نسل انسانی پھیلی وہ حضرت نوحؑ کے تین بیٹوں — سام حام، یافث — سے پھیلی۔ (کذا فی الموضح) اس لئے حضرت نوحؑ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ بعض مفسرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کی نسل بھی پھیلی، جیسا کہ سورہ اسراء کی آیت: "ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ" سے معلوم ہوتا ہے البتہ کافروں کی سب نسل غرق کر دی گئی۔ (شوکانی)

ف۷ بعد میں آنے والے تمام انبیاءؑ اپنے اپنے زمانہ میں ان کی تعریف و توصیف کرتے رہے جیسا پچھلوں میں ان کی ثنا و صفت چھوڑ دی کہ خیر کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی زندگی میں ان کی مدد کرتے ہیں اور مرنے کے بعد ان کا ذکر خیر باقی رکھتے ہیں۔

ف۹ اپنے مالک کے پاس آنے سے مراد ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف متوجہ ہونا ہے اور پاک دل سے مراد ایسا دل ہے جو شرک، کفر، بدعت شکوک و شبہات اور ہر قسم کی اعتقادی یا عملی خرابی سے پاک ہو۔

ف۱۰ یعنی سوچو تو سہی کہ یہ بت وغیرہ جن کی تم عبادت کرتے ہو آخر ہیں کیا چیز؟

ف۱۱ یعنی کیا تم اس کے غضب سے نہیں ڈرتے کہ تم جا ہے دوسروں کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرا دے لو وہ تمہیں کوئی سزا نہ دے گا؟

ف۱۲ یہاں سے حضرت ابراہیمؑ کے جس واقعہ کا ذکر کیا جا رہا ہے اس کی تفصیل سورۂ انبیاء (آیت ۵۱-۷۳) میں بھی گزر چکی ہے۔

ف۱۳ اکثر مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ بتوں کے علاوہ ستاروں کی بھی پرستش کیا کرتے تھے اور ستاروں کی گردش کو حوادث زمانہ میں مؤثر مانتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے انہیں مغالطہ میں ڈالنے کیلئے ستاروں پر ایک نظر ڈالی تاکہ وہ سمجھیں کہ ستاروں سے اپنا آئندہ حال معلوم کر رہے ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ محاورہ ہے جو غور و فکر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے سوچتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا جیسا کہ ہر شخص جب کوئی غور طلب معاملہ آتا ہے تو آسمان کی سمت یا اوپر کی طرف دیکھتا ہے واللہ اعلم۔ (ابن کثیر) ف۱۴ یا "میں بیمار ہونے والا ہوں" یا "میں بیمار ہوں" کیونکہ دنیا میں ہر شخص کو کوئی نہ کوئی عارضہ ہوتا ہی ہے اور قوم کی حالت دیکھ کر جو کڑھتے تھے وہ بھی اپنی جگہ ایک تکلیف تھی۔ بہرحال حضرت ابراہیمؑ نے توریہ کیا جو اگرچہ جائز ہے مگر اپنی ظاہری صورت میں چونکہ جھوٹ ہوتا ہے اس لئے حدیث میں حضرت ابراہیمؑ کے اس قول "إِنِّي سَقِيمٌ" کو تین جھوٹوں میں سے ایک شمار کیا ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں اللہ کی خاطر ایک عظیم تر مقصد کے لئے بولے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ ایک جھوٹ ہے اللہ کی راہ میں عذاب نہیں ثواب ہے۔" (موضح) ف۱۵ یعنی انہیں وہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ (ابن کثیر)

فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًاۢ بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾

پس کہا ٹھٹھے سے کیا نہیں کھاتے تم کھانے کو — کیا ہے تم کو کہ نہیں بولتے — پس پھر آیا اوپر اُن کے مارتا ہوا ساتھ داہنے ہاتھ کے

بتوں میں جا گھسا اور ٹھٹھے کے طور اُن سے) کہنے لگا تم کھاتے کیوں نہیں تم کو کیا ہوا ہے بولتے کیوں نہیں پھر اُن پر پل پڑا داہنے ہاتھ سے مارنے لگا

فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا

پس متوجہ ہوئے طرف اسکی دوڑتے ہوئے — کہا کیا عبادت کرتے ہو اس چیز کو کہ آپ ہی تراشتے ہو — اور اللہ نے پیدا کیا تم کو اور جو کچھ

لوگ دوڑتے ہوئے اُسکے پاس پہونچے ف۱ ابراہیم نے کہا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم (خود) تراشتے ہو حالانکہ تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا

کرتے ہو تم — کہا انہوں نے کہ بناؤ واسطے اُسکے ایک عمارت پس ڈال دو اسکو بیچ دوزخ کے — پس ارادہ کیا ساتھ اس کے مکر کا

اللہ نے پیدا کیا ہے ف۲ وہ لوگ (آپس میں) کہنے لگے ابراہیم کے لیے ایک عمارت بناؤ پھر اس کو دہکتی آگ میں ڈال دو غرض انہوں نے ابراہیم پر داؤں چلانا چاہا

فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ

پس کیا ہم نے اُن کو نیچے — اور کہا ابراہیم نے تحقیق میں جانے والا ہوں طرف پروردگار اپنے کی البتہ راہ دکھلاویگا مجھ کو — اے رب میرے بخش مجھ کو

ہم نے اُنہی کو نیچا دکھایا ف۳ اور ابراہیم نے (آگ سے نکل کر) یہ کہا اب میں اپنے مالک کی (راہ میں) کسی اور طرف چلا جاتا ہوں ف۴ وہ مجھ کو ضرور (اچھے

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ

اولاد صالحوں میں سے — پس بشارت دی ہم نے اسکو ساتھ ایک لڑکے تحمل والے کے — پس جس وقت پہنچا ساتھ اسکے دوڑنے کو کہا اے چھوٹے بیٹے میرے

ٹھکانا) بتلائیگا مالک میرے مجھ کو ایک (بیٹا) دے جو نیک ہو ف۵ تو ہم نے ایک تحمل والے لڑکے (کے پیدا ہونے) کی اُسکو خوشخبری دی ف۶ جب وہ لڑکا اس لائق ہوا کہ ابراہیم کے ساتھ

اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا

تحقیق میں دیکھتا ہوں بیچ خواب کے کہ تحقیق میں ذبح کرتا ہوں تجھ کو پس دیکھ کیا دیکھتا ہے تو — کہا اے باپ میرے کر جو کچھ

سکے تو ابراہیم نے کہا بیٹا میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں جیسے تجھ کو ذبح کر رہا ہوں تو بھی سوچ کر دیکھ تیری رائے کیا ہے لڑکے نے کہا بابا جو (اللہ کا) حکم تجھ کو ہوا ہے اسکو (فوراً)

تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ۚ

حکم کیا جاتا ہے تو شتاب پاویگا تو مجھ کو اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والوں سے — پس جب مطیع ہوئے دونوں حکم الٰہی کے اور پچھاڑا اسکو ماتھے

بجالاؤ تو دیکھے گا اللہ نے چاہا میں ضرور صبر کروں گا جب باپ اور بیٹا دونوں (اللہ کا حکم بجالانے پر) مستعد ہوگئے اور ف۷

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور پکارا ہم نے اُس کو اے ابراہیم — تحقیق سچ کیا تو نے خواب کو — تحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو

نے بیٹے کو ماتھے کے بل (اوندھا) پچھاڑا ف۷ اور ہم نے ابراہیم کو پکارا اے ابراہیم تو نے (اپنا) خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو ایسا (اُن کی نیکی کا) ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ف۸

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

تحقیق یہ بات وہی ہے آزمایش ظاہر — اور چھڑا لیا ہم نے اُس کو بدلے قربانی بڑی کے — اور چھوڑا ہم نے اوپر اس کے بیچ

بے شک یہ کھلی آزمایش تھی ف۹ اور ہم نے اُس لڑکے کے صدقے میں ایک بڑی قربانی دی ف۱۰ اور ابراہیم کا ذکر خیر ہم نے پچھلے لوگوں میں

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ۖ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ

پچھلوں کے — سلامتی ہوجیو اوپر ابراہیم کے — اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو — تحقیق وہ بندوں

باقی رکھا (ہر شخص یہی کہتا ہے) سلام ہے ابراہیم پر ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (جیسے ابراہیم کو دیا) بے شک وہ ہمارے

ف۱ "اورلے... کر مجمع کے سامنے لے آئے"۔ تفصیل سورہ انبیاء میں گزر چکی ہے۔ ف۲ یا "جو عمل تم کرتے ہو انہیں بھی اللہ نے پیدا کیا ہے"۔ معلوم ہوا کہ بندہ کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (ابن کثیر) ف۳ یعنی حضرت ابراہیمؑ کو واقعی آگ میں ڈال دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ دیکھئے (سورہ انبیاء آیت ۶۹ وعنکبوت آیت ۲۴) ف۴ یعنی کافروں کے ملک سے ہجرت کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سب سے پہلے ملک شام پہنچنے کا حکم دیا۔ (فتح القدیر)

ف۵ مقاتلؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا شام پہنچ کر فرمائی۔ (شوکانی)

ف۶ ان سے مراد حضرت اسماعیلؑ ہیں اور یہ پہلے لڑکے ہیں۔ ان کے حضرت اسحاقؑ سے بڑے ہونے پر تمام مسلمانوں اور اہل کتاب کا اتفاق ہے۔ قرآن کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے غلام حلیم کی بشارت اور ان کے ذبح سے بچ جانے کا واقعہ نقل کیا ہے اور پھر اس کے بعد "وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ" ذکر کیا ہے اور ان کو "نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ" کہا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جوانی کو پہنچ کر نبی بنیں گے نیز حضرت اسحاقؑ کی خوشخبری کے ساتھ ان کے بعد حضرت یعقوبؑ کی خوشخبری ہے، اس لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت اسحٰقؑ کے ذبح کا حکم دیا جائے۔ (ابن کثیر)

ف۷ "فظھر صبرھما" (تو اُن دونوں کا صبر ظاہر ہو گیا) یہ عبادت محذوف ہے جو "لما" کا جواب ہے۔ حضرت ابراہیم نے بیٹے کو اوندھا اس لئے لٹایا کہ ذبح کرتے وقت اس کا چہرہ دیکھ کر کہیں دل میں رقت اور ہاتھ میں لرزش پیدا نہ ہو جائے ——— عموماً مفسرینؒ نے "للجبین" کا یہی مفہوم بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں بعض آثار بھی نقل کئے ہیں کہ حضرت اسماعیل نے اپنے باپ ابراہیمؑ کو اس طریق سے ذبح کرنے کی وصیت کی۔ ممکن ہے حضرت اسماعیلؑ نے اپنے باپ سے یہ باتیں بطور احتیاط کہہ دی ہوں مگر آیت سے یہ مفہوم اخذ کرنا بعید ہے کیونکہ لفظ "جبین" کے معنی جبھۃ (ماتھا) کی ایک جانب کے آتے ہیں۔ پس اس کے معنی یہ ہیں کہ اُن کو لٹا لیا جیسا کہ ذبح کے وقت جانور کو لٹایا جاتا ہے۔ قتادہؒ سے منقول ہے: ای کبہ دحوّل وجھہ الی القبلۃ یعنی "ان کو پچھاڑ کر ان کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا"۔ اس سے اس مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے ——— پھر یہ واقعہ وادی "منیٰ" میں صخرہ کے قریب پیش آیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ "منحر" کا واقعہ ہے جس جگہ آج کل قربانی ذبح کی جاتی ہے واللہ اعلم۔ (قرطبی۔ روح)

ف۸ یعنی انہیں آزمائشوں سے اسی طرح سرخرو کرکے نکالتے ہیں اور ان کے درجات بلند کرتے ہیں۔

ف۹ "یعنی باپ کا اکلوتے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا"۔

ف۱۰ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک "بڑی قربانی" سے مراد ایک عظیم الشان مینڈھا ہے جو فرشتہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیجا تاکہ وہ بیٹے کی بجائے اس کی قربانی کریں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر زور سے چھری چلائی، اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ جبریل نے بیٹے کو سرکا دیا (اور) ایک دنبہ رکھ دیا آنکھیں کھولیں تو دنبہ ذبح پڑا تھا۔ (موضح)

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا

ہمارے ایمان والوں سے تھا اور بشارت دی ہم نے اس کو ساتھ اسحٰقؑ کے جو نبی تھا صالحوں سے اور برکت دی ہم نے

ایمان دار بندوں میں سے تھا اور ہم نے اُسکو (ایک دوسرے لڑکے) اسحاق کی خوشخبری دی جو پیغمبر ہوگا نیک بختوں میں سے ف۱ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اُنکے

عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾

اوپر اس کے اور اوپر اسحٰقؑ کے اور اولاد اُن دونوں کی سے احسان کرنیوالے بھی ہیں اور ظلم کرنیوالے بھی ہیں اپنی جان پر ظاہر

فرزند) اسحاقؑ پر برکت اُتاری ف۲ اور اُن دونوں کی اولاد میں کوئی تو نیک ہے کوئی اپنی جان پر کھلا ستم کرنے والا (بدکار ہے)

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ

اور البتہ تحقیق احسان کیا ہم نے اوپر موسٰےؑ کے اور ہارونؑ کے اور نجات دی ہم نے ان دونوں کو اور قوم انکی کو سختی بڑی

اور ہم موسٰےؑ اور ہارونؑ پر (بھی) احسان کر چکے ہیں (اُن کو پیغمبری دے کر) اور اُن کو اور اُن کی قوم (بنی اسرائیل) کو ہم نے بڑی سختی سے بچا دیا

الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

سے اور مدد دی ہم نے انکو پس ہوئے وہی غالب اور دی ہم نے ان کو کتاب بیان کرنے والی

ف۳ اور ہم نے اُن مدد کی تو (جو) وہ مغلوب تھے) پھر وہی غالب بن گئے اور ہم نے اُن دونوں کو کھلی کتاب دی ف۴

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ

اور دکھلائی ہم نے اُن کو راہ سیدھی اور چھوڑا ہم نے اوپر ان کے بیچ پچھلوں کے سلام ہوجیو

اور ہم نے اُن دونوں کو سیدھے رستے پر لگایا اور ان دونوں کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں ہم نے باقی رکھا (سب کہتے ہیں) سلام

عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا

اوپر موسٰےؑ کے اور ہارونؑ کے تحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں احسان کرنیوالوں کو تحقیق وہ دونوں بندوں ہمارے

ہے موسٰےؑ اور ہارونؑ پر ہم نیکوں کو بیشک ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (جیسے موسٰیؑ اور ہارونؑ کو دیا) بے شک وہ دونوں ہمارے ایمان دار

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ایمان والوں سے تھے اور تحقیق الیاسؑ تھا البتہ بھیجے گیوں سے جس وقت کہا اُسنے واسطے قوم اپنی کے کیا نہیں ڈرتے تم

بندوں میں سے تھے اور بے شک الیاسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھا ف۵ جب اُس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ (خدا سے) نہیں ڈرتے

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ

کیا پکارتے ہو تم بعل کو ف۶ اور چھوڑ دیتے ہو بہتر سب سے پیدا کرنیوالے کو اللہ کہ پروردگار تمہارا اور پروردگار باپوں تمہارے

کیا تم بعل کو پکارتے ہو (جو ایک بُت تھا یا عورت تھی) اور سب سے بہتر پیدا کرنیوالے کو چھوڑ بیٹھے ہو اللہ کو جو تمہارا مالک ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا (بھی) مالک تھا

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

پہلوں کا ہے پس جھٹلایا اُس کو پس تحقیق وہ البتہ حاضر کئے جاوینگے بیچ عذاب کے مگر بندے اللہ کے خالص کیے گئے

تو الیاس کی قوم والوں نے اُس کو جھٹلایا بیشک وہ (قیامت کے دن عذاب میں) پکڑے آئیں گے مگر جو اللہ کے خالص بندے (اُن میں) تھے ف۷ اور

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى

اور چھوڑا ہم نے اوپر اس کے بیچ پچھلوں کے سلامتی ہوجیو اوپر الیاس کے تحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں

ہم نے الیاس کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا (سب کہتے ہیں) الیاس پر سلام ہو ف۸ ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں

ف۱ اس میں جیساکہ اوپر بیان ہوا، اس چیز کی دلیل ہے کہ ذبح ہونے والے حضرت اسماعیلؑ تھے نہ کہ حضرت اسحٰقؑ۔ کیونکہ ان کے تو جوانی کو پہنچ کر نبی بننے کی بشارت دی گئی تھی پھر اُن کو ذبح کرنے کا حکم کیونکر دیا جاتا۔

ف۲ برکت میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ انہیں کثیر الاولاد بنایا اور ان کی اولاد میں سلسلۂ نبوت رکھا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "دونوں کہا واسطے بیٹوں کو، دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحٰقؑ کی اولاد میں نبی گزرے بنی اسرائیل کے اور اسماعیلؑ کی اولاد میں عرب، جن میں ہمارے پیغمبرؐ ہوئے۔ (موضح)

ف۳ مراد ہے غلامی کی وہ حالت جس میں وہ فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں مبتلا تھے۔

ف۴ یعنی توراۃ جس میں واضح احکام موجود تھے۔

ف۵ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک حضرت الیاسؑ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت ہارونؑ کی نسل میں سے تھے اور حضرت یوشعؑ کے بعد بنی اسرائیل کے نگران اعلیٰ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ الیاسؑ حضرت ادریسؑ ہی کا دوسرا نام تھا، مگر زیادہ صحیح بات پہلی ہی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۶ "بعل" کے لفظی معنی آقا اور مالک کے ہیں۔ قرآن کے متعدد مقامات پر یہ لفظ "شوہر" کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔ (مثلاً سورہ بقرہ آیت ۲۲۸۔ سورہ نساء آیت ۱۲۷) حضرت الیاسؑ کی قوم نے اپنے ایک بت کا نام "بعل" رکھا تھا یا یہ ان کی ایک دیوی کا نام تھا۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حضرت الیاسؑ اولاد میں حضرت ہارونؑ کے ہیں، شہر بعلبک کی طرف ان کو اللہ نے بھیجا اور وہ پوجتے تھے بت اس کا نام بعل تھا۔ (موضح)

ف۷ "انہوں نے حضرت الیاسؑ کو نہیں جھٹلایا" بلکہ تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ (ابن کثیر)

ف۸ "الیاسین" حضرت الیاسؑ ہی کا دوسرا نام ہے۔ جیسے ایک ہی پہاڑ کو قرآن میں طور سیناء بھی کہا گیا ہے اور "طور سینین" بھی۔

ف۱ یعنی بغرض تجارت شام وفلسطین آتے جاتے، ان کی تباہ شدہ بستی سے دن رات گزرتے رہتے ہو۔ (کذا فی الوضح) ف۲ یہاں بھاگنے کے لئے لفظ "ابق" استعمال ہوا ہے جو دراصل غلام کے اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جانے کیلئے بولا جاتا ہے۔ حضرت یونسؑ چونکہ اپنے آقا ـــ اللہ تعالیٰ ـــ کے حکم کا انتظار کئے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اس لئے ان کے چلے جانے کے لئے "اَبَقَ" کا لفظ استعمال کیا گیا ـــ حضرت یونسؑ اپنی قوم کو کب اور کیوں چھوڑ کر چلے گئے تھے اس کے لئے دیکھئے سورۃ یونس آیت ۹۸، سورۃ انبیاء آیت ۸۷۔ (قرطبی) بھری ہوئی کشتی سے مراد سامان اور مسافروں سے بھری ہوئی ہے۔

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

احسان کرنے والوں کو تحقیق وہ بندوں ہمارے ایمان والوں سے تھا اور تحقیق لوطؑ البتہ پیغمبروںؑ سے تھا

(جیسے الیاس کو دیا) بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا اور لوطؑ بھی بے شک پیغمبروںؑ میں سے تھا

اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

جس وقت کہ نجات دی ہم نے اُسکو اور لوگوں اُسکے کو سب کو مگر ایک بڑھیا پیچھے رہنے والوں سے تھی پھر ہلاک کیا ہم نے اوروں کو

جب ہم نے اُسکو اور اُس کے گھر والے سب کو (عذاب سے) بچا دیا مگر ایک بڑھیا (لوطؑ کی بی بی) جو رہ جانے والوں میں (رہ گئی) تھی پھر دوسرے (سب) لوگوں کو ہم نے تباہ کر دیا

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ

اور تحقیق تم البتہ گزرتے ہو اوپر اُن کے صبح کو اور رات کو کیا پس نہیں سمجھتے اور تحقیق

اور تم تو صبح کو اور (کبھی) رات کو اُن پر سے گزرتے رہتے ہو ف۱ کیا تم کو عقل نہیں اور بیشک

يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ

یونسؑ البتہ پیغمبروںؑ سے تھا جس وقت بھاگ گیا طرف کشتی بھری ہوئی کے پس قرعہ ڈالا پس ہو گیا

یونسؑ بھی پیغمبروںؑ میں سے تھا جب بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچا ف۲ پھر قرعہ ڈالا (تین بار یونس کے نام پر نکلا) وہ ہار

مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ

دھکیلے گیوں سے پس نگل گئی اُس کو مچھلی اور وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ہوا وہ تسبیح

گیا ف۳ تو مچھلی اُس کو نگل گئی اور وہ (اپنے تئیں) ملامت کر رہا تھا ف۴ پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتا

الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ

کرنے والوں سے ف۵ البتہ رہتا بیچ پیٹ اس کے کے اس وقت تک کہ اُٹھائے جاویں مردے پس ڈال دیا ہم نے اسکو زمین بن گھاس والی

تو جس دن تک لوگ (دوبارہ زندہ ہو کر) اٹھائے جائیں گے (یعنے قیامت تک)، وہ اسی کے پیٹ میں رہتا ف۶ آخر ہم نے اسکو چٹیل میدان میں ف۷ ڈال دیا

هُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

میں اور وہ بیمار تھا اور اُگایا ہم نے اوپر اس کے ایک درخت بیل والا یعنے کدو کا اور بھیجا ہم نے اُس کو طرف لاکھ آدمی کی

اور وہ بیمار ہو گیا تھا ف۸ اور اس پر (سائے کے لیے) ہم نے ایک کدو کا درخت اُگایا ف۹ اور ہم نے یونس کو لاکھ بلکہ (اگر نکوں کو بھی ملا لو تو لاکھ سے بھی) زیادہ آدمیوں کی

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ

بلکہ زیادہ کی ف۱۰ پس ایمان لائے پس فائدہ دیا ہم نے اُن کو ایک مدت تک پس پوچھ اُن سے کیا واسطے رب تیرے کے بیٹیاں ہیں اور

طرف بھیجا تھا (جب اُن پر عذاب آنے لگا تو) وہ ایمان لے آئے ہم نے انکو ایک مدت تک (دنیا کے مزے) اٹھانے دئیے ف۱۱ ان (مکہ کے) کافروں سے پوچھ کیا تیرے مالک کے لیے بیٹیاں ہیں ف۱۲ اور

لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ

واسطے اُن کے بیٹے ہیں کیا پیدا کیا ہے ہم نے فرشتوں کو عورت اور وہ حاضر تھے خبردار ہو تحقیق وہ طوفان

اُن کے لیے بیٹے ہیں یا ہم نے فرشتوں کو عورت ذات بنایا اور وہ دیکھ رہے تھے ف۱۳ سُن لے یہ اُن کا جھوٹ ہے

اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اپنے سے البتہ کہتے ہیں کہ جنایا ہے خدا نے اور تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں کیا پسند کر لیا ہے بیٹیوں کو اوپر بیٹوں کے

کہتے ہیں اللہ کی اولاد ہے اور وہ بے شک جھوٹے ہیں بھلا کیا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو پسند کیا

ف۳ ہوا یہ کہ جب وہ کشتی مسافروں کو لے کر چلی تو طوفان کی وجہ سے ڈگمگانے لگی اور اس کے ڈوب جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس پر قرعہ ڈالا گیا کہ جس کا نام قرعہ میں نکلے اسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ تین بار قرعہ ڈالا گیا لیکن وہ ہر بار حضرت یونسؑ ہی کے نام پر نکلا۔ بار بار قرعہ اس لئے ڈالا گیا کہ لوگ حضرت یونسؑ کی نیکی کو دیکھ کر انہیں سمندر میں پھینکنا نہ چاہتے تھے لیکن جب تین بار قرعہ انہی کے نام پر نکلا تو وہ خود ہی سمندر میں کودنے کو تیار ہو گئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی مچھلی کو حکم دیا کہ جونہی وہ سمندر میں کودیں تو انہیں نگل جا بغیر اس کے کہ انہیں کوئی خراش آئے یا ان کی کوئی ہڈی ٹوٹے۔ (ابن کثیر) چنانچہ جونہی وہ سمندر میں کودے .....

ف۴ کہ وہ ناحق اپنی قوم سے ناراض ہو کر اپنے آقا کے حکم کا انتظار کئے بغیر بھاگ کھڑے ہوئے۔

ف۵ یعنی نیک بندوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں۔ سورہ انبیاء میں ہے کہ حضرت یونسؑ جونہی مچھلی کے پیٹ میں پہنچے انہوں نے اپنے رب کو ان الفاظ سے پکارا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہر عیب سے پاک ہے، بیشک میں ہی قصوروار ہوں۔

ف۶ یعنی قیامت تک مچھلی کا پیٹ ہی ان کی قبر بنا رہتا۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی ہم نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے ساحل پر پہنچ کر یونس کو ایک چٹیل میدان میں اگل دیا۔

ف۸ کہتے ہیں کہ وہ تھوڑی دیر یا ایک دن یا تین دن یا سات دن یا چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب مچھلی نے انہیں ساحل پر پہنچ کر اگلا تو وہ اس طرح نکلے جیسے مرغی کا چوزہ جس پر بال نہیں ہوتے۔ (شوکانی) حضرت یونسؑ کا مچھلی کے پیٹ میں جانا اور وہاں زندہ رہنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بطور خرق عادت تھا۔

ف۹ "یقطین" ہر ایسے درخت کو کہتے ہیں جو تنے پر کھڑا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سے کدو وغیرہ ہر چیز کی بیل مراد ہو سکتی ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "کہتے ہیں کہ وہ کدو کی بیل تھی۔" (موضح) بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس چٹیل میدان میں خرق عادت کے طور پر ایک بیل اگا دی جس کے پتوں سے ان پر سایہ بھی ہوتا رہا اور اس کے پھل غذا اور پانی کا کام بھی دیتے رہے۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی)

ف۱۰ ان سے "نینوی" شہر کے لوگ ہی مراد ہیں جس سے بھاگ کر حضرت یونسؑ سمندر کی طرف آئے تھے

ف۱۱ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت یونسؑ کے چلے جانے کے بعد انہوں نے عذاب کے آثار دیکھ کر توبہ کی تھی اور وہ عذاب سے بچ گئے تھے چنانچہ حضرت یونسؑ کو جب اپنی قوم کے ایمان لانے کی اطلاع ملی تو وہ واپس آگئے۔ (دیکھئے سورہ یونس آیت ۹۸) ف۱۲ عرب کے بعض قبائل کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اسی کی تردید اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمائی۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اس جاہلی عقیدہ کی تردید کی گئی ہے۔ مثلاً نساء آیت ۱۱۷، نحل آیت ۵۷-۵۸، بنی اسرائیل آیت ۴۰، زخرف آیت ۱۶ تا ۱۹، نجم آیت ۲۱-۲۷۔ ف۱۳ یعنی کیا ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے جو آج یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے عورت ذات اور اللہ کی بیٹیاں ہیں؟

ف۱ یعنی کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب آئی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ف۲ لغوی طور پر "جن" سے مراد ہر وہ مخلوق ہے جو پوشیدہ ہو اور نظر نہ آئے، اس لئے اکثر مفسرینؒ نے اس آیت میں جنوں سے مراد فرشتے لئے ہیں۔ بعض مفسرینؒ نے ان سے مراد اصطلاحی جن ہی لئے ہیں کیونکہ ــــ جیسا کہ یہ حضرات کہتے ہیں ــــ عربوں کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کے ایک قبیلہ میں شادی کی او[ر ان] سے فرشتے پیدا ہوئے، والعیاذ باللہ۔ (شوکانی) یا "نسبا" سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شیطان کو شریک بنالیا۔ (قرطبی)

ف۳ اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں جنوں سے مراد فرشتے ہیں اور اگر اصطلاحی جن ہی مراد لئے جائیں تو اس فقرہ کا یہ مطلب ہوگا کہ "جنوں کو خوب علم ہے کہ وہ (یعنی جو ان میں سے کافر ہیں) عذاب میں پکڑے آئیں گے"۔

ف۴ "وہ ایسی باتیں نہیں کرتے" یا "وہ عذاب میں پکڑے ہوئے نہیں آئیں گے"۔

ف۵ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "تم اور یہ عبادت جو تم کرتے ہو، اس پر (یعنی اس سے) تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جو....." پہلا ترجمہ "ما تعبدون" کے "ما" کو موصولہ ماننے کی صورت میں ہے۔ اور دوسرا ترجمہ اسے مصدریہ ماننے کی صورت میں۔ نیز یہ دونوں ترجمے اس صورت میں ہیں جب "علیہ" میں "ہ" کی ضمیر "ما تعبدون" کے لئے قرار دی جائے اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کے لئے قرار دی جائے تو ترجمہ یوں ہوگا کہ "تم اور تمہارے معبود ــــ یا تم اور تمہاری عبادت ــــ اللہ تعالیٰ کے خلاف کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جو..." (قرطبی۔ شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی تم انسان اور تمہارے شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہیں کر سکتے گمراہ وہی ہوگا جس کو اس نے دوزخی لکھ دیا۔ (موضح)

ف۶ "جس سے ہم ذرہ برابر تجاوز نہیں کر سکتے، کجا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کریں"۔

ف۷ یعنی صف باندھے ہر آن اطاعت و حکم برداری کے لئے تیار رہتے ہیں۔ (دیکھئے آیت ۱)

ف۸ یا "نماز پڑھتے رہتے ہیں"ــــ لفظی ترجمہ یوں ہے "اور ہم تسبیح کرنے والے ہیں"۔ حدیث میں ہے کہ آسمان میں قدم رکھنے کی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو اور یہی معنی "مقام معلوم" کے ہیں۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی اگر گزشتہ قوموں کی طرح ہمارے پاس کوئی پیغمبر آتا یا ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ....." حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ بات مشرکین مکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کہا کرتے تھے۔ نیز دیکھئے آیت ۴۲۔ (شوکانی)

ف۱۰ یعنی جب یہ کتاب ــــ قرآن ــــ ان کے پاس آ گئی تو یہ اس سے انکار کرنے پر تل گئے۔

ف۱۱ یعنی اس انکار کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ (قرطبی)

ف۱۲ "ہمارے لشکر" سے مراد انبیاءؑ اور ان کے ماننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ایک موقع پر انہیں فتح نصیب ہوگی بلکہ یہ مطلب ہے کہ آخر کار فتح ان ہی کی ہوگی اور کفر و شرک کا خاتمہ ہو کر رہے گا۔ نیز دیکھئے مومنون آیت ۹۔ (ابن کثیر)

ف۱۳ یعنی جب تک ہم آپؐ کو ان سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتے آپؐ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور ربانی طور پر دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہیں ــــ واضح رہے کہ یہ آیت مکی دور کی ہے۔

مَا لَكُمْ ۚ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۱۵۴﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۵﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵۶﴾ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ

کیا ہے واسطے تمہارے کیوں کر حکم کرتے ہو کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے تم یا واسطے تمہارے کوئی دلیل ہے ظاہر پس لے آؤ تم کتاب اپنی کو

تم کو کیا ہوا ہے تم کیسا حکم لگاتے ہو کیا تم سوچتے نہیں یا تمہارے پاس (اس بات کی) کوئی کھلی سند ہے ف۱ اگر سچے ہو تو اپنی کتاب لے

إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

اگر ہو تم سچے اور تحقیق ثابت کیا انہوں نے درمیان خدا کے اور درمیان جنوں کے ناتا اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جن کہ

آؤ اور ان لوگوں نے خدا اور جنوں میں ناطہ رشتہ قائم کیا ہے ف۲ اور جنوں (سے اگر پوچھو تو) ان کو (خوب) معلوم ہے

إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۵۹﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۰﴾

تحقیق وہ البتہ حاضر کیے جاوینگے عذاب میں پاکی ہے اللہ تعالیٰ کو اُس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں مگر بندے اللہ تعالیٰ کے خالص کیے گئے

کہ ایسا بکنے والے (عذاب میں) پکڑے آئینگے ف۳ اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بناتے ہیں مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے ف۴ اے (مکہ کے مشرکو)

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿۱۶۱﴾ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿۱۶۲﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿۱۶۳﴾

پس تحقیق تم اور جس کو کہ عبادت کرتے ہو نہیں تم خلاف اس کے بہکانے والے مگر اُس شخص کو کہ وہ جانے والا ہے دوزخ کا

تم اور جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو یہ کسی کو (بہکا کر) بُت پرستی پر نہیں لگا سکتے مگر اُس کو جو (تقدیرِ الٰہی سے) دوزخ میں جانے والا ہے ف۵

وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿۱۶۴﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿۱۶۵﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿۱۶۶﴾

اور نہیں ہم میں سے کوئی مگر واسطے اُسکے مقام ہے معلوم اور تحقیق ہم حق تعالیٰ کی بندگی میں صف باندھنے والے ہیں اور تحقیق ہم واسطے اُسکے تسبیح کرنیوالے ہیں

اور (فرشتے تو یہ کہتے ہیں) ہم میں سے ہر ایک کا ایک درجہ مقرر ہے ف۶ اور ہم تو صف باندھتے رہتے ہیں ف۷ اور ہم (خدا کی) خوبی بیان کرتے رہتے ہیں ف۸

وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ

اور تحقیق تھے یہ کہتے اگر ہوتا نزدیک ہمارے مذکور پہلوں کا البتہ ہوتے ہم بھی بندوں

اور یہ لوگ یوں کہا کرتے تھے اگر اگلے لوگوں کی کوئی کتاب ہمارے پاس ہوتی تو ہم اللہ کے چنے ہوئے

اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوا بِهِ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا

اللہ کے سے خالص کیے گئے پس کفر کیا انہوں نے ساتھ اس ذکر کے پس شتاب جان لیویں گے اور البتہ تحقیق پہلے گزری ہے بات ہماری

بندے ہو جاتے ف۹ اور لگے اس کا انکار کرنے ف۱۰ آگے چل کر اُن کو معلوم ہو جائے گا ف۱۱ اور ہم تو پہلے ہی اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۱﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ﴿۱۷۲﴾ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۷۳﴾

واسطے بندوں ہمارے پیغمبروںؑ کے تحقیق وہی ہیں مدد دئیے گئے اور تحقیق لشکر ہمارے وہی ہیں غالب

(پیغمبروںؑ کے) باب میں فرما چکے ہیں کہ (آخر ایک روز) ضرور اُن کو (ہماری) مدد پہنچے گی اور ضرور ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا ف۱۲ تو

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۷۴﴾ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۷۵﴾ أَفَبِعَذَابِنَا

پس منہ پھیرلے اُن سے ایک مدت تک اور دیکھ اُن کو پس البتہ دیکھ لیویں گے کیا پس ساتھ عذاب ہمارے

(اے پیغمبرؐ) چند روز تک ان (مشرکوں) کا خیال چھوڑ دے ف۱۳ اور ان کو دیکھتا رہ وہ آگے (اپنی ذلت اور رُسوائی) دیکھ لیں گے ف۱۴ کیا وہ ہمارے عذاب (آ لینے)

يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۷۶﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ

کے جلدی کرتے ہیں پس جس وقت اُتریگا انگنائی اُن کی میں پس بُری ہوگی صبح ڈرائے گیوں کی اور منہ پھیر لے

کی جلدی مچا رہے ہیں ف۱۵ جب اُن کے آنگن (انگنائی صحن) میں عذاب آ اتریگا تو جن لوگوں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرایا گیا تھا اور اُنہوں نے نہ مانا) انکی صبح بُری ف۱۶

ف۱۴ چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا اور چند سال بعد آنحضرتؐ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے اور کفار نے اپنی ذلت و رسوائی اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

ف۱۵ یعنی مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو ہم پر وہ عذاب کیوں نہیں لے آتے جس کی دھمکی دیتے ہو۔

ف۱۶ یعنی وہ صبح جس میں ان پر عذاب نازل ہوگا ان کے حق میں انتہائی بُری ہوگی۔ عرب عموماً صبح کے وقت دشمن پر حملہ کرتے اس لئے صبح کا لفظ خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ (قرطبی)

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

اُن سے ایک مدت تک اور دیکھ پس البتہ دیکھ لیویں گے پاکی بیان کر پروردگار اپنے پروردگار عزت والے کی

منہ موڑے رہیو اور (اے پیغمبرؐ) چندروز تک انکا خیال چھوڑ دے لو دیکھتا رہ یہ بھی آگے چل کر (اپنا نتیجہ) دیکھ لیں گے (اے پیغمبرؐ) تیرا مالک جو عزت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

اس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں اور سلامتی ہے اوپر پیغمبروں کے اور سب تعریف ہے واسطے اللہ پروردگار عالموں کے

جو یہ بناتے ہیں اور سلام ہے پیغمبروںؑ پر اور ساری تعریف اُسی اللہ کی ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ف۱

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ (۳۸) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸۸ رُكُوْعَاتُهَا ۵

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ

قسم ہے قرآن نصیحت کرنے والے کی بلکہ وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں بیچ غلبے کے ہیں اور خلاف کے کتنے

قسم ہے قرآن کی جس میں نصیحت ہے ف۳ مگر اس کا کیا علاج) کہ کافر گھمنڈ اور ضد میں پڑ گئے ہیں ف۴ ان کافروں سے پہلے

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

ہلاک کئے ہیں ہم نے پہلے اُن سے قرنوں سے پس پکارتے پھرے اور نہیں تھا وقت خلاص کا اور تعجب کیا یہ کہ آیا اُن کے پاس

ہم نے کتنی قومیں تباہ کر دیں (جب عذاب آن پہنچا) اُس وقت چلا اٹھے (دعا کرنے لگے) اور وہ چھٹکارے کا وقت نہ تھا کیا اُن کو اس بات پر تعجب آیا کہ انہی میں

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا

ڈرانے والا انہیں میں سے اور کہا کافروں نے یہ جادوگر ہے جھوٹا کیا کر دیا اُس نے سب معبودوں کو معبود ایک

سے ایک شخص ڈرانے والا انکے پاس آیا ف۵ اور کافر کہنے لگے یہ تو جادوگر جھوٹا (لپاٹیا) ہے اُس نے کئی خداؤں کو ایک خدا کر دیا

اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ

تحقیق یہ ایک چیز ہے بہت تعجب کی اور چلے سردار اُن میں سے کہتے ہوئے یہ کہ چلو اور صبر کرو اوپر معبودوں اپنے کے

یہ تو بڑی انوکھی (تعجب کی) بات ہے ف۶ اور ان کافروں کے سردار یہ کہہ کر اُٹھ گئے چلو جی (اسکی بات نہ مانو) اور اپنے دیوتاؤں (کے پوجے) پر جمے رہو

اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ يُّرَادُ ﴿۶﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِى الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿۷﴾

تحقیق یہ ایک چیز ہے کہ ارادہ کی جاتی ہے نہیں سُنی ہم نے یہ بات بیچ دین پچھلے کے نہیں ہے یہ مگر اپنے جی سے بنا لینا

بیشک یہ تو (اس شخص کی) خواہش ہے ف۷ ہم نے تو یہ بات پچھلے دین (نصاریٰ کے دین) میں بھی نہیں سُنی ف۸ ہو نہ ہو یہ مذہب (اس شخص کا) گھڑا ہوا ہے

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِىْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ﴿۸﴾

کیا اُتارا گیا اوپر اس کے ذکر درمیان ہمارے سے بلکہ وہ بیچ شک کے ہیں یاد میری سے بلکہ نہیں چکھا انہوں نے عذاب میرا

کیا ہم سب میں اسی شخص پر قرآن اُترا ف۹ بات یہ ہے کہ اُن کو تو دوسرے سے) میرے کلام ہی میں شک ہے ف۱۰ بات یہ ہے کہ انہوں نے (ابھی تک میرا عذاب

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ﴿۹﴾ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

کیا نزدیک اُن کے ہیں خزانے رحمت پروردگار تیرے کے غالب بخشنے والے کے کیا واسطے اُن کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور

نہیں چکھا ف۱۱ یا (اے پیغمبرؐ) تیرے زبردست بخشنے والے مالک کی مہربانی کے خزانے اُن کے پاس ہیں ف۱۲ یا آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے

ف۱ اس میں بندوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ انہیں جب کوئی نعمت حاصل ہو یا اُن سے کوئی مصیبت ٹلے تو انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ حدیث میں ہے کہ جب تم رسولوں پر سلام بھیجو تو مجھ پر (بھی) سلام بھیجو۔ آنحضرتؐ جب نماز سے واپس ہوتے تو "سُبْحَانَ رَبِّكَ" تا آخر پڑھتے اور ہر مجلس کے خاتمہ پر اس کا پڑھنا مستحب ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی) ف۲ اس پر تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ

فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش کے چند سردار جن میں ابوجہل بھی شامل تھا، ان کے پاس آئے، ابوجہل ان سے کہنے لگا "دیکھئے آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہتا ہے اور اس کی یہ یہ باتیں اور حرکتیں ہیں لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انہیں بلا کر ان باتوں سے منع کر دیں۔" ابوطالب نے آنحضرتؐ کو بلایا اور آپ سے کہا: اے بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس تمہاری شکایت لے کر آئے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو بُرا بھلا کہتے ہو۔ (بہتر ہے کہ تم اُن سے کسی انصاف کی بات پر صلح کر لو)۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا "میں تو ان کے سامنے صرف ایک کلمہ پیش کرتا ہوں جسے اگر یہ مان لیں تو عرب ان کے تابع ہو جائیں اور عجم انہیں جزیہ ادا کریں۔ وہ کہنے لگے، ایک کلمہ کیا ہم ایسے دس کلمے کہنے کو تیار ہیں۔ بتاؤ تو سہی کہ وہ کلمہ کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اس پر سب لوگ کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ کہتے جاتے تھے، "اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا، اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ" اُن کے بارے میں اس سورہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ (شوکانی)

ف۳ یا "جو شرف و عظمت والا ہے"۔ اس قسم کا جواب محذوف ہے جیسے لتبعثن یا اِنَّ رَبَّكَ لَحَقٌّ وغیرہ۔

ف۴ یعنی یہ جو قرآن کو حق تسلیم نہیں کر رہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ سخت تکبر اور ضد میں مبتلا ہیں، ورنہ اگر ذرا انصاف سے کام لیں تو قرآن کو سر بسر ہدایت کا سرچشمہ پائیں گے اور صاف معلوم کریں گے کہ یہ خدائی کلام ہے۔

ف۵ حالانکہ عجیب بات تو اس وقت ہوتی جب کوئی فرشتہ یا عجمی ان میں نبی بنا کر بھیجا جاتا اور پھر یہ اعتراض بھی کر سکتے تھے۔

ف۶ یعنی ان لوگوں کو عقیدۂ توحید عجیب معلوم ہوتا ہے حالانکہ تعجب کی چیز شرک ہے جس پر کوئی بھی عقلی دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔

ف۷ یعنی یہ جو ہمارے سامنے کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" پیش کر رہا ہے اس سے اس کا مقصد کچھ ذاتی فائدہ معلوم ہوتا ہے اور شاید اس نے یہ سارا ڈھونگ اس لئے رچایا ہے کہ ہم اسے اپنا سردار مان لیں اور یہ ہم پر حکمرانی کر کے داد عیش دے۔

ف۸ یعنی دین نصاریٰ میں کہ ان کے ہاں بھی اس طرح کی توحید نہیں ہے جیسی یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کر رہا ہے وہ بھی تین خداؤں کے قائل ہیں۔ کذا قال اکثر السلف (قرطبی) یا قریب کے دین سے مراد خود قریش کے بزرگوں کا دین ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، یعنی آگے تو سنے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہم لوگوں نے تو یوں نہیں کہے گئے۔ (موضح) یا ہم نے اہل کتاب سے یہ بات نہیں سُنی کہ آخر زمانہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسولؐ ہوں گے۔ (قرطبی)

ف۹ یعنی ہم میں بڑے بڑے رئیس اور شریف موجود ہیں، اگر خدا کو اپنا کلام اُتارنا ہی تھا تو ان میں سے کسی پر اُتارتا۔ ف۱۰ یعنی قطع نظر اس سے کہ کون پیغمبر ہوتا اور کون نہ ہوتا یہ تو سرے سے نبوت و رسالت کے ہی قائل نہیں ہیں۔ ف۱۱ "اس لئے اکڑفوں دکھا رہے ہیں۔ اگر عذاب کا مزہ چکھ لیتے تو دماغ درست ہو جاتا۔" ف۱۲ کہ جس کو جو نعمت چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے خزانوں کا خود مالک ہے تو وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔ اب اگر اس نے اپنی نعمت و رسالت سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے تو یہ کیوں حسد کرتے ہیں۔

ف ۱ "تاکہ فرشتوں کو آنحضرتؐ پر وحی لانے سے منع کردیں"۔ یا "تاکہ جسے یہ اپنی رحمت کا مستحق سمجھیں، اسے دیں اور جسے ہم سمجھتے ہیں محروم کردیں اور زمین و آسمان کا نظام اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔ ف ۲ یعنی قریش کے یہ کفار آخر ہیں کیا؟ جس کسی نے پیغمبروںؑ کی مخالفت کی منہ کی کھائی۔ ایک وقت آئے گا کہ مکہ کی سرزمین میں انہیں شکست ہوگی اور آنحضرتؐ کے سامنے اطاعت سے سر جھکائیں گے۔ ف ۳ فرعون کو میخوں والا کہنے کا مطلب

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾ جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾

زمین کی اور جو کچھ درمیان اُنکے ہے پس چاہیئے کہ چڑھ جاویں بیچ رسیوں آسمان کے لشکر بڑے بڑے اس جگہ شکست پا گئے فرقوں میں سے

اس کی حکومت اُن کو مل گئی ہے (ایسا ہے) تو رسیاں لگا کر (آسمان پر) چڑھ جائیں ف۱ اور جتھوں میں سے یہ بھی ایک تھوڑا سا جتھا ہے ف۲ جو یہیں

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَ

جھٹلایا تھا پہلے اُن سے قوم نوحؑ کی نے اور عاد نے اور فرعون میخوں والے نے اور ثمودؑ نے اور قوم لوطؑ کی نے اور

شکست پائیگا (ان کافروں سے) پہلے نوحؑ کی قوم والوں نے اور عاد نے اور فرعون نے جو میخوں والا تھا ف۳ اور ثمودؑ نے اور لوط کی قوم والوں نے اور

أَصْحَابُ لْـَٔيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَمَا

رہنے والوں بن کے نے یہ لوگ تھے بڑی بڑی جماعتیں نہیں تھے یہ سب مگر جھٹلاتے تھے پیغمبروںؑ کو پس ثابت ہوا ان پر عذاب میرا اور

بن کے رہنے والوں نے (پیغمبروںؑ کو) جھٹلایا ف۴ یہی وہ جتھے ہیں (جنہوں نے شکست پائی) ان سب نے پیغمبروںؑ کو جھٹلایا آخر ان پر میرا عذاب اترنا ضرور ہوگیا اور

يَنظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا

نہیں انتظار کرتے یہ لوگ مگر ایک آواز تند کا کہ نہیں اُس کو کچھ ڈھیل اور کہا انہوں نے اے پروردگار ہمارے جلد دے ہم کو

ہر ملکہ کے کافر (صور کی) ایک چنگھاڑ کے منتظر ہیں جو (شروع ہونے کے بعد پھر) بیچ میں دم نہ لے گی ف۵ اور یہ کافر (ٹھٹھے سے) کہتے ہیں مالک ہمارے جو ہمارا حصہ ہے

قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ

چٹھی ہماری پہلے دن حساب کے سے صبر کر اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں اور یاد کر بندے ہمارے داؤد صاحب قوت کو

وہ حساب کے دن سے پہلے ہی ہم کو جلدی سے دے ڈال ف۶ (اے پیغمبر) ان کی باتوں پر صبر کیے رہ اور ہمارے بندے داؤد (پیغمبر) کو یاد کر ف۷ جو زور والا تھا ف۸

إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ وَالطَّيْرَ

تحقیق وہ رجوع کرنیوالا تھا تحقیق مسخر کیا ہم نے پہاڑوں کو ساتھ اس کے کہ تسبیح کہتے تھے سورج ڈھلے اور سورج نکلے اور جانور

کیونکہ وہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع رہتا تھا ف۹ ہم نے پہاڑوں کو اس کا تابعدار بنا دیا تھا وہ سورج ڈھلے اور سورج نکلے اُسکے ساتھ ساتھ تسبیح کرتے ف۱۰ اور پرندوں کو بھی

مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾

اکٹھے کئے ہوئے ہر ایک واسطے اُسکے جواب دینے والے تھے اور زبردست کی ہم نے سلطنت اسکی اور دی ہم نے اُسکو حکمت اور فیصل کرنے والی بات

(اُسکا تابعدار کر دیا تھا) وہ جمع ہو کر سب اُسکی طرف بہت رجوع رہتے ف۱۱ اور اُس کی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اُسکو تدبیر دی تھی اور جھگڑا چکانے والی بات ف۱۲

وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ

اور کیا آئی ہے تیرے پاس خبر جھگڑنے والوں کی جس وقت کہ دیوار پر چڑھ کر اُتر آئے عبادت خانے میں جس وقت کہ داخل ہوئے اوپر داؤدؑ کے پس ڈرا اُن سے

(اے پیغمبر) کیا ان جھگڑنے والوں کی بھی خبر تجھ کو پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر داؤدؑ کے عبادت خانہ میں آگئے ف۱۳ (عجب بے وقت بے اجازت) وہ داؤدؑ کے پاس گھس آئے وہ

مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ

کہا انہوں نے مت ڈر ہم ہیں دو جھگڑنے والے زیادتی کی ہے بعضے ہمارے نے اوپر بعض کے پس حکم کر درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور

اُنکو دیکھ کر گھبرا گیا ف۱۴ انہوں نے کہا مت ڈر ہم دونوں میں جھگڑا ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے تو انصاف سے ہمارا فیصلہ کر دے اور بے انصافی

لَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً

مت زیادتی کر اور راہ دکھا ہم کو طرف سیدھی راہ کی تحقیق یہ ہے بھائی میرا واسطے اُس کے ہیں ننانویں دُنبیاں

نہ کر اور ہم کو سیدھی راہ بتلا دے یہ (دوسرا فریق) میرا بھائی ف۱۵ ہے اسکے پاس ننانویں دُنبیاں ہیں (ایک کم سو)

یا تو یہ ہے کہ وہ جس سے ناراض ہوتا تھا اس کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھکوا کر سزا دیا کرتا تھا یا یہ کہ اس کی سلطنت ایسی مضبوط تھی گویا زمین میں میخ ٹھکی ہوئی ہے۔ یا اس کا لشکر کثیر تھا اور جہاں ٹھہرتے ہر طرف خیموں کی میخیں ہی میخیں نظر آتیں۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی)

ف ۴ بن والوں سے مراد حضرت شعیبؑ کی قوم ہے

ف ۵ "جب تک ان سب کو فنا کے گھاٹ نہ اتار دے" یا "جس کے بعد کوئی دوسری چنگھاڑ نہ ہوگی۔ (قرطبی) "فواق" اصل میں اس وقفہ کو کہتے ہیں جو اونٹنی کا دودھ دوہتے وقت ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ کے درمیان ہوتا ہے۔ تو مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نہ ذرہ بھر پہلے آئے گی اور نہ بعد میں۔

ف ۶ یعنی ہمارا معاملہ قیامت تک کیوں ٹالتا ہے جو سزا ہمیں اس وقت ملنے والی ہے وہ اسی دنیا میں دے ڈال۔ (ابن کثیر)

ف ۷ "اس جگہ ان کو یاد دلوایا کہ انہوں نے بھی طالوت کی حکومت میں بہت صبر کیا آخر حکومت اُن کو ملی اور مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا۔ یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبرؐ کا۔ (کذا فی الموضح)

ف ۸ جسمانی قوت کے علاوہ علم و فضل اور عبادت میں بھی بڑی طاقت تھی۔ ایک روایت میں ہے: "كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ" کہ حضرت داؤدؑ بہت زیادہ عبادت گزار تھے۔ ایک صحیح حدیث میں حضرت داؤدؑ کی نماز اور روزے کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب قرار دیا گیا ہے۔ (روح)

ف ۹ یعنی وہ اپنے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے اور کوئی قدم اپنی خواہش کی بنا پر نہیں اٹھاتے تھے۔ (ابن کثیر)

ف ۱۰ زوال شمس اور غروب کے درمیان کے وقت کو "العشی" کہتے ہیں اور "اشراق" اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج طلوع ہونے کے بعد خوب چمکنے لگتا ہے۔ اس وقت میں نفلی نماز کی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس وقت دو رکعت نماز تمام اعضا کی طرف سے صدقہ بن جاتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف ۱۱ یعنی ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے جیسا کہ سورہ انبیاء کی آیت ۹۰ میں گزر چکا ہے اگر "لہ" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کے لئے قرار دی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ (قرطبی)

ف ۱۲ "حکمت" کے مفہوم میں نبوت، کتاب اللہ کا علم اور معاملات کی فہم و فراست سب چیزیں شامل ہیں۔ اور "فصل الخطاب" سے مراد ہے مقدمہ سن کر فیصلہ سنانے کا طریقہ یا لمبی بات کو مختصر الفاظ میں ایسے طریقہ سے بیان کرنا کہ ہر ایک کی پوری طرح سمجھ میں آجائے۔ اس سے گویا حضرت داؤدؑ کی فصاحت و بلاغت کی طرف اشارہ ہے۔ ایک روایت میں ہے حضرت داؤدؑ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خطبہ میں "اما بعد" کا لفظ استعمال کیا۔ (شوکانی) ف ۱۳ اکثر علمائے تاویل کا قول ہے کہ یہ جھگڑنے والے دو فرشتے تھے جو آدمی کی شکل میں آئے تاکہ حضرت داؤدؑ کو ان کی غلطی پر متنبہ کریں اور ان کا یہ مقدمہ بطور فرض تھا نہ کہ حقیقتاً۔ پس ان فرشتوں کا جھوٹ بولنا لازم نہیں آتا جیسا کہ امام رازیؒ نے اس لزوم کی بنا پر اس تاویل کی تردید کر دی ہے۔ (قرطبی) ف ۱۴ گھبرانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ بلا اجازت اور بے وقت دیوار پھاند کر یکایک اندر عبادت خانہ میں پہنچ گئے تھے۔ (قرطبی) ف ۱۵ یعنی دینی بھائی یا ساتھ رہنے والا بھائی۔

وقف لازم

ف۱ یعنی وہ مجھ سے زیادہ چرب زبان ہے اس لئے لوگ اس کی طرف داری کرتے ہیں اور میری کوئی نہیں سنتا۔ (قرطبی) ف۲ ممکن ہے کہ حضرت داؤدؑ نے یہ فیصلہ دوسرے فریق کا بیان سنے بغیر صادر کردیا ہو اور یہ حضرت داؤدؑ کا قصور تھا جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔

وَلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۚ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

اور واسطے میرے ہے ایک دنبی پس کہا اُس نے مجھ کو سونپ دے وہ بھی اور غلبہ کیا مجھ پر بیچ بات کے کہا حضرت داؤدؑ نے کہ ظلم کیا اُس نے تجھ پر

اور میرے پاس ایک ہی دُنبی ہے اب وہ کہتا ہے تو (اپنی) وہ (ایک دنبی) بھی میرے حوالے کر دے اور بات چیت کرنے میں وہ مجھ کو دبا بیٹھا ہے ف۱ داؤدؑ نے کہا بیشک یہ

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ

ساتھ مانگ لینے دُنبی تیری کے طرف دنبیوں اپنی کی اور تحقیق بہت شرکت والے زیادتی کرتے ہیں بعضے اُن کے اوپر بعض کے

تجھ پر ظلم کرتا ہے جو تیری (ایک) دنبی مانگ کر اپنی (ننانوے) دنبیوں میں ملانا چاہتا ہے ف۲ اور اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کرتے رہتے ہیں (اپنے ساجھی کا حق دبانا

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ

مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور کم ہیں وہ اور جانا داؤدؑ نے کہ کچھ آزمایا ہے ہم نے اسکو پس بخشش مانگی

چاہتے ہیں) مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے ہیں (وہ ایسا کام نہیں کرتے) اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور (اتنا جھگڑا ہونے کے بعد) داؤدؑ کو خیال آیا کہ یہ مقدمہ تھا

رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ السجدۃ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

رب اپنے سے اور گر پڑا عاجزی کرتا ہوا اور رجوع کیا بحق پس بخشا ہم نے واسطے اس کے یہ اور تحقیق واسطے اُسکے نزدیک ہمارے مرتبہ ہے نزدیکی کا اور اچھی جگہ پھر جانے کی

بلکہ ہم نے اسکو آزمایا تھا اُسی وقت اُس نے اپنے مالک سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور (خدا کی طرف) رجوع ہو گیا ف۳ آخر ہم نے اُسکا یہ قصور معاف کر دیا اور بیشک داؤدؑ کیلئے ہمارے

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

اے داؤدؑ تحقیق ہم نے کیا ہے تجھ کو نائب بیچ زمین کے پس حکم کر درمیان لوگوں کے ساتھ حق کے اور مت پیروی کر

پاس نزدیکی کا درجہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف۴ ہم نے داؤدؑ سے یہ بھی فرمایا) داؤد ہم نے تجھ کو زمین کا حاکم بنایا ہے تو لوگوں کا فیصلہ انصاف سے کیا کر اور (نفس کی) خواہش پر مت

الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ

خواہش نفس کی پس گمراہ کر دیوے گی تجھ کو راہ خدا کی سے تحقیق جو لوگ کہ گمراہ ہو جاتے ہیں راہ خدا کی سے ہے واسطے اُنکے

چل (ایسا نہ ہو) وہ تجھ کو خدا کے (ٹھیک) رستے سے بھٹکا دے بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے (حق اور انصاف سے) بھٹک جاتے ہیں اُن کو

عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ع وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

عذاب ہے سخت بر سبب اسکے کہ وہ بھول گئے دن حساب کا اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان اُن

سخت سزا ملے گی اس وجہ سے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے اُس

بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ

دونوں کے ہے بیفائدہ یہ ہے گمان اُن لوگوں کا کہ کافر ہوئے پس وائے ہے اُن لوگوں کو کہ کافر ہوئے آگ سے کیا کر دیویں ہم ان

کو بے کار (بے فائدہ) نہیں بنایا ف۵ یہ کافروں کا خیال ہے تو کافروں کی دوزخ سے خرابی ہونے والی ہے (بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے) کیا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ

لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے مانند مفسدوں کی بیچ زمین کے یا کر دیویں ہم پرہیزگاروں کو

جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے (محنت مشقت اُٹھا کر) اچھے کام کیے اُن کو ہم اُن لوگوں کی طرح کر دیں گے جنھوں نے ملک میں دھندھ مچایا ف۶ کیا ہم پرہیزگاروں

كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَ

مانند بدکاروں کی یہ کتاب ہے کہ اُتارا ہے ہم نے اسکو طرف تیری برکت والی تو کہ فکر کریں بیچ آیتوں اسکی کے اور تو کہ نصیحت پکڑیں صاحب عقل کے اور

کو بدکاروں کی طرح کر دینگے ف۷ (اے پیغمبر) یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جسکو ہم نے تجھ پر اتارا (بڑی) برکت والی اسلئے کہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور عقل والے اس سے نصیحت لیں

ف۳ اس مقام پر سجدہ کرنا پڑھنے اور سننے والے دونوں کے لئے مستحب ہے۔ ابن عباسؓ سے ایک روایت میں ہے کہ سورہ ص کا سجدہ باعزیمت سجدوں یعنی ان سجدوں میں سے نہیں ہے جن کی تاکید آئی ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ص میں سجدہ کیا اور فرمایا: "داؤدؑ نے توبہ کے طور پر سجدہ کیا اور ہم شکر کے طور پر سجدہ کرتے ہیں۔" (ابن کثیر)

ف۴ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤدؑ سے کوئی قصور سرزد ہو گیا تھا جس پر متنبہ کرنے کے لئے دو فرشتے مقدمہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ قصور کیا تھا؟ مفسرین نے اس بارے میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں "اُوریا" نامی ایک شخص تھا جس کی بیوی سے نکاح کرنے کے لئے حضرت داؤدؑ نے اسے جنگ کے محاذ پر بھیج دیا۔ چنانچہ وہ قتل ہو گیا تو نکاح کر لیا۔ مگر یہ روایت بجمیع الصور اسرائیلیات سے ماخوذ ہے اور اس لئے بھی ناقابلِ اعتبار ہے کہ اس سے ایک نبی کی عصمت پر دھبا آتا ہے۔ قرآن کے اسلوب بیان سے جو اصل بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ نے اس عورت سے نکاح کرنے کیلئے اس کے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا ہو گا جو اگرچہ گناہ نہیں (بشرطیکہ جبر نہ ہو) مگر ایک نبی کی شان کے منافی ہے، اس لئے قرآن نے اسے قصور قرار دیکر حضرت داؤدؑ کے لئے معافی کا اعلان کر دیا۔ مقدمہ کی روداد میں "وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ" اور "لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ....." کے الفاظ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے دوسرے فریق کے بیانات سنے بغیر ہی فیصلہ کر دیا تھا کما مر۔ بہرصورت حضرت داؤدؑ سے کوئی ایسا جرم سرزد نہیں ہوا تھا جو انبیاءؑ کی عصمت کے منافی ہو۔ واللہ اعلم (ابن کثیر وغیرہ)

ف۵ یعنی محض کھیل تماشہ کے طور پر انہیں نہیں بنایا کہ اس میں نہ کوئی حکمت ہو، نہ اس کا کوئی مقصد ہو اور نہ اس میں کئے جانے والے اچھے یا بُرے اعمال کا کوئی نتیجہ نکلنے والا ہو۔ ف۶ یعنی کفر و شرک کی راہ پر چلتے رہے ف۷ اس سوال سے مقصود آخرت اور اس میں ہونے والے حساب و کتاب کی دلیل پیش کرنا ہے۔ یعنی اگر آخرت اور اس میں اعمال کا محاسبہ نہ ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کے عدل و انصاف کی نفی ہوتی ہے اور اس سے کائنات کا پورا نظام محض ایک بے مقصد کھیل تماشہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ

دیا ہم نے داؤد کو سلیمانؑ بہت اچھا بندہ تھا تحقیق وہ رجوع کرنیوالا تھا جس وقت کہ روبرو لائے گئے اوپر اسکے تیسرے پہر گھوڑے ایک پاؤں

اور ہم نے داؤد کو سلیمانؑ (بیٹا) عنایت کیا اچھا بندہ وہ (خدا کی طرف) بہت رجوع رہنے والا تھا جب سورج ڈھلے پر اصیل عمدہ گھوڑے اسکے سامنے لائے گئے

الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ وقفہ

اٹھانیوالے بہت خاصے پس کہا سلیمانؑ نے تحقیق میں نے دوست رکھا محبت مال کی کو یاد پروردگار اپنے کی سے یہاں تک کہ چھپ گیا سورج پردے میں

تو کہنے لگا میں نے مال کی (گھوڑوں کی) محبت اللہ کی یاد سے زیادہ چاہی یہاں تک کہ سورج پردے میں چھپ گیا (ڈوب گیا)

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا

پھیر لاؤ اُن کو اوپر میرے پس شروع کیا ہاتھ پھیرنا پاؤں پر اور گردنوں پر اور البتہ تحقیق آزمایا ہم نے سلیمانؑ کو اور ڈال دیا ہم نے

ان گھوڑوں کو پھر میرے سامنے لاؤ (وہ لائے گئے) تو انکی ٹانگیں اور گردنیں (تلوار سے) کاٹنا شروع کیں ف۲ اور ہم نے سلیمانؑ کو ایک بلا میں پھانسا اور اسکی (سلطنت کی)

عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ

اوپر کرسی اسکی کے ایک بدن پھر رجوع کیا بحق کہا اے پروردگار میرے بخش مجھ کو اور دے مجھ کو ملک کہ نہیں لائق ہو

کرسی پر ایک (دوسرا) دھڑ ڈال دیا پھر وہ (خدا کی طرف) رجوع ہوا ف۳ کہنے لگا مالک میرے مجھ کو بخش دے اور ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو

لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً

واسطے کسی کے پیچھے میرے تحقیق تو ہی ہے بخشنے والا پس مسخر کیا ہم نے واسطے اسکے باؤ کو چلتی تھی ساتھ حکم اسکے کے ملائم

بے شک تو ہی بڑا دینے والا ہے ف۴ تو ہم نے (اس کی دعا قبول کی) ہوا کو اس کے اختیار میں کر دیا جہاں وہ پہنچنا چاہتا

حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

جہاں پہنچنا چاہتا اور مسخر کیے شیطان ہر ایک عمارت بنانیوالا اور دریا میں غوطے مارنیوالا اور اور طرح کے جکڑے ہوئے بیچ زنجیروں کے

اُسکے حکم سے دھیمی دھیمی (اسی طرف) چلتی اور شیطانوں کو (بھی) جتنے اُن میں معمار اور غوطہ خور تھے (سب اُسکے اختیار میں کر دئیے) اور دوسرے شیطانوں کو بھی جو طوق زنجیروں میں

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ

یہ ہے بخشش ہماری پس بخش دے یا بند کر بغیر حساب کے اور تحقیق اُس کو نزدیک ہمارے مرتبہ ہے قرب کا اور اچھی جگہ

جکڑے رہتے ف۵ اور ہم نے سلیمان سے کہا، یہ ہماری بے حساب دین ہے تو (لوگوں کو) اسمیں سے دے یا رکھ چھوڑ ف۶ اور بیشک سلیمان کیلئے ہمارے پاس نزدیکی کا درجہ ہے اور اچھا

مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾

پھر جانے کی اور یاد کر بندے ہمارے ایوبؑ کو جس وقت کہ پکارا اُس نے پروردگار اپنے کو یہ کہ ہاتھ لگایا ہے مجھ کو شیطان نے ساتھ ایذا کے اور عذاب کے

ٹھکانا (یعنے بہشت) اور (اے پیغمبر) ہمارے بندے ایوب (پیغمبر) کو یاد کر جب اُس نے اپنے مالک سے فریاد کی مجھ کو شیطان نے تھکا مارا اور عذاب میں ڈال دیا ہے ف۷

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

لات مار پاؤں اپنے سے یہ ہے جگہ نہانے کی ٹھنڈی اور پینے کی اور دیے ہم نے اُس کو اہل اُس کے اور مانند ان کی

اپنا پاؤں (زمین پر) مار ف۸ یہ ٹھنڈا پانی (تیرے) نہانے اور پینے کے لئے ہے ف۹ اور ہم نے اُس کے گھر والے (جتنے پہلے تھے اتنے) اُسکو ف۱۰

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ

ساتھ اُن کے رحمت یعنی مہربانی کرکے اپنی طرف سے اور یادگار واسطے عقلمندوں کے اور لے بیچ ہاتھ اپنے کے جھاڑو پس مار ساتھ اسکے

دئے اور اتنے ہی اور یہ ہماری طرف سے (اس پر) مہربانی تھی اور نصیحت تھی عقلمندوں کیلئے ف۱۱ اور اپنے ہاتھ میں (سو) سینکوں کا ایک مٹھا لے پھر (اپنی جورو کو

ف۱ سلفؒ اور اکثر مفسرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ نے یہ بات افسوس کے انداز میں اس وقت فرمائی جب وہ گھوڑوں کو دیکھنے میں معروف رہے اور نسیان و غفلت کے سبب عصر کی نماز (یا وظیفہ) کا وقت ختم ہو گیا جیسا کہ آنحضرتؐ سے بھی غزوۂ خندق کے موقع پر کفار کی طرف سے شدید حملہ کے باعث عصر کی نماز رہ گئی تھی۔ (ابن کثیر) آیت کا یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "اَحْبَبْتُ" کا ترجمہ آثرت (ترجیح دی) کیا جائے اور "تَوَارَتْ" (چھپ گیا) کا فاعل محذوف مانا جائے یعنی الشمس (سورج)۔ بعض مفسرین نے "عن" کا ترجمہ (کی وجہ سے) کیا ہے یعنی "میں نے مال (گھوڑوں) سے محبت اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے کی یہاں تک کہ وہ (گھوڑے) نگاہ سے اوجھل ہو گئے۔ گویا اس آیت عن ذکر ربی میں حضرت سلیمانؑ نے گھوڑوں سے محبت کی وجہ بیان کی ہے۔

ف۲ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "وہ ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا" اس کا اکثر مفسرینؒ نے وہی مطلب بیان کیا ہے جو متن میں درج ہے۔ دوسرے مفسرین نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کی ٹانگوں اور گردنوں سے غبار جھاڑنے لگے۔ ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے مگر حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ پہلا مطلب زیادہ صحیح ہے اور اسی پر "فسخرنا له الريح ....." کا صلہ مل رہا ہے۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ بھی لکھتے ہیں: پھر غصے ہوئے، ان گھوڑوں کو منگا کر کاٹ ڈالا، یہ اللہ کی محبت کا جوش تھا ان کی تعریف فرمائی۔ (موضح)

ف۳ اس واقعہ کی تفصیل میں بہت سے علما نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ کچھ عرصہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کے تخت پر صخر نامی ایک جن کو قابض کر دیا تھا۔ اس کے مختلف اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ کی ایک بیوی بت پرست تھی۔ اس کی یہ سزا ملی کہ جتنی مدت اس بیوی نے بت پرستی کی تھی اتنی مدت کیلئے حضرت سلیمانؑ تخت سلطنت سے محروم کر دیئے گئے اور ان کی انگوٹھی جس میں اسم اعظم تھا، ایک لونڈی کے واسطہ سے صخر کے ہاتھ پڑ گئی۔ اسکے ہاتھ سے وہ انگوٹھی دریا میں گر گئی اور ایک مچھلی نے اسے نگل لیا، پھر وہ مچھلی شکار ہو کر حضرت سلیمانؑ کے پاس آئی اور اسطرح انہوں نے اس کے پیٹ سے انگوٹھی کو نکال کر پھر اپنا تخت واپس لے لیا۔ مگر یہ سارا قصہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے اور اہل کتاب میں سے اکثر وہ ہیں جو حضرت سلیمانؑ کو اللہ کا نبی نہیں مانتے، ان کا مقصد انہیں زیادہ سے زیادہ بدنام کرنا ہے۔ (ابن کثیر) بعض مفسرینؒ نے اس آیت کی تفسیر صحیح بخاری کی ایک روایت سے کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ آج میں اپنی ستر بیویوں سے ہمبستری کروں گا اور ان میں سے ہر ایک بیوی ایک شہسوار بچے کو جنم دے گی مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اور اس نے ایک ناقص بچے کو جنم دیا جو حضرت سلیمانؑ کے تخت پر لا کر ڈال دیا گیا"۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا: "اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے تو ہر بیوی سے مجاہد بچہ پیدا ہوتا۔" یہ واقعہ بیشک صحیح ہے مگر اسے زیر بحث آیت کی تفسیر قرار دینا تفسیر بالرائے ہے جس حد تک "فتنہ" یعنی آزمائش کا تعلق ہے اسے تو قرآن نے بیان کیا ہے اور یہ کہ اس آزمائش سے متنبہ ہو کر حضرت سلیمانؑ نے دعا کی جس کا آگے ذکر آ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبولیت بخشی اور ان کی عظمت شان کو سراہا مگر اس آزمائش کی تعیین میں قرآن و حدیث سے کوئی تصریح نہیں ملتی اس لئے اسے مجمل ہی رہنے دیا۔ حافظ ابن کثیرؒ اور ابن حزمؒ اور بعض دوسرے جلیل القدر محدثین و مفسرینؒ نے یہی راہ اختیار کی ہے۔ (منہ)

ف۴ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے رات کو نماز میں ایک شریر جن کو پکڑ لیا اور ارادہ کیا کہ اسے ستون سے باندھ دیا جائے تاکہ سب اسے دیکھیں مگر حضرتؐ کو سلیمان کی یہ دعا یاد آ گئی اور اسے چھوڑ دیا۔ (ابن کثیر)

ف۵ ان سے مراد وہ خدمتگار جن ہیں جنہیں شرارت کی پاداش میں قید کیا جاتا تھا۔

ف۶ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری دین ہے ..... (لوگوں کو اس میں سے دینے یا نہ دینے میں) تجھ پر کوئی محاسبہ نہیں ہے۔"

ف۷ قرآن نے عموماً ایسے امور کی نسبت شیطان کی طرف کی ہے جن میں شر یا ایذا کا کوئی پہلو پایا جاتا ہو کیونکہ کسی نہ کسی قریب یا بعید وجہ میں ایسے امور کا تعلق شیطان ہی سے ہوتا ہے۔ اس معنی میں حضرت ایوبؑ نے اپنی جسمانی بیماری یا مالی تکلیف کی نسبت شیطان کی طرف کر دی ہے ورنہ انبیاؑ کے جسم و قلب پر شیطان کو تسلط نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اس مقام پر تفسیروں میں اسرائیلی قصہ درج کیا گیا ہے اور واعظ مبالغہ آمیزی کے ساتھ عوام کی دلچسپی کے لئے داستان گوئی کرتے رہتے ہیں۔ (ابن حزم) ف۸ یعنی ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ ف۹ یعنی زمین پر پاؤں مارتے ہی ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ نمودار ہوا جس کا پانی پینا اور اس میں غسل کرنا حضرت ایوبؑ کی بیماری کا علاج تھا چنانچہ وہ اس سے پانی پینے اور غسل کرنے سے بالکل تندرست ہو گئے۔ ف۱۰ یعنی علاوہ پہلے اہل و عیال کے ہم نے انہیں مزید اولاد عطا کی۔ ف۱۱ کہ وہ بھی تکلیف و بیماری میں ان کی طرح صبر کریں وہ ہماری رحمت و مہربانی کے متوقع رہیں۔

ف۱ اس آیت کی تاویل میں مفسرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ نے بیماری کی حالت میں کسی وجہ سے اپنی بیوی پر ناراض ہو کر یہ قسم کھالی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں اسے سو کوڑے لگاؤں گا۔ اب جو اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت یاب کیا اور بیماری کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انہیں پریشانی لاحق ہوئی کہ قسم کیسے پوری ہو؟ چنانچہ اس مشکل سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح نکالا کہ "سو تنکوں کی ایک جھاڑو لو اور اس سے اپنی بیوی پر ایک ہی ضرب لگادو"۔ اس طرح قسم بھی پوری ہو جائے گی اور بیوی بھی ناروا تکلیف سے بچ جائے گی۔ اس رعایت کو حضرت ابن عباسؓ اور بعض ائمہؒ (جیسے امام مالکؒ) حضرت ایوبؑ کے لئے خاص قرار دیا ہے اور بعض ائمہ (جیسے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ) کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ فلاں شخص کو سو کوڑے یا چھڑیاں ماروں گا اور یہ نہ کہے کہ سخت ماروں گا یا دل سے اس کا ارادہ نہ کرے تو اس کے لئے اس رعایت سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (شوکانی) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بوڑھے اور کمزور مجرموں پر حد جاری کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسی طریقہ پر عمل فرمایا ہے۔ بعض لوگوں نے اس آیت سے حیلہ شرعی کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ اگر یہ استدلال درست بھی ہو تب بھی اس سے وہ حیلہ جائز قرار نہیں پاتا جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرنے یا کسی شرعی فریضے سے بچنے کے لئے کیا جائے۔ اگر کسی حیلہ کا جواز نکلتا ہے تو صرف اس کا جسے کسی گناہ یا ظلم سے بچنے کے لئے اختیار کیا جائے۔ (روح المعانی)

ف۲ یَدٌ (جمع ایدی) کا لفظ عربی زبان میں نعمت اور طاقت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ان انبیاؑ کے ہاتھوں والے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عبادت کی بڑی طاقت رکھتے تھے یا ان پر اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات تھے جن کے ذریعے وہ لوگوں پر احسان کیا کرتے تھے۔ "آنکھوں" کی تفسیر میں تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے کہ ان سے مراد دینی بصیرت اور معرفت الٰہی ہے۔ (شوکانی)

ف۳ یعنی وہ ہر معاملہ میں اپنے پیش نظر صرف آخرت رکھتے تھے۔ دنیا طلبی اور دنیا پرستی کا ان میں شائبہ تک نہ تھا۔

ف۴ حضرت یسعؑ کا ذکر سورۃ انعام (آیت ۸۶) میں اور حضرت ذوالکفلؑ کا ذکر سورہ انبیاء (آیت ۸۵) میں گزر چکا ہے۔

ف۵ "عَدْن" کے معنی رہنے کے بھی ہیں اور یہ جنت میں ایک محل کا نام بھی ہے اسلئے "جنّاتِ عدن" کا مطلب ہمیشہ رہنے کے باغ بھی ہو سکتا ہے اور عدن کے باغ بھی۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی ان کے پہنچتے ہی جنت کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔ دیکھیے سورہ زمر (آیت ۷۳)

ف۷ یعنی اپنے شوہروں کے علاوہ کسی دوسرے مرد کی طرف نگاہ نہ اٹھائیں گی۔

ف۸ یعنی آپس میں ایک دوسرے کی ہم عمر یا اپنے شوہروں کی ہم عمر۔

ف۹ یہ فرشتوں کا کلام ہے جو وہ دوزخیوں کے سرداروں سے اس وقت کہیں گے جب وہ دوزخ میں داخل ہو رہے ہوں گے اور باہر اُن کے تابعدار کھڑے ہوں گے۔ ف۱۰ یہ دوزخیوں کے سرداروں کا کلام ہے جو وہ اپنے تابعداروں کے متعلق کہیں گے۔ ف۱۱ یعنی تم ہی نے تو ہمیں دنیا میں بہکایا ورنہ ہم اس آفت میں نہ پھنستے۔

مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا

جس نے پہلے تیار کر رکھا ہے واسطے ہمارے یہ پس زیادہ دے اسکو عذاب دوگنا بیچ آگ کے اور کہیں گے کیا ہے ہم کو کہ نہیں دیکھتے ہم ان مردوں کو کہ تھے ہم

جو شخص ہمارے آگے یہ (بلا) لایا اسکو دوزخ میں ہم سے زیادہ دونا عذاب کر ف۱ اور دوزخی آپس میں، کہیں گے کیا بات ہے وہ لوگ جن کو ہم (دنیا میں)

نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذٰلِكَ

گنتے ان کو ف۲ شریروں سے کیا پکڑا تھا ہم نے ان کو زیردست محکوم یا کج ہو گئیں ان سے آنکھیں ہماری تحقیق یہ ہے

بروں میں شمار کرتے تھے (یہاں دوزخ میں) ہم کو نظر نہیں پڑتے کیا ہمارا ہنسنا انکو (ناحق) مسخرہ بنانا تھا یا ہماری آنکھیں ان سے چوک گئیں ف۳ یہ دوزخیوں کا

لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ

البتہ حق جھگڑنا دوزخ والوں کا کہہ سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا

آپس میں جھگڑنا (بالکل) سچ ہے (جو ایک دن ضرور ہوگا) (اے پیغمبرؐ) کہہ دے میں تو اور کچھ نہیں (اللہ کے عذاب سے تم کو) ڈرانیوالا ہوں اور ایک خدا کے سوا جو سب

الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾

غالب پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ درمیان انکے ہے غالب بخشنے والا ف۴ کہہ کہ وہ قیامت کی خبر بڑی ہے ف۵

ر) دباؤ رکھنے والا ہے کوئی سچا خدا نہیں وہ آسمان اور زمین کا مالک ہے اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے اسکا بھی زبردست ہے بہت بخشنے والا (اے پیغمبرؐ) کہہ دے یہ ایک

أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِنْ

تم اُس سے منہ پھیرنے والے ہو نہیں ہے مجھ کو کچھ علم ساتھ فرشتوں سردار ان بلند کے جسوقت کہ جھگڑتے تھے نہیں

ڑی (ہولناک) خبر ہے تم اسکا خیال نہیں کرتے ف۶ بھلا اوپر والے لوگ (فرشتے) جب جھگڑنے لگے تو مجھے تو کچھ بھی معلوم نہ تھا ف۷ مجھ کو تو

يُوحٰى إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا

وحی کی جاتی طرف میری مگر یہ کہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر جس وقت کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنیوالا ہوں انسا

یہی وحی کی جاتی ہے اور کچھ نہیں میں کھلا ڈرانے والا (پیغمبرؐ) ہوں ف۸ جب تیرے مالک نے فرشتوں سے فرمایا میں کیچڑ سے ایک انسان بنانا چاہتا ہوں

مِنْ طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ

کو مٹی سے پس جس وقت کہ درست کروں میں اُس کو اور پھونکوں بیچ اسکے روح اپنی میں سے پس گر پڑو واسطے اسکے سجدہ کرتے ہوئے پس سجدہ کیا

پھر جب میں اس کو تیار کر لوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) جان پھونک دوں ف۹ تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا تو سارے فرشتوں

الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ

فرشتوں سب ساروں نے مگر ابلیس نے تکبر کیا اور تھا کافروں سے کہا

نے (سب نے) سجدہ کیا ف۱۰ مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) وہ شیخی میں آ گیا اور منکر ہو بیٹھا ف۱۱ پروردگار نے فرمایا

يٰإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾

اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھ کو یہ کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ بنایا میں نے ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے کیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبے والوں سے

ابلیس تو نے اُس کو کیوں سجدہ نہیں کیا جس کو میں نے اپنے (خاص) دونوں ہاتھوں سے بنایا ف۱۲ کیا تو شیخی میں آ گیا یا (حقیقت میں) تیرا درجہ بلند ہے ف۱۳

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا

کہا کہ میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا اس کو مٹی سے کہا پس نکل ان آسمانوں میں سے

ابلیس نے کہا (اسے کیوں کر سجدہ کروں) میں تو اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور اسکو تو نے کیچڑ سے بنایا ف۱۴ پروردگار نے فرمایا پھر تو تو وہاں سے نکل جا ف۱۵

ف۱ ایک خود گمراہ ہونے کا اور دوسرا ہمیں گمراہ کرنے کا
ف۲ مراد ہیں وہ اہلِ ایمان جنہیں کافر و مشرک لوگ دنیا میں حقیر و ذلیل سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

ف۳ یعنی کیا وہ واقعی سچے تھے اور ہم نے ان کا مذاق ناحق اڑایا اور آج وہ اپنی حق پرستی کی بدولت جنت میں داخل ہو گئے ہیں یا وہ یہیں کہیں دوزخ میں ہیں اور ہمیں نظر نہیں آ رہے؟

ف۴ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت قہاری بھی ہے اور غفاری بھی۔ وہ مومنوں کے لئے غفار، کافروں کے لئے قہار اور گنہگاروں کیلئے ستار ہے: سبحان اللہ عز شانہٗ۔

ف۵ یعنی یہ خبر جو میں تمہیں آخرت کے عذاب کی دے رہا ہوں، بڑی ہولناک خبر ہے یا یہ قرآن کا اترنا ایک عظیم الشان واقعہ ہے ــــ واضح رہے کہ "نَبَأ" کے معنی کسی اہم خبر یا واقعہ کے ہیں۔ (فتح)

ف۶ "بلکہ غفلت میں پڑے ہوئے ہو"

ف۷ یعنی اگر وحی نہ ہوتی تو مجھے کچھ بھی پتا نہ چلتا کہ "ملاء اعلیٰ" کیا تدبیریں کرتے ہیں۔ یہاں اختصام سے مراد وہ اختصام ہے جو آدم علیہ السلام کی فضیلت اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کے بارے میں فرشتوں کے درمیان ہوا۔ (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اس مجلس میں جھگڑا نہیں مگر ہر کوئی اپنے کام کی تکرار کرتا ہے۔ (موضح)

ف۸ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "مجھے تو محض اس لئے وحی کی جاتی ہے کہ میں کھلا ڈرانے والا (پیغمبر) ہوں اس کے سوا کچھ نہیں۔ آگے فرشتوں کا اختصام بیان فرمایا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ایک یہ بھی فرشتوں کے تکرار تھے جو بیان فرمایا۔ (موضح)

ف۹ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، یعنی آب و خاک کی نہیں بنی غیب سے آئی۔ (موضح)

ف۱۰ یہ سجدہ جس کا فرشتوں کو حکم دیا گیا اور جس کی انہوں نے تعمیل کی، سلام و تعظیم کا سجدہ تھا نہ کہ عبادت کا۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۳۴)

ف۱۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کیوجہ سے کافر ہو گیا۔ یا کافروں ہی میں سے تھا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ جن تھا وہ اکثر خدا کے حکم کے منکر تھے لیکن اب رہنے لگا تھا فرشتوں میں۔ (موضح)

ف۱۲ یعنی بلا واسطہ خود بنایا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے "دونوں ہاتھوں" کی تاویل بعض لوگوں نے قدرت سے کی ہے مگر صفاتِ الٰہی میں تاویل جائز نہیں اور سلفؒ کے مسلک کے خلاف ہے۔

ف۱۳ یعنی کیا اس مرتبہ کو پہنچ گیا ہے کہ میرا حکم نہ مانے۔

ف۱۴ "اور آگ مٹی سے بہتر ہے" ـــ یہ ابلیس کا استدلال تھا حالانکہ بدبخت یہ نہ جانتا تھا کہ مٹی آگ سے بہتر ہے کیونکہ مٹی کیلئے آگ کی حیثیت محض خادم کی ہے، اگر ضرورت ہو تو کام لیا جاتا ہے ورنہ بجھا دی جاتی ہے اور یوں بھی اگر آگ پر مٹی ڈال دی جائے تو وہ اسے بجھا دیتی ہے۔ (شوکانی)

ف۱۵ یعنی جنت سے، یا آسمان سے، یا ہماری درگاہ سے، یا فرشتوں کی جماعت سے نکل جا۔

ف۱ اور پھر قیامت کے بعد اپنے ان کرتوتوں کی سزا بھی بھگتے گا جو آدم کی پیدائش سے قیامت تک تجھ سے سرزد ہوں گے۔ ف۲ یعنی جو تمام مخلوقات کے فنا ہوجانے کیلئے مقرر ہے۔ مراد پہلے صور کا وقت ہے۔
ف۳ انہیں ہی گمراہ نہ کرسکوں گا۔ ف۴ "یعنی تیری جنس شیاطین سے۔" ف۵ یعنی میں تم تک اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کا جو فریضہ سرانجام دے رہا ہوں اس سے میری کوئی ذاتی غرض وابستہ نہیں ہے۔

فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ

پس تحقیق تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت ہے میری دن جزا تک کہا اے پروردگار میرے پس ڈھیل دے مجھ کو اُس

کیوں کہ تو مردود ہوا اور قیامت تک تجھ پر میری پھٹکار برستی رہے گی ف۱ ابلیس نے کہا مالک میرے مجھ کو اس دن تک مہلت دے

يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ

دن تک کہ اٹھائے جاویں مردے کہا کہ پس تحقیق تو ڈھیل دئے گیوں سے ہے دن اس وقت معلوم تک کہا کہ

(جب سب لوگ دوبارہ زندہ ہوکر) اٹھائے جائیں گے پروردگار نے فرمایا (جا) تجھ کو اس دن تک مہلت ہے جس کا وقت مقرر ہے ف۲ وہ بولا

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ

پس قسم ہے عزت تیری کی البتہ گمراہ کرونگا میں ان کو اکٹھے مگر بندے تیرے ان میں سے خالص کئے ہوئے کہا کہ پس سچ بات یہ ہے

تیری عزت کی قسم اب تو میں سب آدمیوں کو گمراہ کردوں گا مگر جو اُن میں خالص تیرے بندے ہوں گے ف۳ پروردگار نے فرمایا سچ تو یہ

وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾

اور سچ کہتا ہوں میں البتہ بھروں گا میں دوزخ کو تجھ سے اور اُن سے جو پیروی کرتے ہیں تیری ان میں سے اکٹھے

ہے اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں میں بھی تجھ سے اور اُن میں (آدمیوں میں) جو تیری راہ پر چلیں گے اُن سے سب سے ف۴ مل کر دوزخ کو بھر دوں گا (اے پیغمبر لوگوں سے)

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ

کہہ نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس قرآن کے کچھ بدلہ اور نہیں ہوں میں تکلف کرنے والوں سے نہیں یہ قرآن مگر نصیحت

کہہ دے میں اللہ کے حکم پہنچانے کا تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتا ف۵ اور نہ میں (اپنے تئیں) بنانا چاہتا ہوں ف۶ قرآن اور کچھ نہیں سارے جہان (جن اور

لِّلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

واسطے عالموں کے اور البتہ جان لوگے خبر اس کی پیچھے ایک مدت کے

آدمیوں) کے لیے نصیحت ہے اور تم کو (اے کافرو) کچھ دنوں بعد اس کی حقیقت ضرور معلوم ہوجائے گی ف۷

ع ۵ / ۲۴ / ۱۴

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ (۳۹) (۵۹) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۷۵، رکوعاتہا ۸

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے بخشش کرنیوالے مہربان کے

ف۸ شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ

اُتارنا اس کتاب کا اللہ عزت والے حکمت والے کی طرف سے ہے تحقیق ہم نے اتاری ہے طرف تیری کتاب ساتھ حق کے پس بندگی کر

اس کتاب (یعنی قرآن) کا اُتارا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا ہم نے یہ کتاب سچائی کے ساتھ تجھ پر اُتاری تو (اے پیغمبر) اللہ کو پوجتا ف۹

اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ

اللہ تعالیٰ کو خالص کرکر واسطے اسکے عبادت کو خبردار ہو واسطے اللہ کے ہے عبادت خالص اور جن لوگوں نے پکڑے ہیں سوائے اس کے

خالص اُسی کی بندگی کر ف۱۰ سُن لے خالص اللہ ہی کی بندگی کرنا چاہیے ف۱۱ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو (اپنا) حمایتی

أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ

دوست کہتے ہیں نہیں عبادت کرتے ہم اُن کو مگر تو کہ نزدیک کریں ہم کو طرف اللہ کی نزدیک کرنے کر تحقیق اللہ حکم کرے گا درمیان ان کے بیچ اس چیز کے کہ وہ بیچ

بنایا ہے (وہ کہتے ہیں) (ہم ان کو خدا سمجھ کر نہیں پوجتے) ہم تو انکو بس اسی لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو خدا کے نزدیک کردیں ف۱۲ بے شک یہ لوگ جن باتوں میں اختلاف

وقف لازم

ف۶ کہ خواہ مخواہ اپنی بڑائی جتانے کے لئے پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کروں یا وہ کچھ بننے کی کوشش کروں جو فی الواقع میں نہیں ہوں۔ "تکلف" کے معنی تصنع (یعنی خواہ مخواہ بننا) کے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ "ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔" طبرانی و بیہقی وغیرہ میں حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ہمیں مہمان کے لئے تکلف سے منع فرمایا۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی تم میں جو زندہ بچیں گے انہیں چند سال میں اور جو مرجائیں گے انہیں مرنے کے فوراً بعد اور پھر قیامت کے دن معلوم ہوجائیگا کہ حقیقت وہی ہے جس کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں۔

ف۸ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ البتہ بعض مفسرین نے اس کی "قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا" سے آگے تین آیتوں تک اور بعض نے سات آیتوں تک مدنی قرار دیا ہے جو حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کے بارے میں نازل ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات سورہ بنی اسرائیل اور سورہ زمر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ حق (سچ) ہے اس میں باطل کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔

ف۱۰ لفظی ترجمہ یہ ہے "تو عبادت کرتا رہ اللہ کی، خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین (یعنی اطاعت و بندگی) کو ـــــ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی صورت میں قابلِ قبول ہے جب وہ خالص توحید کیساتھ ہو اور اس سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو۔

ف۱۱ یہاں بھی "دین" کا لفظ اطاعت و بندگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ خالص دین وہی ہے جس میں شرک کا شائبہ تک نہ پایا جائے۔ پھر تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو اُن آیات کی موجودگی میں دوسروں کو پکارتے ہیں اور اُن کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

ف۱۲ یعنی خالق و مالک تو ہم خدا ہی کو مانتے ہیں مگر دوسروں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے ذریعہ ہماری خدا تک رسائی ہوجائے اور وہ خدا سے ہماری سفارش کرسکیں ـــــ قدیم زمانہ سے مشرکین اسی عقیدہ پر چلے آئے ہیں اور یہی شبہ پیش کرتے رہے ہیں۔ (ابن کثیر)
ہمارے زمانہ میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو موحد مسلمان کہتے ہیں مگر اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں۔ ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور ان کے نام کی نذر نیاز مانتے ہیں یا دعا میں ان کا بطور وسیلہ ذکر کرتے ہیں۔
ان سب باتوں سے غرض ان کی یہ ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کے ذریعہ انہیں خدا تک رسائی حاصل ہو اور وہ خدا سے ان کی سفارش کرسکیں۔

ف۱ یعنی انہیں بتادے گا کہ کونسا گروہ حق پر تھا۔ آیا وہ جو خالص اللہ کی عبادت کرتے ہیں یا وہ جو اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک بناتے ہیں۔ ف۲ جھوٹا ناشکرا وہی ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس کے دل میں کفر و شرک ہو اور اس کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ پر بہتان رکھنا ہو وہ کبھی ہدایت یاب نہیں ہو سکتا۔ (ابن کثیر) ف۳ یعنی اللہ کا کسی کو بیٹا بنانا تو قطعی محال ہے۔ اگر کوئی بات ہے تو بس اتنی کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے برگزیدہ کر لیتا ہے اور ظاہر ہے جو اللہ کا بندہ اور اس کا برگزیدہ ہو وہ بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ خالق اور مخلوق کی جنس ایک نہیں ہو سکتی حالانکہ باپ بیٹے کا ایک جنس سے ہونا ضروری ہے۔ (شوکانی)

يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا

اسکے اختلاف کرتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں راہ دکھاتا اُس شخص کو کہ وہ جھوٹا ہے کفر کرنیوالا اگر ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ یہ کہ پکڑے اولاد

کر رہے ہیں اللہ (قیامت کے دن) انکا فیصلہ کر دیگا ف۱ بیشک جو شخص جھوٹا ناشکرا ہے اللہ اُس کو راہ پر نہیں لگاتا ف۲ اگر خدا کسی کو اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحٰنَهٗ ۖ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

البتہ چن لیتا اُس چیز سے کہ پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے پاک ہے وہ وہ ہے اللہ اکیلا غالب پیدا کیا آسمانوں کو اور

سے جس کو چاہتا چن لیتا ف۳ وہ (بیٹا بیٹی جورو سے) پاک ہے وہ تو اکیلا خدا ہے سب پر دباؤ رکھنے والا اُسی نے آسمان اور زمین حکمت

الْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَ

زمین کو ساتھ حق کے لپیٹتا ہے رات کو اوپر دن کے اور لپیٹتا ہے دن کو اوپر رات کے اور مسخر کیا سورج اور

کے ساتھ بنائے ف۴ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے ف۵ اور اُسی نے سورج اور چاند کو کام

الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک وقت مقرر تک خبردار ہو وہی ہے غالب بخشنے والا پیدا کیا تم کو جان ایک سے

پر لگا دیا ایک ٹھہری ہوئی مدت (قیامت) تک سب چل رہے ہیں سن لو وہی زبردست ہے بڑا بخشنے والا ف۶ اُس نے تم (سب) کو ایک شخص (کی نسل) سے

ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ أَزْوٰجٍ ۚ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ

پھر پیدا کیا اُس میں سے جوڑا اُس کا اور اُتارے واسطے تمہارے چارپایوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کرتا ہے تم کو بیچ پیٹوں

بنایا (یعنے آدم کی نسل سے) پھر اسی میں سے اسکا جوڑا نکالا ف۷ اور تمہارے لئے آٹھ طرح کے چوپائے جانور اُتارے ف۸ وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں

أُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلٰهَ

ماؤں تمہاری کے ایک پیدائش پیچھے دوسری پیدائش کے بیچ اندھیروں تین کے یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا واسطے اسکے ہے بادشاہی نہیں کوئی

ایک طرح کے بعد دوسری طرح سے بناتا ہے ف۹ تین تین اندھیروں میں ف۱۰ یہی (پیدا کرنیوالا) اللہ تمہارا مالک ہے اسی کی (دونوں جہان میں) بادشاہت ہے

إِلَّا هُوَ ۚ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ ﴿۶﴾ إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ

معبود مگر وہ پس کہاں سے پھیرے جاتے ہو اگر کفر کرو تم پس تحقیق اللہ بے پرواہ ہے تم سے اور نہیں پسند کرتا واسطے بندوں اپنے

(وہی حاکم ہے) اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں اس پر بھی تم کہاں (یا کیسے) پھیرے جا رہے ہو ف۱۱ اگر تم ناشکری کرو تو اللہ کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں ف۱۲ اور وہ اپنے بندوں کے لئے

الْكُفْرَ ۚ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۗ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

کے کفر اور اگر شکر کرو تم پسند کرے گا اُس کو واسطے تمہارے اور نہیں بوجھ اُٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا پھر طرف پروردگار اپنے کی ہے پھر جانا تمہارا

ناشکری پسند نہیں کرتا اور جو تم (اسکا شکر کرو) تو وہ اُسکو تمہارے لئے پسند کرتا ہے ف۱۳ اور (آخرت میں) کوئی بوجھ اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا ف۱۴ پھر تم (سب) کو اپنے مالک

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهٗ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۷﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ

پس خبر دیگا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم کرتے تحقیق وہ جاننے والا ہے سینے والی بات کو اور جس وقت لگتی ہے آدمی کو سختی

کے پاس لوٹ جانا ہے (وہاں) جو تم دنیا میں کرتے رہے (اسکا بدلہ دے کر تم کو بتلا دیگا) بیشک وہ تو دلوں (تک) کی بات کو جانتا ہے ف۱۵ اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے

دَعَا رَبَّهٗ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوا إِلَيْهِ مِنْ

پکارتا ہے پروردگار اپنے کو رجوع کر کر طرف اسکی پھر جب دیتا ہے اس کو نعمت اپنے پاس سے بھول جاتا ہے جو کچھ کہ پکارتا تھا طرف اس کی پہلے

(دکھ بیماری مفلسی مصیبت) تو دل سے اپنے مالک کی طرف رجوع ہو کر اسکو پکارتا ہے پھر جب وہ اپنی طرف سے اسکو کوئی نعمت دیتا ہے تو اسکو بھول جاتا ہے جسکو

ف۴ یعنی انہیں کھیل تماشہ کے طور پر بے مقصد نہیں بنایا۔

ف۵ یعنی رات کو دن سے اور دن کو رات سے ڈھانپتا ہے اور اس طرح ان کا ایک دوسرے کے پیچھے آنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

ف۶ یعنی زبردست ایسا ہے کہ اگر تمہیں پکڑنا چاہے تو کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ درگزر کرنے والا بھی ہے۔ اس لئے تمہیں مہلت دیئے جا رہا ہے لہٰذا اس کی دی ہوئی مہلت سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔

ف۷ یعنی حضرت حواؑ۔ اس آیت میں لفظ "ثُمَّ" (پھر) ترتیب بیانی کیلئے ہے نہ کہ ترتیب زمانی کیلئے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اس نے تمہیں ایک ایسے شخص سے بنایا جس کو اس نے ایک پیدا کیا اور پھر اس سے اس کا جوڑا نکالا۔ (دیکھئے سورۂ نساء آیت ۱)

ف۸ جن کا ذکر سورۂ انعام میں گزر چکا ہے یعنی اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ، ان کے چار نر اور چار مادہ مل کر آٹھ طرح کے جانور ہو جاتے ہیں اور نر اور مادہ میں سے ہر ایک دوسرے کا زوج ہے۔ (ابن کثیر)

ف۹ پہلے نطفہ، پھر خون کا لوتھڑا، پھر گوشت کا ٹکڑا، پھر ہڈی اور وہ شکل جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے۔

ف۱۰ ایک پیٹ کا اندھیرا، دوسرا رحم کا بیچ اور تیسرا مشیمہ یعنی اس جھلی کا اندھیرا جس میں بچہ لپٹا رہتا ہے۔

ف۱۱ یعنی اسے چھوڑ کر یا اس کے ساتھ دوسروں کو اپنا معبود بنا رہے ہو جبکہ نہ تمہیں پیدا کرنے میں ان کا کوئی دخل ہے اور نہ زمین و آسمان کی بادشاہی میں ان کا کوئی حصہ ہے۔

ف۱۲ یعنی وہ تمہارا محتاج نہیں ہے کہ تم اس کی عبادت کرو تو اس کی خدائی قائم رہے اور اگر کفر کرو تو اس کی خدائی ختم ہو جائے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب اگلے اور پچھلے انسان اور جن اپنے میں سے فاسق ترین آدمی کے دل کے مانند ہو جاؤ تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی کمی نہ ہو جائے گی۔ (ابن کثیر) ف۱۳ یعنی وہ اپنے بندوں کی ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور نہ اس کا حکم دیتا ہے بلکہ اس کی پسند یہی ہے کہ وہ شکرگزار ہوں اور اسی کی بندگی کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کریں۔ اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ کتابیں نازل فرما کر اپنی پسند و ناپسند کو بیان کر دیا ہے۔ اس کے بعد جو شخص ناشکری کرے گا اسے اس کی ناشکری کی سزا ملیگی۔ ف۱۴ یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔ ف۱۵ یعنی وہ تو تمہارے دلوں کے خیالات تک سے واقف ہے پھر تمہارے اعمال اس سے کیوں کر پوشیدہ رہ سکتے ہیں؟

قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ

اور مقرر کرتا ہے واسطے اللہ کے شریک تو کہ گمراہ کرے راہ اُس کی سے کہہ فائدہ اٹھا ساتھ کفر اپنے کے تھوڑا تحقیق تو

وہ اس (رحمت کے ملنے) سے پہلے پکارتا تھا ف۱ اور اللہ کی راہ سے بہکا دینے کو اُس کا برابر والا دوسروں کو ٹھیراتا ہے ف۲ (اے پیغمبر ایسے شخص سے) کہہ دے تو اپنی ناشکری میں

مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۞ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ

رہنے والوں آگ کے سے ہے کیا جو شخص کہ وہ کرتا ہے بندگی وقت رات کے سجدے میں اور کھڑے ڈرتا ہے آخرت سے

چند روز مزے کر لے آخر تو دوزخیوں میں ہوگا بھلا جو شخص رات کی گھڑیوں میں عبادت میں لگا ہے کبھی سجدہ کر رہا ہے کبھی (نماز میں) کھڑا ہے آخرت سے ڈرتا ہے

وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

اور امید رکھتا ہے رحمت پروردگار اپنے کی کہہ کیا برابر ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے

اور اپنے مالک کی مہربانی کی امید (بھی) رکھتا ہے ف۳ (اے پیغمبر) کہہ دے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے (دونوں) برابر ہو سکتے ہیں ف۴

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

سوائے اسکے نہیں کہ نصیحت پکڑتے ہیں صاحب عقل خالص کے کہہ اے بندو میرے جو ایمان لائے ہو ڈرو پروردگار اپنے سے واسطے اُن لوگوں کے کہ نیکی کی

نصیحت وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں ف۵ (اے پیغمبر) کہہ دے میرے ایمان دار بندو اپنے مالک سے ڈرتے رہو ف۶ جو لوگ اس دنیا میں اچھا کام کرتے

ع ۹/۱۵

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ

ہیں بیچ اس دنیا کے نیکی ہے اور زمین اللہ کی کشادہ ہے سوائے اسکے نہیں کہ پورا دیے جائیں گے صبر کرنے والے ثواب اپنا

ان کے لیے (آخرت میں) اچھا (بدلہ) ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے ف۷ جو لوگ (بلاؤں پر) صبر کرتے ہیں انکو (آخرت میں) انکا ثواب ف۸ بے حساب

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۞ وَاُمِرْتُ

بے حساب کہہ تحقیق میں حکم کیا گیا ہوں یہ کہ عبادت کروں اللہ کو خالص کر کر واسطے اسکے عبادت اور حکم کیا گیا ہوں میں

دیا جائے گا (اے پیغمبر) کہہ دے مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ اللہ کو پوجوں خالص اسی کی بندگی کروں ف۹ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے

لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۞ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

یہ کہ ہوں میں پہلا مسلمان کہہ تحقیق میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں پروردگار اپنے کی عذاب دن

کہ سب سے پہلے (اللہ کا) تابعدار بنوں ف۱۰ (اے پیغمبر) کہہ دے میں تو بڑے دن (قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں اگر اپنے مالک کی نافرمانی

عَظِيْمٍ ۞ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۞ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ

بڑے کے سے کہہ اللہ ہی کو عبادت کرتا ہوں خالص کر کر واسطے اُسکے عبادت اپنی پس عبادت کرو جسکو کہ چاہو تم سوائے اس کے کہہ

کروں ف۱۱ (اے پیغمبر) کہہ دے میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص اُسی کی بندگی کرتا ہوں تم (کو اختیار ہے) اسکے سوا جسکو چاہو پوجو ف۱۲ (اے پیغمبر) کہہ دے

اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ

تحقیق ٹوٹا پانے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو اور تابعوں اپنوں کو دن قیامت کے خبردار ہو یہ بات وہی ہے

(دنیا کا ٹوٹا کوئی چیز نہیں دراصل) ٹوٹا اُٹھانیوالے وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو ہار بیٹھیں گے ف۱۳ (دوزخ میں ڈلوائیں گے) سُن لو

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۞ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ

ٹوٹا پاتا ظاہر واسطے انکے اوپر ان کے سائبان ہوں گے آگ سے اور نیچے اُن کے سے سائبان ہونگے یہ ہے

یہی تو کھلا نقصان ہے ف۱۴ اُن کے اوپر دوزخ میں آگ کے چھتر ہوں گے اور ان کے نیچے بھی (آگ کے) چھتر ف۱۵ یہی وہ

ف۱ یعنی خدا کو بھول جاتا ہے۔ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وہ اس (مصیبت) کو بھول جاتا ہے جس (کے دفع کرنے) کے لئے وہ اس (نعمت کے ملنے) سے پہلے (خدا کو) پکارتا تھا" ف۲ یعنی اللہ کی راہ (اسلام وتوحید) سے وہ نہ صرف خود گمراہ ہوتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس مقصد کیلئے وہ بہت سے جھوٹے معبودوں اور پیروں فقیروں کو خدا کے برابر قرار دے کر اُن سے جھوٹی کراماتیں منسوب کرتا ہے اور لوگوں میں اُن کا چرچا کرتا پھرتا ہے۔

ف۳ "اس کی روش بہتر ہے یا اُس شخص کی جس کا ذکر ابھی ہوا" یہ عبارت محذوف ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ایک شخص کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور حال دریافت فرمایا۔ وہ بولا "مجھے اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اپنے گناہوں کا ڈر ہے"۔ آپؐ نے فرمایا: ایسے وقت میں جس بندے میں یہ دونوں باتیں ہوں گی اس کو اللہ تعالیٰ وہی دیگا جس کی اسے امید ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی کیا وہ لوگ جو اللہ ورسولؐ کی بتائی ہوئی باتوں کو سچ جانتے ہیں ان لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جو ان باتوں کو سچ نہیں جانتے؟۔ ظاہر ہے کہ دونوں یکساں نہیں ہو سکتے۔ نہ دنیا میں اُن کی روش یکساں ہو سکتی ہے اور نہ آخرت میں اُن کا انجام ایک سا ہوگا۔

ف۵ ان سے مراد اہل ایمان ہیں کیونکہ عقل وہی معتبر ہے جو اللہ ورسولؐ کے تابع ہو۔

ف۶ یعنی صرف زبان سے توحید کا اقرار کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔ یعنی اس کے اوامر کو بجالاؤ اور اس کے نواہی سے باز رہو۔

ف۷ یہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے یعنی اگر کسی جگہ رہتے ہوئے آزادی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جا سکتی ہو تو انہیں چاہئے کہ کسی دوسری جگہ چلے جائیں جہاں ان کے لئے یہ دشواریاں نہ ہوں

ف۸ یعنی خدا پرستی اور نیکی کی راہ میں جو بھی مصیبتیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں انہیں ہمت وجوانمردی سے برداشت کرتے ہیں مگر راہ حق سے نہیں ہٹتے۔

ف۹ یعنی اس طرح کہ میری بندگی میں شرک اور ریا کا کوئی شائبہ نہ ہو۔

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ کی جس توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دوں، سب سے پہلے خود اس پر کاربند ہوں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے باپ دادا کے دین سے انکار کیا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ ف۱۱ یعنی اگر ان معبودوں کی بندگی کرنے لگوں جس کی تم لوگ مجھے دعوت دے رہے ہو۔ ف۱۲ یعنی اگر میرے سمجھانے کے باوجود تم ان جھوٹے معبودوں کی بندگی کرتے رہنے پر مصر ہو تو کرتے رہو لیکن بھگتنے کے لئے بھی تیار رہو۔ تمہارے انجام کی کوئی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔ ف۱۳ یعنی دوزخ میں گریں گے۔ ف۱۴ جس سے بڑھ کر کوئی خسارہ نہیں، اس لئے کہ وہ ایسا خسارہ ہے جس کی تلافی کسی طرح ممکن نہ ہوگی۔ ف۱۵ یعنی اوڑھنا اور بچھونا دونوں آگ کے ہوں گے۔ "ظُلَل" (چھتر) سے مراد آگ کے طبقے ہیں۔

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ⑯ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا

کہ ڈراتا ہے اللہ ساتھ اسکے بندوں اپنوں کو اے بندو میرے پس ڈرو مجھ سے اور جن لوگوں نے پرہیز کیا بتوں سے کہ عبادت کریں اُن کو

عذاب ہے جس سے اللہ اپنے (مسلمان) بندوں کو ڈراتا ہے اے بندو مجھ سے ڈرتے رہو ف۱ اور جو لوگ شیطان کے پوجنے سے بچے رہے ف۲ اور اللہ کی طرف

وَاَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ⑰ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

اور رجوع کرتے ہیں طرف خدا کی واسطے انکے ہے خوشخبری پس خوشخبری دے بندوں میرے کو وہ جو سنتے ہیں بات کو پس پیروی کرتے ہیں

رجوع ہوئے اُن کے لئے (جنت کی) خوشخبری ہے تو (اے پیغمبرؐ) میرے ان بندوں کو خوشخبری سُنا جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو اچھی بات ہوتی ہے

اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑱ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ

بہتر اس کے کی یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے اور یہ لوگ وہی ہیں صاحب عقل خالص کے کیا پس جو شخص کہ ثابت ہوئی

اس پر چلتے ہیں ف۳ یہی لوگ تو وہ ہیں جن کو اللہ نے (سیدھی) راہ بتلائی ہے اور یہی لوگ تو عقل والے ہیں ف۴ بھلا (اے پیغمبرؐ) بھلا جس شخص پر عذاب کا

كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ۚ⑲ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

اوپر اسکے بات عذاب کی کیا پس تو خلاص کرلائے گا اُن کو کہ بیچ آگ کے ہیں لیکن وہ لوگ کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے واسطے ان کے

فرمودہ پورا ہوا ف۵ تو کیا ایسے شخص کو دوزخ سے نکال باہر کرسکتا ہے ف۶ البتہ جو لوگ اپنے مالک سے ڈرتے رہے اُن کے (رہنے کے) لیے (بہشت میں) بالاخانے

مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ⑳

بالاخانے ہیں اوپر انکے سے بنائے ہوئے چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے نہیں خلاف کرتا اللہ تعالیٰ وعدے کو

ماڑیاں جھروکے) ہیں اُن کے اوپر اور بالاخانے (درجہ بدرجہ کئی منزلہ) جن کے نیچے ندیاں پڑی بہہ رہی ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ (اپنا) وعدہ خلاف نہیں کرتا (اے دیکھنے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ

کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پس چلایا اسکو بیچ چشموں کے بیچ زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے

والے) کیا تو نہیں دیکھتا اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر زمین میں اُس کے چشمے چلا دیے (وہ پانی ایک جگہ سے بہتا ہوا دوسری جگہ گیا) پھر اُس پانی سے رنگ برنگ

زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِىْ

کھیتی مختلف ہیں رنگ اُس کے پھر زور کرتا ہے اوپر کو پس دیکھتا ہے تو اُسکو زرد ہوگیا پھر کرتا ہے اُس کو ریزہ ریزہ تحقیق بیچ

کی کھیتی نکالتا ہے پھر جب وہ پک جاتی ہے تو اُس کو دیکھتا ہے زرد ہوگئی پھر اللہ تعالیٰ اُس کو (سکھا کر) چورہ چورہ کر دیتا ہے ان باتوں میں

ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ع ㉑ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ

اس کے البتہ نصیحت ہے واسطے صاحبان عقل کے کیا پس جو شخص کہ کھولا ہے اللہ نے سینہ اُس کا واسطے اسلام کے پس وہ

عقلمندوں کے لیے (بڑی) نصیحت ہے ف۷ کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام (قبول کرنے) کے لیے کھول دیا وہ اپنے

عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ

اوپر نور کے ہے پروردگار اپنے سے پس وائے ہے واسطے اُن لوگوں کے کہ سخت ہیں دل اُنکے یاد اللہ کی سے یہ لوگ بیچ

مالک کی طرف سے (ایمان کی) روشنی رکھتا ہے ف۸ تو ان لوگوں کی خرابی ہے جن کے دل اللہ کی یاد سے (غافل ہو کر) سخت ہو گئے ہیں یہی لوگ (جن کے

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ㉒ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ ۖ تَقْشَعِرُّ

گمراہی ظاہر کے ہیں اللہ نے اُتاری ہے بہتر بات کتاب ہے یکساں دوہرائی جانیوالی بال کھڑے ہو جاتے

دل سخت ہیں)، کھلی گمراہی میں ہیں ف۹ اللہ نے بہت اچھی بات کتاب اُتاری ف۱۰ (یعنے قرآن جسکی آیتیں) ملی جلی ہیں ف۱۱ دوہرائی گئی ف۱۲ جو لوگ اپنے مالک سے ڈرتے ہیں

ف۱ یعنی میرے غضب سے ڈرو اور ان گناہوں سے بچو جن کے نتیجے میں تمہیں اس ہولناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے۔ ف۲ اصل میں لفظ "طاغوت" (بروزن فعلوت لافاعول اصلہ طغیوت او طغووت) طغیان سے مشتق ہے، لہٰذا اس سے مراد شیطان بھی ہے اور بت بھی، کاہن اور پروہت بھی اور ہر وہ انسان بھی جو بندگی کی حد سے نکل کر اپنے آپ کو خدائی کے مقام پر رکھتا ہو۔ اس کی عبادت سے مراد محض اسے سجدہ کرنا نہیں بلکہ اسے مستقل بالذات آمر و مطاع سمجھتے ہوئے اس کے احکام کی بجاآوری بھی ہے۔ علامہ جوہری لکھتے ہیں: الطاغوت الکاھن والشیطان وکل رأس فی الضلال۔ کہ اس سے مراد شیطان، کاہن اور ہر وہ چیز ہے جو گمراہی کا منبع بنے۔ امام راغب لکھتے ہیں: ھو عبارۃ عن کل معبود من دون اللہ۔ کہ یہ ہر اس چیز سے عبارت ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے۔ (روح)

ف۳ "اور بری بات پر توجہ نہیں کرتے" مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن و سنت کو دل لگا کر سنتے ہیں اور پھر عمل کے لئے اس حکم کو اختیار کرتے ہیں جو افضل ہوتا ہے یعنی رخصت کی بجائے عزیمت کی راہ پر کاربند ہوتے ہیں واللہ اعلم۔

ف۴ جنہوں نے اپنی عقلوں کا صحیح استعمال کیا کیونکہ وہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو فکر کرتے اور اصل حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں۔

ف۵ یعنی جس نے مسلسل ہٹ دھرمی اور بدعملی سے اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا لیا ہو۔ عذاب کے کلمہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو اس نے تخلیق آدمؑ کے وقت شیطان سے خطاب کر کے فرمایا تھا یعنی "لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ" ۔ دیکھئے سورہ ص آیت ۸۵)

ف۶ "یعنی کیا آپؐ اسے ایمان کی راہ پر لا سکتے ہیں؟" ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب نفی میں ہے اور اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے جو اپنی قوم ۔۔۔ قریش ۔۔۔ کے ایمان لانے کے سخت خواہش مند رہتے تھے۔

ف۷ کیونکہ یہی حال انسان کا ہے۔ پہلے بچہ ہوتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے پھر پختہ ہو کر بوڑھا ہو جاتا ہے اور آخر کار دنیا سے سدھار جاتا ہے اور یہی حال دنیا کا ہے۔ اس کی سب زینتیں عارضی اور چند روزہ ہیں اور آخر کار اس کی ہر چیز کو فنا ہونا ہے۔ اس کے ہر کمال کو انحطاط اور ہر عروج کو زوال ہے۔

ف۸ وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہو کر سخت ہو گیا؟"۔ اَفَمَنْ کَانَ ..... کا یہ جواب محذوف ہے اور اگلے جملہ یعنی "فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان لوگوں کا ان سے مقابلہ کیا جا رہا ہے جن کے دل اللہ کی یاد سے غافل ہونے کی وجہ سے سخت ہو گئے ہوں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب نور ایمان سینہ میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ کھل کر کشادہ ہو جاتا ہے اور فرمایا اس کی علامت ہے "آخرت کی طرف دھیان اور دنیا سے بیزاری"۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے (یعنی جس کا سینہ کھول دیا گیا) خاص کر حضرت ابوبکر صدیق مراد ہیں۔ (شوکانی)

ف۹ دلوں کے سخت ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اب اُن پر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی اور نہ وہ حق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ف۱۰ یہاں قرآن کو "حدیث" کہنا یا تو تازہ بتازہ نزول کے اعتبار سے ہے اور یا آنحضرتؐ کے بیان کرنے کے اعتبار سے ورنہ قرآن اللہ کا کلام اور قدیم ہے۔ ف۱۱ یعنی مضامین کے اعتبار سے اس کی آیات ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں اور ان میں اختلاف نہیں ہے۔ ف۱۲ یعنی اُن میں واقعات، مواعظ اور احکام کو بار بار دہرا کر پیش کیا گیا ہے۔

مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ

ہیں اُس سے کھال پر اُن لوگوں کے کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے پھر نرم ہوجاتے ہیں چمڑے اُن کے اور دل اُن کے طرف

انکی کھال کی روئیں (اُس کو پڑھ کر) کھڑے ہوجاتے ہیں ف۱ پھر اللہ کی یاد کی طرف ان کے (بدن کے) پوست اور دل نرم ہو جاتے ہیں ف۲ یہ

ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا

یاد خدا کی یہ ہے ہدایت اللہ تعالیٰ کی ہدایت کرتا ہے ساتھ اسکے جس کو چاہے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں

کتاب اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اُس (کے ذریعے) سے رستہ دکھلاتا ہے جس کو اللہ بھٹکا دے اُس کا

لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ

واسطے اسکے کوئی راہ دکھانیوالا آیا پس جو کوئی بچاتا ہے منہ اپنے کو بُرے عذاب دن قیامت کے سے اور کہا گیا

کوئی راہ پر لانے والا نہیں کیا جو شخص قیامت کے دن برے عذاب کو اپنے منہ پر روکے گا ف۳ اور (اُس دن) نافرمانوں

لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ

واسطے ظالموں کے چکھو جو کچھ کہ تھے تم کماتے جھٹلایا تھا ان لوگوں نے کہ پہلے اُن سے تھے پس آیا اُن کو

(کافروں) سے کہہ دیا جائے گا تم (دنیا میں) جیسے کام کیا کرتے تھے (اب) انکا مزہ چکھو ان سے پہلے جو لوگ ہوگئے ہیں اُنہوں نے بھی (پیغمبروں کو اور اللہ

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۵﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ

عذاب اس جگہ سے کہ نہیں جانتے تھے ف۴ پس چکھائی اُن کو اللہ تعالیٰ نے رسوائی بیچ زندگانی

کی کلام کو) جھٹلایا آخر جدھر سے اُن کو گمان (بھی) نہ تھا اُدھر سے (اللہ کا) عذاب اُن پر آن پہنچا پھر اللہ نے اُن کو دنیا ہی کی زندگی میں رسوائی (ذلت) کا

الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ

دنیا کے اور البتہ عذاب آخرت کا بہت بڑا ہے کاش کہ ہوتے جانتے اور البتہ تحقیق بیان کیا ہم نے واسطے لوگوں کے

مزہ چکھا دیا ف۵ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے اگر اُن کو معلوم ہوتا ف۶ اور ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے (سمجھانے

فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۷﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ

بیچ اس قرآن کے ہر ایک مثال سے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں قرآن عربی ف۸ بن

کے) لیے (دین کی) ہر ایک مثال بیان کردی ہے ف۷ کسی طرح اُن کو نصیحت تو ہو یہ قرآن عربی زبان میں ہے اس میں

ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ

کجی والا تو کہ ڈریں بیان کی اللہ نے مثال ایک مرد ہے بیچ اس کے شریک ہیں

کوئی (ایچ پیچ) نہیں ف۹ اس لئے کہ (لوگ اسکو سمجھیں اور کفر اور شرک اور گناہ سے) بچے رہیں اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک شخص (غلام) ہے اس میں کئی جھگڑالو ساجھی ہیں

مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۹﴾

بدخو اور ایک مرد ہے سلامت واسطے ایک مرد کے کیا برابر ہوتے ہیں دونوں مثال میں سب تعریف واسطے اللہ کے ہے بلکہ اکثر اُن کے نہیں جانتے

ف۱۰ اور ایک (دوسرا) شخص (غلام) ہے جو پورا ایک ہی شخص کا (غلام) ہے ف۱۱ کیا یہ دونوں غلاموں کا حال برابر ہو سکتا ہے شکر خدا کا مگر ان میں اکثر لوگ نادان ہیں ف۱۲

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿۳۱﴾ ع ۳ ۱۷

تحقیق تو بھی مرنیوالا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنیوالے ہیں پھر تحقیق تم دن قیامت کے نزدیک پروردگار اپنے کے جھگڑو گے

(اے پیغمبر) بے شک (ایک دن) تو مرنے والا ہے اور وہ بھی (ایک دن) بیشک مرجائینگے ف۱۳ پھر قیامت کے دن تم سب اپنے مالک کے سامنے جھگڑو گے ف۱۴

ف۱ یعنی آخرت کے عذاب کی آیات پڑھ کر یا سُن کر اُن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ف۲ یعنی جن آیات میں اللہ کی رحمت کا ذکر ہے ان کو پڑھ کر یا سُن کر، وہ پوری رغبت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتے ہیں۔

ف۳ "وہ اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو بے فکری سے عیش کر رہا ہوگا" افمن ..... کا یہ جواب محذوف ہے۔ قیامت کے روز چونکہ دوزخیوں کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوں گے اسلئے وہ عذاب کو روکنے کیلئے چار و ناچار چہروں ہی کو سپر بنائیں گے۔

ف۴ یعنی اللہ کے عذاب سے بچاؤ کی کوئی تدبیر کام نہ آسکی۔

ف۵ "خزی" سے مراد اللہ کے عذاب ہیں جو مختلف صورتوں میں قوموں پر نازل ہوئے۔

ف۶ یا "کاش ان کو معلوم ہوتا"۔

ف۷ یعنی ہر قسم کے ادلہ وامثلہ سے سمجھایا گیا ہے۔ اس کے بعد کی آیت میں جو مثال بیان ہو رہی ہے یہ اس کے لئے تمہید ہے۔

ف۸ جو مکہ اور تمام جزیرۂ عرب کی اپنی زبان ہے وہی لوگ ہیں جو قرآن کے اولین مخاطب ہیں۔

ف۹ کہ عرب کا عامی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔

ف۱۰ یعنی وہ بیک وقت کئی جھگڑالو آقاؤں کا غلام ہے جن میں سے ہر آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

ف۱۱ اسے صرف اسی کو راضی رکھنا ہے اور اسی کے حکموں پر چلنا ہے۔ دوسروں سے کوئی غرض نہیں۔

ف۱۲ یعنی ایسی واضح مثال اُن کی سمجھ میں نہیں آتی، اس سے بڑی نادانی اور کیا ہوگی؟۔

ف۱۳ یعنی اگر یہ نہیں مانتے تو نہ مانیں۔ ہمیشہ نہ آپؐ کو رہنا ہے اور نہ ان کو، دونوں کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ یہ آیت منجملہ ان آیات کے ہے جن سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کے رحلت فرما جانے پر استدلال کیا جبکہ بہت سے صحابہؓ — جن میں سر فہرست حضرت عمرؓ تھے — اسے تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ (ابن کثیر)

ف۱۴ یعنی آپؐ ان کافروں سے جھگڑیں گے کہ آپؐ نے ان تک ہمارا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ آپؐ سے جھگڑا کریں گے، اسی طرح مومن کافر سے۔ پھر اللہ تعالیٰ سب کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ فرمائے گا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے: "کافر منکر ہونگے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا، پھر فرشتوں کی گواہی سے اور آسمان و زمین کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا۔" (موضح)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ

پس کون شخص بہت ظالم ہے اس شخص سے کہ جھوٹ باندھا ہے اوپر اللہ کے اور جھٹلایا ہے سچ کو جس وقت آیا اس کے پاس کیا نہیں بیچ

تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ف۱ اور سچی بات (قرآن) کو جب وہ اُس کے پاس پہنچ گئی جھٹلایا ف۲ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا دوزخ

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ

دوزخ کے جگہ رہنے کی واسطے کافروں کے اور وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے اور جس نے مان لیا اس کو یہ لوگ وہی ہیں

میں نہیں ہے (ضرور وہیں اُن کا ٹھکانا ہے) ف۳ اور جو شخص سچی بات لے کر آیا ف۴ اور جس نے اُس کو سچا جانا ف۵ ایسے ہی لوگ

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ ۚ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ

پرہیزگار واسطے انکے ہے جو چاہیں نزدیک پروردگار اپنے کے یہ ہے بدلا احسان کرنے والوں کا تو کہ دُور کرے اللہ تعالیٰ

پرہیزگار ہیں ف۶ وہ جو خواہش کریں گے اُن کے مالک کے پاس اُن کو ملے گا نیکوں کا یہی بدلہ ہے (نیک وہ) ایسے (ہونے) کہ انہوں نے

عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

ان سے بُرائی وہ جو کی تھی انھوں نے اور بدلا دیوے انکو ثواب ان کا ساتھ بہتر اس چیز کے کہ تھے وہ کرتے

بُرے سے بُرا جو کام کیا اللہ اُس کو اُن پر سے اُتار دے گا ف۷ اور اُن کے اچھے سے اچھے کام کا نیگ اون کو بدلہ میں دے گا ف۸

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا

کیا نہیں اللہ کفایت کرنے والا بندے اپنے کو اور ڈراتے ہیں تجھ کو ساتھ ان لوگوں کے کہ نیچے اس سے ہیں اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں

کیا اللہ اپنے بندے (محمدؐ) کیلئے کافی نہیں ہے ف۹ اور (اے پیغمبرؐ) یہ لوگ تجھ کو اللہ کے سوا دوسروں کا ڈر بتلاتے ہیں ف۱۰ (بات یہ ہے کہ یہ لوگ گمراہ ہیں) اور جس

لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

واسطے اسکے کوئی راہ دکھانیوالا اور جس کو راہ دکھاوے اللہ پس نہیں واسطے اسکے کوئی گمراہ کرنے والا کیا نہیں اللہ تم غالب بدلا لینے والا

کو اللہ گمراہ کردے اُسکو کوئی راہ پر نہیں لگا سکتا اور جس کو اللہ راہ پر لگادے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا کیا اللہ زبردست بدلہ لینے والا نہیں ہے ف۱۱

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا

اور اگر پُوچھے تو اُن سے کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو البتہ کہیں گے اللہ نے کہہ کہ کیا پس دیکھا ہے تم نے

اور (اے پیغمبرؐ) اگر تو ان کافروں سے پوچھے آسمان اور زمین کو کس نے بنایا تو بیشک یہی کہیں گے اللہ نے بنایا (اب اُن سے) کہہ بھلا بتلاؤ تو سہی اگر اللہ مجھ کو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ

اس چیز کو کہ پکارتے ہو سوائے خدا کے اگر ارادہ کرے مجھ کو اللہ ساتھ بُرائی کے کیا وہ کھولنے والے ہیں ضرر اسکے کو یا ارادہ کرے مجھ کو

کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ اُس کی (بھیجی ہوئی) تکلیف دُور کر سکتے ہیں یا اللہ اگر مجھ پر فضل کرنا چاہے تو یہ

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

ساتھ مہربانی کے کیا ہیں وہ بند کرنے والے مہربانی اُسکی کو کہہ کہ کفایت ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ اوپر اس کے توکل کرتے ہیں سب توکل کرنیوالے

(جھوٹے دیوتا) اُس کے فضل کو روک سکتے ہیں (ہرگز نہیں اے پیغمبرؐ) کہہ دے اللہ مجھ کو بس کرتا ہے ف۱۲ اسی پر بھروسا کرنے والے بھروسا کرتے ہیں ف۱۳

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ

کہہ اے قوم میری عمل کرو تم اوپر جگہ اپنی کے تحقیق میں بھی عمل کرتا ہوں پس البتہ جان لوگے تم کون شخص ہے کہ آوے گا اسکو

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے بھائیو تم اپنی جگہ (جو کرتے ہو وہ) کیے جاؤ میں (جو کرتا ہوں وہ) کیے جاؤں گا تم آگے چل کر ضرور جان لوگے (دنیا میں) رسوا کرنے والی آفت

ف۱ یعنی کسی کو اس کا شریک یا بیٹا یا بیوی قرار دیا۔ تعالیٰ عن ذٰلک علوًا کبیرًا۔ یہ خطاب مشرکین سے ہے۔ ف۲ الصدق (سچی بات) سے مراد وہ سچائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر خصوصاً آخر الزمانؐ لے کر آئے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ (ابن کثیر)

ف۳ اس آیت کے تحت شاہ صاحبؒ اپنی توضیح میں لکھتے ہیں: "یعنی اگر نبیؐ نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے بُرا کون اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے بُرا کون؟ (موضح)

ف۴ مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہر وہ شخص جو آپؐ کی دعوت لے کر کھڑا ہوا۔

ف۵ مراد تمام مومن ہیں۔

ف۶ یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

ف۷ یعنی اسے معاف فرما دے گا، جب بُرے سے بُرا عمل معاف ہوگیا تو ظاہر ہے کہ اس سے کم تر درجہ کے عمل تو بدرجۂ اولیٰ معاف ہو جائیں گے۔

ف۸ یعنی انہیں بدلہ ان کے اعمال کے لحاظ سے دیا جائے گا جو اُن کے نامۂ اعمال میں بہترین ہوں گے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کم تر درجہ کے اعمال بھی بہترین بنا دیے جائیں گے۔

ف۹ یعنی اگر اسے اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل ہے (اور ظاہر ہے کہ حاصل ہے) تو کوئی اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔

ف۱۰ کفارِ مکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے کہ ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخی نہ کیا کرو وہ ان کے خلاف بات نہ کھولا کرو اور نہ یہ ناراض ہو کر تم پر کوئی آفت نازل کر دیں گے۔ اس کے جواب میں فرمایا: "اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ"

ف۱۱ یعنی یہ کفار جو گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور آپؐ کو اپنے معبودوں کا خوف دلاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے یہ جھوٹے معبود کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اصل طاقت اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے دشمنوں سے جب چاہے اور جس طرح چاہے انتقام لے سکتا ہے۔ (قرطبی) اس زمانہ کے مشرک اور قبروں کے گدی نشین مجاور بھی جو بزرگوں ولیوں کو پکارتے ہیں۔ لوگوں کو ڈراتے ہیں کہ اگر بزرگوں کا انکار کرو گے تو وہ تمہیں تباہ و برباد کر دیں گے اور ایسی باتوں سے احمق نادان ڈر جاتے ہیں اور ان کی پوجا کرنے لگتے ہیں۔ سو یہ سب بزرگوں پر افتراء ہے اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔ (سلفیہ)

ف۱۲ مقاتلؒ کہتے ہیں کہ یہ جملہ یعنی "حسبی اللّٰہ" اس وقت نازل ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ سے مذکورہ دونوں سوال کئے اور وہ جواب میں خاموش رہے۔ (شوکانی) ف۱۳ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ سب لوگوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے اسے چاہئے کہ اللہ پر بھروسا کرے اور جو شخص یہ چاہے کہ سب لوگوں سے زیادہ غنی ہو جائے اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر زیادہ تکیہ کرے اس مال و دولت سے جو اس کے پاس موجود ہے اور جو شخص یہ چاہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ عزت والا ہو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی قتل وقید اور غلامی ومحکومی کی ذلت سے کون دوچار ہوتے ہیں۔ ف۲ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہ (یعنی رسوائی) دنیا میں اور وہ (یعنی دائمی عذاب) آخرت میں۔ (موضح) ف۳ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "تحقیق میں ہم ہی نے آپؐ پر یہ کتاب اُتاری ہے۔" ف۴ یعنی آپؐ کا کام ان پر سیدھی راہ واضح کرنا ہے۔ اس کے بعد اگر یہ اسے اختیار نہ کریں اور گمراہی میں بھٹکتے پھریں، تو آپؐ سے کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔ ف۵ جان دو طرح کی ہے ایک "نفس الحیاۃ" یعنی وہ جان جس سے زندگی قائم ہے اور دوسری "نفس التمیز" یعنی وہ جان جس سے فہم و ادراک اور احساس وشعور قائم رہتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ مرنے والے کی "نفس الحیاۃ" اور سونے والے کی نفس التمیز اپنی طرف اٹھا لیتا ہے۔" یہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب ہے جسے زجاج نے اختیار کیا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے بھی اپنی توضیح میں اسی کو اختیار کیا ہے لکھتے ہیں، کہ نیند میں جو جان کھنچتی ہے یہ جان وہ ہے جسے ہوش (نفس التمیز) کہتے ہیں اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی۔" الغرض اس تفسیر کی بنیاد اس بات پر ہے کہ نفس اور روح دو چیزیں ہیں۔ مگر اس آیت اور صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں کیونکہ قبض کا لفظ روح اور نفس دونوں کے لئے آیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ نیند کی حالت میں بھی توفی ہوتی ہے اور موت کے وقت بھی، حالانکہ موت کے وقت آدمی میں جان نہیں رہتی اور نیند کی حالت میں جان باقی رہتی ہے تو پھر ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ اس کے جواب حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "نیند کی حالت میں روح کا تعلق جسم سے قائم رہتا ہے جیسے سورج کی شعاع کہ وہ زمین پر بھی پڑتی ہے اور سورج کے ساتھ بھی قائم ہے مگر موت کے وقت وہ تعلق قائم نہیں رہتا جیسا کہ قیامت کے دن سورج کے جرم کو بے نور کر دیا جائے گا۔ (از احسن عفواللہ)
ف۶ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "نیند میں ہر روز جان کھنچتا ہے پھر بھیجتا ہے۔ یہی نشان ہے آخرت کا۔ (موضح) مطلب یہ ہے کہ جو خدا سونے والے کی جان قبض کر کے دوبارہ اس کے بدن میں لوٹا دیتا ہے اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک دن مرنیوالے کی جان بھی اس کے بدن میں لوٹا دے۔ (ابن کثیر)
ف۷ یعنی بجائے اس کے کہ یہ لوگ موت اور نیند کی کیفیت سے کوئی سبق حاصل کریں اور ہر معاملہ کا مختار صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھیں، انہوں نے کچھ دوسرے معبود بنا لئے ہیں جنہیں یہ اللہ کے حضور اپنا سفارشی سمجھتے ہیں۔
ف۸ یعنی کیا پھر بھی تم انہیں اپنا سفارشی سمجھ کر ان کی پوجا کرتے رہوگے؟ ان کے نام کی نذر نیاز مانتے رہوگے اور اپنی دعاؤں میں بطور وسیلہ ان کا ذکر کرتے رہوگے۔ ظاہر ہے کہ تمہارے یہ بت بے جان چیزیں ہیں ان کا نہ کوئی اختیار ہے اور نہ ان میں عقل ہے، پھر کیوں انہیں اپنا سفارشی سمجھتے ہو؟۔
ف۹ یعنی کسی کو کسی کے لئے اس کے اذن کے بغیر سفارش کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (دیکھئے بقرہ: ۲۵۵، انبیا: ۲۸)
ف۱۰ نہ کہ کسی اور کی طرف۔
ف۱۱ افسوس ہے کہ آج بھی یہی کیفیت بہت سے ان مسلمانوں کی ہے جو اولیا پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں، ان کے سامنے اللہ کی خالص توحید کا ذکر ہو تو ان کے دل کھنچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں، یہ شخص ضرور اولیاء اللہ کا منکر ہے لیکن اگر اولیاء اللہ کے فضائل وکرامات کے من گھڑت قصے سنائے جائیں تو گویا ان کے دل کی کلی کھل جاتی ہے اور خوشی سے ان کے چہرے دمکنے لگتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اصل محبت اور دلچسپی اللہ تعالیٰ سے نہیں بلکہ اپنے اُن اولیاء سے ہے۔ ف۱۲ یہ دعا ہے جو گویا اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو ایسے موقع پر پڑھنے کے لئے سکھائی ہے جب لوگ حق بات نہ سنیں اور ناحق جھگڑے کئے جائیں۔ بہت سی احادیث میں اس مضمون کی ادعیہ مذکور ہیں۔ (شوکانی)

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ

عذاب کہ رسوا کرے گا اس کو اور اترے گا اوپر اس کے عذاب ہمیشہ کا تحقیق ہم نے اتاری ہے اوپر تیرے کتاب واسطے لوگوں کے

کس پر آتی ہے ف۱ اور ہمیشہ کا عذاب آخرت میں کس پر اُترتا ہے ف۲ (اے پیغمبر) ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے تجھ پر سچی کتاب اتاری

بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

ساتھ حق کے پس جس نے راہ پائی پس واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی گمراہ ہوا پس سوائے اسکے نہیں گمراہ ہوتا اوپر جان اپنی کے اور نہیں تو اوپر ان کے

(قرآن) ف۳ پھر جو کوئی راہ پر آجائے تو اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو کوئی بہک جائے تو بہک کر اپنا ہی برا کرے گا اور تو کچھ اُن کا ذمہ دار نہیں

بِوَكِيْلٍ ﴿٤١﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ

داروغہ اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو نزدیک موت ان کی کے اور جو نہیں موئے قبض کر لیتا ہے اکو بیچ نیند ان کی کے پس بند

ہے ف۴ اللہ جانوں کو مرتے وقت (اپنے پاس) اٹھا لیتا ہے اور جو نہیں مریں اُن کو سوتے وقت (اٹھا لیتا ہے) ف۵ پھر جن پر موت کا حکم لگا چکا

الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

رکھتا ہے جن کو کہ مقرر کی ہے اوپر ان کے موت اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وقت مقرر تک تحقیق بیچ اس کے

اُن کو تو (اپنے پاس) رکھ چھوڑتا ہے (بدن میں گھسنے نہیں دیتا) اور باقی جانوں کو (جن پر موت کا حکم نہیں لگا) ایک ٹھیرے ہوئے وعدے (موت) تک چھوڑ دیتا ہے

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا

البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں کیا پکڑے ہیں انہوں نے سوائے اللہ کے سفارش کرنے والے کہہ کیا سفارش کریں گے وہ جو نہ

بیشک اسمیں غور کرنیوالوں کے لیے (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۶ کیا ان کافروں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو (اپنا) سفارشی بنا رکھا ہے ف۷ (اے پیغمبر) کہہ دے اگرچہ سفارشی ذرہ بھی

يَمْلِكُوْنَ شَـيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٣﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

اختیار رکھتے ہوں کسی چیز کا اور نہ سمجھتے ہوں کہہ واسطے اللہ کے ہے سفارش ساری واسطے اسی کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور

اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ اُن کو عقل ہو ف۸ (اے پیغمبر) کہہ دے سفارش تو ساری خدا کے اختیار میں ہے ف۹ آسمان اور زمین (سب) میں اسی کا راج ہے

الْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا

زمین کی پھر طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے اور جس وقت یاد کیا جاتا ہے اللہ اکیلا نفرت کرتے ہیں دل ان لوگوں کے کہ نہیں

پھر مرنے کے بعد بھی) تم کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے ف۱۰ اور جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اُن کے سامنے جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل بھنچ

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ

ایمان لاتے ساتھ آخرت کے اور جس وقت یاد کیے جاتے ہیں وہ لوگ کہ سوائے اسکے ہیں ناگہاں وہ خوش ہو جاتے ہیں کہہ اے اللہ

جاتے ہیں (نفرت کرتے ہیں) اور جب خدا کے سوا (دوسرے دیوتاؤں کا) ذکر ہوتا ہے تو اسی وقت خوش ہو جاتے ہیں ف۱۱ (اے پیغمبر یوں) کہا کر

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا

پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے جاننے والے پوشیدہ کے اور ظاہر کے تو ہی حکم کرے گا درمیان بندوں اپنے کے بیچ اس چیز کے کہ تھے

آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے چھپے اور کھلے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں اُن باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

بیچ اس کے اختلاف کرتے اور اگر ہو واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا اور مانند اس کے ساتھ اس کے

کرتے رہے ہیں ف۱۲ اور اگر ان نافرمانوں کے پاس ساری زمین کی دولت ہو اور اتنی ہی اور تو قیامت کے دن

ف۱ یعنی دے کر اپنی خلاصی کرانے کیلئے تیار ہوجائیں۔ ف۲ یعنی ایسے ایسے عذاب نمودار ہوں گے۔ ف۳ یا "اس نعمت کے ملنے کا مجھے پہلے سے علم تھا" یا "اللہ کو علم تھا کہ میں اس نعمت کا مستحق ہوں۔"
ف۴ کہ آیا وہ اسے پاکر شکر بجالاتا ہے یا ناشکری پر اتر آتا ہے۔ ف۵ کہ انہیں جو دولت اور نعمت ملی ہے اس سے اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ ف۶ جیسے سورہ قصص (آیت ۷۸) میں انہی الفاظ کے ساتھ قارون کا قول گزر چکا ہے۔

لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا

البتہ بدلا دیویں اس کو برائی عذاب کی سے دن قیامت کے اور ظاہر ہو جاویگا واسطے ان کے اللہ کی طرف سے جو کچھ کہ نہ تھے

اپنی چھوڑائی میں حوالے کر دیں (دے کر اپنی خلاصی کرا لیں) ف۱ اور ان لوگوں پر خدا کی طرف سے وہ وہ کھلے گا ف۲ جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا

يَحْتَسِبُوْنَ ۝۴۷ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۸

گمان کرتے اور ظاہر ہوں گی واسطے انکے برائیاں اس چیز کی کہ کماتے تھے اور گھیر لیا ان کو جو کچھ کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے

اور اُن کے (سارے) بُرے کام اُن پر کھل جائیں گے اور جس (عذاب) کا ٹھٹھا کیا کرتے تھے وہی اُن پر اُلٹ پڑے گا پھر آدمی کا تو یہ حال ہے

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي

پس جب لگتی ہے آدمی کو سختی پکارتا ہے ہم کو پھر جب دیتے ہیں ہم اس کو نعمت اپنی طرف سے کہتا ہے سوائے اسکے نہیں کہ دیا گیا ہوں میں اسکو

جب (اس) کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو (گڑگڑا گڑگڑا کر) ہم کو پکارتا ہے اس کے بعد جب کوئی نعمت ہم اُس کو دیتے ہیں تو یوں کہتا ہے مجھے تو میرے علم (اور لیاقت)

عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۹ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اوپر علم کے بلکہ یہ آزمائش ہے ولیکن اکثر ان کے نہیں جانتے تحقیق کہی تھی یہ بات ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے

سے یہ نعمت ملی ہے ف۳ نہیں (یہ سمجھنا غلط ہے) وہ نعمت (اللہ کی) آزمائش ہے ف۴ پر اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے ف۵ ان سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ف۶ انہوں نے بھی

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۵۰ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

پس نہیں کفایت کی ان سے اس چیز نے کہ تھے کماتے پس پہنچی ان کو برائی اس چیز کی کہ کماتے تھے اور وہ لوگ کہ ظلم کرتے تھے

ایسی ہی باتیں کہیں آخر (تباہ ہوگئے اور) جو انہوں نے کمایا تھا وہ انکے کچھ کام نہ آیا ف۷ تو جو (برے) کام انہوں نے کیے اُن کے وبال اُن پر پڑ گئے اور ان (قریش کے) کافروں

مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۱ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

ان میں سے شتاب پہنچے گی ان کو برائی اس چیز کی کہ کماتے تھے اور نہیں وہ عاجز کرنے والے کیا نہیں جانتے یہ کہ اللہ تعالیٰ

میں بھی جو قصور وار ہیں اُن کے (برے) کاموں کے وبال ان پر ضرور پڑیں گے اور (یہ کافر خدا کو) ہرا نہیں سکتے ف۸ کیا اُن کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ اللہ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ قُلْ

کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جس کے چاہے اور بند کر لیتا ہے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں کہہ

جس کو چاہتا ہے فراغت کے ساتھ روزی دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) تنگی سے دیتا ہے بیشک اسمیں (روزی کی کمی بیشی میں) ایماندار لوگوں کیلیے (حق تعالیٰ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۹

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

اے بندو میرے جنہوں نے زیادتی کی اوپر جانوں اپنی کے مت ناامید ہو رحمت اللہ تعالیٰ کی سے تحقیق اللہ بخشتا ہے

ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے ف۱۰ میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ف۱۱ اللہ کی مہربانی سے ناامید نہ ہو ف۱۲ کیونکہ اللہ سب گناہوں کو (شرک کے سوا)

الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ

گناہ سارے تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان اور رجوع کرو طرف پروردگار اپنے کی اور مطیع ہو واسطے اسکے پہلے

بخش دیتا ہے ف۱۳ بے شک وہی (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم اپنے مالک کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اسکی

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۵۴ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

اس سے کہ آوے تم کو عذاب پھر نہ مدد کیے جاؤ گے اور پیروی کرو بہتر اس چیز کی کہ اتاری گئی ہے طرف تمہاری

فرمانبرداری کرو عذاب آئے بعد پھر کوئی تمہاری مدد نہ کر سکے گا اور تم پر بے خبری میں ناگاہ عذاب آجانے سے پہلے جو اچھا (کلام)

ف۷ مثال کے طور پر قارون ہی کا انجام دیکھ لیجیے۔
ف۸ یعنی خدا سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے بلکہ اسی کی طرف واپسی ہوگی اور اسے پورا اختیار ہوگا کہ انہیں جو سزا دینا چاہے، دے۔
ف۹ یعنی روزی کی تنگی اور کشائش اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے جس کی حکمت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس کی کمی بیشی کا مدار ہرگز آدمی کے علم و عقل اور ہنرمندی پر نہیں ہے۔ کتنے عقلمند لوگ رات دن فکر معاش میں سرگرداں رہتے ہیں مگر اتنا بھی نہیں پاتے جس سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں اور کتنے جاہل نادان ہیں جو بے فکری سے لاکھوں روپے کے مالک ہیں اور نہ اسکی کمی بیشی کا مطلب ہے کہ جس کو زیادہ روزی دی جارہی ہے وہ حق تعالیٰ کا پسندیدہ اور جسے کم روزی دی جارہی ہے وہ اس کا غیر پسندیدہ بندہ ہے بعض اوقات کسی آدمی کو زیادہ روزی اس لئے دی جاتی ہے کہ اس کا امتحان لیا جائے کہ آیا وہ شکر کرتا ہے یا ناشکری پر اتر آتا ہے اور کسی کو فقر و فاقہ میں اسلئے مبتلا کیا جاتا ہے کہ اس کا امتحان لیا جائے کہ آیا وہ صبر کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو کوسنے پر اتر آتا ہے؟
ف۱۰ یعنی اے نبیؐ! میرے بندوں سے خطاب کرکے کہہ دیجئے —— واضح رہے کہ تمام لوگ مسلمان ہوں یا کافر، انبیاءؑ و اولیاءؒ ہوں یا فرشتے سب اللہ کے بندے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی متعدد آیات میں بندہ کہہ کر خطاب فرمایا ہے۔
ف۱۱ یعنی کفر و شرک اور گناہوں کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو دوزخ کا مستحق بنا لیا —— یہاں اسراف میں اور گناہوں کے علاوہ کفر و شرک بھی داخل ہے۔
ف۱۲ یہ رحمت مقید بہ توبہ ہے کیونکہ شرک بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا —— یعنی یہ نہ سمجھو کہ ہم اتنے گناہ کر چکے ہیں۔ اب ہماری بخشش کیونکر ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو اس کی رحمت بڑی وسیع ہے اور ہر انسان کے سامنے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔
ف۱۳ یعنی توبہ کرو گے تو وہ ہر قسم کے گناہ چاہے وہ کتنے ہی زیادہ اور کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں معاف فرما دے گا حتیٰ کہ توبہ سے تو شرک جیسا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے —— اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ توبہ کے بغیر سب ہی گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے کہ شرک بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا جیسا کہ آیت: ان اللہ لا یغفر الخ (نساء: ۴۸) میں بیان ہو چکا ہے —— بہرکیف اس آیت میں گنہگاروں کو توبہ کی دعوت دی ہے اور اس پر غفران ذنوب (بشمول شرک) کی خبر دی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے شرک کی حالت میں بڑے پیمانے پر قتل اور زنا کا ارتکاب کیا تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپؐ جو دعوت پیش فرما رہے ہیں وہ ہے تو ٹھیک، لیکن یہ بتایئے کہ ہماری بداعمالیاں بھی معاف ہو سکتی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور سورہ فرقان کی آیت: والذین لا یدعون ..... الخ نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ

پروردگار تمہارے سے پہلے اس سے کہ آوے تم کو عذاب ناگہاں اور تم نہیں جانتے ہو ایسا نہ ہو کہ کہے

تمہارے مالک کی طرف سے تم پر اُترا ہے (یعنے قرآن) اُس پر چلو (ایسا نہ ہو تم میں سے) کوئی شخص یوں کہنے

نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ

کوئی جی اے افسوس اوپر اسکے کہ تقصیر کی میں نے بیچ حق خدا کے اور تحقیق تھا میں البتہ ٹھٹھا کرنیوالوں سے یا کہے کہ

لگے ہائے افسوس میں نے اللہ کی اطاعت میں (کیسی) کوتاہی کی اور میں تو بیشک (دنیا میں دین کا) مسخرہ پن ہی کرتا رہا یا یوں کہنے لگے

لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ

اگر اللہ ہدایت کرتا مجھ کو البتہ ہوتا میں پرہیزگاروں سے یا کہے جب دیکھے عذاب کو کاش کہ

اگر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) مجھ کو رستہ بتلاتا تو (آج) میں بھی پرہیزگاروں میں ہوتا ف۱ یا جب عذاب (اپنے سامنے) دیکھ لے تو یوں کہے کاش میں ایکبار اور

اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا

ہو واسطے میرے پھر جانا پس ہوں میں نیکی کرنے والوں سے ہاں تحقیق آئیں تھیں تیرے پاس نشانیاں میری پس جھٹلایا ان کو

(دنیا میں بھیج دیا جاؤں) تو میں بھی نیکوں میں شامل ہو جاؤں (اسوقت اللہ تعالیٰ فرمائیگا) کیوں نہیں (ارے کافر) میری آیتیں تجھ تک پہنچی تھیں لیکن تو نے اُن کو جھٹلایا

وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ

اور تکبر کیا تو نے اور تھا تو کافروں سے اور دن قیامت کے دیکھے گا تو ان لوگوں کو کہ جھوٹ بولتے ہیں اوپر اللہ کے

اور شیخی کرنے لگا اور منکر بن بیٹھا اور (اے پیغمبرؐ) قیامت کے دن تو دیکھے گا جن لوگوں نے (دنیا میں) اللہ پر جھوٹ باندھا

وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ

منہ ان کے کالے ہیں کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے جگہ رہنے کی واسطے تکبر کرنے والوں کے اور نجات دے گا اللہ ان لوگوں کو کہ

ان کے منہ کالے ہوں گے کیا غرور کرنے والوں کا ٹھکانا دوزخ میں نہیں ہے ف۲ اور جو لوگ (شرک اور کفر سے) بچے رہے انکو

اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۖ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّ

پرہیزگاری کرتے تھے ساتھ کامیابی ان کی کے نہ لگے گی ان کو برائی اور نہ وہ غمگین ہوں گے اللہ ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور

کامیابی کے ساتھ اللہ تعالیٰ بچا دے گا ف۳ اُن کو تکلیف چھوئے گی بھی نہیں اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اور

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

وہ اوپر ہر چیز کے کارساز ہے واسطے اسی کے ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور جنھوں نے کفر کیا ساتھ نشانیوں

ہر چیز اُسی کی سپرد ہے ف۴ آسمان اور زمین (کے خزانوں) کی کنجیاں اسی پاس ہیں اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کو نہیں

اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾

اللہ کے یہ لوگ وہی ہیں ٹوٹا پانے والے کہہ کیا پس سوا خدا کے حکم کرتے ہو مجھ کو کہ عبادت کروں اے جاہلو

مانا (قیامت میں) وہی نقصان اُٹھائیں گے (اے پیغمبرؐ ان کافروں سے کہہ جاہلو (نادانو) تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ اللہ کے سوا (اور کسی کو) میں پُوجوں ف۵

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

اور البتہ تحقیق وحی کی گئی ہے طرف تیری اور طرف ان لوگوں کی کہ پہلے تجھ سے تھے اگر شریک لاویگا تو البتہ کھوئے جاویں گے عمل تیرے

اور تیری طرف اور تجھ سے پہلے جو (پیغمبر) گزر گئے اُن کی طرف (بھی) یہ حکم بھیجا جا چکا ہے (ہر ایک پیغمبرؐ سے ہم نے کہہ دیا ہے) اگر تو نے (اللہ کے ساتھ) شرک کی

ع ۶ / ۱۱

ف۱ یعنی جب کوئی اور عذر نہ ملے تو اللہ تعالیٰ پر الزام دھرنے لگے کہ اسی نے مجھے ہدایت نہ دی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ اور قرآن بھیج کر اپنی طرف سے حجت تمام کر دی ہے۔

ف۲ یقیناً اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

ف۳ یعنی دوزخ سے بچائے گا اور جنت دے کر کامیاب فرمائے گا۔

ف۴ یعنی جس طرح ہر چیز کا پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے اسی طرح ہر چیز کی تدبیر و حفاظت کرنے والا بھی صرف اللہ ہی ہے نہ اس کے پیدا کرنے میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کی حفاظت و تدبیر کرنے میں۔

ف۵ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مشرکوں نے اپنی جہالت کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیوتاؤں کی پرستش کی دعوت دی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

ف۱ اس سے مقصود مسلمانوں کو متنبہ کرنا ہے کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر بفرض محال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں اس کا ارتکاب کر بیٹھیں تو اُن کا سب کیا کرایا اکارت ہو جائے۔ مُرتد ہونے سے تمام نیک اعمال باطل اور ضائع ہو جاتے ہیں بشرطیکہ اس کی موت بھی کفر پر ہو۔ اگر تائب ہو جائے تو وہ عمل دوبارہ بحال کر دیئے جاتے ہیں۔ (دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۲۱۷) ف۲ کہ اس نے آپؐ کو توحید کی توفیق دی اور شرک سے بچایا۔

ف۳ بعض لوگوں نے اس کو استعارہ قرار دیتے ہوئے آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز زمین و آسمان سب اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہوں گے لیکن صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ واقعی زمین اور آسمانوں کو اپنے ہاتھ میں لے گا، اس لئے اس آیت کو استعارہ پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹے گا اور پھر فرمائے گا "میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ؟"۔ ایسے ہی الفاظ حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں بھی ہیں۔ مسندِ احمد میں ہے کہ آنحضرتؐ نے منبر پر خطبہ میں یہ آیت پڑھی اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں ہوں جبار، میں ہوں کبریائی کا مالک، میں ہوں عزت کا مالک"۔ یہ کہتے ہوئے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں کو ہلاتے ہوئے انہیں آگے اور پیچھے لے جاتے رہے اور پھر آپؐ پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ منبر لرزنے لگا اور ہمیں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں آپؐ گر نہ پڑیں"۔ (ابن کثیر) یاد رہے کہ آیاتِ صفات کو سلفؒ نے اُن کے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے اور تاویل نہیں کی اور کہا ہے کہ صفات اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ (کتاب التوحید)

ف۴ یا "اس کی ذات ان کے شرک سے (کہیں) پاک و برتر ہے"۔

ف۵ ابن کثیر میں ہے کہ اس سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔ کذا فی جامع البیان اور تفسیر فتح البیان میں ہے کہ یہ نفخۂ اولیٰ ہے اور جمہور علما کے نزدیک کل نفخے تین ہیں۔ پہلا نفخۂ فزع، دوسرا نفخۂ موت اور تیسرا نفخۂ بعث۔ (کذا فی الحواشی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ایک بار نفخِ صور ہے عالم کی فنا کا، دوسرا ہے زندہ ہونے کا، تیسرا بے ہوشی کا بعد حشر کے، چوتھا خبردار ہونے کا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو جاویں گے۔ (موضح)

ف۶ "وہ بے ہوش نہ ہوں گے"۔ بے ہوشی سے مراد موت ہے یا وہ بے ہوشی جو حشر کے بعد ہوگی۔" (مگر جن کو اللہ چاہے) سے مراد بعض نے مقرب فرشتے لئے ہیں۔ حتیٰ کہ ملک الموت سب سے آخر میں مرے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس سے شہداء مراد ہیں۔ (شوکانی۔ ابن کثیر)

ف۷ یعنی زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صور پھونکے جانے پر) سب سے پہلے میں اپنا سر اُٹھاؤں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کا پایہ تھامے کھڑے ہیں معلوم نہیں کہ انھوں نے مجھ سے پہلے سر اُٹھایا ہوگا۔ یا وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جو بے ہوش نہ ہوں گے۔ (شوکانی) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "دونوں نفخوں میں چالیس ..... (معدود غیر مذکور) کا فاصلہ ہوگا۔ (ابن کثیر) بعض ضعیف روایات میں چالیس سال کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔ (دیکھئے فتح الباری، ج ۲۰، ص ۳۱۹)

ف۸ تاکہ وہ بتائیں کہ جب لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچا تو انہوں نے اس کا کیا جواب دیا اور ان کے اعمال کیسے رہے؟ ــ گواہوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ ہیں۔ (دیکھئے بقرہ آیت ۱۴۳) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد فرشتے ہیں جو لوگوں کے اعمال قلمبند کرتے ہیں۔

وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِينَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

اور البتہ ہو گا تو زیان پانے والوں سے ف۱ بلکہ اللہ ہی کو پس عبادت کر اور ہو شکر کرنے والوں سے اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ

تو تیرا کیا کرایا (سب) اکارت اور تو ٹوٹے میں پڑ گیا (تو کافروں کا کہنا ہرگز نہ مان) بلکہ اللہ ہی کو پوجتا رہ اور (اسی کا) شکر کرتا رہ ف۲ اور ان کافروں نے اللہ کا جیسا سمجھنا

حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِينِهٖ ۚ

کی حق قدر اسکے کا اور زمین ساری مٹھی میں ہے اُسکی دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہوئے ہیں بیچ داہنے ہاتھ اسکے کے

تھا ویسا سمجھا نہیں سمجھا (جب تو شرک کرنے لگے) اور (وہاں تو یہ حال ہے کہ) قیامت کے دن ساری زمینیں (ساتوں زمینیں) اُسکی ایک مٹھی میں ہونگی اور آسمان کپڑے کی طرح)

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

پاک ہے وہ اور بلند ہے اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں اور پھونکا جاویگا بیچ صور کے پس بیہوش ہو جاویں گے جو کہ بیچ آسمانوں کے اور جو کہ

کی طرح) اُسکے داہنے ہاتھ پر لپیٹے ہوں گے ف۳ یہ لوگ جن کو اُسکا شریک بتلاتے ہیں اُسکی ذات اُن سے (کہیں) پاک اور برتر ہے ف۴ اور صور (پہلی بار) پھونکا جائیگا ف۵ تو جو آسمان میں ہیں اور جو

فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُونَ ﴿۶۸﴾ وَ

بیچ زمین کے ہیں مگر جس کو چاہے اللہ پھر پھونکا جاویگا بیچ اس کے دوسری بار پس ناگہاں وہ کھڑے ہوں گے دیکھتے اور

زمین میں ہیں (سب) بیہوش ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے ف۶ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو ایک ہی ایکا وہ (سب قبروں سے نکل کر) دیکھتے کھڑے ہوں گے ف۷ اور

اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ

چمک جاوے گی زمین ساتھ نور پروردگار اپنے کے اور رکھے جاویں گے عملنامے اور لایا جاویگا پیغمبروںؑ کو اور گواہوں کو اور فیصل کیا جاویگا

زمین اپنے مالک کے نور سے چمک اُٹھے گی اور اعمال نامہ (سامنے) رکھا جائے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے ف۸ اور انصاف کے ساتھ

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ

درمیان ان کے ساتھ حق کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے اور پورا دیا جاوے گا ہر ایک جی کو جو کچھ کہ کیا تھا اور وہ خوب جانتا ہے

ان کا فیصلہ کیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہو گا اور ہر شخص نے جو کام کیا ہے اُس کو پورا (بدلہ) ملے گا اور وہ (یعنے خدا) اُن کے

بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿۷۰﴾ ع وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتّٰى اِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتْ

جو کچھ کرتے ہیں اور ہانکے جاویں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے بیچ طرف دوزخ کی گروہ گروہ یہاں تک کہ جب آویں گے اسکے پاس کھولے جاویں گے

کاموں کو خوب جانتا ہے ف۹ اور کافر ٹولیاں ٹولیاں (غول غول) بنا کر دوزخ کی طرف ہانک دیے جائیں گے ف۱۰ جب وہاں پہنچیں گے تو اُسکے (ساتوں) دروازے

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ

دروازے اسکے اور کہیں گے واسطے ان کے چوکیدار اسکے کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے پڑھتے تھے اوپر تمہارے نشانیاں پروردگار تمہارے کی

جو بند تھے) کھول دیے جائیں گے اور وہاں کے داروغے اُن سے کہیں گے کیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر تمہاری قوم کے نہیں آئے جو تمہارے مالک کی آیتیں تم کو پڑھ کر سناتے

وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى

اور ڈراتے تم کو ملاقات اُس دن تمہارے کی سے کہیں گے نہیں بلکہ آئے تھے ولیکن ثابت ہوئی بات عذاب کی اوپر

اور اس دن کے پیش آنے سے تم کو ڈراتے وہ جواب دیں گے کیوں نہیں ف۱۱ مگر (قسمت کا لکھا) عذاب کا وعدہ (وہم) کافروں کے حق میں پورا

الْكٰفِرِينَ ﴿۷۱﴾ قِيلَ ادْخُلُوا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۷۲﴾

کافروں کے کہا جاوے گا داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے پس بُری ہے جگہ تکبر کرنے والوں کی

ہوا ف۱۲ (اُن سے) کہا جائے گا (جب ایسا ہے) تو دوزخ کے دروازوں میں گھسو ہمیشہ اُسی میں پڑے رہو مغروروں کا کیا بُرا ٹھکانا ہے

(ابن کثیر۔ شوکانی) ف۹ یعنی دنیا میں لوگ جو عمل کر رہے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اسے کسی لکھنے والے یا حساب رکھنے والے یا گواہی پیش کرنے والے کی ضرورت نہیں لیکن اعمال نامہ اس لئے رکھا جائے گا اور پیغمبروںؑ اور گواہوں کو اسلئے لایا جائے گا کہ لوگوں پر حجت تمام ہو۔ ف۱۰ یعنی اس فیصلہ کے بعد جب کافروں کا جرم ثابت کر دیا جائے گا تو وہ ٹولیاں بنا کر دوزخ کی طرف ہانک دیئے جائیں گے۔ ف۱۱ یعنی ہاں آئے تھے اور انہوں نے ڈرایا بھی تھا۔

ف۱۲ یعنی ہم ایسے اعمال کرتے رہے کہ اللہ کا وہ کلمہ جو اُس نے دوزخ کو کافر، جنوں اور انسانوں سے بھرنے کے متعلق فرمایا تھا ہمارے حق میں سچا ثابت ہوا۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَ

اور ہانکے جاویں گے وہ لوگ کہ ڈرتے تھے پروردگار اپنے سے طرف بہشت کی گروہ گروہ یہاں تک کہ جب آویں گے اسکے پاس اور کھولے جاویں گے دروازے اسکے

اور جو لوگ (دنیا میں) اپنے مالک سے ڈرتے رہے ان کو ٹولیاں ٹولیاں (غول غول) بناکر بہشت کی طرف لے جائیں گے جب وہ وہاں پہنچیں گے اور بہشت کے (آٹھوں) دروازے

قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

اور کہیں گے واسطے انکے چوکیدار اسکے سلامتی ہو جیو اوپر تمہارے خوشحال ہوئے تم پس داخل ہو اس میں ہمیشہ رہنے والے اور کہیں گے سب تعریف واسطے اللہ کے

(پہلے ہی سے کھلے ہوں گے) تو (ان کی خوب خاطرداری کی جائیگی) اور وہاں کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام علیکم تم مزے میں رہے اب بہشت میں چلو ہمیشہ وہیں رہو اور بہشتی لوگ بول کہیں گے

الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ

جس نے سچا کیا ہم سے وعدہ اپنے کو اور وارث کیا ہم کو زمین بہشت کا جگہ پکڑتے ہیں ہم بہشت میں جہاں چاہیں ہم پس بہت اچھا ہے ثواب

شکر اس خدا کا جس نے اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا اور (بہشت کی) زمین کا ہم کو وارث بنایا ہم بہشت میں جہاں چاہیں وہاں رہیں تو نیک کام محنت کرنیوالوں کو کیا اچھا

الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ

عمل کرنے والوں کا اور دیکھے گا تو فرشتوں کو گھیرے ہوں گے گرد عرش کے پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف

نیک ملا اور (اے پیغمبر) تو اس دن فرشتوں کو دیکھے گا عرش کے گرد گھیرا باندھے کھڑے ہیں اپنے مالک کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور لوگوں کا فیصلہ انصاف

رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾

پروردگار اپنے کے اور فیصلہ کیا جاتا ہے درمیان ان کے ساتھ حق کے اور کہا گیا سب تعریف واسطے اللہ پروردگار عالموں کے ہے

کے ساتھ کر دیا جائیگا اور (ہر طرف سے یہی) کہا جائیگا اصل تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ (٦٠) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آيَاتُهَا ٨٥ رُكُوعَاتُهَا ٩

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

حم ﴿١﴾ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ

اتارنا کتاب کا اللہ غالب جاننے والے کی طرف سے بخشنے والا گناہ کا اور قبول کرنے والا توبہ کا

اس کتاب (قرآن) کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے علم والا گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا

شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿٣﴾ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ

سخت کرنے والا عذاب کا صاحب انعام کا نہیں کوئی معبود مگر وہ طرف اسی کی ہے پھر جانا نہیں جھگڑتے بیچ نشانیوں

سخت سزا دینے والا بڑا فضل کرنے والا اسکے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے اللہ کی آیتوں میں اور کوئی نہیں

اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

اللہ کے مگر وہ لوگ کہ کافر ہوئے پس نہ فریب میں ڈالے تجھ کو پھرنا ان کا بیچ شہروں کے جھٹلایا تھا پہلے ان سے قوم

وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں تو (اے پیغمبر) ان کافروں کا (سوداگری کے لیے) ایک شہر سے دوسرے شہر پھرنا تجھ کو دھوکے میں نہ ڈالے ان (مکہ کے)

نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا

نوح کی نے اور گروہوں نے پیچھے ان سے اور قصد کیا ہر ایک امت نے ساتھ پیغمبر اپنے کے تو کہ پکڑ لیویں اس کو اور جھگڑا کرتے

کافروں سے پہلے نوح کی قوم نے اور ان کے بعد اور قوموں نے (بھی) اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا (جیسے عاد اور ثمود وغیرہ نے) اور ہر ایک قوم نے اپنے پیغمبر کو پکڑ لینا (مار ڈالنا یا قید کرنا) چاہا

ف۱ جیسے کسی معظم و مکرم مہمان کے انتظار میں پہلے ہی سے دروازے کھلے رکھے جاتے ہیں اسی کو دوسری آیت میں بصراحت فرمایا: جَنَّاتِ عَدْنٍ مُفَتَّحَةً لَهُمُ الْأَبْوَابُ ” ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے دروازے اُن کے لئے کھلے ہونگے۔“ (ص: ۵۰) جنت کے آٹھ دروازے ہیں جیساکہ بعض صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ صحیحین میں حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام ”ریّان“ ہے اس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ (شوکانی)

ف۲ یعنی تم ہر مصیبت اور ہر آفت سے سلامتی میں ہو۔

ف۳ جو دنیا میں کفر، شرک اور گناہوں سے آلودہ نہ ہوئے۔

ف۴ یعنی مرنے کے بعد زندہ کرنے اور جنت عطا فرمانے کا جو اس نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا وہ اس نے سچا کر دکھایا۔

ف۵ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ”ان کو حکم ہے جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ لے گا جو اس کے واسطے پہلے سے رکھی ہے۔“ (موضح)

ف۶ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ”پہلی ٹولی میں جو اہل ایمان جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور جو اُن کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان کے روشن ترین ستاروں کی طرح روشن ہوں گے۔ وھکذا درجة بعد درجة (شوکانی)

ف۷ یعنی اُن میں سے بعض کو جنت میں اور بعض کو دوزخ میں بھیج کر اُن کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا۔

ف۸ یعنی ہر طرف فرشتے اور اہل ایمان اللہ رب العٰلمین کے عدل و انصاف پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہوں گے۔

ف۹ اس سورہ کے سورہ مومن، سورہ غافر اور سورہ طول تین نام ہیں۔ اکثر مفسرینؒ کے بقول یہ پوری کی پوری سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، البتہ حضرت ابن عباسؓ اس کی دو آیتوں ۵۶، ۵۷۔ اور امام حسن بصریؒ اس کی ایک آیت۔ ۵۵۔ کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تورات کی جگہ مجھے سات حوامیم (یعنی وہ سات سورتیں جن کے شروع میں ”حٰمٓ“ آتا ہے) دیں، انجیل کی جگہ راءات سے طواسین تک اور زبور کی جگہ طواسین سے حوامیم تک سورتیں دیں اور مفصل سورتوں کے ذریعہ مجھے فضیلت دی، انہیں مجھ سے پہلے کسی نبیؐ نے نہیں پڑھا۔ (ابن مردویہ وغیرہ) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ”ہر چیز کا ایک مغز ہوتا ہے اور قرآن کا مغز حٰمٓ سورتیں ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا حوامیم قرآن کا دیباج (رخسار) ہیں۔ ایک حدیث میں ہے جس نے صبح کے وقت حٰمٓ مؤمن کی الیہ المصیر“ تک اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کی وہ شام تک (اللہ کی) حفاظت میں آگیا اور جس نے ان کی شام کے وقت تلاوت کی وہ صبح تک حفاظت میں آگیا۔ (شوکانی)

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے سوا کسی مردہ یا زندہ ہستی کی عبادت نہ کی جائے۔

ف۱۱ نہ کسی اور کی طرف۔

ف۱۲ اس مقام پر اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرنے سے مراد کج بحثیاں کر کے انہیں جھٹلانا اور رد کرنا ہے یہ کام کافروں کا ہے مسلمان ایسا نہیں کرتے۔ ابوداؤد میں جو حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ”قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے“، اس کے بھی یہی معنی ہیں ورنہ قرآن کے ناسخ و منسوخ، راجح و مرجوح اور محکم و متشابہ کو پہچاننے کیلئے بحث کرنا ممدوح اور اہل علم کا مشغلہ چلا آیا ہے جس سے مقصود قرآن فہمی اور اس کے احکام کا علم حاصل کرنا ہے۔ ف۱۳ یعنی ان کی خوشحالی اور (چلن) دیکھ کر کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ یہ اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ دراصل یہ اُن کے لئے مہلت ہے اور اللہ کے ہاں مہلت و ڈھیل تو ہے اہمال (سزا دیئے بغیر چھوڑ دینا) نہیں ہے۔

وا یعنی دینِ حق کو مٹانے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے اور غلط باتوں کو دلیل بنا کر اہلِ حق سے کج بحثیاں کرتے رہے۔ وٹ کہ "آج دنیا میں ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا"۔ وٹ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "اس طرح ان کافروں (یعنی نوحؑ کی قوم اور اس کے بعد کی کافر امتوں) پر آپؐ کے رب کا ارشاد پورا ہو کر رہا کہ وہ دوزخی ہیں"۔ اب آگے ان کے مقابلے میں مومنین کا حال بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس پر ایمان لاتے ہیں اور کج بحثی سے مجتنب رہتے ہیں۔

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾ وَكَذَٰلِكَ

ساتھ جھوٹ بات کے تو کہ ڈگا دیویں ساتھ اس کے حق بات کو پس پکڑ لیا میں نے ان کو پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور اسی طرح

اور سچے دین کو مٹینے کے لیے جھوٹے جھگڑے نکالے وا آخر میں نے اُن کو دھر پکڑا تو میری سزا (تو نے دیکھی) کیسی (سخت) ہوئی وٹ اور اسی طرح ان (مکہ کے

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿٦﴾ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ

ثابت ہوئی بات پروردگار تیرے کی اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے یہ کہ وہ رہنے والے آگ کے ہیں وہ لوگ جو اٹھا رہے ہیں

کافروں) پر بھی تیرے مالک کی بات پوری ہوئی (ان پر بھی عذاب آئے گا) کیونکہ یہ دوزخی ہیں وٹ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہیں

الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ

عرش کو اور جو کوئی کہ گرد اس کے ہیں پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف رب اپنے کے اور ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور بخشش مانگتے ہیں واسطے ان لوگوں کے

اور جو (فرشتے) عرش کے گرد ہیں وہ (سب) اپنے مالک کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کرتے ہیں وٹ اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے بخشش

آمَنُوا ۖ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا

کہ ایمان لائے اے پروردگار ہمارے سما لیا تو نے ہر چیز کو رحمت کر اور علم کر پس بخش واسطے ان لوگوں کے کہ توبہ کی اور پیروی کی

مانگتے ہیں وٹ (یوں) کہتے ہیں) مالک ہمارے تیری رحمت اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے تو جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور تیری (بتائی ہوئی) راہ پر (یعنی دین پر) چلتے ہیں

سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُمْ وَ

راہ تیری کی اور بچا ان کو عذاب دوزخ کے سے اے پروردگار ہمارے اور داخل کر ان کو بہشتوں ہمیشہ رہنے کی میں جو وعدہ دیا ہے تو نے ان کو اور

اُن کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا دے مالک ہمارے اور (ایسا کر) کہ اُن کو اور اُنکے باپ دادوں اور بی بیوں اور ان کی اولاد میں سے جو

مَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ

جو لائق بہشت کے ہیں باپوں ان کے سے اور بیبیوں ان کی سے اور اولاد ان کی سے تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا اور بچا انکو

نیک ہوں اُن کو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں لے جا جن (کے دینے) کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے بیشک تو ہی زبردست ہے حکمت والا وٹ اور (قیامت

السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَن تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾

برائیوں سے اور جس کو بچایا تو نے برائیوں سے اُس دن پس تحقیق مہربانی کی تو نے اُسکو اور یہ بات وہی ہے مراد پانا بڑا

کے دن) اُنکو (تمام) برائیوں (تکلیفوں) سے بچا دے اور جس کو تو نے اُس دن برائیوں سے بچا دیا اس پر تو نے (بڑا) رحم کیا اور یہی تو بڑی کامیابی ہے (بڑی مراد پانی ہے)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ

تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے پکارے جاویں گے البتہ ناخوش رکھنا خدا کا بہت بڑا ہے ناخوش رکھنے تمہارے سے اپنے تئیں جس وقت کہ پکارے جاتے

جو لوگ کافر ہیں اُن سے (قیامت کے دن) پکار کر کہہ دیا جائیگا تم (آج) جتنا اپنی جان سے بیزار ہو اس سے زیادہ (دنیا میں) اللہ (تم سے) بیزار ہوتا تھا وٹ جب تم کو ایمان کی

إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا

تھے تم طرف ایمان کی پس کفر کرتے تھے تم کہیں گے اے رب ہمارے مارا تو نے ہم کو دو بار اور جلایا تو نے ہم کو دو بار پس اقرار کیا ہم نے

طرف بلاتے تھے تم نہیں مانتے تھے وہ کہیں گے مالک ہمارے تو نے دو بار ہم کو مارا اور دو بار ہم کو جلایا وٹ اب تو ہم اپنے گناہوں کا

بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ

ساتھ گناہوں اپنے کے پس کیا ہے طرف نکلنے کی کوئی راہ یہ اس واسطے ہے کہ جب پکارا جاتا ہے اللہ اکیلا کفر کرتے تھے تم

اقرار کرتے ہیں وٹ تو یہاں سے نکلنے کا بھی کوئی رستہ ہے وٹ اس لئے کہ (دنیا میں تمہارا یہ حال تھا) جب اکیلے خدا کو پکارا جاتا تھا تو تم اُس (کی توحید)

وٹ یعنی "سبحان اللہ وبحمدہٖ" کہتے رہتے ہیں۔

وٹ اس آیت سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہے اور ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کے مقرب فرشتوں کی غائبانہ دعائے مغفرت مومنوں کے شاملِ حال رہی ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ "جب کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے لئے اسکی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے۔ "آمین وَلَكَ مِثْلُهُ" آمین اور ایسا ہی تیرے لئے ہو۔ (ابن کثیر)

وٹ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملتی ہے۔ اپنے عمل سے جورو، بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتا لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے۔ اپنے عمل سے زیادہ اور (شاید) بدلہ ہو اپنے ہی عمل کا، وہ عمل یہ کہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی کی چال چلیں۔ یہ نیت قبول پڑ جاوے۔ (موضح)

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ اہلِ جنت جب جنت میں چلے جائیں گے تو اپنے عزیزوں کو یاد کرینگے۔ ان سے کہا جائے گا کہ ان کے اعمال تمہاری طرح کے نہ تھے (اس لئے انہیں کم درجہ میں رکھا گیا ہے) وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے لئے اور ان کیلئے عمل کئے تھے تب انکے عزیزوں کو بھی ان کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ (ابن کثیر) مگر اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عزیز ایمان اور عمل صالح کی صفات سے متصف ہوں۔ جیسا کہ آیت: "وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ" سے واضح ہوتا ہے۔ (دیکھئے سورہ طور آیت ۲۱)

وٹ یعنی آج اپنے اعمال نامہ اور سزا کو دیکھ کر تمہیں اپنے آپ پر جتنا غصہ آ رہا ہے اس سے زیادہ غصہ اللہ تعالیٰ کو تم پر دنیا میں اس وقت آتا تھا جب.....

وٹ دو بار مارنے اور دو بار جلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ پہلے بے جان نطفے تھے پھر اللہ نے انہیں زندگی بخشی، پھر موت دی اور پھر دوبارہ زندہ کیا۔ (راجع سورۃ البقرہ آیت ۲۸)

وٹ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس دوسری زندگی سے انکار کر کے ہم نے سخت غلطی کی اور اسی وجہ سے اپنی پہلی زندگی میں گناہ کرتے رہے۔ وٹا یعنی کیا اس چیز کا امکان ہے کہ اب جب کہ ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا ہے ہمارا عذر قبول کر لیا جائے اور ہمیں دوبارہ عمل کرنے کے لئے پہلی زندگی کی طرف لوٹا دیا جائے؟ وٹا یعنی انہیں جواب ملے گا کہ تم آج جس حال میں مبتلا ہو، وہ اس لئے ہے کہ.......

ف۱ یعنی تمہیں انکار تھا تو اس چیز سے کہ اللہ ہی ایک خدا ہے نہ کہ اس چیز سے کہ اللہ بھی خدا ہے اور اس کے ساتھ بہت سے اور بھی ہیں۔ ف۲ یعنی آج بلاؤ اپنے ان دیوتاؤں اور پیر فقیروں کو جن کو تم خدا سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ اگر وہ واقعی خدا تھے تو تمہاری مدد کو کیوں نہیں پہنچے؟ ف۳ یعنی مینہ برساتا ہے جس سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے۔ ف۴ اور جو خدا سے پھرا ہوا ہو اور کسی طرح اسے ماننے کو تیار نہ ہو وہ بڑی سے بڑی نشانی دیکھ کر بھی کوئی نصیحت حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی عقل پر تعصب کا پردہ پڑا ہوتا ہے۔

وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ⑫ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَ

اور اگر شریک لایا جاتا تھا ساتھ اس کے اقرار کرتے تھے تم پس حکم واسطے اللہ بلند بڑے کے ہے وہی ہے جو دکھلاتا ہے تم کو نشانیاں اپنی اور

انکار کرتے تھے اور جب اسکے ساتھ شرک کی جاتی تو تم (جھٹ سے) مان لیتے تھے ف۱ تو (آج تو) اُسی خدا کی بادشاہت (حکومت) ہے جو (سب سے) بلند (سب سے) بڑا ہے ف۲ وہی (خدا)

يُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ⑬ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

اُتارتا ہے واسطے تمہارے آسمان سے رزق اور نہیں نصیحت پکڑتا مگر جو کہ رجوع کرتا ہے پس پکارو اللہ کو خالص کر کر

ہے جو تم کو (اپنی قدرت کی) نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے روزی اُتارتا ہے ف۳ اور نصیحت وہی مانتا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع ہوتا ہے ف۴ تو (مسلمانو) خالص خدا ہی

لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ⑭ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ

واسطے اسکے عبادت کو اور اگرچہ ناخوش رکھیں کافر بلند درجوں والا ہے صاحب عرش کا ڈالتا ہے روح کو

کی بندگی کر کے اُسکو پکارو اگرچہ کافر (اس خلوص پر) بُرا مانیں ف۵ (اور وہی خدا ہے جو) بلند درجے والا ہے ف۶ عرش کا مالک ف۷ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ⑮ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ

حکم اپنے سے اوپر جس کے چاہتا ہے بندوں اپنے سے تو کہ ڈراوے دن ملاقات کے سے جس دن کہ وہ ظاہر ہوں گے

اپنے اختیار سے وحی بھیجتا ہے ف۸ اس لئے کہ وہ بندہ (یا خدا لوگوں کو) ملاقات کے دن سے ڈرائے ف۹ جس دن یہ لوگ (قبروں سے نکل کر) سامنے

لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ⑯ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى

نہیں چھپے گا اوپر اللہ تعالیٰ کے ان سے کچھ واسطے کس کے ہے بادشاہی اس دن واسطے اللہ اکیلے غالب کے اس دن بدلا دیا جاوے گا

آ نکلیں گے (یا نکلے کھلے ہوں گے) اللہ سے اُن کی کوئی بات چھپی نہ رہیگی آج کے دن کس کا راج ہے ف۱۰ اکیلے خدا کا جو زبردست ہے آج ہر شخص کو اُس کے اعمال

كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ⑰ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ

ہر جی جو کچھ کر کمایا ہے نہیں ظلم اس دن تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا اور ڈرا ان کو دن

کا بدلہ دیا جائے گا آج ظلم نہ ہو گا ف۱۱ بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنیوالا ہے ف۱۲ اور (اے پیغمبرؐ) ان لوگوں کو اُس دن

الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَـنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ڛ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ

قیامت کے سے جس وقت کہ دل نزدیک حلق کے ہوں گے غم کے بھرے ہوئے نہیں واسطے ظالموں کے کوئی دوست اور نہ شفاعت کرنیوالا

(کی تکلیف) سے ڈراؤ جو نزدیک آ لگا ہے (یعنی قیامت کے دن سے) جب (مارے ڈر کے) دل گھٹ گھٹ کر گلوں کے پاس آ جائینگے ف۱۳ (اس دن) نافرمانوں کا کوئی دلسوز دوست نہ ہوگا

يُّطَاعُ ⑱ يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ⑲ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ

کہ اس کا مانا جاوے جانتا ہے خیانت آنکھوں کی اور جو کچھ چھپاتے ہیں سینے اور اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ حق کے اور جو لوگ کہ

نہ کوئی سفارشی جسکی سفارش مانی جائے ف۱۴ اللہ تعالیٰ تو آنکھوں کی چوری (تک) جانتا ہے ف۱۵ اور جو (بات) دل چھپاتے ہیں ف۱۶ اور اللہ تعالیٰ سچا فیصلہ کرتا ہے ف۱۷ اور جن (دیوتاؤں) کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑳ۧ اَوَلَمْ

پکارتے ہیں سوائے اس کے نہیں حکم کرتے ساتھ کسی چیز کے تحقیق اللہ وہی ہے سننے والا دیکھنے والا کیا نہیں

یہ کافر اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے (اُن میں جان ہی کہاں ہے) ف۱۸ بیشک اللہ ہی ہے جو (سب) سنتا ہے دیکھتا ہے کیا ان (مکہ کے)

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا

سیر کی انہوں نے بیچ زمین کے پس دیکھیں کیونکر ہوا آخر کام ان لوگوں کا کہ تھے پہلے ان سے تھے وہ

کافروں نے ملک کی سیر نہیں کی (سیر کرتے) تو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے اُن سے پہلے جو (کافر) ہو گزرے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا وہ (بہت زور قوت میں

ع ۲/۱۱

ف۵ یعنی توحید پر قائم رہو۔ یہ چیز اگر کافروں کو ناگوار ہو تو ہوا کرے، تم اس کی ہرگز پروا نہ کرو۔ اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے۔

ف۶ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وہ اپنے فرشتوں، پیغمبروںؑ اور مومن بندوں کے درجات بلند کرنے والا ہے۔"

ف۷ یعنی ساری کائنات کا بادشاہ و فرمانروا۔

ف۸ اصل لفظ "روح" استعمال ہوا ہے جس سے مراد وحی ہے۔ کیونکہ وحی وہ چیز ہے جس سے لوگ کفر کی موت سے نکل کر ایمان کی زندگی کی طرف آتے ہیں۔

ف۹ یعنی قیامت کے دن سے جس میں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے تمام اوّل و آخر، جن و انس اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہو کر ایک دوسرے سے ملیں گے۔

ف۱۰ یہ سوال ہے جو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز علانیہ فرمائے گا جب کہ تمام اوّل و آخر جن و انس جمع ہوں گے۔ لیکن جب کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا، تو خود ہی فرمائے گا..... یا سب لوگ چاہے وہ مومن ہوں یا کافر پکار اٹھیں گے......

ف۱۱ یعنی کسی کا ثواب کم نہ کیا جائے گا اور نہ کسی کے عذاب میں، جس کا وہ واقعی مستحق ہے، اضافہ کیا جائے گا۔

ف۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی کیونکہ اسے ہر چیز کا علم ہے۔

ف۱۳ یہ محاورہ ہے جسے ہم اُردو میں "کلیجا منہ کو آنا" سے تعبیر کرتے ہیں۔

ف۱۴ یعنی اس دن جو سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی وہ انبیاء، فرشتوں اور نیک بندوں کو دی جائے گی اور وہ بھی صرف اہل ایمان کے لئے، رہے کافر اور مشرک سو ان کا اس روز کوئی سفارشی نہیں ہوگا۔

ف۱۵ آنکھ کے اشارے میں جو غلط جذبات مستور ہوتے ہیں۔ مثلاً کچھ لوگ بیٹھے ہوں اتنے میں کسی اجنبی عورت کا وہاں سے گزر ہو، کوئی آدمی جب لوگوں کا دھیان ہو تو نگاہ نیچی رکھے اور جب ان کا دھیان نہ ہو تو نظر بچا کر اس کی طرف دیکھ لے۔ (ابن کثیر)

ف۱۶ یعنی دلوں کے راز اور وسوسوں تک سے واقف ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ان پر مواخذہ نہیں کرتا جب تک ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔

ف۱۷ یعنی قیامت کے دن اس کے فیصلہ میں کوئی بے انصافی نہیں ہوگی۔ ف۱۸ لہٰذا ان کے متعلق یہ سمجھنا کہ قیامت کے روز فیصلہ کرنے میں ان کا بھی کوئی دخل ہوگا قطعی جہالت اور بے وقوفی ہے۔

هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ

سخت زیادہ ان سے بیچ قوت کے اور نشانیوں کے بیچ زمین کے پس پکڑا ان کو اللہ نے ساتھ گناہوں انکے کے اور نہیں تھا واسطے ان کے

اور جو نشان (عمارتیں قلعے) زمین پر چھوڑ گئے اُن میں بھی ان سے (کہیں) بڑھ کر تھے پھر اُن کے گناہوں کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دھر پکڑا اور اللہ (کے غضب) سے،

اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ

اللہ سے کوئی بچانے والا یہ بسبب اس کے ہے کہ وہ لوگ آتے تھے ان کے پاس پیغمبر ان کے ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس کفر کیا انہوں نے پس پکڑا

کوئی اُن کو نہ بچا سکا اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ اُن کے پیغمبر اُن کو معجزے دکھاتے رہے جب بھی اُنہوں نے نہ مانا ف۱ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو دھر پکڑا

اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۳﴾

انکو اللہ نے تحقیق وہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے اور غلبے ظاہر کے

بے شک وہ زور دار سخت عذاب والا ہے اور ہم تو موسیٰ کو اپنی نشانیاں ف۲ اور کھلی دلیل (توراۃ شریف) دے کر

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ

طرف فرعون کی اور ہامان کی اور قارون کی پس کہا انہوں نے کہ جادوگر ہے جھوٹا پس جب آیا ان کے پاس ساتھ حق کے نزدیک

فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیج چکے ہیں انہوں نے (موسیٰ کو) جھوٹا جادوگر بتلایا ف۴ جب موسیٰ ہمارے یہاں سے سچا دین لے کر ان کے

عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْیُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَیْدُ الْكٰفِرِیْنَ

ہمارے سے کہا انہوں نے مار ڈالو بیٹے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں ساتھ اسکے اور جیتا رکھو عورتوں ان کی کو اور نہیں مکر کافروں کا

پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے جو لوگ (بنی اسرائیل کے) موسیٰ کے ساتھ ایمان لائے ہیں (ایسا کرو) انکے بیٹوں کو تو (جو پیدا ہوں) مار ڈالو اور جو عورت ذات ہوں انکو جیتا چھوڑ دو ف۵

اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ

مگر بیچ گمراہی کے اور کہا فرعون نے چھوڑ دو مجھ کو مار ڈالوں میں موسیٰ کو اور چاہیے کہ پکارے وہ رب اپنے کو تحقیق میں ڈرتا ہوں

اور (یہ نہ سمجھے) کہ کافروں کا کوئی داؤں ہو (چلنے والا نہیں اللہ کے مقابلہ میں ضرور) پٹ پڑیگا (غلط ہوگا)، اور جب فرعون (کی ایک نہ چلی ہر بات میں ہارا تو اپنے درباریوں سے) کہنے لگا ف۶

یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ

اس سے کہ بدل ڈالے دین تمہارے کو یا یہ کہ ظاہر کرے بیچ زمین کے فساد اور کہا موسیٰ نے تحقیق میں نے پناہ پکڑی ساتھ پروردگار

مجھے چھوڑو موسیٰ کو قتل کروں ف۷ اور (بھلا دیکھیں) موسیٰ اپنے مالک کو پکارے ف۸ مجھ کو اندیشہ ہے کہیں موسیٰ تمہارے دین (اور اعتقاد) کو بدل دے یا ملک میں کوئی فساد کھڑا کر دے ف۹ اور موسیٰ

وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ

اپنے کے اور پروردگار تمہارے کے ہر تکبر کرنے والے سے کہ نہیں ایمان لاتا ساتھ دن حساب کے اور کہا ایک مرد نے یعنی حزقیل نے ایمان والے نے لوگوں

نے (جب فرعون کی یہ دھمکی سنی تو) کہا میں تو ہر مغرور سے جس کو حساب کے دن کا یقین نہیں اپنے مالک اور تمہارے (سچے) مالک کی پناہ لیتا ہوں ف۱۰ اور فرعون کے رشتہ داروں میں ایک مرد (دل

فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ

فرعون کے سے کہ چھپاتا تھا ایمان اپنے کو کیا مار ڈالو گے تم ایک مرد کو اس واسطے کہ کہتا ہے پروردگار میرا اللہ ہے اور تحقیق آیا ہے تمہارے پاس

سے ایماندار تھا لیکن ظاہر میں فرعون سے) اپنا ایمان چھپاتا تھا یوں کہنے لگا (بھلا یہ کونسا انصاف ہے) تم ایک شخص کو (بے گناہ صرف اتنی بات پر) قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے

بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ

ساتھ دلیلوں ظاہر کے پروردگار تمہارے سے اور اگر ہے یہ جھوٹا پس اوپر اسی کے ہے جھوٹ اُس کا اور اگر ہے سچا پہنچے گی تم کو

میرا مالک خدا ہے حالانکہ وہ تمہارے مالک کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں بھی لے کر آیا ہے ف۱۱ اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہو تو اُسکے جھوٹ کا وبال اُسی پر پڑیگا (تم کو کوئی

ع ۳ / ۸

ف۱ ''مبینات''، کا لفظ عام ہے۔ اس سے مراد معجزے بھی ہو سکتے ہیں، روشن دلیلیں بھی اور واضح ہدایات و تعلیمات بھی۔ ف۲ نشانیوں سے مراد حضرت موسیٰؑ کے نو معجزے ہیں جن کا ذکر سورۂ اعراف اور دوسری کئی سورتوں میں گزر چکا ہے۔ ف۳ ہامان، فرعون کا وزیر تھا اور قارون سرمایہ دار منافق تھا جو اسرائیلی ہونے کے باوجود فرعون کا ساتھی بن گیا تھا۔ اس لئے اس کا ذکر بھی حضرت موسیٰؑ کی کھلی کھلی تکذیب کرنے والوں کے ساتھ کیا گیا۔
ف۴ حق (سچے دین) سے مراد وہ معجزے ہیں جنہیں حضرت موسیٰؑ لے کر آئے تھے اور جو اُن کی نبوّت کے ناقابلِ تردید ثبوت تھے۔ ف۵ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا یہ دوسری مرتبہ حکم تھا تاکہ ان کی اکثریت نہ ہو اور ذلیل و خوار رہیں اور اس لئے کہ موسیٰؑ کو شوم سمجھ کر اس سے بددل ہو جائیں۔ اس آیت کے خاتمہ ''وما کید الکفرین الا فی ضلال'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہم میں وہ دوبارہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۶ گویا اب تک جو وہ حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنے سے رکا ہوا تھا وہ محض اس لئے کہ درباری اسے منع کر رہے تھے یہ بات اس نے محض رعب گانٹھنے کے لئے کہی یا اپنے آپ کو ہمت دلانے کے لئے، حالانکہ اندر سے خدائی طاقت تھی جو اسے حضرت موسیٰؑ پر ہاتھ ڈالنے سے روکے ہوئے تھی۔ (فتح القدیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ''فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو، شاید اس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہونگے مارنے کا اس سے کہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اس کا رب بدلہ نہ لے۔ (موضح)

ف۷ ''جس نے اسے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے دیکھیں وہ میرے ہاتھ سے اسے کیونکر بچاتا ہے؟

ف۸ یعنی تمہیں اس دین اور اعتقاد کا منکر کر دے جس کے تحت تم مجھے اپنا رب سمجھ کر میری محکومی و تابعداری پر مطمئن ہو۔

ف۹ یعنی اگر وہ تمام اہلِ مصر کو آبائی دین کا منکر نہ کر سکے تو کم از کم یہ خطرہ تو ضرور ہے کہ ان میں سے بعض لوگوں کو توحید کا قائل کرے اور بعض میری حاکمیت کے قائل رہیں اور پھر آئے دن ملک میں خانہ جنگی کا بازار گرم رہے — یہ وہی انداز ہے جسے ہر اقتدار پسند طبقہ یا حکومت پر قابض بادشاہ یا ڈکٹیٹر اہل ملک کے سامنے اندرونی یا بیرونی خطرہ کا ہوّا کھڑا کر کے اپنا اُلّو سیدھا رکھنے کے لئے اختیار کرتا ہے۔

ف۱۰ یعنی میں ہر اس شخص کے مقابلے میں جسے آخرت اور اس کے حساب کتاب کا ڈر نہیں ہے اور اس بنا پر وہ شترِ بے مہار بن کر جو دل میں آتا ہے کر گزرتا ہے، اس خدائے بزرگ و برتر کی پناہ میں ہوں جو میرا نہیں تمہارا بھی رب ہے اور جس کے سامنے تمہاری اور تمہارے بنائے ہوئے اس رب۔ فرعون۔ کی کوئی حیثیت نہیں ہے وہ جب چاہے تمہیں آن کی آن میں فنا کر سکتا ہے، پھر میں تمہاری اس دھمکی سے مرعوب کیوں ہوں؟ میرے قتل کی اسکیم جو تم اپنے پیشِ نظر رکھتے ہو۔ اسے ضرور عملی جامہ پہنا کر دم لو۔

ف۱۱ یعنی تمہیں ایسے ناقابلِ انکار معجزے دکھا چکا ہے جن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ اس کا دعویٰ بے دلیل نہیں ہے اور وہ واقعی تمہارے رب۔ اللہ تعالیٰ۔ کا بھیجا ہوا رسول ہے۔ یہی بات یعنی اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ …. حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مشرکین مکہ سے اس وقت کہی جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے آزار تھے۔ چنانچہ صحیح بخاریؒ میں حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپؐ کا مونڈھا پکڑ لیا اور آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر بڑے زور سے آپؐ کا گلا گھونٹا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے اور عقبہ کو دُور دھکیلتے ہوئے فرمایا: ''اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ…'' ابونعیمؒ اور بزارؒ نے فضائلِ صحابہؓ کے سلسلہ میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے پوچھا، بتاؤ سب سے بہادر کون ہے ….. آخر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ سب سے بہادر حضرت ابوبکرؓ صدیق ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کو کفار کے نرغہ سے ایسے وقت میں بچایا جب کسی کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ تھی اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مومن کی ساری زندگی سے بہتر تھی وہ اپنا ایمان چھپاتا تھا اور ابوبکرؓ نے اپنے ایمان کا اعلان کر رکھا تھا۔ (شوکانی) جو لوگ نعوذ باللہ حضرت صدیقؓ پر نفاق کی تہمت لگاتے ہیں اور پھر تقیہ کو جزوِ ایمان سمجھتے ہیں ان کے لئے اس واقعہ میں درسِ عبرت ہے۔ (منہ)

بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يَا قَوْمِ لَكُمُ

بعض وہ چیز کہ وعدہ دیتا ہے تم کو تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت کرتا اُس شخص کو کہ وہ حد سے نکلنے والا ہے جھوٹا اے قوم میری واسطے تمہارے

نقصان نہیں)، اور اگر (کہیں) وہ سچا ہوا تو پھر تو وہ جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کرتا ہے اُس میں سے کچھ نہ کچھ تو تم پر (ضرور) آن پڑیگا بیشک جو بے لحاظ (حد سے بڑھ جانے والا) جھوٹا ہو ف۱

الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا ۚ

ہے بادشاہی آج کی غالب ہو بیچ زمین کے پس کون مدد دے گا ہم کو عذاب خدا کے سے اگر آجاوے ہم پر

ہے اللہ اسکو (کبھی) راہ پر نہیں لاتا بھائیو آج تو تمہارا راج ہے اور ملک میں تم غالب ہو (تمہارا ہی بول بالا ہے) لیکن (کل کو) اگر اللہ کا عذاب ہم پر آن موجود ہوا تو ہمارا ف۲

قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ

کہا فرعون نے نہیں دکھلاتا میں تم کو مگر جو کچھ کہ دیکھتا ہوں میں اور نہیں بتاتا میں تم کو مگر راہ بھلائی کی اور کہا

کون مدد کریگا فرعون کہنے لگا (دیکھو) میں تو تم کو وہی (بات) سمجھاتا ہوں جو میں (مناسب) سمجھتا ہوں (موسیٰؑ کو قتل کر دو) اور میں تم کو وہی راہ بتلاتا ہوں جسمیں (تمہاری)

الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ﴿٣٠﴾ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ

اس شخص نے کہ ایمان لایا تھا اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے مانند دن گروہوں کے سے مانند عادت قوم

بہتری ہے ف۳ اور وہ شخص جو (دل میں) ایمان لاچکا تھا (پھر) بولا بھائیو میں ڈرتا ہوں (کہیں) تم کو اگلی امتوں کا سا (بُرا) دن (نصیب نہ ہو) جیسے نوحؑ کی قوم

نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ﴿٣١﴾ وَ

نوحؑ کی اور عاد کی اور ثمود کی اور جو لوگ کہ پیچھے ان سے تھے اور نہیں اللہ ارادہ کرتا ہے ظلم کا واسطے بندوں کے اور

اور عاد اور ثمود اور اُن کے بعد والوں کا حال ہوا ف۴ اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا ف۵ اور

يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ

اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے دن پکارنے کے سے اس دن کہ پھر جاؤ گے تم پیٹھ پھیر کر نہیں واسطے تمہارے اللہ سے

بھائیو میں ڈرتا ہوں ہانک پکار (قیامت) کے دن تمہارا کیا حال ہوگا جس دن تم پیٹھ موڑ کر (حشر کے میدان سے) بھاگو گے اُس دن اللہ کے عذاب سے

مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ

کوئی بچانے والا اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں واسطے اسکے کوئی راہ دکھانیوالا اور البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس یوسفؑ پہلے

کوئی تمہارا بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو اللہ بھٹکا دے اُس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا اور تمہارے پاس (موسیٰؑ سے) پہلے یوسفؑ پیغمبر نشانیاں

قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ

اس سے ساتھ دلیلوں کے پس ہمیشہ رہے تم بیچ شک کے اس چیز سے کہ آیا تمہارے پاس ساتھ اسکے یہاں تک کہ جب ہلاک ہوا کہا تم نے ہرگز نہ

لے کر آچکا ہے ف۶ پھر وہ جو تمہارے پاس لے کر آیا تھا (دین کی باتیں)، اُس میں تم شک ہی کرتے رہے ف۷ جب وہ مر گیا تو تم کہنے لگے یوسفؑ کا جھگڑا تو مٹ گیا اب

يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ﴿٣٤﴾

بھیجے گا اللہ پیچھے اس سے کوئی پیغمبر اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ اس شخص کو کہ وہ حد سے نکل جانیوالا ہے شک لانیوالا ہے

اس کے بعد اللہ تو کوئی پیغمبر ہرگز نہیں بھیجنے کا ف۸ جو لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں اور شک میں پڑے ہیں اُن کو اللہ اسی طرح بھٹکا دیتا ہے (جیسے تم کو بھٹکا دیا) انکے

الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَ

وہ جو جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں اللہ کے بغیر دلیل کے کہ آئی ہو انکے پاس بہت بڑا ہے ناخوشی میں یہ نزدیک اللہ کے اور

پاس کوئی سند تو نہیں آئی اور خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں ف۹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک اُن کے یہ جھگڑے بہت

ف۱ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اور ممکن ہے آل فرعون کے مؤمن نے دونوں مراد لئے ہوں کیونکہ ایسی بات وہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے اس کا مومن ہونا صاف طور پر معلوم ہو جاتا۔ ایک یہ کہ اگر واقعی موسیٰؑ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں اتنے معجزے کیوں دیتا دوسرے یہ کہ اگر وہ سچا ہے اور تم اتنے جھوٹے الزام لگا رہے ہو تو تمہاری خیر نہیں ہے اور وہ تمہیں ہرگز کامیابی کی راہ نہ دکھائے گا۔ (جامع البیان)

شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دیگا اور شاید سچا ہو تو اپنا فکر کرو۔ (موضح)

ف۲ یعنی کیوں اس نعمت اقتدار کی ناشکری کرتے ہو اور کیوں موسیٰؑ کو قتل کرکے اپنے آپ کو خدا کے عذاب کا مستحق بناتے ہو؟۔

ف۳ "کیونکہ اگر تم اسے قتل نہ کروگے تو اپنا نقصان آپ کروگے۔"

ف۴ "جنہوں نے اللہ کے رسولوںؑ کو جھٹلایا اور اس کی پاداش میں تباہ کر دیئے گئے۔"

ف۵ یعنی اللہ کو اپنے بندوں سے دشمنی نہیں ہے کہ وہ قصور کریں یا نہ کریں انہیں ضرور تباہ کر دے۔

ف۶ یعنی ایسے معجزے جن سے اُن کا نبی ہونا قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ جیسے بادشاہ کے خواب کی تعبیر جس کی بدولت نہ صرف مصر بلکہ اردگرد کے تمام علاقوں کو انتہائی خوفناک قحط سے نجات نصیب ہوئی تھی۔

ف۷ یعنی گو تمہارے بادشاہ نے انہیں اپنا وزیر بنا کر عملاً تمام اختیارات اُن کے سپرد کر دیئے تھے اور تم اُن کے اخلاق اور ملکی انتظام میں مہارت کے بھی قائل ہوئے مگر تم نے جیتے جی ان کی نبوت کا اقرار نہ کیا بلکہ شک ہی میں پڑے رہے۔

ف۸ یعنی ان کی وفات کے بعد جب سلطنت کا بندوبست بگڑ گیا تو تم اُن کی عقیدت کا اظہار کرنے لگے کہ اُن کا قدم مصر کے حق میں بڑا مبارک تھا لیکن عقیدت کے اس اظہار میں تم اس قدر بڑھے کہ کہنے لگے کہ بس وہ اللہ کے آخری رسول تھے۔ اُن کے بعد کوئی شخص اللہ کی طرف سے رسول بن کر نہیں آسکتا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یا وہ انکار یا یہ اقرار یہی اسراف اور یاوہ گوئی ہے۔" (موضح)

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ گمراہی میں انہی لوگوں کو مبتلا کرتا ہے جن میں تین صفات پائی جاتی ہیں۔ ایک "مسرف" یعنی جو اپنی بداعمالی یا کسی شخص کی عقیدت میں حد سے بڑھنے والے ہوں۔ دوسرے "مرتاب" یعنی اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کی کہی ہوئی باتوں میں شک کرنے والے ہوں اور تیسرے "جدال بالباطل" یعنی قرآن و حدیث پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کی بجائے ان میں کج بحثیاں کرتے ہوں اور تکبر سے کام لیتے ہوں۔

عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ

نزدیک اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے اسی طرح مہر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اوپر دل ہر تکبر کرنے والے سرکش کے اور کہا

بُرے ہیں جو کوئی غرور والا اینٹھو ہے اللہ تو اُس کے دل پر اسی طرح مُہر لگا دیتا ہے ف۱ اور فرعون نے (اپنے

فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ

فرعون نے اے ہامان بنا واسطے میرے ایک محل تو کہ جا پہنچوں میں رستوں کو رستوں آسمانوں کے

وزیر ہامان سے) کہا ہامان تو میرے لیے ایک اونچا محل بنا شاید میں اُن رستوں تک جا پہنچوں جو آسمان کے رستے ہیں پھر

فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ

پس جھانکوں میں طرف معبود موسیٰؑ کے اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں اسکو جھوٹا اور اسی طرح زینت دی گئی تھی واسطے فرعون کے بُرائی

موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں۔ اور میں تو اُس کو جھوٹا سمجھتا ہوں ف۲ اور اسی طرح فرعون کو اُس کے بُرے کام بھلے کر دکھلائے

عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ

عمل اسکے کی اور بند کیا گیا تھا راہ سے اور نہیں مکر فرعون کا مگر بیچ ہلاک کے اور کہا اس شخص نے

گئے تھے ف۳ اور سیدھی راہ (توحید) سے وہ روک دیا گیا تھا اور فرعون کا داؤں عذاب ہونے ہی والا تھا ف۴ اور وہ شخص جو (دل میں) ایماندار تھا

اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ

کہ ایمان لایا تھا یعنے نجار اے قوم میری پیروی کرو میری دکھلاؤں میں تم کو راہ بھلائی کی اے قوم میری سوائے اس کے نہیں کہ یہ زندگانی

کہنے لگا بھائیو میرے کہنے پر چلو میں تم کو ٹھیک رستہ بتلاؤں گا بھائیو یہ دنیا کی زندگی (چند روز کا) مزہ ہے

الدُّنْيَا مَتَاعٌ ؗ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى

دنیا کی فائدہ ہے کم اور تحقیق آخرت وہی ہے گھر رہنے کا جس نے کی برائی۔ پس نہیں جزا دیا جاوے گا

اور (ہمیشہ) رہنے کا گھر تو آخرت ہی ہے جو کوئی بُرا کام کرے گا اُس کو ویسا ہی بدلہ

اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

مگر مانند اُس کی اور جس نے کیا کام اچھا مرد ہو یا عورت ہو اور وہ ہو ایمان والا پس یہ لوگ

ملے گا ف۵ اور جو کوئی مرد یا عورت اچھا کام کرے ایمان کے ساتھ تو ایسے ہی لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى

داخل ہوں گے بہشت میں رزق دئے جاویں گے بیچ اس کے بے حساب اور اے قوم میری کیا ہے مجھ کو کہ پکارتا ہوں میں تم کو طرف

بہشت میں جائیں گے وہاں بے حساب روزی پائیں گے اور بھائیو بتلاؤ تو سہی (یہ کیا بات ہے) میں تم کو (دوزخ کی

النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا

نجات کی اور پکارتے ہو تم مجھ کو طرف آگ کی پکارتے ہو تم مجھ کو اس واسطے کہ کفر کروں میں ساتھ اللہ کے اور شریک کروں میں ساتھ

آگ سے) چھڑانا چاہتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بُلا رہے ہو ف۶ تم مجھے اس لیے بلاتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا انکار کروں اور جس کو میں نہیں جانتا اس کو

لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؗ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ

اُسکے اُس چیز کو کہ نہیں مجھ کو ساتھ اُسکے کچھ علم اور میں پکارتا ہوں تم کو طرف غالب بخشنے والے کی نہیں شک بیچ اس کے کہ جو پکارتے ہو تم مجھ کو

خدا کا شریک بناؤں ف۷ اور میں تم کو اُس خدا کی طرف بُلاتا ہوں جو زبردست ہے بڑی بخشش والا ف۸ بے شک تم جس کی طرف مجھے بُلاتے ہو (جھوٹے معبو

ع ۴ / ۹

النصف

ف۱ یعنی جب کوئی شخص تکبر و تجبر (غرور اور اینٹھ پن) میں حد سے گزر جاتا ہے اور کوئی صحیح بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر اسراف و ارتیاب کے کام اس سے صادر ہوتے رہتے ہیں اور کوئی صحیح بات اور نصیحت اس پر اثر نہیں کرتی۔

ف۲ یعنی موسیٰ جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا یہ کہ میرا خدا آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے تو میرے گمان میں وہ جھوٹا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں سے اوپر عرش پر ہے اس پر سب انبیاءؑ و رسلؑ اور صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ دینؒ کا اتفاق ہے۔ "غنیہ" میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آسمان پر ہونا ہر آسمانی کتاب میں مذکور ہے جو کسی پیغمبرؑ پر نازل کی گئی۔ نیز دیکھئے قصص ۳۸۔ (وحیدی و حاشیہ جامع وغیرہ)

ف۳ بُرے کاموں سے مراد کفر و شرک کے کام ہیں۔ بھلے کر دکھلانے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے اس کی عقل مار دی، یہاں تک کہ وہ ان کاموں کو اچھا سمجھتے ہوئے ان پر چلتا رہا۔

ف۴ یعنی اس نے جتنی چالیں چلیں سب اس کی تباہی کا سبب بنتی چلی گئیں۔ یہی حال ہر جھوٹے اور مکار آدمی کا ہوتا ہے۔

ف۵ یعنی اسے اسی کے بقدر سزا ملے گی۔

ف۶ یعنی میں تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہوں جس کا نتیجہ نجات ہے اور تم مجھے کفر و شرک میں پھنسانا چاہتے ہو جس کا انجام دوزخ ہے۔

ف۷ یعنی جس کے خدا کا شریک ہونے کی کوئی دلیل نہیں جانتا اسے آنکھیں بند کر کے خدا کا شریک کیسے مان لوں؟۔

ف۸ یعنی جو کفر کرے اس سے سخت انتقام لینے والا اور جو اس پر ایمان لائے اس کے گناہ معاف کرنے والا یا باوجود غلبہ اور بزرگی کے توبہ کرنے والے کے گناہ بخشنے والا۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی اور نہ آخرت میں کسی کی سفارش کر سکتا ہے۔ ف۲ معلوم ہوتا ہے کہ اس تقریر کے دوران میں اسے پورا یقین ہوگیا تھا کہ فرعون کے یہ آدمی مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لئے یہ آخری فقرہ اس نے اس شخص کے لہجہ میں کہا جسے اللہ تعالیٰ کی مدد پر پورا بھروسا ہو اور اس کی راہ میں جان دینے کیلئے تیار کھڑا ہو۔ ف۳ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص غیر معمولی حیثیت کا مالک تھا اور فرعونیوں کو یہ ہمت نہ ہو سکی کہ اسے علانیہ سزا دے سکیں۔ اس لئے انہوں نے خفیہ تدبیریں اختیار کیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور وہ اس کے قتل میں ناکام رہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ سمندر کے پار چلا گیا۔ (شوکانی)

ف۴ "اور سب کو سمندر میں غرق ہونا پڑا"۔

ف۵ علما نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ عالم برزخ (قبر) میں کفار کو عذاب ہو رہا ہے۔ قرآن کی بعض دوسری آیات میں بھی اس کے متعلق اشارات ملتے ہیں اور حدیث میں بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کے بعد ہر آدمی کو صبح و شام جنت یا جہنم میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اس کی دلیل میں یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (شوکانی) یہ آیت مکی ہے اور متعدد طرق حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور دوران گفتگو میں اس نے کہا، "وَقَاكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" (کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے محفوظ رکھے) مجھے تعجب ہوا اور میں نے آنحضرتؐ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "كذبت اليهودية" "کہ اس یہودی عورت نے جھوٹ بکا ہے"۔ مگر چند روز کے بعد آنحضرتؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا: "لوگو! عذاب قبر سے پناہ مانگا کرو۔ بے شک عذاب قبر برحق ہے"۔ علما نے لکھا ہے کہ آیت اور حدیث میں تعارض نہیں ہے۔ آیت سے صرف ارواح کا صبح و شام معذب ہونا ثابت ہوتا ہے اور احادیث سے روح مع الجسد کا جس کا علم بذریعہ وحی آنحضرتؐ کو مدینہ میں اس یہودیہ کے واقعہ کے بعد ہوا ہوگا۔ (ابن کثیر) علما اہل سنت کے نزدیک عذاب قبر برحق ہے اور اس کا انکار بدعت ہے۔ امام سیوطیؒ نے اپنے رسالہ "شرح الصدور" میں الخ تمام احادیث کو یکجا کر دیا ہے جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں۔ علی قاریؒ نے بھی شرح مشکوٰۃ میں مفصل بحث کی ہے۔ (منہؒ)

ف۶ "تو فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ ....."

ف۷ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی نیکیوں کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی اور ابوطالب کے متعلق آنحضرتؐ نے "واهون عذابا" فرمایا ہے مگر قرآن کی آیات سے ثابت ہے کہ آخرت میں کافر کا کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا۔ ابوطالب کے قصہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ آنحضرتؐ کا خاصہ اور آپؐ کے ساتھ نیکی کا بدلہ ہے یا ان روایات کے پیش نظر یہ کہہ سکتے ہیں کہ کافر کی نیکی قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی مرحلہ پر بھی اس کے لئے نجات کا سبب نہیں بن سکے گی اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بعض نیک اعمال بعض اشخاص کیلئے آخرت میں تخفیف عذاب کا سبب بن جائیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ (شرح مسلم للنووی و فتح الباری)

ف۸ یعنی آگ کی تکلیف کا کوئی حصہ ہٹا کر اپنے اوپر لے سکتے ہو؟

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو چکا اب تم اپنی سزا بھگتو، ہم اپنی بھگت رہے ہیں۔ اس عذاب میں کمی بیشی ہمارے بس میں نہیں ہے۔

ف۱۰ "لیکن ہم نے ان کی بات نہ مانی"۔

ف۱۱ "ہم کافروں کی سفارش نہیں کر سکتے"۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کوئی ہمارا کام نہیں، ہم عذاب پر مقرر ہیں، سفارش کام ہے رسولوںؑ کا، رسولوں کے تم برخلاف تھے۔ (موضح)

اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَ

طرف اُس کی نہیں واسطے اُسکے پکارنا بیچ دنیا کے اور نہ بیچ آخرت کے اور یہ کہ پھر جانا ہمارا طرف اللہ کی ہے اور

کی طرف) وہ نہ دنیا میں (کسی کو) بُلا سکتا ہے (یا نہ دنیا میں کسی کی دعا قبول کر سکتا ہے) اور نہ آخرت میں ف۱ اور بے شک ہم کو (مرے پیچھے) اللہ کے پاس لوٹ کر جانا

اَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ

یہ کہ حد سے نکل جانے والے وہی ہیں رہنے والے آگ کے پس البتہ یاد کرو گے تم جو کچھ کہتا ہوں میں واسطے تمہارے اور سونپتا ہوں میں

ہے اور بے شک جو لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں (کفر اور شرک میں پڑ گئے ہیں) وہ دوزخی ہیں غیر اب جو میں تم سے کہہ رہا ہوں (اور تم نہیں سنتے) آگے چل کر اُس کو یاد کرو گے

اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ

کام اپنا طرف اللہ کی تحقیق اللہ دیکھنے والا ہے بندوں کو پس بچا لیا اس کو اللہ نے برائی اس چیز کی سے کہ مکر کرتے تھے اور

(کسی لئے ہم کو نصیحت کی تھی) اور میں تو اپنا معاملہ خدا کی سپرد کرتا ہوں بیشک وہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے ف۲ آخر (ایسا ہی ہوا) اللہ نے اُس ایماندار شخص کو تو اُن کے بُرے

حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ

گھیر لیا لوگوں فرعون کے کو برائی عذاب نے وہ آگ ہے کہ حاضر کئے جاویں گے اوپر اُسکے صبح اور شام اور جس دن کہ

مکروں سے بچا لیا ف۳ اور فرعون والوں پر بُرا عذاب اُلٹ پڑا ف۴ (ڈوبے تو سمندر میں) لیکن صبح اور شام اُن کو (دوزخ کی) آگ دکھلائی جاتی ہے ف۵ اور جس دن

تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ

قائم ہوگی قیامت کہا جاویگا کہ داخل کرو لوگوں فرعون کے کو سخت عذاب میں اور جس وقت جھگڑیں گے بیچ آگ کے

قیامت برپا ہوگی ف۶ فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں لے جاؤ ف۷ (اے پیغمبرؐ وہ وقت خیال کر) جب دوزخی ایک دوسرے سے

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا

پس کہیں گے ناتواں واسطے اُن لوگوں کے کہ تکبر کرتے تھے تحقیق تھے ہم واسطے تمہارے تابع پس کیا ہو تم کفایت کرنیوالے ہم سے

دوزخ میں جھگڑیں گے غریب آدمی بڑے آدمیوں سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابعدار تھے (دنیا میں تو تم کو زور تھا یہاں بھی) کیا تم آگ کا کوئی حصہ ہم پر سے

نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ

ایک حصہ آگ کے سے کہیں گے وہ لوگ جو تکبر کرتے تھے تحقیق ہم سبھی ہیں بیچ اُس کے تحقیق اللہ نے تحقیق حکم کیا ہے درمیان

ہٹا سکتے ہو ف۸ بڑے آدمی کہیں گے (تم) ہم سب آگ میں پڑے ہیں (اب ہٹائیں کیا) اللہ تو بندوں کا جو فیصلہ کرنا تھا فیصلہ کر

الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا

بندوں کے اور کہیں گے وہ لوگ کہ بیچ آگ کے ہیں واسطے چوکیداروں دوزخ کے دعا کرو پروردگار اپنے سے کہ تخفیف کرے ہم سے ایک دن

چکا ف۹ اور جو لوگ دوزخ میں ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے تم ہی اپنے مالک سے عرض کرو ایک دن تو (بھلا) ہم پر سے کچھ عذاب ہلکا

مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ

عذاب سے کہیں گے وہ چوکیدار کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس پیغمبرؐ تمہارے ساتھ دلیلوں ظاہر کے کہیں گے کہ نہیں بلکہ آتے تھے کہیں گے وہ چوکیدار

کر دے وہ جواب دیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبرؐ (حق تعالیٰ کی) نشانیاں لے کر نہیں آتے تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں آئے تو تھے ف۱۰ تب

وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ

ع ۵ ۱۳ ۱۰

پس تمہیں دعا کرو اور نہیں دعا کافروں کی مگر بیچ گمراہی کے تحقیق ہم البتہ مدد دیتے ہیں پیغمبروں اپنوں کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے بیچ زندگانی

داروغہ کہیں گے (ایسا ہے) تو تم ہی (خود) دعا کرو ف۱۱ اور کافروں کی دعا (اس دن) بیکار ہوگی اور کچھ نہیں ہم تو دنیا کی زندگی میں (بھی) اپنے پیغمبروںؑ اور ایمان داروں کی مدد کرتے ہیں

ف۱ ”اس لئے وہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں“۔ مطلب یہ ہے کہ آخرکار دین حق غالب ہوکر رہتا ہے اور جن پیغمبروں کو شہید کر دیا گیا ان کا دشمنوں سے اس طرح انتقام لیا گیا کہ ان کے دشمنوں پر ایسے لوگوں کو مسلط کیا گیا جو انہیں ذلیل و خوار کرتے رہے۔ چنانچہ جن یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو سُولی دینے کا پروگرام بنایا، ان پر رومیوں کو مسلط کیا گیا جنہوں نے انہیں ہر طریقہ سے ذلیل و خوار کیا اور پھر حق کی فتح کے لئے مادی غلبہ اور نصرت شرط نہیں ہے۔

الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

دنیا کے وا اور اس دن کہ کھڑے ہوں گے گواہی دینے والے جس دن کہ نہ نفع دیگا ظالموں کو عذر اُن کا اور واسطے ان کے لعنت ہے

اور جس دن گواہ (گواہی کے لئے) کھڑے ہونگے (اُس دن بھی اُنکی مدد کریں گے) ف۲ جس دن نافرمانوں (کافروں) کو ان کا عذر کوئی فائدہ نہ دے گا اور اُن پر پھٹکار ہو

وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ﴿۵۳﴾

اور واسطے اُنکے برائی ہے گھر کی اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰؑ کو ہدایت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا

گی اور بُرا گھر (رہنے کو) ملے گا (دوزخ) اور ہم موسیٰؑ کو راہ دکھانے والی (کتاب یا نشانی) دے چکے ہیں ف۳ اور بنی اسرائیل کو کتاب (توراۃ شریف) کا وارث کر چکے ہیں

هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ

ہدایت اور نصیحت واسطے صاحبوں عقل کے پس صبر کر تحقیق وعدہ اللہ کا سچ ہے اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے

جو ہدایت اور نصیحت ہے عقلمندوں کے لیے تو (اے پیغمبرؐ کافروں کی تکلیف دینے پر) صبر کیے رہ بیشک اللہ کا وعدہ (کہ ایک دن پیغمبرؐ ضرور غالب ہوگا)

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ

اور پاکی بیان کر ساتھ تعریف رب اپنے کے تیسرے پہر اور صبح کو تحقیق وہ لوگ کہ جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں اللہ کے

سچا ہے اور اپنے قصور کی بخشش مانگتا رہ ف۴ اور صبح اور شام اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر ف۵ جو لوگ بن سند پہنچے اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں

بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ

بغیر دلیل کے کہ آئی ہو انکے پاس نہیں بیچ سینوں اُنکے کے مگر تکبر نہیں وہ پہنچنے والے اُس کے پس پناہ پکڑ ساتھ اللہ کے

اُن کو حق کی پیروی منظور نہیں ہے بلکہ) اُن کے دلوں میں اور کچھ نہیں بڑائی (کی ہوس) سما گئی ہے بڑائی تک وہ پہنچ نہیں سکتے (اُن کو بڑائی ملنے والی نہیں) ف۶ تو اے پیغمبرؐ

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ

تحقیق وہی ہے سننے والا دیکھنے والا البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بہت بڑا ہے پیدا کرنے لوگوں کے سے

اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ ف۷ بیشک وہ (سب کچھ) سُنتا دیکھتا ہے بے شک آسمان اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے سے (کہیں) بڑا کام ہے

لَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

و لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور نہیں برابر ہوتا اندھا اور آنکھوں والا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف۸ اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ہو سکتا اور (اسی طرح) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَ

اچھے اور نہ بُرے کام کرنیوالا تھوڑی ہے جو نصیحت پکڑتے ہو تحقیق قیامت البتہ آنے والی ہے نہیں شک بیچ اُس کے

کام کیے وہ اور گنہگار برابر نہیں ہو سکتے ف۹ تم بہت ہی کم سوچتے ہو ف۱۰ بے شک قیامت ضرور آئے گی اُس میں شُبہ نہیں اور

لَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

و لیکن بہت لوگ نہیں ایمان لاتے اور کہا پروردگار تمہارے نے دعا کرو مجھ سے قبول کرونگا واسطے تمہارے تحقیق وہ لوگ کہ

لیکن اکثر لوگوں کو (اُس کا) یقین نہیں اور (اے لوگو) تمہارا مالک فرماتا ہے مجھ سے دعا کرو (یا میرا پوجا کرو) میں تمہاری دعا قبول کرونگا ف۱۱ بیشک جو لوگ میرا

يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿۶۰﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

تکبر کرتے ہیں عبادت میری سے شتاب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہوکر اللہ وہ شخص ہے جس نے کیا واسطے تمہارے

پوجا کرنے سے اینٹھتے ہیں (غرور سے اللہ کا پوجا نہیں کرتے) وہ ضرور (مرے پیچھے) ذلیل ہوکر دوزخ میں جائیں گے ف۱۲ اللہ وہ ہے جس نے رات کو تمہارے آرام کے لیے اور

ع ۶ / ۱۱

ف۲ گواہوں سے مراد فرشتے ہیں جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور انبیاؑ کے حق میں گواہی دینگے کہ انہوں نے اپنی اپنی قوموں تک تیرا پیغام پہنچا دیا تھا اور کافروں کے خلاف یہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے تیرے پیغام کو جاننے اور پہچاننے کے بعد بھی ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ (شوکانی از مجاہد و سُدی)

ف۳ جیساکہ دوسری آیت میں توراۃ کو ”ہُدیً و نور“ فرمایا ہے۔

ف۴ قصور سے مراد امت کے قصور ہیں یا وہ چھوٹی چھوٹی لغزشیں ہیں جو بتقاضائے بشریت انبیاء سے سرزد ہوجاتی ہیں جیسے رائے اور اجتہاد کی غلطی یا شدید مخالفت کی فضا میں کچھ نہ کچھ بے صبری کی کیفیت اور پھر انبیاؑ کو استغفار کا حکم اس لئے ہے کہ ان کے درجات زیادہ سے زیادہ بلند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ عبادت میں مشقت اٹھاتے حتیٰ کہ آپؐ کے پاؤں ورم آلود ہوجاتے اور جب آپؐ سے کہا جاتا تو آپؐ فرماتے؛ ”اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا“۔ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (قرطبی وغیرہ) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے۔ ہر بندے سے قصور ہے، اس کے موافق ہر کسی کو استغفار ہے۔ (موضح) عصمت انبیاؑ کے بارے میں حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو گناہ پر قائم رہنے سے بچایا ہے اور یہی قول ہے موافق ان آثار کے جو سلفؒ سے منقول ہیں۔ (تفسیر الآیۃ الکریمہ)

ف۵ یعنی ہر آن اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے یا صبح و شام کے اوقات میں نماز پڑھئے مگر یہ حکم اس وقت تھا جب پنج وقتہ نماز فرض نہیں ہوئی تھی۔ پھر جب معراج کے موقع پر نماز پنجگانہ فرض ہوگئی تو اُن کے اوقات کا بھی باقاعدہ تعین کر دیا گیا۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی وہ جو یہ چاہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچے ہوکر رہیں اور انہیں اپنے سامنے جھکالیں، اس میں وہ ہرگز کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ (کذا فی الموضح)

ف۷ یعنی ان کی شرارتوں اور دھمکیوں کے مقابلے میں اللہ واحد و قہار کی پناہ مانگئے۔ جیساکہ فرعون کی دھمکی کے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی پناہ مانگی تھی اور پھر بالکل بے فکر ہوگئے تھے۔ (ابن کثیر)

ف۸ اب ان اصول عقائد کا اثبات ہے جن سے کفار انکار کرتے تھے۔ (کبیر) اس آیت میں کفار قریش اور اُن ہم خیال لوگوں کا رد ہے جو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آدمی کا ایک دفعہ مرجانے کے بعد دوبارہ پیدا کیا جانا محال ہے۔

ف۹ یعنی جس طرح آخرت پر ایمان رکھنے والے اور اس پر یقین نہ رکھنے والے برابر نہیں ہوسکتے۔ یہی معاملہ ان لوگوں کا بھی ہے جو ایمان لاکر نیک عمل کریں اور جو کفر و شرک کی راہ پر چلتے رہیں۔

ف۱۰ اگر سوچو تو یہ حقیقت بڑی آسانی سے تمہاری سمجھ میں آسکتی ہے۔“

ف۱۱ دعا کے اصل معنی ”پکارنا“ ہیں۔ قرآن میں عموماً ”عبادت“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ”اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ“ کہ دعا عبادت ہی ہے اور پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ بعض روایات میں دعا کو ”اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ“ یا ”مُخُّ الْعِبَادَةِ“ بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کرنا در اصل اپنی عبودیت کا اقرار کرنا ہے اور حدیث میں ہے جو اللہ سے دعا نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۱۲ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ”بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا، نہ مانگنا غرور ہے۔ اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے۔“ (موضح)

الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

رات کو تو کہ آرام پکڑو بیچ اُس کے اور دن کو دکھلانے والا تحقیق اللہ البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے و لیکن بہت لوگ

دن کو (ہر چیز کا) دکھلانے والا بنایا ف۱ بے شک وہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے پر اکثر لوگ (اس کے فضل کا)

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ

نہیں شکر کرتے یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا پیدا کرنے والا ہر چیز کا نہیں کوئی معبود مگر وہ پس کہاں سے پھیرے جاتے ہو اسی طرح

شکر نہیں کرتے ف۲ (لوگو)، یہی تو اللہ ہے تمہارا مالک ہر چیز کا پیدا کرنے والا اُس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو جو لوگ

يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ

پھیرے جاتے ہیں وہ لوگ کہ تھے ساتھ نشانیوں اللہ کے انکار کرتے اللہ وہ شخص ہے جس نے کیا واسطے تمہارے زمین کو جگہ قرار کی اور

خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے وہ اسی طرح بہکتے ہیں اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ اور آسمان کو چھت

السَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ

آسمان کو خیمہ اور صورت بنائی تمہاری پس اچھی کیں صورتیں تمہاری اور رزق دیا تم کو پاکیزہ سے یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا پس بہت برکت

بنایا اور اُسی نے تمہاری شکلیں بنائیں اور کیسی) اچھی شکلیں بنائیں ف۳ اور ستھری چیزیں تم کو کھانے کو دیں (کیسی کیسی خوش مزہ) یہی اللہ ف۴ ہے جو تمہارا مالک ہے

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ

والا ہے اللہ پروردگار عالموں کا وہ ہے زندہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پس پکارو اُس کو خالص کر کر واسطے اُسکے عبادت کو سب تعریف

وہ بڑی برکت والا ہے سارے جہان کا پالنے والا وہ (ہمیشہ) زندہ ہے اُس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں اُسی کو پکارو خالص اُسی کی بندگی کر کے ف۵ اصل تعریف اللہ ہی کو

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

واسطے اللہ پروردگار عالموں کے ہے کہہ تحقیق میں منع کیا گیا ہوں یہ کہ عبادت کروں اُس چیز کو کہ پکارتے ہو سوائے اللہ کے

سجتی ہے جو سارے جہان کا مالک ہے (اے پیغمبرؐ) کہہ دے جب میرے پاس میرے مالک کی طرف سے کھلی نشانیاں آچکیں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو پوجنا

لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

جب آئیں میرے پاس دلیلیں ظاہر پروردگار میرے سے اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ مطیع ہوں واسطے پروردگار عالموں کے وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو

جن کو تم پکارتے ہو (پوجتے ہو) منع ہوا اور مجھے یہ حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے گردن جھکاؤں جو سارے جہان کا مالک ہے ف۶ وہی خدا ہے جس نے تم کو (شروع

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ

مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پھر نکالتا ہے تم کو بچہ پھر پالتا ہے تم کو تو کہ پہنچو جوانی اپنی کو پھر

میں) مٹی سے بنایا پھر (تمہاری نسل) نطفے سے پھر پھٹکی سے پھر بچہ سا (ماں کے پیٹ سے) تم کو نکالتا ہے پھر (تم کو پرورش کرتا ہے) اسلیے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر

لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ

تو کہ ہو جاؤ بڈھے اور بعض تم میں سے وہ ہے کہ مر جاتا ہے پہلے اس سے اور تو کہ پہنچو وقت مقرر کو اور تو کہ تم

(تم کو زندہ رکھتا ہے) اسلیے کہ تم بوڑھے بنو اور کوئی کوئی تم میں ان وقتوں سے پہلے ہی مر جاتا ہے ف۷ اور (یہ سب) اس لیے کہ تم اپنے مقررہ وعدے تک پہنچو ف۸ اور اس لیے

تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾

عقل پکڑو وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پس جبکہ مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوائے اسکے نہیں کہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے

کہ تم سمجھو ف۹ وہی خدا تم جلاتا ہے اور مارتا ہے تو جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسے فرماتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے ف۱۰ اے

ف۱ یعنی اس کی روشنی میں تم ہر چیز دیکھتے ہو۔

ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی کی بجائے دوسروں کا احسان مان کر ان کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ تمام احسانات کرنے والا صرف وہ ہے۔

ف۳ چنانچہ کسی حیوان کو وہ عمدہ شکل و صورت اور جسمانی ساخت حاصل نہیں ہے جو انسان کو حاصل ہے۔ سیدھا قد اور باوقار طریقہ سے دو پاؤں پر چلتا ہے جبکہ تمام جانور زمین کی طرف جھک کر چلتے ہیں۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں: سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے۔ (موضح)

ف۴ اس کے سوا کوئی تمہارا مالک نہیں کیونکہ تمہیں یہ نعمتیں دینے میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔

ف۵ کسی دوسرے کا یہ حق نہیں کہ اسکی تعریف کی جائے اور شکر ادا کرنے کیلئے اس کی بندگی کی جائے۔

ف۶ پھر مجھ سے یہ توقع کیوں رکھتے ہو کہ میں تمہارا کہنا مانوں اور تمہارے ان جھوٹے معبودوں کی بندگی کرنے لگوں؟

ف۷ یعنی کوئی پیدا ہونے سے پہلے، کوئی جوانی کو پہنچنے سے پہلے اور کوئی بوڑھا ہونے سے پہلے مر جاتا ہے۔

ف۸ یعنی اس عمر تک جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھی ہے، یا قیامت جبکہ تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ ہو کر اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی کے ان مختلف مراحل سے اس لئے گزارتا ہے کہ جب تم اس حیرت انگیز نظام پر غور کرو تو سمجھ سکو کہ کوئی خدا ہے جس نے اس ساری کائنات کو پیدا کیا ہے اور جو اپنی قدرت کاملہ سے اس کا نظام چلا رہا ہے اور یہ کہ وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، جس کی اس کے علاوہ عبادت کی جائے ـــــ شاہ صاحبؒ اپنی توضیح میں لکھتے ہیں، یعنی اتنے احوال تم پر گزرے، شاید ایک حال اور بھی گزرے (اور) وہ (ہے) مر کر جینا۔ (موضح)

ف۱۰ یعنی کسی دیر کے بغیر فوراً ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں بلکہ اسباب اسکے حکم سے وجود میں آتے ہیں۔

ف۱ یعنی کسی دلیل کے بغیر ان میں کج بحثیاں کرتے ہیں۔ (دیکھئے آیت ۴) ف۲ یعنی ان کے صحیح ہونے کے دلائل جاننے کے باوجود ان پر ایمان لانے سے کیوں ہٹائے جا رہے ہیں۔ ف۳ یعنی ان کتابوں کو جو پہلے انبیاء پر نازل ہوئیں ـــــ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "الکتاب" سے مراد قرآن لیا جائے، اور اگر اس سے مراد جنس کتاب ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ "جنہوں نے ہماری کتابوں کو جھٹلایا اور اس (شریعت یا سنت) کو بھی جھٹلایا جسے دے کر ہم نے اپنے "پیغمبروںؑ کو بھیجا"۔ (شوکانی)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّى يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا

کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں اللہ کے کہاں سے پھیرے جاتے ہیں وہ لوگ کہ جھٹلاتے ہیں کتاب کو اور اس چیز کو

پیغمبرؐ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ف۱ کدھر پھیرے جا رہے ہیں ف۲ جنہوں نے کتاب (قرآن) کو جھٹلایا اور (ان باتوں کو

أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾

کہ بھیجا ہے ہم نے ساتھ اسکے پیغمبروںؑ اپنوں کو پس البتہ جانیں گے جس وقت کہ طوق ہوں گے بیچ گردنوں ان کی کے اور زنجیریں گھسیٹے جاویں گے

بھی جھٹلایا) جو ہم نے اپنے پیغمبروںؑ کو دے کر بھیجیں ف۳ تو آگے چل کر اُن لوگوں کو (اپنے جھٹلانے کا نتیجہ) معلوم ہو جائیگا جب اُن کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی

فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ

بیچ پانی گرم کے پھر بیچ آگ کے جھونکے جاویں گے پھر کہا جاوے گا واسطے اُن کے کہاں ہیں وہ جو تھے تم شریک کرتے سوائے اللہ کے

(کتوں کی طرح) کھولتے پانی میں گھسیٹے جائیں گے (کھال اُتر جائے گی) پھر آگ میں جھونکے جائینگے (اُسکا ایندھن بنیں گے) پھر اُن سے کہا جائیگا اب وہ لوگ کہاں گئے جن کو تم

قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَيْئًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ ذَلِكُمْ

کہیں گے کہ کھوئے گئے ہم سے بلکہ نہ تھے ہم پکارتے سوائے اللہ کے پہلے اس سے کچھ اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ کافروں کو یہ بسبب

اللہ تعالیٰ کے سوا شریک سمجھتے تھے ف۴ وہ کہیں گے وہ تو ہمارے پاس سے غائب ہو گئے (معلوم نہیں کدھر چل دیے) گویا ہم اس سے پہلے کسی کو پکارتے ہی نہ تھے ف۵ اللہ تعالیٰ

بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

اس کے ہے کہ تھے تم خوش ہوتے بیچ زمین کے ناحق اور بسبب اسکے کہ تھے تم اتراتے داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے

کافروں کو ایسا ہی بھٹکا دیتا ہے ف۶ (اُن سے کہا جائے گا) یہ اُسکی سزا ہے جو تم دُنیا میں ناحق اِتراتے تھے ف۷ اور اُس کی جو تم دَھند مچاتے تھے (اب) دوزخ

خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

ہمیشہ رہنے والے بیچ اُسکے پس بُری ہے جگہ تکبر کرنے والوں کی پس صبر کر ف۸ تحقیق وعدہ اللہ کا حق ہے پس اگر دکھلاویں ہم تجھ کو بعضی

کے دروازوں میں گھسو ہمیشہ اُسی میں رہو غرور کرنیوالوں کا کیا بُرا ٹھکانا ہے تو (اے پیغمبرؐ) صبر کیے رہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ف۹ پھر جو ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے (اُن کے

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ

وہ چیز کہ وعدہ دیتے ہیں ہم اُن کو یا قبض کر لیویں تجھ کو پس طرف ہماری ہی پھیرے جاویں گے اور البتہ تحقیق بھیجے تھے ہم نے کتنے پیغمبرؐ پہلے تجھ سے بعض اُن میں سے

قتل یا قید ہونے کا) اگر اُس میں سے کچھ تجھ کو دکھلا دیں ف۱۰ یا (اگر اُس وعدے میں دیر ہو) ہم تجھ کو (دُنیا سے) اُٹھا لیں تو (بھی یہ کافر بچ نہیں سکتے آخر) اُن کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا

ف۱۱

مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ

وہ ہے کہ قصہ بیان کیا ہے ہم نے اوپر تیرے اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ نہیں بیان کیا ہم نے قصہ اسکا اوپر تیرے اور نہ تھا مقدور کسی رسول کو یہ کہ لے آوے کوئی نشانی

ہے اور (اے پیغمبرؐ) ہم تجھ سے پہلے بہت پیغمبر بھیج چکے ہیں اُن میں کوئی ایسے ہیں جن کا حال ہم نے تجھ کو سُنایا اور کوئی ایسے ہیں جن کا حال ہم نے تجھ کو نہیں سُنایا ف۱۲ اور پیغمبر کا یہ مقدور

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٧٨﴾ اللَّهُ الَّذِي

مگر ساتھ حکم اللہ کے پس جب آیا حکم خدا کا فیصلہ کیا گیا ساتھ حق کے اور زیان میں پڑے اس وقت جھوٹے ف۱۳ اللہ وہ شخص ہے کہ

نہیں ہے بے حکم خدا کے کوئی نشانی (معجزہ) دکھلائے پھر جب خدا کا حکم آن پہنچے گا (دنیا کا عذاب یا قیامت کا) تو (ان پیغمبروںؑ اور اُنکی اُمتوں کا) انصاف سے فیصلہ کر دیا جائیگا اور اُس وقت

جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا

جس نے کئے واسطے تمہارے چار پائے تو کہ سوار ہو بعضے اُن کے پر اور بعضے اُن میں سے کھاتے ہو ف۱۴ اور واسطے تمہارے بیچ اُن کے بہت فائدے ہیں اور تو کہ پہنچ جاؤ

جھوٹے (بدکار) گھاٹے میں پڑ جائیں گے اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے (جانور) بنائے اسلئے کہ تم اُن میں سے کسی پر سواری کرو (جیسے اونٹ گھوڑا وغیرہ) اور کسی کو کھاؤ

ف۴ یعنی اگر وہ واقعی خدا کے شریک تھے اور تم اس امید پر ان کی عبادت کیا کرتے تھے کہ وہ مشکل وقت میں تمہاری دستگیری کریں گے تو آج وہ تمہاری مدد کو کیوں نہیں پہنچ رہے؟ "ضلوا عنا" یعنی جو امید ہم ان معبودوں سے رکھتے تھے وہ ضائع ہوگئی۔ (جامع)

ف۵ یعنی وہ مشکل وقت میں ہمیں چھوڑ کر ایسے غائب ہوگئے جیسے دنیا میں ہم نے انہیں پکارا ہی نہ تھا اور وہ ہمیں جانتے تک نہ تھے ـــــ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "بل" کا ترجمہ "گویا کہ" کیا جائے اور اگر اس کا ترجمہ "بلکہ" کیا جائے جو اس کا معروف ترجمہ ہے تو مطلب یہ ہوگا "بلکہ ہم دنیا میں کسی چیز کو سرے سے پکارتے ہی نہ تھے" یعنی گھبراہٹ میں اپنے شرک ہی سے انکار کریں گے۔ جیساکہ دوسری آیات میں ہے "واللہ ربنا ما کنا مشرکین"۔ تیسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اب ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ ہم دنیا میں کسی شئ (چیز) کو نہیں بلکہ لاشئ (ناچیز) ہستیوں کو پکارا کرتے تھے یعنی ہماری محنت رائیگاں گئی۔ (جامع البیان وغیرہ)

ف۶ یعنی ان کے حواس باختہ کر دیتا ہے اور وہ کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کر سکتے۔ یہ سزا ہے ان کے شرک کی۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اوّل منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہیں پکڑا۔ اب گھبرا کر منہ سے نکل جاوے گا پھر سنبھل کر انکار کریں گے تو وہ انکار ان کا اللہ نے بچلا دیا اس حکمت سے۔ (موضح)

ف۷ یعنی تمہاری گردن اکڑی رہتی تھی اور تم کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

ف۸ یعنی یہ لوگ جو آپؐ کو نیچا دکھانے کے لئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں ان سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ آنے والے وقت کا صبر سے انتظار کریں۔

ف۹ "وہ ایک نہ ایک دن ضرور پورا ہو کر رہے گا"۔ وعدہ سے مراد کافروں سے انتقام کا وعدہ ہے دنیا یا آخرت میں۔

ف۱۰ یعنی آپؐ کے جیتے جی اس وعدہ کو پورا کر دیں تو آپؐ اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی لیں گے۔

ف۱۱ وہاں یہ وعدہ پورا ہو جائے گا اور یہ سخت عذاب میں پکڑے جائیں گے۔

ف۱۲ یعنی بعض کا تفصیلی حال بیان کیا اور بعض کا نہیں کیا۔ بہرحال سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: یہ یعنی لم نقصص ان پیغمبروںؑ سے کئی گناہ کثیر تعداد میں ہیں جن کے احوال قرآن میں مذکور ہیں۔ جیساکہ سورہ نساء (آیت ۱۶۴) میں اس پر تنبیہ گزر چکی ہے۔ وللہ الحمد والمنہ ـــــ کسی قوم کے کسی قدیم رہنما کے متعلق (جو آنحضرتؐ سے پہلے ہو گزرے ہیں) قطعی طور پر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ نبی نہ تھا۔ ممکن ہے کہ وہ نبی ہو اور اس نے توحید ہی کی دعوت پیش کی ہو مگر بعد کے لوگوں نے اس کی تعلیمات کو مسخ کر دیا ہو۔

ف۱۳ مطلب یہ ہے کہ معجزہ کوئی کھیل نہیں کہ کافروں نے جب چاہا نبیؑ سے اس کا مطالبہ کر دیا اور نبیؑ نے جب چاہا اسے دکھا دیا۔ بلکہ اسکی حیثیت دوٹوک فیصلے کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہی جب چاہتا ہے اسے اپنے کسی نبیؑ کے ہاتھ سے دکھواتا ہے اور جب تک نہیں چاہتا نہیں دکھواتا۔ معجزہ ظاہر ہونے کے بعد مومنوں کی نجات اور باطل پرستوں کی تباہی یقینی ہو جاتی ہے ـــــ یہ کفار مکہ کے اس مطالبہ کا جواب ہے جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ دکھانے کیلئے آئے دن کرتے رہتے تھے۔

ف۱۴ جیسے اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری وغیرہ۔

حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ﴿۸۱﴾

اوپر ان کے حاجت کو کہ بیچ سینوں تمہارے کے ہے اور اوپر اُن کے اور اوپر کشتیوں کے سوار کئے جاتے ہو اور دکھلاتا ہے تم کو نشانیاں اپنی پس کونسی نشانیوں اللہ کی کو انکار

اور تم کو اُن جانوروں میں (اور بھی) فائدے ہیں (انکی کھال اور سینگ سے) اور اسلئے کہ تم ان جانوروں پر (چڑھ کر) تمہارے دل میں جو مطلب ہو ف۱ اُس تک پہنچ جاؤ اور تم اُن جانوروں پر (خشکی

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ

کروگے کیا پس نہیں سیر کی انہوں نے بیچ زمین کے پس دیکھیں کیوں کر ہوا آخر کام اُن لوگوں کا جو پہلے اُن سے تھے تھے زیادہ تر اُن سے اور

میں) اور جہاز پر (دریا میں) لدے پھرتے ہو اور اللہ تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلاتا ہے تو تم اللہ کی کونسی نشانی نہیں مانتے ف۲ کیا ان کافروں نے ملک کی سیر نہیں کی (اگر کرتے) تو دیکھ

أَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

سخت تر قوت میں اور نشانیوں میں بیچ زمین کے پس نہ کفایت کیا اُن سے اُس چیز نے کہ تھے کماتے پس جب آئے اُن کے پاس پیغمبر اُن کے

لیتے ان سے پہلے جو کافر گزر چکے ہیں اُنکا کیسا انجام ہوا وہ ان کافروں سے (گنتی میں) زیادہ تھے اور بل بوتے اور زمین میں نشانیاں چھوڑ جانے میں ف۳ بھی بڑھ کر تھے پھر انکی کمائی اُنکے کام نہ آئی پھر جب

بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا

ساتھ دلیلوں ظاہر کے خوش ہوئے ساتھ اُس چیز کے کہ نزدیک اُنکے تھی علم سے اور گھیر لیا ان کو اُس چیز نے کہ تھے ساتھ اُس کے ٹھٹھا کرتے پس جب

انکے پیغمبر انکے پاس نشانیاں (معجزے) لے کر آئے تو وہ لگے اپنے علم (اور لیاقت) پر پھولنے ف۴ اور جس (عذاب) کا ٹھٹھا اُڑاتے تھے وہی اُن پر اُلٹ پڑا اور جب انہوں نے ہمارا

رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ

دیکھا انہوں نے عذاب ہمارا کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ اللہ اکیلے کے اور کافر ہوئے ہم ساتھ اس چیز کے کہ تھے ہم ساتھ اُسکے شریک کرتے پس نہ تھا کہ نفع کرتا اُن کو

عذاب دیکھ لیا (اُن کے سر پر آن پہنچا) تو (اُسوقت) کہنے لگے ہم اکیلے خدا پر ایمان لائے اور جن کو ہم (خدا کا) شریک سمجھتے تھے اب اُنکو چھوڑا ف۵ لیکن جب انہوں نے ہمارا عذاب (اپنی آنکھوں

إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَ

ایمان اُن کا جب دیکھا اُنہوں نے عذاب ہمارا عادت اللہ کی جو تحقیق گزر گئی ہے بیچ بندوں اُسکے کے اور

سے) دیکھ لیا تو اُن کا ایمان کچھ اُن کے کام نہیں آسکتا تھا ف۶ اللہ تعالیٰ کا یہی قانون ہے جو اُس کے بندوں پر چلتا رہا ہے اور

خَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿۸۵﴾

زیان پایا اس جگہ کافروں نے

عذاب اُترے بعد کافر (ضرور) تباہ ہوئے ہیں ف۷

سُورَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۴۱) (۶۱) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آيَاتُهَا ۵۴ رُكُوعَاتُهَا ۶

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۸ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

حم ﴿۱﴾ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿۲﴾ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ

اُتاری ہوئی ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے کتاب ہے کہ جُدا کی گئی ہیں آیتیں اُسکی قرآن عربی ہے واسطے اس قوم کے

یہ بہت رحم والے مہربان (خدا) کی اُتاری ہوئی کتاب ہے جس کی آیتیں جُدا جُدا ہیں ف۹ عربی قرآن سمجھدار لوگوں کے لیے ف۱۰

يَعْلَمُونَ ﴿۳﴾ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿۴﴾ وَقَالُوا

کہ جانتے ہیں خوشخبری دینے والی اور ڈرانیوالی پس منہ پھیر لیا بہتوں ان کے نے پس وہ نہیں سُنتے اور کہا انہوں نے

جو (ماننے والوں کو) خوشخبری سُناتا ہے اور (کافروں کو) ڈراتا ہے لیکن اکثر لوگوں نے منہ موڑ لیا ہے تو وہ (اس قرآن کو دل لگا کر) سُنتے ہی نہیں اور (اے پیغمبر تجھ سے یہ کافر)

ع ۹/۷ ۱۴

ف۱ جیسے کہیں کا سفر یا دشمن پر حملہ کرنا۔

ف۲ یعنی اس کی نشانیاں تو بے شمار ہیں۔ ایک سے انکار کرو گے تو دوسری سامنے آجائے گی۔ علیٰ ہٰذا القیاس آخر کہاں تک انکار کرتے چلے جاؤ گے۔

ف۳ یعنی جب خدا کا عذاب آیا تو نہ اُن کی کثرتِ تعداد انہیں بچا سکی اور نہ ان کا مال و منال ان کے کام آسکا۔

ف۴ یعنی اپنے فلسفہ، سائنس اور دوسرے دنیوی علوم ہی کو سب کچھ سمجھ کر اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے لگے اور انبیاؑ کے پیش کردہ علم کا مذاق اڑانے لگے۔

ف۵ عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو ان پر اترنا شروع ہوگیا تھا نہ کہ وہ جس کے ابھی آثار نمودار ہوئے تھے۔

ف۶ کیونکہ ایمان وہی معتبر ہے جو پوشیدہ حقائق کو آنکھوں دیکھے بغیر ہو۔ عذاب اُترتا دیکھ کر تو ہر شخص ایمان لے آتا ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک جان کنی کی کیفیت شروع نہ ہو۔ (ترمذی)

ف۷ زجاجؒ کہتے ہیں کہ کافر ہر وقت خسارہ (تباہی) میں ہے لیکن وہ اپنے خسارہ کو آنکھوں سے اس وقت دیکھتا ہے جب اس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۸ اس سورہ کا دوسرا نام سورہ "فُصِّلَتْ" بھی ہے اس کے مکی ہونے پر تمام علمائے تفسیر کا اتفاق ہے تفاسیر میں ہے کہ ایک مرتبہ سرداران قریش نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جو جادو، کہانت اور شعر میں سب سے بڑا ماہر ہو وہ محمدؐ کے پاس جائے۔ چنانچہ عتبہ بن ربیعہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک طویل گفتگو میں آپؐ کو مال، سرداری وغیرہ کا لالچ دیا کہ آپؐ اُن کے دین کی مذمت چھوڑ دیں۔ اس موقعہ پر آنحضرتؐ نے عتبہ کے سامنے اسی سورہ کی ابتدا سے چند آیات تلاوت فرمائیں جن سے وہ بہت متأثر ہوا اور واپس قریش کے پاس آکر کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام برحق معلوم ہوتا ہے اور یہ نہ کہانت ہے اور نہ شعر و شاعری۔ مگر کفار نے اس پر الزام لگایا کہ تم اس کے جادو سے متأثر ہوگئے ہو وغیرہ۔ (ابن کثیر مختصر)

ف۹ یعنی ان میں مختلف مضامین — عقائد، حرام و حلال، گزشتہ اقوام کے واقعات اور مثالیں وغیرہ — کھول کھول کر واضح انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

ف۱۰ یعنی اصحابِ علم و عقل ہیں اور اس کے معانی و مطالب سمجھتے ہیں۔

وا یعنی تمہاری کوئی بات ہم پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ .... اور جو دعوت تم لے کر اُٹھے ہو اس نے ہمارے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ وٹ یعنی بتوں کی عبادت اور باپ دادا کی رسوم کی یا یا دین حق کے مٹانے کی کوشش۔ وٹ یعنی میں تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں اور وحی کے ذریعہ تمہیں توحید کی طرف دعوت دیتا ہوں اور وہ کوئی ایسی چیز نہیں جسے عقلِ انسانی سمجھنے سے قاصر ہو ۔

قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ

دل ہمارے بیچ پردوں کے ہیں اس چیز سے کہ پکارتا ہے تو ہم کو طرف اسکی اور بیچ کانوں ہمارے کے بوجھ ہے اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہے

گتے ہیں جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اسکے ماننے سے تو ہمارے دلوں میں غلاف چڑھے ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھینٹھ ہے (بوجھ ہے) اور

فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

پس عمل کر تو تحقیق ہم بھی عمل کرنیوالے ہیں، کہہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہاری وحی کی جاتی ہے طرف میری کہ معبود تمہارا معبود

ہم میں اور تجھ میں ایک اوٹ ہے وا تو تو (اپنا کام) کئے جا (توحید پر قائم رہ) ہم (اپنا جو کرنے کا ہے) کر رہے ہیں (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ دے میں اور کچھ نہیں تمہاری

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ لَا

اکیلا ہے پس سیدھے چلو طرف اس کی اور بخشش مانگو اس سے اور ولئے ہے واسطے شریک کرنیوالوں کے وہ لوگ کہ نہیں

طرح آدمی ہوں مجھ پر (خدا کی طرف سے) یہ حکم آتا ہے تمہارا (تم سب کا) خدا ایک ہی خدا ہے وٹ سیدھے اسی کی طرف منہ کئے رہو وٹ (اسی کی پوجا کرو) اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دیتے زکوٰۃ اور وہ ساتھ آخرت کے وہی ہیں کافر تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

مشرکوں کی (ایک دن) خرابی ہونیوالی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے ور آخرت کو بھی وہ نہیں مانتے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو ایسا

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸ قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ

اچھے واسطے اُن کے ثواب ہے نہ موقوف ہونے والا کہہ کیا تم کفر کرتے ہو ساتھ اس شخص کے کہ پیدا کیا ہے

نیک ملے گا جس کی انتہا نہیں (بے حساب) وٹ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کیا تم اس (خدا) کو نہیں مانتے جس نے دو دن میں زمین

الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹ وَجَعَلَ فِيْهَا

اس نے زمین کو بیچ دو دن کے اور مقرر کرتے ہو واسطے اس کے شریک یہ ہے پروردگار عالموں کا اور کئے بیچ اس کے

بنائی وٹ اور تم (دوسروں کو) اس کے برابر والے سمجھتے ہو (حالانکہ) وہ تو سارے جہان کا مالک ہے اور اس میں بھاری بھرکم

رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً

پہاڑ اوپر اس کے سے اور برکت رکھی بیچ اس کے اور مقدر کی ہے بیچ اسکے قوت اس میں کی بیچ چار دن کے برابر ہے

پہاڑ اوپر کو بنائے اور اس میں برکت رکھی (درخت اگائے) وٹ اور وہاں کے (رہنے والوں کیلئے) خوراکوں کا بندوبست کیا وٹ یہ سب چار دن میں ہوا وٹ

لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ

واسطے پوچھنے والوں کے پھر قصد کیا طرف آسمان کی اور وہ دھواں تھا پس کہا واسطے اس کے اور واسطے زمین کے

ٹھیک (چار دن میں) پوچھنے والوں کیلئے وا پھر پروردگار آسمان کی طرف چڑھا وہ ایک دھواں سا تھا وا اور آسمان اور زمین سے فرمایا خوشی سے خواہ

ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ

آؤ تم دونوں خوش یا ناخوش کہا دونوں نے آئے ہم دونوں خوشی سے پس مقرر کیا ان کو سات آسمان

زبردستی سے میرا حکم مانو وا دونوں نے عرض کیا ہم خوشی سے تیرا حکم بجالانے کو حاضر ہیں پھر دو دن میں سات آسمان

فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ

بیچ دو دن کے اور ڈال دیا بیچ ہر آسمان کے کام اس کا اور زینت دی ہم نے آسمان دنیا کو ساتھ چراغوں کے

بنائے وا اور ہر ایک آسمان میں جو کام کرنا تھا کیا وا اور ہم نے نزدیک والے (پہلے) آسمان کو چراغوں (تاروں) سے سجایا

میری دعوت میں کوئی ایسی چیز ہے جو تفرقہ ڈالتی ہو بلکہ یہ تو قومی یک جہتی و ہم رنگی پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

وٹ "لہٰذا اسی کو پکارو اور اسی سے حاجتیں طلب کرو"

وٹ "زکوٰۃ" کے لفظی معنی "پاکیزگی" کے ہیں اور صدقہ کو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے آدمی کا مال پاک ہو جاتا ہے۔ یہ آیت چونکہ مکی ہے اور زکوٰۃ کی فرضیت مدینہ میں ہوئی۔ اس لئے یہاں زکوٰۃ سے مراد صدقہ و خیرات بھی لیا گیا ہے اور اقرار توحید کے ذریعہ نفس کی پاکیزگی بھی۔ (ابن کثیر)

وٹ یا "جس کا ان پر احسان نہ جتایا جائے گا" لفظ "غیر ممنون" کے لغوی طور پر یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ بعض علمائے تفسیر کا خیال ہے کہ یہ آیت بیماروں اور کمزوروں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی قوت او تندرستی کی حالت میں جتنی عبادت وہ کرتے تھے۔ بیماری کی حالت میں اگرچہ نہ کر سکیں تو انہیں اس عبادت کا ثواب ملتا رہے گا۔ (فتح القدیر شوکانی)

وٹ دو دنوں سے مراد دو عہد (زمانے) ہیں یا اتنی مقدار جو دو دن کے برابر ہو۔ کیونکہ زمین کی پیدائش سے پہلے موجودہ دن رات کا وجود نہ تھا بلکہ ان کا وجود زمین اور سورج کی پیدائش کے بعد عمل میں آیا۔ (شوکانی)

وٹ زمین کی برکت سے مراد درخت اور پودے بھی ہیں، پانی بھی اور وہ بے حد و حساب معدنیات بھی جو لاکھوں برس سے اس کے بطن سے نکلتی چلی آ رہی ہیں اور تاقیامت نکلتی رہیں گی۔

وٹ "جن سے وہ زندہ رہیں" خوراک کے مفہوم میں انسانی زندگی کی ضروریات اور کسبِ معاش کے جملہ وسائل شامل ہیں۔

وٹ دو دن زمین کی پیدائش کے اور دو دن اس میں پہاڑوں اور اسباب زیست کی پیدائش کے۔

وا یعنی یہ وضاحت ان لوگوں کے لئے ہے جو پیدائش کے متعلق سوال کرتے ہیں یا "سائلین" کے معنی ہیں "مانگنے والوں کے لئے" یعنی ضرورت مندوں کے لئے زمین میں خوراک کا سامان مہیا کر دیا ہے۔

وا دھوئیں سے مراد قدیم مفسرین نے پانی کے بخارات لئے ہیں۔ (شوکانی) انہی کو موجودہ سائنس دان "سدیم" یا "سحابیہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی بادلوں کے منتشر اجزا۔ واللہ اعلم۔ وا "اِئْتِیَا" (آجاؤ) یعنی میرے حکم کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ پانی کے چشمے بہا، اپنے نباتات کے خزانے نکال اور آسمان کو حکم دیا کہ سورج، چاند اور ستارے نکالو وغیرہ۔ (شوکانی) وا اس طرح آسمانوں اور زمین کی پیدائش چھ دن میں مکمل ہوئی۔ دیکھئے سورہ اعراف ۵۴۔

وا یعنی اس کا نظام جس طرح بنانا تھا بنا دیا۔

وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ⑫ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

اور واسطے محافظت کے یہ ہے اندازہ عزت والے علم والے کا پس اگر منہ پھیریں پس کہہ ڈراتا ہوں میں تم کو

اور اُس کی حفاظت کی ف۱ یہ انتظام اُس (خدا) کا ہے جو زبردست ہے علم والا پھر اگر (اللہ تعالیٰ کی اتنی نشانیاں بتانے پر بھی) وہ (یعنے مکہ کے کافر) دھیان نہ کریں (اور ٹلا

صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ⑬ اِذْ جَاۗءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

عذاب آسمان کے سے مانند عذاب آسمان عاد کے اور ثمود کے جس وقت آئے تھے اُن کے پاس پیغمبر آگے اُن کے سے

کہنا نہ سنیں تو اُن سے) کہہ دے میں تم کو اُس کڑاکے (عذاب) سے ڈراتا ہوں جیسا کڑاکا عاد اور ثمود پر آیا جب اُنکے آگے اور اُنکے پیچھے سے اُنکے پاس پیغمبر آئے (اور اُنکو سمجھایا) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَاۗءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً

اور پیچھے اُن کے سے یہ کہ مت عبادت کرو مگر اللہ کو کہا انہوں نے اگر چاہتا پروردگار ہمارا البتہ اُتارتا فرشتے

کسی کو مت پوجو ف۲ انہوں نے جواب دیا اگر ہمارا مالک (کسی کو اپنی طرف سے بھیجنا چاہتا) تو فرشتوں کو اُتارتا ف۳

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ⑭ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

پس تحقیق ہم ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم ساتھ اُس کے کافر ہیں پس جو تھے عاد پس تکبر کیا انہوں نے بیچ زمین کے ناحق

پھر ہم تو جو تم دے کر بھیجے گئے ہو اُسکو نہیں مانتے ف۴ تو عاد نے تو یہ کیا کہ ناحق ملک میں لگے شیخی کرنے اور

الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ

اور کہا انہوں نے کون ہے زیادہ ہم سے قوت میں کیا نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ اللہ جس نے پیدا کیا ان کو وہ

کہنے لگے بل بوتے میں ہم سے بڑھ کر کون ہے (کوئی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتا) کیا اُن کو یہ نہ سوجھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے اُن کو پیدا کیا

اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ⑮ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

سخت تر ہے اُن سے قوت میں اور تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے انکار کرتے پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے باؤ

وہ بل بوتے میں اُن سے کہیں بڑھ کر ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے آخر ہم نے اُن پر کئی منحوس دنوں میں زور کی آندھی

صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ

تند کو بیچ دنوں نحس کے تو کہ چکھا دیں ہم ان کو عذاب رسوائی کا بیچ زندگانی دنیا کے

چلائی ف۵ اس لئے کہ ہم دُنیا کی زندگی میں اُن کو ذلت کا عذاب چکھائیں اور بے شک

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ⑯ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ

اور البتہ عذاب آخرت کا بہت رسوا کرنے والا ہے اور وہ نہیں مدد کئے جاویں گے اور جو تھے ثمود پس راہ دکھائی ہم نے ان کو

آخرت کا عذاب تو (اس سے بھی) زیادہ ذلت کا ہے اور (وہاں) اُن کو مدد بھی نہیں ملنے کی اور ثمود (کے لوگوں) کو ہم نے (پیغمبر بھیج کر دین کی) سچی راہ بتلائی

فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَي الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا

پس اختیار کیا انہوں نے اندھا رہنا اوپر راہ پانے کے پس پکڑا ان کو کڑک عذاب رسوا کرنے والے کی نے

لیکن اُنہوں نے سیدھا رستہ چھوڑ کر گمراہی پسند کی ف۶ آخر اُن کے (بُرے) کاموں کی وجہ سے ذلت کے مہلک عذاب نے

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑰ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ⑱ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ

بہ سبب اُسکے کہ تھے کماتے اور نجات دی ہم نے اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے اور تھے ڈرتے اور جس دن اکٹھے کئے جاویں گے دشمن

اُن کو پکڑ لیا اور جو لوگ ایمان دار اور پرہیزگار تھے اُن کو ہم نے بچا دیا اور جس دن ف۷ اللہ تعالیٰ کے دشمن (کافر اور مشرک)

ع ۲ / ۱۶

ف۱ یعنی شیطانوں کی پہنچ سے اس کی حفاظت کی کہ وہ ملأ اعلیٰ کی بات نہ سن سکیں۔

ف۲ یعنی ہر طرف سے ان کے پاس پیغمبر آئے۔ یہ ممکن ہے بہت سے پیغمبر آئے ہوں اگرچہ قرآن میں حضرت ہودؑ اور صالحؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔ (موضح) یا ان کے اردگرد کی آبادیوں میں بہت سے اللہ کے پیغمبر ہو گزرے تھے جو انہیں اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے تھے اور یہ ان پیغمبروں کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۳ نہ کہ تمہیں جو ہماری ہی طرح کے انسان ہو۔

ف۴ یعنی اس دین کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں جس کے متعلق تمہارا دعویٰ ہے کہ اللہ نے تمہیں دے کر بھیجا ہے ۔۔۔ یہ وہ اعتراض ہے جو قریش آنحضرتؐ پر کیا کرتے تھے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اس کا جواب دیا گیا ہے۔

ف۵ کئی دنوں سے مراد مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن ہیں۔ (دیکھئے سورہ الحاقہ آیت ۶-۷) دنوں کے منحوس ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اُن کے حق میں منحوس رہے نہ یہ کہ وہ بجائے خود منحوس تھے۔

ف۶ یعنی کافر رہنے کو ایمان لانے پر ترجیح دی۔

ف۷ یعنی اے کفار قریش! ذرا اس دن کا تصور کرو جب .....

اللّٰهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا مَا جَآءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ

اللہ کے طرف آگ کی پس وہ قسم قسم جدا کئے جاویں گے — یہاں تک کہ جب جاویں گے اس کے پاس گواہی دیں گے اوپر ان کے کان ان کے اور

دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے پھر (پچھلے لوگوں کے انتظار میں) روکے جائیں گے وٹ یہاں تک کہ (جب) سب دوزخ پر آ پہنچیں گے اُس وقت جیسے جیسے

أَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ

آنکھیں اُن کی اور چمڑے اُن کے ساتھ اس کے کہ تھے کرتے اور کہیں گے واسطے چمڑوں اپنے کے کیوں گواہی دی تم نے

کام یہ دنیا میں کرتے رہے ہیں اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے اُن پر گواہی دینگے وٹ اور یہ لوگ اپنے چمڑوں سے کہیں گے (اسی طرح کان اور آنکھ سے) تم نے ہمارے خلاف

عَلَيْنَا ۖ قَالُوٓا أَنطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِىٓ أَنطَقَ كُلَّ شَىْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ

اوپر ہمارے کہیں گے وہ کہ بلایا ہم کو اللہ نے جس نے بلایا ہر چیز کو اور اسی نے پیدا کیا تم کو

کیوں گواہی دی وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت دی ہم کو بھی بلا دیا۔ وٹ اُسی نے تم کو پہلی بار (دنیا میں)

أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ

پہلی بار اور طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے اور نہیں تھے تم چھپ سکتے اس بات سے کہ گواہی دیویں

پیدا کیا تھا اور اُسی کے پاس تم لوٹ کر آتے ہو وٹ اور تم جو دنیا میں چھپ کر گناہ کرتے تھے تو اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے کان اور

عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ

اوپر تمہارے کان تمہارے اور نہ آنکھیں تمہاری اور نہ چمڑے تمہارے ولیکن گمان کیا تم نے یہ کہ اللہ نہیں جانتا

تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف گواہی دیں گے وٹ بلکہ تم یہ سمجھتے تھے کہ تمہارے بہت سے کام خدا کو معلوم نہیں

كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِى ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَىٰكُمْ فَأَصْبَحْتُم

بہت اس چیز سے کہ کرتے ہو تم اور ایسے گمان تمہارے نے جو گمان کیا تھا تم نے ساتھ رب اپنے کے ہلاک کیا تم کو پس ہو گئے تم

ہیں وٹ اور اسی گمان نے جو تم نے اپنے مالک کے ساتھ گمان کیا تم کو تباہ کیا اور تم (اسی بدگمانی کی بدولت آج) ٹوٹے

مِّنَ الْخَٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ

ٹوٹا پانے والے پس اگر صبر کریں پس آگ ہے جگہ رہنے اُنکے کی اور اگر توبہ کریں پس نہیں وہ توبہ قبول

میں پڑ گئے وٹ پھر (اس وقت) اگر یہ لوگ چپکے رہیں گے تو دوزخ اُن کا ٹھکانا ہے (پڑے جلتے رہیں) اور اگر منانا چاہیں گے کہ کوئی اُن کو راضی کرے

الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ

کئے جاویں گے اور مقرر کیے ہیں ہم نے واسطے اُن کے ہمنشیں پس زینت دلاتے ہیں واسطے اُنکے جو کچھ آگے اُنکے ہے اور جو پیچھے اُنکے ہے اور

تو کوئی نہیں منانے کا وٹ اور ہم نے اُن (قریش کے کافروں) کے ساتھ ہمزاد (یعنی شیطان) لگا دئیے ہیں انہوں نے اُنکے اگلے اور پچھلے (سب) کاموں کو اُن کی نظروں میں اچھا کر دکھایا

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِىٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ

ثابت ہوئی اوپر اُن کے بات عذاب کی بیچ امتوں کے تحقیق گزریں تھیں پہلے اُن سے جنوں سے اور آدمیوں سے تحقیق وہ تھے

اور جو قومیں جنات اور آدمیوں کی ان سے پہلے گزر چکیں اُن کے ساتھ اُن پر بھی (عذاب کا) قول پورا ہوا کیونکہ یہ تباہ ہونے والے

كَانُوا خَٰسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْءَانِ وَالْغَوْا فِيهِ

ٹوٹا پانے والے اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے مت سنو اس قرآن کو اور بک بک کرو بیچ اس کے

بھی تھے اور یہ (قریش کے) کافر کہتے ہیں وٹ اس قرآن پر کان ہی نہ لگاؤ اور (پڑھتے وقت خوب) بک بک کرو (غل مچاؤ) شاید (اس

المنزل ۶

ف ۱ یا "ان کی مثلیں لگائی جائیں گی"۔ یعنی ان کی ہر قسم کو الگ الگ جمع کیا جائے گا — لفظ "یوزعون" کے "اگلوں کا روکے جانا" اور "مثلیں بنایا جانا" دونوں معنی صحیح ہیں۔ دیکھئے سورہ نمل آیت ۱۷۔ ف ۲ یہ صورت حال ان منافقین اور کفار کو پیش آئے گی جو اپنے گناہوں کا اقبال کرنے سے انکار کریں گے، فرشتوں کی گواہی کو جھٹلائیں گے اور اپنے نامۂ اعمال کی صحت کو تسلیم نہ کریں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اچھا تم اپنی بکواس بند کرو، دیکھو خود تمہارے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء تمہارے خلاف کیا گواہی پیش کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ صحابہؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک مسکرائے اور پھر فرمایا "کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں مسکرایا؟" ہم نے عرض کیا "نہیں، اے اللہ کے رسولؐ"۔ فرمایا "میں اس گفتگو سے فرمایا جو قیامت کے روز بندہ اپنے رب سے کرے گا، وہ کہے گا "یا اللہ! کیا تو نے ظلم سے مجھے پناہ نہیں دی؟" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ہاں" بندہ کہے گا "تو میں اپنے خلاف صرف اس گواہ کی گواہی تسلیم کروں گا جو خود میرا ہو"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تیرے خلاف خود تیری اور تیرے فرشتوں کی گواہی کافی ہے"۔ پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں کو حکم دیا جائے گا کہ گواہی پیش کرو۔ وہ اس کے کرتوتوں کی ساری سوداد پیش کر دیں گے تب بندہ ان سے کہے گا "جاؤ، مجھ سے دور ہو جاؤ، میں تو جو کرتا تھا تمہارے ہی بچانے کو کرتا تھا"۔ (ابن کثیر)

ف ۳ اور ہم نے تمہارے کرتوتوں کو بیان کر دیا اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟

ف ۴ یہ جملہ چمڑوں کی گفتگو کا تتمہ بھی ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بھی جو وہ اس موقع پر فرمائے گا۔

ف ۵ یعنی دوسروں سے چھپتے تھے لیکن چونکہ نہیں یہ اندیشہ نہ تھا کہ خود ہمارے کان، آنکھیں اور چمڑے ہمارے خلاف گواہی دیں گے اس لئے ان سے چھپنے کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔

ف ۶ "اس لئے خوب بے باکی سے گناہ کرتے رہتے تھے"۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں غلاف کعبہ کے پیچھے چھپا ہوا تھا کہ ایک قریشی اور دو ثقفی یا ایک ثقفی اور دو قریشی آئے اور آپس میں گفتگو کرنے لگے جسے میں سمجھ نہ سکا۔ پھر ایک کہنے لگا "کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ گفتگو سن رہا ہے؟" دوسرا بولا "اگر ہم بلند آواز سے گفتگو کریں تب تو وہ سنتا ہے، لیکن اگر ہماری آواز دھیمی ہو تو وہ نہیں سنتا"۔ اس پر دوسروں نے کہا: "اگر وہ یہ سنتا ہے تو سب کچھ سنتا ہے"۔ میں نے ان کی اس گفتگو کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "وما کنتم تستترون" سے "من الخاسرین" تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ (شوکانی) حضرت معاویہؓ بن حیدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اس حال میں اپنے رب کے حضور پیش کئے جاؤ گے کہ تمہارے منہ پر ڈاٹ لگی ہوگی اور تمہارے خلاف سب سے پہلے تمہاری رانیں اور تمہاری ہتھیلیاں گواہی دیں گی"۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (شوکانی)

ف ۷ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کسی شخص کا انتقال نہیں ہونا چاہئے مگر اس حال میں کہ اللہ سے اس کا گمان اچھا ہو، اس لئے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ سے ان کا برا گمان ہی لے ڈوبتا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (شوکانی) حسنؒ بصری نے یہ آیت تلاوت کی اور پھر فرمایا آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "انا عند حسن عبدی بی وانا معہ اذا دعانی" (میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے)۔ اس کے بعد امام حسنؒ بصری کچھ دیر خاموش رہے اور پھر بولے "ہر شخص کا عمل ویسا ہوتا ہے جیسا اس کا اپنے رب سے گمان ہوتا ہے۔ مؤمن کا اپنے رب سے گمان چونکہ اچھا ہوتا ہے اس لئے اس کا عمل بھی اچھا ہوتا ہے اور کافروں اور منافقوں کا اپنے رب سے گمان چونکہ اچھا نہیں ہوتا اس لئے ان کا عمل بھی خراب ہوتا ہے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا "وما کنتم..... الی قولہ من الخاسرین" (ابن کثیر) ف ۸ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ منت سماجت کریں گے تو بھی ان کی شنوائی نہ ہوگی۔ دوسرا مطلب امام ابن جریرؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر وہ یہ چاہیں کہ انہیں دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تو انہیں لوٹایا نہ جائے گا۔ (ابن کثیر) ف ۹ یعنی انسانوں اور جنوں میں سے برے ساتھی۔ ف ۱۰ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اگر انسان برا ہو تو اسے ساتھی بھی برے میسر آتے ہیں جو اسے سبز باغ دکھاتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان برائیوں میں مگن ہو جاتا ہے اور آخر کار خود کو اپنے ساتھیوں سمیت لے ڈوبتا ہے۔ (دیکھئے زخرف: ۳۶) ف ۱۱ یعنی جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو آپس میں

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ

توکہ تم غالب رہو پس البتہ چکھاویں گے ہم اُن لوگوں کو کہ کافر ہوئے عذاب سخت اور البتہ جزا دیویں گے ہم ان کو بدتر

تدبیر سے) تم دُور رہو ف۱ توہم ان کافروں کو ضرور سخت سزا دیں گے اور بُرے سے بُرے کام کا اُن کو

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ

اس چیز کی کہ تھے وہ کرتے یہ ہے بدلا دشمنوں خدا کے کا آگ واسطے اُنکے بیچ اس کے گھر ہے ہمیشہ رہنے کا

ضرور بدلہ دیں گے ف۲ اللہ کے دشمنوں (کافروں) کا یہی بدلہ ہے دوزخ وہ جو ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اُسکی سزا میں اُنکو ہمیشہ

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ

بدلا اس چیز کا کہ تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے انکار کرتے اور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں اے رب ہمارے دکھلا ہم کو وہ

گھر وہیں ملے گا (سدا دوزخ ہی میں رہیں گے) اور (قیامت کے دن) یہ کافر کہیں گے مالک ہمارے (ایک نظر) ہم کو اُن شیطانوں اور آدمیوں کو دکھلائے

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

دو شخص جنہوں نے گمراہ کیا ہم کو جنوں سے اور آدمیوں سے ف۳ کر دیں ہم ان دونوں کو نیچے قدموں اپنے کے توکہ ہو جاویں وہ دونو نیچے والوں سے

جنہوں نے ہم کو دُنیا میں گمراہ کیا تھا ہم (آج) اُن کو اپنے پاؤں کے تلے ڈالدیں (مسلیں یا کمندلیں یا رگڑیں) تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں ف۴

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا

تحقیق جو لوگ کہ کہا انہوں نے پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر ثابت رہے اوپر اسی کے اترتے ہیں اوپر اُن کے فرشتے یعنی وقت موت کے یہ کہ مت ڈرو

جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا مالک اللہ ہے (توحید کا اقرار کیا) پھر (اس پر) جمے رہے ف۵ (مرتے وقت یا قبر میں یا قبر سے اٹھتے وقت) اُن پر (رحمت کے) فرشتے اُتریں گے (اور کہینگے

وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ

اور مت غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جو تھے تم وعدہ دئے جاتے ہم ہیں دوست تمہارے

تم ڈرو نہیں اور نہ رنج کرو ف۶ اور جس بہشت کا تم سے وعدہ تھا اُس کی خوشی مناؤ ہم دُنیا کی زندگی میں بھی (خدا کی طرف سے) تمہارے

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا

بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے اور واسطے تمہارے ہے بیچ اُسکے جو کچھ کہ چاہیں جی تمہارے اور واسطے تمہارے بیچ اسکے

نگہبان (یا رفیق اور مددگار) تھے اور آخرت میں بھی ف۷ اور بہشت میں بھی جو تمہارا جی چاہے وہ تمہارے لیے حاضر اور جو منگواؤ وہاں تمہارے لیے

مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ

جو کچھ کہ مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے اور کون شخص ہے بہتر بات میں اُس شخص سے کہ پکارتا ہے

موجود بخشنے والے مہربان (خدا) کے مہمان ہو گے اور اُس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی (تابعداری)

اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ

طرف اللہ کی اور عمل کرتا ہے اچھے اور کہتا ہے تحقیق میں مسلمانوں سے ہوں اور نہیں برابر ہوتی نیکی

کی طرف (لوگوں) کو بُلائے اور (خود بھی) اچھے کام کرے اور (زبان سے) کہے میں بھی (خدا کا) تابعدار ہوں ف۸ اور بھلائی اور بُرائی برابر نہیں

وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ

اور نہ برائی دفع کر بدی کو ساتھ اُس خصلت کے کہ وہ بہت اچھی ہے پس ناگہاں وہ شخص کہ درمیان تیرے اور درمیان اُسکے دشمنی ہے گویا کہ وہ

ہو سکتی بُرائی کا بدلہ اچھے سے اچھا کرو ف۹ (ایسا کرے گا تو دیکھ لے گا) جو تیرا دُشمن تھا وہ ایک دم سے ایسا ہو جائے گا جیسے (تیرا

ع ۴ / ۱۸

ف۱ یعنی قرآن پڑھنے والے کی آواز کو دبالو اور وہ گھبرا کر قرآن پڑھنا بند کر دے۔

ف۲ اس سے بڑا کام اور کیا ہوگا کہ وہ نہ خود قرآن سنتے اور نہ دوسروں کو سننے دیتے بلکہ اس کے مقابلہ میں بدتمیزی کرتے۔

ف۳ یعنی جن کی ہم دنیا میں پیروی کر کے گمراہ ہوئے۔

ف۴ حضرت علیؓ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا "اس میں جن سے مراد ابلیس اور آدمی سے مراد آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل ہے۔ (شوکانی)

ف۵ جمہور صحابہؓ و تابعین کے نزدیک "استقامۃ" سے مراد خلوصِ عمل اور عقیدۂ توحید پر ثبات ہے۔

ف۶ یعنی موت یا قبر یا قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرو نہیں اور نہ دنیا کے مال و متاع اور اولاد کے چھوٹ جانے پر افسوس کرو۔

ف۷ دنیا میں نگہبانی یہ کہ تمہیں نیکی کا الہام کرتے رہے اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھی اور مددگار رہیں گے اور تمہیں حفاظت سے جنت تک پہنچائینگے۔ فرشتے ہر مومن کو اس کی موت کے وقت یہ بشارت دیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۸ "احسن قولا" سے مراد قرآن اور داعی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر قیامت تک ہر وہ شخص اس کے تحت آجاتا ہے جو آنحضرت کی دعوت لیکر اٹھے۔ یوں باعتبار معنی اس میں مؤذنین (اذان دینے والے) بھی داخل ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بالاولیٰ اس کے مصداق ہیں۔ جنہوں نے کفار کے نرغے سے آنحضرتؐ کو بچایا اور کہا، اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰہ" (قرطبی وغیرہ)

ف۹ یعنی کوئی بدخلقی سے پیش آئے تو اس سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ، کوئی گالی دے تو اسے دعا دو، کوئی غصہ اور خفگی کا اظہار کرے تو اس پر صبر کرو، کوئی ظلم کرے تو اس سے انصاف کرو، الغرض ہر برائی کا مقابلہ اچھائی سے کرو۔ (نیز دیکھئے القصص: ۵۴، رعد: ۲۲)

ف۱ یعنی جو اپنے اندر بڑا حوصلہ، عزم، قوت برداشت اور ضبطِ نفس رکھتے ہیں ف۲ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مرتبہ اور اعلیٰ صفات کے مالک ہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حوصلہ کشادہ چاہئے کہ بُری بات سہار کر سامنے سے بھلی بات کہیئے، یہ اقبال مندوں کو ملتا ہے۔ (موضح) ف۳ یعنی شیطان دل میں وسوسہ ڈالے اور برائی پر اکسائے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، "یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آئے تو یہ شیطان کا دخل ہے۔ (موضح)

وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

دوست ہے قرابتی اور نہیں سکھائے جاتے یہ بات مگر جو لوگ کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں سکھلایا جاتا یہ مگر بڑے نصیب والا

دلسوز دوست اور یہ بات (بُرائی کے بدل بھلائی کرنا) اُنہی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں ف۱ اور اُنہی کو اسکی توفیق ہوتی ہے جو نصیبے والے ہیں ف۲

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾ وَ

اور اگر چوک دے تجھ کو شیطان کی طرف سے کوئی چوک دینے والا پس پناہ پکڑ ساتھ اللہ کے تحقیق وہ سننے والا جاننے والا ہے اور

اور (اے پیغمبرؐ) اگر شیطان کے گدگدانے سے تجھ کو گدگدی ہو ف۳ تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ (وہ تجھ کو بچا لیگا) بیشک وہ (سب) سنتا جانتا ہے ف۴ اور

مِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا

نشانیوں اُس کی سے رات ہے اور دن اور سورج اور چاند مت سجدہ کرو واسطے سورج کے اور نہ

اُس کی (بہت سی قدرت کی) نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں ف۵ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو (وہ تو تمہاری طرح ایک

لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾ فَإِنِ

واسطے چاند کے اور سجدہ کرو واسطے اللہ کے جس نے پیدا کیا ہے ان کو اگر ہو تم اُسی کی عبادت کرتے پس اگر

مخلوق ہیں) اور اگر تم خاص اللہ تعالیٰ کو پُوجنا چاہتے ہو تو اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے اُن کو پیدا کیا ہے ف۶ پھر اگر یہ لوگ (خدا کا

اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ

تکبر کریں پس جو کوئی کہ نزدیک پروردگار تیرے کے ہیں تسبیح کرتے ہیں واسطے اُس کے رات اور دن اور وہ

پُوجا کرنے میں) غرور کریں تو خدا کے پاس جو فرشتے ہیں وہ تو رات دن اُس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ (کبھی) تھکتے ہی نہیں ف۷ اور

لَا يَسْأَمُونَ ۩ ﴿٣٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا

نہیں تھکتے اور نشانیوں اس کی سے ہے یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی ہوئی پس جس وقت

(اے پیغمبرؐ) اُس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے دبی ہوئی (سُوکھی) ف۸ جب ہم اُس پر

أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ

اُتارتے ہیں ہم اوپر اُس کے پانی ہلتی ہے اور پھولتی ہے تحقیق جس نے زندہ کیا اس کو البتہ زندہ کرنے والا ہے مُردوں کو

پانی برساتے ہیں تو لہلہانے لگتی ہے اور اُبھر آتی ہے ف۹ بے شک جس (خدا) نے اُس زمین کو (جو مردہ پڑی تھی پانی برسا کر) جلایا وہی

إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ

تحقیق وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے تحقیق وہ لوگ کہ کجراہی کرتے ہیں بیچ نشانیوں ہماری کے نہیں چھپتے

خدا مُردوں کو بھی جلائے گا بیشک وہ سب کچھ کر سکتا ہے جو لوگ ہماری آیتوں کا (جان بوجھ کر) ٹیڑھا مطلب نکالتے ہیں ف۱۰ وہ ہم پر چھپے ہوئے نہیں ہیں ف۱۱

عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

اوپر ہمارے کیا پس جو کوئی کہ ڈالا جاوے بیچ آگ کے بہتر ہے یا وہ جو آوے امن سے دن قیامت کے

(ان کا حال ہم کو معلوم ہے) بھلا جو کوئی دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا جو قیامت کے دن بے کھٹکے (امن سے) آئے (لوگو تم دُنیا میں) جو چاہو سو کر لو

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

کرو جو کچھ چاہو تم تحقیق وہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے

وہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے بے شک جن لوگوں نے قرآن کو نہ مانا جب اُن کے پاس پہنچا

ف۴ صحیحین میں حضرت سلیمانؓ بن صرد سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو آدمی باہم گالم گلوچ کرنے لگے۔ ایک کا پارہ بہت چڑھا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے جسے یہ شخص زبان سے ادا کرے تو اس کا غصہ فرو ہو جائے اور وہ ہے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" وہ شخص بولا "کیا آپ مجھے پاگل سمجھتے ہیں؟ جواب میں آنحضرتؐ نے (کچھ کہنے کی بجائے) یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (شوکانی) اس کے متعلق کچھ تشریح سورہ اعراف (آیت ۲۰۰) اور سورہ مومنون آیت (۹۷، ۹۸) میں بھی گزر چکی ہے۔

ف۵ یعنی یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیوں میں سے چند نشانیاں ہیں جنکی پیدائش اور نظام پر اگر تم غور کرو تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عظمت کے دلائل مل سکتے ہیں۔ اس آیت سے مقصود ان مشرکین کا رد ہے جو اُن چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا مظہر سمجھتے ہوئے اُن کی پرستش کرتے تھے جیسے صابی اور پارسی — حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سورج، چاند اور ہواؤں میں سے کسی کو گالی نہ دو، اس لئے کہ ہوائیں وہ چیزیں ہیں جو بعض کے لئے رحمت اور بعض کے لئے عذاب بنا کر بھیجی جاتی ہیں۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی اگر خدا کی عبادت کرنا چاہتے ہو تو براہِ راست اسی کو سجدہ کرو جو ان سب کا خالق ہے — معلوم ہوا کہ مخلوق کو سجدہ کرنا حرام ہے اور جو لوگ اولیا کی قبروں اور تعزیہ وغیرہ کو سجدہ کرتے ہیں سو یہ غلط ہے۔ (امام الہند)

ف۷ یعنی اگر مشرکین اس قدر مغرور و سرکش ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا اپنے شایانِ شان نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں، اللہ تعالیٰ اُن کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تو یہ عالم ہے کہ بے شمار مقرب ترین فرشتے جن کے ذریعہ پوری کائنات کا نظام چل رہا ہے دن رات اس کی عبادت اور تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں اور کبھی نہیں اکتاتے۔ یہ لوگ جھوٹے پندار میں مبتلا رہ کر کسی اور کا نہیں اپنا ہی نقصان کریں گے — اس مقام پر سجدہ ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے صرف محلِ سجدہ میں اختلاف ہے۔ بعض صحابہؓ "ایاہ تعبدون" اور بعض "لَا يَسْأَمُونَ" پر سجدہ کرتے تھے۔ (قرطبی وغیرہ)

ف۸ یعنی اس میں کھیتی گھاس وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ زمین کی اسی حالت کو دوسری آیات میں موت سے تعبیر کیا ہے۔

ف۹ یعنی اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں، گھاس اُگتی ہے۔ الغرض زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے

ف۱۰ لفظی ترجمہ یہ ہے جو لوگ ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں، الحاد کے معنی ہیں حق سے پھر کر ٹیڑھی راہ اختیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد یہ ہے کہ ان کا سیدھا سادا اور واضح مطلب لینے کی بجائے غیر متعلق بحثیں کرے اور انہیں غلط مطلب پہنانے کی کوشش کرے۔ جو لوگ مسلمان ہو کر باطل نظریات — انکارِ حدیث، اشتراکیت، سرمایہ داری، بدعات وغیرہ — کے حامی بن جاتے ہیں وہ یہی طرز اختیار کرتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ف۱۱ اس میں سخت سرزنش ہے کہ یہ لوگ ہماری گرفت

ف۱ یعنی باطل کی یہ مجال نہیں ہے کہ اس پر کسی پہلو سے حملہ آور ہو سکے، نہ کھلم کھلا سامنے آکر اور نہ چوری چھپے پیچھے سے۔ سو قرآن نقص و زیادت سے محفوظ ہے یا مطلب یہ ہے کہ پہلی کتابیں بھی قرآن کو باطل نہیں کرتیں اور نہ کوئی کتاب پیچھے آئے گی جو اس کو جھٹلادے۔ ف۲ یعنی کفار مکہ اگر آپ کو جادوگر، شاعر، دیوانہ، کاہن یا اسی قسم کے دوسرے ناموں سے یاد کرکے آپ کی دعوت کو زک دینا چاہتے ہیں تو آپ اطمینان رکھیں، ان کے رکھے ہوئے ناموں میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا طعنہ آپ سے پہلے پیغمبروں کو نہ مل چکا ہو۔ لیکن پیغمبروں نے ہمیشہ صبر کیا اور پوری ہمت سے اپنی دعوت کا سلسلہ جاری رکھا یہی فرض آپ کا اس وقت ہے۔

بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ

ساتھ ذکر کے جب آیا اُن کے پاس اور تحقیق وہ البتہ کتاب ہے عزت والی نہیں آتا اُس کے پاس جھوٹ آگے

(وہ اپنی سزا دیکھ لیں گے) اور بے شک قرآن عزت والی (یا بے نظیر نادر) کتاب ہے جھوٹ کا تو اُس میں دخل ہی نہیں نہ آگے سے نہ پیچھے

بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَا

اُس کے سے اور نہ پیچھے اس کے سے اُتاری گئی ہے حکمت والے تعریف کیے گئے کی طرف سے نہیں

سے ف۱ حکمت والے تعریف کے لائق خدا کی اُتاری ہوئی ہے (اے پیغمبر) تجھ سے وہی کہا جاتا ہے جو

يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

کہا جاتا واسطے تیرے مگر جو کچھ تحقیق کہا گیا واسطے پیغمبروں کے پہلے تجھ سے تحقیق پروردگار تیرا البتہ بخشش کرنیوالا ہے

تجھ سے پہلے (اگلے) پیغمبروں سے کہا جا چکا ہے ف۲ بے شک تیرا مالک بخشنے والا بھی ہے اور (اسکے ساتھ ہی) تکلیف کا عذاب

وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ

اور عذاب دردناک دینے والا ہے اور اگر کرتے ہم اُس کو قرآن عجمی بولی کا البتہ کہتے کیوں نہ جدا جدا کی گئیں

دینے والا بھی ہے ف۳ اور اگر ہم اس قرآن کو (عربی کے سوا کسی) دوسری زبان میں کرتے تو یہ لوگ (عرب کے کافر) کہتے اسکی آیتیں صاف کیوں نہیں ہوئیں (ہم سمجھ

آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ

آیتیں اسکی کیا عجمی بولی اور عربی لوگ کہہ وہ واسطے اُن لوگوں کے ایمان لائے ہدایت اور تندرستی ہے

آتیں) کیا (تعجب کی بات ہے) دوسری زبان کا (تو قرآن) اور (پیغمبر) عرب کا ف۴ (اے پیغمبر) کہہ دے قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت اور (دل کی بیماری کیلئے) تندرستی

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ

اور وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے بیچ کانوں اُن کے کے بوجھ ہے اور وہ قرآن اوپر ان کے اندھاپا ہے یہ لوگ

ہے اور جن لوگوں میں ایمان نہیں ان کے کانوں میں قرآن ایک بوجھ ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے (وہ ان کو اندھا بنا دیتا ہے) ف۵ ان لوگوں کو (جیسے کوئی دور

يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ

پکارے جاتے ہیں مکان دُور سے اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب پس اختلاف کیا گیا

جگہ سے پکار رہا ہے ف۶ اور ہم تو (اس قرآن سے) پہلے موسیٰ کو کتاب دے چکے ہیں پھر اُسمیں اختلاف ہوا ف۷ اور اگر تیرا مالک ایک بات نہ فرما

فِيهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي

بیچ اس کے اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ پہلے گزری پروردگار تیرے سے البتہ فیصلہ کیا جاتا درمیان اُن کے اور تحقیق وہ البتہ بیچ

چکا ہوتا (کہ قیامت میں ان کا فیصلہ ہو گا) ف۸ تو (اب تک کب کا) ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا (سب تباہ ہو جاتے) اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اُن کو قرآن میں

شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ

شک تلق میں ڈالنے والے کے ہیں اس سے جو کوئی عمل کرے اچھا پس واسطے جان اپنی کے ہے اور جو کوئی عمل کرے بُرا پس اوپر اسکے ہے

شک در شک ہے جو کوئی اچھا کرے گا وہ اپنے ہی بھلے کے لیے اور جو کوئی بُرا کرے گا وہ اپنے ہی بُرے کے لیے

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾

اور نہیں پروردگار تیرا ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے

(اسی پر وبال پڑیگا) اور تیرا مالک بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ف۹

ع ۵ ۱۹

ف۳ بخشش والا ان لوگوں کے لئے ہے جو انبیاء کے ہاتھ پر اسلامی دعوت قبول کرکے توحید کے قائل ہو گئے اور تکلیف دہ عذاب ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے انبیاء کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

ف۴ یعنی یہ کفار مکہ بھی عجیب شے ہیں۔ اگر ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی عربی میں قرآن لے کر آیا ہے تو کہتے ہیں کہ ایک عرب کا عربی قرآن پیش کرنا کوئی کمال نہیں ہے۔ کمال تو اس وقت ہوتا جب یہ شخص کسی عجمی زبان۔ فارسی، رومی یا ترکی۔ میں قرآن پیش کرتا۔ حالانکہ اگر ہم ان کا مطالبہ مان لیتے اور آنحضرت پر کسی عجمی زبان میں قرآن نازل کر دیتے تو یہی لوگ اس وقت اعتراض کرتے کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ عربوں کو دعوت دینے کیلئے پیغمبر بھیجا گیا ہے لیکن قرآن ایک ایسی زبان میں لے کر آیا ہے جسے عرب سمجھ بھی نہیں سکتے۔

ف۵ یعنی قرآن اگرچہ رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے لیکن وہ ان کافروں کے حق میں کانوں کا بوجھ اور آنکھوں کا پردہ ہے۔ اس کی وجہ ان کی اپنی ہٹ دھرمی اور تعصب ہے۔ اس میں قرآن کا کوئی قصور نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح سورج روشنی دینے والی چیز ہے لیکن اس کے طلوع ہوتے ہی چمگادڑ کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔

ف۶ یہ ایک محاورہ ہے اور اس شخص کے حق میں استعمال ہوتا ہے جو کوئی بات نہ سمجھتا ہو۔ (قرطبی) یعنی یہ لوگ قرآن کو دل سے سننے کی کوشش نہیں کرتے صرف اوپری دل سے سنتے ہیں۔ اس لئے اس سے کوئی ہدایت نہیں پاتے، بالکل اسی طرح جس طرح کسی شخص کو دور سے پکارا جائے اور وہ کوئی آواز تو محسوس کرے مگر مطلب و طلب خاک نہ سمجھے۔

ف۷ اس سے مقصود بھی آنحضرت کو تسلی دینا ہے۔ یعنی اس سے پہلے موسیٰ پر تورات نازل کی گئی مگر لوگوں نے اس کے ماننے اور نہ ماننے میں اختلاف کیا۔ اسی طرح اگر یہ کفار مکہ قرآن کی مخالفت کر رہے ہیں تو آپ کیوں کبیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۸ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت میں۔ (موضح)

ف۹ "کہ ان کی نیکیاں برباد کردے یا ان پر ناکردہ گناہوں کا بوجھ لاد دے" مقصد کلیتہً ظلم کی نفی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا" کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ (قرطبی)

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ

طرف اسی کی پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا اور نہیں نکلتے کچھ میوے غلافوں اپنے میں سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی

قیامت (کب آئیگی اس) کا علم خدا ہی کے حوالے ہے ف۱ اور کوئی پھل اپنے گابھوں (غلافوں) میں سے نہیں نکلتے اور اسی طرح کسی مادہ کو پیٹ

أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا

عورت اور نہیں جنتی مگر ساتھ علم اس کے کے اور جس دن پکارے گا ان کو کہاں ہیں شریک میرے کہیں گے جتا دیا ہم نے تجھ کو نہیں

نہیں رہتا نہ وہ جنتی ہے مگر اس کو خبر ہے ف۲ اور (اے پیغمبر وہ دن یاد کرو) جس دن اللہ مشرکوں کو پکاریگا (تمہارے دیوتا) کہاں گئے جن کو تم میرا شریک سمجھتے

مِنَّا مِن شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم

ہم میں سے کوئی شاہد اس بات کا اور کھویا گیا ان سے جو کچھ کہتے دعوے کرتے پہلے اس سے ہم اور جانا انھوں نے نہیں واسطے انکے

تھے وہ کہیں گے ہم تو عرض کر چکے ہیں ہم میں کوئی اس کا قائل نہیں ف۳ اور پہلے (دنیا میں) یہ لوگ جن (دیوتاؤں) کو (اللہ کے سوا) پکارا کرتے تھے وہ (سب) غائب غلہ ہو جائیں گے

مِّن مَّحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ

جگہ بھاگنے کی نہیں تھکتا آدمی مانگنے بھلائی کے سے ف۵ اور اگر لگے اس کو برائی پس ناامید ہے

اور (اسوقت) سمجھیں گے (اب) بھاگنے کی کوئی صورت نہیں آدمی بھلائی چاہنے سے (یا مال دولت کی خواہش سے) کبھی سیر ہی نہیں ہوتا مانگے ہی چلا جاتا ہے) اور اگر کہیں

قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَ

نہایت ناامید اور اگر چکھاویں ہم اس کو رحمت اپنی طرف سے پیچھے سختی کے کہ لگی تھی اس کو البتہ کہے گا یہ ہے واسطے میرے اور

اس کو تکلیف پہنچے ف۶ تو (جھٹ) آس توڑ کر (خدا کی رحمت سے) ناامید بن جاتا ہے ف۷ اور کوئی تکلیف اس کو پہنچے بعد اگر ہم اپنی مہربانی (کا مزہ) اسکو چکھاتے ہیں تو کیا کہتا ہے یہ تو

مَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ

نہیں گمان کرتا میں قیامت کو قائم ہونے والی اور اگر پھر جاؤں میں طرف رب اپنے کی تحقیق واسطے میرے نزدیک اسکے البتہ بھلائی ہے

میرا حق تھا ف۸ اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آئے گی اور اگر (بالفرض قیامت آئی اور) میں اپنے مالک کے پاس لوٹ گیا تو وہاں میرے لیے اچھا ہی اچھا ہے ف۹

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا

پس البتہ خبردار کریں گے ہم ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ساتھ عمل ان کے کے اور البتہ چکھاویں گے ہم ان کو عذاب گاڑھے سے اور جس وقت

خیر ہم کافروں کو ان کی کرتوت ضرور جتادیں گے (کہ وہ اچھے تھے یا برے) اور ان کو ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ہم جب آدمی

أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾

نعمت رکھتے ہیں ہم اوپر آدمی کے منہ پھیر لیتا ہے اور دور کر لیتا ہے کروٹ اپنی کو اور جب لگتی ہے اس کو برائی پس دعا مانگتا ہے چوڑی

پر اپنا فضل کرتے ہیں (اس کو سب طرح کا آرام دیتے ہیں) تو (ہمارا) خیال ہی چھوڑ دیتا ہے اور اپنی کروٹ موڑ لیتا ہے ف۱۰ اور جب اسکو تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي

کہہ کیا دیکھا تم نے اگر ہو یہ قرآن نزدیک اللہ کے سے پھر کفر کیا تم نے ساتھ اس کے کون ہے بہت گمراہ اس شخص سے کہ وہ بیچ

چوڑی دعا مانگتا ہے ف۱۱ (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہدے بھلا تو بتلاؤ تو سہی اگر قرآن اللہ تعالےٰ کے پاس سے آیا ہو پھر تم نے اسکو نہ مانا تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے

شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ

خلاف دور کے ہے شتاب دکھلاویں گے ہم ان کو نشانیاں اپنی بیچ ملکوں کے اور بیچ جانوں ان کی کے یہاں تک کہ ظاہر ہوگا واسطے ان کے

جو (سیدھی) راہ سے اتنی دور ضد میں پڑا ہو ف۱۲ ہم ان لوگوں کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں ملکوں میں اور خود ان کی ذات میں عنقریب دکھلائیں گے یہاں تک کہ ان

ف۱ یعنی قیامت کب آئے گی؟ اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں ہے۔ روایات میں ہے کہ مشرکین نے آنحضرتؐ سے کہا "اگر تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دعوائے نبوت میں سچے ہو تو بتاؤ قیامت کب آئے گی۔ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (شوکانی) مشہور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا نیز دیکھئے اعراف آیت ۱۸۷۔ (ابن کثیر)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ صرف قیامت کا علم ہی نہیں غیب کے متعلق جتنے بھی امور ہیں، ان سب کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ کسی نبیؑ یا ولی کو صرف اسی حد تک امور غیبیہ کا علم ہو سکتا ہے جس حد تک اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی ہوتی ہے۔ (مزید دیکھئے انعام ۵۹، ۵۰)

ف۳ کہ تیرا کوئی شریک ہے یا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم جو دوسروں کو دنیا میں تیرا شریک گردانتے رہے وہ سب غلط تھا ــــ یہ بات مشرکین اس وقت کہیں گے جب ایک طرف تو عذاب دیکھیں گے اور دوسری طرف انہیں نظر آئے گا کہ ان کے معبودوں میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہیں پہنچ رہا۔

ف۴ یعنی پریشانی کے عالم میں وہ چاروں طرف نگاہ دوڑائیں گے مگر کوئی مددگار نظر نہ آئے گا۔

ف۵ "خیر" (بھلائی) سے مراد مال و دولت اور خوشحالی وغیرہ ہے جس کی ہوس سے صرف انبیاءؑ اور اس کے مخصوص نیک بندے ہی مستثنیٰ ہیں۔

ف۶ جیسے تنگدستی یا بیماری وغیرہ۔

ف۷ اور منہ سے ناشکری کے کلمات نکالنے لگتا ہے۔

ف۸ یعنی اپنے آپ کو اس کا مستحق گردانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کی بجائے اسے اپنی محنت اور ذہانت کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

ف۹ یعنی کہیں اس کی نظر میں پسندیدہ ہوں تبھی تو اس نے مجھے خوشحالی دی ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اگر بالفرض آخرت بھی آئے تو وہ مجھے اپنی گوناگوں نعمتوں سے ہمکنار نہ کرے ــــ دنیا پر آخرت کو قیاس کرنا یہ غلط بنیاد پر غلط عقیدہ ہے جس کی متعدد آیات میں قرآن نے تردید کی ہے۔

ف۱۰ یعنی اینٹھ جاتا ہے اور حق کے سامنے سرنگوں ہونے کو اپنی کسرِ شان سمجھنے لگتا ہے۔

ف۱۱ لمبی چوڑی دعا سے مراد ایسی دعا ہے جس کے الفاظ زیادہ ہوں مگر مضمون کم ہو۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یا "جو (اس قرآن کی) انتہائی مخالفت میں پڑا ہو۔ لفظ شقاق کے معنی ضد بھی آتے ہیں اور مخالفت بھی۔

ف۱ "انہ" کی ضمیر قرآن اور پیغمبرؐ کے لئے بھی ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی۔ پہلی صورت میں آیات سے مراد فتوحات ہونگی اور مطلب یہ ہوگا کہ عنقریب ہی جب گردوپیش کے ممالک اور خود ان (قریش) پر فتوحات حاصل ہونگی (جو آنحضرتؐ اور خلفائے راشدینؓ کے عہد میں حاصل ہوئیں) تب انہیں یقین حاصل ہوگا کہ قرآن یا پیغمبر برحق تھے اور یہ ناحق ان کی تکذیب کرتے رہے ہیں اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ان دلائل پر غور کریں جو خود ان کے اندر اور باہر (آفاق میں) پائے جاتے ہیں تو ان کو اللہ کے یکتا اور خالق و مالک ہونے کا یقین ہو جائے۔ آفاق میں دلائل سے مراد سورج چاند وغیرہ ہیں۔ پہلے مطلب کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے اور دوسرے مطلب کو بعض تابعین علمائے تفسیر نے ترجیح دی ہے۔ (قرطبی۔ شوکانی)

أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ

کہ تحقیق یہ ہے حق آیا کفایت نہیں رب تیرے کو یہ کہ وہ اوپر ہر چیز کے حاضر ہے خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں

کو کھل جائے گا کہ قرآن برحق (اللہ کا کلام) ہے ف۱ کیا (تیری سچائی کی یہ دلیل) کافی نہیں ہے کہ تیرے مالک کے سامنے ہر چیز حاضر ہے ف۲ سن رے یہ لوگ اپنے مالک

مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ﴿٥٤﴾

ملاقات پروردگار اپنے کی سے خبردار ہو تحقیق وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے

سے ملنے میں شک رکھتے ہیں ف۳ سن رے وہ تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ف۴

۶ ع ۱

سورۃ الشوریٰ مکیۃ (۴۲) (۶۲) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۵۳ رکوعاتہا ۵

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۵

حمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ

اسی طرح وحی کرتا ہے طرف تیری اور طرف ان لوگوں کی کہ پہلے تجھ سے تھے اللہ غالب

ایسے ہی (جیسا مضمون اس سورت میں ہے) اللہ زبردست حکمت والا تجھ پر اور تجھ سے پہلے پیغمبروں پر وحی

الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ

حکمت والا واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں اور بیچ زمین کے ہے اور وہی بلند قدر بڑا نزدیک ہے کہ آسمان

بھیجتا ہے ف۶ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہی ہے (سب سے) اونچا بڑا قریب ہے کہ

يَتَفَطَّرْنَ مِن فَوْقِهِنَّ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن

پھٹ جاویں اوپر اپنے سے اور فرشتے پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے اور بخشش مانگتے ہیں واسطے ان

آسمان (اس کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے) اوپر سے پھٹ پڑیں ف۷ اور فرشتے (اس حال میں ہیں کہ) اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر رہے ہیں اور

فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ

لوگوں کے کہ بیچ زمین کے ہیں خبردار ہو تحقیق اللہ وہی ہے بخشنے والا مہربان اور جن لوگوں نے کہ پکڑے ہیں سوائے اس کے کارساز

زمین والوں کے لئے (جو ایماندار ہیں) بخشش کی دعا کر رہے ہیں ف۸ سن رے بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو

اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا

اللہ نگہبان ہے اوپر ان کے اور نہیں تو اوپر ان کے داروغہ اور اسی طرح وحی کیا ہم نے طرف تیری قرآن

(اپنا) سرپرست بنا رکھا ہے ف۹ وہ (سب) اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں ف۱۰ (عنقریب ان کو بدلہ دیگا) اور (اے پیغمبرؐ) تو ان کا ذمہ دار نہیں ف۱۱ اور ہم نے اسی طرح (جیسے یہ

عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ

عربی تو کہ ڈراوے تو مکے والوں کو اور ان کو کہ گرد اس کے ہیں اور ڈراوے دن اکٹھے کرنے کے سے نہیں شک بیچ اس کے ایک فرقہ ہوگا

وحی بھیجی) تجھ پر (اے پیغمبرؐ) عربی زبان کا قرآن بھیجا اس لئے کہ تو مکہ والوں کو اور جو ان کے گرد رہتے ہیں ڈرائے ف۱۲ اور اس دن کی خبر سنائے جس دن لوگ

فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ

بیچ بہشت کے اور ایک فرقہ ہوگا بیچ دوزخ کے اور اگر چاہتا اللہ البتہ کرتا ان کو امت ایک ولیکن داخل کرتا ہے

اکٹھا ہوں گے (یعنی قیامت کے دن) جس میں کوئی شک نہیں (اس دن) ایک گروہ بہشت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں ف۱۳ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کا

ف۲ یعنی اسے ہر چیز کا حال معلوم ہے۔ اس بنا پر اگر آپؐ دعوائے نبوت میں (معاذ اللہ) جھوٹے ہوتے تو وہ ہرگز آپؐ کو کامیاب نہ ہونے دیتا۔

ف۳ یعنی انہیں آخرت کے آنے کا یقین نہیں ہے اسی لئے وہ آپؐ کی تکذیب کر رہے ہیں۔

ف۴ یعنی ان کی ایک ایک حرکت کا اسے علم ہے۔ لہٰذا یہ اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

ف۵ یہ سورہ بھی مکی ہے اور اس کا دوسرا نام "حٰمٓ عٓسٓقٓ" بھی ہے۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی اس سورہ میں توحید اور حیات بعد الموت سے متعلق جو مضامین بیان کئے گئے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ آپؐ کی طرح پچھلے تمام انبیاءؑ کی طرف بھی وحی کرتا رہا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ قرآن نازل کیا ہے اسی طرح وہ آپؐ سے پہلے انبیاءؑ پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل فرماتا رہا ہے۔

ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کے زور سے یا فرشتوں کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور وہ پھٹ پڑیں۔ حضرتؐ نے فرمایا: "آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سر نہیں رکھ رہا سجدے میں۔" (موضح)

ف۸ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا "کہ حاملین عرش اور جو فرشتے اس کے اردگرد ہیں وہ مومنین کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (مومن) بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ فرشتوں کے استغفار سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے اسباب پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن سے بندوں کی بخشش ہو اور ان سے عذاب ٹلے تاکہ کافر ایمان لائے اور فاسق توبہ کرے۔ "استغفار" کے یہ معنی لئے جائیں تو مومنوں کے ساتھ استغفار کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں رہتی بلکہ اس معنی میں استغفار زمین کے تمام رہنے والوں کیلئے عام ہو جاتا ہے، چاہے وہ مومن ہو یا کافر۔ اور یوں خود اس آیت میں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اسے صرف اہل ایمان کے لئے مخصوص کرتا ہو بلکہ قرطبی نے انہی دوسرے معنی کو راجح قرار دیا ہے۔ (شوکانی)

ف۹ "اولیاء" (سرپرستوں) سے مراد وہ بت اور دیوتا ہیں جن کی مشرکین پوجا کرتے تھے۔

ف۱۰ "حفیظ" کے معنی "حفاظت کرنے والا" اور "اعمال کا حساب رکھنے والا" دونوں ہیں یہاں چونکہ ان کے ساتھ "علیہم" (ان پر) کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے اس کے دوسرے ہی معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے تمام اعمال حساب کی غرض سے محفوظ ہیں وہ عنقریب انہیں بدلہ دے گا۔

ف۱۱ کہ وہ اگر راہ راست پر نہ آئیں تو آپؐ پر گرفت ہو۔ آپؐ کے ذمہ صرف ہمارا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے کہ ان کافروں کے ایمان نہ لانے پر کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

ف۱۲ "اُمّ القریٰ" کے لفظی معنی ہیں "بستیوں کی ماں یا جڑ"۔ اور "گرد" سے مراد ساری دنیا ہے۔ مکہ کو اُمّ القریٰ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ روئے زمین کے تمام شہروں (قریٰ) سے افضل و اشرف ہے۔ جیسے آنحضرتؐ نے مکہ کے بازار میں کھڑے ہو کر فرمایا: واللہ انک لخیر ارض اللہ و احب ارض اللہ الیّ۔ "کہ اللہ کی قسم! تو اللہ کی سب سے بہتر اور میری سب سے محبوب زمین ہے۔" (ابن کثیر) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "بڑا گاؤں" فرمایا مکہ کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں گھر اللہ کا وہاں ہے آس پاس اسکے اول عرب پھر ساری دنیا۔"

ف۱۳ یعنی قیامت کے دن (یوم الجمع) نتائج اعمال کے اعتبار سے ایک گروہ جنتی ہوگا اور دوسرا دوزخی۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں جنتی اور دوزخی لکھے جا چکے ہیں۔ (ابن کثیر)

مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۸﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ

جس کو چاہتا ہے بیچ رحمت اپنی کے اور جو ظالم ہیں نہیں واسطے ان کے کوئی دوست اور نہ مدد دینے والا کیا پکڑے ہیں انہوں نے

ایک ہی دین کر دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور گنہگاروں (نافرمانوں) کا تو (اس دن) کوئی حمایتی نہ ہوگا اور نہ مددگار ف۱ کیا ان لوگوں

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۹﴾ وَمَا

سوائے اس کے کارساز پس اللہ وہ ہے کارساز اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جو کچھ

نے اللہ تعالیٰ کے سوا (دوسروں کو) سرپرست بنایا تو سرپرست یا کارساز اللہ ہی ہے اور وہی مردوں کو جلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۲ اور جس بات

اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ

اختلاف کرو تم بیچ اس کے کسی چیز سے پس حکم اس کا طرف خدا کی ہے یہ ہے اللہ پروردگار میرا اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کی

میں تم اختلاف کرو تو اس کا (آخری) فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے ف۳ (لوگو) یہی تو اللہ ہے میرا مالک ف۴ اسی پر میرا بھروسا ہے اور اسی کی طرف

اُنِيْبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ

رجوع کرتا ہوں میں پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا کیا واسطے تمہارے آپس تمہارے سے جوڑے اور چارپایوں سے

میں رجوع کرتا ہوں ف۵ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا اسی نے تمہاری ہی جنس کے تمہارے لئے جوڑے بنائے (یعنی عورتیں جو آدمی ہیں

اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

جوڑے پھیلاتا ہے تم کو بیچ اسی کارخانے کے نہیں مانند اس کے کوئی چیز اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے واسطے اس کے ہیں کنجیاں

اور چارپایوں میں بھی (انہی کے جنس سے) جوڑے بنائے تم کو زمین میں (چاروں طرف) بکھیرتا ہے ف۶ اس کی سی دنیا میں کوئی چیز نہیں ف۷ اور وہ سنتا جانتا ہے ف۸ آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

آسمانوں کی اور زمین کی کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جس کے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے تحقیق وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے

اور زمین کے خزانے (یا ان کی کنجیاں) اسی کے پاس ہیں وہ جس کو چاہتا ہے فراغت کے ساتھ روزی دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) اس کی روزی تنگ کرتا ہے بیشک

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ

مقرر کیا ہے واسطے تمہارے دین سے وہ چیز کہ حکم کیا تھا ساتھ اس کے نوح کو اور جو وحی کی ہے ہم نے طرف تیری اور جو حکم کیا تھا ہم نے ساتھ اس کے

وہ سب کچھ جانتا ہے ف۹ (لوگو) اس خدا نے تمہارے لیے وہ دین ٹھہرایا جس دین پر نوح (پیغمبر) کو چلنے کا حکم دیا اور جس دین کا حکم ہم نے تجھ کو (اے محمدؐ) دیا اور جس دین کا

اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى

ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو دین کو یعنی توحید کو اور مت متفرق ہو بیچ اس کے بہت بڑی ہوئی ہے

ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ (پیغمبروں) کو حکم دیا ف۱۰ (سب سے یہی کہا تھا) دین کو قائم رکھو ف۱۱ اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو ف۱۲ (اے پیغمبر) جس (دین) کی طرف

الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ

اوپر شریک لانے والوں کے وہ چیز کہ پکارتا ہے تو ان کو طرف اس کی اللہ کھینچ لیتا ہے طرف اپنی جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی

(مشرکوں کو) بلاتا ہے وہ ان پر بھاری ہے (ان کو بہت شاق گزرتا ہے) اللہ جس (بندے) کو چاہتا ہے (پیغمبری کیلیے) اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ف۱۳ (یا چن لیتا ہے) اور جو کوئی

مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا

اس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے اور نہیں متفرق ہوئے یہ لوگ مگر پیچھے اس کے کہ آیا ان کے پاس علم سرکشی سے درمیان اپنے ف اور اگر نہ ہوتی

اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے اس کو اللہ رستہ دکھلاتا ہے ف۱۴ اور (پیغمبروں کا تو ایک ہی دین تھا اب) لوگ جو اختلاف کرنے لگے تو سمجھ آجانے کے بعد آپس کی ضد (اور

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت تو تھی کہ دوسری مخلوقات کی طرح انسانوں کو بھی بے اختیار پیدا کرتا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو تمام انسان ایک ہی دین (دین حق) پر ہوتے اور ان میں اختلاف نہ ہوتا مگر اس نے انسان کو اختیار وارادہ میں آزادی دیکر پیدا کیا تاکہ امتحان ہو۔ ف۲ یعنی دوسروں کو اپنا سرپرست اور مددگار بنانے سے کیا فائدہ؟ مددگار بنائے جانے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ف۳ یعنی وہی قیامت کے روز فیصلہ فرمائے گا کہ تم میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر؟ ـــ یا مطلب یہ ہے کہ اگر اہل کتاب اور مشرکین دین کے معاملہ میں تم سے بحث واختلاف کریں تو کہہ دو کہ اس کے حق و ناحق ہونے کا فیصلہ اللہ کے حکم پر ہے نہ کہ تمہاری رائے اور قیاس واجتہاد پر۔ ای امور الشرائع تتلقی من بیان اللہ۔ جیساکہ فرمایا: وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ یعنی اگر کسی معاملہ میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ ورسول کی طرف پھیر دو۔ (نساء: ۵۹) آج بھی امت مسلمہ کے مابین تمام اختلافات کا تصفیہ اس اصل پر ہو سکتا ہے۔ (منہ)

ف۴ یعنی جو ہر اختلاف کا فیصلہ کرنے والا اصل حاکم ہے۔

ف۵ یعنی ہر مصیبت اور مشکل کے موقع پر میں اسی کیطرف دیکھتا ہوں اور اسی سے مدد کی درخواست کرتا ہوں، اسی کی پناہ ڈھونڈتا ہوں، اسی کی حفاظت پر بھروسا کرتا ہوں اور اسی کی تعلیم وہدایت میں اپنے لئے راہ نجات تلاش کرتا ہوں۔

ف۶ یعنی تمہاری نسل کو زمین کے ہر حصہ میں پھیلاتا ہے۔

ف۷ یعنی کوئی چیز نہ ذات میں اس جیسی ہے اور نہ صفات میں، کیونکہ ہر چیز مخلوق ہے اور وہ خالق، اور ظاہر ہے کہ کسی مخلوق کو اپنے خالق سے مشابہت نہیں ہو سکتی۔ اس میں لفظ "مثل" پر کاف (حرف تشبیہ) یا تو زائد ہے اور مطلب یہی ہے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ یا اس میں "مثل" کا لفظ مبالغہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل ہوتا بھی تو اس جیسی بھی کوئی چیز نہ ہوتی کجا کہ وہ خود اللہ تعالیٰ جیسی ہو۔ (شوکانی)

ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ سننا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور اس کی نفی یا تاویل نہیں کی جا سکتی۔ جیساکہ سلف کا مسلک ہے مگر لیس کمثلہ شیء سے معلوم ہوا کہ اس کا سننا اور دیکھنا مخلوق کی طرح کا نہیں ہے وہ تو بیک وقت ساری کائنات میں ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور ہر ایک کی آواز سن رہا ہے مگر کسی مخلوق کو یہ قدرت حاصل نہیں ہے۔

ف۹ یعنی وہی جانتا ہے کہ کس کے حق میں زیادہ روزی دینا بہتر ہے اور کس کے حق میں کم روزی دینا۔

ف۱۰ یعنی دین "اسلام" یا "توحید"، جس کی طرف آنحضرتؐ دعوت دے رہے ہیں، کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ وہی دین ہے جس کا حکم نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور پچھلے تمام پیغمبروں کو دیا گیا تھا۔ یہ تمام پیغمبر اصول عقائد میں متفق تھے اور لوگوں کو انہی چیزوں پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے جن پر ایمان لانے کی دعوت آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں۔ (قرطبی وغیرہ) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کے قائم کرنے کے طریق ہر وقت (یعنی زمانہ) میں جدا ٹھہرا دیئے ہیں اللہ نے"۔ اور انہی طریق کو شرائع کہا جاتا ہے۔

ف۱۱ یا "دین کو قائم کرو"۔ لفظ "اقیموا الدین" کے یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں اور "انبیاء علیہم السلام" دین کو قائم کرنے اور قائم رکھنے دونوں پر مامور ہوتے ہیں۔ ف۱۲ دین میں پھوٹ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ ورسولؐ کی بعض باتوں کو ماننے سے انکار کیا جائے یا ان کی من مانی تاویل کی جائے۔ ف۱۳ یا "توحید اور اپنے دین میں داخلہ کیلئے چن لیتا ہے"۔ ف۱۴ یعنی اسے اپنے قرب اور نیک عمل کی توفیق دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی توفیق وہدایت پانے کیلئے اس کیطرف دل سے رجوع ہونا ضروری ہے۔ ف۱۵ یعنی یہ فرقہ بندی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم یعنی واضح ہدایت آجانے کے بعد کی یا اس بات کا علم ہو جانے کے باوجود کہ فرقہ بندی گمراہی ہے انہوں نے دین میں تفرق پیدا کیا۔ (فتح)

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا

ایک بات کہ پہلے ہوئی پروردگار تیرے سے ایک وقت مقرر تک البتہ فیصل کیا جاتا درمیان ان کے اور تحقیق وہ لوگ کہ وارث کیے گئے

نفسانیت) سے اور (اے پیغمبرؐ) گر تیرا مالک ایک بات نہ فرما چکا ہوتا (کہ ان کو ایک ٹھیرے ہوئے وعدے تک (مہلت ہے یعنی قیامت تک) تو کب کا) ان کا

الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ

ہیں کتاب کے پیچھے ان کے البتہ بیچ شک قلق میں ڈالنے والے کے ہیں اس سے پس واسطے اسی کے پکار تو ان کو اور قائم رہ جیسا کہ

جھگڑا چک جاتا (اب تک کب کے ہلاک ہو چکتے) اور جو لوگ ان (اگلے کافروں) کے بعد (اللہ کی) کتاب کے وارث ہوئے ف۱ وہ بھی قرآن کی طرف سے (یا تیری طرف سے) شک و شک میں پڑے

اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ

حکم کیا گیا ہے تو اور مت پیروی کر خواہشوں ان کی کی اور کہہ ایمان لایا میں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ تعالیٰ نے کتاب سے اور حکم کیا گیا ہوں میں

پڑے ہوئے ہیں۔ تو اے پیغمبرؐ اسی وجہ سے (یا اسی طرف) تو (لوگوں کو) بلاتا رہ اور تو خود بھی جس طرح تجھ کو حکم ہوا (اللہ کی عبادت پر) جما رہ اور ان (یہود و نصاریٰ)

لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ

کہ عدل کروں میں درمیان تمہارے اللہ پروردگار ہمارا اور پروردگار تمہارا واسطے ہمارے ہیں عمل ہمارے اور واسطے تمہارے ہیں عمل تمہارے نہیں جھگڑا درمیان ہمارے

کی خواہشوں پر مت چل ف۲ اور کہہ دے میں تو اللہ نے جتنی کتابیں اتاریں سب پر ایمان لایا اور مجھے یہ حکم ہے کہ تمہارے آپس کے جھگڑوں میں انصاف کروں ف۴ اللہ ہمارا مالک ہے اور تمہارا

بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ

اور درمیان تمہارے اللہ اکٹھا کرے گا درمیان ہمارے اور طرف اسی کی ہے پھر جانا اور جو لوگ کہ جھگڑتے ہیں بیچ اللہ کے پیچھے

بھی مالک ہے ہمارا کیا ہمارے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لئے ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں ف۵ ایک دن اللہ ہم کو اور تم کو (دونوں کو) اکٹھا کریگا (یعنی قیامت کے دن) اور اسی کی طرف

بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ

اس کے کہ قبول کیا گیا ہے واسطے اس کے دلیل ان کی بچلی ہوئی ہے نزدیک پروردگار ان کے کے اور اوپر ان کے غصہ ہے اور واسطے ان کے

(آخر سب کو) لوٹنا ہے ف۶ اور جب خدا کو (اس کے بندے) مان چکے ف۷ اس کے بعد جو لوگ خدا کے دین میں جھگڑے نکالتے ہیں ان کی دلیل ان کے پروردگار کے نزدیک پھسپھسی (واہی

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ

عذاب ہے سخت اللہ وہ شخص ہے جس نے اتارا ہے کتاب کو ساتھ حق کے اور ترازو کو اور کیا جانے تو

اور لغو) ہے اور ان پر (اللہ کا) غصہ ہے اور ان کو سخت عذاب ہوگا ف۸ اللہ تو وہ ہے جس نے سچائی کے ساتھ کتاب اتاری (یعنی قرآن یا ہر ایک الٰہی کتاب) اور (انصاف کی

لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

شاید کہ قیامت نزدیک ہے شتابی کرتے ہیں ساتھ اس کے وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ اس کے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے

ترازو ف۸ اور (اے پیغمبرؐ) تو کیا جانے شاید قیامت قریب ہی آ لگی ہو ف۹ جن لوگوں کو قیامت کا یقین نہیں وہ اس کی جلدی مچاتے ہیں ف۱۰ اور جو لوگ ایماندار ہیں

مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ

ڈرتے ہیں اس سے اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خبردار رہو تحقیق وہ لوگ کہ جھگڑتے ہیں بیچ قیامت کے

وہ قیامت سے ڈرتے رہتے ہیں ف۱۱ اور جانتے ہیں کہ اس کا آنا برحق ہے سن رکھو جو لوگ قیامت میں شک کرتے ہیں وہ پرلے

لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ

البتہ بیچ گمراہی دور کے ہیں اللہ مہربان ہے ساتھ بندوں اپنے کے رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی ہے زور آور

سرے کے گمراہ ہیں ف۱۲ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے ف۱۳ جس کو جتنی) چاہتا ہے (اتنی) روزی دیتا ہے (کسی کو بہت

ف۱ یعنی آپؐ کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ۔ ف۲ "اور اسی لئے وہ آپؐ پر ایمان نہیں لا رہے۔" ف۳ یعنی انہیں خوش کرنے کے لئے دین میں کسی قسم کی مداہنت نہ کیجئے۔ ف۴ یعنی تمہارے ہر نبی اور ہر کتاب کو مانوں، یا تمہارے مقدمات میں انصاف سے فیصلہ کروں یا تم سب کو ایک نظر سے دیکھوں۔ صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط قرار دوں، خواہ کہنے والا کوئی ہو۔

ف۵ یعنی جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو بات حق تھی وہ ہم نے واضح کر دی اور تم نے سُن لی۔ اب ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔

ف۶ "وہاں پورا انصاف ہو جائے گا۔"

ف۷ "اور جب خدا کو (اس کے بندے) مان چکے۔" یعنی جب کہ اللہ کے دین اور اس کی کتاب کی صداقت واضح ہو چکی ہے حتیٰ کہ بہت سے تجربہ کار اور سمجھدار لوگ اسے قبول کر چکے ہیں تو اس کے باوجود جو لوگ ایمان لانے والوں سے الجھتے جھگڑتے اور انکو اللہ کے دین سے روکتے رہتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ ان کے سب جھگڑے باطل اور تمام بحثیں واہی و لغو ہیں ـــ ان جھگڑنے والوں سے مراد یا تو وہ مشرکین ہیں جو اسلام کا روز افزوں غلبہ دیکھنے کے باوجود یہ خیال کرتے تھے کہ شاید جاہلیت کا دور پھر پلٹ آئے۔ اور یا ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جو مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ ہمارا نبیؐ تمہارے نبیؐ سے پہلے ہے اور اپنے آپ کو انبیا کی اولاد ہونے کی وجہ سے سارے جہاں سے افضل بتایا کرتے تھے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۸ "المیزان" "ترازو" سے مراد اکثر مفسرینؒ نے "عدل و انصاف" لیا ہے۔ یعنی کتابیں نازل کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔ بعض نے اس سے مراد دین حق اور بعض نے جزا و سزا کا قانون لیا ہے مگر یہ سب اقوال باعتبار مآل ایک ہی ہیں۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں: "ترازو" فرمایا دین کو جس میں بات پوری ہے نہ کم نہ زیادہ۔ (موضح)

ف۹ "اس لئے عدل و انصاف کا شیوہ مت چھوڑو۔" حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا "افسوس ہے تجھ پر، تم بتاؤ کہ اس کے لئے تیاری کیا کی ہے؟"

ف۱۰ اس لئے کہ وہ اس کے آنے کو محال سمجھتے ہیں اور بطور استہزا کہتے ہیں کہ اگر وہ واقعی آنے والی ہے تو جلد کیوں نہیں آجاتی ـــ روایات میں ہے کہ ایک مجلس میں آنحضرتؐ نے قیامت کا ذکر فرمایا، کچھ مشرکین بھی وہاں موجود تھے۔ وہ ازراہ تکذیب کہنے لگے "قیامت کب آئیگی؟" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ (شوکانی)

ف۱۱ اس لئے کہ انہیں اس میں محاسبہ کا ڈر ہے۔

ف۱۲ وہ چونکہ ایمان لانے اور نیک اعمال اختیار کرنے کو بیکار سمجھتے ہیں، اس لئے نڈر ہو کر گناہ کرتے ہیں اور جس ٹیڑھی راہ پر چاہتے ہیں اندھا دھند چلتے رہتے ہیں۔ ف۱۳ ان میں سے بہت سوں کی تکذیب و استہزا کے باوجود انہیں بھوکا نہیں مارتا بلکہ ان کی تمام ضرورتوں کو اپنے لطف و کرم سے پورا کرتا ہے۔

الْعَزِيزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ

غالب جو کوئی چاہتا ہے کھیتی آخرت کی زیادہ دیتے ہیں ہم اس کو بیچ کھیتی اس کی کے اور جو کوئی

سی کو کم) اور وہ زور والا ہے زبردست ف۱ جو کوئی (نیک عمل کرکے) آخرت کی کھیتی (وہاں کا ثواب) چاہے ہم اس کی کھیتی اور بڑھائیں گے ف۲ اور جو کوئی دنیا

يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ﴿۲۰﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ

چاہتا ہے کھیتی دنیا کی دیتے ہیں ہم اس کو کچھ اس میں سے اور نہیں واسطے اس کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ کیا واسطے ان کے شریک ہیں

کی کھیتی چاہے (یہاں کا فائدہ مال متاع) ہم اس کو وہی دیں گے اور آخرت میں کچھ حصہ اس کا نہ رہے گا ف۳ کیا ان لوگوں نے (خدا کے)

شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ

کہ مقرر کیا ہے واسطے ان کے دین میں سے جو کچھ کہ نہیں اذن دیا ہے ساتھ اس کے اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصل کرنے کی البتہ حکم کیا جاتا

شریک بنا رکھے ہیں جو ان کو دین کا وہ رستہ تبلاتے ہیں جس کا خدا نے حکم نہیں دیا ف۴ اور اگر چکی ہوئی بات نہ ہوتی تو (اب تک کب کا) ان کا

بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا

درمیان ان کے اور تحقیق ظالم واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا دیکھے گا تو ظالموں کو ڈرتے ہوئے اس چیز سے

فیصلہ ہو چکا ہوتا ف۵ اور گنا ہگاروں (نافرمانوں) کو بے شک تکلیف کا عذاب (ایک دن ضرور) ہونا ہے (اے پیغمبر اس دن) تو ان گنا ہگاروں کو دیکھے گا اپنے

كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ

کہ کمایا انھوں نے اور وہ پڑنے والی ہے ساتھ ان کے اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے بیچ باغوں بہشتوں کے ہیں

کئے ہوئے (برے) کاموں پر ڈر رہے ہوں گے اور ان کے کاموں کا وبال تو ان پر پڑکر رہے گا اور جو لوگ (دنیا میں) ایماندار تھے اور انہوں نے اچھے کام

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿۲۲﴾ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ

واسطے ان کے ہے جو کچھ کہ چاہیں نزدیک پروردگار اپنے کے یہ بات وہ ہے بزرگی بڑی یہی ہے جو بشارت دیتا ہے

لئے تھے وہ بہشت کے باغوں میں (چین کرتے) ہوں گے وہ جو چاہیں گے ان کے مالک کے پاس سے ان کو ملے گا یہی تو (خدا کا) بڑا فضل ہے ف۶ یہی تو وہ نعمت ہے جس

اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا

اللہ بندوں اپنوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے کہہ نہیں مانگتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ بدلا مگر

کی خدا اپنے ان بندوں کو جو ایماندار ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں خوشخبری سناتا ہے (اے پیغمبر) کہدے (لوگو) میں تم سے خدا کا پیام پہنچانے پر کوئی

الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

دوستی بیچ قرابت کے اور جو کوئی کماوے نیکی زیادہ دیتے ہم اس کو بیچ اس کے نیکوئی تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا

بدلہ نہیں مانگتا مگر ناطے کی محبت تو رکھو ف۷ اور جو کوئی نیکی کمائے تو ہم اس کی خوبی اور بڑھا دیں گے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا (نیکیوں کی)

شَكُورٌ ﴿۲۳﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ

قدردان ہے کیا کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اس نے اوپر اللہ کے جھوٹ پس اگر چاہتا اللہ مہر کر دیتا اوپر دل تیرے کے

قدر کرنے والا ہے کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ لیا ف۸ اللہ تعالیٰ تو اگر چاہے (تو ایسی قدرت رکھتا ہے) تیرے دل پر مہر

وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ

اور مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے حق کو ساتھ باتوں اپنی کے تحقیق وہ جانتا ہے سینے والی بات کو اور وہی ہے

لگادے ف۹ اور اللہ تو جھوٹ کو میٹ دیتا ہے اور اپنی کلام (یعنی قرآن) سے حق بات کو جماتا ہے ف۱۰ (یعنی اسلام کو) بیشک وہ تو دلوں کی باتیں جانتا ہے ف۱۱ اور وہی

ف۱ یعنی روزی کے سلسلہ میں کسی کا اس پر زور نہیں ہے کہ وہ دینا چاہے تو اسے روک سکے اور نہ دینا چاہے تو اس سے لے سکے۔ ف۲ یعنی دنیا میں نیک کاموں کی زیادہ توفیق دیتے ہیں اور آخرت میں دس سے سات سو گنا تک اس کا اجر بڑھائیں گے۔ ف۳ کیونکہ اس نے جو اعمال کئے ان سے ان کی نیت یہ تھی ہی نہیں کہ آخرت کا ثواب حاصل کیا جائے۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ جو شخص آخرت کا عمل کرکے دنیا چاہے گا اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (دیکھئے اسرائیل آیت ۱۸) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے۔ یہ اس محنت کا فائدہ، آخرت میں نہیں۔"

ف۴ "جیسے شرک اور گناہ کے کام۔"

ف۵ یعنی شرک جس کا یہ ارتکاب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اتنی بڑی جسارت ہے کہ اگر اللہ نے یہ طے نہ کر دیا ہوتا کہ ان کا فیصلہ قیامت کے روز کیا جائے تو کبھی کا دنیا ہی میں ان پر عذاب آچکا ہوتا اور یہ سب لوگ تباہ ہو چکے ہوتے۔

ف۶ دنیا کے عیش و آرام کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔

ف۷ یعنی اس تبلیغ رسالت پر میں تم سے کسی دنیوی مفاد کا طالب نہیں ہوں مگر اتنا تو کرو کہ قرابت کا پاس رکھو اور مجھے ناحق نہ ستاؤ۔ آیت کے یہ معنی صحیحین اور حدیث کی دوسری کتابوں میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہیں اور یہی راجح ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے بھی اپنی توضیح میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ بعض نے "قربیٰ" سے طاعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب مراد لیا ہے اور یہ معنی سورہ فرقان کی آیت ۵۰ کے مطابق ہیں۔ بعض مفسرینؒ نے "المودة فی القربی" کے یہ معنی کئے ہیں کہ سوا اس کے کہ "میرے اہل بیت سے محبت کرو" بلاشبہ اہل بیت کی محبت و تعظیم اپنی جگہ پر ہے اور ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ مگر آیت کے یہ معنی کسی اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہیں خصوصاً جبکہ یہ آیت مکی ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کا نکاح تک نہیں ہوا تھا کجا کہ ان کے ہاں اولاد ہوتی۔ دوسرا یہ کہ آنحضرتؐ کا اپنے "اہل بیت" سے محبت کا مطالبہ کفار قریش سے کرنا آنحضرتؐ کی شان رفیع کے بھی مناسب نہیں ہے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

ف۸ یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور قرآن خود تصنیف کرکے خدا کی طرف منسوب کر دیا۔

ف۹ یعنی آپؐ کے قلب کو ماؤف کر دے اور اب تک اتارا ہوا سارا قرآن سلب کر لے مطلب یہ ہے کہ آپؐ پر یہ الزام قطعی غلط ہے۔ اگر آپؐ خدا پر ادنیٰ سا بہتان بھی باندھتے تو وہ آپؐ کو ہرگز پنپنے نہ دیتا اور آپؐ سے پوری طرح انتقام لیتا۔ (نیز دیکھئے الحاقہ ۴۴-۴۷) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی اللہ اپنے اوپر کیوں جھوٹ بولنے دے۔ دل کو بند کر دے مضمون نہ آوے۔"

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ باطل کو پائیداری نہیں بخشتا اور آخر کار اپنے کلام ہی کے ذریعہ (یعنی قرآن اتار کر) حق ہی کو غالب کرکے چھوڑے گا، اس لئے آپؐ ان کافروں کے جھوٹے الزامات کی ہرگز پروا نہ کریں اور اپنی دعوت کا کام جاری رکھیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اور چاہے تو کفر کو مٹا دے بن پیغام بھیجے۔ مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے۔" اس صورت میں "وَيَمْحُ اللهُ الباطل" کا عطف يختم پر ہوگا اور پہلی صورت میں "قلبك" پر کلام تمام ہوگا اور "ويمح الله الباطل" جملہ مستانفہ۔ (کذا فی القرطبی) ف۱۱ یعنی وہ جانتا ہے کہ جو لوگ آپؐ پر یہ الزام لگا رہے ہیں وہ کن فاسد ارادوں سے آپؐ پر یہ الزام لگا رہے ہیں۔ ان کی سزا یقیناً انہیں مل کر رہے گی۔

ف۱ یعنی بندوں کے تمام اعمال کا علم رکھنے کے باوجود وہ ان کی توبہ قبول کرتا اور ان کی برائیاں معاف فرماتا ہے بشرطیکہ وہ صدقِ دل سے اس کی طرف رجوع کریں۔ اس آیت میں توبہ کی ترغیب ہے اور ایک حدیث میں بھی ہے، جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی بنسبت کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ کسی جنگل بیابان میں گم ہوگیا۔ اس اونٹ کی پیٹھ پر اس کا کھانے پینے کا سامان بھی تھا، جب وہ مایوس ہوکر مرنے کو ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا تو یکایک کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہے وہ فرطِ مسرت سے اللہ تعالیٰ کو یوں خطاب کرتا ہے: اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ (ابن کثیر)

اَلَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

جو قبول کرتا ہے توبہ بندوں اپنے کی اور معاف کرتا ہے برائیوں سے اور جانتا ہے جو کچھ کرتے ہو تم ف۱

خدا تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیاں معاف کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتا ہے

وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْکٰفِرُوْنَ

اور قبول کرتا ہے دعائیں ان لوگوں کی کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور زیادہ دیتا ہے ان کو فضل اپنے سے اور کافر

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی دعا قبول کرتا ہے اور وہ (جو مانگتے ہیں اس سے) زیادہ ان کو اپنے فضل سے دیتا ہے اور

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ

واسطے ان کے عذاب ہے سخت اور اگر کشادہ کرتا اللہ رزق واسطے سب بندوں اپنے کے البتہ سرکشی کرتے بیچ زمین کے ولیکن اتارتا ہے

کافروں کے لئے سخت عذاب ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے (سب) بندوں کو فراغت سے روزی دے تو ملک میں فساد مچادیں ف۲ لیکن وہ انداز

بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ

ساتھ اندازے کے جو کچھ چاہتا ہے تحقیق وہ ساتھ بندوں اپنے کے خبردار ہے دیکھنے والا اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ پیچھے

سے جتنی چاہتا ہے (اتنی روزی) اتارتا ہے ف۳ بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے (ان کو) دیکھ رہا ہے اور وہی خدا ہے کہ (بندے) جب (بارش سے

بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ

اس کے کہ ناامید ہوئے اور پھیلاتا ہے رحمت اپنی اور وہی ہے دوست تعریف کیا گیا اور نشانیوں اس کی سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور

ناامید ہوجاتے ہیں اس وقت مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت (زمین سے) پھیلا دیتا ہے ف۴ اور وہی کام بنانے والا تعریف کے لائق ہے اور اسی کی

الْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ ع وَمَآ

زمین کا اور جو کچھ پھیلایا ہے بیچ ان کے جانوروں سے اور وہ اوپر اکٹھا کرنے ان کے کے جس وقت چاہے گا قادر ہے اور جو کچھ

(قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کی پیدائش ہے اور ان دونوں میں جو جاندار پیدا کئے ہیں ف۵ اور وہ جب چاہے گا (یعنی قیامت کے دن) ان کو اکٹھا کرسکتا ہے،

اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ

کہ پہنچتی ہے تم کو مصیبت سے پس بسبب اس چیز کے ہے کہ کمایا ہاتھوں تمہارے نے اور معاف کرتا ہے بہت چیزوں سے اور نہیں تم

اور (لوگو) تم پر جو مصیبت آتی ہے تو تمہارے ہاتھوں نے جو کیا اس کی سزا ہیں ف۶ اور بہت (سے قصور) معاف کردیتا ہے ف۷ اور (لوگو) تم زمین

بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ

عاجز کرنے والے بیچ زمین کے اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ مدد دینے والا اور

میں خدا کو تھکا نہیں سکتے ف۸ اور خدا تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کام بنانے والا نہیں ہے نہ کوئی مددگار ہے اور اس کی

اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ ؕ اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ

نشانیوں اس کی سے کشتیاں ہیں چلنے والیاں بیچ دریا کے مانند پہاڑوں کے اگر چاہے ٹھہار رکھے باؤ کو پس ہو جاویں تھمیں ہوئیں

نشانیوں میں سے جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح دکھلائی دیتے ہیں اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے پھر یہ (بادی) جہاز سمندر کی پیٹھ پر کھڑے

عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا کَسَبُوْا وَ

اوپر پیٹھ اس کی کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے یا ہلاک کرے ان کو بسبب اسکے جو کمایا ہے اور

رہ جائیں (نہ ادھر چلیں نہ ادھر) بیشک ان (جہازوں میں) ہر صبر اور شکر کرنیوالے (بندے) کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۹ یا (اگر وہ چاہے) تو

ف۲ کیونکہ اس وقت کوئی کسی کا محتاج نہ ہوتا۔ اس لئے من مانی کاروائی کرتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ اس نے دنیا میں بندے کو دوسرے کا محتاج بنایا اور لوگ ایکدوسرے کے ساتھ باہم تعاون سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ یا "لبغوا فی الارض" کا مطلب یہ ہے کہ انسان مزید کی حرص کرتا اور بے صبری سے مال جمع کرتا۔ "لوکان لابن اٰدم دادیان من ذهب لابتغیٰ ثالثا" ۔ گو کسی کے پاس مال کی دو وادیاں بھری ہوں تو وہ تیسری کا خواہش مند ہو۔ (قرطبی)

ف۳ اس لئے ہر شخص اپنی حد میں رہنے پر مجبور ہے۔ اب جو بعض بندے اپنی ضروریات سے زیادہ روزی پاکر زمین میں فساد برپا کرتے ہیں تو ان کا یہ فساد استثنائی قسم کا ہے عام فساد نہیں ہے۔

ف۴ یعنی مینہ برستا ہے اور زمین آباد ہوجاتی ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگ سمجھ لیں کہ مینہ برسانا بھی صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور پھر مایوسی کے بعد بارش کی خوشی بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ گویا بندوں کو شکر کی دعوت ہے

ف۵ مراد تمام فرشتے، انسان، جن اور حیوانات ہیں جو زمین کے علاوہ آسمانوں کے بھی مختلف طبقات میں پھیلے ہوئے ہیں اور سب کی زبانیں، شکلیں، رنگ اور جنسیں مختلف ہیں۔ یا دابہ سے مراد وہ جانور ہیں جو زمین ہی پر رہتے ہیں مگر "فیهما" لفظ تثنیہ سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ آیت "یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان" میں منهما فرمایا ہے حالانکہ موتی صرف کھاری سمندر سے نکلتے ہیں۔

ف۶ یعنی تمہارے اپنے بُرے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

ف۷ یہ اس کی رحیمی اور کریمی ہے۔ اگر وہ ہر قصور پر گرفت کرتا تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہتا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک، مگر نبی اس میں نہیں داخل اور لڑکے ان کے واسطے اور کچھ ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی بھی۔ (موضح) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندے کو کوئی چھوٹی یا بڑی مصیبت نہیں پہنچتی مگر وہ اس کے گناہ کی بدولت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے جو درگزر فرماتا ہے وہ اس سے زیادہ ہوتا ہے۔" اور پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (شوکانی بحوالہ ترمذی)

ف۸ یعنی وہ گرفت کرنا چاہے تو اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ ف۹ یعنی جسے اگر مصیبت اور بدحالی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اگر نعمت وخوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے، کسی حال میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا اور اپنی بندگی کی حد سے نہیں نکلتا۔

ف۱ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اس وقت (سمندر میں ڈوبتے وقت) عاجز رہ جائیں گے۔ (موضح) ف۲ یعنی یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے پا کر انسان اُخروی زندگی سے بے پرواہ ہو جائے۔ ف۳ یعنی وہ اعلیٰ درجہ کا بھی ہے اور ہمیشہ رہنے والا بھی جبکہ دنیا کا مال و متاع اس کے مقابلے میں معمولی نوعیت کا بھی ہے اور عارضی بھی۔ ف۴ بڑے گناہوں کی تشریح کے لئے (دیکھئے سورہ نساء آیت ۳۱)

يَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾

معاف کرے بہتوں سے اور تو کہ جانیں وہ لوگ کہ جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں ہماری کے نہیں واسطے ان کے جگہ بھاگنے کی

جہاز والوں کے اعمال کی سزا میں (زور کی آندھی چلا کے) انکو تباہ کر دے اور بہتوں کو معاف کر دے (بچا دے) اور اس لئے کہ (اس وقت) وہ لوگ جو ہماری (قدرت کی)

فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ

پس جو کچھ دیئے گئے ہو تم کسی چیز سے پس فائدہ ہے زندگانی دنیا کا اور جو کچھ نزدیک اللہ کے ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا

نشانیوں میں جھگڑتے ہیں یہ جان لیں کہ (اب) بھاگنے کا ان کو کوئی رستہ نہیں ف۱ تو (اے لوگو) جو کچھ تم کو ملا ہے وہ دنیا کی (چند روزہ) زندگانی کا سامان ہے ف۲ اور اللہ کے

لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَ

ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں ف۳ اور وہ لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور

پاس جو (ثواب) ان لوگوں کے لئے ہے جو ایماندار ہیں اور اپنے مالک پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ (کہیں اس سے) بہتر اور (اس سے) زیادہ پائیدار ہے اور یہ ثواب

الْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا

بے حیائیوں سے اور جس وقت کہ غصے ہوتے ہیں وہ بخش دیتے ہیں اور وہ لوگ کہ قبول کیا انھوں نے واسطے پروردگار اپنے کے اور قائم

ان لوگوں کے لئے ہے جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے (جیسے زنا، لواطت وغیرہ) بچے رہتے ہیں ف۴ اور جب ان کو غصہ آ جاتا ہے تو اس کو پی جا کر لوگوں کی

الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَا

رکھتے ہیں نماز کو اور کام ان کا مشورت ہے درمیان ان کے اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں اور واسطے ان لوگوں کے کہ جب

خطا) معاف کر دیتے ہیں ف۵ اور جو اپنے مالک کا حکم مانتے ہیں (جو پیغمبر کے ذریعہ سے ان کو دیا جاتا ہے) اور نماز کو درستی کے ساتھ (ٹھیک وقت پر جماعت سے) ادا کرتے ہیں اور

أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا

پہنچتی ہے ان کو چڑھائی وہ بدلا لیتے ہیں اور بدلا برائی کا برائی ہے مانند اس کے پس جس شخص نے معاف کیا

ان کا کام آپس کی صلاح (اور مشورے) سے چلتا ہے ف۶ اور جو (مال متاع) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں ف۷ اور وہ لوگ جن پر کوئی ظلم کرتا ہے تو وہ

وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ

اور صلح کی پس ثواب اس کا اوپر اللہ کے ہے تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو اور البتہ جس نے کہ بدلہ لیا پیچھے مظلوم ہونے اپنے کے

(ظالم سے) بدلہ لیتے ہیں ف۸ اور برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے ف۹ اس پر بھی جو کوئی معاف کر دے اور مل جائے (صلح کر لے) تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے ف۱۰

فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ

پس یہ لوگ نہیں اوپر ان کے کچھ راہ ملامت کی سوائے اس کے نہیں کہ راہ اوپر ان لوگوں کے ہے کہ ظلم کرتے ہیں لوگوں پر

بیشک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ف۱۱ اور جس پر ظلم ہوا وہ اگر بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ف۱۲ الزام تو انہی لوگوں پر ہے جو (شروع ہی سے) لوگوں

وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ

اور سرکشی کرتے ہیں بیچ زمین کے ناحق یہ لوگ واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا اور البتہ جس نے صبر کیا

پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق دھوم مچاتے ہیں ف۱۳ ایسے لوگوں کو تکلیف کا عذاب ہوگا اور البتہ جو کوئی (دوسرے کے ظلم کرنے

وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ

اور بخش دیا تحقیق یہ ہمت کے کاموں سے ہے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں واسطے اسکے کوئی دوست

پر بھی) صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بڑے ہمت کے کام ہیں ف۱۴ اور جس کو خدا بھٹکا دے ف۱۵ تو پھر اس کا کوئی مددگار نہیں (جو اس کو راہ پر

ع ۴ / ۱۴ / ۵

ف۵ غصہ کو پی کر لوگوں کی خطا معاف کر دینا انسان کے بہترین اوصاف میں سے ہے۔ (دیکھئے آل عمران ۱۳۰-۱۳۴) صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کیلئے انتقام نہیں لیا البتہ جب اللہ کی قائم کردہ حرمتوں میں سے کسی حرمت کو توڑا جاتا تو آپؐ انتقام لیتے تھے۔ (ابن کثیر) اور درگزر کا وصف آنحضرت کے بعد خلفائے راشدینؓ میں بدرجہ اُتم پایا جاتا تھا۔ (قرطبی)

ف۶ یعنی وہ اپنے تمام اجتماعی، سیاسی مسائل آپس کے صلاح و مشورہ سے طے کرتے ہیں اور اس چیز کو اسلامی نظام اجتماعی کی اہم امتیازی خصوصیت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ آل عمران (آیت ۱۵۹) میں آنحضرتؐ کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ احکامِ منصوصہ کے سوا ہر قسم کے مصالح ملکی کے بارے میں صحابہؓ سے مشورہ کرتے اور ان کے مشورے قبول فرمایا کرتے تھے اور بعد میں خلافتِ راشدہ کی بنیاد بھی "شوریٰ" پر رکھی گئی اور حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب بھی اسی اصل کے تحت ہوا۔ موجودہ دور کی "جمہوریت" اور اسلامی شورائی نظام میں اہم بنیادی فرق یہ ہے کہ جدید جمہوریت میں نمائندگانِ جمہور قانون سازی کے غیر محدود اختیارات رکھتے ہیں، لیکن اسلام میں کتاب و سنت کے نصوص کی موجودگی میں خلیفہ کو مشاورت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جب کسی امر کے متعلق کتاب و سنت کا فیصلہ نہ ملتا ہو تو پھر پیش آمدہ اجتماعی امور میں "مجلس مشاورت" مجاز ہے کہ کوئی فیصلہ کرے۔

ف۷ یعنی فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقات ادا کرتے ہیں۔

ف۸ یعنی وہ ظالم کے مقابلہ میں ڈٹ جانے والے اور ظالم سے اس کے کیئے کا پورا بدلہ لینے والے ہیں۔ ہاں جس حد تک ذاتی قضیے کا تعلق ہے اس میں عفو سے کام لینا افضل ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

ف۹ یعنی بدلہ لینے میں اس قاعدہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جس قدر زیادتی ہوئی ہے اس سے بڑھ کر بدلہ نہ لے۔

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز منادی ہوگی کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ پھر وہی لوگ کھڑے ہونگے جنہوں نے دنیا میں لوگوں کے قصور معاف کئے تھے۔ (شوکانی) ف۱۱ ظالم وہ ہے جو برائی کی ابتدا کرے یا برائی کا بدلہ لینے میں اس سے زیادہ برائی کا ارتکاب کرے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جو دو شخص باہم گالم گلوچ کریں تو اس کا سارا وبال پہل کرنے والے پر ہے جب تک کہ دوسرا بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ ف۱۲ بشرطیکہ اتنا ہی بدلہ لے جتنا اس پر ظلم ہوا ہے۔ ف۱۳ یعنی لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو پر دست درازی کرتے ہیں۔ ف۱۴ جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت پسندیدہ ہیں اور ان کا اس کے ہاں بڑا اجر ہے۔ ف۱۵ یعنی جس کی ضد اور ہٹ دھرمی کا اللہ تعالیٰ یہ بدلہ دے کہ اسے عدل و انصاف، صبر اور عفو و درگزر جیسے اعلیٰ اخلاق کی توفیق

مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ

پیچھے اس کے اور دیکھے گا تو ظالموں کو جس وقت دیکھیں گے عذاب کہیں گے کیا ہے طرف پھر جانے کی

لائے) اور (اے پیغمبر قیامت کے دن) تو گنہگاروں کو دیکھ لے گا جب وہ (اللہ تعالیٰ کا) عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے (ہائے! دنیا میں) پھر

مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ

راہ اور دیکھے گا تو ان کو حاضر کیے جاویں گے اوپر اس کے عاجزی کرتے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہوں گے

لوٹ جانے کا کوئی رستہ ہے ف۱ اور تو ان کو دیکھے گا وہ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے مارے ذلت کے جھکے ہوئے کنکھیوں سے

مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

نظر چھپی سے اور کہیں گے وہ لوگ کہ ایمان لائے تحقیق زیان پانے والے وہی شخص ہیں کہ ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو

دیکھتے ہوئے ف۲ اور ایمان دار لوگ کہیں گے حقیقت میں (بڑے) بدنصیب وہی ہیں جنہوں نے (کفر میں مبتلا ہو کر) قیامت کے

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ

اور لوگوں اپنے کو دن قیامت کے ف۳ خبردار ہو تحقیق ظالم بیچ عذاب ہمیشہ رہنے والے کے ہیں اور نہیں ہے واسطے ان کے

دن اپنے تئیں بھی تباہ کیا اور اپنے گھر والوں کو بھی سن لے ظالم (گنہگار) ہمیشہ کے عذاب میں پڑے رہیں گے اور خدا کے سوا (وہاں) کوئی

مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

کوئی دوست کہ مدد دیوے ان کو سوائے اللہ کے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں واسطے اس کے

ان کے حمایتی نہ ہوں گے جو ان کی مدد کریں اور جس کو اللہ تعالیٰ بھٹکا دے اس کے لئے (ہدایت یا بہشت کا)

سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ ؕ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ

کوئی راہ قبول کرو واسطے رب اپنے کے پہلے اس سے کہ آوے وہ دن اللہ کی طرف سے کہ نہیں اس کو کوئی پھیرنے والا

رستہ ہی نہیں ہے ف۴ (لوگو) اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ہے اپنے مالک کا کہا مانو ف۵ اس دن تم کو نہ تو کہیں

مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

نہیں واسطے تمہارے جگہ پھر جانے کی اس دن اور نہیں واسطے تمہارے انکار پس اگر منہ پھیر لیویں پس نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو

پناہ ملے گی اور نہ تم کو (اپنے گناہوں کا) انکار کرتے بنے گا ف۶ تو اے پیغمبر اگر (اتنا سمجھانے پر بھی) وہ نہ مانیں تو ہم نے تجھ کو

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

اوپر ان کے نگہبان ف۷ نہیں اوپر تیرے مگر پہنچا دینا اور تحقیق ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت

ان کا داروغہ بنا کر نہیں بھیجا (کہ خواہ مخواہ ان کو منا کر چھوڑے) تجھ پر تو بس (خدا کا حکم) پہنچا دینا ہے (سنا دینا کوئی مانے یا نہ مانے) اور کچھ نہیں اور آدمی

فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

خوش ہو جاتا ہے ساتھ اس کے اور اگر پہنچتی ہے ان کو برائی بہ سبب اس کے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں ان کے نے پس تحقیق آدمی ناشکر گزار ہے

کا تو یہ حال ہے (جب ہم آدمی کو مہربانی (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو پھول کر مست ہو) جاتا ہے (ہم کو بھول جاتا ہے) اور اگر اس کی کرتوت کے بدل کوئی مصیبت اس پر آتی

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ

واسطے اللہ کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور دیتا ہے

ہے تو آدمی پورا ناشکرا بن جاتا ہے ف۸ آسمان اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (نری) بیٹیاں

ف۱ تاکہ وہاں برائیوں کی بجائے نیکیاں کریں اور نیک بن کر خدا کے حضور پیش ہوں۔

ف۲ جیسے کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر تلوار سے مارنے لگیں تو وہ ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لے لیکن کبھی کبھی کنکھیوں سے دیکھ لے کہ آیا تلوار سر پر لٹکی ہوئی ہے یا ٹل گئی ہے پوری طرح آنکھ کھول کر نہ دیکھ سکے۔

ف۳ اپنے آپ کو تباہ اس طرح کیا کہ خود گمراہ ہوئے اور گھر والوں کو بھی گمراہ کیا۔ (ابن کثیر)

ف۴ یعنی نہ دنیا میں ہدایت کا راستہ اور نہ آخرت میں نجات یا بہشت کا راستہ۔

ف۵ یعنی جسے نہ اللہ تعالیٰ خود ٹالے گا اور نہ کسی دوسرے میں طاقت ہے کہ اسے ٹالنے پر مجبور کر سکے۔

ف۶ "بلکہ تمہیں چار و ناچار ان کا اقرار کرنا پڑے گا کیونکہ تمہارے ہاتھ پاؤں تک تمہارے خلاف گواہ بن کر کھڑے ہو جائیں گے"۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "نکیر" کے معنی "انکار" کئے جائیں اور اگر اس کے معنی "منکر" (بدلنے والا) کئے جائیں تو مطلب یہ ہو گا کہ "نہ کوئی تمہارے حال کو بدلنے والا ہو گا"۔ حافظ ابن کثیرؒ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ "تمہارے لئے بھیس بدل کر بچ نکلنے کا بھی کوئی موقع نہ ہو گا۔"

ف۷ "اور نہ مانیں تو آپؐ سے باز پرس ہو"۔

ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں کو بھول جاتا ہے اور سراپا شکوہ و شکایت بن جاتا ہے۔ یہ بات نوع انسانی کے اکثر افراد کے لحاظ سے فرمائی گئی ہے۔ انبیاءؑ اور نیک بندے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ

جس کو چاہے بیٹے یا ملا دیتا ہے ان کو بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے

عنایت فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے (نرے) بیٹے دیتا ہے یا جس کو چاہتا ہے بیٹے بیٹیاں (دونوں) ملا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ

عَقِیْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾ وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ

بانجھ تحقیق وہ جاننے والا قادر ہے اور نہیں طاقت کسی آدمی کو کہ بات کرے اس سے اللہ مگر جی میں ڈالنے کر یا

کر دیتا ہے (اس کے اولاد ہی نہیں ہوتی) بیشک وہ (اپنے بندوں کی مصلحت) خوب جانتا ہے قدرت والا ہے وف۱ اور آدمی کا یہ حوصلہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بات کرے

مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ

پیچھے پردے کے سے یا بھیجے فرشتہ پیغام لانے والا پس جی میں ڈال دیوے ساتھ حکم اس کے کے جو کچھ چاہتا ہے تحقیق وہ بلند مرتبہ

مگر وحی کے ذریعہ سے وف۲ یا پردے کی آڑ سے وف۳ یا وہ ایک پیغام پہنچانے والا (فرشتہ) بھیجتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو اس کو منظور ہے پہنچا دیتا ہے وف۴ بیشک وہ

حَكِیْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا

حکمت والا ہے اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف تیری روح کو حکم اپنے سے نہ جانتا تھا تو کیا ہے

(سب سے) اوپر ہے (اپنے عرش پر) حکمت والا اور اسی طرح (اے محمد) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تیری طرف بھیجی وف۵ وف۶ (اس سے پہلے) تجھ کو یہ بھی معلوم نہیں

الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ

کتاب اور نہ ایمان ولیکن کیا ہے ہم نے اس کو نور ہدایت کرتے ہیں ہم ساتھ اس کے جس کو چاہتے ہیں

تھا کتاب کیا چیز ہے اور نہ ایمان معلوم تھا وف۷ لیکن ہم نے قرآن کو ایک نور بنایا ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس قرآن سے راہ پر

عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ

بندوں اپنے سے اور تحقیق تو البتہ ہدایت کرتا ہے طرف راہ سیدھی کی راہ اللہ کی وہ

لگا دیتے ہیں اور تو بھی سیدھی راہ لوگوں کو دکھلاتا رہتا ہے اس خدا کی راہ جس کا (سب کچھ) ہے

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع ۵ / ۶

کہ واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے خبردار ہو طرف اللہ کی پھیرے جاتے ہیں سب کام

جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں (سب کا مالک وہی ہے) سن لے اللہ تعالیٰ ہی تک سب کام پہنچیں گے وف۸

سُوْرَۃُ الزُّخْرُفِ مَکِّیَّۃٌ (۴۳) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۸۹ رُکُوْعَاتُهَا ۷

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

وف۹ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۳﴾ مع ۱۱

حم قسم ہے کتاب بیان کرنے والی کی تحقیق کیا ہے ہم نے اس کو قرآن عربی تو کہ تم سمجھو

قسم ہے اس کتاب (قرآن) کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے وف۱۰ ہم نے اس کتاب کو جو عربی زبان کا قرآن ہے (لوح محفوظ میں لکھا یا اتارا) اس لئے

وَ اِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ

اور تحقیق وہ بیچ لوح محفوظ کے نزدیک ہمارے بلند قدر حکمت بھرا ہے کیا پس ماریں ہم تم سے ذکر کی

(عرب کے لوگو) تم سمجھو وف۱۱ اور یہ قرآن بڑی کتاب میں (لوح محفوظ میں لکھا ہوا) ہے ہمارے نزدیک تو بلند درجے والا حکمت سے بھرا ہوا ہے وف۱۲ کیا تم لوگ جو

وف۱ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلہ کو نافذ ہونے سے روک سکے یا اس کی تخلیق و تقسیم پر حرف گیری کر سکے۔ وف۲ یعنی اس طرح کہ دل میں کوئی بات ڈال دے یا خواب میں کچھ دکھا دے جیسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ کو خواب دکھایا گیا۔ (الصافات: ۱۰۲، یوسف: ۴) ایک حدیث میں ہے کہ "روح القدس (جبریلؑ) نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کوئی جان اس وقت تک نہ جائے گی جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے اور اس کی لکھی ہوئی اجل نہ آ جائے۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ پر وحی آنے کی ابتدا اچھے خوابوں سے ہوئی۔ (ابن کثیر)

وف۳ یعنی اس طرح کہ بندہ آواز سنے مگر بولنے والا نظر نہ آئے، جیسے حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور کے دامن میں ایک درخت سے آواز سنائی دی مگر بولنے والا (اللہ تعالیٰ) ان کی نگاہ سے اوجھل تھا۔ (طٰہٰ ۱۱-۴۸، النمل ۹-۱۲، قصص ۳۰-۳۵) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "حضرت موسیٰؑ سے کلام ہوئے ہیں پردہ کے پیچھے سے۔" (موضح)

وف۴ یہ وحی آنے کی وہ صورت ہے جو انبیاءؑ کے ساتھ مخصوص ہے اور جس کے ذریعہ تمام آسمانی کتابیں انبیاء علیہم السلام تک پہنچی ہیں اور فرشتہ کبھی غیر مرئی شکل میں آتا ہے اور کبھی انسانی شکل میں۔ جیسا کہ احادیث میں ہے کہ حضرت جبریلؑ دحیہ کلبی کی شکل میں آئے اور ایک مرتبہ ایک اعرابی کی شکل میں آئے اور ایمان کے متعلق سوال کیا جن کے چلے جانے کے بعد آپؐ نے فرمایا: جاء یعلمکم دینکم — بہرحال آیت میں وحی کی تمام صورتوں کا احصاء مذکور نہیں ہے۔ الا بتکلف واللہ اعلم۔

وف۵ یعنی جس طرح پہلے انبیاءؑ پر ہم نے وحی بھیجی، اسی طرح ..... یا وحی کے جو طریقے اوپر مذکور ہوئے ہیں ان سب کے ذریعہ...

وف۶ روح سے مراد قرآن بھی ہے اور حدیث بھی، اور قرآن و حدیث کو "روح" سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ انہی سے انسان کو اخلاقی زندگی حاصل ہوتی ہے ورنہ وہ اخلاقی اعتبار سے مردہ ہوتا ہے۔

وف۷ یعنی منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پیشتر آپؐ کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی تھی کہ کبھی آپؐ پر کتاب نازل کی جائیگی اور آپؐ کو صفات باری تعالیٰ اور دین و شریعت کی تفصیلی معلومات دی جائیں گی جن پر آپ خود بھی ایمان لائیں گے اور دوسروں کو بھی ایمان لانے کی دعوت دیں گے۔ تفصیلی معلومات کی قید ہم نے اس لئے لگائی ہے کہ وحی سے قبل انبیاءؑ توحید اور نفس ایمان کے ساتھ متصف ہوتے ہیں جیسا کہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے اور انبیاءؑ کی سیرت کا مطالعہ اس امر کی شہادت کے لئے کافی ہے۔ (مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورہ الضحیٰ آیت ۷)

وف۸ وہی اچھے برے کاموں کا فیصلہ کریگا اور پھر نیکوں کو ثواب اور بروں کو عذاب دے گا۔ اللّٰھم اجعلنا فی زمرۃ الصالحین۔ و بہ تمّت سورہ الشوریٰ، والحمد للہ علیٰ ذٰلک

وف۹ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس پر تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے۔ (قرطبی)

وف۱۰ یعنی اپنے مدعا کو صاف صاف بیان کرنے والی ہے۔ وف۱۱ کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے۔ پھر دوسری قومیں تمہارے ذریعہ اس قرآن کو سمجھیں۔ وف۱۲ "گو تم اس کی قدر و منزلت نہ کرو"۔ لفظ "حکیم" کے دوسرے معنی "محکم" بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی اس کے دلائل نہایت مضبوط اور احکام غیر منسوخ ہیں اور اس کے مضامین میں کسی قسم کا تضاد یا اختلاف بیان نہیں پایا جاتا۔

صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۞۵ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۞۶

کروٹ کو یعنی پھیر لیویں اس واسطے کہ ہو تم قوم حد سے نکلی ہوئی اور کتنے بھیجے ہیں ہم نے نبی بیچ پہلوں کے

(شرارت میں حد سے بڑھ گئے ہو اس وجہ سے ہم تم کو نصیحت کرنا بالکل چھوڑ دیں ف۱ اور ہم نے اگلے لوگوں میں بہت سے پیغمبر بھیجے

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞۷ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ

اور نہ آتا تھا ان کے پاس کوئی نبیؑ مگر تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے پس ہلاک کئے ہم نے اشد ان سے

اور جب ان کے پاس کوئی پیغمبر آتا تو (وہ تیری قوم کی طرح) اس کا ٹھٹھا اڑاتے پھر ہم نے ان (مکہ کے کافروں) سے کہیں زیادہ

بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۞۸ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

پکڑ میں اور گزر گئی ہے مثال پہلوں کی اور البتہ اگر پوچھے تو ان سے کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو

زوردار لوگوں کو تباہ کر دیا اور ان اگلے لوگوں کا حال (قرآن میں) بیان ہو چکا ہے ف۲ اور اگر تو ان سے پوچھے آسمان اور زمین کس نے بنائے تو

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۞۹ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

اور زمین کو البتہ کہیں گے پیدا کیا ہے ان کو عزت والے علم والے نے جس نے کیا واسطے تمہارے

ضرور یہی جواب دیں گے اس زبردست علم والے (خدا) نے بنائے ف۳ جس نے زمین کو تمہارا بچھونا بنایا

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۞۱۰ وَالَّذِيْ

زمین کو بچھونا اور کیں واسطے تمہارے بیچ اس کے راہیں تو کہ تم راہ پاؤ اور جس نے

اور اس میں تمہارے (چلنے پھرنے کے) لئے رستے نکالے اس لئے کہ تم (جہاں جانا چاہو وہاں) پہنچ جاؤ اور جس نے

نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۞۱۱

اتارا آسمان سے پانی ساتھ اندازے کے پس زندہ کیا ہم نے ساتھ اس کے شہر مُردے کو اسی طرح نکالے جاؤ گے تم

اندازے سے آسمان سے پانی برسایا ف۴ پھر مرے ہوئے شہر کو ہم نے اس پانی سے جلا اٹھایا اور اسی طرح سے تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے (زندہ

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا

اور جس نے پیدا کیں قسمیں ساری اور کی واسطے تمہارے کشتیوں سے اور چارپایوں سے وہ چیز

ہو کر اٹھائے جاؤ گے) اور جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے ف۵ اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے جانور بنائے جن پر تم

تَرْكَبُوْنَ ۞۱۲ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ

کہ سوار ہوتے ہو تو کہ چڑھ بیٹھو تم اوپر پیٹھوں اس کی کے پھر یاد کرو تم نعمت پروردگار اپنے کی جس وقت کہ سوار ہو تم

چڑھے پھرتے ہو اس لئے کہ تم اس کی پیٹھ پر سواری کرو ف۶ پھر جب جم کر بیٹھ جاؤ تو اپنے مالک کا احسان یاد کرو اور کہو کیا پاک ذات ہے وہ

عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۞۱۳ وَ

اوپر اس کے اور کہو پاک ہے وہ اللہ جس نے مسخر کیا واسطے ہمارے اس کو اور نہ تھے ہم واسطے اس کے طاقت پانے والے اور

(خدا تعالیٰ) جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور (اگر وہ ہمارے بس میں نہ کرتا تو) ہم میں اتنی طاقت نہ تھی کہ ان کو اپنے قابو میں لاتے

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۞۱۴ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ

تحقیق ہم طرف رب اپنے کی البتہ پھر جانے والے ہیں اور مقرر کیا انہوں نے واسطے حق تعالیٰ کے بندوں اس کے سے ایک جز یعنی اولاد تحقیق انسان

اور ہم تو بے شک (ایک دن) اپنے مالک کے پاس لوٹ جانے والے ہیں ف۷ اور ان کافروں نے خدا کے بندوں کو اس کی اولاد بنایا ف۸ بے شک آدمی بڑا

ف۱ ”اور قرآن اتارنا موقوف کر دیں“؟ ایسا خیال مت کرو کیونکہ تمہاری شرارت اور گمراہی تو قرآن کے اتارے جانے کا اصل سبب ہے۔ تم اگر نہیں مانو گے تو تمہاری نسلوں میں ایسے نیک بخت لوگ پیدا ہوں گے جو اس پر ایمان لائیں گے اور دنیا کے ہادی و رہنما بنیں گے۔ بعض علمائے تفسیر نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے ”کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم تم سے درگزر کریں گے اور عذاب نہیں دیں گے اور حال یہ ہے کہ تم حد سے گذرے ہوئے لوگ ہو اور ہمارے حکم کے مطابق نہیں چلتے ہو، اس صورت میں ”الذکر“ بمعنی عذاب ہوگا۔ ابن جریرؒ نے انہی معنی کو ترجیح دی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۲ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”پہلے لوگوں کی مثال چلی آئی“ یعنی ان کا قصہ زبان زد خلائق ہو گیا اور لوگ عبرت کے لئے اسے بیان کرتے ہیں۔

ف۳ یعنی زبان سے اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اسے زبردست علم والا بھی مانتے ہیں لیکن عبادت دوسروں کی کرتے ہیں۔ یہ ان کے انتہائی بدبخت اور مستحق عذاب ہونے کی دلیل ہے۔

ف۴ یعنی تمہاری ضرورت اور مصلحت کے مطابق آسمان سے بارش کا انتظام فرمایا تاکہ تمہاری اور تمہارے جانوروں کی معیشت کا سامان مہیا ہو۔ اگر بے اندازہ مینہ برساتا تو کھیتیاں تباہ ہو جاتیں اور مکانات ڈھے جاتے اور اگر اندازہ سے کم برساتا تو تمہاری ضرورت پوری نہ ہوتی اور قحط پڑ جاتا۔ کذا قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ف۵ ”ازواج“ کے معنی جوڑے بھی ہو سکتے ہیں جیسے آدمی اور جانوروں اور درختوں کے جوڑے یعنی نر اور مادہ، اور صنفیں بھی جیسے رات اور دن سردی اور گرمی، آسمان اور زمین، جنت اور دوزخ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے انسان کے عمومی احوال مراد ہوں جیسے خیر و شر، ایمان و کفر نفع و نقصان، فقر و غنی اور صحت و سقم وغیرہ۔

ف۶ ”ہ“ کی ضمیر ”ما ترکبون“ کے لئے ہے یا مراد ہر صنف کی پیٹھ ہے اس لئے ”ظہور“ کا لفظ جمع ہونے کے باوجود اس کے ساتھ ”ہ“ کی ضمیر استعمال کی گئی ہے جو واحد ہے۔ (قرطبی وغیرہ)

ف۷ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ ”اللہُ اَکْبَرُ“ کہہ کر ”سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا“ سے ”لَمُنْقَلِبُوْنَ“ تک یہ دعا پڑھتے اور پھر فرماتے: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَاطْوِلَنَا الْبُعْدَ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا۔ اور جب سفر سے واپس آتے، تو فرماتے: اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ (ابن کثیر)

ف۸ ”جُزْءً“ سے شریک یا اولاد میں سے خاص طور پر بیٹیاں مراد ہیں اور محاورہ میں اَجْزَأَتِ الْمَرْأَۃُ کے معنی ہیں ”عورت نے مادین اولاد کو جنم دیا“۔ (قرطبی)

لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُم بِالْبَنِينَ ﴿١٦﴾ وَإِذَا بُشِّرَ

البتہ ناشکرا ہے ظاہر کیا پکڑیں اللہ تعالےٰ نے اس چیز سے کہ پیدا کی ہیں بیٹیاں اور برگزیدہ کیا تم کو ساتھ بیٹوں کے اور جس وقت خبر دیا جاتا

کھلم کھلا ناشکرا ہے ف کیا خدا نے آپ جو پیدا کیا اس میں سے بیٹیاں اپنے لئے لے لیں اور تم کو چن کر بیٹے دیئے ف۲ اور ان کافروں میں

أَحَدُهُم بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٧﴾ أَوَ

ہے ایک ان کا ساتھ اس چیز کے کہ بیان کیا ہے واسطے خدا کے مثال ہو جاتا ہے منہ اس کا کالا اور وہ غم سے بھرا ہوا ہوتا ہے ف۳

سے جب کسی کو اس چیز کے (پیدا ہونے کی خبر دی جائے جس کو وہ خدا کے لئے بیان کرتا ہے (یعنی بیٹی پیدا ہونے کی) تو اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے اور

مَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ

کیا جو شخص کہ پالا جاتا ہے بیچ گہنے کے اور وہ بیچ جھگڑے کے ظاہر نہیں ہوتا اور مقرر کیا انہوں نے فرشتوں کو

وہ دل ہی اندر وہ غصہ سے گھٹتا رہتا ہے کیا جو گہنے پاتے میں پلتی ہے اور لڑائی جھگڑے میں وہ برابر بات نہیں کر سکتی ف۴ اور ان کافروں نے فرشتوں کو

الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ

وہ جو بندے اللہ کے ہیں عورتیں کیا حاضر ہوتے تھے وقت پیدا ہونے ان کے کے البتہ لکھی جاوے گی گواہی ان کی

جو اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں عورت ذات ٹھہرایا (کوئی ان سے پوچھے) کیا جس وقت فرشتے پیدا ہوئے اس وقت یہ لوگ موجود تھے ف۵ خیر (ان کو جو کچھ کہتے

يُسْأَلُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ

اور سوال کئے جاویں گے اور کہا انہوں نے اگر چاہتا اللہ نہ عبادت کرتے ہم ان کو نہیں ان کو ساتھ اس بات کے کچھ علم

ہیں بکنے دے) ان کی بات لکھ لی جائے گی اور (قیامت کے دن) ان سے پرسش ہو گی ف۶ اور یہ کافر کہتے ہیں اگر خدا چاہتا تو ہم فرشتوں کا پوجا نہ کرتے ف۷ ان کو اس

إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾

نہیں وہ مگر اٹکل کرتے کیا دی ہم نے ان کو کتاب پہلے اس سے پس وہ ساتھ اس کے حکم پکڑ رہے ہیں

بات کا کوئی علم نہیں ف۸ وہ اور کچھ نہیں اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۹ یا ہم نے ان کافروں کو قرآن سے پہلے کوئی کتاب دی تھی یہ اس کو تھامے ہوئے ہیں ف۱۰

بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ

بلکہ کہا انہوں نے تحقیق پایا ہم نے باپوں اپنوں کو اوپر ایک راہ کے اور تحقیق ہم اوپر نشان قدموں ان کے کے راہ پانے والے ہیں اور اسی طرح

نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک دین پر پایا اور ہم انہی کے قدم بہ قدم ٹھیک رستے پر چل رہے ہیں ف۱۱ اور (اے پیغمبرؐ) اسی طرح ہم

مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا

نہیں بھیجے ہم نے پہلے تجھ سے بیچ کسی بستی کے ڈرانے والے مگر کہا تھا دولتمندوں ان کے نے تحقیق پایا ہم نے

نے تجھ سے پہلے جب کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا (پیغمبرؐ) بھیجا تو وہاں کے مالدار لوگ یہی کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور

آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدَىٰ مِمَّا

باپوں اپنوں کو اوپر ایک راہ کے اور تحقیق ہم اوپر نقش قدم ان کے کے پیروی کرنے والے ہیں کہا پیغمبرؐ ان کے نے اگرچہ آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ بہت راہ

ہم تو انہی کے قدم بہ قدم چلیں گے ف۱۲ پیغمبر نے (ان کے جواب میں) کہا کیا اگر میں تم کو اس سے بڑھ کر ٹھیک رستہ بتاؤں

وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿٢٤﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ

بتانے والے کے اس چیز سے کہ پایا تم نے اوپر اس کے باپوں اپنے کو کہا انہوں نے تحقیق ہم ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم ساتھ اس کے کافر ہیں پس بدلا لیا ہم نے ان سے

جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ف۱۳ انہوں نے کہا (کچھ بھی ہو) ہم تو جو تم دے کر بھیجے گئے ہو (یعنی اللہ کا پیغام سچا دین) اس کو نہیں مانتے ف۱۴ آخر ہم نے ان سے

ف جو اپنے مالک کی شان اور عظمت کو نہیں سمجھتا۔ ف۲ یعنی یہ انتہائی تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمدہ چیز (بیٹے) تو تم کو دے دی اور نکمی چیز (بیٹیاں) اپنے لئے رکھ لی۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں "تلك اذا قسمة ضيزى" (النجم: ۲۲) ف۳ یعنی بیٹی کو اس قدر برا سمجھتا ہے لیکن تعجب ہے کہ اسے اس خدا کے لئے تجویز کرتا ہے جسے ہر طرح کی قدرت حاصل ہے۔

ف۴ یعنی کیا ایسی نازک اور کمزور اولاد تم خدا کے لئے تجویز کرتے ہو، کیا اس تجویز پر تمہیں شرم نہیں آتی؟۔

ف۵ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "کیا انہوں نے ان کے جسم کی ساخت کو دیکھا ہے؟"

ف۶ یعنی یہ جو فرشتوں کے عورت ذات ہونے کا جھوٹا دعویٰ پیش کر رہے ہیں اسے ان کے نامۂ اعمال میں لکھ لیا جائے گا اور قیامت کے دن انہیں اپنے اس جھوٹے دعوے پر جواب دہی کرنا پڑے گی۔ (قرطبی)

ف۷ یہ اپنی گمراہی اور مشرکانہ گستاخی پر کفار مکہ کا ایک اور استدلال تھا یعنی وہ اپنے آپ کو مجرم سمجھنے کے بجائے سارا الزام تقدیر الٰہی پر دھرتے تھے کہ خدا ہی کی یہ مشیئت تھی اور اسی نے ہماری قسمت میں یہ لکھ دیا تھا کہ ہم فرشتوں کو دیویاں سمجھ کر ان کی پرستش کریں۔ تقدیر الٰہی سے اس قسم کا غلط استدلال باطل پرستوں کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے اور آج بھی ہے حالانکہ خدا کی مشیئت اور چیز ہے اور اس کی پسند دوسری چیز ہے۔ اگر ایسا ہی ہوتا جیسے یہ مشرک کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر شرک سے روکنے کی کیا ضرورت تھی۔ (ابن کثیر)

ف۸ یعنی وہ تقدیر کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اور خدا کی مشیئت کو غلط معنی پہناتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی یہ تو سچ ہے کہ بن چاہے خدا کے کوئی چیز نہیں پر اس کا بہتر ہونا نہیں نکلتا۔ اسی نے قوت بھی پیدا کیا اور زہر بھی، پر زہر کون کھاتا ہے۔ (موضح)۔

ف۹ یعنی جہالت کی بنا پر ایسی باتیں بناتے ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔

ف۱۰ "یعنی بہتر ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ کیا اس کتاب سے اپنے پاس کوئی سند رکھتے ہیں کہ فرشتے ہماری بیٹیاں ہیں، اور ہم نے ان کی پرستش کی اجازت دی ہے۔

ف۱۱ مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس اپنی گمراہی کے لئے اگر کوئی سند ہے تو بس یہ کہ باپ دادا سے یونہی ہوتا چلا آیا ہے اور انہی کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے ہم فرشتوں کی پوجا کر رہے ہیں۔ اسی کا نام اندھی تقلید ہے اور اسی کو بزرگ پرستی کہتے ہیں اور یہی ہر عاجز و درماندہ کی بے بنیاد دلیل ہے۔

ف۱۲ باطل اور ناحق باتوں (رسوم و بدعات) میں بڑوں اور بزرگوں کی اقتدا کو دلیل بنانا وہ گمراہی ہے جو قدیم زمانے سے چلی آتی ہے اور کفار کا شیوہ رہا ہے کہ وہ انبیاءؑ کے مقابلہ میں اس کو بطور دلیل پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ قرآن نے متعدد آیات میں اس کی مذمت کی ہے ـــ معلوم ہوا کہ جس بات میں اللہ و رسولؐ سے کوئی سند نہ ہو اس میں باپ دادا یا کسی بزرگ کی تقلید کرنا اور یہ کہنا کہ ہمارے بزرگ چونکہ ایسا کرتے ہی چلے آئے ہیں ہم بھی اسی راہ پر چلیں گے، سراسر باطل ہے۔ (فتح) ف۱۳ "پھر بھی تم میری بات نہ مانو گے اور اپنی ڈگر پر چلتے رہو گے؟" ف۱۴ یعنی اپنے بزرگوں کی تقلید میں پیغمبروںؑ کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

ف۱ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یہاں یہ قصہ اس پر کہا کہ تمہارے پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تو تم بھی وہی کرو۔" (موضح) ف۲ یعنی میرا تعلق صرف اسی سے ہے کیونکہ اسی نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری دستگیری و رہنمائی کر سکتا ہے اور کرے گا۔ ف۳ یا "رجوع کریں" یعنی ان میں سے اگر کچھ لوگ گمراہ ہو کر شرک کرنے لگیں تو توحید پرستوں کی دعوت پر اللہ کی طرف پلٹ آئیں۔ اس میں مکہ والوں کو تنبیہ ہے کہ آنحضرتؐ کی دعوت قبول کر لو اور یہ کہ اگر تقلید کرنی ہی ہے تو اپنے دادا ابراہیمؑ کی تقلید کیوں نہیں کرتے، جنہوں نے اپنے آبائی دین سے برأت کا اظہار کر کے خالص توحید کی طرف رجوع کیا اور ان کی اولاد میں بھی توحید کی طرف دعوت دینے والے پیدا ہوتے رہے ہیں۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ

پس دیکھ کیونکر ہوا آخر کام جھٹلانے والوں کا اور جس وقت کہا ابراہیم نے واسطے باپ اپنے کے اور قوم اپنی کے تحقیق

بدلہ لیا (سب کو تباہ کر دیا) تو (اے پیغمبرؐ) دیکھ تو سہی (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور

بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً

میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ عبادت کرتے ہو تم مگر اس شخص سے کہ جس نے پیدا کیا مجھ کو پس تحقیق وہ شتاب ہدایت کرے گا مجھ کو اور کیا اس کو بات

اپنی قوم والوں سے کہا میں تو جن کو تم پوجتے ہو ان سے بیزار (یا الگ) ہوں مگر اس (خدا) سے جس نے مجھ کو پیدا کیا وہ مجھ کو ٹھیک رستہ بتلائے گا ف۲ اور ابراہیمؑ نے

بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ

باقی رہنے والی بیچ اولاد اس کی کے تو کہ وہ پھر آویں بلکہ فائدہ دیا میں نے ان کو اور باپوں ان کے کو یہاں تک کہ آیا ان کے پاس

(یا اللہ نے) اس (توحید کے) کلمہ کو ابراہیمؑ کی اولاد میں باقی رکھا تاکہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع رہیں ف۳ لیکن ہوا یہ کہ میں نے ان مکہ کے کافروں اور ان کے باپ دادا

الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

حق اور رسول بیان کرنے والا اور جب آیا ان کے پاس حق کہا انھوں نے یہ جادو ہے اور تحقیق ہم ساتھ اس کے کافر ہیں

کو (دنیا میں) بسنے (اور چین کرنے) دیا ف۴ یہاں تک کہ ان کے پاس سچا قرآن (یا سچا دین) اور کھول کر بیان کرنے والا پیغمبر آ پہنچا اور جب ان کے پاس

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ

اور کہا انھوں نے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن اوپر ایک مرد بڑے کے ان دونوں بستیوں میں سے (یعنی مکہ اور طائف) کیا

سچا قرآن آ پہنچا تو کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے اور کہنے لگے (اگر) یہ قرآن (سچ اللہ کا کلام ہے تو) دونوں بستیوں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے

يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

قسمت کرتے ہیں رحمت پروردگار تیرے کی کو ہم نے بانٹی ہے درمیان ان کے معیشت ان کی بیچ زندگانی دنیا کے اور

(امیر آدمی) پر کیوں نہیں اترا ف۵ (اللہ جس پر چاہتا ہے اپنا کرم کرتا ہے وہ کون) کیا تیرے مالک کی رحمت کا بانٹنا ان کا کام ہے (نبوت بھی اللہ کی ایک رحمت ہے)

رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ

بلند کیا ہم نے بعضے ان کے کو اوپر بعض کے درجوں میں تو کہ پکڑیں بعضے ان کے بعضوں کو محکوم اور مہربانی

ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کی روزی بانٹ دی ہے اور ان میں ایک کو دوسرے سے کئی درجہ بڑھا کر رکھا ہے ف۶ اس سے یہ غرض ہے کہ ان میں ایک دوسرے سے تابعداری

رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ

پروردگار تیرے کی بہت بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں اور اگر نہ ہوتا یہ خطرہ کہ ہو جاویں سب لوگ امت ایک البتہ کرتے ہم واسطے ان

کرائے ف۷ اور جو (مال متاع) یہ لوگ (دنیا میں) اکٹھا کرتے ہیں تیرے مالک کی مہربانی اس سے (کہیں) بہتر ہے ف۸ اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک طریق پر

يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ

لوگوں کے کہ کفر کرتے ہیں ساتھ اللہ کے واسطے گھروں ان کے کے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں کہ اوپر ان کے چڑھتے اور واسطے گھروں ان کے

(کفر پر) ہو جائیں گے تو ہم تو جو کوئی خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور (چاندی کی) سیڑھیاں بھی جن پر چڑھتے (اترتے) رہتے اور ان کے

اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

دروازے اور تخت کہ اوپر ان کے تکیہ کرتے اور سونا دیتے اور نہیں یہ سب مگر فائدہ زندگانی

گھروں کے دروازے (بھی چاندی کے کر دیتے) اور (چاندی ہی کے) تخت (ان کو دیتے) جن پر تکیہ لگاتے اور (چاندی نہیں بلکہ سونے کے) ف۹ اور یہ سب سامان کچھ نہیں مگر

ف۴ "اس میں پڑ کر وہ بدمست ہو گئے اور ابراہیمؑ کے طریق کو بھول گئے۔

ف۵ "یعنی مکہ اور طائف کے کسی سردار پر" جس کی شخصیت اس کے شایانِ شان ہوتی۔ ایک ایسے شخص پر اس کا اترنا باور نہیں کیا جا سکتا جو ریاست و دولت کے اعتبار سے کسی امتیازی شان کا مالک نہیں ہے۔ گویا انہوں نے شرافت کا معیار مال و دولت کو ٹھہرایا۔ (فتح)

ف۶ یعنی مال و دولت، جسمانی اور عقلی صلاحیتوں کے اعتبار سے لوگوں کے مختلف درجے ہیں۔ ان چیزوں میں سے بعض کو کم اور بعض کو وافر حصہ ملا ہے۔

ف۷ یعنی خدمت لے اور اس طرح کوئی شخص کلی طور پر بے نیاز نہ ہو بلکہ کسی نہ کسی پہلو سے دوسرے کا محتاج رہے۔ یہ درجات کا تفاوت عین فطرت کے مطابق ہے اور دنیا میں رہتے ہوئے اس سے مفر ناممکن ہے۔

ف۸ اس لحاظ سے جیسے یہ رحمت ملی وہ تمہارے ان مالداروں سے بہتر ہوا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اللہ نے روزی دینا کی تو اُن کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری کیونکر دے ان کی تجویز پر۔ (موضح)

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس دنیوی مال و دولت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ یہ اس کی نظر میں اس قدر حقیر چیز ہے کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ دنیا میں تمام لوگ کفر کی راہ اختیار کر لیں گے تو ہر کافر کا گھر سونے چاندی کا بنا دیا جاتا اور اسے ہر قسم کا عیش و آرام فراہم کر دیا جاتا۔ نہایت احمق ہے وہ شخص جو اس دنیوی مال و دولت کو عزت و شرافت کا معیار سمجھتا ہے۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ (شوکانی بحوالہ ترمذی۔ ابن ماجہ)

ف۱ "ذکر الرحمن" سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد بھی ہے اور قرآن بھی جو نصیحت و حکمت سے لبریز ہے۔ ف۲ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کے لئے ایک جن ہے جو اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ (شوکانی)
ف۳ یعنی ان کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتے ہیں کہ وہ بُری راہ کو اچھی راہ سمجھتے ہیں۔ یا کافر گمان کرتے ہیں کہ شیطان سیدھی راہ پر ہیں۔ ف۴ "جس نے دوست بن کر مجھے خراب و برباد کیا اور ہمیشہ کے عذاب میں پھنسا دیا۔

الدُّنْيَا ۚ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

دنیا کا اور آخرت نزدیک پروردگار تیرے کے واسطے پرہیزگاروں کے ہے اور جو کوئی شب کوری کرے یاد خدا کی سے ف۱

دنیا کی (چند روزہ) زندگانی کا مزہ ہے اور (اے پیغمبرؐ) آخرت (کی بھلائی) تو تیرے مالک کے پاس پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے اور جو کوئی خدا کی یاد سے آنکھ چرائے

نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ

مقرر کرتے ہیں واسطے اس کے شیطان پس وہ واسطے اس کے ہمنشین ہوتا ہے اور تحقیق وہ البتہ بند کرتے ہیں ان کو راہ سے اور گمان کرتے ہیں

(غفلت کرے) ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے ف۲ اور یہ شیطان ان کافروں کو (خدا کی) راہ سے روکتے ہیں اور کافر سمجھتے

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

یہ کہ وہ راہ پانے والے ہیں یہاں تک کہ جب آوے گا ہمارے پاس کہے گا اے کاش کے درمیان میرے اور درمیان تیرے دوری ہوتی دو مشرق کی

ہیں کہ وہ ٹھیک رستے پر ہیں ف۳ یہاں تک کہ جب یہ کافر (قیامت کے دن) ہمارے پاس آئے گا (تو اپنے ساتھی شیطان کو دیکھ کر) کہے گا کاش! مجھ میں تجھ میں

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾

پس برا ہمنشین ہے تو اور ہرگز نہ نفع کرے گا آج جس وقت ظلم کیا تم نے یہ کہ تم بیچ عذاب کے سب شریک ہو

پورب پچھم کا فاصلہ ہوتا تو کیا برا ساتھی ہے ف۴ (تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا فرشتے کہیں گے) جب تم نے (دنیا میں) شرک کی تو آج تم کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ تم (سب)

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا

کیا پس تو سناتا ہے بہروں کو یا راہ دکھاتا ہے اندھوں کو اور ان کو جو ہیں بیچ گمراہی ظاہر کے پس اگر

عذاب میں شریک ہو ف۵ تو (اے پیغمبرؐ) کیا تو بہرے کو سنا سکتا ہے یا اندھے کو اور جو شخص کھلی گمراہی میں ہے اس کو رستہ پر لا سکتا ہے ف۶ پھر اگر ہم تجھ کو (دنیا سے)

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ

لے جاویں ہم تجھ کو پس تحقیق ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا دکھلا دیں ہم تجھ کو وہ جو وعدہ دیتے ہیں ہم ان کو پس تحقیق ہم اوپر ان کے

اٹھا لیں تب بھی ہم ان (کافروں) سے بدلہ لیں گے یا جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں وہ تجھ کو دکھلا دیں ف۷ بیشک ہم کو

مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾

قادر ہیں پس محکم پکڑ اس چیز کو کہ وحی کی گئی تھی طرف تیری تحقیق تو اوپر راہ سیدھی کے ہے ف۹

(ہر طرح) ان پر قدرت ہے (ہم یہ بھی کر سکتے ہیں) ف۸ تو (اے پیغمبرؐ) تجھ کو جو حکم آیا اس کو (مضبوط) تھامے رہ (شریعت پر قائم رہ) بیشک تو سیدھے رستے پر ہے

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

اور تحقیق یہ ذکر ہے واسطے تیرے اور واسطے قوم تیری کے اور البتہ سوال کئے جاؤ گے تم اور سوال کر ان سے کہ بھیجا ہے ہم نے پہلے تجھ سے

اور یہ قرآن نصیحت ہے تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے ف۱۰ اور (لوگو) آگے چل کر تم سے پوچھ ہوگی ف۱۱ اور (اے پیغمبرؐ) تجھ سے پہلے جو ہم پیغمبر بھیج چکے ہیں ف۱۲ ان سے پوچھ

مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

پیغمبروں ہمارے سے کیا مقرر کئے ہیں ہم نے سوائے اللہ تعالیٰ کے معبود کہ عبادت کئے جاویں اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ کو

لے کیا ہم نے خدا کے سوا دوسرے دیوتا ٹھہرائے تھے جن کو لوگ پوجیں ف۱۳ اور ہم تو موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

ساتھ نشانیوں اپنی کے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کی کے پس کہا تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے پس جب آیا ان کے پاس

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیج چکے ہیں ف۱۴ تو موسیٰ نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے جب موسیٰ ہماری نشانیاں

ف۵ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ مصیبت عام ہو تو وہ کچھ ہلکی محسوس ہونے لگتی ہے۔ مقولہ مشہور ہے: "مرگ انبوہ جشنے دارد"۔ لیکن دوزخ کا عذاب اس قدر شدید ہوگا کہ تمام جن اور انسان اور شیطانوں کا اس میں شریک ہونا کسی کے لئے بھی باعث تشفی نہ ہوگا۔ (قرطبی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی کافر کہیں گے خوب ہوا کہ انہوں نے ہمیں عذاب میں ڈلوا دیا یہ بھی نہ بچے۔ لیکن اس کو کیا فائدہ اگر دوسرا بھی پکڑا گیا۔ (موضح)

ف۶ اس سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے کہ ان کافروں کے ایمان نہ لانے پر آپؐ غمزدہ نہ ہوں کیونکہ ایسے لوگوں کو راہ راست پر لے آنا آپؐ کے بس میں نہیں ہے۔ آپؐ ان تک اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں اور ہدایت کا معاملہ خود اللہ پر چھوڑ دیں۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی ان سے انتقام لینے کے لئے ان پر عذاب ضرور بھیجا جائے گا چاہے یہ عذاب آپؐ کی زندگی میں آئے یا آپؐ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد۔

ف۸ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی زندگی ہی میں بدر کے روز کافروں پر عذاب بھیجا۔ بہت سے مفسرینؒ نے اس آیت کی یہی تشریح کی ہے اور ابن جریرؒ نے اسے ترجیح دی ہے۔ حسن بصریؒ اور قتادہؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اور "بعض الذی نعدھم" سے مراد وہ فتنے ہیں جو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مسلمانوں میں نمودار ہوئے لیکن زیادہ صحیح بات پہلی ہی ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۹ یعنی آپؐ کو ان کافروں کی مخالفت سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیئے۔ آپؐ کے لئے یہ اطمینان کافی ہے کہ آپؐ راہِ حق پر ہیں، لہٰذا نتائج سے بے فکر ہو کر اپنی دعوت کا کام جاری رکھیں اور خود اس پر کاربند رہیں۔

ف۱۰ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "یہ قرآن آپؐ کے لئے اور آپؐ کی قوم (قریش) کے لئے شرف ہے" کیونکہ یہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور اس کے اولین مخاطب قریش ہیں۔ اور جو عجمی قومیں اس پر ایمان لائیں گی ان کو قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے عربی زبان حاصل کرنی پڑے گی۔ مگر قرآن شرف کا سبب اسی کے لئے ہے جو اس پر عمل پیرا ہوگا۔ "القرآن حجۃ لک او علیک" حدیث میں ہے لیس لاحد علی احد فضل الا بالتقوٰی۔ کہ کسی کو کسی پر کچھ فضیلت حاصل نہیں ہے الا یہ کہ تقویٰ اختیار کرے۔ (قرطبی)

ف۱۱ یعنی "قیامت کے دن" کہ اس نصیحت کی کتاب پر عمل کر کے کسی حد تک اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی۔

ف۱۲ یعنی ان کی لائی ہوئی کتابوں سے یا ان کی امت کے لوگوں سے (جامع) بعض علمائے تفسیرؒ نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جب انبیاءؑ سے ملاقات ہو، جیسے شب معراج میں ہوئی تو اُن سے دریافت کر لیجئے مگر آنحضرتؐ نے دریافت نہیں کیا۔ علامہ قرطبیؒ نے اس دوسرے مطلب کو ترجیح دی ہے اور شاہ صاحبؒ نے اپنی توضیح میں دونوں احتمال یکساں ذکر کر دیئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "پوچھ دیکھ یعنی جس وقت ان کے ارواح سے ملاقات ہو یا ان کے احوال کتابوں میں دریافت کر۔ (موضح) ف۱۳ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ شرک کسی مذہب میں روا نہیں۔ ف۱۴ نشانیوں سے مراد نو نشانیاں ہیں جن کا ذکر سورہ اعراف (آیت ۱۳۳) میں گزر چکا ہے۔

بِاٰیٰتِنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ۝۴۷ وَ مَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ٘

ساتھ نشانیوں ہماری کے ناگہاں وہ ان سے ہنستے تھے اور نہ دکھاتے تھے ہم ان کو کوئی نشانی مگر وہ کہ بڑی تھی بہن اپنی سے

لے کر ان کے پاس پہنچا دیکھا تو ہنسی میں اڑاتے رہیں ف۱ اور ہم ان کو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ پہلی نشانی سے (جس کو وہ دیکھ چکے تھے) بڑھ کر ہوتی اور

وَ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝۴۸ وَ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

اور پکڑا ہم نے ان کو ساتھ عذاب کے تو کہ وہ پھر آویں اور کہا انھوں نے اے جادوگر پکار واسطے ہمارے پروردگار اپنے کو

ہم نے ان کو عذاب میں (بھی) گانٹھا اس لئے کہ وہ (اپنے کفر سے) باز آئیں اور (جب ان پر عذاب آتا تو) کہتے اے جادوگر تیرے مالک نے جس طرح

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝۴۹ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ۝۵۰

ساتھ اس چیز کے کہ مقرر کر رکھی ہے نزدیک تیرے تحقیق ہم البتہ راہ پر آویں گے پس جب کھول دیا ہم نے ان سے عذاب ناگہاں وہ پھر جاتے ہیں عہد سے

تجھ سے وعدہ کیا ہے ف۲ ہمارے لئے دعا کر (اگر عذاب اٹھ جائے گا تو) ہم بے شک راہ پر آجائیں گے (تیرا کہنا مان لیں گے) جب ہم ان پر سے عذاب اٹھا لیتے تو وہ

وَ نَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ

اور پکارا فرعون نے بیچ قوم اپنی کے کہا اے قوم میری کیا نہیں واسطے میرے ملک مصر کا اور یہ نہریں ہیں

اسی وقت اپنا اقرار توڑ ڈالتے اور فرعون نے اپنے لوگوں میں یہ منادی کرائی بھائیو کیا مصر کا بادشاہ میں نہیں ہوں اور (تم دیکھتے ہو) نہریں میرے (محل) کے تلے

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۵۱ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ۬ وَّ

چلتی ہیں نیچے میرے سے کیا پس نہیں دیکھتے تم بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص سے کہ وہ ذلیل ہے اور

بہہ رہی ہیں کیا تم کو سوجھتا نہیں ف۳ میں اس شخص سے (موسیٰ سے) جو ذلیل (آدمی) ہے ف۴ برابر بات نہیں کر سکتا (ان کی زبان

لَا یَكَادُ یُبِیْنُ ۝۵۲ فَلَوْ لَاۤ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ

نہیں نزدیک کہ صاف بیان کرے پس کیوں نہ ڈالے گئے اوپر اس کے کنگن سونے کے یا آویں ساتھ اس کے فرشتے

میں لکنت تھی کہیں) بہتر ہوں ف۵ (اگر وہ سچ مچ خدا کا بھیجا ہوا ہے) تو اس پر سونے کے کنگن (آسمان سے) کیوں نہیں ڈالے گئے یا خیر فرشتوں کا تو اکٹھا ہو کر اس

مُقْتَرِنِیْنَ ۝۵۳ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝۵۴ فَلَمَّاۤ

پرا باندھ کر پس سبک کر دیا اس نے قوم اپنی کو پس کہا مان گئے اس کا پس تحقیق وہ تھے قوم فاسق پس جب

کے ساتھ آنا تھا ف۶ آخر فرعون نے (ایسی ایسی باتیں بنا کر) اپنی قوم کو پھسلا لیا ف۷ (الو بنا لیا) انہوں نے اس کا کہنا مان لیا (موسیٰ کا کہنا نہ سنا) بیشک وہ نافرمان

اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۵۵ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ۝۵۶

غصے میں لائے وہ ہم کو بدلا لیا ہم نے ان سے پس ڈبو دیا ہم نے ان کو سب کو پس کیا ہم نے ان کو پیشوا اور مثال واسطے پچھلوں کے

دشمن لوگ تھے ف۸ جب انھوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلا لیا ان سب کو (سمندر میں) ڈبو دیا ف۹ اور ہم نے ان کو گئے گزرے کر دیا اور پچھلوں کے لئے

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ۝۵۷ وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ

اور جب بیان کیا گیا بیٹا مریم کا مثال ناگہاں قوم تیری اس سے تالیاں بجاتے ہیں اور کہتے ہیں معبود ہمارے بہتر

عبرت بنا دیا ف۱۰ اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ مسیح) کا حال بیان کیا گیا تو تیری قوم کے لوگ (خوشی سے) چلا اٹھے ف۱۱ اور کہنے لگے کیا ہمارے دیوتا اچھے ہیں

اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝۵۸ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا

یا وہ نہیں بیان کرتے اس کو واسطے تیرے ایہ بات مگر جھگڑنے کو بلکہ وہ قوم ہیں جھگڑالو نہیں وہ مگر ایک بندہ کہ انعام کیا ہم نے

یا عیسیٰ ف۱۲ یہ بات انھوں نے صرف جھگڑے کے لئے تجھ سے بیان کی بات یہ ہے کہ وہ بڑے جھگڑالو لوگ ہیں ف۱۳ عیسیٰ تو ہمارا ایک بندہ تھا جس پر ہم نے

ف۱ یعنی ان معجزات پر قہقہے لگانے لگے۔ ف۲ کہ "جب لوگ ایمان لے آئیں گے تو میں عذاب اٹھا لوں گا"۔۔۔ یا "تیرے مالک نے جو عہد (منصب نبوت) تجھے دیا ہے اس کے واسطہ سے"۔ بما عهد عندك کے یہ دونوں مطلب ہو سکتے ہیں۔ بعض نے اس کے یہ معنی کئے ہیں "اس واسطے کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے کہ تیری دعا قبول کروں گا۔ (ابن کثیر) ف۳ یعنی کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ موسیٰ میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔۔ فرعون نے جب وہ نشانیاں دیکھیں تو ڈر گیا کہ کہیں عوام حضرت موسیٰؑ کی طرف مائل نہ ہو جائیں اس لئے یہ بات کہی۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی حقیر جس کے پاس نہ مال و دولت ہے اور نہ قوت و اقتدار۔

ف۵ علمائے تفسیرؒ نے لکھا ہے کہ فرعون کی مراد وہ لکنت (عقدہ) ہے جو حضرت موسیٰؑ کی زبان میں تھی اور حضرت موسیٰؑ کے دعا کرنے سے وہ دور ہو گئی تھی۔ لہٰذا فرعون کا یہ حضرت موسیٰؑ پر طعن اور جھوٹ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ اس زمانہ میں بادشاہ جب کسی شخص کو اعزاز بخشتے تو اسے سونے کے کنگن پہناتے اور اس کے ساتھ فوج کا ایک جتھہ رہتا۔ اس بنا پر فرعون نے کہا اگر واقعی موسیٰؑ (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے رسولؐ بنا کر بھیجا ہوتا تو ضروری تھا کہ اس کے پاس خلعتِ شاہی ہوتا اور فرشتوں کے پہرے کے پہرے اس کے ساتھ ہوتے۔ اور اب کہ ایسا نہیں ہے تو ہم اسے رسولؐ کیسے مان لیں۔ شاہ صاحبؒ نے بھی اپنی توضیح میں اسی مفہوم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ف۷ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اس نے اپنی قوم کو ہلکا جانا"۔ یعنی اس نے اپنے ملک کے باشندوں کی عقل اور سمجھ کو ہلکا ڈھل سمجھا اس لئے وہ اپنی مکاریوں اور چال بازیوں سے انہیں پھسلانے اور الو بنانے میں کامیاب ہو گیا یا ان کو مجبور کیا کہ اس کا ساتھ دیں۔ (قرطبی)

ف۸ یعنی فسق و فجور ان کی سرشت بن چکا تھا۔

ف۹ یعنی جب وہ اپنی سرکشی اور نافرمانی میں بڑھتے ہی چلے گئے تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔۔۔ پس گنہگار کو چاہئے کہ اللہ کے غضب سے ڈر کر توبہ کرے اور اس کے حلم و عفو پر مغرور نہ ہو۔ (قرطبی)

ف۱۰ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "ہم نے انہیں بعد میں آنے والوں کیلئے پیش رو اور نمونۂ عبرت بنایا کہ ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔

ف۱۱ یعنی قرآن میں ان کا ذکر آوے تو اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو بھی خلق پوجتے ہیں انہیں کیوں خوبی سے یاد کرتے ہو اور ہمارے پوجن (بتوں) کو برا کہتے ہو۔ (موضح)۔۔۔ قتادہؒ اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جب اس سورہ کی آیت ۴۵ نازل ہوئی۔ یعنی "واسئل من ارسلنا"۔ تو مشرکین حضرت عیسیٰؑ کے معاملے کو لے بیٹھے کہ نصاریٰ ان کی عبادت کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (قرطبی) ف۱۲ یعنی جب ہر وہ شخص جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے دوزخ کا ایندھن ہے تو ہمارے بتوں اور عیسیٰؑ میں کیا فرق رہا۔ ہمیں یہ بات منظور ہے کہ عزیرؑ، عیسیٰ (علیہما السلام) اور فرشتے بھی دوزخ میں جائیں اور ہمارے بت بھی۔ (قرطبی) ف۱۳ "ورنہ اس کی جو حقیقت ہے اسے یہ خود بھی سمجھتے ہیں"۔

ف۱ قدرت کانمونہ بنانے سے مراد یہ ہے کہ انہیں بن باپ پیدا کیا اور انہیں ایسے معجزے دیئے جو اُن کے زمانہ میں کسی اور کو نہیں ملے۔ (قرطبی) ف۲ یعنی ایک عیسیٰؑ کو بن باپ پیدا کرنا کیا مشکل ہے، ہم تو اگر چاہیں تمہاری نسل سے فرشتے پیدا کردیں۔ یا تم میں سے بعض کو فرشتے بنادیں جو زمین میں تمہارے قائم مقام ہوں ـــ آیت کے یہ دونوں مطلب اس صورت میں ہیں جب "منکم" کا ترجمہ "تم میں سے" کیا جائے۔ اور اگر اس کا ترجمہ "تمہارے بجائے" کیا جائے (جو دراصل بدلاً منکم کا ترجمہ ہے) تو مطلب یہ ہوگا کہ "اگر ہم چاہیں تو تم سب کو ہلاک کر کے تمہارے بجائے زمین میں فرشتوں کو بسادیں جو (تمہاری طرح) آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں"۔ یعنی فرشتوں کے آسمان میں رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی عبادت کی جائے یا اُن کو اللہ کی بیٹیاں کہہ کر پکارا جائے۔ (قرطبی وغیرہ)

ف۳ لفظی ترجمہ یہ ہے "اور بے شک وہ قیامت کی ایک نشانی ہے"۔ اس "وہ" سے مراد اکثر مفسرینؒ نے حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے اُتر نا لیا ہے جس کی خبر بکثرت احادیث میں دی گئی ہے اور بقول شوکانی وہ حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ اور ابن کثیرؒ نے بھی اُن کو متواتر کہا ہے اور اُن کے نزول پر امت کا اجماع بھی ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل "حجج الکرامۃ" میں مذکور ہے ـــ بعض نے "ہ" کی ضمیر سے مراد قرآن اور بعض نے حضرت عیسیٰؑ کا بن باپ کے پیدا ہونا لیا ہے۔ اس اعتبار سے کہ قرآن آخری کتاب ہے لہٰذا یہ قیامت کی علامت بن سکتی ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی توحید کا راستہ جس کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔

ف۵ یعنی توراۃ کے بعض احکام جن میں تمہارے درمیان اختلاف ہے ان کی حقیقت تمہیں سمجھا دوں۔

ف۶ بعض نے انہیں سچا پیغمبر مانا، بعض نے غلو کر کے انہیں خدا کا بیٹا بنالیا اور بعض نے ان کی اس حد تک مخالفت کی کہ جھوٹا اور مکار قرار دیا اور انہیں سولی دینے کی اسکیم بنائی۔

ف۷ مراد آخری دو گروہ ہیں۔ یعنی جنہوں نے انہیں خدا کا بیٹا قرار دے کر شرک کا ارتکاب کیا اور جنہوں نے ان کی مخالفت کی۔

ف۸ مراد قیامت کا دن ہے۔

ف۹ یعنی صرف انہی لوگوں کی دوستی باقی رہے گی جو دنیا میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی رکھتے تھے۔ دوسری تمام دوستیاں دشمنی میں تبدیل ہو جائیں گی۔

عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي

اوپر اس کے اور کیا ہے ہم نے اس کو نمونہ قدرت اپنی کا واسطے بنی اسرائیل کے اور اگر چاہتے ہم البتہ کرتے ہم تم سے فرشتے کہ بیچ

(اپنا) فضل کیا تھا اور کچھ نہیں اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنایا تھا ف۱ اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کردیں جو

الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا

زمین کے جانشین ہوتے اور تحقیق وہ البتہ علامت قیامت کی ہے پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری یہ ہے

زمین میں تمہاری جگہ رہیں ف۲ اور بیشک عیسیٰؑ (کا اترنا) قیامت کی ایک نشانی ہے ف۳ تو (اے پیغمبر لوگوں سے) کہدے تم قیامت میں شک مت کرو

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ

راہ سیدھی اور نہ بند کرے تم کو شیطان تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر اور جب آیا

اور میرے کہنے پر چلو یہی سیدھا رستہ ہے ف۴ اور شیطان ایسا نہ ہو تم کو (اس رستے سے) روکے بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسٰیؑ (بنی اسرائیل

عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ

عیسٰیؑ ساتھ دلیلوں ظاہر کے کہا کہ تحقیق لایا ہوں میں واسطے تمہارے حکمت اور تو کہ بیان کروں میں واسطے تمہارے بعضی وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہو تم

کے پاس) معجزے لے کر آیا تو کہنے لگا (لوگو) میں تمہارے پاس نبوت (یا دانائی کی باتیں) لے کر آیا ہوں اور میرا مطلب یہ بھی ہے کہ بعضی باتیں جن میں تم اختلاف کر

فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ

بیچ اس کے پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور کہا مانو میرا تحقیق اللہ وہ ہے پروردگار میرا اور پروردگار تمہارا پس عبادت کرو اس کو یہ ہے راہ

رہے ہو تم کو سمجھا دوں ف۵ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو بے شک اللہ وہی میرا مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے اسی کو پوجتے رہو یہی (توحید)

مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ

سیدھی پس اختلاف کیا فرقوں نے درمیان اپنے سے پس ویل ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں عذاب

سیدھا رستہ ہے پھر جب عیسٰیؑ نے ان کو یہ نصیحتیں سنائیں) بنی اسرائیل کے آپس میں پھوٹ کر کئی گروہ ہو گئے ف۶ تو جن لوگوں نے ظلم کیا ف۷ وہ

يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾

دن درد دینے والے کے سے نہیں انتظار کرتے مگر قیامت کا یہ کہ آوے ان کے پاس ناگہاں اور وہ نہیں سمجھتے ہوں

تکلیف والے دن کے عذاب سے خراب ہوں گے ف۸ کیا یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ایک ہی ایکا قیامت ان پر آن پہنچے اور ان کو خبر نہ ہو

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ۧ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ

دوست اس دن بعضے ان کے بعضوں کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار اے بندو میرے نہیں ڈر اوپر تمہارے

اس دن تو جانی دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے مگر جو پرہیزگار ہیں ف۹ اے میرے بندو! تم کو آج کوئی ڈر نہیں

الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ۚ اُدْخُلُوا

آج کے دن اور نہ تم غمگین ہوگے جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ نشانیوں ہماری کے اور رہتے مسلمان داخل ہو

اور نہ کوئی غم (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور (دنیا میں) ہمارے فرمانبردار رہے (ان سے

الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ

بہشت میں تم اور بی بیاں تمہاری کہ بناؤ کروائے جاؤ گے تے پھریں گے اوپر ان کے طباق سونے کے اور آبخورے

کہا جائے گا) تم اور تمہاری بی بیاں بہشت میں جاؤ (وہاں) تمہاری خاطر ہوگی ف۱۰ ان پر سونے کی رکابیوں اور کوزوں کا دور چلے گا ف۱۱ اور (ان کے سوا) جو ان کے

ف۱۰ "ازواج" سے مراد بیویاں بھی ہیں یعنی وہ جنہوں نے نیک اعمال میں ان کا ساتھ دیا تھا اور ایسے لوگ بھی جو دنیا میں ان کے ساتھی اور ہم مشرب ہے تھے۔ ف۱۱ رکابیوں میں طرح طرح کے کھانے اور میوے ہونگے اور کوزوں میں طرح طرح کی پینے کی چیزیں۔

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ

اور بیچ اس کے جو کچھ چاہیں اس کو جی اور لذت پکڑیں آنکھیں اور تم بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہو اور یہ ہے

جی خواہش کریں گے اور آنکھوں کو اچھا معلوم ہوگا (وہ وہاں موجود ہوگا) اور ان سے یہ بھی کہا جائے گا (تم یہاں ہمیشہ رہوگے اور یہ باغ جو

الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا

وہ بہشت جو وارث کئے گئے ہو تم اس کے بسبب اس چیز کے کہ تھے تم کرتے واسطے تمہارے بیچ اس کے ہے میوہ بہت اس میں سے

تم کو ملا ہے تو ان (نیک) کاموں کے بدل جن کو تم (دنیا میں) کرتے رہے ف۱ تمہارے لئے اس باغ میں بہت میوے ہیں (طرح طرح کے) انہی کو

تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ

کھاتے ہو تم تحقیق گناہگار بیچ عذاب دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ سست کیا جاوے گا ان سے اور وہ

کھاتے رہو بے شک گناہگار تو ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے ان کا عذاب (کبھی) کم نہ ہوگا وہ ناامید

فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ

بیچ اس کے ناامید ہیں اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان کو ولیکن تھے وہی ظالم اور پکاریں گے کہ اے مالک

ہوکر اس میں (پڑے) رہیں گے ف۲ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ظالم تھے ف۳ اور دوزخی (داروغہ کو) پکاریں گے

لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم مَّاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ

چاہیئے کہ موت ڈال دے اوپر ہمارے پروردگار تیرا کہے گا وہ مالک تحقیق تم ہمیشہ رہنے والے ہو البتہ تحقیق لائے ہیں ہم تمہارے پاس حق ولیکن

او مالک (کچھ ایسا کر) کہ تمہارا پروردگار ہمارا فیصلہ کر دے ف۴ وہ کہے گا تم کو تو (اسی حال میں) رہنا ہے ف۵ (اے مکے کے کافرو) ہم تو تمہارے پاس حق (قرآن) لا

أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا

بہت تمہارے واسطے حق کے ناخوش رکھنے والے ہیں کیا مقرر کیا ہے انہوں نے کچھ کام پس تحقیق ہم مقرر کرنے والے ہیں کیا گمان کرتے ہیں یہ کہ ہم

پہنچا دین) بھیج چکے لیکن تم میں بہت لوگ سچی بات سے چڑتے ہیں ف۶ کیا ان لوگوں نے کوئی بات ٹھان رکھی ہے تو ہم نے بھی ٹھان رکھی ہے ف۷ ف۸ کیا کافر یہ سمجھتے ہیں

لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُم ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِن كَانَ

نہیں سنتے آہستہ بولنا ان کا اور مشورت کرنا ان کا یوں نہیں بلکہ اور بھیجے ہوئے ہمارے پاس ان کے لکھتے ہیں کہہ اگر ہوتی

ان کی چھپی باتیں اور کانا پھوسی نہیں سنتے کیوں نہیں (ہم سب سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس سب لکھتے جاتے ہیں ف۹ (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ دے

لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ﴿٨١﴾ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

واسطے رحمٰن کے اولاد پس میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں پاکی ہے پروردگار آسمانوں کے کو اور زمین کے کو

اگر (بالفرض) خدا کی اولاد ہوتی (بیٹا یا بیٹی) تو سب سے پہلے میں اس کی پوجا کرتا ف۱۰ وہ آسمان اور زمین کا مالک اور تخت (عرش)

رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

پروردگار عرش کے کو اس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں پس چھوڑ دے ان کو بحث کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں

کا مالک ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں پاک ہے ف۱۱ تو (اے پیغمبر) ان کو پڑا بکنے اور کھیلنے دے جب تک ان کا دن

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ

اپنے اس دن سے کہ وعدہ دیئے جاتے ہیں اور وہی ہے جو بیچ آسمان کے معبود ہے اور بیچ زمین کے

جس کا ان سے وعدہ ہے آن پہنچے ف۱۲ اور اسی خدا کا پوجا آسمان میں ہوتا ہے ف۱۳ اور اسی خدا کا زمین میں اور

ف۱ یعنی اللہ کے فضل سے ان نیک اعمال کی بدولت۔

ف۲ ناامید ہونے سے مراد نجات سے ناامید ہونا ہے۔

ف۳ جو رسولوں کے سمجھانے کے باوجود گناہ پر گناہ کرتے رہے اور اپنی سرکشی سے باز نہ آئے۔

ف۴ یعنی ہمارا خاتمہ کر دے تاکہ اس عذاب سے نجات ملے۔ مالک دوزخ کے داروغہ کا نام ہے۔

ف۵ یعنی اسی طرح عذاب کی چکی میں پستے رہنا ہے موت نہیں آسکتی۔

ف۶ یعنی اس سے نفرت کرتے ہیں اور اُسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

ف۷ یعنی کیا انہوں نے آپ کو شہید کرنے یا مکہ سے نکالنے کے لئے کوئی خفیہ منصوبہ تیار کیا ہے؟ یعنی ضرور بنایا ہے۔

ف۸ یعنی کوئی بات نہیں ہم نے بھی ان کے منصوبے کو ناکام بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

ف۹ مراد وہ فرشتے ہیں جو ہر آدمی پر مقرر ہیں اور اس کی اچھی بُری سب باتوں کو قلمبند کرتے رہتے ہیں۔

ف۱۰ کیونکہ میں خدا کا بندہ اور اس کا تابعدار ہوں ـــــ لیکن اللہ کے لئے اولاد کا ہونا محال ہے۔

ف۱۱ یعنی اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔

ف۱۲ جس وقت سب حقیقت کھل جائے گی اور دماغ درست ہو جائے گا " دن سے مراد قیامت کا دن ہے یا موت کا دن یا دنیا میں عذاب کا دن۔

ف۱۳ یا "وہی اس چیز کا مستحق ہے کہ زمین پر بھی اس کی پوجا کی جائے اور آسمان میں بھی"۔ مطلب یہ ہے کہ زمین کا الگ اور آسمان کا الگ خدا نہیں ہے بلکہ ایک ہی خدا ہے جو دونوں کا بلا شرکت غیرے مالک ہے اور اسی کی دونوں جگہ عبادت ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔

ف یعنی ہر جگہ اسی کی بادشاہی اور فرماں روائی ہے۔ ف۲ "نہ کہ کسی اور کی طرف، لہٰذا وہی ہے جو تمہیں تمہارے نیک یا بد اعمال کا بدلہ دے گا۔" ف۳ جیسے حضرت عیسیٰؑ، حضرت عزیرؑ اور فرشتے۔ وہ چونکہ حق (توحید) کا یقین رکھ کر اس کی گواہی دیتے تھے اور انہوں نے کبھی لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا، اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے سفارش کر سکیں گے۔ رہے بت اور دوسرے جھوٹے دیوتا جن کی مشرکین پوجا کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکیں گے بلکہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ کسی کی سفارش کیا کریں گے؟ ــــ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کافر خدا کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان میں سے جن کو سفارش کرنے کا حق حاصل ہوگا وہ انہی کی سفارش کریں گے جنہوں نے دنیا میں صدقِ دل سے توحید کی گواہی دی اگرچہ عمل میں کوتاہی ہوگئی۔ بہرحال مشرکین کی کوئی سفارش نہ کرے گا اور نہ کر سکے گا۔

ف۴ یعنی اپنے پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر کیونکر دوسروں کی پوجا کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے آستانوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور انہیں حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہیں۔

ف۵ یعنی ہم پیغمبرؐ کی اس دردبھری شکایت کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کافروں کے مقابلہ میں اس کی ضرور مدد کی جائیگی۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "وقیلہ" میں واؤ کو قسمیہ مانا جائے۔ بعض مفسرینؒ نے اسے برائے عطف مانتے ہوئے آیت کا تعلق "وعندہ علم الساعۃ" سے قرار دیا ہے۔ "یعنی اس کے پاس قیامت کا علم بھی ہے اور پیغمبرؐ کے اس کہنے کا بھی کہ ..... واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۶ یہ اظہارِ بیزاری و قطع تعلق کا سلام ہے۔

ف۷ یعنی قیامت کے روز یا اسی دنیا میں آگے چل کر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کی سرکشی انہیں کس انجامِ بد سے دوچار کرتی ہے۔

ف۸ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس پر سب کا اتفاق ہے البتہ اس کی ایک آیت "انا کاشفوا العذاب" مدینہ میں نازل ہوئی۔ (قرطبی) حدیث میں ہے کہ جمعہ کی رات کو اس سورہ کا پڑھنا باعثِ برکت و فضیلت ہے۔ (شوکانی)

ف۹ "برکت والی رات" سے مراد لیلۃ القدر ہے جیسا کہ سورہ قدر میں ہے اور سورہ بقرہ میں ہے "شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا۔ (آیت ۱۸۵) اس رات کو قرآن کے اترنے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس میں اترنے کا سلسلہ شروع ہوا یا اس میں سارے کا سارا قرآن لوحِ محفوظ سے اتار کر پہلے آسمان میں بیت العزۃ میں رکھ دیا گیا اور پھر ۲۳ برس تک تدریجاً اترتا رہا۔ (کذا فی ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی سال بھر میں جو بڑے بڑے کام سرانجام پانے ہوتے ہیں ان کا آخری فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نصف شعبان کی رات دوسرے شعبان تک لوگوں کی عمر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے پیشِ نظر بعض مفسرینؒ نے اس سے شعبان کی پندرھویں رات مراد لی ہے جو عموماً شبِ برأت کے نام سے مشہور ہے مگر یہ روایت مرسل ہے۔ (ابن کثیر) قاضی ابوبکر ابن العربی لکھتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں رات سے متعلق کوئی روایت قابلِ اعتماد نہیں ہے نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس بارے میں کہ اس رات قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ (احکام القرآن)

إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

معبود ہے اور وہ حکمت والا ہے جاننے والا اور بہت برکت والا ہے وہ جو واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور

وہ حکمت والا ہے سب جانتا اور بڑی برکت والا ہے وہ (خدا) جس کا راج آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور ان دونوں کے

مَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ

جو کچھ درمیان ان کے ہے اور نزدیک اس کے ہے علم قیامت کا اور طرف اس کی پھیرے جاؤ گے اور نہیں اختیار میں رکھتے وہ لوگ کہ پکارتے ہیں

بیچ میں ف۱ اور وہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے ف۲ اور یہ کافر خدا کے سوا جن دیوتاؤں کو پکارتے ہیں

مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

سوائے اس کے شفاعت کرنا مگر وہ شخص کہ گواہی دے ساتھ حق کے اور وہ جانتے ہیں اور اگر پوچھے تو ان سے

وہ تو سفارش بھی نہیں کر سکتے (بچانا تو کجا) البتہ جنہوں نے حق بات (توحید) کی یقین رکھ کر گواہی دی (وہ سفارش کر سکتے ہیں) ف۳ اور (اے پیغمبرؐ) اگر تو ان کافروں

مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ

کس نے پیدا کیا ان کو البتہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پس کہاں سے پھیرے جاتے ہیں اور بہت کہا کرتا ہے پیغمبرؐ اے رب میرے تحقیق یہ قوم ہیں

سے پوچھے ان کو کس نے پیدا کیا تو ضرور یہی کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پھر یہ جان کر کدھر بہک رہے ہیں ف۴ اور پیغمبرؐ کے یہ کہنے کی قسم پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جو کبھی

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

کہ نہیں ایمان لاتے پس منہ پھیرلے ان سے اور کہہ سلامتی مانگتے ہیں ہم تمہارے سے پس البتہ جان لیویں گے

ایمان نہ لائیں گے ف۵ تو اے پیغمبرؐ اس وقت تو) ان سے منہ پھیرلے (یا درگزر کر) اور کہہ دے (اچھا بھائی) سلام ف۶ آگے چل کر ان کو معلوم ہو کاف۷

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ (۴۴) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۵۹ رکوعاتہا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۸

حم ﴿١﴾ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ﴿٣﴾ فِيهَا

حم قسم ہے کتاب بیان کرنے والی کی تحقیق اتارا ہم نے اس قرآن کو بیچ رات برکت والی کے تحقیق ہم ہیں ڈرانے والے بیچ اس کے

قسم ہے اس کتاب (قرآن) کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے ہم نے اس کو برکت کی رات میں اتارا ف۹ ہم کو یہ منظور تھا کہ (لوگوں کو) اپنے عذاب سے ڈرائیں اسی رات

يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ

فیصل کیا جاتا ہے ہر کام حکمت والا حکم کر نزدیک ہمارے سے ف۱۱ تحقیق ہم ہیں بھیجنے والے رحمت پروردگار تیرے کی طرف سے

کو ہر ایک انتظامی کام کا فیصلہ ہوتا ہے ف۱۰ ہمارے پاس سے حکم ہے کر بے شک ہم (پیغمبروں کو) بھیجتے ہیں یہ تیرے مالک کی مہربانی ہے ف۱۲

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦﴾ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ﴿٧﴾

تحقیق وہ سننے والا جاننے والا ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کی طرف سے اور جو کچھ درمیان ان کے ہے اگر ہو تم یقین لانے والے

وہ سب کچھ سنتا جانتا ہے آسمان اور زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے اس کا مالک اگر تم (اس بات کا) یقین کرو ف۱۳

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ

نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پروردگار تمہارا اور پروردگار باپوں تمہارے پہلوں کا بلکہ وہ بیچ شک کے ہیں

اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے تمہارا مالک اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا مالک نہیں بات یہ ہے کہ یہ لوگ شک

ف۱۱ یعنی جبریلؑ اللہ کے اذن سے یہ حکم لے کر اترتے ہیں۔ ف۱۲ یعنی پیغمبروںؑ کو خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجنا اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔ ف۱۳ کفارِ مکہ یہ اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا اور اس ساری کائنات کا مالک ہے۔ اس لئے ان سے فرمایا جا رہا ہے اگر تم یہ قرار دلی یقین سے کرتے ہو تو تمہیں تسلیم کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تمام پیغمبروںؑ کو بھیجا ہے اور کتابیں اتاری ہیں کیونکہ ایسا کرنا اس کی رحمت کا عین تقاضا ہے۔

ف۱ یعنی یہ جو زبان سے خدا کے خالق و مالک ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ محض کھیل کود کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ انہیں دل سے توحید اور قیامت کا یقین نہیں ہے۔ ف۲ حضرت حذیفہؓ کی روایت میں قیامت کی بس نشانیوں میں سے ایک نشانی دھواں بتائی گئی ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے یہی دھواں مراد لیا ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا بہت سے صحابہؓ و تابعین کا بھی یہی قول ہے اور حافظ ابن کثیرؒ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ (ایضاً جامع)

يَلْعَبُونَ ﴿٩﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ

کھیلتے — پس منتظر رہ اس دن کا کہ لاوے گا آسمان — دھواں — ظاہر — ڈھانک لیوے گا لوگوں کو — یہ ہے عذاب

میں پڑے کھیل کر رہے ہیں ف۱ تو (اے پیغمبرؐ) اس دن کا انتظار کر جب آسمان سے ایک کھلا دھواں اٹھے گا لوگوں پر چھا جائے گا (کہیں گے) یہ تو تکلیف

أَلِيمٌ ﴿١١﴾ رَّبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ

درد دینے والا — اے پروردگار ہمارے کھول دے ہم سے عذاب تحقیق ہم مسلمان ہیں — کہاں ہے واسطے ان کے نصیحت پکڑنا اور تحقیق آیا ان کے پاس

کا عذاب ہے ف۲ مالک ہمارے یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے ہم ایمان لائیں گے۔ ان کو (اس دھوئیں سے) کہاں نصیحت ہوگی اور (ان کا تو حال یہ ہے) ان

رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ

پیغمبر — بیان کرنے والا — پھر پھر گئے — اس سے — اور کہنے لگا سکھلایا ہوا ہے دیوانہ — تحقیق ہم کھولنے والے ہیں عذاب

کے پاس ایک پیغمبر آچکا جس نے کھول کر (کچا چٹھا) سنا دیا (سب باتیں بتا دیں) اس پر بھی انہوں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے یہ تو (کسی کا) سکھایا (پڑھایا)

قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا

تھوڑا سا تحقیق تم پھر کفر کرنے والے ہو — جس دن پکڑیں گے ہم پکڑنا — بڑا — تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں — اور البتہ تحقیق آزمایا ہم

ہوا باؤلا ہے (لوگو تمہاری دعا کی وجہ سے) ہم چند روز کے لئے یہ عذاب ہٹا دیں گے (مگر) تم پھر وہی (شرک اور کفر) کرو گے جس دن ہم (ان کو) بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے ہم

قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ

ہم نے پہلے ان سے قوم فرعون کی کو — اور آیا تھا ان کے پاس رسول — باکرامت — یہ کہ حوالے کر دو طرف میری بندوں اللہ کے کو تحقیق میں واسطے تمہارے

بدلہ لیں گے — اور ان (عرب کے کافروں) سے پہلے ہم فرعون کی قوم والوں کو جانچ چکے ہیں اور ان کے پاس عزت والا پیغمبر (موسےٰ) آچکا ہے (اس نے کہا) اللہ کے بندوں

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ

پیغمبر ہوں امانت والا — اور یہ کہ نہ سرکشی کرو — اوپر اللہ کے — تحقیق میں لانے والا ہوں تمہارے پاس دلیل ظاہر — اور تحقیق میں نے پناہ پکڑی

(بنی اسرائیل) کو میرے حوالے کر دو (قید سے آزاد کرو) میں (خدا کا) بھیجا ہوا اعتباری تمہارے پاس آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مت اینٹھو (شرارت نہ کرو) میں تم کو ایک کھلی دلیل

بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ

ساتھ پروردگار اپنے کے اور پروردگار تمہارے کے اس سے کہ سنگسار کرو گے تم مجھ کو — اور اگر نہیں یقین لاتے ساتھ میرے پس ایک کنارے ہو جاؤ مجھ سے۔ پس دعا مانگی رب اپنے سے

تلاتا ہوں — اور تم مجھ پر پتھراؤ کرو اس سے میں اپنے مالک اور تمہارے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ف۳ اور اگر تم میرا کہنا نہیں مانتے تو (خیر) مجھ سے الگ تو رہو ف۴ آخر موسےٰ نے

هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ

تحقیق یہ — قوم ہیں — گنہگار — پس لے چل بندوں میرے کو رات کو تحقیق تم پیچھا کئے جاؤ گے — اور چھوڑ دے دریا کو خشک

(مجبور ہو کر) اپنے مالک سے دعا کی (پروردگار) یہ لوگ (بڑے) شریر لوگ ہیں (ان پر اپنا عذاب اتار) (ہم نے موسےٰ سے کہہ دیا) تو راتوں رات میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو لے کر چل دے کیونکہ فرعون

إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَ

تحقیق وہ لشکر ہیں کہ غرق کئے جاویں گے — بہت کچھ چھوڑ گئے — باغوں سے اور چشموں سے — اور کھیتوں سے اور مقام پاکیزہ سے — اور

کے لوگ تمہارا پیچھا کریں گے (تو تم آگے بڑھ جاؤ) اور سمندر کو تھما ہوا چھوڑ دے ف۵ کیونکہ یہ فرعون کا لشکر ڈبا یا جائے گا ف۶ یہ فرعون کے لوگ کتنے ہی باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات

نَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿٢٧﴾ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ

آرام کی چیز کہ تھے بیچ اس کے عیش کرتے — اسی طرح — اور وارث کیا ہم نے ان کا قوم اور کو — پس نہ روئے اوپر ان کے

اور آرام کے سامان جن میں مزے اڑاتے تھے (یا دل لگیاں کرتے تھے) چھوڑ مرے اس طرح (ہم نے ان کو نکالا) اور دوسرے لوگوں (بنی اسرائیل) کو اس (سب سامان) کا وارث کیا ف۷

وقف لازم

وقف لازم

الثلثة

لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد اس قحط کا دُھواں ہے جو آنحضرتؐ کی بددعا سے قریش پر آیا تھا کیونکہ وہی اس آیت کی شان نزول ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب قریش کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو آنحضرتؐ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! ان کے مقابلہ میں میری مدد فرما اور ان پر سات برس کا قحط نازل کر جیسا قحط تو نے یوسفؑ کے زمانہ میں بھیجا تھا۔" چنانچہ ایسا سخت قحط آیا کہ قریش ہڈیاں تک چوسنے لگے، آدمی آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک کے مارے اُسے زمین اور آسمان کے درمیان دھواں سا معلوم ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر قریش نے آنحضرتؐ سے بارش کی دعا کے لئے درخواست کی تو بارش ہوئی اس پر اگلی آیت انا کاشفوا العذاب .... نازل ہوئی مگر قریش اپنے کفر پہ قائم رہے۔ اس پر اگلی آیت: "یَوْمَ نبطش ......" نازل ہوئی اور بدر کے روز اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا۔ (تنبیہ) "دخان" میں اختلاف کی طرح "بطشۃ کبریٰ" میں بھی حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کے مابین اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے "بطشۃ کبریٰ" سے قیامت کے دن کا عذاب مراد لیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بدر کا دن مراد لیتے تھے۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آچکا ہوں جو میرا ہی نہیں تمہارا بھی مالک ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: شاید وہ ڈراتے ہونگے اس سے۔ (موضح)

ف۴ یعنی مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہ کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آچکا ہوں۔

ف۵ حضرت موسیٰؑ نے سمندر عبور کرنے کے بعد چاہا کہ سمندر پر عصا ماریں تاکہ وہ مل جائے اور فرعون کا لشکر اس میں داخل نہ ہو سکے۔ حکم ہوا کہ ایسا نہ کرو بلکہ سمندر کو اپنے موجودہ حال چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ تاکہ فرعون کا لشکر اس میں داخل ہو جائے۔

ف۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فرعون نے جب سمندر کو پھٹا پایا تو لشکر سمیت اس میں داخل ہو گیا اور سب غرق ہو گئے۔

ف۷ "دوسرے لوگوں" کا لفظ اگرچہ عام ہے اور اسی لئے بعض مفسرینؒ نے ان سے مصر کے دوسرے لوگ مراد لئے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ان سے مراد بنی اسرائیل ہی ہیں جیسا کہ سورۃ شعراء میں ہے "کذلک واورثناھا بنی اسرائیل" اسی طرح، اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس کا وارث بنا دیا۔" (آیت ۵۹) نیز دیکھئے سورۂ اعراف (آیت ۱۳۷) شاہ صاحبؒ بھی لکھتے ہیں، یعنی بنی اسرائیل کو، جیسے سورۂ شعراء سے معلوم ہوتا ہے فرعون کے غرق ہوئے پیچھے بنی اسرائیل کا دخل ہوا مصر میں۔ (موضح) ایک مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ فراعنہ کی شان و شوکت کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا، واللہ اعلم۔

ف۱ یعنی غرق ہونے کے بعد آسمان و زمین کے رہنے والوں میں سے کسی نے ان کی تباہی پر دو آنسو نہ بہائے۔ یہی حشر ہر ظالم حکمران ٹولے کا ہوتا ہے۔ ف۲ "کہ توبہ کر لیتے بلکہ آن کی آن میں ڈبو دیئے گئے۔" ف۳ ذلت کے عذاب سے مراد غلامی کی کیفیت ہے اور یہ کہ فرعون ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنانے کے لئے زندہ رکھتا — آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے "اور ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب، فرعون سے نجات دے چکے ہیں۔" گویا فرعون خود ان کے لئے ذلت کا عذاب تھا کیونکہ وہی اس عذاب کا سرچشمہ تھا۔

السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ

آسمان اور زمین اور نہ ہوئے ڈھیل دیئے گئے اور البتہ تحقیق نجات دی ہم نے بنی اسرائیل کو عذاب

وہاں پر نہ آسمان رویا نہ زمین روئی ف۱ اور نہ ان کو (ذرا بھی) مہلت ملی ف۲ اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلت دینے والے عذاب سے

الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى

ذلیل کرنے والے فرعون کی طرف سے تحقیق وہ تھا سرکش حد سے نکل جانے والوں سے اور البتہ تحقیق پسند کر لیا ہے ہم نے ان کو

نجات دے چکے ہیں ف۳ بیشک وہ (بڑا ہی مغرور) حد سے بڑھا ہوا تھا اور ہم نے بنی اسرائیل کو (ان کے زمانے میں)

عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾

اوپر علم کے اوپر عالموں کے اور دی ہم نے ان کو نشانیوں سے وہ چیز کہ تھی بیچ اس کے آزمائش ظاہر تحقیق یہ کافر البتہ کہتے ہیں

جان بوجھ کر سارے جہان کے لوگوں پر برتری دی تھی ف۴ اور ہم نے ان کو ایسی نشانیاں دی تھیں جن میں کھلا ہوا احسان تھا ف۵ یہ لوگ (مکہ کے کافر) کہتے ہیں

اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

نہیں یہ مگر موت ہماری پہلی اور نہیں ہم پھر جلائے گئے پس لے آؤ باپوں ہماروں کو اگر ہو تم سچے

ہم کو تو بس ایک ہی بار مرنا ہے ف۶ اور ہم (قیامت میں) زندہ ہو کر نہیں اٹھائے جائیں گے اگر تم سچے ہو (کہ قیامت ایک دن ضرور آئے گی) تو ہمارے باپ دادوں کو

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا

کیا وہ بہتر ہیں یا قوم تبع کی اور جو لوگ کہ پہلے ان سے تھے ہلاک کیا تھا ہم نے ان کو تحقیق وہ تھے گناہگار اور نہیں

(جلا کر) لے آؤ ف۷ کوئی ان سے پوچھے کہ یہ قریش کے کافر (بل بوتے میں) اچھے ہیں یا تبع کی قوم والے ف۸ اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ف۹ ہم نے ان (سب) کو تباہ کر دیا کیونکہ

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان ان کے ہے کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیا ہم نے ان کو مگر ساتھ حق کے ولیکن اکثر ان کے

وہ قصور وار تھے ف۱۰ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے کھیل نہیں بنایا ف۱۱ ہم نے ان کو حکمت ہی کے لئے پیدا کیا ہے (بڑی مصلحت کے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ

نہیں جانتے تحقیق دن جدا کرنے کا وعدہ ہے ان کا سب کا جس دن کہ نہیں کفایت کرے گا کوئی دوست کسی

لئے) لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے بے شک فیصلے کا دن ان کا وعدہ ہے سب کا ف۱۲ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا

مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾

دوست سے کچھ اور نہیں وہ مدد دیئے جاویں گے مگر جس کو رحمت کی اللہ نے تحقیق وہ غالب ہے مہربان

اور نہ ان کو مدد ملے گی ف۱۴ مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے ف۱۵ بے شک وہ زبردست ہے رحم والا

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾

تحقیق درخت زقوم کا کھانا ہے گناہگار کا مانند تانبے گلے ہوئے کے جوش کرتا ہے بیچ پیٹوں کے جیسا جوش کرتا ہے گرم پانی

بیشک (آخرت میں) تھوہر کا درخت بڑے گنہگار (جیسے ابوجہل تھا) کا کھانا ہے ف۱۶ جیسے پگھلا تانبا (یا تلچھٹ) وہ پیٹوں میں ایسا کھولے گا جیسے بہت گرم پانی کھولتا ہے

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ

پکڑو اس کو پس گھسیٹو اس کو بیچوں بیچ تک دوزخ کے پھر ڈالو اوپر سر اس کے کے عذاب گرم پانی سے چکھ

(ہم فرشتوں سے کہیں گے) پکڑو اس کو اور گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچا بیچ اس کو لے جاؤ پھر اس کے سر پر جلتے (ابلتے) پانی کا عذاب برساؤ (اور اس

ف۴ (ان کے زمانے میں) کی شرط اس لئے ضروری ہے کہ مصحف قرآن میں سب سے بہتر اُمت امت مسلمہ ہے (دیکھئے آل عمران ۱۱۰) "جان بوجھ کر" کہنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہم جانتے تھے کہ وہ اس فضیلت کے لائق ہیں۔ (جامع)

ف۵ یا "کھلی ہوئی آزمائش تھی۔"

ف۶ یعنی ایک دفعہ مرنے کے بعد بس فنا ہو جانا ہے۔

ف۷ تاکہ ہم آنکھوں سے دیکھ لیں کہ واقعی آدمی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو سکتا ہے

ف۸ تبع کی قوم سے مراد یمن کی قوم سبا ہے جس کی تباہی کا حال سورۂ سبا میں گزر چکا ہے۔ تبع دراصل اس قوم کے قبیلہ حمیر کے بادشاہوں کا لقب تھا جیسے کسریٰ ایران کے بادشاہوں کا اور قیصر روم کے بادشاہوں کا، فرعون مصر کے بادشاہوں اور نجاشی حبشہ کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا۔ عموماً مورخین نے ان کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے پہلے بتایا ہے۔ ان میں سے ایک بادشاہ نے دنیا میں بڑی فتوحات حاصل کی تھیں اور اسی نے شہر سمرقند بسایا تھا۔ اس نے خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا اور واپس یمن پہنچ کر یہودی مذہب کی تبلیغ کی۔ چنانچہ یمنی عوام نے یہ دین اختیار کر لیا لیکن تبع کی وفات کے بعد پھر کافر ہو گئے۔ اسی بادشاہ کے متعلق امام احمدؒ اور طبرانی وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تبع کو گالی نہ دو اس لئے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔" (ابن کثیر مختصراً)

ف۹ جیسے عاد اور ثمود اور فرعون کی قوم۔

ف۱۰ مطلب یہ ہے کہ جب ہم نے ان قوموں کو اُن کی سرکشی کی وجہ سے تباہ کر دیا حالانکہ وہ خوشحالی اور شان و شوکت میں تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے تو تمہیں تباہ کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔

ف۱۱ بلکہ اپنی حکمت کاملہ اور صحیح مقصد کے تحت پیدا کئے ہیں۔ دیکھئے سورہ انبیا (آیت ۱۶)۔

ف۱۲ یعنی قیامت ہی کے دن سب کو زندہ کر کے فیصلہ کے لئے جمع کیا جائے گا۔ اس سے پہلے کسی کو زندہ کر کے سامنے لانا اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔

ف۱۳ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۔ اور جس دن صور پھونکا جائے گا۔ تو ان میں کوئی نسب نہیں ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ (مومنون ۱۰۱)

ف۱۴ یعنی نہ ان کو رشتہ داروں اور دوستوں سے اور نہ کسی اور سے کوئی مدد مل سکے گی۔ ف۱۵ یعنی اس روز کسی کی سفارش سے بس اسی کو فائدہ پہنچ سکے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اس کی سفارش کرنے کی اجازت دے۔ ف۱۶ سورہ صافات میں ہے کہ یہ زقوم کا درخت جہنم کی تہہ میں اُگے گا اور جہنمیوں کو جب بھوک ستائے گی تو انہیں بس یہی کھانے کو ملے گا۔

ف۱ یعنی تو دنیا میں اپنے آپ کو بڑا زبردست عزت دار آدمی سمجھتا تھا اس لئے ہم آج بھی تیری یہ عزت کر رہے ہیں کہ دوسرے دوزخیوں سے بڑھ کر عذاب دے رہے ہیں۔ یہ فرشتے طنزاً کہیں گے۔ (ابن کثیر) ف۲ امن کی جگہ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں نہ کوئی موت کا کھٹکا ہوگا نہ غم اور پریشانی اور نہ محنت و مشقت۔ حدیث میں ہے کہ اہل جنت سے کہدیا جائے گا کہ یہاں تم ہمیشہ تندرست رہوگے کبھی بیمار نہ ہوگے، ہمیشہ زندہ رہوگے کبھی نہ مروگے ہمیشہ خوشحال رہوگے، کبھی خستہ حال نہ ہوگے ہمیشہ جوان رہوگے، کبھی بوڑھے نہ ہوگے۔ (ابن کثیر)

إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ تَمْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾

تحقیق تو تو ہے غالب عزت والا تحقیق یہ ہے وہ چیز کہ تھے تم ساتھ اس کے شک لاتے تحقیق پرہیزگار بیچ مقام امن والے کے ہیں

مزہ چکھتے جاؤ (اس عذاب کا مزہ چکھو) تو عزت والا سردار ہے ف۱ یہی تو وہ (دوزخ) ہے جس میں تم کو شک تھا بے شک پرہیزگار لوگ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے)

فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم

بیچ بہشتوں کے اور چشموں کے پہنیں گے لاہی اور تافتے سے آمنے سامنے اسی طرح رہیں گے اور بیاہ دیں گے ہم ان کو

امن کی جگہ میں ہوں گے ف۲ باغوں اور چشموں میں ریشمی باریک اور دبیز پوشاکیں پہنے ہوئے آمنے سامنے (بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوں گے) ایسا ہی ہوگا اور ہم

بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا

ساتھ حوروں اچھی آنکھوں والیوں کے منگا لیویں گے بیچ اس کے ہر ایک میوہ ساتھ امن کے نہیں چکھیں گے بیچ اس کے موت مگر

بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا جوڑا لگا دیں گے ف۳ وہاں اطمینان سے ہر طرح کا میوہ منگوائیں گے (اور مزے سے کھائیں گے) ف۴ بس جو ایک بار (دنیا میں) مر چکے اس کے سوا

الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾

موت پہلی اور بچایا ان کو عذاب آگ کے سے فضل کر پروردگار تیرے سے یہ ہی ہے مراد پانا بڑا

پھر موت (کا مزہ) وہاں نہ چکھیں گے ف۵ اور اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا رکھے گا (اے پیغمبر! یہ تیرے مالک کا فضل (ان پر) ہوگا بے شک یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ ف۶

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾ ع

پس سوائے اس کے نہیں کہ آسان کیا ہم نے اس کو اوپر زبان تیری کے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں پس منتظر رہ تحقیق وہ بھی منتظر ہیں

(اے پیغمبر!) ہم نے تو اس قرآن کو تیری زبان (عربی) میں آسان کر دیا اس لیے کہ یہ لوگ اس کو یاد رکھیں (یا اس سے نصیحت لیں) تو راہ دیکھتا رہ وہ بھی راہ دیکھ رہے ہیں ف۷

ع ۳ / ۱۶

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۵) (۴۵) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۳۷ رکوعاتها ۴

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۸

حم ﴿١﴾ تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

حم اتارنا کتاب کا اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے تحقیق بیچ آسمانوں کے اور زمین کے

اس کتاب (قرآن) کا اتارا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا ف۹ بے شک آسمانوں میں اور زمین میں ایمانداروں کے لئے

لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِن دَابَّةٍ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾ وَ

البتہ نشانیاں ہیں واسطے ایمان والوں کے اور بیچ پیدائش تمہاری کے اور اس چیز کے کہ پھیلاتا ہے جانوروں سے نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں اور

(اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۱۰ اور تمہاری پیدائش میں اور جو جانور وہ زمین میں پھیلاتا ہے ان کی پیدائش میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو (قیامت پر)

اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن رِّزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ

بیچ آنے جانے رات کے اور دن کے اور اس چیز کے کہ اتارا ہے اللہ نے آسمان سے رزق سے پس زندہ کیا ساتھ اس کے زمین کو

یا اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں ف۱۱ اور رات دن کے آگے پیچھے آنے میں ف۱۲ اور آسمان سے جو اللہ تعالیٰ نے پانی اتارا پھر زمین کو مرے پیچھے اس پانی سے جلایا اس میں اور

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٥﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا

پیچھے موت اس کی کے اور بیچ پھیرنے ہاؤں کے نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں یہ نشانیاں ہیں اللہ کی کہ پڑھتے ہیں ہم ان کو

ہواؤں کے رخ بدلنے میں ف۱۳ عقلمند لوگوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ف۱۴ (اے پیغمبر!) یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو ہم تجھ کو ٹھیک ٹھیک

ف۳ "حور" "حوراء" کی جمع ہے جس کے معنی گورے رنگ کی عورت کے ہیں اور "عین" "عیناء" کی جمع ہے اور اس سے مراد بڑی بڑی اور سیاہ آنکھوں والی عورت ہے۔

ف۴ "اطمینان سے منگوانے" کا مطلب یہ ہے کہ انہیں بدہضمی یا کسی قسم کی مضرت کا اندیشہ لاحق نہ ہوگا۔ اس لئے وہ جس مقدار میں جو میوہ منگوانا چاہیں گے بے فکری کے ساتھ منگوائیں گے اور وہ فوراً حاضر کر دیا جائے گا۔

ف۵ یعنی وہاں کبھی موت نہ آئے گی۔ صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو ایک بھورے رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اسے جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے ذبح کر دیا جائے گا پھر کہا جائیگا "اے جنت والو! تم ہمیشہ زندہ رہوگے" اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عمل کرو، میانہ روی اختیار کرو، حق سے قریب رہو اور یہ یاد رکھو کہ تم میں سے کسی کا عمل بھی اس کو جنت میں نہ لے جائے گا؟" لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپؐ کا عمل بھی آپؐ کو جنت میں نہیں لے جائے گا؟ فرمایا: "ہاں! میرا عمل بھی نہیں الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے مجھے ڈھانک لے۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی یہ نصیحت قبول نہیں کر رہے تو آپؐ دیکھتے رہیں کہ ان کی تباہی کیونکر آتی ہے اور یہ بھی انتظار کر رہے ہیں کہ آپؐ جس دعوت کو لے کر اٹھے ہیں، اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

ف۸ یہ پوری سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ البتہ اس کی ایک آیت "قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا الخ" کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ نے اسے مدنی قرار دیا ہے۔ (شوکانی)

ف۹ زبردست ہے یعنی کوئی اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا اور اگر کرتا ہے تو اس کی سزا سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ حکمت والا ہے یعنی اس کا ہر حکم اور ہر کام حکمت سے لبریز ہے۔

ف۱۰ یعنی جو لوگ ماننے اور ایمان لانے کے لئے تیار ہوں وہ اگر اس کائنات کے نظام پر غور کریں تو انہیں صاف پتا چل سکتا ہے کہ نہ ان کی پیدائش خود بخود ہو گئی ہے اور نہ ان کا نظام از خود چل رہا ہے بلکہ ایک زبردست حکمت والا خدا ہے جس نے انہیں اپنی قدرت سے پیدا کیا اور جو اس نظام کو اپنی حکمت کے مطابق چلا رہا ہے۔ ف۱۱ رہے وہ لوگ جو شک میں پڑے ہوئے ہیں انہیں کسی چیز میں کوئی نشانی نظر نہیں آسکتی۔ ف۱۲ "رات اور دن کے اختلاف" سے مراد ان کا آگے پیچھے آنا بھی ہے اور کم و بیش ہونے میں مختلف ہونا بھی۔ ف۱۳ یہاں رزق سے مراد پانی ہے کیونکہ اس سے زمین میں رزق کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ ف۱۴ ہواؤں کے رخ بدلنے سے مراد یہ ہے کہ وہ مختلف سمتوں سے چلتی رہتی ہیں اور پھر ان کے اثرات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ف۱۵ یعنی ان لوگوں کے لئے جو اپنی عقل کو کام میں لاتے ہیں۔

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ

اوپر تیرے ساتھ حق کے پس ساتھ کس بات کے پیچھے اللہ کے اور نشانیوں اس کی کے ایمان لاویں گے وائے ہے واسطے ہر جھوٹ باندھنے

(یا سچائی کے ساتھ) سناتے ہیں پھر اللہ تعالےٰ اور اس کی آیتوں کے بعد (اور) کون سی بات پر ایمان لائیں گے ف۱ قیامت میں ہر جھوٹے بدکار کی خرابی ہوگی جس کو

اَثِيْمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ

گنہگار کے ف۲ کہ سنتا ہے نشانیوں اللہ کی کو پڑھی جاتی ہیں اوپر اس کے پھر اساد گی کرتا ہے تکبر کرتا ہوا گویا کہ نہیں سنا ان کو پس خبر دے اس کو

اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں وہ سنتا تو ہے لیکن پھر غرور کے مارے ضد پر آجاتا ہے (اپنے کفر کو نہیں چھوڑتا) جیسے اس نے وہ آیتیں سنیں نہیں تو (اے

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ِۨ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ

ساتھ عذاب درد دینے والے کے اور جب جانتا ہے نشانیوں ہماریوں میں سے کوئی چیز پکڑتا ہے اس کو ٹھٹھا ف۳ یہ لوگ واسطے ان کے ہے عذاب

پیغمبر) ایسے شخص کو تکلیف کے عذاب کی خوشخبری سنا اور جب اس کو ہماری کوئی آیت معلوم ہو جاتی ہے (سن پاتا ہے) تو اس کو ٹھٹھا مقرر کرتا ہے ایسے لوگوں کو

مُّهِيْنٌ ۝۹ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا

رسوا کرنے والا پیچھے سے ان کے دوزخ ہے اور نہ کفایت کرے گا ان سے جو کچھ کہ کمایا ہے انھوں نے کچھ اور نہ جن کو پکڑا

(قیامت میں) ذلت کا عذاب ہوگا۔ ان کے سامنے یا ان کے پیچھے دوزخ (تیار) اور (دنیا میں) جو کچھ انھوں نے کمایا وہ ان کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ وہ (دیوتا) جن کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

سوائے خدا کے دوست اور واسطے ان کے عذاب ہے بڑا یہ ہے ہدایت اور جو لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں

انہوں نے اللہ تعالےٰ کے سوا اپنا رفیق (یا سرپرست یا کارساز) بنایا تھا (ان کے کچھ کام آئیں گے) اور ان کو بڑا عذاب ہوگا۔ یہ قرآن تو (سچی) راہ بتلاتا ہے اور جو

رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ

رب اپنے کے واسطے ان کے عذاب ہے گاڑھی قسم سے درد دینے والا اللہ وہ شخص ہے جس نے مسخر کیا واسطے تمہارے دریا کو تو کہ چلیں

لوگ اپنے مالک کی آیتوں کو نہیں مانتے ان کو بلا کا تکلیف کا عذاب ہونا ہے۔ اللہ ہی تو ہے جس نے سمندر کو تمہارے بس میں کر دیا اس لئے کہ اس کے حکم سے اس

الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ وَسَخَّرَ لَكُمْ

کشتیاں بیچ اس کے ساتھ حکم اس کے کے اور تو کہ ڈھونڈو فضل اس کے سے اور تو کہ تم شکر کرو اور مسخر کیا واسطے تمہارے

میں جہاز چلیں ف۴ اور اس لئے کہ تم اس کا فضل ڈھونڈو (سوداگری کر کے روٹی کماؤ) اور اس لئے کہ تم (اس کے احسان کا) شکر کرو اور جتنی چیزیں آسمان

مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۳

جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا اپنی طرف سے ف۵ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں

میں ہیں اور جتنی زمین میں ہیں ان سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا دیا ہے بے شک سوچنے والوں کے لئے تو اس میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں ف۶

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا

کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے یہ کہ بخش دیویں واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں امید رکھتے دنوں خدا کے کی تو کہ جزا دے ہر قوم کو ساتھ اس چیز کے

(اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہہ دے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے ف۷ ان سے درگذر کریں ف۸ تاکہ اللہ ہی ان لوگوں کو ان کے کاموں کا

يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

تھے کماتے جو کوئی کام کرے اچھے پس واسطے جان اپنی کے اور جو کوئی برائی کرے پس اوپر اس کے ہے پھر طرف پروردگار اپنے کی

بدلہ دے ف۹ جو کوئی اچھا کام کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کے لئے (کرتا ہے) اور جو کوئی برا کام کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑے گا پھر (آخر) تم کو اپنے

ف۱ یعنی جب قرآن کی آیات سن کر بھی وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لا رہے تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون سی ہستی ہے جس کی بات پر یہ ایمان لائیں گے۔

ف۲ "خرابی" یہ "ویل" کا ترجمہ ہے اور ویل جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے دوزخ کی ایک وادی کا نام بھی ہے۔

ف۳ یا یہ مطلب ہے کہ جب اسے ہماری آیتوں میں کوئی بات معلوم ہو جاتی ہے۔ (جسے وہ صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتا) تو ساری آیات اور شریعت کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے کہ اتخذھا میں "ھا" کی ضمیر آیات کے لئے قرار دی جائے اور اگر اسی ضمیر کو شیئًا کے لئے قرار دیا جائے تو پہلا مطلب صحیح ہوگا۔

ف۴ یعنی پانی میں، باوجود اس کے گہرا ہونے کے، جہاز اور کشتیاں غرق نہیں ہوتیں اور یہ محض اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظام تکوینی ایسا بنایا ہے کہ انسان بر و بحر میں نقل و حرکت کر سکے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا نہ ہوتا تو سمندر میں جہازوں اور کشتیوں کے چلنے کا ہرگز امکان نہ ہوتا۔

ف۵ یعنی ان چیزوں کو اس نے محض اپنے فضل و کرم سے تمہارے کام میں لگا دیا ہے ورنہ تمہارا اس پر کوئی زور نہ تھا۔ آج سمندر اور دریاؤں سے انسان جو فوائد حاصل کر رہا ہے یہ سب اللہ کا فضل و کرم ہی ہے۔

ف۶ یعنی جو بھی اپنے آپ کو ضد اور ہٹ دھرمی سے الگ کر کے غور و فکر سے کام لے گا۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کائنات کے اس نظام کو بنانے اور چلانے والا ایک ایسا خدا ہے جو اپنی ذات و صفات میں اکیلا ہے اور ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

ف۷ "اللہ تعالیٰ کے دنوں" سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو خاص سزا دیتا ہے یا اپنے فرمانبردار بندوں کو خاص انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ لہٰذا "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے" سے مراد کفار ہیں جو اس کی رحمت سے مایوس اور اس کی گرفت سے بے فکر ہیں۔

ف۸ یعنی ان کی زیادتیوں اور ایذا رسانیوں پر صبر و تحمل سے کام لیں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں ـــ واضح رہے کہ مسلمانوں کو یہ حکم مکہ معظمہ میں دیا گیا جب نہیں کفار کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے کی اجازت نہ تھی۔ بعد میں مدینہ پہنچ کر جب جہاد بالسیف کا حکم نازل ہوا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (ابن کثیر)

ف۹ "قوما" (ان لوگوں کو) کا لفظ عام استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور کافر بھی۔ مسلمان مراد ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر و تحمل پر مناسب اجر عطا فرمائے گا اور اگر کافر مراد ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کی شرارتوں پر خود ہی کافی سزا دے گا۔

تُرْجَعُونَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ

پھیرے جاؤ گے اور البتہ تحقیق دی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور پیغمبری اور رزق دیا ہم نے ان کو

مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور ہم بنی اسرائیل کو کتاب توریت شریف) اور حکمت (یا حکومت) اور نبوت دے چکے ہیں وا اور ہم نے ان کو کھانے کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا

پاکیزہ چیزوں سے اور بزرگی دی ہم نے ان کو اوپر عالموں کے اور دیں ہم نے ان کو دلیلیں ظاہر بات دین کی سے پس نہ اختلاف کیا انھوں نے

عمدہ عمدہ چیزیں دیں (من اور سلویٰ وغیرہ) اور (اپنے زمانے میں) ان کو سارے جہان کے لوگوں پر بزرگی دی وٹ اور دین کی باتیں کھول کر ان سے بیان کر دیں (انہوں نے

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

مگر پیچھے اس سے کہ آیا ان کے پاس علم سرکشی سے درمیان اپنے تحقیق پروردگار تیرا حکم کرے گا درمیان ان کے دن

(حق بات کو) جان بوجھ کر اس کے بعد آپس کی ضد سے اختلاف کیا بیشک (اے پیغمبر) تیرا مالک قیامت کے دن جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے وٹ

الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ

قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اختلاف کرتے پھر کیا ہم نے تجھ کو قائم اوپر شریعت کے یعنی راہ کشادہ کے امر دین کے

ان کا فیصلہ کر دے گا (پھر اے پیغمبر موسیٰ کے بعد) ہم نے تجھ کو دین کے ایک رستے (شریعت) پر لگا دیا وٹ تو اسی پر

فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ

پس پیروی کر اس راہ کی اور مت پیروی کر خواہشوں ان لوگوں کی جو کہ نہیں جانتے تحقیق وہ ہرگز نہ کفایت کریں گے تجھ کو

چلتا رہ اور نادانوں کی خواہشوں پر مت چل وٹ یہ (نادان) لوگ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تیرے کچھ کام نہیں آئیں گے

اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾

اللہ سے کچھ اور تحقیق ظالم بعضے ان کے دوست ہیں بعضے کے اور اللہ دوست ہے پرہیزگاروں کا

وٹ اور (تجھ میں ان میں دوستی کیسے ہو سکتی ہے) گنہگار گنہگاروں ہی کے دوست ہوتے ہیں اور پرہیزگاروں کا اللہ دوست ہے (یا کام بنانے والا)

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ

یہ نصیحتیں ہیں واسطے لوگوں کے اور ہدایت اور رحمت ہے واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ

یہ قرآن کیا ہے لوگوں کے لیے عقل کی باتیں ہیں اور جو لوگ (قیامت پر) یقین رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے وٹ کیا جن لوگوں نے برے

اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً

کہ کرتے ہیں برائیاں یہ کہ کر دیں ہم ان کو مانند ان لوگوں کی کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے برابر ہو

کام کئے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے دونوں کا

مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

زندگی ان کی اور موت ان کی برا ہے جو کچھ حکم کرتے ہیں اور پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو

جینا مرنا برابر وٹ کیا برا حکم لگاتے ہیں وٹ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

زمین کو ساتھ حق کے اور تو کہ جزا دیا جاوے ہر جی ساتھ اس چیز کے کہ کمایا اس نے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے

حکمت سے بنائے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ ملے اور ان پر ظلم نہ ہو گا وٹ

ع ۲ / ۱۸

وٹ حکمت سے مراد کتاب کا علم و فہم اور دین کی سمجھ ہے اور حکومت سے مراد لوگوں کے درمیان، کتاب کے مطابق عدل و انصاف سے فیصلے کرنے کی صلاحیت و "نبوۃ" دینے سے مراد ان کے درمیان بہت سے پیغمبر بھیجنا۔ (فتح)

وٹ "اپنے زمانے میں" کی شرط اس لئے ضروری ہے کہ مطلق طور پر سب سے زیادہ فضیلت (بزرگی) والی امت امت مسلمہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا: "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" "تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا کی گئی ہو۔" (آل عمران: ۱۱۰)

وٹ یعنی ان میں جو اختلاف رونما ہوا وہ جہالت اور ناواقفیت کی بنا پر نہ تھا بلکہ وہ انبیاء کے ذریعہ صحیح راہ کا علم آجانے کے بعد رونما ہوا اور اس کی بنیاد سراسر ضد اور خود پسندی پر تھی۔

وٹ یعنی دین کو واضح کرنے کی جو خدمت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کی گئی تھی وہی اب آپ کے سپرد کی گئی ہے۔

وٹ یعنی انہیں اپنے قریب کرنے کے لئے دین کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت سے کام نہ لیں — نادانوں سے مراد کفار قریش ہیں۔

وٹ یعنی اگر آپ مداہنت سے کام لیں گے تو وہ آپ کو اللہ کی پکڑ سے نہ بچا سکیں گے۔

وٹ کیونکہ اسی کی بدولت وہ دوزخ سے بچ کر جنت کے مستحق ہو سکتے ہیں، اسے چھوڑ کر نہ دنیا میں فلاح پا سکتے ہیں اور نہ آخرت میں۔

وٹ یعنی دنیا میں ان کی زندگی اور آخرت میں ان کا انجام ایک جیسا ہو۔

وٹ یعنی اگر وہ ایسا سمجھتے ہیں، تو بالکل غلط سمجھتے ہیں اس سے تو نیکی اور بدی میں امتیاز ہی ختم ہو جاتا ہے۔ طبرانی میں روایت ہے کہ حضرت تمیم داریؓ اس آیت کو رات بھر پڑھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (ابن کثیر)

وٹ یعنی زمین و آسمان کا یہ نظام محض کھیل نہیں بنایا بلکہ یہ ایک بامقصد حکیمانہ نظام ہے جس میں ضروری ہے کہ ہر شخص کو اس کی نیکی اور بدی کا بدلہ دیا جائے اور دنیا و آخرت میں کسی پر ظلم نہ ہو۔

ف۱ خواہش کو خدا بنا لینے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش کا بندہ بن جائے۔ جو دل میں آئے کر گزرے خواہ خدا کے قانون میں وہ حرام ہو ۔۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص کسی نہ کسی خدا کو پوجتا ہے اگر مالک حقیقی کا بندہ نہیں بنتا تو اپنی خواہش کا بندہ بن کر اس کی پوجا کرتا رہتا ہے۔ ف۲ یعنی جو شخص اپنے نفس کو اپنا خدا بنا لے اور کسی طرح سیدھی راہ پر آنے کے لئے تیار نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اس کی اختیار کردہ گمراہی میں بڑھتے رہنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ "جیساکہ اس کے علم میں تھا" یعنی ازل سے خدا کے علم میں تھا کہ وہ راہِ راست پر آنے والا نہیں ہے اور یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے کہ "علم ہوتے ساتھ اللہ نے اسے گمراہ کر دیا" یعنی وہ باوجود اس بات کے جاننے کے کہ یہ پتھر بے جان ہیں اور یہ کہ خواہش نفس کی پیروی سراسر گمراہی ہے پھر بھی شرک سے باز نہیں آتا اور ان پتھروں اور مٹی کے ڈھیروں (قبروں) کی پوجا کرتا رہتا ہے۔ (ابن کثیر)

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى

کیا پس دیکھا تو نے اس شخص کو کہ پکڑا ہے اس نے معبود اپنا خواہش اپنی کو اور گمراہ کیا اس کو اللہ نے اوپر علم کے اور مہر رکھی اوپر

(اے پیغمبرؐ) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہے ف۱ اور اللہ نے جیسے اس کے علم میں تھا اس کو گمراہ کر دیا ہے

سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ

کانوں اس کے کے اور دل اس کے کے اور کر دیا اوپر بینائی اس کی کے پردہ پس کون ہدایت کرے گا اس کو پیچھے

اس کے کان اور دل پر مہر کر دی ہے اور اس کی آنکھ پر اندھیری ڈال دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جب اس کو گمراہ کیا اب کون اس کو راہ پر لا سکتا ہے ف۲

اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۳ وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَاۤ

اللہ کے کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے تم اور کہا انھوں نے نہیں زندگانی مگر زندگانی دنیا کی مرتے ہیں ہم اور جیتے ہیں ہم اور نہیں ہلاک کرتا ہم کو

کیا تم غور نہیں کرتے اور (کافر) کہتے ہیں ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے (دنیا ہی میں) مرتے ہیں اور (یہیں) جیتے رہتے ہیں اور زمانہ

اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝۲۴ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

مگر زمانہ اور نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم نہیں مگر گمان کرتے ہیں اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے

کی گردش ہم کو مار ڈالتی ہے ف۳ اور ان کو اس کی تحقیق تو ہے نہیں وہ اٹکلیں دوڑاتے ہیں اور کچھ نہیں ف۴ اور جب ان کو ہماری کھلی کھلی (صاف

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

نشانیاں ہماری ظاہر نہیں ہے دلیل ان کی مگر یہ کہ کہتے ہیں لے آؤ باپوں ہمارے کو اگر ہو تم

صاف مضمون کی) آیتیں سنائی جاتی ہیں تو (اور تو کچھ کہتے نہیں بنتا) بس یہی کٹ حجتی کرتے ہیں اچھا (اے مسلمانو) اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا

صٰدِقِيْنَ ۝۲۵ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ

سچے کہہ کہ اللہ ہی زندہ کرے گا تم کو پھر مارے گا تم کو پھر اکٹھا کرے گا تم کو طرف دن

کو جو مر چکے ہیں جلا کر سامنے لے آؤ ف۵ (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ دے اللہ ہی تم کو جلاتا ہے ف۶ پھر وہی تم کو مارے گا پھر وہی قیامت کے دن جس

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۶ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

قیامت کی نہیں شک بیچ اس کے اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی

میں کوئی شبہ نہیں تم کو (جلا کر) اکٹھا کرے گا ف۷ مگر اکثر لوگ یہ بات نہیں سمجھتے ف۸ اور آسمان زمین کی بادشاہت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۲۷ وَ

آسمانوں کی اور زمین کی اور جس دن کہ قائم ہوگی قیامت اس دن زیاں پاویں گے جھوٹے اور

اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن جھوٹوں کی (یا جھٹلانے والوں کی) خرابی ہے ف۹ اور

تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا

دیکھے گا تو ہر ایک امت کو زانو پر گری ہوئی ہر ایک امت پکاری جاوے گی طرف اعمال نامے اپنے کی آج جزا دیئے جاؤ گے تم جو کچھ

(قیامت کے دن اے پیغمبر) تو ہر ایک امت کو گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے دیکھے گا ف۱۰ ہر امت اپنا اعمال نامہ دیکھنے کے لیے بلائی جائے گی (اور اس سے کہہ دیا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا

تھے تم کرتے یہ ہے کتاب ہماری بولتی ہے اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم تھے لکھتے جو کچھ

جائے گا) آج تم جیسے کام (دنیا میں) کرتے رہے ویسا بدلہ پاؤ گے یہ ہمارا دفتر ہے جو ٹھیک ٹھیک تمہارے کام بتلا رہا ہے کیوں کہ تم جو (دنیا میں) کرتے

ف۳ یعنی خدا کا حکم اور ملک الموت وغیرہ کچھ نہیں ہے، بس زمانہ کی گردش ہے جس سے ہم بوڑھے ہو جاتے ہیں اور جب اتنے کمزور ہو جاتے ہیں کہ زندہ نہیں رہ سکتے تو مر جاتے ہیں۔

ف۴ یعنی ان کو اتنا شعور نہیں کہ جس چیز کو وہ زمانہ کہتے ہیں وہ خود کوئی چیز نہیں ورنہ بجائے خود اسے آدمی پر کوئی اختیار ہے۔ زندگی اور موت کے جو ظاہری اسباب وہ دیکھتے ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے اور وہ اسی کے حکم کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اسی حقیقت کو آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمؑ کا بیٹا جب زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے تو مجھے تکلیف دیتا ہے کیونکہ (زمانہ خود کچھ نہیں) میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں معاملہ ہے اور میں ہی رات اور دن میں الٹ پھیر کرتا ہوں۔ (شوکانی بحوالہ صحیحین عن ابی ہریرہؓ)

ف۵ یعنی اگر اپنے اس عقیدہ میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد ہم پھر جی اٹھیں گے ۔۔ یہ کفار کی سب سے وزنی دلیل تھی جو آخرت کی نفی کے لئے وہ پیغمبروںؑ کے سامنے پیش کرتے تھے حالانکہ قیامت سے پہلے فرداً فرداً اس دنیا میں زندہ ہو کر واپس آنے کو قرآن نے محال اور ناممکن بتایا ہے۔ قیامت کے دن دوبارہ زندگی کے امکان پر عقلی دلائل قائم کئے ہیں جو اٹل اور ناقابل انکار ہیں، رہا آخرت پر ایمان، تو اس کا انحصار سراسر انبیاء علیہم السلام کی تصدیق پر ہے۔

ف۶ یعنی جب تک چاہتا ہے دنیا میں زندہ رکھتا ہے۔ زمانہ بجائے خود کیا کر سکتا ہے؟

ف۷ کیونکہ جس نے ایک مرتبہ زندگی دے کر واپس لے لی اس کے لئے سب کو دوبارہ زندہ کر کے ایک جگہ اکٹھا کرنا کیا مشکل ہے؟

ف۸ یعنی یہ ہے وہ حقیقت جس پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ مگر کفار مکہ پر تعجب ہے کہ نہ اسے سمجھ کر ایمان لاتے ہیں اور نہ کوئی معقول دلیل پیش کر کے اس کا رد کرتے ہیں۔

ف۹ کیونکہ اس روز حقیقت ان کی آنکھوں کے سامنے آجائے گی اور وہ تلافی مافات کے لئے کچھ نہ کر سکیں گے۔

ف۱۰ یعنی خوف و دہشت سے حساب و کتاب کے انتظار میں جیسا کہ مجرم خوف زدہ ہو کر بیٹھا ہوتا ہے ۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ہر امت اپنے نبیؐ سمیت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چبوترے پر ظاہر ہوں گے جو سب سے بلند ہوگا اور وہی مقام محمود ہوگا۔ (شوکانی بحوالہ ابن مردویہ)

ف۱۱ اس سے مراد ہر وہ کتاب بھی ہو سکتی ہے جو کسی نبیؐ پر نازل کی گئی۔ یعنی یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا اس امت نے اپنے نبیؐ کی کتاب پر عمل بھی کیا یا نہیں۔

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ

تھے تم کرتے پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے پس داخل کرے گا ان کو

تھے وہ ہم لکھواتے جاتے تھے ف۱ پھر جو لوگ ایمان دار ہیں اور انھوں نے اچھے کام (بھی) کئے ان کو تو ان کا پروردگار اپنی رحمت

رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ

رب ان کا بیچ رحمت اپنی کے یہ ہے وہ مراد پانا ظاہر اور جو لوگ کہ کافر ہوئے کہا جاوے گا کیا پس نہ

میں لے لے گا (جنت میں داخل کرے گا) یہی تو کھلی کامیابی ہے اور جو لوگ کافر ہیں (ان سے پروردگار فرمائے گا) کیا

تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ

تھیں آیتیں میری پڑھی جاتیں اوپر تمہارے پس تکبر کیا تم نے اور تھے تم قوم گناہگار اور جب کہا جاتا ہے

(دنیا میں) تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم اینٹھتے رہے (غرور کرتے رہے) اور تم نافرمان لوگ تھے اور جب (تم سے) یہ کہا

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ

تحقیق وعدہ اللہ کا سچ ہے اور قیامت نہیں شک بیچ اس کے کہتے تھے تم نہیں جانتے ہم کیا ہے قیامت

جاتا تھا (دیکھو) اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہاں کچھ تھوڑا سا

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا

نہیں گمان کرتے ہم مگر گمان تھوڑا اور نہیں ہم یقین لانے والے اور ظاہر ہوئیں واسطے ان کے برائیاں اس چیز کی کہ تھے کرتے

گمان تو ہم کو بھی ہے (کہ شاید قیامت آئے) مگر ہم کو یقین نہیں ف۲ اور جو جو کام انھوں نے (دنیا میں) کئے تھے ان کی برائیاں

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ

اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے کہ تھے وہ ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے اور کہا جاوے گا آج بھول جاویں گے ہم تم کو جیسا بھول گئے تم

ان پر کھل جائیں گی اور جس (عذاب) کا وہ ٹھٹھا اڑاتے تھے وہی ان پر الٹ پڑے گا اور (ان سے) کہہ دیا جائے گا آج ہم تم کو بھلا دیں گے (تمہارا خیال چھوڑ

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ

ملاقات ہماری اس دن کی کو اور جگہ تمہاری آگ ہے اور نہیں واسطے تمہارے کوئی مدد دینے والا یہ بسبب اس کے ہے

دیں گے) جیسے تم نے اپنے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہیں یہ اس کی سزا ہے جو تم نے

اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ

کہ پکڑا تھا تم نے نشانیوں اللہ کی کو ٹھٹھا اور فریب دیا تم کو زندگانی دنیا کی نے پس آج نہ نکالے جاویں گے

(دنیا میں) اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ہنسی ٹھٹھا بنا یا تھا (ان سے مسخرہ پن کرتے تھے) اور دنیا کی زندگی نے تم کو فریب دے رکھا تھا (تم اس کے دھوکے میں آگئے

مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ

اس سے اور نہ وہ عذر قبول کئے جاویں گے پس واسطے اللہ کے ہے سب تعریف پروردگار آسمانوں کا اور پروردگار زمین کا پروردگار

تھے) تو آج یہ لوگ (کبھی) دوزخ سے نہ نکالے جائیں گے اور نہ ان کو منانے کا موقع دیا جائے گا ف۳ تو اصل تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے جو آسمان کا مالک

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾

عالموں کا اور واسطے اسی کے ہے بزرگی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے اور وہی غالب ہے حکمت والا

اور زمین کا مالک سارے جہان کا مالک ہے۔ اور آسمان اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے ف۴ اور وہی زبردست ہے حکمت والا

ع ۴ / ۲۰

ف۱ یعنی ہمارے حکم سے فرشتے لکھتے رہتے تھے تاکہ تم پر حجت قائم کی جاسکے، ورنہ ہمیں تو ہر چیز کا ازل سے علم ہے۔

ف۲ اس سے صاف نکلتا ہے کہ اگر کسی کو حشر نشر، حساب کتاب، فرشتوں، پیغمبروںؑ اور دین کے دوسرے ضروری عقائد میں شک ہو تو (گو انکار نہ ہو تو بھی) وہ کافر ہے اور کمالِ ایمان کے لئے پورا یقین ہونا شرط ہے۔ (وحیدی)

ف۳ منانے کے موقع سے مراد توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہے۔

ف۴ یعنی کوئی اس کے برابر کا نہیں ہے وہ سب سے بڑا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بزرگی میری اِزار ہے اور بڑائی میری چادر جو شخص ان میں سے کوئی چیز مجھ سے چھیننا چاہے گا اسے میں دوزخ میں ٹھہراؤں گا۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ (۶۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۳۵ رُكُوْعَاتُهَا ۴

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ

اتارنا کتاب کا ہے اللہ عزت والے حکمت والے کی طرف سے نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور

اس کتاب (قرآن) کا اتارا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمت والا ہم نے آسمان اور زمین اور جو ان

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۞

زمین کو اور جو کچھ درمیان اُن کے ہے مگر ساتھ حق کے اور وقت مقرر کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اس چیز سے کہ ڈرائے جاتے ہیں منہ پھیرنے والے ہیں

کے بیچ میں ہے ان کو مصلحت ہی سے ایک مقرر وعدے (قیامت) تک کے لئے بنایا ہے ف۲ اور کافروں کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے (جیسے حساب

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ

کہہ کیا دیکھا تم نے اس چیز کو کہ پکارتے ہو تم سوائے اللہ کے دکھلاؤ مجھ کو کیا پیدا کیا ہے انھوں نے زمین سے یا

کتاب حشر نشر وغیرہ) وہ اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے (اے پیغمبر ان کافروں سے) کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی جن (دیوتاؤں) کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (اُن کا پوجا

لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ

واسطے اُن کے ساجھا ہے بیچ آسمانوں کے لے آؤ میرے پاس کتاب پہلے اس سے یا کچھ نقل علم کی سے اگر

کرتے ہو) مجھے دکھلاؤ تو انھوں نے زمین میں کیا بنایا یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کا ساجھا ہے اگر تم سچے ہو تو اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی آسمانی کتاب ف۳ یا اگلی کوئی علمی روایت

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ

ہو تم سچے اور کون شخص ہے بہت گمراہ اس شخص سے کہ پکارتا ہے سوائے اللہ کے اس شخص کو کہ نہ جواب دیگا

اپنی بات کے ثبوت میں) لے کر آؤ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اس کے پکارنے پر جواب نہ دیں

لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۞ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا

اس کو قیامت کے دن تک اور وہ پکارنے ان کے سے غافل ہیں اور جس وقت اکٹھے کئے جاویں گے لوگ ہوں گے

اور (جواب دینا تو کیا) وہ ان کا پکارنا سنتے تک نہیں ف۴ اور جب (قیامت کے دن) لوگ اکٹھا کئے جائینگے وہ (بت خدا کی

لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۞ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ

وہ بت واسطے ان کے دشمن اور ہوں گے عبادت ان کی کو انکار کرنیوالے اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں ہماری ظاہر کرتے ہیں

قدرت سے زندہ ہو کر) اُن کے دشمن بن جائیں گے اور کہیں گے تم نے ہم کو نہیں پوجا ف۵ ف۶ اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو (یہ) کافر کچی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ

وہ لوگ کہ کافر ہوئے واسطے حق کے جب آیا ان کے پاس یہ جادو ہے ظاہر کیا یہ کہتے ہیں کہ باندھ لیا ہے اس کو

بات کو سنتے ہی کہہ بیٹھتے ہیں یہ تو صریح جادو ہے ف۷ بلکہ یوں کہتے ہیں اس شخص نے (یعنی پیغمبر نے)

قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ

کہہ اگر باندھ لیا ہے میں نے اس کو پس نہیں تم مالک واسطے میرے اللہ کی طرف سے کسی چیز کے وہ جانتا ہے اس چیز کو کہ شروع کرتے ہو تم بیچ

اس کو (اپنے دل سے) بٹ لیا ہے (اور کہتا ہے اللہ کا کلام ہے اے پیغمبر) کہہ دے اگر میں نے (بالفرض) اس کو بٹ لیا ہے تو تم اللہ کے مقابلے میں مجھے ف۸

ف۱ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے۔ (قرطبی) بعض مفسرین نے اسکی آیت: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ ..... کو مدنی قرار دیا ہے۔ طبرانی میں ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے مسلمان ہونے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (روح)

ف۲ یعنی زمین و آسمان کا یہ نظام کھلونا نہیں ہے بلکہ ایک بامقصد حکیمانہ نظام ہے اور نہ یہ دائمی اور ابدی چیز ہی ہے بلکہ اسکی ایک عمر مقرر ہے جب وہ پوری ہوجائیگی تو یہ سارا نظام درہم برہم ہوجائیگا اور قیامت آجائے گی۔

ف۳ ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر "علمی روایت" سے کی ہے یعنی آنحضرتؐ سے پہلے انبیاءؑ و صلحاؒ کی تعلیمات کا کوئی ایسا باقیماندہ حصہ جو بعد کی نسلوں تک کسی قابل اعتماد ذریعہ سے پہنچا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ شرک پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ کیونکہ وہ محض بے جان ہیں۔ مراد بُت ہیں اور اگر ان سے مراد انسان ہوں جو مر چکے ہیں اور مشرکین انہیں پکارتے ہیں۔ تو ان کا مشرکین کی پکار سے غافل ہونا بھی ظاہر ہے۔

ف۵ بلکہ اپنی خواہش کے پوجتے رہے۔ وہ فرشتے ہوں یا اللہ کے مقرب بندے یا شیاطین الغرض سب قیامت کے دن ان سے برأت کا اعلان کرینگے اور کہیں گے: تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ۔ (قصص: ۶۳) ہم تیرے سامنے ان سے الگ ہوئے وہ ہماری پوجا نہیں کرتے تھے۔

ف۶ یعنی ہمیں معلوم نہیں کہ تم نے ہماری پوجا کی یا ہم نے تمہیں اپنی پوجا کرنے کا حکم نہیں دیا لٰہذا تم جو ہماری پوجا کرتے رہے در اصل اپنی خواہش کی پوجا کرتے رہے۔

ف۷ سچی بات سے مراد قرآن ہے۔ کفارِ مکہ قرآن کو صریح جادو اس لئے کہتے تھے کہ ایک طرف تو وہ اسے خدائی کلام ماننے کیلئے تیار نہ تھے اور دوسری طرف ان کے دل گواہی دیتے تھے کہ کوئی انسان اس جیسا کلام تصنیف کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے وہ لوگوں کو قرآن سے بدظن کرنے کیلئے یہ مشہور کرتے کہ یہ صریح جادو ہے۔

ف۸ اس لئے میں یہ جرأت کیسے کرسکتا تھا کہ قرآن اپنے دل سے گھڑ لیتا۔

ف۹ یعنی قرآن کے بارے میں جو بکواس کر رہے ہیں اللہ کو اس کا خوب علم ہے۔

كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا

اس کے کفایت ہے وہ گواہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وہ ہے بخشنے والا مہربان کہہ نہیں ہوں میں نیا

کچھ بچا نہیں سکتے وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم لگ رہے ہو وہ بس ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ف۱ (اے پیغمبر

مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ

پیغمبروں میں سے اور نہیں جانتا میں جو کچھ کیا جاوے گا ساتھ میرے اور نہ ساتھ تمہارے نہیں پیروی کرتا میں مگر اس چیز کی کہ دی کی جاتی ہے طرف میری

کہدے میں کوئی نیا پیغمبر تھوڑے ہوں ف۳ اور مجھے معلوم نہیں (آئندہ دنیا میں) مجھ سے ف۴ کیا سلوک کیا جائیگا اور تم سے کیا سلوک کیا جائیگا ف۵ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو (خدا کی طرف سے)

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَ

اور نہیں میں مگر ڈرانے والا ظاہر کہہ کیا دیکھا ہے تم نے اگر ہووے یہ نزدیک اللہ کے سے اور کفر کیا تم نے ساتھ اس کے اور

ہوتا ہے ف۶ اور میں اور کچھ نہیں ایک کھلا ڈرانے والا (بندہ) ہوں (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دے بتلاؤ تو سہی اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے آیا ہو اور تم

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

گواہی دی ایک شاہد نے بنی اسرائیل میں سے اوپر مانند اس کی کے پس ایمان لایا وہ اور تکبر کیا تم نے تحقیق اللہ نہیں

نے اس کو نہ مانا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ ف۷ ایسی ہی کتاب اُترنے کی گواہی دے چکا اور وہ ایمان لے آیا لیکن تم اکڑے رہے (تو تمہارا حال کیا

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا

ہدایت کرتا قوم ظالموں کو اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اگر ہوتا یہ دین بہتر

ہوتا ہے) بیشک اللہ نہ نافرمانوں کو راہ پر نہیں لگاتا اور کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں اگر (اسلام کا دین) اچھا ہوتا تو مسلمان ہم سے پہلے کبھی اس کو اختیار

مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ

نہ آگے نکل جاتے ہم سے طرف اس کی اور جس وقت کہ نہ راہ پائے ساتھ اس کے پس البتہ کہیں گے یہ جھوٹ ہے قدیم اور پہلے

نہ کرتے ف۸ اور جب قرآن سے ان کو ہدایت نہیں ہوئی (یا حضرت محمدؐ سے یا ایمان سے) تو اب کہیں گے یہ تو ایک پرانا جھوٹ ف۹ (چلا آتا

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ

اس سے کتاب موسیٰ کی پیشوا اور رحمت اور یہ کتاب سچا کرنے والی ہے اس کو بولی عربی تاکہ ڈرا دے

ہے) حالانکہ قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب (توراۃ شریف) اُتر چکی ہے جو پیروی کے لائق اور (خدا کی) رحمت تھی اور یہ قرآن بھی ایک کتاب ہے جو اگلی

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

ان لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں اور خوشخبری واسطے احسان کرنے والوں کے تحقیق جن لوگوں نے کہا کہ پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر قائم رہے اسی پر

کتابوں (کو) سچ بتلاتی ہے عربی زبان میں (اس لئے اتری ہے) کہ گنہگاروں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرائے اور نیکوں کو (بہشت کی) خوشخبری دے بے شک جن لوگوں نے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ

پس نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ لوگ ہیں رہنے والے بہشت کے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے

کہا اللہ ہمارا مالک ہے پھر (اس پر) جمے رہے (شرک نہیں کی) ان کو (قیامت کے دن) نہ ڈر ہوگا نہ غم یہی لوگ تو بہشت والے ہیں وہ اپنے (نیک) کاموں کے

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ

بدلہ ہے اس چیز کا کہ تھے وہ کرتے اور حکم کیا ہم نے آدمی کو ساتھ ماں باپ اپنے کے احسان کرنا اٹھاتی ہے اس کو ماں اس کی تکلیف سے اور

بدلے میں (جو دنیا میں کرتے رہے) ہمیشہ اس میں رہیں گے اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے ماں نے تکلیف اٹھا کر (چھ مہینے یا زیادہ)

ف۱ لہٰذا وہ میرے حق میں ضرور یہ گواہی دیگا کہ اسی نے مجھ پر قرآن نازل کر کے اسے دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا تھا اور یہ کہ تم نے قرآن کی تکذیب کر کے سخت جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ف۲ یعنی اس کے لئے جو تائب ہو کر قرآن پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے۔ ف۳ "بلکہ مجھ سے پہلے ہزاروں پیغمبر دنیا میں آچکے ہیں اور ان کی دعوت وہی رہی ہے جو میری ہے"۔ ف۴ آیا مکہ میں رہونگا یا اس سے نکال دیا جاؤنگا اور کیا طبعی طریق پر وفات پاؤنگا یا دشمنوں کے ہاتھوں شہید کر دیا جاؤنگا"۔ ف۵ کیا تم پر عذاب ابھی آئیگا یا تمہیں مزید مہلت دی جائیگی؟" یہ سب غیب کی باتیں ہیں جن کے متعلق آنحضرتؐ کو بے خبر ہونے کا اعلان کر دینے کا حکم دیا گیا۔ رہی آخرت! تو آنحضرتؐ کو معلوم تھا کہ اس میں آپؐ کو اور آپ کے متبعین کو جنت اور تکذیب کرنے والوں کو دوزخ نصیب ہوگی۔ ابن جریرؒ وغیرہ نے آیت کے اسی مفہوم کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ مگر بعض نے آیت کے مفہوم کو عام رکھا ہے کہ آنحضرت کو آخرت کے بارے میں بھی معلوم نہ تھا کہ آپؐ کے ساتھ کیا معاملہ درپیش آنیوالا ہے۔ اس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضرت ام العلاءؓ بیان کرتی ہیں کہ عثمان بن مظعون کی وفات پر میں نے کہا "ابا السائب! میں تمہارے متعلق شہادت دیتی ہوں کہ تم اللہ کے ہاں عزت دار ہو"۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ میں اللہ کا پیغمبر ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میرا اور تمہارا حال کیا ہونیوالا ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ اس مفہوم کے اعتبار سے یہ آیت: [انا فتحنا لك۔ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ مگر قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں دوسری روایت "ما یفعل به" ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس (عثمان) کے ساتھ کیا ہونیوالا ہے۔ وھو الصحیح انشاء اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا نسخ کی ضرورت نہیں یا یہ کہ حسن کی تفسیر کو اختیار کیا جائے کہ دنیا میں جو عوارض پیش آنیوالے ہیں ان کا مجھے تفصیلی علم نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی خاص آدمی کیلئے قطعی جنتی ہونے کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے بجز ان لوگوں کے جنکے جنتی ہونے کی شارع نے تصریح کی ہے جیسے عشرہ مبشرہ۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۶ چاہے وہ حکم قرآن میں آیا ہو یا حدیث میں اسکی خبر دی گئی ہو۔ کیونکہ وحی کا اطلاق کتاب اور سنت دونوں پر ہوتا ہے۔

ف۷ یہاں "بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ" سے مراد علمائے یہود ہیں جن سے مشرکین عرب آنحضرتؐ کے بارے میں دریافت کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ جب وہی بنی اسرائیل (اہل کتاب) آنحضرتؐ کی تصدیق کر چکے ہیں تو تم کیوں ایمان نہیں لاتے۔ واضح رہے کہ علمائے یہود صراحت کے ساتھ اس بات کا اقرار کر چکے تھے کہ بیشک توراۃ میں عرب (بنو اسماعیل) میں سے نبی آخر الزمانؐ اور کتاب آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ رسول وہی معلوم ہوتا ہے۔ علمائے یہود کی یہ شہادتیں ان پیشینگوئیوں پر مبنی تھیں جو بائبل میں موجود چلی آرہی تھیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سب سے بڑا گواہ (یعنی حضرت موسیٰ) خود ہی گواہی دے چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے بنو عم (بنو اسماعیل) میں سے اسی کی مثل ایک رسول آنے والا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بعض حق پرست علمائے یہود عبداللہ بن سلامؓ وغیرہ آنحضرتؐ کو دیکھتے ہی آپؐ پر ایمان لے آئے۔ پس شاہد سے مراد حضرت موسیٰؑ اور "مثلہ" سے مراد توراۃ ہے۔ بعض نے شاہد بنی اسرائیل سے مراد عبداللہ بن سلام لیا ہے اور اس آیت کو مدنی تسلیم کیا ہے۔ مگر عبداللہؓ بن سلام کے بارے میں اس آیت کے نازل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ان پر یہ آیت چسپاں ہو سکتی ہے اور وہ بھی اس کے مصداق ہیں۔ (ابن کثیر۔ قرطبی)

ف۸ "بلکہ ہم اسے پہلے اختیار کرنے والے ہوتے"۔ یہ بات سرداران قریش مسلمانوں کے بارے میں اس لئے کہا کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو معزز اور جہاں دیدہ اور مسلمانوں کو ذلیل و ناتجربہ کار سمجھتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں آنحضرتؐ کی پیروی اختیار کرنے والے یا تو غریب طبقہ کے لوگ تھے یا نوجوان۔

ف۹ گویا ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ معیار حق ہم ہیں۔ اگر ہم کسی چیز کو قبول کر لیں تو وہ حق ہے ورنہ سراسر باطل جس میں پرانے زمانے سے لوگ اپنی بیوقوفی کی بدولت پھنستے رہے ہیں۔

وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ

جنتی ہے اس کو تکلیف سے اور حمل اس کا اور دودھ چھوڑنا اس کا تیس مہینے یہاں تک کہ جب پہونچا جوانی اپنی کو اور پہونچا

اس کو پیٹ میں رکھا اور تکلیف اٹھا کر اس کو جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں (پورا) ہوتا ہے ف۱ یہاں تک کہ جب وہ اپنے زور کو پہونچا

اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي

چالیس برس کو کہا اے رب میرے توفیق دے مجھ کو یہ کہ شکر کروں میں نعمت تیری کا وہ جو انعام کی ہے تونے اوپر میرے اور اوپر

اور پھر چالیس برس کی عمر ہوئی تو کہنے لگا مالک میرے مجھ کو ایسی توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر کروں جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا

وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ

ماں باپ میرے کے اور یہ کہ عمل کروں میں نیک جو پسند کرے تو اس کو اور اصلاح کر واسطے میرے بیچ اولاد میری کے تحقیق میں نے توبہ کی طرف تیری

اور میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جس سے تو راضی ہو اور میری اولاد کو بھی لائق (نیک) کر دے میں نے تیری درگاہ میں توبہ کی اور میں

وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ

اور تحقیق میں مسلمانوں سے ہوں یہ لوگ ہیں کہ قبول کرتے ہیں ہم ان سے بہتر اس چیز کا کہ کیا انہوں نے اور درگذر

(تیرا) فرمانبردار ہوں یہی لوگ تو وہ ہیں جن کے ہم اچھے کام قبول کر لیں گے اور اُن کی برائیاں معاف کر دیں گے بہشت والوں

عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ

کرتے ہیں ہم برائیوں اُن کی سے بیچ رہنے والوں بہشت کے وعدہ سچا ہے جو تھے وہ وعدہ دیئے جاتے اور

میں سچا وعدہ (پورا ہوگا) جو اُن سے (دنیا میں) کیا جاتا تھا اور

الَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ

جس نے کہا واسطے ماں باپ اپنے کے بیزار ہوں میں تم سے کیا تم وعدہ دیتے ہو مجھ کو یہ کہ نکالا جاؤں میں اور تحقیق گذر گئے ہیں بہت قرن پہلے

جس نے اپنے ماں باپ سے کہا تم پر افسوس کیا تم مجھ کو یہ بھرا دیتے ہو کہ میں (قبر سے) زندہ ہو کر (پھر) نکالا جاؤں گا (اور حشر ہوگا) اور مجھ سے پہلے

قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ

مجھ سے اور وہ فریاد کرتے ہیں خدا سے اور کہتے ہیں اس کو وائے ہے تجھ کو ایمان لا تحقیق وعدہ اللہ کا سچ ہے پس کہتا ہے نہیں یہ مگر

تو (ہزاروں) قومیں (دنیا میں) گذر چکیں ف۳ اور اُس کے ماں باپ ہیں کہ خدا سے فریاد کر رہے ہیں ف۴ کہ تیرا ستیاناس تو مسلمان ہو جا اللہ کا وعدہ بیشک سچا ہے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

کہانیاں پہلوں کی یہ لوگ ہیں کہ ثابت ہوئی اوپر اُن کے بات عذاب کی بیچ امتوں کے کہ گذری ہیں

وہ (پھر) یہی کہتا ہے یہ تو اگلے لوگوں کے (نرے) ڈھکوسلے ہیں ف۵ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اگلے جنات اور آدمیوں کے ساتھ جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں اللہ کا

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ

پہلے ان سے جنوں سے اور انسانوں سے تحقیق وہ تھے زیاں پانے والے اور واسطے ہر ایک کے درجے ہیں اس چیز سے کہ عمل

فرمودہ پورا ہوا (کہ میں دوزخ کو آدمیوں اور جنوں سے بھر دوں گا) بیشک وہ تباہ ہونیوالے ہی تھے ف۶ اور ہر ایک کو اپنے اعمال کے موافق (اچھے برے)

وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي

کیا انہوں نے اور تو کہ پورا کر دے ان کو عمل ان کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاویں گے اور جس دن کہ روبرو لائے جاویں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اوپر

درجے ملیں گے اور یہ اس لئے ہوگا کہ اُن کے اعمال کا پورا بدلہ اُن کو ملے اور اُن پر (کسی طرح کا) ظلم نہ ہوگا ف۷ اور (اے پیغمبر ان لوگوں کو وہ دن یاد دلا) جس دن کافر دوزخ

ف۱ اس آیت سے حضرت علیؓ نے یہ استدلال کیا اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس بیان سے موافقت کی کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں حمل اور دودھ پلانے کی مجموعی مدت تیس ماہ اور سورہ بقرہ کی آیت (۲۳۳) اور سورہ لقمان کی آیت (۱۴) میں دودھ پلانے کی پوری مدت دو سال بیان کی گئی ہے۔ (ابن کثیر) طبی تجربات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور حکما کے اقوال اس پر شاہد ہیں۔ اس لحاظ سے اگر کوئی عورت نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنے تو وہ جائز تصور ہوگا اور اگر چھ ماہ سے کم مدت میں بچہ جنے (یعنی وہ اسقاط نہ ہو بلکہ صحیح سالم بچہ ہو) تو وہ حرامی ہوگا۔ اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اولاد پر ماں کا حق باپ کی بہ نسبت زیادہ ہے، اس لئے کہ وہ اولاد کے لئے تکلیف اٹھاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ میری خدمت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔ فرمایا: "تیری ماں"، اُس نے دریافت کیا، پھر کون؟ فرمایا: "تیری ماں"، اس نے پھر دریافت کیا پھر کون؟ فرمایا: "تیری ماں"، اس نے جب چوتھی بار دریافت کیا پھر کون؟ (تو) آپؐ نے فرمایا: "تیرا باپ"۔ (ریاض الصالحین)

ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص چالیس برس کی عمر کو پہنچ جائے اسے یہ دعا کثرت سے کرتے رہنا چاہئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکرؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ چنانچہ صحابہؓ میں حضرت ابوبکرؓ کے سوا ایسا کوئی شخص نہ تھا جس کے والدین اور اولاد سب کی سب مسلمان ہو۔ (قرطبی)

ف۳ "ان میں سے پھر کوئی بھی قبر سے اُٹھ کر نہیں آیا"۔ اس سے مقصد "بعث" (دوبارہ زندگی) کا انکار ہے یا یہ کہ صرف میں ہی قیامت کا منکر نہیں ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی ایسی بہت سی قومیں گزر چکی ہیں جو قیامت کی منکر تھیں۔ اس صورت میں یہ جملہ گویا "انکار بعث" پر ایک طرح سے استدلال ہوگا۔ (روح)

ف۴ یعنی خدا کی دہائی دیتے ہوئے اس سے کہتے ہیں۔

ف۵ "جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے"۔ اوپر کی آیت میں ایک مومن شخص کا کردار پیش کیا گیا ہے اور اس آیت میں ایک کافر شخص کا، جسے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں ہے چونکہ اس سے کوئی متعین شخص مراد نہیں ہے اس لئے اگلی آیت میں 'اولئک' واحد کی بجائے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ مروی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے اپنے بعد یزید کو نامزد کیا تو مروان کو لکھا کہ مدینہ میں اس کا اظہار کرے۔ چنانچہ مروان نے خطبہ دیا اور حضرت معاویہؓ کی اس رائے کی تحسین کی۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو غصہ آیا اور کہا کہ یہ "ہرقلیت" ہے۔ مروان نے حضرت عبدالرحمٰن سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے کہا: "تم وہی تو ہو جس کے بارے میں آیت "والذی قال لوالدیہ اف لکما" نازل ہوئی ہے حضرت عائشہؓ نے مروان کی یہ گفتگو سنی تو انہوں نے تین مرتبہ اس کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت ہرگز عبدالرحمان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی اور مروان کو سخت سست بھی کہا۔ لہٰذا بعض علما جیسا کہ سُہیلیؒ نے "الاعلام" میں نقل کیا ہے۔ کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس سے مراد حضرت عبدالرحمٰنؓ ہیں کیونکہ یہاں جس شخص کا ذکر ہے اس کے حق میں قرآن نے "الذی حق علیه القول" الخ فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کافر مریگا۔ اسکے برعکس حضرت عبدالرحمٰنؓ مسلمان بلکہ افاضل صحابہ میں سے تھے اور جنگ یمامہ میں انکے کارنامے مشہور ہیں۔ (ابن کثیر۔ قرطبی وغیرہ)

ف۶ یہ "امم" کا بیان ہے۔ یہ مضمون سورۂ اعراف: ۱۸ اور سورہ ہود: ۱۱۹ میں گزر چکا ہے۔

ف۷ اس سے پہلے مضمون کی تاکید مقصود ہے یعنی ہر ایک کو مومن ہو یا کافر اس کے عملوں کے مطابق جزا سزا ملے گی، یہ نہیں ہوگا کہ بروں پر ایسے گناہ لادے جائیں جو انہوں نے نہ کئے ہوں یا نیکوں کو انکی نیکی سے محروم کر دیا جائے ۔۔۔ واضح رہے کہ یہاں مومن کافر سب کے لئے "درجات" کا

النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِیْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

آگ کے کہا جاویگا لے گئے تم نیکیاں اپنی بیچ زندگانی دنیا کے اور فائدہ اٹھالیا تم نے ساتھ ان کے پس آج جزا دیئے جاؤ گے

کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائیگا) تم دنیا کی زندگی میں اپنے مزے اُڑا چکے اور اس سے فائدہ لے چکے اب دنیا میں جو تم ناحق اکڑتے پھرتے

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾

عذاب رُسوائی کا بہ سبب اس کے کہ تھے تم تکبر کرتے بیچ زمین کے ساتھ ناحق کے اور بہ سبب اس کے کہ تھے تم فسق کرتے

تھے اور نافرمانیاں کرتے تھے اس کے بدلے آج تم کو ذلت کا عذاب ہوگا ف۱

ع ۲

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ

اور یاد کر بھائی عاد کے کو یعنی ہود پیغمبر کو جس وقت کہ ڈرایا قوم اپنی کو بیچ احقاف کے یعنی ریگستان کے اور تحقیق گذرے تھے ڈرانے والے آگے اس کے سے

اور (اے پیغمبرؐ) عاد کے بھائی (ہودؑ) کو یاد کر جب اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا ف۲ اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کئی ڈرانے والے (پیغمبر)

خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْۤا

اور پیچھے اس کے سے یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ کو تحقیق میں ڈرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب دن بڑے کے سے کہا انہوں نے

گذر چکے (اس نے کہا) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پوجو میں ڈرتا ہوں تم کو (کہیں) بڑے دن عذاب نہ ہو ف۳ انہوں نے (جواب

اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾

کیا آیا ہے تو ہمارے پاس تو کہ پھیر دیوے ہم کو معبودوں ہمارے سے پس لے آ ہمارے پاس جو کچھ وعدہ دیتا ہے ہم کو اگر ہے تو سچوں سے

میں) کہا کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو ہمارے دیوتاؤں سے پھیر دے (منحرف کردے) اگر تو سچا ہے تو جس (عذاب) کا ہم سے وعدہ کرتا ہے وہ ہم پر

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

کہا سوائے اس کے نہیں کہ علم نزدیک اللہ کے ہے اور پہونچاتا ہوں میں تم کو وہ چیز کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ اس کے اور لیکن دیکھتا ہوں میں تم کو ایک قوم

لے آ ہودؑ نے کہا (عذاب آنے کا) علم تو اللہ ہی کو ہے ف۴ اور میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا وہ تم کو پہونچائے دیتا ہوں مگر میں دیکھتا ہوں تم لوگ جہالت

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا

ہو کر جہالت کرتے ہو پس جب دیکھا اس کو بادل سامنے آنے والا جنگلوں ان کے کو کہا انہوں نے یہ بادل ہے مینہ برسانے والا ہم کو بلکہ یہ وہ چیز

کر رہے ہو (آخر اُن پر عذاب آن پہونچا) جب انہوں نے ایک ابر دیکھا جو اُن کے میدانوں پر اُمنڈا آرہا تھا تو کہنے لگے یہ ابر ہم پر برستا معلوم ہوتا ہے ف۵

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا

ہے کہ جلدی کرتے تھے تم ساتھ اس کے باد ہے بیچ اس کے عذاب ہے درد دینے والا ہلاک کرتی ہے ہر چیز کو ساتھ حکم پروردگار اپنے کے پس ہو گئے کہ

بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے آندھی ہے جس میں تکلیف کا عذاب ف۶ ہے یہ آندھی اپنے مالک کے حکم سے ہر چیز کو برباد کر دے گی ف۷

لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ

نہ دکھائی دیتے تھے مگر گھر اُن کے اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم قوم گناہ گاروں کو اور البتہ تحقیق قدرت دی تھی ہم نے اُن کو

پھر (ایسا ہی ہوا) وہ لوگ ایسے (تباہ) ہوگئے کہ اُن کے گھروں کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا ف۸ ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور ہم نے عاد کے لوگوں

اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْئِدَةً ۖ٘ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ

بیچ اس چیز کے کہ نہ قدرت دی ہم نے تم کو بیچ اس کے اور کئے ہم نے واسطے اُن کے کان اور آنکھیں اور دل پس نہ کفایت کیا اُن سے کانوں اُن کے نے

کو وہ مقدور دیا تھا جو تم کو (اے مکہ کے کافرو) نہیں دیا ف۹ اور ہم نے اُن کو کان اور آنکھیں اور دل (سب) دیئے تھے لیکن چونکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے

ف۱ استکبار سے مراد ایمان سے انکار اور فسق سے دوسرے گناہ مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ”ذلت کے عذاب“ کے دو سبب ہوںگے، دنیا میں ناحق اکڑنا اور غرور و گھمنڈ میں پھنس کر حق کے ماننے سے انکار اور دوسرا فسق یعنی معاصی، اور یہ دونوں باتیں کفار کا شیوہ ہیں مسلمان کو اس سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ واضح رہے کہ بہت سی احادیث میں عیش کوشی اور تنعم پرستی کی مذمت مذکور ہے۔ اسی کے پیش نظر حضرت عمرؓ زہد کی زندگی بسر کرتے اور دوسروں کو بھی زہد اختیار کرنے کی ترغیب دیتے اور اس اندیشہ کا اظہار کرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی زندگی کی لذات میں مستغرق ہو کر اس آیت کے مصداق بن جائیں ورنہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بن کر دنیا میں طیبات سے لطف اندوز ہو وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کے درجات میں کمی آسکتی ہے جیسا کہ بعض صوفیہ نے سمجھا ہے۔ اسی کے پیش نظر حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ”ھٰذا من باب الزھد“، یعنی حضرت عمرؓ کا لوگوں کو گوشت وغیرہ عمدہ کھانوں سے منع کرنا زہد کے طور پر تھا، ورنہ تو یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم (ح)

ف۲ توحید و نبوت کے دلائل پیش کرنے کے بعد قوم عاد کا قصہ بیان فرمایا کہ اہلِ مکہ اس سے عبرت حاصل کریں (رازی) اَحقاف، حِقف کی جمع ہے۔ ریت کے بلند اور مستطیل ٹیلے کو حِقف کہتے ہیں۔ یہاں ”احقاف“ سے مراد یمن کے مشرق میں حضرموت کا وہ علاقہ ہے جو عرب کے صحرائے اعظم (ربع خالی) کا حصہ ہے حضرت ہود کی قوم عاد اسی علاقہ میں آباد تھی لیکن آج وہاں کوئی آبادی نہیں ہے۔

ف۳ یعنی قیامت کے دن کا۔ پس یہاں ”عظیم“ یوم کی صفت ہے اور اس دن کی ہولناکی اور سختی کے پیش نظر اس کو بڑا دن کہا ہے بعض نے لکھا ہے کہ یہاں عظیم اصل میں عذاب کی صفت ہے اور اس کا مجرور ہونا یوم کے متصل آنے یعنی جوار کی وجہ سے ہے۔ (روح)

ف۴ یعنی وہی جانتا ہے کہ تم پر کب عذاب آئیگا۔ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ جب چاہوں تم پر عذاب لے آؤں اور جبتک چاہوں اس کو تم سے ٹالتا رہوں۔

ف۵ یعنی بہت خوش ہوئے کہ بادل آیا جو ہمیں سیراب کرے گا۔

ف۶ ممکن ہے کہ انہیں یہ جواب حضرت ہودؑ نے دیا ہو یا صورت حال انہیں پکار کر یہ کہہ رہی ہو۔

ف۷ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ابر نمودار ہوتا تو آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک پر فکر کے آثار نمودار ہو جاتے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! کیا بات ہے لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش آئی، اور آپؐ کے چہرۂ مبارک سے تشویش ظاہر ہونے لگتی ہے؟ فرمایا: عائشہ! میرے پاس ضمانت نہیں کہ اس ابر میں عذاب نہیں ہوگا۔ ایک قوم پر اسی ابر سے عذاب آچکا ہے اور اسی عذاب کو دیکھ کر ایک قوم نے کہا: ”ھٰذا عارض ممطرنا“ اور حدیث میں ہے جب آندھی چلتی تو آپ دعا کرتے: ”اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی، جو چیز اس میں ہے اور جس چیز کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی گھر رہ گئے، گھر والے ختم ہوگئے۔ ف۹ اس کی تفصیل سورۂ ہود میں گزر چکی ہے۔

ف۱ یعنی مال و دولت، طاقت و اقتدار اور جسمانی صلاحیتوں، غرض ہر چیز میں وہ تم سے زیادہ تھے۔ ف۲ جیسے قوم ثمود اور قوم لوط کی بستیاں۔ ف۳ یعنی وقت آن پڑنے پر وہ ان کے کام کیوں نہ آئے؟ ـ سورۂ زمر میں گزر چکا ہے کہ انہی کی طرح مشرکین مکہ بھی اپنے دیوتاؤں کے بارے میں کہا کرتے تھے: "مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى"، اور ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں (آیت: ۳) اور سورۂ یونس آیت: ۱۸ میں ہے: "هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ" یہ اللہ کے حضور ہمارے سفارشی ہیں"۔ ف۴ یعنی جب وہ وقت آیا جس کے لئے ان کی پوجا کی جاتی تھی اور ان کے سامنے نذرانے پیش کئے جاتے تھے تو یوں غائب ہو گئے کہ کہیں ان کا سراغ نہ ملا۔

وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ

ور نہ آنکھوں اُن کی نے اور نہ دلوں اُن کے نے کچھ جس وقت کہ تھے جھگڑا کرتے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور گھیر لیا

تھے تو اُن کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ اُن کے کام نہ آئے اور جس عذاب) کا وہ ٹھٹھا اُڑاتے تھے وہی اُن پر اُلٹ پڑا اور ہم تمہارے آس پاس

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا

اُن کو اس چیز نے کہ تھے ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے اور البتہ تحقیق ہلاک کیں ہم نے جو کچھ گرد تمہارے تھی بستیوں سے اور طرح طرح

کی کئی) بستیاں تباہ کر چکے ہیں ف۱ اور نشانیوں (اور دلیلوں) کو بار بار بیان کر چکے ہیں اس لئے کہ وہ (شرارت اور کفر سے کسی طرح تو) باز آئیں پھر جن دیوتاؤں

الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

سے پھیر کر بیان کیں ہم نے نشانیاں تو کہ وہ رجوع کریں پس کیوں نہ مدد دی اُن کو اُن لوگوں نے کہ پکڑے تھے سوائے اللہ کے

کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی نزدیکی حاصل کرنے کے لئے خدا بنا رکھا تھا انہوں نے انکی کی مدد کیوں نہ کی ف۳ (مدد کیا خاک کرتے) وہ تو اُن (کی نظر) سے غائب

قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ

واسطے تقرب کے معبود بلکہ کھوئے گئے اُن سے اور یہ ہے جھوٹ اُن کا اور جو کچھ تھے باندھ لیتے اور جس وقت

ہو گئے ف۴ اور اُن کے جھوٹ اور طوفان کا جو جوڑا کرتے تھے یہ حال ہوا اور (اے پیغمبر وہ قصہ بھی یاد کر) جب ہم

صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

کر پھیر لائے ہم طرف تیری جماعت جنوں میں سے سنتے تھے قرآن پس جب حاضر ہوئے اُس کے پاس کہنے لگے آپس میں

کئی جنوں کو تیرے پاس پھیر کر لائے وہ قرآن سننے لگے جب اس کے پاس پہنچے ف۵ تو آپس میں ایک دوسرے

فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ

چپکے ہو پس جب تمام ہوا پڑھنا پھر گئے طرف قوم اپنی کی ڈراتے ہوئے کہا انہوں نے اے قوم ہماری تحقیق سنی ہم نے ایک کتاب کہ اتاری گئی

سے) کہنے لگے چپ رہو پھر جب (قرآن کا پڑھنا) ختم ہوا تو اپنے بھائیوں (دوسرے جنوں) کے پاس لوٹ گئے اُن کو (خدا کے عذاب سے) ڈرانے لگے ف۶ بھائیو!

مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِیْقٍ

ہے پیچھے موسیٰ سے سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے راہ دکھاتی ہے طرف خدا کی اور طرف راہ سیدھی

ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد اتری ہے وہ اگلی (آسمانی) کتابوں کو سچ بتاتی ہے اور سچا دین اور سیدھا رستہ دکھلاتی ہے بھائیو اللہ

مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۰﴾ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

کی اے قوم ہماری قبول کرو واسطے بلانے والے اللہ کے اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے بخشے گا واسطے تمہارے گناہ تمہارے

کی طرف بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لاؤ اللہ تمہارے گناہ (یا کچھ گناہ) بخش دے گا ف۷ اور تم کو

وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی

اور پناہ دیگا تم کو عذاب درد دینے والے سے اور جو کوئی نہ مانے پکارنے والے اللہ کے کو پس نہیں عاجز کرنے والا بیچ

تکلیف کے عذاب سے (آخرت کے عذاب سے) بچائے گا ف۸ اور جو کوئی اللہ کی (طرف) بلانے والے (اس پیغمبر) کا کہنا نہ مانے گا وہ اللہ تم کو (کہیں ساری

الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا

زمین کے اور نہیں واسطے اس کے سوائے اس کے دوست یہ لوگ ہیں بیچ گمراہی ظاہر کے کیا نہ دیکھا انہوں

زمین پر تھکا نہیں سکتا ف۹ اور اللہ کے سوا کوئی اس کا حمایتی نہیں ہو سکتا ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں ف۱۰ کیا ان لوگوں نے اتنا

ف۵ یعنی جہاں قرآن پڑھا جا رہا تھا۔ یہ بطن نخلہ کا واقعہ ہے۔ جب آنحضرتؐ اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ بغرضِ تبلیغ تشریف لے گئے۔ راستہ میں نخلہ کے مقام پر رات بسر کی اور صبح کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ جنّ نصیبین سے آٹھ افراد پر مشتمل ایک وفد وہاں پہنچا۔

ف۶ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جن آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے تھے۔ بعد کی آیات بھی اس پر دلیل ہیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنّ متعدد مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ایک یا دو مرتبہ آپؐ ان کو تعلیم دینے کے لئے باہر بھی تشریف لے گئے۔ (قرطبی، ابن کثیر)

ف۷ چنانچہ ان کی قوم سے ستّر آدمی آپؐ پر ایمان لے آئے اور انہوں نے آنحضرتؐ سے بطحا میں ملاقات کی آپؐ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا اور اوامر و نواہی کی تلقین کی۔

ف۸ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی رسالت عام تھی اور آپؐ جن و انس کی طرف مبعوث تھے جیسا کہ احادیث میں ہے: "وَبُعِثْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً"، کہ میں تمام مخلوق (جنّ و انس) کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ نیز اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جن بھی انسانوں کی طرح مکلّف ہیں اور آخرت میں ثواب و عقاب کے مستحق ٹھہرینگے۔ جیسا کہ سورہ انعام کی آیت ۱۳۰ میں گزر چکا ہے۔ البتہ پیغمبر صرف انسانوں میں سے ہوئے ہیں (یوسف: ۱۰۹) مزید تفصیل سورہ الرحمٰن میں آ رہی ہے۔

ف۹ یعنی اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔

ف۱۰ جنوں کے متعلق جس واقعہ کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے صحیحین وغیرہ کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بطن نخلہ میں پیش آیا جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے جنوں کو آسمان کی کچھ خبریں مل جایا کرتی تھیں مگر آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بند کر دیا گیا اور جن خبریں حاصل کرنے کیلئے اوپر جاتے تو ان کو کثرت سے شہب کی مار پڑتی۔ اس پر انہیں خیال ہوا کہ زمین میں ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمان پر سخت پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ اس جستجو میں جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ سوق عکاظ جاتے ہوئے بطن نخلہ میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت وہاں آ پہنچی۔ اس کے بعد وہ واقعہ پیش آیا جس کا ان آیات میں تذکرہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعثت سے کچھ بعد کا واقعہ ہے بعض اصحاب سیرت نے اسے ہجرت سے کچھ پہلے کا واقعہ قرار دیا ہے۔ جب آنحضرتؐ طائف سے زخمی ہو کر بطن نخلہ میں قیام فرما تھے۔ علمائے تفسیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حج کے دنوں کا واقعہ ہے جبکہ آنحضرتؐ مکہ سے باہر صحابہؓ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔ جنوں کی پہلی آمد کے موقع پر آنحضرتؐ نے نہ اُن کو دیکھا اور نہ انکی آمد کا آنحضرتؐ کو پتا چلا۔ حتیٰ کہ سورہ جن کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور وحی کے ذریعہ آپؐ کو مفصل حال معلوم ہوا۔ اس واقعہ کے بعد بہت بڑی تعداد میں جن آنحضرتؐ سے ملاقات کر کے ہدایت یاب ہوئے اور آپؐ نے ان کو احکام بھی سنائے۔ ایک ملاقات کے موقعہ پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ گئے تھے۔ (ابن کثیر) قرآن و حدیث سے جنوں کا وجود ثابت ہے، سلف صالح اور خلف جنوں کے وجود کو بالاجماع مانتے ہیں اس کے

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ

نے یہ کہ اللہ جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور نہ تھکا ساتھ پیدا کرنے اُن کے کے قادر ہے اوپر اس کے نہ

نہیں سمجھا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین بنا دیئے اور ان کے بنانے میں وہ (ذرا بھی) نہیں تھکا وہ مُردوں

یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۳﴾ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی

زندہ کرے مُردوں کو نہیں بلکہ تحقیق وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور جس دن روبرو کئے جاویں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اوپر

کو نہیں جلا سکتا بیشک (جلا سکتا ہے) وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے (اُن سے پوچھا جائے

النَّارِ ؕ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

آگ کے کیا نہیں یہ حق کہیں گے نہیں بلکہ حق ہے قسم پروردگار ہمارے کی کہے گا حق تعالیٰ پس چکھو عذاب بسبب اس کے کہ

گا) کیا یہ دوزخ (اب بھی) سچ نہیں ہے وہ کہیں گے بیشک سچ ہے ہمارے مالک کی قسم مالک فرمائے گا اچھا اب اپنے کفر کی سزا میں عذاب (کا

تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ

تھے تم کفر کرتے پس صبر کر جیسا کہ صبر کیا صاحب عزم کے نے پیغمبروں سے اور مت شتابی کر واسطے اُن کے گویا کہ وہ جس دن

مزا) چکھو تو (اے پیغمبر) جس طرح ہمت والے پیغمبروں نے (کافروں کے ستانے پر) صبر کیا تو بھی صبر کر ف۱ اور اُن کے (عذاب کے) لئے جلدی مت کر جس

یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

دیکھیں گے جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہیں نہیں ڈھیل کی انہوں نے مگر ایک ساعت دن کی سے پہنچانا ہے پیغام کا پس نہیں ہلاک کئے جاویں گے مگر قوم فاسق

دن وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا اُن سے وعدہ ہے تو اُن کو ایسا معلوم ہوگا (جیسے وہ دنیا میں) اسے ہی نہیں مگر گھڑی بھر دن (رہے ہوں گے) ف۲ ہونا تو ہے ہوں یہ قرآن کیا ہے خدا کا حکم پہنچا دینا ہے اب کیا نافرمانوں کے سوا اور کوئی تباہ ہوگا ف۳

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِیَّةٌ (۹۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰیَاتُهَا ۳۸ رُكُوْعَاتُهَا ۴

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۴

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا انہوں نے راہ خدا کی سے بے راہ کر دیا خدا نے عملوں ان کے کو اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور

جن لوگوں نے کفر کیا (اسلام کو نہیں مانا) اور اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکا اللہ نے اُن کے (اچھے) کام (سب) اکارت کر دیئے ف۵ اور جو لوگ ایمان لائے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ

کام کئے اچھے اور ایمان لائے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے اوپر محمدؐ کے اور وہ حق ہے پروردگار ان کے سے دور کیں ان سے

اور انہوں نے اچھے کام کئے اور جو محمدؐ پر اترا (قرآن) اس پر (بھی) ایمان لائے اور وہ برحق ہے اُن کے مالک کے پاس سے (اترا ہے) اُن کے گناہ اللہ

سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ

برائیاں اُن کی اور سنوارا حال اُن کا یہ اس واسطے کہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے پیروی کی انہوں نے باطل کی اور یہ کہ

نے بخش دیئے اور اُن کا کام بنا دیا ف۶ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافر غلط (رستے) پر چلے (یا انہوں نے شیطان کا کہا مانا) اور جو لوگ

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾

جو لوگ ایمان لائے پیروی کی انہوں نے حق کی پروردگار اپنے سے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ واسطے لوگوں کے مثلیں اُن کی

ایمان والے ہیں وہ اپنے مالک کے ٹھیک رستے پر چلے ف۷ یوں اللہ تعالیٰ لوگوں کے سمجھانے کے لئے ان کے حالات بیان کرتا ہے

ف۱ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر ہی اولوا العزم (ہمت والے) تھے لیکن علمائے سلف نے پانچ پیغمبروں، حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر اولوا العزم قرار دیا ہے۔

ف۲ یعنی قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر انہیں دنیا میں اپنے عیش و آرام کا زمانہ بہت ہی مختصر معلوم ہوگا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: دستور ہے کہ گزری مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔

ف۳ یعنی قرآن کے پہنچ جانے کے بعد حجت تمام ہوگئی اب بھی جو شخص نافرمانی میں پڑا رہیگا وہ اپنی شامت خود بلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو بے قصور نہیں پکڑا جاتا۔

ف۴ اس سورۃ کا دوسرا نام "القتال" بھی ہے۔ یہ بالاتفاق مدنی ہے حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ مغرب کی نماز میں اسے پڑھا کرتے تھے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی کافر رہتے ہوئے ان لوگوں نے جو بظاہر اچھے کام کئے ہیں جیسے صدقہ و خیرات، خانہ کعبہ کی مرمت وغیرہ، ان پر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا کیونکہ ایمان کے بغیر کسی عمل کی کوئی قیمت نہیں۔ کافروں کے کام اکارت کر دینے کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ تمام مکر و فریب ناکام کر دیئے جو وہ اسلام کو نیچا دکھانے کے لئے کام میں لاتے تھے۔

ف۶ یعنی دنیا و آخرت دونوں بنا دیں، دنیا میں ان کے لئے عزت اور آخرت میں جنت ہے۔

ف۷ یعنی توحید کی راہ اختیار کی جو حق ہے۔

ف۸ تاکہ ایک طرف حق پرستوں کی کامیابی و بامرادی کو دیکھ کر نیکی کی طرف رغبت پیدا ہو، اور دوسری طرف باطل پرستوں کی ناکامی و نامرادی دیکھ کر برائی سے نفرت ہو۔

ف۱ مسلمان اور کافر کے مابین امتیاز ظاہر کرنے کے بعد اب کفار سے جہاد کا حکم فرمایا۔ یہاں کافروں سے مراد مشرکین اور اہل کتاب ہیں بشرطیکہ وہ ذمی نہ ہوں اور نہ ان سے معاہدہ ہو (قرطبی) ف۲ قید کرنے کا یہ حکم اس وقت ہے جب کافروں کا زور ٹوٹ چکا ہو اور اگر ان کا ندر نہ ٹوٹا ہو تو قید کرنے کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ (سورہ انفال : ۶۷، ۶۸) میں گزر چکا ہے کہ جنگ بدر میں جب مسلمانوں نے کافروں کو قتل کرنے کی بجائے ان سے فدیہ لینے کا فیصلہ کر لیا، حالانکہ ان کا زور نہ ٹوٹا تھا تو اس پر عتاب نازل ہوا۔

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ

پس جب ملاقات کرو تم ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے پس مارو گردنیں اُن کی یہاں تک کہ جب چور کر دو اُن کو پس محکم کرو قید کرنا

تو (مسلمانو) جب تم (لڑائی میں) کافروں سے بھڑ جاؤ تو اُن کی گردنیں اڑا دو ف۱ یہاں تک کہ جب تم اُن کو قتل کر چکو (اور ان کا زور بالکل ٹوٹ جائے) تو اب اُن

فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ

پس یا احسان کیجو پیچھے اس کے اور یا بدلہ لیجو یہاں تک کہ رکھ دیوے لڑائی بوجھ اپنے بات یہ ہے اور اگر چاہے اللہ

کی مشکیں کس لو (اُن کو قید کر لو) اس کے بعد یا احسان رکھ کر (مفت) چھوڑ دو یا کچھ بدلہ لے کر یہاں تک کہ (لڑائی موقوف ہو) دشمن ہتھیار رکھ دیں ف۲ یہ (ہمارا حکم ہے)

لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

البتہ بدلہ لیوے اُن سے اور لیکن تو کہ آزمائے بعضے تمہارے کو ساتھ بعض کے اور جو لوگ کہ مارے جاتے ہیں بیچ راہ اللہ کے

اور اگر اللہ چاہتا تو (بغیر تمہارے لڑے) کافروں سے بدلہ لے لیتا مگر اس کو یہ منظور ہے کہ تم کو ایک دوسرے سے (لڑا کر) جانچے ف۳ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں (جہاد میں)

فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا

پس ہرگز نہ بے راہ کریگا عملوں اُن کے کو البتہ ہدایت کریگا اُن کو اور سنوارے گا حال ان کے کو اور داخل کریگا اُن کو بہشت میں تعریف کر دی

مارے گئے اُن کے (نیک) کام اللہ ہرگز اکارت نہیں کریگا بلکہ اُن کو راہ پر لگا دیگا اور اُن کا کام بنا دے گا اور انکو اُس باغ میں لے جائے گا جو اُن کو بتا دیگا ف۴

لَهُمْ ⑥ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ⑦ وَالَّذِينَ

اس کی واسطے اُن کے اے لوگو جو ایمان لاتے ہو اگر مدد کرو تم دین خدا کے کی مدد دیگا تم کو اور ثابت کرے گا قدموں تمہارے کو اور جو لوگ کہ

مسلمانو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کریگا (تم کو دشمنوں پر فتح دیگا) اور (لڑائی میں) تمہارے پاؤں جما دیگا ف۵ اور جو کافر ہیں وہ

كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ⑧ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ

کافر ہوئے پس گرپڑنا ہے واسطے اُن کے اور گمراہ کیا عملوں ان کے کو یہ بسبب اس کے ہے کہ کرہ رکھا تھا انہوں نے اس چیز کو کہ نازل کی ہے خدا نے

تباہ ہوں گے (یا اُن کے پاؤں اکھڑ جاویں گے) اور اللہ ان کے کام برباد کر دیگا ف۶ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے جو (قرآن) اتارا اُس کو انہوں نے پسند نہیں کیا تو اللہ نے

أَعْمَالَهُمْ ⑨ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

پس کھو دیئے عمل ان کے کیا پس نہ سیر کی انہوں نے بیچ زمین کے پس دیکھیں کہ کیونکر ہوا آخر کام اُن لوگوں کا کہ پہلے ان سے تھے

بھی اُن کے (نیک) کام (سب) اکارت کر دیئے کیا ان لوگوں نے ملک کی سیر نہیں کی (اگر کرتے) تو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے اگلے (کافر) لوگوں کا انجام کیسا ہوا

دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ⑩ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَ

ہلاکی ڈالی اللہ نے اوپر ان کے اور واسطے کافروں کے ہیں مانند اس کی یہ بسبب اس کے ہے کہ اللہ کارساز ہے ان لوگوں کا کہ ایمان لائے اور

اللہ نے اُن کو جڑ پیڑ سے اکھیڑ ڈالا (بالکل تباہ کر دیا) اور ان (قریش کے) کافروں کو بھی اس قسم کی سزائیں ہوں گی اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان والوں کا اللہ حامی ہے

أَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ⑪ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

یہ کہ جو کافر ہیں نہیں کارساز واسطے اُن کے تحقیق اللہ داخل کرتا ہے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

اور کافروں کا کوئی حامی نہیں ف۷ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو اللہ ایسے باغوں میں لے جائے گا جن

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا

بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں اور جو لوگ کہ کافر ہوئے فائدہ اٹھاتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسا کہ

کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں اور جو کافر ہیں وہ (دنیا میں) مزے اڑاتے ہیں اور جیسے جانور کھاتے ہیں اس طرح

ف۳ بعض کے نزدیک یہ حکم آیت "فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم" اور دیگر آیات قتال سے منسوخ ہو چکا ہے اور نابالغ بچے اور عورتوں کے سوا تمام قیدیوں کو قتل کرنا ضروری ہے مگر جمہور علما اور ائمہ تحقیق نے اس آیت کو محکم (غیر منسوخ) تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ اسیران جنگ کو فدیہ لے کر یا احسان رکھ کر چھوڑ دینے میں حکومت کو اختیار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرتؐ اور خلفائے راشدینؓ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اگر کوئی قیدی واجب القتل ہے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے بدر کے قیدیوں میں سے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل فرمایا، اور ان کے علاوہ باقی قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا اور متعدد مواقع پر قیدیوں کو احسان رکھ کر رہا کر دیا گیا، مثلاً بنی ہوازن کے قیدی ازراہِ احسان چھوڑ دیئے۔ الغرض حکومت کو اسلامی مصلحت کے پیش نظر قتل کرنے، غلام بنا رکھنے اور فدیہ لے کر، یا احسان رکھ کر چھوڑ دینے میں ہر طرح سے اختیار حاصل ہے۔ (قرطبی۔ ابن کثیر)

ف۴ یعنی حتیٰ کہ دشمن کو شکست ہو جائے یا اس سے صلح ہو جائے۔

ف۵ یعنی تمہاری آزمائش کرے کہ کون اس کے راستے میں جہاد کرتا اور ثابت قدم رہتا ہے اور کون بھاگتا ہے تاکہ ثابت قدم رہنے والوں کو جہاد کا ثواب نصیب ہو اور کافر ان کے ہاتھ سے قتل ہوں۔ بعض تابعین کا خیال ہے کہ یہ آیت غزوۂ اُحد کے دن نازل ہوئی جس میں بہت سے مسلمان شہید اور زخمی ہوئے اور کفار نے اُعْلُ ھُبَل (ہبل بت کی فتح) کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں ان کے جواب میں اللہ اعلیٰ و اجل کا نعرہ بلند کیا۔ اور مشرکوں نے کہا: "لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم" اس پر مسلمانوں نے کہا: "اللّٰہ مولانا ولا مولیٰ لکم"۔ اس کا مفصل بیان سورہ آل عمران میں گزر چکا ہے۔

ف۶ یعنی ان کی محنت ٹھکانے لگائے گا، انہیں جنت کی راہ پر گامزن کرے گا اور آخرت میں پیش آنیوالے تمام منازل و مواقف میں ان کی حالت کو درست رکھے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ شہید کو قرض کے سوا ہر چیز معاف کر دی جائے گی۔ (ابن کثیر)

ف۷ چنانچہ ہر جنتی جنت میں اپنا ٹھکانہ پہچان لے گا۔ حدیث میں ہے کہ اہل جنت میں سے ہر شخص اپنے جنت کے گھر کو اپنے دنیا کے گھر سے زیادہ پہچان لیگا۔ (ابن کثیر)

ف۸ چنانچہ اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اللہ کے دین کی مدد کی وہ دنیا میں غالب باعزت رہے اور جب انہوں نے اس کے دین کی مدد چھوڑ دی تو وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتے اور ان کے دشمن ان پر غالب آ گئے۔

ف۹ ان کے وہ اعمال جن کو وہ نیک خیال کرتے ہیں کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہو سکتا۔ ف۱۰ یعنی انہوں نے اپنے لئے جو جھوٹے سہارے بنا رکھے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کے کسی کام نہیں آ سکتے۔ غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کا نعرہ (اللّٰہ مولانا ولا مولیٰ لکم) اسی آیت سے ماخوذ تھا۔ (ابن کثیر)

تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ⑫ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ

کھاتے ہیں چار پائے اور آگ جگہ رہنے کی ہے واسطے اُن کے اور بہت بستیاں تھیں کہ وہ سخت تھیں قوت میں

(کھانا) کھاتے ہیں ف۱ اور اُن کا (آخری) ٹھکانا دوزخ ہے اور کئی بستیاں اس بستی (یعنی مکہ) سے کہیں زبردست تھیں جس نے (اے پیغمبرؐ) تجھ کو

قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ⑬ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

بستی تیری سے جس نے نکال دیا تجھ کو ہلاک کیا ہم نے اُن کو پس نہ ہوا کوئی مدد دینے والا واسطے اُن کے کیا پس جو شخص کہ ہے اوپر دلیل کے

نکال کر باہر کیا ہم نے اُن کو تباہ کر دیا اور کسی نے ان کی مدد نہ کی ف۲ کیا جو لوگ اپنے مالک کی طرف سے ایک

مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ⑭ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ

پروردگار اپنے سے مانند اس شخص کی کہ ہے زینت دیا گیا واسطے اُس کے بُرا عمل اس کا اور پیروی کی انہوں نے خواہشوں اپنی کی صفت اس بہشت

سند (رکھ کر اس) پر چلتے ہیں (مثلاً قرآن اور حدیث پر) وہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جن کے بُرے کام اُن کو بھلے کر کے دکھلائے گئے ہیں ف۳ اور وہ اپنے (دل کی)

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ

کی کہ وعدہ کیے گئے ہیں پرہیزگار بیچ اُس کے نہریں ہیں پانی سے بن بگڑا ہوا اور نہریں ہیں دودھ کی کہ نہ بدلا گیا مزہ اُس کا

خواہشوں پر چلتے ہیں ف۴ جس بہشت کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے اس کا تو حال یہ ہے کہ اس میں بن بُو (صاف) پانی کی نہریں (بہ رہی ہیں) اور دودھ کی (بھی)

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

اور نہریں ہیں شراب کی مزہ دینے والی واسطے پینے والوں کے اور نہریں ہیں شہد صاف کیے گئے کی اور واسطے ان کے ہیں بیچ اس کے ہر طرح کے

نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلا ف۶ اور شراب کی (بھی) نہریں ہیں جو پینے والوں کو اچھا مزہ دیں گی ف۷ اور صاف (شفاف) (شہد کی بھی) نہریں ہیں ف۸ اور (ان کے سوا)

الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا

میوے اور بخشش پروردگار اُن کے سے کیا وہ مانند اس شخص کی ہے کہ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے بیچ آگ کے اور پلائے جاویں گے پانی

ہر طرح کے میوے ان کے لئے وہاں موجود ہیں اور (سب سے بڑھ کر) اُن کے مالک کی طرف سے (گناہوں کی) بخشش (یہ الگ ہو گی) کیا (ایسے بہشت کے رہنے والے) ان

فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ⑮ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ

گرم پس کاٹ ڈالیگا انتڑیوں اُن کی کو اور بعض اُن میں سے وہ شخص ہے کہ سنتا ہے طرف تیری یہاں تک کہ جب باہر نکلتے ہیں تیرے پاس سے

دوزخیوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ آگ میں پڑے (جلتے) رہیں گے اور جلتا بلتا پانی اُن کو پلایا جائیگا جو اُن کی آنتیں کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور (اے پیغمبرؐ) ان کافروں

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي

کہتے ہیں واسطے ان لوگوں کے کہ دیئے گئے ہیں علم کیا کہا تھا ابھی یہی لوگ ہیں کہ مُہر کی ہے اللہ نے اوپر

میں بعضے (منافق) ایسے بھی ہیں جو تیری بات کان لگا کر سنتے ہیں مگر جب تیرے پاس سے اُٹھ کر باہر جاتے ہیں تو وہاں علم والوں ف۹ سے کہتے ہیں (کیوں جی) ابھی اس شخص نے (پیغمبرؐ

قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ⑯ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ⑰

دلوں اُن کے کے اور پیروی کی انہوں نے خواہشوں اپنی کی اور جن لوگوں نے راہ پائی زیادہ دی ان کو ہدایت اور دی اُن کو پرہیزگاری اُن کی

نے) کیا ف۱۰ یہی تو وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مُہر کر دی ہے اور وہ اپنے (دل کی) خواہشوں پر چلتے ہیں ف۱۱ اور جو لوگ راہ پائے ہوئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ (قرآن اور حدیث سے)

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى

پس نہیں انتظار کرتے مگر قیامت کا یہ کہ آوے اُن کے پاس ناگہاں پس تحقیق آئی ہیں نشانیاں اس کی پس کہاں سے ہوگا

زیادہ ہدایت دیتا ہے اور ان کو پرہیزگاری (میں سے اُن) کا حصہ عنایت فرماتا ہے ف۱۲ تو (اے پیغمبرؐ) یہ (مکہ کے) کافر کس بات کے منتظر ہیں (بس) اسی کا رستہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک ہی ایکا

ف۱ یعنی جس طرح جانوروں کو کھانے پینے کے سوا کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی ان کافروں کو بھی اس کے سوا کوئی فکر نہیں۔ سر سے پاؤں تک دنیا میں غرق ہیں اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ یوں بھی بسیار خوری کفار کی عادات میں سے ہے۔ حدیث میں ہے کہ "مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں"۔ (ابن کثیر)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ ان کفار مکہ کی کیا ہستی ہے ہم نے ان سے کہیں زبردست قوموں کو تہس نہس کر دیا اور وقت پڑنے پر کوئی ان کی مدد نہ کر سکا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل کر غار ثور کے پاس آئے تو آپؐ نے مکہ کی طرف رُخ کر کے فرمایا: "تو اللہ کے نزدیک سب سے پیارا شہر ہے اور مجھے بھی دوسرے شہروں سے زیادہ محبوب ہے اگر مشرکوں نے مجھے تجھ سے نکالا نہ ہوتا تو میں تجھ سے ہرگز نہ نکلتا۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی شیطان نے انہیں بہکا دیا ہے اور کفر و شرک کو ان کی نظروں میں اچھا کر دکھایا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں اور نہ اس کے صحیح ہونے پر دلیل لائی جا سکتی ہے۔

ف۴ اور اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت (قرآن و سنت) سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔

ف۵ یعنی پڑے رہنے یا کسی چیز کی ملاوٹ سے اس میں تغیر نہیں آیا انتہائی صاف شفاف اور شیریں ہے۔

ف۶ یعنی بالکل تازہ دودھ ہے اس کے مزے میں کوئی تغیر نہیں آیا۔

ف۷ یعنی دنیا کی شراب کی طرح نہیں ہے جو بدبُودار اور بدمزہ ہوتی ہے اور اس سے نشہ آجاتا ہے۔

ف۸ یعنی موم اور ہر قسم کے میل کچیل سے صاف کیا ہوا شہد ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے فرمایا: لَمْ يَخْرُجْ مِنْ بُطُوْنِ النَّحْلِ۔ وہ مکھیوں کے پیٹ سے نہیں نکلا۔ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے ایسے دریا ہیں جن سے ابھی تک نہریں نہیں نکالی گئیں۔" (ابن کثیر)

ف۹ یعنی ان صحابہ کرام سے جو علم رکھتے ہیں جیسے حضرت عبداللہؓ بن مسعود، عبداللہؓ بن عباس، اور ابو الدرداءؓ وغیرہ۔

ف۱۰ گویا آپؐ کے کلام کی تحقیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں تو آیا نہیں کہ یہ شخص کیا کہتا رہا، کیا آپ لوگوں کی سمجھ میں کچھ آیا؟

ف۱۱ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سن کر بھی کوئی اثر قبول نہیں کرتے بلکہ کفر و شرک سے وابستہ رہتے ہیں۔

ف۱۲ یعنی ان کے ایمان، علم اور دینی بصیرت میں اضافہ فرماتا ہے اور انہیں تقویٰ کے مقام پر پہنچاتا ہے۔

ف۱۳ یعنی کونسی نصیحت اور کونسی وعید ہے جو انہیں نہیں سنائی گئی لیکن اتنے بدبخت ہیں کہ جب تک قیامت کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے گویا اسی کا انتظار کر رہے ہیں لیکن قیامت کے آنے میں بھی کونسی کسر رہ گئی ہے۔ اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں پھر اس کے بعد اس کی آمد میں کونسا شبہ رہ گیا، شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا ہے۔ سب نبی خاتم النبیینؐ کی راہ دیکھتے تھے۔ جب وہ آچکے تو اب قیامت ہی باقی ہے۔" حضرت سہلؓ بن سعد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ: مجھے قیامت کے ساتھ یوں بھیجا گیا ہے جیسے یہ دو انگلیاں باہم ملی ہوئی ہیں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح بخاری)

لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ

واسطے اُن کے جب آوے گی اُن کے پاس نصیحت اُن کی پس جان تو یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے اور

قیامت اُن (کے سر) پر آن کھڑی ہو تو قیامت کی بھی نشانیاں آچکی ہیں پھر جب قیامت (خود ہی) آن پڑے گی اس وقت سمجھنے کا اُنکو کیا موقع رہے گا ف۱ تو (اے پیغمبر) اس

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

واسطے ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جگہ پھرنے تمہارے کی اور جگہ رہنے تمہارے کی اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ

(اعتقاد) پر جما رہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اپنے گناہ کی بخشش کے لئے دعا مانگتا رہ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کے (گناہ ہونگے ان کے لئے بھی) ف۲ اور اللہ ہی

اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ

ایمان لائے کیوں نہیں اتاری جاتی کوئی سورت یعنی جہاد کی پس جب اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ ثابت اور ذکر کیا جاوے بیچ اس کے لڑائی کا دیکھے گا تو

جانتا ہے تم (دنیا میں) کیا کرتے رہوگے (اور آخرت میں) کہاں ہوگے ف۳ اور جو لوگ (سچے) ایماندار ہیں وہ کہتے ہیں کاش (جہاد کے باب میں) کوئی سورۃ اُترتی ف۴ پھر جب کوئی پکی سورۃ

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ

ان لوگوں کو کہ بیچ دلوں اُن کے کے بیماری ہے دیکھتے ہیں طرف تیری جیسا دیکھتا ہے وہ شخص کہ بیہوشی آتی ہے اوپر اس کے موت سے

(منسوخ نہ ہو) اترتی ہے اور اس میں جہاد کا حکم ہوتا ہے تو (اے پیغمبر) جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ تجھ کو ایسا تکنے لگتے ہیں جیسے کوئی بیہوشی میں مرتے وقت تکتا ہے ف۵

فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ

پس وائے ہے واسطے ان کے مطلب ان کے فرمانبرداری ہے اور بات معقول پس جب مقرر ہوا حکم پس اگر سچ بولیں اللہ سے البتہ ہووے

سخت افسوس ہے اُن پر (یا سخت خرابی ہے ان کی) (انکو پیغمبر کی) اطاعت کرنا تھی اور اچھی بات کہنا (صاف صاف بے لاگ لپیٹ) اور جب جہاد فرض ہوا اس وقت اگر

خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا

بہتر واسطے اُن کے پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو تم بیچ زمین کے اور کاٹو

خدا کے ساتھ (سچے رہتے) تو انکے حق میں بہتر ہوتا ف۶ تو (اے منافقو) اگر تم (پیغمبر کا کہنا نہ مانو) (یا تم کو حکومت مل جائے) تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم (جاہلیت کے زمانہ کی طرح پھر)

اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا

قرابتیں اپنی یہ لوگ ہیں جن کو لعنت کی ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے پھر بہرا کر دیا ان کو اور اندھا کر دیا آنکھوں اُن کی کو کیا پس نہیں

ملک میں دھندھ مچاؤ گے اور ناطے توڑ دو گے ف۷ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور انکو (سچی بات سننے سے) بہرا کر دیا ہے اور (سیدھا رستہ دیکھنے سے) ان کی

يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ

فکر کرتے بیچ قرآن کے کیا اوپر دلوں کے قفل ہیں اُن کے تحقیق جو لوگ کہ پھر گئے اوپر پیٹھوں اپنی کے

آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے بلکہ ان کے دلوں پر قفل پڑے ہیں ف۸ بیشک جن لوگوں کو حق بات معلوم ہوگئی پھر بھی وہ اُلٹے پاؤں پھر گئے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اُن کے ہدایت شیطان نے زینت دلائی ہے واسطے اُن کے اور ڈھیل دلائی ہے واسطے اُن کے یہ بہ سبب

شیطان نے ان کو پٹا دیا (جل دیا) اور اُن کی آرزو کی رسی لمبی کر دی ف۹ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان لوگوں (یعنی منافقوں) نے اُن لوگوں سے کہا

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اس کے ہے کہ کہا تھا انہوں نے واسطے اُن لوگوں کے کہ ناخوش رکھتے تھے اس چیز کو کہ اتاری ہے اللہ نے البتہ کہا مانیں گے ہم تمہارا بیچ بعضے کاموں کے

جو خدا کے اتارے ہوئے (قرآن) کو ناپسند کرتے ہیں ف۱۰ کہ ہم (ظاہر میں مسلمان تو ہو جاتے ہیں مگر) بعض باتوں میں تمہارا کہنا ضرور سنتے رہیں گے ف۱۱

ع ۶/۸

ف۱ یعنی اس وقت کا سمجھنا اور ماننا بیکار ہوگا کیونکہ اس سے نجات نہیں ہو سکتی۔ ف۲ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "لوگو! اپنے رب کے حضور توبہ کرو اس لئے کہ میں اپنے رب کے حضور ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ (ابن کثیر) اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے لیکن اس کے باوجود آنحضرتؐ کے استغفار کرتے رہنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کا زیادہ سے زیادہ شکر بجالایا جائے۔ جیسا کہ ایک موقع پر آنحضرتؐ سے کثرت عبادت کا سبب پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "اَفَلَآ اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا" کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، (ابن کثیر) اور استغفار جیسے ان گناہوں سے ہوتا ہے جو انسان سے سرزد ہو چکے ہوں اسی طرح آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ (قرطبی)

ف۳ یعنی انسان رات اور دن میں جو نقل و حرکت بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ف۴ یعنی ہمیں جہاد کا حکم دیا جاتا اور ہم اللہ کی راہ میں دشمنوں سے لڑتے۔

ف۵ یعنی اس خوف سے کہ اب مسلمانوں کے ساتھ جہاد کے لئے نکلنا پڑیگا، ورنہ نفاق کا پردہ چاک ہو جائیگا۔

ف۶ یعنی جہاد کا پختہ حکم آنے پر اس سے گھبرانے اور پیچھے رہنے کی بجائے اگر وہ خدا کے ساتھ سچے رہتے اور آگے بڑھ کر اس کی راہ میں اپنی جان اور مال پیش کرتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ کا حکم ہر طرح ماننا ہی چاہیئے۔ پھر رسولؐ بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائے۔ ہاں بہت ہی تاکید آپڑے اس وقت لڑنا ضروری ہوگا نہیں تو لڑنے والے بہت ہیں۔ (موضح)

ف۷ یعنی تم ہرگز امن و امان سے نہ رہوگے بلکہ نافرمانی اور قطع رحمی کروگے جس کے نتیجہ میں خانہ جنگی اور لوٹ مار کی وہی حالت عود کر آئے گی جو اسلام سے پہلے تھی۔ احادیث میں رشتے ناتے توڑنے اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔

ف۸ اور پہلی آیت کے سیاق کو ملحوظ رکھا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ ملعون ہونے کی وجہ سے اولاً تو قرآن پر غور و تدبر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو کفر و نفاق کی وجہ سے سمجھ نہیں پاتے۔ ہاں اگر صدق نیت سے غور کرتے تو ضرور سمجھ لیتے کہ جہاد میں کس قدر دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔

ف۹ یعنی ان کے دلوں میں یہ ڈال دیا ہے کہ اگر جہاد نہ کروگے تو مدت دراز تک زندہ رہوگے اور دنیا کے عیش و آرام سے لطف اٹھاؤ گے۔ حالانکہ انہیں سمجھنا چاہیئے تھا کہ موت اپنے وقت پر آتی ہے اور اس میں لمحہ بھر بھی تقدم یا تاخر نہیں ہو سکتا، پھر جہاد سے بھاگنے کا کیا فائدہ؟

ف۱۰ یعنی مشرکوں اور یہودیوں سے۔ ف۱۱ "بعض باتوں" سے مراد آنحضرتؐ کی مخالفت اور عداوت ہے اور یہ کہ جب جنگ کا موقعہ آئے تو مسلمانوں کو دھوکا دیا جائے اور ہر طریقہ سے ان کے دشمنوں کی مدد کی جائے۔

إِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾

اور اللہ جانتا ہے آہستہ بات کرنے اُن کے کو پس کیونکر ہوگا حال اُن کا جس وقت قبض کریں گے جان ان کی کو فرشتے مارتے ہونگے منہ اُن کے اور پیٹھیں

اور اللہ تو اُن کی چھپ چھپاتی باتوں کو خوب جانتا ہے ف۱ جب فرشتے اُنکی جانیں نکالتے وقت ان کے منہ اور پیٹھ پر مارا کریں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ أَمْ

اُن کی یہ بہ سبب اس کے ہے کہ پیروی کی انہوں نے اس چیز کی کہ ناخوش کرتی ہے اللہ کو اور برا جانا رضامندی اس کی پس ناپید کر ڈالے اللہ نے عمل ان کے

ف۲ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس راہ پر چلے جس سے اللہ غصے ہوا ف۳ اور ان لوگوں نے اللہ کی خوشی کو بُرا سمجھا ف۴ تو اللہ نے بھی اُن کے (نیک) کام سب ملیا

حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَاءُ

کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے یہ کہ ہرگز نہ نکالے گا اللہ تعالے بدنیتی اُن کی اور اگر ہم چاہیں

میٹ کر دیئے ف۵ کیا جن لوگوں کے دل میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اُنکے کینوں کو کبھی نہیں کھولے گا ف۶ اور اے پیغمبر اگر ہم چاہتے تو

لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

البتہ دکھلا دیں ہم تجھ کو وہ لوگ پس پہچان لیوے تو اُن کو ساتھ چہرے اُن کے کے اور البتہ پہچان لیوے گا تو اُن کو بیچ حسن بنانے بات کے اور اللہ جانتا ہے

ان (منافقوں) کو اچھی طرح کھول کر تجھ کو دکھلا دیتے تو ان کی نشانی سے (جو اللہ اُن پر لگا دیتا) اُن کو پہچان لیتا اور یوں بھی تو ان کو (ان کی) بات کے ڈھنگ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ إِنَّ

کاموں تمہارے کو اور البتہ آزماویں گے ہم تم کو یہاں تک کہ ظاہر کر دیں ہم جہاد کرنے والوں کو تم میں سے اور صبر کرنیوالوں کو اور آزماویں گے ہم خبریں تمہاری کو تحقیق

سے ضرور پہچان لے گا ف۷ اور اللہ کو تمہارے کام معلوم ہیں۔ ہم تو (اے مسلمانو) تم کو ضرور آزمائینگے یہانتک کہ ہم کھولدینگے کہ تم میں سے کون لوگ (اللہ کی راہ میں) جہاد کرنے والے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا انہوں نے راہ خدا کی سے اور مخالفت کی رسول کی پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئی

بلاؤں پر صبر کرتے ہیں اور تمہارے سارے حالات (بھی) ہم جانچینگے بیشک جن لوگوں نے (خود) کفر کیا اور (دوسرے) خدا کے بندوں کو بھی خدا کی راہ سے روکا اور حق بات معلوم ہو جانیکے بعد پیغمبر کا خلاف

لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

واسطے اُن کے ہدایت ہرگز نہ ضرر کریں گے اللہ کو کچھ اور البتہ ناپید کرے گا عملوں ان کے کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو

کیا ف۸ وہ اللہ کا ہرگز کچھ بھی بگاڑ نہ کر سکیں گے اور (اُلٹا) یہ ہوگا کہ اللہ اُن کے (نیک) کام (بھی) سب ملیا میٹ کر دیگا ف۹ مسلمانو اللہ کا حکم مانو

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور مت باطل کرو عملوں اپنوں کو تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا

اور پیغمبر کا حکم مانو اور (اُن کا خلاف کر کے) اپنے (نیک) کام ملیا میٹ نہ کرو ف۱۰ بے شک جو لوگ کافر رہے اور (دوسرے لوگوں

عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا

انہوں نے راہ خدا کی سے پھر مر گئے اور وہ کافر ہی تھے پس ہرگز نہ بخشے گا اللہ اُن کو پس مت سستی کرو اور مت بلاؤ اُن کو

کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے رہے پھر کفر ہی کی حالت میں مر گئے تو اللہ تعالے کبھی اُن کو نہیں بخشنے گا ف۱۱ تو (اے مسلمانو جہاد سے) بودے نہ ہو (اپنی

إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ إِنَّمَا الْحَيَاةُ

طرف صلح کی اور تم ہی ہو غالب اور اللہ ساتھ تمہارے ہے اور ہرگز نہ چھین لے گا تم سے عمل تمہارے سوائے اس کے نہیں کہ

میں سستی نہ کرو) اور (اپنی طرف سے) صلح کا پیام نہ دو ف۱۲ اور (آخر کار اللہ کے فضل سے) تم ہی غالب ہو گے (گھبراؤ نہیں) ف۱۳ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے یعنی اسی مدد

ف۱ یعنی ان کی سرگوشیوں اور سازشوں کو جنہیں وہ چھپ کر کرتے ہیں، خوب جانتا ہے۔

ف۲ یعنی کیا انہیں فکر نہیں کہ اس وقت ان کی کیسی گت بنے گی؟ (نیز دیکھئے سورہ انفال آیت: ۵۰، انعام ۹۳)

ف۳ یعنی کفر و شرک اور نفاق کی راہ پر۔

ف۴ یعنی ہر اس کام کو بُرا سمجھا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی تھی جیسے ایمان توحید، اخلاص، تقویٰ اور جہاد وغیرہ۔

ف۵ کیونکہ ان کی بنیاد اخلاص و ایمان پر نہ تھی۔ یاد رہے کہ ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا۔

ف۶ یعنی ان کا بھانڈا نہیں پھوڑے گا۔ کینوں سے مراد وہ عداوت ہے جو یہ منافقین آنحضرتؐ اور مسلمانوں کے خلاف دلوں میں رکھتے تھے۔

ف۷ یعنی ان کے اندازِ گفتگو سے ان کا منافق ہونا معلوم کیا جا سکتا ہے۔

ف۸ یعنی منافقین اور یہود جنہیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ آنحضرتؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور کتب سابقہ میں آپؐ کی آمد کی بشارت دی جاتی رہی ہے مگر وہ ضد اور عداوت سے آپؐ کی مخالفت کرتے رہے

ف۹ یا ان کی مکاریوں اور چالبازیوں کو ناکام بنا دے گا۔

ف۱۰ معلوم ہوا کہ بسا اوقات معصیت سے نیک عمل ضائع ہو جاتے ہیں اور نیکی اسی صورت میں نفع دے سکتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا فرمانبردار رہے۔

ف۱۱ یعنی مرنے سے پہلے کفر و شرک سے تائب نہ ہوئے۔

ف۱۲ یعنی صبر و استقلال سے مقابلہ کرتے رہو اور جب تک وہ برسرپیکار رہیں ان سے صلح کی پیشکش نہ کرو۔ ہاں اگر ان کا زور ٹوٹ جائے اور وہ خود صلح کی درخواست کریں تو بشرطِ مصلحت تم ان کی درخواست قبول کر سکتے ہو ملاحظہ ہو (سورہ انفال: ۶۱) الغرض یہ آیت اور سورہ انفال والی آیت دو حالتوں کے اعتبار سے ہے اور یہ دونوں ناسخ یا منسوخ نہیں ہیں۔ (قرطبی)

ف۱۳ یعنی تمہیں آخر کار غلبہ ہوگا۔ بشرطیکہ تم مومن ہو۔ (آل عمران: ۱۳۹)

ف۱۴ یعنی بلکہ وہ تمہارے نیک اعمال کا بھرپور اجر عنایت فرمائے گا۔

اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾

زندگانی دنیا کی کھیل ہے اور تماشا اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو دیگا تم کو ثواب تمہارا اور نہ مانگے گا تم سے سارے مال تمہارے کو

دنیا کی زندگی کچھ نہیں (چند روز کا) کھیل تماشہ ہے وا اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور (کفر اور گناہ سے) بچے رہو گے تو اللہ تمہارے نیک اور وہ تمہارے سب کاموں (کے ثواب) بھی تم کو گھاٹا نہیں دیگا

اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ

اگر مانگے تم سے وہ مال پس تنگ کرے تم کو بخیلی کرنے لگو اور نکال دیوے بدنیتی تمہاری خبردار ہو تم وہ لوگ ہو کہ پکارے جاتے ہو

تم کو دیگا اور وہ تم لوگوں کے مال تم سے نہیں مانگے گا ف۲ اگر وہ تم سے تمہارے مال مانگے اور سارا مال چاہے (یا مال لینے پر اصرار کرے) تو تم بخیلی کرو گے اور اللہ تمہارے دل کی خفگیاں

لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ

کہ خرچ کرو بیچ راہ اللہ کے پس بعض تم میں سے وہ شخص ہے کہ بخیلی کرتا ہے اور جو کوئی بخیلی کرے پس سوائے اس کے نہیں کہ

کھول دیگا ف۳ سن رکھو تم لوگ (سارا مال کیا دو گے) تم کو تو کہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں (کچھ تھوڑا سا) خرچ کرو اس پر تو کوئی کوئی تم میں بخیلی کرتا ہے (اور زکوٰۃ تک نہیں دیتا) او

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ

بخیلی کرتا ہے جان اپنی سے اور اللہ بے پروا ہے اور تم محتاج ہو اور اگر پھر جاؤ تم بدلا لاوے گا

جو کوئی تم میں بخیلی کرتا ہے وہ بخیلی کر کے اپنا ہی نقصان کرتا ہے (اپنا ہی ثواب اور اجر کھوتا ہے) اور اللہ تو بے پرواہ ہے اور تم ہی محتاج ہو اور (اے عرب کے لوگو) اگر تم پیغمبرؐ

قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

ع ۴ / ۸

ایک قوم سوائے تمہارے پھر نہ ہوں گے مانند تمہاری

کا کہنا) نہ مانو گے تو اللہ تمہارے سوا دوسرے لوگوں کو بدل کر (تمہاری جگہ) لے آئے گا پھر وہ تمہاری طرح (نافرمان) نہ ہوں گے

سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّةٌ (۱۱۱) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۲۹ رُكُوْعَاتُهَا ۴

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۴

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴿۱﴾ لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا

(اے پیغمبر یہ حدیبیہ کی صلح کیا ہے) ہم نے تجھ کو کھلم کھلا فتح دی فتح ف۵ اس لئے کہ (تو اللہ کا شکر کرے اور) اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے ف۶ اور

وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَیَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۲﴾ وَّیَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا

اور تو کہ تمام کرے نعمت اپنی اوپر تیرے اور دکھلا دے تجھ کو راہ سیدھی اور مدد کرے تجھ کو اللہ مدد

اپنا احسان تجھ پر پورا کرے ف۷ اور تجھ کو (دین کے) سیدھے رستے پر چلائے رہے ف۸ اور تیری پوری زبردست مدد کرے ف۹

عَزِیْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا

غالب وہی ہے جس نے اتاری تسکین بیچ دلوں ایمان والوں کے تو کہ بڑھ جاویں ایمان میں

وہی خدا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تشفی اور تسلی اتاری ف۱۰ اس سے یہ غرض تھی کہ (پہلے) ایمان کے ساتھ

مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۴﴾

ساتھ ایمان اپنے کے اور واسطے اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا

اُن کا ایمان اور بڑھ جائے ف۱۱ اور آسمان اور زمین کی فوجیں اللہ ہی کی ہیں ف۱۲ اور اللہ علم والا ہے حکمت والا ف۱۳

ف۱ یعنی آخرت کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لہٰذا دنیا میں پھنس کر اپنی آخرت برباد نہ کرو۔ ف۲ یعنی اس کو تمہارے مال و دولت کی ضرورت نہیں۔ اگر زکوٰۃ و صدقات میں تھوڑا سا مال نکالنے کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے تو تمہارے ہی فائدے کے لئے دیا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: حق تعالیٰ نے ملک فتح کر دیئے، مسلمانوں کو تھوڑے ہی دنوں خرچ کرنا پڑا سو جتنا خرچ کیا تھا اس سے سو سو برابر ہاتھ لگا۔ (موضح) ف۳ یعنی اگر وہ زبردستی تم سے تمہارے اموال مانگے تو تم بخل کرو گے اور تمہارے دلوں کی خفگیاں کھل کر سامنے آجائیں گی۔ ف۴ یہ سورہ بالاتفاق مدنی دور کی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اس کا نزول اس وقت ہوا جب ۶ھ میں آنحضرتؐ کفارِ مکہ سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ کر کے مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف لا رہے تھے اور مسلمان نہایت رنجیدہ تھے کیونکہ ان کو عمرہ کا موقع نہیں ملا تھا اور انہیں قربانی کے اونٹ حدیبیہ میں ذبح کرنے پڑے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اُن کے خیال میں معاہدہ انتہائی غیر مناسب شرطوں پر طے پایا تھا۔ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور فرمایا اس وقت مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو ان تمام چیزوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا۔ اس سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ پندرہ سو آدمی تھے اور یہ عمرہ آنحضرتؐ نے چونکہ فیصلہ کے اگلے سال ادا کیا اس لئے اُسے عمرۃ القضا کہا جاتا ہے (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۵ اس فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ امام زہریؒ کہتے ہیں، "صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی فتح نہیں ہوئی۔" شعبیؒ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو اس صلح سے جو کچھ ملا وہ کسی غزوہ میں نہیں ملا۔ حضرت براء بن عازب کہتے ہیں، "تم لوگ فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو لیکن ہم اصل فتح بیعت رضوان کو سمجھتے ہیں جو حدیبیہ میں ہوئی۔" (شوکانی بحوالہ صحیحین)

ف۶ اس فتح میں آنحضرتؐ سے ایسے کام ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر رکھتے تھے، اس لئے اس فتح میں آنحضرتؐ کو مغفور ہونے کی خوشخبری سنائی گئی اور ہمیشہ کے لئے۔ بالفرض اگر آپؐ سے کوئی لغزش سرزد ہو تو اُسے معاف فرما دیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت کرتے کہ رات کی نماز میں کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم ہو جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو آپؐ عبادت میں اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ فرمایا "عائشہؓ! کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔" (ابن کثیر)

ف۷ نعمت (احسان) سے مراد وہ تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں ہیں جو آنحضرتؐ کو حاصل تھیں جیسے یہاں دنیا میں دین کا غلبہ اور آخرت میں مقام محمود۔

ف۸ یہاں تک کہ آپؐ دنیا سے رخصت ہو کر اس کی جناب میں پہنچ جائیں۔

ف۹ یعنی ایسی مدد جس کے بعد آپؐ کا کوئی دشمن آپؐ کو نیچا نہ دکھا سکے۔

ف۱۰ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد عام مسلمان بہت رنجیدہ و غمگین تھے لیکن جب اللہ و رسولؐ کی رضا اسی صلح میں پائی تو خوش ہو گئے اور بعد کے حالات سے ان پر صلح حدیبیہ کا فتح مبین ہونا عیاں ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ ان کے دل بالکل مطمئن ہو گئے۔

ف۱۱ یعنی جوں جوں اللہ و رسولؐ کی بتائی باتیں حقیقت بن کر ان کے سامنے آتی گئیں، اللہ و رسولؐ پر ان کا ایمان بڑھتا گیا۔ ایمان میں یہ اضافہ کو مصدق بہ کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کیونکہ انہیں اللہ اور رسولؐ کی کسی بات میں شک نہ تھا مگر اصل بات یہ ہے کہ نفس ایمان میں اضافہ تسلیم کیا جائے کہ دلائل کی کثرت سے ایمان میں مزید پختگی حاصل ہوتی ہے۔ ایمان میں کمی و بیشی قرآن کی دوسری آیات اور احادیث سے بھی ثابت ہے۔ صحیح بخاری کتاب الایمان میں امام بخاری نے اس مسئلہ کو مدلل طور پر ثابت کیا ہے ف۱۲ جیسے فرشتوں، جنوں اور انسانوں کی فوجیں۔ ابن عباسؓ نے اس کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ (قرطبی) ف۱۳ یعنی وہ جیسے چاہتا ہے ان کا انتقام فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے دوسرے پر غالب کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو جو فتح و کامیابی نصیب ہوئی ہے یا ہو رہی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اس میں خود مسلمانوں کا کمال نہیں ہے۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

تو کہ داخل کرے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیش رہنے والے

(اور یہ بھی غرض تھی) کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں لے جائے جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں وہ ہمیشہ

فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ

بیچ ان کے اور دُور کرے اُن سے برائیاں اُن کی اور ہے یہ نزدیک اللہ کے مُراد پانا بڑا اور عذاب کرے

انہی میں رہیں گے اور اُن کے گناہ اُن پر سے اُتار دے ف۱ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے اور منافق مرد اور منافق

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

نفاق والوں کو اور نفاق والیوں کو اور شرک کرنے والوں کو اور شرک کرنے والیوں کو گمان کرنے والے ہیں ساتھ اللہ کے گمان بُرا

عورتوں اور مشرک مرد اور مشرک عورتوں کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُرا گمان رکھتے ہیں سزا دے ف۲

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ

اوپر اُن کے ہے پھیرا برائی کا اور غصے ہوا اللہ اوپر اُن کے اور لعنت کی ان کو اور تیار کی واسطے اُن کے دوزخ اور

وہی آفت کے چکر میں آئیں گے ف۳ اور اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر اُترا اور اللہ نے اُن کو پھٹکار دیا اور ان کے لئے دوزخ تیار

سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷

اور بُری ہے جگہ پھر جانے کی اور واسطے اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ غالب حکمت والا

کر رکھی ہے اور وہ بُری جگہ ہے اور آسمان اور زمین کی فوجیں (سب) اللہ ہی کی ہیں اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ف۴

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ

تحقیق بھیجا ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تو کہ ایمان لاؤ تم ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور قوت دو اس کو اور تعظیم کرو

(اے پیغمبر) ہم نے تجھ کو (تیری اُمت پر) گواہ ف۵ اور (ایمان والوں کو) خوشخبری دینے والا اور (کافروں کو) ڈرانے والا بنا کر بھیجا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر

وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ

اس کی اور تسبیح کرو اللہ کو صبح اور شام تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہیں تجھ سے سوائے اسکے نہیں کہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے ہاتھ

ایمان لاؤ اور اس کے رسول کا ادب کرو اور اس کی تعظیم کرو ف۶ اور صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو ف۷ بیشک جو لوگ تجھ سے (اے پیغمبر حدیبیہ میں) بیعت کر

فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ

اللہ کا ہے اوپر ہاتھ اُنکے کے پس جس نے عہد توڑا پس سوائے اس کے نہیں کہ عہد توڑا اوپر جان اپنی کے اور جس نے وفا کی ساتھ اس چیز کے کہ عہد کیا ہے

رہے ہیں وہ (گویا) خدا سے بیعت کر رہے ہیں ف۸ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے ف۹ پھر جو کوئی (اپنا اقرار) توڑے وہ اقرار توڑ کر اپنا آپ نقصان

اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۰ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ

اوپر اس کے اللہ سے پس شتاب دیگا اس کو ثواب بڑا شتاب کہیں گے واسطے تیرے پیچھے چھوڑے گئے گنواروں سے مشغول کیا تھا ہم کو

کریگا اور جو کوئی اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھا اسکو اللہ تعالیٰ (بہت) بڑا نیگ (ثواب) دیگا ف۱۰ (اے پیغمبر) اب وہ گاؤں والے جو (اس سفر میں)

اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ

مالوں ہمارے نے اور لوگوں ہماروں نے پس بخشش مانگ واسطے ہمارے کہتے ہیں ساتھ زبانوں اپنی کے جو کچھ نہیں بیچ دلوں اُن کے کے ف۱۲ کہہ

پیچھے رہ گئے ف۱۱ یہ بہانہ کریں گے ہم اپنے مال اور بال بچوں میں پھنس گئے (تیرے ساتھ نہ جا سکے) تو ہمارا گناہ (اللہ تعالیٰ سے) بخشوا دے اپنی زبانوں سے وہ باتیں کرتے ہیں جو اُن کے

ع ۱ / ۹

ف۱ یعنی بشری کمزوریوں کی بنا پر ان سے جو گناہ سرزد ہو گئے انہیں معاف کر دے گا۔ ف۲ منافقین سے مراد مدینہ منورہ کے منافقین ہیں اور مشرکوں سے مراد مکہ معظمہ کے مشرکین۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ذلت و رسوائی کی سزا دی اور وہ اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے غلط توقع رکھتے تھے کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ جو غزوۂ حدیبیہ میں آپؐ کے ساتھ گئے ہیں، وہ مدینہ واپس نہیں آسکیں گے اور مشرکین ان کو تباہ و برباد کر دیں گے اور مشرکین نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اللہ ہرگز اپنے دین کو مٹنے سے نہ بچا سکے گا اور کفر کا کلمہ بلند ہو کر رہے گا۔ (قرطبی وغیرہ)

ف۳ جس سے بچنے کے لئے انہوں نے ہزار جتن کئے۔

ف۴ اس سے مراد اسی حقیقت کی تائید ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

ف۵ یا "حق کی شہادت دینے والا" یعنی اپنے قول و عمل سے لوگوں کو بتانے والا کہ حق کیا ہے؟۔ دیکھئے سورہ بقرہ آیت ۱۴۳ و سورہ نساء آیت ۴۱)

ف۶ یا "اس کا ساتھ دو"

ف۷ یا "نماز پڑھو"

ف۸ کیونکہ "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" ۔ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی ﷺ ۔ اس بیعت سے مراد بیعتِ رضوان ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرامؓ کو ایک درخت کے نیچے جمع کر کے لی اور وہ اس وقت جب آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو کفار سے گفتگو کرنے کے لئے مکہ معظمہ بھیجا اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا اور ادھر مسلمانوں میں مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ یہ بیعت اس بات پر تھی کہ مرتے دم تک میدانِ جہاد سے نہیں بھاگیں گے۔ صحیحین میں حضرت جابرؓ اور دوسری روایات کے مطابق مسلمانوں کی اس وقت تعداد چودہ پندرہ سو کے درمیان تھی۔ اس کی کچھ تفصیل آئندہ آیات میں آرہی ہے۔ (قرطبی)

ف۹ یا مطلب یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم ان کی اس بیعت سے کہیں زیادہ تھا یا ان کی قوت و نصرت سے اللہ تعالیٰ کی قوت و نصرت بہت زیادہ ہے۔ (قرطبی)

ف۱۰ حضرت عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ ہم نے ہر حال میں سمع و طاعت پر آنحضرتؐ کی بیعت کی تھی کہ کسی حال میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

ف۱۱ یعنی حدیبیہ کے سفر میں آپؐ کے ساتھ نہیں گئے۔ یہ مدینہ منورہ کے گرد رہنے والے قبائل ۔ غفار، مزینہ، جہینہ، اسلم اور اشجع وغیرہ ۔ کے لوگ تھے۔ ف۱۲ یعنی یہ منافق ہیں اور آپؐ کو جھوٹا سمجھتے ہیں اس وقت جو آپؐ سے استغفار کی درخواست کر رہے ہیں۔ یہ ان کی ظاہر طاری ہے ورنہ حقیقت میں یہ اپنی کسی حرکت پر نادم نہیں ہیں۔

ف۱ یعنی یہ تمہارا خیال قطعاً غلط ہے کہ تم گھروں میں بیٹھ رہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤگے۔ اگر وہ تم پر تمہارے گھروں میں عذاب بھیجنا چاہے تو تم بچ نہیں سکتے۔

فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ

پس کون مالک ہوگا تمہارا اللہ سے کچھ اگر ارادہ کرے ساتھ تمہارے ضرر کا یا ارادہ کرے ساتھ تمہارے نفع کا بلکہ ہے

دلوں میں نہیں ہیں کہدے (اس بہانے سے کیا فایدہ) بھلا اگر اللہ تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے یا کچھ نقصان دینا چاہے تو اس کے مقابلے میں تمہارے لئے کسی کا

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝١١ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار بلکہ گمان کیا تھا تم نے یہ کہ ہرگز نہ پھریں گے رسول اور مسلمان طرف

کچھ چل سکتا ہے ف۱ نہیں اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے ف۲ بات یہ ہے کہ تم یہ سمجھے کہ اب پیغمبر اور مسلمان ہرگز اپنے گھروں کو

اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝١٢

لوگوں اپنے کی کبھی اور زینت دیا گیا یہ خطرہ بیچ دلوں تمہارے کے اور گمان کیا تھا تم نے گمان برا اور تھے تم قوم ہلاک ہونے والی

کبھی لوٹ کر آنے والے نہیں ف۳ اور یہ بات تمہارے دلوں میں کھب گئی ف۴ اور لگے برا گمان کرنے ف۵ اور (ایسی بدگمانی کرکے) تم لوگ خود تباہ ہوئے ف۶

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝١٣ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

اور جو کوئی نہ ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے پس تحقیق تیار کی ہے ہم نے واسطے کافروں کے دوزخ اور واسطے اللہ کے ہے

اور (تم پر کیا موقوف ہے) جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے) منکروں کیلئے دہکتی (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے ف۷ اور آسمان اور زمین کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی بخشتا ہے واسطے جس کے چاہے اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہے اور ہے اللہ بخشنے والا

بادشاہت اللہ ہی کی ہے وہ جس (بندے) کو چاہتا ہے بخشتا ہے اور جس بندے کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور (باوجودیکہ اس کو سب طرح کا اختیار ہے)

رَّحِيْمًا ۝١٤ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا

مہربان شتاب کہیں گے پیچھے چھوڑے گئے جب چلوگے تم طرف غنیمتوں کی یعنی غنیمت خیبر تو کہ لے لو ان کو چھوڑ

وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف۸ (مسلمانو) اب جب تم لوٹ (کا مال) لینے کیلئے (خیبر کو) جانے لگوگے تو یہ (گنوار) لوگ جو (حدیبیہ سے) پیچھے رہ گئے تھے کہیں

نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ

دو ہم کو پیروی کریں ہم تمہاری چاہتے ہیں یہ کہ بدل ڈالیں کلام اللہ کا کہہ کہ ہرگز نہ پیروی کروگے تم ہماری اسی طرح کہا ہے اللہ نے

گے ہم کو بھی اپنے ساتھ چلنے دو ف۹ وہ اللہ کی بات بدلنا چاہتے ہیں ف۱۰ (اے پیغمبر ان گنواروں سے) کہہ دے تم ہرگز ہمارے ساتھ مت چلو اللہ نے پہلے ہی

مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝١٥

پہلے اس سے پس البتہ کہیں گے بلکہ حسد کرتے ہو تم ہم سے بلکہ نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑا

سے ایسا فرما دیا ہے (کہ یہ لوٹ خاص ہمارا حصہ ہے) اب یوں کہیں گے تم ہم سے جلتے ہو ف۱۱ بات یہ ہے کہ ان کی سمجھ ہی کم ہے ف۱۲ (اے پیغمبر

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

کہہ واسطے پیچھے چھوڑے گیوں کے گنواروں سے شتاب بلائے جاؤگے تم طرف ایک قوم سخت لڑائی والی کی

ان پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے کہدے اب وہ وقت قریب ہے جب تم ایسے لوگوں سے لڑنے کیلئے بلائے جاؤگے جو بڑے لڑنے والے ہیں

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا

لڑوگے تم ان سے یا وہ مسلمان ہو جاویں گے پس اگر مانوگے تم دیوے گا تم کو اللہ ثواب اچھا اور اگر پھر جاؤ تم جیسا

(فارس اور روم کے لوگ ف۱۳) یا تو تم کو (ان سے) لڑنا ہوگا یا وہ (بے لڑے) مسلمان ہو جائیں گے ف۱۴ اس وقت اگر تم (اللہ کا) کہنا مانوگے تو تم کو اچھا نیک (ثواب

ف۲ یعنی وہ جانتا ہے کہ تمہارا گھروں میں بیٹھے رہنا بال بچوں کی نگہداشت اور ان میں شغل کی وجہ سے نہ تھا۔ یہ نرا بہانہ ہے۔ درحقیقت تمہارے دلوں میں نفاق بھرا ہوا تھا۔

ف۳ یعنی سب کے سب قریش کے ہاتھوں مارے جائینگے اور ایک شخص بھی زندہ بچ کر نہ آئے گا۔

ف۴ یعنی شیطان نے تمہارے دلوں میں یہ خیال خوشنما بنا کر ڈال دیا تھا اور تم نے اسے قبول کر لیا۔

ف۵ یعنی یہ گمان کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ہرگز مدد نہیں کرے گا۔

ف۶ یعنی اپنی دنیا اور آخرت دونوں تباہ کر لیں۔ یہ "بائر" کی جمع ہے اور "بائر" اس غلط کار آدمی کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کی خیر نہ ہو۔ اس لئے یہ لفظ نہایت شریر اور فسادی آدمی پر بھی بولا جاتا ہے۔

ف۷ جیسا کہ تم نہیں لائے۔

ف۸ اس میں اشارہ فرمایا ہے کہ اب بھی اپنی منافقانہ روش چھوڑ کر مخلص مومن بن جاؤ تو اللہ کی رحمت کے دامن میں آسکتے ہو۔

ف۹ جب آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ حدیبیہ سے واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ خیبر فتح ہوگا اور اس کا مال غنیمت صرف ان لوگوں کو ملے گا جو صلح حدیبیہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ گئے تھے چنانچہ جب مسلمانوں نے خیبر کا رُخ کیا تو یہ گنوار منافق بھی آپہنچے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو۔

ف۱۰ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی یہ بات ہے کہ خیبر کے سفر میں صرف ان لوگوں کو ساتھ لیا جائے جو حدیبیہ گئے تھے اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے تھے یا آیت: فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا (توبہ: ۸۳) کی طرف اشارہ ہے مگر علمائے تفسیر نے پہلی تاویل کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔ (قرطبی)

ف۱۱ یعنی حسد کرتے ہو کہ غنیمت کے اموال میں ہمارا حصہ کیوں ہو۔

ف۱۲ جو مخلص مسلمانوں کو حسد کا طعنہ دیتے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ انہیں ہرگز دنیا کی طمع نہیں ہے اور یہ کہ خیبر کی طرف انہیں ان کا جذبہ جہاد لے جارہا ہے نہ کہ محض مالِ غنیمت کا حصول۔

ف۱۳ یا مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنو حنیفہ کے لوگ یا ہوازن غطفان وغیرہ قبائل جن سے حنین وغیرہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا یا وہ مرتدین جن پر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے فوج کشی کی۔ اکثر مفسرین نے اس سے مراد بنو حنیفہ کو لیا ہے کیونکہ وہ جنگجو بھی تھے اور ان سے معرکہ بھی اس واقعہ کے بعد جلد ہی پیش آیا۔ (شوکانی)

ف۱۴ اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ ایسے کفار ہونگے، جن سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا بلکہ اسلام یا جنگ۔ یہ تعریف عرب کے کافر قبائل پر ہی صادق آتی ہے۔

ف۱ یعنی یہ وہ معذور لوگ ہیں جن پر جہاد میں شریک ہونا فرض نہیں ہے۔ ف۲ یہ اسی بیعتِ رضوان کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ نافعؒ سے روایت ہے کہ جس درخت کے نیچے یہ بیعت ہوئی تھی لوگ اس کی زیارت کے لئے جانے لگے۔ حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس درخت کو کٹوا دیا۔ ابوداؤد، ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جس شخص نے اس بیعت میں حصہ لیا وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ (شوکانی) جب ان صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے گواہی دے دی ہے کہ میں ان سے خوش ہو گیا ہوں پھر وہ بڑا خبیث فرقہ ہے جو ان مقبول بندوں سے ناراض اور ان کے ساتھ بغض و عداوت رکھے۔ (امام الہند)

ف۳ تسلی سے مراد وہ قلبی اطمینان ہے، جس کی بنا پر ایک شخص کسی تردد کے بغیر اپنے آپ کو سخت سے سخت خطرہ میں جھونک دیتا ہے اور اس پر کسی قسم کی گھبراہٹ طاری نہیں ہوتی۔ یہی تسلیم و رضا کا درجہ ہے۔ (قرطبی)

ف۴ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً "بدل من فتحًا قَرِيْبًا والواؤ مقحمة" چنانچہ حدیبیہ کے تین ماہ بعد ہی رسول اللہ صلعم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرایا۔ بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور اس کے علاوہ بہت سے باغ بھی ملے اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تھا ان مسلمانوں پر جنہوں نے حدیبیہ کی کٹھن مہم میں آنحضرتؐ کا ساتھ دیا تھا۔ (قرطبی)

ف۵ اس سے مراد وہ دوسری فتوحات ہیں جو خیبر کے بعد مسلمانوں کو پے درپے حاصل ہوتی رہیں۔

ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ میں جو صلح کرائی اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ تم کمزور تھے اور کافروں سے لڑ نہ سکتے تھے۔ لڑائی ہوتی تو تم ہی فتحیاب ہوتے اور کافر پیٹھ پھیر کر بھاگتے۔ صلح کرانے میں بہت سی دوسری مصلحتیں تھیں جن میں سے بعض تم پر واضح ہو چکی ہیں اور بعض آگے چل کر واضح ہونگی۔

ف۷ حدیبیہ میں صلح کی گفتگو ہو رہی تھی کہ مشرکین مکہ میں سے ستر یا اسی آدمی مسلح ہو کر جبل تنعیم سے اتر آئے کہ مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا جائے مگر وہ گرفتار ہو گئے اور آنحضرتؐ نے ان کو رہا کر دیا۔ آیت میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ (قرطبی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اور رو کے لوگوں کے ہاتھ" یعنی لڑائی نہ ہونے دی۔ (موضح)

ف حالانکہ تم اس مسجد کے ان کی بہ نسبت زیادہ حقدار تھے اور پھر تم نے انہیں سمجھایا بھی کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ صرف عمرہ کرکے واپس ہو جائیں گے۔ ف۲ یعنی حرم کے اس حصہ تک نہ پہنچ سکے جہاں ذبح کرنے کا عام دستور ہے بلکہ حدیبیہ ہی میں رکے رہے اور وہیں ذبح کئے گئے۔ اس موقع پر مسلمانوں کے ساتھ قربانی کے ستر اونٹ تھے۔ (اشوکانی)

أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ

ہاتھ اُن کے تم سے اور ہاتھ تمہارے اُن سے بیچ سرحد مکے کے پیچھے اس کے کہ غالب کیا تم کو اوپر ان کے اور ہے

تو ہے جس نے (اے مسلمانو) عین مکہ کی سرحد میں تمکو کافروں پر فتح دینے کے بعد کافروں کا ہاتھ تم پر سے روک دیا اور تمہارا ہاتھ اُن پر سے (نہ وہ تم کو مار سکے نہ تم اُن کو

اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا وہی لوگ ہیں جو کافر ہوئے اور بند کیا تم کو انہوں نے مسجد حرام سے

صلح ہوگئی) اور اللہ تمہارے (سب) کاموں کو دیکھ رہا ہے (یہ مکہ والے) وہی تو ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ادب والی مسجد سے تم کو روک دیا ف

وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ

اور قربانی کو روکے ہوئے اس بات سے کہ پہنچے جگہ حلال ہونے اپنے کی، اور اگر نہ ہوتے مرد مسلمان اور عورتیں مسلمان

اور قربانی کے جانوروں کو بھی تھا دیا وہ اپنی جگہ (یعنی حرم میں) نہ پہونچ سکے ف۲ اور اگر (مکہ میں اسوقت) چند مسلمان مرد اور چند مسلمان عورتیں ایسی نہ

لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ

نہیں جانتے تم اُن کو یہ کہ کچل ڈالو تم اُن کو پس پہونچ جاوے تمکو اُن سے ایذا بے خبری تو ابھی فتح ہو جاتی کہ داخل

ہوتیں جن کا حال تم کو معلوم نہ تھا (لڑائی ہوتی تو) تم اُن کو (بھی کافروں کیساتھ) پیس ڈالتے پھر تم کو ان کی طرف سے نادانستہ نقصان پہونچ جاتا ف۴ اس

فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾

کرے اللہ بیچ رحمت اپنی کے جسکو چاہے اگر جُدا ہو جاتے مسلمان کافروں سے البتہ عذاب کرتے ہم ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اُن میں سے عذاب

لئے کہ ان مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں میں سے جسکو اللہ چاہے اپنی رحمت میں شریک کرے ف۶ اگر کہیں (یہ غریب مسلمان مرد ف۷ اور مسلمان عورتیں) الگ ہو جاتے

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ

درد دینے والا جس وقت کی ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے بیچ دلوں اپنے کے کد کد جاہلیت کی پس اتاری اللہ نے

تو بیشک ہم ان (مکہ کے) کافروں کو (تمہارے ہاتھ سے) تکلیف کا عذاب پہونچاتے ف۸ (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب ان (مکہ کے) کافروں نے اپنے دل میں جاہلیت

سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا

تسکین اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والوں کے اور لازم کردی اُن کو بات پرہیزگاری کی اور تھے وہ

کی ضد کیطرح ضد باندھ لی تھی ف۹ تو اللہ نے اپنی تسلی (اور تشفی) اپنے پیغمبر اور مسلمانوں پر اتاری ف۱۰ اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر جمائے رکھا (توحید پر) ف۱۱ اور یہی لوگ

أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾ لَّقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا

بہت حقدار اس کے اور لائق اس کے اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا البتہ تحقیق سچ دکھلایا اللہ نے رسول اپنے کو خواب

اس بات کے لائق اور سزاوار تھے ف۱۲ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے بیشک اللہ نے اپنے پیغمبر کی سچی خواب کو ٹھیک کیا اللہ نے چاہا تو (آئندہ

بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ

ساتھ سچ کے البتہ داخل ہوگے تم مسجد حرام میں اگر چاہا اللہ نے امن سے منڈاتے ہوئے سروں اپنوں کو

سال میں) ادب والی مسجد میں تم اطمینان سے جاؤ گے کوئی تو اپنا سر منڈاؤ گے کوئی بال کتراؤ گے

وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا

اور کترواتے ہوئے نہ ڈرتے ہوگے پس جانا اللہ نے جو کچھ کہ نہ جانا تم نے پس کی ورے اس کے یہ فتح

تم کو کوئی ڈر نہ ہوگا اور اللہ کو وہ معلوم ہے جو تم کو معلوم نہیں اس نے (کچھ مصلحت سے تم کو) پہلے سردست یہ فتح (یعنی صلح حدیبیہ) عنایت فرمائی دی

ع ۳ / ۱۱

ف۳ یعنی جن کا مسلمان ہونا تمہیں معلوم نہ تھا۔ ان سے مراد وہ مرد اور عورتیں ہیں جو اسوقت مکہ میں موجود تھے اور مسلمان ہو چکے تھے لیکن یا تو انہوں نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا یا بے بسی کی وجہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کر سکتے تھے بلکہ کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہے تھے۔

ف۴ تو تمہیں لڑائی سے منع نہ کیا جاتا۔ یہ "لولا" کا جواب ہے جو محذوف ہے "تم کو ان کی طرف سے پہنچے" کا مطلب یہ ہے کہ تم پر مسلمان افراد کے قتل کرنے کرانے کا الزام آتا اور تمہیں دیت ادا کرنی پڑتی۔ ادھر مشرکین کو بھی یہ کہنے کا موقع مل جاتا، کہ مسلمان ایسے وحشی ہیں کہ لڑائی میں خود اپنے بھائیوں کو مار ڈالتے ہیں۔

ف۵ یعنی تمہیں جو لڑائی سے منع کیا گیا اس کی مصلحت یہ تھی کہ ......

ف۶ یعنی انہیں کفار کے نرغے سے نکال کر مسلمانوں کی جماعت میں لے آئے، یا "(کفار قریش میں سے) جسے چاہے اپنی رحمت میں شریک کرے" یعنی ان میں سے جن لوگوں کا اسلام لانا مقدر تھا انہیں لڑائی کی کشمکش سے بچائے اور اپنی رحمت — اسلام — میں داخل کرے۔ چنانچہ بعد میں جب مکہ فتح ہوا تو ان میں سے اکثر لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ اگر حدیبیہ کے موقع پر جنگ ہوتی تو نہ معلوم ان میں سے کتنے مارے جاتے۔

ف۷ "جو پہلے سے مسلمان تھے یا آئندہ مسلمان ہونے والے تھے۔

ف۸ یعنی تمہیں لڑائی کا حکم دیتے اور وہ مارے جاتے یا قید و ذلیل ہوتے۔

ف۹ "جاہلیت کی ضد" سے مراد کفار مکہ کا یہ کہنا ہے کہ ان مسلمانوں نے ہمارے بھائیوں اور بیٹوں کو قتل کیا ہے اس لئے اگر یہ مکہ میں داخل ہوگئے چاہے عارضی طور پر عمرہ کرنے ہی کے لئے سہی، تو ہماری ناک کٹ جائیگی کیونکہ ارد گرد کے تمام عرب قبائل کہیں گے کہ وہ ہمارے علی الرغم ہمارے گھر میں داخل ہوئے اس لئے لات وعزیٰ کی قسم ہم انہیں ہرگز عمرہ کرنے کی اجازت نہ دینگے۔

ف۱۰ یعنی انہیں صبر و وقار کی توفیق دی اس لئے وہ اللہ و رسول کے فیصلہ پر مطمئن ہوگئے۔ قریش کی جاہلانہ ضد پر مشتعل ہو کر آپے سے باہر نہ ہوئے۔ ف۱۱ "پرہیزگاری کی بات" سے مراد وہ بات ہے جس کا تقاضا پرہیزگاری ہے یعنی توحید کا اقرار یا صبر و تحمل اور وفائے عہد جو پرہیزگاری کا تقاضا ہے۔ ف۱۲ کیونکہ وہ ایماندار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے تربیت یافتہ۔

ف۱ ہوا یہ کہ حدیبیہ روانہ ہونے سے پہلے مدینہ منورہ میں آنحضرتؐ نے خواب دیکھا کہ آپؐ اپنے صحابہ سمیت اطمینان سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں اور عمرہ کے ارکان بجالا رہے ہیں۔ کوئی حلق کر رہا ہے اور کوئی تقصیر یعنی بال ترشوا رہا ہے۔ پیغمبرؐ کا خواب چونکہ جھوٹا نہیں ہو سکتا اس لئے مسلمان خوش ہوئے اور عموماً یہ سمجھے کہ اسی سال مکہ میں داخلہ ہوگا لیکن جب مکہ میں داخل ہوئے بغیر حدیبیہ سے پلٹے تو دلوں میں تردد پیدا ہوا اور منافقوں کو یہ طعنہ دینے کا موقعہ ملا کہ پیغمبرؐ کا خواب غلط نکلا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر کے واضح فرمایا کہ پیغمبرؐ کو یہ خواب ہم نے دکھایا اور وہ سچا ہے جو یقیناً پورا ہوگا۔ چنانچہ اس کے مطابق اگلے سال مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور اطمینان سے عمرہ کر کے واپس آئے۔ خود خواب میں اس کے پورا ہونے کا وقت نہیں بتایا گیا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا تھا کہ شاید اسی سال مکہ معظمہ میں داخلہ ہوگا۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ حدیبیہ سے واپسی پر حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کی "کیا آپؐ نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہو کر طواف کریں گے؟" آپؐ نے جواب دیا۔ "ہاں۔ لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ تم اسی سال مسجد حرام میں داخل ہو گے؟" اور یہی جواب حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی دیا تھا۔ (ابن کثیر)

قَرِيبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

نزدیک ف۱ وہ ہے جس نے بھیجا پیغمبر اپنے کو ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تو کہ غالب کرے اس کو اوپر دین

خدا ہے جس نے پیغمبر (حضرت محمدؐ) کو ہدایت اور سچا دین دے کر اس لئے بھیجا کہ اس کو سب دینوں پر غالب کر دے اور (اسلام کی سچائی کیلئے) اللہ ہی

كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

سارے کے اور کفایت ہے اللہ شاہدی دینے والا محمدؐ رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ ساتھ اس کے ہیں سخت ہیں اوپر کفار کے

گواہی بس کرتی ہے۔ محمدؐ اللہ کا پیغمبر ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہؓ) وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں (ایک دوسرے پر) رحم دل

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي

رحمدل ہیں درمیان اپنے دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے چاہتے ہیں فضل خدا کا اور رضامندی اس کی نشانی ان کی بیچ

ہیں (اے دیکھنے والے) تو انکو دیکھتا ہے (کبھی) رکوع کر رہے ہیں (کبھی) سجدہ کر رہے ہیں اللہ کے فضل اور اسکی رضامندی کی فکر میں رہتے ہیں انکی

وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ

موہوں ان کے کے ہے اثر سجدے کے سے یہ ہے صفت ان کی بیچ تورات کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے

نشانی ان کے منہ پر ہے یعنی سجدے کی نشانی ف۲ یہ تو ان کا حال تورات شریف میں بیان ہوا ہے اور انجیل شریف میں ان کی مثال ایک کھیتی کی سی بیان

كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

جیسے کھیتی نکالے سوئی اپنی پس قوی کرے اس کو پس موٹی ہو جاوے پس کھڑی ہو جاوے اوپر جڑ اپنی کے خوش لگتی ہے کھیتی کرنے والوں کو

کی گئی ہے جس نے زمین سے اپنی سوئی نکالی (مونگہ یا پٹھا) پھر اسکو زوردار کیا وہ موٹی ہو گئی اب اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی کسانوں کو بھلی لگنے لگی ف۳

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

تو کہ غصے میں لاوے اللہ بسبب ان مسلمانوں کے کافروں کو وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے ان میں سے بخشش اور ثواب بڑا

اللہ تعالیٰ نے یہ (مثال) اسلئے (دی) کہ کافر ان کو دیکھ کر جلیں ف۴ ان لوگوں میں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان سے اللہ نے بخشش کا اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے ف۵

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ مَدَنِيَّةٌ (١٠٦) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۱۸ رکوعاتہا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۶

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت آگے بڑھو خدا کے اور رسول اس کے کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ

مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے سامنے بڑھ کر بات نہ کرو ف۷ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

سننے والا جاننے والا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبی کے

(سب کچھ) سنتا جانتا ہے ف۸ مسلمانو! پیغمبرؐ کی آواز سے اپنی آوازوں کو اونچا نہ ہونے دو اور پیغمبرؐ سے

وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا

اور مت آواز بلند کرو اوپر اس کے بیچ بولی کے جیسا بلند کرتے ہیں بعضے تمہارے واسطے بعضے کے ایسا نہ ہو کہ کھوئے جاویں عمل تمہارے اور

اس طرح پکار کر بات نہ کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے پکار کر کرتے ہو ایسا نہ ہو تمہارے نیک اعمال غارت ہو

ف۲ مراد وہ نور اور وقار ہے جو کثرت عبادت سے انسان کے چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے چہرے اس اعتبار سے ممتاز نظر آتے تھے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں: "جب صحابہ کرامؓ کی فوجیں شام میں داخل ہوئیں تو وہاں کے عیسائی انہیں دیکھ کر کہنے لگے ہمیں مسیحؑ کے حواریوں کی جو شان معلوم ہے ان کی شان اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ (مختصراز ابن کثیر)

ف۳ یعنی اپنے لگانے والوں کو بھلی لگنے لگی۔ یہ صحابہ کرامؓ کی مثال ہے جو شروع اسلام میں تھوڑے تھے۔ پھر ان کی تعداد بڑھی اور آخر کار ان کا اجتماعی و سیاسی نظام مستحکم بنیادوں پر قائم ہو گیا۔

ف۴ یعنی جوں جوں اسلام کی کھیتی بڑھتی اور شاداب ہوتی جائے کافر حسد کی آگ میں جل بھن کر خاک ہوتے جائیں۔ اس آیت سے امام مالکؒ نے رافضیوں کے کافر ہونے پر استدلال کیا ہے اور علماء نے امام مالک سے اتفاق کیا ہے۔ (ابن کثیر) صحابہ کرامؓ کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

ف۵ یعنی جنت کا جو سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا اجر ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان والے ہیں اور بھلے کام کرتے ہیں حضرتؐ کے سب صحابہ ایسے ہی تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا دے تو وہ ان کے ایک مد یا نصف مد کھجور کے اجر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ تھا ان کا اخلاص۔ صحابہ کرامؓ پر تنقید کرنے والے خاص طور پر غور فرمائیں۔

ف۶ اس سورۃ کے مدنی ہونے پر اجماع ہے۔ (قرطبی)

ف۷ یا "ان کے آگے پیش قدمی نہ کرو" یعنی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا ارشاد سنو تو فوراً بسر و چشم مان لو، اور آگے بڑھ کر باتیں مت بناؤ، یا ان کے فیصلہ پر اپنی یا کسی کی رائے کو مقدم مت رکھو اور نہ کسی معاملہ میں انکے فیصلہ سے بے نیاز ہو کر کوئی فیصلہ کرو کیونکہ یہ ان پر ایمان کا کم سے کم تقاضا ہے۔ نواب صاحبؒ فرماتے ہیں: جو شخص قرآن و حدیث کا معارضہ رائے یا اجتہاد سے کرے وہ بھی اللہ و رسولؐ کے سامنے بڑھ کر باتیں بناتا ہے۔ (فتح البیان)

ف۸ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرو گے تو اس سے تمہارا جرم چھپا نہ رہیگا۔ وہ تمہیں قرار واقعی سزا دیگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "یعنی مجلس میں کوئی کچھ پوچھے حضرتؐ کی راہ دیکھو کیا فرماویں تم اپنی عقل سے آگے جواب نہ دے بیٹھو۔ (موضح)

ف۹ یہ ہے وہ ادب جو آنحضرتؐ کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو سکھایا گیا تھا۔ آج بھی اس ادب کا تقاضا ہے کہ جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے یا آپؐ کی احادیث پڑھ کر سنائی جائیں تو انہیں پورے سکون اور دلجمعی کے ساتھ سنا جائے۔

تَشْعُرُونَ ۝٢ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

تم نہ سمجھتے ہو تحقیق جو لوگ کہ پست کرتے ہیں آواز اپنی کو نزدیک رسولؐ خدا کے یہ لوگ وہ ہیں

جائیں (اکارت ہوں) اور تم کو خبر نہ ہو ف۱ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے سامنے اپنی آوازیں دبی (دھیمی) رکھتے ہیں انہی کے دلوں کو اللہ

امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝٣ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ

جو آزمایا ہے اللہ نے دلوں ان کے کو واسطے پرہیزگاری کے واسطے ان کے بخشش ہے اور ثواب بڑا تحقیق جو لوگ کہ پکارتے ہیں

نے پرہیزگاری (کی کسوٹی) پر کس لیا ہے ف۲ اُن کے لئے (آخرت میں گناہوں کی) معافی اور بڑا نیگ (ثواب) ہے (اے پیغمبرؐ) جو لوگ تجھ کو حجروں

مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝٤ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ

تجھ کو پرے چار دیواروں گھروں کے سے بہت ان کے نہیں سمجھتے اور اگر وہ صبر کریں یہاں تک کہ تو نکلے طرف اُن کی

کے باہر سے (جنمیں آپؐ تشریف رکھا کرتے تھے) آواز دیتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں ف۳ اور اگر یہ لوگ اس وقت تک دم لیتے جب تک تو ان کے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٥ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ

البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر آوے تمہارے پاس کوئی فاسق

پاس برآمد ہوتا تو ان کیلئے (دین اور دنیا دونو میں) بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ (ان کے قصور اور بے ادبی پر بھی) بخشنے والا مہربان ہے (اگر وہ توبہ کریں) مسلمانو (جلدی

بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝٦ وَ

خبر لے کر پس تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ ایذا پہونچاؤ تم کسی قوم کو ساتھ نادانی کے پس ہو جاؤ اوپر اس چیز کے کہ کی ہے تم نے پشیمان اور

مت کیا کرو) اگر کوئی بدکار شخص کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم بے جانے بوجھے (تحقیق کئے) کسی قوم پر چڑھ دوڑو ف۴ پھر (جب اصل

اعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ

جانو یہ کہ بیچ تمہارے رسول اللہ کا ہے اگر کہا مانا کرے تمہارا بیچ بہت کے باتوں سے البتہ ایذا میں پڑو تم اور لیکن

حال معلوم ہو تو اپنے کئے پر پچھتاؤ اور یہ جان لو کہ اللہ کا پیغمبرؐ تم میں موجود ہے (اللہ اسکو ہر خبر کا حال بتلا دیگا) بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ تمہارا کہا

اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ

اللہ نے پیارا کیا ہے طرف تمہاری ایمان کو اور زینت دی اسکو بیچ دلوں تمہارے کے اور مکروہ کیا ہے طرف تمہاری کفر کو اور فسق کو

اُن میں مان لیا کرے تو تم آفت میں پھنس جاؤ ف۵ مگر (عمدہ بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تمکو ایمان کی محبت دی ہے اور تمہارے دلوں میں اسکو اچھا کر دکھایا ہے اور

وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝٧ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور نافرمانی کو یہ لوگ وہ ہیں بھلائی پانے والے فضل کر اللہ کی طرف سے اور نعمت کر اور اللہ جاننے والا

کفر اور نافرمانی اور گناہ سے تم میں نفرت ڈال دی ہے ف۶ یہی لوگ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ٹھیک رستے پر ہیں اور اللہ تعالیٰ (سب کچھ) جانتا ہے

حَكِيمٌ ۝٨ وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ

حکمت والا ہے اور اگر دو جماعت مسلمانوں میں سے لڑیں آپس میں پس صلح کرو درمیان ان دونوں کے پس اگر سرکشی

حکمت والا اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں ملاپ کرا دو ف۷ پھر اگر ایک گروہ

إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ

کرے ایک ان میں سے اوپر دوسری کے پس لڑو ان سے جو سرکشی کرتے ہیں یہانتک کہ پھر آویں طرف حکم اللہ کے پس اگر پھر آویں

ان میں کا (سمجھانے پر بھی نہ مانے اور) دوسرے گروہ پر ظلم کرنے لگے تو جو گروہ ظلم کرنے لگے اس سے لڑو یہانتک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مان لے پھر

ف۱ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک اور حدیث شریف اور آثارِ صحابہؓ سے ثابت ہوتا ہے کہ ارتداد کے سوا دیگر معاصی سے بھی نیک اعمال کے اکارت ہو جانے کا خطرہ ہے جیساکہ نیکیاں برائیوں کو دُور کر دیتی ہیں۔ (کذا فی وجیز)

ف۲ یعنی وہ پرہیزگاری کے امتحان میں پورے اُترے ہیں۔ ف۳ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ تھے جو ایک روز عین دوپہر کے وقت آپؐ کے حجرے پر آئے اور آپؐ کا نام لے کر چلانے لگے۔ "اے محمدؐ باہر نکلو، دیکھو ہماری تعریف موجب زینت اور ہماری مذمت موجب عیب ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ادب سکھانے کے لئے یہ اور اس سے اگلی آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

ف۴ تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے کہ یہ آیت ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی جسے آنحضرتؐ نے قبیلہ بنی المصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا بیدا استہ میں کسی وجہ سے ڈر گیا (غالباً اس وجہ سے کہ زمانۂ جاہلیت سے بنی المصطلق اور اس کے قبیلہ میں دشمنی چلی آتی تھی) اور وہیں سے مدینہ واپس ہو کر آنحضرتؐ سے شکایت کی کہ بنی المصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے بلکہ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ آنحضرتؐ نے یہ سُن کر بنی المصطلق کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا۔ ابھی یہ لشکر راستہ میں تھا کہ ادھر سے بنی المصطلق کے سردار حارثؓ بن ضرار (ام المؤمنین حضرت جویریہؓ کے والد) اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آتے نظر آئے۔ قریب پہنچ کر انہوں نے لشکر والوں سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری طرف ہی جا رہے ہیں۔ انہوں نے سبب پوچھا تو لشکر والوں نے بتایا کہ آنحضرتؐ نے ولید بن عقبہ کو تمہارے پاس بھیجا اور تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، بلکہ اسے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ وہ بولے "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے، ولید نہ ہمارے پاس آیا اور نہ ہم نے اس کی شکل دیکھی۔ پھر یہی بات انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہی اور مزید کہا کہ ہم تو خود آپؐ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپؐ کی طرف سے کوئی زکوٰۃ وصول کرنے نہیں پہنچا اور ہم ڈر گئے کہ کہیں آپؐ ہم سے ناراض نہ ہو گئے ہوں۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (شوکانی)

ف۵ اس لئے کسی کام میں جلدی نہ کرو بلکہ پیغمبرؐ کی طرف رجوع کرو اور جو ارشاد وہاں سے پاؤ اس پر عمل کرو۔" شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، یعنی تمہارا مشورہ قبول نہ ہو تو برا نہ مانو، رسولؐ عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اسی میں تمہارا بھلا ہے اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے پھر کس کس کی بات پر چلے۔ (موضح)

ف۶ اس لئے بعض اوقات بتقاضائے بشریت تم سے غلطی ہو جاتی ہے مگر ایمان کی بدولت جلد ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہو اور نافرمانی اور گناہوں سے باز رہتے ہو۔"

ف۷ یعنی دونوں کو سمجھاؤ اور حق بات ماننے کیلئے کہو۔ یہ خطاب ان مسلمانوں سے ہے جو دونوں گروہوں میں شامل نہ ہوں۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ایک مرتبہ ایک گدھے پر سوار ہو کر انصار کی ایک مجلس میں گئے جس میں عبداللہ بن ابی منافق بھی تھا۔ وہ بدبخت کہنے لگا ذرا ہٹ کر بیٹھو مجھے تمہارے گدھے کی بدبو سے تکلیف ہو رہی ہے۔ ایک انصاریؓ کہنے لگا "خدا کی قسم! آنحضرتؐ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ عبداللہ یہ سُن کر غصہ میں آ گیا اور دونوں طرف کے لوگ جھڑ پڑیں، جوتوں اور گھونسوں سے باہم مارپٹائی کرنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (شوکانی) یہ حدیث مختلف الفاظ اور سیاق کے ساتھ کتب حدیث میں مذکور ہے۔

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

پس صلح کرو درمیان اُن کے ساتھ عدل کے اور انصاف کیا کرو تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو سوائے اسکے نہیں کہ مسلمان

اگر وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مان لے تو برابری کے ساتھ دونوں گروہوں میں ملاپ کرا دو (یہ نہیں کہ غالب گروہ مغلوب گروہ پر ظلم کرے) اور انصاف کا خیال رکھو

اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بھائی ہیں پس اصلاح کرو درمیان دو بھائیوں اپنے کے اور ڈرو اللہ سے تو کہ تم رحم کئے جاؤ اے لوگو جو

بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں سے محبت رکھتا ہے ف۱ مسلمان تو (آپس میں) بھائی بھائی ہیں تو اپنے دونو بھائیوں میں (جو جھگڑا کریں) ملاپ کرا دو

اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ

ایمان لائے ہو نہ ٹھٹھا کرے کوئی قوم کسی قوم سے شاید کہ وہ بہتر ہو اُن سے اور نہ بیبیاں کسی بی بی سے

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اس کے رحم کی امید رکھو ف۲ مسلمانو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں، شاید وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ

عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ

شاید کہ وہ ہوں بہتر اُن سے اور مت عیب لگاؤ آپس اپنے کو اور مت بدنام کرو ساتھ بُرے لقبوں کے بُرا نام ہے

عورتیں دوسری عورتوں پر (ہنسیں) شاید وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) اُن سے اچھی ہوں اور ایک دوسرے پر طعنہ نہ مارو (اشارے سے یا زبان سے) اور نہ کسی

الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا

بدکاری پیچھے ایمان کے اور جس نے نہ توبہ کی پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچو

کو بُرے نام سے (جس سے وہ چڑتا ہو) پکارو ف۳ ایمان لائے پیچھے ایسی بدزبانی کرنا ف۴ فسق (بدنامی) کی بات ہے اور جو لوگ ایسی حرکتوں سے توبہ نہ

كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ

بہت گمانوں سے تحقیق بعض گمان گناہ ہے اور مت جاسوسی کرو اور نہ غیبت کریں بعضے تمہارے بعض کی کیا دوست

کریں وہ (بڑے) شریر ہیں مسلمانو! (اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ) بہت گمان کرنے سے بچے رہو کیونکہ بعضا گمان گناہ ہے ف۵ اور کھوج نہ کیا کرو (ٹوہ نہ لگایا

اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

رکھتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھاوے گوشت بھائی اپنے مُردے کا پس ناخوش رکھو گے تم اس کو اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ ہے پھر آنیوالا

کرو) ف۶ اور کوئی تم میں سے دوسرے کی غیبت نہ کرے ف۷ بھلا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم (ضرور) اس سے گھن

رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ

مہربان اے لوگو تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے تم کو ایک مرد سے اور عورت سے اور کیا ہے ہم نے تم کو کنبے اور

کرو گے ف۸ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا معاف کرنیوالا مہربان ہے لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدمؑ) اور ایک عورت (حواؑ) سے بنایا ف۹ اور تمہاری

قَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ

قبیلے تو کہ ایک دوسرے کو پہچانو تحقیق بہت بزرگ تمہارا نزدیک اللہ کے پرہیزگار تمہارا ہے تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے کہا

ذاتیں اور برادریاں (یا قومیں اور خاندان) اس لئے ٹھہرائے کہ تم پہچانے جاؤ ف۱۰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں وہی زیادہ عزت دار ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ف۱۱ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ

گنواروں نے کہ ایمان لائے ہم کہہ نہ ایمان لائے تم اور لیکن کہو ف۱۲ مسلمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا ایمان

والا خبردار ہے (بنی اسد یا جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور اشجع اور غفار کے) گنوار لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے (اے پیغمبرؐ اُنسے) کہدے تم (ابھی) مومن نہیں ہوئے البتہ

ف۱ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن انصاف کرنے والے عرش کی دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں غیروں اور اپنوں کے درمیان انصاف سے فیصلے کئے۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۲ جیسا کہ حدیث میں ہے "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔" دوسری حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ جیسے کسی کو فاسق، منافق، کانا، گدھا وغیرہ ناموں سے پکارنا یا کسی کو، مسلمان ہو جانے کے بعد، اس کے سابق مذہب کی بنیاد پر یہودی، نصرانی وغیرہ کہہ کر پکارنا۔

ف۴ یعنی مسلمان پر طعن کرنا، اس کا مذاق اڑانا اور اسے بُرے ناموں سے پکارنا۔

ف۵ اس سے مراد وہ بدظنی ہے جو ایک مسلمان کے بارے میں بلاوجہ کی جائے۔ آیت میں ایسی بدگمانیوں سے منع کیا گیا ہے جن سے فساد اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

ف۶ یعنی بلاوجہ کسی کا راز نہ ٹٹولو اور اس کے عیب اور کمزوریاں معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ حتیٰ المقدور ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرو۔ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی مسلمان کے پوشیدہ عیب پر پردہ ڈالا اس نے گویا ایک زندہ درگور لڑکی کو موت سے بچایا۔" ایک دوسری حدیث میں ہے اگر تم لوگوں کے پوشیدہ حالات معلوم کرنے کے درپے ہو گئے تو تم انہیں بگاڑ دو گے۔ خصوصاً حکمران جب لوگوں کے اندر شبہات تلاش کرتا ہے تو انہیں بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ غیبت سے مراد کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات کہنا ہے جسے اگر وہ سنے تو بُرا مانے۔ غیبت کی یہ تعریف آنحضرتؐ نے خود فرمائی ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور نہیں پائی جاتی تو بہتان لگایا (جو دوہرا گناہ ہے)۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون منقول ہے۔ (ابن کثیر)

ف۸ گویا ایک مسلمان کے لئے مسلمان بھائی کی عزت اس کے گوشت کی طرح ہے۔ لہٰذا جب وہ اس کی عدم موجودگی میں اس کا ذکر برائی سے کرتا ہے تو اس کے مردہ جسم کا گوشت کھاتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا: مسلمانو! تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم میں سے ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ شہر، یہ مہینہ اور یہ دن باحرمت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۹ یعنی ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہونے کی بنا پر تم سب کا مرتبہ یکساں ہے۔ لہٰذا کسی کا اپنے نسب پر فخر کرنا اور دوسرے کے نسب کو ذلیل سمجھنا جہالت ہے۔

ف۱۰ یعنی اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود تمہارا مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہونا چونکہ فطری امر تھا اس لئے ہم نے تمہیں تقسیم کر دیا مگر اس تقسیم کا مقصد برتر اور کمتر کا امتیاز قائم کرنا نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کی پہچان ہے تاکہ باہم تعاون کی فطری صورت پیدا ہو۔

ف۱۱ یعنی ترجیح اور برتری کی بنیاد نسلی امتیازات پر نہیں ہے بلکہ پرہیزگاری پر ہے۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آنحضرتؐ نے اس کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔

ف۱۲ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بنو اسد ایک مرتبہ قحط سالی کے زمانہ میں مدینہ آئے اور انہوں نے مالی امداد کا مطالبہ کرتے ہوئے بار بار آنحضرتؐ سے یہی کہا ہم جنگ کئے بغیر مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم نے فلاں قبیلے کی طرح جنگ نہیں کی تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی)

فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

بیچ دلوں تمہارے کے اور اگر فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی نہیں کم دیگا تم کو عملوں تمہاروں میں سے کچھ تحقیق اللہ

یوں کہو ہم (ڈر کے مارے) مسلمان ہو گئے (تابعدار بن گئے) ابھی تو تمہارے دلوں میں ایمان گھسا تک نہیں ف اور اگر تم اللہ اور اُسکے رسول کا کہا مانو گے تو

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ

بخشنے والا مہربان ہے سوائے اس کے نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے پھر نہ شک لائے اور

تمہارے (اچھے) اعمال (کے ثواب) میں وہ کچھ بھی نہیں کریگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر (دل سے) یقین لائے

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ

جہاد کیا ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ اللہ کے یہ لوگ وہ ہیں سچے کہہ

پھر انکو (ایمان کی باتوں میں کسیطرح کا) شک نہیں رہا اور انہوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں کوشش کی ایسے ہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں (اے

اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

کیا معلوم کرواتے ہو تم خدا کو دین اپنا اور اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور اللہ ساتھ ہر

پیغمبر ان گنواروں سے) کہدے کیا تم اللہ سے اپنی دینداری جتلاتے ہو۔ اللہ تو آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کچھ

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ

چیز کے جاننے والا ہے احسان رکھتے ہیں اوپر تیرے یہ کر مسلمان ہوئے کہہ کہ مت احسان رکھو اوپر میرے مسلمان ہونے اپنے کا بلکہ

معلوم ہے (اے پیغمبر) یہ لوگ اسلام لا کر اپنا احسان تجھ پر جتاتے ہیں تو (اُن سے) کہدے اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ

اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ احسان رکھتا ہے اوپر تمہارے یہ کہ ہدایت کی تم کو طرف ایمان کی اگر ہو تم سچے تحقیق اللہ

اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا رستہ دکھلایا اگر تم سچے (مسلمان) ہو ف بیشک اللہ آسمان اور زمین

يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ کرتے ہو تم

کی غیب کی باتیں جانتا ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اُسکو دیکھ رہا ہے ف۳

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ (۵۰) (۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۴۵ رُكُوْعَاتُهَا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

ف۴ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

قٓ ڗ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ

قسم ہے قرآن بزرگ کی بلکہ تعجب کیا انہوں نے یہ کہ آیا انکے پاس ڈرانیوالا ان میں سے پس کہا کافروں نے

قسم ہے قرآن کی جو بڑی شان والا ہے ف۵ بلکہ ان کو تعجب ہوا کہ ایک ڈرانیوالا (پیغمبر) انہی (کی قوم) میں سے اُنکے پاس آیا تو کافر کہنے

هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا

یہ چیز ہے اچنبے کی ف۶ کیا جب مر جائینگے ہم اور ہو جاویں گے ہم مٹی یہ پھر آنا ہے دور عقل سے ف۷ تحقیق جانتے ہیں ہم

لگے یہ تو (مر کر جی اٹھنا) ایک عجیب بات ہے کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی خاک ہو جائیں گے پھر زندہ ہو کر اٹھائے جائینگے یہ دوبارہ لوٹنا تو (عقل سے) دور

ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام اور ایمان میں فرق ہے۔ ایمان کے لئے قلبی ایقان بھی شرط ہے مگر اسلام کا لفظ ظاہری اطاعت پر بھی بولا جاتا ہے۔ گویا ایمان کو اسلام کی بہ نسبت خصوصیت حاصل ہے اور یہی بات اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے جس میں جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ سے پہلے اسلام کے بارے میں سوال کیا اور پھر ایمان کے بارے میں۔ صحیحین میں حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں آنحضرتؐ نے بعض لوگوں کو دیا اور ایک آدمی کو کچھ نہ دیا۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے اس شخص کو کچھ نہیں دیا حالانکہ وہ مومن ہے" فرمایا "یا مسلم ہے" یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی اور آپؐ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر فرمانبردار کو مسلم تو کہہ سکتے ہیں مگر یقین کے ساتھ مومن نہیں کہہ سکتے۔ (ابن کثیر)

ف۲ یعنی سچے مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان جتلائے۔

ف۳ یعنی اسے خوب معلوم ہے کہ تمہارا ایمان کتنے پانی میں ہے اور تم کہاں تک دل سے اسلام کی پیروی کر رہے ہو لہٰذا کسی پر احسان جتلانے کی ضرورت نہیں جو مانگنا ہے سیدھی طرح مانگو۔

ف۴ یہ سورہ مکی ہے البتہ ایک روایت میں حضرت ابن عباس اس کی آیت ۳۸ کو غیر مکی قرار دیتے ہیں۔ صحیح مسلم وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ قٓ پڑھا کرتے تھے۔ اور سنن کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ عید کی نماز میں سورہ قٓ اور سورہ اقتربت الساعة پڑھا کرتے تھے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ام ہشامؓ سے روایت ہے کہ میں نے سورہ قٓ کو آپؐ سے سن سن کر یاد کر لیا ہے کیونکہ آپؐ ہر جمعہ کے دن خطبہ میں اسے پڑھا کرتے تھے۔ (شوکانی)

ف۵ "ہمیں نے آپؐ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے لیکن یہ مکہ والے آپؐ پر ایمان نہیں لائے۔" قسم کا یہ جواب محذوف ہے۔

ف۶ یا "خود ہم میں سے ایک شخص کا ہمارے پاس اللہ کا رسولؐ بن کر آنا عجیب بات ہے۔"

ف۷ یعنی ہماری سمجھ میں نہیں آتا! یہ عام عادت کے خلاف ہے۔

مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴿٤﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا

جو کچھ کہ کم کر دیتی ہے زمین ان میں سے اور نزدیک ہمارے کتاب ہے یاد رکھنے والی بلکہ جھٹلایا انہوں نے حق کو جب

ہم تو جتنا ان کو زمین کھاتی جاتی ہے وہ جانتے ہیں ف۱ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ موجود ہے (یعنی لوح محفوظ) ان کافروں نے

جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ﴿٥﴾ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ

آیا ان کے پاس پس وہ بیچ ایک بات مختلف کے ہیں کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے طرف آسمان کی اوپر اپنے کیونکر

تو (اس سے بڑھ کر ایک بات کی) سچا قرآن جب انکو پہنچ گیا تو اسکو جھٹلایا اور وہ ڈگمگا رہے ہیں ف۲ کیا ان کافروں نے (اتنا بڑا) آسمان نہیں دیکھا جو انکے اوپر ہے

بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴿٦﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

بنایا ہم نے اسکو اور زینت دی ہم نے اسکو اور نہیں واسطے اسکے شگاف اور زمین کو پھیلایا ہم نے اسکو اور ڈالے ہم نے بیچ اس کے

نے اس کو کس خوبی سے بنایا اور اس کو (ستاروں سے) کیسا آراستہ کیا اور اسمیں کہیں درز نہیں (کہ بے موقع پھٹا ہوا ہو) ف۳ اور زمین کو ہمنے (فرش کیطرح) پھیلایا

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿٧﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ

پہاڑ اور اگائی ہم نے بیچ اس کے ہر ایک قسم بارونق دکھلانے کو واسطے تمہارے قدرت اپنی اور نصیحت یاد دلانے کو واسطے

اور اسمیں بھاری بھرکم پہاڑ ڈالے اور سب قسم کی خوشنما (رونق دار) چیزیں اسمیں اگائیں (پھل پھول غلہ ترکاری وغیرہ) اس لئے کہ جو بندہ ہماری طرف رجوع

عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿٨﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ

ہر بندے رجوع کرنیوالے کے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی برکت والا پس اگائے ہم نے ساتھ اس کے باغ اور اناج

ہونیوالا ہے وہ انکو دیکھے اور (ہماری قدرت) سمجھے (یا یاد کرے) اور ہمنے برکت والا پانی آسمان سے اتارا اس نے بندوں کے کھانے کیلئے باغ اگائے اور

الْحَصِيْدِ ﴿٩﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿١٠﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا

کاٹنے کے اور کھجوریں بلند واسطے اُن کے خوشہ ہے تہ بر تہ رزق واسطے بندوں کے اور زندہ کیا ہم نے

اناج کے کھیت اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جن کی گیلیں (خوشے) گتھی ہوئی ہیں اور اسی پانی سے ہم نے مری ہوئی (اجاڑ) بستی کو زندہ کیا

بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۗ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ

ساتھ اس کے شہر مردے کو اسی طرح نکلنا ہے قبروں سے جھٹلایا پہلے ان سے قوم نوحؑ کی نے اور لوگوں

اسی طرح (لوگ بھی قبروں سے) نکل اٹھیں گے ف۵ ان (مکہ کے) کافروں سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے اور کنوئیں والوں (شعیبؑ کی قوم)

الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿١٢﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿١٣﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ

کنوئیں کے نے اور ثمود نے اور عاد نے اور فرعون نے اور بھائیوں لوطؑ کے نے اور رہنے والے بن کے نے اور

نے اور ثمود ف۶ اور عاد نے اور فرعون نے اور لوطؑ کی قوم والوں نے اور بن کے رہنے والوں نے اور تبع کی

قَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿١٤﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۚ

قوم تبع کی نے سب نے جھٹلایا پیغمبروں کو پس ثابت ہوا اُن پر عذاب کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی پیدائش سے

قوم والوں نے (جن کا ذکر اوپر گذر چکا) جھٹلایا ان میں سے ہر ایک نے پیغمبروں کو جھٹلایا ف۷ آخر ہمارا عذاب اُن پر اتر کر رہا۔ کیا ہم پہلی بار (دنیا میں پیدا

بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا

بلکہ وہ بیچ شک کے ہیں پیدائش نئی سے اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو اور جانتے ہیں ہم جو کچھ

کرکے تھک گئے ف۸ پھر نہیں ان کو نئے سرے سے (دوبارہ) پیدا ہونے میں شک ہے ف۹ اور بیشک ہم نے ہی آدمی کو بنایا اور ہم اسکے دل میں جو خیال

ف۱ یعنی ان کے جسموں میں سے جتنا کچھ زمین کھاتی جاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے پھر ہمارے لئے کیا مشکل ہے کہ بکھرے ہوئے تمام ذرّوں کو ایک جگہ جمع کردیں اور انہیں جوڑ کر دوبارہ زندگی بخش دیں۔

ف۲ یعنی انہیں پیغمبرؐ اور قرآن کے بارے میں ایک بات پر قرار نہیں ہے اور سخت ذہنی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں کبھی پیغمبرؐ کو شاعر کہتے ہیں کبھی کاہن، کبھی مجنون اور کبھی ساحر، اسی طرح قرآن کو کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا تصنیف کیا ہوا کلام کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ کوئی عجمی شخص انہیں سکھا جاتا ہے اور کبھی اسے جادو کہتے ہیں الغرض ہر موقع پر کوئی نہ کوئی بات گھڑ لیتے ہیں۔

ف۳ کہ اسکے کہیں ستون تک نظر نہیں آتے۔

ف۴ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ "تم اللہ کی خلق میں کوئی خلل نہیں پاتے" ملک ۳

ف۵ یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ کیا تم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے کہ ایک زمین بارش نہ ہونے کی وجہ سے بنجر پڑی ہوتی ہے جیسے اس میں زندگی کے کوئی آثار ہی نہیں۔ یکایک بارش ہوتی ہے تو اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور درخت اگتے ہیں گویا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح تم بھی مرنے کے بعد زندہ کئے جاسکتے ہو۔

ف۶ "اصحاب الرس" کا ذکر سورہ فرقان میں گزر چکا ہے۔

ف۷ ہر ایک نے اگرچہ اپنے پیغمبرؑ کو جھٹلایا لیکن چونکہ ایک پیغمبرؑ کو جھٹلانا سبھی پیغمبروں کو جھٹلانا ہے اس لئے ہر ایک نے گویا سبھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔

ف۸ کہ پھر دوسری بار آخرت میں پیدا نہ کرسکیں گے؟

ف۹ یعنی یہ اس چیز کے منکر نہیں ہیں کہ ان کو پہلی بار ہمیں نے پیدا کیا اور یہ کہ پہلی بار پیدا کرکے ہم تھک کر نہیں رہ گئے لیکن اس کے باوجود انہیں شک ہے کہ ہم دوبارہ بھی پیدا کرسکیں گے یا نہیں حالانکہ معمولی غور و فکر سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ ہمیں اگر ہمیں دشواری پیش آتی تو پہلی بار پیدا کرنے میں آتی، دوسری بار پیدا کرنے کا کام تو پہلی بار کی بہ نسبت کہیں آسان ہے۔ (سورہ روم: ۲۷)

تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ⑯ اِذْ يَتَلَقَّى

کہ خطرہ کرتا ہے ساتھ اسکے دل اُسکا اور ہم بہت نزدیک ہیں طرف اُسکی رگِ جان سے جس وقت لے لیتے ہیں

آتے ہیں ان تک کو جانتے ہیں اور ہم گردن کی (شہ) رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں ف۱ جب دو (لکھ) لینے والے (فرشتے) داہنی

الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ⑰ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ

دو لینے والے ایک داہنی طرف سے اور ایک بائیں طرف سے بیٹھا ہے نہیں بولتا کچھ بات مگر نزدیک اُسکے

اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے (لکھ) لیتے جاتے ہیں ف۲ منہ سے بات نکالنے کی دیر ہے اس کے پاس ایک (فرشتہ) تیار ہے جو راہ

رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ⑱ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ

نگہبان ہیں تیار اور آئی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے یہ ہے وہ چیز کہ تھا تو اس سے

دیکھ رہا ہے ف۳ اور موت کی بے ہوشی (سب) حقیقت کھول دے گی ف۴ (اس وقت اس سے کہا جائیگا) یہی تو وہ ہے (یعنی موت) جس

تَحِيْدُ ⑲ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ⑳ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ

مڑ جاتا اور پھونکا گیا بیچ صور کے یہ ہے دن وعدہ عذاب کا اور آیا ہر جی

سے تو ڈر کر بھاگتا پھرتا تھا اور (حشر کے دن) صور پھونکا جائیگا یہی تو سزا کا دن ہے ف۵ اور ہر شخص (جوابدہی کیلئے) حاضر ہوگا اس کے ساتھ

مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ㉑ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ

ساتھ اس کے ہے ہانکنے والا اور شاہدی دینے والا تحقیق تھا تو بیچ غفلت کے اس سے پس کھول دیا ہم نے تجھ سے

(دو فرشتے ہوں گے) ایک ہانکنے والا ایک (حال بتانیوالا) گواہ ف۶ (کافر سے اُسدن کہا جائیگا) بیشک تو (دنیا میں) اِسدِن سے غافل تھا پھر (آج) ہم نے تیرا پردہ تجھ

غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ㉒ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ㉓ ؕ

پردہ تیرا پس نظر تیری آج تیز ہے اور کہا ہمنشیں اس کے نے یعنی فرشتوں میں سے یہ جو کچھ میرے پاس

پر سے اٹھا دیا اب تیری نگاہ آج (خوب) تیز ہے ف۷ اور اس کا ساتھی (فرشتہ جو اعمالنامہ لایا تھا) کہیگا میرے پاس تو یہ (تیرا اعمالنامہ) حاضر

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ㉔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ㉕ ۙ

تھا حاضر ڈال دو تم دونوں بیچ دوزخ کے ہر ایک کافر عناد کرنیوالے کو منع کرنیوالے کو بھلائی سے حد سے نکل جانیوالے کو شک لانیوالے کو

ہے دونو جاکر ہر ناشکرے۔ شریر۔ بھلائی سے روکنے والے۔ حد سے بڑھ جانیوالے۔ (ایمان کی باتوں میں) شک کرنیوالے کو دوزخ میں جھونک

الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ㉖

جس نے مقرر کیا ساتھ اللہ کے معبود اور پس ڈال دو تم دونوں اس کو بیچ عذاب سخت کے

دو۔ ف۸ جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا معبود ٹھہرایا اس کو خوب سزا دو

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ㉗ قَالَ لَا

کہا ہمنشیں اس کے نے یعنی شیطان نے اے رب میرے نہیں سرکش کیا تھا میں نے اسکو ولیکن تھا بیچ گمراہی دُور کے کہے گا حق تعالیٰ مت

اس کا ساتھی (ہمزاد شیطان) کہیگا مالک میرے میں نے اسکو گمراہ نہیں کیا وہ (کمبخت) خود پرلے سرے کا گمراہ تھا ف۹ اللہ فرمائے گا

تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ㉘ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ

جھگڑو میرے پاس اور تحقیق پہلے بھیج دیا تھا میں نے طرف تمہاری وعدہ یعنی عذاب کا نہیں بدلی جاتی بات

(بس بس) میرے سامنے یہ جھگڑے نہ نکالو اور میں تو پہلے (دنیا میں) تم کو (پیغمبر بھیجکر اپنے عذاب سے) ڈرا چکا تھا (دیکھو) میرے پاس جو بات (ٹھہر چکی ہے)

المنزل ۷

ف۱ شاہ صاحب لکھتے ہیں: "گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان پھرتی ہے دل سے دماغ تک۔ اس کے کٹنے سے موت ہے۔ اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے۔" (موضح) حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ یہاں ہم سے مراد فرشتے ہیں۔ (دیکھئے سورہ واقعہ آیت ۸۵)

ف۲ مراد کرام کاتبین فرشتے ہیں جن میں سے دائیں طرف والا فرشتہ نیکیاں اور بائیں طرف والا برائیاں لکھتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ بندے کے تمام اعمال کو خوب جانتا ہے لیکن فرشتوں کے ذریعے اعمال کے ریکارڈ رکھنے کا اہتمام اتمامِ حجت کے لئے ہے کہ قیامت کے دن انسان اپنے کسی عمل سے مکر نہ سکے۔

ف۳ یعنی جونہی انسان منہ سے کوئی بات نکالتا ہے فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ نیز دیکھئے انفطار ۱۰-۱۲) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرشتہ اس کی ہر بات لکھتا ہے حتیٰ کہ اس کا یہ کہنا بھی کہ میں نے کھانا کھایا میں نے پانی پیا وغیرہ۔ پھر جمعرات کے روز وہ اپنا لکھا ہوا ریکارڈ (خدا کے سامنے) پیش کرتا ہے اور پھر انہی باتوں کو باقی رکھتا ہے جن کا تعلق ثواب یا عقاب سے ہوتا ہے اور دوسری باتوں کو مٹا دیتا ہے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یمحوا اللّٰہ ما یشاء ویثبت کہ اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔" صحیحین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امت کے دل میں آنے والے خیال معاف کر دیئے جب تک انہیں منہ سے نہ نکالے یا ان پر عمل نہ کرے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی آخرت کی جن باتوں کی انبیاء علیہم السلام نے خبر دی تھی موت آتے ہی بندہ انہیں آنکھوں سے دیکھنا شروع کر دے گا اور ان کے بارے میں اسے کسی قسم کا شبہ نہ رہے گا۔

ف۵ اس سے مراد دوسرا نفخہ ہے یعنی وہ جس کے ساتھ ہی تمام مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ ہوکر جزا و سزا کے لئے اٹھ کھڑے ہونگے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بے فکر کیسے رہوں حالانکہ فرشتے نے "صور" سنبھال لیا ہے اور گردن جھکا لی ہے اور وہ اجازت ملنے کے انتظار میں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! تو ہم کیا کہا کریں، فرمایا یہ کہا کرو: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ "ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے۔" (ابن کثیر)

ف۶ آیت کا یہی مطلب حضرت عثمانؓ، مجاہدؒ اور قتادہؒ سے منقول ہے۔ (ابن کثیر) اسی کے مطابق شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ایک فرشتہ ہانکے لاتا ہے اور ایک (رکھے) پاس نامۂ اعمال ساتھ ہے۔ (موضح)

ف۷ یعنی اب تو تمہیں وہ حقیقت نظر آرہی ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے۔

ف۸ یہ حکم ہے جو اس روز اللہ تعالیٰ ہانکنے والے اور گواہی دینے والے فرشتے کو دے گا۔

ف۹ اس لئے اسے انبیاء کی کوئی بات پسند نہ آئی اور وہ میرے بھکاوے میں آگیا۔

لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ

میرے پاس اور نہیں ہیں ظلم کرنیوالا واسطے بندوں کے جس دن کہیں گے ہم دوزخ کو کیا بھری تو اور کہے گی وہ

وہ بدل نہیں سکتی ف۱ اور میں بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں ف۲ جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

کیا کچھ ہے زیادتی اور نزدیک کی جاوے گی بہشت واسطے پرہیزگاروں کے نہیں دور یہ ہے جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم

کچھ اور بھی ہے؟ ف۳ اور بہشت پرہیزگاروں کے پاس لائی جائیگی کچھ دور نہ ہو گی ف۴ (اُن سے کہا جائیگا) یہی تو وہ بہشت ہے

لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾

واسطے ہر ایک رجوع کرنے والے نگاہ رکھنے والے احکام خدا کے۔ جو کوئی کہ ڈرتا ہے اللہ سے بن دیکھے اور آتا ہے ساتھ دل رجوع کرنیوالے کے

جس کا تم ایسے (اللہ کی طرف) رجوع ہونیوالوں (اللہ کے حکموں کو) نگاہ رکھنیوالوں سے وعدہ کیا جاتا تھا جو لوگ بن دیکھے اللہ سے ڈرتے تھے اور (یہاں)

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

داخل ہو اس میں ساتھ سلامتی کے یہ ہے دن ہمیشہ رہنے کا واسطے اُن کے ہے جو کچھ کہ چاہیں گے بیچ اس کے اور نزدیک ہمارے ہے

اخلاص سے بھرا ہوا (یا سچے اعتقاد سے بھرا ہوا) دل لیکر آئے (ایسے لوگوں سے کہا جائیگا) تم سلامتی کیساتھ بہشت میں جاؤ یہ دن ہمیشہ قائم رہنے کا ف۵

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ

زیادتی اور بہت ہلاک کئے ہم نے پہلے ان سے قرن کہ وہ بہت سخت تھے ان سے پکڑنے میں پس چھید ڈالا دیئے انہوں نے بیچ

وہ جو چاہیں گے وہاں پاویں گے اور کچھ زیادہ بھی ہمارے پاس ہے ف۶ اور ہم نے ان (مکہ کے) کافروں سے پہلے کتنی قومیں تباہ کر دیں جو بل بوتے میں

هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى

شہروں کے کیا ہے جگہ بھاگ جانے کی تحقیق بیچ اس کے البتہ نصیحت ہے واسطے اس شخص کے کہ ہے واسطے اسکے دل آگاہ یا ڈالا اس نے

ان سے کہیں بڑھ کر تھیں (ہمارا عذاب اترتے وقت) وہ لوگ شہروں کو چھانتے پھرے (موت سے بھاگتے پھرے) کہیں ان کو پناہ ملی ف۷ جو شخص عقل

السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ

کان کو اور وہ حاضر ہے دل سے اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ درمیان ان کے ہے بیچ چھ

رکھتا ہے یا کان لگا کر دل سے سنتا ہے اُسکے لئے تو ان قصوں میں (پوری) نصیحت ہے اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو اُن دونوں کے بیچ میں

اَيَّامٍ ڰ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

دن کے اور نہ لگی ہم کو ماندگی پس صبر کر اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہیں اور تسبیح کر ساتھ تعریف رب اپنے کے

ہے (سب) چھ دن میں بنا دیا اور ہم کو ذرا بھی تھکن نہ ہوئی ف۸ تو (اے پیغمبرؐ) ان کافروں کی باتوں پر صبر کئے رہ اور سورج نکلنے اور سورج

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ

پہلے نکلنے سورج کے اور پہلے ڈوبنے سورج کے اور رات کو پس تسبیح کر اس کو پیچھے بعد از نماز

ڈوبنے سے پہلے اپنے مالک کی خوبی تعریف کے ساتھ بیان کرتا رہ اور رات کے وقت اور نماز کے بعد بھی اس کی پاکی بیان کر ف۹ اور

السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ

مغرب اور پیچھے سجدے کے اور سنیو اس دن کہ پکاریگا پکارنے والا مکان نزدیک سے اس دن کہ سنیں گے آواز

(اے پیغمبرؐ) کان لگا کر سن جس دن پکارنے والا (فرشتہ اسرافیلؑ آسمان سے) جو مقام نزدیک ہے وہاں سے (مُردوں کو) پکاریگا ف۱۰ اس دن (فرشتے کا

ف۱ یعنی میں نے جو تمہیں جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ صادر کر دیا ہے وہ اب بدل نہیں سکتا اور نہ میرا وہ مستقل فیصلہ بدل سکتا ہے جس سے میں نے تمہیں دنیا میں متنبہ کر دیا تھا یعنی: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ... جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا۔ (انعام: ۱۶۰) یا لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (ھود: ۱۱۹) "میں جنوں اور انسانوں دونوں سے جہنم بھر دوں گا" (قرطبی۔ شوکانی) ف۲ یعنی میں کسی کو نہ قصور سزا نہیں دیتا اور نہ اس کے قصور سے زیادہ سزا دیتا ہوں۔

ف۳ یعنی میں نہیں بھری کچھ اور لاؤ۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ میں لوگ ڈالے جاتے رہیں گے اور وہ برابر کہتی رہے گی "هل من مزید"؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھے گا اس سے وہ سکڑ جائے گی اور کہے گی "بس بس!" مجھے تیرے غلبہ اور کرم کی قسم اور جنت میں خالی جگہ بچ رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک اور مخلوق پیدا کرے گا اور اسے جنت کی خالی بچی ہوئی جگہوں میں ٹھہرائے گا۔ یہ مضمون متعدد احادیث میں بیان ہوا ہے۔ (ابن کثیر) دوزخ کے اس کلام کو بعض مفسرین نے تمثیلی قرار دیا ہے لیکن اگر اسے حقیقت پر محمول کر لیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی قیامت کے روز وہ اُن سے دُور نہ ہوگی حشر کے میدان میں کھڑے ہونے والے اسے قریب سے دیکھیں گے اور اس کی تروتازگی اور مہک پائیں گے۔

ف۵ یعنی تمہیں کبھی موت نہ آئیگی اور نہ تم جنت سے نکلو گے۔

ف۶ یعنی جو کچھ وہ چاہیں گے وہ تو انہیں ملے گا ہی اس کے علاوہ ہم انہیں اتنا کچھ اور دیں گے جس کا تصور تک ان کے ذہن میں نہیں آیا کہ وہ اس کی خواہش کریں۔ یا "مزید" سے مراد دیدار الٰہی ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۔ جنہوں نے نیکی کی ان کو بھلائی ملیگی اور کچھ بڑھ کر بھی۔ (یونس: ۲۶) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر روز انہیں اپنی تجلی سے نوازے گا۔ (ابن کثیر)

ف۷ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کاروبار کے سلسلہ میں دنیا بھر کا چکر کاٹتے تھے لیکن جب ہماری گرفت کا وقت آیا تو کیا انہیں کہیں پناہ مل سکی۔

ف۸ اس آیت سے مقصود ان یہودیوں کی تردید ہے جو کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں بنایا اور وہ ساتویں دن تھک کر لیٹ گیا۔

ف۹ اس سے مراد نماز پڑھنا ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز ہے اور سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی نماز ہے اور رات کے وقت تہجد کی نماز ہے۔ ان اوقات میں نماز پڑھنا آنحضرتؐ اور مسلمانوں پر فرض تھا، پھر معراج کے موقع پر جب پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور اُن کے اوقات بھی متعین کر دیئے گئے تو فجر اور عصر کی نمازیں تو بدستور فرض رہیں لیکن تہجد کی نماز نفلی قرار دے دی گئی۔ فجر اور عصر کی نماز کی قرآن و حدیث میں خاص طور پر ترغیب آئی ہے، اور جو لوگ یہ دو نمازیں پابندی سے پڑھتے ہیں ان کو آخرت میں دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ (ابن کثیر) نماز کے بعد تسبیح سے مراد سبحان اللہ و الحمد للہ، اللہ اکبر کلمات بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ نماز فرض کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر، ۳۴ بار پڑھا جائے۔ بعض نے اس تسبیح سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں لی ہیں۔ (ابن کثیر) ف۱۰ "قریب کی جگہ" سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں پر ہر سننے والے کو قریب سے آواز پہنچ سکے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ اس سے مراد بیت المقدس کا صخرہ ہے۔ (شوکانی)

الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا

سُنید ساتھ حق کے یہ ہے دن نکلنے کا قبروں میں سے تحقیق ہم جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور طرف ہماری

چیخنا واقعی سن لیں گے اسی دن (قبروں سے) نکلیں گے بیشک ہم ہی (سب کو) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہمارے ہی پاس

الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ

ہے پھر آنا اس دن کہ پھٹ جاوے گی زمین اُن سے جلدی کرتے ہوں گے یہ اکٹھا کرنا ہے اوپر ہمارے آسان ہم خوب جانتے

سب کو لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین پھٹ کر اندر سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے ہم کو تو یہ (اُن کا) اکٹھا کرنا آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں

بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ ع ۳ / ۱۷

ہیں جو کچھ کہتے ہیں اور نہیں تو اوپر اُن کے زور کرنیوالا پس نصیحت دے ساتھ قرآن کے اس شخص کو کہ ڈرتا ہے ڈرانے میرے سے

جو یہ کافر بکتے ہیں ف۱ اور تیرا کام ان پر زور کرنے کا نہیں ہے ف۲ تو قرآن سے ان لوگوں کو نصیحت کر جو میرے عذاب سے ڈرتے ہیں (خدا کو مانتے ہیں) ف۳

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ (۵۱) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۶۰ رُكُوْعَاتُهَا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۴

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے اُن باؤں کی کہ جدا کرتی ہیں بخار کو زمین سے جدا کرنے کر پھر اُن باؤں کی کہ اٹھاتی ہیں بادل بوجھ والیکو پھر چلنے والیوں کی ساتھ آہستگی کے پھر بانٹنے

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (مٹی خاک) اڑاتی ہیں پھر ان (بادلوں) کی جو (پانی کا) بوجھ اٹھاتے ہیں پھر اُن (کشتیوں) کی جو (دریا میں) بے تکان (نرمی سے)

اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

والوں کی ایک چیز کو یعنی پانی کو تحقیق جو وعدہ دیے جاتے ہو تم البتہ سچ ہے اور تحقیق جزا البتہ ہونے والی ہے قسم ہے آسمان راہوں والے

چلتی ہیں ف۵ پھر اُن (فرشتوں) کی جو (روٹی رزق پانی سب چیزوں کی) تقسیم کرتے ہیں جس (قیامت) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچ ہے اور بیشک

الْحُبُكِ ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ

کی تحقیق تم البتہ بیچ بات مختلف کے ہو پھیرا جاتا ہے اس سے جو کوئی کہ پھیر آیا بھلائی سے مارے گئے

اعمال کا بدلہ ضرور دیا جائیگا قسم ہے اس آسمان کی جس میں (ستاروں کی گردش کے) رستے ہیں تمہاری ایک بات نہیں ہے (کبھی کچھ کہتے ہو کبھی کچھ) ف۶ وہی پھیر

الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَسْئَلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ

اٹکل مارنے والے وہ جو بیچ غفلت کے بھولے ہیں پوچھتے ہیں کب ہوگا دن

کی بات (یا قیامت کو) ماننے سے وہی باز رہتا ہے جو (روز ازل) باز رکھا گیا ف۷ یہ اٹکل کے تکے چلانے والے (کافر) تباہ ہوں (ملعون) ف۸ جو غفلت میں (خدا کو)

الدِّيْنِ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ

قیامت کا جس دن کہ وہ اوپر آگ کے گرفتار کئے جاویں گے چکھو تم گمراہی اپنی کو یہ وہ چیز ہے کرتے تم

بھولے ہوئے ہیں یہ (مردود) کا فرپلو چھتے ہیں بدلے کا دن کب آئیگا ف۹ (اے پیغمبر اُن سے کہدے) جسدن وہ آگ پر تپائے جائینگے (سینکے جائینگے

بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ

ساتھ اس کے جلدی کرتے تحقیق پرہیزگار بیچ بہشتوں کے اور چشموں کے لینے والے اس چیز کے کہ دیا

اُن سے کہا جائیگا) اب اپنی شرارت کا مزہ چکھو (یا اپنا عذاب چکھو) اسی کی تم (دنیا میں) جلدی کرتے تھے ف۱۰ بیشک پرہیزگار (خدا سے ڈرنیوالے اسدن) باغوں اور

ف۱ مراد ہے ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا اور آخرت اور توحید وغیرہ سے انکار کرنا۔

ف۲ یعنی آپؐ کا کام انہیں زبردستی مسلمان بنالینا نہیں ہے۔ آپؐ کے ذمہ صرف ان تک ہمارا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اس کے بعد یہ مانیں تو اپنا بھلا کریں گے اور نہیں مانیں گے تو اپنی شامت خود بلائیں گے۔۔۔ اس آیت سے مقصود ایک طرف آنحضرتؐ کو تشفی دینا ہے اور دوسری طرف کافروں کو وعید سنانا ہے۔

ف۳ باقی رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں ڈر نہیں ہے تو اُن کے سمجھانے میں وقت لگانا بیکار ہے۔

ف۴ تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی۔

ف۵ ان آیات کی یہ تفسیر حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ سے مروی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی کبھی آنحضرتؐ کو شاعر بتاتے ہیں، کبھی کاہن کبھی مجنون اور کبھی ساحر اور کبھی سحر زدہ یا کبھی آخرت سے انکار کرتے ہو اور کبھی شک میں پڑ جاتے ہو۔ یا اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے کا اقرار کرتے ہو مگر بندگی دوسروں کی کرتے ہو۔

ف۷ یعنی جس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے کفر و نافرمانی لکھ دی ہے ۔۔۔ "مَنْ اُفِكَ" کا دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "جو (حق سے) پھرا ہوا ہے یعنی گمراہ ہے۔

ف۸ مراد ہیں جھوٹے لوگ جو کسی قابلِ اعتماد ذریعۂ علم کے بغیر، محض جو اٹکل پچو بات ذہن میں آتی ہے زبان سے ادا کر دیتے ہیں جیسا کہ کفارِ مکہ آنحضرتؐ کو مجنون، کذاب، شاعر اور ساحر وغیرہ کہا کرتے تھے۔

ف۹ یعنی قیامت کے آنے پر یقین نہیں رکھتے اس لئے مذاق کرتے ہوئے پوچھتے ہیں "اجی! وہ تمہاری قیامت کب آئیگی"۔

ف۱۰ یعنی مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر قیامت آنے والی ہے تو اسے جلدی کیوں نہیں لے آتے؟۔

ف۱ یعنی دنیا میں نیک کام کرتے تھے اور برائیوں سے بچتے تھے۔ ان کی نیکوکاری کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ف۲ یعنی رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔ آنحضرتؐ نے متعدد احادیث میں تہجد کی نماز کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور صحابہ کرامؓ کو اس کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے لوگو! غریبوں کو کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کرتے رہو..... اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوگے۔ (ابن کثیر)

رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿١٦﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ

ان کو پروردگار اُن کے نے تحقیق وہ تھے پہلے اس سے نیکی کرنے والے وہ تھوڑی رات سوتے تھے

جشموں میں (مزے کرتے) ہونگے جو کچھ انکو ان کا مالک دیتا جاتا ہے اسکو لیتے جاتے ہونگے (خدا سے اور بندوں سے نعمت پر قسمت) بیشک یہ لوگ (بہشت میں جانے سے) پہلے ہی نیک تھے

مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٨﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ

اور وقت صبح کے وہ استغفار کرتے تھے اور بیچ مالوں اُن کے کے حق ہے واسطے سوال

ف۲ رات کو تھوڑا ہی سوتے تھے ف۳ اور سحر کے وقت (یا صبح سویرے) استغفار کرتے رہتے تھے ف۴ اور اُن کے مال میں بھیک مانگنے والے (فقیر) اور

وَالْمَحْرُومِ ﴿١٩﴾ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾

کرنے والے کے اور بغیر سوال کرنیوالے کے اور بیچ زمین کے نشانیاں ہیں واسطے یقین لانیوالوں کے اور بیچ جانوں تمہاری کے ہیں کیا پس

چپ رہنے والے (فقیر) دونوں کا حصہ ہے ف۵ اور جو لوگ (اللہ تعالیٰ پر) یقین رکھتے ہیں ان کے لئے زمین میں (بہت سی) نشانیاں ہیں ف۶ اور خود تم

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ

نہیں دیکھتے ہو تم اور بیچ آسمان کے ہے رزق تمہارا اور جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم پس قسم ہے پروردگار آسمان اور زمین کی تحقیق وہ

(اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں) کیا تم (غور سے) نہیں دیکھتے ف۷ اور آسمان ہی میں تمہاری روزی ہے ف۸ اور جس چیز کا تم سے وعدہ ہے ف۹ تو آسمان زمین کے مالک کی قسم

لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ﴿٢٣﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ

البتہ حق ہے مانند اس کی کہ بولتے ہو تم کیا آئی ہے تیرے پاس بات مہمانوں ابراہیمؑ کی حرمت کئے گئے

وہ (یعنی حشر و نشر و مجازات وغیرہ) سچ ہے (ان میں کوئی شبہ نہیں) جیسے تمہارا بات کرنا ف۱۰ (اے پیغمبرؐ) کیا تو نے ابراہیمؑ کے عزت دار مہمانوں کا قصہ سنا ہے

الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٤﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿٢٥﴾

گیوں کی جس وقت کہ داخل ہوئے اوپر اس کے پس کہا انہوں نے سلام ہے کہا سلام ہے تم قوم ہو ناپہچان

ف۱۱ جب وہ ابراہیمؑ کے پاس پہونچے تو کہنے لگے سلام ابراہیمؑ نے بھی جواب دیا سلام (اور دل میں کہا) یہ لوگ تو کچھ نئی قسم

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا

پس پھر آیا طرف لوگوں اپنے کے پس لے آیا گائے کا بچہ بھی ہیں تلا ہوا پس نزدیک کیا اس کو طرف ان کی کہا کیا نہیں

کے معلوم ہوتے ہیں ف۱۲ پھر اپنے گھر جاکر ایک (بھنا ہوا) موٹا بچھڑا لے کر آیا وہ ان کے سامنے رکھا (انہوں نے کھانے میں تامل کیا) ابراہیمؑ نے کہا

تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ

کھاتے تم پس چھپایا جی میں اُن سے ڈر کہا انہوں نے مت ڈر اور خوشخبری دی اس کو ساتھ ایک لڑکے

تم کھاتے کیوں نہیں تب تو ابراہیمؑ کا دل اُن سے دہل گیا (ڈر گیا) ف۱۳ انہوں نے (یہ حال دیکھکر ابراہیمؑ سے کہا) ڈرو نہیں اور انہوں نے ایک علم والے

عَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ

علم والے کے پس آئی بی بی اس کی بیچ حیرت کے پس ہاتھ مارا منہ اپنے کو اور کہا میں بوڑھی ہوں بانجھ

لڑکے (کے پیدا ہونے) کی اسکو خوشخبری سنائی ف۱۴ یہ سنکر اسکی بی بی (سارہ) آگے بڑھی اور منہ پیٹ کر کہنے لگی (واہ تو مجھے بیٹا ہوگا میں تو) بوڑھی (دوسرے

عَقِيمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾

کہا انہوں نے اسی طرح کہا ہے پروردگار تیرے نے تحقیق وہ حکمت والا جاننے والا ہے

بانجھ ہوں ف۱۵ انہوں نے (یعنی فرشتوں نے) کہا (تو تعجب کیا کرتی ہے) تیرے مالک نے ایسا ہی فرمایا ہے ف۱۶ بیشک وہ تو بڑا حکمت والا ہے (سب جانتے

ف۳ سحر کے وقت یعنی رات کے آخری حصہ میں ___ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں، یعنی وہ سحر تک نماز لمبی کرتے ہیں اور پھر استغفار کرتے ہیں۔ "ضحاکؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد نماز فجر ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی وہ اُن کی دستگیری اور مدد کرنے سے دریغ نہیں کرتے "حق" (حصہ) سے مراد نفلی صدقہ ہے۔ کیونکہ یہ سورہ مکی ہے اور زکوٰۃ مدینہ منورہ میں فرض ہوئی۔ "محروم" سے مراد وہ شخص ہے جو ہو تو محتاج لیکن لوگوں سے سوال نہ کرے اس لئے اسے لوگ غیر محتاج سمجھیں یا جو کسی آفت کی وجہ سے اپنی روزی سے محروم ہوگیا ہو۔ جیسے کوئی بچہ جس کا باپ فوت ہوگیا ہو یا عورت جس کا شوہر انتقال کرگیا ہو یا آدمی جس کا روزگار چھوٹ گیا ہو یا اس کا مال تباہ ہوگیا ہو وغیرہم سبھی مراد ہوسکتے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ بنت قیس کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا، "مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (غریبوں اور) محتاجوں کا حق ہے۔" (شوکانی)

ف۵ جو اس نظام کائنات کے خالق، مالک کے وجود اور آخرت کے امکان بلکہ وجوب و لزوم کی شہادت دیتی ہیں۔

ف۶ یعنی باہر کی نشانیوں سے قطع نظر خود تمہاری پیدائش نشوونما، بچپن، جوانی، بڑھاپے اور نظام ہضم و صحت میں ایسی سینکڑوں نشانیاں موجود ہیں جن پر اگر تم غور کرو تو تمہیں صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ تم خود پیدا نہیں ہوئے ہو بلکہ کسی خالق کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہو اور یہ کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور اپنے خالق و مالک سے اپنے اچھے یا برے اعمال کا بدلہ پاؤ گے۔

ف۷ مراد بارش ہے جو روزی کا سبب ہے۔

ف۸ یعنی حشر و نشر، جزا و سزا اور جنت و دوزخ وغیرہ جن کے رونما ہونے کا وعدہ تمام انبیاءؑ کی زبانی اور تمام آسمانی کتابوں کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "آنے والی جو بات ہے اس کا حکم آسمان ہی سے اترتا ہے۔" (موضح)

ف۹ یعنی جیسے بات کرتے وقت تمہیں اپنے گویا ہونے کا یقین ہوتا ہے۔

ف۱۰ یہ بتلانے کیلئے کہ جن پچھلی قوموں نے انبیاء کی تکذیب کی، ان کا انجام کیا ہوا؟ یہاں سے حضرت ابراہیمؑ اور دوسرے انبیاء کے واقعات کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ حضرت لوطؑ کے قصہ کی تمہید ہو۔ کیونکہ حضرت لوطؑ بھی تو حضرت ابراہیمؑ کی قوم ہی میں سے تھے۔ (رازی)

ف۱۱ عزت دار مہمانوں سے مراد فرشتے ہیں جو حضرت لوطؑ کی قوم کی طرف جاتے ہوئے راستے میں حضرت ابراہیمؑ کے ہاں مردوں کی شکل میں مہمان بن کر آئے تھے۔ ان کا قصہ سورہ ہود (رکوع ۷)، سورہ حجر (رکوع ۴) اور سورہ عنکبوت (رکوع ۴) میں پہلے گزر چکا ہے۔

ف۱۲ یعنی اپنی ہیئت کذائی کے اعتبار سے پردیسی معلوم ہوتے ہیں۔

ف۱۳ کہ کہیں دشمن کے لوگ نہ ہوں جو بُرے ارادہ سے اس علاقہ میں آئے ہوں۔ عربوں میں قاعدہ تھا اگر کسی کے ہاں برے ارادہ سے جاتے تو اس کا کھانا نہ کھاتے۔ یا ان کے کھانا نہ کھانے سے سمجھ گئے ہوں کہ یہ فرشتے ہیں اور کسی علاقہ میں عذاب نازل کرنے کا حکم لے کر آئے ہوں۔ ف۱۴ یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام کی۔ جیساکہ سورہ ہود (آیت ۷۱) میں اس کی تصریح ہے۔ ف۱۵ بائیبل (باب پیدائش) میں ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر سو سال اور حضرت سارہؑ کی عمر نوے سال تھی۔ ف۱۶ یعنی یہ خوش خبری ہم اپنی طرف سے نہیں دے رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بنا پر دے رہے ہیں۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

کہا پس کیا ہے مہم تمہاری اے بھیجے ہوؤ کہا انہوں نے تحقیق ہم بھیجے گئے ہیں طرف قوم گنہگار کی

(جب یہ باتیں ہو چکیں تو) ابراہیم نے پوچھا (بھلا یہ تو بتلاؤ) تم جو بھیجے گئے ہو تو کس کام کے لئے ف۱ وہ کہنے لگے ہم کو گنہگار لوگوں کی طرف بھیجے

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا

تو کہ بھیجیں ہم اوپر اُن کے پتھر مٹی سے یعنی کنکر نشان کئے ہوئے نزدیک رب تیرے کے واسطے حد سے نکل جانے

گئے ہیں ف۲ اُن پر مٹی کی اینٹیں (کھنگر) برسانے کو جن پر تیرے مالک کے پاس حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے نشان پڑ چکا ہے ف۳ آخر

مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾

والوں کے پس نکال دیا ہم نے اس شخص کو کہ تھا بیچ اس کے ایمان والوں سے۔ پس نہ پایا ہم نے بیچ اس کے سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے

اس بستی میں جتنے ایماندار تھے اُن کو تو ہم نے نکال لیا ف۴ وہاں ایک ہی گھر مسلمانوں کا ہم نے پایا ف۵

وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ

اور چھوڑ دی ہم نے بیچ اس کے نشانی واسطے ان لوگوں کے کہ ڈرتے ہیں عذاب درد دینے والے سے اور نشانیاں ہیں بیچ موسیٰ کے جس وقت کہ بھیجا ہم

اور اس بستی میں ہم نے ان لوگوں کے لئے جو تکلیف کے عذاب سے ڈرتے ہیں ایک نشانی چھوڑ دی ف۶ اور موسیٰؑ (پیغمبر)

اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ

نے اُسکو طرف فرعون کی ساتھ معجزے ظاہر کے پس پھر گیا ساتھ قوت اپنی کے اور کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ پس پکڑا ہم نے اُسکو

میں (بھی ہم نے اپنی قدرت کی نشانی چھوڑی) جب ہم نے اسکو کھلا ہوا معجزہ دیکر فرعون کیطرف بھیجا ف۷ اس نے اپنے لشکر سمیت (یا اپنے بل بوتے کے بھروسے پر)

وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ

اور لشکروں اس کے کو پس پھینک دیا ہم نے ان کو بیچ دریا کے اور وہ برے حال تھا اور نشانیاں ہیں بیچ عاد کے جس وقت کہ بھیجی ہم نے اوپر اُن

منہ پھیر لیا (موسیٰ کا کہنا نہ سنا) ف۸ اور کہنے لگا موسیٰؑ جادوگر ہے یا باولا ہے ف۹ آخر ہمنے اُسکو اُسکے لشکر سمیت دھر پکڑا اور سمندر میں پھینک مارا اور

الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ

کے باؤ بانجھ یعنی بے نفع نہیں چھوڑتی تھی کوئی چیز کہ آتی تھی اوپر اس کے مگر کر ڈالتی تھی اس کو مانند ہڈی گلی ہوئی کے اور بیچ ثمود کے نشانیاں

وہ تھا ہی ملامت کے قابل ف۱۰ اور عاد کی قوم میں (بھی ہمنے نشانی چھوڑی) جب ان پر برباد کرنیوالی آندھی بھیجی جس چیز پر وہ آندھی پہونچتی اسکو (باقی) نہ چھوڑتی چورا کر کر

قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

ہیں جس وقت کہا گیا واسطے ان کے فائدہ اٹھاؤ ایک مدت تک پس سرکشی کی انہوں نے حکم رب اپنے کے سے پس پکڑا ان کو کڑک نے

ڈالتی ف۱۱ اور ثمود کی قوم میں (بھی ہمنے اپنی قدرت کی نشانی چھوڑی) جب (انہوں نے اونٹنی کو زخمی کیا اور) اُنسے کہدیا گیا ایک وقت تک زندگی کا مزہ اٹھالو یعنی

وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ

اور وہ دیکھتے تھے پس نہ کر سکے کھڑا رہنا اور نہ ہوئے بدلہ لینے والے اور ہلاک کیا قوم

تین دن تک) غرض انہوں نے اپنے مالک کا حکم نہ مانا آخر بجلی نے اُن کے دیکھتے ان کو دبوچ لیا تو (عذاب آجانے پر) کھڑے بھی نہ ہو سکے (بھاگتے کیا) نہ ف۱۲

نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

نوحؑ کی کو پہلے اس سے تحقیق وہ تھے قوم فاسق اور آسمان کو بنایا ہم نے اس کو ساتھ قوت کے اور تحقیق

ہمارے عذاب کو) روک سکے اور (عاد ثمود سے) پہلے ہم نوحؑ کی قوم کو (تباہ کر چکے تھے) بیشک وہ نافرمان لوگ تھے اور ہمنے آسمان کو اپنی قوت سے بنایا اور ہم

ع ۲

ف۱ یعنی اس بشارت کے علاوہ دوسرا اہم کام کیا ہے جسے انجام دینے کے لئے تمہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے؟ خَطْب کے معنی اہم کام یا مہم کے ہیں۔ ف۲ مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ہے۔

ف۳ یعنی جن میں سے ہر پتھر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشان لگا دیا گیا ہے کہ اس سے فلاں مجرم کا سر کچلنا ہے۔ سورۂ عنکبوت میں ہے کہ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے فرمایا: اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا" جس بستی کی طرف تم جا رہے ہو اس میں لوطؑ رہتا ہے۔ وہ بولے "نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ"۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہاں کون کون ہے۔ ہم بجز اُن کی بیوی کے انہیں اور اُن کے سب گھر والوں کو بچا لینگے۔

ف۴ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے سورہ ہود: ۷۷ تا ۸۳، سورہ حجر: ۶۱ تا ۷۷، سورہ عنکبوت: ۳۳ تا ۳۴۔

ف۵ یعنی حضرت لوطؑ کا۔

ف۶ نشانی سے مراد عذاب کے آثار ہیں یعنی سیاہ اینٹیں، گھروں کے کھنڈر اور وہ "بحر مردار" جو اس علاقہ میں ہے۔ اور جس کے اردگرد زمین اس قدر دھنسی ہوئی ہے کہ اس کی سطح، سطح سمندر سے تیرہ سو فٹ نیچی ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ کا اندازہ ہے کہ قوم لوطؑ کا مرکزی شہر سدوم اسی بحر مردار کے جنوبی حصہ میں ڈوبا ہوا ہے۔

ف۷ یعنی عصا، ید بیضا اور دوسرے معجزات جو اس بات کی صریح دلیل تھے کہ حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ ہی نے اپنا رسول بنا کر بھیجا تھا۔

ف۸ اصل میں لفظ "رُکن" کے لغوی معنی گوشہ کے ہیں اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہوتی ہے جس کا آدمی سہارا لے اس موقع پر مفسرین نے اس کے معنی لاؤ لشکر بھی کئے ہیں اور قوت اور بل بوتا بھی۔

ف۹ یعنی کبھی جادوگر قرار دیا اور کبھی باؤلا بتایا تاکہ قوم کو ان کی دعوت قبول کرنے سے باز رکھ سکے۔

ف۱۰ کیونکہ خدائی کا دعویدار تھا اور بنی اسرائیل پر ظلم توڑتا تھا۔ سورہ دُخان میں فرمایا: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ۔ پھر نہ آسمان ان پر رویا اور نہ زمین نے دو آنسو بہائے۔ یعنی خس کم جہاں پاک۔ اُن کے غرق ہونے کی تفصیل سورہ یونس رکوع ۹ میں گزر چکی ہے۔

ف۱۱ "عقیم" دراصل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی خیر و برکت سے خالی ہو۔ اسی سے بانجھ عورت کو عقیم کہا جاتا ہے اور قوم عاد پر جو آندھی مسلط کی گئی تھی وہ بھی بے خیر و برکت تھی اور تباہی و بربادی کے سوا اس سے کچھ حاصل نہ تھا اس لئے اسے عقیم فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: یعنی وہ ہوا جس میں نہ خیر و برکت ہو اور نہ کسی قسم کی منفعت۔ (روح) سورہ حاقہ میں ہے کہ قوم عاد پر آندھی آٹھ دن اور سات رات مسلسل چلتی رہی اور یہ پچھمی ہوا تھی۔ حدیث میں ہے: نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ، کہ میری مدد پُروائی ہوا سے کی گئی اور قوم عاد پچھمی ہوا سے ہلاک کی گئی۔ (قرطبی)

ف۱۲ لفظ "انتصار" میں اپنے آپ کو کسی سے بچانے کا مفہوم بھی ہوتا ہے اور اس سے بدلہ لینے کا بھی۔

ف۱ یعنی اگر چاہیں تو ایسے بے شمار اور آسمان بھی بنا سکتے ہیں۔ یہ مفہوم اس صورت میں ہے جب "مُوسع" کا ترجمہ "وسع" یعنی طاقت والا کئے جائیں۔ اور اگر اس کا ترجمہ "وسیع کرنے والا" کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ "ہم آسمان سے بارش برسا کر، روزی کشادہ کرنے والے ہیں"۔ (کذا فی القرطبی) ف۲ جیسے نر اور مادہ، خشکی اور تری، سورج اور چاند، آسمان اور زمین، رات اور دن، روشنی اور تاریکی، خیر و شر وغیرہ۔ ف۳ مطلب یہ ہے کہ کفر و شرک اور نافرمانی کے کاموں سے توبہ کرو اور اس کے فرمانبردار بندے بن جاؤ۔

لَمُوسِعُونَ ﴿۴۷﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا

ہم البتہ کشادہ کرنے والے ہیں اور زمین کو بچھایا ہم نے اس کو پس اچھا بچھونا کرنے والے ہیں ہم۔ اور ہر چیز سے پیدا کی ہم نے

(بہت) طاقت رکھتے ہیں ف۱ اور ہمنے زمین کو (فرش کیطرح) بچھایا ہم کیسے اچھے بچھانے والے ہیں اور ہر چیز کا (یا ہر جانور کا) ہم نے جوڑ پیدا کیا ہے اسلئے

زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا

دو قسمیں تو کہ تم نصیحت پکڑو پس بھاگو طرف اللہ کی تحقیق میں واسطے تمہارے اس سے ڈرانیوالا ہوں ظاہر اور مت

کہ تم (خدا کو) سمجھو ف۲ تو (اے لوگو) اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو (اسی کی پناہ لو) میں اس کی طرف سے تم کو کھول کر ڈراتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے

تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۵۱﴾ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ

مقرر کرو ساتھ اللہ کے معبود دوسرا تحقیق میں واسطے تمہارے اس سے ڈرانیوالا ہوں ظاہر اسی طرح نہیں آیا تھا ان لوگوں کو کہ

سوا اور کوئی خدا مت بناؤ میں اسکی طرف سے تم کو کھول کر ڈراتا ہوں (اے پیغمبر جیسے ان مکہ کے کافروں نے تجھ کو جھٹلایا) ایسے ہی جو لوگ ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۵۲﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ

پہلے اُن سے تھے کوئی پیغمبر مگر کہا انہوں نے جادوگر ہے یا دیوانہ کیا ایکدوسرے کو نصیحت کرتے آئے ہیں ساتھ

پہلے گذرے ہیں ان کے پاس بھی جب کوئی پیغمبر آیا تو اسکو جادوگر یا باؤلا بتانے لگے ف۵ کیا یہ کافر ایک دوسرے کو پیغمبروں کے جھٹلانے کے لئے

قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ ﴿۵۴﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۵﴾

اس کے بلکہ وہ ایک قوم ہیں سرکش پس منہ پھیر لے اُن سے پس نہیں تو ملامت کیا گیا اور نصیحت دے پس تحقیق نصیحت فائدہ دیتی ہے ایمان

کہہ مرے ہیں (وصیت کر گئے ہیں) نہیں یہ ہیں ہی شریر لوگ ف۷ تو اُن کا (کچھ) خیال نہ کر تجھ پر کیا عیب ہے اور (سب لوگوں کو) نصیحت کئے جا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا

والوں کو اور نہیں پیدا کیا میں نے جن کو اور آدمی کو مگر تو کہ عبادت کریں مجھ کو نہیں چاہتا میں اُن سے کچھ رزق اور نہیں

بیشک ایمان والوں کو نصیحت فائدہ دیگی ف۸ اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے پیدا کئے ہیں کہ وہ میرا ہو جا کریں ف۹ میں ان سے روزی نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا

أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ﴿۵۷﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿۵۸﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ

چاہتا یہ کہ کھلاویں مجھ کو تحقیق اللہ تعالیٰ وہ ہے رزق دینے والا زور آور استوار پس تحقیق واسطے ان لوگوں کے

ہوں کہ وہ مجھ کو (کما کر) کھلائیں ف۱۰ کیونکہ روزی دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو زور والا مضبوط ہے ف۱۱ تو ان (مکہ کے) کافروں کا بھی ڈول

ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ

کہ ظلم کیا انہوں نے ایک ڈول ہے مانند ڈول یاروں اُن کے کی پس نہ جلدی مانگیں مجھ سے پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کے کہ

ان کے ساتھیوں (اگلے کافروں) کے ڈول کی طرح (بھرنے والا) ہے ف۱۲ وہ (عذاب کی) جلدی نہ مچائیں ف۱۳ ان کافروں کی اس

كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۶۰﴾ ع

کافر ہوئے دن اُن کے سے جو وعدہ دیئے جاتے ہیں

دن خرابی ہوگی جس دن کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے ف۱۴

ع ۳ / ۲

سُورَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ (۵۲) (۷۶) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۴۹ رکوعاتها ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۵

ف۴ کہ شرک بُری بَلا ہے۔ تم تباہ ہو جاؤ گے۔

ف۵ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے کہ اسطرح کی مخالفت سے پہلے تمام پیغمبروںؑ کو بھی سابقہ پیش آتا رہا ہے اس لئے آپؐ پوری ہمت اور صبر و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھئے۔

ف۶ جو ہر زمانہ میں پیغمبروںؑ کی ایک ہی طرح سے مخالفت کرتے رہے ہیں۔

ف۷ یعنی ان کی ایک جیسی مخالفت کی وجہ ایک دوسرے کو وصیت نہیں ہے بلکہ سرکشی ہے جو ان سب کی طبیعت میں یکساں پائی گئی ہے اور پائی جاتی ہے۔

ف۸ یعنی آپؐ نے اُن تک ہمارا پیغام پہنچا دیا اور اُن کے ایک ایک شبہ کا جواب دے دیا۔ اب بھی اگر یہ ماننے کو تیار نہیں ہیں تو آپؐ ان کے پیچھے نہ پڑیں اور نہ ان کے معاملہ میں اپنے آپ کو کسی قسم کے غم و فکر میں ڈالیں کیونکہ ان کے نہ ماننے کا کوئی الزام آپؐ پر نہیں ہے۔ البتہ عام انداز میں سمجھاتے رہیں کیونکہ جن کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھا ہے وہ آپؐ کی نصیحت سے فائدہ اٹھائینگے اور ایمان لائیں گے۔

ف۹ اس سے معلوم ہوا کہ جن و انس کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کو عبادت و طاعت کا مکلف بنایا جائے تاکہ فرمانبردار کو ثواب اور نافرمان کو سزا دی جائے پھر جو لوگ اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور پیغمبروںؑ کی شریعت پر عمل پیرا نہیں ہوتے، وہ اپنی زندگی کے مقصد سے غافل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اصل چیز توحید کی راہ اختیار کرنا ہے۔ اس بنا پر حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا لفظ آیا ہے اس سے مراد توحید ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ عبادت ایک جامع لفظ ہے اور بہت وسیع مفہوم کا حامل ہے یعنی ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو خواہ اس کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اسے عبادت کہا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے "حتیٰ کہ انسان جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے وہ بھی موجب اجر ہے۔ (فتح البیان وغیرہ)

ف۱۰ یعنی ان کو عبادت کا حکم دینے میں میرا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ انہی کے فائدہ کے لئے ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں ان سے روزی اور کمائی نہیں چاہتا تو اس سے مقصود اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ بندوں سے میرا تعلق دنیا میں ان آقاؤں کی طرح کا نہیں ہے جن کی عیش و بسر ہی نوکروں کی کمائی کے سہارے پر ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ بندوں سے کچھ وصول کرنے کی بجائے ان کو روزی بھی دینے والا ہے۔

ف۱۱ وہ کسی کا محتاج کیوں ہوگا اور اس سے روزی کیوں مانگے گا۔

ف۱۲ ڈول سے مراد گناہوں کا ڈول ہے اور اس کے بھرنے کا مطلب شامت کی گھڑی کا آپہنچنا ہے۔

ف۱۳ یعنی ان کی شامت کی گھڑی قریب آپہنچی ہے (چاہے دنیا میں اور چاہے مرنے کے بعد آخرت میں)، وہ جلدی کیوں مچا رہے ہیں۔ ف۱۴ مراد بدر کا دن ہے جب دنیا میں ان کی شامت آئی یا قیامت کا دن۔ ف۱۵ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ صحیحین میں حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔ (شوکانی)

وَالطُّورِ ① وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ② فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ ③ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ④ وَالسَّقْفِ

قسم ہے طور کی اور کتاب لکھی ہوئی کی بیچ جھلی کھلی ہوئی کے اور بیت المعمور کی اور چھت

قسم ہے طور (پہاڑ) کی ف۱ اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہوئی ہے ف۲ اور آباد گھر کی ف۳ اور اونچے چھت

الْمَرْفُوعِ ⑤ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ⑥ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ⑦ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ⑧

بلند کئے ہوئے کی اور دریا جھوکے ہوئے کی تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا البتہ ہونیوالا ہے نہیں اس کو کوئی ٹالنے والا

(آسمان) کی ف۴ اور ابلتے دریا کی بیشک تیرے مالک کا عذاب (اس شخص پر جو عذاب کے لائق ہے) ضرور پڑیگا کوئی اسکو ٹال

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ⑨ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ⑩ فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ⑪

جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان پھٹ جانے کر اور چلنے لگیں گے پہاڑ چلنے کر پس وائے ہے اُسدن واسطے جھٹلانے والوں کے

نہیں سکتا جسدن آسمان (پھٹ کر) چکر مارنے لگے گا اور پہاڑ (روئی کی طرح) اُڑتے پھریں گے اس دن ان جھٹلانے والوں کی خرابی ہے

الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ⑫ يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ⑬ هَٰذِهِ النَّارُ

وہ جو بیچ جھگڑے کے کھیلتے ہیں جس دن کہ دھکے دیئے جاویں گے طرف آگ دوزخ کی دھکے دیئے کر یہ ہے وہ آگ

جو بیہودہ باتوں میں کھیل رہے ہیں جس دن یہ لوگ دوزخ کی آگ کی طرف (زبردستی) دھکیلے جائیں گے ف۵ (اُنسے کہا جائیگا)

الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ⑭ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ⑮ اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا

جو تھے تم اس کو جھٹلاتے کیا پس جادو ہے یہ یا تم نہیں دیکھتے داخل ہو اس میں پس صبر کرو

یہی وہ دوزخ ہے جس کو تم (دنیا میں) جھٹلاتے تھے کیا یہ بھی جادو ہے ف۶ یا تم کو سُوجھ نہیں پڑتا ف۷ (جاؤ اب) اس میں گھسو اب تم صبر کرو یا

أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ⑯ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي

یا نہ صبر کرو برابر ہے اوپر تمہارے سوائے اس کے نہیں ہے کہ جزا دیئے جاؤ گے تم جو کچھ کرتے تھے تم کرتے تحقیق پرہیزگار بیچ

بے صبری کرو (دونو باتیں) تمہارے حق میں برابر ہیں جیسے کام تم (دنیا میں) کرتے رہے ویسا ہی تم کو بدلہ ملیگا جو پرہیزگار ہیں وہ تو بے شک

جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ⑰ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ⑱ كُلُوا

بہشتوں کے اور نعمت کے ہیں خوشی کی باتیں کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ان کو رب اُن کے نے اور بچا لیا ان کو پروردگار اُنکے نے عذاب

باغوں میں اور چین میں ہوں گے جو میوے اُن کے مالک نے (کھانیکو) اُن کو دیئے ہوں گے ف۸ اُن کے مزے اُڑا رہے ہوں گے اور اُنکا مالک اُنکو دوزخ

وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ⑲ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُم

دوزخ کے سے کھاؤ اور پیو سہتا بدلے اس چیز کے کہ تھے تم کرتے تکیہ لگائے ہوئے اوپر تختوں صف باندھے ہوؤں کے اور بیاہ دیا ہم نے

کے عذاب سے بچالیگا (اُنسے کہا جائیگا) تم جو (دنیا میں نیک کام) کیا کرتے تھے ان کے بدل (آج) مزے سے کھاؤ اور پیو۔ وہ اُن تختوں پر جو برابر برابر بچھے ہوں

بِحُورٍ عِينٍ ⑳ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

ان کو ساتھ گوریوں اچھی آنکھوں والیوں کے اور جو لوگ ایمان لائے اور پیروی کی اُن کی اولاد اُن کی نے ساتھ ایمان کے ملا دیا ہم نے ساتھ اُن کے اولاد اُن کی

گے تکیے لگائے (بیٹھے) ہوں گے اور ہم بڑی آنکھوں والی حوروں سے اُنکا جوڑا لگا دیں گے ف۹ اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد بھی ایمان کے ساتھ اُنہی کی راہ پر

وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ㉑ وَأَمْدَدْنَاهُم

کو اور نہ کم دیا ہم نے اُن کو عملوں ان کے سے کچھ ہر آدمی بیچ اس چیز کے کہ کمایا ہے گرفتار ہے اور مدد دیں گے ہم ان کو

چلی تو ان کی اولاد کو بھی ہم (بہشت میں ان سے) ملا دیں گے اور اُنکے (نیک) کام کا ثواب کچھ کم نہیں کرینگے ف۱۰ ہر شخص اپنے عمل میں گرو ہے ف۱۱ (گتھا ہوا ہے)

ف۱ مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمایا تھا۔ ف۲ مراد قرآن ہے یا لوح محفوظ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہر کتاب یا نامۂ اعمال۔ ف۳ یعنی اس مسجد کی جو ساتویں آسمان پر ہے اور فرشتوں سے آباد ہے۔ صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "(معراج کے موقع پر) پھر ساتواں آسمان پار کر لینے کے بعد مجھے "البیت المعمور" کی طرف لے جایا گیا۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو (قیامت تک) دوبارہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔" (شوکانی)

ف۴ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد عرش ہے۔ واللہ اعلم (شوکانی)

ف۵ یعنی جنہیں فرشتے دھکیل کر دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔

ف۶ "جیسا کہ تم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوںؑ کی باتوں کو جادو بتاتے تھے۔"

ف۷ "جیسے تمہیں دنیا میں حق دیکھنے کے بعد بھی کوئی بات سجھائی نہ دیتی تھی۔"

ف۸ یا جو نعمتیں ان کے رب نے انہیں دی ہوں گی ان سے لذت اندوز ہو رہے ہوں گے۔

ف۹ "حور"، حوراء کی جمع ہے اور حَوْرَاء گورے رنگ کی عورت کو کہتے ہیں عِین، عَیْنَاء کی جمع ہے اور عَیْنَاء بڑی اور سیاہ آنکھوں والی عورت کو کہتے ہیں۔

ف۱۰ یعنی اولاد کے ساتھ آملنے سے یہ نہیں ہوگا کہ اُن کے کسی عمل کا ثواب کم ہو جائے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر فضل و کرم ہوگا کہ ان کی اولاد گو درجات میں کم ہوگی لیکن ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے انہی کے درجہ میں رکھی جائیگی بشرطیکہ وہ انہی کے راستہ پر چلنے والی ہو۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: آدمی جب جنت میں داخل ہوگا تو اپنے والدین، بیوی اور اولاد کے بارے میں دریافت کرے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ وہ تیرے درجہ اور عمل کو نہیں پہنچے۔ وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں نے تو اپنے لئے اور ان کے لئے عمل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ انہیں بلند درجہ دے کر اُن کے ساتھ ملا دیا جائے۔" اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی۔ (شوکانی) اسی طرح نیک اولاد کی وجہ سے ماں باپ کے درجات میں بھی بلندی ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرمائے گا۔ وہ عرض کرے گا "یہ بلند درجہ مجھے کیسے مل گیا؟" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تیرے لڑکے کے تیرے لئے استغفار کی وجہ سے"۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی جس طرح گروی رکھی ہوئی چیز پیسہ دیئے بغیر نہیں چھوٹ سکتی اسی طرح ہر آدمی اپنے عمل کا ثواب یا عذاب پائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾

ساتھ میووں کے اور گوشت کے اس چیز سے کہ چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے چھین لیویں گے بیچ اس کے پیالہ کہ نہ بیہودہ بکنا ہے بیچ اس کے اور نہ

اور جو میوہ اور گوشت چاہیں گے ہم ان کو برابر پہنچاتے رہیں گے آپس میں (شراب کا) جام ایک دوسرے کے ہاتھ سے جھپٹ لیں گے اسکے پینے سے وا

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

گنہگاری اور پھیریں گے اوپر اُن کے غلام اُن کے گویا کہ وہ موتی ہیں چھپائے ہوئے اور منہ کریں گے بعضے اُن کے اوپر بعض کے

نہ تو بیہودہ بکواس کریں گے اور نہ کوئی بری حرکت اُنسے سرزد ہوگی اور (خدمت کیلئے) اُنکے چھوکرے اُنکے پاس پھرتے رہینگے (ایسے خوبصورت) جیسے چھپے ہوئے بآبدار وٓ

يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا

بلا پوچھتے ہوئے کہیں گے تحقیق تھے ہم پہلے بیچ لوگوں اپنے کے ڈرتے ہوئے پس احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے اور بچایا

ہوئے موتی اور آپس میں ایکدوسرے کی طرف منہ کر کے پوچھا پاچھی کریں گے وٓ (اُن میں سے کوئی یوں) کہیں گے (بھیا) ہم تو اس سے پہلے (جب دنیا میں اپنے

عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ

ہم کو عذاب باد گرم کے سے تحقیق تھے ہم پہلے اس سے پکارتے اُس کو تحقیق وہ ہے احسان کرنیوالا مہربان پس نصیحت کر پس نہیں تو

گھر میں تھے) تو (بہت) ڈرا کرتے تھے وٓ لیکن (حقیقت تو یہ ہے کہ) اللہ نے ہمپر بڑا احسان کیا اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا وٓ ہم تو اس سے پہلے (دنیا میں) اسی

بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾

ساتھ نعمت پروردگار اپنے کے جنوں سے خبر بینے والا اور نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں کہ شاعر ہے انتظار رکھتے ہیں ہم ساتھ اس کے حادثے موت

کو پکارا کرتے تھے وٓ بیشک وہ بڑا احسان کرنیوالا مہربان ہے تو (اے پیغمبر) تو (لوگوں کو) نصیحت کئے جا اللہ کے فضل سے نہ تو تو کاہن ہے نہ باؤلا ہے وٓ کیا وہ (تجھ کو یوں)

قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ

کے کا کہہ منتظر رہو پس تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے انتظار کرنیوالوں سے ہوں کیا حکم کرتی ہیں اُن کو عقلیں اُن کی ساتھ اس کے یا یہ

کہتے ہیں شاعر ہے (پڑا رہنے دو) ہم اسکے بارے زمانہ کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں وٓ (اے پیغمبر) کہدے اچھا انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں وٓ کیا

قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ

قوم سرکش ہیں کیا کہتے ہیں اس نے بنایا ہے اس قرآن کو بلکہ نہیں ایمان لاتے پس چاہیے کہ لے آویں ایک بات مانند اسکی

ان کی عقلیں انکو ایسی ہی (بیوقوفی کی) باتیں سکھاتی ہیں نہیں یہ (اپنی ذات سے) شریر لوگ ہیں وٓ یا یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو (اپنے دل سے) بٹ لیا

إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا

اگر ہیں سچے کیا پیدا کئے گئے ہیں بن کسی چیز کے یا وہی ہیں پیدا کرنے والے کیا پیدا کیا

ہے نہیں بات یہ ہے کہ اُن میں ایمان نہیں ہے وٓ تو وہ اسطرح کا ایک کلام (بنا کر) لے آئیں اگر سچے ہیں وٓ کیا وہ آپ ہی آپ (بغیر کسی بنانے والے کے) بن گئے ہیں یا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

انہوں نے آسمانوں کو اور زمین کو بلکہ نہیں یقین لاتے کیا نزدیک اُن کے خزانے ہیں پروردگار تیرے کے کیا یہ داروغہ

انہوں نے خود (اپنے تئیں) بنا لیا ہے وٓ یا انہوں نے آسمان اور زمین بنائے ہیں نہیں رکھتے مگر یقین نہیں وٓ کیا تیرے مالک کی (رحمت کے) خزانے

الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾

ہیں کیا واسطے اُن کے سیڑھی ہے کہ سن لیتے ہیں بیچ اس کے پس چاہیے کہ لے آوے سننے والا اُن کا دلیل ظاہر وٓ

اُن کے ہاتھ میں ہیں وٓ یا وہ کوئی داروغہ ہیں (ان کا کوئی اجارہ ہے) وٓ (وہ جو پیغمبر سے جھگڑتے ہیں تو) کیا ان کے پاس کوئی (ایسی لمبی) سیڑھی ہے جس پر (چڑھ

وٓ یعنی ان میں شراب کا دور چلے گا اور وہ خوش طبعی کے طور پر ایک دوسرے سے جام چھینیں گے لیکن وہ شراب ایسی ہوگی کہ اس میں نشاط اور لذت تو ہوگی، نشہ، بکواس اور فتورِ عقل وغیرہ کچھ نہ ہوگا اور نہ اسے پی کر وہ بُری حرکات کا ارتکاب کریں گے۔ وٓ یعنی ایسے موتی جو غلاف یا سیپ کے اندر ہوں اور کسی نے انہیں چھوا تک نہ ہو۔ اس لئے نہایت صاف شفاف ہوں۔ وٓ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ جنت کی زندگی کیونکر گزر رہی ہے؟ وٓ کہ دیکھو انجام کیا ہوتا ہے اور عذاب سے بچاؤ ہوتا ہے یا نہیں؟" وٓ سَمُوم کے لفظی معنی لُو (جھلس ڈالنے والی گرم ہوا) کے ہیں اور یہ دوزخ کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔ اس لئے متن میں اس کا ترجمہ دوزخ کیا گیا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر سموم کے عذاب میں سے اللہ تعالیٰ ایک پور برابر دنیا والوں پر ڈال دے تو زمین سمیت سب جل کر راکھ ہو جائیں۔ (شوکانی)

وٓ یعنی اسی کی عبادت کرتے تھے اور اسی سے دعا کرتے تھے۔

وٓ اس سے مقصود مشرکین کی تردید ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کاہن کہتے اور کبھی باؤلا۔ کاہن سے مراد بروہت ہے جو وحی کے بغیر غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے۔

وٓ یعنی جس طرح قدیم زمانہ کے بہت سے شعراء مر کر ختم ہوگئے یہ بھی ختم ہو جائے گا اور دنیا میں اس کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے گا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ دار الندوہ میں قریش کا اجتماع ہوا کہ آنحضرتؐ کے معاملے پر غور کیا جائے۔ ایک کہنے والے نے کہا اس شخص کو قید کر دو اور اس کی موت کا انتظار کرتے رہو۔ جیسے نابغہ اور دوسرے شعراء مر گئے یہ بھی مر جائے گا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (شوکانی)

وٓ یعنی تم میری ہلاکت کا انتظار کرتے رہو میں تمہاری ہلاکت کا انتظار کر رہا ہوں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کا عذاب مجھ پر آتا ہے یا تم پر؟

وٓ یعنی یہ جو اس قسم کی بے جوڑ باتیں کرتے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اُن کی عقل انہیں اس طرح بے وقوفی کی باتیں سکھاتی ہیں بلکہ اصل وجہ ان کا طغیان یعنی شرارت اور ہٹ دھرمی کی حد سے گزر جانا ہے۔

وٓ یعنی کیا ان کی بے جوڑ باتوں کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرآن کو اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا تصنیف کیا ہوا سمجھتے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ زبان دان لوگ ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ کوئی انسان اس قسم کا کلام تصنیف کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ کفر و عناد اُن کی طبیعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور وہ کسی طور ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

وٓ یعنی اگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصنیف کیا ہوا کلام ہے تو اپنی اس بات کو سچا ثابت کرنے کیلئے ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اس جیسا کلام تصنیف کر کے لے آئیں۔ حالانکہ ان میں بڑے بڑے ادیب شاعر اور فلسفی موجود ہیں جنہیں اپنی زبان دانی اور فلسفیانہ موشگافیوں پر ناز ہے؟ ــــ مشرکین مکہ کو یہ چیلنج اس سے پہلے کئی مکی سورتوں میں بھی دیا جا چکا ہے، لیکن کسی موقع پر انہیں اس کا جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ یہ قرآن کے خدائی کلام ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

وٓ اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے معاملے میں خود مختار ہیں جو چاہیں کرتے پھریں؟

وٓ یعنی نہیں، وہ اپنے آپ کو زمین و آسمان کا خالق نہیں سمجھتے لیکن اس کے باوجود جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مان رہے اور کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر یقین نہیں ہے محض ناقابلِ اعتبار قسم کا شک ہے۔ اگر یقین ہوتا تو ہرگز کفر و شرک میں مبتلا نہ رہتے بلکہ آنحضرتؐ کی بات مان کر اللہ تعالیٰ پر اس طرح ایمان لاتے جو اُس پر ایمان لانے کا حق ہے۔ وٓ کہ جسے چاہیں روزی دیں اور جسے چاہیں نہ دیں یا جسے چاہیں وہ خدا کا پیغمبر ہو اور جسے نہ چاہیں وہ نہ ہو؟" وٓ کہ دنیا میں ہر بات انہی کی مرضی کے مطابق ہوا کرے؟ وٓ یعنی کیا اُن کی رسائی براہِ راست فرشتوں بلکہ خدا تک ہو جاتی ہے اس لئے وہ اپنے آپ کو پیغمبر کی رہنمائی سے آزاد سمجھتے ہیں۔

وٓ کھلی سند سے مراد ایسی سند ہے جس سے معلوم ہو کہ وہ واقعی آسمان تک گیا تھا اور وہاں اس نے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی باتیں سنی تھیں۔

أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ

کیا واسطے اُس کے بیٹیاں ہیں اور واسطے تمہارے بیٹے ہیں کیا مانگتا ہے تو اُن سے بدلا پس وہ تاوان سے بوجھل ہیں کیا

کروہ آسمان کی باتیں) سن لیتے ہیں (اگر ایسا ہی ہے تو جو کوئی ان میں سے (آسمان کی باتیں) سنکر آتا ہے وہ کوئی کھلی سند پیش کرے کیا (اے مشرکو) خدا کی تو بیٹیاں

عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾

نزدیک اُن کے علم غیب ہے پس وہ لکھ لیتے ہیں یا ارادہ کرتے ہیں مکر کا پس جو لوگ کہ کافر ہیں وہی مکر کئے گئے ہیں

اور تمہارے لئے بیٹے ہیں ف۱ یا (اے پیغمبرؐ) تو (اللہ کی باتیں انکو سناتے پر) اُنسے کوئی مزدوری مانگتا ہے پھر یہ اس تاوان (ڈنڈ یا چٹی) کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں ف۲ یا

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا

کیا واسطے اُن کے معبود ہیں سوائے اللہ کے پاک ہے اللہ اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا کہیں

ان کو غیب کی باتیں معلوم ہیں وہ اُن کو لکھتے رہتے ہیں ف۳ یا وہ (پیغمبرؐ سے) داؤں کرنا چاہتے ہیں تو خود ہی کافر داؤں میں آجائینگے ف۴ یا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور انکا خدا ہے ف۵ اللہ تعالیٰ تو انکے

يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾

بادل ہے تہ بہ تہ پس چھوڑ دے اُن کو یہانتک کہ ملاقات کریں اُس دن کی کہ بیچ اس کے بیہوش کئے جاویں گے

مشرک سے پاک اور برتر ہے اور (یہ کافر ایسے ڈھیٹ ہوگئے ہیں) اگر آسمان سے ایک ٹکڑا (ڈوہ کا ڈوہ) گرتا ہوا دیکھیں (جو عذاب کے طور پر آرہا ہو) تو بھی (ڈریں نہیں بلکہ) یوں کہیں یہ جما ہوا

يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا

جس دن کہ نہ کفایت کریگا اُن سے مکر اُن کا کچھ اور نہ وہ مدد دیئے جائیں گے اور تحقیق واسطے اُن لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں

ابر ہے تو (اے پیغمبرؐ) انکو (اپنے حال پر) چھوڑدے یہانتک کہ اُس دن کو پائیں جسدن بیہوش ہوجائینگے جسدن اُنکا داؤں (مکر اور فریب) اُنکے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ انکو کہیں سے) مدد

دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

عذاب ہے ورے اُس کے اور لیکن بہت اُن کے نہیں جانتے اور صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے پس

ملیگی اور ان ظالموں کو اس عذاب (یعنی قیامت کے عذاب) کے سوا اس سے اُدھر ہی ایک اور عذاب ہونیوالا ہے مگر انمیں اکثر لوگ نہیں جانتے ف۶ اور (اے پیغمبرؐ) اپنے مالک

فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ

تحقیق تو بیچ آنکھوں ہماری کے ہے اور پاکی بیان کر ساتھ تعریف رب اپنے کے جسوقت کھڑا ہو تو اور رات کو

کے حکم کا انتظار کرتا رہ (گھبرا نہیں صبر سے بیٹھا رہ) کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے (ہم تجکو دیکھ رہے ہیں) اور جب تو (بیٹھ کر) اُٹھے تو اپنے مالک کی خوبی تعریف کے ساتھ بیان کر ف۷

فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾ ع

پس تسبیح کیا کر اس کو اور پیچھے جانے تاروں کے

اور رات کو بھی اسکی پاکی بیان کر اور جب تارے ڈوب جائیں

(۲ ع ۲۱)

سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ (۲۳) (۵۳) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۶۲ رکوعاتہا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۸

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿٢﴾ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾

قسم ہے تارے کی جب گرے نہیں بہک گیا یار تمہارا اور نہ راہ سے پھر گیا اور نہیں بولتا خواہش اپنی سے

قسم ہے تارے کی جب وہ نیچے کو چلے ف۹ تمہارا ساتھی (یعنی پیغمبرؐ) نہ تو بہکا ہے نہ بھٹکا ف۱۰ اور نہ (اپنے دل کی) خواہش سے وہ (کوئی) بات کرتا ہے ف۱۱

ف۱ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ بہت سے مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے تھے جیسا کہ دوسری متعدد آیات میں ان کے اس عقیدے کا ذکر کرکے اس کا باطل ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

ف۲ "اس لئے آپؐ کی دعوت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔"

ف۳ یعنی اُن کے مطابق اپنے معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اس قانون سے بے نیاز سمجھتے ہیں جسے خدا کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں۔

ف۴ یعنی چاہ کن را چاہ درپیش۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ (فاطر: ۴۳)

ف۵ یعنی ایسی ہستی جس کا حکم مانا جائے چنانچہ شاہ صاحبؒ نے یہاں "الٰہ" کا ترجمہ "حاکم" کیا ہے۔

ف۶ اس سے مراد وہ عذاب بھی ہے جو بدر کے دن قید و بند اور قتل کی صورت میں کفارِ مکہ پر نازل ہوا۔ اور وہ قحط سالی کا عذاب بھی جس میں سات برس مبتلا رہے اور عذابِ قبر بھی۔ حضرت ابن عباسؓ نے خاص طور پر عذاب قبر مراد لیا ہے۔ (شوکانی)

ف۷ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ جب کسی مجلس سے اُٹھتے تو فرماتے :۔ سبحانک اللّٰھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔ اور فرماتے کہ یہ دعا ان تمام باتوں کا کفارہ ہے جو آدمی مجلس میں کرتا ہے۔ (شوکانی)

ف۸ جمہور مفسرین کے بقول یہ پوری سورہ مکی ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ نے آیت : اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ کو مدنی قرار دیا ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ سب سے پہلی سورہ، جس میں سجدۂ تلاوت اترا، سورۂ نجم تھی۔ آنحضرتؐ نے سجدہ کیا اور ایک شخص کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ سجدۂ تلاوت مستحب ہے واجب نہیں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی غروب ہونے کے لئے جھکے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے قرآن مراد ہے کیونکہ وہ بھی منجماً (تھوڑا تھوڑا کرکے) نازل ہوا ہے۔

ف۱۰ جیسا کہ مشرکین مکہ کہتے ہیں۔ ضالّ (بہکا ہوا) وہ ہے جو جہالت کے سبب صحیح راہ سے بھٹک جائے اور غاوی وہ ہے جو جان بوجھ کر سیدھے رستے سے ہٹ جائے اور لفظ صاحبکم" میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ آنحضرتؐ کے حقیقی حال سے خوب واقف تھے۔ (ابن کثیر۔ شوکانی)

ف۱۱ بلکہ جیسا خدا کی طرف سے حکم ہوتا ہے سنا دیتا ہے۔

إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ﴿٥﴾ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ﴿٦﴾ وَهُوَ

نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے سکھایا اس کو سخت قوتوں والے نے صاحب قوت ہے پس پورا نظر آیا اور وہ

اس کی جو بات ہے ف۱ وہ وحی ہے جو (اُس پر) بھیجی جاتی ہے ف۲ اُسکو بڑے زور والے (فرشتے جبرئیلؑ) نے سکھائی ہے ف۳ بڑے خوبصورت (یا بڑے عقلمند)

بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ﴿٩﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ

بیچ کنارے بلند کے تھا پھر نزدیک ہوا پس اُتر آیا پس تھا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک پس وحی پہنچائی ہم نے طرف

نے پھر وہ اوپر چڑھ گیا آسمان کے اونچے کنارے میں ف۴ پھر وہ اترا اور (پیغمبرؐ کے) پاس آگیا ف۵ اتنا کہ دو کمان کا یا اس سے بھی کم (پیغمبرؐ اور جبرئیلؑ میں) فاصلہ

عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ

بندے اپنے کے جو پہونچائی نہیں جھوٹ بولا دل نے جو کچھ دیکھا کیا پس جھگڑتے ہو تم اس سے اوپر اس چیز کے کہ دیکھا ہے اور البتہ تحقیق

رہ گیا پھر اُسنے اللہ کے بندے (حضرت محمدؐ) کو جو بتلانا تھا وہ بتلایا پیغمبرؐ نے جو دیکھا تھا اس میں (اپنے) دل سے جھوٹ نہیں ملایا کیا پیغمبرؐ نے جو دیکھا تم

نَزْلَةً أُخْرَىٰ ﴿١٣﴾ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ﴿١٤﴾ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ

دیکھا ہے اس نے اسکو ایک بار اور نزدیک سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک اس کے ہے جنت الماویٰ جس وقت کہ ڈھانکتا تھا بیری کو جو

اس باب میں اس سے جھگڑتے ہو حالانکہ پیغمبرؐ تو اس کو (جبرئیلؑ کو) ایک بار اور دیکھ چکا ہے ف۶ سدرۃ المنتہٰی کے پاس ف۷ اسی کے پاس بہشت ہے جو (نیک

مَا يَغْشَىٰ ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ﴿١٨﴾ أَفَرَأَيْتُمُ

کچھ ڈھانک رہا تھا نہیں کجی کی نظر نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی تحقیق دیکھا اس نے نشانیوں پروردگار اپنے کی سے بڑی کو کیا پس دیکھا تم نے

بندوں کا) ٹھکانا ہے جب اس سدرے پر کچھ چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ف۸ پیغمبرؐ کی نگاہ چوکی نہیں نہ حد سے بڑھی بیشک پیغمبرؐ نے اپنے مالک کی بڑی نشانیاں

اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا

لات اور عُزّٰی کو اور مُنات تیسرے پچھلے کو کیا واسطے تمہارے مرد ہیں اور واسطے اُسکے عورتیں یہ اس وقت

دیکھیں ف۹ (مشرکو) بھلا بتلاؤ تو سہی لات اور عزّٰی اور تیسرا ایک اور بت منات (یہ کس کام کے ہیں ف۱۰ تم کو تو مرد دئے (بیٹے) ملے اور پروردگار کو عورتیں (بیٹیاں)

قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا

بانٹنا ہے بہت بُرا نہیں یہ کہ مگر نام کہ مقرر کر لیا ہے تم نے اُن کو اور باپوں تمہارے نے نہیں اتاری اللہ نے

یہ تو اگر ہو تو ایک بھونڈی تقسیم ہے یہ بت تو نرے نام ہی نام ہیں (جنکی حقیقت کچھ نہیں) جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنے دل سے) تراش لئے ہیں اللہ

مِن سُلْطَانٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ

بیچ اسکے کچھ دلیل نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور اس چیز کی کہ چاہتے ہیں جی اور البتہ تحقیق آئی ان کے پاس پروردگار

نے تو اُن کے (معبود ہونے کی) کوئی سند نہیں اتاری یہ کافر بس گمان (اٹکل) پر چلتے ہیں اور جو ان کے دل میں آتا ہے وہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے مالک کی طرف

الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ

اُن کے سے ہدایت کیا ملتا ہے واسطے آدمی کے جو آرزو کرے پس واسطے اللہ کے ہے پچھلا گھر اور پہلا اور بہت فرشتے ہیں بیچ آسمانوں کے

سے اُنکو (ٹھیک) رستہ بھی بتلایا جا چکا تھا ف۱۱ کیا بھلا آدمی کو جو آرزو کرے وہ مل سکتی ہے آخرت اور دنیا دونوں اللہ کے اختیار میں ہیں آسمان کے فرشتے تو کتنے

لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾

کہ نہیں کفایت کرتی سفارش ان کی کچھ مگر پیچھے اس کے کہ اذن دیوے اللہ واسطے جس کے چاہے اور پسند کرے

ایسے ہیں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آسکتی مگر ہاں اللہ جس کے لئے چاہے حکم دے اور اس کی مرضی ہو (تو یہ اور بات ہے) ف۱۲

ع ۵

ف۱ چاہے وہ قرآن کی کوئی آیت ہو یا حدیث پاک۔ ف۲ یعنی دین کے باب میں جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی کے بغیر نہیں فرماتے۔ معلوم ہوا کہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی ہے اور واجب الاتباع ہونے کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ علماء نے قرآن کو وحی متلو اور حدیث کو وحی غیر متلو کہا ہے: والبحث یطول ف۳ اکثر صحابہؓ، بعد کے مفسرینؒ نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔ (شوکانی) ف۴ یعنی آنحضرتؐ تک وحی پہنچا کر جبرئیلؑ آسمان کی طرف چلے گئے۔ ترجمہ کے مطابق یہ تفسیر سعیدؒ بن المسیب اور ابن جبیرؒ سے منقول ہے۔ شاہ صاحبؒ نے "فاستوٰی" کا ترجمہ "پس سیدھا بیٹھا" کیا ہے اور فوائد میں لکھا ہے کہ یہ ابتدائے نبوت کا واقعہ ہے کہ حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ کو اپنی اصلی شکل میں نظر آئے کہ آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا دکھائی دیا۔ یہ دیکھ کر آنحضرتؐ گھبرا گئے تو سورۂ مدثر نازل ہوئی۔ (موضح) حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے دو مرتبہ حضرت جبریلؑ کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا ہے یعنی ایک مرتبہ ابتدائے نبوت میں جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے اور دوسری مرتبہ معراج کے موقع پر، جس کا ذکر آگے آیت ۱۳ سے شروع ہو رہا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی پھر نیچے زمین پر اُترے اور آپؐ سے قریب ہوئے۔

ف۶ یہ معراج کا واقعہ ہے کہ آنحضرتؐ نے جبریلؑ کو دوسری مرتبہ ان کی اصلی شکل میں دیکھا۔ (ابن کثیر)

ف۷ صحیح حدیث میں ہے کہ یہ درخت چھٹے یا ساتویں آسمان پر ہے اور اسے منتہٰی اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر تمام مخلوق کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ (شوکانی)

ف۸ مراد ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا نور یا فرشتوں کا ہجوم یا سنہری پروانے جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۹ نشانیوں سے مراد وہ تمام نشانیاں ہیں جو آنحضرتؐ نے معراج کی رات کو دیکھیں جیسے جنت و دوزخ، سدرۃ المنتہٰی اور حضرت جبریلؑ کی اصلی شکل وغیرہ۔ متعدد صحابہؓ نے تصریح کی ہے کہ یہاں رؤیت سے مراد جبریلؑ کی رؤیت ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "تم سے جو شخص یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ جھوٹ کہتا ہے"۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا تھا۔ کذا روی عن ابن عباسؓ۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی ان کی پوجا کرنے سے کیا فائدہ؟ یہ تمہیں کسی طرح کا نفع و نقصان پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتے۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ تین بُت بہت مشہور تھے اور کعبہ کی طرح لوگ ان کا طواف کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا۔ "لات" طائف میں تھا اور بنو ثقیف اس کے معتقد تھے۔ عُزّٰی قریش کی دیوی تھی۔ اس کا استھان مکہ و طائف کے درمیان وادیٔ نخلہ میں تھا اور مناۃ کا استھان مکہ اور مدینہ کے درمیان قدید کے قریب مشلل کے مقام پر تھا۔ خزاعہ، اوس اور خزرج اس کے معتقد تھے۔ ف۱۱ یعنی قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ۔

ف۱۲ مطلب یہ ہے کہ جب فرشتوں کا یہ حال ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں تو تمہارے ان بتوں کی کیا مجال کہ کسی کی سفارش کر سکیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُم بِهِ

تحقیق جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے نام رکھتے ہیں فرشتوں کا نام عورتوں کا سا اور نہیں ان کو ساتھ

جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہی فرشتوں پر عورت ذات کا نام دھرتے ہیں (انکو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں) اور ان کو اس بات کی کوئی تحقیق

مِنْ عِلْمٍ ۖ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾

اس کے کچھ علم نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور تحقیق گمان نہیں کفایت کرتا حق سے کچھ

نہیں ہے (کہ فرشتے عورت ذات ہیں) وہ اور کچھ نہیں صرف اٹکل (گمان) پر چلتے ہیں اور گمان وہاں کچھ کام نہیں آتا جہاں یقین چاہیئے ف۱ تو (اے پیغمبر

فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ

پس منہ پھیر لے اس شخص سے کہ پھر گیا وہ یاد ہماری سے اور نہ ارادہ کیا مگر زندگانی دنیا کا یہ ہے

جو کوئی ہماری یاد سے منہ موڑے (قرآن اور آخرت کا خیال نہ کرے) اور صرف دنیا کی زندگی سے غرض رکھے تو اس کی طرف سے منہ پھیر لے ف۲ انکی عقل یہیں

مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ

رسائی ان کی علم سے تحقیق پروردگار تیرا وہ خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ گمراہ ہوا راہ اس کی سے اور وہ خوب جانتا ہے

تک پہونچی ہے ف۳ بیشک تیرا مالک خوب جانتا ہے کون اس کی (سچی) راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہ (یہ بھی) خوب جانتا ہے کہ کون (سچی) راہ پر آگیا ہے ف۴

بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا

اس شخص کو جس نے راہ پائی اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے تو کہ بدلہ دیوے ان لوگوں کو برا کرتے ہیں ساتھ اس چیز

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے (اسی نے آدمیوں کو بھی بنایا) اس لئے کہ بُروں کو ان کے کئے کا اور

عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَ

کے کہ کیا ہے انہوں اور بدلہ دیوے ان لوگوں کو نیکی کرتے ہیں ساتھ نیکی کے وہ لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور

اچھوں کو اچھا بدلہ دے ف۵ (اچھے لوگ وہ ہیں) جو بڑے بڑے گناہوں اور بے شرمی کے کاموں سے بچتے ہیں

الْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم

بیحیائیوں سے مگر نزدیک ہو جانے سے ان گناہوں کے تحقیق رب تیرا بڑا بخشش والا ہے وہ خوب جانتا ہے تم کو جسوقت کہ پیدا کیا

مگر چھوٹا قصور (اُن سے) ہو جاتا ہے ف۶ بیشک (اے پیغمبر) تیرا مالک بڑا بخشنے والا ہے ف۷ وہ تم کو اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اس

مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ

تمہارا تم کو زمین سے اور جسوقت کہ تم بچے تھے بیچ پیٹوں ماؤں اپنی کے پس مت پاک کہو تم جانوں اپنیوں کو وہ خوب جانتا

نے تم کو زمین سے نکالا ف۸ اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے تو اپنی پاکیزگی مت جتاؤ ف۹ وہ خوب جانتا ہے

بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿٣٢﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿٣٣﴾ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ﴿٣٤﴾ أَعِندَهُ عِلْمُ

ہے اس شخص کو کہ پرہیزگاری کرتا ہے کیا پس دیکھا تو نے اس شخص کو کہ پھر گیا اور دیا تھوڑا سا اور پھر بند کر دیا کیا نزدیک اس کے ہے علم غیب

کون پرہیزگار ہے ف۱۰ (اسے پیغمبر) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے (ایمان) سے منہ پھیر لیا اور تھوڑی سی خیرات کی پھر ہاتھ روک لیا ف۱۱ (بخیل بن

الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ﴿٣٥﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿٣٧﴾

کا پس وہ دیکھتا ہے کیا نہ خبر دیا گیا ساتھ اس چیز کے کہ بیچ صحیفوں موسٰے کے تھی اور ابراہیم کے جس نے قول اپنا پورا کیا

گیا یا سخت دل ہو گیا) کیا اس کو غیب کا علم ہے (وہ اپنی آنکھ سے اپنا انجام) دیکھ رہا ہے ف۱۲ کیا اس کو اُن باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسٰے کی کتاب توریت

ع ۲ / ۶

ف۱ یعنی اعتقادیات کے باب میں ظن و تخمین کافی نہیں بلکہ ان کی بنیاد یقین پر ہونی ضروری ہے البتہ عملی مسائل کی بنیاد ظن پر ہو سکتی ہے۔ اس لئے قرآن و حدیث میں نص صریح نہ ملنے کی صورت میں قیاس و اجتہاد بھی کام دے سکتا ہے۔

ف۲ یعنی اس کے پیچھے نہ پڑیئے اور اسے سمجھانے میں وقت ضائع نہ کیجئے۔

ف۳ یعنی یہ لوگ صرف دنیا اور اس کے نفع و نقصان کو جانتے ہیں۔ مرنے کے بعد کیا ہو گا؟ اسے یہ لوگ نہیں جانتے اور نہ اس کے بارے میں کبھی غور و فکر کرتے ہیں۔

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ کو ازل سے معلوم ہے کہ ان میں سے کون ایمان لائے گا اور کون کفر و شرک کی بھول بھلیوں میں بھٹکتا رہے گا اور اللہ ہی ہر شخص کو اس کے اچھے یا بُرے عمل کا بدلہ دے گا۔ لہٰذا اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑیئے۔

ف۵ یعنی اب بطور نتیجہ ایسا ہونا ضروری ہے کہ ....

ف۶ لَمَمٌ۔ دراصل کسی چیز کی تھوڑی سی مقدار یا اس میں تھوڑی دیر رہنے یا اس کے قریب پہنچ جانے مگر رُک جانے کو کہتے ہیں۔ مثلاً اَلَمَّ بِالْمَکَانِ۔ یعنی وہ اس میں تھوڑی دیر ٹھہرا۔ اَلَمَّ بکذا وہ قریب قریب اس تک پہنچ گیا وغیرہ۔ اس بنا پر اکثر مفسرینؒ نے اللمم سے صغیرہ گناہ مراد لئے ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن فوراً باز آجاتے ہیں۔ وغیر ذٰلک (ابن کثیر)

ف۷ یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ معاف فرماتا رہتا ہے۔ اگر انسان بڑے گناہوں سے بچتا رہے اور توبہ کر لے تو بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

ف۸ یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

ف۹ یعنی اپنی تعریف مت کرو اور نہ دھمنڈ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھو۔ کیونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے "بَرَّۃ" (نیک عورت) نام رکھنے سے منع کیا اور فرمایا "اپنی پاکیزگی مت جتاؤ" اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے نیک کون ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۱۰ مجاہدؒ، ابن زیدؒ اور مقاتلؒ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں ایک شخص ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ وہ مسلمان ہو گیا لیکن مشرکین نے اسے عار دلائی کہ تم نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا۔ اس نے کہا مجھے اللہ کے عذاب کا ڈر ہے۔ عار دلانے والے نے کہا کہ تم مجھے اتنا مال دے دو میں تمہارا عذاب اپنے سر لے لوں گا۔ اس پر وہ شرک کی طرف پلٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (قرطبی)

ف۱۱ کہ "وہ عذاب سے بچ جائے گا"۔

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَأَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ

یہ کہ نہیں اٹھاتا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور یہ کہ نہیں واسطے آدمی کے مگر جو کچھ سعی کی ہے اور یہ کہ سعی اس کی البتہ

کے ورقوں میں ہیں اور ابراہیمؑ کی (کتاب کے) ورقوں میں جس نے (اللہ کا حق) پورا ادا کیا (اُن کتابوں میں یہ (لکھا) ہے کوئی بوجھ اٹھانیوالا دوسرے (کے گناہوں ف۱

يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَأَنَّ إِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَأَنَّهٗ هُوَ أَضْحَكَ

دیکھی جاوے گی پھر بدلہ دیا جاوے اس کو بدلہ پورا اور یہ کہ طرف پروردگار تیرے کی ہے انتہا اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے

کا بوجھ نہیں اٹھایگا اور یہ (بھی لکھا) ہے کہ آدمی کو اپنی ہی کوشش (ایمان) سے فائدہ ہوگا اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چلکر (قیامت کے دن اسکو) دکھائی

وَأَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَأَنَّهٗ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَأَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ

اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہ مارتا ہے اور جلاتا ہے اور یہ کہ اس نے پیدا کی ہیں دو قسمیں مرد اور عورت ایک

جائیگی پھر اسکو پورے سے پورا بدلہ ملیگا۔ اور یہ کہ اخیر (سب کو) تیرے مالک کے پاس جانا ہے اور یہ کہ وہی (جسکو چاہتا ہے) ہنساتا ہے اور (جسکو چاہتا ہے) رُلاتا ہے ف۲

نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَأَنَّهٗ هُوَ أَغْنٰى وَأَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَ

بوند سے جسوقت ڈالی جاتی ہے اور یہ کہ اسی کے ذمہ پر ہے پیدائش دوسری اور یہ کہ اس نے دولتمند کیا اور خزانے والا کیا اور

ف۲ اور یہ کہ وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے اور اسی نے (ہر جانور کے) جوڑے نر اور مادہ نطفے سے بنائے جب وہ (مادہ کے پیٹ میں) جاتا ہے اور یہ کہ دوبارہ (جلاکر) اٹھانا اس نے

أَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَأَنَّهٗ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُودَا فَمَا أَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ

یہ کہ وہ ہے پروردگار شعرٰی کا اور یہ کہ اس نے ہلاک کیا عاد پہلے کو اور ثمود کو پس نہ باقی چھوڑا اور قوم

اپنے اوپر لے لیا ہے (وعدہ فرما لیا ہے) اور یہ کہ وہی (کسی کو) مالدار کرتا ہے اور (کسی کو) محتاج بناتا ہے ف۳ اور یہ کہ وہی شعریٰ ستارے کا مالک ہے ف۴ اور یہ کہ اسی نے پہلے

نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوٰى ﴿۵۳﴾

نوحؑ کی کو پہلے ان سے تحقیق وہ تھے بہت ظالم اور بہت سرکش اور الٹائی گئی بستیوں کو دے مارا

عاد کی قوم کو تباہ کیا ف۵ اور ثمود کو بھی اور (ان دونوں میں سے کسی کو بھی) باقی نہ رکھا اور ان سے پہلے نوحؑ کی قوم والوں کو بھی بیشک وہ بڑے ظالم اور بڑے شریر تھے اور لوطؑ کی

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولٰى ﴿۵۶﴾

پس ڈھانکا اُن کو اس چیز نے کہ ڈھانکا یعنی پتھر برسے پھر بیچ کونسی نعمت رب اپنے کے جھگڑا کرتا ہے تو اے آدمی یہ ڈرانیوالا ہے اُن ڈرانیوالوں

بستیوں (مؤتفکہ کو بھی) اسی نے الٹ مارا پھر ان پر جو تباہی آئی وہ آئی ف۶ پھر (اے سننے والے آدمی) تو اپنے پروردگار کی کس کس نعمت میں شبہ (شک) کریگا ف۷ اگلے ڈرانے

أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿۵۹﴾

پہلوں میں سے نزدیک آئی نزدیک آنیوالی یعنی قیامت نہیں واسطے اس کے سوائے اللہ تع کے کھولنے والا کیا پس اس بات سے تعجب کرتے ہو تم

والوں (پیغمبروں) میں سے (یہ پیغمبرؐ) بھی ایک ڈرانیوالا ہے ف۸ دیکھو نزدیک آنیوالی (قیامت) نزدیک آپہونچی ف۹ اللہ کے سوا اسکی تکلیف ٹالنے والا نہیں کیا تم (اے کافرو)

وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿۶۰﴾ وَأَنْتُمْ سٰمِدُونَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ﴿۶۲﴾ السجدة ع۳

اور ہنستے ہو اور نہیں روتے اور تم غفلت میں ہو پس سجدہ کرو واسطے اللہ کے اور عبادت کرو اس کو

قرآن کو سنکر تعجب کرتے ہو (اسکو جھٹلاتے ہو) اور ہنستے ہو روتے نہیں اور غفلت میں پڑے ہو ف۱۰ تو تم (اے مومنو) اللہ تع کو سجدہ کرو اور اسی کا پوجا کرتے رہو ف۱۱

سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ (۵۴) (۳۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۵۵ رکوعاتہا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے

ف۱۲ شروع اللہ تع کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۱ یعنی کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہیں دے سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں یہ حکم عام ہو لیکن ہماری شریعت میں اس میں کچھ مستثنیات ہیں مثلاً گنہگاروں کے لئے انبیاءؑ اور فرشتو کی شفاعت مُردوں کیلئے زندوں کی دعا اور باپ کے عمل سے اولاد کے درجوں کا بلند ہونا تو قرآن سے ثابت ہے اور میّت کی طرف سے صدقہ خیرات اور حج کرنا وغیرہ کا نافع ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اب رہی نماز اور قرآن خوانی، تو اس کے متعلق چونکہ قرآن یا کسی صحیح حدیث میں صراحت نہیں ہے اس لئے یہ اس آیت کے عام حکم کے تحت ہینگے اور انسان کی اولاد بھی چونکہ اس کی سعی کا نتیجہ ہے اس لئے اس کے نیک عمل کا ثواب پہنچنا اس آیت کے تحت داخل ہے۔ (قرطبی)

ف۲ یعنی راحت ہو یا مصیبت، خوشی ہو یا غم، لذّت ہو یا تکلیف دونوں کا خالق اور مسبّب الاسباب وہی ہے۔

ف۳ "اقنیٰ" کے دوسرے معنی "صاحبِ جائداد بناتا ہے" اور تیسرے معنی "خوش کرتا ہے" بھی ہو سکتے ہیں۔

ف۴ "شعریٰ" برج جوزاء کے پیچھے ایک چمکدار ستارہ کا نام ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ خزاعہ کے لوگ اس کی پرستش کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہاری قسمتیں یہ ستارہ نہیں بلکہ وہ خدا بناتا ہے جو اس کا رب ہے۔

ف۵ یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم۔ اسے "پہلے عاد" اس لئے کہا گیا کہ وہ ثمود سے پہلے تھی۔ یا وہ پہلی قوم تھی جو قوم نوحؑ کے بعد تباہ کی گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ قوم عاد دو ہیں پہلی حضرت ہودؑ کی قوم اور دوسری اِرم کی قوم جس کا ذکر سورہ فجر میں آئے گا اور جو ان لوگوں کی نسل سے تھی جو حضرت ہودؑ پر ایمان لائے تھے اور عذاب سے بچ گئے تھے۔

ف۶ یعنی پتھروں کی بارش جیساکہ دوسری آیات میں مذکور ہے۔ ممکن ہے بحرِ مردار کا پانی بھی مراد ہو جس میں یہ بستیاں ڈوب گئیں اور وہ اُن پر چھا گیا۔ واضح رہے کہ "غشّٰی" کے لفظی معنی "چھا جانا" ہیں۔

ف۷ سیاقِ کلام کی بنا پر یہاں نعمت سے مراد ظالم و سرکش قوم کی تباہی ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی ظالم و سرکش قوم کو تباہ کرنا بھی انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے۔

ف۸ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم — دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "یہ (تباہی جس کا ذکر کیا گیا) پہلے آنے والی تنبیہوں میں سے ایک تنبیہ ہے"۔

ف۹ یعنی اسے دور نہ سمجھو۔ کیونکہ وہ یکایک اور فوراً آسکتی ہے اس لئے توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرو۔

ف۱۰ "سَمَد" سے مراد ایسی غفلت ہے جس کے ساتھ رنگ رلیاں بھی ہوں۔ صالح ابی الخلیل کہتے ہیں کہ جب سے یہ آیت اتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپؐ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (شوکانی)

ف۱۱ اس مقام پر سجدہ کرنا مستحب ہے جیساکہ سورہ کے شروع میں بیان ہو چکا ہے۔

ف۱۲ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہ پوری سورہ مکّی ہے۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت ابو واقد لیثیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ عید کی نمازیں سورہ ق اور یہ سورہ پڑھا کرتے تھے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ

نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی منہ پھیر لیویں اور کہتے ہیں جادو ہے

قیامت قریب آن پہونچی اور چاند پھٹ گیا ف۱ اور یہ (قریش کے) کافر اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں (اس کا کچھ خیال نہیں کرتے) اور کہتے ہیں یہ جادو تو

مُّسْتَمِرٌّ ② وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ

ہمیشہ کا قوی اور جھٹلایا انہوں نے اور پیروی کی خواہشوں اپنی کی اور ہر بات قرار پکڑنے والی ہے اور البتہ تحقیق آئی ہے اُن کے پاس

ہمیشہ سے چلا آیا ہے ف۲ اور انہوں نے (پیغمبر کو) جھٹلایا اور اپنے (دل کی) خواہشوں پر چلے اور ہر کام کا آخر ایک ٹھیراؤ ہے (وہاں جا کر دم لیگا) ف۳ اور ان کافروں کو

مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ④ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ⑤ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ

خبروں میں سے وہ چیز کہ بیچ اس کے ڈانٹنا ہے یعنی دلیل حکمت پہنچنے والی مطلب کو پس نہیں کفایت کرتے ڈرانیوالے پس منہ پھیر لے اُنسے منتظر

وہ خبریں (اگلی امتوں کی) پہنچ چکی ہیں جن سے ان کو تنبیہہ ہوتا تھی سراسر دانائی کی باتیں مگر یہ ڈرانیوالی خبریں (ان کافروں کو) کچھ فائدہ نہیں دیتیں تو (اے پیغمبرؐ) ان کا

اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ⑥ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ⑦

اس دن کا کہ پکاریگا ایک پکارنیوالا طرف ایک چیز ناپہچان کی نیچی ہونگی نظریں انکی نکلیں گے قبروں میں سے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں پریشان

خیال چھوڑ دے ف۴ جسدن بلانیوالا (فرشتہ اسرافیل انکو) ایسی چیز کیطرف بلائیگا جو دیکھنے میں نہیں آئی (قیامت کا ہولناک عذاب) یہ آنکھیں نیچے کئے ہوئے قبروں سے اس

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ⑧ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

دوڑتے ہوئے طرف پکارنے والے کی کہیں گے کافر یہ دن ہے سخت جھٹلایا تھا پہلے ان سے قوم

طرح نکل پڑیں گے جیسے ٹیڑیاں بکھر پڑیں بلانیوالے کیطرف بھاگتے ہوئے چلیں گے کافر کہیں گے یہ دن تو (بڑا) کٹھن (اجیرن) ہے۔ ان سے پہلے نوحؑ کی قوم

نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ⑨ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ⑩

نوح کی نے پس جھٹلایا انہوں نے بندے ہمارے کو اور کہا انہوں نے دیوانہ ہے اور ڈانٹا گیا پس پکارا پروردگار اپنے کو تحقیق میں مغلوب ہوں

والوں نے ہمارے بندے (نوحؑ) کو جھٹلایا اور کہنے لگے یہ باؤلا ہے اور اس کو ڈانٹا ف۵ آخر اس نے اپنے مالک کو پکارا میں (انکے ہاتھ سے) عاجز ہوں

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ⑪ ۡ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓي

پس بدلہ لے میرا پس کھولے ہم نے دروازے آسمان کے ساتھ پانی برسنے والے کے اور پھاڑ دیا ہم نے زمین کو چشمے پس مل گیا پانی زمین کا اور آسمان کا

اب تو ہی ان سے (میرا) بدلہ لے ہم نے (اسکی دعا پر) آسمان کے دہانے کھولدیئے (موسلا دھار پانی برسنے لگا) اور (ادھر) زمین کے سوتے بہا دیئے تو دونوں پانی

اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ⑫ ۚ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰي ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬ ۙ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ

اوپر کام کے کہ مقدر کیا گیا تھا اور چڑھا لیا ہم نے اُسکو اوپر کشتی تختوں والی اور میخوں والی کے چلتی تھی آگے آنکھوں ہماری کے بدلہ لینے کو واسطے اس

ایک کام کیلئے مل گئے جو ٹھہر چکا تھا ف۶ اور ہمنے نوحؑ کو اس (کشتی) پر سوار کر لیا جو (لکڑی کے) تختوں اور کیلوں سے بنی تھی وہ ہماری آنکھوں کے

كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ⑯

شخص کے کہ کفر کیا گیا تھا اور البتہ تحقیق چھوڑ دیا ہم نے اس قصہ کو نشانی پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا

سامنے (پانی پر) تیر رہی تھی یہ بدلہ تھا اس شخص کا جسکی انہوں نے ناقدری کی ف۷ ف۸ اور ہمنے اس واقعہ کو (اپنی قدرت کی ایک) نشانی بنا چھوڑی تو ہے کوئی نصیحت لینے ف۹

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑰ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

اور تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا جھٹلایا عاد نے پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا

والا تو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا (سخت) تھا اور ہمنے تو قرآن کو سمجھنے (یا یاد کرنے) کیلئے آسان کر دیا ہے لیکن کوئی نصیحت لینے والا بھی ہو ف۱۰ عاد کی قوم والوں نے

وقف لازم

ف۱ متواتر صحیح احادیث سے ثابت ہے اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ چاند کے پھٹنے کا یہ واقعہ بطور معجزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہو چکا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ چاند کے پھٹ جانے پر آپؐ نے فرمایا "اِشْهَدُوْا" "گواہ رہو"۔ (ابن کثیر) بعض لوگ "اِنْشَقَّ الْقَمَرُ" کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے قریب چاند پھٹے گا لیکن یہ مطلب بجائے خود مہمل ہے اور اس سے متواتر احادیث کی مخالفت لازم آتی ہے اور پھر کسی عقلی دلیل سے بھی اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ باقی رہا یہ کہنا کہ چاند پھٹا ہوتا تو تاریخوں میں اس کا ذکر ہوتا تو واضح رہے کہ اول تو یہ ہے بھی رات کا تھوڑی دیر کا واقعہ، اس لئے دنیا بھر کے تمام لوگوں کا مطلع ہونا ضروری نہیں اور پھر بعض ملکوں میں اس وقت دن ہوگا اور بعض میں مطلع کے اعتبار سے چاند کا طلوع بھی نہیں ہوگا۔ تاہم تاریخ فرشتہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ ہندوستان میں مہاراجہ "مالی بار" نے چاند کو دو ٹکڑوں کی شکل میں دیکھا اور اس وجہ سے وہ اسلام بھی لے آیا۔ "بینات" میں اس پر تفصیلی بحث ہے۔

ف۲ احادیث میں مذکور ہے کہ یہ بات کفار مکہ نے شق قمر کا معجزہ دیکھ کر کہی تھی۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ معجزہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہو چکا ہے اور قرب قیامت میں چاند کے پھٹنے کی تاویل سیاق وسباق کے بھی خلاف ہے۔

ف۳ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ہر چیز کی حقیقت کھل کر سامنے آجائیگی چنانچہ ان کافروں کو بھی پتہ چل جائے گا کہ آنحضرتؐ اللہ کے سچے رسولؐ تھے اور ان کی تکذیب غلط تھی۔

ف۴ یعنی انہیں اُن کے حال پر چھوڑ دے اور اس دن کا انتظار کر......

ف۵ یعنی دھمکیاں دیں اور ہر طریقہ سے لعنت و ملامت کی کہ نبوت کا دعویٰ کرنے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے سے باز رہے۔

ف۶ یعنی انہیں ڈبونے اور ہلاک کرنے کیلئے۔

ف۷ یعنی جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فیصلہ فرما دیا تھا۔

ف۸ یعنی جس کی رسالت ان کے لئے ایک نعمت تھی لیکن انہوں نے اس کی قدر نہ کی۔ مراد حضرت نوحؑ ہیں۔

ف۹ یا "اس کشتی کو ہم نے قدرت کی نشانی بنا کر چھوڑ دیا"۔ کہتے ہیں کہ یہ کشتی جودی پہاڑ پر ایک مدت تک رہی اور اسے اس امت کے لوگوں نے بھی دیکھا۔ آج بھی اس کے بعض تختوں کی تلاش جاری ہے۔

ف۱۰ قرآن کے آسان ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ کوئی سطحی کتاب ہے جسے سمجھنے کے لئے نہ کسی محنت کی ضرورت ہے اور نہ کسی علم کی۔ حتیٰ کہ جو شخص عربی زبان تک سے ناواقف ہو وہ جب چاہے اسے ہاتھ میں لے اور حدیث اور علوم حدیث و تفسیر سے بے نیاز ہو کر اس سے جو مسائل چاہے استنباط کرتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا انداز بیان اللہ تعالیٰ نے ایسا صاف، سہل اور دل نشین بنایا ہے کہ اس سے نصیحت حاصل کرنا نہایت آسان ہے۔ یہی معنی اس کے کتاب مبین ہونے کے ہیں اور پھر اس کا آسان کرنا یہ بھی ہے کہ یہ سہولت سے حفظ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں قرآن کے حجم کی کوئی ایسی کتاب نہیں پائی گئی جس کے ہزاروں لاکھوں حافظ ہر زمانہ میں پائے گئے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: "اگر اللہ تعالیٰ قرآن کو آسان نہ کرتا تو کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے کلام کو اپنی زبان سے ادا نہ کر سکتا۔" (شوکانی)

وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنزِعُ النَّاسَ

میرا تحقیق بھیجی ہم نے اوپر اُن کے باؤ تند بیچ دن نحس کے کہ ہمیشہ چلی رہی نحوست اس کی اکھاڑ لیتی لوگوں

بھی (پیغمبرؑ) کو جھٹلایا پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت) ہوا ہمنے ان پر کڑکڑاتی ٹھنڈی آندھی ف۱ ایسے منحوس دن میں بھیجی جسکی نحوست (اُنکے مرنے تک) قائم رہی

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

کو جگہ سے گویا کہ وہ تنے ہیں کھجور جڑھ سے کٹی ہوئی کے پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے

وہ آندھی لوگوں کو اسطرح (اکھیڑ اکھیڑ کر) پھینکتی گویا وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں کی جڑیں ہیں تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت) ہوا اور ہمنے قرآن کو سمجھنے (یا یاد

الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا

قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا جھٹلایا ثمود نے ڈرانے والوں کو پس کہا انہوں نے کیا آدمی کو ہم میں سے

کرنے) کیلئے آسان کر دیا ہے لیکن کوئی نصیحت لینے والا بھی ہو ثمود کی قوم والوں نے بھی ڈرانیوالوں (پیغمبروںؑ) کو جھٹلایا کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک اکیلے آدمی کے

وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ

ایک کو پیروی کریں گے اس کی تحقیق ہم اسوقت البتہ بیچ گمراہی کے ہیں اور جنون کے کیا ڈالا گیا ذکر اسی پر درمیان ہمارے میں سے بلکہ وہ

کہنے پر چلیں ف۲ ایسا کریں تو ہم گمراہ اور پاگل ٹھہرے ف۱ (تعجب کی بات ہے) ہم (سب کے) ہوتے ساتے ایک اسی پر وحی اتری ف۳ نہیں بات یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہے لپاٹیا

كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿۲۶﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً

جھوٹا ہے اترانے والا شتاب جان لیویں گے کل کو کون ہے جھوٹا اترانے والا تحقیق ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی کو واسطے آزمائش

ڈینگیا (ہم نے صالحؑ سے کہا) کل انکو معلوم ہو جائیگا کون جھوٹا لپاٹیا ڈینگیا ہے ف۴ (انہوں نے جیسے فرمائش کی ہے اسیطرح) ہم اونٹنی کو بھیجتے ہیں اُنکے آزمانے کو

لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ

اُن کی پس انتظار کر اُن کا اور صبر کر اور خبر دے ان کو یہ کہ پانی تقسیم کیا ہوا ہے درمیان ان کے ہر باری پانی پلانے کی

ف۵ تو بھی انکو تکتا رہ اور (اُنکے ستانے پر) صبر کئے رہ اور ان کو جتلا دے کہ پانی ان میں (اور اونٹنی میں) بٹ گیا ہے ہر کوئی اپنے وقت پر پانی لینے آئے

مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ إِنَّا

حاضر کی گئی ہے پس پکارا انہوں نے یار اپنے کو پس پکڑا پس پاؤں کاٹے پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا تحقیق

ف۶ اپنے ساتھی (قدار) کو بلایا اس نے (تلوار کا) ہاتھ چلایا اور (اونٹنی کو) زخمی کر ڈالا ف۷ آخر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت) نکلا ہم نے اُن پر ایک چیخ

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

بھیجی ہم نے اوپر اُن کے آواز تند ایک ہی پس ہو گئے مانند بھس پیڑ ڈالنے والے کی اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو

کا عذاب بھیجا (حضرت جبرئیلؑ کی چھنگاڑ) وہ روندی ہوئی باڑہ کی طرح (پھونس ہو کر) رہ گئے ف۸ اور ہم نے تو قرآن کو سمجھنے (یا یاد کرنے) کیلئے آسان

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا

واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنیوالا جھٹلایا تھا قوم لوطؑ کی نے ڈرانے والوں کو تحقیق بھیجا ہمنے اوپر اُن کے مینہ پتھروں کا

کر دیا ہے لیکن کوئی نصیحت لینے والا بھی ہو۔ لوطؑ کی قوم والوں نے بھی ڈرانیوالوں (پیغمبروںؑ) کو جھٹلایا ہم نے اُن پر پتھراؤ کیا مگر لوطؑ کے لوگوں پر (جو

إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ ﴿۳۵﴾

مگر لوگ لوطؑ کے نجات دی ہمنے ان کو وقت سحر کے انعام کر اپنے پاس سے اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم اس شخص کو شکر کرتا ہے

ایماندار تھے) احسان کر کے ہم نے صبح سویرے ہی انکو (وہاں سے نکال کر) بچا دیا جو لوگ (ہماری نعمتوں کا) شکر کرتے ہیں ہم ان کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (آفت سے انکو محفوظ

ف۱ سورۂ حاقہ (آیت ۷) میں ہے کہ یہ آندھی اُن پر سات رات اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔ اس دن کے منحوس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان لوگوں پر منحوس بن کر آیا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بجائے خود منحوس تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ مہینے کا آخری بدھ کا دن تھا اور یہ دن منحوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ تمام روایات انتہائی ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ گو علامہ قرطبیؒ نے بعض روایات میں تاویل کی کوشش کی ہے کہ ان ایام کے منحوس ہونے کے معنی کفار کے حق میں منحوس ہونے کے ہیں نہ کہ مسلمانوں کے حق میں۔ واللہ اعلم۔ (قرطبی)

ف۲ یعنی حضرت صالحؑ کے بارے میں کہنے لگے کہ ایک تو یہ بشر ہیں فرشتہ یا کوئی دوسری فوق البشر ہستی نہیں ہیں اور دوسرے یہ ہماری اپنی ہی قوم کے ایک فرد ہیں اور تیسرے وہ اکیلے ہیں۔ کوئی لاؤ لشکر ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں اپنا سردار مان کر ان کی پیروی اختیار کریں۔

ف۳ "حالانکہ ہم میں اس سے بہتر لوگ موجود ہیں۔"

ف۴ کل سے مراد قریب کا زمانہ ہے۔ یعنی عذاب اُترنے کا وقت یا قیامت کا دن۔

ف۵ یعنی یہ آزمانے کیلئے کہ ہماری واضح نشانی دیکھ لینے کے بعد بھی اپنی سرکشی سے باز آتے ہیں کہ نہیں؟۔

ف۶ یعنی ایک دن یہ سارا پانی یہ اونٹنی پئے گی اور ایک دن وہ اور اُن کے تمام جانور۔

ف۷ ان الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کچھ دنوں تک تو یہ ایک دن کی باری کا سلسلہ جاری رہا لیکن آخر کار وہ لوگ صبر نہ کر سکے اور انہوں نے اونٹنی کا قصہ تمام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے ایک سردار ــــ جس کا نام مفسرینؒ نے قدار بن سالف بتایا ہے ــــ کو پکارا کہ تو بہادر جری ہے اور اس کام کو سرانجام دے سکتا ہے

ف۸ یعنی جیسے جانوروں کی حفاظت کے لئے سوکھی ٹہنیوں اور کانٹوں کی باڑھ بناتے ہیں اور چند دن میں وہ پائمال ہو کر چورا ہو جاتی ہے اسی طرح وہ لوگ چورا ہو کر رہ گئے۔

ف۱ یعنی حضرت لوطؑ کی سب تنبیہوں کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھا اور باتوں میں اڑاتے رہے۔ ف۲ مہمانوں سے مراد فرشتے ہیں جو حضرت لوطؑ کے ہاں مہمان بن کر آئے تھے۔ سورۂ ہود اور سورۂ حجر میں مفصل قصہ گزر چکا ہے۔ ف۳ یا "تنبیہیں آچکیں"۔ ف۴ یعنی کیا بل بوتے میں ان سے بڑھ کر ہیں کہ ان کی کوئی گرفت نہ کی جاسکے۔ ف۵ یعنی اجازت دے دی گئی ہے کہ جو چاہو کرتے رہو۔ تمہاری کوئی گرفت نہ ہوگی۔

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ

اور البتہ تحقیق ڈرایا تھا اُن کو پکڑنے ہمارے سے پس جھگڑے ساتھ ڈرانیوالوں کے اور البتہ تحقیق بھلایا اس کو مہمانوں اسکے سے پس مٹا دیں ہم نے

رکھتے ہیں) اور لوطؑ نے (عذاب آنے سے پہلے ہی) انکو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا مگر وہ ڈرانے میں لگے شک کرنے ف۱ اور (الٹا یہ کیا) کہ لوطؑ کے مہمانوں کو اس سے مانگا (ان

اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا

آنکھیں اُن کی پس چکھو عذاب میرا اور ڈرانا میرا اور البتہ تحقیق فجر مارا ان کو سویرے سے عذاب ٹھہر رہنے والے نے پس چکھو

سے برا کام کرنے کو) ف۲ ہم نے اُنکی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور (ہمنے کہا) اب میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور دن کو سویرے ہی ان پر وہ عذاب آ پہنچا جو ٹل نہیں

عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ

عذاب میرا اور ڈرانا میرا اور تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا اور البتہ تحقیق آئے

سکتا تھا۔ (ہمنے کہا) اب میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور ہمنے تو قرآن کو سمجھنے (یا یاد کرنے) کیلئے آسان کر دیا ہے لیکن کوئی نصیحت لینے والا بھی ہو اور فرعون والوں

ع ۲ ۱۸/۹

فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾

نزدیک لوگوں فرعون کے پاس ڈرانے والے جھٹلایا انہوں نے نشانیوں ہماری کو سب کو پس پکڑا ہم نے انکو پکڑنا غالب قدرت والے کا

کے پاس بھی ڈرانیوالے (پیغمبر) آچکے ف۳ انہوں نے ہماری (قدرت کی) سب نشانیوں (معجزوں) کو جھٹلایا آخر ہمنے انکو اسطرح سے دھر پکڑا جیسے کوئی زبردست طاقت والا

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

کیا کافر تمہارے بہتر ہیں اُن سے یا واسطے تمہارے چھٹی ہے خلاصی کی بیچ عملناموں کے یا بیچ کتابوں خدا کے کیا کہتے ہیں کہ ہم جماعت ہیں

(ایک کمزور دشمن کو) پکڑتا ہے (اے قریش کے لوگو) تم میں جو کافر ہیں کیا وہ ان قوموں سے بڑھ کر ہیں ف۴ یا تمکو (اللہ کی) کتابوں میں معافی مل گئی ہے ف۵ یا یہ لوگ

مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ

بدلا لینے والی ہیں شتاب شکست دیئے جاویں گے یہ جماعت اور پھیریں گے پیٹھ بلکہ قیامت ہے وعدہ گاہ اُن کا اور قیامت

یوں کہتے ہیں کہ ہمارا جتھا (زوردار ہے دشمن کو) پچھاڑ سکتا ہے (بدلہ لے سکتا ہے) اب یہ جتھا شکست کھاتا ہے اور پیٹھ موڑ کر (نو دو گیارہ) بھاگتا ہے ف۶ ف۷ بات یہ ہے کہ ان

وقف لازم

اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى

بہت سخت ہے اور بہت کڑوی ہے تحقیق گنہگار بیچ گمراہی کے اور جلنے کے اس دن کہ گھسیٹے جاویں گے بیچ آگ کے اوپر

ان (کے عذاب) کا وعدہ قیامت کے دن ہے اور قیامت تو بڑی آفت اور بڑی تلخ ہے ف۸ بیشک گنہگار (مشرک دنیا میں) گمراہ ہیں اور (آخرت میں) دہکتی آگ میں پڑیں گے

وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا

مونہوں اپنے کے چکھو لگنا آگ دوزخ کا تحقیق ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اس کو ساتھ اندازے کے اور نہیں حکم ہمارا مگر

جس دن اوندھے منہ (دوزخ کی) آگ میں گھسیٹے جائینگے (اُنسے کہا جائیگا) اب دوزخ کی آگ (تمہارے بدن سے) لگنے کا مزہ چکھو ہمنے تو ہر چیز کو تقدیر کے موافق بنایا ف۹ اور ہمارا کام (یعنی

وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَ

ایک دفعہ جیسا نظر کرنا ساتھ آنکھ کے اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہے ہم نے ہم مذہبوں تمہارے کو پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا

چیز کا پیدا کرنا) ایکدم کی بات ہے جیسے آنکھ کی جھپک ف۱۰ اور ہم (تم سے پہلے) تمہاری ذات والوں (کافروں) کو ہلاک کر چکے ہیں تو کوئی ہے نصیحت لینے والا اور

كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

اور ہر چیز کہ کی ہے انہوں نے بیچ کتاب کے ہے اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا ہوا ہے تحقیق پرہیزگار بیچ

جو چیز انہوں نے کی ہے وہ دفتروں میں لکھی گئی ہے ف۱۱ اور ہر کام چھوٹا ہو یا بڑا (لوح محفوظ میں ہمارے پاس) لکھا ہوا ہے جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ بیشک

ف۶ یعنی عنقریب انہیں اپنی جتھے بندی کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور اُن کے جتھے مسلمانوں کے مقابلہ میں شکست کھا کر بھاگیں گے۔ چنانچہ یہ پیش گوئی چند ہی سال کے بعد "بدر" اور دوسری جنگوں میں پوری ہوئی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ بدر کے روز آنحضرتؐ نے اپنے خیمے میں دعا فرمائی "اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ اگر تو چاہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے (تو مسلمانوں کی اس تھوڑی سی جمعیت کو مٹ جانے کیلئے بے یار و مددگار چھوڑ دے، ورنہ اس کی ضرور مدد فرما) حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! بس کیجئے۔ آپؐ نے اپنے رب سے نہایت مبالغہ کے ساتھ سوال کیا ہے"۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور آپؐ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔ (فتح القدیر) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب سورۂ قمر کی یہ آیت نازل ہوئی تو میں حیران تھا کہ یہ جتھا کونسا ہے جو عنقریب شکست کھائے گا لیکن جب جنگ بدر میں کفار شکست کھا کر بھاگ رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ زرہ پہنے آگے کی طرف لپک رہے تھے اور آپؐ کی زبان مبارک پر یہ آیت جاری تھی۔ (ابن جریر)

ف۷ یعنی دنیا میں انہیں جو ذلت ہوگی وہ تو ہوگی ہی ان سے نمٹنے اور عذاب دینے کا اصل وعدہ قیامت کے دن کا ہے۔

ف۸ جس کے سامنے دنیا کی آفتوں اور تکلیفوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ف۹ یعنی وہ اس طرح پیش آتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے لکھی ہوئی ہے۔ اس کا نام تقدیر ہے جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور حدیث میں "قدر" پر ایمان رکھنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جبریلؑ کی حدیث میں ہے: وتومن بالقدر خیرہ وشرہ "کہ تم تقدیر کے خیر و شر پر ایمان رکھو"۔ ایک حدیث میں ہے اللہ سے مدد طلب کرو اور درماندہ ہو کر نہ بیٹھ جاؤ۔ اگر تمہیں کوئی چیز پہنچے تو کہو کہ اللہ نے میری تقدیر میں یونہی لکھا تھا اور ہوتا بھی وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے اور ہرگز یہ نہ کہو اگر میں یوں کرلیتا تو یہ ہوتا۔ اس لئے کہ یہ "اگر" شیطان کے عمل کو کھولتا ہے یعنی اس کی راہ دکھاتا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی ہم پلک جھپکتے میں جو چاہیں کر ڈالیں۔ کسی چیز کے بنانے بگاڑنے میں ہمیں ہرگز دیر نہیں لگتی۔ لہٰذا یہ نہ سمجھو کہ ہم قیامت لانا چاہیں تو اس کے آنے میں دیر ہو جائے گی۔ ف۱۱ یعنی اُن کے اعمالناموں میں لکھی جاچکی ہے۔ قیامت کے روز یہ اعمال نامے اُن کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔

ف۱ حضرت عبیداللہ بن ابی عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصاف کرنے والے لوگ رحمان کے دائیں ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں اور اپنے گھر والوں اور اپنی رعیت کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ (ابن کثیر) ف۲ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور بعض اسے مدنی بتاتے ہیں۔ زیادہ صحیح بات پہلی ہی ہے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ اس کا کچھ حصہ مکہ معظمہ اور کچھ مدینہ منورہ میں نازل ہوا ہو۔

جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ (۹۷) — اٰيَاتُهَا ۷۸ رُكُوْعَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ

المنزل ۷

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ نے صحابہؓ کرام کو یہ سورۃ سنائی وہ خاموش رہے، آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں خاموش کیوں دیکھتا ہوں، تم سے تو جن اچھے تھے کہ جب میں نے انہیں یہ سورت سنائی تو وہ ہر بار فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر کہتے لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ وَلَكَ الْحَمْدُ۔ ہمارے پروردگار! ہم تیری کسی نعمت یا قدرت کو نہیں جھٹلاتے، حمد تیرے ہی لئے ہے۔ (شوکانی) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا "ہر چیز کی ایک دلہن ہوتی ہے اور قرآن کی دلہن سورۃ رحمان ہے۔" (ایضاً بیہقی)

ف۳ جو اس کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی اور سب سے اونچی نعمت ہے۔

ف۴ یعنی اسے قدرت دی کہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت وضاحت اور حسن و خوبی کے ساتھ ادا کر سکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ اپنی اس صفت کی بدولت وہ خیر و شر، ہدایت و ضلالت، ایمان و کفر اور دنیا و آخرت کی باتیں سمجھتا اور سمجھاتا ہے اور اسی کو کام میں لاکر فائدہ اٹھاتا ہے۔

ف۵ یعنی ایک خاص حساب اور باضابطہ نظام شمسی میں یہ دونوں عظیم الشان سیارے جکڑے ہوئے ہیں چنانچہ ایک خاص وقت میں طلوع اور غروب ہوتے ہیں اور ایک معین راستہ پر چلتے ہیں۔ اسی وجہ سے انسان اس قابل ہوا ہے کہ وقتوں، دنوں، تاریخوں اور برسوں کا حساب رکھ سکے۔

ف۶ "نجم" کے مشہور اور متبادر معنی ستارے کے ہیں۔ لیکن یہ ایسے پودے اور بیل بوٹوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے جن کا تنا نہیں ہوتا۔ اس لئے متن میں اس کا ترجمہ "بیل" بھی کیا گیا ہے اور یہ معنی "الشجر" کے قرین ہونے کے اعتبار سے انسب ہیں۔

ف۷ یعنی اسی کے حکم کے تابع اور اسی کے قانون کے پابند ہیں۔ اس نے ان کے لئے جو ضابطہ اور نظم مقرر فرما دیا ہے اس سے سرمو انحراف نہیں کرتے۔

ف۸ یعنی کم نہ تولو۔ کم تولنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر تباہی آنے کا ایک سبب یہی تھا۔

ف۹ یعنی آدمیوں کیلئے دانہ اور جانوروں کیلئے بھوسا۔

ف۱۰ یعنی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ ایک کا انکار کرو گے تو دوسری سامنے آجائے گی اور دوسری کا انکار کرو گے تو تیسری۔ آخر کہاں تک انکار کرتے جاؤ گے؟ یہ آیت اس سورہ میں اکتیس بار آئی ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے اسے سن کر "لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ وَلَكَ الْحَمْدُ" کہنا مستحب ہے۔

ف۱۱ دونوں پوربوں (مشرقوں) اور پچھموں (مغربوں) سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کے مشرق اور مغرب ہیں۔ موسم سرما میں سورج چھوٹا سا دائرہ بنا کر طلوع و غروب ہوتا ہے اور موسم گرما میں بڑا دائرہ بنا کر۔

ف۱۲ موتی اور مونگے صرف کھاری پانی سے نکلتے ہیں لیکن جب کھاری اور میٹھا پانی ایک جگہ مل جاتے ہیں تو گویا وہ دونوں کے مجموعہ سے نکلتے ہیں یا ممکن ہے کہ آئندہ تحقیقات سے معلوم ہو کہ جن کھاری سمندروں اور دریاؤں سے موتی نکلتے ہیں ان کی تہ میں میٹھا پانی ہوتا ہے اور یہ ان پانیوں کے اشتراک عمل سے پیدا ہوتے ہیں۔

وٓ "اس کے بنائے ہوئے" اس لحاظ سے ہے کہ اسی نے تمہیں اتنی سمجھ اور مہارت دی کہ تم نے انہیں بنایا۔ وٓ یہاں فنا ہو جانے کو نعمت قرار دیا گیا ہے اور وہ اس لحاظ سے کہ فنا ہو جانے کے بعد سب دوبارہ زندہ ہوں گے اور سب کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے۔ (قرطبی)

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ

نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو اور واسطے اسی کے ہیں کشتیاں چلنے والیاں کھڑی کی ہوئیں بیچ دریا کے مانند پہاڑوں کی پس ساتھ کونسی نعمت

بڑے موتی) نکلتے ہیں وا تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے اور جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح (دکھلائی دیتے ہیں) اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں وا

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾

پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو جو کوئی اوپر زمین کے ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی ذات پروردگار تیرے صاحب بزرگی اور صاحب انعام کی

تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے (اے پیغمبر) زمین پر جتنی چیزیں ہیں سب فنا ہونے والی ہیں وٓ اور تیرے مالک کی ذات باقی رہے گی جو عزت اور بزرگی والی

فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ

پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو مانگتا ہے اس سے جو کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے ہر روز وہ بیچ

ہے وٓ تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے آسمان اور زمین میں جتنے لوگ ہیں (آدمی اور جن اور فرشتے) سب اسی سے (اپنی مراد) مانگتے ہیں وٓ وہ ہر روز (ہر

فِىْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ

ایک شان کے ہے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو شتاب فارغ ہوتے ہیں ہم واسطے تمہارے اے دو ثقلین جن و انس کی پس ساتھ

وقت) ایک کام میں لگا ہے وٓ تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے اے جنو اور آدمیو اب ہم تمہارے لئے وٓ (حساب و کتاب کی) طرف عنقریب متوجہ ہوتے ہیں وٓ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی اگر طاقت رکھتے ہو تم یہ کہ پیٹھ جاؤ بیچ کناروں آسمانوں کے

تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے جنوں اور آدمیوں کے گروہ تم سے اگر ہو سکتا ہے کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے ہو کر (کہیں) نکل بھاگو (اور اللہ کے قبضہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور زمین کے پس پیٹھ جاؤ تم نہ پیٹھ جاؤ گے تم مگر ساتھ غلبہ کے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے

سے باہر ہو جاؤ) تو (اچھا) نکل دیکھو (یہ یاد رہے) نکلنا جب ہی ہو سکتا ہے جب زور ہو وٓ تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ

کے جھٹلاتے ہو بھیجے جاتے ہیں اوپر تمہارے شعلے آگ کے اور تانبہ گلا ہوا پس نہیں بدلہ لے سکتے تم پس ساتھ کون سی

تم پر بن دھوئیں کی آگ اور دھوئیں دار چھوڑی جائیگی وٓ پھر تم اس کو روک نہ سکو گے وٓا تو تم دونوں اپنے مالک

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ

نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو پس جس وقت کہ پھٹ جاوے آسمان پس ہو جاوے سرخ مانند نری کی پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار

کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے پھر جب (قیامت کے دن) آسمان پھٹ کر (تیل یا سرخ نری) کی طرح لال ہو جائے گا تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اپنے کے جھٹلاتے ہو پس اس دن نہ پوچھا جاوے گا گناہ اپنے سے انسان اور نہ جن پس ساتھ کون سی نعمت پروردگار

نعمتیں جھٹلاؤ گے اس دن نہ آدمیوں سے ان کے گناہ پوچھے جائیں گے نہ جنوں سے وٓا تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِىْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾

اپنے کے جھٹلاتے ہو پہچانے جاویں گے گنہگار ساتھ چہرے اپنے کے پس پکڑا جاوے گا ساتھ بالوں پیشانی کے اور قدموں کے

نعمتیں جھٹلاؤ گے اس دن گنہگار (کافر اور مشرک) اپنے چہرے سے پہچان لئے جائیں گے وٓا (منہ کالا آنکھیں نیلی) اور پیشانی اور پاؤں (ملائکہ) پکڑ لئے جائینگے وٓا

اعمال کے مطابق درجے ملیں گے۔ (قرطبی)

وٓ حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا "اَلِظُّوْا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" - یعنی ان اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ سے دعا کیا کرو اور بعض آثار میں ہے کہ "يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے۔ (قرطبی وغیرہ)

وٓ چاہے زبان قال سے اور چاہے زبان حال سے۔ مطلب یہ ہے کہ سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

وٓ یعنی کسی کو مارتا ہے، کسی کو جلاتا ہے کسی کو مالدار کرتا ہے اور کسی کو محتاج، کسی کو عزت بخشتا ہے اور کسی کو ذلت۔ الغرض ہر آن اور ہر وقت اس کی ایک نئی شان کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ شؤونِ الٰہیہ کی یہ تاویل بعض صحابہؓ سے مروی ہے جن میں ابو الدرداؓ اور حضرت عبد اللہؓ بن عمر بھی شامل ہیں۔ (قرطبی۔ شوکانی)

وٓ اس سے مقصود جنوں اور انسانوں کو متنبہ کرنا ہے کہ تمہارے اعمال کے محاسبہ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کی طرح جنوں کو بھی جزا و سزا ملے گی۔ جمہور علماء اس کے قائل ہیں اور آیت کریمہ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

وٓ یہاں جنوں اور انسانوں کے لئے "ثقلان" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں "زمین کے دو بوجھ" ان کی قدر و منزلت اور وقار کی وجہ سے ان کو ثقلان فرمایا ہے کہ دوسری مخلوق پر ان کا درجہ بھاری ہے۔

وٓ "اور تم میں زور کہاں"

وٓ یا "تم پر بن دھوئیں کی آگ اور پگھلا ہوا تانبا چھوڑا جائے گا" یعنی اس وقت جب تم ہماری گرفت سے نکل بھاگنے کی کوشش کرو گے۔

وٓا یعنی اس کا مقابلہ نہ کر سکو گے بلکہ مجبوراً ہر طرف سے گھر کر میدان حشر میں جمع ہو گے۔

وٓا یعنی ان سے گناہوں کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ وہ اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے جیسا کہ اگلی آیت میں آرہا ہے۔ قیامت کے دن متعدد مواقع ہوں گے۔ یہ ایک موقع کا ذکر ہے دوسرا موقع وہ ہوگا جب ان سے سوال کیا جائیگا۔ جیسا کہ فرمایا، فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ - اور تیرے رب کی قسم، ہم ان سے ضرور باز پرس کرینگے۔ (حجر: ۹۲) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز ان سے جو سوال ہوگا وہ گناہوں کی دریافت کے لئے نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو خود ہی تمام گناہوں کا علم ہے بلکہ اس لئے ہوگا کہ گنہگاروں کو ملامت کی جائے۔ واللہ اعلم۔ (قرطبی و ابن کثیر)

وٓا جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ - جس روز کچھ چہرے سفید ہونگے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔ (آل عمران: ۱۰۶) اور یہ کہ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا - اور اس روز ہم مجرموں کو جمع کریں گے کہ ان کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی۔ (طہ: ۱۰۲)

وٓا یعنی ایک زنجیر سے پیشانی اور پاؤں دونوں کس کر

ف۱ یعنی دوزخ میں جلائے جائیں گے۔ پیاس لگے گی تو کھولتے ہوئے پانی کی طرف لے جائے جائیں گے۔ پھر وہاں سے دوزخ کی طرف لائے جائیں گے۔ اس طرح دوزخ اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر کھاتے رہیں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ ہٰذِہٖ جَہَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِہَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿م﴾ یَطُوْفُوْنَ

پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو یہ ہے دوزخ وہ جو جھٹلاتے تھے اس کو گناہ گار پھر رہے گے

تو تم اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے (اُن سے کہا جائیگا اب دیکھا) یہی تو وہ جہنم ہے جسکو (دنیا میں) گنہگار جھٹلاتے تھے وہ اس میں اور

بَیْنَہَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ

درمیان اس کے اور درمیان گرم پانی کھولتے کے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو اور واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے کھڑے ہونے

کھولتے پانی میں چکر مارتے رہیں گے ف۱ تو تم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے اور جو کوئی (قیامت کے دن) اپنے مالک کے سامنے کھڑے

جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾

سے آگے پروردگار اپنے کے دو بہشتیں ہیں پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو دونو بہشت شاخوں والی ہیں پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار

ہونے سے ڈرتا رہا ف۲ اسکو دو باغ ملیں گے ف۳ تو تم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے دونو باغ (ہری) ٹہنیوں والے (شاداب) ہونگے تو تم دونوں اپنے مالک کی

فِیْہِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْہِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِہَۃٍ

اپنے کے جھٹلاتے ہو بیچ ان دونوں کے دو چشمے چلتے ہیں پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو بیچ ان دونوں کے ہر میوے سے دو قسمیں ہیں

کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے اُن دونوں میں دو چشمے بہہ رہے ہونگے تو تم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے دونوں باغ میں ہر میوے کی دو دو قسمیں ہوں

زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی فُرُشٍ بَطَآئِنُہَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ

پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تکیہ کئے ہوئے اوپر بچھونوں کے کہ اُستر اُن کے تافتے کے ہیں

گی ف۴ تو تم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے بہشت کے لوگ ایسے بچھونوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر تافتے (ریشمی کپڑے) کے

وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْہِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

اور میوہ دونوں بہشتوں کا نزدیک ہے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو بیچ ان کے ہیں بند رکھنے والیاں نظر کی

ہونگے ف۵ اور دونو باغوں کے میوے (زمین پر) جھکے ہوں گے ف۶ تو تم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے وہاں نیچے نگاہ والی (شرمگیں) عورتیں (حوریں) ہونگی

لَمْ یَطْمِثْہُنَّ اِنْسٌ قَبْلَہُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ کَاَنَّہُنَّ

نہیں نزدیک ہوا ان کے انسان پہلے ان سے اور نہ جن پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو گویا کہ وہ

جن کا بکر بہشتیوں سے پہلے کسی آدمی نے توڑا ہوگا نہ کسی جن نے ف۷ تو تم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے گویا وہ یاقوت اور

الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ ہَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا

یاقوت ہیں اور مونگے ہیں پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو نہیں بدلہ احسان کا مگر

موتی کی بنی ہوئی ہیں ف۸ تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے اچھے کام کئے تو اس کا بدلہ بھی اچھا ہی ملے

الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِہِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

احسان پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو اور سوائے ان دونوں کے دو بہشتیں ہیں پس ساتھ کونسی نعمت

گا اور کیا ف۹ تو تم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے اور ان دو باغوں سے اتر کر اور دو باغ ہیں ف۱۰ تو تم دونو اپنے مالک کی

رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْہَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْہِمَا عَیْنٰنِ

پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو نہایت سبز ہیں پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو بیچ اُن دونوں کے دو چشمے ہیں

کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے یہ دونو باغ (بہت سبزی سے) کالے ہو رہے ہیں تو تم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں جو اُبل

ف۲ یعنی اس نے خدا سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کی اور اس بنا پر گناہوں سے بچتا رہا۔

ف۳ ایک جنتِ عدن اور دوسری جنتِ نعیم یا ایک بلند اور دوسرا پائیں باغ یا ایک روحانی اور دوسرا جسمانی باغ۔ یا ایک مردانہ اور دوسرا زنانہ باغ یا ایک اطاعت کے بدلہ میں اور دوسرا ترکِ معصیت کے بدلہ میں یا ایک باغ صحتِ عقیدہ کے بدلہ میں اور دوسرا نیک عمل کے بدلہ میں۔ دو باغوں کے مفسرینؒ نے یہ سب معنی بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی)

ف۴ ایک قسم وہ جس سے وہ دنیا میں آشنا تھا اور دوسری قسم وہ جو کبھی اس کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی تھی۔ یا مطلب یہ ہے کہ ایک باغ میں ایک طرح کے میوے اور پھول ہوں گے اور دوسرے میں دوسری طرح کے۔ واللہ اعلم۔

ف۵ یعنی جب ان کے استر اس شان کے ہوں گے تو ابروں کا کیا کہنا۔

ف۶ یعنی قریب ہوں گے تاکہ توڑنے میں دقت نہ ہو۔

ف۷ یعنی وہ پاک باز اور حیادار بھی ہونگی اور بالکل کنواری بھی۔

ف۸ یعنی ان کے رنگ یاقوت کی طرح چمکدار اور موتی کی طرح سفید ہوں گے۔

ف۹ یعنی دنیا کے نیک عمل کا بدلہ آخرت میں نیک ہی دیا جائے گا۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی: "جسے توحید کی نعمت دی گئی اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔" (شوکانی)

ف۱۰ عربی زبان میں "دُوْنَ" کا لفظ اگرچہ ماسوا اور علاوہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اس کا زیادہ تر استعمال ایک چیز کے دوسری چیز کے مقابلہ میں نیچے یا بلحاظ مرتبہ کم ہونے کے معنی میں ہوتا ہے اس لئے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو باغ پہلے دو باغوں سے نیچے یا ان کے مقابلہ میں کم مرتبہ ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ دو جنتیں سونے کی ہوں گی اور ان کے برتن اور دوسری ہر چیز سونے کی ہوگی اور دو جنتیں چاندی کی ہوں گی اور ان کے برتن اور دوسری ہر چیز چاندی کی ہوگی۔ شاید پہلی دو جنتیں مقربین اور دوسری دو اصحاب الیمین کے لئے ہوں گی۔ واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف یعنی ان میں ہرآن فوارے کی طرح پانی اُبل رہا ہے اور وہ کبھی خشک نہیں ہوتے۔ ف۲ جنت میں ہر قسم کے پھل جنہیں جنتی لوگ پسند کریں گے نہایت کثرت سے ہوں گے۔ لیکن کھجور اور انار کا ذکر خاص طور پر اس لئے فرمایا کہ ان دونوں کو عرب بہت پسند کرتے تھے اور وہ ان کی سرزمین میں بکثرت پائے جاتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں دوسرے پھلوں سے وہ اس قدر واقف نہ تھے۔ ف۳ یعنی پردہ نشین ہوں گی۔

نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾

بہ شدت جوش مارنے والے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو بیچ ان دونوں کے میوے ہیں اور کھجور اور انار ہیں

رہے ہیں ف۱ توتم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے اُن میں (ہر قسم کے) میوے ہیں اور (خاصکر) کھجور اور انار ف۲ توتم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو بیچ ان کے ہیں اچھی عورتیں خوبصورت ہیں پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے

نعمتیں جھٹلاؤ گے ان میں اچھی خصلت کی خوبصورت عورتیں ہونگی توتم دونوں اپنے مالک کی کیا کیا

تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ

جھٹلاتے ہو گوریاں ہیں بٹھلائی ہوئی بیچ خیموں کے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو نہیں

نعمتیں جھٹلاؤ گے حوریں جو خیموں میں بند بیٹھی ہوں گی ف۳ توتم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے بہشتیوں

یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی

ہاتھ لگایا اُن کو کسی انسان نے پہلے اُن سے اور نہ جنوں نے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تکیہ کئے ہوئے اوپر

سے پہلے ان کا بکر نہ کسی آدمی نے توڑا ہوگا نہ جن نے توتم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے یہ لوگ وہاں سبز غالیچوں

رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَکَ اسْمُ

قالینوں سبز کے اور نادر نفیس کے پس ساتھ کونسی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو برکت والا ہے نام

پر اور عمدہ عمدہ بچھونوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ف۴ توتم دونو اپنے مالک کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے (اے پیغمبرؐ) تیرے مالک کا

رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ﴿۷۸﴾ ع

پروردگار تیرے صاحب بزرگی اور صاحب بخشش کا

نام بڑی برکت کا ہے جو عزت اور بزرگی والا ہے ف۵

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَکِّیَّةٌ (۵۶) (۴۶) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ۹۶ رُکُوْعَاتُهَا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت بڑا مہربان ہے رحم والا ف۶

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا کَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ

جسوقت ہو پڑے گی پڑنے والی نہیں وقت ہو پڑنے اُسکے کے کوئی جھوٹ بولنے والا نیچا کر دینے والی اونچا کر دینے والی ہے جسوقت کہ ہلائی

جب آپڑے آپڑنے والی (یعنی قیامت) اس کا آ پڑنا جھوٹ نہیں ہے ف۷ (کسی کو) نیچا دکھائے گی (کسی کا) درجہ بلند کریگی ف۸ جب زمین ہل کر

الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَکَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّکُنْتُمْ اَزْوَاجًا

جاویگی زمین ہلائی جانے کر اور اُڑائے جاویں گے پہاڑ اُڑائے جانے کر پس ہو جاویں گے بھنگے پراگندہ اور ہو جاؤ گے تم قسمیں

جھکولے کھانے لگے گی اور پہاڑ ٹوٹ کر چکنا چور ہو جائیں گے (ریزہ ریزہ) اور گرد (غبار) کی طرح پھیل جائیں گے اور تم لوگوں کی (آدمیوں کی) تین

ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَآ

تین پس صاحب داہنی طرف کے کیا ہیں صاحب داہنی طرف کے اور بائیں طرف والے کیا ہیں

گڑیاں ہو جائیں گی ایک تو داہنے ہاتھ والے داہنے ہاتھ والوں کا کیا پوچھنا ہے ف۹ دوسرے بائیں ہاتھ والے بائیں ہاتھ

''حور'' کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔ یعنی ایسی عورتیں جن کے رنگ سفید اور آنکھیں بڑی اور سیاہ ہوں گی جنت کے یہ خیمے موتیوں کے ہونگے۔ حضرت قیسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جنت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہے جس کا عرض ساٹھ میل ہے۔ اس کے ہر کونے میں رہنے والے دوسرے کونے میں رہنے والوں کو نہ دیکھ پائیں گے۔ جنتی ان کے پاس لائے جائینگے۔ (شوکانی)

ف۴ ''عبقر'' دراصل عربوں کے افسانوں میں جنوں کی ایک بستی کا نام تھا جس کیلئے ہم اُردو میں پرستان کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے اہل عرب ہر غیر معمولی نفیس اور نادر چیز کو ''عبقری'' کہا کرتے تھے۔ اب بھی عربی زبان میں یہ لفظ اس شخص کیلئے استعمال ہوتا ہے جو غیر معمولی ذہانت اور قابلیت کا مالک ہو۔

ف۵ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر (قبلہ رُخ ہو کر) بیٹھتے تھے جتنی دیر میں آپؐ زبان سے یہ الفاظ ادا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔ اے اللہ! تو ہے سلامتی والا اور سلامتی دینے والا۔ اے بزرگی و برتری کے مالک! تو بابرکت ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۶ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ پوری سورۃ مکی ہے۔ بعض نے اس کی ایک آیت: وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَکُمْ اَنَّکُمْ تُکَذِّبُوْنَ۔ کو اور بعض نے اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَکُمْ اَنَّکُمْ تُکَذِّبُوْنَ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ'' ان چار آیتوں کو مدنی قرار دیا ہے۔ سنن بیہقی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''جس نے رات کو سورۃ واقعہ کی تلاوت کی اسے کبھی فاقہ کی نوبت نہ آئے گی۔ ابن عساکرؒ کی روایت میں ہے۔ ''سورہ واقعہ سورۃ الغنٰی (تونگری کی سورہ) ہے۔ تم اسے خود بھی پڑھا کرو اور اپنے بچوں کو بھی سکھایا کرو۔'' سورہ ہود کے شروع میں گزر چکا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: شَیَّبَتْنِیْ هُوْدُ وَالْوَاقِعَةُ مجھے سورہ ہود اور واقعہ نے بوڑھا کر دیا۔ (فتح القدیر)

ف۷ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ نازل ہوگی تو اسے ہرگز جھٹلایا نہ جا سکے گا۔ ف۸ یعنی بڑے بڑے متکبروں کو جو دنیا میں معزز اور بلند مرتبہ سمجھے جاتے تھے دھکیل کر دوزخ میں پھینکے گی اور بہت سے اہلِ حق کو جو دنیا میں حقیر و کم مرتبہ نظر آتے تھے جنت کے اعلیٰ مراتب تک پہنچائے گی۔ ف۹ یعنی ان کی خوشحالی اور عیش و آرام کا کیا پوچھنا! مراد عام جنتی لوگ ہیں جو عرش کی دائیں جانب ہونگے یا جنہیں حضرت آدمؑ کے دائیں پہلو سے پیدا کیا گیا یا جنہیں ان کے اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے یا جنہیں دائیں طرف سے لے جایا جائے گا۔

وا یعنی ان کی بدبختی، نحوست و بدحالی کا کیا ٹھکانا! مراد دوزخی لوگ ہیں جو عرش کی بائیں طرف ہوں گے یا جنہیں ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وغیرہ۔ و۲ مراد وہ لوگ ہیں جو نہ صرف خود ایمان لائے اور نیکوکار رہے بلکہ ایمان لانے اور ہر ایک نیک عمل — جیسے نماز، ہجرت اور جہاد وغیرہ — کی انجام دہی میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے ہیں۔ و۳ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اور ائمہ تفسیر سے یہ دونوں منقول ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے بھی اپنے فوائد میں بلا ترجیح دونوں نقل کئے ہیں۔ ایک یہ کہ پہلے تمام انبیاؑ کے پیروؤں میں سے اعلیٰ درجہ کے لوگ ملا کر امتِ محمدیہ کے اعلیٰ درجہ کے لوگوں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ دوسرا یہ کہ خود امتِ محمدیہ میں اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہوں گے اور بعد میں کم۔ اس دوسرے مطلب کی تائید ابوبکرہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، هما جميعًا من هٰذه الامته کہ ان دونوں سے مراد اسی امت کے لوگ ہیں مگر یہ روایت اسناداً کمزور ہے اس لئے علماء تفسیر نے اس پر اعتماد نہیں کیا۔ پہلے مطلب کو ابن جریر طبری نے اور دوسرے مطلب کو حافظ ابن کثیر نے ترجیح دی ہے۔ ان کے علاوہ حافظ ابن کثیر نے ایک تیسرا مطلب بھی بیان فرمایا ہے کہ ہر امت کے پہلے طبقہ میں جتنے درجہ کے لوگ ہوئے ہیں اتنے اس کے بعد کے طبقہ میں نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث "خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ" سے معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ⑨ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ⑪ فِيْ جَنّٰتِ

بائیں طرف والے اور آگے نکل جانیوالے آگے ہیں سب سے یہ لوگ مقرب ہیں بیچ بہشتوں

والوں کی کیا خرابی ہے ۱ اور تیسرے آگے بڑھنے والے تو وہ آگے بڑھنے والے ہیں ہی (انکا درجہ بہت بڑا ہے) وہ یہ لوگ آرام کے باغوں میں (ابرار سے)

النَّعِيْمِ ⑫ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ⑬ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ ⑭ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ⑮

نعمت کے بڑی جماعت ہے پہلوں میں سے اور تھوڑی پچھلوں میں سے اوپر چارپائیوں سونے کی تاروں سے بنی

نزدیک والے ہوں گے ان آگے بڑھنے والوں میں اگلے لوگ بہت ہوں گے اور تھوڑے پچھلے ہوں گے و۳ (سونے چاندی جواہرات کے) جڑاؤ تختوں

مُّتَّكِـِٔيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ⑯ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ⑰ بِأَكْوَابٍ وَّ

ہوئی کے ہیں تکیہ کئے ہوئے اوپر ان کے آمنے سامنے پھریں گے اوپر ان کے لڑکے ہمیشہ رہنے والے ساتھ آبخوروں کے اور

پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ان پر لڑکے (خوبصورت بے ریش دبردت) جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے و۴ کوزے اور صراحیاں اور گلاس

أَبَارِيْقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ⑱ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ⑲ وَفَاكِهَةٍ

آفتابوں کے اور پیالوں کے ستھری شراب سے نہیں سر دکھائے جاوینگے اس سے اور نہ بیجا بولیں گے اور میوے اس

شراب کے لئے پھرتے ہوں گے اس شراب کے پینے سے نہ سر میں درد ہوگا (خمار) اور نہ عقل میں فتور ہوگا (نہ بکواس کریں گے) اور میوہ وہ

مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ⑳ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ㉑ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ㉒ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ

قسم سے کہ پسند کریں اور گوشت جانوروں کے اس قسم سے کہ چاہیں گے اور واسطے انکے عورتیں ہیں گوری آنکھیں والیاں مانند موتیوں

جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں اور بڑی آنکھ والی (یا بہت کالی آنکھ والی) حوریں (وہاں انکو ملیں گی) گویا

الْمَكْنُوْنِ ㉓ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ㉔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيْمًا ㉕

چھپائے ہوئے کے و۵ بدلہ اس چیز کا کہ تھے وہ کرتے نہیں سنیں گے بیچ اس کے بیہودہ اور نہ گناہ کی باتیں و۶

چھپائے ہوئے (احتیاط سے بیٹھے ہوئے) موتی ہیں یہ انکے اچھے کاموں کا بدلہ ہے جو وہ (دنیا میں) کرتے رہے وہاں نہ کوئی بیہودہ بات ہوگی نہ گناہ کی بات

إِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ㉖ وَأَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ㉗ فِيْ سِدْرٍ

مگر کہنا سلام ہے سلام ہے اور داہنی طرف والے کیا ہیں داہنی طرف والے بیچ بیریوں کانٹے

البتہ (ہر طرف سے) سلام سلام کی پکار ہوگی اور داہنے ہاتھ والے داہنے ہاتھ والوں کا کیا پوچھنا (وہ لوگ) بے کانٹے کی بیریوں

مَّخْضُوْدٍ ㉘ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ㉙ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ㉚ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ㉛ وَّفَاكِهَةٍ

دور کئے ہوئے کے اور کیلے تہ بہ تہ اور سایہ لمبا اور پانی گرتا ہوا اور میوے

میں ہوں گے و۷ اور لدے ہوئے کیلوں (موز کے) درختوں میں اور پائیدار سائے میں (چھاؤں میں جو کبھی نہ سرکے گی) و۸ اور بہتے ہوئے (رواں) پانی میں اور بہت سے

كَثِيْرَةٍ ㉜ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ㉝ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ㉞ إِنَّآ أَنْشَأْنٰهُنَّ

بہت نہیں کاٹا گیا اور نہ منع کیا گیا اور بچھونے بلند تحقیق ہم نے پیدا کیا عورتوں

میووں میں جو ہمیشہ (بے فصل) بے روک ٹوک ان کو ملتے رہیں گے اور شاندار عورتوں (یا اونچے فرشوں میں) و۹ ہم انکو ایک دم سے اٹھا کر کھڑا

إِنْشَآءً ㉟ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ㊱ عُرُبًا أَتْرَابًا ㊲ لِّأَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ㊳ ثُلَّةٌ مِّنَ

ان کی کو پیدا کرنا پس کیا ہے ہم نے ان کو کنواری سہاگ والیاں ہم عمر واسطے داہنی طرف والوں کے جماعت کثیر ہے پہلوں

کر دیں گے اور ان کو کنواریاں پیاری پیاری و۱۰ داہنے ہاتھ والوں کی ہم عمر بنا دیں گے (داہنے ہاتھ والے) اگلے لوگوں میں

ع ۱ ۱۴

و۴ یعنی کبھی جوان یا بوڑھے نہ ہونگے۔

و۵ یعنی نہایت صاف و شفاف جن پر گرد و غبار کا کوئی اثر نہ ہو۔

و۶ مثلاً گالی گلوچ، غیبت، جھوٹ اور بہتان وغیرہ۔

و۷ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ کرام آپس میں کہا کرتے تھے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ہمیں بدوؤں کے مسائل دریافت کرنے سے بڑا فائدہ پہنچاتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک بدو نے آنحضرتؐ سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک ایسے درخت کا ذکر فرمایا ہے جو جنت میں ہوگا حالانکہ وہ تکلیف دہ درخت ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "وہ کونسا؟" کہنے لگا "بیری! اس لئے کہ اس میں تو کانٹے ہوتے ہیں جو چبھتے ہیں" تو فرمایا "کیا اللہ تعالیٰ نے "مَخْضُوْدٍ" نہیں فرمایا یعنی یہ کہ اس بیری کے کانٹے صاف کر دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر کانٹے کی جگہ ایک بیر اگلئے گا اور ہر بیر میں بہتر کھانوں کے مزے ہونگے"۔ (شوکانی)

و۸ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سوار سو سال چلے گا لیکن اسے طے نہ کر پائے گا۔" اگر تم چاہو تو آیت "وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ" پڑھ لو"۔ (شوکانی) و۹ یعنی خوب دبیز اور اونچے ہوں گے۔ عربی زبان میں "فَرْش" کا لفظ عورت کے لئے بھی بطور کنایہ استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے آیت "وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ" کا ترجمہ "شاندار عورتیں" بھی کیا گیا ہے۔ و۱۰ ان سے مراد دنیا کی عورتیں ہیں جو چاہے بوڑھی ہو کر مری ہوں لیکن انہیں جوان بنا کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ (ابن کثیر)

الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾

میں سے اور جماعت کثیر ہے پچھلوں میں سے اور صاحب بائیں طرف کے کیا ہیں صاحب بائیں طرف کے

سے بہت ہوں گے اور پچھلے لوگوں میں سے (بھی) بہت ہوں گے ف۱ اور بائیں ہاتھ والے بائیں ہاتھ والوں کی کیا خرابی ہوگی

فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا

بیچ باد گرم کے اور پانی گرم کے اور سایہ دھوئیں کے کہ نہیں ٹھنڈا اور نہ حرمت والا تحقیق وہ تھے

(دوزخ کی) گرم ہوا (زہریلی) اور جھلسنے بھلسنے پانی میں رہیں گے اور سایہ کیا ہوگا کالا دھواں ف۲ نہ اس میں ٹھنڈک ہوگی نہ وہ دیکھنے میں بھلا معلوم ہوگا کیونکہ وہ لوگ

قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ

پہلے اس سے نعمت میں پلے ہوتے اور تھے استادگی کرتے اوپر خلاف قسم بڑی کے اور تھے کہتے

اس سے پہلے (دنیا میں) مزے اڑا چکے تھے ف۳ اور بڑے گناہ (شرک یا جھوٹی قسم) پر جمے رہتے تھے ف۴ اور کہتے کیا تھے

أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾

کیا جب مرجاویں گے ہم اور ہوجاویں گے ہم مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھائے جاویں گے یا باپ ہمارے پہلے

بھلا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا پھر ہم یا ہمارے باپ دادا (جی کر) اٹھائے جائیں گے

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾

کہہ تحقیق پہلے اور پچھلے البتہ اکٹھے کئے جاویں گے طرف وقت ایک دن معلوم کی

(اے پیغمبر ان کافروں سے جو قیامت کو نہیں مانتے) کہدے اگلے اور پچھلے (سب لوگ) ایک مقرر دن کے وقت پر ضرور اکٹھے ہونگے (یعنی قیامت کے دن)

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾

پھر تحقیق تم اے گمراہو جھٹلانے والو البتہ کھانے والے ہو درخت سینڈ کے سے

پھر تم کو اے گمراہو (قیامت کے) جھٹلانے والو تھوہر کا درخت ضرور کھانا پڑے گا ف۵

فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَارِبُونَ شُرْبَ

پس بھرنے والے ہو اس سے پیٹوں کو پھر پینے والے ہو اوپر اس کے گرم پانی سے پھر پینے والے ہو پینا تشنگی والے اونٹوں

اس سے پیٹ بھرنا ہوگا (پیٹ بری بلا ہے) پھر اوپر سے جب پیاس لگے گی تو کھولتا پانی پینا ہوگا اس طرح پیو گے جیسے پیاسے بیمار اونٹ (غٹ غٹ)

الْهِيمِ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴿٥٧﴾

کا سا یعنی تونس ہوگی یہ ہے مہمانی ان کی دن جزا کے ہم نے پیدا کیا ہے تم کو پس کیوں نہیں مانتے تم یعنی جی اٹھنا

پی جاتے ہیں ف۶ انصاف کے دن ان کی یہ مہمانی ہوگی (یعنی قیامت کے دن) ہم ہی نے (اے کافرو) تمکو پیدا کیا اور تم (ہماری بات کا) یقین نہیں کرتے ف۷

أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿٥٨﴾ أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا

کیا پس دیکھا تم نے جو منی ڈالتے ہو تم کیا تم پیدا کرتے ہو اس کو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے ہی مقدر کی ہے

بھلا دیکھو تو جو نطفہ تم میں سے نکلتا ہے ف۸ تم نے اس کو بنایا یا ہم نے بنایا ف۹ (پھر بنانے کے بعد) ہم ہی نے تم میں (ہر ایک

بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ

درمیان تمہارے موت اور نہیں ہم عاجز اس بات سے کہ بدل دیویں تم کو مانند تمہاری اور پیدا کریں تم کو

کی) موت کا وقت ٹھہرا دیا ف۱۰ اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری طرح بدل کر دوسرے لوگ پیدا کریں (تمہاری صورتیں بدل ڈالیں) اور تم کو

ف۱ اگلے اور پچھلے لوگوں کی تفسیر اوپر اسی سورہ میں گزر چکی ہے۔

ف۲ یعنی دوزخیوں کو کہیں سایہ نہ ملے گا۔ سخت کالے دھوئیں ہی کو وہ سایہ سمجھ کر اس کی طرف دوڑیں گے۔

ف۳ یعنی حرام و حلال سے بے پروا ہو کر نفس کی خواہشوں اور دنیا کی رنگ رلیوں میں مست ہو چکے تھے۔

ف۴ یعنی اس سے توبہ نہ کرتے تھے۔

ف۵ اس تھوہر کے درخت سے متعلق سورۂ صافات میں ارشاد ہے کہ وہ ایک ایسا درخت ہے جو دوزخ کی تہ میں اگتا ہے۔ اس کی کلیاں ایسی ہیں جیسے شیطانوں کے سر (یا سانپوں کے پھن)۔ (آیت ۶۴-۶۵)

ف۶ اور پھر بھی ان کی پیاس نہیں بجھتی۔ اونٹ کو ایک بیماری استسقاء کی طرح ہو جاتی ہے۔ اس میں وہ جتنا پانی پاتا ہے سب پی جاتا ہے لیکن سیراب نہیں ہوتا۔ دوزخیوں کو بھی اس طرح کی پیاس میں مبتلا کیا جائے گا اور پھر پینے کیلئے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہا۔

ف۷ یعنی اس بات کو سچ کیوں نہیں مانتے کہ جس طرح ہم نے تمہیں پہلے پیدا کیا اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ بھی پیدا کریں گے؟۔

ف۸ "اور رحم مادر میں پہنچ کر بچہ بنتا ہے"

ف۹ مطلب یہ ہے کہ اسے ہم نے بنایا۔ تم نہ اسے بنا سکتے تھے اور نہ رحم مادر میں اسے بچہ کی شکل دے سکتے تھے۔

ف۱۰ "چنانچہ تم میں سے کوئی بچپن میں مرتا ہے، کوئی جوانی میں اور کوئی بڑھاپے میں۔

فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ

بیچ اس جہان کے کہ نہیں جانتے تم اور البتہ تحقیق جان لی تھی تم نے پیدائش پہلی پس کیوں نہیں نصیحت پکڑتے کیا پس دیکھا تم نے

ایسی جگہ اٹھا کھڑا کریں جس کو تم نہیں جانتے ف۱ اور تم نے پہلی بار پیدا کرنا جان چکے ہو پھر کیوں نہیں سمجھتے ہو ف۲ بھلا دیکھو تو سہی تم جو (اناج وغیرہ)

مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ

جو بوتے ہو کیا تم کھیتی کرتے ہو اس کو یا ہم کھیتی کر دیتے ہیں اگر چاہیں ہم البتہ کر دیں ہم اس کو

بوتے ہو کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں ف۳ اگر ہم چاہیں تو (اناج پکنے سے پیشتر ہی) اس کو چورا چورا

حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ

ریزہ ریزہ پس ہو جاؤ تم باتیں بناتے تحقیق ہم تاوان دیے گئے بلکہ ہم محروم ہو گئے کیا پس دیکھا تم نے

کر دیں (کچرا کوڑا بنا دیں) پھر تم یہ باتیں بناتے رہ جاؤ (ہائے) ہم تو ڈوب گئے (ہمارا پیسہ برباد ہو گیا) نہیں ہماری قسمت ہی پھوٹی ہے بھلا دیکھو تو

الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ

پانی کو جو پیتے ہو کیا تم نے اتارا ہے اس کو بادل سے یا ہم اتارنے والے ہیں اگر

سہی جو پانی تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو ابر (بادل) سے اتارا یا ہم نے اتارا ہم چاہتے تو اس کو ایسا

نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ

چاہیں ہم کر دیں ہم اس کو کڑوا پس کیوں نہیں شکر کرتے تم کیا پس دیکھا تم نے آگ کو جو روشن کرتے ہو تم کیا تم نے

کھاری کر دیتے جو زبان پر (بھی) نہ رکھا جاتا پھر تم (ہمارے احسان کا) شکر کیوں نہیں کرتے ف۴ بھلا دیکھو تو سہی آگ جس کو تم سلگاتے ہو کیا تم نے اس کا

اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا

پیدا کیا ہے درخت اس کا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے کیا ہے اس کو نصیحت اور فائدہ

درخت بنایا یا ہم نے بنایا ف۵ ہم نے (دنیا کی) آگ کو (دوزخ کی آگ) یاد دلانے کے لئے بنایا ف۶ اور

لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ

واسطے مسافروں کے پس پاکی بیان کر ساتھ نام پروردگار اپنے بڑے کے پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ گرنے تاروں کے اور تحقیق یہ

مسافروں کے فائدے کے لئے ف۷ تو (اے پیغمبر) اپنے مالک کے نام تسبیح کر تا رہ جو سب سے بڑا ہے ف۸ تو میں تاروں کے جہاں جہاں ڈوبتے ہیں ان کی قسم کھاتا ہوں

لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ

قسم ہے اگر جانو تم بڑی تحقیق یہ پڑھنے کی چیز ہے باکرامت بیچ کتاب پوشیدہ کے نہیں ہاتھ لگاتے اس

ف۹ اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے بیشک یہ قرآن عزت والا ہے چھپی ہوئی (یا محفوظ) کتاب میں (لکھا ہوا) ف۱۰ اس کو وہی چھوتے

اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾

کو مگر پاک لوگ اتاری ہوئی ہے پروردگار عالموں کی طرف سے کیا پس ساتھ اس بات کے تم سستی کرتے ہو

ہیں جو پاک ہیں ف۱۱ سارے جہان کے مالک کی طرف سے اترا ہے کیا تم لوگ اس کلام (قرآن) کا انکار کرتے ہو ف۱۲

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ

اور کرتے ہو تم حصہ اپنا یہ کہ تم جھٹلاتے ہو پس کیوں نہیں جس وقت کہ پہنچتی ہے جان حلق کو اور تم اس وقت

اور تم نے اپنا شکریہ (اللہ تعالیٰ کے احسان کا) یہ ٹھہرایا ہے کہ (اس کی نعمت کو) جھٹلاتے ہو ف۱۳ پھر اگر تم سچے ہو تو جب (بیمار کی) جان (بدن سے نکل کر) حلق میں آن

ف۱ یعنی تمہیں کسی اور جہان میں لے جائیں اور یہاں تمہاری جگہ کسی دوسری مخلوق کو بسا دیں۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری شکل ایسی بنا دیں جسے تم نہیں پہچانتے۔ یعنی تمہیں بندر اور سؤر بنا دیں۔ ف۲ یعنی جب تم یہ جانتے ہو اور اس کا اقرار بھی کرتے ہو کہ تمہیں پہلی بار ہمیں نے پیدا کیا ہے تو پھر یہ کیوں نہیں مانتے کہ جب تم مر جاؤ گے تو ہم تمہیں دوبارہ بھی زندگی دے سکیں گے حالانکہ دوسری بار پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے کی بنسبت آسان تر ہے۔ نیز دیکھئے (سورۂ روم آیت ۲۷)

ف۳ یعنی بظاہر زمین میں بیج تم ڈالتے ہو لیکن اسے زمین کے اندر پرورش کرنا اور پھر باہر نکال کر اسے لہلہاتی کھیتی میں تبدیل کرنا کس کا کام ہے؟ کیا تم دعویٰ کر سکتے ہو کہ یہ تمہاری محنت اور تدبیر کا نتیجہ ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ کام ہمیں کرتے ہیں۔

ف۴ مسند ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ جب پانی نوش فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔" حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے اپنی رحمت سے ہمیں شیریں اور خوشگوار پانی پلایا اور اسے ہمارے گناہوں کی وجہ سے کھاری اور تلخ نہیں بنایا۔ (ابن کثیر)

ف۵ مراد ہر درخت ہے جو جلانے کے کام آتا ہے یا خاص طور پر وہ درخت ہیں جن میں رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے جیسے عرب میں مرخ اور عفار کے درخت اور ہمارے ہاں بانس کا درخت۔ مطلب یہ ہے کہ ان درختوں میں جلنے یا رگڑنے سے آگ پیدا کرنے کی یہ خاصیت کس نے رکھی؟ تم نے یا ہم نے؟

ف۶ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی آگ جسے لوگ سلگاتے ہیں (تیزی میں) جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ (شوکانی)

ف۷ "مقوین" کے اصل معنی "قواء" یعنی بیابان میں ٹھہرنے یا رہنے والے لوگ ہیں جیسے مسافر یا خانہ بدوش۔ کوئی شک نہیں کہ آگ کی ضرورت ہر ایک کو پڑتی ہے لیکن ان لوگوں کو اس سے بہت زیادہ کام لینا پڑتا ہے خصوصاً سردی کے موسم میں، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔

ف۸ کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے انسان کے فائدہ کیلئے ایسی کارآمد چیزیں پیدا کیں۔

ف۹ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ "میں ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھاتا ہوں۔" اور تیسرے معنی یہ بھی کہ "میں قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اترنے کی قسم کھاتا ہوں۔" اس میں اُقْسِمُ سے پہلے "لا" زائدہ ہے اور ترجمہ اسی کے مطابق ہے۔

ف۱۰ یعنی لوح محفوظ میں۔

ف۱۱ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک لَا يَمَسُّهٗ میں "ہٗ" ضمیر لوح محفوظ کے لئے ہے۔ کہ لوح محفوظ کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں یعنی فرشتے۔ بعض نے اس ضمیر کو قرآن کے لئے مانا ہے اور استدلال کیا ہے کہ قرآن کو بے وضو ہونے کی حالت میں چھونا جائز نہیں ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور قرآن کو بے وضو چھونا جائز ہے گو بہتر یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے۔ موطا مالک میں ہے کہ آنحضرتؐ نے عمرو بن حزم کو جو خط لکھ کر دیا اس میں یہ بھی لکھا کہ لَا يَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ "کہ قرآن کو سوائے "طاہر" شخص کے کوئی نہ چھوئے۔ مگر یہ اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہے کیونکہ اس کے معنی کفر و شرک سے پاک کے بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ مسلمان تو جنابت کی حالت میں بھی پاک ہی رہتا ہے" سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس (حدیث)

ف۱۲ یعنی منافقت برتنے والے۔ ف۱۳ جیسے مینہ برسائے لیکن تم یہ کہو کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں آگیا تھا اس لئے بارش ہوگئی۔ حدیث میں ہے کہ یہ کفر یا اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔

ف۱ یعنی اپنے علم یا ان فرشتوں کے ذریعے جو روحیں قبض کرنے کیلئے مقرر ہیں۔ ف۲ یعنی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی تابعداری و محکومیت سے آزاد سمجھتے ہو۔ ف۳ یعنی اسے بدن میں لوٹا کر بیمار کو موت کے ہاتھوں سے کیوں نہیں بچا لیتے؟

تَنظُرُونَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ

دیکھتے ہو اور ہم بہت نزدیک ہیں طرف اسکی تم سے ولیکن نہیں دیکھتے ہو تم پس کیوں نہیں اگر ہو تم

پہنچتی ہے اور تم اسوقت (آنکھ کر پڑے) دیکھتے رہتے ہو اور ہم تم سے زیادہ اس (بیمار) کے قریب ہوتے ہیں ف۱ لیکن تم نہیں جانتے پھر اگر تم کسی کے محکوم

غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۸۷﴾ فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾

غیر مقہور پھیر لاتے اس کو اگر ہو تم سچے ف۴ پس جو اگر ہووے مقربوں سے

نہیں ہو ف۲ تو اس (بیمار) کی جان (گلے سے) پلٹا کیوں نہیں لیتے ف۳ پھر (جب وہ بیمار مر جائے) اگر وہ نزدیک والوں میں سے ہے ف۵

فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿۸۹﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿۹۰﴾ فَسَلَامٌ لَّكَ

پس راحت ہے اور رزق ہے اور بہشت ہے نعمت کی اور جو اگر ہے داہنی طرف والوں سے پس سلامتی ہے تجھ

تو اس کے لئے راحت ہے (یا خوشی) اور روزی اور نعمت کا باغ اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو (اس سے کہا جائیگا) تجھ پر سلام

مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿۹۱﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿۹۳﴾

کو داہنی طرف والوں سے اور جو اگر ہے جھٹلانے والوں گمراہوں سے پس مہمانی ہے گرم پانی کی

داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے ف۶ اور اگر وہ (بیمار) جھٹلانے والوں گمراہوں (کافروں) میں سے ہے تو اس کیلئے تو کھولتے پانی کی ضیافت ہے

وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿۹۴﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۹۶﴾

ع ۳ ۱۶

اور داخل کرنا ہے دوزخ کا تحقیق یہ وہ ہے البتہ یقین پس پاکی بیان کر ساتھ نام پروردگار اپنے بڑے کے

اور دوزخ میں ڈھکیلے جانے کی بیشک یہ (سب باتیں) بالکل سچ ہیں (جنہیں ذرا بھی شبہ نہیں) تو (اے پیغمبرؐ) اپنے مالک کے نام کی تسبیح کر تا رہ جو سب سے بڑا ہے ف۷

سُورَةُ الْحَدِيدِ مَدَنِيَّةٌ (۵۷) (۹۴) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتها ۲۹ رکوعاتها ۴

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے

ف۸ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱﴾ لَهُ مُلْكُ

پاکی بیان کرتا ہے واسطے اللہ کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے اور وہ ہے غالب حکمت والا واسطے اس کے ہے بادشاہی

آسمان اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں (سب) اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہی ہیں ف۹ اور وہ زبردست ہے حکمت والا اسی کی بادشاہت ہے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْأَوَّلُ وَ

آسمانوں کی اور زمین کی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے وہ ہے سب سے پہلے اور

آسمان اور زمین میں وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی پہلا ہے اور

الْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

سب سے پیچھے اور سب سے ظاہر اور سب سے چھپا ہوا اور وہ سب کچھ جانتا ہے وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو

اور پچھلا ف۱۰ اور باہر اور اندر ف۱۱ اور وہ سب کچھ جانتا ہے وہی خدا ہے جس نے چھ دن میں آسمان

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَ

اور زمین کو بیچ چھ دن کے پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے جانتا ہے جو کچھ کہ داخل ہوتا ہے بیچ زمین کے اور

اور زمین بنائے پھر عرش پر چڑھا جو زمین میں گھستا ہے ف۱۲ اور جو زمین

ف۴ یعنی اگر اپنی ناشکری کی موجودہ روش کو صحیح سمجھتے ہو۔

ف۵ یعنی آگے بڑھنے والوں میں سے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

ف۶ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "تجھے اپنے داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے سلام ہو" اور تیسرا مطلب یہ بھی کہ "تو داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے خاطر جمع رکھ"

ف۷ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ "نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: "اسے اپنے رکوع میں پڑھا کرو" اور جب "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا "اسے اپنے سجدہ میں پڑھا کرو" (شوکانی)

ف۸ یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے۔ سنن نسائی کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک آپؐ مسبحات نہ پڑھ لیتے اور آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ان میں ایک آیت ہے جو ہزاروں آیتوں سے افضل ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں "شاید وہ آیت یہ ہو" هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ واللہ اعلم (مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کے شروع میں سَبَّحَ یا يُسَبِّحُ آتا ہے۔ یعنی حدید، حشر، صف، جمعہ اور تغابن۔ (شوکانی)

ف۹ بعض زبان قال سے اور بعض زبان حال سے گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔

ف۱۰ یعنی وہ سب موجودات سے پہلے تھا اور سب موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہے گا۔

ف۱۱ یا کھلا ہوا اور پوشیدہ" اور وہ اس لحاظ سے کہ اس کی کاریگری کے آثار کھلے ہوئے ہیں اور اس کی ذات مقدس ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ آنحضرتؐ نے "ظاہر" کی تفسیر بلند اور غالب سے کی ہے۔ ایک ماثور دعا میں ہے: وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ۔ یعنی تو ہی ظاہر ہے اور تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۱۲ جیسے بارش کا پانی اور بیج وغیرہ۔

مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ

جو کچھ کہ نکلتا ہے اس سے اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ کہ چڑھتا ہے اس بیچ اور وہ ساتھ تمہارے ہے جہاں ہو تم

سے نکلتا ہے ف۱ اور جو آسمان سے اترتا ہے ف۲ اور جو آسمان پر چڑھتا ہے ف۳ وہ ان (سب) کو جانتا ہے اور وہ (عرش پر رہ کر) تم جہاں رہو

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴﴾ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے واسطے اسی کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور طرف اللہ تعالیٰ کی پھیرے جاتے ہیں

(اپنے علم اور قدرت سے) تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ (بھی) رہا ہے ف۴ آسمان اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے اور سب کام لوٹ کر اللہ ہی

الْأُمُورُ ﴿۵﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

سب کام داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے اور وہ جانتا ہے سینے والی

کے پاس جاتے ہیں ف۵ وہ (گرمی کے موسم میں) رات کو (گھٹا) کر دن میں گھسیڑ دیتا ہے اور (سردی کے موسم میں) دن کو (گھٹا کر) رات میں گھسیڑ دیتا ہے اور وہ تو دلوں

الصُّدُورِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ

بات کو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور خرچ کرو اس چیز سے کہ کیا ہے تم کو جانشین پہلوں کا بیچ اس کے

کے خیال (بھی) جانتا ہے ف۶ اللہ اور اس کے پیغمبرؐ پر ایمان لاؤ اور جس مال کا تم کو وارث بنایا اس میں سے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرو ف۸ کیونکہ جو لوگ

فَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿۷﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ

پس جو لوگ کہ ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا واسطے اُن کے ہے ثواب بڑا اور کیا ہے واسطے تمہارے کہ نہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے

تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اُن کو بڑا نیک (ثواب) ملیگا ف۹ اور (لوگو) تم کو کیا ہوا ہے تم اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبرؐ پر ایمان

وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

اور رسولؐ پکارتا ہے تم کو تو کہ ایمان لاؤ ساتھ پروردگار اپنے کے اور تحقیق لیا ہے قول تمہارا اگر ہو تم

نہیں لاتے اور پیغمبر تم کو اپنے مالک پر ایمان لانے کے لئے بلا رہا ہے اور اگر تم کو یقین آئے تو خود تمہارا مالک (روزِ الست میں) تم سے اقرار لے چکا ہے ف۱۱

مُؤْمِنِينَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهِ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ

ایمان والے وہ ہے جو اتارتا ہے اوپر بندے اپنے کے نشانیاں ظاہر تو کہ نکالے تم کو اندھیروں

وہی تو اللہ ہے جو اپنے بندے (محمد صلعم) پر صاف صاف آیتیں (قرآن کی) اس لئے اتارتا ہے کہ تم کو (کفر کے) اندھیروں سے نکال کر (ایمان

الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۹﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا

سے طرف روشنی کی اور تحقیق اللہ ساتھ تمہارے البتہ شفقت کرنیوالا مہربان ہے اور کیا ہے واسطے تمہارے یہ کہ نہ خرچ کرو

کے) اجالے میں لاتے اور بیشک اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر بہت شفقت کرنے والا مہربان ہے ف۱۲ اور تم کو کیا ہوگیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اپنا مال)

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ

بیچ راہ خدا کے اور واسطے اللہ کے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی نہیں برابر تم میں سے وہ شخص

خرچ نہیں کرتے حالانکہ زمین اور آسمان کا وارث اللہ تعالیٰ ہے (مال اسی کا مال) جن لوگوں نے تم میں سے (مکہ) فتح ہونے سے پہلے

أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۚ أُولٰٓئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا

کہ جس نے خرچ کیا تھا پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تھی یہ لوگ بڑے ہیں درجوں میں ان لوگوں سے کہ خرچ کیا انہوں نے

(اللہ کی راہ میں اپنا مال) خرچ کیا اور لڑے ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے (مکہ) فتح ہونے کے بعد خرچ کیا اور

ف۱ جیسے نباتات اور معدنیات وغیرہ۔ ف۲ جیسے بارش، فرشتے، شرعی احکام اور قضا و قدر کے فیصلے وغیرہ ف۳ جیسے فرشتے اور بندوں کے اعمال وغیرہ۔ ف۴ اس لئے صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ جب حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ سے "احسان" کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی معیت بلحاظ علم کے ہے۔ کذا قال السلفؒ بلکہ حافظ ابن عبد البرؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس پر صحابہؓ اور تابعین کا اجماع ہے اور اہلِ علم میں سے کوئی بھی اس کا مخالف نہیں۔ (ابن کثیر و شرح حدیث النزول)

ف۵ "نہ کہ کسی اور کی طرف" لہٰذا وہی تمام اعمال کا فیصلہ فرمائے گا اور بندوں کو اس کے متعلق جزا یا سزا دے گا۔

ف۶ کجا کہ اس سے تمہارے اعمال پوشیدہ رہیں، اگرچہ وہ دلوں میں آنے والے خیالات (وساوس) پر اس وقت تک مؤاخذہ نہیں کرتا جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے۔ (وقد مر فی خاتم سورۃ البقرہ)

ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرتؐ کی رسالت کا اقرار کرو۔ یہ کفارِ عرب سے خطاب ہے۔ اگر یہ خطاب مسلمانوں سے ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تم اللہ و رسولؐ پر ایمان میں مزید پختگی پیدا کرو اور اس پر برقرار رہو۔ کما فی اھدنا الصراط المستقیم۔

ف۸ یعنی جس میں اس نے تمہیں پچھلے لوگوں کا وارث بنایا یا اپنا نائب بنا کر تصرف کا اختیار دیا۔

ف۹ مطلب یہ ہے کہ جو اموال تمہارے قبضہ میں ہیں حقیقت میں ان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ تم محض امین و خزانچی ہو۔ لہٰذا جہاں وہ حکم دے وہیں اس کے نائب ہونے کی حیثیت سے خرچ کرو اور اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ مال پہلے دوسروں کے قبضہ میں تھا۔ ان کے مرنے کے بعد تمہارے قبضہ میں آیا۔ اسی طرح تمہارے مرنے کے بعد تمہارے وارثوں کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اس میں سے تمہارے کام صرف وہی آئے گا جو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

ف۱۰ یعنی جنت، لہٰذا ایمان کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرو۔

ف۱۱ امام ابن جریرؒ نے اس سے مراد وہ اقرار لیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے اس وقت لیا تھا جب اس نے انہیں حضرت آدمؑ کی پشت سے پیدا کیا تھا اور جو اُن میں سے ہر ایک کی سرشت میں داخل ہے۔ (وقد مر فی سورۃ الاعراف: ۱۷۲) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اقرار اللہ سے چکا ہے دنیا میں آنے سے پہلے اور اس کا اثر رکھ دیا دل میں۔" (موضح) حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بیعت ہے جو آنحضرتؐ نے صحابہ کرامؓ سے لی تھی۔ جس کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۱۲ اس لئے اس نے تم میں اپنا رسولؐ بھیجا اور اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔

مِنۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑩ ع

پیچھے اس سے اور لڑائی کی اور ہر ایک کو وعدہ دیا ہے اللہ نے اچھا اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے

لڑے ف۱ اور اللہ تعالیٰ نے تو سب کو اچھا بدلہ (جنت) دینے کا وعدہ کر لیا ہے ف۲ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے (لوگو تم میں

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑪ ج

کون شخص ہے کہ قرض دیوے اللہ کو قرض اچھا پس دوگنا کرے اسکو واسطے اسکے اور واسطے اس کے ہے ثواب باکرامت

سے) کون ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھا قرضہ ف۳ پھر اللہ اس کا دونا اس کو دیگا اور (اس کے علاوہ) اسکو بہتر نیگ ملے گا ف۴

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

اسدن کہ دیکھے گا تو ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو دوڑتا ہوگا نور اُن کا آگے اُن کے اور داہنی طرف ان کی ف۵

اس دن (اے پیغمبرؐ) تو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو دیکھے گا اُن (کے ایمان) کا نور اُن کے آگے اور ان کی داہنی طرف (پل صراط پر) دوڑتا جاتا ہوگا

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ

خوشخبری تم کو آج بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے ہو بیچ اُن کے یہی ہے وہ

(فرشتے اُن سے کہتے جائیں گے) آج تمکو خوشی ہے خوشی ہے وہ کیا ان باغوں میں جانا جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں سدا انہی میں رہو گے یہی تو بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫ ج يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا

مراد پانا بڑا اُسدن کہ کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لاتے ہیں انتظار کرو ہمارا

کامیابی ہے جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمانداروں سے کہیں گے (ذرا تو ٹھہرو) ہم کو آنے دو ہم بھی تمہاری روشنی سے سلگا

نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ

ہم بھی روشنی لیں نور تمہارے سے کہا جاوے گا پھر جاؤ پیچھے اپنے پس ڈھونڈ لاؤ نور پس مارا جاویگا درمیان اُن کے

لیں ف۶ اُن سے کہا جائیگا ف۷ پیچھے لوٹ جاؤ (یعنی دنیا میں پھر جاؤ) وہاں روشنی ڈھونڈھو ف۸ پھر اسکے بعد ایماندار اور منافقوں کے بیچ میں ایک

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ⑬ ۭ يُنَادُوْنَهُمْ

ساتھ دیوار کے واسطے اُس کے دروازہ ہے اندر کی طرف جو ہے بیچ اُسکے رحمت ہے اور باہر کی طرف جو ہے اس کی اس طرف سے ہے عذاب پکاریں گے اُن کو

دیوار کھڑی کر دی جائیگی اس میں ایک دروازہ ہوگا اسکے اندر کی طرف تو رحمت (بہشت) ہوگی اور اس کے اُدھر (جدھر منافق ہونگے) باہر کی طرف (اللہ کا) عذاب

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ

کیا نہ تھے ہم ساتھ تمہارے کہیں گے ہاں تھے تم ولیکن فتنے میں ڈالا تھا تم نے جانوں اپنی کو اور منتظر تھے تم یعنی واسطے برائی کے ہمارے

(جہنم) ہوگا ف۹ منافق ایمانداروں سے پکار پکار کہیں گے کیا (دنیا میں بھائی) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ف۱۰ وہ کہیں گے البتہ تھے تو سہی مگر تم نے (نفاق کر کے) خود اپنے تئیں بلا

غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑭ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ

اور شک میں تھے اور فریب میں دیا تھا تم کو آرزوؤں نے یہاں تک آیا حکم خدا کا اور فریب میں دیا تھا تمکو ساتھ اللہ کے فریب دینے والے نے پس آج نہ لیا

میں ڈالا اور تم تو انتظار کرتے تھے ف۱۱ (دل سے ہمارے خیرخواہ نہ تھے) اور (خدا اور پیغمبرؐ کی طرف سے) تمکو شک ہی رہا اور (واہی تباہی) امیدوں (آرزوؤں) نے تمکو دھوکے میں

مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ

جاویگا تم سے بدلہ اور نہ ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے جگہ رہنے تمہارے کی آگ ہے وہ ہے رفیق تمہارا اور بری ہے جگہ

ڈالکر کھا ف۱۲ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آن پہونچا (تم خود مر گئے اور شیطان نے تمکو (نہ چھوڑا) اللہ کے باب میں فریب ہی دیتا رہا ف۱۳ تو آج کے دن نہ تم سے چھڑائی میں کچھ لیا جائیگا (فدیہ وغیرہ) منافق

ف۱ کیونکہ اس وقت اظہار ایمان اور اس پر استقامت نہایت مشکل تھی، اس لئے آنحضرتؐ نے بھی ایک موقع پر ایمان لانے والوں سے کہا: میرے (سابقین) صحابہؓ کو برا مت کہو انہوں نے تو ایک مُد یا نصف مُد اللہ کی راہ میں خرچ کر کے جو درجہ حاصل کر لیا تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر کے بھی وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔ دوسری روایت میں ہے ان کا ایک ساعت کا عمل تمہارے عمر بھر کے عمل سے بہتر ہے۔ (شوکانی) ف۲ یعنی یوں تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص کسی وقت بھی ایمان لائے گا اور اس کی راہ میں جہاد کرے گا وہ اسے اچھا بدلہ (جنت) عطا فرمائے گا۔

ف۳ "قرض حسن" (اچھے قرض) سے مراد وہ مال ہے جو آدمی دل کی خوشی سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ اسے اپنے ذمہ قرض قرار دے رہا ہے حالانکہ انسان کے پاس جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ ہی کا دیا ہوا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "قرض کے معنی یہ کہ اس وقت جہاد میں خرچ کرو پھر تم ہی دولتیں برتو گے۔ یہی معنی ہیں دونے کے ورنہ مالک اور غلام میں سود بیاج نہیں جو دیا سو اُس کا اور جو نہ دیا سو اُس کا۔"

ف۴ یعنی جنت — مزید تشریح کیلئے دیکھئے: بقرہ ۲۴۵

ف۵ "اور اسی کی رہنمائی میں چل کر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔" حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ نور ہر شخص کے ایمان اور عمل صالح کے مطابق ہوگا۔ جس کا ایمان جس قدر پختہ اور عمل جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر اس کا نور زیادہ ہوگا۔ قتادہؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ بعض مومن ایسے ہوں گے جن کا نور مدینہ سے صنعا تک پھیلا ہوگا۔ ضحاکؒ اور قتادہؒ کہتے ہیں کہ نور آگے ہوگا اور ان کے داہنے ہاتھ میں ان کے اعمال نامے ہونگے (ابن کثیر) یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "و بایمانھم" کو "بین ایدیھم" سے الگ جملہ قرار دیا جائے۔

ف۶ یعنی تمہاری کچھ روشنی لے لیں اور اس کی رہنمائی میں چلیں۔

ف۷ یعنی فرشتے کہیں گے یا ایماندار جواب دیں گے۔

ف۸ مطلب یہ ہے کہ یہاں تمہیں روشنی ملنے والی نہیں ہے۔ یہ روشنی تو ایمان اور نیک اعمال کی ہے جو ہم نے دنیا میں کئے تھے۔ اب اگر پلٹ کر دنیا میں جا سکتے ہو تو چلے جاؤ اور وہاں سے روشنی کما کر لے آؤ — ایک روایت میں ہے کہ پل صراط کے پاس اللہ تعالیٰ ہر مومن اور منافق کو روشنی دے گا۔ جب سب لوگ پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ منافقوں کی روشنی سلب کر لے گا اس وقت ایمانداروں سے درخواست کریں گے "اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ" اور ایماندار کہیں گے: "رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا"۔ اے رب ہمارے ہماری روشنی مکمل فرما (یعنی جنت میں داخل ہو جانے تک اسے باقی رکھ)۔ اس موقع پر کوئی کسی دوسرے کو نہ پوچھے گا۔

ف۹ اس دیوار سے مراد وہ دیوار ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگی۔ (شوکانی)

ف۱۰ جو آج ہمیں اکیلا چھوڑے دیتے ہو۔

ف۱۱ کہ کب ہم مسلمانوں پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے۔"

ف۱۲ یعنی تم سمجھتے رہے بس چند دن میں مسلمان تباہ ہو جائیں گے اور اسلام کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔

ف۱۳ اللہ کے باب میں شیطان کا انسان کو دھوکا دینا کئی طرح سے ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے صراط مستقیم کی مثال ایک سیدھے خط سے بیان فرمائی ہے اور اس کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے بے شمار خطوط کھینچ کر شیطان کی گمراہیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے — شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "پل صراط پر کافر نہ چلیں گے۔ وہ پہلے ہی دوزخ میں پڑیں گے مگر جو اُمت ہے کسی نبی کے پیچھے یا کچے۔ جب اندھیرا گھیریگا ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی۔ منافق اُن کی روشنی میں چلنے لگے وہ شتاب نکل گئے یہ رہے پیچھے پکارتے کہ ہم کو بھی روشنی دو۔ کسی نے کہا کہ پیچھے سے روشنی لاؤ، وہ پیچھے ہٹے ان کے بیچ دیوار کھڑی ہوگئی۔ یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے وہ جگہ پیچھے آئے۔ (کذا فی الموضح)

ف۱ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت یہ ہونی چاہیئے کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور اس کی کتاب پڑھی جائے تو ان کے دلوں میں خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا ہو۔ اعمش کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام جب مدینہ آئے اور انہیں فقر وفاقہ کے بعد کچھ تن آسانی کے اسباب ملے تو ان میں کچھ سستی آگئی۔ اس پر بطور عتاب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (فتح القدیر)

الْمَصِيرُ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ

پھر جانے کی | کیا نہیں نزدیک آیا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ عاجزی کریں دل اُن کے وقت یاد خدا کے اور جو کچھ اتارا گیا ہے

ہوگا) اور نہ (دوسرے) کافروں سے تم (سب) کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بری جگہ ہے کیا ایمانداروں کیلئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کا ذکر کرنے پر اور جو

مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ

حق سے | اور نہ ہوویں مانند اُن لوگوں کے کہ دیئے گئے تھے کتاب پہلے اس سے پس دراز ہوئی اُوپر اُن کے مُدت

اللہ کی طرف سے (قرآن) اُترا (اس کے سننے پر) اُنکے دل پگھل جائیں ف۱ اور ان کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) کیطرح نہ ہوجائیں جنکو (قرآن اترنے سے) پہلے (اللہ کی) کتاب دی

فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۱۶﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ

پس سخت ہو گئے دل اُن کے اور بہت اُن میں سے فاسق ہیں | جانو یہ کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو پیچھے

گئی تھی پھر ان پر لمبی مدت گذری تو انکے دل سخت ہو گئے اور (اب) اُن میں اکثر لوگ بدکار (نافرمان) ہیں یہ سمجھ لو کہ اللہ زمین کو مرے پیچھے (بارانی برسا کر) جلا دیتا ہے ف۲

مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۷﴾ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ

موت اس کی کے تحقیق بیان کیں ہم نے واسطے تمہارے نشانیاں تو کہ تم عقل پکڑو | تحقیق خیرات دینے والے اور خیرات دینے والیاں

ہم نے (اپنی قدرت کی) نشانیاں تم سے بیان کر دیں اس لئے کہ تم کو عقل پیدا ہو | بیشک جو مرد خیرات کرتے ہیں اور جو عورتیں خیرات کرتی ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو

وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

اور وہ جو قرض دیتے ہیں اللہ کو قرض اچھا دوچند کیا جاویگا واسطے اُنکے اور واسطے ان کے ہے ثواب باکرامت | اور جو لوگ کہ ایمان لائے

اچھا قرضہ دیتے ہیں ان کو دُونا ثواب ملے گا اور (اس کے علاوہ) ان کا اجر نیک ... (بہشت) اور جو لوگ اللہ اور اس کے (سب) پیغمبروں

بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ

ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور رسولوں اُسکے کے یہ لوگ وہ ہیں سچے | اور شہید نزدیک پروردگار اپنے کے واسطے اُن کے ہے

پر ایمان لائے وہی اپنے مالک کے پاس صدیق اور شہید ہیں ف۳ اُن کو ان کا ثواب اور اُن کا نور ملے گا ف۴ اور جن لوگوں

أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

ثواب اُن کا اور نور اُن کا | اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو یہ لوگ ہیں رہنے والے

نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور جھٹلایا وہی دوزخی ہیں (لوگو) یہ جان رکھو دنیا کی

الْجَحِيمِ ﴿۱۹﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ

دوزخ کے | جانو یہ کہ زندگانی دنیا کی کھیل ہے اور دل بہلانا ہے اور بناؤ کرنا ہے اور بڑائی کرنی ہے

زندگی اور کچھ نہیں بس کھیل اور تماشا ہے اور بناؤ سنگھار اور ایک دوسرے پر بڑائی

۲ ع ۹ ۱۸

بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ

آپس میں اور زیادتی کرنی ہے بیچ مالوں کے اور اولاد کے مانند مینہ کی کہ خوش لگتا ہے کھیتی کرنے والوں

جتانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد کی خواہش کرنا ف۵ اس کی مثال ایک مینہ کی سی ہے جسکی پیداوار نے کسانوں

نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ

اُگنا اس کا پھر زور سے اُگتی ہے پس دیکھتا ہے تو اسکو زرد ہوتی پھر ہو جاتی ہے ریزہ ریزہ اور بیچ آخرت کے عذاب ہے

(کھیتیوں) کو خوش کر دیا ف۶ پھر (چندہی روز میں کوئی آفت آتی ہے) وہ سوکھ جاتا ہے تو دیکھتا ہے وہ پیلا پڑگیا اس کے بعد (بھس کی طرح) روندن بن جاتا ہے ف۷

ف۲ لہٰذا وہ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ لوگوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر سکے۔ اس سے مقصود عام مسلمانوں کو توبہ کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

ف۳ یعنی انہیں صدیقین اور شہدا کا مرتبہ نصیب ہوگا۔ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میری امت کے اہل ایمان شہید ہیں، پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن جریر) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ اسی طرح حضرت عمرو بن مرہ جہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا؟ اے اللہ کے رسولؐ! اگر میں توحید و رسالت کی شہادت دوں، پانچوں نمازیں ادا کرتا رہوں، زکوٰۃ دیتا رہوں، رمضان کے روزے رکھوں اور راتوں کو عبادت کروں تو میں کیا ہونگا؟ فرمایا: تم صدیقین اور شہدا میں سے ہو گے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی انہیں صدیقین اور شہدا کا ثواب اور نور ملے گا یا انہیں اپنے ایمان اور عمل کے مطابق ثواب اور نور ملے گا۔

ف۵ یہ سچے اور مخلص اہل ایمان کے مقابلے میں دنیادار لوگوں کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام خواہشوں اور دلچسپیوں کا ذکر ان پانچ باتوں میں فرمادیا ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہیئے، پھر تماشا، پھر بناؤ درست کرنا (یعنی بناؤ سنگھار کی فکر)، پھر ساکھ بڑھانے اور نام حاصل کرنا (یعنی ساکھ بڑھانا اور نام و نمود حاصل کرنا) اور (جب) مرنا قریب آوے تب فکر مال اور اولاد کا کہ پیچھے میرا گھر بنا رہے آسودہ۔ یہ سب دغا کی جنس ہے آگے کام آئے گا کچھ اور (یعنی ایمان اور عمل صالح)، یہ کچھ کام نہ آوے گا۔"

ف۶ جیسے دنیاداروں کو ان کی جوانی اور مالداری خوش کرتی ہے۔

ف۷ یہی حال دنیا کی زندگی کا ہے۔ بس چند روزہ بہار ہے آخر زوال اور پھر فنا ہے۔

ف۱ یعنی جس نے دنیا سے دل لگایا وہ دھوکے میں پڑ گیا اور اس نے اپنی آخرت تباہ کر لی۔ البتہ ایسے لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی دھوکا نہیں ہے جنہوں نے اسے آخرت کا ذریعہ بنایا۔ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی بے وقعتی کا ذکر بہت سی احادیث میں مذکور ہے۔ ف۲ یعنی وہ نیک کام کرو جن سے تمہیں اپنے مالک کی خوشنودی اور معافی نصیب ہو۔ ف۳ جب جنت کا عرض اس قدر ہے تو اس کے طول کے کیا کہنے ف۴ یا زمین اور تم لوگوں کی پیدائش سے پہلے۔"

شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ

سخت اور بخشش ہے اللہ کی طرف سے اور رضامندی اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر فائدہ

اور آخرت میں (بُروں کیلئے) سخت عذاب ہے اور (اچھوں کیلئے) اللہ تعالیٰ کی معافی اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان

الْغُرُورِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوٓا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

فریب کا جلد چلو طرف بخشش پروردگار اپنے کی اور بہشت کی چوڑاؤ اس کا مانند چوڑاؤ

ہے ف۱ (لوگو) اپنے مالک کی معافی (بخشش) کی طرف لپکو ف۲ اور اس باغ (بہشت) کی طرف جس کی چوڑائی (یا پھیلاؤ) آسمان اور زمین (دونوں) کی

السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۙ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ ذٰلِكَ فَضْلُ

آسمان کی اور زمین کی تیار کی گئی واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور رسولوں اُس کے کے یہ ہے فضل

چوڑائی (یا پھیلاؤ) کے برابر ہے ف۳ وہ اُن لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے (سب) پیغمبروں پر ایمان لائے یہ (معافی اور باغ ملنا) اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۱﴾ مَآ أَصَابَ مِن

خدا کا دیتا ہے اس کو جس کو چاہے اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے نہیں پہونچتی کوئی

فضل ہے جسکو وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (لوگو) جو آفتیں زمین پر آتی ہیں (مثلاً قحط زلزلہ طوفان وغیرہ) اور جو خود تم

مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ

مصیبت بیچ زمین کے اور نہ بیچ جانوں تمہاری کے مگر بیچ کتاب کے ہے لکھی پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اسکو

پر آتی ہیں (مثلاً دکھ بیماری موت وغیرہ) وہ سب اس آفت کے پیدا کرنے سے ف۴ پہلے ہی لوح محفوظ میں (لکھی ہوئی) موجود ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک

إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَآ

تحقیق یہ اوپر اللہ کے آسان ہے تو کہ نہ غم کھاؤ تم اوپر اس چیز کے کہ چوک گئی تم سے اور مت خوش ہو ساتھ اس چیز

یہ سب باتیں لکھ لینا) آسان ہے (کوئی مشکل کام نہیں) یہ ہم نے تمکو اسلئے بتلا دیا کہ جو چیز تم سے جاتی رہے اس کا (حد سے زیادہ) غم نہ کھاؤ ف۶ اور جو نعمت ف۵

اٰتٰكُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿۲۳﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ

کے کہ آئی تم کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا ہر ایک تکبر کرنیوالے فخر کرنیوالے کو وہ جو بخل کرتے ہیں اور حکم کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ تمکو دے اس پر (غرور سے) پھول نہ جاؤ ف۷ اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا ایسے لوگ (ایک تو) خود بخیلی کرتے ہیں (دوسرے) اوروں کو

النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ

لوگوں کو ساتھ بخل کے اور جو کوئی پھر جاوے پس تحقیق اللہ وہ ہے بے پرواہ تعریف کیا گیا تحقیق

بھی بخیلی کرنا سکھاتے ہیں ف۹ اور جو کوئی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے) منہ پھیرے تو اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے سراسر خوبیوں والا ف۱۰ ہم نے اپنے پیغمبروں

أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ

بھیجا ہم نے پیغمبروں اپنوں کو ساتھ دلیلوں ظاہر کے اور اتاری ہم نے ساتھ اُن کے کتاب اور ترازو یعنی قواعد عدل تو کہ قائم رکھیں لوگ

کو کھلی کھلی نشانیاں دیکر بھیج چکے اور اُن کے ساتھ کتاب اتاری (توراۃ انجیل زبور قرآن وغیرہ) اور انصاف کا ترازو اتارا ف۱۱ اسلئے کہ لوگ

بِالْقِسْطِ ۚ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنٰفِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ

عدل کو اور اتارا ہم نے لوہا بیچ اس کے لڑائی سخت ہے اور فائدہ ہے واسطے لوگوں کے اور تو کہ ظاہر کرے

انصاف پر قائم رہیں اور ہم ہی نے لوہا پیدا کیا ف۱۲ اُس سے تو بڑی لڑائی کا سامان بنتا ہے اور لوگوں کو (بہت) فائدے ہوتے ہیں ف۱۳ اور اس کے

ف۵ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھی۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۶ یا "تمہیں نہ ملے"

ف۷ "بلکہ یہ سمجھ کر صبر کرو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یونہی تھی۔ اگر اس نے یہ چیز ہماری قسمت میں لکھی ہوتی تو ہمیں بہرصورت مل کر رہتی۔" اور اس نے جو ہماری قسمت میں نہیں لکھا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ملنا ہمارے حق میں بہتر نہ تھا۔ اگر بہتر ہوتا تو وہ ضرور ہماری قسمت میں لکھتا۔

ف۸ بلکہ یہ سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے ہماری اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی چیز کے حاصل کرنے کیلئے آدمی کو کوشش بھی نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوشش کے بعد اگر ناکامی ہو تو غم نہیں بلکہ صبر کرنا چاہیئے اور بصورت کامیابی غرور کرنا نہیں بلکہ شکر بجالانا چاہیئے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ تقدیر پر ایمان کا فائدہ قرار دے رہا ہے۔ اس اصول پر عمل پیرا رہنے سے زندگی میں اعتدال رہتا ہے اور انسان افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونے پاتا۔

ف۹ کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ پر نہیں بلکہ اپنی کوشش اور تدبیر پر بھروسا ہوتا ہے اس لئے سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاتھ سے کوئی چیز چلی گئی تو معلوم نہیں وہ ہمیں دوبارہ مل سکے گی یا نہیں۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو خدا پر اعتماد ہوتا ہے وہ دنیا کی چیزوں سے ایسی محبت نہیں کرتے کہ ان کا جدا ہونا ان پر شاق گزرتا ہو بلکہ وہ انہیں دل کھول کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرتے ہیں۔

ف۱۰ یعنی اسے کسی کی تعریف یا مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اگر اس کی راہ میں خرچ کرو گے تو اپنے ہی بھلے کیلئے کرو گے اور اگر نہیں کرو گے تو اپنا نقصان آپ کرو گے۔

ف۱۱ یعنی عدل و انصاف کا حکم دیا۔

ف۱۲ "انزلنا" کے معنی اُتارنا بھی ہیں اور پیدا کرنا بھی۔ یہاں پیدا کرنا مراد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ لوہے کو کان سے نکالنا اور اس کی صنعت کی تعلیم دینا مراد ہے۔ نیز دیکھئے سورہ انعام (آیت ۱۴۳)

ف۱۳ جیسے تلوار بندوق اور دوسرے جنگی ہتھیار۔ اس میں اشارہ ہے کہ دنیا میں امن و امان قائم کرنے کیلئے کتاب و قانون عدل و انصاف کے علاوہ اس شخص کی بھی ضرورت ہے جو ہاتھ میں تلوار رکھتا ہو۔ اسلام میں جہاد کا حکم بھی کتاب الٰہی اور قانون عدل و انصاف پھیلانے کیلئے ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے تاکہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے زیر سایہ رکھا ہے اور اس شخص کے لئے ذلت اور محکومیت رکھی ہے جو میری مخالفت کرے۔ (ابن کثیر)

ف۱ یعنی محض آنحضرتؐ کی تصدیق کرتے ہوئے۔ ف۲ یہ دیکھے کہ کس کا مقصد تلوار اٹھانے سے دین حق کا بول بالا کرنا ہے۔ ف۳ یعنی اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ خود زور والا زبردست ہے اس نے جو تمہیں جہاد کا حکم دیا ہے اس سے مقصد تمہاری وفاداری کا امتحان لینا ہے۔ ف۴ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد جتنے پیغمبر آئے سب انہی کی اولاد میں سے تھے۔ ف۵ یعنی وہ آپس میں ایکدوسرے

۳ ع ۱۵

اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اللہ اس شخص کو کہ مدد دیتا ہے اس کو اور رسول اس کے کو بن دیکھے تحقیق اللہ تعالیٰ زور آور غالب ہے اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے

پیدا کرنے سے یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ دیکھ لے کون بن دیکھے اللہ تعالیٰ کی اور اسکے پیغمبروں کی مدد کرتا ہے ف۲ بیشک اللہ زور والا ہے زبردست ف۳ اور ہم نوحؑ

نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ

نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کو اور کی ہم نے بیچ اولاد ان دونوں کے پیغمبری اور کتاب پس بعض ان میں سے راہ پانے والے ہیں اور

اور ابراہیمؑ کو (پیغمبر بنا کر) بھیج چکے ہیں اور ان کی اولاد میں ہم نے پیغمبری اور کتاب کو (جاری) رکھا ف۴ اس پر بھی (ان کی اولاد میں سے) بعضے تو راہ پر آگئے

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ

اور بہت ان میں سے فاسق ہیں پھر پیچھے لائے ہم اوپر قدموں ان کے کے پیغمبر اپنے اور پیچھے لائے ہم عیسےٰؑ بیٹے مریم کے کو اور

اور بہتیرے نافرمان ہی رہے پھر ہم نے ان کے پیچھے پیغمبروں کا تار باندھ دیا اور (ان سب کے) پیچھے عیسےٰؑ کو بھیجا جو مریمؑ کا بیٹا تھا

مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

دی ہم نے اس کو انجیل اور کی ہم نے بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ پیروی کرتے تھے اس کی شفقت اور مہربانی

اور اس کو ہم نے انجیل دی اور جو لوگ اس کے تابع ہوئے ان کے دلوں میں ہم نے نرمی اور مہربانی رکھی ف۵ اور ان لوگوں

وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا

اور انہوں نے گوشہ گیری اپنی طرف سے نکالی تھی نہیں لکھا تھا ہم نے اس کو اوپر ان کے مگر واسطے ڈھونڈنے رضامندی خدا کے تھی پس نہ رعایت

نے درویشی نکال لی ف۶ ہم نے یہ حکم انکو نہیں دیا تھا مگر انہوں نے (خود) اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کو (یہ نکال لی) پھر جیسا چاہیے تھا دیسا

حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

کی اس کی حق نگاہ رکھنے اس کے کا پس دیا ہم نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ان میں سے ثواب ان کا اور بہت ان میں سے فاسق ہیں

اس کو نباہ نہ سکے ف۷ پھر جو لوگ ان میں ایماندار رہے (توحید پر قائم رہے) ان کو تو ہمنے انکا ثواب عنایت فرمایا اور ان میں بہتیرے بے ایمان ہیں ف۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ایمان لاؤ ساتھ پیغمبر اس کے کے دیوے گا تم کو دو حصے ثواب کے رحمت اپنی سے

(اہل کتاب کے) ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو ف۹ اور اس کے پیغمبر (حضرت محمدؐ) پر ایمان لاؤ اللہ تم کو اپنی رحمت میں سے دوہرا حصہ دے گا ف۱۰ اور

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ۚۙ لِّئَلَّا

اور کرے گا واسطے تمہارے نور چلو گے ساتھ اس کے اور بخشے گا واسطے تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تو کہ

تم کو ایسی روشنی دیگا جس کی وجہ سے تم (پل صراط پر) چل نکلو گے ف۱۱ اور (تمہارے گناہ) تمکو بخشدیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اسلئے کہ

يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ

جانیں اہل کتاب یہ کہ نہیں قدرت رکھتے اوپر کسی چیز کے فضل خدا کے سے اور تحقیق فضل

کتاب والے (جو ایمان نہیں لائے) یہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر ان کی کچھ نہیں چلتی اور فضل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں

۴ ع ۲۰

بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

بیچ ہاتھ خدا کے ہے دیتا ہے اس کو جس کو چاہے اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے

ہے ف۱۲ وہ جس کو چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے ف۱۳

منزل ۷

کے ساتھ بڑے نرم اور مہربان تھے۔ دوسری آیت میں یہی تعریف صحابہؓ کرام کی فرمائی گئی ہے۔ دیکھئے (سورہ الفتح آیت ۲۹)

ف۶ یعنی دنیا کو چھوڑ دینا، شادی نہ کرنا اور خلقت سے الگ ہو کر جنگلوں اور غاروں میں رہنا بسنا۔

ف۷ یعنی انہوں نے دو جرم کئے، ایک رہبانیت (درویشی) کو دین کا جزو لاینفک قرار دے لیا اور پھر اس درویشی کے حقوق و آداب کی بھی نگہداشت نہ کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابتدا میں توحید اور درویشی کو ایک ساتھ نبھانے کی کوشش کی لیکن حضرت مسیحؑ کے تیسری صدی بعد سے اپنے بادشاہوں کے بہکانے میں آگئے اور تثلیث کے چکر میں پھنس کر توحید کو چھوڑ دیا۔ پھر درویشی تو درکنار اصل ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ درویشی کو جاہ و ریاست طلبی کا ذریعہ بنا لیا اور باطل طریقوں سے لوگوں کے مال کھانے لگے۔ الغرض جہاد کے فریضہ کو چھوڑ کر تصوف کی رسوم اختیار کرنا ہی رہبانیت ہے جس کی قرآن نے مذمت کی ہے اور پھر درویشی یا دینی پیشوائی کو جاہ و ریاست اور دنیا طلبی کا ذریعہ بنانا تو ناقابل عفو گناہ ہے جو یہود و نصاریٰ میں عام وبا کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: یہ فقیری اور تارک دنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی، جنگل میں تکیہ لگا کر بیٹھتے، نہ جورو رکھتے، نہ بیٹا نہ کماتے نہ جوڑتے، محض عبادت میں رہتے۔ خلق سے نہ ملتے۔ اللہ نے بندوں پر یہ حکم نہیں رکھا مگر جب اپنے اوپر نام رکھا ترک دنیا کا، پھر اس پردے میں دنیا چاہنی بڑا وبال ہے۔ (موضح)

ف۸ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ایماندار رہنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور بے ایمانوں سے مراد وہ ہیں جنہوں نے مجھ سے کفر کیا۔ (شوکانی)

ف۹ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو پہلے انبیاءؑ پر ایمان رکھتے تھے۔

ف۱۰ ایک حصہ پہلے انبیاءؑ پر ایمان لانے کا اور دوسرا حصہ آنحضرتؐ پر ایمان لانے کا، اسی کی تشریح میں آنحضرتؐ نے فرمایا: اہل کتاب میں سے جو شخص اپنے نبیؑ پر ایمان لایا اور پھر مجھ پر ایمان لے آیا اسے دوہرا اجر ملیگا۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ یا جس سے تم دنیا میں دین کی صحیح راہ پر چلنے لگو گے۔ دونوں صورتوں میں روشنی سے مراد کتاب و سنت کی روشنی ہے۔ ف۱۲ یہاں اللہ کے فضل سے مراد وہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا یعنی دوہرا اجر اور گناہوں کی معافی۔ ف۱۳ آیت کا یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "لئلا" میں "لا" کو زائدہ مانتے ہوئے اس کا ترجمہ "تاکہ" کیا جائے اور اکثر مفسرینؒ اسی طرف گئے ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے بھی اس کا ترجمہ "تاکہ جانیں کتاب والے" ہی کیا ہے اور اس پر فائدہ میں لکھتے ہیں "یعنی اہل کتاب پیغمبروں کا احوال سنکر بھچتاتے تھے کہ ہم ان سے دور پڑے، ہم کو وہ درجے ملنے محال ہیں سو یہ رسولؐ اللہ نے کھڑا کیا اس کی صحبت میں وہ مل سکتا ہے آگے سے دونا کمال اور اللہ کا فضل بند نہیں ہو گیا ہے۔"

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ (۵۸) (۱۰۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۲۲ رُكُوْعَاتُهَا ۳

شروع کرتاہوں میں ساتھ نام اللہ تعالےٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ

تحقیق سنی اللہ تعالےٰ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے بیچ خاوند اپنے کے اور شکایت کرتی تھی طرف اللہ کی اور اللہ

اے پیغمبرؐ! اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے باب میں تجھ سے تکرار کر رہی تھی اور خدا تعالیٰ کے سامنے جھینک رہی تھی (شکایت کر رہی تھی)

يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا

سنتا تھا جواب سوال تمہارا تحقیق اللہ تعالےٰ سننے والا دیکھنے والا ہے جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں تم میں سے بی بیوں اپنی سے نہیں

اور اللہ تم دونوں کی بات چیت سنتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ (سب کچھ) سنتا دیکھتا ہے ف۲ جو لوگ تم میں سے اپنی جوروؤں سے ظہار کر بیٹھتے ہیں (ان کو ماں

هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ

ہو جاتیں وہ مائیں اُن کی نہیں مائیں اُن کی مگر جنہوں نے جنا ہے ان کو اور تحقیق وہ البتہ کہتے ہیں نامعقول بات

بنا تے ہیں) وہ (درحقیقت) اُنکی ماں نہیں ہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انکو جنا ہے اور (جورو کو ماں بنا کر) وہ ایک بری (بیہودہ) جھوٹ بات بکتے ہیں

الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ

اور جھوٹ اور تحقیق اللہ البتہ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے اور جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں بی بیوں اپنی سے پھر

اور بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ف۳ اور جو لوگ اپنی جوروؤں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنے کہے

يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَ

پھر جاتے ہیں طرف اس چیز کی کہ کہا تھا پس آزاد کرنا ہے ایک گردن کا پہلے اس سے کہ ایکدوسرے کو ہاتھ لگاویں یہ نصیحت دیئے جاتے ہو تم ساتھ

پر شرمندہ ہوتے ہیں تو (اُن پر) ہاتھ لگانے یا جماع کرنے سے پہلے ایک بردہ آزاد کرنا (لازم) ہے (مسلمانو) تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے اور

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ

اس کے اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے پس جو کوئی نہ پاوے پس روزے ہیں دو مہینے کے پلے در پے پہلے اس سے کہ ہاتھ

اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر جسکو بردہ نہ مل سکے وہ ہاتھ لگانے (یا صحبت کرنے سے) پہلے پے درپے دو مہینے (برابر) روزے رکھے ف۴

اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

لگاویں پس جو کوئی نہ سکے پس کھانا کھلانا ہے ساٹھ فقیروں کو یہ اس واسطے ہے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ

جو یہ بھی نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ف۵ یہ حکم اس لئے (دیا جاتا ہے) کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی

وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ

اللہ کے اور رسول اسکے کے اور یہ ہیں حدیں اللہ تعالیٰ کی اور واسطے کافروں کے عذاب ہے درد دینے والا تحقیق جو لوگ کہ خلاف کرتے ہیں

بات مانو اور یہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے حکم ہیں (ان کا خیال رکھو) اور جو لوگ (اللہ کے حکم) نہ مانیں گے ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا ف۶ جو لوگ اللہ اور

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَ

اللہ کا اور رسول اس کے کا ہلاک کئے گئے جیسے ہلاک کئے گئے وہ لوگ کہ پہلے ان سے تھے اور تحقیق اتاری ہیں ہم نے نشانیاں ظاہر اور

اس کے رسول سے خلاف کرتے ہیں وہ ایسے ہی ذلیل ہوں گے (یا بدر کے دن ذلیل ہو چکے) جیسے ان سے پہلے (اگلے کافر) لوگ ذلیل ہوئے اور ہم نے ف۸ کھلی

المنزل ۷

ف۱ یہ پوری سورۃ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی - اس پر سب کا اتفاق ہے - البتہ ایک روایت میں عطأ اس کی پہلی آیتوں کو مکی قرار دیتے ہیں - (فتح القدیر) ف۲ یہ عورت جیسا کہ تعلیقات صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عائشہؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے - خولہ بنت ثعلبہؓ تھیں - ہوا یہ کہ اُن کے خاوند اوسؓ بن صامت پر دماغی عدم توازن کا اثر تھا - ایک مرتبہ انہیں دورہ پڑا تو انہوں نے خولہؓ سے یہ کہہ دیا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ - اصطلاح میں اسے "ظہار" کہتے ہیں اور یہ زمانۂ جاہلیت میں طلاق شمار ہوتا تھا - اس کے بعد اوسؓ شرمندہ ہوئے اور خولہؓ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں - آپؐ نے فرمایا کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی خاص حکم نازل نہیں فرمایا - میں خیال کرتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہو گئی - اب تم دونوں کیونکر مل سکتے ہو - وہ شکوہ اور آہ و زاری کرنے لگیں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتیں "اے اللہ کے رسولؐ! انہوں نے مجھے طلاق تو نہیں دی" اور کبھی آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہتیں - اے میرے خدا! اب میں کیا کروں - میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں - انہیں اگر ان کے باپ کو دے دوں تو وہ برباد ہو جائیں گے اور اگر نہ دوں تو انہیں کہاں سے کھلاؤں گی؟ الغرض اسی طرح روتی پیٹتی رہیں اور یہ کہتی رہیں کہ میری جوانی تو ان کے پاس گزری، اب بڑھاپا لے کر کہاں جاؤں گی؟..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے ان کی باتیں سنتے رہے - اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے اور خولہؓ کی برکت سے رہتی دنیا تک تمام عورتوں کا بھلا ہو گیا - مسند ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں سوار کہیں جا رہے تھے کہ ایک بڑھیا نے سواری روک لی اور آپ خاصی دیر تک توجہ سے اس کی باتیں سنتے رہے یہاں تک کہ جب اس کی ضرورت پوری ہو گئی، تو وہ چلی گئی - لوگوں نے عرض کیا - "امیر المومنینؓ! یہ کیا ہوا کہ ایک بڑھیا کے روکنے پر آپ رک گئے اور آپ کے ساتھ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی رکنا پڑا!" فرمایا! "جانتے ہو کہ یہ بڑھیا کون تھی؟" لوگوں نے کہا "نہیں" فرمایا - یہ خولہؓ بنت ثعلبہ تھی جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے سنی - بھلا عمر کی کیا مجال تھی کہ اس کی بات نہ سنتا - اگر وہ مجھے صبح تک بھی روکے رکھتی تو میں رکا رہتا اور درمیان میں صرف نماز ادا کرنے کے لئے جاتا" (ابن کثیر) ظہار کے حکم کی تفصیل آگے آرہی ہے -

ف۳ اس کا کرم اور رحم ہے کہ اس نے ظہار کا کفارہ مقرر کر کے اس سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیا - اگر واقعی بیوی کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دینے سے اسے طلاق ہو جاتی تو بڑی مشکل پڑتی -

ف۴ اگر بلا عذر ایک روزہ بھی ناغہ کرے تو از سرِ نو دو مہینے کے روزے رکھے - اور اگر عذر سے ناغہ کرے - (جیسے سفر یا بیماری کی وجہ سے) تو امام سعید بن مسیبؒ، حسن بصریؒ، مالکؒ اور شافعیؒ کہتے ہیں کہ صرف بقیہ روزے پورے - اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ دوبارہ از سرِ نو دو مہینے کے روزے رکھے - (فتح القدیر)

ف۵ ضروری نہیں کہ سب کو ایک وقت میں کھانا کھلائے، بلکہ یہ جائز ہے کہ بعض کو ایک دن کھانا کھلائے اور بعض کو کسی اور دن - (فتح القدیر)

ف۶ اصل لفظ "کافرین" استعمال ہوا ہے - معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نہیں مانتے، وہ حقیقت میں کافر ہیں، چاہے مردم شماری کی رُو سے مسلمانوں میں شمار ہوتے ہوں -

ف۷ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جب ظہار کا یہ حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہؓ سے فرمایا: "جاؤ اپنے خاوند سے کہو کہ ایک غلام آزاد کرے" خولہؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ! وہ غریب ہے اور اس کیلئے غلام آزاد کرنا ممکن نہیں ہے" فرمایا "تو اسے چاہئے کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے" خولہؓ نے کہا "اللہ کی قسم وہ بہت بوڑھا ہے - روزے رکھنے کی اس میں طاقت نہیں" فرمایا "تو اسے چاہئے کہ ایک وسق کھجوریں ساٹھ مسکینوں کو کھلائے" خولہؓ نے کہا "اس کے لئے ایسا کرنا بھی ممکن نہیں" فرمایا "اچھا، تو میں ایک عرق (پیمانہ) کھجوریں دے کر اس کی مدد کروں گا" خولہؓ نے کہا - ایک عرق میں دوں گی" فرمایا "تم نے بہت اچھا کیا - جاؤ، اتنی کھجوریں اس کی طرف سے صدقہ کر دو اور اپنے چچا کے لڑکے (یعنی اپنے شوہر) سے اچھا برتاؤ کیا کرو" (فتح القدیر بحوالہ بیہقی - ابن مردویہ وغیرہ) ف۸ کھلی کھلی نشانیوں (یا آیتوں) سے مراد وہ نشانیاں (یا آیتیں) ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ناقابلِ تردید شہادت پیش کرتی ہیں -

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۵ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ

واسطے کافروں کے عذاب ہے رسوا کرنیوالا جس دن کہ اٹھاویگا ان کو اللہ سب کو پس خبر دیگا ان کو ساتھ اس چیز کے کہ تھا کرتے گن رکھا تھا

کھلی نشانیاں (یا آیتیں) اتار چکے اور جو لوگ نہیں مانتے انکو ذلت کا عذاب ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جلا اٹھائیگا پھر جیسے کام وہ (دنیا میں) کرتے رہے انکو جتلا دیگا

اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اس کو اللہ تعالیٰ نے اور بھول گئے تھے وہ اس کو اور خدا اوپر ہر چیز کے شاہد ہے کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور

اللہ کو تو وہ سب یاد ہیں اور وہ اپنے کئے ہوئے کام (کرکے) بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے حاضر ہے ف۲ (اے پیغمبرؐ) کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں

مَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ

جو کچھ بیچ زمین کے ہے نہیں ہوتی مصلحت تین شخص کی مگر وہ چوتھا ان کا ہے اور نہ پانچ کی مگر وہ

زمین میں ہے اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے جب تین آدمی (مل کر) کچھ کانا پھوسی (چپکی چپکی باتیں) کرتے ہیں تو اللہ انکا چوتھا ہوتا ہے ف۳ اور جب پانچ آدمی کچھ کانا پھوسی (صلاح

سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ

چھٹا اُن کا ہے اور نہ کم اس سے اور نہ زیادہ مگر وہ ساتھ ان کے ہے جہاں کہیں ہوویں پھر

مشورہ) کرتے ہیں تو اللہ انکا چھٹا ہوتا ہے اسی طرح اس سے کم آدمی ہوں یا زیادہ اللہ (اپنے علم سے) ضرور انکے ساتھ ہوگا وہ کہیں ہوں (اگرچہ سات کوٹھڑیوں کے اندر

يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

خبر دیگا اُن کو اس چیز کی کہ کرتے ہیں دن قیامت کے تحقیق اللہ تعالیٰ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے کیا نہ دیکھا تو نے طرف اُن لوگوں کی کہ

ہوں) پھر قیامت کے دن جو کام انہوں نے کئے ہیں اُن کو جتلا دیگا بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے (اے پیغمبرؐ) کیا تو نے اُن لوگوں پر نظر نہیں ڈالی جن کو

نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

منع کئے گئے ہیں مصلحت کرنے سے پھر کرتے ہیں وہ چیز کہ منع کئے گئے ہیں اس سے اور مصلحت کرتے ہیں ساتھ گناہ کے اور تعدی کے اور

کانا پھوسی کرنے سے منع کیا گیا تھا لیکن جس کام سے منع کیا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں ف۴ اور کانا پھوسی بھی کرتے ہیں تو گناہ اور ظلم اور پیغمبرؐ کی نافرمانی

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ

نافرمانی پیغمبرؐ کے اور جس وقت آتے ہیں تیرے پاس دعا دیتے ہیں تجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں دعا دی تجھ کو ساتھ اس کے اللہ نے اور کہتے ہیں

کے لئے اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو (زبان دبا کر) اس طرح سے سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے تجھ پر سلام نہیں بھیجا ف۵ اور اپنے دل میں کیا کہتے ہیں (اگر یہ

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸

بیچ دلوں اپنے کے کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ بسبب اس چیز کے کہ کہتے ہیں ہم کفایت ہے اُن کو دوزخ داخل ہونگے اس میں پس بری ہے جگہ پھر جانے کی

سچے پیغمبر ہیں، تو اللہ تعالیٰ ہماری بات (سام کہنے پر) ہم کو سزا کیوں نہیں دیتا ان کی (سزا کیلئے) دوزخ بس کرتی ہے اسی میں گھسیں گے وہ برا ٹھکانا ہے ف۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ مصلحت کرو تم مت مصلحت کرو ساتھ گناہ کے اور تعدی کے اور نافرمانی

مسلمانو تم کانا پھوسی کرو تو گناہ کی بات اور ظلم اور پیغمبرؐ کی نافرمانی کے لئے کانا پھوسی نہ کرو ہاں (اگر ضرورت

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا

رسولؐ کے اور مصلحت کرو ساتھ نیکی کاری کے اور پرہیزگاری کے اور ڈرو اللہ سے وہ جو طرف اس کی اکٹھے کئے جاؤ گے سوائے اسکے

ہو) تو نیک کام کرنے یا بری بات سے بچنے کے لئے کانا پھوسی کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس اکٹھا ہو کر تم کو جانا ہے ف۷ یہ کانا پھوسی

ف۱ یعنی ایک ایک کرکے اس کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں اور یہ ریکارڈ قیامت کے روز ان کے سامنے آجائیگا۔ ف۲ یعنی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ غیب یا پوشیدہ جو کچھ ہے، وہ دوسروں کی نسبت سے ہے نہ کہ خود اسکی نسبت سے۔ ف۳ یعنی اسے ان کی کانا پھوسی کی اطلاع ہوتی ہے اور وہ اپنے علم کے ذریعہ ان کے پاس موجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے "ساتھ ہونے" کے اس مفہوم پر بعض مفسرینؒ نے سلف کا اجماع نقل کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۴ مفسرین نے لکھا ہے کہ منافقوں اور یہودیوں کی عادت تھی کہ جب وہ کسی مسلمان کو آتا دیکھتے تو علیحدہ ہو کر سرگوشیاں کرنے لگتے، تاکہ گزرنے والا مسلمان یہ سمجھے کہ وہ اس کے یا پیغمبرؐ کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں اور پھر اس مسلمان کو تنگ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو آنکھ بھی مارتے مسلمانوں کو اس سے بڑا رنج ہوتا۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرتؐ نے ان یہودیوں اور منافقوں کو بلا کر علیحدہ سرگوشیاں کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن وہ باز نہ آئے اور اپنی عادت پر قائم رہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ (ابن کثیر)

ف۵ یہ خاص طور پر یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو معروف طریقہ سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہنے کی بجائے اَلسَّامُ عَلَيْكَ کہتے۔ سام کے معنی موت کے ہیں۔ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی کہ آپؐ کو موت آجائے۔ آنحضرتؐ بھی ان کے جواب میں صرف "عَلَيْكُمْ" یا "وَعَلَيْكُمْ" (یعنی تم پر) فرما دیتے اور بعض اوقات یہود ان حرکات کا اعتراف بھی کر لیتے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے مسلمانوں سے فرمایا: "جب اہل کتاب میں سے کوئی شخص تمہیں سلام کرے تو اس کے جواب میں "علیك" کہا کرو۔ ایک مرتبہ چند یہودی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حسب عادت "السام علیك یا ابا القاسم" کہہ کر سلام کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے ان کے جواب میں "علیکم السام واللعنة" کہا یعنی تم پر موت اور لعنت ہو۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: "عائشہ! اللہ تعالیٰ فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا۔۔۔۔ اگر وہ ایسا کہیں تو تم ان کے جواب میں صرف "وَعَلَيْكُمْ" کہہ دیا کرو۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی جلدی کیوں کرتے ہو۔ ایسی سزا ملے گی کہ اس کے ہوتے کسی دوسری سزا کی ضرورت نہ رہے گی۔ اب رہی پیغمبرؐ کی صداقت تو اس کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ اسے تمہارے دل کی بات کا پتا چل گیا۔ اور ایسا اللہ تعالیٰ کے بتلانے ہی سے ہو سکتا تھا۔

ف۷ دیکھئے سورۂ نساء آیت: ۱۱۴ صحیحین میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جب تم تین آدمی ہو تو تم میں سے دو آدمیوں کو علیحدہ ہو کر سرگوشی نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ اس سے اس تیسرے آدمی کو رنج ہوگا کہ نہ معلوم میرے خلاف کوئی بات کر رہے ہیں۔ (ابن کثیر)

ف ا "کیونکہ جس کا وہ حامی و مددگار ہوگا اس کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو منافقین مسلمانوں کو رنج دینے کے لئے یوں کانا پھوسیاں کرتے کہ افسوس یہ لشکر والے سب مارے گئے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا۔ (وحیدی) ف۲ اس آیت میں مسلمانوں کو آدابِ مجلس کی تعلیم ہے کہ ذرا کھل کر بیٹھا کرو تاکہ دوسرے سلمان بھائیوں کو تکلیف نہ ہو، البتہ اگر بالکل جگہ نہ ہو تو دوسری بات ہے احادیث میں آدابِ مجلس کی تفصیل دیکھ لی جائے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ہر اس مجلس کے لئے ہے جس میں مسلمان کسی نیک کام کے لئے جمع ہوں۔ (شوکانی) ف۳ یعنی جب تمہیں کسی نیک کام کے لئے بلایا جائے تو سستی نہ کرو بلکہ چلنے کو فوراً تیار ہو جاؤ۔ (شوکانی)

النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ

نہیں کہ مصلحت کرنا شیطان سے ہے تو کہ غمگین کرے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اور نہیں ضرر کرنیوالا ان کو کچھ مگر ساتھ حکم

شیطان کا کام ہے ف۱ اس سے یہ مطلب ہے کہ مسلمان (اپنے بھائیوں کے مارے جانے کی خبر سن کر) رنجیدہ ہوں حالانکہ اس کا ناپھوسی سے مسلمانوں کو کوئی نقصان

اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ

اللہ کے اور اوپر اللہ تعالیٰ کے پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ کہا جاوے واسطے تمہارے

نہیں پہنچ سکتا جب تک خدا کا حکم نہ ہو اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے مسلمانو جب تم سے کہا جائے بیٹھنے کے لئے ذرا

تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ

کشادگی کرو بیچ مجلسوں کے پس کشادہ کرو کشادہ کرے گا اللہ تعالیٰ واسطے تمہارے اور جس وقت کہا جاوے اٹھ کھڑے ہو پس اٹھ کھڑے ہو بلند کرے گا

جگہ دو تو کھل بیٹھا کرو (جگہ دیدیا کرو) اللہ تعالیٰ (بہشت میں) تم کو جگہ دیگا ف۲ اور جب تم سے کہا جائے (اپنی جگہ سے) اٹھ جاؤ تو اٹھ کھڑے ہو ف۳ جو لوگ تم

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور اُن لوگوں کو کہ دیئے گئے علم درجے اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے

میں سے ایمان لاتے ہیں اور جن کو علم ملا ہے (دین کے عالم ہیں) اللہ اُن کے درجے (دنیا اور آخرت میں) بلند کریگا اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے (سب) کاموں کی خبر ہے ف۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ

اے لوگو جو ایمان لاتے ہو جس وقت کہ مصلحت کرنے کو آؤ تم پیغمبرؐ سے پس کرو آگے مصلحت کرنے سے کچھ خیرات

مسلمانو جب تم پیغمبرؐ کے کان میں کوئی بات کہنا چاہو تو کان میں بات کہنے سے پہلے کچھ خیرات سامنے دھر لیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا

یہ بہت بہتر ہے واسطے تمہارے اور بہت پاکیزہ پس اگر نہ پاؤ تم پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا ڈر گئے تم یہ کہ آگے بھیجو تم

اس سے دل صاف رہیں گے پھر اگر تم کو خیرات کا مقدور نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ (مسلمانو) کیا تم اس حکم سے کہ پیغمبرؐ کے کان میں کوئی

بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

مصلحت کرنے اپنے سے خیرات پس جس وقت نہ کیا تم نے اور پھر آیا اللہ اوپر تمہارے پس قائم رکھو نماز کو

بات کہنے سے پہلے خیرات دھر لیا کرو ڈر گئے ف۶ تو خیر جب تم ایسا نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا قصور معاف کر دیا تو (اتنا تو ضرور کرو کہ) نماز کو درستی کے

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

اور دو زکوٰۃ کو اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی اور اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم کیا نہ دیکھا تو نے طرف

ساتھ ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے (سب) کاموں کی خبر ہے ف۷ (اے پیغمبرؐ) تو نے ان لوگوں

الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى

ان لوگوں کی کہ دوستی کرتے ہیں اس قوم سے کہ غصے ہوا اللہ اوپر اُن کے نہیں ہیں وہ تم میں سے اور نہ اُن میں سے اور قسم کھاتے ہیں اوپر

کو (منافقوں کو) نہیں دیکھا جنہوں نے اُن لوگوں سے دوستی رچائی جن پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہے (یعنی یہودیوں سے) اب وہ (یعنی منافق لوگ) نہ تو تم میں (مسلمانوں میں) رہے اور ف۸

الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

جھوٹ کے اور وہ جانتے ہیں تیار کیا ہے اللہ نے واسطے اُن کے عذاب سخت تحقیق وہ بُرا ہے جو کچھ کہ ہیں کرتے والے

نہ اُن میں (یہودیوں میں) اور جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسم کھاتے ہیں ف۹ اللہ تعالیٰ نے اُنکے لئے سخت عذاب (دوزخ کا) طیار کر رکھا ہے کیونکہ اُن کے کام (بہت ہی) بُرے ف۱۰

ف۴ یعنی سچا ایمان اور صحیح علم آدمی کو ادب و تہذیب سکھلاتا ہے اور تواضع سے انسان کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ یہ کام اکھڑ اور متکبر قسم کے جاہلوں کا ہے کہ وہ صرف اتنی سی بات پر بگڑ جاتے ہیں کہ ہمیں دوسروں کے لئے کھلے ہو کر بیٹھنے یا مجلس سے اٹھ جانے کے لئے کہا گیا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اتنی حرکت کرنے (یعنی دوسرے کو جگہ دینے اور دائرہ مجلس کو وسیع کرنے) میں غرور نہ کریں۔ خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور بدخوئے اللہ بیزار۔" (موضح)

ف۵ یعنی ایسے شخص پر صدقہ دینا فرض نہیں۔ وہ اس کے بغیر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں کچھ کہہ سکتا ہے۔ ہوا یہ کہ بہت سے منافقین نے محض اپنی بڑائی جتانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشیاں کرنی شروع کر دیں۔ اس سے دوسرے لوگوں کو بھی تکلیف ہوتی کیونکہ انہیں استفادہ کا موقع نہ ملتا اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کا یہ طرزِ عمل شاق گزرتا لیکن آپؐ مروت و اخلاق کے سبب کسی کو منع نہ فرماتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو شخص بھی آپؐ سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہے، وہ اس سے پہلے صدقہ دے کر آیا کرے۔ منافقین نے بخل کے مارے آپ ہی آپ سرگوشی کم کر دی۔ اور مطلب حاصل ہو گیا۔ اور بعد میں یہ حکم منسوخ بھی ہو گیا۔ جیسا کہ اگلی آیت میں آ رہا ہے۔ (کذا فی الموضح)

ف۶ یعنی کیا ڈر گئے کہ ہمارا سارا مال ہی صدقہ میں خرچ ہو جائے گا؟

ف۷ یعنی صدقہ دینے کے حکم سے جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا اس لئے ہم نے یہ حکم جو وقتی طور پر دیا گیا تھا منسوخ کر دیا، لیکن اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ ان احکام کو پوری پابندی سے بجا لاتے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں ہیں جیسے نماز، زکوٰۃ اور ہر معاملہ میں اللہ و رسولؐ کی اطاعت، اسی سے تزکیۂ نفس ہوتا رہے گا۔ "فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا" (تو خیر جب تم ایسا نہ کر سکے) سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ دینے کا یہ حکم بہت تھوڑی مدت رہا اور عام مسلمانوں کے اس پر عمل کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اس لئے بعض روایات میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک آیت ایسی ہے جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اس پر عمل کر سکے گا۔ یعنی آیت: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً"۔" میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اسے دس درہموں میں فروخت کر دیا۔ میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی میں گفتگو کرتا تو ایک درہم صدقہ کر دیتا۔ پھر اگلی آیت سے یہ آیت منسوخ ہو گئی اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا موقع میسر نہ آیا۔ علمائے تفسیر نے یہ قصہ نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی وغیرہ)

ف۸ بلکہ دونوں کے درمیان لٹک کر رہ گئے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا - وہ اس کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں، نہ ان کی طرف ہیں اور نہ ان کی طرف۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے تم کوئی (نجات کی) راہ نہ پاؤ گے۔" (نساء: ۱۴۳)

ف۹ یعنی مسلمانوں کو قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور یہودیوں سے ہماری ہرگز دوستی نہیں ہے، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔

ف۱۰ اسی کو دوسری آیت میں یوں فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا۔ "بیشک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور تم ان کے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔" (نساء: ۱۴۵)

فلا یعنی منافقین حق کی مخالفت کرتے رہے۔

ف١ یعنی جیسے ڈھال سے تلوار کا حملہ روکا جاتا ہے، اسی طرح یہ منافقین جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں سے اپنی جان اور اپنا مال بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ف٢ ”جنہیں بچانے کے لئے وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔“

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٦﴾ لَنْ

پکڑا ہے انہوں نے قسموں اپنی کو ڈھال پس بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے پس واسطے اُن کے عذاب ہے رسوا کرنے والا ہرگز نہ

انہوں نے اپنی (جھوٹی) قسمیں ڈھال بنا رکھی ہیں ف١ اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیا ہے (مسلمان ہونے سے منع کرتے ہیں) اُنکو ذلت کا عذاب ہوگا

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا

کفایت کریگا اُن سے مال اُن کا اور نہ اولاد ان کی عذاب اللہ کے سے کچھ یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اُسکے

ہے اُن کے مال اور ان کے بال بچے اللہ تعالیٰ کے (عذاب کے) سامنے کچھ کام نہیں آئیں گے ف٢ یہ لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے

خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ

ہمیشہ رہنے والے ہیں جس دن اٹھاویگا ان کو اللہ سب کو پس قسمیں کھاویں گے واسطے اس کے جیسا قسمیں کھاتے ہیں واسطے تمہارے

جس دن اللہ تعالیٰ ان منافقوں کو جلا اٹھائے گا وہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے جیسے (دنیا میں) تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھیں

اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٨﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ

اور گمان کرتے ہیں یہ کہ وہ اوپر کسی چیز کے ہیں خبردار ہو تحقیق وہی ہیں جھوٹے غالب آیا ہے اوپر اُن کے شیطان پس بھلا دی ان کو یاد

گے کہ اس سے کچھ مطلب نکل آئیگا سن رکھو یہی تو (بالکل) جھوٹے ہیں ف٣ شیطان ان پر چڑھ بیٹھا ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کی یاد اُنکو بھلا دی ف٤ یہ

اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

خدا کی یہ لوگ گروہ شیطان کے ہیں خبردار ہو تحقیق گروہ شیطان کے وہی ہیں زیاں پانے والے تحقیق جو لوگ کہ

لوگ شیطان کے لشکر ہیں (اس کی فوج ہیں) سن رکھو شیطان کے لشکر والے ہی ضرور تباہ ہوں گے ف٥ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ

مقابلہ کرتے ہیں اللہ کا اور رسول اس کے کا یہ لوگ ہیں بیچ بہت ذلیل ہونیوالوں کے لکھ رکھا ہے خدا نے البتہ غالب آؤنگا میں اور پیغمبر

سے خلاف کرتے ہیں وہ بہت ذلیل ہوں گے۔ اللہ (لوح محفوظ یا اگلی کتابوں میں) یہ لکھ چکا ہے کہ (آخرکار) میں غالب ہوں گا اور میرے پیغمبر غالب

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ

میرے تحقیق اللہ غالب ہے عزت والا نہ پاویگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لاتے ہوں ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے دوستی کریں اُس شخص سے

ہونگے (تلوار سے یا دلیل سے) بیشک اللہ تعالیٰ زور آور ہے زبردست (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن (آخرت) پر یقین رکھتے ہیں ان کو تو (ایسا) نہ دیکھے گا کہ وہ اُن

حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ

کہ مقابلہ کرتا ہے اللہ کا اور رسول اس کے کا اگرچہ ہوں باپ اُن کے یا بیٹے اُن کے یا بھائی اُن کے یا کنبہ اُن کا

لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں ف٦ گو وہ اُن کے باپ دادا ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا کنبے والے ہوں ف٥ ان لوگوں کے دل

اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

یہ لوگ لکھ دیا ہے اللہ نے بیچ دلوں اُن کے کے ایمان اور قوت دی ہے ان کو ساتھ رُوح کے اپنی طرف سے اور داخل کریگا اُن کو

میں اللہ تعالیٰ نے ایمان جما دیا ہے اور اپنی (پاک) روح (روح القدس) سے اُن کی مدد کی ہے ف٩ اور ان کو (بہشت کے) اُن باغوں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ

بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اُن کے راضی ہوا اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے اور راضی ہوئے وہ

میں لے جائے گا جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے اللہ تعالیٰ اُن سے خوش اور وہ اللہ سے خوش

ف٣ ”جو اللہ تعالیٰ کے حضور بھی جھوٹ بولنے سے باز نہ آئیں گے۔ حالانکہ وہ تو دلوں تک کا حال جاننے والا ہے۔“

ف٤ انہیں دنیا کی رنگ رلیوں میں ایسا مست کر دیا کہ وہ بھول گئے کہ کوئی خدا بھی ہے جس سے ڈرنا چاہیئے اور اس کے احکام و فرامین پر عمل کرنا چاہیئے۔

ف٥ اس سے بڑھ کر تباہی کیا ہوگی کہ انہوں نے جنت کو دوزخ کے بدلے اور ہدایت کو گمراہی کے بدلے بیچ ڈالا۔

ف٦ یعنی جن پیغمبروں کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے وہ بذریعہ تلوار اور دلیل اور جن کو جہاد کا حکم نہیں دیا گیا وہ بذریعہ دلیل دوسروں پر غالب آکر رہیں گے۔

ف٧ مطلب یہ ہے کہ اللہ و آخرت پر ایمان اور اللہ و رسول کے دشمنوں سے دوستی دو ایسی چیزیں ہیں جو ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔

ف٨ یہ آیت صحابہ کرامؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ چنانچہ حدیث و سیرت کی کتابوں میں ہے کہ جنگِ بدر میں حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے والد کو قتل کیا۔ جنگِ اُحد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلے میں نکلے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو اور حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، اور حضرت علیؓ، حمزہؓ، اور عبیدہؓ بن حارث نے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کو (جو اُن کے قریبی رشتہ دار تھے) قتل کیا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے بیٹے عبداللہؓ نے جو مخلص مسلمان تھے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ ”اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپؐ حکم دیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں۔“ آپؐ نے منع فرما دیا۔ الغرض ان صحابہؓ نے اللہ و رسول کے مقابلہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں تک کی پروا نہ کی۔ یہ بات ان کے مناقب میں سنہری حروف میں لکھی جانے کی ہے۔ (ابن کثیر و قرطبی)

ف٩ یا ”اپنے فیضِ غیب سے ان کی مدد کی“ یعنی انہیں وہ غیبی نُور عطا فرمایا جس سے دل کو اطمینان و سکون اور روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور پھر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی۔ صاحب جامع البیان لکھتے ہیں: ”یہاں روح سے مراد غلبہ یا نُورِ ایمان ہے۔“ واللہ اعلم۔

أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾ ع

اس سے یہ لوگ ہیں گروہ خدا کے خبردار ہو تحقیق گروہ اللہ کے وہی ہیں فلاح پانے والے

یہی لوگ اللہ کے لشکر والے ہیں سن رکھو اللہ کے لشکر والے ہی (آخرکار) کامیاب ہونگے ف۱

سورۃ الحشر مدنیۃ (۱۰۱) ۵۹ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۲۴ رکوعاتہا ۳

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۲

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ

پاکی بیان کرتا ہے واسطے اللہ کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور وہی ہے غالب حکمت والا وہی ہے جس نے نکال دیا اُن

جتنی چیزیں آسمان میں ہیں اور جتنی زمین میں (سب) اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں ف۳ اور وہ زبردست ہے حکمت والا وہی خدا ہے جس نے اہل کتاب

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا ۖ

لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں اہل کتاب سے گھروں اُن کے سے اول بار اکٹھے کرنے میں نہ گمان کرتے تھے تم یہ کہ نکل جاویں گے

کے کافروں (بنی نضیر کے یہودیوں) کو پہلے حشر کے وقت اُن کے گھروں میں سے نکال باہر کیا ف۴ (مسلمانو) تم کو تو اُن کے نکلنے کا گمان بھی نہ تھا (سمجھتے تھے

وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ

در گمان کرتے تھے وہ کہ بچالیویں گے ان کو قلعے اُن کے عذاب خدا کے سے پس آیا ان پر عذاب خدا کا اس جگہ سے کہ نہ جانا تھا انہوں نے

بڑے زوردار ہیں اور وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچالیں گے لیکن اللہ (کا حکم) اُن پر ایسی جگہ سے آن پہونچا جدھر سے

وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ

اور ڈال دیا بیچ دلوں اُن کے کے رعب خراب کرنے ہیں گھر اپنے ساتھ ہاتھوں اپنے کے اور ہاتھوں مسلمانوں کے

ان کو گمان بھی نہ تھا اور اُن کے دلوں میں (مسلمانوں کی) دھاک ڈال دی یہ حال ہوگیا کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑنے لگے

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ

پس عبرت پکڑو اے آنکھوں والو اور اگر نہ ہوتا یہ کہ لکھ رکھا تھا اللہ نے اوپر اُن کے جلاوطن کرنا البتہ عذاب کرتا اُنکو بیچ دنیا کے

تو (عقل کی) آنکھ والو (اس واقعہ سے) عبرت لو اور اگر اللہ تعالیٰ نے (اُن کی قسمت میں) جلاوطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا تو دنیا میں اُن پر ف۵ (اور کوئی دوسرا) عذاب

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ وَمَنْ يُشَاقِّ

اور واسطے ان کے ہے بیچ آخرت کے عذاب آگ کا یہ بہ سبب اس کے ہے کہ انہوں نے مخالفت کی خدا کی اور رسول اسکے کی اور جو کوئی

اتارتا اور آخرت میں تو ان کو (بہر صورت) دوزخ کا عذاب ہونا ہے اس (عذاب کے اترنے) کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی

اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤﴾ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ

مخالفت کرے اللہ کی پس تحقیق اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے جو کچھ کہ کاٹا تم نے کوئی تنا درخت کا یا چھوڑ دیا تم نے اس کو کھڑا اوپر

کی اور جو کوئی اللہ سے دشمنی کرے تو اللہ تو سخت عذاب والا ہے (مسلمانو) تم نے جو (بنی نضیر کے) کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا ان کو (ہاتھ نہ لگایا اور) انہی جڑوں پر

أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ﴿٥﴾ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا

جڑوں اُس کی کے پس ساتھ حکم خدا کے اور تو کہ رسوا ہوں فاسق ف۶ اور جو کچھ کہ پھیر لایا اللہ اوپر رسول اپنے کے ان میں سے پس

کھڑا چھوڑ دیا تو یہ سب خدا کے حکم سے تھا اور خدا کو یہ منظور تھا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے اور خدا تعالیٰ نے جو اُن کا مال بن لڑے اپنے پیغمبر کو دلا دیا تو تم نے

ف۱ یہ ہے وہ تصدیق نامہ جو صحابہؓ کرام کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے حاصل ہوا۔ بایں ہمہ کیا ان لوگوں کی بدبختی کا اندازہ ہوسکتا ہے جو اُن کو بُرا کہتے ہیں؟ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹا ہو وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کو یہ درجے ہیں۔

ف۲ یہ سورہ بالاتفاق غزوۂ بنی نضیر کے بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ (شوکانی)

ف۳ یعنی بعض زبان حال سے اور بعض زبانِ قال سے گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔

ف۴ بنو نضیر یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا، جو مدینہ منورہ کی مشرقی جانب چند میل کے فاصلہ پر آباد تھا۔ یہ لوگ بڑے طاقتور اور سرمایہ دار تھے اور انہیں اپنے مضبوط قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ دراصل ان کے آباء واجداد فتنۂ بنی اسرائیل کے زمانہ میں اس نیت سے مدینہ منورہ میں آباد ہوئے تھے کہ جب نبی آخر الزماں کا ظہور ہوگا تو وہ ان پر ایمان لائیں گے۔ مگر آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد انہوں نے نہ صرف ایمان لانے سے انکار کر دیا بلکہ اُلٹے آپؐ کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ جب آنحضرتؐ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے تو بظاہر انہوں نے معاہدہ کر لیا مگر درپردہ قریش مکہ کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے رہے اور ایک موقع پر انہوں نے اسکیم بنائی کہ آنحضرتؐ پر اوپر سے پتھر گرا کر آپؐ کو قتل کر دیا جائے۔ ان کی اس قسم کی شرارتوں سے تنگ آکر بالآخر آنحضرتؐ نے اُن پر چڑھائی کی اور وہ اپنے قلعوں میں محصور ہوگئے۔ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنگی تدبیر کے طور پر ان کے بہت سے درخت کاٹ ڈالے۔ بالآخر انہوں نے صلح کرلی اور یہ طے پایا کہ مدینہ خالی کر دیں اور جتنا مال اٹھا کر لے جاسکتے ہیں لے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے مکانوں کے شہتیر تک اکھاڑ کر لے گئے۔ یہ لوگ کچھ خیبر اور باقی شام چلے گئے۔ ان آیات میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ یہود کے لیے جلاوطنی کا یہ پہلا موقعہ تھا اس لیے اسے "پہلا حشر" کہا گیا ہے۔ یا پہلی جلاوطنی مدینہ سے خیبر کی طرف ہوئی اور دوسری مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں انہیں خیبر سے شام بھیج دیا گیا۔

ف۵ یعنی قتل ہوتے یا قید ہوتے یا بیماری وغیرہ سے ہلاک ہوتے جیسا کہ بنو قریظہ کا یہی حشر ہوا۔

ف۶ جب اسلامی لشکر نے جنگی تدبیر کے طور پر بنی نضیر کے درخت کاٹے اور آگ بھی لگائی تو یہود نے یہ صورت حال دیکھ کر آنحضرتؐ کو آواز دی اور کہا: "اے محمدؐ! آپ کا دعویٰ ہے کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں اور اصلاح کرنی چاہتے ہیں۔ کیا ان درختوں کا کاٹنا اور جلانا بھی اصلاح ہے؟" ان کی یہ بات آنحضرتؐ اور مسلمانوں پر شاق گزری۔ ان کے جواب میں یہ آیت اتری (شوکانی) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرتؐ کو قرآن کے علاوہ اور احکام بھی دیئے گئے ہیں کیونکہ یہاں جس کے متعلق فرمایا ہے کہ "انہوں نے اللہ کے حکم سے کیا۔" ظاہر ہے کہ یہ قرآن میں نہیں ہے بلکہ وحی کے ذریعہ سے دیا گیا ہے جسے حدیث کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ وحی صرف قرآن تک محدود نہیں ہے۔

اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ

نہیں دوڑائے تم نے اُوپر اُس کے گھوڑے اور نہ اونٹ و لیکن اللہ مسلط کرتا ہے رسولوں اپنے کو اوپر جس کے چاہتا ہے اور

لائے مسلمانو) تو اس کے لئے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے قبضہ کرا دیتا ہے ف۱ اور اللہ سب کچھ

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ

اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے جو کچھ پھیر لایا اللہ اوپر رسول اپنے کے ان بستیوں والوں سے پس واسطے خدا کے

کر سکتا ہے ف۲ جو مال بستی والوں کا اللہ نے اپنے پیغمبر کو بن لڑے دلا دے تو وہ اللہ کا (حق) ہے اور پیغمبر

لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ

اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابت والے کے اور یتیموں اور فقیروں کے اور مسافروں کے تو کہ نہ ہووے ہاتھوں ہاتھ لینا

کا اور (پیغمبر کے) ناتے والوں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ف۳ یہ (حکم اس لئے دیا گیا) ایسا نہ ہو کہ یہ مال جو بن لڑے

بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ

درمیان دولتمندوں کے تم میں سے اور جو کچھ کہ دیوے تم کو رسول پس لے لو اس کو اور جو کچھ منع کرے تم کو اس سے پس باز رہو اور

ہاتھ آیا مالدار لوگ تم میں ہاتھوں ہاتھ اس کو لے لیں (اور غریبوں کو کچھ نہ ملے) اور (مسلمانو) جو مال (یا حکم) پیغمبر تم کو دے تو اسکو لے لو ف۴ اور جس سے منع کرے

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ

ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے یہ مال واسطے فقیروں وطن چھوڑنے والوں کے ہے جو نکالے گئے گھروں

اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو (پیغمبر کا خلاف نہ کرو) بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے اور ان مہاجرین محتاجوں کا بھی (حق) ہے جو اپنے گھر

دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

اپنے سے اور مالوں اپنے سے چاہتے ہیں فضل خدا کے سے اور رضامندی اور مدد دیتے ہیں خدا کو اور رسول اس کے کو

بار مال و دولت سے نکال دیئے گئے ف۵ وہ خدا کے فضل اور اس کی رضامندی کی تلاش میں ہیں ف۶ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ

یہ لوگ وہی ہیں سچے اور واسطے ان لوگوں کے کہ جگہ پکڑی ہے گھر ہجرت کے بیچ یعنی مدینے میں اور ایمان بیچ پہلے ان سے دوست

یہی لوگ تو سچے (ایماندار) ہیں ف۷ اور (ان) انصار کا بھی (حق) ہے جنہوں نے مہاجرین سے پہلے مدینہ میں اپنا ٹھکانا مقرر کیا اور ایمان لائے جو

مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى

رکھتے ہیں ان کو جو وطن چھوڑتے ہیں طرف ان کی اور نہیں پاتے بیچ دلوں اپنے کے خلش اس چیز سے کہ دیئے جاویں مہاجرین اور اختیار کرتے

کوئی (مسلمانوں میں سے) انکے پاس ہجرت کر کے آتا تو اس سے محبت کرتے اور مہاجرین کو (لوٹ کے مال میں سے) جو دیا جائے اس سے اُن کے دلوں میں ف۸

اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

جانوں اپنی کے اور اگرچہ ہو اُن کو تنگی اور جو کوئی بچایا جاوے بخیلی جان اپنی کی سے پس یہ لوگ وہی ہیں

حسد نہیں ہوتا اور (مہاجرین کو آرام پہونچانا) اپنے آرام پر مقدم رکھتے ہیں گو انکو تنگی ہی کیوں نہ ہو ف۹ اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی اور لالچ سے بچایا

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

فلاح پانے والے اور واسطے ان لوگوں کے کہ آئے پیچھے اُن کے کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے بخش ہم کو اور بھائیوں ہمارے کو

گیا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں گے اور ان لوگوں کا بھی حق ہے جو مہاجرین اور انصار کے بعد (مسلمان ہو کر) آئے ف۱۰ وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ مالک ہمارے

ف۱ یعنی غالب کرتا ہے۔ ف۲ مسلمان کافروں سے جو مال لڑ کر حاصل کریں، اسے غنیمت کہا جاتا ہے جس کے احکام سورۃ انفال آیت ۴۱ میں گزر چکے ہیں اور جو مال لڑائی کے بغیر حاصل ہو اسے فئے کہا جاتا ہے۔ اس میں فوج کا حصہ نہیں ہوتا بلکہ وہ خالصۃً اللہ و رسولؐ اور ان لوگوں کا حصہ ہوتا ہے جن کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے۔ بنو نضیر کے اموال چونکہ صلحنامہ کے تحت حاصل ہوئے تھے۔ اس لئے قرآن نے اسے اموال فئے قرار دیا۔ ان کو آنحضرتؐ نے مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح انصار پر سے ان کا بار ہلکا ہو گیا اور کچھ حصہ آنحضرتؐ نے رکھ لیا اس سے جو آمدنی ہوتی اس سے اپنے گھر والوں کیلئے سال بھر کا خرچ نکال لیتے اور جو بچتا اسے اللہ کی راہ میں صرف کر دیتے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی اس کی تقسیم کے جو مصارف بیان کئے گئے ہیں وہ اس لئے ہیں کہ یتیموں، بیکسوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور یہ محض دولت مندوں ہی کی اُلٹ پھیر میں پڑ کر انہی کی جاگیر بن کر نہ رہ جائے۔

ف۴ یعنی زندگی کے کسی معاملہ کے متعلق آنحضرتؐ کا جو حکم ہو اس پر عمل کرو۔ اور جس سے آپؐ منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ اس آیت نے آنحضرتؐ کے حکم کو ایک مستقل تشریع کی حیثیت دی ہے اور اسے قرآن کی موافقت کے ساتھ مقید نہیں فرمایا۔ لہٰذا آنحضرتؐ کا جو حکم بذریعہ صحیح روایت ثابت ہوگا وہ واجب العمل ہوگا اور کسی حکم کے قرآن میں بالتصریح مذکور نہ ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ حکم قرآن کے خلاف ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے افزائش حسن کے لئے ہاتھ گودنے مصنوعی بال لگانے اور دانتوں میں سوراخ کرنیوالی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اس پر ایک عورت نے کہا کہ قرآن میں تو یہ مسئلہ نہیں ہے..... حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا۔ اگر تم نے واقعی قرآن پڑھا ہوتا تو وہ تمہیں ضرور مل جاتا۔ کیا تم نے آیت "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" نہیں پڑھی؟ اس نے جواب دیا کہ "ہاں پڑھی ہے"۔ فرمایا: تو اللہ کے رسول نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (روح المعانی) ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے تصریح فرمائی ہے "سن رکھو! مجھے قرآن ملا ہے اور اس کے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز یعنی سنت جس پر عمل کرنا بھی اسی طرح ضروری ہے"۔

ف۵ یعنی جنہیں کفارِ مکہ نے ان کے گھر بار سے نکال دیا اور مال و دولت سے محروم کر دیا۔

ف۶ اللہ کے فضل سے مراد دنیا کی روزی اور اس کی رضامندی سے مراد آخرت کا ثواب ہے۔

ف۷ یعنی دین اسلام کی راہ میں کفار سے جہاد کرتے ہیں۔

ف۸ بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے یہ مہاجر بھائی آرام سے رہیں اور مالدار بنیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: پہلی آیت میں مہاجرینؓ مراد ہیں اور اس آیت میں انصارؓ۔ (از موضح)

ف۹ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور اس نے اپنی محتاجی کا ذکر کیا..... حضرت ابو طلحہؓ اسے اپنے ساتھ لے گئے اور بیوی سے کہا یہ اللہ و رسولؐ کا مہمان ہے۔ بیوی نے کہا۔ واللہ میرے پاس صرف بچوں کا کھانا ہے۔ ابو طلحہؓ نے کہا کہ بچوں کو سلا دو اور جب کھانا رکھو تو چراغ بجھا دینا تاکہ مہمان کھا لے اور ہم بھوکے رہیں۔ صبح کے وقت مہمان آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے فرمایا: "رات ان دونوں نے جو کام کیا اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوا اور ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہ کرامؓ میں ایثار کا یہ جذبہ بے پناہ پایا جاتا تھا۔ کتب حدیث میں اس قسم کے متعدد واقعات مذکور ہیں۔ (شوکانی)

ف۱۰ ان سے مراد بعد میں ہجرت کر کے آنے والے صحابہؓ بھی ہیں اور قیامت تک آنے والے وہ مسلمان بھی جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلیں۔

الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ

وہ جو آگے لائے ہم سے ایمان اور مت کر بیچ دلوں ہمارے کے برائی واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اے رب ہمارے تحقیق

ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دل میں مسلمانوں کی طرف سے میل (کینہ) مت آنے دے مالک ہمارے بیشک تو بڑا

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

تو ہی ہے شفقت کرنیوالا مہربان کیا نہ دیکھا تو نے طرف اُن لوگوں کی کہ منافق ہوئے کہتے ہیں واسطے بھائیوں اپنے کے وہ جو کافر ہیں اہل کتاب

شفقت والا مہربان ہے ف۱ اے پیغمبرؐ کیا تو نے منافقوں پر نظر نہیں ڈالی وہ اپنے بھائیوں اہل کتاب کے کافروں سے کہتے ہیں ف۲ اگر

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ

سے البتہ اگر نکالے جاؤگے تم البتہ نکلیں گے ہم ساتھ تمہارے اور نہ کہا مانیں گے تمہارے مقدمے میں کسی کا کبھی اور اگر

تم کبھی (اپنے ملک سے) نکالے گئے تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہونگے اور تمہارے باب میں تو ہم کبھی کسی کی بات ماننے والے نہیں

قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ

لڑائی کئے جاؤگے تم البتہ مدد دیں گے تم کو اور اللہ گواہی دیتا ہے یہ کہ وہ البتہ جھوٹے ہیں اگر نکالے گئے وہ نہ نکلیں گے بیچ ساتھ اُن کے

اور اگر کوئی تم سے لڑا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ تو گواہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اگر اہل کتاب کے یہ کافر نکالے جائینگے تو منافق ان کے

وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور اگر لڑائی کئے گئے نہ مدد دیں گے یہ اُن کو اور اگر مدد دیں اُن کو البتہ پھیر لیں گے پیٹھ پھر نہیں مدد دیئے جاویں گے

ساتھ (کبھی) نہیں نکلیں گے اور اگر (مسلمانوں کی) ان سے لڑائی ہوگی تو منافق (کبھی) انکی مدد نہیں کرنے کے ف۳ اور جو مدد بھی کی تو

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾

البتہ تم زیادہ تر ہو ڈر میں بیچ سینوں اُن کے کے اللہ سے یہ بسبب اس کے ہے کہ وہ ایک قوم ہیں نہیں سمجھتے ف۴

(کس کام کی) پیٹھ موڑ کر بھاگتے نظر آئینگے پھر کوئی ان کی کمک بھی نہیں کرنیکا (مسلمانو منافق تو ایسے بے ایمان ہیں) انکے دلوں پر اللہ سے زیادہ تمہاری دھاک ہے

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ

نہیں لڑیں گے تم سے اکٹھے ہوکر مگر بیچ بستیوں قلعہ والیوں کے یا پیچھے دیواروں کے سے لڑائی اُن کی درمیان اپنے

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں یہ یہودی اور منافق مل کر (بھی) تم سے نہیں لڑسکتے مگر ہاں محفوظ بستیوں یا دیواروں کی آڑ میں ف۵ وہ آپس میں (کٹے

شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ۚ

سخت ہے گمان کرتا ہے تو اُن کو اکٹھے اور دل اُن کے متفرق ہیں یہ بسبب اس کے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں جانتے

مرتے ہیں) خوب لڑتے ہیں تو (شاید یوں) خیال کرتا ہو وہ ایک دل ہیں حالانکہ انکے دل پھوٹ رہے ہیں کیونکہ اُن لوگوں کو عقل نہیں ف۶

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ۚ

مانند ان لوگوں کے کہ پہلے اُن سے تھے نزدیک چکھا انہوں نے وبال کام اپنے کا اور واسطے اُن کے عذاب ہے درد دینے والا

اُن کا بھی حال وہی ہونا ہے جو ابھی (یعنے جنگ بدر میں) ان سے پہلے (مکہ کے) کافروں کا حال ہوچکا (مارے گئے قید ہوئے) اپنے کئے کا مزہ چکھا اور (آخرت میں) ف۷

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ

مانند مثال شیطان کی ہے جس وقت کہا اس نے آدمی کو کہ کفر کر پھر جب کفر کیا کہا تحقیق میں بیزار ہوں تجھ سے تحقیق میں

انکو تکلیف کا عذاب ہونیوالا ہے ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے وہ آدمی سے کہتا ہے کافر بن جا جب وہ کافر بن جاتا ہے (اور کوئی سخت وقت آتا ہے) تو کیا کہتا

ف پہلے ایمان لانے والوں میں صحابہ کرام بدرجۂ اولیٰ شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود صحابہ کرام کی پوری جماعت کیلئے مغفرت اور رضوان کی دعا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے اس آیت میں دیئے ہوئے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اگر وہ اپنے دل میں انکی طرف سے کینہ رکھتا ہے تو وہ ف۱ شیطان کا پیرو ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور اُمّتِ محمّدیہ کے بہترین طبقہ کے خلاف اپنے دل میں دشمنی رکھتا ہے اور اگر وہ مرنے سے پہلے اپنی اس روش سے توبہ نہیں کرتا تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہے۔

ف۲ منافقوں کو اہل کتاب (بنی نضیر وغیرہ) کا بھائی فرمایا۔ کیونکہ ان کے درمیان کفر قدرِ مشترک تھی اگرچہ دونوں کے کفر کی نوعیت مختلف تھی۔

ف۳ چنانچہ جب بنی نضیر کا محاصرہ کیا گیا اور انہیں جلاوطن کیا گیا تو ابن ابی منافق اور اس کے ساتھی ان کی کسی طور مدد نہ کرسکے حالانکہ وہ اس سے پہلے ان تک اس طرح کے پیغامات بھیجتے رہے تھے۔ لہٰذا منافقین کی طرف سے ہرگز فکرمند نہ ہوں۔

ف۴ یعنی بنتے تو بڑے عقلمند ہیں اور اسی لئے دوغلے پن کی راہ چل رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر کوئی بے وقوف نہیں۔ آخرت تو آخرت، اپنی دنیا بھی تباہ کر رہے ہیں۔

ف۵ جیسا کہ نامردوں اور بزدلوں کا قاعدہ ہوتا ہے۔ میدان میں آنا پسند نہیں کرتے بلکہ مکانوں اور قلعوں کی آڑ لے کر دور ہی سے لڑنا پسند کرتے ہیں۔ محفوظ بستیوں سے مراد قلعے یا وہ بستیاں ہیں جن کے گرد فصیل یا خندق ہوتی ہے۔

ف۶ اگر عقل رکھتے تو حق کو پہچانتے۔

ف۷ یہی مفہوم شاہ صاحبؒ نے اپنے فوائد میں ذکر کیا ہے اور ہوسکتا ہے کہ ان سے "یہود بنی قینقاع" مراد ہوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر سے تھوڑی مدت پہلے مدینہ سے نکال دیا تھا یہ قول قتادہؒ اور محمد بن اسحاق کا ہے۔ اور یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ ابن کثیر

اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا

ڈرتا ہوں اللہ پروردگار عالموں کے سے پس ہوا آخر اُن دونوں کا یہ کہ وہ دونوں بیچ آگ کے ہیں ہمیشہ رہنے والے

ہے (مجھے کیا واسطہ) میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ (کے غضب) سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا مالک ہے ف۱ پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونو ہمیشہ کیلئے دوزخ

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

بیچ اس کے یہی ہے بدلہ ظالموں کا اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور چاہیئے کہ دیکھے ہر جی جو کچھ کہ آگے بھیجا

میں پڑے اور بدکاروں کی یہی سزا ہے مسلمانو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اس نے کل کیلئے (یعنی قیامت کیلئے) کیا

لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ

واسطے کل آنیوالے کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو اور مت ہو مانند اُن لوگوں کے کہ بھول گئے خدا کو پس

(سامان) آگے بھیجا ہے اور خدا کا خوف رکھو بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے (سب) کاموں کی خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے خدا تعالیٰ کو بھلا دیا (دنیا

فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ

بھلادی خدا نے مصلحت جانوں اُن کی کی یہ لوگ وہی ہیں فاسق نہیں برابر رہنے والے آگ کے اور رہنے والے

میں غرق ہو گئے) پھر خدا نے ایسا کر دیا کہ وہ اپنے تئیں آپ بھول گئے ف۲ یہی لوگ تو نافرمان ہیں دوزخ والے اور بہشت والے برابر نہیں

الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿٢٠﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ

بہشت کے رہنے والے بہشت کے وہی ہیں مراد پانے والے اگر اتارتے ہم اس قرآن کو اوپر پہاڑ کے البتہ دیکھتا تو

ہو سکتے جو بہشت والے ہیں وہی مراد پائیں گے (اے پیغمبرؐ) اگر ہم اس قرآن کو ایک پہاڑ پر اتارتے (حالانکہ پہاڑ بہت

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

اس کو دب جانیوالا پھٹ جانیوالا ڈر خدا کے سے اور یہ مثالیں بیان کرتے ہیں ہم اُن کو واسطے لوگوں کے تو کہ وہ

سخت ہوتا ہے) تو دیکھتا وہ اللہ کے ڈر سے جھک رہا ہے پھٹ رہا ہے ف۳ اور ہم یہ مثالیں اس لئے لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سوچیں (اور سمجھیں

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ

فکر کریں وہی ہے اللہ جو نہیں کوئی معبود مگر وہ جاننے والا پوشیدہ کا اور حاضر کا وہی ہے بخشش کرنیوالا

وہ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں چھپی اور کھلی (سب) باتیں جاننے والا وہی بہت رحم والا مہربان ہے ف۴

الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ

مہربان وہی ہے اللہ جو نہیں کوئی معبود مگر وہ بادشاہ ہے بہت پاک سلامت سب عیب سے امن دینے والا نگہبان

وہ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں وہی (سارے جہان کا) بادشاہ ہے (تمام برائیوں سے) پاک (تمام عیبوں سے) چنگا (اپنے بندوں کو) امن

الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

غالب زبردست تکبر والا پاکی ہے اللہ کو اس چیز سے جو شریک لاتے ہیں وہ ہے اللہ پیدا کرنے والا درست کرنے والا صورتیں بنانیوالا

دینے والا (یا اپنے وعدے کو سچ کرنیوالا) ہر چیز کی نگہبانی کرنیوالا زبردست بڑے دباؤ والا بڑائی والا اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک ف۵ سے کہیں پاک ہے وہی اللہ (ہر چیز کا) بنانے

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾

واسطے اسی کے ہیں نام اچھے پاکی بیان کرتے ہیں واسطے اس کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہیں اور وہی ہے غالب حکمت والا

والا پیدا کرنیوالا نقشہ کھینچنے والا اسکے کیا کیا پیارے نام ہیں ف۶ آسمان اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی پاکی بیان کر رہی ہیں ف۷ (اسکی خالقی کا اقرار کر رہی ہیں) اور وہ زبردست ہے حکمت والا

المنزل ۷

ف۱ شیطان کو حقیقت میں خدا کا ڈر نہیں ہے محض آدمی سے پیچھا چھڑانے کے لئے اس سے کہتا ہے کہ مجھے خدا کا ڈر ہے اس لئے مجھے اپنی مدد سے معذور سمجھو۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "شیطان آخرت میں یہ کہے گا اور بدر کے دن بھی ایک کافر کی صورت میں لوگوں کو لڑواتا تھا۔ جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا۔ یہ کہاوت ہے منافقوں کی" مطلب یہ ہے کہ منافق بھی یہود کو ایسا دھوکا دیتے ہیں۔ جیسا شیطان نے انسان کو دیا۔ (جامع البیان)

ف۲ یعنی اپنی نجات کی فکر سے غافل ہو گئے اور اس بنا پر گناہوں میں پڑے رہے اور عذابِ آخرت سے بچنے کے لئے نیک اعمال کی راہ اختیار نہ کی۔

ف۳ یعنی افسوس کا مقام ہے کہ آدمی کے دل پر قرآن کا اثر نہیں ہوتا حالانکہ قرآن اپنی تاثیر، قوتِ بیان اور مواعظ و نصائح پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے اس قدر عظیم الشان کتاب ہے کہ اگر پہاڑ جیسی سخت چیز پر بھی اتارا جاتا اور اس میں سمجھ کا مادہ ہوتا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاتا اور خوف کے مارے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی کافروں کے دل بڑے سخت ہیں کہ یہ کلام سن کر ایمان نہیں لاتے اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جائے" (موضح)

ف۴ "کھلی اور چھپی باتیں" دوسروں کے اعتبار سے فرمایا ورنہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے تو ہر بات کھلی ہے۔

ف۵ یا "ان چیزوں سے پاک ہے جنہیں لوگ اس کا شریک قرار دیتے ہیں"۔

ف۶ یعنی ان مذکورہ صفات کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے صفات کمال ثابت ہیں جنہیں قرآن نے "اسماءِ حسنیٰ" سے تعبیر کیا ہے۔

ف۷ یعنی اپنی زبانِ حال یا زبانِ قال سے شہادت دے رہی ہیں کہ وہ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔

ف۸ بعض روایات میں، جو اگرچہ ضعیف ہیں، اس آیت کی فضیلت بیان ہوئی ہے مثلاً حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو شخص تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے، اور پھر سورۂ حشر کا آخری حصہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے پاس ستر ہزار فرشتے بھیج دیگا جو شیطان جنوں اور شیطان انسانوں سے اس کی حفاظت کرینگے۔ اگر رات کے وقت پڑھیگا تو صبح تک، اور اگر دن میں پڑھے گا تو شام تک۔ (شوکانی)

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ (۹۱) (۶۰) | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۳ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو دشمن میرے کو اور دشمن اپنے کو دوست کہ پیغام بھیجتے ہو تم طرف ان کی ساتھ محبت کے

مسلمانو میرے دشمن اور اپنے دشمن (یعنی کافروں کو) دوست نہ بناؤ تم اُن سے دوستانہ ملاپ کرتے ہو ف۲ اور وہ تو جو سچا دین سچا کلام

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

اور تحقیق وہ کافر ہوئے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے تمہارے پاس حق سے نکالدیتے ہیں پیغمبر کو اور تم کو اس واسطے کہ ایمان لاتے ہو تم ساتھ اللہ

(قرآن) تمہارے پاس آیا اس کو مانتے ہی نہیں وہ تو (ایسے ظالم ہیں کہ) تم کو اور پیغمبر کو اتنی (سی) بات پر کہ تم اپنے مالک اللہ پر ایمان لائے (مکہ سے) نکال باہر

رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۤ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۤ ۖ

پروردگار اپنے کے اگر ہو تم نکلے واسطے جہاد کے بیچ راہ میری کے اور واسطے رضامندی میری کے کیا چھپا رکھتے ہو تم طرف اُن کی ساتھ دوستی

کرتے ہیں اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کیلئے (اپنے وطن سے) نکلے ہو اور میری خوشی چاہتے ہو (تو ان سے ہرگز دوستی نہ رکھو) ف۳ تم چپکے چپکے اُن سے دوستی

وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

کے اور میں خوب جانتا ہوں اس چیز کو کہ چھپاتے ہو تم اور جو ظاہر کرتے ہو تم اور جو کوئی کرے تم میں سے یہ کام پس تحقیق گمراہ ہوا راہ سیدھی سے

لگاتے ہو اور (یہ نہیں جانتے) کہ میں تمہاری چھپی اور کھلی (دونوں) باتوں سے خوب آگاہ ہوں اور جو کوئی تم میں ایسا کریگا (کافروں سے دوستی رکھیگا) وہ سیدھے رستے سے ف۴

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ

اگر پاویں تم کو ہو دیں گے واسطے تمہارے دشمن اور کھولیں گے طرف تمہاری ہاتھ اپنے اور زبانیں اپنی ساتھ برائی کے

بھٹک گیا اگر کہیں وہ تم کو پالیں (تم پر غالب ہو جائیں) تو تمہارے دشمن ہی رہیں گے ف۵ اور برائی کیلئے اپنے ہاتھ اور زبانیں تم پر چلائیں گے (ماریں گے بکیں گے) گالیاں

وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۭ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ

اور دوست رکھتے ہیں کاش کہ کافر ہو جاؤ تم ہرگز نہ فائدہ دے گا تم کو ناتا تمہارا اور نہ اولاد تمہاری دن قیامت کے جدائی ڈالے گا

بھی دیں گے) اور یہ چاہیں گے کہ تم (کسی طرح پھر) کافر بن جاؤ قیامت کے دن تمہارے ناتے رشتے اور اولاد کچھ تمہارے کام نہیں آنے کے اللہ تم کو

بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ

درمیان تمہارے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے تحقیق ہے واسطے تمہارے پیروی نیک بیچ ابراہیم کے اور

اُن کو جدا کر دیگا ف۹ اور اللہ جو تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے (مسلمانو) تم کو ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں کی اچھی خصلت کی پیروی کرنا

الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ

ان لوگوں کے کہ ساتھ اس کے تھے جس وقت کہا انہوں نے واسطے قوم اپنی کے کہ تحقیق ہم بیزار ہیں تم سے اور اس چیز سے کہ عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا

تھی جب انہوں نے اپنی قوم والوں سے (جو مشرک تھے) کہہ دیا ہم کو تم سے اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو اُن سے کوئی علاقہ نہیں ہے (ہم تم سے اور تمہارے

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

کے کافر ہوئے ہم ساتھ تمہارے اور ظاہر ہوئی درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے عداوت اور بغض ہمیشہ کو یہاں تک کہ ایمان لاؤ تم ساتھ اللہ

بالکل الگ ہیں) ہم تمہارے دین کو نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا ہمیشہ عداوت اور دشمنی رہے گی جب تک تم اکیلے (سچے) خدا پر ایمان نہ لاؤ

ف۱ یہ سورۃ بالاتفاق مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مفسرین کا بیان ہے کہ اس سورۃ کی ابتدائی آیات ایک صحابی (حاطبؓ بن ابی بلتعہ) کے بارے میں نازل ہوئیں جو اگرچہ سچے اور پکے مسلمان تھے اور بدری صحابہؓ میں سے تھے لیکن ان سے ایک غلطی سرزد ہوگئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کا کفارِ مکہ سے معاہدہ قائم تھا اور وہ دو برس قائم رہا لیکن اس اثنا میں کفارِ مکہ نے خلاف ورزی شروع کر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی کے ساتھ فوج جمع کر کے فتح مکہ کا ارادہ فرمایا اور خبروں پر پابندی لگا دی مبادا کفارِ مکہ کو اطلاع ہو جائے اور وہ لڑائی کا سامان شروع کر دیں۔ حاطب نے ایک عورت کے ذریعہ کفارِ مکہ کو خط روانہ کیا کہ مسلمانوں کا لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع ہوگئی اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھ چند آدمی بھیجکر وہ خط راستہ میں پکڑ لیا، اور حاطب سے دریافت کیا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی۔ تو اس نے جواب دیا کہ میرے اہل و عیال مکہ میں ہیں اور میں چاہتا تھا کہ کفارِ مکہ کی کچھ ہمدردی حاصل ہو جائے اور وہ میرے اہل و عیال کی خبرگیری کرتے رہیں ان سے اچھا سلوک کریں۔ حضرت عمرؓ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا، مگر آنحضرتؐ نے اس کا قصور معاف فرما دیا کیونکہ وہ بدری صحابہ میں سے تھے۔ یہ واقعہ صحیحین اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے اور اس کے صحیح ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ (ابن کثیر)

ف۲ یہ حاطبؓ کی مذکورہ بالا غلطی کی طرف اشارہ ہے۔

ف۳ یا تم ازراہِ دوستی انہیں پیغام بھیجتے ہو۔

ف۴ اس لئے ان کے دشمن خدا ہونے میں شک نہیں۔

ف۵ اس سے بڑا ظلم اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دشمنی اور کیا ہو سکتی ہے۔

ف۶ یا "چپکے چپکے انہیں دوستی کا پیغام بھیجتے ہو"۔

ف۷ یہ دوسری بات ہے کہ وہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی سچائی دیکھ کر اس کا قصور معاف فرما دے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا قصور معاف فرما دیا۔

ف۸ یعنی تمہارا چپکے چپکے ان سے دوستی گانٹھنا کوئی فائدہ نہ دیگا۔ ف۹ یعنی تم اپنے ایمان کی بدولت جنت میں جاؤ گے اور وہ اپنے کفر کی بدولت دوزخ میں تمہارا اور ان کا میل کیسا؟ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمہارا اور ان کا فیصلہ کر دیگا۔ لہٰذا یہ کافر رشتہ دار تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔

وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ

اکیلے کے مگر کہنا ابراہیم کا واسطے باپ اپنے کے البتہ بخشش مانگوں گا واسطے تیرے اور نہیں اختیار رکھتا میں واسطے تیرے اللہ سے

گے ف۱ مگر ہاں ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے یہ کہا تھا کہ میں تیرے لئے بخشش مانگوں گا ف۲ اور میں اللہ کے سامنے تیری بھلائی کا کوئی اختیار

مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

کچھ اے رب ہمارے اوپر تیرے توکل کیا ہم نے اور طرف تیری رجوع کی ہم نے اور طرف تیری ہے پھر جانا اے رب ہمارے مت کر ہم کو

نہیں رکھتا ف۳ مالک ہمارے ہم تجھی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع ہوتے ہیں اور تیری ہی طرف (آخر ہمکو) لوٹ جانا ہے۔ مالک ہمارے ہم کو

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

فتنہ واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور بخش ہم کو اے رب ہمارے تحقیق تو ہے غالب حکمت والا البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے

کافروں کی گمراہی کا سبب مت بنا ف۴ اور مالک ہمارے ہم کو بخش دے بیشک تو ہی زبردست ہے حکمت والا (مسلمانو) جو کوئی تم میں اللہ اور

فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ

بیچ اُن کے پیروی نیک واسطے اس شخص کے کہ ہے امید رکھتا خدا کی اور دن پچھلے کی اور جو کوئی پھر جاوے پس تحقیق

پچھلے دن کی اُمید رکھتا ہو ف۵ اس کو ان لوگوں کی اچھی خصلت کی پیروی کرنا چاہیے اور جو کوئی (ان لوگوں کی پیروی سے) منہ پھیرے (اور کافروں

اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑥ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ

اللہ وہی ہے بے پرواہ تعریف کیا گیا شتاب ہے اللہ یہ کہ کردیوے درمیان تمہارے اور درمیان اُن لوگوں کے کہ عداوت رکھتے

سے دوستی رکھے) تو اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا ف۶ عجب نہیں کہ (کافر مسلمان ہو جائیں اور) جن کافروں سے تم (مذہبی) دشمنی رکھتے ہو اُن میں اور تم میں اللہ

مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑦ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ

ہو تم اُن سے دوستی اور اللہ قادر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں

دوستی کرا دے اور اللہ بڑی قدرت والا اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے ف۷ جو لوگ (کافروں میں سے) دین پر تم سے نہیں لڑے اور نہ تم کو

يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ

لڑے تم سے بیچ دین کے اور نہیں نکال دیا تم کو گھروں تمہارے سے یہ کہ احسان کرو تم اُن سے اور انصاف کرو طرف اُن کی

تمہارے گھروں سے انہوں نے نکالا اُن سے بھلائی اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ

تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو سوائے اس کے نہیں کہ منع کرتا ہے تم کو اللہ اُن لوگوں سے کہ لڑے تم سے بیچ دین کے اور

کیونکہ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ف۸ اللہ تو تم کو ان لوگوں کی دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو دین پر تم سے لڑے (انہوں نے مذہبی

اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

نکال دیا تم کو گھروں تمہارے سے اور مددگاری کی اُوپر نکال دینے تمہارے کے یہ کہ دوستی کرو تم اُن سے اور جو کوئی دوستی کرے اُن

جنگ کی) اور انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال باہر کیا اور تمہارے نکالنے پر (تمہارے دشمنوں کی) مدد کی ف۹ اور جو لوگ ایسے لوگوں سے دوستی

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

سے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت آدیں تمہارے پاس مسلمانیاں ہجرت کر کر

رکھیں وہ گناہ گار ہیں مسلمانو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اپنا دیس چھوڑ کر (ہجرت کرکے) آئیں تو (پہلے) اُن کو آزما لیا کرو اللہ تم خوب

ع ۱/۷

ف۱ یعنی ہماری راہِ توحید کو اختیار نہ کروگے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھی اپنے مشرک رشتہ داروں سے الگ ہوگئے تھے۔ اسی طرح تمہارا بھی یہ فرض ہے کہ اپنے مشرک رشتہ داروں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھو۔ ف۲ یعنی اس قول میں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی جائز نہیں۔ اور انہوں نے یہ وعدہ اس وقت کیا جبکہ حضرت ابراہیمؑ کو معلوم نہ تھا کہ مشرک کے لئے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ بعد میں جب انہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے دشمن کے لئے مغفرت کی دعا نہیں کی جاسکتی، اور ان کا والد اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے الگ ہوگئے۔ دیکھئے (توبہ: ۱۱۴)

ف۳ یعنی صرف درخواست کرسکتا ہوں نفع ونقصان کا مجھے اختیار نہیں ہے۔ یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے وہ اگر چاہے گا تو میری درخواست قبول فرما کر تمہیں بخش دیگا ورنہ میں اس سے زبردستی تمہاری بخشش نہیں کرا سکتا۔

ف۴ یعنی ہمیں نیک عمل اور پختہ کردار کی توفیق دے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری بدعملی اور اخلاقی کمزوری کو دیکھ کر یہ کافر ایمان لانے سے باز رہیں اور غلط راہوں پر چلتے رہیں۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کافروں کو ہم پر غلبہ نصیب نہ فرما۔ کیونکہ اس صورت میں وہ یہ سمجھیں گے کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر اور اس طرح وہ ایمان لانے سے باز رہیں گے۔

ف۵ یعنی آخرت کی بازپرس کا ڈر ہو۔

ف۶ یعنی اپنا نقصان آپ کروگے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی دوستی یا دشمنی کی کوئی پروا نہیں۔ وہ اپنی ذات سے تمام خوبیوں اور تمام کمالات کا مالک ہے۔ تم دشمنی کرکے اسے کیا نقصان پہنچا سکتے ہو۔

ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت سے بعید نہیں ہے کہ جو کافر آج تمہارے بدترین دشمن ہیں وہ کل انہیں توفیق دے اور وہ مسلمان ہوجائیں اور اسطرح تمہارے اور ان کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہوجائیں۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد ایسا ہی ہوا۔ اس آیت سے مقصود مسلمانوں کو تسلی دینا ہے کہ کفار مکہ سے ترک موالات کا جو حکم دیا جا رہا ہے وہ صرف تھوڑے عرصہ کے لئے ہے۔ جلد ہی ایسے حالات پیش آئیں گے کہ تمہیں اس پر عمل کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ (موضح)

ف۸ ان سے مراد وہ عورتیں، بچے بوڑھے اور بیمار لوگ ہیں جو جنگ نہیں کرسکتے۔ یا وہ عرب قبائل (جیسے خزاعہ اور بنوالحارث) جو اگرچہ کافر تھے لیکن مسلمانوں کا ان سے معاہدہ تھا کہ وہ ان کے مقابلے میں قریش کی مدد نہ کریں گے اور وہ اپنے اس معاہدہ پر قائم ہے۔ (ابن کثیر) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "مکے کے لوگوں میں سے بعضے ایسے بھی تھے کہ آپ مسلمان نہ ہوئے، ہونے والوں سے ضد بھی نہ کی۔" آخر حضرت اسماءؓ کا، آنحضرتؐ کی اجازت سے، اپنی والدہ (مشرکہ) کے ساتھ اچھا سلوک کرنا تو ثابت ہی ہے۔ ف۹ یعنی تمہارے نکالنے میں ان کا ساتھ دیا۔

ف۱ یعنی انہیں آزمالو کہ وہ حقیقت میں مسلمان ہیں بھی کہ نہیں؟ مسوّر بن مخرمہ، مروان بن حکم سے راوی ہیں کہ جب حدیبیہ کے روز آنحضرتؐ کا قریش سے معاہدہ ہوا تو کچھ مسلمان عورتیں آپؐ کے پاس چلی آئیں۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (شوکانی) ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہے کہ وہ ایماندار ہیں یا نہیں لیکن تمہیں چونکہ حقیقت حال معلوم نہیں ہے اس لئے ان عورتوں کو آزمائے بغیر اپنے ہاں پناہ نہ دو۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "ظاہر میں ان کا جانچنا یہ کہ اگلی آیت میں جو حکم ہیں یہ قبول کریں۔" ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے نہیں ہو سکتا اور کافر کی بیوی مسلمان ہو جائے تو اسے اس کے شوہر سے جدا کرا لیا جائے اور اگر شوہر بھی مسلمان ہو جائے تو نکاح برقرار رہے گا چاہے عورت پہلے ہجرت کر کے آئے اور شوہر بعد میں آئے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو ان کے شوہر حضرت ابوالعاصؓ کے نکاح میں باقی رکھا حالانکہ ابوالعاصؓ بعد میں مسلمان ہو کر آئے تھے۔ (ابن کثیر)

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى

پس آزمائش کرو اُن کی اللہ خوب جانتا ہے ایمان اُن کے کو پس اگر جانو تم اُن کو ایمان والیاں پس مت پھیرو اُن کو طرف

جانتا ہے کہ وہ ایماندار ہیں (یا نہیں اسلئے آزمانا ضرور ہے) ف۲ پھر اگر تم سمجھو وہ (درحقیقت) ایماندار ہیں تو اُن کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ ایسی (مسلمان) عورتیں کافروں

الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ

کفار کی نہیں وہ عورتیں حلال واسطے اُن کافروں کے اور نہ وہ کافر حلال واسطے اُن عورتوں کے اور دو اُن کافروں کو جو خرچ کیا ہے انہوں نے اور نہیں

کے لئے حلال نہیں ہو سکتیں نہ کافر ایسی (مسلمان) عورتوں کے لئے حلال ہو سکتے ہیں ف۳ اور کافروں نے جو ان عورتوں پر خرچ کیا ہو (مہر) وہ ان کو دیدو اور اگر

عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

گناہ اوپر تمہارے یہ کہ نکاح کر لو اُن کو جس وقت کہ دو تم اُن کو مہر اُن کے اور مت پکڑ رکھو نکاح عورتوں کافروں کا

تم (اے مسلمانو) ایسی عورتوں کے مہر ادا کر دو تو ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ف۴ اور کافر (مشرکہ) عورتوں سے علاقہ مت رکھو ف۵ اور تم نے

وَسْـَٔــلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔــلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور مانگ لو اُن سے جو کچھ خرچ کیا ہے تم نے اور چاہیئے کہ وہ سوال کریں جو خرچ کیا ہے انہوں نے یہ حکم خدا کا ہے حکم کرتا ہے درمیان تمہارے اور اللہ جاننے

جو ان پر (مہر) خرچ کیا ہے وہ کافروں سے مانگ لو ف۶ اور انہوں نے جو خرچ کیا ہے وہ تم سے مانگ لیں ف۷ اللہ کا یہی حکم ہے جو حکم وہ تم کو دیتا ہے اور

حَكِيْمٌ ۝۱۰ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ

والا حکمت والا ہے اور اگر ہاتھ سے نکل جاوے کوئی عورت تمہاری بیویوں میں سے طرف کفار کی پس عذاب کرو تم اُن کافروں کو پس دو اُن کو کہ جاتی رہی

اللہ خوب جانتا ہے حکمت والا اور اگر تمہاری کوئی عورت (اسلام سے پھر کر) کافروں میں جا ملے پھر تم (ان کافروں کو) سزا دو (ان کا کچھ مال لوٹو) تو جن مسلمانوں کی عورتیں (مرتد

اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ يٰٓاَيُّهَا

ہیں بیبیاں اُن کی مانند اس چیز کی کہ خرچ کیا ہے انہوں نے اور ڈرو اللہ سے وہ جو تم ساتھ اس کے ایمان لائے ہو اے نبیؐ

ہو کر) چلدیں تھیں اُنکا جتنا خرچہ (اُن عورتوں پر) ہوا تھا وہ ان کو ادا کر دو ف۸ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو ف۹ اے پیغمبرؐ جب مسلمان عورتیں

النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْــــًٔا وَّلَا

جس وقت کہ آویں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرتی ہوئیں اُوپر اس بات کے کہ نہ شریک لاویں ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ

تیرے پاس آن کر ان باتوں پر بیعت کرنا چاہیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی

يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ

چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ مار ڈالیں اولاد اپنی کو اور نہ لاویں طوفان کہ باندھ لیویں اس کو درمیان

نہ بدکاری نہ اپنی اولاد کو ماریں گی (دختر کشی) ف۱۰ نہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے بیچ میں طوفان اٹھائیں گی

اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

ہاتھ اپنے کے اور پاؤں اپنے کے اور نہ نافرمانی کریں تیری بیچ کسی حکم شرع کے پس بیعت قبول کر اُن سے اور بخشش مانگ واسطے اُنکے

ف۱۱ نہ کسی اچھے کام میں تیری نافرمانی کریں گی ف۱۲ تو اُن سے بیعت لے لے اور اللہ تعالیٰ سے اُن کے

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ

اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت دوستی کرو اس قوم سے کہ غصہ ہوا اللہ

لئے معافی مانگ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۳ مسلمانو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غصہ

ف۴ یعنی اُن کی عدت گزر جانے کے بعد جیسا کہ وجوب عدت کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی اگر شوہر مسلمان ہو جائے اور بیوی شرک پر قائم رہے تو ایسی عورت کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسے زوجیت میں رکھنا جائز نہیں ہے البتہ اگر وہ کتابیہ (یہودی یا عیسائی) ہو تو اُسے چھوڑنا ضروری نہیں ہے۔ محمد بن اسحاق نے امام زہری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمرؓ نے اپنی دونوں کافر بیویوں کو طلاق دے دی۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ نے بھی اپنی ایک بیوی کو طلاق دی۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی اگر وہ ان عورتوں کو اپنے پاس رکھنا چاہیں۔

ف۷ یعنی جب وہ عورتیں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئیں اور کافروں کو ان کی عورتوں کا مہر واپس کر دینے کا حکم بسبب عہد کے تھا ورنہ یہ امر واجب نہیں۔ (جامع البیان) شاہ صاحبؒ بھی لکھتے ہیں: "یہ حکم جب تھا کہ کافروں سے صلح ٹھہر گئی تھی پھیر دینے پر۔ اب یہ حکم نہیں مگر کہیں ایسی صلح کا اتفاق ہو جاوے۔"

ف۸ یعنی اگر کافر ان عورتوں کا مہر مسلمانوں کو واپس نہ کریں جو کافر ہو کر یا کافرہ کر دارالاسلام سے کفار کے ہاں چلی جائیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ کافروں کا جو مال لوٹیں اس میں سے ان مسلمان شوہروں کا خرچ ادا کریں جن کی بیویاں دارالکفر بھاگ جائیں یا دارالکفر سے جو عورتیں مسلمان ہو کر دارالاسلام آجائیں ان کے مہر کافروں کو واپس کرنے کی بجائے ان مسلمان شوہروں کو ادا کریں جن کی بیویاں دارالکفر بھاگ جائیں ــــ کافروں کو سزا دینے کے مفہوم میں یہ دونوں چیزیں شامل ہیں (یعنی لڑائی میں مالِ غنیمت حاصل کرنا یا مقابلہ میں ان کی عورتوں کا مہر ادا کرنا)۔ مختلف مفسرینؒ نے یہ دونوں معنی مراد لئے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں، اس یعنی "عَاقَبْتُمْ" کے مفہوم میں وسعت ہے، اگر کفار کا مہر ادا کرنا باقی ہو تو مسلمانوں کو وہ دے دیا جائے ورنہ مالِ غنیمت سے اس کے نقصان کا جبر کر دیا جائے۔ ابن جریرؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ واللہ الحمد والمنۃ

ف۹ یعنی ایمان کے لئے تقویٰ شرط ہے۔ یعنی انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کا ڈر ہو اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے کا احساس اس اندرونی شعور کا نام ہی دراصل تقویٰ ہے اور قرآن و حدیث میں اسی شعور کو بیدار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

ف۱۰ حمل کو روکنا یا وقت سے پہلے گرا دینا بھی اس کے تحت آتا ہے بشرطیکہ کسی طبعی یا شرعی مجبوری کے تحت نہ ہو۔

ف۱۱ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا کسی اور سے اور لگا دیں کسی اور کو یا بن جنا ڈال لیویں اور باپ پر لگاویں۔ حدیث میں فرمایا: جو عورت بیٹا لگا دے کسی کا کسی کو، اس پر بہشت کی بو حرام ہے۔ (موضح)

ف۱۲ یعنی آپؐ کی شریعت کے خلاف کوئی کام نہ کریں جیسے مصیبت میں نوحہ کرنا یا بیاہ شادی کے موقع پر ایسی رسموں کی پابندی کرنا جن سے مال کی بربادی کے علاوہ لاتعداد اخلاقی اور اجتماعی خرابیاں جنم لیتی ہیں اور جو سراسر جاہل مشرک قوموں کی نقالی ہے۔ ف۱۳ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آنے والی عورتوں سے اس آیت کے مطابق اقرار لیا کرتے تھے۔ جو عورت یہ اقرار کر لیتی آپؐ اس سے فرماتے: "میں نے تم سے زبانی بیعت لے لی۔" اللہ کی قسم! آپؐ نے کسی بیعت کرنے والی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا، سب عورتوں نے آپؐ سے یونہی زبانی بیعت کی۔ (شوکانی)

ف۱ مراد تمام کافر ہیں چاہے وہ یہودی ہوں یا نصاریٰ یا مشرک یا منافق۔ ف۲ یعنی انہیں یہ امید نہیں ہے کہ کوئی شخص قبر میں جانے کے بعد پھر اُٹھے گا اور اُن سے ملاقات کرے گا ۔ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے قبر والوں میں سے کافر مایوس ہو چکے " یعنی انہوں نے مرنے کے بعد جب آخرت کے عذاب کو آنکھوں سے دیکھ لیا تو وہ آخرت کے ثواب اور نجات سے بھی مایوس ہو گئے۔ ف۳ تمام مفسرینؒ کے بقول یہ سورہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ اسے مکی قرار دیتے ہیں لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ (شوکانی)

عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

اوپر اُن کے تحقیق ناامید ہوئے آخرت سے جیسے ناامید ہوئے کافر قبر والوں سے

یہ لوگ تو آخرت (کے ثواب) سے ناامید (محروم) ہو چکے جیسے کافر قبر والوں (مُردوں) سے ناامید ہو چکے ف۲

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۹) (۶۱) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۴ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۳

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پاکی بیان کرتے ہیں واسطے اللہ کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہیں اور وہی ہے غالب حکمت والا اے لوگو جو

جتنی چیزیں آسمان میں ہیں اور جتنی زمین میں (سب) خدا کی پاکی بیان کر رہی ہیں ف۴ اور وہ زبردست ہے حکمت والا مسلمانو ایسی بات منہ سے

اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾

ایمان لائے ہو کیوں کہتے ہو جو کچھ کہ نہیں کرتے بڑا ہے ناخوشی میں نزدیک خدا کے یہ کہ کہو جو کچھ کہ نہیں کرتے

کیوں کہہ بیٹھتے ہو جس کو کر کے نہیں دکھاتے اللہ کو تو یہ بہت ناپسند ہے کہ منہ سے کہو اور کرو نہیں ف۵

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾ وَ

تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو کہ لڑتے ہیں بیچ راہ اس کی کے صف باندھ کر گویا کہ وہ عمارت ہیں سیسہ پلائی ہوئی اور

اللہ تو اُن لوگوں کو چاہتا ہے ف۶ جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر (مضبوطی سے) لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ف۷ اور

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ

جس وقت کہا موسیٰؑ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری کیوں ایذا دیتے ہو تم مجھ کو اور تحقیق جانتے ہو تم یہ کہ میں رسول خدا کا ہوں طرف تمہاری

(اے پیغمبرؐ ان لوگوں کو وہ وقت یاد دلا) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں (بنی اسرائیل) سے کہا بھائیو تم مجھ کو کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم کو یقین ہو چکا ہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ

پس جب ٹیڑھے ہو گئے ٹیڑھا کر دیا خدا نے دلوں اُن کے کو اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو اور جس وقت کہا

تمہارے پاس آیا ہوں پھر جب وہ لوگ (موسیٰؑ کی قوم والے) ٹیڑھی چال چلے اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا ف۸ اور اللہ بدکاروں کو راہ پر نہیں لگاتا ف۹

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

عیسیٰ بیٹے مریم کے نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں خدا کا رسول ہوں طرف تمہاری ماننے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے

(اے پیغمبرؐ ان لوگوں کو وہ وقت یاد دلا) جب عیسیٰؑ نے جو مریمؑ کا بیٹا تھا (بنی اسرائیل سے) کہا اے بنی اسرائیل میں اللہ کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں مجھ سے پہلے جو توریت شریف

يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

میرے ہے توریت سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ اس پیغمبرؐ کے کہ آوے گا پیچھے مجھ سے نام اس کا احمدؐ ہے پس جب آیا اُن کے پاس

اتر چکی ہے اسکو سچ بتاتا ہوں ف۱۰ اور (تم کو) ایک پیغمبرؐ کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہو گا ف۱۱ پھر جب وہ (یعنی عیسیٰؑ) ان کے پاس کھلی

بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ

وہ پیغمبرؐ ساتھ دلیلوں ظاہر کے کہا انہوں نے یہ جادو ہے ظاہر اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے اوپر اللہ کے جھوٹ اور

کھلی نشانیاں لے کر آیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس کو اسلام لانے کیلئے بلایا جائے وہ اللہ پر (الٹا)

ف۴ یعنی زبانِ حال یا قال سے شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔

ف۵ ان آیات کی شانِ نزول ـــ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے ـــ گو خاص ہے اور وہ یہ کہ جہاد فرض ہونے سے پہلے کچھ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں پتا چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب عمل کون سا ہے تو ہم اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ اس کے نزدیک سب سے محبوب عمل اس پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں کافروں سے جہاد کرنا ہے۔ اس کے بعد جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو وہ ان پر شاق گزرا اور وہ تردد میں پڑ گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں) لیکن ان کا حکم عام ہے اور اُن کی رُو سے وہ شخص انتہائی قابلِ مذمت ہے جو زبان سے کسی چیز کا وعدہ و اقرار کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔ احادیث میں اس کو منافق کے خصائل میں شمار کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یعنی تم پوچھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کون لوگ ہیں تو سنو! اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو.....

ف۷ "جس میں کوئی رخنہ نہیں ہوتا تاکہ دشمن اس میں گھس سکے "۔

ف۸ یعنی انہیں یہ سزا ملی کہ ان کے دل سخت ہو گئے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی بنی اسرائیل ہر بات میں ضد کرتے اپنے رسولؑ سے آخر مردود ہو گئے"

ف۹ اس میں آنحضرتؐ کو تسلی دی ہے کہ کچھ لوگ اگر جہاد میں پس و پیش کر رہے ہیں تو آپؐ رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی اپنی قوم سے ایسی تکالیف اٹھا چکے ہیں۔

ف۱۰ یعنی میں اس کے احکام و تعلیمات پر یقین رکھتا ہوں اور میں اس کی دی ہوئی خبر کا مصداق ہوں۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ "احمد" جس کے لفظی معنی "بہت تعریف کیا ہوا" ہیں ہمارے رسولؐ کا نام تھا۔ احادیث میں آنحضرتؐ کے متعدد نام مذکور ہیں۔ صحیح بخاریؒ میں جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں یعنی جو پہلی امتوں میں بھی مشہور رہے۔ ان میں پہلا محمدؐ اور دوسرا "احمد" ہے اور یہ دونوں نام قرآن میں مذکور ہیں۔ زہریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رؤف رحیم کا لقب دیا ہے۔ موجودہ اناجیل میں اس نام کا مذکور نہ ہونا اس کی نفی کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ ان میں تحریف ہو چکی ہے اور اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر قرآن کا یہ بیان غلط ہوتا تو نزولِ قرآن کے زمانہ کے عیسائی ضرور اس کی تردید کرتے۔ پھر اس تحریف کے باوجود اناجیل میں آنحضرتؐ کی صداقت کے دلائل موجود ہیں بلکہ انجیل یوحنا میں تو "فارقلیط" کے آنے کی بشارت دی گئی ہے جو یونانی لفظ "پارکلوطوس" معرب ہے اور یہ لفظ "احمد" کا مترادف ہے اور پھر مولانا وحید الزمان کی روایت کے بموجب روما میں انجیل کے بعض قلمی نسخوں میں "احمد" کا لفظ اب تک موجود ہے۔ چنانچہ مولانا مرحوم لکھتے ہیں، الحمد للہ! اب وہ انجیل مل گئی یعنی انجیل برنباس حواری کہ اس میں صراحتاً ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذکور ہے۔ (وحیدی).. یہ انجیل اس وقت بھی لندن کے ایک کتب خانے میں موجود ہے۔

هُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔـوْا

وہ پکارا جاتا ہے طرف اسلام کی اور اللہ تعالٰے نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو چاہتے ہیں کہ بجھا دیویں

جھوٹا طوفان باندھے ف۱ اور اللہ تعالٰے بے انصاف لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا ایسے (کافر) لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے

نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

نور خدا کا ساتھ مونہوں اپنے کے اور اللہ پورا کرنیوالا ہے نور اپنے کو اور اگرچہ ناخوش رکھیں کافر وہی ہے جس نے بھیجا رسول ؐ

منہ سے اللہ تعالٰی کے نور (قرآن یا اسلام یا حضرت محمدؐ) کو بجھا دیں ف۲ اور اللہ تعالٰی تو اپنا نور پورا کرکے رہیگا گو کافر برا مانیں ف۳ وہی خدا ہے جس نے اپنے

رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

اپنے کو ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تو کہ ظاہر کرے اس کو اوپر دین سارے کے اور اگرچہ ناخوش رکھیں مشرک

پیغمبر (حضرت محمدؐ) کو ہدایت (قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا اسلئے کہ اس کو سب دینوں پر غالب کر دے گو مشرک برا مانیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا خبر کردوں میں تم کو اوپر سوداگری کے کہ نجات دے تم کو عذاب درد دینے والے سے ایمان لاؤ

مسلمانو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتاؤں جو تم کو (آخرت میں) تکلیف کے عذاب سے بچالے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور جہاد کرد بیچ راہ خدا کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے یہ بہت بہتر ہے

اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرد اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے بخشے گا واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور داخل کریگا تم کو بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے ان کے سے

حق میں (تمام سوداگریوں سے) بہتر ہے اللہ تعالٰے تمہارے گناہ بخش دیگا اور تم کو (آخرت میں) ایسے باغوں میں لے جائیگا جنکے تلے

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا

نہریں اور جگہ رہنے کی پاکیزہ ہیں بیچ بہشتوں عدن کے یہ ہے مراد پانا بڑا اور ایک بات اور کہ چاہتے ہو

نہریں پڑی بہ رہی ہیں اور جنتہ العدن کے عمدہ عمدہ مکانوں میں ف۴ یہی تو بڑی کامیابی ہے اور ایک دوسری نعمت (دیگا) جسکو تم

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ

اس کو مدد خدا کی طرف سے اور فتح نزدیک اور خوشخبری دے ایمان والوں کو اے لوگو جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم مدد دینے والے

(بہت) پسند کرتے ہو اللہ تعالٰی کی طرف سے (تم کو) مدد ملے گی اور اب نزدیک (تمہاری) فتح ہوگی ف۵ اور (اے پیغمبرؐ) مسلمانوں کو (اس کی) خوشخبری سنادے

اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ

اللہ کے جیسا کہ کہا عیسٰےؑ بیٹے مریمؑ کے نے واسطے حواریوں کے کون شخص مدد دینے والا ہے میرا خدا کی طرف کہا

مسلمانو اللہ کے (دین کے) مددگار بنے رہو جیسے عیسٰےؑ مریمؑ کے بیٹے نے حواریوں ف۶ سے کہا اللہ تعالٰی کی طرف ہوکر کون میری مدد کرتا ہے حواریوں

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

حواریوں نے ہم ہیں مدد دینے والے خدا کے پس ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے

کہا ہم (حاضر ہیں) اللہ تعالٰی کے (دین کی) مدد کرنے کو ف۷ پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لایا ف۸ اور ایک

ع ۱ / ۹

ف۱ یعنی شرک کرے اور اللہ کیلئے بیٹا یا بیوی قرار دے۔

ف۲ یعنی جھوٹی باتیں بناکر یا طعن و تشنیع کرکے قرآن یا اسلام کو بے اعتبار کردیں تاکہ لوگ مسلمان نہ ہوں۔

ف۳ یعنی کافر اس نور — دین اسلام — کو مٹانے اور اس کا راستہ روکنے کیلئے چاہے کتنا ہی زور صرف کر ڈالیں اللہ تعالٰی اسے پوری طرح غالب کرکے رہے گا۔

ف۴ "عدن" کے معنی رہنے کے بھی ہیں اور یہ جنت کے ایک حصہ کا نام بھی ہے اس لئے "جناتِ عدن" کا مطلب "عدن کے باغ" بھی ہوسکتا ہے اور "ہمیشہ رہنے والے باغ" بھی۔

ف۵ یعنی قریش پر غالب آؤگے اور مکہ فتح کروگے۔

ف۶ حواریوں سے مراد حضرت عیسٰیؑ کے وہ ساتھی جو ان پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے (آل عمران آیت ۵۲)

ف۷ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "حضرت عیسٰیؑ کے بعد اُن کے یاروں نے بڑی محنتیں کیں تب ان کا دین نشر ہوا۔ ہمارے رسولؐ کے پیچھے بھی خلیفوں نے اس سے زیادہ کیا۔" قتادہؒ کہتے ہیں: بحمداللہ مسلمانوں نے اللہ تعالٰی کے اس ارشاد پر عمل کیا جب کہ (مدینہ سے ایک حج کے موقع پر آنحضرتؐ کے پاس ستر آدمی آئے اور انہوں نے عقبہ کے پاس آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر آپؐ کو اپنے ہاں پناہ دی اور آپؐ کے دین کی مدد کی۔ آنحضرتؐ نے عقبہ کی رات انصارؓ سے فرمایا تھا: "تم اپنے لوگوں میں سے بارہ آدمی منتخب کرو جو اپنے قبیلہ کا ذمہ لیں جیسے حواریوں نے عیسٰیؑ بن مریمؑ کا ذمہ لیا تھا۔ (شوکانی)

ف۸ پھر جب حضرت عیسٰیؑ آسمان پر تشریف لے گئے تو ایمان لانے والوں (نصارٰی) میں بھی اختلاف ہو گیا۔ کوئی آپ کو خدا کا بیٹا کہنے لگا اور کوئی توحید پر قائم رہا۔ گویا اصل ایمان لانے والے یہی موحد تھے۔

ف۱ یعنی جو صحیح عقیدہ پر برقرار رہے اور پھر آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے۔ ہم نے دلیل و برہان کے اعتبار سے بھی اور قوت و سلطنت کے اعتبار سے بھی ان کی ایمان نہ لانے والے گروہوں کے مقابلے میں مدد فرمائی۔ وہ غالب آگئے اور قیامت تک غالب رہیں گے۔ آخری کمل غلبہ اس وقت ہوگا جب حضرت عیسٰیؑ آسمان سے اتریں گے اور مسلمان آپ کے ساتھ مل کر دجال کو قتل کریں گے۔ (کذا فی جامع البیان) ف۲ اس سورہ کے مدنی ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا

اور کفر گیا ایک فرقے نے پس مدد دی ہم نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے اوپر دشمنوں ان کے کے پس ہو گئے

گروہ کافر رہا پھر ہم نے (حضرت محمدؐ کو بھیج کر) ایمان والوں کی ان کے دشمنوں پر مدد کی وہ

ظٰهِرِينَ ﴿١٤﴾ ع

غالب

غالب ہو گئے ف۱

سُورَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ (۶۲) (۱۱۰) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اٰیَاتُهَا ۱۱ رُکُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالےٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا ف۲

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ هُوَ

پاکی بیان کرتے ہیں واسطے خدا کے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہیں بادشاہ ہے بہت پاک غالب باحکمت وہ ہے

جتنی چیزیں آسمان میں ہیں اور جتنی زمین میں (سب) اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہی ہیں جو (سارے جہان کا) بادشاہ پاک ذات زبردست اور حکمت والا ہے وہی

الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

جس نے بھیجا بیچ اَن پڑھوں کے پیغمبرؐ انہیں میں سے پڑھتا ہے اوپر اُن کے نشانیاں اس کی اور پاک کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا

خدا ہے جس نے عرب کے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں کا ایک پیغمبرؐ بھیجا ف۳ وہ انکو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے (حالانکہ اَن پڑھ ہے) اور انکو (شرک اور کفر کی

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۖ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَاٰخَرِينَ مِنْهُمْ

ہے اُن کو کتاب اور حکمت اور تحقیق تھے پہلے اس سے البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے اور لوگوں کو ان میں سے کہ

گندگی سے) پاک کرتا ہے اور انکو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب اور سمجھ کی باتیں سکھاتا ہے ف۴ (دانائی اور عقلمندی کی) اور (اس پیغمبرؐ کے آنے سے) پہلے تو وہ کھلے گمراہ تھے ف۵ اور (اللہ تعالیٰ نے

لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَ

ابھی نہیں ملے ساتھ اُن کے اور وہ ہے غالب حکمت والا یہ فضل اللہ تعالےٰ کا ہے دیتا ہے اس کو جس کو چاہتا ہے اور

اس پیغمبرؐ کو) دوسرے لوگوں کی طرف بھی (بھیجا ہے) جو ابھی ان (عرب کے مسلمانوں) سے نہیں ملے ف۶ اور وہ زبردست ہے حکمت والا یہ پیغمبری اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس (بندے) کو

اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ

اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے مثال ان لوگوں کی کہ اٹھوائے گئے توریت پھر نہ اٹھایا انہوں نے اس کو مانند

چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے جن لوگوں کو توریت دی گئی (یعنی یہودی) اور انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال گدھے کی

الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ لَا

گدھے کی ہے کہ اٹھاتا ہے کتابوں کو بری ہے مثال اس قوم کی کہ جنہوں نے جھٹلایا نشانیوں اللہ کی کو اور اللہ نہیں

سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں ف۷ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا اُن کی (ایسی ہی) بُری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ بے انصاف

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٥﴾ قُلْ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ

ہدایت کرتا قوم ظالموں کو کہہ اے لوگو جو یہودی ہوئے ہو اگر دعویٰ کرتے ہو تم یہ کہ تم دوست ہو

لوگوں (بدکاروں) کو راہ پر نہیں لگاتا ف۸ (اے پیغمبرؐ یہودیوں سے) کہدے یہودیو تم جیسے سمجھتے ہو کہ سب لوگوں کو چھوڑ کر ہم ہی اللہ تعالےٰ کے

صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھتے سنا۔ اس مضمون کی ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے اور سنن بیہقی میں حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ جمعہ کی رات کو مغرب کی نماز میں قل یآایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد اور عشا کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھا کرتے تھے۔ (شوکانی)

ف۳ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو عرب تھے اور اَن پڑھ بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ عرب کے ہر قبیلہ کے ساتھ آپؐ کی کچھ نہ کچھ رشتہ داری تھی سوائے بنی تغلب کے جو عیسائی تھے ـــ عربوں کو ”اُمّی“ یا تو اکثریت کے اعتبار سے فرمایا ہے اور یا اس اعتبار سے کہ آنحضرتؐ سے پہلے کوئی کتاب الٰہی ان میں نہ آئی تھی۔ ان کے مقابلہ میں یہود و نصاریٰ کو اہلِ کتاب کہا گیا کیونکہ ان کے ہاں توراۃ و انجیل وغیرہ آسمانی کتابیں آچکی تھیں ـــ آنحضرتؐ کو اُمّی کہنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آپؐ بے علم تھے بلکہ یہ ہے کہ آپؐ نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ آنحضرتؐ کے پاس جو علم تھا وہ اللہ تعالیٰ سے بذریعہ وحی حاصل کیا گیا تھا لہٰذا یہ صحیح نہیں ہے کہ پہلے اُمّی یا اَن پڑھ کے معنی بے علم سمجھے جائیں اور پھر آپؐ کو عالم ثابت کر کے آپؐ کی نبوت پر بے جا اعتراضات کئے جائیں جیسا کہ مستشرقین سے متأثر ہو کر بعض لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔

ف۴ یہ حکمت (دانائی) وہی چیز ہے جسے عام اصطلاح میں حدیث یا سنت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فریضہ قرار دیا ہے۔

ف۵ یعنی بت پرستی میں مبتلا تھے۔ کسی پیغمبرؑ کی تعلیم سے واقف نہ تھے۔ ان کے ہاں لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم رہتا تھا۔ ان کے ہر قبیلہ کا خدا دوسرے قبیلہ کے خدا سے الگ تھا۔ الغرض انتہائی پستی اور گمراہی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے اور اقوامِ عالم میں ان کا کوئی مقام نہ تھا۔

ف۶ واٰخرین الخ اس کا عطف فی الامیین پر ہے یعنی یہی رسولؐ دوسرے اَن پڑھوں کے واسطے بھی ہے۔ (موضح) ان سے مراد دنیا بھر کے وہ تمام لوگ ہو سکتے ہیں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ صحیح بخاریؒ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ ”ان ابھی نہ ملنے والے لوگوں سے مراد کون لوگ ہیں؟“ آپؐ نے حضرت سلمانؓ فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی ہو تو ان (اہلِ فارس) میں سے کچھ لوگ اسے ضرور پالیں گے۔ (شوکانی)

ف۷ کیا وجہ ہے کہ ان مسلمان علماء کا حال اس سے مختلف ہو جو قرآن و حدیث کا علم رکھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے یا یہودیوں کی طرح اُن کی من مانی تاویلیں کرتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ”یہود کے عالم ایسے تھے کہ کتاب پڑھتی اور دل میں کچھ اثر نہ ہوا، اللہم کو پناہ دے۔“ (موضح) ف۸ یعنی انہیں اپنے علم سے فائدہ اٹھانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا ۢ

اللہ کے سوائے اور لوگوں کے پس آرزو کرو تم موت کی اگر ہو تم سچے اور نہ آرزو کریں گے اس کی کبھی

چہیتے (پیارے) ہیں اگر تم سچے ہو تو بھلا موت کی تو آرزو کرو ف۱ اور یہ لوگ (یہودی) اپنے ان (برے) کاموں

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ

بہ سبب اس چیز کے کہ آگے بھیجی ہے ہاتھوں اُن کے نے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو کہہ تحقیق موت وہ جو بھاگتے ہو تم اس

کی وجہ سے جو وہ کر چکے ہیں کبھی موت کی آرزو کرنیوالے نہیں اور اللہ گنہگاروں کو خوب جانتا ہے ف۲ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہدے تم جس موت سے بھاگتے ہو تو

مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

سے پس تحقیق وہ ملنے والی ہے تم سے پھر پھیرے جاؤ گے طرف جاننے والے غیب کی اور حاضر کی پس خبر دیگا تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم

ضرور تم پر آنیوالی ہے پھر تم کو اس (خدا) کے پاس لوٹ کر جانا ہے جو چھپی اور کھلی (سب) باتیں جانتا ہے وہ تمہارے کام جو تم دنیا میں کرتے رہے

تَعْمَلُوْنَ ۝۸ؑ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا

کرتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعہ کے پس شتابی کرو

(اُن کا بدلہ دیکر) جتلادیگا مسلمانو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دیجائے ف۳ تو اللہ تعالےٰ کی یاد (نماز) کی طرف چلو

اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ

طرف یاد خدا کی اور چھوڑ دو سودا کرنا یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے پس جب تمام کی جاوے

(دنیا کے سب کام) اور بیچ (کھوچ) چھوڑ دو ف۵ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو ف۶ پھر جب (جمعہ کی) نماز ہو چکے تو

الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

نماز پس پھیل جاؤ بیچ زمین کے اور چاہو فضل خدا کے سے اور یاد کرو اللہ کو بہت

(تم کو اختیار ہے اپنے اپنے کاموں کیلئے) زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالےٰ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور (جہاں رہو) اللہ کی یاد بہت کرتے رہو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ

تو کہ تم فلاح پاؤ اور جس وقت کہ دیکھتے ہیں سوداگری یا تماشا دوڑے جاتے ہیں طرف اس کی اور چھوڑ جاتے ہیں تجھ کو کھڑا

اس لئے کہ تم مراد کو پہنچو ف۷ اور (اے پیغمبر ان لوگوں کا تو یہ حال ہے) جب کوئی سودا بکتا ہو یا تماشا دیکھیں تو جھٹ اس کی طرف چل دیتے ہیں اور تجھ کو

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱ؑ

کہہ جو نزدیک اللہ کے ہے بہت بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور اللہ بہتر رزق دینے والا ہے

خطبہ میں کھڑا چھوڑ جاتے ہیں ف۸ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہدے اللہ کے پاس جو ثواب (ملنے والا ہے) وہ اس تماشے اور سوداگری سے (کہیں) بہتر ہے اور اللہ سب سے روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے ف۹

سُورَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ (۶۳) (۱۰۴) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۰

اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ

جس وقت آتے ہیں تیرے پاس منافق کہتے ہیں کہ گواہی دیتے ہیں ہم تحقیق تو البتہ پیغمبر خدا کا ہے اور اللہ جانتا ہے تحقیق تو البتہ

(اے پیغمبرؐ) منافق جب تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو (دل سے) اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تو بیشک اللہ تعالےٰ کا پیغمبرؐ ہے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ تو بیشک اس کا پیغمبرؐ

ف۱ کیونکہ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ اسے مرنے کے بعد جنت نصیب ہوگی وہ لازماً یہ چاہے گا کہ دنیا کے جھنجھٹ سے جلد از جلد نجات پائے۔ ف۲ یہی مضمون سورۂ بقرہ: آیت ۹۴ تا ۹۶ میں بیان ہوا ہے وہاں اس کی تشریح دیکھ لی جائے

ف۳ مراد وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دی جاتی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمعہ کی صرف یہی اذان ہوتی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں، جب لوگ زیادہ ہو گئے تو ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا اور وہ زوراء کے مقام پر دی جاتی تھی۔

ف۴ اس آیت کی رُو سے ہر بالغ و عاقل مسلمان پر جمعہ کی نماز باجماعت فرض ہے اور یہی چیز آنحضرتؐ کی سنت سے ثابت ہے۔ (نسائی بروایت حضرت حفصہؓ) اور بلا عذر جمعہ کے ترک پر وعید آئی ہے۔ جمعہ کی نماز ہر اس جگہ ہو جاتی ہے جہاں اتنے لوگ جمع ہو جائیں جن سے جماعت ہو جائے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی مسجد میں جمعہ شروع ہونے کے بعد سب سے پہلا جمعہ اسلام میں ہوا وہ بحرین کے ایک گاؤں "جُواثی" میں ہوا۔ جن لوگوں نے اس کی فرضیت کے لئے مصر جامع یا حاکم مسلم یا مقتدیوں کی ایک خاص تعداد وغیرہ کی شرطیں عائد کی ہیں ان کے پاس قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ "فَاسْعَوْا" کے لفظی معنیٰ کوشش کرنے اور دوڑنے کے آتے ہیں۔ یہاں اس سے پہلے معنی مراد ہیں یعنی نہایت اہتمام اور مستعدی سے جانا، نہ کہ دوڑ کر۔ (قرطبی)

ف۵ اس میں اس چیز کی قطعی دلیل ہے کہ جمعہ کی اذان ہو جائے تو مسلمان کے لئے اپنے کاروبار میں لگے رہنا حرام ہے۔

ف۶ ظاہر ہے کہ اُخروی ثواب کے مقابلہ میں دنیوی فوائد کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

ف۷ شاہ صاحب فرماتے ہیں: "یہود کے ہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا اور نصاریٰ کے ہاں، اتوار۔ سارا دن سودا (کاروبار) منع تھا۔ اسواسطے فرما دیا کہ تم نماز کے بعد روزی کی تلاش کرو اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کو نہ بھولو۔"

ف۸ صحیح روایات کے مطابق مدینہ منورہ میں گرانی تھی اور لوگ غلہ کے سخت ضرورتمند تھے۔ آنحضرتؐ منبر پر کھڑے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ اتنے میں شام سے ایک قافلہ غلّہ لے کر آ پہنچا۔ سب لوگ اس کی طرف چل دیے یہانتک کہ مسجد میں صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (شوکانی) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہئے۔ ف۹ جمعہ کی نماز اور خطبہ سے متعلق مزید احکام کتب حدیث میں دیکھ لئے جائیں۔ ف۱۰ یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے (شوکانی) سورہ جمعہ کے شروع میں گزر چکا ہے کہ آنحضرتؐ جمعہ کی رات کو عشا کی نماز میں اور کبھی کبھی جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ کے ساتھ یہ سورۃ پڑھا کرتے تھے۔

لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ① اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

بھیجا ہوا اس کا ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ تحقیق منافق البتہ جھوٹے ہیں پکڑا ہے انہوں نے قسموں اپنی کو ڈھال

ہے اور اللہؐ گواہ ہے کہ منافق بیشک جھوٹے ہیں ف۱ ان لوگوں نے اپنی (جھوٹی) قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے ف۲ اور (اس کی آڑ

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا

پس بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے تحقیق یہ لوگ بُرا ہے جو کچھ کرتے ہیں یہ بہ سبب اس کے ہے کہ وہ ایمان

میں لوگوں کو) اللہ تعالٰے کی راہ سے روکتے رہتے ہیں ف۳ بیشک وہ بہت بُرے کام کر رہے ہیں یہ (ایسے برے کام) اسوجہ سے (کرتے ہیں) کہ وہ (مسلمانوں

ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ

لائے پھر کافر ہوئے پس مہر رکھی گئی اوپر دلوں اُنکے کے پس وہ نہیں سمجھتے اور جسوقت دیکھتا ہے تو اُن کو خوش لگتے ہیں تجھ کو

کے دکھانے کو) ایمان لائے پر (دل میں) کافر ہی رہے ف۴ تو اُنکے دلونپر مہر کردیگئی اب وہ (اچھی بات ایمان اور اخلاص کی) سمجھنے والے نہیں اور (اے پیغمبرؐ) جب تو ان منافقوں کو دیکھتا ہے تو

اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ

بدن اُن کے اور اگر بات کہتے ہیں کان رکھتا ہے تو طرف باتوں اُن کی کے گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں تکیہ لگائی ہوئیں جانتے ہیں

انکے ڈیل ڈول تجھ کو بھلے لگتے ہیں اور وہ کوئی بات کریں تو تو انکی بات (اچھی طرح) سنتا ہے ف۵ وہ (آدمی نہیں ہیں) لکڑیاں ہیں (دھنیاں تائیں) جو ٹیکا لگا کر رکھی جائیں ف۶ جہاں ذرا کی کوئی

كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④

ہر ایک آواز بلند کو کہ اوپر اُن کے ہے وہی ہیں دشمن پس بچ اُن سے مارے اُن کو خدا کہاں سے پھیرے جاتے ہیں

آواز ہوئی وہ سمجھتے ہیں ہم للکارے گئے ف۷ (اے پیغمبرؐ) بڑے دشمن (تیرے) یہی لوگ ہیں ان سے بچا رہ ف۸ خدا کی مار اُن پر کدھر بہکے جا رہے ہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ

اور جب کہا جاتا ہے واسطے اُن کے آؤ بخشش مانگے واسطے تمہارے رسولؐ خدا کا موڑتے ہیں سر اپنے کو اور دیکھتا ہے تو اُن کو

اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے آؤ (پیغمبرؐ کے پاس چلو) اللہ کا پیغمبرؐ تمہارے لئے بخشش کی دعا کریگا تو اپنے سر پھرا لیتے ہیں ف۹ (جیسے انکو کچھ پرواہ نہیں ہے) اور (اے

يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤ سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ

باز رہتے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں برابر ہے اوپر اُن کے کیا بخشش مانگے تو واسطے اُن کے یا نہ بخشش مانگے تو

پیغمبرؐ) تو دیکھتا ہے وہ غرور سے منہ پھیر لیتے ہیں (اے پیغمبرؐ) تو اُن کے لئے بخشش کی دعا کرے یا نہ کرے دونو اُن کے واسطے

لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥ هُمُ الَّذِيْنَ

واسطے اُن کے ہرگز نہ بخشے گا اللہ واسطے اُن کے تحقیق اللہ نہیں راہ دکھاتا قوم فاسقوں کو وہی ہیں جو

برابر ہیں اللہؐ تو کبھی اُن کو بخشنے والا نہیں کیونکہ اللہؐ بدکاروں کو راہ پر نہیں لاتا ف۱۰ یہی (مردود) تو ہیں جو (اپنے

يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ

کہتے ہیں مت خرچ کرو اوپر ان شخصوں کے کہ نزدیک رسولؐ خدا کے ہیں یہانتک کہ بھاگ جاویں اور واسطے اللہ کے ہیں خزانے

لوگوں سے) کہتے ہیں پیغمبرؐ کے ساتھیوں پر (اپنا پیسہ) اسوقت تک خرچ نہ کرو جب تک وہ تتر بتر نہ ہو جائیں ف۱۱ ان منافقوں کو اتنی سمجھ نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ

آسمانوں اور زمین کے لیکن منافق نہیں سمجھتے کہتے ہیں کہ اگر پھر جاویں ہم

کہ آسمان اور زمین کے خزانے اللہ تعالٰے ہی کے اختیار میں ہیں ف۱۲ کہتے ہیں اگر ہم (اس سفر سے) لوٹ کر

ف۱ یعنی زبان سے جو بات کہتے ہیں وہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ اُن کے دل کی بات نہیں ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں دل میں ہرگز آپؐ کو سچا رسولؐ نہیں سمجھتے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی وہ قائل نہیں، غرض کو کہتے ہیں"

ف۲ اس معنی میں کہ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی جانوں اور مالوں کو مسلمانوں سے بچانا چاہتے ہیں۔

ف۳ یعنی لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں اور اسی طرح انہیں مسلمان ہونے نہیں دیتے۔

ف۴ یعنی صرف ظاہر میں ایمان لائے حقیقت میں کافر ہی رہے یا مسلمانوں کے سامنے ایمان کا اظہار کیا اور کافروں کے سامنے کفر کا۔

ف۵ یعنی نہایت فصاحت اور چرب زبانی سے ایسی لچھے دار باتیں کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ سننے کو جی چاہے۔

ف۶ یعنی جیسے لکڑیوں میں عقل اور سمجھ نہیں ہوتی اسی طرح یہ بھی عقل اور سمجھ سے عاری ہیں۔ جب یہ آپؐ کی مجلس میں بیٹھیں تو یہ نہ سمجھئے کہ آدمی بیٹھے ہیں بلکہ یوں سمجھئے کہ لکڑیاں ہیں جو ٹیک لگا کر رکھ دی گئیں ہیں گو بظاہر خوبصورت نظر آتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۷ یعنی انتہائی بزدل اور ڈرپوک ہیں۔ اپنے سنگین جرائم اور بے ایمانیوں کی وجہ سے انہیں ہر آن دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں اُن کی دغابازیوں کا پردہ چاک نہ ہو جائے۔

ف۸ کیونکہ یہ مارِ آستین ہیں۔ اور کافر کھلے دشمن۔ اور ظاہر ہے کہ جو نقصان گھر کا بھیدی پہنچا سکتا ہے وہ باہر کا دشمن نہیں پہنچا سکتا۔

ف۹ یعنی جب ان کی دغابازی کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے اور کوئی سچا مسلمان ان سے کہتا ہے کہ اب تو ان حرکتوں سے باز آجاؤ اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگ لو.....

ف۱۰ اس سے مقصود آنحضرتؐ کو تسکین دینا ہے کیونکہ منافقوں کی تمام شرارتوں اور بے ادبیوں کے باوجود آپؐ اپنی طبعی رحمت و شفقت کی بنا پر چاہتے تھے کہ اُن کے لئے معافی کی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالٰی نے آپؐ کو ان کے لئے دعا کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ان کی سرکشی حد سے بڑھ چکی تھی۔

ف۱۱ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑ دیں ـــ یہ بات ان مردود منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبی نے ایک سفر میں مہاجرینؓ کے بارے میں انصارؓ کے چند لوگوں سے کہی تھی۔ مفصل روایت آگے آرہی ہے۔

ف۱۲ وہی سب کا رازق ہے۔ اگر بالفرض مدینہ کے لوگ ان غریب مہاجرینؓ کی خبرگیری نہ کریں گے تو وہ بھوکے نہ مر جائیں گے۔

ف۱ یہ بات بھی عبداللہ بن اُبی نے کہی تھی لیکن چونکہ اس نے اس بات کے ذریعہ تمام منافقین کی ترجمانی کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام منافقین کی بات کے طور پر ذکر فرمایا عزت والے سے کمبخت نے اپنے آپ کو اور "ذلت والے" سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو مراد لیا تھا۔ صحیحین میں ہے کہ مسلمان آنحضرتؐ کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں تھے۔ ایک مہاجرؓ اور ایک انصاریؓ آپس میں لڑ پڑے۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنے اپنے لوگوں کو پکارا آنحضرتؐ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے اسے جاہلیت کی پکار قرار دیا اور اسکی مذمت کی۔ عبداللہ بن ابی کو پتا چلا تو اسے گویا موقع ہاتھ آگیا۔ کہنے لگا "اچھا اب ان لوگوں کو یہ جرأت ہوگئی ہے۔ اور انصار کو مہاجرین کے خلاف خوب اکسایا اور بدبخت کہنے لگا۔ ان قریشی کنگالوں کی مثال ایسی ہے کہ اپنے کتے کو پالو تاکہ تمہیں کھانے کو دوڑے۔ آج تم ان سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ چلتے پھر نظر آئیں وغیرہ۔ پھر اس نے قسم کھا کر کہا: "مدینہ پہنچ کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ بے عزت کو نکال باہر کریگا۔" آنحضرتؐ کو اس کی رپورٹ پہنچ گئی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسولؐ! اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا: "رہنے دو! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔" (ابن کثیر، شوکانی)

إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَ

طرف مدینے کی البتہ نکال دیں گے عزت والے اس میں سے ذلت والوں کو اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اس کے

مدینہ میں گئے تو عزت والا ذلت والے کو ضرور نکال باہر کرے گا ف۱ حالانکہ عزت اللہ ہی کی ہے اور اس کے پیغمبر کی

لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ

کے اور واسطے ایمان والوں کے و لیکن منافق نہیں جانتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ غافل کریں تم کو

اور مسلمانوں کی (وہی غالب ہونگے) مگر منافق (ان باتوں کو) نہیں جانتے مسلمانو ایسا نہ ہو تمہارے مال

أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾

مال تمہارے اور نہ اولاد تمہاری یاد خدا کی سے اور جو کوئی کرے یہ کام پس یہ لوگ وہی ہیں ٹوٹا پانے والے

اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل بنادیں اور جو لوگ ایسا کریں گے (خدا کو بھول جائیں گے) وہ ٹوٹا اٹھائیں گے ف۲

وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْ

اور خرچ کرو اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے تم کو پہلے اس سے کہ آوے کسی کو تم میں سے موت پس کہے اے رب میرے کیوں

اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرو اس سے پہلے کہ موت تم پر آن موجود ہو اسوقت یوں کہنے لگو

لَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَلَنْ

نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک وقت نزدیک تک پس خیرات دیتا میں اور ہوتا میں صالحوں سے اور ہرگز نہ

مالک ہمارے اگر تو ہم کو تھوڑی اور مہلت دیتا تو ہم خیرات کرتے اور نیک بندوں میں شریک ہو جاتے ف۳ حالانکہ

يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾

ڈھیل دیگا اللہ کسی جی کو جسوقت آوے گی اجل اس کی اور اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم

اللہ کسی کو مہلت دینے والا نہیں جب اس کی موت آن پہونچے اور اللہ کو تمہارے (سب) کاموں کی خبر ہے ف۴

سُورَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ (۶۴) (۱۰۸) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۱۸ رکوعاتہا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۵ يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ

پاکی بیان کرتے ہیں واسطے اللہ کے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہیں واسطے اسی کے ہے بادشاہی اور واسطے اسی کے ہے سب تعریف اور وہ اوپر

جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی زمین میں سب اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہی ہیں اسی کی (سارے جہاں میں) بادشاہت ہے اور اسی کو تعریف سجتی ہے ف۶

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ ۚ وَاللَّهُ

ہر چیز کے قادر ہے وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو پس بعضے تم میں سے کافر ہیں اور بعضے تم میں سے مسلمان ہیں اور اللہ

اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی خدا ہے جس نے تم (سب) کو پیدا کیا اب تم میں کوئی کافر ہوا کوئی مومن (جیسا اس نے تقدیر میں لکھا تھا) ف۷ اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ

ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے اور صورتیں بنائیں تمہاری

تمہارے (سب) کاموں کو دیکھ رہا ہے اسی نے آسمان اور زمین حکمت (اور مصلحت) سے بنائے ف۸ اور تمہاری شکلیں بنائیں اور اچھی شکلیں بنائیں ف۹ اور

ف۲ کیونکہ وہ باقی کو چھوڑ کر فانی میں مشغول ہو گئے۔ مال و اولاد تو وہی اچھی ہے جو آخرت سے غافل نہ کرے ورنہ اس سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔

ف۳ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس پر حج یا زکوٰۃ فرض ہو جائے اور وہ ایسا نہ کرے تو مرتے وقت وہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی مرتے وقت یہ دعا اور تمنا کرنا بیکار ہے۔ عقلمند کو چاہیئے کہ مرنے سے پہلے آخرت کا توشہ فراہم کرے۔

ف۵ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورۃ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ بعض نے اسے مکی قرار دیا ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ البتہ اس کی آخری آیتیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ سے آخر سورۃ تک ۔ مدینہ میں اس وقت نازل ہوئیں جب عوفؓ بن مالک نے اپنی بیوی اور لڑکے کی آنحضرتؐ کے سامنے شکایت کی۔

ف۶ دنیا میں اگر کسی کو اختیار اور تعریف حاصل ہے تو وہ اسی کا فیض اور عطیہ ہے۔

ف۷ اللہ تعالیٰ کا علم اور چیز اور ہے اور اس کی مرضی اور چیز کسی شخص کے متعلق اگر اس نے تقدیر میں لکھا کہ وہ کافر ہوگا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی مرضی بھی یہ تھی کہ وہ کافر ہو۔ مرضی تو اسکی یہ تھی کہ تمام لوگ ایمان کا راستہ اختیار کریں اور اسی لئے اس نے رسولؑ بھیجے اور کتابیں نازل کیں لیکن اس کے ساتھ وہ چونکہ جبر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے لوگوں کو ارادہ و اختیار کی آزادی دی کہ چاہے ایمان کا راستہ اختیار کریں اور چاہے کفر کا۔ اس آزادی سے غلط فائدہ اٹھا کر بعض لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ وہ اپنی مخلوق کے حال و مستقبل سے پوری طرح باخبر ہے۔

ف۸ یعنی با مقصد پیدا کیا ہے تاکہ ابتلاء کے ذریعے نیک و بد کو جزا و سزا دی جائے۔ نیز دیکھیے (سورہ روم: ۸)

ف۹ یعنی اس نے اپنی تمام مخلوقات میں سے تمہاری شکل و صورت اور بناوٹ بہترین بنائی۔ دیکھنے میں بھی خوبصورت اور عقل و استعداد کے اعتبار سے بھی سب سے ممتاز۔

فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا

پس اچھی کیں صورتیں تمہاری اور طرف اسی کی ہے پھر جانا تمہارا جانتا ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور جانتا ہے جو کچھ

اسی کی طرف (تم سب کو) لوٹ جانا ہے ف۱ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے وہ (سب) جانتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو

تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ

پوشیدہ کرتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو تم اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے سینے والی بات کو کیا نہیں آئی تم کو خبر ان لوگوں کی

اور جو کھولتے ہو اس کو بھی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو دلوں تک کی بات جانتا ہے ف۲ (لوگو) کیا تم کو اگلے کافروں کی خبر نہیں

كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ

کہ کافر ہوئے پہلے اس سے پس چکھا انہوں نے وبال کام اپنے کا اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا یہ بسبب اس کے ہے

پہنچی (انہوں نے برے کام کئے) پھر اپنے کام کا وبال چکھا (دنیا میں مصیبت ہوئی) اور (آخرت میں الگ) انکو تکلیف کا عذاب ہوگا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ انکے پیغمبر ان کے پاس نشانیاں

كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّ

کہ آتے تھے ان کے پاس پیغمبر ان کے ساتھ دلیلوں ظاہر کے پس کہا انہوں نے کیا آدمی راہ دکھادیں گے ہم کو پس کافر ہوئے اور منہ پھیر لیا

لے کر آتے رہے اور یہ لوگ یوں کہتے رہے کیا (ہم جیسے) آدمی ہمکو راہ بتانے لگے ف۳ آخر انہوں نے (کسیطرح) نہ مانا اور منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انکی کچھ پرواہ نہ کی (کہ خواہ

اسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ

اور بے پرواہی کی خدا نے اور اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا دعویٰ کیا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے یہ کہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے کہہ کہ

مخواہ وہ ایمان لائیں) اور اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا ف۴ کافر یہ گمان کرتے ہیں کہ انکو (مرنے کے بعد) پھر جی اٹھنا نہیں ہے (اے پیغمبر) کہدے

بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦

یوں نہیں قسم ہے رب میرے کی البتہ اٹھائے جاؤ گے تم پھر البتہ خبر دیئے جاؤ گے تم ساتھ اس چیز کے کہ کی ہے تم نے اور یہ اوپر اللہ کے آسان ہے

کیوں نہیں قسم میرے مالک کی تم ضرور جلا کر اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو جو تم نے (دنیا میں) کیا (اس کا بدلہ دیکر) جتلایا جائیگا اور اللہ پر یہ بات (کچھ مشکل نہیں) آسان ہے ف۵

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧

پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے اور اس نور کے کہ نازل کیا ہے ہم نے اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے

تو اللہ اور اس کے رسول اور نور (یعنے قرآن) پر جس کو ہم نے اتارا ایمان لاؤ ف۶ اور تم جو کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے (تم کو اسدن جتلایا جائیگا)

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

جس دن اکٹھا کریگا تم کو واسطے دن اکٹھا کرنے کے یہ ہے دن غبن دینے کا اور جو کوئی ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور کام کرے

جس دن حشر کے روز تم سب کو جمع کرے گا یہی تو ہار جیت کا دن ہے ف۷ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اچھا کام

صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اچھے دور کرے گا اللہ اس سے برائیاں اس کی اور داخل کریگا اس کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں ہمیش رہنے والے

کرے تو اللہ اس کی برائیاں اس پر سے اتار دیگا ف۸ اور اس کو ایسے باغوں میں لے جائیگا جن کے تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

بیچ ان کے ہمیشہ یہ ہے مراد پانا بڑا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو یہ لوگ ہیں

گے یہی تو بڑی کامیابی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ

ف۱ نہ کہ کسی اور طرف، لہٰذا ناگزیر ہے کہ تم اس کے حضور اپنے نیک اعمال کا نیک اور برے اعمال کا برا بدلہ پاؤ۔

ف۲ مطلب یہ ہے کہ تمہارا کوئی بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا عمل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس کی سزا سے بچ سکو۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کو اگر ہماری رہنمائی مقصود تھی تو اُسے چاہئے تھا کہ آسمان سے فرشتے بھیجتا نہ کہ ہم جیسے یہ آدمی۔ گویا اُن کے نزدیک کوئی پیغمبر بشر (آدمی) نہیں ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اس خیال کے باطل ہونے کے دلائل دیئے۔ دیکھئے سورہ ابراہیم ۱۰-۱۱ سورہ کہف ۱۱۰۔ سورہ مومنون ۳۳۔ سورہ شعراء ۸۶۔ سورہ یٰس ۱۵۔

ف۴ یعنی وہ اپنی ذات میں تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ اسے کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ جو شخص اسکی عبادت کرتا ہے اپنے بھلے کیلئے کرتا ہے اور جو شخص اسکی عبادت سے مُنہ موڑتا ہے وہ اپنا نقصان آپ کرتا ہے۔

ف۵ کیونکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے کی بنسبت آسان تر ہے اور کفارِ مکّہ ـــ جیسا کہ متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ اس چیز کے قائل تھے کہ انسانوں کو پہلی بار اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ـــ یہ تیسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو آخرت کے آنے پر قسم کھانے کا حکم دیا ہے۔ دیکھئے (سورہ یونس: ۱) (سورۂ سبا: ۳۰)

ف۶ قرآن کو نور (روشنی) اس لئے فرمایا گیا کہ اس کے ذریعہ آدمی کو کفر و ضلالت کے اندھیروں میں حق کیطرف رہنمائی ملتی ہے۔

ف۷ یعنی اس روز کافر ہاریں گے اور مومن جیتیں گے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "ہر آدمی کا ایک گھر ہے جنت میں ایک دوزخ میں، بہشت والوں نے اپنے بھی گھر لئے اور دوزخیوں کے بھی، دوزخی ہارے اور بہشتی جیتے۔ (موضح)

ف۸ یعنی انہیں معاف فرمادے گا۔

أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٠﴾ مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ

رہنے والے آگ کے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی نہیں پہنچتی کوئی مصیبت

دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے اور وہ بُری جگہ ہے جو مصیبت آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ

إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١﴾ وَ

مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور جو کوئی ایمان لاوے ساتھ اللہ کے ہدایت کرتا ہے دل اس کے کو اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے اور

کے حکم ہی سے آتی ہے ف۱ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوگا اللہ (مصیبت میں بھی) اُسکا دل ٹھکانے رکھے گا ف۲ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے ف۳ اور

أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٢﴾

فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسولؐ کی پس اگر پھر جاؤ تم پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر رسولؐ ہمارے کے ہے پہنچا دینا

اللہ کا کہا مانو اور اس کے رسولؐ کا کہا مانو ف۴ پھر اگر تم (نہ مانو) منہ پھیر لو تو (یہ سمجھ رکھو) ہمارے پیغمبرؐ کا کام صرف کھول کر تم کو (خدا کا حکم) پہنچا دینا

ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟

ظاہر اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ اور اوپر اللہ ہی کے پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اے لوگو جو ایمان لائے ہو

تھا ف۵ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی سچا خدا نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی پر مسلمانوں کو بھروسا رکھنا چاہیے ف۶ مسلمانو (ہوشیار رہو)

إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَٱحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا۟ وَ

تحقیق بعضی بی بیاں تمہاری اور اولاد تمہاری دشمن ہیں واسطے تمہارے پس بچو اُن سے اور اگر معاف کرو اور

تمہاری بی بیوں اور تمہاری اولاد ہی میں بعضے تمہارے دشمن ہیں اُن سے بچے رہو ف۷ اور اگر تم (اُن کا قصور) معاف کردو

تَصْفَحُوا۟ وَتَغْفِرُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ

درگذر کرو اور بخش دو اُن کو پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے سوائے اس کے نہیں کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری آزمائش ہے

درگذر کرو بخش دو تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے (وہ تمہارے قصور بخش دیگا) تمہارے مال اور اولاد اور کچھ نہیں (اللہ کی) جانچ ہیں

وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ وَٱسْمَعُوا۟ وَأَطِيعُوا۟ وَأَنفِقُوا۟

اور اللہ تعالیٰ نزدیک اس کے ہے ثواب بڑا پس ڈرو اللہ سے جتنا ڈر سکو تم اور سنو اور فرمانبرداری کرو اور خرچ کرو

ف۸ اور (جو کوئی مال اولاد رکھ کر اللہ کو نہ بھولے تو) اللہ کے پاس (اس کیلئے) بڑا ثواب ہے تو (مسلمانو) جہانتک تم سے ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اسکا حکم سنو

خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تُقْرِضُوا۟ ٱللَّهَ قَرْضًا

بہتر ہوگا واسطے جانوں تمہاری کے اور جو کوئی بچایا جاوے بخیلی جان اپنی کی سے پس یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانیوالے اگر قرض دو اللہ کو قرض

اور مانو اور اپنی جانوں کی بھلائی کیلئے (اسکی راہ میں) خرچ کرتے رہو اور جو کوئی اپنی طبیعت کی لالچ اور بخیل سے بچایا گیا (اللہ نے اسکو بچا دیا) تو ایسے ہی لوگ (آخرت میں)

حَسَنًا يُضَٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

اچھا دوگنا کرے گا اسکو واسطے تمہارے اور بخشے گا واسطے تمہارے اور اللہ قدردان ہے تحمل والا جاننے والا پوشیدہ کا اور ظاہر کا غالب صاحب حکمت

مراد کو پہنچیں گے اگر تم (اے مسلمانو) اللہ کو اچھا قرضہ دو گے ف۹ تو اللہ تم کو دوناً (کمناسات سو گنا تک) دیگا اور (اسکے سوا) تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بڑا قدردان ف۱۰ تحمل والا ہے چھپے ف۱۱ اور کھلے کا جاننے والا زبردست حکمت والا

سورۃ الطلاق مدنیۃ (۶۵) (۹۹) — بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ — آیاتہا ۱۲ رکوعاتہا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے

ف۱۲ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۱ یعنی اس کے ارادہ اور مشیئت سے آتی ہے کیونکہ اس کے ارادہ و مشیئت کے بغیر کوئی چیز واقع نہیں ہو سکتی ۔ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کافروں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کا دین سچا ہوتا تو اُن پر دنیا کی مصیبتیں کیوں آتیں؟ ۔ (شوکانی)

ف۲ یعنی اسے صبر و استقامت کی توفیق دے گا اور وہ گھبرا کر کفر و ناشکری کا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالے گا کیونکہ اسے یقین ہوگا کہ مجھ پر یہ مصیبت میرے پروردگار نے بھیجی ہے کہ میرے ایمان کا امتحان لے اور اگر میں امتحان میں کامیاب رہا تو میری نیکیاں زیادہ اور میری برائیاں کم کر دے گا۔

ف۳ یعنی وہ جو مصیبت یا تکلیف بھیجتا ہے عین علم و حکمت کی بنا پر بھیجتا ہے ۔ اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کون واقعی صبر و استقامت کی راہ اختیار کر کے اپنے درجات بلند کریگا اور کون بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ کر کے اپنی بدبختی میں اضافہ کرے گا۔

ف۴ یعنی مصیبت کے وقت بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو اللہ و رسولؐ کی اطاعت میں مشغول کر کے اپنی تکلیف کے احساس کو کم کرو اور اللہ کے ہاں اجر کے مستحق بنو۔

ف۵ سو اس نے پہنچا دیا۔ اگر تم اسے نہ مانو گے تو اپنی ہی عاقبت خراب کرو گے ۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز کوئی الزام نہ دے سکو گے۔

ف۶ توکل کیلئے دیکھئے ۔ (آل عمران : ۱۶۰)

ف۷ بعض اوقات آدمی بیوی بچوں کی محبت میں پھنس کر اللہ و رسولؐ کے احکام کو بھلا دیتا ہے اور اپنی آخرت تباہ کر لیتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ جو اہل و عیال اس تباہی کا باعث بنیں ان سے بڑھ کر آدمی کا کوئی دشمن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے دشمنوں سے ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ تم ان کی محبت میں پڑ کر اپنی آخرت تباہ کر لو ۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں کچھ لوگ تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور ہجرت کر کے مدینہ آنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے بیوی بچوں نے انہیں ہجرت کرنے سے باز رکھا ۔ پھر جب وہ (آخرکار) ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور انہوں نے دیکھا کہ دوسرے لوگ آنحضرتؐ کی صحبت میں رہ کر دین کا خوب علم حاصل کر چکے ہیں تو انہیں سخت افسوس ہوا اور انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ (شوکانی)

ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ مال و دولت دیکر تمہاری آزمائش کرتا ہے کہ کون اللہ و رسولؐ کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اور کون دنیا کی محبت میں مشغول ہو کر اعراض کرتا ہے ۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ لال کرتے پہنے گرتے پڑتے آ پہنچے ۔ آنحضرتؐ منبر پر خطبہ دے رہے تھے آپؐ نے منبر سے اُتر کر ان کو اپنے دونوں طرف اٹھا لیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی اپنی حلال کی کمائی میں سے خوشدلی کے ساتھ اس کی راہ میں خرچ کرو گے۔

ف۱۰ اور قدردانی یہ ہے کہ تھوڑے عمل پر بہت ثواب دیتا ہے

ف۱۱ یعنی اسے ظاہری اعمال اور پوشیدہ نیتوں کی خبر ہے ۔ اپنی زبردست قوت اور حکمت سے اس کے مطابق بدلہ دے گا

ف۱۲ یہ سورہ بالاتفاق مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ

اے نبیؐ جس وقت طلاق دو تم عورتوں کو پس طلاق دو تم ان کو وقت عدت اُن کی کے اور گنو تم عدت کو

اے پیغمبرؐ (اور اُسکی امت کے لوگو) جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ایسے وقت پر طلاق دو کہ اُن کی عدت شروع ہوجائے ف۱ اور عدت کا حساب کرتے رہو ف۲

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ

اور ڈرو اللہ پروردگار اپنے سے مت نکال دو اُن کو گھروں اُن کے سے اور نہ نکل جاویں وہ مگر یہ کہ کریں

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو تمہارا مالک ہے (عورتوں کو جھمیلے میں نہ ڈالو) اُن کو اُن کے گھروں سے (جب تک وہ عدت میں رہیں) مت نکالو ف۳ اور نہ وہ خود نکلیں مگر جب کھلم کھلا

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ

بےحیائی ظاہر اور یہ ہیں حدیں اللہ کی اور جو کوئی کہ نکل جاوے حدوں اللہ کی سے پس تحقیق

بدکاری کریں ف۴ اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حکم ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حکموں سے باہر ہوجائے اس نے اپنا آپ خراب کیا (طلاق

ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ

ظلم کیا اس نے اوپر جان اپنی کے نہیں جانتا تو شاید کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرے پیچھے اس کے کچھ بات پس جس وقت پہنچیں

دینے والے) تجھے کیا معلوم اللہ تعالیٰ اس کے بعد (یعنی طلاق کے بعد) کیا صورت نکالتا ہے ف۵ پھر جب عورتیں اپنی عدت پوری ہونے پر آلگیں

اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ

وعدے اپنے کو پس بند کر رکھو اُن کو اچھی طرح یا جدا کردو اُن کو ساتھ اچھی طرح کے اور گواہ کرلو دو صاحب عدل کو آپس میں سے اور

تو یا تو (عدت ختم ہونے سے کچھ پہلے) ان کو سیدھی طرح رکھ لو (اُن سے رجعت کرلو) یا سیدھی طرح اُنکو رخصت کردو (چپ رہو عدت گذر جانے دو) ف۶ اور (طلاق دو یا رجعت کرو

اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

درست کرو گواہی واسطے خدا کے یہ بات نصیحت دیا جاتا ہے ساتھ اس کے جو کوئی کہ ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور دن

ہر حال میں) دو بھلے آدمیوں کو گواہ بنا دو ف۷ اور (لوگو تمکو کوئی گواہ بنائے تو) سیدھی سیدھی اللہ سے ڈر کر گواہی دینا ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت ہوتی ہے جو اللہ اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے (بے

الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا

پچھلے کے اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کریگا واسطے اس کے راہ نکلنے کی (مشکل سے) اور رزق دیگا اس کو اس جگہ سے کہ نہیں

ایمان کو یہ باتیں کچھ فائدہ نہیں دیتیں) اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ (ہر آفت میں) اس کیلئے ایک راستہ نکال دیتا ہے اور اس کو وہاں سے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے

يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ

گمان کرتا اور جو کوئی توکل کرے اوپر اللہ کے پس وہ کفایت ہے اس کو تحقیق اللہ تعالیٰ پہنچنے والا ہے ارادے اپنے کو تحقیق

اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ف۸ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھے تو وہ اس کو بس ہے ف۹ اللہ تو اپنا کام ضرور پورا کرنے والا ہے ف۱۰ بیشک

جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③ وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ

مقرر کیا ہے اللہ نے واسطے ہر چیز کے اندازہ اور وہ عورتیں جو ناامید ہوگئیں ہیں حیض سے بی بیوں تمہاری میں سے

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ ٹھہرا چکا ہے ف۱۱ (مسلمانو) تمہاری عورتوں میں سے جو (بوڑھی) حیض سے ناامید ہوگئی ہوں (اُنکی عدت میں) اگر

اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ

اگر شک میں ہو تم پس عدت ان کی تین مہینے ہے اور اسی طرح وہ جو نہیں حائض ہوئیں اور حمل والیاں وقت ان کا

تم کو شبہ پڑے ف۱۲ تو اُنکی عدت تین مہینے ہیں اور (اسیطرح اُن عورتوں کی) عدت جنکو (چھٹپنے کیوجہ سے) حیض نہ آیا ہو ف۱۳ اور پیٹ والی عورتوں کی عدت ف۱۴

ف۱ یعنی طہر کی حالت میں جس میں صحبت نہ کی ہو۔ یہ تشریح خود آنحضرتؐ نے فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ آنحضرتؐ سخت خفا ہوئے اور رجوع کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر طلاق دینا چاہتے ہو تو اس طہر کے بعد اگلے طہر میں دے سکتے ہو۔ یہی وہ عدت ہے جس کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (شوکانی) احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حیض کے دنوں میں عورت کو طلاق تو ممنوع ہے ہاں اگر طلاق دے دی جائے تو نافذ ہوجائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تمام راویوں نے بالاتفاق یہی روایت کیا ہے۔ (دارقطنی ۴۲۷)

ف۲ یعنی وہ وقت یاد رکھو جب طلاق دی گئی تاکہ عدت کا ٹھیک ٹھیک حساب لگایا جاسکے۔ سورہ بقرہ (آیت ۲۲۸) یہ عدت تین حیض ہے۔

ف۳ یعنی ان کے شوہروں کے گھروں سے جن میں انہیں طلاق دی گئی ہے۔

ف۴ تو انہیں بطور سزا گھروں سے نکالا جاسکتا ہے۔ کھلی بدکاری سے مراد زنا ہے اور بعض مفسرینؒ کے بقول بدکاری اور بدزبانی بھی۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ "عورت کا عدت پوری ہونے سے پہلے (بلاضرورت) نکلنا (بجائے خود) کھلی بدکاری ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی شاید آدمی کے دل میں عورت کی محبت آجائے اور وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوکر رجوع کرے۔ اس لئے عورت کو اس کے گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ حکم ہر اس عورت کے لئے ہے جس کو طلاق رجعی دی گئی ہو کیونکہ یہاں "امر" سے مراد رجوع ہے اور تین طلاق کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور سلف کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے اور بعض احادیث میں اس کی تصریح بھی مذکور ہے۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ یہ حکم عام ہو اور رجعیہ اور مبتوتہ دونوں کو شامل ہو۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: والرجعية والمبتوتة في ذلك سواء وهذا الحق حفظ ماء الرجل۔ (شوکانی)

ف۶ مطلب یہ ہے کہ طلاق دو یا رجوع کرو بہرحال ان سے شرافت کا برتاؤ کرو اور محض تنگ کرنے کی نیت سے رجوع نہ کرو۔

ف۷ مسند عبدالرزاق میں ہے کہ کسی نے حضرت عمران بن حصین سے کہا: "ایک شخص نے طلاق دی پھر رجوع کیا اور گواہ نہیں کیا۔" فرمایا: "اس نے بُرا کیا اس نے بدعت کے طریقہ سے طلاق دی اور غیر مسنون طریقہ سے رجوع کیا۔ اسے چاہئے کہ طلاق اور رجوع دونوں پر گواہ کرے اور اللہ سے استغفار کرے۔ بعض کے نزدیک یہ حکم استحباب پر محمول ہے تاکہ تہمت سے بچا جائے اور بعض نے کہا ہے کہ رجوع پر گواہ مقرر کرلینے واجب ہیں اور چھوڑنے پر مستحب، امام شافعیؒ اور احمدؒ کا یہی مذہب ہے۔ (شوکانی)

ف۸ اس آیت کی تفسیر میں مفسرینؒ کے متعدد اقوال ہیں۔ شعبیؒ اور ضحاکؒ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص مسنون طریقہ سے طلاق دیتا ہے اللہ تعالیٰ عدت میں رجوع کے لئے اس پر راستہ کھول دیتا ہے یا مصیبت میں صبر پر دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہونے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ یہ قول کلبی کا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ حرام کاموں سے بچنے کا راستہ نکال دیتا ہے وغیرہا۔ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے ان تمام اقوال کو شامل ہے۔ (شوکانی)

ف۹ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر صحیح بھروسا کرو تو وہ تمہیں پرندوں کی طرح روزی دے جو صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر پلٹتے ہیں۔ (ترمذی) ف۱۰ یعنی کوئی بھروسا کرے یا نہ کرے بہرحال تقدیر کا نوشتہ پورا ہوکر رہے گا پھر توکل کا ثواب کیوں کھویا جائے۔

ف۱۱ یعنی خوشحالی ہو یا تنگدستی بہرحال اس کی ایک انتہا ہے۔ ف۱۲ یعنی تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کی عدت کیا ہے۔ ف۱۳ یعنی عام عورت کی عدت اگرچہ تین حیض ہے لیکن جس عورت کا حیض بڑھاپے کی وجہ سے موقوف ہوگیا ہو یا اسے کم سنی کیوجہ سے ابھی حیض آنا شروع نہیں ہوا اس کی عدت تین ماہ ہے۔ واضح رہے کہ یہ عدت طلاق کی صورت میں ہے شوہر کے مرجانے کی صورت میں ہر عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی (بشرطیکہ حاملہ نہ ہو)۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۴)

ف۱۴ مراد حاملہ عورتیں ہیں چاہے انہیں طلاق ہو یا ان کے شوہر کا انتقال ہو۔

ف۱ چاہے ایک منٹ کے بعد اور چاہے کتنی ہی طویل مدت کے بعد۔ یہ چیز آیت کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے اور صحیح احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ (شوکانی)

أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ

یہ کہ رکھ دیں حمل اپنا یعنی جن لیویں اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کریگا واسطے اس کے کام اس کے سے

یہ ہے کہ وہ اپنا بچہ جنیں ف۱ اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا کام آسانی سے نکال دیتا ہے

يُسْرًا ④ ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ

آسانی یہ ہے حکم خدا کا اتارا ہے اس کو طرف تمہاری اور جو کوئی ڈرے گا اللہ سے دور کریگا اس سے برائیاں اس کی

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو تم پر اتارا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اس پر سے اوتار دیتا ہے

وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ⑤ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا

اور بڑا دیگا اس کو ثواب رکھو ان کو جس طرح سے رہتے ہو تم مقدور اپنے سے اور مت

اور اس کو بڑا نیک (اجر) دیتا ہے (مسلمانو) جن عورتوں کو تم طلاق دو اُن کو اپنے مقدور کے موافق جہاں تم رہتے ہو وہیں رکھو ف۲ اور اُن کو

تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ

ایذا دو ان کو تو کہ تنگی کرو تم اوپر اُن کے اور اگر ہوویں حمل والیاں پس خرچ کرو اوپر اُن کے

ستانے کیلئے تکلیف مت دو ف۳ اور اگر وہ پیٹ سے ہوں تو (عدت گذرنے تک، حمل رکھنے تک

حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا

یہانتک کہ رکھیں حمل اپنا پس اگر دودھ پلاویں تمہارے کہنے سے پس دو تم اُن کو مزدوری اُن کی اور موافقت رکھو

ان کو خرچ دو ف۴ پھر اگر وہ عورتیں (جنکو طلاق دیا گیا) تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں تو اُن کی دودھ پلائی کا حق ادا کرو اور دستور کے موافق یہ حق ٹھہراو

بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ⑥ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ

آپس میں ساتھ اچھی طرح کے اور اگر ایکدوسرے سے تنگی کرو تم پس دودھ پلا دیگی اس کو اور چاہیے کہ خرچ کرے کشایش والا کشایش

(خاوند اور جورو کی حیثیت کے موافق) اور اگر آپس میں ضدم ضدا کرو ف۵ تو کوئی دوسری عورت اسکے بچے کو دودھ پلا دیگی ف۶ جس شخص کو مقدور ہو وہ اپنے مقدور کے

سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا

اپنی سے اور جو شخص کہ تنگی کی گئی اوپر اس کے رزق اُسکے کی پس چاہیے کہ خرچ کرے اسچیز سے کہ دی ہے اسکو اللہ نے نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ کسی

خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہو اس کو جتنا خدا نے دیا ہے اسی کے موافق خرچ کرے ف۷ خدا نے جسکو جتنا دیا ہے اتنی ہی تکلیف دیتا

مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ⑦ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ

جی کو مگر جتنا کہ دیا ہے اس کو شتاب ہے کہ کریگا اللہ پیچھے سختی کے آسانی اور بہت بستیاں ہیں کہ سرکشی کی انہوں نے حکم پروردگار

ہے ف۸ تنگی کے بعد اللہ تعالیٰ قریب میں فراغت دیگا ف۹ اور کتنی بستیاں ایسی گذر چکی ہیں ف۱۰ جنہوں نے (یعنی وہاں کے رہنے والوں نے)

رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا ⑧ فَذَاقَتْ

اپنے کے سے اور پیغمبروں اسکے سے پس حساب لیا ہم نے اُنسے حساب سخت اور عذاب کیا ہم نے ان کو عذاب ناپہچان پس چکھا انہوں نے

اپنے پروردگار اور اسکے پیغمبروں کے حکم کو نہ مانا (سرکشی کی) تو ہم نے سختی سے اُنکا حساب لیا (باز پرس کی) اور اُنکو بڑی آفت میں پھنسا دیا (بیماری قحط وغیرہ) آخر

وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ⑨ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ

وبال کام اپنے کا اور تھا آخر کام اُن کا ٹوٹا تیار کیا اللہ نے واسطے اُن کے عذاب سخت

انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور اُنکے (برے) کام کا انجام یہ ہوا کہ تباہ ہوگئے ان لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے (قیامت کے دن) سخت عذاب تیار کر رکھا ہے

ع ۱ / ۱۷

ف۲ یعنی عدت گزرنے تک انہیں خرچ اور رہنے کیلئے مکان دو۔ مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں رجعی طلاق دی جائے۔ رہی وہ عورت جسے تین طلاقیں مل چکی ہوں تو اسے نہ خرچ دینا ضروری ہے اور نہ رہنے کیلئے مکان۔ فاطمہؓ بنت قیس کی حدیث میں آنحضرتؐ نے یہ تصریح کر دی ہے کہ سکنٰی اور نفقہ اس عورت کیلئے ہے جسے رجعی طلاق دی گئی ہو اور جسے تین طلاقیں دے دی گئی ہوں تو اس کے لئے کوئی نفقہ و سکنٰی نہیں ہے۔ دقد مر (ابن کثیر)

ف۳ یعنی سکونت اور خرچ کے معاملہ میں ان پر تنگی نہ کرو۔

ف۴ مطلقہ حاملہ عورت کے لئے تا وضع حمل نفقہ اور سکنٰی کے واجب ہونے پر تمام علما کا اتفاق ہے بشرطیکہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو اور تین طلاق ہونے کی صورت میں بھی اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے۔ اختلاف صرف اس حاملہ کے بارے میں ہے جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو۔ حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ، شریحؒ، نخعیؒ اور شعبیؒ وغیرہم کہتے ہیں کہ اس پر پورے مال میں سے خرچ کیا جائے گا اور حضرت ابن عباسؓ، ابن الزبیرؓ، جابر بن عبداللہؓ اور ائمہ ثلاثہ (شافعیؒ، مالکؒ اور ابوحنیفہؒ) کہتے ہیں اس پر اس حصے میں سے خرچ کیا جائے گا جو اسے بطور ترکہ ملے گا۔ و لعلہ ھو الصحیح۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی عورت زیادہ اُجرت مانگے اور مرد اتنی اُجرت دینے کو تیار نہ ہو۔

ف۶ یعنی شوہر اپنے بچے کو کسی دوسری عورت سے دُودھ پلوا لے۔ اس پر نہ یہ واجب ہے کہ بیوی کو اتنی اجرت ضرور دے اور نہ یہ جائز ہے کہ جس اجرت پر چاہے بیوی کو دُودھ پلانے پر مجبور کرے۔ (شوکانی) جتنی اُجرت پر کوئی دوسری عورت دُودھ پلانے کو تیار ہو وہ اگر بیوی کو بھی منظور ہو تو وہی دُودھ پلائے گی کیونکہ اپنے بچے پر اس کا حق زیادہ ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ اگر اختلاف ہو تو قاضی (اسلامی عدالت) اس کا فیصلہ کرے گا کہ خاوند کی آمدنی اور حیثیت کے لحاظ سے دُودھ پلانے کا کیا خرچہ دلایا جائے۔ (وحیدی)

ف۸ یعنی اس پر اتنا ہی خرچ کرنے کی ذمہ داری ہے۔

ف۹ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ جو شخص اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے گا اسے تنگی کے بعد فراغت نصیب ہوگی۔

ف۱۰ اب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کا ذکر فرمایا تھا۔ یہاں سے بتایا جا رہا ہے کہ پچھلی جن بستیوں نے احکامِ الٰہی کی پروا نہ کرتے ہوئے سرکشی اختیار کی ان کا حشر کیا ہوا۔ اس سے مقصود مسلمانوں کو ان احکام کی اہمیت بتانا اور ان کی پابندی کی تلقین کرنا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۖۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ⑩ ۱۴ مع

بس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اے عقلمند وہ جو ایمان لائے ہو تحقیق آتارا ہے اللہ نے طرف تمہاری ذکر

تو اے عقل والو اللہ سے ڈرو ایماندار لوگو اللہ نے تمہارے پاس قرآن بھیجا پیغمبر بھیجا (یا تمہارے سمجھانے کو پیغمبر بھیجا) جو اللہ تعالیٰ ف۱

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کہ پیغمبر ہے جو پڑھتا ہے اوپر تمہارے نشانیاں اللہ کی بیان کرنے والیں تو کہ نکالے اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

کی کھلی کھلی آیتیں تم کو پڑھ کر سناتا ہے اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے انکو (جہالت اور کفر کے) اندھیروں

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

اندھیروں سے طرف روشنی کی اور جو کوئی ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور کام کرے اچھے داخل کریگا اس کو بہشتوں میں

سے نکال کر (ایمان اور نیک اعمال کی) روشنی میں لائے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں گے اور اچھے کام کریں گے اُن کو اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں لے جائے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑪ اَللّٰهُ

چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اُن کے ہمیش تحقیق اچھا دیا اللہ نے اس کو رزق اللہ تعالیٰ

گا جنکے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کو اچھی روزی دی ف۲ اللہ تعالیٰ

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ

وہ ہے جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمین مانند اُن کی اترتا ہے حکم اس کا درمیان اُن کے

وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اتنی ہی (یعنی سات) زمینیں بنائیں ف۳ ان ساتوں آسمانوں (اور زمینوں) میں اللہ کے حکم اترتے رہتے

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ⑫ ع ۲ ع ۵ ۱۸

تو کہ جانو تم یہ کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور یہ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے ہر چیز کو علم میں

ہیں اس لئے کہ تم سمجھ لو اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ (۶۶) (۱۰۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آیاتھا ۱۲ رکوعاتھا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑے رحم والا ہے مہربان ف۴

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ

اے نبیؐ کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی ہے اللہ نے واسطے تیرے چاہتا ہے تو رضامندی بی بیوں اپنی کی اور

اے پیغمبرؐ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تجھ پر حلال کی تو اس کو (اپنے اوپر) حرام کیوں کرتا ہے تو اپنی بی بیوں کی خوشی چاہتا ہے ف۵ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا

اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ

اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے تحقیق مقرر کر دیا اللہ نے واسطے تمہارے کھولنا قسموں تمہاری کا اور اللہ دوست ہے تمہارا اور

مہربان ہے ف۶ اللہ نے تمہارے لئے (اے مسلمانو) قسم کا اتار ڈالنا ٹھہرا دیا ہے ف۷ اور اللہ تمہارا کام بنانے والا (سرپرست) ہے اور وہ خوب

هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا

وہی ہے جاننے والا حکمت والا اور جسوقت چھپا کر کہی نبی نے طرف بعضی بی بیوں اپنی کے ایک بات پس جب

جانتا ہے حکمت والا اور جب پیغمبرؐ نے اپنی ایک بی بی سے راز کی بات کہی ف۸ (اور کہا کہ کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا) پھر جب اُسنے (دوسری بی بی کو) اسکی خبر کر دی اور اللہ تعالیٰ نے

ف۱ "ذِكْرًا" سے مراد قرآن ہے اور اگر "ذاکر" کے معنی میں لیا جائے تو اس سے مراد خود آنحضرتؐ بھی ہو سکتے ہیں۔ ف۲ یعنی جنت میں انہیں فراخ روزی دی جو نہ کبھی فنا ہوگی اور نہ کم۔ ف۳ آسمانوں کی طرح زمینوں کے بھی سات ہونے کا صحیح احادیث میں واضح طور پر ذکر ہے، صحیح بخاری وغیرہ میں۔ ایک دعائے ماثورہ میں ہے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَآ اَقْلَلْنَ۔ صحیح مسلم میں ہے کہ "جو شخص ظلم سے ایک بالشت زمین چھینے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے سات زمینوں کا طوق پہنائے گا۔ (شوکانی) ممکن ہے کہ سات زمینوں سے مراد چاند مریخ وغیرہ ہوں جنہیں ہم ستارے کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی ہماری زمین کی طرح زمین ہیں اور موجودہ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ان میں پہاڑ، دریا اور آبادیاں ہیں۔ (واللہ اعلم)

ف۴ یہ سورۃ بالاتفاق مدنی ہے اور اس کا دوسرا نام "سورۃ النبیؐ" بھی ہے۔ اس کی ابتدائی آیات دو واقعات کے سلسلے میں نازل ہوئیں۔ ایک یہ کہ آنحضرتؐ حضرت زینبؓ بنت جحش کے ہاں جا کر دودھ اور شہد پیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ نے باہم طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس آنحضرتؐ تشریف لائیں وہ آپؐ سے یہ کہے کہ مجھے آپؐ کے منہ سے عرفط (ایک قسم کا گوند) کی بو آتی ہے چنانچہ حفصہؓ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپؐ سے یہی بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے تو زینبؓ کے ہاں شہد پیا تھا۔ اب آئندہ سے یہ شہد نہ پیوں گا۔ (بخاری) دوسرا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی ایک لونڈی تھی جس سے آپؐ صحبت فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ نے زور دیا کہ اس سے آپؐ تعلق نہ رکھیں۔ ان کے مسلسل اصرار پر آپؐ نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ یہ روایت سنن نسائی حاکم وغیرہ میں حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ دوسری روایت میں اس لونڈی کا نام ماریہ قبطیہؓ مذکور ہے اور ساتھ ہی آپؐ نے حفصہؓ کو تاکید کی کہ کسی دوسری بیوی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ مگر انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اس کا ذکر دیا۔ اس کی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپؐ کو اطلاع دی۔ (شوکانی)

ف۵ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عقیدۃً حلال سمجھتے ہوئے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ اسے استعمال نہ کرونگا اس قسم کا عہد کسی امتی کے لئے تو جائز ہے مگر نبیؐ کی شان اس سے بلند ہے کہ ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر کے امت کو تکلیف میں مبتلا کرے۔
ف۶ اس لئے اس نے آپؐ کی غلطی معاف فرما دی۔
ف۷ یعنی اگر نامناسب چیز پر قسم کھا لو، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا کفارہ مقرر کر دیا۔ (سورہ مائدہ: ۸۹) تم اسے ادا کر کے اپنی قسم توڑ سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ (یا حضرت ابن عباسؓ) فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ ادا کیا اور ماریہؓ سے تعلق قائم رکھا۔ (ابن کثیر بحوالہ نسائی) بعض لوگ (جیسے احناف) کہتے ہیں کہ محض کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا قسم ہے۔ لیکن آیت سے اس کی تائید نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر عتاب کیا اور پھر فرمایا: "قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ" اور اس آیت کی شان نزول کے سلسلہ میں جو واقعات روایات میں مذکور ہیں ان میں واضح طور پر یہ مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے پہلے ایک چیز کو اپنے اوپر حرام کیا اور پھر اس کی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ قسم سے کفارہ واجب ہوتا ہے نہ کہ محض حرام کر لینے سے۔ (شوکانی) ف۸ مراد حضرت حفصہؓ ہیں۔

نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا

خبر دی اس بی بی نے اس بات کی اور ظاہر کر دیا اس کو خدا نے او پر اس کے یعنی او پر نبی کے جتا دی بعضی بات اُسکی اور منہ پھیر لیا بعضی سے پس جب

پیغمبرؐ پر اس کا حال کھول دیا و۱ تو پیغمبرؐ نے کچھ تو اس بی بی کو جتلایا (جسنے راز فاش کر دیا تھا) اور کچھ نہیں جتلایا (چشم پوشی کی اُسکی عزت رکھنے کو) جب پیغمبرؐ نے اس بی بی کو

نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى

خبر کی اس بی بی کو اس جتا دینے کی کہنے لگی کس نے خبر دی تم کو یہ کہا خبر کی مجھ کو صاحبِ علم خبردار نے اگر توبہ کرتی ہو تم دونوں طرف

یہ جتلایا تو وہ کہنے لگی تم کو یہ (سب حال) کس نے بتلایا پیغمبرؐ نے کہا جاننے والے خبردار نے و۲ (اے پیغمبرؐ کی دو نو بی بیو) اگر تم اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں (اس قصور

اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ

خدا کی پس تحقیق کج ہو گئے ہیں دل تمہارے اور اگر ایک دوسری کی مدد کرو گی او پر اس کے پس تحقیق اللہ وہ ہے دوست اس کا اور جبرائیل

سے) توبہ کرو تو (تمہارے حق میں بہتر ہو گا) تمہارے دل جھک پڑے ہیں و۴ اور اگر تم دونو (ایکدوسرے کی مددگار بنکر) پیغمبرؐ پر زور ڈالنا چاہو گی تو یہ سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ اور

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ

و صالح لوگ مسلمانوں میں سے اور فرشتے پیچھے اس کے مددگار ہیں شتاب ہے پروردگار اس کا اگر طلاق دے تم کو یہ کہ

وہ جبرائیلؑ اور نیک مسلمان (سب) پیغمبرؐ کے حمایتی ہیں اور فرشتے الگ اُن کے سوا مدد کو حاضر ہیں و۵ اگر پیغمبرؐ تم کو طلاق دیدے تو اسکا مالک عجب

يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ

بدل دیوے اسکو بی بیاں بہتر تم سے مسلمان عورتیں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنیوالیاں توبہ کرنیوالیاں عبادت کرنیوالیاں روزہ رکھنے والیاں

نہیں تمہارے بدلے تم سے بہتر بی بیاں اُسکو عنایت فرمائے جو فرمانبردار ایماندار نماز گذار توبہ کرنے والیاں عاجزی کرنیوالیاں روزہ رکھنے والیاں

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا

خاوند دیکھی ہوئیاں اور بن دیکھی ہوئیاں اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ جانوں اپنی کو اور لوگوں اپنے کو آگ سے کہ ایندھن اس کا

بیاہی ہوئی اور کنواریاں ہوں و۶ مسلمانو اپنی جانوں کو اور اپنے بال بچوں کو (دوزخ کی) آگ سے و۷ بچاؤ جسکے ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰۗىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ

لوگ ہیں اور پتھر ہیں او پر اس کے مقرر ہیں فرشتے سخت دل زور آور نہیں نافرمانی کرتے اللہ تعالیٰ کی جو حکم کرے اُن کو اور

آدمی ہیں اور پتھر وہاں ایسے فرشتے تعینات ہیں جو اکھڑ بے رحم ہیں و۸ اللہ تعالیٰ جو اُن کو حکم دے وہ نافرمانی نہیں کرتے اور

يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ

کرتے ہیں جو حکم کئے جاویں اے لوگو جو کافر ہوئے ہو مت عذر کرو آج یعنی قیامت کو سوائے اس کے نہیں کہ بدلہ دیئے

جو حکم ہوتا ہے وہ (فوراً) بجالاتے ہیں کافرو اب آج کے دن و۹ بہانے مت بناؤ جیسے کام تم (دنیا میں) کرتے رہے (اُن کا)

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى

جاؤ گے تم جو کچھ کرتے تم کرتے اے لوگو جو ایمان لائے ہو توبہ کرو طرف اللہ تعالیٰ کی توبہ خالص شتاب ہے

بدلہ پاؤ گے مسلمانو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سچی توبہ کرو و۱۰ عجب نہیں تمہارا

رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

پروردگار تمہارا یہ کہ دُور کرے تم سے برائیاں تمہاری اور داخل کرے تم کو بہشتوں میں کہ چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں

مالک (توبہ کی وجہ سے) تمہاری برائیاں تم پر سے اوتار دے (معاف کر دے) اور تم کو اُن باغوں میں لے جائے جن کے تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں

ع ۱ / ۱۹

و۱ یعنی حضرت عائشہؓ کو و۲ یعنی بذریعہ وحی بتا دیا کہ اس نے دوسری بیوی سے یہ راز کی بات کہہ دی ہے۔ و۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے۔ و۴ یعنی تمہارے دل راہِ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف جھک گئے ہیں۔

و۵ "للٰہذا تم اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گی"۔

و۶ مطلب یہ ہے کہ اس خیال میں نہ رہو کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم سے بہتر بیویاں نہیں مل سکتیں، اس لئے ہم جیسے چاہیں ان پر دباؤ ڈال لیں۔

و۷ یعنی نیک اعمال کرو اور گناہوں سے بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی تلقین کرو تاکہ خود بھی جہنم سے بچو اور انہیں بھی بچاؤ۔

و۸ یعنی کوئی دوزخی ان سے رحم کی درخواست کرے تو انہیں رحم نہیں آتا۔

و۹ یہ خطاب کافروں سے قیامت کے روز اس وقت ہوگا جب دوزخ سامنے لائی جائے گی۔

و۱۰ یعنی ایسی توبہ جو دل سے ہو اور اس کے بعد پھر گناہ کرنے کی نیت نہ ہو۔ علامہ نوویؒ ریاض الصالحین میں لکھتے ہیں: "علماء کا کہنا ہے کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے اگر وہ گناہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہے تو توبہ کی قبولیت کیلئے تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی گناہ سے باز آئے۔ دوسری یہ کہ اس پر پشیمان ہو اور تیسری یہ کہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی اس کا ارتکاب نہ کرے گا۔ اگر ان تین شرطوں میں سے ایک کی بھی کمی ہوئی تو توبہ سچی نہ ہوگی اور اگر اس گناہ کا تعلق کسی آدمی سے ہے تو اس کی قبولیت کیلئے ان شرطوں کے علاوہ چوتھی شرط یہ بھی ہے کہ وہ اس آدمی کے دبائے ہوئے حق سے دست بردار ہو۔ اگر وہ مال یا جائداد ہے تو اسے واپس کرے اور اگر قابلِ حد کام کیا ہے تو اپنے اوپر حد جاری کرنے کا موقع دے یا اس سے معافی طلب کرے جس پر تہمت لگائی ہے۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اس دن کہ نہ رسوا کریگا اللہ تعالےٰ نبیؐ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ساتھ اس کے نور اُن کا دوڑتا ہوگا آگے اُن کے

جس دن اللہ تعالیٰ (اپنے) پیغمبرؐ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے سرنگوں (رسوا) نہ کریگا ان (کے ایمان) کا نور اُن کے آگے آگے اور داہنی طرف دوڑتا

وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور داہنے اُن کے کہیں گے اے پروردگار ہمارے پورا کر واسطے ہمارے نور ہمارا اور بخشش کر واسطے ہمارے تحقیق تو اوپر ہر چیز کے

جاتا ہوگا وہ یوں دُعا کر رہے ہونگے مالک ہمارے ہمارے نور کو اخیر تک (بہشت میں پہنچنے تک) قائم رکھ اور ہم کو بخشدے بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے ف۱

قَدِيْرٌ ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ

قادر ہے اے نبیؐ جھگڑا کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر اوپر اُن کے اور جگہ رہنے اُنکے کی

اے پیغمبرؐ کافروں کے ساتھ (تلوار سے) اور منافقوں کے ساتھ (زبان سے) جہاد کرتا رہ اور اُن سے سختی سے پیش آ (گھرک جھڑک کر) ف۲

جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

دوزخ ہے اور بری جگہ ہے پھر جانے کی بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال واسطے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے عورت نوحؑ کی اور

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے کافروں کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالےٰ نوحؑ کی بی بی اور لوطؑ کی بی بی کی

امْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا

عورت لوطؑ کی تھیں دونوں نیچے دو بندوں کے بندوں ہمارے صالحوں میں سے پس خیانت کی ان دونوں نے اُنکی پس نہ

مثال بیان کرتا ہے یہ دونوں (عورتیں) ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں (یعنی نوحؑ اور لوطؑ کے) پھر ان دونوں نے اپنے خاوندوں سے چوری کی ف۳

عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ

کفایت کی انہوں نے ان دونوں عورتوں سے اللہ کیطرف سے کچھ اور کہا گیا داخل ہو آگ میں ساتھ داخل ہونے والوں کے اور بیان کی خدا نے

تو ان کے خاوند خدا کے سامنے ان کے کچھ کام نہ آئے (حالانکہ وہ پیغمبرؑ تھے) اور اُن دونو عورتوں کیلئے یہ حکم ہوا کہ دوزخ میں جانیوالوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ ف۴

مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا

مثال واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں عورت فرعون کی جسوقت کہا اس عورت نے اے رب میرے بنا واسطے میرے نزدیک اپنے گھر

اور ایمانداروں کی تسلی کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بی بیؓ کی مثال دی جب اس نے یوں دعا کی مالک میرے میرے لئے بہشت میں ایک مکان بنا

فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَ

بیچ بہشت کے اور نجات دے مجھ کو فرعون سے اور عمل اس کے سے اور نجات دے مجھ کو قوم ظالموں سے اور

اور مجھ کو فرعون اور اس کے بُرے کاموں سے بچائے رکھ اور ظالم لوگوں سے نجات دے ف۵ اور (ایمانداروں کی

مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ

مریمؑ بیٹی عمران کی جس نے محافظت کی شرمگاہ اپنی کی پس پھونکا ہم نے بیچ اس کے روح اپنے کو اور

تسلی کیلئے اللہ نے) مریمؑ کی (مثال دی) جو عمران کی بیٹی تھی اس نے اپنی عصمت بچائے رکھی (کسی مرد سے آلودہ نہیں ہوئیں) پھر ہم نے اپنی (بنائی ہوئی) رُوح

صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ ع

مانتی تھی باتوں پروردگار اپنے کی کو اور کتابوں اس کی کو اور تھی فرمانبرداروں سے

اس میں پھونک دی ف۶ اور اس نے اپنے مالک کے کلاموں اور کتابوں کو سچ مانا ف۷ اور وہ (ہمارے) فرمانبردار بندوں میں سے تھی ف۸

(وقف لازم)

ع ۲ — ۲۰

ف۱ یعنی اس وقت جب وہ پُل صراط پر چل رہے ہوں گے۔ چنانچہ اس کی رہنمائی میں وہ چل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ (دیکھئے سورہ حدید آیت ۱۲)

ف۲ یعنی ان کے مقابلہ میں نرمی کا رویہ اختیار نہ کریں۔ (دیکھئے سورۃ الفتح: ۲۹)

ف۳ خیانت (چوری) سے مراد دینی خیانت ہے نہ کہ اخلاقی خیانت۔ عکرمہؒ اور ضحاکؒ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی بیوی لوگوں سے کہا کرتی تھی کہ یہ (حضرت نوحؑ) دیوانہ ہیں اور حضرت لوطؑ کی بیوی قوم کو اپنے گھر آنے والے مہمانوں کی خبر دیا کرتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ منافق تھیں۔ الغرض اس پر اجماع ہے کہ کسی نبیؑ کی بیوی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔ یہی چیز ابن عساکر کی ایک مرفوع روایت میں بھی آئی ہے۔ (شوکانی)

ف۴ اس مثال سے مقصود کافروں کو یہ بتانا ہے کہ کفر کے ساتھ کوئی نیکی کام نہیں آتی حتیٰ کہ پیغمبرؑ کی رشتہ داری بھی فائدہ نہیں دیتی۔ اس سے امہات المومنین (حضرت عائشہؓ و حفصہؓ) کو تنبیہ کرنا ہے۔ (شوکانی)

ف۵ ظالم لوگوں سے مراد اہلِ مصر یا قبطی ہیں۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ فرعون کی بیوی کو دھوپ میں لٹا کر سزا دیتے تھے۔ جب وہ پلٹ جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے، اس وقت وہ جنت میں اپنا گھر دیکھتی۔ (شوکانی)

ف۶ جس سے ان کو حمل ہو گیا اور پھر حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔

ف۷ یعنی ان شریعتوں کو سچ مانا جو پہلے پیغمبروںؑ پر اُتریں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلمات سے مراد حضرت جبریلؑ کے یہ الفاظ ہیں: ”اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ“ نیز فرشتوں کے یہ الفاظ: يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ الآیۃ۔

ف۸ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”وہ شریف اور نیک خاندان میں سے تھی“۔ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں بہت سے کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں سے صرف چار کامل ہوئی ہیں آسیہؓ زوجہ فرعون، مریمؑ بنت عمران، خدیجہؓ بنت خویلد اور عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔ مسند احمدؒ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جنت کی تمام عورتوں میں سے افضل چار ہیں خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہؓ بنت محمدؐ، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہؓ بنت مزاحم۔ (شوکانی)

سُورَةُ المُلْكِ مَكِّيَّةٌ (۶۷)   بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   اٰيَاتُهَا ۳۰ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنیوالے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ؗ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ

بہت برکت والا ہے وہ (خدا) کہ بیچ ہاتھ اس کے ہے بادشاہی اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے جس نے پیدا کیا موت کو

بڑی برکت والا ہے وہ (خدا) جس کے ہاتھ میں (سارے جہاں کی) بادشاہت ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے [ف۱] جس نے موت

وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ

اور زندگی کو تاکہ آزمادے تم کو کونسا تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور وہی ہے غالب بخشنے والا جس نے پیدا کیا سات

اور زندگی (دونو) کو اس لئے پیدا کیا کہ تم کو آزما کر دیکھے کون تم میں اچھے کام کرتا ہے (اور کون بُرے) [ف۲] اور وہ زبردست ہے بخشنے والا [ف۳] جس نے تہ بر تہ سات

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ

آسمانوں کو اوپر تلے نہ دیکھے گا تو بیچ پیدائش رحمٰن کے کچھ چوک پھر پھیرلے جا نظر کو کیا دیکھتا

آسمان بنائے [ف۴] (اے پیغمبر) تو اللہ کی پیدائش میں کچھ خلل نہیں پاتا [ف۵] تو پھر دوبارہ دیکھ [ف۶] آسمان میں کوئی دراڑ معلوم ہوتی

تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ

ہے تو کچھ شگاف پھر پھیر لے جا نظر کو دوبارہ پھر آوے گی طرف تیری نظر ذلیل اور وہ

ہے (کہیں پھٹا ٹوٹا ہے) پھر بار بار دیکھ ہوگا یہ کہ تیری نگاہ (آخر) کھسیانی ہو کر تھک کر تیری طرف اُلٹے

حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا

تھکی ہوئی ہے اور البتہ تحقیق زینت دی ہم نے آسمان دنیا کو ساتھ چراغوں کے اور کیا ہم نے ان کو مارنا واسطے شیطانوں کے اور تیار کیا

آئے گی [ف۷] اور ہم نے نزدیک والے (یعنے پہلے) آسمان کو چراغوں سے (ستاروں سے) جوبن دی (سجایا) اور اُن چراغوں کو شیطانوں کے لئے مار

لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾ وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۶﴾

ہم نے واسطے اُنکے عذاب جلنے کا اور واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ساتھ رب اپنے کے عذاب ہے دوزخ کا اور بُری ہے جگہ پھر جانے کی

بھی بنایا [ف۸] (آخرت میں) ان شیطانوں کیلئے ہم نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے [ف۹] اور جو لوگ اپنے مالک کو نہیں مانتے اُن کے لئے بھی دوزخ کا عذاب ہونا ہے اور وہ بُری جگہ ہے

اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ ۙ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِیَ

جب ڈالے جائینگے بیچ اس کے سنیں گے واسطے اُسکے چلانا اور وہ جوش کرتی ہوگی یعنی دوزخ قریب ہے کہ پھٹ جاوے غصہ سے جب ڈالی جاوے گی

جب یہ لوگ اس میں جھونکے جائیں گے تو گدھے کی سی آواز سنیں گے [ف۱۰] اور وہ ایسی بھڑک رہی ہوگی (گویا) اب جوش کے مارے کوئی دم میں پھٹ پڑتی ہے

فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا

بیچ اس کے کوئی جماعت پوچھینگے ان سے چوکیدار اس کے کیا نہیں آیا تمہارے پاس ڈرانے والا کہیں گے ہاں تحقیق آیا تھا ہمارے پاس ڈرانے والا پس جھٹلایا

جب (کافروں کا) ایک گروہ اُس میں جھونکا جائے گا تو وہاں کے داروغہ (فرشتے) اُن سے پوچھیں گے کیا (دنیا میں) کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) تمہارے پاس نہیں آیا تھا [ف۱۱] وہ

وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ﴿۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا

ہم نے اور کہا ہم نے نہیں اتارا اللہ نے کچھ نہیں تم مگر بیچ گمراہی بڑی کے اور کہیں گے اگر ہوتے ہم

کہیں گے کیوں نہیں ڈرانیوالا پیغمبر تو ہمارے پاس آیا تھا پر ہم نے جھٹلایا اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے تو کچھ نہیں اتارا تم بہت بہک گئے ہو بس یہی بات ہے [ف۱۲] اور دیہ بھی)

ف۱ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے اور اس کے چار اور نام بھی ہیں "تبارک"، "الواقعہ"، "المنجیہ"، "المانعہ"۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، اللہ کی کتاب میں ایک سورہ نے جو تیس آیتوں پر مشتمل ہے، ایک آدمی کے لئے شفاعت کی یہاں تک کہ اسے بخش دیا گیا اور وہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (شوکانی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ سورہ "الملک" قبر کے عذاب سے مانعہ (رکاوٹ) ہے اور ابن عباسؓ نے فرمایا سورۃ "تبارک"، پڑھو اور اپنے گھر والوں، تمام بچوں اور پڑوسیوں کو سکھاؤ اس لئے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے قیامت کے دن مدافعت کرے گی اور انہیں نجات دلائے گی۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے "میں چاہتا ہوں کہ میری امت کے ہر شخص کے دل میں سورۃ ملک ہو۔ (مستدرک حاکم) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ سورہ الم، تنزیل السجدہ اور سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہر رات پڑھتے اور سفر و حضر میں کبھی ناغہ نہ کرتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اُن کے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بخاری کی بعض شروح میں ہے کہ رؤیتِ ہلال پر اس کی قرأت مندوب ہے۔ امید ہے کہ اس کا پڑھنے والا اس مہینہ کے شرور سے محفوظ رہے گا۔ (روح)

ف۲ یعنی موت اور زندگی کا یہ سلسلہ جو دنیا میں چل رہا ہے اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی کے اعمال کا امتحان لیا جائے اور ایمان و طاعت کے بعد یہ دیکھا جائے کہ کمال احسان کا درجہ کس میں پایا جاتا ہے۔ اگر عمل اچھے ہوں گے تو آخرت میں اُن کا اچھا اجر پائے گا اور اگر بُرے ہوں گے تو آخرت میں بُرا بدلہ پائے گا۔ موت و حیاۃ کا یہ سلسلہ بے مقصد نہیں ہے بلکہ اخروی زندگی میں آدمی کے اعمال پر نتائج مرتب کرنے کیلئے ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اگر مرنا نہ ہوتا تو بھلے بُرے کام کا بدلہ کہاں ملتا۔" (موضح)

ف۳ زبردست ہے یعنی اسے کوئی دوسرا اپنا فیصلہ نافذ کرنے سے نہیں روک سکتا اور بخشنے والا ہے یعنی جو شخص توبہ کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو وہ اسے دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کرنے والا ہے۔

ف۴ یعنی انہیں ایک دوسرے کے اوپر بنایا۔ معراج کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی تمام مخلوق حکمت اور کاریگری سے بنائی ہے جس پر بھی غور کرو گے وہ یکساں طور پر اپنے بنانے والے پر گواہی دے گی۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "تفاوت" (فرق) یہ کہ جیسا چاہیئے ویسا نہ ہو"

ف۶ "مراد اس سے بار بار نظر کرنا ہے"۔ یعنی ایک دفعہ دیکھنے سے معلوم نہ ہو تو دوبارہ دیکھو۔ یہ ہر اس شخص سے خطاب ہے جو دیکھنے اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ف۷ یعنی دیکھتے دیکھتے نگاہ تھک جائے گی لیکن آسمان (اور اسی طرح دوسری مخلوق) میں کوئی عیب نظر نہ آئے گا۔

ف۸ یعنی ان سے شعلے نکلتے ہیں جو شیطانوں پر پھینکے جاتے ہیں تاکہ وہ آسمان میں "ملاءِ اعلیٰ" کی گفتگو سن کر غیب سے متعلق کوئی بات اُچک نہ سکیں۔ یہ آسمان میں ستاروں کا دوسرا فائدہ ہے۔ (دیکھئے صافات ۱۰) واضح رہے کہ مصابیح مصباح کی جمع ہے اور اس سے مراد روشن ستارے ہیں عام اس سے کہ وہ سیارے ہوں یا ثوابت۔ کیونکہ سب اپنے افلاک اور مجاری میں ہیں سلفؒ کے ہاں معروف یہ ہے کہ سماء اور فلک ایک نہیں ہیں ان کو ایک کہنا صرف ان لوگوں کا قول ہے جنہوں نے متقدمین فلاسفہ اور شریعت کے نظریات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ف۹ یعنی آخرت میں انہیں (شیاطین کو) دوزخ کا عذاب دیا جائے گا۔ ف۱۰ گدھے کی آواز۔ کافروں کو جب دوزخ میں جھونکا جائیگا تو وہ اس میں سے ایسی آواز سنیں گے۔ ف۱۱ "جس نے تمہیں اس دن کے آنے سے خبردار کیا ہو" ف۱۲ یعنی تم اور تمہارے پیرو سب گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اللہ نے تم پر کوئی کتاب نازل نہیں کی اور نہ تمہیں بندوں تک پہنچانے کیلئے کوئی پیغام دیا۔

ف۱ "سحق" (پھٹکار) سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہوں۔ سعید بن جُبیرؒ کہتے ہیں کہ "سُحق" دوزخ کی ایک وادی کا نام ہے۔ واللہ اعلم (شوکانی) ف۲ "بن دیکھے" سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے نہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور نہ اس کے عذاب کو۔ محض انبیاءؑ کی تصدیق کرتے ہوئے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بالغیب کا دوسرا ترجمہ "تنہائی میں" بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث "سبعة یظلهم الله فی ظله" میں ساتواں وہ شخص شمار کیا ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔" (ابن کثیر)

نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۱۰﴾ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ

سنتے یا سمجھتے نہ ہوتے ہم بیچ رہنے والوں دوزخ کے پس اقرار کیا انہوں نے ساتھ گناہوں اپنے کے پس دوری ہے واسطے

کہیں گے اگر ہم (پیغمبروں کا کہنا) سنتے یا اپنی عقل سے سمجھتے (اللہ تم کو دلیلوں سے پہچان لیتے) تو آج ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے تو دوزخی اپنی خطا کو مان لیں گے دوزخیوں

السَّعِیْرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۱۲﴾ وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ

رہنے والوں دوزخ کے تحقیق جو لوگ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے بن دیکھے واسطے ان کے بخشش ہے اور ثواب بڑا اور چھپاؤ تم بات اپنی کو

پر (خدا تعالیٰ کی) پھٹکار ف۱ بیشک جو لوگ بن دیکھے اپنے مالک سے ڈرتے ہیں ف۲ ان کے لئے (آخرت میں گناہوں کی) بخشش ہے اور بڑا نیک (بہشت) اور لوگو تم اپنی

اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ

یا پکار کر کہو اس کو تحقیق وہ جانتا ہے سینے والی بات کو کیا نہ جانے وہ جس نے پیدا کیا ہے اور وہ ہے باریک دیکھنے

بات چپکے سے کہو یا پکار کر کہو وہ تو دلوں تک کے خیال جانتا ہے بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ اللہ تم اپنی بنائی چیزوں کو نہ جانے ف۳ اور وہ تو بڑا

الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا

خبردار وہی ہے جس نے کیا واسطے تمہارے زمین کو فرش پس چلو بیچ راہوں اس کی کے اور کھاؤ

باریک بین خبردار ہے وہی خدا تو ہے جس نے زمین کو تمہارے (چلنے پھرنے) کے لئے ف۴ ملائم (نرم ہموار) کر دیا اس کے رستوں میں ف۵

مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ

رزق اس کے سے اور طرف اسی کی ہے جی اٹھنا کیا نڈر ہو تم اس ملک سے کہ بیچ آسمان کے ہے یہ کہ دھنسا دیوے تم کو زمین میں

چلتے پھرتے رہو اور اس کی دی ہوئی روزی مزے سے کھاؤ ف۶ اور اسی کے پاس تم کو مرے بعد جی اٹھ کر جانا ہے کیا تم اس خدا سے بے ڈر ہو گئے جو آسمان پر ہے وہ چاہے تو تم کو زمین

فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ

پس ناگاہ پھٹ جاوے گی یا نڈر ہوئے تم اس شخص سے کہ بیچ آسمان کے ہے یہ کہ بھیجے اوپر تمہارے مینہ پتھروں کا پس البتہ جانو گے

میں دھنسا دے اور زمین ایک ہی ایکا جھکولے مارنے لگے ف۷ یا تم اس خدا سے بے ڈر ہو گئے جو آسمان پر ہے وہ چاہے تو تم پر پتھراؤ کی آندھی بھیج دے ف۸ یا تم پر پتھراؤ کرے، تو اور اس تم

كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى

کیونکر تھا ڈرانا میرا اور البتہ تحقیق جھٹلایا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس کیونکر ہوا عذاب میرا کیا نہ دیکھا انہوں نے طرف

جب میں عذاب دیکھتے ہی تم جان لو گے میرا ڈرانا کیسا تھا ف۹ اور ان سے (یعنی مکہ کے کافروں سے) پہلے جو کافر گذر چکے انہوں نے بھی ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا پھر میرا عذاب

الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقْبِضْنَ ؔۘ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾

جانوروں کے اوپر اپنے پر کھولے ہوئے اور سمیٹ لیتے ہیں نہیں تھام رکھتا ان کو مگر رحمٰن تحقیق وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے

(ان پر) کیسا ہوا کیا انہوں نے اڑتے جانوروں کو نہیں دیکھا وہ ان کے اوپر پر پھیلائے (ہوا میں) پھرتے ہیں اور کبھی پر سمیٹ لیتے ہیں ان کو خدا کے سوا اور کون (ہوا میں)

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا

کیا کون ہے وہ شخص جو لشکر ہو واسطے تمہارے مدد دے تم کو سوائے رحمٰن کے ف۱۲ نہیں کافر مگر

تھامے رہتا ہے بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ف۱۱ بھلا اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کیا کوئی لشکر ہے جو مصیبت کے وقت تمہاری مدد کرے گا کافر نرے دھوکے میں ہیں شیطان

فِیْ غُرُوْرٍ ۚ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ

بیچ فریب کے ف۱۳ آیا کون ہے وہ شخص جو رزق دیتا ہے تم کو اگر بند کر رکھے رزق اپنا بلکہ اڑے جاتے ہیں بیچ سرکشی کے اور

کے فریب میں آ گئے ہیں، بھلا اگر خدا تم اپنی روزی اتارنا روک لے (بارش موقوف کر دے) تو تم کو کون روزی دے گا بات یہ ہے کہ کافر شرارت اور احق بات سے بھاگنے

ف۳ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "جس نے پیدا کیا، کیا وہ جانتا نہیں ہے؟" پہلا ترجمہ "من" کو مفعول اور دوسرا ترجمہ فاعل ماننے کی صورت میں ہے۔

ف۴ "ذَلُوْلًا" کے لفظی معنی ہیں ذلیل، مسخر اور تابعدار۔ مطلب یہی ہے کہ زمین کو ایسا نرم اور ملائم بنا دیا ہے کہ تم جیسے چاہو اسے کھودو، اس میں راستے بناؤ اور اس کی مٹی سے کچی اور پکی عمارتیں تعمیر کرو وغیرہ۔

ف۵ "مناکب" کے لفظی معنی "کندھوں" کے ہیں۔ مراد زمین کے راستے، اطراف اور پہاڑ ہیں۔ یعنی جس طرف چاہو سفر کرو، کسب و تجارت کیلئے چلو پھرو۔

ف۶ یعنی کھاؤ پیو مگر آزادی سے نہیں بلکہ یہ سمجھتے ہوئے کہ آخر کار تمہیں اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے جو تم سے ایک ایک چیز کا حساب لے گا کہ اسے کن ذرائع سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟۔

ف۷ یعنی بھونچال سے لرزنے لگے — پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر فرمایا تھا اور اس میں اپنی شانِ قہاریت کا اظہار کیا ہے — مطلب یہ ہے کہ زمین گو تمہارے تابع کر دی گئی ہے کہ تم جیسے چاہو اس میں تصرف کر سکو۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ اسی آسمان والے کی ملکیت ہے وہ چاہے تو تمہیں اس کے اندر دھنسا دے اور چاہے تو بھونچال سے لرزنے لگے۔ لہٰذا اس پر سرکش و خود مختار ہو کر نہیں بلکہ تابعداروں کی طرح ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرو۔

ف۸ جیسا کہ اس نے قوم لوط اور اصحابِ فیل پر پتھراؤ کیا۔

ف۹ یعنی سچ تھا یا جھوٹ، لیکن تمہارا اس وقت جاننا تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا، لہٰذا اس وقت جو مہلت تمہیں مل رہی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور توبہ کرو۔

ف۱۰ "نکیر" (عذاب) دراصل اس انتقامی کارروائی کو کہتے ہیں جو کسی کے خلاف اس کے طرزِ عمل کو غلط اور ناپسندیدہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔

ف۱۱ یعنی اپنی کسی مخلوق سے بے خبر نہیں ہے۔

ف۱۲ دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ کون سا لشکر ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہاری مدد کر سکتا اور اس کے عذاب سے تمہیں بچا سکتا ہے؟۔ ف۱۳ جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بُت اور جھوٹے معبود اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان کی مدد کر سکیں گے اور اسی کے حضور سفارش کر کے انہیں اس کی پکڑ سے نجات دلا سکیں گے۔

نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ

بھاگنے کے　کیا پس وہ شخص کہ چلتا ہے گرا ہوا اوپر منہ اپنے کے بہت راہ پانے والا ہے　یا وہ شخص کہ چلتا ہے برابر　اوپر　راہ

پر اَڑے ہوئے ہیں بھلا جو کوئی اندھا ہو کر منہ کے بل چلے وہ راہ پائے گا یا جو سیدھا　صاف　سڑک　پر　جا رہا

مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ

سیدھی　کے　کہہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو　اور کیا واسطے　تمہارے　سُننا　اور　دیکھنا　اور　دل

ہو　ف۱　(اے پیغمبرؐ) کہہ دے اُسی خدا نے تم کو پیدا کیا اور اُسی نے　تمہارے　کان　اور آنکھیں　اور دل بنائے تم بہت

قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَیَقُوْلُوْنَ

تھوڑا سا شکر کرتے ہو تم　کہہ وہ ہے جس نے پھیلایا تم کو بیچ زمین کے اور طرف اسی کے اکٹھے کئے جاؤگے اور کہتے ہیں

کم (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا) شکر کرتے ہو ف۲　اے پیغمبرؐ کہہ دے اُسی خدا نے تم کو زمین میں پھیلایا (آدمی کی نسل بڑھائی) اور (اُسی کے پاس تم کو اکٹھا ہو کر (قیامت کے دن) جانا ہے اور

مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ

کب ہے　یہ وعدہ　اگر ہو تم　سچے　کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانے والا

یہ کافر (مسلمانوں سے) کہتے ہیں (اچھا خبر) اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا (اے پیغمبرؐ ان کے جواب میں) کہہ دے یہ تو خدا ہی جانتا ہے ف۳ اور میں تو اور کچھ نہیں (خدا کے عذاب سے

مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ

ہوں ظاہر　پس جب دیکھیں گے اُس کو نزدیک ہوتی بُرے بن جاویں گے منہ ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور کہا جاوے گا یہ ہے جو تھے تم اس

ایک کھلا ڈرانے والا ہوں ف۴ تو یہ لوگ جب قیامت کو اپنے پاس آن موجود دیکھیں گے اُس وقت (ہیبت کے مارے) ان کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے ف۵ اور اُن سے کہا جائے گا

بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ

کو　مانگتے　کہہ کیا دیکھا تم نے　اگر ہلاک کرے مجھ کو　اللہ　اور ان کو جو ساتھ میرے ہیں یا رحمت کرے ہم کو پس کون پناہ دے گا کافروں

(فرشتے کہیں گے) یہی (عذاب) تو وہ ہے ف۶ جس کو تم (دنیا میں) مانگا کرتے تھے　(اے پیغمبرؐ) کہہ دے بتلاؤ تو سہی اللہ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں (مسلمانوں) کو تباہ کر دے یا ہم پر رحم فرمائے

مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ

کو عذاب درد دینے والے سے　کہہ وہی ہے　رحمٰن　ایمان لائے ہم ساتھ اس کے اور اوپر اسی کے توکل کیا ہم نے پس شتاب جانو گے کون ہے

ف۷ پر کافروں کو تکلیف کے عذاب سے کون بچائے گا ف۸　اے پیغمبرؐ ان لوگوں سے کہہ دے وہ خدا بڑا رحم کرنیوالا ہے ہم اُس پر ایمان لائے اور اُسی پر ہمارا بھروسا ہے تم اب قریب میں جب عذاب اترے گا جان لوگے کون کھلی

فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

بیچ گمراہی　ظاہر کے　کہہ کیا دیکھا تم نے　اگر ہو جاوے پانی تمہارا خشک　پس کون لا دے گا تمہارے　پاس　پانی　جاری

گمراہی میں ہے (اے پیغمبرؐ) کہہ دے تم تو خدا کو نہیں مانتے) بھلا بتلاؤ تو سہی اگر تمہارا پانی (جو تم پیتے ہو اور برتتے ہو) زمین کی تہہ میں اتر جائے (جذب ہو جائے) تو پھر (خدا کے سوا) کون ہے جو تم کو نہر (اسان) کا بہتا ہوا پانی لا کر دے ف۹

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّیَّةٌ (۲)　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　اٰیَاتُهَا ۵۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے　جو بہت مہربان ہے　رحم　والا

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا

قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی کہ لکھتے ہیں　نہیں تو ساتھ نعمت رب اپنے کے دیوانہ　اور تحقیق واسطے تیرے البتہ ثواب

ف۱۰ قلم کی قسم　اور (فرشتوں کے) لکھنے کی قسم ف۱۱ تو اپنے مالک کے فضل سے (خدا نخواستہ) دیوانہ نہیں ہے (جیسے کافر تجھ کو سمجھتے ہیں) اور تجھ کو بے انتہا

ف۱ یہ مومن اور کافر کی مثال ہے۔ کافر باطل خیالات اور شرک کی تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہے جیسے کوئی اندھا ہو کر منہ کے بل چل رہا ہو۔ وہ بھلا صحیح راستہ پر کیسے چل سکتا ہے کہ اپنی مراد کو پہنچے۔ اس کے برعکس مومن توحید کی راہ پر سیدھا تنا ہوا چل رہا ہے وہ یقیناً اپنی منزل مقصود یعنی جنت تک پہنچے گا۔　ف۲ اللہ کی نعمتوں کا شکر یہی ہے کہ انہیں اس کی رضامندی کے کاموں میں استعمال کیا جائے۔ کان کا شکر یہ ہے کہ اس سے حق بات سُنی جائے اور آنکھ کا شکریہ ہے کہ اس سے وہی چیز دیکھی جائے جس کے دیکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے یا اجازت دی ہے اور دل کا شکریہ ہے کہ اس میں وہی خیالات رکھے جائیں جو حق کے مطابق ہوں۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کی دوسری نعمتوں کا ہے۔

ف۳ یعنی از راہِ مذاق کہتے ہیں کہ جس قیامت کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو وہ کب آئے گی؟۔

ف۴ یعنی وقت کی تعیین میں نہیں کر سکتا۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ میرا کام تو صرف یہ تھا کہ اس کے آنے سے پہلے تمہیں متنبہ کرتا، سو میں نے تمہیں متنبہ کر دیا۔ لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ تم کفر و شرک کی روش سے باز آ جاؤ اور توحید کی سیدھی راہ اختیار کرو تاکہ یقینی طور پر آنے والے دردناک اور رسواکن عذاب سے محفوظ رہ سکو۔

ف۵ یعنی غم اور افسوس کے مارے رُوسیاہ ہو جائیں گے اور اُن پر ہوائیاں اُڑنے لگیں گی۔

ف۶ یعنی بار بار پیغمبرؐ اور مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟۔

ف۷ یعنی بچا لے۔ دونوں صورتوں میں ہمارا جو انجام ہونا ہے وہ ہوگا مگر.....

ف۸ جو نہ صرف اس سے بچنے کی تدبیر نہیں کرتے بلکہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پیغمبرؐ اور مسلمان بچیں یا نہ بچیں کافروں کے متعلق تو یہ بات یقینی ہے کہ وہ اس سے بچنے والے نہیں ہیں لیکن وہ اتنے بدبخت ہیں کہ اپنی تو فکر نہیں کرتے پیغمبرؐ اور مسلمانوں کے بارے میں انتظار کر رہے ہیں کہ ان پر عذاب کب آتا ہے؟۔

ف۹ یعنی کوئی نہیں۔ تفسیر جلالین میں ہے کہ اس آیت کو پڑھنے اور سننے والے کو "اَللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ" کہنا مستحب ہے۔ (وحیدی)

ف۱۰ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا ابتدائی حصہ مکہ معظمہ میں اور آخری حصہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سورہ اقرا اتری پھر ن، پھر مزمل اور پھر مدثر۔ ایسا ہی قول حضرت عائشہؓ سے بھی منقول ہے۔ (شوکانی)　ف۱۱ یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد دوات ہے کیونکہ آگے قلم کا ذکر آ رہا ہے۔ واللہ اعلم۔　ف۱۲ یا "(لوگوں کے) لکھنے کی" یا "اس کی جسے (فرشتے یا لوگ) لکھتے ہیں"۔ قلم سے مراد قلم تقدیر ہے یا قلم بطور جنس۔ مفسرینؒ نے دونوں احتمال ذکر کئے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا"۔ (ابن کثیر)۔

غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّكُمُ

ہے نہ کاٹا گیا اور تحقیق تو البتہ اوپر خلق بڑے کے ہے پس شتاب دیکھے گا تو اور دیکھیں گے وہ کون سے کو تم میں سے

نیگ (اجر) ملے گا ؂ اور تو بے شک بڑے خلق والا ہے ؂۲ اب تو دیکھ لے گا اور کافر بھی دیکھ لیں گے تم میں سے

الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾

فتنہ ہے تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ گمراہ ہوا ہے راہ اس کی سے اور وہ خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو

کون دیوانہ ہے ؂۳ بیشک تیرا مالک خوب جانتا ہے کون اس کے رستے سے (اپنے دین سے) بہک گیا ہے اور جو لوگ راہ پانے ہوئے ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے تو

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ

پس مت کہا مان جھٹلانے والوں کا دوست رکھتے ہیں کاش کے اگر سستی کرے تو پس سستی کریں وہ اور مت کہا مان ہر ایک قسم کھانے والے

اے پیغمبر! تو جھٹلانے والے (کافروں) کا کہا مت مان ؂۴ وہ چاہتے ہیں تو ڈھیلا پڑ جائے تو وہ بھی ڈھیلے ہو جائیں ؂۵ اور اس کی بات مت سن جو بہت قسمیں کھاتا ہے جھوٹا

مَّهِيْنٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ

ذلیل کا عیب کرنے والا لوگوں کو چلنے والا ساتھ چغلی کے منع کرنے والا بھلائی سے حد سے نکل جانے والا گنہگار گردن کش پیچھے اس کے

(بات) کا یا ذلیل، عیب جو یا طعنے مارنے والا) چغل خور اچھے کام سے روکنے والا حد سے بڑھ جانے والا بڑا گنہگار اکھڑ (ظالم یا پیٹو بہت کھانے والا) ان سب باتوں

زَنِيْمٍ ﴿١٣﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٤﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٥﴾

بے نصیب اس واسطے کہ تھا صاحب مال کا اور بیٹوں کا جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر اس کے نشانیاں ہماری کہتا ہے کہانیاں ہیں پہلوں کی

کے سوا بد ذات ؂۶ بیاری باتیں اس وجہ سے ہیں کہ وہ پیسے والا ہے بیٹے رکھتا ہے جب ہماری آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ؂۷

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا

شتاب داغ دیویں گے ہم اس کو اوپر ناک کے تحقیق آزمایا ہے ہم نے ان کو جیسا کہ آزمایا تھا ہم نے باغ والوں کو جس وقت قسم کھائی انہوں نے البتہ

ہم اب اس کی سونڈ (ناک) پر داغ لگائیں گے ؂۸ ہم نے ان (مکہ کے) کافروں کو اس طرح جانچا ہے جیسے ایک باغ والوں کو جانچا تھا ؂۹ جب وہ باغ والے قسم کھا بیٹھے تھے کہ

مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾

کاٹ لیں گے اس کو صبح ہوتے اور ان شاء اللہ بھی نہ کہتے تھے پس پھر گیا اوپر اس کے ایک پھر جانے والا یعنی عذاب الٰہی پروردگار تیرے کی طرف سے اور وہ سوتے

صبح ہوتے ہی اس کا میوہ توڑ لیں گے ؂۱۰ اور ان شاء اللہ نہ کہا ؂۱۱ تو وہ سو ہی رہے تھے کہ تیرے مالک کی طرف سے ایک پھیرا کرنے والی (بلا) باغ پر پھیرا کر گئی ؂۱۲

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تھے پس صبح کو ہو گیا جیسا جڑ سے کٹا ہوا پس ایک دوسرے کو پکارنے لگے صبح ہوتے یہ کہ سویرے چلو اوپر کھیتی اپنی کے اگر ہو تم

پھر (سارا) باغ ایسا ہو گیا جیسے کوئی (سب میوہ) کاٹ کر لے گیا ؂۱۳ صبح ہوتے ہی (باغ والے) ایک دوسرے کو پکارنے لگے چلو (بھائی) سویرے ہی اپنے کھیت پر چلیں اگر تم

صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾ وَّ

کاٹنے والے پس چلے اور وہ چپکے چپکے باتیں کرتے تھے۔ یہ کہ نہ پیٹھ آوے اس باغ میں آج اوپر تمہارے کوئی فقیر اور

کو کاٹنا ہے پھر چپکے چپکے آپس میں یوں کہتے ہوئے چلے دیکھتے رہو آج کوئی فقیر تم تک نہ آ جائے اور

غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾

سویرے گئے اوپر بخیل کے اندازہ کر کر ؂۱۴ پس جب دیکھا اس کو کہا انہوں نے تحقیق ہم راہ بھول گئے ہیں ؂۱۵ بلکہ ہم محروم ہوئے

صبح سویرے ہی خوب بندوبست کر کے روانہ ہوئے سمجھے اب کیا ہے (سارا میوہ) ہاتھ کر لیا جب انہوں نے باغ کو دیکھا تو (کہنے لگے) کہنے لگے ہم رستہ بھول گئے ؂۱۶ نہیں

ف۱ یعنی آپ غمگین نہ ہوں۔ ان کے دیوانہ کہنے اور آپ کے برداشت کرتے چلے جانے سے آپ کے اجر میں اضافہ ہوگا اور آپ کو یقیناً بے انتہا اجر ملے گا۔ ف۲ یہ آنحضرتؐ کا "خلق عظیم" تھا کہ آپؐ کافروں کے ہاتھوں اور اُن کی زبان سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے تھے لیکن اُن کے لئے بددعا کا کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرتا تو اس سے اللہ کیلئے انتقام لیتے۔ ایک دوسری حدیث میں آنحضرتؐ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی عمدہ اخلاق کی تکمیل بتایا ہے۔ کتاب الشمائل امام ترمذیؒ اخلاق نبوی کے بیان پر بہترین مرقع ہے۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی قیامت کے روز جب حق واضح ہوگا اور اَن دیکھی حقیقتوں سے پردہ اُٹھے گا تو پتا چل جائے گا کہ حقیقت میں دیوانہ کون تھا۔

ف۴ "کہا ماننے" کی توضیح اگلی آیت میں آ رہی ہے۔

ف۵ یعنی آپؐ ان کے معبودوں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں تو وہ آپؐ کو اتنی مذہبی آزادی دیں کہ آپؐ کسی محدود جگہ میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں۔ اسی مذہبی آزادی کا نام مداہنت ہے جس سے قرآن منع فرما رہا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ان کے بتوں کو بھلا کہہ تو وہ تیری باتوں کو پسند کریں۔"

ف۶ "یہ سب کافر کے وصف ہیں۔ آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے۔" "زنیم" (بدذات) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "بدنام یعنی بدی کر مشہور"۔ یا جو غلط طور پر کسی خاندان کی طرف منسوب ہو اس لئے علمائے تفسیر نے اس کی تفسیر "حرامزادہ" سے بھی کی ہے۔ روایات میں کئی لوگوں کے نام ہیں جن کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ابن کثیر)

ف۷ یعنی ڈھکوسلے یا من گھڑت قصے جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

ف۸ یعنی اسے خوب رسوا اور رُوسیاہ کریں گے دنیا میں بھی اور قیامت کے روز بھی۔

ف۹ یعنی باغ والوں کی طرح ہم نے انہیں بھوک اور قحط سالی میں مبتلا کر دیا۔ ان باغ والوں کا قصہ مکہ والوں میں مشہور و معروف تھا کیونکہ یہ باغ یمن کے شہر صنعا سے چند میل کے فاصلہ پر بنو ثقیف کے ایک نیک شخص کا تھا۔ وہ اس کی پیداوار میں سے اللہ کے حکم کے مطابق صدقہ و خیرات کرتا اس کے انتقال کے بعد جب اس کے وارث آئے تو انہوں نے فقیروں کا حق نکالنا بند کر دیا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ (شوکانی)

ف۱۰ تاکہ فقیر و محتاج اپنا حق مانگنے کے لئے جمع نہ ہو سکیں۔

ف۱۱ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "غریبوں کے لئے کچھ نہ چھوڑیں گے۔"

ف۱۲ پھیرا کرنے والی بلا سے مراد آگ کا بگولا ہے جس نے رات کے وقت اس باغ کو جلا ڈالا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت جبریلؑ ہیں جنہوں نے باغ کے تمام درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ (شوکانی) حدیث میں ہے کہ گناہ سے بچو..... بعض گناہ ایسے ہیں جن کی بدولت انسان اس رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اس کے لئے تیار کیا گیا ہے پھر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا: یہ لوگ اپنے گناہ کی بدولت اپنے باغ کی پیداوار سے محروم ہو گئے۔ (شوکانی)

ف۱۳ فراءؒ نے "صریم" کی تفسیر "کالی رات" سے کی ہے یعنی وہ باغ جل کر راکھ ہو گیا۔ (شوکانی)

ف۱۴ "علی حرد" کے مفسرینؒ نے کئی مطلب بیان کئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ "وہ تیزی اور زور سے چلے" یا "وہ غصہ سے چلے" یا "وہ اپنے آپ کو بخیلی پر قادر سمجھتے ہوئے چلے" یا "حرد" ان کے باغ کا نام تھا، یعنی وہ اپنے آپ کو اس باغ پر قادر سمجھتے ہوئے چلے"۔ بہرحال وہ یہ سمجھتے ہوئے صبح سویرے چل دیئے کہ جاتے ہی سارا میوہ اپنے قبضہ میں کر لیں گے اور غریبوں مسکینوں کیلئے کچھ نہ چھوڑیں گے۔ ف۱۵ یعنی شاید ہم کسی دوسری جگہ آ گئے ہیں۔ یہ باغ جو کٹا ہوا یا جلا ہوا ہے ہمارا نہیں ہے۔ ف۱۶ یعنی بعد میں جب انہوں نے غور کیا تو سمجھ گئے کہ نہیں یہ جگہ تو ہمارے ہی باغ کی ہے لیکن ہماری قسمت پھوٹ گئی اور ہم اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دھتکار دیئے گئے۔

ف ۱ "لَوۡلَا تُسَبِّحُوۡنَ" کے لفظی معنی ہیں "تم تسبیح کیوں نہیں کرتے"؛ اس مقام پر تسبیح سے مراد "انشاء اللہ" بھی ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا اور قول و عمل سے اس کا شکر بجالانا بھی۔ ف ۲ یعنی ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے کہ تمہارے ہی مشورہ پر چل کر ہم اس تباہی سے دوچار ہوئے۔ ف ۳ "حد سے بڑھنا یہی تھا کہ انہوں نے خدا کا خیال چھوڑ دیا اور اس کے دیئے ہوئے مال کو اپنا مال سمجھنے لگے۔ اس لئے ایسی تجویزیں سوچنے پر اتر آئے کہ فقیروں اور محتاجوں کو اُن کے حق سے محروم کردیا حتیٰ کہ "انشاء اللہ" کہنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔

قَالَ اَوۡسَطُهُمۡ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ لَوۡلَا تُسَبِّحُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوۡا سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا

کہا بیچ والے ان کے نے کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو کیوں نہیں تسبیح کہتے خدا کو کہا انہوں نے پاکی ہے پروردگار ہمارے کو تحقیق ہم

بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی اُن میں جو زیادہ عقلمند تھا (یا اچھا آدمی تھا) وہ کہنے لگا میں نے تم سے نہیں کہا تھا تم انشاء اللہ کیوں نہیں کہتے ف ۱ کہنے لگے ہمارا مالک پاک ہے بیشک ہم

ظٰلِمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ يَّتَلَاوَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوۡا يٰوَيۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا

ہی تھے ظالم پس منہ کیا بعضے ان کے نے اوپر بعضوں کے ملامت کرتے ہوئے کہا انہوں نے اے وائے ہے ہم کو تحقیق تھے

گنہگار تھے پھر ایک دوسرے کی طرف منہ کرکے لگے اولاہنا دینے ف ۲ (آخر کار سب) کہہ اٹھے ہائے ہماری کم بختی ہم خود حد سے

طٰغِيۡنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنۡ يُّبۡدِلَـنَا خَيۡرًا مِّنۡهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوۡنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الۡعَذَابُؕ

ہم ہی سرکش شتاب ہے پروردگار ہمارا یہ کہ بدلا دیوے ہم کو بہتر اس سے تحقیق ہم طرف پروردگار اپنے کی رغبت کرنیوالے ہیں اسی طرح ہے عذاب

بڑھ گئے تھے ف ۳ کیا عجب ہے ہمارا مالک اس سے بہتر باغ ہم کو دے ہم اپنے مالک سے (یہی) امید رکھتے ہیں ف ۴ (دنیا کا) عذاب ایسا ہی ہوا کرتا ہے ف ۵

وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿۳۴﴾

اور البتہ عذاب آخرت کا بہت بڑا ہے اگر ہوتے جانتے تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے نزدیک رب انکے کے بہشتیں ہیں نعمت کی

اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے (معاذ اللہ) کاش یہ لوگ جانتے ہوتے پرہیزگاروں کے لئے تو اپنے مالک کے پاس آرام کے باغ ہیں

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَـكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اَمۡ لَـكُمۡ كِتٰبٌ فِيۡهِ

کیا پس کردیویں ہم مسلمانوں کو مانند گناہگاروں کی کیا ہے تم کو کیونکر حکم کرتے ہو کیا واسطے تمہارے کوئی کتاب ہے

کیا ہم (اپنے تابعدار بندوں (مسلمانوں) کو گنہگاروں کے برابر کردیں گے ف ۶ (لوگو) تم کو کیا ہوگیا ہے کیسا بے تکا حکم لگاتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے

تَدۡرُسُوۡنَۙ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَـكُمۡ فِيۡهِ لَمَا تَخَيَّرُوۡنَۚ ﴿۳۸﴾ اَمۡ لَـكُمۡ اَيۡمَانٌ عَلَيۡنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوۡمِ

کہ بیچ اس کے پڑھتے ہو تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ اس کے جو پسند کرو کیا واسطے تمہارے قسمیں ہیں اوپر ذمے ہمارے کے پہنچنے والی ہیں دن

اس میں تم (یہ) پڑھتے ہو جو تم چاہو وہ تم کو آخرت میں مل جائے گا یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت تک چلیں گی

الۡقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَـكُمۡ لَمَا تَحۡكُمُوۡنَۚ ﴿۳۹﴾ سَلۡهُمۡ اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ زَعِيۡمٌ ۛۚ ﴿۴۰﴾ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكَآءُ ۛۚ

قیامت تک تحقیق ہے واسطے تمہارے جو کچھ حکم کرو پوچھ اُن سے کونسا ان میں سے ساتھ اس کے ضامن ہے کیا واسطے ان کے شریک ہیں

کہ جیسا تم (اپنے لئے) حکم لگاؤ گے وہی تمہارے لئے ہوگا ف ۷ (اے پیغمبر) ان سے پوچھ تو سہی ان میں کون اس کا ذمہ دار ہے ف ۸ یا انہوں نے (خدا کے شریک) ٹھہرا رکھے ہیں

فَلۡيَاۡتُوۡا بِشُرَكَآئِهِمۡ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ‏ ﴿۴۱﴾ يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّيُدۡعَوۡنَ اِلَى

پس چاہیئے کہ لے آویں شریکوں اپنوں کو اگر ہیں سچے جس دن کہ کھولا جاوے گا پنڈلی سے اور بلائیں جائیں گے طرف

پھر اگر سچے ہیں تو اُن شریکوں کو (سامنے) لائیں جس دن (حق تعالیٰ کی) پنڈلی کھولی جائے گی اور (سب) لوگ سجدے کے

السُّجُوۡدِ فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَۙ‏ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدۡ كَانُوۡا يُدۡعَوۡنَ

سجدے کی پس نہ کرسکیں گے نیچے ہوں گی آنکھیں اُن کی ڈھانکتی ہوگی اُن کو ذلت اور تحقیق تھے بلائے جاتے

لئے بلائے جائیں گے تو یہ (کافر اور منافق) سجدہ نہ کرسکیں گے ف ۹ اُس وقت شرمندگی کے مارے اُن کی آنکھیں نیچی ہوں گی اُن کے چہروں پر ذلت برس رہی ہوگی اور

اِلَى السُّجُوۡدِ وَهُمۡ سٰلِمُوۡنَ‏ ﴿۴۳﴾ فَذَرۡنِىۡ وَمَنۡ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ

طرف سجدے کی اور وہ سالم تھے پس چھوڑ مجھ کو اور اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے اس بات کو شتاب آہستہ آہستہ کھینچیں گے ہم اُن

جب وہ (دنیا میں) اچھے بھلے تندرست تھے اور ان کو سجدے کیلئے بلاتے تھے (تو سجدہ نہیں کرتے تھے) ف ۱۰ تو (اے پیغمبر) مجھ کو اور اُن لوگوں کو جو اس قرآن کو جھٹلاتے ہیں چھوڑ دے (اُن کو میرے سپرد کر)

ع ۲ - ۲ وقف لازم

۱۶ مع

المنزل ۷

ف ۴ یا "اپنے مالک کی طرف رجوع کرتے ہیں" یعنی اپنے کئے پر شرمندہ ہوکر اس کے حضور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔

ف ۵ "جیسے وہ مکہ والوں پر یا ان باغ والوں پر اترا"۔

ف ٦ "همزہ" برائے انکار اور فاء عاطفہ ہے اور اس کا عطف مقدر پر ہے: ای فیحیف فی الحکم فیجعل المسلمین کالکافرین۔ یعنی ہرگز برابر نہ کریں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو جزا سزا کا سارا قانون ہی بے معنی ہوکر رہ جائے — یہ آیت "ان المتقین الخ" کی تاکید ہے اور اس سے مقصود کفار مکہ کے اس خیال کی تردید ہے کہ اگر واقعی قیامت آئی جیساکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے تو اس میں ہمارا اور مسلمانوں کا حال وہی ہوگا جو اس دنیا میں ہے۔ ہم چونکہ یہاں مالدار و خوشحال ہیں اس لئے آخرت میں بھی مسلمانوں سے زیادہ عنایات و انعامات سے نوازے جائیں گے یا کم از کم ان کے برابر تو ہوں گے ہی۔

ف ۷ یعنی ان میں سے کون اس چیز کا ذمہ لیتا ہے کہ آخرت میں انہیں وہی ملے گا جو مسلمانوں کو ملے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

ف ۸ "جو اس چیز کا ذمہ لیتے ہیں اور اُن سے اس باطل خیال میں موافقت کرتے ہیں"

ف ۹ یعنی اُن کی پیٹھ کی پسلیاں جڑ کر یخ بستہ ہوجائیں گی اور وہ سجدہ کے لئے جھک نہ سکیں گے۔ اس آیت کی یہ تفسیر حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا۔ تمام مومن مرد اور عورتیں اس کو سجدہ کریں گے، لیکن جو لوگ دنیا میں محض دکھلاوے اور شہرت کے لئے سجدہ کرتے تھے وہ رہ جائیں گے، وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ کی طرح اکڑ جائے گی — یہ حدیث صحیحین اور دوسری کتابوں میں متعدد اسانید سے آئی ہے۔ (شوکانی)

بعض مفسرینؒ نے کہا ہے کہ یہاں "کشف ساق" کنایہ ہے شدت سے کہ قیامت کا دن بڑا سخت ہوگا، چنانچہ مجاہدؒ، ابراہیمؒ، نخعی اور عکرمہؒ وغیرہ نے یہی تفسیر بیان کی ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی متعدد طرق کے ساتھ مروی ہے اور بعض علماء سے ایک دوسری تاویل بھی منقول ہے یعنی "ساق الشیء" کسی چیز کے اصل کو کہا جاتا ہے۔ پس اُسکے معنی یہ ہیں کہ "جس روز حقیقت حال ظاہر کردی جائے گی"۔ چنانچہ ربیع بن انس نے اس کی تفسیر "یوم یکشف الغطاء" سے کی ہے مگر پہلی تفسیر حدیث سے ثابت ہے کہ یہاں ساق سے مراد ساق باری تعالیٰ ہے اور یہ آیت متشابہات سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی کوئی تاویل کرنا بدعت پرست متکلمین کا طریقہ ہے۔ سلفؒ صالحین ان کی کوئی تاویل نہیں کرتے بلکہ انہیں ان کے ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ سمع، بصر، عین اور وجہ کی طرح اللہ تعالیٰ کی پنڈلی ہونا بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس لئے ہم اس پر بلا کیف ایمان رکھتے ہیں۔ متاولین نے اہلِ حدیث اور سلفؒ کو عدم تاویل کی وجہ سے تجسیم و تشبیہ کا طعنہ دیا ہے حالانکہ دوسری طرف اُن کی یہ تاویلات مفضی الی التعطیل ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں، جو لوگ اہلِ حدیث کو تجسیم و تشبیہ کا قائل قرار دیتے ہیں وہ خود خطا پر ہیں۔ (وحیدی)

ف ۱۰ گویا آخرت میں انہیں یہ سزا دی جائے گی کہ انہیں سجدہ کرنے کے ناقابل بنا دیا جائے گا۔ کعب الاحبار کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوتے۔ (شوکانی)

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۴﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۴۵﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم

گو اس طرح سے کہ نہیں جانتے اور ڈھیل دوں گا میں اُن کو تحقیق تدبیر میری مضبوط ہے کیا مانگتا ہے تو اُن سے کچھ بدلا پس وہ

دے، ہم آہستہ آہستہ اُن کو ڈھیل دے کر دوزخ میں، لیجائینگے اُن کو خبر ہی نہ ہو گی وا اور میں اُن کو دنیا میں، مہلت دوں گا جلدی عذاب نہیں کرنے کا، کیونکہ میرا داؤں پکا ہے وا، پیغمبر کیا تو

مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۴۶﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

تاوان سے بوجھل ہیں کیا ان کے پاس علم غیب ہے پس وہ لکھ لیتے ہیں پس صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے

ان سے (اللہ کا پیغام پہنچانے پر) کچھ نیگ چاہتا ہے وہ ڈنڈ تاوان پر ٹلی کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں یا انکو غیب کا علم ہے۔ وہ خود لکھ لیتے ہیں وا۔ تو اپنے مالک کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہ

وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿۴۸﴾ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن

اور مت ہو مانند مچھلی والے کی جس وقت کہ پکارا اور وہ غم سے بھرا تھا اگر نہ ہوتا یہ کہ پالیا اس کو نعمت پروردگار اس

اور مچھلی والے یعنی یونس پیغمبرؑ کی طرح (جلد باز) مت بن جب اُس نے (خدا کو) پکارا اور وہ غصے (یا رنج) میں بھرا ہوا تھا اگر اُس کے مالک کا فضل اُس کو نہ سنبھالتا تو ایک چٹیل

رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۵۰﴾

کے کے البتہ ڈالا جاتا بن درخت کی زمین میں اور وہ ہوتا ملامت کیا گیا پس برگزیدہ کیا اُس کو رب اُس کے نے پس کیا اُس کو صالحوں سے

میدان میں برے حالوں پھینک دیا جاتا (وہاں بھوکوں مرجاتا) وا آخر پروردگار نے اُس کو سرفراز کیا اور نیک بندوں میں اُس کو شریک کرلیا

وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ

اور تحقیق نزدیک ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے کہ البتہ پھلادیں تجھ کو ساتھ نظروں اپنی کے جب سنتے ہیں ذکر اور کہتے ہیں

اور کافر جب قرآن (تیرے منہ سے) سنتے ہیں تو اس طرح اپنی آنکھوں سے گھورتے ہیں جیسے وہ تجھ کو (اپنی جگہ سے) پھسلادیں گے وا اور (حسد سے جل کر)

إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿۵۲﴾

کہ تحقیق یہ البتہ دیوانہ ہے اور نہیں یہ مگر نصیحت واسطے عالموں کے

کہتے ہیں یہ تو باولا ہے حالانکہ قرآن سارے جہان کے لئے نصیحت ہے وا

سورۃ الحاقة مکیة (۷۸) (۶۹) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۵۲ رکوعاتها ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان وا

الْحَاقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَاقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾

حق ہونے والی کیا ہے حق ہونے والی اور کس چیز نے جتایا تجھ کو کیا ہے حق ہونے والی جھٹلایا تھا ثمود نے اور عاد نے ٹھوکنے والی کو یعنی

حق ہونے والی اور کیا چیز ہے حق ہونے والی وا اور (اے پیغمبرؑ) تو کیا جانے حق ہونے والی کیا چیز ہے وا ثمود اور عاد (دونوں) نے کھڑکھڑا ڈالنے والی (یعنے قیامت) کو

فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾

قیامت کو پس جو تھے ثمود پس ہلاک کئے گئے ساتھ آواز حد سے نکل جانے والی کے اور جو تھے عاد پس ہلاک کئے گئے ساتھ باد تند حد سے نکل جانے والی کے

جھٹلایا وا پھر ثمود تو ایک چنگھاڑ (یا زلزلے) سے کھپائے گئے وا اور عاد بہت ٹھنڈے زناٹے کی آندھی سے تباہ کئے گئے

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ

لگا دیا اُس باد کو اوپر اُن کے سات رات اور آٹھ دن جڑ سے کاٹنے والی پس دیکھتا تو اُس قوم کو بیچ اس کے گری ہوئی

برابر سات راتیں اور آٹھ دن (یا سات راتیں اور آٹھ منحوس دن) اُن پر ہوا چلائی وا تو اگر اُس وقت ہوتا تو) دیکھتا وہ لوگ اُس آندھی میں اسطرح مرے

وا یعنی دنیا میں ان کے لئے طرح طرح کے عیش و آرام کے اسباب فراہم کریں گے تاکہ وہ اور زیادہ غافل ہوجائیں اور پھر آخر کار جہنم میں چلے جائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا استدراج اور مکر ہے جس کا متعدد آیات میں ذکر کیا گیا ہے۔ (مومنون: ۵۶ - انعام آیت ۴۴ - اعراف ۱۸۳)

وا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہے۔

وا اس لئے یہ آپؐ کے اتباع کی ضرورت نہیں سمجھتے؟ ظاہر ہے کہ ایسا بھی ہرگز نہیں ہے۔

وا یعنی استقلال اور تن دہی سے دعوت و تبلیغ کے کام میں لگے رہیئے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ خود حکم نازل فرمائے گا کہ ان کفار سے کیا معاملہ کرنا ہے۔

وا فضل سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق دی اور تسبیح و استغفار پڑھنا شروع کیا۔

وا یعنی ان کا مرتبہ اور بڑھایا اور انہیں اعلیٰ درجہ کے نیک اور شائستہ بندوں میں داخل رکھا۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کسی شخص کو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ میں (حضرت) یونسؑ بن متی سے بہتر ہوں۔ (ابن کثیر) حضرت یونسؑ کا قصہ سورہ یونس (آیت ۹۸) اور سورہ انبیاء آیت ۸۷ - ۸۸ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

وا یعنی آپؐ کی طرف انتہائی غصہ سے بھری ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

وا "پھر جو شخص ایسا کلام سنائے بھلا باؤلا ہو سکتا ہے"

وا یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ فجر کی نماز میں سورہ حاقہ اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (شوکانی)

وا مراد قیامت ہے اسے "حق ہونیوالی" اسلئے فرمایا گیا کہ اس کا اور اس میں جزا و سزا کا واقع ہونا حقیقت ہے۔

وا یعنی اس کی اور اس میں واقع ہونیوالے ہولناک مناظر کی پوری حقیقت آپؐ کو بھی معلوم نہیں ہے۔

وا قیامت کے بہت سے نام ہیں۔ ان میں سے ایک قارعہ (کھڑکھڑانیوالی) ہے اسلئے کہ وہ اپنی شدت سے دلوں کو ہلا دیگی۔

وا یا "وہ اپنے کفر و سرکشی کی بدولت تباہ کر دیئے گئے" لفظ "طاغیہ" کے یہ دونوں مفہوم ہو سکتے ہیں۔

وا "حسوماً" کے معنی "برابر" یعنی لگاتار اور "منحوس" دونوں ہو سکتے ہیں۔ (دیکھئے حم السجدہ: ۱۶)

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَن

گویاکہ وہ لکڑی ہیں کھجور کی کھوکھل پس کیا دیکھتا ہے تو اُن میں کوئی باقی اور آیا فرعون اور جو

ہوئے پڑے تھے جیسے کھجور کے کھوکھل ڈھنڈ (ہوتے) ف۱ پھر اب تو دیکھتا ہے اُن میں سے کوئی بچ رہا ف۲ اور فرعون اور اُس سے پہلے کے لوگ ف۳

قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠

پہلے اُس سے تھے اور الٹ جانے والے ساتھ خطاؤں کے پس نافرمانی کی اُنہوں نے پیغمبر پروردگار اپنے کی پس پکڑا اُن کو پکڑنا بلند

اور الٹی بستیوں والوں (لوطؑ کی قوم) نے گناہ کئے اور اپنے مالک کے پیغمبر کا کہنا نہ مانا ف۴ آخر اُس نے اُن کو بھی سخت پکڑا ہم نے (نوحؑ کے زمانہ میں)

إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۝١٢

تحقیق جس وقت طغیانی کی پانی نے چڑھالیا ہم نے تم کو بیچ کشتی کے تو کہ کریں ہم اُس کو واسطے تمہارے یادگاری اور یاد رکھے اُسکو کوئی کان یاد رکھنے والا

جب پانی حد سے بڑھ گیا تم کو کشتی میں سوار کرلیا ف۵ اس لئے کہ اس واقعہ کو تمہارے لئے یادگار بنائیں ف۶ اور جو کان اُس کو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یاد رکھے ف۷

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۝١٣ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۝١٤

پس جب پھونکا جائے گا بیچ صور کے پھونکنا ایک بار اور اٹھائی جائے زمین اور پہاڑ پس توڑے جاویں توڑنا ایک بار

پھر جب صور ایک بار پھونکا جائے گا ف۸ اور زمین اور پہاڑ دونوں کو اٹھا کر (اپنی جگہ سے اکھاڑ کر) ایک بارگی ٹکرا دیا جائے گا

فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١٥ وَانشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ۝١٦ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ

پس اُس دن ہو پڑے گی ہو پڑنے والی یعنی قیامت اور پھٹ جاوے گا آسمان پس وہ اُس دن سُست ہو گا اور فرشتے ہوں گے اوپر

اس دن ہو پڑنے والی (قیامت) ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جائے گا وہ اُس دن پھسپھسا (کمزور) ہو جائے گا اور فرشتے (جو آسمان پر رہتے ہیں

أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ۝١٧ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا

کناروں اُس کے کے اور اٹھادیں گے عرش رب تیرے کا اوپر اپنے اُس دن آٹھ شخص اُس دن روبرو لائے جاؤ گے تم نہ

وہ) اُس کے کناروں پر آجائیں گے ف۹ اور تیرے مالک کا تخت اُس دن آٹھ (فرشتے) اُٹھائے ہوں گے ف۱۰ (لوگو) اُس دن خدا کے سامنے لائے جاؤ گے

تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ۝١٨ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا

چھپی رہے گی تم میں سے کوئی بات چھپی ہوئی پس جو کوئی دیا گیا عمل نامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے پس کہے گا لو پڑھو عمل نامہ

تمہارا کوئی بھید اُس پر چھپا نہیں رہے گا تو جس کا نامہ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (خوشی خوشی لوگوں سے) کہے گا لو ذرا میرا نامۂ

كِتَابِيَهْ ۝١٩ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ۝٢٠ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝٢١ فِي جَنَّةٍ

میرا تحقیق میں جانتا تھا یہ کہ میں ملوں گا حساب اپنے سے پس وہ بیچ زندگانی خوش کے ہے بیچ بہشت

اعمال تو پڑھو مجھے (دنیا میں) یقین تھا کہ (ایک دن) مجھ کو حساب دینا ہو گا ف۱۱ پھر وہ تو بڑے آرام کی زندگی میں اونچے باغ میں

عَالِيَةٍ ۝٢٢ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۝٢٣ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝٢٤

بلند کے کہ میوے اُس کے نزدیک ہیں کھاؤ اور پیو سہتا بدلے اُس کے جو کر چکے ہو تم بیچ دنوں گذرے ہوؤں کے

رہے گا جس کے میوے جھکے ہوں گے ف۱۲ (اُن سے کہا جائے گا تم نے جو (نیک) کام اگلے دنوں میں (دنیا میں) کئے تھے اُن کے بدل (آج) مزے سے کھاؤ

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ۝٢٥ وَلَمْ أَدْرِ

اور جو کوئی دیا گیا عمل نامہ اپنا بیچ بائیں ہاتھ اپنے کے پس کہے گا اے کاش کہ میں نہ دیا گیا ہوتا عمل نامہ اپنا اور نہ جانتا میں

پیو (چین کرو) اور جس کا نامۂ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (افسوس سے) کہے گا کاش میرا نامۂ اعمال مجھ کو نہ ملتا اور مجھ کو اپنے

ف۱ یعنی کھوکھلے اور بے جان تنے جن کے سر اوپر سے کٹ گئے ہیں۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ عاد کے عام لوگ بڑے قدآور اور گرانڈیل پہلوان تھے۔ صحیحین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "عاد پر دبور یعنی پچھوا ہوا چلائی گئی اور میری صبا یعنی مشرق سے آنیوالی ہوا کے ذریعہ مدد کی گئی۔ (ابن کثیر)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ سب تباہ کر دیئے گئے اور اُن میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔

ف۳ جیسے قوم نوحؑ اور قوم شعیبؑ۔

ف۴ یعنی ان میں سے کسی قوم نے اپنے مالک کے پیغمبرؑ کا کہنا نہ مانا۔

ف۵ یعنی تمہارے آباؤ اجداد کو جبکہ تم ان کی پشتوں میں تھے کشتی میں سوار کر لیا۔

ف۶ "ھا" کی ضمیر کشتی کیلئے بھی ہو سکتی ہے اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کشتی کو تمہارے لئے یادگار بنائیں۔ اس صورت میں کشتی سے مراد خاص حضرت نوحؑ کی کشتی بھی ہو سکتی ہے اور ہر کشتی بھی کیونکہ وہ اسی کی جنس سے ہونے کی وجہ سے اس کی یادگار ہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی کشتی کو اس امت کے ابتدائی لوگوں نے دیکھا ہے۔ (ابن کثیر)

ف۷ مراد ہر وہ شخص ہے جو واقعات کو سُن کر انہیں سمجھنے اور یاد رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ف۸ جیسا کہ پچھلی آیات کے تحت بیان کیا جا چکا ہے۔ صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلی مرتبہ اس وقت جب تمام مخلوقات فنا ہو جائے گی اور دوسرا اس وقت جب تمام لوگ زندہ ہو کر اپنی قبروں سے نکلیں گے۔

ف۹ کیونکہ وہ درمیان سے پھٹ جائیگا۔ ضحاکؒ کہتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا تو وہ زمین پر اُتر آئیں گے اور اسے اور اس کے رہنے والوں کو گھیر لیں گے۔ (شوکانی)

ف۱۰ یا "فرشتوں کی آٹھ صفیں اٹھائینگی جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے" جیسا کہ ابن عباسؓ سے متعدد طرق کے ساتھ مروی ہے مگر قرآن کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھ فرشتے ہونگے اور اس کی تائید بعض صحیح روایات سے بھی ملتی ہے۔ ابن عربیؒ نے فتوحات میں حملۃ العرش پر مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ عظمتِ الٰہی کی تمثیل ہو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا حساب سے کنایہ ہو۔ (روح)

ف۱۱ اس آیت میں "یقین" کے لئے اصل لفظ "ظن" استعمال ہوا ہے۔ ظن کے لفظی معنی اگرچہ گمان کے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد یقین لینا ضروری ہے کہ آخرت میں نجات کا انحصار یقین پر ہے۔ ضحاکؒ کہتے ہیں کہ قرآن میں جہاں لفظ ظن مومن کی طرف منسوب ہوا ہے وہاں اس کے معنی یقین کے ہیں اور جہاں کافر کی طرف ہوا ہے اس سے مراد شک ہے۔ ف۱۲ یعنی اتنے نیچے ہوں گے کہ آدمی انہیں ہاتھ سے توڑ لے گا۔

مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّىْ

کیا ہے حساب میرا اے کاش کے یہ موت ہوتی تمام کرنے والی نہ کفایت کیا مجھ سے مال میرے نے جاتی رہی مجھ سے

حساب کی خبر نہ ہوتی ف۱ کاش اگلی موت میرا کام تمام کر دیتی ف۲ (ہائے افسوس) میں نے جو دنیا میں دولت کمائی وہ بھی کچھ کام نہ آئی میری دولت بھی

سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

سلطنت میری پکڑو اُس کو پس طوق پہناؤ اس کو پھر دوزخ میں لے جاؤ اس کو پھر بیچ زنجیر کے کہ پیمائش اس کی

خاک میں مل گئی ف۳ (حکم ہوگا) اس کو پکڑ لو (باندھ لو) گلے میں طوق ڈالو پھر دوزخ میں دھکیل دو پھر ستر ہاتھ کی ایک زنجیر میں اُس کو

سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى

ستر ہاتھ ہے پس جکڑیو اس کو تحقیق وہ تھا نہیں ایمان لاتا ساتھ اللہ بڑے کے اور نہ رغبت دلاتا تھا اوپر

پرو دو ف۴ کیونکہ یہ (دنیا میں) اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو سب سے بڑا ہے اور محتاج کو کھانے کی

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾

کھانے فقیر کے پس نہیں واسطے اُس کے آج اس جگہ کوئی دوست اور نہ کھانا مگر دھوون دوزخیوں کے سے

رغبت نہیں دلاتا تھا ف۵ اب اُس کا یہاں کوئی دل جلا دوست نہیں اور نہ اُس کے لئے (یہاں کھانا ہے) مگر دوزخیوں کا پیپ لہو ف۶

لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ

نہیں کھاویں گے اس کو مگر گنہگار پس قسم کھاتا ہوں میں اس چیز کی کہ دیکھتے ہو تم اور اُس چیز کی کہ نہیں دیکھتے ہو تم تحقیق وہ

یہ کھانا وہی کھائیں گے جو گنہگار ہیں (یعنی مشرک اور کافر) تو میں اُن چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جن کو تم دیکھتے ہو ف۷ اور جن کو نہیں دیکھتے (جیسے جن فرشتے وغیرہ) بیشک

لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ

البتہ کہنا ہے پیغام پہنچانے والے بزرگ کا اور نہیں ہے وہ کہنا شاعر کا تھوڑا سا ایمان لاتے ہو اور نہ کہنا

قرآن عزت والے فرشتے کا لایا ہوا ہے ف۸ اور وہ شاعر کا کلام نہیں ہے تم بہت کم یقین کرتے ہو اور نہ کاہن

كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا

سیانے کا تھوڑی سی نصیحت پکڑتے ہو اُتارا ہوا ہے پروردگار عالموں کی طرف سے اور اگر باندھ لیوے اوپر ہمارے

(نجومی) کا کلام ہے تم بہت کم غور کرتے ہو ف۹ سارے جہان کے مالک کا اتارا ہوا ہے اور اگر پیغمبر (محمدؐ) کوئی بات ہم پر بٹ لیتا

بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا

بعضی باتیں البتہ پکڑیں ہم اُس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالیں ہم اُس سے رگ گردن کی پس نہ

جھوٹ بنا لیتا) تو ہم (گنہگاروں کی طرح) اُس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ف۱۰ اور اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے ف۱۱ پھر

مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ

ہووے تم میں سے کوئی اس سے باز رکھنے والا اور تحقیق یہ البتہ نصیحت ہے واسطے پرہیزگاروں کے اور تحقیق ہم البتہ جانتے ہیں یہ کہ تم میں سے

تم میں کوئی بھی اُس کی طرف سے آڑے نہ آتا ف۱۲ اور بیشک یہ قرآن پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں بعضے لوگ اُس کو

مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

بعضے جھٹلانے والے ہیں اور تحقیق یہ البتہ پچھتاوا ہے اوپر کافروں کے اور تحقیق یہ البتہ یقین ہے پس پاکی بیان کر ساتھ نام پروردگار اپنے بڑے کے

جھٹلاتے ہیں ف۱۳ اور بیشک یہ قرآن کافروں کو (قیامت میں) افسوس دلانے گا ف۱۴ اور بیشک قرآن پورا یقینی ہے ف۱۵ تو اے پیغمبر اپنے بڑائی والے پروردگار کی پاکی بیان کر تا رہ

ف۱ یعنی مجھے پتا ہی نہ چلتا کہ میرا حساب کیسا ہے اور کیسا نہیں ہے۔ ف۲ یعنی کاش! میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہی نہ کیا جاتا۔ ف۳ ”سلطان“ سے مراد دلیل وحجت اور دولت وحکومت چیز ہو سکتی ہے۔ مقاتلؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ اقتدار ہے جو ہر شخص کو اپنے ہاتھ پاؤں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ قیامت کے روز جب کافر کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی دینگے تو وہ کہے گا ”ھلك عنی سلطانیہ“ آج میرا اقتدار مجھ سے جاتا رہا۔ (شوکانی)

ف۴ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ ”زنجیریں اس کے پیچھے سے داخل کر کے مُنہ سے نکالی جائیں گی۔“ (ابن کثیر)

ف۵ یعنی اتنا کنجوس تھا کہ نہ اپنے آپ کو اور نہ اپنے علاوہ دوسروں کو غرباء اور محتاجوں کو کھانا کھلانے پر ترغیب دیتا تھا گویا نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا تھا اور نہ اس کے بندوں کے۔ (ابن کثیر)

ف۶ یا ”زخموں کا دھوون“ عموماً مفسرینؒ نے غسلین کے یہی معنی بیان کئے ہیں۔ ضحاکؒ اور ربیعؒ کہتے ہیں کہ وہ ایک درخت ہے جسے دوزخی کھائیں گے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ وہ بدترین قسم کا ایک کھانا ہے۔ ابن زیدؒ کہتے ہیں کہ اس کی اور زقوم کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ دوسری آیت میں ہے: لیس لھم طعام الا من ضریع ” ان کو ضریع کے سوا کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا“ اس لئے ممکن ہے غسلین سے مراد ”ضریع“ ہی ہو۔ (شوکانی)

ف۷ جیسے زمین وآسمان، آدمی اور جانور وغیرہ — آیت کا یہ مطلب اس صورت میں ہے جب فلا میں لا کو زائد مانا جائے جیسا کہ اکثر مفسرینؒ کا خیال ہے ورنہ مطلب یہ ہوگا کہ ”مجھے ان چیزوں کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں جنہیں تم دیکھتے ہو۔“

ف۸ مراد حضرت جبریلؑ ہیں اگر ”رسول کریم“ سے مراد آنحضرتؐ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ قرآن ایک عزت والے پیغمبرؐ کے پڑھ کر سنانے کی چیز ہے۔“

ف۹ یعنی بالکل غور نہیں کرتے۔ اگر غور کرتے تو ہرگز اس قسم کی بکواس نہ کرتے۔

ف۱۰ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: یعنی اگر جھوٹ بناتا اللہ پر تو اوّل اس کا دشمن اللہ ہوتا اور ہاتھ پکڑتا — یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلاد اس کا ہاتھ پکڑ رکھتا ہے اپنے بائیں ہاتھ میں، تا سرک نہ جائے۔ (موضح)

ف۱۱ یعنی گردن کی وہ رگ جو دل سے ملتی ہے اور اس کے کٹنے سے آدمی فوراً مر جاتا ہے۔

ف۱۲ یعنی اسے ہمارے عذاب سے نہ بچا سکتا — یہ بات آنحضرتؐ کی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے نہیں فرمائی بلکہ یہاں اس سے مقصد یہ ہے کہ آنحضرتؐ جو اللہ کے سچے پیغمبرؐ ہیں اس قرآن میں اپنی طرف سے ایک حرف، ایک شوشہ کا بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اگر آپؐ ایسا کرتے تو ایک لمحہ کے لئے بھی آپؐ کو مہلت نہ دی جاتی۔ اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹا نبی فوراً ہلاک کر دیا جاتا ہے — اس زمانہ میں ایک جھوٹے مدعی نبوت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو میری نبوت کا زمانہ ۲۳ سال سے زائد نہ ہوتا جو آنحضرتؐ کی نبوت کا زمانہ ہے بلکہ میں اس سے پہلے ہی ہلاک کر دیا جاتا۔ ایک استدلال غلط اور دوسرے نبوت کا زمانہ ۲۳ سال سے زائد کا افترا جھوٹا نبی ہی باندھ سکتا ہے کیونکہ جو لوگ ان کی تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس نے نومبر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور برض ہیضہ انتقال کر گیا۔ (تفسیر ثنائی میں یہ بحث مفصل مذکور ہے)

ف۱۳ یعنی قرآن کو نہیں مانتے ہم انہیں عنقریب سزا دیں گے۔ ف۱۴ یعنی جب وہ قیامت کے دن اپنے بُرے اور اہلِ ایمان کے اچھے انجام کو دیکھیں گے تو حسرت کریں گے کاش ہم بھی اگر قرآن پر ایمان لے آتے تو آج اس بُرے انجام سے دوچار نہ ہوتے۔ ف۱۵ یعنی اس کے کلامِ الٰہی ہونے میں ذرّہ بھر شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ (۷۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۴۴ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالےٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾

پوچھا ایک پوچھنے والے نے عذاب کو کہ ہونے والا ہے واسطے کافروں کے نہیں اُس کو کوئی دفع کرنے والا وہ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے

ایک مانگنے والے نے (جلدی کرکے) وہ عذاب مانگا جو (بلند) درجے والے اللہ کی طرف سے کافروں کو (ضرور) ہونے والا ہے کوئی اُس کو روک نہیں سکتا ف۲

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ

چڑھتے ہیں فرشتے اور روح طرف اُس کی وہ عذاب ہوگا بیچ اُس دن کے کہ ہے مقدار اُس کی پچاس ہزار برس کی پس صبر کر

فرشتے اور روح (یعنی جبرئیل یا اور کوئی فرشتہ) اُس تک ایک دن میں چڑھتے ہیں اگر اور کوئی وہاں تک چڑھنا چاہے تو اُس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہیں ف۳ (اے پیغمبر) تو ان لوگوں کے جھٹلانے

صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾

صبر اچھا تحقیق وہ دیکھتے ہیں اُس کو دور اور ہم دیکھتے ہیں اُس کو نزدیک جس دن کہ ہوگا آسمان مانند تلچھٹ تیل کے

پر) اچھا صبر کئے رہ یہ لوگ قیامت کو دور از قیاس سمجھتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ نزدیک ہے ضرور آنے والی ہے۔ جس دن آسمان پگھلے تانبے کی طرح (لال) ہو جائیگا

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ

اور ہوویں گے پہاڑ مانند پشم دھنی ہوئی کے اور نہ پوچھے گا کوئی دوست دوست کو دکھلائے جائیں گے اُن کو دوست رکھے گا گنہگار

اور پہاڑ رنگی ہوئی اُون کی طرح (اڑتے پھریں گے) کوئی رشتہ والا اپنے رشتہ دار کو یا کوئی دوست اپنے دوست کو دکھائے جانے پر بھی نہ پوچھے گا ف۴ گنہگار (کافر) اُس دن

لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ

کاشکے بدلہ دیوے عذاب اُس دن کے سے ساتھ بیٹوں اپنے کے اور بی بی اپنی کے اور بھائی اپنے کے اور کنبے اپنے کے جو جگہ دیتا ہے

آرزو کرے گا کاش اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور اپنے بھائی اور اپنے کنبے والوں کو یا اپنی ماں کو (جو مصیبت کے وقت) اُس کو پناہ دیا کرتے تھے (اُن کے پاس جا کر

تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾

اُس کو اور جو کوئی کہ بیچ زمین کے ہیں سارے پھر چھٹا دے یہ بدلا دینا اُس کو ہرگز نہ چھوٹے گا تحقیق وہ شعلے والی آگ ہے اُدھیڑنے

رہتا تھا) اور زمین کے سارے لوگوں کو اپنی چھوڑائی میں دے ڈالے پھر (کسی طرح) یہ دنیا اُس کو چھوڑائے یہ ہونا نہیں یعنے چھوڑائی منظور نہ ہوگی وہ دوزخ تو

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ

والی ہے منہ کی کھال کو بلاتی ہے اُس شخص کو کہ اُس نے پیٹھ دی اور مُنہ پھیر لیا اور جمع کیا مال پس بند کر رکھا تحقیق آدمی پیدا کیا گیا ہے بے صبر جب لگتی ہے اُس کو

دھک رہی ہے وہ سر کی کھال ادھیڑ دے گی جو کوئی (دنیا میں حق بات سن کر) پیٹھ دکھانے اور منہ پھیرے اور پیسہ جمع کرکے رکھ چھوڑے (زکوٰۃ نہ دے) اُس کو کھینچ بلائے گی بیشک آدمی

الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى

بُرائی اضطراب کرنے والا ہے اور جب لگتی ہے اُس کو بھلائی منع کرنے والا ہے مگر نماز پڑھنے والے وہ جو اوپر نماز اپنی

دل کا کچا بنایا گیا ہے جب اُس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے ف۵ اور جب دولت ملتی ہے تو بخیل ہو جاتا ہے مگر ایماندار نمازی جو ہمیشہ (بلا ناغہ) نماز

صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور وہ لوگ جو بیچ مالوں اُن کے کے حصہ ہے معلوم واسطے مانگنے والے کے اور نہ مانگنے والے کے

پڑھتے ہیں ف۶ اور جن کے مال میں مانگنے والے (فقیر) اور چپ رہنے والے (فقیر) دونوں کا ایک حصہ مقرر ہے

ف۱ اس سورہ کے مکی ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (شوکانی)

ف۲ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ شخص جس نے عذاب مانگا نضر بن حارث تھا جبکہ اس نے یہ کہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ چنانچہ یہ شخص بدر کے روز مارا گیا۔ جمہور علمائے تفسیر نے یہی تاویل کی ہے۔ یا ممکن ہے عذاب مانگنے والے سے مراد آنحضرتؐ ہی ہوں۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی پیغمبرؐ نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جائیگا۔ (موضح) مگر پہلی تاویل قابل ترجیح ہے۔

ف۳ یعنی وہ پچاس ہزار سال میں اس مقام تک پہنچیگا جہاں یہ فرشتے ایک دن میں چڑھ جاتے ہیں۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب دن کا تعلق فرشتوں کے چڑھنے سے ہو۔ اگر اس کا تعلق عذاب سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مدت پچاس ہزار سال ہے یعنی قیامت کا دن۔ (شوکانی)

ف۴ یعنی ہر شخص کو اس کے عزیز دوست دکھلائے جائیں گے لیکن ایسا نفسی نفسی کا عالم ہوگا کہ وہ انہیں دیکھے اور پہچانے گا مگر ان کی ہرگز فکر نہ کرے گا جیسا کہ دوسری آیات میں ہے۔ دیکھئے (عبس: ۳۷) اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس سے سوال نہیں کرے گا کہ اس کے گناہوں کا کچھ بوجھ اٹھالے کیونکہ اس سے وہ مایوس ہوگا۔

ف۵ مصیبت یعنی محتاجی اور بیماری وغیرہ۔

ف۶ یعنی جو کوئی نماز ترک نہیں کرتے یا جو ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے ہیں۔ یہاں نماز سے نماز فرض مراد ہے مگر عموم پر محمول کرنا بہتر ہے۔ اس سے عبادت پر دوام کی فضیلت نکلتی ہے۔ ابو سلمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا، قَالَتْ فَكَانَ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا دَامَ عَلَيْهِ وَاِنْ قَلَّ۔ عبادت اتنی کرو جتنی طاقت ہو یعنی حد سے زیادہ اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالو ورنہ تم اکتا کر چھوڑ بیٹھو گے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ کو سب سے محبوب عمل وہ ہوتا جسے آپؐ ہمیشہ کرتے خواہ تھوڑا ہی ہو۔

ف۱ یعنی اپنے اعمال سے تصدیق کرتے ہیں کہ انہیں قیامت کے آنے کا یقین ہے۔ ف۲ لفظی مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا نہیں ہے کہ اس سے بے خوف ہوا جائے۔ ف۳ یعنی جو اپنی بیوی یا لونڈی کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے اپنی شہوت پوری کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ حرام کاری کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔ (دیکھئے مومنون : ۷)

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ

اور وہ لوگ کہ تصدیق کرتے ہیں دن جزا کے کو اور وہ لوگ کہ وہ عذاب پروردگار اپنے کے سے ڈرتے ہیں

اور جو بدلے کے دن (قیامت) کا یقین رکھتے ہیں ف۱ اور جو اپنے مالک کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى

تحقیق عذاب پروردگار اُن کے نہیں کوئی اس سے نڈر کیا گیا اور جو لوگ کہ وہ واسطے شرمگاہ اپنی کے نگہبانی کرنے والے ہیں مگر اوپر

بیشک اُن کے مالک کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے ف۲ اور جو اپنی شرمگاہ کو روکے رہتے ہیں مگر اپنی

اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ

جوروؤں اپنی کے یا جن کے کہ مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ اُن کے پس تحقیق وہ نہیں ملامت کئے گئے پس جو کوئی چاہے سوا اس کے

بیبیوں یا لونڈیوں سے نزدیکی کریں تو اُن پر کچھ الزام نہیں پھر جو کوئی ان کے سوا اور کچھ چاہے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

پس یہ لوگ وہی ہیں حد سے نکل جانے والے اور وہ لوگ کہ واسطے امانتوں اپنی کے اور عہد اپنے کے رعایت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ کہ

تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں ف۳ اور جو اپنی امانت اور اقرار کا خیال رکھتے ہیں اور جو اپنی

بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

وہ ساتھ شہادتوں اپنی کے قائم رہنے والے ہیں اور وہ لوگ کہ وہ اوپر نماز اپنی کے محافظت کرنے والے ہیں یہ لوگ بیچ بہشتوں کے ہیں

گواہیوں پر جمے رہتے ہیں ف۴ اور جو اپنی نماز کی خبرداری رکھتے ہیں ف۵ یہ لوگ (بہشت کے) باغوں میں

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ

تعظیم کئے گئے پس کیا ہے واسطے اُن لوگوں کے کہ کافر ہوئے سامنے تیرے دوڑتے ہیں داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے

عزت سے رہیں گے ف۶ تو اے پیغمبرؐ! ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے داہنے اور بائیں طرف سے جھٹ کے جھٹ تیری طرف دوڑتے آتے ہیں

عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ

جماعت جماعت کیا طمع رکھتا ہے ہر ایک شخص اُن میں سے یہ کہ داخل کیا جاوے بہشت نعمت کی میں ہرگز نہیں تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے

کیا اُن میں کا ہر کوئی یہ امید رکھتا ہے کہ وہ آرام کے باغ (بہشت) میں جانے گا ف۷ یہ تو کبھی ہونا نہیں وہ جانتے ہیں جس چیز

مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ

اُن کو اس چیز سے کہ جانتے ہیں پس قسم کھاتا ہوں میں پروردگار مشرقوں کی اور مغربوں کی تحقیق ہم البتہ قادر ہیں اوپر اس کے کہ بدل ڈالیں

سے ہم نے ان کو بنایا ف۸ تو میں پوربوں اور پچھموں کے مالک کی (یعنی اپنی) قسم کھاتا ہوں ہم یہ کر سکتے ہیں ف۹ کہ اُن کے بدل (دوسری مخلوق) اُن

خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ

بہتر ان سے اور نہیں ہم عاجز کئے گئے پس چھوڑ دے اُن کو کہ جھگڑیں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملاقات کریں دن اپنے سے

سے بہتر لا کر بسا دیں اور ہم عاجز نہیں ہیں ف۱۰ تو اے پیغمبرؐ! ان کو بکنے دے اور کھیلنے دے یہاں تک کہ وہ دن اُن پر آن پہنچے

الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ

وہ جو وعدہ دیئے گئے ہیں جس دن نکلیں گے قبروں میں سے دوڑتے ہوئے گویا کہ وہ طرف تھانوں بتوں کے

جس کا اُن سے وعدہ ہے ف۱۱ جس دن قبروں سے نکلیں گے بھاگتے جائیں گے گویا وہ نشانوں کی طرف دوڑ

ف۴ یعنی سچی گواہی دیتے ہیں۔ کسی کے ڈر یا طمع سے گواہی دینے میں جھوٹ نہیں بولتے اور نہ کوئی بات چھپاتے ہیں۔ دیکھئے (سورہ بقرہ: ۱۴۰و۲۸۳)

ف۵ یعنی اسے دھیان سے تمام ارکان و شرائط کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ اوپر کی آیت میں نماز پر دوام کی تعریف کی ہے اور اس آیت میں نفس نماز کی حفاظت پر، مومنین کی صفات کی ابتداء اور انتہا میں نماز کی حفاظت پر زور دیا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ نماز ہی مومن کی معراج ہے اور باری تعالیٰ کے ساتھ مناجات ہے۔ اسی بنا پر آنحضرتؐ نے فرمایا ہے: جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (روح)

ف۶ یعنی یہ ہیں ان لوگوں کی صفات جو بہشت میں عزت سے رہیں گے۔

ف۷ یعنی اُن کے جھنڈ کے جھنڈ آپؐ کی مجلس میں آکر بیٹھتے اور آپؐ کی زبان مبارک سے قرآن کی آیتیں سنتے ہیں لیکن آپؐ کی کسی نصیحت پر عمل نہیں کرتے بلکہ آپؐ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا اس پر بھی اُن میں سے ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ جنت میں داخل کیا جائے گا؟ مفسرین کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر مسلمان جنت میں جائیں گے تو ہم ان سے پہلے جنت میں پہنچیں گے۔ ان کے اسی زعم باطل کی اس آیت میں تردید فرمائی گئی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۸ یعنی ایک حقیر قطرہ سے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں یہ سرکشی اور یہ بے خوفی؟

ف۹ مشرق (پورب) کئی ہیں کیونکہ ہر روز سورج ایک نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اسی طرح مغرب (پچھم) کیونکہ ہر روز سورج ایک نئی جگہ غروب ہوتا ہے۔ (تفصیل سورہ صافات کی آیت ۵ کے تحت گزر چکی ہے)۔

ف۱۰ یعنی ہم چاہیں تو انہیں ہلاک کر دیں اور ان کی جگہ ایسے لوگ زمین میں بسا دیں جو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار ہوں۔ ہم ایسا کرنا چاہیں تو اُن کی یہ ہرگز مجال نہیں ہے کہ ہمیں اپنے ارادہ سے باز رکھ سکیں، لیکن ہماری اپنی حکمت کا تقاضا ہے اس لئے ہم انہیں مہلت پر مہلت دیئے جا رہے ہیں۔ ان کی انتہائی بدبختی ہے کہ اس مہلت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے سرکشی میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ ف۱۱ یعنی قیامت کا دن۔

يُوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِیْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۲ ۸

دوڑتے ہیں نیچے ہوں گی آنکھیں اُن کی ڈھانکتی ہوگی اُن کو ذلت یہ دن وہ ہے جو تھے وعدہ دیئے جاتے

رہے ہیں ف۱ (خجالت و شرمندگی کے مارے) ان کی آنکھیں نیچے ہوں گی ذلت (اور خواری) اُن پر چھائی ہوئی ہوگی یہی تو وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ ہے

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ (۷۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰیاتها ۲۸ رکوعاتها ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۲

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾

تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم اُس کی کے یہ کہ ڈرا قوم اپنی کو پہلے اس سے کہ آوے ان کو عذاب درد دینے والا

ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس کو حکم دیا) اپنی قوم کو ڈرا ف۳ اس سے پہلے کہ اُن پر تکلیف کا عذاب آن پہنچے

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ يَغْفِرْ

کہا اے قوم میری تحقیق میں واسطے تمہارے ڈرانیوالا ہوں ظاہر یہ کہ عبادت کرو اللہ کو اور ڈرو اُس سے اور فرمانبرداری کرو میری بخشے گا

نوحؑ نے (اپنی قوم سے) کہا بھائیو میں تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کو پوجو ف۴ اور اس سے ڈرتے رہو اور میرا کہا مانو (ایسا کرو گے تو)

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ

واسطے تمہارے گناہ تمہارے اور ڈھیل دے گا تم کو ایک وقت مقرر تک تحقیق وعدہ خدا کا جب آتا ہے نہیں ڈھیل دیا جاتا کاش

وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا ف۶ (جو تم نے کفر کی حالت میں کئے ہیں) اور تم کو مقررہ مدت تک (موت تک) مہلت دے گا آرام سے زندگی گزارو گے (کیونکہ خدا کا وعدہ

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿۵﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ

کہ ہوتے تم جانتے کہا اے پروردگار میرے تحقیق بلایا میں نے قوم اپنی کو رات کو اور دن کو پس نہ زیادہ کیا اُن کو

عذاب) جب آن پہنچتا ہے وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا کاش تم یہ بات سمجھتے ہوتے آخر نوحؑ نے ف۷ دعا کی مالک میرے میں نے اپنی قوم کو رات دن (ایمان کی طرف) بلایا پر میرے

دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ

پکارنے میرے نے مگر بھاگنا اور تحقیق میں نے جب کبھی پکارا اُن کو تو کہ بخشے تو اُن کو کیں اُنہوں نے انگلیاں اپنی بیچ

بلانے سے وہ اور زیادہ بھاگنے لگے ف۸ اور ہر بار جب میں نے ان کو (ایمان کی طرف) بلایا اس لئے کہ تو ان کے گناہ بخشے تو انہوں نے (میری بات دسننے کو) اپنے کانوں

اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ

کانوں اپنے کے اور اوڑھ لئے کپڑے اپنے اور استادگی کی انہوں نے اور تکبر کیا انہوں نے تکبر کرنا بڑا پھر تحقیق میں نے بلایا اُن کو پکار

میں انگلیاں ٹھونس لیں اور (میرا چہرہ نہ دکھائی دینے کو) انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے ف۹ اور (اپنی) ہٹ پر قائم رہے ف۱۰ اور بہت مغروری ہو گئے پھر میں نے ان کو پکار کر

جِهَارًا ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ﴿۹﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

کر پھر تحقیق میں نے ظاہر کیا واسطے ان کے اور چھپا کر کہا میں نے واسطے ان کے چھپا کر کہنا پس کہا میں نے بخشش مانگو پروردگار

بلایا (آواز سے) پھر (کبھی) ان کو کھلم کھلا سمجھایا اور (کبھی) چھپ چھپا کر میں نے کہا ف۱۱ اپنے مالک سے بخشش مانگو

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ

اپنے سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا بھیجے گا مینہ کو آسمان سے اوپر تمہارے بہت برسنے والا اور مدد دیوے گا تم کو ساتھ مالوں اور بیٹوں کے

بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے ف۱۲ آسمان سے موسلا دھار مینہ تم پر برسائے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں برکتی کرے گا

ف۱ یعنی گویا کوئی خاص نشان ہیں جن کی طرف یہ تیزی سے دوڑ رہے ہیں یا "نصب" سے مراد ان کے وہ استھان ہیں جن پر وہ دنیا میں اپنے جانور ذبح کیا کرتے تھے اور ان کی طرف لپکا کرتے تھے۔ فی زمانا جو ائمہ کے تابوت یا اُن کی قبروں کی پوجا کرتے ہیں وہ اُن کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں گویا یہ مشرکین کی پرانی عادت ہے۔

ف۲ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ کو حضرت نوحؑ اور ان کی قوم پر شہادت کے لئے بلایا جائے گا تو آپؐ بطور دلیل کے ان کے سامنے سورۂ نوح تلاوت فرمائیں گے ۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ اکثر صحابہؓ کے نزدیک حضرت نوحؑ کا زمانہ حضرت ادریسؑ سے پہلے کا ہے، اور حضرت نوحؑ اور آدمؑ کے درمیان دس قرن کا زمانہ ہے اور سب سے پہلے نبی ہیں جن پر شریعت نازل ہوئی اور انہوں نے اپنی قوم کو شرک سے ڈرایا۔ اس بنا پر حضرت نوحؑ کو شیخ المرسلین اور آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

ف۳ حضرت نوحؑ پہلے رسولؑ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو شرک کے انجام سے ڈرانے کا حکم دیا۔ ان کے زمانہ اور عمر وغیرہ کے متعلق بحث سورہ عنکبوت میں گزر چکی ہے۔

ف۴ مراد دوزخ کا عذاب بھی ہو سکتا ہے اور طوفان کا بھی۔

ف۵ اُور اسی کے بندے بن کر رہو۔ "عبادت" کے لفظ میں پوجا اور بندگی دونوں کا مفہوم شامل ہے۔

ف۶ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وہ تمہارے گناہ بخش دے گا"۔ اس صورت میں "من" کا لفظ زائد ہوگا۔

ف۷ یعنی ایک مدت تک حضرت نوحؑ اپنی قوم کو سمجھاتے رہے لیکن وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے۔ اس پر آخر کار حضرت نوحؑ نے دعا کی۔

ف۸ یعنی میرے بلانے پر ایمان تو کیا لاتے ایمان سے انہیں اور زیادہ نفرت ہو گئی، گویا میرے بلانے کا ان پر اُلٹا اثر ہوا۔

ف۹ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دشمنی پر کمر باندھ لی۔

ف۱۰ یعنی کفر و شرک کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے۔

ف۱۱ یعنی مجمعوں میں دعوت عام کے ذریعہ بھی سمجھایا اور انفرادی طور پر ایک ایک شخص کو بھی۔ الغرض ان کے سمجھانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

ف۱۲ یعنی تمہارے گناہ بخش دے گا۔

ف۱ معلوم ہوا کہ استغفار سے صرف آخرت ہی نہیں بنتی بلکہ دنیا میں بھی خوشحالی اور مال و دولت اور اولاد میں برکت نصیب ہوتی ہے اسی بنا پر نماز استسقا میں اس سورہ کا پڑھنا مستحب ہے۔ حضرت عمرؓ سے متعلق روایات میں ہے کہ آپ استسقاء (بارش کی دعا) کیلئے منبر پر چڑھے تو صرف استغفار کیا اور استغفار سے متعلق آیات کی تلاوت کی، جن میں ایک یہ آیت تھی۔ پھر منبر سے اُتر کر فرمایا: لَقَدْ طَلَبْتُ الْغَيْثَ بِمَجَادِيْحِ السَّمَآءِ الَّتِيْ يُسْتَنْزَلُ بِهَا الْمَطَرُ، "میں نے آسمان کے ان سوراخوں کے ذریعہ بارش کی دعا کی ہے جن سے بارش اُتاری جاتی ہے۔ (ابن کثیر) ربیع بن صبیح فرماتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ سے جب کوئی شخص تکلیف کی شکایت کرتا تو آپ فرماتے استغفار کرو اور فرماتے کہ یہ نسخہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو بتایا ہے۔ (مختصراً از روح المعانی)

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ

اور کرے گا واسطے تمہارے باغ اور کرے گا واسطے تمہارے نہریں کیا ہے واسطے تمہارے کہ نہیں اعتقاد کرتے واسطے خدا کے بزرگی کا اور

اور تم کو باغ دے گا اور نہریں سر فراز کرے گا ف۱ تم کو کیا ہو گیا تم خدا کی عظمت سے نہیں ڈرتے ف۲ حالانکہ اسی

خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

تحقیق پیدا کیا ہے تم کو طرح طرح سے کیا نہیں دیکھا تم نے کیوں کر پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے اور کیا چاند کو بیچ

نے تم کو طرح طرح پر پیدا کیا ف۳ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہ بر تہ (ایک کے اوپر ایک) بنائے ہیں اور اُن میں چاند رکھا

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ

اُن کے روشن اور کیا سورج کو چراغ اور اللہ تعالیٰ نے اُگایا تم کو زمین سے ایک طرح کا اُگانا پھر

روشنی کے لئے اور سورج کو (جلتا ہوا) چراغ بنایا ف۴ اور اللہ تعالیٰ ہی نے تم کو زمین سے اُگایا ف۵ پھر

يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا

پھیر لے جاوے گا تم کو بیچ اُس کے اور نکالے گا تم کو ایک طرح کا نکالنا اور اللہ نے کیا ہے واسطے تمہارے زمین کو بچھونا تو کہ چلو اُس میں

اُسی میں تم کو لوٹا کر لے جائے گا (خاک ہو جاؤ گے) اور (قیامت کے دن) اُسی زمین سے تم کو نکال کھڑا کرے گا اور اللہ ہی نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا اس لئے کہ اس

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ

راہیں کشادہ کہا نوحؑ نے اے پروردگار میرے تحقیق انہوں نے نافرمانی کی میری اور پیروی کی اُس شخص کی کہ نہ زیادہ کیا

کے کھلے رستوں میں (جدھر چاہو) چلو پھرو ف۶ (جب اس پر بھی نوح کی قوم نے نہ مانا تو) نوحؑ نے دعا کی مالک میرے وہ میرا کہنا نہیں مانتے اور ان لوگوں کی سنتے ہیں

ع ۱

مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا

اُس کو مال اس کے نے اور اولاد اُس کی نے مگر ٹوٹا دینا اور مکر کیا اُنہوں نے مکر بہت بڑا اور کہا اُنہوں نے ہرگز مت چھوڑو معبودوں اپنوں کو اور مت

جن کے مال اور اولاد نے ان کو (فائدہ تو نہ دیا) الٹا نقصان پہنچایا ف۷ اور اُنہوں نے (میرے ساتھ) بڑا داؤں کیا ف۸ اور (آپس میں ایک دوسرے سے) کہنے لگے اپنے دیوتاؤں کو

تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا

چھوڑو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو اور تحقیق گمراہ کیا انہوں نے بہتوں کو اور مت

نہ چھوڑنا ف۹ اور نہ ود اور نہ سواع اور نہ یغوث اور نہ یعوق اور نسر کو ف۱۰ اور ان لوگوں نے (رئیسوں نے یا بتوں نے) بہتیروں

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا

زیادہ کر الٰہی ظالموں کو مگر گمراہی بہ سبب گناہوں اپنے کے ڈبائے گئے پس داخل کئے گئے آگ میں پس نہ پایا اُنہوں نے

کو گمراہ کر ڈالا اور پروردگار ایسا کر کہ یہ ظالم اور زیادہ گمراہ ہوں ف۱۱ (آخر) اپنے گناہوں کی وجہ سے نوح کی قوم والے ڈبو دیئے گئے پھر آگ میں ڈالے گئے ف۱۲ اور خدا تعالیٰ

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ

واسطے اپنے سوائے خدا کے مدد دینے والا اور کہا نوحؑ نے اے رب میرے مت چھوڑ اوپر زمین کے کافروں

کے سوا ان کو کوئی مدد کرنے والا نہ ملا (جو خدا کے عذاب سے ان کو بچائے) اور نوحؑ نے (یہ بھی بد) دعا کی مالک میرے زمین پر ان کافروں میں سے ایک چلنے والا

الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا

میں سے بسنے والا تحقیق تو اگر چھوڑ دے گا اُن کو گمراہ کر دیں گے بندوں تیرے کو اور نہ جنیں گے مگر بدکار

(یا بسنے والا) بھی نہ چھوڑ ف۱۳ کیونکہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو بہکائیں گے اور ان کی جو اولاد ہو گی وہ بھی بدکار سخت

ف۲ یعنی خدا سے اس طرح کیوں نہیں ڈرتے جس طرح کہ اس کی عظمت کا تقاضا ہے۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ تم اللہ سے ثواب کی امید اور عذاب کا ڈر کیوں نہیں رکھتے؟ تیسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اللہ کا حق کیوں نہیں پہچانتے اور اس کی نعمت کا شکر کیوں نہیں بجا لاتے؟ کوئی مطلب لیا جائے، مقصود یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اسی کو معبود برحق مانو اور اسی کی اطاعت کرو، تمہاری سر آفت ٹلے گی اور تمہیں دنیا و آخرت میں عزت نصیب ہوگی۔

ف۳ یہ اشارہ ہے ان مراحل کی طرف جن سے آدمی اپنی پیدائش سے پہلے ماں کے پیٹ میں اور پھر پیدا ہونے کے بعد اپنی زندگی میں گزرتا ہے۔ پہلے وہ نطفہ ہوتا ہے، پھر خون کا لوتھڑا، پھر گوشت کا ٹکڑا، پھر ہڈیاں اور گوشت، پھر بچہ، پھر جوان، پھر بوڑھا اور آخر کار خاک میں جا ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو ذات تمہیں ان مراحل سے گزارتی ہے، تم اس کے وقار اور عظمت کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کیوں کرتے ہو؟۔

ف۴ یعنی چاند صرف روشنی دیتا ہے اور سورج روشنی کے علاوہ گرمی بھی۔

ف۵ یعنی تمہارے باپ آدمؑ کو مٹی سے بنایا۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ "اللہ نے تمہیں زمین سے (یعنی زمین سے نکلنے والی نباتات کے ذریعہ) بڑھا کر بڑا کیا۔

ف۶ زمین کے بچھونا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پھیلی ہوئی برابر معلوم ہوتی ہے اور اس پر چلنے اور بیٹھنے میں تکلیف نہیں ہوتی، اگرچہ وہ گول ہے۔

ف۷ یعنی مجھے چھوڑ کر اپنے اُن سرکش سرداروں اور مالداروں کی پیروی کرتے ہیں جنہیں ان کے مال و دولت اور اولاد نے آخرت سے اندھا کر رکھا ہے اور اس بنا پر وہ سخت نقصان میں پڑے ہوئے ہیں۔

ف۸ یعنی دوسروں کو میرے درپے آزار کیا اور خود بھی مجھے ستانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

ف۹ مراد وہ بت اور مورتیاں ہیں جن کی وہ لوگ پوجا کرتے تھے۔

ف۱۰ بتوں کا عام انداز میں ذکر کرنے کے بعد ان میں سے پانچ کا نام لے کر ذکر کیا کیونکہ وہ ان کے سب سے بڑے بت تھے اور اکثر لوگ انہی کے معتقد تھے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ یہ دراصل حضرت نوحؑ سے پہلے چند نیک لوگ تھے۔ ان کے مرنے کے بعد شیطان نے لوگوں کو بہکایا کہ ان کی مورتیاں بنا کر عبادت کے وقت اپنے سامنے رکھ لیا کرو، تو تمہارا عبادت میں خوب جی لگے گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، ان کے مرنے کے بعد شیطان نے ان کی اولاد کو بہکایا کہ تمہارے باپ دادا انہی مورتیوں کی پوجا کیا کرتے تھے، تم بھی ان کی پوجا کرو۔ اس طرح ان کی پوجا ہو گئی اور اس طرح بت پرستی کا آغاز ہوا۔ (فتح القدیر)

ف۱۱ کیونکہ جب ان کی گمراہی بڑھے گی تو وہ مزید عذاب کے سزاوار ٹھہریں گے۔

ف۱۲ یعنی مرتے ہی ان پر آگ کا عذاب شروع ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہ عذاب ہے جسے احادیث میں عذابِ قبر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ف۱۳ یعنی سب کو ہلاک کر دے۔ یہ بددعا حضرت نوحؑ نے اس وقت فرمائی جب وہ قوم کے ایمان لانے سے بالکل مایوس ہو گئے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ یہ بددعا اس وقت کی جب اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی فرمائی: اِنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ۔ یعنی آپ کی قوم کے جو لوگ ایمان لانے والے تھے لے آئے اب کوئی نیا آدمی ایمان نہ لائے گا۔ (شوکانی)

ف۱ یہ حضرت نوحؑ نے اس تجربہ کی بنا پر فرمایا جو انہیں اپنی قوم میں ۹۵۰ سال تک دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہنے کے بعد حاصل ہوا تھا۔ ف۲ یعنی میرے گھر میں آکر پناہ لے یا میری مسجد میں آئے یا میری کشتی میں سوار ہو۔

ف۳ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی یہ دعا قبول فرمائی اور طوفان بھیجا جس نے تمام مشرکوں اور کافروں کو غرق کر دیا۔ حضرت نوحؑ کی یہ دعا قیامت تک آنیوالے تمام ایماندار مردوں اور عورتوں اور ظالم (مشرک و کافر) مردوں اور عورتوں کیلئے ہے۔

كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ

کفر کرنے والا اے پروردگار میرے بخش مجھ کو اور واسطے ماں باپ میرے کے اور واسطے اُس شخص کے کہ داخل ہو گھر میرے میں ایمان لا کر اور واسطے

ناشکری ہی ہوگی ف۱ مالک میرے مجھ کو بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اس کو ف۲ اور (تمام) ایمان دار مرد

وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

سب ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے اور مت زیادہ دے ظالموں کو مگر ہلاک کرنا

اور ایماندار عورتوں کو اور ظالموں (مشرکوں) کی تباہی (روز بروز) بڑھاتا جا ف۳

سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ (۷۲) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۲۸ رکوعاتہا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۴

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ يَهْدِي

کہہ وحی کی گئی ہے طرف میری یہ کہ سنا ایک جماعت نے جنوں میں سے پس کہا انہوں نے تحقیق سنا ہم نے قرآن عجب کہ راہ دکھاتا ہے

(اے پیغمبر) اپنے لوگوں سے کہہ دے مجھے (خدا کی طرف سے) یہ وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں ف۵ نے (تین سے دس تک) قرآن مجھ سے سنا ف۶ پھر وہ اپنے

إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴿۲﴾ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ

طرف بھلائی کے پس ایمان لائے ہم ساتھ اُس کے اور ہرگز نہ شریک لاویں گے ہم ساتھ رب اپنے کے کسی کو اور یہ کہ بہت بلند ہے عزت پروردگار ہمارے کی

لوگوں پاس لوٹ گئے اور کہنے لگے ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا جو سچا راستہ بتلاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے مالک کا شریک نہ بنائیں گے ف۷ اور

صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ﴿۳﴾ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ﴿۴﴾ وَأَنَّا

نہیں پکڑی اُس نے بی بی اور نہ اولاد اور یہ کہ کہا کرتے تھے بیوقوف ہمارے اوپر اللہ کے زیادتی اور یہ کہ ہم

ہمارے مالک کی شان بلند ہے وہ نہ جورو رکھتا ہے نہ اولاد ف۸ اور ہم میں کوئی بیوقوف تھا جو اللہ تعالیٰ پر بڑا جھوٹ لگاتا تھا ف۹ اور ہم یہ

ظَنَنَّا أَنْ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿۵﴾ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ

گمان کرتے تھے یہ کہ ہرگز نہ کہیں گے آدمی اور جن اوپر اللہ کے جھوٹ اور یہ کہ تھے کئی مرد آدمیوں میں سے پناہ پکڑتے

سمجھتے تھے کہ آدمی اور جن بھلا اللہ تعالیٰ پر کیوں جھوٹ باندھنے لگے ف۱۰ اور (ہوا یہ کہ) بعضے آدم زاد لوگ

يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿۶﴾ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ

تھے ساتھ مردوں کے جنوں سے پس زیادہ کیا اُن کو تکبر اور یہ کہ انہوں نے گمان کیا تھا جیسا گمان کیا تھا تم نے یہ کہ

بعضے جن لوگوں کی پناہ لیتے تھے اس سے اُن کا دماغ اور چڑھ گیا ف۱۱ اور آدمی بھی جیسے تم سمجھتے تھے یہ سمجھنے لگے ف۱۲ کہ اللہ تعالیٰ

لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ﴿۷﴾ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَ

ہرگز نہ بھیجے گا اللہ کسی کو اور یہ کہ ہم نے ٹٹولا آسمان کو پس پایا ہم نے اُس کو بھرا ہوا چوکیداروں سخت سے اور

(مرنے کے بعد) کسی کو (جلا کر) نہیں اٹھائے گا ف۱۳ اور ہم نے آسمان کو (جا کر) ٹٹولا دیکھا تو وہ زبردست پہروں اور (آگ کے) شعلوں سے بھرا ہوا ہے

شُهُبًا ﴿۸﴾ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا

شعلوں آگ سے اور یہ کہ بیٹھا کرتے تھے ہم آسمان میں سے ٹھکانوں میں واسطے سننے کے پس جو کوئی سنتا ہے اب پاتا ہے واسطے اپنے شعلہ گھات

ف۱۴ اور پہلے تو یہ تھا کہ (فرشتوں کی باتیں) سننے کے لئے ہم آسمان میں کئی ٹھکانوں میں بیٹھا کرتے تھے اب تو جو کوئی سننے جائے تو ایک شعلہ اپنے لئے

المنزل ۷

ع ۸/۱۰ النصف

ف۴ یہ سورہ بالاتفاق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ (فتح القدیر)

ف۵ سورہ احقاف میں گزر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ چند جنوں کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے جب قرآن سنا تو اس پر سچے دل سے ایمان لائے۔ پھر اپنے قبیلے کی طرف واپس ہو گئے اور اسے قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی ـــ اسی واقعہ کا ذکر سورۂ جن کی ان آیات میں کیا گیا ہے اور یہاں جنوں کی اس تقریر کو جو انہوں نے واپس جا کر اپنے قبیلے کے سامنے کی، زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس واقعہ سے متعلق دوسری تفصیلات کو سورۂ احقاف کی آیت ۲۹ تا ۳۲ کے تحت فوائد میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ف۶ یعنی جو اپنی فصاحت و بلاغت، طرزِ بیان، قوتِ تاثیر اور علوم و مضامین کے اعتبار سے حیرت انگیز ہے۔

ف۷ اس میں بنی آدم ـــ خصوصاً رؤسائے قریش ـــ میں سے کافر لوگوں کو شرم دلائی گئی ہے کہ جنوں نے جب پہلی ہی مرتبہ قرآن سنا تو وہ سمجھ گئے کہ ایسا کلام کسی انسان کا تصنیف کیا ہوا نہیں ہو سکتا، لیکن تم ہو کہ بار بار قرآن کو سنتے ہو لیکن اس پر ایمان نہیں لاتے بلکہ یہی رٹ لگائے جا رہے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ قرآن خود تصنیف کر لیا ہے یا کوئی عجمی ہے جو انہیں یہ قرآن سکھا جاتا ہے

ف۸ یعنی بیوی اور اولاد رکھنا اس کی شانِ عظمت کے منافی ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "جو گمراہیاں آدمیوں میں تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں۔ اللہ کے جورو اور بیٹے بتاتے تھے۔" (موضح)

ف۹ یعنی یہ کہتا تھا کہ اللہ کی بیوی اور اولاد ہے بیوقوف سے مراد سرکش و مشرک جن ہیں یا خاص طور پر ابلیس۔

ف۱۰ اور اسی غلط فہمی پر ہم نے ان کی بات مان لی تھی اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بیوی اور اولاد ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ یہ کمبخت جھوٹے بے وقوف تھے۔

ف۱۱ عربوں میں بعض مشرکین کا قاعدہ تھا کہ وہ جنوں سے غیب کی خبریں پوچھتے، ان کے نام کی نذریں چڑھاتے اور نیازیں دیتے اور جب سفر کے دوران میں رات کو کسی خوفناک مقام پر اترتے، تو کہتے کہ اس علاقہ کے جنوں کا جو سردار ہے، ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں نے جنوں کو اور بھی زیادہ مغرور بنا دیا کیونکہ وہ سمجھنے لگے کہ ہم تو آدمیوں کے بھی سردار ہو گئے، اسی لئے وہ ہماری پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ مقاتلؒ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یمن کے کچھ لوگوں نے جنوں کی پناہ لینا شروع کی، پھر قبیلہ بنی حنیفہ کے کچھ لوگوں نے، اور پھر ہوتے ہوتے تمام عرب میں اس کا رواج ہو گیا۔ جب اسلام آیا تو وہ جنوں کے بجائے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے لگے۔" (فتح القدیر)

ف۱۲ یا "جن بھی، اے آدمیو! تمہاری طرح یہ سمجھنے لگے"

ف۱۳ یا "اللہ تعالیٰ کسی کو (پیغمبر بنا کر) مبعوث نہ کریگا۔" مطلب یہ ہے کہ وہ آخرت یا رسالت کے منکر ہو گئے۔ ف۱۴ یعنی اس میں فرشتے کثرت سے پہرا دے رہے ہیں جو کسی شیطان کو غیب کی خبر سننے کے لئے اس کے قریب تک پھٹکنے نہیں دیتے اور جو شیطان اس کی جرأت کرتا ہے اس پر آگ کے شعلے برسائے جاتے ہیں۔ اس سے ہم نے سمجھا کہ زمین میں کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے جس کی بدولت آسمان کی حفاظت کے لئے یہ نئے انتظامات کئے گئے ہیں۔

ف گویا شہاب ثاقب کا آتشین گولا گھات میں ہے کہ جونہی کوئی جن فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے آسمان پر پہنچے، وہ اس کے تعاقب کے لئے لپکے۔ یہ مضمون سورۂ حجر میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ (دیکھئے اس کی آیات ۱۷، ۱۸) ف۲ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شہاب ثاقب کا وجود تھا یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ اس کا وجود تھا مگر اس کثرت سے نہیں۔ اسی بنا پر جن زمین میں ہر طرف بکھر گئے تھے کہ معلوم کریں کونسا غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے آسمان کی پہلے سے زیادہ حفاظت ہونے لگی ہے، یہاں تک کہ وہ وادیٔ بطن نخلہ میں پہنچے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اسے سن کر وہ ایمان لائے اور سمجھ گئے کہ اسی وجہ سے آسمان پر پہروں کا انتظام پہلے سے سخت کر دیا گیا ہے۔ (ابن کثیر)

تَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ﴿۱۰﴾

لگائے ہوئے — اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ برائی ارادہ کی گئی ہے ساتھ اُن لوگوں کے کہ بیچ زمین کے ہیں یا ارادہ کیا ہے ساتھ اُن کے پروردگار ان کے نے بھلائی

تیار پائے ف — اور ہم کو معلوم نہیں کہ (اس انتظام سے) زمین والوں کی بُرائی منظور ہے یا اُن کا مالک اُن سے بھلائی کرنا چاہتا ہے ف۲

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

کا اور یہ کہ بعضے ہم میں سے نیک ہیں اور بعضے ہم میں سے سوائے اس کے ہیں ہم ہیں کے راہیں مختلف اور یہ کہ جانا ہم نے یہ کہ ہرگز نہ

اور ہم میں کچھ تو نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے (یعنے کافر بدکار) ہمارے کئی طرح کے گروہ (پہلے سے) چلے آئے ہیں ف۳ اور (اب تو) ہم نے سمجھ لیا

نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤی اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ

عاجز کریں گے ہم اللہ تم کو بیچ زمین کے اور ہرگز نہ عاجز کریں گے ہم اُس کو بھاگ کر ۱۲ اور یہ کہ جب سنی ہم نے ہدایت ایمان لائے ہم ساتھ اس کے پس جو کوئی

کہ ہم زمین میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو نہیں ہرا سکتے اور نہ کہیں بھاگ کر اس کو عاجز کر سکتے ہیں ف۴ اور ہم نے جب راہ کی (ہدایت کی) بات سنی تو اس کو مان لیا ف۵ اور جو کوئی

یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ

ایمان لاوے ساتھ رب اپنے کے پس نہیں ڈرتا کم کر دینے سے اور نہ زیادہ دکھ دینے سے اور یہ کہ بعضے ہم میں سے مسلمان ہیں اور بعضے ہم میں سے ظالم ہیں

اپنے مالک پر ایمان لائے گا اُس کو نہ نقصان کا ڈر ہوگا اور نہ ظلم کا ف۶ اور ہم میں بعضے تو خدا کے تابعدار ہیں اور بعضے (کافر) نافرمان پھر

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ﴿۱۵﴾

پس جو کوئی اسلام لایا پس اُنہوں نے قصد کیا بھلائی کا اور اے پر ظالم پس ہیں وہ واسطے دوزخ کے لکڑیاں

جن لوگوں نے (خدا کی) تابعداری کی اُنہوں نے سیدھے رستے پر چلنا چاہا ف۷ اور جنہوں نے نافرمانی کی وہ دوزخ کے کندھے بنے ف۸

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۙ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَمَنْ

اور وحی کی گئی ہے طرف میری اگر یہ لوگ قائم رہتے اوپر راہ کے البتہ پلاتے ہم اُن کو پانی وافر تو کہ آزماویں ہم اُن کو بیچ اس کے اور جو شخص

اور (اے پیغمبر) لوگوں سے کہہ، اگر وہ (ایمان کے) سیدھے رستے پر جمے رہتے تو ہم اُن کو آزمانے کے لئے خوب پانی دیتے ف۹ اور جو کوئی اپنے مالک کی یاد سے

یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ

اعراض کرتا ہے یاد رب اپنے کی سے داخل کرے گا اُس کو عذاب سخت میں اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مت پکارو ساتھ

منہ موڑے تو وہ اُس کو سخت عذاب میں لے جائے گا ف۱۰ اور مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کے لئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ اَحَدًا ۙ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع قُلْ

اللہ کے کسی کو اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہوا بندہ خدا کا پکارتا ہے اُس کو نزدیک ہیں کہ ہوویں اوپر اُس کے حلقہ حلقہ کہہ

ساتھ کسی اور کا پوجا نہ کرو ف۱۱ اور جس وقت اللہ تعالیٰ کا بندہ (محمدؐ) اُس کی عبادت میں کھڑا ہوا تو جنات (چار طرف سے گھیر کر) اُس سے چمٹنے ہی کو تھے ف۱۲ اے پیغمبر

اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

سوا اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو کہہ تحقیق میں نہیں اختیار میں رکھتا واسطے تمہارے ضرر کو اور نہ بھلائی کو ف۱۳

کہہ دے میں تو بس اپنے مالک کا پوجا کرتا ہوں (خدائے واحد کا) اور کسی کو اُس کا شریک نہیں بناتا اے پیغمبر کہہ دے میں تمہارے نقصان یا نفع کا اختیار نہیں رکھتا

قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۙ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا

کہہ تحقیق مجھ کو ہرگز نہ پناہ دے گا خدا سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤں گا میں سوائے اُس کے جگہ پناہ کی مگر پہنچانا

اے پیغمبرؐ کہہ دے مجھ کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہیں بچا سکتا (وہی بچائے تو بچائے) اور اُس کے سوا کہیں مجھ کو پناہ نہیں مل سکتی (میرا کچھ اختیار نہیں)

ف۳ امام سعید بن المسیب اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ آدمیوں کی طرح جنوں کے بھی مختلف گروہ تھے۔ چنانچہ کوئی مسلمان تھا، کوئی یہودی کوئی نصرانی اور کوئی مجوسی۔ (قرطبی)

ف۴ یعنی زمین یا آسمان میں کہیں بھاگ جائیں، اس کے اختیار اور پکڑ سے باہر نہیں جا سکتے کیونکہ ہر جگہ اسی کی حکومت ہے۔

ف۵ مراد قرآن ہے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا۔

ف۶ یعنی نہ یہ ڈر ہوگا کہ اس کی نیکیوں میں کمی کر دی جائے گی اور نہ یہ اندیشہ کہ اس کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

ف۷ یعنی انہوں نے راہِ حق کی تلاش کی یہاں تک کہ اسے پا لیا۔

ف۸ اس سے معلوم ہوا کہ جنوں میں سے بھی بعض دوزخ میں جائیں گے اور بعض جنت میں (تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے: سورہ رحمٰن آیت ۴۶) اس آیت پر مسلمان جنوں کا کلام ختم ہو گیا جو انہوں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے کیا۔ آگے اللہ تعالیٰ کا اپنا کلام شروع ہو رہا ہے، گویا اس کا عطف "قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهٗ" پر ہے۔ (فتح القدیر)

ف۹ یعنی خوب پانی برساتے جس سے بکثرت پھل اور غلے پیدا ہوتے اور وہ خوشحال ہوتے۔ "آزمانے" سے مراد یہ ہے کہ اس میں بھی ان کا امتحان ہو کہ آیا خوشحالی پا کر شکر بجا لاتے ہیں یا کفر و ناشکری پر اُتر آتے ہیں۔ مقاتلؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت کفارِ مکہ کے بارے میں نازل ہوئی جب ان پر سات سال کا قحط پڑا۔ بعض مفسرینؒ نے "طریقہ" سے مراد کفر و ضلالت کا راستہ لیا ہے یعنی اگر یہ لوگ کفر و ضلالت کے راستہ پر ہی جمے رہتے تو ہم بطور استدراج انہیں خوب فارغ البالی اور خوشحالی دیتے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: "فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤی اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ" "پھر جب وہ اس نصیحت کو فراموش کر بیٹھے جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر قسم کی خوشحالی کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ بخششوں میں جو انہیں دی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور ان کا حال یہ ہو گیا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے۔" (انعام: ۴۴) "آزمانے" کے لفظ کو دیکھا جائے تو اسی دوسرے مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی انجام کار وہ دوزخ کے دردناک عذاب سے دوچار ہوگا۔

ف۱۱ یوں تو کسی بھی جگہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا جائز نہیں ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ مسجدوں میں جو خاص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں، کسی اور کو پکارنا شرک کی بدترین صورت ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ جب اپنے گرجوں میں داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو بھی پکارتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ صرف مجھے پکارو (خصوصاً جب تم مسجدوں میں داخل ہو جو میرے ہی نام پر میری ہی عبادت کیلئے بنائی گئی ہیں)۔ بعض مفسرینؒ نے "مساجد" سے مراد جسم کے وہ اعضاء لئے ہیں جنہیں سجدہ کے وقت زمین پر رکھا جاتا ہے یعنی پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔ اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ تمام اعضاء اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے ہیں، لہٰذا یہ جائز نہیں ہے کہ ان کے ذریعے اپنے حقیقی خالق و مالک کے علاوہ کسی اور کو بھی سجدہ کرو۔ (ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی قرآن سننے کے شوق میں ایک دوسرے کو ہٹا کر آپؐ کے زیادہ سے زیادہ قریب ہونا چاہتے تھے۔ یہ واقعہ وادیٔ بطن نخلہ میں پیش آیا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ (فتح القدیر) آیت کا دوسرا مطلب جسے امام ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے، یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا آغاز فرمایا تو مشرکین عرب مخالفت کیلئے آپؐ پر ٹوٹ پڑے یعنی آپؐ کے درپے آزار ہو گئے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ "اگلی آیت کو دیکھا جائے تو یہی (دوسرا) مطلب اظہر (زیادہ واضح) قرار پاتا ہے۔"

ف۱۳ "لہٰذا خود تمہارا مجھے پکارنا بھی حماقت ہے۔"

مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ﴿۲۳﴾

اللہ کی طرف سے اور پیغام لانے اُس کے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور رسول اُس کے کی پس تحقیق واسطے اُس کے آگ ہے دوزخ کی ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے ہمیشہ

صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کے پیغام پہنچا دینا میرا کام ہے اور یہی میرے اختیار میں ہے) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کریں اُن کے لئے

حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ

یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہیں پس البتہ جان لیویں گے کون شخص ناتوان ہے مددگار کر اور کم ہے عدد میں کہہ میں نہیں جانتا

دوزخ کی آگ (تیار) ہے وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے (یہ کافر اُس وقت تک ماننے والے نہیں) جب تک وہ اُس (عذاب) کو دیکھ نہ لیں جس کا اُن سے وعدہ ہے تب

اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى

کیا نزدیک ہے جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم یا کرے گا واسطے اُس کے پروردگار میرا مدت وہ ہے جاننے والا غیب کا پس نہیں خبردار کرتا اوپر غیب

وہ جان لیں گے کس کا مددگار کمزور ہے اور کس کا جتھا گنتی میں کم ہے ۲ (اے پیغمبرؐ) کہدے میں نہیں جانتا جس (عذاب) کا تم سے وعدہ ہے وہ نزدیک ہے یا ابھی

غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

اپنے کے کسی کو مگر جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے پس تحقیق وہ چلاتا ہے آگے اُس کے سے اور پیچھے اُس کے سے

میرا مالک ایک مُدت میں اُس کو بھیجے گا ۳ غیب کا علم اُسی کو ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر نہیں کھولتا مگر جس پیغمبر کو وہ چاہتا ہے (اسکو غیب کی کوئی بات بتا دیتا ہے) تو اُسکے بھی

رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

نگہبان تو کہ ظاہر کردے یہ کہ تحقیق اُنہوں نے پہنچائے پیغام پروردگار اپنے کے اور گھیر لیا ہے اُس چیز کو جو پاس اُن کے ہے اور گن لیا ہر چیز کو شمار میں

آگے اور پیچھے (فرشتوں کا) پہرا لگا دیتا ہے ۵ اسلئے کہ وہ جان لے کہ پیغمبر یہ جان لے کہ فرشتوں نے اپنے مالک کا پیغام پہنچا دیا اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ انکے پاس ہے سب کو اپنے علم سے گھیر لیا ہے اور ۸ ہر چیز کی گنتی تک اسکو معلوم ہے

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ (۳) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۲۰ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ ۹ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ

اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا رہا کر رات کو مگر تھوڑا آدھی اُس کی یا کم کرلے اُس میں سے تھوڑا سا یا زیادہ کرلے اوپر

اے کپڑا لپیٹنے والے ۱۰ (ساری) رات (نماز میں) کھڑا رہ ۱۱ مگر تھوڑی رات (آرام کر) آدھی رات یا اس سے کچھ کم (تہائی رات) یا اُس سے کچھ

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ

اس کے اور آہستہ آہستہ یعنی واضح پڑھ قرآن آہستہ پڑھنا تحقیق اب ہم ڈالیں گے اوپر تیرے بات بھاری تحقیق اٹھنا رات کا وہ بہت سخت ہے کچلنے

زیادہ ۱۲ دو تہائی رات اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اچھی طرح سے پڑھا کر ۱۳ کیونکہ ہم آگے چل کر تجھ پر ایک بھاری کلام (قرآن) اُتاریں گے ۱۴ بیشک رات کو اٹھنا اور عبادت کرنا نفس کو

اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ؕ ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ؕ ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ

نفس کے میں اور بہت سیدھا کرنے والا ہے بات کو تحقیق واسطے تیرے بیچ دن کے شغل ہے بڑا اور یاد کر نام پروردگار اپنے کا اور

خوب زیر کرتا ہے ۱۵ اور اُس وقت کا پڑھنا یا دعا کرنا بہت ٹھیک (یا بہت بابرکت) ہوتا ہے ۱۶ دن کو تو تجھ کو لمبی (بڑی) فرصت ہے ۱۷ اور اپنے مالک کا نام رٹتا

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَ

منقطع ہو جا طرف اس کی منقطع ہو جانے کر پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا نہیں کوئی معبود مگر وہ پس پکڑ اُسی کو کارساز اور

رہ اور سب سے توڑ کر اُسی کا ہو جا وہ پورب اور پچھم (دونو) کا مالک ہے اُس کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں اس لئے سب کام اُسی کو سونپ دے

ف مراد دنیا کا عذاب بھی ہو سکتا ہے اور آخرت کا عذاب بھی۔ ف۲ یعنی تم جو ہم پر جتھے بنا بنا کر، ہجوم کرتے ہو اور کہتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھی کمزور اور تھوڑے ہیں، تو جب اللہ کا یہ عذاب آئے گا اس وقت پتا چلے گا کہ حقیقت میں کس کے ساتھی کمزور اور تھوڑے تھے۔ ف۳ یعنی یہ عذاب تو تم پر یقیناً آئے گا لیکن متعین طور پر وہ کب آئے گا؟ آیا بہت جلد آئے گا یا اس کے آنے میں ایک لمبی مدت ہے؟ اس کا علم مجھے نہیں دیا گیا کیونکہ یہ ان امورِ غیب میں سے ہے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ف۴ یعنی بطور معجزہ تاکہ وہ اس کی نبوت پر دلیل ہو۔ (نیز دیکھئے سورہ آل عمران آیت ۱۷۹) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کا علم کسی نبیؑ کو بھی نہ تھا۔ اگر تھا تو صرف اتنا جتنا خود اللہ تعالیٰ نے اسے بتایا۔ نجومی کاہن وغیرہ اللہ کے نبی نہیں ہوتے اس لئے ان کے غیب پر مطلع ہو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امام رازیؒ سے اس مقام پر لغزش ہوئی ہے کہ غیب سے مراد صرف قیامت کے آنے کا وقت ہے اور دوسری باتیں بعض کاہنوں کو بھی معلوم ہو جاتی ہیں چنانچہ شقّ اور سطیح نامی دو کاہنوں نے آنحضرتؐ کے ظہور کی بشارت دی اور وہ پوری ہوئی۔ خواب کی تعبیر بتانے والے ایک تعبیر بتاتے ہیں اور وہ سچ نکلتی ہے مگر شقّ سطیح کا واقعہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ جب شیاطین آسمان پر پہنچ کر چوری چھپے ”ملاءِ اعلیٰ“ سے کوئی بات سُن کر کاہنوں کے کان میں ڈال دیتے تھے اس لئے وہ سچ نکلتی تھی۔ خواب کی تعبیر کا مدار محض اٹکل پر ہوتا ہے جو کبھی پوری ہوتی ہے اور کبھی پوری نہیں ہوتی۔ البتہ پیغمبرؑ جو تعبیر دیں وہ ہمیشہ سچ ہوتی ہے کیونکہ اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی وحی پر ہوتی ہے۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی رسولؐ کو بھی جو غیب کی بات پہنچائی جاتی ہے وہ نہایت احتیاط اور حفاظت سے پہنچائی جاتی ہے اس طرح کہ اس کے آگے پیچھے فرشتوں کا زبردست پہرا ہوتا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیاطین اس کا کوئی حصہ اچک کر کاہنوں تک پہنچا دیں۔

ف۶ یعنی اسے اس کے من جانب اللہ ہونے کا یقین ہو۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) مشاہدہ سے بھی جان لے کہ انہوں نے (یعنی فرشتوں نے پیغمبروںؑ تک یا پیغمبروںؑ نے عام لوگوں تک) اپنے مالک کا پیغام (بے کم وکاست ٹھیک ٹھیک) پہنچا دیا یا یہ کہ ابلیس جان لے کہ پیغمبروںؑ نے اپنے مالک کا پیغام پہنچا دیا۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی پیغمبروںؑ کے پاس یا پہرے دار فرشتوں کے پاس۔

ف۸ چاہے وہ پہلے ہو چکی ہو یا اب موجود ہو یا آئندہ کبھی ہونیوالی ہو اور چاہے وہ فضا میں ہو یا پانی میں یا خشکی میں۔

ف۹ اکثر مفسرینؒ نے اس پوری سورۃ کو مکی قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ (ام المومنین) میمونہؓ کے ہاں رات گزاری۔ آنحضرتؐ رات کو تہجد کی نماز کیلئے بیدار ہوئے اور آپؐ نے فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعت نماز پڑھی۔ ان میں سے ہر رکعت اتنی لمبی تھی جتنی سورہ مزمل۔ (شوکانی بحوالہ ابی داؤد)

ف۱۰ یہ خطاب آنحضرتؐ سے ہے کیونکہ شروع میں جب حضرت جبریلؑ وحی لاتے تو آپؐ پر کپکپی سی طاری ہو جاتی اور آپؐ کمبل اوڑھ لیتے۔ چنانچہ جب پہلی مرتبہ حضرت جبریلؑ وحی لائے اور آپؐ پر کپکپی کی کیفیت طاری ہو گئی تو آپؐ حضرت خدیجہؓ سے فرمانے لگے زملونی، زملونی، زملونی مجھے کپڑا اوڑھا دو …… اس بنا پر آنحضرتؐ کو اس لفظ سے خطاب کیا گیا۔

ف۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ ابتدا میں آنحضرتؐ پر تہجد کی نماز فرض تھی جیسا کہ سورہ اسراء کی آیت ۷۹ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

ف۱۲ مطلب یہ ہے کہ آدھی رات عبادت کیجئے اور آدھی رات سوئیے یا دو تہائی رات عبادت کیجئے اور تہائی رات سوئیے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ چنانچہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے ساتھ بعض صحابہؓ انہی مختلف مقداروں میں تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ حکم۔ جیسا کہ صحیحین اور سنن کی کتابوں میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ــ ایک سال تک رہا۔ اگلے سال جب اسی سورہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو اس میں تخفیف کر دی گئی۔ (شوکانی)

ف۱۳ یعنی اس طرح کہ ہر ایک حرف کا الگ الگ پتا چلے اور پڑھتے وقت قرآن کا مفہوم بھی ذہن میں آئے۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہر آیت پر قطع (وقف) فرماتے تھے۔ متعدد احادیث میں قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ (ابن کثیر) ف۱۴ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ”یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو“ مطلب یہ ہے کہ رات کو عبادت کر کے اپنے آپ کو سختی برداشت کرنے کا عادی بنائیے۔ آئندہ آپؐ پر قرآن اور تبلیغ کا گرانبار فریضہ ڈالا جانے والا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: سردی کے موسم میں جب آپؐ پر وحی آتی تو آپؐ کی پیشانی پسینہ سے شرابور ہو جاتی۔ (بخاری) ف۱۵ کیونکہ وہ نفس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ ف۱۶ کیونکہ اس وقت دل و دماغ حاضر ہوتے ہیں۔ ف۱۷ یعنی دوسری ضرورتوں کیلئے تو دن میں بڑا وقت مل جاتا ہے اس لئے رات کو اپنے رب کی عبادت کیجئے۔ سَبْحٌ کے دوسرے معنی مشغولیت کے بھی ہیں۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ

صبر کر اوپر اُس چیز کے کہ کہتے ہیں اور چھوڑ دے اُن کو چھوڑ دینا اچھا اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں صاحبوں آرام کے کو

اور کافر جو (تیری نسبت) کہتے ہیں اُس پر صبر کئے رہ اور عمدگی کیساتھ اُن سے الگ ہوجا اور جو مالدار جھٹلانے والے (کافر) ہیں اُن کو میرے اوپر چھوڑ دے ہیا

وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۳﴾

اور ڈھیل دے ان کو تھوڑی سی تحقیق نزدیک ہمارے بیڑیاں ہیں اور آگ ہے اور کھانا ہے گلے میں اٹکنے والا اور عذاب درد دینے والا

اُن سے بھگت لوں گا اور اُن کو تھوڑی سی مہلت دے وا کیونکہ ہمارے پاس (اُن کے پاؤں میں ڈالنے کو) بیڑیاں موجود ہیں اور جلانے کو جہنم اور کھلانے کو وہ کھانا جو گلے سے

یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا مَّهِیْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ

اس دن کہ کانپے گی زمین اور پہاڑ اور ہو جاویں گے پہاڑ ٹیلے بھر بھرے تحقیق ہم نے بھیجا ہے طرف تمہاری

نہ اترے (تھوہر غسلین وغیرہ) اور تکلیف کا عذاب ایہ عذاب اُس دن ہوں گے) جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ بھربھرے ریت کے ٹیلے بن جائیں گے

رَسُوْلًا ۙ۬ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ

پیغمبرؐ گواہی دینے والا اوپر تمہارے جیسے بھیجا تھا ہم نے طرف فرعون کی پیغمبرؑ پس نہ کہا مانا فرعون نے پیغمبرؑ کا

(اُن میں دم دھرے گا) (لوگو) جیسا پیغمبرؑ ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا ویسا ہی تمہارے پاس بھی ایک پیغمبر (یعنے حضرت محمدؐ) کو بھیجا ہے جو قیامت کے دن تم پر گواہی دے گا و۲

فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ﴿۱۷﴾

پس پکڑا ہم نے اُس کو پکڑنا بھاری پس کیوں کر بچو گے تم اگر کفر کرو گے تم اُس دن کہ کر دیوے گا لڑکوں کو بوڑھے

تو فرعون نے اپنے پیغمبرؑ کا کہنا نہ مانا آخر ہم نے اُس کو بڑے وبال میں دھر پکڑا و۳ پھر اگر تم اُس دن کو نہ مانو گے جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا اُس (کی ہیبت) سے آسمان پھٹ جائے گا تو تم

السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ

آسمان پھٹ جانے والا ہے ساتھ اُس کے ہے گا وعدہ اُس کا کیا گیا تحقیق یہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے پکڑ لیوے طرف پروردگار

(عذاب سے) کیوں کر بچو گے اُس کا وعدہ (ضرور) ہو کر رہے گا یہ آیتیں نصیحت کی باتیں ہیں پھر جس کا جی چاہے اپنے مالک کی طرف

سَبِیْلًا ﴿۱۹﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَ

اپنے کی راہ تحقیق پروردگار تیرا جانتا ہے یہ کہ تو کھڑا رہتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی اس کی کے اور تہائی اس کی کے اور

رستہ بنالے و۴ (اے پیغمبرؑ) تیرا مالک جانتا ہے تو اور کچھ لوگ تیرے ساتھ والے (مسلمان) دو تہائی رات سے کچھ کم اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات

طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ

ایک جماعت اُن لوگوں میں سے کہ ساتھ تیرے ہیں اور اللہ اندازہ کرتا ہے رات کو اور دن کو جانا یہ کہ ہرگز نہ نباہ سکو گے تم اُس کو پس پھر آیا

(نماز میں) کھڑے رہتے ہیں اور ٹھیک اندازہ رات اور دن کا اللہ تو ہی جانتا ہے و۵ اُس کو معلوم ہے کہ تم وقت کا ٹھیک انداز

عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰی ۙ وَاٰخَرُوْنَ

اوپر تمہارے پس پڑھو جو میسر ہو قرآن سے جانا یہ کہ البتہ ہوں گے تم میں سے بیمار اور اَور لوگ ہوں گے

نہیں کر سکتے تو اُس نے تم پر رحم کیا و۶ اب جتنا تم سے آسانی کے ساتھ ہو سکے اتنا (قرآن) (نماز میں) پڑھو و۷ اُس کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں بعضے

یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ

کہ چلیں گے بیچ زمین کے چاہتے ہوں گے فضل خدا کے سے اور اَور لوگ ہوں گے کہ لڑتے ہوں گے بیچ راہ خدا

لوگ بیمار ہو جائیں گے اور بعضے ملکوں میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے پھرتے ہوں گے (سوداگری کے لئے سفر میں ہوں گے) اور بعضے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (کافروں

و۱ یعنی ان کی شامت آیا چاہتی ہے ذرا انتظار کیجئے۔ چنانچہ بدر کے دن مشرکین مکہ کی یہ شامت آگئی۔

و۲ یعنی قیامت کے دن تم سب کے متعلق گواہی دیگا کہ کس نے اس کا کہنا مانا اور کس نے نافرمانی کی۔

و۳ اس میں کفارِ قریش کو تنبیہ ہے کہ تم نے بھی گر اپنے رسولؐ کی نافرمانی کی تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو فرعون کا ہوا۔

و۴ یعنی کفر و شرک کو چھوڑ کر توحید کی راہ پر آجائے۔ یہ راہ اسے ٹھیک خدا تک پہنچا دے گی۔

و۵ یعنی متعین طور پر اسی کو معلوم ہے کہ تم کتنی رات سوتے ہو اور کتنی رات جاگ کر عبادت کرتے ہو۔

و۶ یعنی رات کی نماز (تہجد) تم پر فرض نہیں رکھی بلکہ اسے نفل قرار دے دیا ہے اور نہ اس میں وقت یا مقدار کی کوئی قید رکھی ہے ۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ تخفیف کی یہ آیت: "قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا" کے ایک سال بعد نازل ہوئی گویا ایک سال تہجد کی نماز تمام مسلمانوں پر فرض رہی پھر نفل ہو گئی۔ واللہ اعلم۔

و۷ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں مطلق قرآن پڑھنا فرض ہے سورہ فاتحہ متعین نہیں ہے مگر یہ استدلال حضرت عبادہؓ بن صامت والی حدیث کے صریح خلاف ہے جس میں لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فرمایا ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ پھر یہ آیت مکی ہے اور حدیث مدنی ہے۔

ع ۱ / ۱۹ / ۱۲

ف٣ یعنی اسے معلوم ہے کہ ان لوگوں کے لئے رات کی نماز (تہجد) کی پابندی شاق گذرے گی۔ ف٢ یعنی تہجد کی نماز سے معافی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پنج وقتہ فرض نماز سے بھی چھٹی ہوگئی بلکہ اس کا درستی کے ساتھ ادا کرنا علیٰ حالہٖ فرض ہے۔ ف٣ قرضِ حسن سے مراد وہ نفلی صدقہ ہے جو حلال مال میں سے خوشدلی کے ساتھ اللہ کی راہ میں دیا جائے۔ گویا اس آیت میں فرض زکوٰۃ کے علاوہ نفلی صدقہ کا بھی حکم دیا گیا ہے ف٤ یعنی تمام احکام بجالانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کی دعا کرتے رہو اس لئے کہ چاہے کتنی احتیاط کرو تم سے کوتاہی ہو ہی جائے گی۔

اللّٰهِ ۚ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ

کے ... پس پڑھو جو آسان ہو اس میں سے اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور قرض دو اللہ کو

سے اٹھتے ہونگے ف١ تو جتنا آسانی کے ساتھ ہو سکے اتنا قرآن پڑھو اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہو ف٢ اور (فرض) زکوٰۃ نکالا کرو اور اللہ کو اچھا قرض

قَرْضًا حَسَنًا ۗ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا

قرض اچھا اور جو کچھ کہ آگے بھیجو گے تم واسطے جانوں اپنی کے بھلائی سے پاؤ گے تم اس کو نزدیک اللہ کے وہ بہتر

دو ف٣ اور تم جو نیکی اپنے لئے (آخرت کا توشہ بنا کر) آگے بھیجو گے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو پاؤ گے اس سے بہتر اور ثواب میں کہیں

وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۗ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ ع

اور بڑا ہے ثواب میں اور بخشش مانگو اللہ تم سے تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

زیادہ اور اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش چاہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف٤

ع ٢ / ١٤

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ (٧٤) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٥٦ رُكُوْعَاتُهَا ٢

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا ف٥

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿١﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ﴿٥﴾ وَ

اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو پس ڈرا لوگوں کو اور پروردگار اپنے کی پس بڑائی کر اور کپڑوں اپنوں کو پس پاک کر اور پلیدی کو پس چھوڑ دے اور

اے (وحی کی ہیبت سے) کپڑا لپیٹنے والے ف٦ اٹھ اور دکھ والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا اور اپنے مالک کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ ف٧ اور بتوں کی پلیدی

لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۗ﴿٧﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿٨﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ

مت دے کسی کو زیادہ لینے کو اور واسطے پروردگار اپنے کے پس صبر کر پس جب پھونکا جاوے گا بیچ صور کے پس وہ اس دن دن

سے الگ رہ ف٨ اور اس نیت سے احسان دھر کر کہ اس سے اچھا بدلہ ملے ف٩ اور اپنے مالک (کی خوشی) کے لئے (جو مصیبتیں تجھ کو پیش آئیں ان پر) صبر کر پھر جب دوبارہ صور پھونکا

عَسِيْرٌ ۙ﴿٩﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ﴿١١﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ

بھاری ہے اوپر کافروں کے نہیں آسان چھوڑ مجھ کو اور اس شخص کو کہ پیدا کیا ہے میں نے اکیلا ف١٠ اور کیا واسطے اس کے

جائے گا تو بھی تو مشکل دن ہے (سب پر مشکل ہوگا) کافروں پر سخت مشکل (اے پیغمبر) مجھ کو اور اس کو چھوڑ دے (اس کی سزا میرے ذمہ) جس کو میں نے (دنیا میں) اکیلا پیدا کیا پھر اسکو

مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿١٢﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ﴿١٣﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ﴿١٥﴾

مال پھیلا ہوا اور بیٹے حاضر ہونے والے اور بچھایا میں نے واسطے اس کے بچھونا پھر طمع رکھتا ہے یہ کہ زیادہ دوں میں

بڑھتا ہوا مال دیا اور (جوان جوان) بیٹے جو (ہر جگہ) اس کے ساتھ رہتے ہیں (بارہ یا تیرہ بیٹے) اور ہر طرح میں نے اس کو فراغت دی اس پر بھی (کمبخت) یہ آرزو کرتا ہے کہ میں اس کو

كَلَّا ۗ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۗ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۗ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ

ہرگز نہیں تحقیق وہ ہے واسطے نشانیوں ہماری کے عناد کرنے والا اشتاب چڑھاؤں گا میں اس کو صعود پر تحقیق اس نے فکر کی اور اندازہ کیا پس مارا جائیو کیوں کر

(آخرت میں) اور زیادہ دوں ف١١ یہ کبھی نہیں ہو سکتا (اس کو بہشت نہیں مل سکتی) وہ تو ہماری آیتوں کا منکر ہے (قرآن کو جادو کہتا ہے) میں اس کو عنقریب دوزخ میں صعود پر چڑھاؤں گا ف١٢

قَدَّرَ ۙ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ۙ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ﴿٢٣﴾

اندازہ کیا پھر مارا جائیو کیوں کر اندازہ کیا پھر دیکھ لیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتایا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا

ف١٣ کیونکہ جب اس سے قرآن کو پوچھا گیا) تو سوچنے لگا۔ اور اٹکل دوڑائی اس پر خدا کی مار کیا اٹکل دوڑائی پھر اس پر خدا کی مار۔ پھر سوچا پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتایا ف١٤ پھر پیٹھ پھیر کر چلتا ہوا

ف٥ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے سورہ "اقرأ" نازل ہوئی پھر ایک عرصہ تک وحی کا آنا موقوف رہا، اس کے بعد جو پہلی سورہ نازل ہوئی وہ یہی سورہ (مدثر) تھی۔ (ابن کثیر)

ف٦ یہ خطاب آنحضرتؐ سے ہے۔ روایات میں ہے کہ وحی کے آغاز میں جب آپؐ نے حضرت جبریلؑ کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا تو گھبرا گئے اور آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: دَثِّرُوْنِیْ، دَثِّرُوْنِیْ کہ مجھے کپڑا اوڑھاؤ، مجھے کپڑا اوڑھاؤ۔ (شوکانی)

ف٧ مراد حسی اور اخلاقی یا ظاہری اور باطنی ہر قسم کی طہارت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے لئے کپڑوں کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ حدیث میں ہے: الطھارۃ شطر الایمان کہ طہارت آدھا ایمان ہے۔

ف٨ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: "فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ" اور بتوں کی گندگی سے بچو (۲۲: ۳۰) رُجْزٌ کے دوسرے معنی گناہ کے بھی ہیں یعنی ہر اس کام سے الگ رہو جو گناہ کا باعث ہو۔

ف٩ یعنی کسی کو اس نیت سے تحفہ نہیں دینا چاہئے کہ کل اس سے بڑا تحفہ وصول کیا جائے — دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ نبوت کا جو بار آپؐ پر ڈالا گیا ہے اسے بڑا سمجھتے ہوئے اپنے رب پر احسان جتانے سے پرہیز کیجئے۔ ابن جریرؒ نے اس مفہوم کو پسند کیا ہے اور حافظ ابن کثیرؒ نے اسے واضح تر بتایا ہے۔

ف١٠ یعنی ننگ دھڑنگ خالی ہاتھ جو دنیا میں آیا تو نہ اس کے پاس مال تھا اور نہ اولاد۔ مفسرینؒ کہتے ہیں کہ یہ سخت وعید ہے جو قریش کے سردار ولید بن مغیرہ کو سنائی گئی ہے۔

ف١١ امام حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ولید کہا کرتا تھا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہے تو جنت میرے لئے بنائی گئی ہے۔ (شوکانی)

ف١٢ ترمذی وغیرہ کی بعض روایات میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "صعود" دوزخ میں آگ کا پہاڑ ہے۔ کافر ستّر برس تک اس میں چڑھایا جاتا رہے گا پھر نیچے گرے گا۔ پھر چڑھایا جائیگا اور اسی طرح (اسے چڑھنے اترنے کا) یہ عذاب ہوتا رہے گا۔" ان روایات کی چونکہ سند کمزور ہے اس لئے امام ابن جریرؒ وغیرہ نے آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "میں اسے ایسا مشقت طلب عذاب دوں گا جس میں کوئی آرام نہ ہوگا۔ (ابن کثیر)

ف١٣ یعنی وہ اس بارے میں سوچ بچار کرتا اور ذہنی گھوڑے دوڑاتا رہا کہ جب لوگ اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جانے والی کتاب "قرآن" کے بارے میں سوال کریں گے تو وہ انہیں یہ اور یہ کہہ کر گمراہ کرے گا۔

ف١٤ یعنی جب اسے کوئی ایسی بات نہ ملی جسے وہ قرآن پر بطور اعتراض پیش کر سکے تو گھٹ کر رہ گیا اور غصہ سے جھنجھلا کر اپنا منہ بگاڑ لیا۔

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ

پس کہا نہیں یہ مگر جادو کہ نقل کیا جاتا ہے نہیں یہ مگر بات آدمی کی شتاب داخل کروں گا اس کو دوزخ میں اور کیا جانے تو

اور کہنے میں آ گیا کہنے لگا ہو نہ ہو یہ قرآن (ایک قسم کا) جادو ہے جو پیشہ سے چلا آتا ہے (ہو نہ ہو یہ) آدمی کا (بنایا ہوا) کلام ہے ف۱ میں عنقریب اس کو دوزخ میں جھونک دوں گا

مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ

کیا ہے دوزخ نہیں باقی رکھتی اور نہیں چھوڑتی جھلس دینے والی ہے چمڑے کو اوپر اس کے ہیں انیس فرشتے اور نہیں کئے ہم نے

اور اے پیغمبر! تجھے کیا معلوم دوزخ کیسی ہے وہ کچھ باقی نہ رکھے گی اور کچھ نہ چھوڑے گی ف۲ کھال کو (جلا کر) کالا کر دے گی ف۴ اس پر انیس (داروغہ) مقرر ہیں ف۵ اور ہم نے دوزخ کے

اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۪ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۙ لِیَسْتَیْقِنَ

داروغے دوزخ کے مگر فرشتے اور نہیں کی ہم نے گنتی اُن کی مگر گمراہی واسطے اُن لوگوں کے کہ کافر ہوئے تو کہ یقین کریں

داروغہ فرشتے مقرر کئے ہیں ف۶ اور ہم نے انہیں کی گنتی اس لئے مقرر کی ہے کہ کافر (یہ سن کر) گمراہ ہوں (اور) اس لئے کہ کتاب

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا وَّلَا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں کتاب اور زیادہ ہوں وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ایمان میں اور نہ شک لاویں وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں کتاب

والوں (یہود اور نصاریٰ) کو یقین پیدا ہو اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے ف۷ اور کتاب والوں اور ایمانداروں کو (قرآن کی سچائی میں) کوئی شبہ نہ رہے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِیَقُوْلَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا

اور ایمان والے اور تو کہ کہیں وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے اور کافر کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس

اور اس لئے کہ کافر اور جن کے دل میں (شک کی) بیماری ہے وہ یوں کہیں بھلا اس انیس کی گنتی سے اللہ تعالیٰ کی کیا غرض ہے ف۸ اللہ

مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا

مثال کے اسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہے اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے اور نہیں جانتا لشکروں پروردگار تیرے کو مگر

اسی طرح جس کو چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لشکر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی

هُوَ ؕ وَمَا هِیَ اِلَّا ذِكْرٰی لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّیْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ

وہی اور نہیں وہ قیامت مگر یاد کرنے کو واسطے لوگوں کے تحقیق بات یہ نہیں قسم ہے چاند کی اور رات کی جب بیٹھ پھیرے اور صبح کی جب

نہیں جانتا ف۹ اور یہ باتیں تو بس لوگوں کی نصیحت کے لئے بیان کی گئی ہیں (نہ اور کسی غرض سے) سچ تو یہ ہے مجھ کو چاند کی قسم اور رات کی جب گزرنے لگے ف۱۰ اور صبح کی

اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَی الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِیْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّتَقَدَّمَ اَوْ یَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾

روشن ہو تحقیق وہ ایک بڑی چیزوں میں کی ہے ڈرانے والی واسطے آدمیوں کے واسطے اس شخص کے کہ چاہے تم میں سے یہ کہ آگے بڑھے پیچھے ہٹے

جب روشن ہو جائے دوزخ ایک بڑی بلا ہے اُن لوگوں کے ڈرانے کے لئے (بس کرتی ہے) جو تم میں (ایمان لا کر) آگے بڑھنا (بہشت میں جانا) چاہتے یا کافر رہ کر

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ ﴿۳۹﴾ فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾

ہر ایک جی ساتھ اس چیز کے کہ کمایا ہے گرو میں ہے مگر داہنی طرف والے بیچ بہشتوں کے ہوں گے پوچھتے ہوں گے

پیچھے ہٹنا (دوزخ میں جانا) چاہتے ہیں ہر شخص اپنے (برے) کاموں کے بدلے گرفتار رہے گا مگر داہنے ہاتھ والے ف۱۱ وہ (بہشت کے) باغوں میں (چین کرتے) ہوں گے

عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ

گنہگاروں سے کیا چیز لے گئی تم کو بیچ دوزخ کے کہیں گے نہ تھے ہم نماز پڑھنے والوں سے اور نہ تھے ہم

گنہگاروں (کافروں) سے پوچھ رہے ہوں گے۔ ف۱۲ تم دوزخ میں کیوں پڑے۔ وہ جواب دیں گے ہم (دنیا میں) نماز نہیں پڑھتے تھے اور محتاج کو کھانا

ف۱ یعنی جیسے جادوگر ایک دوسرے کو جادو سکھلاتے چلے آئے ہیں اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی یہ قرآن کسی جادوگر سے سیکھ لیا ہے۔ ف۲ یعنی ہرگز خدائی کلام نہیں ہو سکتا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ ہے ـــــ حضرت عکرمہ کا بیان ہے کہ ولید آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے اسے قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا تو اس کا دل قدرے نرم پڑ گیا۔ ابوجہل کو پتہ چلا تو وہ اس کے پاس گیا اور کہنے لگا: چچا! قریش کے لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے لئے مال جمع کریں۔ پوچھا "کیوں؟" جواب دیا "اس لئے کہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر اس کا کلام سن کر آئے ہیں۔" ولید بولا "قریش کے لوگوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ میں ان سب سے زیادہ مالدار ہوں۔" تو ابوجہل نے کہا کوئی ایسی بات کہو جس سے لوگوں کو پتا چل جائے کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام کو ناپسند کرتا ہے۔ لوگوں نے ولید کو مختلف مشورے دیئے مگر بالآخر اس نے سوچ کر جو بات کہی تو یہ کہ "یہ قرآن جادو ہے جو چلا آتا ہے اور یہ آدمی کا کلام ہے۔" اسی بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ابن کثیر)

ف۳ یعنی گوشت، ہڈی اور پسلی ہر چیز کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔

ف۴ "بشر" کے ایک معنی "کھال" کے ہیں اور دوسرے معنی "لوگوں" کے۔ اس لئے دوسرا مطلب یہ بھی سکتا ہے کہ "وہ لوگوں (یعنی دوزخیوں) کو (جلا کر) کالا کر دے گی۔"

ف۵ حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ کچھ یہودیوں نے آنحضرتؐ کے ایک صحابیؓ سے پوچھا کہ دوزخ کے داروغہ کتنے ہیں؟ اس نے جواب دیا "اللہ جانے اور اس کا رسولؐ" اس وقت آنحضرتؐ کو بتانے کے لئے حضرت جبریلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ (شوکانی)

ف۶ یعنی وہ آدمی نہیں ہیں کہ آدمیوں کی کوئی بڑی سے بڑی تعداد بھی انہیں مغلوب کر سکے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ابوجہل نے یہ سنا کہ دوزخ کے داروغاؤں کی تعداد انیس ہے تو کہنے لگا لوگو! گواہ رہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کل مددگار انیس ہیں اور تم اتنے ہو کہ تم میں سے سو آدمی بلکہ دس آدمی مل کر دوزخ کے ایک داروغہ پر غالب آ جائیں گے۔ اسی کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا ہے۔ (شوکانی)

ف۷ یعنی جب وہ دیکھیں گے کہ اہل کتاب کی کتابیں قرآن کی تائید کر رہی ہیں تو قرآن اور پیغمبرؐ پر ان کا ایمان مزید پختہ ہو جائے گا۔

ف۸ یعنی اس نے انیس ہی داروغہ کیوں مقرر کئے؟ ـــ معلوم ہوا کہ اس قسم کے امور میں بحث اور نکتہ سنجی مسلمان کا کام نہیں ہے۔

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ کی لاتعداد مخلوقات کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

ف۱۰ یعنی اندھیرا چھانے لگے۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی وہ لوگ جنہیں اُن کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا جو دائیں ہاتھ چلائے جائیں گے یا جو حضرت آدمؑ کی پشت کی دائیں جانب سے نکلے یا جو دنیا میں سیدھی راہ پر چلتے رہے۔ ف۱۲ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب "عن المجرمین" میں عن کو زائد مانا جائے اور اسے زائد نہ مانا جائے تو ترجمہ یوں ہوگا "وہ آپس میں ایک دوسرے سے مجرموں کے بارے میں دریافت کریں گے (یہ کہتے ہوئے کہ) ....."

ف۱ یعنی نہ خدا کا حق ادا کرتے تھے اور نہ بندوں کا۔ ف۲ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی ایمان کی باتوں پر انکار کرتے سب کے ساتھ مل کر۔" مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ، پیغمبرؐ اور قرآن و قیامت کا مذاق اڑاتے۔

نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾

کھانا کھلاتے فقیروں کو اور تھے ہم بحث کرتے ساتھ بحث کرنے والوں کے اور تھے ہم جھٹلاتے دن جزا کو

نہیں کھلاتے تھے ف۱ اور ادا اوپر سے یہ کرتے تھے کہ بیہودہ بکنے والوں کے ساتھ ہم بھی بکواس لگاتے تھے ف۲ اور بدلے کے دن (یعنی قیامت) کو

حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

یہاں تک کہ آئی ہم کو موت ف۳ پس نہیں فائدہ دیتی ان کو سفارش سفارش کرنے والوں کی پس کیا ہے ان کو کہ اس نصیحت سے

ہم جھوٹ سمجھتے تھے یہاں تک کہ موت ہم پر آن پہنچی (مرتے تک اسی حال میں رہے) تو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش فائدہ نہ دے گی ف۴ ان کو کیا ہوا ہے (قرآن کی) نصیحت سے

مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ

منہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکے ہوئے کہ بھاگے ہیں شیر سے بلکہ ارادہ کرتا ہے ہر ایک شخص ان میں سے

منہ موڑ لیتے ہیں گویا وہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر کو دیکھ کر بھاگے ف۵ اس پر (یہ حوصلہ) ان میں سے ہر شخص

مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾

یہ کہ دیئے جاویں صحیفے کھلے ہوئے ہرگز نہیں یوں بلکہ نہیں ڈرتے آخرت سے ہرگز نہیں یوں تحقیق یہ نصیحت ہے

یہ چاہتا ہے کہ اس کو (خدا کی طرف سے) کھلی ہوئی کتابیں ملیں یہ ہونا نہیں بات یہ ہے کہ ان کو آخرت کا ڈر ہی نہیں ف۶ نہیں نہیں یہ قرآن بیشک (سراسر) نصیحت ہے

فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

پس جو کوئی چاہے یاد کرے اس کو اور نہیں یاد کرتے اس کو مگر یہ کہ چاہے اللہ وہ ہے لائق ڈرنے کے اور لائق بخشنے کے

پھر جس کا جی چاہے وہ اس کو مان لے (یا یاد کرلے) اور وہ جب ہی مانیں گے جب اللہ تو چاہے گا ف۷ اسی سے ڈرنا چاہیے اور جو ڈرے اسکے گناہوں کا بخشنا بھی اسی کو سزاوار ہے ف۸ ف۹

رکوع ۱۶ / ۲

سُورَةُ الْقِيَامَةِ مَكِّيَّةٌ (۷۵) (۳۱) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۴۰ رکوعاتہا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان ف۱۰

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿١﴾ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾ أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن

قسم کھاتا ہوں میں دن قیامت کی اور قسم کھاتا ہوں میں جان ملامت کرنے والی کی کیا گمان کرتا ہے آدمی یہ کہ ہرگز نہ

میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں ف۱۱ اور آدمی کے دل کی قسم کھاتا ہوں جو برے کام پر ملامت کیا کرتا ہے ف۱۲ کیا آدمی (جو کافر ہے) یہ سمجھتا ہے کہ ہم (مرے بعد)

نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ﴿٣﴾ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ

اکٹھی کریں گے ہم ہڈیاں اس کی یوں نہیں بلکہ قدرت رکھتے ہیں ہم اوپر اس کے کہ درست کریں ہم پوریاں اس کی بلکہ ارادہ کرتا ہے آدمی تو کہ گناہ کر رکھے

اس کی ہڈیاں (جو گل سڑ گئی ہوں گی) اکٹھا نہیں کر سکتے کیوں نہیں ہم تو اس کے پور پور ٹھکانے پر بٹھا سکتے ہیں ف۱۳ بات یہ ہے آدمی چاہتا ہے آئندہ بھی برے کام کرتا رہے

أَمَامَهُ ﴿٥﴾ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿٦﴾ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ

آگے اپنے پوچھتا ہے کب ہوگا دن قیامت کا پس جس وقت کہ پتھرا جاویں گی آنکھیں اور گہہ جاوے گا چاند اور اکٹھا کیا جاوے

اور توبہ نہ کرے ف۱۴ (ڈھیٹ ہو کر) پوچھتا ہے بھلا قیامت کب آئے گی پھر جب ہیبت سے آنکھ پتھرا جائے گی اور چاند گہنا جائے گا اور سورج اور

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ

گا سورج اور چاند کہے گا آدمی اس دن کہاں ہے جگہ بھاگنے کی ہرگز نہیں یوں نہیں جگہ پناہ کی طرف پروردگار تیرے کی

چاند دونوں مل جائیں گے اور آدمی اس دن کہے گا اب کہاں بھاگیں بھاگ ہی نہیں سکتے کہیں پناہ نہ ملے گی تیرے مالک ہی کے

ف۳ "یقین" فرمایا ہے موت کو کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے۔ نیز دیکھئے (سورہ حجر: ۹۹)

ف۴ کیونکہ وہ کفر کی حالت میں مرے اور کافروں کی آخرت میں کوئی سفارش نہیں کریگا اور نہ سفارش کی اجازت ہوگی۔

ف۵ یا "جو تیرانداز شکاریوں کو دیکھ کر بھاگے"۔ شوکانیؒ نے اس معنی کو انسب قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے اس کے معنی "عصب الرجال (یعنی آدمیوں کے جتھے) کئے ہیں۔ علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ "قسورہ" کے معنی "آدمیوں کا شور" بھی آتے ہیں۔ (رازی)

ف۶ "اس لئے وہ ایسی بیہودہ اور بے تکی باتیں کرتے ہیں"

ف۷ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یعنی ایک پر اتری تو کیا ہوا کام تو سب کے آتی ہے۔

ف۸ کیونکہ ایمان کی توفیق دینے والا وہی ہے۔

ف۹ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا: تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ میں ہی اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے علاوہ کسی کو معبود نہ بنایا جائے۔ لہٰذا جو شخص بھی یہ دونوں کام کرے گا تو میں ہی اس لائق ہوں کہ اسے بخش دوں۔ (شوکانی)

ف۱۰ یہ سورہ بالاتفاق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ (شوکانی)

ف۱۱ مفسرین تقریباً اس پر متفق ہیں کہ یہاں لا زائدہ ہے اور کلام بلیغ میں "لا" کا زائدہ آنا شائع و ذائع ہے۔ دیکھئے سورۂ اعراف ۱۲ و سورہ الحدید: ۲۹۔ (شوکانی)

ف۱۲ چونکہ قیامت کے دن ہی اس ملامت کا ظہور ہوگا۔ حتیٰ کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نیک لوگ بھی اپنے آپ کو ملامت کرینگے کہ کیوں نہ زیادہ نیکی حاصل کرلی اس لئے مجازاۃ کے وقوع پر "نفس لوامۃ" کی قسم کھا کر اس کو بطور شاہد پیش کیا ہے۔ (رازی) اور یوم قیامت چونکہ مجازاۃ کا ظرف ہوگا لہٰذا اس کا تعلق بھی ظاہر ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "آدمی کا جی اول کھیل اور مزوں میں غرق ہوتا ہے ہرگز نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ ایسے جی کو کہتے ہیں "اَمَّارَةٌ بالسوء" (سورۃ یوسف۔ ۵۳) پھر ہوش پکڑا، نیک و بد سمجھا تو باز آیا کبھی اپنی خو پر دوڑ پڑا۔ پیچھے پھر آپ کو الاہنا دیا (ملامت کی) ویسا جی ہے "لَوَّامَة"، پھر جب پورا سنور گیا دل سے رغبت نیکی ہی پر رہی، بیہودہ کام سے آپ ہی بھاگے اور ایذا کھینچے۔ ویسے کا نام ہے "مُطْمَئِنَّة" (الفجر: ۲۷)

ف۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں حشر و نشر اور جزا و سزا صرف روح کے ساتھ نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوگی۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر یہاں تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ف۱۴ یعنی یہ کہتا ہے کہ ابھی کیا ہے گناہ کرتے ہو آگے چل کر توبہ کرلینا۔ یہاں تک کہ موت آجاتی ہے اور توبہ کی نوبت ہی نہیں آتی۔

ف۱ یعنی جو اچھے بُرے اعمال کر کے اس نے بطور توشۂ آخرت آگے بھیجے۔ ف۲ یعنی اس کے اپنے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آدمی اپنی برائیوں اور خوبیوں کو خوب جانتا ہے۔
ف۳ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا یہ بہانے ہیں" (موضح) ف۴ صحیحین وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ

اُس دن ہے ٹھہرنا خبر دیا جاوے گا آدمی اُس دن ساتھ اس چیز کے کہ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا بلکہ آدمی اوپر جان

پاس اُس دن ٹھکانا ملے گا اُس دن آدمی کو جتلا دیا جائے گا جو اُس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا ف۱ بلکہ آدمی اپنے اوپر آپ

نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴿۱۶﴾ إِنَّ

اپنی کے دلیل ہے اور اگرچہ لا ڈالے عذر اپنے مت ہلا ساتھ قرآن مجید کے زبان اپنی کو تو کہ جلدی کرے ساتھ اس کے تحقیق

دلیل ہو گا ف۲ گو وہ (اپنی بے قصوری کے لئے) بہانے پیش کرے ف۳ (اے پیغمبر قرآن اترتے وقت) اپنی زبان نہ ہلایا کر اس کو جلدی سے یاد کر لینے کو

عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿۱۷﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ

ہمارے ذمہ پر ہے اکٹھا کرنا اُس کا بیچ دل تیرے کے اور پڑھنا اس کا زبان تیری سے پس جس وقت پڑھیں ہم اس کو پس پیروی کر پڑھنے ہمارے کی پھر تحقیق ہمارے ذمہ پر ہے

(تیرے دل میں) اُس کا جما دینا اور (اُس کا) پڑھا دینا ہمارا کام ہے پھر جب ہم (فرشتے کے ذریعہ سے تجھ کو) پڑھ کر سنا چکیں اُس کے پڑھ چکنے کے بعد تو پڑھا کر ف۴ پھر اُس (میں

تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾

بیان کرنا اس کا ہرگز نہیں یوں بلکہ دوست رکھتے ہو تم جلدی کو اور چھوڑ دیتے ہو آخرت کو کتنے منہ اس دن تازے ہیں طرف پروردگار اپنے کی دیکھنے والے ہیں

جو مشکل پڑے اُس) کا کھول دینا بھی ہمارا کام ہے ف۵ نہیں نہیں (لوگو، تم آدمیوں کا قاعدہ ہے) جلد بازی پسند کرتے ہو اور انجام کا خیال نہیں رکھتے ف۶ اُس دن (یعنی

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾

اور کتنے منہ اس دن برے بنے ہیں گمان کرتے ہیں یہ کہ کی جاوے گی ان سے کمر توڑنے والی یعنی معاملت ہرگز نہیں یوں جس وقت پہنچتی ہے جان ہانس کو

قیامت کے دن) بعضے منہ تو ترو تازہ (خوش خرم) ہونگے اپنے مالک کو دیکھتے ہوئے ف۷ اور بعضے منہ اُس دن تیوری چڑھے ہونگے (اداس اور رنجیدہ) وہ سمجھتے ہوں گے کہ اب اُن پر

وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ

اور کہا جاوے کون ہے جھاڑنے پھونکنے والا اور جانا اس نے کہ یہ ہے جدائی اور لپٹ جاوے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے طرف پروردگار اپنے کی

سختی کی جائے گی ف۸ نہیں نہیں کافر ماننے والے نہیں، جب جان ہنسلیوں میں آ جائے گی ف۹ اور (بیمار کے پاس والے) بول اٹھیں گے ارے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ف۱۰ ہے اور اس کو

يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿۳۱﴾ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ

ہے اس دن چلنا پس نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ولیکن جھٹلایا اور منہ پھیر لیا پھر گیا طرف

جان نہ بچائے، اور بیمار سمجھے گا اب دیار دوستوں سے جدا ہوا اور پنڈلی سے پنڈلی مل جائے گی (جیسے مرتے وقت ہوتا ہے) ف۱۱ اُس دن (اُس سے کہا جائے گا) تجھ کو اپنے مالک کے پاس

أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ﴿۳۳﴾ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿۳۵﴾ أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن

لوگوں اپنے کی اکڑتا ہوا وائے ہے تجھ کو پھر وائے ہے پھر وائے ہے تجھ کو پھر وائے ہے کیا گمان کرتا ہے آدمی یہ کہ

چلنا ہے ف۱۲ تو وہ نہ تو (دنیا میں) ایمان لایا اور نہ نماز پڑھی البتہ یہ کیا کہ (پیغمبر اور قرآن کو) جھٹلایا اور منہ موڑ لیا پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں پاس چل دیا ارے تیری خرابی خرابی پر خرابی

يُتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿۳۸﴾

چھوڑا جاوے بیکار کیا نہ تھا ایک بوند منی کی سے کہ ڈالی جاتی تھی شکم میں پھر تھا لہو جما ہوا پس پیدا کیا پھر تندرست کیا

پھر تیری خرابی خرابی پر خرابی ف۱۳ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ وہ سستا چھوٹ جائے گا (اُس سے کچھ باز پرس نہ ہوگی) (اُس کو اتنا نہیں معلوم) کیا وہ (پہلے) منی کا ایک قطرہ نہ تھا پھر (خون

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿۳۹﴾ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿۴۰﴾

پس کئے اس میں سے دو جوڑے نر اور مادہ کیا نہیں یہ (خدا) قادر اوپر اس کے کہ زندہ کرے مردے کو

کی پھٹکی ہوا پھر (خدا نے) اس کو بنایا اور ٹھیک کیا ف۱۴ پھر اُس کی دو قسمیں کیں نر اور مادہ کیا جس (خدا) نے یہ سب کیا وہ (قیامت میں) مُردوں کو نہیں جلا سکتا ف۱۵

ع ۱ / ۱۷ ع ۲ / ۱۰ / ۱۸

وسلم پر وحی اُترتے وقت سختی ہوتی، تو آپؐ جلدی جلدی اپنی زبان اور ہونٹ ہلاتے رہتے اس ڈر سے کہ کہیں وحی کا کوئی حصہ آپؐ بھول نہ جائیں۔ آپؐ یہ چاہتے کہ اسے اس طرح محفوظ کر لیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں چنانچہ اس کے بعد جب وحی آتی تو آپؐ خاموش رہ کر سنتے رہتے، جب حضرت جبریلؑ چلے جاتے تو آپؐ، جو انہوں نے پڑھایا ہوتا اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق پڑھ دیتے۔ نیز دیکھئے سورۂ طٰہٰ ۱۱۴۔ (شوکانی)

ف۵ یعنی اس کے حلال و حرام اور دوسرے احکام و تعلیمات کی تفسیر و توضیح کا بھی ہم ذمہ لیتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جسے سنت یا حدیث کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ وہ قرآن ہی کی تفسیر و توضیح ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کو آنحضرتؐ کے سینہ میں محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا ہے اس طرح اس کی توضیح و تشریح بتلانے کا بھی ذمہ لیا ہے جسے آپؐ لوگوں کے سامنے بیان فرمائیں گے اور وہ قیامت تک محفوظ رہے گی۔ چنانچہ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارا ذمہ ہے اور وقت پر بیان کا سمجھانا۔ (موضح)

ف۶ یعنی دنیا میں منہمک اور آخرت سے بے پروا ہو اسی لئے آخرت سے انکار کرتے ہو۔ تمہارے انکارِ آخرت کی بنیاد ہرگز کوئی عقلی یا علمی دلیل نہیں ہے۔

ف۷ آیت کے اس معنی کی تائید متواتر صحیح احادیث سے ہوتی ہے جن میں واضح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن مومن اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا میں سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں جبکہ مطلع صاف ہو۔ آخرت میں اس رؤیت باری تعالیٰ پر تمام صحابہؓ و تابعینؒ اور علمائے سلفؒ کا اجماع ہے اور ائمۂ سنت میں سے کسی امام نے بھی اس سے انکار نہیں کیا۔ (ابن کثیر) صرف بعض اہلِ بدعت (معتزلہ وغیرہ) اس رؤیت کا انکار کرتے ہوئے احادیث کی صراحت کے خلاف اس آیت کی تاویل کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یقین ہے کہ آخرت میں اللہ کو دیکھنا ہے، گمراہ لوگ منکر ہیں کہ ان کے نصیب میں نہیں۔" (موضح)

ف۸ "فاقرہ" کے لفظی معنی ہیں "کمر توڑ دینے والی"، یہاں یہ لفظ "سختی" کے لئے استعمال ہوا ہے۔

ف۹ یعنی موت کی گھڑی آپہنچے گی۔

ف۱۰ مطلب یہ ہے کہ جب جان بچانے کیلئے تمام علاج اور ٹونے ٹوٹکے بیکار ہو کر رہ جائینگے۔ ف۱۱ یا جیسے کفن میں دونوں پنڈلیاں ملا کر لپیٹی جاتی ہیں۔ ف۱۲ یعنی دنیا کی زندگی ختم ہوئی اب جواب دہی کا وقت آیا۔ ف۱۳ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل سے فرمائے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن میں نازل فرمایا۔ (شوکانی) ف۱۴ یعنی اس کے اعضا بنائے اور اس میں روح پھونکی۔ ف۱۵ قاری کے لئے اس کے بعد "سبحانک اللّٰھم بلٰی" کہنا مستحب ہے۔ حدیث میں مَنْ قَرَءَ کے الفاظ ہیں یعنی جو اس سورہ کو پڑھے۔ بعض نے سامع (سننے والے) کو بھی قاری (پڑھنے والے) کے حکم میں داخل کیا ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ حدیث سے ہم نے سننے والے کے لئے بھی اس کو مستحب قرار دیا ہے خواہ نماز میں مقتدی ہو یا مقتدی نہ ہو۔ (تحفہ)

سورۃ الدھر مدنیۃ (۹۸) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیاتھا ۳۱ رکوعاتھا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ (ف۱) اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

تحقیق آیا ہے اوپر آدمی کے ایک وقت زمانے میں سے کہ نہ تھا کچھ چیز ذکر کیا گیا تحقیق پیدا کیا ہے ہم نے آدمی کو

آدمی پر ایسا وقت بھی زمانے میں سے گذر چکا ہے جب وہ کوئی چیز نہ تھا جس کو ذکر کریں ف۲ ہم نے آدمی کو عورت مرد کے ملے ہوئے

مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا

ایک بوند منی سے یعنی نطفے ملے ہوئے سے کہ آزمائش کیا چاہتے ہیں ہم اُس کو پس کیا ہم نے اُس کو سننے والا دیکھنے والا تحقیق ہم نے دکھلائی اس کو راہ یا شکر

نطفے سے پیدا کیا اُس کو آزمانے کے لئے ف۳ اور اُس کو سنتا دیکھتا بنایا ہم ہی نے اُس کو رستہ دکھلایا یا تو وہ شکر گذار ہے (مومن) یا

وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ

کرنے والا ہوتا ہے اور یا کفر کرنے والا تحقیق ہم نے تیار کی ہیں واسطے کافروں کے زنجیریں اور طوق اور آگ تحقیق نیک کام والے پیویں گے

ناشکرا ف۴ (کافر) ہم ہی نے کافروں کے لئے (آخرت میں) زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ (یہ سب چیزیں) تیار کر رکھی ہیں جو لوگ نیک ہیں وہ (آخرت میں) ایسے

مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾

پیالہ کہ ہے ملونی اس کی کافور کی چشمہ ہے کہ پیتے ہیں اس میں سے بندے خدا کے چیرے جاتے ہیں اس کو چیر بہانے کو

شراب کا جام پئیں گے جس میں کافور ملا ہوگا ف۵ کافور ایک چشمہ ہے (بہشت میں) جس میں سے اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندے پئیں گے اس کو

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى

پورا کرتے ہیں منت کو اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ ہے برائی اس کی پھیل جانے والی اور کھلاتے ہیں کھانا اوپر

خوب بہائیں گے ف۶ (ان کو یہ نعمت اس وجہ سے ملے گی کہ) وہ (دنیا میں) اپنی نذر پوری کرتے تھے ف۷ اور اُس دن سے ڈرتے تھے جس کی مصیبت پھیل جائے گی ف۸ اور اللہ تعالیٰ کی

حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً

محبت اس کی کے فقیروں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو سوائے اس کے نہیں کہ کھلاتے ہیں ہم تم کو واسطے رضامندی اللہ کے نہیں چاہتے ہم تم سے بدلہ

محبت سے (یا کھانے کی احتیاج رکھ کر) مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے تھے ف۹ (اور کہتے تھے) ہم تم کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں

وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ

اور نہ شکر کرنا تحقیق ڈرتے ہیں ہم پروردگار اپنے سے اُس دن کہ ہوگا منہ بنانے والا تیوری چڑھانیوالا پس بچا لیا ان کو اللہ تعالیٰ نے برائی

چاہتے نہ شکر گذاری ف۱۰ ہم کو اپنے مالک سے اُس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جو بہت اُداس اور سخت ہوگا ف۱۱ تو خدا نے بھی اُس دن کی مصیبت سے اُن

ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ﴿۱۲﴾

اس دن کی سے اور ملا دی اُن کو تازگی اور خوشی اور بدلہ دیا ان کو اس کا کہ صبر کرتے تھے بہشت اور کپڑے ریشمی ف۱۴

کو بچا لیا (اُداسی کے بدلے) اُن کو تازگی اور خوشی عنایت فرمائی اور جیسا انہوں نے دُنیا میں صبر کیا تھا ف۱۳ اُس کے بدلے میں ان کو بہشت اور ریشمی پوشاک دی

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ

تکیہ کئے ہوئے بیچ اُس کے اوپر تختوں کے نہ دیکھیں گے بیچ اس کے دھوپ اور نہ جاڑا اور نزدیک ہو رہیں گے اوپر اُن کے

وہاں تختوں پر تکیے لگائے مزے سے بیٹھے ہوں گے نہ تو دھوپ کی گرمی وہاں دیکھیں گے اور نہ جاڑے کی سختی ف۱۵ اور وہاں کے درختوں کے

ف۱ اس سورہ کے تین اور نام بھی ہیں یعنی "انسان"، "ھل اتی" اور "امشاج"۔ جمہور مفسرینؒ اسے مدنی قرار دیتے ہیں۔ بعض اسے مکّی کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے اس کی شروع کی بائیس آیتیں مدنی ہیں اور آخری نو آیتیں مکّی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ جمعہ کے روز صبح کی نماز میں الٓمٓ تنزیل السجدہ اور "ھل اتی" پڑھا کرتے تھے۔ (ابن کثیر) ف۲ یعنی پیدائش سے پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا کہ کوئی اس کا ذکر تک کرتا — اس آیت میں "ھل" بمعنی قد ہے اور اس لحاظ سے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ سیبویہ، کسائی اور دوسرے ائمہ لغت کا اس پر اتفاق ہے۔ (شوکانی)

ف۳ شرعی احکام دیکر کہ آیا ان سے انکار کرکے کفر و شرک کی راہ اختیار کرتا ہے یا ایمان لاکر نیک عمل کرتا ہے۔

ف۴ یعنی عقل اور سمجھ بھی دی اور اس کی طرف پیغمبر بھی بھیجے جنہوں نے اس پر شکر گزاری اور ناشکری کے راستے واضح کر دیئے اور دونوں پر چلنے کے انجام سے خبردار کر دیا۔

ف۵ یہ کافور جنت کا ہوگا اسے دنیا کے کافور سے کوئی نسبت نہیں۔

ف۶ یعنی وہ ان کے اختیار میں ہوگا، وہ جدھر ادھر جیسے چاہیں گے اس کی نالیاں بہنے لگیں گی۔

ف۷ نذر سے مراد وہ نیکی ہے جسے بندہ اپنے اوپر خود لازم کرلے۔ ظاہر ہے کہ جب اللہ کے یہ نیک بندے دنیا میں اپنے اوپر خود لازم کی ہوئی نیکیوں کو پورا کرتے تھے تو اللہ و رسولؐ کی لازم کی ہوئی نیکیوں کو بدرجۂ اولیٰ پوری کرتے ہونگے۔

ف۸ یعنی قیامت کے دن سے جس کی سختی بلائے عام ہوگی اور جس میں ہر شخص پریشان ہوگا۔ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

ف۹ یعنی ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ اگر کھانا کم ہوتا تو خود بھوکے رہ کر انہیں کھانا پیش کر دیتے تھے۔ قیدی سے مراد ہر قیدی ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ "بدر" کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔ اس حکم کی تعمیل میں صحابہ کرامؓ قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے تھے حالانکہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان قیدی کا حق تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ بعض مفسرینؒ نے "قیدی" کے لفظ میں غلام اور عورت کو بھی شامل سمجھا ہے کیونکہ وہ بھی ایک طرح سے قیدی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پیشتر جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی "اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ"، نماز اور اپنے لونڈی غلاموں کا خیال رکھنا۔" (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی زبانِ حال سے کہتے تھے۔ ابن جبیرؒ کہتے ہیں "اللہ کی قسم وہ اپنی زبان سے کچھ نہ کہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلی جذبہ کو دیکھ کر اُن کی تعریف فرمائی تاکہ دوسروں میں بھی رغبت پیدا ہو۔ (ابن کثیر)

ف۱۱ یعنی یہ نہیں چاہیئے کہ تم ہمارے کبھی کسی کام آؤ یا لوگوں کے لئے ہماری سخاوت کا ذکر کرو۔

ف۱۲ یعنی جس کی شدت اور ہولناکی سے چہرے اداس ہوں گے اور اُن کی تیوری چڑھی ہوگی، مراد قیامت کا دن ہے۔

ف۱۳ یعنی اللہ و رسولؐ کے عائد کردہ احکام بجا لاتے تھے اور ان کی منع کردہ چیزوں سے باز رہتے تھے۔

ف۱۴ جس کا پہننا ان پر دنیا میں حرام کیا گیا تھا اور انہوں نے کبھی اسے نہ پہنا تھا۔

ف۱۵ یعنی نہایت معتدل اور خوشگوار موسم ہوگا۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دوزخ نے اپنے پروردگار کے حضور شکایت کی کہ میرے بعض حصے بعض حصوں کو کھا گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے سال میں دو سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس موسم گرما میں اور دوسرا موسم سرما میں، تو جاڑے کی سخت سردی اور گرما کی سخت گرمی اسی کے اثر سے ہے۔" (فتح القدیر) گویا اللہ تعالیٰ نہیں دوزخ کے اثر سے محفوظ رکھے گا۔

ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ

سائے اُس کے اور نزدیک کئے گئے ہیں میوے اس کے نزدیک کرکے اور پھرائے جاتے ہیں اوپر ان کے باسن چاندی کے اور آبخورے ہیں شیشے کے

سایے اُن پر جھکے ہوں گے اور وہاں کے پھل (میوے یا گچھے) بالکل قریب ہونگے ف۱ اور اُن پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور چل رہا ہوگا وہ شیشے کے ہوں گے چاندی

قَوَارِيرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

شیشے کے ہیں بنائے ہوئے چاندی کے اندازہ کیا ہے اس کو اندازہ کرنا کر اور پلائے جاویں گے بیچ اس کے پیالے سے کہ ہے ملونی اس کی

کے شیشے (یعنی سفید شفاف) جن کو پلانے والوں نے (بہشت کے خادموں نے) ٹھیک اندازے کے موافق بنالیا ہوگا ف۲ اور اُن کو وہاں ایک شراب کا جام پلایا جائے گا جس میں سونٹھ

زَنجَبِيلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا

سونٹھ کی چشمہ ہے بیچ اس کے کہ نام رکھا جاتا ہے سلسبیل اور پھریں گے اوپر ان کے لڑکے ہمیش رہنے والے جس وقت

ملی ہوگی ف۳ سونٹھ ایک چشمہ ہے بہشت میں جس کا نام سلسبیل ہے ف۴ اور اُن پر خدمت کے لئے (لڑکے گھوم رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے (نابالغ) ہی

رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿۱۹﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿۲۰﴾

دیکھے گا تو ان کو گمان کرے گا تو ان کو موتی بکھرے ہوئے اور جب دیکھے گا تو اس جگہ دیکھے گا تو نعمت اور بادشاہی بڑی ف۵

رہیں گے ایسے خوبصورت) جب تو اُن کو (جا بجا چلتے پھرتے) دیکھے تو سمجھے موتی ہیں بکھرے ہوئے اور (اے پیغمبر) جب تو بہشت کو دیکھے تو وہاں (ہر طرح کی نعمت اور بڑی

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ

اوپر ان کے ہوں گے کپڑے لاہی سبز اور تافتے کے اور پہنائے جاویں گے کنگن چاندی کے اور پلاوے گا ان کو رب ان کا

بادشاہت (کا سامان) دیکھے گا بہشت والوں کے اوپر کی پوشاک سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑوں کی ہوگی اور اُن کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے ف۶ اور ان کا مالک ان کو

شَرَابًا طَهُورًا ﴿۲۱﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿۲۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

شربت پاکیزہ تحقیق یہ ہے واسطے تمہارے بدلہ اور ہے سعی تمہاری قدردانی کی گئی تحقیق ہم نے اتارا ہے

پاکیزہ شراب پلوائے گا ف۷ (اُن سے کہا جائے گا) یہ تمہارے (نیک اعمال کا) بدلہ ہے اور تم جو (دنیا میں) محنت اُٹھاتے رہے (آج) اُس کا پھل ملا (اے پیغمبر) ہم نے تجھ پر قرآن تھوڑا

عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿۲۴﴾ وَ

اوپر تیرے قرآن آہستہ آہستہ اتارنا پس صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے اور مت کہا مان ان میں سے گنہگار کا یا کفر کرنے والے کا اور

تھوڑا کرکے اتارا ف۸ تو اپنے مالک کے حکم کے انتظار میں صبر کئے (بیٹھا) رہ ف۹ اور کافروں میں سے کسی بدکار یا ناشکرے کا کہنا مت مان ف۱۰ اور

اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿۲۶﴾

یاد کر نام پروردگار اپنے کا صبح اور شام اور رات سے پس سجدہ کر واسطے اس کے اور تسبیح کر اس کو رات بڑی تک

صبح اور شام اپنے مالک کا نام جپتا رہ (رٹتا رہ) ف۱۱ اور رات کو بھی اس کو سجدہ کر (مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ) اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولتا رہ ف۱۲

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿۲۷﴾ نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا

تحقیق یہ لوگ دوست رکھتے ہیں جلدی کو یعنی دنیا کو اور چھوڑ دیتے ہیں پیچھے اپنے دن بھاری کو ہم نے پیدا کیا ہے ان کو اور مضبوط کئے

یہ کافر تو دنیا کو پسند کرتے ہیں اور (قیامت کے) سخت دن کو انہوں نے اپنی (پیٹھ) پیچھے چھوڑ دیا ہے ف۱۳ ہم ہی نے اُن کو بنایا اور ہم ہی

أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿۲۸﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ

ہم نے بند ان کے اور جب چاہیں گے بدل ڈالیں گے ہم مانند ان کی بدل ڈالنا تحقیق یہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے پکڑے

نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور ہم جب چاہیں (ان کو میٹ کر) اُن کے بدل اُنہی کی طرح دُوسرے آدمیوں کو لاکر بسا دیں ف۱۴ یہ باتیں نصیحت ہیں پھر جس کا جی چاہے اپنے

ف۱ تاکہ جب چاہیں، انہیں توڑ لیں اور توڑنے میں ذرا بھی زحمت نہ اٹھانا پڑے۔

ف۲ یعنی اُن میں پینے کی چیز ٹھیک اتنی آئے گی جتنی جنتیوں کو پینے کی خواہش ہوگی، نہ کم اور نہ زیادہ، شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی ان کی پیاس برابر"۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "تم دنیا میں چاندی کو کوٹ کر چاہے مکھی کے پر کے برابر باریک کر لو، مگر وہ ایسی شفاف نہیں ہو سکتی کہ اس کے پیچھے سے پانی نظر آئے، لیکن جنت کی چاندی شیشے کی طرح شفاف ہوگی"۔ (فتح القدیر بحوالہ بیہقی وغیرہ)

ف۳ عرب کے لوگ شراب میں سونٹھ ملانا پسند کرتے تھے تاکہ وہ خوشبودار ہو جائے۔ واضح رہے کہ جنت کی سونٹھ دنیا کی سونٹھ سے مشابہ نہ ہوگی۔ اس میں مہک اور مزا تو پایا جائے گا، لیکن وہ تیزی نہ ہوگی جو زبان یا حلق کو تکلیف دے۔ یہی حال جنت کی تمام چیزوں کا ہے۔ اُن کا دنیا کی چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے حقیقت بالکل مختلف ہے۔ نام کا اشتراک لوگوں کو ان کا تصوّر دلانے کے لیے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ایسی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اُن کا خیال گزرا۔

ف۴ "سَلْسَبِیْل" کے لفظی معنی نہایت خوشگوار اور لذیذ شراب کے ہیں اور وہ "سلسہ" (خوشگواری) سے ماخوذ ہے۔ (فتح القدیر)

ف۵ یعنی جنت کا ہر شخص عظیم الشان نعمتوں اور بھاری شاہی سامان سے مالا مال نظر آئے گا۔

ف۶ قدیم عرب میں سونے اور چاندی کے کنگن پہننا شاہی لباس کا جزء تھا اس لئے فرمایا گیا کہ جنتی لوگوں کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ دوسری آیات میں سونے کے کنگنوں کا بھی ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کی آن بان ہر لحاظ سے شاہانہ ہوگی۔

ف۷ یعنی ایسی شراب جس میں کسی قسم کی نجاست اور بدبو نہ ہوگی جس کے پینے سے ہرگز سرگردانی نہ ہوگی بلکہ دل و دماغ کی تمام کدورتیں صاف ہو جائیں گی۔ اسی لئے شاہ صاحبؒ نے "طَهُوْرًا" کا ترجمہ کیا ہے "جو دل کو دھو گئی"۔

ف۸ مطلب یہ ہے کہ اسے آپؐ نے خود تصنیف نہیں کر لیا ہے جیسا کہ یہ مشرکین خیال کرتے ہیں۔

ف۹ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ عنقریب آپؐ کو ان کفار سے جہاد کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ جب تک یہ حکم نہ آئے آپؐ ان کی ایذا رسانی کو صبر و ہمت سے برداشت کرتے رہئے۔

ف۱۰ یعنی یہ اگر دھمکی یا لالچ دے کر آپؐ کو دعوت حق کے کام سے باز رکھنا چاہیں تو آپؐ ان کی بات پر ہرگز کان نہ دھریں بلکہ دعوت کا کام پوری توجہ اور تندہی سے جاری رکھیں۔ کہتے ہیں کہ بدکار سے مراد عتبہ بن ربیعہ ہے اور ناشکرے سے مراد ولید بن مغیرہ، کیونکہ ان دونوں بدبختوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپؐ لوگوں کو خالص توحید کی طرف بلانے سے باز آ جائیے، ہم آپؐ کو جتنی دولت آپؐ چاہیں گے دیں گے اور جس عورت سے آپؐ چاہیں گے آپؐ کا نکاح کر دیں گے۔ (فتح القدیر)

ف۱۱ یعنی ہر آن اس کا ذکر کرتے رہئے، یا یہ مطلب ہے کہ صبح اور شام (یعنی فجر اور عصر) کی نماز پڑھیئے۔

ف۱۲ یعنی تہجد کی نماز پڑھئے۔ یہ حکم استحباب کیلئے ہے، اگر یہ کہا جائے کہ تہجد کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فرض نہ تھی بلکہ عام مسلمانوں کی طرح صرف نفل تھی۔ یا یہ حکم صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے، اگر یہ کہا جائے کہ تہجد کی نماز آپؐ پر فرض تھی۔

ف۱۳ یعنی اس کی کوئی پروا نہیں کرتے اور نہ اس کی تیاری کرتے ہیں۔

ف۱۴ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "ہم جب چاہیں ان کی موجودہ ہستیوں کو (ختم کر کے) دوبارہ ایسی ہی ہستیاں بنا کر کھڑی کر دیں"۔

إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٣٠﴾

طرف پروردگار اپنے کی راہ اور نہیں چاہتے تم مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ تحقیق اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا حکمت والا

مالک تک (پہنچنے کا) رستہ (توحید اور اسلام قبول کرے) اور تم (کوئی بات) چاہ بھی نہیں سکتے جب اللہ تم نہ چاہے ۝۱ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے ۝۲

يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣١﴾

داخل کرتا ہے جس کو چاہے بیچ رحمت اپنی کے اور ظالم تیار کیا ہے واسطے ان کے عذاب درد دینے والا

جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں لے جاتا ہے (یعنی بہشت میں) اور ظالموں (مشرکوں) کے لئے اُس نے تکلیف کا عذاب تیار کر رکھا ہے

(۷۷) سُورَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ (۳۳) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتها ۵۰ رکوعاتها ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ۝۳

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا ﴿٤﴾

قسم ہے ان باؤں کی کہ چھوڑی گئی ہیں نرمی سے پھر زور کرنے والیوں کی زور کرنے کر اور بادل اٹھانے والیوں کی بادل اٹھانے کر پھر جدا کرنے والیوں کی مینہ کو جدا کرنے کر

قسم اُن ہواؤں کی جو ایک کے بعد ایک آتی ہیں ۝۴ پھر جھونکا دے کر زور سے چلتی ہیں ۝۵ اور بادلوں کو خوب پھیلا دیتی ہیں ۝۶ پھر اُن کو چیر کر جدا جدا کر دیتی ہیں ۝۷

فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾

پھر ان فرشتوں کی کہ ڈالنے والے ہیں ذکر کو الزام دینے کو یا ڈرانے کو تحقیق جو کچھ وعدہ دیئے جاتے ہو تم البتہ ہونے والا ہے پس جس وقت کہ تارے مٹائے جاویں

پھر اُن فرشتوں کی جو آسمان سے پیغمبروں پر وحی اُتارتے ہیں ۝۸ الزام دینے کو (تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجت تمام کرنے کو) یا ڈرانے کو ۝۹ تم سے جس کا وعدہ ہے (یعنی قیامت کا) وہ ضرور آئے گی پھر جس

وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِأَيِّ يَوْمٍ

اور جس وقت کہ آسمان کھولا جاوے اور جس وقت پہاڑ اڑائے جاویں اور جس وقت کہ پیغمبر وقت مقرر پر لائے جاویں واسطے کس دن کے

وقت تارے ماند پڑ جائیں (اُن میں روشنی نہ رہے) اور جب آسمان پھٹ جائے اور جب پہاڑ اُڑا دیئے جائیں اور جب پیغمبروں کے حاضر ہونے کا ایک وقت مقرر کیا جائے ۝۱۰ اُس وقت سمجھو کہ قیامت

أُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٥﴾

وعدہ دیئے گئے ہیں واسطے دن جدائی کے اور کیا جانے تو کیا ہے دن جدائی کا وائے ہے اس دن واسطے جھٹلانے والوں کے

آئی) کس (بڑے) دن کے لئے ان کا حاضر ہونا ملتوی رکھا گیا ہے۔ فیصلے کے دن کے لئے اور (اے پیغمبرؐ) تو کیا سمجھا فیصلہ کا دن کیسا ہوگا اُس دن (قیامت کو) جھٹلانے

أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ﴿١٧﴾ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ

کیا نہیں ہلاک کیا ہم نے پہلوں کو پھر پیچھے ان کے چلاتے ہیں ہم پچھلوں کو اسی طرح کرتے ہیں ہم ساتھ گنہگاروں کے وائے ہے

والوں کی خرابی ہوگی ۝۱۱ کیا ہم نے اگلے کافروں کو نہیں کھپایا پھر ہم (اسی طرح) پچھلے کافروں کو بھی اُن کے پیچھے لگا دیں گے (اُن کو کھپاویں گے) ہم گنہگاروں سے ایسا ہی (برتاؤ) کرتے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿٢١﴾ إِلَىٰ

اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے کیا نہیں پیدا کیا ہم نے تم کو پانی حقیر سے پس کیا ہم نے اس کو بیچ ایک جگہ مضبوط کے ایک

ہیں (رہی قیامت تو) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (لوگو) کیا ہم نے تم کو ایک بے حقیقت پانی (منی) سے نہیں بنایا پھر ہم نے اُس کو ایک مقررہ وقت (نو مہینے یا کم یا زیادہ) تک

قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ

وقت معلوم تک پس اندازہ کیا ہم نے پس اچھا اندازہ کرنے والے ہیں ہم ۝۱۲ وائے ہے اس دن واسطے جھٹلانے والوں کے کیا نہیں کیا ہم نے

ایک محفوظ جگہ (عورت کے رحم) میں رکھا یہ اندازہ ہم نے مقرر کیا اور ہم کیسے اچھے انداز ٹھہرانے والے ہیں اُس دن (یعنی قیامت کے دن) جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی کیا ہم نے زمین

رکوع ۲۰ / ۹ / ۲

۝۱ کیونکہ بندہ کا چاہنا اللہ تعالیٰ کے چاہنے کے تابع ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کس کی قابلیت واستعداد کس قسم کی ہے۔ پھر اسی کے مطابق وہ اسے نیکی کی توفیق دیتا ہے یا برائی کے راستہ پر چلتے رہنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ ۝۲ یعنی اللہ تعالیٰ کسی بندے کے حق میں جو بھی فیصلہ فرماتا ہے وہ الل ٹپ نہیں ہوتا اور نہ اس میں کسی طرح کی بے انصافی پائی جاتی ہے بلکہ وہ سراسر علم وحکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ ۝۳ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ پوری سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ قتادہ اور ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ نے اس کی ایک آیت: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ۔ کو مدنی قرار دیا ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کے ایک غار میں تھے کہ وہیں یہ سورہ نازل ہوئی۔ آپؐ اسے پڑھ رہے تھے اور میں اسے آپؐ کے دہن مبارک سے لے رہا تھا۔ اتنے میں ہم پر ایک سانپ آ پڑا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے مار ڈالو۔ ہم اس کی طرف لپکے تو وہ بھاگ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: "وہ تمہارے ہاتھ سے بچ نکلا جیسے تم اس کی پھنکار سے بچ گئے۔" صحیحین ہی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں یہ سورہ پڑھ رہا تھا کہ ام فضلؓ نے مجھ سے کہا "بیٹا! مجھے تمہارے اس پڑھنے سے یاد آگیا کہ یہ آخری سورہ ہے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں پڑھتے سنا۔" (فتح القدیر)

۝۴ یعنی پے در پے چلتی ہیں — آیت کا یہ مطلب جمہور مفسرینؒ نے بیان کیا ہے۔ بعض نے "مرسلات" سے مراد بھیجے ہوئے فرشتے یا انبیاءؑ لئے ہیں اور "عرفا" کا ترجمہ "بھلائی (یعنی اچھے احکام) دے کر" کیا ہے۔ (فتح القدیر)

۝۵ بعض نے ان سے مراد ہواؤں کو زور سے ہانکنے والے فرشتے لئے ہیں۔ (ایضاً)

۝۶ بعض نے ان سے مراد فرشتے لئے ہیں جو بادلوں کو یا اپنے پروں کو خوب پھیلا دیتے ہیں۔ (ایضاً)

۝۷ بعض نے ان سے مراد فرشتے لئے ہیں یا قرآنی آیات یا انبیاءؑ جو حق کو باطل سے جُدا کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۝۸ اکثر مفسرینؒ نے اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ بعض نے مراد انبیاءؑ لئے ہیں جو بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ (ایضاً)

۝۹ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے: "معاف کرنے کو یا ڈرانے کو" یعنی مومنوں کیلئے معافی کا وعدہ لاتے ہیں اور کافروں کے لئے عذاب کی خبر۔

۝۱۰ یعنی وہ فیصلہ کیلئے اپنی اپنی اُمتوں کو لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور باری باری حاضر ہوں۔

۝۱۱ یعنی انہیں سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا ہوگا۔

۝۱۲ یعنی ہم نے ایک ایسی مدت مقرر کی جس میں بچہ کی ساخت مکمل ہو جاتی ہے، نہ کوئی چیز ضرورت سے زائد بنتی ہے اور نہ کوئی ضروری چیز رہ جاتی ہے۔ جب تک اُس کے لئے رحم کے اندر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ اس میں رہتا ہے اور جب باہر آنا ضروری ہوتا ہے تو وہ باہر آ جاتا ہے۔ یہ مدت ہم نے مقرر کی اور ہم کتنا ٹھیک اندازہ کرنے والے ہیں — "قدرنا" کا دوسرا ترجمہ "ہم قادر رہوئے" بھی ہو سکتا ہے یعنی ہم نے پانی کی ایک بوند کو بتدریج ترقی دیتے دیتے کامل وعاقل انسان بنایا۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ ہم کیا خوب قدرت رکھنے والے ہیں۔

الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً

زمین کو سمیٹنے والی زندوں کو اور مردوں کو اور کئے ہم نے بیچ اس کے پہاڑ بلند اور پلایا ہم نے تم کو پانی پیاس

کو زندوں اور مردوں کے سمیٹنے والی نہیں بنایا ف١ اور اس میں اونچے اونچے اٹل پہاڑ رکھ دیئے اور تم لوگوں کو مینہ برسا کر اور نہروں

فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى

بجھانے والا وائے ہے اس دن واسطے جھٹلانے والوں کے چلو طرف اس چیز کی کہ تھے تم اُس کو جھٹلاتے چلو طرف

اور کنوؤں سے، میٹھا پانی پلایا اُس دن (یعنے قیامت کے دن) جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی (کافروں سے اس دن کہا جائے گا) اب جس کو تم (دنیا میں) جھٹلایا کرتے تھے اس کی طرف چلو

ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾

سایہ تین شاخوں والے کی نہ سایہ دینے والا اور نہ کفایت کرنے والا شعلے آگ کے سے تحقیق وہ پھینکتی ہے چنگاریاں مانند محلوں کے

(یعنے دوزخ کی طرف دھوئیں دار) سائے کی طرف چلو جس کی تین پھانکیں ہیں (دھواں اوپر اٹھ کر تین ٹکڑے ہو گیا ہے) نہ تو اس میں ٹھنڈک ہے اور نہ آگ کی لپٹ کا بچاؤ ہے اس میں سے ایک

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ

گویا کہ وہ قطاریں اونٹوں زردی والے ہے اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور نہ اذن دیا جاوے گا

محل برابر برابر چنگاڑیاں اڑ رہی ہیں ف٢ (دور سے دیکھو تو) جیسے زرد اونٹ (یا جہاز کی کالی رسیاں) اُس دن (یعنے قیامت کے دن) جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی یہ وہ دن ہوگا جس

لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾

اُن کو پس عذر لاویں وائے ہے اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے یہ دن ہے جدا کرنے کا اکٹھا کیا ہے ہم نے تم کو اور پہلوں کو

دن (گنہگار ہیبت کے مارے) بات نہ کر سکیں گے ف٣ اور نہ اُن کو عذر کرنے کی اجازت ملے گی ف٤ اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی (ہم ان سے کہیں گے) یہی فیصلہ کا دن ہے ہم نے

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٠﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

پس اگر ہو واسطے تمہارے مکر پس مکر کر لو مجھ سے وائے ہے اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے تحقیق پرہیزگار بیچ

تم کو اور اگلے لوگوں کو (یہاں) اکٹھا کر دیا تم (سب مل کر بھی) کوئی داؤں چلا سکو تو چلاؤ (اپنے تئیں ہمارے عذاب سے بچاؤ) ف٥ اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی بیشک جو لوگ پرہیزگار ہیں ف٦

ع ١ ٢١

ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٤٢﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾

سایوں کے ہیں اور چشموں کے ہیں اور میووں کے ہیں جس چیز سے کہ چاہیں کھاؤ اور پیو سہتا بدلے اس چیز کے کہ تھے تم کرتے

سایوں اور چشموں اور میووں میں جو ان کو بھائیں (مزے کرتے) ہونگے (ان سے کہا جائے گا) تم جیسے (اچھے) کام (دنیا میں) کرتے تھے (آج) ان کے بدل مزے سے کھاؤ پیو بیشک

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا

تحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو وائے ہے اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے کھاؤ اور فائدہ اُٹھاؤ

ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (مگر) اُس دن جھٹلانے والوں کی تو خرابی ہوگی (اے جھٹلانے والو تم (دنیا میں چند روز تک کچھ) کھا (پی) لو

قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا

تھوڑا سا تحقیق تم گنہگار ہو وائے ہے اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے اُن کے رکوع

اور تھوڑا سا مزا اُٹھا لو تم گنہگار ہو اس دن جھٹلانے والوں (گنہگاروں) کی خرابی ہوگی اور جب ان (گنہگاروں) سے کہا جاتا ہے (نماز کے لئے) جھکو تو

لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾

کرو نہیں رکوع کرتے ف٧ وائے ہے اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے پس ساتھ کس بات کے پیچھے اس کے ایمان لاویں گے

جھکتے نہیں (نماز نہیں پڑھتے) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی تو اب قرآن کے بعد (اس سے بڑھ کر) کونسا کلام ہے جس پر وہ ایمان لائیں گے ف٨

ع ٢ ٢٢

ف١ یعنی جب تک لوگ زندہ رہتے ہیں، اس پر رہتے بستے ہیں اور جب مر جاتے ہیں تو اس کے اندر چلے جاتے ہیں۔

ف٢ یعنی بہت بڑی بڑی۔

ف٣ ایسا قیامت کے بعض مواقف میں ہوگا، بعض مواقف میں وہ بولیں گے، جیساکہ دوسری آیات میں بیان ہوا ہے۔

ف٤ کیونکہ وہاں تو بدلہ پانے کا وقت ہوگا۔ عذر اور توبہ کرنے کا وقت دنیا میں گزر چکا ہوگا۔

ف٥ یعنی جیسے تم دنیا میں ہمارے عائد کردہ احکام و فرائض سے بچنے کے لئے بہت سے داؤں کیا کرتے تھے۔ آج بھی اگر ہمارے عذاب سے نکل بھاگنے کے لئے کوئی چال چل سکتے ہو تو چل دیکھو۔

ف٦ جھٹلانے والوں کے مقابلے میں یہ پرہیزگاروں کا حال بیان ہوا۔ پھر بہت ہی بدبخت ہیں وہ لوگ جو قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور پرہیزگاری (خدا کا ڈر) اختیار نہیں کرتے۔

ف٧ جھکنے سے مراد اللہ تعالیٰ کے عام احکام کے سامنے جھکنا بھی ہو سکتا ہے، اگرچہ متبادر معنی نماز میں جھکنا ہی ہیں۔

ف٨ یعنی قرآن جو اللہ تعالیٰ کا اپنا کلام ہے اور جس کا اندازِ بیان انتہائی مؤثر اور دلنشین ہے۔ اگر یہ کفار اس پر بھی ایمان نہیں لا رہے تو آخر کون سی کتاب ہے جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں کہ وہ آئے تو اس پر ایمان لائیں؟ کیا قرآن کے بعد بھی کوئی کتاب آنیوالی ہے؟ ___ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اس آیت پر پہنچے تو اسے یہ کہنا چاہئے "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ" ہم اللہ پر ایمان لائے۔ (ابن کثیر بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، مسند امام احمد وغیرہ)

ف۱ اس سورۃ کا دوسرا نام "عَمَّ" اور "المعصرات" بھی ہے اور یہ بالاتفاق مکی ہے۔(شوکانی) ف۲ یا "کس چیز کے متعلق باتیں کر رہے ہیں"۔ مفسرین کہتے ہیں جب آنحضرتؐ کی بعثت ہوئی اور آپؐ نے لوگوں کو توحید اور زندگی بعد موت کی خبر دی اور انہیں قرآن سنانا شروع کیا تو کفار آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یہ کیا چیز ہے جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کر رہے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔(شوکانی) ف۳ "قیامت، قرآن یا خود آنحضرتؐ کے بارے میں، مگر جمہور علما نے اس سے قیامت ہی مراد لی ہے یعنی کوئی قیامت کے آنے میں شک کرتا ہے کوئی اس سے بالکل انکار کرتا ہے۔ قرآن میں اختلاف یہ ہے کہ کوئی قرآن کو سحر کہتا ہے اور کوئی پہلوں کے افسانے۔ آنحضرتؐ کے بارے میں بھی وہ مختلف قسم کی چہ میگوئیاں کرتے کبھی آپؐ کو ساحر، کبھی شاعر اور کبھی مجنون کہتے ہیں۔ (قرطبی)

ف۴ اس میں تقریع و توبیخ ہے کہ عنقریب جب قیامت آجائیگی اور غیب سے پردہ اٹھ جائیگا تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ جن چیزوں کے بارے میں وہ اختلاف میں پڑے ہوئے تھے اور جزا سزا کا انکار کر رہے تھے وہ سب حقیقت تھیں۔ ویسی ہی حقیقت جیسی انبیاء علیہم السلام نے ان سے بیان کی تھی۔

ف۵ تاکہ زمین میں اطمینان کی کیفیت پیدا ہو اور وہ ڈگمگاتی نہ رہے اور زمین "مِہاد" بنانا یا اصل خلقت کے اعتبار سے ہے اور یا پیدا کرنے کے بعد ہے۔ بہرحال اس کا "مہاد" ہونا "کرۃ" ہونے کے منافی نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کی تو اس میں اضطراب ساتھا۔ پھر جب پہاڑ پیدا کئے تو اس میں اطمینان کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ (نحل: ۱۵)

ف۶ "ازواج" کے معنی مختلف شکلیں اور رنگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ مذکر و مؤنث کے نطفہ کے اختلاط سے پیدا کیا۔

ف۷ یعنی جس طرح آدمی کپڑے پہن کر اپنے آپ کو چھپا لیتا ہے اسی طرح رات کی تاریکی تمہاری پردہ پوشی کرتی ہے۔

ف۸ یہ عمومی حالت بیان فرمائی جو فطری ہے یعنی دن کو کام اور رات کو آرام۔ گو اس مشینی دور میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں دن کو سونا اور رات کو جاگنا پڑتا ہے۔

ف۹ کہ ہزاروں برس گزرنے پر بھی ان میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی۔

ف۱۰ "وھاج" ایسی چیز کو کہتے ہیں جو روشن بھی ہو اور گرم بھی اسی لئے اس سے مراد سورج لیا گیا ہے۔

ف۱۱ مراد بادل ہوں تو اس کے معنی "نچوڑنے والے" ہوں گے اور ہوائیں مراد ہوں تو "نچوڑنے والی" ترجمہ کیا جائیگا۔

ف۱۲ ان تمام چیزوں کا ذکر کرنے سے مقصود یہ بتانا ہے کہ جو ذات ایسا نظام بنا اور چلا سکتی ہے اسکے لئے دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اسی مناسبت سے آگے آخرت کا ذکر آرہا ہے۔

ف۱۳ مراد دوسری بار کا صور پھونکنا ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہونگے۔ (ابن کثیر)

ف۱۴ آسمان اس لئے پھٹے گا کہ فرشتے زمین پر اتر سکیں جیسے فرمایا: ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ تنزیلا۔ (سورہ فرقان: ۲۵) معلوم ہوا کہ آسمان میں "خرق" ممتنع نہیں ہے جیسا کہ فلاسفہ کا مشہور مذہب ہے۔ گو ملا صدرا نے "اسفار اربعہ" میں تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ "امتناع خرق" اساطین فلاسفہ کا قول نہیں ہے۔ آجکل کے فلاسفہ نے معروف آسمان کا بھی انکار کیا ہے مگر کوئی ایسی تحقیق پیش نہیں کی جس کی بنا پر آیات و احادیث صحیحہ کی تاویل کرنی پڑے۔ ف۱۵ جو دوپہر کے وقت دور سے دیکھنے والے کو پانی کی طرح نظر آتا ہے مگر درحقیقت پانی نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن پہاڑ بظاہر پہاڑ نظر آئینگے مگر حقیقت میں کچھ نہیں ہونگے۔ قرآن میں پہاڑوں کے مختلف احوال بیان ہوتے ہیں اول یہ کہ ریزہ ریزہ کئے جائینگے۔ (الفجر: ۲۱) پھر وہ دھنی ہوئی اون کی طرح نظر آئینگے۔ (القارعۃ: ۵) پھر غبار کے پراگندہ ذرات کی طرح بن جائینگے پھر چلائے جائینگے۔ (الواقعہ: ۶۰، النمل: ۸۸) اور دوسرے سراب کی طرح نظر آئینگے جیسا کہ یہاں بیان ہوا ہے۔ (فتح البیان) علما نے لکھا ہے کہ پہاڑوں کی یہ حالت (سراب بن جانا) نفخۂ ثانیہ کے بعد ہوگی لیکن ان کا پھٹنا اور ریزہ ریزہ ہونا "نفخۂ اولیٰ" کے وقت ہوگا۔ (روح) ف۱۶ اور ظاہر ہے کہ "احقاب"...

سُوْرَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ (۸۰) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۴۰ رُكُوْعَاتُهَا ۲

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيْمِ ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿۳﴾ كَلَّا

کس چیز سے سوال کرتے ہیں اس خبر بڑی سے کہ وہ بیچ اس کے اختلاف کرتے ہیں۔ ہرگز یوں نہیں

یہ کافر لوگ آپس میں کیا پوچھا پاچھی کر رہے ہیں۔ اس بڑی بات (قیامت یا قرآن) کو پوچھ رہے ہیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ نہیں نہیں

سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّالْجِبَالَ

شتاب جانیں گے پھر ہرگز نہیں یوں شتاب جانیں گے کیا نہیں کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو

ان کو اب (عنقریب) معلوم ہو جائیگا۔ پھر بھی کہتے ہیں نہیں نہیں ان کو اب (عنقریب) معلوم ہو جائیگا۔ کیا ہم نے زمین کو (تمہارا) بچھونا نہیں بنایا

اَوْتَادًا ﴿۷﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ

میخیں اور پیدا کیا ہم نے تم کو جوڑے اور کیا ہم نے نیند تمہاری کو سبب آرام کا اور کیا ہم نے رات کو

اور پہاڑوں کو زمین کی میخیں نہیں کیں۔ اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا (نر مادہ) بنایا۔ اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے آرام رکھا۔ اور ہم نے

لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلْنَا

پردہ اور کیا ہم نے دن کو وقت معاش اور بنائے ہم نے اوپر تمہارے سات آسمان سخت اور کیا ہم نے

رات کو تمہارا اوڑھنا مقرر کیا، پردہ پوش۔ اور ہم نے دن کو روزی کمانے کا وقت ٹھہرایا۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔ اور ہم نے

سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ

چراغ روشن اور اتارا ہم نے نچوڑنے والی بدلیوں سے پانی گرتا بکثرت تو کہ نکالیں ہم ساتھ اس کے اناج اور

ایک چمکتا چراغ (سورج) بنایا۔ اور ہم نے بادلوں (یا ہواؤں) سے زور کا مینہ برسایا اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے غلہ اور

نَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

بوٹیاں اور باغ لپٹے ہوئے تحقیق دن جدائی کا ہے وقت مقرر جس دن کہ پھونکا جاویگا بیچ صور کے

چارہ اوگائیں اور گھنے گھنے باغ (نکالیں) بیشک فیصلے کے دن (قیامت) کا ایک وقت مقرر ہے۔ جس دن صور پھونکا جائیگا اور تم پرے پرے

فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ

پس آؤ گے تم فوج فوج اور کھولا جاوے گا آسمان پس ہو جاویں گے دروازے اور چلائے جاویں گے پہاڑ پس ہو جاویں گے

(جٹ جٹ) ہو کر (حشر کے میدان میں) آؤ گے۔ اور آسمان پھٹ جائیگا اس میں چھید چھید ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ (اپنی جگہ سے اکھیڑ کر) چلائے

سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾

مانند ریت کی تحقیق دوزخ ہے گھات میں واسطے سرکشوں کے جگہ ہے پھر جانے کی رہیں گے بیچ اس کے قرنوں بیشمار

جائیں گے وہ سراب کی طرح (بالکل نابود) ہو جائیں گے۔ بیشک دوزخ (کافروں کو) تاک رہی ہے۔ شریروں کا وہی ٹھکانا ہے اس میں قرنوں پڑے رہیں گے

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾

نہ چکھیں گے بیچ اس کے ٹھنڈک اور نہ پینا مگر گرم پانی اور پیپ بدلہ دیئے جاویں گے موافق

وہاں نہ تو ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کھولتے پانی اور پیپ کے سوا ان کو کچھ پینے کو ملے گا یہ اعمال کا پورا بدلہ ہے

إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ

تحقیق وہ تھے نہیں امید رکھتے حساب کی اور جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو جھٹلانے کر اور ہر چیز کو گن لیا ہم نے اس کو

وہ (دنیا میں آخرت کے) حساب کا ڈر نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے۔ اور ہم نے ہر چیز کو اچھی طرح

كِتَابًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَائِقَ

لکھنے کر پس چکھو پس ہرگز نہ زیادہ کریں گے ہم تم کو مگر عذاب تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے مراد پانی ہے باغ ہیں

لکھ لیا ہے ف۱ تو (ہم قیامت کے دن ان سے کہیں گے) اب (اپنے کئے کا) مزہ چکھو ہم تو (روز بروز) تمہارا عذاب بڑھاتے جائیں گے ف۲ بیشک پرہیزگار

وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا

اور انگور ہیں اور نوجوانیں ہیں ہم عمر اور پیالے ہیں بھرے ہوئے نہ سنیں گے بیچ اس کے بیہودہ اور نہ

(آخرت میں) مراد کو پہنچیں گے۔ (ان کو رہنے کو) باغ اور (کھانے کو) انگور ملیں گے اور (دل بہلانے کو) نوجوان عورتیں ہم سن ف۳ اور (پینے کو) بھرا جام چھلکتا ہوا

كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

جھٹلانا بدلہ ہے پروردگار تیرے کی طرف سے بخشش کا حساب سے پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ درمیان انکے ہے

وہاں بیہودہ بکواس (کسی کے منہ سے) نہ سنیں گے اور نہ جھٹلانا (یا جھوٹ) (اے پیغمبر) یہ تیرے مالک کا بدلہ ہے حساب سے (انکو دیگا) ف۴ وہ جو آسمانوں اور زمین اور انکے بیچ

الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا

بخشش کرنے والا نہیں اختیار پاویں گے اس سے ایک بات کرنے کا اس دن کھڑی ہوگی روح اور فرشتے صف باندھ کر ف۶ نہ

جو کچھ ہے انکا مالک ہے بڑے رحم والا (قیامت کے دن مارے ہیبت کے) اس سے بات تک نہ کر سکیں گے ف۵ جس دن روح اور فرشتے صف باندھکر (اس کے سامنے) کھڑے ہونگے کوئی بات

يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ

بولیں گے مگر جس کو حکم دیوے واسطے اس کے رحمٰن اور کہے گا اچھا یہ دن ہے برحق

تک نہ کر سکے گا مگر جس کو خدا اجازت دے اور وہ ٹھیک بات کہے گا ف۷ یہی وہ دن ہے جس کا آنا برحق ہے

فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ

پس جو کوئی چاہے پکڑے طرف پروردگار اپنے کی جگہ پھر جانے کی تحقیق ہم نے ڈرایا ہم تم کو عذاب نزدیک سے اس دن کہ دیکھ لیوے گا ہر مرد

پھر جس کا جی چاہے وہ اپنے مالک کے پاس ٹھکانا کرلے ف۸ (لوگو) ہم نے تم کو اس عذاب سے ڈرایا جو نزدیک آنے والا ہے جس دن ہر آدمی (مومن ہو یا

مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴿٤٠﴾

جو کچھ آگے بھیجا تھا ہاتھوں اس کے نے اور کہے گا کافر اے کاش کے ہوتا میں مٹی

کافر) جو عمل اس نے آگے بھیجے ان کو دیکھے گا۔ اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہوتا (یا مٹی ہو جاتا) ف۹

سُورَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ (٧٩) (٨١) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ٤٦ رکوعاتہا ٢

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو مہربان ہے رحم والا ف۱۰

وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا ﴿١﴾ وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا ﴿٢﴾ وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا ﴿٣﴾ فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا ﴿٤﴾

قسم ہے ان فرشتوں کی کہ زور سے کھینچتے ہیں جان ڈوب کر۔ اور قسم ہے ان فرشتوں کی کہ بند کھول دیتے ہیں جان کا بدن سے بند کھول دینے کر اور قسم ہے ان فرشتوں

قسم ان (فرشتوں) کی جو (کافروں کی جانیں بدن میں) ڈوب کر (سختی سے) ف۱۱ نکالتے ہیں اور قسم ان فرشتوں کی جو (مسلمانوں کی جانیں) ف۱۲ گرہ کھول کر آسانی سے نکالتے ہیں اور قسم

ف۱ یعنی ہمارے پاس ان کے اعمال کا پورا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ لہٰذا وہ کسی عمل کی سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ ف۲ یعنی جس طرح تم کفر و تکذیب میں برابر بڑھتے چلے گئے اسی طرح ہم بھی تمہارا عذاب برابر بڑھاتے رہیں گے اور کسی لمحہ اس میں تخفیف نہ کریں گے۔ (نساء: ۵٦، اسراء: ۹۷) ف۳ آپس میں ایک دوسرے کی ہم سن یا جنتیوں کی ہم سن۔ ف۴ یعنی ان کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل ایسا نہ ہوگا جو حساب میں نہ آئے اور "حسابًا" کا مطلب بعض مفسرین نے "کافیًا" بیان کیا ہے یعنی اتنا بدلہ جس سے زیادہ کی خواہش بھی نہ ہو۔

ف۵ یعنی انتہائی لطف و رحمت کے باوجود قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا جلال اس قدر ہوگا کہ کوئی اس کے سامنے لب کشائی نہ کر سکے گا۔

ف۶ "روح کہا جانداروں کو یا نام جبریلؑ کا ہے۔" (موضح)

ف۷ اگر شفاعت کریگا تو اسی کی جو واقعی شفاعت کا مستحق ہوگا اور ظاہر ہے کہ شفاعت کا مستحق وہی ہوگا جس نے دنیا میں ٹھیک بات کہی تھی یعنی کلمۂ توحید۔ اگرچہ اس سے بعض کوتاہیاں سرزد ہوگئی ہوں یا وہی شخص بات کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دیگا اور صحیح بات کہے یعنی غیر مستحق کی شفاعت نہ کرے۔ (کذا فی جامع البیان) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "یعنی جو مسلمان قابل سفارش کے ہے اسی کے واسطے کہا۔"

ف۸ یعنی اس دن کا آنا یقینی ہے۔ اگر کسی کو اپنی بھلائی مطلوب ہے تو اسے چاہیے کہ اس کے لئے تیاری کرے۔

ف۹ یعنی آدمی نہ ہوتا تو آج اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن تمام مخلوقات حتیٰ کہ جانوروں، چرندوں اور پرندوں تک کو جمع کیا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ کا انصاف اس قدر ہوگا کہ بن سینگ والی بکری کو بھی سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا کہ مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر کہے گا کہ کاش میں بھی آج مٹی ہو جاتا۔ بہائم کا حشر اور ان کا ایک دوسرے سے بدلہ لینا حدیث و آثار سے ثابت ہے اور جمہور اس کے قائل ہیں۔ (روح۔ شوکانی)

ف۱۰ اس سورۃ کا دوسرا نام "ساھرہ" بھی ہے اور یہ بالاتفاق مکی ہے۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی وہ نکلنا نہیں چاہتیں تو انہیں زبردستی باہر گھسیٹتے ہیں۔ اس آیت میں "نازعات" (نکالنے والوں) سے مراد فرشتے ہیں۔ جمہور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے اور اسی طرح اگلی آیات میں "ناشطات"، "سابحات" اور "سابقات" سے بھی تمام مفسرین نے فرشتے مراد لئے ہیں مگر بعض نے "نازعات" سے مراد موت لی ہے جو جان کو بدن سے نکالتی ہے۔ بعض نے ستارے جو ایک افق سے دوسرے افق تک ڈوب کر جاتے ہیں، بعض نے کمانیں جو زور سے کھینچی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ سارا تیر پیکان تک ان کے اندر چلا جاتا ہے اور بعض نے تیرانداز مجاہدین جو کمان کو پورا کھینچتے ہیں۔ (قرطبی۔ رازی)

ف۱۲ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ فرشتے مسلمان کی روح گرہ کھول کر نکالتے ہیں۔ وہ اپنی خوشی سے عالم پاک کی طرف دوڑتی ہے۔ بدن کی تکلیف الگ ہے اس میں کافر اور مسلمان برابر ہیں۔ (از موضح بتصرف)

ف۱۳ یا "جو روحوں کو نکالنے کے لئے بدنوں میں تیرتے ہیں" یا جو اللہ تعالیٰ کے احکام لے کر جلدی سے زمین کی طرف آتے ہیں۔ بعض مفسرینؒ نے "سابحات" سے مراد گھوڑے لئے ہیں جو لڑائی میں تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں گویا سمندر میں تیر رہے ہیں۔ ف۱۴ یعنی جب انبیاؑ تک وحی لاتے ہیں تو شیطانوں سے آگے نکل جاتے ہیں یا جو نیک عمل کرنے میں آدمیوں سے آگے نکل جاتے ہیں یا جو مومنوں کی روحوں کو جنت کی طرف بہت جلد لے جاتے ہیں بعض نے اس سے مراد مومنوں کی روحیں لی ہیں جو شوق سے از خود مومنوں کی طرف لپکتی ہیں۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ

کی کر جان کو لیکر تیرتے ہیں ہوا میں تیرنے کر پھر قسم ہے اُن فرشتوں کی کہ آگے نکل جاتے ہیں یا یکدوسرے سے آگے نکل جانے کر پھر قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تدبیر کرتے ہیں کام کی

ان فرشتوں کی جو (آسمان زمین میں) تیرتے پھرتے ہیں پھر قسم ان فرشتوں کی جو آگے بڑھ جاتے ہیں پھر اُن فرشتوں کی قسم جو کام کا انتظام کرتے ہیں (تم قیامت کے دن ضرور اٹھائے

وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰

جس دن کہ کانپے گی کانپنے والی یعنی زمین پیچھے آوے گی اس کے پیچھے آنیوالی یعنی دوسری آواز صور کی۔ کتنے دل اس دن دھڑکنے والے ہیں آنکھیں انکی نیچی ہیں۔ کہتے ہیں کیا ہم

جاؤ گے) جسدن زمین کانپنے لگے گی اسکے ساتھ ہی دوسرا زلزلہ ہوگا اسدن کتنے دل دھڑک رہے ہونگے ان (دل والوں) کی آنکھیں نیچے ہونگی۔ کافر کہتے ہیں کیا ہم پھر الٹ کر

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

پھیرے جاویں گے بیچ حالت پہلی کے۔ کیا جب ہو جاویں گے ہم ہڈیاں گلی ہوئی۔ کہتے ہیں یہ اس وقت پھر آنا ہے ٹوٹے کا۔ پس سوائے اس کے نہیں کہ

زندہ ہونگے۔ کیا جب ہم کھوکھل ہڈیاں ہو جائیں گے کہتے ہیں (اگر ایسا ہوا) تو یہ لوٹنا بہت نقصان دیگا۔ بس ایک ڈانٹ دیتا ہی (دوسری بار صور پھونکا گیا) تو سب

وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۵ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ

وہ ڈانٹنا ہے ایک بار۔ پس ناگہاں وہ بیچ روئے زمین کے ہیں۔ کیا آئی تیرے پاس بات موسیٰ کی جب پکارا اس کو رب اس کے نے

لوگ ایک دم سے حشر کے میدان میں آن موجود ہوئے۔ اے پیغمبر! کیا تو نے موسیٰ کا قصہ سنا ہے جب اس کو اس کے مالک نے طوٰی کے پاک میدان میں آواز دی (موسیٰ) فرعون

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷ فَقُلْ هَلْ لَّكَ

بیچ میدان پاک کے کہ جس کا نام طوٰی ہے۔ جا طرف فرعون کی تحقیق اس نے سرکشی کی ہے پس کہہ کیا تجھ کو رغبت ہے طرف

کے پاس جا اس نے بہت اسر اٹھا رکھا ہے۔ اس سے کہہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ سنور جائے۔ اور میں تجھ کو تیرے مالک (کی توحید) کا رستہ بتلاؤں پھر تو

اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۝۱۸ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝۱۹ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝۲۰ فَكَذَّبَ

اس کی کہ پاک ہو تو اور راہ دکھاتا ہوں میں تجھ کو طرف پروردگار تیرے کی پس ڈرے تو۔ پس دکھادی اس کو نشانی بڑی پس جھٹلایا

اس سے ڈرنے لگے۔ موسیٰ گیا اور جا کر فرعون کو سمجھایا موسیٰ نے اس کو بڑی نشانی (بھی) دکھلائی (عصا یا ید بیضا) لیکن اس نے (موسیٰ کو) جھٹلایا

وَعَصٰى ۝۲۱ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝۲۲ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝۲۳ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝۲۴ فَاَخَذَهُ

اور نافرمانی کی پھر پیٹھ پھیری سعی کرتے ہوئے پس اکٹھا کیا پس پکارا۔ پس کہا میں ہوں پروردگار تمہارا سب سے بلند۔ پس پکڑا اس کو

اور نہ مانا پھر منہ پھیر کر لگا فساد کی کوشش کرنے اور (لوگوں) کو جمع کر کے ان کو پکار کر کہنے لگا میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت اور

اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝۲۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۲۶ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ

اللہ نے عذاب آخرت کے میں اور دنیا کے میں تحقیق بیچ اس کے البتہ نصیحت ہے واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے۔ کیا تم سخت تر ہو

دنیا دونوں کے عذاب میں دھر پکڑا۔ بیشک جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ اس قصے سے نصیحت لے گا۔ (بھلا تم اتنا نہیں سوچتے) تمہارا دوبارہ

خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ۝۲۷ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝۲۸ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ

پیدائش میں یا آسمان بنایا اس کو بلند کیا ہے موٹاپا اس کا پس برابر کیا اس کو اور ڈھانک دیا رات اس کی کو اور نکال دیا

پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا اللہ نے اس کو بنایا۔ پھر اس کا دل (یا بلندی) اونچا رکھا پھر اس کو برابر (ہموار) کیا اور اس کی رات کو تاریک کیا اور (دن کو) اس

ضُحٰىهَا ۝۲۹ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝۳۰ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝۳۱ وَ

دھوپ اس کی کو اور زمین کو پیچھے اس کے بچھا دیا اس کو نکالا اس میں سے پانی اس کا اور چارہ اس کا اور

کی دھوپ نکالی۔ اور اس کے بعد زمین کو (جو آسمان سے پہلے پیدا ہو چکی تھی) پھیلایا (یا بچھایا) اس میں سے اس کا چارہ اور پانی نکالا اور

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کائنات کا نظام چلاتے ہیں۔ اس آیت میں "مُدبّرات" سے مراد فرشتے ہونے پر تمام مفسرینؒ کا اتفاق ہے۔ (شوکانی) ف۲ یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی زمین کو بھونچال آوے۔" ف۳ یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکنا۔ "یعنی لگاتار بھونچال چلا جاوے۔" (موضح) ف۴ یعنی اس صورت میں تو ہمارا خسارہ ہی خسارہ ہے۔ یہ بات از راہ مذاق کہتے۔ (جامع البیان) ف۵ یعنی آخرت کو محال نہ سمجھا۔ بس .....

ف۶ "ساھرہ" دراصل روئے زمین کو کہتے ہیں مراد حشر کا میدان ہے۔

ف۷ اس مقام پر حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود آنحضرتؐ کو تسلی دینا ہے کہ ان کافروں کی تکلیف اور ایذا رسانی پر گھبرائیں نہیں۔ آپؐ سے پہلے موسیٰؑ کو بھی اس قسم کے حالات سے سابقہ پیش آچکا ہے۔ (کذا فی فتح البیان)

ف۸ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰؑ اپنے گھر والوں کے ساتھ مدین سے مصر آرہے تھے اور ایک پہاڑ پر آگ جلتی دیکھ کر اس کی طرف گئے تھے۔ (طٰہٰ: ۹-۱۰۔ سورہ قصص: ۲۹)

ف۹ یعنی بندگی کی حدود سے نکل کر خدائی تک کا دعویٰ کرنے لگا ہے۔

ف۱۰ یعنی کفر و شرک کی گندگی سے پاک ہوجائے۔

ف۱۱ یعنی اس کے بندوں پر ظلم کرنے سے باز آئے۔

ف۱۲ یعنی ایسی تدبیریں سوچنے لگا جن سے حضرت موسیٰؑ کو زک دے سکے اور لوگوں کو ان کی آواز پر کان دھرنے سے باز رکھ سکے۔

ف۱۳ یعنی مجھ سے اوپر کون خدا ہے جس کے متعلق موسیٰؑ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کا بھیجا ہوا ہے؟

ف۱۴ آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ اور دنیا میں ڈوب کر مرا۔

ف۱۵ رات اور دن کو آسمان کی طرف منسوب کیا کیونکہ دونوں کا تعلق سورج کے طلوع و غروب سے ہے۔

ف۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ زمین کا پھیلانا (یا بچھانا) آسمان کی پیدائش کے بعد ہوا ہے۔ لیکن اس کی پیدائش آسمان سے پہلے ہو چکی تھی جیسا کہ سورہ فصلت میں ہے: "ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ۔ پھر زمین کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف بلند ہوا۔" (آیت: ۱۱) چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے ایک شخص نے ان دونوں آیتوں میں تعارض کا اشکال پیش کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ مگر بعض نے "ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ" میں کلمہ "ثُمَّ" کو تراخی پر محمول کیا ہے یعنی آسمان کی خلق زمین کی خلق سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں "بعد ذٰلک" سے تاخر بلحاظ زمانہ مراد نہ ہو بلکہ تاخر بلحاظ خبر ہو جیسا کہ فرمایا: "عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ" یعنی اس کے بعد ہم زمین و مافیہا کی خلق کے متعلق خبر دیتے ہیں یوں زمین و مافیہا کی خلق آسمان سے پہلے ہے جیسا کہ آیت بقرہ اور آیت دخان سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ یہ تاویل انسب ہے اور اس پر علمائے تفسیر متفق ہیں۔ کیونکہ حضرت ابن عباسؓ والی تاویل کی رو سے اصل اشکال رفع نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ (روح) ف۱۷ یعنی زمین میں دریا اور چشمے جاری کئے اور کھانے کے لئے درخت اور میوے اگائے اور جانوروں کے لئے گھاس اگائی۔

وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴿٣٤﴾

پہاڑوں کو گاڑ دیا ف۱ فائدہ واسطے تمہارے اور واسطے چارپایوں تمہارے کے پس جس وقت آوے گی آفت بڑی

پہاڑوں کو اس میں گاڑ دیا (یہ سب کام) تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لئے (کئے) پھر جب بڑی آفت آن پہنچے گی (قیامت)

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ فَأَمَّا مَن

اس دن یاد کرے گا آدمی جو سعی کی تھی اور ظاہر کی جاوے گی دوزخ واسطے اس شخص کے کہ دیکھتا ہے پس لیکن جس نے

جس دن آدمی کو اپنا کیا (نامۂ اعمال دیکھ کر) یاد آ جائے گا اور دوزخ دیکھنے والوں کے سامنے کھول دی جائے گی ف۲ تو اس دن جس نے

طَغَىٰ ﴿٣٧﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ

سرکشی کی اور اختیار کیا زندگانی دنیا کو پس تحقیق دوزخ وہی ہے جگہ رہنے کی اور لیکن جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے

(دنیا میں) شرارت کی (شرک اور کفر میں گرفتار رہا) اور دُنیا کی زندگی کو (آخرت سے) بہتر سمجھا اس کے رہنے کی جگہ دوزخ ہی ہوگی۔ اور جو کوئی (دنیا میں) اپنے

مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ يَسْأَلُونَكَ

سے آگے پروردگار اپنے کے اور منع کیا جی اپنے کو خواہش سے پس تحقیق بہشت وہی ہے جگہ رہنے کی سوال کرتے ہیں تجھ کو

مالک کے سامنے (ایک انصاب کتاب کے لئے) کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ف۳ اور نفس کو بُری خواہش سے روکتا رہا تو اسکے رہنے کی جگہ بہشت ہی ہوگی (اے پیغمبر) کافر

عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا

[illegible] طرف رب تیرے کی ہے انتہا اس کی سوائے اس کے

تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت آخر کب آئے گی ف۴۔ بھلا تجھ کو اس کے ذکر سے کیا فائدہ (کہ یہ بات معلوم ہو سکتی ہے) قیامت کا علم تیرے مالک ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے ف۵ تیرا

أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾

نہیں تو ڈرانے والا ہے اس شخص کو کہ ڈرتا ہے اس سے گویا وہ جس دن دیکھیں گے اس کو نہ رہے تھے مگر ایک شام یا صبح اس کی

کام ہے جسکو قیامت کا ڈر ہو اسکو ڈراتا رہے ف۶ [illegible] جس دن قیامت کو دیکھیں گے ایسا معلوم ہوگا جیسے (دنیا میں) ایک شام یا ایک صبح کو رہے ف۷

سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ ف۸ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ٤٢ رکوعہا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۹

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١﴾ أَن جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ﴿٣﴾ أَوْ يَذَّكَّرُ

تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا کہ آیا اس کے پاس اندھا اور کس چیز نے معلوم کرایا تجھ کو شاید کہ وہ پاک ہو جاتا ف۱۰ یا نصیحت پکڑتا

(پیغمبر نے) تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا اس بات پر کہ (عبداللہ ابن ام مکتوم) اندھا اس کے پاس [illegible] (تو کچھ

فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٤﴾ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ﴿٥﴾ فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا

پس فائدہ دیتی اس کو نصیحت لیکن جو شخص کہ بے پروائی کرتا ہے ف۱۱ پس تو واسطے اس کے تتبع کرتا ہے اور کیا ملامت ہے اوپر تیرے یہ کہ نہ

سکتا تھا) شاید وہ (دین کی باتیں تجھ سے سیکھ کر) سنور جاتا یا نصیحت مان لیتا اور نصیحت اسکو فائدہ دیتی۔ لیکن تو جو امیر [illegible] مالدار ہے اسکی طرف مخاطب ہوتا

يَزَّكَّىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَىٰ ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشَىٰ ﴿٩﴾ فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ﴿١٠﴾ كَلَّا إِنَّهَا

پاک ہوتا اور لیکن جو کوئی آیا تیرے پاس دوڑتا ہوا اور وہ ڈرتا ہے پس تو اس سے تغافل کرتا ہے ہرگز نہیں تحقیق یہ

ہے اس پر خوب توجہ کرتا ہے حالانکہ تجھ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ نہ سنورے ف۱۲ اور جو کوئی بیچارہ خدا سے ڈر کر تیرے پاس دوڑ کر آتا ہے اس کی طرف تو

ف۱ یعنی ان کی وجہ سے وہ دبی رہتی ہے اور جھکولے نہیں کھاتی۔

ف۲ یعنی مومن ہوں یا کافر سب اسے دیکھیں گے۔ مومن اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں گے کہ اس سے محفوظ رہے اور کافر شدید غم اور حسرت میں مبتلا ہوں گے۔

ف۳ یعنی اس نے اپنی زندگی اس سے ڈرتے ہوئے بسر کی۔

ف۴ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اس کا وقوع (یا قیام) کب ہوگا؟" مطلب یہ ہے کہ وہ کب آئے گی؟ متعدد آیات میں گزر چکا ہے کہ کافر یہ سوال معلومات کے لئے نہیں بلکہ ازراہِ مذاق کیا کرتے تھے۔

ف۵ یعنی وہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "یعنی پوچھتے پوچھتے اسی تک پہنچتا ہے۔ بیچ میں سب بے خبر ہیں۔" (موضح)

ف۶ یعنی آپ کا کام اس کا وقت بتانا نہیں ہے بلکہ اس سے ڈرانا ہے جس کے دل میں اس کا ڈر ہوگا وہ اس کے لئے تیاری کرے گا اور جس کے دل میں ڈر نہیں ہوگا وہ اس کا وقت ہی پوچھتا رہ جائے گا۔

ف۷ یا "(قبروں میں) پہر بھر شام، یا پہر بھر صبح رہے" یعنی بہت تھوڑی دیر رہے۔

ف۸ اس سورۃ کا دوسرا نام "سَفَرہ" بھی ہے اور یہ بالاتفاق مکی ہے۔ (شوکانی)

ف۹ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آنحضرت کے پاس قریش کے کچھ سردار بیٹھے تھے آپ چاہتے تھے کہ یہ مسلمان ہو جائیں تو اسلام کو قوت نصیب ہو۔ اسی لئے آپ انہیں سمجھا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عبداللہؓ ابن ام مکتوم جو نابینا تھے آ پہنچے اور دین کو سمجھنے کے لئے کچھ سوالات کرنے لگے۔ آنحضرت پر ان کا قطع کلام کرنا ناگوار گزرا، اس لئے آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ (شوکانی)

ف۱۰ یعنی گناہوں سے پاک ہو جاتا۔

ف۱۱ یا "جو (ایمان اور آپ کی نصیحت سے) بے نیاز بنتا ہے" یعنی اس کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ یہ دو ترجمے اس لحاظ سے ہیں کہ "استغنیٰ" کے معنی مالدار بننا بھی ہیں، اور بے نیاز بھی۔

ف۱۲ یعنی آپ کا کام اللہ کا پیغام پہنچا دینا تھا، سو وہ آپ نے ان کافروں تک پہنچا دیا۔ اب اگر یہ نہ مانیں تو آپ پر ان کے نہ ماننے کی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ ان کے پیچھے اس قدر کیوں پڑتے ہیں جیسے سمجھا کر ہی دم لیں گے۔

تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ

نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے یاد کرے اُس کو۔ بیچ صحیفوں تعظیم کئے گیوں کے۔ بلند کئے گئے۔ پاک کئے گئے۔ بیچ ہاتھوں

خیال ہی نہیں کرتا (سُن لے قرآن تو ایک (عام) نصیحت ہے۔ جس کا جی چاہے اُس سے نصیحت لے وا عزت والے ورقوں میں لکھا ہوا ہو اونچی جگہ (ساتویں آسمان پر) رکھے

سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ

لکھنے والوں بزرگ نیکو کاروں کے۔ مارا جائیو آدمی کیا ناشکرا ہے۔ کس چیز سے پیدا کیا ہے اس کو۔ نطفے سے

ہوئے ہیں پاک صاف وٹ ایسے لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھوں میں جو عزت دار (خدا کے) تابعدار ہیں۔ آدمی پر خدا کی مار وہ کیسا سخت ناشکرا ہے وٰ اچھا تو بتا اللہ

نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ

پیدا کیا اس کو پھر اندازہ کیا اس کو۔ پھر راہ آسان کی اُس کی۔ پھر مارا اُس کو پھر گاڑا اُس کو۔ پھر جب چاہے گا جلا

نے اس کو کس چیز سے بنایا نطفے سے (اور کس سے) اُس کو بنایا پھر اُس کو ٹھیک کیا پھر (ماں کے پیٹ سے نکلنے کا) رستہ اُس پر آسان کیا وٰ پھر اُس کو (ایک مدت تک دنیا میں

اَنْشَرَهٗ ؕ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا

اُٹھاویگا اس کو۔ ہرگز نہیں یوں ابھی نہیں ادا کی وہ چیز کہ حکم کیا اُسکو۔ پس چاہیے کہ دیکھے آدمی طرف کھانے اپنے کی۔ یہ کہ ڈالا ہم نے

رکھ کر) مار ڈالا پھر قبر میں لے گیا وٰ پھر جب چاہیگا اُسکو جلا اُٹھاویگا (یعنی قیامت کے دن) سچ یہ ہے کہ آدمی کو جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا وہ بجا نہیں لایا۔ آدمی کو چاہیے

الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾

پانی ڈالنے کر۔ پھر پھاڑا ہم نے زمین کو پھاڑنے کر۔ پس اُگائے ہم نے بیچ اُس کے اناج۔ اور انگور اور ترکاری

(اگر اپنی حقیقت پر غور نہیں کرتا تو) اپنے کھانے پر ہی نظر ڈالے (پہلے) ہم نے (اُوپر سے) پانی برسایا پھر ہم نے (بیج کو طاقت دیکر) زمین کو پھاڑ ڈالا پھر ہم ہی نے

وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

اور زیتون اور کھجوریں۔ اور باغ گھن کے۔ اور میوہ اور چارہ۔ فائدہ واسطے تمہارے اور واسطے چارپایوں تمہارے کے۔

اس میں (غلہ کے) دانے اور انگور اگائے اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے گھنے باغ اور میوے اور چارہ تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ

پس جب آوے گی کان پھوڑنے والی۔ اُس دن بھاگے گا آدمی بھائی اپنے سے۔ اور ماں اپنی سے اور باپ اپنے سے۔ اور جورو اپنی سے اور

کے لئے۔ پھر جب کان بہرہ کرنے والی (قیامت) آن پہنچے گی وٰ جس دن آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی جورو اور اپنے بیٹوں (کو

وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ

بیٹوں اپنے سے۔ واسطے ہر مرد کے ان میں سے اس دن ایک حالت ہے کہ کفایت کرتی ہے اسکو۔ کتنے منہ اُس دن روشن ہیں۔ ہنستے

دیکھ کر اُن) سے بھاگے گا وٰ تو اس دن ہر آدمی کا ان لوگوں میں سے ایسا حال ہو گا کہ اس کو دوسرے کا خیال ہی نہیں رہے گا۔ کچھ منہ تو اس دن چمکتے ہوئے ہنستے

مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع

خوش وقت ہیں۔ اور کتنے منہ اُس دن اُوپر اُن کے غبار ہے۔ ڈھانکتی ہے اُن کو سیاہی۔ یہ لوگ وہی ہیں کافر بدکار

خوش ہوں گے وٰ اور کچھ منہ اس دن گرد پڑے ہوئے (تاریک) ہوں گے کالک اُن پر چھا رہی ہوگی یہ وہ لوگ ہونگے جو (دنیا میں) کافر بدکار تھے وٰ

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ (۸۱) (۷) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۲۹ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

وٰ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

وٰ یعنی اسے پڑھے لکھے، یاد کرے یا سوچے سمجھے۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں غریب اور امیر دونوں برابر ہیں۔ مالدار کو غریب پر ترجیح نہیں ہے۔ یہی برتاؤ اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی کرنا چاہیے۔ وٰ مراد لوح محفوظ کے ورقے ہیں۔ وٰ دوسرے مقام پر فرمایا: "لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" - اسے صرف پاک (فرشتے) ہی چھوتے ہیں۔" (واقعہ: ۷۹) وٰ یعنی وہاں عزت دار خدا کے تابع دار فرشتے اسے لوح محفوظ سے لکھتے ہیں اور پھر اسی کے مطابق وحی آتی ہے۔ وٰ مراد وہ آدمی ہے جو قرآن جیسی نعمت کی قدر نہیں کرتا اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتا، یا عام لوگ مراد ہیں۔ وٰ یہاں "قدر" بمعنی "تَشْکِیل" ہے یعنی اس کے ہاتھ پاؤں، کان ناک اور دوسرے اعضا درست کئے۔

وٰ یا "(خیر اور شر کا راستہ اس پر آسان کیا۔ اس لحاظ سے یہ آیت اس آیت کے مشابہ ہے جس میں ارشاد ہے: "وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ - اور ہم نے اسے دونوں راستے دکھائے۔" (البلد: ۱۰)

وٰ تاکہ ایسا نہ ہو کہ زمین پر پڑے رہنے سے درندے اور پرندے اس کا گوشت نوچیں اور زندوں کے سامنے اس کی بے حرمتی ہو۔ معلوم ہوا کہ میت کو دفن کرنا مشروع ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ یہاں تک ابتدا سے لے کر انتہا تک انسان کے تمام احوال بالاجمال بیان کر دیے ہیں، اب اس کے بعد جزائے اعمال کا ذکر ہے۔

وٰ یعنی کافروں کا یہ خیال غلط ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کر دیے جو اُن پر عائد ہوتے ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آدمی نے بحیثیت مجموعی ہرگز اپنے مالک کا حق نہیں پہچانا اور اس کے وہ فرائض ادا نہیں کئے جو اس پر عائد کئے تھے۔ آیت کا یہی مطلب اکثر قدیم مفسرین نے بیان کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس کا تعلق پچھلی آیت سے سمجھا ہے اور "لَمَّا یَقْضِ" اور "مَا اَمَرَهٗ" کا فاعل اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جب چاہیگا آدمی کو زندہ کرکے اٹھائے گا لیکن ابھی وہ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ ابھی اس نے وہ حکم پورا نہیں کیا جو دنیا میں انسانی زندگی کے متعلق اس نے کونی و قدری لحاظ سے دیا تھا۔ جب دنیا میں وہ تمام انسان آجائیں گے جن کے پیدا کرنے کا فیصلہ اس نے اپنی قضا و قدر میں کیا تھا، تو دنیا ختم کر دی جائیگی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔

وٰ یعنی اپنے اس کھانے پر جس کے سہارے وہ زندہ رہتا ہے۔ شاید اس پر غور کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

وٰ یعنی خود بیج کی طاقت نہ تھی کہ وہ زمین کو پھاڑ کر باہر نکل سکتا۔ اس میں یہ طاقت ہم نے رکھی ہے۔

وٰ "اَبّ" سے مراد دراصل وہ گھاس یا چارہ ہے جسے لوگ نہیں کھاتے بلکہ جانور کھاتے ہیں اور وہ زمین سے آدمی کی کوشش کے بغیر خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ (فتح القدیر)

وٰ یعنی ان میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جو تمہارے کام آتی ہیں اور بعض ایسی جو تمہارے جانوروں کے کام آتی ہیں۔

وٰ مراد صور پھونکے جانے کی آواز ہے۔

وٰ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اس سے کچھ نیکیاں مانگیں۔ الغرض نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت کے دن اولوالعزم پیغمبروں میں سے ایک ایک کے پاس لوگ جائیں گے کہ ان کی شفاعت کریں لیکن وہ کہیں گے کہ ہم تو آج اللہ تعالیٰ سے صرف اپنی سلامتی کے طلبگار ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ مجھے صرف اپنی فکر ہے، میں اپنی والدہ مریمؑ کے لئے بھی شفاعت نہیں کر سکتا۔ (ابن کثیر)

وٰ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن جمع کئے جاؤ گے" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: "تو کیا ہم میں سے ہر شخص دوسرے کا ستر دیکھے گا؟" فرمایا: "(نہیں) اس روز ہر آدمی کو ایسی فکر پڑی ہوگی جو اُسے دوسرے کی طرف دیکھنے ہی نہ دیگی۔" (ابن کثیر بحوالہ ترمذی، نسائی وغیرہ)

وٰ یعنی مومنوں کے چہرے جو نور ایمان سے دمک رہے ہوں گے انتہائی مسرت سے شاداں ہونگے۔ وٰ یعنی ان کے چہروں پر کفر و بدکاری کی پھٹکار ہوگی۔ وٰ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے جیسے وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے تو اسے چاہیئے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ سورتیں پڑھے۔ (شوکانی)

ف۱ یا "جب سورج لپیٹ لیا جائے"۔ ف۲ یا "جب ستارے ماند پڑ جائیں"۔ یعنی ان کے اپنی جگہوں سے زائل ہونے کی بنا پر۔ (قرطبی) ف۳ یعنی اپنی جگہ سے اکھاڑ کر ہوا میں اڑائے جائیں۔ ف۴ یہ گابھن اونٹنیاں عربوں کی نظر میں انتہائی قابلِ قدر ہوتی تھیں اور وہ ان سے کسی حال میں غافل نہ ہوتے تھے لیکن قیامت کی ہولناکی ایسی ہوگی کہ کسی کو ان کا بھی ہوش نہ رہیگا۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اپنے قیمتی سے قیمتی اور پیارے سے پیارے مال کا بھی ہوش نہ رہیگا۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا

جس وقت کہ سورج لپیٹا جاوے اور جس وقت کہ تارے گدلے ہو جاویں اور جس وقت کہ پہاڑ چلائے جاویں اور جس وقت کہ

جب سورج تاریک پڑ جائے ف۱ اور جب تارے جھڑ جائیں ف۲ اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں ف۳ اور جب دس مہینے

الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ

دس مہینے کی گابھن اونٹنی بیکار چھٹی پھرے اور جس وقت کہ وحشی جانور ساتھ آدمیوں کے اکٹھے کئے جاویں گے اور جس وقت کہ دریا جھونکے جاویں گے۔ اور جس وقت

کی گابھن اونٹنیاں ماری پھریں اور جب جنگلی جانور (سب) اکٹھا کئے جائیں ف۵ اور جب سمندر آگ ہو جائیں ف۶ اور جب جانیں (بدنوں سے)

زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾

کہ جانیں قسم قسم کی ملائی جاویں گی۔ اور جس وقت کہ جیتی گاڑی ہوئی پوچھی جاوے ساتھ کس گناہ کے ماری گئی اور جس وقت کہ عمل نامے کھولے جاویں

جوڑی جائیں ف۷ اور جب اس لڑکی سے جو جیتی گاڑی گئی ہو پوچھا جائے وہ کس قصور میں ماری گئی ف۸ اور جب نامۂ اعمال پھیلائے جائیں

وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ

اور جس وقت کہ آسمان کی کھال اتاری جاوے اور جس وقت کہ دوزخ دہکائی جاوے اور جس وقت کہ بہشت نزدیک کی جاوے جان لے گا

اور جب آسمان کی کھال کھینچ لی جائے ف۹ اور جب دوزخ دہکائی جائے سلگائی جائے اور جب بہشت (مومنوں کے) نزدیک لائی جائے ف۱۰ اس وقت

نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾

ہر جی جو کچھ حاضر کیا ہے پس قسم کھاتا ہوں میں پھر جانے والوں سیدھے چلنے والوں تھم رہنے والوں کی اور رات کی جب جانے لگے

ہر شخص جان لے گا وہ کیا لایا ہے ف۱۱ تو میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو (دن کو) چھپ جاتے ہیں چلتے رہتے ہیں ف۱۲ (رات کو) نمودار ہوتے ہیں اور رات کی جب

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ

اور صبح کی جب دم لیوے تحقیق یہ کہنا پیغام پہنچانے والے بزرگ کا ہے قوت والا نزدیک صاحب عرش کے

اس کی سیاہی چڑھتی آتی ہے اور صبح کی جب اس کی پو پھٹتی ہے (روشنی نمودار ہوتی ہے) بیشک یہ قرآن عزت والے نور والے پیغمبر (یعنی حضرت جبرئیلؑ) کا پہنچایا ہوا

مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ

رتبے والا کہا مانا گیا اس جگہ با امانت اور نہیں صاحب تمہارا دیوانہ اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اس نے اس کو

ہے تخت والے خداوند کے پاس اس کا بڑا درجہ ہے وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے امانت دار ہے۔ اور (اے مکہ والو) تمہارا ساتھی (محمدؐ) باولا نہیں ہے

الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾

بیچ کنارے ظاہر کے اور نہیں وہ اوپر غیب کی بات کے بخیل اور نہیں وہ کہنا شیطان راندے گئے کا

جیسے تم سمجھتے ہو اور محمدؐ نے اس فرشتے کو آسمان کے صاف کھلے ہوئے کنارے میں دیکھا ہے ف۱۳ اور وہ جو باتیں غیب کی (اسکو معلوم ہوتی ہیں (اللہ بتلاتا ہے) ان کے

فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن

پس کہاں جاتے ہو نہیں یہ مگر نصیحت واسطے عالموں کے واسطے اس شخص کے کہ چاہے تم میں سے یہ کہ

بیان کرنے میں بخیل نہیں ف۱۴ اور قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں ہے۔ تم لوگ کدھر بہکے جا رہے ہو (تمہارا کیا خیال ہے) ف۱۵ یہ قرآن تو سارے جہان کیلئے نصیحت ہے

يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٩﴾ ع

سیدھی راہ چلے اور نہیں چاہتے تم مگر یہ کہ چاہے اللہ پروردگار عالموں کا

(مگر اسی کے لئے مفید ہے) جو تم میں سے سیدھے رستے پر چلنا چاہے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ ف۱۶

ع ۱ / ۶

ف۵ یعنی انہیں زندہ کیا جائیگا تاکہ ایک دوسرے سے قصاص دلایا جائے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اس دن انتہائی انصاف ہوگا۔ حتیٰ کہ بے سینگ بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جنگلی جانور مارے مصیبت کے آبادیوں میں آگھسیں گے یا یہ کہ وہ مار ڈالے جائیں گے۔ (شوکانی)

ف۶ جیسے تنور کو دھونکا جاتا ہے یعنی ان کا پانی گرم ہو کر دھواں اور آگ بن جائے یا مطلب یہ ہے کہ ان کا پانی مل کر ایک ہو جائے یا سوکھ جائیں۔ عربی زبان میں "سُجِّرَتْ" کا لفظ ان تمام معانی کو شامل ہے۔

ف۷ یا یہ مطلب ہے کہ جنت میں نیکوں کو نیکوں کے ساتھ اور دوزخ میں بدوں کو بدوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ وغیر ذٰلک۔

ف۸ تاکہ جب وہ یہ جواب دے کہ اسے بے قصور زمین میں دفن کیا گیا تو اس کے قاتل کو سزا دی جائے۔ اس سے مقصود یہ بتانا ہے کہ فقر و عار کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا، جیسا کہ بعض عرب قبائل میں اس کا دستور تھا۔ نہایت گھناؤنا جرم ہے جس کی سزا قیامت کے دن ضرور ملے گی۔

ف۹ جیسا کہ ذبح کئے ہوئے جانور کی کھال اتاری جاتی ہے۔ اس سے مراد بعض مفسرینؒ نے یہ لی ہے کہ آسمان کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا یا لپیٹ دیا جائے گا۔ واللہ اعلم (شوکانی)

ف۱۰ شروع سورۃ سے یہاں تک کل بارہ چیزوں کا ذکر ہوا ہے۔ بعض مفسرینؒ کہتے ہیں کہ پہلی چھ کا وقوع قربِ قیامت کے دنوں میں ہوگا اور اگلی چھ چیزوں (یعنی از وَإِذَا النُّفُوسُ تا وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ) کا آخرت میں۔ جب یہ بارہ چیزیں ہو جائیں گی تو کیا ہوگا؟ اس کا جواب اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

ف۱۱ یعنی اچھے اعمال لایا ہے یا برے۔

ف۱۲ ان سے مراد جیسا کہ مفسرینؒ نے لکھا ہے پانچ سیارے ہیں یعنی زحل، مشتری، مریخ، زہرہ اور عطارد۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ان کی چال اس ڈھب سے ہے کہ کبھی مغرب سے مشرق کو چلیں یہ سیدھی ہوتی (اور) کبھی ٹھٹھک کر الٹے پھریں (اور) کبھی سورج کے پاس آکر غائب رہیں کتنے دنوں تک۔ (موضح) یہاں بھی "فلا اقسم" میں "لا" زائد ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ (دیکھئے سورۃ قیامہ)

ف۱۳ یعنی آنحضرتؐ نے حضرت جبریلؑ کو آسمان کے کھلے کنارے پر ان کی اصلی شکل میں دیکھا۔ یہ واقعہ مقام ابطحا کا ہے جب آنحضرتؐ نے جبریلؑ کو پہلی مرتبہ دیکھا۔ سورۃ النجم آیت "علمہ شدید القوی" میں یہ بحث گزر چکی ہے۔ ف۱۴ یعنی اسے بغیر کمی کے پورا پورا پہنچا دیتا ہے "ضنین" کے دوسرے معنی متہم کے بھی ہیں۔ یعنی وحی کے بارے میں اس پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ ف۱۵ یعنی اس قرآن کی اطاعت سے کیوں منہ موڑ رہے ہو؟ ف۱۶ یعنی تمہارا نیکی کا ارادہ کرنا بھی اسی کی مشیت اور توفیق پر موقوف ہے۔
(دیکھئے: سورہ یونس: ۱۰۰، انعام: ۱۱۲، قصص: ۵۶، سورہ انسان: ۳۰)

سورۃ الانفطار مکیۃ (۸۲) — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ایاتہا ۱۹ رکوعہا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا

جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے اور جس وقت کہ تارے جھڑ جاویں اور جس وقت دریا چیرے جاویں اور جسوقت

جب آسمان چر جائے ف۱ اور جب ستارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہ پڑیں (ہر کر سب ایک ہو جائیں) اور جب

الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ

کہ قبریں زندہ کر کر اُٹھائی جاویں جان لے گا ہر ایک جی جو کچھ آگے بھیجا ہے اور پیچھے چھوڑا اے آدمی کس چیز نے فریب دیا تجھ کو

قبریں اُلٹ دی جائیں (اُن میں سے مُردے نکل پڑیں) (اس وقت) ہر شخص جان لے گا جو (عمل) اُس نے آگے بھیجا ف۳ اور جو (نشان اُس نے دنیا میں) پیچھے چھوڑا۔ اے آدمی

بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿٦﴾ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ

ساتھ پروردگار تیرے کرم کرنے والے کے جس نے پیدا کیا تجھ کو پھر تندرست کیا تجھ کو پھر برابر کیا تجھ کو بیچ جو کسی صورت کے چاہا

تجھ کو تیرے کرم والے ف۴ مالک سے کس نے بہکا دیا۔ جس نے تجھ کو بنایا اور بنایا بھی تو ٹھیک طور ف۵ سے (سب اعضا درست کئے) اور خوبصورتی کے ساتھ بنایا جس صورت

رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ﴿٩﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾

ترکیب دی تجھ کو۔ ہرگز نہیں بوں بلکہ جھٹلاتے ہو تم قیامت کو اور تحقیق اُوپر تمہارے نگہبان ہیں بزرگ لکھنے والے

میں اس نے چاہا تجھ کو جوڑ دیا ف۶ نہیں نہیں بلکہ تم بدلے کے دن (قیامت) کو جھٹلاتے ہو ف۷۔ حالانکہ تم پر (تمہارے) چوکیدار تعینات ہیں عزت دار لکھنے والے ف۸

يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾

جانتے ہیں جو کچھ کرتے ہو تم ف۹ تحقیق نیک کام والے البتہ بیچ نعمت کے ہیں اور تحقیق بدکار البتہ بیچ دوزخ کے ہیں

(فرشتے) جو تم کرتے ہو اُن کو خبر ہے بیشک اچھے نیک لوگ تو (قیامت کے دن) آرام میں رہیں گے اور جو بدکار لوگ دوزخ میں رہیں گے۔

يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا

داخل ہوں گے اس میں دن جزا کے اور نہیں وہ اس سے غائب ہونے والے اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو کیا ہے دن جزا کا۔ پھر کس چیز

بدلے کے دن وہ اس میں داخل ہونگے اور وہ اس میں سے (کبھی) نکلنے نہ پائیں گے ف۱۰ اور (اے پیغمبرؐ) تو کیا جانے بدلے کا دن کیسا (سخت) ہوگا پھر (ہم بھی

أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

نے معلوم کروایا تجھ کو کیا ہے دن جزا کا ف۱۱ اُس دن نہ اختیار پاوے گا کوئی جی کسی جی کا کچھ ف۱۲ اور حکم اُس دن واسطے خدا کے ہے

کہتے ہیں) تجھے کیا معلوم بدلے کا دن کیسا (سخت) ہوگا۔ (یہ وہ دن ہوگا) جس دن کوئی شخص دوسرے شخص کا کچھ (فائدہ یا نقصان) نہ کر سکیگا اور اس دن اللہ ہی کا (سب) اختیار ہوگا ف۱۳

سورۃ المطففین مکیۃ (۸۶) (۸۳) — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ایاتہا ۳۶ رکوعہا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۴

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ

ویل ہے واسطے کم کر دینے والوں کے ف۱۵ وہ جب ماپ لیویں اُوپر لوگوں کے پورا لیویں اور جب ماپ دیویں اُن کو

اُن لوگوں کی خرابی ہوگی جو (ماپ تول میں) کمی کرتے ہیں جب وہ لوگوں سے ماپ کریں تو پورا لیتے ہیں اور جب اُن کو ماپ یا

ف۱ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذؓ نے لوگوں کو عشا کی نماز لمبی پڑھائی (یعنی لمبی قرأت کی)، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: معاذؓ! کیا تم لوگوں میں فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہو؟ تم یہ سورتیں کیوں نہیں پڑھتے: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَالضُّحَى، إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ؟ (فتح القدیر بحوالہ نسائی) سورۃ تکویر کے شروع میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ قیامت کے دن کو یوں دیکھے جیسے وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے تو اسے چاہئے کہ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ سورتیں پڑھے۔“ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے یا فرشتوں کے اترنے کے لئے پھٹ جائے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: ”يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا“ اور جس دن بادل کے ساتھ آسمان پھٹے گا اور فرشتوں کے پرے کے پرے اتارے جائینگے۔ (فرقان: ۲۵)

ف۳ یعنی جس کے ثواب یا عذاب کا سلسلہ اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہا۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اس کام کو بھی جان لیگا جو اس نے پہلے شروع عمر میں کیا اور اس کام کو بھی جان لیگا جو اس نے بعد میں آخری عمر میں کیا۔ تیسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ اس فریضہ کو بھی جان لیگا جو اس نے آگے بھیجا (یعنی اسے توشۂ آخرت بنایا) اور اس فریضہ کو بھی جان لیگا جو اس نے موخر کیا (یعنی اسے بجا نہ لایا)۔

ف۴ یعنی کس چیز نے تجھے اس سے غافل اور اس کی نافرمانی کی طرف مائل کر دیا؟

ف۵ یعنی متناسب اعضا دیئے۔ یہ نہیں کہ ایک ٹانگ لمبی دی اور دوسری چھوٹی یا ایک آنکھ بڑی دی، اور دوسری چھوٹی۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ”یعنی ٹھیک کیا بدن میں، برابر کیا (خوبصورتی کے ساتھ بنایا) خصلت میں“۔ (موضح)

ف۶ یعنی ہر ایک کو الگ رنگ، الگ شکل اور الگ روپ دیا۔

ف۷ یعنی یہی نہیں کہ تم اپنے خالق و مالک سے غافل ہو بلکہ قیامت سے بھی انکار کرتے ہو اس لئے شتر بے مہار کی طرح جو چاہتے ہو کرتے ہو۔ اس چیز نے تمہاری زندگی کو حیوانوں سے بدتر بنا دیا ہے۔

ف۸ عزت والے اس لئے کہ وہ لکھنے میں کوئی خیانت نہیں کرتے، نہ کوئی بات لکھنے سے رہنے دیتے ہیں اور نہ کوئی بات زیادہ لکھتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ننگے ہونے سے منع فرماتا ہے لہٰذا تم اپنے ساتھ رہنے والے کراماً کاتبین فرشتوں سے شرم کرو جب تم میں سے کوئی شخص کھلی جگہ نہائے تو اسے چاہئے کہ کپڑے سے پردہ پوشی کر لے یا دیوار یا اونٹ وغیرہ کی اوٹ کر لے۔ (ابن کثیر بحوالہ بزار)

ف۹ لہٰذا تمہارا یہ سمجھ کر زندگی گزارنا سراسر حماقت ہے کہ شاید تمہارا کوئی گناہ اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ میں نہ آیا ہو، اور تم اس پر سزا پانے سے بچ جاؤ۔ یہ فرشتے ہر انسان پر چار چار کی تعداد میں مقرر ہیں۔ دو اس کی نیکیاں لکھتے ہیں اور دو برائیاں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے سورہ رعد آیت ۱۱ مع فائدہ)

ف۱۰ ”بلکہ ہمیشہ اس میں رہینگے“۔ دوزخ سے غائب ہونے کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے بھی اس سے جدا نہ تھے بلکہ برزخی زندگی میں بھی اس کی کچھ نہ کچھ گرمی انہیں لگتی رہتی تھی۔

ف۱۱ یہ انداز بیان ذہن میں روز قیامت پر ایمان کی اہمیت و عظمت کو نقش کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

ف۱۲ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”اے بنی ہاشم! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ میں اللہ کی پکڑ میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا“۔ یہ حدیث سورۂ شعراء کے آخر میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔ ف۱۳ اس کو دوسری آیت میں یوں فرمایا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ: آج بادشاہی کس کی ہے؟ صرف اللہ واحد قہار کی (غافر: ۱۶) رہی شفاعت، تو وہ بھی جیسا کہ متعدد آیات میں تاکیداً بیان ہوا، اس کے حکم اور اجازت سے ہوگی۔ ف۱۴ بعض مفسرینؒ اس سورہ کو مکی اور بعض مدنی قرار دیتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ آخری سورۃ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی۔ بیہقی کی روایت میں ان کا بیان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ (فتح القدیر) ف۱۵ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ”ویل“ دوزخ کی ایک وادی کا نام بھی ہے۔

ف۱ دوسرے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے پورا تولنے اور پورا ناپنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً سورہ اسراء میں ارشاد ہے: وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔ "اور جب تم پیمانے سے دو تو پیمانہ بھر کر دو۔ اور جب تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو۔ یہ اچھا طریقہ ہے اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے۔" (آیت: ۳۵) حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر جو تباہی آئی، اس کا ایک سبب یہی تھا کہ وہ ناپنے اور تولنے میں کمی کرتی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی قوم نے عہد شکنی نہیں کی مگر اس پر دشمن کو مسلط کر دیا گیا اور کسی قوم نے ماپنے میں کمی نہیں کی مگر اسے پیداوار کی کمی اور قحط میں مبتلا کر دیا گیا۔" (فتح القدیر بحوالہ ابن مردویہ)۔

أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥

یا تول دیں اُن کو کم دیویں کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ وہ اُٹھائے جاویں گے واسطے ایک دن بڑے کے

یا تول کر دیں تو کم کر دیتے ہیں ف۱ کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ وہ (مر کر پھر) ایک بڑے (ہولناک) دن کے لئے اُٹھائے جائیں گے۔

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ أَدْرٰىكَ

جس دن کھڑے ہوں گے لوگ واسطے پروردگار عالموں کے ہرگز نہیں یوں تحقیق عملنامہ بدکاروں کا البتہ بیچ سجّین کے ہے اور کس چیز نے معلوم

جس دن لوگ سارے جہان کے مالک کے سامنے (اپنے اعمال کا حساب دینے کو) کھڑے ہونگے۔ ف۲ ایسے کاموں سے باز رہو بیشک بدکاروں کے نامۂ اعمال سجّین میں رہتے

مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ

کروایا تجھ کو کیا ہے سجّین۔ ایک دفتر ہے لکھا ہوا واے ہے اُس دن واسطے جھٹلانے والوں کے وہ جو جھٹلاتے ہیں دن

ہیں (اور اے پیغمبرؐ) تجھ کو کیا معلوم سجّین کیا ہے بدکاروں کا نامۂ اعمال ایک دفتر ہے لکھا ہوا ف۳ اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی جو بدلے کے دن (قیامت) کو

الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ۝١٢ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ

جزا کو اور نہیں جھٹلاتا اُس کو مگر ہر حد سے نکل جانے والا گنہگار جس وقت پڑھی جاتی ہیں اُوپر اُس کے نشانیاں ہماری

جھٹلاتے ہیں۔ اور بدلے کے دن کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے بڑھ جانے والا بدکار ہو۔ جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے

أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ إِنَّهُمْ

کہتا ہے کہانیاں ہیں پہلوں کی ہرگز نہیں یوں بلکہ زنگ باندھا ہے اُوپر دلوں اُنکے کے اس چیز نے کہ تھے وہ کماتے۔ ہرگز نہیں یوں

یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ف۴ بیشک بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر اُن کے (بُرے) کاموں کا زنگ بیٹھ گیا ہے ف۵ بیشک یہ لوگ اس دن

عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا

تحقیق وہ پروردگار اپنے سے اس دن البتہ حجاب میں ہیں۔ پھر تحقیق وہ البتہ داخل ہونے والے دوزخ میں ہیں پھر کہا جاوے گا یہ ہے

(یعنی قیامت کے دن) اپنے مالک (کے دیدار) سے محروم رہیں گے ف۶ پھر وہ دوزخ میں جائیں گے پھر (جب دوزخ کو دیکھیں گے تو) اُن سے کہا جائیگا

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧ كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝١٨ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا

وہ چیز کہ تھے تم اُس کو جھٹلاتے ہرگز نہیں یوں تحقیق عمل نامہ نیکوں کا البتہ بیچ علیین کے ہے اور کس چیز نے معلوم کروایا

یہی تو وہ (دوزخ) ہے جس کو تم (دنیا میں) جھٹلاتے تھے۔ سچ یہ ہے بیشک نیک لوگوں کے اعمالنامے علیین میں رہتے ہیں۔ اور اے پیغمبرؐ تو کیا جانے

عِلِّيُّوْنَ ۝١٩ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٢٠ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝٢١ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝٢٢ عَلَى الْأَرَآئِكِ

تجھ کو کہ کیا ہے علیّون۔ دفتر ہے لکھا ہوا حاضر ہوتے ہیں اُس پر مقرب خدا کے تحقیق نیک کام والے البتہ بیچ نعمت کے ہیں۔ اُوپر تختوں کے

علیین کیا ہے (نیک لوگوں کا نامۂ اعمال) ایک دفتر ہے لکھا ہوا ف۷ مقرب فرشتے وہاں حاضر رہتے ہیں۔ ف۸ بیشک نیک لوگ (قیامت کے دن) بڑے آرام میں تختوں

يَنْظُرُوْنَ ۝٢٣ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝٢٤ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝٢٥

دیکھتے ہوں گے۔ تو پہچانے گا تو بیچ مونہوں اُن کے کے تازگی نعمت کی پلائے جاویں گے شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے

پر بیٹھے ہوئے (بہشت کا سامان) دیکھ رہے ہوں گے ف۹ اے شخص اگر تو اُن کو دیکھے تو دیکھتے ہی اُن کے چہروں پر خوشحالی کی تازگی (اور رونق) پہچان لے ف۱۰ اُنکو

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۚ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝٢٦ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝٢٧ عَيْنًا

کہ مہر کرنے کی چیز اس کی مشک ہے اور بیچ اس کے پس چاہیئے رغبت کریں رغبت کرنے والے اور ملونی اس کی تسنیم سے ہے وہ ایک چشمہ

خالص (اچھوت) شراب سربمہر پلائی جائے گی ف۱۱ جس کی پینے پر (پینے والے کو) اُس میں مشک کی خوشبو آئے گی۔ ف۱۲ اور ایسے (پاکیزہ) شراب کی ریس کرنیوالوں کو ریس ف۱۳

ف۲ اور اپنے آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔" جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طبرانی، حاکم اور بیہقی میں حضرت ابن عمرؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: "لوگو! اس روز تمہارا کیا حال ہوگا جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح جمع کرے گا جیسے ترکش میں تیر جمع کئے جاتے ہیں۔ پھر پچاس ہزار برس تک وہ تمہاری طرف دیکھے گا بھی نہیں؟" (فتح القدیر)

ف۳ یعنی ایک دفتر ہے جس میں تمام بدکاروں اور کافروں کے نام اور کام درج ہیں۔ قتادہؒ، سعید بن جبیرؒ، مقاتلؒ اور مجاہدؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ سجّین اس جگہ کا نام ہے جہاں کافروں اور بدکاروں کے نامۂ اعمال رکھے جاتے ہیں اور وہ ساتویں زمین کے نیچے ایک چٹان ہے۔ اس لئے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "یعنی ان کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں، مر کر وہاں پہنچیں گے۔" (موضح)

ف۴ یعنی من گھڑت قصے اور فرسودہ کہانیاں ہیں جو پہلے لوگ اپنی جگہ بیٹھے بناتے رہتے تھے۔

ف۵ یعنی دراصل وہ قرآن کو پچھلے لوگوں کی کہانیاں اس لئے بتلاتے ہیں کہ وہ گناہ کرتے کرتے ان کے اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ ان کے دلوں کو زنگ لگ گیا ہے، اب ان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ صحیح سوچیں اور معقول بات زبان پر لائیں۔ دلوں کو زنگ لگ جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ گناہ کرتے کرتے سیاہ ہو گئے۔ ران (زنگ) کی تفسیر حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں مرفوعاً مروی ہے۔ (شوکانی)

ف۶ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر آئیگا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس آیت کا کوئی مطلب نہ ہوتا۔ البتہ ہوگا یہ کہ مومن اس کے دیدار سے نوازے جائینگے اور کافر اس سے محروم رہیں گے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ "کچھ چہرے اس روز تروتازہ ہونگے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہونگے۔" (قیامہ: ۲۲)

ف۷ یعنی ایک دفتر ہے جس میں نیک لوگوں کے نام (اور کام) درج ہیں۔ ضحاکؒ، مجاہدؒ، قتادہؒ اور دوسرے مفسرینؒ کہتے ہیں کہ علیّون سے مراد ساتواں آسمان ہے جہاں مومنوں کی روحیں لے جائی جاتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد جنت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد مقرب فرشتے ہیں کیونکہ اس کے لفظی معنیٰ "اوپر والے" کے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (فتح القدیر)

ف۸ یعنی خوش ہو کر اسے دیکھتے رہتے ہیں۔ "یَشْهَدُهٗ" کے دوسرے معنیٰ "گواہی دینے" کے بھی ہیں۔ اس لئے بعض مفسرینؒ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن مقرب فرشتے اس کے مندرجات کی گواہی دینگے۔

ف۹ دیکھنے سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دوزخیوں کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور یہ بھی کہ وہ دیدارِ الٰہی سے اپنی آنکھوں کو شاد کر رہے ہوں گے۔

ف۱۰ یعنی جنت کی نعمتوں سے ان کے چہرے ایسے تروتازہ اور پُررونق ہوں گے کہ دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یہ لوگ نہایت عیش و آرام میں ہیں۔

ف۱۱ یعنی جس برتن میں وہ شراب ہوگی وہ سربمہر ہوگا جنتی لوگ اس کی مُہر توڑیں گے۔ ف۱۲ یہ ترجمہ اس صورت میں کہ "ختام" کے معنیٰ "آخری گھونٹ" کے ہوں۔ اس کے دوسرے معنیٰ "مہر" کے بھی ہیں، اس لئے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مہر موم یا لاکھ کے بجائے مشک پر جمی ہوگی۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں، لیکن یہ شراب نادر ہے جو زیرِ مہر رہتی ہے اور اس کی قدر کے موافق مہر جمتی ہے مُشک پر۔" (موضح) ف۱۳ یعنی یہ ہے اصل چیز جسے حاصل کرنے کے لئے تمہیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے نہ کہ دنیا کی عارضی اور بے حقیقت لذتیں دیکھئے۔ (صافات: ۶۱)

يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾

ہے کہ پیتے ہیں اُس میں سے مقرب خدا کے تحقیق وہ لوگ جو گنہگار ہیں تھے اُن لوگوں سے کہ ایمان لائے ہنستے

کرنا چاہیئے اور اس شراب میں تسنیم کا پانی ملا ہوگا جو ایک چشمہ ہے (بہشت کا) جس کو (خاص) مقرب لوگ پئیں گے۔ بیشک گناہگار لوگ دُنیا میں (ف۲

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا

اور جب گذرتے تھے ساتھ اُن کے آنکھیں مارتے تھے اور جب پھر جاتے تھے طرف لوگوں اپنے کی پھر جاتے تھے باتیں بناتے ہوئے اور جب

ایمان والوں پر ہنستے تھے مسخرہ پن کرتے تھے اور جب اُن پر سے گذرتے تھے تو ان پر آنکھ مارتے تھے اور جب (مجلس سے) لوٹ کر اپنے گھروں

رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ

دیکھتے تھے انکو کہتے تھے اُن کو تحقیق یہ لوگ البتہ گمراہ ہیں اور نہیں بھیجے گئے اُوپر اُن کے نگہبان پس آج

کو جاتے تھے تو بڑے پھولے ہوئے (یا دل لگی کرتے ہوئے) جاتے تھے اور جب مسلمانوں کو دیکھتے تھے تو کہہ اُٹھتے تھے یہ لوگ چکمہ کھا گئے ہیں۔ حالانکہ یہ (کافر)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ

وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں کافروں سے ہنستے ہیں اُوپر تختوں کے دیکھتے ہیں کیا

لوگ کچھ ان مسلمانوں کے نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ تو آج اس کے بدل (یعنی آخرت میں) مسلمان کافروں پر ہنس رہے ہیں۔ تختوں پر بیٹھے سیر کر

ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

بدلہ دیئے گئے کافر اس چیز کا کہ تھے کرتے

رہے ہیں (یا دوزخیوں کا حال دیکھ رہے ہیں) (آپس میں کہتے جاتے ہیں) اب تو کافروں کو اُنکے کئے کی سزا مل (ف

ع ۱ / ۸

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ (۸۴) (۸۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۲۵ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا (ف۹)

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾ وَاَلْقَتْ مَا

جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے اور کان رکھے واسطے پروردگار اپنے کے اور وہ اسی لائق ہے۔ اور جب زمین کھینچی جاوے اور ڈال دے جو کچھ

جب آسمان پھٹ جائے (ف۱۰) اور اپنے مالک کا حکم مان لے (ف۱۱) اور اس کو ماننا ہی چاہیئے۔ اور جب زمین (اونچ نیچ برابر کر کے) تان دی جائے (ف۱۲) اور

فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴿۴﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ

بیچ اس کے ہے اور خالی ہو جاوے۔ اور کان رکھے واسطے رب اپنے کے اور وہ اسی لائق ہے۔ اے آدمی تحقیق تو محنت کرنے والا ہے طرف رب اپنے

جو کچھ اس میں ہے (مُردے خزانے وغیرہ، وہ سب) باہر ڈال دے اور خالی ہو جائے اور اپنے مالک کا حکم مان لے (ف۱۳) اور اس کو ماننا ہی چاہیئے۔ اے آدم زاد تو محنت اُٹھاتے

كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾

کی خوب محنت کر پس ملنے والا ہے اس سے۔ پس ایپر جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے پس شتاب حساب کیا جاویگا حساب کرنا آسان

اُٹھاتے اسی طرح اپنے مالک کی طرف جا رہا ہے آخر ایک دن اُس سے مل جائے گا (ف۱۴) پھر جس کو اُس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا اُس سے تو آسانی سے حساب لیا جائے گا (ف۱۶)

وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا

اور پھر آوے گا طرف لوگوں اپنے کی خوش اور ایپر جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا پیچھے پیٹھ اپنی کے پس البتہ پکارے گا

اور وہ خوش خوش اپنے گھر والوں کے پاس (جو بہشت میں ہونگے) لوٹ جائے گا۔ اور جس کو اُس کا نامۂ اعمال اُس کی پیٹھ کے پیچھے (ف۱۷) (بائیں ہاتھ میں) ملے گا۔ وہ

ف۱ یعنی مقرب لوگ اس چشمہ کی شراب خالص پیتے ہیں اور "ابرار" کو اس کی ملونی دی جاتی ہے جیسے کسی کو شربت پلاتے وقت اس میں روح کیوڑا یا عرق گلاب ملایا جائے۔ ف۲ کہ ان پر کیا پاگل پن سوار ہے کہ محسوس اور موجود لذتوں کو چھوڑ کر اَن دیکھی موہوم لذتوں کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔"

ف۳ کہ یہی وہ سر پھرے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی مطلوب ہے اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کی ہر لذت سے محروم رکھا ہے۔"

ف۴ یعنی مسلمانوں پر پھبتیاں کستے ہوئے۔

ف۵ "جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتوں میں آگئے اور اسی لئے انہوں نے آخرت کی موہوم امید پر اپنی دنیا تج دی۔

ف۶ کہ ان کی ایک ایک حرکت پہ نگاہ رکھیں۔ حالانکہ انہیں اصل فکر اپنی اصلاح کی چاہیئے تھی۔

ف۷ کہ یہ لوگ کیسے احمق اور کوتاہ اندیش تھے کہ دنیا کی عارضی خوشحالی اور فانی لذتوں کو پاکر ایسے مست ہوگئے کہ آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی اور اس کی پائدار نعمتوں سے غافل ہوگئے بلکہ اُلٹا ان لوگوں کا مذاق اڑاتے رہے جو انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے تھے۔

ف۸ یعنی جو دنیا میں مسلمانوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ اب اس کا مزا چکھا کہ نہیں؟ بدبخت لوگ اگر پہلے ہی سمجھ جاتے تو آج اس انجامِ بد سے دوچار تو نہ ہوتے۔

ف۹ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عشا کی نماز میں یہ سورہ پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔ ایک دریافت کرنے والے نے دریافت کیا تو فرمایا: "میں نے اس میں ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے (نماز پڑھتے ہوئے) سجدہ کیا، تو میں تو اس میں سجدہ کرتا رہوں گا، تا آنکہ آپؐ سے جا ملوں۔" (فتح القدیر بحوالہ صحیحین)

ف۱۰ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے یا فرشتوں کے اترنے کے لئے پھٹ جائے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿﴾ جس روز بادل کے ساتھ آسمان پھٹے گا، اور فرشتوں کے پرے کے پرے اتارے جائیں گے۔" (فرقان: ۲۵)

ف۱۱ یعنی اس کا یہ پھٹنا اپنے مالک کے حکم سے ہوگا۔

ف۱۲ یعنی ربڑ کی طرح کھینچ کر پھیلا دی جائے۔ یہاں تک کہ اس میں کوئی اُونچ نیچ باقی نہ رہے اور پھر تمام اگلے اور پچھلے لوگ اس پر کھڑے ہو سکیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن زمین چمڑے کی طرح تان کر پھیلا دی جائے گی، پھر بھی ہر آدمی کو اس میں صرف پاؤں رکھنے کی جگہ مل سکے گی (کیونکہ اگلے پچھلے تمام لوگ جمع ہوں گے)" (فتح القدیر بحوالہ سیوطی بسند جید)

ف۱۳ "جب یہ باتیں ہو جائیں تو سمجھ لو کہ قیامت آگئی"۔ — "اذا" کا یہ جواب محذوف ہے۔

ف۱۴ یعنی دنیا میں اپنی استعداد و فطرت کے مطابق نیکی یا برائی میں جدوجہد کر رہا ہے۔

ف۱۵ یعنی اپنے مالک سے جا ملے گا یا اپنی جدوجہد کے نتیجہ سے دوچار ہوگا۔

ف۱۶ یعنی اس کے گناہ اسے بتلائے ضرور جائیں گے لیکن ان پر کوئی بازپرس اور جرح نہ ہوگی بلکہ وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کا حساب لیا گیا وہ تباہ ہوگیا۔" میں نے عرض کیا "کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ جس کو اس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا، اس سے تو آسانی سے حساب لیا جائیگا۔" فرمایا: "یہ حساب نہیں ہوگا، یہ صرف پیشی ہوگی اور جس سے حساب لینے میں بازپرس کی گئی، وہ تباہ ہوگیا۔" (شوکانی) ف۱۷ یہ انتہائی کراہت کا اظہار ہے گویا فرشتے اس کی صورت دیکھنا پسند نہ کریں گے، اس لئے اس کا اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں تھمائیں گے۔

ف۱ یعنی عذاب کے ڈر سے "ہائے موت! ہائے موت!" پکارے گا تاکہ موت آئے اور وہ عذاب سے نجات پائے۔ ف۲ یعنی اپنی عاقبت سے بے فکر اور رنگ رلیوں میں مست تھے۔ ف۳ یعنی اپنے اعمال کی کسی بازپرس کا اندیشہ نہ تھا، اس لئے جو دل میں آتا کرتا تھا، "حور" کے لفظی معنی پلٹنے کے بھی ہیں اور کا یا پلٹ ہونے کے بھی، اس لئے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ سمجھتا تھا کہ اسے جو دولت اور خوشحالی حاصل ہے، وہ کبھی کم نہ ہوگی اور اسے کبھی غریبی و بدحالی کا منہ نہ دیکھنا پڑے گا۔

ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾

ہلاکی کو اور داخل ہوگا دوزخ میں تحقیق وہ تھا بیچ لوگوں اپنے کے خوش تحقیق اُس نے گمان کیا تھا یہ کہ ہرگز نہ پھرے گا

موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں جا پڑے گا۔ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ (دنیا میں) مگن رہتا تھا ف۲ وہ سمجھتا تھا کہ اس کو (خدا کے پاس) ہرگز لوٹ کر ف۳

بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ

یوں نہیں تحقیق پروردگار اس کا تھا ساتھ اس کے دیکھنے والا۔ پس قسم کھاتا ہوں میں شفق کی اور رات کی اور جس چیز کو اکٹھا کرتی ہے۔ اور چاند

جانا نہیں ہے۔ لوٹ کر جانا تو ضرور تھا وہ ہوا اور (اُس کا مالک دنیا میں) ف۴ اُس کو (بُرے کام کرتے ہوئے) دیکھ رہا تھا تو میں شفق کی قسم کھاتا ہوں ف۵ اور رات کی اور

اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ

کی جب پورا ہو آوے البتہ سوار ہو گے تم ایک حالت پر ایک حالت سے پس کیا ہے واسطے اُن کے کہ نہیں ایمان لاتے اور جب پڑھا جاتا ہے اوپر

جن چیزوں پر رات چھا جاتی ہے ف۶ اُن کی اور چاند کی جب (تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ) پورا ہوا لوگو! تم کو ایک درجے سے دوسرے درجے پر چڑھنا ہے ف۷ اُن کو کیا

الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۩ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ ۖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اُن کے قرآن نہیں سجدہ کرتے بلکہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے جھٹلاتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے اس

ہوا ہے جو قرآن یا پیغمبر یا قیامت پر ایمان نہیں لاتے ف۸ اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ف۹ بلکہ یہ کافر (اُلٹا) اور (پیغمبر کو) جھٹلاتے

بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ ۖ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

چیز کو کہ دل میں رکھتے ہیں ف۱۰ پس خوشخبری دے اُن کو ساتھ عذاب درد دینے والے کے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے

ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو (خیال) وہ دل میں رکھتے ہیں تو (اے پیغمبر) اُنکو تکلیف کے عذاب کی خوشخبری سُنا دے مگر (البتہ) جو لوگ ایمان لائیں اور

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ع

اچھے واسطے اُن کے ثواب ہے نہ کاٹا گیا

اچھے کام کریں اُن کو بے حد ثواب ملے گا ف۱۱

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ (۸۵) (۲۷) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۲۲ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۲

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ ۙ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ ۙ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ ۗ قُتِلَ

قسم ہے آسمان برجوں والے کی اور دن وعدہ دیئے گئے کی اور حاضر ہونے والے کی اور دن حاضر کئے گئے کی ف۱۴ یعنی روز عرفہ

آسمان کی قسم جس میں برج ہیں ف۱۳ اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ ہے (یعنی قیامت کی) اور گواہ کی اور جس پر گواہی دے گا اس کی قسم (دیکھنے والے کا فر ضرور

اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ ۙ وَّهُمْ عَلٰى مَا

مارے گئے کھائیوں والے۔ کہ آگ تھی بہت ایندھن والی جس وقت کہ وہ اوپر اس کے بیٹھے تھے اور وہ اوپر اُس چیز کے

ایک دن تباہ ہوں گے جیسے کھائیاں کھودنے والے تباہ ہوئے جن میں آگ تھی بہت ایندھن والی جب یہ کھائی کھودنے والے (خندق کے کنارے کنارے کرسیاں

يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ ۗ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ

کہ کرتے تھے ساتھ مسلمانوں کے حاضر تھے اور نہیں عیب پکڑا تھا انہوں نے اُن میں سے مگر یہ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ غالب

کر) وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایمانداروں پر جو (ظلم اور ستم) وہ کر رہے تھے (اس کا تماشا اپنی آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے۔ اور ایمانداروں سے صرف اتنی

ف۴ یعنی اس کا بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا کوئی عمل ایسا نہیں تھا جو اس کے مالک سے پوشیدہ تھا، اس لئے اس کا یہ سمجھنا کہ شاید وہ اس پر پکڑ سے محفوظ رہے، قطعی غلط اور بے بنیاد تھا۔

ف۵ شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج کے غروب ہو جانے کے بعد عشا تک آسمان کے کنارہ پر رہتی ہے۔ "فَلَآ اُقْسِمُ" کا لفظی ترجمہ "میں قسم نہیں کھاتا ہوں" ہے، لیکن مطلب یہی ہے کہ "میں قسم کھاتا ہوں" کیونکہ اس میں "لا" زائد ہے۔ تفصیلی بحث سورۂ قیامہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔

ف۶ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "جن چیزوں کو رات سمیٹتی ہے" اور وہ اس لحاظ سے کہ دن میں تمام جاندار و بے جان چیزیں بکھری ہوتی ہیں، رات کو اپنے ٹھکانے پر آ جاتی ہیں۔

ف۷ یعنی یکے بعد دیگرے متعدد حالات اور مراحل سے گزرنا ہے۔ چنانچہ تم پہلے نطفہ ہوتے ہو، پھر وہ نطفہ خون کا لوتھڑا بنتا ہے، پھر گوشت کا ٹکڑا، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پھر تم پیدا ہوتے ہو، پھر بچے سے جوان، اور جوان سے بوڑھے ہوتے ہو۔ یہاں تک کہ تمہیں موت آ جاتی ہے۔ موت کے بعد عالم برزخ اور عالم برزخ کے بعد قیامت کے بے شمار مراحل ہیں۔ جن سے درجہ بدرجہ تمہیں گزرنا ہے۔ تمہارے جسم کی ساخت اور زندگی کا نظام بنایا ہی اس طریق پر گیا ہے کہ اگر تم غور کرو تو خود سمجھ سکتے ہو کہ جس طرح موت کا آنا یقینی ہے اسی طرح موت کے بعد مختلف مراحل سے گزر کر جنت یا دوزخ میں پہنچنا بھی ناگزیر ہے۔

ف۸ حالانکہ یہ ایمان لانا ان کی اپنی عقل کا تقاضا اور اپنے دل کی آواز ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

ف۹ یعنی اپنے رب کے حضور عاجزی اور تابعداری اختیار نہیں کرتے اور نہ نماز پڑھتے ہیں۔ اس مقام پر سجدۂ تلاوت مسنون ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

ف۱۰ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹھکرانے کے لئے دلوں میں جو بہانے اور اسکیمیں تیار کرتے ہیں، ان سب کا اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے۔

ف۱۱ جو کبھی ختم یا کم نہ ہوگا۔

ف۱۲ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں یہ سورۃ پڑھا کرتے تھے نیز ظہر اور عصر کی نماز میں بھی اس کا پڑھنا ثابت ہے۔ (شوکانی) ف۱۳ برجوں سے مراد وہ منزلیں ہیں جنہیں سورج ایک سال کی مدت میں طے کرتا ہے یا وہ قلعے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں یا بڑے بڑے ستارے۔ ف۱۴ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے "حاضر ہونے والے کی اور جس کے پاس وہ حاضر ہوگا اس کی قسم"۔ اس لحاظ سے شاہد سے مراد لوگ ہیں اور مشہود سے مراد وہ عجائب و غرائب جنہیں وہ قیامت کے روز دیکھیں گے۔ اکثر صحابہؓ و تابعینؒ اس طرف گئے ہیں کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ ایک مرفوع حدیث میں یہ خود آنحضرتؐ سے بھی ثابت ہے

الْحَمِيدِ ﴿٨﴾ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٩﴾

تعریف کئے گئے کے وہ جو واسطے اُس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ اُوپر ہر چیز کے حاضر ہے

بات پر بھڑے تھے کہ وہ زبردست خوبیوں والے خدا پر ایمان لائے تھے جس کی آسمان اور زمین میں بادشاہت ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے وا

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

تحقیق جن لوگوں نے کہ ایذا دی ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو پھر نہ توبہ کی پس واسطے اُن کے عذاب ہے دوزخ کا اور واسطے

بیشک جن لوگوں نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو آگ میں جلایا (یا ناحق ستایا) وٓ پھر انہوں نے توبہ نہیں کی اُن کے لئے دوزخ کا عذاب ہے

عَذَابُ الْحَرِيقِ ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ

اُنکے عذاب ہے جلنے کا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے واسطے اُن کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے

(آخرت میں) اور (دُنیا میں) جلنے کا عذاب وٓ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اُن کے لئے آخرت میں بہشت کے باغ ہیں

تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ﴿١١﴾ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَ

اُن کے سے نہریں یہ ہے مراد پانا بڑا تحقیق پکڑنا پروردگار تیرے کا البتہ سخت ہے۔ تحقیق وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے

جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (اے پیغمبرؐ) تیرے مالک کی پکڑ (بہت) سخت ہے۔ وہی شروع میں (سب کو) پیدا کرتا

يُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ هَلْ

اور وہی دوبارہ کریگا اور وہ ہے بخشنے والا دوستی کرنے والا۔ صاحب عرش بزرگ کا کرنے والا ہے جو کچھ چاہے کیا

ہے اور وہی آخرت میں (دوبارہ پیدا کرے گا) وٓ اور وہی (گنہگاروں کو) بخشنے والا (نیکوں سے) محبت کرنیوالا تخت کا مالک بزرگی والا (یا بزرگی والے تخت کا مالک) جو چاہے

أَتٰىكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ وَّ

آئی ہے تیرے پاس بات لشکروں فرعون کی اور ثمود کی بلکہ جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں بیچ جھٹلانے کے ہیں اور

وہ کرنے والا۔ (اے پیغمبرؐ) تجھ کو کیا اگلی (کافر) فوجوں فرعون اور ثمود کا قصہ پہنچا ہے وٓ۔ بات یہ ہے کہ کافر (تجھ کو) جھٹلانے میں (لگے) ہیں اور

اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ فِي لَوْحٍ

اللہ تعالیٰ پیچھے اُن کے سے گھیر رہا ہے بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ بیچ لوح

اللہ تعالیٰ اُن کو سب طرف سے گھیرے ہوئے ہے وٓ (اُن کے جھٹلانے سے کیا ہوتا ہے) یہ قرآن (کچھ معمولی کلام نہیں ہے) بلکہ بڑی بزرگی والا

مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾

محفوظ کے

ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے وٓ

سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ (۸۶) (۳۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ آیاتها ۱۷ رکوعها ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

وٓ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ إِنْ كُلُّ

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی۔ اور کیا جانے تو کیا ہے رات کو آنے والا تارہ ہے چمکنے والا نہیں کوئی

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی۔ اور تو کیا جانے رات کو آنے والا کیا ہے (وہ) چمکتا ہوا تارہ ہے وٓا ہر شخص پر ہماری طرف

وٓ ”اصحاب الاخدود“ (کھائیاں کھودنے والوں) کا قصہ کتب صحاح وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک کافر بادشاہ کے پاس ایک کاہن رہتا تھا۔ جب وہ کاہن بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے عرض کی کہ کوئی زیرک قسم کا لڑکا مجھے دو تاکہ میں اُسے اپنا علم سکھلا دوں بادشاہ نے ایک لڑکا اس کے حوالے کر دیا۔ وہ لڑکا ہر روز کاہن کی خدمت میں جا کر جادو کا علم حاصل کرنے لگا۔ اس کے راستہ میں ایک راہب رہتا تھا جو مسلمان تھا ہوتے ہوتے وہ لڑکا خفیہ طور پر اس کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔ ایک روز اس نے دیکھا کہ ایک بڑے جانور (شیر یا سانپ) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے جسے راستہ سے ہٹانے سے وہ عاجز ہیں، اس نے اس جانور کو ایک پتھر مارا اور دعا کی کہ ”یا اللہ“ اگر اس راہب کا دین سچا ہے تو اس جانور کو میرے پتھر سے مار ڈال پتھر لگتے ہی وہ جانور مرگیا۔ اسی طرح اس کی شہرت ہوگئی اور اس نے دعا کرکے ایک نابینا کی بینائی بھی واپس دلوائی۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے راہب اور اندھے کو قتل کروا دیا اور لڑکے کو مختلف طریقوں سے قتل کرنے کی کوشش کی مگر وہ قتل نہ ہوا، آخر لڑکے نے خود ہی بتایا کہ مجھے اس طور پر قتل کرسکتے ہو۔ چنانچہ انہوں نے صلیب پر لٹکا کر اُس لڑکے کی تجویز کے مطابق ”بسم اللہ رب هٰذا الغلام“ پڑھ کر اسے تیر مارا اور وہ لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہوگیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ لڑکے کے رب پر ایمان لے آتے۔ بادشاہ نے بڑی بڑی کھائیاں کھدوائیں اور انہیں آگ سے بھرا، پھر اعلان کیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھرے گا اسے ان کھائیوں میں جھونک دیا جائے گا۔ لوگ کھائیوں میں ڈالے جارہے تھے لیکن اسلام سے نہ پھرتے تھے۔ یہی واقعہ ہے جس کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

وٓ ”فتنوا“، یہ فِتْنَةٌ سے مشتق ہے اور فتنہ کے اصل معنیٰ ہیں کسی چیز کو آگ میں گلانا تاکہ کھوٹا الگ ہوجائے پھر یہ لفظ آگ میں جلانے کے معنی میں بھی استعمال ہونے لگا ہے اور کسی کو حق سے برگشتہ کرنے کے لئے ”ستانا“ کے لئے بھی آجاتا ہے۔ صحابہ تفاسیرؒ نے یہ دونوں معنیٰ بیان کئے ہیں یعنی جلانا اور ستانا، پہلے معنی ابن عباسؓ کی طرف منسوب ہیں اور دوسرے معنی امام شوکانی نے قیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو فتح القدیر و ابن کثیر)

وٓ جیسا کہ کہتے ہیں کہ کھائیاں کھودنے والوں کا حشر ہوا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ”اللہ کا غضب آیا وہی آگ پھیل پڑی اور بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے۔“ (موضح) لیکن اس کا اصل مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔

وٓ معلوم ہوا کہ سارا اختیار اسی کا ہے لہٰذا اس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے یا یہ کہ وہی مجرموں کو دنیا میں سزا دیتا ہے اور وہی آخرت میں سزا دیگا۔ ابن جریر نے اسی مفہوم کو اختیار کیا ہے۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ”یعنی دنیا کا عذاب اور (پھر) آخرت کا۔“

وٓ یعنی ضرور پہنچا ہے۔ اس سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے کہ ان کا انجام ذہن میں رکھیں کہ کس طرح انہوں نے انبیاءؑ کو جھٹلایا اور پھر کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا۔ وٓ یعنی وہ ہر آن اس کی پکڑ میں ہیں اس سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ وٓ اس لئے اگر جھٹلاتے ہیں تو اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ قرآن کی شان اور بزرگی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور نہیں کرسکتے۔ وٓ جو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔ فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اس سے قرآن نقل کرکے صاحب وحی تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ وٓ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے حضرت خالد عدوانی کہتے ہیں کہ میں نے ثقیف (طائف) کے بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمان یا لکڑی پر ٹیک لگائے کھڑے دیکھا۔ آپ ثقیف والوں سے اللہ کی

نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾

جی مگر اوپر اس کے ہے نگہبان پس چاہیئے کہ دیکھے آدمی کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے پیدا کیا گیا ہے پانی اچھلنے والے سے

سے) ایک نگہبان (فرشتہ) مقرر ہے ف۱ آدمی کو سوچنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ف۲ وہ کود کر نکلنے والے پانی (یعنی منی) سے پیدا کیا گیا

يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ﴿۷﴾ إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ﴿۹﴾

نکلتا ہے ہڈیوں پیٹھ باپ کی سے اور چھاتیوں ماں کی سے تحقیق وہ اُوپر پھیر لانے اسکے کے البتہ قادر ہے جسدن آزمائی جاوینگی چھپی باتیں

جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے بیچ میں سے ہو کر نکلتا ہے بیشک وہ اس کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے ف۳ جس دن (آدمی کی) چھپی باتیں جانچی

فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾

پس نہ ہوگی واسطے اس کے قوت اور نہ مدد دینے والا قسم ہے آسمان مینہ والے کی اور زمین پھٹنے والی کی

جائیں گی۔ ف۴ اُس دن نہ اُس کو کوئی زور ہوگا نہ اُس کا کوئی مدد کرنے والا۔ مینہ برسانے والے آسمان کی قسم ف۵ اور زمین کی قسم جو پھٹ جاتی ہے ف۶

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَأَكِيدُ

تحقیق یہ بات البتہ بات ہے فیصل کرنے والی اور نہیں وہ بے فائدہ تحقیق وہ مکر کرتے ہیں ایک مکر اور میں بھی مکر کرتا ہوں

بیشک قرآن ایک فیصلہ کرنے والا کلام ہے ف۷ اور وہ کچھ ہنسی دل لگی نہیں ہے ف۸۔ بیشک (اے پیغمبرؐ) یہ کافر (تجھ کو نقصان پہنچانے کیلئے) داؤ فریب کر رہے

كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

ایک مکر پس ڈھیل دے کافروں کو ڈھیل دے اُن کو ایک مدت تک

ہیں اور میں بھی داؤ فریب کر رہا ہوں ف۹ تو (اے پیغمبرؐ) ان کافروں کو مہلت دے (زیادہ مہلت نہیں) تھوڑی سی مہلت دے ف۱۰

سُورَةُ الْأَعْلَىٰ مَكِّيَّةٌ (۸۷) (۸) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتہا ۱۹ رکوعہا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۱

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿۲﴾ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ﴿۳﴾

پاکی بیان کر ساتھ نام پروردگار اپنے بہت بلند کے جس نے پیدا کیا پس تندرست کیا اور جس نے اندازہ کیا پس راہ دکھلائی

(اے پیغمبرؐ) اپنے مالک کے نام کی جو سب سے بلند (اونچا) ہے پاکی بیان کیا کر ف۱۲ جس نے (سب چیزوں کو) بنایا اور عمدگی سے بنایا ف۱۳ اور جس نے (سب کچھ) ٹھہرا لیا

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ﴿۶﴾ إِلَّا

اور جس نے نکالا چارہ پس کر دیا اس کو کوڑا سیاہ شتاب پڑھا دیں گے ہم تجھ کو پس نہ بھولے گا تو مگر

پھر (اسی طرح) چلایا ف۱۴ اور جس نے (جانوروں کے لئے پہلے ہرا بھرا تر و تازہ) چارہ نکالا پھر اُس کو سُکھا کر کوڑا بنا دیا کالا کر دیا ف۱۵ (اے پیغمبرؐ) ہم تجھ کو اچھی طرح (قرآن)

مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ

جو چاہے خدا تحقیق وہ جانتا ہے پکارنے کو اور جو چھپاتا ہے اور آسان کریں گے ہم سمجھ تیری کو واسطے شریعت آسان کے پس نصیحت کر

پڑھا دیں گے پھر تو نہیں بھولنے کا مگر جو اللہ (بھلا دینا اُس کی تلاوت موقوف کر دینا) چاہے ف۱۶۔ بیشک وہ کھلا اور چھپا (سب کچھ) جانتا ہے ف۱۷۔ اور ہم تجھ کو آسان طریقے پر

الذِّكْرَىٰ ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿۱۲﴾

اگر نفع دے نصیحت تیری۔ البتہ نصیحت پکڑیگا جو شخص کہ ڈرتا ہے اور ایک طرف رہے گا اس سے بڑا بدبخت۔ وہ جو داخل ہوگا آگ بڑی میں

لے چلیں گے ف۱۸ اور تو (اے پیغمبرؐ لوگوں کو) سمجھائے جا فائدہ ہو یا نہ ہو ف۱۹ جس کو اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے وہ سمجھ جائے گا ف۲۰ اور جو بدبخت ہے بڑی سخت آگ میں (دوزخ میں) جانیوالا

ف۱ اسی کو دوسری آیت میں فرمایا: ”وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ۔ بیشک تم پر نگہبان (فرشتے) ہیں“۔ (الانفطار: ۱۰) مراد وہ فرشتے ہیں جو ہر آن آدمی کے ساتھ رہتے ہیں اور بلاؤں سے اس کی حفاظت کرتے ہیں یا اس کے اعمال کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ (دیکھئے سورہ رعد: ۱۱) ف۲ یعنی اپنی حقیقت اور بساط پر غور کرنا چاہیئے کہ کس برتے پر اللہ ذوالجلال والاکرام کے مقابلے میں اکڑفوں دکھاتا ہے۔ ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ عقل خود تسلیم کرتی ہے کہ کسی چیز کو دوبارہ بنانا اسے ابتداءً بنانے کی بہ نسبت کہیں آسان ہوتا ہے۔ ف۴ یعنی اس کے تمام راز طشت از بام ہو جائیں گے اور ان کی جانچ پڑتال کی جائے گی۔ ف۵ اصل لفظ ”رَجْع“ استعمال ہوا ہے جس کے لفظی معنی پلٹنے کے ہیں۔ اکثر مفسرینؒ نے اس سے مراد بارش ہی لی ہے کیونکہ وہ آتی ہے اور پلٹ پلٹ کر برستی ہے اور یوں بھی جو پانی آسمان سے برستا ہے، وہ دراصل زمین ہی سے (یعنی سمندروں اور دریاؤں سے) بھاپ بن کر اوپر گیا ہوتا ہے اور پھر ٹھنڈا ہو کر زمین کی طرف پلٹتا ہے۔ (قرطبی وغیرہ)۔

ف۶ یعنی جس میں شگاف پڑتے ہیں اور ان شگافوں سے درخت بوٹے اور چشمے وغیرہ پھوٹ کر باہر آتے ہیں۔

ف۷ یعنی دو ٹوک کلام جس سے حق و باطل الگ الگ ہو جاتے ہیں اور کسی کو دن کے پہچاننے میں دقت نہیں رہتی۔

ف۸ بلکہ ہر شک و شبہ سے بالا سنجیدہ کلام ہے۔ اس کی ایک ایک بات پر ایمان لانا ضروری اور اس کی بتائی ہوئی کسی حقیقت میں شک کرنا کفر ہے۔

ف۹ یعنی ایسی تدبیر کر رہا ہوں جس سے ان کے تمام مکر و فریب ناکام ہو کر رہ جائیں اور وہ اپنے جال میں خود پھنس جائیں۔ مراد وہ استدراج ہے جس کے متعلق فرمایا: سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ۔ انہیں ہم درجہ بدرجہ اس طرح تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی میں انہیں مہلت دے رہا ہوں۔ میری چال بڑی پختہ ہے“۔ (اعراف: ۱۸۲-۱۸۳) ہجرت سے پہلے کفار مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی خفیہ سکیم بنائی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بُری طرح ناکام بنایا۔

ف۱۰ یعنی عنقریب وہ اپنی خفیہ سازشوں اور سکیموں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، لہٰذا آپؐ گھبرائیں نہیں بلکہ صبر و ہمت سے دعوت کا کام جاری رکھیں۔

ف۱۱ جمہور مفسرینؒ کے بقول یہ سورہ مکی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازبؓ کی روایت سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ مسند امام احمدؒ وغیرہ میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورۃ بڑی پسند تھی۔ صحیح مسلم اور سنن میں حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں یہ سورہ اور ”هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ“ پڑھا کرتے تھے اور اگر عید جمعہ کے روز ہوتی تو دونوں میں یہی دو سورتیں پڑھتے۔ (فتح القدیر)

ف۱۲ یعنی جو باتیں اس کی شان کے لائق نہیں ہیں (جیسے شرک یا بندوں جیسی کمزوریاں وغیرہ) ان سے اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے اپنے سجدوں کے لئے مخصوص کر لو“۔ اس لئے سجدہ میں ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہا جاتا ہے۔ (شوکانی)

ف۱۳ یعنی جس چیز میں جو صفات اور فوائد ہونے چاہئیں تھے، وہ اس نے اس میں رکھے اور ظاہری طور پر بھی اس کی ساخت نہایت موزوں رکھی۔

ف۱۴ ”یعنی اول تقدیر لکھی، پھر اسی (کے) موافق دنیا میں دیا“ (موضح) گویا دنیا میں آنے کی راہ بتائی۔ عموماً مفسرینؒ نے آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اس نے آدمی کو خیر و شر اور سعادت و شقاوت کی راہ بتائی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے تقدیر میں ہر ایک کی روزی لکھی اور پھر ہر ایک کو وہ راہ بتائی جس سے وہ اپنی روزی حاصل کرے۔ (کذا فی ابن کثیر وغیرہ)۔

ف۱۵ تاکہ وہ دوسرے استعمالات میں آسکے اور اس کا ذخیرہ بھی کیا جا سکے۔ ف۱۶ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھول جانے کے اندیشہ سے قرآن یاد کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپؐ فکر مند نہ ہوں، آپؐ کو قرآن یاد کروانا ہمارا ذمہ ہے۔ (فتح القدیر بحوالہ ابن مردویہ) ف۱۷ یعنی قرآن میں بعض آیات کی تلاوت منسوخ کر دیگئی تو وہ بھولنے کے ضمن میں نہیں آتی۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کچھ بھلانا چاہے تو بھلا سکتا ہے مگر اُس نے ایسا نہیں چاہا۔ ف۱۸ اس میں یہ چیز شامل ہے کہ کوئی پکار کر قرآن پڑھے یا آہستہ پڑھے اللہ تعالیٰ دونوں کو جانتا ہے۔ ف۱۹ یعنی وحی کا یاد رکھنا ہو، یا کوئی بھی نیکی کا کام، وہ ہماری توفیق کی بدولت آپؐ پر آسان ہو جائیگا۔ ف۲۰ اِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ کا لفظی ترجمہ یوں ہے ”اگر سمجھانا فائدہ دے“۔ یہ صرف ایک حالت کا ذکر ہے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ سمجھانے کا فائدہ نہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کو سمجھانا چونکہ دونوں حالتوں میں ضروری تھا، اسلئے ترجمے میں آیت کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ”آپؐ (لوگوں کو) سمجھایئے، فائدہ ہو (یا نہ ہو)“ قاضی شوکانیؒ نے آیت کے اس مطلب کو ترجیح دی ہے۔ بعض مفسرینؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ لوگوں کو اس وقت سمجھایئے

جب تک سمجھانا فائدہ دے۔ یعنی موقع کی مناسبت سے لوگوں کو سمجھایا کیجئے کہ سمجھنے کے لئے متوجہ ہوں اور ملول نہ ہوں۔

فوائد صفحہ ہٰذا **ف۱** آیت کا یہی مطلب واضح ہے بعض مفسرینؒ نے۔ جیسے عطاء۔ نے لفظ "تزکّی" کے لفظ سے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر) ادا کرنے پھر تکبیریں کہنے اور پھر عید کی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن یہ مطلب لینا اس لئے صحیح نہیں ہے کہ آیت مکّی ہے حالانکہ صدقہ فطر اور عید کا حکم مدینہ میں دیا گیا۔ (تنبیہ) اس آیت سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ (یعنی نماز شروع کرتے وقت "اللہ اکبر" کہنا) فرض ہے اور یہی چیز حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے: "نماز کی کنجی طہارت ہے، اس کی تحریم "اللہ اکبر" کہنا ہے اور اس کی تحلیل (کھولنا) سلام پھیرنا ہے"۔ (ابو داؤد - ترمذی وغیرہ عن علی) حنفیہ نے محض یہ دیکھ کر کہ آیت میں "اللہ کا نام لینے" کا تو ذکر ہے، لفظ "اللہ اکبر" کا ذکر نہیں ہے. یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت "اللہ اکبر" کہنا فرض نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا مطلق نام لینا جس سے اس کی تعظیم ظاہر ہو جاتی ہو کافی ہے البتہ "اللہ اکبر" کہنا سنت یا واجب قرار پائے گا۔ (تفسیر عثمانی) حالانکہ جس چیز کا آیت میں حکم دیا گیا ہے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللہ اکبر" کا حکم دے کر مطلق سے مقید فرما دیا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے نماز کو "اللہ اکبر" کے علاوہ کسی اور لفظ سے شروع کرنا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔ واضح رہے کہ حنفیہ کے نزدیک واجب کا لفظ فرض کے معنی میں نہیں ہے بلکہ وہ اس سے کم تر درجہ کی چیز ہے۔ کیونکہ وہ رہ جائے تو نماز کے آخر میں سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے جبکہ فرض رہ جائے تو اُسے ادا کئے بغیر اس کی کسی طرح تلافی نہیں ہو سکتی۔

ف۲ مخاطب ہر وہ شخص ہے جو نماز نہیں پڑھتا اور ذکرِ الٰہی کا خیال نہیں کرتا۔

ف۳ یعنی دنیا کا فانی اور آخرت کا بہتر و پائیدار ہونا۔

ف۴ یہ سورہ بالاتفاق مکّی ہے۔ اوپر حضرت نعمان بن بشیرؓ کی یہ روایت گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں: "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اور دوسری رکعت میں یہ سورہ پڑھا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

ف۵ قیامت کو "چھا جانے والی" اس لئے فرمایا کہ اس کی دہشت تمام دلوں پر چھا جائیگی۔

ف۶ یعنی طرح طرح کے عذاب جھیلتے جھیلتے درماندہ و خستہ حال ہوں گے۔

ف۷ مفسرینؒ کہتے ہیں کہ اس چشمہ کا پانی اس قدر گرم ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ کسی پہاڑ پر گر جائے تو وہ پگھل جائے۔ (فتح القدیر)

ف۸ یہ ایک کانٹے دار جھاڑی ہے۔ قریش کی زبان میں اگر وہ تر ہو تو اسے شبرق اور سوکھ جائے تو ضریع کہا جاتا ہے۔ وہ سُوکھ کر اس قدر زہریلی اور بدبُودار ہو جاتی ہے کہ کوئی جانور اس کے قریب تک نہیں جاتا۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾

پھر نہ مرے گا بیچ اُس کے اور نہ جئے گا تحقیق بامراد ہوا وہ شخص جو پاک ہوا اور یاد کیا نام پروردگار اپنے کا بس نماز پڑھی

وہ اس سمجھانے سے بھاگتا رہے گا، پھر اُس آگ میں (بدبخت) مریگا اور نہ (اچھے حال سے) جئے گا جو شخص (کفر شرک گناہ سے) پاک رہا اور اپنے مالک کا نام لے کر

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ هَٰذَا لَفِي

بلکہ اختیار کرتے ہو تم زندگانی دنیا کو اور آخرت بہت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی۔ تحقیق یہ البتہ بیچ

نماز پڑھتا رہا وہ مُراد کو پہنچ گیا۔ مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو (دنیا کے مزے کو) مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے کہیں) بہتر اور زیادہ پائدار ہے ف۳ یہ مضمون

الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾

صحیفوں پہلوں کے ہے صحیفے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے

اگلی (آسمانی) کتابوں میں یعنی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں (بھی) موجود ہے

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ (۸۸) مَكِّيَّةٌ (۶۸) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ آیاتہا ۲۶ رکوعہا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۴ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ

کیا آئی ہے تیرے پاس بات ڈھانک لینے والی کی کتنے منہ اُس دن ذلیل ہونے والے ہیں عمل کرنیوالے محنت کرنیوالے داخل ہونگے

اے پیغمبر، تجھ کو چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے ف۵ کتنے (لوگوں کے) منہ اُس دن جھکے ہوئے (اترے ہوئے) ہونگے (وہ دوزخ میں) محنت مشقت کر رہے

نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَّا

آگ جلتی میں پلائے جاویں گے چشمے کھولتے میں سے نہیں واسطے اُن کے کھانا مگر ضریع سے یعنی کانٹوں سے نہیں

ہوں گے ف۶ تھک (کر چور ہو) گئے ہونگے بیحد گرم انگارہ میں جا داخل ہونگے۔ اُن کو ایک کھولتے ہوئے چشمے سے (پانی) پلایا جائیگا ف۷ اُن کو ضریع کے سوا اور کوئی

يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ﴿٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾

موٹا کرتا ہے اور نہ کفایت کرتا ہے بھوک سے کتنے منہ اس دن نعمتوں میں ہیں سعی اپنی سے راضی ہیں ف۹

کھانا نصیب نہ ہوگا ف۸ اُس کے کھانے سے تو بدن موٹا ہوگا اور نہ بھوک بند ہوگی۔ کچھ (لوگوں کے) منہ اُس دن تازے (خوش) ہوں گے اپنی کوشش سے راضی وہ

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيهَا سُرُرٌ

بیچ بہشت بلند کے نہیں سُنتے بیچ اس کے بیہودہ بیچ اس کے چشمہ ہے جاری بیچ اس کے تخت ہیں

اونچے (بہشت کے) باغ میں رہیں گے۔ وہاں کوئی بیہودہ بات نہ سُنیں گے اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے (یا بڑا چشمہ بہ رہا ہوگا) اس میں اونچے

مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾ أَفَلَا

بلند اور آبخورے ہیں دھرے ہوئے اور تکیے ہیں صف باندھے ہوئے اور مسندیں ہیں بچھائی ہوئی کیا پس نہیں

اونچے تخت (بیٹھنے کے لئے) اور آبخورے (پانی اور شراب پینے کے لئے) رکھے ہوں گے اور گاؤ تکیے (یا قالین) ایک قطار میں لگے ہوئے اور چاندنیاں (یا توشکیں)

يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَإِلَى

دیکھتے طرف اُونٹوں کی کیونکر پیدا کئے گئے ہیں اور طرف آسمان کی کیونکر بلند کئے گئے اور طرف

بچھی ہوئیں۔ کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے وہ کیسے (عجیب) بنائے گئے ہیں ف۱۰ اور آسمان کو وہ کیسا اونچا رکھا گیا ہے ف۱۱ اور

ف۹ یعنی مطمئن ہوں گے کہ دنیا میں نیک اعمال کی جو کمائی کی، اس کا پھل ملا۔ **ف۱۰** اونٹ اپنی ظاہری شکل و صورت اور اندرونی ساخت دونوں کے اعتبار سے دوسرے تمام جانوروں کی بہ نسبت عجیب ہے۔ چھوٹا سر اور لمبی گردن رکھتا ہے جس سے اونچے اونچے درختوں کے پتے توڑ توڑ کر کھاتا ہے۔ اس کے پیٹ میں خانے ہوتے ہیں جن میں پانی بھر لیتا ہے اور پھر دس دن تک صحرا میں بھوکا پیاسا سفر کر سکتا ہے اور منوں بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ عربوں کو اپنی صحرائی زندگی میں اس سے خاص لگاؤ تھا۔ اس لئے خاص طور پر اس کی طرف توجہ دلائی گئی۔ **ف۱۱** کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے معلق کھڑا ہے اور اس کا کوئی ستون تک نظر نہیں آتا۔

ف کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتے۔ ف۲ کہ گول ہونے کے باوجود سطح معلوم ہوتی ہے اور اسی لئے اس پر رہنا سہنا اور آرام کرنا ممکن ہے۔ ف۳ یعنی آپؐ کے ذمہ صرف سمجھانا اور ڈرانا ہے۔ آپؐ کا کام یہ نہیں ہے کہ ایمان کو زبردستی لوگوں کے دلوں میں اُتار دیں۔ دلوں میں ایمان اُتارنا یا نہ اُتارنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ف۴ اس آیت کے خاتمہ پر "اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا یَّسِیْرًا" کہنا مستحب ہے۔ یعنی اے اللہ ہم سے آسان حساب لے۔

الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾

پہاڑوں کی کیونکر گاڑے گئے اور طرف زمین کی کیونکر بچھائی گئی پس نصیحت کر سوا اسکے نہیں کہ تو نصیحت کرنے

پہاڑوں کو وہ کیونکر جمائے گئے (کھڑے کئے گئے) ہیں ف۱ اور زمین کو وہ کیونکر بچھائی گئی ہے ف۲ تو اے پیغمبرؐ لوگوں کو سمجھاتا رہ تیرا کام بس یہی

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ

والا ہے۔ نہیں تو اُوپر اُن کے داروغہ مگر جس نے منہ پھیرا اور کفر کیا پس عذاب کرے گا اس کو اللہ عذاب

سمجھانا ہے تو اُن پر کوئی کوتوال (داروغہ) نہیں ہے ف۳۔ البتہ جو کوئی (اُن میں سے) منہ پھیرے گا اور کفر اختیار کریگا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اُس کو عذاب

الْأَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

بڑا تحقیق طرف ہماری ہے پھر آنا اُن کا پھر تحقیق اُوپر ہمارے ہے حساب اُن کا

(دوزخ کا) بڑا عذاب کریگا۔ بیشک اُن (سب) کو (مرنے کے بعد) ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر اِن (سب) سے حساب کتاب لینا بھی ہمارا ہی کام ہے ف۴

سُوْرَۃُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ (۸۹) (۱۰) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۳۰ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۵

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِي ذٰلِكَ

قسم ہے فجر کی اور راتوں دس کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب چلنے لگے کیا بیچ اس کے

صبح کی قسم ف۶ اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں کی ف۷ اور جفت اور طاق کی ف۸ اور رات کی جب وہ گذرنے لگے ف۹ عقلمند کے نزدیک تو ان

قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ﴿۵﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِي لَمْ

قسم ہے واسطے صاحبوں عقل کے کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ عاد ارم ستونوں والے کے وہ جو نہیں

چیزوں کی بھاری قسم ہے ف۱۰۔ کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ تیرے مالک نے عاد ارم ف۱۱ کے لوگوں کے ساتھ کیا کیا جو بڑے قد آور تھے ف۱۲ اُنکے برابر (دنیا کے

يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي

پیدا کیا گیا مانند ان کے بیچ شہروں کے اور ساتھ ثمود کے جنہوں نے تراشا تھا پتھروں کو بیچ وادی کے ف۱۳ اور فرعون میخوں

شہروں میں کوئی نہیں پیدا ہوا اور ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جنہوں نے وادی القریٰ میں (جو مدینہ کے نزدیک ہے شام کو جاتے ہوئے) پہاڑ کو

الْأَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

والے کے یہ سب تھے جنہوں نے سرکشی کی بیچ شہروں کے پس بہت کیا بیچ اُن کے فساد ف۱۴ پس ڈالا اُوپر اُن کے پروردگار

کو تراشا تھا۔ اور فرعون کے ساتھ (کیا کیا) جو میخوں والا تھا (فوجوں اور لشکروں والا) ان لوگوں نے (دنیا کے) شہروں میں دھندمچا رکھا تھا اور اُن میں بہت

سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ

تیرے نے کوڑا عذاب کا تحقیق پروردگار تیرا البتہ بیچ گھات کے ہے ف۱۵ پس لیکن جو انسان ہے جب آزماتا ہے اُس کو پروردگار اُس کا پس عزت

فساد پھیلا رکھا تھا۔ آخر (اے پیغمبرؐ) تیرے مالک نے اُن پر عذاب کا کوڑا جھٹکارا۔ بیشک تیرا مالک تو (بدکاروں کی) تاک میں لگا ہے۔ لیکن آدمی کا یہ

وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي

دیتا ہے اُس کو اور نعمت دیتا ہے اُس کو پس کہتا ہے رب میرے نے بزرگ کیا ہے مجھ کو۔ اور لیکن جب آزماتا ہے اُس کو پس تنگ کرتا ہے اُوپر اس کے رزق اسکا

حال ہے جب اُس کا مالک اس کو (چین آرام دیکر) آزماتا ہے دولت اور نعمت دیتا ہے (یا عزت اور دولت) تو وہ کہتا ہے میرے مالک نے میری عزت کی ف۱۶ اور

ف۵ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ (شوکانی)

ف۶ صبح سے مراد ہر صبح ہے یا خاص یکم محرم کی صبح کیونکہ اس سے سال کی ابتدا ہوتی ہے یا یکم ذی الحجہ کی صبح کیونکہ اس سے ان دس راتوں کی ابتدا ہوتی ہے جن کا ذکر بعد کی آیت میں آ رہا ہے۔

ف۷ اگرچہ دس راتوں کا لفظ عام ہے مگر حضرت جابرؓ کی ایک مرفوع روایت کے مطابق اس سے عشرہ ذی الحجہ کی پہلی راتیں مراد ہیں۔ وتر سے مراد عرفہ اور شفع سے مراد یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) ۔ امام حاکمؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اس لئے جمہور مفسرینؒ اسی طرف گئے ہیں کہ اس سے ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں مراد ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس روایت کے موقوف ہونے کی تصحیح کی ہے۔ ایک حدیث میں ان دس راتوں کے نیک عمل کو دوسرے دنوں کی نیکی سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح بخاری من ابن عباسؓ)

ف۸ اگرچہ جفت اور طاق کے الفاظ عام ہیں اس لئے ان سے مراد وہ تمام چیزیں ہو سکتی ہیں جو جفت اور طاق ہوں لیکن ان سے خاص طور پر یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور یوم عرفہ مراد ہے جیسا کہ اوپر حضرت جابرؓ کی روایت میں بیان ہوا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جفت سے مراد مخلوق اور طاق سے مراد اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے، طاق کو پسند کرتا ہے واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

ف۹ مراد ہر رات ہے۔ بعض نے مزدلفہ کی رات مراد لی ہے۔ (شوکانی) شاہ صاحبؒ نے اس سے مراد وہ رات لی ہے جس میں آنحضرتؐ معراج پر تشریف لے گئے۔

ف۱۰ کیونکہ یہ تمام چیزیں اپنی جگہ بڑی عظمت رکھتی ہیں۔

ف۱۱ "اِرَم" قوم عاد کے اجداد میں ایک شخص کا نام تھا۔ عاد کی اس کی طرف نسبت کرنے سے شاید یہ بتانا مقصود ہے کہ یہاں "عاد" سے مراد عاد اولیٰ ہے نہ کہ عاد ثانیہ۔ بعض کا خیال ہے کہ ارم خاص اس جگہ کا نام تھا جہاں عاد رہتے تھے واللہ اعلم۔

ف۱۲ "ذَاتِ الْعِمَادِ" کے لفظی معنی ہیں "ستونوں والے"۔ ان کا یہ لقب یا تو اس لئے ہے کہ وہ بڑے قد آور تھے اور یا اس لئے ہے کہ وہ بڑے بڑے ستونوں والی عمارتیں بناتے تھے واللہ اعلم۔

ف۱۳ مفسرینؒ کہتے ہیں کہ ثمود پہلے لوگ ہیں جنہوں نے پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بنائے۔ (شوکانی) آجکل اس "وادی القریٰ" کا نام "العلاء" ہے اور وہ مدائن صالح (جو ثمود کا مرکزی شہر تھا) سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (دیکھئے حجر: ۸۲) ف۱۴ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک اور اس کی مخلوق پر ظلم و ستم۔ ف۱۵ ان میں سے کوئی آندھی سے تباہ ہوا، کوئی غرق ہو کر اور کوئی زبردست زلزلے سے۔ ف۱۶ یعنی میں اسی لائق تھا اس لئے اس نے مجھے عزت اور دولت سے نوازا۔

یری قدر نہ کی۔ کافر یہ بات اس لئے کہتا ہے کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ وہ دنیا کے مال و متاع کو عزت اور افلاس کو ذلت سمجھتا ہے۔ **ف۲** یعنی تمہارا یہ خیال درست نہیں ہے کہ جس پر وہ روزی تنگ ہے وہ اس کی نظر میں ذلیل ہے اور جس کو وہ بھرپور دولت دیتا ہے وہ اس کے نزدیک پسندیدہ ہے بلکہ بسا اوقات کفار کو دنیاوی مال و متاع سے نوازا جاتا ہے تاکہ اپنی سرکشی میں مزید ترقی کرتے رہیں۔ اسی کا نام استدراج ہے۔

أَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۱۸﴾ وَ

پس کہتا ہے رب میرے نے ذلیل کیا مجھ کو ہرگز نہیں یوں بلکہ تم حرمت نہیں کرتے یتیم کی اور نہیں رغبت دلاتے تم اوپر کھلانے فقیر کے اور

جب وہ اس کو (دوسری طرح پر) آزماتا ہے اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے مالک نے مجھ کو ذلیل کر دیا۔ یہ بات نہیں **ف۲** ہے یہ کہ تم

تَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ

کھاتے ہو تم میراث کو کھانا پے درپے اور دوست رکھتے ہو تم مال کو دوست رکھنا بہت ہرگز نہیں یوں جس وقت توڑی جاوے گی

اس سے بدتر کام کرتے ہو تم یتیم کی خاطرداری نہیں کرتے (اس کی خبر نہیں لیتے) اور محتاج کو کھانا کھلانے کے لئے (اپنے تئیں یا دوسروں کو) رغبت نہیں دلاتے

دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ

زمین ریزہ ریزہ اور آوے گا پروردگار تیرا اور فرشتے صف باندھ کر اور لائی جاوے گی اس دن دوزخ **ف۵** اس دن

اور مُردے کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو **ف۳** اور مال کی محبت میں مرے جاتے ہو **ف۴**۔ دیکھو ایسا نہیں کرنا چاہئے جب زمین مارے دھکوں کے چکنا چور ہو جائے اور (اے پیغمبر) تیرا

يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿۲۳﴾ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ

نصیحت پکڑے گا آدمی اور کہاں ہے اس کو نصیحت پکڑنا کہے گا اے کاش کے میں پہلے بھیج لیتا واسطے زندگانی اپنی کے پس اس دن **ف۷**

مالک تشریف لائے اور فرشتے قطاریں باندھ کر حاضر ہوں اور اس دن دوزخ (سامنے) لائی جائے۔ اس دن آدمی سمجھے گا اور اپنے اعمال پر شرمندہ ہوگا لیکن (اس وقت) اس کو

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾

نہ عذاب کرے گا عذاب اس کا سا کوئی اور نہ قید کرے گا قید کرنا اس کا سا کوئی اے جان آرام پکڑنے والی

سمجھنے سے فائدہ کیا وہ کہے گا کاش میں اپنی (آخرت کی) زندگی کیلئے آگے سے کچھ سامان بھیجتا۔ اس دن خدا ایسی سزا دیگا جو کسی نے ویسی سزا نہ دی ہوگی اور ایسا مضبوط جکڑے گا کہ ویسا

ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿۳۰﴾

پھر جا طرف پروردگار اپنے کی کہ خوش ہے تو پسند کی گئی پس داخل ہو بیچ بندوں میرے کے اور داخل ہو بیچ بہشت میری کے

کسی نے نہیں جکڑا ہوگا اور مومن سے اللہ تعالیٰ یوں فرمائیگا اے چین سے رہنے والی جان **ف۸** تو اپنے مالک کے پاس لوٹ چل تو اس سے خوش وہ تجھ سے خوش اور میرے نیک بندوں میں جا مل اور میری بہشت میں **ف۹**

سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ (۳۵) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آیاتها ۲۰ رکوعها ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱۰ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا

قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی **ف۱۱** اور تو داخل ہونے والا ہے بیچ اس شہر کے **ف۱۲** اور قسم ہے جنانے والے کی اور جس کو جنا البتہ تحقیق پیدا کیا

(اے پیغمبر) میں اس شہر (یعنی مکہ) کی قسم کھاتا ہوں اور تو (ایک دن) اس شہر میں آزاد ہوگا اور باپ (آدم) اور اس کی اولاد کی قسم کھاتا ہوں **ف۱۳** بیشک ہم نے آدمی کو

الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ ﴿۴﴾ أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ﴿۵﴾ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾

ہم نے آدمی کو بیچ محنت کے **ف۱۴** کیا گمان کرتا ہے یہ کہ ہرگز نہ قادر ہوگا اوپر اس کے کوئی کہتا ہے خرچ کیا میں نے مال تہ بر تہ **ف۱۶**

ایسا بنایا ہے (کہ سدا رنج اور مصیبت میں رہے) کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا زور نہ چل سکے گا **ف۱۵** اور وہ (شیخی میں آن) کہتا ہے میں نے تو ڈھیروں

أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ﴿۷﴾ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَ

کیا گمان کرتا ہے یہ کہ نہیں دیکھا اس کو کسی نے **ف۱۷** کیا نہیں کیں ہم نے واسطے اس کے دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ اور

روپیہ اڑا دیا۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے جیسے اس کو کسی نے (خرچ کرتے ہوئے) نہیں دیکھا۔ کیا (وہ ہم کو بھی بھول گیا) ہم نے اس کو (ایک پھوڑ) دو آنکھیں (دیں) اور ایک زبان

ف۳ یعنی اس کے ترکہ میں سے یتیموں کا حصہ بھی اڑا لیتے ہو اور عورتوں کا حصہ بھی ادا نہیں کرتے۔

ف۴ یعنی تمہارا نقطۂ نظر خالص مادی ہے اور اخلاقیات کی تمہاری نظر میں کوئی قیمت نہیں ہے۔

ف۵ یا مطلب یہ ہے کہ اس کے تمام پہاڑ اور ٹیلے کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں اور وہ چٹیل میدان ہو جائے۔

ف۶ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس روز دوزخ کو ستر ہزار باگیں لگا دی جائیں گی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ (شوکانی بحوالہ مسلم ترمذی)

ف۷ یعنی دنیا میں نیک اعمال کا توشہ فراہم کر لیتا۔

ف۸ چین سے رہنے والی جان سے مراد وہ جان ہے، جو حق کے ساتھ رہتی ہے اور حق کے ساتھ پھرتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۹ یہی بشارت مومن کو وفات کے وقت بھی دی جاتی ہے۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۱۱ یہ ترجمہ "لَا أُقْسِمُ" میں "لا" کو زائد مانتے ہوئے ہیں۔ اس کی متعدد مثالیں پہلے گزر چکی ہیں۔

ف۱۲ اللہ تعالیٰ نے پہلے مکہ معظمہ کی قسم کھائی اور آگے بھی "والد وما ولد" کی قسم آرہی ہے۔ درمیان میں بطور جملہ معترضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن آپؐ اس شہر میں آزاد ہوں گے یعنی آپؐ کے لئے اس میں لڑنا اور کافروں کو قتل کرنا جائز ہوگا حالانکہ یہ حرم ہے اور کسی کیلئے اس میں لڑنا جائز نہیں ہے۔ یہ فتح مکہ کی پیشین گوئی ہے جو ۸ھ میں پوری ہوئی۔ مکہ معظمہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اس میں لڑنا مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا، اور میرے لئے بھی صرف ایک گھڑی یعنی عصر سے مغرب تک کے لئے حلال کیا گیا ہے (پھر اپنی حرمت کی طرف پلٹ آیا)"— آیت کا یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "حِلٌّ" کے معنی حَلَال یا مُحِلّ ہوں یعنی وہ شخص جس پر حُرمت کی قید نہ ہو۔ بعض مفسرینؒ نے اس کے معنی حَالّ یا نازل یعنی "رہنے والا" کئے ہیں۔ اس لحاظ سے آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ "میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں بحالیکہ آپؐ اس میں قیام پذیر ہیں" یعنی یہ شہر خود بھی بڑی فضیلت والا ہے لیکن اس کی فضیلت اس لحاظ سے دوچند ہو گئی ہے کہ آپؐ اس میں قیام پذیر ہیں۔

ف۱۳ یا باپ سے مراد حضرت ابراہیمؑ ہیں اور اولاد سے مراد ان کی اولاد، وقیل غیر ذٰلک۔

ف۱۴ یعنی ابتدا سے انتہا تک سختیاں اور مصیبتیں ہی جھیلتا رہتا ہے۔ کبھی بیماری میں گرفتار ہے، کبھی رنج میں، کبھی فقر و فاقہ میں اور کبھی کسی اور فکر میں۔ عمر بھر میں مشکل ہی سے کوئی لمحہ آتا ہے جب وہ ہر لحاظ سے بے فکر اور مطمئن ہو۔

ف۱۵ یعنی جن سختیوں اور مصیبتوں کو جھیلتے ہوئے آدمی زندگی بسر کرتا ہے ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اپنی حقیقت کو پہچانتا اور اس میں عاجزی و انکساری کا جذبہ پیدا ہوتا لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ اکڑ فوں دکھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھ پر کون قابو پا سکتا ہے۔ **ف۱۶** مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام کرتوت دیکھ رہا ہے۔ اس کی سزا سے بچ کر وہ کہیں نہیں **ف۱۷** یعنی دین حق کی مخالفت یا جاہلانہ رسم و رواج میں روپیہ لٹانے کو بڑا کمال سمجھتا ہے اور اسے فخریہ بیان کرتا ہے

هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ⑩ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ⑪ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ⑫ فَكُّ رَقَبَةٍ ⑬

راہ دکھائی ہم نے اُس کو دو نو راہیں۔ پس نہیں پیٹھا بیچ گھاٹی کے اور کیا جانے تو کیا ہے گھاٹی چھڑا دینا گردن کا

دی اور دو ہونٹ دیئے اور اس کو اچھے اور برے دونوں رستے دکھلا دیئے پھر بھی وہ گھاٹی لانگھ نہ سکا وا۲ اور اے پیغمبرؐ تو کیا جانے گھاٹی کیا ہے۔ ایک گردن چھوڑا دینا وا۳

اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ⑭ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ⑮ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ⑯ ثُمَّ

یا کھانا کھلانا بیچ دن بھوک والے کے یتیم قرابت والے کو یا فقیر خاک افتادہ کو پھر

یا بھوک کے دن یتیم ابن باپ کے لڑکے کو کھانا کھلانا جو ناطے دار بھی ہو وا۴ یا خاک نشین مسکین کو وا۵ پھر ان باتوں کیساتھ

كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ⑰ اُولٰٓئِكَ

ہوا اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ صبر کے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ رحم کرنے کے۔ یہ لوگ

یہ بھی ضرور ہے کہ) وہ اُن لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر اور رحم کرنے کی صلاح دیتے ہیں وا۶ یہی لوگ (قیامت کے دن

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑱ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ⑲ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ⑳

ہیں صاحب یمن کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں ہماری کے یہ ہیں صاحب شامت کے اُوپر اُن کے آگ ہے بند کی ہوئی

داہنی جانب والے ہونگے (یا مبارک خوش نصیب) وا۷ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں (حکموں) کو نہ مانا وہ بائیں جانب والے (یا منحوس بدنصیب) ہونگے وا۸ اُن پر آگ ڈالکر ہر طرف سے

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ (۹۱) (۲۶) | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۵ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا فنا

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ① وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ② وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ③ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ④

قسم ہے سورج کی اور دھوپ اسکی کی اور قسم ہے چاند کی جب پیچھے آوے اُسکے اور قسم ہے دن کی جب ظاہر کرے اسکو اور رات کی جب ڈھانک لے اسکو

سورج کی اور اُس کی روشنی (دھوپ) کی قسم اور چاند کی قسم جب سورج کے پیچھے نکلے وا۱۱ اور دن کی قسم جب وہ سورج کو روشن کرے (یا تاریکی کو روشن کرے) وا۱۲

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ⑤ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ⑥ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ⑦ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ

اور آسمان کی اور اُس ذات کی جو پیدا کیا اسکو اور قسم ہے زمین کی اور جس نے بچھایا اس کو اور جان کی اور جس نے تندرست کیا اُس کو۔ پس جی میں ڈالی اُسکے بدکاری اُسکی اور

اور رات کی قسم جب سورج کو ڈھانپ لے وا۱۳ (یا زمین کو یا آسمان کے کناروں کو) اور آسمان کی قسم اور اُسکی جس نے اُس کو بنایا (یا اُس کے بنانے کی) اور زمین کی قسم اور اُسکی جس نے

تَقْوٰىهَا ⑧ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ⑩ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ⑪

پرہیزگاری اس کی تحقیق مُراد کو پہنچا جس نے پاک کیا اُس کو اور تحقیق نامراد ہوا جس نے گاڑ دیا اس کو جھٹلایا ثمود نے بسبب سرکشی اپنی کے

اُسکو بچھایا (یا اُسکے بچھانے کی) اور آدمی کی (جان کی) اور جس نے اسکو بنایا (یا اُسکے بنانے کی) وا۱۴ پھر اسکی بُری اور اچھی دونوں باتیں اسکو بتلا دیں وا۱۵ جس کی جان کو اللہ نے سنوارا (شرک اور گناہ

اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ⑫ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ⑬ فَكَذَّبُوْهُ

جب اُٹھا بڑا بدبخت اس کا پس کہا واسطے ان کے پیغمبر خدا کے نے محافظت کرو اُونٹنی خدا کی کو اور پانی پلانے اُسکے کو پس جھٹلایا اسکو

سے بچایا) اُس نے مراد پالی وا۱۶ اور جسکی جان کو اللہ نے دبا دیا (خاک میں ملا یا بہکا دیا) وہ تباہ ہو چکا وا۱۷ ثمود کی قوم والوں نے اپنی شرارت سے پیغمبر صالحؑ کو جھٹلایا جب ان میں بڑا بدبخت شخص اُٹھ کھڑا ہوا وا۱۸ پھر اللہ

فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ⑭ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ⑮

پس پاؤں کاٹے اس کے پس ہلاکی ڈالی اُوپر اُن کے رب اُن کے نے بسبب گناہوں انکے کے پس برابر کر دیا اُن کو اور نہ ڈرا پچھاڑی اُن کی سے

کے پیغمبر (صالحؑ) نے ان سے کہا اللہ کی اُونٹنی کو چھوڑ دو (اسکو مت ستاؤ) اور اُس کو اپنی باری میں پانی پینے دو وا۱۹ لیکن انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اُونٹنی کو مار ڈالا وا۲۰ آخر انکے مالک نے انکے گناہ پر انکو اُٹ مارا

ف۱ اچھا راستہ ایمان کا اور بُرا راستہ کفر و شرک کا۔ اچھا راستہ اس لئے بتایا گیا کہ اسے اختیار کرے اور بُرا راستہ اس لئے کہ اس سے بچے۔ یہ بتلانا اجمالی طور پر فطرت و عقل سے ہوا اور تفصیلی طور پر انبیاء علیہم السلام کی زبان سے۔ ف۲ یہاں نیکی اور ثواب کے کام کو جس کا ذکر آگے آ رہا ہے، گھاٹی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ اس لحاظ سے کہ اسے انجام دینا نفس پر دشوار گزرتا ہے۔ ف۳ یعنی غلام آزاد کرنا یا کسی قرضدار کی گردن قرض سے آزاد کرانا۔ احادیث میں گردن آزاد کرنے کی فضیلت مذکور ہے۔ (فتح القدیر) ف۴ یعنی یوں تو قحط اور بھوک کے وقت ہر یتیم کو کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے، لیکن جو یتیم رشتہ دار بھی ہو، اس کی خبرگیری کرنا مزید اجر کا باعث ہے۔ اسی معنی میں حضرت سلمانؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ ہے اور رشتہ دار مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلۂ رحمی بھی"۔ (ابن کثیر بحوالہ ترمذی۔ نسائی وغیرہ)۔

ف۵ یعنی جو محتاجی کی وجہ سے خاک میں رُل رہا ہو، جس کا نہ کوئی گھر ہو اور نہ اس کے پاس پہننے کیلئے لباس رہا ہو۔ قرضوں کا بوجھ سر پر الگ لدا ہو۔

ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے پر صبر و استقلال کی اور مخلوق پر رحم کھانے کی تلقین کرتے ہیں۔

ف۷ یہ دو ترجمے اس لحاظ سے ہیں کہ میمنہ کے معنی دائیں جانب کے بھی ہیں اور خوش بختی کے بھی۔ دائیں جانب والوں سے مراد وہ ہیں جنہیں عرش کی دائیں جانب جگہ ملے گی یا جنہیں ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے وہ جو دنیا میں سیدھی راہ پر چلتے رہے۔

ف۸ یہ دو ترجمے بھی اس لحاظ سے ہیں کہ مشئمہ کے معنی بائیں جانب کے بھی ہیں اور نحوست و بدنصیبی کے بھی۔ بائیں جانب والوں سے مراد وہ ہیں جو عرش کی بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے یا جنہیں ان کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

ف۹ یعنی انہیں دوزخ میں پھینک کر اس کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں گے تاکہ انہیں کسی طرف سے ہوا نہ لگنے پائے اور نہ وہ بھاگ کر کہیں جا سکیں۔

ف۱۰ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ (شوکانی)

ف۱۱ یعنی جب وہ سورج کے غروب ہونے کے بعد نکلے۔ ایسا مہینے کے نصف اول میں ہوتا ہے۔

ف۱۲ یعنی جب سورج اس میں پوری تابناکی کے ساتھ چمکے۔

ف۱۳ یعنی جب خوب تاریکی پھیل جائے اور سورج کی کوئی روشنی باقی نہ رہے۔

ف۱۴ بنانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے اعضا اور قویٰ کو ٹھیک کیا۔

ف۱۵ یہ بتلانا عقل و فطرت سے بھی ہوا اور پھر انبیاء علیہم السلام کی زبان سے بھی۔ اچھی باتیں اس لئے بتلائی گئیں کہ انہیں اختیار کرے اور بُری باتیں اس لئے کہ ان سے بچے۔

ف۱۶ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "جس نے اپنی جان کو سنوارا (یعنی اسے شرک و کفر سے بچایا) اس نے مراد پالی" مگر پہلا ترجمہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کی تائید حدیث سے ہوتی ہے۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ دے اور اسے پاک کر، تجھ سے بڑھ کر کوئی اسے پاک نہیں کر سکتا۔ تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے۔ (فتح القدیر بحوالہ احمد، نسائی)

ف۱۷ دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "جس نے اپنی جان کو دبا دیا۔ (یعنی خاک میں ملا دیا۔ بہکا دیا) وہ تباہ ہو گیا"۔

ف۱۸ یعنی اس نے اونٹنی کو ٹھکانے لگانے کا بیڑا اٹھایا۔ اس کا نام عموماً مفسرینؒ نے قدار بن سالف بتایا ہے۔

ف۱۹ اس کی تفصیل سورۂ شعراء میں یہ بیان ہوئی ہے: قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ۔ (صالحؑ نے) کہا کہ یہ اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے پانی پینے کا ہے اور ایک دن تم سب کے پانی لینے کا"۔ (آیت: ۱۵۵)

ف۲۰ اونٹنی کو اگرچہ تنہا قدار بن سالف نے مارا لیکن چونکہ اسے پوری قوم کی پشت پناہی حاصل تھی بلکہ اس نے قوم ہی کے مطالبہ پر اونٹنی کو مارا تھا، اسلئے سبھی لوگ مجرم گردانے گئے اور یوں کہا گیا کہ "انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا"۔ ف۲۱ یعنی ایسا غارت کیا کہ ان میں کوئی چھوٹا یا بڑا زندہ نہ بچا، صرف وہ لوگ بچے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "سَوّٰهَا" میں "ھا" کی ضمیر قوم کیلئے ہو۔ بعض مفسرینؒ نے اسے "زمین" کیلئے قرار دیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا کہ "انہیں زمین سے ملا دیا"۔ اور بعض نے اسے "دَمْدَمَ" (تباہی) کیلئے قرار دیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا کہ "اس نے تباہی کو عام کر دیا"۔ ف۲۲ یعنی ان کے انجام کی اسے ذرا بھی پروا نہ ہوئی، جیسے دنیا کے بادشاہ جب کسی کو قتل کرتے ہیں تو ڈرتے ہیں کہ نہ معلوم اب مقتول کا کونسا وارث بدلہ لینے کیلئے اُٹھ کھڑا ہو اور ملک میں شورش برپا ہو جائے۔ "عُقْبٰهَا" میں "ھا" کی ضمیر تباہ کرنے کے عمل کیلئے بھی ہو سکتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہ ہوئی کہ انہیں تباہ کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ اللَّيْلِ مَكِّيَّةٌ (۹۲) (۹) | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۱ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ

قسم ہے رات کی جب ڈھانک لے اور دن کی جب روشن ہو اور اس کی جس نے پیدا کیا مرد کو اور عورت کو تحقیق سعی تمہاری

رات کی قسم جب وہ چھا جائے ف۲ اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے اور اس (خدا) کی قسم جس نے نر اور مادہ بنائے ف۳ بیشک تم لوگوں کی کوششیں جدا جدا ہیں ف۴ پھر جس نے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں)

لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ وَ

البتہ مختلف ہے پس اپر جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سچ مانا اچھی بات کو پس البتہ آسان کرینگے ہم اس کو واسطے آسانی کے اور

دیا اور (حرام کاموں سے) بچا رہا اور اچھی بات ف۵ پر یقین کیا تو ہم اسکو آسانی سے اس کام میں لگا دیں گے جس سے اس کو آرام ملے ف۶ اور جس نے (اللہ تعالیٰ کی راہ پر دینے میں) بخیلی کی اور (دنیا کے خیال میں

اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ وَمَا يُغْنِيْ

اپر جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی کی اور جھٹلایا بات اچھی کو پس البتہ آسان کرینگے ہم اس کو واسطے سختی کے اور نہ کفایت کریگا

آخرت سے) بے پرواہی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا ف۷ تو ہم اسکو آہستہ آہستہ مشکل میں پھانس دینگے ف۸ اور جب وہ (دوزخ میں جا کر) گریگا (یا اس پر تباہی آئیگی) تو اس کا مال (کچھ) اسکے کام

عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝۱۳

اس سے مال اس کا جب گرے گا نیچے تحقیق ہمارے ذمہ پر ہے راہ دکھانا ان کا اور تحقیق واسطے ہمارے ہے آخرت اور دنیا

نہ آئیگا۔ بیشک سچا رستہ بتانا ہمارا کام ہے ف۹ اور آخرت اور دنیا (دونو) ہماری ہی ہیں ف۱۰ تو اے لوگو ہم نے تم کو (دوزخ کی) دہکتی آگ سے ڈرایا۔ اس میں وہی

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝۱۴ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝۱۵ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۶ وَ

پس ڈرایا میں نے تم کو آگ سے کہ شعلہ مارتی ہے نہ داخل ہوگا اس میں مگر بڑا بدبخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا اور البتہ

جائے گا جو بڑا بدبخت (حق بات کو) جھٹلاتا اور (اس سے) منہ پھیرتا رہا ف۱۱ اور وہ بڑا پرہیزگار اس سے بچا لیا جائے گا۔ جو اپنا مال (اللہ تعالیٰ

سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝۱۷ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ

یکطرف کیا جاویگا اس سے بڑا پرہیزگار وہ جو دیتا ہے مال اپنا پاک ہوتا ہے اور نہیں واسطے کسی کے نزدیک اس کے نعمت سے کہ

کی راہ میں) اس لئے دیتا ہے کہ وہ پاک ہو ف۱۲ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں کہ وہ (دے کر) اس کو اتارتا ہو۔ وہ تو بس اپنے مالک کی

تُجْزٰٓى ۝۱۹ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝۲۰ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝۲۱

بدلہ دیا جاوے گا مگر واسطے چاہنے رضامندی پروردگار اپنے بلند کے اور البتہ شتاب راضی ہوگا۔

رضامندی چاہتا ہے۔ جو سب سے اونچا ہے (سب سے بلند اپنے عرش پر ہے) اور وہ (اپنے مالک سے) ضرور راضی ہوگا۔ ف۱۳

ع ۱ (۲۱) ۱۷

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ (۹۳) (۱۱) | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۴

وَالضُّحٰى ۝۱ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۳ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانک لیوے نہیں چھوڑ دیا تجھ کو رب تیرے نے اور نہ ناخوش رکھا۔ اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے

چاشت کے وقت کی قسم ف۱۵ اور رات کی قسم جب ڈھانپ لے (اے پیغمبر) تیرے مالک نے تجھ کو نہ چھوڑا نہ تجھ سے ناراض ہوا۔ اور البتہ آخرت تیرے

ف۱ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے۔ بعض اسے مدنی کہتے ہیں۔ (شوکانی) ف۲ یعنی اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ ف۳ یا نر اور مادہ بنانے کی قسم۔ ف۴ چنانچہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کا بدلہ جنت ہے اور کوئی ایسا جس کا بدلہ دوزخ ہے۔ کوئی اپنے پیش نظر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی رکھتا ہے اور صرف اخروی فلاح چاہتا ہے اور کوئی دنیا کا طلبگار ہے۔ کوئی فراخ دلی اور سخاوت سے کام لیتا ہے اور کوئی تنگ دلی اور بخل برتتا ہے۔

ف۵ یعنی توحید کا قائل ہوا۔

ف۶ یعنی اس کی عادت اور خواہش کے مطابق نیک اعمال کو اس پر آسان کر دینگے اور انجام کار وہاں پہنچائیں گے جہاں اسے آرام ملے یعنی جنت میں ـــ کچھ یہی مفہوم ہے جیسے "ہمت مرداں مدد خدا"، کا محاورہ ادا کرتا ہے۔

ف۷ یعنی توحید کو جھٹلایا اور کفر و شرک کا قائل ہوا۔

ف۸ یعنی اس کی کوئی مدد نہ کریں گے اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ایسے کام کرتا رہے گا جو اس کے لئے دنیا و آخرت میں جنجال اور وبال بنیں گے۔ اس کو دوسری آیت میں یوں فرمایا: وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۔ اس طرح ہم ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر دیتے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔ (انعام: ۱۱۰) ایک حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا عمل کرو: كُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ "ہر ایک کو اس کام کیلئے تیار کر دیا جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا۔" (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم)

ف۹ اسی وعدہ کا ایفا اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں خیر کی طرف میلان رکھ کر اور پھر کتابیں اور انبیاءؑ بھیج کر کیا۔

ف۱۰ یعنی دونوں ہمارے اختیار و تصرف میں ہیں لہٰذا جو شخص ان دونوں کا یا دونوں میں سے کسی ایک کا طالب ہو، اسے ہمیں سے مطالبہ کرنا چاہیئے، یا یہ مطلب ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہمیں دینے والے ہیں۔

ف۱۱ یعنی کافر۔ یہاں آگ میں جلنے سے مراد اس میں ہمیشہ کیلئے جانا ہے کہ پھر کبھی نکلنا نصیب نہ ہو۔ گناہگار مسلمان اگرچہ اس میں جائیں گے لیکن ان کا جانا ہمیشہ کیلئے نہیں ہوگا بلکہ وہ اپنی مقررہ سزا بھگت کر اس سے نکال لئے جائیں گے جیسا کہ دوسری متعدد آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ف۱۲ یعنی بخل، ریا، نمود و نمائش اور دوسری دنیوی اغراض سے اس کا نفس اور حرام کی ملاوٹ سے اس کا مال پاک ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار ان لوگوں میں ہو جو اپنے ہر کام سے صرف اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ ف۱۳ یعنی آخرت میں بیش بہا نعمتیں اور بلند مراتب پا کر خوش ہو جائے گا۔ ف۱۴ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ صحیحین میں جندبؓ بجلی سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ بیمار ہوئے اس لئے آپؐ دو تین دن قیام نہ کر سکے۔ ایک عورت آپؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی "اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔" اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریلؑ کچھ عرصہ کیلئے وحی نہ لائے تو مشرکین نے عیب لگایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کے رب نے چھوڑ دیا اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔ (ابن کثیر) ف۱۵ مراد سارا دن ہے اس لئے کہ اس کے مقابلے میں رات [illegible] ہے۔ (ابن جریر)

ف اس لئے آنحضرتؐ دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف متوجہ رہتے۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے دنیا کی بے ثباتی بیان فرماتے ہوئے انسان کی مثال ایک مسافر سے دی ہے جو چند ساعتیں کسی درخت کے سایے میں آرام کرتا ہے اور پھر چل دیتا ہے ۔ ف۲ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ; حضرتؐ کے باپ مر گئے پیٹ میں چھوڑ کر۔ دادا (عبدالمطلب) نے پالا وہ بھی مر گئے آٹھ برس کا چھوڑ کر پھر چچا نے پالا جب تک جوان نہیں ہوئے۔ (کذا فی الموضح)

لَكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾

واسطے تیرے پہلی حالت سے ۔ اور البتہ شتاب دیوے گا تجھ کو پروردگار تیرا پس راضی ہوگا ۔ کیا نہیں پایا تجھ کو یتیم پس جگہ دی

لئے دنیا سے (کہیں) بہتر ہے ف۱ اور تیرا مالک تجھ کو آگے چل کر (ایسا) دیگا کہ تو خوش ہو جائے گا (اے پیغمبرؐ) کیا اُس خدا نے تجھ کو یتیم نہیں پایا ف۲

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾

اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی ۔ اور پایا تجھ کو فقیر پس غنی کیا ۔ پس جو یتیم ہو پس مت قہر کر

پھر (تجھ کو) ٹھکانا دیا اور اُس نے تجھ کو بھولا بھٹکا پایا پھر راہ پر لگایا ف۳ اور اُس نے تجھ کو نادار پایا پھر مالدار کر دیا ف۴ تو یتیم کو مت دبا ف۵

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ ۔ اور جو نعمت پروردگار تیرے کی ہے پس بیان کر

اور مانگنے والے (فقیر) کو مت جھڑک ف۶ اور (لوگوں سے) اپنے مالک کا احسان بیان کرتا رہ ف۷

ع ۱ / ۱۱ / ۱۸

سُورَةُ الَم نَشْرَح مَكِّيَّة (۹۴) (۱۲) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ — اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۸

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾

کیا نہ کھول دیا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا ۔ اور اُتار رکھا ہم نے تجھ سے بوجھ تیرا ۔ جس نے توڑی تھی پیٹھ تیری

(اے پیغمبرؐ) کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا ف۹ اور ہم نے تیرا بوجھ تجھ پر سے اُتار دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ رکھی تھی ف۱۰

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا

اور بلند کیا ہم نے واسطے تیرے ذکر تیرا ۔ پس تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے ۔ تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے ف۱۲ پس جب

اور ہم نے تیرا نام بلند کر دیا ف۱۱ (تو گھبراتا کیوں ہے) تنگی کے ساتھ آسانی لگی ہوئی ہے بیشک تنگی کے ساتھ آسانی لگی ہوئی ہے پھر جب

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

فارغ ہو تو پس محنت کر بیچ عبادت کے اور طرف رب اپنے کی پس رغبت کر

تجھ کو (دنیا کے کاموں سے یا وعظ و نصیحت سے یا جہاد سے) فراغت ہو تو محنت کر اور اپنے مالک کی طرف دل لگا ف۱۳

ع ۱ / ۸ / ۱۹

سُورَةُ التِّين مَكِّيَّة (۹۵) (۲۸) — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ — اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۴

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ﴿۱﴾ وَطُورِ سِينِينَ ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِينِ ﴿۳﴾ لَقَدْ

قسم ہے انجیر کی ۔ اور زیتون کی ۔ اور طور سینین کی ۔ اور اس شہر امن والے کی ۔ البتہ تحقیق

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی ف۱۵ اور طور سینین (پہاڑ) کی ف۱۶ اور اس امن والے شہر (مکہ) کی بیشک

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيٓ اَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِينَ ﴿۵﴾ اِلَّا

پیدا کیا ہم نے آدمی کو ۔ بیچ اچھی ترکیب کے ۔ پھر پھیر دیا ہم نے اس کو نیچے سب نیچوں کے ۔ مگر

ہم نے آدمی کو بہت اچھے ڈھانچے میں بنایا پھر ہم نے اُس کو (بوڑھا کر کے) نیچوں سے نیچا پھینک دیا ف۱۷ البتہ

ف۳ یعنی آپؐ حق کی تلاش میں سرگردان اور نبوت وغیرہ حقائق سے قطعی غافل تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو راہِ حق کی توفیق دی۔ نبوت جیسی نعمت سے نوازا اور آپؐ پر اپنی کتاب اتاری۔ (کذا فی الموضح)۔

ف۴ وہ اس طرح کہ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ سے مضاربت کا معاملہ کیا اور پھر آپؐ کی دیانت و امانت سے اس قدر متأثر ہوئیں کہ آپؐ سے نکاح کر لیا، اور اپنا تمام مال آپؐ کے حوالہ کر دیا۔ (کذا فی الموضح)

ف۵ یعنی کسی پہلو سے اس پر ظلم نہ کرو اور نہ اسے حقیر جانو بلکہ اس کی دلجوئی اور خبر گیری کرتے رہو۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں، میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا یوں ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

ف۶ یعنی ہو سکے تو کچھ دے دو اور نہ ہو سکے تو کشادہ روئی اور نرمی سے جواب دے دو۔

ف۷ یعنی اس کا بطورِ شکریہ تذکرہ کرو۔

ف۸ یہ سورہ بھی بالاتفاق مکی ہے۔ (شوکانی)

ف۹ یعنی اسے منور کیا۔ اس میں علوم و معارف کے خزانے بھر دیئے اور وہ اطمینان اور حوصلہ دیا جس سے آپؐ نبوت جیسے منصب عظیم کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل ہو گئے۔ قرآن میں شرح صدر کا یہی مفہوم مذکور ہے۔ (زمر آیت ۲۲) یوں روایات سے ثابت ہے کہ معراج کے موقع پر (اور اس سے پہلے ایک مرتبہ بچپن میں) فرشتوں نے ظاہری طور پر بھی آنحضرتؐ کا سینہ چاک کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ایمان و اطمینان کا نور بھرا۔ (ابن کثیر)

ف۱۰ یعنی آپؐ کے تمام گناہ معاف کر دیئے یا منصب رسالت جیسی کٹھن ذمہ داری کو آپؐ پر آسان کر دیا۔

ف۱۱ یعنی انبیاؑ اور فرشتوں میں آپؐ کا نام بلند کیا اور دنیا و آخرت میں آپؐ کے نام کا چرچا کیا۔ چنانچہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا مگر اس کے ساتھ آپؐ کا نام ضرور لیتا ہے۔ کلمہ شہادت، اذان، اقامت، خطبہ اور تشہد وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپؐ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں آپؐ کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔

ف۱۲ ایک سختی کے ساتھ دو آسانیاں لگی ہیں۔ اس میں آنحضرتؐ کو بغایت کمال تسلی ہے کہ دعوت و تبلیغ میں جس قدر مشقت برداشت کرو گے اس سے دوگنا راحت و اکرام نصیب ہوگا۔

ف۱۳ یعنی اسی سے اپنی حاجت مانگیئے اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسا کیجیئے۔ ف۱۴ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ (شوکانی) ف۱۵ انجیر اور زیتون دو مشہور پھل ہیں جو متعدد پہلوؤں سے انسانی صحت کیلئے نہایت مفید ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کھائی۔ بعض مفسرینؒ نے انجیر اور زیتون سے مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) مراد لی ہے۔ (شوکانی) ف۱۶ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمایا تھا۔ اسی کو سورہ مومنون آیت ۲۰ میں طور سینا بھی کہا گیا ہے۔ ف۱۷ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اسے لائق بنایا فرشتوں کے مقام کا جب منکر ہو تو جانوروں سے بدتر"۔ (موضح)

ف اگر اسفل سافلین سے ارذل العمر یعنی بڑھاپا مراد لیا جائے تو اس استثناء کا مطلب یہ ہوگا کہ مومن اگر بڑھاپے میں نیک عمل نہ کر سکے تو اسے ان عملوں کا ثواب ملتا رہے گا جو وہ جوانی اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔ مگر حافظ ابن قیمؒ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے یعنی کہ جو لوگ منکر ہوتے ہیں وہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہوتے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوجاتا ہے، لیکن جو لوگ اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں، انہیں آخرت میں بے انتہا ثواب ملے گا۔

ف۲ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب خطاب کافر سے ہو، اور اگر خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، تو ترجمہ یوں ہوگا " تو (اے پیغمبرؐ) یہ سب باتیں جان کر کون ہے جو آپؐ کو (قیامت کے روز) بدلہ ملنے کے باب میں جھٹلائے؟"

ف۳ ترجمہ: یہ سمجھو کہ وہ بندوں کو ان کے اچھے یا برے کاموں کا کوئی بدلہ نہ دے گا یا وہ انہیں دوبارہ پیدا نہ کر سکے گا؟ — حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم یہ سورہ پڑھو اور اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ پر پہنچو تو یہ کہو: بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ: "ہاں کیوں نہیں، اور میں اس کی شہادت دینے والوں میں سے ہوں" (فتح القدیر بحوالہ ترمذی۔ ابن مردویہ)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ

جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے پس واسطے ان کے ثواب ہے نہ کاٹا گیا پس کیا چیز جھٹلاتی ہے تجھ کو

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے (وہ اگر بوڑھے بھی ہو جائیں تو کچھ ڈر نہیں) ان کو بے انتہا ثواب ملے گا ف۱ تو اے آدمی یہ سب جان کر پھر

بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

پیچھے اس کے بیچ جزا کے کیا نہیں اللہ تعالیٰ خوب حکم کرنے والا سب حکم کرنے والوں سے

تو (قیامت میں) بدلہ ملنے کو کیوں ف۲ جھٹلائے۔ کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم (اور قدرت والا) نہیں ہے ف۳

ع ۱/۸

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ (۹۶) (۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۱۹ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۴ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳

پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے جس نے پیدا کیا پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے پڑھ اور پروردگار تیرا بہت کرم کرنے والا

اے پیغمبرؐ اپنے مالک کے نام سے جس نے سب خلقت کو پیدا کیا (قرآن) پڑھ اسی نے آدمی کو خون کی پھٹکی سے بنایا اے پیغمبرؐ پڑھ اور (یہ خیال نہ کر کہ میں ان پڑھ ہوں) تیرا مالک بڑے کرم والا

الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝۵ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶ اَنْ

ہے جس نے سکھایا ساتھ قلم کے ف۵ سکھایا آدمی کو جو کچھ نہیں جانتا ف۶ ہرگز نہیں یوں تحقیق آدمی البتہ سرکشی کرتا ہے اس سے کہ

ہے اسی نے آدمی کو قلم کے ذریعے لکھنا سکھایا آدمی کو وہ باتیں سکھائیں جنکو وہ نہیں جانتا تھا سچ یہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں دولتمند سمجھ کر مگر اپنی جاتا ہے اے پیغمبرؐ اسکو معلوم نہیں آخر ایک دن تیرے

رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝۸ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝۱۰

دیکھتا ہے اپنے تئیں بے پروا اور غنی ہوا۔ تحقیق ہے طرف پروردگار تیرے کی ہی پھر جانا۔ کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ منع کرتا ہے بندے کو جب نماز

مالک کی طرف سب کو لوٹ جانا ہے تو نے دیکھا جب ایک بندہ (حضرت محمدؐ) نماز پڑھتے تو وہ اسکو روکتا ہے بھلا بتلا تو سہی اگر وہ (بالفرض) ہدایت پر ہو یا اچھی بات کا حکم کر رہا ہو تب بھی بھلا

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝۱۱ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝۱۲ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۳ اَلَمْ

پڑھتا ہے۔ کیا دیکھا تو نے اگر ہو وہ شخص اوپر ہدایت کے۔ یا حکم کرے ساتھ پرہیزگاری کے۔ کیا دیکھا تو نے یہ کہ جھٹلایا اور منہ پھیرا کیا نہ

بتلا تو سہی اگر وہ (سچے دین) کو جھٹلاتا ہو اور (اس سے) منہ موڑ رہا ہو تب بھی (دونوں صورتوں میں) وہ یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ یہ سمجھ لے کہ اگر ایسی شرارتوں

يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝۱۴ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝۱۵ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ

جانا اس نے یہ کہ اللہ دیکھتا ہے ف۸ ہرگز نہیں یوں اگر نہ باز رہے گا البتہ گھسیٹیں گے ہم اس کو ساتھ پیشانی کے وہ پیشانی کہ جھوٹی ہے

سے باز نہ آئے گا تو ہم (قیامت کے دن) اسکی چوٹی پکڑ کر گھسیٹیں گے چوٹی کیسی (کمبخت) جھوٹی بدکار۔ اس کو چاہئے اپنے یار دوستوں کو بلائے ہم بھی اپنے سخت جلاد

خَاطِئَةٍ ۝۱۶ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝۱۷ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝۱۸ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝۱۹ السجدة

خطاکار۔ پس چاہئے کہ بلا دے مجلس اپنی کو شتاب ہم بلا دیں گے فرشتوں دوزخ کے کو۔ ہرگز نہیں یوں مت کہا مان اس کا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو۔

فرشتوں کو اس کی سزا دینے کے لئے بلا لیں گے ف۹ اے پیغمبرؐ ہرگز اس کا کہنا مت مان اور اللہ کی درگاہ میں سجدہ کرتا رہ (نماز پڑھتا رہ) اور اس کی نزدیکی حاصل کرتا رہ ف۱۱

ع ۱/۱۹ ۲۱

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ (۹۷) (۲۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۵ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱۲ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۴ اس سورہ کا دوسرا نام "اقراء" بھی ہے اور یہ بالاتفاق مکی ہے۔ یہ قرآن کی سب سے پہلی سورہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ کی مفصل حدیث ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تھے کہ آپؐ کے پاس حق (خدا کی طرف سے فرشتہ) آیا اور اس نے آپؐ سے کہا: "اقراء" پڑھیے۔ آپؐ نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ: میں خواندہ نہیں ہوں"۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ آپؐ کو زور سے دبایا اور پھر وہی لفظ "اقراء" کہا۔ آپؐ وہی "وما انا بقارئ" جواب دیتے رہے۔ تیسری مرتبہ فرشتہ نے زور سے دبا کر کہا۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ...... (فتح القدیر)

ف۵ قتادہؒ کہتے ہیں کہ "قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم ہوتا اور نہ زندگی کی اصلاح ہوتی" (فتح القدیر) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی لکھا پڑھا نہ تھا۔ فرمایا کہ قلم سے بھی وہی علم دیتا ہے۔ یوں بھی وہی دے گا" (موضح)

ف۶ یعنی آدمی کا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ ہی آہستہ آہستہ اسے سکھاتا ہے۔ لہٰذا وہی اپنے ایک ان پڑھ بندے کو عالم بلکہ عالموں کا سردار بنائے گا۔

ف۷ یعنی اپنی پیدائش کی حقیقت کو بھول جاتا ہے اور زر و دولت ملے تو سرکشی پر اتر آتا ہے —— بعض مفسرینؒ کہتے ہیں کہ یہ ابوجہل کی سرکشی کی طرف اشارہ ہے، اور آخر سورہ تک اسی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیات اوپر کی پانچ آیتوں کے بعد نازل ہوئیں۔ (فتح القدیر)

ف۸ مطلب یہ ہے کہ ابوجہل مردود چاہے سیدھے راستہ پر ہو (جیسا کہ وہ اپنے آپ کو سمجھتا تھا) اور چاہے دین حق کا منکر، دونوں صورتوں میں اسے سمجھنا چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور وہ یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے کسی بندے کو نماز پڑھنے سے روکا جائے۔

ف۹ یعنی میرے مقابلہ کے لئے اپنے حمایتیوں کو بلالے۔

ف۱۰ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ادھر سے ابوجہل آگیا اور کہنے لگا: "کیا میں نے تمہیں اس حرکت (نماز) سے منع نہیں کیا تھا؟ تم جانتے ہو کہ مکہ کی سرزمین میں مجھ سے زیادہ کسی کے ساتھی اور حمایتی نہیں ہیں"۔ اسی کا جواب اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دیا ہے (ترمذی۔ ابن جریر وغیرہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ابوجہل کہنے لگا: "کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے درمیان اپنا چہرہ زمین پر رکھتا یعنی سجدہ کرتا ہے؟" لوگوں نے کہا "ہاں"۔ بولا "مجھے لات و عزیٰ کی قسم۔ اگر میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو میں اس کی گردن دبوچ لوں گا اور اس کا چہرہ زمین میں گاڑ دوں گا"۔ پھر وہ اس ارادہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹ رہا ہے اور ہاتھوں سے اپنی روک کر رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا "کیا ہوا؟" کہنے لگا "میرے اور اس شخص کے درمیان آگ کی ایک خندق اور دہشت اور بہت سے پر ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی تکا بوٹی کر ڈالتے"۔ (مسلم۔ نسائی۔ احمد وغیرہ)۔ فتح القدیر۔ ف۱۱ اس مقام پر سجدۂ تلاوت ہے (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم عن ابی ہریرہ)

ف۱۲ اس سورہ کو بعض مفسرینؒ نے مکی اور بعض نے مدنی بتایا ہے۔ (فتح القدیر)

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾

تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو بیچ رات قدر کے اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے

بیشک ہم نے قرآن کو (لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر) شب قدر میں اُتارا اور اے پیغمبرؐ تجھ کو کیا معلوم شب قدر کیا چیز ہے (اُس کی کیا فضیلت ہے) ف۱ ف۲

تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ﴿٥﴾

اُترتے ہیں فرشتے اور روح پاک بیچ اُس کے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام کے سلامتی ہے وہ یہاں تک کہ طلوع ہو فجر

شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے اس شب میں فرشتے اور جبرئیلؑ اپنے مالک کے حکم سے ہر کام پر اُترتے ہیں ف۳ یہ شب امان ہے صبح نکلنے تک ف۴

سُورَةُ ٱلْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ (١٠٠) ٩٨ — بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ — اٰيَاتُهَا ٨ رُكُوعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۵

لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ وَٱلْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ ٱلْبَيِّنَةُ ﴿١﴾ رَسُولٌ مِّنَ ٱللَّهِ يَتْلُوا۟ صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ

نہ تھے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اہل کتاب سے اور مشرک باز رہنے والے یہاں تک کہ آوے اُنکے پاس دلیل روشن پیغمبر خدا کی طرف سے کہ پڑھتا ہو صحیفے پاکیزہ بیچ اسکے ہیں کتابیں ثابت رکھنے والی دین کو اور نہ متفرق

کتاب والے اور مشرک جو کافر ہیں وہ (اپنے کفر سے) باز آنے والے نہیں تھے اس وقت تک کہ ایک کھلی دلیل اُن کے پاس نہ آجائے یعنی اللہ تعا کا رسول جو پاکیزہ (مقدس) ورق اُن کو پڑھ کر سنائے۔ اُن میں پکی (معقول) باتیں لکھی ہوں ف۶ اور کتاب والے جو

ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ ٱلْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ

ہوئے وہ لوگ کہ دیئے گئے تھے کتاب مگر پیچھے اس کے کہ آئی اُن کے پاس دلیل ظاہر اور نہیں حکم کئے گئے مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کو خالص کر کر واسطے اس کے دین کو بطور ابراہیم حنیف کے اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور یہ ہے دین لوگوں قائم

پھوٹ گئے (کوئی اس پیغمبرؐ پر ایمان لائے کوئی نہ لائے) تو یہ پھوٹ انہوں نے دلیل پہنچ جانے کے بعد (ضد اور حسد سے) کی ف۷ حالانکہ اہل کتاب کو (خود اُن کی کتابوں میں) یہی حکم ہوا تھا کہ ایک طرف کے ہو کر اللہ کو پوجیں خالص اُسی کی بندگی کریں اور نماز کو درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی دین

ٱلْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ وَٱلْمُشْرِكِينَ فِى نَارِ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَآ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ ٱلْبَرِيَّةِ ﴿٦﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ

رہنے والوں کا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اہل کتاب سے اور مشرک ہیں بیچ آگ دوزخ کے ہمیش رہنے والے بیچ اس کے یہ لوگ وہ ہیں بدتر خلق کے تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ لوگ وہ ہیں بہتر

ٹھیک ہے ف۸ بیشک کتاب والوں اور مشرکوں میں سے جو کافر رہے (انہوں نے اس پیغمبرؐ کو نہ مانا) وہ (قیامت کے دن) دوزخ کی آگ میں ہونگے ہمیشہ اُسی میں رہیں گے وہ ساری خلقت میں بدتر ہیں ف۹ بیشک جو لوگ ایمان لائے (انہوں نے سب پیغمبروںؑ کو مانا) اور اچھے کام کئے وہ ساری خلقت میں

ٱلْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَآؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ

خلق کے بدلہ اُن کا نزدیک پروردگار اُن کے کے بہشتیں ہیں ہمیش رہنے والی چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیش رہنے والے

بہتر ہیں اُن کا بدلہ اُنکے مالک کے پاس (ہمیشہ) بہشت کے باغ ہیں جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے

ف۱ اور پھر ضرورت کے مطابق پہلے آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا کر کے اُترنا شروع ہوا۔ دوسری آیت میں ہے: "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" "ہم نے اس (قرآن) کو ایک مبارک رات میں اُتارا۔" (دخان) اس سے مراد یہی لیلۃ القدر ہے اور وہ رمضان کے آخری عشرہ کی کوئی طاق رات ہوتی ہے جیساکہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ رمضان میں ہونے کی تصریح خود قرآن میں بھی ہے جیساکہ فرمایا: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ"۔ "رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا۔" (بقرہ: ١٨٥)

ف۲ یعنی اس میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

ف۳ یعنی سال بھر میں جو کام ہونا ہوتا ہے اس رات اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ کرتا ہے اور فرشتے اور روح اس کے مطابق عمل درآمد کرتے ہیں جیساکہ سورۂ دخان میں لیلۃ مبارکہ کے ذکر کے بعد فرمایا: "فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ۔ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا"۔ "اس میں ہمارے حکم کے مطابق ہر حکمت والے کام کا انتظام کیا جاتا ہے۔" (آیت ٤-٥) "روح" سے مراد حضرت جبریلؑ ہیں، اگرچہ مفسرینؒ کے اس بارے میں بعض اور اقوال بھی ہیں۔

ف۴ یعنی اس میں اہل ایمان شیطان کے شر سے سلامتی میں رہتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس میں فرشتے اہل ایمان پر سلام بھیجتے ہیں۔ لیلۃ القدر کی فضیلت میں متعدد روایات ثابت ہیں جنہیں حدیث کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ف۵ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مدنی ہے اور بعض اسے مکی کہتے ہیں۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورہ "لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ" سناؤں۔ انہوں نے عرض کیا: "کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟" فرمایا: "ہاں" یہ سن کر حضرت ابیؓ (خوشی سے) رونے لگے۔ (فتح القدیر)

ف۶ یعنی پیغمبر آخرالزمانؐ اور قرآن بھیجنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مشرکین عرب کو راہِ حق پر لایا جائے، کیونکہ یہ لوگ اس قدر بگڑے ہوئے تھے کہ ان کا راہِ حق پر آنا اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ ایک پیغمبر آئے جو ایک مقدس آسمانی کتاب جس میں عمدہ و دلنشین مضامین ہوں، انہیں پڑھ کر سنائے۔ کسی حکیم یا صوفی یا بادشاہِ عادل کے بس کی بات نہ تھی کہ انہیں راہِ راست پر لے آتا۔

ف۷ یعنی اُن کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ ہرگز یہ نہ تھی کہ انہیں آپؐ کی صداقت میں شک تھا۔ وہ تو سب نشانیاں اور بشارتیں جو پچھلی کتابوں میں آپؐ کے بارے میں بیان ہوئی تھیں، خوب اچھی طرح جانتے تھے اور انہیں یقین تھا کہ آپؐ ہی پیغمبر آخرالزماں ہیں لیکن اس کے باوجود محض حسد اور عناد کی وجہ سے آپؐ کے بارے میں جدا جدا ہوگئے۔ کوئی ایمان لایا اور کوئی اپنے کفر پر ڈٹا رہا۔ حسد اور عناد یہی تھا کہ آپؐ کی بعثت بنی اسماعیلؑ میں کیوں ہوئی حالانکہ آپؐ سے پہلے تمام انبیاءؑ بنی اسرائیل میں سے آتے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ معمولی درجہ کے مجرم نہیں ہیں بلکہ بڑے درجہ کے مجرم ہیں جو جانتے بوجھتے حق کو جھٹلا رہے ہیں۔

ف۸ جس کی طرف پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ اگر حسد کی بیماری میں مبتلا نہ ہوتے تو ہرگز آپؐ پر ایمان لانے سے نہ رُک سکتے تھے۔ ف۹ کیونکہ وہ جان بوجھ کر حق بات کو چھپا رہے ہیں۔

فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۟۸ ع

بیچ ان کے ہمیشہ راضی ہوا اللہ اُن سے اور راضی ہوئے وہ اُس سے یہ واسطے اس کے ہے کہ ڈرتا ہے پروردگار اپنے سے

اللہ تعالےٰ اُن سے خوش اور وہ اللہ تعالےٰ سے خوش جو کوئی اپنے مالک سے (دنیا میں) ڈرتا رہا اُس کو ایسا ہی بدلہ ملے گا۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِیَّةٌ (۹۹) (۹۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۟ اٰیَاتُهَا ۸ رُکُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۟۱ۙ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۟۲ۙ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ

جس وقت ہلائی جاوے گی زمین بھونچال اپنے سے ف۲ اور نکال ڈالے گی زمین بوجھ اپنے اور کہے گا آدمی کیا

جب زمین خوب زور سے ہلا دی جائے اور زمین اپنے بوجھ (مال دولت مردے وغیرہ) نکال (کر پھینک) دے۔ اور آدمی (زمین کا یہ حال دیکھ کر) کہہ اُٹھے

مَا لَهَا ۟۳ۚ یَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۟۴ۙ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا ۟۵ؕ یَوْمَىِٕذٍ یَّصْدُرُ

ہوا اس کو اس دن کہے گی زمین باتیں اپنی ف۳ بسبب اسکے کہ پروردگار تیرے نے حکم بھیجا اُس کو اُس دن پھر آویں گے

اس کو کیا ہوا ہے (ایسا ہلتی کیوں ہے) اُس دن زمین اپنی (ساری) خبریں بیان کردیگی۔ اس لئے کہ تیرا مالک اُس کو یہ حکم دے گا (کہ اپنی خبریں بیان کرے)

النَّاسُ اَشْتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۟۶ؕ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۟۷ؕ

لوگ متفرق ف۴ تو کہ دکھلائے جاویں عمل اُن کے ف۵ پس جو کوئی کرے گا برابر بھنگے کے بھلائی دیکھے گا اُس کو

اُس دن لوگ (اپنی قبروں سے اُٹھ کر) الگ الگ (ایک ایک قسم کے حشر کے میدان کو) چلیں گے اس لئے کہ انکے (اچھے بُرے) کام اُن کو دکھائے جائیں پھر جو کوئی چیونٹی برابر (دنیا

وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۟۸ ع

اور جو کوئی کرے گا برابر بھنگے کے بُرائی دیکھے گا اُس کو

میں) نیکی کرے گا وہ (آخرت میں) اُس کو اپنے نامہ اعمال میں دیکھے گا۔ اور جو کوئی چیونٹی برابر بُرائی کریگا وہ اسکو دیکھ لیگا

سُوْرَةُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّةٌ (۱۰۰) (۱۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۟ اٰیَاتُهَا ۱۱ رُکُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۶

وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۟۱ۙ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۟۲ۙ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۟۳ۙ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۟۴ۙ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۟۵ۙ

قسم ہے گھوڑوں دوڑنے والوں کی ہانپ کر پھر آگ نکالنے والوں کی پتھر جھاڑ کر پس گاؤں مارنے والوں کی صبح کے وقت پس اُٹھاتے ہیں ساتھ اسکے غبار کو پس بیٹھ جاتے ہیں اُس

قسم ہے (غازیوں کے) دوڑنیوالے گھوڑوں کی جو دوڑنے میں آواز نکالتے ہیں ف۷ پھر ٹاپ مار کر پتھروں سے چنگاریاں اُڑاتے ہیں پھر صبح ہی صبح (دشمن پر) چھاپہ مارتے ہیں ف۸ پھر اُس وقت گرد اُڑاتے ہیں ف۹ پھر

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۟۶ۚ وَ اِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ ۟۷ۚ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ۟۸ؕ اَفَلَا

وقت جماعت میں۔ تحقیق آدمی واسطے رب اپنے کے البتہ ناشکرا ہے۔ اور تحقیق وہ اُوپر اس بات کے البتہ شاہد ہے اور تحقیق وہ واسطے محبت مال کے البتہ سخت ہے

(دشمنوں کی فوج میں اُسی وقت جا گھستے ہیں۔ بیشک آدمی اپنے مالک کا ناشکرا ہے ف۱۰ اور وہ خود اس بات کا (اپنی ناشکری کا) گواہ ہے ف۱۱ اور اسکو پیسے کی بڑی محبت ہے ف۱۲ کیا وہ یہ نہیں جانتا

یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۟۹ۙ وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ۟۱۰ۙ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَىِٕذٍ لَّخَبِیْرٌ ۟۱۱ ع

کیا پس نہیں جانتا جب اُٹھایا جاویگا جو کچھ بیچ قبروں کے ہے اور حاصل کیا جاویگا جو کچھ بیچ سینوں کے ہے تحقیق پروردگار اُنکا ساتھ اُنکے اس دن البتہ خبردار ہے ف۱۴

کہ جب قبروں کے مُردے کُرید کر نکالے جائیں گے ف۱۳ (جلا کر اُٹھائے جائیں گے) اور جو باتیں (بُری یا بھلی) دلوں میں ہیں وہ کھل جائیں گی تو اُن کا مالک اُس دن اُن کی خوب خبر لے گا

المنزل ۷

ع ۸/۲۳ — ع ۱/۸/۲۴ — ع ۱/۱۱/۲۵

ف۱ اس سورہ کو بعض مفسرینؒ مدنی اور بعض مکی کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی جامع قسم کی سورہ سکھائیے۔ آپؐ نے اسے یہ سورہ سکھائی۔ اس نے کہا: "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں بس اسی کو پڑھتا رہوں گا۔" آپؐ نے فرمایا: "یہ آدمی کامیاب ہوگیا" (فتح القدیر بحوالہ احمد، ابوداؤد، نسائی، بیہقی وغیرہ)

ف۲ یعنی قیامت کے قریب جب وہ صور پھونکے جانے سے دہل جائے اور اس میں بھونچال آجائے۔

ف۳ یعنی ہر شخص کے متعلق بتا دے گی کہ اس نے میری پشت پر یہ یہ کام کئے، چاہے وہ کام اچھے ہوں یا بُرے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین ستونوں کی طرح اپنے جگر کے ٹکڑے جو سونے اور چاندی کے ہوں گے نکال دے گی۔ قاتل آئے گا اور کہے گا کہ اسی کی وجہ سے میں نے قتل کیا۔ قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا کہ اسی کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی۔ چور آئے گا اور کہے گا کہ اسی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر سب اسے چھوڑ کر چل دیں گے اور اس میں سے کچھ نہ لیں گے۔" (مسلم۔ ترمذی) حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہوں گی؟ لوگوں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں" فرمایا۔ اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندے اور بندی کے خلاف گواہی دے گی کہ اس نے میری پشت پر یہ اور یہ کام کیا۔ یہی اس کی خبریں ہوں گی۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن جریر وغیرہ)۔ (فتح القدیر)

ف۴ یا یہ مطلب ہے کہ "حساب کتاب کی جگہ سے (جنت یا دوزخ کی طرف) پلٹیں گے۔" الگ الگ کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی خوفزدہ ہوگا، کوئی بےخوف کسی کا رنگ اہل جنت کا یعنی سفید ہوگا اور کسی کا اہل دوزخ کا یعنی سیاہ۔ کوئی دائیں طرف چل رہا ہوگا اور کوئی بائیں طرف۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ کافر ایک گروہ ہوں گے، مشرک ایک گروہ اور منافق ایک گروہ۔ اسی طرح شرابی ایک گروہ ہوں گے، بدکار ایک گروہ، چور ایک گروہ۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

ف۵ تاکہ بُرے عمل والوں کی رسوائی ہو اور نیک عمل والوں کی سرخروئی۔

ف۶ بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مکی اور بعض کے نزدیک مدنی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۷ یعنی ٹاپوں کی آواز یا ہانپنے کی آواز۔

ف۸ عربوں کی عادت تھی کہ دشمن پر صبح کے وقت اچانک چھاپا مارتے جبکہ اس کے عام لوگ غفلت کی گہری نیند سو رہے ہوں۔ اس آیت میں صبح کے وقت اچانک چھاپا مارنے والے گھوڑوں کی قسم کھائی گئی۔

ف۹ یا "اس جگہ گرد اُڑاتے ہیں"۔ یہ دو ترجمے اس لحاظ سے ہیں کہ "بہ" میں 'ہ' کی ضمیر وقت کیلئے بھی ہو سکتی ہے اور جگہ کے لئے بھی۔

ف۱۰ یعنی اس کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور نہ ان کا حق پہچانتا ہے۔

ف۱۱ یعنی زبان حال سے خود گواہی دیتا ہے کہ میں بڑا ناشکرا ہوں۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے جب "انہ" میں 'ہ' کی ضمیر انسان کے لئے ہو، اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ناشکری کو دیکھ رہا ہے۔

ف۱۲ یعنی حرص وطمع اور بخل نے اسے اندھا کر دیا ہے یہاں تک کہ اپنے منعم حقیقی کو بھی بھلا بیٹھا ہے۔

ف۱۳ یعنی کیا اسے اس وقت کا کوئی ڈر نہیں ہے؟

ف۱۴ لفظی ترجمہ یہ ہے "بے شک ان کا رب ان سے اس دن خوب باخبر ہوگا" لیکن مطلب یہی ہے کہ ان کی خوب خبر لے گا۔ اس کی مثال دوسرے مقام پر یہ ہے: اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ "۔ (نساء: ۶۳) اس کا بھی لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اللہ ان کے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے" لیکن مطلب یہی ہے کہ انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیئے بغیر نہ چھوڑے گا۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ (١٠١) (٣٠) ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ‏ اٰيَاتُهَا ١١ رُكُوْعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱

اَلْقَارِعَةُ ﴿١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٢﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٣﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ

ٹھونکنے والی ‏ کیا ہے ٹھونکنے والی ‏ اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو کیا ہے ٹھونکنے والی ‏ جس دن ہوجاویں گے آدمی ‏ مانند ٹڈیوں

کھڑکھڑا ڈالنے والی کیا ہے کھڑکھڑا ڈالنے والی۔ اور (اے پیغمبرؐ) تو کیا جانے کھڑکھڑا ڈالنے والی کیا چیز ہے ف۲ جس دن لوگ (حشر کے میدان میں) بکھرے ہوئے

الْمَبْثُوْثِ ﴿٤﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿٥﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِيْ

پراگندہ کے ‏ ف۳ اور ہوجاویں گے پہاڑ ‏ مانند پشم دُھنی ہوئی کے ‏ پس ایسا جو کوئی کہ بھاری ہو تول اس کی ‏ پس وہ بیچ

پتنگوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ اس طرح (اڑ رہے) ہوں گے جیسے دُھنکا ہوا اُون۔ پھر جس کی تولیں (نیک اعمال کی) بھاری نکلیں گی۔ وہ تو

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿٨﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾

زندگانی خوش کے ہیں ‏ اور ایسا جو کوئی کہ ہلکی ہو تول اس کی ف۴ پس جائے اس کی ہاویہ ہے ف۵ اور کیا جانے تو کیا ہے وہ ہاویہ ‏ آگ ہے جلتی ہوئی

چین سے گذران کرے گا۔ اور جس کی (نیک اعمال کی) تولیں ہلکی نکلیں گی اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور (اے پیغمبرؐ) تو کیا جانے وہ ہاویہ کیا ہے وہ دہکتی آگ ہے ف۶

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ (١٠٢) (١٦) ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ‏ اٰيَاتُهَا ٨ رُكُوْعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۷

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ

غافل کیا تم کو چاہ بہتایت کی نے ‏ یہاں تک کہ ملو تم ‏ قبروں سے ‏ ہرگز نہ یوں شتاب جانو گے تم ‏ پھر ہرگز نہ یوں شتاب

(لوگو) تم کو (مال اور اولاد کے) زیادہ ہونے کی خواہش نے (اللہ تعالیٰ کی یاد سے) غافل کردیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے ف۸ یہ سمجھ لو آگے چل کر تم کو اس غفلت

تَعْلَمُوْنَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿٥﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿٦﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا

جانو گے ‏ ہرگز نہ یوں کاش کے جانو تم ‏ جاننا ‏ یقین کا ف۹ ‏ البتہ دیکھو گے تم ‏ دوزخ کو ف۱۰ ‏ پھر البتہ دیکھو گے تم اس کو

کا نتیجہ معلوم ہوجائیگا پھر اچھی طرح سمجھ لو تم کو معلوم ہوجائیگا سمجھ لو اگر تم کو اپنا انجام (یقینا) معلوم ہوتا تو کبھی ایسی غفلت میں نہ رہتے تم بیشک (ایک روز) جہنم کو دیکھو گے

عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴿٧﴾ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾

دیکھنا ‏ یقین کا ف۱۱ ‏ پھر البتہ پوچھے جاؤ گے تم اس دن ‏ نعمتوں سے

پھر اس کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے۔ پھر تم سے اس دن (دنیا کے) مزوں کی بھی پوچھ ہوگی ف۱۲

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ (١٠٣) (١٣) ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ‏ اٰيَاتُهَا ٣ رُكُوْعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۳

وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿٢﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

قسم ہے عصر کی ف۱۴ تحقیق ‏ آدمی ‏ البتہ بیچ زیان کے ہے ‏ مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے ‏ اچھے

عصر کے وقت کی (یا نماز کی یا زمانے کی) قسم۔ بیشک سب آدمی گھاٹے ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے

ف۱ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ (فتح القدیر) ف۲ مراد قیامت ہے جس سے دل دہل جائیں گے۔ ف۳ یعنی سخت گھبرائے ہوئے اور پریشان حال ہونگے۔ جدھر کسی کا منہ اٹھے گا، چل کھڑا ہوگا۔ ف۴ یعنی نیک اعمال کم اور برے اعمال زیادہ ہوں گے۔ ف۵ "هَاوِيَة" کے لفظی معنی گڑھے کے ہیں جس میں گرا جائے۔ مراد دوزخ ہے۔ ف۶ یعنی دوزخ کی دہکتی آگ جو دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ اعاذنا اللہ منہا ف۷ تمام مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے۔ امام بخاریؒ کی روایت میں یہ مدنی ہے۔ (فتح القدیر) حضرت عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ سورہ "اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ" پڑھ رہے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت آپ پر سورۂ الھکم التکاثر نازل ہوئی تھی — آپ فرما رہے تھے "آدم کا بیٹا میرا مال، میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ تمہارا مال وہی ہے جو تم نے کھا کر ختم کر ڈالا یا پہن لیا یا صدقہ کر دیا اور پھر تم آگے چل دیئے"۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی رات ہزار آیتیں پڑھیں، وہ اللہ تعالیٰ سے خوش و خرم ملاقات کرے گا" لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ایک ہزار آیتیں کون پڑھ سکتا ہے؟ آپؐ نے بسم اللہ پڑھ کر اس سورہ کی تلاوت کی اور پھر فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ سورہ ہزار آیتوں کے برابر ہے"۔ (ایضاً بحوالہ دیلمی۔ خطیب فی المتفق والمفترق)

ف۸ یعنی مرتے دم تک اسی حرص و طمع میں پھنسے رہے، کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی۔ اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا ہے: "اگر آدمی کے پاس مال کی بھری ہوئی ایک وادی ہو، تو وہ چاہتا ہے کہ دوسری وادی اور ہو، اور اگر اس کے پاس دو وادیاں ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ تیسری وادی اور ہو۔ (سچ یہ ہے کہ) آدمی کے پیٹ کو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اللہ جس پر چاہتا ہے نظر کرم فرماتا ہے"۔ (جامع صغیر للسیوطی بحوالہ صحیحین۔ ترمذی۔ مسند امام احمدؒ عن انسؓ) ایک اور حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے: "میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک چیز اس کے ساتھ رہتی ہے۔ اس کے پیچھے اس کے گھر والے جاتے ہیں اور اس کا مال اور اسکا عمل۔ گھر والے اور مال واپس آجاتے ہیں اور عمل اس کے ساتھ رہتا ہے۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیحین۔ ترمذی۔ نسائی عن انسؓ)

ف۹ یقینی معلوم ہوتا یعنی اس میں کوئی شک و شبہ نہ ہوتا معلوم ہوا کہ آخرت سے غفلت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کا موجب بنتی ہے۔

ف۱۰ یہ خطاب تمام لوگوں سے ہے۔ جیسے فرمایا: "وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" اور تم میں سے کوئی نہیں جو اس پر آنیوالا نہ ہو۔

ف۱۱ بعض لوگ (یعنی اہل ایمان) اسے دور سے دیکھیں گے اور بعض لوگ (یعنی کفار) اسے قریب سے دیکھیں گے جبکہ وہ اس کے اندر پھینکے جائیں گے۔

ف۱۲ یعنی صحت، عافیت، کھانے پینے اور دوسری تمام نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ ان کا کہاں تک شکر ادا کیا؟ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی لذت اور معمولی سے معمولی عافیت ایسی نہیں جس کے بارے میں سوال نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکرؓ اور عمرؓ بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلے اور ایک انصاری کے گھر آئے۔ اس نے مہمانی میں کھجوریں اور بکری کا گوشت پیش کیا۔ آپؐ نے گوشت اور کھجوریں کھائیں اور اوپر سے شیریں پانی پیا۔ جب خوب سیر ہوچکے تو آپؐ نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن اس نعمت کے بارے میں (بھی) سوال ہوگا۔ (فتح القدیر بحوالہ مسلم و اہل السنن)

ف۱۳ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے اور بعض نے اسے مدنی قرار دیا ہے۔ حضرت ابو مدینہ دارمیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے دو آدمی جب آپس میں ملتے تو اس وقت تک جُدا نہ ہوتے جب تک اُن دونوں میں سے ایک دوسرے کو سورۂ والعصر پڑھ کر نہ سناتا، پھر وہ ایک دوسرے کو سلام کر کے جُدا ہوتے۔ (فتح القدیر بحوالہ بیہقی۔ طبرانی) امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "اگر صرف یہی سورہ نازل ہوتی تو لوگوں کیلئے کافی ہوتی۔ اس لئے کہ اس میں تمام علوم آگئے ہیں"۔ (روح المعانی) ف۱۴ یہ ترجمہ اس لحاظ سے ہے کہ "عصر" کے معنی عصر کے وقت یا نماز کے بھی ہیں اور زمانہ کے بھی۔ بعض مفسرینؒ نے زمانہ سے مراد خاص طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ لیا ہے۔ زمانہ کی قسم اس لحاظ سے کھائی کہ آگے جو حقیقت بیان کی جارہی ہے اس کی سچائی پر زمانہ کے واقعات گواہ ہیں، اور عصر کی اس لحاظ سے کہ وہ بڑا بابرکت وقت ہے۔ اس میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس سے عصر کی نماز قضا ہوگئی گویا اس کا سب گھر بار لُٹ گیا۔ (قرطبی وغیرہ)

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ صبر کے

کو حق پر چلنے کی نصیحت کرتے رہے اور (مصیبت میں) صبر کرنے کے لئے کہتے رہے ف۲

سُورَۃُ الْھُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۱۰۴) (۳۲) — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُھَا ۹ رُکُوْعُھَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۳

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴿١﴾ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهُ ﴿٢﴾ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ

وائے ہے واسطے ہر عیب کرنیوالے غیبت کرنیوالے کے۔ جس نے اکٹھا کیا مال اور گنا کیا اس کو جانتا ہے یہ کہ مال اس کا

ہر طعنہ مارنے والے غیبت کرنے والے کی خرابی ہوگی ف۴ جس نے مال سمیٹا اور اس کو گن گن کر رکھا ف۵ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال سدا

أَخْلَدَهُ ﴿٣﴾ كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿٤﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿٥﴾ نَارُ اللَّهِ

ہمیشہ رکھے گا اس کو۔ ہرگز نہیں ریوں البتہ ڈالا جاوے گا بیچ حطمہ کے اور کیا جانے تو کیا ہے حطمہ آگ ہے اللہ کی

اس کو زندہ رکھے گا ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا وہ حطمہ میں ڈال دیا جائے گا اور (اے پیغمبرؐ) تجھے کیا معلوم حطمہ کیا چیز ہے حطمہ اللہ کی بھڑکائی

الْمُوقَدَةُ ﴿٦﴾ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ﴿٧﴾ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ﴿٨﴾ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾

سلگائی ہوئی وہ جو چڑھ آتی ہے اوپر دلوں کے تحقیق وہ اوپر ان کے دروازے بند کی ہوئی ہے بیچ ستونوں لمبے موڑوں کے

ہوئی) آگ ہے جو (سارے بدن کو کھا کر) دلوں تک چڑھ آئے گی ف۶ وہ آگ ان کو گھیرے ہوئے ہے ف۷ لمبے لمبے ستونوں میں بندھے ہوئے ہیں ف۸

سُورَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ (۱۰۵) (۱۹) — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُھَا ۵ رُکُوْعُھَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۹

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ﴿١﴾ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿٢﴾ وَأَرْسَلَ

کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ ہاتھیوں والوں کے ف۱۰ کیا نہ کر دیا مکر ان کا بیچ گمراہی کے اور بھیجے

اے پیغمبرؐ کیا تو نے (اس واقعہ پر) نظر نہیں کی تیرے مالک نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا (سلوک) کیا۔ کیا اس نے ان کی ساری تدبیر خاک میں نہیں ملا دی

عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿٥﴾

اوپر ان کے پرند جانور جماعت جماعت پھینکتے تھے پتھر کنکر سے پس کر دیا ان کو مانند بھوس کھائے ہوئے کے

اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے وہ ان پر کنکر کی پتھریاں مارتے تھے پھر ان کو کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا ف۱۱

سُورَۃُ قُرَیْشٍ مَکِّیَّۃٌ (۱۰۶) (۲۹) — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُھَا ۴ رُکُوْعُھَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۲

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا

واسطے الفت دلانے قریش کے واسطے الفت دلانے ان کے کرتے ہیں بیچ سفر جاڑے کے اور گرمی کے پس چاہئے کہ عبادت کریں پروردگار اس

(اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل کو جو ہلاک کیا تو) اس لئے کہ قریش کے لوگوں کو جاڑے اور گرمی کے سفر کی چاٹ لگا دے چاٹ ف۱۳ - تو ان کو چاہئے کہ (مکہ میں اطمینان سے

ف۱ حق سے مراد ہے توحید و رسالت پر ایمان، شریعت کے عائد کردہ احکام پر عمل اور منع کردہ امور سے اجتناب۔ ف۲ یعنی راہ حق میں پیش آنے والی دشواریوں اور مصیبتوں سے حوصلہ نہ ہارنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرتے رہے۔

ف۳ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۴ یعنی جو منہ پر یا پیٹھ پیچھے لوگوں کے عیب بیان کرتا ہے۔ "ویل" جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے، دوزخ کی ایک وادی کا نام بھی ہے۔

ف۵ یعنی انتہائی حریص اور بخیل ہے۔ خزانہ پر سانپ بن کر بیٹھتا ہے۔

ف۶ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی جس دل میں ایمان ہے تو نہ جلاوے، کفر ہے تو جلاوے۔" (موضح)

ف۷ یعنی انہیں اس آگ میں ڈال کر تمام دروازے بند کر دیئے جائیں گے تاکہ نہ انہیں کسی طرف سے ہوا لگنے پاتے اور نہ وہ بھاگنے کی کوشش کرسکیں بلکہ ہمیشہ اس میں پڑے جلتے رہیں۔

ف۸ یا یہ مطلب ہے کہ "آگ کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی طرح بلند ہوں گے۔

ف۹ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ (فتح القدیر)

ف۱۰ یہ واقعہ اس سال کا ہے جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپؐ نے اگرچہ اسے نہیں دیکھا لیکن وہ اتنا مشہور تھا کہ قریش کا بچہ بچہ اس سے واقف تھا اور اس کا ہمیشہ تذکرہ رہتا تھا، اس لئے اسے دیکھنے سے تعبیر فرمایا۔

ف۱۱ اصحاب فیل کا واقعہ جس کا اس سورہ میں ذکر کیا گیا ہے، مختصراً یہ ہے کہ حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن پر "ابرہہ" نامی ایک گورنر مقرر تھا جو سخت متعصب عیسائی تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ سارے عرب میں کعبہ کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے اور لوگ ہر طرف سے اس کا حج اور عمرہ کرنے آتے ہیں، تو اس نے اپنے ہاں "صنعا" میں ایک گھر بنایا اور لوگوں کو ترغیب دی کہ کعبہ کے بجائے اس کا حج و عمرہ کریں، لیکن عربوں کو یہ چیز کیسے گوارا ہوسکتی تھی۔ کسی نے غصہ میں آکر ابرہہ کے بنائے ہوئے اس گھر میں پاخانہ کر دیا۔ ابرہہ کو غصہ آیا اور وہ ایک بہت بڑا لشکر، جس میں آگے آگے ہاتھی تھے، لے کر روانہ ہوا تاکہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔ قریش اپنے گھربار چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔ ابرہہ جب وادی محسر (جو مکہ معظمہ کے قریب ہے) میں پہنچا تو سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ آتے نظر آئے۔ ہر پرندے کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں۔ انہوں نے لشکر کے سر پر پہنچ کر وہ کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں۔ جس فوجی کے کوئی کنکری لگتی وہ وہیں ڈھیر ہوجاتا کیونکہ کنکری اس کے ایک طرف سے داخل ہوکر دوسری طرف سے نکل جاتی تھی۔ اکثر فوجی وہیں مارے گئے اور جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اور قریش پر اس کا احسان جتایا۔ اس واقعہ کی تفصیل سیرت کی ہر کتاب میں مل سکتی ہے۔ ف۱۲ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ بھی مکی ہے۔ بعض نے اسے مدنی قرار دیا ہے۔ ف۱۳ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "حضرتؐ سے بارھویں پشت میں ایک شخص تھا نضر بن کنانہ۔ اس کی اولاد قریش ہیں، سب جمع تھے مکے میں۔ (موضح)

ف قریش تاجر پیشہ تھے۔ سال میں وہ بغرضِ تجارت دو سفر کرتے تھے۔ ایک جاڑے میں یمن کی طرف اور دوسرا گرمی میں شام کی طرف جو سرسبز اور سرد ملک ہے۔ جہاں سے وہ گزرتے لوگ ان کو کعبہ کے خادم سمجھ کر انتہائی عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے اور ان کے جان و مال سے کسی قسم کا تعرض نہ کرتے۔ حالانکہ جزیرۂ عرب میں ہر طرف لوٹ کھسوٹ اور چوری ڈکیتی کا بازار گرم رہتا تھا۔ قریش کو یہی احسان اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں یاد دلایا ہے کہ اسی گھر کی بدولت تمہاری ساری عزت اور معاشی زندگی قائم ہے اور اسی کی بدولت تمہیں امن اور چین نصیب ہے پھر تم اس کے مالک کی بندگی کیوں نہیں کرتے اور کیوں دوسروں کو اس کا شریک گردان کر ان کے آگے سجدے کرتے اور اُن کے آستانوں پر نذریں دیتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہو۔

الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ﴿٤﴾ ع ۱ / ۳۱

گھر کے کو جس نے کھلایا اُن کو بھوک سے اور امن دیا اُن کو ڈر سے۔

رہیں اور) اس گھر کے مالک کو پوجتے رہیں جس نے انکو بھوک میں کھانا کھلایا (سوداگری کرا کر پیسہ کموا دیا) اور اُن کو ڈر سے امن دلایا ف

سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ (۱۰۷) (۱۷) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتها ۷ رکوعها ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۲

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ﴿١﴾ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحُضُّ

کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے دن جزا کو پس یہ وہ شخص ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ اور نہیں رغبت دلاتا

(اے پیغمبرؐ) تو نے اُس شخص کو دیکھا جو بدلے کے دن (قیامت) کو جھٹلاتا ہے ف۳ پھر یہی شخص یتیم کو دھکا دیتا ہے ف۴ اور محتاج کو خود کھلانا تو

عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ

اوپر کھانا دینے فقیر کے پس وائے ہے واسطے ان نماز پڑھنے والوں کے وہ جو نماز اپنی سے

کیسا اُس کے (کھلانے کے لئے دوسروں کو بھی آمادہ نہیں کرتا رغبت نہیں دلاتا) تو اُن نمازیوں کی (قیامت کے دن) خرابی ہوگی جو اپنی نماز کی پروا نہیں

سَاهُونَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴿٧﴾ ع ۱ / ۳۲

بے خبر ہیں وہ جو دکھلاتے ہیں لوگوں کو اور منع کرتے ہیں برتنے کی چیز سے

کرتے ف۵ وہ جو (نماز پڑھ کر یا نیک عمل کر کے لوگوں کو) دکھاتے ہیں ف۶ اور روزمرہ کے برتنے کا سامان مانگے نہیں دیتے ف۷

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰۸) (۱۵) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتها ۳ رکوعها ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۸

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾ ع ۱ / ۳۳

تحقیق دی ہم نے تجھ کو کوثر پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر تحقیق دشمن تیرا وہی ہے بے نسل

(اے پیغمبرؐ) ہم نے تجھ کو کوثر دیا ف۹ تو اسکے شکریہ میں اپنے مالک کے لئے نماز پڑھ ف۱۰ اور قربانی کر ف۱۱ بیشک تیرا دشمن (عاص بن وائل یا کعب بن اشرف یا ابوجہل) وہی نگوڑا ناٹھا ہے ف۱۲

سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ (۱۰۹) (۱۸) — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتها ۶ رکوعها ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱۳

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴿١﴾ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَا

کہہ اے کافرو نہیں عبادت کرتا میں اس چیز کو کہ عبادت کرتے ہو تم۔ اور نہیں تم عبادت کرنے والے اس چیز کو کہ عبادت کرتا ہوں میں۔ اور نہیں میں

(اے پیغمبرؐ ان مکہ کے کافروں سے) کہہ دے کافرو میں اُن (بتوں) کو نہیں پوجتا جن کو تم پوجتے ہو اور میں جس (خدا) کو پوجتا ہوں اس کو تم نہیں پوجتے ہو۔ اور نہ میں آئندہ اُن

أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿٦﴾ ع ۱ / ۳۴

عبادت کرنے والا اس چیز کو کہ عبادت کرتے ہو تم۔ اور نہیں تم عبادت کرنے والے اس چیز کو کہ عبادت کرتا ہوں میں۔ واسطے تمہارے دین تمہارا اور واسطے میرے دین میرا۔

(بتوں) کو پوجوں گا جن کو تم نے پوجا۔ اور نہ تم آئندہ اُس (خدا) کو پوجو گے جس کو میں پوجتا ہوں۔ تم کو تمہارا دین (مبارک) مجھ کو میرا دین ف۱۴

ف۲ اس سورہ کے تین نام اور ہیں "الدِّین" "أَرَأَيْتَ" اور "یتیم" ۔ جمہور مفسرینؒ کے بقول یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔

ف۳ یعنی سمجھتا ہے کہ کوئی آخرت واخرت نہیں آئے گی اور نہ اچھے بُرے اعمال کا بدلہ لیا جائیگا اس لئے ہر معاملہ میں اس کا نقطۂ نظر خالص دنیوی اور مادہ پرستانہ کا ہے اخلاق اور اخلاقی اقدار کی اس کی نظر میں کوئی قیمت نہیں ہے۔

ف۴ یعنی اس سے ہمدردی و غمخواری کی بجائے سنگدلی و بے رحمی سے پیش آتا ہے۔

ف۵ یعنی کبھی نماز پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے پڑھتے بھی ہیں تو نہایت بددلی سے جلدی جلدی۔

ف۶ یعنی خدا کیلئے نہیں پڑھتے بلکہ اس لئے پڑھتے ہیں کہ لوگ انہیں نمازی و پرہیز گار جانیں اور عزت واحترام کا مقام دیں۔

ف۷ یعنی معمولی اور عمومی استعمال کی چیزیں۔ مطلب یہ ہے کہ نہایت بخیل اور بے مروت ہیں۔ نہ خدا کی عبادت ٹھیک طرح سے کرتے ہیں اور نہ خلقِ خدا سے وہ برتاؤ کرتے ہیں جو میل جول کا کم سے کم تقاضا ہے۔

ف۸ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے اور بعض اسے مدنی کہتے ہیں۔

ف۹ "الکوثر" کے معنی "خیر کثیر" کے ہیں یعنی بہت بھلائی اور بہتری ۔۔ اکثر مفسرینؒ اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد جنت کی ایک نہر ہے اس کی تصریح خود آنحضرتؐ نے بھی فرمائی ہے۔ اس لئے یہی صحیح ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا "میری امت کے لوگ اس پر قیامت کے دن پانی پئیں گے۔ (شوکانی)

ف۱۰ یعنی فرض نمازوں کی پابندی کیجئے اور نفل نمازیں بھی پڑھئے۔

ف۱۱ یعنی نماز کی طرح آپؐ کی قربانی بھی خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جس نے اللہ کے سوا اور کسی کیلئے قربانی کی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (فتح البیان) ۔۔ اکثر مفسرینؒ نے "وَانْحَرْ" کے معنی قربانی کرنا ہی لئے ہیں اور یہی راجح ہیں۔ یہ قول غیر واحد من سلف۔ مگر بعض نے اس کے معنی نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا بھی کئے ہیں۔ یہ حضرت علیؓ سے ایک روایت ہے: ولا یصح ۔(ابن کثیر)

ف۱۲ یعنی اس کا کوئی پیرو اور نام لیوا دنیا میں نہ رہے گا۔ اس کے برعکس آپؐ کے کروڑوں اربوں پیرو دنیا کو آباد کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپؐ کا نام بھی بلند کرتے رہیں گے۔ روایات میں ہے کہ آنحضرتؐ کی کوئی نرینہ اولاد چونکہ زندہ نہ رہی تھی اس لئے بعض مشرکین کہا کرتے تھے کہ اس شخص کا کوئی وارث اور نام لیوا نہیں رہا۔ انہی کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ف۱۳ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے ۔ بعض نے اسے مدنی قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ صبح اور مغرب کی سنتوں میں یہ سورہ اور سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (قرطبی)

ف۱۴ یعنی میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میرے سمجھانے سے نہیں سمجھتے تو نہ سمجھو آئندہ جلد تم کو خبر ہو جائے گی ۔۔ آخرت میں اپنا حشر دیکھ لو گے۔ دیکھئے سورۂ شوریٰ (آیت ۱۵)

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ (١١٠) (١١٤) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ٣ رُكُوْعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۱

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢

جب آوے مدد اللہ تعالیٰ کی اور فتح ہو مکہ اور دیکھے تو لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں بیچ دین اللہ تعالیٰ کے فوج فوج

(اے پیغمبرؐ) جب خدا کی مدد آن پہنچی اور (مکہ) فتح (ہوگیا) اور تو نے (لوگوں کو) دیکھ لیا اللہ تعالیٰ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق جوق (جھنڈ کے جھنڈ) داخل ہو ف۲

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

پس پاکی بیان کر ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے اور بخشش مانگ اُس سے تحقیق وہ ہے پھیر آنے والا۔

رہے ہیں، تو تعریف کے ساتھ اپنے مالک کی پاکی بیان کر اور اس سے بخشش مانگ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ف۳

ع ١ ٢٥

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ (١١١) (٦) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ٥ رُكُوْعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۴

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا

ہلاک ہوجیو ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہو وہ نہ کفایت کیا اُس کو مال اُس کے نے اور جو کچھ کمایا تھا شتاب داخل ہوگا آگ

ابولہب کے دونو ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود بھی) ہلاک ہوا ف۵ اُس کا مال اور اُس کی کمائی کچھ اُس کے کام نہ آئی۔ ف۶ وہ عنقریب شعلہ مارتی ہوئی

ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥

شعلہ والی میں اور جورو اُس کی اُٹھانے والی لکڑیوں کی بیچ گردن اُس کی کے رسّی ہے پوست کھجور کی سے

آگ میں داخل ہوگا اور اُس کی جورو بھی (ام جمیل ابوسفیان کی بہن) جو لکڑیاں اٹھائے پھرتی ہے ف۷ اُس کی گردن میں چھال کی رسی ہے ف۸

ع ١ ٢٦

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ (١١٢) (٢٢) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ٤ رُكُوْعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۹ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ڏ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ

کہہ اے محمدؐ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے احتیاج ہے ف۱۰ نہیں جنا اس نے اور نہیں جنا گیا اور نہیں

(اے پیغمبرؐ اُن لوگوں سے جو خدا کا حال پوچھتے ہیں یوں) کہہ دے وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا (کوئی اُس کی اولاد ہے) نہ اُس کو کسی نے

يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

ہے واسطے اُس کے برابری کرنے والا کوئی

جنا (وہ کسی کی اولاد ہے) اور اُس کے برابر والا (جوڑ کا) کوئی نہیں ہے۔ ف۱۱

ع ١ ٢٧

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ (١١٣) (٢٠) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ٥ رُكُوْعُهَا ١

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

ف۱۲ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۱ یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ سمجھ گئے کہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا ہے۔ اس لئے آپؐ عبادتِ الٰہی میں پہلے سے بھی زیادہ منہمک رہنے لگے۔ اس سلسلہ میں متعدد روایات ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ ف۲ مطلب یہ ہے کہ وہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا جس کیلئے آپؐ کو دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ ف۳ یعنی اب اس کی طرف واپسی کی تیاری کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے لئے بخشش مانگنے کا مطلب کئی جگہ واضح کیا جا چکا ہے۔

ف۴ یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔ (فتح القدیر) ف۵ یعنی اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہوگئیں۔ یہ ابولہب (جس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا لیکن اپنے کفر و بدبختی کی بدولت آپؐ کا شدید ترین دشمن تھا اور آپؐ کو ہر طرح سے ستانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آیت "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر چڑھ گئے اور "یا صباحاہ" کہہ کر اپنے قبیلے قریش کو پکارا۔ جب وہ سب جمع ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا: "مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے کچھ گھوڑسوار تم پر حملہ کیا چاہتے ہیں تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے" انہوں نے کہا: "ہمیں آج تک جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا"۔ فرمایا: "تو میں ایک دردناک عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں اس سے ڈراتا ہوں"۔ ابولہب بولا "تیرے لئے تباہی ہو کیا تو نے اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا" آپؐ پہاڑی سے اُتر آئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی۔ (فتح القدیر بحوالہ صحیحین)

ف۶ یعنی اس کی کوئی چیز اسے تباہی سے نہ بچا سکی۔ "مال" سے مراد اس کا جمع کردہ مال ہے اور "کمائی" سے مراد اولاد، عزت و جاہ وغیرہ، یا "مال" سے مراد اس کا موروثی مال ہے اور "کمائی" سے مراد اس کا اپنا کمایا ہوا مال۔

ف۷ یہ بدبخت عورت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پہ ادھار کھائے رہتی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے اور کچھ نہ ہوسکتا، تو اپنے سر پہ کانٹے اٹھا کر لاتی اور جس رستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے انہیں وہاں بچھا دیتی تاکہ آپ کو تکلیف ہو۔ (فتح القدیر بحوالہ ابن جریر، بیہقی)

ف۸ اس رسی میں وہ کانٹے باندھ کر لایا کرتی تھی۔ ضحاکؒ کہتے ہیں کہ "ایک روز وہ رسی اس کے گلے میں اٹک گئی اور وہ دم گھٹ کر مر گئی"۔ (فتح القدیر) بعض مفسرینؒ کہتے ہیں کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن اس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی جو ہمیشہ اس کے گلے میں پڑی رہے گی۔ (ابن کثیر)

ف۹ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے اور بعض اسے مدنی کہتے ہیں۔ اس کی فضیلت میں متعدد احادیث ثابت ہیں جن میں سے ہم اختصار کے پیشِ نظر صرف دو کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔" (بخاری) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جہاد میں سردار بنا کر بھیجا۔ وہ جب لوگوں کو نماز پڑھاتا تو قرأت ختم کرنے سے پہلے سورہ قل ھو اللہ احد ضرور پڑھتا۔ لوگوں نے اس کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "اس سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے"؟ لوگوں نے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی صفت بیان ہوئی ہے اور میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: "اسے بتادو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے"۔ (صحیحین، فتح القدیر)

ف۱۰ یعنی وہ کسی کا کسی لحاظ سے محتاج نہیں ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں۔

ف۱۱ اس سے نصاریٰ کا رد ہوا جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں، اور مشرکینِ عرب کا بھی رد ہوا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔

ف۱۲ یہ سورۃ اکثر مفسرینؒ کے نزدیک مکی ہے اور بعض اسے مدنی کہتے ہیں۔ اس سورۃ کی فضیلت میں متعدد احادیث ثابت ہیں۔ اختصار کے خیال سے ہم صرف چند کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت ابوحابسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خطاب کرکے فرمایا: قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بہترین تعویذ ہیں جن کے ذریعہ پناہ مانگنے والوں نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔" (نسائی، بیہقی وغیرہ) حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت اگر ناساز ہوتی تو آپؐ معوذتین پڑھ کر پھونکا کرتے تھے۔ جب آپؐ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ پر ہاتھ پھیرتی تھی تاکہ ان کی برکت سے آپؐ کو شفا ہو۔ (صحیحین، موطا امام مالک) حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا۔ آپؐ کو تکلیف ہوگئی۔ جبرئیلؑ معوذتین لے کر نازل ہوئے۔

اور کہنے لگے "ایک یہودی نے آپؐ پر جادو کر دیا ہے اور جادو فلاں کنوئیں میں ہے۔" آپؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا، وہ اسے لے آئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ گرہیں کھولیں اور ہر گرہ پر سورۃ پڑھتے رہیں۔ جب تمام گرہیں کھل گئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اُٹھ کھڑے ہوئے گویا آپؐ کو کوئی تکلیف نہیں۔" (عبد بن حمید) بیہقی میں یہی روایت حضرت عائشہؓ سے مفصل آئی ہے۔ (فتح القدیر)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ بعض روایات میں ہے کہ فلق دوزخ کے ایک کنوئیں کا نام ہے۔ (فتح القدیر) ف۲ شاہ صاحب فرماتے ہیں: "اس میں سب تاریکیاں آگئیں، ظاہر اور باطن کی اور تنگدستی اور پریشانی اور گمراہی۔ (موضح)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾

کہہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ پروردگار صبح کے برائی اس چیز کی سے کہ پیدا کیا ہے اور برائی اندھیرا کرنے والی کی سے جس وقت چھپ جاوے ف۲

(اے پیغمبرؐ) کہہ دے میں پناہ میں آیا اس خدا کی جو صبح کا مالک ہے ف۱ ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی اور اندھیری رات کی بدی سے جب وہ چھا جائے

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع ۱ ۵ ۲۸

اور برائی پھونکنے والیوں کی سے بیچ گرہوں کے ف۳ اور برائی حسد کرنے والے کی سے جب حسد کرے

اور گنڈوں پر پھونکنے والیوں کی بدی سے (جادوگرنیوں کے جادو سے) اور ہونسنے والے (حسد کرنیوالے) کی بدی سے جب وہ ہونسے۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ (۱۱۴) (۲۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۶ رُكُوْعُهَا ۱

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف۴

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ

کہہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ پروردگار لوگوں کے بادشاہ لوگوں کے معبود لوگوں کے ف۵ برائی وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ

(اے پیغمبرؐ) کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے مالک کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے خدا کی اس وسوسہ ڈالنے والے چھپ جانے

الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾ ع ۱ ۶ ۲۹

جانے والے کی سے وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینے لوگوں کے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے ف۷

والے کی بدی سے ف۶ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے (یہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان) جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔

دُعَاءِ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

کتبہ عبد الرحمٰن الکیلانی سنہ ۱۳۸۶ھ

دار السلام وسن پورہ لاہور سنہ ۱۹۶۶ء

ف۳ ابو عبیدؓ کہتے ہیں کہ جادوگرنیوں سے مراد لبید بن اعصم (یہودی) کی بیٹیاں ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا۔ جادو کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جو کوئی گنڈا لگائے اور پھر اس پر پھونکے اس نے جادو کیا، اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا" اور جو کسی چیز سے چمٹا وہ اسی کی طرف چھوڑ دیا گیا۔ (فتح القدیر بحوالہ نسائی وغیرہ عن ابی ہریرہ)

ف۴ یہ سورہ بھی اکثر مفسرین کے نزدیک مکی ہے اور بعض نے اسے مدنی لکھا ہے۔ اس کی فضیلت میں احادیث کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

ف۵ اگرچہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا بادشاہ اور مالک ہے لیکن انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی شان سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ اس لئے اس کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ملک، تصرف دنیاوی بادشاہوں کی طرح محض غلبہ اور تسلط کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تمام لوگوں کا معبود ہونے کی وجہ سے ہے جس کی بنیاد الوہیت پر ہے اور الوہیت ہی وہ صفت ہے جو احیاء و اماتت، ایجاد و اعدام وغیرہ پر تصرف کلی کی مقتضی ہے۔ لہٰذا شیطان کے شر سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ اسی کو "الٰہ" مان کر اس کی پناہ حاصل کرو۔

ف۶ شیطان کا نام "خناس" ہے یعنی اللہ کے ذکر سے پیچھے ہٹ جانے والا۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت میں ہے کہ شیطان بنی آدم کے دل میں بیٹھ جاتا ہے اور وسوسہ اندازی کرتا رہتا ہے۔ جب انسان اللہ کو یاد کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو پھر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ (رواہ الحاکم) شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: شیطان گناہ پر سنکارے اور آپ نظر نہ آئے۔ (موضح) واضح رہے کہ شیطان کا انسان کے اندر داخل ہو کر وسوسہ انداز ہونا عقلاً بعید نہیں ہے خصوصاً جبکہ حدیث سے ثابت ہے اور حدیث مجری الدم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ بعض عقلا نے وسواس سے قوت متخیلہ یا قوت واہمہ مراد لی ہے کہ جب وہ عقل کے تابع نہیں رہتی تو الٹی چال چلنا شروع کر دیتی ہے جسے قرآن نے خناس سے تعبیر کیا ہے۔ مگر یہ تفسیر آثار و روایات کے خلاف ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ولا یخفی ان تفسیر کلام اللہ تعالیٰ بامثال ذلک من شر الوسواس الخناس۔ (روح)

ف۷ دوسری آیات میں بھی بیان ہوا ہے کہ شیطان جنوں میں سے ہے اور آدمیوں میں سے بھی۔ (سورہ انعام: ۱۱۳) یہ الذی یوسوس کا بیان ہے یا یوسوس کے متعلق ہے اس صورت میں "من" ابتداء غایت کے لئے ہوگا۔ جنات کے وساوس شیاطین الانس سے کچھ مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ نفع و نقصان ان کے اختیار میں ہے۔ یا نجومیوں اور کاہنوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال ڈالتے ہیں کہ جن بھی غیب جانتے ہیں۔ (روح)

الحمد للہ کہ آج بروز عید الفطر یہ عظیم الشان اور بابرکت کام بتوفیق الٰہی سرانجام پایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کی اس خدمت کو درجۂ قبولیت بخشے اور اسے میرے لئے، میرے والدین اور اساتذہ کیلئے زادِ راہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔ فرغت من تسوید هذه الاوراق لمطالع الجمعة من شوال ۱۳۸۹ھ والله یوفقنا لما یحب و یرضی۔ انا العبد العاصی محمد عبده الفلاح۔ قاسم منزل حاجی آباد۔ لائل پور۔

فہرست سُورِ قرآن
بہ ترتیب تلاوت

شمار	نام سورہ	مکی یا مدنی	عدد رکوع	عدد آیات	عدد پارہ
۷۵	القیٰمۃ	مکیۃ	۲	۴۰	۲۹
۷۶	الدھر(الانسان)	مدنیۃ	۲	۳۱	۲۹
۷۷	المرسلٰت	مکیۃ	۲	۵۰	۲۹
۷۸	النبأ	مکیۃ	۲	۴۰	۳۰
۷۹	النّٰزعٰت	مکیۃ	۲	۴۶	۳۰
۸۰	عبس	مکیۃ	۱	۴۲	۳۰
۸۱	التکویر	مکیۃ	۱	۲۹	۳۰
۸۲	الانفطار	مکیۃ	۱	۱۹	۳۰
۸۳	التطفیف	مکیۃ	۱	۳۶	۳۰
۸۴	الانشقاق	مکیۃ	۱	۲۵	۳۰
۸۵	البروج	مکیۃ	۱	۲۲	۳۰
۸۶	الطارق	مکیۃ	۱	۱۷	۳۰
۸۷	الاعلیٰ	مکیۃ	۱	۱۹	۳۰
۸۸	الغاشیۃ	مکیۃ	۱	۲۶	۳۰
۸۹	الفجر	مکیۃ	۱	۳۰	۳۰
۹۰	البلد	مکیۃ	۱	۲۰	۳۰
۹۱	الشمس	مکیۃ	۱	۱۵	۳۰
۹۲	الیل	مکیۃ	۱	۲۱	۳۰
۹۳	الضحیٰ	مکیۃ	۱	۱۱	۳۰
۹۴	الانشراح(اشرح)	مکیۃ	۱	۸	۳۰
السّور المکیۃ: ۸۶					

شمارہ	نام سورۃ	مکی یا مدنی	عدد رکوع	عدد آیات	عدد پارہ
۹۵	التین	مکیۃ	۱	۸	۳۰
۹۶	العلق	مکیۃ	۱	۱۹	۳۰
۹۷	القدر	مدنیۃ	۱	۵	۳۰
۹۸	البینۃ	مدنیۃ	۱	۸	۳۰
۹۹	الزلزال	مکیۃ	۱	۸	۳۰
۱۰۰	العٰدیٰت	مکیۃ	۱	۱۱	۳۰
۱۰۱	القارعۃ	مکیۃ	۱	۱۱	۳۰
۱۰۲	التکاثر	مکیۃ	۱	۸	۳۰
۱۰۳	العصر	مکیۃ	۱	۳	۳۰
۱۰۴	الھمزۃ	مکیۃ	۱	۹	۳۰
۱۰۵	الفیل	مکیۃ	۱	۵	۳۰
۱۰۶	قریش	مکیۃ	۱	۴	۳۰
۱۰۷	الماعون	مکیۃ	۱	۷	۳۰
۱۰۸	الکوثر	مکیۃ	۱	۳	۳۰
۱۰۹	الکٰفرون	مکیۃ	۱	۶	۳۰
۱۱۰	النصر	مدنیۃ	۱	۳	۳۰
۱۱۱	اللھب(مسد)	مکیۃ	۱	۵	۳۰
۱۱۲	الاخلاص	مکیۃ	۱	۴	۳۰
۱۱۳	الفلق	مکیۃ	۱	۵	۳۰
۱۱۴	الناس	مکیۃ	۱	۶	۳۰
المدنیۃ ۲۸					

فہرست سُورِ قرآن

(بہ ترتیب نزول)

یہ ترتیب نزول قرآن کے اعتبار سے ہے۔ یعنی سب سے اوّل سورۃ العلق نازل ہوئی اور آخر میں سورۃ النصر کا نزول ہوا۔ اس کے بعد مکی اور مدنی زندگی کے مختلف ادوار قائم کرکے علماء نے ان سورتوں کی دوسری تقسیم کی ہے۔ اس ترتیب پر قرآن کے مطالعہ سے تاریخی احوال کے مطابق بہت سے رموز واشکال کا حل مل جاتا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت ان ادوار کو سامنے رکھا جائے۔

فہرست سُورِ مکیّہ

شمار	نام سورہ	عدد رکوعات	عدد آیات	عدد پارہ
۱	العلق	۱	۱۹	۳۰
۲	القلم	۲	۵۲	۲۹
۳	المزمّل	۲	۲۰	۲۹
۴	المدثّر	۲	۵۶	۲۹
۵	الفاتحۃ	۱	۷	۰۰
۶	المسد(اللّھب)	۱	۵	۳۰
۷	التکویر	۱	۲۹	۳۰
۸	الاعلیٰ	۱	۱۹	۳۰
۹	الفیل	۱	۲۱	۳۰
۱۰	الفجر	۱	۳۰	۳۰
۱۱	الضحیٰ	۱	۱۱	۳۰
۱۲	الشرح(الم نشرح)	۱	۸	۳۰
۱۳	العصر	۱	۳	۳۰
۱۴	العٰدیٰت	۱	۱۱	۳۰
۱۵	الکوثر	۱	۲	۳۰
۱۶	التکاثر	۱	۸	۳۰
۱۷	الماعون	۱	۸	۳۰
۱۸	الکٰفرون	۱	۶	۳۰
۱۹	الفیل	۱	۵	۳۰
۲۰	الفلق	۱	۵	۳۰

شمار	نام سورہ	عدد رکوعات	عدد آیات	عدد پارہ
۲۱	النّاس	۱	۶	۳۰
۲۲	الاخلاص	۱	۴	۳۰
۲۳	النجم	۳	۶۲	۲۷
۲۴	عبس	۱	۴۲	۳۰
۲۵	القدر	۱	۵	۳۰
۲۶	الشمس	۱	۱۵	۳۰
۲۷	البروج	۱	۲۲	۳۰
۲۸	التین	۱	۸	۳۰
۲۹	قریش	۱	۴	۳۰
۳۰	القارعة	۱	۱۱	۳۰
۳۱	القیٰمة	۲	۴۰	۲۹
۳۲	الھمزة	۱	۹	۳۰
۳۳	المرسلٰت	۲	۵۰	۲۹
۳۴	قٓ	۳	۴۵	۲۶
۳۵	البلد	۱	۲۰	۳۰
۳۶	الطّارق	۱	۱۷	۳۰
۳۷	القمر	۳	۵۵	۲۷
۳۸	صٓ	۵	۸۸	۲۳
۳۹	الاعراف	۲۴	۲۰۶	۸
۴۰	الجن	۲	۲۸	۲۹
۴۱	یٰسٓ	۵	۸۳	۲۲
۴۲	الفرقان	۶	۷۷	۱۸
۴۳	فاطر	۵	۴۵	۲۲
۴۴	مریم	۶	۹۸	۱۶
۴۵	طٰہٰ	۸	۱۳۵	۱۶
۴۶	الواقعة	۳	۹۶	۲۷
۴۷	الشعرآء	۱۱	۲۲۷	۱۹
۴۸	النمل	۷	۹۳	۱۹
۴۹	القصص	۹	۸۸	۲۰
۵۰	الاسراء	۱۲	۱۱۱	۱۵
۵۱	یونس	۱۱	۱۰۹	۱۱
۵۲	ھود	۱۰	۱۲۳	۱۱
۵۳	یوسف	۱۲	۱۱۱	۱۲
۵۴	الحجر	۶	۹۹	۱۳
۵۵	الانعام	۲۰	۱۶۵	۷
۵۶	الصّٰفّٰت	۵	۱۸۲	۲۳
۵۷	لقمٰن	۴	۳۴	۲۱
۵۸	سبا	۶	۵۴	۲۲
۵۹	الزُّمر	۸	۷۵	۲۳
۶۰	غافر	۹	۸۵	۲۴
۶۱	فصّلت	۶	۵۴	۲۴
۶۲	الشوریٰ	۵	۵۳	۲۵
۶۳	الزخرف	۷	۸۹	۲۵
۶۴	الدخان	۳	۵۹	۲۵
۶۵	الجاثیة	۴	۳۷	۲۵
۶۶	الاحقاف	۴	۳۵	۲۶
۶۷	الذّٰریٰت	۳	۶۰	۲۶
۶۸	الغاشیة	۱	۲۶	۳۰
۶۹	الکھف	۱۲	۱۱۰	۱۵
۷۰	النحل	۱۶	۱۲۸	۱۴
۷۱	نوح	۲	۲۸	۲۹
۷۲	ابرٰھیم	۷	۵۲	۱۳
۷۳	الانبیاء	۷	۱۱۲	۱۷
۷۴	المؤمنون	۶	۱۱۸	۱۸
۷۵	الم السجدة	۳	۳۰	۲۱
۷۶	الطور	۲	۴۹	۲۷
۷۷	الملک	۲	۳۰	۲۹
۷۸	الحاقّة	۲	۵۲	۲۹
۷۹	المعارج	۲	۴۴	۲۹
۸۰	النبا	۲	۴۰	۳۰
۸۱	النّٰزعٰت	۲	۴۶	۳۰
۸۲	الانفطار	۱	۱۹	۳۰
۸۳	الانشقاق	۱	۲۵	۳۰
۸۴	الروم	۶	۶۰	۲۱
۸۵	العنکبوت	۷	۶۹	۲۰
۸۶	المطففین (التطفیف)	۱	۳۶	۳۰

فہرست سُورِ مدنیہ

شمار	نام سورہ	عدد رکوعات	عدد آیات	عدد پارہ
۱	البقرة	۴۰	۲۸۶	۱
۲	الانفال	۱۰	۷۵	۹
۳	اٰل عمرٰن	۲۰	۲۰۰	۳
۴	الاحزاب	۹	۷۳	۲۱
۵	الممتحنة	۲	۱۳	۲۸
۶	النسآء	۲۴	۱۷۶	۴
۷	الزلزلة	۱	۸	۳۰
۸	الحدید	۴	۲۹	۲۷
۹	محمّد	۴	۳۸	۲۶
۱۰	الرعد	۶	۴۳	۱۳
۱۱	الرحمٰن	۳	۷۸	۲۷
۱۲	الانسان	۲	۳۱	۲۹

شمار	نام سورہ	عدد رکوعات	عدد آیات	عدد پارہ
۱۳	الطلاق	۲	۱۲	۲۸
۱۴	البیّنۃ	۱	۸	۳۰
۱۵	الحشر	۳	۲۴	۲۸
۱۶	النور	۹	۶۴	۱۸
۱۷	الحج	۱۰	۷۸	۱۷
۱۸	المنٰفقون	۲	۱۱	۲۸
۱۹	المجادلۃ	۳	۲۲	۲۸
۲۰	الحجرات	۲	۱۸	۲۶
۲۱	التحریم	۲	۱۸	۲۶
۲۲	التغابن	۲	۱۲	۲۸
۲۳	الصف	۲	۱۴	۲۸
۲۴	الجمعۃ	۲	۱۱	۲۸
۲۵	الفتح	۴	۲۹	۲۶
۲۶	المآئدۃ	۱۶	۱۲۰	۶
۲۷	التوبۃ	۱۶	۱۲۹	۱۰
۲۸	النّصر	۱	۳	۳۰

الحروف المُقَطَّعَاتُ

قرآن کریم کی بعض سورتوں کے شروع میں ایک ایک حرف آیا ہے اور بعض کے شروع میں دو دو حرف آئے ہیں اسی طرح بعض کے شروع میں تین تین اور بعض کے شروع میں چار چار اور ایک سورہ (مریم) کے شروع میں پانچ حرف آئے ہیں۔ چونکہ ان حروف کو ملا کر نہیں بلکہ علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھا جاتا ہے اور جس حرف پر مد (ــٓ) کی علامت ہوا سے لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے ان حروف کو ہم مع تلفظ کے درج کرتے ہیں۔

صٓ (صَاد) قٓ (قَاف) نٓ (نُوْن) طٰہٰ (طَاھَا) طٰسٓ (طَاسِیْن) حٰمٓ (حَامِیْم) یٰسٓ (یَاسِیْن) الٓمّٓ (اَلِفْ لَامْ مِیْم) الٓرٰ (اَلِفْ لَامْ رَا)

طٰسٓمّٓ (طَاسِیْمِیْم) عٓسٓقٓ (عَیْن سِیْن قَاف) الٓمّٓرٰ (اَلِفْ لَامْ مِیْم رَا) الٓمّٓصٓ (اَلِفْ لَامْ مِیْم صَاد) کٓھٰیٰعٓصٓ (کَاف ھَا یَا عَیْن صَاد)

رُموزِ اَوقاف

جس طرح ہم اپنی گفتگو کے اثنا میں بعض اوقات تھوڑا سا رک جاتے ہیں اور کبھی رک کر سانس بھی لیتے ہیں اسی طرح عربی زبان میں بھی کبھی تھوڑا سا رک کر اور کبھی سانس لے کر گفتگو کو جاری رکھا جاتا ہے قرآن پاک بھی عربی محاورات اور لہجات کے مطابق نازل ہوا ہے اس لئے لازماً یہ بھی مسلسل کلام نہیں ہے بلکہ اس کی تلاوت کے لئے بھی وقفات ضروری ہیں۔ علماء و قراء نے ان وقفوں کے لئے علامات مقرر کی ہیں جن کو رموز اوقاف کہا جاتا ہے ذیل میں ان رموز کی تفصیل درج کی جاتی ہے تاکہ قاری ان کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت قرآن کرے۔

○ یہ ایک آیت کے ختم ہونے اور دوسری آیت شروع ہونے کی علامت ہے۔ اور لفظ اٰیت کی گول ۃ نے بتدریج یہ شکل اختیار کرلی ہے اس پر بعض مقامات میں "لا" لکھا ہوتا ہے جس کے معنی "نہیں" ہیں مطلب یہ کہ اس علامت ○ پر وقف نہ کیجئے بلکہ سلسلۂ تلاوت کو جاری رکھئے۔

مـ لفظ لازم کا مختصر ہے۔ یعنی یہاں ٹھہرنا لازم ہے۔

ط لفظ مطلق کا مخفف ہے۔

ج علامت جائز کی ہے یعنی ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا بھی جائز ہے۔

ز لفظ تجاوز سے مختصر ہے یعنی یہاں سے بدوں وقفہ کے گزر جانا چاہیئے۔

ص علامت ہے وقف مرخص کی۔ یعنی اگر سانس ٹوٹ جائے تو وقف کی رخصت ہے۔

صلے یہ "الوصل اولیٰ" کا ملخص ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق یہ قیل علیہ الوقف کی طرف اشارہ ہے یعنی قول مرجوح یہ بھی ہے کہ یہاں وقف کیا جائے۔

صل قد یوصل کی علامت ہے۔ یعنی قاری یہاں پر ٹھہرتا ہے اور نہیں بھی۔ یہاں ترک وصل اولیٰ ہے۔

قف صیغۂ امر ہے یعنی یہاں پر ٹھہر جایئے لیکن اگر نہ ٹھہرے تو مطلب نہیں بگڑتا۔

ک یہ کذالك کی علامت ہے یعنی پہلی رمز کے مطابق عمل کرو۔

س یہ علامت سکتہ کی ہے یعنی تھوڑا سا ٹھہر جایئے لیکن سانس نہ توڑیئے۔

وقفۃ یہ علامت وقف طویلہ کی علامت ہے یعنی جتنی دیر میں سانس لیتے ہیں اس سے کم ٹھہرے۔ سکتہ اور وقفہ میں فرق یہ ہے کہ سکتہ اقرب بوصل ہے اور وقفہ اقرب بوقف۔

لا اس علامت ○ کے بغیر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔

— جہاں دونو علامتیں لکھی ہوں، وہاں یہ اوپر کی علامت کا اعتبار ہوگا۔

قصص القرآن

قصہ حضرت آدم علیہ السلام

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۲	البقرۃ	۲۰–۲۹
۳	آلعمران	۲۲–۵۹
۷	الاعراف	۱۱–۲۵
۱۷	الاسراء	۶۱–۶۵
۱۸	الکہف	۵۰–x
۲۰	طٰہٰ	۱۱۵–۱۲۴
۱۵	الحجر	۲۸–۴۳
۳۸	صٓ	۷۱–۸۵

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۳	آل عمرٰن	۳۳–x
۴	النساء	۱۶۳–x
۶	الانعام	۸۴–x
۷	الاعراف	۵۹–۶۴، ۶۹
۷۱	النوح	۷۰–x
۱۰	یونس	۷۱–۷۳
۱۱	ہود	۲۵–۴۸
۱۴	ابرٰہیم	۹–x
۱۷	الاسراء	۳، ۱۷
۱۹	مریم	۵۸–x
۲۱	الانبیاء	۷۶–۷۷
۲۲	الحج	۴۲–x
۲۳	المومنون	۲۳–۳۰
۲۵	الفرقان	۳۷–x
۲۶	الشعراء	۱۰۵–۱۲۲
۲۹	العنکبوت	۱۴–۱۵
۳۳	الاحزاب	۷–x
۳۷	الصّٰفّٰت	۷۵–۸۰
۳۸	صٓ	۱۲
۴۰	غافر	۵، ۳۱
۴۲	الشوریٰ	۱۳–x
۵۰	قٓ	۱۲–x
۵۱	الذّٰریٰت	۴۶–x
۵۳	النجم	۵۲–x
۵۴	القمر	۹–۱۷
۵۷	الحدید	۲۶–x
۶۶	التحریم	۱۰–x
۷۱	نوح	۱–۲۸

قصہ حضرت ادریس علیہ السلام

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۱۹	مریم	۵۶–۵۷
۲۱	الانبیاء	۸۵–x

قصہ حضرت ہودؑ و ذکر قوم عاد

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۷	الاعراف	۶۵–۷۲،
″	″	۸۹، ۷۴
۹	توبۃ	۷۰–x
۱۱	ہود	۵۰–۶۰
۱۴	ابرٰہیم	۹–x
۲۵	الفرقان	۳۸–x
۲۶	الشعراء	۱۲۳–۱۴۰
۲۹	العنکبوت	۳۸–x
۳۸	صٓ	۱۲–x
۴۰	غافر	۳۱–x
۴۱	فصلت	۱۳، ۱۵
۴۶	الاحقاف	۲۱–۲۵
۵۰	قٓ	۱۳
۵۱	الذّٰریٰت	۴۱–۴۲
۵۳	النجم	۵۰–x
۵۴	القمر	۱۸–۲۲
۶۹	الحاقّۃ	۴، ۶–۸
۸۹	الفجر	۶–۸

قصہ حضرت صالح و ذکر قوم ثمود

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۷	الاعراف	۷۳–۷۹
۹	التوبۃ	۷۰–x
۱۱	ہود	۶۱–۶۸،
″	″	۸۹، ۹۵
۱۴	ابرٰہیم	۹–x
۱۷	الاسراء	۵۹–x
۲۲	الحج	۴۲–x
۲۵	الفرقان	۳۸–x
۲۶	الشعراء	۱۴۱–۱۵۹
۲۷	النمل	۴۵–۵۳
۲۹	العنکبوت	۳۸–x
۳۸	صٓ	۱۳–x
۴۰	غافر	۳۱–x
۴۱	فصلت	۱۳، ۱۷
۵۰	قٓ	۱۲–x
۵۱	الذّٰریٰت	۴۳–۴۵
۵۳	النجم	۵۱–x
۵۴	القمر	۲۳–۳۲
۶۹	الحاقّۃ	۴–۵
۸۵	البروج	۱۸–x
۸۹	الفجر	۹–x
۹۱	الشمس	۱۱–۱۵

قصہ حضرت ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۲	البقرۃ	۱۲۴–۱۴۱
″	″	۲۵۸، ۲۶۰
۳	آل عمرٰن	۳۳، ۶۵–۶۸،
″	″	۸۴، ۹۵–۹۷
۴	النساء	۵۴، ۱۲۵، ۱۶۳
۶	الانعام	۷۴–۸۳، ۱۶۱،
″	″	۸۶، ۸۴
۹	التوبۃ	۷۰، ۱۱۴
۱۱	ہود	۶۹–۷۶
۱۲	یوسف	۶، ۳۸، ۶۸
۱۴	ابرٰہیم	۳۵–۴۱
۱۵	الحجر	۵۱–۶۰
۱۶	النحل	۱۲۰–۱۲۳
۱۹	مریم	۴۱–۵۰، ۵۸،
″	″	۵۴، ۶
۲۱	الانبیاء	۵۱–۷۳، ۸۵
۲۲	الحج	۲۶–۲۷،
″	″	۴۳، ۷۸
۲۶	الشعراء	۶۹–۱۰۴
۲۹	العنکبوت	۱۶–۱۷، ۲۷
۳۳	الاحزاب	۷
۳۷	الصّٰفّٰت	۸۳–۱۱۳
۳۸	صٓ	۴۵–۴۷، ۴۸
۴۲	الشوریٰ	۱۳
۴۳	الزخرف	۲۶–۲۷
۵۱	الذّٰریٰت	۲۴–۳۷
۵۷	الحدید	۲۶
۶۰	الممتحنۃ	۴–۶
۸۷	الاعلیٰ	۱۹

قصہ حضرت لوط علیہ السلام

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۶	الانعام	۸۶
۷	الاعراف	۸۰–۸۴
۱۱	ہود	۷۰، ۷۴، ۷۷
″	″	–۸۳
۱۵	الحجر	۶۱–۷۷
۲۱	الانبیاء	۷۴–۷۵، ۷۱
۲۲	الحج	۴۳
۲۶	الشعراء	۱۶۰–۷۵
۲۷	النحل	۵۴–۵۸
۲۹	العنکبوت	۲۶، ۲۸–۳۵
۳۷	الصّٰفّٰت	۱۳۳–۱۳۸
۳۸	صٓ	۱۳
۵۰	قٓ	۱۳
۵۴	القمر	۳۳–۴۰
۶۶	التحریم	۱۰

قصہ حضرت یوسف علیہ السلام

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۶	الانعام	۸۴
۱۲	یوسف	۱–۱۰۴
۴۰	غافر	۳۴

قصہ حضرت شعیب علیہ السلام

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۷	الاعراف	۸۵–۹۳
۱۱	ہود	۸۴–۹۵
۲۶	الشعراء	۱۷۶–۱۹۱
۲۹	العنکبوت	۳۶–۳۷

قصہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون و بنی اسرائیل

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۲	البقرۃ	۴۰–۱۱۳، ۱۲۲،
″	″	–۱۲۳، ۱۳۶،
″	″	۲۴۶، ۲۴۸
۳	آل عمرٰن	۸۴
۴	النساء	۱۵۳–۱۶۲،
″	″	۱۶۴
۵	المآئدۃ	۱۲–۱۳، ۲۰
″	″	–۲۶
۶	الانعام	۸۴، ۹۰، ۱۵۴

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۸	الانفال	۵۴،۵۲
۱۰	یونس	۹۳-۷۵
۱۱	ہود	،۹۹-۹۶
"	"	۱۷،۱۱۰
۱۴	ابراہیم	۸-۵
۱۷	الاسراء	۱۰۱،۸-۲
"	"	۱۰۴-
۱۸	الکہف	۸۲-۶۰
۱۹	مریم	۵۳-۵۱
۲۰	طٰہٰ	۹۸-۹
۲۱	الانبیاء	۴۹-۴۸
۲۲	الحج	۴۴
۲۴	المؤمنون	۴۹-۴۵
۲۵	الفرقان	۳۶-۳۵
۲۶	الشعراء	۶۸-۱۰
۲۷	النمل	۱۴-۷
۲۸	القصص	۴۸-۳
۲۹	العنکبوت	۳۹
۳۸	صٓ	۱۲
۳۲	السجدۃ	۲۴-۲۳
۳۳	الاحزاب	۶۹،۷
۳۷	الصّٰفّٰت	۱۲۲-۱۱۴
۴۰	غافر	،۴۶-۲۳
"	"	۵۴-۵۲
۴۲	الشوریٰ	۱۳
۴۳	الزخرف	۵۶-۴۶
۴۴	الدخان	۳۳-۱۷
۴۵	الجاثیۃ	۱۷-۱۶
۴۶	الاحقاف	۱۲
۵۰	قٓ	۱۳
۵۱	الذّٰریٰت	۴۰-۳۸
۵۳	النجم	۳۶
۵۴	القمر	۴۲-۴۱
۶۱	الصف	۵
۶۶	التحریم	۱۱
۶۹	الحاقۃ	۱۰-۹

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۷۳	المزّمّل	۱۶-۱۵
۷۹	النّٰزعٰت	۲۶-۱۵
۸۰	البروج	۱۸
۸۷	الاعلیٰ	۱۹
۸۹	الفجر	۱۴-۱۰
قصہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام		
۲	البقرۃ	۵۹-۵۸
۷	الاعراف	۱۶۲-۱۶۱
۱۸	الکہف	۶۵-۶۰
قصہ حضرت حزقیل علیہ السلام		
۲	البقرۃ	۲۴۳
قصہ حضرت الیاس علیہ السلام		
۶	الانعام	۸۵
۳۷	الصّٰفّٰت	۱۳۲-۱۲۳
قصہ حضرت الیسع علیہ السلام		
۶	الانعام	۸۶
۳۸	صٓ	۴۸
قصہ حضرت شمویلؑ (سمویلؑ)		
۲	البقرۃ	۲۴۸-۲۴۶
قصہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام		
۲	البقرۃ	۲۴۶، ۱۰۲
"	"	۲۵۶
۳	النسآء	۱۶۳
۵	المآئدۃ	۷۸
۶	الانعام	۸۴
۱۷	الاسراء	۵۵
۲۱	الانبیاء	۸۲-۷۸
۱۵	النمل	۴۴-۱۵
۳۴	سبا	۱۴-۱۰
۳۸	صٓ	۴۰-۱۷
قصہ حضرت ایوب علیہ السلام		
۴	النسآء	۱۶۳
۶	الانعام	۸۴
۲۱	الانبیآء	۸۴-۸۳
۳۸	صٓ	۴۴-۴۱

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
قصہ حضرت یونس علیہ السلام		
۴	النسآء	۱۶۳
۶	الانعام	۸۶
۱۰	یونس	۹۸
۳۷	الصّٰفّٰت	۱۴۸-۱۳۹
قصہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام		
۷	الانبیآء	۸۶-۸۵
۳۸	صٓ	۴۸
قصہ حضرت عزیر علیہ السلام		
۹	التوبۃ	۳۰
۲	البقرۃ	۲۵۹
قصہ حضرت زکریا علیہ السلام		
۳	اٰل عمرٰن	۴۱-۳۷
۶	الانعام	۸۵
۱۹	مریم	۱۱-۲
۲۱	الانبیاء	۹۰-۸۹
قصہ حضرت یحییٰ علیہ السلام		
۳	اٰل عمرٰن	۴۱-۳۸
۶	الانعام	۸۵
۱۹	مریم	۱۵-۱۲
۲۱	الانبیآء	۹۰-۸۹
قصہ عیسےٰ و مریم علیہما السلام		
۲	البقرۃ	۲۵۳،۱۳۶،۸۷
۳	اٰل عمرٰن	۸۴،۶۳-۴۲
۴	النسآء	،۱۵۹-۱۵۶
"	"	۱۷۲،۱۷۱،۱۶۳
۵	المآئدۃ	-۷۲،۴۶،۱۷
"	"	۱۱۸-۱۱۰،۷۸،۷۵
۶	الانعام	۸۵
۹	التوبۃ	۳۱-۳۰
۱۹	مریم	۳۶-۱۶
۲۳	المؤمنون	۵۰
۳۳	الاحزاب	۷
۴۲	الشوریٰ	۱۳
۴۳	الزخرف	۶۴-۵۷
۵۷	الحدید	۹۷

سورۃ نمبر	نام سورۃ	آیات
۶۱	الصف	۱۴،۶
۶۶	التحریم	۱۲
قصہ اصحاب الجنّۃ		
۶۸	القلم	۱۳-۱۷
قصہ المؤمن والکافر		
۱۸	الکہف	۴۴-۳۲
قصہ اصحاب القریہ		
۳۶	یٰسٓ	۲۹-۱۳
قصہ حضرت لقمان (۳۰۰ سنہ ق م)		
۳۱	لقمٰن	۱۹-۱۲
قصہ اصحاب السّبت (۱۱۰۰ سنہ ق ب)		
۲	البقرۃ	۶۶-۶۵
۴	النسآء	۱۵۴،۴۷
۵	المآئدۃ	۶۰
۷	الاعراف	۱۶۶-۱۶۳
۱۶	النمل	۱۲۴
قصہ اصحاب الرس (۶۳۰ سنہ ق م)		
۲۵	الفرقان	۳۸
۵۰	قٓ	۱۵-۱۲
قصہ اصحاب الکہف والرقیم ۱۰ سنہ تقریباً		
۱۸	الکہف	۲۶-۹
قصہ حضرت ذوالقرنین (۵۶۱ سنہ ق م)		
۱۸	الکہف	۱۰۱-۸۳
قصہ یاجوج و ماجوج		
۱۸	الکہف	۱۰۱-۹۲
۲۱	الانبیآء	۹۷-۹۶
قصہ سبا (سیل عرم) ۱۲۰ سنہ تقریباً		
۳۴	سبا	۱۹-۱۵
۲۷	النمل	۴۴-۲۲
قصہ اصحاب الاخدود (قوم تبع) ۵۲۵ء		
۸۵	البروج	۱۱-۱
۴۴	الدخان	۳۷
۵۰	قٓ	۱۴
قصہ اصحاب الفیل (۵۷۱ء عام الفیل ولادت باسعادت صلی اللہ علیہ وسلم		
۱۰۵	الفیل	۵-۱

احکامِ دُعاء

(۱) دعا کے آداب و شرائط (الاعراف: ۲۹، ۵۵-۵۶ المؤمن: ۶۵)
(۲) دعا کی اہمیت (الفرقان: ۷۷)
(۳) دعا عین عبادت ہے اور عبادت سے اعراض جہنمیوں کا کام ہے (الفرقان: ۲۰)
(۴) اللہ تعالٰے سے دعا کے لئے کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں (البقرۃ: ۱۸۶)
(۵) اللہ سے فضل کی طلب کے لئے دعا کرتے رہو (النساء: ۳۲)
(۶) اللہ بندے کے قریب ہے اور اس کی دعا قبول کرتا ہے (ھود: ۴۶)
(۷) ناجائز کام کے لئے دعا سراسر جہالت ہے (ھود: ۴۶)
(۸) ناجائز دعا نبی بھی کرے تو رد ہو جاتی ہے (〃 〃)
(۹) غیر اللہ سے استمداد کرنا شرک ہے۔ (بنی اسرائیل: ۵۶)
(۱۰) اس کا انجام برا ہے۔ (الحج: ۲-۳)
(۱۱) غیر اللہ سے دعا کرنا دھوکہ اور فریب ہے (فاطر: ۱۴)
(۱۲) مشرکین کے معبود نہ دعا سنتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں (فاطر: ۱۴)
(۱۳) جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ سراسر عاجز ہیں (المؤمن: ۲۰)
(۱۴) یہ معبود ان کی دعا سے کلیتہً بے خبر ہیں (الاحقاف: ۵۱)
(۱۵) ان کو پکارنا لاحاصل ہے (المؤمن: ۴۳)
(۱۶) یہ معبود اس قدر عاجز ہیں کہ ایک مکھی کا مقابلہ نہیں کر سکتے (الحج: ۷۳)
(۱۷) اللہ تعالٰے مضطر کی دعا قبول کرتا ہے (النمل: ۶۲)
(۱۸) مشرک کے لئے دعائے مغفرت نہیں ہو سکتی (التوبۃ: ۱۱۴)
(۱۹) مشرک اور منافق پر نماز جنازہ ممنوع ہے (التوبۃ: ۸۴)
(۲۰) حضرت ابراہیمؑ ابتدا میں اپنے مشرک باپ کے لئے دعا کرتے رہے۔
(الشعراء: ۸۶ مریم: ۴۷ ابراھیم: ۴)
(۲۱) جب اس کے انجام سے باخبر ہوئے تو برأت کا اعلان کر دیا (التوبۃ: ۱۱۴)
(۲۲) دعا صرف اللہ ہی سے برحق ہے (التوبۃ: ۱۴)
اور اس کے سوا دوسروں سے مانگنا باطل ہے (الدھر: ۱۴، الاعراف: ۱۹۴، ۱۹۷)

قرآنی دُعائیں

(۱) مصیبت اور صدمہ کے وقت کی دعا (البقرۃ: ۱۵۶)
(۲) دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے لئے دعا (البقرۃ: ۲۰۱)
(۳) طالوت اور اس کے ساتھیوں کی دعا (البقرۃ: ۲۵۰)
(۴) عفو و مغفرت کے لئے دعا (البقرۃ: ۲۸۶)
(۵) اولوالالباب کی دعا (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب بیداری کے وقت پڑھا کرتے (آل عمران: ۱۹۱-۱۹۴)
(۶) حضرت مریم کی والدہ کی دعا (آل عمران: ۳۶)
(۷) میدان جنگ میں مجاہدین کی دعا (آل عمران: ۱۴۷)
(۸) دشمنوں کے شرور سے محفوظ رہنے کی دعا (آل عمران: ۱۷۴)
(۹) حضرت زکریا کی دعا (نیک اولاد کے لئے دعا) (آل عمران: ۳۸)
(۱۰) راسخ فی العلم لوگوں کی دعا (آل عمران: ۸-۹)
(۱۱) متقین کی دعا (آل عمران: ۱۶)
(۱۲) عباد الرحمٰن کی دعا (الفرقان: ۶۵-۶۶)
(۱۳) اولاد اور بیوی کی اصلاح کے لئے دعا (الفرقان: ۷۴)
(۱۴) اصحاب کہف کی دعا۔ (الکھف: ۱۰)
(۱۵) اصحاب اعراف کی دعا (الاعراف: ۴۷)
(۱۶) حق کی فتح و نصرت کے لئے دعا (الاعراف: ۸۹)
(۱۷) استقامت علی الحق کے لئے دعا (جو فرعون کے جادوگروں نے مسلمان ہونے کے بعد کی (الاعراف: ۱۲۶)
(۱۸) حضرت موسٰے کی اپنے بھائی کے لئے دعا (الاعراف: ۱۵۱)
(۱۹) اپنی قوم کے لئے دعا (الاعراف ۱۵۵، ۱۵۶)
(۲۰) اہل جنّت کا وظیفہ (یونس: ۱۰)
(۲۱) فرعون کے حق میں حضرت موسیٰ کی بددعا (یونس: ۸۸)
(۲۲) حضرت نوحؑ کی دعا کشتی پر سوار ہونے کے وقت۔ ھود: ۴۱
(۲۳) شرح صدر اور فصاحت بیانی کے لئے حضرت موسیٰؑ کی دعا (طٰہٰ ۲۵-۲۸)
(۲۴) آنحضرتؐ کو اضافۂ علم کے لئے دعا کی تلقین (طٰہٰ: ۱۱۴)
(۲۵) کفار کی سرکشی کے مقابلہ میں آنحضرتؐ کی دعا (الانبیاء: ۱۱۲)
(۲۶) مومنین کی دعا۔ (الانفال: ۴۰)
(۲۷) سواری کے وقت دعا (المؤمنون: ۲۹)
(۲۸) کفار کے مقابلہ میں حضرت نوحؑ کی دعا (المؤمنون: ۳۹)
(۲۹) ظالموں سے دور رہنے کی دعا (المومنون: ۹۴)
(۳۰) شیطانی وساوس سے تعوذ (المؤمنون: ۹۷-۹۸)
(۳۱) مومنین کی دعا (المؤمنون: ۱۰۹)
(۳۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کی تلقین (المؤمنون: ۱۱۸)
(۳۳) حضرت ابراہیمؑ کی دعا (المؤمنون: ۸۳)
(۳۴) حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کی دعا (النمل: ۱۵)
(۳۵) ملکہ سبا کی دعا (النمل: ۴۴)
(۳۶) اہل جنت کی دعا (فاطر: ۳۴-۳۵)
(۳۷) حضرت ایوبؑ کی دعا "بیماری کی حالت میں" (الانبیاء: ۸۳)
(۳۸) حضرت ذوالنون کی دعا "مچھلی کے پیٹ میں" (الانبیاء: ۸۷)
(۳۹) حضرت زکریا کی دعا۔ (الانبیاء: ۸۹)

(۴۰) حضرت ابراہیمؑ کی دعا "ہجرت کے وقت" (الصّٰفّٰت : ۱۰۰)
(۴۱) مومنین کے لئے حاملین عرش کی دعا (المؤمن : ۷)
(۴۲) چالیس سال کی عمر کے بعد مومن کی دعا (الاحقاف : ۱۵)
(۴۳) مومنین کی دعا (الحشر : ۱۰)
(۴۴) حالت نزع میں کافر کی دعا (المنٰفقون : ۹)
(۴۵) آسیہ زوجہ فرعون کی دعا (التحریم : ۱۱)
(۴۶) سواری کے وقت مومن کی دعا (الزخرف : ۱۳-۱۴)
(۴۷) حضرت آدمؑ اور حواؑ کی دعا (الاعراف : ۲۳)
(۴۸) حضرت نوحؑ کی دعا (القمر : ۲۳)
(۴۹) حضرت نوحؑ کی کفار کے لئے بددعا (نوح : ۲۶-۲۸)
(۵۰) حضرت یوسفؑ کی آخری دعا (یوسف : ۱۰۱)
(۵۱) حضرت سلیمانؑ کی دعا (النمل ۱۹، صٓ : ۳۵)
(۵۲) حضرت لوطؑ کی دعا (الشعراء : ۱۶۹)
(۵۳) حضرت یوسفؑ کی عورتوں کے فتنہ سے حفاظت کے لئے (یوسف : ۳۳)
(۵۴) حضرت موسےٰؑ کی دعا (القصص : ۱۶)
(۵۵) حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا (الاعراف : ۸۹ ھود ۸۸)
(۵۶) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دعا (المآئدۃ : ۱۱۴)
(۵۷) حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی دعا (البقرۃ : ۱۲۷-۱۲۹)
(۵۸) آنحضرتؐ کی دعا جو ہجرت کے قریب کرتے رہے (الاسراء : ۸۰)
(۵۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا (ابرھیم : ۳۵-۴۸)
(۶۰) حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دعا (المائدۃ : ۲۵)
(۶۱) ماں باپ کے لئے دعا (الاسراء : ۲۴)
(۶۲) قوم موسےٰؑ کی دعا (یونس : ۸۵-۸۶)
(۶۳) حضرت موسیٰؑ کی دعا مصر سے بھاگتے وقت (القصص : ۲۱)
(۶۴) مدین پہنچ کر ...... (القصص : ۲۴)
(۶۵) قوم کو دعوت توحید دینے کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی دعا (الشعراء : ۸۲-۸۹)
(۶۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعا (الممتحنۃ : ۴-۵)
(۶۷) مومنین کی دعا، اہل ایمان کے لئے مغفرت اور دلوں سے کینہ نکالنے کے لئے (الحشر : ۱۰)
(۶۸) قیامت کے دن مومنین کی دعا (التحریم : ۸)
(۶۹) مومنین اہل کتاب کی دعا (المآئدۃ : ۸۳)

فوائدِ حواشی

نمبر شمار	عنوان
۱	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے معجزات (۲: ۸۷، ۳: ۴۹، ۵: ۱۱۰)
۲	روح القدس کی تشریح
۳	یہود آنحضرتؐ کی بعثت کے متمنی تھے (۲: ۸۹)
۴	قصہ ھاروت وماروت (۲: ۱۰۲)
۵	بیان اِعراب" ھاروت وماروت (")
۶	نسخ کے لغوی اور اصطلاحی معنی (۲: ۱۰۶)
۷	معتزلہ نسخ کے منکر تھے (۲: ۱۰۶)
۸	یہود کی محاذ آرائی (۲: ۱۱۱)
۹	گروہ بندی کی مذمت (۲: ۱۱۳)
۱۰	مساجد میں عبادت سے روکنا بہت بڑا ظلم ہے (۲: ۱۱۴)
۱۱	مگر قبروں پر بنائی گئی مساجد کا مسمار کرنا ضروری ہے ۲: ۱۱۴
۱۲	قرآنی پیش گوئی (۲: ۱۱۴)
۱۳	ربط آیات
۱۴	قرآن کی صحیح تلاوت سے ہی دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے ۲: ۱۲۱
۱۵	مقام ابراہیم کی وضاحت (۲: ۱۲۵)
۱۶	حرم مکہ کے احکام (۲: ۱۲۶)
۱۷	خانہ کعبہ کی تعمیر (۲: ۱۲۷)
۱۸	بحث قدامت بیت اللہ (۲: ۱۲۷)
۱۹	بیت اللہ کا شرف اور غلافِ کعبہ وغیرہ رسومات کی شرعی حیثیت (۲: ۱۲۷)
۲۰	آنحضرتؐ کی بعثت، حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی دعا کا نتیجہ تھی (۲: ۱۲۹)
۲۱	اصل دین ملتِ ابراہیمؑ ہے جو شرک و بدعت اور رسومِ تقلید سے پاک تھا۔ ۲: ۱۳۶
۲۲	بزرگوں کی طرف انتساب ذریعہ نجات نہیں بن سکتا (۲: ۱۳۷)
۲۳	صراطِ مستقیم کی تشریح (۲: ۱۴۲)
۲۴	اُمّۃً وسطًا کا مفہوم (۲: ۱۴۳)
۲۵	نماز چونکہ جامع ایمان ہے اسلئے اسے عین ایمان فرمایا ۲: ۱۴۳
۲۶	تحویلِ کعبہ کا حکم (۲: ۱۴۴)
۲۷	اہل بدعت کی محفلوں میں شرکت حرام ہے ۲: ۱۴۵)
۲۸	مسجدِ حرام کی طرف متوجہ ہونے کے حکم اور تکرار کی وجہ
۲۹	ربطِ آیات (۲: ۱۵۴)
۳۰	شہداء کی زندگی (۲: ۱۵۴)
۳۱	طواف صفا ومروۃ (۲: ۱۵۸)
۳۲	انداد کے معنی جبوں اور قبوں کی عبادت، اور غیر اللہ کی نذر و نیاز سب شرک میں داخل ہیں (۲: ۱۶۵)
۳۳	محرمات کا بیان، مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰہ کی تشریح ۲: ۱۷۳)
۳۴	انواع بر پر جامع آیت (۲: ۱۷۷)
۳۵	تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے (۲: ۱۷۸)
۳۶	وارث کیلئے وصیت جائز نہیں (۲: ۱۸۱)
۳۷	روزہ کی فرضیت (۲: ۱۸۳)
۳۸	قیامِ رمضان (۲: ۱۸۵)
۳۹	فرض روزہ کیلئے رات کو نیت ضروری ہے ۲: ۱۸۷)
۴۰	روزہ کے احکام (۲: ۱۸۷)
۴۱	حُرمت کے مہینے چار ہیں (۲: ۱۹۴)
۴۲	حج کے اقسام (۲: ۱۹۶)
۴۳	حج کے احکام (۲: ۱۹۷ تا ۲۰۳)
۴۴	دنیا پرست کے اوصاف (۲: ۲۰۴ - ۲۰۶)
۴۵	خداپرست کے اوصاف (۲: ۲۰۷)
۴۶	مومنین کو خصوصی ہدایات (۲: ۲۰۸)
۴۷	صفاتِ الٰہی میں سلف کا عقیدہ (۲: ۲۰۸)
۴۸	ابتداء میں تمام انسان ایک ہی دین پر تھے (۲: ۲۱۳)
۴۹	شراب نوشی حرام ہے (۲: ۲۱۹)
۵۰	حیض کے احکام (۲: ۲۲۲)
۵۱	عورت سے غیر فطری فعل حرام ہے (۲: ۲۲۳)
۵۲	قسم کا کفارہ (۲: ۲۲۴)
۵۳	رضاعت کے احکام (۲: ۲۳۳)
۵۴	عدّتِ وفات (۲: ۲۳۴)
۵۵	عدّت کے اندر صاف الفاظ میں پیغامِ نکاح ممنوع ہے ۲: ۲۳۵

تصدیق نامہ

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے اس قرآن حکیم کے متن کو حرفاً بحرفاً پڑھا ہے۔ اس میں کسی لفظ یا حرف یا اعراب کی غلطی نہیں ہے اور اس کا متن حکومت کی طرف سے منظور شدہ معیاری نسخے کے متن کے عین مطابق ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

کتبِ سماویہ میں قرآن کریم کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ چلا آرہا ہے اور امتِ محمدیہ مرحومہ نے اس کتابِ عزیز کی تشریح و تفسیر میں جس عقیدت، اور عمل کا ثبوت بہم پہنچایا ہے وہ بھی قرآنی اعجاز ہی میں داخل ہے۔ جس قدر علومِ اسلامیہ مرتب ہوئے اور اپنی وسعت پذیری میں ہر علم بجائے خود متعدد فنون میں نظر آنے لگا، یہ سب خدمتِ قرآن ہی کے زمرہ میں آتے ہیں۔

تاریخ کے ہر دور میں علماء نے قرآن کی تشریح و تفسیر کا فریضہ ادا کیا۔ اور علماء کی ان خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ انکا احصاء ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ برصغیر میں خاندانِ ولی اللّٰہی کی خدمات کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ ان میں شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اپنی سہولت اور اختصار کے سبب نہایت مقبول ہے اور علماء نے اس ترجمہ کو الہامی ترجمہ قرار دیا ہے۔

ان کے بعد نواب وحید الزمان خاں حیدرآبادی کا ترجمہ اپنی سلاست اور وضاحت کے اعتبار سے بیحد مقبول ہے اور یہ ترجمہ جو مسلکِ سلف کا مظہر ہے۔ اس پر خود حضرت النواب نے تفسیری حواشی مرتب فرمائے مگر وہ نہایت مختصر تھے۔ اس بنا پر کسی ایسے تفسیری حواشی کی ضرورت عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی جو اس ترجمہ سے ہم آہنگ ہو، اور احادیثِ صحیحہ، و آثارِ صحابہ و تابعین پر حاوی ہو تاکہ سلف کے طرز پر قرآن سمجھنے والے اس سے اپنا شوق پورا کرسکیں۔

چنانچہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب نے اس کا احساس کیا اور راقم الحروف کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حسبِ تجویز قرآن کے حواشی ترتیب دوں۔ بندہ نے اپنی لگاتار محنت سے اس کام کو مکمل کیا اور اس سلسلہ میں دیگر جید علماء سے بھی علمی استفادہ کیا گیا۔ ان تفسیری حواشی میں مندرجہ ذیل اصول کو سامنے رکھا گیا ہے:۔

۱۔ کتبِ تفسیر میں ابنِ کثیر، فتح القدیر اور فتح البیان کو اصل قرار دیا گیا ہے اور ان سے تفسیر بالماثور کا حصہ نہایت اختصار کے ساتھ اخذ کیا گیا ہے۔

۲۔ بلاواسطہ کتبِ حدیث سے استفادہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں صحاح ستہ اور ان کے شروح کو سامنے رکھا گیا ہے۔

۳۔ جن عقل پسندوں نے قرآن کی ترجمانی کے زعم میں بعض صحیح احادیث کا انکار کیا ہے، فوائد میں ان پر بھی بالاختصار تنقید کر دی گئی ہے۔

میں نے حواشی کی ترتیب و تدوین میں جو محنتِ شاقہ کی ہے مصنفین علماء کرام ہی اس کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ محترم شیخ محمد اشرف صاحب نہایت اہتمام کے ساتھ ان کو شائع کر رہے ہیں اور یہ محترم شیخ صاحب کی حوصلہ افزائی کا ہی نتیجہ ہے کہ قارئین کرام ان حواشی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس باشرف کام کو مقبولیت عطا فرمائے اور میرے لئے اور ناشر کے لئے زادِ آخرت بنائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ابو القاسم محمد عبدہ الفلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ رب العلمین، والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ، وصحبہ أجمعین ۔ أما بعد !

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" (تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے اور اس کی تعلیم دے) اسی فرمان نبوی کا نتیجہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں قرآن مجید کی تعلیم وتدریس کی ہمیشہ ایک امتیازی خصوصیت رہی ہے۔ آج بھی ہمارے ہاں دینی مدارس کی بنیاد ہی تعلیم قرآن ہے۔ گاؤں، قصبوں اور شہروں میں دینی مدارس کی کثیر تعداد اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانوں میں کتاب مبین سے وابستگی کا جذبہ کتنا گہرا اور والہانہ ہے۔ مسلم معاشرہ میں حفاظ کرام کو ہمیشہ احترام وعقیدت سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ ایسے مسلمان کم ہی ملیں گے جو قرآن مجید پڑھنا نہ جانتے ہوں یا جنھیں قرآن مجید کی متعدد سورتیں یاد نہ ہوں۔ لیکن محض قرآن مجید حفظ کر لینا، دیکھ کر پڑھ لینا یا چند چھوٹی بڑی سورتیں یاد کر لینا ہی اس کتاب الہی کا منشا نہیں ہے، قرآن عظیم انسانیت کی ابدی ہدایت کا ایک منشور ربانی ہے اور ہر مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ اس کے معانی اور مفہوم ومطالب تک پہنچنے کی کوشش کرے تاکہ اسے معلوم ہو کہ دین حنیف کے تقاضے کیا ہیں۔ قرآن اس سے کیا چاہتا ہے، رزم وبزم اور سرّاء وضرّاء میں ایک مومن کا کردار کیا ہونا چاہیے، دیگر اقوام وملل کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کس نوعیت کے ہونے چاہئیں۔

قرآن مجید کے معانی ومطالب تک رسائی کے بغیر تبلیغ واشاعت دین کا فریضہ بھی کما حقہ انجام نہیں دیا جاسکتا۔ اسی لیے جلیل القدر علماء نے ہر دور میں قرآن مجید کی تفاسیر لکھیں، دیگر زبانوں میں معانی قرآن کے ترجمے بھی ہوئے اور آج دنیا کی ہر اہم زبان میں قرآن شریف کے معانی کا ترجمہ موجود ہے۔ اردو میں شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کا ترجمہ بہت مشہور ہے، یہ رواں اور سلیس ہے۔ متعدد اردو تراجم معانی قرآن کی بنیاد بھی شاہ صاحب اور ان کے بھائی شاہ عبد القادر دہلوی رحمہما اللہ ہی کے ترجمے ہیں، ان کے بعد علامہ نواب وحید الزماں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ ہے جو تقریبًا سلف صالحین کی فکر پر مبنی ہے یہ بھی بے حد اہم اور معتبر ترجمہ ہے۔ مشہور تاجر کتب شیخ محمد اشرف رحمہ اللہ نے ان مذکورہ بالا دو تراجم پر مفصل تفسیری حواشی اور متعلقہ احادیث کی تحقیق مشہور محقق عالم شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح حفظہ اللہ سے کرا کے قرآن مجید کا ایک ایڈیشن شائع کیا تھا۔ اس ایڈیشن کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر "ابو الکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر" نئی دہلی کے تحقیقی اور علمی ادارہ "مجمع البحوث العلمیۃ الإسلامیۃ" نئی دہلی نے بھی اسے شائع کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ یہ ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔ دو اہم ترجموں، تفسیری حواشی اور احادیث کی یکجائی سے کلام الہی کی ہمہ جہتی تفہیم میں آسانی ہوگی اور یہی اس پیش کش کا مقصد ہے۔

"مجمع البحوث العلمیۃ الإسلامیۃ" نئی دہلی کا قیام دین خالص کی تبلیغ واشاعت کے لیے عمل میں آیا ہے، تفہیم قرآن کریم اس کی کوششوں کا اہم ترین اور بنیادی گوشہ ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ فہم قرآن کو عام کیا جائے تاکہ مسلمان دین خالص کی صحیح تعلیمات سے آشنا ہوں اور ان میں شرک وبدعات سے اجتناب کا جذبہ بیدار ہو، یہ ادارہ اب تک علمی ودینی موضوعات پر عربی، اردو اور انگریزی میں متعدد کتابیں شائع کر چکا ہے جنھیں ملک اور بیرون ملک میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ قرآن مجید کے اس ایڈیشن کے بعد "مجمع البحوث العلمیۃ الإسلامیۃ" امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی مایۂ ناز تصنیف زاد المعاد شائع کرے گی اس کے ترجمہ کی پہلی جلد مکمل ہوچکی ہے اور باقی جلدوں کی تصحیح کا کام جاری ہے۔ إن شاء اللہ العزیز عنقریب یہ گراں قدر تحفہ نذر قارئین کیا جائے گا۔

اللہ تعالی ہم سب کو "تدبر فی القرآن" کا ذوق عطا فرمائے، شرک وبدعات سے اجتناب کی توفیق دے اور ہماری حسنات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العلمین

عبد الحمید رحمانی
صدر
مجمع البحوث العلمیۃ الإسلامیۃ
ابو الکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر
نئی دہلی

۱۷/ ۶/ ۱۴۱۵ھ
۲۱/ ۱۱/ ۱۹۹۴ء